طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ

نور محمدی

مکمل و مدلل

بہشتی زیور

از افاضات
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
رحمۃ اللہ علیہ

نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور محمدی بہشتی زیور مدلل و مکمل

عربی عبارتوں، حوالوں اور قدیم و جدید ضمیموں کا بے مثل بہترین مجموعہ!

تصدیق فرمودہ حضرات علمائے دیوبند

مصنفہ: حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اس نور محمدی ایڈیشن میں نہایت ہی اہم اضافات اور فوائد کو شامل کر کے اسکو فی الحقیقت دین و دنیا کا زیور بنا دیا گیا ہے۔ اب یہ ایک علمی، مذہبی، فقہی، اخلاقی، اقتصادی اور طبی معلومات کا لاثانی ذخیرہ ہے جس سے ہر مسلمان مرد اور عورت گھر بیٹھے ایک زبردست اور جامع معلومات عالم کا کام لے سکتا ہے۔ اسمیں پیدائش سے لیکر موت تک کے حالات و مسائل جو ہر مسلمان کو پیش آتے ہیں، مکمل طور پر درج ہیں؛ اردو میں دینی مسائل کی قابلِ اعتماد صحت کیلئے "نور محمدی بہشتی زیور" کا نام ہی زبردست ضمانت ہے۔

ناشران

نور محمد۔ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب۔ مقابل آرام باغ۔ فریر روڈ۔ کراچی

قیمت:۔ اعلیٰ چکنا کاغذ مجلد تیرہ روپے + معمولی سفید کاغذ مجلد دس روپے (عـه) محصول ڈاک ایک روپیہ (عـه) +

ایجوکیشنل پریس کراچی

مشکوٰۃ شریف اُردو

(چھ ہزار ۶۰۰۰ سے زائد احادیث نبوی کا بیش بہا ذخیرہ)

یعنے

حدیث شریف کی گیارہ کتابوں کا عطر

بخاری - مسلم - ترمذی - ابوداؤد - ابن ماجہ - نسائی - سنن امام مالک - امام احمد - امام شافعی - امام بیہقی - دارمی

اہل علم اور دیندار مسلمانوں کو معلوم ہے کہ کلام الٰہی کے بعد دین اسلام کی بنیاد کلام رسول اللہ صلعم اور پھر صحابہؓ اور پھر تابعینؒ کے اقوال ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ احادیث رسول اللہ صلعم اور صحابہ و تابعین کے اقوال مبارک حقیقت میں قرآن مجید ہی کا واضح بیان اور کلام الٰہی کی مستند تفسیر ہیں۔
حضرت رسول کریم صلعم کی احادیث کو نہایت تحقیق و تدقیق اور انتہائی احتیاط کے ساتھ مختلف کتابوں میں ضبط کیا گیا ہے جنمیں سے چھ کتابیں زیادہ مستند و مشہور ہیں یعنی بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ۔
ان تمام کتابوں کا مطالعہ چونکہ عام مسلمانوں کے لئے دشوار تھا۔ اس لئے امام بغویؒ نے مذکورۂ بالا چھ کتب اور دوسری مستند کتب احادیث مثلاً سنن امام مالک۔ امام احمد۔ امام شافعی۔ امام بیہقی اور دارمی سے ضروری احادیث کا ایک مجموعہ عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے خیال سے مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح رکھا۔ اس کتاب سے مسلمانوں کو غیر معمولی فائدہ پہنچا اور یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد علمائے نے محسوس کیا کہ مصابیح کی ترتیب میں بعض نقائص ہیں جو مصابیح کی موجودہ صورت سے خاطر خواہ نفع پہنچنے میں سدِّ راہ ہیں۔ اس لئے تبریز کے مشہور عالم شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمری نے اس طرف توجہ کی اور عرصۂ دراز کی محنت و کوشش کے بعد سنہ ۷۳۷ھ میں مصابیح کے تمام نقائص کو دور کرکے احادیث کا ایک بہترین مجموعہ مرتب کیا جسکا نام "مشکوٰۃ المصابیح" رکھا اور یہ مجموعہ اسقدر مقبول ہوا کہ دنیائے اسلام کے تمام مدارس میں اسکو داخل درس کر لیا گیا۔
ضرورت تھی کہ جسطرح مشکوٰۃ المصابیح سے اہل علم اور عربی داں حضرات مستفیض ہو رہے تھے، اسی طرح اردو داں طبقہ بھی اس سے فائدہ اٹھائے اور نبی کریمؐ کی احادیث مبارکہ سے براہ راست لطف اندوز ہو۔
اصح المطابع نے اس شدید کمی کو محسوس کیا اور تراجم احادیث کی اشاعت کا سلسلہ "افادۃ للعوام" جاری کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ بوقت مشکوٰۃ المصابیح کا صحیح بامحاورہ ترجمہ شائع ہو چکا ہے (بخاری شریف اور موطا امام مالک کا ترجمہ بھی عنقریب شائع ہونے والا ہے) یہ ترجمہ نہایت مکمل اور آسان عام فہم ہے جسمیں تمام احادیث کو مع حوالہ جات کے درج کیا گیا ہے۔ جابجا ضروری تشریحات بھی شامل کرکے احادیث کے صحیح مفہوم کو سمجھانے کی مناسب کوشش کی گئی ہے۔ احادیث کا یہ بیش بہا ذخیرہ ۱۱۵۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ضخامت کا لحاظ رکھتے ہوئے کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

قیمت کامل مجلد اعلیٰ سولہ روپے (۱۶/-)
الگ الگ جلدیں بھی مل سکتی ہیں۔ قیمت فی حصہ مجلد آٹھ روپے (۸/-)

شائقین اور ضرورت مند حضرات کے اصرار پر "مشکوٰۃ" کے آخری ۴۴ صفحات کا حصہ "اسماء الرجال" جس میں ۳۲۳۰ اصحابہ، صحابیات، تابعین، تابعات اور ائمہ دین کے حالات درج ہیں علیحدہ بھی شائع کیا گیا ہے جس کی قیمت مجلد دو روپے ہے۔

ناشرین:- **نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ فریر روڈ۔ کراچی**

نور محمدی بہشتی زیور مدلل و مکمل

فہرست مضامین

حصہ نہم

حصہ دہم ۱۰

فہرست مضامین نور محمدی طبی جوہر (بہشتی زیور حصہ نہم)

کتبہٗ اشفاق احمد برادر شفاعت احمد خوشنویس

ملنے کا پتہ:- نور محمد کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ - فریر روڈ - کراچی

فہرستِ مضامین نورِ محمدی بہشتی زیور حصہ اوّل مکمّل مدلّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ قدیمہ

الحمد للہ الذی قال فی کتابہ یاایہا الذین اٰمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ وقال تعالیٰ واذکرن مایتلیٰ فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمۃ والصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ محمد صفوۃ الانبیاء الذی قال فی خطابہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ وقال علیہ السلام طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ المتأدبین والمؤدبین باٰدابہ

(تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنی کتاب میں فرمایا۔ اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ (یعنی دوزخ) سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور یاد کرو (اے عورتو!) جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی کی باتیں۔ اور درود اور سلام آپ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو برگزیدہ ہیں انبیاء کے۔ آپ نے فرمایا اپنے ارشادات میں، ہر ایک تم میں سے راعی (نگہبان) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھ ہوگی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصل کرنا علم کا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے اور درود نازل ہو آپ کی اولاد اور اصحاب پر جو آپ کے اخلاق و عادات کو سیکھنے اور سکھانے والے ہیں ۱۲)

امابعد۔ حقیر ناچیز اشرف علی تھانوی حنفی مظہر مدعا ہے کہ ایک مدت سے ہندوستان کی عورتوں کے دین کی تباہی دیکھ دیکھ کر دل دکھتا تھا اور اسکے علاج کی فکر میں رہتا تھا، اور زیادہ وجہ فکر کی یہ تھی کہ یہ تباہی صرف اُن کے دین تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ دین سے گذر کر ان کی دُنیا تک پہنچ گئی تھی اور اُن کی ذات سے گذر کر اُنکے بچوں بلکہ بہت سے آثار سے اُن کے شوہروں تک اثر کر گئی تھی اور جس رفتار سے یہ تباہی بڑھتی جاتی تھی اُسکے اندازہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر چندے اور اصلاح نہ کی جائے تو شاید یہ مرض قریب قریب لاعلاج کے ہوجائے۔ اسلئے علاج کی فکر زیادہ ہوئی اور سبب اس تباہی کا بالقاء الٰہی اور تجربہ اور دلائل اور خود علم ضروری سے محض یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کا علوم دینیہ سے ناواقف ہونا ہے جس سے اُن کے عقائد اُن کے اعمال اُن کے معاملات اُن کے اخلاق ان کا طرز معاشرت سب برباد ہو رہا ہے بلکہ ایمان تک بچنا مشکل ہے۔ کیونکہ بعضے اقوال و افعال کفر یہ تک

حاشیہ:

[illegible] یہ مضمون بچوں کے [illegible] نہیں ہے۔ بچوں کو صفحہ [illegible] سے شروع کرایا جاوے

[illegible] الحدیث اخرجہ البخاری [illegible] غیرہما ۱۲

[illegible] انس قال قال رسول [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم [illegible] العلم عند غیر اہلہ کمقلد [illegible] زیر الجوہر واللؤلؤ و [illegible] رواہ ابن ماجۃ و [illegible] البیہقی فی شعب الایمان [illegible] مسلم قال ہذا حدیث [illegible] اسنادہ ضعیف [illegible] من اوجہ کلہا ضعیف [illegible] من طرقہ احد و قال [illegible] فی المقاصد الحسنۃ [illegible] بحث طویل قد الحق بعض المصنفین بآخر ہذا الحدیث ومسلمۃ [illegible] لہا ذکر فی شیٔ من طرقہ وان کان معناہا صحیحا

۱۲ (ابن ماجہ ص۲۰)

اور بیہقی کی کتاب شعب الایمان میں علیٰ کل مسلم ہی تک منقول ہے اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن مشہور ہے مگر سند ضعیف ہے۔ اسی کی تائید میں امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں بھی ذکر کیا ہے کہ بعض مصنفین نے علیٰ کل مسلم کے بعد ومسلمۃ کا اضافہ کیا ہے اور سیر حاصل بحث کے بعد یہ بھی فرمایا ہے کہ اس حدیث کی کسی سند میں بھی یہ لفظ (ومسلمۃ) مذکور نہیں ہے۔ مگر یہ روایت معنًا صحیح ہے۔

اُن سے سرزد ہوجاتے ہیں اور چونکہ بچے اُن کی گودوں میں پلتے ہیں۔ زبان کے ساتھ اُن کا طرزِ عمل، اُن کے خیالات بھی ساتھ ساتھ دل میں جمتے جاتے ہیں جس سے دین تو اُن کا تباہ ہوتا ہی ہے مگر دنیا بھی بے لطف و بدمزہ ہوجاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ بداعتقادی سے بداخلاقی پیدا ہوتی ہے اور بداخلاقی سے بداعمالی اور بداعمالی سے بدمعاملگی جو جڑ ہے مکدّرِ معیشت کی۔ رہا شوہر اگر ان ہی جیسا ہوا تو دو مفسدوں کے جمع ہوجانے سے فساد میں اور ترقی ہوئی جس سے آخرت کی تو خانہ ویرانی ضروری ہے مگر اکثر اوقات اس فساد کا انجام باہمی نزاع ہوکر دنیا کی خانہ ویرانی بھی ہوجاتی ہے اور اگر شوہر میں کچھ صلاحیت ہوئی تو اس بیچارہ کو جنم بھر کی قید نصیب ہوئی۔ بی بی کی ہر حرکت اس بیچارہ شوہر کے لئے ایذا رساں اور اسکی ہر نصیحت اس بی بی کو ناگوار اور گراں، اور اگر صبر نہ ہوسکا تو نوبت نااتفاقی اور علیحدگی کی پہنچ گئی اور اگر صبر کیا گیا تو قیدِ تلخ ہونے میں شبہ ہی نہیں۔ اور اس ناواقفیت علوم دین کی وجہ سے ان کی دُنیا بھی خراب ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کی غیبت کی اس سے عداوت ہوگئی اور اس سے کوئی ضرر پہنچ گیا۔ اور مثلاً طلبِ جاہ اور ناموری کے لئے فضول رسوم میں اسراف کیا اور ثروت مبدل بافلاس ہوگئی۔ اور مثلاً شوہر کو ناراض کردیا اس نے نکال باہر کیا، یا بے التفاتی کرکے نظر انداز کردیا۔ اور مثلاً اولاد کی بیجا ناز برداری کی اور وہ بے ہنر اور نامکمل رہ گئی اُن کو دیکھ کر ساری عمر کوفت میں گذری اور مثلاً مال و زیور کی حرص بڑھی اور بقدرِ حرص نصیب نہ ہوا تو تمام عمر اسی ادھیڑبُن میں کاٹی۔ اور اسی طرح بہت سے مفاسد لازمی و متعدی اس ناواقفیت کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ علاج ہر شے کا اسکی ضد سے ہوتا ہے اسلئے اس کا علاج واقفیت علم دین یقینی قرار پایا۔ بناءً علیہ مدت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کرکے علم دین گو اردو ہی میں کیوں نہ ہو ضرور سکھایا جاوے اس ضرورت سے موجودہ اردو کے رسالے اور کتابیں دیکھی گئیں تو اس ضرورت کے رفع کرنے کیلئے کافی نہیں پائی گئیں۔ بعضی کتابیں تو محض نامعتبر اور غلط پائی گئیں بعضی کتابیں جو معتبر تھیں ان کی عبارت ایسی سلیس نہ تھی جو عورتوں کے فہم کے لائق ہو۔ پھر اس میں وہ مضامین بھی مخلوط تھے جن کا تعلق عورتوں سے کچھ بھی نہیں بعضی کتابیں عورتوں کے لئے پائی گئیں مگر وہ اس قدر تنگ اور کم تھیں کہ ضروری مسائل اور احکام کی تعلیم میں کافی نہیں اسلئے یہ تجویز کی کہ ایک کتاب خاص ان کیلئے ایسی بنائی جاوے جس کی عبارت بہت ہی سلیس ہو۔

دستور العمل تدریس حصہ ہذا

(نمبر۱) جب لڑکی کا قرآن شریف ختم ہوجاوے یہ رسالہ شروع کرادیا جاوے۔

(نمبر۲) اسکا دیباچہ نہ پڑھایا جاوے البتہ ابیات جن میں زیور اخلاق کا بیان ہے اگر زبانی یاد کرادی جاویں تو مناسب ہے۔

(نمبر۳) الف با کو خوب پہچنواکر اور یاد کراکر پڑھایا جاوے اور وقتاً فوقتاً سبق میں امتحان لیا جاوے۔

(نمبر۴) اگر خلاف مصلحت نہ سمجھا جاوے تو لڑکی سے کہا جاوے کہ تختی پر اسی کتاب کو اول سے لکھنا شروع کردے اور مشق میں جس قدر صاف ہوتا جاوے آگے بڑھتی جاوے اسمیں لکھنا بھی آجاویگا اور کتاب کے مضامین بھی خوب یاد ہوجاویں گے اور بہتر یہ ہے کہ لڑکی کو کوئی دوسرا کتاب لیکر بتاتا جاوے اور وہ لکھتی جاوے اور جو غلطی نکلے اسکی اصلاح کی جاوے۔

(نمبر۵) عقائد و مسائل کو خوب سمجھاکر پڑھاویں اور ہفتہ میں امتحان لیا کریں اور اگر دو تین لڑکیوں کی جماعت ہو تو ان کو تاکید کی جاوے کہ ایک دوسرے سے مسئلے زبانی پوچھا کریں۔

(نمبر۶) اگر پڑھانے والا مرد ہو تو جو شرم کے مسائل

اس مرتبہ حصے کے آخر میں بذیل سرخی "مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ" درج ہیں ان کے متعلق حسب ہدایت مندرجہ عمل کرے۔

جمیع ضروریات دین کو وہ حاوی ہو اور جو احکام صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں اُن کو اس میں نہ لیا جاوے۔ اور وہ ایسی کافی ووافی ہو کہ صرف اس کا پڑھ لینا ضروریاتِ دینِ روزمرہ میں اور کتابوں سے مستغنی کردے اور یوں تو علم دین کا احاطہ ایک کتاب میں ظاہر ہے کہ ناممکن ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو علماء سے استغناء محال ہے۔ کئی سال تک یہ خیال دل میں پکتا رہا۔ لیکن بوجہ عروض عوارض مختلفہ کے جس میں بڑا امر کم فرصتی ہے اسکے شروع کی نوبت نہ آئی۔ آخر سنہ ۱۳۲۰ھ میں جس طرح بن پڑا خدا کا نام لیکر اس کو شروع ہی کردیا اور خدا کا فضل شاملِ حال یہ ہوا کہ ساتھ ہی اس کا سامان طبع بھی کچھ شروع ہوگیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے رنگون کے مدرسہ نسواں سورتی کے مہتمم سیٹھ صاحب کا اور جناب مولانا عبد الغفار صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی مرحومہ کا۔ جو حکیم عبد السلام صاحب داناپوری سے منسوب تھیں حصہ رکھا تھا کہ ان کی رقموں سے یہ کام نیک فرجام شروع ہوا اللہ تعالےٰ قبول فرماویں۔ دیکھئے آئندہ اس میں کس کس کا حصہ ہے۔ تالیف اس کی برائے نام اس ناکارہ وناچیز کی طرف منسوب ہے اور واقع میں اسکے کُل سرسبد حبیبی عزیزی مولوی سید احمد علی صاحب فتحپوری سلمہ اللہ تعالیٰ بالافادات والافاضات ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنی و عن جمیع المسلمین والمسلمات۔ اب یہ کتاب ماشاء اللہ تعالیٰ چشم بددور اکثر ضروریات بلکہ آدابِ دین کو بلکہ بعضی ضروریاتِ معاش تک کو ایسی حاوی ہے کہ اگر کوئی اس کو اوّل سے آخر تک سمجھ کر پڑھ لے تو واقفیتِ دین میں ایک متوسط عالم کی برابر ہوجائے۔ اس کے ساتھ ہی عبارت اس قدر سلیس ہے کہ اس سے زیادہ سلاست ہم لوگوں کی قدرت سے بظاہر خارج تھی جن امور کی عورتوں کو اکثر ضرورت واقع نہیں ہوتی جیسے احکامِ جمعہ و عیدین و امامت وغیرہا ان کو قلم انداز کردیا گیا۔ صرف دو قسم کے احکام لئے گئے ایک وہ جو مردوں عورتوں کی ضروریات میں مشترک ہیں۔ دوسرے وہ جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان مخصوص مسائل میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ حاشیہ پر اس باب میں مردوں کے لئے جو حکم ہے اسکو بھی لکھدیا۔ تاکہ مردوں کو بھی اس سے انتفاع ممکن ہو اور ایسے مسائل میں غلطی نہ پڑے اور اس نظر سے کہ ضرورت کے لئے اور کوئی کتاب نہ ڈھونڈنی پڑے شروع میں الف با تا بھی لگادیا گیا جس کا ماخذ رسالہ ترکیب الحروف مصنفہ مخدومی جناب ماموں منشی شوکت علی صاحب مرحوم ہے۔ پس قرآن مجید ختم کرتے ہی اس کتاب کا شروع کردینا ممکن ہے

(نمبر۷) اور جو مسئلے ایسے مشکل ہوں کہ لڑکیوں کی سمجھ میں نہ آویں ان پر بھی سر دست نشان بنادیں بعد چندے جب سمجھ آجاوے اسوقت سمجھادیں

(نمبر۸) اس حصہ کے بعد ضمیمہ اولی کو بھی پڑھایا جاوے مگر ضمیمہ ثانیہ کو پڑھانے کی حاجت نہیں۔

(نمبر۹) گھر میں جو مرد یا عورتیں زیادہ عمر ہونیکی وجہ سے پڑھنے کے قابل نہوں ان کیلئے ایک وقت مقرر کرکے سب کو جمع کرکے یہ مسائل سنا سنا کر سمجھادیا کریں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں بلکہ کبھی کبھی محلے اور بستی کی عورتوں کو جمع کرکے بھی کتاب سنادیا کریں اور سمجھادیا کریں اچھا خاصہ وعظ ہوجاویگا اور جب ایکبار کتاب اس طرح ختم ہوجاوے پھر سنانا شروع کردیں مسئلے خوب یاد ہوجاوینگے اور بعضی سننے والیاں بھی نئی ہونگی۔

(نمبر۱۰) پڑھانے والیکو چاہئے کہ پڑھنے والیوں کو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنیکی خاص تاکید اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔

(نمبر۱۱) پڑھانیوالے کو چاہئے کہ جو مسئلہ خود سمجھ میں اچھی طرح نہ آوے اٹکل سے نہ پڑھاوے بلکہ کسی عالم سے پہلے تحقیق کرلے پھر پڑھاوے ۱۲ محمد اشرف علی عفی عنہ

اور نام اس کا بمناسبت مذاق نسواں کے **بہشتی زیور** رکھا گیا کیونکہ اصلی زیور
یہی کمالات دین ہیں۔ چنانچہ جنت میں ان ہی کی بدولت زیور پہننے کو ملیگا کما قال اللہ
تعالیٰ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ
مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ چونکہ اسوقت صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کتاب
کس مقدار تک پہونچ جاویگی۔ اسلئے ختم کے انتظار کو موجب تاخیر فی الخیر سمجھ کر مناسب
معلوم ہوا کہ اس کے متعدد چھوٹے چھوٹے حصے کر دیئے جاویں۔ اس میں اشاعت کی
بھی تعجیل ہے۔ نیز پڑھنے والوں کا دل بھی بڑھے گا کہ ہم نے ایک حصہ پڑھ لیا، دو حصے
پڑھ لئے۔ اور تالیف میں بھی گنجائش رہے گی۔ کہ جہاں تک ضرورت سمجھو لکھتے چلے
جاؤ اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کوئی لڑکی بعض حصوں کے مضامین کو دوسری کتابوں
سے حاصل کر چکی ہو تو پڑھانے میں اس حصہ کی قدرے تخفیف نکل آئے گی۔ یا کسی
وجہ خاص سے کوئی خاص حصہ پڑھانا ضروری اور مقدم ہو تو اس کی تقدیم و تحصیل
میں آسانی ہو جاوے گی۔ چنانچہ یہ پہلا حصہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ
تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بخیر و خوبی جلد اختتام کو پہنچے۔ اور بدلالت آیات و احادیث
مندرجۂ دیباچہ مردوں پر واجب ہے کہ اس میں اپنی بیبیوں، لڑکیوں کو لگاویں، اور
عورتوں پر واجب ہے کہ اس کو حاصل کریں۔ اولاد کو بالخصوص لڑکیوں کو اس پر
متوجہ کریں۔ دل اس وقت مسرور ہوگا کہ جو مضامین ذہن میں ہیں وہ سب جمع اور
طبع ہو جائیں اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے
یہ کتاب داخل ہو گئی ہے اور گھر گھر اس کا چرچا ہو رہا ہے۔ آئندہ توفیق حق جل و علا
شانہٗ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ میں جس وقت یہ دیباچہ لکھنے کو تھا پرچہ نورٌ علیٰ نور
میں ایک نظم اس کتاب کے نام اور مضمون کے مناسب نظر سے گذری جو دل کو بھلی
معلوم ہوئی۔ جی چاہا کہ اپنے دیباچہ کو اسی پر ختم کروں تاکہ ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر
خوش ہوں اور مضامین کتاب ہذا میں اُن کو زیادہ رغبت ہو۔ بلکہ اگر یہ نظم اس کتاب
کے ہر حصہ کے شروع پر ہو تو قند مکرر کی حلاوت بخشے وہ یہ ہے۔

(نوٹ) نظم اصلی انسانی زیور صـ۶ پر پڑھو۔

لے پارہ و من یقنت ۲۲ سورہ فاطر رکوع ۴ - ترجمہ انھیں جنت میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائینگے" کلہ یہ روایت مسلم میں ابو ہریرہ سے بیان کی گئی ہے۔ ترجمہ (قیامت کے دن) مومن کے زیورات وہاں تک رہیں گے جہاں تک وضو کا پانی پہونچتا ہے" یعنی قیامت میں وضو کرنے والوں کو زیور پہنایا جاویگا اور جس جگہ تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک وہ زیور بھی پہنچے گا ۱۲

اصلی انسانی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے
تاکہ اچھے اور بُرے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز[2]
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی میری
سیم[6] و زر[7] کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب[8] ایسے زیورات
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام[9]
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش[11] کی
اور آویزے[12] نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب[13]
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
قوت بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
کیا کرو گی اے میری جاں زیورِ خلخال[15] کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نور بصر[16]

آپ زیور کی کریں تعریف مجھ اَن جان سے
اور جو بدزیب[1] ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے
اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز[3]
گوش دل[4] سے بات سُن لو زیوروں کی تم ذری[5]
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ
چلتے ہیں جس کے ذریعہ[10] سے ہی سب النساں کے کام
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری
گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراقِ کتاب
نیکیاں پیاری میری تیرے گلے کا ہار ہوں
کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند[14] ہو
ہمتیں بازو کی اے بیٹی تیری درکار ہیں
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہ نیک پر

سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی[17] سے پاؤں پھسلے گر نہ یہ بچاں کہیں

یہ نظم لڑکیوں کو حفظ کرادی جاوے تو مناسب ہے۔

[1] بدزیب - بھدا، خراب ۱۲
[2] امتیاز - فرق - تمیز ۱۲
[3] راز - چھپی باتیں - بھید ۱۲
[4] گوش دل - دل کا کان یعنی پوری توجہ ۱۲
[5] ذری - اب متروک ہے اس کے بجائے ذرا کہتے ہیں - ۱۲
[6] سیم - چاندی ۱۲
[7] زر - سونا ۱۲
[8] مرغوب - دل پسند ۱۲
[9] مدام - مادام کا مخفف ہے یعنی ہمیشہ - ۱۲
[10] ذریعہ - سبب ۱۲
[11] گوش ہوش - ہوش کے کان یعنی پوری توجہ ۱۲
[12] آویزے - کان کا زیور - ۱۲
[13] عذاب - دکھ تکلیف
[14] خرم و خرسند - خوش بشاش - ۱۲
[15] زیور خلخال - پازیب -
[16] نور بصر - آنکھ کی بینائی - محاورہ میں لڑکے یا لڑکی کو کہتے ہیں ۱۲
[17] راستی - سچائی - صداقت -

بچوں کو صفحہ ۷ سے پڑھانا شروع کرایا جاوے ۱۲

مفرد حروف کی صورتیں اور تلفظ

ا ب ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ

الف بے تے ٹے ثے جیم چے حے خے دال ڈال ذال رے ڑے زے ژے

س ش ص ض ط ظ ع غ ف

سین شین صاد ضاد طے ظے عین غین فے

ق ک گ ل م ن و ہ ھ ء ی ے لا

قاف کاف گاف لام میم نون واو ہے دوچشمی ہے ہمزہ چھوٹی یے بڑی یے لام الف

خوشنویسی کے قواعد

ابتک یہی چلی آرہی تھی کہ ضمیمہ یا حاشیہ میں کسی نے لکھنے کے قاعدے نہیں دیئے تو اب ہم کچھ قاعدے لکھتے ہیں۔ ان قاعدوں کے موافق مشق کرلینے سے خط نہایت خوشنما ہوجائے گا۔

(۱) پہلے موٹے قلم سے تختی یا کاغذ پر مشق کرنا چاہیے جب عمدہ حروف ہوجائیں تو پھر اس سے پتلے قلم سے پھر اس سے پتلے قلم سے لکھا جائے۔

(۲) قلم کلک یعنی دواسٹی کا یا بید مشک کا اور یہ نہ ملیں تو معمولی سرکنڈے یا نرسل کا بھی بن سکتا ہے مگر واسطی کا سب سے بہتر رہتا ہے۔

(۳) کلک کی لمبائی ایک بالشت یا کم از کم اتنی ہو کہ قلم کی طرح ہاتھ میں پکڑنے سے کچھ حصہ ہاتھ کے اوپر بھی رہے۔

(۴) قلم کو اس طرح کاٹو کہ دائیں اور بائیں پہلو سے اسکو ... کاٹتے لاؤ یہاں تک کہ جو ... موٹا یا مہین بنانا منظور ہے بنجائے۔ بیچ سے ... شگاف دو اور پھر قلم ... کرکے قط گیر پر قط لگاؤ ... اس صورت سے ... کہ اوپر اور نیچے کی نوک ... کٹے کہ ... ترچھا ...

(۵) بیچ کی انگلی پر قلم کو رکھو انگوٹھا اور اُسکے پاس والی انگلی سے قلم کو نرمی سے پکڑو اور بائیں ہاتھ سے تختی وصلی یا کاغذ کو لیکر پھر داہنے گھٹنے پر رکھ کر لکھو۔

زبر کی تختی

اَ بَ پَ تَ ٹَ ثَ جَ چَ حَ خَ دَ ڈَ ذَ رَ ڑَ زَ ژَ سَ شَ صَ ضَ طَ ظَ عَ غَ
فَ قَ کَ گَ لَ مَ نَ وَ ہَ ھَ لَا ءَ یَ ےَ

زیر کی تختی

اِ بِ پِ تِ ٹِ ثِ جِ چِ حِ خِ دِ ڈِ ذِ رِ ڑِ زِ ژِ سِ شِ صِ ضِ طِ ظِ
عِ غِ فِ قِ کِ گِ لِ مِ نِ وِ ہِ ھِ ءِ یِ ےِ

پیش کی تختی

اُ بُ پُ تُ ٹُ ثُ جُ چُ حُ خُ دُ ڈُ ذُ رُ ڑُ زُ ژُ سُ شُ صُ ضُ طُ ظُ
عُ غُ فُ قُ کُ گُ لُ مُ نُ وُ ہُ ھُ ءُ یُ ےُ

امتحان کے واسطے زبر زیر پیش کے حروف

قُ اِ کُ نَ سِ بُ طَ جِ ڈُ ٹُ لِ خَ ظُ رِ چَ دَ ثُ یَ رُ ژُ وُ حِ
پَ عِ شُ غِ ذَ مِ ڑُ فَ زِ تُ صَ گَ ہِ لَا ھَ ےَ ضُ

ایک ایک حرف کی کئی کئی شکلیں

ب با بر لبہ بپ پا پر لپ پہ پت تا تر تہ ٹ ٹا ٹر ٹہ ث ثا ثر ثہ ج جا جر جہ
چ چا چر چہ ح حا حر حہ خ خا خر خہ س سا سہ سر ش شا ص صا صہ صر
ض ضا ضر ضہ ع عا عہ ع ف فا فر فہ ق قر قا قہ ک کا کہ کا گ گا گہ گا
ل لا لہ م مہ مر م ن نہ نر نہ ہ ہر ہا ھ ی یا یہ یہ

(۶) عمدہ روشنائی سیاہ اچھی ہوتی ہے اسکو پانی میں گھول کر پکاؤ کر اس میں ذرا سا لاٹم سوڈی کپڑا ڈال لیجئے مگر زیادہ نہ کر رہے نہ بہت گاڑھی ہو جائے پھر قلم سے کپڑے کو خوب ... پر نیچے کر کے ملائے یہ روشنائی تیار ہوگی۔ کبھی کبھی روشنائی چکنی ہوئی ہوتی ہے جسکی وجہ سے قلم خوب نہیں چلتا اس میں ذرا سا نمک ڈال لینے سے اچھی ہو جاتی ہے اور ... لگتی ہے۔

(۷) اگر چاہو تو عمدہ روشنائی گھر پر تیار کر سکتی ہو جسکی آسان ترکیب یہ ہے کہ مٹی یا سرسوں کے تیل کو چراغ میں ڈال کر ... کی لو کے جلائیے اور ... جگہ چیل پاس کو ہوا ... اسکے اوپر ایک کورا مٹی کا ... اس طرح رکھئے کہ لو ... اوپر کے حصہ کو ذرا سا لگا ... ایسا کرنے سے دھواں ... جم جائیگا اسکو اتار لیا جائے اور ایسا بار بار کیا جائے ... کاجل کہلاتا ہے اس سے روشنائی اس طرح بنائی جاتی ... کاجل کو گوند گھلے ہوئے ... آٹے کی طرح گوندھ کر ... پانی ذرا ذرا سا ڈال کر ... لیجئے اور خوب گھوٹئے ... گھوٹا جائیگا اتنی ہی عمدہ ... تیار ہوگی اب اس کو ... پھیلا دیجئے اور دھوپ میں خشک کر کے اتار لیجئے بس سیاہی تیار ہے۔

ب پ ت ٹ ن ث ہ ی کی مثالیں

با بب پپ پت ٹٹ بیٹ ٹد بڈ تد ثر ثڑ تر تژ نک نگ بل ین ہم
ہٹ لبس بش تص ٹض ٹط ثظ بع ثغ نف نق پو بج پچ تج ٹج تح
ٹخ پخ ٹم بی بے ثی ٹے نی پے تے تی ثے ٹی نے یی یے ہی ہے

ج چ ح خ کی مثالیں

جا جب چپ چت جج چچ حج خج جد چر جس چش خص حض خط حظ
جع خع خف حق چک چل جل جم چن جو خہ خی جے خے۔

س کی مثال

سا سب سج سد سر سس سش سص سط سع سف سق سک سگ سل سم سن سو سہ سی سے

ش کی مثال

شا شب شج شد شر شس شش شص شط شع شف شق شک
شل شم شن شو شہ شی شے

ص ض کی مثالیں

صا صب صج صد صر صس صش صص صط صع صف ضق ضک ضل ضم
ضم ضن ضو ضہ ضی ضے

ط ظ کی مثالیں

طا طب طج طد طر طس طش طص طط طع طف طق طک ظل ظم

(۹) اب بائیں پیر پر بیٹھئے اور داہنا گھٹنا کھڑا کر کے اس کے اوپر تختی یا کاپی رکھئے اور اسے بائیں ہاتھ سے پکڑ لیجئے۔

(۱۰) سب سے پہلے ا ب ت ج صرف چار حرفوں کی مشق کیجئے جب یہ ٹھیک ہو جائیں ایک ایک دو دو بڑھائیے جب پہلی تختی ختم ہو جائے تو دو حرف والی مرکب تختیاں لکھئے پھر جملے اور عبارت جس طرح سے بہشتی زیور میں لکھی ہے اسی کے مطابق لکھئے۔

(۱۰) جن حرفوں کو کھینچکر لکھا جاتا ہے یا دائرہ سے لکھا جاتا ہے ان کے لکھتے وقت سانس روک لینا چاہئے ورنہ سانس کی ذراسی حرکت سے صفائی اور خوبصورتی جاتی رہتی ہے

(۱۱) مشق کرنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ پہلے آگے آنیوالے قاعدے ذہن نشین کر لیجئے پھر ایک کاغذ ایسا لیکر جس میں نیچے کے حرف خوب نظر آجائیں ان حرفوں پر رکھئے اور اسی کاغذ کے اوپر ان حرفوں کے موافق احتیاط سے حرف بنائیے پھر قلم کو خشک کر کے ان حرفوں پر سو سو ہاتھ پھیر کر پھر الگ تختی یا کاغذ پر ان حرفوں کو لکھئے اور قاعدوں سے ناپ کر دیکھئے ٹھیک ہوئے یا نہیں۔ نہ ہوئے ہوں تو پھر ایسے ہی مشق کیجئے اور ٹھیک ہونے کے دیکھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس باریک کاغذ پر الگ رکھ کر حروف لکھئے پھر اس کاغذ کو کتاب کے حرفوں کے اوپر رکھ کر اپنے حرفوں کو نیچے کے

ظسم ظن ظوظہ ظھہ ظلا ظی ظے

ع غ کی مثالیں

عا عب عج عد عر عس عش عص عط عع عف عق عک عل عم عن عو عہ عھہ علا عی عے
غا غب غج غد غر غس غش غص غط غع غف غق غک غل غم غن غو غہ غھہ غلا غی غے۔

ف ق کی مثالیں

فا فب فج فد فر فس فش فص فط فع فف فق فک فل فم فن فو فہ فھہ فلا فی فے
قا قب قج قد قر قس قش قص قط قع قف قق قک قل قم قن قو قہ قھہ قلا قی قے۔

ک گ کی مثالیں

کا کب کج کد کر کس کش کص کط کع کف کق کک کل کم کن کو کہ کھہ کلا کی کے
گا گب گج گد گر گس گش گص گط گع گف گق گک گل گم گن گو گہ گھہ گلا گی گے۔

ل کی مثال

لا لب لج لد لر لس لش لص لط لع لف لق لک لل لم لن لو لہ لھہ لی لے

م کی مثال

ما مب مج مد مر مس مش مص مط مع مف مق مک مل مم من مو مہ مھہ ملا می مے

ہ کی مثال

ہا ہب ہج ہد ہر ہس ہش ہص ہط ہع ہف ہق ہک ہل ہم ہن ہو ہہ ہھہ ہلا ہی ہے۔

حرفوں سے ملائیے اگران میں فرق پڑے تو سمجھئے کہ ابھی ٹھیک نہیں ہوئے اور برابر آجائیں تو ٹھیک ہوگئے اب آگے لکھئے روزانہ دو گھنٹے مشق کرنے سے کچھ دنوں میں نہایت اعلیٰ خط ہوجائیگا اگر کتاب نظم پروین یا اعجاز رقم میں دیکھ کر مشق کریں تو اچھا ہے۔ گھر بیٹھے خط عمدہ ہوجائیگا

حروف کے قاعدے

● پورے قط کے ساتھ اس طرح ترچھا بناؤ کہ اس کی موٹائی چاروں طرف سے برابر ہوجائے اس کی کئی صورتیں ہیں
(۱) نقطہ چوکھٹا ترچھا (◇) اور دو نقطے ملے ہوئے اور تین نقطے تیسرا نقطہ دونوں نقطوں کی بیچ میں رہے اس طرح کہ درمیان کی سفیدی برابر رہے
(۲) نقطہ کو ترچھا نیچے سے گول اوپر سے خالی تھوڑا اٹھو کرتے لاؤ اسکو نقطہ مدور کہتے ہیں اسکی شکل یہ ہے
(۳) نقطہ کو کھڑا پڑا اس طرح بناؤ کہ داہنے اور بائیں کونے نہ ہوں بلکہ گولائی ہو۔ اس نقطہ کو معکوس بھی کہتے ہیں اسکی شکل یہ ہے
ان نقطوں سے مختلف حروف بنانے میں بڑی امداد ملتی ہے اگران کی بھی مشق کرلی جائے تو بہتر ہے۔

دو حرفوں کے الفاظ

اَب ۔ جَب ۔ دِن ۔ خَط ۔ ضِد ۔ ڈَر ۔ اِس ۔ اُس ۔ تُم ۔ دِل ۔ دَس
غُل ۔ بَل ۔ لَبں ۔ بَٹ ۔ پَٹ ۔ چِت ۔ پَت ۔ چُل ۔ ہَٹ ۔ بَچ ۔ سَچ

تین حرفوں کے الفاظ

ایک ۔ بات ۔ چال ۔ دام ۔ سال ۔ ساگ ۔ راگ ۔ شام ۔ صاف
ٹاٹ ۔ ڈاک ۔ خوب ۔ لات ۔ مرد ۔ زور ۔ روز ۔ کام ۔ نام ۔ غور ۔

چار حرفوں کے الفاظ

انڈا ۔ مرغی ۔ چراغ ۔ حالت ۔ خراب ۔ فرصت ۔ میرا ۔ تیرا ۔
غوطہ ۔ طوطا ۔ بکری ۔ پلنگ ۔ گیدڑ ۔ بندر ۔ لڑکا ۔ لڑکی ۔ شامل ۔ کامل
مرشد ۔ روٹی ۔ بوٹی ۔ سالن ۔ کتاب ۔ کاغذ ۔ تختی ۔

پانچ حرفوں کے الفاظ

بندوق ۔ صندوق ۔ مسہری ۔ نہایت ۔ مضبوط ۔ سرونا ۔ قینچی ۔ کٹورا ۔
رومال ۔ تعویذ ۔ چونٹی ۔ انگلی ۔ رضائی ۔ دوپٹہ ۔ چپاتی ۔ پتیلی ۔ پیچک ۔

چھ حرفوں کے الفاظ

جولاہا ۔ تنبولی ۔ چیونٹی ۔ نالائق ۔ بچھیرا ۔ بھیڑیا ۔ جھینگر ۔ دھتورا ۔ بکھیڑا ۔ جھینگا ۔ چمگادڑ ۔

سات حرفوں کے الفاظ

جھنجھنا ۔ نیلکنٹھ ۔ گھڑونچی ۔ گھنگھور ۔ گھونگھٹ ۔ بھٹیارہ ۔ چھپرکھٹ

قط قلم کی موٹائی کی کمی بیشی کے ساتھ ساتھ حرف چھوٹا بڑا ہو جاتا ہے اسلئے حروف کے ناپنے کا بہترین طریقہ قط ہے ۔ قط اسکو کہتے ہیں کہ اوپر اور نیچے کی نوکیں قلم سے برابر جا کر نکلیں ۔ اسکی صورت یہ ہے (/)

الف قلم کو کاغذ پر اتنا ترچھا رکھ کر تین قط لمبا بناؤ کہ جس سے موٹائی آدھ قط ہو جائے اوپر کی نوک ذرا سی دائیں طرف اور نیچے کی بائیں طرف مائل ہوتی ہے شروع کے مقابلہ میں اخیر ذرا ذرا پتلی ہوتی چلی جاتی ہے باقی بالکل سیدھا ہے۔

بے کو ترچھے قلم سے شروع کرتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا بڑھا کے پورے قلم پر ختم کرتے ہیں نوک ایک قط اور لمبائی سات تو گیارہ قط تک ہوتی ہے ۔ آخر اسکا گول کریں اگر ایک قط آخر پر لگا کر نوک سی ایک لکیر کھینچیں تو آخر نقطہ سی بن جائے اور بیچ میں ڈیڑھ قط جگہ رہے

اور بے پانچ نقطہ سے دو نقطہ تک چھوٹی ہوتی ہے

اس کو ناخنی بھی کہتے ہیں اسکے شروع و آخر میں نوک آدھ آدھ قط کی لگائیں اور بیچ میں ایک قط جگہ رہے ترچھے قط (/) سے شروع کر کے سیدھے (ا) قط پر ختم کریں ۔

پھلجھڑی ۔ پھلواری

آٹھ اور نو حرفوں کے الفاظ

پھپھوندی ۔ چھچھوندر ۔ بیربہوٹی ۔ گھونگھرو ۔ بندیلکھند ۔ قسطنطنیہ

دنوں کے نام

شنبہ ۔ یک شنبہ ۔ دوشنبہ ۔ سہ شنبہ ۔ چہارشنبہ ۔ پنجشنبہ ۔ جمعہ
سنیچر (بار) ۔ اتوار ۔ پیر ۔ منگل ۔ بدھ ۔ جمعرات ۔ جمعہ

مہینوں کے نام

محرم ۔ صفر ۔ ربیع الاول ۔ ربیع الثانی ۔ جمادی الاولیٰ ۔ جمادی الاخریٰ
رجب ۔ شعبان ۔ رمضان ۔ شوال ۔ ذی قعدہ ۔ ذی الحجہ

جملے

خدا سے ڈر ۔ گناہ مت کر ۔ وضو کر کے نماز پڑھ ۔ نمازی آدمی خدا کا پیارا ہے ۔ بے نمازی رحمت سے دور ہے ۔ کسی پر ظلم مت کر ۔ مظلوم کی بددعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے ۔ ناحق کسی جانور یا چڑیا کو ستانا ۔ کتے بلی کو مارنا بہت برا ہے ۔ ماں باپ کا کہا مانو ۔ اُن کی مار کو فخر جانو ۔ دل سے اُنکی خدمت کرو ۔ جنت ماں باپ کے قدموں کے تلے ہے اُلٹ کر اُن کو جواب مت دو ۔ جو کچھ غصہ میں کہیں چُپ چاپ سُن لو ۔ کسی بات میں اُن کو مت ستاؤ ۔ بڑوں کے سامنے ادب تعظیم سے رہو ۔ چھوٹوں کو محبت پیار سے رکھو ۔ کسی کو حقیر نہ جانو ۔ اپنے کو سب سے کم جانو ۔ اپنے کو بڑا سمجھنا بری بات ہے ۔ کسی کو مٹکانا چمکانا عیب نکالنا بڑا گناہ ہے ۔ کھانا داہنے ہاتھ سے کھاؤ ۔ پانی داہنے ہاتھ سے پیو ۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے ۔ پانی تین سانس میں پیو ۔ کھانا

جیم کی نوک بنوک آدھ قطر ترچھی اور ڈیڑھ قط سیدھا حصہ جو نوک سے ملا ہوا ہے یہ آدھ قط موٹا ہوتا ہے اس کو جیم کا سر کہتے ہیں ۔ اس کے بعد ایک لکیر خم دار تین قط کی ہے جو سر کے قریب ایک چوتھائی قط موٹی اور بعد میں نوک دار ہے اس کو جیم کی گردن کہتے ہیں اس میں ایک لٹکاؤ ملا ہے اوپر سے نیچے کو بتدریج موٹا کرتے لاؤ یہاں تک کہ ڈھائی قط ہو جائے پھر اسی طرح نیچے سے اوپر کو چڑھاتے جاؤ کہ دونوں پلّے برابر ہو جائیں آخر میں نوک آدھ قط کی ہوتی ہے اس طرح جسم مع گردن ساڑھے آٹھ قط ہوا ۔ پیٹ کی چوڑائی ساڑھے تین قط اور بیچ میں گہرائی ڈیڑھ قط ہوتی ہے سر اور آخری نوک کے درمیان تین قط کا فاصلہ ہوتا ہے جیم کے سر کی نوک اور گردن کا درمیانی فاصلہ ایک قط ہوتا ہے جیم کے دائرہ کو اصطلاح میں دامن کہتے ہیں ۔ جیم اور عین کا دامن یکساں ہوتا ہے ۔ دامن اور دائرہ میں یہ فرق ہے کہ جو بائیں طرف سے دائیں طرف کو گولائی دی جائے اس کو دامن کہتے ہیں اور جو دائیں طرف سے بائیں طرف کو گولائی دی جائے اس کو دائرہ کہتے ہیں جیسے س ش ص وغیرہ میں ۔

ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ گرم گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ جو بات کہو سچ کہو۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے۔ صبح اٹھ کر بڑوں کو سلام کیا کرو۔ نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کیا کرو۔ سبق خوب یاد کیا کرو۔ بار بار قسم کھانا بری بات ہے۔ اپنی کتاب کو احتیاط سے رکھو۔ کسی کی صورت بری ہو تو اس کو انگلیوں پر نہ نچاؤ۔ خدا کے نزدیک بھلی بری صورت سب ایک ہے۔ شرارت نہ کیا کرو نو تم پر کبھی مار نہ پڑے۔ ناک بائیں ہاتھ سے صاف کیا کرو۔ اِستنجا بائیں ہاتھ سے کیا کرو۔ پاخانہ جاتے وقت پہلے بایاں پیر اندر رکھو اور نکلتے وقت داہنا پیر نکالو۔ جوتی پہلے داہنے پیر میں پہنا کرو پھر بائیں میں۔ کھیل کود میں دل نہ لگاؤ۔ ہر بات پر قسم نہ کھایا کرو۔

قواعد مخصوصہ استعمال حروف ذیل

ں و ھ ی ے ال

ں

یہ حرف کبھی غنہ یعنی ناک میں بولا جاتا ہے جیسے ٹانگ۔ مانگ۔ ہینگ۔ سینگ۔ چونچ۔ بھوں۔ کنواں۔ پھونک۔ پھانک۔ بانٹ۔ اونٹ۔ بانکا۔ بالنس۔ سانس۔ پھانس۔ نیند۔ سانپ۔ لونگ۔ سونف۔ گوند۔ مینڈک۔ کنول۔ منھ۔ ہانڈی۔ چرونجی۔ بھانڈ

اس حرف کے بعد اگر ب یا پ ہو تو م کی آواز نکلتی ہے۔ ن کی آواز نہیں نکلتی جیسے انبیا۔ دنبہ۔ شنبہ۔ عنبر۔ کھنبہ۔ منبع۔ منبر۔ چنپا۔ چنپت۔

و

اُس حرف کے اول اگر پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جاوے تو اس کو مجہول کہتے ہیں جیسے شور۔ گور۔ چور۔ زور۔ مور۔ لوک۔ بول۔ ہوش۔ جوش۔ بورا۔ ٹورا۔ کٹورا۔ کورا۔

اُور اگر اس حرف کے اول پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جاوے تو معروف کہلاتا ہے جیسے دُور۔ غُور۔ نُور۔ چُور۔ چُول۔ جھُول۔ دھُول۔ بھول۔ پھوٹ۔ چھوٹ۔

اُور اگر یہ حرف لکھا جاوے اور پڑھا نہ جاوے تو معدولہ کہلاتا ہے جیسے خواجہ۔ خواب۔ خویش۔ خواہش۔ خوان۔ خوش۔ خود۔ خواہ وغیرہ۔

ق — ایک خم دار نقطہ کو آہستہ آہستہ ڈیڑھ قط نیچے لاؤ۔ اس کے بعد اس میں دو قط لمبی پڑی ر سے ملا دو۔ بیچ میں دو قط فاصلہ اور ایک قط گہرائی ہونی چاہئے۔

ز — ایک خم دار نقطہ کو آہستہ آہستہ ایک قط نیچے لاؤ۔ اسکے بعد اس میں ز سے ملا دو۔ بیچ میں ایک قط کا فاصلہ ہونا چاہئے۔

ر — اوپر سے نیچے کو اترتی ہوئی پڑی دو قط لمبی اور آدھ قط موٹی ہوتی ہے۔ ڑ سے کا بھی یہی قاعدہ ہے۔

ژ — دو قط ذرا ترچھے کھڑے رخ سے اوپر سے نیچے کو اترتی ہوئی اس کا خم ڈیڑھ قط ہونا چاہیے۔ ژ سے کا بھی یہی قاعدہ ہے۔

ل — پہلا دندانہ آدھ قط لمبا اور دوسرا ایک قط لمبا ہوتا ہے پہلا چوتھائی قط موٹا ہوتا ہے اور دوسرا ذرا اس سے زیادہ موٹا ہوتا ہے۔ پہلا اونچا اور دوسرا نیچا ہوتا ہے۔ اسمیں ایک لکیر کھڑی ڈیڑھ قط کی ہوتی ہے۔ اس کو گردن کہتے ہیں۔ ترچھے قلم سے شروع کر کے اس میں ڈھائی قط کا لٹکاؤ اور ڈھائی قط کا چڑھاؤ ہے۔ اس کو بتدریج اوپر سے

ھ
یہ حرف ہمیشہ دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے اور مخلوط التلفظ کہلاتا ہے جیسے بھانڈ۔ کھانڈ۔ جھوٹ۔ چھینٹ۔ چھینک۔ جھانجھ۔ کھیل۔ بھوت۔ پھوٹ۔ تھوک۔ ٹھوکر۔ ڈھول۔ بڑھیا باگھ۔ ملھو۔

ی
اس حرف کے اول ہمیشہ زیر ہوتا ہے اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جاتا ہے اور معروف کہلاتا ہے جیسے وہی۔ بری۔ بھلی پھلی بیٹری گلی ہنسی۔ خوشی۔ نبی۔ ولی۔ ڈلی چھپکلی۔ چوڑی۔ بالی۔ بجلی۔ کبھی یہ حرف کسی لفظ کے آخر میں آ کی آواز دیتا ہے اور مقصورہ کہلاتا ہے۔ جیسے عیسیٰ۔ موسیٰ مجتبیٰ۔ مصطفیٰ۔ مرتضیٰ۔ حتیٰ۔ الیٰ۔ علیٰ۔ مولیٰ یحییٰ۔ کبریٰ۔ صغریٰ۔

ے
اس حرف کے اول میں اگر زیر ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جاوے تو کبھی اس کو (ے) لکھتے ہیں اور کبھی اس طرح (ی) لکھتے ہیں اور اس کو مجہول کہتے ہیں جیسے کے۔ سے۔ نے۔ تھے۔ دیئے لئے۔ آئے۔ گئے۔ کریں۔ دیکھو۔ دیکھ۔ لئے۔ آئے۔ گئے۔

ال
یہ دونوں حرف اگر (ا ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی) کے اول میں ملائے جاویں تو صرف ل پڑھا جائے گا۔ اور الف کو نہ پڑھینگے۔ جیسے حتی الامکان۔ عبدالباری۔ جواب الجواب۔ عبدالحق۔ عبدالخالق۔ نور العین۔ عبدالغنی۔ بالفعل۔ عبدالقادر۔ عبدالکریم۔ بالکل۔ حتی المقدور۔ عبدالوہاب۔ بوالہوس۔ طویل الید۔ اور اگر (ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن) کے اول میں ملائے جاویں تو دونوں نہ پڑھے جاویں گے بلکہ۔ ال۔ کے بعد والے حرف پر تشدید پڑھی جاوے گی۔ جیسے عندالتاکید۔ نجم الثاقب۔ علیم الدین غبی الذہن۔ عبدالرزاق۔ عدیم الزوال۔ عندالسوال۔ عبدالشکور۔ بالصواب۔ بالضرور میزان الطب۔ وسیلۃ الظفر۔ قائم اللیل۔ نصف النہار وغیرہ

حرکات وسکنات ذیل کا استعمال

نیچے کو اتاریں اور پھر نیچے سے اوپر کو لے جائیں۔ سین کی گردن ڈیڑھ قط۔ پیٹ تین قط اور پیٹ کی گہرائی ڈیڑھ قط اور نوک ڈیڑھ قط لمبی نئی ہو اسطرح کہ گردائرہ کو بالکل پورا کریں تو بیضہ کی شکل بن جائے۔

ترچھے قلم سے شروع کر کے تھوڑا تھوڑا چھ قط نیچے اتارو پھر پانچ قط لمبی بے ملا دو کل لمبائی گیارہ قط ہوتی ہے اگر آخر پر تین قط کھڑا کر کے سیدھی لکیر کھینچیں تو شین کے ابتدائی سرے سے ملجائے اگر شین کے ابتدائی اور آخری سرے کو ایک سیدھی لکیر سے ملادیں تو بیچ میں گہرائی ڈیڑھ قط ہوگی۔

ایک قط لمبی ترچھی نوک اور اس کے ساتھ ایک قط تھوڑا سا گول سرا اس سے ملی ہوئی دو قط لمبی ناخنی بے ہونی چاہئے۔ بیچ میں سفیدی ڈیڑھ قط سفیدی کو خربوزہ کے بیج سے تشبیہ دیتے ہیں نوک سے بے آدھ قط آگے ہونی چاہئے۔ اگر ناخنی بے کو آخری سرے پر ایک کھڑا قط لگا کر سیدھی لکیر کھینچیں تو صاد کے اوپر کے حصہ سے ملتی ہوئی گذر جائے۔ دائرہ سین کی طرح ہونا چاہئے۔

نام	صورت	آواز	نام	صورت	آواز
مد	~	ا	تنوین دو زیر	ٍ	ن
تنوین دو زبر	ً	ن	تنوین دو پیش	ٌ	ن
تشدید	ّ	دوہرا حرف	سکون	ْ	اس پر پچھلا حرف ٹھیرتا ہے۔
وقف	۔	سکون کے بعد سکون			

مد (~)

یہ حرکت الف کے اوپر آتی ہے جیسے آج ۔ آگ ۔ آڑ ۔ آرہ ۔ آس ۔ آل ۔ آم ۔ آن ۔ آنت آری ۔ آدھی ۔ آنچ ۔ آندھی ۔ آپا ۔ آٹا ۔ آدم ۔ آفت ۔ آہٹ ۔ آلو ۔ آسمان ۔

تنوین دو زبر (ً) یہ حرکت ہمیشہ الف کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی ت کے ساتھ بھی آتی ہے جیسے معاً ۔ فوراً ۔ مثلاً ۔ اتفاقاً ۔ عمداً ۔ سہواً ۔ خصوصاً ۔ عموماً ۔ طوعاً ۔ کرہاً ۔ جبراً ۔ قہراً ۔ بغتۃً ۔ عداوۃً ۔ تنوین دو زیر (ٍ) جیسے یومئذٍ ۔ حینئذٍ تنوین دو پیش (ٌ) جیسے نورٌ ۔ حورٌ ۔

تشدید (ّ)

یہ حرکت جس حرف پر ہوتی ہے وہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے جیسے اّلو ۔ چلّو ۔ کلّو ۔ منّو ۔ بلّی ۔ کتّا ۔ دلّی ۔ بدھّو ۔ چکّی ۔ لکّڑ ۔ مکّڑ ۔ لڈّو ۔ سچّا ۔ کچّا ۔ بچّا ۔ ہتّا ۔ پتّا ۔ پتّہ ۔ پلّا ۔ پلّا ۔ چھلّا ۔

سکون (ْ)

اسکے معنی ٹھیرنے کے ہیں ۔ اس سے پہلے حرف کو اسکے ساتھ ملا کر ٹھیر جاتے ہیں جس حرف پر یہ ہوتا ہے وہ ساکن کہلاتا ہے جیسے اَبْ ۔ جَبْ ۔ دِلْ ۔ دُمْ ۔ دَسْ ۔ رَسْ ۔ اِسْ ۔ اُسْ ۔ کَلْ ۔ کُلْ ۔ دِنْ ۔

وقف

یہ سکون کے بعد ہوتا ہے جس حرف پر یہ ہوتا ہے موقوف کہلاتا ہے جیسے اَبْر ۔ جَبْر ۔ صَبْر ۔ قَبْر ۔ عِلْم ۔ حِلْم ۔ گوشت ۔ پوست ۔ دوست ۔ قہر ۔ مہر ۔ شہر ۔ ہند ۔ نرم سخت ۔ تخت ۔ وغیرہ ۔

خط لکھنے کا بیان

جب کسی کو خط لکھنا منظور ہو تو پہلے یہ خیال کر لو کہ وہ تم سے بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر ۔ جس درجہ کا آدمی ہو اس کے موافق خط میں الفاظ لکھو ۔ بڑوں کے خط کو والا نامہ ۔ سرفراز نامہ ۔ افتخار نامہ کرامت نامہ ۔ اعزاز نامہ ۔ صحیفۂ عالی ۔ صحیفۂ گرامی لکھتے ہیں اور جو شخص بہت بڑا ہو تو اس کو آپ کی جگہ آنجناب ۔ جناب عالی ۔ جناب والا ۔ حضرت والا ۔ حضرت عالی لکھتے ہیں جیسے

ط

الف میں قط لمبا اور ایک قط گولائی جو صاد کے سر کی طرح ہوتی ہے ۔ اس کے بعد دو قط لمبی پڑی رہے ۔ بیچ میں سفیدی ڈیڑھ قط ہونی چاہیئے ظ بھی ایسی ہی ہوتی ہے ۔

ع

عین کا سر آدھا قط پڑا اور آدھا قط ترچھا اور نیچے سے خالی اوپر سے قدرے گول اس کے بعد ایک نقطہ ذرا نیچے سے گول اوپر سے خالی ۔ نقطہ کے آخر پر آدھ قط لمبی نوک ہونی چاہیئے عین کے سر کا جسم دو قط لمبا اور بیچ میں ایک قط خالی ہونا چاہیئے ۔ دائرہ مثل جیم کے ہے ۔

ف ف و

ف کا سر ایک نقطہ ہے نیچے سے گول اوپر سے خالی ۔ پھر اوپر کو قلم گھمائیں کہ گولائی پوری ہو جائے بڑے رخ کی طرف سے ایک قط اور کھڑے رخ کی طرف سے سوا قط ہونا چاہیئے ۔ اس کے بعد لمبی یا چھوٹی بے لگائیں ۔ ف کے سر کے نیچے ایک قط جگہ خالی رہنی چاہیئے ۔

یہ لکھنا منظور ہو کہ آپ کا خط آیا تو یوں لکھیں گے۔ جناب والا کا سرفرازنامہ آیا اور آیا کی جگہ یوں لکھتے ہیں سرفرازنامہ صادر ہوا۔ سرفرازنامہ نے مشرف فرمایا۔ اور چھوٹے کے خط کو مسرت نامہ۔ راحت نامہ لکھتے ہیں اور برابر والے کے خط کو عنایت نامہ کرم نامہ لکھتے ہیں اور خط لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر باپ کو خط لکھو تو اس طرح لکھو۔ جناب والد صاحب مخدوم و معظم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم۔ بعد تسلیم بصد آداب و تعظیم کے عرض ہے کہ آپ کا والانامہ آیا خیریت مزاج مبارک کی دریافت ہونے سے اطمینان ہوا۔ اس کے بعد اور جو کچھ مضمون لکھنا منظور ہو لکھ دو۔ اس میں سے دام ظلکم العالی تک جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو القاب کہتے ہیں اور اس کے بعد سلام و دعا جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو آداب کہتے ہیں۔ اس کے بعد جو چاہو لکھو اس کو خط کا مضمون کہتے ہیں۔

بڑوں کے القاب و آداب

والد کے نام	جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع کمترینان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد آداب و تکریم عرض ہے کہ:۔
ایضاً	جناب والد صاحب معظم و محترم دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم بصد تعظیم و تکریم عرض ہے کہ:۔
ایضاً	جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے التماس ہے کہ:۔
ایضاً	جناب والد صاحب معظمی و محترمی مد ظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے۔
ایضاً	معظمی و محترمی دام ظلہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم کے عرض ہے۔
چچا کے نام	معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع خوردان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے۔
خالو کے نام	جناب خالو صاحب معظم و محترم خوردان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
ایضاً	جناب خالو صاحب مخدوم و مکرم کمترینان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ق

قاف کا سر فے کے سر کی طرح ہوتا ہے۔ مگر نقطہ کا رخ سیدھا ہے اس کا پیٹ جیم کے دامن کی طرح ساڑھے تین قط اور پیٹ کی گہرائی ڈیڑھ قط اور آخر کی نوک ایک قط ہونی چاہیئے۔

ک گ

پہلے ایک الف بنائیے پھر اس میں چھوٹی یا بڑی بے لگا دیجئے۔ اس کے بعد اس میں پانچ قط لمبا اور آدھ قط موٹا ایک مرکز ایسے لگائیے کہ مرکز اور الف کی نوکیں آپس میں مل جائیں مرکز ہر سمت سے تین قط اونچا ہونا چاہیئے۔ گاف کا الف تین قط اور الف کے نیچے ایک نقطہ اس طرح ملائیں کہ اسکے اول و آخر میں نوک اور ادھر ادھر کے کونے گول رہیں۔

ل

بائیں جانب ذرا سا خم لئے ہوئے پانچ قط لمبا اور آدھ قط موٹا الف بنائیے پھر اس میں سین کا دائرہ لگائیے اور آخر میں ڈیڑھ قط لمبی نوک لگائیے۔

والدہ کے نام	جنابہ والدہ صاحبہ مخدومہ و معظمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
ایضاً	جنابہ والدہ صاحبہ معظمہ و مکرمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
ایضاً	جنابہ والدہ صاحبہ معظمہ و محترمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
بڑی بہن کو	ہمشیرہ صاحبہ معظمہ و محترمہ مخدومہ و مکرمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
بڑے بھائی کو	جناب بھائی صاحب معظم و محترم مخدوم و مکرم دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جو القاب والد کے ہیں دادا اور نانا اور چچا اور ماموں اور خسر کے بھی وہی القاب ہیں۔ اور جو القاب والدہ کے ہیں خالہ اور ممانی اور نانی اور چچی وغیرہ بڑے رشتوں کے بھی وہی القاب ہیں والدہ صاحبہ کی جگہ خالہ صاحبہ۔ ممانی صاحبہ لکھدیا کرو۔ دیور اور جیٹھ سے جہاں تک ہوسکے خط وکتابت نہ رکھو۔ زیادہ میل جول مت بڑھاؤ۔ اگر کبھی ایسی ہی ضرورت آپڑے تو خیر لکھدو اور ان کو جناب بھائی صاحب کرکے لکھدو۔ آداب سب رشتوں کے ایک ہی طرح کے ہیں۔

چھوٹوں کے القاب اور آداب

بیٹا۔ پوتا۔ بھتیجا نواسا وغیرہ	برخوردار نور چشم راحت جان۔ سعادت واقبال نشان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد دعائے زیادتی عمر وترقی درجات کے واضح ہو۔
ایضاً	نور بصر لخت جگر طال عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد دعائے درازی عمر وحصول سعادت دارین کے واضح رائے سعید ہو۔
ایضا	فرزند دلبند جگر پیوند طال عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعاہائے فراواں کے واضح ہو۔
چھوٹا بھائی	برادر عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو
برابر کا بھائی	برادر بجان برابر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعائے سعادتمندی ونیک اطواری کے واضح ہو۔
چھوٹی بہن کو	ہمشیرہ عزیزہ نور چشمی صالحہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
؍؍	خواہر نیک اختر طول عمرہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آداب سب کے ایک ہی طرح کے ہیں جس طرح جی چاہے لکھدو۔

م ایک نقطہ بناکر دوبارہ قلم کو اسطرح کھینچیں کہ نقطہ آدھا ڈھک جائے اور آدھا کھلا رہے آہیں اس طرح تو دھا دائرہ ملائیں کہ الٹا لام بنجائے۔ دنبالہ اوپر سے موٹا نیچے سے پتلا گاؤدم لگائیں۔

ں بائیں جانب ذرا سا خم لئے ہوئے آدھ قط موٹا اور دو قط لمبا الف بناؤ پھر اسمیں سین کا دائرہ اور آخر میں ڈیڑھ قط لمبی نوک لگادو

و قاف کے مانند سر بناؤ اور نیچے ڈیڑھ قط لمبی دم لگادو۔

ہ اوپر ذال کا سر نیچے صاد کا الٹا سر۔ بیچ کی سفیدی لمبائی چوڑائی میں ایک ایک قط۔

ھ اول گول نقطہ آدھ قط موٹا اور ایک قط لمبا آدھا کھلا ہوا اور آدھا بند بناؤ پھر اس میں ایک قط لمبی ترچھی نوک لگاؤ۔ اب اسکے دونوں چشم اسطرح بناؤ کہ پہلے نیچے والا حصہ طوئے کے نیچے کے حصہ کی طرح بناؤ اس کے بعد سر صاد کے اوپر کے حصہ کے مانند بناؤ۔ جس جگہ یہ دونوں حصے ملتے ہیں وہاں سے گیارہ قط لمبی ایک کشش ایسی بناؤ کہ جس کی موٹائی

شوہر کے القاب و آداب

سرِ تاجِ من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - بعد سلام اور شوق ملاقات کے عرض ہے کہ
محرمِ اسرار انیس غمگسارِ من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - بعد سلام نیاز کے التماس ہے
واقف رازِ ہمدم و ہمرازِ من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - اشتیاق ملاقات کے بعد عرض ہے

بیوی کے القاب و آداب

محرمِ راز ہمدم و ہمرازِ من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - بعد اشتیاق و تمنائے ملاقات کے واضح ہو -

رونق خانہ وزیب کاشانۂ من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - بعد شوقِ ملاقات کے واضح ہو -

انیس خاطرِ غمگین تسکین بخش دل اندوہگین سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - بعد اشتیاقِ ملاقات کے واضح ہو -

باپ کے نام خط

معظم و محترم فرزندان دام ظلہم العالی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے کہ عرصہ سے جناب والا کا سرفراز نامہ صادر نہیں ہوا - اس لئے یہاں سب کو بہت تردد و پریشانی ہے - امید کہ اپنے مزاج مبارک کی خیریت سے جلدی مطلع فرما کر سرفراز فرماویں - ہمشیرہ عزیزہ مسماۃ زبیدہ خاتون خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے - کل اس کا کلام مجید ختم ہوگیا - اب آپ اس کے واسطے اردو کی کوئی کتاب روانہ فرمایئے کہ شروع کرادی جاوے - جو کتاب تعلیم الدین آپ نے میرے واسطے بھیجی تھی وہ بڑی اچھی کتاب ہے - سب بیبیوں نے اسکو پسند کیا، اور اس کی طلبگار ہیں - اس لئے اس کی چار پانچ جلدیں اور بھیجدیجئے - باقی یہاں سب خیریت ہے - آپ اپنی خیریت سے جلدی مطلع فرمایئے تاکہ رفع تردد اور اطمینان ہو - والتسلیم - فقط

عریضۂ ادب حمیدہ خاتون - از الہ آباد ۱۳ ؍ محرم روز شنبہ

بیٹی کے نام خط

لختِ جگر نیک اختر نور چشم راحت جان بی بی خدیجہ سلمہا اللہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - بعد دعائے درازی عمر و ترقی علم و ہنر کے واضح ہو کہ بہت عرصہ سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا جس سے دل کو تردد تھا - لیکن پرسوں تمہارے بڑے بھائی کا مسرت نامہ آیا - خیریت دریافت ہوئی سی

شروع میں کم اور آخر میں زیادہ ہوتے ہوتے پوری ہو جائے - اگر اس کشش کے ابتدائی حصہ سے ایک سیدھی لکیر کھینچی جائے تو اس لکیر سے درمیانی حصہ دو قط گہرا اور آخری حصہ ایک قط نیچا رہے اور آخر میں دو قط لمبی ترچھی نوک لگاؤ -

لا

الف تین قط نیچے دو قط لمبی رہے جس کی آخری نوک اوپر کی طرف مائل ہو پھر دوسرا الف تین قط دونوں الفوں کے درمیان آدھ قط کا فاصلہ - پہلا الف اونچا اور دوسرا نیچا ہونا چاہئے -

ی

یے کا سر ترچھے قلم سے شروع کریں بتدریج گھٹاتے گھٹاتے نوک بنادیں ابتدائی حصہ ذرا سا نیچے کو جھکا ہوا رہے بعد میں گولی نقطہ بنائیں جیسکے اول و آخر میں نوک ہونی چاہئے بعد میں ڈھائی قط چوڑا اور ڈیڑھ قط گہرا دائرہ بناؤ - آخر میں دو قط لمبی نوک لگاؤ

گ

نوک آدھ قط اسکے بعد دو قط سر قدرے گول اور ترچھا ابتدا میں دو قط اونچا آخر میں نوک

اطمینان ہوا۔ اُس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم کو لکھنے پڑھنے کا کچھ شوق نہیں ہے اور اس میں بہت کم دل لگاتی ہو۔ یہ بھی سُنا کہ بعضی عورتیں تمہارے لکھنے پڑھنے پر یوں کہتی ہیں کہ لڑکیوں کو لکھانے پڑھانے سے کیا فائدہ۔ اُن کو تو سینا پرونا۔ کھانا پکانا چکن وغیرہ کاڑھنا سکھانا چاہیئے۔ انکو پڑھا لکھا کر کیا مردوں کی طرح مولوی بنانا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی لوگوں کے بہکانے سے تمہارا دل اُچاٹ ہوگیا اور تم نے محنت کم کردی۔ اے میری بیٹی! تم اُن بیوقوف عورتوں کی کہنے پر ہرگز نہ جانا اور یہ سمجھو کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا تمہارا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ اسلئے میری یہ نصیحت یاد رکھو کہ اُن عورتوں کا یہ کہنا بالکل بیوقوفی ہے۔ کم سے کم اتنا ہر عورت کیلئے ضروری ہے کہ اردو لکھ پڑھ لیا کرے۔ اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور لکھنا پڑھنا نہ جاننے میں بڑے بڑے نقصان ہیں اول تو بڑا فائدہ یہ ہے کہ زبان صاف ہوجاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بے پڑھی عورتیں ثواب کو سباب اور شوربے کو شُربا۔ کبوتر کو قبوترہ۔ جہیز کو دہیز۔ زکام کو جُکھام اور بعض زخام بولتی ہیں۔ اور جو عورتیں پڑھی لکھی ہوتی ہیں۔ وہ اُن پر ہنستی ہیں۔ اور اُن کی نقلیں کرتی ہیں۔ سو پڑھنے لکھنے سے یہ عیب بالکل جاتا رہتا ہے۔ دوسرے نماز روزہ درست ہوجاتا ہے۔ دین و ایمان سنبھل جاتا ہے بے پڑھی عورتیں اپنی جہالت سے بہت سے کام ایسے کرتی ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اور اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اگر خدانخواستہ اس وقت موت آجاوے تو کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں جلنا پڑیگا۔ کبھی نجات نہیں ہوسکتی۔ پڑھنے لکھنے سے یہ کھٹکا جاتا رہتا ہے۔ اور ایمان مضبوط ہوجاتا ہے۔ تیسرے گھر کا بندوبست جو خاص عورتوں ہی کے ذمہ ہوتا ہے۔ وہ بخوبی انجام پاتا ہے۔ سارے گھر کا حساب کتاب ہر وقت اپنی نگاہ میں ہوتا ہے۔ چوتھے اولاد کی پرورش عورت سے خوب ہوتی ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچے ماں کے پاس زیادہ رہتے ہیں۔ خاص کر لڑکیاں تو ماں ہی کے پاس رہتی ہیں تو اگر ماں پڑھی لکھی ہوگی تو ماں کی عادتیں اور بات چیت بھی اچھی ہوگی تو اولاد بھی وہی سیکھے گی اور کمسنی ہی سے خوش اخلاق اور نیک بخت ہوگی۔ کیونکہ ماں ان کو ہر وقت تعلیم کرتی اور ٹوکتی رہے گی۔ دیکھو تو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔ پانچویں یہ کہ جب عورت کو علم ہوگا تو ہر وقت اپنے ماں باپ خاوند عزیز و اقربا کا رُتبہ پہچان کر اُن کے حقوق ادا کرتی رہے گی۔ اُس کی دنیا اور عقبےٰ دونوں بن جاویگی۔ ان سب کے علاوہ پڑھنا لکھنا نہ جاننے میں ایک اور بڑی قباحت یہ ہے کہ گھر کی بات غیروں پر ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ یا اس کے چھپانے سے نقصان ہوتا ہے۔ عورتوں کی باتیں اکثر حیا و شرم کی ہوتی ہیں۔ لیکن اپنی ماں بہن سے کبھی ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے

خط لکھنے کیلئے چند ضروری ہدایتیں

(۱) جس خط کا جواب دینا ہو اسکے جواب طلب امور پر خط کھینچ دو تاکہ جواب میں کوئی بات نہ رہ جائے۔
(۲) رشتہ کے موافق آداب لکھو اور یہ تصور کرلو کہ گویا تم اُن کے سامنے بیٹھے ہوئے زبانی بات کر رہے ہو۔
(۳) کوئی ایسی بات نہ لکھو کہ اگر وہی بات تمہیں لکھی جائے تو تمہیں ناگوار گذرے اور افسوس ہو۔
(۴) ہنسی مذاق میں کوئی ایسی بات نہ لکھو کہ اگر تمہارا خط کوئی غیر پڑھ لے تو اس پر بُرا اثر ہو۔
(۵) خط کے پانچ جز ہوتے ہیں ۱ القاب و آداب ۲ سلام و دعا ۳ خیریت پوچھنا اپنی خیریت لکھنا ۴ اصل مضمون ۵ ختم پہ دعا و سلام نیز دوسرے عزیزوں و پرسان حال کو درجہ بدرجہ سلام و دعا۔
(۶) خط میں نرم الفاظ استعمال کرو دل شکن الفاظ سے پرہیز کرو۔
(۷) خط اتنا گھسیٹ گھسیٹ کر نہ لکھو کہ پڑھنے میں اُلجھن ہو۔ پڑھنے والا

تمہارا مطلب سمجھنے کے بجائے الفاظ کے گورکھ دھندے میں پھنس کر نہ رہ جائے۔

اور اتفاق سے ماں بہن وقت پر پاس نہیں ہوتیں۔ ایسی صورت میں یا تو بے شرمی کرنی پڑتی ہے اور دوسروں سے خط لکھانا پڑتا ہے۔ یا نہ کہنے سے بہت نقصان اٹھانا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور ہزاروں فائدے ہیں اور پڑھنا نہ جاننے میں قباحتیں ہیں۔ کہاں تک بیان کروں۔ دیکھو اب تم میری نصیحت یاد رکھنا اور پڑھنے لکھنے سے ہرگز جی نہ چرانا۔ زیادہ دُعا فقط

راقم عبداللہ از بنارس۔ ۲۵۔ رمضان روز جمعہ

بیٹی کی طرف سے خط کا جواب

معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے کہ صحیفۂ عالی نے صادر ہو کر مشرف فرمایا۔ آپ کے مزاج کی خیریت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو ہمارے سروں پر دائم دقائم رکھے جناب والا نے بندی کے لکھنے پڑھنے کی نسبت جو لکھا۔ اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ بیشک لوگوں کے کہنے سننے کی وجہ سے میرا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ اب جس دن سے والا نامہ آیا ہے میں بہت دل لگا کر کے پڑھتی اور کچھ بُرا بھلا لکھنے بھی لگی ہوں۔ بیشک آپ کا فرمانا بہت بجا ہے کہ اس میں بے انتہا فائدے ہیں اور جو عورتیں پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں وہ بہت پچتاتی ہیں کہ ہم نے کیوں نہ سیکھ لیا۔ پرسوں کی بات ہے کہ پیشکار صاحب کی بی بی جو ہمارے پڑوس میں رہتی ہیں۔ اُن کے ماموں کا خط آیا اور گھر میں کوئی مرد آج کل ہے نہیں۔ بیچاری ایک ایک کی خوشامد کرتی پھریں کہ کوئی خط پڑھ دیوے یا کہیں سے پڑھوا لادے کہ اب مومانی کی طبیعت کیسی ہے۔ سنا گیا تھا کہ ان کا برا حال ہے اس وجہ سے بیچاری بڑی گھبرا رہی تھیں۔ دوپہر کا آیا ہوا خط دن بھر پڑا رہا۔ اور کوئی پڑھنے والا نہ ملا۔ مغرب کے بعد بیچاری میرے پاس آئیں تو میں نے حال سنایا۔ تب اُن کا جی ٹھکانے ہوا۔ تب ہی میرے جی کو یہ بات لگ گئی کہ بے شک پڑھنے لکھنے کا ہنر بھی بڑی دولت ہے اور اُس کے نہ جاننے سے بعضے وقت بڑی مصیبت پڑتی ہے اور یہ بھی میں دیکھتی ہوں کہ ہماری برادری میں پانچ بیبیاں خوب پڑھی لکھی ہیں وہ جہاں جاتی ہیں اُن کی بڑی عزت ہوتی ہے جو بات خلافِ شرع کسی سے ہو جاتی ہے یا بیاہ شادی میں کوئی بری رسم ہوتی ہے تو اُس کو ٹوکتی ہیں منع کرتی ہیں خوب سمجھا کرکے نصیحت کرتی ہیں اور سب بیبیاں چپکی ہو کر کان لگا کر سنتی رہتی ہیں جو کوئی بات پوچھنی ہوتی ہے اُن ہی سے پوچھتی ہیں۔ بیبیوں میں سب سے پہلے وہی

(۸) خط میں عام فہم الفاظ استعمال کرو۔ عربی فارسی اور انگریزی کے مشکل لفظ نہ لاؤ کہ مکتوب الیہ سمجھ ہی نہ سکے بلکہ یہ تصور کرکے لکھو کہ تم اس سے زبانی مخاطب ہو (۹) خط لکھنے کے بعد ایک دفعہ غور سے پڑھ لو کہ کوئی غلطی نہ رہ جائے اگر کوئی لفظ دلخراش ناگوار یا بے تمیزی کا ہو تو اس کو کاٹ دو۔

(۱۰) خط پر ابتدا میں اپنے استاد سے اصلاح لی لیا کرو اور جو غلطیاں وہ بتلائیں اُن کا آئندہ خیال رکھو۔

(۱۱) خط کے شروع یا آخر میں اپنا پورا پتہ ضرور لکھ دو تاکہ جواب دینے والے کو تلاش نہ کرنا پڑے کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ آپ کے پتہ نہ لکھنے اور اُس کے پاس پچھلا پتہ گم ہو جانے کی وجہ سے جواب نہیں آتا۔ تو دل میں خواہ مخواہ بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۱۲) ہر خط کے شروع یا آخر میں تاریخ مع مہینہ اور سنہ ضرور لکھ دو بعض دفعہ اسکی بڑی ضرورت پڑتی ہے ڈاک خانہ کی غلطی یا پتہ کی کسی گڑبڑ کی وجہ سے اگر خط دیر میں پہنچے تو تاریخ سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ جواب میں تمہاری طرف سے سستی یا دیر نہیں ہوئی۔ اگر جواب طلب خطوط زیادہ جمع ہو جائیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ پہلے کونسا آیا۔ بعض اوقات

پوچھی جاتی ہیں۔ ساری بیبیاں اُن کی تعریفیں کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے میں ضرور جی لگاکر لکھنا پڑھنا سیکھوں گی۔ مجھ کو خود بڑا شوق ہو گیا ہے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو یہ دولت نصیب فرماوے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ زیادہ حد ادب فقط

آپ کی لونڈی خدیجہ عفی عنہا از سہارنپور۔ ۲۸۔ رمضان روز دوشنبہ

بھانجی کے نام خط

نورِ چشم راحت جان بی بی صدیقہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو کہ تمہارا مسرت نامہ آیا۔ حال معلوم ہونے سے تسلی ہوئی۔ تمہارے پڑھنے کا حال سنکر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دیوے اور تمہاری محنت کا پھل تم کو جلدی نصیب کرے۔ جس دن تم اپنے ہاتھ سے مجھے خط لکھوگی۔ اس دن میں پانچ روپیہ مٹھائی کھانے کے لئے تم کو روانہ کروں گا اور ایک نصیحت میں تم کو اور کرتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ تم شوخی بہت کیا کرتی ہو۔ اور کسی کا ادب لحاظ نہیں کرتی ہو۔ اس بات سے مجھ کو بڑا افسوس ہوا۔ کیونکہ آدمی کی عزت فقط پڑھنے لکھنے سے نہیں ہوتی۔ جب تک ادب لحاظ نہ سیکھوگی لوگ تم سے محبت اور پیار نہ کریں گے۔ پڑھنے لکھنے کے ساتھ سب سے اول لڑکوں اور لڑکیوں کو لازم ہے کہ ادب سیکھیں۔ کیونکہ ادب سے آدمی ہر دلعزیز ہو جاتا ہے اور سب آدمی اس کی خاطر کرتے ہیں۔ ادب کرنے والا ہمیشہ خوش نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی کا قول ہے۔ با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ ادب کیا چیز ہے اور اس کا برتاؤ کیونکر چاہیئے۔ جو کوئی تم سے عمر اور رشتہ میں بڑا ہو اس کو بہت تعظیم سے سلام کرو۔ اور اُس کے سامنے کوئی فحش بات زبان سے مت نکالو۔ نہ اپنے برابر والوں سے اس کے سامنے خوش طبعی اور دل لگی مذاق کرو۔ جب وہ تمہیں پکارے تو بہت نرم آواز سے جواب دو۔ اور جب تم کو کچھ دیوے تو سلام کرو۔ اور جو نصیحت کی بات کہے خوب غور سے سنو۔ جب وہ بول رہا ہو تو بیچ میں اس کی بات مت کاٹو۔ جہاں وہ بیٹھا ہو اس سے اونچی جگہ مت بیٹھو۔ اور اس کا نام لے کر مت پکارو۔ بلکہ اس سے رشتہ لگا کر بولو۔ نام بڑھا کر لیا کرو۔ جیسے خالو جان۔ پھوپی اماں۔ نانا جی۔ آپا جان۔ اگر غصہ میں آکر وہ تم کو کچھ بُرا بھلا کہیں تو تم ہرگز اُس کا جواب مت دو۔ الٹ کر اُن کو کچھ نہ کہو۔ اسی کا نام ادب ہے۔ اور یہ آدمی کے واسطے بہت ضروری ہے۔ فقط　　محمد واجد حسین از فیض آباد

پیش کرنیکی ضرورت پڑجاتی ہے۔ اگر بغیر تاریخ کے خط بھیجی کہ ہم روانہ ہو کر پرسوں پہنچینگے اسٹیشن پر انتظام کر دیجئے تو وہاں سب باتیں ایک دن بعد سمجھی جائینگی اور دقت ہوگی غرض اس معمولی سی بات پر غفلت کرنے میں بہت سی تکلیفیں پیش آجاتی ہیں نیز اکثر مہر صاف نہیں پڑتی تو تاریخ نہیں پڑھی جاتی۔ اسکے علاوہ جو لوگ انگریزی جانتے ہیں مہر کی تاریخ وہی پڑھ سکتے ہیں ہر ایک تو نہیں پڑھ سکتا اگر خط ڈاک کے وقت کے بعد پڑے تو وہ اگلے روز نکلتا ہے اور مہر سے بھی کام نہیں چلتا بس تاریخ لکھنا ہرگز نہ بھولو (۳۱) اگر خط بڑوں کو لکھا جائے تو اُن کے خط میں یہ لکھنا کہ فلاں فلاں کو سلام کہہ دیجئے اور یہ کہہ دیجئے یوں کہہ دیجئے یہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اُن پر حکم چلانا ہے۔ اچھا طریقہ یہ ہے کہ یوں لکھے کہ اگر فلاں صاحب خط دیکھیں تو سلام قبول کریں۔ اگر اُن سے بہت بے تکلفی ہو تو بہت ادب کے لفظوں میں لکھ دینے کا مضائقہ نہیں ہے

چھوٹوں یا برابر والے بے تکلف لوگوں کو لکھنے میں حرج نہیں ہے۔

اگر کسی برابر والے کو خط لکھنا ہو تو اُس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کے مرتبہ کے موافق اس طرح القاب لکھو۔

القاب

عنایت فرمائے من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مشفقہ شفیقۂ من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مہربان من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (پھر اس طرح آداب لکھو) بعد سلام مسنون کے عرض ہے - یا یوں لکھو۔ بعد سلام مسنون وشوق ملاقات کے عرض ہے۔ پھر خط کا مضمون لکھدو اور یہ خیال رکھو کہ نہ تو اتنا بڑھا کر لکھو۔ جس طرح کہ بڑوں کو لکھتے ہیں۔ اور نہ اتنا گھٹا کر لکھو جیسے کہ چھوٹوں کو لکھتے ہیں۔ بلکہ ہر بات میں برابری کا خیال رکھو۔

خط کا پتہ لکھنے کا طریقہ یہ ہے[لـه]۔ نمونہ کیلئے دو پتے لکھے جاتے ہیں

مقام شہر لکھنؤ۔ محلہ امین آباد۔ قریب مکان حکیم عبدالغنی صاحب نائب تحصیلدار۔
بخدمت والادرجت معظم ومحترم من جناب داروغہ وحید الزماں صاحب دام ظلکم العالی۔
مقام فیض آباد۔ چوک بر دوکان لیاقت حسین صاحب سادہ کار۔
بمطالعہ برخوردار سعادت اطوار منشی محمد سعید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ در آید۔

گنتی

نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت
ایک	۱	آٹھ	۸	پندرہ	۱۵	بائیس	۲۲
دو	۲	نو	۹	سولہ	۱۶	تیئیس	۲۳
تین	۳	دس	۱۰	سترہ	۱۷	چوبیس	۲۴
چار	۴	گیارہ	۱۱	اٹھارہ	۱۸	پچیس	۲۵
پانچ	۵	بارہ	۱۲	انیس	۱۹	چھبیس	۲۶
چھ	۶	تیرہ	۱۳	بیس	۲۰	ستائیس	۲۷
سات	۷	چودہ	۱۴	اکیس	۲۱	اٹھائیس	۲۸

لـه خط پر پتہ لکھنے کا یہ طریقہ اب متروک ہو چکا ہے موجودہ طریقہ یہ ہے۔
بخدمت جناب حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب خوشنویس
محلہ ابوالبرکات دیوبند
ضلع سہارنپور (یو۔پی) انڈیا
بخدمت جناب مولوی بشیر محمد صاحب منیجر
نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ
فریئر روڈ کراچی
پاکستان
ڈاکخانہ کے لوگ خط پر انگریزی میں پہنچنے کی جگہ کا نام لکھتے ہیں اسواسطے جس جگہ خط لکھنا ہو اگر وہاں ڈاکخانہ ہو تو اسکے اور ضلع کے نام کے نیچے لکیر کھینچدو اور اگر وہاں ڈاکخانہ نہ ہو تو جہاں اسکا ڈاکخانہ ہے اس جگہ کے نام اور ضلع کے نام کے نیچے لکیر کھینچدو۔ اور پتہ لکھنے کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ اول مختصر القاب کے ساتھ اُن کا نام لکھدو جن کے پاس خط جاتا ہے پھر انکا عہدہ پھر دوسری سطر میں محلہ کا نام اور تیسری سطر میں ڈاکخانہ اور ضلع کا نام اور اگر وہاں ڈاکخانہ نہیں ہے تو دوسری سطر میں اس جگہ کا بھی نام لکھا جائے اور تیسری سطر میں ڈاکخانہ و ضلع کا نام ہو پھر صوبہ اور ملک کا نام ہونا چاہئے
اگر کسی دوسرے ملک میں خط لکھنا ہو تو سب سے اوپر ٹکٹ کی برابر میں ملک کا نام لکھدیا جائے۔

نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت
انتیس	۲۹	ترپن	۵۳	ستتّر	۷۷
تیس	۳۰	چوّن	۵۴	اٹھتّر	۷۸
اکتیس	۳۱	پچپن	۵۵	اُناسی	۷۹
بتیس	۳۲	چھپن	۵۶	اَسّی	۸۰
تینتیس	۳۳	ستاون	۵۷	اکیاسی	۸۱
چونتیس	۳۴	اٹھاون	۵۸	بیاسی	۸۲
پینتیس	۳۵	انسٹھ	۵۹	تراسی	۸۳
چھتیس	۳۶	ساٹھ	۶۰	چوراسی	۸۴
سینتیس	۳۷	اکسٹھ	۶۱	پچاسی	۸۵
اڑتیس	۳۸	باسٹھ	۶۲	چھیاسی	۸۶
انتالیس	۳۹	تریسٹھ	۶۳	ستاسی	۸۷
چالیس	۴۰	چونسٹھ	۶۴	اٹھاسی	۸۸
اکتالیس	۴۱	پینسٹھ	۶۵	نواسی	۸۹
بیالیس	۴۲	چھیاسٹھ	۶۶	نوّے	۹۰
تینتالیس	۴۳	سڑسٹھ	۶۷	اکیانوے	۹۱
چوالیس	۴۴	اڑسٹھ	۶۸	بانوے	۹۲
پینتالیس	۴۵	انہتر	۶۹	ترانوے	۹۳
چھیالیس	۴۶	ستّر	۷۰	چورانوے	۹۴
سینتالیس	۴۷	اکہتر	۷۱	پچانوے	۹۵
اڑتالیس	۴۸	بہتّر	۷۲	چھیانوے	۹۶
انچاس	۴۹	تہتّر	۷۳	ستانوے	۹۷
پچاس	۵۰	چوہتّر	۷۴	اٹھانوے	۹۸
اکیاون	۵۱	پچھتّر	۷۵	ننانوے	۹۹
باون	۵۲	چھہتّر	۷۶	سَو	۱۰۰

بچوں کو یہ باتیں ذہن نشین کرادی جائیں کہ اردو میں اس علامت (۰) کو صفر کہتے ہیں۔ صفر کے معنی خالی کے ہیں۔ گنتی اس طرح یاد کراؤ۔ صفر۔ ایک۔ دو۔ ۔۔۔ اخیر تک۔ ایک سے نو تک اکائیاں کہلاتی ہیں اکائی کے معنی اکیلی چیز کے ہیں۔ اکائی نو ہی ہوتی ہیں دس اکائیوں کی ایک دہائی ہوتی ہے دہائیاں بھی نو ہی ہوتی ہیں دس دہائیوں کا ایک سیکڑہ ہوتا ہے۔ اکائی کے دائیں طرف ایک صفر دینے سے دہائی ہو جاتی ہے جیسے (۱۰) (۲۰) (۳۰) (۴۰) اور دو صفر دینے سے سیکڑہ ہو جاتا ہے جیسے (۱۰۰) (۲۰۰) (۳۰۰) جس ہندسے کی دائیں جانب صفر رکھ دیا جائے اتنی دہائیاں بنجاوینگی ایک صفر پر دہائی (۰۰) دو پر سیکڑہ (۱۰۰) تین پر ہزار (۱۰۰۰) ہو جاتا ہے اسی طرح دس ہزار۔ لاکھ۔ دس لاکھ۔ کروڑ۔ دس کروڑ سا رہب کو سمجھ لیں۔

چند رقمیں لکھی جاتی ہیں انکو بھی خوب سمجھ لو۔ بڑی ضرورت پڑتی ہے۔ ایک پیسہ (۔ر) دو پیسہ (مر) تین پیسہ (۔ٖر) ایک آنہ (ار) پانچ پیسے (۱ر) چھ پیسہ (۱۔ر) سات پیسے (۱ٖر) اسی طرح آخر تک سمجھ لو۔ ایک روپیہ (عہ) دو روپیہ (عہ) [illegible] ۔ اگر ایک سو باون روپے پونے تیرہ آنے لکھنا ہو تو اس طرح لکھیں گے۔ (مابعہ ۱۲) اسی طرح باقی رقموں کو قیاس کر لو۔

سچی کہانیاں

۱ک

جنابِ[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا۔ یکایک اس نے ایک بدلی میں یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے ساتھ وہ بدلی چلی اور ایک سنگستان میں خوب پانی برسا اور تمام پانی ایک نالہ میں جمع ہو کر چلا۔ یہ شخص اس پانی کے پیچھے ہولیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے اُس باغ والے سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے وہی نام بتایا جو اُس نے بدلی میں سنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تو میرا نام کیوں دریافت کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے اس بدلی میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی کہ تیرا نام لیکر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے۔ تو اس میں کیا عمل کرتا ہے کہ اس قدر مقبول ہے۔ اس نے کہا کہ جب تو نے پوچھا تو مجھ کو کہنا ہی پڑا میں اس کی کل پیداوار کو دیکھتا ہوں۔ اس میں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں۔ ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں۔ اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔

فائدہ:- سبحان اللہ کیا خدا کی رحمت ہے کہ جو اُس کی اطاعت کرتا ہے اُس کے کام غیب سے اس طرح سرانجام ہو جاتے ہیں کہ اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بیشک سچ ہے جو اللہ کا ہو گیا اس کا اللہ ہو گیا۔

دوسری کہانی

۲ک

رسول[۲] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی۔ دوسرا گنجا۔ تیسرا اندھا۔ خداوند تعالیٰ نے اُن کو آزمانا چاہا۔ اور اُن کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا۔ تجھ کو کیا چیز پیاری ہے۔ اُس نے کہا

[۱] عن ابی ہریرۃ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا رجل بفلاۃ من الارض فسمع صوتا فی سحابۃ اسق حدیقۃ فلان فتنحی ذلک السحاب فافرغ ماءہ فی حرۃ فاذا شرجۃ من تلک الشراج قد استوعبت ذلک الماء کلہ فتتبع الماء فاذا رجل قائم فی حدیقتہ یحول الماء بمسحاتہ فقال لہ یا عبد اللہ ما اسمک قال فلان الاسم الذی سمع فی السحابۃ فقال لہ یا عبد اللہ لم تسألنی عن اسمی فقال انی سمعت صوتا فی السحاب الذی ہذا ماءہ ویقول اسق حدیقۃ فلان لاسمک فما تصنع فیہا قال اما اذا قلت ہذا فانی انظر الی ما یخرج منہا فاتصدق بثلثہ واکل انا وعیالی ثلثا وارد فیہا ثلثہ رواہ مسلم مشکوۃ صفحہ ۱۶۳

[۲] عن ابی ہریرۃ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ثلثۃ من بنی اسرائیل ابرص واقرع واعمی فاراد اللہ ان یبتلیہم فبعث الیہم ملکا فاتی الابرص فقال ای شئ احب الیک قال لون حسن وجلد حسن ویذہب عنی الذی قد قذرنی الناس قال فمسحہ فذہب عنہ قذرہ واعطی لونا حسنا وجلدا حسنا قال فای المال احب الیک قال الابل او قال البقر شک اسحق الا ان الابرص والاقرع قال احدہما الابل وقال الاخر البقر قال فاعطی ناقۃ عشراء فقال بارک اللہ لک فیہا قال فاتی الاقرع فقال ای شئ احب الیک قال شعر حسن ویذہب عنی ہذا الذی قد قذرنی الناس قال فمسحہ فذہب عنہ قال واعطی شعرا حسنا قال فای المال احب الیک قال البقر فاعطی بقرۃ حاملا قال بارک اللہ لک فیہا قال فاتی الاعمی فقال ای شئ احب الیک قال ان یرد اللہ الی بصری فابصر بہ الناس قال فمسحہ فرد اللہ الیہ بصرہ قال فای المال احب الیک قال الغنم فاعطی شاۃ والدا فانتج ہذان وولد ہذا فکان لہذا واد من الابل ولہذا واد من البقر ولہذا واد من الغنم قال ثم انہ اتی الابرص فی صورتہ وہیئتہ فقال رجل مسکین (باقی صفحہ ۲۵ پر ملاحظہ ہو)

مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال ملجاوے اور یہ بلا جاتی رہے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گھن کرتے ہیں۔ اس فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا۔ اُسی وقت چنگا ہوگیا اور اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔ پھر پوچھا۔ تجھ کو کون سے مال کی زیادہ رغبت ہے۔ اُس نے کہا اونٹ سے۔ پس ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا۔ اور پوچھا۔ تجھ کو کونسی چیز پیاری ہے کہا۔ میرے بال اچھے نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ جس سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا فوراً اچھا ہوگیا اور اچھے بال نکل آئے۔ پھر پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے۔ اس نے کہا گائے۔ پس اس کو ایک گابھن گائے دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا۔ تجھ کو کیا چیز چاہیئے کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ درست کر دے کہ سب آدمیوں کو دیکھوں۔ اُس فرشتہ نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی۔ پھر پوچھا تجھ کو کیا مال پیارا ہے۔ کہا۔ بکری۔ پس اس کو ایک گابھن بکری دے دی۔ تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے۔ تھوڑے دنوں میں اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اس کی گایوں سے اور اس کی بکریوں سے۔ پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرے سفر کا سب سامان چُک گیا[۱]۔ آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے اور پھر تیرا۔ میں اس اللہ کے نام پر جس نے اچھی رنگت اور عمدہ کھال عنایت فرمائی۔ تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے چل دور ہو۔ مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اس میں گنجائش نہیں۔ فرشتہ نے کہا۔ شاید[۲] تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے اور کیا تو مفلس نہ تھا۔ پھر تجھ کو خدا نے اس قدر مال عنایت فرمایا۔ اُس نے کہا واہ کیا خوب۔ یہ مال تو میری کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے فرشتہ نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس

(صفحہ ۲۴ سے) قد انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا باللہ ثم بک اسئلک بالذی اعطاک اللون الحسن والجلد الحسن و المال بعیرا اتبلغ بہ فی سفری فقال الحقوق کثیرۃ فقال انہ کانی اعرفک الم تکن ابرص یقذرک الناس فقیرا فاعطاک اللہ فقال انما ورثت ہذا المال کابرا عن کابر فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت قال واتی الاقرع فی صورتہ فقال لہ مثل ما قال لہذا ورد علیہ مثل ما رد علی ہذا فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت قال واتی الاعمیٰ فی صورتہ وہیئتہ فقال رجل مسکین وابن سبیل صـ

صـ انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا باللہ ثم بک اسئلک بالذی رد علیک بصرک شاۃ اتبلغ بہا فی سفری فقال قد کنت اعمیٰ فرد اللہ الی بصری فخذ ما شئت ودع ما شئت فو اللہ لا اجہدک الیوم بشیٔ اخذتہ للہ فقال امسک مالک فانما ابتلیتم فقد رضی عنک وسخط علی صاحبیک۔ رواہ مسلم و البخاری صـ ۴۹۲ اس روایت "ان ثلثۃ من بنی اسرائیل ابرص واقرع واعمیٰ" کو تمیں ان کی خبر نہیں ہے جس سے اہل علم کو اشکال پیش آ سکتا ہے ان کی تشفی کے لئے مرقاۃ کی حسب ذیل عبارت نقل کی جاتی ہے (فاراد اللہ ان یبتلیہم) ہو خبران عند من یجوز دخول الفاء فی خبر ہا ومن لم یجوز فقد الخبر ای فیما اقص علیکم فقولہ فاراد تفسیر للمجمل ولو رفع ابرص وما عطف علیہ بالخبریۃ یتعین للتفسیر ان رفعہا بتقدیر احدہم او منہم ابرص (مرقاۃ شرح مشکوۃ صـ ۲۶۶)

[۱] ختم ہوگیا

[۲] شاید کا لفظ شک کیلئے نہیں استعمال کیا گیا ہے اصل میں فرشتہ یہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا کہ میں وہی ہوں

میں نے یہ ساری چیزیں بحکم خدائے تعالیٰ دی تھیں تاکہ اگر وہ کچھ دے تو خالصۃً اللہ کے واسطے دے احسان کے بدلہ میں نہیں۔

اسی پہلی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا- اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا- فرشتہ نے کہا- اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا- پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا- اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں- آج بجز خدا کے اور پھر تیرے کوئی میرا وسیلہ نہیں ہے- میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں- اس نے کہا بیشک میں اندھا تھا- خداوند تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے مجھ کو نگاہ بخشی- جتنا تیرا جی چاہے لیجا اور جتنا چاہے چھوڑ جا- خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا- فرشتے نے کہا کہ تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہئے- فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی سو ہو چکی- خدا تجھ سے راضی ہوا اور ان دونوں سے ناراض- **فائدہ** خیال کرنا چاہئے کہ اُن دونوں کو ناشکری کا کیا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھن گئی اور جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے اور خدا ان سے ناراض ہوا- دنیا اور آخرت دونوں میں نامراد رہے- اور اُس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا عوض ملا کہ نعمت بحال رہی اور خدا اس سے خوش ہوا اور وہ دنیا اور آخرت دونوں میں شاد و بامراد ہوا-

تیسری کہانی ۳

ایک[۵۱] بار حضرت ام سلمہ[۵۲] رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا- اسلئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا کہ یہ گوشت طاق میں رکھدے شاید حضرت نوش فرماویں- اس نے طاق میں رکھدیا- اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی- بھیجو اللہ کے نام پر خدا برکت کرے- گھر میں سے جواب دیا- خدا تجھ کو بھی برکت دے[۵۳]- اس لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ کوئی چیز دینے کی موجود نہیں ہے وہ سائل چلا گیا- اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلمہ تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے- انہوں نے کہا- ہاں ہے- اور خادمہ سے کہا- جا وہ گوشت آپ کے واسطے لے آ- وہ گوشت لینے گئی- دیکھتی کیا ہے کہ وہاں گوشت کا تو نام بھی نہیں ہے فقط ایک (سفید) پتھر کا ٹکڑا رکھا ہے- آپ نے فرمایا چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا تھا اسلئے وہ گوشت پتھر بن گیا- فائدہ- غور کیجئے کہ خدا کے نام پر

---

۵۱ عن مولی لعثمٰن قال اُہدی لام سلمہ بضعۃ من لحم و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ اللحم فقالت للخادم ضعیہ فی البیت لعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکلہ فوضعتہ فی کوۃ البیت وجاء سائل فقام علی الباب فقال تصدقوا بارک اللہ فیکم فقالوا بارک اللہ فیک فذہب السائل فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ام سلمہ ہل عندکم شیٔ اطعمہ فقالت نعم قالت للخادم اذہبی فأتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک اللحم فذہبت فلم تجد فی الکوۃ الا قطعۃ مروۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان ذلک اللحم عاد مروۃ لما لم تعطوہ السائل رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ۱۲ مشکوۃ صفحہ ۱۶۹

۵۲ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں- آپ کا انتقال ۵۹ھ میں ہوا جبکہ آپ کی عمر شریف ۸۴ سال کی تھی ۱۲

۵۳ سائل کو جواب دینے کا یہ ایک مہذب طریقہ ہے جو عرب میں رائج تھا جیساکہ کلام اللہ میں فرمایا ہے قول معروف خیر من صدقۃ یتبعہا اذی ۱۲

نہ دینے کی یہ نحوست ہوئی کہ اس گوشت کی صورت بگڑ گئی اور پتھر بن گیا۔ اسی طرح جو شخص سائل سے بہانہ کر کے خود کھاتا ہے وہ پتھر کھا رہا ہے۔ جس کا یہ اثر ہے کہ سنگدلی اور دل کی سختی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چونکہ حضرت ؐ کے گھر والوں کے ساتھ خداوند کریم کی بڑی عنایت اور رحمت ہے اسلئے اس گوشت کی صورت کھلی نگاہوں میں بدل دی۔ تاکہ اس کے استعمال سے محفوظ رہیں

۱۲	چوتھی کہانی	

جناب[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یاروں[۲] اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ اگر کوئی دیکھتا تھا تو عرض کر دیا کرتا تھا۔ آپ کچھ تعبیر ارشاد فرما دیا کرتے تھے۔ عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ سب نے عرض کیا کہ کوئی نہیں دیکھا۔ آپ[۳] نے فرمایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدس کی طرف لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور[۴] ہے۔ اس بیٹھے ہوئے کے کلّے کو اس سے چیر رہا ہے۔ یہاں تک کہ گدّی تک جا پہنچتا ہے۔ پھر دوسرے کلّے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر رہا ہے اور اور پھر وہ کلا اس کا درست ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گذر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے۔ اس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے۔ جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے۔ پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے۔ جب وہ اس کے اٹھانے کے لئے جاتا ہے تو ابتک لوٹ کر اس کے پاس نہیں آنے پاتا کہ اس کا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ہم ایک غار پر پہنچے جو مثل تنور کے تھا نیچے سے فراخ تھا اوپر سے تنگ۔ اس میں

[۱] عن سمرة بن جندب قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا صلى اقبل علينا بوجهه فقال من راى منكم الليلة رؤيا قال فان راى احد قصها فيقول ما شاء الله فسالنا يوما فقال هل راى منكم احد رؤيا قلنا لا قال لكني رايت الليلة رجلين اتياني فاخذا بيدي فاخرجاني الى ارض مقدسة فاذا رجل جالس ورجل قائم بيده كلوب من حديد يدخله في شدقه فيشقه حتى يبلغ قفاه ثم يفعل بشدقه الاخر مثل ذلك ويلتئم شدقه هذا فيعود فيصنع مثله قلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى اتينا على رجل مضطجع على قفاه ورجل قائم على راسه بفهر او صخرة فيشدخ به راسه ۳ فاذا ضربه تدهده الحجر فانطلق اليه لياخذه فلا يرجع الى هذا حتى يلتئم راسه وعاد راسه كما كان فعاد اليه فضربه فقلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى اتينا الى ثقب مثل التنور اعلاه ضيق واسفله واسع تتوقد تحته نار فاذا ارتفعت ارتفعوا حتى كادوا ان يخرجوا منها واذا خمدت رجعوا فيها وفيها رجال ونساء عراة فقلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى اتينا على نهر من دم فيه رجل قائم على وسط النهر وعلى شط النهر رجل بين يديه حجارة فاقبل الرجل الذي في النهر فاذا اراد ان يخرج رمى الرجل بحجر في فيه فرده حيث كان فجعل كلما جاء ليخرج رمى في فيه بحجر فيرجع كما كان فقلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى انتهينا الى روضة خضراء فيها شجرة عظيمة وفي اصلها شيخ وصبيان واذا رجل قريب من الشجرة بين يديه نار يوقدها فصعدا بي الشجرة فادخلاني دارا وسط الشجرة لم ار قط احسن منها فيها رجال شيوخ وشباب ونساء وصبيان ثم اخرجاني منها فصعدا بي الشجرة فادخلاني دارا هي احسن وافضل منها

(باقی صفحہ ۴۸ پر)

[۲] و [۳] صفحہ ۴۸ پر ملاحظہ فرمائیے۔

آگ جل رہی ہے اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورت بھرے ہوئے ہیں جس وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی ہے۔ اسکے ساتھ وہ سب اٹھ آتے ہیں۔ یہانتک کہ قریب نکلنے کے ہوجاتے ہیں۔ پھر جس وقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے۔ آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہانتک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اُس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے اور اُس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں۔ وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارہ کی طرف آتا ہے جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا اس شخص کے منہ میں ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ پھر اپنی پہلی جگہ جا پہنچتا ہے۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے۔ اسی طرح پتھر مار کر اس کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں پہنچے۔ اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں اور درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے سامنے آگ جل رہی ہے وہ اس کو دھونک رہا ہے۔ پھر وہ دونوں مجھ کو چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے۔ اور اور ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ بن رہا تھا۔ اس میں لے گئے۔ میں نے ایسا گھر کبھی نہیں دیکھا۔ اس میں مرد بوڑھے جوان عورتیں اور بچے بہت سے تھے۔ پھر اس سے باہر لاکر اور اوپر لے گئے۔ وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا۔ اس میں لے گئے اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے اُن دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا۔ اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا کہ اُس کے کلے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا ہے کہ جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا اور وہ باتیں تمام جہان میں مشہور ہوجاتی تھیں۔ اسکے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا وہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم قرآن دیا۔ رات کو اس سے غافل ہوکر سو رہا اور دن کو اُس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور ان کے گرداگرد جو بچے دیکھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہے۔ اور جو آگ جھونک رہا تھا وہ مالک[۱] داروغہ دوزخ کا ہے۔ اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے وہ عام مسلمانوں کا ہے اور یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے

فیہا شیوخ وشباب فقلت لہما انکما قد طوفتمانی اللیلۃ فاخبرانی عما رایت قالا نعم اما الرجل الذی رایتہ یشق شدقہ فکذاب یحدث بالکذبۃ فتحمل عنہ حتی تبلغ الآفاق فیصنع بہ ما تری الی یوم القیمۃ والذی رایتہ یشدخ راسہ فرجل علمہ اللہ القرآن فنام عنہ باللیل ولم یعمل بما فیہ بالنہار یفعل بہ ما رایت الی یوم القیمۃ والذی رأیتہ فی الثقب فہم الزناۃ والذی رأیتہ فی النہر اکل الربٰوا والشیخ الذی رأیتہ فی اصل الشجرۃ ابراہیم والصبیان حولہ فاولاد الناس والذی یوقد النار مالک خازن النار والدار الاولی التی دخلت دار عامۃ المومنین واما ہذہ الدار فدار الشہداء وانا جبرئیل وہذا میکائیل فارفع رأسک فرفعت رأسی فاذا فوقی مثل السحاب وفی روایۃ مثل الربابۃ البیضاء قالا ذاک منزلک قلت دعانی ادخل منزلی قالا انہ بقی لک عمر لم تستکملہ فلو استکملتہ اتیت منزلک۔ رواہ البخاری ص ۱۸۵ ج ۱۔

[۱] اصحاب رسول اللہ صلعم شرعی اصطلاح میں وہ لوگ کہلاتے ہیں جنہوں نے اسلام کی حالت میں رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے اور حالت اسلام ہی میں انھیں موت نصیب ہوئی ہو [۱] زنبور۔ چھوٹی سنڈاسی جسکے اگلے سرے پر دندانے ہوتے ہیں تاکہ اس سے کسی چیز کو پکڑ کر اکھاڑیں تو گرفت سے چھوٹ نہ سکے (منہ) [۱] مالک داروغہ دوزخ کا نام ہے ۱۲

اور میں جبرئیل[1] ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے سر اوپر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا۔ بولے کہ یہ تمہارا گھر ہے۔ میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو۔ میں اپنے گھر میں داخل ہوں۔ بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے پوری نہیں ہوئی۔ اگر پوری ہوچکتی تو ابھی چلے جاتے۔ فائدہ جاننا چاہیئے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعے سچے ہیں۔ اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ اوّل جھوٹ کا کہ کیسی سخت سزا ہے۔ دوسرے عالم بے عمل کا۔ تیسرے زنا کا۔ چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔

عقیدوں کا بیان

عقیدہ[2] تمام عالم پہلے بالکل ناپید اتھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔ عقیدہ[3] اللہ ایک ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اُس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ اس کی کوئی بی بی ہے۔ کوئی اسکے مقابل کا نہیں۔ عقیدہ[4]۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ عقیدہ[5] کوئی چیز اس کے مثل نہیں وہ سب سے نرالا ہے۔ عقیدہ وہ[6] زندہ ہے۔ ہر[7] چیز پر اس کو قدرت ہے۔ کوئی چیز[8] اس کے علم سے باہر نہیں۔ وہ[9] سب کچھ دیکھتا ہے۔ سنتا ہے۔ کلام[10] فرماتا ہے۔ لیکن اس[11] کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں۔ جو چاہے[12] کرتا ہے۔ کوئی اسکی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ وہی[13] پوجنے کے قابل ہے۔ اُس[14] کا کوئی ساجھی نہیں۔ اپنے[15] بندوں پر مہربان ہے۔ بادشاہ[16] ہے سب عیبوں سے پاک ہے۔ وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے۔ ساری چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ زبردست ہے۔ بہت دینے والا

---

[1] جبرئیل وہ فرشتہ ہے جن کا اصل منصب انبیاء علیہم السلام پر وحی لیجانا تھا اور میکائیل کا مخلوق کو روزی پہنچانا ہے۔ لیکن حق تعالیٰ دوسری خدمات بھی کبھی ان کے سپرد فرما دیتے ہیں ۱۲ [2] لم یکن شیئاً مذکوراً (سورۃ الدھر رکوع ۱) شیخ محی الدین الیواقیت والجواہر کے صفحہ ۴۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ عالم تمام کا تمام حادث تھا اگرچہ اسکے ساتھ علم قدیم کا تعلق تھا ۱۲ [3] قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن کفواً احد ج ۳۰۔ عن الشیخ لا یجوز ان یقال ان الحق تعالیٰ مفتقر فی ظہور اسمائہ وصفاتہ الی وجود العالم لانہ لہ الغناء علی الاطلاق ۱۲ ج۱ ص۴۵ [4] ہو الاول والاخر۔ سورہ حدید رکوع ۱ ج ۲۷ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام سورہ رحمٰن رکوع ۱ ج ۲۷۔ ۱۲ [5] لیس کمثلہ شئ۔ سورہ شوریٰ رکوع ۲ ج ۲۵ فی الیواقیت صفحہ ۸ عن الشیخ اعلم ان اللہ تعالیٰ لیس بجوہر فیقدر لہ المکان ولا بعرض فیستحیل علیہ البقاء ولا بجسم فیکون لہ الجہۃ والتلقاء فہو منزہ عن الجہات والاقطار وفیہ ایضاً عنہ فالحق تعالیٰ مباین ص

عن خلقہ فی سایر المراتب وہو من وراء معلومات جمیع الخلق۔ ۱۲ ص۸ [1a] کسی چیز کو حق سمجھتے ہوئے دل سے ماننا ۱۲ [6] ہو الحی القیوم (سورہ بقرہ رکوع ۳۴) ۱۲ [7] ان اللہ علی کل شئ قدیر (سورہ بقرہ رکوع ۲) ۱۲ [8] وہو بکل شئ علیم (سورہ بقرہ رکوع ۳) وہو بکل شئ علیم (سورہ عنکبوت رکوع ۶) احاط بکل شئ علما (سورہ تحریم رکوع ۲) [9] وہو السمیع البصیر (سورہ شوریٰ رکوع ۱) ۱۲ [10] لا یکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم یوم القیمۃ (سورہ آل عمران رکوع ۸) وہو ای اللہ تعالیٰ متکلم بکلام ہو صفۃ لہ (شرح العقائد صفحہ ۴۲) ۱۲ [11] وفیہ (ای فی کلام اللہ تعالیٰ) لیس من جنس الحروف والاصوات ضرورۃ انہا اعراض حادثۃ مشروط حدوث بعضہا بانقضاء البعض لان امتناع التکلم بالحرف الثانی بدون انقضاء الحرف الاول بدیہی ۱۲ [12] فعال لما یرید (سورہ ہود رکوع ۹) ۱۲ [13] الا تعبدوا الا ایاہ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳) ایاک نعبد (سورہ فاتحہ) تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ (سورہ آل عمران رکوع ۷) ۱۲ [14] لا شریک لہ (سورہ انعام رکوع ۲۰) ۱۲ [15] الرحمٰن الرحیم (سورہ فاتحہ) [16] صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیے

ہے۔ روزی پہنچانے والا ہے۔ جس کی روزی چاہے تنگ کر دے اور جس کی چاہے زیادہ کر دے جس کو چاہے پست کر دے جس کو چاہے بلند کر دے۔ جس کو چاہے عزت دے۔ جس کو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے۔ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ خدمت اور عبادت کی قدر کرنے والا ہے۔ دعا کا قبول کرنے والا ہے۔ سمائی والا ہے۔ وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ وہ سب کا کام بنانیوالا ہے۔ اُسی نے سب کو پیدا کیا ہے وہی قیامت میں پھر پیدا کرے گا۔ وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے۔ اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں۔ اُس کی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا۔ گنہگاروں کی توبہ[۱] قبول کرتا ہے۔ جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا ہے۔ وہی ہدایت کرتا ہے۔ جہان میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بے اسکے حکم کے ذرہ نہیں ہل سکتا۔ نہ وہ[۲] سوتا ہے نہ اونگھتا ہے وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں۔ وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے۔ اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس کو حاصل ہیں اور بری اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں۔ نہ اُس میں کوئی عیب ہے۔ عقیدہ[۳] اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اُس کی کوئی صفت کبھی جا نہیں سکتی۔ عقیدہ[۴] مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن و حدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے تو اُن کے معنی اللہ کے حوالہ کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے۔ اور ہم بے کھود کرید کئے اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے۔ وہ ٹھیک اور حق اور یہی بات بہتر[۵] ہے۔ یا اس کے کچھ مناسب معنی[۶] لگا لیں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے۔ عقیدہ[۷] عالم میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے سب کو خدا تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے۔ تقدیر[۸] اسی کا نام ہے اور بری چیزوں کی پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں۔ جنکو ہر ایک نہیں جانتا۔ عقیدہ[۹] بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور

(بسلسلہ صفحہ ۲۹) [۳۰] الملک القدوس (سورۂ حشر رکوع ۳) باقی تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ ناموں میں مذکور ہیں جو ترمذی صفحہ ۲ پر موجود ہیں ۱۲ (متعلقہ صفحہ ھذا) [۱] ہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ۔ شوریٰ رکوع ۳ ج ۲۵ توبہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کئے پر شرمندہ ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے ۱۲ [۲] لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ سورۃ البقر رکوع ۳۴ ج ۳ - الحمد للہ رب العلمین فاتحہ ۱-۱-۱۲
[۳] ولہ صفات ازلیۃ قائمۃ بذاتہ۔ شرح عقائد صفحہ ۳۷ [۴] سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون۔ صٰفٰت رکوع ۵ ج ۲۳ فلا تضربوا للہ الامثال نحل رکوع ۱۰ - ج ۱۴ - لیس کمثلہ شئی شوریٰ رکوع ۲ ج ۲۵ والراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ۔ آل عمران رکوع ۱ ج ۳ - فی الیواقیت عن الشیخ اعلم ان من الادب عدم تاویل آیات الصفات ووجوب الایمان بہا مع عدم الکیف کما جاءت الی ان قال فانا نؤمن بما جاء من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبکل علم الکیف فی ذلک کلہ الی اللہ والی رسولہ ۱۲ مبین ج ۱ [۵] مثلاً قرآن میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں اپنا پیر رکھ دیگا بہتر یہ ہے کہ اسکے معنی خدا ہی کے سپرد کر دے خود کچھ نہ کہے اور اگر کوئی معنی بیان کرے تو وہ جو اسکے مناسب ہوں جیسے ہاتھ سے مراد قوت ہے۔ پھر بھی ان معنی کو یقینی نہ سمجھے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ یا تو یہی مراد ہوگی یا اور کچھ۔ مگر یہ کام بھی کسی اونچے درجہ کے عالم کا ہے ہر شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی طرف سے معنی مقرر کرے ۱۲ [۶] فی النبراس شرح شرح العقائد النسفیہ وعلماء السنۃ بعد اجماعہم علی ان معانیہا الظاہرۃ غیر مرادۃ ذہبوا مذہبین احدہما مذہب السلف وہو الایمان بما اراد اللہ تعالیٰ وتفویض علمہا الی اللہ تعالیٰ مع التنزیہ عن التجسیم والتشبیہ وثانیہما مذہب الخلف تفسیرہا بما یلیق بہ تعالیٰ لاشتہار المذاہب الفاسدۃ فی زمانہم وتضلیل المشبہۃ عوام المسلمین ففعلوا ذلک حفظا للدین اھ قلت کذا فی التفسیر المظہری والجمل وغیرہما من کتب التفسیر ۱۲ [۷] انا کل شئی خلقناہ بقدر سورہ قمر رکوع ۳ ج ۲۷ - ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون نحل رکوع ۱۰ ج ۱۴ - [۸] فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ کہف رکوع ۴ ج ۱۵ - واللہ خلقکم وما تعملون۔ صٰفٰت رکوع ۳ ج ۲۳ - لا یرضی لعبادہ الکفر۔ وان تشکروا یرضہ لکم۔ سورہ زمر رکوع ۱ ج ۲۳ - ۱۲

ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں۔ مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ گناہ کے کام سے اللہ میاں ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔ عقیدہ[۱۱] - اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔ عقیدہ[۱۲] - کوئی چیز خدا کے ذمہ ضروری نہیں وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔ عقیدہ[۱۳] بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں۔ گنتی ان کی پوری طرح اللہ ہی کو معلوم ہے اُن کی سچائی بتانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی نئی نئی اور مشکل مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے۔ ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔ اُن میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی درمیان میں ہوئے۔ ان میں بعضے بہت مشہور ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام اسحٰق علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام داؤد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام ایوب علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام زکریا علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام الیاس علیہ السلام الیسع علیہ السلام یونس علیہ السلام لوط علیہ السلام ادریس علیہ السلام ذوالکفل علیہ السلام صالح علیہ السلام ہود علیہ السلام شعیب علیہ السلام۔ عقیدہ[۱۴] سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتائی اسلئے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم اُن سب پر ایمان لاتے ہیں جو ہمکو معلوم ہیں اُن پر بھی اور جو نہیں معلوم اُن پر بھی۔ عقیدہ[۱۵] پیغمبروں میں

---

۵۱ لایکلف اللہ نفسًا الا وسعہا سورہ مومنون رکوع ۴ ج ۱۸ ۵۲ لایسأل عما یفعل سورہ انبیاء رکوع ۲ ج ۱۷ - فعال لما یرید سورہ بروج ج ۳۰
۵۳ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک ۱۲ مؤمن رکوع ۸ ج ۲۴ - کل من الصالحین سورہ انعام رکوع ۱۰ فالقی عصاہ فاذا ہی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ہی بیضاء للنظرین - الاعراف رکوع ۱۳ ج ۹ - انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وغیرہما من آیات المعجزات وذکر ہذہ الانبیاء باسمائہم فی سورۃ الانعام وسورۃ ہود وسورۃ البقرۃ وسورۃ الاعراف وسورہ ص وسورۃ الشعراء وغیرہا فی القرآن فی مواضع متعددۃ وفی العقائد للنسفی وقد ارسل اللہ تعالیٰ رسلا من البشر الی البشر مبشرین ومنذرین ومبینین للناس فیما یحتاجون الیہ من امور الدنیا والدین وایدہم بالمعجزات الناقضات للعادات واول الانبیاء آدم وآخرہم محمد علیہم السلام وقد روی بیان عددہم فی بعض الاحادیث والاولی ان لایقتصر علی عدد فی التسمیۃ فقد قال اللہ تعالیٰ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک ۱۲ ۵۴ جیسے حضرت موسیٰ ؑ کا معجزہ کہ آپ کی لاٹھی اژدہا بن جاتی تھی یا حضرت عیسیٰ ؑ کا معجزہ کہ آپ مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے اور مٹی کا پرند بنا کر اس پر پھونک مار دیتے تھے تو وہ اڑ جاتا تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہ آپ نے چاند کی جانب انگلی اٹھائی تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا ۱۲ ۵۵ بعض احادیث میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار صح[۳] بتائی گئی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اس عدد کو یقینی نہ سمجھے ۱۲
۵۶ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض وفی شرح العقائد وافضل الانبیاء محمد علیہ السلام لقولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت الآیۃ ولاشک ان خیریۃ الامۃ بحسب کمالہم فی الدین وذلک تابع لکمال نبیہم الذی یتبعونہ ۱۲ ۵۷ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سورۃ الاحزاب رکوع ۵ ج ۲۲ - خاتمیت کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاتمیت کی تین قسمیں کرتے ہیں خاتمیت[۱] زمانی خاتمیت[۲] مکانی - خاتمیت[۳] رتبی - پھر خاتمیت رتبی کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں آپ صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض - اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے جیسے آپ نبی الامۃ ہیں ایسے ہی نبی الانبیاء ہیں ۱۲ تحذیر الناس ص ۳ تا ص ۱۷

بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے بعد کوئی نیا[۵۱] پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہونگے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔[۵۱] عقیدہ۲۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس میں اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکہ میں پہنچا دیا۔ اس کو معراج کہتے ہیں[۵۲]۔ عقیدہ۳۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے اُن کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے۔ اُن کو فرشتہ کہتے ہیں۔ بہت سے کام اُن کے حوالے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے جس کام میں لگا دیا اس میں لگے ہیں۔ اُن میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے۔ وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی۔ اُن کو جن کہتے ہیں۔ اُن[۵۵] میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں۔ اُن کے اولاد بھی ہوتی ہے۔ اُن سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے۔ عقیدہ[۵۶]۔ مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب کی ہر طرح خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں۔ اُس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہوسکتیں۔ ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔ عقیدہ[۵۷]۔ ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جاوے نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ عقیدہ[۵۸]۔ خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جاوے مگر جب تک ہوش و

[۵۱] قال اللہ تعالیٰ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ سورۃ فرقان واخرج السیوطی فی الخصائص ج۲ ص۱۸۶ بروایۃ البخاری فی تاریخہ والبزار والبیہقی وابی نعیم عن ابن عباس رض مرفوعًا اعطیت خمسا الحدیث وفیہ بعثت الی الجن والانس ۱۲ وبروایۃ ابن سعد عن الحسن مرفوعًا انا رسول من ادرکت حیًا ومن یولد بعدی وحکی السیوطی الاجماع علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الی الجن والانس و قال البغوی فی تفسیر سورۃ الاحقاف وفیہ دای فی قولہ تعالیٰ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن، دلیل علی انہ علیہ السلام کان مبعوثا الی الانس والجن جمیعًا ۱۲ [۵۲] سبحٰن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ ج ۱۵۔ ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہیٰ۔ والنجم رکوع ۱۔ ج ۲۷۔ وفی العقائد للنسفی والمعراج لرسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الیقظۃ بشخصہ الی السماء ثم الی ما شاء اللہ تعالیٰ من العلی حق ۱۲ منہ [۵۳] عن عائشہ رض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خلقت الملئکۃ من نور وخلق الجان من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لکم رواہ مسلم۔ فالمدبرات والنزعات رکوع ۱ ج ۳۰ لا یعصون اللہ ما امرہم و یفعلون ما یؤمرون۔ تحریم رکوع ۱ ج ۲۸ [۵۴] خلق الجان من مارج من نار۔ رحمٰن رکوع ۱ ج ۲۷۔ انہ یرٰکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم اعراف رکوع ۳ ج ۸ [۵۵] وانا منا الصالحون ومنا دون ذلک (سورہ جن رکوع ۱ ج ۲۹) کان من الجن ففسق (سورہ کہف رکوع ۷)

[۵۶] الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون (سورہ یونس رکوع ۷ ج ۱۱)

[۵۱] نہ تشریعی نبی اور نہ غیر تشریعی جیسا کہ غلام احمد قادیانی نے بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ہمارے علماء نے ثابت کیا ہے کہ وہ جھوٹا تھا اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ اُن سے شادی وغیرہ کے تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔ ۱۲

[۵۷] امام عبدالوہاب شعرانی رح الیواقیت والجواہر ج۲ ص۳۹ پر فرماتے ہیں "ہذا باب اغلق بعد موت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلا یفتح لاحد الی یوم القیامہ ولکن بقی للاولیاء وحی الالہام الذی لا تشریع فیہ" ۱۲

[۵۸] ایحسب الانسان ان یترک سدی سورہ قیٰمۃ رکوع ۲ ج ۲۹۔ فی الیواقیت قد سئل ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ عن قوم یقولون باسقاط التکالیف یزعمون ان التکالیف انما کانت وسیلۃ الی الوصول وقد وصلنا فقال رضی اللہ عنہ صدقوا فی الوصول ولکن الی سقر والذی یسرق ویزنی خیر ممن یعتقد ذلک ولو انی بقیت الف عام ما نقصت من اورادی شیئا الا بعذر شرعی ۱۲ ص۱۹۲ ج۱ ۰

حواس باقی ہوں۔ شرع کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی۔ جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اسکے لئے درست نہیں ہوجاتیں۔ عقیدہ جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہوسکتا۔ اگر اسکے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دیوے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی اور شیطانی دھندا ہے اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہیئے۔ عقیدہ۔ ولی لوگوں کو بعض بھید کی باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہوجاتی ہیں اس کو کشف اور الہام کہتے ہیں اگر وہ شرع کے موافق ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رد ہے۔ عقیدہ۔ اللہ و رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتادیں۔ اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔ عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں سنائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور قرآن مجید آخری کتاب ہے اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آوے گی۔ قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہے گا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا۔ مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اسکو

لہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین آل عمران رکوع ۴ ج ۳ فی الیواقیت عن الشیخ ان من الخوارق مایکون عن قوی نفسیۃ وقد یکون ایضا عن حیل طبعیۃ وقد یکون عن نظم حروف بطوالع وقد یکون باسماء یتلفظ بہا ذاکرہا ولا یکون خرق العادۃ علی وجہ الکرامۃ الا من خرق العادۃ من نفسہا باخراجہا عن مالوفہا الطبعی الی الانقیاد للشرع فی کل حرکۃ وسکون ص ۲۱ مختصرا وفیہا عن الشیخ قد وضع اللہ میزان الشرع بید العلماء اہل التقوی فہم ارباب التعدیل والتجریح فما وقع علی ید من ظہرت امارات اتباعہ للشرع سموہ کرامۃ وما وقع علی غیرہ سموہ سحرا او شعبدۃ وغیر ذلک ص ۱۱/۱۲ ٹہ لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ۔ یونس رکوع ۷ ج ۱۱ ثم جعلنک علی شریعۃ من الامر فاتبعہا ولا تتبع اہواء الذین لا یعلمون۔ جاثیہ رکوع ۲ ج ۲۵ فی الیواقیت عن الشیخ عبد القادر الجیلی وقد تری لی مرۃ نور عظیم ملاء الافق ثم بدت لی فیہ صورۃ تنادینی یا عبد القادر انا ربک وقد اسقطت عنک التکالیف فان شئت فاعبدلی وان شئت فاترک فقلت اخسأ یا لعین الخ ص ۱۶۲ ج ۱ سہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ مائدہ رکوع ۱ ج ۶۔ ام لہم شرکؤا شرعوا لہم من الدین مالم یاذن بہ اللہ۔ شوریٰ رکوع ۳ ج ۲۵۔ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول۔ النساء۔ رکوع ۸ ج ۵۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد متفق علیہ من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا رواہ الترمذی مشکوۃ ص ۲۱/۱ کہ قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق الآیۃ۔ بقرہ رکوع ۱۶ ج ۱۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ بقرہ رکوع ۱ ج ۱۔ وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئی الاعراف رکوع ۱۷۔ ج ۹۔ وآتینا داؤد زبورا۔ نساء رکوع ۲۳ ص ج ۶ وآتیناہ الانجیل فیہ ہدی ونور۔ مائدہ رکوع ۷ ج ۶۔ وانزلنا الیک الکتاب بالحق مائدہ رکوع ۷ ج ۶ فبای حدیث بعدہ یومنون والمرسلات رکوع ۲ ج ۲۹ یحرفون الکلم عن مواضعہ نساء رکوع ۷ ج ۵۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون حجر رکوع ۱۔ ج ۱۴۔

ٹہ انبیاء سے جو عقل کو حیرت میں ڈالنے والے کارنامے صادر ہوتے ہیں انھیں معجزہ کہتے ہیں اور جو اچنبھے کے کام اولیاء کے ہاتھوں سے ہوتے ہیں انھیں کرامت کہتے ہیں اور جو اچنبھے کی باتیں کفار سے صادر ہوتی ہیں انھیں استدراج کہتے ہیں۔ ۱۲

ھہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کے انکار کی ضرورت نہیں ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اس کا ماننا ضروری ہے ہاں ایسے الہام کو صحیح سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور نفسانیت سے انکار کرنا بہت برا ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

کوئی نہیں بدل سکتا۔ عقیدہ ۲۳ - ہمارے [۵۰] پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جن جن مسلمانوں نے دیکھا ہے اُن کو صحابی کہتے ہیں۔ اُنکی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں اُن سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہئے اگر اُن کے آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں آئے تو اسکو بھول چوک سمجھے اُن کی کوئی بُرائی نہ کرے۔ اُن سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ پیغمبر صاحب کے بعد اُن کی جگہ بیٹھے اور دین کا بند و بست کیا اسلئے یہ اول خلیفہ کہلاتے ہیں۔ تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں۔ اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ عقیدہ ۲۵ - صحابی [۵۲] کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے برابر مرتبے میں نہیں پہنچ سکتا۔ عقیدہ ۲۶ [۵۳] پیغمبر صاحب کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لایق ہیں۔ اور اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔ عقیدہ ۲۷ - ایمان [۵۴] جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے اللہ و رسول کی کسی بات میں شک کرنا یا اسکو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ عقیدہ ۲۸ - قرآن [۵۵] اور حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور ایچ پیچ کرکے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔ عقیدہ ۲۹ - گناہ [۵۶] کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ عقیدہ ۳۰ - گناہ [۵۷] چاہے جتنا بڑا ہو جب تک اس کو بُرا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

---

[۵۱] والسابقون الاولون من المہجرین والانصار - توبہ رکوع ۱۳ ج ۱۱ - والذین معہ اشداء علی الکفار الیٰ آخر السورۃ فتح رکوع ۴ ج ۲۵ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی الحدیث متفق علیہ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضاً من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ یوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی ص ۲۴۴ ج ۲ عن ابن عمر قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احداً ثم عمر ثم عثمان ۱۲ مشکوۃ ص ۲۴۳-۲۴۴ ج ۲ افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم علی المرتضیٰ ۱۲ شرح العقائد ص ۱۰۱ [۵۲] عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذہباً ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ متفق علیہ مشکوۃ ص ۲۴۳ ج ۲ [۵۳] انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا - احزاب رکوع ۴ - ج ۲۱ - عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسبک من نساء العلمین مریم بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد و آسیۃ امرأۃ فرعون رواہ الترمذی ومشکوۃ ص ۲۵۰ ج ۲ وقال علیہ السلام فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام - ترمذی ص ۵۰۲ [۵۴] انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا الآیہ - حجرات رکوع ۲ ج ۲۶ ان الذین کذبوا بآیتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ - اعراف رکوع ۵ ج ۸ - قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستہزءون - سورۂ توبہ رکوع ۸ ج ۱۰

[۵۵] لاریب فیہ (سورہ بقرہ رکوع ۱ ج ۱) ان الذین یلحدون فی آیتنا لا یخفون (سورہ حم السجدہ رکوع ۵ ج ۲۴)

[۵۶] ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ - توبہ رکوع ۴ ج ۱۰

[۵۷] یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا - تحریم رکوع ۲ جز ۲۹ فی شرح العقائد والکبیرۃ لا تخرج العبد المومن من الایمان لبقاء التصدیق الذی ہو حقیقۃ الایمان ۱۲ ص ۴

[۵۸] بشرطیکہ اس دیکھنے والے کا انتقال حالت اسلام ہی میں ہوا ہو۔ اسی طرح جس نے حالت اسلام میں صحابی کو دیکھا ہو اور حالت اسلام میں مرا ہو اسے تابعی کہتے ہیں اور جس نے تابعی کو حالت اسلام میں دیکھا ہو اور مسلمان ہی مرا وہ تبع تابعی کہلاتا ہے۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم صحابی - تابعی اور تبع تابعی یہ تینوں طبقے احادیث میں بزرگ مرتبہ کے مانے گئے ہیں ۱۲

عقیدہ[۳۱] - اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے۔ عقیدہ[۳۲] - کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر ہے۔ عقیدہ[۳۳] - غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعضی باتیں معلوم بھی ہو جاتی ہیں۔ عقیدہ[۳۴] - کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت جھوٹوں پر لعنت۔ مگر جن کا نام لیکر اللہ ورسول نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی خبر دی ہے اُن کو کافر۔ ملعون کہنا گناہ نہیں۔ عقیدہ[۳۵] - جب آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور نہ گاڑا جائے تو جس حال میں ہو اُس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو مُنکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں، آکر پوچھتے ہیں۔ کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں۔ اگر مردہ ایماندار ہوا تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پھر اس کے لئے سب طرح کی چین ہے۔ جنت کی کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے۔ اور وہ مزے میں پڑ کر سو رہتا ہے۔ اور اگر مردہ ایماندار نہ ہوا تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں۔ پھر اس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے۔ اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے مگر یہ سب باتیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں۔ ہم لوگ نہیں دیکھتے جیسے سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اسکے پاس بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔ عقیدہ[۳۶] - مرنے کے بعد ہر دن

---

[۱] فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون - الاعراف رکوع ۱۲ ج ۹ - لا تیئسوا من روح اللہ فانہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکفرون - یوسف رکوع ۱۰ ج ۱۳ - لا تقنطوا من رحمۃ اللہ - ۱۲ [۲] ابو ہریرہ رض مرفوعاً من اتی کاہنا فصدقہ بما یقول فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم - مشکوٰۃ ص ۱۱/۲۸ [۳] قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ نمل رکوع ۵ ج ۲۰ - فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول - سورہ جن ۱۱ - اذ اوحینا الی امک ما یوحی الآیۃ ۱۲ سورہ قصص رکوع لہ ولا یحیطون بشئی من علمہ الا بما شاء - سورہ بقرہ ۱۲ [۴] حقیقۃ اللعن المشہورۃ ہی الطرد عن الرحمۃ وہی لا تکون الا لکافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم موتہ علی الکفر بدلیل وان کان فاسقا متہورا کیزید علی المعتمد بخلاف نحو ابلیس وابی لہب وابی جہل فیجوز وبخلاف غیر المعین کالظالمین الکاذبین فیجوز البصائر والمختار خش ج ۲ - ۱۲ - الا لعنۃ اللہ علی الظالمین - ہود رکوع ۲ ج ۱۲ - ۱۲ [۵] عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالہم اتاہ ملکان فیقعدانہ فیقولان ما کنت تقول فی ہذا الرجل لمحمد فاما المومن فیقول اشہد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال لہ انظر الی مقعدک من النار قد ابدلک اللہ بہ مقعدا من الجنۃ فیراہما جمیعا واما المنافق والکافر فیقال لہ ما کنت تقول فی ہذا الرجل فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لہ لا دریت ولا تلیت ویضرب بمطارق من حدید ضربۃ فیصیح صیحۃ یسمعہا من یلیہ غیر الثقلین متفق علیہ ولفظہ للبخاری مشکوٰۃ ص ۲۴/۲۳ ج ۱ - وتفصیلہ فی المشکوٰۃ ص ۱۲۹

[۶] وعذاب القبر للکافرین ولبعض عصاۃ المومنین خص البعض لان منہم من لا یرید اللہ تعالیٰ تعذیبہ فلا یعذب وتنعیم اہل الطاعۃ فی القبر بما یعلمہ اللہ تعالیٰ ویریدہ وسوال منکر ونکیر ثابت بالدلائل السمعیۃ شرح عقائد مختصراً ص ۲۶ - وروی عن عبد اللہ ابن عمر ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر ۱۲ مشکوٰۃ باب الجمعۃ ص ۱۱۱

[۷] عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم ان احدکم اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اہل الجنۃ فمن اہل الجنۃ ومن کان من اہل النار فمن اہل النار فیقال ہذا مقعدک حتی یبعثک اللہ الیہ یوم القیمۃ متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۴ ۱۲

[۸] جب یہ کہہ لینا کہ آیا تو میں میری نجات کسی صورت نہیں ہو سکتی ۱۲

[۹] لعنت کے معنی ہیں خدا کی رحمت کو دوری مثلاً یوں دعا کرے کہ فلاں پر یا فلانی پر لعنت ہو یا فلاں خدا کی رحمت سے دور ہو ۱۲

[۱۰] اسکے باے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ آنحضرت صلعم کی شکل مبارک دکھا کر پوچھتے ہیں دوسرا یہ کہ آپ کے حالات بتا کر پوچھتے ہیں۔ سب سے قوی یہ قول ہے کہ شہرت کی وجہ سے مردہ کا ذہن خود آپ کی جانب منتقل ہو جاتا ہے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تصریح ہے ۱۲ [illegible]

صبح اور شام کے وقت مُردے کا جو ٹھکانا ہے دکھلا دیا جاتا ہے۔ جنتی کو جنت دکھلا کر خوشخبری دیتے ہیں اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر اور حسرت بڑھاتے ہیں۔ عقیدہ مُردے کے لئے دُعا کرنے سے کچھ خیر خیرات دیکر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اُس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ عقیدہ۔ اللہ ورسول نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچا دے گا۔ اس کے مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے اُتریں گے اور اُس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست لوگ ہیں۔ وہ تمام زمین پر پھیل پڑیں گے اور بڑا اودھم مچا دیں گے پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہونگے۔ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کرے گا۔ مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید اٹھ جائے گا اور تھوڑے دنوں میں سارے مسلمان مرجائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی اور اس کے سوائے اور بہت سی باتیں ہونگی۔ عقیدہ۔ جب ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا حضرت اسرافیل علیہ السلام خدا کے حکم سے صور پھونکیں گے۔ یہ صور ایک بہت بڑی چیز سینگ کی شکل پر ہے۔ اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں گے۔ تمام مخلوقات مرجاویگی اور جو مر چکے ہیں اُن کی روحیں بے ہوش ہو جاوینگی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے ایک مدت اسی

(متعلقہ ص۳۵) علمائے کرام نے حدیث کے اشارہ سے فرمایا ہے کہ جو شخص فاسق ہو نہ تو مومن صالح ہو اور نہ کافر اسے کافر سے کم عذاب دیا جاتا ہے۔ فاسق اسے کہتے ہیں جو بار بار گناہ کبیرہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ صغیرہ پر بھی عذاب دے ۱۲۔ (متعلقہ صفحہ ہذا) ط۵ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان حشر رکوع ۱ ج ۲۸۔ الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ وان نواہا عند الفعل لنفسہ لظاہر الادلۃ۔ در مختار ۱۲ ص ۔ ۵۲ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منی اجلی الجبہۃ اقنی الانف یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملک سبع سنین رواہ ابو داؤد مشکوٰۃ ص ۔ عن حذیفۃ ابن اسید الغفاری قال اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قالوا نذکر الساعۃ قال انہا لن تقوم حتی تروا قبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ بن مریم ویاجوج وماجوج۔ الحدیث مشکوٰۃ ص ۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد الحدیث مشکوٰۃ ص ۲۴ ۔ حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون۔ سورہ انبیاء رکوع ۷ ج ۱۷۔ واذا وقع القول علیہم اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون۔ سورہ نمل رکوع ۶ ج ۲۰۔ یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل۔ سورہ انعام رکوع ۲۰۔ وتفصیل صہ

صہ خروج الدجال علامۃ ونزول عیسیٰ وقتلہ الدجال وخروج یاجوج وماجوج وغیر ذلک مذکور فی حدیث طویل النواس بن سمعان رواہ الترمذی من شاء الاطلاع علیہ فلیراجع الیہ ۱۲ ۵۳ عن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الصور وقال عن یمینہ جبرئیل وعن یسارہ میکائیل ص۱۸۱ ج ۲ عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصور قرن ینفخ فیہ رواہ الترمذی وابو داؤد والدارمی مشکوٰۃ ص۱۸۱ ج ۲۔ فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقعۃ وانشقت السماء فہی یومئذ واہیۃ سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ ج ۲۹ ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون زمر رکوع ۷ ج ۲۴ ۔ ۱۲ ۵ وفی الہدایۃ مذہب اہل السنۃ والجماعۃ ان الانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا حتی قراءۃ القرآن والاذکار والادعیۃ ۱۱ شرح نقایہ ص۱۳۴ ج ۱

عسہ دجل کے معنی فریب کے ہیں دجال کے معنی ہیں بہت بڑا فریبی۔ یہ یہودی قوم میں سے ہوگا ۱۲۔

کیفیت پر گذر جاویگی۔ عقیدہ[۳۹]۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جاوے تو دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا۔ اس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جاوے گا۔ مردے زندہ ہو جاویں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے۔ اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جاوینگے۔ آخر ہمارے پیغمبر صاحب سفارش کریں گے۔ ترازو کھڑی کی جاوے گی۔ بھلے برے عمل تولے جاویں گے۔ اُن کا حساب ہوگا۔ بعضے بیحساب جنت میں جاویں گے۔ نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جاویگا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے۔ جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پل صراط پر چلنا ہوگا۔ جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائیں گے۔ جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑینگے۔ عقیدہ[۴۰]۔ دوزخ پیدا ہو چکی ہے اس میں سانپ اور بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔ دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہوں گے خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں۔ اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اُن کو موت بھی نہ آئے گی۔ عقیدہ[۴۲]۔ بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اُس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں۔ بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہینگے نہ اس سے نکلیں گے نہ وہاں مریں گے۔ عقیدہ[۴۳]۔ اللہ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا

---

[۱] ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون سورہ یس رکوع ۳ ج ۲۳۔ عن ابی ہریرۃ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ فنہس منہا نہسۃ ثم قال انا سید الناس یوم القیمۃ یوم یقوم الناس لرب العلمین وتدنو الشمس فیبلغ الناس من الغم والکرب مالا یطیقون فیقول الناس الا تنظرون من یشفع لکم الی ربکم فیاتون آدم وذکر حدیث الشفاعۃ الی ان قال فیقال یا محمد ادخل من امتک من لا حساب علیہم من الباب الایمن من ابواب الجنۃ الحدیث متفق علیہ مشکوۃ ۱۲ [۴۸۳] فاما من اوتی کتبہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا وینقلب الی اہلہ مسرورا۔ سورۃ الانشقاق ج ۳۰۔ واما من اوتی کتابہ بشمالہ فیقول یلیتنی لم اوت کتابیہ الحاقۃ رکوع ۱ ج ۲۹۔ عن ثوبان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حوضی من عدن الی عمان البلقاء ماءہ اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل الحدیث۔ مشکوۃ صـ ۴۹۳۔ وعن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانہم لیتباہون ایہم اکثر واردۃ وانی لارجو ان اکون اکثرہم واردۃ رواہ الترمذی مشکوۃ صـ ۴۹۳۔ وعن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی فرطکم علی الحوض من مر علی شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا الحدیث۔ مشکوۃ صـ ۴۸۶ وفی حدیث طویل لابی سعید الخدری ثم یضرب الجسر علی جہنم وتحل الشفاعۃ ویقولون اللہم سلم سلم فیمر المؤمنون کطرف العین وکالبرق وکالریح وکالطیر وکاجاوید الخیل والرکاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومکدوش فی نار جہنم الحدیث مشکوۃ صـ ۴۹۴ ۱۲ [۵] فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین۔ بقرۃ رکوع ۳ ج ۱ وفی حدیث الشفاعۃ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ الا من قد حبسہ القرآن ای وجب علیہ الخلود الحدیث مشکوۃ صـ ۴۸۸۔ وفی حدیث آخر فیقال انطلق فاخرج من کان فی قلبہ ادنی ادنی مثقال حبۃ خردل من ایمان فاخرجہ من النار مشکوۃ صـ ۴۸۹

[حاشیہ] عن عبد اللہ بن حارث ابن جزء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی النار حیات کامثال البخت تلسع احدٰہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا وان فی النار عقارب کامثال البغال الموکفۃ تلسع احدٰہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا رواہ احمد مشکوۃ صـ ۵۰۳ لا یموت فیہا ولا یحیی سورۃ الاعلیٰ ج ۳۰-۱۲

[۵] وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للمتقین آل عمران رکوع ۱۴ ج ۴ مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیہا انہر من ماء غیر آسن الآیۃ۔ سورہ محمد رکوع ۲ ج ۲۶۔ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون۔ فصلت رکوع ۴ ج ۲۴۔ وہما ای الجنۃ والنار مخلوقتان الآن موجودتان شرح عقاید صـ ۸۱۔ فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ بقرہ رکوع ۴ ج ۱۔ فی الیواقیت قد اُیت فی عقائد الشیخ الواسطی مانصہ نعتقد اہل الجنۃ واہل النار مخلدون فی دارہما لا یخرج احد منہم من دارہ ابد الآبدین ودہر الداہرین صـ ۲۰۵ ج ۱-۱۲

[۵] ویجوز العقاب علی الصغیرۃ والعفو عن الکبیرۃ شرح عقائد صـ ۸۲ ۱۲ [۵] یہ جنت میں ایک حوض ہے ۱۲

بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کردے اور اُس پر بالکل سزا نہ دے۔ عقیدہ۔[۴۴] شرک اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتا۔ اور اسکے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف کردیوے گا۔ عقیدہ۔[۴۵] جن[۱] لوگوں کا نام لیکر اللہ اور رسول نے ان کا بہشتی ہونا بتلادیا ہے اُن کے سوا کسی اور کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگاسکتے۔ البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اسکی رحمت سے اُمید رکھنا ضروری ہے۔ عقیدہ۔[۴۶] بہشت[۳] میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔ عقیدہ۔[۴۷] دنیا میں[۴] جاگتے ہوئے اللہ کو ان آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ عقیدہ۔[۴۸] عمر[۵] بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کو اچھا بُرا بدلہ ملتا ہے۔ عقیدہ۔[۴۹] آدمی[۶] عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے۔ البتہ[۷] مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اُس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

فصل

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعضے بُرے عقیدے اور بُری رسمیں اور بعضے بڑے بڑے گناہ جو اکثر ہوتے رہتے ہیں جن سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے بیان کردیئے جائیں تاکہ لوگ ان سے بچتے رہیں۔ اُن میں بعضے بالکل کفر اور شرک ہیں۔ بعضے قریب کفر اور شرک کے اور بعضے بدعت اور گمراہی اور بعضے فقط گناہ، غرضکہ سب سے بچنا ضروری ہے۔ پھر جب ان چیزوں کا بیان ہوچکے گا تو اس کے بعد گناہوں سے جو دنیا کا نقصان اور طاعت سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے۔ کچھ تھوڑا سا اس کو بیان کریں گے۔ کیونکہ دنیا کے نفع نقصان کا لوگ زیادہ خیال کرتے ہیں۔ شاید اسی خیال سے کچھ نیک کام کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو۔

---

[۱] ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء، نساء رکوع ۷ ج ۵ - ۱۲

[۲] قالت ام العلاء فقلت رحمک اللہ ابا السائب شہادتی ان قد اکرمک اللہ رواہ البخاری عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما مسلم شہد له اربعة بخیر ادخله اللہ الجنة قلنا وثلثة قال وثلثة قلنا واثنان قال واثنان ثم لم نسأله عن الواحد رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۱۴۵ یا جیسے عشرہ مبشرہ جن کے نام احادیث میں مذکور ہیں۔

[۳] عن صہیب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل اہل الجنة الجنة یقول اللہ تعالیٰ تریدون شیئا ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الی وجه اللہ فما اعطوا شیئا احب الیہم من النظر الی ربہم مشکوٰۃ ص ۵۰۰ ۱۲ وفی حدیث آخر عن جابر رض قال فینظر الیہم وینظرون الیہ فلا یلتفتون الی شیء من النعیم ما داموا ینظرون الیہ حتی یحتجب عنہم ویبقی نورہ مشکوٰۃ ص ۵۰۲ ۔ ۱۲

[۴] قال ابن ترمذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجابہ النور لو کشفه لاحرقت سبحات وجہه ما انتہی الیہ بصرہ من خلقه رواہ مسلم۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یری احدکم ربه حتی یموت مسلم ۱۲

[۵] عن سہل ابن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیعمل عمل اہل النار وانه من اہل الجنة ویعمل عمل اہل الجنة وانه من اہل النار وانما الاعمال بالخواتیم متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۰

[۶] عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان اللہ یقبل توبة العبد ما لم یغرغر رواہ الترمذی وابن ماجۃ۔ مشکوٰۃ ص ۲۰۴

[۷] یہاں توبہ سے مراد کفر اور شرک کے علاوہ باقی اور گناہوں سے توبہ کرنا اور ایمان کا مطلب ہے کفر و شرک سے توبہ کرکے مسلمان ہوجانا ۱۲

کفر اور شرک کی باتوں کا بیان

کفر کو پسند کرنا۔ کفر کی باتوں کو اچھا جاننا۔ کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا۔ کسی وجہ سے اپنے ایمان پر پشیمان ہونا کہ اگر مسلمان نہ ہوتے تو فلانی بات حاصل ہو جاتی۔ اولاد وغیرہ کسی کے مر جانے پر رنج میں اس قسم کی باتیں کہنا۔ خدا کو بس اسی کا مارنا تھا۔ دنیا بھر میں مارنے کیلئے بس یہی تھا۔ خدا کو ایسا نہ چاہئے تھا۔ ایسا ظلم کوئی نہیں کرتا جیسا تو نے کیا۔ خدا اور رسول کے کسی حکم کو برا سمجھنا اس میں عیب نکالنا۔ کسی نبی یا فرشتے کی حقارت کرنا۔ ان کو عیب لگانا۔ کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے۔ نجومی پنڈت یا جس پر جن چڑھا ہو اس سے غیب کی خبریں پوچھنا۔ یا فال کھلوانا پھر اسکو سچ جاننا۔ کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھ کر اسکو یقینی سمجھنا۔ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسکو خبر ہو گی۔ کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا کسی سے مرادیں مانگنا۔ روزی اولاد مانگنا۔ کسی کے نام کا روزہ رکھنا کسی کو سجدہ کرنا۔ کسی کے نام کا جانور چھوڑنا یا چڑھاوا چڑھانا۔ کسی کے نام کی منت ماننا۔ کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا۔ خدا کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسری بات کو یا رسم کو مقدم رکھنا۔ کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا۔ توپ پر بکرا چڑھانا۔ کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ جن بھوت پریت وغیرہ کے چھوڑ دینے کے لئے انکی بھینٹ دینا۔ بکرا وغیرہ ذبح کرنا۔ بچے کے جینے کیلئے اس کے نار کا پوجنا۔ کسی کی دہائی دینا۔ کسی جگہ کا کعبہ کے برابر ادب و تعظیم کرنا۔ کسی کے نام پر بچے کے

ف ۱ ومن یرضی بکفر نفسہ فقد کفر ومن یرضی بکفر غیرہ فقد اختلف المشائخ فی کتاب التخییر فی کلمات الکفران رضی بکفر غیرہ لیعذب علی الخلود لا یکفر وان رضی بکفرہ لیقول فی اللہ ما لا یلیق بصفاتہ یکفر وعلیہ الفتوی عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۲ ۱۲ اذا لقن الرجل رجلا کلمۃ الکفر فانہ یصیر کافرا وان کان علی وجہ اللعب۔ عالمگیری ص ۱۶۵ وتحسین امر الکفار اتفاقاً ۱۲ ف ۲ نصرانی اسلم فمات ابوہ فقال لیت انی لم اسلم الی ہذا الوقت حتی اخذت مال الاب یکفر عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۲ ۱۲ ف ۳ ولو مات انسان فقال الاخر خدا را دی بایست کرد عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۲ من نسب اللہ تعالیٰ الی الجور فقد کفر۔ عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۲ ۱۲ ف ۴ یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او تسخر باسم من اسمائہ او بامر من اوامرہ ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۳ ف ۵ سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش کعزمہم الی الزنا ونحوہ الذی یقولہ الحشویۃ فی یوسف علیہ السلام قال یکفر لانہ شتم لہم واستخفاف بہم ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۱ ج ۳ ف ۶ رجل عاب ملکا من الملائکۃ کفر ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۲ ج ۳ ف ۷ لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ نمل ۵ ج ۲۰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو انعام رکوع ۷ ج ۷ ف ۸ من اتی عرافا فسألہ عن شئ لم یقبل لہ صلوۃ اربعین لیلۃ رواہ مشکوۃ ص ۱۱ ج ۲ ۱۲ ف ۹ قل من بیدہ ملکوت کل شئ وہو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون ۱۲ المومنون رکوع ۵ ج ۱۸ ف ۱۰ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ بنی اسرائیل رکوع ۲ ج ۱۵ ف ۱۱ وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام الی قولہ ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین سورۃ الانعام رکوع ۱۶ ج ۸ ۔ ف اما الطواف حول قبر ومکان فلا یجوز لانہ من مختصات الکعبۃ کما قال القاری فی شرح اللباب لا یطوف حول البقعۃ الشریفۃ فان الطواف من مختصات الکعبۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء اھ ودنی نور الایمان ومافی مجمع البرکات ویکرہ ان یطوف حولہ وفعل ذلک ثلث مرات فلا یعبا کذا فی مجموعۃ الفتاوی ص ۱۶۵ ۱۲

ف ۱۲ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً ۱۲ سورۃ نساء رکوع ۶ ج ۵۔ ف ۱۳ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ ۱۲ بقرہ رکوع ۲۱ ج ۲ ف یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص تعلق ہے۔ خواہ اس وجہ سے کہ موجب کفر و شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ رسوم و اوضاع کفار و مشرکین سے ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ موہم شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ مفضی الی الشرک ہیں ۱۲ تفہیم الاغلاط ف نجومی اسے کہتے ہیں جو ... علم جانتا ہو ۱۲ ف کسی چیز کے چاروں طرف پھرنے کو طواف کہتے ہیں۔ سوائے کعبۃ اللہ کے اور کسی چیز کے گرد طواف کرنا جائز نہیں ہے ۱۲ ف جیسے قدیم امراء کے یہاں فرشی سلام ہوتا ہے کہ سلام کرنیوالا جھک جاتا ہے ف یعنی ساکت و صامت کھڑا رہنا نہ ہلنا نہ جلنا یہ ادب ہوتا ہے مگر اس طرح کے ادب کو علماء غیر اللہ کیلئے منع کرتے ہیں۔ ہاں بزرگوں کی تعظیم کیلئے بغیر کسی خاص اہتمام کے کھڑا ہو جانا درست ہے ۱۲ ف نار یعنی آنول نال جو پیدا ہونے پر بچے کی ناف سے ملی رہتی ہے اور بعد میں کاٹ دی جاتی ہے۔ ۱۲

کان ناک چھیدنا۔ بالی اور بلاق پہنانا۔ کسی کے نام کا بازو پر پیسہ باندھنا۔ یا گلے میں ناڑا ڈالنا۔ سہرا باندھنا۔ چوٹی رکھنا۔ بدّھی پہنانا۔ فقیر بنانا۔ علی بخش۔ حسین بخش۔ عبدالنبی[1] وغیرہ نام رکھنا کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اُس کا ادب کرنا۔ عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا۔ اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا۔ شگون لینا۔ کسی مہینہ تاریخ کو منحوس سمجھنا۔ کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا۔ یوں کہنا کہ خدا و رسول اگر چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کسی کے نام یا سر کی قسم کھانا۔ تصویر[ب] رکھنا۔ خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کیلئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا[ج]۔

بدعتوں[د] اور بُری رسموں اور بری باتوں کا بیان

قبروں پر دھوم دھام سے میلا کرنا۔ چراغ جلانا۔ عورتوں کا وہاں جانا۔ چادریں ڈالنا۔ پختہ قبریں بنانا۔ بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ تعزیہ یا قبر کو چومنا چاٹنا۔ خاک ملنا۔ طواف اور سجدہ کرنا۔ قبروں کی طرف نماز پڑھنا۔ مٹھائی۔ چاول۔ گلگلے وغیرہ چڑھانا۔ تعزیہ عَلَم[ھ] وغیرہ رکھنا۔ اس پر حلوہ مالیدہ چڑھانا۔ یا اُسکو سلام کرنا۔ کسی چیز کو اچھوتی سمجھنا۔ محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا۔ مہندی مستی نہ لگانا۔ مرد کے پاس نہ رہنا۔ لال کپڑا نہ پہننا۔ بی بی کی صحنک[و] مردوں کو نہ کھانے دینا۔ تیجا۔ چالیسواں وغیرہ کو ضروری[ز] سمجھ کر کرنا۔ باوجود ضرورت[ح] کے عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا۔ نکاح۔ ختنہ۔ بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا۔ خصوصاً قرض دام کر کے ناچ رنگ وغیرہ کرنا۔ ہولی دیوالی کی رسمیں کرنا۔ سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا یا صرف سر پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا۔ دیور۔ جیٹھ۔ پھوپی زاد۔ خالہ زاد بھائی کے سامنے بے حجابا آنا۔ یا اور کسی نامحرم کے سامنے آنا۔ گرا دریا سے گاتے بجاتے لانا۔ راگ باجا۔ گانا[ط] سننا۔ ڈومنیوں وغیرہ کو نچانا اور دیکھنا۔ اُس پر خوش ہو کر اُن کو انعام دینا۔ نسب[ی] پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کیلئے کافی سمجھنا۔ کسی کے نسب میں کسر ہو اس پر طعن کرنا۔ پیشہ[ک] کو ذلیل سمجھنا۔ حد سے زیادہ کسی کی تعریف

[1] اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک ۱۲ شرح فقہ اکبر [2] لا عدوی ولا ہامۃ ولا نوء ولا صفر رواہ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۷ - الطیرۃ شرک رواہ ابوداؤد والترمذی مشکوٰۃ ۱۲ صفحہ ۳۹۲ [3] لا تدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب وتصاویر بخاری صفحہ ۸۸۰/۲ مسلم صفحہ ۲۰۰/۲ متفق علیہ [4] اذا مات فیہم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار خلق اللہ ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۶ [5] عن عقبۃ بن عامر رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسابکم ہذہ لیست بمسبۃ علی احد کلکم بنو آدم طف الصاع بالصاع لم تملؤہ لیس لاحد علی احد فضل الا بدین وتقوی کفی ۔۔۔

بالرجل ان یکون بذیا فاحشا بخیلا رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۱۸

[ب] تصویر سے مراد جاندار کی بڑی تصویر ۱۲ تصحیح الاغلاط

[الف] اسکے علاوہ اور بہت سی چیزیں ہیں جو طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کی گئیں ۱۲

[د] تمام وہ نئی باتیں جن کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو مگر انھیں دین کی بات سمجھ کر بنیت ثواب کرنا بدعت ہے اور بدعت کے لئے حدیث ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار ۱۲

[ھ] وہ نشان یا جھنڈا جس پر عموماً پنجہ ہوتا ہے اور پنجہ کے نیچے کپڑا لپٹا ہوتا ہے اور اسے تعزیوں کے ساتھ لئے رہتے ہیں ۱۲

[و] رسم صحنک شرعاً ممنوع ہے۔ ۱۲

[ز] چونکہ لوگ عموماً اسے ضروری سمجھ کر کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری کا لفظ لکھ دیا گیا ورنہ غیر ضروری سمجھ کر کرنا بھی جائز نہیں۔ ۱۲

[ح] اگرچہ ضرورت نہ ہو پھر بھی بیوہ کے نکاح کو معیوب سمجھنا برا ہے ۱۲

[ط] گانے سے مراد مطلق شعر پڑھنا نہیں ہے بلکہ متعارف گانا مراد ہے جیسے بیاہ شادی میں ڈومنیوں کا گانا یا عرس میں قوالی وغیرہ جو کہ عورتوں میں عام ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط [ک] اس سے مراد جائز پیشہ ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

کرنا۔ شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں کرنا۔ ہندوؤں کی رسمیں کرنا۔ دولہا کو خلاف شرع[۵۳] پوشاک پہنانا۔ کنگنا[۵۴] سہرا باندھنا۔ مہندی لگانا۔ آتشبازی ٹٹیوں وغیرہ کا سامان کرنا۔ فضول آرایش کرنا۔ گھر کے اندر[۵۱] عورتوں کے درمیان دولھا کو بلانا اور سامنے آجانا۔ تاک جھانک کر اسکو دیکھ لینا۔ سیانی سمجھدار سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا۔ اس سے ہنسی دل لگی کرنا۔ چوتھی کھیلنا۔ جس جگہ دولھا دولہن لیٹے ہوں اُس کے گرد جمع ہوکر باتیں سننا جھانکنا تاکنا۔ اگر کوئی بات معلوم ہو جائے تو اس کو اوروں سے کہنا۔ مانجھے بٹھانا اور ایسی شرم کرنا جس سے نمازیں قضا ہو جاویں شیخی[۵۲] سے مہر زیادہ مقرر کرنا۔ غمی[۵۳] میں چلا کر رونا۔ منھ اور سینہ پیٹنا۔ بیان کرکے رونا۔ استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا۔ جو جو کپڑے اس کے بدن سے لگے ہوں سب کا دھلوانا۔ برس روز تک یا کچھ کم زیادہ اس گھر میں اچار نہ پڑنا۔ کوئی خوشی کی تقریب نہ کرنا۔ مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا۔ سادی وضع کو معیوب جاننا۔ مکان میں تصویریں[۵۴] لگانا خاصدان[۵۵]، عطردان۔ سرمہ دانی سلائی وغیرہ چاندی سونے کی استعمال کرنا۔ بہت[۵۶] باریک کپڑا پہننا یا بجتا زیور پہننا۔ لہنگا پہننا۔ مردوں کے مجمع میں جانا خصوصاً تعزیہ دیکھنے اور میلوں میں جانا۔ اور مردوں[۵۷] کی وضع اختیار کرنا۔ بدن گودانا۔ خدائی رات کرنا۔ ٹوٹکہ کرنا۔ محض زیب و زینت کے لئے دیوارگیری چھت گیری لگانا۔ سفر کو جاتے یا لوٹتے وقت غیر محرم کے گلے لگنا یا گلے لگانا۔ جینے کے لئے لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا۔ لڑکے کو بالا یا بلاق پہنانا۔ ریشمی[۵۸] یا کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا یا ہنسلی یا گھونگرو یا کوئی اور زیور پہنانا۔ کم رونے کے لئے افیون کھلانا۔ کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا اس کا گوشت کھلانا۔ اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں۔ بطور نمونہ کے اتنی بیان کردی گئیں۔

بعضے بڑے بڑے گناہوں کا بیان جن پر بہت سختی آئی ہے۔

خدا[۵۹] سے شرک کرنا۔ ناحق[۶۰] خون کرنا۔ وہ عورتیں جن کے اولاد نہیں ہوتی کسی کی سنوریں[۶۱] بعضے ایسے ٹوٹکے کرتی ہیں کہ یہ بچہ مر جائے اور ہمارے اولاد ہو یہ بھی اسی خون میں داخل ہے۔ ماں باپ[۶۲] کو

[۵۱] عقبة بن عامر رض رفعه ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الانصار افرأیت الحمو قال الحمو الموت للشیخین جمع الفوائد صفحہ ۲۱۳ ۱۲ [۵۲] عمر رض قال فی خطبة لا تغالوا فی صدقات النساء فان ذلک لو کان مکرمة فی الدنیا وتقوی عند الله کان اولاکم به رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اصدق رسول الله صلی الله علیه وسلم امرأة من نسائه ولا اصدقت امرأة من بناته اکثر من اثنتی عشرة اوقیة اه جمع الفوائد صفحہ ۲۱۹ ۱۲ [۵۳] عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاهلیة متفق علیه مشکوٰة شریف صفحہ ۱۵۰ ۱۲

[۵۴] عن ابی طلحة رض قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا تصاویر متفق علیه مشکوٰة شریف صفحہ ۳۸۵

[۵۵] وکره الاکل والشرب والادهان والتطییب من اناء ذهب وفضة للرجل والمرأة لاطلاق الحدیث وکذا یکره الاکل بملعقة الفضة والذهب والاکتحال بمیلهما وما اشبه ذلک من الاستعمال کمکحلة ومرآة وقلم ودواة ونحوها اه درمختار ۲۹۶/۲۲ والمراد بقوله کره التحریم اه زیلعی صفحہ ۱۱ ۱۲

[۵۶] عن عائشة رض ان اسماء بنت ابی بکر رض دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیها ثیاب رقاق فاعرض عنها الخ مشکوٰة صفحہ ۳۷۷ ۱۲

[۵۷] لعن النبی صلی الله علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال رواه البخاری ۱۲

[۵۸] اس کے ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اول تو یہ رسوم ہنود سے ہے اور رسوم واوضاع کفار کی مخالفت منصوص ہے پھر اس کو ضروریات شادی سے سمجھ لیا گیا ہے اور یہ اضافہ ہے شریعت میں مزید بحث اس کی تحقیقات مفیدہ میں کی جائے گی ۱۲

 [۵۹] قال الله تعالیٰ ان الله لا یغفر ان یشرک به سورہ نساء ۱۲ [۶۰] ولا تقتلوا النفس التی الآیة بنی اسرائیل ۱۲ [۶۱] فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما الآیة ۱۲

ستانا۔ زنا کرنا۔ یتیموں کا مال کھانا جیسے اکثر عورتیں خاوند کے تمام مال و جائداد پر قبضہ کر کے چھوٹے بچوں کا حصہ اڑاتی ہیں۔ لڑکیوں کو حصہ میراث کا نہ دینا۔ کسی عورت کو ذرا سے شبہ میں زنا کی تہمت لگانا۔ ظلم کرنا۔ کسی کو اس کے پیچھے بدی سے یاد کرنا۔ خدا کی رحمت سے ناامید ہونا۔ وعدہ کر کے پورا نہ کرنا۔ امانت میں خیانت کرنا۔ خدا کا کوئی فرض مثل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ چھوڑ دینا، قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینا، جھوٹ بولنا۔ خصوصاً جھوٹی قسم کھانا۔ خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا یا اس طرح قسم کھانا کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو۔ ایمان پر خاتمہ نہ ہو۔ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا۔ بلا عذر نماز قضا کر دینا۔ کسی مسلمان کو کافر یا بے ایمان یا خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کا دشمن وغیرہ کہنا۔ کسی کا گلہ شکوہ سننا۔ چوری کرنا۔ بیاج لینا۔ اناج کی گرانی سے خوش ہونا مول چکا کر پیچھے زبردستی سے کم دینا۔ غیر محرم کے پاس تنہائی میں بیٹھنا۔ جوا کھیلنا۔ بعضی عورتیں اور لڑکیاں بدبد کے گٹے یا اور کوئی کھیل کھیلتی ہیں یہ بھی جوا ہے۔ کافروں کی رسمیں پسند کرنا۔ کھانے کو برا کہنا۔ ناچ دیکھنا۔ راگ باجا سننا۔ قدرت ہونے پر نصیحت

ف۱ ولا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ۔ الآیۃ بنی اسرائیل ۱۲ ف۲ ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ الآیۃ۔ سورہ نساء ۱۲ ف۳ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین نساء ۱۲ ف۴ ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المؤمنات ۱۲ ف۵ ومن یظلم منکم نذقہ عذابا کبیرا۔ الآیۃ سورہ فرقان ۱۲ ف۶ ولا یغتب بعضکم بعضا۔ حجرات ۱۲ ف۷ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ زمر ۱۲ ف۸ واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا ۱۲ بنی اسرائیل ۱۲ ف۹ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامنت الی اہلہا ۱۲ نساء ف۱۰ فقد صرح اہل الاصول بانہ یکفر جاحدہ ویفسق تارکہ بلا عذر کما فی نور الانوار وغیرہ ۱۲ جابر رض مرفوعا بین الرجل والشرک ترک الصلوٰۃ لمسلم وللترمذی جمع الفوائد ۱۲ ابن عباس رض مرفوعا عرا الاسلام وقواعد الدین ثلاثۃ علیہن بنی الاسلام فمن ترک واحدۃ منہن فہو بہا کافر حلال الدم شہادۃ ان لا الہ الا اللہ والصلوٰۃ المکتوبۃ وصوم رمضان، وفی روایۃ من ترک منہن واحدۃ فہو باللہ کافر ولا یقبل منہ صرف ولا عدل وقد حل دمہ ومالہ رواہ ابو یعلی باسناد حسن۔ کتاب الزواجر ۱۲ علی رض مرفوعا من ملک راحلۃ وزادا یبلغہ الی بیت اللہ الحرام ولم یحج فلا علیہ ان یموت یہودیا او نصرانیا الحدیث ترمذی جمع الفوائد ۱۲ ابوہریرہ رض مرفوعا ما من صاحب ذہب ولا فضۃ لا یؤدی منہا حقہا الحدیث للستۃ الا الترمذی جمع الفوائد ۱۲ -

ف۱۱ سعد بن عبادۃ رض مرفوعا ما من امرئ یقرء القرآن ثم ینساہ الا لقی اللہ یوم القیمۃ اجذم ابوداؤد والدارمی مشکوٰۃ ۱۲ ف۱۲ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۱۲ آل عمران ف۱۳ ابوہریرہ رض مرفوعا لا تحلفوا بآبائکم ولا بامہاتکم ولا بالانداد ولا تحلفوا باللہ الا وانتم صادقون ابوداؤد والنسائی مشکوٰۃ ص ۲۹۶ ف۱۴ بریدہ رض مرفوعا من قال انی بریٔ من الاسلام فان کان کاذبا فہو کما قال وان کان صادقا فلن یرجع الی الاسلام سالما رواہ ابوداؤد والنسائی مشکوٰۃ ۱۲ ف۱۵ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر الآیہ سورہ سجدہ ۱۲ ف۱۶ ابو الدرداء رض مرفوعا واوصانی خلیلی الحدیث وفیہ لا تترک صلوٰۃ مکتوبۃ متعمدا فمن ترکہا متعمدا فقد برئت منہ الذمۃ الحدیث رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۵۹ ۱۲ ف۱۷ ابوذر رض مرفوعا لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک بخاری وعنہ مرفوعا من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ متفق علیہ وابو الدرداء رض مرفوعا ان اللعانین لا یکونون شہداء ولا شفعاء یوم القیامۃ۔ مسلم کلہا فی المشکوٰۃ ص ۴۱۳ ۱۲ -

ف۱۸ ابن مسعود رض مرفوعا لا یبلغنی احد من اصحابی عن احد شیئا فانی احب ان اخرج الیکم وانا سلیم الصدر ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۴۱۴ ۱۲ -

ف۱۹ والسارق والسارقۃ الآیہ سورہ مائدۃ ۱۲ ف۲۰ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ سورہ بقرہ

ف۲۱ معاذ رض مرفوعا بئس العبد المحتکر ان ارخص اللہ الاسعار حزن وان اغلاہا فرح بیہقی ورزین مشکوٰۃ ص ۲۵۱ ۱۲ ف۲۲ ابو حرۃ الرقاشی مرفوعا الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ البیہقی والدار قطنی مشکوٰۃ ص ۲۵۵ ۱۲ ف۲۳ لا یخلون احدکم بامرأۃ الا مع ذی محرم الحدیث للشیخین جمع الفوائد ۱۲ ص ۲۱۳/۱۲ ف۲۴ انما الخمر والمیسر ۱۲ مائدہ ف۲۵ ابن عباس رض مرفوعا ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ الحدیث وفیہ ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ مشکوٰۃ ص ۲۴/۱۲ ۱۲ ف۲۶ ابوہریرہ رض مرفوعا ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما قط الحدیث متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۳۶۴ ۱۲ -

ف۲۷ و ف۲۸ انس رض مرفوعا صوتان ملعونان مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ للبزار جمع الفوائد ص ۱۲/۱۲ ۱۲ قد بسطہا العلامۃ ابن حجر المکی رح فی الرد علیہ فی کتابہ کف الرعاع عن محرمات اللہو والسماع وحکی عدم جوازہ عن الائمۃ الاربعۃ مالک والشافعی وابی حنیفۃ واحمد وغیرہم ص ۸ ۱۲ ف۲۹ ابوبکر رض مرفوعا ما من قوم یعمل فیہم بالمعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا ثم لا یغیرون الا یوشک ان یعمہم اللہ بعقاب ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۴۳۶ ۱۲ ف۳۰ جب تک ثبوت شرعی زنا ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کو زناکار نہ سمجھنا چاہیے۔ اگر خدانخواستہ کبھی اس کی ضرورت پیش آئے تو کسی مستند عالم دین سے مسئلہ کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے ۱۲

نہ کرنا۔ کسی سے مسخراپن کرکے بے حرمتی اور شرمندہ کرنا کسی کا عیب ڈھونڈنا۔

گناہوں سے بعضے دنیا کے نقصانوں کا بیان

علم سے محروم رہنا۔ روزی کم ہو جانا۔ خدا کی یاد سے وحشت ہونا آدمیوں سے وحشت ہو جانا خاصکر نیک آدمیوں سے۔ اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا۔ دل میں صفائی نہ رہنا۔ دل میں اور بعضی دفعہ تمام بدن میں کمزوری ہو جانا۔ طاعت سے محروم رہنا۔ عمر گھٹ جانا۔ توبہ کی توفیق نہ ہونا۔ کچھ دنوں میں گناہ کی برائی دل سے جاتی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو جانا۔ دوسری مخلوق کو اس کا نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اُس پر لعنت کرنا۔ عقل میں فتور ہو جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُس پر لعنت ہونا۔ فرشتوں کی دُعا سے محروم رہنا۔ پیداوار میں کمی ہونا۔ شرم اور غیرت کا جاتا رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اُسکے دل سے نکل جانا۔ نعمتوں کا چھن جانا۔ بلاؤں کا ہجوم ہونا اُس پر شیطان کا مقرر ہو جانا۔ دل کا پریشان رہنا۔ مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مر جانا۔

عبادت سے بعضے دنیا کے فائدوں کا بیان

روزی بڑھنا۔ طرح طرح کی برکت ہونا۔ تکلیف اور پریشانی دور ہونا۔ مرادوں کے پورے ہونے میں آسانی ہونا۔ لطف کی زندگی ہونا۔ بارش ہونا۔ ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔ اللہ تعالیٰ کا مہربان اور مددگار رہنا۔ فرشتوں کو حکم ہونا کہ اس کا دل مضبوط رکھو۔ سچی عزت و آبرو ملنا۔ مرتبے بلند ہونا۔ سب کے دلوں میں اس کی محبت ہو جانا۔ قرآن کا اسکے حق میں شفا ہونا۔ مال کا نقصان ہو جاوے تو اُس سے اچھا بدلہ مل جانا۔ دن بدن نعمت میں ترقی ہونا۔ مال بڑھنا۔ دل میں راحت اور تسلی رہنا۔ آئندہ نسل میں یہ نفع پہونچنا۔ زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا۔ مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا۔ مبارکباد دینا۔ عمر بڑھنا۔ افلاس اور فاقہ سے بچا رہنا۔ تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا غصہ جاتا رہنا۔

وضو کا بیان

وضو کرنے والی کو چاہیئے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اڑ کر اوپر نہ پڑیں، اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک

۵۱ لا یسخر قوم من قوم الخ سورہ حجرات ۱۲
۵۲ بے حرمت کرنا۔ بے عزت کرنا۔ ذلیل کرنا ۱۲
۵۳ ولا تجسسوا ۱۲ حجرات
۵۴ خواب میں کسی بزرگ کا خوشخبری دینا یا مراقبہ وغیرہ میں ۱۲
۵۵ آداب الوضوء الجلوس فی مکان مرتفع تحرزا عن الغسالة و استقبال القبلة ۱۲ مراقی
۵۶ والنیة وہی القصد بالقلب الوضوء او رفع الحدث او عبادة لا تصح الا بالطهارة فانية فیها یوجب المثوبة و یصیر العمل عبادة ثم محل النیة الامانی عند سنن الوضوء او اول فرائضه اللفظ اکمل لکن الاولی

لیستد بہا الی غسل الوجہ۔ ملخصاً شرح نقایہ ج۱ ۱۲ ۵۷ عن ابی ہریرۃ لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ (ابوداؤد۔ بحر الرائق ص۱۸ ج۱۔ وشرح نقایہ ص۱۲ ج۱

ہاتھ دھووے۔ پھر تین[1] دفعہ کلی کرے اور مسواک[2] کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کرے کہ سب میل کچیل جاتا رہے۔ اور اگر روزہ[3] دار نہ ہو تو غرغرہ کرکے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچاوے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جاوے۔ پھر تین[4] بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں[5] ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دور تک نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لیجاوے۔ پھر تین دفعہ منہ[6] دھوئے۔ سر کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لو سے اُس کان کی لو تک سب جگہ پانی بہ جائے۔ دونوں اَبروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جاوے کہیں سوکھا نہ رہے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے۔ اور ایک[7] ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالکر خلال کرے اور انگوٹھی چھلا چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلا لیوے[8] کہ کہیں سوکھا نہ رہ جاوے۔ پھر ایک مرتبہ سارے[9] سر کا مسح کرے۔ پھر کان کا مسح کرے۔ اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے۔ پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن[10] کا مسح کرے۔ لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ برا اور منع[11] ہے۔ کان[12] کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے اور تین[13] بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھووے۔ پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھووے اور بائیں[14] ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اس میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہے گی۔ ایسی چیزوں[15] کو **فرض** کہتے ہیں اور بعضی باتیں ایسی ہیں کہ اُن کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن اُن کو کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں کو **سُنّت**[16] کہتے ہیں اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ کرنے سے ثواب ہوتا

---

[1] مضمض ثلاثا (ابوداؤد۔ بحر ج۱ ص۲۱) ۱۲ [2] السنۃ استعالہ فی اولہ۔ ولیستاک باصابعہ عند عدمہ (شرح نقایہ ج۱ ص۶) ۱۲ [3] المبالغۃ سنۃ فیہما (ای فی المضمضۃ والاستنشاق) وہی (ای المبالغۃ) فی المضمضۃ ان یصل الی راس الحلق۔ وہو (ای استنشاق) اصطلاحًا ایصال الماء الی مارن الانف وفی الوافی الحدیث اصحاب السنن الاربعۃ بالغ فی المضمضۃ والاستنشاق الا ان تکون صائمًا (بحر ج۱ ص۲۱) ۱۲ [4] واستنشق ثلاثا (بحر ج۱ ص۲۱) [5] وازالۃ النجاط بالید الیسری (بحر ج۱ ص۲۱) ۱۲ [6] غسل الوجہ وحدہ طولا من مبدء سطح الجبہۃ الی اسفل الذقن وحدہ عرضا ما بین شحمتی الاذنین ۱۲ نور ص۲ وتکرار الغسل الی الثلث منہ ص۲۵ وایصال الماء الی ما تحت الحاجبین بحر ص۱۱ ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بہا یدہ الیمنی ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بہا یدہ الیسری ومعلوم ان لکل من الیدین ثلث غرفات ۱۲ کبیری ص۲۲ غسل یدہ مع مرفقیہ ۱۲ نور ص۲ ۱۲

[7] الاولیٰ فی اصابع الیدین ان یکون تخلیلہا بالتشبیک (بحر ج۱ ص۲۳) ۱۲

[8] وان یحرک خاتمہ ان کان واسعا ان کان ضیقا ففی ظاہر الروایۃ لابد من تحریکہ او نزعہ لتحصیل الاستیعاب ۱۲ کبیری ص۲۵ ملخصا ۱۲

[9] ومسح کل راسہ مرۃ واذنیہ بمائہ۔ یمسحہما بالسبابتین وداخلہما وبالابہامین خارجہما (بحر ج۱ ص۲۶) ۱۲

[10] ومسح رقبتہ یعنی بظہر الیدین (بحر ج۱ ص۲۳) ۱۲

[11] واما مسح الحلقوم فبدعۃ (بحر ج۱ ص۲۸) ۱۲ [12] (من السنۃ مسحہما بماء مسح الراس (شرح نقایہ ج۱ ص۸) ۱۲ [13] فرض الوضوء غسل الوجہ ...... ورجلیہ بکعبیہ ای مع کعبیہ (بحر ج۱ ص۱۹) مستحب الوضوء البدء بالیمین فی غسل الاعضاء ۱۲ [14] وکیفیۃ تخلیلہا ان یضع یدہ الیسری فی اسفل رجلہ الیمنی ویدخل خنصرہا بین الاصابع مبتدأ من خنصرہ الیمنی منتہیا الی خنصرہ الیسری (شرح نقایہ ج۱ ص۷) ۱۲ [15] الفرض ما ثبت لعمل بفوتہ (شرح نقایہ ج۱ ص۶) ۱۲ [16] المراد بالسنۃ۔ السنۃ المؤکدۃ وہی التی حکمہا انہ یثاب فاعلہا ویلام تارکہا ویستحق اثما ان اعتاد ترکہا ۱۲ عمدۃ الرعایۃ ص۶۹

ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے ایسی باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔ **مسئلہ ۱۵**۔ وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں۔ ایک مرتبہ سارا منہ دھونا۔ ایک ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ بس فرض اتنا ہی ہے اس میں اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائیگی یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہ جاوے گی تو وضو نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۶**۔ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دہونا اور بسم اللہ کہنا اور کلی کرنا۔ اور ناک میں پانی ڈالنا۔ مسواک کرنا۔ سارے سر کا مسح کرنا۔ ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ کانوں کا مسح کرنا۔ ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ یہ سب باتیں سُنت ہیں اور اس کے سوا جو اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔ **مسئلہ ۱۷**۔ جب یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دھل جاویں گے تو وضو ہو جاوے گا چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو۔ جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہالیوے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا پانی برستے میں باہر کھڑی ہو جاوے اور وضو کے یہ اعضاء دھل جاویں تو وضو ہو جاوے گا لیکن ثواب وضو کا نہ ملیگا۔ **مسئلہ ۱۸**۔ سنت یہی ہے کہ اسی طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی اُلٹا وضو کر لے کہ پہلے پاؤں دھو ڈالے پھر مسح کرے۔ پھر دونوں ہاتھ دھووے پھر منہ دھو ڈالے یا اور کسی طرح اُلٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے۔ لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔ **مسئلہ ۱۹**۔ اسی طرح اگر بایاں ہاتھ بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہو گیا۔ لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ **مسئلہ ۲۰**۔ ایک عضو کو دہو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا عضو سوکھ جاوے بلکہ اس کے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھو ڈالے۔ اگر پہلا عضو سوکھ گیا تب دوسرا عضو دھویا تو وضو ہو جائیگا لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے۔ **مسئلہ ۲۱**۔ ہر عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سنت ہے کہ اس پر ہاتھ بھی پھیر لیوے تاکہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہے سب جگہ پانی پہنچ جاوے۔ **مسئلہ ۲۲**۔ وقت آنے سے پہلے ہی وضو نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔ **مسئلہ ۲۳**۔ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو کرنے میں دنیا کی کوئی بات چیت

---

۱ وحکمہ الثواب بالفعل وعدم اللوم علی الترک ۱۲ شامی ص ۱۲/ج۱ ۲ فرض الوضوء غسل وجہہ وہو من قصاص الشعر الی اسفل الذقن الی شحمتی الاذن ویدیہ بمرفقیہ ورجلیہ بکعبیہ ومسح ربع راسہ ولحیتہ (بحر ص ۹-۱۵/ج۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ مرۃ مرۃ وقال ہذا وضوء من لایقبل اللہ الصلوۃ الا بہ (بحر ص ۲۳/ج۱) ۱۲ ۳ وسننہ (ای سنن الوضوء) البداءۃ بالتسمیۃ وغسل یدیہ الی رسغیہ والسواک وغسل فمہ بمیاہ کالانفہ ای بثلاث غرفات لکل منہما والاثلاث ہما وتخلیل اللحیۃ والاصابع وتثلیث الغسل ومسح کل الراس والاذنین بمائہ (شرح نقایہ ص ۵/ج۱)

۴ الوضوء بدون النیۃ لیس عبادۃ وذلک کان تغسیل بالماء مدفوعا او متبردا بالقصد التبرد او لمجرد ازالۃ الوسخ ۱۲ شامی ص ۱۲/ج۱ ۵ وسن الترتیب سنۃ مؤکدۃ فی الصحیح وہو کما نص اللہ تعالیٰ فی کتابہ ۱۲ مراقی ص ۴۳ ۶ والبداءۃ بالمیامن فضیلۃ لقولہ علیہ السلام ان اللہ تعالیٰ یحب التیامن فی کل شیئ حتی التنعل والترجل ۱۲ ہدایہ ص ۲۵ ۷ والولاء بکسر الواو غسل المتأخر قبل جفاف الاول بلا عذر حتی لو فنی ماؤہ فمضی لطلبہ لا باس بہ ۱۲ در ص ۱۲۷/ج۱ ۸ ومن سنۃ الوضوء التتابع فی الافعال من غیر ان یتخللہا جفاف عضو مع اعتدال الہواء والبدن بغیر عذر واما اذا کان لعذر بان فرغ ماء الوضوء او انقلب الاناء فذہب لطلب الماء وما اشبہ فلا باس ۱۲ ۹ ینبغی ان یتوضأ فی الشتاء ان یبل اعضاءہ بالماء شبہ الدہن ثم یسیل الماء علیہا لان الماء یتجافی عن الاعضاء فی الشتاء ۱۲ شامی ص ۳۵/ج۱ ۱۰ وتقدیمہ علی الوقت لغیر المعذور لان فیہ انتظار الصلوۃ ومنتظر الصلوۃ کمن ہو فیہا بالحدیث الصحیح ۱۲ در وشامی ص ۱۲ ۱۱ وآداب الوضوء ان لا یتکلم فیہ بکلام الناس ویستقبل القبلۃ ولا یستعین بغیرہ عند القدرۃ ویقرأ الادعیۃ المأثورۃ من الصحابۃ والتابعین ویکرہ الاسراف فی الماء لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام

(باقی بر ص ۴۶)

نہ کرے بلکہ ہر عضو کے دہوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ پڑھا کرے اور پانی کتنا ہی فراغت کا کیوں نہ ہو چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن تب بھی پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں دقت ہو۔ نہ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے اور منہ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے منہ پر نہ مارے۔ نہ پھنکار کے چھینٹیں اڑاوے اور اپنے منہ اور آنکھوں کو بہت زور سے نہ بند کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں۔ اگر آنکھ یا منہ زور سے بند کیا اور پلک یا ہونٹ پر کچھ سوکھا رہ گیا یا آنکھ کے کوئے (میں) پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا

مسئلہ ۲۴۔ انگوٹھی چھلے چوڑی کنگن وغیرہ اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی اُن کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی اُن کا ہلا لینا مستحب ہے اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو اُن کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہنچا دینا ضروری اور واجب ہے۔ نتھ کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سوراخ ڈھیلا ہو اُس وقت تو ہلانا مستحب ہے اور جب تنگ ہو کہ بے پھرائے اور ہلائے پانی نہ پہنچیگا تو منہ دہوتے وقت گھما کر اور ہلا کر پانی اندر پہونچانا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۵۔ اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھوڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹاوے اور پھر سے پڑھے۔

مسئلہ ۲۶۔ کسی کے ماتھے پر افشاں چنی ہو اور اوپر اوپر سے پانی بہا لیوے کہ افشاں نہ چھوٹنے پائے تو وضو نہیں ہوتا۔ ماتھے کا سب گوند چھڑا کر منہ دھونا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۔ جب وضو کر چکے تو سورۂ انا انزلنا اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

(اے اللہ کر دے مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے اور کر دے مجھ کو گناہوں سے) پاک ہونیوالے لوگوں میں سے اور کر دے مجھ کو اپنے نیک بندوں میں سے اور کر دے مجھ کو اُن لوگوں میں سے کہ جن کو (دونوں جہان میں) کچھ خوف نہیں اور نہ وہ (آخرت میں) غمگین ہوں گے ۱۲)

مسئلہ ۲۸۔ جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے۔ اس نماز کو جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے تحیۃ الوضوء کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اسکا بڑا ثواب ہے

مسئلہ ۲۹۔ اگر ایک وقت وضو کیا تھا۔ پھر دوسرا وقت آگیا اور ابھی وضو ٹوٹا نہیں ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز

(ص ۴۵ سے) لسعد لما مر بہ وہو یتوضأ ما ہذا السرف یا سعد قال افی الوضوء اسراف قال نعم وان کنت علی نہر جار رواہ احمد و ابن ماجہ (شرح نقایہ ص ۹) ۱۲

یعنی فضول اور بلا ضرورت باتیں نہ کرے ضرورت کی بات کا کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

(متعلق صفحہ ہذا) وکرہ لطم الوجہ او غیرہ بالماء تنزیہا ۱۲ شامی و درر ص ۱۳۶ ج ۱۔ لیجب غسل المیاقی وما یظہر من الشفۃ عند انضمامہا کذا الو اغمض ...

صر عینیہ شدیدا لا یجوز لکن نقل العلامہ مقدسی فی شرحہ علی نظم الکنز ان ظاہر الروایۃ الجواز واقرہ فی الشرنبلالیۃ تامل ۱۲ درر و شامی ص ۱۰۲ ج ۱ وفی الغنیۃ وان لا یضرب وجہہ بماء عند الغسل وان لا ینفخ بالماء وان لا یغمض فاہ ولا عینیہ تغمیضا شدیدا حتی لو بقیت شفتیہ او علی جفنیہ لمعۃ لا یجوز وضوءہ ص ۱۲۔

وان یحرک خاتمہ الکان واسعا وان کان ضیقا فقی ظاہر الروایۃ عن اصحابنا لابد من تحریکہ او نزعہ ہکذا ذکرہ فی المحیط ۱۲ منیہ ص ۱۲ شرح نقایہ ص ۵/۱۲)

امرأۃ اغتسلت وقد کان بقی فی اظفارہا عجین قد جف لم یجز غسلہا منیہ ص ۱۵ وکذا الوضوء ولا فرق بین المرأۃ والرجل ۱۲ کبیری ص ۴۰ ۱۲

وان یقول عند تمامہ او فی خلالہ اللہم اجعلنی الخ وان یقول بعد فراغہ سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک واشہد ان محمدا عبدک ورسولک ناظرا الی السماء وان یقرأ سورۃ انا انزلناہ مرۃ او مرتین او ثلثا ۱۲ منیہ ص ۱۲ در و شامی ۱۲

کنز العمال میں ہے کہ اگر وضو کرنیکے بعد ایک مرتبہ سورۂ انا انزلنا پڑھے تو اسکا شمار صدیقین میں ہو گا

وان یصلی لسبحۃ ای نافلۃ الا ان یکون فی وقت مکروہ ۱۲ منیہ ص

اسمیں یہ ضروری شرط ہے کہ اوقات مکروہہ میں سے کوئی وقت نہ ہو ۱۲ تصحیح الاغلاط

وان یتوضأ علی الوضوء ۱۲ منیہ ص ۱۲

ہے۔ اور اگر تازہ وضو کرلے تو بہت ثواب ملتا ہے۔ مسئلہ [۳۰] جب[ف۱] ایک دفعہ وضو کرلیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اس وضو سے کوئی عبادت نہ کرلے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے تو اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا چاہئے۔ بغیر اس کے ٹوٹے دوسرا وضو نہ کرے۔ ہاں اگر کم سے کم دو ہی رکعت نماز اس وضو سے پڑھ چکی ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔ مسئلہ [۳۱] کسی کے ہاتھ پاؤں پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھرلی (اور اس کے نکالنے سے ضرر ہوگا) تو اگر بے اس کے نکالے اوپر ہی اوپر پانی بہادیا تو وضو درست ہے۔ مسئلہ [۳۲] وضو کرتے[ف۲] وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہونچا اور جب پورا وضو ہوچکا تب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا چاہئے۔ مسئلہ [۳۳] اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہاتھ پھیر لیوے اس کو مسح کہتے ہیں اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔ مسئلہ [۳۴] اگر[ف۳] زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو۔ یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کرلینا درست ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں۔ پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہئے۔ مسئلہ [۳۵] اگر پوری[ف۴] پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہئے اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کرلیوے جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔ مسئلہ [۳۶] ہڈی[ف۵] کے ٹوٹ جانے کے وقت بانس کی کھپچیاں رکھ کے ٹکٹھی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹکٹھی نہ کھول سکے ٹکٹھی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے۔ اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کرسکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی ہی پر مسح کرے۔ مسئلہ [۳۷] ٹکٹھی[ف۶] اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری ٹکٹھی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں۔ مسئلہ [۳۸] اگر ٹکٹھی[ف۷] یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر

ف۱ ومقتضی ہذا الکراہۃ وان تبدل المجلس مالم یؤد بہ صلوٰۃ او نحوہا شامی۔ قلت وہہنا کلام طویل من شاء الاطلاع علیہ فلیراجع الی ۔ در المختار ۱۲ ص ۱۲۳/۱۶ ف۲ ولو کان برجلہ شقاق فجعل فیہ الشحم ان کان لا یضرہ ایصال الماء الی ماتحتہ لا یجوز غسلہ وضوءہ وان کان یضرہ یجوز ۱۲ منیہ

ف۳ ویجوز مسحہا ولو شد بلا وضوء وغسل دفعا للحرج ویترک المسح کالغسل ان ضرہ والا لا یترک ۱۲ در ص ۱۹۰/۱۶

ف۴ ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابۃ مع فرجتہا فی الاصح ان ضرہ الماء او حلہا ومنہ (ای من الضرر) ان لا یمکنہ ربطہا بنفسہ ولا یجد من یربطہا ۱۲ در ص ۲۸۰/۱۶

ف۵ وحکم مسح جبیرۃ ہی عیدان یجبر بہا الکسر وخرقۃ قرحۃ وموضع فصد وکی ونحو ذلک کعصابۃ جراحۃ ولو برأسہ کغسل لما تحتہا الی ان قال فلا یتوقت ویترک المسح کالغسل ان ضرہ والا یترک وہو ای مسحہا مشروط بالعجز عن نفس الموضع فان قدر علیہ فلا مسح علیہا ۱۲ در ص ۲۸۷/۱۶

ف۶ ولا یشترط فی مسحہا استیعاب وتکرار فی الاصح فیکفی مسح اکثرہا مرۃ بہ یفتی ۱۲ در مختار ص ۲۹۰/۱۶

ف۷ ولا باس بسقوطہا الا عن برء فانہ ان کان فی الصلوٰۃ یستقبل الصلوٰۃ وان کان خارج الصلوٰۃ یغسل موضعہا لا غیر ان لم یکن محدثا واما ان سقطت عن غیر برء فان فی الصلوٰۃ یمضی علیہا وان کان خارج الصلوٰۃ اعاد الجبیرۃ او ابدلہا باخری ولا یعید المسح لبقاء العذر ۔ ۱۲ شرح نقایہ ص ۳۱/۱۶

باندھ لیوے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر زخم اچھا ہو گیا کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا۔ اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے۔ سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱: پاخانہ پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ** ۲: اگر کسی کے کوئی زخم ہو اُس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اُس سے وضو نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ** ۳: اگر کسی نے فصد لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی سے یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا۔ البتہ اگر زخم کے منہ ہی پر رہے زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں گیا۔ تو اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور جو ذرا بھی بہ پڑا ہو تو وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ** ۴: اگر کسی نے ناک سنکی اور اُس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضو نہیں گیا۔ وضو جب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہ پڑے۔ سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۵: کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اُس نے کرید دیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا۔ لیکن آنکھ کے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ کے باہر پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور ٹوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اُس جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا۔ اور جب ایسی جگہ پر آ جاوے جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **مسئلہ** ۶: کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اُس کے نیچے خون یا پیپ دکھلائی دینے لگا۔ لیکن وہ خون پیپ اپنی جگہ پر ٹھیرا ہے کسی طرف نکل کے بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو بہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ** کسی

ف۱ المعانی الناقضة للوضوء کل ما خرج من السبیلین وان خرج من قبل الرجل او المرأة ریح منتنة الصحیح انه لا ینقض کذا ذکره فی المحیط وان خرج من المفضاة یجب علیها الوضوء وذکر فی جامع الصغیر قاضیخان یستحب لها ان تتوضأ و وکذا الدودة والحصاة اذا خرج من احد ہذین السبیلین فعلیها الوضوء ۱۲ غنیہ ص۲۹ مطبوعہ فتح الکریم

ف۲ وان خرج الدودة من الفم او الاذن او الجراحة لا ینتقض ۱۲ غنیہ ص۴۵ و لا خروج دودة من جرح او اذن او انف او فم وکذا لحم سقط ۱۲ غنیہ ص

ف۳ واما الدم اذا خرج من البدن ان سال نقض والا فلا و علی ہذا مسائل منها نفطة قشرت فسال منها ماء او دم او صدید ان سال عن رأس الجرح ینقض وان لم یسل لا ینقضه ۱۲ غنیہ شرح نقایہ ص۱۰ ج ۱

ف۴ ولو استنثر فسقطت من انفه کتلة دم لم تنقض وضوءه وان قطرت قطرة دم انتقض د بحر ص۳۳ ج۱

ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور وفی غیرهما من السیلان ولو بالقوة لما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکه لسال نقض والا لا کما لو سال فی باطن عین او جرح او ذکر ولم یخرج ۱۲ در مختار ص و فتح القدیر ص۲۶ ج ۱

کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہوگیا تو جتنک خون پیپ اُس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر ہے باہر نکل کر بدن پر نہ آوے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا **مسئلہ۸** اگر پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اس نے دبا کے نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جاوے گا جبکہ وہ خون بہ جائے۔ **مسئلہ۹** کسی کے زخم سے ذرا ذرا خون نکلنے لگا۔ اس نے اس پر مٹی ڈالدی۔ یا کپڑے سے پونچھ لیا۔ پھر ذرا سا نکلا پھر اُس نے پونچھ ڈالا۔ اسی طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر یہ پونچھا نہ جاتا تو بہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹیگا۔ **مسئلہ۱۰** کسی کے تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سپیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں گیا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ۱۱** اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی۔ لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ معلوم نہیں ہوتا۔ تو وضو نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ۱۲** کسی نے جونک لگوائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہ پڑے تو وضو جاتا رہا۔ اور جو اتنا نہ پیا ہو بلکہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر مچھر یا مکھی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ۱۳** کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے۔ اگرچہ کچھ پھوڑا یا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو۔ پس اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ جب کان کے سوراخ سے نکل کر اُس جگہ تک آجاوے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاویگا۔ ایسے ہی اگر آنکھیں دکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور آنکھیں نہ دکھتی ہوں نہ اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ۱۴** اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو جاتا رہیگا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹیگا۔ **مسئلہ۱۵** اگر قے ہوئی اور اسمیں کھانا یا پانی یا

---

۵۱ والخروج بعصر والخارج بنفسه سیان فی حکم النقض علی المختار ۱۲ در مختار ج۱ ص۱۴۲ ۵۲ ولو کان الدم فی الجرح فاخذه بخرقة او اکله الذباب فازداد فی مکانه فان کان بحیث یزید ویسیل لولم یاخذه بنفسه یبطل وضوء والا فلا (بحر ج۱ ص۳۲ وشرح نقایه ج۱ ص۱۱) کذلک اذا القی علیه تراب او رماد ثم ظهر ثانیا وتربه ثم وثم کذلک یجمع کله قال فی الذخیرة قالوا وانما یجمع اذا کان فی مجلس واحد مرة بعد اخری الا اذا کان فی مجالس مختلفة لا یجمع (بحر ج۱ ص۳۳) ۱۲ ۵۳ لا ینقض الدم الخارج من الفم المغلوب بالبصاق لان الحکم للغالب ولو کان مغلوبا والدم غالبا نقض وان استویا نقض ایضا۔ کون الدم غالبا او مساویا ان یکون احمر وعلامة کونه مغلوبا ان یکون اصفر (بحر ج۱ ص۲۵ ومراقی ص۴۹) ۱۲ ۵۴ ولو عض شیئا فرای اثر الدم علیه فلا وضوء علیه قال بعض المشائخ ینبغی ان یضع کمه او اصبعه فی ذلک الموضع ان وجد الدم فیه نقض والا فلا ۱۲ منیه ص۱۳ شرح نقایه ج۱ ص۱۰ ۵۵ وکذا ینقضه علقة مصت عضوا وامتلأت من الدم ومثلها القراد ان کان کبیرا لانه حینئذ یخرج منه دم مسفوح سائل ح الا یمکن العلقة والقراد وکذا لا ینقض کبعوض وذباب ۱۲ وقال الشامی تحت قوله امتلأت کذا فی الخانیة وقال لانها لو شقت یخرج منها دم سائل اه والظاهر ان الامتلاء غیر قید لان العبرة للسیلان ۱۲ شامی ج۱ ص۱۴۲ شرح نقایه ج۱ ص ۔ ۵۶ کما لا ینقض لو خرج من اذن ونحوها کعینه وثدیه قیح ونحوه کصدید وماء سرة وعین لا بوجع وان خرج به ای بوجع نقض لانه دلیل الجرح فدمع من بعینه رمد او عمش ناقض فان استمر فاذا عذر والناس عنه غافلون ۱۲ در مختار ص ۔ ۵۷ واما القیء اذا کان ملأ الفم ینقض الوضوء سواء کان طعاما او ماء او مرة فان کان بلغما لا ینقض الوضوء عند ابی حنیفة رح ومحمد سواء نزل من الراس او صعد من الجوف وان قاء دما ان کان سائلا انزل من الراس ینقض اتفاقا وان کان علقا لا ینقض وان صعد من الجوف ان کان علقا لا ینقض الا ان یملأ الفم وان کان سائلا فعلی قول ابی حنیفة ینقض وان لم یکن ملأ الفم وعند محمد لا ینقض ما لم یکن ملأ الفم ۱۲ منیه ص۴۷ ۔ ۵۸ ولو کان فی عینیه رمد او عمش یسیل منها (باقی صفحہ ۵۰ پر)

پت گرے تو اگر بھر منہ قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور بھر منہ قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور بھر منہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مشکل سے منہ میں رُکے۔ اور اگر قے میں نرا بلغم گرا تو وضو نہیں گیا چاہے جتنا ہو۔ بھر منہ ہو چاہے نہ ہو سب کا ایک حکم ہے اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جاوے گا چاہے کم ہو چاہے زیادہ۔ بھر منہ ہو یا نہ ہو۔ اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے گرے اور بھر منہ ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جاوے گا۔ **مسئلہ ۱۶**[لے] اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی تو بھر منہ ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا۔ اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی قے ہو گئی۔ پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا **مسئلہ ۱۷**[ھ] لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گئی اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتی تو وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جاوے تو وضو نہیں گیا اور اگر سجدے[ٹ] میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔ **مسئلہ ۱۸**[ھ] اگر نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سووے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبالیوے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک بھی نہ لگاوے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ ۱۹**[ھ] بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑی تو اگر گر کے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا بعد آنکھ کھلی ہو تو وضو جاتا رہا اور اگر بیٹھی جھومتی رہی گری نہیں تب بھی وضو نہیں گیا۔ **مسئلہ ۲۰**[لے] اگر بیہوشی ہو گئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا۔ چاہے بیہوشی اور جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمباکو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا اور قدم اِدھر اُدھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔ **مسئلہ ۲۱**[ھ] اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی

(صفحہ ۴۹ سے) الدموع قالوا یومر بالوضوء لوقت کل صلوٰۃ لاحتمال ان یکون صدیدا او قیحا وہذا التعلیل یقتضی انہ امر استحباب فان الشک والاحتمال فی کونہ ناقضا لا یوجب الحکم بالنقض اذ الیقین لا یزول بالشک نعم اذا علم من طریق غلبۃ الظن باخبار الاطباء او بعلامات تغلب علی ظن المبتلیٰ یجب (بحر صـ۳۲-۳۳ ج۱) ۱۲ (متعلق صفحہ ہذا) لے ولو قاء مرارا کل مرۃ دون ملأ الفم و المجموع قدر ملأ قال ابو یوسف ینقض اذا اتحد المجلس وقال محمد ان اتحد السبب وہو الغثیان (شرح نقایہ صـ۱۱ ج۱ و فتح القدیر صـ۳۲ ج۱) ۱۲ ھ وینقضہ نوم یزیل مسکتہ بحیث تزول مقعدتہ من الارض وہو النوم علی احد جنبیہ او ورکیہ او قفاہ او وجہہ والا یزیل مسکتہ لا ینقض وان تعمدہ فی الصلوٰۃ او غیرہا علی المختار کالنوم قاعدا ولو مستندا الی ما لو ازیل لسقط علی المذہب و ساجدا علی الہیئۃ المسنونۃ علی المعتمد قال العلامۃ الشامی تحت قولہ ساجدا وکذا قائما او راکعا بالاولی والہیئۃ المسنونۃ بان یکون رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ وظاہرہ ان المراد الہیئۃ المسنونۃ فی حق الرجل لا المرأۃ ۱۲ شامی صـ۱۴۲ ج۱ شرح نقایہ صـ۱۱ ج۱
ٹ یہ حکم عورتوں کا ہے اگر مرد سجدہ میں سووے تو وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ اسی طرح سجدہ کرے جس طرح مردوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہے ۱۲

ھ وان نام قاعدا او واضعا الیتیہ علی عقبیہ او واضعا بطنہ علی فخذیہ لا ینتقض وضوءہ ۱۲ منہ۔
ھ وفی الظہیریۃ لو نام قاعدا فسقط ان انتبہ قبل ان یصیب جنبہ الارض لا ینقض وقیل اذا ارتفع مقعدتہ عن الارض والاول اصح (شرح نقایہ صـ۱۲ ج۱ و شامی صـ۱۴۲ ج۱) ۱۲
لے وینقضہ اغماء ومنہ الغشی وجنون وسکر بان یدخل فی مشیہ تمایل ولو باکل الحشیشۃ ۱۲ در مختار صـ۲۸ ج۱ و شرح نقایہ صـ۱۲ ج۱۔
ھ وکذا القہقہۃ فی صلوٰۃ ذات رکوع وسجود ینقض الوضوء و الصلوٰۃ جمیعا سواء کان عامدا او ناسیا وان قہقہہ فی صلوٰۃ الجنازۃ او سجدۃ التلاوۃ او سجدۃ السہو لا ینتقض وضوءہ وان قہقہ الصبی فی صلوٰتہ لا ینتقض وضوءہ ۱۲ منہ

* * * * *
* * * * *
* * * * *

نکل گئی کہ اُس نے آپ بھی اپنی سن لی اور اُس کے پاس والیوں نے بھی سب نے سن لی جیسے کھِل کھِلا کر ہنسنے ہیں سب پاس والیاں سن لیتی ہیں اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسا ہو کہ اپنے کو تو آواز سنائی دیوے مگر سب پاس والیاں نہ سن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والی سن لے اس سے نماز ٹوٹ جاوے گی۔ وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھُل گئے آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی۔ البتہ اگر چھوٹی لڑکی جو ابھی جوان نہ ہوئی ہو زور سے نماز میں ہنسے یا سجدۂ تلاوت میں بڑی عورت کو ہنسی آوے تو وضو نہیں جاتا ہاں وہ سجدہ اور نماز جاتی رہے گی جس میں ہنسی آئی۔

نوٹ:۔ مسئلہ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ صـــ پر درج کیا گیا۔

مسئلہ ۲۶ وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مُردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا۔ نہ تو وضو کے دہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اتنی جگہ کے پھر تر کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷ وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا۔ یا ننگی ہو کر نہائی اور ننگے ہی ننگے وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ بدون لاچاری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا دکھلانا گناہ کی بات ہے۔

مسئلہ ۲۸ جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہو وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منھ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی بھر منھ نہیں ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے۔ اگر کپڑے یا بدن میں لگ جاوے اُس کا دھونا واجب نہیں، اور اگر بھر منھ قے ہوئی اور خون زخم سے بہ گیا تو وہ نجس ہے اُس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منھ لگا کر کے کلی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جاوے گا۔ اسلئے چلّو سے پانی لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۹ چھوٹا لڑکا جو دودھ ڈالتا ہے اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بھر منھ نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب بھر منھ ہو تو نجس ہے۔ اگر بے اسکے دھوئے نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۰ اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اسکے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اس کا وضو باقی سمجھا جائیگا۔ اسی سے نماز درست ہے لیکن وضو پھر کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ ۳۱ جس کو وضو کرنے میں شک ہوا کہ فلانا عضو

ا۵ والضحک یبطل الصلوۃ لا الطہارۃ والتبسم لا یبطل الصلوۃ ولا الطہارۃ ۱۲ عالمگیری۔ و قہقہۃ بالغ ولو امرأۃ سہوا یقظان فلا یبطل وضوء صبی ونائم بل صلوتہما بہ یفتی ۔ ۱۲ در مختصراً صـ ج ۱

۵۲ ولا یعاد الغسل والمسح علی موضع الحلق وقطع الظفر ونحو ذلک لعدم الحدث فی الحاشیۃ ولا یعاد ای غسل او مسح ثم حلق الشعر او قطع الظفر لا یعاد الغسل والمسح و شرح نقایہ صـ

۵۳ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر ۱۲ کبیری صـ ۴۹

۵۴ ثم ما لا یکون حدثا لا یکون نجسا یروی ذلک عن ابی یوسف وہو الصحیح احتراز عن قول محمد انہ نجس وکان الاسکاف والہندوانی یفتیان بقولہ وجماعۃ اعتبروا قول ابی یوسف رفقا باصحاب القرح حتی لو اصاب ثوب احدہم اکثر من قدر الدرہم لا تمتنع الصلوۃ فیہ ۱۲ فتح القدیر صـ ۳۱ و شامی صـ

۵۵ و ینقضہ قی ملاء فاہ من مرۃ او طعام او ماء اذا وصل الی معدۃ وان لم یستقر وہو نجس مغلظ و لو من صبی ساعۃ ارتضاعہ ہو الصحیح ۱۲ در بحذف صـ ۱۴۲

۵۶ ولو ایقن بالطہارۃ وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین ۱۲ در صـ ۱۵۶

۵۷ شک فی بعض اعضائہ اعاد ما شک فیہ لو فی خلالہ لم یکن الشک عادۃ لہ والا لم یکن فی خلالہ بل کان بعد الفراغ منہ وان کان اول ما عرض لہ الشک او کان الشک عادۃ لہ وان کان فی خلالہ فلا یعید شیئا قطعا للوسوسۃ عنہ ۱۲ در و شامی صـ ۱۵۵ ج ۱

دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہئے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پرواہ نہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جاوے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اس کو کر لیوے۔ **مسئلہ ۳۲** [۱] بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھو لے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے۔ دوپٹہ یا کرتے کے دامن سے جبکہ اس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو چھونا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر اترا ہوا ہو تو اس سے چھونا درست ہے اور زبانی پڑھنا درست ہے اور اگر کلام مجید کھلا ہوا رکھا ہے اور اس کو دیکھ کے پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ اور ایسی تشتری کا چھونا بھی درست نہیں ہے جس میں قرآن کی آیت لکھی ہو۔ خوب یاد رکھو۔

معذور کے احکام

مسئلہ ۱ [۲] جس کو ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کوئی ساعت (وقت) بہنا بند نہیں ہوتا۔ یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے (وضو[۱]) جب تک وہ وقت رہے گا۔ تب تک اس کا وضو باقی رہے گا۔ البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جاوے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہیگا اور پھر سے کرنا پڑے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہیگا نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا۔ البتہ اگر پاخانہ پیشاب گئی۔ یا سوئی چبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہا۔ پھر وضو کرے۔ جب یہ وقت چلا گیا۔ دوسری نماز کا وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہئے۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اس وضو سے فرض نفل جو نماز چاہے پڑھے۔ **مسئلہ ۲**۔ اگر فجر [۳] کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتی دوسرا وضو کرنا چاہئے اور جب آفتاب نکلنے (صبح) کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے۔ ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب عصر کا وقت آوے گا۔ تب نیا وضو کرنا پڑے گا۔ ہاں اگر کسی اور وجہ سے ٹوٹ جاوے تو یہ اور بات ہے۔ **مسئلہ ۳**۔ کسی کے

---

[۱] ویحرم به ای بالاکبر والاصغر مس مصحف ای ما فیه آیة کدرهم وجدار الا بغلاف متجاف ولا یکره النظر الی القرآن لجنب وحائض ونفساء ۱۲ در مختار ملخصاً ج ۱ ص ۲۷ و ص ۴۰

[۲] وصاحب عذر من به سلس بول لا یمکنه امساکه او استطلاق بطن او انفلات ریح او استحاضة او بعینه رمد او عمش او غرب وکذا کل ما یخرج بوجع ولو من اذن وثدی وسرة ان استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضأ ویصلی فیه خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق به ... وهذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق الزوال یشترط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقة لانه الانقطاع الکامل وحکمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لکل فرض اللام للوقت کما فی لدلوک الشمس ثم یصلی به فرضا ونفلا فیدخل الواجب بالاولی فاذا خرج الوقت بطل ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۲۱۳

[۳] وینقضه ای ینقض وضوء المعذور عند ابی حنیفة ومحمد رح خروج وقت صلوٰة الفرض کطلوع الشمس فلو توضأ معذور لصلوٰة العید بعد طلوعها له ان یصلی الظهر به عندهما وبدخوله ای لا ینقض وضوء المعذور دخول الوقت کالزوال وقال ابو یوسف ینقضه دخول الوقت وخروجه وقال زفر رح دخوله فقط ۱۲ شرح نقایه ص ۳۵ ج ۱

ایسا زخم تھا کہ ہر دم بہا کرتا تھا۔ اُس نے وضو کیا۔ پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔ **مسئلہ**[۵۲]۔ آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اس وقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گذر جائے کہ خون برابر بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتی ہے تو اسکو معذور نہ کہیں گے اور جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اس پر نہ لگا دینگے البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گذر گیا کہ اسکو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا یہ معذور ہو گئی اب اسکا وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے۔ پھر جب دوسرا وقت آوے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذور باقی رہیگی۔ ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گذر جاوے جسمیں خون بالکل نہ آوے تو اب معذور نہیں رہی۔ اب اسکا حکم یہ ہے کہ جتنے دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جاوے گا خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ **مسئلہ**[۵۳]۔ ظہر کا وقت کچھ ہو لیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت[۵۳] تک انتظار کرے۔ اگر بند ہو جاوے تو خیر۔ نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہا کیا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گذرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگا دیں گے۔ اور اگر عصر[۵۴] کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں۔ پھر سے پڑھے[۵۵] **مسئلہ**[۵۶]۔ ایسی معذور نے پیشاب یا خانہ کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت خون بند تھا جب وضو کر چکی تب خون آیا تو اس خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاویگا۔ البتہ جو وضو نکسیر وغیرہ کے سبب کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ**[۵۷]۔ اگر یہ خون وغیرہ کپڑے میں لگ جاوے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جاوے گا تو اُس کا دھونا واجب نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی نہ بھرے گا بلکہ نماز طہارت سے ادا ہو جائے گی۔ تو دھو ڈالنا واجب ہے۔ اگر ایک روپے سے بڑھ جاوے تو بے دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔

---

[۵۲] والمعذور انما تبقی طہارتہ فی الوقت بشرطین اذا توضأ لعذرہ ولم یطرأ علیہ حدث آخر اما اذا توضأ لحدث آخر وعذرہ منقطع ثم سال او توضأ لعذرہ ثم طرأ علیہ حدث آخر بان سال احد منخریہ او جرحیہ او قرحتیہ ولو من جدری ثم سال الآخر فلا تبقی طہارتہ ۱۲ در ص۲۱۶ ج۱

[۵۳] وفی السراج الوہاج رجل سال جرحہ ولم یعلم انہ یستمر وقتا کاملا فانہ لایصلی فی اول الوقت بل ینتظر فان لم ینقطع توضأ قبل خروج الوقت قال ابن الہمام فان فعل فدخل وقت آخر وانقطع فیہ اعاد الاولی لعدم الاستیعاب ۱۲ شرح نقایہ ص۴۰ ج۱ وشامی ص۱۳۲ ج۱

[۵۳] اخیر وقت کا مقصد یہ ہے کہ صرف اتنا وقت باقی رہ جائے جسمیں وضو کی فرائض ادا کر کے چار رکعتیں فرض پڑھ سکتا ہو۔ ۱۲

[۵۴] عصر کے وقت مکروہ سے قبل تک انتظار رہے اگر پھر بھی بند نہ ہو وضو کر کے نماز پڑھ لے لیکن اگر باقیماندہ وقت کے اندر ہی بہنا بند ہو گیا تو یہ شخص معذور نہ متصور ہوگا۔ اور چاہئے کہ وضو کے فرائض کر کے فوراً نماز پڑھ لے لیکن اگر وقت کی تنگی اسکی بھی اجازت نہیں دیتی تو عصر کی نماز قضا کرنی ہوگی۔ ۱۲

[۵۵] لیکن پھر سے پڑھنے کا یہ حکم صرف فرض نمازوں کیلئے ہے کیونکہ سنن و واجبات کی قضا واجب نہیں ۱۲

[۵۶] یہ مسئلہ ص۵۲ پر گذر چکا ہے۔ ۱۲

[۵۷] وان سال علی ثوبہ فوق الدرہم جاز لہ ان لا یغسلہ ان کان لو غسلہ تنجس قبل الفراغ منہا ای الصلوۃ وان لم یتنجس قبل فراغہ فلا یجوز ترک غسلہ ہو المختار للفتوی ۱۲ در مختار ص۲۱۵ ج۱

غسل کا بیان

مسئلہ ۱ - غسل[۱] کرنیوالی کو چاہیئے[۲] کہ پہلے گٹے[۳] تک دونوں ہاتھ دھووے۔ پھر استنجے کی جگہ دھووے۔ ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہیئے۔ پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے۔ پھر وضو کرے۔ اور اگر کسی[۴] چوکی یا پتھر پر غسل کرتی ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولیوے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پیر بھر جاوینگے اور غسل کے بعد پھر دہونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دہووے۔ پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے۔ پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر۔ پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے ایسی طرح کہ سارے بدن پر پانی بہ جاوے۔ پھر اس جگہ سے ہٹکر پاک جگہ میں آوے اور پھر پیر دھووے اور اگر وضو کے وقت پیر دھولئے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۲[۵] - پہلے سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لیوے تب پانی بہاوے تاکہ سب کہیں اچھی طرح پانی پہنچ جاوے کہیں سوکھا نہ رہے۔ **مسئلہ ۳**[۶] - غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سُنّت کے موافق ہے۔ اس میں سے بعضی چیزیں فرض ہیں کہ بے اُن کے غسل درست نہیں ہوتا آدمی ناپاک رہتا ہے اور بعضی چیزیں سُنّت ہیں اُن کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل ہو جاتا ہے۔ فرض فقط تین چیزیں ہیں۔ اِس طرح کلّی کرنا کہ سارے منھ میں پانی پہنچ جائے۔ ناک[۷] میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔ سارے بدن پر پانی پہنچانا۔ **مسئلہ ۴**[۸] - غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منھ نہ کرے اور پانی بہت زیادہ نہ پھینکے اور نہ بہت کم لیوے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ اسکو کوئی نہ دیکھے اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے۔ اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔ **مسئلہ ۵**[۹] - اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پاوے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے۔ چاہے کھڑی ہو کر نہاوے یا بیٹھ کر۔ اور چاہے غسل خانہ کی چھت پٹی ہو یا نہ پٹی ہو۔ لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔ اور ناف سے لیکر گھٹنے کے نیچے تک دوسری عورت کے سامنے بھی بدن کھولنا گناہ ہے۔ اکثر عورتیں دوسری کے سامنے بالکل ننگی ہو کر نہاتی ہیں۔ یہ بڑی[۱۰] بُری اور بے غیرتی کی بات ہے۔

---

۱ وسننه ان یبدأ فیغسل یدیه ... ان لم یکن به خبث اتباعا ... ثم یغسل خبث بدنه ان کان علیه ... لئلا یشیع ثم یتوضأ ثم یفیض ... علی کل بدنه ثلاثا بادیا بمنکبه ... ثم الایسر ثم برأسه ثم علی ... بدنه مع دلکه ۱۲ در صفحہ $\frac{161}{1}$ ... ہدایہ $\frac{14}{1}$ ۲ غسل کی نیت ... بارے میں بھی وہی حکم ہے ... وضو کی نیت کے بارے میں ... ۲ پر نشان ۱۰ کے بعد لکھا ... ہے ۱۲ ۳ ویؤخر غسل رجلیه ... ان یقف حال الاغتسال فی ... یجتمع فیه الماء لاحتیاجه لغسلها ... من الغسالة ۱۲ مراقی صفحہ ... لنفیه ثم ینحی عن ذلک المکان ... غسل رجلیه الا ان یکون علی ... خشب وغیر ذلک ۱۲ صفحہ ... ۴ وان یدلک کل اعضائه ... المرة الاولی ۱۲ منیہ صفحہ ... ۵ وفرض الغسل المضمضة و ... الاستنشاق وغسل سائر البدن ... ہدایہ صفحہ $\frac{12}{1}$ ۶ وان لا یسرف ... الماء وان لا یقتر ... وقت الغسل وان یغتسل فی ... لا یراه احد وان لا یتکلم بکلام ... ویستحب ان یمسح بدنه بمندیل ... الغسل وان یغسل رجلیه بعد ... منیہ صفحہ ۱۲ ۷ ... ویستحب ان یغتسل بمکان لا یراه ... احد لا یحل له النظر لعورته لاحتمال ... ظهورها فی حال الغسل او لبس ... الثیاب لقوله صلی اللہ علیہ وسلم ... ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء و ... الستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر ۱۲ مراقی صفحہ ۸ اذا لم یجد سترة من الرجال یغتسل ویختار ما هو استر والمرأة بین النساء کذلک ۱۲ مراقی صفحہ دفی الهدایه - نظر الجنس الی الجنس مباح فی الضرورة لا فی الاختیار صفحہ $\frac{142}{1}$ ۱۲

مسئلہ ۶ (ف۱): جب سارے بدن پر پانی پڑ جاوے اور کُلّی کر لے اور ناک میں پانی ڈال لے تو غسل ہو جاویگا - چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو - تو اگر پانی برستے میں ٹھنڈی ہونے کی غرض سے کھڑی ہو گئی - یا حوض وغیرہ میں گر پڑی اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کر لی اور ناک میں بھی پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا - اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا یا پڑھ کر پانی پر دم کرنا بھی ضروری نہیں - چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے ہر حال میں آدمی پاک ہو جاتا ہے - بلکہ نہاتے وقت کلمہ یا اور کوئی دعا نہ پڑھنا بہتر ہے اس وقت کچھ نہ پڑھے - مسئلہ ۷ (ف۲): اگر بدن بھر میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جاویگی تو غسل نہ ہوگا - اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گئی یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا - مسئلہ ۸ (ف۳): اگر غسل کے بعد یاد آوے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھولیوے لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا پانی لیکر اس جگہ بہانا چاہئے - اور اگر کلی کرنا بھول گئی ہو تو اب کلی کر لے - اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے غرضکہ جو چیز رہ گئی ہو اب اسکو کر لے نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے - مسئلہ ۹ (ف۴): اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے اور سر چھوڑ کر سارا بدن دھولیوے تب بھی غسل درست ہو گیا لیکن جب اچھی ہو جائے تو اب سر دھوڈالے - پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے -

نوٹ: مسئلہ ۱۰ ص ۲ پر درج کیا گیا -

مسئلہ ۱۱ (ف۵): اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے - ایک بال بھی سوکھا رہ گیا - یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا - اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف (ف۶) ہے - البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے - ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پاوے - اور اگر بے کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگو دے - مسئلہ ۱۲ (ف۷): نتھ اور بالیوں اور انگوٹھی چھلّوں کو خوب ہلا لیوے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جاوے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تب بھی قصداً (یعنی ارادہ) کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے - ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو - البتہ اگر انگوٹھی چھلّے ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی پانی پہنچ جاوے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا اب بھی مستحب ہے - مسئلہ ۱۳ (ف۸): اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز

ف۱ اما النية فليست بشرط في الوضوء والاغتسال حتى ان الجنب اذا انغمس في الماء الجاري او في الحوض الكبير للتبرد او قام في المطر الشديد وتمضمض واستنشق يخرج من الجنابة ۱۲ منیہ ص ۱۵

ف۲ لقوله عليه السلام من ترك شعرة من جسده لم يغسلها فعل كذا وكذا من النار ۱۲ اخرجه ابو داؤد وابن ماجه والدارمي ابن جرير

ف۳ ولو تركها اي المضمضة او الاستنشاق او لمعة اي موضع كان من البدن ناسيا فصلى ثم تذكر يتمضمض ويعيد ما صلى ۱۲ غنیہ ص ۴۲

ف۴ ولو ضرها غسل راسها تركته وقيل تمسحه ۱۲ در ص ۱۲۲/۱

ف۵ والمرأة في الاغتسال كالرجل ولكن الشعر المسترسل من ذوائبها غسله موضوع في الغسل اذا بلغ الماء اصول شعرها بخلاف الرجل ۱۲ منیہ ص ۱۲

ف۶ فانه اي ذي الضفيرة يجب عليها نقضها في الصحيح واما اذا كانت الضفيرة منقوضة فيجب ايصال الماء الى اثناء الشعر كما في اللحية لعدم الحرج ۱۲ شرح نقایہ ص ۲۲

ف۷ ولو كان في الاذن ثقب فان كان فيه قرط وظن ان الماء لا يصل الا بتحريكه حرك وان لم يكن فيه قرط فان كان لا يصل الماء اليه الا بالتكلف ادخله وان كان بحال ان امر الماء عليه دخل وان لم يمر لم يدخل امر الماء ۱۲ شرح نقایہ ص ۲۲ ف۸ امرأة اغتسلت وقد كان بقي في اظفارها عجين قد جف لم يجز غسلها ۱۲ منیہ ص ۱۳

پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا دے۔ **مسئلہ ١٤** ۔ ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔ **مسئلہ ١٥** ۔ کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیئے پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ ١٦** ۔ اگر نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا۔ کیونکہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے۔ کلی کرے یا نہ کرے۔ البتہ اگر ایسی طرح پانی پیوے کہ سارے منہ بھر میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے۔ کلی کر لینا چاہیئے۔ **مسئلہ ١٧** ۔ اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھیرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا غسل ہو گیا۔ **مسئلہ ١٨** ۔ اگر دانتوں کے بیچ میں ڈلی کا دھرا پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے اگر اسکی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ ١٩** ۔ ماتھے پر افشاں چنی ہے یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا ڈالے اور افشاں دھو ڈالے اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچیگا اوپر ہی اوپر سے بہہ جاوے گا تو غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ ٢٠** ۔ اگر مسی کی دھڑی جمائی ہے تو اس کو چھڑا کر کلی کرے نہیں تو غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ ٢١** ۔ کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں ١٢ اسلئے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑاوے گی تو اس کے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے۔ بے اسکے چھڑائے نہ وضو درست ہے نہ غسل۔ (لوٹ) جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اُن کا بیان صـ۳۳ پر درج کیا گیا۔

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے اور کس پانی سے درست نہیں

مسئلہ ١ ۔ آسمان سے برسے ہوئے پانی اور ندی نالے چشمے اور کنویں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری ہو۔ **مسئلہ ٢** ۔ کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں۔ اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اُس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے **مسئلہ ٣** ۔ جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب ل چال میں

لـ اذا کان برجلہ شقاق فجعل فیہ الشحم ان کان لا یضرہ ایصال الماء الی ما تحتہ لا یجوز غسلہ و وضوءہ وان کان یضرہ یجوز ١٢ منیہ صـ١٣
ٮ ویجب ای یفرض غسل کل ما یمکن من البدن بلا حرج کاذن و سرۃ و شارب و حاجب اثناء اللحیۃ ١٢ در صـ١٤١
ٮ ولو نسی المضمضۃ ثم شرب ماءً واتی علی جمیع فمہ اجزاہ والا فلا ١٢
ٮ ومن جلیہ ثم توضأ وامر الماء علی رجلیہ لم یقبل الماء للدسومۃ جاز لوجود غسل الرجلین ١٢ شامی صـ١٠٣
ٮ رجل اغتسل ولقی بین اسنانہ طعام قال بعضہم ان کان اذا علی قدر الحمصۃ لا یجوز ١٢ منیہ صـ١٣
ٮ اذا کان علی ظاہر البدن جلد سمک او خبز ممضوغ قد جف فاغتسل او توضأ لم یصل الماء الی ما تحتہ لم یجز ١٢ منیہ صـ١٣
ٮ اس سے قبل کے مسئلہ میں اس کا حکم بھی آگیا ١٢
ٮ رجل رمدت عینیہ فرمصت فاجتمع رمصہا فی الماق یجب ان یتکلف فی ایصال الماء ان لم یضرہ کما یجب ان یتکلف فی ایصال الماء الی الماق ١٢ منیہ صـ٥٥
ٮ یرفع الحدث مطلقا بماء مطلق ہو ما یتبادر عند الاطلاق کماء سماء و اودیۃ و عیون و آبار و بحار و ثلج مذاب ١٢ در صـ١٦٦
ٮ وکذا یجوز بماء خالطہ طاہر جامد مطلقا ١٢ در صـ١٦٧ ای سواء کان المخالط من جنس الارض کالتراب ولیقصد

بہ التنظیف کالاشنان والصابون او لیکون شیئا آخر کالزعفران ١٢ شامی صـ١٦٧ ۔ وفی البحران الزعفران اذا وقع فی الماء ان امکن الصبغ فیہ فلیس بماء مطلق من غیر نظر الی الثخونۃ ١٢ صـ١٦٧ لـ ولا یجوز الحکمیۃ بالماء المعتصر کماء الاشجار والثمار ویجوز ازالۃ النجاسۃ الحقیقیۃ من الثوب والبدن بالماء المقید ١٢ منیہ صـ٢٩ و در صـ١٦٧ ٮ چھالیا کا ریزہ ١٢

اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ جیسے شربت، شیرہ اور شوربا اور سرکہ اور گلاب اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے

مسئلہ[۱] جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزے یا بو میں کچھ فرق آ گیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی۔ نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا۔ جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوتی ہے۔ یا پانی میں زعفران پڑ گیا اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آ گیا یا صابون پڑ گیا۔ یا اسی طرح کی کوئی اور چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ[۲] اور اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اُس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اُس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو تو اس سے وضو درست ہے جیسے مردہ نہلانے کے لئے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈال دیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

مسئلہ[۳] کپڑا رنگنے کے لئے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اس سے وضو درست نہیں۔

مسئلہ[۴] اگر پانی میں دودھ مل گیا۔ تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح پانی میں آ گیا ہے تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔

مسئلہ[۵] جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اُس سے وضو کرے۔ فقط اس وہم پر وضو نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو۔ اگر اُس کے ہوتے ہوئے تیمم کرے گی تو تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ[۶] کسی کنویں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اُس سے وضو درست ہے۔ جب تک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔

مسئلہ[۷] جس پانی میں نجاست پڑ جاوے اُس سے وضو غسل کچھ درست نہیں چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو۔ البتہ اگر بہتا ہوا پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اُس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آئے۔ اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا یا بو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائیگا اُس سے وضو درست نہیں۔ اور جو پانی گھاس تنکے پتے وغیرہ کو بہالے جائے وہ بہتا پانی ہے۔ چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔

مسئلہ[۸] بڑا بھاری حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ

---

[۱] ویجوز الطہارۃ بماء خالطہ شیٔ طاہر فغیر احد اوصافہ کماء المد والماء الذی اختلط بہ الزعفران او الصابون او الاشنان وان تغیر بالطبخ بعد ما خلط بہ غیرہ لا یجوز التوضی بہ ۱۲ ہدایہ ص۱۸ ج۱

[۲] ولو طبخ فیہ الحمص او الباقلاء وریح الباقلاء یوجد فیہ لا یجوز بہ التوضی کذا فی فتاویٰ قاضیخان وان طبخ فی الماء ما یقصد بہ المبالغۃ فی النظافۃ کالاشنان والصابون یجاز الوضوء بہ بالاجماع الا اذا صار ثخینا ۱۲ عالمگیری ص۱۳ ج۱

[۳] التوضی بماء الزعفران والزرد ج وص... العصفر یجوز ان کان رقیقا والماء غالب وان غلبت الحمرۃ وصار متماسکا لا یجوز بہ التوضی ۱۲ عالمگیری ص۱۳ ج۱

[۴] ان کان الذی یخالطہ مما یخالف لونہ لون الماء کاللبن وماء العصفر والزعفران ونحو ذلک تعتبر الغلبۃ فی اللون ۱۲ عالمگیری ص۱۳ ج۱

[۵] لو وجد ماء قلیلا ولم یتیقن بوقوع النجاسۃ یتوضأ بہ ویغتسل ولا یتیمم ۱۲ منیہ ص۲۷

[۶] وکذا یجوز بماء خالطہ طاہر جامد کاشنان وزعفران وفاکہۃ وورق شجر درمختار ص۱۶۲ ج۱ قال فی النہایۃ المنقول من الاساتذہ ان اوراق الاشجار وقت الخریف تقع فی الحیاض فیتغیر ماؤہا من حیث اللون والطعم والرائحۃ ثم یتوضؤن منہا من غیر نکیر ۱۲ بحر ص۶۸ ج۱

[۷] وکل ماء وقعت النجاسۃ فیہ لم یجز الوضوء بہ قلیلا کانت النجاسۃ او کثیرا والماء الجاری اذا وقعت فیہ نجاسۃ جاز الوضوء بہ اذا لم یر لہا اثر والجاری ما لا یتکرر استعمالہ وقیل ما یذہب بتبنۃ ۱۲ ہدایہ ص۱۸-۲۰ ج۱

[۸] اما الحوض اذا کان عشرا فی عشر فہو کبیر لا یتنجس بوقوع النجاسۃ اذا لم یر لہا اثر اذا کانت النجاسۃ غیر مرئیۃ ولیس للرجل ان یتوضأ او یغتسل فی الحوض الکبیر بناحیۃ الجیفۃ والاصل فیہ انہا اذا کانت مرئیۃ لا یجوز ان یتوضأ الا بعید عنہا واذا لم تکن مرئیۃ جاز مطلقا ۱۲ منیہ ص۲۹

چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھاویں تو زمین نہ کھلے - یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے - ایسے حوض کو دَہ در دَہ کہتے ہیں - اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جاوے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب - خون شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے جدھر چاہے وضو کرے - اور اگر ایسی نجاست پڑ جاوے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مُردہ کتّا تو جدھر پڑا ہو اس طرف وضو نہ کرے - اسکے سوا اور جس طرف چاہے کرے - البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جاوے کہ رنگ یا مزہ بدل جاوے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائیگا - مسئلہ ۱۲ اگر بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو - وہ حوض بھی دَہ در دَہ کے مثل ہے - مسئلہ ۱۳ چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالا چلا تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم ناپاک ہو تو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور اتنی ہو کہ سب پانی اس سے ملکر آتا ہو تو وہ پانی نجس ہے - مسئلہ ۱۴ اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ نہ آجاوے - مسئلہ ۱۵ دہ دردہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا ہے - اگر وہیں سے پھر پانی اُٹھالیوے تو بھی جائز ہے - مسئلہ ۱۶ اگر کوئی کافر یا لڑکا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالدے تو پانی نجس نہیں ہوتا - البتہ اگر معلوم ہو جاوے کہ اُس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جاوے گا - لیکن چونکہ چھوٹے بچوں کا کچھ اعتبار نہیں اسلئے جب تک کوئی اور پانی ملے اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے - مسئلہ ۱۷ جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جاوے جس کے بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا - جیسے مچھر - مکھی - بھڑ - تتیا - بچھو - شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو - مسئلہ ۱۸ جس کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو - اُس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا پاک رہتا ہے - جیسے مچھلی - مینڈک - کچھوا - کیکڑا وغیرہ - اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مر جائے جیسے سرکہ - شیرہ - دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا - اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے - یعنی نہ اس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے نہ اس کے مرنے سے - لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے

ــــــــــ

ل۱ ولو کان الماء له طول ولیس له عرض وعمق بلا طول فالاصح انه ان کان بحال لو ضم طوله الی عرضه یصیر عشرا فی عشر یجوز الوضوء فیه ولا یتنجس بوقوع النجاسة فیه ۱۲ شرح نقایه ص۱۷ ج۱ ل۲ ماء المطر اذا جری فی میزاب السطح وکان علی السطح عذرات فالماء طاهر اما اذا کانت العذرة عند المیزاب او کان الماء کله او نصفه او اکثره بلاقی العذرة فهو نجس والا فهو طاهر وان سال المطر من السقف او من ص

صرا لثقب ان کان علی جمیع السطح او علی اکثره نجاسة فهو نجس ۱۲ منیه ص۲۸

ل۳ وان کان الماء یجری ضعیفاً ینبغی ان یتوضأ علی الوقار حتی یمر عنه الماء المستعمل ۱۲ منیه ص۲۸

ل۴ اذا غسل وجهه فی حوض کبیر فسقط من غسالته فی الماء فرفع من موضع الوقوع قبل التحریک قالوا علی قول ابی یوسف لا یجوز لان عنده التحریک شرط ومشائخ بخاری قالوا یجوز لعموم البلوی ۱۲ منیه ص۲۹

ل۵ اذا دخل الکفار او الصبیان ایدیهم لا تتنجس اذا لم یکن علی ایدیهم نجاسة حقیقیة ولو ادخل الصبی یده فی الاناء لا یتوضأ به استحساناً ولو توضأ جاز ۱۲ منیه ص۳۲

ل۶ والموت مالیس له دم سائل کالبق والذباب والعقرب والخنافس علامة ان دمه اذا القی فی الشمس لم یسود بل یبیض ۱۲ شرح نقایه ص۱۸ ج۱

ل۷ ویجوز رفع الحدث بما ذکر وان مات فیه ای الماء ولو قلیلا غیر دموی کزنبور وعقرب وبق ومائی مولد ولو کلب الماء وخنزیره کسمک وسرطان وضفدع الا بریا له دم سائل و هو مالا سترة له بین اصابعه فیفسد فی الاصح کحیة بریة ان لها دم والا لا وکذا الحکم لو مات ما ذکر خارجه والقی فیه فی الاصح فلو تفتت فیه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه لحرمة لحمه ۱۲ در مختار

پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جاوے گی۔ **فائدہ** دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلی لگی ہوتی ہے اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔ **مسئلہ ۱۹** جو چیز پانی میں رہتی ہو۔ لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو۔ اس کے مرجانے سے پانی خراب ونجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی۔ اسی طرح الگ مر کر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہو جاتا ہے۔ **مسئلہ ۲۰** مینڈک۔ کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مر کر بالکل گل جاوے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں ملجاوے تو بھی پانی پاک ہے۔ لیکن اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں البتہ وضو اور غسل اس سے کر سکتے ہیں **مسئلہ ۲۱** دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانے کا ڈر ہے اسلئے اس سے وضو غسل نہ کرنا چاہئے **مسئلہ ۲۲** مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کر لیں کہ پانی مر جاوے۔ اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے۔ اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔ **مسئلہ ۲۳** کتا۔ بندر۔ بلی۔ شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا درست نہیں۔ **مسئلہ ۲۴** مردار کے بال اور سینگ اور ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں۔ اگر پانی میں پڑ جاویں تو نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جاوے گا۔ **مسئلہ ۲۵** آدمی کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں لیکن ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں۔ بلکہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہیئے۔

کنویں کا بیان

مسئلہ جب کنویں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت۔ سارا پانی نکالنا چاہیئے جب سارا پانی نکل جاویگا

ــــــــــــــــ

۱ وینجس الماء القلیل بموت مائی معاش بری مولد فی الاصح کبط واوز ۱۲ درص ۱۷۱ ج ۱ ۲ یہ مسئلہ ص کے حاشیہ ۵ میں آچکا ہے۔ ۳ قد منا فی مندوبات الوضوء ان لایکون بماء مشمس وبہ صرح فی الحلیۃ مسند لا بما صح عن عمر من النہی عنہ ولذا صرح فی الفتح بکراہۃ ۱۲ شامی ص ۱۶۶ ج ۱ ۴ وکل اہاب دبغ فقد طہر وجازت الصلوۃ فیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والآدمی وان کالتشمیس او تقریبا ص

۳ ۱۲ ہدایہ ص ۲۴ ج ۱۔ ودر ص ۱۷۷-۱۷۸ ج ۱۔ ۵ ثم ما یطہرہ جلدہ بالدباغ یطہر بالزکاۃ لانہ یعمل عمل الدباغ فی ازالۃ الرطوبات النجسۃ وکذلک یطہر لحمہ وہو الصحیح فان لم یکن ماکولا (ہدایہ ص ۲۵ ج ۱) وفی الحاشیہ ۲۵ قال کثیر من المشائخ انہ یطہر جلدہ لا لحمہ وہو الاصح کما اختارہ الشارحون کصاحب العنایہ والنہایہ وغیرہا لان سورہ نجس ونجاسۃ السور لنجاسۃ اللحم۔ وفی در لا یطہر لحمہ علی قول الاکثر ان کان غیر ماکول ہذا اصح ما یفتی بہ ص ۱۸۹ ج ۱ ۱۲ ۶ وشعر المیتۃ غیر الخنزیر وعظمہا وعصبہا وحافرہا وقرنہا الخالیۃ عن الدسومۃ وکذا کل ما لاتحلہ الحیاۃ کالریش والمنقار والظلف طاہر ۱۲ ہدایہ وشامی ص ۱۹۰ ج ۱ ۷ وشعر الانسان غیر المنتوف وعظمہ وسنہ طاہر (در ص ۱۹۱ ج ۱) وفی الدر ایضاً لا یجوز الانتفاع بہ ۱۲ در ص ۱۸۱ ۸ اذا وقعت نجاسۃ فی بئر دون القدر الکثیر ینزح کل مائہا بعد اخراجہ فینزح الماء الی حد لا یملأ نصف الدلو یطہر الکل ۱۲ در ص ۱۹۶ ج ۱ وہدایہ۔ ۹ یطہر الکل ای من الدلو والرشاء والبکرۃ وید المستقی ۱۲ شامی ص ۱۹۶ ج ۱۔

تو پاک ہو جاوے گا۔ کنوئیں کے اندر کے کنکر دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں۔ وہ سب آپ ہی آپ پاک ہو جاویں گے۔ اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنوئیں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہو جاویگا۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔ **فائدہ** سب[1] پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ[2] جاوے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔ **مسئلہ[3]** کنوئیں[3] میں کبوتر یا گوریا یعنی چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا۔ اور مرغی اور بطخ کی بیٹ سے نجس ہو جاتا ہے۔ اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔ **مسئلہ[4]** کتا۔ بلی۔ گائے۔ بکری پیشاب کردے یا کوئی اور نجاست گرے تو سب پانی نکالا جاوے۔ **مسئلہ[5]** اگر آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کے مر جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے اور اگر باہر مرے پھر کنوئیں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے کہ سب پانی نکالا جاوے۔ **مسئلہ[5]** اگر کوئی جاندار چیز کنوئیں میں مر جاوے اور پھول جاوے یا پھٹ جاوے تب بھی سب پانی نکالا جاوے۔ چاہے چھوٹا جانور ہو چاہے بڑا۔ تو اگر چوہا یا گوریا مر کر پھول جاوے یا پھٹ جاوے تو سب پانی نکالنا چاہئے۔ **مسئلہ[6]** اگر چوہا یا گوریا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے اور تیس[3] ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے۔ لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں۔ اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔ **مسئلہ[8]** بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جاوے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس[2] ڈول نکالنا چاہئے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور جس میں[9] بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ **مسئلہ[10]** اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جاوے اور پھولے نہیں تو چالیس[4] ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔ **مسئلہ[11]** جس کنوئیں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے نکالنا چاہئے۔ اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگا لینا چاہئے۔ اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں اور اگر چار ڈول سماتا ہو تو چار ڈول سمجھنا چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جتنے ڈول پانی آتا ہو گا اسی کے حساب سے کھینچا جاویگا۔ **مسئلہ[12]** اگر کنوئیں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا۔ جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے

[1] سب پانی نکالنے کا مطلب گذشتہ صفحہ کے ف پر درج کر دیا گیا ہے ۱۲ [2] یعنی پانی ختم ہو جائے ۱۲ [3] ولا نزح بخرء حمام وعصفور (در صفحہ ۲۰۰ ج ۱) وان وقع خرء الدجاجة افسده وکذا خرء البط ۱۲ غنیہ صفحہ ۵۱ [4] فان انتن فیہا شاة او بقرة تنجس الاعند محمد ۱۲ غنیہ صفحہ ۵۲ [5] وان ماتت فیہا شاة او آدمی او کلب نزح جمیع ما فیہا من الماء ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۶ وفی الدر اذا وقعت نجاسة فی بئر دون القدر الکثیر او مات فیہا او خارجہا والقی فیہا ینزح کل مائہا ۱۲ ملخصاً صفحہ ۱۹۵۔

[1] فان انتفخ الحیوان فیہا او تفسخ نزح جمیع ما فیہا صغر الحیوان او کبر ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۶ [7] وان ماتت فیہا فارة او عصفورة او سودانیة او صعوة او سام ابرص نزح منہا عشرون دلوا الی ثلثین بحسب کبر الدلو وصغرہا یعنی بعد اخراج الفارة ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۶ ودر صفحہ ۱۹۹ ج ۱ [8] الحکم حاشیہ ۵ پر [9] وموت ما لیس لہ دم سائل لا ینجس الماء ولا غیرہ ۱۲ غنیہ صفحہ ۵۵ [10] وان کان حمامة ونحوہ نزح اربعون من الدلاء وجوبا الی ستین ندبا (در صفحہ ۱۹۹ ج ۱) وفی الہدایہ فان ماتت فیہا حمامة او نحوہا کالدجاجة والسنور ۱۲ صفحہ ۲۶ [11] ثم المعتبر فی کل بیر دلوہا الذی یستقی بہ منہا وقیل دلو یسع فیہا صاع ولو نزح منہا بدلو عظیم مرة مقدار عشرین دلوا جاز لحصول المقصود ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۷ [12] وان کانت البئر معینة بحیث لا یمکن نزحہا اخرجوا مقدار ما کان فیہا من الماء وطریق معرفتہ ان تحفر حفرة مثل موضع الماء من البیر ویصب فیہا ما ینزح منہا الی ان تمتلی او ترسل فیہا قصبة ویجعل لمبلغ الماء علامة ثم ینزح منہا عشر دلاء ثم تعاد القصبة فتنظر کم انتقص فینزح لکل قدر منہا عشر دلاء وہذان عن ابی یوسف وعن محمد نزح مائتا دلو الی ثلث مائة وقیل یوخذ بقول رجلین لہما بصارة فی امر الماء وہذا اشبہ بالفقہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۷ بحذف۔ غنیہ صفحہ ۵۳۔

اس میں سے اور نکلتا آتا ہے تو جتنا پانی اس میں اسوقت موجود ہے اندازہ کر کے اسقدر نکالڈالیں
فائدہ- پانی کے اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں- ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم
لگاتار سو ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا- اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب
لگالو- کہ سو ڈول میں ایک ہاتھ پانی ٹوٹا تو پانچ ہاتھ پانی پانسو ڈول میں نکل جاویگا- دوسرے
یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو- اور اس کا اندازہ آتا ہو- ایسے دو دیندار مسلمانوں سے اندازہ
کرالو- جتنا وہ کہیں نکلوا دو- اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تو تین سو ڈول نکلوا دیں-
مسئلہ ۱۱ؔ۵- کنویں میں مرا ہوا چوہا یا اور کوئی جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور
وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے- تو جن لوگوں نے اس کنویں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی
نمازیں دہرا دیں اور اُس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں پھر اُنکو دھونا چاہئے- اور اگر پھول گیا
ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہئے- البتہ جن لوگوں نے اس پانی
سے وضو نہیں کیا ہے وہ نہ دہرا دیں یہ بات تو احتیاط کی ہے اور بعضے عالموں نے یہ کہا ہے
کہ جس وقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے- اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے- اس سے
پہلے کی نماز وضو سب درست ہے- اگر کوئی اس پر عمل کرے تب بھی درست ہے **مسئلہ ۱۲**ؔ۵
جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے واسطے کنویں میں اترا- اور اس کے بدن اور
کپڑے پر آلودگی نجاست نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا- ایسے ہی اگر کافر اترے اور اس کے
کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے- البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جاویگا
اور سب پانی نکالنا پڑے گا- اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کپڑا پاک ہے یا ناپاک ہے تب بھی
کنواں پاک سمجھا جائے گا- لیکن اگر دل کی تسلی کے لئے بیس یا تیس ڈول نکلوا دیں تب بھی کچھ
حرج نہیں ہے- **مسئلہ ۱۳**ؔ۵- کنویں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے کچھ نہ
نکالا جائے **مسئلہ ۱۴**ؔ۵- چوہے کو بلی نے پکڑا- اور اس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا- پھر اس سے
چھوٹ کر اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا- تو سارا پانی نکالا جاوے- **مسئلہ ۱۵**ؔ۵ چوہا
نابدان میں سے نکل کر بھاگا- اور اس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنویں میں گر پڑا تو سب
پانی نکالا جاوے چاہے چوہا کنویں میں مر جاوے یا زندہ نکلے **مسئلہ ۱۶**ؔ۵- چوہے کی دُم کٹکر
گر پڑی- تو سارا پانی نکالا جاوے- اسی طرح وہ چھپکلی جسمیں بہتا ہوا خون ہوتا ہو- اسکی دم گرنے سے

ؔ۵ وان وجدوا فی البیر فارۃ او غیرہا ولا یدری متی وقعت ولم ینتفخ اعادوا صلوۃ یوم ولیلۃ اذا کانوا توضؤا منہا وغسلوا کل شیء اصابہ ماؤہا وان کانت

ؔ۵ قد انتفخت او تفسخت اعادوا صلوۃ ثلثۃ ایام و لیالیہا وہذا عند ابی حنیفۃ وقالا لیس علیہم اعادۃ شیء حتی یتحققوا انہا متی وقعت لان الیقین لا یزول بالشک ۱۲ ہدایہ ودر ج ۱ ص ۲۰۲

ؔ۵ جنب انغمس فی البیر للدلو او للتبرد ولا نجاسۃ علی بدنہ فعند ابی حنیفۃ الرجل والماء نجسان وعند ابی یوسف الرجل جنب علی حالہ والماء مطہر علی حالہ وعند محمد الرجل طاہر و الماء طاہر طہور زیجر ج ۱ ص ۹۰ ومنیہ ص ۵۲ وفی الشامی نقل فی الذخیرۃ عن کتاب الصلوۃ للحسن ان الکافر اذا وقع فی البیر وہو حی نزح الماء وفی البدائع انہ روایۃ عن الامام لانہ لا یخلو من نجاسۃ حقیقیۃ او حکمیۃ حتی لو اغتسل فوقع فیہا من ساعتہ لا ینزح منہا شیء اقول لعل نزحہا للاحتیاط ۱۲ شامی ج ۱ ص ۱۹۱

ؔ۵ لو اخرج (ای الحیوان) حیا ولیس بنجس العین ولا بہ حدث او خبث لم ینزح شیء الا ان یدخل فمہ الماء فیعتبر بسورہ ۱۲ در ص ۱۹۶ ومنیہ ص ۵

ؔ۵ فی التاتارخانیۃ وعشرون فی الفارۃ والعشرین فی سنور و دجاجۃ مخلاۃ وآدمی محدث ثم ہذا ان لم تکن الفارۃ ہاربۃ من ہر ولا الہر ہاربا من کلب ولا الشاۃ من سبع فان کان نزح کلہ مطلقا بحر ص ۱۹۴ ؔ۵ اسکا حکم حاشیہ ص ۵ میں آگیا ہے ۱۲- ؔ۵ اذا وقعت نجاسۃ لیست بحیوان ولو مخففۃ او ذنب فارۃ لم یشمع فی بئر ینزح کل مائہا مخففا ۱۲ در ج ۱ ص ۱۹۵-۱۹۶ ؔ۵ وکذا (ای نجس) الوزغۃ اذا کانت کبیرۃ لہا دم سائل ۱۲ منیۃ ص ۶۳

بھی سب پانی نکالا جاوے **مسئلہ ۱۷**[۱] جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہئے کہ وہ چیز کیسی ہے۔ اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہو گئی ہے جیسے ناپاک کپڑا ناپاک گیند ناپاک جوتہ تب تو اس کا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مُردہ جانور چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا اسوقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ اور جب یہ یقین ہو جاوے اُس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جاوے گا۔ **مسئلہ**[۲] جتنا پانی کنویں میں سے نکالنا ضرور ہو چاہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے کئی دفعہ نکالیں ہر طرح پاک ہو جائے گا۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ ۱[۳] آدمی کا جھوٹا پاک ہے۔ چاہے بددین ہو یا حیض سے ہو یا ناپاک ہو یا نفاس میں ہر حال میں پاک ہے۔ اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے۔ البتہ اگر اس کے ہاتھ یا منھ میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جاویگا۔ **مسئلہ ۲**[۴] کُتّے کا جھوٹا نجس ہے۔ اگر کسی برتن میں منھ ڈالدے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا۔ دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھووے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جاوے۔ **مسئلہ ۳**[۵] سور کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسی طرح شیر۔ بھیڑیا۔ بندر۔ گیدڑ وغیرہ جتنے پھاڑ چیر کر کے کھانیوالے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔ **مسئلہ ۴**[۶] بلی کا جھوٹا تو پاک ہے لیکن مکروہ ہے تو اور پانی ہوتے وقت اس سے وضو نہ کرے۔ البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اس سی وضو کر لے۔ **مسئلہ ۵**[۷] دودھ سالن وغیرہ میں بلی نے منھ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہو تو اسے نہ کھاوے۔ اور اگر غریب آدمی ہو تو کھالیوے اسمیں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے **مسئلہ ۶**[۸] بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منھ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جاویگا۔ اور جو تھوڑی دیر ٹھیر کر منھ ڈالے کہ اپنا منھ زبان سی چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہو گا بلکہ مکروہ ہی رہیگا۔ **مسئلہ ۷**[۹] کھلی ہوئی مرغی جو ادھر اُدھر گندی پلید

---

[۱] قال فی السراج الوہاج ولو وقعت فی البئر خشبة نجسة او قطعة من .... ص ۳۰ ثوب نجس وتعذر اخراجها و تغیبت فیها طہرت الخشبة و القطعة من الثوب تبعا لطہارة البئر (بحر ص ۱۱۱) وفی الشامی لو تعذر عصفو فیہا فعجزوا عن اخراجها فما دام فیہا فنجسة فتترک مدت یعلم انہ استحال وصار حماة وقیل مدة ستة اشہر ۱۲ ص ۱۱۶

[۲] ولو نزح بعضہ ثم زاد فی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح ۱۲ در ص ۱۹۶

[۳] سور الآدمی وما یوکل لحمہ طاہر لان المختلط بہ اللعاب وقد تولد من لحم طاہر و یدخل فی ہذا الجواب الجنب و الحائض والکافر وعرق کل شیٔ معتبر بسورہ (ہدایہ ص ۲۸ ج ۱) وفی الحاشیہ ص سور الآدمی مطلقا الاحال شرب الخمر فان سورہ فی تلک الحالة نجس قبل بلع ریقہ فان بلع ریقہ ثلث مراة طہر فمہ عند الامام۔ وسور شارب خمر فور شربہا نجس ولو شارباً طویلا لایستوعبہ اللسان فنجس ولو بعد زمان ۱۲ در ص ۲۰۶ ج ۱

[۴] وسور الکلب نجس ویغسل الاناء من ولوغہ ثلثا ۱۲ ہدایہ ص ۲۸ ج ۱

[۵] سور الخنزیر وسور سباع البہائم نجس ۱۲ ہدایہ ص ۲۸ ج ۱

[۶] سور الہرة طاہر مکروہ ۱۲ ہدایہ ص ۲۸ ج ۱

[۷] سورہ ہرة ودجاجة مخلاة و سباع طیر وسواکن بیوت طاہر مکروہ تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلا کاکلہ لفقیر ۱۲ در ص ۲۰۶ ج ۱ وہدایہ ص ۲۸ ج ۱

[۸] ولو اکلت الفارة ثم شربت علی فورہ الماء تنجس الا اذا مکث ساعة ۱۲ ہدایہ ص ۲۸-۲۹ ج ۱ و در ص ۲۰۶ ج ۱

[۹] وسور الدجاجة المخلاة مکروہ لانہا تخالط النجاسة ولو کانت محبوسة بحیث لا یصل منقارہا الی ما تحت قدمیہا لا یکرہ لوقوع الامن عن المخالطة ۱۲ ہدایہ ص ۳۰

چیزیں کھاتی پھرتی ہے۔ اُس کا جھوٹا مکروہ ہے۔ اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔ **مسئلہ ۸** [۱] شکار کرنیوالے پرندے جیسے شکرہ باز وغیرہ انکا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔ لیکن جو پالو ہو اور مردار نہ کھانے پاوے نہ اسکی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا شبہ ہو اسکا جھوٹا پاک ہے۔ **مسئلہ ۹** [۲] حلال جانور جیسے مینڈھا۔ بکری۔ بھیڑ۔ گائے۔ بھینس۔ ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیا جیسے مینا۔ طوطا۔ فاختہ۔ گوریا ان سب کا جھوٹا پاک ہے۔ اسی طرح گھوڑی کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ **مسئلہ ۱۰** [۳] جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۱** [۴] اگر چوہا روٹی کتر کر کھاوے تو بہتر یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے تب کھاوے۔ **مسئلہ ۱۲** [۵] گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے۔ سو اگر کہیں فقط گدھے۔ خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور چاہے پہلے وضو کرے چاہے پہلے تیمم کرے دونوں اختیار ہیں۔ **مسئلہ ۱۳** [۶] جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے اُن کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے اُن کا پسینہ بھی مکروہ ہے اور گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے۔ کپڑے اور بدن پر لگ جاوے تو دھونا واجب نہیں لیکن دھو ڈالنا بہتر ہے۔ **مسئلہ ۱۴** [۷] کسی نے بلّی پالی وہ پاس آکر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے تو اس کو دھو ڈالنا چاہئے۔ اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔ **مسئلہ ۱۵** [۸] غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت [۹] کیلئے مکروہ ہے جبکہ جانتی ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تیمم کا بیان

مسئلہ [۱۰] اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت تیمم کر لیوے۔ اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچا ہے۔ یا آدمی

---

[۱] اس کیلئے صـ ۶۲ کا حاشیہ ۵ دیکھو ۱۲ [۲] فسور آدمی مطلقا وماکول لحم طاہر بلا کراہۃ وسور دجاجۃ مخلاۃ وابل وبقر جلالۃ۔ مکروہ ۱۲ ملخصاً در صـ ۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷ ج ۱ [۳] وسور سواکن البیوت ای ما لہ دم سائل کالفارۃ والحیۃ والوزغۃ مکروہ تنزیہا ان وجد غیرہ والالم یکرہ اصلا کاکلہ لفقیر ای اکل سورہا۔ ای موضع فمہا وما سقط منہ من الخبز ونحوہ من الجامدات لانہ لا یخلو من لعابہا ولیس المراد اکل ما بقی ای مما لم یخالطہ لعابہا بخلاف المائع صـ

[۳ تتمہ] کما اوضحہ فی الحلیۃ وافاد الشارح کراہۃ لغنی لانہ یجد غیرہ ۱۲ در وشامی صـ ۲۰۶-۲۰۷ ج ۱

[۴] دیکھو اسی صفحہ حاشیہ ۳ ۱۲

[۵] وسور حمار وبغل مشکوک فی طہوریتہ لا فی طہارتہ فیتوضأ ویتیمم ان فقد ماء وصح تقدیم ایہما شاء ۱۲ در صـ ۲۰۸-۲۰۹ ج ۱

[۶] وحکم عرق کسور ۱۲ در صـ ۱۰ ج ۱

[۷] والصلوۃ اذا لحست عضوا قبل غسلہ کما اطلقہ شمس الائمۃ وغیرہ بل تقیید بثبوت ذلک التوہم فاما لو کان زائلا بما قلنا فلا ۱۲

[۸] ویکرہ سور الرجل کعکسہ للاستلذاذ ای فی المشرب لا فی الطہارۃ قال الرملی ویجب تقییدہ بغیر الزوجۃ والمحارم ۱۲ در وشامی صـ ۲۰۵ ج ۱

[۹] وکذا یکرہ سور الرجل کما مر فی ۸

[۱۰] واما شرطہ فالنیۃ لا یجوز بدونہا وکذا طلب الماء اذا غلب علی ظنہ ان ہناک ماء او کان فی العمرانات او اخبر بہ وجب الطلب بالاجماع وانما الخلاف فیما اذا لم یغلب علی ظنہ او لم یخبر بہ او کان فی الفلوات عندنا لا یجب خلافا للشافعی ولو اخبر انسان بعدم الماء جاز بالاخلاف (منیۃ صـ ۱۵۱) ویجب طلبہ لو برسولہ قدر غلوۃ ثلثمائۃ ذراع من کل جانب وفی البدائع الاصح طلبہ قدر ما لا یضرہ بنفسہ ورفقتہ بالانتظار بحذف ۱۲ در صـ ۲۲۷-۲۲۸ ج ۱

تو نہیں ملا۔ لیکن کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو ضروری ہے۔ بے ڈھونڈے تیمم کرنا درست نہیں ہے[1]۔ اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب ہے۔ **فائدہ**۔ میل شرعی میل انگریزی سے ذرا زیادہ ہوتا ہے یعنی انگریزی ایک میل پورا اور اس کا آٹھواں حصہ[2] یہ سب مل کر ایک میل شرعی ہوتا ہے۔ **مسئلہ ۲**[3]۔ اگر پانی کا پتہ چل گیا۔ لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جاکر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کر لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۳**[4]۔ اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو۔ اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمم کر لینا درست ہے۔ چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو تھوڑی دور جانے کے لئے نکلی ہو۔ **مسئلہ ۴**[5]۔ اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے اسلئے کنویں سے پانی نکال نہیں سکتی۔ نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے تو بھی تیمم درست ہے۔ **مسئلہ ۵**[6]۔ اگر کہیں پانی مل گیا۔ لیکن بہت تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر دھو سکے تو تیمم کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھووے اور سر کا مسح کر لیوے اور کلی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمم کر لے۔ **مسئلہ ۶**[7]۔ اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کریگی تو بیماری بڑھ جاویگی یا دیر میں اچھی ہوگی تب بھی تیمم درست ہے۔ لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمم کرنا درست ہے۔ **مسئلہ ۷**[8]۔ اگر پانی قریب ہے یعنی یقیناً ایک میل سے کم دور ہے تو تیمم کرنا درست نہیں۔ جاکر پانی لانا[9] اور وضو کرنا واجب ہے مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمم کر لینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جاوے ناجائز اور حرام ہے۔ برقع اوڑھ کر یا سارے بدن سے چادر لپیٹ کر جانا واجب ہے۔ البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور اُن کے سامنے ہاتھ منھ نہ کھولے۔ **مسئلہ ۸**[10]۔ جبتک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمم کرتی رہے۔ چاہے جتنے دن گذر جاویں۔ کچھ خیال و وسوسہ نہ لاوے۔ جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی

---

[1] وان الحیرہ بنفسہ ورفقتہ فلا یجب بل یندب ۱۲ [2] انگریزی ایک میل ۲ فرلانگ اور دس گز کا ایک میل شرعی ہوتا ہے ۱۲ [3] یجب طلبہ ان ظن ظنا قویا قربہ دون میل بامارۃ او اخبار عدل والا لا یجب بل ان رجا والا لا ۱۲ در ص ۲۲۸/ج ۱ [4] وان خرج مسافرا او محتطبا او خرج من قریۃ الی قریۃ یجوز لہ التیمم ان کان بینہ وبین الماء نحو المیل او اکثر ۱۲ منیہ ص ۱۵

[5] من عجز عن استعمال الماء لعدم آلۃ تیمم بحذف در ص ۲۱۸ تا ۲۱/ج ۱ ۱۲

[6] وناقضہ ناقض الاصل قدرۃ ماء کاف لطہرہ ولو مرۃ مرۃ فضل عن حاجتہ لعطش وعجن وغسل نجس مانع ۱۲ در ص ۲۳۵/ج ۱

[7] ومن عجز عن استعمال الماء لمرض یشتد او یمتد بغلبۃ ظن او قول حاذق مسلم او برد یہلک الجنب او یمرضہ اذا لم تکن لہ اجرۃ حمام تیمم در ص ۲۱۴ تا ص ۲۱۶/ج ۱ اعلم ان جوازہ للجنب عند ابی حنیفۃ مشروط بان لا یقدر علی تسخین الماء ولا علی اجرۃ الحمام فی المصر ولا یجد ثوبا یتدفأ فیہ ولا مکانا یأویہ کما افادہ فی البدائع وشرح الجامع الصغیر لقاضیخان فصار الاصل انہ متی قدر علی الاغتسال بوجہ من الوجوہ لا یباح لہ التیمم اجماعا ۱۲ بحر ص ۱۴۲/ج ۱

[8] وان غلب علی ظنہ ان ہناک ماء لم یجز لہ ان یتیمم حتی یطلبہ لانہ واجد للماء نظرا الی الدلیل ثم یطلب مقدار الغلوۃ ولا یبلغ میلا کیلا ینقطع عن رفقتہ ۱۲ ہدایہ ص ۳۲/ج ۱

[9] یتحقق العجز عن استعمال الماء سواء خاف علی نفسہ او مالہ وفی التوشیح اذا خافت المرأۃ علی نفسہا بان کان الماء عند فاسق در ص ۲۱۶ وفی الشامی الامر فی حکمہا کما لا یخفی ص ۲۱۶/ج ۱ ۱۲

[10] روی ان قوما جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقالوا انا قوم نسکن ہذہ الرمال ولا نجد الماء شہرا او شہرین وفینا الجنب والحائض والنفساء فقال علیکم بالارض ۱۲ ہدایہ ص ۳۲

تیمم سے بھی ہو جاتی ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ تیمم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتی۔ **مسئلہ ۹** ؎ اگر پانی مول بکتا ہے تو اگر اسکے پاس دام نہ ہوں تو تیمم کر لینا درست ہے۔ اور اگر دام پاس ہوں اور رستہ میں کرایہ بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑیگی اس سے زیادہ بھی ہے تو خریدنا واجب ہے۔ البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں۔ تیمم کر لینا درست ہے اور اگر کرایہ وغیرہ رستہ کے خرچ سے زیادہ دام نہیں ہیں تو بھی خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۰** ؎ اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر اس میں گرم ہو جاوے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمم کر لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۱** ؎ اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمم کر لیوے **مسئلہ ۱۲** ؎ اگر کسی میدان میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی تو تیمم اور نماز دونوں درست ہیں جب معلوم ہو تو دہرانا ضروری نہیں **مسئلہ ۱۳** ؎ اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے۔ اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گی تو پانی مل جاویگا تو بے مانگے ہوئے تیمم کر لینا درست نہیں۔ اور اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہ دیوے گا تو بے مانگے بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے۔ لیکن اگر نماز کے بعد اس سے پانی مانگا اور اُس نے دیدیا تو نماز کو دہرانا پڑیگا۔ **مسئلہ ۱۴** ؎ اگر زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمم کرنا درست نہیں۔ زمزمیوں کو کھولکر اُس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے **مسئلہ ۱۵** ؎ کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا۔ اسلئے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہے تو وضو نہ کرے تیمم کر لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۶** ؎ اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کرے۔ پھر اگر تیمم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کیلئے تیمم نہ کرے بلکہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہئے اور اگر تیمم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنیوالی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمم کیا ہو تو یہی تیمم غسل و وضو دونوں کیلئے کافی ہے **مسئلہ ۱۷** ؎ تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منھ کو مل لیوے۔ پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے

؎ ان کان لا یعطیہ الا بالثمن فان لم یکن لہ ثمن تیمم بالاجماع وان کان معہ مال زائد علی ما یحتاج الیہ فی الزاد۔ ان باعہ بمثل القیمۃ او بغبن یسیر لا یجوز لہ التیمم وان باعہ بغبن فاحش تیمم ۱۲ منیہ ص۱۹ ؎ دیکھو حاشیہ ص ۶۴ ۱۲ ؎ لو کان اکثرہ ای اکثر اعضاء الوضوء عددا وفی الغسل مساحۃ مجروحا او بہ جدری اعتبار اللاکثر تیمم ۱۲ بحر ص۲۳۷ ج۱ وغنیہ ص۱۸ ؎ واذا تیمم وصلی والماء قریب منہ وہو لا یعلم اجزاہ ۱۲ غنیہ ص۱۹ ؎ وان کان مع رفیقہ ماء لا یجوز لہ التیمم قبل ان یسأل اذا کان غالب ظنہ انہ یعطیہ وان تیمم قبل ان یسأل فصلی ثم سأل فاعطی لہ یلزم الاعادۃ ۱۲ منیہ ص۱۹ ؎ رجل معہ ماء زمزم فی قمقمۃ قد رصص راس الاناء وہو یحملہ للعطیۃ او للاستشفاء لا یجوز لہ التیمم ۱۲ غنیہ ص۱۹

؎ وان ما الماء المحتاج الیہ للعطش فانہ مشغول بحاجتہ والمشغول بالحاجۃ کالمعدوم وعطش رفیقہ ودابتہ وکلبہ وماشیۃ اوبعیدہ فی الحال اوثانی الحال کعطشہ ۱۲ بحر ص۱۴۲ ج۱

؎ فلو تیمم للجنابۃ ثم احدث صار محدثا لا جنبا فیتوضأ ۱۲ در ص۲۳۷ ج۱ اذا وجد ما یکفیہ الوضوء فقط انما یتوضأ بہ اذا احدث بعد تیممہ عن الجنابۃ اما لو وجدہ وقت التیمم قبل الحدث لا یلزمہ عندنا الوضوء بہ عن الحدث الذی مع الجنابۃ لانہ عبث اذ لا بد لہ من التیمم ۱۲ رد المختار ص۲۳۵

؎ وکیفیۃ التیمم ان یضرب بیدیہ علی الارض ثم ینفضہما فیمسح بہما وجہہ بحیث لا یبقی منہ شیٔ۔ وفی الدر ص۲۱۹ مستوعبا وجہہ حتی لو ترک شعرۃ او وترۃ منخرہ لم یجز۔ ثم یضرب یدیہ ثانیا علی الارض فینفضہما فیمسح بہما کفیہ وذراعیہ کلیہما الی المرفقین وفی الدر ص۲۱۹ فینزع الخاتم والسوار او یحرک۔ و قال مشائخنا یضرب یدیہ ثانیا ویمسح باربع اصابع یدہ الیسری ظاہر یدہ الیمنی من رؤس الاصابع الی المرفق ثم یمسح بکفہ الیسری باطن یدہ الیمنی الی الرسغ ویمر باطن ابہامہ الیسری علی ظاہر ابہامہ الیمنی ثم یفعل بالید الیسری کذلک (بحر ص۱۴۵-۱۴۶ ج۱) ویجب تخلیل الاصابع ان لم یدخل بینہما غبار ۱۲ شامی ص۲۲۱ ج۱

اور دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے۔ چوڑیوں کنگن وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے اگر اسکے گمان میں ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جاویگی تو تیمم نہ ہوگا۔ انگوٹھی چھلّے اتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جاوے۔ انگلیوں میں خلال کرلیوے۔ جب یہ دونوں چیزیں کرلیں تو تیمم ہوگیا **مسئلہ ۱۸** مٹی پر ہاتھ مار کے ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ باہوں اور منہ پر بھبھوت نہ لگ جاوے اور صورت نہ بگڑے **مسئلہ ۱۹** زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اُس پر بھی تیمم درست ہے جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونا، ہڑتال، سرمہ، گیرو وغیرہ اور جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو اُس سے تیمم درست نہیں جیسے سونا، چاندی، رانگا، گیہوں، لکڑی، کپڑا، اور اناج وغیرہ۔ ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ ان پر تیمم درست ہے **مسئلہ ۲۰** جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اُس پر تیمم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جاوے یا گل جائے اس پر تیمم درست نہیں۔ اسی طرح راکھ پر بھی تیمم درست نہیں **مسئلہ ۲۱** تانبے کے برتن تکیئے اور گدّے وغیرہ کپڑے پر تیمم کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر اُس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب اڑتی ہے اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو تیمم درست ہے۔ اور اگر ہاتھ مارنے سے ذرا ذرا گرد اڑتی ہو تو بھی اس پر تیمم درست نہیں اور مٹی کے گھڑے بدھنے پر تیمم درست ہے چاہے اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا پانی نہ ہو۔ لیکن اگر اس پر لُک پھرا ہوا ہو تو تیمم درست نہیں **مسئلہ ۲۲** اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمم درست ہے۔ بلکہ اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے۔ ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے چاہے اُس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو **مسئلہ ۲۳** کیچڑ سے تیمم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنے کپڑے میں کیچڑ بھر لیوے جب وہ سوکھ جاوے تو اس سے تیمم کرلے۔ البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمم کرلے نماز نہ قضا ہونے دے **مسئلہ ۲۴** اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہوگئی اس پر نماز درست ہے لیکن اُس زمین پر تیمم کرنا درست نہیں۔ جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔ **مسئلہ ۲۵** جس طرح وضو کی جگہ تیمم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمم درست

ل وینفض یدیہ بقدر ما یتناثر التراب کیلا یصیر مثلۃ ۱۲ ہدایہ ص۔ ۲ و یجوز التیمم عند ابی حنیفۃ و محمد رح بکل ما کان من جنس الارض کالتراب و الرمل والحجر والزرنیخ والکحل والمرداسنج والنورۃ والمغرۃ وما اشبہہا ولا یجوز عندنا بما لیس من جنس الارض کالذہب والفضۃ والحدید والرصاص والحنطۃ و سائر الحبوبات والاطعمۃ ولو کان علی ہذہ الاشیاء غبار یجوز بغبارہا عند ابی حنیفۃ و فی احدی الروایتین عن محمد ۱۲ منیہ ص۲۲۔ ۳ کل ما یحترق بالنار فیصیر رمادا کالشجر او ینطبع و یلین کالحدید فلیس من جنس الارض فلا یجوز التیمم بالاشجار والزجاج المتخذ من الرمل والدقیق والرماد ۱۲ بحر ج۱ ص۱۴۸ والشامی ص۲۲ ج۱

۴ فیجوز بالتراب الذی علیہا لا بہا نفسہا (بحر ص۱۴۸ ج۱) و فی الدر فیجوز بحجر مدقوق او مغسول و حائط مطین او مجصص او ان من طین غیر مدہونۃ ۱۲ (در ص۲۲ ج۱) ۵ لو وضع یدہ علی صخرۃ لا غبار علیہا او علی ارض ندیۃ ولم یتعلق بیدہ شئ جاز عند ابی حنیفۃ و فی احدی الروایتین عن محمد ۱۲ منیہ ص۲۲ اور صفحہ ہذا پر دیکھو حاشیہ ۳۔ ۶ گل جائے یعنی پگھل جائے ۱۲ ۷ اگرچہ قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز آگ سے جل جاتی ہو اس سے تیمم جائز نہیں اور جو نہ جلتی ہو نہ پگھلتی ہو اس سے جائز ہے لیکن اس قاعدے کے خلاف راکھ سے جو نہ جلتی ہے نہ پگھلتی ہے تیمم جائز نہیں اور چونے سے جو کہ جل جاتا ہے تیمم جائز ہے چونا خواہ پتھر کا ہو یا کنکر کا۔ ۱۲ ۸ کیونکہ لُک روغن کو کہتے ہیں اور روغن کئے ہوئے کا حکم حاشیہ ۴ میں دیکھو ۱۲ ۹ واذا لم یجد الا الطین یلطخ ثوبہ منہ فاذا جف تیمم بہ ان ذہب الوقت قبل ان یجف لا یتیمم بہ عند ابی یوسف لان عندہ لا یجوز الا بالتراب او الرمل و عند ابی حنیفۃ ان خاف ذہاب الوقت تیمم بہ لان التیمم بالطین عندہ جائز ۱۲ شامی ص۲۲ و منیہ ص۲۳ ۱۰ و ان اصابت الارض نجاسۃ فجفت بالشمس و ذہب اثرہا جازت الصلوٰۃ علیہا ولا یجوز التیمم منہا فی ظاہر الروایۃ ۱۲ منیہ ص۲۳ ۱۱ والحدث والجنابۃ فیہ سواء وکذا الحیض والنفاس (ہدایہ ص۳۱ ج۱) و فی البحر تیمم الجنب والمحدث والحائض والنفساء ۱۲ ص۱۴۶ ج۱

ہے ایسے ہی جو عورت حیض اور نفاس سے پاس ہوئی ہو مجبوری کے وقت اسکو بھی تیمم درست ہے۔ وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔ **مسئلہ ۲۶** [۱] اگر کسی کو بتلانے کیلئے تیمم کرکے دکھلایا لیکن دل میں اپنے تیمم کرنے کی نیت نہیں بلکہ فقط اس کو دکھلانا مقصود ہے تو اس کا تیمم نہ ہوگا۔ کیونکہ تیمم درست ہونے میں تیمم کرنے کا ارادہ ہونا ضروری ہے تو جب تیمم کرنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ فقط دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمم نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۲۷** [۲] تیمم کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کرلے کہ میں پاک ہونے کیلئے تیمم کرتی ہوں یا نماز پڑھنے کے لئے تیمم کرتی ہوں تو تیمم ہو جائیگا اور یہ ارادہ کرنا کہ میں وضو کا تیمم کرتی ہوں یا غسل کا کچھ ضروری نہیں ہے **مسئلہ ۲۸** [۳] اگر قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمم کیا تو اُس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک نماز کیلئے تیمم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمم سے درست ہے۔ **مسئلہ ۲۹** [۴] کسی کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمم کرے دونوں کیلئے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **مسئلہ ۳۰** [۵] کسی نے تیمم کرکے نماز پڑھ لی۔ پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں وہی نماز تیمم سے درست ہو گئی **مسئلہ ۳۱** [۶] اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں۔ لیکن وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پانی لینے کو جاوے گی تو وقت جاتا رہیگا تو بھی تیمم درست نہیں ہے پانی لاوے اور قضا پڑھے۔ **مسئلہ ۳۲** [۷] پانی موجود ہوتے وقت قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمم کرنا درست نہیں **مسئلہ ۳۳** [۸] اگر پانی آگے چلکر ملنے کی امید ہو تو بہتر ہے کہ اول وقت نماز نہ پڑھے بلکہ پانی کا انتظار کرلے لیکن اتنی دیر نہ لگاوے کہ وقت مکروہ ہو جاوے اور اگر پانی کا انتظار نہ کیا اول ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے **مسئلہ ۳۴** [۹] اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ اگر ریل پر سے اترے گی تو ریل چل دیوے گی تب بھی تیمم درست ہے۔ یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمم درست ہے **مسئلہ ۳۵** [۱۰] اسباب کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہ رہا اور تیمم کرکے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ میرے اسباب میں تو پانی بندھا ہوا ہے تو اب نماز کا دہرانا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۳۶** [۱۱] جتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اُن سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تیمم کرکے آگے چلی اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمم ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ ۳۷** [۱۲] اگر وضو کا تیمم ہے تو وضو کے موافق [۱۳] پانی ملنے سے

[۱] واما شرطہ فالنیۃ لا یجوز بدونہا (غنیہ ص۷۱) وفی البحر لو تیمم لیتعلم الغیر لا تجوز بہ الصلوۃ فی الاصح ۱۲ ص۱۵ ج ۱ [۲] ثم اذا نوی الطہارۃ او استباحۃ الصلوۃ اجزاہ ولا یشترط نیۃ التیمم للحدث او الجنابۃ ۱۲ ہدایہ ص۳۴ ج ۱ [۳] ولو تیمم لمس المصحف او لقرأۃ القرآن عند عدم الماء لا تجوز الصلوۃ بہ ۱۲ غنیہ ص۶۳

[۱۳] وضو اور غسل کے موافق پانی ملنے سے یہ مطلب ہے کہ اتنا پانی مل جاوے جس سے غسل اور وضو کے فرائض ادا ہو سکیں خواہ سنتیں ادا ہو سکیں یا نہ ہو سکیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

وصلی بتیمہ ما شاء من الفرائض والنوافل ۱۲ ہدایہ [۴] دیکھو حاشیہ ۵ [۵] لو صلی بالتیمم ثم وجد فی الوقت لا یعید ۱۲ غنیہ ص۶۵ [۶] اذا خاف فوت الوقت لو توضأ لم یتیمم و یتوضأ و یقضی ما فاتہ ۱۲ ہدایہ ص۳۶ ج ۱ [۷] لو تیمم لمس المصحف او المسجد عند وجود الماء والقدرۃ علیہ فذلک لیس بشئ ۱۲ غنیہ [۸] و یستحب ان یؤخر الصلوۃ الی آخر الوقت اذا کان یرجو الماء ثم تغیر طافی التاخیر ان لا تقع الصلوۃ فی وقت مکروہ ۱۲ غنیہ ص۷۱ [۹] وکذا لو علم بالماء ولا یقدر علی النزول ولا علی الوضوء لخوف عدو او سبع او مرض [۱۰] والمسافر اذا نسی الماء فی رحلہ فتیمم وصلی ثم ذکر الماء لم یعد ۱۲ ہدایہ ص۳۸ [۱۱] و ینقض التیمم کل شئ ینقض الوضوء و ینقضہ ایضاً رؤیۃ الماء اذا قدر علی استعمالہ (ہدایہ ص۳۶ ج ۱) فلو تیمم لبعدہ میلا فسار فانتقص ای البعد عن میل بسبب السیر انتقض ای التیمم ۱۲ در و شامی ص۲۳۶ ج ۱ [۱۲] وناقضہ ناقض الاصل وقدرۃ ماء کاف لطہرہ ای للوضوء لو محدثاً وللاغتسال لو جنباً ولو مرۃ مرۃ ۱۲ در و شامی ص۲۳۴

تیمم ٹوٹے گا۔ اور اگر غسل کا تیمم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملیگا تب تیمم ٹوٹیگا۔ اگر پانی کم ملا تو تیمم نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ ۳۸**[ل] اگر رستہ میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ یہاں پانی ہے تو بھی تیمم نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح اگر رستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا۔ لیکن ریل پر سے نہ اتر سکی تو بھی تیمم نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ ۳۹**[ع] اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے۔ تو تیمم ٹوٹ جاویگا۔ اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۴۰**[ع] پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمم کر لیا۔ پھر ایسی بیماری ہو گئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے پھر بیماری کے بعد پانی مل گیا تو اب وہ تیمم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا۔ پھر سے تیمم کرے۔ **مسئلہ ۴۱**[ع] اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لئے غسل کیا لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوئی۔ اسلئے اس کو تیمم کر لینا چاہیئے جب کہیں پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ دھو لیوے۔ پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے **مسئلہ ۴۲**[ع] اگر ایسے وقت پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا تو اُس سوکھی جگہ کو پہلے دھو لیوے اور وضو کیلئے تیمم کر لے اور اگر پانی اتنا کم ہے کہ وضو تو ہو سکتا ہے لیکن وہ سوکھی جگہ اتنے پانی میں نہیں دھل سکتی تو وضو کر لے اور اُس سوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمم کرے ہاں اگر اس غسل کا تیمم پہلے کر چکی ہو تو اب پھر تیمم کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلا تیمم باقی ہے **مسئلہ ۴۳**[ع] کسی کا کپڑا یا بدن بھی نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھو لیوے اور وضو کے عوض تیمم کرے۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ ۱[ع] اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لیوے اور پھر وضو ٹوٹ جاوے تو پھر وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کر لینا درست ہے اور اگر موزہ اتار کر پیر دھو لیا کرے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ **مسئلہ ۲**[ع] اگر موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اس پر مسح درست نہیں۔ اسی طرح اگر بغیر وضو[ع] کئے موزہ پہن لیا تو اس پر بھی مسح درست نہیں اتار کر پیر دھونا چاہیئے **مسئلہ ۳**[ع] مسافرت میں تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو مسافر

[ل] ولو ان المتیمم مر بالماء وہو لا یعلم بہ او کان نائما لا ینتقض تیممہ وکذا لو علم لم یقدر علی النزول ۱۲ غنیۃ ص۲۴ و در ص۲۳۶ ج۱ [ع] فلو تیمم لمرض بطل ببرئہ ۱۲ در ص۲۳۶ [ع] لو تیمم لعدم الماء ثم مرض مرضا یبیح التیمم لم یصل بذلک التیمم ۱۲ در ص۲۱۵ ج۱ [ع] جنب اغتسل وبقیت لمعۃ ولیس معہ ماء تیمم للمعۃ وان وجدماء بعد ما تیمم واحدث یغسل اللمعۃ ویتیمم للحدث اذا کان الماء یکفی للمعۃ ولا یکفی للوضوء وان کان یکفی للوضوء ولا یکفی للمعۃ یتوضأ بہ وان کان یکفی لاحدہما علی الانفراد فانہ یغسل اللمعۃ ویتیمم للحدث وعلیہ ان یبتدی بغسل اللمعۃ ولو کان معہ ثوب نجس فانہ یغسل الثوب ویتیمم للمعۃ ۱۲ غنیۃ ص۲۴-۲۵ ۔

[ع] دیکھو اسی صفحہ کا حاشیہ [ع] دیکھو مسئلہ صفحہ ہذا ۱۲ [ع] المسح علی الخفین جائز بالسنۃ والاخبار فیہ مستفیضۃ حتی قیل ان من لم یرہ کان مبتدعا لکن من راٰہ ثم لم یمسح اخذا بالعزیمۃ کان ماجورا ۱۲ ہدایہ ص۴۰ [ع] شرط مسحہ کونہ ساتر القدم مع الکعب ۱۲ در ص۲۴۱ و فی روایۃ یجوز من کل حدث موجب للوضوء اذا لبسہما علی طہارۃ کاملۃ ثم احدث ۱۲ ہدایہ ص۴۰ شرح نقایہ ص۲۹ ج۱ [ع] اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا پیشتر سے وضو نہ ہو اور وہ بالکل وضو نہ کرے اور موزہ پہن لے تو مسح جائز نہیں لیکن پورا وضو کر کے موزے پہنے ہیں تو مسح جائز ہو گا یا صرف پاؤں دھو کر پہن لئے اور باقی وضو نہیں کیا تب مسح جائز نہیں اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہنے اس کے بعد وضو پورا کیا اس کے بعد وضو ٹوٹا تب مسح جائز ہے اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لئے اس کے بعد وضو کرنا شروع کیا مگر ابھی وضو نہ کرنے پائی کہ وضو ٹوٹ گیا تو اب مسح جائز نہیں ہے۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط

[ع] ویجوز للمقیم یوما ولیلۃ وللمسافر ثلثۃ ایام ولیالیہا وابتداؤہا عقیب الحدث ۱۲ ہدایہ ص۴۱ ج۱

میں نہ ہو اُس کو ایک دن اور ایک رات اور جس وقت وضو ٹوٹتا ہے اُس وقت سے ایک دن رات یا تین دن رات کا حساب کیا جاویگا۔ جس وقت موزہ پہنا ہے اُس کا اعتبار نہ کرینگے۔ جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا۔ پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضو ٹوٹا۔ تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے۔ اور مسافرت میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا۔ **مسئلہ ۴** [۱] اگر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نہانا واجب ہو گیا تو موزہ اتار کر نہاوے۔ غسل کے ساتھ موزے پر مسح کرنا درست نہیں۔ **مسئلہ ۵** [۲] موزہ کے اوپر کی طرف مسح کرے تلوے کی طرف مسح نہ کرے۔ **مسئلہ ۶** [۳] موزہ پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھے۔ انگلیاں تو سموچی موزہ پر رکھدیوے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر اُن کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جاوے۔ اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی رکھدیوے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچ کر لیجاوے تو بھی درست ہے۔ **مسئلہ ۷** [۴] اگر کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچکر انگلیوں کی طرف لاوے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے ایسے ہی اگر لمباؤ میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کے چوڑان میں مسح کرے تو بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ **مسئلہ ۸** [۵] اگر تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزہ کے اغل بغل میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا **مسئلہ ۹** [۶] اگر پوری انگلیوں کو موزہ پر نہیں رکھا۔ بلکہ فقط انگلیوں کا سرا موزہ پر رکھدیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزہ کو لگ جاوے تو درست ہو جاویگا۔ **مسئلہ ۱۰** [۷] مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے۔ اور اگر کوئی ہتھیلی کی اوپر کی طرف سے مسح کرے تو بھی درست ہے **مسئلہ ۱۱** [۸] اگر کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلی یا بھیگی گھاس میں چلی جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔ **مسئلہ ۱۲** [۹] ہاتھ کی تین انگلیوں بھر ہر موزہ پر مسح کرنا فرض ہے اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۳** [۱۰] جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ [۹] اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ تو اگر کسی کا وضو تو نہیں ٹوٹا لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا۔ اب دونوں پیر دھو لیوے پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے **مسئلہ ۱۴** [۱۱] اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۵** اگر مسح کی [۱۲] مدت پوری ہو گئی تو بھی مسح جاتا رہا۔ اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں۔ اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کے پورا وضو کرے۔

---

[۱] ولا یجوز المسح لمن وجب الغسل ۱۲ ہدایہ ج ۱ ص ۴۲ وفی الا لاجنب ج ۱ ص ۲۵

[۲] ثم المسح علی الظاہر حتی لا یجوز علی باطن الخف وعقبہ وساقہ ۱۲ ہدایہ ج ۱ ص ۴۲

[۳] وکیفیۃ المسح ان یضع علی مقدم خفیہ ویجافی بطون کفیہ یمدہما الی الساق ویضع کفیہ مع الاصابع ویمدہا جملۃ ۱۲ فتح وشامی ج ۱ ص ۲۴۶

[۴] ولو وضع یدیہ من قبل الساق ومدہا الی رؤس الاصابع ولو مسح علیہما عرضا جاز ۱۲ فتح

[۵] ولو مسح علی باطن خفیہ او من قبل العقبین او من جوانبہ لا یجوز ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۶] ولو مسح برؤس الاصابع ویجافی اصول الاصابع والکف لا یجوز المسح الا ان یکون الماء متقاطرا ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۷] والمستحب ان یمسح بباطن الکف ولو مسح بظاہر کفیہ یجوز ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۸] ولو لم یمسح خفیہ ولکن خاض فی الماء لا بنیۃ المسح او مشی فی الحشیش المبتل بالماء او بالمطر یجزیہ وکذا اذا اصابہ المطر ینوب عن المسح ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۹] وفرض ذلک مقدار ثلث اصابع من اصابع الید ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۱۰] وینقضہ ناقض الوضوء ونزع الخف ۱۲ دیکھئے ج ۱ ص ۲۵ ہدایہ ج ۱ ص ۴۲

[۱۱] ولو نزع احدہما (دیکھئے ج ۱ ص ۲۵) وفی الہدایہ وکذا نزع احدہما ۱۲ ج ۱ ص ۴۲

[۱۲] چنانچہ مدت کے اندر اندر اگر وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرتے وقت موزوں پر مسح بھی کر لے ۱۲ [۱۲] ص ۷۰ پر دیکھئے

مسئلہ ۱۶ موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اسلئے موزے کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا۔ دوسرا موزہ بھی اتار دیوے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھووے۔ **مسئلہ ۱۷** جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہو تو مسح درست ہے۔ **مسئلہ ۱۸** اگر موزہ کی سیون کھل گئی لیکن اس میں سے پیر نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست ہے۔ اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھلائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست نہیں۔ **مسئلہ ۱۹** اگر ایک موزہ میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزہ میں ایک انگلی کے برابر تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں۔ اور اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔ **مسئلہ ۲۰** کسی نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گذرنے نہ پایا تھا کہ مسافر ہو گئی تو تین دن رات تک مسح کرتی رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گذر جاوے تو مدت ختم ہو چکی۔ پیر دھو کر پھر سے موزہ پہنے۔ **مسئلہ ۲۱** اور اگر مسافرت میں مسح کرتی تھی پھر گھر پہونچ گئی تو اگر ایک دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اتار دے اب اس پر مسح درست نہیں اور اگر ابھی ایک دن رات بھی نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کر لے۔ اس سے زیادہ تک مسح درست نہیں۔ **مسئلہ ۲۲** اگر جراب کے اوپر موزے پہنے ہیں۔ تب بھی موزوں پر مسح درست ہے۔ **مسئلہ ۲۳** جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے البتہ اگر ان پر چمڑہ چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزہ پر چمڑہ نہ چڑھایا ہو بلکہ مردانہ جوتے کی شکل پر چمڑا لگا دیا گیا ہو یا بہت سنگین اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھہرے رہتے ہوں اور ان کو پہن کر تین چار میل رستہ بھی چل سکتی ہو تو ان سب صورتوں میں جراب پر بھی مسح درست ہے۔ **مسئلہ ۲۳** برقع اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانیوالا امرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھا دے یا ہدایت کر دے کہ بعد میں ان مسائل کو دیکھ لینا۔ اور اگر پڑھنے والا لڑکا کم عمر ہو اسکو بھی نہ پڑھاویں بلکہ صرف ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لینا۔

متعلقہ صفحہ ۶۹) ۱۲ه وکذا مضی المدة واذا تمت المدة نزع خفیه وغسل رجلیه وصلی ولیس علیه اعادة بقیة الوضوء (ہدایہ صفحہ ۴۴ ج ۱) وزاد فی الدر ان لم یخش بغلبة الظن ذهاب رجله من برد ۱۲ صفحہ ۲۵۴ ج ۱ ۱ه وینتقض ایضا بغسل اکثر الرجل فیه لو دخل الماء خفه وصححه غیر واحد کصاحب الذخیرة وا لظهیریة وقد منا عن الزیلعی انه المنصوص علیه فی عامة الکتب و علیه مشی فی نور الایضاح وشرح المنیة وقیل لا ینتقض وان بلغ الماء الرکبة ۱۲ در وشامی صفحہ ۳۰۵ ج ۱ ۲ه والخرق الکبیر وهو قدر ثلاث اصابع القدم ص

صاغر یعنی طولاً وعرضاً منیه ۱۲ در وشامی صفحہ ۲۵۲ ج ۱ وہدایہ صفحہ ۴۲ ج ۱ ۳ه ولو انفتق خرزه الا انه لا یری ۴ه ان قدر مر یجوز المسح ولو کان بحالة المشی ولا یبدو حالة الوضع ۵ه ولو کان الامر بالعکس لا یمنع ۱۲ در صفحہ ۲۵۲ ج ۱ وہدایہ صفحہ ۴۲ ج ۱ ۶ه ان کان الخرق فی خف قدر اصبعین فی موضع اوفی اثنین وفی الآخر قدر اصبع جاز ۷ه کان فی خف واحد یجمع فلا ۱۲ منیہ صفحہ ۳۵ ۸ه ومن ابتدأ المسح وهو مقیم فسافر قبل تمام یوم ولیلة مسح ثلثة ایام ولیالیها ۱۲ منیه وہدایہ صفحہ ۴۳ ج ۱ ۹ه ولو اقام وهو مسافر ان استکمل الاقامة وهو یوماً ولیلةً کما منیه نزع لان رخصة السفر لا بدونه وان لم یستکمل تمها ہدایہ صفحہ ۴۳ ج ۱ ومنیہ صفحہ ۳۵ ۵ه اعتبر الثلاث و بار الان کل اصبع اصل موضعها فلا تعتبر ما حتے لو انکشف بهام مع جارتها وهما ثلاث اصابع من ضرها یجوز المسح وان نا مع جارتیها لا یجوز در وشامی صفحہ ۲۵۲

❖ ❖ ❖ ❖
❖ ❖ ❖ ❖
❖ ❖ ❖ ❖
❖ ❖ ❖ ❖

مسائل　بقیہ مسائل صـ۵۲

وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۲۲[۱] مرد کے ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آجاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے مذی کہتے ہیں۔ مسئلہ ۲۳[۲] بیماری کی وجہ سے رینٹ کی طرح لبسدار پانی آگے کی طرف سے آتا ہو تو احتیاط اس کہنے میں ہے کہ وہ پانی نجس ہے اور اسکے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ ۲۴[۳] پیشاب یا مذی کا قطرہ سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اس کھال کے اندر ہے جو اوپر ہوتی ہے۔ تب بھی وضو ٹوٹ گیا۔ وضو ٹوٹنے کے لئے کھال سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے۔ مسئلہ ۲۵[۴] مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کا پیشاب کا مقام ملجاوے اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی اگر دو عورتیں اپنی اپنی پیشابگاہیں ملادیں تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن خود یہ نہایت برا اور گناہ ہے دونوں صورتوں میں چاہے کچھ نکلے چاہے نہ نکلے ایک ہی حکم ہے۔

غسل کا بیان　بقیہ صـ۵۵

مسئلہ ۱[۵] پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے۔ اگر پانی نہ پہنچیگا تو غسل نہ ہوگا۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے انکا بیان　بقیہ صـ۵۶

مسئلہ ۱[۶] سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آوے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے مرد کے ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنے سے نکلے یا اور کسی طرح نکلے ہر حال میں غسل واجب ہے۔ مسئلہ ۲[۷] اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہے چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ تنبیہ[۸] جوانی کے جوش کے وقت اول اول جو پانی نکلتا ہے اسکے نکلنے سے جوش زیادہ ہو جاتا ہے کم نہیں ہوتا اسکو مذی کہتے ہیں اور خوب مزہ آکر جب جی بھر جاتا ہے اس وقت جو نکلتا ہے اسکو منی کہتے ہیں۔ اور پہچان ان دونوں کی یہی ہے کہ منی نکلنے کے بعد جی بھر جاتا ہے اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور مذی نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے اور مذی پتلی ہوتی ہے اور منی گاڑھی ہوتی ہے سو فقط مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ ۳[۹] جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی جاوے اور چھپ جاوے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو۔ اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو تب بھی غسل واجب ہے لیکن

---

۱ وہو قسمان خارج من السبیلین وخارج من غیرہما فالاول ناقض مطلقا (بحر صـ۳۱/ج۱) و فی مراقی الفلاح عشرۃ اشیاء لا یغتسل منہا مذی (وہو ماء ابیض رقیق یخرج عند شہوۃ لا بشہوۃ ولا دفق ولا یعقبہ فتور وربما لا یحس بخروجہ وہو اغلب فی النساء من الرجال ویسمی فی جانب النساء قذی) ودی (وہو ماء ابیض کدر ثخین لا رائحۃ لہ یعقب البول وقد یسبقہ (صـ۱۶) ۱۲

۲ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہذا ۱۲

۳ وان خرج بولہ حتی صار فی القلفۃ فعلیہ الوضوء بالاجماع وان لم یظہر ۱۲ منیہ صـ۱۳

۴ (ینقضہ) مباشرۃ فاحشۃ بتماس الفرجین ولو بین المرأتین والرجلین مع الانتشار للجانبین المباشر والمباشر ولو بلا بلل علی المعتمد ۱۲ در صـ۱۳۶/ج۱

۵ ولا اقلف اذا اغتسل و لم یدخل الماء داخل الجلدۃ قال بعضہم یجوز غسلہ وقال بعضہم لا یجوز وہو الاصح ۱۲ منیہ صـ۱۳

۶ وسببہ (ای الغسل) خروج المنی لشہوۃ بالاجماع ۱۲ منیہ صـ۱۰

۷ دیکھئے در صـ۱۵۲-۱۵۱/ج۱ اور منیہ صـ۱۱ ۱۲

۸ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہذا ۱۲

۹ دیکھو مراقی الفلاح صـ۱۶ ۱۲

۱۰ وعند ایلاج حشفۃ آدمی او ایلاج قدرہا من مقطوعہا فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثلہ علیہما ای الفاعل والمفعول لو کانا مکلفین لو احدہما مکلفا فعلیہ فقط دون المراہق وان لم ینزل (در صـ۱۵۱/ج۱) وفی المنیۃ وکذا الایلاج فی احد السبیلین من الرجل والمرأۃ اذا توارت الحشفۃ انزل او لم ینزل وجب الغسل علی الفاعل والمفعول ۱۲ صـ۱۱ ۱۱ غیر مختون مرد کیلئے بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ دقت نہ ہو ۱۲ ۱۲ دیکھو در وشامی صـ۱۵۹/ج۱ ۱۲ -

پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ ۵ جو خون ہر مہینے آگے کی راہ سے آیا کرتا ہے اسکو حیض کہتے ہیں جب یہ خون بند ہو جاوے تو غسل کرنا واجب ہے اور جو خون لڑکا [بچہ ۱۲] پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اسکے بند ہونے پر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ چار چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے جوش کے ساتھ منی نکلنا۔ مرد کی سپاری کا اندر چلا جانا۔ حیض اور نفاس کے خون کا بند ہو جانا۔ مسئلہ ۲ چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے لیکن عادت ڈالنے کے لئے اس سے غسل کرانا چاہئے۔ مسئلہ ۶ سوتے میں مرد کے پاس رہنے اور صحبت کرنیکا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر منی نکل آئی ہو تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو لیکن یہ خیال ہوا کہ یہ مذی ہے منی نہیں ہے تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔ مسئلہ ۷ اگر تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا۔ پھر نہانے کے بعد اور منی نکل آئی تو پھر نہانا واجب ہے اور اگر نہانے کے بعد شوہر کی منی نکلی جو عورت کے اندر تھی تو غسل درست ہو گیا پھر نہانا واجب نہیں۔ مسئلہ ۸ بیماری کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہیں تھی تو غسل واجب نہیں البتہ وضو ٹوٹ جاویگا۔ مسئلہ ۹ میاں بی بی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو تو دونوں نہا لیویں۔ احتیاط اسی میں ہے کیونکہ معلوم نہیں یہ کس کی منی ہے۔ مسئلہ ۱۰ جب کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس کو غسل کر لینا مستحب ہے۔ مسئلہ ۱۱ جب کوئی مردے کو نہلاوے تو نہلانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے۔ مسئلہ ۱۲ جس پر نہانا واجب ہے وہ اگر نہانے کے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھو لیوے اور کلی کر لیوے تب کھائے پئے اور اگر بے ہاتھ منہ دھوئے کھا پی لیوے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مسئلہ ۱۳ جن کو نہانے کی ضرورت ہے ان کو کلام مجید کا چھونا اور اس کا پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا، درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ اور اس قسم کے مسئلوں کو ہم انشاء اللہ حیض کے باب میں اچھی طرح بیان کرینگے وہاں دیکھ لینا چاہئے۔ مسئلہ ۱۴ تفسیر کی کتابوں کو بے نہائے اور بے وضو چھونا مکروہ ہے اور ترجمہ دار قرآن کو چھونا بالکل حرام ہے۔

۱۲ فان غسل یدہ وفمہ ثم یاکل ویشرب ۱۲ منیہ ص۱۶ ۱۳ ولا یجوز لہم مس القرآن الا بغلافہ منیہ ص۱۶ ولا یجوز للجنب والحائض والنفساء قراءۃ القرآن منیہ ص۱۵ وان قرأ ما دون الآیۃ او قرأ الفاتحۃ علی قصد الدعاء او الآیات التی تشبہ الدعاء علی نیۃ الدعاء یجوز منیہ ص۱۵ و در مختار ص۱۶ و کذا لا یجوز لہم دخول المسجد سواء دخل للجلوس او للعبور ۱۲ منیہ ص۱۵

تمام شد بہشتی زیور حصہ اول

۱ ولا اغتسال علی امرأۃ وجبا خمسۃ منہا انزال منی من الحیض النفاس ومن التقاء الختانین مع غیبوبۃ الحشفۃ ومن خروج المنی علی وجہ الدفق والشہوۃ من الاحتلام اذا خرج منہ المنی او المذی ۱۲ منیہ ص۱۶ و مراقی الفلاح ص۱۶

۲ ولو صبیۃ یجامع مثلہا یستحب لہا ان تغتسل (شامی ص۱۶۸) وفی المنیۃ ولو کان البالغ صغیرۃ فالجواب علی العکس ای لا یجب علی الصبیۃ الغسل ولکن یؤمر تخلقا واعتیادا ویجب علی الواطی البالغ ۱۲

۳ وان احتلم ولم یخرج منہ شئ فلا غسل علیہ وکذا المرأۃ ۱۲ منیہ ص۱۱

۴ لو جامع او احتلم واغتسل قبل ان یبول او ینام او یمشی ثم خرج من بقیۃ المنی یجب علیہ الغسل ثانیا ولو اغتسلت ثم خرج منہا بقیۃ منی الزوج فلا غسل علیہا ۱۲ منیہ ص۱۱ و در ص۱۶۸

۵ لا یفترض ای المنی اذا خرج او حمل ثقیل علی ظہرہ فلا غسل عندنا (شامی ص۱۶۸) وزاد فی فتح القدیر او سقط من مکان مرتفع ۱۲ ص۱۶

۶ ان استیقظ الرجل والمرأۃ فوجدا منیا علی الفراش ولم یعد منہما یذکر الاحتلام وجب علیہما الغسل احتیاطا ۱۲ منیہ ص۱۱ وکذا فی الدر ص۱۶۸ و بحر ص۱۶۸

۷ افترض الغسل علی من اسلم عاقل کونہ جنبا وندب لمن اسلم ولم یکن جنبا بحذف (بحر ص۱۶ و در ص۱۶) ۸ وندب الغسل لمن غسل میتا جدیدا ۱۲ در ص۱۵ ۹ واذا اراد الجنب الاکل والشرب ینبغی

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور مسماۃ بہ بہشتی گوہر حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد حمد وصلوٰۃ کے مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ رسالہ بہشتی زیور جیسا کچھ مقبول و مفید عام وخاص ہوا ہے ظاہر ہے حاجت بیان نہیں۔ مگر اس میں ایسے مضامین کم ہیں جن سے جنت کی رغبت اور دوزخ سے خوف اور نفرت پیدا ہو۔ اکثر حصہ اسکا فقط مسائل سے آراستہ ہے۔ اسلئے حضرت مرشدی و مولائی مولوی حافظ قاری حاجی شاہ اشرف علی صاحب کی رائے ہوئی کہ اس رسالہ کے ہر حصہ میں ضمیمہ بڑھا دیا جاوے جسمیں مضامین ترغیب[1] وترہیب نیز دیگر امور ضروریہ مذکور ہوں اور جہاں کوئی عبارت اصل رسالہ یعنی بہشتی زیور کی دشوار ہو اسکی توضیح بھی حاشیہ بہشتی زیور پر کر دی جائے۔ اور دیگر مضامین جدا ضمیمہ کی صورت میں تحریر کئے جائیں۔ چنانچہ ۱۳۲۳ھ میں ہر حصہ کے ساتھ ایسے مضامین بطور ضمیمہ کے لگا دیئے گئے تھے سب سے پہلے ۱۳۲۵ھ میں طبع ہوئے تھے اور ۱۳۲۵ھ سے ابتک متعدد بار علیحدہ اور بہشتی زیور میں شامل ہو کر طبع ہو چکے ہیں جن کے متعلق حاشیہ پر نوٹ لکھدیا ہے۔ ناظرین دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اسکو دونوں جہان میں نافع فرماوے۔ واضح ہو کہ مضامین ترغیب[1] وترہیب اور اگر کوئی مسئلہ مستقلاً ضروری سمجھا جاویگا تو وہ بھی داخل اوراق ضمیمہ ہوگا اور توضیح عبارت بہشتی زیور کی ضمیمہ سے جدا رہے گی وہ بہشتی زیور کے حاشیہ پر درج ہوگی اور سہولت عبارت کا جیسا اصل رسالہ میں اہتمام کیا گیا ہے۔ ایسا ہی انشاء اللہ تعالیٰ ضمیمہ میں بھی رکھا جاوے گا اور مضامین معتبر کتابوں سے لکھے جاویں گے اور ہر حصہ کا ضمیمہ جدا ہوگا۔ ناظرین سے دعائے خیر کا خواہاں ہوں۔ محشی[2]

علم کی بزرگی کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ[3] (یعنی اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے اُن لوگوں کے درجے) جو تم میں سے ایمان لائے (یعنی ایمان کو کامل کیا نیک اعمال اور شرع کی پابندی کرکے اور قرآن و حدیث میں جہاں کہیں ایمان لانے کی بڑی بزرگی بیان ہوئی ہے وہاں ایمان کامل ہی مراد ہے (خوب سمجھ لو) اور اُن کے جو علم دیئے گئے ہیں درجے (اُن پر جو ایمان لائے اور عالم

[1] ترغیب۔ رغبت دلانا ترہیب۔ ڈرانا ۱۲

[2] یعنی مولوی احمد حسن صاحب سنبھلی ۱۲

[3] حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ عامہ مومنین کے مقابلہ میں علماء کی فضیلت سات سو درجہ زیادہ ہے۔ ہر درجہ کے مابین پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱) علامہ سیوطی نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے بروایت ابن منذر نقل فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ نے علمائے کرام کی جتنی فضیلت اس آیۃ کریمہ میں ذکر فرمائی ہے اور کسی آیت میں نہیں ذکر فرمائی اس آیۃ میں فرمایا گیا ہے کہ اُن مومنین کی فضیلت جنھیں علم دیا گیا ہے اُن مومنین پر جنھیں علم نہیں دیا گیا کئی درجے زیادہ ہے ۱۲ در منثور ص ۱۸۵

نہیں ہیں)، یہاں سے کس قدر بزرگی اہل علم کی قرآن مجید سے ثابت ہوئی کہ پہلے ایمان والوں کی مدح فرمائی اور پھر اہل علم کو اُن میں سے خاص کیا اور اُن کو بڑے رتبے والا قرار دیا اور جس کو اللہ تعالیٰ بڑا فرمائیں اُس کی بڑائی کا کیا ٹھکانا ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ فرما دیجئے (اے رسول اللہ) کیا برابر ہیں جو علم نہیں رکھتے اور وہ جو علم رکھتے ہیں۔ استفہام انکاری ہے۔ یعنی اہل علم کا رتبہ غیر اہل علم سے بڑا ہے۔

حدیث صحیح میں ہے جس کو جامع صغیر میں روایت کیا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا طلب کرنا فرض ہے ہر مسلمان پر (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اور فرض کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے اور جاننا چاہئے کہ جس کام کا کرنا بندہ پر فرض ہے اُس کام کے کرنے کا طریقہ بھی سیکھنا اس کے ذمہ فرض ہے اور جس کام کا کرنا مستحب ہے اُس کا طریقہ سیکھنا بھی مستحب ہے۔ پس جب نماز فرض ہوگی اس کے مسئلے سیکھنا بھی فرض ہوں گے۔ اسی طرح روزہ وغیرہ کا حال ہے اور جب نوکری تجارت وغیرہ کریگا تو نوکری و تجارت وغیرہ کے متعلق جو شریعت کے حکم ہیں اُن کا سیکھنا اور اُن پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ یہ تفصیل اس علم کی ہے جو ہر شخص پر فرض ہے۔ اور بعضے علوم ایسے ہیں کہ اگر تھوڑے سے آدمی خواہ ایک یا دو جتنوں سے کام چل جاوے ان علوم کو حاصل کرلیں تو اور لوگوں کے ذمے اُن علوم کا طلب کرنا ضروری نہیں رہتا۔ مثلاً ہر قصبہ و شہر میں ایک ایسا عالم ہونا ضروری ہے جو قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ علوم اچھی طرح جانتا ہو کہ مخالفین اسلام کا رد بھی کرسکے اور جب کوئی مسئلہ اُس سے پوچھا جائے بے تکلف اس کا جواب دے سکے تو ایسے علوم ہر شخص پر فرض نہیں ہوتے۔ ہاں اگر کسی کو فرصت ہو اور شوق و موقع ہو اور بغیر فرض ہونے کے وہ ان علوم[1] کو حاصل کرلے تو مستحب ہے اور بڑا ثواب ہے۔ یہ مختصر بیان تھا علم کے فرض ہونے کا۔ **حدیث** میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اس کو دینی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اور میں بانٹنے والا (علم کا) ہوں اور اللہ دینے والا ہے (بخاری و مسلم)۔

حدیث میں ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس سے اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین عمل (کا ثواب) نہیں منقطع ہوتا۔ اوّل صدقہ جاریہ (مثل وقف۔ کنواں۔ مسجد وغیرہ جو اللہ کے واسطے تیار کرایا ہو) دوسرے[2] علم کہ اس سے لوگوں کو نفع پہنچے (مثلاً تعلیم تصنیف وغیرہ)، تیسرے[3]

[1] حقیقت میں یہ ایک نور ہے جو من جانب اللہ بندوں کے قلوب میں ڈالا جاتا ہے۔ حضرت امام مالک رہ فرماتے ہیں کہ علم کتابیں پڑھ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک نور ہوتا ہے جو منجانب اللہ قلوب میں ڈالا جاتا ہے۔ علمائے کرام نے اس نور کے بارے میں تصریح فرمائی ہے کہ جن لوگوں کا عمل غیر اللہ کے واسطے ہوتا ہے ان پر یہ نور حرام کر دیا جاتا ہے۔ (بہجۃ الفلاسفہ صفحہ ۱۰)

[2] علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی بہت سی صورتیں ہیں خود علم دین سیکھے اور پھر دوسروں کو سکھائے لیکن جو لوگ بدقسمتی سے ایسا نہیں کرسکتے اُن کیلئے بھی اللہ رب العزت نے بہت سے طریقوں کو آسان کر دیا ہے مثلاً اپنے خرچ سے کسی کو عالم بنا دے چنانچہ جب تک اس عالم کا فیض جاری رہے گا عالم بنانے والے کو اسکا ثواب ملتا رہیگا۔ اسی طرح کسی دینی درسگاہ میں چندہ دینا یا کتب دینیہ خرید کر کسی دینی درسگاہ کیلئے وقف کر دینا کیونکہ جب تک وہ درسگاہ یا کتب باقی رہیں گی یا ان سے نفع اٹھانے والے باقی رہیں گے۔ چندہ دینے والوں اور وقف کرنے والوں کو ثواب ملتا رہیگا۔ اسی طرح کسی کی جانی یا مالی امداد کرنا ۱۲

نیک فرزند کہ میت کے لئے دعائے خیر کرے (مسلم) مطلب یہ ہے کہ تمام نیک کاموں کا ثواب
مرنے سے ختم ہو جاتا ہے اسلئے کہ مردہ عمل نہیں کرتا پس ثواب کیونکر ملے۔ مگر یہ تین کام ایسے
ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں کام بعد مرنے کے جاری
رہتے ہیں۔ اسلئے کہ صدقۂ جاریہ میں مخلوق کا نفع جاری رہتا ہے اور اسی طرح علم کا نفع بھی
جاری رہتا ہے۔ اور نیک اولاد دعائے خیر والدین کے لئے کرتی ہے۔ لہذا یہ عمل بھی بعد مرنے
کے باقی رہا۔ کثیرؒ بن قیس سے روایت ہے (یہ تابعی ہیں اور تابعی اس کو کہتے ہیں جس
نے ایمان کی حالت میں کسی صحابی کو دیکھا اور وہ دیکھنے والا ایمان ہی کی حالت میں مر گیا۔
(دیکھنے اور مرنے دونوں حالتوں میں تابعی کا مسلمان ہونا شرط ہے) کہ میں دمشق[۱] کی مسجد میں
حضرت ابو درداء رض (یہ ایک بڑے درجہ کے صحابی ہیں یہ بڑے عالم تھے اور ان کو حکیم امت
کہتے ہیں۔ یعنی امت محمدیہ میں دینی سمجھ ان کو اعلیٰ درجہ کی عطا ہوئی تھی۔ اور ان کی بیوی
حضرت ام الدرداء بھی بڑی عالمہ تھیں ۱۲ تذکرۃ الحفاظ جلد اول) کے پاس بیٹھا تھا۔ سو
ابو درداءؓ کے پاس ایک مرد آیا۔ پھر اس نے کہا اے ابو درداء میں بیشک تمہارے پاس مدینہ
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تم سے ایک حدیث سننے کے لئے آیا ہوں جس کی نسبت
مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم وہ حدیث رسول (مقبولؐ) سے روایت کرتے ہو اور کسی حاجت کے
لئے (تمہارے پاس) نہیں آیا۔ حضرت ابو درداء رض نے فرمایا۔ بیشک میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص کوئی راستہ چلے کہ اس میں کوئی علم[۲] دین کا
طلب کرتا ہے تو چلاوے گا اس کو حق تعالیٰ کوئی راہ جنت کی راہوں سے۔ اور بیشک فرشتے
اپنے بازو رکھدیتے ہیں طالب علم کی خوشنودی کے لئے (بازو رکھنے سے مراد بازوؤں کا بچھا دینا ہے
طالب علم کے ساتھ تواضع کے لئے یا مراد شفقت و رحمت ہے فرشتوں کی طالب علم کے ساتھ
جس کا انجام دعائے خیر ہے طالب علم کی کامیابی کے لئے اور یہ علامت ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک
مقبول ہونے کی۔ اسلئے کہ فرشتے معصوم اور بے گناہ اور اللہ کے خاص بندے ہیں۔ ان کے
نزدیک مقبول ہونا گویا خدا کے نزدیک مقبول ہونا ہے۔ اسلئے کہ دوست کا دوست اپنا
دوست ہوتا ہے اور بیشک عالم کے لئے تحقیق وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین[۳] میں ہیں
استغفار کرتے ہیں (یعنی اس کے گناہ معاف ہونے کی دعا مانگتے ہیں) اور مچھلیاں پانی کے
اندر (اس کے لئے استغفار کرتی ہیں اور بظاہر کفار و شیاطین استغفار کرنے والوں میں داخل نہیں۔

[۱] اشعۃ اللمعات میں تصریح ہے کہ دمشق کو دال اور میم دونوں کے نیچے زیر دیکر بھی پڑھتے ہیں اور دال کے نیچے زیر و میم پر زبر دیکر بھی ۱۲

[۲] بہجہ میں ابن ابی جمرہ نے لکھا ہے کہ وہ شخص جو خود علم کے حصول میں لگا رہے اور وہ شخص جو اوروں کیلئے حصول علم کا انتظام کرے دونوں کا شمار علم طلب کرنے والوں میں ہوگا ۱۲ بہجہ

[۳] حضرت امامہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیر کی تعلیم دینے والوں کیلئے اللہ رب العزت اس کے ملائکہ اور زمین و آسمان کے تمام رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں پانی میں دعا کرتی رہتی ہیں (ترمذی شریف) اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ وہ تو اپنے کام میں مشغول رہے اور تمام جاندار اس کے لئے دعا میں مشغول رہیں ۱۲

اسلئے کہ وہ اس نعمت کے اہل نہیں۔ جب اپنے خالق کے ساتھ سرکشی کرتے ہیں تو خالق کے دوستوں کے ساتھ کیسے اُن کا برتاؤ اچھا ہوسکتا ہے اور یہ بات ظاہر تھی اسلئے حدیث میں اس کو بیان نہیں کیا۔ اور علماء نے فرمایا ہے کہ مراد تمام حیوانات ہیں مچھلیوں کی خصوصیت اس لئے کی گئی کہ پانی بہ برکت وجود علماء کے آتا ہے جس سے ان کی نیز دیگر اہل دنیا کی، زندگی ہے۔ (اور مچھلیوں کا تعلق پانی سے ہے) اور تحقیق بزرگی عالم[۱] کی عبادت کرنے والے پر مثل بزرگی چودہویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر ہے (یعنی گویا عالم چودہویں رات کا چاند ہے۔ اور عبادت کرنیوالا مثل ستاروں کے ہے اور عالم کو تشبیہ دی پورے چاند کے ساتھ جو چودہویں رات کو ہوتا ہے اور روشنی اس کی تمام زمین کو گھیرے ہوتی ہے۔ اور چونکہ فائدہ علم کا اپنے سوا اوروں کو بھی پہنچتا ہے اور تمام عالم اس سے روشن ہوتا ہے۔ پس یہ مناسبت ہے درمیان مشبّہ[۲] یعنی عالمؒ اور مشبّہ بہ یعنی چودہویں رات کے چاند کے اور عبادت کرنیوالے کا نفع فقط اس کی ذات تک محدود ہے۔ دوسرے لوگ اس سے منتفع نہیں ہوسکتے اسلئے اس کو ستاروں سے تشبیہ دی گئی اور اگر کوئی کہے کہ عابد کو دیکھ کر دوسرے لوگ حرص کرتے ہیں عبادت کی اور اس کی عبادت کی برکت سے اللہ پاک کی رحمت ہوتی ہے لوگوں پر اور اسی طرح ستاروں سے بھی زمین روشن ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ تھوڑا سا نفع عابد اور ستاروں کا چاند اور عالم کے نفع کے مقابل کالعدم[۳] ہے قابل اعتبار نہیں اور عالم سے وہ شخص مراد ہے جو ضروری علم مثل علم نماز روزہ وغیرہ سے زیادہ جانتا ہو۔ اور عابد سے مراد وہ عبادت گذار ہے جو بقدر ضرورت عبادت علم جانتا ہو۔ اور کثرت سے عبادت کرتا ہو مشغلہ علمی نہ رکھتا ہو۔ اسلئے کہ جاہل کیا عبادت کرسکتا ہے اور اس کی عبادت صحیح نہیں ہوتی۔ پس عابد کا بقدر ضرورت علم جاننا ضرور ہے) اور علماء بے شبہ وارثان انبیاء ہیں اور تحقیق انبیاء نے درہم و دینار ترکہ میں نہیں چھوڑے (یعنی دنیاوی سامان کا کسی کو وارث نہیں بنایا) اور کچھ ترکہ نہیں چھوڑا۔ مگر علم۔ تو جس شخص نے اس کو حاصل کیا۔ اس نے بڑی دولت حاصل کرلی۔ اس حدیث کو احمد رح۔ ترمذی رح۔ ابن ماجہ رح۔ ابوداؤد رح۔ دارمی رح مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن کا علم عطا ہونے اور دینی سمجھ حاصل ہونے کی دعا دی تھی چنانچہ قبول ہوئی اور یہ بڑے عالم ہوئے ان کو ترجمان[۴] القرآن کہتے ہیں)، سے روایت ہے کہ علم پڑھنا

[۱] اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک عابد کے مقابلہ میں عالم کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسی ایک ادنی صحابی کے مقابلہ میں میری فضیلت ۱۲ احیاء ص۶ ج ۱

[۲] مشبہ کہتے ہیں اس چیز کو جسے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور مشبہ بہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے جیسے میرا بیٹا شیر جیسا ہے اس جملہ میں میرا بیٹا مشبہ اور شیر مشبہ بہ ہے ۱۲

[۳] کالعدم۔ معدوم ہونے کی مانند۔ نہ ہونے کی مثل ۱۲

[۴] قرآن کا مطلب بیان کرنے والا ۱۲

پڑھانا۔ تصنیف و تالیف کرنا وغیرہ گھڑی بھر رات میں بہتر ہے تمام رات عبادت کرنے سے (دارمی)، جاننا چاہئے کہ ان فضائل کے بیان کرنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ نفل عبادت بالکل چھوڑ دے بلکہ کچھ شغل نفل عبادت کا بھی رکھے۔ لیکن علمی خدمت میں زیادہ وقت صرف کرے کہ یہ سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت ہے۔ اور علم سے مراد دینی علم ہے۔ **حدیث** میں ہے کہ ویل ہے بے علم کے لئے (ویل جہنم میں ایک آگ کا جنگل ہے۔ جیساکہ حدیث میں آیا ہے۔ اور ویل کے معنی سخت خرابی کے ہیں۔ کنز العمال)، خوب کہا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ؎

سرانجام جاہل جہنم بود　　　　که جاہل نکو عاقبت کم بود

یعنی انجام جاہل کا جہنم ہے اسلئے کہ جاہل کا خاتمہ بخیر کم ہوتا ہے۔ **حدیث** میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کو جہنم میں داخل نہ کرے گا اس حدیث کو صحیح سند سے جامع صغیر میں روایت کیا ہے اور ظاہر ہے کہ عالم باعمل ہی خدا کا محبوب اور پیارا ہو سکتا ہے اور جاہل تو مقبول ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے خدا کے عذاب دردناک سے بچنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کو علم وعمل سے آراستہ ہونا چاہئے۔ شاعر نے اس معنی میں کہا ہے ؎

حَسْبُ الْمُحِبِّيْنَ فِي الدُّنْيَا عَذَابُهُمْ　　　　تَاللهِ لَا عَذَّبَتْهُمْ بَعْدَهَا سَقَرُ

یعنی خدا کے دوستوں کو دنیا میں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں وہی اُن کا عذاب ہے۔ اور معافی گناہوں کے لئے کافی ہے۔ خدا کی قسم اس کے بعد اُن کو دوزخ عذاب نہ کرے گی۔ مگر خوب سمجھ لو کہ خدا کا دوست جس کے لئے اتنی بڑی خوشخبری ہے وہی شخص ہو سکتا ہے جو ہر وقت اس کی رضا کا طالب اور اس کے احکام کا پابند رہے اگر اتفاقاً کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرلے۔ **حدیث** میں ہے کہ تم خدا کو لوگوں کا پیارا بنا دو اللہ میاں تم کو اپنا پیارا بنا لیویں گے (کنز العمال) یعنی لوگوں کو وعظ سنا کر اور خدا کے احسانات اور نعمتیں یاد دلا کر خدا کی طرف رجوع کر دو۔ اور اُن کو اس طریق سے تعلیم دو کہ وہ خدا کو چاہنے لگیں۔ پس اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تم کو چاہنے لگیگا۔ یعنی تم پر اعلیٰ درجہ کی رحمت فرمائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام بجز عالم باعمل کے اور کوئی نہیں کر سکتا اور اس میں کسقدر خوشخبری ہے۔ علماء و مشائخ کو اس سے بڑھ کر دارین میں کون سی نعمت ہے کہ مالک حقیقی کا بندہ پیارا بن جائے۔ (یا اللہ مجھے بھی اپنا اعلیٰ درجہ کا غلام بنا لے۔ آمین۔) **حدیث** میں ہے کہ جو عالم اپنے علم پر عمل کرے وارث کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے علم کا

[1] جمع الفوائد میں حضرت ثعلبہ بن حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے کرے گا تو علماء سے مخاطب ہو کر کہیگا کہ میں نے اپنا علم و حلم تمہیں اسلئے ودیعت کیا تھا کہ بغیر کچھ پرواہ کئے ہوئے تمہاری سئیات اور برائیوں کو بخش دوں ۱۲ صلہ ج ۱

[2] جن علوم کے حاصل کرنیوالوں کے فضائل بیان کئے گئے ہیں وہ ایسے علوم ہیں جو اللہ رب العزت کی خوشنودی کے لئے ہوں اور جو علوم ریا اور تفاخر کیلئے حاصل کئے جائیں انکے متعلق احادیث میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں ۱۲

جس کو وہ نہیں جانتا ہے (حلیۃ الاولیاء) یعنی اسرار[1] علوم کے اس کو عطا ہوں گے اور علم میں ترقی ہوگی۔ **حدیث** میں ہے کہ بیشک عالم جب کہ ارادہ کرے گا اپنے علم سے رضائے حق کا تو ڈرے گی اس سے ہر چیز۔ (مختصر) **حدیث**[2] میں ہے اگر فقہاء (علماء دین) اولیاء اللہ نہیں ہیں آخرت میں تو کوئی خدا کا ولی نہیں یعنی عالم ضرور ولی ہے۔ (بخاری) **حدیث**[3] میں ہے کہ عالم کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے (دیلمی عن انس مرفوعاً بغیر ذکر سند) **فرمایا** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تروتازہ (یعنی خوش بامراد) کرے اللہ اس مرد (وعورت) کو جس نے ہم سے کچھ سنا۔ پھر پہنچا دیا اس کو جیسا کہ سنا اس کو۔ اسلئے کہ بہت سے وہ لوگ جن کو کلام پہنچایا جائے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں اُس کلام کے سننے والے سے (ترمذی وابن ماجہ) اس میں علم دین کی خدمت کی کسقدر فضیلت ہے کہ سید المرسلین نے خادم دین کو خصوصاً جب کہ وہ خادم حدیث[4] ہو اپنی دعائے بابرکت سے مشرف فرمایا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اگر حدیث یاد کرنے اور دوسروں کو تعلیم کرنے میں سوائے اس دعا کی برکت کے اور کچھ نفع نہ ہوتا تو بھی یہ برکت چھوڑنے کے لائق نہ تھی۔ حالانکہ ثواب عظیم برکت دُعاء کے علاوہ موجود ہے۔ لوگو اس پاک دعا کی قدر کرو۔ علم دین پڑھو۔ دین و دنیا میں فلاح ہوگی۔ **حدیث** میں ہے کہ جس کے ہاتھوں پر ایک شخص بھی مسلمان ہو جاوے تو اس کو ضرور جنت ملے گی (طبرانی) اس میں خوشخبری ہے خاتمہ بخیر ہونے کی۔ کیونکہ جب خاتمہ بخیر ہوگا تو جنت ضرور ملے گی۔ اور کسی کو مسلمان عالم ہی کر سکتا ہے جاہل تو خود ہی احکام سے واقف نہیں۔ وہ دوسرے کو کیا ہدایت کرے گا اور عالم سے یہ مراد نہیں کہ اعلیٰ درجہ کا عالم ہو بلکہ جس قدر بھی علم ہو اس کے موافق فضیلت ہوگی۔ **صحیح حدیث** میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی چالیس حدیثیں[5] میری امت کو پہنچا دے تو میں قیامت میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔ (جامع صغیر) پہنچانا[6] عام ہے خواہ پڑھا دے خواہ تصنیف کرے خواہ وعظ کہے۔ غرضیکہ لوگوں کو اس قدر حدیثیں پہنچ جائیں خواہ کسی طرح پہنچیں۔ اسی لئے علماء نے بہت سی چہل حدیثیں لکھی ہیں۔ **حدیث**[7] میں ہے ان اللہ یکرہ الحبر السمین یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے موٹے عالم کو (بیہقی) یعنی جو عالم باعمل ہوگا وہ تو خدمت دینی اور خوف آخرت کی وجہ سے موٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس موٹا[8] ہونا علامت ہے عیش و نشاط میں رہنے اور غفلت میں پڑنے کی۔ سو ایسا شخص مقبول نہیں ہو سکتا۔

[1] اسرار جمع سر کی بکسر السین بمعنی بھید ۱۲

[2] حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان لم یکن الفقہاء اولیاء اللہ فی الآخرۃ فما للہ ولی ۱۲

[3] اوجز المسالک کے مقدمہ میں حضرت ابن عباس رضی سے آنحضرت صلعم کی یہ دعا مروی ہے کہ اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ لوگ جو میری حدیثوں کو روایۃ کرتے ہوں اور اسے دوسری لوگوں تک پہنچاتے ہوں ۱۲

[4] یہی مضمون باختلاف الفاظ حضرت ابو ہریرہ رض حضرت معاذ رض حضرت علی رض حضرت انس رض حضرت عبد اللہ ابن عباس رض، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رض وغیرہ حضرات سے مروی ہے۔ اگرچہ محدثین نے انکی سندوں میں کلام کیا ہے لیکن رواۃ کی کثرت سے خود قوت پیدا ہو جاتی ہے ۱۲ مقاصد حسنہ صفحہ ۱۹۴

[5] چہل حدیث میں علقمی سے منقول ہے کہ کسی شے کا محفوظ کرنا یہ ہے کہ اسے ضائع نہ ہونے دیا جائے اور منضبط کر لیا جائے خواہ بغیر لکھے ہوئے زبانی یاد کر کے خواہ لکھ کر محفوظ کرلے اگرچہ یاد نہ ہو لہذا اگر کوئی شخص کتاب میں لکھ کر محفوظ کرلے اور دوسروں کو سنا تا ہے تو وہ بھی اس بشارت میں شامل ہوگا جو حدیث پہنچانیوالے کے بارے میں آئی ہے مناوی فرماتے ہیں کہ میری امت پر محفوظ کر لینے کے معنی اُن تک پہنچانے کے ہیں ۱۲

[6] جیسا کہ مقاصد حسنہ میں امام شافعی رح سے ایک بادشاہ کا قصہ منقول ہے جو بہت موٹا ہو گیا تھا ایک طبیب نے اس سے کہا کہ تو ایک ماہ کے اندر مر جائیگا چنانچہ بادشاہ رونے اسی غم میں پگھلنے لگا اور ایک ماہ میں اس کا بدن بالکل ٹھیک ہو گیا چنانچہ بادشاہ نے طبیب کو بہت کچھ انعام دیا ۱۲

اور بعضی غفلت اور بعضا عیش و نشاط گناہ ہوتا ہے اور بعضا مکروہ اور درجۂ کمال کے خلاف جیسی غفلت ہوگی اسی درجہ کی اللہ کی ناپسندیدگی ہوگی۔ اور اگر پیدائشی یا مرض کی وجہ سے فربہی ہو وہ فربہی باعث ناپسندیدگی اللہ تعالیٰ کا نہیں۔ حدیث[۱] میں ہے کہ سخت عذاب والا وہ عالم ہوگا روز قیامت جس نے اپنے علم سے نفع نہیں اٹھایا (جامع صغیر) حدیث[۲] میں ہے کہ جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس سے وہ ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے اور اس میں ریاکار علماء داخل ہوں گے۔ (مشکوٰۃ) یعنی وہ عالم جو لوگوں کے دکھانے کو علمی خدمت کرے اور اس لئے علم پڑھے پڑھاوے کہ لوگ مجھے عالم سمجھیں اور میری عزت کریں۔ روپیہ پیش کریں۔ بزرگ سمجھیں۔ خدا کے سوا دوسرے کے دکھانے کو عبادت کرنا سخت گناہ ہے اور ایک طرح کا شرک ہے۔ حضرت[۳] عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ اگر اہل علم حفاظت کرتے علم کی (اور اس کی قدر پہچانتے اور اس کو رکھتے اس کے اہل کے پاس) یعنی جس میں علم سیکھنے اور پیشوا ہونے کی قابلیت ہو۔ ان کو علم پڑھاتے اور قدر ضرورت علم جو ہر شخص پر فرض ہے۔ اس کا سکھانا تو ہر شخص کو چاہیئے۔ لیکن اس کے علاوہ اور زیادہ پڑھانا جس سے مقتدا اور پیشوا ہو جائے سوائے اہل کے اور کسی کو روا نہیں) بیشک سردار بنجاتے (یہود و نصاریٰ) بسبب علم کے اپنے اہل زمانہ کے مگر انہوں نے صرف کیا علم کو اہل دنیا پر تاکہ اُن سے دنیوی منافع حاصل کریں سو خوار و ذلیل ہو گئے دنیا داروں کی نظروں میں اسلئے علم کا حق یہ تھا کہ اس سے رضائے حق طلب کی جاتی۔ پس جبکہ اُس سے دنیا طلب کی گئی تو علم کو ذلیل کیا۔ جس کا یہ انجام ہوا کہ خود ذلیل ہو گئے۔ جو عالم طمع نہ رکھے اور دین کا حق ادا کرے خود بخود لوگوں کے قلب میں اللہ تعالیٰ اس کی عظمت پیدا کر دیتا ہے اور اسی طرح جو علم سے دنیا طلب کرے اور علم کا حق ادا نہ کرے اس کو ذلیل فرماتا ہے۔ ایسا شخص دونوں جہان میں ٹوٹا پانیوالا ہے) میں نے (جناب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جو شخص تمام افکار (اور مقاصد) کو ایک فکر کرلے اور وہ فکر آخرت ہے (یعنی اس کی مراد آخرت ہو اور اسی کی درستی کی فکر میں رہے اور باقی مرادوں اور فکروں کو موافق قواعد شریعت اللہ کے سپرد کرے) کافی ہو جائیگا اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے فکر کو یعنی دنیا کے کاروبار جس قدر اس کے لئے مفید ہوں گے اللہ پاک عمدہ طور پر اس کا بندوبست فرما دیگا۔ اور جو پریشان ہو بوجہ غم اور مقاصدِ دنیا تو خدا پروا نہیں کرتا کہ اس کو دنیا کی کون سی وادی (وادی بمعنی جنگل

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو محض زبان پر ہو دوسرا وہ جو دلوں پر ہو۔ قسم اول بندہ کے خلاف اللہ کی حجت ہے اور قسم دوم علم نافع ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ علماء کے ساتھ تفاخر اور جہلاء سے مقابلہ کر کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کیلئے علم نہ سیکھو جو شخص اسلئے علم سیکھے گا وہ جہنمی ہے ۱۲

[۲] اوجز المسالک میں ابوداؤد سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکتا جو کسی دنیوی غرض کے حصول کیلئے علم دین حاصل کرے ۱۲

اور یہاں مراد مصیبت و مشقت ہے)، میں ہلاک کردے۔ (ابن ماجہ)

اے مسلمان بھائیو اور اے دینی بہنو! ذرا غور کرو اپنی ذات اور اپنے بچوں کو جہالت کے اندھیرے سے بچاؤ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے ہر وقت پابند رہو۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ہوجاتا ہے اللہ میاں بھی اس سے محبت فرماتے ہیں اور ہر طرح کی مدد فرماتے ہیں اور جس کا اللہ ہوگیا اسے کس چیز کی کمی ہے کونسی چیز خدا کے خزانے میں موجود نہیں ہے۔ مگر یہ سب فضل اس کی تابعداری کرنے سے میسر ہوسکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مل سکتا ہے وہ اس کی اطاعت سے مل سکتا ہے۔ آج کل ایسے برے خیالات ہوگئے ہیں کہ دینی علم کو عیب شمار کیا جاتا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے گداگری کے سوا اور کیا ہوگا نئی تہذیب نئی روشنی کے خیالات کافروں کی پیروی کو باعث فخر و عزت "فقیری" و ترقی سمجھا جاتا ہے یہی باتیں ہیں جن سے شب و روز عذاب الٰہی اترتا ہے کبھی طاعون ہے کبھی افلاس اور تفکرات کا ہجوم ہے کبھی قحط ہے اور یہ دنیا کی مصیبتیں ہیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اللہ پاک مسلمانوں پر رحم فرمادیں۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ دنیا کے علم بقدر ضرورت نہ پڑھے جاویں یا نوکری تجارت وغیرہ چھوڑ دی جاوے بلکہ غرض یہ ہے کہ دین سے جاہل مت رہو اور دین مت خراب کرو سب کام شریعت کے موافق کرو اور شریعت کی تابعداری بغیر دینی علم کے ہو نہیں سکتی۔ تجربہ ہے کہ جو لوگ پورے دین کے پابند ہیں وہ دنیا میں بھی باعزت اور آرام سے رہتے ہیں۔ بھلا کوئی پکا دیندار ایک تو دکھلادے کہ گداگری کرتا ہو اور پریشان و ذلیل و خوار پھرتا ہو۔ دنیا امتحان کی جگہ ہے۔ اصلی گھر آخرت ہے اور وہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ زیادہ اُس گھر کی آبادی کا بند و بست لازم ہے اور یہاں تو ایسا رہنا ہے جیسا سرائے میں ہوتا ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے　　　یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

خود اپنی ذات اور اپنے بچوں کو نئی روشنی کی ظلمت سے بچاؤ۔ یہ روشنی حقیقت میں سخت اندھیرا ہے جو دین کا تباہ کرنے والا ہے۔ جب آدمی دین کو مضبوط پکڑتا ہے دنیا ذلیل ہوکر اس کو ملتی ہے اور وہ اُس سے علیحدہ رہتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق تعالیٰ نے اختیار دیدیا تھا کہ یا تو علم لے لو یا ملک (و سلطنت)، لیلو۔ آپ نے علم قبول فرمایا۔ اللہ نے علم بھی دیا اور ملک بھی دیدیا اور ملک کیسا دیا کہ وہ ضرب المثل ہوگیا کہ مثال میں مبالغہ کے موقع پر ملک سلیمانی بولا جاتا ہے

اور قیامت تک ایسا ملک کسی کو نہ ملے گا اور نہ حضرت سلیمانؑ سے پہلے کسی کو ایسا ملک میسر ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس درجہ دنیا کا ذلیل ہونا حضرت سلیمانؑ کے واسطے دین کی برکت سے تھا کہ انہوں نے علم قبول کیا تھا اور ملک کو چھوڑ دیا تھا۔ اور حضرت سالم بن ابی الجعد جو ایک بڑے تابعی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب میرے آقا نے مجھے آزاد کر دیا (یہ غلام تھے) تو میں نے خیال کیا کہ کون سا پیشہ اختیار کروں جس سے بسر اوقات ہو (اب تک تو آقا کے حکم کی تعمیل کرتا تھا اور وہیں بسر اوقات ہوتی تھی اور اب آزاد ہو گیا تو کوئی دوسرا بندوبست چاہیئے) پس میری سمجھ میں یہ آیا کہ علم حاصل کروں۔ چنانچہ یہی کیا۔ ایک سال نہ گذرا تھا کہ حاکم مدینہ منورہ مجھ سے ملنے آئے اور میں نے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔ مطلب یہ ہے کہ کسی خاص وجہ سے اُن سے نہ ملے ورنہ بلا وجہ ایسا کرنا دین کے خلاف اور بداخلاقی ہے۔ لیکن یہاں اس بیان سے یہ غرض ہے کہ میرا ایسا رتبہ اس تھوڑے عرصہ میں ہو گیا کہ حکام زیارت کو آنے لگے اور مجھے کچھ اندیشہ نہ ہوا بے موقع میں نہ مل سکا۔ اور صاف انکار کر دیا گیا۔ واقعی دین کی یہی برکت ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہیں رہتا۔ اور جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے نہ ایسے لوگ طمع کر کے ذلیل ہوتے ہیں نہ کسی سے کچھ خواہاں ہوتے ہیں۔ خوب غور سے ان مضامین کو پڑھو۔ یہ دونوں قصے یعنی حضرت سلیمان علیہ السّلام اور حضرت سالم رضؓ کا احیاء العلوم اور اس کی شرح سے لکھے گئے ہیں۔ **حدیث**[۱] میں آیا ہے کہ علم دوشنبہ کے روز طلب کرو۔ اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے (کنز العمال)، اور یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کتاب شروع کرنا دوشنبہ[۲] اور جمعرات کے روز بہتر ہے۔ اسی طرح اور کوئی علمی کام شروع کرنا بھی ان دنوں میں بہتر ہے۔ **حدیث**[۳] میں ہے کہ جس نے کسی کو ایک آیت بھی کلام اللہ کی سکھا دی تو وہ سکھانے والا طالب علم کا آقا بن گیا (طبرانی)، یعنی طالب علم غلام اور معلم آقا ہو گیا۔ غرض یہ ہے کہ استاد کا بہت بڑا حق[۴] ہے۔ جہاں تک ہو سکے اُستاد اور پیر کی ہر طرح تابعداری اور دلداری کرے کہ یہ لوگ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتے ہیں اور حقیقی محبوب یعنی حق تعالےٰ تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا سلوک ہو گا اور غلام ہونے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ استاد اس کو فروخت کر سکتا ہے بلکہ مراد اس کے حق کی عظمت کا اظہار کرنا ہے بطریق مبالغہ۔ اور استاد اور پیر کا درجہ والدین سے کم ہے خوب سمجھ لو۔ **حدیث**[۵] میں ہے جس عالم سے مسئلہ دریافت کیا جاوے اور وہ

---

[۱] جامع صغیر میں اطلبوا العلم یوم الاثنین فانہ میسر لطالبہ ص۱۰۹ ج ۱

[۲] اسی طرح بعض احادیث میں چہارشنبہ کے دن کام کرنے کی فضیلت بھی آئی ہے صاحب ہدایہ فرماتے کہ جس کام کی ابتداء اس دن کی جاتی ہے وہ بخیر و خوبی اختتام کو پہونچ جاتی ہے صاحب ہدایہ بدھ کے دن کتاب شروع کرنے کا اہتمام فرماتے تھے امام اعظم رحؒ سے بھی بدھ کے دن شروع کرنے کے بارے میں منقول ہے (شرح تعلیم المتعلم)

[۳] طبرانی میں ابوامامہ سے مرفوعًا منقول ہے کہ من علم اخاہ آیۃ من کتاب اللہ فہو مولاہ

[۴] امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے استاد کی عزت و احترام میں کمی کرتا ہے وہ کبھی فلاح کو نہیں پہنچ سکتا۔ محدثین نے یہاں تک فرما دیا ہے کہ استاد کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کا جی گھبرا جائے ۱۲ مقدمہ اوجز المسالک

بغیر عذر شرعی اس کو چھپا لے اور بیان نہ کرے۔ قیامت کے دن اُس کے آگ کی لگام دی جاوےگی۔ (مشکوٰۃ) مراد وہ علم ہے جس کا بتلانا ضروری ہے۔ اور بخل کرنا علم سے خواہ اس کا بتلانا فرض ہو یا مستحب بلا عذر شرعی ہرگز زیبا نہیں۔

یہاں پر ایک خاص مضمون جو عورتوں کی تعلیم کے متعلق ہے اور نہایت مفید ہے جسکو حضرت حکیم الامت مقتدائے ملت علامہ زمان قطب دوران مولانا و مرشدنا حافظ قاری حاجی مولوی شاہ **اشرف علی** صاحب مدظلہم العالی نے پرچہ القاسم میں مرحمت فرمایا تھا مسلمانوں کے نفع پہنچانے کی غرض سے درج کیا جاتا ہے۔ بعضے مشکل الفاظ کا ترجمہ حاشیہ پر کر دیا گیا ہے اس مضمون کے بعد علم کی بزرگی کا بیان ختم ہو جاوے گا۔ اور طہارت کی فضیلت بیان ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسواں

ہر چند کہ بعد ورود حدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ وغیر ذلک من النصوص الموجبۃ لتحصیل العلم علی الرجال والنساء اس مبحث پر مستقل کلام کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی بخصوصاً جبکہ اس کے بہت قبل اسی رسالہ القاسم کی جلد اول نمبر ا صفحہ ۱۹-۲۰ و نمبر ۲ صفحہ ۲۰ میں مجملاً اس سے تعرض بھی ہو چکا ہے۔ لیکن بوجہ بعض واقعات و خصوصیات کے (کہ زیادہ ان میں ہندوستانی مستورات کے حالات ہیں جن کا مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس باب میں مستقل اور کسی قدر مفصل گفتگو کئے جانے کو مقتضی ہونے کے سبب اس کا بقدر ضرورت مکرر ذکر کیا جاتا ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ اس مقدمہ میں جہاں تک تتبع کیا گیا تین خیال کے لوگ ہیں۔ ایک وہ کہ تعلیم نسواں کے نہ مخالف ہیں نہ حامی مگر تعلیم کا اہتمام نہیں۔ دوسرے وہ کہ اس کے مخالف ہیں۔ تیسرے وہ کہ اس کے حامی ہیں اور ان سب سے مختلف کوتاہیاں واقع ہوتی ہیں۔ چنانچہ اول طبقہ کی کوتاہی جو سب کوتاہیوں سے اشد و اعظم ہے یہ ہے کہ سرے سے مستورات کو تعلیم دینے ہی کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ نہ مردوں کے نزدیک اور نہ خود ان مستورات کے نزدیک۔ اور دلیل ان لوگوں کی جو اُن کے اشتباہ کا منشا ہو گیا ہے یہ ہے کہ کیا عورتوں کو کوئی نوکری کرنا رہ گیا ہے جو اُن کے پڑھانے کا اہتمام کیا جاوے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے نہ تعلیم کی غرض سمجھی اور نہ ان نصوص و روایات میں غور کیا جو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ایک درجہ میں تحصیل علم کو

حاشیہ: اگرچہ۱۲ — آجانے۱۲ — مخصوص۱۲ — حمایت کرنیوالا۱۲ — جماعت۱۲

۵ وہ شخص کبھی فلاح نہیں پہنچ سکتا جو حدیث کے ساتھ بخل کرے (ابن معین و اسحاق بن راہویہ) عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ جو شخص علم کے ساتھ بخل کرتا ہے تین چیزوں میں سے ایک میں مبتلا ہو جاتا ہے (۱) موت۔ (۲) بھول جانا (۳) بادشاہ کی درباری ہونا ان تینوں چیزوں کا حاصل ہے علم سے محرومی و نامرادی ۱۲ مقدمہ اوجز المسالک شرح

۵ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ ۱۲

۵ اور سوا ان کے اور نصوص جو مردوں اور عورتوں پر علم کے حاصل کرنے کو واجب کرتے ہیں ۱۲

۵ تائید کرنے والا ۱۲

فرض و واجب قرار دے رہے اور نہ اس تعلیم کو سمجھا ہے جو کہ فرض ہے۔ سو سمجھ لینا چاہئے کہ علوم سے غرض نوکری نہیں ہے۔ کیونکہ جو علم علے العین واجب التحصیل ہے وہ علم معاش نہیں ہے بلکہ وہ علم دین ہے جس سے انسان کے عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق درست ہوں جس کا ثمرہ دنیا میں اُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ کی دولت اور آخرت میں اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کی بشارت ہے سو اس کا وجوب ظاہر ہے سمعاً بھی عقلاً بھی۔ دلائل سمعیہ یہ ہیں طلب العلم واجب علی کل مسلم (بیہقی عن انس)، طلب العلم فریضة علی کل مسلم (الدیلمی عن علی)، طلب الفقه حتم واجب علی کل مسلم (حاکم فی تاریخه عن انس)، تعلموا العلم وعلموہ الناس (دار قطنی عن ابی سعید وبیہقی عن ابی بکر)، تعلموا العلم قبل ان یرفع (الدیلمی عن ابن مسعود وعن ابن ابی ہریرة) یا ایها الناس علیکم بالعلم قبل ان یقبض (طبرانی والخطیب عن ابی امامة) یا ایها الناس خذ وامن العلم قبل ان یقبض العلم (احمد والدارمی طب والبو الشیخ فی تفسیرہ وابن مردویہ عن ابی امامة) ویل لمن لا یعلم (حل عن حذیفة) کذا فی کنز العمال وغیر ذلك من النصوص العامة للرجل والمرأة۔

اور دلیل عقلی یہ ہے کہ اصلاح عقائد و اعمال کی فرض ہے اور وہ موقوف ہے انکی تحصیل علم پر چنانچہ ظاہر ہے اور فرض کا موقوف علیہ فرض ہے۔ پس تحصیل علم فرض ہوا۔ اور ہر چند کہ موقوف ہونا عمل کا علم پر بالکل بدیہی ہے۔ مگر اس سے ترقی کر کے کہا جاتا ہے کہ حسّی بھی ہے چنانچہ بے علم عورتیں جس حالت میں ہیں سب دیکھتے ہیں کہ نہ ان کو کفر و شرک کی کچھ تمیز ہے نہ ایمان و اسلام کی کچھ محبت ہے۔ جو چاہیں خدا تعالیٰ کی شان میں بک دیتی ہیں جو چاہیں احکام شرعیہ کے مقابلہ میں زبان درازی کر بیٹھتی ہیں۔ اولاد کے لئے یا شوہر کو مسخر کرنے کیلئے ٹونے ٹوٹکے جادو منتر جو کچھ کوئی بتلا دیتا ہے بلا امتیاز مشروع نامشروع کے سب ہی کچھ کر گذرتی ہیں۔ جب عقائد ہی میں یہ حالت ہے تو نماز روزہ کا تو کیا ذکر ہے حتیٰ کہ بعض کی نوبت ترک سے گذر کر استخفاف بلکہ تشاؤم و تطیر تک پہنچ جاتی ہے۔ یعنی بعض تو باوجود فرض سمجھنے کے اس کو ترک ہی کر دیتی ہیں اور بعض اس کی وقعت بھی نہیں کرتیں کوئی ضروری امر نہیں سمجھتیں اور بعض اس کو منحوس و موجب مضرت اعتقاد کرتی ہیں اور یہ دو درجے کفر صریح ہیں اور اول فسق و کبیرہ ہے۔ اور جب نماز و روزہ میں یہ کیفیت ہے جس میں ایک پیسہ خرچ بھی نہیں ہوتا تو زکوٰۃ اور حج جس میں پیسہ کا بھی خرچ ہے اسکو تو پوچھو ہی مت اور جب عقائد اور اعمال دیانت کا یہ حال ہے تو معاملات کی درستی کا تو

حواشی: ہر شخص پر ۱۲ — باہم رہنا سہنا ۱۲ — ظاہر ۱۲ — تمیز ۱۲ — جائز ناجائز ۱۲ — تابعدار ۱۲ — ہلکا سمجھنا ۱۲ — بدفالی ۱۲ — ضرر ۱۲ — دینی ۱۲

ا؎ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں ۱۲
۲؎ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ ۱۲
۳؎ ہر مسلمان پر علم کا طلب کرنا واجب ہے ۱۲
۴؎ ہر مسلمان پر علم کا طلب کرنا فرض ہے ۱۲
۵؎ ہر مسلمان پر فقہ کا طلب کرنا نہایت ضروری ہے ۱۲
۶؎ علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ ۱۲
۷؎ علم سیکھو تو قبل اس کے کہ وہ اٹھالیا جاوے ۱۲
۸؎ اے لوگو علم کو لازم پکڑو قبل اس کے کہ وہ اٹھالیا جاوے ۱۲
۹؎ اے لوگو علم میں سے کچھ سیکھو تو قبل اس کے کہ علم اٹھالیا جائے ۱۲
۱۰؎ اَن پڑھ کیلئے خرابی ہی خرابی ہے ۱۲
۱۱؎ اسکے علاوہ اور بھی نصوص ہیں جو عام ہیں مردوں کیلئے بھی اور عورتوں کیلئے بھی ۱۲

احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نماز روزہ کی صورت تو دین کی ہے اور معاملات تو عوام کی نظر میں بالکل دنیا ہی کی شکل رکھتے ہیں۔ اسلئے ان کی درستی کا اہتمام تو خاص ہی خاص لوگ کرتے ہیں۔ جاہل مستورات کیا درستی کریں گی۔ پھر جب معاملات کے ساتھ یہ طرزِ عمل (طریقہ ۱۲) ہے۔ تو معاشرت کی اصلاح تک تو کہاں ذہن جاویگا کیونکہ معاملات کو حقوق العباد تو سمجھا جاتا ہے بخلاف معاشرت کے کہ اس میں یہ پہلو بھی ظاہر نہیں ہے۔ اسلئے اس کا بالکل ہی اہتمام کم ہے۔ پھر جب معاملات و معاشرت سے اتنی بے پروائی ہے تو اخلاق باطنی مثل تواضع و اخلاص و خوف و محبت و صبر و شکر و نحو ذلک کی طرف تو کیا توجہ ہوگی۔ کیونکہ معاملات کا زیادہ اور معاشرت کا اس سے کم دوسروں تک تو اثر پہنچنا معلوم ہے۔ نیز ان پر بعض اوقات نیکنامی و بدنامی کا ترتب بھی ہو جاتا ہے۔ بخلاف اخلاق باطنی کے کہ اس کا غالب بھی اپنی ہی ذات تک محدود ہے اور بوجہ خفا (پوشیدگی ۱۲) کے دوسروں کو ان کا علم بھی کم ہوتا ہے جس سے نیکنام یا بدنام کر سکیں اسلئے اس کا اہتمام تو بالکل ہی ندارد ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے خواص میں بھی تا بعوام چہ رسد۔ بہرحال ان سب امور دینیہ میں قلت (کمی ۱۲) مبالاۃ (پرواہ ۱۲) کا اصل منشاء و سبب قلتِ علم دین ہے۔ پھر جہاں بالکل ہی علم نہ ہو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ فطرۃً (پیدائش ۱۲) عقل بھی کم ہو (کیونکہ طبقہ اناث (عورتیں ۱۲) قدرتی طور پر ناقص العقل ہوتی ہیں۔ غرض جہاں نہ عقل ہو نہ علم ہو) تو وہاں تو امور مذکورہ میں کوتاہی کی کیا حد ہوگی۔ غرض عقل اور مشاہدہ (دیکھنا ۱۲) دونوں شاہد ہیں کہ بدون علم کے عمل کی تصحیح (درستی ۱۲) ممکن نہیں اور عمل کی تصحیح واجب اور فرض۔ پس تحصیل علم دین کا فرض ہونا جیسا اوپر دعوی کیا گیا ہے عقلاً بھی ثابت ہو گیا۔ اور سمعاً فرض ہونا اس سے اوپر بیان کیا گیا ہے تو دونوں طرح تحصیل علم دین فرض ہوا۔ پس ان لوگوں کا یہ خیال کہ جب عورتوں کو نوکری کرنا نہیں ہے تو ان کی تعلیم کیا ضرور ہے محض غلط ٹھیرا۔ یہ جواب ہوا ان کی مذکورہ کوتاہی کا۔ البتہ اس پر بحث یہ ہو سکتا ہے کہ علم دین کی فرضیت سے تعلیم بطور متعارف کا واجب ہونا لازم نہیں آتا کہ مستورات کو کتابیں بھی پڑھائی جاویں بلکہ یہ فرض اہل علم سے پوچھ پاچھ رکھنے سے ادا ہو سکتا ہے۔ سو اس کی تحقیق یہ ہے کہ واقعی یہ بات صحیح ہے اور ہم تعلیم متعارف کو فی نفسہ واجب بھی نہیں کہتے۔ لیکن یہاں تین مقدمے قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے۔ گو۔ بالغیر سہی جیسے جو شخص پیادہ (پیدل ۱۲) سفر حج قطع کرنے پر قادر نہ ہو اور اس شخص کے زمانہ میں ریل اور آگبوٹ ہی ذریعہ قطع سفر کا متعین ہو اور اس کے پاس اس قدر وسعت اور استطاعت (گنجائش ۱۲) بھی ہو تو اُس شخص پر واجب ہوگا کہ سفر کا عزم کرے اور ریل اور آگبوٹ کا ٹکٹ خرید کر اسمیں سوار ہو۔ سو ریل اور آگبوٹ کا ٹکٹ خریدنا اور اس پر سوار ہونا فی نفسہ شرعاً فرض نہیں لیکن چونکہ ایک فرض کا ذریعہ ہے اسلئے یہ بھی فرض ہوگا مگر بالغیر۔ پس یہ مقدمہ تو ثابت ہو چکا۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ علم کا اذہان میں قابل اطمینان درجہ میں محفوظ رہنا موقوف ہے کتب کے پڑھنے پر

جوکہ تعلیم کا متعارف طریق ہے اور محفوظ رکھنا علم دین کا واجب ہے۔ پس بنا بر مقدمۂ اولیٰ بطریق متعارف تعلیم کا جاری رکھنا بھی واجب ہے۔ البتہ یہ واجب علی الکفایہ ہے یعنی ہر مقام پر اتنے آدمی دینیات پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں کہ اہل حاجت (ضرورت والوں ۱۲) کے سوالوں کا جواب دے سکیں۔ تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ یہ بھی تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی ضروریات دینیہ کیلئے کافی ووافی نہیں۔ دو وجہ سے اولاً پردہ کے سبب (کہ وہ بھی اہم الواجبات ہے) سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا قریباً ناممکن ہے۔ اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جاوے تو بعض مستورات کو تو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور بعض جگہ خود مردوں ہی کو اپنے دین کا اہتمام نہیں ہوتا تو وہ دوسروں کیلئے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق از بس (بہت ۱۲) دشوار ہے اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہو گئی یا کسی کے گھر ہی میں باپ بیٹا بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں۔ ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے تو سب شوہروں کا ایسا ہونا خود عادۃً ناممکن ہے تو ان کی عام احتیاج (ضرورت ۱۲) رفع ہونے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں اور عام مستورات اُن سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کیا کریں۔ پس کچھ عورتوں کو بطریق متعارف تعلیم دین دینا واجب ہوا۔ پس اس شبہ کا بھی جواب ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ لکھے پڑھے مردوں کی طرح عورتوں میں ایسی تعلیم کا ہونا ضرور ہے اور اس غلط خیال عدم ضرورت تعلیم نسواں کا بالکلیہ استیصال (یعنی جڑ کٹ گئی ۱۲) ہو گیا۔

اب دوسرے طبقہ کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے جو تعلیم نسواں کے مخالف ہیں اور اس کو سخت ضرر رساں سمجھتے ہیں۔ دعویٰ ان کا یہ ہے کہ ہم نے لکھی پڑھی عورتوں کو اکثر آزاد اور بیباک اور قلیل الحیاء (بے شرم ۱۲) اور مکار اور عفت سوز (بے چلن ۱۲) دیکھا ہے۔ خاص کر اگر لکھنا بھی جانتی ہوں تو اور بھی شوخ چشم (بیباک ۱۲) ہو جاتی ہیں جس کو چاہا خط لکھ بھیجا جس کو چاہا پیام و سلام پہنچا دیا۔ اسی طرح دوسروں کو بھی طمع ہوتی ہے کہ اپنے نفسانی جذبات (کشش ۱۲) کو ان تک بذریعہ تحریر پہنچا دیتے ہیں اور ان کے پاس جب ایسی تحریرات پہنچتی ہیں کبھی تو وہ بھی متاثر (اثر قبول کرنے والی ۱۲) ہو کر نرم جواب دیتی ہیں اور سلسلہ بڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ جو کچھ واقع ہونا ہے واقع ہوتا ہے اور کبھی جواب نہیں دیتیں اور سکوت کرتی ہیں تو مریض القلب لوگ اس سے بھی استدلال کرتے ہیں ان کے نیم راضی ہونے پر۔ پھر وہ لوگ آئندہ کے پیام و سلام و تحریر سے اس کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ گوش زدہ اثرے دارد (کان میں پڑا ہوا اثر رکھتا ہے ۱۲)۔ قاعدہ اکثر یہ ہے۔ پھر بعض کا طرز بیان جادو نشان ہوتا ہے۔ پھر نسوانی طبائع معمولی طور پر نرم بھی ہوتی ہیں تو شیطان کا جال پھیل جانا زیادہ عجیب نہیں ہوتا اور اگر کسی مکتوب الیہا (جس عورت کو خط لکھا جاوے ۱۲) نے ناراضی بھی ظاہر کی اور اسی ناراضی کا جواب کاتب تک بھی پہنچا دیا مگر اپنے شوہر یا خاندان کے خوف سے کہ خدا جانے کیا گمان کریں گے اور کیا معاملہ کریں گے۔ اپنے گھر والوں سے اس کا اخفا (پوشیدہ کرنا ۱۲) کرتی ہیں۔ اور

اس طور پر وہ کاتبین ہر طرح کی مضرت سے محفوظ رہتے ہیں۔ اسلئے ان کی جسارت بڑھتی ہے اور پھر وہ دوسرے
موقع پر اس کی سلسلہ جنبانی کرتے ہیں اور ان سب واقعات کا مبنیٰ ان مستورات کا تعلیم یافتہ ہونا ہے۔ اگر وہ
ناخواندہ ہوں تو ان کے پاس کوئی مضمون بھیجنے سے اندیشہ ہوگا دوسرے کے مطلع ہونے کا اور یہ سبب ہو جاوے گا
اس باب کے مسدود ہو جانے کا اور یہ مفسدہ اس صورت میں زیادہ محتمل ہے۔ جب کہ کسی عورت کے مضامین
اخباروں میں چھپنے لگیں تو ان مضامین کو دیکھ کر سخن شناس شیاطین اندازہ کرتے ہیں کاتبہ کے رنگ طبیعت
اور جذبات اور خیالات کا تو اس شرارت کے شرارے وہاں زیادہ پھیلتے ہیں بالخصوص اگر وہ کلام نظم بھی ہو
تو اور بھی آفت ہے اور اس زمانہ میں تو ایک اور غضب ہے کہ افتخار کے لئے صاحب مضامین کا نام اور پتہ تک
صاف لکھدیا جاتا ہے کہ فلانے کی بیٹی فلانے کی بیوی فلاں جگہ کی رہنے والی۔ اور یہ تمام تر خرابیاں ان کے
لکھے پڑھے ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر ان خفیہ ریشہ دوانیوں کی کسی طور پر شوہر یا اہل خاندان کو
اطلاع ہی ہو گئی تو چونکہ لکھا پڑھا آدمی ہوشیار اور سخن سازی پر زیادہ قادر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں کرینگی
کہ کبھی ان پر حرف ہی نہ آوے گا اور الٹا منہ ناک بنا دین گی۔ مکاری سے رو دیں گی کہ ہم کو یوں کہا۔ کہیں
خودکشی اور کنوئیں میں ڈوبنے کی دھمکی دیں گی۔ حتّٰی کہ اس غریب باز پرس کرنے والے کو خوشامد کرنا پڑیگی
اور ڈر کے مارے پھر کبھی زبان تک نہ ہلا دے گا۔ ایک خرابی اس تعلیم یافتہ طبقہ اناث میں یہ ہوتی ہے کہ ہر
طرح کی کتابیں منگا کر پڑھتی ہیں۔ عشق بازی کے قصے۔ سازش اور لگاوٹ کے ناول۔ شوق انگیز غزلیں
پھر اُن سے طبیعت بگڑتی ہے۔ کبھی ایسی غزلیں ذرا کھلکر پڑھتی ہیں کہ دروازہ میں یا پڑوس اور محلہ میں یا
سڑک پر آواز جاتی ہے اور آواز پر کوئی فریفتہ ہو کر درپے ہو جاتا ہے اور اگر وہ ناکام بھی رہا تاہم رسوائی اور
پریشانی کا سبب تو بن ہی جاتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ ان صاحبوں کے خیالات کا۔ اور میں ان واقعات کی تکذیب
نہیں کرتا۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ ان صاحبوں نے کوتاہ نظری سے کام لیا۔ واقعات کے حقائق میں غور نہیں
کیا۔ اصل یہ ہے کہ ان سب خرابیوں کی ذمہ دار تعلیم نہیں ہے بلکہ طرز تعلیم ہے یا نصاب تعلیم ہے یا طرز عمل
ہے یا سوء تدبیر ہے یعنی یا تو یہ ہوا ہے کہ ایسی کتابیں نہیں پڑھائی گئی۔ جن سے احکام حلال و حرام اور تفصیل
ثواب و عقاب اور طریقہ تہذیب اخلاق معلوم ہو اور جس سے خوف و خشیت و معرفت و عظمت حق حاصل
ہو۔ ان کو صرف حرف شناس بنا کر چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اپنی رائے سے اُردو کے مختلف رسالوں کا مطا
کر کے لکھنے پڑھنے کی مہارت بڑھائی ہے۔ اور تعلیم یافتہ کا لقب پا کر اس طرح تعلیم کو بدنام کیا ہے تو ظا
ہے کہ محض حرف شناسی کو نہ تعلیم کہہ سکتے ہیں اور نہ حرف شناسی اصلاح اعمال و احوال کی کفالت کر سکتی
ہے۔ اور یا یہ ہوا ہے کہ باوجود نصاب تعلیم کے مفید و کافی ہونے کے اس نصاب کے مضامین کو قلب میں

جمانے کی کوشش نہیں کی گئی اور عمل کی نگرانی نہیں کی گئی۔ مثلاً اس کی ضرورت ہے کہ جس روز کسی لڑکی نے یہ مسئلہ پڑھا کہ غیبت گناہ ہے۔ اس کے بعد اگر وہ غیبت کرے تو فوراً اس کو یاد دلادے کہ دیکھو تم نے کیا پڑھا تھا اس کے خلاف کرتی ہو اور مثلاً ان کو پردہ کی ضرورت یا پست آواز سے بولنے کی تاکید پڑھائی گئی اور پھر اس میں کوتاہی یا غفلت کا مشاہدہ ہوا۔ فوراً اس کو روکنا چاہئے یا ان کو حرص مال و زیور کی مذمت پڑھائی تھی پھر انہوں نے کسی تکلف کے کپڑے یا غیر ضروری زیور کی ہوس کی تو فوراً ان کو متنبہ (آگاہ) کیا جاوے اسی طرح امید ہے کہ اخلاق فاضلہ و اعمال صالحہ کا ملکہ (عادت) ان میں پیدا ہو جاویگا اور یا یہ ہوا ہے کہ اُن کی خود طبیعت اور طینت ہی میں صلاحیت اور قابلیت نہیں ہے تو اس صورت میں مصرعہ "تربیت نا اہل راچون گردگان برگنبد است" کا اور شعر

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس

کا مضمون ہے۔ یہ گفتگو خود ان کے احوال و اعمال کے متعلق تھی اور جو افعال دوسرے شریر لوگوں کے شمار کرائے ہیں اُن کا امتداد سوء تدبیر سے ہوتا ہے۔ اس کے انسداد (بندش) کی اچھی تدبیر یہ ہے کہ واسطے کے ساتھ نہایت سختی کی جائے اور اپنے مردوں کو بالکل صاف صاف اطلاع دیدی جائے۔ غرض مفاسد کے اسباب یہ ہیں۔ جب یہ ہے تو اس میں عورتوں کی کیا تخصیص ہے یہی اسباب فساد اگر مردوں کو پیش آویں وہ ایسے ہی ہوں گے۔ پھر کیا وجہ کہ عورتوں کو تعلیم سے روکا جائے اور مردوں کو تعلیم میں ہر طرح کی آزادی دی جاوے بلکہ اہتمام کیا جاوے۔ اس فرق کی وجہ بعد تامل بجز اس کے کچھ نہیں معلوم ہوئی کہ عورت سے صدور قبائح یا اس کی طرف نسبت قبائح عرفاً موجب ذلت و رسوائی ہے اور وہی امور اگر مرد سے صادر ہوں یا اس کی طرف منسوب (نسبت کیا گیا) ہوں تو وہ عرفاً (رواجاً) موجب (سبب) ذلت و رسوائی نہیں ہے۔ اسلئے عورت کیلئے ان مفاسد کے احتمال کو موانع تعلیم سے قرار دیا ہے اور مردوں کیلئے نہیں۔ باقی شرعاً ظاہر ہے کہ اس باب میں مرد و عورت یکساں ہیں۔ اگر عورت کے لئے معصیت (گناہ) مذموم (برا) و قابل لوم (ملامت) ہے تو اسی درجہ میں مرد کیلئے بھی۔ اور اگر مرد کے لئے تو موجب طہارت و نزاہت ہے تو اسی درجہ میں عورت کیلئے بھی۔ پس جب شرعاً دونوں برابر ہیں اور عرفاً متفاوت پس اس تفاوت سے عملاً متاثر ہونا یعنی ایک کے لئے ان احتمالات کا اعتبار کرنا اور دوسرے کیلئے نہ کرنا صاف عرف کو شرع پر ترجیح دینا ہے جو بہت بڑا شعبہ ہے جاہلیت کا جس کا منشاء (بڑائی) کبر اور ترفع ہے وبس۔ اور یہ صرف میرا ہی دعویٰ نہیں بلکہ مدعا علیہم کا اقرار بھی ہے۔ چنانچہ بکثرت اُن لوگوں کی زبان سے سنا گیا ہے کہ میاں مرد کا کیا ہے اس کی تو مثال برتن کی سی ہے کہ دس دفعہ سَن گیا اور جب دھو دیا صاف ہو گیا۔ اور عورت کی مثال موتی کی آب کی سی ہے کہ اگر ایک دفعہ اتر گئی پھر چڑھ ہی نہیں سکتی۔ اس کے معنی دوسرے لفظوں میں

۵۱ اہل کو تعلیم دینا ہے جیسے گند گی میں نگینہ رکھنا۔
۵۲ لوہے سے اچھی تلوار کیسے بن سکتی۔ اسے عقلمند نا اہل تربیت کے ذریعہ انسان نہیں بن سکتا
۵۳ صدور قبائح برائیوں کا صادر ہونا

صاف یہ بھی ہیں کہ مردوں کیلئے معصیت کو خفیف سمجھتے ہیں اور عورتوں کے لئے شدید تو علاوہ کبر کے اس
میں تو فتوی استخفاف کے جاری ہونے کا بھی اندیشہ اور سخت اندیشہ ہے۔

اب صرف تیسرے طبقہ کے متعلق کلام باقی رہ گیا جو تعلیم کے حامی تو ہیں لیکن اس تعلیم کی تعیین میں یا
اس طریقہ کی تجویز میں اُن سے غلطی ہوئی۔ چنانچہ ان میں سے بعض کا بیان بضمن اصلاح خیال طبقہ ثانیہ کے
اوپر ہو چکا ہے۔ مثلاً ان کو صرف حرف شناس بنا کر چھوڑ دینا پھر اُن کا اپنی رائے سے مختلف رسالوں کا مطالعہ
کرنا اور مثلاً بعد تعلیم کے عمل کی نگرانی نہ کرنا جس کی متعدد مثالیں بھی ساتھ ساتھ مذکور ہوئی ہیں۔ اور بعض
کا بیان اب کیا جاتا ہے۔ مثلاً بعضے مستورات کو بجائے علوم دینیہ پڑھانے کے ان کو تاریخ و جغرافیہ یا اس
سے بڑھ کر انگریزی پڑھاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انجیل پڑھاتے ہیں جس کی وجہ صرف تقلید اہل یورپ
کی ہے یعنی اُن کے نصاب تعلیم میں شائستگی کو منحصر سمجھنا اس کی بنا ہے مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم میں اور ان
میں اگر رسوم و عادات اور طبائع و خواص کا بھی فرق نہ ہوتا۔ تاہم سب سے بڑا فرق مذہب ہی کا ہے کہ ہم مذہب
اسلام کا التزام کئے ہوئے ہیں اور وہ یا تو کوئی مذہب نہیں رکھتے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں اور یا ہمارے
مذہب کے مغائر دوسرا مذہب رکھتے ہیں۔ اسلئے ان کے یہاں یا تعلیم مذہبی بالکل نہ ہوگی صرف زبان کی تعلیم
ہوگی یا دنیوی معلومات کی تعلیم ہوگی اور یا دوسرے مذہب کی تعلیم ہوگی۔ بہر حال ان لوگوں کے اس تعلیم کا
ایک خاص مبنیٰ ہے۔ لیکن ہم لوگ اگر اُن کی تعلیم کو اختیار کریں تو اس کا کیا مبنیٰ ہے۔ جب غرض تعلیم سے اُن
کی اور ہے جس کا ابھی ذکر ہوا اور ہماری غرض اور ہے جس کا مختصر بیان طبقہ اولی کی اصلاح خیال کے ذکر میں
ہوا ہے۔ یعنی اصلاح عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق اور یہ غرض منحصر ہے علم دین میں۔ تو
ظاہر ہے کہ ہم کو اُن کی تعلیم کا اختیار کرنا ہر طرح بے ربط ہے۔ البتہ اگر کسی کو تحصیل معاش کی بھی حاجت واقع
ہونے والی ہو تو بعد علوم دینیہ کے اس کو ان علوم کا حاصل کر لینا بھی مضائقہ نہیں۔ جو اس زمانہ میں معاش
کا موقوف علیہ ہو۔ جیسے اس وقت انگریزی و تاریخ و جغرافیہ وغیرہ۔ باقی انجیل کی اُس شخص کو بھی ضرورت
نہ ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ کسب معاش کی حاجت صرف مردوں کو ہوتی ہے اور عورتیں اول اس وجہ سے
کہ ان کا نان و نفقہ مردوں کے ذمے ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ اسلام میں پردہ کی تاکید ہے اور وہ
ابواب خاصہ معاش کے جو خاص علوم پر موقوف ہیں پردہ کے ساتھ حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ اسلئے عورتوں
کے لئے یہ تعلیم بالکل فضول اور ان کے وقت کی اضاعت ہوگی بلکہ فضول سے تجاوز ہو کر ہر طرح کی مضرت
ہوگی جیسا کہ عنقریب ان مضارہ کا بیان بھی آوے گا۔ بہر حال یہ علوم جن کا لقب تعلیم جدید ہے۔ عورتوں کیلئے
ہرگز زیبا نہیں۔ البتہ فنون دنیا میں سے بقدر ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دستکاری کہ اگر کسی وقت کوئی

سرپرست نہ رہے تو عفت کے ساتھ چار پیسے کما سکے یہ مناسب ہے۔ رہا قصہ شائستگی کا تو جس کا دل چاہے تجربہ کرکے دیکھ لے کہ علم دین کی برابر دنیا بھر میں کوئی دستور العمل اور کوئی تعلیم شائستگی اور تہذیب نہیں سکھلاتا۔ چنانچہ ایک وہ شخص لیجئے جس پر علم دین نے پورا اثر کیا ہے۔ اور ایک وہ شخص لیجئے جس پر تہذیب جدید نے پورا اثر کیا ہے۔ پھر دونوں کے اخلاق و معاشرت و معاملہ کا موازنہ کیجئے تو آسمان و زمین کا تفاوت (فرق ۱۲) پائیے گا البتہ اگر تصنع و تکلف کا نام کسی نے تہذیب رکھ لیا ہو تو اس کی یہی غلطی ہوگی کہ ایک مفہوم[۱] کا مصداق اس نے غلط ٹھیرا لیا۔ اور اگر کسی کے ذہن میں اس وقت کوئی دیندار ایسا آیا ہو جس میں تہذیب حقیقی کی کمی ہو تو اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اس نے علوم دینیہ کا پورا اثر نہیں لیا۔ یعنی دین کے اجزاء متعدد ہیں۔ عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق باطنہ۔ بعضے لوگ صرف نماز روزہ کے احکام کے جاننے (جیسے ۱۲) کو علم دین اور ان احکام کی پابندی کرنے والے کو دیندار کا لقب دیدیتے ہیں۔ سو خود یہی غلط ہے۔ سب اجزاء مذکورہ کے احکام ضروریہ کا اچھی طرح جاننا علم دین اور سب کی پابندی دینداری ہے سو جس کو دیندار لقب دیکر قلیل التہذیب قرار دیا گیا ہے وہ واقع میں سب اجزائے دین کا مستوعب (پورا اثر لینیوالا ۱۲) نہیں۔ اور کلام اس میں ہے کہ جس نے سب اجزاء کا اثر لیا ہو۔ بس وہ شبہ رفع ہو گیا۔ بندہ نے اس قسم کے شبہات کے جواب کے لئے رسالہ حقوق العلم لکھا ہے جو قابل ملاحظہ ہے۔ غرض تہذیب علم دین کی برابر کسی علم سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی علم دین تو تھا جس نے سلف (گزشتہ لوگ ۱۲) میں اپنے اثر سے وہ اخلاق و شائستگی پیدا کی کہ خود یورپ کو بھی اسکا اعتراف (اقرار ۱۲) بلکہ اس سے اغتراف (لینا ۱۲) بھی ہے مگر ہم اپنے گھر کی دولت سے بے خبر ہو کر دوسروں سے اس کی دریوزہ گری (گداگری ۱۲) کر رہے ہیں۔ وللہ در العارف الرومی حیث قال ؎

یک[۲] سبد پر نان ترا بر فرق سر　　تو ہمی جوئی لب نان در بدر

تا بزانوئے میان قعر آب　　وز عطش و ز جوع گشتی خراب

بعضے آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد و بیباک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں۔ یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے۔ خاصکر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع (جسکی اتباع کی جاوے ۱۲) اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع (جمع کرنیوالا ۱۲) ہوگا تو اس صورت میں وہ آزادی و بیباکی اُن لڑکیوں میں بھی آوے گی۔ اور میری رائے میں سب سے بڑھکر جو عورت کا حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح (کنجی ۱۲) ہے تمام خیر کی جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے ہر چند کہ اذا[۳] فاتک الحیاء فافعل ماشئت حکم عام ہے۔ لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم نساء کے لئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے اسلئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اسکی بھی کمی ہوتی ہے۔ اسلئے کوئی مانع ہی نہ رہے گا۔ اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اسی کے

[۱] یعنی اپنے ذہن میں ایک عبارت کا غلط مطلب مقرر کر لیا ۱۲

[۲] تیرے سر پر نان سے بھرا ایک ٹوکرا رکھا ہے اور تو دربدر روٹی تلاش کرتا پھرتا ہے تو دریا کے اندر زانوں تک کی گہرائی میں کھڑا ہے پھر بھی بھوک اور پیاس سے بیتاب ہے ۱۲

[۳] جب تجھ میں حیا نہیں رہی تو جو چاہے کر ۱۲

قریب مضرتیں واقع ہونگی- اس تقریر سے دو خرابیوں کا حال بھی ہو گیا ہوگا- جن کا اس وقت بے تکلف شیوع ہے- ایک لڑکیوں کا عام زنانہ اسکول بنانا اور مدارس عامہ کی طرح اس میں مختلف اقوام اور مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلّمہ (پڑھانیوالی) مسلمان ہی ہو- اور یہ آنا ڈولیوں ہی میں ہو- اور گو یہاں آکر بھی پردہ ہی کے مکان میں رہنا ہو لیکن تاہم واقعات نے دکھلادیا ہے اور تجربہ کرادیا ہے کہ یہاں ایسے اسباب جمع ہوجاتے ہیں جن کا ان کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے اور یہ صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوئی ہے اور اور اگر استانی بھی کوئی آزاد یا مکّار مل گئی تو کریلا اور نیم چڑھا کی مثال صادق آجاتی ہے اور دوسری خرابی یہ کہ اگر کہیں مشن کی میم سے بھی روزانہ یا ہفتہ وار نگرانی تعلیم یا صنعت سکھلانے کے بہانہ سے اختلاط ہونے لگے تب تو نہ آبرو کی خیر ہے اور نہ ایمان کی- مگر افسوس صد افسوس ہے کہ بعضے لوگ ان آفات کو مایۂ افتخار سمجھ کر خود اپنے گھروں میں بلاتے ہیں- میرے نزدیک تو ان آفات مجسّمہ سے بچّی تو بچّی اور تابع ہوکر تو کیا ذکر کسی بڑی بڈھی مسلمان عورت کا متبوع ہوکر بھی عمر بھر میں ایک بار ہمکلام ہونا بھی خطرناک ہے جن مضرتوں کے ذکر کا اوپر وعدہ تھا ان میں سے بعض یہی ہیں اور بعض کا ذکر اوپر دوسرے طبقہ کے منشاء خیال کے ضمن (درمیان) میں ہوچکا ہے اسلم (بہت بہتر) طریق لڑکیوں کے لئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے کہ دو دو چار چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں اور حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جاوے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت اور بااثر ثابت ہوئی ہے- اور بدرجہ مجبوری اسکا بھی مضائقہ نہیں اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے اپنے گھر کے مرد پڑھادیا کریں پڑھانے کا تو یہ طرز ہو- اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اول قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے- پھر کتب دینیہ سہل زبان کی جس میں تمام اجزائے دین کی مکمل تعلیم ہو- (میرے نزدیک اس وقت بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کیلئے کافی ہیں) اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں ان کو چھوڑ دے اور اپنی بی بی کے ذریعہ سے سمجھوادے- اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہوسکے تو ان پر نشان کردے تاکہ ان کو یہ مقامات محفوظ رہیں- پھر وہ سیانی ہوکر خود سمجھ لیں گی- یا اگر عالم شوہر میسر ہوا اس سے پوچھ لیں گی- یا شوہر کے ذریعہ سے کسی عالم سے تحقیق کرالیں گی (چنانچہ بندہ نے بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو دیباچہ کے حاشیہ پر شروع ہوا ہے اس کا خلاصہ لکھ دیا ہے مگر بعضے لوگ اس کو دیکھتے نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھاوے اسلئے (ان کا لکھنا ہی کتاب میں مناسب نہ تھا کیسی کچّی سمجھ ہے) بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ عورتوں کو مفید ہے اگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے ساتھ اُن کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں اور اس کا بھی انتظام کریں کہ ان کو تدریس کا شوق ہو۔

پڑھانا ۱۲

تاکہ عمر بھر علمی شغل رہے تو اس سے علم و عمل کی تجدید و تحریص ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کی بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کریں تاکہ قرآن و حدیث و فقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اسلئے اکثر کے لئے مناسب نہیں۔

یہ تو سب پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔ رہا لکھنا تو اگر قرائن سے طبیعت میں بیباکی معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ضروریات خانگی کے لئے اسکی بھی حاجت ہو جاتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی کا ہو تو مفاسد سے بچنا جلب[1] مصالح غیر واجبہ سے اہم ہے۔ ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھلاویں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ کیا ہے عقلاء نے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لئے کیسا ہے۔

اب مضمون کو ختم کرتا ہوں اور غالباً اس مضمون کو بعنوان تسہیل اعادہ کی حاجت نہ ہوگی۔

کتبہ :۔ اشرف علی تھانوی سلخ شوال المکرم ۱۳۳۱ھ

طہارت یعنی وضو اور غسل کی فضیلت اور ثواب کا بیان

حدیث میں ہے کہ جو کوئی وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھے (بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا زیادہ بہتر ہے) پھر ہر عضو دھوتے وقت یہ پڑھے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فارغ ہونے کے بعد یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ تو اس کے لئے آٹھوں دروازے جنت کے کھول دیئے جائینگے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو (بعد مرنے کے) اگر فوراً دو رکعت (نفل، نماز پڑھے کہ اُن میں قرآن پڑھے (جیسے کہ پڑھا کرتے ہیں) اور اس کو جان لے (یعنی غفلت سے نہ پڑھے جس میں پتہ ہی نہ لگے کہ کیا پڑھا کیا نہیں بلکہ حضور قلب سے پڑھے تاکہ معلوم رہے کہ میں کیا پڑھتا ہوں) اور تمام نماز اسی طرح حضور قلب سے پڑھے تو وہ نماز سے ایسے حال میں فارغ ہوگا کہ گناہوں سے پاک ہوگا۔ مثل اس دن کے جسدن اسکو اسکی ماں نے جنا تھا پس اس سے کہا جاویگا کہ نئے سرے سے عمل کر (رواہ الحافظ المستغفری وحسنہ کذا فی احیاء السنن)، اس وقت تک کے گناہ معاف ہوگئے اور علماء اس سے گناہ صغیرہ مراد لیتے ہیں اور دوبارہ عمل کرنے کیلئے کہنا کیسے معلوم ہوگا۔ سو اس کی یہ صورت ہے کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرما دینے سے معلوم ہو گیا اور اس قدر کہہ دینا مسرت حاصل ہونے اور عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔

حدیث میں ہے کہ اُس شخص کا وضو کامل نہیں ہوتا جو مجھ پر درود نہ پڑھے۔ اور دوسری حدیث میں درود پڑھنے کا

[1] نقصان سے بچنا غیر ضروری منافع کے حصول پر مقدم ہے۔

وقت وضو کے بعد آیا ہے۔ (احیاء السنن) حدیث میں ہے کہ جو مسلمان وضو کرتا ہے پس منھ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر گناہ دور ہو جاتا ہے جس کی طرف اس کی آنکھوں نے دیکھا تھا پانی کے ساتھ یا یہ فرمایا کہ آخر قطرہ پانی کے ساتھ۔ پھر جب دونوں ہاتھ (کہنیوں تک) دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھ کے گناہ دور ہو جاتے ہیں جن کو ہاتھوں سے کیا تھا پانی کے ساتھ۔ یا یہ فرمایا کہ آخری قطرے پانی کے ساتھ۔ پھر جب دونوں پیر دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں جنکو پیروں سے کیا تھا یہاں تک کہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے۔ (مسلم) ان گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے۔ اور آنکھ کا گناہ جیسے کسی کو بری نظر سے دیکھنا اور ہاتھ کا گناہ مثلاً کسی کو بری نیت سے ہاتھ لگانا اور پیروں کا گناہ مثلاً بری نیت سے کہیں جانا۔ خوب اچھی طرح وضو کیا کرو۔ کسقدر فضیلت و بزرگی وضو کی ہے اسکی قدر کرو۔ حضرت انس رضؓ (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں اور دس برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے) ان سے ایک طویل حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے انس مبالغہ کر غسل میں جنابت سے (یعنی جو حاجت غسل سے کیا جاتا ہے) پس تو بے شک نہانیکی جگہ سے ایسے حال میں نکلے گا کہ کوئی گناہ اور خطا تجھ پر کچھ باقی نہ رہیگا۔ (گناہ صغیرہ کی معافی یہاں بھی مراد ہے) میں نے (یہ قول حضرت انس کا ہے) عرض کیا کہ غسل میں مبالغہ کی کیا صورت ہے اے رسول اللہ۔ فرمایا (وہ یہ ہے) کہ تو بالوں کی جڑیں تر کرے اور بدن کو خوب صاف کرے۔ (بدن کو مل کر صاف کرنا مستحب ہے اور اچھی طرح صفائی بغیر ملنے کے نہیں ہوتی۔ اور مبالغہ سے مراد بہت اچھی طرح نہانا ہے جس کی تفسیر اور شرح حضورؐ نے بیان فرمائی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اے میری پیارے بیٹے (شفقت سے یہ لفظ استعمال فرمایا) اگر تو طاقت رکھے ہر وقت وضو سے رہنے کی (تو ایسا کر ہر وقت وضو سے رہنا مستحب ہے) پس جس کو موت اس حالت میں آوے کہ وہ باوضو ہو تو اسے شہادت (کا ثواب) مرحمت ہوگا۔ (ابو یعلی)

تمام شد

(۱۶ صفر ۱۳۳۳ھ یوم چہار شنبہ)

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر اشرف علی عفی عنہ نے اس ضمیمہ و حواشی متعلقہ حصہ اول بہشتی زیور کو حرفاً حرفاً خود مؤلف[1] سلمہ اللہ تعالےٰ سے سنا۔ میں سب مضامین سے متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہ اللہ کو جزائے خیر دے اور اس تالیف کو مفتاح خیر بناوے۔ آمین

۱۶۔ صفر ۱۳۳۳ ہجری

[1] یعنی مولوی احمد حسن صاحب سنبھلی ۱۲

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ اوّل مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط و تنقیح الاخلاط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

از حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی حافظ شاہ محمد اشرفعلی صاحب دام ظلہم العالی

بعد الحمد والصلوٰۃ - یہ کتاب درحقیقت استقلالاً تصحیح ہے ان اغلاط کی جو احقر کی تالیفات میں ناقلین وکاتبین کے تغافل سے رہ گئی ہیں اور استطراداً ان مسامحات کی جو خود احقر سے صادر ہوگئی ہیں - ان سب کی تصحیح کی صورت یہ رکھی ہے کہ اول ایک کتاب کو مع قید نام مطبع وسن طبع لیکر اس کے ایسے مقامات کو مع صفحہ وسطر اس طرح لکھا ہے کہ اول سرخی اصل کے بعد عبارت موجودہ پھر سرخی اصلاح کے بعد عبارت مقصودہ (جو بعد تصحیح ہونا چاہئے) یا مضمون ضروری لکھدیں تاکہ ناظرین اپنے نسخوں کو اسی کے مطابق صحیح کرلیں - اس تفصیل سے کہ جو نسخے دوسرے مطبع اور سنہ کے چھپے ہوئے ہوں ان کو مطالعہ کے قبل اس نسخہ ماخوذہ اور ان مقامات کے مجموعہ سے درست کرلیں - البتہ اگر کوئی مقام ان دوسرے ہی نسخوں میں صحیح ہو اور اس نسخہ ماخوذہ میں غیر صحیح ہو - مگر اس فہرست میں غفلت سے رہ گیا ہو - اس مقام کو اس فہرست کے بھروسے نہ بگاڑیں بلکہ ہم لوگوں کو بھی اطلاع کردیں - چونکہ مجھ کو اس قدر فرصت نہ تھی اسلئے اس کام میں احقر نے اپنے بعض ثقات احباب سے بہت زیادہ مدد لی ہے جن کے علم واستعداد وتنقید وتدین پر مجھ کو اپنے گمان میں وثوق تھا - آخر میں چند دیگر ضروری امور پر تنبیہ کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے (۱) تصحیح کیلئے ہر کتاب کا وہ نسخہ اختیار کیا گیا ہے جو سب سے آخر میں طبع ہوا ہے باستثناء ان تالیفات کے جو صرف ایک ہی مرتبہ طبع ہوئی ہیں - (۲) جن نسخ ماخوذہ بغرض تصحیح کے ساتھ غلط نامہ منضم ہے اس تالیف کی غلطیوں میں سے صرف وہ غلطیاں لی جائیں گی جو اس غلط نامہ میں موجود نہیں ہیں - لہذا تمام غلط نامے اس کتاب کا ضمیمہ سمجھے جاویں - (۳) اس کتاب میں صرف وہ غلطیاں لی جائیں گی جو ناظرین کیلئے فہم مضامین

میں دشواری پیدا کرنیوالی یا ان کو غلطی میں ڈالنے والی ہوں۔ محاورہ اور زبان کی غلطیاں اس میں داخل نہ کی جائیں گی۔ (۴) جو کتابیں ہمارے علم میں شائع ہو چکی ہیں ان کی اغلاط کی تصحیح جن پر ہم کو اس وقت تک تنبہ ہوا ہے تصحیح الاغلاط و تنقیح الاخلاط کی جلد اول قرار دی گئی ہے اور جن تالیفات کی اشاعت کا ہم کو بعد کو علم ہو گا یا جو تالیفات آئندہ شائع ہونگی یا تالیفات مطبوعہ ۱۳۳۶ھ تک کی جن اغلاط پر ہم کو بعد کو تنبہ ہو گا ان کی تصحیح کتاب موسوم کی جلد ثانی میں کی جائیگی۔ (۵) جس تالیف کو کوئی صاحب چھاپنا چاہیں ان کو چاہئے کہ اول وہ تصحیح الاغلاط کا مطالعہ فرمالیں اور جن غلطیوں کا تعلق کتابت سے ہو ان کو صحیح کر لیں اور جن مسامحات کا تعلق مضمون سے ہے ان کی تنبیہات کو بلفظہا بطور حاشیہ کے کتاب پر چڑھا دیں۔ ہم اس تنبیہ ۵ کو اس کتاب میں ہر تالیف کی تصحیح کے ابتداء میں یاددہانی کے لئے اعادہ کریں گے (۶) جن اغلاط کا ترجیح الراجح میں ذکر کیا گیا ہے ان سے اس کتاب میں اس کتاب کی اصلاحات کے ذیل میں جس سے انکا تعلق ہے تفصیلاً یا اجمالاً تعرض کیا جاوے گا (۷) تصحیح الاغلاط میں ہر کتاب کی تصحیح و اصلاح ایک جداگانہ حصہ قرار دی جاویگی۔ (۸) جس کتاب میں غلط نامہ لگا ہوا ہے اسکے غلط نامے کی تصحیح بھی تصحیح الاغلاط میں اصل کتاب کے ساتھ کی جاوے گی۔ (۹) اس کتاب میں صرف ان ہی مضامین کی اصلاح کی جاویگی جو احقر سے تعلق رکھتے ہیں اور جو مضامین بطور حواشی وغیرہ کے دوسرے اشخاص کی طرف سے ان کے ساتھ ملحق ہیں ان سے تعرض نہ کیا جاوے گا۔ الا نادرًا۔

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

تمہید از مولانا مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی

احقر حبیب احمد کیرانوی مدعا نگار ہے کہ اعلیحضرت مجدد الملۃ والدین فاضت انہار فیوضہم نے اپنے اس حسن ظن کے سبب جو آنجناب کو اس ہیچمیرز سے ہے اپنی تصنیفات پر نظر ثانی کی خدمت احقر کے سپرد فرما رکھی ہے۔ بنابریں یہ احقر اپنی استعداد کے موافق اس خدمت کو انجام دے رہا ہے اسکے متعلق چند امور کا اظہار کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (الف) جن اصلاحات کا تعلق حضرت مولانا مدظلہم العالی کے مضامین سے ہے ان کے متعلق یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ ان میں سے جن میں حضرت مولانا مدظلہم العالی سے کثرت مشاغل وغیرہ کے سبب بداہۃً تسامح ہوا ہے اُسکے متعلق تو کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جن اصلاحات کا تعلق ایسے مضامین سے ہے جن میں وقوع تسامح نظری ہے انکے متعلق یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ احتمال خطا ہر دو جانب ہے یعنی یہ بھی ممکن کہ فی الواقع حضرت مولانا سے تسامح ہوا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ احقر کی غلطی ہو۔ پس ایسے مقامات پر جو حضرات اہل علم اور ذی رائے ہیں انکو چاہئے کہ وہ اصل مضمون اور اصلاح دونوں پر نظر کر کے امر محقق کو اختیار کریں اور جو حضرات اہل الرائے نہیں ہیں وہ دیگر علماء سے

تحقیق فرمالیں۔ (ب) بعض اصلاحات ایسی بھی ہیں جن کا تعلق اصلاح تسامح سے نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق توضیح مضمون یا کسی اور فائدہ سے ہے۔ (ج) بہشتی زیور کے ان مسائل کی تحقیق کیلئے جن پر معاندانہ اعتراضات کئے گئے ہیں ہم نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسکا نام تحقیقات مفیدہ رکھا گیا ہے پس اس کتاب میں جہاں اُن مسائل کا ذکر آئیگا وہاں ان مسائل پر اجمالاً کلام کرکے تفصیل کیلئے تحقیقات مفیدہ کا حوالہ دیدیا جاویگا جنکو ان مسائل کی تحقیق اور تفصیل معلوم کرنیکا شوق ہو وہ اس کتاب میں دیکھ لیں۔ وہ کتاب تدریجاً "الامداد" میں شائع ہوئی ہے۔ (د) اس کتاب میں تحقیقات مفیدہ کا انہیں مسائل کے تحت میں حوالہ دیا جاویگا جنکے متعلق معاندانہ اعتراضات کا ہمکو علم ہوچکا ہے اور جنکے متعلق علم نہیں ہوا ان کے متعلق حوالہ نہ ہوگا۔" احقر حبیب احمد کیرانوی عفی عنہ (تمہید یں ختم ہوئیں آگے ضمیمہ ثانیہ شروع ہوتا ہے۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز کتاب بعد تمہید

اصل صہ ۳۲ اللہ و رسول نے دین کی سب باتیں الخ۔ تحقیق اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول نے دین کی سب باتیں بندوں کو بتلادی ہیں خواہ اصول کلیہ کے طور پر ہوں یا تفریعات جزئیہ کے طور پر اور بدلالۃ النص ہو یا باشارۃ النص الی غیر ذلک من وجوہ البیان اسلئے اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو جو نہ نصوص میں منصوص ہو نہ ان سے مستنبط ہو بدعت کہتے ہیں اور بدعت بایں معنی بڑا گناہ ہے۔ اس توضیح سے معلوم ہوا کہ اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین جو کہ نصوص سے مستنبط ہیں بدعت نہیں ہیں۔ ہاں جو امور مستند الی الدلالۃ الشرعیہ نہیں ہیں اور اہل بدعت نے ان کو زبردستی دین میں ٹھونس دیا ہے وہ ضرور بدعت ہیں۔ اصل صہ ۳۴ تمام امت میں سب سے بہتر ہیں الخ۔ تحقیق یہ عنوان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منصوص ہے اور جناب رسول اللہ صلعم کے حضور سے پاس ہوچکا ہے چنانچہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں خیر ھذہ الامۃ بعد نبینا ابوبکر الخ کذافی مسند احمد اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض فرماتے ہیں کنا نقول و رسول اللہ صلعم حی افضل امۃ النبی بعدہ ابوبکر الخ کمافی المشکوۃ اصل صہ ۳۵ کسی کا نام لیکر کافر کہنا الخ تحقیق۔ اس میں دو جزو ہیں۔ ایک یہ کہ کسی کا نام لیکر کافر کہنا بڑا گناہ ہے اور دوسرا کسی کا نام لیکر اس پر لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ سو جزو اول کے معنی یہ ہیں کہ کسی کا نام لیکر اسکو قطعی طور پر کافر کہنا بڑا گناہ ہے بشرطیکہ اسکا کفر قطعی نہ ہو کیونکہ اسمیں دعوی ہے علم غیب کا۔ ہاں باعتبار ظاہر حال اسکو کافر کہنا اور اسکے ساتھ کفار کا سا معاملہ کرنا گناہ نہیں بشرطیکہ وہ مقر بالکفر ہو یا مدعی اسلام تو ہو مگر ضروریات دین میں سے کسی امر کا منکر ہو جیسے روافض کہ جمع بین الاختین کو حرام نہیں مانتے بلکہ اسکو محرف اور مبدل کہتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رض اور ابوبکر صدیق رض اور عمر فاروق رض و عثمان غنی رض وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مومن ظاہراً و باطناً نہیں جانتے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو مومن ظاہراً و باطناً جاننا اور ماننا ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ نماز روزہ وغیرہ کا ماجاء بہ الرسول ہونا۔ اسلئے انکے ایمان کا انکار بے شبہ تکذیب ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ رہا جزو ثانی۔ سو اسکے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کا نام لیکر اس پر

لعنت کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر بڑا گناہ ہے۔ بشرطیکہ اسکا کفر قطعی نہ ہو۔ کیونکہ اگر اسکا کفر قطعی نہیں ہے تو اسمیں احتمال ہے اس امر کا کہ وہ فی علم اللہ مرحوم ہو لکونہ مومنا باطنا او ظاہرا حالاً او مآلاً اور جب وہ احتمالاً فی علم اللہ مرحوم ہوا تو اس پر لعنت کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر وہ مسلمان ہے تب تو عدم جواز ظاہر ہے لان کل مومن مرحوم ولیس بملعون بعض لوگوں کو مشروعیت لعان سے جواز لعن معین کا شبہ ہوا ہے مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ اگر مشروعیت لعان جواز لعن شخصی کو مستلزم ہوگی تو لازم آئیگا کہ جس کیلئے لعان مشروع ہوا اس پر لعن جائز ہو۔ حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لعان تو صحابہ اور غیر صحابہ سب کیلئے مشروع ہے پس چاہئے کہ صحابہ پر بھی لعن جائز ہو ولا القول بہ مسلم۔ پس معلوم ہوا کہ مشروعیت لعان اور چیز ہے اور جواز لعن شخصی دوسری چیز۔ اور اول ثانی کو مستلزم نہیں۔ نیز بعض لوگوں کو دہوکہ ہوا ہے اور انہوں نے لعن کے معنی البعاد عن الرحمۃ بیان کرکے کہا ہے کہ ابعاد عن الرحمۃ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک ابعاد عن الرحمۃ مطلقا اور دوسری ابعاد عن الرحمۃ المختصۃ بالابرار سو لعن بالمعنی الاول مسلمان پر نہیں ہو سکتی۔ ہاں لعن بالمعنی الثانی اس پر ہو سکتی ہے مگر یہ بھی انکی غلطی ہے کیونکہ رحمۃ مختصہ بالابرار کے بھی درجات متفاوت ہیں۔ ایک وہ رحمت ہے جو مختص بالانبیاء ہے۔ اور دوسری وہ جو مختص بالصحابہ ہو۔ پس چاہئے کہ نعوذ باللہ صحابہ پر لعن بمعنی البعاد عن الرحمۃ المختصۃ بالانبیاء جائز ہو ولا القول بہ مسلم علیٰ ہذا رحمۃ مختصۃ بالانبیاء کے بھی درجات متفاوت ہیں۔ چنانچہ ایک وہ رحمت ہے جو مختص بجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ایک وہ ہے جو اس سے کم ہے۔ پس چاہئے کہ نعوذ باللہ انبیاء پر لعن بمعنی البعاد عن الرحمۃ المختصۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہو۔ ولا القول بہ مسلم پس ثابت ہوا کہ لعن شخصی بجز اُن کفار کے جنکا کفر قطعی ہے کسی پر جائز نہیں اور جو لوگ جواز کے قائل ہوئے ہیں۔ انکو اسکے مفاسد و لوازم پر تنبہ نہیں ہوا ورنہ وہ ہرگز اسکے قائل نہ ہوتے۔ اصل صفحہ ۲۳ علی بخش حسین بخش۔ عبدالنبی وغیرہ نام رکہنا الخ۔ تحقیق اس مسئلہ پر بعض جہلائے اعتراض کیا ہے مگر ہم اس مسئلہ کے ثبوت میں خاتم علماء فرنگی محل جناب مولوی عبدالحیٔ صاحب قدس سرہ کا فتویٰ پیش کرتے ہیں جنکو یہ جہلا اپنا استاد بھی مانتے ہیں اور ان کو علماء محققین میں شمار کرتے ہیں اور انکی تصانیف مثل صحابہ سے احتجاج بھی کرتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں الجواب ایسا نام جسمیں اضافت عبد کی طرف غیر خدا کے ہو درست نہیں ہے اور اگرچہ صرف اس قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہ ہو۔ بسبب احتمال اس کے کہ عبد سے مراد خادم و مطیع ہے مگر بوئے شرک سے ایسا نام خالی نہیں ہے۔ (بہشتی زیور میں اسی بوئے شرک کی بناء پر اس کو افعال شرک و کفر میں درج کیا ہے۔ حبیب احمد) قرآن و حدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہیں اور علماء امت محمدیہ نے بھی جابجا اسکی تصریح کی ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل خلق منھا زوجھا حواء لیسکن الیھا فلما تغشاھا حملت حملا خفیفا ھو النطفۃ فمرت بہ ذھبت وجاءت لخفتہ فلما اثقلت کبر الولد فی بطنھا واشفقھا ان یکون بھیمۃ دعوا اللہ ربھما لئن اتیتنا صالحا سویا لنکونن من الشاکرین فلما اتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتاھما بتسمیۃ عبد الحارث ولا ینبغی ان یکون عبد الا اللہ ولیس باشراک فی المعبودیۃ بعصما

آدم وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما ولدت حواء طاف بہا ابلیس وکان لا یعیش لہا ولد فقال سمیہ عبد الحارث فانہ یعیش فسمتہ فعاش فکان ھذا من وحی الشیطان وامرہ رواہ الحاکم وقال صحیح والترمذی وقال حسن غریب انتہی ملخصا اور جمل کے حواشی جلالین میں ہے ولیس الجعل المذکور باشراک اللہ بل ھو شرک فی التسمیۃ وھذا لا یقتضی الکفر اھ اور شرعۃ الاسلام میں ہے ولا یسمیہ حکیما ولا حکما ولا ابا عیسیٰ ولا عبد فلان انتہی اور ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاھرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک انتہی اور ملا علی قاری کی شرح مشکوٰۃ میں ہے ولا یجوز نحو عبد الحارث وعبد النبی ولا غیرہ مما شاع بین الناس اھ اور ابن محمد مکی کی شرح منہاج میں ہے ویحرم ملک الاملاک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی عبد الکعبۃ او الدار او علی او الحسن لایہام التشریک انتہی واللہ اعلم۔ حررہ عبدہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی"۔ مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۲۹۶ و ص ۲۹۷ رہا علی بخش سو اس کا موہم شرک ہونا اس وجہ سے ہے کہ جس طرح عبد مشترک ہے یوں ہی علی بھی مشترک ہے درمیان اسم خدا اور اسم علی مرتضیٰ کے اور متبادر اس سے اسم علی مرتضیٰ ہی ہے۔ کیونکہ یہ امر کہ خدا کا نام بھی علی ہے عوام اسکو نہیں جانتے اور حسین بخش اس کا واضح قرینہ ہے۔ پس اسکے موہم شرک ہونے میں شبہ کرنا سراسر جہل ہے۔

اصل ضمیمہ اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا۔ الخ۔ **تحقیق** مطلب یہ ہے کہ عورتوں وغیرہ میں جو اختلاط ہنود یا روافض کے سبب یہ بات پیدا ہو گئی ہے کہ وہ نجومیوں وغیرہ سے اچھی بری تاریخیں اور دن پوچھا کرتی ہیں۔ حالانکہ شریعت میں اسکی کچھ اصل نہیں ہوتی یہ امر شرک اور کفر کی باتوں میں سے ہے۔ بایں معنی کہ یہ کفار کا طریقہ ہے نہ کہ مسلمانوں کا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر شریعت سے (فرضاً یا حقیقۃً) کسی تاریخ یا دن کی برائی یا اچھائی ثابت ہو تو اس کا دریافت کرنا بھی شرک اور کفر کی بات ہے۔ بھلا کون مسلمان ہوگا جو ایسا کہیگا یہ معترضین کا عناد ہے کہ وہ کلام کو ایسے محمل پر محمول کرتے ہیں جو قائل کے ذہن سے کوسوں دور ہے۔ رہا یہ امر کہ شرعاً بعض دنوں کا بعض کاموں کیلئے اچھا ہونا اور بعض دنوں کا بعض کاموں کیلئے برا ہونا ثابت ہے یا نہیں۔ سو یہ امر آخر ہے اور بہشتی زیور اس سے ساکت ہے۔ نہ وہ اس کی نفی کرتی ہے نہ اثبات۔ پس اس پر یہ اعتراض کرنا کہ یہ مسئلہ شریعت کے خلاف ہے غلط ہے اور پوچھنے سے مراد بغرض تصدیق پوچھنا ہے نہ کہ مطلقاً جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے من اتی عرافا فسألہ عن شئ لم یقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ

اصل ضمیمہ شگون لینا **تحقیق**۔ واضح ہو کہ فال شرعی اور چیز ہے اور شگون جو عوام میں اختلاط ہنود وغیرہ کے سبب مروج ہے وہ اور ہے۔ چنانچہ فال شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص اتفاقاً کسی کے منہ سے کوئی اچھا لفظ سنے اور اسکو سنکر حق سبحانہ کی جانب سے وصولی خیر کا امیدوار ہو اور شگون مروج یہ ہے کہ ہتھیلی میں کھجلی ہوئی۔ سمجھا کہ روپیہ ہاتھ آئیگا۔ کسی نے چھینک دیا سمجھا کہ کام نہ ہوگا۔ داہنی آنکھ پھڑکی سمجھا کہ خوشی ہوگی بائیں آنکھ پھڑکی سمجھا کہ رنج ہوگا۔

اس قسم کے شگون از قسم عرافہ ہیں اور فال شرعی میں داخل نہیں ہیں بلکہ وہ طیرہ میں داخل ہیں اور بحدیث الطیرۃ
شرک امور شرکیہ میں داخل ہیں۔ پس بعض حمقاء کا یہ سمجھنا کہ شگون نیک مطلقاً جائز ہے اور بہشتی زیور کا مسئلہ غلط ہے
جہل صریح اور واضح گمراہی ہے۔ **اصل ضمیمہ** تصویر رکھنا۔ **تحقیق** تصویر سے مراد جاندار کی بڑی تصویر ہے۔
اور مقصود اس سے ان لوگوں کی اصلاح ہے جو نئی روشنی سے متاثر ہو کر اپنے دوست احباب کی تصویریں رکھتے
ہیں۔ یا جاہلانہ اعتقاد سے مغلوب ہو کر بزرگوں کی تصویریں بغرض تبرک رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے
ہیں جو کہ حالاً یا مآلاً شرک ہے اور ہر تصویر مراد نہیں ہے خواہ جاندار کی ہو یا بیجان کی اور چھوٹی ہو یا بڑی بضرورت
ہو یا بلا ضرورت۔ مہان ہو یا معظم۔ جیسا کہ بعض حمقاء کا خیال ہے اور نظیر اسکی حدیث مسلم ہے جسمیں جبرئیل
علیہ السلام کے یہ الفاظ ہیں انا لاندخل بیتا فیہ کلب او صورۃ کیونکہ جس طرح حدیث مذکور میں صورۃ و کلب
لفظاً مطلق ہیں اور معناً مقید۔ یوں ہی بہشتی زیور میں تصویر لفظاً مطلق ہے اور معنی مقید فتنبہ۔ **اصل ضمیمہ** چراغ جلانا
تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج
رواہ الترمذی وغیرہ۔ اس میں قبروں پر چراغ جلانے کی صریح ممانعت موجود ہے اور اصل راز اس ممانعت کا یہ ہے
کہ قبروں پر چراغ جلانے میں بہت بڑا خطرہ تھا قبر پرستی کا جو کہ شرک ہے۔ اسلئے سد باب شرک کیلئے اسکی ممانعت
فرمائی گئی۔ لیکن بعض لوگوں نے اس دقیقہ اور راز کو نہیں سمجھا۔ اور بدیں عذر کہ اس میں تعظیم شان اولیاء اللہ ہے
انکو جائز کہہ دیا اور یہ خیال نہ کیا کہ جو تعظیم حد شرک تک پہنچی ہوئی ہو یا منجر الی الشرک ہو وہ خود جائز نہیں۔ پس اسکی
بنا پر کسی مجرم منصوص کو کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ واضح ہو کہ جب کسی مستحب امر میں کوئی مصلحت ہو اور اس سے
بڑا مفسدہ ہو تو وہ مصلحت نظر انداز کر دی جاتی ہے اور مفسدہ کا لحاظ کیا جاتا ہے چنانچہ حق سبحانہ جوئے اور شراب
کی نسبت فرماتے ہیں یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس و اثمہما اکبر من نفعہما دیکھو باوجودیکہ
جوئے اور شراب میں منفعتیں بھی تھیں مگر مفسدۂ اثم کا لحاظ کیا گیا اور منافع کو نظر انداز کر دیا گیا۔ پس قبروں پر چراغ
جلانے میں بھی اگر کوئی مصلحت ہو تو مفسدۂ عظیم کے مقابلہ میں جس کا آج کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔
اور اس تعظیم مفرط کے سبب لوگ برابر شرک جلی میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ ہرگز اسکو جائز نہیں کیا جاسکتا اور کسی
کے قول کے مقابلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔ تعجب ہے حمقاء زمانہ سے کہ وہ
ایک طرف تو اتنا غلو کرتے ہیں کہ اتباع حدیث کا دعویٰ کر کے فقہاء کے اقوال مفتی بہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور دوسری
طرف وہ اسقدر کمی کرتے ہیں کہ بعض علماء کے اقوال کو آڑ بنا کر نصوص صریحہ کو رد کر دیتے ہیں نیز کبھی تو اتنا غلو کرتے ہیں کہ باوجود وسعت فی المسلک
کے احتیاطی مسلک کے چھوڑ دینے پر اعتراض کرتے ہیں اور کبھی اس قدر کمی کرتے ہیں کہ لوگوں کے مشرک اور بت پرست
ہو جانیکی بھی پرواہ نہیں کرتے بلکہ شرک و بت پرستی کی بنیاد مضبوط کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ قبروں پر چراغ جلانا

بنص صریح حرام ہے اور یہ ان امور میں سے ہے جو اسلام میں بت پرستی کی جڑ قائم کرتے ہیں اور جن کا مفضی الی الشرک ہونا مشاہدہ ہو چکا ہی ایسی حالت میں کوئی مصلحت اسکی حرمت کی معارض ہو کر اسکو نہیں اٹھا سکتی اور اسکے جواز میں کسی عالم کا قول معتبر نہیں۔ غایۃ مافی الباب یہ ہی کہ جو علماء اسکے جواز کی طرف گئے ہیں وہ اس بناء پر معذور ہیں کہ انکو مفسدہ کا احساس نہیں ہوا مگر بعد وضوح مفسدہ کسی کو انکی کورانہ تقلید کی گنجایش نہیں ہی۔ اصل صفحہ ۹۴ عورتوں کا وہاں جانا۔ الخ تحقیق عورتوں کا قبروں پر جانا گو فی نفسہ مشروع ہی مگر عوارض خارجیہ کی وجہ سے غیر مشروع ہی جیسا کہ مساجد میں جانا اور جماعتوں میں شریک ہونا بلکہ مقابر پر جانے میں مفاسد زیادہ ہیں کیونکہ عموماً مقابر جنگلوں میں ہوتے ہیں جہاں ناموس کا زیادہ خطرہ ہے اصل صفحہ ۹۴ پختہ قبریں بنانا تحقیق فی المشکوۃ عن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تجصیص القبور وان یبنی علیہ وان یقعد رواہ مسلم وفیہ ایضا عن ابی مرثد الغنوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیہا رواہ مسلم وفیہ ایضا عن ابی الہیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ رواہ مسلم وفیہ ایضا عن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیہا وان توطأ رواہ الترمذی ان روایات میں تجصیص قبور کی ممانعت صراحۃً موجود ہے اور اسکے علاوہ قبر کے اوپر کوئی شے بنانے اُن پر کتبہ قائم کرنے انکی طرف نماز پڑھنے انکے زیادہ اونچا بنانیکی ممانعت بھی موجود ہے۔

اور ان پر مساجد بنانے اور چراغ جلانیکی ممانعت پیشتر گذر چکی ہی - ان تمام نصوص میں غور کرنے سی معلوم ہوتا ہی کہ جناب رسول اللہ صلعم کا مقصود یہ ہی کہ قبروں کے اندر کوئی شان عظمت کی پیدا نہ ہونے پائے تاکہ لوگ انکی پرستش نہ کرنے لگیں لیکن شیخ عبد الغنی نابلسی وغیرہ نے ان نصوص صریحہ کا معارضہ کیا اور جن امور کو جناب رسول اللہ صلعم نے صراحۃً اور نام لیکر منع فرمایا تھا انہوں نے بیدھڑک انکو بدعت حسنہ فرمادیا اور فقط اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اور امور مثل وضع ستور والعمائم والثیاب و نذر شمع وزیت للوقود عند القبور کو بھی جائز فرمادیا اور وجہ اسکی یہ بیان فرمائی کہ اسمیں اولیاء اللہ کی تعظیم ہی نیز اسمیں مصلحت یہ ہے کہ عوام انکو محقر نہ سمجھینگے - اب اہل انصاف غور کریں کہ کیا یہ صاف شریعت کا کھلا ہوا معارضہ نہیں ہے اور شریعت مصطفویہ کی مقابلہ میں نئی شریعت ایجاد کرنا نہیں ہے کہ صاحب شریعت تو ان امور کو منع فرمادیں انکے کرنیوالے پر لعنت کریں اور شیخ صاحب وغیرہ فرمادیں جائز لا ینبغی النہی عنہ نیز اسکو بدعت حسنہ اور سنت قرار دیں فیا للعجب حقیقت امر یہ ہے کہ تجصیص قبور و وضع الستور والبناء علی القبور وایقاد قنادیل وغیرہ جو کہ لوگوں کیلئے شرک جلی کا دروازہ کھولتے ہیں اور جو کہ نصوص میں منہی عنہ ہیں تمام بدعات سیئہ اور مقصود شارع کے بالکل خلاف ہیں نہ کہ بدعت حسنہ اور سنت - کیونکہ بدعت حسنہ کے متعلق شیخ موصوف نے لکھا ہی ان البدعۃ الحسنۃ الموافقۃ لمقصود الشرع تسمی سنۃ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نئی بات کے بدعت حسنہ اور سنت ہونے کیلئے ضرورت ہے اسکی کہ وہ مقصود شارع کے موافق ہو اور امور مذکورہ نہ صرف مقصود شارع کے خلاف بلکہ صراحۃً منہی عنہ ہیں -

پس وہ ضرور بدعت سیئہ ہونگے اور شیخ موصوف اور ان کے متبعین کا قول جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صریحہ کے خلاف اور انکے مقصود یعنی سد باب شرک کی مزاحم ہے ہرگز مقبول نہ ہوگا اور جو مصلحت انہوں نے بیان کی ہے وہ مفسدۂ شرک کی مقابلہ میں ہرگز قابل وقعت نہ ہوگی - واضح ہو کہ میرا مقصود حضرت شیخ اور انکے موافقین علمائے ربانی پر طعن نہیں ہے کیونکہ میں جانتا

ہوں کہ انکا مقصود شریعت کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ یہ انکی اجتہادی غلطی ہے خدا معاف کرے لیکن بعد وضوح مفاسد کے اب کسی کو گنجایش نہیں ہے کہ وہ انکی کورانہ تقلید کرے بالخصوص ان لوگوں کو جو بزعم خود مجتہد ہیں اور اپنے اجتہاد کے زور میں جمہور فقہاء کو بھی بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ اب ہم اپنے بیان کی بعض روایات فقہیہ سے بھی تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ درمختار میں ہے لا یجصص للنهی عنه نیز اسی میں ہے لا یرفع علیه بناء اور ردالمحتار میں ہے قوله لا یرفع علیه بناء ای یحرم لو للزینة و یکره لو للاحکام بعد الدفن وفیه ایضا اما البناء علیه فلم ار من اختار جوازه وفی شرح المنیة المختار انه لا یکره التطیین وعن ابی حنیفة یکره ان یبنی علیه بناء من بیت او قبة او نحو ذلك لما روی عن جابر نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیها وان یبنی علیها رواه مسلم وغیره اھ ان روایات سے ثابت ہوا کہ پختہ قبریں بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ ان میں ایک تو بناء علی القبر ہوتی ہے دوسرے تجصیص اور وہ دونوں ناجائز ہیں اور بعض لوگوں نے جو کہا ہے لا یکره البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات سو یہ بوجہ معارض ہونے نصوص اور مذہب حنفی کے مقبول نہیں نیز جو مفاسد عام قبروں پر عمارت وغیرہ بنانے میں ہیں مشائخ وغیرہ کی قبور پر عمارات وغیرہ بنانے میں ان سے زیادہ مفاسد ہیں کیونکہ وہاں علاوہ زینت و احکام و اسراف کے فتح باب شرک بھی ہے پس انکی قبور پر عمارات بنانا بالاولی ناجائز ہوگا اور بعض لوگوں نے جو کہا ہے الیوم اعتادوا التسنیم باللبن صیانة للقبر عن النبش ورأوا ذلك حسنا وقال صلی الله علیه وسلم ما رأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن اھ سو یہ اسلئے نامقبول ہے کہ نہ مسلمون سے مراد عام مسلمان ہیں اور نہ ما راٰہ المسلمون عام ہے بلکہ ما راٰہ المسلمون سے مراد وہ امر ہے جو مقصود شارع کے خلاف نہ ہو۔ اور مسلمون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل اجماع ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جو امر مقصود شارع کے خلاف نہ ہو اور اہل اجماع اس پر اجماع کرلیں وہ عند الله حسن ہے نہ یہ کہ جس چیز کو بھی بعض مسلمان اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک اچھی ہے ورنہ بدعت کا کوئی مصداق ہی باقی نہ رہیگا وہو ظاہر۔ پس اس سے استدلال قبروں کے پختہ بنانے پر صحیح نہیں کیونکہ وہ مقصود و نص شارع کے خلاف ہے کما تبین نیز جن لوگوں نے اسکو مستحسن سمجھا ہے وہ بعض علماء ہیں جنکی دوسرے علمائے متیقظین مخالفت کرتے ہیں۔ رہی علت صیانة عن النبش سو وہ اسلئے صحیح نہیں کہ یہ علت علماء مجوزین کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ یہ علت جناب رسول الله صلی الله علیه وسلم اور صحابہ و تابعین و مجتہدین کے زمانہ میں بھی موجود تھی مگر انہوں نے اسکا لحاظ نہیں کیا اور بناء علی القبر اور تجصیص کی اجازت نہیں دی۔ ایسی حالت میں کسی عالم کو کیا مجاز ہے کہ وہ اس علت کا لحاظ کر کے جواز کا فتویٰ دے۔ بالخصوص اسوقت میں جبکہ اسکا مؤدی الی الشرک ہونا اور بانیوں کی نیت کا صیانة عن النبش نہ ہونا معلوم و مشاہد ہو۔ خلاصہ یہ کہ بحکم نبوی اور بحکم مذہب حنفی قبروں کا پختہ بنانا ممنوع ہے اور اسکے خلاف کسی عالم کا قول معتبر نہیں واللہ اعلم اصل صفحہ ۱ سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا۔ الخ تحقیق چونکہ سلام کی جگہ بندگی کرنا ہندؤں کی رسم ہے اسلئے ممنوع ہے اور آداب میں مشابہت نیا چرہ و ترک سنت ہے اسلئے بدعت ہے اور بہشتی زیور میں جو خطوط میں لفظ آداب استعمال کیا گیا ہے وہ آداب بمعنی سلام نہیں ہے بلکہ وہ اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہے اور ادب کی جمع ہے یعنی ضمن القاب ہیں اور اسکے بعد ان آداب کو بجالا کر جن کا بجالانا چھوٹوں پر لازم ہے۔ غرض یہ ہے۔ الخ پس اس پر اعتراض حمقا ساقط ہے۔ اصل صفحہ ۹ گانا سننا۔ تحقیق گانے سے مراد مطلق شعر پڑھنا نہیں ہے بلکہ متعارف گانا مراد ہے جیسے بیاہ شادی میں ڈومنیوں کا گانا یا عرسوں میں قوالی وغیرہ جو کہ عورتیں

رائج ہے اور منشا حرمت نفس انشاد شعر بصوت حسن نہیں ہے بلکہ دیگر مفاسد کے سبب اسکو ممنوع کہا گیا ہے حضرت مولانا مدظلہم العالی نے اس مبحث کو اصلاح الرسوم میں قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اسمیں دیکھ لینا چاہئے۔ اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا اصل صفحہ ۲۱ سطر ۴ پیشہ کو ذلیل سمجھنا۔ تحقیق اس سے مراد جائز پیشہ ہے نہ کہ عام، خواہ جائز کام ہو یا ناجائز۔ اور مقصود اس سے اس خرابی کی اصلاح ہے جو اکثر شرفاء میں پیدا ہوگئی ہے کہ وہ بھوکا رہنا اور ہندوؤں وغیرہ کی جوتیاں سیدھی کرنا گوارا کرتے ہیں مگر درزی کا کام یا لوہار کا کام یا اور کوئی جائز کام کرنا گوارا نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ اس میں ہماری ذلت ہے۔ پس حمقاء زمانہ کا یہ اعتراض کہ اس میں ناجائز پیشوں کے ذلیل سمجھنے کی ممانعت ہے سراسر بیہودہ اعتراض ہے۔ اصل صفحہ ۱۶ سطر ۱۴ کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا شیر کا گوشت کھلانا۔ تحقیق اس سے مقصود اس مقام پر اس خرابی کی اصلاح ہے جو کہ عوام میں رائج ہے کہ بدون رائے طبیب حاذق اور بلا تحقیق اس امر کے کہ اس مرض کا علاج کچھ اور ہے یا نہیں ان اشیاء کا استعمال کرتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ اگر کسی مرض کی نسبت طبیب مسلم حاذق یہ تجویز کرے کہ اس مرض کا علاج بجز شیر کے دودھ وغیرہ محرمات کے اور کچھ نہیں تو ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں سو یہ امر آخر ہے بہشتی زیور میں اس سے تعرض نہیں۔ کیونکہ اول تو ایسا اتفاق ہی نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو شاذ و نادر ہوتا ہے۔ اور جو صورت رائج ہے اور جسکے انسداد کی ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ بلا تحقیق اور بدون تجویز طبیب حاذق کے گوشت وغیرہ کھلا پلا دیا جاتا ہے لیکن اگر بالفرض اس کا عموم بھی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اسلئے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور ظاہر مذہب تحریم ہے گو بعض لوگوں نے اجازت دیدی ہے اور اسکو مفتی بہ کہا ہے۔ پس اگر بہشتی زیور میں ظاہر مذہب کو اختیار کیا گیا جو کہ اصل مذہب ہے اور متاخرین کے قول کو نہ لیا تو کیا گناہ کیا۔ بالخصوص اس حالت میں جبکہ اس کو اختیار کرنے میں احتیاط بھی ہو اور احادیث کے بھی مطابق ہو۔ اور حمقاء زمانہ حضرت مولانا کے بغرض تسہیل مسلک احتیاط کی چھوڑ دینے پر حضرت مولانا پر اعتراض بھی کرتے ہوں اور ظاہر احادیث کی بناء پر جمہور فقہاء کی مخالفت کو جائز بھی رکھتے ہوں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو تداوی بالمحرم مختلف فیہ ہے اس سے بہشتی زیور میں تعرض نہیں بلکہ اسکی ممانعت ہے جو بالاتفاق حرام ہے اور بر تقدیر تنزل اگر تداوی مختلف فیہ سے تعرض بھی ہو تب بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اولاً اسلئے کہ اصل مذہب تحریم ہے دوسرے اسلئے کہ یہ مسلک احتیاط ہے تیسرے اسلئے کہ وہ ظاہر احادیث کے موافق ہے۔ اصل صفحہ ۲۱ سطر ۴۵ جبتک کوئی مجبوری نہ ہو۔ الخ۔ تحقیق دلیل اس مسئلہ کی یہ ہے در مختار میں ہے یکرہ ان یستعین فی وضوئہ بغیرہ الا عند العجز لیکون اعظم لثوابہ واخلص لعبادتہ آہ وجہ استدلال استعانت مطلق ہے جو کہ استعانت فی المباشرۃ واستعانت فی الصب دونوں کو شامل ہے علی ہذا دلیل کراہت بھی دونوں کو شامل ہے پس استعانت فی الصب مکروہ ہوگی اور علامہ شامی کا یہ کہنا کہ شاید صاحب در مختار کی مراد استعانت فی المباشرۃ ہو سو یہ صحیح نہیں کما یدل علیہ دلیلہ۔ اصل صفحہ ۲۱ سطر ۴۶ جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے۔ تحقیق اس میں یہ ضرور شرط ہے کہ اوقات مکروہہ میں سے کوئی وقت نہ ہو لیکن جس طرح اور شرائط نماز کو اس بناء پر ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ اپنے مقامات پر مذکور ہیں یوں ہی اس شرط کو بھی ذکر نہیں کیا گیا معہذا یہ عنوان اس حدیث کے بھی موافق ہے جسمیں تحیۃ الوضوء کی مشروعیت کا ذکر ہے چنانچہ اسکے الفاظ یہ ہیں ما من احد یتوضأ ویصلی رکعتین یقبل بقلبہ ووجھہ الا وجبت لہ الجنۃ اس حدیث میں شرط انتفاء وقت مکروہ لفظاً مذکور نہیں ہے۔ پس

بہشتی زیور پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مسئلہ مقید ہے اور بہشتی زیور میں اس کو مطلق لکھا لہذا یہ مسئلہ غلط ہے جیسا کہ حمقاء زمانہ کرتے ہیں۔ **اصل** ص۴۷ جب ایک دفعہ وضو کر لیا۔ الخ **تحقیق** دلیلہ ما فی الغنیۃ وھذہ عبارتہ موضحۃ بتوضیحاتنا المقوسۃ الوضوء عبادۃ غیر مقصودۃ لذاتہا (والاختلاف فیہا لاحد) فاذا لم یؤد بہ عمل مما ھو المقصود من شرعیتہ کالصلوٰۃ وسجدۃ التلاوۃ ومس المصحف ینبغی ان لا یشرع تکرارہ قربۃ لکونہ غیر مقصود لذاتہ والا لزم کونہ مشروعا لذاتہ وھو قلب الموضوع (اذا کان کذلک) فیکون اسرافا محضا لعدم الفائدۃ الاخرویۃ والدنیویۃ اما الاخرویۃ فلانہ غیر مشروع للزوم قلب موضوع الشارع کما تبین واما الدنیویۃ فلان الکلام فی الوضوء المستقل الذی ینوی بہ التقرب لا الذی یقصد بہ التبرد وازالۃ الوسخ وغیرہ (وایضا) قد قالوا فی السجدۃ لما لم تکن مقصودۃ لم یشرع التقرب بہا مستقلۃ وکانت مکروھۃ فھذا اولی (لان السجدۃ عبادۃ مقصودۃ فی الجملۃ بخلاف الوضوء فانہا لیست لعبادۃ مقصودۃ لذاتہا اصلا) انتہی کلامہ بتوضیحاتنا المقوسۃ وھذا کلام متین لا یوھن بتوھینات سخیفۃ وقد زل قلم خاتم علماء فرنگی محل فی ھذا المقام زلۃ ظاھرۃ وقال فی السعایۃ قولا سخیفا عفا اللہ عنہ **اصل** ص۴۹ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے الخ **تحقیق** یہ حکم عام عورتوں کا ہے نہ کہ مفضاۃ کا ہے بلکہ مفضاۃ کے حکم سے اس جگہ اس وجہ سے تعرض نہیں کیا گیا ہے کہ وہ نادر الوقوع ہے۔ **اصل** ص۵۰ اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جاوے تو وضو نہیں گیا اور اگر سجدہ میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ۱۲ **تحقیق** مطلب یہ ہے کہ جس قاعدہ سے عورتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہے اگر وہ اس طرح سجدہ کریں جیسا کہ وہ کیا کرتی ہیں اور اسمیں سو جاویں تو وضو ٹوٹ جاویگا۔ رہا یہ امر کہ اگر وہ مردوں کی طرح سجدہ کریں اور سو جاویں یا نماز سے باہر سو جاویں تو وضو ٹوٹیگا یا نہیں۔ اس سے بہشتی زیور میں تعرض نہیں کیا گیا۔ جب بہشتی زیور کے مسئلہ کا مطلب معلوم ہو گیا تو اب اسکی دلیل سنو۔ عمدۃ الرعایہ میں ہے الحدیث لیس علی من نام ساجدا وضوء حتی یضطجع اخرجہ احمد فی مسندہ وحدیث لا یجب الوضوء علی من نام جالسا او قائما او ساجدا حتی یضع جنبیہ فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ اخرجہ البیہقی وقد حسنہ ابن الہمام سندہ بکثرۃ الطرق ان احادیث کے الفاظ حتی یضطجع اور اذا اضطجع استرخت مفاصلہ سے ایک صاحب بصیرت اور ثاقب الذہن شخص بہت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ عدم انتقاض بالنوم فی سجود الصلوٰۃ کوئی امر تعبدی نہیں ہے بلکہ وہ معلول بعلت عدم استرخاء مفاصل ہے۔ سو جس حالت میں استرخاء مفاصل پایا جاویگا انتقاض وضوء کا حکم کیا جاویگا اور جس حالت میں استرخاء مفاصل نہ پایا جاویگا حکم بانتقاض نہ کیا جاویگا۔ اسمیں نہ خصوصیت سجود کو دخل ہے نہ ہیئت مسنونہ کے داخل صلوٰۃ ہونے کو جب یہ امر معلوم ہو گیا تو اب سمجھنا چاہئے کہ عورتوں کے سجدہ کی ہیئت مسنونہ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اسی میں سو جانے سے استرخاء مفاصل ہو جاتا ہے اسلئے اگر عورتیں سجدہ میں سو جائیں گی تو وضو ٹوٹ جائیگا جیسا کہ بہشتی زیور میں لکھا ہے۔ اور مردوں کی ہیئت مسنونہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب تک وہ باقی ہے اس وقت تک استرخاء مفاصل نہیں ہوتا۔ اسلئے اگر مرد سو جاویں تو وضو نہ ٹوٹیگا جیسا کہ حاشیہ بہشتی زیور میں لکھا ہے لیکن اگر عورتیں مردوں کی طرح

سجدہ کرینگی اور مرد عورتوں کی طرح تو حکم الٹا ہو جاویگا۔ پس جس نے اس راز کو سمجھ لیا اس نے صحیح حکم قائم کیا اور جس نے اسکو نہ سمجھا اس نے اپنی فہم کے موافق حکم کیا۔ چنانچہ حلبی اس راز کو صغیری شرح منیہ میں سمجھ گئے اور انہوں نے کہا المعتمد انہ ان نام الرجل، علی الھیئۃ المسنونۃ فی السجود رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا مرفقیہ عن جنبیہ لا یکون حدثا اقول وکذا المرأۃ ان نامت علی ھیئۃ الرجل، والا (اقول بان نام الرجل علی الھیئۃ الغیر المسنونۃ او المرأۃ علی الھیئۃ المسنونۃ) فھو حدث لوجود الاسترخاء سواء فی الصلوۃ او خارجھا انتھی کلام الحلبی مع توضیحاتنا المقوسۃ اور دوسرے لوگوں نے نہیں سمجھا اسلئے وہ چار قولوں پر متفرق ہو گئے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا خاتم علماء فرنگی محل ہیں کہ وہ سعایہ میں اس اقوی الاقوال واصحہا کو اسخف الاقوال فرماتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسئلہ بہشتی زیور غلط نہیں ہے اور نہ اسکو حقاً ضعیف کہا جا سکتا ہے بلکہ یہ بھی اسی قبیل سے ہے جیسے اور مسائل مختلف فیہا ہیں۔ **اصل** ص۱۵ ج۲ اگر بھر منہ قے ہوئی الی قولہ تو وہ نجس ہے اسکا دھونا واجب ہے۔ **تحقیق**۔ یعنی اصل حکم تو یہی ہے کہ اس کا دھونا واجب ہے (چنانچہ اگر انگلی وغیرہ میں تھوڑا خون لگا ہو اور پانی وغیرہ میں ہاتھ ڈالنا چاہے تو اسکا دھونا ضروری ہے ورنہ پانی ناپاک ہو جاویگا گو حق صلوۃ میں دفعاً للحرج۔ مقدار درہم یا اس سے کم کے دھونیکا وجوب ساقط ہو گیا ہے جیسا کہ مسئلہ ص۶ بہشتی زیور حصہ دوئم میں اسکی تصریح موجود ہے پس حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہو گیا۔ **اصل** مسئلہ ص۲ اگر تھوڑی سی منی نکلی الخ **تحقیق** اس مقام پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اگر منی شہوت و دفق کے ساتھ اپنے مقر سے الگ ہو جاوے اور کچھ حصہ اسکا خارج ہو جاوے اور کچھ حصہ کسی وجہ سے اندر رک جاوے اور غسل کرنے کے بعد خارج ہو تو بلا شرط اس پر دوبارہ غسل واجب ہو جاتا ہے اور اگر غسل کے بعد بلا شہوت اور دفق کے جدید منی نکلے تو بلا شرط اس پر دوبارہ غسل واجب نہیں۔ اصل قاعدہ وجوب غسل مکرر کا یہ ہے لیکن چونکہ اس کا معلوم ہونا مشکل ہے کہ جو منی بعد غسل بلا شہوت نکلی ہے وہ منی سابق ہے یا منی جدید۔ اسلئے فقہاء نے امارات کا لحاظ کیا اور کہا کہ جو منی قدر معتد بہ چلنے پھرنے یا سونے یا پیشاب کرنے کے بعد نکلے وہ منی جدید ہے اور چونکہ وہ بلا شہوت خارج ہوئی ہے اسلئے دوبارہ غسل واجب نہیں اور جو منی قبل معتد بہ چلنے پھرنے وغیرہ کے نکلے وہ منی سابق ہے اور چونکہ وہ اپنے مقر سے شہوت و دفق کے ساتھ جدا ہوئی تھی اور اب وہ نکلی ہے اسلئے دوبارہ غسل واجب ہے۔ جب یہ تفصیل معلوم ہو گئی تو اب سمجھنا چاہئے کہ بہشتی زیور میں جو صورت فرض کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ منی اپنے مقر اصلی سے دفق اور شہوت کے ساتھ جدا ہو جاوے اور اسکا کچھ حصہ نکل جاوے اور کچھ حصہ کسی وجہ سے اندر رہ جاوے اور بعد غسل کے وہ حصہ باقیہ خارج ہو اور اس پر بلا شرط دوبارہ وجوب غسل کا حکم کیا ہے پس یہ حکم صحیح ہے جیسا کہ تفصیل بالا سے معلوم ہوا لیکن چونکہ یہ امر معلوم ہونا مشکل تھا کہ جو منی بعد غسل خارج ہوئی ہے وہ بقیہ منی سابق ہے یا منی جدید بنا بریں حاشیہ میں اس کی توضیح کر دی گئی اور کہہ دیا گیا ہے کہ یہ حکم جب ہے جبکہ وہ منی قبل سونے اور قبل پیشاب کرنے اور قبل چالیس قدم یا زیادہ چلنے کے بعد نکلے دیکھو ص۶ بہشتی زیور حصہ اول حاشیہ نمبر ۵ پس حمقاء زمانہ کا یہ اعتراض کہ یہ مسئلہ بعمومہ صحیح نہیں ہے غلط ہے **اصل** ص۲ جب کوئی کافر مسلمان ہو تو اسکو غسل کر لینا مستحب ہے۔ **تحقیق** یعنی نفس اسلام لانے کے لئے

غسل کر لینا مستحب ہے لیکن اگر کوئی امر موجب غسل موجود ہو مثل جنابت یا حیض نفاس سے پاکی تو اس کا حکم یہاں بیان نہیں کیا گیا بلکہ بہشتی گوہر میں بیان کیا گیا ہے جو تتمہ ہے بہشتی زیور کا۔ خاتم علماء فرنگی محل نے سعایہ ج۱ ص۳۲۹ میں اس مسئلہ کو اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح بہشتی زیور میں مذکور ہے۔ چنانچہ وہ غسل مندوب کے اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں منه غسل الكافر اذا اسلم بذلك امر النبى صلے الله عليه وسلم من جاء يريد الاسلام كذا فى التجنيس ؁ پس حمقاء زمانہ کا بہشتی زیور پر یہ اعتراض کہ یہ مسئلہ مطلق صحیح نہیں ہے بلکہ ایک قید کے ساتھ یعنی یہ کہ وہ جنب اور حائض ونفساء نہ ہو سراسر لغو ہے۔ اصل ص ۱۵ مردار کے بال اور سینگ۔ الخ۔ تحقیق مردار سے مراد غیر خنزیر ہے۔ کمافی تنویر الابصار شعر المیتة وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها الی قوله طاهر وکمافی الوقایة وشعر المیتة وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها وشعر الانسان وعظمه طاهر فلا اعتراض علی بهشتی زیور کمایفعل جهلة زماننا اصل ص ۳۶ اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے تحقیق اس فقرہ پر حمقاء زمانہ نے یوں اعتراض کیا ہے۔ اس کا صدق تو کسی لا یعقل ہی پر ہوگا ورنہ یہ بالکل نہ جاننا کہ پانی کہاں ہے کسی سمجھدار پر تو صادق نہ ہوگا اھ شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ اتنی بات تو ہر سمجھدار جانتا ہے کہ سمندر میں اور دریاؤں میں اور چشموں میں پانی موجود ہے۔ لہذا بصورت کہ بالکل نہ معلوم ہو کہ پانی کہاں ہے کسی سمجھدار پر صادق نہیں آسکتی۔ اگر یہ مطلب ہے اور غالبا یہی ہے تو یہ حمق صریح ؛ در جہل عظیم ہے یا عناد ظاہر ہے۔ کیونکہ اتنی بات ہر سمجھدار جانتا ہے کہ اس مقام پر لفظ کہاں اتنا عام نہیں ہے جتنا یہ جہلا سمجھتے ہیں بلکہ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس جنگل میں پانی ہے یا نہیں اگر ہے تو ایک میل کے اندر ہے یا باہر ہے اور اگر اندر ہے تو کس جگہ ہے۔ اب کوئی اعتراض نہیں نیز اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس صورت میں تو تیمم کے جواز کی بہت سی صورتیں نکل جائیں گی۔ آھ۔ لیکن یہ بھی ان کی حماقت اور جہالت ہے۔ کیونکہ یہ جواز تیمم کی ایک خاص صورت ہے نہ کہ اس کے جواز کا قاعدہ کلیہ اور شمول جمیع صور قاعدہ کلیہ کیلئے ضرور ہے نہ کہ کسی خاص صورت کے لئے مثلاً کوئی یوں کہے کہ اگر کسی نے وضو کیا اور بعد کو پیشاب کیا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس سے انتقاض وضو، کی بہت سی صورتیں نکل گئیں۔ یہ ہیں وہ لچر اعتراضات جنکی بنا پر بہشتی زیور کو ناقابل اشاعت قرار دیا جاتا ہے اور اس کے لئے سازشی جلسے کئے جاتے ہیں۔ اصل ص ۳۶ اگر پانی قریب ہو الخ۔ تحقیق مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں محض پردہ کے خیال سے اور بوجہ شرم کے تیمم کرنا درست نہیں۔ کما یدل علیہ قولہ مردوں سے شرم کی وجہ سے الخ رہا یہ امر کہ اور کوئی وجہ ہو مثل خوف ناموس وغیرہ تو یہ امر آخر ہے بہشتی زیور میں اس کی نفی نہیں ہے۔ پس حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہے۔

ختم ہوا ضمیمہ ثانیہ

فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ دوم مکمل و مدلل

فہرست مضامین ضمیمہ اولیٰ مسماۃ بہ بہشتی جوہر

بہشتی زیور کا دوسرا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اول	نجاست کے پاک کرنے کا بیان	

مسئلہ ۱۔ نجاست[1] کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کی نجاست زیادہ سخت ہے تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ جس کی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے اس کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں مسئلہ ۲ خون[2] اور آدمی کا پاخانہ، پیشاب اور منی اور شراب اور کتے اور بلی کا پاخانہ پیشاب اور سور کا گوشت اور اس کے بال و ہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے گدھے خچر کی لید اور گائے بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر، اور بکری، بھیڑ کی مینگنی غرضکہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔ مسئلہ ۳ چھوٹے[3] دودھ پیتے بچہ کا پیشاب، پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے مسئلہ ۴ حرام[4] پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے مسئلہ ۵ مرغی[5] بطخ۔ مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے۔ جیسے کبوتر۔ گوریا۔ یعنی چڑیا۔ مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے مسئلہ ۶ نجاست[6] غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جاوے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے۔ بے اس کے دھوئے اگر نماز پڑھ لیوے تو نماز ہو جاوے گی۔ لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر روپے سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں بے اس کے دھوئے نماز نہ ہو گی اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جاوے۔ جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ، تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے ہوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جاوے تو بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں ہے۔

ص۔ لیس بنجس ۱۲ ردالمختار ص۲۹۴ و بحر ص۲۳۰ ج۱ [6] ونعنی قدر الدرہم وزنا فی المتجسدة وہو عشرون قیراطاً او مساحة فی المائعة وہو قدر مقعر الکف داخل مفاصل الاصابع من النجاسة المغلظة۔ فلا یعفی عنہا اذا زادت علی الدرہم مع القدرة علی الازالة ۱۲ مراقی ص۲۶

[1] ای تنقسم النجاسة الحقیقیة الی قسمین، احدہا نجاسة غلیظة باعتبار قلة المعفو عنہ منہا والثانیة نجاسة خفیفة باعتبار کثرة المعفو عنہ ۱۲ مراقی ص۲۴ [2] ای الغلیظة کالخمر والدم المسفوح ولحم المیتة وبول مالا یوکل لحمہ کالآدمی والضبع والذئب ونجو الکلب وجمیع السباع من البہائم کالفہد وخرء الدجاج والبط والاوز وما ینقض الوضوء بخروجہ من بدن الانسان کالدم السائل والمنی والمذی والودی والاستحاضة والحیض والنفاس ۱۲ مراقی الفلاح ص۲۶ و بحر ص۲۳۰ ج۱ [3] دیکھو اسی صفحہ کا حاشیہ نمبر ۲ [4] واما الخفیفة فکبول الفرس وکذا بول ما یوکل لحمہ من النعم الاہلیة والوحشیة کالغنم والغزال وخرء طیر لا یوکل لحمہ ۱۲ مراقی ص۲۶ [5] واما خرء ما یوکل لحمہ فطاہر الا الدجاج وکذا البط الاہلی والاوز (شرح نقایہ ص۴۵ ج۱) وفی الحاشیہ نمبر ۱ ص۴۵ ان الطیور نوعان نوع لا یذرق فی الہواء ونوع یذرق فی الہواء اما الاول کالدجاج والبط فخرءہما نجس واما الثانی فنوعان الخفاش نوع یوکل لحمہ کالحمام والعصفور والعقعق ونحوہا فخرءہا طاہر عندنا (وکذا فی البحر ص۲۳۰) [6] بول الخفاش وخرءہ ۱۲

مسئلہ ۷ - اگر نجاست[۱] خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصّہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو، اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو، اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں بھری ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے غرضکہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو، اور اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے، یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں

مسئلہ ۸ - نجاست[۲] غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے تو وہ بھی نجس غلیظ ہو جاتا ہے اور نجاست خفیف پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ

مسئلہ ۹ - کپڑے[۳] میں نجس تیل لگ گیا، اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے کم بھی ہے لیکن دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا تو جب تک روپے سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں اب اس کا دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہو گی

مسئلہ ۱۰ - مچھلی[۴] کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں، اسی طرح مکھی، کھٹمل، مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے

مسئلہ ۱۱ - اگر پیشاب[۵] کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جاویں کہ دیکھنے سے دکھائی[۶] نہ دیویں تو اس کا کچھ حرج نہیں دھونا واجب[۷] نہیں ہے

مسئلہ ۱۲ - اگر دلدار[۸] نجاست لگ جاوے جیسے پاخانہ خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جاوے گا اور بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے اگر دو مرتبہ میں چھوٹی۔ تو ایک مرتبہ اور دھوئے، غرضکہ تین بار پورے کر لینا بہتر ہے

مسئلہ ۱۳ - اگر ایسی[۹] نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا۔ تب بھی کپڑا پاک ہو گیا صابون وغیرہ لگا کر دھبہ چھوڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں

مسئلہ ۱۴ - اور اگر[۱۰] پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب

شرح نقایہ ج۱ ص۴۶ [۶] دکھائی نہ دیویں کا مطلب یہ ہے کہ بغیر خوب غور سے دیکھے نہ دکھائی پڑے [۷] لیکن طبیعت کی صفائی کا تقاضا ہے کہ دھوئے [۸] ویطہر متنجس سواء کان بدنا او ثوبا او آنیۃ بنجاسۃ ولو غلیظۃ مرئیۃ کدم بزوال عینہا ولو کان بمرۃ ای غسلۃ واحدۃ علی الصحیح ولا یشترط التکرار وعن الفقیہ ابی جعفر یغسل مرتین بعد زوال العین الحاقا لہا بغیر مرئیۃ ۱۲ مراقی ص۲۶ [۹] ویطہر الشیء عن نجس مرئی بزوال عینہ وان بقی اثر یشق زوالہ بالماء بان یحتاج فی ازالتہ الی نحو الصابون والاشنان ۱۲ شرح نقایہ ص۴۳ [۱۰] ویطہر الشیء عن نجس لم یر ای لم یکن مرئیا بغسلہ ثلثا مع عصرہ من غیر تکرار الی ان ینقطع تقاطرہ اغنان امکن ۱۲ شرح نقایہ ص۴۳ ج۱

[۱] وعفی قدر ما دون ربع الثوب الکامل او البدن کلہ علی الصحیح من خفیفۃ وقیل ربع مقام الکل وقیل ربع الموضع المصاب کالذیل والکم قال فی التحفۃ ہو الاصح وفی الحقائق وعلیہ الفتوی ۱۲ مراقی ص۲۶ در مختار ج۱ ص۲۹۳

[۲] ثم الخفیفۃ انما تظہر فی غیر الماء در مختار ج۱ ص۲۹۷ والحاصل ان المائع متی اصابتہ نجاسۃ خفیفۃ او غلیظۃ وان قلت تنجس ولا یعتبر فیہ ربع ولا درہم نعم تظہر الخفۃ فیما اذا اصاب ہذا المائع ثوبا او بدنا فیعتبر فیہ الربع ۱۲ رد المحتار ج۱ ص۲۹۷

[۳] لو اصاب ثوبہ دہن نجس اقل من قدر الدرہم ثم انبسط وقت الصلوٰۃ فزاد علی قدر الدرہم قیل یمنع وبہ اخذ الاکثرون کما فی البحر عن السراج وفی المنیۃ وبہ یؤخذ وقیل لا یمنع اعتبارا لوقت الاصابۃ ۱۲ رد المحتار ج۱ ص۲۹۲

[۴] ولیس دم البق والبراغیث بشیء وکذا دم السمک لانہ لیس بدم سائل ۱۲ شرح نقایہ ص۴۵

[۵] وبول انتضح ای الباءل ونحوہ مثل رؤس الابر فی شرح الکنز وکذا اذا کان مثل جانبہا الآخر لیس بشیء

زور سے نچوڑے تب پاک ہوگا۔ تو اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گی تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ مسئلہ ۱۵۔ اگر نجاست ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتی۔ جیسے تخت چٹائی، زیور، مٹی یا چینی وغیرہ کے برتن، بوتل، جوتہ وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جاوے جب پانی ٹپکنا بند ہو جاوے پھر دھوئے پھر جب پانی ٹپکنا موقوف ہو تب پھر دھوئے۔ اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہو جاوے گی۔ مسئلہ ۱۶۔ پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے بھی نجاست کا دھونا درست ہے تو اگر کوئی گلاب یا عرق گاؤزبان یا اور کسی عرق سے یا سرکہ سے دھوئے تو بھی چیز پاک ہو جائے گی۔ لیکن گھی اور تیل اور دودھ وغیرہ کسی ایسی چیز سے دھونا درست نہیں جس میں چکنائی ہو، وہ چیز ناپاک رہے گی۔ مسئلہ ۱۷۔ بدن میں یا کپڑے میں منی لگ کر سوکھ گئی تو کھرچ کر خوب مل ڈالنے سے پاک ہو جاوے گا اور اگر ابھی سوکھی نہ ہو تو فقط دھونے سے پاک ہوگا لیکن اگر کسی نے پیشاب کر کے استنجا نہیں کیا تھا ایسے وقت منی نکلی تو وہ ملنے سے پاک نہ ہوگی اس کو دھونا چاہئے۔ مسئلہ ۱۸۔ جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر دلدار نجاست لگ کر سوکھ جاوے جیسے گوبر، پاخانہ، خون، منی وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاست چھڑا ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اگر سوکھی نہ ہو تب بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دیوے کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہے تو پاک ہو جاوے گا۔ مسئلہ ۱۹۔ اور اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے میں یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو بے دھوئے پاک نہ ہوگا۔ مسئلہ ۲۰۔ کپڑا اور بدن فقط دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے چاہے دلدار نجاست لگے یا بے دل کی کسی اور طرح پاک نہیں ہوتا۔ مسئلہ ۲۱۔ آئینہ کا شیشہ اور چھری چاقو چاندی سونے کے زیور، پھول، تانبے، لوہے، گلٹ، رانگے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہو جاویں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانج ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن اگر نقشی چیزیں ہوں تو بے دھوئے پاک نہ ہوں گی۔ مسئلہ ۲۲۔ زمین پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا۔ نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی

م عن الثوب والبدن فلا یطہر بالدلک الا فی المنی ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۸۵ ۷ ویطہر صیقل لا مسام لہ کمرآۃ و ظفر و عظم و زجاج و آنیۃ مدھونۃ او خراطی و صفائح فضۃ غیر منقوشۃ بمسح یزول بہ اثرہا مطلقا ای سواء اصابہ نجس لہ جرم او لا رطبا کان او یابسا ... شامی ج ۱ ص ۲۹۱ و فتح القدیر ص ۱۳۶ ۸ و تطہر ارض بخلاف نحو بساط بیبسہا ای جفافہا ولو بریح و ذہاب اثرہا کلون و ریح لاجل صلوٰۃ علیہا لا للتیمم بہا لان المشروط لہا الطہارۃ و للتیمم الطہوریۃ و حکم آجر و نحوہ کلبن مفروش و خص ... کذا کل ما کان ثابتا فیہا ... ج ۱ ص ۲۸۵ و فتح القدیر ص ۱۳۵

۵ وان المطلق مع عصرہ کالخشب والجلد المطبوخ بالنجس یغسل و یترک الی عدم التقطر ثم یغسل و یترک الی عدم التقطر ثم یغسل و یترک الی عدم التقطر ۱۲ شرح نقایہ ج ۱ ص ۴۳
۶ یطہر المتنجس مزیل طاہر مائع قالع ینعصر بالعصر کالماء ... والخل ... بخلاف نحو الدہن واللبن والعصیر ۱۲ شرح نقایہ ج ۱ ص ۴۱
۷ والمنی نجس یجب رطبہ و یجزی فرکہ ... ہدایہ ج ۱ ص ۵۸ ... ردالمحتار ج ۱ ص ۲۸۸
۸ ویطہر خف و نحوہ ... بدلک ... و ذو الجرم ... ج ۱ ص ۴۳
۹ و عن غیرہا ای عن غیر ذی الجرم بالغسل فقط ۱۲ شرح نقایہ ج ۱ ص ۴۳
۱۰ قولہ ویطہر ...

ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں البتہ نماز پڑھنا درست ہے جو اینٹیں یا پتھر چونہ یا گارے سے زمین میں خوب جما دیئے گئے ہوں کہ بے کھودے زمین سے جدا نہ ہو سکیں اُن کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جاویں گے۔

مسئلہ ۲۳۔ جو اینٹیں زمین پر فقط بچھا دی گئی ہیں چونہ یا گارے سے اُن کی جڑائی نہیں کی گئی ہے وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی اُن کو دھونا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۴۔ زمین پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان جاتے رہنے سے پاک ہو جاتی ہے اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بے دھوئے پاک نہ ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۔ نجس چاقو چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دیئے جائیں تو بھی پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶۔ ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اُس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا مگر چاٹنا منع ہے۔ یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہو گیا۔

مسئلہ ۲۷۔ اگر کورا برتن نجس ہو جاوے اور وہ برتن نجاست کو چوس لیوے تو فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اس میں پانی بھر دیوے۔ پھر جب نجاست کا اثر پانی میں آجاوے تو گرا کر کے پھر بھر دیوے۔ اسی طرح برابر کرتی رہے۔ جب نجاست کا نام و نشان بالکل جاتا رہے نہ رنگ باقی رہے نہ بدبو تب پاک ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۔ نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں جب پکائے گئے تو پاک ہو گئے۔

مسئلہ ۲۹۔ شہد یا شیرہ یا گھی یا تیل ناپاک ہو گیا تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اُس سے زیادہ پانی ڈال کر پکاوے جب پانی جل جاوے تو پھر پانی ڈال کر جلا وے۔ اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک ہو جاوے گا۔ یا یوں کرو کہ جتنا گھی تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ۔ جب وہ پانی کے اوپر آجاوے تو کسی طرح اُٹھا لو۔ اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھاؤ تو پاک ہو جاوے گا۔ اور گھی اگر جم گیا ہو تو پانی ڈال کے آگ پر رکھ دو۔ جب پگھل جاوے تو اُس کو نکال لو۔

مسئلہ ۳۰۔ نجس رنگ میں کپڑا رنگا تو اتنا دھووے کہ پانی صاف آنے لگے تو پاک ہو جاوے گا چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے۔

مسئلہ ۳۱۔ گوبر کے کنڈے اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے۔ اور اُن کا دھواں بھی پاک

لہ و تنجس العسل فتطہیرہ ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیغلی حتی یعود الی مکانہ والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشیء ہکذا ثلث مرات وعلیہ الفتوی ۱۲ در المختار ص ۳۰۹ [illegible] یطہر ما صبغ [illegible] بنجس بغسلہ ثلثا والاولی غسلہ الی ان یصفو الماء در مختار ص ۳۰۲ ج ۱ [illegible] فتح القدیر [illegible] نجسین فغسل [illegible] یطہر مع قیام اللون ۱۲ ۔ لہ ۱۱ لیکن احتیاطاً اس میں ہے کہ نہیں رنگ چھوٹ ہووے ۱۲ لہ ۱۲ لکن نجسا [illegible] الخبز فی سائر

۱۲ الاختیار و در مختار ص ۳۱۲ ج ۱ [illegible] شرح النقایہ [illegible] لہ ۱۳ کنڈے سے جنس [illegible] پنجابی زبان میں گوبر کہتے ہیں ۱۲

لہ دیکھو حاشیہ نمبر ۸ صفحہ ۳ لہ ۲ لیکن تیمم کرنا اس سے بھی جائز نہیں ہے ۱۲ لہ ۳ فالمنفصل یغسل لا غیر الاجر ونحوہ [illegible] در مختار ص ۳۱۱ ج ۱ و فی الشامی ص ۳۱۱ [illegible] اللبنۃ [illegible] لان الطہارۃ بالجفاف [illegible] لہ ۴ دیکھو حاشیہ نمبر ۸ صفحہ ۳ لہ ۵ لا فرق بین المنقذ والشمس [illegible] شامی ص ۱۶۳ ج ۱ فی المنیہ اذا تلطخ السکین بالدم او تلطخ [illegible] ادخل النار فاحترق الدم الراس والسکین ص ۹۰ لہ ۶ وکذا بالحمص اذا اصابہ [illegible] فلحسہ ثلث مرات تطہر [illegible] ۔۔۔ الام ثم مصہ [illegible] مرارا یطہر کذا فی فتاوی [illegible] ۱۲ عالمگیری ص ۵۱ لہ ۷ [illegible] والآجر نجاسۃ [illegible] بالمنصوب [illegible] لم یجعف [illegible] ثلث مرات [illegible] ۱۲ منیہ ص ۹۳ لہ ۸ کلبن تنجس [illegible] جعلت علی النار [illegible] در مختار ص ۳۰۲ ج ۱

ہے اور ان کا دھواں بھی پاک ہے۔ روئی میں لگ جاوے تو کچھ حرج نہیں **مسئلہ ۳۲**۔ بچھونے[۱] کا ایک کونا نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے **مسئلہ ۳۳**۔ جس[۹۲] زمین کو گوبر سے لیپا ہو وہ نجس ہے اُس پر بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز درست نہیں **مسئلہ ۳۴**۔ گوبر[۹۳] سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں بھر جاوے۔ **مسئلہ ۳۵**۔ پیر[۹۴] دھو کر ناپاک زمین پر چلی اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ جاوے کہ زمین کی کچھ مٹی یا یہ نجس پانی پیر میں لگ جاوے تو نجس ہو جاوے گا **مسئلہ ۳۶**۔ نجس[۹۵] بچھونے پر سوئی اور پسینہ سے وہ کپڑا نم ہو گیا تو اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا ہاں اگر اتنا بھیگ جائے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ کر بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو نجس ہو جاوے گا **مسئلہ ۳۷**۔ نجس[۹۶] مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین[۹۷] دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جاویں گے رنگ کا چھوڑانا واجب نہیں **مسئلہ ۳۸**۔ نجس[۹۸] سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اُس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں ہاں اگر پھیل کر باہر آنکھ سے آ گیا ہو تو دھونا واجب ہے **مسئلہ ۳۹**۔ نجس[۹۹] تیل سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا تو قاعدے کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ کھلی ڈال کر یا صابون لگا کر تیل کا چھڑانا واجب نہیں ہے **مسئلہ ۴۰**۔ کتے[۱۰۰] نے آٹے میں منہ ڈال دیا یا بندر نے جھوٹا کر دیا تو اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اُس کے منہ کا لعاب لگا ہو نکال ڈالے باقی سب پاک ہے **مسئلہ ۴۱**۔ کتے[۱۰۱] کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں۔ سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا۔ چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے **مسئلہ ۴۲**۔ رومالی[۱۰۲] بھیگی ہوئی کے وقت ہوا نکلے تو اُس سے کپڑا نجس نہیں ہوا۔

ف ۹۱ وان صلی علی بساط و علی طرف منہ نجاسۃ فالاصح انہ لا یضر کبیراً کان او صغیراً ۱۲ بحر ص ۲۶۹ ج ۱ ورد المحتار ص ۳۷۴ ج ۱ وشرح نقایہ ص ۶۲ ج ۱

ف ۹۲ ولو بسط الثوب الطاہر علی الارض النجسۃ وصلی علیہ جاز بحر ص ۲۷۸ ج ۱۔ وفی الغنیۃ ص ۲۰۰ ولو بسط المصلی علی شیء نجس رطب او جلس علی ارض نجسۃ رطبۃ ولو الثوب الیابس الطاہر فی ثوب نجس رطب فانزولم یظہر فی ثوبہ ادر فی مصلاہ نظرا ان کان بحال لو عصر الثوب او المصلی یتقاطر منہ شیء تنجس والا فلا ۱۲

ف ۹۳ دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۱۱

ف ۹۴ وفی الہندیۃ ولو غسل رجلہ ومشی علی ارض نجسۃ فابتلت الارض من بلل رجلہ فان لم یظہر اثر بلل الارض فی رجلہ وصلی جازت صلوٰتہ وان ظہر لا یجوز ولو مشی علی ارض نجسۃ رطبۃ ورجلاہ یابستہ تتنجس ۱۲ فتح ج

ف ۹۵ غایۃ ص ۴۶ ج ۱ قوان نام علی فراش نجس فعرق وابتل الفراش من عرقہ ان لم یصب بلل الفراش جسدہ لا ینجس ۱۲ منیہ ص ۵۵

ف ۹۶ خواہ نجاست حقیقی ہو یا پسینہ ہو جو ناپاک کپڑے میں لگنے کی وجہ سے نجس ہو گیا ہو ۱۲

ف ۹۷ اختضبت المرأۃ بالحناء النجس او صبغ الثوب بالصبغ النجس ثم غسلہ ثلاث مرات طہر الجلد والثوب والید ۱۲ منیہ ص ۵۷ ورد المحتار ص ۳۰۴ ج ۱

ف ۹۸ یعنی جب تین مرتبہ اس طرح دھو لیا جائے کہ نتھری ہوئی دھوون نکلے یعنی پانی گرے بالکل صاف ہو تو ہاتھ پیر پاک ہو جاویں گے ۱۲

ف ۹۹ لو اکتحل بکحل نجس لا یجب غسلہ ۱۲ رد المحتار ص ۳۰۵ ج ۱

ف ۱۰۰ ان اصاب الدہن النجس الجلد وتشربہ او ادخل یدہ واسمن النجس ثم غسل ثلاث مرات طہر الید والثوب والبدن وان بقی اثر الدہن فہو عفو ۱۲ منیہ بحذف ص ۵۷

ف ۱۰۱ وسؤر خنزیر وکلب وسباع بہائم نجس ۱۲ در مختار ص ۲۰۳ ج ۱

ف ۱۰۲ الکلب اذا اخذ عضو انسان او ثوبہ لا یتنجس ما لم یظہر فیہ اثر البلل ۱۲ منیہ ص ۱۹۱

ف ۱۰۳ اذا لبس سراویلہ مبتلۃ فخرج منہ الریح لا یتنجس ہو الاولی ۱۲ منیہ ص ۵۸ وشامی ص ۳۰۷

مسئلہ۔ نجس پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اُس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھ دیا اور اُس کی تری اِس پاک کپڑے میں آگئی لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی۔ تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا بھی نجس ہو جاوے گا اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہے گا۔ اور اگر پیشاب وغیرہ خاص نجاست کے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اس کی نمی اور دھبہ آگیا تو نجس ہو جاوے گا مسئلہ۔ اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چِر سکتا ہے تو اُس کو پلٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں مسئلہ۔ دوتہ کا کوئی کپڑا ہے اور ایک تہ نجس ہے۔ دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے۔ اور اگر سلی ہوئی ہوں تو پاک تہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔

باب دوم　استنجے کا بیان

مسئلہ۔ جب سو کر اُٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو۔ اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا آبخورہ تو اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے پھر برتن داہنے ہاتھ میں لیکر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آبخورے وغیرہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پاویں۔ اور اگر آبخورہ وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چلو بنا کر پانی نکالے اور جہاں تک ہو سکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکال کے پہلے داہنا ہاتھ دھوئے جب وہ ہاتھ دھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈالدے اور پانی نکال کے بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونے کی اُس وقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہ ہوں اور اگر ناپاک ہوں تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے۔ بلکہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پاوے۔ مثلاً پاک رومال ڈال کے نکالے اور جو پانی کی دھار رومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کرے یا اور جس طرح ممکن ہو۔ مسئلہ۔ جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا سنت ہے۔ مسئلہ۔ اگر نجاست بالکل اِدھر اُدھر نہ لگے اور اس لئے پانی سے استنجا نہ کرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات صفائی کے خلاف ہے

لے بلا نشف الثوب الطاهر في النجس في ثوب رطب فظهرت نداوته لكن لا [illegible] بحيث لو عصر لا يسيل لا يتنجس الاصح انه لا يصير نجسا [illegible] غنية ص٥٦ و در ج١ ص١٢
لے اذا علا [illegible] النجس [illegible] فصلى على الوجه الطاهر ان كان غليظا بحيث يقبل التقطيع اي يمكن ان يقسم فيما بين وجهه الذي فيه النجاسة والوجه الآخر تجوز الصلوة عليه [illegible] منية المستملي
لے لو صلى على ثوب [illegible] باطنه نجس ان كان مخيطا لا تجوز صلوته وان لم يكن مخيطا جاز [illegible] صلوة منية ص٢٢
والبداءة بغسل اليدين الطاهرتين ثلاثا قبل الاستنجاء وبعده الا انه لم يمكن رفع الاناء [illegible] ليسرة [illegible] الاجل لقيام [illegible] الاغتراف [illegible] امر غيره بالاغتراف [illegible] فان لم يجد ادخل [illegible] اليسرى [illegible] لا بيده [illegible] وفي البحر [illegible] مسئلة [illegible] الاستنجاء [illegible] ص١٤
لے الاستنجاء [illegible]

کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ **مسئلہ۴** ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر پھیلنے نہ پاوے۔ بدن خوب صاف ہو جائے **مسئلہ۵** ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے زیادہ پھیل جاوے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے۔ بے دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ **مسئلہ۶** پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھو لیوے۔ پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا۔ البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتی ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھو لیوے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔ **مسئلہ۷** اگر کہیں تنہائی کا موقع نہ ملے تو پانی سے استنجا کرنے کے واسطے کسی کے سامنے اپنے بدن کو کھولنا درست نہیں نہ مرد کے سامنے نہ کسی عورت کے سامنے ایسے وقت استنجا نہ کرے اور بے استنجا کئے نماز پڑھ لے کیونکہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ۸** ہڈی اور نجاست جیسے گوبر لید وغیرہ اور کوئلہ اور کنکر اور شیشہ اور پکی اینٹ اور کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے نہ کرنا چاہئے لیکن اگر کوئی کر لیوے تو بدن پاک ہو جائے گا۔ **مسئلہ۹** کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔ **مسئلہ۱۰** پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے۔ **مسئلہ۱۱** چھوٹے بچہ کو قبلہ کی طرف بٹھلا کر ہگانا مُتانا بھی مکروہ اور منع ہے۔ **مسئلہ۱۲** استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔ **مسئلہ۱۳** جب پاخانہ پیشاب کو جاوے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور ننگے سر نہ جاوے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ رسول کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لیوے اگر چھینک آوے تو فقط دل ہی دل میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے، پھر جب نکلے تو داہنا پیر پہلے نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

ع فقہاء نے اجتہاد سے جن کیفیات کو صفائی کیلئے زیادہ موزوں سمجھتے ہیں بیان فرماتے ہیں، مگر وہ کیفیات منصوص نہیں ہیں ۱۲

ف وليشترط الحليث عند... [illegible]
... شرح ... [illegible]
... و في الشامی ... [illegible]
... ولا تغسل ... [illegible]
... وان جاوز المخرج اكثر من درهم فواجب ای غسل ... ۱۲
شرح نقایہ ۱۲
... فیصل ... [illegible]
... [illegible]
شامی ۱۲
در و شامی ۱۲
... ولا يبول قائما او مضطجعا ... ۱۲
... [illegible]
... کره تحریما استقبال القبلة واستدبارها ... [illegible]
... فی بیان در ۱۲
... ویکره للمرأة ان تمسک ... [illegible]
الدر ۱۲
ف اس مسئلہ کا استنباط ... [illegible] سے کیا گیا ہے ۱۲

ف در المختار ۱۲ ف اے اللہ میں خبیثوں اور گندگیوں سے تیری پناہ پکڑتا ہوں ۱۲ ف خدا کا شکر ہے جس نے تکلیف دہ چیز سے مجھے نجات دی اور مجھے بچا لیا ۱۲
ف حقیقت تو یہ ہے کہ استنجے کے لئے نہ کوئی عدد مسنون ہے نہ کوئی مخصوص طریقہ مقرر ہے بلکہ مقصود بس صفائی ہے لہٰذا جس طرح سے بھی صفائی حاصل ہو سکے وہی کافی ہے ۱۲

باب	نماز کا بیان	سوم

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے۔ کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی ہیں۔ اُن کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دیگا اور جنت دے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا یعنی نماز نہ پڑھی، اُس نے دین برباد کر دیا۔ اور حضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منھ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے اور حضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون ان بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا، اس لئے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا۔ بے نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا۔ خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بُری بات ہے۔

البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں، مجنون اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں باقی سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ لیکن اولاد جب سات برس کی ہو جاوے تو ماں باپ کو حکم ہے کہ ان سے نماز پڑھوا دیں اور جب دس برس کی ہو جاوے تو مار کر پڑھوا دیں اور نماز کا چھوڑنا کبھی کسی وقت درست نہیں ہے جس طرح ہو سکے نماز ضرور پڑھے البتہ اگر نماز پڑھنا بھول گئی بالکل یاد ہی نہ رہا جب وقت جاتا رہا تب یاد آیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی یا ایسی غافل سو گئی کہ آنکھ نہ کھلی اور نماز قضا ہو گئی تو ایسے وقت گناہ نہ ہوگا لیکن جب یاد آوے اور آنکھ کھلے تو وضو کر کے فوراً قضا پڑھ لینا فرض ہے۔ البتہ اگر وہ وقت مکروہ ہو تو ذرا ٹھہر جاوے تاکہ مکروہ وقت نکل جاوے اسی طرح جو نمازیں بیہوشی کی وجہ سے نہیں پڑھیں اس میں بھی گناہ نہیں لیکن ہوش آنے کے بعد فوراً قضا پڑھنی پڑے گی۔ (نوٹ) ..... ان کا بیان ..... درج کیا گیا۔

ف۱ یعنی اٹھائے جائیں گے ۱۲

ف۲ اٹھایا جانا یعنی قیامت کے دن جب سب اٹھیں گے تو نمازی نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے گروہ میں شامل ہوں گے ۱۲

ف۳ برابری کے معنی یہ ہیں کہ قیامت میں بے نمازی کافروں کے گروہ میں شامل ہوگا لیکن غلط فہمی نہ ہو کہ مسلمان بے نمازی کافر کے برابر نہ ہوگا کیونکہ مسلمان بعد سزا بھگت کر آخر کار جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور کافر ہمیشہ دوزخ میں رہے گا فرعون مصر کے قدیم بادشاہوں کا لقب تھا لیکن یہاں وہ بادشاہ مصر مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں برسر اقتدار تھا۔ ہامان اسی کا وزیر تھا۔ قارون کافر تھا قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا مگر کافر تھا اور وہ بھی نہایت کنجوس ۱۲

ف۴ جملہ احکام شریعت کی تعمیل اسی عمر سے کرنی چاہئے البتہ روزہ رکھنے کا حکم بچے کو اس وقت ہے جب اس میں روزہ رکھنے کی قوت ہو جائے اسی طرح جن اعمال کو بچہ بخوبی کر سکتا ہو ان کی تاکید کرنی چاہئے ۱۲

ف۵ بیہوشی کی بعض حالتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں نماز معاف ہو جاتی ہے اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی ۱۲

باب چہارم　نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ ۱ پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کے لنبان پر کچھ سپیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارہ پر چوڑان میں سپیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اُجالا ہو جاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سپیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اول ہی وقت بہت تڑکے نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ **مسئلہ ۲** دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ پچھم سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا بالکل شمال کی سیدھ میں آکر پورب کی طرف مڑنے لگے بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی پورب کی طرف منہ کرکے کھڑی ہونے سے بائیں ہاتھ کی طرف کا نام شمال ہے۔ اور ایک پہچان اس سے بھی آسان ہے وہ یہ کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے۔ ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے بس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے۔ پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جاوے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اور جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جاوے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔ مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آگیا۔ اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لیوے قضا نہ کرے۔ لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت پڑھنا درست نہیں ہے نہ قضا نہ نفل کچھ نہ پڑھے۔ **مسئلہ ۳** جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آگیا پھر جب تک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تارے خوب چھٹک جائیں کہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے۔ پھر جب وہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے۔ اسلئے اتنی دیر کرکے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے

---

۱ وقت صلوٰۃ الفجر من اول طلوع الفجر الثانی وهو البیاض المنتشر المستطیر لا المستطیل (در مختار ص ۳۳۲-۳۳۱ ج ۱) وفی الشامی فالمعتبر الفجر الصادق وهو الفجر المستطیر فی الافق ای الذی ینتشر ضوءه فی اطراف السماء لا الکاذب وهو المستطیل الذی یبدو طویلا فی السماء کذنب السرحان ای الذئب ثم یعقبه ظلمة ۱۲ (ص ۳۳۲) ۲ فاستقبلیس الفضل مکروہ مطلقا ای ولو فی غیر مزدلفة لبناءه علی الستر وهو فی الظلام اتم وفی غیر الفجر الافضل لها اختیار فراغ الجماعة ویستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به ۱۲ در و شامی ص ۳۴۹ ج ۱ ۳ در مختار ص ۳۳۲-۳۳۳ ج ۱ و عالمگیری ص ۵۳ ج ۱ ۱۲ ۴ وتاخیر العصر سواء کان فی الصیف او الشتاء ما لم یتغیر الشمس وهو تغیر قرصها لما رواه ابو داؤد انه علیه السلام کان یؤخر العصر ما دامت الشمس بیضاء نقیة ۱۲ شرح نقایہ ص ۵۵ ج ۱ ۵ والمغرب منه ای من الغروب الی غیبة الشفق وهو الحمرة ۱۲ شرح نقایہ ص ۵۵ ج ۱ ۶ شرح نقایہ ص ۵۶ ج ۱ ۷ (و) وقت (العشاء) والوتر منه (ای من غروب الشفق) الی الصبح ولکن لا یصح ان یقدم علیها الوتر الا ناسیا لوجوب الترتیب ۱۲ در مختار ص ۳۳۶ ج ۱ و شامی ص ۲۴۳ ج ۱ ۱۲

ہی پہلے پڑھ لیوے۔ مسئلہ۔ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے گرمی کی تیزی کا وقت
جاتا رہے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں میں اول وقت پڑھ لینا مستحب ہے۔ مسئلہ۔ عصر
کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے
کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا دونوں کا ایک حکم
ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آجائے اور دھوپ کا رنگ بدل جاوے اور مغرب کی
نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔ مسئلہ۔ جو کوئی تہجد کی نماز پچھلی
رات کو اٹھ کر پڑھا کرتی ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد
پڑھنا بہتر ہے۔ لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے
ہی پڑھ لینا چاہئے۔ مسئلہ۔ بدلی کے دن فجر اور ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا
بہتر ہے اور عصر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ مسئلہ۔ سورج نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو
اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں ہے البتہ عصر کی نماز اگر ابھی نہ پڑھی ہو تو وہ سورج
ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقت سجدۂ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔ مسئلہ۔
فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کے اونچا نہ ہو جائے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ
سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدۂ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج
نکل آیا تو جب تک ذرا روشنی نہ آجائے قضا نماز بھی درست نہیں۔ ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے
کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ قضا اور سجدہ کی آیت کا سجدہ درست ہے۔ لیکن جب دھوپ
پھیکی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔ مسئلہ۔ فجر کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی
کے مارے فقط فرض پڑھ لئے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشن نہ ہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے
جب ذرا روشنی آجائے تب سنت وغیرہ جو نماز چاہے پڑھے۔ مسئلہ۔ جب صبح ہو جائے اور فجر کا وقت
آجائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے
البتہ قضا نماز پڑھنا اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔ مسئلہ۔ اگر فجر کی نماز پڑھنے میں
سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی۔ سورج میں روشنی آجانے کے بعد قضا پڑھے اور اگر عصر کی نماز
پڑھنے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہو گئی قضا نہ پڑھے۔ مسئلہ۔ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونا
مکروہ ہے نماز پڑھ کے سونا چاہئے۔ لیکن کوئی مرض سے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے
کہ مجھ کو نماز کے وقت جگا دینا اور وہ دوسرا وعدہ کرے تو سو رہنا درست ہے۔

۱؎ و استحب الابراد بالظہر فی الصیف ... و استحب تعجیل ظہر شتاء ۱۲ در مختار
۲؎ در مختار ۱۲
۳؎ عصر کی نماز میں اتنی تاخیر کرنا ہر شخص کے لئے مستحب ہے چاہے نماز سے پہلے نوافل پڑھے یا نہ پڑھے ۱۲
۴؎ و استحب تاخیر الوتر لمن یثق بالانتباہ و الا اوتر قبل النوم ۱۲ در مختار
۵؎ در و شامی وغیرہ
۶؎ در مختار ۱۲
۷؎ و کرہ نفل و کل ما کان واجبا لغیرہ ... و رکعتی طواف و سجدتی سہو والذی شرع فیہ فی وقت مستحب او مکروہ ثم افسدہ ولو سنۃ الفجر بعد صلوۃ فجر و صلوۃ عصر الی ما قبیل الطلوع ... ۱۲ در مختار و شامی
۸؎ ... ۱۲
۹؎ ولو طلعت الشمس فی خلال الفجر تفسد صلوۃ الفجر ولو غربت الشمس فی خلال العصر لا تفسد ... ۱۲
۱۰؎ شامی ۱۲
۱۱؎ اسی طرح عشاء میں بھی جلدی کرنا مستحب ہے لیکن یہ وقت ... جبکہ صحیح اوقات

معلوم ہونے کا کوئی ذریعہ نہ ہو لیکن اگر صحیح اوقات کسی ذریعہ سے بھی معلوم ہو سکتے ہوں تو ہر نماز کا ٹھیک وقت پر پڑھنا ضروری ہے ۱۲ ؎ اونچائی سے مراد یہاں ایک نیزہ کی اونچائی ہے جبکہ آفتاب کی طرف دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں ۱۲

باب پنجم — نماز کی شرطوں کا بیان

مسئلہ ۱ ۔ نماز شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے۔ بدن پر یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے جس جگہ نماز پڑھتی ہے وہ بھی پاک ہونی چاہئے، فقط منہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا سر سے پیر تک سارا بدن خوب ڈھانک لیوے قبلہ کی طرف منہ کرے جس نماز کو پڑھنا چاہتی ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے وقت آنے کے بعد نماز پڑھے۔ یہ سب چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں اگر اس میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جاوے گی تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۲** ۔ باریک تن زیب یا نک یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ **مسئلہ ۳** ۔ اگر نماز پڑھتے وقت چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی بانہہ کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہو گئی اسیطرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہ ہو گی جیسے ایک کان کا چوتھائی یا چوتھائی سر یا چوتھائی بال، چوتھائی پیٹ چوتھائی پیٹھ چوتھائی گردن، چوتھائی سینہ، چوتھائی چھاتی وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۴** ۔ جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی اگر اس کی اوڑھنی سرک گئی اور اس کا سر کھل گیا تو اسکی نماز ہوگئی۔ **مسئلہ ۵** ۔ اگر کپڑے یا بدن پر کچھ نجاست لگی ہے لیکن پانی کہیں نہیں ملتا تو اسی طرح نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لیوے۔ **مسئلہ ۶** ۔ اگر سارا کپڑا نجس ہو یا پورا کپڑا تو نجس نہیں لیکن بہت ہی کم پاک ہے یعنی ایک چوتھائی سے کم پاک ہے اور باقی سب کا سب نجس ہے تو ایسے وقت یہ بھی درست ہے کہ اس کپڑے کو پہنے پہنے نماز پڑھے اور یہ بھی درست ہے کہ کپڑا اتار ڈالے اور ننگی ہو کر نماز پڑھے لیکن ننگی ہو کر نماز پڑھنے سے اسی نجس کپڑے کو پہنکر پڑھنا بہتر ہے اور اگر چوتھائی کپڑا یا چوتھائی سے زیادہ پاک ہو تو ننگی ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ اسی نجس کپڑے کو پہنکر پڑھنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۷** ۔ اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگی نماز پڑھے لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور اگر کھڑے کھڑے پڑھے اور رکوع سجدہ ادا کرے تو بھی درست ہے نماز ہو جائے گی لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔ **مسئلہ ۸** ۔ مسافرت میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے کہ اگر نجاست دھوتی ہے تو وضو کے لئے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کیلئے پانی نہ بچیگا

[حاشیہ — بائیں کنارہ]

۱ درمختار ۲۶۲ تا ۲۹۷ ج ۱ ۱۲
۲ اما الغرة الخامس هو الوقت ۱۲ غنیہ ص ۱۸۲
۳ اذا کان الثوب رقیقا بحیث ... لا یحصل به ستر العورة ۱۲ غنیہ ص ۱۹۲
۴ ویمنع صحة الصلوٰة حتی انعقادها کشف ربع عضو ... عورة غلیظة او خفیفة ... ص ۲۷۸ ج ۱
۵ رد المحتار ص ۲۸۳ ۱۲
۶ واثم یجد المکلف المسافر ما یزیل به نجاسة ... صلی معها ... ۱۲ رد المحتار ص ۲۹۰
۷ ولو وجد ... ربعه طاهر ... ۱۲ درمختار ص ۲۸۲ و شرح تنویر ص ۲۸۲
۸ درمختار ص ۲۸۲ تا ۲۸۴ ج ۱ ۱۲
۹ غنیہ ص ۲۰۲ ۱۲
۱۰ یہاں ظاہر کف اور باطن کف دونوں مراد ہیں ۱۲
۱۱ یہ حکم عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ درمختار ص ۲۷۳ پر لکھا ہے مردوں کو فقط ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ڈھانکنا فرض ہے جیسا کہ درمختار ص ۲۷۵ میں مذکور ہے اسکے سوا اگر باقی بدن ڈھکا ہوا نہ ہو تو نماز ہو جائیگی لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا کراہت سے خالی نہیں ۱۲

[illegible] ... یہ نماز شروع کرنے کے بعد کا حکم ہے اور اگر نماز شروع کرتے وقت ہی ... [illegible] ... نجاست کے ساتھ ہوتے ہوئے نماز پڑھ لے ۱۲

تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے پھر وضو کیلئے تیمم کرے۔ **مسئلہ ۹** ظہر کی نماز پڑھی لیکن جب
پڑھ چکی تو معلوم ہوا کہ جس وقت نماز پڑھی تھی اس وقت ظہر کا وقت نہیں رہا تھا بلکہ عصر کا وقت آ گیا
تھا تو اب پھر قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ وہی نماز جو پڑھی ہے قضا میں آ جاوے گی اور ایسا
سمجھیں گے کہ گویا قضا پڑھی تھی۔ **مسئلہ ۱۰** اگر وقت آ جانے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تو نماز نہیں
ہوئی۔ **مسئلہ ۱۱** زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں جب اتنا سوچ لیوے کہ میں
آج کی ظہر کی فرض نماز پڑھتی ہوں، اور اگر سنت پڑھتی ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتی ہوں
بس اتنا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کے ہاتھ باندھ لیوے تو نماز ہو جاوے گی۔ جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں
مشہور ہے اس کا کہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۲** اگر زبان سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ لینا
کافی ہے نیت کرتی ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر۔ یا نیت کرتی ہوں ظہر کی سنتوں کی
اللہ اکبر۔ اور چار رکعت نماز وقت ظہر منہ میرا طرف کعبہ شریف کے، یہ سب کہنا ضروری نہیں چاہے
کہے چاہے نہ کہے۔ **مسئلہ ۱۳** اگر دل میں تو یہی خیال ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتی ہوں لیکن ظہر کی
جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی نماز ہو جاوے گی۔ **مسئلہ ۱۴** اگر بھولے سے چار رکعت کی
جگہ چھ رکعت یا تین زبان سے نکل جاوے تو بھی نماز ہو جاوے گی۔ **مسئلہ ۱۵** اگر کئی نمازیں قضا
ہو گئیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا تو وقت مقرر کر کے نیت کرے یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کے
فرض پڑھتی ہوں۔ اگر ظہر کی قضا پڑھنا ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتی ہوں۔ اسی
طرح جس وقت کی قضا پڑھنا ہو خاص اسی کی نیت کرنا چاہئے اگر فقط اتنی نیت کر لی کہ میں قضا نماز
پڑھتی ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہ ہوگی پھر سے پڑھنی پڑے گی۔ **مسئلہ ۱۶**
اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہو گئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہئے جیسے کسی کی سنیچر،
اتوار، پیر اور منگل چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی نماز پڑھتی ہوں
درست نہیں ہے بلکہ یوں نیت کرے کہ سنیچر کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں پھر ظہر پڑھتے وقت کہے سنیچر
کی ظہر کی قضا پڑھتی ہوں۔ اسی طرح کہتی جاوے۔ پھر جب سنیچر کی سب نمازیں قضا کر چکے تو
تو کہے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح سب نمازیں قضا پڑھے۔ اگر کئی مہینے یا کئی سال
کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لیوے اور کہے کہ فلانے سال کے فلانے مہینے کی فلاں
تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں۔ بے اس طرح نیت کئے قضا صحیح نہیں ہوتی۔ **مسئلہ ۱۷** اگر کسی
کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہو تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمے قضا ہیں ان میں سے

لہ ان كان الرجل شاكا في وقت الظهر فنوى ظهر الوقت فاذا الوقت قد خرج يجوز بناء على ان القضاء والاداء بنية الاداء والاداء بنية القضاء يجوز ۱۲ غنیہ ص...
لہ ومن الشروط الوقت ... فلو صلى وعنده ان الوقت لم يدخل فظهر انه كان دخل لا يجزئه لان الحكم بفساد صلاته بناء على دليل شرعي وهو تحريه ... جائز اذا ظهر خلافه ۱۲ مراقی
لہ ومن الشروط الخامس النية وهي الارادة لا العلم والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة وهو ان يعلم بداهة اي صلوة يصلي ۱۲ در ص ۳۸۵-۳۸۶
لہ در ص ۳۹۰
لہ فلو قصد الظهر وتلفظ بالعصر سهوا اجزأه ۱۲ رد المحتار ص ۳۸۵
لہ دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ہذا
لہ در ص ۳۹۰ ۱۲
لہ رد المحتار ص ... ۱۲
لہ [illegible] اول ظهر عليه او آخر ظهر ۱۲ در ص ...
لہ نماز کا وقت داخل ہونے سے قبل نماز بالکل نہیں ہوتی چاہے نماز پڑھ یا شمد ۱۲
لہ لیکن اگر کسی نے بغیر

دوہ تو تاخیر نماز کی گئے سب قضا نمازیں پڑھ لیں تو پھر سے اعادہ کرے بشرطیکہ کوئی دشواری نہ ہو ورنہ وہی نمازیں کافی ہوں گی ۱۲

جو سب سے اوّل ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں۔ یا ظہر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتی رہے۔ جب دل گواہی دے دے کہ اب سب نمازیں جتنی باقی رہی تھیں سب کی قضا پڑھ چکی ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔ **مسئلہ** [۱۸] سنت [۱] اور نفل اور تراویح کی نمازیں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں سنت ہونے اور نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے۔ مگر سنت تراویح کی نیت کر لینا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

باب	قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان	ششم

مسئلہ [۱] اگر کسی [۲] ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کہ کدھر ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جدھر دل گواہی دے اُسی طرف پڑھ لیوے اگر بے سوچے پڑھ لیوے گی تو نماز نہ ہوگی۔ لیکن اگر بعد میں معلوم ہو جاوے کہ ٹھیک قبلہ ہی کی طرف پڑھی ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر وہاں آدمی تو موجود ہے لیکن پردہ اور شرم کے مارے پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوگی ایسے وقت شرم نہ کرنا چاہئے بلکہ پوچھ کر نماز پڑھے۔ **مسئلہ** [۲] اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ جدھر نماز پڑھی ہے اُدھر قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہو گئی۔ **مسئلہ** [۳] اگر بے [۳] رخ نماز پڑھتی تھی پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ اُدھر نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جاوے اب معلوم ہونے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گی تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ** [۴] اگر کوئی کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنے والی کو اختیار ہے جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔ **مسئلہ** [۵] کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

باب	فرض نماز پڑھنے کے طریقہ کا بیان	ہفتم

مسئلہ [۱] نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھا دے لیکن ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے پھر سینہ پر ہاتھ باندھ لے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھ دے اور یہ دعا پڑھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے اور

ف وکفی مطلق نیۃ الصلوٰۃ لنفل وسنۃ وراتبۃ وتراویح ۱۲ در مختار ۲۵۵/۱ ۔ فتاوی ہندیہ ۲۶/۱ ۱۲ ۔ در مختار ۲۸۸ تا ۲۹۰/۱ ۱۲ ۔ ہدایہ ۸۲/۱ ودر مختار ۴۰۳/۱ وشامی ۴۰۳/۱ ۔ ف ولا صح فرض ونفل فیہا ای فی داخلہا الی ای منہا توجہ وکذا صح فرض ونفل فوقہا وان لم یتخذ مصلیہا سترۃ لکنہ مکروہ ۱۲ مراقی ۔ ف واذا اراد الشروع فی الصلوٰۃ کبر لو قادرا للافتتاح ای قال وجوبا اللہ اکبر ۱۲ در مختار ۔ ہدایہ ۱/۱ وشامی ۴۴۲/۱ ۔ ف ووضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ آخذا رسغہا بخنصرہ وابہامہ ای بخنصرہ وابہامہ علی الرسغ وبسط الاصابع الثلاث ہو المختار وتضع المرأۃ والخنثی الکف علی الکف تحت ثدیہا ۱۲ در مختار وفی شرح النقایہ والمرأۃ تضع علی صدرہا ۱۲ ۔ ف در مختار ۴۵۹/۱ ہدایہ ۸۹/۱ ورد المحتار ۴۵۹/۱ وبحر ۳۱۶/۱ وشرح نقایہ ۱/۱ ۱۲ ۔ ف اگر گھونٹنے میں اتنی دیر کی جس میں تین بار سبحان اللہ کہا جا سکتا ہو تو نماز نہ ہوگی ۱۲ ۔ ف شرح نقایہ ۱/۱ ۔

بہر جزم پڑھے ۱۲ ف اور مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائیں یا سا بابہامیہ شحمتی الاذنیہ ۱۲ شرح نقایہ ۱/۱ ف مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں جیسا کہ حاشیہ نمبر ۵ صفحہ ہذا پر درج کیا گیا ہے ۱۲
ف مرد بائیں ہاتھ سے داہنا پہنچا اس طرح پکڑیں جیسے حاشیہ نمبر ۵ صفحہ ہذا پر بتایا گیا ہے ۱۲

وَلَا الضَّآلِّیْنَ[۵۱] کے بعد آمین کہے پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورت پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کے رکوع میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ[۵۲] تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ کہے اور رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں[۵۳] پر رکھدے اور دونوں بازو پہلو سے خوب ملائے رہے اور دونوں پیر کے ٹخنے[۵۴] بالکل ملا دیوے پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتی ہوئی سر کو اٹھاوے جب خوب سیدھی کھڑی ہو جاوے تو پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدہ میں جاوے۔ زمین پر پہلے گھٹنے رکھے۔ پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے اور انگلیاں خوب ملا لیوے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ماتھا رکھے اور سجدے[۵۵] کے وقت ماتھا اور ناک دونوں زمین پر رکھدے اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے مگر پاؤں[۵۶] کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف کو نکالدے اور[۵۷] خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے ملا دیوے اور دونوں[۵۸] بانہیں زمین پر رکھدے اور سجدہ[۵۹] میں کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی اُٹھے اور خوب[۶۰] اچھی طرح بیٹھ جاوے تب دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہہ کے کرے اور کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کے اللہ اکبر کہتی ہوئی[۶۱] اٹھ کھڑی ہو جائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر کے نہ اٹھے۔ پھر بسم اللہ کہہ کر الحمد[۶۲] اور سورت پڑھ کے دوسری رکعت اسی طرح پوری کرے۔ جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں[۶۳] چوتڑ پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں[۶۴] داہنی طرف نکالدیوے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لے اور انگلیاں خوب ملا کر رکھے پھر پڑھے[۶۵] اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر لَا اِلٰہَ[۶۶] کہنے کے وقت انگلی اُٹھاوے اور اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے وقت جھکا دے مگر عقد و حلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو اس[۶۷] سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً اللہ اکبر کہہ کے اُٹھ کھڑی ہو اور دو رکعتیں اور پڑھ لے اور فرض نماز میں پچھلی[۶۸] دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملاوے جب چوتھی رکعت پر بیٹھے تو پھر التحیات[۶۹] پڑھ کے یہ درود پڑھے

---

[۵۱] گر نا مکروہ ہے و اعتداء ہا جبہ القوس مکروہ ۱۲ مراقی [illegible] [illegible] منفرد یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے کو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہنا چاہئے ۱۲

[۵۶] تنا اگر پاؤں سے نکالدے تک اس مرتبہ اضافہ ہوا ۱۲ [۵۷] مردوں کو چاہئے کہ وہ سجدہ کرتے وقت پیٹ کو رانوں سے اور بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں کما صرح فی شرح النقایہ جدا یا فیجیہ مجافیا بطنہ عن فخذیہ ۱۲ [illegible] [۵۸] مرد دونوں بانہیں زمین پر نہ رکھیں ۱۲ [۶۳] مرد بائیں پیر پر بیٹھیں اور داہنا پیر کھڑا رکھیں کما فی الدر ویفترش الرجل رجلہ الیسری ویجلس علیہا وینصب رجلہ الیمنی ۱۲ [illegible]

[۵۱] شامی [illegible] ۱۲
[۵۲] شرح نقایہ [illegible] ۱۲
[۵۳] وسجد علی انفہ وجبہتہ [illegible] اصابع رجلیہ نحو القبلۃ ۱۲ بحذف [illegible] و در [illegible]
[۵۴] انہا لا تنصب اصابع القدمین کما ذکرہ فی المجتبی ۱۲ بحر [illegible]
[۵۵] والمرأۃ تخفض فلا تبدی عضدیہا وتلصق بطنہا بفخذیہا لانہ استر ۱۲ در [illegible]
[۵۶] وتفرش فی ذراعیہا الخ ۱۲
[۵۷] ہدایہ [illegible]
[۵۸] ویجلس بین السجدتین مطمئنا ۱۲ در [illegible] وفی الحنفیۃ علی شفا واطمئن قاعدا کبر وسجد ثانیا ۱۲
[۵۹] شرح نقایہ [illegible]
[۶۰] [illegible]
[۶۱] والمرأۃ تجلس علی الیتہا الیسری مخرجۃ رجلیہا من الجانب الایمن ۱۲ شرح نقایہ [illegible] وفی الدر [illegible] وتضع فیہ یدیہا تبلغ رؤس اصابعہا رکبتیہا وتضم فیہا اصابعہا ۱۲
[۶۲] وقرا تشہد ابن مسعود رضہ ۱۲ بحر [illegible] و در [illegible]
[۶۳] مراقی [illegible] ودر المختار [illegible]
[۶۴] شرح نقایہ [illegible] مراقی [illegible] و در [illegible] ۱۲
[۶۵] ہدایہ [illegible] ۱۲
[۶۶] ہدایہ [illegible] ۱۲
[۶۷] در [illegible] ۱۲

[illegible] مجافیا عضدیہ (شامی [illegible]) چنانچہ مردوں کو چاہئے کہ اپنے بازو پہلو سے علیحدہ رکھیں ۱۲ [illegible] یہ حکم صرف عورتوں کے لئے ہے جو عمل رکبتیہا و شامی [illegible] مردوں کیلئے نہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ پھر یہ دعا[1] پڑھے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ یا یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث یا قرآن مجید میں آئی ہو۔ پھر[2] اپنے داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔ یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے۔ لیکن اس میں جو فرائض ہیں اُن میں سے اگر ایک بات بھی چھوٹ جاوے تو نماز نہیں ہوتی چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے اور بعض چیزیں واجب ہیں کہ اس میں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جاوے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاوے گی اور بعضی چیزیں سنت ہیں اور بعضی چیزیں مستحب ہیں۔

مسئلہ ۲ نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں۔ نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ کھڑا ہونا قرآن میں سے کوئی سورت یا آیۃ پڑھنا۔ رکوع کرنا۔ اور دونوں سجدے کرنا۔ اور نماز کے اخیر میں جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

مسئلہ ۳ یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں۔ الحمد پڑھنا۔ اُس کے ساتھ کوئی سورت ملانا۔ ہر فرض کو اپنے اپنے موقع پر ادا کرنا اور پہلے کھڑے ہو کر الحمد پڑھنا۔ پھر سورت ملانا پھر رکوع کرنا پھر سجدہ کرنا۔ دو رکعت پر بیٹھنا۔ دونوں بیٹھکوں میں التحیات پڑھنا۔ وتر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرنا۔ ہر چیز کو اطمینان سے ادا کرنا۔ بہت جلدی نہ کرنا۔

مسئلہ ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں لیکن بعضی ان میں سے مستحب ہیں۔

مسئلہ اگر کوئی نماز میں الحمد نہ پڑھے بلکہ کوئی اور آیۃ یا کوئی اور پوری سورت پڑھے یا فقط الحمد پڑھا اس کے ساتھ کوئی سورت یا کوئی آیت نہ ملاوے یا دو رکعت پڑھ کے نہ بیٹھے بے بیٹھے اور بے التحیات پڑھے تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہو جاوے یا بیٹھ تو گئی لیکن التحیات نہیں پڑھی تو ان سب صورتوں میں سر سے فرض تو اتر جائے گا۔ لیکن نماز بالکل نکمی اور خراب ہے پھر سے پڑھنا واجب ہے نہ دہراوے گی تو بڑا گناہ ہو گا۔ البتہ اگر بھولے سے

[1] دعاء بما یشبہ الفاظ القرآن والادعیۃ الماثورۃ ولا یدعو بما یشبہ کلام الناس ۱۲ ہدایہ بحذف ص۹۲ ج۱

[2] ثم یسلم عن یمینہ فیقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وعن یسارہ مثل ذلک ۱۲ ہدایہ ص۹۲ ج۱

[3] والمنفرد ینوی الحفظۃ لا غیر ۱۲ ہدایہ ص۹۲ ج۱

[4] درمختار ورد المحتار ص۳۴۲ ج۱

[5] در ص۴۲۵ ج۱ ۱۲

[6] فرائض الصلوۃ ستۃ التحریمۃ والقیام والقراءۃ والرکوع والسجود والقعدۃ فی آخر الصلوۃ مقدار التشہد ۱۲ ہدایہ بحذف ص۸۲ ج۱

[7] ہدایہ ص۸۲ ج۱ ۱۲

[8] ویجب لفظ السلام دون علیکم ۱۲ مراقی ص۱۴۲

[9] ویجب الاطمینان وہو التعدیل فی الارکان ۱۲ مراقی ص۱۴۲

[10] ولہا واجبات لا تفسد بترکہا وتعاد وجوبا فی العمد والسہو ان لم یسجد لہ ای للسہو ۱۲ در وشامی ص۴۲۵ ج۱

[11] السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں لفظ اللہ کی ہا ساکن پڑھنی چاہیئے ۱۲

[12] وینوی بالتسلیم الاولی من علی یمینہ من الرجال والنساء والحفظۃ وکذلک فی الثانیۃ ولا بد للمقتدی من نیۃ امامہ فان کان الامام من الجانب الایمن والایسر نواہ فیہم وان کان بحذائہ نواہ فیہما والمنفرد ینوی الحفظۃ لا غیر ۱۲ ہدایہ بحذف ص۹۲ ج۱ [illegible]

[illegible] عنوان اختیار کیا گیا فلا اعتراض مزید تحقیق اسکی تحقیقات منہیہ میں ہے ۱۲ [illegible]

ایسا کیا تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاوے گی۔ **مسئلہ[۶]** اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کی موقع پر سلام نہیں پھیرا بلکہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑی باتیں کرنے لگی یا اٹھ کے کہیں چلی گئی یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ فرض تو اتر جاویگا لیکن نماز کا دہرانا واجب ہے پھر سے نہ پڑھیگی تو بڑا گناہ ہوگا۔ **مسئلہ[۷]** اگر پہلے سورت پڑھی پھر الحمد پڑھی تب بھی نماز دہرانا پڑے گی اور اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدۂ سہو کرلے۔ **مسئلہ[۸]** الحمد کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں۔ اگر ایک ہی آیۃ یا دو آیتیں الحمد کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیت اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو جاوے تب بھی درست ہے۔ **مسئلہ[۹]** اگر کوئی رکوع سے کھڑی ہو کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یا رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم نہ پڑھے یا سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نہ پڑھے یا اخیر کی بیٹھک میں التحیات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہو گئی۔ لیکن سنت کے خلاف ہے۔ اسی طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ تب بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ **مسئلہ[۱۰]** نیت باندھتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے اگر کوئی نہ اٹھاوے تب بھی نماز درست ہے مگر خلاف سنت ہے۔ **مسئلہ[۱۱]** ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے اور جب سورۃ ملاوے تو سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیوے یہی بہتر ہے۔ **مسئلہ[۱۲]** سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے بلکہ فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے اور اگر ماتھا نہیں لگایا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔ **مسئلہ[۱۳]** اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑی نہیں ہوئی ذرا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلی گئی تو نماز پھر سے پڑھے۔ **مسئلہ[۱۴]** اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھی ذرا سا سر اٹھا کے دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی۔ اور اگر اتنا ہی اٹھی کہ قریب بیٹھنے کے ہو گئی ہو تو خیر نماز سر سے تو اتر گئی لیکن بڑی مکروہ اور خراب ہو گئی اسلئے پھر سے پڑھنا چاہئے نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔ **مسئلہ[۱۵]** اگر پیال پر یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر کے سجدہ کرے اتنا دباوے کہ اس سے زیادہ نہ دب سکے اگر اوپر اوپر ذرا اشارۃً سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔ **مسئلہ[۱۶]** فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں اگر الحمد

ف۱ دیکھو حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۱۶
ف۲ ولہا واجبات وہی تقدیم الفاتحۃ علی کل سورۃ حتی قالوا لو قرأ حرفا من السورۃ ساہیا ثم تذکر یقرأ الفاتحۃ ثم السورۃ ویلزمہ سجود السہو ۱۲ در و شامی ص ۴۲۹ ج ۱
ف۳ در یجب ضم اقصر سورۃ کالکوثر او ما قام مقامہا وہو ثلاث آیات قصار ص ۴۳۰ ج ۱
ف۴ در ص ۴۳۳ تا ۴۴۳ ۱۲
ف۵ و سنہا رفع الیدین للتحریمۃ و ترک السنۃ لا یوجب فسادا ولا سہوا بل اساءۃ لو عامدا غیر مستخف ۱۲ در ص ۴۴۳
ف۶ در المختار ص ۴۵۰ ج ۱ ۱۲
ف۷ وسجد بانفہ وجبہتہ وکرہ اقتصارہ فی السجود علی احدہما ومنعوا الاکتفاء بالانف بلا عذر والیہ صح رجوعہ وعلیہ الفتوی ۱۲ در ص ۴۶۵
ف۸ در و ...ی شامی ص ۴۶۶ ج ۱
ف۹ در المختار ص ۴۳۳ ج ۱ ۱۲
ف۱۰ شامی ص ۴۶۶ ج ۱ ۱۲
ف۱۱ شامی ص ۴۲۲ ج ۱ ۱۲
ف۱۲ اگر فقط ناک پر سجدہ کیا تو خواہ قصداً ایسا کیا ہو یا بھول کر دونوں صورتوں میں نماز نہیں ہوگی ۱۲
ف۱۳ اگر قصداً سیدھی طرح نہیں کھڑی ہوئی تو نماز کو دہرائے ۱۲ اور اگر بھول کر ایسا کیا ہو تو سجدۂ سہو کرے ۱۲

ف۱۴ اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز دہرائے ۱۲ اور اگر بھول کر ایسا کیا تو سجدۂ سہو کرے ۱۲ ف۱۵ اگر دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا خواہ قصداً نہ دبایا یا بھول کر ۱۲

کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ گئی تو نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ نماز بالکل صحیح ہے **مسئلہ ۱۷** اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے لیکن الحمد پڑھ لینا بہتر ہے اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکی کھڑی رہے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ نماز درست ہے۔ **مسئلہ ۱۸** پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے اگر کوئی پہلی رکعتوں میں فقط الحمد پڑھے سورت نہ ملاوے یا الحمد بھی نہ پڑھے سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتی رہے تو اب پچھلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہئے۔ پھر اگر قصداً ایسا کیا ہو تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر بھولے سے کیا ہو تو سجدہ سہو کرلے۔ **مسئلہ ۱۹** نماز میں الحمد اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ اور چپکے سے پڑھے لیکن ایسی طرح پڑھنا چاہئے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آوے۔ اگر اتنی آواز خود اپنے آپ کو بھی نہ سنائی دے تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۲۰** کسی نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے بلکہ جو جی چاہے پڑھا کرے سورۃ مقرر کر لینا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۲۱** دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورت نہ پڑھے۔ **مسئلہ ۲۲** سب عورتیں اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھیں۔ جماعت سے نہ پڑھیں۔ اور جماعت کے لئے مسجد میں جانا اور وہاں جاکر مردوں کے ساتھ پڑھنا نہ چاہئے۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر وغیرہ کسی محرم کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھے تو اس کے مسئلے کسی سے پوچھ لے۔ چونکہ ایسا اتفاق کم ہوتا ہے اسلئے ہم نے بیان نہیں کئے۔ البتہ اتنی بات یاد رکھے کہ اگر کبھی ایسا موقع ہو تو کسی مرد کے برابر نہ کھڑی ہو۔ بالکل پیچھے رہے ورنہ اس کی نماز بھی خراب ہوگی اور اس مرد کی نماز بھی برباد ہو جاوے گی **مسئلہ ۲۳** اگر نماز پڑھتے میں وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کر کے پھر سے نماز پڑھے **مسئلہ ۲۴** مستحب یہ ہے کہ جب کھڑی ہو تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر۔ سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب جمائی آوے تو منہ خوب بند کر لے اگر اور کسی طرح نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے روکے۔ اور جب گلا سہلاوے تو جہاں تک ہوسکے کھانسی کو روکے اور ضبط کرے۔

باب	قرآن شریف پڑھنے کا بیان	ہشتم

مسئلہ ۱ قرآن شریف کو صحیح صحیح پڑھنا واجب ہے۔ ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ح اور ہ میں اور خ ظ ض میں اور س ص ث میں ٹھیک نکال کے پڑھے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔ **مسئلہ ۲** اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا

لے وسو کہ حین قراءۃ الفاتحۃ و تسبیحا و سکوت قدرہا علی المذہب ۱۲ شرح التنویر ص۳۳۳ ج۱ لے ہدایہ ... در مختار ... ۱۲ لے واد نی الجہر اسماع غیرہ وادنی المخافتۃ اسماع نفسہ ۱۲ در مختار ص۴۹ ج۱ لے وان یعین شیئاً من القرآن لصلوٰۃ علی طریق الفرضیۃ ۱۲ در مختار ... و ہدایہ ص... لے واطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ ۱۲ در مختار ... و ہدایہ ص... لے در مختار ... و ... لے ہدایہ ص... در مختار ... لے در مختار ... ۱۲ لے علامہ جزری فرماتے ہیں الاخذ بالتجوید حتم لازم من لم یجود القرآن آثم ۱۲ لے وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف ... کالراء والسین ... فلا یصح ... ۱۲

جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتی ہے یا عین نہیں نکلتا یا ث س ص سب کو سین ہی پڑھتی ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہ کریگی تو گنہگار رہوگی اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری ہے۔ **مسئلہ ۳** اگر ح ع وغیرہ سب حرف نکلتے تو ہیں لیکن ایسی بے پروائی سے پڑھتی ہے کہ ح کی جگہ ہ اور ع کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتی ہے کچھ خیال کرکے نہیں پڑھتی تب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔ **مسئلہ ۴** جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ گئی تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن بے ضرورت ایسا کرنا بہتر نہیں۔ **مسئلہ ۵** جس طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں نماز میں اسی طرح پڑھنا چاہیے جس طرح عم کے سیپارے میں لکھی ہیں اس طرح نہ پڑھے یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھے اس کے پہلے والی سورت نہ پڑھے جیسے کسی نے پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھی تو اب اِذَا جَاءَ یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ یا قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یا قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور اَلَمْ تَرَ كَيْفَ اور لِإِيلَافِ وغیرہ اس کے اوپر کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بھولے سے اس طرح پڑھ جاوے تو مکروہ نہیں ہے۔ **مسئلہ ۶** جب کوئی سورت شروع کرے تو بے ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۷** جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو یا نئی نئی مسلمان ہوئی ہو وہ سب جگہ سبحان اللہ سبحان اللہ وغیرہ پڑھتی رہے تو فرض ادا ہو جائے گا۔ لیکن نماز برابر سیکھتی رہے اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گی تو بہت گنہگار ہوگی۔

باب	نماز توڑ دینے والی چیزوں کا بیان	نہم

مسئلہ ۱ قصداً یا بھولے سے نماز میں بول اٹھے تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۲** نماز میں آہ یا وہ یا اُف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر جنت و دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی۔ **مسئلہ ۳** بے ضرورت کھکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھکھارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔ **مسئلہ ۴** نماز میں چھینک آئی اس پر الحمد للہ کہا تو نماز نہیں گئی لیکن نہ کہنا چاہیے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے نماز ہی میں اسکو

---

۵۱ لہ غنیۃ المستملی ۱۲ ج ۱

۵۲ لا باس ان یقرأ سورة ویعیدها فی الثانیۃ ۱۲ در ص ۵۱۰ ج ۱

۵۳ التنکیس او الفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهوا فلا ۱۲ رد المحتار ص ۵۱۰ ج ۱

۵۴ ویکره ان یقرأ سورة الا اذا ختم فیقرأ من البقرة ۱۲ رد المحتار ص ۵۱۰ ج ۱

۵۵ افتتح سورة وقصد سورة اخری فلما قرأ آیۃ او آیتین اراد ان یترک تلک السورة ویفتتح التی اراده یکره ۱۲ رد المحتار ص ۵۱۰ ج ۱

۵۶ بحر ص ۳۳۲ ج ۱ وفتح القدیر ص ۲۳۲ ج ۱ ورد المحتار ص ۴۲۵ ج ۱ ۱۲

۵۷ ومن تکلم فی صلوته عامداً او ساهیا بطلت صلوته ۱۲ فتح القدیر ص ۲۸۰ ج ۱ وهدایہ ص ۱۱۸ ج ۱

۵۸ فان ان فیها او تاوه او ابکی فارتفع بکاؤه فان کان من ذکر الجنۃ او النار لم یقطعها لانه یدل علی زیادة الخشوع وان کان من وجع او مصیبۃ قطعها ۱۲ فتح القدیر ص ۲۸۰-۲۸۲ ج ۱ وهدایہ ص ۱۱۸ ج ۱

۵۹ فان تنحنح بغیر عذر و حصل به الحروف ینبغی ان یفسد عند هما وان کان بعذر فهو عفو کالعطاس ۱۲ فتح القدیر ص ۲۸۳ ج ۱ ودر ص ۵۷۶ ج ۱

۶۰ ومن عطس فقال له آخر یرحمک اللّٰه وهو فی الصلوة فسدت صلوته بخلاف ما اذا قال العاطس او السامع الحمد للّٰه ... ولو قال لم تفسد ... فتح القدیر ص ۲۸۳ ج ۱ ودر ص ۵۸۰ و ۵۷۹ ج ۱

یرحمک اللہ کہا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۵** قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ **مسئلہ ۶** نماز میں اتنی مڑ گئی کہ سینہ قبلہ کی طرف سے مڑ گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ ۷** کسی کے سلام کا جواب دیا اور وعلیکم السلام کہا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۸** نماز کے اندر جوڑا باندھا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۹** نماز میں کوئی چیز کھالی یا کچھ پی لیا تو نماز جاتی رہی یہاں تک کہ اگر ایک تل یا دھرا اٹھا کر کھالیوے تو بھی نماز ٹوٹ جاوے گی۔ البتہ اگر کچھ چھالیا وغیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اُس کو نگل گئی تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہو گئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ ۱۰** منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اسکی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوئی۔ **مسئلہ ۱۱** کوئی میٹھی چیز کھائی۔ پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگی۔ لیکن منہ میں اس کا مزہ کچھ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔ **مسئلہ ۱۲** نماز میں کچھ خوشخبری سنی اور اس پر الحمد للہ کہہ دیا یا کسی کی موت کی خبر سنی اُس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۱۳** کوئی لڑکا وغیرہ گر پڑا اُس کے گرتے وقت بسم اللہ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۱۴** نماز میں بچہ نے آکر دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی البتہ اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں گئی۔ **مسئلہ ۱۵** اللہ اکبر کہتے وقت اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا یا اللہ آکبر کہا تو نماز جاتی رہی۔ اسی طرح اگر اکبر کی بے کو بڑھا کر پڑھا اور اللہ اکبار کہا تو بھی نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۱۶** کسی خط یا کتاب کسی پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا۔ لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گئی تو نماز نہیں ٹوٹی۔ البتہ اگر زبان سے پڑھ لیوے تو نماز جاتی رہے گی۔ **مسئلہ ۱۷** نمازی کے سامنے سے اگر کوئی چلا جاوے یا کتا۔ بلی بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جاوے تو نماز نہیں ٹوٹی۔ لیکن سامنے سے جانے والے آدمی کو بڑا گناہ ہوگا۔ اسلئے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہئے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور پھرنے چلنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو، اور اگر ایسی الگ جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑ لیوے جو کم سے کم ایک ہاتھ لمبی ہو اور ایک اُنگل موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کو کھڑی ہو اور اس کو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بلکہ داہنی یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے۔ اگر کوئی لکڑی نہ گاڑے تو اتنی ہی اونچی کوئی اور چیز سامنے رکھ لیوے جیسے مونڈھا تو اب سامنے سے جانا درست ہے کچھ گناہ نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۸** کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھ قدم آگے بڑھ گئی یا پیچھے ہٹ آئی لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہو گئی۔ لیکن اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جاوے گی تو نماز نہ ہوگی۔

ف۵ وقراءتہ من مصحف مطلقا (ای یفسد الصلوۃ) ۱۲ رد المحتار ۵۸۵ و فتح القدیر ۲۸۵
ف۶ (ویفسدہا) تحویل صدرہ عن القبلۃ اتفاقا بغیر عذر ۱۲ در ۵۸۶
ف۷ (ویفسدہا) رد السلام ولو سہوا بلسانہ لا بیدہ ۱۲ در ۵۸۳ و فتح القدیر ۲۹۰
ف۸ (ویکرہ) عقص شعرہ اما فیہا (ای فی الصلوۃ) فیفسد لانہ عمل کثیر ۱۲ رد المحتار ۔۔۔ و فتح القدیر ۲۹۲
ف۹ فتح القدیر ۲۹۲-۲۹۳ ورد المحتار ۵۸۶
ف۱۰ ولو ادخل الفانیذ او السکر فی فیہ ولم یمضغہ لکن یصلی والحلاوۃ تصل الی جوفہ تفسد صلاتہ ۱۲ رد المحتار ۵۸۳
ف۱۱ فتح القدیر ۲۹۳ و رد المحتار ۵۸۵
ف۱۲ رد المحتار ۵۸۵ ۱۲
ف۱۳ ولو سقط شیء من السطح فبسمل او دعی لاحد او علیہ فقال آمین تفسد ۱۲ رد المحتار ۵۸۶
ف۱۴ مص ثدیہا ثلاثا او مرۃ ونزل لبنہا او مسہا بشہوۃ او قبلہا ہو بہا فسدت ۱۲ رد المحتار ۵۸۵ و فتح القدیر ۲۹۰
ف۱۵ رد المحتار ۵۸۲
ف۱۶ ولو نظر الی مکتوب وفہمہ فالصحیح انہ لا تفسد صلاتہ بالاجماع

۱۷ فتح القدیر ۲۸۶ و رد المحتار ۵۹۵ و ۵۹۶ و فتح القدیر ۲۸۵ تا ۲۸۹ ۱۸ رد المحتار ۵۸۶ ۱۲

باب جو چیزیں نماز میں مکروہ اور منع ہیں اُن کا بیان دہم

مسئلہ ۱ مکروہ[1] وہ چیز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہوتا ہے **مسئلہ ۲** اپنے کپڑے یا بدن یا زیور سے کھیلنا کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹا دینا درست ہے۔ **مسئلہ ۳** نماز میں[2] انگلیاں چٹخانا اور کولے پر ہاتھ رکھنا اور داہنے بائیں منھ موڑ کے دیکھنا یہ سب مکروہ ہے البتہ اگر کن[3] انکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو ویسا مکروہ تو نہیں ہے لیکن بلا ضرورت شدیدہ ایسا کرنا بھی اچھا نہیں ہے **مسئلہ ۴** نماز میں[4] دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا چوزانو بیٹھنا یا کتے[5] کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے۔ ہاں دکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھنے کا حکم ہے اُس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکے بیٹھے۔ اس وقت کچھ مکروہ نہیں۔ **مسئلہ ۵** سلام[6] کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا **مسئلہ ۶** نماز میں[7] ادھر اُدھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا سنبھالنا کہ مٹی سے نہ بھرنے پاوے مکروہ ہے **مسئلہ** جس[8] جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسا دے گا یا خیال بٹ جاوے گا اور نماز میں بھول چوک ہو جاوے گی ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** اگر کوئی آگے بیٹھی باتیں کر رہی ہو یا کسی اور کام میں لگی[9] ہو تو اس کے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ لیکن اگر بیٹھنے والی کو اس سے تکلیف ہو اور وہ اس رُک جانے سے گھبرا دے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنے زور زور سے باتیں کرتی ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہے تو وہاں نماز نہ پڑھنا چاہئے مکروہ ہے اور کسی کے منھ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۹** اگر نمازی[10] کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔ **مسئلہ** جس[11] فرش پر تصویریں بنی ہوں اُس پر نماز ہو جاتی ہے لیکن تصویر پر سجدہ نہ کرے اور تصویر دار جانماز رکھنا مکروہ ہے اور تصویر کا گھر میں رکھنا بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ ۱۱** اگر تصویر[12] سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں یا چھتگیری میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف کو ہو یا داہنے طرف یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں۔ لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہوا اور مٹا ہوا ہو تو اُن کا کچھ حرج نہیں۔ ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف ہو۔ **مسئلہ ۱۲** تصویر[13] دار کپڑا پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہے **مسئلہ ۱۳** درخت[14] یا

---

[1] والمکروہ فی ہذا الباب نوعان احدہما ما یکرہ تحریما وہو المحمل عند اطلاقہم ثانیہما المکروہ تنزیہا ومرجعہ الی ما ترکہ اولی ۱۲ ردالمحتار ص ۵۹۹ ج ۱
[2] فتح القدیر ص ۲۹۱ ج ۱ و ردالمحتار ص ۵۹۹ ج ۱
[3] ولو نظر بمؤخر عینیہ یمنۃ ویسرۃ من غیر ان یلوی عنقہ لا یکرہ ۱۲ فتح القدیر ص ۲۹۱ ج ۱ و ردالمحتار ص ۶۰۰ ج ۱
[4] وان یقعی اقعاء الکلب و یفترش ذراعیہ ۱۲ فتح القدیر ص ۲۹۲ ج ۱ و ردالمحتار ص ۶۰۰ ج ۱
[5] ولا یتربع الا من عذر فتح القدیر ص ۲۹۲ ج ۱ و ردالمحتار ص ۶۰۲ ج ۱
[6] ولا یرد السلام بلسانہ ولا بیدہ ۱۲ فتح القدیر ص ۲۹۱ ج ۱
[7] وکرہ کفہ ای رفعہ سواء کان من بین یدیہ او من خلفہ ولو لتراب ۱۲ ردالمحتار ص ۵۹۹ ج ۱
[8] ردالمحتار ص ۶۱۱ ج ۱
[9] ردالمحتار ص ۶۰۲ و ص ۶۱۰ ج ۱
[10] ولا یکرہ صلوٰۃ الی ظہر مصحف او سیف معلقا او شمع او سراج ۱۲ ردالمحتار ص ۶۱۱ ج ۱
[11] ردالمحتار ص ۶۰۷ و ص ۶۱۰ ج ۱
[12] ولا یکرہ ان تکون فوق راسہ او بین یدیہ او بحذائہ یمنۃ او یسرۃ او محل سجودہ تمثال اختلف فیما اذا کان التمثال خلفہ والاظہر الکراہۃ ولا یکرہ لو کانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ او فی یدہ او علی خاتمہ او کانت صغیرۃ او مقطوعۃ الراس او الوجہ او لغیر ذی روح ۱۲ ردالمحتار ص ۶۰۴ ج ۱
[13] ردالمحتار ص ۶۰۴ ج ۱
[14] دیکھو حاشیہ نمبر ۱۲ صفحہ ہذا ۱۲

مکان وغیرہ ایسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو وہ مکروہ نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۴** نماز کے اندر آیتوں کو یا کسی اور چیز کا انگلیوں پر گننا مکروہ ہے۔ البتہ اگر انگلیوں کو دبا کر گنتی یاد رکھے تو کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ ۱۵** دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۶** کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے کوئی اور سورت کبھی نہ پڑھے یہ بات مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۷** کندھے پر رومال ڈال کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۸** بہت برے اور میلے کچیلے کپڑے پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔ **مسئلہ ۱۹** پیسہ کوڑی وغیرہ کوئی چیز منہ میں لیکر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف وغیرہ نہیں پڑھ سکتی تو نماز ہی نہیں ہوئی ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ ۲۰** جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۲۱** جب بہت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھالے تب نماز پڑھے۔ بے کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے۔ **مسئلہ ۲۲** آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے۔ لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔ **مسئلہ ۲۳** بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے۔ جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آگیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں لیکر مل ڈالے اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔ **مسئلہ ۲۴** نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کے چھوڑ دے۔ نماز پڑھتے میں مارنا اچھا نہیں اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے بے کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۲۵** فرض نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۲۶** ابھی سورت پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلی گئی اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی۔ **مسئلہ ۲۷** اگر سجدہ کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسے کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کہ کتنی اونچی ہے۔ اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو تو نماز درست نہیں ہے۔ اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے۔ لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے اُن کا بیان

مسئلہ ۱ نماز پڑھتے میں ریل چلدے اور اس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست ہے۔ **مسئلہ ۲** سامنے سانپ آگیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا

مکروہ تنزیہا لعدم ... التسبیح بالید فی الصلوۃ مطلقا فلا یکرہ ... جمعوا ... ۱۲ رد المحتار
وا الطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیہا ۱۲ رد المحتار
لا ینبغی ان یقرأ سورا معینۃ علی الدوام ۱۲ رد المحتار
رد المحتار ... ۱۲
رد المحتار ... ۱۲
وکرہ ... یمنعہ من القراءۃ فلو منعہ تفسد ۱۲ رد المحتار
وکرہ صلاۃ مع مدافعۃ الاخبثین او احدہما ۱۲ رد المحتار
وکرہ الصلوۃ بحضرۃ الطعام ... الصلوۃ بحضرۃ الطعام غنیۃ
رد المحتار ۱۲
غنیہ ... بخاری ۱۲
وکرہ ... والبزاق ... غنیہ ... ۱۲
غنیہ ... رد المحتار ۱۲
وکرہ اتمام القراءۃ فی الرکوع ۱۲ غنیہ
منیہ ۱۲
... دیباح قطعہا لخوف ... دابۃ ... ضیاع ما قیمتہ درہم لہ او لغیرہ ۱۲ رد المحتار
تنگی ... فرض اور سنت ... نہ پڑھ سکے

ہ نیز اگر یہ خوف ہو کہ جماعت سے رہ جائیگا تو پہلے جماعت سے نماز پڑھ لے ۱۲ ہ چاہے وقت کے اندر نماز ملنے کی توقع ہو یا نہ ہو۔ اگر وقت کے اندر نماز نہ ملے تو قضا پڑھ لے ۱۲

درست ہے۔ **مسئلہ**[3] رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آگئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔ **مسئلہ**[4] نماز میں کسی نے جوتی اٹھالی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑیگی تو لیکر کوئی بھاگ جاویگا تو اس کے لئے نیت توڑ دینا درست ہے۔ **مسئلہ**[5] کوئی نماز میں ہے اور ہانڈی ابلنے لگی جس کی لاگت تین چار آنے ہیں تو نماز توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔ غرضکہ جب ایسی چیز کے ضائع ہو جانے یا خراب ہو جانے کا ڈر ہو جس کی قیمت تین چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کے لئے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔ **مسئلہ**[6] اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر پڑھے۔ **مسئلہ**[7] کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے تو اس کے بچانے کے لئے نماز کا توڑ دینا فرض ہے۔ اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گنہگار ہوگی۔ **مسئلہ**[8] کسی بچہ وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اس کے لئے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔ **مسئلہ**[9] ماں باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے۔ جیسے کسی کا باپ ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے ہیں یا جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اٹھا لیوے۔ لیکن اگر اور کوئی اٹھانیوالا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔ **مسئلہ**[10] اور اگر ابھی گرا نہیں ہے۔ لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔ **مسئلہ**[11] اور اگر کسی ایسی ضرورت کیلئے نہیں پکارا یوں ہی پکارا ہے تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔ **مسئلہ**[12] اور اگر نفل یا سنت پڑھتی ہو۔ اس وقت باپ ماں دادا دادی نانا نانی پکاریں لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلانی نماز پڑھتی ہے تو ایسے وقت بھی نماز کو توڑ کر ان کی بات کا جواب دینا واجب ہے۔ چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور چاہے بے ضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے۔ اگر نماز توڑ کے نہ بولے گی تو گناہ ہوگا۔ اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتی ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے۔ لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

باب	وتر نماز کا بیان	دوازدہم[14]

مسئلہ[1] وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض کے ہے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ اگر کبھی چھوٹ جاوے تو جب موقع ملے فوراً اس کو قضا پڑھنی چاہئے۔ **مسئلہ**[2] وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ دو رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور التحیات پڑھے اور درود بالکل نہ پڑھے بلکہ التحیات پڑھتے ہی

[3،4،5] ان مسائل کیلئے دیکھو حاشیہ ۲۲ ۱۲

[7] ویستحب قطعہا لنحو قتل الاخبثین ان کان ذلک یشغل قلبہ عن الصلوٰۃ و خشوعہا فاتمہا یاثم لادائہا مع الکراہۃ التحریمیۃ ومقتضی ہذا ان القطع واجب لا مستحب ۱۲ ردالمحتار ص ۶۱۲ ج ۱

[7، 8] ویجب القطع نحو انجاء غریق او حریق کما ہو مشتمل بالمصلی اذا استعین احدًا فی استغاثۃ اذا قصد ظالم ومنہ خوف تردی اعمی فی بئر مثلا اذا غلب علی ظنہ سقوطہ ۱۲ ردالمحتار ص ۶۱۲ ج ۱

[9] ای لا یجوز قطعہا بنداء احد ابویہ من غیر استغاثۃ وطلب اعانۃ لان قطعہا لا یجوز الا لضرورۃ وقال الطحاوی ہذا فی الفرض وان کان فی نافلۃ ان علم احد ابویہ انہ فی الصلوٰۃ وناداہ لا باس ان لا یجیبہ وان لم یعلم یجیبہ ۱۲ ردالمحتار ص ۶۱۳ ج ۱

[10، 11، 12] دیکھو حاشیہ نمبر ۸ صفحہ ہذا ۱۲

[13] ہو ای الوتر فرض عملا واجب اعتقادا وسنۃ ثبوتا فلا یکفر بنفیہ وعدم جواز اقتدائہ بغیرہ ووجوب ترتیبہ وقضائہ ۱۲ ردالمحتار ص ۶۲۲ ج ۱

[14] وہو ای الوتر ثلاث رکعات بتسلیمۃ کالمغرب حتی لونسی القعود لا یعود ولو عاد ینبغی الفساد کما سیجیئ ولکنہ یقرأ فی کل رکعۃ منہ فاتحۃ الکتاب وسورۃ لکونہ سنۃ ہو ثالثۃ ویقنت فیہا و ہو نص الشافعی نیہ ۱۲ ردالمحتار ص ۶۲۲-۶۲۳ ج ۱

کے بعد فوراً اٹھ کھڑی ہو اور الحمد اور سورت پڑھ کر اللہ اکبر[۱] کہے اور کندھے[۲] تک ہاتھ اٹھاوے اور پھر ہاتھ باندھ لے پھر دعاءِ قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کے التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے۔ **مسئلہ** دعاءِ قنوت[۳] یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ **مسئلہ** وتر[۴] کی تینوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا چاہئے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا۔ **مسئلہ[۵]** اگر تیسری رکعت میں دعاءِ قنوت پڑھنا بھول گئی اور جب رکوع میں چلی گئی تب یاد آیا تو اب دعاءِ قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے ختم پر سجدۂ سہو کر لے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور دعاءِ قنوت پڑھ لے تب بھی خیر نماز ہو گئی لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے تھا اور سجدۂ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔ **مسئلہ[۶]** اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعاءِ قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنی چاہئے اور سجدۂ سہو بھی کرنا پڑے گا۔ **مسئلہ** جس[۷] کو دعاءِ قنوت یاد نہ ہو وہ یہ پڑھ لیا کرے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یا تین دفعہ یہ کہہ لیوے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ یا تین دفعہ یَارَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ کہہ لیوے تو نماز ہو جاویگی۔

باب سیزدہم[۱۴]　سنت اور نفل نمازوں کا بیان

مسئلہ۱ فجر[۸] کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے۔ حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کبھی اس کو نہ چھوڑے اگر کسی دن دیر ہو گئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہو گیا۔ تو مجبوری کے وقت فقط دو رکعت فرض پڑھ لیوے لیکن جب سورج نکل آوے اور اونچا ہو جاوے تو سنت کی دو رکعت قضا پڑھ لیوے۔ **مسئلہ۲** ظہر[۹] کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے۔ پھر چار رکعت فرض۔ پھر دو رکعت سنت۔ ظہر کے وقت یہ چھ رکعتیں بھی ضروری ہیں ان کے پڑھنے کی بہت تاکید ہے بے وجہ چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔ **مسئلہ۳** عصر[۱۰] کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پڑھے۔ لیکن عصر کے وقت کی سنتوں کی تاکید نہیں ہے اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔ **مسئلہ۴** مغرب[۱۱] کے وقت پہلے تین رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے۔ یہ سنتیں بھی ضروری ہیں۔ نہ پڑھنے سے گناہ ہوگا۔

[۱] دیکھو حاشیہ ۲۲۔
[۲] مردوں کو چاہئے کہ وہ کان کی لو تک ہاتھ اٹھائیں ۱۲۔
[۳] وسیں الدعاء المشہور ۱۲ رد المحتار ۹۲۳ ج ۱
[۴] ویقرأ فی کل رکعۃ منہ فاتحۃ الکتاب وسورۃ ۱۲ رد المحتار ۹۲۳ ج ۱
[۵] ولو نسی القنوت ثم تذکر فی الرکوع لا یقنت فیہ لفوات محلہ ولا یعود الی القیام فان عاد الیہ وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوٰتہ وسجد للسہو قنت اولا لزوالہ عن محلہ ۱۲ رد المحتار ۹۲۰-۹۲۳ ج ۱
[۶] الساہی یقنت ثانیا وکذا رجح فی الحلیۃ البحر (رد المحتار ۹۲۳ ج ۱) وسجد للسہو لزوالہ عن محلہ ۱۲ رد المحتار ۹۲۳ ج ۱
[۷] ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ وقال ابو اللیث یقول اللّٰہم اغفر لی یکررہا ثلاثا وقیل یقول یا رب ثلاثا ۱۲ رد المحتار ۹۲۳ ج ۱
[۸] السنۃ اکدہا سنۃ الفجر لما فی الصحیحین عن عائشۃ لم یکن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی شیء من النوافل اشد تعاہدا منہ علی رکعتی الفجر ولو ترکہا اثم اخیل ۱۲ رد المحتار ۹۳ ج ۱
[۹] درمختار ۹۶ ج ۱
[۱۰] وسن مؤکدا اربع قبل الظہر واربع قبل الجمعۃ واربع بعدہا بتسلیمۃ ورکعتان قبل الصبح وبعد الظہر والمغرب والعشاء ۱۲ رد المحتار ۹۳ ج ۱
[۱۱] ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدہا بتسلیمۃ ۱۲ رد المحتار ۹۳ ج ۱
[۱۲] دیکھو نوٹ صفحہ

مسئلہ ۵ عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے۔ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت پڑھے۔ پھر اگر جی چاہے دو رکعت نفل بھی پڑھ لے۔ اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں۔ اور اگر کوئی اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے۔ پھر وتر پڑھے عشاء کے بعد یہ دو رکعتیں پڑھنی ضروری ہیں نہ پڑھے گی تو گناہ ہوگا

مسئلہ ۶ رمضان کے مہینہ میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے۔ اس کی بھی تاکید آئی ہے۔ اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھے۔ چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے چاہے چار چار رکعت کی۔ مگر دو دو رکعت کا پڑھنا اولیٰ ہے۔ جب بیسوں رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے

فائدہ جن سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے یہ سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ ہیں۔ دو فجر کی۔ چار ظہر کے پہلے دو ظہر کے بعد۔ دو مغرب کے دو عشاء کے بعد۔ اور رمضان میں تراویح اور بعض عالموں نے تہجد کو بھی مؤکدہ میں گنا ہے۔

مسئلہ اتنی نمازیں تو شرع کی طرف سے مقرر ہیں۔ اگر اس سے زیادہ پڑھے کوکسی کا جی چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اور جس وقت جی چاہے پڑھے۔ فقط اتنا خیال رکھے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گی اس کو نفل کہتے ہیں۔ جتنی زیادہ نفلیں پڑھے گی اتنا ہی زیادہ ثواب ملیگا۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے بعضے خدا کے بندے ایسے ہوئے ہیں کہ ساری رات نفلیں پڑھا کرتے تھے اور بالکل نہیں سوتے تھے

مسئلہ بعضی نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے اسلئے اور نفلوں سے اُن کا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں۔ تحیۃ الوضو۔ اشراق۔ چاشت۔ اوابین۔ تہجد۔ صلوٰۃ التسبیح

مسئلہ تحیۃ الوضو اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیا کرے۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ لیکن جس وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے

مسئلہ اشراق کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جانماز پر سے نہ اٹھے۔ اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا اور کوئی وظیفہ پڑھتی رہے اور اللہ کی یاد میں لگی رہے۔ دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے نہ دنیا کا کوئی کام کرے۔ جب سورج نکل آوے اور اونچا ہو جاوے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گئی۔ پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۱ پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جائے

---

۱ ذکرہ فی نور الایضاح ۱۲ ۲ التراویح سنۃ مؤکدۃ للرجال والنساء ووقتہا بعد صلوۃ العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعدہ فی الاصح وھی عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات ۱۲ رد المحتار ۳ یستحب ان یجتمع الناس فی شہر رمضان بعد العشاء فیصلی بہم امامہم خمس ترویحات کل ترویحۃ بتسلیمتین ویجلس بین کل ترویحتین مقدار ترویحۃ ذکر لفظ الاستحباب والصحیح انہا سنۃ کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ ۱۲ ہدایہ ۴ ومن المندوبات ان یصلی رکعتین عقیب الوضوء لما رواہ مسلم وابوداؤد وغیرہما ما من احد یتوضأ فیحسن الوضوء ویصلی رکعتین یقبل بقلبہ ووجہہ علیہما الا وجبت لہ الجنۃ ۱۲ رد المحتار ۱ ویندب رکعتان بعد الوضوء یعنی قبل الجفاف ۱۲ رد المحتار ۵ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی الفجر فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کاجر حجۃ وعمرۃ رواہ الترمذی قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن غریب ۱۲ ترمذی احمدی ۶ وندب اربع صاعداً فی الضحیٰ علی الصحیح ۱۲ تنہار المحتار بعد طلوع الشمس ۱۲ رد المحتار ۸ بلندی کی حد ایک نیزہ ہے اور یہ اس وقت ہوتی ہے جبکہ آفتاب کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیانے لگیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

۵ حج فرض ہے اور عمرہ سنت ہے یہ دونوں اقسام حج میں سے ہیں ۱۲

اور دھوپ تیز ہو جاوے تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے۔ یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھ لے۔ اس کو چاشت کہتے ہیں۔ اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ **مسئلہ**[۱۲] مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے اس کو اوابین کہتے ہیں۔ **مسئلہ**[۱۳] آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ہی ثواب ہے اسی کو تہجد کہتے ہیں۔ یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا ہے۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی۔ اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا۔ اسکے سوا بھی رات دن میں جتنی چاہے نفلیں پڑھے۔ **مسئلہ**[۱۴] **صلوٰۃ التسبیح** کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو یہ نماز سکھائی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے سب معاف ہو جاویں گے اور فرمایا تھا اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو۔ اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں پڑھ لیا کرو۔ ہر مہینے میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور سبحانک اللہم اور الحمد اور سورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر رکوع میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے۔ پھر رکوع سے اٹھے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے دس دفعہ پڑھے۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کے لئے کھڑی ہو۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے۔ اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لئے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھ لے تب التحیات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔ **مسئلہ**[۱۵] ان چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے کوئی سورت مقرر نہیں ہے۔

چہاردہم[۱۴]	**فصل**	باب

مسئلہ دن کو نفلیں پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی

لہ ویستحب بعد المغرب ست رکعات بثلاث تسلیمات وتسمی صلوٰۃ الاوابین... ردالمحتار ... عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی بعد المغرب عشرین رکعۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ الترمذی ... کله ومندوب صلوٰۃ اللیل ... لما فی صحیح مسلم مرفوعا افضل الصلوٰۃ بعد الفریضۃ صلوٰۃ اللیل ... قال العینی ... والسنۃ فیہ ثمان رکعات باربع تسلیمات ردالمحتار ... کله عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس ابن عبد المطلب یا عماہ الا اعطیک الا امنحک الا اخبرک الا افعل بک عشر خصال اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک اولہ واٰخرہ قدیمہ وحدیثہ خطاہ وعمدہ صغیرہ وکبیرہ سرہ وعلانیتہ ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ فاذا فرغت من القراءۃ فقل وانت قائم سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر خمس عشرۃ مرۃ ثم ترکع فتقول وانت راکع عشرا ثم ترفع راسک من الرکوع فتقولہا عشرا ثم تہوی ساجدا فتقولہا عشرا ثم ترفع راسک من السجود فتقولہا عشرا ... ثم ترفع فتقولہا عشرا فذلک خمس وسبعون فی کل رکعۃ تفعل ذلک فی اربع رکعات ان استطعت ان تصلیہا فی کل یوم مرۃ فافعل فان لم تفعل ففی کل جمعۃ فان لم تفعل ففی کل شہر فان لم تفعل ففی کل سنۃ فان لم تفعل ففی عمرک مرۃ رواہ الترمذی وابن ماجۃ قال الترمذی غریب[۱۲] کبیری ... ردالمحتار ... کله ردالمحتار ... ۱۲ ہدایہ ... ۱۲ ف نفل نمازوں میں سب سے زیادہ تہجد کی نماز کا ثواب ہے ۱۲

نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ ہے۔ اور رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعت کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ[٢] اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی بھی چاہے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے التحیات کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے پھر بے سلام پھیرے اٹھ کھڑی ہو۔ پھر تیسری رکعت پر سبحانک اللھم پڑھ کے اعوذ و بسم اللہ کہہ کے الحمد شروع کرے اور چاہے صرف التحیات پڑھ کر اٹھ کھڑی ہو اور تیسری رکعت پر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی ہے اور آٹھوں رکعتیں ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو اسی طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں چاہے التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑی ہو جاوے اور پھر سبحانک اللھم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کر کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور اسی طرح چھٹی رکعت پر بیٹھ کر بھی چاہے التحیات درود دعا سب کچھ پڑھ کے کھڑی ہو پھر سبحانک اللھم پڑھے اور چاہے فقط التحیات پڑھ کے کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کے سلام پھیرے اور اسی طرح ہر دو دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ مسئلہ[٣] سنت[١] اور نفل کی سب رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔ اگر قصداً سورت نہ ملاوے گی تو گنہگار ہو گی اور اگر بھول گئی تو سجدۂ سہو کرنا پڑیگا اور سجدۂ[٣] سہو کا بیان آگے آوے گا۔ مسئلہ[٤] نفل[٥] نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اُس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اگر توڑ دے گی تو گنہگار ہو گی اور جو نماز توڑی ہے اُس کی قضا پڑھنا پڑے گی لیکن نفل کی ہر دو دو رکعت الگ ہیں اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہوا چاروں رکعتیں واجب نہیں ہوئیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔ مسئلہ[٥] اگر کسی[٥] نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو[٢] رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔ مسئلہ[٦] اور اگر چار[٧] رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکی تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات وغیرہ پڑھی ہے تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھی بے التحیات پڑھے بھولے سے کھڑی ہو گئی یا قصداً کھڑی ہو گئی تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔ مسئلہ ظہر[٨] کی چار رکعت سنت کی نیت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعتیں پھر سے

[١] ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی فی الاربع قبل الظہر والجمعۃ وبعدہا ولو صلی ناسیا فعلیہ السہو وقیل لا ولا یستفتح اذا قام الی الثالثۃ منہا وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ وقیل لا یأتی فی الکل ١٢ رد المحتار ص ٦٣٣

[٢] قولہ واجبات وہی قراءۃ فاتحۃ الکتاب وضم اقصر سورۃ فی الاولیین من الفرض وفی جمیع رکعات النفل وکل الوتر ١٢ رد المحتار ص ٤٢٦/١

[٣] اس کا بیان آگے آئیگا ١٢

[٤] ولزم نفل شرع فیہ بتکبیرۃ الاحرام او بقیام الثالثۃ شروعا صحیحا قصدا (رد المحتار ص ٢٣/١) وقضاء لو نوی اربعا وافسدہ بعد التشہد ثم نقض لانہ لم یشرع فی الشفع الثانی ١٢ رد المحتار ص ٩

[٥] وقضی رکعتین لو نوی اربعا ونقض فی خلال الشفع الاول او الثانی ای وتشہد للاول والا یفسد الکل اتفاقا ١٢

[٦] دیکھو حاشیہ ٥ صفحہ ہذا

[٧] اما اذا شرع فی الاربع قبل الظہر ثم قطع یلزمہ اربع ١٢ منیہ ص ٩

پڑھے چاہے دو رکعت پر بیٹھ کے التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔ مسئلہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اسلئے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔ اس میں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آگئیں۔ البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑی نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملیگا۔ اور فرض نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ مسئلہ اگر نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑی ہو گئی یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گئی تو یہ درست ہے۔ مسئلہ نفل نماز کھڑے کھڑے پڑھی۔ لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گئی تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اس کے سہارے سے کھڑا ہونا بھی درست ہے مکروہ نہیں۔

باب استخارہ کی نماز کا بیان پانزدہم

مسئلہ جب کوئی کام کرے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لیوے۔ اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کئے نہ کرے تو انشاء اللہ کبھی اپنے کئے پر پشیمان نہ ہوگی۔ مسئلہ استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ اس کے بعد خوب دل لگا کے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ اور جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے جس پر لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کے لئے استخارہ کرنا چاہتی ہے اس کے بعد پاک و صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جاوے جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہئے۔ مسئلہ اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جاوے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے اسی طرح سات دن تک کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جاوے گی۔ مسئلہ اگر حج کیلئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں

لہ ویتنفل مع قدرتہ علی القیام قاعدا لا مضطجعا الا بعذر ابتداء وبناء بعد الشروع بلا کراہۃ فی الاصح کعکسہ وفیہ اجر غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النصف الا بعذر ۱۲ رد المحتار ص۵۵۳ ج۱
ٹ لو شرع قاعدا ثم قام فانہ یجوز اتفاقا ۱۲ رد المحتار ص۵۶۹ ج۱
ٹ۳ رد المحتار ص۵۶۲ ج۱ وہدایہ ص۱۳۰ ج۱
ٹ۴ ویکرہ من افتتح التطوع قائما ان یتکی علی عصا او حائط بعذر ۱۲ ہدایہ ص۱۳۰ ج۱
ٹ۵ ولہ عن جابر بن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلہا کما یعلمنا السورۃ من القرآن یقول اذا ہم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل اللہم انی استخیرک الخ ۱۲ رد المحتار ص۶۲۳ ج۱
ٹ۶ ینبغی ان ینام علی طہارۃ مستقبل القبلۃ بعد قراءۃ الدعاء المذکور فان رأی فی منامہ بیاضا او خضرۃ فذلک الامر خیر وان رأی فیہ سوادا او حمرۃ فہو شر ینبغی ان یجتنب ۱۲ رد المحتار ص۶۲۳ ج۱
ٹ۷ رد المحتار ص۶۲۳ ج۱ ۱۲
ٹ۸ رد المحتار ص۶۲۳ ج۱ ۱۲
ٹ۹ لفظ فرض واجب نماز کو بھی شامل ہے کیونکہ

واجب بھی فرض کے حکم میں ہے اور سنتوں سے صبح کی سنتیں مراد ہیں اور بعض نے تراویح کا بھی یہ حکم لکھا ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں کہ نہ جاؤں۔

شانزدہم[۱۶]	نماز توبہ کا بیان	باب

مسئلہ[۱] اگر کوئی بات خلاف شرع ہو جاوے تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر اُس سے توبہ کرے اور اپنے کئے پر پچھتاوے۔ اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرائے اور آئندہ کیلئے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کروں گی۔ اس سے بفضل خدا وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

ہفت دہم[۱۷]	قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان	باب

مسئلہ[۱] جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آوے فوراً اس کی قضا پڑھے۔ بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ سو جس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اُس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ڈالدی کہ فلانے دن پڑھ لونگی اور اس دن سے پہلے ہی اچانک موت سے مرگئی تو دوہرا گناہ ہوا ایک تو نماز کے قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔ **مسئلہ**[۲] اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہو گئیں تو جہاں تک ہو سکے جلدی سے سب کی قضا پڑھ لیوے۔ ہو سکے تو ہمت کرکے ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے۔ یہ ضروری نہیں کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت پڑھے اور عصر کی قضا عصر کے وقت۔ اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو اُن کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے۔ ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے۔ اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی یہ بہت کم درجہ کی بات ہے **مسئلہ**[۳] قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کرکے پڑھ لے۔ البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ **مسئلہ**[۴] جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی اس سے پہلے کوئی نماز اس کی قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنی باقی ہے تو پہلے اس کی قضا پڑھ لیوے تب کوئی ادا نماز پڑھے۔ اگر بغیر قضا نماز پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی۔ قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے۔ ہاں اگر قضا پڑھنی یاد نہیں رہی بالکل بھول گئی تو ادا درست ہو گئی۔ اب جب یاد آوے تو فقط قضا پڑھ لیوے۔ ادا کو نہ دہراوے **مسئلہ**[۵] اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گی تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے

ف۱ وسنة ای من المندوبة صلوة الاستغفار للمعصية لحديث منه لما عن علی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من عبد یذنب ذنبا فیتوضأ فیحسن الوضوء ثم یصلی رکعتین فیستغفر اللہ الا غفر لہ ۱۲ طحطاوی ص۲۱۹ ورد المحتار ۱۲

ف۲ وفی الصحیحین عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من نسی صلوة فلیصلہا اذا ذکرہا لا کفارة لہا الا ذلک قال اللہ تعالیٰ اقم الصلوة لذکری ولمسلم من نسی صلوة او نام عنہا فکفارتہا ان یصلیہا اذا ذکرہا ۱۲ شرح نقایہ وہدایہ ۱۲

ف۳ ویجوز تأخیر الفوائت وان وجبت علی الفور لعذر السعی علی العیال وفی الحوائج علی الاصح ای فیسعی ویقضی ما قدر بعد فراغہ ثم وثم الی ان تتم ۱۲ رد المحتار

ف۴ وجمیع اوقات العمر وقت للقضاء الا الثلاثة المنہیة ۱۲ رد المحتار

ف۵ الترتیب بین الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم الا اذا ضاق الوقت المستحب او نسیت الفائتة ۱۲

ف۵ ولو خاف فوت الوقت یقدم الوقتیة ثم القضیة لان الترتیب یسقط بضیق الوقت ۱۲ ہدایہ ... ادا نماز سے مراد فرض اور واجبات ہیں کیونکہ سنتوں کی قضا نہیں ہے

تب قضا پڑھے۔ مسئلہ[6] اگر دو[1] یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے۔ یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوئی ہے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا قضا تو ہو گئی۔ لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لیوے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی۔ اسی طرح ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر، پھر ظہر پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشاء اسی ترتیب سے قضا پڑھے۔ اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔ مسئلہ[7] اگر کسی[2] کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب بے ان کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھنی جائز ہے۔ اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اسی کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنی واجب نہیں ہے۔ مسئلہ[8] دو[3] چار مہینے یا دو چار برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں[4] یا زیادہ قضا ہو گئی تھیں اور اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتی رہی کبھی قضا نہیں ہونے پائی۔ مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی۔ تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنی درست ہے اور ترتیب واجب نہیں۔ مسئلہ[9] کسی[5] کے ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنی اس پر واجب نہیں تھی۔ لیکن اس نے ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب کسی نماز کی قضا پڑھنی باقی نہیں رہی۔ تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جاویں تو ترتیب سے پڑھنی پڑے گی اور بے ان پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنی درست نہیں البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جاویں تو پھر ترتیب معاف ہو جاوے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بھی ادا پڑھنی درست ہو گی۔ مسئلہ[10] کسی[6] کی بہت سی نمازیں قضا ہو گئی تھیں۔ اس نے تھوڑی تھوڑی کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب فقط چار پانچ نمازیں رہ گئیں تو اب ان چار پانچ نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے اور بغیر ان باقی نمازوں کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا پڑھ لینا درست ہے۔ مسئلہ[11] اگر وتر کی نماز قضا ہو گئی اور سوائے

[1] ولو فاتته صلوٰۃ رتبہا فی القضاء کما وجبت فی الاصل ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۳۲ ج ۱

[2] ولا یلزم الترتیب بین الفائتۃ والوقتیۃ ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا بخروج وقت السادسۃ علی الاصح ولو متفرقۃ او قدیمۃ ۱۲ رد المحتار صفحہ ۴۸۴ ج ۱

[3] ولو اجتمعت الفوائت القدیمۃ والحدیثۃ قیل یجوز الوقتیۃ مع ذکر الحدیثۃ لکثرۃ الفوائت وقیل لا یجوز ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۳۴ ج ۱

[4] دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ہذا

[5] فلا یعود لزوم الترتیب بعد سقوطہ بکثرتہا ای الفوائت بعود الفوائت الی القلۃ بسبب القضاء لبعضہا علی المعتمد لان الساقط لا یعود (رد المحتار صفحہ ۴۸۶ ج ۱) وفی البحر ولم یعد بعودہا الی القلۃ ۱۲ صفحہ ۹۳ ج ۲

[6] ولو صلی الفجر وہو ذاکر انہ لم یوتر فہی فاسدۃ عند ابی حنیفۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۳۶ ج ۱

وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں تو بغیر وتر کی قضا پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھنی درست نہیں ہے۔ اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بلکہ فجر کی نماز پڑھ لیوے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنی پڑے گی۔ مسئلہ ۱۲ فقط عشاء کی نماز پڑھ کے سو رہی پھر تہجد کے وقت اٹھی اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی۔ پھر صبح کو یاد آیا کہ عشاء کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشاء کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔ مسئلہ ۱۳ قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے۔ سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جاوے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔ مسئلہ ۱۴ اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا اس لئے فقط دو رکعت فرض پڑھ لئے سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھے۔ مسئلہ ۱۵ کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنی واجب ہے۔ توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔ البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا۔ اب ان کی قضا نہ پڑھیگی تو پھر گنہگار ہوگی۔ مسئلہ ۱۶ اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے نہیں تو گناہ ہوگا اور نماز کے فدیہ کا بیان روزے کے فدیہ کے ساتھ آوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہیژدہم ۱۵	سجدۂ سہو کا بیان	باب

مسئلہ ۱ نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔ اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ مسئلہ ۲ اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جاوے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی پھر سے پڑھے۔ مسئلہ ۳ سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ مسئلہ ۴ کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدۂ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔ مسئلہ ۵ اگر بھولے سے دو رکوع کر لئے یا تین سجدے تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ ۶ نماز میں الحمد پڑھنا

لہ فلو صلی الفجر ... قضاء وصلی السنة والوتر ثم تبین انه صلی العشاء بغیر طہارة فعنده یعید العشاء والسنة دون الوتر لان الوتر فرض ... ہدایہ
لہ ولا یقضیہا الا بطریق التبعیة لقضاء فرضہا قبل الزوال لا بعده ... ردالمحتار
لہ واذا فاتت ... الفجر ... ردالمحتار
لہ ردالمحتار
لہ ردالمحتار
لہ ردالمحتار
لہ یجب بعد السلام ... تشہد وتسلیم بترک واجب ... زیادة فی الصلوة او نقصان فیہا ۱۲ بحر
لہ واحترز بالواجب عن السنة ... وعن الفرض ۱۲ ردالمحتار
لہ ردالمحتار ... ہدایہ
لہ ہدایہ ... بحر ۱۲
لہ ویجب بتکرار الرکن نحو ان یرکع مرتین او یسجد ثلث مرات ۱۲ ... ہدایہ
لہ ردالمحتار ۱۲
لہ نماز کا وقت ... کے بعد سوا فرض اور وتر نمازوں کے اور کسی نماز کی

بھول گئی فقط سورت پڑھی یا پہلے سورت پڑھی اور پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ** فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گئی تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملاوے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملاوے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا۔ نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں بالکل اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جاوے گی **مسئلہ** سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اسلئے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جاوے تو سجدۂ سہو کرے۔ **مسئلہ[9]** الحمد پڑھ کر سوچنے لگی کہ کونسی سورت پڑھوں اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ **مسئلہ** اگر بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اسی سوچ میں خاموش بیٹھی رہی اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے۔ پھر یاد آگیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ** جب الحمد اور سورت پڑھ چکی بھولے سے کچھ سوچنے لگی اور رکوع کرنے میں اتنی دیر ہو گئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے **مسئلہ[12]** اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گئی اور کچھ سوچنے لگی اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھی تو فوراً التحیات نہیں شروع کی۔ کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی۔ یا جب رکوع سے اٹھی تو دیر تک کچھ سوچا کی یا دونوں سجدہ کے بیچ میں جب بیٹھی تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ غرضکہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر کر دے گی یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جاوے گی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ **مسئلہ[13]** تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز میں جب دو رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھی تو دو دفعہ التحیات پڑھ گئی تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گئی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا اس سے زیادہ پڑھ گئی تب یاد آیا اور اٹھ کھڑی ہوئی تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سہو کا سجدہ واجب نہیں۔ **مسئلہ[14]** نفل نماز میں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے۔ اسلئے نفل میں درود شریف کے پڑھنے سے سجدۂ سہو کا نہیں ہوتا

---

[1] ولو ترک سورة اولی العشاء مثلاً ولو عمداً قرأ ہا مع الفاتحة جہراً فی الاخریین۔ باقی اور مسائل سب واجبات میں سے ہیں لہذا ان کے ترک کرنے پر سجدۂ سہو لازم ہوگا ۱۲

[2] والقراءة واجبة فی جمیع رکعات النفل وفی جمیع رکعات الوتر ۱۲

[3] ولو اشتغل ذلک الشک بتفکر قدر اداء رکن ولم یشتغل حالة الشک بقراءة ولا تسبیح وجب علیه سجود السہو ۱۲ رد المحتار

[4] ولو شک بعد ما قعد قدر التشہد اصلی ثلاثاً او اربعاً حتی شغلہ ذلک عن السلام ثم استیقن واتم صلوٰتہ فعلیہ السہو ۱۲ رد المحتار

[5] ولم یعتبر قدر الرکن وعلی قیاس ما تقدم من التعبیر بالرکن مع سنتہ وھو مقدار ثلاث تسبیحات [illegible]

[6] لو فرغ من القراءة وتفکر سہوا ثم رکع او تذکر السورة والحال ہذا قائماً اخر الرکوع وسجد للسہو ۱۲ شرح التنویر

[7] رد المحتار ۱۲

[8] جمع نہایہ ۱۲

[9] ولو صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدة الاولی

[10] [illegible] بعد ما [illegible] [illegible] رد المحتار ۱۲ پچھلی ایک رکعت سے مراد پچھلی دو رکعتوں میں سے پہلی ہے ۱۲

البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جاوے تو نفل میں بھی سجدۂ سہو واجب ہے **مسئلہ ۱۵** التحیات[۱] پڑھنے بیٹھی مگر بھولے سے التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ گئی یا الحمد پڑھنے لگی تو بھی سہو کا سجدہ واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۶** نیت[۲] باندھنے کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کی جگہ دعاء قنوت پڑھنے لگی تو[۳] سہو کا سجدہ واجب نہیں اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر الحمد کی جگہ التحیات یا اور کچھ پڑھنے لگی تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہے **مسئلہ ۱۷** تین[۴] رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گئی اور دو رکعت پڑھ کے تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہو گئی تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑی ہو اور ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا ہو تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑی ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لیوے فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ واجب ہے۔ اگر سیدھی کھڑی ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آویگی اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گی تو گنہگار ہوگی اور سجدۂ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا **مسئلہ ۱۸** اگر[۵] چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گئی تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جاوے اور التحیات درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو نہ کرے۔ اور اگر سیدھی کھڑی ہو گئی ہو تب بھی بیٹھ جاوے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکی ہو یا رکوع بھی کر چکی ہو تب بھی بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ کے سجدۂ سہو کر لے۔ البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے۔ یہ نماز نفل ہو گئی۔ ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ رکعت کر لے اور سجدۂ سہو نہ کرے۔ اور اگر ایک رکعت اور نہیں ملائی یا پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک رکعت اکارت گئی۔ **مسئلہ ۱۹** اگر چوتھی[۶] رکعت پر بیٹھی اور التحیات پڑھ کے کھڑی ہو گئی تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آوے بیٹھ جاوے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکی تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے[۷] چھ کر لے چار فرض ہو گئیں اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدۂ سہو بھی کرے۔ اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کر لیا تو برا کیا چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی۔ **مسئلہ ۲۰** اگر چار[۸] رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گئی تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہئے۔ اگر سجدہ کر لیا تو خیر تب بھی نماز ہو گئی اور سجدۂ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔ **مسئلہ ۲۱** اگر نماز[۹] میں شک ہو گیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں۔ تو اگر یہ شک اتفاق سے ہو گیا ہے ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر

---

[۱] ولو قرأ فی تشہد ... یا القراءۃ لیسجد ولو ... بالتشہد لا یسجد ۱۲ شرح ... ۱۲ ورد المحتار ...

[۲] وذکر الطحطاوی ... عن محمد انہ لو تشہد فی قبل القراءۃ الفاتحۃ ... لانہ بمنزلۃ الثناء وبعد ... وہو الاصح ۱۲ شرح نقایہ

[۳] رد المحتار ...

[۴] ولو سہی عن القعود ... کلہ او بعضہ عاد ما لم یقید ... بسجدۃ وان قید ہا ... عامداً او ناسیاً او ... او مخطئاً تحول فرضہ نفلاً ... الجبہۃ وضم سادسۃ ... العصر والفجر ان شاء ... للسہو علی الاصح ۱۲ رد ... ص ۶۹۹ تا ۶۰۰

[۵] وان قعد فی الرابعۃ مثلاً قدر التشہد ثم قام ... وسلم ولو سلم قائماً صح ... سجد للخامسۃ ضم الیہا سادسۃ لتصیر الرکعتان نفلاً وسجد للسہو ۱۲ رد المحتار

[۶] ولو ترک القعود الاول فی النفل سہواً سجد ... استحساناً وقد منا انہ ... یقید الثالثۃ بسجدۃ ... لا ای لا یعود ما استتم قائماً کالفرض ۱۲ رد المحتار ...

[۷] رد المحتار ...

[۸] عنہ جا ... دعاء قنو...

[۹] ... کے بعد سبحانک اللہم پڑھے یا نہ پڑھے دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو نہ ہوگا۔ ۱۲

دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے۔ اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدۂ سہو بھی نہ کرے۔ اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی بیٹھ کر التحیات پڑھے تب کھڑی ہو کے چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

مسئلہ ۲۲ اگر یہ شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اتفاق سے یہ شک پڑا ہو تو پھر سے پڑھے اور اگر اکثر شک پڑجاتا ہو تو جدھر زیادہ گمان ہو جاوے اس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی سمجھے۔ لیکن اس پہلی رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شاید یہ دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پڑھ کے پھر بیٹھے اور اس میں الحمد کے ساتھ سورت بھی ملاوے۔ پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھی بیٹھے کہ شاید یہی چوتھی ہو پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ ۲۳ اگر یہ شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری۔ تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر دونوں گمان برابر درجہ کے ہوں تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر تیسری رکعت پڑھے اور پھر بیٹھ کے التحیات پڑھے کہ شاید یہی چوتھی ہو پھر چوتھی پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ ۲۴ اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہو گئی۔ البتہ اگر ٹھیک یاد آجاوے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھ لیوے اور سجدۂ سہو کر لے۔ اور اگر پڑھ کے بول پڑی ہو یا اور کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے۔ اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آوے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے۔ لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جاوے اور شبہ باقی نہ رہے۔

مسئلہ ۲۵ اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو گئیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے ہو جاویگا۔ ایک نماز میں دو دفعہ سجدۂ سہو نہیں کیا جاتا۔

مسئلہ ۲۶ سجدۂ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدۂ سہو کافی ہے۔ اب پھر سجدۂ سہو نہ کرے۔

مسئلہ ۲۷ نماز میں کچھ بھول گئی تھی جس سے سجدۂ سہو واجب تھا لیکن سجدۂ سہو کرنا بھول گئی اور دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھی ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا نہ کسی سے کچھ بولی نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی

ف ولو شک انها اولی الظهر او ثانیتها ... ثم یقعد ... ال انها الثانیة ثم یصلی ثم یقعد لما قلنا ثم یصلی ویقعد لاحتمال انها الرابعة ثم یصلی الاخری ویقعد لما ... انها الرابع فتقعدات ... قعدتان مفروضتان وهما الثالثة والرابعة وقعدتان ... ۱۲ رد المحتار [illegible]

ف ولو شک انها الثانیة او الثالثة اتمها وقعد ثم صلی اخری وقعد ثم الرابعة وقعد ویذکر ... المعراج انه یسجد للسهو رد المحتار [illegible]

ف ولو شک بعد الفراغ ... او بعد ما قعد قدر التشهد لا یعتبر الا اذا وقع فی التعیین ... فان تذکر بعد الفراغ ترک ... شک فی ... قالوا یسجد سجدة ثم ... ثم یصلی رکعة بسجدتین ... ثم یسجد للسهو ۱۲ المحتار [illegible]

ف ولو ترک جمیع واجبات الصلوٰة سهوا لا یلزمه الا سجدتان ۱۲ رد المحتار ص ۶۹۳

ف لان تکراره غیر مشروع ۱۲ رد المحتار ص ۶۹۳

ف ویسجد للسهو ولو مع سلامه ناویا للقطع ما لم یتحول عن القبلة او یتکلم ... ما دام فی المسجد ۱۲ المحتار [illegible]

ف لیکن نماز کو توڑے نہیں بلکہ پوری کرکے دوبارہ پڑھ لے ۱۲

ہے تو اب سجدۂ سہو کر لے بلکہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگی ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اب سجدۂ سہو کر لے تو نماز ہو جاوے گی۔ **مسئلہ ۲۸** سجدۂ[1] سہو واجب تھا اور اُس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی، کہ میں سجدۂ سہو نہ کروں گی۔ تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے **مسئلہ ۲۹** چار[2] رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدۂ سہو کر لے۔ البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔ **مسئلہ ۳۰** بھولے[3] سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ تیسری رکعت میں پھر پڑھے اور سجدۂ سہو کرے **مسئلہ ۳۱** وتر[4] کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعاء قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑی ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعاء قنوت پڑھے۔ اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ **مسئلہ ۳۲** وتر[5] میں دعاء قنوت کی جگہ سبحانک اللّٰھم پڑھ گئی۔ پھر جب یاد آیا تو دعاء قنوت پڑھی تو سجدہ سہو کا واجب نہیں **مسئلہ ۳۳** وتر[6] میں دعاء قنوت پڑھنا بھول گئی سورت پڑھ کے رکوع میں چلی گئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ **مسئلہ ۳۴** الحمد[7] پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گئی تو کچھ ڈر نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔ **مسئلہ ۳۵** فرض[8] نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت ملالی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ **مسئلہ ۳۶** نماز[9] کے اول میں سبحانک اللّٰھم پڑھنا بھول گئی یا رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم نہیں پڑھا۔ یا سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نہیں کہا یا رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا یاد نہ رہا یا نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی۔ یوں ہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے **مسئلہ ۳۷** فرض[10] کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنی بھول گئی چپکے کھڑی رہ کے رکوع میں چلی گئی تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں۔ **مسئلہ ۳۸** جن[11] چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً کرے تو سجدۂ سہو واجب نہیں بلکہ نماز پھر سے پڑھے۔ اگر سجدۂ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی۔ جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب اُن کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

[1] لو سلم ذاکرا لہا ناسیا لغیر ہا لیرمہ سجدتان السلام مع تذکر سجود السہو ۱۲ رد المحتار ص۶۹۳ ج۱
[2] سلم مصلی الظہر مثلاً علی راس الرکعتین توہما انہا اربعًا اتمہا اربعًا وسجد للسہو ۱۲ رد المحتار ص۶۹۲ ج۱
[3] رد المحتار ص۶۲۸-۶۲۷ ج۱ ۱۲
[4] لو شک انہ فی ثانیۃ او ثالثۃ کررہ مع القعود لاحتمال انہا الثالثۃ ثم یقعد فی الرکعۃ التی حصل فیہا الشک لاحتمال انہا الثالثۃ ثم یقنت کذلک فی التی بعدہا لاحتمال انہا الثالثۃ وتلک کانت ثانیۃ ۱۲ رد المحتار ص۶۲۵ ج۱
[5] رد المحتار ص۶۲۷ ج۱ ۱۲
[6] ویلزمہ اذا ترک فعلا مسنونا او ترک قراءۃ الفاتحۃ او القنوت او التشہد او تکبیرات العیدین لانہا واجبات ۱۲ ہدایہ
[7] اذا کان قرأ الفاتحۃ و السورۃ ثم عاد لقراءۃ سورۃ اخری لا یلزمہ رکوعہ ۱۲ رد المحتار ص۶۹۹ ج۱
[8] ولو قرأ فی الاخریین الفاتحۃ والسورۃ لا یسجد علی الاصح ۱۲ نقایہ ص۱۱۲ ج۱
[9] فتاوی ہندیہ ص۱۲۸ ج۱ ۱۲
[10] رد المحتار ص۶۹۸ ج۱ ۱۲
[11] وان کان ترکہ عمداً اثم و وجب اعادۃ الصلوۃ لجبر نقصہا ولا یسجد فی العمد فی السہو ۱۲ مراقی ص۲۷۱
[12] اگر اتنی دیر کھڑی رہی ہو جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ پڑھا جاسکے ورنہ نماز پھر سے دہرائے ۱۲

باب	سجدۂ تلاوت کا بیان	نوزدہم[19]

مسئلہ[1] قرآن شریف[1] میں سجدے تلاوت کے چودہ[14] ہیں۔ جہاں جہاں کلام مجید کے کنارہ پر سجدہ لکھا رہتا ہے۔ اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدہ کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں **مسئلہ[2]** سجدۂ[2] تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھاوے۔ سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کے پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اٹھا لیوے بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔ **مسئلہ[3]** بہتر[3] یہ ہے کہ کھڑی ہو کر اوّل اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جاوے پھر اللہ اکبر کہہ کے کھڑی ہو جاوے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ سجدہ میں جاوے پھر اللہ اکبر کہہ کے اُٹھ بیٹھے کھڑی نہ ہو تب بھی درست ہے۔ **مسئلہ[4]** سجدہ[4] کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سُنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہی چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو۔ اسلئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو آہستہ سے پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔ **مسئلہ[5]** جو[5] چیزیں نماز کے لیئے شرط ہیں وہ سجدہ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں۔ یعنی وضو کا ہونا۔ جگہ کا پاک ہونا۔ بدن اور کپڑے کا پاک ہونا۔ قبلہ کی طرف سجدہ کرنا۔ وغیرہ **مسئلہ[6]** جس[6] طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی کرنا چاہئے۔ بعضی عورتیں قرآن شریف ہی پر سجدہ کر لیتی ہیں۔ اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا اور سر سے نہیں اُترتا۔ **مسئلہ[7]** اگر کسی[7] کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کر لے۔ کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔ **مسئلہ[8]** اگر کسی[8] کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں۔ اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کر لے عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں۔ کبھی ادا نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی۔ **مسئلہ[9]** اگر حیض[9] یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا۔ اور اگر ایسی حالت میں سنا جب کہ اُس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ[10]** اگر بیماری[10] کی حالت میں سنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتی ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارہ سے کرے۔ **مسئلہ[11]** اگر نماز میں[11] سجدہ کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد ترت نماز ہی میں سجدہ کر لے پھر باقی سورت پڑھ کے رکوع میں جاوے

[1] و تمہاد ای سجود التلاوۃ اربع عشرۃ آیۃ فی الاعراف و فی الرعد والنحل والاسراء و مریم والحج والفرقان والنمل والسجدۃ و ص و حم السجدۃ والنجم والانشقت واقرأ ۱۲ مراقی ص ۸۳ ۲۳ و ہدایہ ص ۱۴۱

[2] و ہی سجدۃ بین تکبیرتین مسنونتین جہراً و بین قیامین مستحبین بلا رفع ید و تشہد و سلام و فیہا تسبیح السجود ۱۲ رد المحتار ص ۱۹ ج ۱

[3] والسجدۃ واجبۃ فی ہذہ المواضع علی التالی و السامع سواء قصد سماع القرآن او لم یقصد ۱۲ الہدایہ ص ۱۴۱ ج ۱

[5] و یجب بشروط الصلوٰۃ خلا التحریمۃ لانہا جزء من اجزاء الصلوٰۃ فکانت معتبرۃ بسجدات الصلوٰۃ ۱۲ رد المحتار ص ۱۸ ج ۱ و مراقی ص ۸

[6] رد المحتار ص ۲۱ ج ۱

[8] و ہی علی التراخی علی المختار و یکرہ تاخیرہا تحریماً و کیفیہ ان یسجد عدہا علیہ بلا تعیین یکون ودیا ۱۲ رد المحتار ص ۲۱ ج ۱

[9] فلا تجب علی کافر و صبی و مجنون و حائض و نفساء قرؤا او سمعوا لانہم لیسوا اہلا لہا و تجب بتلاوتہم یعنی المذکورین الا المجنون المطبق ۱۲ رد المحتار ص ۲۰ ج ۱

[10] دیکھو حاشیہ نمبر ۵ صفحہ ہذا

[11] رد المحتار ص ۲۴ ج ۱ … فی التاتارخانیۃ یستحب للتالی او السامع اذا لم یمکنہ السجود ان یقول سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر ۱۲ رد المحتار ص ۲۱ ج ۱-۱۲

اگر اس آیت کو پڑھ کر ترت سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گئی تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گئی تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا تو ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔[1] **مسئلہ ۱۲** اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے گنہگار رہے گی۔ اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۳** سجدہ[2] کی آیت پڑھ کے اگر ترت رکوع میں چلی جاوے اور رکوع میں یہ نیت کر لے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتی ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جاوے گا۔ اور اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کریگی تو اسی سجدہ سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جاوے گا چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔ **مسئلہ ۱۴** نماز[3] پڑھتے میں کسی اور سے سجدہ کی آیت سُنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے۔ اگر نماز ہی میں کرے گی تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا۔ پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہوگا۔ **مسئلہ ۱۵** ایک[4] ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لے پھر اسی کو بار بار دہراتی رہے اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دہرایا۔ پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پھر پڑھی اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو جتنی دفعہ دہراوے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔ **مسئلہ ۱۶** اگر ایک[5] ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں۔ تو بھی جے آیتیں پڑھے وے سجدے کرے۔ **مسئلہ ۱۷** بیٹھے بیٹھے[6] سجدہ کی کوئی آیت پڑھی۔ پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن چلی پھری نہیں۔ جہاں بیٹھی تھی وہیں کھڑے کھڑے وہی آیۃ پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۸** ایک[7] ہی جگہ سجدہ کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلی گئی پھر اسی جگہ آ کر وہی آیۃ پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔ **مسئلہ ۱۹** ایک[8] جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی۔ پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکی تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گئی جیسے کھانا کھانے لگی یا سینے پرونے میں لگ گئی یا بچہ کو دودھ پلانے لگی۔ اس کے بعد پھر وہی آیت اُسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے اور جب کوئی اور کام کرنے لگی تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔ **مسئلہ ۲۰** ایک[9] کوٹھڑی یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی۔ اور پھر دوسرے کونہ میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک سجدہ ہی کافی ہے چاہے جے دفعہ پڑھے۔ البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت

[1] ولو تلاها في الصلوة سجدها فيها لا خارجها وفي البدائع واذا لم يسجد اثم ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۲
[2] رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ۱۲
[3] ولو سمع المصلي السجدة من غيره لم يسجد فيها بل بعدها ولو سجد فيها لم تجزه واعاده اي السجود دون نهاا اي الصلوة ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۴ - ۷۲۵ هدايه ج ۱ ص ۱۳۲
[4] ولو كررها في مجلسين تكررت وفي مجلس واحد لا تتكرر بل كفته واحدة وفي البحر التاخير احوط ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۶
[5] رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۶ ۱۲
[6] ولا يختلف المجلس بمجرد القيام ۱۲ هدايه ج ۱ ص ۱۳۲
[7] فلو قراها في مجلس فسجد ثم ذهب ورجع فقراها سجدها ثانية وان لم يكن سجد للاولى فعليه سجدتان ۱۲ هدايه ج ۱ ص ۱۳۲
[8] واما الحقيقي فهو قسمان حقيقي بالانتقال منه الى آخر باكثر من خطوتين كما في كثير من الكتب او باكثر من ثلاث كما في المحيط ما لم يكن للمكانين حكم الواحد كالمسجد والبيت والسفينة ولو جارية والصحراء بالنسبة للتالي في الصلوة الخ وحكمي وذلك بمباشرة عمل يعد في العرف قطعا لما قبله كما لو تلا ثم اكل كثيرا او نام مضطجعا او ارضعت ولدها او افتى بيع او شراء او نكاح بخلاف ما اذا قال جلوسه او قراءته او سبح او هلل او اكل لقمة او شرب شربة او نام قاعدا او كان جالسا فقام او مشى خطوتين او ثلاث على الخلاف او كان قائما فقعد او نازلا فركب في مكانه فلا تتكرر ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۶

[9] دیکھو حاشیہ نمبر ۵ و ۶ صفحہ ہذا ۱۲۱ چھوٹا گھر بھی کوٹھڑی اور دالان کے حکم میں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

پڑھے گی تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا۔ پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گی تو تیسرا سجدہ واجب ہو جاوے گا۔ **مسئلہ ۲۱** اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہو گا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔ **مسئلہ ۲۲** مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھڑی کا حکم ہے کہ اگر سجدہ کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔ **مسئلہ ۲۳** اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لیا۔ پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔ **مسئلہ ۲۴** سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا۔ پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جاویں گے۔ البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔ **مسئلہ ۲۵** اگر سجدہ کی آیت پڑھ کے سجدہ کر لیا تب اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔ **مسئلہ ۲۶** پڑھنے والی کی جگہ نہیں بدلی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتی رہی۔ لیکن سننے والی کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا دوسری دفعہ اور جگہ تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والی پر کئی سجدے واجب ہیں جتنے دفعہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔ **مسئلہ ۲۷** اگر سننے والی کی جگہ نہیں بدلی بلکہ پڑھنے والی کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والی پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والی پر ایک ہی سجدہ ہے۔ **مسئلہ ۲۸** ساری سورت پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ اور منع ہے فقط سجدہ سے بچنے کے لئے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدہ سے گویا انکار ہے۔ **مسئلہ ۲۹** اگر سورت میں کوئی آیت نہ پڑھے فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں۔ اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیت کے برابر ہو۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

باب بیستم — بیمار کی نماز کا بیان

مسئلہ ۱ نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑے جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر نماز پڑھتی رہے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کرے۔ اور

ل و ۲ دیکھو حاشیہ نمبر ۵ و ۳ ص ۳۶

۳ لو تلاها في ركعة فسجدها ثم اعادها في تلك الركعة لا يجب ثانيا والمصلي اذا قرأ آية السجدة في الاولى ثم اعادها في الركعة الثانية والثالثة وسجد للاولى ليس عليه ان يسجد لها ثانيا هكذا صح ۱۲ فتاوى هنديه ص ۸۶ ج ۱

۴ و ۵ وان تلاها في غير الصلوة فسجد ثم دخل في الصلوة فتلاها فيها سجد اخرى وان لم يسجد اولا كفته واحدة ۱۲ رد المحتار ص ۷۲۵ ج ۱

۶ لو تبدل مجلس السامع دون التالي تكرر الوجوب على السامع ۱۲ هدايه ص ۱۴۵ ج ۱

۷ كذا اذا تبدل مجلس التالي دون السامع على ما قيل والاصح انه لا يتكرر الوجوب على السامع (هدايه ص ۱۴۵ ج ۱) وفي رد المحتار من تكرر مجلسه من سامع او تال تكرر الوجوب عليه دون صاحبه ۱۲ ص ۷۲۵–۷۲۹ ج ۱

۸ ويكره ان يقرأ السورة في صلوة او غيرها ويدع آية السجدة ۱۲ هدايه ص ۱۴۵ ج ۱

۹ ولا بأس بان يقرأ آية السجدة ويدع ما سواها ۱۲ هدايه ص ۱۴۵ ج ۱

۱۰ من تعذر عليه القيام لمرض قبلها او فيها او خاف زيادته او بطء برئه بقيامه او دوران رأسه او وجد لقيامه ألما شديدا صلى قاعدا ولو مستندا الى وسادة او انسان ۱۲ رد المحتار ص ۷۰۰ ج ۱

رکوع کرکے دونوں سجدے کرلے اور رکوع کے لئے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جاوے
مسئلہ[۲] اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدے کو اشارہ سے ادا کرے اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے مسئلہ[۳] سجدہ کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے تکیہ کی اور پر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں مسئلہ[۴] اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔
مسئلہ[۵] اگر کھڑی تو ہو سکتی ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتی تو چاہے کھڑی ہو کر پڑھے اور رکوع و سجدے اشارہ سے کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے دونوں اختیار ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔ مسئلہ[۶] اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے۔ بلکہ قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لیوے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے۔ پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ زیادہ نیچا کرے۔ اگر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کرکے بالکل چت لیٹ جائے۔ لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھدیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے آسمان کی طرف نہ رہے پھر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ کرے۔ مسئلہ[۷] اگر چت نہ لیٹے بلکہ داہنی یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کرکے لیٹے اور سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کرے یہ بھی جائز ہے۔ لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔
مسئلہ[۸] اگر سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے۔ پھر اگر ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہو گئی اچھے ہونے کے بعد قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے۔ اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارہ سے پڑھنے کی طاقت آ گئی تو اشارہ ہی سے اُن کی قضا پڑھے اور یہ ارادہ نہ کرے کہ جب بالکل اچھی ہو جاؤں گی تب پڑھونگی کہ شاید مر گئی تو گنہگار مرے گی۔ مسئلہ[۹] اسی طرح اگر اچھا خاصا آدمی بیہوش ہو جاوے تو اگر بیہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہو گئی ہو تو قضا پڑھنا واجب نہیں مسئلہ[۱۰] جب نماز شروع کی اُس وقت بھلی چنگی تھی پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکی تو نماز ہی میں کوئی ایسی

---

[۱] فان لم یستطع الرکوع والسجود اومی ایماء وجعل سجوده اخفض من رکوعه ہدایہ ج۱ ردالمحتار
[۲] ولا یرفع الی وجهه شیئا یسجد علیه ۱۲ ہدایہ و ردالمحتار
[۳] دیکھو حاشیہ
[۴] وان قدر علی القیام ولم یقدر علی الرکوع والسجود لم یلزمه القیام ویصلی قاعدا یومی ایماء فیتخیر بین الایماء قائما والایماء قاعدا والافضل هو الایماء قاعدا ۱۲ ہدایہ و حاشیہ ہدایہ
[۵] فان تعذر القعود قعوده بنفسه او مستندا الی شیء ولو حکما اوما مستلقیا علی ظهره ورجلاه نحو القبلة غیر انه ینصب رکبتیه لکراهة مد الرجل الی القبلة ویرفع راسه یسیرا لیصیر وجهه الیها او علی جنبه الایمن او الایسر ووجهه الیها والاول افضل علی المعتمد ۱۲ ردالمحتار وهو یخفض براسه لسجوده من رکوعه ۱۲ ردالمحتار
[۶] دیکھو حاشیہ نمبر ۵
[۷] ردالمحتار
[۸] ومن جن او اغمی علیه ولو بفزع من سبع او آدمی یوما ولیلة قضی الخمس وان زاد وقت صلوة سادسة لا

رگ چڑھ گئی کہ کھڑی نہ ہو سکی تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے نہیں تو رکوع سجدہ کو سر کے اشارہ سے کرے اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں رہی تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔ **مسئلہ[11]** بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا پھر نماز ہی میں اچھی ہو گئی تو اسی نماز کو کھڑی ہو کر پورا کرے **مسئلہ[12]** اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدہ کی قوت نہ تھی اس لئے سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کیا پھر جب کچھ نماز پڑھ چکی تو ایسی ہو گئی کہ اب رکوع سجدہ کر سکتی ہے تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے پڑھے۔ **مسئلہ[13]** فالج گرا اور ایسی بیمار ہو گئی کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتی تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا تیمم کرا دے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے پونچھنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے اسی طرح نماز پڑھے۔ کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں۔ نہ ماں نہ باپ نہ لڑکا نہ لڑکی۔ البتہ بیوی کو اپنے میاں اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے۔ اس کے سوا کسی کو درست نہیں **مسئلہ[14]** تندرستی کے زمانہ میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں پھر بیمار ہو گئی تو بیماری کے زمانہ میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو اُن کی قضا پڑھے یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آوے تب پڑھوں۔ یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے کی قوت آوے تب پڑھوں یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔ دینداری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔ **مسئلہ[15]** اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے سے بہت تکلیف ہوگی تو اُسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔ **مسئلہ[16]** حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے چلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتی رہے۔

باب	مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان	بست ویکم[21]

مسئلہ[1] اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا اور شریعت کے قاعدے سے اس کو مسافر نہیں کہتے۔ اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہئیں جیسے کہ اپنے گھر کرتی تھی۔ چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔ **مسئلہ[2]** جو کوئی تین منزل چلنے کا قصد کر کے نکلے وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے۔ جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر

ولو صلی قاعدا برکوع و سجود فصح بنی علی ما صلی قیام ... تم قائما ۱۲ رد المحتار ص۵۱۳ ج۱

ولو کان یصلی بالایماء ... لا یبنی فانہ لیس الف ... المختار ۱۲ رد المحتار ص۵۱۳ ج۱

رد المحتار ص۵۱۳ ج۱ ۱۲

لو شل یداہ سقط ... مریض و مریضۃ لم یجدا ... من یجامعہ ۱۲ رد المحتار ص۵۱۳ ج۱

ان المریض یقضی فائتتہ ... فی مرضہ بما قدر ای ... او مومیا ۱۲ رد المحتار

مریض تحتہ ثیاب نجسۃ ... بسط شیئا تنجس من ساعتہ ... علی حالہ کذا لو لم یتنجس ... یلحقہ مشقۃ بتحریکہ ... المختار ص۵۱۷ ج۱

امرہ الطبیب بالاستلقاء ... الماء من عینہ صلی ... بایماء لان حرمۃ الاعضاء ... النفس ۱۲ رد المحتار

السفر الذی یتغیر بہ ... الاحکام ان یقصد مسیرۃ ثلاثۃ ... ایام ولیالیہا ۱۲ ہدایہ ص۱۴۵ ج۱

من خرج من عمارۃ ... موضع اقامتہ من جانب ... خروجہ وان لم یجاوز من ... جانب الآخر قاصدا مسیرۃ ... ثلاثۃ ایام ولیالیہا بالسیر ... الوسط مع الاستراحات

... المعتادۃ صلی الفرض الرباعی رکعتین ۱۲ رد المحتار ص۱۳۵

ہو گئی تو شریعت سے مسافر بن گئی۔ اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتی رہے تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچکر مسافر ہو جاوے گی۔ **مسئلہ ۳** تین[1] منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں۔ تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا اڑتالیس میل انگریزی ہے۔ **مسئلہ ۴** اگر[2] کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکہ یا تیز بہلی پر سوار ہے اسلئے دو ہی دن میں پہنچ جاویگی یا ریل پر سوار ہو کر ذرا دیر میں پہنچ جاوے گی تب بھی شریعت سے وہ مسافر ہے **مسئلہ ۵** جو کوئی[3] شریعت سے مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشاء کی فرض نماز دو دو رکعتیں پڑھے۔ اور سنتوں کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کمی نہیں ہے **مسئلہ ۶** فجر[4] اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جیسے ہمیشہ پڑھتی ہے ویسے پڑھے۔ **مسئلہ ۷** ظہر عصر[5] عشاء کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے۔ جیسے ظہر کے کوئی چھ فرض پڑھے تو گنہگار ہوگی۔ **مسئلہ ۸** اگر بھولے[6] سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہو گئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جاوینگی اور سجدۂ سہو کرنا پڑے گا۔ اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھی ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔ **مسئلہ ۹** اگر رستہ[7] میں کہیں ٹھہر گئی تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو برابر وہ مسافر رہے گی۔ چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھتی رہے۔ اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہی۔ پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے چلے جانے کا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گی۔ نمازیں پوری پوری پڑھے۔ پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جاتی ہے تو پھر مسافر ہو جاوے گی اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں ہوئی **مسئلہ ۱۰** تین[8] منزل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلی۔ لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ فلانے گاؤں میں پندرہ دن ٹھہروں گی تو مسافر نہیں رہی۔ رستہ بھر پوری نمازیں پڑھے پھر اگر گاؤں میں پہنچ کے پورے پندرہ دن نہیں ٹھہرنا ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گی۔

[1] دیکھو حاشیہ ۵ ص ۔

[2] حتی لو اسرع فوصل الی مکان مسافۃ ثلاثۃ ایام بالسیر المعتاد فی یومین قصر ۱۲ رد المختار ص ۱۲۵ ج ۱

[3] فیکون صلی الفرض الرباعی رکعتین ۱۲ در المختار ص ۱۲۵ ج ۱ ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا فلا یاتی بہا وقیل الافضل الترک ترخیصا وقیل الفعل تقربا وقال الہندوانی الفعل حال النزول والترک حال السیر وقیل یصلی سنۃ الفجر خاصۃ وقیل سنۃ المغرب ایضا ۱۲ رد المختار ص ۱۲۲ ج ۱

[5] صلی المسافر الفرض الرباعی رکعتین وجوبا فیکرہ الاتمام عندنا حتی روی عن ابی حنیفۃ انہ قال من اتم الصلوۃ فقد اساء وخالف السنۃ ۱۲ رد المختار ص ۱۲۵ ج ۱

[6] فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدۃ الاولی تم فرضہ ولکنہ اساء لو عامدا وما زاد نفل وان لم یقعد بطل فرضہ وصار الکل نفلا ۱۲ رد المختار ص ۱۲۷ ج ۱

[8] ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر وان نوی اقل من ذلک قصر ۱۲ ہدایہ ص ۱۲۴ ج ۱ رد المختار ص ۱۲۷ ج ۱

[7] والحاصل ان انشاء السفر یبطل وطن الاقامۃ اذا کان منہ اما لو انشاء من غیرہ فان لم یکن فیہ مرور علی وطن الاقامۃ او کان ولکن بعد سیر ثلاثۃ ایام فکذلک ولو قبلہ لم یبطل الوطن بل یبطل السفر ۱۲ رد المختار ص ۱۲۶ ج ۱

مسئلہ ١١ تین[1] منزل جانے کا ارادہ ہے لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا گھر پڑے گا تب بھی مسافر نہیں ہوئی **مسئلہ ١٢** چار[2] منزل جانے کی نیت سے چلی۔ لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گذریں تب بھی وہ مسافر نہیں ہے۔ اب نہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی وہ جگہ اگر تین منزل ہو یا چلتے وقت پاک تھی۔ رستہ میں حیض آگیا ہو تو وہ البتہ مسافر ہے۔ نماز مسافروں کی طرح پڑھے **مسئلہ ١٣** نماز[3] پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھیرنے کی نیت ہو گئی تو مسافر نہیں رہی۔ یہ نماز بھی پوری پڑھے **مسئلہ ١٤** دو[4] چار دن کے لئے رستہ میں کہیں ٹھیرنا پڑا۔ لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا ہے روز یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلی جاؤں گی لیکن نہیں جانا ہوتا۔ اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا۔ لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہیگی چاہے جتنے دن اسی طرح گذر جاویں۔ **مسئلہ ١٥** تین[5] منزل جانے کا ارادہ کر کے چلی پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آئی تو جب سے لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب ہی سے مسافر نہیں رہی **مسئلہ ١٦** کوئی[6] اپنے خاوند کے ساتھ ہے۔ رستہ میں جتنا وہ ٹھیرے گا اتنا ہی یہ ٹھیرے گی بے اس کے زیادہ نہیں ٹھیر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے۔ اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھیرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر نہیں رہی۔ چاہے ٹھیرنے کی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر مرد کا ارادہ کم ٹھیرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہے **مسئلہ ١٧** تین[5] منزل چل کے کہیں پہنچی اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہی۔ چاہے کم رہے یا زیادہ۔ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھیرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہی اب نمازیں پوری پوری پڑھے۔ اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن ٹھیرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گی۔ چار رکعت فرض کی دو رکعتیں پڑھتی رہے۔ **مسئلہ ١٨** رستہ[8] میں کئی جگہ ٹھیرنے کا ارادہ ہے۔ دس دن یہاں پانچ دن وہاں یا دس دن وہاں۔ لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھیرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گی **مسئلہ ١٩** کسی[9] نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا۔ کسی دوسری جگہ گھر بنا لیا اور وہیں رہنے سہنے لگی اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت رستہ میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گی۔ نمازیں سفر کی طرح پڑھے **مسئلہ ٢٠** اگر کسی[10] کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشاء

[1] دیکھو حاشیہ ۵ مسئلہ
[2] طہرت الحائض وبقی لمقصدہا یومان تتم فی الصحیح ۱۲ رد المحتار ص ۱۲۶ ج ۱
[3] او ینوی وہو فی الصلوٰۃ اذا لم یخرج وقتہا ولم یک لاحقا اقامۃ نصف شہر حقیقۃ او حکما اتم ۱۲ رد المحتار بحذف ص ۱۲۴ ج ۱
[4] ولو دخل مصرا علی عزم ان یخرج غدا او بعد غد ولم ینو مدۃ الاقامۃ حتی بقی علی ذلک سنین قصر ۱۲ ہدایہ ص ۱۴۶ ج ۱ ورد المحتار ص ۱۲۳ ج ۱
[5] فلو عزم علی الرجوع الی بلدہ قبل سیرہ ثلاثۃ ایام او قصد قطع السفر فانہ یتم کما مر وکذا لو رجع الی بلدۃ لاخذ حاجۃ نسیہا ۱۲ رد المحتار ص ۳۲۹ ج ۱
[6] والمعتبر نیت المتبوع لا التابع کالمراۃ وفاہا مہرا لمعجل والا فلا جہ انہا تبع لہا ۱۲ رد المحتار ص ۱۳۲ ج ۱
[8] ولو صلی الفرض الرباعی رکعتین لو کان عاصیا بسفرہ حتی یدخل موضع مقامہ او ینوی اقامۃ نصف شہر ۱۲ رد المحتار ص ۱۲۵-۱۲۶ ج ۱
[9] الوطن الاصلی ہو موطن ولادتہ او تاہلہ او توطنہ یبطل بمثلہ اذا لم یبق لہ بالاول اہل فلو بقی لم یبطل بل یتم فیہا لا غیر ۱۲ رد المحتار ص ۱۳۲-۱۳۳ ج ۱
[10] فلو فاتتہ صلوٰۃ السفر وقضاہا فی الحضر یقضیہا مقصورۃ کما لو ادّاہا وکذا فائتۃ الحضر تقضی فی السفر تامۃ ۱۲ رد المحتار ص ۱۲۴ ج ۱ وہدایہ ص ۱۴۸ ج ۱

کی دو ہی دو رکعتیں قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اُس کی قضا پڑھے۔ **مسئلہ ۲۱** بیاہ[1] کے بعد اگر عورت مستقل طور پر اپنی سسرال رہنے لگی تو اس کا اصلی گھر سسرال ہے تو اگر تین منزل چل کر میکے گئی اور پندرہ روز ٹھیرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہے گی۔ مسافرت کے قاعدہ سے نماز روزہ کرے۔ اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ کے لئے دل میں نہیں ٹھانا تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہی اب بھی اصلی رہے گا **مسئلہ ۲۲** دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آگیا تو اسی چلتی کشتی پر نماز پڑھ لے اگر کھڑے ہو کر پڑھنے[2] میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے۔ **مسئلہ ۲۳** ریل[3] پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست ہے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ **مسئلہ ۲۴** نماز پڑھتے[4] میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا تو نماز ہی میں گھوم جاوے اور قبلہ کی طرف منھ کرلے۔ **مسئلہ ۲۵** اگر تین[5] منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر کرنا درست نہیں ہے بے محرم کے ساتھ سفر کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں۔ حدیث[6] میں اسکی بھی بڑی ممانعت آئی ہے **مسئلہ ۲۶** جس[7] محرم کو خدا اور رسول کا ڈر نہ ہو اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے **مسئلہ ۲۷** یکہ[8] یا بہلی جا رہی ہے اور نماز کا وقت آگیا تو بہلی سے اتر کر کسی الگ جگہ پر کھڑی ہو کر نماز پڑھ لیوے۔ اسی طرح اگر بہلی پر وضو نہ کر سکے تو اُتر کر کہیں آڑ میں بیٹھ کر وضو کرے۔ اگر برقع پاس نہ ہو تو چادر وغیرہ میں خوب لپٹ کر اترے اور نماز پڑھے۔ ایسا گہرا پردہ جس میں نماز قضا ہو جاوے حرام ہے۔ ہر بات میں شریعت کی بات کو مقدم رکھے۔ پردہ کی بھی وہی حد رکھے جو شریعت نے بتلائی ہے۔ شریعت کی حد سے آگے بڑھنا اور خدا سے زردرو ہونا بڑی بے وقوفی اور نادانی ہے۔ البتہ بلا ضرورت پردہ میں کمی کرنا بے غیرتی اور گناہ ہے۔ **مسئلہ ۲۸** اگر ایسی[9] بیمار ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے تب بھی چلتی بہلی پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور اگر بہلی ٹھیرالی لیکن جُوا بیلوں کے کندھوں پر رکھا ہوا ہے تب بھی اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ بیل الگ کر کے نماز پڑھنا چاہئے۔ یکہ کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک گھوڑا کھول کر الگ نہ کر دیا جائے اس وقت تک اس پر نماز پڑھنا درست نہیں **مسئلہ** اگر کسی کو[10] بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہو تو پالکی اور میانے پر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ لیکن پالکی جس وقت کہاروں کے کندھوں پر ہو اس وقت پڑھنا درست نہیں زمین پر رکھوا لیوے تب

[1] دیکھو حاشیہ نمبر ۹ صفحہ ۲۴۲
[2] ومن صلی فی السفینة قاعداً من غیر علة اجزاہ عند ابی حنیفة والقیام افضل وقالا لا یجزیہ الا من عذر ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۴۷ جلد ۱ ورد المحتار صفحہ ۱۲/۵۲۷
[3] دیکھو ۲ صفحہ ہذا
[4] ویلزمہ استقبال القبلة عند افتتاح وکلما دارت ۱۲ رد المحتار صفحہ ۱۲/۵۱۱
[5] و[6] ولہ المعتبرة التی بلغت حد الشہوة بمنزلة البالغة حتی لا یسافر بہا من غیر محرم ثلاثة ایام ۱۲ ہدایہ مجذفہ صفحہ ۲۲۵ کتاب الحج
[7] ولیس ان تحج بلا محرم کل محرم الا ان یکون مجوسیا ولا عبرة بالصبی والمجنون ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۱۳ ج ۱
[8] و[9] و[10] ولا تجوز الصلوٰة علی العجلة ان کان طرف العجلة علی الدابة وہی تسیر اولا تسیر فہی صلوٰة علی الدابة فتجوز فی حالة العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرہا وان لم یکن طرف العجلة علی الدابة جاز ہذا کلہ فی الفرض والواجب بانواعہ وسنة الفجر بشرط ایقافہا للقبلة ان امکنہ والا فبقدر الامکان واما فی النفل فتجوز علی المحمل والعجلة مطلقاً فتاوی ۱۲ بحالة الا الی دابة واردة ۱۲ رد المحتار صفحہ ۱۲/۵۱۰ تا ۵۱۵

پڑھے۔ مسئلہ[۱۳] اگر[۱] اونٹ سے یا بہلی سے اُترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدون اترے بھی نماز درست ہے۔

گھر میں موت ہو جانے کا بیان

مسئلہ[۱] جب[۲] آدمی مرنے لگے اس کو چت لٹا دو اور اُس کے پیر قبلہ کی طرف کر دو اور سر اونچا کر دو تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے اور اُس کے پاس بیٹھ کر زور زور سے کلمہ پڑھو تاکہ تم کو پڑھتے سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو۔ کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اسکے منہ سے کیا نکل جاوے مسئلہ[۲] جب[۳] وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ ہو رہو۔ یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے۔ اور پڑھتے پڑھتے دم نکلے۔ کیونکہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہیئے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹنے تک کلمہ برابر جاری رہے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات چیت کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو جب وہ پڑھ لیوے تو پھر چپ ہو رہو۔ مسئلہ[۳] جب[۴] سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جاویں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جاوے اور کنپٹیاں بیٹھ جاویں تو سمجھو اُس کی موت آ گئی اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔ مسئلہ[۴] سورۂ یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہوتی ہے اسکے سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ دو۔ یا کسی سے پڑھوا دو مسئلہ[۵] اس[۶] وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جاوے۔ کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا وقت ہے۔ ایسے کام کرو ایسی باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جائے کہ مردہ کی خیر خواہی اسی میں ہے ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا یا اور کوئی شخص ہے اس کو زیادہ محبت تھی اُسے سامنے لانا۔ ایسی باتیں کرنا کہ دل اس کا ان کی طرف متوجہ ہو جائے اور اُن کی محبت اس کے دل میں سما جائے بڑی بُری بات ہے۔ دنیا کی محبت لے کے رخصت ہوئی تو نعوذ باللہ بُری موت مری۔ مسئلہ[۶] مرتے[۷] وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے تو اس کا خیال نہ کرو۔ نہ اس کا چرچا کرو بلکہ یہ سمجھو کہ موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہی۔ اس وجہ سے ایسا ہوا۔ اور عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو سب معاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتی رہو۔ مسئلہ[۷] جب[۸] مر جائے تو سب عضو درست کر دو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھ دو کہ

---

[۱] واعلم ان ما عدا النوافل من الفرض والواجب بانواعه لا يصح على الدابة الا لضرورة كخوف لص على نفسه او دابته او ثيابه لو نزل وخوف سبع وطين ونحوه ۱۲ رد المحتار ص۴۹۵ ج۱

[۲] ويوجه المحتضر القبلة على يمينه هو السنة وجاز الاستلقاء على ظهره وقدماه اليها وهو المعتاد في زماننا ولكن يرفع راسه قليلا ليتوجه للقبلة وقيل يوضع كما تيسر على الاصح وان شق عليه ترك على حاله ويلقن ندبا وقيل وجوبا بذكر الشهادتين عنده قبل الغرغرة من غير امره بها لئلا يضجر ۱۲ رد المحتار ص۷۹۴ تا ص۷۹۵ ج۱

[۳] واذا قالها مرة كفاه ولا يكرر عليه ما لم يتكلم ليكون آخر كلامه لا اله الا الله ۱۲ رد المحتار ص۷۹۵ ج۱ وشرح نقایہ ص۱۳۱ ج۱ وہدایہ ص۱۵۰ ج۱

[۴] وعلامته ذلك ان يسترخي قدماه ولا ينتصبا ويعوج انفه وانخساف صدغيه ۱۲ شرح نقایہ ص۱۳۱ ج۱ ورد المحتار ص۷۹۵ ج۱

[۵] ويندب قراءة يٰسين والرعد ۱۲ رد المحتار ص۷۹۵ ج۱

[۶] وعن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حضرتم المريض او الميت فقولوا خيرا فان الملائكة يؤمنون على ما تقولون رواه مسلم ۱۲ مشکوٰۃ ص۱۴۰

[۷] وما ظهر منه من كلمات كفرية يغتفر في حقه ويعامل معاملة موتى المسلمين حملا على انه في حال زوال عقله ۱۲ الدر المختار ص۷۹۵ - ص۷۹۹ ج۱

[۸] رد المحتار ص۷۹۹ ج۱ وشرح نقایہ ص۱۳۱ ج۱ ۱۲

کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگا دو تاکہ منھ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کر دو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کے باندھ دو تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پاویں۔ پھر کوئی چادر اُڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو۔ **مسئلہ** منھ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ **مسئلہ** مر جانے کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت اور جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔ **مسئلہ** مر جانے کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جائے اسکے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں ہے۔

باب ۲۳ نہلانے کا بیان

مسئلہ جب گور و کفن کا سب سامان ہو جائے اور نہلانا چاہو تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختہ کو لوبان یا اگر کی بتی وغیرہ خوشبو دار چیز کی دھونی دے دو۔ تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر مُردے کو اس پر لٹا دو اور کپڑے اتار لو۔ اور کوئی کپڑا ناف سے لیکر زانو تک ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے۔ **مسئلہ** اگر نہلانے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہ جاویگا تو خیر نہیں تو تخت کے نیچے گڑھا کھدوا لو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے۔ اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ غرض فقط یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی پھسل کر گر نہ پڑے۔ **مسئلہ** نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردے کو استنجا کرا دو۔ لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اُس پر نگاہ نہ ڈالو۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو۔ اور جو کپڑا ناف سے لیکر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلاؤ۔ پھر اس کو وضو کرادو۔ لیکن نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو۔ نہ گٹّے تک ہاتھ دھلاؤ۔ بلکہ پہلے منھ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ کہنی سمیت۔ پھر سر کا مسح۔ پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑوں پر پھیر دیا جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منھ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔ اور ناک اور منھ اور کانوں میں روئی بھر دو تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پاوے جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جاوے جیسے بیسن یا کھلی سے ملکر دھووے اور صاف کر کے پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈالکر پکایا ہوا پانی

لے ویقول منغمضہ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ ۱۲ رد المحتار ۹۹ ج۱ و شرح نقایہ ج۱
ل ویجمر عندہ الطیب و یخرج من عندہ الحائض و النفساء والجنب رد المحتار ۹۹ ج۱
ل رد المحتار ۹۹ ج۱ ۱۲
ل ویوضع کما تیسر علی سریر مجمر وترا الی سبع فقط ای یجمر وفیہ اشارۃ الی ان السریر یجمر قبل وضعہ علیہ وتستر عورتہ الغلیظۃ فقط علی الظاہر من الروایۃ وقیل مطلقا الغلیظۃ والخفیفۃ وصححہ الزیلعی لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لعلی لا تنظر الی فخذ حی ولا میت ویجرد من ثیابہ رد المحتار ۸۰۰-۸۰۱ ج۱
ل رد المحتار ۸۰۰-۸۰۱ ج۱ ۱۲
ل ولو کان جنبا او حائضا او نفساء فعلا اتفاقا تتمیما للطہارۃ ویبدا بوجہہ ویمسح راسہ ۱۲ رد المحتار ۸۰۱ ج۱
ل رد المحتار ۸۰۲-۸۰۳ ج۱ ۱۲
ل ویضجع علی یسارہ لیبدا بیمینہ فیغسل حتی یصل الماء الی مایلی التخت منہ ثم علی یمینہ کذلک ویصب علیہ ماء مغلی بسدر او بالحرض ان لم یکن ... ثم یجلس مسندا الیہ ویمسح بطنہ رفیقا وما خرج منہ یغسلہ ... الہدایہ ... ثم بعد اقعادہ یضجعہ

نیم گرم تین[۱] دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جاوے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹاوے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جاوے۔ اسکے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا اٹھلا دے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبا دے اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھو ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں اب نہ دہراؤ۔ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹاوے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنا دو۔ **مسئلہ**[۲] اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ اسی سے اسی طرح تین دفعہ نہلا دیوے اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلاؤ۔ اور نہلانے کا یہ طریقہ جو بیان ہوا سنت ہے۔ اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلاوے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔ **مسئلہ**[۳] جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو۔ اگر مردہ مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر لگا دو۔ پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلی اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو۔ بعضے بعضے کفن میں عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں۔ یہ سب جہالت ہے جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زائد مت کرو۔ **مسئلہ** بالوں[۴] میں کنگھی نہ کرو نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو سب اسی طرح رہنے دو۔ **مسئلہ** اگر کوئی[۵] مرد مر گیا۔ اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں۔ اگرچہ محرم ہی ہو۔ اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دو۔ لیکن اس کے بدن میں ہاتھ نہ لگاؤ۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لو تب تیمم کراؤ۔ **مسئلہ** کسی[۶] کا خاوند مر گیا تو اس کی بی بی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے اور[۷] اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں۔ البتہ دیکھنا درست ہے۔ اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔ **مسئلہ**[۸] جو عورت حیض یا نفاس سے ہو وہ مردے کو نہ نہلاوے کہ یہ مکروہ اور منع ہے۔ **مسئلہ**[۱۰] بہتر[۹] یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلاوے اور اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی دیندار نیک عورت نہلاوے۔ **مسئلہ**[۱۱] اگر نہلانے[۱۱] میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے۔ اگر خدانخواستہ مرنے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا اور کالا ہو گیا تو یہ بھی نہ کہے اور بالکل اس کا چرچا نہ کرے کہ یہ سب ناجائز ہے۔ ہاں اگر وہ کھلم کھلا کوئی گناہ کرتی ہو جیسے ناچتی تھی یا گانے بجانے کا پیشہ کرتی تھی یا رنڈی تھی تو ایسی باتیں کہہ دینا درست ہیں کہ اور لوگ ایسی باتوں سے بچیں اور توبہ کریں[۱۲]۔

[۱] دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ۴۵ ثم اختلفوا فی شیئ وہو انہ فی الہدایۃ لم یفصل فی الغسلات بین القراح وغیرہ وہو ظاہر کلام الحاکم وذکر شیخ الاسلام ان الاولی بالقراح ای الماء الخالص والثانیۃ بالمغلی فیہ سدر والثالثۃ بالذی فیہ کافور وقال فی الفتح والاولی کون الاولیین بالسدر والثالثۃ بالماء والکافور ۱۲ رد المحتار صفحہ ۸۰۱ ج ۱ بحذف

[۲] ویغلی الماء بالسدر او بالحرض فان لم یکن فالماء القراح ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۵۸ ج ۱

[۳] الغسل عرفناہ بالنص وقد حصل مرۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۵۸ ج ۱

[۴] ہکذا فی رد المحتار صفحہ ۸۰۲ ج ۱ ۱۲

[۵] رد المحتار صفحہ ۸۰۳ ج ۱ ۱۲

[۶] ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا وہی لا تمنع من ذلک (رد المحتار صفحہ ۸۰۴) ماتت بین رجال وہو بین نساء تیممہ المحرم ای یمم المیت المحرم من الذکر والانثی وکذا قولہ فالاجنبی ای فالشخص الاجنبی الصادق بذلک وافاد انہ لا یحتاج الی خرقۃ لانہ یجوز لہ مس اعضاء التیمم بخلاف الاجنبی اعلم ان ہذا اذا لم یکن مع النساء رجل لا مسلم ولا کافر ولا صبیۃ صغیرۃ فلو معہن کافر علمنہ الغسل لان نظر الجنس الی الجنس اخف وان لم یوافق فی الدین ولو معہن صبیۃ لم تبلغ حد الشہوۃ وتطیق غسلہ علمنہا غسلہ لان حکم العورۃ غیر ثابت فی حقہا وکذا فی المرأۃ تموت بین رجال معہم امرأۃ کافرۃ او صبی غیر مشتہی ۱۲ رد المحتار صفحہ ۸۰۴ ج ۱

[۷] رد المحتار صفحہ ۸۰۴ ج ۱

[۸] دیکھو حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ہذا ۱۲

[۹] و [۱۰] و [۱۱] و [۱۲] رد المحتار صفحہ ۸۰۶ ج ۱ - ۱۲

باب ۲۴ کفنانے کا بیان

مسئلہ ۱ عورت[۱] کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ ایک کُرتہ دوسرے ازار تیسرے سربند، چوتھے چادر، پانچویں سینہ بند۔ ازار[۲] سر سے لیکر پاؤں تک ہونا چاہئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتا گلے سے لیکر پاؤں تک ہو۔ لیکن نہ اس میں کلی ہوں نہ آستین۔ اور سربند[۳] تین ہاتھ لمبا اور سینہ بند[۴] چھاتیوں سے لیکر رانوں تک چوڑا اور اتنا لمبا ہو کہ بندھ جاوے **مسئلہ ۲** اگر کوئی پانچ کپڑوں میں نہ کفناوے بلکہ فقط تین کپڑے کفن میں دیوے۔ ایک ازار دوسرے چادر تیسرے سربند تو یہ بھی درست ہے اور اتنا کفن بھی کافی ہے۔ اور تین کپڑوں سے بھی کم دینا مکروہ اور برا ہے ہاں اگر کوئی مجبوری[۵] اور لاچاری ہو تو کم دینا بھی درست ہے **مسئلہ ۳** سینہ بند[۶] اگر چھاتیوں سے لیکر ناف تک ہو تب بھی درست ہے لیکن رانوں تک ہونا زیادہ اچھا ہے **مسئلہ ۴** پہلے[۷] کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دیدو تب اس میں مردے کو کفنا دو **مسئلہ ۵** کفنانے[۸] کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی چادر بچھاؤ پھر ازار۔ اُس کے اوپر کُرتا۔ پھر مردے کو اُس پر لے جاکے پہلے کرتا پہناؤ۔ اور سر کے بالوں کو دو حصے کر کے کُرتے کے اوپر سینے پر ڈال دو۔ ایک حصہ داہنی طرف اور ایک بائیں طرف اسکے بعد سربند سر پر اور بالوں پر ڈالدو۔ اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو۔ پھر ازار لپیٹ دو پہلے بائیں طرف لپیٹو پھر داہنی طرف۔ اس کے بعد سینہ بند باندھ دو۔ پھر چادر لپیٹو۔ پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف۔ پھر کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو۔ اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ رستہ میں کہیں کھل نہ پڑے **مسئلہ ۶** سینہ[۹] بند کو اگر سربند کے بعد ازار لپیٹنے سے پہلے ہی باندھ دیا تو یہ بھی جائز ہے اور اگر سب کفنوں کے اوپر سے باندھے تو بھی درست ہے۔ **مسئلہ ۷** جب کفنا چکو تو رخصت کر دو کہ مرد لوگ نماز پڑھ کر دفنا دیویں **مسئلہ ۸** اگر عورتیں[۱۰] جنازے کی نماز پڑھ دیں تو بھی جائز ہے لیکن چونکہ ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوتا ہے اسلئے ہم نماز اور دفنانیکے مسئلے بیان نہیں کرتے **مسئلہ ۹** کفن میں[۱۱] یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ اور کوئی دُعا رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح کفن پر یا سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ البتہ کعبہ شریف کا غلاف یا اپنے پیر کا رومال وغیرہ کوئی کپڑا تبرکاً رکھدینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۰** جو بچہ[۱۲] زندہ پیدا ہوا۔ پھر تھوڑی دیر میں مرگیا یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مرگیا تو وہ بھی اسی قاعدے سے نہلایا جاوے اور کفنا کے نماز پڑھی جاوے پھر دفن کر دیا جاوے اور اسکا

---

۱ وکفن المرأۃ فی خمسۃ اثواب درع وازار وخمار ولفافۃ وخرقۃ تربط فوق ثدیہا ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۵۹ ج ۱

۲ السنۃ ان یکفن الرجل فی ثلاثۃ اثواب ازار وقمیص ولفافۃ ۱۲ ہدایہ ۱۵۹ ج ۱ رد المحتار ج ۱

۳ رد المحتار صفحہ ۸۰۰ ج ۱ ۱۲

۴ ومقدارہ ای الخمار ثلاث الموت ثلاثۃ اذرع بذراع الکرباس یرسل علی وجہہا ولا یلف ۱۲ رد المحتار ج ۱

۵ والاولی ان تکون ای خرقۃ تربط بہا ثدیاہا من الثدیین الی الفخذین ۱۲ رد المحتار ج ۱

۶ ہدایہ صفحہ ۱۵۹ ج ۱-۱۲

۷ وکفن العفردۃ لجمایوتر واقلہ مایعم البدن ۱۲ رد المحتار ج ۱

۸ وعرضہا ای الخرقۃ ما بین ثدی المرأۃ الی السرۃ وقیل ما بین الثدی الی الرکبۃ ۱۲ رد المحتار ج ۱

۹ وتجمر الاکفان قبل ان یدرج فیہا المیت ۱۲ ہدایہ ج ۱

۱۰ ولله رد المحتار ج ۱

۱۱ والصلوۃ علیہ ای المیت فرض کفایۃ (رد المحتار ج ۱) اذا قام بہ البعض واحد اکان او جماعۃ ذکراً کان او انثی سقط عن الباقین ۱۲ فتاوی ہندیہ ج ۱)

۱۲ وقد افتی ابن الصلاح بانہ لا یجوز ان یکتب علی الکفن یٰسین والکہف ونحوہما خوفاً من صدید المیت ۱۲ رد المحتار ج ۱ ۱۲ رد المحتار ج ۱ صفحہ ۸۳۰-۸۳۱ ۱۲

نام بھی کچھ رکھا جاوے۔ مسئلہ [11] جو لڑکا بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا۔ پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی اسکو بھی اسی طرح نہلاؤ۔ لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دو۔ بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو اور نام اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھدینا چاہیے۔ لوٹ مسئلہ ۱۲ و ۱۳ صفحہ ۵۵ پر درج ہیں۔ مسئلہ [14] اگر چھوٹی لڑکی مر جاوے جو ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئی ہے تو اس کے کفن کے بھی وہی پانچ کپڑے سنت ہیں جو جوان عورت کیلئے ہیں۔ اگر پانچ کپڑے نہ دو تین ہی کپڑے دو۔ تب بھی کافی ہے۔ غرضیکہ جو حکم سیانی (بڑی ۱۲) عورت کا ہے وہی کنواری اور چھوٹی لڑکی کا بھی حکم ہے مگر سیانی کیلئے وہ حکم تاکیدی ہے اور کم عمر کے لئے بہتر ہے۔ مسئلہ [15] جو لڑکی بہت چھوٹی ہو جوانی کے قریب بھی نہ ہوئی ہو۔ اسکے لئے بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑے دیئے جاویں اور دو کپڑے دینا بھی درست ہے ایک ازار اور ایک چادر۔ مسئلہ [16] اگر کوئی لڑکا (بچہ ۱۲) مر جاوے اور اسکے نہلانے اور کفنانے کی تم کو ضرورت پڑے تو اسی ترکیب سے نہلا دو جو اوپر بیان ہو چکی اور کفنانے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر تم کو معلوم ہوا۔ بس اتنا ہی فرق ہے کہ عورت کا کفن پانچ کپڑے ہیں اور مرد کا کفن تین کپڑے ایک چادر ایک ازار ایک کرتہ۔ مسئلہ [17] مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔ مسئلہ [18] جو چادر جنازے کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے کفن فقط اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ مسئلہ [19] جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کا گور و کفن کیا جاوے۔ دوسری جگہ لیجانا بہتر نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی جگہ کوس آدھ کوس دور ہو تو وہاں لیجانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانیوالا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بیوی کی معرفت سمجھاوے یا پڑھنے والی کو ہدایت کر دے کہ ان مسائل کو بطور خود دیکھ لینا اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو اسکو بھی نہ پڑھاویں بلکہ ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لے۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسائل

باب ۲۵ حیض اور استحاضہ کا بیان

مسئلہ [1] ہر مہینہ میں جو آگے کی راہ سے معمولی خون آتا ہے اسکو حیض کہتے ہیں مسئلہ [2] کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم

[1] رد المحتار ص ۳۱ ج ۱ ۱۲
[2] رد المحتار ص ۹ ج ۱ ۱۲
[3] و ادنی ما یکفن به الصبی الصغیر ثوب واحد و الصبیة ثوبان ۱۲ رد المحتار ص ۹ ج ۱
[4] و [5] و [6] السنة ان یکفن الرجل فی ثلاثة اثواب ازار و قمیص و لفافة فان اقتصروا علی ثوبین جاز و الثوبان ازار و لفافة و ہذا کفن الکفایة و یکرہ ان یقتصر علی ثوب واحد الا فی حالة الضرورة ۱۲ ہدایہ ص ۱۵۹ ج ۱
[7] رد المحتار ص ج ۱ و مراقی ۱۲
[8] تالیف کے وقت حصہ دوم یہاں سے شروع تھا بعد میں یہ تغیر حسب اجازت حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمہ اللہ ہوا ہے ۱۲
[9] ہدایہ الحیض دم من رحم خرج الاستحاضة و منه ما تراه صغیرة و آیسة لا لولادة خرج النفاس ۱۲ رد المحتار ص ۲ ج ۱
[10] اقلہ ثلاثة ایام بلیالیہا و اکثرہ عشرة بعشر لیال و الناقص عن اقلہ و الزائد علی اکثرہ او اکثر النفاس او علی العادة و جاوز اکثرہما و ما تراہ صغیرة دون تسع علی المعتمد و آیسة علی ظاہر المذہب و حامل و لو قبل خروج اکثر الولد استحاضة فلو رأت المبتدأة الدم حین طلع نصف قرص الشمس و انقطع فی الیوم الرابع حین طلع ربعه فانه استحاضة ای الی طلوع نصفه فحینئذ یکون حیضا و المعتادة بخمسة مثلاً اذا رأت الدم حین طلع نصفه انقطع فی الحادی عشر حین طلع ثلثه فان زاد علی الخمسة استحاضة ۱۲ رد المحتار ص ۲۶ ج ۱

خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کہ کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا ہوگیا ہے اور اگر دس دن رات سے زیادہ خون آیا ہے تو جے دن دس سے زیادہ آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۳ اگر تین[ا] دن تو ہوگئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کو صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہوگیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو حیض نہیں جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور دوشنبہ کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہوگیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے

مسئلہ حیض[ب] کی مدت کے اندر سرخ زرد سبز خاکی یعنی مٹیالہ سیاہ جو رنگ آوے سب حیض ہے جب تک گدی بالکل سپید نہ دکھلائی دے اور جب بالکل سپید رہے جیسی کہ رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہوگئی

مسئلہ نو برس[ج] سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا ہے اسلئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آوے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگر پچپن برس کے بعد کچھ نکلے تو اگر خون[د] خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جاوینگے اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے

مسئلہ کسی[ھ] کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا پھر کسی مہینہ میں زیادہ آگیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض ہے باقی سب استحاضہ ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحظہ بھی زیادہ خون آوے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہیں

مسئلہ ایک عورت[و] ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آجاتا ہے تو یہ سب حیض ہے۔ ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آوے تو دیکھو کہ اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے اور باقی سب استحاضہ ہے

مسئلہ کسی[ز] کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا۔ پھر ایک مہینہ میں پانچ دن خون آیا اسکے بعد دوسرے مہینہ میں پندرہ دن خون آیا تو اس پندرہ دن میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور دس دن استحاضہ ہے اور پہلی عادت کا اعتبار نہ کرینگے اور یہ سمجھینگے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہوگئی

مسئلہ کسی[ح] کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینہ میں کے دن خون آیا تھا تو اسکے مسئلے بہت باریک ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور ایسا اتفاق بھی کم پڑتا ہے اسلئے ہم اسکا حکم بیان نہیں کرتے اگر کبھی ضرورت پڑے تو کسی بڑے عالم سے پوچھ لینا چاہئے اور کسی ایرے غیرے معمولی

ا دیکھو حاشیہ نمبر ۵ صفحہ
ب دما تراه من لون کدرة وتربیة فی مدة العادة سوی بیاض خالص ولو المرئی طہرا متخللا بین الدمین فیها حیض رد المحتار ۲۶۶ تا ۲۶۸ ۱۲
ج وما تراه صغیرة دون تسع علی المعتمد استحاضة وآئیسة ... المسن ... قبل بعد خمسین ... فی الحدة بخمس وخمسین قال فی الفیض وعلیه الاعتماد ... رأته بعد الایاس فحیض ۱۲ رد المحتار ۲۷۹-۲۸۰
د رد المحتار ۲۸۰ ۱۲
ھ دیکھو حاشیہ نمبر ۵ صفحہ
و ... فیها ... العادة فیها ... ۱۲ رد المحتار ۲۹۳
ز رد المحتار ۲۹۰
ح ... وتسمی المحیرة ... ذکرها ... رد المحتار ۲۹۶
ط اس کا مطلب یہ ہے کہ نو برس سے پہلے تو اصلی حیض نہیں آتا اس لئے جو خون نو برس سے پہلے آئیگا وہ کسی صورت میں حیض نہیں ہو سکتا اور پچپن برس کے بعد عام طور پر جو عادت ہے وہ یہی ہے

کہ حیض نہیں آتا لیکن ممکن ہے اس لئے اگر پچپن برس کے بعد خون آجاوے تو ان خاص صورتوں میں جن کا ذکر متن میں کیا گیا ہے اس کو حیض کہ ۔۔۔

مولوی سے ہرگز نہ پوچھے ۔ مسئلہ[۱۰] کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آوے سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آوے تو پورے دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔ مسئلہ[۱۱] کسی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اس دن سے لیکر دس دن رات حیض ہے اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائیگا ۔ مسئلہ[۱۲] دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں سو اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جاوے تو جتنے مہینے تک خون نہ آوے گا پاک رہیگی ۔ مسئلہ[۱۳] اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین یہ پندرہ دن کے بعد میں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے ۔ مسئلہ[۱۴] اور اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے ۔ ادھر ادھر ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے ۔ مسئلہ[۱۵] اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا ۔ پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا ۔ سو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں باقی سب استحاضہ ہے ۔ مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینہ کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ حیض آنے کا معمول ہے ۔ پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا برابر خون آیا گیا ۔ سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے ۔ اور اگر چوتھی، پانچویں، چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور تین دن اول کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے ۔ مسئلہ[۱۶] حمل کے زمانہ میں جو خون آوے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے چاہے جتنے دن آوے ۔ مسئلہ[۱۷] بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آوے وہ بھی استحاضہ ہے بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نہ نکل آوے تب تک جو خون آوے گا اس کو استحاضہ ہی کہیں گے۔

باب	حیض کے احکام کا بیان	۲۶

مسئلہ حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں ۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف

لہ لما في تبيين الحقائق ... اكثره عشرة ايام الا ... في حق المبتدأة التي لم ... لها عادة ۱۲ رد المحتار ... ۱۲ لہ رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۳ ۱۲ تہ واقل الطهر خمسة عشر يوما ... ولا حد لاكثره ... [illegible] الدم ۱۲ ثہ و ۵ ... [illegible] دیکھو حاشیہ ای صفحہ ہذا ۔ ۵ و ۶ ... رد المحتار ص ۲۶۹ ج ۱ ... رد المحتار ص ۲۶۶ تا ۲۶۸ ... ۷ چنانچہ ایسی صورت میں نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب پہلی دفعہ خون دیکھے تو نماز پڑھتی چھوڑ دے کیونکہ وہ یقینا حیض کا خون تھا پھر جب دوسرے دن خون بند ہو جاوے تو ایک دن کی نماز قضا پڑھے کے اور نمازیں پڑھتی رہے پھر اگر چودہ روز کے بعد پھر خون آیا تو یقین ہو گیا کہ پہلے دن جو خون آیا تھا وہ حیض کا تھا

چنانچہ تین دن چھوڑ کر جو حیض کی کم سے کم مدت ہے باقی تیرہ دن کی نمازیں قضا کرے بشرطیکہ اس نے اول تین روز کے بعد غسل نہ کر لیا ہو اگر تین دن کے بعد غسل کر لیا تھا تو باقی تیرہ دنوں کی [illegible] ... اور چودہ روز کے بعد جو خون آیا ہے وہ استحاضہ ہے لہذا اس میں نماز نہ ترک کرے اگر غسل کر لیا تھا تو دوبارہ غسل کئے بغیر نماز پڑھتی رہے اور اگر غسل نہیں کیا تھا تو اب غسل کر لے

ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی۔ لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے
کے بعد قضا رکھنی پڑیگی۔ **مسئلہ ۲** اگر فرض نماز پڑھتے میں حیض آگیا تو وہ نماز بھی معاف ہوگئی۔ پاک ہونے
کے بعد اسکی قضا نہ پڑھے اور اگر نفل یا سنت میں حیض آگیا تو اس کی قضا پڑھنا پڑے گی اور اگر آدھے
روزہ کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضا رکھے۔ اگر نفل روزہ میں حیض آجاوے تو
اسکی بھی قضا رکھے **مسئلہ ۳** اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی
معاف ہوگئی **مسئلہ ۴** حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرنا درست نہیں۔ اور
صحبت کے سوا اور سب باتیں درست ہیں یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا وغیرہ درست ہے۔ **مسئلہ ۵**
کسی کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت تھی اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو
جب تک نہا نہ لیوے تب تک صحبت کرنا درست نہیں اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گذر جاوے
کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جاوے تب صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں
مسئلہ ۶ اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آکے بند ہو گیا تو نہا کے نماز پڑھنا واجب
ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہولیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں ہے کہ شاید پھر خون آجاوے
مسئلہ ۷ اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہو جاوے اسی وقت سے صحبت
کرنا درست ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔ **مسئلہ ۸** اگر ایک یا دو دن خون آکر بند ہو گیا تو نہانا
واجب نہیں ہے۔ وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں اگر پندرہ دن گذرنے سے پہلے
خون آجاویگا تو اب معلوم ہوگا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض
سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گذر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم
ہوا کہ وہ استحاضہ تھا۔ سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں ان کی قضا
پڑھنا چاہئے **مسئلہ ۹** تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ تین دن
پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے اور اگر پورے دس دن
رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جاوے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں۔ کچھ قضا نہ پڑھنا
پڑے گی اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اسلئے یہ سب دن حیض کے ہونگے اور اگر گیارہویں دن بھی
خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے۔ پس گیارہویں دن نہاوے
اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے **مسئلہ ۱۰** اگر دس دن سے کم حیض آیا
اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے، تو

۱ و ۲ رد المحتار ص ج ۱
۳ رد المحتار ص ۲۶۹ ج ۱
۴ واذا انقطع دم الحیض لاقل من عشرة ایام لم یحل وطیہا حتی تغتسل او یمضی علیہا ادنی وقت الصلوٰة بقدر ان تقدر علی الغسل والتحریمة ہدایہ
۵ وفی ... لو کان ... الی
۶ وان انقطع لعشرة ... تصلی فی آخر الوقت
۷ لدون عادتہا ... تغتسل وتصلی ای فی آخر الوقت ... وتاخیرہ الیہ واجب ... رد المحتار ص ج ۱
۸ ولا یحل وطؤہا ... حیضہا لاکثرہ ... العشرة ایام بلا غسل ... رد المحتار ص ج ۱
۹ کبھی ... صفحہ ۱
۱۰ رد المحتار ص ۲۶۳ ج ۱
۱۱ رد المحتار ص ج ۱
۱۲ یعنی نماز توڑے اور پورا کرنے کی ضرورت نہیں ہے
۱۳ عورت کے لئے مرد کی ناف سے گھٹنے تک بدن کو دیکھنا اور اس کو ہاتھ لگانا جائز ہے لیکن مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ عورت کے بدن کو ناف سے گھٹنے تک ہاتھ سے یا اپنے بدن کے کسی عضو سے بغیر حائل کے چھونے ۱۲ ۱۴ یہاں غسل سے مراد ایسا غسل ہے جس میں غسل کے فرائض ادا ہو سکیں ۱۲

نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کے نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جاوے گی اور قضا پڑھنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۱۱** اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضا پڑھنا چاہیے۔ **مسئلہ ۱۲** اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح سے رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں محسوب نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی بھی قضا رکھنی پڑے گی۔ **مسئلہ ۱۳** اور اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ پھرتی سے غسل تو کر لے گی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ پاوے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے۔ اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کر لے اور صبح کو نہا لیوے اور جو اس سے کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا رکھے۔ **مسئلہ ۱۴** جب خون سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آوے تب سے حیض شروع ہو جاتا ہے۔ اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لیوے جس سے خون باہر نہ نکلنے پاوے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آوے تب تک حیض کا حکم نہ لگاویں گے جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آ جاوے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔ **مسئلہ ۱۵** پاک عورت نے رات کو فرج داخل میں گدی رکھ لی تھی۔ جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگا دیں گے۔

باب ۲۷ استحاضہ کے احکام کا بیان

مسئلہ استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کے نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو۔ ایسی عورت نماز بھی…

۱؎ رد المحتار صفحہ ۲۷۰ ج ۱ ۱۲
۲؎ و اذا حاضت المرأة … نفست افطرت وقضت و … اذا قدم المسافر او طہرت الحائض فی بعض النہار امسکا بقیۃ یومہما ۱۲
۳؎ و ل تغتسر التحریمۃ فی الصوم الاصح لانہ من الطہر مطلقا وکذا الغسل لو لاکثرہ … لاقل من الحیض فتقضی ان بقی بعد الغسل والتحریمۃ والحقیقۃ قدر التحریمۃ فقط لئلا تزید ایامہ علی عشرۃ ۱۲ رد المحتار ج ۱
۴؎ ورکنہ بروز الدم من الرحم ای ظہورہ منہ الی خارج الفرج الداخل فلو نزل الی الفرج الداخل فلیس بحیض فی ظاہر الروایۃ ۱۲ رد المحتار ج ۱
۵؎ رد المحتار صفحہ ۲۶۶ ج ۱ و بحر صفحہ ۱۹۱ ج ۱
۶؎ و دم استحاضۃ حکمہ کرعاف دائم وقتا کاملا لا یمنع صوما و صلوۃ ولو نفلا و جماعا لحدیث توضئی و صلی وان قطر الدم علی الحصیر ۱۲ رد المحتار صفحہ ۲۷۵ ج ۱
۷؎ اگر غسل کے فرائض ادا کرنے کے بعد اتنا وقت باقی ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے تو فوراً نماز شروع کر دے اور اسے پورا کرے خواہ نیت باندھنے کے بعد ہی نماز کا وقت نکل جائے البتہ صبح کے وقت اگر نیت باندھنے کے بعد ہی سورج نکل آئے تو نیت توڑ دے اور وقت مکروہ نکل جانے کے بعد قضا پڑھے ۱۲
۸؎ رد المحتار صفحہ ۲۶۶ ج ۱ و بحر صفحہ ۱۹۱ ج ۱ ۱۲

پڑھے روزہ بھی رکھے قضا نہ کرنا چاہئے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔

نوٹ:۔ استحاضہ کے احکام بالکل معذور کے احکام کی طرح ہیں جو حصہ اوّل میں بیان ہو چکے ہیں ملاحظہ ہوں۔

باب	نفاس کا بیان	۲۸

مسئلہ [۱] بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں۔ اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی آکر خون بند ہو جاوے تو وہ بھی نفاس ہے۔ **مسئلہ** [۲] اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آوے تب بھی جننے کے بعد نہانا واجب ہے۔ **مسئلہ** [۳] آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا۔ اسوقت جو خون آوے وہ بھی نفاس ہے اور اگر آدھے سے کم نکلا تھا اسوقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے اگر ہوش حواس باقی ہوں تو اس وقت بھی نماز پڑھے نہیں گنہگار ہوگی نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضا نہ کرے لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے۔ **مسئلہ** [۴] کسی کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آویگا وہ بھی نفاس ہے اور اگر بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں پس اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے اور اگر حیض بھی نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آوے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔ **مسئلہ** [۵] اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل ہی بچہ ہوا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے پس چالیس دن کے بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کرے خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اسکی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔ **مسئلہ** [۶] کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گذر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہاوے۔ اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جاوے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے اسلئے اب فوراً غسل کر ڈالے اور دس دن کی نمازیں قضا پڑھے۔ **مسئلہ** [۷] اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس کا بند ہو جاوے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کرے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز شروع کرے ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔ **مسئلہ** [۸] نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ اس کی قضا رکھنا چاہئے اور روزہ نماز اور صحبت کرنے کے یہاں بھی وہی مسئلے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ **مسئلہ** [۹] اگر چھ مہینے کے اندر اندر

---

۱ والنفاس دم یخرج من رحم عقب ولادة ولو خرج وانقطع عضو اعضوا الصغر لا قلة والكثرة ايضا ۱۲ رد المحتار ص ۲۷۵-۲۷۶

۲ فلو لم تر دما ای بان خرج الولد جافا بلا دم بل تكون نفساء المعتمد نعم يجب عليها الغسل في الدم فتقال دم حقيقة او حكما ۱۲ رد المحتار ص ۲۷۶ ج ۱

۳ بحر ص ۲۱۹ ج ۱

۴ فتوضأ ان قدرت او تيمم وتومى للصلاة ولا تؤخر ۱۲ رد المحتار ص ۲۷۶ ج ۲

۵ [illegible]

۶ واكثره اربعون يوما والزائد على اكثره استحاضة في حق المبتدأة اما المعتادة فترد لعادتها ۱۲ رد المحتار ص ۲۷۶-۲۷۷ ج ۱

۷ بحر ص ۲۲۱ ج ۱ رد المحتار

۸ دیکھو صفحہ ۵

۹ یعنی ای الحیض، کذا النفاس صلاة وصوما ۱۲ رد المحتار ص ۲۶۸ ج ۱

۱۰ رد المحتار ص ۲۷۶ ج ۱

۱۱ اگر بچہ نصف باہر آگیا اور نصف اندر ہے تو بھی نفاس کا حکم لگایا جائے گا ۱۲

۱۲ گوشت ہونیکی قید بطور مثال کے ہے احترازی نہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

۱۳ مثلاً عادت نفاس کی تیس دن کی ہے اور خون

یعنی تیس دن تک آتا رہا تو اس پینتالیس روز میں سے تیس روز نفاس کے شمار ہونگے باقی ایام استحاضہ کے ۱۲ للعہ جیسا کہ حیض کے بیان میں گذر چکا ہے ۱۲

آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچہ سے لی جائیگی۔ اگر دوسرا بچہ دس بیس[۵] دن یا دو ایک مہینے کے بعد ہوا تو دوسرے بچہ سے نفاس کا حساب نہ کرینگے۔

باب	نفاس اور حیض وغیرہ کے احکام کا بیان	۲۹

مسئلہ[۱] جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہے اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید کا پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں۔ البتہ اگر کلام مجید جزدان میں یا رومال میں لپٹا ہو یا اس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کہ اتار سکے تو اس حالت میں قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ مسئلہ[۲] جس کا وضو نہ ہو اس کو بھی کلام مجید کا چھونا درست نہیں البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ[۳] جس روپیہ یا پیسہ میں یا طشتری میں یا تعویذ میں یا اور کسی چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اسکو بھی چھونا ان لوگوں کے لئے درست نہیں البتہ اگر کسی تھیلی میں یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ مسئلہ[۴] کرتے کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کو پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ اس سے پکڑ کے اٹھانا جائز ہے۔ مسئلہ[۵] اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن وہ آدھی آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی آیت کے برابر ہو جاوے۔ مسئلہ[۶] اگر الحمد کی پوری سورت دعا کی نیت سے پڑھے اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے اسمیں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ دعا رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور یہ دعا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا آخر تک جو سورۂ بقر کے آخر میں لکھی ہے یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ[۷] دعاء قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔ مسئلہ[۸] اگر کوئی[۹] عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے لگوانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر کے آیت کا رواں کہلاوے۔ مسئلہ کلمہ[۱۰] اور درود شریف پڑھنا اور خدا تعالیٰ کا نام لینا استغفار پڑھنا یا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنا منع نہیں ہے۔ یہ سب درست ہے۔ مسئلہ حیض[۱۱] کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی گھبرائے نہیں۔ مسئلہ[۱۱] کسی[۱۲] کو نہانے کی ضرورت تھی اور ابھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آگیا تو اب اس پر نہانا واجب نہیں بلکہ جب حیض سے پاک ہو تب نہائے ایک ہی غسل

۵ بحر ص۱۹۶-۲۰۱ ج۱ ۱۲
۱ ویمنع الحدث المس ای مس القرآن ویمنعها ای الحیض والنفاس وقراءة القرآن الجنابة والنفاس ۱۲ بحر ص۲۰۳ ج۱
۲ ولیس لهم مس المصحف الا بغلافه ولا اخذ درهم فیه سورة من القرآن الا بصرة وکذا المحدث لا یمس المصحف الا بغلافه ہدایہ ص۴۷ ج۱ وفی شرح منیة المصلی (ص۴۲ ج۱)
۳ بحر ص۲۰۱ ج۱ ۱۲
۴ وقد الکشف بهذا فی الصحة من عدم حرمة ما یجری علی اللسان عند الکلام من آیة قصیرة من نحو ثم نظر الخ بحر ص۱۹۹-۲۰۰ ج۱
۵ بحر ص۱۹۹ ج۱
۶ ولا بأس بالاذکار فی المنقول عنها مطلقا فیدخل فیه الاذکار ونحو ذلک والذی هو دعاء کالقنوت عند ناکذا فی بحر یکذا فی ص۲۰ ج۱ رد المحتار ص۲۰۵ ج۱) ۱۲
۹ واذا حاضت المعلمة فینبغی لها فی تعلیم الصبیان کلمة کلمة تقطع بین الکلمتین بحر ص۲۰۳ ج۱
۱۰ دیکھو حاشیہ ۵ صفحہ ہذا ۱۲
۱۱ یستحب لها ان تتوضأ لوقت الصلاة وتقعد علی مصلاها تسبح تهلل وتکبر بقدر ادائها کی لا تزول عادتها رد المحتار ص۲۶۸ ج۱
۱۲ واذا اجنبت المرأة ثم ادرکها الحیض فان شاءت

فتسلت وان شاءت اخرت حتی تطهر ۱۲ بحر ص۲۱۶ ج۱ ۵ یہ مثال ہے اس مسئلہ کی توضیح کے لئے ۲ تصحیح الاغلاط

باب	نماز کا بیان	۳۱

مسئلہ[۱] کسی[۲] کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے لیکن ابھی سب نہیں نکلا کچھ باہر نکلا[۳] ہے اور کچھ نہیں نکلا۔ ایسے وقت بھی اگر ہوش و حواس باقی ہوں تو نماز پڑھنا فرض ہے۔ قضا کر دینا درست نہیں۔ البتہ اگر نماز پڑھنے سے بچہ کی جان کا خوف ہو تو نماز قضا کر دینا درست ہے اسی طرح دائی جنائی کو اگر یہ خوف ہو کہ اگر میں نماز پڑھنے لگونگی تو بچہ کو صدمہ پہنچے گا تو ایسے وقت دائی کو بھی نماز کا قضا کر دینا درست ہے لیکن ان سب کو پھر جلدی قضا[۴] پڑھ لینا چاہئے۔

باب	جوان ہونے کا بیان	۳۲

مسئلہ[۱] جب[۵] کسی لڑکی کو حیض آگیا یا ابھی تک کوئی حیض تو نہیں آیا لیکن اس کے پیٹ رہ گیا یا پیٹ بھی نہیں رہا لیکن خواب میں مرد سے صحبت کراتے دیکھا اور اس سے مزہ آیا اور منی نکل آئی۔ ان تینوں صورتوں میں وہ جوان ہو گئی روزہ نماز وغیرہ شریعت کے سب حکم اس پر لگائے جاوینگے اور اگر ان تینوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی گئی لیکن اس کی عمر پورے پندرہ برس کی ہو چکی ہے تب بھی وہ جوان سمجھی جاوے گی اور جو حکم جوان پر لگائے جاتے ہیں اب اس پر لگائے جاوینگے۔ **مسئلہ**[۲] جوان[۶] ہونے کو شریعت میں بالغ ہونا کہتے ہیں نو برس سے پہلے کوئی عورت جوان نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کو خون بھی آوے تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے جس کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے۔

باب	کفنانے کا بیان	۳۳

مسئلہ[۱] اگر حمل گر جائے تو اگر بچہ کے ہاتھ پاؤں منہ ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلاوے اور نہ کفناوے کچھ بھی نہ کرے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچہ کے کچھ عضو بن گئے ہیں تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جاوے اور نہلا دیا جاوے لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دیا جاوے نہ نماز پڑھی جاوے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر کے دفن کر دیا جائے **مسئلہ**[۲] بچہ[۷] کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا۔ تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ پیدا ہونے کا حکم ہے۔ البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ زندہ پیدا ہوا۔ اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک نکلنے سے سمجھینگے کہ زیادہ حصہ نکل آیا۔ اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہئے۔

بہشتی زیور حصۂ دوم تمام شد

---

[۱] در مختار ص ۶۶ و اذا خافت القابلۃ وہی المرأۃ التی تقال لہا دایۃ تحتمی الولد حال خروجہ من بطن امہ ان غلب ظنہا موت الولد او تلف عضو منہ او امہ بترک القابلۃ علیہا تاخیر الصلوۃ من وقتہا وقطعہا لو کانت فیہا فلا باس بتاخیر الصلوۃ و تقبل علی الولد لعذر کما اخر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ عن وقتہا یوم الخندق ۲ مراقی ص ۹۶ ۱۲

[۲] بشرطیکہ نصف سے کم نکلا ہو کیونکہ اگر نصف سے زیادہ نکل آیا تو اس کے بعد نکلنے والا خون نفاس ہوگا۔ آدھے سے زیادہ کی پہچان یہ ہے کہ اگر بچہ سیدھا یعنی سر کی طرف سے پیدا ہو رہا ہے اور سینہ تک کا حصہ باہر آگیا ہے تو نصف سے زیادہ شمار کیا جائے گا اور اگر الٹا یعنی پیر کی طرف سے نکل رہا ہے تو جب ناف تک نکل آئیگا تو نصف سے زائد شمار کیا جائیگا جیسا کہ مراقی الفلاح میں تصریح کی گئی ہے

[۳] شرح تنویر ص ۱۲ ۱۲

[۴] رد المختار ص ۱۲ ۱۲

[۵] رد المختار ص ۱۲ ۱۲

[۶] رد المختار ص ۱۲ ۱۲

[۷] مراقی ص ۲۳ ... ۱۲

[۸] یعنی دائی کو چاہئے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی جلدی قضا نماز پڑھ لے اور زچہ کو چاہئے کہ نفاس سے فارغ ہوتے ہی جلد از جلد اس قضا نماز کو ادا کرے ۱۲ [۹] اگر عاقل ہی ہے اور بغیر صحبت کے ساتھ نکل آئی تو بھی بالغ شمار ہوگی۔ ۱۲

ضمیمہ اُولیٰ بہشتی زیور

مسمّاۃ بہشتی جوہر کا دُوسرا حِصّہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نماز کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ یعنی بیشک نماز روک دیتی ہے بیحیائی اور گناہ سے۔ غرض یہ ہے کہ نماز باقاعدہ پڑھنے سے ایسی برکت ہوتی ہے جس سے نمازی تمام گناہوں سے باز رہتا ہے اگرچہ اور بھی بعض عبادتیں ایسی ہیں جن سے یہ برکت حاصل ہوتی ہے مگر نماز کو اس میں خاص دخل ہے اور نماز کو اس باب میں اعلیٰ درجہ کی تاثیر ہے مگر یہ ضرور ہے کہ نماز سنت کے موافق عمدہ طور سے ادا کی جاوے۔ نمازی کے دل میں اللہ پاک کی عظمت پائی جاوے۔ ظاہر اور باطن سکون و عاجزی سے بھرا ہو۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھے جس درجہ نماز کو کامل ادا کریگا۔ اسی درجہ کی برکت حاصل ہوگی۔ کوئی عبادت نماز سے زیادہ محبوب حق تعالیٰ کو نہیں ہے۔ پس مسلمان کو ضرور ہے کہ ایسی عبادت جو تمام گناہوں سے روک دے۔ اور دوزخ سے نجات دلاوے۔ اس کو نہایت اہتمام سے ادا کرے اور کبھی قضا نہ کرے۔

حضرت امام حسنؒ بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حضرت امام حسن بصری بڑے درجہ کے عالم اور درویش ہیں اور صحابہ کے دیکھنے والے ہیں۔ حافظ محدث ذہبیؒ نے ان کے حالات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے)، کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے ایسی نماز پڑھی کہ اس نماز نے اس نمازی کو بیحیائی (کے کاموں)، اور گناہ (کی باتوں) سے نہ روکا تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے دوری کے سوا اور کسی بات میں نہ بڑھا۔ اسؔ نماز کے سبب یعنی اسکو نماز کے سبب قرب خداوندی اور ثواب میسر نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ میاں سے دوری بڑھیگی اور یہ سزا ہے اس بات کی کہ اس نے ایسی پیاری عبادت کی قدر نہ کی۔ اور اس کا حق ادا نہ کیا۔ پس معلوم ہوا کہ نماز قبول ہونے کی کسوٹی اور پہچان یہ ہے کہ نمازی نماز پڑھنے کے سبب گناہوں سے باز رہے اور اگر کبھی اتفاق سے کوئی گناہ ہو جاوے تو فوراً توبہ کرلے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ (یہ بڑے درجہ کے صحابی اور بڑے عالم اور متقی ہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک حال یہ ہے کہ اس نمازی کی نماز مقبول نہیں ہوتی (اور اس کو ثواب نہیں ملتا۔ گو بعضی صورتوں میں فرض سر سے اتر جاتا ہے اور کچھ ثواب بھی مل جاتا ہے) جو نماز کی تابعداری نہ کرے۔ اور نماز کی تابعداری (کی پہچان یا اس کا اثر) یہ ہے کہ نماز نمازی کو بے حیائی (کے کاموں) اور گناہ (کی باتوں) سے روک دیوے۔[1] اور حدیث میں ہے کہ ایک مرد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ تحقیق فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے (یعنی شب بیدار اور عبادت گذار ہے) پھر جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا بیشک عنقریب نماز اس کو اس کام سے روک دیگی جسے تو بیان کرتا ہے (یعنی چوری کرنا چھوڑ دے گا اور گناہ سے باز آویگا) اخرجہ احمد وابن حبان والبیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ بلفظ قال (ای ابو ہریرۃ) جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فلانا یصلی باللیل فاذا اصبح سرق قال انہ سینہاہ ما تقول اوردہ الامام السیوطی فی الدر المنثور۔

حضرت عبادۃ بن الصامتؓ (صحابی ہیں) سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت بندہ وضو کرتا ہے پس عمدہ وضو کرتا ہے (یعنی سنت کے موافق اچھی طرح وضو کرتا ہے) پھر نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے پس پورے طور پر نماز کا رکوع کرتا ہے اور پورے طور پر نماز کا سجدہ کرتا ہے۔ اور پورے طور پر نماز میں قرآن پڑھتا ہے (یعنی رکوع سجدہ قراءۃ اچھی طرح ادا کرتا ہے) تو نماز کہتی ہے اللہ تعالی تیری حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی۔ (یعنی میرا حق ادا کیا مجھے ضائع نہ کیا) پھر وہ نماز آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے اس حال میں کہ اس میں چمک اور روشنی ہوتی ہے اور اسکے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ اندر پہنچ جاوے اور مقبول ہو جائے اور جبکہ بندہ اچھی وضو نہیں کرتا اور رکوع اور سجدہ اور قراءۃ اچھی طرح ادا نہیں کرتا تو وہ (نماز) کہتی ہے خدا تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا۔ پھر وہ آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے اس حال میں کہ اس پر اندھیرا ہوتا ہے اور دروازے آسمان کے بند کر دیئے جاتے ہیں (تاکہ وہاں نہ پہنچے اور مقبول نہ ہو) پھر لپیٹ دی جاتی ہے جیسے کہ پرانا کپڑا جو بیکار ہوتا ہے) لپیٹ دیا جاتا ہے پھر وہ نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے (یعنی قبول نہیں ہوتی اور اس کا ثواب نہیں ملتا)۔

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ (صحابی) سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوروں میں بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز چراتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس طرح اپنی نماز کو چراتا ہے۔ فرمایا پورے طور سے اس کا رکوع اور اسکا سجدہ نہیں ادا کرتا اور بخیلوں میں بڑا بخیل وہ شخص ہے جو سلام سے بخل کرے (رواہ الطبرانی فی الثلثہ ورجالہ ثقات کذا فی مجمع الزوائد) غرض یہ ہے کہ نماز جیسی سہل اور عمدہ عبادت کا حق ادا نہ کرنا بڑی چوری ہے جسکا گناہ بھی

[1] اخرج الامام ابن جریر الطبری فی تفسیرہ عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا صلوۃ لمن لم یطع الصلوۃ وطاعۃ الصلوۃ ان تنہی عن الفحشاء

بہت برا ہے مسلمانوں کو غیرت چاہیے کہ نماز پورے طور پر ادا نہ کرنے سے ان کو ایسا برا خطاب دیا گیا۔

حضرت انس بن مالک (یہ صحابی ہیں جن کا ذکر ضمیمہ حصہ اول میں گذر چکا ہے) ان سے روایت ہے کہ باہر تشریف لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس دیکھا ایک مرد کو مسجد میں کہ اپنا رکوع اور اپنا سجدہ پورے طور سے ادا نہیں کرتا سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قبول کی جاتی نماز اس مرد کی جو پورے طور سے اپنا رکوع اور اپنا سجدہ نہیں ادا کرتا (رواہ الطبرانی) فی الاوسط والصغیر وفیہ ابراہیم بن عباد الکرمانی ولم اجد من ذکرہ کذا فی مجمع الزوائد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (یہ بڑے درجہ کے عالم اور بڑے عبادت گذار اور بڑے ذکر کرنیوالے اور صحابی ہیں صحابہ میں حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ حدیث کے جاننے والے تھے اور کوئی صحابی ابوہریرہؓ سے زیادہ حدیث کا جاننے والا نہ تھا انکا نام عبدالرحمن ہے ابوہریرہ کنیت ہے اور ابتدائے حال میں یہ تنگدست تھے یہانتک کہ فاقوں اور بھوک کی تکلیف بھی اٹھائی انکے اسلام لانیکا قصہ طویل ہے۔ ابتدا میں باوجود ضرورت کے بوجہ تنگدستی کے نکاح بھی نہ کر سکے پھر بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی دنیاوی حالت درست ہو گئی اور مال میں ترقی ہوئی۔ اور مدینہ منورہ کے حاکم مقرر کئے گئے۔ حاکم ہونے کی حالت میں لکڑیوں کا گٹھا لے کر بازار میں گذرتے تھے اور فرماتے تھے کہ راستہ کشادہ کرو حاکم کیلئے یعنی میرے نکلنے کے لئے راستہ چھوڑ دو۔ دیکھو باوجود اتنے بڑے عہدہ دار ہونے کے اپنا کام اور وہ بھی اس طرح کہ معمولی عزت دار آدمی اس طرح کام کرنے سے اپنی ذلت سمجھتا ہے خود کرتے تھے اور ذرا برائی کا خیال نہ تھا کہ میں کلکٹر ہوں کسی ماتحت یا نوکر سے یہ کام لے لوں۔ یہ طریقہ ہے ان حضرات کا جنھوں نے سالار انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی تھی اور آپ کی صحبت اٹھائی تھی آج ہر شخص اپنے کو ذرا سا رتبہ حاصل ہونے پر بہت بڑا سمجھنے لگتا ہے اور پھر دعوی اسلام اور دعوی محبت رسول مقبولؐ کرتا ہے مگر حقیقت میں محبت رسولؐ اسی کو ہے جو آپ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اور آپ کی سنت کی ہر کام میں تابعداری کرتا ہے۔ خوب کہا ہے۔ ؎

وکل یدعی وصلا بلیلی　　　　ولیلی لا تقر لھم بذاک

یعنی ہر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے لیلیٰ کا وصال ہو گیا۔ اور لیلیٰ اس بات کا ان لوگوں کیلئے اقرار نہیں کرتی۔ سو ان لوگوں کا دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ و رسولؐ کی محبت کا مدعی ہو اور حدیث و قرآن کے خلاف عمل کرے اور اللہ و رسولؐ اسکے دعوے کی تکذیب کریں تو اس کا دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حدیث میں صاف مذکور ہے کہ طریق حق وہ ہے جس پر میں (یعنی رسول اللہؐ) اور میرے صحابہ ہیں۔ اس حدیث سے خوب واضح ہے کہ جو طریقہ خلاف طریق رسولؐ ہو وہ گمراہی ہے اور اس پر عمل کرنیوالے سے رسول اللہؐ سخت ناخوش ہیں اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پرورش پائی اس حال میں کہ میں یتیم تھا۔ اور میں نے ہجرت کی (مدینہ کی) اس حال میں کہ میں مسکین تھا اور میں غزوان کی بیٹی کا نوکر تھا۔ کھانے کی عوض اور اس شرط پر کہ کبھی سفر میں پیدل چلوں اور کبھی سوار ہولوں میں انکے

اونٹ ہانکتا تھا شعر پڑھ کر (عرب میں اشعار پڑھ کر اونٹوں کو چلاتے ہیں جس سے اونٹ بسہولت چلے جاتے ہیں) اور میں لکڑیاں لاتا تھا ان کے (یعنی اپنے مالک کے گھر والوں کے) لئے جب وہ اترتے تھے (یعنی کہیں پڑاؤ ڈالتے تھے) پس شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو مضبوط کیا۔ اور ابوہریرہ کو امام اور پیشوا بنایا۔ یعنی دین اسلام قبول کرکے یہ دولت حاصل ہوئی کہ امامت دین کی میسر ہوئی اور یہ خدا کی نعمت کا شکر ادا فرمایا۔ بطور تکبر اور فخر کے اپنے کو پیشوا نہیں کہا اور خدا کی نعمت کا اظہار کرنے اور اس کا شکر یہ ادا کرنے کو کہ جو نعمت انسان کو حاصل ہو اس کا ظاہر کرنا ثواب ہے اور باعتبار فخر و تکبر منع اور حرام ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم ان غنیمتوں[1] کے مال میں سے ہم سے کیوں نہیں مانگتے۔ پس میں نے عرض کیا میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے علم سکھلا دیں اس علم میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلایا ہے۔ سو اتار لیا آپ نے اس کملی کو جو میرے پشت پر تھی۔ (یعنی میں اس کو اوڑھے ہوئے تھا) پھر اسے بچھایا میرے اور اپنے درمیان یہاں تک کہ گویا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں جوؤں کی طرف جو چلتی تھیں اس پر پھر آپ نے مجھ سے کچھ کلمات فرمائے (تبرکاً) یہاں تک کہ جب آپ وہ کلمات پورے فرما چکے تو فرمایا کہ اس کو اکٹھا کرکے سمیٹ لے پھر اس کو اپنے سینہ سے لگا لے۔ ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں ایسا ہو گیا کہ میں ایک حرف نہیں ساقط کرتا ہوں اس (علم) سے جو مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا (یعنی حافظہ بہت عمدہ ہو گیا) اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار بارہ ہزار بار روز کرتا ہوں یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یا اسکی مثل کچھ اور الفاظ بارہ ہزار بار روز پڑھتے تھے۔ اور ان کے پاس ایک ڈورہ[2] تھا جس میں دو ہزار گرہ لگی تھیں سوتے نہیں تھے جب تک کہ اس قدر یعنی دو ہزار بار سبحان اللہ نہ پڑھ لیتے یعنی سونے سے پہلے اس قدر سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ چھوٹے درجہ کے صحابی اور عالم ہیں اور سنت کی تابعداری کا اس قدر شوق تھا کہ آپ نے طریقہ سنت کا اس قدر تلاش کیا کہ لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ اس محنت میں شاید ان کی عقل جاتی رہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نعم الرجل عبداللہ لو کان یصلی من اللیل یعنی اچھا مرد ہے عبداللہ ابن عمر کاش کہ نماز پڑھتا تہجد کی جب سے آپ نے تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑی اور رات کو کم سوتے تھے۔ سو وہ فرماتے ہیں کہ اے ابوہریرہؓ تم بیشک زیادہ رہنے والے تھے ہم لوگوں (یعنی صحابہ) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور زیادہ جاننے والے تھے ہم لوگوں میں آپ کی حدیث کے۔ حضرت طفاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں چھ ماہ تک ابوہریرہؓ کا مہمان رہا۔ سو نہ دیکھا میں نے کسی مرد کو صحابہ میں سے کہ بہت مستعد ہو اور بہت خدمت کرے مہمان کی۔ ابوہریرہؓ سے زیادہ اور حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سات روز تک حضرت ابوہریرہؓ کا مہمان رہا۔ سو ابوہریرہؓ اور آپکی بیوی اور آپ کا خادم یکے بعد دیگرے رات کے تین حصوں میں نوبت بہ نوبت جاگتے تھے (یعنی ایک شخص) نماز

[1] مال غنیمت وہ مال ہے جو اہل اسلام کو جہاد میں کافروں سے ملتا ہے ۱۲ منہ [2] [illegible] ۱۲ منہ

پڑھتا تھا۔ پھر دوسرے کو جگاتا تھا (اور خود آرام کرتا تھا) پس (وہ) نماز پڑھتا تھا دوسرا آرام کرتا تھا اور تیسرے کو جگاتا تھا اور وہ نماز پڑھتا تھا یہ قصے تذکرۃ الحفاظ بخاری وغیرہ سے لکھے گئے ہیں) سو ان سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم میں کسی کی یہ ستون ملک ہوتا تو وہ شخص اس بات کو برا جانتا کہ وہ ستون خراب کردیا جائے سو کیونکر تم میں سے کوئی (ایسا کام کرتا ہے کہ) اپنی نماز خراب کرتا ہے۔ ایسی نماز کہ وہ اللہ کے لئے ہے۔ پس تم پورے طور پر (باقاعدہ) اپنی نماز ادا کرو۔ اس لئے کہ بیشک اللہ نہیں قبول کرتا مگر کامل کو (یعنی ناقص نماز اور تمام ناقص عبادتیں مقبول نہیں ہوتیں) (رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے (جو صحابی ہیں) روایت ہے کہ تحقیق ایک مرد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا افضل اعمال سے یعنی افضل عمل دین میں کونسا ہے بعد ایمان کے) سو فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز (فرض) اس نے عرض کیا پھر (اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے) فرمایا کہ نماز اس نے عرض کیا کہ پھر کونسا عمل افضل ہے (فرمایا نماز (یہ ارشاد) تین بار فرمایا (نماز کی فضیلت اس قدر تاکید سے نماز کی عظیم الشان ہونے کی وجہ سے آپ نے بیان فرمائی تاکہ لوگ اس کا خوب اہتمام کریں اور ضائع نہ ہونے دیں) پھر جب غلبہ کیا اس نے آپ پر (یعنی بار بار پوچھا کہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے۔ اور یہ سوال بظاہر چوتھی بار ہوگا) تو فرمایا رسول اللہ نے جہاد اللہ کے راستہ میں (یعنی نماز کے بعد کافروں سے لڑنا تاکہ خدا کا دین غالب ہو۔ نہ اس لئے کہ مجھے کچھ نفع مال تعریف وغیرہ حاصل ہو۔ اگرچہ مال وغیرہ مل جاوے لیکن نیت یہ ہونی چاہئے۔ سو یہ سب اعمال سے بعد فرض نماز کے افضل ہے۔ اس مرد نے عرض کیا پھر یہ گذارش ہے کہ میرے والدین (زندہ) ہیں (ان کے بارہ میں کیا ارشاد ہے) فرمایا رسول اللہ نے میں تجھے والدین سے بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں۔ (یعنی ان سے نیکی کر اور ان کو تکلیف نہ پہنچا کہ ان کو تکلیف دینا حرام ہے۔ اس قدر حق والدین کا فرض اور ضروری ہے کہ جس کام میں ان کو تکلیف ہو وہ نہ کرے۔ بشرطیکہ وہ کوئی ایسا کام نہ ہو جس کا درجہ والدین کے حق ادا کرنے سے بڑا ہے اور اس میں حق تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔ اور تکلیف سے مراد وہ تکلیف ہے جس کو شریعت نے تکلیف شمار کیا ہے اور اس سے زیادہ حق ادا کرنا مستحب ہے ضرور نہیں خوب سمجھ لو اس مسئلہ میں بڑی غلطی کرتے ہیں اور اس کو مفصل طور پر رسالہ ازالۃ الرین عن حقوق الوالدین میں بیان کیا ہے) اس مرد نے عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپکو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں البتہ ضرور جہاد کرونگا۔ اور بیشک ضرور ان دونوں (والد اور والدہ) کو چھوڑ کر جاؤنگا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خوب جاننے والا ہے (یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرنے اور جہاد کرنے میں سے

جس طرف تیری طبیعت راغب ہو اس کو کر اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جہاد کا درجہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے سے بڑھ کر ہے اور بعضی حدیثوں میں بعد نماز فرض کے حقوق والدین کے ادا کرنے کا بڑا درجہ وارد ہوا ہے اسکے بعد جہاد کا مرتبہ سو جواب یہ ہے کہ یہاں جہاد سے حقوق والدین کے افضل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حقوق والدین چونکہ بندوں کے حق ہیں جو بغیر معافی بندوں کے معاف نہیں ہو سکتے۔ اس اعتبار سے ان کا مرتبہ جہاد سے بڑھ کر ہے کہ اگر کوئی فرض جہاد ادا نہ کرے اور اس کا وقت نکل جاوے تو توبہ کر لینے سے یہ گناہ معاف ہو جاوے گا مگر حقوق العباد فقط توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جناب رسول مقبول کی خدمت میں مختلف قسم کے سائل حاضر ہوتے تھے اور آپ ہر شخص کو اس کی حالت کے موافق جواب دیتے تھے۔ رواہ احمد وفیہ ابن لھیعۃ وفیہ ضعف وقد حسن لہ الترمذی وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح کذا فی مجمع الزوائد۔

حضرت ابو ایوب انصاری (یہ صحابی ہیں مدینہ میں اول ان ہی کے مکان میں حضور سرور عالم نے نزول فرمایا تھا جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تھے) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بیشک ہر نماز (نمازی کی) ان گناہوں کو جو اس نماز کے آگے ہوئے ہیں مٹا دیتی ہے۔ رواہ احمد باسناد حسن۔ مطلب یہ ہے کہ ہر نماز پڑھنے سے وہ گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس نماز سے دوسری نماز پڑھنے تک کرے۔

حضرت ابو امامہ باہلی صحابی سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ایک فرض نماز دوسری نماز کی ساتھ ملکر مٹا دیتی ہے (ان گناہوں) کو جو اس (نماز) سے پہلے ہوئے (یعنی اس نماز سے پہلے جو گناہ صغیرہ ہوئے وہ معاف ہو گئے اسی طرح اور دوسری نماز تک جو گناہ صغیرہ ہوئے وہ اس سے معاف ہو گئے) اور (نماز) جمعہ مٹا دیتی ہے ان (گناہوں) کو جو اس (جمعہ) سے پہلے ہوئے۔ یہاں تک کہ دوسرا جمعہ پڑھے (اور بعضی حدیثوں میں اس سے آگے تین دن آگے تک گناہ معاف ہو جانا وارد ہے یعنی جمعہ کی نماز سے تین دن آگے کے گناہ صغیرہ معاف کئے جاتے ہیں اور (روزہ) ماہ رمضان کا مٹا دیتا ہے ان (گناہوں) کو جو اس (رمضان) سے پہلے ہوئے۔ یہاں تک کہ دوسرے رمضان کے روزے رکھے۔ اور حج مٹا دیتا ہے ان (گناہوں) کو جو اس سے پہلے ہوئے یہاں تک کہ دوسرا حج کرے پھر کہا (راوی نے) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے کسی مسلمان عورت کو حج کرنا۔ مگر ہمراہ خاوند کے یا ذی محرم کے (رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ المفضل بن صدقۃ وھو متروک الحدیث) اگر کوئی کہے جس شخص کے گناہ صغیرہ نہ ہوں تو اس کو کیا فضیلت حاصل ہوگی۔ دوسرے یہ کہ نمازوں کے ادھر ادھر کے سب گناہ معاف ہوئے تو جمعہ وغیرہ سے کون سے گناہ معاف ہونگے اب تو کوئی گناہ ہی نہ رہا جو صغیرہ ہو جواب یہ ہے کہ

ان دونوں صورتوں میں درجے بلند ہوں گے۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال پانچوں نمازوں کی ایسی ہے جیسے میٹھے (غیر کھاری) پانی کی نہر جو جاری ہو تم میں سے کسی کے دروازہ پر اور (وہ) نہاوے اس میں روزمرہ پانچ بار۔ سو کیا باقی رہے گا اس پر کچھ میل رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عفیر بن معدان وھو ضعیف جدا کذا فی مجمع الزوائد۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اوّل وہ چیز کہ اس کا بندہ سے حساب لیا جائے گا (روز قیامت وہ) اس کی نماز ہے پس اگر درست ہوگی (حساب میں) درست ہوں گے اس کے باقی اعمال (اس لئے کہ نمازی کے نماز کے سوا باقی اعمال بھی نماز کی برکت سے درست ہو جاتے ہیں) اور اگر خراب ہو گی تو خراب ہوں گے اس کے باقی اعمال پھر فرمائے گا (حق تعالیٰ) دیکھو (اے فرشتو) کیا میرے بندہ کی کچھ نفل نمازیں (بھی نامہ اعمال میں) ہیں۔ سو اگر ہوں گی اس کی کچھ نفل نمازیں تو ان نفلوں سے فرض (نماز) کی (خرابی کو) پورا کیا جائے گا۔ پھر (باقی) فرائض بھی اسی طرح (حساب لئے جاویں گے۔ اور نوافل سے کمی پوری کی جاوے گی۔ جیسے فرض روزہ نفل روزہ فرض صدقہ نفل صدقہ وغیرہ) بسبب مہربانی اور رحمۃ اللہ کے (یعنی یہ خدا کی رحمت ہے کہ فرض کو نفل سے پورا کیا جاوے گا۔ ورنہ قاعدہ تو یہی چاہتا ہے کہ فرض نفل سے پورا نہ ہو۔ اور جب پورا نہ ہو تو عذاب دیا جاوے۔ مگر سبحان اللہ کیا رحمتِ خداوندی ہے اور جس کے فرائض درست نہ ہوں گے اور نوافل بھی نہ ہوں گے تو اسے عذاب دیا جاوے گا۔ ہاں اگر خدائے تعالیٰ رحم کردے تو یہ دوسری بات ہے (رواہ ابن عساکر بسند حسن کذا فی کنز العمال ج ۴)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز افضل ان عبادتوں کی ہے جن کو اللہ نے (بندوں پر) مقرر فرمایا ہے۔ سو جو طاقت رکھے بڑھانے کی سو چاہئے کہ بڑھاوے (یعنی کثرت سے پڑھے تاکہ ثواب کثرت سے ملے۔

حضرت عبادۃ بن الصامتؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس جبریل اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس سے آئے پس کہا اے محمدؐ تحقیق اللہ عزوجل فرماتا ہے بیشک میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کردیں جس شخص نے ان کو پورا ادا کیا ان کے وضو کے ساتھ اور ان کے وقتوں کے ساتھ اور ان کے رکوع کے ساتھ اور ان کے سجدہ کے ساتھ ہوگیا اس کے لئے ذمہ بسبب ان نمازوں کے اس بات کا کہ میں اس کو داخل کردوں بسبب ان نمازوں کے جنت میں اور جو نہ مجھ سے اس

حال میں کہ بیشک کمی کی ہے اس نے اس میں سے کچھ سو نہیں ہے اس کے لئے میرے پاس ذمہ اگر چاہوں اسے عذاب دوں اور اگر چاہوں اس پر رحم کروں (کنز العمال)، حدیث میں ہے کہ جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا۔ پھر نماز پڑھی دو رکعت اس طرح کہ نہ بھولے اور سہو نہ ہو ان دونوں میں بخشدے گا اللہ اس کے گذشتہ گناہ (رواہ احمد وابو داؤد والحاکم عن زید بن خالد الجھنی کذا فی الکنز) دو رکعت نماز پڑھنی اس اہتمام سے کہ اس میں سہو نہ ہو ممکن ہے اور سہولت سے ادا ہو سکتی ہے غرض یہ ہے کہ غفلت سے نہ ہو۔ اکثر سہو غفلت سے ہی ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے مرد (وعورت) کی نماز نور (پیدا کرتی) ہے سو چاہیے تم میں سے روشن کرے اپنے دل کو۔[1]

حدیث[2] میں ہے کہ بیشک اللہ تعالی نے نہیں فرض کی کوئی چیز زیادہ بزرگ توحید (یعنی خدا کو اس کی ذات وصفات وافعال میں یکتا ماننا) اور نماز سے اور اگر اس (مذکور) سے افضل کوئی چیز ہوتی۔ البتہ فرض کرتا اسکو اپنے فرشتوں پر کوئی ان (فرشتوں) میں سے رکوع کر رہا ہے اور کوئی ان میں سے سجدہ کر رہا ہے۔ یعنی فرشتے چونکہ پاکیزہ اور اللہ کے مقرب بندے ہیں اور ان میں عبادت ہی کا مادہ رکھا گیا ہے جس سے ان کو عبادت سے بہت بڑا تعلق ہے سو اگر کوئی عبادت نماز سے افضل ہوتی تو ان پر فرض کی جاتی اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجموعی ہیئت سے نماز جس طرح ہم پر فرض ہے اس طرح ملائکہ پر نہیں بلکہ اس نماز کے بعض اجزاء بعض ملائکہ پر فرض ہیں۔ سو ہماری کیسی خوش نصیبی ہے کہ وہ اجزاء نفیسہ عبادت کے جو ملائکہ کو تقسیم کئے گئے مجموعی ہیئت سے ہم کو عطا ہوئے سو اس نعمت کی بڑی قدر کرنی چاہئے۔

حضرت انس رضہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی نماز میں موت کو یاد کر اسلئے کہ بیشک مرد (یا عورت) جب موت کو یاد کرے گا اپنی نماز میں البتہ لائق ہے وہ اس بات کے کہ اچھی نماز ادا کرے اور نماز پڑھ اس مرد کی جیسی نماز جو نہیں گمان کرتا ہے نماز پڑھنے کا سوا اس نماز کے (جسے ادا کر رہا ہے) اور بچا تو اپنی ذات کو ایسے کام سے کہ جس سے معذرت کی جاتی ہے (یعنی ایسا کام نہ کر جس سے ندامت ہو اور معذرت کرنی پڑے۔) رواہ الدیلمی عن انس مرفوعا وحسنہ الحافظ ابن حجر)، حدیث میں ہے کہ افضل نماز وہ ہے کہ جس میں قیام طویل ہو (یعنی قیام زیادہ ہو اور قرآن زیادہ پڑھا جاوے (رواہ الطحاوی وسعید بن منصور) حدیث میں[3] ہے کہ اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جو اپنی نماز میں عاجزی نہیں کرتا۔ تخشع کا لفظ جو حدیث میں ہے جس کا ترجمہ عاجزی سے کیا گیا اصل یہ ہے کہ اس کے معنی سکون کے ہیں مگر چونکہ سکون کے ساتھ نماز پڑھنا بغیر عاجزی کے میسر نہیں ہو سکتا۔ اسلئے عاجزی سے ترجمہ کیا گیا۔ کیونکہ یہ زیادہ مشہور ہے اور سکون بغیر عاجزی اسلئے میسر نہیں ہو سکتا کہ جب آدمی بے حرکت اور بے باکی سے اٹھے بیٹھے گا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ

[1] ولفظہ صلوٰۃ الرجل نور فی قلبہ فمن شاء منکم فلینور قلبہ رواہ الدیلمی عن ابن عمر مرفوعا ۔ [2] ولفظہ [illegible]

ادھر اُدھر نہ دیکھے بلا ضرورت ہلے جلے نہیں بلکہ آزاد رہیگا اور جب عاجزی تو ادب کے ساتھ بغیر ادھر اُدھر دیکھے اچھی طرح نماز ادا کرے گا۔

حضرت علی رضؓ سے بسند صحیح روایت ہے کہ آخر کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ (اہتمام رکھو) نماز کا (اہتمام رکھو) نماز کا اور خدا سے ڈرو لونڈی غلاموں کے بارہ میں (کنز العمال) یہ دونوں باتیں اس قدر اہتمام کے لائق تھیں کہ حضور سرورِ عالم نے دنیا سے روانگی کے وقت بھی اس کا اہتمام فرمایا اس لئے کہ نماز میں لوگ کوتاہی زیادہ کرتے ہیں نیز لونڈی غلاموں (نوکر، بیوی بچوں) کے تکلیف دینے اور ان کو حقیر سمجھنے کو بھی معمولی بات خیال کرتے ہیں پس مسلمانوں کو اس طرف بڑا اہتمام کرنا چاہیئے اللہ پاک کے بعضے نیک اور بزرگ بندوں کو تو نماز سے اسقدر شوق تھا کہ حضرت منصور بن زاذان (تابعی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ آفتاب نکلنے سے عصر تک برابر نماز پڑھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ فرض تو اس درمیان میں فقط دو نمازیں تھیں ظہر اور عصر باقی نفل پڑھتے تھے پھر بعد عصر مغرب تک سبحان اللہ پڑھتے رہتے تھے۔ پھر مغرب پڑھتے تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ اگر ان سے کہا جاتا کہ ملک الموت دروازے پر ہیں تو اپنے عمل میں کچھ زیادتی نہ فرما سکتے (یعنی اپنے دینی کاموں کو موت کے قریب ہونے سے بڑھا نہیں سکتے تھے اس لئے کہ بڑھا وہ سکتا ہے جو موت سے غافل ہو اور تمام وقت یادِ الٰہی میں صرف نہ کرتا ہو تو جب وہ موت کا نزدیک آنا سنیگا عمل میں ترقی کرے گا اور جس کا کوئی وقت ہی خالی نہیں اور ہر وقت یادِ حق میں مصروف ہے اور موت کو ہر وقت پاس ہی سمجھتا ہے سو وہ کس طرح ترقی کرے اور یہ عالم بھی بڑے تھے اور بڑے بڑے علماء نے ان سے حدیث حاصل کی ہے اور حضرت منصور بن المعتمر یہ بھی تابعی اور بڑے عالم اور پارسا ہیں ان کے حال میں لکھا ہے کہ چالیس سال تک ان کا یہ حال رہا ہے کہ یہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو جاگتے تھے (یعنی عبادت کرتے تھے) اور تمام رات (گناہوں کے عذاب کے خوف سے) روتے تھے اگر ان کو کوئی نماز پڑھتے دیکھتا تو یہ خیال کرتا کہ ابھی مر جاویں گے (یعنی اس قدر آہ وزاری واہتمام سے نماز ادا کرتے تھے) اور جب صبح ہوتی تو دونوں آنکھوں میں سرمہ لگاتے اور دونوں ہونٹوں کو آبدار (یعنی تر) کر لیتے اور سر میں تیل ڈالتے پس اُنکی ماں اُن سے فرماتیں کہ کیا تم نے کسی کو مار ڈالا ہے جو ایسی صورت بناتے ہو (کہ رات کو عبادت کرنے اور رونے سے جو صورت ہو گئی اسکو بدلتے ہو) سو عرض کرتے میں خوب جانتا ہوں اس چیز کو جو میرے نفس نے کیا ہے (یعنی نفس کو خواہش ہے یا اس کا احتمال ہے کہ یہ خواہش کرے کہ میری شہرت ہو لوگوں میں عبادت کا چرچا ہو۔ لوگ بزرگ سمجھیں اور صورت سے عبادت کرنا ثابت ہو جاوے یا یہ مطلب کہ میرے نفس نے کچھ عبادت اچھی نہیں کی۔ سو وہ کس شمار میں ہے اور میری صورت سے عبادت گذاری معلوم ہوتی ہے سو لوگ دیکھ کر دھوکہ میں پڑینگے اور مجھے بزرگ سمجھینگے حالانکہ میں ایسا نہیں اس لئے صورت بدلتا ہوں) اور یہ روتے روتے چندھے ہو گئے تھے امیر عراق نے انکو بلایا

تاکہ ان کو کوفہ (ایک شہر کا نام ہے ملک شام میں اس) کا قاضی بنا دے۔ انہوں نے انکار کیا تو ان کے بیڑیاں ڈالی گئیں پھر چھوڑ دیا گیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ دو مہینے (مجبوری کو) قاضی رہے (یہ دونوں قصے تذکرۃ الحفاظ جلد اول میں ہیں) صاحبو ذرا غور کرو کہ ان بزرگ کو خدا کی عبادت سے کیسی کچھ رغبت تھی اور دنیا سے کیسی نفرت تھی کہ حکومت کا عہدہ ان کو بغیر طلب اور بغیر کوشش کئے ملتا تھا جس میں بہت بڑی عزت اور آمدنی تھی اور جس کے لئے لوگ بڑی بڑی کوشش کرتے ہیں۔ مگر انھوں نے پرواہ نہیں کی اور بیڑیاں ڈلوانی گوارا کیں مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ بقدر ضرورت کھانے پہننے کا بندوبست کرلے باقی وقت یاد الٰہی میں صرف کرے

حدیث میں ہے کہ جس نے بارہ رکعت نماز دن رات میں ایسی پڑھی جو فرض نہیں ہے (یہاں سنت مؤکدہ مراد ہیں) دو فجر کی چھ ظہر کی یعنی چار قبل ظہر اور دو بعد ظہر اور دو بعد مغرب اور دو بعد عشاء، تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ایک مکان جنت میں تیار کریں گے (رواہ فی الجامع الصغیر بسند صحیح)

حدیث میں ہے جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان چھ رکعت پڑھیں اس طرح کہ اسکے درمیان کوئی بُری بات نہ کی تو وہ بارہ برس کی (نفل) عبادت کی برابر (ثواب میں) کی جائیں گی (رواہ فی الجامع الصغیر بسند ضعیف) یعنی ان چھ رکعات پڑھنے کا ثواب بارہ سال کی نفل عبادت کے برابر ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ جس نے دو رکعت نماز پڑھی تنہا جگہ میں جہاں نمازی کو اللہ کے سوا اور (ان) فرشتوں کے (جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اور پیشاب و پاخانہ و جماع کے وقت جدا ہو جاتے ہیں انکے) سوا کوئی اس (نمازی) کو نہیں دیکھتا۔ لکھی جائیگی اس کے لئے نجات (دوزخ سے (رواہ الامام السیوطی بسند ضعیف) یعنی گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائیگی جس سے جہنم میں نہ جائیگا۔ مگر پڑھتا رہے جب یہ برکت حاصل ہوگی۔

حدیث میں ہے جو چاشت کی بارہ رکعت نماز پڑھے تو اللہ اس کیلئے ایک محل سونے کا جنت میں تیار فرمائیگا (جامع صغیر)

حدیث میں ہے جس نے چار رکعت چاشت اور چار رکعت (سوائے سنت مؤکدہ کے) قبل ظہر پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنایا جاوے گا۔ (رواہ الطبرانی باسناد حسن)

حدیث میں ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بیس رکعت (نفل) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ایک مکان جنت میں بنائیں گے۔ (رواہ الامام السیوطی باسناد ضعیف)

حدیث میں ہے من صلی قبل العصر اربعا حرمہ اللّٰہ علی النار (یعنی جس نے نماز (نفل) پڑھی عصر سے پہلے چار رکعت حرام کردیگا اسکو اللہ تعالیٰ دوزخ پر (رواہ الطبرانی عن ابن عمر مرفوعا باسناد حسن مطلب یہ ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنے سے نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق ہوگی جسکی برکت سے جہنم سے نجات ملیگی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ عبادت اسقدر کرے جسکا نباہ ہمیشہ ہو سکے۔ اگرچہ تھوڑی ہی ہو یوں کبھی کسی مجبوری سے ناغہ ہو جائے وہ دوسری بات ہے سو جب

نوافل پڑھنا شروع کرے تو ہمیشہ اس کو نباہنا ضرور ہے۔ شروع کر کے چھوڑ دینا بہت بری بات ہے۔ اور شروع نہ کرنے سے یہ فعل زیادہ بُرا ہے۔

حدیث میں ہے رحم اللہ امرأ صلی قبل العصر اربعا یعنی رحم کرے اللہ اس مرد (عورت) پر جس نے نماز پڑھی قبل عصر کے چار رکعت (رواہ الامام السیوطی باسناد صحیح) اے مسلمان بھائیو اور اے دینی بہنوں اس حدیث کے مضمون پر فدا ہو جاؤ۔ دیکھو تھوڑی سی محنت میں کس قدر درجہ ملتا ہے کہ حضور سرور عالم کی دعا کی برکت اور گناہوں سے بچنے کی توفیق اسکی جو کچھ بھی قدر کی جائے اور جسقدر بھی ایسی عبادت مقرر کرنے پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاوے وہ کم ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کسی خوش نصیب ہی کو میسر ہوتی ہے دونوں وقت یعنی صبح و شام ہمارے نامۂ اعمال حضرت رسول مکرم نبی معظم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں جو شخص نیکی کرتا ہے۔ اور آپ کی رغبت دلائی ہوئی عبادت بجالاتا ہے اس سے آپ بہت خوش ہوتے ہیں اور آپ کی خوشنودی اور رضامندی سے دونوں جہان میں رحمت اور چین میسر ہوتا ہے۔

فان من جودک الدنیا وضرتہا ومن علومک علم اللوح والقلم

یعنی آپ کی سخاوت اور بخشش میں تو دنیا اور اسکی مقابل یعنی آخرت موجود ہے اور آپ کے علوم میں لوح محفوظ یعنی جس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھا ہوا ہے۔ اس کا علم موجود ہے۔ غرض یہ ہے کہ آپ کی توجہ اور سخاوت سے دین و دنیا کی نعمتیں میسر آسکتی ہیں اور آپ کی تعلیم سے لوح محفوظ کا علم میسر ہو سکتا ہے اور اس علم کے میسر ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آپ کی فرمائی ہوئی حدیثوں میں غیبی اسرار موجود ہیں اور اللہ کے خاص بندوں کو منکشف ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ علاوہ ان اسرار کے حق تعالیٰ کی عنایت اور آپ کی احادیث پڑھنے کی برکت اور اس پر عمل کرنے کے سبب اور غیبی بھید بھی طالبانِ حق پر کھل جاتے ہیں۔ خوب سمجھ لو اور عمل کرو فقط پڑھنے سے بغیر عمل کچھ زیادہ فائدہ نہیں اصل فائدہ تو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ رات کی نماز (یعنی تہجد کی) اپنے اوپر لازم کر لو اگرچہ ایک ہی رکعت ہو (رواہ الامام السیوطی بسند صحیح) مطلب یہ ہے کہ تہجد کی نماز اگرچہ تھوڑی ہی ہو مگر ضرور پڑھ لیا کرو اس لئے کہ اس کا ثواب بہت ہے گو فرض نہیں ہے اور یہ غرض نہیں کہ ایک رکعت پڑھ لو اسلئے کہ ایک رکعت نماز کا پڑھنا درست نہیں کم از کم دو رکعت پڑھے۔

حدیث میں ہے کہ رات کے قیام کو (یعنی نماز تہجد کو) اپنے ذمہ لازم کر لو اسلئے کہ وہ عادت اُن نیکوں کی ہے جو تم سے پہلے تھے اور نزدیکی دینیوالی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور گناہ سے روکنے کا ذریعہ ہے اور مٹاتی ہے گناہوں (صغیرہ) کو اور ہٹانیوالی مرض کو جسم سے (رواہ السیوطی بسند صحیح) ذرا غور کرو کہ کس قدر نفع ہے اس نماز کے پڑھنے میں کہ ثواب بھی گناہوں کی معافی اور گناہوں سے روکدینا بھی اور جسمانی مرض کی شفا بھی اور باطنی بیماریوں کی تو شفا ہے ہی۔

اسلئے کہ حدیث میں ہے خدا کا ذکر دلوں کی بیماریوں کے لئے شفا ہے اور نماز اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے اور کچھ دشوار بھی نہیں۔
تہجد کے وقت خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے ضرور پڑھنا چاہئے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس
سال تک عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ رات بھر خدا کی عبادت کرتے تھے۔
حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک سے روایت فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ
اے ابن آدم تو چار رکعت (نفل) پڑھ میرے لئے (یعنی اخلاص سے) اول دن میں تو میں تجھے (تیرے کاموں میں)
کفایت کرونگا۔ آخر دن تک (رواہ الترمذی وغیرہ) یہ اشراق کی نماز کی فضیلت ہے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ
اصل کتاب (یعنی بہشتی زیور) میں تحریر ہو چکا ہے۔ دیکھو ثواب بھی ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کاموں کو پورا بھی
فرماتے ہیں دین و دنیا کی نعمتیں میسر آتی ہیں۔ لوگ مصیبت میں ادھر ادھر مارے پھرتے ہیں مخلوق کی خوشامد کرتے
ہیں کاش کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ کریں اور اس کے بتلائے ہوئے وظیفے اور نمازیں پڑھیں تو دنیا کے کام بھی
خوب درست ہو جاویں اور ثواب بھی میسر ہو۔ اور مخلوق کی خوشامد کی ذلت سے بھی نجات ملے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں
کہ ہر قوم کا ایک پیشہ ہے (جس سے وہ لوگ معاش حاصل کرتے ہیں) اور ہمارا پیشہ تقویٰ اور توکل ہے تقویٰ پرہیزگاری
اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کو کہتے ہیں اور توکل کے معنے ہیں خدا پر بھروسہ کرنا اور اسکا مفصل بیان ساتویں حصہ
کے ضمیمہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ غرض یہ ہے کہ دینداری سے دنیا کی مشقتیں اور مصیبتیں بھی جاتی رہتی ہیں۔

مسئلے

(۱) آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں تو ان بالوں کا سرا ناپاک ہے بوجہ اس چکنائی کے جو اسمیں لگی ہوتی ہے (شامی)
(۲) عیدین کی نماز جہاں واجب ہے وہاں کے سب مرد و عورت کو قبل نماز عیدین کے بعد نماز فجر کے کوئی نفل
وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)
(۳) حالت جنابت میں ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے کے یا اور کسی مقام کے بال دور کرنا مکروہ ہے (عالمگیری
مصطفائی ج ۶ ص ۲۳۸)
(۴) نابالغ بچوں کو نماز وغیرہ ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جو ان کو تعلیم کرے۔ اسے تعلیم کا ثواب ملتا ہے۔
(۵) جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ان وقتوں میں اگر قرآن مجید کی تلاوت کرے تو مکروہ نہیں ہے یا بجائے
تلاوت کے درود شریف پڑھے یا ذکر کرے۔ (صغیری مجتبائی ص ۲۵)
(۶) اگر نماز میں پہلی رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سورت کا باقی حصہ پڑھے
تو بلا کراہت درست ہے اور اسی طرح اگر اول رکعت میں کسی سورت کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ پڑھے پھر

دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کا درمیانی یا ابتدائی حصہ یا کوئی پوری چھوٹی سورت پڑھے تو بلا کراہت درست ہے (صغیری ص۱۶۵) مگر اس عادت کا ڈالنا خلاف اولیٰ ہے۔ بہتر ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھے۔

(۷) تراویح میں قرآن پڑھتے وقت کوئی آیت یا سورت غلطی سے چھوٹ جاوے اور اس آیت یا سورت کے آگے پڑھنے لگے اور پھر یاد آوے کہ فلاں آیت یا سورت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ چھٹی ہوئی آیت یا سورت کو پڑھے۔ پھر جسقدر قرآن شریف چھوٹ جانیکے بعد پڑھ لیا تھا اسکو دوبارہ پڑھے تاکہ قرآن مجید با ترتیب ختم ہو (عالمگیری مصطفائی ج۱) اور چونکہ ایسا کرنا مستحب ہی ہے لہذا اگر کسی شخص نے بوجہ اسکے کہ بہت زیادہ پڑھنے کے بعد یاد آیا تھا کہ فلاں جگہ کچھ رہ گیا۔ اور اس وجہ سے وہاں سے یہانتک کل کا پڑھنا گراں ہو۔ اسلئے فقط اسی رہے ہوئے کو پڑھ کر پھر آگے سے پڑھنا شروع کر دیا تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

(۸) مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آنا اور آنکھوں سے پانی بہنا اور ناک کے نتھنوں کا پردہ کشادہ ہوجانا اچھی موت کی علامت ہے اور فقط پیشانی پر پسینہ آنا بھی اچھی موت کی نشانی ہے (تذکرۃ الموتی والقبور از جامع ترمذی وغیرہ)

(۹) راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر معلوم نہ ہو (مراقی الفلاح)

(۱۰) مستعمل پانی یعنی ایسا پانی کہ جس سے کسی بے وضو نے وضو کیا ہو یا جس سے کسی نہانے کے حاجت والے نے غسل کیا ہو یا جس سے کسی باوضو شخص نے ثواب کیلئے پھر وضو کیا ہو یا جس سے کوئی شخص بلا غسل واجب ہونیکے نہایا ہو ثواب کیلئے مثلاً جمعہ کے دن محض ثواب کیلئے نہایا ہو حالانکہ اسے نہانے کی حاجت نہ تھی سو ایسے پانی سے وضو غسل جائز نہیں اور ایسے پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے (شامی) یہ جو بیان ہوا کہ نہانے کی حاجت والے نے غسل کیا ہو۔ یہ جب ہے کہ نہانے والے کے بدن پر نجاسۃ حقیقۃ نہ لگی ہو۔ اور جو لگی ہو تو اس کا دھوون ناپاک ہے اور اس کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال حرام ہے۔

تمام شد ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور

اضافہ جدیدہ

زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل

مرنے کا شرعی دستور العمل

نزع کے وقت سورۂ یٰسین شریف پڑھو اور قریب موت داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹاؤ کہ مسنون ہے جبکہ مریض کو تکلیف نہ ہو۔ ورنہ اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اور چت لٹانا بھی جائز ہے کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں اور سر کسی قدر اونچا کر دیا جاوے

اور پاس بیٹھنے والے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کسی قدر بلند آواز سے پڑھتے رہیں۔ میت کو کلمہ پڑھنے کیلئے کہیں نہیں کبھی وہ ضد میں آکر منع کردے۔ مرنے پر ایک چوڑی پٹی لیکر اور ٹھوڑی کے نیچے کو نکال کر سر پر لاکر گرہ دیدو اور آنکھیں بند کردو اور پیروں کے انگوٹھے ملاکر دھجی سے باندھ دو اور ہاتھ داہنے بائیں رکھو سینے پر نہ رہیں۔ اور لوگوں کو مرنے کی خبر کردو اور دفن میں بہت جلدی کرو۔ سب سے پہلے قبر کا بندوبست کرو اور کفن دفن کے لئے سامان ذیل کی فراہمی کرلو جس کو اپنے اپنے موقعہ پر صرف کرو۔ تفصیل اس کی آئندہ ہے۔ گھڑے دو عدد (اگر گھر میں برتن موجود ہوں تو کورے کی حاجت نہیں)، لوٹا (اگر موجود ہو تو حاجت نہیں)، تختہ غسل کا (اکثر مساجد میں رہتا ہے)، لوبان ایک پیسہ کا۔ روئی ایک پیسہ کی۔ گل خیرو ایک پیسہ کے۔ کافور ایک پیسہ کا۔ تختہ یا لکڑی برائے پٹاؤ قبر بقدر پیمائش قبر۔ بوریا ایک عدد بقدر قبر۔ کفن جس کی ترکیب مرد کے لئے یہ ہے کہ مردہ کے قد کے برابر ایک لکڑی لو اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگالو اور ایک تاگہ سینے کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں کو نکالو کہ دونوں سرے اس تاگہ کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جاویں اور اس کو وہاں سے توڑ کر رکھ لو۔ پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض اسی تاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو۔ اگر عرض اس قدر نہ ہو تو اس میں جوڑ لگاکر برابر کرلو۔ اور اس لکڑی کے برابر ایک چادر پھاڑلو اسکو ازار کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسری چادر پھاڑو جو عرض میں تو اسی قدر ہو البتہ طول میں ازار سے چار گرہ زیادہ ہو (اس کو لفافہ کہتے ہیں)، پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض بقدر چوڑائی جسم مردہ کے ہو۔ اور لکڑی کے نشان سے اخیر تک جس قدر طول ہے اس کا دُگنا پھاڑلو اور دونوں سرے کپڑے کے ملاکر اتنا چاک کھولو کہ سر کی طرف سے گلے میں آجاوے (اس کو قمیص یا کفنی کہتے ہیں)، عورت کے لئے یہ کپڑے تو ہیں ہی اس کے علاوہ دو اور ہیں ایک سینہ بند۔ دوسرا سربند۔ جسے اوڑھنی کہتے ہیں۔ سینہ بند زیر بغل سے گھٹنے تک اور تاگے مذکور کے بقدر چوڑا۔ سربند نصف ازار سے تین گرہ زیادہ لمبا اور بارہ گرہ چوڑا۔ یہ تو کفن ہوا اور کفن مسنون اسی قدر ہے اور بعض چیزیں کفن کے متعلقات سے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے۔

تہ بند بدن کی موٹائی سے تین گرہ زیادہ۔ بڑے آدمی کیلئے سوا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پنڈلی تک چودہ گرہ عرض کافی ہے۔ یہ دو ہونے چاہئیں۔ دستانہ چھ گرہ طول اور تین گرہ عرض ہو بقدر پنجہ دست بنالیں یہ بھی دو عدد ہوں۔ چادر عورت کے گہوارہ کی جو بڑی عورت کے لئے ساڑھے تین گز طول اور ڈیڑھ گز عرض کافی ہے۔

تنبیہ :۔ کفن اور اس کے متعلقات کا بندوبست بھی گھڑوں وغیرہ کے ساتھ کردیں۔

تنبیہ :۔ اب مناسب ہے کہ بڑے شخص کے کفن کو یکجائی طور پر لکھدیا جائے تاکہ اور آسانی ہو۔

نمبر شمار	نام پارچہ	طول	عرض	اندازہ پیمائش	کیفیت
۱	ازار	اڑھائی گز ۲	سوا گز سے ڈیڑھ گز	سر سے پاؤں تک	چودہ یا پندرہ یا ۱۶ گرہ عرض کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ پاٹ میں ہوگا
۲	لفافہ	پونے تین گز ۲	〃	ازار سے چار گرہ زیادہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۳	قمیص یا کفنی	اڑھائی گز یا پونے تین گز	ایک گز	کندھے سے نصف ساق تک	چودہ گرہ یا ایک گز کے عرض کی تیار ہونی چاہئے دو برابر حصہ کرکے اور چاک کھول کر گلے میں ڈالتے ہیں۔
۴	سینہ بند	دو گز	سوا گز	زیر بغل سے ساق تک	چودہ گرہ یا ایک گز کے عرض کی تیار ہوتی ہے دو برابر حصے کرکے اور چاک کھول کر گلے میں ڈالتے ہیں۔
۵	سربند	ڈیڑھ گز	بارہ گرہ	جہاں تک آجائے	سر کے بال کے دو حصے کرکے اور اس میں لپیٹ کر دائیں بائیں جانب سینہ پر رکھے جاتے ہیں۔

تنبیہ تخمیناً مرد کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا دس گز صرف ہوتا ہے اور عورت کیلئے مع چادر گہوارہ ساڑھے اکیس گز اور تہ بند اور دستانہ اس سے جدا ہیں اور بچہ کا کفن اسکے مناسب حال مثل سابق سے لو۔ فقط

غسل اور کفنانے کا طریقہ

ایک گھڑے میں دو مٹھی بیری کے پتے ڈال کر پانی جوش دے لو اور اس کے دو گھڑے بنالو اور ایک گڑھا شمالاً جنوباً لمبا کھود و (یہ ضروری نہیں اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ پانی کسی نالی وغیرہ کے ذریعہ سے بہ جائے تو اس کے قریب تختہ رکھ لینا کافی ہے) اور اس پر تختہ اسی رخ سے بچھا کر تین دفعہ لوبان کی دھونی دے لو۔ اور مردے کو لٹاؤ اور کرتہ انگرکھا وغیرہ کو چاک کرکے نکال لو اور تہ بند ستر پر ڈال کر استعمالی پارچہ اندر ہی اندر اتار لو اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو۔ نجاست خارج ہو یا نہ ہو دونوں صورت میں مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کرو۔ پھر پانی سے پاک کرو پھر سر اور داڑھی کو گل خیرو یا صابون سے دھو دو۔ پھر دستانہ پہن کر بارادہ وضو اول دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھو دو پھر روئی کا پھایا تر کرکے ہونٹوں اور دانتوں پر پھیر کر پھینک دو۔ اسی طرح تین دفعہ کرو اور اسی صورت سے تین دفعہ ناک اور رخساروں پر پھیرو۔ پھر منھ اور ناک اور کان میں روئی اڑادو کہ پانی نہ جائے پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ پھر سر کا مسح پھر دونوں پاؤں دھو دو۔ پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ پھر بائیں کروٹ لٹا کر پانی بہاؤ۔ پھر داہنی کروٹ پر ایسا ہی کرو۔ پھر دوسرا دستانہ پہن کر بدن کو صاف کردو۔ اور تہ بند دوسرا بدل دو پھر چارپائی بچھا کر اس پر اول لفافہ اس پر ازار پھر اس پر نیچے کا حصہ کفنی کا بچھا کر باقی حصہ بالائی کو سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھدو پھر مردے کو تختہ سے باہستگی اٹھا کر اس پر لٹاؤ اور کفنی کے حصہ کو سر کی طرف الٹ دو کہ گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو۔ اور تہ بند نکال دو اور کافور سر اور ڈاڑھی اور سجدہ کے موضعوں پر دپیشانی ناک۔ دونوں ہتھیلی۔ دونوں کہنی۔ دونوں پنجے مل دو۔ پھر ازار کا بایاں پلہ لوٹ کر اس پر دایاں پلہ لوٹ دو اور لفافہ کو بھی ایسے ہی کرو۔ اور ایک کترے کر سرہانے اور پائینتی چادر کے گوشہ جمع کر باندھ دو۔ سینہ بند کو عورت کی چھاتیاں لپیٹ دو۔ سربند کا ذکر نقشہ میں ہو گیا۔ عورت کے گہوارے پر چادر

... تک نہیں دھونے چاہییں بلکہ اول منھ دھونا چاہئے کما ہو مصرح فی کتب الفقہ ۱۲

ڈالی جاتی ہے جس کا ذکر اوپر ہو لیا۔

تنبیہ بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ رکھے ہیں حالانکہ وہ کفن مسنون سے خارج ہیں۔ ترکہ میت سے ان کا خریدنا جائز نہیں وہ یہ ہیں۔ جائے نماز طول سوا گز عرض چودہ گرہ۔ پٹکا طول ڈیڑھ گز عرض چودہ گرہ۔ یہ مردہ کے قبر میں اتارنے کے لئے ہوتا ہے۔ بچھونا طول اڑھائی گز عرض سوا گز یہ چارپائی پر بچھانے کے لئے ہوتا ہے۔ دامنی طول دو گز عرض سوا گز۔ بقدر استطاعت چار سے سات تک محتاجین کو دیتے ہیں جو محض عورت کیلئے مخصوص ہیں۔ چادر کلاں مرد کے جنازہ پر طول تین گز عرض پونے دو گز جو چارپائی کو ڈھانک لیتی ہے۔ البتہ عورت کیلئے ضروری ہے مگر ہے کفن سے خارج اسلئے اس کا ہمرنگ کفن ہونا ضروری نہیں پردہ کے لئے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے۔

تنبیہ۔ اگر جائے نماز وغیرہ کی ضرورت کبھی خیال میں آئے تو گھر کے کپڑے کارآمد ہو سکتے ہیں۔ ترکہ میت سے ضرورت نہیں یا کوئی عزیز اپنے مال سے خرید لے۔

مسئلہ۔ سامان غسل و کفن سے اگر کوئی چیز گھر میں موجود ہو اور پاک و صاف ہو تو اس کی استعمال میں حرج نہیں۔

مسئلہ۔ کپڑا کفن کا اسی حیثیت کا ہونا چاہئے جیسا مردہ اکثر زندگی میں استعمال کرتا تھا۔ تکلفات فضول ہیں۔

مسئلہ جو بچہ علامت زندگی کی ظاہر ہو کر مرگیا تو اس کا نام اور غسل اور نماز سب ہوگی۔ اور اگر کوئی علامت نہ پائی گئی تو غسل دے کر اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر بدون نماز دفن کردینگے۔ اس کے بعد بقاعدہ معروف نماز پڑھیں اور دفن کر دیں۔

قبر میں مردے کو قبلہ رخ اس طرح کہ تمام جسم کو کروٹ دی جاوے لٹاویں اور کفن کی گرہ کھول دیں اور سلف صالحین کے موافق ایصال ثواب کریں۔ وہ اس طرح کہ کسی رسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ کریں اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر اس کو ثواب پہنچادیں اور قبل دفن قبرستان میں جو فضول وقت خرافات باتوں میں گزارتے ہیں اس وقت کلمہ کلام پڑھتے اور ثواب بخشتے رہا کریں۔ فقط

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ دوم

مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصل ص ــــ حیض کے زمانہ میں الخ **تحقیق** اس مقام کی یہ ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو اس وقت تمتع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ متمتع مرد ہو اور فعل اسکی جانب کسے پایا جاوے اور دوسرا یہ کہ متمتع عورت ہو اور فعل اسکی جانب سے پایا جاوے سو اگر متمتع مرد ہے تو اسکا حکم یہ ہے کہ اسکو اپنی عورت حائضہ سے جماع کرنا اور مابین السرۃ الی الرکبۃ سے بذریعہ مباشرۃ وغیرہ متمتع ہونا ناجائز ہے جیسا کہ بہشتی گوہر میں مصرح ہے اور اگر متمتع عورت ہے جیسا کہ بہشتی زیور میں فرض کیا گیا ہے کیونکہ اسمیں عورتوں کے احکام بیان کئے گئے ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس طرح مرد کو عورت کے مابین السرۃ الی الرکبۃ سے بذریعہ مس بالید ونظر وغیرہ کے تمتع ناجائز تھا اس طرح عورت کیلئے ناجائز نہیں ہے بلکہ اسکو مرد کے مابین السرۃ الی الرکبۃ کو دیکھنا اسکو ہاتھ لگانا اسکا بوسہ لینا وغیرہ امور جائز ہیں لیکن یہ عورت کیلئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مابین السرۃ الی الرکبۃ سے مرد کے کسی عضو کو مس کرے۔ قال فی الشامی فکذا ہی لہا ان تمس بجمیع بدنہا الا ما تحت الازار جمیع بدنہ حتی ذکرہ والا فلو کان لمسہا الذی کرہ حراما لحرم علیہا تمکینہ من لمسہ بذکرہ لما تحت الازار منہا واذا حرم علیہ مباشرۃ ما تحت ازارہا حرم علیہا تمکینہ منہا فیحرم علیہا مباشرتہا لہ بما تحت ازارہا بالاولی یہ تو تحقیق تھی اس مسئلہ کی اب ہم بہشتی زیور کے مسئلہ کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں سو واضح ہو کہ مسئلہ مذکور مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے جو کہ بہشتی زیور کے جامع ہیں یہ مسئلہ غالباً بحر الرائق سے اخذ کیا ہے اور بحر الرائق کی عبارت علی ما فی الشامی یہ ہے لم ار لہم حکم مباشرتہا لہ ولقائل ان یمنعہ بانہ لما حرم تمکینہا من استمتاعہ بہا حرم فعلہا بہ بالاولی ولقائل ان یجوزہ بان حرمتہ علیہ لکونہا حائضا وہو مفقود فی حقہ فحل لہا الاستمتاع بہ ولان غایۃ مسہا لذکرہ انہ استمتاع بکفہا وہو جائز قطعا۔ اہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب بحر کا میلان جواز کی طرف ہے نیز ان کی تعلیل اول ہے جسمیں کہ جواب ہے حجت مانعین کا متبادر ہے کہ وہ مباشرت حائض للزوج کو مطلقاً جائز کہتے ہیں خواہ ما دون السرۃ ہو یا ما فوق السرۃ (باستثناء جماع) معہذا یہ عبارت محتمل التاویل بھی ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے مباشرۃ حائض للزوج بغیر ما بین السرۃ والرکبۃ جائز ہے جیسا کہ صاحب نہر نے سمجھا ہے گو یہ توجیہ بظاہر تعلیل اول کے خلاف ہے۔ پس اگر عبارت بہشتی زیور و بحر کو اپنے ظاہر پر رکھا جاوے تو کہا جاوے گا کہ مسئلہ بہشتی زیور غلط ہے مگر مصنف بہشتی زیور پر کوئی الزام نہ ہوگا کیونکہ انھوں نے اس میں بحر الرائق کی تقلید کی ہے اور اگر عبارت بحر الرائق اور بہشتی زیور کو مؤول کہا جاوے

تو پھر کوئی اعتراض ہی نہیں ہے اور اگر عبارت بحر الرائق کو مؤول کہا جاوے اور عبارت بہشتی زیور کو ظاہر رکھا جاوے تو یہ مکابرہ صریح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ عبارت بحر الرائق اور عبارت بہشتی زیور دونوں کو مصروف عن الظاہر کہا جاوے تاکہ دونوں عبارتیں اعتراض سے محفوظ رہیں اس وقت عبارت بہشتی زیور کا مطلب یہ ہوگا حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس جانا یعنی صحبت کرنا درست نہیں۔ اور صحبت کے سوا اور سب باتیں جن میں عورت کے مابین السرۃ الی الرکبہ کا مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو۔ درست ہیں یعنی کھانا پینا لیٹنا وغیرہ درست ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب جب یہ بھی معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ حمقاء زمانہ کو اس مقام پر التباس ہوا اور انھوں نے اس مسئلہ کو جو کہ فعل عورت سے تعلق رکھتا ہے فعل مرد سے متعلق سمجھ کر اس پر اعتراض کیا کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ علاوہ صحبت کرنے (جماع) کے مباشرۃ مابین الرکبۃ والسرۃ بمذہب امام اعظمؒ وامام مالکؒ و امام ابویوسفؒ وامام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ ناجائز ہے جیسا کہ عامہ کتب سے واضح ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ مولانا نے خلاف تحقیق وخلاف قول مفتی بہ لکھا ہے۔ انتہی ہذیانہم یہ ان کی نہایت واضح حماقت ہے کیونکہ مذہب امام ابوحنیفہ وغیرہ فعل زوج سے متعلق ہے نہ کہ فعل زوجہ سے کیونکہ فعل زوجہ کی نسبت بحر الرائق میں لکھا ہے کہ لم ارلہم حکم مباشرتہا لہ۔ بلکہ مباشرۃ زوجہ کا حکم متاخرین نے استنباط کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ بہشتی زیور کے مسئلہ میں جو خدشہ تھا اس تک حمقاء زمانہ کی رسائی نہیں ہوئی اور جو انھوں نے اعتراض کیا ہے وہ مسئلہ بہشتی زیور سے تعلق نہیں رکھتا۔

اصل ص۲۔ چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے تحقیق دلیلہ فی الدر المختار حیث قال الابول الخفاش وخرءہ فطاہر وفی البدائع وغیرہ حیث قالوا بول الخفافیش وخرءہا لیس بنجس الخ فلا اعتراض علی بہشتی زیور

اصل ص۲۔ اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر الخ تحقیق روپیہ سے مراد یا تو شرعی روپیہ ہے جس کو درہم کہتے ہیں یا سکہ رائج پہلی صورت میں تو اعتراض حمقاء ساقط ہے رہی دوسری صورت سو اس کی توجیہ یہ ہے کہ سکہ رائج تقریباً مقعر کف کے برابر ہوتا ہے سو اب بھی کوئی اعتراض نہیں۔

اصل ص۳۔ اگر پیشاب کی چھینٹیں الخ تحقیق اس مسئلہ میں سوئی کی نوک کی قید احترازی نہیں ہے بلکہ مقصود بیان غایت صغر رشاش ہے اور دیکھنے سے نہ دکھائی دیں اس سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے سے بے تکلف نہ دکھائی دیں اگرچہ دکھائی دیں تو غور سے دیکھنے سے دکھائی دیں اور مقصود یہ ہے کہ اگر چھینٹیں بہت چھوٹی ہوں اور بے تکلف نہ دکھائی دیں تو ان کا اعتبار نہیں کیونکہ کرؤس الابر کی تمثیل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی تھی اور دکھلائی نہ دینے کی قید امام ابویوسف سے اور مقصود دونوں کا بعنوانات مختلفہ صغر رشاش تھا اس لئے مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے جمع بین القولین کے لئے دونوں عبارتیں لے لیں یہ ہے صحیح مطلب بہشتی زیور کا۔ مگر حمقاء زمانہ نے سوئی کی نوک کو قید احترازی قرار دے کر سوئی کے دوسرے سرے کو خارج

گیا ہے اور نہ دکھلائی دینے کی قید کو قید احترازی قرار دے کر ان چھینٹوں کو نکالا ہے جو دکھلائی دیتی ہیں خواہ بغور دکھلائی دیں یا بدون غور کے اور اس طرح کلام میں تحریف کر کے اس پر اعتراض کیا ہے سو یہ ان کا جہل ہے۔

اصل ۳۔ اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی الخ **تحقیق** واضح ہو کہ دلدار ترجمہ ہے ذی جرم کا اور ذی جرم کی تعریف درمختار میں یہ کی ہے ہو کل ما یری بعد الجفاف ولو من غیرہا کخمر و بول اصابہ تراب۔ اس بناء پر غیر ذی جرم کی تعریف یہ ہوگی ہو کل ما لا یری بعد الجفاف جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سنو کہ غایۃ البیان میں نجاست مرئیہ و غیر مرئیہ کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ المرئیۃ ما یکون مرئیا بعد الجفاف وغیر المرئیۃ ما لا یکون مرئیا بعد الجفاف کالبول ونحوہ پس اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ نجاست ذی جرم اور مرئیہ ایک چیز ہیں اور غیر ذی جرم و غیر مرئیہ ایک چیز۔ پس عبارت بہشتی زیور پر یہ اعتراض کرنا حماقت ہے کہ فقہا نے مرئیہ اور غیر مرئیہ کا لفظ استعمال کیا ہے لہذا بہشتی زیور میں دلدار اور غیر دلدار کا استعمال غلط ہے اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا اعتراض اول ساقط ہو گیا۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ نجاست غیر مرئیہ کی تطہیر کے بارہ میں اصل مذہب تو یہی ہے کہ جب طہارۃ کا ظن غالب ہو جاوے اس وقت پاک ہو جاوے گا لیکن چونکہ اس میں فی الجملہ دشواری تھی اور اغلب احوال میں تین مرتبہ دھونے سے طہارت کا غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا تھا۔ بنابریں تین مرتبہ دھونے کو قائم مقام حصول غلبۂ ظن قرار دیا گیا تیسیر الامر علی الناس وقطعا للوسوسۃ چنانچہ غنیہ میں ہے فعلم بہذا ان المذہب ہو اعتبار غلبۃ الظن وانہا مقدرۃ بتثلث لحصولہا بہا فی الغالب وقطعا للوسوسۃ فانہ من اقامۃ السبب مقام المسبب الذی فی الاطلاع علی حقیقۃ عسر کالسفر مقام المشقۃ وامثال ذلک الخ اس سے معلوم ہوا کہ بہشتی زیور میں تین مرتبہ دھونے کا حکم خلاف مذہب اور اعتبار غلبۂ ظن کے معارض نہیں ہے۔ بلکہ سراسر موافق مذہب اور موافق اعتبار غلبۂ ظن ہے اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا دوسرا اعتراض بھی ساقط ہو گیا۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور میں صرف تیسری مرتبہ مبالغہ کے ساتھ نچوڑنے کا حکم دیا ہے اور ہر مرتبہ میں مبالغہ کا حکم نہیں دیا۔ سو وجہ اس کی یہ ہے کہ شامی میں ہے۔ جعلہا فی الدرر شرطا للمرۃ الثالثۃ فقط وکذا فی الایضاح لابن الکمال وصدر الشریعۃ وکافی النسفی وعزاہ فی الحلیۃ الی فتاوی ابی اللیث وغیرہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ صرف تیسری مرتبہ میں مبالغہ شرط ہے نہ کہ ہر مرتبہ میں۔ پس ان فقہاء کے خلاف ان لوگوں کی رائے حجت نہ ہوگی جنھوں نے قاضی خاں کی عبارت سے جس میں مبالغہ کی بالکل نفی ہے نہ کہ صرف تیسری مرتبہ میں مبالغہ کی دھوکہ کھا کر جمہور فقہاء کے خلاف ایک مسلک نکالا ہے اور ہر مرتبہ میں مبالغہ شرط کیا ہے اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا اعتراض ثالث بھی ساقط ہو گیا اور بہشتی زیور کا مسئلہ بے غبار رہا۔

اصل ۴۔ کپڑا اور بدن فقط دھونے ہی سے پاک ہوتا ہے **تحقیق** یعنی اصل حکم یہی ہے مواقع ضرورت وہ اس حکم سے

مستثنیٰ ہیں۔ بہشتی زیور کا یہ مسئلہ ایسا ہے جیسا کہ فقہار کہتے ہیں کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے۔ کیونکہ اسکے معنی بھی یہ ہی ہوتے ہیں کہ اصل حکم یہی ہے مگر مواقع ضرورت اس سے مستثنیٰ ہیں۔ پس جس طرح فقہار کے اس حکم پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا یوں ہی بہشتی زیور کے مسئلہ پر بھی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

اصل ص۵ ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی الخ **تحقیق**۔ اس مسئلہ کی صحت پر معترض زمانہ کو اعتراض نہیں ہے بلکہ انہوں نے اور بیہودہ بکواس کی ہے جس کے جواب کے لئے تحقیقات مفیدہ موضوع ہے نہ کہ تصحیح الاغلاط وتنقیح الاخلاط اسلئے ہم اس کے متعلق اس جگہ پر کچھ نہیں لکھتے۔

اصل ص۵ نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے الخ **تحقیق** اس مسئلہ کا ماخذ تنویر الابصار ہے جس کی الفاظ یہ ہیں کطین تنجس فجعل منہ کوز بعد جعلہ علی النار آہ۔ اور چونکہ اس عبارت میں ذہاب اثر کی قید نہیں ہے اسلئے بہشتی زیور میں بھی نہیں لگائی۔ پس اگر بہشتی زیور پر اعتراض ہے تو تنویر الابصار پر بھی ہونا چاہئے۔ اور اگر تنویر الابصار کی عبارت کا کوئی جواب ہے تو بہشتی زیور کی عبارت کا جواب کیوں نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ تنویر الابصار پر اعتراض نہ کرنا اور بہشتی زیور پر اعتراض کرنا سراسر بے انصافی اور ہٹ دھرمی ہے۔ اگر اعتراض ہو تو دونوں پر ہونا چاہئے اور اگر نہ ہو تو دونوں پر نہ ہونا چاہئے۔ یہ گفتگو علی سبیل التنزل ہے اب ہم ترقی کر کے کہتے ہیں کہ بہشتی زیور کی عبارت میں اس قید کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ جب کمہار آوے میں برتن کو پکا لیتے ہیں تو نجاست کا اثر باقی ہی نہیں رہتا تاکہ شرط لگانے کی ضرورت پڑے۔ اور یہ ہی وجہ ہے کہ تنویر میں یہ شرط نہیں لگائی۔ کیونکہ جعلہ علی النار سے مراد جعل مخصوص ہے یعنی متعارف پکانا نہ کہ مطلق طبخ وجعل اور در مختار میں جو شرط لگائی ہے وہ بالنظر الی المفہوم العام ہے۔ کیونکہ مطلق جعل علی النار اور طبخ شامل ہے پورے طور پر پکانے اور کسی قدر پکانے وغیرہ کو فلا اعتراض۔

اصل ص۵ شہد شیرہ یا گھی تیل ناپاک ہوگیا۔ الخ **تحقیق** تحقیق اس مقام کی یہ ہے۔ شامی میں ہے قال فی الدرر ولو تنجس العسل فتطہیرہ ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیغلی حتی یعود الی مکانہ والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشئی ہکذا ثلاث مرات آہ۔ وہذا عند ابی یوسف خلافا لمحمد وہو اوسع وعلیہ الفتوی کما فی شرح الشیخ اسمٰعیل عن جامع الفتاوی اور کبیری میں ہے الایری الی ماروی عن ابی یوسف فی تطہیر الدہن النجس ای المتنجس انہ اذا جعل الدہن فی اناء فصب علیہ الماء فیعلو الدہن علی وجہ الماء فیرفع بشئی ویراق الماء ثم یفعل ہکذا حتی اذا فعل کذلک ثلث مرات یحکم بطہارۃ الدہن۔ اور مجمع الروایۃ وشرح قدوری میں ہے یصب علیہ مثلہ ماء و یحرک اور در مختار میں ہے ویطہر لبن وعسل ودبس ودہن یغلی ثلاثا وقال فی الفتاوی الخیریۃ ظاہر الخلاصۃ عدم اشتراط التثلیث۔ ان روایات کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طہارت دہن غیرہ کے لئے فی الحقیقۃ

ص۵ مسئلہ نمبر ۲۲ باب اول ص۵ مسئلہ نمبر ۲۳ باب اول ص۵ مسئلہ نمبر ۲۹ باب اول

نہ غلیان ضروری ہے نہ تحریک بلکہ ان کی ضرورت اگر کسی درجہ میں ہے تو محض اس لئے کہ روغن وغیرہ پانی کے اوپر آجاوے اور پانی سے جدا ہو سکے پس یہ مقصود جس طریق سے بھی حاصل ہو جاوے کافی ہے اور اس کے سوا دوسرے طریق کی ضرورت نہ ہوگی۔ دلیل ہمارے اس بیان کی یہ ہے کہ بعض فقہاء نے غلیان کا ذکر کیا ہے اور بعض نے تحریک کا اور کبیری نے نہ غلیان کا ذکر کیا نہ تحریک کا۔ پس معلوم ہوا کہ غلیان و تحریک مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ اس لئے مقصود ہیں کہ روغن وغیرہ اوپر آجاوے اور تیل اور پانی جدا ہو جاویں۔ ویدل علیہ قول الدرر فیغلی فیعلو الدہن الخ نیز عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرط تثلیث مختلف فیہ ہے۔ بعض کے نزدیک ضروری ہے اور بعض کے نزدیک ضروری نہیں پس ہم کو ترجیح کی ضرورت ہے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ اشتراط تثلیث امام ابو یوسف کا مذہب ہے کما یظہر من الدرر والمنیۃ وشرحہا اور عدم اشتراط خلاصہ وغیرہ کا اور ظاہر ہے کہ صاحب مذہب کا قول دیگر علماء سے مقدم ہے۔ اسلئے اشتراط راجح ہوگا بالخصوص اس وقت جبکہ منشاء عدم اشتراط خود غلط ہو۔ کیونکہ اس کا منشاء قیاس علی الثوب ہے اور یہ دو وجہ سے غلط ہے اول اسلئے کہ ثوب میں بھی تثلیث شرط ہے۔ کما تبین سابقاً فی مسئلۃ تطہیر الثوب۔ دوسرے اسلئے کہ قیاس دہن علی الثوب قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ دہن وغیرہ کی نجاست نجاست ثوب سے اقوی ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ امام محمدؒ تطہیر روغن وغیرہ کو جائز نہیں رکھتے۔ حالانکہ وہ تطہیر ثوب کو جائز رکھتے ہیں۔ نیز صاحب درمختار تطہیر ثوب میں غلبۂ ظن کا اعتبار کرتے ہیں۔ مگر روغن میں تثلیث کو شرط کرتے ہیں۔ پس فرق ظاہر ہے جب یہ امر معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ ظاہر روایات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدار آب میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مقدار روغن وغیرہ کے برابر ہونا ضروری ہے۔ بعض کے نزدیک برابری شرط نہیں۔ لیکن ہم نظر کو غائر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جس کسی نے ابتداءً قدرہ من الماء کہا ہے اس نے قید قدرہ کو احترازاً نہیں بیان کیا۔ بلکہ اتفاقاً بیان کیا ہے اور جنہوں نے اس کے بعد اس قید کا ذکر کیا ہے انھوں نے شخص مذکور کی تقلید کی ہے اور جس نے اس قید کا ذکر نہیں کیا اس نے حقیقت پر نظر کی ہے۔ دلیل اس کی دو ہیں اول یہ کہ اشتراط مساواۃ بے دلیل ہے۔ دوم یہ کہ بعض روایتوں میں قدراً من الماء منصوص ہے اور اس کو تضعیف قدرہ کہنا بلا دلیل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قید مذکورہ قدرہ من الماء اتفاقی ہے اور جنہوں نے اس کو احترازی سمجھا ہے انھوں نے دھوکہ کھایا ہے۔ پس حاصل تحقیق ہذا یہ نکلا کہ تطہیر دہن وغیرہ کے لئے نہ غلیان ضروری ہے اور نہ تحریک نہ مقدار خاص۔ ہاں تثلیث بیشک ضروری ہے۔ جب یہ امر محقق ہو چکا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور کی تحقیق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابو یوسف رحؒ کے نزدیک غلیان یا تحریک ضروری

نہیں ہے کما ھو الحق۔ رہی مقدار کی تعیین سو وہ محض اتفاقی ہے نہ کہ احترازی جیساکہ دیگر فقہاء کے کلام میں موجود ہے اور قید تثلیث ضروری ہے۔ اس تحقیق کے بعد حمقاء زمانہ کے اعتراضات کا خاتمہ ہوگیا۔ اور اُن کے کلام کا فساد ظاہر ہوگیا۔

اصل ص ۶ نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی۔ تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ شامی میں ہے کہ قد ذکر سیدی عبد الغنی کلاما حسنا سبقه اليه صاحب الحلية وهوان مسئلة الاختضاب الى قوله لم ارمن رجح خلافه فافهم یہ عبارت بتلاتی ہے کہ مسئلہ حنا میں دو قول ہیں ایک یہ کہ پانی صاف گرنے لگے تب پاک ہوگا۔ خواہ کتنی ہی مرتبہ میں ہو۔ اور دوسرا یہ کہ تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔ خواہ پانی صاف گرنے لگے یا نہ اور مفتی بہ ان میں قول اول ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور میں جو کہا ہے کہ تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہوجائیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تین مرتبہ اس قدر دھولیا گیا کہ پانی صاف گرنے لگے (کما یدل علیہ قولہ خوب لانہ یدل علی المبالغۃ وھو یستلزم صفو الماء) تو ہاتھ پاؤں پاک ہوجاوینگے اور اس میں ابو یوسف رحمۃ اللہ نے دونوں مسلکوں کی رعایت کی ہے تاکہ دونوں پر عمل ہوجاوے اور ہاتھ پاؤں بالاتفاق پاک ہوجاویں۔ فلا اعتراض علیہ کما یفعلہ حمقاء زماننا۔ شاید کسی کو شبہ ہو کہ ص۱ میں یہ مذکور ہے نجس رنگ میں کپڑا رنگا الخ اور اس میں تین مرتبہ کی قید نہیں لگائی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مواقع اختلاف میں رعایت اختلاف اولیٰ ہے نہ کہ واجب۔ پس وہاں اختلاف کی رعایت نہ کرنا قابل اعتراض نہیں ہوسکتا اس مسئلہ کی تحقیق مزید تحقیقات مفیدہ میں کی جاوے گی۔

اصل ص۷ اگر لکڑی کا تختہ الخ تحقیق یہ مسئلہ غنیۃ المستملی سے ماخوذ ہے اور عبارت اس کی یہ ہے۔ ومثله ایضا اے مثل الحکم المذکور وھو عدم الفساد اذا حلت النجاسۃ بخشبۃ فقلبھا وصلی علی الوجہ الطاھر ان کان غلظ الخشبۃ بحیث تقبل القطع ای یمکن ان ینشر نصفین فیما بین الوجہ الذی فیہ النجاسۃ والوجہ الآخر فیجوز الصلوۃ علیھا حینئذ والا فلا لانھا بمنزلۃ اللبنۃ فی الوجہ الاول وبمنزلۃ الثوب فی الوجہ الثانی آہ صفحہ ۲۰۰ لیکن حلیہ میں اشبہ بالحق مطلقاً جواز کو کہا ہے اور اس کے انھوں نے دلائل بھی بیان کئے ہیں۔ جن کا ہم کو علم نہیں ہوسکا تاکہ ہم دونوں کے دلائل کو دیکھ کر فیصلہ کرسکتے کہ حق صاحب منیہ وغنیہ کی طرف ہے یا صاحب حلیہ کی طرف نیز چونکہ اصل مؤلف بہشتی زیور یعنی مولوی احمد علی صاحب کا انتقال ہوچکا ہے اسلئے ہم کو یہ بھی نہیں معلوم ہوسکا کہ انھوں نے کس بناء پر صاحب غنیہ کے بیان کو ترجیح دی ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اختیار مسلک صاحب غنیہ اقرب الی الاحتیاط ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی مسئلہ بہشتی زیور پر معترض ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ دلائل سے صاحب غنیہ کے مسئلہ کی غلطی ثابت کرے۔

ملہ صفحہ ۶۲ حصہ اول باب ... ملہ مسئلہ نمبر ۲ باب ... حصہ اول ملہ مسئلہ نمبر ۹ باب اصل

اور یہ کہدینا کافی نہیں ہے کہ حلیہ میں اس کے خلاف کو حق کہا ہے کیونکہ اس کا جواب یہ ہے کہ غنیہ میں اسکے خلاف کو اختیار کیا ہے۔ لہذا وہ اقرب الی الاحتیاط بھی ہے پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ صاحب غنیہ کے بیان کو چھوڑ دیا جائے۔ اس تفصیل سے حمقار زمانہ کی خرافات کا جواب معلوم ہو گیا۔

اصل ۵ مٹی ڈھیلے سے استنجا کرنے کا الخ تحقیق درمختار میں ہے ولا تقیید باقبال وادبار شتاء وصیفا اور اس کے ذیل میں شامی نے لکھا ہے۔ ای بناء علی ما ذکر من ان المقصود ہو الانقاء فلیس لہ کیفیۃ خاصۃ وہذا عند بعضہم وقیل کیفیتہ فی المقعدۃ فی الصیف للرجل ادبار الحجر الاول والثالث واقبال الثانی وفی الشتاء بالعکس وہکذا تفعل المرأۃ فی الزمانین کما فی المحیط ولہ کیفیات اخر فی النظم والظہیریۃ وغیرہما وفی الذکر ان یاخذہ بشمالہ و یمرہ علی حجر او جدار او مدر کما فی الزاہدی آہ قہستانی واختار ما ذکرہ الشارح فی المجتبیٰ والفتح والبحر وقال فی الحلیۃ انہ الاوجہ الخ اور صاحب وقایہ و صاحب شرح وقایہ اور صاحب عمدۃ الرعایہ نے سنیت عدد کی نفی کی ہے ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حق اور مختار مذہب یہی ہے کہ استنجے کے لئے کوئی کیفیت مخصوص نہیں اور نہ کوئی عدد مسنون ہے بلکہ مقصود انقاء ہے وہ جس طریق سے بھی حاصل ہو جاوے کافی ہے۔ رہا بعض فقہاء کا کیفیات بتلانا سو ان کا مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ کیفیات مقصود ہیں۔ بلکہ انھوں نے اپنے ذہن میں جس کیفیت کو معین فی الانقاء سمجھا اسکو بتلا دیا۔ پس حاصل ان کے کلام کا یہ ہے کہ مقصود انقاء ہے اور کوئی کیفیت مقصود نہیں۔ لیکن ہماری رائے میں یہ کیفیت معین فی الانقاء ہے اس لئے اگر اس کیفیت سے استنجا کیا جاوے تو اس سے حصول مقصود میں اعانت کی پوری توقع ہے۔ سو یہ بہشتی زیور کے خلاف نہیں۔ کما ہو ظاہر۔ پس حمقار زمانہ کا اعتراض ساقط ہو گیا اور بہشتی زیور کا مسئلہ بے غبار رہا۔ مزید تفصیل اس کی تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل ۵ مٹا جب تک ہر چیز کا سایہ دُوگنا ہو جاوے الخ تحقیق دلیلہ ما فی التنویر وقت الظہر من زوالہ الی بلوغ الظل مثلیہ فی الوقایہ وغیرہا وقال فی ردالمحتار جوابا لمن خالف ہذا المسلک فیہ ان الادلۃ کما قالت و ولم یظہر ضعف دلیل الامام بل ادلتہ قویۃ ایضا کما یعلم من مراجعۃ المطولات وشرح المنیۃ وقد قال فی البحر لا یعدل عن قول الامام الی قولہما او قول احدہما الا لضرورۃ من ضعف دلیل او تعامل بخلافہ کالمزارعۃ وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولہما کما ہہنا آہ وقال ایضا تحت قول المص الی بلوغ الظل مثلیہ ہذا ظاہر الروایۃ عن الامام نہایۃ وہو الصحیح بدائع ومحیط وینابیع وہو المختار غیاثیۃ واختارہ الامام المحبوبی وعول علیہ النسفی وصدر الشریعۃ تصحیح قاسم واختارہ اصحاب المتون وارتضاہ الشارحون فقول الطحاوی وبقولہما ناخذ لا یدل علی انہ المذہب وما فی الفیض من انہ یفتی بقولہما فی العصر والعشاء مسلم فی العشاء فقط الخ۔ ان روایات سے معلوم ہوا

صہ سطر نمبر ۱۲ باب دوم   صہ سطر نمبر ۱۹ باب چہارم

کہ جمہور ائمہ حنفیہ کا مسلک وہی ہے جو بہشتی زیور میں اختیار کیا ہے فلا یعترض علیہ بما اعترض بہ جہلۃ زماننا۔

اصل — اجتک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے الخ **تحقیق** یہ مسئلہ بھی تنویر الابصار وغیرہ سے ماخوذ ہے چنانچہ تنویر الابصار میں ہے والمغرب منہ الی الشفق وہو الحمرۃ اور در مختار میں ہے عندہما وبہ قالت الثلثۃ والیہ رجع الامام کما فی شرح المجمع وغیرہا فکان ہو المذہب اھ گو ابن الہمام و علامہ قاسم نے اس میں کلام کیا ہے مگر عامہ فقہاء مثل صاحب نہر و نقایہ و وقایہ و درر و اصلاح و صدر البحار و امداد و مواہب و برہان وغیرہم کا مسلک یہی ہے اور امام صاحب سے ایک روایت بھی اس کے موافق ہے۔ فیکون ہو المعتمد فلا اعتراض علیہ بما اعترض جہلۃ زماننا

اصل — فقط منہ اس دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا الخ **تحقیق** ہتھیلی سے باطن کف و ظاہر کف دونوں مراد ہیں نہ کہ صرف باطن اور دلیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ کنز الدقائق میں ہے۔ الا وجہہا و کفیہا و قدمیہا اور وقایہ میں ہے الا الوجہ والکف والقدم واقرہ فی شرح الوقایۃ اور تنویر الابصار میں ہے خلا الوجہ والکفین والقدمین مزید تحقیق اس مسئلہ کی تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل — اگر بے سوچے نماز پڑھ لیوے تو نماز نہ ہوگی الخ **تحقیق** دلائل اس مسئلہ کے یہ ہیں تنویر الابصار میں ہے ان شرع بلا تحر لم یجز وان اصاب اور شرح وقایہ میں ہے وان شرع بلا تحر لم یجز وان اصاب لان قبلتہ جہۃ تحریہ ولم یتحر اھ والیہ مال ابن الہام فی بعض تحریراتہ وقال تلمیذہ قاسم بن قطلوبغا فی رسالۃ الفوائد الجلیۃ فی اشتباہ القبلۃ وصاحب الہدایہ فی مختارات النوازل کما فی عمدۃ الرعایۃ و تمام الکلام علی ہذہ المسئلۃ فی التحقیقات المفیدہ

اصل — نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ **تحقیق** مطلب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے نہ کہ خاص یہ لفظ اور چونکہ نمازیں علی العموم اللہ اکبر سے شروع کی جاتی ہیں اور عام نمازوں میں تکبیر اللہ اکبر ہی ہوتا ہے اس لئے اس کو فرائض میں شمار کیا گیا۔ اور چھ کا عدد فرائض متفق علیہا کے لئے ہے یعنی متفق علیہ فرض چھ ہیں۔ نیز اس سے حصر مقصود نہیں ہے فلا اعتراض اس کی تفصیل تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل — سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے الخ **تحقیق** قال خاتم علماء فرنگی محل فی عمدۃ الرعایۃ معلقا علی قول صاحب الوقایۃ و السجود بالجبہۃ والانف وبہ اخذ اھ قولہ وبہ اخذ ای اخذ بہ المشائخ وافتوا بہ وہذا الکلام لا یخلو عن مسامحۃ لان المفہوم من ظاہرہ والسجود بالجبہۃ والانف عند تعداد الفرائض ان وضع الجبہۃ والانف کلیہما فرض وانہ المفتی بہ مع انہ لیس مذہبا لاحد من ائمتنا فان ابا حنیفۃ جوز الاکتفاء بالانف خالفہ بتقیہ صاحباہ واما الاکتفاء

؎ مسئلہ نمبر ۳ باب چہارم ؎ مسئلہ نمبر ۱ باب پنجم ؎ مسئلہ نمبر ۱ باب ششم ؎ مسئلہ نمبر ۲ باب ہفتم ؎ مسئلہ ۱۲ باب ہفتم

بالجبہۃ فہو متفق بینہم علی جوازہ وبالجملۃ اتفقوا علی ان المسنون وضع الجبہۃ والانف کلیہما وعلی انہ یکفی وضع الجبہۃ فقط الا انہ یکرہ وانما اختلفوا فی الاکتفاء بالانف الی آخر ما قال خاتم علماء فرنگی محل کا یہ قول مسئلہ بہشتی زیور کی اوضح دلیل ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل تحقیقات مفیدہ میں کی جاوے گی۔

اصل ۳۰ مسئلہ ۱۳ کسی نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے **تحقیق** قال فی الہدایۃ یکرہ ان یوقت بشیٔ من القرآن لشیٔ من الصلوٰۃ وقال فی الفتح ان المداومۃ مطلقا مکروہۃ سواء راہ حتما یکرہ غیرہ اولا لان دلیل الکراہۃ لا یفصل الخ اور درمختار میں ہے یکرہ التعیین کالسجدۃ وہل اتی فی الفجر کل جمعۃ بل یندب قرائتہما احیانا اور شامی میں ہے لان الشارع اذا لم یعین علیہ شیئا تیسیرا علیہ کرہ لہ ان یعین الخ۔ یہ عبارت بہشتی زیور کی واضح دلیل ہے۔ اور معترض زمانہ کا اعتراض ساقط ہے۔ مزید تفصیل اس کی تحقیقات مفیدہ میں کی جاوے گی۔

اصل ۳۱ مسئلہ بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ **تحقیق** لعل ہذہ المسئلۃ مبنیۃ علی مذہب الکرخی و اختارہ ہہنا الاحتیاط زجرا للعوام عن التکاسل تبعا لصاحب الدر المختار والشامی

اصل ۳۲ مسئلہ ۲۳ جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے الخ **تحقیق**۔ اس پر مولوی احمد حسن صاحب نے لکھا تھا۔ خدا جانے اس وقت یہ تین دفعہ کی مقدار کہاں سے لکھی تھی۔ طحطاوی اور رد المحتار میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار لکھی ہے پس اسی پر عمل لازم ہے اھ۔ اس لئے اس مسئلہ کی مفصل تحقیق کی جاتی ہے سو ہو ہذا رد المحتار میں ایک دفعہ کی مقدار میری نظر سے نہیں گذری۔ شاید مولوی صاحب نے اس کے کسی مقام سے استنباط کیا ہو۔ اور طحطاوی میرے سامنے نہیں ہے کہ اس میں دیکھا جاتا۔ لیکن رد المحتار وغیرہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشتی زیور میں جو مقدار لکھی ہے وہ بالکل ٹھیک۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ تفکر موجب سہو اسی لئے ہے کہ وہ مستلزم ہے تاخیر واجب کو اس لئے اس کا اور زیادۃ علی التشہد کا حکم یکساں ہونا چاہئے اور یہ صرف میری رائے نہیں ہے بلکہ ان کا تماثل مصرح بھی ہے جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا۔ نیز فقہ میں واقعہ جہر فی موضع المخافتۃ اور مخافتۃ فی موضع الجہر کو بھی اس کا مماثل بتایا گیا ہے۔ اس بناء پر اگر یوں کہا جاوے کہ تلبس بالنجاسۃ فی الصلوٰۃ وانکشاف عورت بھی اس کے مماثل ہیں تو صحیح ہے کیونکہ یہ امر سب میں مشترک ہے کہ زمان قلیل بوجہ ضرورت تسہیل علی الامۃ سب میں معفو ہے اور زمان کثیر بوجہ عدم ضرورت کے غیر معفو۔ پس جس زمانہ کو ایک مسئلہ میں کثیر سمجھا جاوے گا اس کو سب میں کثیر ہونا چاہئے اور جس زمانہ کو ایک میں قلیل سمجھا گیا ہے اس کو سب میں قلیل ہونا چاہیے ورنہ فرق ہونا چاہئے اور وجہ فرق کوئی ہے نہیں تو لامحالہ جو زمانہ ایک میں قلیل سمجھا گیا ہے وہ سب میں قلیل ہوگا اور جو زمانہ ایک میں کثیر سمجھا گیا ہے وہ سب میں کثیر ہوگا۔ اور اگر یہ فرق کیا جاوے کہ بعض میں چونکہ ضرورت

کم ہے اسلئے وہاں کم زمانہ کا اعتبار کیا گیا ہے اور بعض میں ضرورت زیادہ ہے اسلئے وہاں زیادہ زمانہ لیا گیا ہے تو یہ فرق اس کو مقتضی ہے کہ تفکر کا زمانہ سب سے زیادہ ہو۔ کیونکہ یہ سب سے زیادہ کثیر الوقوع ہے۔ بہرحال زمانۂ تفکر کسی طرح زمانۂ زیادۃ علی التشہد وجہر موضع مخافتت وتلبس بالنجاسۃ وانکشاف عورت وغیرہ سے کم نہیں ہوسکتا یا ان کے برابر ہوگا یا اُن سے زائد۔ جب یہ امر معلوم ہوگیا تو اب ہم ان تمام متشابہ اور متماثل مسائل پر کلام کرتے ہیں۔

بحث مسئلۂ تفکر

غنیۃ المصلی اور اسکی شرح غنیۃ المستملی صفحہ ۴۳۱ میں ہے من شک فی حال القیام انہ ہل کبر للافتتاح ام لا فتفکر فی ذلک وطال تفکرہ مقدار اداء رکن الی ان قال فعلیہ السہو لان تفکرہ یستلزم تاخیر الواجب وہو القراءۃ الی ان قال ثم الاصل فی حکم التفکر انہ ان منعہ عن اداء رکن کقراءۃ آیۃ او ثلث او رکوع او سجود او عن اداء واجب کالقعود یلزمہ السہو لاستلزام ذلک ترک الواجب وہو الاتیان بالرکن او الواجب فی محلہ وان لم یمنعہ عن شیٔ من ذلک بان کان یؤدی الارکان ویتفکر لا یلزم السہو وقال بعض المشائخ وہو الامام الصفار ان منعہ التفکر عن القراءۃ او عن التسبیح یجب علیہ سجود السہو وان کان لا یمنعہ بان کان یقرأ ویتفکر او یسبح ویتفکر لا یجب علیہ سجود السہو فعلی ہذا القول لو شغلہ التفکر عن تسبیح الرکوع وہو راکع مثلاً یلزمہ السجود وعلی القول الاول لا یلزم لانہ لم یمنعہ عن اداء رکن ولا واجب انتہی بحذف الزوائد اقول فیہ نظر، لان ایجاب الصفار سجود السہو علی الراکع الذی شغلہ التفکر عن التسبیح لیس لاجل انہ شغلہ عن تسبیح بل لانہ شغلہ عن القومۃ التی ہی واجبۃ لان اطالۃ الرکوع کان مشروعاً لہ لاجل التسبیح فلما ترکہ لم یکن لہ اطالۃ رکوع بل کان علیہ ان ینتقل منہ الی القومۃ فلما ترکہ اخر الواجب عن محلہ فیلزم علیہ سجود السہو فلا مخالفۃ بین الجمہور والصفار فتدبر (من حبیب احمد) اور رد المحتار میں ہے الحاصل انہ اختلف فی تفکر الموجب للسہو فقیل مالزم منہ تاخیر الواجب او الرکن عن محلہ بان قطع الاشتغال بالرکن او الواجب قدر اداء الرکن وہو الاصح انتہی بقدر الضرورۃ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تفکر مطلقاً موجب سہو نہیں ہے بلکہ اس وقت ہے جبکہ وہ تاخیر رکن یا واجب کو مستلزم ہوجاوے، اور تاخیر کا زمانہ مقدار ادار رکن ہے مگر ادار رکن کا زمانہ نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کے نظائر میں غور کیا جاوے سو منجملہ اس کے نظائر کے ایک نظیر مسئلۂ انکشاف عورت فی الصلوۃ ہے اسکی تفصیل یہ ہے۔ درمختار صفحہ ۴۳۲ میں ہے ویمنع حتی انعقادہا کشف ربع عضو قدر اداء رکن۔ شامی نے اس کے تحت میں لکھا ہے قولہ اداء رکن ای بسنتہ فیہ قال شارحہا وذلک قدر ثلث تسبیحات اھ وکانہ قیدہ بذلک حملا

للرکن علی القصیر منہ للاحتیاط الی ان قال ثم ماذکرہ الشارح قول ابی یوسف واعتبر محمد اداء الرکن حقیقۃ والاول
المختار للاحتیاط کما فی شرح المنیۃ آہ بحذف الزوائد۔ غنیہ فی شرح المنیہ ص۲۱۳ میں ہے وان انکشف عضو ہو عورۃ
فی الصلوۃ فستر من غیر لبث لا یضرہ ذلک ولا یفسد صلوتہ لان الانکشاف الکثیر فی الزمان القلیل عفو کالانکشاف القلیل
فی الزمن الکثیر وان ادی معہ ای مع الانکشاف رکناؕ کالقیام ان کان فیہ او الرکوع او غیرہ بما یفسد ذلک الانکشاف صلوتہ
وان لم یؤد مع الانکشاف رکنا ولکن مکث مقدار ما ای زمن یؤدی فیہ رکنا بسنتہ وذلک مقدار ثلث تسبیحات
فلم یستر ذلک العضو فسدت صلوتہ عند ابی یوسف خلافا لمحمد رحمہ اللہ وکذا اذا وقع الرجل المصلی للمزاحمۃ فی
صف النساء او وقع امام ای قدام الامام او وقع نجاسۃ ثم القی ای تلک النجاسۃ فعلی ہذا الخلاف المذکور ان
مکث قدر اداء رکن من غیر ان یؤدیہ تفسد عند ابی یوسف خلافا لمحمد وقد تقدم الدلیل من الجانبین فی بحث النجاسۃ
وان المختار قول ابی یوسف فی الجمیع للاحتیاط انتہی بقدر الضرورۃ ان عبارتوں سے اداء رکن کا زمانہ معلوم
ہو گیا کہ مقدار تین تسبیحات ہے اور اس سے زمانۂ تفکر کی بھی شرح ہو گئی۔ دوسری نظیر تلبس بالنجاسۃ فی
الصلوۃ ہے اسمیں بھی امام ابو یوسف اور امام محمد کا وہی اختلاف ہے جو کشف عورت کے بارے میں ہے چنانچہ
غنیہ ص۱۹۹ میں ہے قال محمد تجوز مالم یؤد رکنا علی ذلک الحال لانہ لم یؤد جزء من الصلوۃ مع المانع فلا تفسد لابی یوسف
ان المعفو ہو المقدار القلیل من الزمان والذی یمکن فیہ اداء رکن کثیر فلا یعفی سواء ادی الرکن اولم یؤد اھ اس سے
معلوم ہوا کہ مقدار قلیل زمان دونوں کے نزدیک معاف ہے مگر امام محمد کے نزدیک قلیل وہ ہے جو حقیقۃً اداء
رکن سے کم ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک قلیل وہ ہے جو تین تسبیحات سے کم ہو۔ پس چونکہ تفکر فی الزمان القلیل
بھی معفو ہے اس لئے اس میں بھی یہی اختلاف ہو گا۔ اور چونکہ امام ابو یوسف کے نزدیک قلیل وہ ہے جو تین
تسبیحات سے کم ہو اور یہی مختار بھی ہے اس لئے اگر زمان تفکر تین تسبیحات سے کم ہے تو معاف ہو گا اور اگر تین
تسبیحات کے برابر یا اس سے زائد ہو تو معاف نہ ہو گا۔ اب تیسری نظیر کو دیکھئے۔ تیسری نظیر جہر فی موضع المخافتۃ
وبالعکس ہے اس کے متعلق درمختار ص۴۶۶ میں ہے۔ والاصح تقدیرہ بقدر ما یجوز بہ الصلوۃ فی الفصلین
وقیل قائلہ قاضی خان یجب السہو بہما ای بالجہر والمخافتۃ مطلقا ای قل او کثر وہو ظاہر
الروایۃ التی نقلہ الثقات من اصحاب الفتاوی اھ زاد المص فی منحہ وانما عولنا علی الاول تبعا
للہدایۃ وانا اعجب من کثیر من کمل الرجال کیف یعدل عن ظاہر الروایۃ الذی ہو بمنزلۃ
نص صاحب المذہب الی ما ہو کالروایۃ الشاذۃ اھ اقول لاعجب من کمل الرجال کصاحب
الہدایۃ والزیلعی وابن الہمام حیث عدلوا عن ظاہر الروایۃ لما فیہ من الحرج وصحوا الروایۃ الاخری
للتسہیل علی الامۃ وکم لہ من نظیر ولذا قال القہستانی یجب السہو بمخافتۃ کلمۃ لکن فیہ شدۃ قال فی شرح المنیۃ والصحیح ظاہر

ط والظاہر ان المراد بالرکن مطلق جزء الصلوۃ سواء کان او واجبا او سنۃ کالتشہد والصلوۃ والتسبیح وغیرہا ۱۲ منہ

الروایۃ وہو التقدیر بما تجوز بہ الصلوٰۃ من غیر تفرقۃ لان القلیل من الجہر فی موضع المخافتۃ عفو ایضا ففی حدیث ابی قتادۃ فی الصحیحین انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یقرأ فی الظہر فی الاولیین بام القرآن وسورتین وفی الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الایۃ احیانا اھ ففیہ التصریح بان ما صححہ فی الہدایۃ ظاہر الروایۃ ایضا فان ثبت ذلک فلا کلام والا فوجہ تصحیحہ ما قلنا وتایدہ بحدیث الصحیحین وقدمنا فی واجبات الصلوٰۃ عن شرح المنیۃ انہ لا ینبغی ان یعدل عن الدرایۃ ای الدلیل اذا وافقتہا روایۃ اھ ما فی الشامی - اس سے معلوم ہوا کہ جہر و مخافتت کے مسئلہ میں قابل تصحیح یہ امر ہے کہ ما تجوز بہ الصلوٰۃ کثیر ہے اور اس سے کم قلیل اب دیکھنا یہ ہے کہ ما تجوز بہ الصلوٰۃ سے اس جگہ کیا مراد ہے سو واضح ہو کہ ما تجوز بہ الصلوٰۃ میں اختلاف ہے ایک روایت امام کی تو یہ ہے کہ ایک ایسی آیت جو کم از کم چھ حرف کی ہو خواہ تحقیقا - جیسے ثم نظر - یا تقدیرًا جیسے لم یلد بشرطیکہ ایک کلمہ نہ ہو اس سے نماز جائز ہے اور دوسری روایۃ انکی یہ ہے کہ جس مقدار پر قرآن کا اطلاق آسکے اور اس سے قصد خطاب کا دھوکہ نہ ہو اس سے نماز جائز ہے اس روایۃ کو قدوری نے امام کا صحیح مذہب سمجھا ہے اور زیلعی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے - اور کہا ہے کہ یہ اقرب الی القواعد الشرعیۃ ہے اور تیسری روایۃ امام صاحب کی اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی آیۃ سے نماز جائز ہے - ان میں مذہب امام صاحب مرجوح اور اس کا خلاف راجح ہے کیونکہ منشا رخصۃ تسہیل علی الامۃ ہے اور تسہیل مذہب مخالف میں ہے نہ کہ مذہب امام صاحب میں اس لئے وہی مذہب مختار ہوگا - اور کہا جاویگا کہ اگر تین چھوٹی آیتوں کے برابر جہر یا مخافتت ہوئی ہے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا ورنہ نہیں - اور تین چھوٹی آیتیں یا تو ثم نظر ثم نظر ہیں جن کے (اٹھارہ) حروف ہیں یا ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر جن کے ملفوظی حروف (انتیس ۲۹) ہیں پہلی صورت میں زمانہ جہر و مخافتت دو مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر ہوگا - اور اگر جلدی سبحان اللہ کہا جاوے تو تین مرتبہ بھی کہا جا سکتا ہے - اور دوسری صورت میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی برابر - کیونکہ اس کے حروف ملفوظی (۹) ہیں - اور گو ۹ × ۳ = ۲۷ ہوتے ہیں - مگر ۲۷ اور ۲۹ میں کوئی معتد بہ فرق نہیں ہے - اس لئے اس مسئلہ کا حاصل یہ ہوگا کہ اگر جلدی یا اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار جہر و مخافتت وقوع میں آئی ہیں تو سجدہ سہو لازم ہوگا ورنہ نہیں - اس مقام پر ایک شبہ کا ازالہ مناسب معلوم ہوتا ہے جو کہ ہمارے بیان سابق سے پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ مسئلہ انکشاف عورت وغیرہ میں امام محمد کے نزدیک ادا رکن حقیقۃ معتبر ہے اور مسئلہ جہر و مخافتت میں مقدار ما تجوز بہ الصلوٰۃ تو اس سے ہر دو مسائل میں فرق ثابت ہوا - اور تم فرق نہیں کرتے بلکہ سب کو یکساں سمجھتے ہو اور ایک کو دوسرے پر قیاس کرتے ہو - اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ ان مسائل میں امام محمد رحمہ کے قول پر فتوی نہیں ہے بلکہ امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہے - پس اگر ان کے قول پر فرق ہو بھی تو ہمیں مضر نہیں ہے اور ثانیا یہ کہ ما تجوز بہ الصلوٰۃ سے امام محمد کے نزدیک تین آیتیں مراد نہیں ہیں

بلکہ وہ پوری قراءۃ مراد ہے جو وہ اس رکعت میں کرتا ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس قدر قرارت ایک رکعت میں کی جاوے خواہ طویلہ ہو یا قصیرہ سب فرض واقع ہوتی ہے اور امام ابویوسف کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کی مقدار مراد ہے جو کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر ہے۔ اس وقت نہ امام محمد کے نزدیک فرق ہوگا اور نہ امام ابویوسف کے نزدیک واللہ اعلم۔ حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ مفتی بہ اور قابل اعتماد مذہب مسئلہ جہر و مخافتت میں بھی یہ ہی ہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر جہر یا مخافتت ہو تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ پس اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ تفکر میں مقدار ثلث تسبیحات معتبر ہے۔ چوتھی نظیر اس کی زیادۃ علی التشہد الاول ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ غنیہ شرح منیہ[۲۲۱] میں ہے فان زاد علی قدر التشہد قال بعض المشائخ ان قال اللہم صل علی محمد ساہیا یجب علیہ سجدۃ السہو وعن ابی حنیفۃ فیما رواہ عنہ الحسن ان زاد حرفا واحدا فعلیہ سجدتا السہو قال المص واکثر المشائخ علی ہذا ای علی انہ یلزمہ السہو۔ بزیادۃ حرف واحد وفی الخلاصۃ والمختار انہ یلزمہ السہو ان قال اللہم صل علی محمد قال البزازی لانہ ادی سنۃ وکیدۃ فیلزم تاخیر الرکن ای وبتاخیر الرکن یجب سجدۃ السہو ہذا باطلاقہ یصلح دلیلا لمن اختار روایۃ الحسن فان مطلق تاخیر الرکن موجود فی زیادۃ الحرف ونحوہ ولا تخصیص ما اختارہ ہو وصاحب الخلاصۃ من التقیید بقولہ اللہم صل علی محمد والصحیح ان قدر زیادۃ الحرف ونحوہ غیر معتبر فی جنس ما یجب السجود السہو وانما المعتبر قدر ما یودی فیہ رکن کما فی الجہر فی ما یخافت وعکسہ وکما فی التفکر حالۃ الشک ونحوہ علی ما عرف فی باب السہو وقولہ اللہم صل علی محمد تشغل من الزمان ما یمکن ان یودی فیہ رکن بخلاف ما دونہ لانہ زمن قلیل یعسر الاحتراز عنہ فبہذا یتم مراد البزازی ویعلم منہ انہ لا یشترط التکلم بذلک بل لو مکث مقدار ما یقول اللہم صل علی محمد یجب السہو لانہ اخر الرکن بمقدار ما یودی فیہ رکن آہ در مختار ص[۳۲] فصل اذا اراد الشروع میں ہے ولا یزید فی الفرض علی التشہد فی القعدۃ الاولی اجماعا فان زاد عامدا کرہ فتجب الاعادۃ او ساہیا وجب علیہ سجود السہو اذا قال اللہم صل علی محمد فقط علی المذہب المفتی بہ آہ۔ اور باب سجود السہو ص[۴۵] میں ہے وتاخیر قیام الی الثالثۃ بزیادۃ علی التشہد بقدر رکن وقیل بحرف وفی الزیلعی الاصح وجوبہ باللہم صل علی محمد آہ۔ شامی میں ہے قولہ وفی الزیلعی جزم بہ المصنف فی متنہ فی فصل اذا اراد الشروع قال انہ المذہب واختارہ فی البحر تبعا للخلاصۃ والظاہر انہ لا ینافی قول المص ہنا بقدر رکن تامل وقدمنا عن القاضی الامام انہ لا یجب ما لم یقل وعلی آل محمد وفی شرح المنیۃ الصغیر انہ قول الاکثر وہو الاصح قال الخیر الرملی فقد اختلف التصحیح کما تری وینبغی ترجیح ما قالہ القاضی الامام آہ فی التاتارخانیۃ عن الحاوی وعلی قولہما لا یجب السہو ما لم یبلغ الی قولہ حمید مجید اھ ما فی الشامی۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ زیادۃ علی التشہد کے موجب سہو ہونے میں چار قول ہیں ایک یہ کہ ایک حرف کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ اللہم صل علی محمد کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور تیسرا یہ کہ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد

کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور چوتھا یہ کہ ایک حمید مجید تک پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے ان میں سے مذہب اول ورابع تو ناقابل اعتماد ہیں رہے ثانی وثالث سو میرے نزدیک وہ دونوں ایک ہیں کیونکہ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ مقدار ادا رکن موخر کرنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے اور مقدار ادا رکن تین تسبیحات کا زمانہ ہے کما صرح بہ الشامی وصاحب الغنیۃ فی مسئلۃ انکشاف العورۃ وغیرہا۔ پس جن لوگوں نے یہ دیکھا کہ جتنی دیر میں مصلی اللھم صل علی محمد کہتا ہے اتنی دیر میں جلدی جلدی تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جاسکتا ہے انھوں نے اتنی مقدار پر سجدۂ سہو کو واجب کہا اور جنہوں نے دیکھا کہ اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ اتنی دیر میں کہا جاسکتا ہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمدٍ وعلی آل محمدٍ کہا جاتا ہے کیونکہ سبحان اللہ کے حروف نو ہیں اور نو کو تین میں ضرب دینے سے ستائیس ۲۷ ہوتے ہیں۔ اب اگر اللھم صل علی محمدٍ وعلی آل محمدٍ میں دونوں تنوینوں کو حذف کر دیا جائے تو کل تیس ۳۰ حرف ہوتے ہیں اور اگر دونوں کو پڑھا جاوے تو بتیس ۳۲ ہوتے ہیں اور اگر ایک کو پڑھا جاوے تو اکتیس ۳۱ ہوتے ہیں پہلی صورت میں تین حرف کا فرق ہوگا اور دوسری صورت میں پانچ کا اور تیسری میں چار کا۔ سو یہ تفاوت کوئی تفاوت نہیں ہے۔ انھوں نے اللھم صل علی محمدٍ وعلی آل محمد کے پڑھنے پر سجدۂ سہو کو واجب کہا۔

حاصل یہ ہے کہ زیادۃ علی التشہد میں بھی مقدار ادا رکن معتبر ہے بعضے کہتے ہیں کہ ادا رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا اتنی دیر میں ممکن ہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد کہا جاتا ہے نیز وہ تین آیات قصیرہ یعنی ثم فنظر ثم قطر ثم نظر کے برابر ہے کیونکہ دونوں کے حرف اٹھارہ ہیں اسی لئے اتنی مقدار سے سجدۂ سہو لازم ہوجاویگا اور بعض کہتے ہیں کہ اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ اتنی دیر میں کہا جاسکتا ہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کہا جاوے۔ نیز وہ تین آیات قصیرہ ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر کے تقریباً برابر ہے اس لئے اتنی مقدار سے سجدۂ سہو لازم ہوگا یہ اختلاف تخریج ہے نہ کہ اختلاف اصل۔ نیز اول میں احتیاط کو مد نظر رکھا گیا ہے اور ثانی میں تسہیل کا لحاظ کیا گیا ہے۔ پس جب کہ زیادۃ علی التشہد کا حکم معلوم ہوگیا کہ اس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے یا تین آیات قصیرہ کی تلاوت کا زمانہ معتبر ہے تو اس سے مسئلہ تفکر کا زمانہ بھی معلوم ہوگیا۔ اس تمام تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ طریان مفسد صلوۃ مثل تلبس بالنجاسۃ وانکشاف عورت وغیرہ اور جہر فیما یخافت فیہ وبالعکس و تاخیر واجب مثل تفکر فی الصلوۃ وزیادۃ تشہد تمام مسائل متشابہ اور متماثل ہیں اور سب کا حکم یکساں ہے اور ان میں امام صاحب کا مذہب مختار نہیں ہے بلکہ صاحبین کا مذہب مختار ہے یعنی اگر قدر ادا الرکن تلبس وتاخیر رکن ہے تو قابل اعتبار ہے اور اگر اس قدر نہیں تو قابل اعتبار نہیں۔ مگر اسکی تشریح میں امام ابو یوسف اور امام محمد میں اختلاف ہے امام محمد فرماتے ہیں کہ ادا رکن حقیقۃً معتبر ہے۔ اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ نہیں بلکہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے یا تین آیات قصیرہ کی تلاوت کے برابر معتبر ہے ان دونوں مذہبوں میں امام ابو یوسف کا مذہب مختار ہے۔ اسکے بعد امام ابو یوسف کے مذہب کی تفصیل میں علماء کا اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے مراد جلدی جلدی کہنا ہے اور تین آیات قصیرہ سے ثم نظر ثم نظر ثم نظر مراد ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ اطمینان سے تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا اور ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر کا تلاوت کرسکنا

مراد ہے (ان دونوں مذہبوں میں میرے نزدیک مذہب ثانی مختار ہے اور میں خیر رملی کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔)
ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ مسئلہ تفکر میں تین تسبیحوں کی مقدار صحیح ہے اور جنہوں نے اس کی مقدار ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا بتائی ہے وہ نہ امام صاحب کے مسلک پر صحیح ہے کہ وہ ادنی تاخیر و ادنی جہر و ادنی تلبس کو معتبر کہتے ہیں۔ کما یستفاد من نقل مذہبہ فی زیادۃ التشہد والجہر اور نہ صاحبین کے قول پر بلکہ یہ ان کا ذاتی اجتہاد و استنباط ہے واللہ اعلم۔ اس مقام پر ایک بات اور بھی قابل تنبیہ ہے۔ کیونکہ ناظرین کے مغالطہ میں پڑ جانے کا خطرہ ہے وہ یہ کہ شامی نے زیادۃ تشہد کے بارہ میں اول تین قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ زیادۃ حرف واحد موجب ہے سہو کا۔ دوم یہ کہ اللہم صل علی محمد موجب سہو ہے اور سوم یہ کہ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد موجب سہو ہے اس کے بعد کہا ہے ہذا کلہ علی قول ابی حنیفۃ والا ففی التاتارخانیۃ عن الحاوی انہ علی قولہما لا یجب السہو مالم یبلغ الی قولہ حمید مجید آہ شامی ص۳۲ لیکن یہ نقل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اور اللہم صل علی محمد کا موجب سہو ہونا بنا بر مذہب ابی یوسف ہے نہ کہ بنا بر مذہب ابی حنیفہ اور حمید مجید تک کا موجب سہو ہونا بنا بر اصول امام محمد ہے نہ کہ بنا بر مذہب ابی یوسف۔ کیونکہ امام محمد کا یہ اصول ہے کہ جس رکن یعنی جزو صلوۃ میں وہ مشغول ہو خواہ سنت ہو یا واجب یا فرض اس کے پورا کرنے تک کا زمانہ کثیر ہے۔ اور اس سے کم قلیل اس لئے جب اس نے درود کو شروع کیا تو جب اسکو پورا کرلے گا تب اس زمانہ کو کثیر سمجھا جاوے گا۔ ورنہ قلیل ہوگا۔ فتدبر واللہ اعلم حبیب احمد کیرانوی

تصحیح متعلقہ مسئلہ حصہ دوم مندرجہ ص۵۴ ح۱

از ابو المظفر مولانا سعید احمد صاحب مفتی اعظم مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور یہ مسئلہ نصوص کتب فقہ کے خلاف ہے بظاہر جہانتک کتب فقہیہ کو دیکھا گیا اس کے خلاف ہی ملا۔ اس کے متعلق یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کیا گیا ہے عبارات کتب فقہیہ مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمادیں فی البدائع وان لم یکن معہن ذلک فانہن لا یغسلنہ سواء کن ذوات رحم محرم اولا لان المحرم فی حکم النظر الی العورۃ والاجنبیۃ سواء فکما ان لا یغسلہ الاجنبیۃ فکذا ذوات محارمہ ولکن ییممنہ ص۳۵ ج۱ وفی العالمگیریہ ص۱۶۰ ج۱ والاصل فیہ ان کل من یحل لہ وطئہا لو کان حیا بالنکاح یحل لہا ان یغسلہ والا فلا آہ ومثلہ فی نور الایضاح۔
یہ مضمون حضرت اقدس کی خدمت میں تھانہ بھون بھیجا گیا تھا۔ اس کا مندرجہ ذیل جواب مولانا ظفر احمد صاحب کے قلم کا لکھا ہوا موصول ہوا۔
جواب از حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی عبارات فقہ تمام کتابوں میں قریباً وہی ہیں جن کو آپ نے

نقل کیا ہے اس لحاظ سے بہشتی زیور کا مسئلہ واقعی مخدوش ہے۔ مگر درایۃً اس کے غلط ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ دو قاعدے کتاب الکراہیۃ درمختار میں مصرح ہیں تنظر المرأۃ من الرجل کنظر الرجل الیہ وما جاز النظر الیہ جاز لمسہ۔ اس مجموعہ کا حاصل یہ ہے کہ ماسوی السرۃ الی الرکبۃ کا تو عورت محرم مس کر سکتی ہے اور ما تحت السرۃ الی الرکبۃ کا عدم مس جیسا عورت محرم کے لئے ممنوع ہے رجل کے لئے بھی ممنوع ہے اور جس حیلۂ خرقہ سے مرد غسل دیتا ہے عورت بھی غسل دے سکتی ہے اللھم الا ان یقال ان حکم غسل المیت مفترق عن حکم النظر والمس فی الحیاۃ کما یدل علیہ قول البدائع الجنس یغسل الجنس ولا یغسل الجنس خلاف الجنس واللہ اعلم ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ظفر احمد عفا عنہ ۸ر صفر ۱۳۴۸ھ

اس کے بعد رسالہ النور بابت ماہ جمادی الاخری ۱۳۵۱ھ میں یہ سوال اور خود حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا جواب ترجیح الراجح کے سلسلہ میں النور کے ص۵ پر شائع ہوا بذیل سرخی

فصل دوم۔ در تحقیق غسل دادن زنان محارم مرد میت را مضمون بہشتی زیور حصہ دوم ص۶۷ طبع ثانی مدلل مکمل اشرف المطابع

الجواب۔ واقعی نقل میں غلطی ہو گئی جس کی وجہ خیال میں نہیں آئی۔ منقول وہی ہے جو آپ نے لکھا۔

تتمہ اس تحریر کے بعد بعض احباب نے ذیل کی تحریر پیش کی وھی ھذا ولیکن شامی باب الرضاع ص۶۲۶ ج۲ میں ہے (فیمما) ای بلا خرقۃ اذا ماتت بین رجال فقط اما غیر المحرم فیمما بخرقۃ وقیل تغسل فی ثیابہا افادہ ط اس روایت طحطاوی سے بہشتی زیور کی تائید ہوتی ہے۔ ونیز مسئلہ بہشتی زیور درایت کے بھی موافق ہے۔ کیونکہ غیر محرم کا چھونا جائز نہیں اور جتنا دبیز کپڑا لپیٹنے کے بعد چھونا جائز ہے اسکے بعد غسل متعذر ہے اور محرم کو مابین السرۃ والرکبۃ کے علاوہ چھونا جائز ہے اس لئے غسل کا فریضہ ترک کرنیکی ضرورت نہیں واللہ اعلم انتہت العبارۃ۔ میں کہتا ہوں کہ یا تو مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور یا نہی عن الغسل مقید ہے اس صورت کے ساتھ جبکہ حائل نہ ہو اور جواز غسل کی روایت میں حائل کی قید (یعنی ثیاب کا بدن پر ہونا) مصرح ہے ؂ کتبہ اشرف علی ۷ رج ۲ ۱۳۵۱ھ

ترجیح الراجح۔ بابتہ ماہ صفر ۱۳۴۲ھ نمبر ۱۱۵ سوال گذارش یہ ہے جناب والا بہشتی زیور کی ایک جگہ میں ایک مسئلہ کم فہمی کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آتا ہے مہربانی فرما کر اس کا مطلب تحریر فرمادیں بہشتی زیور دوسرا حصہ ص۲۲ مسئلہ نماز میں آہ یا اوہ یا اف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر جنت دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور کی آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی ۱۲۔ اس عبارت کے معنی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر نماز میں آہ یا اوہ یا اف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے اور جنت دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے رونے کی آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی اور آہ یا اف یا ہائے کہے تو بھی نماز جاتی رہتی ہے میری یہ سمجھ صحیح ہے یا غلط تحریر فرمادیں الجواب فی الدر المختار

والانین والتاوہ والتافیف والبکاء بصوت یحصل بہ حروف ولو جع او مصیبۃ قید للاربعۃ الا المریض لایملک نفسہ عن انین وتاوہ لانہ حینئذ کعطاس وسعال وجشاء وتثاؤب وان حصل حروف للضرورۃ لا لذکر جنۃ او نار فی رد المحتار لا لذکر جنۃ او نار لان الانین ونحوہ اذا کان بذکرہما صار کانہ قال اللہم انی اسئلک الجنۃ وان کان من وجع او مصیبۃ صار کانہ یقول انا مصاب فعزونی کذا فی الکافی آہ ملخصا۔ ص ۱۴۷ ج ۱ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جنت دوزخ کی یاد سے اگر آہ یا اف وغیرہ بھی منہ سے نکل جاوے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پس عبارت بہشتی زیور کی صاف نہیں ہے۔ جہاں اس میں یہ ہے کہ زور سے آواز نکل پڑے وہاں یہ بھی بڑھانا چاہئے تھا کہ یا آہ وغیرہ نکل گیا۔ اشرف علی عفی عنہ

ترجیح الراجح بابۃ ماہ محرم ۱۳۴۲ھ سوال مسئلہ ذیل اور روایت ذیل میں تعارض معلوم ہوتا ہے اسکی تحقیق مطلوب ہے مسئلہ سجدہ کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا نہ چاہئے جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ حصہ دویم ص ۴۵ مسئلہ ۳ ۔ روایت ولا یرفع الی وجہہ شیئا یسجد علیہ فانہ یکرہ تحریما۔ در مختار قولہ فانہ یکرہ تحریما۔ قال فی البحر واستدل للکراہۃ فی المحیط بنہیہ علیہ الصلوۃ والسلام عنہ وہو یدل علی کراہۃ التحریم آہ وتبعہ فی النہر۔ اقول ہذا محمول علی ما اذا کان یحمل الی وجہہ شیئا یسجد علیہ بخلاف ما اذا کان موضوعا علی الارض یدل علیہ ما فی الذخیرۃ حیث نقل عن الاصل الکراہۃ فی الاول ثم قال فان کانت الوسادۃ موضوعۃ علی الارض وکان یسجد علیہا جازت صلوتہ فقد صح ان ام سلمۃ رض کانت تسجد علی مرفقۃ موضوعۃ بین یدیہا لعلۃ کانت بہا ولم یمنعہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذلک آہ فان مفاد ہذہ المقابلۃ والاستدلال عدم الکراہۃ فی الموضوع علی الارض المرتفع ثم رایت القہستانی صرح بذلک رد المحتار جلد اول ص ۵۰۹ باب صلوۃ المریض الجواب فی مراقی الفلاح وجعل ایماءہ براسہ للسجود اخفض من ایماءہ براسہ للرکوع وکذا لو عجز عن السجود وقدر علی الرکوع یومی بہما لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد مریضا فراٰہ یصلی علی وسادۃ فاخذہا فرمی بہا فاخذ عودا لیصلی علیہ فرمی بہ وقال صل علی الارض ان استطعت والا فاوم ایماء واجعل سجودک اخفض من رکوعک (رواہ البزار والبیہقی عن جابر کذا فی نصب الرایۃ ص ۳۰۴ ج ۱ قالہ المجیب) الی قولہ فان فعل ای وضع شیئا فسجد علیہ وخفض راسہ للسجود عن ایماء للرکوع صح ای صحت صلوتہ لوجود الایماء لکن مع الاساءۃ لما رویناہ ج ا ص ۲۵۰ ۔ فی حاشیۃ الطحطاوی علیہ قولہ وجعل ایماءہ للسجود اخفض تمیزا بینہما ولا یلزمہ ان یبالغ فی الانحناء اقصی ما یمکنہ بل یکفیہ ادنی الانحناء فیہما نہر عن المجتبیٰ ص۔ مذکور بہشتی زیور کی اس میں صریح تائید ہے پس تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ کراہت عدم عذر کی حالت میں ہو۔ اور عدم کراہۃ عذر کی حالت میں ہو۔ عذر یہ کہ بدون تکیہ کے جھکانے میں تکلیف ہو۔ وفی عبارۃ الحاشیۃ نفی لما کتبت فی المکتوب السابق من لزوم اقصی ما یمکن من الانحناء فالنص یقضی علی الرای ۔

(مولانا) اشرف علی (صاحب نور اللہ مرقدہ)

فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ سوم مکمل مدلل

ملنے کا پتہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ فریر روڈ کراچی

نور محمدی بہشتی زیور کا تیسرا حصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول روزے کا بیان

حدیث شریف میں روزہ کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے گناہ بخشدیئے جاوینگے اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے قیامت کے دن روزہ کا بیحد ثواب ملیگا روایت ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دستر خوان چنا جاویگا وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھاوینگے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھانا کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو جواب ملیگا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھتے تھے یہ روزہ بھی دین اسلام کا بڑا رکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ ہوگا اور اس کا دین کمزور ہو جاویگا۔ مسئلہ رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے اور اگر کوئی روزہ کی نذر کرلے تو نذر کر لینے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے، اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عید اور بقر عید کے دن اور بقر عید سے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے مسئلہ جب سے فجر کی نماز کا وقت آتا ہے اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کھانا اور پینا چھوڑدے اور مرد سے ہمبستر بھی نہ ہو شرع میں اس کو روزہ کہتے ہیں مسئلہ (۳) زبان سے کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب اول میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ ہمبستر ہوئی تو اس کا روزہ ہوگیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہدے یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گی۔

---

۱ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ۱۲ (رد المحتار) ۲ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک (مشکوۃ) ۳ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصائمون توضع لہم یوم القیامۃ مائدۃ تحت العرش فیاکلون منہا والناس فی الحساب ... (الترغیب) ... حدیث سمعتہ فی الدنیا قال توضع للصوام مائدۃ یاکلون

ولناس فی الحساب فیقولون یا نحن نحاسب وہولاء یاکلون فیقولون انہم کانوا یصومون وافطرتم وقاموا ونمتم (در منثور جلد اول) ۴ وشرائطہ (ای الصوم) ثلاثۃ شرط وجوب وہو الاسلام والبلوغ والعقل کذا فی النہایۃ وفتح القدیر (بحر) ۵ وہو (الصوم) فرض اداء وقضاء (نور الایضاح) وصوم النذر والکفارۃ واجب (رد المحتار) واما النفل فہو ما سوی ذلک (نور الایضاح) ۶ لا المکروہ فہو قسمان مکروہ تنزیہا ومکروہ تحریما الاول کصوم عاشوراء منفردا عن التاسع والثانی صوم العیدین وایام التشریق (نور الایضاح) ۷ ہو (ای الصوم) ترک الاکل والجماع من الصبح الی الغروب بنیۃ من اہلہ (بحر) ۸ وجوہرہا (ای النیۃ فی المطلبان یعرف بقلبہ انہ صوم (بحر) والسنۃ ان یتلفظ بہا کذا فی النہر الفائق عالمگیری ۹ اسرار صوم معلوم کرو کہ اکثر آدمی خدا کے الہام سے سمجھ لیتے ہیں کہ طبیعت بہیمی کا جوش اس کو کمال ذاتی کے حصول سے باز رکھتا ہے یعنی وہ جوش قوت بہیمیہ کو قوت ملکیہ کے تابع نہیں ہونے دیتا اس لئے قوت بہیمیہ کے خلاف اسکے دل میں نفرت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ وہ کوشش کرتا ہے کہ قوت بہیمیہ کے جوش کو توڑ دے چنانچہ اس کو توڑنے کے لئے ... کوئی چیز نہیں ملتی ... وہ ایسا امر ہے جو ماعت ترک کرے اپنی زبان کو دل اور اعضا کو ردکے ہوا ... وہ اپنے مرض جسمانی کا علاج

(حاشیہ) ... روزہ ... کے بعد ... (تحقیق ...)

یا عربی میں یہ کہدے کہ بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ تو بھی کچھ حرج نہیں یہ بھی بہتر ہے۔ مسئلہ (۴) اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکی پیاسی رہی لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتی تو روزہ ہو جاتا۔ مسئلہ (۵) شرع سے روزہ کا وقت صبح سے شروع ہوتا ہے اس لئے جب تک صبح نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے بعضی عورتیں پچھلے کو سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹ رہتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہ چاہئے یہ غلط خیال ہے جب تک صبح نہ ہو برابر کھاتی پیتی رہے چاہے نیت کر چکی ہو یا ابھی نہ کی ہو۔

باب دوم
رمضان شریف کے روزے کا بیان

مسئلہ (۱) رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہو گئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھوں گی پھر دن چڑھے خیال آگیا کہ فرض چھوڑ دینا بری بات ہے اس لئے اب روزے کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکی ہو تو اب نیت نہیں کر سکتی۔ مسئلہ (۲) اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۳) رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جاوے گا۔ مسئلہ (۴) رمضان کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں کل نفل کا روزہ رکھوں گی رمضان کا روزہ نہ رکھوں گی بلکہ اس روزہ کی پھر کبھی قضا رکھ لوں گی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا اور نفل کا نہیں ہوا۔ مسئلہ (۵) پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہو گیا تھا اور پورا سال گذر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی پھر جب رمضان کا مہینہ آگیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہو گا اور قضا کا روزہ نہ ہو گا قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے۔ مسئلہ (۶) کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو میں اللہ تعالیٰ کے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گی پھر جب رمضان کا مہینہ

ف ۱ و شرطہا ہو وار النیۃ الطہارۃ عن الحیض والنفاس (عالمگیری ص ۱۹۵) ف ۲ ہو الصوم ہو امساک عن المفطرات حقیقۃ او حکما فی وقت مخصوص وہو الیوم ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب وہل المراد اول زمان الطلوع او انتشار الضوء فیہ خلاف کالخلاف فی الصلوٰۃ والاول احوط والثانی اوسع (رد المختار ص ۱۱۱) وفی عالمگیری ووقتہ حین یطلع الفجر الثانی وہو المستطیر المنتشر فی الافق الی غروب الشمس (ص ۱۹۴) ف ۳ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر الآیۃ ف ۴ و ف ۵ فیصح اداء صوم رمضان النذر المعین والنفل بنیۃ من اللیل فلا تصح قبل الغروب ولا عندہ الی الضحوۃ الکبری لا بعدہا ولا عندہا اعتبارا لاکثر الیوم (رد المختار ص ۱۱۲) ف ۶ فیصح صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیۃ من اللیل الی الضحوۃ الکبری وبمطلق النیۃ ای من غیر تقیید بوصف الفرض او الواجب او السنۃ وبنیۃ نفل (رد المختار ص ۱۱۲) وفی عالمگیری جاز صوم رمضان النذر المعین والنفل بنیۃ ذالک الیوم (ص ۱۹۵) ف ۷ و ف ۸ و ف ۹ فیصح صوم رمضان بنیۃ نفل لعدم المزاحم وبخطائہ فی وصف کنیۃ واجب آخر فی داء رمضان فقط لتعیینہ بتعیین الشارع ای فی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا انسلخ شعبان فلا صوم الا رمضان (رد المختار ص ۱۱۲) ف ۵ مراد ہے صبح صادق نہ کہ صبح کاذب ۱۲ ف ۵ اور آیہ دیکھے کہ صبح صادق کتنے بجے ہوتی ہے پھر دیکھے کہ سورج کتنے بجے غروب ہوتا ہے۔

آیا تو اس نے اسی نذر کے روزہ رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے سب کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کے مہینہ میں جب کسی روزے کی نیت کریگی تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا کوئی اور روزہ صحیح نہ ہوگا۔ مسئلہ (۷) شعبان کی انتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آوے تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر ابر ہو اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو روزہ نہ رکھو، حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرو۔ مسئلہ (۸) انتیسویں تاریخ ابر کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفل روزہ بھی نہ رکھو ہاں اگر ایسا اتفاق پڑا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھا کرتی تھی اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہوگیا اب اس کی قضا نہ رکھے۔ مسئلہ (۹) بدلی کی وجہ سے انتیس تاریخ رمضان کا چاند نہیں دکھائی دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نہ کھاؤ نہ پیو اگر کہیں سے خبر آجاوے تو اب روزہ کی نیت کرلو اور اگر خبر نہ آئے تو کھاؤ پیو۔ مسئلہ (۱۰) انتیسویں تاریخ چاند نہیں ہوا تو خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں لاؤ میرے ذمہ جو پارسال کا ایک روزہ قضا ہے اس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اس کا روزہ رکھ لوں اس دن قضا کا روزہ اور کفارہ کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے کوئی روزہ نہ رکھنا چاہئے اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگیا قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزہ کی نیت کی تھی وہی ادا ہوگیا۔

چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ (۱)۔ اگر آسمان پر بادل ہے یا غبار ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا لیکن ایک دیندار پرہیزگار سچے آدمی نے آکر گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو چاند کا ثبوت ہوگیا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔ مسئلہ (۲) اور اگر بدلی کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے چاہے جتنا بڑا معتبر آدمی ہو بلکہ جب دو معتبر اور پرہیزگار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دیویں تب چاند کا ثبوت ہوگا اور اگر چار عورتیں گواہی دیں تو بھی قبول نہیں۔ مسئلہ (۳) جو آدمی دین کا پابند نہیں برابر گناہ کرتا رہتا ہے مثلاً

۱؎ وینبغی للناس ان یلتمسوا الھلال فی الیوم التاسع والعشرین من شعبان فان راوہ صاموا وان غم علیہم اکملوا عدۃ شعبان ثلثین یوما ثم صاموا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم الھلال فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین یوما (ہدایہ ص۱۹۳ ج۱)

۲؎ ولا یصومون یوم الشک الا تطوعا لقولہ علیہ السلام لا یصام الیوم الذی یشک فیہ انہ من رمضان الا تطوعا (ہدایہ ص۱۹۳ ج۱)

۳؎ والنفل یوم الشک ہو ما استوی فیہ طرفا العلم والجہل وذا بان غم ہلال رمضان فی الیوم التاسع والعشرین فیقع الشک فی الیوم الثلاثین انہ من شعبان او رمضان افضل لمن وافق صوما یعتادہ وکذا لمن صام ثلاثۃ ایام او اکثر من آخر شعبان وارادتکمیل شعبان الخواص کالقاضی والمفتی من العلماء ولیفطر غیرہم بعد نصف النہار وکرہ ان نوی یوم الشک واجبا (شرح نقایہ ص۱۶۷ ج۱ وہدایہ ص۱۹۴ ج۱)

۴؎ فان ظہر ان ذلک رمضان صح لوجود النیۃ وان ظہر انہ من شعبان فان کان نوی رمضان یکون تطوعا (شرح نقایہ ص۱۶۷ ج۱)

۵؎ والمختار ان یصوم المفتی (ناویا للتطوع) بنفسہ اخذا بالاحتیاط ویفتی العامۃ بالتلوم الی وقت الزوال ثم بالافطار نفیا للتہمۃ (ہدایہ ص۱۹۴ ج۱)

۶؎ وان کان نوی واجبا غیر رمضان فیل یکرہ تطوعا لانہ منہی عنہ فلا یتادی بہ الواجب الکامل ... الذی نواہ وہو الاصح (شرح نقایہ ص۱۶۸) بقیہ مضمون ص...

ز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے شریعت کی پابندی
نہیں کرتا تو شرع میں اس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں ہے چاہے جتنی قسمیں کھا کر کے بیان کرے بلکہ
ایسے اگر دو تین آدمی ہوں ان کا بھی اعتبار نہیں **مسئلہ (۴)** یہ جو مشہور ہے کہ جس دن رجب کی
چوتھی اس دن رمضان کی پہلی ہوتی ہے شریعت میں اس کا بھی کچھ اعتبار نہیں ہے اگر چاند نہو تو روزہ
رکھنا چاہئے **مسئلہ (۵)** چاند دیکھکر یہ کہنا کہ چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے بُری بات ہے
حدیث میں آیا ہے کہ یہ قیامت کی نشانی ہے کہ جب قیامت قریب ہوگی تو لوگ ایسا کہا کریں گے
خلاصہ یہ کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا بھی کچھ اعتبار نہ کرو نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرو
آج دوج ہے آج ضرور چاند ہے شریعت سے یہ سب باتیں واہیات ہیں **مسئلہ (۶)** اگر
آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہوگا چاہے
رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی
دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں
ہوسکتا تب چاند ثابت ہوگا **مسئلہ (۷)** شہر بھر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہوا بہت لوگوں
نے دیکھا لیکن بہت تلاش کیا پھر بھی کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جس نے خود چاند دیکھا ہو تو
ایسی خبر کا کچھ اعتبار نہیں ہے **مسئلہ (۸)** کسی نے رمضان شریف کا چاند اکیلے دیکھا سوائے
اُس کے شہر بھر میں کسی نے نہیں دیکھا لیکن شرع کی پابند نہیں ہے تو اس کی گواہی سے شہر
شہر والے تو روزہ نہ رکھیں لیکن خود یہ روزہ رکھے اور اگر اس اکیلی دیکھنے والی نے تیس روزے
پورے کرلئے لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو اکتیسواں روزہ بھی رکھے اور شہر والوں کی
ساتھ عید کرے **مسئلہ (۹)** اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا اس لئے اس کی گواہی کا شریعت
نے اعتبار نہیں کیا تو اس اکیلے دیکھنے والے آدمی کو بھی عید کرنا درست نہیں ہے صبح کو روزہ رکھے اور
اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے ۔

باب	قضا روزے کا بیان	چہارم

مسئلہ (۱) جو روزے کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں رمضان کے بعد جہاں تک جلدی ہوسکے
ان کی قضا رکھ لے دیر نہ کرے بے وجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا گناہ ہے **مسئلہ (۲)** روزے کی قضا میں دن
تاریخ مقرر کرکے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضا رکھتی ہوں یہ ضروری نہیں ہے

(بقیہ صفحہ چار کا) ۵۲ وقبل خبر عدل ولو قنا او امرأة للصوم فقط مع غیم یمنع الرؤیة او دخان او غبار (شرح نقایہ ص ۱۶۱) وفی الہدایہ رجلا کان او امرأة حرا کان او عبدا (ج ۱ ص ۱۹۹)
۵۳ واذا کان بالسماء علة لم تقبل فی ہلال الفطر الا شہادة رجلین او رجل وامرأتین (ہدایہ ص ۱۹۷)
۵۴ وقید بالعدل لان الفاسق لا یقبل خبره فی الدیانات التی یمکن تلقیہا من العدل (شرح نقایہ ص ۱۶۱) وفی البحر ولو تعدد کفاسقین فاکثر (ج ۲ ص ۲۸۶) و فی البحر ایضا واعلم انہ ما کان من باب الدیانات یکتفی فیہ بخبر الواحد العدل کہلال رمضان وما کان من حقوق العباد وفیہ الزام محض کالبیوع والاملاک فشرطہ العدد والعدالة ولفظ الشہادة مع باقی شروطہا ومنہ الفطر الا انہ یکون الملزم بہ غیر مسلم (ص ۲۸۸) مضمون صفحہ ۱۲
۵۵ والعبرة بقول الموقتین ولو عدولا علی المذہب (رد المحتار ص ۱۲۵ ج ۲) ان الشارع لم یعتمد الحساب بل الغاہ بالکلیة بقولہ نحن امة امیة لا نکتب ولا نحسب الشہر ہکذا وہکذا (رد المحتار)
۵۶ وقبل بلا علة جمع عظیم (ای شرط القبول عند عدم علة فی السماء لہلال الصوم او الفطر او غیرہما فلا یقبل خبر الواحد)

العلم الشرعی بنجوم وہو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بہ ... رد المحتار ص ۱۲ ج ۲ ۵۷ قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تأتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منہم یخبر عن اہل ... باقی صفحہ

بلکہ جتنے روزے قضا ہوا نتنے ہی روزے رکھ لینا چاہئے البتہ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا ہو گئے اس لئے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضا رکھتی ہوں **مسئلہ (۳)** قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا قضا کا روزہ پھر سے رکھے **مسئلہ (۴)** کفارے کے روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہئے اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارے کا روزہ صحیح نہیں ہوا **مسئلہ (۵)** جتنے روزے قضا ہو گئے ہیں چاہے سب ایک دم سے رکھ لیوے چاہے تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے دونوں باتیں درست ہیں **مسئلہ (۶)** اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو خیر اب رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے لیکن اتنی دیر کرنا بری بات ہے **مسئلہ (۷)** رمضان کے مہینے میں دن کو بیہوش ہو گئی اور ایک دن سے زیادہ بیہوش رہی تو فقط دو دن کے روزے قضا رکھے جس دن بیہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں کیونکہ اس دن کا روزہ بوجہ نیت کے درست ہو گیا ہاں اگر اس دن روزے سے نہ تھی یا اس دن حلق میں کوئی دوا ڈالی گئی اور وہ حلق سے اتر گئی تو اس دن کی قضا بھی واجب ہے **مسئلہ (۸)** اور اگر رات کو بیہوش ہوئی تب بھی جس رات کو بیہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے باقی اور جتنے دن بیہوش رہی سب کی قضا واجب ہے ہاں اگر اس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی قضا رکھے **مسئلہ (۹)** اگر سارے رمضان بھر بیہوش رہے تب بھی قضا رکھنا چاہئے یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہو گئے البتہ اگر جنون ہو گیا اور پورے رمضان بھر سڑن دیوانی رہی تو اس رمضان کے کسی روزے کی قضا واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینے میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہو گئی تو اب سے روزے رکھنا شروع کرے اور جتنے روزے جنون میں گئے ان کی قضا بھی رکھے۔

باب پنجم — نذر کے روزے کا بیان

مسئلہ (۱) جب کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر نہ رکھے گی تو گنہگار ہو گی۔ **مسئلہ (۲)** نذر دو طرح کی ہے ایک تو یہ کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ یا اللہ اگر آج فلاں کام ہو جاوے تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گی یا یوں کہا کہ یا اللہ اگر میری فلاں مراد پوری ہو جاوے تو پرسوں جمعہ

بقیہ مضمون صفحہ پانچ تلک البلدۃ انہم صاموا عن رؤیۃ لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعہ کما قد تشیع اخبار یتحدث بہا سائر اہل البلدۃ ولا یعلم من اشاعہا فمثل ہذا لا ینبغی ان یسمع فضلا عن ان یثبت بہ حکم (رد المحتار ص ۱۲۹ ج ۲) ۵ ومن رای ہلال رمضان وحدہ صام وان لم یقبل الامام شہادتہ لقولہ علیہ السلام صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ (ہدایہ ص ۱۹۵ ج ۱) ۶ ولو اکمل ہذا الرجل ثلثین یوما لم یفطر الا مع الامام لان الوجوب علیہ للاحتیاط (ہدایہ ص ۱۹۵ ج ۱) ۷ ومن رای ہلال الفطر وحدہ لم یفطر احتیاطا (ہدایہ ص ۱۹۶ ج ۱) وفی عالمگیری رجل رای ہلال الفطر وشہد ولم تقبل شہادتہ کان علیہ ان یصوم (ص ۱۹۸-۱۹۹) ۸ وقضاء رمضان ان شاء فرقہ وان شاء تابعہ لاطلاق النص لکن المستحب المتابعۃ مسارعۃ الی اسقاط الواجب (ہدایہ ص ۲۰۲ ج ۱) ۹ ولو نوی قضاء رمضان ولم یعین الیوم صح ولو عن رمضانین کقضاء الصلوۃ صح ایضا وان لم ینو اول صلوۃ علیہ او آخر صلوۃ علیہ کذا فی الکنز قال المصنف قال الزیلعی والاصح اشتراط التعیین فی الصلوۃ وفی رمضانین (شرح تنویر مسائل شتی ص ۴۸۱ ج ۲) باب قضاء الفوائت، مضمون صفحہ ہذا الحـ ۵ جس روز بیہوش ہوئی اس دن کا روزہ ہو گیا کیونکہ وہ صحیح نیت کے ساتھ تھا اگر ایک روز سے زیادہ بیہوش رہی خواہ دو

کے دن روزہ رکھوں گی ایسی نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر
ات سے نیّت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کرلیوے یہ بھی درست ہے نذر ادا
ہو جاوے گی مسئلہ (۳) جمعہ[1] کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیّت
کرلی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا کہ نفل کی نیّت کرلی تب بھی نذر کا روزہ
ادا ہو گیا۔ البتہ[2] اس جمعہ کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا
روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہو گا بلکہ قضا کا روزہ ہو جاوے گا نذر کا روزہ پھر رکھے۔ مسئلہ (۴)[3] اور
دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرّر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہا یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے
تو ایک روزہ رکھوں گی یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گی ایسی نذر میں
رات سے نیّت کرنا شرط ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔

باب	نفل روزے کا بیان	ششم

مسئلہ (۱) نفل[4] روزے کی نیّت اگر یہ مقرّر کر کے کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھتی ہوں تو بھی صحیح ہے
اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتی ہوں تب بھی صحیح ہے۔ مسئلہ (۲) دوپہر[5] سے ایک
گھنٹہ پہلے تک نفل کی نیت کر لینا درست ہے تو اگر دس بجے دن تک مثلاً روزہ رکھنے کا
ارادہ نہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر جی میں آگیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے
مسئلہ (۳) رمضان[6] شریف کے مہینہ کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے جتنے زیادہ
رکھے گی زیادہ ثواب پاوے گی البتہ عید کے دن اور بقر عید کی دسویں گیارھویں بارھویں
اور تیرھویں سال بھر میں فقط پانچ دن روزے رکھنے حرام ہیں اس کے سوا سب روزے
درست ہیں۔ مسئلہ (۴) اگر کوئی[7] شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منّت مانے تب
بھی اس دن کا روزہ درست نہیں اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لیوے مسئلہ (۵) اگر کسی
نے یہ منّت مانی کہ میں پورے سال کے روزے رکھوں گی سال میں کسی دن کا روزہ بھی
نہ چھوڑوں گی تب بھی یہ پانچ روزے نہ رکھے باقی سب رکھ لے پھر ان پانچ روزوں کی قضا رکھ لیوے
مسئلہ (۶) نفل[8] کا روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے سو اگر صبح کو یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے
پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔ مسئلہ (۷) کسی[10] نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل روزہ
رکھوں گی لیکن پھر صبح ہونے سے پہلے ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں مسئلہ (۸)

[1] ویصح ایضا کل ادا رمضان والنذر المعین والنفل بمطلق النیۃ من غیر تقیید بوصف للعبادۃ والنذر معتبر بایجاب الله تعالی وبنیۃ النفل ایضا (مراقی ص۱۰۶)
[2] ولا یصح النذر المعین زمانہ بنیۃ واجب غیرہ بل یقع عما نواہ من الواجب فیہ (مراقی ص۱۰۶، وعالمگیری ص۱۹۶)
[3] والقسم الثانی وھو ما یشترط لہ تعیین النیۃ وتبییتھا فھو قضاء رمضان وقضاء ما افسدہ من نفل وصوم الکفارات بانواعھا والنذر المطلق عن تقیید بزمان کقولہ للہ علی صوم یوم (مراقی ص۱۰۶)
[4] دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا
[5] والنفل کلہ یجوز بنیۃ قبل الزوال (ہدایہ ص۱۹۳ ج۱)
[6] ولزم النفل بالشروع الا فی الایام المنھیۃ عن صومھا ای یوم الفطر والاضحی مع ثلاث بعدہ وھی ایام التشریق ولابی حنیفۃ ان صیام ھذہ الایام منھی عنہ فلا یجب اتمامہ بل یجب افسادہ ووجوب القضاء مبنی علی وجوب الاتمام (شرح نقایہ ص۱۷۸ ج۱)
[7] واذا قال للہ علی صوم یوم النحر افطر وقضی (ص۲۰۶ ج۱ وبحر ص۲۱۵ ج۲)
[8] ولو قال للہ علی صوم ھذہ السنۃ افطر یوم الفطر ویوم النحر وایام التشریق وقضاھا ہدایہ ص۲۰۸ ج۱ وبحر ص۲۸۱ ج۲
[9] ولزم النفل بالشروع فیجب قضاؤہ ان افسدہ (شرح نقایہ ص۱۷۸ ج۱)

[10] ولو نوی من اللیل ثم رجع عن نیتہ قبل طلوع الفجر صح رجوعہ فی الصیامات کلہا کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری ص۱۹۵ ج۱) [11] یہاں صبح کہنے کا مقصد صبح صادق کہنا ہے جس سے ... [illegible]

بے شوہر کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر بے اجازت روزہ رکھ لیا تو اس کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے پھر جب وہ کہے تب اس کی قضا رکھے مسئلہ (۹) کسی کے گھر مہمان گئی یا کسی نے دعوت کردی اور کھانا نہ کھانے سے اس کا جی برا ہوگا دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر سے نفل روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر سے گھر والی کو بھی توڑ دینا درست ہے مسئلہ (۱۰) کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا اور نیت کرلی تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنا بھی واجب نہیں مسئلہ (۱۱) محرم کی دسویں تاریخ روزہ رکھنا مستحب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گذرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مسئلہ (۱۲) اسی طرح بقرعید کی نویں تاریخ روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے نویں تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے مسئلہ (۱۳) شب برات کی پندرھویں اور عید کے چھ دن نفل روزہ رکھنے کا بھی اور نفلوں سے زیادہ ثواب ہے مسئلہ (۱۴) اگر ہر مہینے کی تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین روزے رکھا کرتے تھے ایسے ہی ہر دوشنبہ و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے انکا بیان

باب	قضا یا کفارہ لازم آتا ہے انکا بیان	ہفتم

مسئلہ (۱) اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا لیوے یا پی لیوے یا بھولے سے خاوند سے ہمبستر ہو جاوے تو اس کا روزہ نہیں گیا اگر بھول کر پیٹ بھر بھی کھا پی لیوے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں گیا مسئلہ (۲) ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقتدار ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی ناطاقت ہو کہ روزے سے تکلیف ہوتی ہے اس کو یاد نہ دلا وے کھانے دیوے

مستحبا فقال یستحب ان یصوم یوم عاشوراء بصوم یوم قبلہ او یوم بعدہ لیکون مخالفا لاھل الکتاب ونحوہ فی البدائع بل مقتضی ما ورد من ان صومہ کفارۃ للسنۃ الماضیۃ وصوم عرفۃ کفارۃ للماضیۃ والمستقبلۃ کون صوم عرفۃ آکد منہ والا لزم کون المستحب افضل من السنۃ وھو خلاف الاصل (رد المختار ۱۱۶ ج ۲)

۵ یستحب صوم تسعۃ ایام من اول ذی الحجۃ کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری ۲۱ ج ۱)

۶ المرغوبات من الصیام انواع اولھا صوم المحرم والثانی صوم رجب والثالث صوم شعبان وصوم عاشوراء عالمگیری ۲۱ ج ۱ ومنا المندوب فھو صوم ثلاثۃ ایام من کل شہر لیکون کصیام جمیعہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ویندب کونہا ای الثلاثۃ الایام البیض وھی الثالث عشر والرابع عشر والخامس عشر سمیت بذلک لتکامل ضوء الھلال وشدۃ البیاض لما فی ابی داؤد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا ان نصوم البیض ثلاث عشرۃ واربع عشرۃ وخمس عشرۃ قال وقال ھو کھیئۃ الدھر ای صیام الدھر ومن ہذا القسم صوم یوم الاثنین ویوم الخمیس ومنہ صوم ست من شہر شوال (مراقی ۱۰۶)

۱ ویکرہ ان تصوم المرأۃ تطوعا بغیر اذن زوجہا الا ان یکون مریضا او صائما او محرما بحج او عمرۃ تقضی المرأۃ اذا اذن لہا زوجہا او بانت (عالمگیری ۲۰۱ ج ۱ ردالمختار ۶۷ ج ۲ ومراقی ۱۰۶) ۲ والضیافۃ عذر للضیف والمضیف ان کان صاحبہا ممن لا یرضی بمجرد حضورہ ویتاذی بترک الافطار والا لا ہو الصحیح من المذہب ۔ ولمخت... ۱۶۶ ج ۲ وبحر ۲۹۲ ج ۲) ۳ دیکھو حاشیہ ۷ صفحہ ۸ ۴ ان السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء من بعدہ وہی قسمان سنۃ الھدی وترکہا یوجب الاساءۃ والکراہۃ کالجماعۃ والاذان والسنۃ الزوائد کسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لباسہ وقیامہ وقعودہ ولا یوجب ترکہا کراہۃ والظاہر ان صوم عاشوراء من القسم الثانی جل سماہ فی النحا...

۳ فان اکل الصائم او شرب او جامع ناسیا لم یفطر (بحر ۲۹۱ ج ۲ وہدایہ ۱۸۶ ج ۲ وعالمگیری ۲۰۶ ج ۱) ۵ بشرطیکہ شوہر مکان پر موجود نہ ہو اگر تو اجازت کی ضرورت ہی نہیں ۱۲ ۶ بشرطیکہ میزبان کے شریک طعام نہ ہونے سے مہمانوں کی دل شکنی ہوتی ہو ۱۲

نوٹ: مسئلہ نمبر ۳ صفحہ ۵۸ پر درج کیا گیا مسئلہ (۴) دن کو سرمہ لگانا تیل لگانا خوشبو سونگھنا درست ہے اس سے روزے میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک میں یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا نہ مکروہ ہوا

نوٹ: مسئلہ نمبر ۵ صفحہ ۵۸ پر درج کیا گیا ہے۔

مسئلہ (۶) حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا آپ ہی آپ دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا مسئلہ (۷) لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے۔ البتہ اس دھونیں کے سوا عطر کیوڑہ گلاب پھول وغیرہ اور خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے مسئلہ (۸) دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا۔ یا ڈلی کا دھرا وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال کر کھا گئی لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا آپ ہی آپ یعنی بلا ارادہ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گئی تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ مسئلہ (۹) تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔ مسئلہ (۱۰) اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا۔ لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں روزہ ہو گیا۔ (ق)

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۱ صفحہ ۵۸ پر درج کیا گیا ہے۔

مسئلہ (۱۲) ناک کو اتنے زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح منہ کی رال سڑک کر کے نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا مسئلہ (۱۳) منہ میں پان دبا کر سو گئی اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں مسئلہ (۱۴) کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں مسئلہ (۱۵) آپ ہی آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی یا زیادہ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا مسئلہ ۱۶ تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصداً

---

۵۲ او دخل حلقہ غبار او ذباب او دخان ولو ذاکرا استحسانا لعدم امکان التحرز عنہ ومفادہ انہ لو ادخل حلقہ الدخان افطر ای دخان کان ولو عودا او عنبرا لو ذاکرا لامکان التحرز عنہ (رد المحتار ص ۱۳۲ ج ۲ ومراقی ص ۱۱۰ وشرح نقایہ ص ۱۴۴ ج ۱) الا دخل حتی لو تبخر ببخورہ فآواہ فی نفسہ واشتمہ ذاکرا لصومہ افطر

۵۳ ولو اکل لحما بین اسنانہ ان مثل حمصۃ فاکثر قضی فقط وفی اقل منہا لا یفطر الا اذا اخرجہ من فمہ فاکلہ ولا کفارۃ (رد المحتار ص ۱۵۳ ج ۲ ومراقی ص ۱۱۰ وشرح نقایہ ص ۱۴۴ ج ۱)

۵۴ وفی الجتۃ سئل ابراہیم عمن ابتلع بلغما قال ان کان اقل من مل فیہ لا ینقض اجماعا وان کان مل فیہ ینقض صومہ عند ابی یوسف وعند ابی حنیفۃ لا ینقض (مراقی ص ۱۱۱)

۵۶ او بقی بلل فی فیہ بعد المضمضۃ وابتلعہ مع الریق کطعم ادویۃ ومص اہلیلج بخلاف نحو سکر (رد المحتار ص ۱۳۲ ج ۲)

۵۷ دخل انفہ مخاط فاستشقہ عمدا وابتلعہ لا یفسد صومہ مراقی ص ۱۱۱

۵۸ وان افطر خطأ کان تمضمض فسبقہ الماء او شرب نائما قضی فقط ای بدون کفارۃ۔ (رد المحتار بحذف ص ۱۳۹)

۵۱ او دہن لا یفسد صومہ او اکتحل ولو وجد طعمہ ای طعم الکحل فی حلقہ ولونہ فی بزاقہ او نخامتہ فی الاصح وہو قول الاکثر وسواء کان مطیبا او غیرہ وتقیید مسئلۃ الاکتحال بدہن الشارب الآتیۃ انہ یکرہ للصائم شم رائحۃ المسک والورد ونحوہ مما لا یکون جوہرا متصلا کالدخان (مراقی ص ۱۱۰ ورد المحتار ص ۱۳۳-۱۳۴ ج ۲)...

لوٹا لیتی تو روزہ ٹوٹ جاتا مسئلہ (۱۷) کسی[1] نے کنکر یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھا لی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا۔ لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۱۸ و ۱۹ صفحہ ۹۹ پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ (۲۰) روزے[2] کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اور رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہونا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو البتہ[3] اگر اس روزے کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آ گیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں

مسئلہ (۲۱) کسی[4] نے روزے میں ناس لیا یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور پینے کی دوا نہیں پی تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اور کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۲۲ و ۲۳ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ (۲۴) منھ[5] سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گئی تو روزہ ٹوٹ گیا البتہ اگر تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۲۵) اگر زبان سے کوئی چیز[6] چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کا شوہر بڑا بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک پانی درست نہ ہوا تو ناک میں دم کر دے گا اسکو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۲۶) اپنے[7] منھ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جاوے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۲۷) کوئلہ[8] چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جاوے گا تو روزہ جاتا رہے گا۔

---

[1] ومن ابتلع الحصاۃ او الحدید افطر ولا کفارۃ علیہ ولو اکل او شرب ما یتغذی بہ او ما یتداوی بہ فعلیہ القضاء والکفارۃ (ہدایہ ص ۱۹۹ شرح نقایہ ص ۱۷۲ و ۱۷۱)

[2] ولیس فی افساد صوم غیر رمضان کفارۃ (ہدایہ ص ۲۰۰ شرح نقایہ ص ۱۷۲)

[3] وانما یکفر ان نوی لیلا ولم یکن مکرہا ولم یطرأ مسقط کمرض و حیض (رد المحتار ص ۱۵۱)

[4] ومن احتقن او استعط او اقطر فی اذنہ افطر ولا کفارۃ علیہ ولو اقطر فی اذنیہ الماء او دخلہا لا یفسد صومہ (ہدایہ ص ۲۰۰)

[5] او خرج الدم من بین اسنانہ ودخل حلقہ یعنی ولم یصل الی جوفہ اما اذا وصل فان غلب الدم او تساویا فسد والا لا الا اذا وجد طعمہ واستحسنہ المصنف وہو ما علیہ الاکثر (رد المحتار ص ۱۳۴ و ۱۳۵)

[6] وکرہ ذوق شیئ ومضغہ بلا عذر کذا فی الکنز ومن العذر فی الاول ما لو کان زوج المرأۃ وسیدہا سیئ الخلق فذاقت المرقۃ ومن العذر فی الثانی ان لا تجد من یمضغ الطعام لصبیہا من حائض او نفساء او غیرہما ممن لا یصوم ولم تجد طبیخا ولا لبنا حلیبا (عالمگیری ص ۱۹۹ و رد المحتار ص ۱۵۳)

[7] دیکھو حاشیہ نمبر ۶ صفحہ ہذا

[8] شرح نقایہ ص ۱۷۵

اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسیوقت کی توڑی ہوئی اگر نیب[یعنی نیم ۱۲] کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منھ میں معلوم ہوتا ہو تب بھی مکروہ نہیں۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۲۸ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ (۲۹) کسی[۱] نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھالیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں **مسئلہ (۳۰)** کسی[۲] کو قے ہوئی اور وہ سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھالیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ **مسئلہ (۳۱)** اگر سرمہ[۳] لگایا یا فصد لی یا تیل ڈالا پھر سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں **مسئلہ (۳۲)** رمضان[۴] کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے سارے دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ **مسئلہ (۳۳)** کسی نے رمضان میں روزہ کی نیت ہی نہیں کی اس لئے کھاتی پیتی رہی اس پر کفارہ واجب نہیں کفارہ جب ہے کہ نیت کر کے توڑ دیوے

باب ہشتم — سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان

مسئلہ (۱) سحری[۵] کھانا سنت ہے اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوہارے ہی کھالیوے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالیوے کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لیوے **مسئلہ (۲)** اگر کسی[۶] نے سحری نہ کھائی اٹھ کر ایک آدھ پان کھالیا تو بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔ **مسئلہ (۳)** سحری[۷] میں جہانتک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر نہ کرو کہ صبح ہونے لگے اور روزہ شبہ میں پڑجاوے **مسئلہ (۴)** اگر سحری[۸] بڑی جلدی کھالی مگر اس کے بعد پان تمباکو چائے پانی دیر تک کھاتی پیتی رہی جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہگئی تب کلی کرڈالی تب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانیکا حکم ہے **مسئلہ (۵)** اگر رات[۹] کو سحری کھانے کے لئے آنکھ نہ کھلی سب کے سب سو گئے تو بے سحری کھائے صبح کا روزہ رکھو سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات اور بڑا گناہ ہے (ردالمحتار) **مسئلہ (۶)** جب[۱] تک صبح نہ ہو اور فجر کا وقت نہ آوے جس کا بیان نمازوں کے وقت میں گذر چکا ہے تب تک سحری کھانا درست ہے اس کے بعد درست نہیں **مسئلہ (۷)** کسی کی دیر میں آنکھ کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس گمان پر سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں لیکن پھر بھی کچھ کھائے پیئے نہیں روزہ داروں کی طرح رہے اسی طرح اگر

---

[۱] لو اکل وشرب او جامع ناسیا وظن ان ذلک فطرہ فاکل متعمداً لا کفارۃ علیہ (عالمگیری ص ۲۰۶/۱۲۰ ہدایہ ص ۲۰۶/۱۲۰)

[۲] ولو ذرعہ القیئ فظن انہ یفطرہ فافطر لا کفارۃ علیہ (عالمگیری ص ۲۰۶/۱۲۰)

[۳] واذا کتحل او ادہن نفسہ او شاربہ ثم اکل متعمداً فعلیہ الکفارۃ (عالمگیری ص ۲۰۶/۱۲۰)

[۴] یجب علی الصحیح وقیل یستحب الامساک بقیۃ الیوم علی من فسد صومہ ولو بعذر ثم زال مراقی ص ۱۱۲

[۵] ویستحب السحور لما رواہ الجماعۃ الا ابا داؤد عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ قیل المراد بالبرکۃ حصول التقوی علی صوم الغد او زیادۃ الثواب ورواہ احمد السحور کلہ برکۃ فلا تدعوہ ولو ان یجرع احدکم جرعۃ من ماء فان اللہ وملائکتہ یصلون علی المتسحرین (ردالمحتار ص ۱۵۷/۲ وبحر کذا ص ۲۱۵/۲)

[۶] (محصور)

[۷] ویستحب تاخیرہ (ای السحور) ومحل الاستحباب ما اذا لم یشک فی بقاء اللیل فان شک کرہ الاکل فی الصحیح کما فی البدائع لحدیث ثلاث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواک (ردالمحتار ص ۱۵۷/۲)

[۸] وہدایہ ص ۲۰۵/۱۲۰ دیکھو حاشیہ ۵-۶-۷

[۹] یہ مسئلہ اتنا عام ہے کہ اس میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے

[۱] والمستحب تاخیرہ الا انہ شک فی الفجر ومعناہ تساوی الظنین الافضل ان یدع الاکل تحرزا عن المحرم (ہدایہ ص ۲۰۵/۱۲۰ وبحر ص ۳۱۵/۲)

سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا اسکی قضا کرے کفارہ واجب نہیں اور اب جب تک سورج نہ ڈوب جاوے کچھ کھانا پینا درست نہیں **مسئلہ (۸)** اگر اتنی دیر ہو گئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھا لیا یا پانی پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا پھر اگر معلوم ہو گیا کہ اس وقت صبح ہو گئی تھی تو اس روزے کی قضا رکھے اور اگر کچھ نہ معلوم ہو شبہ ہی شبہ رہ جاوے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لیوے **مسئلہ (۹)** مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جاوے تو ترت روزہ کھول ڈالے دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے **مسئلہ (۱۰)** بدلی کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو جب خوب یقین ہو جاوے کہ سورج ڈوب گیا ہو گا تب افطار کرو اور صرف گھڑی گھڑیال وغیرہ پر کچھ اعتماد نہ کرو جب تک تمہارا دل گواہی نہ دیدے کیونکہ گھڑی شاید کچھ غلط ہو گئی ہو بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہدیوے لیکن ابھی وقت کے آنے میں کچھ شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں **مسئلہ (۱۱)** چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے بعضی عورتیں اور بعضے مرد نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اسمیں ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط عقیدہ ہے **مسئلہ (۱۲)** جب تک سورج ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔

باب نہم — کفّارے کا بیان

مسئلہ (۱) رمضان شریف کے روزے توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے برابر لگاتار روزے رکھے تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھنے درست نہیں اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھنے شروع کرے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہیں وہ معاف ہیں ان کے چھوٹ جانے سے کفارہ میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن پاک ہونے کے بعد ترت پھر روزے رکھنے شروع کرے اور ساٹھ روزے پورے کر لیوے **مسئلہ (۲)** نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا اب روزے پھر سے رکھے **مسئلہ (۳)** اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنے شروع کرے **مسئلہ (۴)** اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آگیا تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا **مسئلہ (۵)** اگر کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیوے جتنا ان کے پیٹ میں سما دے خوب تنکر کھا لیویں **مسئلہ (۶)** ان مسکینوں

وان کان اکبر رایہ انہ اکل والفجر طالع فعلیہ قضاءہ عملاً بغالب الرای فیہ الاحتیاط و علی ظاہر الروایۃ لاقضاء علیہ لان الیقین لایزول بالشک۔ بشنہ ولو ظہران الفجر طالع لاکفارۃ علیہ ولو شک فی غروب الشمس لا یحل لہ الفطر لان الاصل ہو النہار ولو اکل فعلیہ القضاء عملاً بالاصل وان کان اکبر رایہ ان اکل قبل الغروب فعلیہ القضاء روایۃ واحدۃ لان النہار ہو الاصل ولو کانہ شاکا فیہ وتبین انہا تغرب ینبغی ان تجب الکفارۃ نظراً الی ما ہو الاصل وہو النہار (ہدایہ ۲۰۶ و بحر ۳۱۳)

ویستحب السحور وتاخیرہ وتعجیل الفطر الا فی یوم غیم ولا یفطر مالم یغلب علی ظنہ غروبہا الشمس وان اذن المؤذن (رد المختار ۱۵۷ و بحر ۳۱۹)

عن انس انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یفطر علی رطبات قبل ان یصلی فان لم یکن رطبات فتمرات فان لم یکن تمرات حسا حسوات من ماء رواہ احمد وابوداؤد والترمذی (زیلعی ۳۴۳) وفی الترمذی عن انس ابن مالک قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من وجد تمراً فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر علی الماء فان الماء طہور دیکھو حاشیہ صفحہ ہٰذا الخ

میں اگر بعض بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلا دے۔ مسئلہ (۷) اگر گیہوں[۱] کی روٹی ہو تو روکھی روٹی کھلانا بھی درست ہے اور اگر جو۔ باجرہ جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اسکے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہیے جس کے ساتھ روٹی کھاویں۔ مسئلہ (۸) اگر کھانا[۲] نہ کھلا وے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دیدے تو بھی جائز ہے ہر ایک مسکین کو اتنا دے جتنا صدقہ فطر دیا جاتا ہے اور صدقہ فطر کا بیان زکواۃ کے باب میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ مسئلہ (۹) اگر اتنے[۳] اناج کی قیمت دیدے تو بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۱۰) اگر کسی[۴] اور سے کہدیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کردو اور ساٹھ[۵] مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا کچا اناج دیدیا تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر بے اس کے کہے کسی نے اس کی طرف سے دیدیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۱۱) اگر ایک[۶] ہی مسکین کو ساٹھ دن[۷] تک صبح و شام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت دیتی رہی تب بھی کفارہ صحیح ہو گیا۔ مسئلہ (۱۲) اگر ساٹھ[۸] دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہو گئے تو کچھ حرج نہیں یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۳) اگر ساٹھ[۹] دن کا اناج حساب کر کے ایک فقیر کو ایک ہی دن دیدیا تو درست نہیں۔ اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن اگر ساٹھ[۱۰] دفعہ کر کے دیدیا تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا ایک کم ساٹھ[۱۱] مسکینوں کو پھر دینا چاہیئے پھر اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۴) اگر کسی[۱۲] فقیر کو صدقہ فطر کی مقدار سے کم دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۱۵) اگر ایک[۱۳] ہی رمضان کے دو یا تین[۱۴] روزے توڑ ڈالے تو ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ البتہ اگر یہ دونوں روزے ایک رمضان کے نہ ہوں تو الگ الگ کفارہ دینا پڑیگا

جن وجہوں سے روزہ توڑ دینا جائز ہے اُنکا بیان

مسئلہ (۱) اچانک[۱۵] ایسی بیمار پڑ گئی کہ روزے نہ توڑنے سے جان پر بن آوے گی یا بیماری بہت بڑھ جاوے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے (رد المحتار) جیسے دفعتہً پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بیتاب ہو گئی یا سانپ نے کاٹ کھایا تو دوا پی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے ایسے ہی اگر ایسی پیاس لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو بھی روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔ مسئلہ (۲) حاملہ[۱۶] عورت کو اگر کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے (رد المحتار)۔ مسئلہ (۳) کھانا[۱۷] پکانے کی وجہ سے بیحد پیاس لگ آئی اور اتنی بیتابی ہو گئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر خود اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہو گئی تو گنہگار ہو گی۔ (رد المحتار)

---

۵۱ زاعجز عن الاعتاق لفقرہ وعجز عن الصوم لکبرہ جاز ان یطعم ستین مسکیناً (عالمگیری ص ۲۰۷ ج ۱) وفی رد المحتار اطعم ستین مسکینا ولو حکما کالفطرۃ قدراً او صرفاً او قیمۃ ذلک وان ارادہ الاباحۃ فغداہم وعشاہم او غداہم وعطاہم قیمۃ العشاء او عکسہ او اطعمہم غداءین او عشاءین او عشاء وسحوراً او اشبعہم جاز بشرط ادام فی خبز شعیر وذرۃ لابر کما جاز لو اطعم واحدا ستین یوما ولو اباحہ کل الطعام فی یوم واحد دفعۃ اجزأ عن یوم ذلک فقط اتفاقا وکذا اذا ملکہ الطعام بدفعات فی یوم واحد علی الاصح (رد المحتار ص ۸۳۰ ج ۲ ومراقی ص ۴۱۲)
۵۲-۵۳ کالفطرۃ قدراً ای نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر او دقیق کل کاصلہ وکذا السویق (رد المحتار ص ۸۰۲ ج ۲ و عالمگیری ص ۲۰۷ ج ۱) ۵۴ امر غیرہ ان یطعم عنہ عن ظہارہ ففعل ذلک الغیر صح فیکا لاکل لانہ لو اطعم عنہ بلا امر لم یجز (رد المحتار ص ۸۳۰ ج ۲) ۵۵ دیکھو حاشیہ ۵۱ صفحہ ہذا ۵۶ ولو فی اوقات متفرقۃ (مراقی ص ۴۱۲) ۵۷ دیکھو حاشیہ ۵۱ صفحہ ہذا ۵۸ ولو اعطی مسکینا اقل من نصف صاع لا یجزیہ (بحر ص ۱۱۵ ج ۴) ۵۹ ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد وعلیہ الاعتماد بزازیہ ومجتبی وغیرہ ما نقل فی البحر عن الاسرار ونقل قبلہ عن الجوہرۃ لو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتان وان لم یکفر للاولی فی ظاہر الروایۃ (رد المحتار ص ۱۱۵ ج ۲)

باب جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان کا بیان ۔۱۱

مسئلہ (۱) اگر ایسی بیماری ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر رکھیگی تو بیماری بڑھ جاویگی یا دیر میں اچھی ہوگی یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے جب اچھی ہوجاوے تو اسکی قضا رکھ لے لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے بلکہ جب کوئی مسلمان دیندار حکیم طبیب کہدے کہ روزہ تم کو نقصان کرے گا تب چھوڑنا چاہیئے۔ مسئلہ (۲) اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے مسئلہ (۳) اگر حکیم نے تو کچھ کہا نہیں لیکن خود اپنا تجربہ ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جسکی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کرے گا تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں اگر دیندار حکیم کے بغیر بتائے اور بے تجربے کے اپنے خیال ہی خیال پر رمضان کا روزہ توڑے گی تو کفارہ دینا پڑے گا اور اگر روزہ نہ رکھیگی تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۴) اگر بیماری سے اچھی ہو گئی لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور یہ غالب گمان ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑجاوے گی تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مسئلہ (۵) اگر کوئی مسافرت میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر کبھی اس کی قضا رکھ لیوے اور مسافرت کے معنے وہ ہیں جس کا نماز کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے یعنی تین منزل جانے کا قصد ہو۔ مسئلہ (۶) مسافرت میں اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہونچ جاؤنگی یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ قضا رکھ لیوے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہاں رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گی اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۷) اگر بیماری سے اچھی نہیں ہوئی اسی میں مرگئی یا ابھی گھر نہیں پہنچی مسافرت ہی میں مرگئی تو جتنے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں اُن کا مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔ مسئلہ (۸) اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے پھر پانچ دن اچھی رہی لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے معاف ہیں فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑی جاوے گی اور اگر پورے دس دن اچھی رہی تو پورے دسوں دن کی پکڑ ہوگی اس لئے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونے والا ہے اتنے دنوں کا فدیہ

حاشیہ: ۱ لمسافر سفر شرعیا ولو بمعصیة او حامل او مرضع خافت علی نفسها او ولدها او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بامارة او تجربة او باخبار طبیب حاذق مسلم مستور وقیل عدالته شرط وجزم به الزیلعی ظاهر ما فی البحر والنهر ضعفه قلت واذا اخذ بقول طبیب لیس فیه هذه الشروط وافطر فالظاهر لزوم الکفارة کما لو افطر بدون امارة ولا تجربة لعدم غلبة الظن والناس عنه غافلون (رد المختار ج۲ ص۱۵۹ و مراقی ص۱۱۵) ۲ اما الکافر فلا یعتمد علی قوله لاحتمال ان غرضه افساد العبادة (رد المختار ص۱۵۹) ۳ ۴ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہذا ۵ ۶ ویندب لمسافر الصوم لآیة ان لم یضره فان شق علیه او علی رفیقه فالفطر افضل لموافقة الجماعة (رد المختار ج۲ ص۱۶۰ و مراقی ص۱۱۶) ۷ بخلاف المسافر فانه اذا نوی واجبا آخر (فی رمضان) یقع عما نواه من ذلک الواجب روایة واحدة عن ابی حنیفة (مراقی ص۱۰۱) ۸ ۹ فان ماتوا فیه ای فی ذلک العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة لعدم ادراکهم عدة من ایام اخر ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیة بقدر ادراکهم عدة من ایام اخر وهو ای فوت القضاء بالموت فلو فاته عشرة ایام فقدر علی خمسة فداها فقط (رد المختار ج۲ ص۱۶۱) ۱۲

دینے کے لئے کہہ مرے جبکہ اس کے پاس مال ہو اور فدیہ کا بیان آگے آتا ہے مسئلہ (۹) اسیطرح[۱] اگر مسافرت میں روزے چھوڑ دیئے تھے پھر گھر پہونچنے کے بعد مرگئی تو جتنے دن گھر میں رہی ہے فقط اتنے دن کی پکڑ ہوگی اس کو بھی چاہیئے کہ فدیہ کی وصیت کر جاوے اگر روزے اُن سے زیادہ چھوٹے ہوں تو ان کا مواخذہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۰) اگر راستہ[۲] میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گئی تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہی البتہ[۳] اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۱) حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا کچھ ڈر ہو تو روزہ نہ رکھے[۴] پھر کبھی قضا رکھ لیوے لیکن اگر اپنا شوہر مالدار ہے کہ کوئی انّا (یعنی دودھ پلانے والی) رکھکر دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے البتہ اگر وہ ایسا لڑکا ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا ہے تو ایسے وقت ماں کو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲) کسی[۵] انّا نے دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان آگیا اور روزہ سے بچہ کی جان کا ڈر ہے تو انّا کو بھی روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۱۳ و ۱۴ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ (۱۵) اسی[۶] طرح اگر کوئی دن کو مسلمان ہوئی یا دن کو جوان ہوئی تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھا لیا تو اس روزہ کی قضا رکھنا بھی نئی مسلمان اور نئی جوان کے ذمے واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۶) مسافرت[۷] میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اپنے گھر پہونچ گئی یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے کہیں رہ پڑی اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزے کی نیت کرلیوے۔

باب ۱۲ — فدیہ کا بیان

مسئلہ (۱) جس[۸] کو اتنا بوڑھاپا ہوگیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنی بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں نہ روزے رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزے نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو صدقہ فطر کے برابر غلّہ دیدے یا صبح شام پیٹ بھر کے اس کو کھلا دیوے شرع میں اسکو فدیہ کہتے ہیں اور اگر غلّہ کے بدلے اسیقدر غلّہ کی قیمت دیدے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲)[۹] (ردالمحتار ص ۱۶۲ ج ۲)

---

۱ فان صح المریض واقام المسافر ثم مات لزم فیها القضاء بقدر الصحة والاقامة وهذا قولهم جمیعاً من غیر خلاف هذا هو الصحیح کذا فی السراج الوهاج (عالمگیری ص ۲۰۷-۲۰۸ ج ۱)

۲ ولو نوی مسافر الفطر ثم نوی فاقام و نوی الصوم فی وقتها قبل الزوال صح مطلقاً ویجب علیه الصوم لو کان فی رمضان لزوال المرض (رد المحتار ص ۱۲۷-۱۲۸ ج ۲)

۳ ولا یزال فی حکم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوماً او اکثر (بحر ص ۱۳۹ ج ۱)

۴ وفیه اما کانت او ظئراً اما الظئر فلان الارضاع واجب علیها بالعقد واما الام فلوجوبه دیانة مطلقاً وقضاءً اذا کان الاب معسراً او کان الولد لا یرضع من غیرها ۱۲ (رد المحتار ص ۱۲۹ ج ۲)

۶ وصبی بلغ وکافر اسلم وکلهم یقضون ما فاتهم الا الاخیرین (ای وان افطر لعدم اهلیتهما الجزء الاول من الیوم وهو السبب فی الصوم لکن لو نویا قبل الزوال کان نفلاً فیقضی بالافساد (رد المحتار صفحه ۱۶۴ ج ۲)

۷ اذا نوی المسافر الافطار ثم قدم مصر قبل الزوال فنوی الصوم اجزاه وان کان فی رمضان فعلیه ان یصوم (هدایه ص ۲۰۳ ج ۱)

۸ عالمگیری ص ۲۰۷ ج ۱ رد المحتار ص ۱۶۳ ج ۲ - ۱۲

گیہوں[۵] اگر تھوڑی تھوڑی کرکے کئی مسکینوں کو بانٹ دیوے تو بھی صحیح ہے مسئلہ (۳) پھر اگر کبھی طاقت آگئی یا بیماری سے اچھی ہوگئی تو سب روزے قضا رکھنے پڑینگے اور جو فدیہ دیا ہے اُسکا ثواب الگ ملیگا مسئلہ (۴) کسی[۲] کے ذمہ کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کرگئی کہ میرے روزوں کے بدلہ فدیہ دیدینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دیدے اور کفن دفن اور قرض ادا کرکے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آدے تو دینا واجب ہوگا مسئلہ (۵) اگر[۳] اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دیدیا تب بھی خدا سے امید رکھے کہ شاید قبول کرلے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے اور بغیر وصیت کئے خود مردے کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے اسی طرح اگر تہائی مال سے زیادہ ہوجاوے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا بدون رضامندی سب وارثوں کے جائز نہیں ہاں اگر سب وارث خوشی دل سے راضی ہوجاویں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے لیکن نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ بالغ وارث اپنا حصہ جدا کرکے اس میں سے دیدیں تو درست ہے مسئلہ (۶) اگر کسی[۴] کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور وصیت کرکے مرگئی کہ میری نمازوں کے بدلے میں یہ فدیہ دیدینا اس کا بھی یہی حکم ہے مسئلہ (۷) ہر[۵] وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزہ کا فدیہ ہے اس حساب سے دن رات کے پانچ فرض اور ایک وتر چھ نمازوں کی طرف سے ایک چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں اسّی روپے کے سیر سے دیوے مگر احتیاطاً پورے بارہ[۱۲] سیر دیوے مسئلہ (۸) کسی[۶] کے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے ابھی ادا نہیں کی تو وصیت کرجانے سے اس کا ادا کردینا وارثوں پر واجب ہے اگر وصیت نہیں کی اور وارثوں نے اپنی خوشی سے دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی مسئلہ (۹) اگر ولی[۷] مردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لیوے یا اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھ لیوے تو یہ درست نہیں اس کے ذمہ سے نہ اترے گی مسئلہ (۱۰) بیوجہ[۸] رمضان کا روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے یہ نہ سمجھے کہ ان کے بدلے ایک روزہ قضا رکھ لونگی کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے ایک روزے کے بدلے میں اگر سال بھر برابر روزے رکھتی رہے تب بھی اتنا ثواب نہ ملیگا جتنا رمضان میں ایک روزے کا ثواب ملتا ہی مسئلہ (۱۱) اگر کسی[۹] نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو وہ لوگوں کے سامنے کچھ نہ کھائے نہ پیے نہ یہ ظاہر کرے کہ آج میرا روزہ نہیں ہے اس لئے کہ گناہ کرکے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہی اگر سب سے کہدیگی تو دوہرا گناہ ہوگا ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا یہ جو مشہور ہے کہ خدا کی چوری نہیں تو بندہ کی کیا چوری یہ غلط بات ہے بلکہ جو کسی عذر سے روزہ نہ رکھے اسکو بھی مناسب ہی کہ سب کے روبرو نہ کھاوے

ص[۱] ولو قدر علی الصیام بعد ما فدی بطل حکم الفداء الذی فداه حتی یجب علیه الصوم (عالمگیری ص۲۰۷ ج۱) ۲ ولو فات صوم رمضان بعذر المرض او السفر واستدام المرض والسفر حتی مات لا قضاء علیه لکنه ان اوصی بان یطعم عنه صحت وصیته وان لم تجب علیه ویطعم عنه من ثلث ماله (عالمگیری ص۲۰۷ ج۱) من ثلث ماله بعد تجهیزه والیفاء دیون العباد فلو زادت الفدیة علی ثلث لا یجب الزائد الا باجازة الوارث (رد المختار ص۱۶۱ ج۲) ۳ فان لم یوص فداه عنه الورثة جاز ولا یلزمهم من غیر ایصاء (عالمگیری ص۲۰۷ ج۱) ۴ وفدیة کل صلوة کصوم یوم (شرح نقایه ص۱۷۷ ج۱) ۵ وفدیة کل صلوة ولو وترا کصوم یوم علی المذهب م رد المختار ص۱۶۳ ج۲ وهدایه ص۲۰۲ ج۱ ۶ والحاصل ان ما کان عبادة بدنیة فان الوصی یطعم عنه بعد موته ای من ثلث لزوما ... وکذا یقال فیما یعده بعد موته عن کل واجب کالفطرة والمالیة کالزکوة یخرج عنه القدر الواجب (رد المختار ص۱۶۳ ج۲) ۷ ولا یصوم عنه الولی ولا یصلی (هدایه ص۲۰۲ ج۱) ۸ عن ابی هریرة رضی الله عنه من افطر یوما من رمضان

من غیر رخصة ولا مرض لم یقضه صوم الدهر کله وان صامه (ترمذی ص۹۰ ج۱) ۹ ثم قبل الحائض کل سرا لا جهرا (بحر ص۳۱۱) فعلم من ذلک ان من اکل عمداً فی نهار رمضان لا یبدله لا سرا ... ۱۲ حاشیہ ۵ فدیہ میں گیہوں یا جو وغیرہ

مسئلہ (١٢) جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جاویں تو ان کو بھی روزہ کا حکم کرے اور جب دس برس کی عمر ہو جاوے تو مار کر روزہ رکھاوے اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھاوے مسئلہ (١٣) اگر نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھاوے۔ البتہ اگر نماز کی نیت کر کے توڑ دے تو اس کو دہرا دے۔

باب ١٣ — اعتکاف کا بیان

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس یا تیس تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آجاوے اس تاریخ کے دن چھپنے تک اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کیلئے جگہ مقرر کر رکھی ہو اس جگہ پابندی سے جم کر بیٹھنا اس کو اعتکاف کہتے ہیں اس کا بڑا ثواب ہے اگر اعتکاف شروع کرے تو فقط پیشاب پائخانہ یا کھانے پینے کی ناچاری سے تو وہاں سے اٹھنا درست ہے اور اگر کوئی کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کے لئے بھی نہ اٹھے ہر وقت اسی جگہ رہے اور وہیں سووے اور بہتر یہ ہے کہ بیکار نہ رہے قرآن پڑھتی رہے نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے اور اگر حیض یا نفاس آ جاوے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں درست نہیں اور اعتکاف میں مرد سے ہمبستر ہونا لپٹنا چمٹنا بھی درست نہیں

باب ١٤ — زکوٰۃ کا بیان!

جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالتی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی گنہگار ہے قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جاوینگی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جاویگی اور جب ٹھنڈی

؎ ویومر الصبی بالصوم اذا اطاقہ والظاہر انہ یومر بقدر الاطاقۃ اذا لم یطق جمیع الشہر ویضرب علیہ ابن عشر کالصلوٰۃ فی الاصح بید لا بخشبۃ ولا یجاوز الثلاث کما قیل بہ فی الصلوٰۃ (رد المحتار ص ۱۲۴ ج ۲) ؎ اقضی فاذا افسد صومہ لا یقضی لانہ یلحقہ فی ذلک مشقۃ بخلاف الصلوٰۃ فانہ یومر بالاعادۃ لانہ لا یلحقہ مشقۃ (رد المحتار)

؎ ہو ای الاعتکاف لغۃ اللبث وشرعا ذکر لبث ذکر فی مسجد ولبث امرأۃ فی مسجد بیتہا وہو المعد لصلوٰتہا الذی یندب لہا وکل احد اتخاذہ وان الاعتکاف سنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان فیختم الصوم بہ (رد المحتار بحذف ص ۱۷۶ ج ۲) ؎ ولا یخرج منہ الا لحاجۃ شرعیۃ وطبعیۃ او ضروریۃ کانہدام المسجد واخراج ظالم کرہا وتفرق اہلہ وخوف علی نفسہ او متاعہ من المکابرین فیدخل مسجدا غیرہ من ساعتہ (مراقی ص ۱۱۹ و رد المحتار ص ۱۸۰-۱۸۱ ج ۲) ؎ وخص المعتکف باکل وشرب ونوم وعقد احتاج الیہ لنفسہ او عیالہ فلو لتجارۃ کرہ کبیع ونکاح ورجعۃ فلو خرج لا بہا فسد لعدم الضرورت ای الی الخروج حیث جازت فی المسجد وفی الظہیریۃ وقیل یخرج بعد الاکل والشرب وینبغی حملہ علی ما اذا لم یجد من یاتی لہ بہ فحینئذ یکون من الحوائج الضروریۃ کالبول (رد المحتار ص ۱۸۴ ج ۲) ؎ ویکرہ تحریما صمت (ان اعتقدہ قربۃ والا لا) لحدیث من صمت نجا وتکلم الا بخیر کقراءۃ قرآن وحدیث وعلم (رد المحتار ص ۱۸۵ ج ۲) ؎ والرکن اللبث والشرط المسجد المخصوص والنیۃ والصوم فی المنذور والاسلام

وحل للابس والطہارۃ من حیض ونفاس لاشتراط الصحۃ ولا تشترط الطہارۃ من الجنابۃ لصحۃ الصوم معہا (مراقی ص ۱۱۹) ؎ وحرم الوطی ودواعیہ (مراقی ص ۱۱۹) ؎ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من صاحب ذہب ولا فضۃ لا یؤدی منہا حقہا الا اذا کان یوم القیامۃ صفحت لہ صفائح من نار فاحمی علیہا فی نار جہنم فیکوی بہا جنبہ وجبینہ وظہرہ کلما بردت اعیدت لہ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۱۵۵) ؎ اگر دوران اعتکاف میں حیض یا نفاس آ جائے تو اعتکاف توڑ دے اور پاک ہوتے ہی خاص اس روز کے اعتکاف کی قضا ادا کرے اگر ادا کرنی رمضان ہی میں کرتی ہے تو رمضان ہی کا روزہ کافی ہے اور اگر رمضان کے بعد ادا کریگی تو روزہ رکھنا پڑیگا ؎ اسرار زکوٰۃ جب کسی مسکین کو کوئی حاجت پیش آتی ہے اور وہ زبان حال یا قول سے اس کیلئے خدا کے حضور میں گریہ وزاری کرتا ہے تو اس کا یہ عاجزی کرنا خدا کی بخشش کی دروازہ کو کھول دیتا ہے اور اسوقت مقتضائے مصلحت اکثر یہ ہوتا ہے کہ کسی زکی شخص کو الہام ہوتا ہے کہ اسکی حاجت رفع ہو جائے تب الہام اس پر چھا جاتا ہے اسی کے موافق خدا کی خوشنودی پیدا ہوتی ہے اور اوپر سے نیچے ہو دائیں بائیں سے (بقیہ صفحہ ۱۸۹)

ہو جاوینگی پھر گرم کر لیجاوینگی اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جاویگا وہ اس کی گردن میں لپٹ جاویگا پھر اسکے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہیگا میں ہی تیرا مال ہوں میں ہی تیرا خزانہ ہوں، خدا کی پناہ بھلا اتنے عذاب کی کون سہار کر سکتا ہے تھوڑے سے لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بیوقوفی کی بات ہے خدا کی دی ہوئی دولت کو خدا ہی کی راہ میں نہ دینا کتنی بیجا بات ہے۔ **مسئلہ (۱)** جس[۵۲] کے پاس ساڑھے باون[۵۳] تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور ایک[۵۴] سال تک باقی رہے تو سال گذرنے پر اس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر اس[۵۵] سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ **مسئلہ (۲)** کسی[۵۵] کے پاس آٹھ تولہ سونا چار مہینے یا چھ مہینے تک رہا پھر وہ کم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر مال مل گیا تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے غرضکہ جب سال کے اول و آخر میں مالدار ہو جاوے اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم رہجاوے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی البتہ اگر سب مال جاتا رہے اس کے بعد پھر مال ملے تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جاویگا۔ **مسئلہ (۳)** کسی[۵۶] کے پاس آٹھ نو تولہ سونا تھا لیکن سال گذرنے سے پہلے پہلے جاتا رہا پورا سال نہیں گذرنے پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ **مسئلہ (۴)** کسی[۵۷] کے پاس دو سو روپے ہیں اور اتنے ہی روپیوں کی وہ قرضدار بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ چاہے سال بھر تک رہے چاہے نہ رہے البتہ اگر ڈیڑھ سو روپیہ کی قرضدار ہے تو بھی زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ ڈیڑھ سو روپے قرضہ میں چلے گئے تو فقط پچاس[۵۸] روپے رہ گئے اور پچاس روپے میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ **مسئلہ (۵)** اگر دو سو روپے پاس ہیں اور ایک سو روپیوں کی قرضدار ہے تو ایک سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔ **مسئلہ (۶)** سونے[۵۹] چاندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ ٹھپہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے، چاہے پہنتی رہتی ہو یا بند رکھے ہوں اور کبھی نہ پہنتی ہو غرضکہ چاندی و سونے کی ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے البتہ اگر اتنی مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔

(بقیہ صفحہ ۱۷) برکتیں اس پر نازل ہوتی ہیں اور وہ قابل رحمت ہو جاتا ہے جب ملأ اعلیٰ کی خواہش کسی مذہب کے مشہور اور معزز کرنے کیلئے ہو جاتی ہے تو جو شخص اسکے کام چلانے پر مامور ہوتا ہے اس پر رحمت ہوتی ہے یہ اسطرح پر ہوتا ہے کہ تنگ حالی میں بڑائی کی ضرورت پڑے یا قحط سالی کا زمانہ ہو اور کسی نہایت مفلس گروہ کا خدا کو زندہ رکھنا مقصود ہو تب بھی خبر دینے والا پیغمبران موقعوں پر ایک قاعدہ کلیہ مذکر کے کہتا ہے کہ جو شخص ایسے تنگ حال پر یا فلاں فلاں حالت میں خیرات کریگا تو اسکا عمل مقبول ہو جائیگا اور ان امور کو کوئی شخص سنتا ہے اور اپنی دلی شہادت سے اسکے حکم کو مان لیتا ہے اور ان سب وعدوں کو یہ سچا پاتا ہے (حجۃ اللہ البالغہ ص۳۶ ج۲) ۵۱ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتاہ اللہ مالاً فلم یؤد زکوتہ مثل لہ یوم القیامۃ شجاعاً اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثم یاخذ بلہزمتیہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا یحسبن الذین یبخلون الآیۃ رواہ البخاری (مشکوٰۃ ص۱۵۶) ۵۲ نصاب الذہب عشرون مثقالاً والفضۃ مائتا درہم کل عشرۃ دراہم وزن سبعۃ مثاقیل (رد المحتار ص۳۹ ج۲) ۵۳ فاذا کانت مائتین وحال علیہا الحول ففیہا خمسۃ دراہم (ہدایہ ص۱۷۴ ج۱) ۵۴ ولیس فیما دون مائتی درہم صدقۃ (ہدایہ ص۱۷۴ ج۱) ولیس فیما دون عشرین مثقالاً من ذہب صدقۃ (ہدایہ ص۱۷۵ ج۱)

۵۵ واذا کان النصاب کاملاً فی طرفی الحول فنقصانہ فیما بین ذلک لا یسقط الزکوٰۃ (ہدایہ ص۱۷۶ ج۱) ۵۶ بخلاف ما لو ہلک الکل حیث یبطل حکم الحول ولا تجب الزکوٰۃ لانعدام النصاب فی الجملۃ (ہدایہ ص۱۷۶ ج۱) ۵۷ ومن کان علیہ دین یحیط بمالہ فلا زکوٰۃ علیہ (ہدایہ ص۱۶۶ ج۱) ۵۸ وان کان مالہ اکثر من دینہ زکی الفاضل اذا بلغ نصاباً بالفراغۃ عن الحاجۃ (ہدایہ ص۱۶۶ ج۱) ۵۹ وفی تبر الذہب والفضۃ وحلیہما واوانیہما الزکوٰۃ (ہدایہ ص۱۷۵ ج۱) ۶۰ قول مشہور کے مطابق اگر مثقال کو ساڑھے چار ماشہ کا مان لیا جائے اور روپیہ انگریزی لکھنؤ کی اوزان سے ساڑھے گیارہ ماشہ کا مان لیا جائے تو چاندی کا نصاب چون روپیہ بارہ آنہ تین رتی بھر ہوتا ہے اور سونے کا نصاب سات روپیہ ساڑھے تیرہ آنہ دو رتی بھر ہوتا ہے اسی حساب سے مہر فاطمی کی رقم ایک سو چون روپیہ ساڑھے آٹھ آنہ ہو لیکن اس حساب میں کمی بیشی ہو جاتی ہے لہذا احتیاط اس میں ہے کہ جب کسی کے پاس چاندی چالیس روپیہ بھر ہو جائے اور سونا پانچ رتی کم چھ روپیہ بھر ہو جائے

تو زکوٰۃ دیدا لے اور صدقہ فطر اسی تیرہ روپے کے سیر سے دو سیر گیہوں دیدے اور نجاست غلیظہ جب ساڑھے تین ماشہ ہو جائے تو بغیر پاک کئے ہوئے نماز نہ پڑھے اور مہر فاطمی میں ۱۳۱ روپیہ

مسئلہ (۷) سونا[1] چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو جیسے مثلاً چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا۔ اگر چاندی زیادہ ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے یعنی اگر اتنی مقدار ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے پس جو حکم پیتل، تانبے، لوہے، رانگے وغیرہ اسباب کا آگے آویگا وہی اس کا بھی حکم ہے۔ مسئلہ (۸) کسی[2] کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے نہ پوری مقدار چاندی کی بلکہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جاوے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی مقدار پوری پوری ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں۔[3] مسئلہ (۹) فرض[4] کرو کہ کسی زمانہ میں پچیس ۲۵ روپے کا ایک تولہ سونا ملتا ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ تولہ چاندی ملتی ہے اور کسی کے پاس دو تولہ سونا اور پانچ روپے ضرورت سے زائد ہیں اور سال بھر تک وہ رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، کیونکہ دو تولہ سونا پچاس روپے کا ہوا اور پچاس روپے کی چاندی پچھتر ۷۵ تولہ ہوئی تو دو تولہ سونے کی چاندی اگر خریدو گی تو پچھتر تولہ ملیگی اور پانچ روپے تمہارے پاس ہیں اس حساب سے اتنی مقدار سے بہت زیادہ مال ہو گیا جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ البتہ اگر فقط دو تولہ سونا ہو اس کے ساتھ روپے اور چاندی کچھ نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ مسئلہ (۱۰) ایک[5] روپیہ کی چاندی دو تولہ ملتی ہو اور کسی کے پاس فقط تیس ۳۰ روپے ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ حساب نہ لگاویں گے کہ تیس ۳۰ روپے کی چاندی ساٹھ تولہ ہوئی کیونکہ روپیہ تو چاندی کا ہوتا ہے اور جب فقط چاندی یا فقط سونا پاس ہو تو وزن کا اعتبار ہے قیمت کا اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۱) کسی[6] کے پاس سو ۱۰۰ روپے ضرورت سے زائد رکھے تھے پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس ۵۰ روپے اور مل گئے تو ان پچاس روپے کا حساب الگ نہ کریںگے بلکہ اسی سو ۱۰۰ روپے کے ساتھ اس کو ملا دیویں گے اور جب ان سو ۱۰۰ روپے کا سال پورا ہوگا تو پورے ڈیڑھ سو ۱۵۰ کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور ایسا سمجھینگے کہ پورے ڈیڑھ سو ۱۵۰ پر سال گذر گیا۔ مسئلہ (۱۲) کسی[7] کے پاس سو ۱۰۰ تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گذرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا آ گیا یا دس تولہ سونا مل گیا تب بھی اس کا حساب الگ نہ کیا جاویگا بلکہ اس چاندی کے ساتھ ملا کے زکوٰۃ کا حساب ہوگا پس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جاوے گا تو اس سب مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ (۱۳) سونے[8] چاندی کے سوا اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہا۔ تانبا۔ گلٹ۔ پیتل۔ رانگا وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے جوتے اور اس کے سوا جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بیچتی اور سوداگری کرتی ہو تو دیکھو وہ اسباب کتنا ہے اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے

[1] واذا كان الغالب على الورق الفضة فهو في حكم الفضة واذا كان الغالب عليها الغش فهو في حكم العروض يعتبر ان تبلغ قيمته نصابا (هدایہ ص۱۲/۱۷۲ ورد المحتار ص۲/۲۲)

[2] ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة وقالا بالاجزاء (رد المحتار ص۲/۲۶)

[3] والمعتبر فيهما ادائهما وجوبا لا قيمتهما (رد المحتار ص۲/۱۴)

[4] ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول من جنسه ضمه اليه وزكاه (هدایہ ص۱۲/۱۷۳)

[5] وفي عروض تجارة قيمته نصاب من ذهب وورق ربع عشر (رد المحتار ص۲/۲۲)

[6] عسہ دیکھو حاشیہ ۲ ص۱۸

[7] خسہ اگر سونے اور چاندی دونوں کا حساب علحدہ علحدہ کر کے دینا چاہے تو دے سکتی ہے لیکن اس صورت میں دونوں کی قیمت لگا کر دینا چاہے تو یہ ضروری ہے کہ جس قیمت لگانے میں غریبوں کا زیادہ فائدہ ہو اسی طرح قیمت لگائے قیمت لگانے کی دو صورتیں ہیں چاندی کو سونے کی قیمت میں اعتبار کر لے یا سونے کو چاندی کی قیمت میں بدل لے چنانچہ اگر ان دونوں صورتوں میں

[8] جس صورت میں غربا کا زیادہ فائدہ ہو وہی اختیار کرنا چاہئے۔ سہ دیکھو حاشیہ ۲ صفحہ ۱۸-۱۲-

ساتھ تولہ سونے کے برابر ہے تو جب سال گذر جائے تو اس سوداگری کے اسباب[ث] میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال[ت] سوداگری کے لئے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو اگر ہزاروں روپے کا مال ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴)[ح] گھر کا اسباب جیسے پتیلی، دیگچہ، بڑی دیگ، سینی، لگن اور کھانے پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے کپڑے سچے[ج] موتیوں کا ہار وغیرہ ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنا ہو اور چاہے روزمرہ کے کاروبار میں آتا ہو یا نہ آتا ہو کسی طرح زکوٰۃ واجب نہیں ہاں اگر یہ سوداگری کا اسباب ہو تو پھر اس میں زکوٰۃ واجب ہے، خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کے سوا اور جتنا مال اسباب ہو اگر وہ سوداگری کا اسباب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے نہیں تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۵) کسی[خ] کے پاس دس پانچ گھر ہیں ان کو کرایہ پر چلاتی ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنی قیمت کے ہوں، ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو روپے کے برتن خرید لئے اور ان کو کرایہ پر چلاتی رہتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں غرضکہ کرایہ پر چلانے سے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۱۶) پہننے[ع] کے دھرا جوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں اس میں زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر ان میں سچا کام ہے اور اتنا کام ہے کہ اگر چاندی چھوڑائی جاوے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۷) کسی[ف] کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۸) سوداگری[ش] کا مال وہ کہلاویگا جس کو اسی ارادہ سے مول لیا ہو کہ اس کی سوداگری کریں گے تو اگر کسی نے اپنے گھر کے خرچ کے لئے یا شادی وغیرہ کے خرچ کیلئے چاول مول لئے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اس کی سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۹) اگر کسی[ه] پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا اسباب بیچا اس کی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اُن سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر یکمشت نہ وصول ہو تو جب اس میں سے گیارہ روپے ملیں تب اتنے کی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اس سے کم ملیں تو واجب نہیں پھر جب گیارہ روپے اور ملیں تو اس کی زکوٰۃ دیوے اسیطرح

ث ویشترط نیۃ التجارۃ لیثبت الاعداد (ہدایہ ص۱۶۸ ج۱) ت ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمۃ وسلاح الاستعمال زکوٰۃ (عالمگیری ص۱۲۲ وشرح نقایہ ص۱۴۶ ج۱) ح لا زکوٰۃ فی اللآلی والجواہر وان ساوت الفا اتفاقا الا ان تکون للتجارۃ (رد المحتار ص۱۳ ج۲) خ ولو اشتری قدورا من صفر یمسکہا او یواجرہا لا تجب فیہا الزکوٰۃ (عالمگیری ص۱۴۸ ج۱) ولو اشتری الرجل دارا او عبدا للتجارۃ ثم آجرہ یخرج من ان یکون للتجارۃ لانہ لما آجرہ فقد قصد المنفعۃ

(عالمگیری قاضی خاں ص۱۱۹ ج۱) ع واللازم فی مضروب کل منہما ومعمولہما ما یعمل من نحو حلیۃ سیف او منطقۃ او لجام او سرج او الکواکب فی المصاحف والاوانی وغیرہا اذا کانت تخلص بالاذابۃ وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب (رد المحتار ص۱۹ ج۲) والاصل ان ما عدا الحجرین والسوائم کالجواہر والعقارات والمواشی المعلوفۃ والعبید والثیاب والامتعۃ ونحو ذلک من العروض انما تزکی بنیۃ التجارۃ (رد المحتار ص۱۹ ج۲) ف وتضم قیمۃ العروض الی الذہب والفضۃ حتی یتم النصاب لان الوجوب فی الکل باعتبار التجارۃ وان افترقت جہۃ الاعداد (ہدایہ ص۱۶۸ ج۱) ش ومن اشتری جاریۃ للتجارۃ ونواہا للخدمۃ بطلت عنہا الزکوٰۃ کما فی الزیادی (عالمگیری ص۱۴۷ ج۱) وان نواہا للتجارۃ بعد ذلک لم تکن للتجارۃ حتی یبیعہا فیکون فی ثمنہا زکوٰۃ لان النیۃ لم تتصل بالعمل (ہدایہ ص۱۶۷ ج۱) ه وما سائر الدیون المقر بہا فہی علی ثلث مراتب عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ضعیف وہو کل دین ملکہ بغیر فعلہ لا بدلا عن شئ نحو المیراث او بفعلہ لا بدلا عن شئ کالوصیۃ او بفعلہ بدلا عما لیس بمال کالمہر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدیۃ وبدل الکتابۃ لا زکوٰۃ فیہ عندہ حتی یقبض نصابا ویحول

علیہ الحول ووسط وہو یجب بدلا عن مال لیس للتجارۃ کعبید الخدمۃ وثیاب البذلۃ اذا قبض مائتین زکی لما مضی فی روایۃ الاصل وقوی وہو یجب بدلا عن سلع التجارۃ فاذا قبض اربعین زکی لما مضی کذا

دیتی رہے اور جب دیوے تو سب برسوں کی دیوے اور اگر قرضہ اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور مال بھی ہو اور دونوں ملا کر مقدار پوری ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ (۲۰) اور اگر نقد نہیں دیا نہ سوداگری کا مال بیچا بلکہ کوئی اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھرہستی کا اسباب بیچ ڈالا اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی ہے جتنی میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے پھر وہ قیمت کئی برس کے بعد وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر سب ایکدفعہ کر کے نہ وصول ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ملے تو جب تک چون ۵۴ روپے بارہ آنہ نہ وصول ہوں تب تک زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب چون روپے بارہ آنہ ملجاویں تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۱) تیسری قسم یہ ہے کہ شوہر کے ذمہ مہر ہو وہ کئی برس کے بعد ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ بلکہ اگر اب اس کے پاس رکھا رہے اور اس پر سال گذر جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی نہیں تو واجب نہیں۔

مسئلہ (۲۲) اگر کوئی مالدار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گذرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدے اور سال کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور اگر مالدار نہیں ہے بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید تھی اس امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، جب مال ملجاوے اور اس پر سال گذر جاوے تو پھر زکوٰۃ دینا چاہئے

مسئلہ (۲۳) مالدار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینا پڑے گی۔ مسئلہ (۲۴) کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں اور سو روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے اس نے پورے دو سو روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی دیدی یہ بھی درست ہے لیکن اگر ختم سال پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو گئی اور وہ دیا ہوا صدقہ نافلہ ہو گیا۔ مسئلہ (۲۵) کسی کے مال پر پورا سال گذر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا یا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف ہو گئی اگر خود اپنا مال کسی کو دیدیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بلکہ دینا پڑے گی۔ مسئلہ (۲۶) سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہو گئی۔ مسئلہ (۲۷) کسی کے پاس دو سو روپے تھے ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو چوری ہو گئے یا ایک سو روپے خیرات کر دئے تو ایکسو کی زکوٰۃ معاف ہو گئی فقط ایک سو کی زکوٰۃ دینا پڑے گی

(بقیہ صفحہ ۲) ہوتے ہیں چونکہ کسر کا حساب عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے اس لئے پورے گیارہ روپئے لکھ دئے گئے ہیں۔ لیکن احتیاطاً جب آٹھ روپئے وصول ہو جائیں اسی وقت اتنے حصے کی زکوٰۃ دیدینی چاہئے۔ ۔ ؎ دیکھو حاشیہ صفحہ ۲ ؎ وان قدم الزکوٰۃ علی الحول وہو مالک النصاب

جائز (ہدایہ ص ۱۶۴) ؎ ویجوز التعجیل لاکثر من سنۃ لوجود السبب (عالمگیری ص ۱۶۶) فاذا کان لہ النصاب من الذہب والفضۃ او اموال التجارۃ اقل من المائتین فعجل الزکوٰۃ ثم کمل النصاب وکانت لہ مائتا درہم او عروض للتجارۃ قیمتہا مائتا درہم فتصدق بالخمسۃ عن الزکوٰۃ وانتقص النصاب حتی حال علیہ الحول والنصاب ناقص وکان النصاب کاملا وقت التعجیل ثم ہلک جمیع المال صار ما عجل بہ تطوعاً (عالمگیری ص ۱۶۶) ؎ وان ہلک المال بعد وجوب الزکوٰۃ سقطت الزکوٰۃ وفی ہلاک البعض یسقط بقدرہ (عالمگیری ص ۱۸۰ وہدایہ ص ۱۵۲) ولو استہلک النصاب لا یسقط ہکذا فی السراجیۃ (عالمگیری ص ۱۸۰) ؎ ومن تصدق بجمیع نصابہ ولا ینوی الزکوٰۃ سقط فرضہا وہذا استحسان کذا فی الزاہدی (عالمگیری ص ۱۷۱) ؎ دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا ؎ یہاں مال سے وہ مال مراد ہے جس پر زکوٰۃ آتی ہے۔ ؎ دیکھو حاشیہ صفحہ ۱ ؎ لیکن اگر خرچ کر ڈالا یا ہبہ کر دیا تو زکوٰۃ واجب رہے گی

۱۵	زکوٰۃ کے ادا کرنے کا بیان !	باب

مسئلہ (۱) جب[۱] مال پر پورا سال گذر جاوے تو فوراً زکوٰۃ ادا کر دے نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آجاوے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جاوے اگر سال گذرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہانتک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو گنہگار ہوئی اب بھی توبہ کر کے دونوں سال کی زکوٰۃ دیدے غرض عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور دیدے باقی نہ رکھے۔ مسئلہ (۲) جتنا[۲] مال ہے اسکا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے یعنی سو[۳] روپے میں ڈھائی روپے اور چالیس[۴] روپے میں ایک روپیہ۔ مسئلہ (۳) جس[۵] وقت زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب کو دیوے اس وقت اپنے دل میں اتنا ضرور خیال کر لے کہ میں زکوٰۃ میں دیتی ہوں اگر یہ نیت نہیں کی یوں ہی دیدیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دینا چاہیئے اور یہ جتنا دیا ہے اس کا ثواب الگ ملیگا۔ مسئلہ (۴) اگر فقیر[۶] کو دیتے وقت یہ نیت نہیں کی تو جب تک وہ مال فقیر کے پاس رہے اس وقت تک یہ نیت کر لینا درست ہے اب نیت کر لینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ البتہ جب فقیر نے خرچ کر ڈالا اس وقت نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہے اب پھر سے زکوٰۃ دیوے۔ مسئلہ (۵) کسی[۷] نے زکوٰۃ کی نیت سے دو روپے نکال کر الگ رکھ لئے کہ جب کوئی مستحق ملیگا اس کو دیدونگی پھر جب فقیر کو دیدیا اس وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گئی تو بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتی تو ادا نہ ہوتی۔ مسئلہ (۶) کسی[۸] نے زکوٰۃ کے روپے نکالے تو اختیار ہے چاہے سب ایک ہی کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دیوے اور چاہے اسی دن سب کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دیوے۔ مسئلہ (۷) بہتر[۹] یہ ہے کہ ایک غریب کو کم از کم اتنا دیدے کہ اس دن کے لئے کافی ہو جاوے کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔ مسئلہ (۸) ایک[۱۰] ہی فقیر کو اتنا مال دیدینا جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے لیکن اگر دیدیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اس سے کم دینا جائز ہے مکروہ بھی نہیں۔ مسئلہ (۹) کوئی[۱۱] عورت قرض مانگنے آئی اور یہ معلوم ہے کہ وہ اتنی تنگدست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گی ایسی نادہند ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتی اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دیدیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔ مسئلہ (۱۰) اگر کسی[۱۲] کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

[۱] وافتراضہا عمری ای علی التراخی وقیل فوری ای واجب علی الفور وعلیہ الفتوی (رد المحتار ص۱۶/۲) [۲] ثم فی کل اربعۃ مثاقیل قیراطان لان الواجب ربع العشر وذلک فیما قلنا اذ کل مثقال عشرون قیراطا (ہدایہ ص۱۷۵/۱) [۵] وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکما

[حاشیہ:] ... ھو دفع بلا نیۃ ثم نوی والمال قائم فی ید الفقیر او نوی عند الدفع للوکیل ثم دفع الوکیل بلا نیۃ او دفعہ الذمی لیدفعہا للفقراء جاز لان المعتبر نیۃ الآمر (رد المحتار) [illegible] لا یجوز اداء الزکوٰۃ الا بنیۃ مقارنۃ للاداء او مقارنۃ لعزل مقدار الواجب (ہدایہ ص۱۲۹/۱) [۶] لو فقیر [illegible] کلہم او الی بعضہم [illegible] ای حنف کان (رد المحتار ص۱۳/۲) [۷] یندب دفع ما یغنیہ یومہ عن السؤال واعتبار حالہ من حاجۃ وعیال (رد المحتار) وعالمگیری [۸] ویکرہ ان یدفع الی رجل مائتی درہم فصاعداً وان دفع جاز (عالمگیری ص۱۸۸/۱) (ہدایہ ص۱۸۷/۱) [۹] فلو سماہا ہبۃ او قرضا تجزیہ فی الاصح (رد المحتار ص۱۴/۲) [۱۰] ومن اعطی مسکینا دراہم وسماہا ہبۃ او قرضا ونوی الزکوٰۃ فانہا تجزیہ وہو الاصح (عالمگیری ص۱۷۱/۱) [illegible] اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ چالیس روپیہ اگر کسی کے پاس ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی سنتیں بتانا مقصود ہو کہ جب صاحب نصاب ہو گیا تو ہر چالیس روپیہ پر ایک روپیہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ۱۲

مسئلہ (۱۱) کسی[1] غریب آدمی پر تمہارے دس روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپے یا اس سے زیادہ ہے اس کو اپنا قرض زکوٰۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی البتہ اسکو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے دیدو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اب یہی روپے اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہیں۔ مسئلہ (۱۲) کسی[2] کے پاس چاندی کا اتنا زیور ہے کہ حساب سے تین تولہ چاندی زکوٰۃ کی ہوتی ہے اور بازار میں تین تولہ چاندی دو روپے کی بکتی ہے، تو زکوٰۃ میں دو روپے دیدینا درست نہیں کیونکہ دو روپیہ کا وزن تین تولہ نہیں ہوتا اور چاندی کی زکوٰۃ میں جب چاندی دیجاوے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا ہاں اس صورت میں اگر دو روپے کا سونا خرید کر کے دیدیا یا دو روپے کے پیسے یا دو روپیہ کا کپڑا یا اور کوئی چیز دیدی یا خود تین تولہ چاندی دیدے تو درست ہے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ مسئلہ (۱۳) زکوٰۃ[3] کا روپیہ خود نہیں دیا بلکہ کسی اور کو دیدیا کہ تم کسی کو دیدینا یہ بھی جائز ہے اب وہ شخص دیتے وقت اگر زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ مسئلہ (۱۴) کسی[4] غریب کو دینے کے لئے تم نے دو روپے کسی کو دیئے لیکن اس نے بعینہٖ وہی دو روپے فقیر کو نہیں دئے جو تم نے دئے تھے بلکہ اپنے پاس سے دو روپیہ تمہاری طرف سے دیدئے اور یہ خیال کیا کہ وہ روپے میں لیلوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی بشرطیکہ تمہارے روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے دو روپے کے بدلے میں تمہارے وہ دونوں روپے لے لیوے البتہ اگر تمہارے دئے ہوئے روپے اس نے پہلے خرچ کر ڈالے اس کے بعد اپنے روپے غریب کو دئے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے اسکے پاس رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپے دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ روپے لے لونگا تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب وہ دونوں روپے پھر زکوٰۃ میں دلوے۔ مسئلہ (۱۵) اگر[5] تم نے روپے نہیں دئے لیکن اتنا کہدیا کہ تم ہماری طرف سے زکوٰۃ دیدینا اس لئے اس نے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دیدی تو ادا ہوگئی اور جتنا اس نے تمہاری طرف سے دیا ہے اب تم سے لے لیوے۔ مسئلہ (۱۶) اگر[6] تم نے کسی سے کچھ نہیں کہا اس نے بلا تمہاری اجازت کے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب اگر تم منظور بھی کر لو تب بھی درست نہیں اور جتنا تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے وصول کرنے کا اس کو حق نہیں۔ مسئلہ (۱۷) تم[7] نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ دینے کے لئے دو روپے دیئے تو اس کو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دیدے یا کسی اور کے سپرد کر دے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دیدینا اور یہ نام کا بتلانا ضروری نہیں ہے کہ فلانی کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا اور وہ شخص وہ

[1] واداء الدین عن الدین والعین عن العین وعن الدین یجوز واداء الدین عن العین و من دین سیقبض لا یجوز وحیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکٰوۃ ثم یاخذہ عن دینہ (رد المختار ص ۱۶ ج ۲ وعالمگیری ص ۱۷۱ ج ۱)

[2] والمعتبر وزنہما اداءً ووجوباً لا قیمتہا وہذا ان لم یؤد من خلاف الجنس والا اعتبرت القیمۃ اجماعاً (رد المختار ص ۴۲ ج ۲)

[3] والمعتبر نیۃ الموکل فی الزکوٰۃ دون الوکیل کذا فی معراج الدرایۃ فلو دفع الزکوٰۃ الی رجل امرہ ان یدفع الی الفقراء فدفع ولم ینو عند الدفع جاز (عالمگیری ص ۱۷۱ ج ۱)

[4] ولو تصدق بدراہم نفسہ اجزأ ان کان علی نیۃ الرجوع وکانت دراہم الموکل قائمۃ (رد المختار ص ۱۵ ج ۲)

[5] ولو امر غیرہ بالدفع عنہ جاز (رد المختار ص ۱۵ ج ۲)

[6] ولو ادی زکوٰۃ غیرہ بغیر امرہ فبلغہ فاجاز لم یجز (رد المختار ص ۱۴ ج ۲)

[7] والوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجتہ لا لنفسہ الا اذا قال ربہا ضعہا حیث شئت (رد المختار ص ۱۴ ج ۲)

[8] اس حیلہ سے اس قرض کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی جو اس فقیر کے ذمہ تھا کیونکہ جب زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے حساب لگایا جائے گا کہ کتنے روپیوں کی زکوٰۃ واجب ہے تو قرض کے یہ روپے بھی شمار میں ضرور ہی آئیں گے۔ ۱۲

رہتیہ اگر اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دیدے تو بھی درست ہے لیکن اگر وہ خود غریب ہو تو آپ ہی لے لینا درست نہیں۔ البتہ اگر تم نے یہ کہدیا ہو کہ جو چاہے کرو اور جسے چاہے دیدو تو آپ بھی لے لینا درست ہے۔

باب	پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان!	۱۶

مسئلہ (۱) کوئی شہر کافروں کے قبضہ میں تھا وہی لوگ وہاں رہتے سہتے تھے پھر مسلمان ان پر چڑھ آئے اور لڑ کر وہ شہر ان سے چھین لیا اور وہاں دین اسلام پھیلایا اور مسلمان بادشاہ نے کافروں سے لیکر شہر کی ساری زمین انہی مسلمانوں کو بانٹ دی تو ایسی زمین کو شرع میں عشری کہتے ہیں اور اگر اس شہر کے رہنے والے لوگ سب کے سب اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے لڑنے کی ضرورت نہیں پڑی تب بھی اس شہر کی سب زمین عشری کہلاوے گی اور عرب کے ملک کی بھی ساری زمین عشری ہے۔ مسئلہ (۲) اگر کسی کے باپ دادا سے یہی عشری زمین برابر چلی آتی ہو یا کسی ایسے مسلمان سے خریدی جس کے پاس اسی طرح چلی آتی ہو تو ایسی زمین میں جو کچھ پیدا ہو اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کھیت کو سینچنا نہ پڑے فقط بارش کے پانی سے پیداوار ہو گئی یا ندی اور دریا کے کنارے پر ترائی میں کوئی چیز بوئی اور بے سینچے پیدا ہو گئی تو ایسے کھیت میں جتنا پیدا ہوا ہے اس کا دسواں حصہ خیرات کر دینا واجب ہے یعنی دس من میں ایک من اور دس سیر میں ایک سیر اور اگر کھیت کو پر چلا کر کے یا کسی اور طریق سے سینچا ہے تو پیداوار کا بیسواں حصہ خیرات کرے یعنی بیس من میں ایک من اور بیس سیر میں ایک سیر، اور یہی حکم ہے باغ کا ایسی زمین میں کتنی ہی تھوڑی چیز پیدا ہوئی ہو ہر حال یہ صدقہ خیرات کرنا واجب ہے کم اور زیادہ ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے۔ مسئلہ (۳) اناج ساگ ترکاری، میوہ، پھل، پھول وغیرہ جو کچھ پیدا ہو سب کا یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۴) عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل سے اگر شہد نکالا تو اس میں بھی یہ صدقہ واجب ہے۔ مسئلہ (۵) کسی نے اپنے گھر کے اندر کوئی درخت لگایا یا کوئی چیز ترکاری کی قسم سے یا اور کچھ بویا اور اس میں پھل آیا تو اس میں یہ صدقہ واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۶) اگر عشری زمین کوئی کافر خرید لے تو وہ عشری نہیں رہتی پھر اگر اس سے مسلمان بھی خرید لے یا کسی اور طور پر اس کو مل جاوے تب بھی وہ عشری نہ ہو گی۔ مسئلہ (۷) یہ بات کہ یہ دسواں یا بیسواں حصہ کس کے ذمہ ہے یعنی زمین کے مالک پر ہے یا پیداوار کے مالک پر ہے اس میں بڑا عالموں کا اختلاف ہے

ل ارض العرب وما اسلم اهلها او فتح عنوة وقسم بين جيشنا والبصرة عشرية (رد المحتار ص ۴۶/۲) ۲ ويجب العشر في مسقى سماء اي مطر وسيح كنهر بلا شرط النصاب وبلا شرط البقاء الا في نحو حطب وقصب وحشيش ويجب نصفه في مسقى غرب اي دلو كبير ودالية اي دولاب (رد المحتار ص ۴۹/۲ وهدايه ص ۱۸۱/۱) ۳ ويجب العشر عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى في كل ما تخرجه الارض من الحنطة والشعير والدخن والارز واصناف الحبوب والبقول والرياحين والاوراد والرطاب وقصب السكر والذريرة والبطيخ والقثاء والخيار والباذنجان والعصفر واشباه ذلك مما له ثمرة باقية او غير باقية قل او كثر (رد المحتار ص ۱۸۶/۱) ۴ ويجب العشر في العسل اذا كان في ارض العشر وما يجمع من ثمار الاشجار التي نبتت بملوكة كاشجار الجبال يجب فيها العشر كذا في الظهيرة (عالمگیری ص ۱۸۶/۱ وبحر ص ۲۵۵/۲) ۵ ولو كان في دار رجل شجرة مثمرة لا عشر فيها كذا في شرح المجمع لابن مالك (عالمگیری ص ۱۸۶/۱) ۶ ولو كانت الارض لمسلم باعها من ذمي غير تغلبي وقبضها فعليه الخراج عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى فان اخذها منه مسلم بالشفعة او ردت على البائع لفساد البيع فهو عشرية كما كانت (عالمگیری ص ۱۸۶/۱) ۷ ولو آجرارضا عشرية كان العشر على الآجر عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى وعندهما على المستاجر وفي المزارعة على قولهما العشر عليهما بالحصة وعلى قوله على رب الارض لكن يجب في حصته في عينه وفي حصة المزارع يكون دينا في ذمته (عالمگیری بحذف ص ۱۸۷/۱) ۸ یعنی جن مسلمان سپاہیوں نے ملک کو فتح کیا ہو لیکن اگر ان کے علاوہ کسی اور مسلمان کو زمین دیدی گئی تو

مگر ہم آسانی کے واسطے یہی بتلایا کرتے ہیں کہ پیداوار والے کے ذمّہ ہے سو اگر کھیت ٹھیکہ پر ہو خواہ نقد پر یا غلّہ پر تو کسان کے ذمہ ہوگا اور اگر کھیت بٹائی پر ہو تو زمیندار اور کسان دونوں اپنے اپنے حصّہ کا دیں۔

باب	جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اُن کا بیان	۱۷

مسئلہ (۱) جس[۱] کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو اس کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اسکو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں، اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو سوداگری کا اسباب تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مالدار ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اگرچہ خود اس قسم کے مالدار پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۲) اور جس[۲] کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گذارہ کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳)[۳] بڑی بڑی دیگیں اور بڑے بڑے فرش فروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ دفعہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روزمرہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔ مسئلہ (۴) رہنے[۴] کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لئے نوکر چاکر اور گھر کی گھرستی جو اکثر کام میں رہتی ہے یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں اس کے ہونے سے مالدار نہیں ہوگی چاہے جتنی قیمت کی ہو اس لئے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اسی طرح پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔ مسئلہ (۵) کسی[۵] کے پاس دس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتی ہے اور اس کی آمدنی سے گذر کرتی ہے یا ایک آدھ گاؤں ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جسمیں زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۶) کسی[۶] کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے کا یا اس سے بھی زائد کا قرضدار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضے کر کتنے روپے بچتے ہیں

[۱] ولا یجوز دفع الزکوٰۃ الیٰ من یملک نصابا ای مال کان دنانیر او دراہم او سوائم او عروضا للتجارۃ او لغیر التجارۃ فاضلا عن حاجتہ فی جمیع السنۃ ہٰکذا فی الزاہدی (عالمگیری ص ۱۸۹/۱) [۲] منہا الفقیر وہو من لہ ادنیٰ شیٔ وہو ما دون النصاب او قدر نصاب غیر نام وہو مستغرق فی الحاجۃ فلا یخرجہ عن الفقر ملک نصب کثیرۃ غیر نامیۃ اذا کانت مستغرقۃ بالحاجۃ ومنہا المسکین وہو من لا شیٔ لہ فیحتاج الی المسئلۃ لقوتہ او ما یواری بدنہ ویحل لہ ذلک بخلاف الاول حیث لا تحل المسئلۃ لہ فانہا لا تحل لمن یملک قوت یومہ بعد سترۃ بدنہ (عالمگیری ص ۱۸۷-۱۸۸/۱) [۳] لا باس ان یعطی من الزکوٰۃ من لہ مسکن وما یتأثث بہ فی منزلہ وخادم وفرس وسلاح وثیاب البدن وکتب العلم ان کان من اہلہ فان کان لہ فضل عن ذلک تبلغ قیمتہ مائتی درہم حرم علیہ اخذ الصدقۃ والذی یظہر عامران ما کان من اثاث المنزل وثیاب البدن واوانی الاستعمال مما لا بد لامثالہ منہ فہو من الحاجۃ الاصلیۃ وما زاد علی ذلک من الحلی والاوانی والامتعۃ التی یقصد بہا الزینۃ اذا بلغ نصابا تصیر بہ غنیۃ۔ (رد المحتار بحذف ص ۸۹/۲) ۔ [۴] دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ہٰذا [۵] وکذا لو کان لہ حوانیت او دار غلۃ تساوی ثلاثۃ آلاف درہم وغلتہا لا تکفی لقوتہ وقوت عیالہ یجوز صرف الزکوٰۃ الیہ فی قول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (عالمگیری ص ۱۸۹/۱) [۶] (ومن مصارف الزکوٰۃ) مدیون لا یملک نصابا فاضلا عن دینہ ہو المراد بالغارم فی الآیۃ وذکر فی الفتح ما یقتضی انہ یطلق علی رب الدین ایضا فانہ قال والغارم من لزمہ دین او لہ دین علی الناس لا یقدر علی اخذہ ولیس عندہ نصاب (در مختار ص ۸۳/۲) ۱۲۔

اگر اتنے بچیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔ مسئلہ (۷) ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا سارا مال چوری ہو گیا یا اور کوئی وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے بھر کا بھی خرچ نہیں ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستے میں خرچ چک گیا (یعنی ختم ہو گیا) اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی دینا درست ہے۔ مسئلہ (۸) زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں مسلمان ہی کو دیوے اور زکوٰۃ اور عُشر اور صدقہ فطر اور نذر اور کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا درست ہے۔ مسئلہ (۹) زکوٰۃ کے پیسہ سے مسجد بنوانا یا کسی لاوارث مردہ کا گور و کفن کر دینا یا مردے کی طرف سے اسکا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جاوے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مسئلہ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں باپ دادا دادی، نانا نانی، پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوئی ہے ان کو دینا درست نہیں ہے اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے پڑپوتے نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں ان کو بھی دینا درست نہیں، ایسے ہی بی بی اپنے میاں کو اور میاں بی بی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ مسئلہ (۱۱) ان رشتہ داروں کے سوا اور سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے جیسے بھائی بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، دادا ساس، خسر وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲) نابالغ لڑکے کا باپ اگر مالدار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا لڑکی بالغ ہو گئے اور خود وہ مالدار نہیں لیکن ان کا باپ مالدار ہے تو ان کو دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۳) اگر چھوٹے بچے کا باپ تو مالدار نہیں لیکن ماں مالدار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۴) سیدوں کو اور علویوں کو اور اسی طرح جو حضرت عباسؓ کی یا حضرت جعفرؓ یا حضرت عقیلؓ (یعنی ابی طالب کے بیٹے) یا حضرت حارث بن عبد المطلب (نام دادا آنحضرتؐ) کی اولاد میں ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اسی طرح جو صدقہ شریعت سے واجب ہو اس کا دینا بھی درست نہیں جیسے نذر کفارہ عُشر صدقہ فطر اور اس کے سوا اور کسی صدقہ خیرات کا دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۵) گھر کے نوکر چاکر خدمت گار ماما، دائی، کھلائی وغیرہ کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دیدینا درست ہے لیکن ان کی تنخواہ میں نہ حساب کرے بلکہ

ف۱ (من مصارف الزکوٰۃ) ابن السبیل وهو کل من له مال لا معه ای سواء کان هو فی غیر وطنه او فی وطنه وله دیون لا یقدر علی اخذها کما فی النهر عن النقایة لکن الزیلعی جعل الثانی ملحقا به حیث قال والحق به کل من هو غائب عن ماله وان کان فی بلده لان الحاجة هی المعتبرة وقد وجدت لانه فقیر یدا وان کان غنیا ظاهرا وقال فی الفتح ایضا ولا یحل له ای لابن السبیل ان یاخذ اکثر من حاجته والاولی له ان یستقرض ان قدر ولا یلزمه ذلک لجواز عجزه عن الاداء (رد المحتار ص۸۴ ج۲) ف۲ ولا تدفع الزکوٰۃ الی ذمی وجاز دفع غیرها وغیر العشر والخراج الیه ای الذمی ولو واجبا کنذر وکفارة وفطرة خلافا للثانی وبقوله یفتی حاوی القدسی (در المختار ص۹۲ ج۲ ہدایہ ص۱۸۵ ج۱)

ف۳ ولا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینه (رد المختار ص۸۵ ج۲ ہدایہ ص۱۸۵ ج۱) ف۴ ولا یدفع المزکی زکوٰۃ ماله الی ابیه وجده وان علا ولا الی ولده وولد ولده وان سفل ولا الی امرأته ولا تدفع المرأة الی زوجها (ہدایہ ص۱۸۶ ج۱) ف۵ وقید بالولاد لجوازه لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة (رد المختار ص۸۹ ج۲) ف۶ ولا یجوز دفعها الی ولد الغنی کذا فی ... ولد کان کبیرا فقیرا ویدفع الی امرأة غنی اذا کانت فقیرة وکذا الی البنت الکبیرة اذا کان ابوها غنیا (عالمگیری ص۱۸۹ ج۱) ف۷ ولا الی طفله ای الطفل الغنی بخلاف ولده الکبیر وابیه وامرأته الفقراء وطفل ... فیجوز (در المختار ص۹۰ ج۲) ف۸ ولا یدفع الی بنی هاشم وهم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث بن عبد المطلب ... یجوز الدفع الی من عداهم من بنی هاشم (عالمگیری ص۱۸۹ ج۱) ف۹ وجازت التطوعات من الصدقة قید بها لیخرج بقیة الواجبات کالنذر والعشر والکفارات (رد المختار ص۹۱ ج۲) ف۱۰ ولو نوی الزکوٰۃ بما یدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستاجره ان کان الخلیفة بحال لو لم یدفعه یعلم الصبیان ایضا اجزأه وکذا ما یدفعه الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرها بنیة الزکوٰۃ (عالمگیری ص۱۹۰ ج۱ در المختار ص۹۶ ج۲) ف۱۱ مردہ خواہ لاوارث ہو یا وارث والا کسی صورت میں اسکے گور و کفن میں زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی البتہ اگر مردہ کے غریب وارثوں ...

ف۱۲ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے ۱۲

تنخواہ سے زائد بطور انعام اکرام کے دیدے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے تو درست ہے۔

مسئلہ (١٦) جس[1] لڑکے کو تم نے دودھ پلایا ہے اس کو اور جس نے بچپن میں تم کو دودھ پلایا ہے اسکو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ (١٧) ایک[2] عورت کا مہر ہزار روپیہ ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے کہ ادا نہیں کرسکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں یا اس نے اپنا مہر معاف کردیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگونگی تو وہ ادا کردے گا کچھ تامل نہ کرے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ مسئلہ (١٨) ایک[3] شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دیدی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سید ہے یا اندھیری رات میں کسی کو دیدیا پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میری ماں تھی یا میری لڑکی تھی یا اور کوئی ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جاوے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لیوے اور پھیر دیوے اور اگر دینے کے بعد معلوم ہو کہ جس کو دیا ہے وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرے۔ مسئلہ (١٩) اگر کسی[4] پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جاوے اس کو زکوٰۃ نہ دیوے اگر بے تحقیق کئے دیدیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دیوے لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جاوے کہ وہ غریب ہی ہے تو پھر سے نہ دے زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ مسئلہ (٢٠) زکوٰۃ[5] کے دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتہ ناتہ کے لوگوں کا خیال رکھو کہ پہلے ان ہی لوگوں کو دو لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ صدقہ اور خیرات کی چیز ہے تاکہ وہ برا نہ مانیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت والوں کو خیرات دینے سے دُہرا ثواب ملتا ہے ایک تو خیرات کا دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے کا پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔ مسئلہ (٢١) ایک[6] شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہوں ان کو بھیجدیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہیں ان کو بھیجدیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دیندار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

[1] دیکھو حاشیہ ٥ صفحہ ٢٦ [2] ولو دفعها لاخته ولها على زوجها مهر يبلغ نصابا وهو ملئ مقر ولو طلبت لا يمتنع عن الاداء لا يجوز والا جاز (رد المحتار ص ۹۶ ج ۲)
[3] واذا شك وتحرى فوقع في اكبر رأيه انه محل الصدقة فدفع اليه وسأل منه فدفع او رآه في صف الفقراء فدفع فان ظهر انه محل صدقة جاز بالاجماع وكذا ان لم يظهر حاله عنده واما اذا ظهر انه غني او هاشمي او كافر او مولى الهاشمي او الوالدان او المولودون او الزوج او الزوجة فانه يجوز وتسقط عنه الزكوٰة في قول ابي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى واذا ظهر انه عبده او مدبره او ام ولده او مكاتبه فانه لا يجوز وعليه ان يعيد بالاجماع واذا دفعها ولم يخطر بباله انه مصرف ام لا فهو على الجواز الا اذا تبين انه غير مصرف واذا دفعها اليه وهو شاك ولم يتحر او تحرى ولم يظهر له انه مصرف او غلب على ظنه انه ليس بمصرف فهو على الفساد الا اذا تبين انه مصرف (عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱)
[4] دیکھو حاشیہ ٣ صفحہ ہذا
[5] والافضل في الزكوٰة والفطر والنذر والصرف اولا الى الاخوة والاخوات ثم الى اولادهم ثم الى الاعمام والعمات ثم الى اولادهم ثم الى الاخوال والخالات ثم الى اولادهم ثم ذوي الارحام ثم الى الجيران ثم الى اهل حرفته ثم الى اهل مصره او قريته (عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱)
[6] ويكره نقل الزكوٰة من بلد الى بلد الا ان ينقلها الانسان الى قرابته او الى قوم هم احوج اليها من اهل بلده (عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱) وفي الدر وكره نقلها الا الى قرابة بل في الظهيرية لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتى يبدأ بهم فيسد حاجتهم او احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمين من دار الحرب الى دار الاسلام او الى طالب العلم وفي المعراج التصدق على العالم الفقير افضل او الى الزهاد (رد المحتار ص ۹۳، ۹۴ ج ۲)

باب	صدقۂ فطر کا بیان	۱۸

مسئلہ (۱) جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال و اسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو تو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گذر چکا ہو یا نہ گذرا ہو اور اس صدقہ کو شرع میں صدقہ فطر کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲) کسی کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانسو کا بکے اور پہننے کے بڑے قیمتی کپڑے ہیں مگر ان میں گوٹہ لچکا نہیں اور خدمت کے لئے دو چار خدمتگار ہیں گھر میں ہزار پانسو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں اور وہ سب کام میں آیا کرتا ہے یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹہ لچکہ اور زیور بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ایسے پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۳) کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتی ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دیدیا ہے تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں البتہ اگر اسی پر اس کا گذارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جاوے گا اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ مسئلہ (۴) کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال اسباب ہے لیکن وہ قرضدار بھی ہے تو قرضہ مجرا کر کے دیکھو کیا بچتا ہے اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو صدقۂ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔ مسئلہ (۵) عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسیوقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں اس کے مال میں سے نہ دیا جاوے گا مسئلہ (۶) بہتر یہ ہے کہ جس وقت مرد لوگ نماز کے لئے عیدگاہ جاتے ہیں اس سے پہلے ہی صدقہ دیدے اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد سہی۔ مسئلہ (۷) کسی نے صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دیدیا تب بھی ادا ہو گیا اب دوبارہ دینا واجب نہیں مسئلہ (۸) اگر کسی نے عید

ادلہ ۱ صدقة الفطر تجب على حر مسلم مكلف مالك لنصاب او قيمته وان لم يحل عليه الحول عند طلوع فجر يوم الفطر ولم يكن للتجارة فارغ عن الدين وحاجته الاصلية وحوائج عياله والمعتبر فيها الكفاية لا التقدير وهى مسكنه واثاثه وثيابه وفرسه وسلاحه وعبيده للخدمة (مراقی ص۲۲) ۳ له دار يسكنها لكن تزيد على حاجته ان م ولا يسكن الكل يحل له اخذ الصدقة في الصحيح وفيها سئل محمد عمن له ارض يزرعها وحانوت يستغلها ودار غلتها ثلاثة آلاف ولا تكفي لنفقته ونفقة عياله سنة يحل له اخذ الزكوة والذي يظهر مما مران ما كان من اثاث المنزل وثياب البدن واواني الاستعمال مما لابد لامثاله منه فهو من الحاجة الاصلية وما زاد على ذلك من الحلى والاواني والامتعة التي يقصد بها الزينة اذا بلغ نصابا تصير غنية (رد المحتار ص۸۸-۸۹ ج۲) ۴ وذكر في الفتاوى فيمن له حوانيت ودور للغلة لكن غلتها لا تكفيه وعياله انه فقير (رد المحتار ص۸۸ ج۲) ۵ وان كان ماله اكثر من دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا (هدایه ص۱۶۶ ج۱) وصدقة الفطر كالزكوة في المصارف وفي كل حال الا في جواز الدفع الى الذمي وعدم سقوطها بهلاك المال (رد المحتار ص۱۰۸ ج۲) ۶ (وتجب) بطلوع فجر الفطر اي الفجر الثاني فمن مات قبل اي الفجر او ولد بعده او اسلم لا تجب عليه (رد المحتار ص۱۰۶ ج۲ وعالمگیری ص۱۹۲ ج۱) ۷ ويستحب اخراجها اي صدقة الفطر قبل الخروج الى المصلى بعد طلوع فجر الفطر (رد المحتار ص۱۰۶ ج۲) ۸ وصح اداؤها اذا قدمه على يوم الفطر او اخره (رد المحتار ص۱۰۶ ج۲)

۹ وان اخروها عن يوم الفطر لم تسقط وكان عليهم اخراجها (هدایه ص۱۹۱ ج۱) ۱۰ یہاں صدقہ کے پیسہ سے مراد صدقہ واجبہ کے پیسے ہیں ۱۲ ۱۱ خواہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہو یا صدقہ فطر ۱۲

کے دن صدقۂ فطر نہ دیا تو معاف نہیں ہوا اب کسی دن دیدینا چاہیے۔ مسئلہ(۹) صدقۂ فطر فقط اپنی طرف سے واجب ہے کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں نہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے نہ شوہر کی طرف سے نہ کسی اور کی طرف سے۔ مسئلہ(۱۰) اگر چھوٹے بچے کے پاس اتنا مال ہو جتنے کے ہونے سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، جیسے اس کا کوئی رشتہ دار مر گیا اس کے مال سے اس بچہ کو حصہ ملا یا کسی اور طرح سے بچے کو مال مل گیا تو اس بچہ کے مال میں سے صدقۂ فطر ادا کرے لیکن اگر وہ بچہ عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہوا ہو تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ(۱۱) جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ مسئلہ(۱۲) صدقۂ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو دیوے تو اسی کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر بلکہ احتیاط کے لئے پورے دو سیر یا کچھ اور زیادہ دیدینا چاہیے کیونکہ زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور اگر جو یا جو کا آٹا دیوے تو اس کا دونا دینا چاہیے۔ مسئلہ(۱۳) اگر گیہوں یا جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار، تو اتنا دیوے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جو کے برابر ہو جاوے جتنے اوپر بیان ہوئے۔ مسئلہ(۱۴) اگر گیہوں اور جو نہیں دیئے بلکہ اتنے گیہوں اور جو کی قیمت دیدی تو یہ سب سے بہتر ہے۔ مسئلہ(۱۵) ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دیدے دونوں باتیں جائز ہیں۔ مسئلہ(۱۶) اگر کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدیا تب بھی درست ہے۔ مسئلہ(۱۷) صدقۂ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

۱۹	قربانی کا بیان	باب

قربانی کا بڑا ثواب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے

(حاشیہ) ۱ ر ر جیب عن نفسہ وطفلہ الفقیر والشارۃ الی ان الام لاتجب علیہا صدقۃ اولادہا الصغار کما فی (رد المحتار) ۲ تجب علی الصبی والمجنون اذا کان لہما مال ویخرجہا الولی عن مالہما کما یجب فطرتہما تجب فطرۃ رقیقہما من مالہما (رد المحتار) ۳ دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۸ ۔ ۴ من سقط عنہ صوم الشہر لکبر او لمرض لایسقط صدقۃ الفطر (عالمگیری) ۵ الفطرۃ نصف صاع من بر او دقیق او سویق او زبیب او صاع من تمر او شعیر (ہدایہ۔ رد المحتار) ۶ وما لم ینص علیہ کذرۃ وخبز یعتبر فیہ القیمۃ (رد المحتار وعالمگیری) ۷ وذکر فی الفتاوی ان اداء القیمۃ افضل من عین المنصوص علیہ وعلیہ الفتویٰ م

(حاشیہ ہامش) ۸ عالمگیری و درمختار ۹ وجاز دفع کل شخص فطرتہ الی مسکین او مساکین علی المذہب کما جاز دفع صدقۃ جماعۃ الی مسکین واحد بلا خلاف (رد المحتار) ۱۰ دیکھو حاشیہ صفحہ ۔ ۱۱ صدقۃ الفطر کالزکوۃ فی المصارف وفی کل حال الا فی جواز الدفع الی الذمی وعدم سقوطہا بہلاک المال۔ (رد المحتار) ۱۲ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اہراق الدم وانہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونہا واشعارہا واظلافہا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بہا نفسا۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ (مشکوۃ) ۱۳ یہاں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ عورتوں کا ہے مردوں پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ مالدار نہ ہوں۔ اور اگر وہ مالدار ہوں تو باپ کو چاہیے کہ انہیں کے مال میں سے دیدے بالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں لیکن اگر وہ بالغ اولاد مجنون ہو تو اس کی طرف سے بھی دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ مالدار نہ ہو اگر وہ مالدار ہے تو اسی کے مال میں سے ادا کرے ۔

صفحہ ۱۸ سے چاول وغیرہ بھی اسی حکم میں شامل ہیں فقط گیہوں کا دوگنا دیدینا کفایت نہ کریگا بلکہ قیمت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اگر ایک ہی فقیر کو کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر دے تو اتنا نہ دینا چاہیے کہ اس فقیر

ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے تو خوب خوشی سے اور خوب دل کھول کر قربانی کیا کرو[۱]۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ سبحان اللہ بھلا سوچو تو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں ملجاتی ہیں، بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گن پاوے پس سوچو تو کتنی نیکیاں ہوئیں بڑی دینداری کی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ ہو تب بھی اتنے بیحساب ثواب کے لالچ سے قربانی کر دینا چاہیئے کہ جب یہ دن چلے جاوینگے تو یہ دولت کہاں نصیب ہوگی اور اتنی آسانی سے اتنی نیکیاں کیسے کما سکے گی اور اگر اللہ نے مالدار اور امیر بنایا ہو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے جو رشتہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں باپ وغیرہ ان کی طرف سے بھی قربانی کر دے کہ ان کی روح کو اتنا بڑا ثواب پہونچ جاوے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کی بیبیوں کی طرف سے اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے کر دے اور نہیں تو کم سے کم اتنا تو ضرور کرے کہ اپنی طرف سے قربانی کرے کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے۔ جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم اور کون ہوگا اور گناہ رہا سو الگ۔ جب[۲] قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹادے تو پہلے یہ دعا پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ

پھر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکے ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

مسئلہ (۱) جس[۳] پر صدقۂ فطر واجب ہے اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے، اور اگر اتنا مال نہ ہو جتنے کے ہونے سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کر دیوے تو بہت ثواب پاوے۔

مسئلہ (۲) مسافر[۴] پر قربانی کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ (۳) بقرعید[۵] کی دسویں تاریخ سے لیکر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہتر دن بقرعید کا دن ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

مسئلہ (۴) بقرعید[۶] کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کرے البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں میں رہتی ہو تو وہاں فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی

---

[۱] عن زید ابن ارقم قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراہیم علیہ السلام قالوا فمالنا فیہا یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ حسنۃ قالوا فالصوف یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ رواہ احمد وابن ماجہ (مشکوۃ صفحہ ۱۲۹)

[۲] عن جابر قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین فلما وجہہما قال انی وجہت وجہی الخ (مشکوۃ صفحہ ۱۲۸)

[۳] وشرائطہا الاسلام والاقامۃ والیسار الذی یتعلق بہ وجوب صدقۃ الفطر (رد المحتار صفحہ ۲۱۶ ج ۲ ہدایہ صفحہ ۳۷۶ ج ۴)

[۴] ولیس علی الفقیر والمسافر اضحیۃ ۱۲ (ہدایہ صفحہ ۳۷۸ ج ۴)

[۵] ووقت الاضحیۃ یدخل بطلوع الفجر من یوم النحر الا انہ لایجوز لاہل الامصار الذبح حتی یصلی الامام العید فاما اہل السواد فیذبحون بعد الفجر (ہدایہ صفحہ ۳۷۸ ج ۴)

[۶] اگر کسی دوسرے کی جانب سے ذبح کرتا ہو تو تقبلہ کے بعد من فلاں کہے (فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لے جس کی طرف سے قربانی کر رہا ہے) ۱۲

[۷] صبح صادق کے بعد بھی درست ہے ۱۲

کر دینا درست ہے شہر اور قصبہ کے رہنے والے نماز کے بعد کریں۔ مسئلہ (۵) اگر کوئی شہر کی رہنے والی اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیجدیوے تو اس کی قربانی نماز سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ خود وہ شہر ہی میں موجود ہے۔ لیکن جب قربانی دیہات میں بھیجدی تو نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہوگیا، ذبح ہوجانے کے بعد اس کو منگوالے اور گوشت کھاوے۔ مسئلہ (۶) بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۷) دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا درست نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔ مسئلہ (۸) دسویں گیارہویں بارہویں تاریخ سفر میں تھی پھر بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہونچ گئی یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کرلی تو اب قربانی کرنا واجب ہوگیا اسی طرح اگر پہلے اتنا مال نہ تھا اس لئے قربانی واجب نہ تھی پھر بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال ملگیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۹) اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے، اگر خود ذبح کرنا نہ جانتی ہو تو کسی اور سے ذبح کروالے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑی ہوجانا بہتر ہے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پردہ کی وجہ سے سامنے نہیں کھڑی ہوسکتی تو بھی کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۱۰) قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے اگر دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتی ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کردیا تو بھی قربانی درست ہوگئی۔ لیکن اگر یاد ہو تو وہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ مسئلہ (۱۱) قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے۔ اگر کسی نے اس کی طرف سے قربانی کردی تو نفل ہوگئی۔ لیکن اپنے ہی مال میں سے کرے اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے۔ مسئلہ (۱۲) بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۱۳) گائے بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوکر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کھانے کی

---

(۱) وحیلۃ المصری اذا اراد التعجیل ان یبعث بہا الی خارج المصر فیضحی بہا کما طلع الفجر (ہدایہ ص۴۲۸ ج۴) (۲و۳) وقت الاضحیۃ ثلاثۃ ایام العاشر والحادی عشر

والثانی عشر اولہا افضل وآخرہا ادونہا ویجوز فی نہارہا ولیالیہا بعد طلوع الفجر من یوم النحر الی غروب الشمس من الیوم الثانی عشر الا انہ یکرہ الذبح فی اللیل (عالمگیری ص۲۹۵ ج۵ وہدایہ ص۴۲۸ ج۴) (۴) اذا لم یکن اہلا للوجوب فی اول الوقت ثم صار اہلا فی آخرہ بان کان کافرا او عبدا او فقیرا او مسافرا فی اول الوقت ثم صار اہلا فی آخرہ یجب علیہ (عالمگیری ص۲۹۷ ج۵) (۵) والافضل ان یذبح اضحیتہ بیدہ ان کان یحسن الذبح لان الاولی فی القربات ان یتولی بنفسہ وان کان لا یحسن فالافضل ان یستعین بغیرہ ولکن ینبغی ان یشہد بالنفسہ (عالمگیری ص۳۰۱ ج۵) (۶) ولا یشترط ان یقول بلسانہ ما نوی بقلبہ کما فی الصلوۃ (رد المحتار ص۲۱۶ ج۵) (۷) ولیس علی الرجل ان یضحی عن اولادہ الکبار وامراتہ الا باذنہ وفی الولد الصغیر عن ابی حنیفۃ روایتان فی ظاہر الروایۃ تستحب ولا تجب (عالمگیری ص۲۹۷ ج۵) (۸) واما جنسہ فہو ان یکون من الاجناس الثلثۃ الغنم او الابل او البقر ویدخل فی کل جنس نوعہ والذکر والانثی منہ والخصی والفحل (عالمگیری ص۲۹۹ ج۵) (۹) دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہذا ۱۲

(۱) مراد ہے بقرعید کی نماز ۱۲

نیت نہ ہو، اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے نہ اس کی جس کا ساتویں سے کم ہے۔ مسئلہ (۱۴) اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں تب بھی سب کی قربانی درست ہے، اور اگر آٹھ آدمی شریک ہوگئے تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۵) قربانی کے لئے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور ملگیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کرلینگے اور ساجھے میں قربانی کریںگے اس کے بعد کچھ اور لوگ اس گائے میں شریک ہوگئے تو یہ درست ہے اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنے کی نہ تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا تو اب اس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر کسی اور کو شریک کرلیا تو دیکھنا چاہیئے جس نے شریک کیا ہے وہ امیر ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں اگر امیر ہے تو درست ہے اور اگر غریب ہے تو درست نہیں۔ مسئلہ (۱۶) اگر قربانی کا جانور کہیں گم ہوگیا اس لئے دوسرا خریدا پھر وہ پہلا بھی ملگیا اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں جانوروں کی قربانی اس پر واجب ہوگی۔ مسئلہ (۱۷) سات آدمی گائے میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں بلکہ ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں نہیں تو اگر کوئی حصہ زیادہ کم رہیگا تو سود ہوجاوے گا اور گناہ ہوگا البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلہ پائے اور کھال کو بھی شریک کرلیا تو جس طرف کلہ پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو درست ہے چاہے جتنا کم ہو جس طرف گوشت زیادہ تھا اس طرف کلہ پائے شریک کئے تو بھی سود ہوگیا اور گناہ ہوا۔ مسئلہ (۱۸) بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں پورے دو برس ہوچکیں تب قربانی درست ہے اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے وقت چھ مہینے کے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے

ـــــــــــــــــــــ

لے یجب ان یعلم ان الشاۃ لاتجزی الاعن واحد وان کانت عظیمۃ والبقر والبعیر یجزی عن سبعۃ اذا کانوا یریدون بہ وجہ اللہ تعالی والتقدیر بالسبع یمنع الزیادۃ ولا یمنع النقصان (عالمگیری صفحہ ۲۰۴ ج ۲) ۲ے ولو لاحدہم اقل من سبع لم یجز عن احد (رد المحتار صفحہ ۲۱۹ ج ۵) ۳ے ولو اشتری بقرۃ یرید ان یضحی بہا عن نفسہ ثم اشترک فیہا ستۃ معہ جاز استحسانا (ہدایہ صفحہ ۴۲۷ ج ۴) وہذا محمول علی الغنی لانہا لم تتعین لوجوب التضحیۃ بہا ومع ذلک یکرہ فاما الفقیر فلا یجوز لہ ان

یشترک فیہا (رد المحتار صفحہ ۲۱۹ ج ۵) ۴ے ولو ضلت او سرقت فاشتری اخری ثم ظہرت الاولی فی ایام النحر علی الموسر ذبح احدہما وعلی الفقیر ذبحہما (ہدایہ صفحہ ۴۲۸ ج ۴) ۵ے ویقسم اللحم وزنا لا جزافا الا اذا ضم معہ من الاکارع او الجلد (رد المحتار صفحہ ۲۲۰ ج ۵) ۶ے وصح الجذع من الضان ان کان بحیث لو خلط بالثنایا لا یمکن التمیز من بعد وصح الثنی فصاعدا من الثلثۃ والثنی ہو ابن خمس من الابل وحولین من البقر والجاموس وحول من الشاۃ والمعز (رد المحتار صفحہ ۲۲۳ ج ۵) وفی المعراج الضأن جمع ضائن کرکب جمع راکب من الذوات الصوف والمعز ذوات الشعر والانثی والذکر الالیتین (بحر صفحہ ۲۲۳ ج ۵) ۷ے لیکن اس شریک کی قربانی پر کوئی اثر نہ پڑیگا ان کی قربانی ادا ہوجاویگی البتہ اس غریب کو چاہئے کہ جتنے حصوں کی نیت اس نے خریدتے وقت کی تھی اتنے حصہ کی قیمت قربانی کرے بشرطیکہ قربانی کے دن باقی ہوں اور اگر قربانی کے دن ختم ہوگئے ہوں تو ان حصوں کا دام فقیروں و مساکین کو دے۔ ۸ے یعنی دونوں میں سے کسی ایک کی قربانی کرے اگر پہلے جانور کی قربانی کرے جو گم ہوگیا تھا تو اسمیں کوئی شرط نہیں لیکن اگر دوسرے جانور کی قربانی کرے تو اسمیں یہ شرط ہے کہ یہ دوسرا جانور پہلے جانور سے قیمت میں برابر ہو یا زائد ہو لیکن اگر کم ہو تو جتنی قیمت میں کمی ہو وہ غریبا کو

اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیئے۔ مسئلہ (۱۹) جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا تہائی دم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۰) جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۱) اتنا دبلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ حرج نہیں اس کی قربانی درست ہے لیکن ہوتے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۲۲) جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اسکی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اسکی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۳) جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے ہیں تو اسکی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۴) جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۵) خصّی یعنی بدھیا بکرے اور مینڈھے کی بھی قربانی درست ہے جس جانور کے خارش ہو اس کی بھی قربانی درست ہے البتہ اگر خارشت کی وجہ سے بالکل لاغر ہو گیا ہو تو درست نہیں۔ مسئلہ (۲۶) اگر جانور قربانی کے لئے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اسکے بدلے دوسرا جانور خرید کرکے قربانی کرے ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی جانور قربانی کر دے۔ مسئلہ (۲۷) قربانی کا گوشت آپ کھاوے اور اپنے رشتہ ناتے کے لوگوں کو دیدے اور فقیروں اور محتاجوں کو خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۸) قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کر دے اور یا بیچکر اس کی قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی پیسے خیرات کرنا چاہیئے اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے

لـ ولا یجوز العمیاء والعوراء البین عورها والعرجاء البین عرجها وهی التی لا تقدر ان تمشی برجلها الی المنسک والمریضة البین مرضها ومقطوعة الاذنین والالیة والذنب بالکلیة والتی لا اذن لها فی خلقة ویجزئ السکاء وهی صغیرة الاذن (عالمگیری ص۲۹۷) لـ روی محمد عنه فی الاصل والجامع الصغیر ان المانع ذهاب اکثر من الثلث

ونہا ان الثلث ومنہ الربع ومنہ ان یکون الذہاب اقل من الباقی او مثلہ انتہی بالمعنی الاولی ہی ظاہر الروایة وصححہا فی الخانیة حیث قال والصحیح ان الثلث وما دونہ قلیل وما زاد علیہ کثیر وعلیہ الفتوی (رد المحتار ص۲۲۳ ج۵) لـ والعرجاء ای التی لا یمکنہا المشی برجلہا العرجاء انما تمشی بثلاث قوائم حتی لو کانت تضع الرابعة علی الارض وتستعین بہا جاز (رد المحتار ص۲۲۴ ج۵) لـ ولا تجوز العجفاء التی لا تنقی فان کانت فیہا بعض الشحم جاز (عالمگیری ص۲۹۷) لـ ولا بالہتماء التی لا اسنان لہا ویکفی بقاء الاکثر (رد المحتار ص۲۲۵ ج۵) لـ دیکھو حاشیہ اسی صفحہ ہذا لـ ویضحی بالجماء التی لا قرن لہا خلقة وکذا العظماء التی ذہب بعض قرنہا بالکسر او غیرہ فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز (رد المحتار ص۲۲۳ ج۵) لـ ویضحی بالجماء والخصی الی ان قال والجرباء السمینة فلو مہزولة لم یجز لان الجرب فی اللحم نقص (رد المحتار ص۲۲۴ ج۵) لـ ولو اشتراہا سلیمة ثم تعیبت بعیب مانع فعلیہ اقامة غیرہا مقامہا ان کان غنیا وان کان فقیرا اجزأہ ذلک (رد المحتار ص۲۲۶ ج۵) لـ ویاکل من لحم الاضحیة ویوکل غنیا ویدخر وندب ان لا ینقص التصدق عن الثلث (رد المحتار ص۲۳۱ ج۵) لـ ویتصدق بجلدہا او یعمل منہ نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلو او یبدلہ بما ینتفع بہ باقیا لا بمستہلک

اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دیدیتے تو بڑی بات ہے مگر ادا ہوجاویگی۔ **مسئلہ (۲۹)** اُس کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں خیرات ہی کرنا چاہیے۔ **مسئلہ (۳۰)** اگر کھال کو اپنے کام میں لاوے جیسے اس کی چھلنی بنوالی یا مشک یا ڈول یا جانماز بنوالی یہ بھی درست ہے۔ **مسئلہ (۳۱)** کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دیوے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دیوے۔ **مسئلہ (۳۲)** قربانی کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دے۔ **مسئلہ (۳۳)** کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔ **مسئلہ (۳۴)** کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گذر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دیوے اور اگر بکری خرید لی تھی تو وہی بکری بعینہٖ خیرات کر دے۔ **مسئلہ (۳۵)** جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کر دے نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دیوے جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑیگا۔ **مسئلہ (۳۶)** اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کے ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا کھلانا بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ **مسئلہ (۳۷)** لیکن اگر کوئی مردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جاوے اور اس کی وصیت پر اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کر دینا واجب ہے۔ **مسئلہ (۳۸)** اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے امر کے قربانی کر دی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدون اس کے امر کے تجویز کر لیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۳۹)** اگر کوئی جانور کسی کو حصہ پر دیا ہے تو یہ جانور پرورش کرنیوالی کی ملک نہیں ہوا بلکہ اصل مالکہ کا ہی ہے اس لئے اگر کسی نے اس پالنے والی سے خرید کر قربانی کر دی تو قربانی نہیں ہوئی اگر ایسا جانور خریدنا ہو تو اصل مالک سے جس نے حصہ پر دیا ہے خرید لیں۔ **مسئلہ (۴۰)** اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہوں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ یکجا ہی فقراء و احباب کو تقسیم کرنا یا پکا کر کھانا کھلانا چاہیں تو بھی جائز ہے اگر تقسیم کرینگے تو اس میں برابری ضروری ہے۔ **مسئلہ (۴۱)** قربانی کی کھال کی قیمت کسی کو اجرت میں دینا جائز نہیں کیونکہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے۔

ذکر فی البدائع ان الصحیح ان الشاۃ المشتراۃ للاضحیۃ اذا لم یضح بہا حتی مضی الوقت یتصدق الموسر بعینہا حیۃ کالفقیر بلا خلاف بین اصحابنا (رد المحتار ص ۲۳۳-۲۲۶ ج ۵) ۔ و ترکت التضحیۃ ومضت ایامہا تصدق بہا حیۃ ناذر لمعینۃ ... فان اکل تصدق بقیمۃ ما اکل (رد المحتار ص ۲۲۲ ج ۵) ۔ ضحی عن میت وارثہ بامرہ لزمہ بالتصدق بہا وعدم الاکل منہا وان تبرع عنہ لہ الاکل (رد المحتار ص ۲۲۶ ج ۵) ۔ اذا ضحی بشاۃ من غیرہ بامر ذلک الغیر او بغیر امرہ لا تجوز (عالمگیری ص ۲۰۲ ج ۲) ۔ وان فعل بغیر امرہم او بغیر امر بعضہم لا تجوز عنہ ولا عنہم (عالمگیری ص ۲۰۲ ج ۲) ۔ دفع بقرۃ الی رجل علی ان یعلفہا وما یکون من اللبن والسمن بینہما انصافا فالاجارۃ فاسدۃ وعلی صاحب البقرۃ للرجل اجر قیامہ وقیمۃ علفہ ان علفہا من علف ہو ملکہ (عالمگیری ص ۲۵ ج ۲) ۔ ولو اشتری نفسہ ولزوجتہ واولادہ الکبار بدنۃ ولم یقسموہا تجزیہم ... لان المقصود منہا الاراقۃ وقد حصلت (رد المحتار ص ۲۳ ...) ۔ فان بیع اللحم او الجلد بہ ای بمستہلک او بدراہم تصدق بثمنہ (رد المحتار ص ۲۳۲ ج ۵)

ف دیکھو حاشیہ ... صفحہ ... ولا یعطی اجرۃ الجزار منہا (رد المحتار ص ۲۲۲ ج ۵) ... ویتصدق بجلدہا او یعمل منہ نحو غربال وجراب (رد المحتار ص ۲۲۶ ج ۵) ... یجب علی الفقیر دون الغنی فان المشتری للاضحیۃ اذا کان المشتری فقیرا بان اشتری فقیر شاۃ ینوی ان یضحی بہا (عالمگیری ص ۱۹۲ ج ۲) ... ویتصدق بقیمتہا غنی شراہا اولا

دیکھو تتمہ ثانیہ امداد الفتاوی ص ۹۰ ۔ ... یہ قربانی بھی ایام قربانی ہی میں کرنی چاہیے لیکن اگر قربانی کے لفظ سے منت ماننے والے کی نیت میں صرف ذبح کرنا ہو تو پھر ...

مسئلہ(۴۲) قربانی کا گوشت کافروں کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دیا جاوے۔
مسئلہ(۴۳) اگر کوئی جانور گابھن ہو تو اس کی قربانی جائز ہے پھر اگر بچہ زندہ نکلے تو اسکو بھی ذبح کردے

۲۰	عقیقے کا بیان	باب

مسئلہ(۱) جس کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھدے اور عقیقہ کردے۔ عقیقہ کر دینے سے بچہ کی سب الابلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے مسئلہ(۲) عقیقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کیواسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لیوے اور سر کے بال منڈوا دیوے اور بال کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کردے اور لڑکے کے سر میں اگر دل چاہے تو زعفران لگا دیوے مسئلہ(۳) اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کردے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے چاہے جب کرے وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا مسئلہ(۴) جو دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جاوے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے فوراً اسیوقت بکری ذبح ہو یہ محض مہمل رسم ہے شریعت سے سب جائز ہے چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا پہلے ذبح کر لے تب سر مونڈے بیوجہ ایسی باتیں تراش لینا برا ہے۔ مسئلہ(۵) جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔ مسئلہ(۶) عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر کے بانٹے چاہے دعوت کر کے کھلادے سب درست ہے۔ مسئلہ(۷) عقیقہ کا گوشت باپ دادا نانا نانی دادی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔ مسئلہ(۸) کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں جائز ہے اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔

---

۱ ویہب منہا ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی (عالمگیری ص ۲۰۱ ج ۴) ۲ فان خرج والولد من بطنہا حیا فالعامۃ انہ یفعل بہ ما یفعل بالام (رد المحتار ۲۲۳) ۳ ویستحب لمن ولد لہ ولد ان یسمیہ یوم اسبوعہ در المختار ص ۲۳۱ ج ۵ ویحلق راسہ ویتصدق عند الائمۃ الثلاثۃ بزنۃ شعرہ فضۃ او ذھبا ثم یعق عند الحلق عقیقۃ اباحۃ علی ما فی الجامع المحبوبی او تطوعا علی ما فی شرح الطحاوی وھی شاۃ تصلح للاضحیۃ تذبح للذکر والانثی سواء فرق لحمھا نیا او طبخہ بحموضۃ او بدونہا مع کسر عظمہا اولا واتخاذ دعوۃ اولا (رد المحتار ص ۲۳۱ ج ۵) ۴ یبدأ بالحلق قبل الذبح (مقدمات ابن رشد ص ۴۲۲) ۵ دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ہذا ۶ سوا

(رد المحتار ص ۲۳۲ ج ۵) ۷ ف مثنوی میں حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب فرماتے ہیں کہ در دیں صورت خوردن گوشت آں مادر و پدر و جد و جدہ را نیز جائز است۔ یہ جو مشہور ہے کہ ماں و باپ و دادا و دادی وغیرہ کیلئے عقیقہ کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے اسکی شرع میں کوئی اصلیت نہیں ہے۔ ۸ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا رواہ ابو داؤد وعند النسائی کبشین کبشین وعن بریدۃ قال کنا فی الجاہلیۃ اذا ولد لاحدنا غلام ذبح شاۃ ولطخ راسہ بدمہا فلما جاء الاسلام کنا نذبح الشاۃ یوم السابع ونحلق راسہ ونلطخہ بزعفران رواہ ابو داؤد (مشکوۃ ص ۳۶۲) وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال نسخت الاضحیۃ کل دم قبلہا والعقیقۃ کانت قبلہا ولکن انتسلت الفرضیۃ لا یخرج عن کونہ قربۃ فی نفسہ۔ ف دونوں باتیں جائز ہیں چاہے ذبح سے پہلے سر منڈوایا جائے یا سر مونڈنے سے پہلے ذبح کیا جائے لیکن علماء فرماتے ہیں کہ ذبح سے پہلے سر مونڈنا بہتر ہے ف عقیقہ کا گوشت یوں تقسیم کرنا مستحب ہے کہ جانور کی ایک ران دائی کو دے اور ایک تہائی

باب ۲۱ حج کا بیان

جس شخص کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گذران سے کھاتا پیتا چلا جاوے اور حج کر کے چلا آوے اس کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بڑی بزرگی آئی ہے چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں اسیطرح عمرہ پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے چنانچہ حضور[1] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کے دونوں گناہوں کو اسطرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور جس کے ذمہ حج فرض ہوا اور وہ نہ کرے اسکے لئے بڑی دھمکی آئی ہے چنانچہ[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف تک جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے خدا کو اس کی کچھ پرواہ نہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حج کا ترک کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔ مسئلہ[3] (۱) عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے اگر کئی حج کئے تو ایک فرض ہوا اور سب نفل ہیں اور ان کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ مسئلہ (۲) جوانی سے پہلے[4] لڑکپن میں اگر کوئی حج کیا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے اگر مالدار ہے تو جوان ہونے کے بعد پھر حج کرنا فرض ہے اور جو حج لڑکپن میں کیا ہے وہ نفل ہے۔ مسئلہ (۳) اندھی[5] پر حج فرض نہیں چاہے جتنی مالدار ہو۔ مسئلہ (۴) جب[6] کسی پر حج فرض ہو گیا تو فوراً اسی سال حج کرنا واجب ہے بلا عذر دیر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر پڑی ہے پھر کسی سال حج کر لیں گے درست نہیں ہے پھر دو چار برس کے بعد بھی اگر حج کر لیا تو ادا ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔ مسئلہ (۵) حج کرنے کے لئے راستہ میں اپنے شوہر کا یا کسی محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے بغیر اس کے حج کے لئے جانا درست نہیں ہے ہاں البتہ

[1] عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ متفق علیہ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۱) [2] عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تابعوا بین الحج والعمرۃ فانہما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذہب والفضۃ ولیس لحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ رواہ الترمذی والنسائی ورواہ احمد وابن ماجۃ عن عمر الی قولہ خبث الحدید (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۲) [3] من مات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا او نصرانیا رواہ ابن عدی من حدیث ابی ہریرۃ والترمذی نحوہ من حدیث علی (شرح نقایہ صفحہ ۱۸۲) [4] الحج فرض فی العمر مرۃ لما روی ابوداؤد وابن ماجۃ والحاکم وقال صحیح الاسناد عن ابن عباس ان الاقرع بن حابس سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا رسول اللہ الحج فی کل سنۃ او مرۃ واحدۃ قال لا بل مرۃ واحدۃ فمن زاد فہو تطوع (شرح نقایہ صفحہ ۱۸۲ ورد المحتار صفحہ ۱۹۱) [5] الحج فرض علی کل حر مسلم مکلف خرج بہ الصبی والمجنون لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما صبی حج ثم بلغ الحنث فعلیہ ان یحج حجۃ اخری الخ رواہ الحاکم فی مستدرکہ وقال علی شرط الشیخین (شرح نقایہ صفحہ ۱۸۲ ورد المحتار صفحہ ۲۰۰-۲۰۱) [6] والحج فرض علی کل حر مسلم مکلف صحیح بصیر فلا یجب علی الاعمی اتفاقا وان وجد قائدا یقودہ الی الحج بنفسہ باتفاق (شرح نقایہ صفحہ ۱۸۲-۱۸۳) [7] فرض علی الفور وہو قول ابی یوسف ومذہب مالک واصح الروایتین۔

عن ابی حنیفۃ وقال محمد وہو روایۃ عن ابی حنیفۃ وقول الشافعی انہ علی التراخی الا ان یظن فواتہ ان اخرہ (شرح نقایہ صفحہ ۱۸۳ ورد المحتار صفحہ ۱۹۱) [8] مع الزوج المکلف او المحرم وہو من حرم علیہ نکاحہا علی التابید ولو رضاعا او مصاہرۃ بشرط ان یکون ثقۃ فاسقا ولا مجوسیا للامراۃ ولا تجوز ان کان بینہا وبین مکۃ مسیرۃ سفر وہی ثلاثۃ ایام بلیالیہا ویباح فیما دونہا (شرح نقایہ صفحہ ۱۸۴ ورد المحتار صفحہ ۱۹۲)

معلوم کرنا کہ حج کی حقیقت یہ ہے کہ صلحا کی ایک جماعت کثیر ایک وقت خاص میں جمع ہو انبیاء اور صدیقین و شہداء اور صالحین کے حالات کو جن پر خدا نے اپنا انعام کیا ہے وہ یاد کریں اور سب ایسی جگہ پر جمع ہوں جہاں خدا کی ظاہر نشانیاں موجود ہیں ائمہ دین کی جماعتیں وہاں کا قصد کرتی رہی ہوں خدا سے نیکی کی امید اور خطائیں معاف ہونے کی دعائیں اور التجا کرتی رہی ہوں جب اس کیفیت سے لوگوں کی ہمتیں جمع ہوتی ہیں تو لازمی طور پر خدا کی رحمت اور مغفرت وہاں نازل ہوتی ہے اور جیسا کہ دولت اور سلطنت کو ہمیشہ ایک آزمائش اور امتحان کی ضرورت پڑتی ہے جس سے مخلص اور منافق میں تمیز ہو جائے دولت کی شہرت ہو اس کا کلمہ بلند ہو اور سب لوگوں میں باہم جان پہچان ہو جائے ایسے ہی مذہب کو حج کی ضرورت ہے۔

اگر مکہ سے اتنی دور پر رہتی ہو کہ اس کے گھر سے مکہ تک تین منزل نہ ہو تو بے شوہر اور محرم کیساتھ ہوئے بھی جانا درست ہے۔ مسئلہ (۶) اگر وہ محرم نابالغ ہو یا ایسا بد دین ہو کہ ماں بہن وغیرہ سے بھی اس پر اطمینان نہیں تو اس کے ساتھ جانا درست نہیں۔ مسئلہ (۷) جب کوئی محرم قابل اطمینان ساتھ جانے کے لئے ملجاوے تو اب حج کو جانے سے شوہر کا روکنا درست نہیں ہے اگر شوہر روکے بھی تو اس کی بات نہ مانے اور چلی جاوے۔ مسئلہ (۸) جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب ہو چکی ہے اس کو بھی بغیر شرعی محرم کے جانا درست نہیں اور غیر محرم کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۹) جو محرم اس کو حج کرانے کے لئے جاوے اس کا سارا خرچ اسی پر واجب ہے جو کچھ خرچ ہو دیوے۔ مسئلہ (۱۰) اگر ساری عمر ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ سفر کرے تو حج نہ کرنے کا گناہ نہ ہوگا لیکن مرتے وقت یہ وصیت کر جانا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا مر جانے کے بعد اس کے وارث اسی کے مال میں سے کسی کو خرچ دیکر بھیجیں کہ وہ جا کر مردہ کی طرف سے حج کر آوے اس سے اس کے ذمہ کا حج اتر جاوے گا اور اس حج کو جو دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے حج بدل کہتے ہیں۔ مسئلہ (۱۱) اگر کسی کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے سستی سے دیر کر دی پھر وہ اندھی ہو گئی یا ایسی بیمار ہو گئی کہ سفر کے قابل نہ رہی تو اس کو بھی حج بدل کی وصیت کر جانا چاہیے۔ مسئلہ (۱۲) اگر وہ اتنا مال چھوڑ کر مری ہو کہ قرض وغیرہ دیکر تہائی مال میں سے حج بدل کرا سکتے ہیں تب تو وارث پر اس کی وصیت کا پورا کرنا اور حج بدل کرانا واجب ہے اور اگر مال تھوڑا ہے کہ ایک تہائی میں سے حج بدل نہیں ہو سکتا تو اس کا ولی حج نہ کراوے۔ ہاں اگر ایسا کرے کہ تہائی مال مردہ کا دیوے اور جتنا زیادہ لگے وہ خود دیدے تو البتہ حج بدل کرا سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مردے کا تہائی مال سے زیادہ نہ دیوے۔ ہاں اگر اس کے سب وارث بخوشی راضی ہو جاویں کہ ہم اپنا حصہ نہ لیویں گے تم حج بدل کرا دو تو تہائی مال سے زیادہ لگا دینا بھی درست ہے لیکن نابالغ وارثوں کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے اسلئے انکا حصہ ہرگز نہ لیوے۔ مسئلہ (۱۳) اگر وہ حج بدل کی وصیت کر کے مر گئی لیکن مال کم تھا اس لئے تہائی مال میں حج بدل نہ ہو سکا اور تہائی سے زیادہ لگانے کو وارثوں نے خوشی سے منظور نہ کیا اس لئے حج

؎ دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ۳۶ ؎ ثم اذا وجدت المرأۃ محرماً لیس للزوج منعہا من حج الفرض لان حق الزوج لا یظہر فی الفرائض کالصلوۃ والصوم (شرح نقایہ ص ۱۲/۱ و ردالمحتار ص ۲/۲۲) ؎ والصبیۃ التی بلغت حد الشہوۃ بمنزلۃ البالغۃ حتی لا یسافر بہا من غیر محرم (ہدایہ ص ۱/۲۱۲ و ردالمحتار ص ۲/۱۹۹) ؎ ونفقۃ المحرم علیہا لانہا تتوسل بہ الی اداء الحج (ہدایہ ص ۱/۲۱۲ و ردالمحتار ص ۲/۱۹۵) ؎ فیجب الایصاء ان منع المرض او خوف الطریق او لم یوجد زوج ولا محرم (ردالمحتار ص ۲/۲۲)

؎ من علیہ الحج اذا مات قبل ادائہ فان مات عن غیر وصیۃ یاثم بلا خلاف وان احب الوارث ان یحج عنہ حج وارجو ان یجزیہ ذلک ان شاء اللہ تعالیٰ وان مات عن وصیۃ لا یسقط الحج عنہ واذا حج عنہ یجوز عندنا باستجماع شرائط الجواز ویحج عنہ من ثلث مالہ سواء قید الوصیۃ بالثلث او اطلق (عالمگیری ص ۱/۲۵۸)

؎ ولا تجوز بالثلث یعنی عند عدم المانع وان لم تجز الوارث ذلک لا الزیادۃ علیہ الا ان تجیز ورثتہ بعد موتہ وہم کبار ولا عبرۃ لاجازتہم حال حیاتہ اصلاً (ردالمحتار ص ۴/۴۵۵) ؎ حج عنہ من ثلث مالہ سواء قید الوصیۃ بالثلث بان اوصی ان یحج عنہ بثلث مالہ او اطلق بان اوصی بان یحج عنہ (عالمگیری ص ۱/۲۵۸)

؎ بشرطیکہ کہیں سے حج نہ کرا سکتا ہو جتنا مال جسکی وصیت کی ہے اتنا کم ہے کہ اگر جدہ سے کوئی آدمی حج کو جائے تو اسکے لئے کافی ہو سکتا ہے تو ولی کو چاہیے کہ جدہ تک کسی حاجی کو ذریعہ جدہ بھیجے کہ وہاں کسی سستے آدمی کو وہ رقم دیکر حج بدل کرالے۔ فان احج الوصی بالثلث حجاً وبقی شیٔ قلیل لا یفی بالحج من اقرب المواقیت او من مکۃ او ما اشبہ ذلک فیاتی ذلک کلہ بردالباقی علی الورثۃ (عالمگیری ص ۱/۲۶۰)

نہیں کرایا گیا تو اس بیچاری پر کوئی گناہ نہیں مسئلہ (۱۴) سب وصیتوں کا یہی حکم ہے سو اگر کسی کے ذمے بہت روزے یا نمازیں قضا باقی تھیں یا زکوٰۃ باقی تھی اور وصیت کر کے مرگئی تو فقط تہائی مال سے یہ سب کچھ کیا جاوے گا تہائی سے زیادہ بغیر وارثوں کی دلی رضامندی کے لگانا جائز نہیں ہے اور اس کا بیان پہلے بھی آچکا ہے مسئلہ (۱۵) بغیر وصیت کئے اس کے مال میں سے حج بدل کرانا درست نہیں ہے ہاں اگر سب وارث خوشی سے منظور کر لیں تو جائز ہے اور انشاء اللہ حج فرض ادا ہو جائیگا مگر نابالغ کی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں مسئلہ (۱۶) اگر عورت عدت میں ہو تو عدت چھوڑ کر حج کو جانا درست نہیں مسئلہ (۱۷) جس کے پاس مکہ کی آمد و رفت کے لائق خرچ ہو اور مدینہ کا خرچ نہ ہو اس کے ذمہ حج فرض ہوگا بعضے آدمی سمجھتے ہیں کہ جب تک مدینہ کا بھی خرچ نہ ہو جانا فرض نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے مسئلہ (۱۸) احرام میں عورت کو منہ ڈھانکنے میں منہ سے کپڑا لگانا درست نہیں آجکل اس کام کے لئے ایک جالیدار پنکھا بکتا ہے اس کو چہرہ پر باندھ لیا جاوے اور آنکھوں کے روبرو جالی رہے اس پر برقع پڑا رہے یہ درست ہے مسئلہ (۱۹) باقی مسائل حج کے بدون حج کئے نہ سمجھ میں آسکتے ہیں نہ یاد رہ سکتے ہیں اور جب حج کو جاتے ہیں وہاں معلم لوگ سب بتلا دیتے ہیں اس لئے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی اسیطرح عمرہ کی ترکیب بھی وہاں جا کر معلوم ہو سکتی ہے

باب	زیارت مدینہ کا بیان	۲۲

اگر گنجائش ہو تو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی کی زیارت سے برکت حاصل کرے اس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (۲۰) کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص خالی حج کرلے اور میری زیارت کو نہ آوے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی اور اس مسجد کے حق میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس میں ایک نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نماز کے برابر ثواب ملیگا اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب کر اور نیک کاموں کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین یارب العالمین۔

(۱۴) دیکھو حاشیہ ۸ صفحہ ۴۰

(۱۵) واشترط الامر بای بالحج عنہ فلا یجوز حج الغیر بغیر اذنہ الا اذا حج او احج الوارث عن مورثہ فیجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ وہذا اذا لم یوص المورث اما لو اوصی بالاحجاج عنہ فلا یجزیہ تبرع الغیر عنہ (رد المحتار ص ۳۲۵ ج ۲) فان لم یوص وارث المیت او [illegible] المال الی وارث المیت [illegible] عن المیت فان اجازت الورثۃ کلہم کیا جاز وان لم یجیزوا لا یجوز (عالمگیری ص ۲۵۹ ج ۱)

(۱۶) ومع عدم عدۃ علیہا مطلقا [illegible] فلا یجب علیہا الحج اذا وجد سواء کانت عدۃ وفات او طلاق بائن او رجعی (رد المحتار ج ۲)

(۱۷) وتفسیر ملک الزاد والراحلۃ ان یکون لہ مال فاضل عن حاجتہ سوی مسکنہ ولبسہ وخدمہ واثاث بیتہ قدر ما یبلغہ الی مکۃ ذاہبا وجائیا راکبا لا ماشیا وسوی ما یقضی بہ دیونہ ویمسک لنفقۃ عیالہ ومرمۃ مسکنہ ونحوہا الی وقت انصرافہ (عالمگیری ص ۲۱۷ ج ۱)

(۱۸) ویتقی ستر الوجہ کلا او بعضہ فلا تغطی المرأۃ الا فی البحر [illegible] غایۃ البیان من انہا لا تغطی وجہہا اجماعا ای وانما تستر وجہہا عن الاجانب باسدال شیء متجاف لا یمس الوجہ وقیل تتخذ الخ علی راسہا لرجل لہا المرأۃ تستر بہ (رد المحتار ص ۲۲۱-۲۲۲ ج ۲)

(۲۰) وقال صلی اللہ علیہ وسلم من وجد سعۃ ولم یزرنی فقد جفانی وقال صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وقال صلی اللہ علیہ وسلم من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی (مراقی ص ۱۳۴)

باب ۲۳ منّت ماننے کا بیان

مسئلہ (۱) کسی کام پر عبادت کی بات کی کوئی منّت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منّت مانی تھی تو اب منّت کا پورا کرنا واجب ہے اگر منّت پوری نہ کرے گی تو بہت گناہ ہو گا لیکن اگر کوئی واہیات منّت ہو جس کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں تو اُس کا پورا کرنا واجب نہیں جیسا کہ ہم آگے بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ (۲) کسی نے کہا یا اللہ اگر میرا فلانا کام ہو جاوے تو پانچ روزے رکھونگی تو جب کام ہو جاوے گا پانچ روزے رکھنے پڑینگے اور اگر کام نہیں ہوا تو نہ رکھنا پڑینگے۔ اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ پانچ روزے رکھوں گی تو اختیار ہے چاہے پانچوں روزے ایکدم سے لگاتار رکھے اور چاہے ایک ایک دو دو کر کے پورے پانچ کر لے دونوں باتیں درست ہیں اور اگر نذر کرتے وقت یہ کہدیا کہ پانچوں روزے لگاتار رکھوں گی یا دل میں یہ نیت تھی تو سب ایکدم سے رکھنے پڑیں گے اگر بیچ میں ایک آدھ چھوٹ جاوے تو پھر سے رکھے۔ مسئلہ (۳) اگر یوں کہا کہ جمعہ کا روزہ رکھوں گی یا محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھوں گی تو خاص جمعہ کو روزہ رکھنا واجب نہیں اور محرم کی خاص انہی تاریخوں میں روزہ رکھنا واجب نہیں جب چاہے دس روزے رکھ لے لیکن دسوں لگاتار رکھنا پڑینگے چاہے محرم میں رکھے چاہے کسی اور مہینے میں سب جائز ہے اسیطرح اگر یہ کہا اگر آج میرا یہ کام ہو جاوے تو کل ہی روزہ رکھوں گی جب بھی اختیار ہے جب چاہے رکھے۔ مسئلہ (۴) کسی نے نذر کرتے وقت یوں کہا محرم کے مہینے کے روزے رکھوں گی تو محرم کے پورے مہینہ کے روزے لگاتار رکھنا پڑینگے اگر بیچ میں کسی وجہ سے دس پانچ روزے چھوٹ جاویں تو اس کے بدلے اتنے روزے اور رکھ لے سارے روزے نہ دُہراوے اور یہ بھی اختیار ہے کہ محرم کے مہینہ میں نہ رکھے کسی اور مہینہ میں رکھے لیکن سب لگاتار رکھے۔ مسئلہ (۵) کسی نے منت مانی کہ میری کھوئی ہوئی چیز ملجاوے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھونگی تو اس کے ملجانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنا پڑیگی چاہے ایکدم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھے یا چار چار کی نیت باندھے یا دو دو کی سب اختیار ہے، اور اگر چار رکعت کی منّت مانی تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنا ہوں گی الگ الگ دو دو پڑھنے سے نذر ادا نہ ہو گی۔ مسئلہ (۶) کسی نے ایک رکعت پڑھنے کی منت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑینگی اگر تین

---

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً فعلیہ الوفاء (ہدایہ ص ۴۶۳ ج ۲)
(۲) وان علق النذر بشرط فوجد الشرط فعلیہ الوفاء بنفس النذر (ہدایہ ص ۴۶۳ ج ۲)
(۳) ولو قال للّٰہ علی ان اصوم یومین او ثلثۃ او عشرۃ لزمہ ذلک ویعین وقتاً یؤدی فیہ فان شاء فرق وان شاء تابع الا ان ینوی التتابع عند النذر فحینئذ لزمہ متتابعاً فان نوی فیہ التتابع وافطر یوماً فیہ وحاضت المرأۃ فی مدۃ الصوم استانفت استانفت کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری ص ۲۰۹ ج ۱)
(۴) والنذر غیر المعلق ولا یعتبر لا یختص بزمان ومکان ودرہم وفقیر (رد المحتار ص ۷۴ ج ۳)
(۵) ولو قال للّٰہ علی صوم شوال وذی القعدۃ وذی الحجۃ فصامہن لاہلۃ وان عین اشہر فافطر یوماً قضاہ ولا یستقبل وان افطر کلہ یخیر فی القضاء بین التفرق والتتابع (عالمگیری بحذف ص ۲۱۲ ج ۱)
(۶) لو نذر ان یصلی اربعاً بتسلیمۃ فصلاہا اربعاً بتسلیمتین لم یوف بنذرہ ولو نذر ان یصلیہا بتسلیمتین فصلاہا بتسلیمۃ وفی منذرہ لانہ افضل بالا فصل (شرح [illegible])

(عالمگیری ص ۱۱ ج ۱) (۶) ولو قال للّٰہ علی ان اصلی نصف رکعۃ او رکعۃ لزمہ رکعتان ولو قال ثلث رکعات یلزمہ اربع رکعات (عالمگیری ص ۱۱ ج ۱) (۷) اگر وہ عبادت ایسی عبادتوں میں سے ہو جو کسی [illegible]

کی مَنّت کی تو پوری چار اگر پانچ کی منت کی تو پوری چھ رکعتیں پڑھے اسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۷) یوں منّت مانی کہ دس روپے خیرات کرونگی یا ایک روپیہ خیرات کرونگی تو جتنا کہا ہے اتنا خیرات کرے[1] اگر یوں کہا پچاس روپیہ خیرات کرونگی اور اس کے پاس اسوقت فقط دس ہی روپے کی کائنات ہے تو دس ہی روپے دینا پڑینگے۔ البتہ اگر دس روپے کے سوا کچھ مال اسباب بھی ہے تو اس کی قیمت بھی لگالیویں گے اس کی مثال یہ سمجھو کہ دس روپے نقد ہیں اور سب مال اسباب پندرہ روپے کا ہے یہ سب پچیس روپیہ ہوئے تو فقط پچیس روپے خیرات کرنا واجب ہے اس سے زیادہ واجب نہیں مسئلہ (۸) اگر یوں[2] منّت مانی کہ دس مسکین کھلاؤنگی، تو اگر دل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤنگی تب تو اسیطرح کھلاوے اور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقتہ دس مسکین کھلاوے اور اگر کچا اناج دیوے تو اس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ اتنا اتنا ہر ایک کو دونگی تو اسیقدر دے اور اگر کچھ خیال نہ تھا تو ہر ایک کو اتنا دیوے جتنا ہم نے صدقۂ فطر میں بیان کیا ہے۔ مسئلہ (۹) اگر یوں کہا ایک روپیہ کی روٹی فقیروں کو بانٹوں گی تو اختیار ہے چاہے ایک روپیہ کی روٹی دیوے چاہے ایک روپیہ کی کوئی اور چیز یا ایک روپیہ نقد دیدے۔ مسئلہ (۱۰) کسی[3] نے یوں کہا دس روپے خیرات کرونگی ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ پھر دسوں روپے ایک ہی فقیر کو دیدے تو بھی جائز ہے ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ دینا واجب نہیں، اگر دس روپے بیس فقیروں کو دیدے تو بھی جائز ہے اور اگر یوں کہا دس روپے دس فقیروں پر خیرات کرونگی تو بھی اختیار ہے چاہے دس کو دیوے چاہے کم زیادہ کو۔ مسئلہ (۱۱) اگر یوں[4] کہا دس نمازی کھلاؤنگی یا دس حافظ کھلاؤنگی تو دس فقیر کھلاوے چاہے وہ نمازی اور حافظ ہوں یا نہ ہوں مسئلہ (۱۲) کسی[5] نے یوں کہا کہ مکہ میں دس روپے خیرات کرونگی تو مکہ میں خیرات کرنا واجب نہیں جہاں چاہے خیرات کرے یا یوں کہا تھا جمعہ کے دن خیرات کروں گی فلانے فقیر کو دونگی تو جمعہ کے دن خیرات کرنا اور اسی فقیر کو دینا ضروری نہیں اسی طرح اگر روپے مقرر کر کے کہا کہ یہی روپے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دونگی تو بعینہٖ وہی روپے دینا واجب نہیں چاہے وہ دیوے یا اتنا ہی اور دیدے مسئلہ (۱۳) اسیطرح اگر منت مانی کہ جمعہ مسجد میں نماز پڑھونگی یا مکہ میں نماز پڑھوں گی تو بھی اختیار ہے جہاں چاہے پڑھے مسئلہ (۱۴) کسی[6] نے کہا اگر میرا بھائی اچھا ہو جاوے تو ایک بکری ذبح کروں گی یا یوں کہا ایک

[1] التزم بالتصدق باكثر مما يملكه لزمه ما يملك في المختار كمن قال ان فعلت كذا فعلية الف صدقة وليس له الا مائة وان كان عنده عروض او خادم يساوي مائة فانه يتصدق وان كان يساوي عشرة يتصدق بعشرة وان لم يكن عنده شيء فلا شيء عليه (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵) [2] اذا قال الرجل لله علي فعلية طعام مساكين فهو علي

[margin] و ما نوى من عدد المساكين وكيل الطعام وان لم يكن له نية فعليه الطعام عشرة مساكين لكل مسكين نصف صاع حنطة (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵) [3] رجل قال ان برئت من هذا الغم الذي انا فيه فعلي ان التصدق بعشرة دراهم خبزا فتصدق بعين الخبز او بثمنه يجزيه (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵) [4] نذر بالتصدق على الف مسكين فتصدق على مسكين بالقدر الذي الزم يخرج عن العهدة ۱۲ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵) [5] والنذر غير المعلق و لو معينا لا يختص بزمان و مكان و درهم و فقير فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف جاز ۱۲ (رد المحتار ج ۳ ص ۱۴۳ و عالمگیری ج ۲ ص ۱۱) [6] و قال ان برئت من مرضي هذا ذبحت شاة او علي شاة اذبحها لا يلزمه شيء لان الذبح ليس من جنسه فرض بل واجب كالاضحية الا اذا زاد و اتصدق بلحمها فيلزمه (رد المحتار ج ۳ ص) [7] اگر مقصود دس آدمیوں کی خوراک دینا ہے نہ کہ دس کے عدد کی تخصیص تو دس آدمیوں کی خوراک صرف ایک فقیر کو بھی دے سکتی ہے ۱۲

بکری کا گوشت خیرات کرونگی تو منت ہوگئی اگر یوں کہا کہ قربانی کرونگی تو قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا چاہیئے اور دونوں صورتوں میں اس کا گوشت فقیروں کے سوا اور کسی کو دینا اور خود کھانا درست نہیں جتنا خود کھاوے یا امیروں کو دیدے اتنا پھر خیرات کرنا پڑیگا۔ **مسئلہ (۱۵)** ایک گائے قربانی کرنے کی منت مانی پھر گائے نہیں ملی تو سات بکریاں کردے۔ **مسئلہ (۱۶)** یوں منت مانی تھی کہ جب میرا بھائی آوے تو دس روپے خیرات کرونگی پھر آنے کی خبر پاکر اس نے آنے سے پہلے ہی روپے خیرات کردیئے تو منت پوری نہیں ہوئی آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔ **مسئلہ (۱۷)** اگر ایسے کام کے ہونے پر منت مانی جس کے ہونے کو چاہتی اور اور تمنا کرتی ہو کہ یہ کام ہوجاوے جیسے یوں کہے اگر میں اچھی ہوجاؤں تو ایسا کروں اگر میرا بھائی خیریت سے آجاوے تو ایسا کروں، اگر میرا باپ مقدمہ سے بری ہوجاوے یا نوکر ہوجاوے تو ایسا کروں، تو جب وہ کام ہوجاوے منت پوری کرے، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں، یا یوں کہا اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک روپیہ خیرات کردوں پھر اس سے بولدی یا نماز نہ پڑھی تو اختیار ہے چاہے قسم کا کفارہ دیدے اور چاہے دو روزے رکھے اور ایک روپیہ خیرات کرے۔ **مسئلہ (۱۸)** یہ منت مانی کہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھوں گی یا ہزار مرتبہ کلمہ پڑھونگی تو منت ہوگئی اور پڑھنا واجب ہوگیا، اور اگر کہا ہزار دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھوں گی یا ہزار دفعہ لاحول پڑھوں گی تو منت نہیں ہوتی اور پڑھنا واجب نہیں۔ **مسئلہ (۱۹)** منت مانی دس کلام مجید ختم کروں گی یا ایک پارہ پڑھوں گی تو منت ہوگئی۔ **مسئلہ (۲۰)** یہ منت مانی کہ اگر فلانا کام ہوجاوے تو مولود پڑھواؤنگی تو منت نہیں ہوئی یا یہ منت کی کہ فلانی بات ہوجاوے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں، یہ منت بھی نہیں ہوئی یا شاہ عبد الحق صاحب کا توشہ ماننا، یا سہنی یا سید کبیر کی گائے مانی یا مسجد میں گلگلے چڑھانے اور اللہ میاں کے طاق بھرنے کی منت مانی یا بڑے پیر کی گیارہویں کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں ہوئی اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ **مسئلہ (۲۱)** مولی مشکل کشا کا روزہ، آس بی بی کا کونڈا یہ سب واہیات خرافات ہے اور مشکل کشا کا روزہ ماننا شرک ہے۔ **مسئلہ (۲۲)** یہ منت مانی کہ فلانی مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے اسکو بنوا دونگی یا فلانا پل بندھوا دونگی تو منت بھی صحیح نہیں ہے اس کے ذمہ کچھ واجب نہیں ہوا۔ **مسئلہ (۲۳)** اگر یوں کہا کہ میرا بھائی اچھا ہوجاوے تو ناچ کراؤں گی یا باجہ بجواؤنگی تو یہ منت

سلہ والحاصل ان نذر الاضحیۃ یصح لکنہ ینصرف الی شاۃ اخری غیر الواجبۃ علیہ ابتداء الا اذا قصد الاخبار عن الواجب علیہ وکان فی ایامہا (رد المحتار ص ۳/۳) سلہ ولو قال للہ علی ان اذبح جزورا واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز (عالمگیری ص ۳/۳) سلہ بخلاف نذر المعلق فانہ لا یجوز تعجیلہ قبل وجود الشرط

لان المعلق علی شرط لا ینعقد سببا للحال بل عند وجود شرطہ کما تقرر فی الاصول فلو جاز تعجیلہ لزم وقوعہ قبل وجود سببہ فلا یصح (رد المحتار ص ۳/۳) سلہ بخلاف النذر المعلق ای سواء علقہ علی شرط یریدہ مثل ان قدم غائبی او شفی مریضی او لا یریدہ مثل ان زنیت فلفلان علی کذا لکن اذا وجد الشرط فی الاول وجب ان یوفی بنذرہ وفی الثانی یخیر بینہ وبین کفارۃ یمین علی المذہب لانہ نذر بظاہرہ یمین بمعناہ (رد المحتار ص ۳/۳) سلہ لو نذر التسبیحات دبر الصلوۃ لم یلزمہ ولو نذر ان یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل یوم کذا لزمہ وقیل لا (رد المحتار ص ۳/۳) سلہ فی الخانیۃ ولو قال علی الطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ او علی ان اقرأ القرآن ان فعلت کذا لا یلزمہ شیء قلت وہو مشکل فان القراءۃ عبادۃ مقصودۃ ومن جنسہا واجب وکذا الطواف (رد المحتار ص ۳/۳) سلہ واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام وان

ما لم یقصدوا صرفہا لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی ہذہ الاعصار (رد المحتار)

سلہ وبقراءۃ المولد فی المنابر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب وایہاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (رد المحتار ص ۳/۳) سلہ فلا یصح النذر کعیادۃ المریض وتشییع الجنازۃ ودخول المسجد وبناء

گناہ ہے اچھا ہونے کے بعد ایسا کرنا جائز نہیں۔ مسئلہ (۲۳) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے منت ماننا مثلاً یوں کہنا اے بڑے پیر اگر میرا کام ہو جاوے تو میں تمہاری یہ بات کروں گی یا قبروں اور مزاروں پر جانا یا جہاں جن رہتے ہوں وہاں جانا، اور درخواست کرنا حرام اور شرک ہے بلکہ اس منت کی چیز کا کھانا بھی حرام ہے اور قبروں پر جانے کی عورتوں کے لئے حدیث میں ممانعت آئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

۲۴	قسم کھانے کا بیان !	باب

مسئلہ (۱) بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بری بات ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی بے تعظیمی اور بے حرمتی ہوتی ہے جہاں تک ہو سکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہیئے۔
مسئلہ (۲) جس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور یوں کہا اللہ قسم، خدا قسم، خدا کی عزت و جلال کی قسم خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم، تو قسم ہو گئی اب اس کے خلاف کرنا درست نہیں، اگر خدا کا نام نہیں لیا فقط اتنا کہدیا میں قسم کھاتی ہوں کہ فلاں کام نہ کروں گی تب بھی قسم ہو گئی۔ مسئلہ (۳) اگر یوں کہا خدا گواہ ہے، خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں، خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتی ہوں تب بھی قسم ہو گئی۔
مسئلہ (۴) قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم، کلام مجید کی قسم کھا کر کوئی بات کہی تو قسم ہو گئی، اور اگر کلام مجید کو ہاتھ میں لیکر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی لیکن قسم نہیں کھائی تو قسم نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۵) یوں کہا اگر فلانا کام کروں تو بے ایمان ہو کر مروں مرتے وقت ایمان نہ نصیب ہو بے ایمان ہو جاؤں، یا اس طرح کہا اگر فلانا کام کروں تو میں مسلمان نہیں تو قسم ہو گئی اس کے خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑے گا اور ایمان نہ جاوے گا۔ مسئلہ (۶) اگر فلانا کام کروں تو ہاتھ ٹوٹیں دیدے پھوٹیں، کوڑھی ہو جائے، بدن پھوٹ نکلے۔ خدا کا غضب ٹوٹے، آسمان پھٹ پڑے دانے دانے کی محتاج ہو جائے، خدا کی مار پڑے، خدا کی پھٹکار پڑے، اگر فلانا کام کروں تو سور کھاؤں، مرتے وقت کلمہ نہ نصیب ہو قیامت کے دن خدا اور رسول کے سامنے زرد رو ہوں ان باتوں سے قسم نہیں ہوتی اس کے خلاف کرنے سے کفارہ نہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۷) خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے رسول اللہ کی قسم کعبہ کی قسم اپنی آنکھوں کی

سلے دیکھو حاشیہ ۸ صفحہ ۱۳ سلے عن ابن عباس رضہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی (مشکوٰۃ ص۷۱) وفی المرقاۃ قیل ہذا کان قبل الترخیص فلما رخص دخل فی الرخصۃ الرجال والنساء وقیل بل نہی النساء باق لقلۃ صبرہن وکثرۃ جزعہن وفی رد المحتار وقیل تحرم علیہن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہن دبحر وقال الخیر الرملی ان کان ذلک لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ما جرت بہ عادتہن فلا تجوز وعلیہ حمل حدیث لعن اللہ زائرات القبور

وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء والتبرک بزیارۃ قبور الصالحین فلا باس اذا کن عجائز ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعۃ فی المساجد سلے قال فی المحیط الاضل فی الیمین باللہ تعالیٰ تقلیلہ الان فی تکثیر الیمین المضافۃ الی الماضی نسبتہ الی الکذب فی تکثیر الیمین المضافۃ الی المستقبل تعریض اسم اللہ تعالیٰ للہتک (الطحاوی علی الدر ص۲۴۴ ج۲) سلے والیمین باللہ او باسم آخر من اسماء اللہ تعالیٰ کالرحمن والرحیم او بصفۃ من صفاتہ التی یحلف بہا عرفاً کعزۃ اللہ وجلالہ وکبریائہ (ہدایہ ص۴۵۹ ج۲) سلے وقال اقسم او اقسم باللہ او احلف او احلف باللہ او اشہد او اشہد باللہ فہو حالف (ہدایہ ص۴۶۴ ج۲) سلے دیکھو حاشیہ ۸ صفحہ ہذا وفی الہدایہ والشہادۃ یمین (ہدایہ ص۴۶۰ ج۲) سلے واما الحلف بکلام اللہ فیدور مع العرف قال العینی وعندی لو حلف بالمصحف او وضع یدہ علیہ وقال وحق ہذا فہو یمین ولا سیما فی ہذا الزمان الذی کثرت فیہ الایمان الفاجرۃ ورغبۃ العوام فی الحلف بالمصحف (رد المحتار ص۵۶ ج۳) سلے وان قال ان فعلت کذا فہو یہودی او نصرانی او کافر یکون یمیناً (ہدایہ ص۴۶۱ ج۲) سلے ولو قال ان فعلت کذا فعلی غضب اللہ او سخط اللہ فلیس بحالف لانہ دعاء علی نفسہ لا یتعلق ذلک بالشرط وکذا اذا قال ان فعلت کذا فانا زان او سارق او شارب خمر او آکل ربوا (ہدایہ ص۴۶۱ ج۲) سلے دیکھو ہدایہ ص۴۶۵ ج۲ سلے یعنی اس طرح کی قسم کھانے سے شریعت نے منع فرمایا ہے

قسم اپنی جوانی کی قسم، اپنے ہاتھ پیروں کی قسم، اپنے باپ کی قسم، اپنے بچے کی قسم، اپنے پیاروں کی قسم، تمہارے سر کی قسم، تمہاری جان کی قسم، تمہاری قسم، اپنی قسم، اس طرح قسم کھا کے پھر اسکے خلاف[1] کرے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے حدیث شریف میں اسکی بڑی ممانعت آئی ہے اللہ کو چھوڑ کر اور کسی کی قسم کھانا شرک کی بات[2] ہے اس سے بہت بچنا چاہیئے۔

مسئلہ (۸) کسی[3] نے کہا تیرے گھر کا کھانا مجھ پر حرام ہے یا یوں کہا فلانی چیز میں نے اپنے اوپر حرام کر لی تو اس کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوئی لیکن یہ قسم ہو گئی اب اگر کھاوے گی تو کفارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۹) کسی[4] دوسرے کی قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے کسی نے تم سے کہا تمہیں خدا کی قسم یہ کام ضرور کرو تو یہ قسم نہیں ہوئی اس کے خلاف کرنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۰) قسم[5] کھا کر اسکے ساتھ ہی انشاء اللہ کا لفظ کہدیا جیسے کوئی اس طرح کہے خدا کی قسم فلانا کام انشاء اللہ نہ کروں گی تو قسم نہیں ہوئی۔

مسئلہ (۱۱) جو[6] بات ہو چکی ہے اس پر جھوٹی قسم کھانا بڑا گناہ ہے جیسے کسی نے نماز نہیں پڑھی اور جب کسی نے پوچھا تو کہدیا خدا کی قسم میں نماز پڑھ چکی یا کسی سے گلاس ٹوٹ گیا اور جب پوچھا گیا تو کہدیا خدا کی قسم میں نے نہیں توڑا جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھالی تو اس کے گناہ کی کوئی حد نہیں اور اس کا کوئی کفارہ نہیں بس دن رات اللہ سے توبہ استغفار کر کے اپنا گناہ معاف کراوے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اور اگر غلطی اور دھوکہ میں جھوٹی قسم کھالی جیسے کسی نے کہا خدا کی قسم ابھی فلانا آدمی نہیں آیا اور اپنے دل میں یقین کے ساتھ یہی سمجھتی ہے کہ سچی قسم کھا رہی ہوں پھر معلوم ہوا اس وقت آگیا تھا تو یہ معاف ہے اس میں گناہ نہ ہوگا اور کچھ کفارہ بھی نہیں۔

مسئلہ (۱۲) اگر ایسی بات پر قسم کھائی جو ابھی نہیں ہوئی بلکہ آئندہ ہوگی جیسے کوئی کہے خدا کی قسم آج پانی برسے گا خدا کی قسم آج میرا بھائی آوے گا پھر وہ نہیں آیا اور پانی نہیں برسا تو کفارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۳) کسی[7] نے قسم کھائی خدا قسم آج قرآن ضرور پڑھوں گی تو اب قرآن پڑھنا واجب ہو گیا نہ پڑھے گی تو گناہ ہوگا۔ اور کفارہ دینا پڑیگا اور کسی نے قسم کھائی خدا قسم آج فلانا کام نہ کروں گی تو اب وہ کام کرنا درست نہیں اگر کرے گی تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑیگا۔

مسئلہ (۱۴) کسی[8] نے گناہ کرنے کی قسم کھائی کہ خدا قسم آج فلانے کی چیز چرالاؤں گی، خدا قسم آج نماز نہ پڑھوں گی، خدا قسم اپنے ماں باپ سے کبھی نہ بولوں گی تو ایسے وقت قسم کا توڑ دینا واجب ہے توڑ کے کفارہ دیدے نہیں تو گناہ ہوگا۔

---

[1] فقام لایلزم المابرشی لکن علیہ تعظیم اسم اللہ تعالیٰ ۱۲ (رد المحتار صفحہ ۱۵ ج ۳)

[2] لیکن یہ شرک کی ادنیٰ قسم ہے اس شرک میں داخل نہیں ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اُسے کبھی معاف نہ کرونگا

[3] ومن حرم علی نفسہ شیئاً مما یملکہ لم یصر محرماً وعلیہ ان استباحہ کفارۃ یمین (ہدایہ صفحہ ۴۶۲ ج ۲)

[4] مر علی رجل فاراد ان یقوم فقال واللہ لا تقم … خدا کے سوا کسی دوسری چیز کی قسم کھانے والے کو نہ اسلام سے خارج کہا جائے گا اور نہ اس کا نکاح ٹوٹے گا۔ ۱۲

[5] ومن حلف علی یمین وقال انشاء اللہ متصلاً بیمینہ فلا حنث علیہ (ہدایہ صفحہ ۴۳۵ ج ۲)

[6] الایمان علی ثلثۃ اضرب الیمین الغموس ویمین منعقدۃ ویمین لغو فالغموس ہو الحلف علی امر ماض یتعمد الکذب فیہ فہذہ الیمین یاثم فیہا صاحبہا لقولہ علیہ السلام من حلف کاذباً ادخلہ اللہ النار ولا کفارۃ فیہا الا التوبۃ والاستغفار والمنعقدۃ ما یحلف علی امر فی المستقبل ان یفعلہ او لا یفعلہ واذا حنث فی ذلک لزمتہ الکفارۃ ویمین اللغو ان یحلف علی امر ماض وہو یظن انہ کما قال والامر بخلافہ فہذہ الیمین نرجو ان لا یؤاخذ اللہ بہا صاحبہا۔ ۱۲ (ہدایہ صفحہ ۴۲۸ و ۴۵۹ ج ۲)۔

[7] دیکھو حاشیہ ۶ صفحہ ہذا

[8] ومن حلف علی معصیۃ مثل ان لا یصلی او لا یکلم اباہ او لیقتلن فلاناً ینبغی ان یحنث نفسہ ویکفر عن یمینہ (ہدایہ صفحہ ۴۴۳ ج ۲)

مسئلہ (۱۵) کسی نے قسم کھائی کہ آج میں فلانی چیز نہ کھاؤں گی پھر بھولے سے کھالی اور قسم یاد نہ رہی یا کسی نے زبردستی منہ چیر کر کھلا دی تب بھی کفارہ دیوے مسئلہ (۱۶) غصہ میں قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی ایک کوڑی نہ دونگی پھر ایک پیسہ یا ایک روپیہ دیدیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی کفارہ دیوے۔

باب	قسم کے کفارے کا بیان	۲۵

مسئلہ (۱) اگر کسی نے قسم توڑ ڈالی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقتہ کھانا کھلا دیوے یا کچا اناج دیدے اور ہر فقیر کو انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر گیہوں دینا چاہیئے بلکہ احتیاطاً پورے دو سیر دیدے اور اگر جو دیوے تو اس کے دونے دیوے باقی اور سب ترکیب فقیر کھلانے کی وہی ہے جو روزے کے کفارے میں بیان ہو چکی یا دس فقیروں کو کپڑا پہنا دیوے ہر فقیر کو اتنا بڑا کپڑا دیوے جس سے بدن کا زیادہ حصہ ڈھک جاوے جیسے چادر یا بڑا لمبا کرتہ دیدیا تو کفارہ ادا ہو گیا لیکن وہ کپڑا بہت پرانا نہ ہونا چاہیئے اگر ہر فقیر کو فقط ایک ایک لنگی یا فقط ایک ایک پاجامہ دیدیا تو کفارہ ادا نہیں ہوا اور اگر لنگی کے ساتھ کرتہ بھی ہو تو ادا ہو گیا۔ ان دونوں باتوں میں اختیار ہے چاہے کپڑا دیوے اور چاہے کھانا کھلاوے ہر طرح کفارہ ادا ہو گیا۔ اور یہ حکم جو بیان ہوا جب ہے کہ مرد کو کپڑا دیوی اور اگر کسی غریب عورت کو کپڑا دیا تو اتنا بڑا کپڑا ہونا چاہیئے کہ سارا بدن ڈھک جاوے اور اس سے نماز پڑھ سکے اس سے کم ہوگا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲) اگر کوئی ایسی غریب ہو کہ نہ تو کھانا کھلا سکتی ہے اور نہ کپڑا دے سکتی ہے تو لگاتار تین روزے رکھے اگر الگ الگ کر کے تین روزے پورے کر لئے تو کفارہ ادا نہیں ہوا تینوں لگاتار رکھنا چاہیئے اگر دو روزے رکھنے کے بعد بیچ میں کسی عذر سے ایک روزہ چھوٹ گیا تو اب پھر سے تینوں رکھے۔

مسئلہ (۳) قسم توڑنے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دیا اس کے بعد قسم توڑی تو کفارہ صحیح نہیں ہوا اب قسم توڑنے کے بعد پھر کفارہ دینا چاہیئے اور جو کچھ فقیروں کو دے چکی ہے اس کو پھر لینا درست نہیں مسئلہ (۴) کسی نے کئی دفعہ قسم کھائی جیسے ایک دفعہ کہا خدا کی قسم فلانا کام نہ کرونگی اس کے بعد پھر کہا خدا کی قسم فلانا کام نہ کرونگی۔ اسی دن یا اس کے دوسرے تیسرے دن غرض اسی طرح کئی مرتبہ کہا یا یوں کہا خدا کی قسم، اللہ کی قسم، کلام اللہ کی قسم فلانا کام ضرور کروں گی پھر

ف۱ و من فعل المحلوف علیہ مکرہا او ناسیا فہو سواء ہدایہ ص۴۴۹ ج۲ ف۲ و العامد فی الیمین والمکرہ والناسی سواء ہدایہ ص۴۴۹ ج۲ ف۳ کفارۃ الیمین عتق رقبۃ یجزی فیہا ما یجزی فی الظہار وان شاء کسا عشرۃ مساکین کل احد ثوبا فما زاد و ادناہ ما یجوز فیہ الصلوۃ وان شاء اطعم عشرۃ مساکین کالاطعام فی کفارۃ الظہار ہدایہ ص۴۶۱ ج۲ وعن ابی حنیفۃ رح ان ادناہ ما یستر عامۃ بدنہ حتی لا یجوز السراویل ہدایہ ص۴۶۱ ج۲ ف۴ و ادناہ ما یجوز فیہ الصلوۃ ہدایہ ص۴۶۱ ج۲ ف۵ فان لم یقدر علی احد الاشیاء الثلثۃ صام ثلثۃ ایام متتابعات ہدایہ ص۴۶۱ ج۲ ف۶ وان قدم الکفارۃ علی الحنث لم یجزہ ہدایہ ص۴۶۱ ج۲ ف۷ اذا حلف الرجل علی امر لا یفعلہ ابدا ثم حلف فی ذلک المجلس او مجلس آخر لا افعلہ ابدا ثم فعلہ کانت علیہ کفارۃ یمین وہذا اذا نوی یمینا مبتدأ او التغلیظ او لم یکن لہ نیۃ واذا نوی بالکلام الثانی الیمین الاولی علیہ کفارۃ واحدۃ عالمگیری ص۳۷ ج۲ ف۸ دیکھو حاشیہ صفحہ ۱ ف۹ اگر دوسری قسم پہلی قسم کی تاکید کیلئے تھی تو صرف ایک ہی قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے کا ہے اگر دوسری قسم بھی مستقل قسم تھی یا دوسری قسم کھاتے وقت کچھ بھی نیت نہ تھی تو دو قسم کے کفارے واجب ہوں گے ۱۲۔

وہ قسم توڑ دی تو ان سب قسموں کا ایک ہی کفارہ دیدے۔ مسئلہ (۵) کسی[۱] کے ذمہ قسموں کے بہت سے کفارے جمع ہوگئے تو بقول مشہور ہر ایک کا جدا کفارہ دینا چاہیئے زندگی میں نہ دیے تو مرتے وقت وصیت کرجانا واجب ہے۔ مسئلہ (۶) کفارہ[۲] میں انہی مساکین کو کپڑا یا کھانا دینا درست ہے جن کو زکوۃ دینا درست ہے۔

باب	گھر میں جانے کی قسم کھانے کا بیان	۲۶

مسئلہ (۱) کسی[۳] نے قسم کھائی کبھی تیرے گھر نہ جاؤں گی پھر اس کے دروازہ کی دہلیز پر کھڑی ہوگئی یا دروازے کے چھجے کے نیچے کھڑی ہوگئی اندر نہیں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر دروازے کے اندر چلی گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲) کسی[۴] نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤنگی پھر جب وہ گر کر بالکل کھنڈر ہوگیا تب اس میں گئی تو بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر بالکل میدان ہوگیا زمین برابر ہوگئی اور گھر کا نشان بالکل مٹ گیا یا اس کا کھیت بن گیا یا مسجد بنائی گئی یا باغ بنالیا گیا تب اس میں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۳) قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گی پھر جب وہ گر گیا اور پھر سے نوا لیا گیا تب اس میں گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۴) کسی[۵] نے قسم کھائی کہ تیرے گھر نہ جاؤں گی پھر کوٹھا پھاند کر آئی اور چھت پر کھڑی ہوگئی تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ نیچے نہ اترے۔ مسئلہ (۵) کسی[۶] نے گھر میں بیٹھے ہوئے قسم کھائی کہ اب یہاں کبھی نہ آؤں گی اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھی رہی تو قسم نہیں ٹوٹی چاہے کئے دن وہیں بیٹھی رہے جب باہر جا کر پھر آویگی تب قسم ٹوٹے گی، اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنونگی یہ کہہ کر فوراً اتار ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں اتارا کچھ دیر پہنے رہی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۶) قسم کھائی[۷] کہ اس گھر میں نہ رہونگی اسکے بعد فوراً اس گھر سے اسباب اٹھا لیجانا بند و بست کرنا شروع کردیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں شروع کیا کچھ دیر ٹھیر گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۷) قسم کھائی[۸] کہ اب تیرے گھر میں قدم نہ رکھونگی تو مطلب یہ ہے کہ نہ آؤں گی اگر میانے پر سوار ہو کر آئی اور گھر میں اسی میانے پر بیٹھی رہی قدم زمین پر نہیں رکھے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۸) کسی[۹] نے قسم کھا کر کہا تیرے گھر کبھی نہ کبھی ضرور آؤں گی پھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا تو جب تک زندہ ہے قسم نہیں ٹوٹی مرتے وقت قسم ٹوٹ جاوے گی اس کو چاہیئے کہ اس وقت وصیت کرجاوے کہ میرے

[۱] وتتعدد الکفارۃ لتعدد الیمین المجلس والمجالس سواء ولو قال عنیت بالثانی الاول ففی حلفہ باللہ لایقبل وبحجۃ او عمرۃ یقبل (رد المحتار ج ۳ ص)

[۲] ومصرفہا مصرف الزکوۃ فما لا فلا (رد المحتار ص ج ۳)
[۳] ومن حلف لایدخل بیتا فدخل الکعبۃ او المسجد او الکنیسۃ لم یحنث وکذا اذا دخل دہلیزا او ظلۃ باب الدار (ہدایہ ص ۴۶۲ ج ۲)
[۴] ومن حلف لایدخل دارا فدخل دارا خربۃ لم یحنث ولو حلف لایدخل ہذہ الدار فخربت ثم بنیت اخری فدخلہا یحنث وان جعلت مسجدا او حماما او بستانا او بیتا فدخلہ لم یحنث (ہدایہ ص ۴۶۴ ج ۲)
[۵] ومن حلف لایدخل ہذہ الدار فوقف علی سطحہا حنث لان السطح من الدار (ہدایہ ص ۴۶۴ ج ۲)
[۶] ومن حلف لایدخل ہذہ الدار وہو فیہا لم یحنث بالقعود حتی یخرج ثم یدخل ولو حلف لایلبس ہذا الثوب وہو لابسہ فنزعہ فی الحال لم یحنث ۱۲ (ہدایہ ص ۴۶۴ ج ۲)
[۷] او حلف لایسکن ہذہ الدار وہو ساکنہا فاخذ فی النقلۃ من ساعتہ وان لبث علی حالہ ساعۃ حنث ۱۲ (ہدایہ ص ۴۶۴-۴۶۵ ج ۲)
[۸] حلف لایضع قدمہ فی دار فلان حنث بدخولہا مطلقا ولو حافیا او راکبا (رد المحتار ج ۳ ص ۹۰-۹۱)
[۹] وان حلف لیاتین البصرۃ فلم یاتہا حتی مات حنث فی آخر جزء من اجزاء حیاتہ (ہدایہ ص ۴۶۶ ج ۲)

مال میں سے قسم کا کفارہ دیدینا۔ **مسئلہ** (۹) قسم کھائی کہ فلانے کے گھر نہ جاؤں گی تو جس گھر میں وہ رہتی ہو وہاں نہ جانا چاہیئے چاہے اسی کا گھر ہو یا کرایہ پر رہتی ہو یا مانگ لیا ہو اور بے کرایہ دیئے رہتی ہو۔ **مسئلہ** (۱۰) قسم کھائی کہ تیرے یہاں کبھی نہ آؤں گی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھے گود میں لیکر وہاں پہنچا دے اس لیئے اس نے گود میں لیکر پہنچا دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی البتہ اگر اس سے نہیں کہا بغیر اس کے کہے کسی نے اس کو لاد کے وہاں پہنچا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اسیطرح اگر قسم کھائی کہ اس گھر سے کبھی نہ نکلونگی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھکو لاد کر نکال لے چل اور وہ لے گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر بے کہے کوئی لادے گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

باب ۲۷ کھانے پینے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤں گی پھر دہی دودھ جما کر دہی بنا لیا تو اس کے کھانیسے قسم نہ ٹوٹے گی۔ **مسئلہ** (۲) بکری کا بچہ پلا ہوا تھا اس پر قسم کھائی اور کہا کہ اس بچہ کا گوشت نہ کھاؤں گی پھر وہ بڑھ کر پوری بکری ہو گئی تب اس کا گوشت کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ** (۳) قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤں گی پھر تلی کھائی یا کلیجی یا اوجھڑی کھائی تو قسم نہیں ٹوٹی **مسئلہ** (۴) قسم کھائی کہ یہ گیہوں نہ کھاؤنگی پھر ان کو پسوا کر روٹی کھائی یا ان کے ستو کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر خود گیہوں ابال کر کھالئے یا بھنوا کر چبائے تو قسم ٹوٹ گئی ہاں اگر یہ مطلب لیا ہو کہ ان کے آٹے کی کوئی چیز بھی نہ کھاؤں گی تو ہر چیز کے کھانے سے قسم ٹوٹ جاویگی **مسئلہ** (۵) اگر یہ قسم کھائی کہ یہ آٹا نہ کھاؤں گی تو اس کی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر اس کا لپٹا یا حلوا یا کچھ اور پکا کر کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر ویسا ہی کچا آٹا پھانک گئی تو قسم نہیں ٹوٹی **مسئلہ** (۶) قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤں گی تو اس دیس میں جن چیزوں کی روٹی کھائی جاتی ہے نہ کھانا چاہیئے نہیں تو قسم ٹوٹ جاوے گی **مسئلہ** (۷) قسم کھائی کہ سری نہ کھاؤں گی تو چڑیا، بٹیر، مرغ وغیرہ چڑیوں کا سر کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی اگر بکری یا گائے کی سری کھائی تو قسم ٹوٹ گئی **مسئلہ** (۸) قسم کھائی کہ میوہ نہ کھاؤں گی تو انار، سیب، انگور، چھوارا، بادام، اخروٹ، کشمش، منقی، کھجور کھانے سے قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر خربوزہ، تربوز، ککڑی، کھیرا، آم، کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی۔

ف۱ ولو حلف لا یدخل دار فلان یراد بہ نسبۃ السکنی الیہ لان العرف فی کون السکنی بالملک او بالاجارۃ والعاریۃ الا اذا استعار التحقیہ فیہا و کیسد دار والخارجی۔

ف۲ ومن حلف لا یخرج من المسجد فامر انسانا فحملہ فاخرجہ حنث ولو اخرجہ مکرہا لم یحنث ولو حملہ برضاہ لا بامرہ لا یحنث فی الصحیح لان الانتقال بالامر لا بمجرد الرضا ہدایہ

ف۳ وکذا اذا حلف لا یاکل من ہذا الرطب من ہذا اللبن فصار تمرا او صار اللبن شیرازا لم یحنث (ہدایہ ۲/۴۶۷) ف۴ ولو حلف لا یاکل لحم ہذا الحمل فاکل بعد ما صار کبشا حنث (ہدایہ ۲/۴۶۷) ف۵ ولو حلف لا یاکل لحما فاکل لحم السمک لا یحنث وان اکل لحم خنزیر او لحم انسان یحنث ولذا اکل کبدا او کرشا لانہ لحم حقیقۃ فان نموہ من الدم ویستعمل استعمال اللحم وقیل فی عرفنا لا یحنث لانہ لا یعد لحما (ہدایہ ۲/۴۶۸) ف۶ ومن حلف لا یاکل من ہذہ الحنطۃ لم یحنث حتی یقضمہا ولو اکل من خبزہا لم یحنث عند ابی حنیفۃ وقالا ان اکل من خبزہا حنث (ہدایہ ۲/۴۶۹) ف۷ ولو حلف لا یاکل من ہذا الدقیق فاکل من خبزہ حنث ولو استفہ کما ہو لا یحنث لانہ تعین المجاز فانصرف الیہ (ہدایہ ۲/۴۶۹) ف۸ وان حلف لا یاکل خبزا فیمینہ علی ما یعتادہ اہل المصر اکلہ خبزا (ہدایہ ۲/۴۶۹) ف۹ وان حلف لا یاکل راسا فہو علی رؤس البقر والغنم عند ابی حنیفۃ وقال ابو یوسف ومحمد علی الغنم خاصۃ وہذا اختلاف عصر و زمان کان العرف فی زمنہ فیہما وفی زمنہما فی الغنم خاصۃ وفی زماننا یفتی علی حسب العادۃ کما ہو المذکور فی المختصر (ہدایہ ۲/۴۷۰) ف۱۰ [illegible] دیکھو ہدایہ ۲/۴۷۰ ف۱۱ لیکن اگر کسی ملک میں عرفا ان چیزوں کو گوشت کہتے ہوں تو اس ملک میں ان کے کھانے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی ۱۲۔

باب ۲۸ — نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ فلانی عورت سے نہ بولوں گی پھر جب وہ سوتی تھی اس وقت سوتے میں اس سے کچھ کہا اور اس کی آواز سے وہ جاگ پڑی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ بغیر ماں کی اجازت کے فلانی سے نہ بولوں گی پھر ماں نے اجازت دیدی لیکن اجازت کی خبر ابھی اس کو نہیں ملی تھی کہ اس سے بول دی اور بولنے کے بعد معلوم ہوا کہ ماں نے اجازت دیدی تھی تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۳) قسم کھائی کہ اس لڑکی سے کبھی نہ بولوں گی پھر جب وہ جوان ہو گئی یا بڑھیا ہو گئی تب بولی تو بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۴) قسم کھائی کہ کبھی تیرا منہ نہ دیکھوں گی تیری صورت نہ دیکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے ملاقات نہ کروں گی میل جول نہ رکھوں گی اگر کہیں دور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

باب ۲۹ — بیچنے اور مول لینے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ فلانی چیز میں نہ خریدوں گی پھر کسی سے کہدیا کہ تم مجھے خرید دو اس نے مول لے دیا تو قسم نہیں ٹوٹی، اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ میں اپنی فلانی چیز نہ بیچوں گی پھر خود نہیں بیچا دوسرے سے کہدیا کہ تم بیچ دو اس نے بیچ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی، اسی طرح کرایہ پر لینے کا حکم ہے، اگر قسم کھائی کہ میں یہ مکان کرایہ پر نہ لوں گی پھر کسی دوسرے کے ذریعہ سے کرایہ پر لے لیا تو قسم نہیں ٹوٹی، البتہ اگر قسم کھانے کا یہی مطلب تھا کہ نہ تو خود یہ کام کروں گی نہ کسی دوسرے کے ذریعہ سے کراؤں گی تو دوسرے آدمی کے کر دینے سے بھی قسم ٹوٹ جاوے گی غرض جو مطلب ہو گا اسی کے موافق سب حکم لگائے جاوینگے، یا یہ کہ قسم کھانے والی عورت پردہ نشین یا امیرزادی ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ہتک بیچتی نہیں خریدتی تو اس صورت میں اگر یہ کام دوسرے سے کہہ کر کرائے تب بھی قسم ٹوٹ جاوے گی۔ مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ میں اپنے اس لڑکے کو نہ ماروں گی پھر کسی اور سے کہکر پٹوا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

باب ۳۰ — روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) کسی نے بیوقوفی سے قسم کھائی کہ میں روزہ نہ رکھوں گی پھر روزہ کی نیت کر لی

سلہ ومن حلف لا یکلم فلانا فکلمہ وھو بحیث یسمع الا انہ نائم حنث لانہ قد کلمہ ووصل الی سمعہ لکنہ لم یفہم لنومہ فصار کما اذا ناداہ وھو بحیث یسمع لکنہ لم یفہم لتغافلہ وفی بعض روایات المبسوط شرط ان یوقظہ وعلیہ مشائخنا لانہ اذا لم ینتبہ کان کما اذا ناداہ من بعید وھو بحیث لا یسمع صوتہ (ہدایہ صـ ۴۷۳ ج ۲) سلہ ولو حلف لا یکلمہ الا باذنہ فاذن لہ ولم یعلم بالاذن حتی کلمہ حنث (ہدایہ صـ ۴۷۳ ج ۲) سلہ ومن حلف لا یکلم ہذا الشاب فکلمہ وقد صار شیخا حنث (ہدایہ صـ ۴۷۳ ج ۲) سلہ چونکہ قسم میں عرف عام کا اعتبار ہوتا ہے اور عرف عام میں منہ نہ دیکھنے یا صورت نہ دیکھنے سے مراد ہے میل جول نہ رکھنا اس لئے دور سے صورت دیکھ لینے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ سلہ ومن حلف لا یبیع اولا یشتری اولا یواجر فوکل من فعل ذلک لم یحنث الا ان ینوی ذلک او یکون الحالف ذا سلطان (ہدایہ صـ ۴۷۹-۴۸۰ ج ۲) سلہ ومن حلف لا یضرب عبدہ فامر انسانا فضربہ لم یحنث فی یمینہ (ہدایہ صـ ۴۸۰ ج ۲) سلہ ومن حلف لا یصوم فنوی الصوم وصام ساعۃ ثم افطر من یومہ حنث ولو حلف لا یصوم یوما او صوما فصام ساعۃ ثم افطر

لم یحنث لانہ یراد بہ الصوم التام المعتبر شرعا وذلک بانتہائہ الی آخر الیوم والیوم صریح فی تقدیر المدۃ بہ (ہدایہ صـ ۴۸۲ ج ۲) ۱۲۔

تو دم بھر گذرنے سے بھی قسم ٹوٹ گئی پورے دن گذرنے کا انتظار نہ کرینگے، اگر تھوڑی دیر بعد روزہ توڑے گی تب بھی قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑیگا۔ اور اگر یوں کہا کہ ایک روزہ بھی نہ رکھونگی تو روزہ ختم ہونے کے وقت قسم ٹوٹے گی جب تک پورا دن نہ گذرے اور روزہ کھولنے کا وقت نہ آوے تب تک قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر وقت آنے سے پہلے ہی روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ میں نماز نہ پڑھوں گی پھر پشیمان ہوئی اور نماز پڑھنے کھڑی ہوئی تو جب پہلی رکعت کا سجدہ کیا اسیوقت قسم ٹوٹ گئی اور سجدہ کرنے سے پہلے قسم نہیں ٹوٹی اگر ایک رکعت پڑھکر نماز توڑ دے تب بھی قسم ٹوٹ گئی، اور یاد رکھو ایسی قسمیں کھانا بڑا گناہ ہے، اگر ایسی بیوقوفی ہو گئی تو اس کو فوراً توڑ ڈالے اور کفارہ دے۔

باب ۳۱ کپڑے وغیرہ کی قسم کھانیکا بیان

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ اس قالین پر نہ لیٹوں گی پھر قالین بچھا کر اس کے اوپر چادر لگائی اور لیٹی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اس قالین کے اوپر ایک اور قالین یا کوئی دری بچھائی اس کے اوپر لیٹی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھوں گی پھر زمین پر بوریا یا کپڑا یا چٹائی ٹاٹ وغیرہ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اپنا دوپٹہ جو اوڑھے ہوئے ہے اسی کا آنچل بچھا کے بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی، البتہ اگر دوپٹہ اتار کر بچھا لیا تب بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۳) قسم کھائی کہ اس چارپائی یا اس تخت پر نہ بیٹھونگی پھر اس پر دری یا قالین وغیرہ کچھ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی، اگر اس چارپائی کے اوپر ایک اور چارپائی بچھائی اور تخت کے اوپر ایک اور تخت بچھا لیا پھر اوپر والی چارپائی اور تخت پر بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۴) قسم کھائی کہ فلانی کو کبھی نہ نہلاؤنگی پھر اس کے مرجانے کے بعد نہلایا تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۵) شوہر نے قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی نہ ماروں گا پھر غصہ میں چوٹا پکڑ کے گھسیٹا یا گلا گھونٹ دیا یا زور سے کاٹ کھایا تو قسم ٹوٹ گئی اور جو دل لگی اور پیار میں کاٹا ہو تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۶) قسم کھائی کہ فلانی کو ضرور ماروں گی اور وہ اس کہنے سے پہلے ہی مرچکی ہے تو اگر اس کا مرنا معلوم نہ تھا اس وجہ سے قسم کھائی تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر جان بوجھ کے قسم کھائی تو قسم کھاتے ہی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۷) اگر کسی نے کسی بات کے کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا خدا قسم آم ضرور کھاؤنگی تو عمر بھر میں ایک دفعہ کھا لینا کافی ہے اور اگر کسی بات کے نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے

۱؎ ولو حلف لا یصلی فقام وقرأ ورکع لم یحنث وان سجد مع ذلک ثم قطع حنث (ہدایہ ص۴۸۲/۲۲) ۲؎ ومن حلف لا ینام علی فراش فنام علیہ وفوقہ قرام حنث وان جعل فوقہ فراشا آخر فنام علیہ لا یحنث (ہدایہ ص۴۸۳/۲۲) ۳؎ ولو حلف لا یجلس علی الارض فجلس علی بساط او حصیر لم یحنث لانہ لا یسمی جالسا علی الارض بخلاف ما اذا حال بینہ وبین الارض لباسہ لانہ تبع لہ فلا یعتبر حائلا (ہدایہ ص۴۸۳/۲۲) ۴؎ وان حلف لا یجلس علی سریر فجلس علی سریر فوقہ بساط او حصیر حنث بخلاف ما اذا جعل فوقہ سریرا آخر (ہدایہ ص۴۸۳/۲۲) ۵؎ ولو قال ان غسلتک فعبدی حر فغسلہ بعد ما مات یحنث (ہدایہ ص۴۸۴/۲۲) ۶؎ ومن حلف لا یضرب امرأتہ فمد شعرہا او خنقہا او عضہا حنث وقیل لا یحنث فی حال الملاعبۃ (ہدایہ ص۴۸۴/۲۲) ۷؎ ومن قال ان لم اقتل فلانا فامرأتہ طالق وفلان میت وہو عالم بہ حنث وان لم یعلم لا یحنث (ہدایہ ص۴۸۴/۲۲) ۸؎ واذا حلف لا یفعل کذا ترکہ ابدا لانہ نفی الفعل مطلقا فعم الامتناع وان حلف لیفعلن کذا ففعلہ مرۃ واحدۃ بر فی یمینہ ۱۲ ہدایہ ص۴۸۶/۲۲

یوں کہا خدا قسم آنار نہ کھاؤں گی تو ہمیشہ کے لئے چھوڑنا پڑیگا جب کبھی کھاوے گی تو قسم ٹوٹ جاویگی ہاں اگر ایسا ہوا کہ گھر میں آنار، انگور وغیرہ آئے اور خاص ان آناروں کیلئے کہا کہ نہ کھاؤں گی تو یہ اور بات ہے وہ نہ کھاوے اسکے سوا اور منگا کر کھاوے تو کچھ حرج نہیں ۔

باب	دین سے پھر جانے کا بیان	۳۲

مسئلہ (۱) اگر خدانخواستہ کوئی اپنے ایمان اور دین سے پھر گئی تو تین دن کی مہلت دیجاویگی اور جو اس کو شبہ پڑا ہو اس شبہ کا جواب دیدیا جاوے گا، اگر اتنی مدت میں مسلمان ہوگئی تو خیر نہیں تو ہمیشہ کے لئے[ا] قید کردینگے جب توبہ کرے گی تب چھوڑیں گے **مسئلہ (۲)**[۲] جب کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں اور عبادت اس نے کی تھی سب اکارت گئی نکاح ٹوٹ گیا۔ اگر فرض حج کرچکی ہے تو وہ بھی ٹوٹ گیا اب اگر توبہ کرکے پھر مسلمان ہوئی تو اپنا نکاح پھر سے پڑھواوے اور پھر دوسرا[۳] حج کرے **مسئلہ (۳)**[۴] اگر کسی کا میاں توبہ توبہ بیدین ہوجاوے تو بھی نکاح جاتا رہا، اب وہ جب تک توبہ کرکے پھر سے نکاح نہ کرے عورت اس سے کچھ واسطہ نہ رکھے اگر کوئی معاملہ میاں بی بی کا سا ہوا تو عورت کو بھی گناہ ہوگا اور اگر وہ زبردستی کرے تو اس کو سب سے ظاہر کردے شرماوے نہیں دین کی بات میں کیا شرم **مسئلہ (۴)**[۴] جب کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے جیسے کسی نے کہا کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلانا کام کردے اس کا جواب دیا ہاں نہیں ہے تو اس کہنے سے کافر ہوگئی **مسئلہ (۵)** کسی[۵] نے کہا اٹھو نماز پڑھو جواب دیا کون اٹھک بیٹھک کرے یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا کون بھوکا مرے یا کہا روزہ[۶] وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو یہ سب کفر ہے۔ **مسئلہ (۶)** اس[۷] کو کوئی گناہ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا خدا سے نہیں ڈرتی جواب دیا ہاں نہیں ڈرتی تو کافر ہوگئی **مسئلہ (۷)** کسی[۸] کو برا کام کرتے دیکھ کر کہا کیا تو مسلمان نہیں ہے جو ایسی بات کرتی ہے جواب دیا ہاں نہیں ہوں تو کافر ہوگئی اگر ہنسی میں کہا ہو تب بھی یہی حکم ہے **مسئلہ (۸)** کسی[۹] نے نماز پڑھنا شروع کی اتفاق سے اس پر کوئی مصیبت پڑگئی اس لئے کہا کہ یہ سب نمازہی کی نحوست ہے تو کافر ہوگئی۔ **مسئلہ (۹)** کسی[۱۰] کافر کی کوئی بات اچھی معلوم ہوئی اسلئے

[ا] واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ عرض علیہ الاسلام فان کانت لہ شبہۃ کشفت عنہ ویحبس ثلثۃ ایام فان اسلم والا قتل (ہدایہ صفحہ ۵۸۴/۲) ولا تقتل المرتدۃ بل تحبس حتی تسلم (عالمگیری صفحہ ۲۵۷/۲) [۲] ویبطل منہ اتفاقا ما یعتمد الملۃ وھی خمس النکاح والذبیحۃ والصید والشہادۃ والارث (رد المحتار صفحہ ۳۲۸/۳)

[۳] والقضی من العبادات الا الحج (رد المحتار صفحہ ۳۴۴/۳) [۴] من ہزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف (رد المحتار صفحہ ۳۴۲/۳) [۵] واذا قیل لہ صل فقال قلتبان بود کہ نماز کند وکار برخویشتن دراز کند او قال تو نماز کردی چہ برسر آوردی فہذا اکلہ کفر (عالمگیری صفحہ ۱۶۲/۲) [۶] او قال عند مجیٔ شہر رمضان آمد آں ماہ گراں او قال جاء الضیف الثقیل یکفر (عالمگیری صفحہ ۱۶۳/۲) [۷] واذا قالت المشاجرۃ بین الزوجین فقال الرجل لامرأتہ اما تخافین اللہ تعالٰی والتقیہ فقالت المرأۃ مجیبۃ لہ لا اخافہ قال الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل ان کان الزوج عاتبہا علی المعصیۃ ظاہرۃ یخوفہا من اللہ تعالٰی فاجابتہ بہذا تصیر مرتدۃ (فتاوی قاضی خان صفحہ ۲۰۱/۴) [۸] قالت امرأۃ لزوجہا الیس لک حمیۃ ولا دین الاسلام ترضی بخلوتی مع الاجانب فقال الزوج لیس لی حمیۃ ولا دین الاسلام فقد قیل انہ یکفر ۱۲ (عالمگیری صفحہ ۱۶۵/۲) [۹] اذا قیل لرجل صل فقال ان الشئ ینتقص من مالی فانا النقص من حقہ فہو کفر (عالمگیری صفحہ ۱۶۲/۲) [۱۰] واستحسن امر الکفار اتفاقا قالوا لو قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن عن مجوس او ترک المضاجعۃ حالۃ الحیض منہم حسن فہو کافر (عالمگیری صفحہ ۱۶۵/۲) [۱۱] یہ حکم عورتوں کیلئے مخصوص ہے اگر خدانخواستہ مرد مرتد ہوجائے تو تین دن کے بعد اسے قتل کردیا جائیگا۔ ۱۲ [۱۲] بشرطیکہ دائرہ

تمنا کرکے کہا ہم بھی کافر ہوتے تو اچھا تھا کہ ہم بھی ایسا کرتے تو کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۰) کسی کا لڑکا مرگیا اس نے یوں کہا یا اللہ یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا تو اس کہنے سے کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۱) کسی نے یوں کہا اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں یا یوں کہا جبرئیل بھی اتر آویں تو ان کا کہا نہ مانوں تو کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۲) کسی نے کہا میں ایسا کام کرتی ہوں کہ خدا بھی نہیں جانتا تو کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۳) جب اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی رسول کی کچھ حقارت کی یا شریعت کی بات کو برا جانا عیب نکالا کفر کی بات پسند کی ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے اور کفر کی باتوں کو جن سے ایمان جاتا رہتا ہے ہم نے پہلے ہی حصہ میں سب عقیدوں کے بیان کرنے کے بعد بھی بیان کیا ہے وہاں دیکھ لینا چاہیئے۔ اور اپنے ایمان کو سنبھالنے میں بہت احتیاط کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان ٹھیک رکھے اور ایمان ہی پر خاتمہ کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

باب ذبح کرنے کا بیان ۲۳

مسئلہ (۱) ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرکے تیز چھری ہاتھ میں لیکر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کے اس کے گلے کو کاٹے یہانتک کہ چار رگیں کٹ جاویں، ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے دوسری وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو شہ رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں اگر ان چار میں سے تین ہی رگیں کٹیں تب بھی ذبح درست ہے اس کا کھانا حلال ہے اور اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہوگیا اس کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۲) ذبح کے وقت بسم اللہ قصداً نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول جاوے تو کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۳) کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور منع ہے کہ اس میں جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسیطرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اسکی کھال کھینچنا ہاتھ پاؤں توڑنا کاٹنا اور ان چاروں رگوں کے کٹ جانے کے بعد بھی گلا کاٹے جانا یہ سب مکروہ ہے۔ مسئلہ (۴) ذبح کرنے میں مرغی کا گلا کٹ گیا تو اس کا کھانا درست ہے مکروہ بھی نہیں البتہ اتنا زیادہ ذبح کردینا یہ بات مکروہ ہے مرغی مکروہ نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۵) مسلمان کا ذبح کرنا بہرحال درست ہے، چاہے عورت ذبح کرے یا مرد اور چاہے

لہ من انسب اللہ تعالیٰ الی الجور فقد کفر (عالمگیری ص۱۶۹ ج۳) ۵۲ اذا قال لو امرنی اللہ تعالیٰ بکذا لم افعل فقد کفر (عالمگیری ص۱۵۹ ج۳) ولو قال لا اسمع شہادۃ فلاں وان کان جبرئیل او میکائیل یکفر (عالمگیری ص۱۶۲ ج۳) ۵۳ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص یکفر (عالمگیری ص۱۵۹ ج۳) ۵۴ وفی المسایرۃ والاعتبا

التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیۃ بالفاظ کثیرۃ وافعال تصدر من المتہتکین لدلالتہا علی الاستخفاف بالدین (بحر ص۱۱۹ ج۵) ۵۵ وکرہ ترک التوجہ الی القبلۃ (رد المختار ص۲۰۵ ج۵) و یستقبل القبلۃ فی الجمیع ۱۲ (عالمگیری ص۱۹۳ ج) ۵۶ والعروق التی تقطع فی الذکاۃ اربعۃ الحلقوم والمرئ والودجان (ہدایہ ص۳۷ ج۴ ورد المختار ص۲۰۳-۲۰۴ ج۵) ۵۷ وان ترک الذابح التسمیۃ عامداً فالذبیحۃ میتۃ لا تؤکل وان ترکہا ناسیا اکل (ہدایہ ص۳۶۸ ج۴) ۵۸ وندب احداد شفرتہ قبل الاضجاع وکرہ بعدہ کالجر برجلہا الی المذبح وذبحہا من قفاہا (رد المختار ص۲۰۵ ج۵) وکرہ کل تعذیب بلا فائدۃ مثل قطع الراس والسلخ قبل ان تبرد (رد المختار ص۲۰۵ ج۵) ۵۹ ومن بلغ بالسکین النخاع او قطع الراس کرہ لہ ذلک وتؤکل ذبیحتہ ۱۲ (ہدایہ ص۳۷۲ ج۴) ۶۰ وشرط کون الذابح مسلما حلالا خارج الحرم ان کان صیداً الی ان قال ولو اللہ مجنونا او امرأۃ او صبیا یعقل التسمیۃ والذبح (رد المختار ص۲۰۵-۲۰۶ ج۵)

پاک ہو یا ناپاک ہر حال میں اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال ہے اور کافر کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہے۔ **مسئلہ** (۶) جو چیز دھاردار ہو جیسے دھاردار پتھر گنّے یا بانس کا چھلکا سب سے ذبح کرنا درست ہے۔

باب	حلال و حرام چیزوں کا بیان	۳۴

مسئلہ (۱) جو جانور اور جو پرندے شکار کر کے کھاتے رہتے ہیں یا ان کی غذا فقط گندگی ہی ان کا کھانا جائز نہیں جیسے شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بلی، کتّا، بندر، شکرا، باز، گدھ، وغیرہ اور جو ایسے نہ ہوں جیسے طوطا، مینا، فاختہ، چڑیا، بٹیر، مرغابی، کبوتر، نیل گائے، ہرن، بطخ، خرگوش وغیرہ سب جائز ہیں۔ **مسئلہ** (۲) بجو، گوہ، کچھوا، بھڑ، خچر، گدھا، گدھی کا گوشت کھانا اور گدھی کا دودھ پینا درست نہیں، گھوڑے کا کھانا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔ دریائی جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے باقی سب حرام۔ **مسئلہ** (۳) مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح کئے ہوئے بھی کھانا درست ہے ان کے سوا اور کوئی جاندار چیز بغیر ذبح کئے کھانا درست نہیں جب کوئی چیز مر گئی تو حرام ہو گئی۔ **مسئلہ** (۴) جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر الٹی تیرنے لگی اس کا کھانا درست نہیں **مسئلہ** (۵) اوجھڑی کھانا حلال ہے نہ مکروہ۔ **مسئلہ** (۶) کسی چیز میں چیونٹیاں مر گئیں تو بغیر نکالے کھانا جائز نہیں اگر ایک آدھ چیونٹی حلق میں چلی گئی تو مردار کھانے کا گناہ ہوا بعضے بچے بلکہ بڑے بھی گولر کے اندر کے بھنگے سمیت گولر کھا جاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس کے کھانے سے آنکھیں نہیں آتیں یہ حرام ہے مردار کھانے کا گناہ ہوتا ہے۔ **مسئلہ** (۷) جو گوشت ہندو بیچتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ میں نے مسلمان سے ذبح کرایا ہے اس سے مول لیکر کھانا درست نہیں البتہ جس وقت سے مسلمان نے ذبح کیا ہے اگر اسی وقت سے کوئی مسلمان برابر بیٹھا دیکھ رہا ہے یا وہ جانے لگا تو دوسرا کوئی اس کی جگہ بیٹھ گیا تب درست ہے۔ **مسئلہ** (۸) جو مرغی گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہو اس کو تین دن بند رکھ کر ذبح کرنا چاہیئے بغیر بند کئے کھانا مکروہ ہے۔

باب	نشہ کی چیزوں کا بیان	۳۵

مسئلہ (۱) جتنی شرابیں ہیں سب حرام اور نجس ہیں، تاڑی کا بھی یہی حکم ہے دوا کیلئے بھی انکا

۱؎ ویجوز الذبح بالليطة والمروة وكل شئ انهر الدم الا السن القائم والظفر القائم (ہدایہ ص ۴۳۷ ج ۴ و رد المختار ص ۲۰۵-۲۰۴ ج ۵) ۲؎ والمستانس من السباع وهو الكلب والفهد والسنور الاهلى فلا يحل وكذلك المتوحش منها المسمى بسباع الوحش والطير وكل ذى ناب من السباع وكل ذى مخلب من الطير فذو ناب من السباع الوحش كالاسد والذئب والضبع والنمر والفهد الخ وذو مخلب من الطير كالبازى والباشق والصقر والشاهين والحداة الخ وما لا مخلب له من الطير والمستانس منه كالدجاج والبط والمتوحش كالحمام والعصافير والبط والكركى والغراب الذى ياكل الحب الذرع ونحوها حلال بالاجماع (عالمگیری ص ۱۹۴ ج ۴) ۳؎ ويكره اكل الضبع والضب والسلحفاة والزنبور والحشرات كلها ولا يجوز اكل الحمر الاهلية والبغال ويكره لحم الفرس ۱۲ (ہدایہ ص ۴۳۷ ج ۴) ۴؎ ولا يوكل من حيوان الماء الا السمك (ہدایہ ص ۲۰۳ ج ۴ و رد المختار ص ۲۱۲ ج ۵) ۵؎ وحل الجراد وانواع السمك بلا ذكاة (رد المختار ص ۲۱۳ ج ۵) ۶؎ دیکھو رد المختار ص ۲۱۲ ج ۵

۷؎ دیکھو رد المختار ص ۲۱۵ ج ۵) ۸؎ (رد المختار ص ۳۲۲ ج ۱۲) ۹؎ ملاحظہ ہو رد المختار ص ۲۳۹ ج ۵) ۱۰؎ دیکھو رد المختار ص ۲۳۶ ج ۵) ۱۱؎ (رد المختار ص ۲۱۷ ج ۵)

کھانا پینا درست نہیں بلکہ جس دوا میں ایسی چیز پڑی ہو اس کا لگانا بھی درست نہیں مسئلہ (۲) شراب[ل] کے سوا اور جتنے نشے ہیں جیسے افیون، جائے پھل، زعفران[ل] وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ دوا کے لئے اتنی مقدار کھالینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آوے اور اس دوا کا لگانا بھی درست ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں اور اتنا کھانا کہ نشہ ہوجاوے حرام ہے مسئلہ (۳) تاڑی[ع] اور شراب کے سرکہ کا کھانا درست ہے مسئلہ (۴) بعض[ع] عورتیں بچوں کو افیون دیکر لٹا دیتی ہیں کہ نشہ میں پڑے رہیں روویں دھوویں نہیں یہ حرام ہے۔

باب ۳۶ چاندی سونے کے برتنوں کا بیان

مسئلہ (۱) سونے[ھ] چاندی کے برتن میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ انکی چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں جیسے چاندی سونے کے چمچہ سے کھانا پینا، خلال سے دانت صاف کرنا گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا، سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا، عطردان سے عطر لگانا خاصدان میں پان رکھنا، ان کی پیالی سے تیل لگانا جس پلنگ کے پائے چاندی کے ہوں اس پر لیٹنا بیٹھنا چاندی سونے کی آرسی میں مُنھ دیکھنا یہ سب حرام ہے۔ البتہ[ل] آرسی کا زینت کے لئے پہنے رہنا درست ہے، مگر مُنھ ہرگز نہ دیکھے، غرض انکی چیز کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں

باب ۳۷ لباس اور پردے کا بیان

مسئلہ (۱) چھوٹے[ع] لڑکوں کو کڑے، ہنسلی وغیرہ کوئی زیور اور ریشمی کپڑا پہنانا مخمل پہنانا جائز نہیں اسی طرح ریشمی اور چاندی سونے کا تعویذ بنا کر پہنانا اور کسم[ھ] و زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہنانا بھی درست نہیں غرض[ع] جو چیزیں مردوں کو حرام ہیں وہ لڑکوں کو بھی نہ پہنانا چاہئے، البتہ[ل] اگر بانا سوت کا ہو اور تانا ریشمی ایسا کپڑا لڑکوں کو پہنانا جائز ہے اسیطرح اگر کسی مخمل کا رواں ریشم کا نہ ہو وہ بھی درست ہے اور یہ سب مردوں کو بھی درست ہے اور گوٹہ[ل] اور لچکہ لگا کر کپڑے پہنانا بھی درست ہے لیکن وہ لچکہ چار انگل سے زیادہ چوڑا نہ ہونا چاہئے مسئلہ (۲) تُجّی[ع] کامدار ٹوپی یا اور کوئی کپڑا لڑکوں کو اسوقت جائز ہے جب بہت گھنا کام نہ ہو اگر اتنا زیادہ کام ہے کہ ذرا دور سے دیکھنے سے سب کام ہی کام معلوم ہوتا ہے کپڑا بالکل دکھائی نہیں دیتا تو اس کا پہنانا

ل وحرم الانتفاع بہا در دالمختار صہ ۳۱۵ ج ۵ ع اکل قلیل السقمونیا والبنج مباح للتداوی وما ادی ذلک اذا کان یقتل او یذہب العقل حرام وہکذا یقال فی غیرہ من الاشیاء الجامدۃ المضرۃ فی العقل او غیرہ یحرم تناول القدر المضر منہا دون القلیل النافع والحاصل ان استعمال الکثیر المسکر منہ حرام مطلقا

ع (ردالمختار صہ ۳۲۱ ج ۵) واذا تخللت الخمر حلت سواء صارت خلا بنفسہا او بشئ یطرح ولا یکرہ تخلیلہا ہدایہ صہ ۴۲۲ ج ۴ ورد المختار صہ ۳۱۵ ج ۵ ع ویحرم اکل البنج والحشیشۃ والافیون (ردالمختار صہ ۳۲۰ ج ۵) ھ وکرہ الاکل والشرب والادہان والتطیب من اناء ذھب وفضۃ للرجل والمرأۃ وکذا الاکل بملعقۃ الفضۃ والذہب والاکتحال بمیلہما وما اشبہ ذلک کمکحلۃ ومراٰۃ وقلم ودوات ونحوہا ۱۲ (ردالمختار صہ ۲۳۷ ج ۵) ل ویکرہ النظر فی المراٰۃ المتخذۃ من الذہب والفضۃ (عالمگیری صہ ۲۲۳ ج ۶) ع کرہ الباس الصبی ذھبا او حریرا (ردالمختار صہ ۲۵۲ ج ۵) ھ وکرہ لبس المعصفر والمزعفر للرجال ۱۲ (ردالمختار صہ ۲۴۹ ج ۵) ع ومایکرہ للرجال لبسہ یکرہ للغلمان والصبیان ۱۲ (عالمگیری صہ ۲۲۱ ج ۶) ل یحل ما سداہ ابریسم ولحمتہ غیرہ (ردالمختار صہ ۲۴۷ ج ۵) ل یحرم لبس الحریر ولو بحائل علی المذہب وفی الحریر علی الرجال لا المرأۃ الا قدر اربع اصابع مضمومۃ وکذا المنسوج بذہب یحل اذا کان ہذا المقدار والا لا (ردالمختار صہ ۲۴۴-۲۴۵ ج ۵)

ع وظاہر المذہب عدم جمع المتفرق ای الا اذا کان خط منہ قز وخط منہ غیرہ بحیث یری کلہ قزا فلا یجوز ومقتضاہ حل الثوب المنقوش بالحریر تطریزا ونسجا اذا لم تبلغ کل واحدۃ من نقوشہ اربع اصابع

جائز نہیں یہی حال ریشمی کام کا ہے کہ اگر اتنا گھنا ہو تو لڑکوں کو پہنانا جائز نہیں۔ **مسئلہ (۳)** بہت باریک کپڑا جیسے ململ، جالی، بک، آب رواں ان کا پہننا اور ننگے رہنا دونوں برابر ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہتیری کپڑا پہننے والیاں قیامت کے دن ننگی سمجھی جاویں گی۔ اگر کرتہ دوپٹہ دونوں باریک ہوں یہ اور بھی غضب ہے۔ **مسئلہ (۴)** مردانہ جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے **مسئلہ (۵)** عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملیگا اور بجتا زیور پہننا درست نہیں جیسے جھانجھ، چھاگل، پازیب وغیرہ اور بجتا زیور چھوٹی لڑکی کو پہنانا بھی جائز نہیں چاندی سونے کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے جیسے پیتل گلٹ رانگا وغیرہ مگر انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز کی درست نہیں **مسئلہ (۶)** عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے غیر محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں، البتہ بوڑھی عورت کو صرف منھ اور ہتھیلی اور ٹخنے پیر کھولنا درست ہے باقی اور بدن کا کھولنا کسیطرح درست نہیں ماتھے پر سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح غیر محرم کے سامنے آجاتی ہیں یہ جائز نہیں غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی کھولنا چاہیئے بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹتے ہیں اور کٹے ہوئے ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالے کہ کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے۔ نہیں تو گنہگار ہوگی اسی طرح اپنے کسی بدن کو یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کسی عضو کو نامحرم مرد کے بدن سے لگانا بھی درست نہیں **مسئلہ (۷)** جوان عورت کو غیر مرد کے سامنے اپنا منھ کھولنا درست نہیں نہ ایسی جگہ کھڑی ہو جہاں کوئی دوسرا دیکھ سکے اسی سے معلوم ہوگیا کہ نئی دلہن کی منھ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبے کے سارے مرد آکر منھ دیکھتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں اور بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ (۸)** اپنے محرم کے سامنے منھ اور سر اور سینہ اور باہیں اور پنڈلی کھل جاویں تو کچھ گناہ نہیں اور پیٹ اور پیٹھ اور ران ان کے سامنے بھی نہ کھلنا چاہیئے **مسئلہ (۹)** ناف سے لیکر زانوں کے نیچے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں بعضی عورتیں ننگی سامنے نہاتی ہیں یہ بڑی بیغیرتی اور ناجائز بات ہے چھٹی چھلے میں ننگی کرکے نہلانا اور اس پر مجبور کرنا ہرگز درست نہیں ناف سے زانو تک ہرگز بدن کو ننگا نہ کرنا چاہیئے۔ **مسئلہ (۱۰)** اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے موافق اپنا بدن دکھلا دینا درست ہے

۵۱ رب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ رواہ البخاری ۵۲ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل ۱۲ (رد المحتار ص۲۹۳ ج۵) ۵۳ عن ابن الزبیر ان مولاۃ لہم ذہبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلہا اجراس فقطعہا عمر وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع کل جرس شیطان (مشکوۃ ص۳۷۹) ۵۴ وفی الجندی التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء جمیعا (عالمگیری ص۲۲۲ ج۶) ۵۵ (العورۃ) للحرۃ جمیع بدنہا حتی شعرہا النازل فی الاصح خلا الوجہ والکفین والقدمین وتمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ کمسہ وان امن الشہوۃ لانہ اغلظ ولذا ثبت بہ حرمۃ المصاہرۃ (رد المحتار ص۲۹۷-۹۸ ج۱) ۵۶ وکل عضو لا یجوز النظر الیہ قبل الانفصال لا یجوز بعدہ ولو بعد الموت کشعر عانۃ وشعر راسہا (رد المحتار ص۲۵۹ ج۵) ۵۷ دیکھو حاشیہ نمبر ۵۵ صفحہ ہذا ۵۸ ومن محرمہ الی الراس والوجہ والصدر والساق والعضدان امن شہوتہ وشہوتہا ایضا والا لا لا الی الظہر والبطن والفخذ ۱۲ (رد المحتار ص۲۵۸ ج۵) ۵۹ وتنظر المرأۃ المسلمۃ من المرأۃ کالرجل من الرجل (رد المحتار ص۲۵۹ ج۵) ۶۰ ویجوز النظر الی الفرج للخاتن وللقابلۃ وللطبیب عند المعالجۃ ویغض بصرہ ما استطاع (عالمگیری ص۲۳۰ ج۶ ورد المحتار ص۲۵۹-۲۶۰ ج۵)

فان خاف الشہوۃ او شک امتنع نظرہ الی وجہہا الا لحاجۃ کقاض وحکیم وشاہد یشہد علیہا وکذا مرید نکاحہا وشرائہا ومداواتہا ینظر الطبیب الی موضع مرضہا بقدر الضرورۃ رد المحتار ص۲۵۸ ج۵

مثلاً ران میں پھوڑا ہے تو صرف پھوڑے کی جگہ کھولو زیادہ ہرگز نہ کھولو اسکی صورت یہ ہے کہ پرانا پائجامہ یا چادر پہن لو اور پھوڑے کی جگہ کاٹ دو اسکو جراح دیکھلے لیکن جراح کے سوا اور کسیکو دیکھنا جائز نہیں نہ کسی مرد کو نہ عورت کو البتہ اگر ناف اور زانو کے درمیان نہ ہو کہیں اور ہو تو عورت کو دکھلانا درست ہے۔ اسیطرح عمل لیتے وقت صرف ضرورت کے موافق اتنا ہی بدن کھولنا درست ہے زیادہ کھولنا درست نہیں یہی حکم دائی جنائی کا ہے کہ ضرورت کے وقت اسکے سامنے بدن کھولنا درست ہے لیکن جتنی ضرورت ہے اس سے زیادہ کھولنا درست نہیں بچہ ہونیکے وقت یا کوئی دوا لیتے وقت فقط اتنا ہی بدن کھولنا چاہیئے بالکل ننگی ہو جانا جائز نہیں اسکی صورت یہ ہے کہ کوئی چادر وغیرہ بند ہوا دیجاوے اور ضرورت کیموافق دائی کے سامنے بدن کھول دیا جاوے رانیں وغیرہ نہ کھلنے پاویں اور دائی کے سوا کسی اور کو بدن دیکھنا درست نہیں بالکل ننگا کر دینا اور ساری عورتوں کا سامنے بیٹھکر دیکھنا بالکل حرام ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ستر[۱] دیکھنے والی اور دکھلانیوالی دونوں پر خدا کی لعنت ہو۔ اس قسم کے مسئلوں کا بہت خیال رکھنا چاہیئے مسئلہ (۱۱) زمانہ[۲] حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے بدن کا کھولنا درست نہیں دوپٹہ وغیرہ ڈال لینا چاہیئے، بلا ضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں، یہ دستور ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسری گھر والی ماں، بہن وغیرہ بھی دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں مسئلہ (۱۲) جتنے[۳] بدن کا دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں اسلئے نہاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں وغیرہ ملوانا درست نہیں اگرچہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈالکر ملے البتہ اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ پہنکر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈالکر ملے تو جائز ہے مسئلہ (۱۳) کافر[۴] عورتیں جیسے اہیرن، تنبولن، تیلن، کولن، دھوبن، بھنگن، چماری، وغیرہ جو گھر میں آجاتی ہیں انکا حکم یہ ہے کہ جتنا[۵] پردہ نامحرم مرد سے ہے اتنا ہی ان عورتوں سے بھی واجب ہے سوائے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے اور کسی ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو سب عورتیں اسکے خلاف کرتی ہیں غرض سر اور سارا ہاتھ اور پنڈلی انکے سامنے مت کھولو اور اس سے یہ بھی سمجھ لو کہ اگر دائی جنائی ہندو یا میم ہو تو بچہ پیدا ہونیکا مقام تو اسکو دکھلانا درست ہے اور سر وغیرہ اور اعضا اسکے سامنے کھولنا درست نہیں مسئلہ (۱۴) اپنے[۵] شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے تمکو اسکے سامنے اور اسکو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں مسئلہ (۱۵) جسطرح[۶] خود مردوں کے سامنے آنا اور بدن کھولنا درست نہیں اسیطرح جھانک تاک کے مردوں کو دیکھنا بھی درست نہیں عورتیں یوں سمجھتی ہیں کہ مرد ہمکو نہ دیکھیں ہم انکو دیکھ لیں تو کچھ حرج نہیں یہ بالکل غلط ہے، کواڑ کی راہ یا کوٹھے پر سے مردوں کو دیکھنا دولہا کے سامنے آجانا یا اور کسی طرح دولہا کو دیکھنا یہ سب ناجائز ہے مسئلہ (۱۶) نامحرم[۷] کیساتھ تنہائی کی جگہ بیٹھنا لیٹنا درست نہیں اگرچہ دونوں الگ الگ اور کچھ فاصلہ پر ہوں تب بھی جائز نہیں مسئلہ (۱۷) اپنے[۸] پیر کے سامنے آنا ایسا ہی ہے جیسے کسی غیر محرم کے سامنے آنا اسلئے یہ بھی جائز نہیں۔ اسیطرح لے پالک لڑکا بالکل غیر ہوتا ہے لڑکا بنانے سے سچ مچ لڑکا نہیں بنجاتا سب کو اس سے وہی برتاؤ کرنا چاہیئے جو بالکل غیروں کیساتھ ہوتا ہے اسیطرح جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی

ف ۱ مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰
ف ۲ دیکھو حاشیہ نمبر ۹ صفحہ ۵۴
ف ۳ رد المحتار ص ۲۵۶ ج ۵
ف ۴ رد المحتار ص ۲۵۹ ج ۵
ف ۵ عالمگیری ص ۳۱۹ ج ۶
ف ۶ رد المحتار ص ۲۵۹ ج ۵
ف ۷ و ۸ مشکوٰۃ ص ۲۶۸
ف ۹ یعنی سوائے چہرہ گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنے سے نیچے کے پیر کے حصہ کے ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں ہے بلکہ یوں تو بلا ضرورت جوان عورت کو غیر محرم کے سامنے سارا بدن ڈھک کر آنا بھی درست نہیں خصوصاً جبکہ ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہو جو زینت کی نیت سے پہنے جاتے ہیں البتہ بوقت ضرورت معمولی کپڑے پہن کر جو زینت کیلئے نہ ہوں سارے بدن کو ڈھک کر غیر محرم کے سامنے جانے میں کوئی حرج نہیں - ۱۲

چچازاد، پھوپی زاد، ماموں زاد بھائی وغیرہ یہ سب شرع میں غیر ہیں سب سے گہرا پردہ ہونا چاہیے۔ مسئلہ(۱۸) ہیجڑے، خوجے، اندھے کے سامنے آنا بھی جائز نہیں مسئلہ(۱۹) بعضی بعضی ہنھیاری چوڑیاں پہنتی ہیں یہ بڑی بیہودہ بات ہے بلکہ جو عورتیں باہر نکلتی ہیں انکو بھی اس سے چوڑیاں پہننا جائز نہیں۔

باب متفرقات! ۳۸

مسئلہ(۱) ہر ہفتہ نہا دھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں روز، دن سہی زیادہ سے زیادہ چالیس دن اس سے زیادہ کی اجازت نہیں اگر چالیس دن گذر گئے اور بال صاف نہ کئے تو گناہ ہوا مسئلہ(۲) اپنی ماں باپ شوہر وغیرہ کو نام لیکر پکارنا مکروہ اور منع ہے کیونکہ اسمیں بے ادبی ہے لیکن ضرورت کیوقت جسطرح ماں باپ کا نام لینا درست ہے اسیطرح شوہر کا نام لینا بھی درست ہے اسیطرح اٹھتے بیٹھتے بات چیت کرنے ہر بات میں ادب تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہیے مسئلہ(۳) کسی جاندار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں جیسے بھڑوں کا پھونکنا کھٹمل وغیرہ پکڑ کر آگ میں ڈال دینا یہ سب ناجائز ہے البتہ اگر مجبوری ہو کہ بغیر پھونکے کام نہ چلے تو بھڑوں کا پھونکدینا یا چارپائی میں کھولتا ہوا پانی ڈالدینا درست ہے۔ مسئلہ(۴) کسی بات کی شرط بدھنا جائز نہیں جیسے کوئی کہے سیر بھر مٹھائی کھا جاؤ تو ہم ایک روپیہ دینگے اور اگر نہ کھا سکے تو ایک روپیہ ہم تم سے لے لیں گے غرض جب دونوں طرف سے شرط ہو تو جائز نہیں البتہ اگر ایک ہی طرف سے ہو تو درست ہے مسئلہ(۵) جب کوئی دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان کے پاس نہ جانا چاہیے چھپ کے سننا بڑا گناہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی دوسروں کی بات کی طرف کان لگاوے اور ان کو ناگوار ہو تو قیامت کے دن اس کے کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جاویگا اس سے معلوم ہوا کہ بیاہ شادی میں دلھا دلھن کی باتیں سننا دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ(۶) شوہر کیساتھ جو باتیں ہوئی ہوں جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے حدیث میں آیا ہے کہ ان بھیدوں کے بتلانے والے پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔ مسئلہ(۷) اسیطرح کسی کے ساتھ ہنسی اور چہل کرنا کہ اسکو ناگوار ہو یا تکلیف ہو درست نہیں آدمی وہیں تک گدگدائے جہانتک ہنسی آئے۔ مسئلہ(۸) مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا اپنے آپ کو کوسنا درست نہیں۔ مسئلہ(۹) پچیسی، چوسر، تاش، وغیرہ کھیلنا درست نہیں اور اگر بازی بد کر کھیلے تو یہ صریح جوا اور حرام ہے۔ مسئلہ(۱۰) جب لڑکا لڑکی دس برس کے ہو جاویں تو لڑکوں کو ماں، بہن، بھائی وغیرہ کے پاس اور لڑکیوں کو بھائی اور باپ کے پاس لٹانا درست نہیں، البتہ لڑکا اگر باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس لیٹے تو جائز ہے۔ مسئلہ(۱۱) جب کسی کو چھینک آوے تو الحمد للہ کہہ لینا بہتر ہے اور جب الحمد للہ کہہ لیا سننے والے پر اسکی جواب

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اسے جائز کہ ذی الحجہ کے شروع سے قربانی سے فراغت پانے تک نہ تو ناخن کٹوائے اور نہ بال بنوائے لیکن اگر بہت بڑھ گئے ہوں تو بنوالے اور اگر اس انتظار میں چالیس روز سے زیادہ گذر رہے ہوں تو بال وغیرہ بنوالینا واجب ہے ۱۲

میں یَرْحَمُکِ اللّٰہُ کہنا واجب ہے نہ کہے گی تو گنہگار ہوگی اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر چھینکنے والی عورت یا لڑکی ہے تو کاف کا زیر کہو اور اگر مرد یا لڑکا ہے تو کاف کا زبر کہو پھر چھینکنے والی اس کے جواب میں کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ لیکن چھینکنے والی کے ذمہ یہ جواب واجب نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۲) چھینک[ل] کے بعد الحمد للہ کہتے کئی آدمیوں نے سُنا تو سب کو یرحمک اللہ کہنا واجب نہیں اگر ان میں سے ایک کہدے تو سب کی طرف سے ادا ہو جاوے گا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ مسئلہ (۱۳) اگر کوئی[ل] بار بار چھینکے اور الحمد للہ کہے تو فقط تین بار یرحمک اللہ کہنا واجب ہے اسکے بعد واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴) جب[ل] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک[ل] لیوے یا پڑھے یا سنے تو درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے اگر نہ پڑھا تو گناہ ہوا لیکن اگر ایک ہی جگہ کئی دفعہ نام لیا تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب نہیں ایک ہی دفعہ پڑھ لینا کافی ہے، البتہ اگر جگہ بدل جانے کے بعد پھر نام لیا یا سنا تو پھر درود پڑھنا واجب ہو گیا۔ مسئلہ (۱۵) بچوں[ل] کی بابری وغیرہ بنوانا جائز نہیں یا تو سارا سر منڈوا دو یا سارے سر پر بال رکھواؤ۔ مسئلہ (۱۶) عطر[ل] وغیرہ کسی خوشبو میں اپنے کپڑے لبانا اسطرح کہ غیر مردوں تک اسکی خوشبو جاوے درست نہیں۔ مسئلہ (۱۷) ناجائز[ل] لباس کا سی کر دینا بھی جائز نہیں مثلاً شوہر ایسا لباس سلواوے جسکو پہننا جائز نہیں تو عذر کر دے اسیطرح درزن سلائی پر ایسا کپڑا نہ سیئے۔ مسئلہ (۱۸) جھوٹے[ل] قصے اور بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھدیں اور معتبر کتابوں میں انکا کہیں ثبوت نہیں جیسے نور نامہ وغیرہ اور حسن و عشق کی کتابیں دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں اسیطرح غزل اور قصیدوں کی کتابیں خاصکر آجکل کے ناول عورتوں کو ہرگز نہ دیکھنا چاہئے انکا خریدنا بھی جائز نہیں اگر اپنی لڑکیوں کے پاس دیکھو جلا دو۔ مسئلہ (۱۹) عورتوں[ل] میں بھی السلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے اسکو رواج دینا چاہئے آپس میں کیا کرو۔ مسئلہ (۲۰) جہاں[ل] تم مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی کھانا مت دو بغیر اس سے پوچھے اجازت لئے دینا گناہ ہے۔

۳۹	کوئی چیز پڑی پانے کا بیان	باب

مسئلہ (۱) کہیں[ل] راستہ گلی میں یا بیبیوں کی محفل میں یا اپنے یہاں کوئی مہمانداری ہوئی تھی یا وعظ کہلوایا تھا سب کے جانیکے بعد کچھ ملا یا اور کہیں کوئی چیز پڑی پائی تو اسکو خود لے لینا درست نہیں حرام ہے اگر اٹھاوے تو اس نیت سے اٹھاوے کہ اسکے مالک کو تلاش کر کے دیدوں گی۔ مسئلہ (۲) اگر کوئی[ل] چیز پائی اور اسکو نہ اٹھایا تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر یہ ڈر ہو کہ اگر میں نہ اٹھاؤنگی تو کوئی اور لے لیگا اور جس کی چیز ہے اسکو نہ ملیگی تو اس کا اٹھا لینا اور مالک کو پہنچا دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۳) جب[ل] کسی نے پڑی ہوئی چیز اٹھا لی تو اب مالک کا تلاش کرنا اور تلاش کر کے دیدینا اسکے ذمے ہو گیا اب اگر پھر وہیں ڈالدیا یا اٹھا کر اپنے گھر لے آئی لیکن مالک کو تلاش نہیں

ل۱ رد المحتار ص۲۹۰ ج۵ ل۲ عالمگیری ص۲۲۹ ج۴ رد المحتار ص۲۹۰ ج۵ ل۳ عالمگیری ص۲۱۰ ج۴ ل۴ رد المحتار ص... ل۵ رواہ ابو داؤد ص۳۵۹ ل۶ رد المحتار ص۲۷۳ ج۵ ل۷ رد المحتار ص۲۹۵ ج۵ ل۸ رد المحتار ص۲۹۶ ج۵ ل۹ عالمگیری ص۲۲۹ ج۴ ل۱۰ و ل۱۱ رد المحتار ص۲۴۹ ج۴ وہدایہ ص۹۱ ج۲ ل۱۲ عالمگیری ص۱۷۱ ج۴ عہ عالمگیری میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو تعالیٰ یا جل شانہ یا اور کوئی تعظیم کا کلمہ کہنا واجب ہے عہ یہاں مراد بابری سے یا جیسے عرف عام میں بنگلہ یا انگریزی بال کہتے ہیں۔۱۲

کیا تو گنہگار ہوئی خواہ ایسی جگہ پڑی ہو کہ اٹھانا اسکے ذمے واجب نہ تھا یعنی کسی محفوظ جگہ پڑی تھی کہ ضائع ہوجانیکا ڈر نہیں تھا یا ایسی جگہ ہو کہ اٹھالینا واجب ہے، دونوں کا یہی حکم ہے کہ اٹھالینے کے بعد مالک کو تلاش کرکے پہونچانا واجب ہوجاتا ہے پھر وہیں ڈالدینا جائز نہیں **مسئلہ (۴)** محفلوں میں مردوں اور عورتوں کے جماؤ اور جمگھٹے میں خوب پکارے تلاش کرے اگر مردوں میں خود نہ جاسکے نہ پکار سکے تو اپنے میاں وغیرہ کسی اور سے پکروائے اور خوب مشہور کرادے کہ ہم نے ایک چیز پائی ہے جس کی ہو ہم سے آکر لے لیوے۔ لیکن یہ ٹھیک پتہ نہ دے کہ کیا چیز پائی ہے تاکہ کوئی جھوٹ فریب کرکے نہ لے سکے، البتہ کچھ گول مول ادھورا پتہ بتلادینا چاہیئے مثلاً یہ کہ ایک زیور ہے، یا ایک کپڑا ہے، یا ایک بٹوا ہے جس میں کچھ نقد ہے اگر کوئی آوے اور اپنی چیز کا ٹھیک ٹھیک پتہ دیدے تو اسکے حوالہ کردینا چاہیئے **مسئلہ (۵)** بہت تلاش کرنے اور مشہور کرنے کے بعد جب بالکل مایوسی ہوجاوے کہ اب اس کا کوئی وارث نہ ملیگا تو اس چیز کو خیرات کردے اپنے پاس نہ رکھے البتہ اگر وہ خود غریب محتاج ہو تو خود ہی اپنے کام میں لاوے، لیکن خیرات کرنے کے بعد اگر اس کا مالک آگیا تو اسکے دام لے سکتا ہے اور اگر خیرات کرنیکو منظور کرلیا تو اسکو اس خیرات کا ثواب ملجاویگا **مسئلہ (۶)** پالو کبوتر یا طوطا مینا یا اور کوئی چڑیا اسکے گھر گر پڑی اور اسنے اسکو پکڑلیا تو مالک کو تلاش کرکے پہنچانا واجب ہوگیا خود لے لینا حرام ہے۔ **مسئلہ (۷)** باغ میں آم یا امرود وغیرہ پڑے ہیں تو انکو بلا اجازت اٹھانا اور کھانا حرام ہے، البتہ اگر کوئی ایسی کم قدر چیز ہے کہ ایسی چیز کو کوئی تلاش نہیں کرتا اور نہ اسکے لینے کھانے سے کوئی برا مانتا ہے تو اسکو خرچ میں لاسکتا ہے، مثلاً راہ میں ایک بیر پڑا ملا یا ایک مٹھی چنے کے بوٹ ملے **مسئلہ (۸)** کسی مکان یا جنگل میں خزانہ یعنی کچھ گڑا ہوا مال نکل آیا تو اسکا بھی وہ ہی حکم ہے جو پڑی ہوئی چیز کا حکم ہے خود لے لینا جائز نہیں تلاش وکوشش کرنیکے بعد اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو اسکو خیرات کردے اور غریب ہو تو خود بھی لے سکتی ہے۔

وقف کا بیان

مسئلہ (۱) اپنی کوئی جائداد جیسے مکان، باغ، گاؤں وغیرہ خدا کی راہ میں فقیروں غریبوں مسکینوں کیلئے وقف کردیا کہ اس گاؤں کی سب آمدنی فقیروں، محتاجوں پر خرچ کردیجائے یا باغ کے سب پھل پھول غریبوں کو دیدیئے جائیں، اس مکان میں مسکین لوگ رہا کریں کسی اور کے کام میں نہ آوے تو اسکا بڑا ثواب ہے جتنے نیک کام ہیں مرنے سے بند ہوجاتے ہیں لیکن یہ نیک کام ہے کہ جبتک وہ جائداد باقی رہیگی برابر قیامت تک اسکا ثواب ملتا رہیگا جبتک فقیروں کو راحت اور نفع ملتا رہیگا۔ برابر نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جاویگا **مسئلہ (۲)** اگر اپنی کوئی چیز وقف کردے تو کسی نیک بخت دیانتدار آدمی کے سپرد کردے کہ وہ اسکی دیکھ بھال کرے کہ جس کام کیلئے وقف کیا ہے اسی میں خرچ ہوا کرے کہیں بیجا خرچ نہ ہونے پاوے

ف۱ عالمگیری ص۱۷۱ ج۲ وہدایہ ص۵۹۴ ج۲ ف۲ عالمگیری ص۱۷۱ ج۲ وہدایہ ص۵۹۴ ج۲ ف۳ عالمگیری ف۴ ص۱۷۳ ج۲ عالمگیری ص۱۷۹ ج۲ ف۵ ردالمحتار ف۶ ص۲۵۴ ج۳ ہدایہ ص۶۷۰ ج۲

ع خواہ خود رکھ لیا ہو یا خیرات کردیا ہو اسکے بعد مالک آتا ہے اور ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک پر بھی راضی نہیں ہوتا تو اپنے پاس سے وہ چیز دینی پڑیگی

ع اور بھی جتنے کام ایسے ہیں کہ ان کا نفع صرف وقتی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ جاری رہتا ہے انکا ثواب بھی برابر جاری رہتا ہے

ایسے ثواب کے کاموں کو صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ۔ ف۱ ردالمحتار ص۲۴۹ ج۳ ۔ ۱۲

مسئلہ (۲۳) جس چیز کو وقف کر دیا اب وہ چیز اسکی نہیں رہی اللہ تعالیٰ کی ہو گئی اب اسکو بیچنا کسی کو دینا درست نہیں اب اس میں کوئی اپنا دخل نہیں دیسکتا جس بات کیلئے وقف ہے وہی کام اس سے لیا جاویگا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ مسجد کی کوئی چیز جیسے اینٹ، گارا، چونا، لکڑی، پتھر وغیرہ کوئی چیز اپنے کام میں لانا درست نہیں چاہے کتنی ہی نکمی ہو گئی ہو لیکن گھر کے کام میں نہ لانا چاہیئے۔ بلکہ اسکو بیچکر مسجد کے ہی خرچ میں لگا دینا چاہیئے۔ مسئلہ (۵) وقف میں یہ شرط ٹھیرا لینا بھی درست ہے کہ جبتک میں زندہ ہوں اس وقف کی آمدنی خواہ سب کی سب یا آدھی تہائی اپنے خرچ میں لایا کرونگی پھر میرے بعد فلاں نیک جگہ خرچ ہوا کرے اگر یوں کہہ لیا تو اپنی آمدنی اسکو لے لینا جائز اور حلال ہے اور یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ اسمیں اپنے آپکو بھی کسیطرح کی تکلیف اور تنگی ہونیکا اندیشہ نہیں اور جائداد بھی وقف ہو گئی اسیطرح اگر یوں شرط کر دے کہ اول اسکی آمدنی میں سے میری اولاد کو اتنا دیدیا جایا کرے پھر جو بچے وہ اس نیک جگہ میں خرچ ہو جاوے یہ بھی درست ہے اور اولاد کو اسیقدر دیدیا جایا کرے گا۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھا وے یا پڑھنے والی کو ہدایت کر دے کہ ان مسائل کو بطور خود دیکھ لینا۔ اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو تو اسکو بھی نہ پڑھا دیں بلکہ ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لے۔

مسائل

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے ان کا بیان

مسئلہ (۲۳) دن کو سو گئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے نہانے کی ضرورت ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔
مسئلہ (۵) مرد اور عورت کا ساتھ لیٹنا ہاتھ لگانا پیار کرنا یہ سب درست ہے لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان باتوں سے صحبت کرنیکا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ مکروہ ہے مسئلہ (۱۱) رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا دن کو نہائی تب بھی روزہ ہو گیا۔ بلکہ اگر دن بھر نہ نہائی تب بھی روزہ نہیں جاتا۔ البتہ اسکا گناہ الگ ہوگا مسئلہ (۱۸) اگر مرد سے ہمبستر ہوئی تب بھی روزہ جاتا رہا اسکی قضا بھی رکھے اور کفارہ بھی دیوے۔ جب مرد کے پیشاب کے مقام کی

ہدایہ — عالمگیری — عالمگیری و بحر — ردالمختار — من جامع عمداً فی احد السبیلین فعلیہ القضاء والکفارة ولا یشترط الانزال فی المحلین کذا فی البدایۃ (عالمگیری و بحر)

سپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا و کفارہ واجب ہو گئے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ **مسئلہ (۱۹)** اگر مرد نے پاخانہ کی جگہ اپنا عضو کر دیا اور سپاری اندر چلی گئی تب بھی عورت مرد دونوں کا روزہ جاتا رہا قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔ **مسئلہ (۲۲)** روزہ میں پیشاب کی جگہ دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ **مسئلہ (۲۳)** کسی ضرورت سے دائی نے پیشاب کی جگہ انگلی ڈالی۔ یا خود اس نے اپنی انگلی ڈالی پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی نکالنے کے بعد پھر کر دی تو روزہ جاتا رہا لیکن کفارہ واجب نہیں۔ اور اگر نکالنے کے بعد پھر نہیں کی تو روزہ نہیں گیا ہاں اگر پہلے ہی سے پانی وغیرہ کسی چیز میں انگلی بھیگی ہوئی ہو تو اول ہی دفعہ کرنے سے روزہ جاتا رہے گا۔ **مسئلہ (۲۸)** کوئی عورت غافل سو رہی تھی یا بے ہوش پڑی تھی اس سے کسی نے صحبت کی تو روزہ جاتا رہا۔ فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں اور مرد پر کفارہ بھی واجب ہے۔

جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اُن کا بیان!

مسئلہ (۱۳) عورت کو حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہو گیا۔ تو حیض اور نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں **مسئلہ (۱۴)** اگر رات کو پاک ہو گئی تو اب صبح کو روزہ نہ چھوڑے۔ اگر رات کو نہ نہائی ہو تب بھی روزہ رکھ لیوے۔ اور صبح کو نہا لیوے۔ اور اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی۔ تو اب پاک ہونے کے بعد روزہ کی نیت کرنا درست نہیں۔ لیکن کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہیئے۔

تمام شد	دستور العمل تدریس حصہ دوم و سوم	بہشتی زیور حصہ سوم۔

نمبر۱۔ اگر کوئی لڑکی اس سے پہلے حصوں کے مضامین کسی اور کتاب میں پڑھ چکی ہو تو اس حصہ سے شروع کرا دینے کا مضائقہ نہیں اسیطرح تمام حصص میں ممکن ہے اور اگر حصص کی تقدیم تاخیر اور ترتیب کا بدلنا کسی مصلحت سے مناسب ہو تو مضائقہ نہیں

نمبر۲۔ اس حصہ کے پڑھانیکے وقت بھی لڑکی سے کہا جاوے کہ وہ بالترتیب اسکو تختی یا کاغذ پر لکھا کرے تاکہ آسانی سے لکھنے کا سلیقہ ہو جاوے اور نیز لکھ لینے سے مضمون بھی خوب محفوظ ہو جاتا ہے۔

نمبر۳۔ مختلف مسائل کو امتحان کے طور وقتاً فوقتاً پوچھتی رہا کریں تاکہ خوب یاد رہیں اور اگر دو تین لڑکیاں ایک جماعت میں ہوں تو ان کو تاکید کی جاوے کہ باہم ایک دوسری سے پوچھا کریں۔

نمبر۴۔ اگر پڑھانیوالا مرد ہو تو جو شرم کے مسائل اس مرتبہ حصہ کے اخیر میں بذیل سرخی مسائل ذیل کے پڑھانیکا طریقہ" درج ہیں انکے متعلق حسب ہدایت مندرجہ ذیل عمل کرے۔

نمبر۵۔ ضمیمہ اولی کو حصہ کے ساتھ پڑھاوے اور ضمیمہ ثانیہ کو پڑھانے کی ضرورت نہیں۔

نمبر۶۔ دیباچہ جو پہلے حصہ میں ہے اور شروع میں نہ پڑھایا تھا اگر اب سمجھ سکے تو پڑھاوے ورنہ جب سمجھنے کی امید ہو اسوقت پڑھاوے غرضیکہ وہ مضمون ضروری ہے کسی وقت پڑھا دینا چاہیئے اسیطرح جو اشعار دیباچہ کے ختم پر لکھے ہیں اگر وہ یاد نہ ہوئے ہوں تو اب یاد کرا دے

نمبر۷۔ گھر میں جو لوگ مرد عورت پڑھنے کے قابل نہ ہوں انکے لئے ایک وقت مقرر کرکے سب کو جمع کرکے یہ مسائل سُنا سُنا کر سمجھا دیا کریں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں۔

نمبر۸۔ پڑھانیوالے کو چاہیئے کہ پڑھنے والیوں کو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنے کی خاص تاکید اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔

محمد اشرف علی عفی عنہ

ص۱ عالمگیری صفحہ ۲۰۵/۱ج و بحر ۲ ص۲۹۷/۲ج عالمگیری ص۲۰۴/۱ج و بحر ص۳۰۰/۲ج ۳ عالمگیری ۴ ص۲۰۴/۱ج رد المختار ۵ ص۱۴۳/۲ج عالمگیری ص۲۰۷/۱ج و ہدایہ ص۲۰۵ ع جو حکم یہاں بیان کیا گیا ہے وہ عورتوں کے متعلق ہے چنانچہ اگر مرد اپنی پیشاب گاہ کے سوراخ میں تیل وغیرہ ڈال لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور
مسماۃ بہ بہشتی جوہر کا تیسرا حصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزے کی فضیلت کا بیان

حدیث[1] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے (یعنی روزہ دار اگر خاموش رہے تو اسے تسبیح یعنی سبحان اللہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے) اور اس کا عمل (ثواب میں) بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس کے اعمال کا ثواب بہ نسبت اور دنوں کے ان مبارک دنوں میں زیادہ ہوتا ہے) اور اسکی دعا مقبول ہے (یعنی روزے کی حالت کو قبولیت دعا میں خاص دخل ہے) اور اس کے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں (یعنی گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں) حدیث[2] میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے اور مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے بچانے کیلئے (یعنی جسطرح ڈھال اور مضبوط قلعہ سے انسان پناہ لیتا ہے اور دشمن سے بچتا ہے اسیطرح روزے کے ذریعہ سے دوزخ سے نجات حاصل ہوتی ہے اسطرح کہ انسان کی قوت گناہوں کی کمزور ہوجاتی ہے اور نیکی کا مادہ بڑھتا ہے سو جب انسان باقاعدہ روزہ دار رہیگا اور اچھی طرح روزے کے آداب بجالاوے گا تو گناہ اس سے چھوٹ جائیں گے اور دوزخ سے نجات ملیگی۔ حدیث[3] میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے جبتک کہ نہ پھاڑے (یعنی برباد نہ کرے روزہ دار) اسکو جھوٹ یا غیبت[4] سے (یعنی روزہ ڈھال کا کام دیتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔ مگر جبکہ اسکو گناہوں سے محفوظ رکھے اور اگر روزہ رکھا اور غیبت اور جھوٹ وغیرہ گناہوں سے نہ باز آئی تو گو فرض ادا ہوجاویگا مگر بہت بڑا گناہ ہوگا۔ اور روزے کی جو برکت حاصل ہوتی اس سے محرومی ہوگی) حدیث[5] میں ہے روزہ ڈھال ہے دوزخ سے سو جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو پس نہ جہالت کرے اس روز اور جبکہ کوئی آدمی اس سے جہالت سے پیش آوے تو اُسے (بدلہ میں) برا نہ کہے اور اس سے بری گفتگو نہ کرے اور چاہیئے کہ کہدے تحقیق میں روزہ دار ہوں اور قسم اس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے بیشک بدبو روزہ دار کے منھ کی زیادہ محبوب ہے خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو[6] سے (یعنی قیامت کے روز اس بدبو کے عوض جو روزے کی حالت میں پیدا ہوتی ہے روزے دار کے منھ کے اندر مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو آویگی اور وہ محبوب ہوگی خدا کو۔ اور یہ بدبو جو روزے دار کے منھ کے اندر دنیا میں پیدا ہوتی ہے وہ سبب ہے اس خوشبو کی حاصل ہونیکا جو قیامت کو میسر ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ روزہ دار کو ہر افطار کیوقت ایک ایسی دعا کی اجازت[7] ہوتی ہے جسکے قبول کرنیکا (خاص) وعدہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں سے فرمایا کہ تم روزہ رکھو اس لئے کہ روزہ ڈھال ہے دوزخ سے بچنے کے لئے اور زمانہ کی مصیبتوں[8] سے بچنے کے لئے (یعنی روزے کی برکت سے دوزخ اور مصائب و تکالیف سے نجات ملتی ہے) حدیث میں[9] ہے کہ تین ایسے آدمی ہیں کہ ان سے کھانے کا حساب (قیامت میں) نہوگا جو کچھ بھی کھاویں جبکہ وہ کھانا حلال ہو اور[1]

[1] رواہ البیہقی
[2] رواہ البیہقی
[3] رواہ الطبرانی
[4] رواہ النسائی
[5] رواہ الحاکم
[6] رواہ ابن النجار
[7] رواہ ابو عمر الطبرانی

روزہ دار (ہے) اور سحری کھانے والا اور محافظ خدائے تعالیٰ کے راستہ میں (یعنی جو اسلام کی سرحد میں مقیم ہو اور کافروں سے ملک اسلام کی حفاظت کرے یہاں سے بہت بڑی رعایت روزہ دار کی اور سحری کھانے والے کی اور محافظ اسلام کی ثابت ہوئی کہ ان ہی کھانیکا حساب ہی معاف کر دیا گیا لیکن اس رعایت پر بہت سے لذیذ کھانوں میں مصروف نہ ہونا چاہیئے بہت سی لذتوں میں مصروف ہونے سے خدا کی یاد سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہوں کی قوت کو ترقی ہوتی ہے خوب سمجھ لو بلکہ خدا کی اس نعمت کی بے حد قدر کرنی چاہیئے اور اس کا شکر اس طرح ادا کرنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی خوب اطاعت کرے۔) **حدیث** میں ہے کہ جو روزہ دار کو روزہ افطار کرائے تو اس (روزہ افطار کرنیوالے کو) اس روزہ رکھنے والے کے ثواب کی برابر ثواب ملیگا. بغیر اس بات کے کہ روزہ دار کا ثواب کم ہو۔ (یعنی روزہ دار کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا بلکہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنی طرف سے روزہ افطار کرانے والے کو اس روزہ دار کی برابر ثواب مرحمت فرمائیں گے۔ اگرچہ کسی معمولی ہی کھانے سے روزہ افطار کرا دے گو وہ پانی ہی ہو) **حدیث** میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے (ثواب) مقرر کیا ہے بنی آدم کی نیکیوں کا دس گنے سے سات سو گنے تک. فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مگر روزہ (یعنی روزے میں سات سو کی حد نہیں ہے) اور روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا) اس سے روزے کے ثواب کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہیئے کہ جس کا حساب ہی نہیں معلوم کہ وہ ثواب کسقدر ہے اور خود حق تعالیٰ اسکو عطا فرماوینگے اور اس کا بندوبست ملائکہ کے ذریعہ سے نہ ہوگا سبحان اللہ کیا قدردانی ہے حق تعالیٰ کی تھوڑی سی محنت پر کسقدر عوض مرحمت فرماتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ روزے کی یہ تمام فضیلتیں جب ہی اپنا اثر دکھلاویں گی جبکہ روزے کا حق ادا کرے اور اسمیں جھوٹ غیبت اور تمام گناہوں سے بچے بعضے لوگ بالکل اور بعضے صبح کی نماز رمضان میں بے پروائی سے قضا کر دیتے ہیں ان کو اسقدر برکت اور ایسا ثواب میسر نہ ہوگا اور اس حدیث سے یہ شبہ نہ ہو کہ روزہ نماز سے بھی افضل ہے اسلئے کہ نماز تمام عبادات میں افضل ہے مراد اس مضمون سے یہ ہے کہ روزے کا بہت بڑا ثواب ہے اور بس۔ یہ غرض نہیں ہے کہ تمام عبادتوں سے روزہ افضل ہے) اور بیشک روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی جب ہوتی ہے جبکہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی قیامت کو ہوگی (خدائے تعالیٰ سے ملنے کیوقت جیسا کہ بعض احادیث میں تصریح بھی آئی ہے۔) **حدیث** میں ہے جبکہ رمضان (مبارک) کی پہلی رات ہوتی ہے کھولدئیے جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور اُن دروازوں میں سے کوئی دروازہ رمضان کی آخر رات آنے تک بھی بند نہیں کیا جاتا اور ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے کہ نماز پڑھے کسی رات میں رمضان کی راتوں میں سے مگر یہ بات ہے کہ) لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ڈہائی ہزار نیکیاں عوض ہر رکعت کے (یعنی ایک رکعت کے عوض ڈہائی ہزار نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے) اور بنا دیگا (حق تعالیٰ اس کیلئے ایک مکان جنت میں سرخ یاقوت سے جس کے ساٹھ دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے لئے ایک سونے کا محل ہوگا جو آراستہ ہوگا سرخ یاقوت سے پھر جب روزے دار روزہ رکھتا ہے رمضان کے پہلے دن کا تو اس کے گناہ معاف کر دئیے جاتے ہیں جو رمضان (گذشتہ) کی اس تاریخ تک کے ہیں. پچھلے رمضان کی پہلی تاریخ تک (یعنی گناہ صغیرہ اس سال کے جو گذر گیا معاف کر دئیے جاتے ہیں) اور مغفرت طلب کرتے ہیں اس کے لئے روزمرہ ستر ہزار فرشتے صبح کی نماز سے آفتاب چھپنے تک اور ملیگا اسکو بدلہ میں

ہر رکعت کے جسکو پڑھتا ہے رمضان کے مہینہ میں رات میں یا دن میں ایک درخت (جنت میں) ایسا جس کے سایہ میں سوا پانچ سو برس چل سکتا ہے) کسقدر بڑی فضیلت ہے روزے کی مسلمانوں کبھی قضا نہ ہونے دو بلکہ ہمت ہو تو نفل روزوں سے بھی مشرف ہو لیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے پوری طور پر محبت کرو جس نے اسقدر رحمت سے کام لیا کہ معمولی محنت میں اسقدر ثواب مرحمت فرمایا کم سے کم اپنے مطلب ہی کے لئے کہ جنت میں بڑی بڑی نعمتیں ملیں خدا کو اپنا محبوب بنا لو)

حدیث میں ہے کہ بیشک جنت سجائی جاتی ہے ابتدائے سال سے آخر سال تک رمضان کے مہینے کیلئے اور بیشک حوریں بڑی بڑی آنکھوں والی بناؤ سنگار کرتی ہیں۔ ابتدائے سال سے آخر سال تک رمضان کے روزہ داروں کیلئے پس جبکہ رمضان آتا ہے جنت کہتی ہے اے اللہ میرے اندر داخل کر دے اس مہینہ میں اپنے بندوں کو (یعنی حکم فرما دیجئے کہ قیامت کو میرے اندر داخل ہوں) اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں کہتی ہیں۔ اے اللہ مقرر فرما دے ہمارے لئے اس مہینہ میں خاوند اپنے بندوں میں سے سو جس شخص نے نہ لگائی مہینے میں کسی مسلمان کو تہمت اور نہ پی اس مہینہ میں کوئی نشہ لانیوالی چیز مٹا دیگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اور جس شخص نے تہمت لگائی اس ماہ میں کسی مسلمان کو یا پی اس مہینہ میں کوئی نشہ لانے والی چیز مٹا دیگا حق تعالیٰ اس کے سال بھر کے نیک اعمال (یعنی بہت گناہ ہوگا۔ کیونکہ بزرگ زمانہ میں جس طرح نیکیوں کا ثواب زیادہ ملتا ہے اسیطرح گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ان لفظوں میں کسقدر دھمکی ہے غور تو کرو) سو ڈرو رمضان کے مہینے سے اس لئے کہ تحقیق وہ مہینہ اللہ کا ہے (جسمیں بندوں کو حکم ہوتا ہے کہ اللہ کی عادت اختیار کریں کھانا پینا چھوڑ دیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کھانے پینے سے پاک رہتا ہے اسیواسطے یہ مہینہ خاص کیا گیا حق تعالیٰ کے ساتھ ورنہ سب مہینے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں) تمہارے لئے گیارہ مہینے خدائے تعالیٰ نے مقرر کر دیئے ہیں جن میں تم (کھانا) کھاتے ہو اور (پانی) پیتے ہو۔ اور لذت حاصل کرتے ہو۔ اور اپنی ذات کیلئے ایک مہینہ مقرر کیا ہے (جس میں کھانے پینے وغیرہ سے تم کو روکا گیا ہے) پس ڈرو رمضان کے مہینہ سے اس لئے کہ بیشک وہ مہینہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے (تو اچھی طرح اسمیں اطاعت حق بجالاؤ اور گناہ نہ کرو۔ اگرچہ اطاعت ہمیشہ ضروری ہے لیکن خاص جگہ جیسے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور خاص ایام مثلاً رمضان وغیرہ میں نیکیوں کے کرنے اور گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے کہ بزرگ جگہ اور بزرگ دنوں میں نیکیوں کا ثواب زیادہ اور اسی طرح گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے) **حدیث** میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے کھانا قریب کیا جائے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو (یعنی روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز اس کے پاس رکھی جائے) تو چاہیئے کہ کہے (یعنی افطار سے پہلے یہ دعا پڑھے) بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ **حدیث** میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو مناسب ہے کہ چھوارے سے افطار کرے اس لئے کہ وہ برکت ہے پھر اگر نہ پائے چھوارے تو مناسب ہے کہ افطار کرے پانی سے اس لئے کہ تحقیق وہ پاک کرنیوالی چیز ہے (بعض احادیث میں پانی ملے ہوئے دودھ سے افطار کرنے کا حکم بھی وارد ہوا ہے) **حدیث** میں ہے کہ جس نے روزے رکھے چالیس دن اس حال میں کہ وہ نہیں طلب کرتا ہے اس (روزہ رکھنے) سے مگر خدا کی رضامندی (یعنی فقط رضائے الٰہی مطلوب ہے

ك رواه البیہقی ۱۲ ۲ رواه [illegible] ۳ رواه البیہقی وابن عساکر ۱۲ ۴ رواه الدارقطنی ۱۲ ۵ رواه ابن خزیمہ وغیرہ ۱۲ منہ

کوئی اور غرض ریا وغیرہ مطلوب نہو) تو نہ مانگے گا وہ اللہ سے کچھ مگر یہ بات ہو کہ) دیگا اللہ اس کو وہ چیز یعنی چالیس دن محض حق تعالیٰ کے راضی کرنے کیلئے روزے رکھنے سے دعا قبول ہونے لگتی ہے اور ایسا شخص حق تعالیٰ کا ایسا مقبول ہو جاتا ہے کہ اسکی ہر دعا جو اللہ کے نزدیک اس کیلئے بہتر ہوگی ضرور قبول ہوگی حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم نے چلہ نشینی تجویز فرمائی ہے یعنی چالیس روز تک تمام تعلقات دنیا کو چھوڑ کر کسی مسجد میں عبادت کرنا اور روزے سے رہنا اس سے بہت بڑا نفع ہوتا ہے۔ دین کا اور نیکیوں کی عمدہ قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی برکت سے اللہ پاک کی طرف سے خاص خاص علوم عطا ہوتے ہیں اور فہم عمدہ ہو جاتا ہے)

رواہ الدیلمی عن واثلۃ ولفظہ من صام اربعین صیاماً ما یرید بہٖ الا وجہ اللہ تعالیٰ لم یسال اللہ تعالیٰ شیئاً الا اعطاہ

حدیث میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا ہر محترم مہینہ میں جمعرات اور جمعہ اور سنیچر کو لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے سات سو برس کی عبادت (یعنی سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کیلئے لکھا جاتا ہے) اور محترم مہینے یعنی عزت کے مہینے چار ہیں رجب۔ ذیقعدہ۔ عشرہ ذی الحجہ یعنی بقرعید کے مہینے کے اول کے دس دن اور محرم مگر دسویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا منع ہے۔ رواہ ابن شاہین فی الترغیب ابن عساکر عن انس بسند ضعیف ولفظہ من صام فی کل شہر حرام الخمیس والجمعۃ والسبت کتب اللہ تعالیٰ لہ عبادۃ سبع مائۃ سنۃ حدیث میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا تین دن کسی محترم مہینے میں جمعرات اور جمعہ اور سنیچر کے لکھے گا حق تعالیٰ اس کے لئے دو سال کی عبادت (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو دو سال کی عبادت کا ثواب ان تین روزوں کے عوض قیامت کے دن مرحمت فرماویں گے اور اس وقت یہ ثواب نامۂ اعمال میں لکھ لیا جاویگا۔ (رواہ طبرانی فی الاوسط عن ابن عباس بلفظ من صام ثلثۃ ایام من شہر حرام الخمیس والجمعۃ والسبت کتب اللہ تعالیٰ لہ عبادۃ سنتین انتہٰی۔

اعتکاف کی فضیلت کا بیان

حدیث میں ہے کہ جس نے اعتکاف کیا دس دن (اخیر عشرہ) رمضان میں ہوگا وہ (اعتکاف) مثل دو حج اور دو عمروں کے (یعنی اسکو دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملیگا) حدیث میں ہے جس نے اعتکاف کیا اسکو دین کی عبادت یقین کر کے اور ثواب حاصل کرنے کیلئے تو اس کے گذشتہ گناہ بخشدئے جاویں گے (یعنی گناہ صغیرہ) حدیث میں ہے کہ پوری حفاظت سرحد اسلام کی چالیس دن تک ہوتی ہے اور جو چالیس دن تک سرحد اسلام کی حفاظت کرے اسطرح کہ نہ فروخت کرے (کچھ) اور نہ خریدے اور نہ کرے کوئی بدعت پاک ہو جائے گا اپنے گناہوں سے مثل (پیدا ہونے) اس دن کے جس دن اسکو اسکی ماں نے جنا تھا (یعنی گناہوں سے بالکل پاک ہو جاوے گا اور حدیث میں حفاظت سرحد اسلام کی تشبیہاً اس کو فرمایا ہے کہ رباط سے اسلامی سرحد پر ملک اسلام کے تمام علاقے دنیا کے چھوڑ کر روزے نماز وغیرہ میں مشغول ہونا اور نفس کی ظاہری و باطنی حفاظت کرنا اور گناہوں سے بچنا مراد ہے اور گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں اور یہی صورت چلہ نشینی کی صوفیہ کرام میں متعارف ہے)۔

عــه رواہ الدیلمی ۱۲

عــه رواہ البیہقی ۱۲

رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ بلفظ تمام الرباط رقال المناوی ای المرابط یعنی مرابط النفس بالاقامۃ علی مجاھدتھا لتتبدل اخلاقھا الردیئۃ بالحسنۃ) اربعون یوما ومن رابط اربعین یوما لم یبع ولم یشتر ولم یحدث حدثا (ای لم یفعل شیأا من الامور الدنیویۃ الغیر الضروریۃ) خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ کذا فی شرح الجامع الصغیر للعزیزی

لیلۃ القدر کی فضیلت کا بیان

حق تعالیٰ فرماتے ہیں لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے مطلب یہ ہے کہ اس رات میں عبادت کرنے کا اسقدر ثواب ہے کہ اس کے سوا اور ایام میں ہزار مہینے عبادت کرنے سے بھی اسقدر ثواب نہیں میسر ہو سکتا جتنا ثواب کہ اس ایک رات عبادت کرنے میں مل جاتا ہے اس آیت کا شان نزول امام سیوطیؒ نے لباب النقول میں یہ نقل کیا ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ایک مرد کا جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا اور جس نے ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی راستے (یعنی جہاد) میں ہتھیار لگائے تھے پس تعجب کیا مسلمانوں نے اس بات سے اور افسوس کیا کہ ہمکو یہ نعمت کسطرح میسر ہو سکتی ہے سو نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے یہ (آیتیں) اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ یعنی یہ شب قدر بہتر ہے اُن ہزار مہینوں سے جن میں اس مرد نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہتھیار لگائے تھے (یعنی جہاد کیا تھا) اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا جو رات کو عبادت کرتا تھا صبح تک پھر جہاد کرتا تھا یعنی لڑتا تھا دشمن دین سے دن میں شام تک سو عمل کیا اس نے ہزار مہینے وہی عمل کہ رات کو عبادت کرتا تھا اور دن کو جہاد کرتا تھا) پس نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے (آیۃ) لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ یعنی ان ہزار مہینوں سے جن میں اس مرد نے عبادت و جہاد کیا تھا یہ رات بہتر ہے۔ انتہیٰ اے بھائیو اور بہنو اس مبارک رات کی قدر کرو کہ تھوڑی سی محنت میں کسقدر ثواب میسر ہوتا ہے اور اس رات میں خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے اگر تمام رات نہ جاگ سکو تو جسقدر بھی ہو سکے جاگو یہ نہ کرو کہ پست ہمتی سے بالکل ہی محروم رہو۔

حدیثؔ میں ہے کہ یہ مہینہ (یعنی رمضان) تمہارے پاس آگیا اور اسمیں ایک ایسی رات ہے کہ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات (کی برکت و طاعت و عبادت) سے محروم کیا گیا وہ تمام بھلائیوں سے محروم کیا گیا اور نہیں محروم کیا جاتا ہے اس رات کی برکتوں سے مگر محروم (یعنی ایسی سے بہا رات کی برکت جسے نہ ملی اور جس نے کچھ بھی عبادت اس شب میں نہ کی تو وہ بڑا بھاری محروم ہے جو ایسی نعمت سے محروم رہا) حدیثؔ میں ہے بیشک اگر اللہ چاہتا تو تم کو لیلۃ القدر پر مطلع کر دیتا لیکن بعض حکمتوں سے بالتعیین اس پر مطلع نہیں کیا اس کو رمضان کی سات اخیر راتوں میں تلاش کرو کہ ان راتوں میں غالب گمان شب قدر کا ہے اور تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں میں جاگو اور عبادت کرو تاکہ لیلۃ القدر میسر ہو جاوے۔ حدیثؔ میں ہے کہ لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ اسی حدیثؔ میں ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب (رمضان) کو ہوتی ہے (اس رات کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے مگر مشہور قول یہی ہے کہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ اگر ہمت اور قوت ہو تو اخیر کی دس راتوں میں جاگے اور اسمیں یہ ضرور نہیں کہ کچھ نظر آوے جب ہی اسکی برکت میسر ہو بلکہ کچھ نظر آوے

عن مجاہد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر رجلا من بنی اسرائیل لبس السلاح فی سبیل اللہ الف شہر فعجب المسلمون من ذلک فانزل اللہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر

۳ رواہ ابن ماجۃ ۱۲ ۴ رواہ الحاکم ۱۲ ۵ رواہ ابو داؤد ۱۲ ۶ رواہ ابو داؤد ۱۲

یا نہ آوے عبادت کرے اور برکت حاصل کرے اور مقصود یہی ہے کہ اس رات کی برکت اور اس قدر ثواب جو مذکور ہوا حاصل کرے کسی چیز کا نظر آنا مقصود نہیں۔

تراویح کی فضیلت

حدیث میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے تم پر رمضان کا روزہ اور سنت کیا ہے اس (کی رات) کا قیام (یعنی تراویح پڑھنا) پس جو شخص اس کا روزہ رکھے اور اس (کی رات) میں قیام کرے (یعنی تراویح پڑھے) ایمان کے اعتبار سے (یعنی روزے اور تراویح کو دین کا حکم سمجھے) اور ثواب طلب کرنے کی نیت سے اور یقین (ثواب کا) سمجھ کر تو ہوگا وہ (یعنی روزہ اور تراویح) کفارہ (یعنی مٹانیوالا) اس کیلئے جو گذرا (یعنی جو اس سے صغیرہ گناہ ہوئے وہ سب معاف ہو جاوینگے۔ پس اس مہینہ میں بہت نیکیاں کرنی چاہئیں ایک فرض ادا کرنے سے ستر فرض کا اور نفل کام کرنے سے فرض کام کرنے کی برابر ثواب ملتا ہے)۔

عیدین کی راتوں کی فضیلت

حدیث میں ہے جو بیدار رہا (عید) الفطر کی رات اور (عید) اضحیٰ کی رات میں نہ مردہ ہوگا اس کا دل جس دن دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کے دن کی دہشتوں سے محفوظ رہیگا جس روز کہ لوگ قیامت کی سختیوں سے پریشان ہوں گے۔

خیرات کرنے کے ثواب کا بیان

حدیث میں ہے کہ سخاوت اللہ پاک کی بہت بڑی عادت ہے (یعنی حق تعالیٰ بہت بڑے سخی ہیں) حدیث میں ہے کہ تحقیق بندہ صدقہ کرتا ہے روٹی کا ٹکڑا (پھر) وہ بڑھتا ہے اللہ کے نزدیک یہاں تک کہ ہو جاتا ہے مثل اُحد (پہاڑ) کے (یعنی اللہ پاک اس کا ثواب بڑھاتے ہیں اور اسقدر ثواب بڑھ جاتا ہے جیسے کہ اُحد کی برابر خرچ کرتا اور اس کا ثواب اسکو ملتا۔ لہٰذا تھوڑی بہت کا خیال نہ چاہیئے جو کچھ میسر ہو خیرات کرے)۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ ایک چھوارے کا ٹکڑا ہی دیکر (یعنی اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو اسکو خیرات کرو اور یہ نہ خیال کرو کہ تھوڑی چیز کیا خیرات کریں یہ بھی ذریعہ بن جائے گی دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا) حدیث میں ہے کہ روزی طلب کرو (اللہ سے) صدقہ کے ذریعہ سے (یعنی خیرات کرو اس کی برکت سے روزی میں ترقی ہوگی) حدیث میں ہے کہ احسان کے کام بری ہلاکتوں سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ خیرات دینا اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور اہل قرابت سے سلوک کرنا عمر بڑھاتا ہے (اگر نیک کام کرتے دیکھ کر دوسرے کو رغبت ہو تو ایسے موقع پر اس کام کا ظاہر طور پر کرنا بہتر ہے اور جو یہ امید نہ ہو تو خفیہ کرنا افضل ہے بشرطیکہ کوئی اور بھی خاص وجہ خفیہ یا ظاہر کرنے کی نہ ہو) حدیث میں ہے کہ سائل کا حق ہے (اس پر جس سے کہ وہ سوال کرے) اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو

آوے (یعنی اگر گھوڑے سوار سوال کرے اس کو بھی دینا چاہیئے اس لئے کہ ایسا شخص بظاہر کسی مجبوری سے سوال کریگا یہ خیال نہ کرے کہ اس کے پاس تو گھوڑا ہے سو یہ کیسے محتاج ہو سکتا ہے پھر ہم اس کو کیوں دیں ہاں اگر کسی قوی قرینہ سے معلوم ہو جاوے کہ یہ شخص حقیقت میں محتاج نہیں ہے بلکہ اس نے کھانے کمانے کا یہی پیشہ کر لیا ہے کہ بھیک مانگتا ہے تو ایسے شخص کو خیرات دینا حرام ہے اور اس کو مانگنا بھی حرام ہے خوب سمجھ لو) **حدیث** میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے عالی اخلاق کو (یعنی ہمت کے نیک کاموں کو جیسے خیرات کرنا ذلت سے بچنا دوسرے کی وجہ سے اپنی ذات پر تکلیف برداشت کرنا وغیرہ) اور ناپسند کرتا ہے حقیر اخلاق (و عادتوں) کو (جیسے پست ہمتی دینی امور میں) **حدیث** میں ہے کہ بیشک صدقہ بجھاتا ہے اپنے اہل سے (یعنی صدقہ کرنیوالے سے) گرمی قبر کی اور ضروری بات ہے کہ سایہ حاصل کرے گا مسلمان اپنے صدقہ کے سایہ میں قیامت کے روز (یعنی صدقہ کی برکت سے قبر کی گرمی دور ہوتی ہے اور قیامت کے دن سایہ میسر ہوگا) **حدیث** میں ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں جنکو (اس نے) خاص کیا ہے لوگوں کی حاجتوں (کے پورا کرنے) کے لئے (اور) مضطر ہوتے ہیں ان کی طرف لوگ اپنی حاجتوں میں (یعنی لوگ مجبور ہو کر ان کے پاس جاتے ہیں اور حق جل شانہ نے ان حضرات کو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے منتخب فرمالیا ہے) یہ لوگ حاجتوں کے پورا کرنے والے امن پانے والے ہیں اللہ کے عذاب سے۔

حدیث میں ہے کہ خرچ کر اے بلالؓ اور مت اندیشہ کر عرش کے مالک سے کمی کا (یعنی مناسب موقعوں پر خوب خرچ کرو اور تنگی کا اندیشہ حق تعالیٰ سے نہ کرو اور اس جگہ عرش کی ملکیت اللہ تعالیٰ کی خاص طور پر فرمائی گئی اگرچہ وہ تمام چیزوں کا مالک ہے سو یہ خصوصیت اس لئے فرمائی گئی کہ عرش نہایت عظیم الشان مخلوق ہے پس اسکو ذکر میں خاص کیا اور بتلا دیا کہ جس ذات کے قبضہ و تحت میں ایسی عظیم الشان چیز ہو اور وہ ایسی بڑی چیز کا مالک ہو تو اس سے تنگی کا اندیشہ نہ چاہیئے کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ ایسا بادشاہ اپنے کسی بندے کو ڈورروٹی نہ دیگا ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا اور اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیحد ہر شخص خرچ کر ڈالے اور پھر پریشان ہو اور گھبراوے غرض یہ ہے کہ جو لوگ دل کے پختہ ہیں اور صبر کی ان میں پوری قوت ہے تو وہ جسقدر چاہیں نیک کاموں میں صرف کریں کیونکہ وہ تکلیف سے پریشان نہیں ہوتے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جو قسمت میں لکھا ہے وہ تو ہم کو ضرور ملیگا خیرات سے کمی نہ ہوگی بلکہ برکت ہوگی تو ایسی ہمت کی حالت میں بشرطیکہ کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو انکو جائز ہے اور ان کیلئے یہی اچھا ہے کہ ہر طرح کے نیک کاموں میں خوب صرف کریں اور جن کا دل کمزور ہے صبر کی ان میں قوت کم ہے آج خرچ کر دینگے کل کو تنگی سے پریشان ہوں گے دل ڈانواں ڈول ہوگا اور نیت خراب ہوگی تو ایسے لوگ فقط ضروری موقعوں پر جیسے زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ اور مروت کے موقعوں پر صرف کریں اس سے کمی نہ کریں خوب سمجھ لو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار حضور کی خدمت میں تمام مال چندہ اسلامی میں پیش کر دیا حضورؐ نے فرمایا کہ کچھ گھر بھی باقی رکھا ہے یا نہیں عرض کیا گھر تو اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں اور بس آپ نے وہ تمام مال قبول کر لیا

[1] کنزالعمال ۱۲ [2] رواہ الحاکم وغیرہ ۱۲ [3] رواہ الطبرانی ۱۲ [4] رواہ الطبرانی ۱۲ [5] رواہ البزار وغیرہ ۱۲ منہ۔

کیونکہ حضرت خلیفۂ اوّل نہایت دل کے پختہ اور باہمت اور اعلیٰ درجہ کے خدا تعالیٰ کی راہ میں مال وجان نثار کرنیوالے تھے ان سے یہ اندلیشہ نہ تھا کہ پریشان ہوں گے اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا سونا اللہ کی راہ میں پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اسوجہ سے کہ وہ کمزور دل کے تھے اور اسقدر باہمت نہ تھے جیسے کہ حضرت ابو بکرؓ تھے خوب سمجھ لو) حدیث میں ہے کہ ایک سائل ایک عورت کے پاس اس حالت میں آیا کہ اس عورت کے منھ میں لقمہ تھا سو اس عورت نے وہ لقمہ منھ سے نکالا اور اس سائل کو دیدیا (اس کے پاس اور کچھ دینے کو نہ تھا اس لئے ایسا کیا) پھر تھوڑی ہی مدت میں ایک لڑکا اس عورت کے پیدا ہوا پھر جب وہ لڑکا کچھ بڑا ہوا ایک بھیڑیا آیا اور اس کو اٹھائے گیا بس نکلی وہ عورت دوڑتی ہوئی بھیڑیئے کے پیچھے اور کہتی ہوئی میرا بیٹا میرا بیٹا (میرے بیٹے کو بھیڑیا لئے جاتا ہے جو مدد کر سکے اسکی ہو وہ مدد کرے) سو حکم فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو کہ بھیڑیئے کے پاس جا اور لڑکے کو اس کے منھ سے چھڑا لے اور فرمایا (حق عزشانہ نے فرشتے سے) اس کی ماں سے کہہ کہ اللہ تجھ کو سلام فرماتا ہے اور (یہ بھی) کہ یہ لقمہ بدلہ (اُس) لقمہ کا ہے (دیکھو صدقہ کی یہ برکت ہوئی کہ لڑکا جان سے بچ گیا اور ثواب بھی ہوا خوب صدقہ کیا کرو تاکہ دین و دنیا میں چین سے رہو) حدیث میں ہے کہ نیکی (کی جگہ) بتلانے والا مثل نیکی کرنیوالی کے (ثواب میں ملے ہے) یعنی جو شخص خود کوئی سلوک نکرے مگر اہل ضرورت کو ایسی جگہ کا پتہ بتلا دے یا اس کی سفارش کر دے جہاں اس کا کام ہو جاوے تو اس بتلانے والے کو مثل اس نیکی کرنیوالے کے ثواب ملیگا جو خود اپنی ذات سے کسی کی مدد کرے حدیث میں ہے کہ تین آدمی تھے جن میں سے ایک کے پاس دسؔ دینار تھے سو صدقہ کر دیا اس نے ان میں سے ایک دینار اور دوسرے کے پاس دسؔ اوقیہ تھے سو صدقہ کر دیا اس نے ایک اوقیہ اور تیسرے کے پاس سو اوقیہ تھے سو صدقہ کر دیئے اُس نے ان میں سے دسؔ اوقیہ (لو) یہ سب لوگ ثواب میں برابر ہیں اس لئے کہ ہر ایک نے دسواں حصہ اپنے مال کا خیرات کیا ہے (یعنی اگرچہ بظاہر خیرات ان میں سے بعضوں نے زیادہ کی ہے اور بعض نے کم مگر حق تعالیٰ تو نیت پر ثواب دیتے ہیں چونکہ ہر ایک نے اپنے مال کے اعتبار سے دسواں حصہ خیرات کیا اس لئے سب کو برابر ثواب ملیگا ایک دینار دس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم چار آنے سے کچھ زائد کا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے بڑھ گیا ایک درہم ایک لاکھ درہم سے (اور وہ یہ صورت ہے کہ) ایک شخص ہے کہ اس کے پاس دو درہم ہیں ان میں سے ایک درہم اسنے خیرات کر دیا اور دوسرا شخص ہے کہ اس کے پاس بہت سا مال ہے پس اس نے اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم صدقہ کر دیئے (یعنی دونوں کے ثواب میں یہ فرق ہوا کہ پہلا شخص باوجود تھوڑا خیرات کرنے کے ثواب میں بڑھ گیا کیونکہ اپنا آدھا مال اُس نے خیرات کر دیا اور دوسرے نے اگرچہ ایک لاکھ صدقہ کئے لیکن چونکہ یہ عدد اس کے مال کثیر کے مقابلہ میں آدھے سے کم تھا اس لئے اسکو پہلے شخص سے کم ثواب ملا خوب سمجھ لو حق تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے اُس کی قدر کرو) جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سائل سے انکار نہیں فرمایا اگر ہوا دیدیا ورنہ وعدہ فرمالیا کہ جب حق تعالیٰ دیگا اسوقت تم کو دینگے اور تاحیات آپ نے اور آپ کے اہلبیت نے دو روز برابر بھی شکم سیر ہو کر جو کی

عـه سنن کبریٰ ۱۲ — عـه بخاری و مسلم ۱۲ — عـه رواہ النسائی ۱۲ — عـه رواہ الطبرانی ۱۲ — عـه رواہ البزار ۱۲

روٹی بھی نہیں کھائی کیسی بیرحمی کی بات ہے کہ باوجود گنجائش کے اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد نہ کرے اور خود چین کرے)
حدیث میں ہے کہ اللہ کا ہدیہ ہے مومن کیلئے سائل اس کے دروازے پر (اور ظاہر ہے کہ ہدیہ اچھی طرح قبول کرنا چاہیے خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ہدیہ پس سائل کی خوب خدمت کرنی چاہیے)۔ حدیث میں ہے کہ صدقہ کرو اور اپنے مریضوں کی دوا کرو صدقہ کے ذریعہ سے اس لئے کہ صدقہ دفع کرتا ہے مرضوں کو اور بیماریوں کو اور وہ زیادتی (کرتا) ہے تمہاری عمروں اور نیکیوں میں
حدیث میں ہے کہ کوئی ولی اللہ عزوجل کا نہیں پیدا کیا گیا مگر سخاوت اور اچھی عادت پر (یعنی اللہ کے دوستوں میں سخاوت اور اچھی عادت ضرور ہوتی ہے)

حج کی فضیلت کا بیان

حدیث میں ہے کہ ملائکہ مصافحہ کرتے ہیں ان حاجیوں سے جو سواری پر جاتے ہیں اور معانقہ کرتے ہیں ان حاجیوں سے جو پیدل چلتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ سوار حاجی کیلئے ہر قدم پر کہ جسکو اس کی اونٹنی طے کرتی ہے (اونٹنی ہو یا کوئی دوسری سواری سب کا یہی حکم ہے) ستر نیکیاں (یعنی ستر نیکیوں کا ثواب) لکھی جاتی ہیں اور پیدل حاجیوں کیلئے ہر قدم پر جسکو وہ طے کرتا ہے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں (یعنی پیدل چلنے والے کو ہر قدم پر سات سو نیکیوں کا ثواب ملتا ہے)۔ حدیث میں ہے کہ حج کرنیوالا اور جہاد کرنیوالا اللہ عزوجل کے مہمان ہیں اگر اس سے (یعنی اللہ سے) دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرمائے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو ان کو بخشدے۔
حدیث میں ہے کہ حج کرنیوالا چار سو آدمیوں کی اپنے اہل قرابت میں سے (قیامت کے روز) شفاعت کریگا اور وہ پاک ہو جاتا ہے اپنے گناہوں سے اسطرح جیسا کہ اسدن (پاک تھا) جسدن کہ اسکو اس کی ماں نے جنا تھا (بشرطیکہ حج قبول ہو جاوے پس چاہیے کہ ایسی بڑی نعمت کو حلال روپیہ صرف کرکے اور عمدہ طور پر اسکے احکام بجا لاکر حاصل کرے اے اللہ مجھ کو بھی ایسا ہی حج نصیب فرما۔ آمین اور معافی سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو اعمال ایسے فوت ہوگئے تھے جنکی قضا ادا کرسکتا ہے یا اس پر قرض ہے ان سے بھی سبکدوش ہوگیا اُنکی تو قضا کرنا ضرور ہے اسلئے کہ یہ حقوق ہیں گناہ نہیں ہیں)۔ حدیث میں ہے کہ جو حج کرے مال حرام سے پس کہے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ (یہ دعا ہے جو حج میں پڑھی جاتی ہے یعنی تیری تابعداری میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیری تابعداری میں حاضر ہوں)، فرماتا ہے اللہ عزوجل لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ وَحَجُّكَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ (یعنی نہ تیری لبیک قبول ہے اور نہ سعدیک قبول ہے اور تیرا حج تیرے منہ پر مارا گیا مطلب یہ ہے کہ تو ہماری اطاعت میں حاضر نہیں ہے (اس لئے کہ) ہماری اطاعت میں حاضر ہوتا تو مال حلال خرچ کرکے آتا اور تیرا حج ہمارے عالی اور پاک دربار میں نجس مال کی وجہ سے مقبول نہیں اور اس کا پورا ثواب نہ ملیگا گو فرض ادا ہو جاوے گا۔
حدیث میں ہے کہ جب تو حاجی سے ملے تو اسکو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے درخواست کر اس بات کی کہ وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا کرے اس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان میں داخل ہو اس لئے کہ اس کے گناہ بخشدئے گئے (یعنی وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوا اسکی دعا قبول ہونیکی خاص طور پر امید ہے اور جو دعا چاہے اس سے وہ دعا کرادے دین کی یا دنیا کی مگر اسکے مکان میں پہنچنے سے پہلے)

نوٹ: اس مضمون کو صرف اہل علم ملاحظہ فرمائیں۔

ضمیمۂ ثانیہ بہشتی زیور حصّہ سوم

مُسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط و تنقیح الاخلاط

اصل ص۶ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے الخ تحقیق وجوب تعین سال کا حکم مختلف فیہ ہے اور بہشتی زیور میں احتیاط کو مدِنظر رکھ کر قول وجوب کو اختیار کیا ہے پس اگر کسی نے بلا تعیین بہت سے روزے رکھ لئے اور اعادہ دشوار ہے تو دفعاً للحرج قول عدم وجوب کو اختیار کیا جاویگا اس مسئلہ کے متعلق سوال وجواب تتمہ ثالثہ امداد الفتاوی ص۲۲ میں درج ہے۔

اصل ص۴۲ اگر فلانا کام کروں الخ ص۴۲ خدا کے سوا الخ تحقیق۔ درمختار میں ہے الاصل ان الایمان مبنیۃ عند الشافعی علی الحقیقۃ اللغویۃ وعند مالک علی الاستعمال القرآنی وعند احمد علی النیۃ وعندنا علی العرف مالم ینو ما یحتملہ اللفظ فلا حنث فی لایہدم بیتا ببیت العنکبوت الا بالنیۃ فتح والایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض فلو اغتاظ علی غیرہ وحلف ان لایشتری لہ شیئا بفلس فاشتری لہ بدرہم او اکثر شیئا لم یحنث اھ۔ شامی نے لکھا ہے ان قاعدۃ بناء الایمان علی العرف معناہا ان المعتبر ہو المعنی المقصود فی العرف من اللفظ المسمی وان کان فی اللغۃ او الشرع اعم من المعنی المتعارف ولما کانت ہذہ القاعدۃ موہمۃ اعتبار للغرض العرفی وان کان زائدا علی اللفظ المسمی وخارجا عن مدلولہ کما فی المسئلۃ الاخیرۃ وکما فی المسائل الاربعۃ التی ذکرہا المص دفعوا ذلک الوہم بذکر القاعدۃ الثانیۃ وہی بناء الایمان علی الالفاظ لا علی الاغراض فقولہم لا علی الاغراض دفعوا بہ توہم اعتبار الغرض الزائد علی اللفظ المسمی وارادوا بالالفاظ والالفاظ العرفیۃ بقرینۃ القاعدۃ الاولی ولولاہا لتوہم اعتبار الالفاظ ولو لغویۃ او شرعیۃ فلا تنافی بین القاعدتین کما یتوہمہ کثیر من الناس حتی الشرنبلالی فحمل الاولی علی الدیانۃ والثانیۃ علی القضاء ولا تناقض بین الفروع التی ذکروہا ثم اعلم ان ہذا کلہ حیث لم یجعل اللفظ فی العرف مجازا عن معنی آخر کما فی لا اضع قدمی فی دار فلان فانہ صار مجازا عن الدخول مطلقا کما سیاتی ففی ہذا لا یعتبر اللفظ اصلا حتی لو وضع قدمہ ولم یدخل لا یحنث لان اللفظ ہجر وصار المراد بہ معنی آخر۔ الخ۔

اس تفصیل سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) الفاظ کے مقابلہ میں نیت کا کچھ اعتبار نہیں یعنی اگر کوئی ایسی نیت کرے جس کے الفاظ اصلاً مساعدت نہ کرتے ہوں تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

(۲) اگر کسی نے ایسے معنی مراد لئے جو الفاظ سے زائد ہوں یعنی الفاظ جزئی ہوں اور معنی مراد کلی یا معنی مراد کل ہوں اور الفاظ جزو تو یہ مراد لینا بیکار ہوگا۔ اور اگر ایسے معنی مراد لئے جو الفاظ کا فرد یا جزو ہیں تو وہ معنی معتبر ہو سکتے ہیں۔

(۳) مجاز عرفی اگر ایسا ہو کہ حقیقت بالکل چھوٹ گئی ہو تو اس مجاز عرفی کا اعتبار ہوگا اور حقیقت لغویہ کا اعتبار نہ ہوگا۔

لیکن میرے نزدیک یہ تینوں باتیں صحیح نہیں امر اول اس لئے کہ ایمان کا تعلق قصد وارادہ سے بھی ہے نہ کہ طلاق وعتاق وغیرہ کی طرح صرف الفاظ سے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم وقولہ لکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان

پس اگر کسی نے کسی خاص نیت سے کوئی قسم کھائی اور ایسے الفاظ بولے جو اس نیت کے مطابق نہیں ہیں تو دیانۃً اس قسم کا
اعتبار ہونا چاہیئے گو قضاءً نہ ہو۔ کیونکہ اس وقت یہ اس کی اصطلاح خاص ہوگی اور اصطلاح خاص کے مقرر کرنے کا اسے
اختیار ہے۔ امر دوم اس لئے کہ اگر مجاز عرفی حقیقۃ لغویہ کے مبائن ہو تو اس وقت اس کا اعتبار تو ہو سکتا ہے لیکن اگر
معنی مجازی عرفی معنی لغوی سے عام ہوں تو ان کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ دونوں صورتوں میں وجہ فرق معلوم نہیں ہوتی کیونکہ
دونوں صورتوں میں معنی حقیقی بالکل چھوٹ گئے ہیں مگر ایک صورت میں معنی حقیقی معنی مجازی کا فرد یا اس کا جزو ہیں اور
دوسری صورت میں اس کے مبائن سو یہ فرق کوئی موثر فرق نہیں ہے اسی سے امر سوم کا مخدوش ہونا بھی ظاہر ہو گیا
پس جبکہ وہ محمل مخدوش ہو گئے جو ان قواعد کے لئے علامہ شامی وغیرہ نے تجویز کئے تھے تو اب کہا جاویگا کہ الایمان مبنیۃ
علی العرف اور الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض دونوں متعلق بہ قضا ہیں اور الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض کے
معنی یہ ہیں کہ ایمان قضاءً الفاظ عرفیہ پر مبنی ہیں نہ کہ ان اغراض پر جو کہ خلاف عرف ہوں پس ان دونوں قاعدوں میں کوئی
تناقض نہیں ہے۔ رہا یہ امر کہ بعض جزئیات ان محامل کی تائید نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض اسوقت
ہو سکتا ہے جبکہ دو امر ثابت ہو جائیں اول یہ کہ وہ جزئیات انھیں فقہاء نے نکالی ہیں جنھوں نے یہ قواعد بنائے ہیں
یا جن فقہا نے یہ قواعد قائم کئے ہیں ان کو ان سے اتفاق ہے۔ دوم یہ کہ اس وقت سے اب تک عرف نہیں بدلا
اور جو اس وقت عرف تھا جس وقت وہ نکالی گئی ہیں وہی عرف اب بھی ہے لیکن ان باتوں کا ثابت ہونا مشکل ہے
اس لئے مخالفت بعض جزئیات سے ہمارے محامل کی تردید نہیں کی جاسکتی خصوصًا اس حالت میں جبکہ مؤید بالدلائل
ہوں اور جو محامل ان کے بیان کئے گئے ہیں محض بے دلیل ہوں ایسی حالت میں مسائل بہشتی زیور متعلق بایمان کو عرف
زمانہ حال کا لحاظ رکھ کے اصول مذکورہ سے استخراج کی ضرورت ہے اس کی ضرورت اس سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ فقہانے
کہا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی۔ ان فعلہ فعلیہ غضب اللہ او سخطہ او لعنتہ او ہو زان او سارق او شارب خمر او آکل ربا لایکون
قسما لعدم التعارف فلو تعورف ہل یکون یمینا ظاہر کلامہم نعم وظاہر کلام الکمال لا وتمامہ فی النہر اھ در مختار۔ اس پر شامی نے لکھا ہے
قولہ ظاہر کلامہم نعم فیہ نظر لانہم لم یقتصروا علی التعلیل بالتعارف بل عللوا بما یقتضی عدم کونہ یمینا مطلقا وہو کون علیہ غضبہ دعاء علی نفسہ ولان
الدعاء لا یستلزم الاجابۃ فلا یقتضی الامتناع عن الفعل فلا یکون یمینا وکون ہو زان یحتمل النسخ وای الاباحۃ فلا یکون حرمتہ کحرمۃ اسم اللہ
فلا یلحق بہا ثم عللوا بالعدم التعارف لانہ عند عدم التعارف لا یکون یمینا وان کان مما یمکن الحلف بہ فی غیر الاسم فکیف اذا کان محالا یمکن
اھ بزیادۃ العبارات المقوسۃ۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ الفاظ مذکورہ اس وقت میں قسم کے لئے متعارف نہ تھے اور اسوقت
ان سے معنی وصفی یعنی مفہومات تعلیقیہ مفہوم ہوتے تھے لہذا انھوں نے ان کو یمین نہیں کہا مگر ہمارے زمانہ میں الفاظ اگر میں
تیرے یہاں کھانا کھاؤں تو گو کھاؤں سور کھاؤں وغیرہ قسم کیلئے متعارف ہیں اور ان سے معنی تعلیقی مقصود نہیں ہوتے بلکہ
ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ تیرے گھر کا کھانا میرے لئے سور اور گو کی مانند حرام ہے اور چونکہ سور اور گو ان کے نزدیک اغلظ المحرمات

ہیں اسلئے تغلیظ حرمت کیلئے ان الفاظ کو ذکر کرتے ہیں پس یہ الفاظ اپنے معانی عرفیہ کے لحاظ سے طعام مک علی حرام سے زیادہ اغلظ ہیں اسلئے انکو بالاولی قسم ہونا چاہئے پس انکو فقہار کی جزئیات مصرحہ پر قیاس کرکے ان پر قسم نہ ہونیکا حکم لگانا صحیح نہوگا اس مقام پر یہ بتلا دینا بھی ضروری ہے کہ بعض فقہار نے یمین کے یہ معنی بیان کئے ہیں. معنی الیمین ان تعلیق الحالف ما یوجب امتناعہ من الفعل بسبب لزوم وجودہ ای وجود ما علقہ کالکفر عند وجود الفعل المحلوف علیہ کدخول الدار. اور وجہ اسکی یہ ہے کہ انھوں نے امر معلق کے اندر دو باتوں کا ہونا لازم سمجھا ہے. اول یہ کہ امر معلق محلوف علیہ کیلئے لازم ہو. اور دوسرا امر یہ کہ ناقابل اباحت ہو کیونکہ جب یہ دونوں باتیں پائی جائینگی اسوقت امتناع حالف عن المحلوف علیہ متحقق ہوگا. ورنہ نہیں. اور بدون امتناع کے حلف نہیں ہوسکتا. اس بنار پر انھوں نے ان فعل فعلیہ غضب اللہ وغیرہ کو یمین نہیں قرار دیا لیکن یہ صحیح نہیں اولاً اس لئے کہ امتناع واقعی تو کسی حلف میں بھی نہیں ہوتا وہ ظاہر. رہا التزام امتناع سو وہ جسطرح اور قسموں میں ہوتا ہے یونہی اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر خدا کا قہر ٹوٹے مجھے مرتے وقت کلمہ نصیب نہو وغیرہ وغیرہ سے بھی ثابت ہوتا ہے اسلئے دونوں میں کچھ فرق نہیں اس پر اگر کہا جاوے کہ گو اسکی غرض امتناع ہے مگر ایسے الفاظ مستلزم امتناع نہیں ہیں تو اسکے دو جواب ہیں اول یہ کہ الفاظ گو اپنے معانی وضعیہ کے لحاظ سے مستلزم امتناع نہیں ہیں مگر معانی عرفیہ کے لحاظ سے ضرور مستلزم امتناع ہیں کیونکہ ان کے معنی عرفاً یہ ہوتے ہیں کہ میں عہد کرتا ہوں کہ یہ فعل نکرونگا اگر میں ایسا کروں تو میں اس سزا کا مستحق ہوں گا. اور میں اسے بخوشی قبول کرتا ہوں ان معنی کا مستلزم امتناع ہونا ظاہر ہے بلکہ عقلاً انکا موجب امتناع ہونا حلف بالطلاق والعتاق کے موجب امتناع ہونے سے زیادہ ہے کیونکہ لزوم طلاق وعتاق بر تقدیر وقوع فعل محلوف علیہ اسقدر ضرر رساں نہیں ہے جسقدر کہ استحقاق غضب الٰہی اور اس پر رضامندی اور اس کا التزام پس ان کلموں کو بالاولی قسم ہونا چاہئے. اور ثانیاً اسلئے کہ جن باتوں کی بنار پر یمین کی یہ تعریف کی گئی ہے انمیں بھی کلام ہے. امر اول میں تو اسلئے کہ لزوم امر معلق للمحلوف علیہ کی ضرورت اسلئے ہے کہ اسکے سبب فعل ممتنع ہوجائیگا لیکن جب ہم حلف بالطلاق پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں لزوم طلاق موجب امتناع نہیں کیونکہ اگر کسی نے حلف بالطلاق کیا اور اسکے بعد اس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں بطور خود دیدیں یا عورت نے مطاوعت ابن الزوج سے حرمت موبدہ حاصل کرلی ایسی صورتوں میں یہ تعلیق اسی محلوف علیہ کے کرنے سے مانع نہیں ہوسکتی تو اب بتلایا جاوے کہ یہ لزوم کیا مفید ہوسکتا ہے اور اب وہ اسکے لزوم کی وجہ سے اس فعل سے کیسے باز رہ سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس امر کی ضرورت نہیں اور امر دوم پر اسلئے کہ ابن ہمام نے کہا ہے. کون الحرمۃ تحتمل الارتفاع اولا تحتملہ لا اثر لہ فانہ ان کان یرجع الی تحریم المباح فہو یمین مع ان ذلک المباح یحتمل تحریمہ الارتفاع وان لم یرجع الیہ لایکون یمینا ولا معنی زیادۃ کلام لا دخل لہ. مطلب یہ ہے کہ یمین کا حاصل تحریم مباح ہے. پس جہاں تحریم مباح ہوگی خواہ موقت ہو یا موبد یمین ہوجاوے گی اور جہاں تحریم نہوگی یمین نہوگی پس جبکہ حرمت محلوف علیہ موبد نہیں تو حرمت امر معلق کے موبد ہونے کی شرط لگانا کیا معنی مگر میں کہتا ہوں کہ امر معلق کا موبد بالحرمۃ ہونا تو درکنار خود محرم ہونا بھی ضروری نہیں کیونکہ حلف بالطلاق والعتاق میں امر معلق مباح بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے پس جبکہ باوجود اباحۃ ووجوب معلق کے بھی یمین ہوسکتی ہے تو حرمت قابل ارتفاع کی صورت میں یمین کیوں نہ ہوگی. پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ یمین کے معنی ہیں. تحریم المباح ای التزام الامتناع عن الامر المباح بلفظ یدل علی ذلک الامتناع عرفا او فی اصطلاح الحالف. فقط.

پس ضرورت ہے کہ عرف حال و تعریف مذکور کو پیش نظر رکھ کر بہشتی زیور کے مسائل پر غور کیا جاوے اور جن میں عرف عرب اور عرف اہل ہند میں اختلاف ہے۔ انہیں جزئیات فقہیہ کا اتباع نہ کیا جاوے بلکہ اصول استنباط پر نظر کی جاوے۔ تنبیہ۔ یہ میری ذاتی رائے ہے جس کے ماننے کیلئے میں کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطیٔ الاان یعصمنی اللہ۔ اور اسکے درج کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جن لوگوں کو غور کرنے کے بعد یہ امر حق معلوم ہو وہ اسکو مان لیں۔ اور جن کو حق معلوم نہ ہو وہ اپنے فہم پر عمل کریں۔ اصل ۵ صہ ۲۲/۲۱ خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی۔ تحقیق۔ تم اوپر پڑھ چکی ہو۔ قرآن کی۔ کلام اللہ کی۔ کلام مجید کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ کلام خدا کی صفت ہے اسلئے اس کی قسم کھانا گویا خدا ہی کی قسم کھانا ہے اور خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے مراد یہ ہے کہ نہ اس کی ذات کی قسم کھاوے اور نہ اس کی کسی صفت کی بلکہ کسی اور شے کی قسم کھاوے جیسے سر کی یا آنکھوں کی وغیرہ وغیرہ اب رہی یہ بات کہ خدا کی ذات یا اس کی کسی صفت کی قسم کھاوے قسم ہو گی یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر خدا کی ذات کی قسم کھائی جیسے خدا کی قسم اللہ کی قسم تب تو قسم ہو ہی جائیگی جیسا کہ تم نے پڑھا ہے اور اگر خدا کی صفت کی قسم کھائی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی صفت کی قسم کھائی ہے جس کی قسم کا رواج ہے جیسے کلام اللہ کی قسم تب تو قسم ہو جائیگی۔ جیسا کہ بہشتی زیور میں مذکور ہے اور اگر ایسی صفت کی قسم کھائی ہے جس کی قسم کا رواج نہیں ہے تو قسم نہ ہو گی جیسے خدا کے غضب کی قسم اس کے رحمت کی قسم اس مسئلہ کو بہشتی زیور میں بوجہ ضرورت نہ ہونے کے ذکر نہیں کیا کیونکہ ایسی قسم کوئی کھاتا نہیں ہے۔ حبیب احمد کیرانوی۔

تمام شد حصہ سوم بہشتی زیور مع ضمائم قدیمہ و جدیدہ

۱۔ دیکھو ص ۱۹ ترجیح الراجح بابتہ ماہ محرم ۱۳۴۴ھ نمبر ۱۰۹

و

ترجیح الراجح بابتہ ماہ محرم ۱۳۴۴ھ نمبر ۱۰۹۶ بر صفحہ ۲ فصل ہفتم در سنت دو دن روزہ یوم عاشورہ

سوال۔ ضروری دریافت یہ ہے کہ احقر نے بہشتی زیور کے تیسرے حصہ میں نفل روزہ کے بیان میں دیکھا کہ محرم کی دسویں تاریخ میں روزہ رکھنا مستحب ہے احقر نے دسویں تاریخ کو ایک روزہ ہی رکھا۔ اب بعضے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نویں اور دسویں کا رکھنا چاہیئے ایک روزے میں اختلاف ہے ایک نہیں رکھنا چاہیئے۔ اختلاف کیسا ارشاد فرمایا جاوے۔

الجواب۔ واقعی دو ہی روزے رکھنا چاہیئے بہشتی زیور کی تالیف کے وقت اس مسئلہ کی پوری تحقیق نہ تھی۔ لیکن اگر نویں کو نہ رکھے تو گیارہویں کو رکھ لے۔ ۹ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ

فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ چہارم مکمل و مدلل

نور محمدی بہشتی زیور کا چوتھا حصہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب (۱) نکاح کا بیان باب اول

مسئلہ ۱ [۱] نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ دین اور دنیا دونوں کے کام اس سے درست ہو جاتے ہیں اور اس میں بہت فائدے اور بے انتہا مصلحتیں ہیں۔ آدمی گناہ سے بچتا ہی دل ٹھکانے ہو جاتا ہے۔ نیت خراب اور ڈانواں ڈول نہیں ہونے پاتی اور بڑی بات یہ ہے کہ فائدہ کا فائدہ اور ثواب کا ثواب۔ کیونکہ میاں بیوی کا پاس بیٹھکر محبت پیار کی باتیں کرنا ہنسی دل لگی میں دل بہلانا نفل نمازوں سے بھی بہتر ہے۔ **مسئلہ ۲** [۲] نکاح فقط دو لفظوں سے بندھ جاتا ہے جیسے کسی نے گواہوں کے روبرو کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ اس نے کہا میں نے قبول کیا۔ بس نکاح بندھ گیا اور دونوں میاں بی بی ہو گئے۔ البتہ [۳] اگر اس کی کئی لڑکیاں ہوں تو فقط اتنا کہنے سے نکاح نہ ہوگا بلکہ نام لیکر یوں کہے کہ میں نے اپنی لڑکی قدسیہ کا نکاح تمہارے ساتھ کیا وہ کہے کہ میں نے قبول کیا۔ **مسئلہ ۳** [۴] کسی نے کہا اپنی فلانی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ اُس نے کہا میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا تو نکاح ہو گیا۔ چاہے پھر وہ یوں کہے کہ میں نے قبول کیا یا نہ کہے نکاح ہو گیا۔ **مسئلہ ۴** [۵] اگر خود عورت وہاں موجود ہو اور اشارہ کر کے یوں کہدے کہ میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کیا وہ کہے میں نے قبول کیا تب بھی نکاح ہو گیا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر وہ خود موجود نہ ہو تو اس کا بھی نام لیوے اور اس کے باپ کا نام بھی اتنے زور سے لیوے کہ گواہ لوگ سن لیویں اور اگر باپ کو بھی لوگ نہ جانتے ہوں اور فقط باپ کے نام لینے سے معلوم نہ ہو کہ کس کا نکاح کیا جاتا ہے تو دادا کا نام بھی لینا ضروری ہے۔ غرض یہ ہے کہ ایسا پتہ مذکور ہونا چاہئے کہ سننے والے سمجھ لیویں کہ فلانی کا نکاح ہو رہا ہے۔ **مسئلہ ۵** [۶] نکاح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو مردوں کے

---

[۱] انہ (النکاح) عبادۃ سنۃ حتی قالوا ان الاشتغال بہ افضل من التخلی لنوافل العبادات ای الاشتغال بہ وما یشتمل علیہ من القیام بمصالحہ واعفاف النفس عن الحرام وتربیۃ الولد ونحو ذلک ۱۲ رد المحتار ص ۲۵۵ ج ۲

[۲] وینعقد ملتبسا بایجاب من احدہما وقبول من الآخر وضعا للمضی لان الماضی اول علی التحقیق کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منک یقول الآخر تزوجت ای وقبلت لنفسی او لموکلی او ابنی او موکلتی (رد المحتار ص ۲۶۱ ج ۲)

[۳] ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاہدین ۱۲ ہدایہ ص ۲۸۶ ج ۲ و رد المحتار ص ۲۶۵ ج ۲

[۴] لو زوجہ بنتہ ولم یسمہا ولہ بنتان لم یصح للجہالۃ بخلاف ما اذا کانت لہ بنت واحدۃ رد المحتار ص ۲۶۲ ج ۲ فلو زوج بنتہ منہ ولہ بنتان لا یصح الا اذا کانت احداہما متزوجۃ فینصرف الی الفارغۃ رد المحتار ص ۲۶۳ ج ۲

[۵] ولو قال رجل لآخر زوجنی ابنتک فقال الآخر زوجت لم یقل قبلت ... استخبار ... زوجنی لانہ توکیل ای فیکون کلام الثانی قائم مقام طرفین وقیل انہ ایجاب ۱۲ البحر ص ۲۶ ج ۲ فان کانت حاضرۃ مقتصۃ فی الاشارۃ الیہا ثم قال ... فان کانت ... الشہود ... ذکر اسمہا ... ذکر اسمہا واسم ابیہا وجدہ ۱۲ رد المحتار ص ۲۶۲ ج ۲

[۶] وشرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر وشرط حضور شاہدین حرین او حر وحرتین مکلفین سامعین قولہما معا علی الاصح فاہمین انہ نکاح مسلمین لنکاح المسلمۃ ۱۲ در ص ۲۶۵ ج ۲

یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ
دونوں لفظ کہتے سنیں۔ تب نکاح ہوگا۔ اگر تنہائی میں ایک نے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح
تمہارے ساتھ کیا دوسرے نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر فقط ایک آدمی
کے سامنے نکاح کیا تب بھی نہیں ہوا۔ **مسئلہ**۔ اگر مرد[1] کوئی نہیں۔ صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں
تب بھی نکاح درست نہیں ہے۔ چاہے دس بارہ کیوں نہ ہوں۔ دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد
ضرور ہونا چاہئے۔ **مسئلہ**۔ اگر دو[2] مرد تو ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں تو بھی نکاح نہیں ہوا۔
اسی طرح اگر مسلمان تو ہیں لیکن وہ دونوں یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں تب بھی نکاح درست
نہیں۔ اسی طرح اگر ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے نکاح ہوا۔ لیکن وہ عورتیں ابھی جوان
نہیں ہوئیں۔ یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہے۔ **مسئلہ**
بہتر یہ[3] ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے۔ جیسے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں یا اور کہیں
تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہو جاوے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے۔ لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت
پڑ گئی کہ بہت آدمی نہ جان سکے تو خیر کم سے کم دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ضرور موجود ہوں جو
اپنے کانوں سے نکاح ہوتے سنیں۔ **مسئلہ**۔ اگر مرد[4] بھی جوان ہے اور عورت بھی جوان ہے
تو دونوں اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں۔ دو گواہوں کے سامنے ایک کہدے کہ میں نے اپنا نکاح
تیرے ساتھ کیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ بس نکاح ہو گیا۔ **مسئلہ**۔ اگر کسی[5] نے اپنا
نکاح خود نہیں کیا بلکہ کسی سے کہدیا کہ تم میرا نکاح کسی سے کر دو یا یوں کہا میرا نکاح فلانے
سے کر دو۔ اور اس نے دو گواہوں کے سامنے کر دیا تب بھی نکاح ہو گیا۔ اب اگر یہ انکار بھی
کرے تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

باب دوم — جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے اُن کا بیان

مسئلہ۔[1] اپنی اولاد کے ساتھ اور پوتے[7] پڑپوتے اور نواسے وغیرہ کے ساتھ نکاح درست
نہیں اور باپ دادا۔ پردادا۔ نانا۔ پرنانا وغیرہ سے بھی درست نہیں۔ **مسئلہ**۔[2] اپنے
بھائی اور ماموں اور چچا اور بھتیجے اور بھانجے کے ساتھ نکاح درست نہیں اور شرع میں

[3] وبنات الاخوة المتفرقين لقوله تعالى حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم والجدات امهات (هدايه ص۲۸۰ ج۲) وفي البداية حرم على الشخص ذكرا كان او انثى نكاح اصله وفرعه علا او نزل (ص۳۸۱ ج۲) [7] دیکھو حاشیہ نمبر۱ صفحہ ہذا ۱۲

[1] لا تقبل شهادة الاربع منهن وحدهن (هدايه ص۲۹۶ ج۲) ولا ينعقد بشهادة المرأتين بغير رجل ولا بشهادة العبيد والمجنونين والصبيين والخنثيين اذا لم يكن معهما رجل ۱۲ خانيه ص۱۴۰ ج۱

[2] فلا ينعقد بحضرة العبيد ولا بحضرة المجانين والصبيان ولا بحضرة الكفار في نكاح المسلمين هكذا في البحر الرائق ۱۲ عالمگیری ص۲۶۷ ج۱

[3] ويندب اعلانه وتقديم خطبة وكونه في مسجد يوم جمعة بعاقد رشيد وشهود عدول ۱۲ رد المحتار ص۲۶۰ ج۲

[4] نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولي عند ابي حنيفة وابي يوسف رحمهما الله تعالى (عالمگیری ص۲۸۵ ج۱) والاصل ان كل من تصرف في ماله تصرف في نفسه ومالا فلا (رد المحتار ص۲۹۶ ج۲) وينعقد متلبسا بايجاب من احدهما وقبول من الآخر وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الآخر وشرط حضور شاهدين (رد المحتار ص۲۶۳ ج۲)

[5] ... الوكيل بالنكاح ... بحضرة الشهود كذا في التاتارخانية ناقلا عن خواهرزاده ۱۲ عالمگیری ص۲۹۴ ج۱

[6] لا يحل للرجل ان يتزوج امه ولا جداته من قبل الرجال والنساء ولا ببنته ولا ببنت ولده وان سفلت ولا باخته ولا ببنات اخته ولا ببنات اخيه ولا بعمته ولا بخالته وتدخل فيها العمات المتفرقات والخالات المتفرقات

بھائی وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہو یا ان دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں۔ یا اُن دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں۔ یہ سب بھائی ہیں۔ اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو وہ بھائی نہیں۔ اس سے نکاح درست ہے۔ **مسئلہ ۳**۔ داماد[۳] کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو اور دونوں میاں بی بی ایک ساتھ رہے ہوں یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو ہر طرح نکاح حرام ہے۔ **مسئلہ ۴**۔ کسی کا باپ مر گیا اور ماں نے دوسرا نکاح کیا۔ لیکن ماں ابھی اس کے پاس رہنے نہ پائی تھی کہ مر گئی یا اس نے طلاق دیدی تو اس سوتیلے باپ سے نکاح کرنا درست ہے۔ ہاں اگر ماں اس کے پاس رہ چکی ہو تو اس سے نکاح درست نہیں۔ **مسئلہ ۵**۔ سوتیلی اولاد[۵] سے نکاح درست نہیں۔ یعنی ایک مرد کے کئی بیبیاں ہیں تو سوت کی اولاد سے کسی طرح نکاح درست نہیں۔ چاہے اپنے میاں کے پاس رہ چکی ہو یا نہ رہی ہو۔ ہر طرح نکاح حرام ہے۔ **مسئلہ ۶**۔ خسر[۶] اور خسر کے باپ دادا کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں **مسئلہ ۷**۔ جب[۷] تک اپنی بہن نکاح میں رہے تب تک بہنوئی سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر بہن مر گئی یا اس نے چھوڑ دیا اور عدت پوری ہو چکی تو اب بہنوئی سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں۔ **مسئلہ ۸**۔ اگر دو بہنوں[۸] نے ایک ہی مرد سے نکاح کیا تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہے اور جس کا بعد میں کیا گیا وہ نہیں ہوا۔ **مسئلہ ۹**۔ ایک مرد[۹] کا نکاح ایک عورت سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے۔ اسکی پھوپی اور اس کی خالہ اور بھانجی اور بھتیجی کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔ **مسئلہ ۱۰**۔ جن[۱۰] دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی عورت مرد ہوتی۔ تو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہو سکتا۔ ایسی دو عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ جب ایک مر جائے یا طلاق مل جاوے۔ اور عدت گذر جائے تب دوسری عورت اس مرد سے نکاح کرے **مسئلہ ۱۱**۔ ایک عورت[۱۱] ہے اور اس کی سوتیلی لڑکی ہے۔ یہ دونوں ایک ساتھ اگر کسی مرد سے نکاح کر لیویں تو درست ہے **مسئلہ ۱۲**۔ لے[۱۲] پالک کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ وہ لڑکا نہیں ہو جاتا

یعنی متبنی ۱۲

---

۸ فلا یجوز الجمع بین امرأة وعمتها نسبا او رضاعا وخالتها کذلک ونحوہا ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۷ ج ۱) ولا یجمع بین المرأة وعمتها وخالتها وابنة اخیہا وابنة اختہا لقولہ علیہ السلام لا تنکح المرأة علی عمتہا ولا علی خالتہا ولا علی ابنة اخیہا ولا علی ابنة اختہا ۱۲ ہدایہ ص ۲۸۶ ج ۲

۹ والاصل ان کل امرأتین لو صورنا احدہما من ای جانب ذکرا لم یجز النکاح بینہما برضاع او نسب لم یجز الجمع بینہما ہکذا فی المحیط ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۷ ج ۱

۱۰ فیجوز الجمع بین امرأة وبنت زوجہا ۱۲ رد المحتار ص ۳۹۱ ج ۲ وعالمگیری ص ۲۷۷ ج ۱

۱۱ ولا تحرم علیہ ... الابن المتبنی علی الاب المتبنی ہکذا فی محیط السرخسی ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۴ ج ۱

۲ واما الاخوات فالاخت لاب وام والاخت لاب والاخت لام وکذا بنات الاخ والاخت وان سفلن ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۳ ج ۱

۳ لا یحل للرجل ان یتزوج بامہ ولا بام امرأتہ التی دخل بابنتہا او لم یدخل ولا ببنت امرأتہ التی دخل بہا ولا بامرأة ابیہ ... ۱۲ ہدایہ ص ... بنات الزوجة وبنات اولادہا وان سفلن بشرط الدخول بالام کذا فی الحاوی القدسی سواء کانت الابنة فی حجرہ او لم تکن ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۴ ج ۱

۴ دیکھو حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ہذا

۵ و ۶ وزوجة اصلہ وفرعہ مطلقا ولو بعیدا دخل بہا او لا لقولہ تعالی ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم وقولہ تعالی وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم ۱۲ رد المحتار ص ۳۶۶ ج ۲

۷ ولا الجمع بین المحرمات ... فانہ لا یجمع بین اختین بنکاح ولا بوطء بملک یمین سواء کانتا اختین من النسب او من الرضاع ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۷ ج ۱ وحرم الجمع بین المحارم نکاحا ای عقدا صحیحا وعدة ولو من طلاق بائن ۱۲ در مختار ص ۳۹ ج ۲ لقولہ تعالی وان تجمعوا بین الاختین ۱۲

۸ فلو تزوج الاختین فی عقدة واحدة یفرق بینہما وبینہ وان تزوجہما فی عقدتین فنکاح الاخیرة فاسد ویجب علیہ ان یفارقہا ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۷

اس لئے متبنّیٰ سے نکاح کر لینا درست ہے۔ مسئلہ ۱۳۔ سگا ماموں نہیں ہے بلکہ کسی
رشتہ سے ماموں لگتا ہے تو اس سے نکاح درست ہے۔ اسی طرح اگر کسی دُور کے رشتہ سے چچا یا بھانجا
یا بھتیجا ہوتا ہو۔ اس سے بھی نکاح درست ہے ایسے ہی اگر اپنا بھائی نہیں ہے بلکہ چچازاد بھائی ہے
یا ماموں زاد یا پھوپھی زاد۔ خالہ زاد بھائی ہے اس سے بھی نکاح درست ہے مسئلہ ۱۴۔ اسی
طرح دو بہنیں اگر سگی نہ ہوں ماموں زاد چچازاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہنیں ہوں تو وہ دونوں
ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہیں۔ ایسی بہن کے رہتے بھی بہنوئی سے نکاح درست
ہے یہی حال پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ہے کہ اگر کوئی دور کا رشتہ نکلتا ہو تو پھوپھی بھتیجی اور خالہ
بھانجی کا ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح درست ہے مسئلہ ۱۵۔ جتنے رشتے[۹] نسب کے
اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں۔ یعنی دودھ پلانیوالی کے شوہر
سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کا باپ ہوا۔ اور دودھ شریکی بھائی سے نکاح درست نہیں
جس کو اس نے دودھ پلایا ہے۔ اس سے اور اسکی اولاد سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اسکی
اولاد ہوئی دودھ کے حساب سے ماموں بھانجا چچا بھتیجا سب سے نکاح حرام ہے۔ مسئلہ ۱۶۔[۱۰]
دودھ شریکی دو بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں
غرضیکہ جو حکم اوپر بیان ہو چکا دودھ کے رشتوں میں بھی وہی حکم ہے (نوٹ، مسئلہ ۱۷ و ۱۸ و ۱۹
و ۲۰ حصہ ۶ پر درج کردیئے گئے ہیں) مسئلہ ۲۱۔ مسلمان عورت کا نکاح مسلمان کے سوا کسی اور
مذہب والے مرد سے درست نہیں ہے۔ مسئلہ ۲۲۔ کسی عورت کے میاں نے طلاق دیدی یا مرگیا
تو جبتک طلاق کی عدت اور مرنے کی عدت پوری نہ ہو چکے تب تک دوسرے مرد سے نکاح کرنا
درست نہیں۔ مسئلہ ۲۳۔ جس عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اب بے طلاق لئے اور
عدت پوری کئے دوسرے سے نکاح کرنا درست نہیں۔ (نوٹ، مسئلہ نمبر ۲۴ حصہ ۶ پر درج
کردیا گیا ہے) مسئلہ ۲۵۔ جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں۔ اب اس سے پانچویں
عورت کا نکاح درست نہیں اور ان چار میں سے اگر اس نے ایک کو طلاق دیدی تو جب تک طلاق

ف۹ و اراد بالمحارم ما یشمل النسب والرضاع فلو کان له زوجتان رضیعتان ارضعتهما اجنبیة فسد نکاحهما ۱۲ رد المحتار ص ۳۱ ج ۲ ف
ولا یجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی کذا فی السراج الوهاج ۱۲ عالمگیری ص ۲۶۲ ج ۱ ف لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره و
کذلک المعتدة کذا فی السراج الوهاج سواء کانت العدة عن طلاق او وفاة او دخول فی نکاح فاسد او شبهة نکاح کذا فی البدائع
عالمگیری ص ۲۶۰ ج ۱ ف لا یحل للرجل ان یجمع بین اکثر من اربع نسوة کذا فی محیط السرخسی ۱۲ عالمگیری ص ۲۶۲ من طلق الاربع لا یجوز له ان یتزوج امرأة قبل
انقضاء عدتهن فان انقضت عدة الکل معا جاز له تزوج اربع ۱۲ رد المحتار ص ۳۹۵ ج ۲ فان نکح الحر عدی الاربع طلاقا بائنا لم یجز له ان یتزوج رابعة حتی

ف۹ وابنة العمة فانه یجوز ان کانت العمة القربى عمة لاب وام ولاب فعمة العمة حرام وان کانت القربى عمة لام فعمة العمة لا تحرم واما خالة الخالة فان کانت الخالة القربى خالة لاب وام او لام فخالتها تحرم علیه وان کانت القربى خالة لاب فخالتها لا تحرم علیه (عالمگیری ص ۲۶۳ ج ۱) تحرم العمات والخالات وتحل بنات الاعمام والعمات والاخوال والخالات ۱۲ رد المحتار ص ۳۸۹ ج ۲

ف۱۰ یحرم على الرضیع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جمیعا حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غیره قبل هذا الارضاع او بعده او ارضعت رضیعا او ولد لهذا الرجل من غیر هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعده او ارضعت امرأة من لبنه رضیعا فالکل اخوة الرضیع واخواته واولادهم اولاد اخوته واخواته واخو الرجل عمه واخته عمته واخو المرأة خاله واختها خالته وکذا فی الجد والجدة وتثبت حرمة المصاهرة فی الرضاع حتى ان امرأة الرجل حرام على الرضیع وامرأة الرضیع حرام على الرجل على هذا القیاس الا فی المسئلتین احداهما انه لا یجوز للرجل ان یتزوج اخت ابنه من النسب ویجوز فی الرضاع والمسئلة الثانیة لا یجوز للرجل ان یتزوج ام اخته من النسب ویجوز فی الرضاع ۱۲ عالمگیری ص ۲۶۳ وهدایه ص ۳۲۸

کی عدت پوری نہ ہو چکے کوئی اور عورت اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔ **مسئلہ ۲۶**۔ سنی[۱] لڑکی کا نکاح شیعہ[۵] مرد کے ساتھ بہت سے عالموں کے فتوے میں درست نہیں ہے۔

باب سوم	ولی کا بیان	باب (۳)

لڑکی اور لڑکے کے نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اسکو[۲] ولی کہتے ہیں۔ **مسئلہ ۱**۔ لڑکی[۳] اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہے اگر باپ نہ ہو تو دادا۔ وہ نہ ہو تو پردادا اگر یہ لوگ کوئی نہ ہوں تو سگا بھائی۔ سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا بھائی یعنی باپ شریک بھائی۔ پھر بھتیجا۔ پھر بھتیجے کا لڑکا۔ پھر بھتیجے کا پوتا۔ یہ لوگ نہ ہوں تو سگا چچا۔ پھر سوتیلا چچا یعنی باپ کا سوتیلا بھائی۔ پھر سگے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا۔ پھر سوتیلے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا۔ یہ کوئی نہ ہوں تو باپ کا چچا ولی ہے۔ پھر اس کی اولاد۔ اگر باپ کا چچا اور اس کے لڑکے پوتے پردوتے کوئی نہ ہوں تو دادا کا چچا پھر اس کے لڑکے پوتے پھر پردوتے وغیرہ۔ یہ کوئی نہ ہوں تب ماں ولی ہے پھر دادی پھر نانی پھر نانا پھر حقیقی بہن پھر سوتیلی بہن جو باپ شریک ہو۔ پھر جو بھائی بہن ماں[۴] شریک ہوں۔ پھر پھوپھی۔ پھر ماموں پھر خالہ وغیرہ۔ **مسئلہ ۲**۔ نابالغ[۲] شخص کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور مجنون پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہے **مسئلہ ۳**۔ بالغ یعنی جوان عورت خود مختار ہے چاہے نکاح کرے چاہے نہ کرے۔ اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے کوئی شخص اس پر زبردستی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کر لے تو نکاح ہو جاوے گا۔ چاہے ولی کو خبر ہو چاہے نہ ہو۔ اور ولی چاہے خوش ہو یا ناخوش۔ ہر طرح نکاح درست ہے۔ ہاں[۶] البتہ اگر اپنے میل میں نکاح نہیں کیا اپنے سے

---

[۳] الام ثم البنت ثم بنت الابن ثم بنت البنت ثم بنت ابن الابن ثم بنت بنت البنت ثم الاخت لاب و ام ثم الاخت لاب ثم الاخ و الاخت لام ثم اولادہم وبعد اولاد الاخوات العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام ثم بنات العمات والجد الفاسد اولی من الاخت عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی (عالمگیری ص۲۸۵ ج ۱) وفی الدر لو لا یۃ للام ثم ام الاب ثم البنت الخ ۱۲ در ص۲۹۳ ج ۲۔

[۲] ولا ولایۃ لصغیر و لا مجنون ولا لکافر علی مسلم و مسلمۃ کذا فی الکافی ولا لمسلم علی کافر و کافرۃ کذا فی المضمرات ۱۲ عالمگیری ص۲۸۵ ج ۲

[۵] نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ تعالی فی ظاہر الروایۃ سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزۃ عن امرأۃ شافعیۃ بکر بالغۃ زوجت نفسہا من حنفی بغیر اذن ابیہا والاب لا یرضی وردہ ہل یصح ہذا النکاح قال نعم وکذلک لو زوجت نفسہا من شافعی ۱۲ عالمگیری ص۲۸۷ ج ۱

[۶] ثم المرأۃ اذا زوجت نفسہا من غیر کفو صح النکاح فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وہو قول محمد رحمہ اللہ تعالی ولکن للاولیاء حق الاعتراض وروی الحسن عن ابی حنیفۃ رح ان النکاح لا ینعقد وبہ اخذ کثیر من مشائخنا رحمہم اللہ تعالی والمختار فی زماننا للفتوی روایۃ الحسن ۱۲ عالمگیری ص۲۹۲ ج ۱

[۵] سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد سے ہرگز نہ کرنا چاہیے اگرچہ وہ ظاہراً شیعہ معتقدات سے منکر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ شیعوں کے یہاں تقیہ کا [illegible] ہے ان کے عقائد کا کچھ اعتبار نہیں ۱۲ حاشیہ ۵ وحاشیہ ۵ صفحہ ۷ پر دیکھئے۔

[۱] وبہذا ظہران الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر (رد المحتار ص۲۹۷ ج ۲) و فی العالمگیریۃ احکام المرتدین ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد ۱۲ عالمگیری ص۲۰۲ ج ۱

[۲] ہو البالغ العاقل الوارث والولایۃ تنفیذ القول علی الغیر شاء او ابی در المختار ص۲۹۷ ج ۲، ولا ولایۃ لصغیر ولا مجنون ولا لکافر علی مسلم و مسلمۃ ۱۲ عالمگیری ص۲۸۴ ج ۱

[۳] لقولہ علیہ السلام النکاح الی العصبات واقرب العصبات الی الصغیر والصغیرۃ الاب ثم الجد ابو الاب وان علا (خانیۃ ص۱۵۳ ج ۱) ثم الاخ لاب و ام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب و ام ثم ابن الاخ لاب وان سفلوا ثم العم لاب و ام ثم العم لاب ثم ابن العم لاب و ام ثم ابن العم لاب وان سفلوا ثم عم الاب لاب و ام ثم عم الاب لاب ثم بنوہما علی ہذا الترتیب ثم عم الجد لاب و ام ثم عم الجد لاب ثم بنوہما علی ہذا الترتیب وعند عدم العصبۃ کل قریب یرث الصغیر والصغیرۃ من ذوی الارحام یملک تزویجہما فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی والاقرب عند ابی حنیفۃ رح

کم ذات والے سے نکاح کر لیا اور ولی ناخوش ہے فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح درست[1] نہ ہوگا۔ اور اگر نکاح تو اپنے میل ہی میں کیا۔ لیکن جتنا مہر اس کے دادھیالی خاندان میں باندھا جاتا ہے۔ جس کو شرع میں مہر مثل کہتے ہیں اس سے بہت کم پر نکاح کر لیا تو ان صورتوں میں نکاح تو ہو گیا۔ لیکن اس کا ولی اس نکاح کو تڑوا سکتا ہے۔ مسلمان حاکم کے پاس فریاد کرے وہ نکاح توڑ دے۔ لیکن اس فریاد کا حق اس ولی کو ہے جس کا ذکر ماں سے پہلے آیا ہے یعنی باپ سے لیکر دادا کے چچا کے بیٹوں پوتوں تک۔ **مسئلہ** کسی[2] ولی نے جوان لڑکی کا نکاح بے اس سے پوچھے اور اجازت لئے کر لیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہو گیا۔ اور اگر وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا۔ اور اجازت کا طریقہ آگے آتا ہے **مسئلہ**[5] جوان[3] کنواری لڑکی سے ولی نے آکر کہا کہ میں تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کئے دیتا ہوں یا کر دیا ہے اس پر وہ چپ ہو رہی یا مسکرا دی یا رونے لگی۔ تو بس یہی اجازت ہے۔ اب وہ ولی نکاح کر دے تو صحیح ہو جاوے گا۔ یا کر چکا تھا تو صحیح ہو گیا۔ یہ بات نہیں ہے کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے جو لوگ زبردستی کر کے زبان سے قبول کراتے ہیں بُرا کرتے ہیں **مسئلہ**[6] ولی[4] نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے وقت چپ رہنے کو رضامندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے بلکہ نام ونشان بتلانا ضروری ہے جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر مہر نہیں بتلایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت کے نکاح نہ ہوگا۔ اس کے لئے قاعدہ کے موافق پھر اجازت لینی چاہئے۔ **مسئلہ**[7] اگر وہ[5] لڑکی کنواری نہیں ہے بلکہ ایک نکاح پہلے ہو چکا ہے یہ دوسرا نکاح ہے۔ اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے کہنا چاہئے اگر اس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا۔ بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کرلے تو نکاح ہو گیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔ **مسئلہ**[8] باپ[6] کے ہوتے ہوئے چچا یا بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی۔ بلکہ زبان سے اجازت دیوے تب اجازت

صح ولم یذکر المہر ولا الزوج فسکتت لا یکون سکوتہا رضا ولہا ان ترد بعد ذلک وتعتبر فی الاستیمار تسمیۃ الزوج علی وجہ تقع بہ المعرفۃ وقیل یشترط ذکر المہر ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۶ ج ۱ [5] ولو استاذن الثیب فلا بد من رضاہا بالقول وکذا اذا بلغہا الخبر ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۹ ج ۱ [6] فان فعل ہذا غیر الولی یعنی استامر غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضا حتی تتکلم بہ بخلاف ما اذا کان المستامر رسول الولی لانہ قائم مقامہ ۱۲ ہدایہ ص ۲۹۴-۲۹۵ ج ۲

(متعلقہ صفحہ ۶:) [a] اسی طرح کافر نیلی سے بھی نکاح درست نہیں۔ کیونکہ علماء اسلام نے انکے کفر پر اتفاق کیا ہے ۱۲ [b] مطلب یہ کہ کہاں سے بیوہ ہونے کے بعد دوسرا نکاح کر لیا پھر دوسرے شوہر سے اولاد ہوئی تو پہلے شوہر اور دوسرے شوہر کی اولاد ماں شریک ہوئی باپ شریک نہ ہوئی ۱۲۔

(متعلقہ صفحہ ہذا) [1] دیکھو حاشیہ ۵ ص ۶ [2] ولو تزوجت المرأۃ ونقصت من مہر مثلہا فللولی الاعتراض علیہا حتی یتم لہا مہر مثلہا او یفارقہا فان فارقہا ولا یکون الفرقۃ الا عند القاضی ۱۲ عالمگیری ص ۲۹۴ ج ۱ [3] ولا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذنہا بکرا کانت او ثیبا فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتہا فان اجازتہ جاز وان ردتہ بطل ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۷ ج ۱ [4] ولو سکتت البکر عند الاستیمار او بعد ما بلغہا الخبر فہو رضا وکذا الو ان ضحکت کالمستہزئۃ لما سمعت لا یکون رضا وان تبسمت فہو رضا وان بکت اختلفوا فیہ والصحیح ان البکاء اذا کان بحزن ودمع الدمع من غیر صوت یکون رضا وان کان مع الصوت والصیاح لا یکون رضا ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۷ ج ۱ [5] فان استامر الاب قبل النکاح فقال انہ خطب ص

ہو گی۔ ہاں اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا ہو تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جاوے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع سے اسی کو پوچھنے کا حق ہو جب وہ خود یا اس کا بھیجا ہوا آدمی اجازت لیوے تب چپ رہنے سے اجازت ہو گی۔ اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے۔ یا حق تو تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہو گی **مسئلہ** ولی نے بے پوچھے اور بے اجازت لئے نکاح کر دیا۔ پھر نکاح کے بعد خود ولی نے یا اس کے بھیجے ہوئے کسی آدمی نے آکر خبر کر دی کہ تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کر دیا گیا تو اس صورت میں چپ رہنے سے اجازت ہو جاوے گی اور نکاح صحیح ہو جاوے گا اور اگر کسی اور نے خبر دی تو اگر وہ خبر دینے والا نیک معتبر آدمی ہے۔ یا دو شخص ہیں۔ تب بھی چپ رہنے سے نکاح صحیح ہو جاویگا۔ اور اگر خبر دینے والا ایک شخص اور غیر معتبر ہے تو چپ رہنے سے نکاح صحیح نہ ہو گا بلکہ موقوف رہے گا۔ جب زبان سے اجازت دیدے یا کوئی اور ایسی بات پائی جاوے جس سے اجازت سمجھی جاوے۔ تب نکاح صحیح ہو گا۔ (نوٹ) مسئلہ نمبر ۱۰ صفحہ ۔ پر درج کر دیا گیا ہے ۱۲ **مسئلہ** یہی حکم لڑکے کا ہے کہ اگر جوان ہو تو اس پر زبردستی نہیں کر سکتے اور ولی بے اس کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر بے پوچھے نکاح کر دے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر اجازت دیدی تو ہو گیا نہیں تو نہیں ہوا۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ لڑکے کی فقط چپ رہنے سے اجازت نہیں ہوتی۔ زبان سے کہنا اور بولنا چاہئے **مسئلہ ۱۲** اگر لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے۔ بغیر ولی کے اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ اگر اس نے بے ولی کے اپنا نکاح کر لیا یا کسی اور نے کر دیا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح ہو گا نہیں تو نہ ہو گا اور ولی کو اس کے نکاح کرنے نہ کرنے کا پورا اختیار ہے جس سے چاہے کر دے۔ نابالغ لڑکیاں اور لڑکے اس نکاح کو اس وقت رد نہیں کر سکتے چاہے وہ نابالغ لڑکی کنواری ہو یا پہلے کوئی اور نکاح ہو چکا ہو اور رخصتی بھی ہو چکی ہو۔ دونوں کا ایک حکم ہے **مسئلہ ۱۳** نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح اگر باپ نے یا دادا نے کیا ہے تو جوان ہونے کے بعد بھی اس نکاح کو رد نہیں کر سکتے چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل کم ذات والے سے کر دیا ہو۔ اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو۔ ہر طرح نکاح صحیح ہے اور جوان ہونے کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے **مسئلہ ۱۴** اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا ہے اور جس کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ لڑکا ذات میں برابر درجہ کا

وان زوجہا فقبلہا الخبر فسکتت فالسکوت منہا رضا اذا کان المزوج ہو الولی ان کان غیر الولی لا یکون السکوت منہا رضا الخیار و شارات عینیت … ۵ مولاہا یبلغہا الخبر … واحد او کانا دون ذلک رجل … یکون سکوتہا رضا سوا کان الرسول عدلا او غیر عدل ان کان المخبر فضولیا شرط … عدد او العدالۃ عالمگیری … ۸ ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح … الحر البالغ … المختار … بخلاف الابن الکبیر … یکون سکوتہ رضا … الکلام … در المختار … ۹ ان نکاح الصبی العاقل یتوقف نفاذہ علی اجازۃ … عالمگیری … وان زوجت الصغیرۃ نفسہا فاجازت الولی جاز ولہا الخیار اذا بلغت … عالمگیری … الصغیر والصغیرۃ … عالمگیری … ۱۰ … زوجہا الاب او الجد … فلا خیار لہما بعد بلوغہما … زوجہا غیر الاب او الجد فلکل واحد منہما الخیار اذا بلغ … عالمگیری … عالمگیری …

۱۱ وان کان … المزوج غیر الاب … ابیہ … لا یصح النکاح من غیر کف او بغبن فاحش اصلا وان کان من کف و بمہر المثل صح ولکن لہما ای للصغیر والصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ او … النکاح … در المختار …

بھی ہے اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا ہے، اس صورت میں اس وقت تو نکاح صحیح ہو جاوے گا لیکن جوان ہونے کے بعد اُن کو اختیار ہے چاہے اس نکاح کو باقی رکھیں چاہے مسلمان حاکم کے پاس نالش کرکے توڑ ڈالیں اور اگر اس ولی نے لڑکی کا نکاح کم ذات والے مرد سے کر دیا یا مہر مثل سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہے یا لڑکے کا نکاح جس عورت سے کیا ہے اس کا مہر اس عورت کے مہر مثل سے بہت زیادہ مقرر کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۱۵ و نمبر ۱۶ صفحہ ۴۷ پر درج کئے گئے ۱۲

مسئلہ ۱۷۔ قاعدے سے جس ولی کو نابالغ کے نکاح کرنے کا حق ہے وہ پردیس میں ہے اور اتنی دور ہے کہ اگر اس کا انتظار کریں اور اس سے مشورہ لیں تو یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہیگا اور پیغام دینے والا اتنا انتظار نہ کرے گا۔ اور پھر ایسی جگہ مشکل سے ملے گی تو ایسی صورت میں اس کے بعد والا ولی بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر اس نے بے اس کے پوچھے نکاح کر دیا تو نکاح ہو گیا۔ اور اگر اتنی دور نہ ہو تو بغیر اس کی رائے لئے دوسرے ولی کو نکاح نہ کرنا چاہیے۔ اگر کریگا تو اسی ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ جب وہ اجازت دیگا تب صحیح ہوگا۔ **مسئلہ ۱۸** اسی طرح اگر حقدار ولی کے ہوتے دوسرے ولی نے نابالغ کا نکاح کر دیا جیسے حق تو تھا باپ کا اور نکاح کر دیا دادا نے اور باپ سے بالکل رائے نہیں لی تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ یا حق تو تھا بھائی کا اور نکاح کر دیا چچا نے۔ تو بھائی کی اجازت پر موقوف ہے۔ **مسئلہ ۱۹** کوئی عورت پاگل ہو گئی اور عقل جاتی رہی۔ اور اس کا جوان لڑکا بھی موجود ہے اور باپ بھی ہے۔ اس کا نکاح کرنا اگر منظور ہو تو اس کا ولی لڑکا ہے۔ کیونکہ ولی ہونے میں لڑکا باپ سے بھی مقدم ہے۔

کون کون لوگ اپنے برابر کے اور اپنے میل کے ہیں اور کون کون برابر کے نہیں ہیں (باب)

مسئلہ ۱ شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جاوے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے مت کرو جو اس کے برابر درجہ کا اور اس کی ٹکر کا نہیں۔ **مسئلہ ۲** برابری کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو نسب میں برابر ہونا۔ دوسرے مسلمان ہونے میں۔ تیسرے دینداری میں۔ چوتھے مال میں۔ پانچویں پیشہ میں۔ **مسئلہ ۳** نسب میں برابری تو یہ ہے کہ شیخ اور سید اور انصاری علوی یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ یعنی اگرچہ سیدوں کا

سلہ و للولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب مسافۃ القصر و عول فی الذخیرۃ الاصح انہا کان فی موضع لو انتظر حضورہ او استطلاع رأیہ فات الکفو الذی حضر فالغیبۃ منقطعۃ ۱۲ در مختار [illegible]

فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ۱۲ در مختار [illegible]

سلہ ولو زوج الصغیر او الصغیرۃ ابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرا وہو من اہل الولایۃ توقف نکاح الابعد علی اجازتہ وان کان الاقرب غائبا غیبۃ منقطعۃ جاز نکاح الابعد ۱۲ عالمگیری [illegible]

سلہ فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا ۱۲ در مختار [illegible]

سلہ الکفاءۃ معتبرۃ من جانبہ لا من جانبہا ۱۲ در مختار [illegible] والکفاءۃ تعتبر فی الرجال للنساء ولا تعتبر فی جانب النساء للرجال ۱۲ عالمگیری [illegible]

سلہ و تعتبر الکفاءۃ نسبا و دیانۃ و اسلاما و مالا و حرفۃ ۱۲ در مختار [illegible]

سلہ و تعتبر الکفاءۃ نسبا فقریش بعضہم اکفاء لبعض و بقیۃ العرب بعضہم اکفاء لبعض ۱۲ در مختار [illegible] و عالمگیری [illegible]

سلہ یعنی اگر ولی بعید نے ولی قریب کی اجازت کے بغیر نا اہل نکاح کر دیا ۱۲ منہ سلہ چنانچہ جو مرد دین میں عورت کے برابر نہ ہو اس سے شادی کرنا مناسب نہیں ہے ۱۲

رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے۔ لیکن اگر سید کی لڑکی شیخ کے یہاں بیاہ گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا بلکہ یہ بھی میل ہی ہے۔ **مسئلہ** نسب[۱] میں اعتبار باپ کا ہے ماں کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر باپ سید ہے تو لڑکا بھی سید ہے اور اگر باپ شیخ ہے تو لڑکا بھی شیخ ہے۔ ماں چاہے جیسی ہو۔ اگر کسی سید نے کوئی باہر کی عورت گھر میں ڈال لی اور اس سے نکاح کر لیا تو لڑکے سید ہوئے اور درجہ میں سب سیدوں کے برابر ہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ جس کے ماں باپ دونوں عالی خاندان ہوں اس کی زیادہ عزت ہے۔ لیکن شرع میں سب ایک ہی میل کے کہلاویں گے۔ **مسئلہ**[۵] مغل پٹھان سب ایک قوم ہیں اور شیخوں سیدوں کی ٹکر کے نہیں۔ اگر شیخ یا سید کی لڑکی ان کے یہاں بیاہ آئی تو کہیں گے کہ بے میل اور گھٹ کر نکاح ہوا۔ **مسئلہ**[۶] مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے۔ شیخوں سیدوں علویوں اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو جو شخص خود مسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا اور جو شخص خود مسلمان ہے اس کا باپ بھی مسلمان ہے لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے۔ **مسئلہ** جس[۷] کے باپ دادا دونوں مسلمان ہوں لیکن پردادا مسلمان نہ ہو۔ تو وہ شخص اس عورت کے برابر سمجھا جاوے گا جس کی کئی پشتیں مسلمان ہوں خلاصہ یہ کہ دادا تک مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار ہے اسکے بعد پردادا اور نگڑدادا میں برابری ضروری نہیں ہے۔ **مسئلہ**[۸] دینداری میں برابری کا یہ مطلب ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں لُچا۔ شہدا۔ شرابی۔ بدکار آدمی نیک بخت پارسا دیندار عورت کے برابر کا نہ سمجھا جاوے گا۔ **مسئلہ**[۹] مال میں برابری کے یہ معنی ہیں کہ بالکل مفلس محتاج مالدار عورت کے برابر کا نہیں ہے اور اگر وہ بالکل مفلس نہیں بلکہ جتنا مہر پہلی رات کو دینے کا دستور ہے اتنا مہر دے سکتا ہے اور نفقہ، تو اپنے میل اور برابر کا ہے۔ اگرچہ سارا مہر نہ دے سکے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جتنے مالدار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مالدار ہو یا اس کے قریب قریب مالدار ہو **مسئلہ**[۱۰] پیشہ میں برابری یہ ہے کہ جولاہے درزیوں کے میل اور جوڑ کے نہیں اسی طرح نائی دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر کے نہیں۔ **مسئلہ**[۱۱] دیوانہ پاگل آدمی۔ ہوشیار سمجھدار عورت کے میل کا نہیں۔

باب (۵) مہر کا بیان

مسئلہ۔ نکاح میں چاہے مہر کا کچھ ذکر کرے چاہے نہ کرے ہر حال میں نکاح ہو جاویگا۔

[۱] ویؤخذ من ہذا ان من کان امہا علویۃ مثلا وابوہ عجمی یکون العجمی کفوا لہ وان کان لہا شرف ما لان النسب للآباء ولہذا جاز دفع الزکوۃ الیہا فلا یعتبر التفاوت بینہما من جہت شرف الام ۱۲ رد المحتار ص ۳۲۸ ج ۲

[۲] العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا وہو الاصح ۱۲ در ص ۳۲۸ ج ۲

[۳] رد المحتار ص ۳۲۸ ج ۲ و عالمگیری ص ۲۹۰ ج ۱

[۴] ومن لہ ابوان فی الاسلام کان کفوا لامرأۃ لہا آباء فی الاسلام او اکثر ۱۲ عالمگیری ص ۲۹۰ ج ۱

[۵] وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفوا لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان او لا ۱۲ در ص ۳۳۰ ج ۲

[۶] در ص ۳۳۱-۳۳۲ ج ۲

[۷] فمثل حائک غیر کفو لمثل خیاط ولا خیاط لبزاز و تاجر ۱۲ در ص ۳۳۲ ج ۲

[۸] المجنون لیس بکفو للعاقلۃ ۱۲ در ص ۳۳۵ ج ۲

[۹] ہدایہ ص ۳۰۳-۳۰۴ ج ۲

[۱۰] رد المحتار ص ۳۳۰ ج ۲ میں اسکی تصریح ہے کہ کل مہر کے ادا کرنیکی قدرت شرط نہیں ہے اور نفقہ بھی شرط ہے بشرطیکہ لڑکی اس قابل ہو کہ اس سے استمتاع کیا جا سکے اور اگر لڑکی ابھی اس قابل نہیں ہے تو نفقہ کی شرط ختم ہو جائیگی صرف مہر کی شرط باقی رہیگی ۱۲ [۱۱] ان مقامات پر جہاں پہلی ہی رات میں مہر دینے کا دستور ہے ۱۲

لیکن مہر دینا پڑے گا۔ بلکہ اگر کوئی یہ شرط کرلے کہ ہم مہر نہ دیویں گے بے مہر کا نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۲** کم سے کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے تین روپے بھر چاندی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں چاہے جتنا مہر مقرر کرے۔ لیکن مہر کا بہت بڑھانا اچھا نہیں۔ سو اگر کسی نے فقط ایک روپیہ بھر چاندی یا ایک اٹھنی مہر مقرر کرکے نکاح کیا تب بھی پونے تین روپے بھر چاندی دینی پڑے گی۔ شریعت میں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا۔ اور اگر رخصتی سے پہلے ہی طلاق دیدے تو اس کا آدھا دیوے۔ (نوٹ) مسئلہ ۲ و ۴ و ۵ و ۶ صفحہ ۱۰ پر درج کئے گئے ہیں۔ **مسئلہ** اگر نکاح کے وقت مہر کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا گیا کہ کتنا ہے یا اس شرط پر نکاح کیا کہ بغیر مہر کے نکاح کرتا ہوں کچھ مہر نہ دونگا۔ پھر دونوں میں سے کوئی مر گیا یا ویسی تنہائی و یکجائی ہو گئی جو شرع میں معتبر ہے تب بھی مہر دلایا جاوے گا اور اس صورت میں مہر مثل دینا ہوگا۔ اور اگر اس صورت میں ویسی تنہائی سے پہلے مرد نے طلاق دیدی تو مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ فقط ایک جوڑا کپڑا پاوے گی اور یہ جوڑا دینا مرد پر واجب ہے نہ دیگا تو گنہگار ہوگا۔ **مسئلہ ۸** جوڑے میں فقط چار کپڑے مرد پر واجب ہیں ایک کرتہ ایک سر بند یعنی اوڑھنی ایک پائجامہ یا ساڑھی جس چیز کا دستور ہو۔ ایک بڑی چادر جس میں سر سے پیر تک لپٹ سکے اس کے سوا اور کوئی کپڑا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۹** مرد کی جیسی حیثیت ہو ویسے کپڑے دینا چاہئے۔ اگر معمولی غریب آدمی ہو تو سوتی کپڑے اور اگر بہت غریب آدمی نہیں۔ لیکن بہت امیر بھی نہیں تو ٹسر کے۔ اور جو بہت امیر کبیر ہو تو عمدہ ریشمی کپڑے دینا چاہئے۔ لیکن ہر حال میں یہ خیال رہے کہ اس جوڑے کی قیمت مہر مثل کے آدھی سے نہ بڑھے اور ایک روپیہ چھ آنے یعنی ایک روپیہ اور ایک چونی اور ایک دونی بھر چاندی کے جتنے دام ہوں اس سے کم قیمت بھی نہ ہو۔ یعنی بہت قیمتی کپڑے جن کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے بڑھ جاوے مرد پر واجب نہیں۔ یوں اپنی خوشی سے اگر وہ بہت قیمتی اس سے زیادہ بڑھیا کپڑے دیدے تو اور بات ہے۔ **مسئلہ ۱۰** نکاح کے وقت تو کچھ مہر مقرر نہیں کیا گیا۔ لیکن نکاح کے بعد میاں بی بی دونوں نے اپنی خوشی سے کچھ مقرر کر لیا تو اب مہر مثل نہ دلایا جائیگا۔ بلکہ دونوں نے اپنی خوشی سے جتنا مقرر کر لیا ہے وہی دلایا جاوے گا۔ البتہ اگر ویسی تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق مل گئی تو اس صورت میں مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ صرف وہی جوڑا کپڑا ملے گا۔ جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ **مسئلہ ۱۱** سو روپے یا ہزار روپے

۱؎ اقلہ عشرۃ دراہم فضۃ وزن سبعۃ مضروبۃ کانت او لا (درمختار صفحہ ۲۵۲-۲۵۳ ج ۲) و لو سمی اقل من عشرۃ فلہا العشرۃ و لو طلقہا قبل الدخول بہا تجب خمسۃ و من سمی مہرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا و ان طلقہا قبل الدخول و الخلوۃ فلہا نصف المسمی ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۰۴ ج ۲

۲؎ مقدار اصلی دس درہم ہے جس کا وزن ۷ مثقال کا ہوتا ہے مثقال ۴ ماشہ ۴ رتی کا ہوتا ہے اسلئے دس درہم کا وزن ۲ تولہ ساڑھے سات ماشہ ۴ رتی ہوا۔ ۱۲

۳؎ و ان تزوجہا و لم یسم لہا مہرا او تزوجہا علی ان لا مہر لہا فلہا مہر مثلہا ان دخل بہا او مات عنہا و لو طلقہا قبل الدخول بہا فلہا المتعۃ (ہدایہ صفحہ ۳۰۴-۳۰۵ ج ۲) و کذا فی عالمگیری صفحہ ۳۰ ج ۱ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۰ ج ۱

۴؎ و المتعۃ ثلاثۃ اثواب من کسوۃ مثلہا و ہی درع و خمار و ملحفۃ (ہدایہ صفحہ ۳۰۵ ج ۲) قال فخر الاسلام ہذا فی دیارہم اما فی دیارنا فیزاد علی ہذا الازار و المکعب ۱۲ رد المحتار صفحہ ۲۶۲ ج ۲

۵؎ عالمگیری صفحہ ۳۰ ج ۱

۶؎ و ان تزوجہا و لم یسم لہا مہرا ثم تراضیا علی تسمیۃ فہی لہا ان دخل بہا او مات عنہا و ان طلقہا قبل الدخول بہا فلہا المتعۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۰۵ ج ۲ ۷؎ عالمگیری صفحہ ۳۱۲-۳۱۳ ج ۱ و ہدایہ صفحہ ۳۰۵ ج ۲ ۱۲

اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا۔ پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھا دیا۔ اور کہا کہ ہم سو روپے کی جگہ ڈیڑھ سو دیں گے تو جتنے روپے زیادہ دینے کو کہے ہیں وہ بھی واجب ہو گئے نہ دیگا تو گنہگار رہوگا اور اگر ویسی تنہائی یکجائی سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اسی کا آدھا دیا جاوے گا۔ جتنا بعد میں بڑھایا تھا اس کو شمار نہ کریں گے۔ اسی طرح عورت نے اپنی خوشی و رضامندی سے اگر کچھ مہر معاف کر دیا تو جتنا معاف کیا ہے اتنا معاف ہو گیا اور اگر پورا معاف کر دیا تو پورا مہر معاف ہو گیا۔ اب اس کے پانے کی مستحق نہیں ہے۔ مسئلہ۱۲۔ اگر شوہر نے کچھ دباؤ ڈال کر دھمکا کر دق کر کے معاف کرا لیا تو اس معاف کرانے سے معاف نہیں ہوا۔ اب بھی اس کے ذمہ ادا کرنا واجب ہے۔ مسئلہ۱۳۔ مہر میں روپیہ پیسہ سونا چاندی کچھ مقرر نہیں کیا بلکہ کوئی گاؤں یا کوئی باغ یا کچھ زمین مقرر ہوئی تو یہ بھی درست ہے۔ جو باغ مقرر کیا ہے وہی دینا پڑے گا۔ مسئلہ۱۴۔ مہر میں کوئی گھوڑا یا ہاتھی یا اور کوئی جانور مقرر کیا لیکن یہ مقرر نہیں کیا کہ فلانا گھوڑا دونگا۔ یہ بھی درست ہے۔ ایک منجھولا گھوڑا جو نہ بہت بڑھیا ہو نہ بہت گھٹیا دینا چاہیے۔ یا اس کی قیمت دیدے۔ البتہ اگر فقط اتنا ہی کہا کہ ایک جانور دیدونگا۔ اور نہیں بتلایا کہ کونسا جانور دیویگا تو یہ مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہوا۔ مہر مثل دینا پڑے گا۔

(نوٹ) مسئلہ ۱۵ و ۱۶ صفحہ ۹۵ پر درج کئے گئے۔ مسئلہ۱۷۔ جہاں کہیں پہلی ہی رات کو سب مہر دیدینے کا دستور ہو وہاں اول ہی رات سارا مہر لے لینے کا عورت کو اختیار ہے۔ اگر اول رات نہ مانگا تو جب مانگے تب مرد کو دینا واجب ہے دیر نہیں کر سکتا۔ مسئلہ۱۸۔ ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق کے بعد یا مر جانے کے بعد ہوتا ہے کہ جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعوی کرتی ہے یا مرد مر گیا اور کچھ مال چھوڑ دیا تو اس مال میں سے لے لیتی ہے۔ اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں۔ اور جب تک میاں بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعوی نہیں کر سکتی۔ البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے۔ اتنا مہر پہلے دینا واجب ہے۔ ہاں اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔ (نوٹ) مسئلہ ۱۹ صفحہ ۹۵ پر درج کیا گیا ۱۲ مسئلہ۲۰۔ مہر کی نیت سے شوہر نے کچھ دیا تو جتنا دیا ہے اتنا مہر ادا ہو گیا۔ دیتے وقت عورت سے یہ بتلانا ضروری نہیں ہے کہ میں مہر دے رہا ہوں۔ مسئلہ۲۱۔ مرد نے کچھ دیا۔ لیکن عورت تو کہتی ہے کہ یہ چیز تم نے مجھ کو یوں ہی دی۔ مہر میں نہیں دی اور

---

۱ ولا یعد فی صحۃ حط الکل الرضا حتی لو کانت مکرہۃ لم یصح ۱۲ عالمگیری ص۲۱ ۲ حاصل ہذہ المسئلۃ ان المسمی اذا کان من غیر النقود بان کان عرضا او حیوانا اما ان یکون معینا بالاشارۃ او الاضافۃ فیجب بعینہ ۱۲ رد المحتار ص۲ ۳ واذا تجوز بالعین وہو غیر موصوف صحت التسمیۃ ولہا الوسط منہ والزوج مخیر ان شاء اعطاہا ذلک وان شاء اعطاہا قیمتہ قال المصنف رحمہ معنی ہذہ المسئلۃ ان یسمی جنس الحیوان دون الوصف بان تزوجہا علی فرس او حمار اما اذا لم یسم الجنس بان تزوجہا علی دابۃ لا تجوز التسمیۃ ویجب مہر المثل ۱۲ ہدایہ ص۳۱ ۴ فی کل موضع دخل بہا او صحت الخلوۃ وتاکد کل المہر لو ارادت ان تمنع نفسہا لاستیفاء المعجل لہا ذلک فی لو دخل الزوج بہا برضاہا فلہا ان تمنع عن السفر بہا حتی تستوفی جمیع المہر ۱۲ عالمگیری ص۳۱ ۵ عالمگیری ص۳۱ ۱۲ ۶ اعطاہا مالا وقال من المہر وقالت من النفقۃ فالقول للزوج الا ان تقیم ہی البینۃ

۱۲ عالمگیری ص۳۲ ۷ ومن بعث الی امرأتہ شیئا فقالت ہو ہدیۃ وقال الزوج ہو من المہر فالقول قولہ الا فی الطعام الذی یوکل ۲ ہدایہ ص۳۱

مرد کہتا ہے کہ یہ میں نے مہر میں دیا ہے تو مرد ہی کی بات کا اعتبار کیا جاوے گا۔ البتہ اگر کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اس کو مہر میں نہ سمجھیں گے اور مرد کی اس بات کا اعتبار نہ کریں گے۔

باب (۶) مہر مثل کا بیان

مسئلہ ۱۔ خاندانی مہر یعنی مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے باپ کے گھرانے میں سے کوئی دوسری عورت دیکھو جو اس کے مثل ہو۔ یعنی اگر یہ کم عمر ہے تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو۔ اگر یہ خوبصورت ہے تو وہ بھی خوبصورت ہو۔ اس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا اور اس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا۔ نکاح کے وقت جتنی مالدار یہ ہے اتنی ہی وہ بھی تھی۔ جس دیس کی یہ رہنے والی ہے اسی دیس کی وہ بھی ہے۔ اگر یہ دیندار ہوشیار سلیقہ دار پڑھی لکھی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہو۔ غرض جس وقت اس کا نکاح ہوا ہے اس وقت ان باتوں میں وہ بھی اسی کے مثل تھی جس کا اب نکاح ہوا۔ تو جو مہر اس کا مقرر ہوا تھا وہی اس کا مہر مثل ہے۔ **مسئلہ ۲**۔ باپ کے گھرانے کی عورتوں سے مراد جیسے اس کی بہنیں۔ پھوپی۔ چچا زاد بہن وغیرہ یعنی اس کی دادھیالی لڑکیاں۔ مہر مثل کے دیکھنے میں ماں کا مہر نہ دیکھیں گے۔ ہاں اگر ماں بھی باپ ہی کے گھرانے میں سے ہو جیسے باپ نے اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر لیا تھا تو اس کا مہر بھی مہر مثل کہا جاوے گا۔

باب (۷) کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ ۱۔ کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقہ سے نکاح کرتے ہوں۔ شریعت اسکو بھی معتبر رکھتی ہے اور اگر وہ دونوں ساتھ مسلمان ہو جاویں تو اب نکاح دہرانے کی کچھ ضرورت نہیں وہی نکاح اب بھی باقی ہے۔ **مسئلہ ۲**۔ اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا دوسرا نہیں ہوا تو نکاح جاتا رہا۔ اب میاں بی بی کی طرح رہنا سہنا درست نہیں۔

(نوٹ) مسئلہ ۳ صفحہ ۹ پر درج کیا گیا۔ ۱۲

باب (۸) بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ ۱۔ جس کے کئی بیبیاں ہوں تو مرد پر واجب ہے کہ سب کو برابر رکھے۔ جتنا ایک

---

۱ والحرة مہر مثلہا الشرعی مہر مثلہا اللغوی ای مہر امرأة تماثلہا من قوم ابیہا لا امہا ان لم تکن من قومہ کبنت عمہ وفی الخلاصة ویعتبر باخواتہا وعماتہا فان لم یکن فبنت الشقیقة وبنت العم ومفادہ اعتبار الترتیب فلیحفظ ویعتبر المماثلة فی الاوصاف وقت العقد سنا وجمالا ومالا وبلدا وعصرا وعقلا ودینا وبکارة وثیوبة وعفة وعلما وادبا وکمال خلق وعدم ولد ویعتبر حال الزوج ایضا در مختار ۳۰۰ قولہ سنا اراد بہ الصغر او الکبر ومثلہ فی غایة البیان ولا یرد انہ لیس المراد تحدید السن بالعدد کعشرین سنة مثلا بل مطلق الصغر او الکبر فیما لا یعتبر فیہ التفاوت عرفا قولہ بلدا وعصرا فلو کانت من قوم ابیہا لکن اختلف مکانہا او زمانہا لا یعتبر مہرہا لان البلدین تختلف عادة اہلہا فی غلاء المہر ورخصہ فلو زوجت فی غیر البلد الذی زوج فیہ اقاربہا لا یعتبر بمہورہن ۱۲ رد المحتار ۳۰۳ ج ۲

۲ دیکھو حاشیہ ۵ صفحہ ۱

۳ و ۴ عالمگیری صفحہ ۳۳۶ / ۱۲۰، ۳۳۸ ۱۲

۵ ومما یجب علی الازواج للنساء العدل والتسویة بینہن فیما یملکہ والبیتوتة عندہا للصحبة والمؤانسة لا فیما لا یملک وہو الحب والجماع فیستوی بینہا الجدیدة والقدیمة والبکر والثیب والصحیحة والمریضة والرتقاء والمجنونة التی لا یخاف منہا وکذا بین المسلمة والکتابیة ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۴۰ / ۱۲۰

عورت کو دیا ہے دوسری بھی اتنے کی دعویدار ہوسکتی ہے۔ چاہے دونوں کنواری ہوں یا دونوں بیاہی ہوں۔ یا ایک تو کنواری ہو اور دوسری بیاہی بیاہ لایا۔ سب کا ایک حکم ہے۔ اگر ایک کے پاس ایک رات رہا تو دوسری کے پاس بھی ایک رات رہے۔ اس کے پاس دو یا تین راتیں رہا۔ تو اس کے پاس بھی دو یا تین راتیں رہے۔ جتنا مال زیور کپڑے اس کو دیئے اتنے ہی کی دوسری عورت بھی دعویدار ہے۔ **مسئلہ** (۲) جس کا نیا نکاح ہوا۔ اور جو پرانی ہو چکی۔ دونوں کا حق برابر ہے کچھ فرق نہیں۔ **مسئلہ** (۳) برابری فقط رات کے رہنے میں ہے دن کے رہنے میں برابری ہونا ضروری نہیں۔ اگر دن میں ایک کے پاس زیادہ رہا اور دوسری کے پاس کم رہا تو کچھ حرج نہیں۔ اور رات میں برابری واجب ہے۔ اگر ایک کے پاس مغرب کے بعد ہی آگیا اور دوسری کے پاس عشاء کے بعد آیا تو گناہ ہوا۔ البتہ جو شخص رات کو نوکری میں لگا رہتا ہو اور دن کو گھر میں رہتا ہو۔ جیسے چوکیدار پہرہ دار اس کے لئے دن کو برابری کا حکم ہے۔

(نوٹ) مسئلہ ۵ ص ۹۴ پر درج ہوا۔ ۱۲۔ **مسئلہ** (۵) مرد چاہے بیمار ہو چاہے تندرست ہر حال رہنے میں برابری کرے۔ **مسئلہ** (۶) ایک عورت سے زیادہ محبت ہے اور دوسری سے کم تو اس میں کچھ گناہ نہیں۔ کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔ **مسئلہ** (۷) سفر میں جاتے وقت برابری واجب نہیں جس کو جی چاہے ساتھ لیجاوے۔ اور بہتر یہ ہے کہ نام نکال لے جس کا نام نکلے اس کو لیجاوے۔ تاکہ کوئی اپنے جی میں ناخوش نہ ہو۔

باب (۹) دودھ پینے اور پلانے کا بیان

مسئلہ۔ جب بچہ پیدا ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب ہے البتہ اگر باپ مالدار ہو اور کوئی انا تلاش کرسکے تو دودھ نہ پلانے میں کچھ گناہ بھی نہیں۔ **مسئلہ** (۲) کسی اور کے لڑکے کو بغیر میاں کی اجازت لئے دودھ پلانا درست نہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی بچہ بھوک کے مارے تڑپتا ہو اور اس کے ضائع ہوجانے کا ڈر ہو۔ تو ایسے وقت بے اجازت بھی دودھ پلادے۔ **مسئلہ** (۳) زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی مدت دو برس ہیں۔ دو سال کے بعد دودھ پلانا حرام ہے بالکل درست نہیں۔ **مسئلہ** (۴) اگر بچہ کچھ کھانے پینے لگا اور اس وجہ سے دو برس سے پہلے ہی دودھ چھڑا دیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ** (۵) جب بچہ نے کسی اور عورت کا دودھ پیا تو وہ عورت اس کی ماں بن گئی اور اس انا کا شوہر جس کے بچہ کا یہ دودھ ہے اس

---

۱ دیکھو حاشیہ نمبر ۵ ص ۱۳۔ ۱۲

۲ ویقیم عند کل واحدۃ منہن یوما ولیلۃ لکن انما تلزمہ التسویۃ فی اللیل حتی لو جاء للاولی بعد الغروب وللثانیۃ بعد العشاء فقد ترک القسم (در المختار ص ۵۵۲) لو مکث عند واحدۃ اکثر النہار کفاہ ان یمکث عند الثانیۃ ولو اقل منہ بخلافہ فی اللیل (رد المحتار ص ۵۵۳) لو کان عملہ لیلا کالحارس ذکر الشافعیۃ انہ یقسم نہارا وہو حسن (سکب الانہر ص ۳۷۰) ۱۲

۳ والزوج الصحیح والمریض والمجبوب والخصی والعنین والبالغ والمراہق والمسلم والذمی فی القسم سواء ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۱

۴ اما المحبۃ فہی میل القلب وہو لا یملک ۱۲ رد المحتار ص ۵۵۴ و عالمگیری ص ۳۴۲

۵ عالمگیری ص ۳۴۱ ۱۲

۶ رد المحتار ص ۹۲۹ و عالمگیری ص ۹۴

۷ وفی البحر عن الخانیۃ یکرہ للمرأۃ ان ترضع صبیا بلا اذن زوجہا الا اذا خافت ہلاکہ۔ رد المحتار ص ۵۵۷

۸ ہو حولان فقط عندہما وہو الاصح وبہ یفتی ولم یبح الارضاع بعد مدتہ ۱۲ در ص ۵۵۳-۵۵۵

۹ در ص ۵۵۶ ۱۲

۱۰ عالمگیری ص ۳۴۳ ۱۲

۱۱ قرعہ ڈالنے کا طریقہ یا تو آپس کی رضامندی سے طے کرلیا جائے یا پھر یوں کرے کہ کاغذ کے برابر پرچوں پر سب بیویوں کے نام لکھ کر ایک ہی شکل کی گولیاں بنالے اور کسی نابالغ بچہ کو بٹھا کر کہے کہ ان گولیوں میں سے ایک اٹھالے جو گولی اس بچہ نے اٹھائی ہو اس میں جس بیوی کا نام آئے سفر میں ہمراہ لے جائے۔ ۱۲

بچہ کا باپ ہوگیا اور اس کی اولاد اس کے دودھ شریکی بھائی بہن ہوگئے اور نکاح حرام ہوگیا اور جو جو رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ لیکن بہت سے عالموں کے فتوے میں یہ حکم جب ہی ہے کہ بچہ نے دو برس کے اندر ہی اندر دودھ پیا ہو۔ اگر بچہ دو برس کا ہو چکا اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں۔ نہ وہ پلانے والی ماں بنی اور نہ اس کی اولاد اس بچہ کے بھائی بہن ہوئے۔ اسلئے اگر آپس میں نکاح کردیں تو درست ہے۔ لیکن امام اعظم جو بہت بڑے امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر ڈھائی برس کے بعد دودھ پیا ہو تو اس کا بالکل اعتبار نہیں بے کھٹکے سب کے نزدیک نکاح درست ہے۔

مسئلہ[۶] جب[لہ] بچہ کے حلق میں دودھ چلا گیا تو سب رشتے جو ہم نے اوپر لکھے ہیں حرام ہو گئے چاہے تھوڑا دودھ گیا ہو یا بہت اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ **مسئلہ**[۷] اگر بچہ[لہ] نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا بلکہ اس نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا۔ تو اس سے بھی وہ سب رشتے حرام ہو گئے۔ اسی طرح اگر بچہ کی ناک میں دودھ ڈال دیا تب بھی سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر کان[لہ] میں ڈالا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ **مسئلہ**[۸] اگر عورت[لہ] کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچہ کو پلایا تو دیکھو کہ دودھ زیادہ ہے یا پانی یا دونوں برابر۔ اگر دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو جس عورت کا دودھ ہے وہ ماں ہو گئی اور سب رشتے حرام ہو گئے۔ اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں وہ عورت ماں نہیں بنی۔ **مسئلہ**[۹] عورت[لہ] کا دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مل گیا اور بچہ نے کھا لیا تو دیکھو زیادہ کون ہے۔ اگر عورت کا دودھ زیادہ یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہو گئے اور جس عورت کا دودھ ہے یہ بچہ اس کی اولاد بن گیا۔ اور اگر بکری یا گائے کا دودھ زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے پیا ہی نہیں۔

مسئلہ[۱۰] اگر کسی کنواری[لہ] لڑکی کے دودھ اُتر آیا۔ اس کو کسی بچہ نے پی لیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے **مسئلہ**[۱۱] مُردہ[لہ] عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچہ کو پلا دیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔ **مسئلہ**[۱۲] دو لڑکوں[لہ] نے ایک بکری یا ایک گائے کا دودھ پیا تو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ بھائی بہن نہیں ہوئے۔ **مسئلہ**[۱۳] جوان[لہ] مرد نے اپنی بی بی کا دودھ پی لیا تو وہ حرام نہیں ہوئی۔ البتہ بہت گناہ ہوا۔ کیونکہ دو برس کے بعد دودھ پینا بالکل حرام ہے۔ **مسئلہ**[۱۴] ایک[لہ] لڑ کا ایک لڑکی ہے۔ دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے تو ان میں نکاح

لہ قال فی الینابیع والقلیل مفسر بما یعلم انہ وصل الی الجوف (عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۲) لان القطرۃ من اللبن اذا دخلت حلق الصبی تکفی لثبوت الحرمۃ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۲
لہ و لہ وکما یحصل الرضاع بالمص من الثدی یحصل بالصب والسعوط والوجور ولا یثبت بالاقطار فی الاذن والحقنۃ والاحلیل والمدبر والآمۃ والجائفۃ وان وصل الی الجوف والدماغ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۲
لہ عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۲ ۱۲
لہ ولو خلط لبن الآدمی بلبن الشاۃ ولبن الآدمی غالب تثبت الحرمۃ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۲
لہ عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۲
لہ ولبن الحیۃ والمیتۃ سواء فی التحریم ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۲
لہ واذا ارتضع صبیان من لبن بہیمۃ لا یثبت بہ الرضاع ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۲
لہ واذا مضت مدۃ الرضاع لم یتعلق بالرضاع تحریم (عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۳) والارتضاع بہ بغیر ضرورۃ حرام (در ج ۲ ص ۳۵)
لہ عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۳
لہ کنواری لڑکی سے یہاں مراد وہ لڑکی ہے جس کی عمر نو سال یا اس سے زاید ہو لیکن اگر لڑکی کی عمر نو سال سے کم ہو تو اس کے دودھ سے حرمت نہ ثابت ہو گی جیسا کہ عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۲ پر تصریح ہے ۱۲

نہیں ہو سکتا خواہ ایک ہی زمانہ میں پیا ہو۔ یا ایک نے پہلے دوسرے نے کئی برس کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے۔ **مسئلہ ۱۵**۔ ایک لڑکی نے باقر کی بیوی کا دودھ پیا تو اس لڑکی کا نکاح نہ باقر سے ہو سکتا ہے نہ اس کے باپ دادا کے ساتھ۔ نہ باقر کی اولاد کے ساتھ۔ بلکہ باقر کی جو اولاد دوسری بیوی سے ہے اس سے بھی نکاح درست نہیں۔ **مسئلہ ۱۶**۔ عباس نے خدیجہ کا دودھ پیا اور خدیجہ کے شوہر قادر کی ایک دوسری بی بی زینب تھی جس کو طلاق مل چکی ہے تو اب زینب بھی عباس سے نکاح نہیں کر سکتی۔ کیونکہ عباس زینب کے میاں کی اولاد ہے اور میاں کی اولاد سے نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر عباس اپنی عورت کو چھوڑ دے تو وہ عورت قادر کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس کا خسر ہوا۔ اور قادر کی بہن اور عباس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں پھوپی بھتیجے ہوئے۔ چاہے وہ قادر کی سگی بہن ہو یا دودھ شریکی بہن ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ عباس کی بہن سے قادر نکاح کر سکتا ہے۔ **مسئلہ ۱۷**۔ عباس کی ایک بہن ساجدہ ہے۔ ساجدہ نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ لیکن عباس نے نہیں پیا تو اس دودھ پلانے والی عورت کا نکاح عباس سے ہو سکتا ہے۔ **مسئلہ ۱۸**۔ عباس کے لڑکے نے زاہدہ کا دودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ **مسئلہ ۱۹**۔ قادر اور ذاکر دو بھائی ہیں اور ذاکر کے ایک دودھ شریکی بہن ہے تو قادر کے ساتھ اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ چونکہ اس قسم کے مسئلے مشکل ہیں کہ کم سمجھ میں آتے ہیں اس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے۔ جب کبھی ضرورت پڑے تو کسی سمجھدار بڑے عالم سے سمجھ لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۰۔ کسی مرد کا کسی عورت سے رشتہ لگا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تو ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اور سوائے اس عورت کے کوئی اور اس دودھ پینے کو نہیں بیان کرتا تو فقط اس عورت کے کہنے سے دودھ کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ ان دونوں کا نکاح درست ہے بلکہ جب دو معتبر اور دیندار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں دودھ پینے کی گواہی دیویں۔ تب اس رشتہ کا ثبوت ہوگا۔ اب البتہ نکاح حرام ہو گیا۔ بے ایسی گواہی کے ثبوت نہ ہوگا۔ لیکن اگر فقط ایک مرد یا ایک عورت کے کہنے سے یا دو تین عورتوں کے کہنے سے دل گواہی دینے لگے کہ یہ سچ کہتی ہوگی۔ ضرور ایسا ہوا ہوگا تو ایسے وقت نکاح نہ کرنا چاہئے کہ خواہ مخواہ شک میں پڑنے سے کیا فائدہ۔ اور اگر کسی نے کر لیا تب بھی خیر ہو گیا۔ **مسئلہ ۲۱**۔ عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں۔ اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح دوا کیلئے

ف۱۵ یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جمیعا (عالمگیری) ولبن الفحل یتعلق به التحریم وهو ان ترضع المرأة صبیة فتحرم هذه الصبیة علی زوجها وعلی آبائه وابنائه (هدایه)

ف۱۶ وامرأة ابیه او امرأة ابنه من الرضاع لا یجوز ان یتزوجها ... یجوز ان یتزوج اخت ابنه من الرضاع (هدایه) [illegible]

ف۱۸ ولا یجوز ان یتزوج ام اخته من النسب ویجوز فی الرضاع (عالمگیری)

ف۱۹ ولکن المرأة یجوز لها ان تتزوج بابی اخیها وباخی ابیها وبجد ولدها ... وکلها من الرضاع ولا یجوز ذلک کله من النسب (عالمگیری) وتحل اخت اخیه رضاعا کما تحل نسبا ۱۲ رد المحتار

ف۲۰ ولا یقبل فی الرضاع الا شهادة رجلین او رجل وامرأتین (عالمگیری)

ف۲۱ رد المحتار

آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کے دودھ سے کسی طرح کا نفع اٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

باب (۱۰) طلاق کا بیان

مسئلہ ۱۔ جو شوہر جوان ہو چکا ہو۔ اور دیوانہ پاگل نہ ہو اس کے طلاق دینے سے طلاق پڑ جاوے گی اور جو لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا۔ اور دیوانہ پاگل جس کی عقل ٹھیک نہیں ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔ **مسئلہ ۲**۔ سوتے ہوئے آدمی کے منھ سے نکلا کہ تجھ کو طلاق ہے یا یوں کہدیا کہ میری بی بی کو طلاق تو اس بڑبڑانے سے طلاق نہ پڑے گی۔ **مسئلہ ۳**۔ کسی نے زبردستی کسی سے طلاق دلوادی۔ بہت مارا کوٹا دھمکایا کہ طلاق دیدے۔ نہیں تو تجھے مار ڈالوں گا۔ اس مجبوری سے اس نے طلاق دیدی تب بھی طلاق پڑ گئی۔ **مسئلہ ۴**۔ کسی نے شراب وغیرہ کے نشہ میں اپنی بی بی کو طلاق دیدی جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑ گئی۔ اسی طرح غصہ میں طلاق دیدے تو بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔ **مسئلہ ۵**۔ شوہر کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ اگر شوہر نے کہہ دیا ہو کہ تو اس کو طلاق دیدے تو وہ بھی دے سکتا ہے۔

باب (۱۱) طلاق دینے کا بیان

مسئلہ۔ طلاق دینے کا اختیار فقط مرد کو ہے۔ جب مرد نے طلاق دیدی تو پڑ گئی۔ عورت کا اس میں کچھ بس نہیں چاہے منظور کرے چاہے نہ کرے ہر طرح طلاق ہو گئی۔ اور عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی۔ **مسئلہ ۲**۔ مرد کو فقط تین طلاق دینے کا اختیار ہے۔ اس سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ تو اگر چار پانچ طلاق دیدیں تب بھی تین ہی طلاقیں ہوئیں۔ **مسئلہ ۳**۔ جب مرد نے زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی اور اتنے زور سے کہا کہ خود ان الفاظ کو سُن لیا۔ بس اتنا کہتے ہی طلاق پڑ گئی۔ چاہے کسی کے سامنے کہے چاہے تنہائی میں اور چاہے بی بی سنے یا نہ سنے ہر حال میں طلاق ہو گئی۔ **مسئلہ**۔ طلاق تین قسم کی ہے۔ ایک تو ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور اب بے نکاح کئے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں۔ اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کو رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا۔ ایسی طلاق کو بائن طلاق کہتے ہیں۔ دوسری وہ جس میں نکاح ایسا ٹوٹا کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں تو کسی دوسرے سے

---

۵۱ و ۵۲ یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرہا ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل والمجنون والنائم والمبرسم والمغمی علیہ والمدہوش۔ عالمگیری ص ۳۵۳ ج ۱

۵۳ دیکھو حاشیہ نمبر ۱ و ۲ صفحہ

۵۴ و طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ وہو مذہب اصحابنا رحمہم اللہ تعالیٰ عالمگیری ص ۳۵۳ ج ۱ و یقع طلاق من غضب ۲ رد المحتار

۵۵ یقع طلاق کل زوج عاقل ۲ در ص ۵۷ ج ۲ اذا کان التوکیل بالطلاق فوکل الوکیل فانہ یقع ۲ رد المحتار

۵۶ و محلہ المنکوحۃ واہلہ زوج عاقل بالغ مستیقظ در ص ۳۶ ج ۲

۵۷ و طلاق الحرۃ ثلاث کان زوجہا او عبدا ہدایہ

۵۸ ثم المخافتۃ ان یسمع والجہر ان یسمع غیرہ عند الفقیہ ابی جعفر وقال الکرخی ادنی المخافتۃ ان یسمع نفسہ ادنی المخافتۃ تصحیح الحروف لان القراءۃ فعل اللسان دون الصماخ وفی لفظ الکتاب اشارۃ ہذا وعلی ہذا الاصل کل ما یتعلق بالنطق کالطلاق والعتاق والاستثناء وغیر ذلک ہدایہ

۵۹ ہدایہ ص ۳۶۲ ج ۱ و ص ۳۷۰ ج ۲

اول نکاح کرنا پڑے گا۔ اور جب وہاں طلاق ہو جاوے تب بعد عدت اس سے نکاح ہو سکیگا
ایسی طلاق کو مغلظہ کہتے ہیں۔ تیسری وہ جس میں نکاح ابھی نہیں ٹوٹا۔ صاف لفظوں میں ایک
یا دو طلاق دینے کے بعد اگر مرد پشیمان ہوا تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں۔ بے نکاح کئے بھی اسکو
رکھ سکتا ہے۔ پھر میاں بی بی کی طرح رہنے لگیں تو درست ہے۔ البتہ اگر مرد طلاق دیکر اسی پر
قائم رہا اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی عدت گذر جاویگی تب نکاح ٹوٹ جاوے گا اور
عورت جدا ہو جاوے گی۔ اور جب تک عدت نہ گذرے تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں
کا اختیار ہے۔ ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔ البتہ اگر تین طلاقیں دیدیں تو اب اختیار نہیں

مسئلہ ۵۔ طلاق[۱] دینے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ صاف صاف لفظوں میں کہدیا کہ میں نے
تجھ کو طلاق دیدی یا یوں کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی۔ غرضکہ ایسی صاف بات کہدی
جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے۔ ایسی طلاق کو صریح کہتے ہیں۔ دوسری
قسم یہ کہ صاف صاف لفظ نہیں کہے بلکہ ایسے گول گول لفظ کہے جس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا
ہے اور طلاق کے سوا اور دوسرے معنے بھی نکل سکتے ہیں۔ جیسے کوئی کہے میں نے تجھ[۲] کو دور کر دیا
تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق
تو نہیں دی۔ لیکن اب تجھ کو اپنے پاس نہ رکھونگا۔ ہمیشہ اپنے میکے میں پڑی رہ۔ تیری خبر نہ لونگا
یا یوں کہے مجھ سے تجھ سے کچھ[۳] واسطہ نہیں۔ مجھ سے تجھ سے کچھ مطلب نہیں تو مجھ سے جدا ہو گئی میں
نے تجھ کو الگ کر دیا جدا کر دیا۔ میرے گھر سے چلی جا۔ نکل جا۔ ہٹ دور ہو۔ اپنے[۴] ماں باپ کے سر
جا کے بیٹھ۔ اپنے گھر جا۔ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا۔ اسی طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب
نکل سکتے ہیں ایسی طلاق کو کنایہ کہتے ہیں۔ **مسئلہ ۶**۔ اگر[۵] صاف صاف لفظوں میں طلاق دی
تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی۔ چاہے طلاق دینے کی نیت ہو چاہے نہ ہو۔ بلکہ ہنسی[۶] دل لگی
میں کہا ہو ہر طرح طلاق ہو گئی اور صاف لفظوں میں طلاق دینے سے تیسری قسم کی طلاق پڑتی
ہے۔ یعنی عدت کے ختم ہونے تک اسکے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک
ہی طلاق پڑیگی نہ دو پڑینگی نہ تین۔ البتہ اگر تین دفعہ کہے یا یوں کہے تجھ کو تین طلاق دی تو تین طلاقیں پڑیں **مسئلہ** کسی
نے ایک طلاق دی تو جب تک عورت عدت میں رہے تب تک دوسری طلاق اور تیسری طلاق دینے کا اختیار رہتا ہے اگر دیگا تو
پڑ جاویگی **مسئلہ ۸** کسی[۷] نے یوں کہا تجھ کو طلاق دیدونگا تو اس سے طلاق نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر کسی بات پر یوں کہا کہ اگر
فلانا کام کریگی تو طلاق دیدونگا تب بھی طلاق نہیں ہوئی۔ چاہے وہ کام کرے چاہے نہ کرے ہاں

[۱] الطلاق علی ضربین صریح
[کن]ایۃ فالصریح قولہ انت
[طا]لق و مطلقۃ و طلقتک
[فہ]ذا یقع بہ الطلاق الرجعی
[لا]ن ہذہ الالفاظ تستعمل فی
الطلاق ولا تستعمل فی غیرہ
[فکا]ن صریحا ۲ ہدایہ ص ۳۳۹ ج ۲
[وا]ما الضرب الثانی و ہو
[الک]نایات لا یقع بہا الطلاق
[الا] بالنیۃ او بدلالۃ الحال
[لا]نہا غیر موضوعۃ للطلاق
[بل] تحتملہ و غیرہ فلا بد من التعیین
[او] دلالۃ ۲ ہدایہ ص ۳۵۲ ج ۲

[۲] ولو قال ابعدی عنی و
[نو]ی الطلاق یقع کذا فی
[فت]اوی قاضیخاں ۲ عالمگیری ص ۳۶۲ ج ۱

[۳] وما یصلح جوابا ورد الا
اخرجی اذہبی قومی تقنعی
استتری تخمری (عالمگیری ص ۳۷۴ ج ۱)
[و]لو قال لم یبق بینی و بینک
[شی]ٔ و نوی بہ الطلاق لا تقع و
[ف]ی الفتاوی لم یبق بینی و
[ب]ینک عمل و نوی تقع ۲ عالمگیری ص ۳۷۶ ج ۱

[۴] والحقی باہلک و ہبتک
[لا]ہلک سرحتک فارقتک لانہا
[تحت]مل الطلاق و غیرہ فلا بد من
[ال]نیۃ ۲ ہدایہ مختصرا ص ۳۵۷ ج ۲

[۵] در مختار ص ۵۹۱ ج ۲ و عالمگیری
ص ۳۵۵ ج ۱ ۔ ۱۲

[۶] و طلاق اللاعب و الہازل
[بہ و]اقع ۲ عالمگیری ص ۳۵۳ ج ۱

[۷] الصریح یلحق الصریح و
[یلح]ق البائن بشرط العدۃ (در ص ۶۴۵ ج ۲) ہذا الشرط لا بد منہ فی جمیع صور اللحاق ۱۲ رد المحتار ص ۶۴۵ ج ۲ [۸] صیغۃ المضارع لا یقع بہا الطلاق الا اذا غلب فی الحال کما صرح بہ الکمال بن الہمام ۲ حاشیہ ص ۲

ہاں اگر یوں کہدے اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے۔ تو اس کے کرنے سے طلاق پڑجاوے گی **مسئلہ**[9] کسی[۱] نے طلاق دے کر اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ بھی کہدیا تو طلاق نہیں پڑی۔ اسی طرح اگر یوں کہا اگر خدا چاہے تو تجھ کو طلاق۔ اس سے بھی کسی قسم کی طلاق نہیں پڑتی۔ البتہ اگر طلاق دیکر ذرا ٹھیر گیا پھر انشاء اللہ کہا تو طلاق پڑگئی **مسئلہ**[10] کسی[۲] نے اپنی بی بی کو طلاقاً کہہ کر پکارا تب بھی طلاق پڑگئی اگرچہ ہنسی ہی میں کہا ہو۔ **مسئلہ**[11] کسی[۳] نے کہا جب تو لکھنؤ جاوے تو تجھ کو طلاق ہے تو جب تک لکھنؤ نہ جاوے گی طلاق نہ پڑے گی۔ جب وہاں جاوے گی تب پڑیگی۔ **مسئلہ**[12] اور[۴] اگر صاف صاف طلاق نہیں دی بلکہ گول گول الفاظ کہے اور اشارہ کنایہ سے طلاق دی تو ان لفظوں کے کہنے کے وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہوگئی اور اول قسم کی یعنی بائن طلاق ہوئی۔ اب بے نکاح کیے نہیں رکھ سکتا اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی۔ بلکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی البتہ اگر قرینے سے معلوم ہوجائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی۔ اب وہ جھوٹ بکتا ہے تو اب عورت اس کے پاس نہ رہے اور یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی۔ جیسے بی بی نے غصہ میں کہا میرا تیرا نباہ نہ ہوگا مجھ کو طلاق دیدے۔ اس نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دیا تو یہاں عورت یہی سمجھے کہ مجھے طلاق دیدی **مسئلہ**[13] کسی[۵] نے تین دفعہ کہا تجھ کو طلاق طلاق طلاق تو تینوں طلاقیں پڑگئیں یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا تب بھی تین پڑگئیں۔ لیکن اگر نیت ایک ہی طلاق کی ہے فقط مضبوطی کے لیے تین دفعہ کہا تھا کہ بات خوب پکی ہوجاوے تو ایک ہی طلاق ہوئی۔ لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں اسلئے یہی سمجھے کہ تین طلاقیں مل گئیں۔

باب (۱۲) رخصتی سے پہلے طلاق ہوجانے کا بیان

مسئلہ[۱] ابھی[۶] میاں کے پاس نہ جانے پائی تھی کہ اس نے طلاق دیدی۔ یا رخصتی تو ہوگئی لیکن ابھی میاں بی بی میں ویسی تنہائی نہیں ہونے پائی جو شرع میں معتبر ہے جس کا بیان مہر کے باب میں آچکا ہے۔ تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دیدی تو طلاق بائن پڑی۔ چاہے صاف لفظوں سے دی ہو یا گول لفظوں میں۔ ایسی عورت کو جب طلاق دیجائے تو پہلی ہی قسم کی یعنی بائن طلاق پڑتی ہے اور ایسی عورت کے لئے طلاق کی عدت بھی کچھ نہیں۔ طلاق ملنے کے بعد فوراً دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے اور ایسی عورت کو ایک طلاق دینے کے بعد اب دوسری تیسری طلاق بھی دینے کا اختیار نہیں اگر دیدے گا تو نہ پڑے گی۔ البتہ اگر پہلی ہی دفعہ یوں کہدے کہ

۱۲ ھدایہ صفحہ ۳۴۴ ج ۲۔ ۵ ص ۳۵۳ و ۳۵۴ ج ۲ ۱۲ ۶ عالمگیری ص ۳۵۵ و ۳۵۶ ج ۱ ۱۲ ۷ عالمگیری ص ۳۶۲ ج ۱ ۱۲

[۱] اذا قال لامرأته انت طالق انشاء اللہ تعالیٰ متصلاً بہ لم یقع الطلاق ۱۲ عالمگیری ص ۴۵۴ ج ۱

[۲] جن قال لامرأته یا مطلقة ان لم یکن لہا زوج قبلہ او کان لہا زوج لکن مات ذلک الزوج ولم یطلق یقع الطلاق علیہا وان کان لہا زوج قبلہ وقد کان طلقہا ذلک الزوج ان لم ینو بکلامہ الاخبار طلقت وان قال عنیت بہ الاخبار دین فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ وہل یدین فی القضاء اختلف الروایات عالمگیری ص ۳۵۵ ج ۱

[۳] اگر اس عورت کو پہلے شوہر نے طلاق دیدی تھی اس کے بعد اس نے دوسرے مرد سے شادی کرلی اگر دوسرے خاوند نے اسے مطلقہ کہہ کر پکارا اور یہ کہا کہ میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی بلکہ پہلے شوہر کی طلاق کی نسبت سے میں نے طلاقاً یا مطلقہ کہا ہے تو اس بارہ میں شوہر کا قول معتبر ہوگا اور طلاق نہ ہوگی دیانۃً بھی اور قضاءً بھی ۱۲

[۴] لو قال انت طالق اذا دخلت المکۃ لم تطلق حتی تدخل مکۃ لانہ علقہ بالدخول

تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جتنی دی ہیں سب پڑ گئیں۔ اور اگر یوں کہا۔ تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ تب بھی ایسی عورت کو ایک ہی طلاق پڑے گی۔

باب (۱۳) تین طلاق دینے کا بیان

مسئلہ ۔ اگر کسی[۱] نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں تو اب وہ عورت بالکل اس مرد کیلئے حرام ہوگئی۔ اب اگر پھر سے نکاح کرے تب بھی عورت کو اس مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور یہ نکاح نہیں ہوا جا ہے صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں یا گول لفظوں میں سب کا ایک حکم ہے (نوٹ) تین طلاق کے بعد پہلے ہی شوہر سے نکاح کرنے کا طریقہ صـ۵۳ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ[۲] ۔ تین[۲] طلاقیں ایک دم سے دیدیں جیسے یوں کہدیا تجھ کو تین طلاق یا یوں کہا تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے یا الگ کر کے تین طلاقیں دیں جیسے ایک آج دی ایک کل ایک پرسوں یا ایک اس مہینہ میں ایک دوسرے مہینہ میں ایک تیسرے میں یعنی عدت کے اندر اندر تینوں طلاقیں دیدیں سب کا ایک حکم ہے اور صاف لفظوں میں طلاق دیکر پھر روک رکھنے کا اختیار اس وقت ہوتا ہے جب تین طلاقیں نہ دے۔ فقط ایک یا دو دی ہوں جب تین طلاقیں دیدیں تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ[۳] ۔ کسی[۳] نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی دی پھر میاں راضی ہوگیا۔ اور روک رکھا۔ پھر دو چار برس میں کسی بات پر غصہ آیا تو ایک طلاق رجعی اور دیدی جس میں روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ پھر جب غصہ اُترا تو روک رکھا اور نہیں چھوڑا۔ یہ دو طلاقیں ہو چکیں۔ اب اس کے بعد اگر کبھی ایک طلاق اور دیدیگا تو تین پوری ہو جاویں گی اور اس کا وہی حکم ہوگا جو ہم نے صـ۴۹ پر بیان کیا ہے کہ بے دوسرا خاوند کئے اس مرد سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کسی نے طلاق بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر پشیمان ہوا اور میاں بی بی نے راضی ہو کر پھر سے نکاح پڑھوالیا یہ دو طلاقیں ہوئیں۔ اب تیسری دفعہ اگر طلاق دے گا تو پھر وہی حکم ہے کہ بے دوسرا خاوند کئے اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔ (نوٹ) مسئلہ نمبر ۴ صـ۴۹ پر درج کیا گیا۔

باب (۱۴) کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان

مسئلہ ۔ نکاح[۴] کرنے سے پہلے کسی عورت کو کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے

---

[۱] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها ولا فرق بین المطلقة مدخولا بها او غیر مدخول بها ۱۲ عالمگیری ج۱ صـ۴۷۲

[۲و۳] واذا قال لامرأته انت طالق وطالق وطالق ولم یعلقه بالشرط ان کانت مدخولة طلقت ثلاثا وکذا اذا قال انت طالق فطالق فطالق او ثم طالق ثم طالق او طالق طالق لذا فی السراج الوهاج فی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو او بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق (عالمگیری ج۱ صـ۳۵۵-۳۵۶) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره (عالمگیری ج۱ صـ۴۷۳) ومن شرط الطلاق ان یکون الطلاق صریحا لفظا او اقتضاء وان لا یکون مقابلا بمال وان تکون المرأة فی العدة ولهذا لم تشرع قبل الدخول (زیلعی ج۲ صـ۲۵۱) وینکح مبانة فی العدة وبعدها ای لان یخرج التی اباتها بما دون الثلث اذا کان حرة وبالواحدة ان کانت امة فی العدة وبعد انقضائها لان المحل الاصل باق حاله ۱۲ العدد ۱۲ ازیلعی بحذف ج۲ صـ۲۵۷

[۴] واذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح نحو ان یقول لامرأة ان تزوجتک فانت طالق ۱۲ عالمگیری ج۱ صـ۴۲۰

جب اس عورت سے نکاح کریگا تو نکاح کرتے ہی طلاق بائن پڑ جاویگی۔ اب بے نکاح کئے اس کو نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر یوں کہا ہو اگر تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر دو طلاق۔ تو دو طلاق بائن پڑ گئیں اور اگر تین طلاق کو کہا تھا تو تینوں پڑ گئیں اور اب طلاق مغلظہ ہو گئی۔ **مسئلہ ۲** نکاح[۱] ہوتے ہی جب اس پر طلاق پڑ گئی تو اس نے اسی عورت سے پھر نکاح کر لیا تو اب اس دوسرے نکاح کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ ہاں اگر یوں کہا ہو جے دفعہ تجھ سے نکاح کروں ہر مرتبہ تجھ کو طلاق ہے تو جب نکاح کرے گا ہر دفعہ طلاق پڑ جایا کرے گی۔ اب اس عورت کو رکھنے کی کوئی صورت نہیں ہیں دوسرا خاوند کرکے اگر اس مرد سے نکاح کرے گی تب بھی طلاق پڑ جاوے گی۔ **مسئلہ ۳** کسی[۲] نے کہا جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق تو جس سے نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑ جاویگی البتہ طلاق پڑنے کے بعد اگر پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا تو طلاق نہیں پڑی **مسئلہ ۴** کسی[۳] غیر عورت سے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے اس طرح کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد اس نے وہی کام کیا تب بھی طلاق نہیں پڑی۔ کیونکہ غیر عورت کو طلاق دینے کی یہی صورت ہے کہ یوں کہے اگر تجھ سے نکاح کروں تو طلاق۔ کسی اور طرح طلاق نہیں پڑ سکتی۔ **مسئلہ ۵** اور[۴] اگر اپنی بی بی سے کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو میرے پاس سے جاوے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو اس گھر میں جاوے تو تجھ کو طلاق یا اور کسی بات کے ہونے پر طلاق دی۔ تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق پڑ جاویگی۔ اگر نہ کریگی تو نہ پڑیگی اور طلاق رجعی پڑے گی جس میں بے نکاح بھی روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ البتہ اگر کوئی گول لفظ کہتا۔ جیسے یوں کہے اگر تو فلانا کام کرے تو مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق بائن پڑیگی بشرطیکہ مرد نے اس لفظ کے کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو۔ **مسئلہ ۶** اگر یوں[۵] کہا اگر فلانا کام کرے تو تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جے طلاق کہی اتنی پڑینگی **مسئلہ ۷** اپنی بی بی[۶] سے کہا تھا اگر اس گھر میں جاوے تو تجھ کو طلاق۔ اور وہ چلی گئی اور طلاق پڑ گئی۔ پھر عدت کے اندر اندر اس نے روک رکھا یا پھر سے نکاح کر لیا تو اب پھر گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔ البتہ اگر یوں کہا ہو جے مرتبہ اس گھر میں جاوے۔ ہر مرتبہ تجھ کو طلاق۔ یا یوں کہا جب کبھی تو گھر میں جاوے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق۔ تو اس صورت میں عدت کے اندر یا پھر نکاح کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ گھر میں جانے سے دوسری طلاق ہو گئی۔ پھر عدت کے اندر یا تیسرے نکاح کے بعد اگر تیسری دفعہ گھر میں جاویگی تو تیسری طلاق پڑ جاویگی۔ اب تین طلاق کے بعد

---

[۱] ففی ہذہ الالفاظ اذا وجد الشرط انحلت الیمین و انتہت لانہا لا تقتضی العموم والتکرار فبوجود الشرط مرۃ تم الشرط و انحلت الیمین فلا یتحقق الحنث بعدہ الا فی کلمۃ کلما لانہا توجب عموم الافعال فاذا کان الجزاء الطلاق و الشرط بکلمۃ کلما یتکرر الطلاق بتکرر الحنث حتی یستوفی طلاق الملک الذی حلف علیہ فان تزوجہا بعد زوج آخر وتکرر الشرط لم یحنث عندنا ودخلت کلمۃ کلما علی نفس التزوج بان قال کلما تزوجت امرأۃ فہی طالق او کلما تزوجتک فانت طالق یحنث بکل مرۃ وان کان بعد زوج آخر ۱۲ عالمگیری ص ۴۱۵ ج ۱

[۲] ولو قال کل امرأۃ اتزوجہا فہی طالق فتزوج نسوۃ طلقن ولو تزوج امرأۃ واحدۃ مرارا لم تطلق الامرۃ واحدۃ ۱۲ عالمگیری ص ۴۱۶ ج ۱

[۳] فان قال لاجنبیۃ ان دخلت الدار فانت طالق ثم نکحہا فدخلت الدار لم تطلق کذا فی الکافی ۱۲ عالمگیری ص ۴۲۰ ج ۱

[۴] و [۵] واذا اضافہ ای الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق ۱۲ عالمگیری ص ۴۲۰ ج ۱ - وبقیۃ الکنایات اذا نوی بہا الطلاق کانت واحدۃ بائنۃ ۱۲ ہدایہ ص ۳۵۴ ج ۲

[۶] ہدایہ ص ۳۶۶ ج ۲ و ص ۳۶۹ ج ۲ - ۱۲

اس سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر دوسرا خاوند کرکے پھر اسی مرد سے نکاح کرے تو اب اس گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔ **مسئلہ**۔ کسی[ا] نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ ابھی اس نے وہ کام نہیں کیا تھا کہ اس نے اپنی طرف سے ایک اور طلاق دیدی اور چھوڑ دیا اور کچھ مدت بعد پھر اسی عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح کے بعد اب اس نے وہی کام کیا تو پھر طلاق پڑ گئی۔ البتہ اگر طلاق پانے اور عدت گذر جانے کے بعد اس نکاح سے پہلے اس نے وہی کام کرلیا ہو تو اب اس نکاح کے بعد اس کام کے کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ اور اگر طلاق پانے کے بعد عدت کے اندر اس نے وہی کام کیا ہو تب بھی دوسری طلاق پڑ گئی۔ (نوٹ) مسئلہ نمبر ۹ صفحہ ۵۰ پر درج کیا گیا ہے ۱۲ **مسئلہ ۱۰**۔ اگر کسی[۲] نے بی بی سے کہا اگر تو روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق۔ تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ گئی۔ البتہ اگر یوں کہا اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق۔ تو روزہ کے ختم پر طلاق پڑیگی۔ اگر روزہ توڑ ڈالے تو طلاق نہ پڑے گی۔ **مسئلہ ۱۱**۔ عورت[۳] نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا مرد نے کہا ابھی مت جاؤ۔ عورت نہ مانی اس پر مرد نے کہا اگر تو باہر جائے تو تجھ کو طلاق۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابھی باہر جاویگی تو طلاق پڑے گی اور اگر ابھی نہ گئی کچھ دیر میں گئی تو طلاق نہ پڑے گی۔ کیونکہ اس کا مطلب یہی تھا کہ ابھی نہ جاؤ۔ پھر جانا یہ مطلب نہیں کہ عمر بھر کبھی نہ جانا۔ **مسئلہ ۱۲**۔ کسی[۴] نے یوں کہا جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق۔ پھر رات کے وقت نکاح کیا۔ تب بھی طلاق پڑ گئی۔ کیونکہ بول چال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق۔

باب (۵) بیمار کے طلاق دینے کا بیان

مسئلہ ۱۔ بیماری[۵] کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دیدی۔ پھر عورت کی عدت ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسی بیماری میں مرگیا۔ تو شوہر کے مال میں سے بی بی کا جتنا حصہ ہوتا ہے اتنا اس عورت کو بھی ملیگا چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین۔ اور چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن سب کا ایک حکم ہے۔ اگر عدت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پاویگی اسی طرح اگر مرد اسی بیماری میں نہیں مرا بلکہ اس سے اچھا ہو گیا تھا۔ پھر بیمار ہو گیا اور مر گیا تب بھی حصہ نہ پاویگی۔ چاہے عدت ختم ہو چکی ہو یا نہ ختم ہوئی ہو۔ **مسئلہ ۲**۔ عورت[۶] نے طلاق مانگی تھی اسلئے مرد نے طلاق دیدی تب بھی عورت حصہ پانے کی مستحق نہیں چاہے عدت کے اندر مرے یا عدت کے بعد۔ دونوں کا ایک

---

[۱] اعلم ان التعليق يبطل بزوال المحل لا بزوال الملك فلو علق الثلاث او ما دونها بدخول الدار ثم نجز الثلاث ثم نكحها بعد التحليل بطل التعليق فلا يقع بدخولها شيء ولو كان نجز ما دونها لم يبطل فيقع المعلق كله ۱۲ در مختار صفحہ ۶۰۲ جلد ۲

[۲] وفي ان صمت يوما فانت طالق تطلق حين غربت الشمس من يوم صومه بخلاف ان صمت فانه يصدق بساعة ۱۲ در مختار صفحہ ۶۹۶ جلد ۲ عالمگیری صفحہ ۴۲۱ جلد ۱ و هدایہ صفحہ ۳۶۷ جلد ۲

[۳] وشرط الحنث في قوله ان خرجت مثلا فانت طالق او ان ضربت عبدك فعبدي حر لمريد الخروج والضرب فعله فورا لان قصده المنع عن ذلك الفعل عرفا ومدار الايمان عليه ۱۲ در مختار صفحہ ۱۲۹ جلد ۳

[۴] ومن قال لامرأة يوم اتزوجك فانت طالق فتزوجها ليلا طلقت ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۴۶ جلد ۲

[۵] قال محمد في الرجل اذا طلق امرأته طلاقا رجعيا في حال صحته او في حال مرضه برضاها او بغير رضاها ثم مات وهي في العدة فانها ترث بالاجماع وان طلقها طلاقا بائنا او ثلاثا ثم مات وهي في العدة فكذلك عندنا ترث لو انقضت عدتها ثم مات لم ترث وهذا اذا طلقها من غير سؤالها واذا طلقها بائنا في مرضه فصح ثم مات لا ترث ۱۲ عالمگیری صفحہ ۴۶۲ جلد ۱

[۶] ہدایہ صفحہ ۳۶۰ جلد ۲ ۱۲ اس عبارت کا مفہوم یہاں طلاق بائن ہے ۱۲

حکم ہے۔ البتہ اگر طلاق رجعی دی[1] ہو اور عدت کے اندر مرے تو حصہ پاویگی۔ مسئلہ ۳۔[2] بیماری کی حالت میں عورت سے کہا۔ اگر تو گھر سے باہر جاوے تو تجھ کو بائن طلاق ہے۔ پھر عورت باہر گئی اور طلاق بائن پڑ گئی تو اس صورت میں حصہ نہ پاوے گی کہ اس نے خود ایسا کام کیوں کیا جس سے طلاق پڑی اور اگر یوں کہا اگر تو کھانا کھاوے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ یا یوں کہا اگر تو نماز پڑھے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ عدت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملیگا کیونکہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی۔ کھانا کھانا اور نماز پڑھنا تو ضروری ہے۔ اسکو کیسے چھوڑتی۔ اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو پہلی صورت میں بھی عدت کے اندر اندر مرنے سے حصہ پاویگی۔ غرضکہ طلاق رجعی میں بہرحال حصہ ملتا ہے بشرطیکہ عدت کے اندر مرا ہو۔ مسئلہ ۴۔ کسی[3] بھلے چنگے آدمی نے کہا جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ پھر جس وقت وہ گھر سے باہر نکلی اس وقت وہ بیمار تھا اور اسی بیماری میں وہ عدت کے اندر مر گیا تب بھی حصہ نہ پاوے گی۔ مسئلہ ۵۔ تندرستی[4] کے زمانہ میں کہا جب تیرا باپ پردیس سے آوے تجھ کو بائن طلاق۔ جب وہ پردیس سے آیا اس وقت مرد بیمار تھا۔ اور اسی بیماری میں مر گیا تو حصہ نہ پاویگی۔ اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا ہو اور اسی میں عدت کے اندر مر گیا ہو تو حصہ پاویگی۔

باب (۱۶) طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان

مسئلہ ۱۔ جب[5] کسی نے رجعی ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اس کو روک رکھے پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور عورت چاہے راضی ہو یا راضی نہ ہو۔ اسکو کچھ اختیار نہیں ہے۔ اور اگر تین طلاقیں دیدیں تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا اس میں یہ اختیار نہیں ہے۔ مسئلہ ۲۔ رجعت[6] کرنے یعنی روک رکھنے کا طریقہ یہ[7] ہے کہ یا تو صاف صاف زبان سے کہدے کہ میں تجھ کو پھر رکھے لیتا ہوں تجھ کو نہ چھوڑوں[8] گا۔ یا یوں کہدے کہ میں اپنے نکاح میں تجھ کو رجوع کرتا ہوں یا عورت سے نہیں کہا کسی اور سے کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو پھر رکھ لیا اور طلاق[9] سے باز آیا۔ بس اتنا کہدینے سے وہ پھر اس کی بی بی ہو گئی۔ (نوٹ) رجعت کا ایک طریقہ صفحہ پر درج ہے۔ مسئلہ ۳۔ جب[10] عورت کا روک رکھنا منظور ہو تو بہتر ہے کہ دو چار لوگوں کو گواہ بنا لے کہ شاید کبھی کچھ جھگڑا پڑے تو کوئی مکر نہ سکے۔ اگر کسی کو گواہ نہ بنایا۔ تنہائی میں ایسا کر لیا تب بھی صحیح ہے مطلب تو حاصل ہی ہو گیا۔ مسئلہ ۴۔ اگر عورت[11] کی عدت

---

[1] چاہے اس عورت نے بطور خود طلاق کا مطالبہ کیا ہو۔ چاہے خاوند نے بغیر عورت کے مطالبہ کے طلاق دیدی ہو۔ نیز خواہ طلاق بائن ہو یا رجعی ۱۲

[2] واذا قال لامرأتہ وھو صحیح اذا جاء راس الشہر او اذا دخلت الدار او اذا صلی فلان الظہر او اذا دخل فلان الدار فانت طالق فکانت ہذہ الاشیاء والزوج مریض لم ترث وان کان القول فی المرض ورثت الا فی قولہ دخلت الدار ۱۲ عالمگیری

[3] بہشتی زیور صفحہ نمبر ۱۱ سفر

[4] عالمگیری

[5] عالمگیری

[6] عالمگیری

[7] رجعت کیلئے سنت یہ ہے کہ زبان سے رجعت کے الفاظ کہے اور دو گواہ ان الفاظ کو سنتے ہوں ۱۲

[8] اگر صرف یوں کہا کہ "تجھ کو نہ چھوڑونگا" تو رجعت نہ ہوگی لیکن اگر صرف یوں کہا کہ "تجھے پھر رکھے لیتا" تو رجعت ہو جائیگی ۱۲

[9] "میں طلاق سے باز آیا" ان الفاظ سے رجعت نہ ہوگی لیکن اگر صرف یہ الفاظ کہے "اپنی بی بی کو پھر رکھ لیا" تو رجعت ہو جائے گی ۱۲

[10] عالمگیری

[11] ولا بد من قیام العدة فان الرجعة استدامة الملک اذ الاستدامة فی العدة لانہ لا ملک بعد انقضائہا (ہدایہ) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فلہ ان یتزوجہا فی العدة او بعد انقضائہا ۱۲ ہدایہ

گذر چکی تب ایسا کرنا چاہا تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں (نوٹ) مسئلہ نمبر ۵ نمبر ۶ نمبر، ۵۰ پر درج کئے گئے۔ ۱۲

مسئلہ - جس[۵] عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی ملی ہوں جس میں مرد کو طلاق سے باز آنے کا اختیار ہوتا ہے ایسی عورت کو مناسب ہے کہ خوب بناؤ سنگار کر کے رہا کرے کہ شاید مرد کا جی اس کی طرف جھک پڑے اور رجعت کرے۔ اور مرد کا قصد اگر باز آنیکا نہ ہو تو اس کو مناسب ہے کہ جب گھر میں آوے تو کھانس کھنکار کے آوے کہ وہ اپنا بدن اگر کچھ کھلا ہو تو ڈھک لیوے اور کسی بے موقع جگہ نگاہ[۵] نہ پڑے اور جب عدت پوری ہو چکے تو عورت کہیں اور جا کے رہے۔ **مسئلہ**[۹] - اگر ابھی رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے جانا جائز نہیں اور اس عورت کو اس کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ **مسئلہ**[۱] - جس[۵] عورت کو ایک یا دو طلاق بائن دیدیں جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی اور مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدت کے بعد نکاح کرے عدت کے اندر نکاح درست نہیں۔ اور خود اسی سے نکاح کرنا منظور ہو تو عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے

نوٹ:- بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان ۵۰ پر درج کیا گیا ہے۔

خلع کا بیان	باب (۱۷)

مسئلہ[۱] - اگر میاں بی بی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو۔ تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دیکر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لیکر میری جان چھوڑ دے یا یوں کہے جو میرا مہر تیرے ذمہ ہے اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دے۔ اسکے جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے۔ البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا۔ عورت اٹھ کھڑی ہوئی تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ جواب سوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں۔ اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں **مسئلہ**[۲] - مرد[۵] نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا۔ عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو خلع ہو گیا۔ البتہ اگر عورت نے اسی جگہ جواب[۵] دیا ہو وہاں سے کھڑی ہو گئی ہو یا عورت نے قبول ہی نہیں کیا تو کچھ نہیں ہوا۔ لیکن عورت[۵] اگر اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد یہ کہہ کر کھڑا ہوا اور عورت نے اس کے اٹھنے کے بعد قبول کیا تب بھی خلع ہو گیا

۵ والمطلقۃ الرجعیۃ تتشوف تتزین لانہا حلال للزوج النکاح قائم بینہما ثم الرجعۃ مستحبۃ والتزین حامل علیہا فیکون مشروعا ویستحب لزوجہا ان لا یدخل علیہا حتی یوذنہا او یسمعہا خفق نعلیہ معناہ اذا لم یکن من قصدہ المراجعۃ لانہا ربما تکون متجردۃ فیقع بصرہ علی موضع یصیر به مراجعا ثم یطلقہا فتطول علیہا العدۃ ۱۲ ہدایہ ص ۳۷۹/۲۸

۵ عالمگیری ص ۴۷۳/۲۰ ۱۲

۵ ومنع الغیر فی العدۃ اشتباہ النسب ۱۲ ہدایہ ص ۳۷۹/۱۷

۵ وھو ازالۃ ملک النکاح المتوقفۃ علی قبولہا بلفظ الخلع او فی معناہ ولا باس بہ عند الحاجۃ للشقاق بعدم الوفاق بما یصلح ... وھو یمین فی جانبہ فلا یصح رجوعہ عنہ قبل قبولہا و یصح شرط الخیار لہ ولا یقتصر علی المجلس ای مجلسہ ویقتصر قبولہا علی مجلس علمہا وفی جانبہا معاوضۃ فصح رجوعہا قبل قبولہ ای اذا کان الابتداء منہا بان قالت اختلعت نفسی منک بکذا فلہا ان ترجع قبل قبول الزوج ویبطل ... قیامہا من المجلس بقیامہ ... ولا یتوقف علی ما وراء المجلس بان کان الزوج غائبا حتی لو بلغہ وقبل لم یصح ویصح شرط الخیار لہا ولو اکثر من ثلاثۃ ایام ویقتصر علی المجلس کالبیع ۱۲ در و رد المحتار ص ۲۶۹ تا ۷۷۵/۲۲ ۱۲ ۵ رد المحتار ص ۷۷۵ ۱۲ ۵ کیونکہ شہوت سے نگاہ کے اندرونی حصہ پر نگاہ پڑتے ہی رجعت ہو جائے گی ۱۲

مسئلہ۱ - مرد نے فقط اتنا کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور عورت نے قبول کر لیا - روپے پیسے کا کوئی ذکر نہ مرد نے کیا نہ عورت نے - تب بھی جو حق مرد کا عورت پر ہے اور جو حق عورت کا مرد پر ہے سب معاف ہوا - اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف ہو گیا اور اگر عورت پا چکی ہے تو خیر اب اس کا پھیرنا واجب نہیں البتہ عدت کے ختم ہونے تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر دینا پڑے گا - ہاں اگر عورت نے کہہ دیا ہو کہ عدت کا روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر بھی تجھ سے نہ لونگی تو وہ بھی معاف ہو گیا -

مسئلہ۲ اور اگر اس کے ساتھ کچھ مال کا بھی ذکر کر دیا جیسے یوں کہا سو روپے کے عوض میں نے تجھ سے خلع کیا - پھر عورت نے قبول کر لیا تو خلع ہو گیا - اب عورت کے ذمے سو روپے دینے واجب ہو گئے - اپنا مہر پا چکی ہو تب بھی سو روپے دینے پڑینگے اور اگر مہر ابھی نہ پایا ہو تب بھی دینے پڑیں گے اور مہر بھی نہ ملیگا کیونکہ وہ بوجہ خلع معاف ہو گیا -

مسئلہ۳ خلع میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمے ہے اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ اور حرام ہے - اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہئے - بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لے - اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بے جا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں

مسئلہ۶ عورت خلع کرنے پر راضی نہ تھی - مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا - یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی - لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوا - اور اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا -

مسئلہ۷ یہ سب باتیں اس وقت ہیں جب خلع کا لفظ کہا ہو یا یوں کہا ہو سو روپے پر یا ہزار روپے کے عوض میں میری جان چھوڑ دے یا یوں کہا میرے مہر کے عوض میں مجھکو چھوڑ دے اور اگر اس طرح نہیں کہا بلکہ طلاق کا لفظ کہا جیسے یوں کہے سو روپے کے عوض میں مجھے طلاق دیدے تو اس کو خلع نہ کہیں گے اگر مرد نے اس مال کے عوض طلاق دیدی تو ایک طلاق بائن پڑ گئی اور اس میں کوئی حق معاف نہیں ہوا - نہ وہ حق معاف ہوئے جو مرد کے اوپر ہیں نہ وہ جو عورت پر ہیں - مرد نے اگر مہر نہ دیا ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا - عورت اس کی دعویدار ہو سکتی ہے اور مرد یہ سو روپے عورت سے لے لیگا

مسئلہ۸ - مرد نے کہا میں نے سو روپے کے عوض میں طلاق دی تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے - اگر نہ قبول کرے تو نہ پڑے گی اور اگر قبول کر لے تو ایک طلاق بائن پڑ گئی - لیکن اگر جگہ بدل جانے کے بعد قبول کیا تو طلاق نہیں پڑی -

مسئلہ۹ - عورت نے کہا مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا تو اپنا مہر وغیرہ اپنے سب حق معاف کر دے تو طلاق دیدوں اس پر عورت نے کہا اچھا

ل در مختار ص۷۵۸ ج۲ و رد المحتار ص۷۶۸ ج۲ ۱۲

ل فلا باس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعل وقع بالخلع تطلیقة بائنة ولزمها المال ۱۲ ہدایہ ص۳۷۱ ج۲

ل فان کان النشوز من قبله یکره له ان یاخذ منها عوضا وان کان النشوز منها کرهنا له ان یاخذ منها اکثر مما اعطاها وان اخذ الزیادة جاز فی القضاء ۱۲ ہدایہ ص۳۷۸ ج۲ و عالمگیری ص۴۸۸ ج۱

ل اکرهها الزوج علیه تطلق بلا مال ۱۲ در مختار ص۷۶۶ ج۲

ل فان طلقها علی مال فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال وکان الطلاق بائنا ۱۲ ہدایہ ص۳۸۵ ج۲ ان الطلاق علی مال خارج عن الخلع المسقط للحقوق ۱۲ رد المحتار ص۷۶۵ ج۲

ل ولو قال انت طالق علی الف فقبلت طلقت وعلیها الالف وهو کقوله انت طالق بالف لا بد من القبول فی الوجهین والعوض لا یجب بدون قبوله والطلاق بائن ۱۲ ہدایہ ص۳۸۶ ج۲

ل طلبت منه طلاقها فقال ابرئینی عن کل حق لک حتی اطلقک فقالت ابرأتک عن کل حق للنساء علی الازواج فقال الزوج فی فوره طلقتک واحدة وهی مدخول بها تقع بائنة وعلی هذا یکون ابراء الشرط فاذا لم یطلقها لم یبرأ صحة هذه البراءة موقوفة علی الطلاق فورا ای فی المجلس ۱۲ رد المحتار ص۷۹۹ ج۲

میں نے معاف کیا۔ اس کے بعد مرد نے طلاق نہیں دی تو کچھ معاف نہیں ہوا۔ اور اگر اسی مجلس[1] میں طلاق دیدی تو معاف ہو گیا۔ **مسئلہ**۔ عورت[2] نے کہا تین سو روپے کے عوض میں مجھ کو تین طلاقیں دیدے۔ اس پر مرد نے ایک ہی طلاق دی تو فقط ایک سو روپیہ مرد کو ملیگا اور اگر دو طلاقیں دی ہوں تو دو سو روپے اور اگر تینوں دیدیں تو پورے تین سو روپے عورت سے دلائے جائیں گے اور سب صورتوں میں طلاق بائن پڑیگی۔ کیونکہ مال کا بدلہ ہے **مسئلہ**۔ نابالغ لڑکا[3] اور دیوانہ پاگل آدمی اپنی بی بی سے خلع نہیں کر سکتا۔ (نوٹ) بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان صفحہ پر اور کفارہ کا بیان صفحہ پر اور لعان کا بیان صفحہ پر درج ہیں۔ ۱۲

باب (۱۸) میاں کے لاپتہ ہو جانے کا بیان

جس کا شوہر بالکل لاپتہ ہو گیا معلوم نہیں مر گیا یا زندہ ہے تو وہ عورت اپنا دوسرا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ انتظار کرتی رہے کہ شاید آجاوے۔ جب انتظار کرتے کرتے اتنی مدت گذر جاوے کہ شوہر کی عمر نوّے[4] برس کی ہو جاوے تو اب حکم لگا دیں گے کہ وہ مر گیا ہو گا۔ سو اگر وہ عورت ابھی جوان ہو اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کی عمر نوّے کی ہونے کے بعد عدت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس لاپتہ مرد کے مرنے کا حکم کسی شرعی حاکم نے لگایا ہو۔ (نوٹ) عدت کا بیان اور موت کی عدت کا بیان صفحہ پر درج کیا گیا۔ ۱۲

باب (۱۹) سوگ کرنے کا بیان

مسئلہ۔ جس عورت[5] کو طلاق رجعی ملی ہے اس کی عدت تو فقط یہی ہے کہ اتنی مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے نہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ اسکو بناؤ سنگار وغیرہ درست ہے اور جس کو تین طلاقیں مل گئیں۔ یا ایک طلاق بائن ملی یا اور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا مرد مر گیا۔ ان سب صورتوں کا حکم یہ ہے کہ جبتک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے نہ کچھ بناؤ سنگار کرے۔ یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں۔ اس سنگار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔ **مسئلہ**۔ جب[6] تک عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا کپڑے بسانا۔ زیور گہنا پہننا پھول پہننا سرمہ لگانا۔ پان کھا کر منہ لال کرنا۔ مسّی ملنا۔ سر میں تیل ڈالنا۔ کنگھی کرنا۔ مہندی لگانا۔ اچھے کپڑے پہننا۔ ریشمی اور رنگے ہوئے بہاردار کپڑے پہننا۔ یہ سب باتیں حرام ہیں۔ البتہ اگر بہاردار

---

[1] اسی مجلس کی قید ضروری ہے ۱۲

[2] واذا قالت طلقنی ثلاثا بالف فطلقها واحدة فعلیه ثلث الالف والطلاق بائن لوجوب المال ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۸۰ / ۲

[3] وشرطه شرط الطلاق (عالمگیری صفحہ ۵۱۵ / ۱) اما شرط الطلاق علی الخصوص فشیئان احدهما قیام القید فی المرأة نکاح او عدة والثانی قیام حل محل النکاح ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۴۴ / ۱

[4] موجودہ زمانہ کے احوال اور ضرورتوں کی شدت کے پیش نظر علماء وقت نے امام مالک رح کے قول پر فتوی دیا ہے امام مالک رح کا قول حاشیہ میں نقل کر دیا گیا ہے نیز اس سلسلہ میں ایک رسالہ بھی لکھا گیا ہے جس کا نام ہے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة اس رسالہ پر علمائے تھانہ بھون دیوبند و سہارنپور وغیرہ کے دستخط ہیں

[5] ہدایہ صفحہ ۳۹۶ / ۲ ۱۲

[6] وعلی المبتوتة والمتوفی عنها زوجها اذا کانت بالغة مسلمة الحداد والحداد ان تترک الطیب والزینة والکحل والدهن المطیب وغیر المطیب الا من عذر (ہدایہ صفحہ ۴۰۶ / ۲) والمطلقة الرجعیة تتشوف وتتزین ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۷۹ ج ۲ - بحوالہ عالمگیری صفحہ ۵۳۳ ج ۱ - ۱۲

نہ ہوں تو درست ہے چاہے جیسا رنگ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ زینت کا کپڑا نہ ہو۔ **مسئلہ ۳**۔ سر میں[1] درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ تیل ڈالنا درست ہے۔ اسی طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے۔ لیکن رات کو لگا دے اور دن کو پونچھ ڈالے۔ اور سر ملنا اور نہانا بھی درست ہے۔ ضرورت کے وقت کنگھی کرنا بھی درست ہے جیسے کسی نے سر ملا یا جوئیں پڑ گئی۔ لیکن پٹی نہ جھکاوے۔ نہ باریک[2] کنگھی سے کنگھی کرے جس میں بال چکنے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ موٹے دندانے والی کنگھی کرے کہ خوبصورتی نہ آنے پاوے۔ **مسئلہ ۴**۔ سوگ[3] کرنا اسی عورت پر واجب ہے جو بالغ ہو۔ نابالغ لڑکی پر واجب نہیں۔ اس کو یہ سب باتیں درست ہیں۔ البتہ گھر سے نکلنا اور دوسرا نکاح کرنا اسکو بھی درست نہیں۔ **مسئلہ ۵**۔ جس[4] کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا بے قاعدہ ہو گیا تھا وہ توڑ دیا گیا یا مرد مر گیا تو ایسی عورت پر بھی سوگ کرنا واجب نہیں **مسئلہ ۶**۔ شوہر[5] کے علاوہ کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز اور رشتہ دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگار چھوڑ دینا درست ہے۔ اس سے زیادہ بالکل حرام ہے اور اگر منع کرے تو تین دن بھی نہ چھوڑے۔

باب (۲۰) روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ ۱۔ بی بی[6] کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے۔ عورت چاہے کتنی ہی مالدار ہو۔ مگر خرچ مرد ہی کے ذمہ ہے اور رہنے کے لئے گھر دینا بھی مرد کے ہی ذمہ ہے۔ **مسئلہ ۲**۔ نکاح ہو گیا۔ لیکن رخصتی نہیں ہوئی تب بھی روٹی کپڑے کی دعویدار ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر مرد نے رخصت کرانا چاہا۔ پھر بھی رخصتی نہیں ہوئی تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں۔ **نوٹ** مسئلہ ۳ ص۵۶ پر درج کیا گیا ہے۔ **مسئلہ ۴**۔ جتنا مہر[7] پہلے دینے کا دستور ہے وہ مرد نے نہیں دیا۔ اسلئے وہ مرد کے گھر نہیں جاتی تو اس کو روٹی کپڑا دلایا جاوے گا۔ اور اگر یوں ہی بیوجہ مرد کے گھر نہ جاتی ہو تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں ہے۔ جب سے جاوے گی تب سے دلایا جاویگا۔ **مسئلہ ۵**۔ جتنے[8] زمانہ تک شوہر کی اجازت سے اپنے ماں باپ کے گھر رہے اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا بھی مرد سے لے سکتی ہے۔ **مسئلہ ۶**۔ عورت[9] بیمار پڑ گئی تو بیماری کے زمانہ کا روٹی کپڑا پانے کی مستحق ہے چاہے مرد کے گھر بیمار پڑے یا اپنے میکے میں۔ لیکن اگر بیماری کی حالت میں مرد نے بلایا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کا خرچ ملیگا۔ دوا علاج

---

[1] ان امتشطت بالطرف الذی اسنانہ منفرجۃ لاباس بہ وانما یکرہ الامتشاط بالطرف الآخر لان ذلک للزینۃ وانما یلزمہا الاجتناب فی حالۃ الاختیار اما فی حالۃ الاضطرار فلاباس بہ اشتکت راسہا او عینہا فصبت علیہا الدہن او اکتحلت لاجل المعالجۃ فلاباس بہ ولکن لا تقصد بہ الزینۃ ولو اعتادت الدہن فخافت وجعا یحل بہا ولم تفعل فلاباس بہ اذا کان الغالب ہو الحلول لا تلبس الحریر لان فیہ زینۃ الا الضرورۃ مثل ان یکون بہا حکۃ او قملۃ ۱۲ عالمگیری ص$\frac{533}{1 ج}$

[2] اگر موٹے دانہ کی کنگھی سے ضرورت پوری ہو جائے تو باریک دانہ کی کنگھی نہ کرے کیونکہ باریک دانوں کی کنگھی سے خوبصورتی پیدا ہوتی ہے لیکن اگر ضرورت پوری نہیں ہوتی تو باریک دانوں کی کنگھی بھی استعمال ہو سکتی ہے بشرطیکہ زینت کی نیت نہ ہو ۱۲

[3] و[4] ولا یجب الحداد علی الصغیرۃ والمجنونۃ الکبیرۃ والکتابیۃ والمعتدۃ من نکاح فاسد والمطلقۃ طلاقا رجعیا (عالمگیری ص$\frac{534}{1 ج}$) ولا یجوز للمطلقۃ الرجعیۃ والمبتوتۃ الخروج من بیتہا لیلا ونہارا ۱۲ ہدایہ ص$\frac{424}{2 ج}$ [5] ویباح الحداد علی قرابۃ ثلاثۃ ایام فقط وللزوج منعہا لان الزینۃ حقہ ۱۲ در مختار ص$\frac{855}{2 ج}$ [6] در مختار ص$\frac{886 تا 888}{2 ج}$ ۱۲ [7] عالمگیری ص$\frac{545}{1 ج}$ ۱۲ [8] و[9] در مختار ص$\frac{889}{1 ج}$ ۱۲

حکیم طبیب کا خرچہ مرد کے ذمہ واجب نہیں۔ اپنے پاس سے خرچ کرے۔ اگر مرد دیدے اسکا احسان ہے۔ **مسئلہ**۔ عورت[۱] حج کرنے گئی تو اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ نہیں۔ البتہ اگر شوہر بھی ساتھ ہو اس زمانہ کا خرچ بھی ملیگا۔ لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگادے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمے نہیں ہے۔ **مسئلہ**۔ روٹی[۲] کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جاویگی۔ اگر دونوں مالدار ہوں تو امیروں کیطرح کا کھانا کپڑا ملیگا۔ اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح اور مرد غریب ہو اور عورت امیر۔ یا عورت غریب ہے اور مرد امیر تو ایسا روٹی کپڑا دیوے کہ امیری سے کم ہو اور غریبی سے بڑا ہوا۔ **مسئلہ**[۹]۔ عورت[۳] اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار نہیں کرسکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسنے کوٹنے کھانا پکانے کا کام نہیں کرتی بلکہ عیب[۴] سمجھتی ہے تو پکا پکایا کھانا دیا جاویگا۔ اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے۔ یہ سب کام خود کرے مرد کے ذمے فقط اتنا ہے کہ چولھا چکی کچا اناج لکڑی کھانے پینے کے برتن وغیرہ لادیوے۔ وہ اپنے ہاتھ سے پکاوے اور کھاوے۔ **مسئلہ**[۱۰]۔ تیل[۵] کنگھی۔ کھلی۔ صابون وضو اور نہانے دھونے کا پانی مرد کے ذمہ ہے۔ اور سرمہ۔ مسّی۔ پان۔ تمباکو مرد کے ذمہ نہیں۔ دھوبی کی تنخواہ مرد کے ذمہ نہیں اپنے ہاتھ سے دہوئے۔ اور پہنے۔ اور اگر مرد دیدے اس کا احسان ہے۔ **مسئلہ**[۱۱]۔ دائی[۶] جنائی کی مزدوری اس پر ہے جس نے بلوایا۔ مرد نے بلوایا ہو تو مرد پر اور عورت نے بلوایا ہو تو اس پر۔ اور جو بے بلائے آگئی تو مرد پر۔ **مسئلہ**[۱۲]۔ روٹی[۷] کپڑے کا خرچ ایک سال کا یا اس سے کچھ کم زیادہ پیشگی دیدیا۔ اب اس میں سے کچھ لوٹا نہیں سکتا۔

باب (۲۱): رہنے کے لئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ[۱]۔ مرد[۸] کے ذمہ یہ بھی واجب ہے کہ بی بی کے رہنے کیلئے کوئی ایسی جگہ دیوے جسمیں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو بلکہ خالی ہو تاکہ میاں بی بی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں۔ البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارا کرلے تو ساجھے کے گھر میں بھی رکھنا درست ہے۔ **مسئلہ**[۲]۔ گھر میں[۹] سے ایک جگہ عورت کو الگ کردے کہ وہ اپنا مال اسباب حفاظت سے رکھے اور خود اس میں رہے سہے اور اسکی قفل کنجی اپنے پاس رکھے کسی اور کو اس میں دخل نہ ہو۔ فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے تو بس حق ادا ہوگیا۔ عورت کو اس سے زیادہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا اور یہ نہیں کہہ سکتی کہ پورا گھر

---

[۱] فان حجت مع محرم لا زوج فهي ناشزة وان حجت مع محرم لها دون الزوج فلا نفقة لها في قولهم جميعاً واما اذا خرج الزوج معها فلها النفقة اجماعاً ويجب عليه نفقة الحضر دون السفر ولا يجب الكراء ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۴۶ ج ۱۔

[۲] واتفقوا على وجوب نفقة الموسرين اذا كانا موسرين وعلى نفقة المعسر اذا كانا معسرين فان كان موسرا وهي معسرة فعليه نفقة الموسرين وفي عكسه نفقة المعسرين اما على المفتى به فتجب نفقة الوسط في المسئلتين وهو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۹۰۱ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۴۴ ج ۱

[۳] وامتنعت المرأة من الطحن والخبز ان كانت ممن لا تخدم او كان بها علة فعليه ان ياتيها بطعام مهيأ والا بان كانت ممن تخدم نفسها او تقدر على ذلك لا يجب عليه ويجب عليه آلة الطحن والخبز وآنية شراب وطبخ ككوز وجرة وقدر ومغرفة ۱۲ در صفحہ ۹۲-۹۳ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۴۸ ج ۱

[۴] یعنی اگر وہاں رواج اس بات میں لوگ اپنی خفت سمجھتے ہوں ۱۲

[۵] ردالمحتار صفحہ ۹۳ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۴۹ ج ۱ - ۱۲

[۶] در صفحہ ۹۳ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۴۹ ج ۱ ۱۲ [۷] در صفحہ ۹۰ ج ۲ ردالمحتار صفحہ ۹۰۹-۹۰ ج ۲ ۱۲ [۸] و [۹] در ردالمحتار صفحہ ۹۱۲ و ۹۱۳ ج ۲ ہدایہ صفحہ ۴۲۱ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۵۶ ج ۱ ۱۲

میرے لئے الگ کردو۔ **مسئلہ۳**۔ جس طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے لئے کوئی الگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتہ دار نہ رہنے پاوے فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے۔ اسی طرح مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اس کے رشتہ داروں کو نہ آنے دے نہ ماں کو نہ باپ کو نہ بھائی کو نہ کسی اور رشتہ دار کو۔ **مسئلہ۴**۔ عورت اپنے ماں باپ کو دیکھنے کے لئے ہفتہ میں ایک دفعہ جاسکتی ہے۔ اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ داروں کے لئے سال بھر میں ایک دفعہ۔ اس سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ اسی طرح اس کے ماں باپ بھی ہفتہ میں فقط ایک مرتبہ یہاں آسکتے ہیں مرد کو اختیار ہے کہ اس سے زیادہ جلدی جلدی نہ آنے دے اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ دار سال بھر میں فقط ایک دفعہ آسکتے ہیں۔ اس سے زیادہ آنے کا اختیار نہیں۔ لیکن مرد کو اختیار ہے کہ زیادہ دیر نہ ٹھیرنے دے نہ ماں باپ کو۔ نہ کسی اور کو۔ اور جاننا چاہئے کہ رشتہ داروں سے مطلب وہ رشتہ دار ہیں جن سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے اور جو ایسے نہ ہوں وہ شرع میں غیر کے برابر ہیں۔ **مسئلہ۵**۔ اگر باپ بہت بیمار ہے اور اس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرے اگر باپ بے دین کافر ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ بلکہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہئے۔ لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی کپڑے کا حق نہ رہیگا۔ **مسئلہ۶**۔ غیر لوگوں کے گھر نہ جانا چاہئے۔ اگر بیاہ شادی وغیرہ کی کوئی محفل ہو اور شوہر اجازت بھی دیدے تو بھی جانا درست نہیں۔ شوہر اجازت دیگا تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔ بلکہ محفل کے زمانہ میں اپنے محرم رشتہ دار کے یہاں جانا بھی درست نہیں۔ **مسئلہ**۔ جس عورت کو طلاق مل گئی وہ بھی عدت تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر پانے کی مستحق ہے۔ البتہ جس کا خاوند مر گیا اس کو روٹی کپڑا اور گھر ملنے کا حق نہیں۔ ہاں اس کو میراث سب چیزوں میں ملیگی۔ **نوٹ** مسئلہ نمبر ۸ ص۵۶ پر درج ہے۔

باب (۲۲) لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ۱۔ جب کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی شوہر کی کہلاوے گی۔ کسی شبہ پر یہ کہنا کہ یہ لڑکا اس کے میاں کا نہیں ہے بلکہ فلانے کا ہے درست نہیں اور اس لڑکے کو حرامی کہنا بھی درست نہیں۔ اگر اسلام کی حکومت ہو تو ایسا کہنے والے کو کوڑے مارے جاویں۔ **مسئلہ۲**۔ حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دو برس۔ یعنی کم سے کم چھ مہینے لڑکا پیٹ میں رہتا ہے پھر پیدا ہوتا ہے۔ چھ مہینے سے پہلے نہیں پیدا ہوتا۔ اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں

ا ولہا ان یمنع ولدہا و ولدہا من غیرہ وا ہلہا من الدخول علیہا لان المنزل ملکہ فلہ حق المنع من دخول ملکہ (ہدایہ) وفی العالمگیری ولا یمنعہن من الدخول علیہا للزیادۃ فی کل جمعۃ ص۵۵۶ ج۱

۲ ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین ولا یمنعہما من الدخول علیہا فی کل جمعۃ وفی غیرہما من المحارم کل سنۃ ویمنعہم من الکینونۃ عندہا ۱۲ در ص۹۱۵-۹۱۶ ج۲

۳ ولو ابوہا زمنا مثلا فاحتاجہا فعلیہا تعاہدہ ولو بقدر احتیاجہ الیہا ہذا ان لم یکن من یقوم علیہ ولو کان کافرا وان ابی الزوج لرجحان حق الوالد وہل لہا النفقۃ الظاہر لا ۱۲ در مختار ص۹۱۵ ج۲

۴ خواہ باپ ہو یا ماں یا اور کوئی جسکے حقوق والدین کے حقوق کی طرح ہوں ۱۲

۵ عالمگیری ص۵۵۶ ج۱ ۱۲

۶ عالمگیری ص۵۵۷-۵۵۸ ج۱

۷ النکاح الصحیح وما ہو فی معناہ من النکاح الفاسد الحکم فیہ انہ یثبت النسب من غیر دعوۃ ولا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان فان کان ممن لا لعان بینہما لا ینتفی نسب الولد واذا تزوج الرجل امرأۃ فجاءت بالولد لاقل من ستۃ اشہر منذ تزوجہا لم یثبت نسبہ

رہ سکتا ہے اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا ہے۔ **مسئلہ[۳]** - شریعت[۲] کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہو سکے تب تک لڑکے کو حرامی نہ کہیں گے جب بالکل مجبوری ہو جاوے تب حرامی ہونے کا حکم لگاویں گے۔ اور عورت کو گنہگار ٹھیرادیں گے۔ **مسئلہ[۴]** - کسی[۲] نے اپنی بی بی کو طلاق جعی دیدی۔ پھر دو برس سے کم میں اس کے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہے۔ اس کو حرامی کہنا درست نہیں۔ شریعت سے اس کا نسب ٹھیک ہے۔ اگر دو برس سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ ایسا سمجھینگے کہ طلاق سے پہلے کا پیٹ ہے اور دو برس تک بچّہ پیٹ میں رہا اور اب بچّہ ہونے کے بعد اس کی عدّت ختم ہوئی اور نکاح سے الگ ہوئی۔ ہاں اگر وہ عورت اس جننے سے پہلے خود ہی اقرار کر چکی ہو کہ میری عدّت ختم ہو گئی ہے تو مجبوری ہے۔ اب یہ لڑکا حرامی ہے بلکہ ایسی عورت کے اگر دو برس کے بعد لڑکا ہوا اور ابھی تک عورت نے اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے تب بھی وہ لڑکا اسی شوہر ہی کا ہے چاہے جے برس میں ہوا ہو۔ اور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق دیدینے کے بعد عدّت میں صحبت کی تھی اور طلاق سے باز آگیا تھا۔ اسلئے وہ عورت اب لڑکا پیدا ہونے کے بعد بھی اسی کی بی بی ہے اور نکاح دونوں کا نہیں ٹوٹا۔ اگر مرد کا لڑکا نہ ہو تو وہ کہدے کہ میرا نہیں ہے اور جب انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔ **مسئلہ[۵]** - اگر طلاق بائن دیدی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو برس[۶] کے اندر اندر پیدا ہو تب تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد ہو تو وہ حرامی ہے۔ ہاں اگر دو برس کے بعد پیدا ہونے پر بھی مرد دعوٰی کرے کہ یہ لڑکا میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اور ایسا سمجھینگے کہ عدّت کے اندر دھوکے سے صحبت کر لی ہوگی اُس سے پیٹ رہ گیا۔ **مسئلہ[۶]** - اگر نابالغ[۵] لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب قریب ہو گئی ہے پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے۔ اور اگر نو مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے۔ البتہ وہ لڑکی عدّت کے اندر ہی یعنی تین مہینے سے پہلے اقرار کر لے کہ مجھ کو پیٹ ہے تو وہ لڑکا حرامی نہ ہوگا۔ دو برس کے اندر اندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلاوے[۵] گا۔ **مسئلہ** - کسی[۶] کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا لڑکا ہے۔ ہاں اگر وہ عورت اپنی عدت ختم ہو جانے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے۔ اب حرامی کہا جاوے گا۔ اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہو تب بھی حرامی ہے۔

تنبیہ - ان مسئلوں سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی جو عادت ہے کہ اگر کسی کے مرے پیچھے نو[۹] مہینہ سے ایک دو مہینہ بھی زیادہ گذر کر لڑکا پیدا ہو تو اس عورت کو بدکار سمجھتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے

[۱] دیکھو حاشیہ نمبر ۲۹ صفحہ ۱۲

[۲] ویثبت نسب ولد المطلقة الرجعية اذا جاءت به لسنتين او اكثر مالم تقر بانقضاء عدتها لاحتمال العلوق في حالة العدة لجواز انها تكون ممتدة الطهر وان جاءت به لاقل من سنتين بانت من زوجها بانقضاء العدة وثبت نسبه لوجود العلوق في النكاح او في العدة ولا يصير مراجعا لانه يحتمل العلوق قبل الطلاق ويحتمل بعده فلا يصير مراجعا بالشك وان جاءت به لاكثر من سنتين كانت رجعة لان العلوق بعد الطلاق والظاهر انه منه لانتفاء الزنا منها فيصير بالوطي مراجعا ۱۲ ہدایہ ص ۴۱۱ ج ۲ ودرالمختار ص ۸۵۷-۸۵۸ ج ۲

[۳] والمبتوتة يثبت نسب ولدها اذا جاءت به لاقل من سنتين لانه يحتمل ان يكون الولد قائما وقت الطلاق فلا يتيقن بزوال الفراش قبل العلوق فيثبت النسب احتياطا واذا جاءت به لتمام سنتين من وقت الفرقة لم يثبت لان الحمل حادث بعد الطلاق فلا يكون منه لان وطيها حرام الا ان يدعيه لانه التزمه وله وجه بان وطيها بشبهة في العدة ۱۲ ہدایہ ص ۴۱۱ ج ۲ ودرالمختار ص ۸۵۵ ج ۲

[۴] یعنی اگر عورت نے عدت گذر جانے کا اقرار نہ کیا ہو ۱۲

[۵] ہدایہ ص ۴۱۲ ج ۲ ودرالمختار ص ۸۶۱ ج ۲ ۱۲

[۶] جیسے طلاق بائن دی گئی ہو یہ حکم اس عورت کے متعلق ہے اور جسے طلاق رجعی ملی ہو اسکے اگر ستائیس ماہ سے کم میں بھی بچہ پیدا ہوا تو باپ کا شمار ہوگا ۱۲ [۵] درردالمختار ص ۸۶۱ ج ۲ ۱۲

مسئلہ۔ نکاح[1] کے بعد چھ مہینے سے کم میں لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا ہو تو وہ شوہر کا ہے اس پر بھی شبہ کرنا گناہ ہے۔ البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہوگا۔ مسئلہ[9]۔ نکاح[2] ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا تو وہ لڑکا شوہر[3] ہی سے ہے حرامی نہیں ہے اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں۔ اگر شوہر کا نہ ہو تو انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہوگا۔

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۱ ص۵۶ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

باب (۲۳)

اولاد کی پرورش کا بیان

مسئلہ[1]۔ میاں بی بی میں جدائی ہوئی اور طلاق مل گئی اور گود میں بچہ ہے تو اس کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔ باپ اس کو نہیں چھین سکتا۔ لیکن لڑکے کا سارا خرچ باپ ہی کو دینا پڑے گا۔ اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے باپ کے حوالے کر دے تو باپ کو لینا پڑے گا۔ عورت کو زبردستی نہیں دے سکتا۔ مسئلہ[2]۔ اگر ماں[5] نہ ہو یا ہے تو لیکن اس نے بچہ کے لینے ہی انکار کر دیا تو پرورش کا حق نانی اور پرنانی[6] کو ہے۔ ان کے بعد دادی اور پردادی۔ یہ بھی نہ ہوں تو سگی بہنوں کا حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں۔ سگی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں۔ مگر جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کی اور اس بچہ کی ماں ایک ہو وہ پہلے ہیں اور جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کا اور اس بچہ کا باپ ایک ہے وہ پیچھے ہیں۔ پھر خالہ پھر پھوپھی۔ مسئلہ[3]۔ اگر ماں[7] نے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچہ کا محرم رشتہ دار نہیں یعنی اس رشتہ میں ہمیشہ کیلئے نکاح حرام نہیں ہوتا تو اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ البتہ اگر اسی بچہ کے کسی ایسے رشتہ دار سے نکاح کیا جس سے نکاح درست نہیں ہوتا جیسے اس کے چچا سے نکاح کر لیا۔ یا ایسا ہی کوئی اور رشتہ ہو تو ماں کا حق باقی ہے ماں کے سوا کوئی اور عورت جیسے بہن خالہ وغیرہ غیر مرد سے نکاح کرے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ مسئلہ[4]۔ غیر مرد[8] سے نکاح کر لینے کی وجہ سے حق جاتا رہا تھا لیکن پھر اس مرد نے چھوڑ دیا یا مر گیا تو اب پھر اس کا حق لوٹ آئے گا اور بچہ اس کے حوالہ کر دیا جاوے گا مسئلہ[5]۔ بچہ[9] کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی عورت بچہ کی پرورش کے لئے نہ ملے تو اب باپ زیادہ مستحق ہے۔ پھر دادا وغیرہ اسی ترتیب سے جو ہم ولی نکاح کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں لیکن اگر نامحرم رشتہ دار ہو اور لڑکے کو اسے دینے میں آئندہ چل کر کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو اس

---

[1] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بالولد لاقل من ستة اشهر منذ تزوجها لم يثبت نسبه وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت فان جحد الولادة تثبت بشهادة امرأة واحدة تشهد بالولادة ۱۲ عالمگیری $\frac{ص۵۳۶}{ج۱}$ و فی الهداية وينفى عن الزوج يلاعن ۱۲ هدايه $\frac{ص۴۱۳}{ج۲}$

[2] قال اصحابنا لثبوت النسب ثلاث مراتب الادنى لنكاح الصحيح وما هو فی معناه من النكاح الفاسد والحكم فيه انه يثبت النسب من غير دعوة ولا ينتفی بمجرد النفی وانما ينتفی باللعان ۱۲ عالمگیری $\frac{ص۵۳۶}{ج۱}$

[3] اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں سمجھا جائیگا کہ وہ شوہر کی نطفہ سے ہے بلکہ قانون شریعت میں وہ لڑکا شوہر کا شمار ہوگا یعنی وراثت وغیرہ کے حقوق اسے پہنچیں گے ۱۲

[4] ہدایہ $\frac{ص۴۱۴}{ج۲}$ ۱۲

[5] درمختار $\frac{ص۸۷۰-۸۶۸}{ج۲}$ ۱۲

[6] یعنی جب کہ نانی نہ ہو یا نانی لینے سے انکار کرے اسی طرح باقی لوگوں میں سمجھ لینا چاہئے ۱۲

[7] عالمگیری $\frac{ص۵۴۱}{ج۱}$ ۱۲

[8] من سقط حقها بالتزوج يعود اذا ارتفعت الزوجية ۱۲ عالمگیری $\frac{ص۵۴۱}{ج۱}$

[9] عالمگیری $\frac{ص۵۴۲}{ج۱}$ ۱۲

صورت میں ایسے شخص کے سپرد کرینگے جہاں ہر طرح اطمینان ہو۔ **مسئلہ ۶** لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہو تب تک اس کی پرورش کا حق رہتا ہے۔ جب سات برس کا ہو گیا تو اب باپ اسکو زبردستی لے سکتا ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق نو برس تک رہتا ہے۔ جب نو برس کی ہو گئی تو باپ لے سکتا ہے۔ اب اس کو روکنے کا حق نہیں ہے۔

باب (۲۴) شوہر کے حقوق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بنایا ہے اور بہت بزرگی دی ہے۔ شوہر کا راضی اور خوش رکھنا بڑی عبادت ہے اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت گناہ ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے رہے یعنی پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جاوے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازہ سے اس کا جی چاہے جنت میں بے کھٹکے چلی جاوے۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جس کی موت ایسی حالت پر آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے تو وہ جنتی ہے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کیلئے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے میاں کو سجدہ کیا کرے۔ اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر اس پہاڑ تک لیجاوے اور اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر تیسرے پہاڑ تک لے جاوے تو اس کو یہی کرنا چاہئے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے کام کے لئے بلاوے تو ضرور اس کے پاس آوے اگرچہ چولھے پر بیٹھی ہو تب بھی چلی آوے۔ مطلب یہ ہے کہ چاہے جتنے ضروری کام پر بیٹھی ہو، سب چھوڑ چھاڑ کر چلی آوے۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جب کسی مرد نے اپنے پاس اپنی عورت کو لیٹنے کیلئے بلایا اور وہ نہ آئی۔ پھر وہ اسی طرح غصہ میں لیٹ رہا تو صبح تک سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں اور حضرت نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اس کی بی بی بنے گی یوں کہتی ہے کہ تیرا خدا ناس کرے۔ تو اس کو مت ستا۔ یہ تو تیرے پاس مہمان ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آویگا اور حضرت نے فرمایا ہے کہ تین طرح کے آدمی ایسے ہیں کہ جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے۔ ایک تو وہ لونڈی غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے۔ دوسرے وہ عورت جس کا شوہر

ف والحاضنۃ اما اوغیرہا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی لانہ الغالب والام والجدۃ احق بہا بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ وغیرہما احق بہا حتی تشتہی وقدر بتسع وبہ یفتی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی لکثرۃ الفساد ۱۲ درمختار ص ۲۰۸۴ ۱۲

ف عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ اذا صلت خمسہا وصامت شہرہا واحصنت فرجہا واطاعت بعلہا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱۲ مشکوۃ ص ۲۸۱

ف عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ ماتت وزوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ رواہ الترمذی ۱۲

ف عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا رواہ الترمذی ۱۲ مشکوۃ ص ۲۸۱

ف عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا تقبل لہم صلوۃ ولا [illegible] لہم الی السماء حسنۃ العبد الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیہم والمرأۃ الساخط علیہا زوجہا حتی یرضی والسکران الخ ص ۳۶ الخ

ف مراد یہ ہے کہ کامل ثواب نہیں ملیگا ۱۲ ف مگر یہ سجدہ ادب کا ہوتا عبادت کا نہیں لیکن اب کسی کا سجدہ جائز نہیں ۱۲

اس سے ناراض ہو۔ تیسرے[۳] وہ جو نشہ میں مست ہو۔ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب سے اچھی عورت کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ عورت جب اس کا میاں اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے[۱] اور جب کچھ کہے تو کہا مانے اور اپنی جان و مال میں[۲] کچھ اس کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔ ایک حق مرد کا یہ ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بے اس کی اجازت کے نفل روزے نہ رکھا کرے اور بے اس کی اجازت کے نفل نماز نہ پڑھے۔ ایک حق اس کا یہ ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے اور میلی کچیلی نہ رہا کرے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے۔ یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت سنگار نہ کرے تو مرد کو مارنے کا اختیار ہے۔ ایک حق یہ ہے کہ بے میاں کی اجازت گھر سے باہر کہیں نہ جاوے۔ عزیز اور رشتہ دار کے نہ کسی غیر کے گھر۔

باب (۲۵) میاں کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ

یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بی بی کا ایسا سابقہ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے۔ اگر دونوں کا دل ملا ہوا رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت[۳] نہیں۔ اور اگر خدا نخواستہ دلوں میں فرق آگیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اس لئے جہاں تک ہو سکے میاں کا دل ہاتھ میں لئے رہو اور اسکے آنکھ کے اشارہ پر چلا کرو۔ اگر وہ حکم کرے کہ رات بھر ہاتھ باندھے کھڑی رہو تو دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارا کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو۔ کسی وقت کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو۔ اگر وہ دن کو رات بتلا دے[۴] تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو۔ کم سمجھی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعضی بیبیاں ایسی باتیں کر بیٹھتی ہیں جس سے مرد کے دل میں میل آجاتا ہے۔ کہیں بے موقع زبان چلا دی کوئی بات طعنہ و تشنیع کی بدلائی۔ غصہ میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ خواہ مخواہ سنکر برا لگے۔ پھر جب اس کا دل پھر گیا تو روتی پھرتی ہیں خوب سمجھ لو کہ دل پر میل آجانے کے بعد اگر وہ چار دن میں تم نے کہہ سنکر منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی۔ پھر ہزار باتیں بناؤ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہتی۔ جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آجاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے فلانے دن ایسا کہا تھا اسلئے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہئے کہ خدا اور رسول کی بھی خوشی ہو اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں درست ہو جائیں۔ سمجھدار بیبیوں کو کچھ بتلانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے وہ خود ہی ہر بات کے اچھے برے کو دیکھ لیویں گی۔ لیکن پھر بھی ہم بعضی ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔ جب تم ان کو خوب سمجھ لوگی۔ تو اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہو جایا کریں گی۔ شوہر کی حیثیت سے زائد خرچ نہ مانگو۔ جو کچھ جڑے ملے اپنا گھر سمجھ کر

[۱] یعنی عورت ہر وقت ایسے اخلاق اور افعال کا اظہار کرتی رہے جسکو دیکھ کر شوہر خوش ہوتا رہے

[۲] یہاں اپنے مال سے مراد شوہر کا مال ہے چونکہ وہ شوہر کے مال کی امین ہوتی ہے اسلئے اسکے پاس شوہر کا مال رکھا رہتا ہے اس لئے اس کا مال تحریر کیا گیا لہذا مطلب یہ ہوا کہ جو مال شوہر کا اسکے پاس رکھا ہو اسے اس طرح خرچ نہ کرے کہ شوہر کو ناگوار گذرے ۱۲

[۳] مطلب یہ ہے کہ یہ نعمت عظمیٰ ہے ۱۲

[۴] یعنی دن کو

بنانا مبالغہ ہے مراد یہ ہے کہ اگر طبیعت کے خلاف بھی کوئی چیز پیش آئے تو اس میں شوہر کی اطاعت اور موافقت کرے ۱۲

چٹنی روٹی کھا کے بسر کرو۔ اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو نہ اس کے نہ ملنے پر حسرت کرو بالکل منہ سے نہ نکالو۔ خود سوچو کہ اگر تم نے کہا تو وہ اپنے دل میں کہیگا کہ اسکو ہمارا کچھ خیال نہیں کہ ایسی بے موقعہ فرمائش کرتی ہے بلکہ اگر میاں امیر ہو تب بھی جہاں تک ہوسکے خود کبھی کسی بات کی فرمائش ہی نہ کرو۔ البتہ اگر وہ خود پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لادیں تو خیر بتلادو کہ فرمائش کرنے سے آدمی نظروں سے گھٹ جاتا ہے اور اسکی بات ہیٹی ہو جاتی ہے کسی بات پر ضد اور ہٹ نہ کرو۔ اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس وقت جانے دو۔ پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقہ سے طے کر لینا۔ اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گذرے تو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو کہ مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس نباہ سے اس کا دل بس تمہاری مٹھی میں ہو جاوے۔ اگر تمہارے لئے کوئی چیز لاوے تو پسند آوے یا نہ آوے۔ ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو۔ یہ نہ کہو کہ یہ چیز بری ہے ہمارے پسند نہیں ہے اس سے اس کا دل تھوڑا ہو جائے گا اور پھر کبھی کچھ لانے کو نہ چاہے گا اور اگر اس کی تعریف کر کے خوشی سے لے لوگی تو دل اور بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ چیز لاویگا کبھی غصہ میں آکر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس موئے اُجڑے گھر میں آکر میں نے دیکھا کیا۔ بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی۔ میّا باوا نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھنسا دیا۔ ایسی آگ میں جھونک دیا کہ ایسی باتوں سے پھر دل میں جگہ نہیں رہتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول[۱] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھیں۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جاویںگی؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ اوروں پر لعنت بہت کیا کرتی ہیں۔ اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں تو خیال کرو کہ یہ ناشکری کتنی بُری چیز ہے اور کسی پر لعنت کرنا یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی مار۔ خدا کی پھٹکار۔ فلانی کا لعنتی چہرہ ہے۔ منہ پر لعنت برس رہی ہے۔ یہ سب باتیں بہت بری ہیں شوہر کو کسی بات پر غصہ آگیا تو ایسی بات نہ کہو کہ غصہ اور زیادہ ہو جاوے ہر وقت مزاج دیکھ کر کے بات کرو اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل لگی میں خوش ہے تو ہنسی دل لگی کرو اور نہیں تو ہنسی دل لگی نہ کرو جیسا مزاج دیکھو ویسی باتیں کرو۔ کسی بات پر تم سے خفا ہو کر روٹھ گیا تو تم بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھ رہو بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بنے اس کو منالو۔ چاہے تمہارا قصور نہ ہو شوہر ہی کا قصور ہو۔ تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو۔ اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر[۲] اور اپنی عزت سمجھو اور خوب سمجھ لو کہ میاں بی بی کا ملاپ فقط خالی خولی محبت سے نہیں ہوتا بلکہ محبت کے ساتھ میاں کا ادب بھی کرنا ضرور ہے۔ میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ میاں سے ہرگز کبھی کوئی کام مت لو۔ اگر وہ محبت میں آکر کبھی ہاتھ یا سر دبانے لگے تو تم نہ کرنے دو۔ بھلا سوچو کہ اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو کیا تم کو گوارا ہوگا۔ پھر شوہر کا رتبہ تو اس سے بھی زیادہ ہے اُٹھنے بیٹھنے

[۱] عن ابی سعید الخدری قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اضحی او فطر الی المصلی فمر علی النساء فقال یا معشر النساء تصدقن فانی اریتکن اکثر اہل النار فقلن وبم یا رسول اللہ قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر الحدیث متفق علیہ ۱۲ مشکوۃ ص ۱۳

[۲] فخر کرنا یعنی اترانا اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ۱۲

میں بات چیت میں غرضکہ ہر بات میں ادب تمیز کا پاس اور خیال رکھو اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو اسی وقت
اینٹھ کر الگ بیٹھنا تو اور بھی پوری بیوقوفی اور نادانی ہے۔ ایسی باتوں سے دل پھٹ جاتا ہے جب کبھی پردیس
سے آوے تو مزاج پوچھو۔ خیریت دریافت کرو کہ وہاں کس طرح رہے۔ تکلیف تو نہیں ہوئی۔ ہاتھ پاؤں پکڑ لو کہ
تم تھک گئے ہو گے۔ بھوکا ہو تو روٹی پانی کا بندوبست کرو۔ گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھل کر ٹھنڈا کرو۔ غرضکہ اسکی
راحت و آرام کی باتیں کرو۔ روپے پیسے کی باتیں ہرگز نہ کرنے لگو کہ ہمارے واسطے کیا لائے کتنا خرچ لائے۔
خرچ کا بٹوا کہاں ہے۔ دیکھیں کتنا ہے جب وہ خود دیوے تو لیلو۔ یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے اتنے
مہینے میں بس اتنا ہی لائے تم بہت خرچ کر ڈالتے ہو۔ کاہے میں اٹھایا۔ کیا کر ڈالا۔ کبھی خوشی کے وقت سلیقہ کے
ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اس کا کچھ حرج نہیں۔ اگر اس کے ماں باپ زندہ ہوں اور روپیہ پیسہ سب
ان ہی کو دیوے۔ تمہارے ہاتھ پر نہ رکھے تو کچھ برا نہ مانو بلکہ اگر تم کو دیوے بھی تب بھی عقلمندی کی بات یہ ہے
کہ تم اپنے ہاتھ میں نہ لو اور یہ کہو کہ ان ہی کو دیوے۔ تاکہ ان کا دل میلا نہ ہو اور تم کو برا نہ کہیں گے کہ بہو نے لڑکے
کو اپنے ہی پھندے میں کر لیا۔ جبتک ساس خسر[1] زندہ رہیں ان کی خدمت کو ان کی تابعداری کو فرض جانو اور
اسی میں اپنی عزت سمجھو۔ اور ساس نندوں[2] سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو۔ کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے
کی یہی جڑ ہے۔ خود سوچو کہ ماں باپ نے اسے پالا پوسا۔ اور اب بڑھاپے میں اس آسرے پر اسکی شادی بیاہ کیا
کہ ہم کو آرام ملے اور جب بہو آئی تو ڈولے سے اترتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ میاں آج ہی ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ پھر
جب ماں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیٹے کو ہم سے چھڑاتی ہے تو فساد پھیلتا ہے۔ کنبے کے ساتھ مل جل کر رہو۔ اپنا معاملہ
شروع سے ادب لحاظ کا رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی بڑوں کا ادب کیا کرو۔ اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمے نہ رکھو
اور اپنی کوئی چیز پڑی نہ رہنے دو کہ فلانی اس کو اٹھالیوے گی جو کام ساس نندیں کرتی ہیں تم اس کے کرنے سے عار
نہ کرو تم خود بے کہے ان سے لیلو اور کردو۔ اس سے ان کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا ہو جاوے گی۔ جب دو آدمی
چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ۔ اور اس کی ٹوہ مت لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی تھیں
اور خواہ مخواہ یہ بھی نہ خیال کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہوتی ہونگی۔ یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سسرال[3] میں بیدلی
سے مت رہو اگرچہ نیا گھر نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے۔ لیکن جی کو سمجھانا چاہئے نہ کہ وہاں روتے بیٹھی
رہیں اور جب دیکھو تو بیٹھی رو رہی ہیں۔ جانے دیر نہیں ہوئی اور آنے کا تقاضا شروع کر دیا۔ بات چیت میں
خیال رکھو نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کرو جو بری لگے نہ اتنی کم کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو کہ یہ بھی بیجا
غرور سمجھا جاتا ہے۔ اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار اور بری لگے تو میکے میں آکر چغلی نہ کھاؤ۔ سسرال کی ذرا
ذرا سی بات آکر ماں سے کہنا اور ماؤں کا خود کھود کھود کر پوچھنا بڑی بری بات ہے اسی سے لڑائیاں ہوتی ہیں۔

[1] خسر یعنی سسرا میاں کا باپ بیوی کا خسر ہوتا ہے اور بیوی کا باپ میاں کا خسر کہلاتا ہے ۱۲ [2] نند کہتے ہیں خاوند کی ہمشیرہ کو ۱۲ [3] سسرال۔ میاں کا گھر

اور جھگڑے بکھیڑے ہوتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ تمیز سے رکھو۔ رہنے کا کمرہ صاف رکھو گندہ نہ رہے۔ بستر میلا کچیلا نہ ہو۔ شکن نکال ڈالو۔ تکیہ میلا ہو گیا ہو تو غلاف بدل دو۔ نہ ہو تو سی ڈالو۔ جب خود اس نے کہا اور اس کے کہنے پر تم نے کیا تو اس میں کیا بات رہی لطف تو اسی میں ہے کہ بے کہے سب چیزیں ٹھیک کر دو۔ جو چیزیں تمہارے پاس رکھی ہوں ان کو حفاظت سے رکھو۔ کپڑے ہوں تو تہ کر کے رکھو۔ یوں ہی ملگوج کے نہ ڈالو۔ اِدھر اُدھر نہ ڈالو۔ کہیں قرینے سے رکھو۔ کبھی کسی کام میں حیلہ حوالہ نہ کرو۔ نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس سے اعتبار جاتا رہتا ہے۔ پھر سچی بات کا بھی یقین نہیں آتا۔ اگر غصہ میں کبھی کچھ برا بھلا کہے تو تم ضبط کرو اور بالکل جواب نہ دو۔ وہ چاہے جو کچھ کہے تم چپکی بیٹھی رہو۔ غصہ اترنے کے بعد دیکھنا کہ خود پشیمان ہوگا اور تم سے کتنا خوش رہے گا اور پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ تم پر غصہ نہ کرے گا۔ اگر تم بھی بول اٹھیں تو بات بڑھ جائیگی پھر نہ معلوم کہاں تک نوبت پہنچے۔ ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت نہ لگاؤ کہ تم فلانی کے ساتھ بہت ہنسا کرتے ہو۔ وہاں زیادہ جایا کرتے ہو۔ وہاں بیٹھے کیا کرتے ہو کہ اس میں اگر مرد بے قصور ہو تو تم ہی سوچو کہ اسکو کتنا برا لگے گا۔ اور سچ مچ اس کی عادت ہی خراب ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے اور بکنے جھکنے سے کوئی دباؤ ڈال کر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے اپنی طرف سے دل میلا کرانا ہو تو کرا لو۔ ان باتوں سے کہیں عادت چھوٹتی ہے۔ عادت چھڑانا ہو تو عقلمندی سے رہو۔ تنہائی میں چپکے سے سمجھاؤ بجھاؤ۔ اگر سمجھانے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوٹے تو خیر صبر کر کے بیٹھی رہو لوگوں کے سامنے گاتی مت پھرو اور اس کو رسوا نہ کرو۔ نہ گرم ہو کر اس کو زیر کرنا چاہو کہ اس میں زیادہ کد (ضد) ہو جاتی ہے اور غصہ میں آکر زیادہ کرنے لگتا ہے۔ اگر تم غصہ کرو گی اور لوگوں کے سامنے بک جھک کے رسوا کرو گی تو جتنا تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا۔ پھر اس وقت روتی پھرو گی۔ اور یہ خوب یاد رکھو مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے۔ دباؤ اور زبردستی سے ہرگز زیر نہیں ہو سکتے۔ ان کے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے۔ ان پر غصہ گرمی کر کے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔ اگرچہ اسکا انجام سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہوگا۔ لکھنؤ میں ایک بی بی کے میاں بڑے بدچلن ہیں۔ دن رات باہر ہی بازاری عورت کے پاس رہا کرتے ہیں۔ گھر میں بالکل نہیں آتے اور طرہ یہ کہ وہ بازاری فرمائشیں کرتی ہے کہ آج پلاؤ پکے آج فلانی چیز پکے اور وہ بیچاری دم نہیں مارتی جو کچھ میاں کہلا بھیجتے ہیں۔ روز مرہ برابر پکا کر باہر بھیجدیتی ہے اور کبھی کچھ سانس نہیں لیتی ہے۔ ساری خلقت اس بی بی کو کیسی واہ واہ کرتی ہے اور خدا کے یہاں جو اس کو رتبہ ملیگا وہ الگ رہا۔ اور جس دن میاں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دی اور بدچلنی چھوڑ دی اس دن سے بس بی بی کے غلام ہی ہو جاویں گے۔

کہلا بھیجتے ہیں اس بازاری عورت کو آپ نہ شریک کریں تو بہتر ہے ۱۲

باب (۲۶) **اولاد کے پرورش کرنیکا طریقہ**

جاننا چاہئے کہ یہ امر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بری پختہ ہوجاتی ہے وہ عمر بھر نہیں جاتی۔ اسلئے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔ نمبر (۱) نیک بخت دیندار عورت کا دودھ پلاویں۔ دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ نمبر (۲) عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراونی چیزوں سے سو یہ بری بات ہے اس سے بچہ کا دل کمزور ہوجاتا ہے۔ نمبر (۳) اسکے دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کے لئے وقت مقرر رکھو کہ وہ تندرست رہے۔ نمبر (۴) اس کو صاف ستھرا رکھو کہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔ نمبر (۵) اس کا بہت بناؤ سنگار مت کرو۔ نمبر (۶) اگر لڑکا ہو اسکے سر پر بال مت بڑھاؤ۔ نمبر (۷) اگر لڑکی ہے اس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہوجائے زیور مت پہناؤ۔ اس سے ایک تو ان کی جان کا خطرہ ہے دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں۔ نمبر (۸) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو اسی طرح کھانے پینے کی چیز اُن کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تاکہ ان کو سخاوت کی عادت ہو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں انکے ہاتھ سے دلوایا کرو۔ خود جو چیز شرع سے انؔ ہی کی ہو اس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔ نمبر (۹) زیادہ کھانیوالوں کی بُرائی اس کے سامنے کیا کرو۔ مگر کسی کا نام لیکر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اسکو حبشی سمجھتے ہیں اسکو بیل جانتے ہیں۔ نمبر (۱۰) اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو۔ اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں تم ماشاء اللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔ نمبر (۱۱) اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت تکلف کے کپڑوں کی اسکو عادت مت ڈالو۔ نمبر (۱۲) اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔ نمبر (۱۳) چلاّ کر بولنے سے روکو۔ خاصکر اگر لڑکی ہو تو چلاّنے پر خوب ڈانٹو۔ ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہوجاویگی۔ نمبر (۱۴) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے سے اُن کے ساتھ کھیلنے سے انکو بچاؤ۔ نمبر (۱۵) ان باتوں سے اس کو نفرت دلاتی رہو غصہ۔ جھوٹ بولنا۔ کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا۔ چوری کرنا۔ چغلی کھانا۔ اپنی بات کی پچ کرنا۔ خواہ مخواہ اسکو بنانا۔ بیفائدہ بہت باتیں کرنا۔ بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا۔ دھوکہ دینا بھلی بری بات کا نہ سوچنا اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہوجاوے فوراً اسکو روکو اس پر تنبیہ کرو۔ نمبر (۱۶) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو تاکہ پھر ایسا نہ کرے ایسی باتوں میں بیجا لاڈ ہمیشہ کو بچہ کو کھو دیتا ہے

ؔ یعنی ان بچوں کی ملکیت و تصرف میں ہو ۱۲

نمبر (۱۷) بہت سویرے مت سونے دو۔ نمبر (۱۸) سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔ نمبر (۱۹) جب سات برس کی عمر ہو جاوے نماز کی عادت ڈالو۔ نمبر (۲۰) جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جاوے اوّل قرآن مجید پڑھواؤ۔ نمبر (۲۱) جہانتک ہو سکے دیندار استاد سے پڑھواؤ۔ نمبر (۲۲) مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔ نمبر (۲۳) کسی کسی وقت ان کو نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو۔ نمبر (۲۴) انکو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشقی معشوقی کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا اور بیہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔ نمبر (۲۵) ایسی کتابیں پڑھواؤ جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آجاوے۔ نمبر (۲۶) مکتب سے آجانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کیلئے اسکو کھیلنے کی اجازت دو تاکہ اس کی طبیعت کند نہ ہو جاوے لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔ نمبر (۲۷) آتشبازی یا باجہ یا فضول چیزیں مول لینے کے لئے پیسے مت دو۔ نمبر (۲۸) کھیل تماشے دکھلانے کی عادت مت ڈالو۔ نمبر (۲۹) اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھلادو جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کرکے اپنا اور اپنے بچوں کا گذارہ کر سکے۔ نمبر (۳۰) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھلادو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔ نمبر (۳۱) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اپاہج اور سست نہ ہو جائیں۔ انکو کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھادیں صبح کو سویرے اٹھ کر تہ کرکے احتیاط سے رکھدیں کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ اُدھڑا پھٹا خود سی لیا کریں۔ کپڑے خواہ میلے ہوں خواہ اُجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں کیڑے کا چوہے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھوبن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں اور گن کر پڑتال کر لیں۔ نمبر (۳۲) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔ نمبر (۳۳) لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے سینے پرونے کپڑے رنگنے چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کرکے دیکھا کرو کہ کیونکر ہو رہا ہے۔ نمبر (۳۴) جب بچہ سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو تاکہ اس کا دل بڑھے اور جب اسکی کوئی بری بات دیکھو اوّل تنہائی میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے دل میں کیا کہتے ہونگے اور جس جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہیگا۔ خبردار پھر ایسا مت کرنا نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے اور پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔ نمبر (۳۵) ماں کو چاہئے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔ نمبر (۳۶) بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو کھیل ہو یا کھانا ہو یا کوئی اور شغل ہو جو کام چھپا کر کریگا سمجھ جاؤ کہ وہ اسکو برا سمجھتا ہے سو وہ اگر برا ہے تو اس سے چھڑادو۔ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پیئے۔ نمبر (۳۷) کوئی کام محنت کا اسکے ذمہ مقرر کر دو جس سے صحت اور ہمت رہے سستی نہ آنے پاوے۔ مثلاً لڑکوں کے لئے ڈنڈ مگدر کرنا۔ ایک آدھ میل چلنا اور لڑکیوں کیلئے چکی یا چرخہ چلانا ضرور ہے۔ اسمیں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہ سمجھینگے۔ نمبر (۳۸) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔ نمبر (۳۹) اسکو عاجزی اختیار کرنیکی

بعد ما بن بیدیک مغزلا فقالت انہ یطرد الشیطان ویذہب حدیث النفس وانہ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اعظمکن اجرا اطولکن طاقۃ (الا جر الجزل فی الغزل ص

عادت ڈالو۔ زبان سے چال سے برتاؤ سے شیخی نہ تکبر ہونے پاوے۔ یہاں تک کہ اپنے ہم عمر بچوں میں بیٹھکر اپنے کپڑے یا مکان یا خاندان یا کتاب وقلم ودوات تختی تک کی تعریف نہ کرنے پاوے۔ نمبر (۴۰) کبھی کبھی اسکو دو یا چار پیسے دیدیا کرو کہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کرے مگر اس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خرید ے نمبر (۴۱) اس کو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ تھوڑا تھوڑا ہم لکھے دیتے ہیں۔

باب (۲۷) کھانے کا طریقہ

داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ شروع میں بسم اللہ کہو۔ اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اوروں سے پہلے مت کھاؤ۔ کھانے کو گھور کر مت دیکھو۔ کھانیوالوں کی طرف مت دیکھو۔ بہت جلدی جلدی مت کھاؤ۔ خوب چبا کر کھاؤ جبتک لقمہ نہ نگل لو دوسرا لقمہ منھ میں مت رکھو۔ شوربا وغیرہ کپڑے پر نہ ٹپکنے پاوے۔ انگلیاں ضرورت سے زیادہ نہ سننے پاویں۔

باب (۲۸) محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ

جس سے ملو۔ ادب سے ملو نرمی سے ملو۔ محفل میں تھوکو نہیں۔ وہاں ناک صاف مت کرو اگر ایسی ضرورت ہو وہاں سے الگ چلی جاؤ۔ وہاں اگر جمائی یا چھینک آوے منھ پر ہاتھ رکھ لو۔ آواز پست کرو۔ کسی کی طرف پشت مت کرو۔ کسی کی طرف پاؤں مت کرو۔ ٹھوڑی سے نیچے ہاتھ دیکر مت بیٹھو۔ انگلیاں مت چٹخاؤ۔ بلا ضرورت بار بار کسی کی طرف مت دیکھو۔ ادب سے بیٹھی رہو۔ بہت مت بولو۔ بات بات میں قسم مت کھاؤ۔ جہاں تک ممکن ہو خود کلام مت شروع کرو۔ جب دوسرا شخص بات کرے خوب توجہ سے سنو۔ تاکہ اس کا دل نہ بجھے البتہ اگر گناہ کی بات ہو مت سنو یا تو منع کردو یا وہاں سے اٹھ جاؤ۔ جبتک کوئی شخص بات پوری نہ کرلے بیچ میں مت بولو جب کوئی آوے اور محفل میں جگہ نہ ہو ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ۔ مل ملکر بیٹھ جاؤ کہ جگہ ہو جاوے جب کسی سے ملو۔ یا رخصت ہونے لگو۔ السّلام علیکم کہو اور جواب میں وعلیکم السّلام کہو۔ اور طرح طرح کے الفاظ مت کہو۔

باب (۲۹) حقوق کا بیان

ماں باپ کے حقوق۔ نمبر (۱) ان کو تکلیف نہ پہنچاوے اگرچہ انکی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔ نمبر (۲) زبان سے برتاؤ سے اُن کی تعظیم کرے۔ نمبر (۳) جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرے۔ نمبر (۴) اگر انکو حاجت ہو مال سے انکی خدمت کرے اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد اُن کے یہ حقوق ہیں۔ نمبر ۱۔ انکے لئے دعائے مغفرت ورحمت کرتا رہے نفل عبادت اور خیرات کا ثواب انکو پہنچاتا رہے۔ نمبر ۲۔ انکے ملنے والوں کے ساتھ

لہ اذا اکل احدکم طعاما فلیذکر بسم اللہ ولیاکل مما یلیہ ولیاکل بیمینہ وایاکم والفرق فالبرکۃ تنزل من اعلاہ ولایاکل احدکم بشمالہ فان الشیطان یاکل ویشرب بشمالہ دلبستان العارفین ۲۵ واما الاربع التی ہی آداب فاولہا ان یاکل مما یلیہ والثانی ان یصغر اللقمۃ والثالث ان یمضغہا مضغا ناعما والرابع ان لاینظر الی لقمۃ غیرہ دلبستان العارفین ۲۱۵ ۵ بستان العارفین ۲۱۹ و ۱۹۸ و مراقی الفلاح

احسان اور خدمت سے اچھی طرح پیش آوے۔ نمبر۳۔ اُن کے ذمہ جو قرضہ ہو یا کسی جائز کام کی وصیت کر گئے ہوں اور خدا نے مقدور دیا ہو اسکو ادا کر دے۔ نمبر۴۔ اُنکے مرنیکے بعد خلاف شرع رونے اور چلانے سے بچے۔ ورنہ ان کی روح کو تکلیف ہوگی۔ اور دادا۔ دادی اور نانا۔ نانی کا حکم شرع میں مثل ماں باپ کے ہے۔ ان کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث[1] کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انا کے حقوق یہ ہیں۔ نمبر۱۔ اسکے ساتھ ادب سے پیش آنا۔ نمبر۲۔ اگر اس کو مال کی حاجت ہو اور اپنے پاس گنجائش ہو اس کا خیال کرنا۔ سوتیلی ماں چونکہ باپ کی دوست ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اسلئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں جیسا ابھی مذکور ہوا۔ بڑا بھائی حدیث[2] کی رو سے مثل باپ کے ہے۔ اسلئے معلوم ہوا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس ان کی آپس میں ویسے ہی حقوق ہوں گے۔ جیسے ماں باپ اور اولاد کے ہیں اسی طرح بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو سمجھ لینا چاہیئے

قرابت داروں[3] کے حقوق نمبر۱۔ اپنے سگے اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو گنجائش کے موافق اُنکے ضروری خرچ کی خبر گیری رکھے۔ نمبر۲۔ گاہ گاہ ان سے ملتا رہے۔ نمبر۳۔ ان سے قطع قرابت نہ کرے بلکہ اگر کسی قدر اُن سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے۔ علاقۂ مُصَاہرۃ یعنی سسرالی رشتہ کو قرآن میں خدائے تعالیٰ نے نسب میں ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے اور بہنوئی داماد اور بہو اور بیوی کی پہلی اولاد۔ اور اسی طرح میاں کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے اسلئے ان علاقوں میں بھی رعایت احسان و اخلاق کی اوروں سے زیادہ رکھنا چاہیئے۔ عام مسلمانوں کے حقوق۔ نمبر۱۔ مسلمان کی خطا کو معاف کرے۔ نمبر۲۔ اسکے رونے پر رحم کرے۔ نمبر۳۔ اس کے عیب کو ڈھانکے۔ نمبر۴۔ اسکے عذر کو قبول کرے۔ نمبر۵ اسکی تکلیف کو دور کرے۔ نمبر۶۔ ہمیشہ اسکی خیر خواہی کرتا رہے۔ نمبر۷۔ اسکی محبت نباہے۔ نمبر۸۔ اسکے عہد کا خیال رکھے۔ نمبر۹۔ بیمار ہو تو پوچھے۔ نمبر۱۰۔ مر جاوے تو دعا کرے۔ نمبر۱۱۔ اسکی دعوت قبول کرے۔ نمبر۱۲۔ اس کا تحفہ قبول کرے۔ نمبر۱۳۔ اسکے احسان کے بدلے احسان کرے۔ نمبر۱۴۔ اسکی نعمت کا شکر گزار ہو۔ نمبر۱۵۔ ضرورت کے وقت اسکی مدد کرے۔ نمبر۱۶۔ اس کے بال بچوں کی حفاظت کرے۔ نمبر۱۷۔ اسکا کام کر دیا کرے۔ نمبر۱۸۔ اسکی بات کو سنے۔ نمبر۱۹۔ اسکی سفارش کو قبول کرے۔ نمبر۲۰۔ اسکو مراد سے نا امید نہ کرے۔ نمبر۲۱۔ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ نمبر۲۲۔ اسکی گم ہوئی چیز اگر ملجائے تو اس کے پاس پہنچا دے۔ نمبر۲۳۔ اس کے سلام کا جواب دے۔ نمبر۲۴۔ نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے نمبر۲۵۔ اسکے ساتھ احسان کرے نمبر۲۶۔ اگر وہ اسکے بھروسہ قسم کھا بیٹھے تو اسکو پورا کر دے۔ نمبر۲۷۔ اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اسکی مدد کرے۔ اگر وہ کسی پر ظلم کرتا ہو تو روکدے۔ نمبر۲۸۔ اسکے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے۔ نمبر۲۹۔ اس کو رسوا نہ کرے۔ نمبر۳۰۔ جو بات

---

[1] عن البراء بن عازب ؓ عن النبی صلعم قال الخالۃ بمنزلۃ الام (ترمذی ج۲ ص۱۲) ثم الوصل عنہ مشکوۃ ص۶۶
[2] عن سعید بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کبیر الاخوۃ علی صغیرہم حق الوالد علی ولدہ مشکوۃ ص۴۲۱
[3] ... ذاکان ... ذی قرابۃ ... غائبا عنہم قال احیب علیہ ان یصلہم بالہدیۃ بالزیارۃ فان لم یقدر علی الصلۃ بالمال فلیصلہم بالزیارۃ والاعانۃ فی اعمالہم ان احتاجوا وان کان غائبا فلیصلہم بالکتاب الیہم فان قدر علی المسیر الیہم کان المسیر افضل (تنبیہ الغافلین ص۴۹)

اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے نمبر (۳۱) ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے اور مرد سے مرد اور عورت سے عورت مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے نمبر (۳۲) اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جاوے تین روز سے زیادہ کلام ترک نہ کرے۔ نمبر (۳۳) اس پر بدگمانی نہ کرے۔ نمبر (۳۴) اس پر حسد اور بغض نہ کرے۔ نمبر (۳۵) اس کو اچھی بات بتلا دے بری بات سے منع کرے۔ نمبر (۳۶) چھوٹوں پر رحم بڑوں کا ادب کرے۔ نمبر (۳۷) دو مسلمانوں میں رنج ہو جاوے اُن کے آپس میں صلح کرادے۔ نمبر (۳۸) اُس کی غیبت نہ کرے نمبر (۳۹) اسکو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچاوے نہ مال میں نہ آبرو میں۔ نمبر (۴۰) اسکو اٹھا کر اسکی جگہ نہ بیٹھے۔ **ہمسایہ کے حقوق** نمبر (۱) اسکے ساتھ احسان اور رعایت سے پیش آوے۔ نمبر (۲) اسکی بیوی بچوں کی آبرو کی حفاظت کرے۔ نمبر (۳) کبھی کبھی اسکے گھر تحفہ وغیرہ بھیجتا رہے۔ بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اسکو دے نمبر (۴) اسکو تکلیف نہ دے ہلکی ہلکی باتوں میں اُس سے نہ اُلجھے اور جیسے شہر میں ہمسایہ ہوتا ہے اسی طرح سفر میں بھی ہوتا ہے یعنی سفر کا رفیق جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً ساتھ ہو گیا ہو اُس کا حق بھی مثل اسی ہمسایہ کے ہے۔ اسکے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اسکی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے بعض آدمی ریل میں یا بہلی میں دوسری سواریوں کے ساتھ بہت آپا دھاپی کرتے ہیں یہ بہت بُری بات ہے، اسی طرح جو دوسروں کا محتاج ہو جیسے یتیم اور بیوہ یا عاجز ضعیف یا مسکین و بیمار اور ہاتھ پاؤں سے معذور یا مسافر یا سائل ان لوگوں کے یہ حقوق زائد ہیں۔ نمبر (۱) ان لوگوں کی خدمت مال سے کرنا۔ نمبر (۲) ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کر دینا نمبر (۳) اُن لوگوں کی دلجوئی و تسلی کرنا نمبر (۴) ان کی حاجت اور سوال کو رد نہ کرنا۔ **بعضے حقوق صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ہیں گو وہ مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں** نمبر (۱) بے خطا کسی کو جان و مال کی تکلیف نہ دے نمبر (۲) بیوجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔ نمبر (۳) اگر کسی کو مصیبت اور فاقہ اور مرض میں مبتلا دیکھے اسکی مدد کرے کھانا پانی دے۔ علاج معالجہ کرے۔ نمبر (۴) جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے۔ **حیوانات کے حقوق** نمبر (۱) جس جانور سے کوئی فائدہ متعلق نہ ہو اس کو مقید نہ کرے بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا۔ اُنکے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بیرحمی ہے نمبر (۲) جو جانور قابل کھانے کے ہیں انکو بھی محض دل بہلانے کے طور پر قتل نہ کرے نمبر (۳) جو جانور اپنے کام میں ہیں اُنکے کھانے پینے و راحت رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ اُنکی قوت سے زیادہ اُن سے کام نہ لے انکو حد سے زیادہ نہ مارے۔ نمبر (۴) جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کردے۔ اسکو تڑپاوے نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔ **ضروری بات**۔ بات اگر کسی آدمی کے حق میں کچھ کمی ہو گئی ہو تو اُن میں جو حق ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے یا معاف کرالے مثلاً کسی کا قرض رہ گیا تھا یا کسی کی

ہمسایہ کے حقوق

اپاہجوں کے حقوق

آدمی کے حقوق

حیوانات کے حقوق

ضروری علم

خیانت وغیرہ کی تھی۔ اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں اُنکو فقط معاف کرالے مثلاً غیبت وغیرہ کی تھی یا مارا تھا اور اگر کسی وجہ سے حقداروں سے نہ معاف کرا سکتا ہے نہ ادا کر سکتا ہے تو اُن لوگوں کیلئے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اُن لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرا دیں مگر اس کے بعد بھی جب موقع ادا کرنے کا یا معاف کرانے کا ہو اس وقت اس میں بے پروائی نہ کرے اور جو حقوق خود اس کے اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں جن سے امید وصول کی ہو نرمی کے ساتھ اُن سے وصول کرے اور جن سے امید نہ ہو یا وہ حقوق قابل وصول نہ ہوں جیسی غیبت وغیرہ سو اگرچہ قیامت میں اُن کے عوض نیکیاں ملنے کی امید ہے مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ ثواب آیا ہے۔ اس سے بالکل معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے خاصکر جب کوئی شخص منت خوشامد کر کے معافی چاہے۔

باب ۳۱ تجوید یعنی قرآن شریف کو اچھی طرح سنوار کر صحیح پڑھنے کا بیان

مسئلہ۔ اس میں کوشش کرنا واجب ہے اس میں بے پروائی اور سستی کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ فائدہ اسکے قاعدے بہت سے ہیں مگر تھوڑے سے قاعدے جو بہت ضروری اور آسان ہیں لکھے جاتے ہیں تنبیہ۔ ان حرفوں میں خوب اہتمام سے فرق کرنا چاہیے اور اچھی طرح ادا کرنا چاہیے۔ (ا ۔ ع ۔ ء) میں اور (ت ۔ ط) میں اور (ث ۔ س ۔ ص) میں (ح ۔ ہ) میں اور (د ۔ ض) میں اور (ذ ۔ ظ ۔ ز) میں کہ (ت) پُر نہیں ہوتی ہے (ط) پُر ہوتی ہے اور (ث) نرم ہوتی ہے (س) سخت ہوتا ہے (ص) پُر ہوتا ہے اور (ض) کے نکالنے میں زبان کی کروٹ بائیں طرف کی ڈاڑھ سے لگتی ہے سامنے کے دانتوں سے اس کا پڑھنا غلط ہے اور اسکی زیادہ مشق کرنا چاہیے اور (ذ) نرم ہوتی ہے (ز) سخت ہوتی ہے (ظ) پُر ہوتی ہے۔ قاعدہ[۱] یہ حرف ہمیشہ پُر ہوتے ہیں (خ ۔ ص ۔ ض ۔ ط ۔ ظ ۔ غ ۔ ق)۔ قاعدہ[۲] (ن ۔ م) پر جب تشدید ہو غنہ سے پڑھو۔ یعنی اسی آواز کو ذرا دیر تک[۱] ناک میں نکالتی رہو۔ قاعدہ[۳] جس حرف پر زبر یا زیر یا پیش ہو اور اس سے آگے (ا) یا (ی) یا (و) نہ ہو تو اس کو بڑھا کر مت پڑھو۔ جیسے اکثر لڑکیوں کو عادت پڑ جاتی ہے۔ اس طرح پڑھنا غلط ہے جیسے (اَلْحَمْدُ) کو اس طرح پڑھنا (اَلْحَمْدُوْ) یا (مٰلِكِ) کو اس طرح پڑھنا (مٰلِكِی) یا (اِیَّاكَ) کو اس طرح پڑھنا (اِیَّاكَا) اور جہاں (ا) یا (ی) یا (و) ہو اسکو گھٹاؤ مت۔ غرض کھڑے پڑے کا بہت خیال رکھو قاعدہ[۴] پیش کو (واو) کی بو دیکر پڑھو اور زیر کو (ی) کی بو دیکر۔ قاعدہ[۵]۔ جہاں نون پر جزم ہو اور اس نون کے بعد ان حرفوں میں سے کوئی حرف ہو اس نون کو غنہ[۲] سے پڑھو۔ وہ حروف یہ ہیں (ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ك) جیسے اَنْتُمْ ۔ مِنْ ثَمَرَةٍ ۔ فَاَنْجَیْنَاكُمْ ۔ اَنْدَادًا ۔ اَنْذَرْتَهُمْ ۔ اَنْزَلَ ۔ مِنْسَاَتَهٗ ۔ تَنْشُرُ ۔ لِمَنْ صَبَرَ ۔ مَنْضُوْدٍ ۔ فَاِنْ طِبْنَ ۔ فَانْظُرْ ۔ یُنْفِقُوْنَ ۔ مِنْ قَبْلِكَ ۔ اِنْ كُنْتُمْ ۔ قاعدہ[۶] ۔ اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد ان مذکورہ حرفوں میں سے کوئی حرف آجاوے تب بھی اس

[۱] یعنی جتنی دیر میں ایک الف ادا کیا جاتا ہے ۱۲

[۲] یہ اخفاء کے حروف ہیں ان کا قاعدہ یہ ہے کہ ان سے پہلے جو نون ساکن ہے اس کی آواز کو ان حروف کے مخرج میں چھپایا جاتا ہے صحیح طور سے سمجھنے کے لئے کسی مستند قاری سے عملاً اسے سیکھنا چاہیے ۱۲

نون کی آواز پر غنہ کرو جیسے جَنّٰتٍ تَجْرِیْ - جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰی - مِنْ نَّفْسٍ شَیْئًا - رِزْقًا قَالُوْا - رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ - اسی طرح اور مثالیں ڈھونڈلو - قاعدہ - جہاں نون پر جزم ہو اور اسکے بعد حرف (ر) یا حرف (ل) آوے تو اُس نون میں نون کی آواز بالکل نہیں رہتی بلکہ بالکل (ر) یا (ل) میں مل جاتا ہے جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ قاعدہ اسی طرح اگر کسی حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دوپیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد (ر) یا (ل) ہو جب بھی اس نون کی آواز نہ رہیگی (ر) یا (ل) میں مل جاویگا جیسے غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ - قاعدہ (۹) اگر نون پر جزم ہو اور اسکے بعد حرف (ب) ہو تو اس نون کو میم کی طرح پڑھینگے اور اس پر غنہ بھی کرینگے جیسے اَنْۢبِئْهُمْ اس کو اس طرح پڑھینگے اَمْبِئْهُمْ اسی طرح اگر کسی حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دوپیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اسکے بعد (ب) ہو وہاں بھی اس نون کی آواز کو میم کی طرح پڑھیں گے جیسے اَلِيْمٌۢ بِمَا اسکو اسطرح پڑھینگے اَلِيْمُمْ بِمَا - بعضے قرآنوں میں ایسے موقع پر ننھی سی میم لکھ دیتے ہیں اور بعضوں میں نہیں لکھتے مگر پڑھنا سب جگہ چاہیے جہاں جہاں یہ قاعدہ پایا جاوے - قاعدہ (۱۰) جہاں میم پر جزم ہو اور اسکے بعد حرف (ب) ہو تو اس میم پر غنہ کرو جیسے يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ - قاعدہ (۱۱) جس حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دوپیش ہوں اور اسکے بعد والے حرف پر جزم ہو تو وہاں دوزبر کی جگہ ایک زبر پڑھینگے اور وہاں جو الف لکھا ہے اسکو نہ پڑھیں گے اور ایک نون زیر والا اپنی طرف سے نکال کر اس جزم والے حرف سے ملا دینگے جیسے خَيْرًا اۨلْوَصِيَّةُ اسکو اسطرح پڑھینگے خَيْرَنِ الْوَصِيَّةُ اسی طرح دوزیر کی جگہ ایک زیر پڑھیں گے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دینگے فَخُوْرِ الَّذِيْنَ اس کو اس طرح پڑھیں گے فَخُوْرِنِ الَّذِيْنَ اسی طرح دوپیش کی جگہ ایک پیش پڑھینگے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دینگے جیسے نُوْحُ ۨابْنَهٗ اس کو اس طرح پڑھیں گے نُوْحُنِ ابْنَهٗ بعضے قرآنوں میں ننھا سا نون بیچ میں لکھ دیتے ہیں لیکن اگر کسی قرآن میں نہ لکھا ہو جب بھی پڑھنا چاہیے - قاعدہ (۱۲) (ر) پر اگر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھنا چاہیے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - اَمْ هُمْ اور اگر (ر) کے نیچے زیر ہو تو باریک پڑھو جیسے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ اور اگر (ر) پر جزم ہو تو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھو - اگر اس پر زبر یا پیش ہے تو (ر) کو پُر پڑھو جیسے اَنْذَرْتَهُمْ مُرْسَلٌ اور اگر اس سے پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اس جزم والی (ر) کو باریک پڑھو جیسے لَمْ تُنْذِرْهُمْ اور کہیں کہیں یہ قاعدہ نہیں چلتا - مگر وہ مواقع تمہاری سمجھ میں نہ آوینگے زیادہ جگہ یہی قاعدہ ہے - تم یوں ہی پڑھا کرو - قاعدہ (۱۳) - اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ میں جو لام ہے اس لام سے پہلے والے حرف پر اگر زبر یا پیش ہو تو لام کو پُر پڑھو خَتَمَ اللّٰهُ - فَزَادَهُمُ اللّٰهُ - وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اور اگر پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اس لام کو باریک پڑھو جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قاعدہ (۱۴) جہاں گول (ۃ) لکھی ہو چاہے الگ ہو اس طرح (ۃ) چاہے ملی ہوئی ہو اس طرح (ـۃ) اور اس پر ٹھیرنا ہو تو اس (ۃ) کو (ہ) کی طرح پڑھینگے قَسْوَةً اس کو اسطرح پڑھینگے قَسْوَہْ - اسی طرح اٰتُوا الزَّكٰوةَ اور طَيِّبَةً میں بھی (ہ) پڑھینگے

قاعدہ (۱۵) جس حرف پر دو زبر ہوں اور اس پر ٹھیرنا ہو تو اس حرف سے آگے الف پڑھینگے جیسے نِدَاۤءً کو اس طرح پڑھینگے نِدَآءَا۔ قاعدہ (۱۶) جس جگہ قرآن میں ایسی نشانی لکھی ہوئی ہو (~) وہاں مد بڑھا دو جیسے وَلَا الضَّآلِّيْنَ یہاں الف کو اور الفوں سے بڑھا کر پڑھو جیسے قَالُوْۤا اٰمَنَّا یہاں واؤ کو اور جگہوں کے واؤ سے بڑھا دو جیسے فِیْۤ اٰذَانِهِمْ اس (ی) کو دوسری جگہ کی (ی) سے بڑھا دو۔ قاعدہ (۱۷) جہاں ایسی نشانیاں بنی ہوں ٹھیر جاؤ (ہ ط ۃ قف ل) اور جہاں (س) یا (سکتہ) یا (وقفہ) ہو وہاں سانس نہ توڑو مگر ذرا رک کر آگے پڑھتی چلی جاؤ۔ اور جہاں ایک آیۃ میں دو جگہ تین نقطے بنے ہوں اس طرح (∴) وہاں ایک جگہ ٹھیرو ایک جگہ نہ ٹھیرو چاہے پہلی جگہ ٹھیرو چاہے دوسری جگہ ٹھیرو۔ اور جہاں (لا) لکھا ہو وہاں مت ٹھیرو۔ اور جہاں اور نشانیاں بنی ہوں جی چاہے ٹھیرو جی چاہے نہ ٹھیرو۔ اور جہاں اوپر نیچے دو نشانیاں بنی ہوں جو اوپر لکھی ہو اس پر عمل کرو۔ قاعدہ (۱۸) جس حرف پر جزم ہو اور اس کے بعد والے حرف پر تشدید ہو تو اس جگہ پہلا حرف نہ پڑھیں گے جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ میں دال نہ پڑھینگے اور قَالَتْ طَّآئِفَةٌ میں (ت) نہ پڑھیں گے اور لَئِنْ بَسَطْتَّ میں (ط) نہ پڑھینگے اور اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ میں (ت) نہ پڑھینگے اور اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا میں (ت) نہ پڑھینگے اور اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں (ق) نہ پڑھینگے۔ البتہ اگر یہ جزم والا حرف (ن) ہو یا دو زبر یا دو زیر یا دو پیش سے نون پیدا ہو گیا ہو اور اس کے بعد تشدید والا حرف (ی) ہو یا واؤ ہو تو وہاں پڑھنے میں نون کی بو رہیگی جیسے مَنْ يَّقُوْلُ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ میں نون کی آواز ناک میں پیدا ہوگی۔ فائدہ (۱) پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ کے چوتھے رکوع کی چھٹی آیت میں جو یہ بول آیا ہے مَجْرٖىهَا اس (ر) کے زیر کو اور زیروں کی طرح نہ پڑھیں گے بلکہ جس طرح لفظ ستارے کی (ر) کا زیر پڑھا جاتا ہے اس طرح اسکو بھی پڑھینگے۔ فائدہ (۲) پارہ حٰم میں سورہ حجرات کی دوسرے رکوع کی پہلی آیۃ میں جو یہ بول آیا ہے بِئْسَ الِاسْمُ اسمیں بِئْسَ کا سین کسی حرف سے نہیں ملتا اور اس کے بعد کا لام اگلے سین سے ملتا ہے اور اسطرح پڑھا جاتا ہے بِئْسَ لِسْمُ۔ فائدہ (۳) پارہ تِلْكَ الرُّسُلُ سورہ آل عمران کے شروع جو الٓمّٓ آیا ہے اسکی میم کو اگلے لفظ اللّٰہ کے لام سے اسطرح ملایا جاتا ہے جسکے ہجے یوں ہوتے ہیں م ی زیر می، م ل زبر مَل مِيْمَلْ اور بعضی پڑھنے والی جو اس طرح پڑھتی ہیں مِیْمُ مَلْ یہ غلط ہے۔ فائدہ (۴) یہ چند مقام ایسے ہیں کہ لکھا جاتا ہے اور طرح۔ اور پڑھا جاتا ہے اور طرح۔ ان کا بہت خیال رکھو۔ اور قرآن میں یہ مقامات نکال کر لڑکیوں کو دکھلا دو اور سمجھا دو۔ مقام اوّل قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اَنَا آیا ہے اسمیں نون کے بعد کا الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ فقط پہلا الف اور نون زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اسکو پڑھاتے نہیں اس طرح اَنَ۔ مقام (۲) پارہ سَيَقُوْلُ کے سولھویں رکوع کی تیسری آیت میں يَبْصُۜطُ (ص) سے لکھا جاتا ہے مگر (س) سے پڑھا جاتا ہے اس طرح يَبْسُطُ اکثر قرآنوں میں ایک ننھا سا سین بھی لکھ دیتے ہیں لیکن اگر نہ بھی لکھا ہو جب بھی سین پڑھے اسی طرح پارہ وَلَوْ اَنَّنَا کے سولھویں رکوع کی پانچویں آیۃ میں جو بَصْۜطَةً آیا ہے اس میں بھی (ص) کی جگہ (س) پڑھتے ہیں۔ مقام (۳) پارہ لَنْ تَنَالُوا کے چھٹے رکوع کی

وقف

۱۵ یہاں پر (ق) نہیں پڑھا جائیگا بلکہ لام کو (ق) میں ملا کر پڑھا جائیگا جیسے نخلکم

۱۲

ان مقامات کی فہرست جو قرآن شریف میں لکھے جاتے ہیں اور طرح پڑھے جاتے ہیں اور طرح۔

پہلی آیت میں اَقَآئِنْ میں ف، کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں اَفَئِنْ مقام (۴) پارہ لَنْ تَنَالُوْا کے آٹھویں رکوع کی تیسری آیۃ میں لَاۡاِلَی اللّٰہِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے ہیں مگر ایک الف پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاِلَی اللّٰہِ۔ مقام (۵) پارہ لَایُحِبُّ اللّٰہُ کے نویں رکوع کی تیسری آیۃ میں تَبُوْٓءَا میں ہمزہ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں تَبُوْءَ۔ مقام (۶) پارہ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کے تیسرے رکوع کی چوتھی آیت میں مَلَاۡئِہٖ میں لام کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں مَلَئِہٖ اسی طرح یہ لفظ قرآن میں جہاں آیا ہے اسی طرح پڑھا جاتا ہے۔ مقام (۷) پارہ وَاعْلَمُوْا کے تیرھویں رکوع کی پانچویں آیۃ میں لَاۡاَوْضَعُوْا میں لام کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَاَوْضَعُوْا۔ مقام ۸ پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ کے چھٹے رکوع کی آٹھویں آیۃ میں ثَمُوْدَا میں دال کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ثَمُوْدَ اسی طرح پارہ قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ سورہ والنجم کے تیسرے رکوع کی انیسویں آیۃ میں جو ثَمُوْدَا آیا ہے اس میں بھی الف نہیں پڑھا جاتا۔ مقام ۹۔ پارہ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ کے دسویں رکوع کی چوتھی آیۃ میں لِتَتْلُوَا میں واو کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِتَتْلُوَ۔ مقام ۱۰ پارہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ کے چودھویں رکوع کی دوسری آیۃ میں لَنْ نَّدْعُوَا میں واو کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَنْ نَّدْعُوَ اسی طرح پارہ سُبْحَانَ الَّذِیْ کے سولھویں رکوع کی پہلی آیۃ میں لِشَاْیْءٍ میں الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں لِشَیْءٍ مقام ۱۱۔ پارہ سُبْحَانَ الَّذِیْ کے سترہویں رکوع کی ساتویں آیت میں لٰکِنَّا میں نون کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لٰکِنَّ مقام ۱۲۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ لَایَرْجُوْنَ کے سترہویں رکوع کی ساتویں آیۃ میں لَاۡاَذْبَحَنَّہٗ میں لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاَذْبَحَنَّہٗ۔ مقام ۱۳ پارہ وَمَالِیَ کے چھٹے رکوع کی سینتالیسویں آیۃ میں لَاۡاِلَی الْجَحِیْمِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے۔ اس طرح لَاِلَی الْجَحِیْمِ۔ مقام ۱۴۔ پارہ حٰمٓ سورہ مُحَمَّدٌ کے پہلے رکوع کی چوتھی آیۃ میں لِیَبْلُوَا میں واو کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِیَبْلُوَ اسی طرح اس سورۃ کے چوتھے رکوع کی تیسری آیۃ میں نَبْلُوَا میں واو کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں نَبْلُوَ مقام ۱۵ پارہ تَبٰرَکَ الَّذِیْ سورہ دھر کے پہلے رکوع کی چوتھی آیۃ میں سَلٰسِلَا میں دوسرے لام کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں سَلٰسِلَ اور اسی رکوع کی پندرہویں اور سولھویں آیۃ میں دو جگہ قَوَارِیْرَا قَوَارِیْرَا آیا ہے اور دونوں جگہ دوسری را کے بعد الف لکھا جاتا ہے سو اکثر پڑھنے والے پہلے قَوَارِیْرَا پر ٹھیر جاتے ہیں اور دوسرے قَوَارِیْرَا پر نہیں ٹھیرتے اس طرح پڑھنے میں تو یہ حکم ہے

کہ پہلی جگہ الف پڑھیں دوسری جگہ الف نہ پڑھیں بلکہ اس طرح پڑھیں قَوَارِیْرَا اور اگر کوئی پہلی جگہ ٹھیرے اور نہ دوسری جگہ ٹھیر جاوے تو دوسری جگہ کسی حال میں الف نہ پڑھا جائیگا خواہ وہاں وقف کرے یا نہ کرے اور پہلی جگہ اگر وقف کرے تو الف پڑھے ورنہ نہیں صحیح یہی ہے (کما فی جمال القرآن ۱۲) **فائدہ** پارہ وَاعْلَمُوْا میں جو سورۂ توبہ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ سے شروع ہوتی ہے اس پر بِسْمِ اللّٰہِ نہیں لکھی اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی اوپر سے پڑھتی چلی آتی ہے وہ اس پر پہنچکر بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھے ویسے ہی شروع کردے۔ اور اگر کسی نے اسی جگہ سے پڑھنا شروع کیا ہے یا کچھ سورت پڑھکر پڑھنا بند کردیا تھا۔ پھر بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو ان دونوں حالتوں میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا چاہیئے۔ اُستاد کیلئے ضروری بات یہ سب قاعدے سمجھا کر ایک ایک کو کئی کئی روز تک پاؤ پاؤ آدھے آدھے پارے میں خوب جاری اور مشق کرادو۔

تمام شُد

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے بلکہ یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھادے یا ہدایت کردے کہ بعد میں ان مسائل کو دیکھ لینا اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو اسکو بھی نہ پڑھادیں بلکہ صرف ہدایت کردیں کہ بعد کو دیکھ لینا

مسائل

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے انکا بیان

مسئلہ[۱۷]۔ کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا درست نہیں **مسئلہ**[۱۸]۔ کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اب اُس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا وہ مرد اسکی ماں اور اولاد پر حرام ہوگیا۔ **مسئلہ**[۱۹]۔ رات کو اپنی بی بی کے جگانے کیلئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑگیا یا ساس پر ہاتھ پڑگیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا۔ تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کیلئے حرام ہوگیا اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دیدے **مسئلہ**[۲۰]۔ کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالدیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہوگئی اب کسی صورت سے حلال نہیں ہوسکتی اور اگر اس سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے **مسئلہ**[۲۱]۔ جس عورت کے شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو اسکا نکاح بھی درست ہے۔ لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے صحبت کرنا

[۱۷] من زنی بامرأۃ حرمت علیہ امہاتہا ان علت و ابنتہا وان سفلت وکذا التحریم تحرم بہا علی آباء الزانی و اجدادہ وان علوا و ابنائہ وان سفلوا ۱۲ عالمگیری صـ ۲۷۴ ج ۱

[۱۸] وکما تثبت ہذہ الحرمۃ بالوطء تثبت بالمس والتقبیل والنظر الی الفرج بشہوۃ ۱۲ عالمگیری صـ ۲۷۴ ج ۱

[۱۹] ولو ایقظ زوجتہ لیجامعہا فوصلت یدہ الی بنت منہا فقرصہا بشہوۃ وہی ممن تشتہی یظن انہا امہا حرمت علیہ الام حرمۃ مؤبدۃ ۱۲ عالمگیری صـ ۲۷۶ ج ۱

[۲۰] وکذلک المرأۃ یجامعہا ابو زوجہا او ابنہ او جامع الرجل امرأۃ ابیہ او ابنہ او امہا او بنتہا فقد وقعت الفرقۃ بینہما بلا طلاق ۱۲ مبسوط صـ ۵۹ عالمگیری صـ ۲۷۴ ج ۱ ۱۲

درست نہیں۔ البتہ جس نے زنا کیا تھا۔ اگر اسی سے نکاح ہوا تو صحبت بھی درست ہے۔

سہ بقیہ ص۹	ولی کا بیان	سہ بقیہ ص۸

ولی کا بیان

مسئلہ[۱]۔ نکاح کی اطلاع ہونے پر، جس صورت میں زبان سے کہنا ضروری ہو اور زبان سے عورت نے نہ کہا لیکن جب میاں اسکے پاس آیا تو صحبت سے انکار نہیں کیا تب بھی نکاح درست ہو گیا۔ مسئلہ[۱۵]۔ باپ اور دادا کے سوا کسی اور نے نکاح کر دیا تھا اور لڑکی کو اپنے نکاح ہو جانیکی خبر تھی پھر جوان ہو گئی اور ابتک اسکے میاں نے اُس سے صحبت نہیں کی تو جس وقت جوان ہوئی ہے فوراً اُسی وقت اپنی ناراضی ظاہر کرے کہ میں راضی نہیں ہوں یا یوں کہے کہ میں اس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتی چاہے اس جگہ کوئی اور ہو یا نہ ہو بلکہ بالکل تنہا بیٹھی ہو ہر حال میں کہنا چاہئے لیکن فقط اس سے نکاح نہ ٹوٹیگا۔ شرعی حاکم کے پاس جائے وہ نکاح توڑ دے تب نکاح ٹوٹے گا۔ جوان ہونے کے بعد اگر ایک دم ایک لحظہ بھی چپ رہیگی تو اب نکاح توڑوانے کا اختیار نہ رہیگا۔ اور اگر اس کو اپنے نکاح کی خبر نہ تھی۔ جوان ہونے کے بعد خبر پہنچی تو جس وقت خبر ملی ہے فوراً اسی وقت نکاح سے انکار کر دے ایک لحظہ بھی چپ رہیگی تو نکاح توڑوانے کا اختیار جاتا رہے گا۔ مسئلہ[۱۶]۔ اور اگر اسکا میاں صحبت کر چکا تب جوان ہوئی تو فوراً جوان ہوتے ہی خبر پاتے ہی انکار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جبتک اس کی رضامندی کا حال معلوم نہ ہوگا تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی ہے۔ چاہے جتنا زمانہ گذر جاوے ہاں جب اس نے صاف زبان سے کہدیا کہ میں منظور کرتی ہوں یا لوئی اور ایسی بات پائی گئی جس سے رضامندی ثابت ہوئی جیسے اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں میاں بی بی کی طرح رہی تو اب اختیار جاتا رہا اور نکاح لازم ہو گیا۔

سہ بقیہ ص۱۱	مہر کا بیان	

مہر کا بیان

مسئلہ[۳]۔ کسی نے دس روپے یا بیس یا سو یا ہزار اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور بی بی کو رخصت کرا لایا اور اس سے صحبت کی یا صحبت تو نہیں کی لیکن تنہائی میں میاں بی بی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنے والی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا یا لڑکی مر گئی تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے اور اگر کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دیدی تو آدھا مہر دینا واجب ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ میاں بی بی میں اگر ویسی تنہائی ہو گئی جس کا اوپر ذکر ہوا یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو پورا مہر واجب ہو گیا۔ اور اگر ویسی تنہائی اور یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق ہو گئی تو آدھا مہر واجب ہوا۔ مسئلہ[۵]۔ اگر دونوں میں سے کوئی بیمار تھا یا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا

ہامش:

[۵۱] و ان استاذن الولی البکر البالغۃ فسکتت فذلک اذن منہا و کذا اذا الکنت الزوج من نفسہا بعد ما زوجہا الولی فہو رضا و کذا لو طالبت المہر قبیل بعد العلم فہو رضا ۱۲ عالمگیری ج۲ ص۲۸۵

[۵۲] عالمگیری ج۲ ص۲۸۵ ص۲۸۶ ۱۲

[۵۳] و کانت بکرا فان الزوج قد بنی بہا ثم بلغت عند الزوج لا یبطل خیارہا بالسکوت و لا بقیامہا عن المجلس انما یبطل خیارہا اذا رضیت بالنکاح صریحا او وجد منہا فعل یستدل بہ علی الرضا کالتمکین من الجماع او طلب النفقۃ ۱۲

ا، سہ بذلک ۱۲ عالمگیری ج۲ ص۲۸۵ سہ ہدایہ ج۲ ص۳۰۵ و عالمگیری ج۲ ص۲۸۵ ۱۲ سہ یہ حکم فقط لڑکیوں کیلئے ہے لڑکا اگر جوان ہو تو اسی وقت انکار کرنا ضروری نہیں بلکہ جب تک رضامندی معلوم نہ ہو جائے اسوقت تک اسے قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار رہتا ہے ۱۲ سہ عالمگیری ج۲ ص۲۸۵ ۱۲

یا حج کا احرام باندھے ہوئے تھا یا عورت کو حیض تھا یا وہاں کوئی جھانکتا تاکتا تھا۔ ایسی حالت میں دونوں کی تنہائی اور یکجائی ہوئی تو ایسی تنہائی کا اعتبار نہیں ہے اس سے پورا مہر واجب نہیں ہوا۔ اگر طلاق مل جاوے تو آدھا مہر پانیکی مستحق ہے۔ البتہ اگر رمضان کا روزہ نہ تھا بلکہ قضا یا نفل یا نذر کا روزہ دونوں میں سے کوئی رکھے ہوئے تھا ایسی حالت میں تنہائی میں رہی تو پورا مہر پانے کی مستحق ہے شوہر پر پورا مہر واجب ہو گیا **مسئلہ۵**۔ شوہر نامرد ہے لیکن دونوں میاں بی بی میں ویسی تنہائی ہو چکی ہے تب بھی پورا مہر پاوے گی۔ اسی طرح اگر ہیجڑے نے نکاح کر لیا پھر تنہائی اور یکجائی کے بعد طلاق دیدی تب بھی پورا مہر پاویگی **مسئلہ۶**۔ میاں بی بی تنہائی میں رہے لیکن لڑکی اتنی چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں یا لڑکا بہت چھوٹا ہے کہ صحبت نہیں کر سکتا تو اس تنہائی سے بھی پورا مہر واجب نہیں ہوا **مسئلہ۱۵**۔ کسی نے بے قاعدہ نکاح کر لیا تھا اسلئے میاں بی بی میں جدائی کرا دی گئی جیسے کسی نے چھپا کے اپنا نکاح کر لیا دو گواہوں کے سامنے نہیں کیا یا دو گواہ تو تھے لیکن بہرے تھے انہوں نے وہ لفظ نہیں سنے جن سے نکاح بندھتا ہے یا کسی کے میاں نے طلاق دیدی تھی یا مر گیا تھا اور ابھی عدت پوری نہیں ہونے پائی کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا یا کوئی اور ایسی ہی بے قاعدہ بات ہوئی اسلئے دونوں میں جدائی کرا دی گئی۔ لیکن ابھی مرد نے صحبت نہیں کی ہے تو کچھ مہر نہیں ملے گا بلکہ اگر ویسی تنہائی میں ایک جگہ رہے سہے بھی ہوں تب بھی مہر نہ ملیگا۔ البتہ اگر صحبت کر چکا ہو تو مہر مثل دلایا جاوے گا۔ لیکن اگر کچھ مہر نکاح کے وقت ٹھیر اگیا تھا اور مہر مثل اس سے زیادہ ہے تو وہی ٹھیرایا ہوا مہر ملیگا مہر مثل نہ ملے گا۔ **مسئلہ۱۶**۔ کسی نے اپنی بی بی سمجھ کر غلطی سے کسی غیر عورت سے صحبت کر لی تو اس کو بھی مہر مثل دینا پڑیگا اور اس صحبت کو زنا نہ کہیں گے نہ کچھ گناہ ہوگا بلکہ اگر پیٹ رہ گیا تو اس لڑکے کا نسب بھی ٹھیک ہے۔ اسکے نسب میں کچھ دھبہ نہیں ہے اور اسکو حرامی کہنا درست نہیں۔ اور جب معلوم ہو گیا کہ یہ میری عورت نہ تھی تو اب اس عورت سے الگ رہے۔ اب صحبت کرنا درست نہیں اور اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے۔ اب بغیر عدت پوری کئے اپنے میاں کے پاس رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں اور عدت کا بیان آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ (دیکھو صفحہ ۵۴ حصہ ہذا) **مسئلہ۱۹**۔ جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے اگر اتنا مہر پیشگی نہ دیا تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک اتنا نہ پاوے تب تک مرد کو ہمبستر نہ ہونے دے اور اگر ایک دفعہ صحبت کر چکا ہے تب بھی اختیار ہے کہ اب دوسری دفعہ یا تیسری دفعہ قابو نہ ہونے دے اور اگر وہ اپنے ساتھ پردیس لے جانا چاہے تو بے اتنا مہر لئے پردیس نہ جاوے۔ اسی طرح اگر عورت اس حالت میں اپنے کسی محرم عزیز کے ساتھ پردیس چلی جائے یا مرد کے گھر سے اپنے میکے چلی جائے تو مرد اس کو روک نہیں سکتا اور جب اتنا مہر دیدیا تو اب شوہر کی بے اجازت کچھ نہیں کر سکتی بے مرضی پائے کہیں آنا جانا جائز نہیں اور شوہر کا جہاں جی چاہے اُسے لے جاوے جانے سے انکار کرنا درست نہیں۔

ل عالمگیری ۳۰۵ ج۱ ہدایہ ج ۱ ص۳۰۶ ۲ ص ولا تصح خلوۃ الغلام الذی لا یجامع مثلہ ولا الخلوۃ بصغیرۃ لا یجامع مثلہا عالمگیری ص ۳۰۵ ج ۱ ۳ ص ہدایہ ۳۱۲ ج ۱ ۴ ص اذا دخل الرجل بالمرأۃ علی وجہ شبہۃ او نکاح فاسد فعلیہ المہر وعلیہا العدۃ عالمگیری ص ۳۲۶ ج ۱ ۵ ص نی کل موضع دخل بہا او صحت الخلوۃ وتاکد کل المہر والولدت ان تمنع نفسہا لاستیفاء المعجل لہا ذلک عندہ خلافا لہما وکذا لا یسعہ من الخروج والسفر والحج التطوع عندہ ۶ ص اذا اوجبت خروجہا قبل تسلیم النفس لہا ذلک بالاجماع

ولو دخل الزوج بہا او خلا بہا برضاہا علیہا ان تمنع نفسہا من السفر بہا حتی تستوفی جمیع المہر علی جواب الکتاب المعجل فی عرف دیارنا مہر عالمگیری ص۳۱۷ ج۱ ۔ ۵ ص پاس رہنے کا مطلب تنہائی میں دونوں کا رہنا ہے اس طرح بوس وکنار سے لطف اندوز ہونا ۱۲

بقیہ ص۱۳

کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ ۳۔ اگر عورت[۱] مسلمان ہوگئی اور مرد مسلمان نہیں ہوا تو اب جب تک پورے تین حیض[۲] نہ آویں تب تک دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں۔

بقیہ ص۱۴

بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ ۴۔ صحبت[۳] کرنے میں برابری کرنا واجب نہیں ہے کہ اگر اس کی باری میں صحبت کی ہے تو دوسری کی باری میں بھی صحبت کرے یہ ضروری نہیں۔

بقیہ ص۲۰

رخصتی سے پہلے طلاق ہوجانے کا بیان

مسئلہ ۳ اور[۳] اگر میاں بی بی میں تنہائی و یکجائی ہوچکی ہے صحبت چاہے ہوچکی ہو یا ابھی نہ ہوتی ہو، ایسی عورت کو صاف صاف لفظوں میں طلاق دینے سے طلاق رجعی پڑتی ہے جس میں بے نکاح کئے بھی رکھ لینے کا اختیار ہوتا ہے اور گول لفظوں میں بائن طلاق پڑتی ہے اور عدت بھی بیٹھنا پڑیگی بغیر عدت پوری کئے دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی اور عدت کے اندر اس کا مرد دوسری اور تیسری طلاق بھی دے سکتا ہے۔

بقیہ ص۲۰

تین طلاق دینے کا بیان

تتمہ مسئلہ ۱ (تین[۵] طلاق کے بعد) اگر پھر اسی مرد کے پاس رہنا چاہے اور نکاح کرنا چاہے تو اسکی فقط ایک صورت ہے وہ یہ کہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کرکے ہمبستر ہو پھر جب وہ دوسرا مرد مرجائے یا طلاق دیدے تو عدت پوری کرکے پہلے مرد سے نکاح کرسکتی ہے بے دوسرا خاوند کئے پہلے خاوند سے نکاح نہیں کرسکتی۔ اگر دوسرا خاوند تو کیا لیکن ابھی وہ صحبت نہ کرنے پایا تھا کہ مرگیا یا صحبت کرنے سے پہلے ہی طلاق دیدی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں پہلے مرد سے جب ہی نکاح ہوسکتا ہے کہ دوسرے مرد نے صحبت بھی کی ہو بغیر اسکے پہلے مرد سے نکاح درست نہیں خوب سمجھ لو۔ مسئلہ ۲۔ اگر دوسرے[۶] مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کرکے عورت کو چھوڑ دیگا تو اس اقرار لینے کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس کو اختیار ہے چاہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے اور یہ اقرار کرکے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے لیکن نکاح ہوجاتا ہے تو اگر اس نکاح کے بعد دوسرے خاوند نے صحبت کرکے چھوڑ دیا یا مرگیا تو پہلے خاوند کے لئے حلال ہوجائے گی۔

---

[۱] درمختار ص۴۲۶ ج۲ شامی ج۲ ص۴۹۰ عالمگیری ص۲۵ ج۲
[۲] اور اگر بڑھاپے کی وجہ سے یا چھوٹی ہونے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے گزارنا ضروری ہیں اور اگر حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے کے بعد جدائی ہوگی۔
[۳] وممایجب علی الازواج للنساء العدل والتسویۃ بینهن فیما یملکہ والبیتوتۃ عندہا للصحبۃ والمؤانسۃ لافیما لایملک وہو الحب والجماع۔ ردالمحتار ص۶۰۳ ج۲
[۴] ہدایۃ ص۳۳۹ ج۲، عالمگیری ص۳۷۸ ج۱ درمختار ص۹۰۶ ج۲
[۵] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرۃ وثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا۔ عالمگیری ص۴۷۳ ج۱
[۶] عالمگیری ص۴۷۵ ج۱

کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان

بقیہ صہ ۲۲

مسئلہ[۱] کسی نے اپنی عورت کو کہا اگر تجھ کو حیض آوے تو تجھ کو طلاق۔ اسکے بعد اس نے خون دیکھا تو ابھی سے طلاق کا حکم نہ لگاویں گے بلکہ جب پورے تین دن تین رات خون آتا رہے تو تین دن تین رات کے بعد یہ حکم لگاوینگے کہ جس وقت سے خون آیا تھا اسی وقت طلاق پڑ گئی تھی اور اگر یوں کہا ہو جب تجھ کو ایک حیض آوے تو تجھ کو طلاق تو حیض کے ختم ہونے پر طلاق پڑے گی۔

طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان

بقیہ صہ ۲۳

تتمہ مسئلہ[۲] رجعت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ زبان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن اس سے صحبت کر لی یا اس کا بوسہ لیا پیار کیا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ اسکو ہاتھ لگایا تو ان سب صورتوں میں پھر وہ اسکی بی بی ہوگئی پھر سے نکاح کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ[۳] جس عورت کو حیض آتا ہو اسکے لئے طلاق کی عدت تین حیض ہیں جب تین حیض پورے ہو چکے تو عدت گذر چکی جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب سمجھو کہ اگر تیسرا حیض پورے دس دن آیا ہو تب تو جس وقت خون بند ہوا اور دس دن پورے ہوئے اسی وقت عدت ختم ہوگئی اور روک رکھنے کا جو اختیار مرد کو تھا جاتا رہا چاہے عورت نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر تیسرا حیض دس دن سے کم آیا اور خون بند ہوگیا لیکن ابھی عورت نے غسل نہیں کیا اور نہ کوئی نماز اسکے اوپر واجب ہوئی تو اب بھی مرد کا اختیار باقی ہے۔ اب بھی اپنے قصد سے باز آویگا تو وہ پھر اسکی بی بی بن جاویگی البتہ اگر خون بند ہونے پر اس نے غسل کر لیا یا غسل تو نہیں کیا لیکن ایک نماز کا وقت گذر گیا یعنی ایک نماز کی قضا اسکے ذمہ واجب ہوگئی۔ ان دونوں صورتوں میں مرد کا اختیار جاتا رہا اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ مسئلہ[۴] جس عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو خواہ تنہائی ہو چکی ہو اسکو ایک طلاق دینے سے روک رکھنے کا اختیار نہیں رہتا۔ کیونکہ اسکو جو طلاق دی جائے بائن پڑتی ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا اسکو خوب یاد رکھو۔ مسئلہ[۵] اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں تو رہے لیکن مرد کہتا ہے میں نے صحبت نہیں کی پھر اس اقرار کے بعد طلاق دے دی تو اب طلاق سے باز آنے کا اختیار اس کو نہیں۔

بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان

بقیہ صہ ۲۴

مسئلہ۔ جس[۶] نے قسم کھائی اور یوں کہہ دیا خدا کی قسم اب صحبت نہ کرونگا۔ خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا قسم کھاتا ہوں کہ تجھ سے صحبت نہ کرونگا یا اور کسی طرح کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے صحبت نہ کی تو چار مہینے کے

---

[۱] عالمگیری صہ ۴۵۲ ج ۱ طبع مصر

[۲] عالمگیری صہ ۴۹۷ ج ۱

[۳] عالمگیری صہ ۵۰۰ ج ۱

[۴] در مختار صہ ۲۴۷ ج ۱ و صہ ۲۴۸ ج ۲ طبع مصر

[۵] ولو خلا بہا ثم انکرہ ای الوطا ثم طلقہا لا یملک الرجعۃ۔ در مختار صہ ۵۸۱ ج ۲

[۶] واذا قال الرجل لامرأتہ واللہ لا اقربک اوقال واللہ لا اقربک اربعۃ اشہر فہو مول فان وطیہا فی الاربعۃ الاشہر حنث فی یمینہ ولزمتہ الکفارۃ وسقط الایلاء وان لم یقربہا حتی مضت اربعۃ اشہر بانت منہ بتطلیقۃ ہدایہ صہ ۳۸۱ ج ۲

گذرنے پر عورت پر طلاق بائن پڑ جاویگی۔ اب بے نکاح کئے میاں بی بی کی طرح نہیں رہ سکتے اور اگر چار مہینے کے اندر ہی اندر اُس نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور صحبت کر لی تو طلاق نہ پڑیگی۔ البتہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑیگا۔ ایسی قسم کھانے کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں [1] **مسئلہ** [2]۔ ہمیشہ کیلئے صحبت نہ کرنے کی قسم نہیں کھائی بلکہ فقط چار مہینے کے لئے قسم کھائی اور یوں کہا خدا کی قسم چار مہینے تک تجھ سے صحبت نہ کرونگا تو اس سے ایلاء ہو گیا۔ اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو طلاق بائن پڑ جاویگی اور اگر چار مہینے سے پہلے صحبت کر لے تو قسم کا کفارہ دیوے اور قسم کے کفارہ کا بیان آگے آویگا صفحہ ۵۳ پر **مسئلہ** [3]۔ اگر چار مہینے سے کم کیلئے قسم کھائی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اس سے ایلاء نہ ہوگا۔ چار مہینے سے ایک دن بھی کم کر کے قسم کھاوے تب بھی ایلاء نہ ہوگا۔ البتہ جتنے دنوں کی قسم کھائی ہے اتنے دنوں سے پہلے پہلے صحبت کریگا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑیگا اور اگر صحبت نہ کی تو عورت کو طلاق نہ پڑیگی اور قسم بھی پوری رہیگی **مسئلہ** [4]۔ کسی نے فقط چار مہینے کے لئے قسم کھائی پھر اپنی قسم نہیں توڑی اسلئے چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اور طلاق کے بعد پھر اسی مرد سے نکاح ہو گیا تو اب اس نکاح کے بعد اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اب کچھ نہ ہوگا اور اگر ہمیشہ کیلئے قسم کھالی جیسے یوں کہہ دیا قسم کھاتا ہوں کہ اب تجھ سے صحبت نہ کرونگا۔ یا یوں کہا خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا۔ پھر اپنی قسم نہیں توڑی اور چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اسکے بعد پھر اسی سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد پھر چار مہینے تک صحبت نہیں کی تو اب پھر دوسری طلاق پڑ گئی اگر تیسری دفعہ پھر اسی سے نکاح کر لیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس نکاح کے بعد بھی اگر چار مہینے تک صحبت نہ کریگا تو تیسری طلاق پڑ جاوے گی اور اب بغیر دوسرا خاوند کئے اُس سے نکاح بھی نہ ہو سکیگا۔ البتہ اگر دوسرے یا تیسرے نکاح کے بعد صحبت کر لیتا تو قسم ٹوٹ جاتی اور اب کبھی طلاق نہ پڑتی ہاں قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑتا **مسئلہ** [5]۔ اگر اسی طرح آگے پیچھے تینوں نکاحوں میں تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اسکے بعد عورت نے دوسرا خاوند کر لیا جب اُس نے چھوڑ دیا تو عدت ختم کر کے پھر پہلے مرد سے نکاح کر لیا اور اُس نے پھر صحبت نہیں کی تو اب طلاق نہ پڑیگی چاہے جب تک صحبت نہ کرے لیکن جب کبھی صحبت کریگا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا کیونکہ قسم تو یہ کھائی تھی کہ کبھی صحبت نہ کرونگا وہ ٹوٹ گئی **مسئلہ** [6]۔ اگر عورت کو طلاق بائن دیدی پھر اس سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالی تو ایلاء نہیں ہوا۔ اب پھر سے نکاح کرنے کے بعد اگر صحبت نہ کرے تو طلاق نہ پڑیگی لیکن جب صحبت کریگا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر طلاق رجعی دیدینے کے بعد عدت کے اندر ایسی قسم کھائی تو ایلاء ہو گیا اب رجعت کرلے اور صحبت نہ کرے تو چار مہینے کے بعد طلاق پڑ جاویگی اور اگر صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دیوے **مسئلہ** [7]۔ خدا کی قسم نہیں کھائی بلکہ یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے تب بھی ایلاء ہو گیا صحبت کریگا تو رجعی طلاق پڑ جاویگی اور قسم کا کفارہ اس صورت میں دینا پڑیگا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے کے بعد طلاق بائن پڑ جاویگی اور اگر یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو میرے

---

[1] دیکھو [6] صفحہ ۵۰ ۔۱۲

[2] فان حلف علی اقل من اربعۃ اشہر لم یکن مولیا ۱۲ ہدایہ ص ۳۸۲ ج ۲ ۔۱۲

[3] و [4] وان کان حلف علی الابد بان قال واللہ لا اقربک ابدًا او قال واللہ لا اقربک ولم یقل ابدا فالیمین باقیۃ الا انہ لا یتکرر الطلاق قبل التزوج فان تزوجہا ثانیا عاد الایلاء فان وطئہا و الا وقعت بمضی اربعۃ طلقۃ اخری فان تزوجہا ثالثا عاد الایلاء وقعت بمضی اربعۃ اشہر اخری ان لم یقربہا فان تزوجہا بعد زوج اخر لم یقع بذلک الایلاء طلاق والیمین باقیۃ فان وطئہا کفر عن یمینہ ۱۲ عالمگیری ص ۴۷۶

[5] عالمگیری ص ۴۸۱ ج ۱ وہدایہ ص ۳۸۳ ج ۱

[6] درمختار ص ۷۵۲ تا ۷۵۴ ج ۲ ۔۱۲

ذمہ ایک حج ہے یا ایک روزہ ہے یا ایک روپیہ کی خیرات ہو یا ایک قربانی ہو تو ان سب صورتوں میں بھی ایلاء ہوگیا اگر صحبت کریگا تو جو بات کہی ہے وہ کرنی پڑیگی اور کفارہ نہ دینا پڑیگا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے بعد طلاق پڑجاوے گی

بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان

کسی[1] نے اپنی بی بی سے کہا تو میری ماں کے برابر ہے یا یوں کہا تو میرے لئے ماں کے برابر ہے۔ تو میرے حساب[2] ماں کے برابر ہے اب تو میرے نزدیک ماں کے مثل ہے۔ ماں کی طرح ہے تو دیکھو اسکا کیا مطلب ہے اگر یہ مطلب لیا کہ تعظیم میں بزرگی میں ماں کے برابر ہے یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بُڑھیا ہے عمر میں میری ماں کے برابر ہے تب تو اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا اسی طرح اگر اس کے کہنے کے وقت کچھ نیت نہیں کی اور کوئی مطلب نہیں لیا یوں ہی بک دیا تب بھی کچھ نہیں ہوا۔ اور اگر اس کہنے سے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی ہو تو اسکو ایک طلاق بائن پڑگئی اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی اور عورت کا چھوڑنا بھی مقصود نہیں تھا بلکہ مطلب فقط اتنا ہو کہ اگرچہ تو میری بی بی ہو اپنے نکاح سے تجھکو الگ نہیں کرتا لیکن اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا تجھ سے صحبت کرنیکو اپنے اوپر حرام کرلیا بس روٹی کپڑا لے اور پڑی رہ غرضکہ اسکے چھوڑنے کی نیت نہیں۔ فقط صحبت کرنیکو اپنے اوپر حرام کرلیا ہو اسکو شرع میں ظہار کہتے ہیں اسکا حکم یہ ہو کہ وہ عورت رہیگی تو اسی کے نکاح میں لیکن مرد جبتک اسکا کفارہ نہ ادا کرے تب تک صحبت کرنا یا جوانی کی خواہش کیساتھ ہاتھ لگانا مُنھ چومنا پیار کرنا حرام ہو جبتک کفارہ نہ دیگا تب تک وہ عورت حرام رہیگی چاہے جے برس گذرجاویں۔ جب کفارہ دیدے تو دونوں میاں بی بی کی طرح رہیں پھر سے نکاح کرنیکی ضرورت نہیں اور اسکا کفارہ اسی طرح دیا جاتا ہو جس طرح روزہ توڑنیکا کفارہ دیا جاتا ہو۔ مسئلہ[2] اگر کفارہ[2] دینے سے پہلے ہی صحبت کرلی تو بڑا گناہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اب سے پکا ارادہ کرے کہ اب بے کفارہ دیے پھر کبھی صحبت نہ کرونگا اور عورت کو چاہیے کہ جبتک مرد کفارہ نہ دے تب تک اسکو اپنے پاس نہ آنے دے مسئلہ[3] اگر بہن[3] کی برابر یا بیٹی یا پھوپی یا اور کسی ایسی عورت کے برابر کہا جسکے ساتھ نکاح ہمیشہ ہمیشہ حرام ہوتا ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہو۔ مسئلہ[4] کسی نے[4] کہا تو میرے لئے سور کے برابر ہے تو اگر طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑگئی اور اگر ظہار کی نیت کی یعنی یہ مطلب لیا کہ طلاق تو نہیں دیتا لیکن صحبت کرنیکو اپنے اوپر حرام کئے لیتا ہوں تو کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر کچھ نیت نہ کی ہو تب بھی کچھ نہیں ہوا۔ مسئلہ[5] اگر ظہار[5] میں چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک صحبت نہ کی اور کفارہ نہ دیا تو طلاق نہیں پڑی۔ اس سے ایلاء نہیں ہوتا۔ مسئلہ[6] جبتک کفارہ نہ دیوے تب تک دیکھنا بات چیت کرنا حرام نہیں البتہ پیشاب کی جگہ کو دیکھنا درست نہیں مسئلہ۔ اگر ہمیشہ[7] کیلئے ظہار نہیں کیا بلکہ کچھ مدت مقرر کردی جیسے یوں کہا سال بھر کیلئے یا چار مہینے کیلئے تو میرے لئے ماں کے برابر ہو تو جتنی مدت مقرر کی ہو اتنی مدت تک ظہار رہیگا اگر اس مدت کے اندر صحبت کرنا چاہے تو کفارہ دیوے اور اگر اس مدت کے بعد صحبت کرے تو کچھ نہ دینا پڑیگا عورت حلال ہوجاوگی مسئلہ۔ ظہار[8] میں بھی اگر فوراً انشاء اللہ کہہ دیا تو کچھ نہیں ہوا

[1] و [2] ہدایہ صفحہ ۳۸۹ ج ۲ صفحہ ۳۹۰ ج ۲ ۱۲

[3] وکذا اذا شبّھہا لمن لایحل لہ النظر الیہا علی التابید من محارمہ مثل اختہ او عمتہ او امہ من الرضاعۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۹۰

[4] ردالمحتار صفحہ ۹۴۶ ج ۲

[5] والظاہر ان الوقت اذا کان اربعۃ اشہر فاکثر انہ لایکون ایلاءً لعدم رکنہ (وہو الحلف والتعلیق) ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۷۹۳ ج ۲ ۱۲

[6] امانی الوقت کما اذا ظاہر مدۃ معلومۃ کالیوم والشہر والسنۃ فانہ ان قربہا فی تلک المدۃ تلزمہ الکفارۃ وان لم یقربہا حتی مضت المدۃ سقطت عنہ الکفارۃ وبطل الظہار کذا فی الجوہرۃ النیرۃ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۰۷ ج ۱

[7] لو قال انت علی کظہر امی انشاء اللہ تعالیٰ لایکون ظہاراً ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۰۹ ج ۱

مسئلہ [۹] نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی ظہار نہیں کر سکتا۔ اگر کریگا تو کچھ نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی غیر عورت سے ظہار کرے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے تو بھی کچھ نہیں ہوا اب اس سے نکاح کرنا درست ہے۔ مسئلہ [۱۰] ظہار [۲] کا لفظ اگر کئی دفعہ کہے جیسے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی کہا کہ تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو جے دفعہ کہا ہو اتنے ہی کفارے دینے پڑینگے البتہ اگر دوسرا اور تیسری مرتبہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکے ہو جانے کی نیت کی ہو نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک ہی کفارہ دیوے۔ مسئلہ [۱۱] اگر کئی عورتوں سے ایسا کہا تو جے بیبیاں ہوں اتنے کفارے دیوے۔ مسئلہ [۱۲] اگر برابر [۴] کا لفظ نہیں کہا نہ مثل اور طرح کا لفظ کہا بلکہ یوں کہا تو میری ماں ہے یا یوں کہا تو میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ عورت حرام نہیں ہوئی لیکن ایسا کہنا برا اور گناہ ہے اسی طرح پکارتے وقت یوں کہنا میری بہن فلانا کام کر دو یہ بھی برا ہے مگر اس سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ مسئلہ [۱۳] کسی [۵] نے یوں کہا اگر تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں۔ یا یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو گویا ماں سے کروں اس سے کچھ نہیں ہوا۔ مسئلہ [۱۴] اگر یوں [۶] کہا تو میرے لئے ماں کی طرح حرام ہے تو اگر طلاق دینے کی نیت ہو تو طلاق پڑ گئی اور اگر ظہار کی نیت کی ہو یا کچھ نیت [۷] کی ہو تو ظہار ہو جاویگا کفارہ دیکر صحبت کرنا درست ہے

کفّارہ کا بیان

بقیہ صـ۲۶

مسئلہ [۱] ظہار [۸] کا کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں وہاں ہم نے خوب کھول کھول کے بیان کیا ہے وہی نکالکر دیکھ لو۔ اب یہاں بعضی ضروری باتیں جو وہاں نہیں بیان ہوئیں ہم بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ [۲] اگر طاقت [۹] ہو تو مرد ساٹھ روزے لگاتار رکھے بیچ میں کوئی روزہ چھوٹنے نہ پاوے اور جبتک روزے ختم نہ ہو چکیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے۔ اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اسی عورت سے صحبت کر لی تو اب سب روزے پھر سے رکھے چاہے دن کو اس عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھولے سے سب کا ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ [۳] اگر شروع [۱۰] مہینہ یعنی پہلی تاریخ سے روزے رکھنا شروع کئے تو پورے دو مہینے روزے رکھ لے چاہے پورے ساٹھ دن ہوں اور چاہے تیس تیس دن کا مہینہ ہو یا اس سے کم دن ہوں دونوں طرح کفارہ ادا ہو جاویگا اور اگر پہلی تاریخ سے روزے رکھنا نہیں شروع کئے تو پورے ساٹھ دن روزے رکھے۔ مسئلہ [۴] اگر کفارہ [۱۰] روزے سے ادا کر رہا تھا اور کفارہ پورا ہونے سے پہلے دن کو یا رات کو بھولے سے ہمبستر ہو گیا تو کفارہ دہرانا پڑیگا۔ مسئلہ [۵] اگر روزے [۱۱] کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو دو وقتہ کھانا کھلاوے یا کچا اناج دیدے۔ اگر سب فقیروں کو ابھی نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ میں صحبت کر لی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت میں کفارہ دہرانا نہ پڑیگا اور کھانا کھلانے کی سب وہی صورت ہے جو وہاں بیان ہو چکی۔ مسئلہ [۶] کسی [۱۲] کے ذمّے ظہار کے دو کفارے تھے اس نے ساٹھ مسکینوں کو چار چار سیر گیہوں دیدیئے اور یہ سمجھا کہ ہر کفارے کے دو دو سیر دیتا ہوں اسلئے دونوں کفارے ادا ہو گئے تب بھی ایک ہی کفارہ ادا ہوا۔ دوسرا کفارہ پھر دیوے اور اگر ایک کفارہ روزہ توڑنے کا تھا دوسرا ظہار کا اسمیں ایسا کیا تو دونوں ادا ہو گئے

لعان کا بیان

بقیہ صـ۲۶

مسئلہ [۱] جب [۱۳] کوئی اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگاوے یا جو لڑکا پیدا ہوا اسکو کہے کہ یہ میرا لڑکا نہیں نہ معلوم کس کا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے تو حاکم دونوں سے قسم لیوے پہلے شوہر سے اسطرح کہلاوے میں خدا کو گواہ کر کے

---

[۱] وشرطہ (ای الظہار) فی المرأۃ کونہا زوجتہ وفی الرجل کونہ من اہل الکفارۃ فلا یصح ظہار الذی کالصبی والمجنون ۱۲ عالمگیری صـ۵۰۶ ج۱ ۱۲

[۲] درمختار صـ۷۹۵ ج۲

[۳] ہدایہ صـ۳۹۱ ج۲ و درمختار صـ۷۹۵ ج۲ ۱۲

[۴] درمختار صـ۷۹۴ ج۲ ۱۲

[۵] عالمگیری صـ۵۰۷ ج۱ ۱۲

[۶] عالمگیری صـ۵۰۷ ج۱ ۱۲

[۷] درمختار صـ۷۹۶ تا ۸۰۱ ج۲

[۸] درمختار صـ۷۹۸ تا ۸۰۰ ج۲ ۱۲

[۹] ردالمختار صـ۷۹۹ ج۲

[۱۰] ایضاً ۱۲

[۱۱] فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجی برءہ او کبر اطعم ستین مسکینا والشرط غدا آن او عشا آن مشبعان کالفطرۃ ای نصف من بر او صاع من تمر او شعیر او دقیق کل کاصلہ وکذا السویق ۱۲ در و ردالمحتار بحذف صـ۸۰۱-۸۰۲ ج۲

[۱۲] ہدایہ صـ۳۹۵ ج۲ ۱۲

[۱۳] ہدایہ صـ۳۹۶ و ۳۹۸ ج۲

ع [۵] اس صورت میں اگر مرد کی نیت ایلاء کی ہے تو ایلاء ہو گا ۱۲

کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اسکو لگائی ہے اس میں مَیں سچا ہوں چار دفعہ اسی طرح شوہر کہے پھر پانچویں دفعہ کہے اگر مَیں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار مرتبہ اسطرح کہے مَیں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی ہے اس تہمت میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے جب دونوں قسم کھا لیویں تو حاکم دونوں میں جدائی کرا دیگا اور ایک طلاق بائن پڑ جاویگی اور اب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جاویگا ماں کے حوالہ کر دیا جاویگا۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لِعان کہتے ہیں۔

عِدّت کا بیان

حوالہ وادہ صـ۲۶

مسئلہ۔ جب[۱] کسی کا میاں طلاق دیدے یا خلع وایلا وغیرہ کسی اور طرح سے نکاح ٹوٹ جائے یا شوہر مر جاوے تو ان سب صورتوں میں تھوڑی مدت تک عورت کو ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے جبتک یہ مدت ختم نہ ہو چکے تب تک کہیں اور نہیں جا سکتی نہ کسی اور مرد سے اپنا نکاح کر سکتی ہے جب وہ مدت پوری ہو جائے تو جو جی چاہے کرے۔ اس مدت گذارنے کو عدت کہتے ہیں **مسئلہ[۲]** اگر میاں نے طلاق دیدی تو تین حیض آنے تک شوہر ہی کے گھر جسمیں طلاق ملی ہے وہیں بیٹھی رہے اس گھر سے باہر نہ نکلے نہ دن کو نہ رات کو نہ کسی دوسرے سے نکاح کرے جب پورے تین حیض ختم ہو گئے تو عدت پوری ہو گئی اب جہاں جی چاہے جائے مرنے خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو تین طلاقیں دی ہوں اور طلاق بائن دی ہو یا رجعی سب کا ایک حکم ہے **مسئلہ[۳]** اگر چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی جسکو ابھی حیض نہیں آتا یا اتنی بڑھیا ہے کہ اب حیض آنا بند ہو گیا ہے ان دونوں کی عدت تین مہینے ہیں۔ تین مہینے بیٹھی رہے اسکے بعد اختیار ہے جو چاہے کرے **مسئلہ[۴]** کسی لڑکی کو طلاق مل گئی اُس نے مہینوں کے حساب سے عدت شروع کی۔ پھر عدت کے اندر ہی ایک یا دو مہینہ کے بعد حیض آ گیا تو اب پورے تین حیض آنے تک بیٹھی رہے جبتک تین حیض پورے نہ ہوں عدت ختم نہ ہوگی **مسئلہ[۵]** اگر کسی کو پیٹ ہے اور اسی زمانہ میں طلاق مل گئی تو بچہ پیدا ہونے تک بیٹھی رہے یہی اسکی عدت ہے جب بچہ پیدا ہو گیا تو عدت ختم ہو گئی۔ طلاق ملنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں اگر بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی **مسئلہ[۶]** اگر کسی نے حیض کے زمانہ میں طلاق دیدی تو جس حیض میں طلاق دی ہے اس حیض کا کچھ اعتبار نہیں ہے اسکو چھوڑ کر تین حیض اور پوری کرے **مسئلہ[۷]** طلاق کی عدت اسی عورت پر ہے جسکو صحبت کے بعد طلاق ملی ہو یا صحبت تو ابھی نہیں ہوئی مگر میاں بی بی میں تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے تب طلاق ملی چاہیے ویسی تنہائی ہوئی ہو جس سے پورا مہر دلایا جاتا ہے یا ویسی تنہائی ہوئی جس سے پورا مہر واجب نہیں ہوتا بہر حال عدت بیٹھنا واجب ہے اور اگر ابھی بالکل کسی قسم کی تنہائی نہ ہونے پائی تھی کہ طلاق مل گئی تو ایسی عورت پر عدت نہیں جیسا کہ اوپر آ چکا ہے **مسئلہ[۸]** غیر عورت کو اپنی بی بی سمجھ کر دھوکہ سے صحبت کر لی پھر معلوم ہوا کہ یہ بی بی نہ تھی تو اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا ہو گا۔ جبتک عدت ختم نہ ہو چکے تب تک اپنے شوہر کو بھی صحبت نہ کرنے دے نہیں تو دونوں پر گناہ ہو گا۔ اسکی عدت بھی یہی ہے جو ابھی بیان ہوئی۔ اگر اسی دن پیٹ رہ گیا تو بچہ ہونے تک انتظار کرے اور عدت بیٹھے۔ یہ بچہ حرامی نہیں اسکا نسب ٹھیک ہے جس نے دھوکہ سے صحبت کی ہے اسی کا لڑکا ہے **مسئلہ[۹]** کسی نے بے قاعدہ نکاح کر لیا جیسے کسی عورت سے نکاح کیا تھا پھر معلوم ہوا کہ اس کا شوہر ابھی زندہ ہے اور اُس نے طلاق نہیں دی یا معلوم ہوا کہ اس مرد و عورت نے بچپن میں ایک عورت کا دودھ پیا ہے

---

[۱] ہی انتظار مدۃ معلومۃ یلزم المرأۃ بعد زوال النکاح حقیقۃ او شبہتہ المتاکد بالدخول او الموت ۱۲ عالمگیری صـ۵۲۶ ج ۱

[۲] ہدایہ صـ۴۰۲ ج ۲ صـ۴۰۰ ج ۲ ۱۲

[۳] وان کانت ممن لا تحیض من صغر او کبر فعدتہا ثلثۃ اشہر وکذا التی بلغت بالسن ولم تحض ۱۲ ہدایہ صـ۴۰۳ ج ۲

[۴] درالمختار صـ۸۳۴ ج ۲

[۵] وفی حق الحامل وضع جمیع حملہا ای بلا تقدیر بمدۃ سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم او اقل ۱۲ درو ردالمختار صـ۸۳۱ ج ۲

[۶] عالمگیری صـ۵۲۷ ج ۱

[۷] عالمگیری صـ۵۲۶ ج ۱ وہدایہ صـ۵۲۶ ج ۲ ۱۲

[۸] اذا دخل الرجل بالمرأۃ علی وجہ شبہۃ او نکاح فاسد فعلیہ المہر وعلیہا العدۃ رعالمگیری صـ۵۲۷ ج ۱ الولد للفراش الحقیقی وان کان فاسدا ۱۲ ردالمختار صـ۸۶۸ ج ۲

[۹] درالمختار صـ۸۲۷ ج ۲ و درصـ۸۳۶ ج ۲ ۱۲

اسکا حکم یہ ہے کہ اگر مرد نے اُس سے صحبت کر لی پھر حال کھلنے کے بعد جدائی ہو گئی تو بھی عدت بیٹھنا پڑیگی جس وقت سے مرد نے
توبہ کر کے جدائی اختیار کی اسی وقت سے عدت شروع ہو گئی اور اگر ابھی صحبت نہ ہونے پائی ہو تو عدت واجب نہیں بلکہ ایسی عورت
سے اگر خوب تنہائی ویکجائی بھی ہو چکی ہو تب بھی عدت واجب نہیں عدت جب ہی ہے کہ صحبت ہو چکی ہو مسئلہ[10] عدت[1] کے اندر
کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمہ واجب ہے جس نے طلاق دی اور اسکا بیان اچھی طرح آگے آتا ہے مسئلہ[11] کسی[2] نے اپنی عورت کو
طلاق بائن دی یا تین طلاقیں دیدیں پھر عدت کے اندر دھوکہ میں اس سے صحبت کر لی تو اب اس دھوکہ کی صحبت کی وجہ سے
ایک عدت اور واجب ہو گئی اب تین حیض اور پورے کرے جب تین حیض اور گذر جاوینگے تو دونوں عدتیں ختم ہو جاوینگی
مسئلہ[12] مرد[3] نے طلاق بائن دیدی اور جس گھر میں عدت بیٹھی ہے اسی میں وہ بھی رہتا ہے تو خوب اچھی طرح پردہ باندھ کے آڑ کر لے

موت کی عدت کا بیان

بقیہ صـ ۲۶

مسئلہ[1] کسی[4] کا شوہر مر گیا تو وہ چار مہینے اور دس دن تک عدت بیٹھے۔ شوہر کے مرتے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اسی
گھر میں رہنا چاہیے باہر نکلنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی غریب عورت ہے جسکے پاس گذارے کے موافق خرچ نہیں اُسنے کھانا
پکانے وغیرہ کی نوکری کر لی اُسکو جانا اور نکلنا درست ہے لیکن رات کو اپنے گھر ہی میں رہا کرے چاہے صحبت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو
اور چاہے کسی قسم کی تنہائی ویکجائی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو سب کا ایک حکم ہے کہ چار مہینے دس دن عدت
بیٹھنا چاہیے البتہ اگر وہ عورت پیٹ سے تھی اس حالت میں شوہر مرا تو بچہ پیدا ہونے تک عدت بیٹھے۔ اب مہینوں کا کچھ اعتبار
نہیں ہے۔ اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی مسئلہ[2] گھر[5] بھر میں جہاں جی چاہے رہے یہ جو دستور ہے
کہ خاص ایک جگہ مقرر کر کے رہتی ہے کہ غمزدہ کی چارپائی اور خود غمزدہ وہاں سے ٹلنے نہیں پاتی یہ بالکل مہمل اور واہیات ہے اسکو چھوڑ
دینا چاہیے مسئلہ[3] شوہر[6] نابالغ بچہ تھا اور جب وہ مرا تو اسکو پیٹ تھا تب بھی اسکی عدت بچہ ہونے تک ہے لیکن یہ لڑکا حرامی ہے
شوہر کا نہ کہا جاویگا مسئلہ[4] اگر کسی[7] کا میاں چاند کی پہلی تاریخ مرا اور عورت کو حمل نہیں تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن
پورے کرے اور اگر پہلی تاریخ نہیں مرا ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر چار مہینے دس دن پورے کرنا چاہیے اور طلاق کی عدت کا بھی
یہی حکم ہے کہ اگر حیض نہیں آتا نہ پیٹ ہے اور چاند کی پہلی تاریخ طلاق مل گئی تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کر لے چاہے انتیس ۲۹ کا
چاند ہو یا تیس کا اور اگر پہلی تاریخ طلاق نہیں ملی ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر تین مہینے پورے کرے مسئلہ[5] کسی[8] نے بے قاعدہ
نکاح کیا تھا جیسے بے گواہوں کے نکاح کر لیا یا بہنوئی سے نکاح ہو گیا اور اُس کی بہن بھی اب تک اسکے نکاح میں ہے پھر وہ شوہر
مر گیا تو ایسی عورت جسکا نکاح صحیح نہیں ہوا مرد کے مرنے سے چار مہینے دس دن عدت نہ بیٹھے بلکہ تین حیض تک عدت بیٹھے
حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے۔ اور حمل سے ہو تو بچہ ہونے تک بیٹھے مسئلہ[6] کسی[9] نے اپنی بیماری میں طلاق بائن دیدی
اور طلاق کی عدت ابھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ مر گیا۔ تو دیکھو کہ طلاق کی عدت بیٹھنے میں زیادہ دن لگیں گے
یا موت کی عدت پوری کرنے میں جس عدت میں زیادہ دن لگیں گے وہ عدت پوری کرے اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے

۱؎ ہدایہ ص ۴۲۳ ج ۲
۲؎ ہدایہ ص ۴۰۵ ج ۲
۳؎ عالمگیری ص ۵۵۱ ج ۲ کشوری
۴؎ عالمگیری ص ۵۴۵ ج ۲ کشوری
۵؎ عالمگیری ص ۵۵۱ ج ۲ کشوری
۶؎ واذا مات الصغیر عن امرأة وبها حبل فعدتها ان تضع حملها ولا یثبت نسب الولد ہدایہ ص ۴۰۴ ج ۲ در مختار ص ۲۵۶ ج ۱
۷؎ شامی ص ۶۰۳ ج ۲
۸؎ ہدایہ ص ۴۰۴ ج ۲ وعالمگیری ص ۵۵۱ ج ۱
۹؎ در مختار ص ۲۵۶ ج ۱ ہدایہ ص ۴۰۳ ج ۲

اور ابھی عدت طلاق کی نہ گذری تھی کہ شوہر مرگیا تو اس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے[1] مسئلہ کسی کا میاں مرگیا مگر اس کو خبر نہیں ملی۔ چار مہینے دس دن گذر چکنے کے بعد خبر آئی (یعنی مرے ۱۲) تو اس کی عدت پوری ہو چکی جب سے خبر ملی ہے تب سے عدت بیٹھنا ضروری نہیں۔ اسیطرح اگر شوہر نے طلاق دیدی مگر اس کو نہ معلوم ہوا۔ بہت دنوں کے بعد خبر ملی۔ جتنی عدت اسکے ذمہ تھی وہ خبر ملنے سے پہلے ہی گذر چکی تو اس کی بھی عدت پوری ہو گئی۔ اب عدت بیٹھنا واجب نہیں[2] مسئلہ کسی کام کے لئے گھر سے باہر کہیں گئی تھی یا اپنی پڑوسن کے گھر گئی تھی کہ اتنے میں اس کا شوہر مرگیا اب فوراً وہاں سے چلی آوے اور جس گھر میں رہتی تھی وہیں رہے[3] مسئلہ۔ مرنے کی عدت میں عورت کو روٹی کپڑا نہ دلایا جاویگا اپنے پاس سے خرچ کرے[4] مسئلہ بعضی جگہ دستور ہے کہ میاں کے مرنے کے بعد سال بھر تک عدت کے طور پر بیٹھی رہتی ہے یہ بالکل حرام ہے۔

روٹی کپڑے کا بیان

بقیہ صـ۲۷

مسئلہ[5]۔ بی بی بہت چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں تو اگر مرد نے کام کاج کیلئے یا اپنا دل بہلانے کے لئے اس کو اپنے گھر رکھ لیا تو اس کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے اور اگر نہ رکھا میکے بھیجدیا تو واجب نہیں اور اگر شوہر چھوٹا نابالغ ہو لیکن عورت بڑی ہے تو روٹی کپڑا ملے گا۔

رہنے کے لئے گھر ملنے کا بیان

بقیہ صـ۲۹

مسئلہ اگر[6] نکاح عورت ہی کی وجہ سے ٹوٹا جیسے سوتیلے لڑکے سے پھنس گئی یا جوانی کی خواہش سے فقط ہاتھ لگایا کچھ اور نہیں ہوا۔ اس لئے مرد نے طلاق دے دی یا وہ بد دین کافر ہو گئی۔ اسلام سے پھر گئی اسلئے نکاح ٹوٹ گیا تو ان سب صورتوں میں عدت کے اندر اسکو روٹی کپڑا نہ ملیگا۔ البتہ رہنے کا گھر ملیگا۔ ہاں اگر وہ خود ہی چلی جائے تو اور بات ہے پھر نہ دیا جاوے گا۔

لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

بقیہ صـ۳۱

مسئلہ۔ میاں[7] پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی برسیں گذر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ حرامی[8] نہیں اسی شوہر کا ہے۔ البتہ اگر وہ خبر پاکر انکار کریگا تو لعان کا حکم ہوگا۔

تمام شد بہشتی زیور حصہ چہارم

[1] ہدایہ صـ۴۰۵ ج ۲

[2] ہدایہ صـ۴۰۹ ج ۲

[3] ہدایہ صـ۲۷۳ ج ۱

[4] مشکوٰۃ صـ۲۸۹ ج ۱

[5] ہدایہ صـ۴۱۰ ج ۲

[6] ہدایہ صـ۴۲۴ ج ۲

[7] بحر الرائق صـ۱۵۵ ج ۲

[8] یہ مطلب نہیں کہ واقع میں وہ شوہر کے نطفہ سے ہے بلکہ باعتبار قوانین شریعت اسے شوہر کا لڑکا کہیں گے چنانچہ میراث وغیرہ کا وہ حقدار ہوگا ۱۲

ضمیمہ اولی بہشتی زیور مسمّاۃ بہ بہشتی جوہر چوتھا حصہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نکاح کی فضیلت اور اسکے حقوق کا بیان

حدیث[1] میں ہے کہ دنیا صرف ایک استعمال کی چیز ہے اور دنیا کی استعمالی چیزوں میں سے کوئی چیز نیک عورت سے افضل نہیں (یعنی دنیا میں اگر نیک عورت میسر آجائے تو بہت بڑی غنیمت اور حق تعالیٰ کی رحمت ہے کہ خاوند کی راحت اور اسکی فلاح دارین کا سبب ہے دنیا میں بھی ایسی عورت سے راحت میسر ہوتی ہے اور آخرت کے کاموں میں بھی مدد ملتی ہے) حدیث[2] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح میرا طریقہ اور میری سنت (مؤکدہ) ہے سو جو نہ عمل کرے میری سنت (مؤکدہ) پر تو وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی مجھ سے اور اس سے کوئی علاقہ نہیں یہ زجر اور ڈانٹ ہے ایسے شخص کو جو سنت پر عمل نہ کرے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی کا بیان ہے ایسے شخص پر سو اس سے بہت کچھ پرہیز لازم ہے اور مسلمان کو کیسے چین پڑ سکتا ہے کہ ذرا دیر بھی جناب رسول اللہ صلعم اس سے ناراض رہیں اللہ اس دن سے پہلے موت دیدیں جس روز مسلمان کو اللہ و رسول کی ناراضگی گوارا ہو) اور حدیث میں ہے نکاح کرو اسلئے کہ میں فخر کرونگا (قیامت میں) تمہارے ذریعہ سے (اور) امتوں پر (یعنی جناب رسول اللہ صلعم کو یہ بات بہت پسند ہے کہ آپ کی امت کثرت سے ہو اور دوسری امتوں سے زیادہ ہو تاکہ ان کی کثرت اعمال کی وجہ سے آپکو بھی ثواب اور قرب الٰہی زیادہ میسر ہو اسلئے کہ جو کوئی آپکی امت میں جو کچھ بھی عمل کرتا ہے وہ آپ ہی کی تعلیم کے سبب کرتا ہے پس جسقدر زیادہ عمل کرنے والے ہونگے اسی قدر آپکو ان کی تعلیم کرنیکا ثواب زیادہ ہوگا۔ یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ جہانتک بھی اور جسطرح بھی ہوسکے قرب الٰہی کے وسیلے اور اعمال کثرت سے اختیار کرے اور اسمیں کوتاہی نہ کرے اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن کُل صفیں ایک سو بیس ۱۲۰ ہونگی جن میں چالیس صفیں اور امتوں کے لوگوں کی ہونگی اور اسّی صفیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ہونگی سبحان اللہ کیا دلداری منظور ہے حق تعالیٰ کو جناب رسول اللہ صلعم کی) اور جو شخص صاحبِ وسعت ہو (یعنی عورت کے حقوق ادا کرسکے) تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ پاوے (اسقدر مال کہ عورت کے حقوق اس سے ادا کرے) تو اس پر روزہ ہے (یعنی روزہ رکھے اس سے شہوت میں کمی ہو جاویگی) پس بیشک روزہ اسکے لئے مثل رگ شہوت مَل دینے کے ہے (اگر عورت کی خواہش مرد کو بہت زیادہ نہ ہو بلکہ معتدل اور درمیانی درجہ کی ہو اور عورت کے ضروری خرچ اٹھانے پر قادر ہو تو ایسے شخص کیلئے نکاح سنت مؤکدہ ہے اور جس کو اعلیٰ درجہ کا تقاضا ہو یعنی بہت خواہش ہو تو ایسے شخص کیلئے نکاح واجب اور ضروری ہے اسلئے کہ اندیشہ ہے خدانخواستہ زنا میں مبتلا ہوگیا تو حرام کاری کا گناہ ہوگا اور اگر باوجود سخت تقاضائے شہوت کے اس قدر طاقت نہیں کہ عورت کے ضروری حقوق ادا کرسکیگا تو یہ شخص کثرت سے روزے رکھے پھر جب اتنی گنجائش ہوجاوے کہ عورت کے حقوق ادا کرنے پر قادر ہو تو نکاح کرلے) حدیث میں ہے کہ

[1] عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا کلہا متاع و خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ (رواہ مسلم) ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۹۷

اولاد[1] جنت کا پھول ہو (مطلب یہ ہو کہ جنت کے پھولوں سے جیسی مسرت اور فرحت حاصل ہوگی ویسی ہی راحت اور مسرت اولاد کو دیکھکر حاصل ہوتی ہو اور اولاد نکاح کے ذریعہ سے میسر آتی ہی) حدیث[2] میں ہو کہ تحقیق آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہی سو وہ کہتا ہو کہاں سے ہو میرے لئے یہ کہ (یعنی وہ کہتا ہو کہ یہ رتبہ مجھے کیسے ملا۔ میں نے تو ایسا عمل کوئی نہیں کیا جسکا یہ ثواب ہو) پس کہا جاتا ہو (اس آدمی سے یہ) بسبب مغفرت طلب کرنے تیری اولاد کے ہو تیرے[2] لئے (یعنی تیری اولاد نے تم سے تیرے لئے استغفار کی اسکی بدولت یہ درجہ تجھکو عنایت ہوا) حدیث[5] میں ہو تحقیق وہ بچہ جو حمل سے گر جاتا ہو (یعنی بغیر دن پورے ہوئے پیدا ہو جاتا ہی) اپنے پروردگار سے جھگڑیگا جبکہ اسکے ماں باپ جہنم میں داخل ہونگے (یعنی حق تعالیٰ سے مبالغہ کیساتھ سفارش کریگا کہ میرے والدین کو دوزخ سے نکالدو اور حق تعالیٰ اپنی عنایت کی وجہ سے اسکے اس جھگڑنے کو قبول فرماوینگے اور اسکی نازبرداری کرینگے) پس کہا جاویگا اے سقط[3] جھگڑا کرنیوالے اپنے رب سے داخل کردے اپنے والدین کو جنت میں پس کھینچ لیگا بچہ ان دونوں کو اپنے نار[4] سے یہانتک کہ داخل کردیگا ان دونوں کو جنت[5] میں (معلوم ہوا کہ آخرت میں ایسی اولاد بھی کام آویگی جو نکاح کا نتیجہ ہی) حدیث[6] میں ہو کہ بیشک جس وقت دیکھتا ہو مرد اپنی عورت کیطرف اور عورت دیکھتی ہو مرد کیطرف تو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ دونوں کیطرف رحمت کی نظر سے رواہ مسیرۃ بن علی فی مشیختہ الرافعی فی تاریخہ عن ابن سعید مرفوعا بلفظ ان الرجل اذا نظر الی امراتہ ونظرت الیہ نظر اللہ تعالیٰ الیھما نظرۃ رحمۃ الخ حدیث[7] میں ہو کہ حق تعالیٰ پر حق ہو (یعنی حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے ذمہ یہ بات مقرر فرمائی ہی) مدد کرنی اس شخص کی جو نکاح کرے پاکدامنی حاصل کرنیکو اس چیز سے جسے اللہ نے حرام کیا ہے (یعنی زنا سے محفوظ رہنے کیلئے جو شادی کرے اور نیت اطاعت حق کی ہو تو خرچ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ اسکی مدد فرماوینگے) حدیث[8] میں ہو عیالدار شخص کی دو رکعتیں (نماز) کی بہتر ہیں مجرد شخص کی بیاسی[4] رکعتوں سے اور دوسری حدیث میں بجائے بیاسی کے ستر[5] کا عدد آیا ہی سو مطلب یہ ہوسکتا ہو کہ ستر[6] اسی شخص کے حق میں ہو جو ضروری حق اہل وعیال کا ادا کرے اور بیاسی اس کے حق میں ہیں جو ضروری حقوق سے زیادہ انکی خدمت کرے جان اور مال اور اچھی عادت سے والحدیث رواہ تمام فی فوائدہ والضیاء عن انس مرفوعا بلفظ رکعتان من المتاھل خیر من اثنین وثمانین رکعۃ من الغرب وسندہ صحیح حدیث[9] میں ہے کہ بیشک بہت بڑا گناہ خدا کے نزدیک ضائع کرنا (اور انکی ضروری خدمت میں کمی کرنا) ہے مرد کا ان لوگوں کو جنکا خرچ اسکے ذمہ ہو رواہ الطبرانی عن ابن عمرو مرفوعا بلفظ ان اکبر الاثم عند اللہ ان یضیع الرجل من یقوت کذا فی کنز العمال حدیث[10] میں ہو کہ میں نے نہیں چھوڑا اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر دینے والا ہو مردوں کو عورتوں (کے فتنہ) سے (یعنی مردوں کے حق میں عورت کے فتنہ سے بڑھکر کوئی فتنہ ضرر دینے والا نہیں کہ انکی محبت میں بجیں ہو جاتے ہیں اور خدا اور رسول کے حکم کی پرواہ نہیں کرتے لہذا چاہئے کہ ایسی محبت عورتوں سے نہ کرے کہ جسمیں شریعت کے خلاف کام کرنے پڑیں مثلاً وہ مرد کی حیثیت سے زیادہ کھانے پہننے کو مانگیں تو ہرگز ان کی خاطر کرنے کو رشوت وغیرہ نہ لے بلکہ مال حلال سے جو اللہ تعالیٰ دے انکی خدمت کردے اور عورتوں کو تعلیم و تادیب کرتا رہے اور بیباک و گستاخ نہ کردے عورتوں کی عقل ناقص ہوتی ہو انکی اصلاح کا خاص طور پر انتظام لازم ہے

[1] رواہ الحکیم الترمذی ۱۲ [2] رواہ احمد وغیرہ ۱۲ [3] یعنی ناتمام حمل ۱۲ [4] یعنی آنول نال ۱۲ [5] رواہ ابن ماجۃ ۱۲ [6] رواہ ابن عدی ۱۲ [7] ولفظہ رکعتان من المتزوج افضل من سبعین رکعۃ من الاعزب رواہ العقیلی عن انس مرفوعًا وسندہ ضعیف عند السیوطی ومنکر عند العقیلی وقال المناوی فان المتزوج مجتمع الحواس والاعزب مشغول بمدافعۃ الغلمۃ ومنع الشہوۃ فلا یتوفر بہ الخشوع الذی ہو روح الصلوٰۃ ۱۲ [8] قال العزیزی ولا تعارض بینہ وبین ما قبلہ لاحتمال انہ اعلم بالزیادۃ بعد ذلک ۱۲ [9] رواہ مسلم وغیرہ ۱۲

حدیث[11] میں ہے کہ پیغام نکاح کا کوئی تم میں سے نہ دیوے اپنے بھائی کے پیغام پر یہاں تک کہ وہ بھائی نکاح کر لے یا چھوڑ دے (یعنی جب ایک شخص نے کہیں پیغام نکاح کا دیا ہو اور ان لوگوں کی کچھ مرضی بھی پائی جاتی ہو کہ وہ اس شخص سے نکاح کرنے کو کچھ راضی ہیں تو دوسرے شخص کو اس جگہ ہرگز پیغام نہ دینا چاہئے۔ ہاں اگر وہ لوگ خود اس پہلے شخص کو انکار کر دیں یا وہ خود ہی وہاں سے اپنا ارادہ منقطع کر دے یا ان لوگوں کی ابھی بالکل مرضی اُس شخص کیساتھ نکاح کرنیکی نہیں پائی جاتی تو اب دوسرے کو اس لڑکی کا پیغام دینا درست ہے اور یہی حکم خرید فروخت کے بھاؤ کرنیکا ہے کہ جب ایک شخص کسی سے خریدنے یا فروخت کرنے کا بھاؤ کر رہا ہے تو دوسرے کو جبتک اسکا معاملہ علیحدہ نہ ہو جاوے اسکے بھاؤ پر بھاؤ کرنا نہیں چاہئے جبکہ باہم خرید و فروخت کی کچھ مرضی معلوم ہوتی ہو۔ خوب سمجھ لو اور اس حکم میں کافر بھی داخل ہے یعنی اگر کوئی کافر کسی سے لین دین کا بھاؤ کر رہا ہے اور دوسرے شخص کے معاملہ کرنیکی اسکے ساتھ کچھ مرضی بھی معلوم ہوتی ہے تو مسلمان کو زیبا نہیں کہ اُس کافر کے بھاؤ پر اپنا بھاؤ پیش کرے) حدیث[12] میں ہے کہ تحقیق عورت نکاح کی جاتی ہے اپنے دین کی وجہ سے اور اپنے مال کی وجہ سے اور اپنے حسن کی وجہ سے سو تو لازم پکڑ لے صاحب دین کو تیرے ہاتھ خاک میں ملیں[1] (یعنی کوئی مرد تو عورت دیندار پسند کرتا ہے اور کوئی مالدار اور کوئی خوبصورت تو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دینداری کا خیال چاہئے اور دیندار عورت سے نکاح کرنا اولیٰ ہے۔ ہاں اگر مثلاً ایسا موقع ہو کہ کوئی عورت دیندار ہے لیکن اتنی بدشکل ہے کہ طبیعت کسی طرح اسے قبول نہیں کرتی اور اندیشہ ہے کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جاوے تو باہم میاں بی بی میں موافقت نہ رہے گی، اور عورت کے حق ادا کرنے میں کوتاہی ہوگی تو ایسے وقت ایسی عورت سے نکاح نہ کرے اور تیرے ہاتھ خاک میں مل جاویں یہ عربی محاورہ ہے اور مختلف موقعوں پر استعمال ہوتا ہے۔ یہاں پر اس سے دیندار عورت کی رغبت دلانا مراد ہے) حدیث[13] میں ہے بیبیوں میں بہتر وہ بی بی ہے جس کا مہر بہت آسان ہو[2] (یعنی مرد بسہولت سے اسکو ادا کر سکے۔ آج کل زیادتی مہر کا دستور بہت ہو گیا ہے لوگوں کو اس رسم سے بچنا چاہئے) حدیث[14] میں ہے کہ اپنے نطفوں کیلئے (عمدہ محل و جگہ) پسند کرو اسلئے کہ عورتیں (بچے) جنتی ہیں اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں کی مانند (یعنی نیک بخت اور شریف خاندان کی عورت سے نکاح کرو۔ اسلئے کہ اولاد میں ننھیال کی مشابہت ہوتی ہے اور گو باپ کا بھی اثر ہوتا ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا اثر زیادہ ہوتا ہے تو اگر ماں ایسے لوگوں میں سے ہوگی جو بداخلاق ہیں اور دیندار شریف نہیں ہیں تو اولاد بھی ان ہی لوگوں کی مثل پیدا ہوگی ورنہ اولاد اچھی اور نیک بخت ہوتی، رواہ ابن عدی و ابن عساکر عن عائشۃ رض مرفوعا بلفظ تخیروا لنطفکم فان النساء یلدن اشباہ اخوانھن و اخواتھن) حدیث[15] میں ہے کہ سب سے بڑا حق لوگوں میں خاوند کا ہے عورت پر اور مرد پر سب سے بڑا حق لوگوں میں اسکی ماں کا ہے (یعنی بعد اللہ و رسول کے حقوق کے عورت کے ذمہ خاوند کا بہت بڑا حق ہے حتیٰ کہ اسکے ماں باپ سے بھی خاوند کا زیادہ حق ہے اور مرد کے ذمہ سب سے زیادہ حق بعد اللہ رسول کے حق کے بعد ماں کا حق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے ذمہ ماں کا حق باپ سے بڑھ کر ہے رواہ الحاکم عن عائشۃ رض مرفوعا بلفظ

[1] رواہ مسلم وغیرہ ۱۲　[2] رواہ الطبرانی ۱۲

اعظم الناس حقا علی المرأۃ زوجھا واعظم الناس حقاً علے الرجل امہ وسندہٗ صحیح [١٦] حدیث میں ہو اگر کوئی تم میں کا ارادہ کرے اپنی بیوی سے ہمبستری کا تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا تو اگر ان کی تقدیر میں کوئی بچہ مقدر ہوگا اس صحبت سے نہ ضرر دیگا اسکو شیطان کبھی[١]۔ [١٧] حدیث۔ ایک لانبی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا اولم ولو بشاۃ (یعنی ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری ہو۔ مطلب یہ ہو گو تھوڑا ہی سامان ہو مگر دینا چاہئے۔ بہتر یہ ہو کہ عورت سے ہمبستری کرنے کے بعد ولیمہ[٣] کیا جاوے گو بہت علماء نے صرف نکاح کے بعد بھی جائز فرمایا ہے اور ولیمہ مستحب ہے۔

طلاق کی مذمّت کا بیان

برائی ۱۲

[١٨] حدیث میں ہے اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ اَلطَّلَاقُ رواہ الحاکم وابوداؤد وابن ماجۃ عن ابن عمر مرفوعاً و سندہٗ صحیح یعنی زیادہ مبغوض اور زیادہ بری چیز حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک طلاق ہو مطلب یہ ہو کہ طلاق حاجت کے وقت جائز رکھی گئی ہو اور حلال ہو۔ مگر بلا حاجت بہت بری بات ہو اسلئے کہ نکاح تو باہم الفت و محبت اور زوج و زوجہ کی راحت کے واسطے ہوتا ہو اور طلاق سے یہ سب باتیں جاتی رہتی ہیں اور حق تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو کلفت ہوتی ہے باہم عداوت ہوتی ہے۔ نیز اسکی وجہ سے بیوی کے اور اہلِ قرابت سے بھی عداوت پڑتی ہو۔ جہانتک ہوسکے ہرگز ہرگز ایسا قصد نہ کرنا چاہئے۔ میاں بیوی کو معاملات میں باہم ایک دوسرے کی برداشت چاہئے اور خوب محبت سے رہنا چاہئے۔ جب کوئی صورت نباہ کی نہ ہو تو مضائقہ نہیں خوب سمجھ لو [١٩] حدیث میں ہو کہ نکاح کرو اور طلاق نہ دو (یعنی بلا وجہ) اسلئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہو بہت مزہ چکھنے والے مردوں اور بہت مزہ چکھنے والی عورتوں کو (یعنی اللہ پاک کو یہ بات پسند نہیں کہ طلاق ہو بلا ضرورت اور میاں دوسرا نکاح کرے اور بی بی دوسرا نکاح کرے۔ ہاں اگر کوئی ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں) [٢٠] حدیث میں ہو کہ نہ طلاق دی جاویں عورتیں مگر بدچلنی ہی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا بہت مزہ چکھنے والے مردوں اور بہت مزہ چکھنے والی عورتوں کو (اس سے معلوم ہوا کہ اگر اسکی پارسائی اور پاکدامنی کے باب میں کوئی خلل ہو جاوے تو اسکی وجہ سے طلاق دیدینا درست ہی اسیطرح اور بھی کوئی سبب ہو تو کچھ حرج نہیں) [٢١] حدیث میں ہو نکاح کرو اور طلاق نہ دو اسلئے کہ طلاق دینے سے عرش ہلتا ہے [٢٢] حدیث میں ہو کہ شیطان اپنے تخت کو پانی پر رکھتا ہو پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہو (لوگوں کے بہکانے کو) پس زیادہ قریب ان (لشکروں کے لوگوں میں) کا از روئے رتبہ کے وہ شخص ہوتا ہو جو ان میں سب سے بڑا ہو از روئے فتنہ کے (یعنی بڑا محبوب شیطان کو وہ شخص ہوتا ہو جو بہت بڑا فتنہ برپا کرے) آتا ہو (اسکے پاس) ایک ان میں کا پھر کہتا ہو میں نے یہ کیا اور یہ کیا (یعنی یہ فتنہ برپا کیا اور یہ فتنہ برپا کیا) سو کہتا ہو شیطان تو نے کچھ نہیں کیا (یعنی تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا) اور آتا ہے

[١] رواہ احمد وغیرہ [٢] متفق علیہ ۱۲ [٣] اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نام کے لئے قرض لیکر تمام اقارب اور برادری کو مدعو کرنا صرف یہی نہیں کہ پسندیدہ نہیں ہے بلکہ احادیث میں اسکی برائی آئی ہے۔ لہٰذا جو کچھ بھی اپنے پاس ہو اسی پر اکتفا کرنی چاہئے ۱۲

ایک ان میں کا یوں کہتا ہے نہیں چھوڑا میں نے فلاں شخص کو یہاں تک کہ جدائی کر دی میں نے اُس (شوہر) کے اور اسکی بیوی کے درمیان۔ سو قریب کر لیتا ہے اس شخص کو اپنی ذات سے یعنی اپنے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے بہت بڑا کام کیا (یعنی شیطان کو بہت بڑی خوشی یہ ہے کہ میاں بی بی میں جدائی کرا دی جاوے۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے مسلمان شیطان کو خوش نہ کرے) رواہ مسلم و احمد ۱۲ حدیث[۲۳] میں ہے کہ جو عورت خود طلاق طلب کرے بغیر سخت مجبوری کے تو جنت کی خوشبو اس پر حرام ہے (یعنی سخت گناہ ہوگا۔ گو بشرطِ اسلام پر خاتمہ ہونے کے اپنے اعمال کا بدلہ بھگت کر آخر کو جنت میں داخل ہو جاوے گی) حدیث[۲۴] میں ہے کہ منتزعات اور مختلعات وہ منافقات ہیں (منتزعات وہ عورتیں جو اپنی ذات کو مرد کے قبضہ سے نکالیں شرارت کر کے یعنی ایسی حرکتیں کریں جس سے مرد ناراض ہو کر طلاق دیدے اور مختلعات وہ عورتیں جو خاوند سے بلا مجبوری خلع طلب کریں اور منافقات سے مراد یہ ہے یہ خصلت منافقوں کی سی ہے کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ ظاہراً تو نکاح ہمیشہ کیلئے ہوتا ہے اور یہ اس میں جدائی طلب کرتی ہیں اسلئے گنہگار ہونگی گو کافر نہ ہوں گی)

قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت کا بیان

حدیث[۲۵] میں ہے کہ جس وقت چاہے کوئی تم میں کا اپنے پروردگار سے گفتگو کرنا سو چاہیئے کہ قرآن پڑھے (یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرنا گویا حق تعالیٰ سے بات چیت کرنا ہے) زیادہ غنی لوگوں میں قرآن کے اٹھانے والے ہیں (یعنی) وہ لوگ کہ جن کے سینہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو (یعنی قرآن کو) رکھا ہے[۲۶] (مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں۔ اس پر عمل کرنے کی برکت سے حق تعالیٰ باطنی غنا مرحمت فرماتے ہیں اور ظاہری کشائش بھی میسر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کثرت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آتا تھا (دنیاوی حاجتوں کے لئے) سو کہا حضرت عمرؓ نے اُس مرد سے کہ جا اور پڑھ خدا کی کتاب (یعنی قرآن مجید) سو چلا گیا وہ مرد لیس نہ پایا اس کو حضرت عمرؓ نے۔ پھر آپ اس سے ملے اور آپ اسکے مشتاق ہوئے (یعنی اس وجہ سے کچھ شکایت فرمائی کہ تمہاری ہم کو تلاش تھی بلا اطلاع کہاں چلے گئے۔ جب کوئی کثرت سے آمد و رفت رکھتا ہو پھر دفعۃً آنا چھوڑ دے تو انسان کو فکر ہو ہی جاتی ہے کہ نہ معلوم کہاں چلا گیا کس حال میں ہے) سو اس نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اللہ کی کتاب میں وہ چیز پالی جس نے مجھے عمرؓ کے دروازے سے غنی اور بے پرواہ کر دیا یعنی قرآن مجید میں ایسی آیت مل گئی جس کی برکت سے میری نظر مخلوق سے ہٹ گئی اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہو گیا۔ تمہارے پاس دنیا کی حاجت کیلئے آتا تھا اب آکر کیا کروں۔ غالباً مراد اس سے اس قسم کے مضامین ہونگے جو اس آیت میں مذکور ہے وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ط یعنی تمہاری روزی آسمان ہی میں ہے اور جس چیز کا تم وعدہ کئے گئے ہو وہ بھی آسمان ہی میں ہے) یعنی تمہاری روزی وغیرہ سب کا بندوبست ہمارے ہی دربار سے ہوتا ہے پھر دوسری

[۲۳] رواه احمد والحاكم وغيرهما مرفوعاً بسند صحيح ولفظه ايما امرأة سألت زوجها الطلاق من غير بأس فحرام عليها رائحة الجنة ۱۲ [۲۴] رواه الخطيب والديلمي ۱۲ [۲۵] رواه ابن عساكر عن ابي ذر مرفوعاً بلفظ اغنى الناس حملة القرآن من جعله الله تعالىٰ في جوفه ۱۲ [۲۶] عن الحسن رض قال كان رجل يكثر غشيان باب عمر فقال له اذهب فتعلم كتاب الله فذهب الرجل ففقده عمر ثم لقيه فكأنه عاتبه فقال وجدت في كتاب الله ما اغناني عن باب عمر رواه ابن ابي شيبة ۱۲

طرف متوجہ ہونے سے کیا نتیجہ۔ حدیث[۲۵] میں ہے کہ افضل عبادت قرآن کی قرأت ہے[۱] (یعنی بعد فرائض کے تمام نفل عبادات میں قرآن پڑھنا افضل ہے) حدیث[۲۶] میں ہے کہ تعظیم کرو قرآن کے یاد رکھنے والوں کی جس نے ان کی تعظیم کی پس بیشک اس نے میری تعظیم کی (اور آپ کی تعظیم کا واجب ہونا ظاہر ہے) حدیث[۲۷] میں ہے تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جنھوں نے قرآن پڑھا[۳] اور قرآن پڑھایا حدیث[۲۸] میں ہے جس نے قرآن پڑھایا اور عمل کیا اس چیز پر جو اس میں ہے (یعنی اسکے احکام پر عمل کیا) پہنائے جاوینگے اسکے والدین کو تاج قیامت کے دن جس کی روشنی زیادہ عمدہ ہوگی آفتاب کی روشنی سے دنیا کے مکانوں میں جب کہ وہ آفتاب تم میں ہو (یعنی دنیا میں جب کہ تمہارے گھروں میں آفتاب روشن ہو جیسی اسکی روشنی ہوتی ہے بڑھ کر اس تاج کی روشنی ہوگی) پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے (ثواب کے) بارہ میں جس نے (خود) عمل کیا اس پر (یعنی قرآن پر جس نے عمل کیا اس کا کیا کچھ بڑا درجہ ہوگا جبکہ اسکے طفیل سے اسکے والدین کو یہ رتبہ عنایت ہوا) حدیث[۲۹] میں ہے جس نے قرآن پڑھا پھر خیال کیا اس نے کہ کوئی خدا کی مخلوق میں سے اس نعمت سے بڑھکر نعمت دیا گیا ہے جو اسکو ملی ہے سو بیشک حقیر کر دیا اس نے اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے بڑا کیا ہے اور بڑھادیا اس چیز کو جسے اللہ نے حقیر کیا ہے نہیں زیبا ہے قرآن جاننے والے کو تیزی کرنا اس شخص سے جو (اس سے) تیزی کرے اور نہ جہالت کرنا اس شخص سے جو (اس سے) جہالت کرے اور (ایسا نہ کرے) لیکن معاف کرے اور درگذر کرے بسبب[۴] عزت قرآن کے (یعنی اہل علم اور قرآن کے جاننے والوں کو چاہئے کہ دنیا کی تمام نعمتوں سے قرآن کے علم کو اعلیٰ اور افضل سمجھیں۔ اگر انہوں نے قرآن کے علم سے بڑھکر کسی چیز کو سمجھا تو جس چیز کو خدا نے بڑا کیا تھا اس کو حقیر کر دیا اور حاکم جس چیز کو بڑا کرے اسکا حقیر کرنا کسقدر بڑا جرم ہے اور اہل قرآن کو چاہئے کہ لوگوں سے جہالت اور بداخلاقی سے پیش نہ آویں کہ قرآن کی عزت اور عظمت اسی بات کو چاہتی ہے اور اگر ان سے کوئی جہالت کرے تو اسکی جہالت کو معاف کریں) حدیث[۳۰] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن زیادہ محبوب ہے اللہ تعالےٰ کو آسمانوں سے اور زمین سے اور ان لوگوں سے جو اُن (آسمانوں اور زمین) میں ہیں (یعنی قرآن مجید کا درجہ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہے اور قرآن مجید خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے رواہ ابو نعیم عن ابن عمر مرفوعاً بلفظ القرآن احب الی اللہ من السمٰوٰت والارض ومن فیھن) حدیث[۳۱] میں ہے جس نے سکھائی کسی (اللہ کے) بندے کو ایک آیت خدا کی کتاب کی سو وہ (یعنی سکھانے والا) آقا ہوگیا اس (پڑھنے والے) کا نہیں لائق ہے اس (طالب علم) کو اسکی مدد نہ کرنا (موقع پر) اور نہ اس (استاد) پر کسی دوسرے کو ترجیح دینا جسکا رتبہ استاد سے بڑا نہ ہو) پس اگر وہ (یعنی طالب علم) ایسا کرے تو اس نے توڑ دیا ایک حلقہ کو اسلام کے حلقوں میں[۵] سے (یعنی

---

[۱] کنز العمال ۱۲ [۲] رواہ الدیلمی ۱۲ [۳] رواہ ابن مردویہ وابن الفرس ۱۲ [۴] رواہ الخطیب ۱۲ [۵] من علم عبداً آیۃ من کتاب اللہ فہو مولاہ لا ینبغی لہ ان یخذلہ ولا یستاثر علیہ فان ہو فعلہ فصم عروۃ من عری الاسلام رواہ ابن عدی والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی وابن النجار عن ابی امامۃ مرفوعاً ونقل السخاوی[۲]

صہ الی قولہ مولاہ وسکت علیہ والہیثمی الی قولہ ولیستاثر علیہ وقال رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عبید بن زرین الازرقی ولم ار من ذکرہ قلت الظاہر ان الطبرانی اطلع علیہ ولم یتکلم علیہ لثقتہ عندہ وکثیر من الرواۃ تکلم الطبرانی فیہم فسکوتہ عنہ یدل علی ما ذکرنا ۱۲

ایسی حرکت کرنے سے اس نے اسلام میں بڑا فتنہ ڈالا اور بڑے عظیم الشان شریعت کے حکم کی تعمیل نہ کی جس کی بے برکتی
اور سزا کا دارین میں سخت اندیشہ ہے ۳۲ حدیث میں ہے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے
میری امت سے وہ شخص جس نے نہ بزرگی کی ہمارے بڑے کی اور نہ رحم کیا ہمارے چھوٹے پر اور نہ پہچانا
ہمارے عالم کا حق اور عالم کے اندر قرآن کے پڑھنے اور پڑھانے والے بھی آگئے اور مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص
جس کی یہ حالت ہو ہماری جماعت سے خارج ہے اور اس کا ایمان ضعیف ہے لہٰذا بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں
پر رحم کرنا اور علماء کے حق کو پہچاننا اور اُن کی تعظیم و خدمت کرنا ضرور چاہیئے. رواہ احمد والطبرانی فی
الکبیر عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لیس من امتی من لم
یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ واسنادہ حسن) ۳۳ حدیث میں ہے جس نے
قرآن پڑھا اور اس کی تفسیر اور اُسکے معنی سمجھے اور اس پر عمل نہ کیا تو دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنایا (یعنی قرآن
پڑھ کر اس پر عمل نہ کرنا بہت بڑا سخت گناہ ہے مگر جاہل لوگ خوش نہ ہوں کہ ہم نے پڑھا ہی نہیں سو ہم اگر
اسکے احکام پر عمل نہ کرینگے تو کچھ مضائقہ نہیں اسلئے کہ ایسے جاہل کو دو گناہ ہوں گے ایک علم حاصل نہ کرنیکا
دوسرا عمل حاصل نہ کرنے کا) ۳۴ حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا
کہ تحقیق فلاں (شخص) تمام رات قرآن پڑھتا ہے پھر جب صبح قریب ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے آپ
نے فرمایا عنقریب اس کو روک دیگا اس کا قرآن پڑھنا (یعنی قرآن کی تلاوت کی برکت سے یہ حرکت
چھوٹ جاوے گی. رواہ سعید بن منصور عن جابر بلفظ قیل یارسول اللہ ان فلانا یقرأ باللیل
کلہ فاذا اصبح سرق قال ستنھاہ قرأتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس کو حفظ کرلے اور اسکے حلال کو حلال سمجھے اور
اسکے حرام کو حرام سمجھے داخل کرے گا اس کو اللہ تعالےٰ جنّت میں اور شفاعت قبول کرے گا اُس کی دس
آدمیوں کے حق میں اسکے خاندان والوں میں سے کہ ان میں سب کے سب ایسے ہوں گے کہ ان کے لئے دوزخ
واجب ہوچکی ہوگی. ۳۵ حدیث میں ہے کہ جس نے سنا ایک حرف خدا کی کتاب سے باوضو لکھی جائیں گی اسکے
لئے دس نیکیاں (یعنی دس نیکیوں کا ثواب) اور دُور کر دیئے جائیں گے اسکے دس گناہ اور بلند کئے جاوینگے
اسکے دس درجے اور جس نے پڑھا ایک حرف اللہ کی کتاب سے نماز میں بیٹھ کر (یعنی جب کہ نماز
بیٹھ کر پڑھے اور نماز نفل مراد ہے اس لئے کہ فرض نماز بغیر عذر جائز نہیں اور عذر کے ساتھ جائز
ہے سو عذر کے ساتھ جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو کھڑے ہونے کے برابر ثواب ملتا ہے، ہاں نفل نماز
بھی اگر کسی عذر سے بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونے کی برابر ثواب ملتا ہے) تو لکھی جاویں گی اس

ع۱ رواہ ابو نعیم ۱۲ ع۲ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ

کے لئے پچاس[۳۵] نیکیاں (یعنی اس قدر نیکیوں کا ثواب) اور دُور کر دیئے جاوینگے اسکے پچاس گناہ اور بلند کئے جاوینگے اس کے لئے پچاس درجے اور جس نے پڑھا اللہ کی کتاب (میں) سے ایک حرف کھڑے ہوکر لکھی جاویں گی اسکے لئے سونیکیاں اور دور کئے جاوینگے اس کے سوگناہ اور بلند کئے جاوینگے اس کے سودرجے اور جس نے قرآن پڑھا اور اسکو ختم کیا لکھے گا اللہ تعالیٰ اپنے پاس اسکے لئے ایک دُعا جو فی الحال مقبول ہو جاوے یا بعد چندے مقبول ہو[۱] **حدیث**[۳۶] میں ہے جس نے قرآن پڑھا اور پروردگار کی حمد کی اور درود بھیجا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور مغفرت مانگی اپنے پروردگار سے سو بیشک اس نے بھلائی کو مانگ لیا اسکے مقام سے مطلب یہ ہے کہ بھلائی کو اس کی جگہ سے طلب کر لیا یعنی جو طریق دعا کے قبول ہونے کا تھا اس کو برتا جس سے دعا جلد قبول ہونے کی امید ہے اور خدا کی تعریف میں خواہ الحمد للہ کہے یا کوئی اسی معنی کا کلمہ اور قرآن کی تلاوت کے بعد اس خاص طریقہ سے دعا مانگنا قبولیت میں خاص اثر رکھتا ہے[۲] جیساکہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ **حدیث**[۳۷] میں ہے کہ اپنی عورتوں کو سورۃ واقعہ سکھلاؤ اس لئے کہ بیشک وہ سورۃ تونگری کی ہے[۳] (یعنی اسکے پڑھنے سے تونگری میسر ہوتی ہے اور ضروری خرچ اچھی طرح میسر ہو جاتا ہے اور غنائے باطن بھی میسر ہوتا ہے جیساکہ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۃ واقعہ ہر شب کو پڑھے تو اُس کو تنگی رزق کبھی نہ ہوگی اور عورتیں چونکہ ضعیف القلب ہوتی ہیں ذراسی تنگی میں بہت پریشان ہوجاتی ہیں اس لئے ان کی خصوصیت فرمائی ہے ورنہ اس کا پڑھنا غنا کے حاصل ہونے کے لئے سب کو مفید ہے خواہ مرد ہو یا عورت) **حدیث**[۳۸] میں ہے کہ زیادہ اچھا لوگوں میں قرآن پڑھنے کے اعتبار سے وہ شخص ہے کہ جس وقت وہ قرآن پڑھے تو یہ سمجھے کہ وہ خدا سے ڈر رہا ہے[۴] (یعنی تلاوت کرنے والے کو دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ خدا سے ڈر رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس طرح اہتمام سے پڑھے جیسے کہ ڈرنے والا اہتمام سے کلام کرتا ہے کہ کوئی حرکت حاکم کے سامنے بےموقع نہ ہو جاوے اور قرآن مجید کے پڑھنے کا عمدہ طریق یہ ہے کہ باوضو قبلہ کی طرف بیٹھ کر عاجزی سے تلاوت کرے اور سمجھے کہ اللہ تعالےٰ سے باتیں کر رہا ہوں اور اگر معنی جانتا ہو تو معنی میں غور کرے اور جہاں رحمت کی آیت آوے وہاں رحمت کی دعا مانگے اور جہاں عذاب کا ذکر ہو وہاں دوزخ سے پناہ مانگے اور جب تمام کر چکے تو خدا کی حمد اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کے مغفرت طلب کرے اور جو چاہے دعا مانگے اور پھر درود شریف پڑھے اور حتی المقدور قرآن پڑھنے میں دوسرا خیال نہ آنے دے۔ اگر کوئی خیال آوے تو ادھر توجہ نہ کرے وہ خیال خود جاتا رہے گا اور تلاوت کے وقت لباس بھی جہاں تک ہو سکے صاف پہنے)

---

[۱] رواہ ابن عدی والبیہقی ۱۲ [۲] رواہ البیہقی بسند ضعیف ولفظہ من قرأ القرآن وحمد الرب وصلی علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم (۵) استغفر ربہ فقد طلب الخیر مکانہ ۱۲ [۳] رواہ الدیلمی ۱۲ [۴] رواہ کنز العمال بلفظ احسن الناس قراءۃ الذی اذا قرأ رأیت انہ یخشی اللہ ۱۲

مسئلے (۱) طلاق دینے[1] کے (جب کسی ضرورت سے طلاق دی جاوے) تین طریقے ہیں۔ ایک بہت اچھا دوسرا اچھا، تیسرا بدعت اور حرام۔ سو بہت اچھا طریق یہ ہے کہ مرد بیوی کو پاکی کے زمانہ میں (یعنی ایسے وقت جس میں حیض وغیرہ سے عورت پاک ہو) ایک طلاق دے مگر یہ بھی شرط ہے کہ اس تمام پاکی کے زمانہ میں صحبت نہ کی ہو اور عدت گذرنے تک پھر کوئی طلاق نہ دے (عدت گذرنے سے خود ہی نکاح جاتا رہیگا۔ ایک سے زیادہ طلاق دینے کی حاجت نہیں۔ اسلئے کہ طلاق سخت مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے۔ لہٰذا بقدر ضرورت کافی ہے بہت سی طلاقوں کی کیا حاجت ہے۔) اور اچھا طریق یہ ہے کہ اس کو تین پاکی کے زمانوں میں تین طلاق دے (دو حیضوں کے درمیان جو پاکی رہتی ہے اس کو ایک زمانہ کی پاکی کہتے ہیں سو ہر پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق دے) اور ان پاکی کے زمانوں میں بھی صحبت نہ کرے۔ اور بدعت اور حرام طریق وہ ہے جو ان دونوں صورتوں کے خلاف ہو۔ مثلاً تین طلاق یکبارگی دیدے یا حیض کی حالت میں طلاق دے یا جس پاکی میں صحبت کی تھی اس میں طلاق دی تو اس اخیر قسم کی سب صورتوں میں گو طلاق واقع ہو جاوے گی مگر گناہ ہوگا۔ خوب سمجھ لو اور یہ سب تفصیل اس صورت میں ہے کہ عورت سے صحبت یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو اور جس سے ایسا اتفاق نہ ہوا ہو۔ اس کا حکم ابھی آگے آتا ہے۔ (۲) جس عورت سے نکاح کر لیا مگر صحبت نہیں کی ایسی عورت کو خواہ حیض کے زمانہ میں طلاق دے یا پاکی کے زمانہ میں ہر طرح درست ہے مگر ایک طلاق دے۔ (**نوٹ**) دستور العمل تدریس حصہ ہذا حصہ پنجم کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ چہارم مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط

اصل صنہ۲ چاہئے صاف لفظوں میں الخ۔ **تحقیق** مطلب یہ ہے کہ جب طلاقیں تین پڑ جائیں گی خواہ صاف لفظوں سے پڑیں یا گول لفظوں سے حرمت مغلظہ ثابت ہو جائے گی اور یہ امر کہ گول لفظوں کی تکرار سے کب تین طلاقیں ہونگی کب نہ ہونگی اس سے اس جگہ بحث نہیں پس اس پر وہ شبہ واقع نہیں ہوتا جو اس پر کیا گیا ہے۔ اور نہ اس جواب کی ضرورت ہے جو دیا ہے۔ وہ شبہ اور اس کا جواب "الامداد" بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ صلا۳۲ میں شائع ہوا ہے۔ **اصل** صتہ۵۳ کسی نے یوں کہا کہ تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں الخ۔ **تحقیق** عالمگیری میں ہے لو قال ان وطئتك وطئت امی فلا شیئ علیه كذا فی غایة السراجی اور مولوی احمد حسن صاحب نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے ان دونوں صورتوں کا یہ حکم کہ اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا اس حالت میں ہے جب کہ کچھ نیت نہ ہو۔ اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق پڑ جائے گی اور جو نیت ظہار کی ہو تو ظہار ہو جاوے گا۔ انتہی۔ اور ترجیح الراجح حصہ سوم مطبوعہ مطبع قیومی میں مولانا نے عدم وقوع طلاق مطلقاً ہی کو ترجیح دی ہے۔ لیکن اس میں مراجعت

[1] الطلاق علی ثلٰثۃ اوجہ حسن واحسن وبدعی فالاحسن ان یطلق الرجل امرأتہ طلقۃ واحدۃ فی طہر لم یجامعہا فیہ ویترکہا حتی تنقضی عدتہا والحسن ہو طلاق السنۃ وہو ان یطلق [illegible]

الی العلماء کا بھی مشورہ دیا ہے فلیتحقق۔ اصل صـ۵۳ اگر یوں کہا تو میرے لئے ماں کی طرح الخ تحقیق اس صورت میں اگر ایلاء کی نیت کی ہے تو ایلاء ہو جاوے گا۔ فی العالمگیریۃ اذا قال انت علی حرام کامی ونوی الطلاق او الظہار او الایلاء فہو علی مانوی وان لم ینو شیئا یکون ظہارا فی قول محمد وذکر الخصاف الصحیح من مذہب ابی حنیفۃ ما قال محمد کذا فی فتاوی قاضیخان۔ عالمگیریہ۔ اصل صـ۵۷ نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی و صـ۵۷ میاں پردیس میں ہے الخ۔ تحقیق۔ ان دونوں مسئلوں پر بعض عوام اعتراض کیا کرتے ہیں لہذا ضرورت ہے کہ ان کی ضروری توضیح کر دی جاوے۔ توضیح مسئلہ اول۔ نکاح ہو گیا لیکن (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا (اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ بچہ میرا نہیں ہے) تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں۔ (کیونکہ ممکن ہے کہ کسی طریق سے خفیہ طور پر خاوند بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو۔ اور گھر والوں کو یا غیروں کو اسکی خبر نہ ہوئی ہو) اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں (کیونکہ یہ بلا حجت شرعی مرد کو جھٹلانا اور عورت پر زنا کی تہمت لگانا ہے ہاں) اگر شوہر کا نہ ہو اور (وہ جانتا ہو کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے اور میں اس عورت کے پاس نہیں گیا) تو انکار کرے۔ انکار کرنے پر (چونکہ وہ عورت پر زنا کا الزام لگاتا ہے اگر عورت اس الزام کو تسلیم نہ کرے اور لعان کی شرائط پائی جاویں تو) لعان کا حکم ہوگا (اور بعد تحقیق لعان بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جاوے گا) اس توضیح کے بعد مطلب بہشتی زیور بالکل صاف ہو گیا اور اس پر کسی شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ توضیح مسئلہ دوم میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئیں برسیں گذر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ حرامی نہیں بلکہ اسی شوہر کا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی وقت چھپ کر اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو اور اس کے آنے کی خبر کسی کو نہ ہوئی ہو۔ جیسے اشتہاری لوگ چھپکر اپنے گھر آجاتے ہیں اور لوگوں کو ان کے آنے کی خبر نہیں ہوتی۔ یا بذریعہ کسی عمل مثل تسخیر جن وغیرہ کے یا بذریعہ کرامت کسی بزرگ کے وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو۔ یا اپنی بیوی کو اپنے پاس بلا لیا ہو اور کسی کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو۔ پس جب کہ خاوند اس بچہ کے اپنا بیٹا ہونے سے انکار نہیں کرتا تو گویا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے صحبت کی ہے اور یہ شبہ کہ وہ تو پردیس میں تھا کیسے صحبت کر سکتا ہے اس لئے صحیح نہیں ہے کہ بذریعہ کرامت یا بذریعہ جن وغیرہ کے ایسا ہونا ممکن ہے تو شوہر کو جھوٹا نہ کہا جاوے گا) اور بچہ کو حرامی نہ کہا جاوے گا۔ البتہ چونکہ شوہر کو علم ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں اس لئے اس کو انکار کا حق حاصل ہے اس بناء پر اگر وہ خبر پا کر انکار کرے گا (تو چونکہ اس انکار میں عورت پر زنا کا الزام ہے اسلئے اگر زوجہ زنا سے انکار کرے اور دیگر شرائط لعان پائی جاتی ہیں) تو لعان کا حکم ہوگا (اور بعد لعان کے بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جائے گا) اس توضیح کے بعد دوسرے مسئلہ پر بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ مختصر توضیح تھی ان دونوں مسئلوں کی

جو انشاء اللہ سمجھدار اور غیر متعصب حضرات کی تشفی کے لئے کافی ہے۔ اگر کسی کو زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ رفع الارتیاب مصنفہ مکرمی مولوی عبد اللہ صاحب مںگا کر دیکھئے۔ اس میں زیادہ تفصیل ملے گی۔ نیز ان مسائل پر شبہ اور اس کا جواب حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کی طرف سے تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ ص۱۰۴ میں مذکور ہے اس کو بھی دیکھ لیا جاوے۔ آخر میں کہا جاتا ہے کہ رافضی خذلہم اللہ بھی بہشتی زیور کے یہ مسائل جاہل لوگوں کو دکھلا کر ان کو مذہب اسلام سے نفرت دلانا چاہتے ہیں اور اس طرح دھوکہ دے کر مذہب رفض کا پابند کرنا چاہتے ہیں کہ جو منافق یہودیوں کا بنایا ہوا دین ہے اور جاہل چونکہ نہ اپنے مذہب سے واقف ہوتے ہیں نہ رافضیوں کے۔ اسلئے وہ پریشان ہو جاتے ہیں اور ان کو جواب نہیں بن پڑتا۔ اسلئے کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی رافضی ان مسائل میں گفتگو کرے تو ان کو چاہئے کہ وہ بہشتی زیور کا مطلب سمجھا کر ان کے اعتراض کو دفع کریں اور ان سے کہیں کہ تمہارے مذہب میں یہ تین مسئلے بہشتی زیور سے زیادہ قابل اعتراض ہیں ان کا جواب دو۔ مسئلہ اوّل

ـــه احقر شبیر علی عفی عنہ عرض رساہے کہ چونکہ یہ مضمون خود حضرت حکیم الامۃ مولانا صاحب نور اللہ مرقدہ کا تحریر فرمایا ہوا ہے اسلئے اس کو بھی یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوا۔ ان دونوں تحریروں کے مطالعہ کے بعد طالب حق کی انشاء اللہ پوری تسلی ہو جاوے گی۔ اسلئے رسالہ رفع الارتیاب کو اس میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی ورنہ وہ شامل کر دیا جاتا۔ اب امداد الفتاویٰ سے سوال و جواب بجنسہ نقل کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ہذا

سوال بہشتی زیور حصہ چہارم کے بیان لڑکے کے حلالی ہونے کے آخری دو مسئلوں (نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی الخ) و (میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی برسیں گذر گئیں الخ) پر لوگ مختلف خیال والے اعتراض کر رہے ہیں۔ براہ عنایت ہر دو مسائل کا مشرح و مدلل حال تحریر فرمائیے۔ تاکہ معترضین کو چپ کیا جائے۔ الجواب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اب تک جس نے اس بارہ میں زبانی یا تحریری دریافت کیا اعتراض کے رنگ میں دریافت کیا۔ اسلئے خطاب کرنے کو جی نہ چاہا۔ آپ کے الفاظ سے چونکہ سمجھنے کا قصد معلوم ہوتا ہے اس لئے جواب لکھتا ہوں ذرا غور سے سمجھئے۔ بہشتی زیور کے ان مسئلوں کا یہ مطلب نہیں کہ بدون صحبت کے حمل رہ جاتا ہے اور وہ حمل اس شوہر کا ہو جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان صورتوں میں اوپر کے دیکھنے والوں کو خود اسی کا یقین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ ان میں صحبت نہیں ہوئی۔ پس ان کو شرعاً یہ اجازت نہیں کہ محض ظاہری دوری کو زن و شوہر میں دیکھ کر یہ کہہ دیں کہ جب ہمارے علم میں ان کے درمیان صحبت واقع نہیں ہوئی تو واقع میں بھی صحبت نہیں ہوئی اور یہ حمل حرام کا ہے۔ اور یہ عورت حرامکار ہے اور یہ بچہ ولد الحرام ہے۔ پس دیکھنے والوں کو یہ حکم لگانے کا حق نہیں۔ کیونکہ کسی کو حرام کار یا حرامزادہ کہنا بہت بڑی تہمت ہے اور گناہ عظیم ہے۔ اس کا منہ سے نکالنا بدون دلیل قطعی کے جائز نہیں۔ بلکہ جب تک بعید سے بعید احتمال بھی وقوع صحبت کا رہے گا

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاخانہ کے مقام میں صرف حشفہ داخل کردے اور انزال ہو جاوے اور اس عورت کے اس وقت سے چھ مہینے بعد انتہائی مدت حمل سے پہلے بچہ پیدا ہوا ہو تو وہ بچہ خاوند ہی کا ہے بتلاؤ کہ پاخانہ کے مقام میں صحبت کرنے سے رحم میں نطفہ کیسے پہنچ گیا۔ دوسرا مسئلہ۔ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے پاخانہ کے مقام میں حشفہ داخل کردے اور انزال بھی نہ ہو تب بھی بچہ خاوند ہی کا ہوگا بشرطیکہ وہ چھ مہینے کے بعد اور انتہائی مدت حمل سے پہلے پیدا ہوا ہو۔ بتلاؤ کہ پاخانہ کے مقام میں صحبت کرنے سے اور وہ بھی بغیر انزال ہوئے حمل کیسے قرار پا گیا۔ تیسرا مسئلہ۔ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے آگے کی راہ سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تب بھی جو بچہ پیدا ہوگا وہ خاوند ہی کا ہوگا۔ بشرطیکہ وہ چھ مہینے کے بعد اور انتہائی مدتِ حمل سے پہلے پیدا ہوا ہو۔ بتلاؤ کہ بدون انزال کے حمل کیسے رہ گیا۔ ان مسئلوں کا جواب ان سے کچھ نہ بن پڑے گا اور وہ تہمت

یوں سمجھیں گے کہ شاید یہی بعید صورت صحبت کی واقع ہوئی ہو اور دوسروں کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو' اور دو بعید احتمال یہاں اور ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ کسی بزرگ کی کرامت سے زن و شوہر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور ان میں صحبت واقع ہوئی ہو۔ دوسرے یہ کہ کسی جن نے دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہو اور صحبت ہو گئی ہو۔ اور حمل رہ گیا ہو۔ اور بزرگوں کی کرامت اور جن کا تصرف اہل سنت وجماعت کے نزدیک شرعاً وعقلاً وقوعاً ثابت ہے اور گو اس کا احتمال بعید ہی ہو مگر ہم مسلمان عورت کو تہمت سے بچانے کے لئے اور بچہ کو عار سے بچانے کے لئے اس احتمال کو ممکن مانیں گے۔ اور یوں کہیں گے کہ شاید ایسی ہی صورت ہوئی ہو۔ اور بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ شوہر ایسی طرح خفیہ آیا ہو کہ کسی کو خبر نہ ہو جیسے بعض اشتہاری مجرم رات کو اپنے گھر آجاتا ہے اور رات ہی کو چلا جاتا ہے اسلئے اس حمل کو اس شوہر کی طرف منسوب سمجھیں گے اور نسب کو ثابت مانیں گے البتہ خود شوہر کو اس کا علم قطعی ہو سکتا ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں۔ سو اس کو شرعاً مجبور نہیں کیا گیا کہ خواہ مخواہ تو اس بچہ کو اپنا ہی مان۔ بلکہ اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر تو نے صحبت نہیں کی ہے تو اس نسب کو نفی کر سکتا ہے۔ مگر چونکہ حاکم شرع کو کسی دلیل قطعی سے خود شوہر کا راست گو ہونا یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ احتمال ہے کہ کسی اور رنج وغصّہ سے عورت کو بدنام کرتا ہو اس لئے اس کے نفی کرنے پر حاکم شرع سکوت نہ کریگا۔ بلکہ مقدمہ قائم کرکے لعان کا قانون نافذ کرے گا۔ پھر لعان کے بعد دوسروں کو بھی شرعاً اجازت ہے کہ اس بچہ کو اس شوہر کا نہ کہیں گے۔ کیونکہ قانون شرعی سے اس کا نسب قطع ہو چکا۔ یعنی شرعاً جبر نہیں کہ اب بھی اسی کا مانو بلکہ قانوناً اس سے منقطع سمجھیں گے اور واقع کے اعتبار سے پھر بھی یوں کہیں گے کہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کو ہے اسی طرح عورت کی نسبت کہیں گے کہ خدا کو خبر ہے کہ مرد سچا ہے یا عورت۔

۲۷ شعبان ۱۳۶۸ھ

الَّذِیْ کَفَرَ کا مصداق ہوں گے۔ لیکن اگر وہ انکار کریں اور کہیں کہ ہمارے مذہب میں یہ مسئلے نہیں ہیں تو ان سے کہو کہ یہ تینوں مسئلے شرح لمعہ و مشفیہ میں موجود ہیں اور عبارت اس کی یہ ہے یلحق الولد بالزوج الدائم نکاحہ بالدخول بالزوجۃ ومضی ستۃ اشھر ھلالیۃ من حین الوطی والمراد بہ علی مایظھر من اطلاقھم وصرح بہ المصنف فی قواعدہ غیبوبۃ الحشفۃ قبلا اودبرا وان لم ینزل۔ ولا یخلو ذلک من اشکال ان لم یکن مجمعا علیہ للقطع بانتفاء التولد عادۃ فی کثیر من موارد ہ ولم اقف علی شئ ینافی مانقلناہ ویعتمد علیہ وعدم تجاوز اقصی مدۃ الحمل وقد اختلف الاصحاب فی تحدیدہ فقیل تسعۃ اشھر وقیل عشرۃ وغایتہ ماقیل مافیہ عندنا سنۃ ومستند الکل مفھوم الروایات وعدل المصؒ عن ترجیح قول لعدم دلیل قوی علی الترجیح ویمکن حمل الروایات علی اختلاف عادات النساء فان بعضھن تلد لتسعۃ وبعضھن لعشرۃ وقد یتفق نادرا بلوغ ستۃ واتفق الاصحاب علی انہ لایزید عن السنۃ مع انھم رووا ان النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حملت بہ امہ ایام التشریق واتفقوا علی انہ ولد فی شھر ربیع الاول فاقل مایکون لبثہ فی بطن امہ سنۃ وثلثۃ اشھر ومانقل احد من العلماء انہ من خصائصہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلفظہ۔

اس عبارت میں یہ تینوں مسئلے موجود ہیں اور لطف یہ ہے کہ خود صاحب کتاب کا اقرار ہے کہ یہ مسائل ضرور قابل اعتراض ہیں۔ ان صورتوں میں بچہ کا اس مرد سے پیدا ہونا عادۃً ناممکن ہے مگر کسی رافضی عالم کا قول مجھے ان کے مخالف نہیں ملا۔ ھذا اما من عندنا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۃ

نور محمدی بہشتی زیور

چوتھا حصہ مع ضمائم ختم ہوا

تصحیح مسئلہ نمبر ۲ حصہ چہارم متعلقہ سرخی

رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

مندرجہ صفحہ ۱۹ مطبوعہ نور محمدی

از ابو المظفر مولانا مولوی سعید احمد صاحب مدظلہ مفتی اعظم مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور

مندرجہ ذیل سوال حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا گیا تھا حضرت نے اس کا جو جواب مرحمت فرمایا وہ ذیل میں درج ہے

(سوال) **مسئلہ ۲**۔ ایسی عورت سے یوں کہا اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے اور اس نے وہ کام کر لیا تو اس کے کرتے ہی تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔

اس صورت میں تین طلاق پڑنے میں تأمل ہے۔ کیونکہ جس وقت شرط مقدم ہو اور طلاق کا لفظ مکرر ہو تو اُس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تکرار بذریعہ حرف عطف دوسرے بلا حرف عطف۔ اول صورت میں امام صاحب کے نزدیک شرط کے پائے جانے کے وقت ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور باقی طلاقیں لغو ہو جاتی ہیں اور صاحبینؒ کے نزدیک تینوں واقع ہوتی ہیں اور اگر تکرار بلا حرف عطف ہو جیسے کہ مؤلف نے کیا ہے تو اس صورت میں اول طلاق معلق ہوتی ہے اور دوسری فی الحال واقع ہوتی ہے اور تیسری لغو ہو جاتی ہے۔ وان علق الطلاق بالشرط ان کان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق وطالق و طالق وھی غیر مدخولۃ بانت بواحدۃ عند وجود الشرط فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ و لغا الباقی وعندھما یقع الثلاث ھذا کلہ اذا ذکرہ بحرف العطف فان ذکرہ بغیر حرف العطف ان کان الشرط مقدمًا فقال ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وھی غیر مدخولۃ فالاول معلق بالشرط والثانی یقع للحال والثالث لغو ثم اذا تزوجھا ودخلت الدار ینزل المعلق وان دخلت بعد البینونۃ قبل التزوج حنث ولا یقع شئ عالمگیری مختصرًا ص ۳۹۹ ج ۱ مصوے

وفی البحر ۲۹/۳۳ وقیل بحرف العطف لانہ لو ذکر بغیر عطف اصلا نحو ان دخلت الدار فانت طالق واحدۃ واحدۃ ففی فتح القدیر یقع اتفاقا عند وجود الشرط ویلغو ما بعدہ لعدم یوجب التشریک اھ وقال العلامۃ ابن عابد بن علی قولہ وقیل بحرف العطف فی ایمان البزازیۃ من الثالث فی یمین الطلاق ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وھی غیر ملموسۃ فالاول معلق بالشرط والثانی ینزل فی الحال ویلغو الثالث وان تزوجھا ودخلت الدار نزل المعلق ولو دخلت بعد البینونۃ قبل التزوج انحل الیمین لا الی جزاء ولو موطوءۃ تعلق الاول ونزل الثانی والثالث اھ وھذا کما تری یخالف لما نقلہ ھنا عن الفتح الا ان یفرق بین واحدۃ واحدۃ وطالق طالق وھو الظاھر اھ ھذا ما ظھر لی واللہ اعلم بالصواب۔ اگر یہ اشکال صحیح ہے اور عبارت میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے تو ترمیم فرمادی جائے تاکہ اصل مسئلہ کی جگہ لکھکر اس پر حاشیہ میں نوٹ لکھدیا جائے۔ ابو المظفر غفرلہٗ ۲۱؍ربیع الاول ۵۶ھ

جواب از حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

(الجواب) ومنہ الصدق والصواب۔ طلاق ثلاث معلق میں باعتبار مطلقہ مدخول بہا وغیر مدخول بہا وباعتبار تقدیم شرط وتاخیر شرط وباعتبار عطف وعدم عطف بالواو آٹھ صورتیں ہیں جن کو ذیل میں اولاً نقشہ کی شکل میں ثانیاً عبارت میں ضبط کرتا ہوں پھر سب کے احکام نقل کرکے سوال کا جواب عرض کروں گا۔

نقشہ طلاق ثلث معلق بالشرط

لغیر المدخول بہا				للمدخول بہا			
تقدیم الشرط		تاخیر الشرط		تقدیم الشرط		تاخیر الشرط	
(۱) مع العطف بالواو	(۲) بغیر العطف	(۳) مع العطف	(۴) بغیر العطف	(۵) مع العطف	(۶) بغیر العطف	(۷) مع العطف	(۸) بغیر العطف

۱ لغیر المدخول بہا بتقدیم الشرط مع العطف ۲ لغیر المدخول بہا بتقدیم الشرط بلا عطف ۳ لغیر المدخول بہا بتاخیر الشرط مع العطف ۴ لغیر المدخول بہا بتاخیر الشرط بلا عطف ۵ للمدخول بہا بتقدیم الشرط مع العطف ۶ للمدخول بہا بتقدیم الشرط بلا عطف ۷ للمدخول بہا بتاخیر الشرط مع العطف ۸ للمدخول بہا بتاخیر الشرط بلا عطف

احکام یہ ہیں فی العالمگیریۃ الفصل الرابع من الباب الثانی من کتاب الطلاق وان علق الطلاق بالشرط ان کان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق وطالق وطالق وھی غیر مدخولۃ (وھی الصورۃ الاولی) بانت بواحدۃ عند وجود الشرط فی قول ابی حنیفۃ ولغا الباقی وعندھما یقع الثلث وان کانت مدخولۃ (وھی الصورۃ الخامسۃ) بانت بثلث اجماعاً الا ان علی قول ابی حنیفۃ

یتبع بعضہا بعضا فی الوقوع وعندھما یقع الثلاث جملۃ واحدۃ وان کان الشرط مؤخرا فقال انت طالق وطالق وطالق ان دخلت الدار وذکرہ بالفاء (الظن انہا ومکان الواو) فدخلت الدار بانت بثلث اجماعا سواء کانت مدخولۃ او غیر مدخولۃ (وھی الصورۃ الثالثۃ والسابعۃ) ھذا کلہ اذا ذکرہ بحرف العطف فان ذکرہ بغیر حرف العطف ان کان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وھی غیر مدخولۃ (وھی الصورۃ الثانیۃ المذکورۃ فی بہشتی زیور) فالاول معلق بالشرط والثانی یقع للحال والثالث لغو وھو الذی ذکرہ المستفتی) ثم اذا تزوجہا ودخلت الدار ینزل المعلق وان دخلت بعد البینونۃ قبل التزوج حنث ولا یقع شئ وان کانت مدخولۃ (وھی الصورۃ السادسۃ) فالاول معلق بالشرط والثانی والثالث یقعان فی الحال وان اخر الشرط فقال انت طالق طالق طالق ان دخلت الدار وھی غیر مدخولۃ (وھی الصورۃ الرابعۃ) فالاول ینزل للحال ولغا الباقی وان کانت مدخولۃ (وھی الصورۃ الثامنۃ) ینزل الاول والثانی للحال ویتعلق الثالث بالشرط کذا فی السراج الوھاج وفی الدر المختار باب طلاق غیر المدخول بہا فی نظیر المسئلۃ وتقع واحدۃ ان قدم الشرط وفی رد المحتار ھذا عندہ وعندھما ثنتان ایضا ورجحہ الکمال (فی فتح القدیر) واقرہ فی البحر اھ۔

اب سوال کا جواب عرض کرتا ہوں کہ بہشتی زیور کا مسئلہ مبحوث عنہا ظاہرا صورۃ ثانیہ ہے جس کا حکم یہ ہی کہ پہلی طلاق معلق ہوگی اور دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہوگی جیسا کہ سوال میں بھی نقل کیا گیا ہے اور روایات جواب میں بھی۔ اس بناء پر بہشتی زیور کی عبارت پر اشکال صحیح ہے اور اسکی تصحیح کیلئے عبارت کی ترمیم کافی نہیں بلکہ اس مسئلہ کو حذف ہی کر دینا چاہئے لیکن یہ امر قابل تامل ہے کہ اس حکم کی بناء تکرار بلا عطف ہے جیسا صیغہ مفروضہ سے ظاہر ہے اور اردو کے محاورات میں عام اہل لسان اس صورت میں عطف ہی کا قصد کرتے ہیں ممکن ہی کہ مؤلف بہشتی زیور نے (کہ مولوی احمد علی صاحب ہیں جیسا کہ احقر اپنی بعض تحریرات میں اسکو شائع بھی کر چکا ہے) اسکو عطف ہی میں داخل کیا ہو جو صور ثمانیہ میں سے صورۃ اولیٰ ہے اور اس میں امام صاحب اور صاحبینؒ اختلاف کرتے ہیں مؤلف نے صاحبین کے قول کو راجح سمجھ کر لیا ہو جیسا کہ روایات بالا میں فتح القدیر و بحر سے اسکا راجح ہونا نقل کیا گیا ہے اس صورت میں اشکال رفع ہو جائیگا خلاصہ یہ کہ اس حکم مذکور بہشتی زیور کی صحت دو مقدموں پر موقوف ہی ایک یہ کہ عطف و عدم عطف ہمارے محاورہ میں یکساں ہیں دوسرے یہ کہ صاحبینؒ کا قول راجح ہی پس اگر یہ مقدمات مسلّم ہوں تو حکم صحیح ہی ورنہ غلط۔ اور بہشتی زیور میں درمختار کی جس مقام کا حوالہ دیا گیا ہی وہ مقام باوجود تلاش کے نہیں ملا۔ نہ مستفتی نے اس سے تعرض کیا ممکن ہی کہ اسکے دیکھنے سے مزید بصیرت حاصل ہو سکتی۔ بہرحال اگر حذف کیا جائے تو کسی تکلف کی ضرورت نہیں لیکن احتیاط یہ ہے کہ یہ حاشیہ کسی پاس والی مسئلہ پر لکھ دیا جائے کہ اس مقام پر ایک مسئلہ تھا جو ظاہر عبارات فقہاء کی خلاف تھا اسکو باجازت اشرف علی حذف کر دیا گیا۔ اس حاشیہ میں یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے نسخے دیکھ کر یہ شبہ نہ ہوگا کہ شاید سہواً نہیں لکھا گیا، اور اگر باقی رکھا جاوے تو ایک حاشیہ اس پر لکھ دیا جاوے کہ یہ مسئلہ ظاہر عبارات فقہاء پر صحیح نہیں لیکن اگر محاورہ اردو کی بناء پر اسکو عطف میں بحذف عاطف داخل کیا جاوے اور اس مسئلہ میں جو اختلاف ہی اس میں صاحبین کا قول لے لیا جاوے تو اس توجیہ پر مسئلہ صحیح ہو سکتا ہی اب عوام کو چاہئے کہ اپنے معتقد فیہ عالم کے فتوے پر عمل کریں واللہ اعلم۔ اشرف علی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۰ ہجری

فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ پنجم ۵

فہرست مضامین ضمیمہ حصہ ہذا

منیجر کارخانہ تجارت کتب مقابل آرام باغ فریئر روڈ کراچی

نور محمدی بہشتی زیور کا پانچواں حصہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اوّل بیچنے اور مول لینے کا بیان

مسئلہ ۱ جب[1] ایک شخص نے کہا میں نے یہ چیز اتنے داموں پر بیچ دی اور دوسرے نے کہا میں نے لے لی تو وہ چیز بِک گئی اور جس نے مول لیا ہے وہی اس کی مالک بن گئی۔ اب اگر وہ یہ چاہے کہ میں نہ بیچوں اپنے پاس ہی رہنے دوں۔ یا یہ چاہے کہ میں نہ خریدوں تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے اس کو دینا پڑے گا اور اس کو لینا پڑے گا اور اس بِک جانے کو بیع کہتے ہیں۔ **مسئلہ ۲** ایک[2] نے کہا کہ میں نے یہ چیز دو پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی دوسری نے کہا مجھے منظور ہے یا یوں کہا میں اتنے داموں پر راضی ہوں اچھا میں نے لے لیا تو ان سب باتوں سے وہ چیز بِک گئی اب نہ تو بیچنے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ دے اور نہ لینے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ خریدے۔ لیکن یہ حکم اُس وقت ہے کہ دونوں طرف سے یہ بات چیت ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوئی ہو۔ اگر ایک نے کہا کہ میں نے یہ چیز چار پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی اور وہ دوسری چار پیسے کا نام سُن کر کچھ نہیں بولی اُٹھ کھڑی ہوئی یا کسی اور سے صلاح لینے چلی گئی یا کسی اور کام کو چلی گئی اور جگہ بدل گئی تب اُس نے کہا اچھا میں نے چار پیسے کو خرید لی تو ابھی وہ چیز نہیں بِکی۔ ہاں اگر اس کے بعد وہ بیچنے والی کنجڑن وغیرہ یوں کہدے کہ میں نے دیدی یا یوں کہے اچھا لے لو تو البتہ بِک جاوے گی۔ اسی طرح اگر وہ کنجڑن اُٹھ کھڑی ہوئی۔ یا کسی کام کو چلی گئی تب دوسری نے کہا میں نے لے لیا۔ تب بھی وہ چیز نہیں بِکی۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جب ایک ہی جگہ دونوں طرف سے بات چیت ہوگی تب وہ چیز بِکے گی۔

مسئلہ ۳ کسی[3] نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو دیدو اُس نے کہا میں نے دیدی اس سے بیع نہیں ہوئی البتہ اس کے بعد اگر مول لینے والی نے پھر کہہ دیا کہ میں نے لے لیا تو بِک گئی۔ **مسئلہ ۴** کسی[4] نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو میں نے لی اُس نے کہا لے لو تو بیع ہو گئی۔ **مسئلہ ۵** کسی[5] نے کسی چیز کے دام چُکا کر اتنے دام اس کے ہاتھ پر رکھے اور وہ چیز اُٹھا لی اور اس نے خوشی سے دام لے لیئے پھر نہ تو اُس نے زبان سے کہا کہ میں نے اتنے داموں پر یہ چیز بیچی نہ اُس نے کہا میں نے خریدی تو اس لین دین ہو جانے سے بھی چیز بِک جاتی ہے اور بیع درست ہو جاتی ہے۔ **مسئلہ ۶** کوئی کنجڑن[6]

ف[6] قال ابو معاذ رأیت سفیان الثوری جاء الی صاحب الرمان فوضع عنده فلساً واخذ رمانة ولم یتکلم ومضی وجه الصحیح ان المعنی هو الدالة علی التراضی لیشمل الکل وهو الصحیح ۱۲ فتح القدیر ص۷۵ ج۵

ف[1] البیع ینعقد بالایجاب والقبول اذا کانا بلفظی الماضی مثل ان یقول احدهما بعت والآخر اشتریت وقوله رضیت بکذا او اعطیتک بکذا او خذه بکذا فی معنی قوله بعت اشتریت ۱۲ ہدایہ ص۲ ج۳ ف[2] واذا اوجب احد المتعاقدین البیع فالآخر بالخیار ان شاء قبل فی المجلس وان شاء رده هذا خیار القبول وایهما قام عن المجلس قبل القبول بطل الایجاب اذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منهما الا من عیب او عدم رویة ۱۲ ہدایہ ص۳ ج۳ ف[3] اما البیع فاذا قال بعنیه بالف فقال بعتک لا ینعقد حتی یقول الاول اشتریت ونحوه وهذا ونحوه فیما قال الطحاوی انه ینعقد بثلاثة الفاظ ۱۲ فتح القدیر ص۷۴ ج۵ ف[4] اتبیعنی عبدک بالف فقال نعم فقال اخذته فهو بیع لازم ۱۲ فتح القدیر ص۷۶ ج۵ ف[5] وقال المشتری اشتریته منک بالف فقال البائع نعم او هاء الثمن انعقد ۱۲ فتح القدیر ص۷۵ ج۵ ف[5] والمعنی هو المعتبر فی هذه العقود ولهذا ینعقد بالتعاطی فی النفیس والخسیس هو الصحیح لتحقق المراضاة ۱۲ فتح القدیر ص۷۶ ج۵

امرُود بیچنے آئی لے پوچھے گچھے بڑے بڑے چار امرود اس کی ٹوکری سے نکالے اور ایک پیسہ اُس کے ہاتھ پر رکھدیا اور اُس نے خوشی سے پیسہ لے لیا تو بیع ہو گئی چاہے زبان سے کسی نے کچھ کہا ہو چاہے نہ کہا ہو۔ **مسئلہ ۷** کسی نے موتیوں کی ایک لڑی کو کہا یہ لڑی دس پیسے کو تمھارے ہاتھ بیچی۔ اس پر خریدنے والی نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے لے لیئے یا یوں کہا آدھے موتی میں نے خرید لئے تو جب تک وہ بیچنے والا اس پر راضی نہ ہو بیع نہیں ہوگی کیونکہ اس نے تو پوری لڑی کا مول کیا ہے تو جب تک وہ راضی نہ ہو لینے والے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس میں سے کچھ لیوے اور کچھ نہ لیوے اگر لیوے تو پوری لڑی لینا پڑے گی۔ ہاں البتہ اگر اس نے یہ کہدیا ہو کہ ہر موتی ایک ایک پیسے کو اس پر اس نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے خریدے تو پانچ موتی بک گئے۔ **مسئلہ ۸** کسی کے پاس چار چیزیں ہیں۔ بجلی بالی بُندے بُتّے اس نے کہا یہ سب میں نے چار آنہ کو بیچا تو بے اس کی منظوری کے یہ اختیار نہیں ہے کہ بعضی چیزیں لیوے اور بعضی چھوڑ دے کیونکہ وہ سب کو ساتھ مِلا کر بیچنا چاہتی ہے ہاں البتہ اگر ہر چیز کی قیمت الگ الگ بتلادے تو اس میں سے ایک آدھ چیز بھی خرید سکتی ہے۔ **مسئلہ ۹** بیچنے اور مول لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو سودا خریدے ہر طرح سے اس کو صاف کرلے کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھے جس سے جھگڑا بکھیڑا پڑے۔ اسی طرح قیمت بھی صاف صاف مقرر اور طے ہو جانا چاہیئے۔ اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی طرح معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۱۰** کسی نے روپے کی یا پیسے کی کوئی چیز خریدی اب وہ کہتی ہے پہلے تم روپیہ دو تب میں چیز دوں گی اور یہ کہتی ہے پہلے تو چیز دیدے تب میں روپیہ دوں۔ تو پہلے اُس سے دام دلوائے جاویں گے جب یہ دام دیدے تب اُس سے وہ چیز دلوادیں گے دام کے وصول پانے تک اس چیز کے نہ دینے کا اس کو اختیار رہے اور اگر دونوں طرف ایک سی چیز ہے مثلاً دونوں طرف دام ہیں یا دونوں طرف سودا ہے۔ جیسے روپے کے پیسے لینے لگیں یا کپڑے کے بدلے کپڑا لینے لگیں اور دونوں میں یہی جھگڑا آن پڑے تو دونوں سے کہا جاوے گا کہ تم اس کے ہاتھ پر رکھو اور وہ تمھارے ہاتھ پر رکھے۔

دوم	قیمت کے معلوم ہونے کا بیان	باب

مسئلہ ۱ کسی نے مٹھی بند کرکے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کو فلانی چیز دیدو اور معلوم نہیں کہ

ھ منک ہذین العبدین اشتریت ہذا بالف واشتریت ہذا بالف کذا فی موضع وفی موضع ان یقول بعتک ہذین بعتک ہذا بالف وہذا بالفین (فتح القدیر ص ج ۵) **سلہ** البیع الا بمعرفۃ قدر المبیع والثمن ووصف الثمن اذا کان کل منہما غیر مشار الیہ لان المشار الیہ فغیر محتاج الیہ لان التسلیم والتسلم واجب بالعقد فہذہ الجہالۃ مفضیۃ الی المنازعۃ فیمتنع التسلیم والتسلم وکل جہالۃ ہذہ صفتہا تمنع الجواز اطلق فی معرفۃ القدر فشمل المبیع والثمن فلابد من معرفۃ القدر فیہما ۱۲ بحر ص ۲۹ ج ۵ **سلہ** ومن باع سلعۃ بثمن قیل للمشتری ادفع الثمن اولا ومن باع سلعۃ بسلعۃ او ثمنا بثمن قیل لہما سلما معا ۱۲ ہدایہ ص ۱۱ ج ۳ **سلہ** والاعواض المشار الیہا لا یحتاج الی معرفۃ مقدارہا فی جواز البیع لان بالاشارۃ کفایۃ فی التعریف وجہالۃ الوصف فیہ لا تفضی الی المنازعۃ والاثمان المطلقۃ لا تصح الا ان تکون معروفۃ القدر والصفۃ لان التسلیم والتسلم واجب بالعقد وہذہ الجہالۃ مفضیۃ الی المنازعۃ فیمتنع التسلیم والتسلم وکل جہالۃ ہذہ صفتہا تمنع الجواز (فتح القدیر ص ۸۲ ج ۵) بخلاف ما لو اشتری بوزن ہذا الحجر ذہبا فانہ لیس عوضا مشارا الیہ فان المشار الیہ الحجر ولا یعلم قدر ما یوزن بہ من الذہب

سلہ واذا اوجب احد المتعاقدین البیع فالآخر بالخیار ان شاء قبل فی المجلس وان شاء رد وہذا خیار القبول ولیس لہ ان یقبل فی بعض المبیع ولا ان یقبل المشتری ببعض الثمن لعدم رضا الآخر بتفرق الصفقۃ فمعناہ فی البائع انہ اذا اوجب المشتری البیع بان قال اشتریت ہذہ الاثواب او ہذا الثوب بعشرۃ فلیس للبائع ان یقبل فی بعض المبیع من الاثواب او الثوب لعدم رضا الآخر بتفرق الصفقۃ واما فی المشتری فمعناہ اذا اوجب البائع البیع فلیس للمشتری ان یقبل فی بعضہ اذ قد یتضرر بتفرق الصفقۃ الا اذا بین ثمن کل واحد لانہ صفقات معنی ۱۲ فتح القدیر بحذف ص ۸۰ ج ۵ والمجلۃ ص ۲۴-۲۵ **سلہ** فلو کان بین کل منہما فلا یخلو اما ان یکون بلا تکرار لفظ البیع او بتکرارہ ففیما اذا کررہ فالاتفاق علی انہ صفقتان فاذا قبل فی احدہما یصح مثل ان یقول بعتک ہذین العبدین بعتک ہذا بالف وبعتک ہذا بالف واشتریت

ہاتھ میں کیا ہے روپیہ ہے یا پیسہ ہے یا اشرفی ہے اور ایک ہے یا دو تو ایسی بیع درست نہیں مسئلہ[2] کسی شہر میں دو قسم کے پیسے چلتے ہیں تو یہ بھی بتلا دیوے کہ فلانے پیسہ کے بدلہ میں یہ چیز لیتی ہوں اگر کسی نے یہ نہیں بتلایا فقط اتنا ہی کہا کہ میں نے یہ چیز ایک پیسہ کو بیچی۔ اس نے کہا میں نے لی تو دیکھو کہ وہاں کس پیسہ کا زیادہ رواج ہے جس پیسہ کا رواج زیادہ ہو وہی پیسہ دینا پڑے گا۔ اور اگر دونوں کا رواج برابر برابر ہو تو بیع درست نہیں رہی بلکہ فاسد اور خراب ہوگئی مسئلہ[3] کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دیدو۔ اور اس نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے اور وہ چیز دیدی لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ کے آنے ہاتھ میں ہیں تب بھی بیع درست ہے۔ اسی طرح اگر پیسوں کی ڈھیری سامنے بچھونے پر رکھی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بیچنے والی اتنے داموں کو چیز بیچ ڈالے اور یہ جانے کہ کتنے آنے ہیں تو بیع درست ہے۔ غرضکہ جب ہی آنکھ سے دیکھ لیوے کہ اتنے پیسے ہیں تو ایسے وقت اسکی مقدار بتلانا ضروری نہیں ہے اور اگر اس نے آنکھ سے نہیں دیکھا ہے تو ایسے وقت مقدار کا بتلانا ضروری ہے جیسے یوں کہے دس آنہ کو ہم نے یہ چیز لی اگر اس صورت میں اسکی مقدار مقرر اور معین نہیں کی تو بیع فاسد ہوگی مسئلہ[4] کسی نے یوں کہا آپ یہ چیز لے لیویں قیمت ٹھہرانے کی کیا ضرورت ہے جو دام ہوں گے آپ سے وا بھی لے لئے جاویں گے۔ میں بھلا آپ سے زیادہ لوں گی یا یہ کہا کہ آپ یہ چیز لے لیویں اپنے گھر پوچھکر جو کچھ قیمت ہوگی پھر بتلا دوں گی یا یوں کہا اسی میل کی یہ چیز فلانی نے لی ہے جو دام انھوں نے دیئے ہیں وہی دام آپ بھی دیدیجئے یا اس طرح کہا کہ جو آپ کا جی چاہے دیدیجئے گا میں ہرگز انکار نہ کروں گی جو کچھ دیدو گی لے لوں گی یا اس طرح کہا بازار سے پچھوا لو جو اس کی قیمت ہو وہ دیدینا۔ یا یوں کہا فلانی کو دکھلا لو جو قیمت وہ کہدیں تم دیدینا تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ البتہ اگر اسی جگہ قیمت صاف معلوم ہوگئی اور جس گنجلک کی وجہ سے بیع فاسد ہوئی تھی وہ گنجلک جاتی رہی تو بیع درست ہو جاوے گی۔ اور اگر جگہ بدل جانے کے بعد معاملہ صاف ہوا تو پہلی بیع فاسد رہی۔ البتہ اس صاف ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے بیع کر سکتی ہیں مسئلہ[5] کوئی دوکاندار مقرر ہے جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے اس کی دوکان سے آجاتی ہے آج سیر بھر سپاری منگالیں کل دو سیر کتھہ آگیا کسی دن پاؤ بھر ناریل وغیرہ لے لیا اور قیمت کچھ نہیں پوچھوائی اور یوں سمجھی کہ جب حساب ہوگا تو جو کچھ ہے دیدیا جاوے گا یہ درست ہے۔ اسی طرح عطار کی دوکان سے دوا کا نسخہ بندھوا منگایا اور قیمت نہیں دریافت کی اور یہ خیال کیا کہ تندرست ہونیکے بعد جو کچھ دام ہوں گے دیدیئے جاویں گے یہ بھی درست ہے مسئلہ[6] کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ یا پیسہ ہے اس نے کہا کہ اس روپیہ کی یہ چیز ہم نے لی۔ تو اختیار ہے چاہے وہی روپیہ دیوے چاہے اس کے بدلے کوئی اور روپیہ دیدے مگر وہ دوسرا بھی کھوٹا نہ ہو۔

۲ یعنی اذا کان متحدی المالیۃ ۱۲ فتح القدیر ص۲۹۵ والمجلۃ ص۲۳ ۵ دیکھو حاشیہ ۵ صفحہ ۳ ۱۲

ﻠﮧ ومن اطلق الثمن فی البیع کان علی غالب نقد البلد فان کانت النقود مختلفۃ فالبیع فاسد الا ان یبین احدہا ۱۲ ہدایۃ ﺳﮯ المشار الیہ مبیعا کان او ثمنا لا یحتاج الی معرفۃ قدرہ ووصفہ فلو قال بعتک ہذہ الصبرۃ من الحنطۃ او ہذہ الکورجۃ من الارز والشاشات وہی مجہولۃ العدد وبہذہ الدراہم التی فی یدک وہی مرئیۃ لہ فقبل جاز ولزم لان الباقی جہالۃ الوصف فی القدر وہو لا یفضی الی المنازعۃ فی التسلیم والتسلم ۱۲ بحر ص ج ۵ فتح القدیر ص ج ۵ ﻠﮧ ما یستجرہ الانسان من البیاع اذا حاسبہ علی اثمانہا بعد استہلاکہا جاز استحسانا ۱۲ رد المحتار ص ج ۴ ومما تسامحوا فیہ واخرجوہ عن ہذہ القاعدۃ ما فی القنیۃ الاشیاء التی تؤخذ من البیاع علی وجہ الخرج کما ہو العادۃ من غیر بیع کالعدس والملح والزیت ونحوہا ثم اشتراہا بعد ما انعدمت صح ۱۲ رد المحتار ص ج ۴ ﻠﮧ لو اراہ درہما فاشتری بہ فلما حملہ واعطاہ درہما آخر جاز

مسئلہ کسی نے ایک روپیہ کو کچھ خریدا تو اختیار ہے چاہے روپیہ دیدے چاہے دو اٹھنی دیدے اور چاہے چار چونی دیدے اور چاہے آٹھ دوّنی دیدیوے بیچنے والی اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتی ہاں اگر ایک روپے کے پیسے دیوے تو بیچنے والی کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اگر وہ پیسے لینے پر راضی نہ ہو تو روپیہ ہی دینا پڑے گا۔ **مسئلہ** کسی نے کوئی قلمدان یا صندوقچہ بیچا تو اس کی کنجی بھی بِک گئی کنجی کے دام الگ نہیں لے سکتی اور نہ کنجی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔

باب	سودا معلوم ہونے کا بیان	سوم

مسئلہ[۱] اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے چاہے تول کے حساب سے لیوے اور یوں کہدے کہ ایک روپے کے بیس[۲۰] سیر گیہوں ہم نے خریدے اور چاہے یوں ہی مول کر کے لے لیوے اور یوں کہدے کہ گیہوں کی یہ ڈھیری ہم نے ایک روپیہ کو خریدی پھر اس ڈھیری میں چاہے جتنے گیہوں نکلیں سب اسی کے ہیں **مسئلہ**[۲] کنڈے، آم، امرود، نارنگی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لیوے یا ویسے ہی ڈھیر کا مول کر کے لیوے۔ اگر ایک ٹوکری کے سب آم دو آنے کو خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بیع درست ہے اور سب آم اسی کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ۔ **مسئلہ**[۳] کوئی گوشت بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آئی اس سے کہا کہ ایک پیسہ کو اس اینٹ کے برابر تولدے اور وہ بھی اس اینٹ کے برابر تول دینے پر راضی ہو گئی اور اس اینٹ کا وزن کسی کو نہیں معلوم کہ کتنی بھاری نکلے گی تو یہ بیع بھی درست ہے **مسئلہ**[۴] آم کا یا امرود نارنگی وغیرہ کا پورا ٹوکرا ایک روپیہ کو اس شرط پر خریدا کہ اس میں چار سو[۴۰۰] آم ہیں پھر جب گنے گئے تو اس میں تین سو[۳۰۰] ہی نکلے لینے والی کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اگر لیوے گی تو پورا ایک روپیہ نہ دینا پڑے گا بلکہ ایک سیکڑے کے دام کم کر کے فقط بارہ آنے دیوے اور اگر ساڑھے تین سو نکلیں تو چودہ آنے دے۔ غرضکہ جتنے آم کم ہوں اتنے دام بھی کم ہو جاویں گے اور اگر اس ٹوکرے میں چار سو سے زیادہ آم ہوں تو جتنے زیادہ ہیں وہ بیچنے والی کے ہیں اس کو چار سو سے زیادہ لینے کا حق نہیں ہے ہاں اگر پورا ٹوکرا خرید لیا اور کچھ مقرر نہیں کیا کہ اس میں کتنے آم ہیں تو جو کچھ نکلے سب اسی کا ہے چاہے کم نکلیں اور چاہے زیادہ۔ **مسئلہ**[۵] بنارسی دوپٹہ

سوا ذالم تختلف قیمۃ کذلک ۱۲ رد المحتار ص ۲۲ ج ۴ و فتح القدیر ص ۸۶-۸۷ ج ۵ ۔ [۳] ویجوز بیعہ بانا و بعینہ لا یعرف مقدارہ و بوزن حجر بعینہ لا یعرف مقدارہ ۱۲ فتح القدیر ص ۸۶ ج ۵ ۔ [۴] ومن ابتاع صبرة طعام علی انہا مائۃ قفیز بمائۃ درہم فوجدہا اقل کان المشتری بالخیار ان شاء اخذ الموجود بحصتہ من الثمن وان شاء فسخ البیع وان وجدہا اکثر فالزیادۃ للبائع ۱۲ فتح القدیر ص ۹۱ ج ۵ ۔ [۵] ومن اشتری ثوبا علی انہ عشرۃ اذرع بعشرۃ دراہم او ارضا علی انہا مائۃ ذراع بمائۃ درہم فوجدہا اقل فالمشتری بالخیار ان شاء اخذہا بجملۃ الثمن وان شاء ترک وان وجدہا اکثر من الذراع الذی سماہ فہو للمشتری ولا خیار للبائع ۱۲ فتح القدیر ص ۹۲ ج ۵ +

[۱] النقود التی لہا اجزاء اذا جری العقد علی نوع منہا کان للمشتری ان یعطی الثمن من اجزاء ذلک النوع لکن یتبع فی ہذا الامر عرف البلدۃ والعادۃ الجاریۃ مثلا لو عقد البیع علی ریال مجیدی کان للمشتری ان یعطی من اجزائہ النصف والربع لکن نظرا للعرف الجاری الآن فی دار الخلافۃ اسلامبول لیس للمشتری ان یعطی بدل الریال المجیدی من اجزائہ الصغیرۃ الربع والنصف ۱۲ المجلۃ ص ۳۶ [۲] ویدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار والمراد بالمفاتیح الاغلاق فانہا تدخل تبعا فان المفاتیح تبع للغلق ثم ہو لا یدخل الا اذا کان مرکبا کالضبۃ والکیلون والاغلاق کالقفل ومفتاحہ کالثوب الموضوع فیہا ذکر الحقوق اولا ذکر صحیحہ فی الدر فیدخل البناء والمفاتیح المتصلۃ اغلاقہا ۱۲ ص ۴۸ [۱] ویجوز بیع الطعام والحبوب مکایلۃ ومجازفۃ وہذا اذا باعہ بخلاف جنسہ ۱۲ فتح القدیر ص ۸۵-۸۶ ج ۵ [۲] ولیست (الصبرۃ) قیدا بل کل مکیل او موزون او معدود من جنس واحد

یا چکن کا دوپٹہ یا پلنگ پوش یا ازار بند وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اُس میں سے کچھ پھاڑ لیویں تو نکما اور خراب ہو جاوے گا۔ اور خریدتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام نہ کم ہوں گے بلکہ جتنے دام طے ہوئے ہیں وہ پورے دینا پڑیں گے۔ ہاں کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کی جاوے گی کہ دونوں طرف سے پکّی بیع ہو جانے پر بھی اس کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ دینا نہ پڑیں گے۔

مسئلہ ۶ کسی[1] نے رات کو دو ریشمی ازار بند ایک روپے کے لئے جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں کا سوتی ہے تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی نہ ریشمی کی نہ سوتی کی۔ اسی طرح اگر دو[2] انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا نگ فیروزہ کا ہے پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں ہے کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے اب اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے

باب	اُدھار لینے کا بیان	چہارم

مسئلہ کسی[1] نے اگر کوئی سودا اُدھار خریدا تو یہ بھی درست ہے لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ کچھ مدت مقرر کر کے کہدے کہ پندرہ دن میں یا مہینے بھر میں یا چار مہینے میں تمہارے دام دیدوں گی۔ اگر کچھ مدت مقرر نہیں کی فقط اتنا کہدیا کہ ابھی دام نہیں ہیں پھر دیدوں گی۔ سو اگر یوں کہا ہے کہ میں اس شرط سے خریدتی ہوں کہ دام پھر دوں گی تو بیع فاسد ہو گئی اور اگر خریدنے کے اندر یہ شرط نہیں لگائی خرید کر کہدیا کہ دام پھر دوں گی تو کچھ ڈر نہیں اور اگر نہ خریدنے کے اندر کچھ کہا نہ خرید کر کچھ کہا تب بھی بیع درست ہو گئی۔ اور ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے دام ابھی دینا پڑیں گے۔ ہاں اگر بیچنے والی کچھ دن کی مہلت دیدے تو اور بات ہے لیکن اگر مہلت نہ دے اور ابھی دام مانگے تو دینا پڑیں گے۔ **مسئلہ ۲** کسی[2] نے خریدتے وقت یوں کہا کہ فلانی چیز ہم کو دیدو جب خرچ آوے گا تب دام لے لینا یا یوں کہا جب میرا بھائی آوے گا تب دیدوں گی یا یوں کہا جب کھیتی کٹے گی تب دیدوں گی یا اس نے اس طرح کہا بی بی تم لے لو جب جی چاہے دیدینا یہ بیع فاسد ہو گئی بلکہ کچھ نہ کچھ مدت مقرر کر کے لینا چاہئے اور اگر خرید کر ایسی بات کہدی تو بیع ہو گئی اور سودے والی کو اختیار ہے کہ ابھی دام مانگ لے لیکن صرف کھیتی کٹنے کے مسئلہ میں کہ اس صورت میں کھیتی کٹنے سے پہلے نہیں مانگ سکتی۔ **مسئلہ ۳** نقد[3] داموں پر ایک روپے

ص فی بعیدہا ۱۲ فتح القدیر ص ۸۰-۴۰۸ ج ۵ والمجلۃ ص ۳۷ ۱ لو ذکر البیع بلا شرط ثم ذکر الشرط علی وجہ العدۃ جاز البیع ۱۲ رد المحتار ص ۱۸۶ ج ۴ ۱ تاجیل الثمن الی مدۃ غیر معینۃ کامطار السماء یکون مفسد البیع (المجلۃ ص ۳۷) واما التاجیل (ای بلا شرط) الی اجل مجہول جہالۃ متفاحشۃ کالاجل الی ہبوب الریح او مطر السماء او قدوم الحاج او قدوم شریکہ من سفرہ ونحوہا فالاجل باطل والمال حال (مرآۃ المجلۃ ص ۱۵-۱۱۵) ولو باع مطلقا ثم اجل الثمن الی الحصاد والدیاس لا یفسد ویصح الاجل (در المختار ص ۲ ج ۴) ۲ الا یری انہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل ۱۲ ہدایہ ص ۵ ج ۳) +

ف شری دار الصحیح ابناہا بالآجر فاذا ہو بلبن او اضا علی ان شجرہا کلہا مثمر فلو واحدۃ منہا لا تثمر او ثوبا علی انہ مصبوغ بعصفر فاذا ہو بزعفران فسد (در مختار ص ۹۴-۹۳ ج ۴) قال فی الفتح واعلم انہ اذا شرط فی البیع ما یجوز اشتراطہ ووجدہ بخلافہ فتارۃ یکون البیع فاسدا وتارۃ یستمر علی الصحۃ ویثبت للمشتری الخیار وتارۃ یستمر صحیحا ولا خیار للمشتری وہو ما اذا وجدہ خیرا مما شرطہ ضابطہ انہ کان المبیع من جنس المسمی ففیہ الخیار والثیاب اجناس اعنی الہروی والاسکندری والکتان والقطن والذکر مع الانثی فی بنی آدم جنسان وفی سائر الحیوانات جنس واحد والضابط فحش التفاوت فی الاغراض وعدمہ ای ضابط اختلاف الجنس وعدمہ فحش التفاوت فی المقاصد وعدمہ ۱۲ رد المحتار ص ۹۴-۹۳ ج ۴ ۲ ویجوز البیع بثمن حال ومؤجل اذا کان الاجل معلوما ولا بد ان یکون الاجل معلوما لان الجہالۃ فیہ مانعۃ من التسلیم الواجب بالعقد فہذا یطالبہ بہ فی قریب المدۃ وہذا یسلمہ ...

کے بیس[۲] سیر گیہوں بکتے ہیں مگر کسی کو اُدھار لینے کی وجہ سے اس نے روپے کے پندرہ سیر گیہوں دیئے تو یہ بیع درست ہے مگر اسی وقت معلوم ہو جانا چاہئے کہ اُدھار مول لے گی۔ **مسئلہ[۴]** یہ حکم اس وقت ہے جبکہ خریدار سے اوّل پوچھ لیا ہو کہ نقد لوگے یا اُدھار۔ اگر اس نے نقد کہا تو بیس[۲۰] سیر دیدیئے اور اگر اُدھار کہا تو پندرہ[۱۵] سیر دیدیئے۔ اور اگر معاملہ اس طرح کیا کہ خریدار سے یوں کہا کہ اگر نقد لوگے تو ایک روپیہ کے بیس[۲۰] سیر ہوں گے اور اُدھار لوگے تو پندرہ[۱۵] سیر ہوں گے یہ[ت] جائز نہیں۔ **مسئلہ[۵]** ایک[ث] مہینے کے وعدے پر کوئی چیز خریدی پھر ایک مہینہ ہو چکا۔ تب کہہ سُنکر کچھ اور مدت بڑھوالی کہ پندرہ دن کی مہلت اور دیدو۔ تو تمہارے دام ادا کر دوں۔ اور وہ بیچنے والی بھی اس پر راضی ہوگئی تو پندرہ دن کی مہلت اور مل گئی اور اگر وہ راضی نہ ہو تو ابھی مانگ سکتی ہے **مسئلہ[۶]** جب[ج] اپنے پاس دام موجود ہوں تو ناحق کسی کو ٹالنا کہ آج نہیں کل آنا۔ اس وقت نہیں اُس وقت آنا۔ ابھی روپیہ تڑوایا نہیں ہے جب تڑوایا جاوے گا تب دام ملیں گے۔ یہ سب باتیں حرام ہیں جب وہ مانگے اُسی وقت روپیہ تڑوا کر دام دیدینا چاہیئے۔ ہاں البتہ اگر اُدھار خریدا ہے تو جتنے دن کے وعدے پر خریدا ہے اُتنے دن کے بعد دینا واجب ہوگا اب وعدہ پورا ہونے کے بعد ٹالنا اور دوڑانا جائز نہیں ہے لیکن اگر سچ مچ اس کے پاس ہے ہی نہیں۔ نہ کہیں سے بندوبست کر سکتی ہے تو مجبوری ہے جب آوے اُس وقت نہ ٹالے۔

باب	پھیر دینے کی شرط کر لینے کا بیان اور اس کو شرع میں خیارِ شرط کہتے ہیں	نمبرہ

مسئلہ[۱] خریدتے[ح] وقت یوں کہدیا کہ ایک دن یا دو دن یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے جی چاہے گا لیں گے نہیں تو پھیر دیں گے تو یہ درست ہے جتنے دن کا اقرار کیا ہے اتنے دن تک پھیر دینے کا اختیار ہے چاہے لیوے چاہے پھیر دیوے۔ **مسئلہ[۲]** کسی[خ] نے کہا کہ تین دن تک مجھ کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے پھر تین دن گذر گئے اور اُس نے کچھ نہیں جواب دیا نہ وہ چیز پھیری۔ تو اب وہ چیز لینی پڑے گی۔ پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر وہ رعایت کر کے پھیر لیوے تو خیر پھیر دیوے بے رضامندی کے نہیں پھیر سکتی **مسئلہ[۳]** تین[د] دن سے زیادہ کی شرط کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کسی نے چار یا پانچ دن کی شرط کی تو دیکھو تین دن کے اندر اس نے کچھ جواب دیا یا نہیں۔ اگر تین دن کے اندر اس نے پھیر دیا تو بیع پھر گئی اور اگر کہدیا کہ میں نے لے لیا تو بیع درست ہوگئی اور اگر تین[ذ] دن گذر گئے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ لیوے گی یا نہ لیوے گی تو بیع فاسد ہوگئی **مسئلہ[۴]** اسی[ر] طرح بیچنے والی بھی کہہ سکتی ہے کہ تین دن تک مجھ کو اختیار ہے اگر چاہوں گی تو تین دن کے اندر پھیر لوں گی تو یہ بھی جائز ہے۔

ت وکما لا یجوز عند ابی حنیفۃ لو زاد علی ثلاثۃ ایام کذلک لا یجوز اذا اطلق ۱۲ فتح القدیر صـ ۱۱۱ جـ ۵ ۔ ث دیکھو حاشیہ نمبر ۹۰ صفحہ ہذا ۱۲
ث شرط یہ ہے کہ اسی مجلس میں اُدھار لینا یا نقد لینا طے ہو جائے ۱۲ +

ج واما البطلان فیما اذا قال بعتک بالف حالا و بالفین الی سنۃ فلجہالۃ الثمن ومن جہالۃ الاجل ما اذا باعہ بالف علی ان یؤدی الیہ الثمن فی بلد آخر ولو قال الی شہر علی ان تؤدی الثمن فی بلد آخر جاز بالف الی شہر وبطل شرط الایفاء فی بلد آخر ۱۲ فتح القدیر صـ جـ ۵
ح ومن باع بثمن حال ثم اجلہ اجلا معلوما صار مؤجلا وکل دین حال اذا اجلہ صاحبہ صار مؤجلا الا القرض ۱۲ ہدایہ صـ جـ ۳
خ وعنہ (ای عن ابی ہریرۃ) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مطل الغنی ظلم ۱۲ مشکوٰۃ صـ ۲۱۲ باب الافلاس
د خیار الشرط جائز فی البیع للبائع والمشتری ولہما الخیار ثلاثۃ ایام فما دونہا ولا یجوز اکثر منہا عند ابی حنیفۃ وہو قول زفر والشافعی وقالا یجوز اذا سمی مدۃ معلومۃ ۱۲ فتح القدیر صـ ۱۱۱ جـ ۵
ذ اذا مضت مدۃ الخیار ولم یفسخ اولم یجز من لہ الخیار لزم البیع وتم ۱۲ الجوہرہ صـ ۲۴۶
ر دیکھو حاشیہ نمبر ۴ و ۵ صفحہ

مسئلہ ۵ خریدتے وقت کہدیا تھا کہ تین دن تک مجھے پھیر دینے کا اختیار ہے۔ پھر دوسرے دن آئی اور کہدیا کہ میں نے وہ چیز لے لی اب نہ پھیروں گی تو اب وہ اختیار جاتا رہا اب نہیں پھیر سکتی بلکہ اگر اپنے گھر ہی میں آکر کہدیا کہ میں نے یہ چیز لے لی اب نہ پھیروں گی تب بھی وہ اختیار جاتا رہا۔ اور جب بیع کا توڑنا اور پھیرنا منظور ہو تو بیچنے والی کے سامنے توڑنا چاہیئے اس کی پیٹھ پیچھے توڑنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ ۶ کسی نے کہا تین دن تک میری ماں کو اختیار ہے اگر کہے گی تو لے لوں گی نہیں تو پھیر دوں گی تو یہ بھی درست ہے۔ اب تین دن کے اندر وہ یا اُس کی ماں پھیر سکتی ہیں۔ اور اگر خود وہ یا اس کی ماں کہدے کہ میں نے لے لی اب نہ پھیروں گی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ مسئلہ ۷ دو یا تین تھان لئے اور کہا کہ تین دن تک ہم کو اختیار ہے کہ اس میں سے جو پسند ہوگا ایک تھان دس روپے کو لے لیں گے تو یہ درست ہے تین دن کے اندر اس میں سے ایک تھان پسند کر لیوے اور چار یا پانچ تھان اگر لئے اور کہا کہ اس میں سے ایک پسند کر لیں گے تو یہ بیع فاسد ہے۔ مسئلہ ۸ کسی نے تین دن تک پھیر دینے کی شرط ٹھیرالی تھی پھر وہ چیز اپنے گھر برتنا شروع کر دی جیسے اوڑھنے کی چیز تھی تو اوڑھنے لگی یا پہننے کی چیز تھی اس کو پہن لیا یا بچھانے کی چیز تھی اس کو بچھانے لگی تو اب پھیر دینے کا اختیار نہیں رہا۔ مسئلہ ۹ ہاں اگر استعمال صرف دیکھنے کے واسطے ہوا ہے تو پھیر دینے کا حق ہے مثلاً سِلا ہوا کُرتہ یا چادر یا دری خریدی تو یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کُرتہ ٹھیک بھی آتا ہے یا نہیں ایک مرتبہ پہن کر دیکھا اور فوراً اُتار دیا۔ یا چادر کی لمبائی چوڑائی اوڑھ کر دیکھی یا دری کی لمبائی چوڑائی بچھا کر دیکھی تو بھی پھیر دینے کا حق حاصل ہے۔

باب نمبر	بے دیکھی ہوئی چیز کے خریدنے کا بیان	ششم

مسئلہ ۱ کسی نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع درست ہے لیکن جب دیکھے تو اس کو اختیار ہے پسند ہو تو رکھے نہیں تو پھیر دیوے اگرچہ اس میں کوئی عیب بھی نہ ہو۔ اور جیسی ٹھیرائی تھی ویسی ہی ہو تب بھی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے۔ مسئلہ ۲ کسی نے بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی تو اس بیچنے والی کو دیکھنے کے بعد پھیر لینے کا اختیار نہیں۔ دیکھنے کے بعد اختیار فقط لینے والی کو ہوتا ہے۔ مسئلہ ۳ کوئی کُنجڑن مٹر کی پھلیاں بیچنے کو لائی اس میں اوپر اچھی اچھی تھیں اُن کو دیکھ کر پورا ٹوکرا لے لیا لیکن نیچے خراب نکلیں تو اب بھی اس کو پھیر دینے کا اختیار ہے البتہ اگر سب پھلیاں یکساں ہوں تو تھوڑی سی پھلیاں دیکھ لینا کافی ہے چاہے سب پھلیاں دیکھے چاہے نہ دیکھے

۱۲ وان لبسہ لیستدفا بہ وہوان یلبسہ لدفع عادیۃ برد لبطل خیارہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۴۳ جز ۳ ۵ دیکھو حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ہذا ۱۲ ۶ شراء مالم یرہ جائز من اشتری شیئاً لم یرہ فلہ الخیار اذا رآہ ان شاء اخذہ بجمیع ثمنہ وان شاء ردہ سواء راٰہ علی الصفۃ التی وصفت لہ او علی خلافہا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۵-۵۶ جز ۳ ۷ ومن باع مالم یرہ فلا خیار لہ ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۱۴۲ جز ۵ ۸ اصلہ ان الغیر المرئی ان کان تبعاً للمرئی فلا خیار لہ فی غیر المرئی وان کان غیر المرئی اصلاً ینظر ان کانت رویۃ مارأی لم تعرفہ حال مالم یرہ بقی خیارہ وان کانت تعرفہ بطل خیارہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۶۴ جز ۳ +

۱ ومن شرط لہ الخیار فلہ ان یفسخ فی مدۃ الخیار ولہ ان یجیز فان اجاز بغیر حضرۃ صاحبہ جاز وان فسخ لم یجز الا ان یکون الآخر حاضراً عند ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابو یوسف یجوز ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۱۲۰-۱۲۲ جز ۵ ۲ ومن اشتری شیئاً وشرط الخیار لغیرہ فایہما اجاز جاز الخیار وایہما نقض انتقض ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۱۲۹ جز ۵ ۳ ومن اشتری ثوبین علی ان یاخذ ایہما شاء بعشرۃ وہو بالخیار ثلاثۃ ایام فہو جائز وکذا الثلاثۃ فان کانت اربعۃ اثواب فالبیع فاسد ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۱۳۰ جز ۵ ۴ اذا کان الخیار للمشتری فباعہ او اعتقہ او دبرہ او کاتبہ او رہنہ او وہبہ وسلم او لم یسلم او آجرہ فہذا کلہ اجازۃ منہ لان ہذہ التصرفات تختص بالملک (عالمگیری صفحہ ۴۳ جز ۳) ولو کان المبیع دابۃ فرکبہا المشتری والخیار لہ لینظر الی سیرہا او قوتہا او کان ثوباً فلبسہ لینظر الی مقدارہ او کانت امۃ فاستخدمہا لینظر فذلک منہا فہو باق علی خیارہ فان زاد فی الرکوب علی ما یعرف بہ فہو رضاء وسقط خیارہ فان رکب لحاجۃ فہو رضاء

پھیرنے کا اختیار نہ رہے گا۔ مسئلہ[4] امرود یا انار یا نارنگی وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی کہ سب یکساں نہیں ہوا کرتیں تو جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار رہتا ہے تھوڑے کے دیکھ لینے سے اختیار نہیں جاتا۔ مسئلہ[5] اگر کوئی چیز کھانے پینے کی خریدی تو اس میں فقط دیکھ لینے سے اختیار نہ جائے گا بلکہ چکھنا[1] بھی چاہیے اگر چکھنے کے بعد ناپسند ٹھیرے تو پھیر دینے کا اختیار ہے۔ مسئلہ[6] بہت[3] زمانہ ہو چکا کہ کوئی چیز دیکھی تھی اب آج اس کو خرید لیا لیکن ابھی دیکھا نہیں۔ پھر جب گھر لا کر دیکھا تو جیسی دیکھی تھی بالکل ویسی ہی اس کو پایا تو اب دیکھنے کے بعد پھیر دینے کا اختیار نہیں ہے ہاں اگر اتنے دنوں میں کچھ فرق ہو گیا ہو تو دیکھنے کے بعد اس کے لینے نہ لینے کا اختیار رہے گا۔

باب نمبر ۷ — سودے میں عیب نکل آنے کا بیان — ہفتم

مسئلہ[1]۔ جب[4] کوئی چیز بیچے تو واجب ہے جو کچھ اس میں عیب و خرابی ہو سب بتلا دیوے نہ بتلانا اور دھوکہ دے کر بیچ ڈالنا حرام ہے۔ مسئلہ[2] جب[5] خرید چکی تو دیکھا اس میں کوئی عیب ہے جیسے تھان کو چوہوں نے کتر ڈالا ہے یا دوشالے میں کیڑا لگ گیا ہے یا اور کوئی عیب نکل آیا تو اب اس خریدنے والی کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور لے لیوے چاہے پھیر دیوے لیکن اگر رکھ لیوے تو پورے دام دینا پڑیں گے اس عیب کے عوض میں کچھ دام کاٹ لینا درست نہیں البتہ اگر دام کی کمی پر وہ بیچنے والا بھی راضی ہو جاوے تو کم کر کے دینا درست ہے۔

مسئلہ[3] کسی[6] نے کوئی تھان خرید کر رکھا تھا کہ کسی لڑکے نے اس کا ایک کونا پھاڑ ڈالا یا قینچی سے کتر ڈالا اس کے بعد دیکھا کہ وہ اندر سے خراب ہے جا بجا چوہے کتر گئے ہیں تو اب اس کو نہیں پھیر سکتی کیونکہ ایک اور عیب تو اس کے گھر ہی ہو گیا ہے البتہ اس عیب کے بدلہ میں جو کہ بیچنے والی کے گھر کا ہے دام کم کر دیئے جاویں لوگوں[3] کو دکھایا جاوے جو وہ تجویز کریں اتنا کم کر دو۔ مسئلہ[4] اسی[7] طرح اگر کپڑا قطع کر چکی تب عیب معلوم ہوا تب بھی پھیر نہیں سکتی۔ البتہ دام کم کر دیئے جاویں گے۔ لیکن اگر بیچنے والی کہے کہ میرا قطع کیا ہوا دیدو اور اپنے سب دام لے لو میں دام کم نہیں کرتی تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے خریدنے والی انکار نہیں کر سکتی۔ اگر قطع کر کے سی بھی لیا تھا پھر عیب معلوم ہوا تو عیب کے بدلے دام کم کر دیئے جاویں گے اور بیچنے والی اس صورت میں اپنا کپڑا نہیں لے سکتی۔ اور اگر اس خریدنے والی نے وہ کپڑا بیچ ڈالا۔ یا اپنے نابالغ بچّہ کے پہنانے کی نیت سے قطع کر ڈالا بشرطیکہ بالکل اس کے دے ڈالنے کی

عیب رجع بنقصانہ ولیس للبائع ان یاخذہ لان الامتناع لحق الشرع لحقہ فان باعہ المشتری بعد ما رآی العیب رجع بالنقصان لان الرد ممتنع اصلا قبلہ فلا یکون بالبیع حابسا للمبیع وعن ہذا قلنا ان من اشتری ثوبا فقطعہ لباسا لولدہ الصغیر وخاطہ ثم اطلع علی عیب لا یرجع بالنقصان ولو کان لولد کبیر یرجع لان التملیک حصل فی الاول قبل الخیاطۃ وفی الثانی بعدہا بالتسلیم الیہ ۱۲ فتح القدیر ص ۱۶۱-۱۶ ج ۵

[1] چکھنے کا اختیار سب چیزوں میں ہے جن میں چکھنے سے بائع کا نقصان نہ ہوتا ہو۔ ایسی چیزوں میں سے جن میں چکھنے سے بائع کا نقصان ہوتا ہو جیسے سیب، سنگترہ، خربوزہ وغیرہ چکھنے کا اختیار نہیں ہے ۱۲

[2] مگر فروخت کرنے والی بخوشی راضی ہو تو واپس لے سکتی ہے ۱۲

[3] ایسے لوگوں کو دکھانا معتبر ہوگا جو اس کی قیمت سے واقفیت رکھتے ہوں ۱۲

[4] یعنی لانبا کدو جیسے مغربی یوپی میں آل کدو کہتے ہیں ۱۲

---

[1] دیکھو نمبر ۸ صفحہ ۸

[2] وفیما یطعم لابد من الذوق وفیما یشم لابد من الشم ۱۲ عالمگیری ج ۳

[3] ومن رأی شیئا ثم اشتراہ بعد مدۃ فان کان علی الصفۃ التی رآہ فلا خیار لہ وان وجدہ متغیرا فلہ الخیار ۱۲ فتح القدیر ص ۱۴۳ ج ۵

[4] لا یحل کتمان العیب فی مبیع او ثمن لان الغش حرام ۱۲ درمختار ص ۱۳۲ ج ۴

[5] واذا اشتری شیئا لم یعلم بالعیب وقت الشراء ولا علمہ قبلہ والعیب یسیر او فاحش فلہ الخیار ان شاء رضی بجمیع الثمن وان شاء ردہ ولیس لہ ان یمسکہ ویاخذ النقصان ۱۲

[6] واذا حدث عند المشتری عیب فاطلع علی عیب کان عند البائع فلہ ان یرجع بالنقصان ولا یرد المبیع الا ان یرضی البائع ان یاخذہ بعیبہ ۱۲ فتح القدیر ص ۱۵۹ ج ۵

[7] ومن اشتری ثوبا فقطعہ فوجد بہ عیبا رجع بالعیب فان قال البائع انا اقبلہ کذلک کان لہ ذلک فان قطع الثوب وخاطہ او صبغہ احمر او لت السویق بسمن ثم اطلع علی

نیت کی ہو اور پھر اُس میں عیب نکلا تو اب دام کم نہیں کئے جاویں گے اور اگر بالغ اولاد کی نیت سے قطع کیا تھا اور پھر عیب نکلا تو اب دام کم کر دیئے جاویں گے۔ **مسئلہ۵**۔ کسی نے فی انڈا ایک پیسے کے حساب سے کچھ انڈے خریدے جب توڑے تو سب گندے نکلے تو سارے دام پھیر سکتی ہے اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے بالکل خریدا ہی نہیں اور اگر بعضے گندے نکلے بعضے اچھے تو گندوں کے دام پھیر سکتی ہے اور اگر کسی نے بیس پچیس انڈوں کے یکمشت دام لگا کر خرید لئے کہ یہ سب انڈے پانچ آنے کو ہیں نے لئے تو دیکھو کتنے خراب نکلے اگر سو میں پانچ چھ خراب نکلے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو خراب کے دام حساب سے پھیر لیوے۔ **مسئلہ۶**۔ کھیرا ککڑی خربوزہ، تربوز، لوکی، بادام، اخروٹ وغیرہ کچھ خریدا۔ جب توڑے اندر سے بالکل خراب نکلے تو دیکھو کہ کام میں آسکتے ہیں یا بالکل نکمے اور پھینک دینے کے قابل ہیں اگر بالکل خراب اور نکمے ہوں تب تو یہ بیع بالکل صحیح نہیں ہوئی اپنے سب دام پھیر لیوے اور اگر کسی کام میں آسکتے ہوں تو جتنے دام بازار میں لگیں اُتنے دیئے جاویں۔ پوری قیمت نہ دی جاوے گی۔ **مسئلہ۷**۔ اگر سو بادام میں چار ہی پانچ خراب نکلے تو کچھ اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو جتنے خراب ہیں اُن کے دام کاٹ لینے کا اعتبار ہے۔ **مسئلہ۸**۔ ایک روپے کے پندرہ سیر گیہوں خریدے یا ایک روپے کا ڈیڑھ سیر گھی لیا۔ اُس میں سے کچھ تو اچھا نکلا اور کچھ خراب نکلا تو یہ درست نہیں ہے کہ اچھا اچھا لے لیوے اور خراب خراب پھیر دیوے بلکہ اگر لیوے تو سب لینا پڑے گا اور پھیرے تو سب پھیرے ہاں البتہ اگر بیچنے والی خود راضی ہو جاوے کہ اچھا اچھا لے لو اور جتنا خراب ہے وہ پھیر دو تو ایسا کرنا درست ہے بے اس کی مرضی کے نہیں کر سکتی۔ **مسئلہ۹**۔ عیب نکلنے کے وقت پھیر دینے کا اختیار اسی وقت ہے جبکہ عیب دار چیز کے لینے پر کسی طرح رضامندی ثابت نہ ہوتی ہو۔ اور اگر اسی کے لینے پر راضی ہو جاوے تو اب اس کا پھیرنا جائز نہیں البتہ بیچنے والی خوشی سے پھیر لیوے تو پھیرنا درست ہے جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی جب گھر آئی تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ خیر ہم نے عیب دار ہی لے لی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کئے جس سے رضامندی معلوم ہوتی ہے جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگی تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ **مسئلہ۱۰**۔ بکری کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو پھیر سکتی ہے۔ **مسئلہ۱۱**۔ موتیوں کا ہار یا اور کوئی زیور خریدا اور کسی وقت اسکو پہن لیا۔ یا جوتہ خریدا اور پہنے پہنے چلنے پھرنے لگی تو اب عیب کی وجہ سے پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر اس وجہ سے

۴ ما یکال او یوزن فوجد بعضہ معیبا ردہ کلہ او اخذہ کلہ ۱۲ فتح القدیر ص۱۷۵-۱۷۶ ج۵ ۔ ۵ لا الاصل ان المشتری متی تصرف فی المشتری بعد العلم بالعیب تصرف الملاک بطل حقہ فی الرد واذا اشتری دابۃ فوجد بہا جرحا فداواہا او رکبہا لحاجۃ فلیس لہ ان یردہا ۱۲ عالمگیری ص۷۶ ج۳

۶ اشتری لحما علی انہ لحم غنم فوجدہ لحم معز لہ الرد ۱۲ رد المحتار ص۱۴۸ ج۴ ۔ ۷ دیکھو حاشیہ نمبر ۷ صفحہ ہذا ۱۲

۸ فقہا کی تصریحات صرف جزئیات ہیں مگر مقصود تحدید نہیں ہے بلکہ عرف عام کا اعتبار ہو گا عرفاً جتنے عدد کو برداشت کر لیا جاتا ہے ۱۲

۴ اگر اسی قدر نکلے تو قیمت کاٹنے کا اختیار نہیں ہے ۱۲

۱ و من اشتری بیضا او بطیخا او قثاء او خیارا او جوزا فکسرہ فوجدہ فاسدا فان لم ینتفع بہ رجع بالثمن کلہ و ان کان ینتفع بہ مع فسادہ لم یردہ لان الکسر عیب حادث ولکنہ یرجع بنقصان العیب دفعا للضرر بقدر الامکان ولو وجد البعض فاسدا وہو قلیل جاز البیع استحسانا وان کان الفاسد کثیرا لا یجوز ویرجع بکل الثمن ۱۲ فتح القدیر ص۱۶۴-۱۶۵ ج۵ عالمگیری ص۸۴ ج۳

۲ دیکھو حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ہذا ۱۲

۳ القلیل الا یخلو الجوز عنہ عادۃ کالواحد والاثنین فی المائۃ (عالمگیری ص۸۴ ج۳) ان الخمار فی العشرۃ کثیر وبہ صرح فی القنیۃ وقال السرخسی الثلاثۃ عفو یعنی فی المائۃ وفی البحر القلیل الثلاثۃ فما دونہا فی المائۃ والکثیر ما زاد (رد المحتار ص۱۳۲ ج۴) وجعل الفقیہ ابو اللیث الخمسۃ والستۃ فی المائۃ من الجوز معفوا قال لان مثل ذلک قد یوجد فی الجوز تصلبا کالمشاہد یعنی عند البیع ۱۱ فتح القدیر ص۱۶۵ ج۵

۴ و من اشتری شیئا

پہنا ہو کہ پاؤں میں دکھوں آتا ہے یا نہیں اور پیر کو چلنے میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی تو اس آزمائش کے لئے ذرا دیر کے پہننے سے کچھ حرج نہیں اب بھی پھیر سکتی ہے اسی طرح اگر کوئی چارپائی یا تخت خریدا اور کسی ضرورت سے اسکو بچھا کر بیٹھی یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اسی طرح اور سب چیزوں کو سمجھ لو۔ اگر اس سے کام لینے لگے تو پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا ہے[۱۲] **مسئلہ** بیچتے[۱] وقت اس نے کہدیا کہ خوب دیکھ بھال لو اگر اس میں کچھ عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں۔ اس کہنے پر بھی اس نے لے لیا تو اب چاہے جتنے عیب اس میں نکلیں پھیرنے کا اختیار نہیں ہے اور اس طرح بیچنا بھی درست ہے۔ اس کہدینے کے بعد عیب کا بتلانا واجب نہیں ہے۔

باب نمبر ۹	بیع باطل اور فاسد وغیرہ کا بیان	ہشتم

مسئلہ[۱] جو بیع شرع میں بالکل ہی غیر معتبر اور لغو ہو اور ایسا سمجھیں کہ اس نے بالکل خریدا ہی نہیں۔ اور اس نے بیچا ہی نہیں اس کو باطل[۲] کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ[۳] ہے کہ خریدنے والا اس کا مالک نہیں ہوا وہ چیز اب تک اسی بیچنے والے کی ملک میں ہے اس لئے خریدنے والی کو نہ تو اس کا کھانا جائز نہ کسی کو دینا جائز کسی طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں اور جو بیع ہو تو گئی ہو لیکن اس میں کچھ خرابی آگئی ہے اس کو بیع فاسد[۴] کہتے ہیں اس کا حکم یہ[۵] ہے کہ جب خریدنے والی کے قبضہ میں نہ آجاوے تب تک وہ خریدی ہوئی چیز اس کی ملک میں نہیں آتی اور جب قبضہ کر لیا تو ملک میں تو آگئی لیکن حلال طیب نہیں ہے اس لئے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں بلکہ ایسی بیع کا توڑ دینا واجب[۶] ہے لینا ہو تو پھر سے بیع کریں اور مول لیویں اگر یہ بیع نہیں توڑی بلکہ کسی اور کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی تو گناہ ہوا اور اس دوسری خریدنے والی کے لئے اس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے اور یہ دوسری بیع درست ہو گئی۔ اگر نفع لیکر بیچا ہو تو نفع کا خیرات کر دینا واجب[۷] ہے اپنے کام میں لانا درست نہیں **مسئلہ[۲]** زمینداروں[۸] کے یہاں یہ جو دستور ہے کہ تالاب کی مچھلیاں بیچدیتے ہیں یہ بیع باطل ہے۔ تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جبتک شکار کر کے پکڑی نہ جاویں تب تک ان کا کوئی مالک نہیں ہے شکار کر کے جو کوئی پکڑے وہی ان کا مالک بنجاتا ہے جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب سمجھو کہ جب یہ زمیندار ان کا مالک ہی نہیں تو بیچنا کیسے

---

[۸] ولا یجوز بیع السمک قبل ان یصطاد لانہ باع مالا یملکہ ولا فی حظیرۃ اذا کان لا یوخذ الا بصید لانہ غیر مقدور التسلیم ومعناہ اذا اخذہ ثم القاہ فیہا ولو کان یوخذ من غیر حیلۃ جاز الا اذا اجتمعت فیہا بانفسہا ولم یسد علیہا المدخل لعدم الملک ۱۲ فتح القدیر ص۱۹۱ ج۵ وعالمگیری ص۱۲ ج۳

[ب] اگر خریدکردہ شئی کو اپنے استعمال میں لے آیا اور اس استعمال سے اس کی قیمت بازار کی قیمت سے گر گئی تو عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا البتہ عیب کی وجہ سے جو کمی قیمت میں ہوتی ہو وہ واپس لے سکتا ہے۔ لیکن اگر استعمال میں آنے سے بازاری قیمت میں کوئی فرق نہیں آیا تو واپسی کا اختیار ہوگا ۱۲ [ج] بشرطیکہ مچھلیاں تالاب میں خود بخود پیدا ہو گئی یا بغیر ملک کی کسی تدبیر کے کہیں سے آگئی ہوں ۱۲

[۱] ومن باع عبدا وشرط البراءۃ من کل عیب فلیس لہ ان یردہ بعیب وان لم یسم العیوب بعددہا ۱۲ فتح القدیر ص۱۸۲ ج۵

[۲] وہو (البیع الباطل) ما لا یکون مشروعا باصلہ ولا بوصفہ ۱۲ رد المحتار ص۱۵۱ ج۴

[۳] والبیع الباطل حکمہ عدم ملک المشتری ایاہ اذا قبضہ فلا ضمان لو ہلک المبیع عندہ ۱۲ رد المحتار ص۱۴۳ ج۴

[۴] وہو (البیع الفاسد) ما کان مشروعا باصلہ لا بوصفہ والمراد بہم من مشروعیۃ اصلہ کونہ مال متقوما لا جوازہ وصحتہ لان فسادہ یمنع صحتہ ۱۲ رد المحتار ص۱۵۱ ج۴

[۵] اذا قبض المشتری المبیع برضا بائعہ صریحا او دلالۃ فی البیع الفاسد و لم ینہہ ملکہ ۱۲ در مختار ص۱۹۱ ج۴

[۶] ویجب علی کل واحد منہما فسخہ قبل القبض او بعدہ ما دام فی ید المشتری در مختار ص۱۹۳ ج۴

[۷] انما طاب للبائع ما ربح فی الثمن لا یطیب للمشتری ما ربح فی بیع یتعین بالتعیین بان باعہ بازید لتعلق العقد بعینہ فتمکن الخبث فی الربح فیتصدق بہ ۱۲ در مختار ص۱۹۹ ج۴

درست ہو گا۔ ہاں اگر زمیندار خود مچھلیاں پکڑ کر بیچا کریں تو البتہ درست ہے اگر کسی اور سے پکڑوا دیں گے تو وہی مالک بن جاوے گا۔ زمیندار کا اُس پکڑی ہوئی مچھلی میں کچھ حق نہیں ہے اسی طرح مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرنا بھی درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۳** کسی[1] کی زمین میں خود بخود گھاس اُگی نہ اُس نے لگایا نہ اُس کو پانی دیکر سینچا تو یہ گھاس بھی کسی کی مِلک نہیں ہے جس کا جی چاہے کاٹ لیجاوے نہ اُس کا بیچنا درست ہے اور نہ کاٹنے سے کسی کو منع کرنا درست ہے۔ البتہ اگر پانی دیکر سینچا اور خدمت کی ہو تو اُس کی مِلک ہو جائے گی۔ اب بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو منع کرنا بھی درست ہے۔ **مسئلہ ۴** جانور[2] کے پیٹ میں جو بچہ ہے پیدا ہونے سے پہلے اُس بچہ کا بیچنا باطل ہے اور اگر پورا جانور بیچ دیا تو درست ہے۔ لیکن اگر یوں کہدیا کہ میں یہ بکری تو بیچتی ہوں لیکن اس کے پیٹ کا بچہ نہیں بیچتی ہوں جب پیدا ہو تو وہ میرا ہے تو یہ بیع فاسد ہے۔ **مسئلہ ۵** جانور[3] کے تھن میں جو دودھ بھرا ہوا ہے دوہنے کے پہلے اس کا بیچنا باطل ہے پہلے دودھ دوہ لیوے تب بیچے۔ اسی طرح بھیڑ، دُنبہ وغیرہ کے بال جبتک کاٹ نہ لیوے تب تک بالوں کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے۔ **مسئلہ ۶** جو دھنّی[4] یا لکڑی مکان میں یا چھت میں لگی ہوئی ہے کھودنے یا نکالنے سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۷** آدمی[5] کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے اور ان چیزوں کا اپنے کام میں لانا اور برتنا بھی درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۸** بجز خنزیر[6] کے دوسرے مُردار کی ہڈی اور بال اور سینگ پاک ہیں ان سے کام لینا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے۔ **مسئلہ ۹** تم نے[7] ایک بکری یا اور کوئی چیز کسی سے پانچ روپے کو مول لی اور اُس بکری پر قبضہ کر لیا اور اپنے گھر منگا کر بندھوا لی لیکن ابھی دام نہیں دیئے پھر اتفاق سے اسکے دام نہ دے سکی یا اب اس کا رکھنا منظور نہ ہوا اس لئے تم نے کہا کہ یہی بکری چار روپے میں لیجاؤ ایک روپیہ ہم کو اور دیدینا گے یہ بیچنا اور لینا جائز نہیں جب تک اس کو روپے نہ دے چکے اس وقت تک کم داموں پر اس کے ہاتھ بیچنا درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۰** کسی[8] نے اس شرط پر اپنا مکان بیچا کہ ایک مہینے تک ہم نہ دینگے بلکہ خود اس میں رہیں گے۔ یا یہ شرط ٹھیرائی کہ اتنے روپے تم ہم کو قرض دیدو۔ یا کپڑا اس شرط پر خرید اکہ تم ہی قطع کر کے سی دینا۔ یا یہ شرط کی کہ ہمارے گھر تک پہنچا دینا یا اور کوئی ایسی شرط مقرر کی جو شریعت سے واہیات اور ناجائز ہے تو یہ سب بیع فاسد ہے۔ **مسئلہ ۱۱** یہ شرط[9] کر کے ایک گائے خریدی کہ یہ چار سیر دودھ دیتی ہے تو بیع

بالف درہم حالۃ او نسیئۃ فقبضہ ثم باعہا من البائع بخمسمائۃ قبل ان ینقد الثمن الاول لا یجوز البیع الثانی ۱۲ فتح القدیر ص۲۰۶ ج۵ ؎ وکذلک لو باع عبداً علی ان یستخدمہ البائع شہراً او داراً علی ان یسکنہا او علی ان یقرضہ المشتری درہما او علی ان یہدی لہ ہدیۃ لانہ شرط لا یقتضیہ العقد وفیہ منفعۃ لاحد المتعاقدین ۱۲ فتح القدیر ص۲۱۶ ج۵) ومن باع عینا علی ان لا یسلمہ الی راس الشہر فالبیع فاسد (فتح القدیر ص۲۱۹ ج۵) ومن اشتری ثوبا علی ان یقطعہ البائع ویخیطہ قمیصا او قباء فالبیع فاسد ۱۲ فتح القدیر ص۲۲۱ ج۵ ؎ بخلاف شرائہ شاۃ علی انہا حامل او تحلب کذا رطلا او یخبز کذا صاعاً او یکتب کذا قدراً افسد لانہ شرط فاسد لا وصف حتی لو شرط انہا حلوب او لبون جاز لانہ وصف ۱۲ درمختار ص۹۷ ج۲ ؎ ومن اشتری جاریۃ الا حملہا فالبیع فاسد ۱۲ فتح القدیر ص۲۱۹ ج۵ +

؎[1] ولا یجوز بیع المراعی ولا اجارتہا وفی الکلاء ان لا ینشاء شہ وان کان فی ارض مملوکۃ غیر ان لصاحب الارض ان یمنع من الدخول فی ارضہ وظاہر ان ہذا اذا نبت بنفسہ فاما لو کان سقی الارض واعد ہا للانبات فنبتت ففی الذخیرۃ والمحیط والنوازل یجوز بیعہ لانہ ملکہ ۱۲ فتح القدیر ص۱۸۷ ج۵

؎[2] ولا بیع الحمل ولا النتاج ؎[3] واللبن فی الضرع للغرر والصوف علی ظہر الغنم ؎[4] وجذع فی سقف وذراع من ثوب ذکر القطع اولم یذکرہ ۱۲ فتح القدیر ص۱۹۴ ج۵

؎[5] دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ہذا ۱۲

؎[6] ولا یجوز بیع شعر الانسان ولا الانتفاع بہا لان الآدمی مکرم لا مبتذل فلا یجوز ان یکون شئ من اجزائہ مہانا ومبتذلا ۱۲ فتح القدیر ص۲۰۳ ج۵

؎[7] ولا یجوز بیع شعر الخنزیر ولا باس ببیع عظام المیتۃ وعصبہا وصوفہا وقرنہا وشعرہا ووبرہا والانتفاع بذلک کلہ ۱۲ فتح القدیر بحذف ص۲۰۲-۲۰۳ ج۵

؎ ومن اشتری جاریۃ

فاسد ہے البتہ اگر کچھ مقدار نہیں مقرر کی فقط یہ شرط کی کہ یہ گائے بہت دودھیاری ہے تو بیع جائز ہے۔ مسئلہ ۱۲
مٹی یا چینی کے کھلونے یعنی تصویریں بچوں کے لئے خریدے تو یہ بیع باطل ہے شرع میں ان کھلونوں کی کچھ قیمت نہیں
لہٰذا اس کے کچھ دام نہ دلائے جاویں گے اگر کوئی توڑ دے تو کچھ تاوان بھی دینا نہ پڑے گا۔ مسئلہ ۱۳ کچھ اناج گھی
تیل وغیرہ روپے کے دس سیر یا اور کچھ نرخ طے کر کے خریدا تو دیکھو کہ اس بیع ہونے کے بعد اس نے تمہارے یا تمہارے
بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے تول کر دیا ہے یا تمہارے اور تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے نہیں تولا بلکہ کہا تم جاؤ
ہم تول کر گھر بھیجے دیتے ہیں یا پہلے سے الگ تولا ہوا رکھا تھا۔ اس نے اسی طرح اٹھا دیا پھر نہیں تولا۔ یہ تین صورتیں
ہوئیں۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ گھر میں لا کر اب اس کا تولنا ضروری نہیں ہے بغیر تولے بھی اس کا کھانا پینا بیچنا
وغیرہ سب صحیح ہے اور دوسری اور تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ جب تک خود نہ تول لے تب تک اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ
کچھ درست نہیں۔ اگر بے تولے بیچ دیا تو یہ بیع فاسد ہو گئی۔ پھر اگر تول بھی لیوے تب بھی یہ بیع درست نہیں ہوئی۔
مسئلہ ۱۴ بیچنے سے پہلے اس نے تول کر تم کو دکھایا اس کے بعد تم نے خرید لیا اور پھر دوبارہ اس نے نہیں تولا تو اس صورت
میں بھی خریدنے والی کو پھر تولنا ضروری ہے بغیر تولے کھانا اور بیچنا درست نہیں اور بیچنے سے پہلے اگرچہ اس نے
تول کر دکھا دیا ہے لیکن اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ ۱۵ زمین اور گاؤں اور مکان وغیرہ کے علاوہ اور جتنی چیزیں
ہیں ان کے خریدنے کے بعد جب تک قبضہ نہ کر لے تب تک بیچنا درست نہیں۔ مسئلہ ۱۶ ایک بکری یا اور کوئی چیز خریدی
کچھ دن بعد ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یہ بکری تو میری ہے کسی نے یونہی پکڑ کر بیچ لی اس کی نہیں تھی تو اگر وہ اپنا دعویٰ
قاضی مسلم کے یہاں دو گواہوں سے ثابت کر دے تو قضائے قاضی کے بعد بکری اسی کو دینا پڑے گی۔ اور بکری کے دام اس
سے کچھ نہیں لے سکتے بلکہ جب وہ بیچنے والا ملے تو اس سے اپنے دام وصول کرو اس آدمی سے کچھ نہیں لے سکتے۔ مسئلہ ۱۷
کوئی مرغی یا بکری گائے وغیرہ مر گئی تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے بلکہ اس مری چیز کو بھنگی یا چمار کو کھانے کیلئے
دینا بھی جائز نہیں۔ البتہ چمار بھنگیوں سے پھینکنے کے لئے اٹھوا دیا پھر انھوں نے کھا لیا تو تم پر کچھ الزام نہیں
اور اس کی کھال نکلوا کر درست کر لینے اور بنا لینے کے بعد بیچنا اور اپنے کام میں لانا درست ہے جیسا کہ پہلے حصہ
میں ہم نے بیان کیا ہے وہاں دیکھ لو۔ مسئلہ ۱۸ جب ایک نے مول تول کر کے ایک دام ٹھیرائے اور وہ بیچنے
والا اتنے داموں پر رضامند بھی ہو تو اس وقت کسی دوسرے کو دام بڑھا کر خود لے لینا جائز نہیں اسی طرح یوں کہنا
بھی درست نہیں کہ تم اس سے نہ لو۔ ایسی چیز میں تم کو اس سے کم داموں پر دیدوں گی۔ مسئلہ ۱۹ ایک کنجڑن نے تم کو پیسہ

۱ لفظ فاسد یراد به ما هو اعم من الباطل (فتح القدیر ص۱۹۶ ج۵ ورد المحتار ص۱۰۵ ج۴) وبطل بیع مال غیر متقوم کخمر وخنزیر فان المتقوم هو المال المباح الانتفاع به شرعا (ردالمحتار ص۱۰۵ ج۴) والالات المذمة بالمبایعات کالمسلمین (فتح القدیر ص۳۰۶ ج۵) لا بیع جلود المیتة قبل ان تدبغ ولا بأس ببیعها والانتفاع بها بعد الدباغ ۱۲ فتح القدیر ص۲۰۳ ج۵
ف۷ نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن النجش وعن السوم علی سوم غیره ۱۲ فتح القدیر ص۲۳۹ ج۵ ف۸ ولو اکره الرجل علی بیع ماله او علی شراء سلعة او علی ان یقر لرجل بالف او یواجر داره واکره علی ذلک بالقتل او بالضرب الشدید او بالحبس فباع او اشتری فهو بالخیار ان شاء امضی البیع وان شاء فسخه ورجع بالمبیع فان کان قبض الثمن طوعا فقد اجاز البیع وکذا اذا سلم طائعا بان کان الاکراه علی البیع لا علی الدفع لانه دلیل الاجازة وان قبضه کرها فلیس ذلک باجازة وعلیه رده ان کان قائما ۱۲ هدایه ص۲۸۹ تا ۲۹۰ ج۳

ف۱ اشتری ثوراً او فرساً من خزف لاجل استئناس الصبی لا یصح ولا قیمة له فلا یضمن متلفه وقیل بخلافه ۱۲ رد المحتار ص۲۳۲ ج۴
ف۲ اشتری مکیلا بشرط الکیل حرم بیعه واکله حتی یکیله ومثله الموزون والمعدود بشرط الوزن والعد لاحتمال الزیادة غیر الدراهم والدنانیر وکفی کیله من البائع بحضرته ای المشتری بعد البیع لا قبله اصلا ولو بعده بغیبته ۱۲ در مختار بحذف ص۲۰۲ تا ۲۰۳ ج۴
ف۳ فلو کیل بحضرة رجل فشراه فباعه قبل کیله لم یجز وان اکتاله الثانی لعدم کیل الاول فلم یکن قابضا ۱۲ در مختار ص۲۵۵ ج۴
ف۴ صح بیع عقار لا یخشی هلاکه قبل قبضه فلا یصح اتفاقا ککتابة واجارة وبیع منقول قبل قبضه ولو من بائعه ۱۲ رد المحتار ص۲۵۰-۲۵۱ ج۴
ف۵ وثبت رجوع المشتری علی بائعه بالثمن اذا کان الاستحقاق بالبینة ۱۲ رد المحتار ص۳۰۰-۳۰۱ ج۴
ف۶ واذا کان احد العوضین او کلاهما محرما فالبیع فاسد کالبیع بالمیتة والدم والخنزیر والخمر وکذا اذا کان غیر مملوک کالحر

کے چار امرود دیئے پھر کسی نے زیادہ تکرار کر کے پیسے کے پانچ لئے تو اب تم کو اس سے ایک امرود لینے کا حق نہیں زبردستی کر کے لینا ظلم اور حرام ہے جس سے جو کچھ طے ہو بس اتنا ہی لینے کا اختیار ہے۔ **مسئلہ ۲۰** کوئی شخص کچھ بیچتا ہی لیکن تمھارے ہاتھ بیچنے پر راضی نہیں ہوتا تو اس سے زبردستی لیکر دام دیدینا جائز نہیں کیونکہ وہ اپنی چیز کا مالک ہے چاہے بیچے یا نہ بیچے اور جس کے ہاتھ چاہے بیچے۔ پولیس والے اکثر زبردستی سے لے لیتے ہیں یہ بالکل حرام ہے۔ اگر کسی کا میاں پولیس میں نوکر ہو تو ایسے موقع پر میاں سے تحقیق کر لیا کرے یوں ہی نہ برت لے۔ **مسئلہ ۲۱** ٹکے کے سیر بھر آلو لئے اس کے بعد تین چار آلو زبردستی اور لے لئے یہ درست نہیں البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ اور دیدے تو اس کا لینا جائز ہے اسی طرح جو دام طے کر لئے ہیں چیز لے لینے کے بعد اب اس سے کم دام دینا درست نہیں البتہ اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ کم کر دے تو کم دے سکتی ہے۔ **مسئلہ ۲۲** جس کے گھر میں شہد کا چھتہ لگا ہے وہی مالک ہے کسی غیر کو اس کا توڑنا اور لینا درست نہیں اور اگر اس کے گھر میں کسی پرندے نے بچے دیئے تو وہ گھر والے کی ملک نہیں بلکہ جو پکڑے اسی کے ہیں۔ لیکن بچوں کو پکڑنا اور ستانا درست نہیں ہے۔

باب نمبر ۹	نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنے کا بیان	نہم

مسئلہ ۱ ایک چیز ہم نے ایک روپیہ کو خریدی تھی تو اب اپنی چیز کا ہم کو اختیار ہے چاہے ایک ہی روپے کو بیچ ڈالیں اور چاہے دس بیس روپے کو بیچیں اس میں کوئی گناہ نہیں لیکن اگر معاملہ اس طرح طے ہوا کہ اس نے کہا۔ ایک آنہ روپیہ منافع لیکر ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو اس پر تم نے کہا اچھا ہم نے روپے پیچھے ایک آنہ نفع پر بیچا تو اب اکنی روپیہ سے زیادہ نفع لینا جائز نہیں۔ یا یوں ٹھیرا کہ جتنے کو خریدا ہے اس پر چار آنہ نفع لے لو اب بھی ٹھیک دام بتلا دینا واجب ہے اور چار آنے سے زیادہ نفع لینا درست نہیں۔ اسی طرح اگر تم نے کہا کہ یہ چیز ہم تم کو خرید کے دام پر دیں گے کچھ نفع نہ لیں گے تو اب کچھ نفع لینا درست نہیں۔ خرید ہی کے دام ٹھیک ٹھیک بتلا دینا واجب ہے۔ **مسئلہ ۲** کسی سودے کا یوں مول کیا کہ اکنی روپیہ کے نفع پر بیچ ڈالو۔ اس نے کہا کہ اچھا میں نے اتنے ہی نفع پر بیچا۔ یا تم نے کہا کہ جتنے کو لیا ہے اتنے ہی دام پر بیچ ڈالو اس نے کہا اچھا تم وہی دیدو نفع کچھ نہ دینا۔ لیکن اس نے ابھی یہ نہیں بتلایا کہ یہ چیز کتنے کی خرید ہے تو دیکھو اگر اسی جگہ اٹھنے سے پہلے وہ اپنی خرید کے دام بتلا دیوے تب تو یہ بیع صحیح ہے اور اگر اسی جگہ نہ بتلاوے بلکہ یوں کہے آپ لیجائیے حساب دیکھکر بتلا دیا جاوے گا۔ یا اور کچھ کہا تو وہ بیع فاسد ہے۔ **مسئلہ ۳** لینے کے بعد اگر معلوم ہوا کہ اس نے چالاکی سے اپنی خرید غلط بتلائی ہے اور نفع وعدہ سے

۲ المرابحۃ فہو بالخیار عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ان شاء اخذہ بجمیع الثمن وان شاء ترکہ وان اطلع علی خیانۃ فی التولیۃ اسقطہا من الثمن و قال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یحط فیہما وقال محمد رحمہ اللہ یخیر فیہما ۱۲ فتح القدیر صـ ۲۵ جـ ۵ و بحر صـ ۲۵ جـ ۶

لـ بلا وجہ پرندوں کے بچوں کو تکلیف دینا منع ہے لیکن اگر کھانے کے لیئے حلال کرے تو اس کی ممانعت نہیں ہے ۱۲

لـ دیکھو حاشیہ نمبر ۸ صفحہ ۳۱ ۔ سـ واذا فرخ طیر فی ارض رجل فہو لمن اخذہ وکذا اذا باض فیہا وکذا اذا تکنس فیہا ظبی بخلاف ما اذا عسل النحل فی ارضہ لانہ عد من انزالہ فیملکہ تبعا لارضہ کالشجر النابت فیہا والتراب المجتمع فی ارضہ بجریان الماء ۱۲ فتح القدیر صـ ۳۶۶-۳۶۷ جـ ۵

لـ المرابحۃ بیع ما ملکہ من العروض ولو بہبۃ او ارث او وصیۃ او غصب بما قام علیہ وبفضل والتولیۃ بیعہ بثمنہ الاول (رد المحتار صـ ۲۳۶-۲۳۷ جـ ۴) والحیوان جائزان ۱۲ فتح القدیر صـ ۲۵۳ جـ ۵

ھـ وان باعہ برنج دہ یازدہ لا یجوز فان معنی دہ یازدہ کل عشرۃ احد عشر (فتح القدیر صـ ۲۵ جـ ۶) الا ان یعلم بالثمن فی المجلس فیخیر (در مختار صـ ۲۳۸ جـ ۴) ولی رجلا شیئا ای باعہ تولیۃ بما قام علیہ او بما اشتراہ بہ ولم یعلم المشتری بکم قام علیہ فسد البیع لجہالۃ الثمن وکذا حکم المرابحۃ وخیر المشتری بین اخذہ وترکہ لو علم فی مجلسہ والا بطل ۱۲ در مختار صـ ۲۳۶ جـ ۴

لـ فان اطلع المشتری علی خیانۃ فی م

زیادہ لیا ہے تو خریدنے والے کو دام کم دینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ اگر خرید نا منظور ہے تو وہی دام دینا پڑیں گے جتنے کو اُس نے بیچا ہے البتہ یہ اختیار ہے کہ اگر لینا منظور نہ ہو تو پھیر دیوے۔ اور اگر خرید کے دام پر بیچدینے کا اقرار تھا اور یہ وعدہ تھا کہ ہم نفع نہ لیں گے پھر اُس نے اپنی خرید غلط اور زیادہ بتلائی تو جتنا زیادہ بتلایا ہے اس کے لینے کا حق نہیں ہے لینے والی کو اختیار ہے کہ فقط خرید کے دام دیوے اور جو زیادہ بتلایا ہے وہ نہ دیوے۔ **مسئلہ** کوئی چیز[1] تم نے اُدھار خریدی تو اب جبتک دوسرے خریدنے والے کو یہ نہ بتلا دو کہ بھائی ہم نے یہ چیز اُدھار لی ہے اُس وقت تک اُس کو نفع پر بیچنا یا خرید کے دام پر بیچنا ناجائز ہے بلکہ بتلا دیوے کہ یہ چیز میں نے اُدھار خریدی تھی پھر اس طرح نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنا درست ہے۔ البتہ اگر اپنی خرید[2] کے داموں کا کچھ ذکر نہ کرے پھر چاہے جتنے دام پر بیچدے تو درست ہے **مسئلہ[5]** ایک[3] کپڑا ایک روپیہ کا خریدا پھر چار آنے دیکر اس کو رنگوایا۔ یا اسکو دھلوایا یا سلوایا۔ تو اب ایسا سمجھیں گے کہ سوا روپے کو اُس نے مول لیا لہٰذا اب سوا روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے۔ مگر یوں نہ کہے کہ سوا روپے کو میں نے لیا ہے بلکہ یوں کہے کہ سوا روپے میں یہ چیز مجھ کو پڑی ہے تاکہ جھوٹ نہ ہونے پاوے۔ **مسئلہ[6]** ایک[4] بکری چار روپے کو مول لی پھر مہینہ بھر تک رہی اور ایک روپیہ اس کی خوراک میں لگ گیا تو اب پانچ روپے اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے البتہ اگر وہ دودھ دیتی ہو تو جتنا دودھ دیا ہے اتنا گھٹا دینا پڑے گا مثلاً اگر مہینے بھر میں آٹھ آنے کا دودھ دیا ہے تو اب اصلی قیمت ساڑھے چار روپے ظاہر کرے اور یوں کہے کہ ساڑھے چار میں مجھ کو پڑی اور چونکہ عورتوں کو اس قسم کی ضرورت زیادہ نہیں پڑتی اس لئے ہم اور مسائل نہیں بیان کرتے۔

باب نمبر ۱	سودی لین دین کا بیان	دہم

سودی لین دین کا بڑا بھاری گناہ ہے۔ قرآن مجید[5] اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی اور اس سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت[6] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلا دینے والے سودی دستاویز لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں اس لئے اس سے بہت بچنا چاہئے اس کے مسائل بہت نازک ہیں۔ ذرا ذرا سی بات میں سود کا گناہ ہو جاتا ہے اور آن جان لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا۔ ہم ضروری ضروری مسئلے یہاں

[1] ومن اشتری غلاما بالف درہم نسیئۃ فباعہ بربح مائۃ ولم یبین فعلم المشتری فان شاء ردہ وان شاء قبل فان کان ولدہ ایاہ ولم یبین ردہ ان شاء ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۶۲ ج ۵ ودر مختار صفحہ ۲۲۵ ج ۴

[2] ومساومۃ وہو بیع بالثمن الذی یتفقان علیہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۶۱ ج ۳

[3] ولہ ان یضم الی راس المال اجر القصار والصبغ والطراز والفتل وحمل الطعام وسوق الغنم ویقول قام علی بکذا ولا یقول اشتریتہ لانہ کذب وہو حرام ۱۲ بحر صفحہ ۱۱۹ ج ۶ و فتح القدیر صفحہ ۲۵۵ ج ۵۔

[4] ویضم علف الدواب الا ان یعود علیہ شیٔ متولد منہا کالبانہا وسوفہا وسمنہا فیسقط قدرہا نال یضم مازاد ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۵۵ ج ۵۔

[5] یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ ہذا نہی عن الربوا مع التوبیخ بما کانوا علیہ من تضعیفہ کان الرجل منہم اذا بلغ الدین محلہ یقول اما ان تقضی حقی او تربی وانزید فی الاجل ۔ واتقوا اللہ فی اکلہ لعلکم تفلحون واتقوا النار التی اعدت للکافرین کان ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ یقول ہی اخوف آیۃ فی القرآن حیث اوعد اللہ المومنین بالنار المعدۃ للکافرین ان لم یتقوہ فی اجتناب محارمہ (تفسیر مدارک التنزیل صفحہ ۱۴۲ ج ۱ مصری) یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ الآیۃ ۱۲

[6] عن جابر قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۴ +

بیان کرتے ہیں لین دین کے وقت ہمیشہ ان کا خیال رکھا کرو۔ **مسئلہ** (فائدہ) ہندوستان کے رواج سے سب چیزیں چار قسم کی ہیں۔ ایک تو خود سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔ دوسرے اس کے سوا اور وہ چیزیں جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج غلہ، لوہا، تانبا، روئی، ترکاری وغیرہ۔ تیسرے وہ چیزیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا۔ چوتھے وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے، آم، امرود، نارنگی، بکری، گائے، گھوڑا وغیرہ۔ ان سب چیزوں کا حکم الگ الگ سمجھ لو۔ **مسئلہ** چاندی سونے کے خریدنے کی کئی صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ چاندی کو چاندی سے اور سونے کو سونے سے خریدا جیسے ایک روپیہ کی چاندی خریدنا منظور ہے یا آٹھ آنے کی چاندی خریدی اور دام میں اٹھنی دی یا اشرفی سے سونا خریدا۔ غرضکہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو ایسے وقت دو باتیں واجب ہیں ایک تو یہ کہ دونوں طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو۔ دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے کچھ اُدھار باقی نہ رہے۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کے خلاف کیا تو سود ہو گیا۔ مثلاً ایک روپے کی چاندی تم نے لی تو وزن میں ایک روپے کے برابر لینا چاہئے اگر روپے بھر سے کم لی یا اس سے زیادہ لی تو یہ سود ہو گیا۔ اسی طرح اگر تم نے روپیہ تو دیدیا لیکن اُس نے چاندی ابھی نہیں دی۔ تھوڑی دیر میں تم سے الگ ہو کر دینے کا وعدہ کیا یا اسی طرح تم نے ابھی روپیہ نہیں دیا چاندی اُدھار لے لی تو یہ بھی سود ہے۔ **مسئلہ** دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں طرف ایک قسم کی چیز نہیں بلکہ ایک طرف چاندی اور ایک طرف سونا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں ایک روپیہ کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے اسی طرح ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے جائز ہے لیکن جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جانا کچھ اُدھار نہ رہنا یہاں بھی واجب ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ **مسئلہ** بازار میں چاندی کا بھاؤ بہت تیز ہے یعنی اٹھارہ آنے کی روپیہ بھر چاندی ملتی ہے روپے کی روپے بھر کوئی نہیں دیتا یا چاندی کا زیور بہت عمدہ بنا ہوا ہے اور دس روپے بھر اُس کا وزن ہے مگر بارہ

ط وزنا والتقابض بالبراجم او بالتخلیة قبل الافتراق ای افتراق المتعاقدین بابدانهما ان اتحد اجنسه اوان اختلفا جودة و صیاغة والا بان لم یتجانسا شرط التقابض لحرمة النساء (رد المحتار صـ ۳۶۳-۳۶۴ ج ۴) فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض وان اختلفا جودة وصیاغة والا شرط التقابض ای وان لم یتجانسا یشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل فلو باع الذهب بالفضة مجازفة صح ان تقابضا فی المجلس لان المستحق هو القبض قبل الافتراق دون التسویة لما روینا فلا یفسده الجزاف ولو افترقا قبل قبضهما او قبض احدهما بطل لفوات الشرط بایعد بیع الجنس بخلاف الجنس لانه لو باع الجنس مجازفة فان علما تساویهما قبل الافتراق صح وبعده لا ۱۲ بحر بحذف صـ ۲۰۹ تا ۲۱۱ ج ۶

ط۳ وصح بیع درهمین ودینار بدرهم ودینارین وکر بر وشعیر بضعفیه واحد عشر درهما بعشرة دراهم ودینار ای صح بیع فیکون العشرة بمثلها والدینار بالدرهم تصحیحا للعقد ودرهم صحیح ودرهمین غلة بدرهمین صحیحین ودرهم غلة ای یصح بیع للاتحاد فی الجنس فیعتبر التساوی فی القدر دون الوصف (بحر صـ ۲۱۵-۲۱۶ ج ۶) ولو اشتری خاتم فضة او خاتم ذهب فیه فص او لیس فیه فص بکذا فلسا ولیست الفلوس عنده فهو جائز تقابضا قبل التفرق اولم یتقابضا لان هذا بیع ولیس بصرف۔ (عالمگیری صـ ۲۲۳ ج ۳)

ط وعلته ای علة تحریم الزیادة القدر المعهود بکیل او وزن مع الجنس فان وجد احرم الفضل ای الزیادة والنساء وان عدما حلا (رد المحتار صـ ۲۷۵ ج ۴) فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض وان اختلفا جودة وصیاغة یعنی اذا بیع جنس الاثمان بجنسه کالذهب بالذهب او الفضة بالفضة یشترط فیه التساوی وقبل الافتراق ولا یجوز التفاضل فیه و ان اختلفا فی الجودة و الصیاغة قال عمر رضی الله عنه الذهب بالذهب مثلا بمثل والورق بالورق مثلا بمثل الی ان قال و ان استنظرک الی ان یدخل بیته فلا تنظره ولا فرق فی ذلک بین ان یکونا متعینین بالتعیین کالمصوغ والتبر او یتعینان کالمضروب و یتعین احدهما دون الآخر لاطلاق ما روینا ۱۲ زیلعی بحذف صـ ۱۳۵ ج ۴

ط۲ هو بیع الثمن بالثمن ای ما خلق للثمنیة ومنه المصوغ جنسا بجنس او بغیر جنس کذهب بفضة ویشترط عدم التاجیل و الخیار والتماثل ای التساوی

سے کم میں نہیں ملتا تو سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ روپے سے نہ خریدو بلکہ پیسوں سے خریدو اور اگر زیادہ لینا ہو تو اشرفیوں سے خریدو یعنی اٹھارہ آنے پیسوں کی عوض میں روپیہ بھر چاندی لے لو یا کچھ ریزگاری یعنی ایک روپیہ سے کم اور کچھ پیسے دیکر خرید لو تو گناہ نہ ہوگا لیکن ایک روپیہ نقد اور دو آنے کے پیسے نہ دینا چاہیئے نہیں تو سود ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر آٹھ روپے بھر چاندی نو روپے میں لینا منظور ہے تو سات روپے اور دو روپے کے پیسے دیدو تو سات روپے کے عوض میں سات روپے بھر چاندی ہو گئی باقی سب چاندی ان پیسوں کی عوض میں آ گئی۔ اگر دو روپے کے پیسے نہ دو تو کم سے کم اٹھارہ آنے کے پیسے ضرور دینا چاہئے یعنی سات روپے اور چودہ آنے کی ریزگاری اور اٹھارہ آنے کے پیسے دیئے تو چاندی کے مقابلہ میں تو اسی کے برابر چاندی آئی جو کچھ بچی وہ سب پیسوں کی عوض میں ہو گئی اگر آٹھ روپے اور ایک روپے کے پیسے دو گی تو گناہ سے نہ بچ سکو گی کیونکہ آٹھ روپے کی عوض میں آٹھ روپے بھر چاندی ہونی چاہئے پھر یہ پیسے کیسے؟ اس لئے سود ہو گیا۔ غرضکہ اتنی بات ہمیشہ خیال میں رکھو کہ جتنی چاندی لی ہے تم اس سے کم چاندی دو اور باقی پیسے دیدو اگر پانچ روپے بھر چاندی لی ہے تو پورے پانچ روپے نہ دو۔ دس روپیہ بھر چاندی لی ہو تو پورے دس روپے نہ دو کم دو۔ باقی پیسے شامل کر دو تو سود نہ ہوگا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس طرح ہرگز سودا نہ طے کرو کہ نو روپے کی اتنی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو کہ سات روپے اور دو روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دیدو اور اگر اس طرح کہا تو پھر سود ہو گیا خوب سمجھ لو۔

مسئلہ ۴ اور اگر دونوں لینے دینے والے رضامند ہو جاویں تو ایک آسان بات یہ ہے کہ جس طرف چاندی وزن میں کم ہو اس طرف پیسے شامل ہونے چاہئیں۔

مسئلہ ۵ اور ایک اس سے بھی آسان بات یہ ہے کہ دونوں آدمی جتنے چاہیں روپے رکھیں اور جتنی چاہیں چاندی رکھیں مگر دونوں آدمی ایک ایک پیسہ بھی شامل کر دیں اور یوں کہدیں کہ ہم اس چاندی اور اس پیسہ کو اس روپے اور اس پیسہ کے بدلے لیتے ہیں سارے بکھیڑوں سے بچ جاؤ گی۔

مسئلہ ۶ اگر چاندی سستی ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ روپیہ بھر ملتی ہے روپے کی روپیہ بھر لینے میں اپنا نقصان ہے تو اس کے لینے اور سود سے بچنے کی یہ صورت ہے کہ داموں میں کچھ نہ کچھ پیسے ضرور ملا دو۔ کم سے کم دو ہی آنے یا ایک آنہ یا ایک پیسہ ہی سہی مثلاً دس روپے کی چاندی پندرہ روپیہ بھر خریدی تو نو روپے اور ایک روپے کے پیسے دیدو یا دو ہی آنے کے پیسے دیدو۔ باقی روپے اور ریزگاری دیدو تو ایسا سمجھیں گے کہ چاندی کے عوض میں اس کے برابر چاندی لی باقی سب چاندی اُن پیسوں کی عوض میں ہے اس طرح گناہ نہ ہوگا اور وہ بات یہاں بھی ضرور خیال رکھو کہ یوں نہ کہو کہ اس روپے کی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو کہ نو روپے اور ایک روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دیدو۔ غرضکہ جتنے پیسے شامل کرنا منظور ہیں معاملہ کرتے وقت ان کو صاف کہہ بھی دو۔ ورنہ سود سے بچاؤ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۷ کھوٹی اور خراب چاندی دے کر اچھی چاندی لینا ہے اور اچھی چاندی اس کے برابر نہیں مل سکتی تو یوں کرو کہ یہ خراب چاندی پہلے بیچ ڈالو جو دام ملیں ان کی اچھی چاندی

حاشیہ:

اور ۳ ویجوز البیع بالفلوس لانہ مال معلوم فان کانت نافقۃ جاز البیع بہا وان لم تتعین لانہا بالاصطلاح وان کانت کاسدۃ لم یجز البیع بہا حتی یعینہا لانہا سلع فلا بد من تعیینہا ومن اشتریٰ شیئاً بنصف درہم فلوس جاز وعلیہ ما یباع بنصف درہم من الفلوس وکذا اذا قال بدانق فلوس او بقیراط فلوس جاز ومن اعطیٰ صیرفیا درہما وقال اعطنی بنصفہ فلوسا وبنصفہ نصفا الا حبۃ جاز البیع فی الفلوس وبطل فیما بقی عندہما ولو قال اعطنی درہم فلوسا ونصفا الا حبۃ جاز لانہ قابل الدرہم بما یباع من الفلوس بنصف درہم وبنصف درہم الا حبۃ فیکون نصف درہم الا حبۃ بمثلہ وما وراءہ بازاء الفلوس ۱۲ ہدایہ ص ۹۳-۹۴ ج ۳

۵ ولا یجوز بیع الجید بالردی مما فیہ الربوا الا مثلا بمثل فتح القدیر ص ۲۷۸ ج ۶

۴۰

خرید لو اور بیچنے و خریدتے ہیں اسی قاعدے کا خیال رکھو جو اوپر بیان ہوا یا یہاں بھی دونوں آدمی ایک ایک پیسہ شامل کر کے بیچ لو خرید لو۔ **مسئلہ** عورتیں اکثر بزاز سے سچا گوٹہ، ٹھپہ، لچکہ خریدتی ہیں اس میں بھی اُن مسئلوں کا خیال رکھو کیونکہ وہ بھی چاندی ہے اور روپیہ چاندی کا اس کے عوض دیا جاتا ہے یہاں بھی آسان بات وہی ہے کہ دونوں طرف ایک ایک پیسہ ملا لیا جائے۔ **مسئلہ ۹** اگر چاندی یا سونے کی بنی ہوئی کوئی ایسی چیز خریدی جس میں فقط چاندی ہی چاندی ہے یا فقط سونا ہے کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سونے کی چیز چاندی یا روپیوں سے خریدے یا چاندی کی چیز اشرفی سے خریدے تو وزن میں چاہے جتنی ہو جائز ہے فقط اتنا خیال رکھے کہ اسی وقت لین دین ہو جائے کسی کے ذمہ کچھ باقی نہ رہے اور اگر چاندی کی چیز روپیوں سے اور سونے کی چیز اشرفیوں سے خریدے تو وزن میں برابر ہونا واجب ہے اگر کسی طرف کچھ کمی بیشی ہو تو اسی ترکیب سے خرید و جو اوپر بیان ہوئی۔ **مسئلہ ۱۰** اور اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ چاندی کے علاوہ اس میں کچھ اور بھی لگا ہوا ہے مثلاً جوشن کے اندر لاکھ بھری ہوئی ہے اور نونگوں پر نگ جڑے ہیں انگوٹھیوں پر نگینے رکھے ہیں یا جوشنوں میں لاکھ تو نہیں ہے لیکن تاگوں میں گندھے ہوئے ہیں۔ ان چیزوں کو روپیوں سے خریدا تو دیکھو اُس چیز میں کتنی چاندی ہے وزن میں اتنے ہی روپیوں کے برابر ہے جتنے کو تم نے خریدا ہے یا اس سے کم ہے یا اُس سے زیادہ اگر روپیوں کی چاندی سے اُس چیز کی چاندی یقیناً کم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے اور اگر برابر یا زیادہ ہو تو سُود ہو گیا اور اس سے بچنے کی وہی ترکیب ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ دام کی چاندی اس زیور کی چاندی سے کم رکھو اور باقی پیسے شامل کر دو۔ اور اسی وقت لین دین کا ہو جانا ان سب مسئلوں میں بھی شرط ہے۔ **مسئلہ ۱۱** اپنی انگوٹھی سے کسی کی انگوٹھی بدل لی تو دیکھو اگر دونوں پر نگ لگا ہو تب تو بہر حال یہ بدل لینا جائز ہے چاہے دونوں کی چاندی برابر ہو یا کم زیادہ سب درست ہے البتہ ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے اور اگر دونوں سادی یعنی بے نگ کی ہوں تو برابر ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہو گئی تو سُود ہو جاوے گا اگر ایک پر نگ ہے اور دوسری سادی تو اگر سادی میں زیادہ چاندی ہو تو یہ بدلنا جائز ہے ورنہ حرام اور سُود ہے اسی طرح اگر اُسی وقت دونوں طرف سے لین دین نہ ہو۔ ایک نے تو ابھی دیدی دوسری نے کہا بہن میں ذرا دیر میں دیدوں گی تو یہاں بھی سُود

---

۳ مثل الذہب الذی فی الحلی او اقل او لا یدری لا یجوز البیع اصلا لا فی الذہب ولا فی الجوہر سواء امکن تخلیص الجوہر من غیر ضرر ام لم یمکن واما اذا کانت الدنانیر التی ہی ثمن اکثر من ذہب الحلی فانہ یجوز البیع فی الذہب والجوہر ثم بعد ذلک ان نقد الثمن کلہ قبل ان یتفرقا فالعقد ماض علی الصحۃ وکذلک ان نقد حصۃ الذہب الذی فی الحلی وان لم ینقد شیئا حتی تفرقا فالعقد فیما یخص الحلی من الذہب یفسد وفیما یخص الجوہر ان کان الجوہر بحیث لا یمکن تخلیصہ الا بضرر یفسد وان امکن تخلیصہ من غیر ضرر لا یفسد العقد فی الجوہر ۱۲ عالمگیری ص ۲۲۲ ج ۳ ۴ اشتری ثوبا ونقرۃ فضۃ بثوب ونقرۃ فضۃ فالثوب بالثوب والفضۃ بالفضۃ فان کان فی احدی النقرتین فضل فہو مع الثوب بذلک الثوب (عالمگیری ص ۲۱۹ ج ۳) نیز دیکھو حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ہذا ۱۲

---

۱ لو اشتری سیفا محلی بالفضۃ او لجاما مفضضا بالفضۃ خالصۃ وزنہا اکثر من الحلیۃ جائز وان کان وزنہا اقل من الحلیۃ او مثلہا او لا یدری لا یجوز الی قولہ وان کانت الحلیۃ ذہبا والثمن دراہم جاز البیع کیفما کان ولو شرط تاجیل الثمن وہو من جنس الحلیۃ او من غیر جنسہا بطل البیع فی السیف کلہ سواء کانت الحلیۃ تتمیز بضرر او بغیر ضرر ۱۲ عالمگیری ص ۲۲۱-۲۲۲

۲ ولا یجوز بیع الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ الا مثلا بمثل تبرا کان او مضروبا (عالمگیری ص ۲۱۸ ج ۳) وفی البحر وان اختلفا جودۃ وصیاغۃ (ص ۲۱۰ ج ۶) وعقد الصرف ما وقع علی جنس الاثمان ذہبا وفضۃ بجنسہ او بغیر جنسہ فان کان بجنسہ اشترط فیہ التساوی والتقابض قبل افتراق الابدان ان اختلف المجلس (فتح القدیر ص ۲۸۴ ج ۵) ولو افترقا قبل بطل بفوات الشرط ۱۲ مجمع الانہر ص ۱۱۶ ج ۲

۳ واذا باع الرجل من آخر حلی ذہب فیہ لؤلؤ وجوہر بدنانیر وقبض المشتری الحلی فان کانت الدنانیر م

ہوگیا۔ **مسئلہ ۱۲** جن مسئلوں میں اُسی وقت لین دین ہونا شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے جُدا اور علیحدہ ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جائے اگر ایک آدمی دوسرے سے الگ ہو گیا اس کے بعد لین دین ہوا تو اس کا اعتبار نہیں یہ بھی سود میں داخل ہے مثلاً تم نے دس روپے کی چاندی یا سونا یا چاندی سونے کی کوئی چیز سُنار سے خریدی تو تم کو چاہئے کہ روپے اُسی وقت دیدو اور اس کو چاہئے کہ وہ چیز اُسی وقت دیدے اگر سُنار چاندی اپنے ساتھ نہیں لایا اور یوں کہا کہ میں گھر جاکر ابھی بھیجدوں گا تو یہ جائز نہیں بلکہ اس کو چاہئے کہ یہیں منگوا دے اور اس کے منگوانے تک لینے والا بھی وہاں سے نہ ہلے نہ اس کو اپنے سے الگ ہونے دے اگر اُس نے کہا تم میرے ساتھ چلو میں گھر پہنچ کر دیدوں گا تو جہاں جہاں وہ جاوے برابر اس کے ساتھ ساتھ رہنا چاہئے اگر وہ اندر چلا گیا یا اور کسی طرح الگ ہو گیا تو گناہ ہوا اور وہ بیع ناجائز ہو گئی۔ اب پھر سے معاملہ کریں۔

مسئلہ ۱۳ خریدنے کے بعد تم گھر میں روپیہ لینے آئیں یا وہ کہیں پیشاب وغیرہ کے لئے چلا گیا یا اپنی دوکان کے اندر ہی کسی کام کو گیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو یہ ناجائز اور سودی معاملہ ہو گیا۔ **مسئلہ ۱۴** اگر تمھارے پاس اس وقت روپیہ نہ ہو اور اُدھار لینا چاہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جتنے دام تم کو دینا چاہئیں اُتنے روپے اُس سے قرض لیکر اُس خریدی ہوئی چیز کے دام بیباق کر دو قرض کی ادائگی تمھارے ذمہ رہ جاوے گی اس کو جب چاہے دیدینا۔ **مسئلہ ۱۵** ایک کامدار دوپٹہ یا ٹوپی وغیرہ دس روپے کو خریدا تو دیکھو اُس میں کئے روپیہ بھر چاندی نکلے گی جے روپیہ بھر چاندی اُس میں ہو اتنے روپے اُسی وقت پاس رہتے رہتے دیدینا واجب ہیں باقی روپے جب چاہو دو۔ یہی حکم جڑاؤ زیوروں وغیرہ کی خرید کا ہے مثلاً پانچ روپے کا زیور خریدا اور اس میں دو روپے بھر چاندی ہے تو دو روپے اُسی وقت دیدو باقی جب چاہے دینا۔ **مسئلہ ۱۶** ایک روپیہ یا کئی روپے کے پیسے لئے یا پیسے دیکر روپیہ لیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں طرف سے لین دین ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک طرف سے ہو جانا کافی ہے مثلاً تم نے روپیہ تو اسی وقت دیدیا لیکن اس نے پیسے ذرا دیر بعد دئے یا اُس نے پیسے اُسی وقت دیدیئے تم نے روپیہ علیحدہ ہونے کے بعد دیا یہ درست ہے البتہ اگر پیسوں کے ساتھ کچھ ریزگاری بھی لی ہو تو اُن کا

ما ۱ و اقل او جہل لبطل ولو بغیر جلسہ شرط التقابض فقط ۱۲ در مختار صـ ۲۶۶ تا ۲۶۸ جـ ۴ و عالمگیری صـ ۲۲۲ جـ ۳ ۵ اذا اشتری الرجل فلوسا بدراہم ونقد الثمن ولم تکن الفلوس عند البائع فالبیع جائز وان استقرض الفلوس من رجل ودفع الیہ قبل الافتراق اوبعدہ فہو جائز اذا کان قد قبض الدراہم فی المجلس وکذلک لو افترقا بعد قبض الفلوس قبل قبض الدراہم کذا فی المبسوط وروی الحسن عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اذا اشتری فلوسا بدراہم ولیس عند ہذا فلوس ولا عند الآخر دراہم ثم ان احدہما دفع وتفرقا جاز وان لم ینقد واحد منہما حتی تفرقا لم یجز کذا فی المحیط ولو باع الفلوس بالفلوس ثم افترقا قبل التقابض لبطل البیع ولو قبض احدہما ولم یقبض الآخر او تقابضا ثم استحق ما فی یدی احدہما بعد الافتراق فالعقد صحیح علی حالہ عالمگیری صـ ۲۲۴ جـ ۴ ولو استقرض الفلوس من رجل ودفع الیہ قبل الافتراق اوبعدہ فہو جائز اذا کان قد قبض الدراہم فی المجلس کذلک لو افترقا بعد قبض الفلوس ۴

۴ قبل قبض الدراہم ۱۲ عالمگیری صـ ۲۲۴ جـ ۴ +

۱ و ۲ ط وتفسیر الافتراق ہو ان یفترق العاقد ان بابدانہما عن مجلسہما بان یاخذ ہذا فی جہۃ وہذا فی جہۃ او یذہب احدہما ویبقی الآخر حتی لو کانا فی مجلسہما لم یبرحا عنہ لم یکونا متفرقین وان طال مجلسہما الا بعد الافتراق بابدانہما وکذا اذا ناما فی المجلس او اغمی علیہما وکذا اذا قاما عن مجلسہما معاد ذہبا فی جہۃ واحدۃ وطریق واحد ومشیا میلا او اکثر ولم یفارق احدہما صاحبہ فلیسا بمتفرقین کذا فی البدائع ۱۲ عالمگیری صـ ۲۶۸ جـ ۳ ۵ ط واستقرضا فادیا قبل افتراقہما او امسکا ما اشار الیہ فی العقد وادیا مثلہما جاز ۱۲ در صـ ۲۶۵ جـ ۴ ۶ ط باع سیفا حلیتہ خمسون ویخلص بلا ضرر فباعہ بمائۃ ونقد خمسین فما نقد فہو ثمن الفضۃ سواء سکت او قال خذ ہذا من ثمنہما فان افترقا من غیر قبض بطل فی الحلیۃ فقط وصح فی السیف ان یخلص بلا ضرر وان لم یخلص الا بضرر بطل اصلا والاصل انہ متی بیع نقد مع غیرہ کمفضض ومزرکش بنقد من جنسہ شرط زیادۃ الثمن فلو مثلہ ۳

لین دین دونوں طرف سے اُسی[1] وقت ہوجانا چاہیئے کہ یہ روپیہ دیدے اور وہ ریزگاری دیدے لیکن یاد رکھو کہ پیسوں کا یہ حکم اُسی[2] وقت ہے جب دوکاندار کے پاس پیسے ہیں تو سہی لیکن کسی وجہ سے دے نہیں سکتا یا گھر پر تھے وہاں جاکر لاوے گا تب دے گا۔ اور اگر پیسے نہیں تھے یوں کہا جب سَودا بکے اور پیسے آویں تو لے لینا یا کچھ پیسے ابھی دیدیئے اور باقی کی نسبت کہا جب بِکری ہو اور پیسے آویں تو لے لینا یہ درست نہیں اور چونکہ اکثر پیسوں کے موجود نہ ہونے ہی سے یہ اُدھار ہوتا ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ بالکل بیچ اُدھار کے نہ چھوڑے اور اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ جتنے پیسے موجود ہیں وہ قرض لے لو اور روپیہ امانت رکھادو۔ جب سب پیسے دے اس وقت بیع کر لینا۔ **مسئلہ ۱۷** اگر اشرفی[3] دے کر روپے لئے تو دونوں طرف سے لین دین سامنے رہتے رہتے ہو جانا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۸** چاندی[4] سونے کی چیز روپیہ یا اشرفیوں سے خریدی اور شرط کرلی کہ ایک دن تک یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار رہے تو یہ جائز نہیں ایسے معاملہ میں یہ اقرار نہ کرنا چاہیئے۔ **مسئلہ ۱۹** اب[5] ان چیزوں کا حکم سُنو جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، گوشت، لوہا، تانبا، ترکاری، نمک وغیرہ اِس قسم کی چیزوں میں سے اگر ایک چیز کو اِسی قسم کی چیز سے بیچنا اور بدلنا چاہو مثلاً ایک گیہوں دے کر دوسرے گیہوں لئے یا ایک دھان دے کر دوسرے دھان لئے یا آٹے کے عوض آٹا یا اسی طرح کوئی اور چیز غرضکہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو اس میں بھی ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے ایک تو یہ کہ دونوں طرف بالکل برابر ہو ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو ورنہ سُود ہو جاوے گا۔ دوسری یہ کہ اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے لین دین اور قبضہ ہو جاوے گا اگر قبضہ نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں گیہوں الگ کرکے رکھدیئے جاویں تم اپنے گیہوں تول کر الگ رکھدو کہ دیکھو یہ رکھے ہیں جب تمہارا جی چاہے لیجانا۔ اسی طرح وہ بھی اپنے گیہوں تول کر الگ کر دے اور کہدے کہ یہ تمہارے الگ رکھے ہیں جب چاہو لیجانا۔ اگر یہ بھی نہ کیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تو سُود کا گناہ ہوا۔ **مسئلہ ۲۰** خراب[6] گیہوں دیکر اچھے گیہوں لینا منظور

---

[4] القدر والجنس (فتح القدیر ص۲۷۹ ج ۵) فالعلۃ عندنا الکیل مع الجنس او الوزن مع الجنس قال رضی اللہ عنہ ویقال القدر مع الجنس وہو اشمل فعند اجتماعہما یحرم التفاضل والنساء وباحدہما مفرداً یحرم النساء ویحل التفاضل (فتح القدیر ص۲۷۴-۲۷۵ ج ۵) واذا عدم الوصفان الجنس والمعنی المضموم الیہ حل التفاضل والنساء (فتح القدیر ص۲۷۹ ج ۵) وماسواہ مما فیہ الربوا یعتبر فیہ التعیین ولا یعتبر فیہ التقابض (فتح القدیر ص۲۸۵ ج ۵) وتعاقب القبض لا یعتبر تفاوتا فی المال عرفا بخلاف النقد والمؤجل ۱۲ فتح القدیر ص۲۸۶ ج ۵

[6] فاذا بیع المکیل کالبر والشعیر والتمر والملح او الموزون مثلا بمثل صح وان تفاضل احدہما لا یصح وجیدہ وردیئہ سواء وفی المبسوط الحنطۃ العفنۃ مع الحنطۃ الجیدۃ جنس واحد (عالمگیری بحذف ص۱۱۷ ج ۳) فان باع صاعا من الحنطۃ الردیۃ بنصف صاع جید من الحنطۃ او باع نصف صاع من الحنطۃ بما دون نصف صاع منہا لا یجوز (خانیہ ص۱۴۰ ج ۲) جید ما جعل فیہ الربوا کردیئہ حتی لا یجوز بیع احدہما بالآخر متفاضلا ۱۲ بحر ص۱۴۱ ج ۶ +

[1] واذا اعطی رجل رجلا درہما وقال اعطنی بنصفہ کذا فلسا وبنصفہ درہما صغیرا فہو جائز فان تفرقا قبل قبض الدرہم الصغیر والفلوس فالعقد قائم فی الفلوس منتقض فی حصۃ الدرہم ۱۲ عالمگیری ص۲۲۵ ج ۳

[2] وبطل بیع ما لیس فی ملکہ لا بطریق السلم فانہ صحیح ۱۲ در مختار ص۱۶۲ ج ۴

[3] وان باع الذہب بالفضۃ جاز التفاضل لعدم المجانسۃ ووجب التقابض ۱۲ فتح القدیر ص۳۷۱ ج ۵

[4] لا یصح شرط الخیار فیہ ولا الاجل لان باحدہما لا یبقی القبض مستحقا وبالثانی یفوت القبض المستحق الا اذا اسقط الخیار فی المجلس فیعود الی الجواز لارتفاعہ قبل تقررہ ۱۲ فتح القدیر ص۳۷۲ ج ۵

[5] فحرم فی کل مکیل او موزون اذا بیع بجنسہ متفاضلا (فتح القدیر ص۲۷۴ ج ۵) ویجوز بیع الحفنۃ بالحفنتین والتفاحۃ بالتفاحتین لان المساواۃ بالمعیار ولم یوجد فلم یتحقق الفضل لو تبایعا مکیلا او موزونا غیر مطعوم بجنسہ متفاضلا کالجص والحدید لا یجوز عندنا لوجود

ہے یا بُرا آٹا دے کر اچھا آٹا لینا ہے اس لئے اس کے برابر کوئی نہیں دیتا تو سُود سے بچنے کی یہ ترکیب ہے کہ اس گیہوں یا آٹے وغیرہ کو پیسوں سے بیچ دو کہ ہم نے اتنا آٹا دو آنے کو بیچا۔ پھر اُسی دو آنے کے عوض اُس سے وہ اچھے گیہوں (یا آٹا) لے لو یہ جائز ہے۔ **مسئلہ ۲۱** اور[۱] اگر ایسی چیزوں میں جو تول کر بکتی ہیں ایک طرح کی چیز نہ ہو جیسے گیہوں دے کر دھان لئے یا جَو۔ چنا۔ جوار۔ نمک۔ گوشت۔ ترکاری وغیرہ کوئی اور چیز لی غرضکہ ادھر اور چیز ہے اور اُدھر اور چیز دونوں طرف ایک چیز نہیں تو اس صورت میں دونوں کا وزن برابر ہونا واجب نہیں۔ سیر بھر گیہوں دے کر چاہے دس سیر دھان وغیرہ لے لو یا چھٹانک ہی بھر لو۔ تو سب جائز ہے۔ البتہ وہ دوسری بات یہاں بھی واجب ہے کہ سامنے رہتے رہتے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے یا کم سے کم اتنا ہو کہ دونوں کی چیزیں الگ کر کے رکھ دی جائیں اگر ایسا نہ کیا تو سُود کا گناہ ہو گیا۔ **مسئلہ ۲۲** سیر[۲] بھر چنے کے عوض میں کنجڑن سے کوئی ترکاری لی پھر چنے نکالنے کے لئے اندر کوٹھڑی میں گئی وہاں سے الگ ہو گئی تو یہ ناجائز اور حرام ہے اب پھر سے معاملہ کرے **مسئلہ ۲۳** اگر[۳] اس قسم کی جو تول کر بکتی ہے روپے پیسے سے خریدی یا کپڑے وغیرہ کسی ایسی چیز سے بدلی ہے جو تول کر نہیں بکتی بلکہ گز سے ناپ کر بکتی ہے یا گنتی سے بکتی ہے مثلاً ایک تھان کپڑا دے کر گیہوں وغیرہ لئے یا گیہوں چنے دے کر امرود نارنگی ناشپاتی انڈے ایسی چیزیں لیں جو گن کر بکتی ہیں غرضکہ ایک طرف ایسی چیز ہے جو تول کر بکتی ہے اور دوسری طرف گنتی سے یا گز سے ناپ کر بکنے والی چیز ہے تو اس صورت میں ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی واجب نہیں۔ ایک پیسہ کے چاہے جتنے گیہوں آٹا ترکاری خریدے اسی طرح کپڑا دے کر چاہے جتنا اناج لیوے گیہوں چنے وغیرہ دے کر چاہے جتنے امرود نارنگی وغیرہ لیوے اور چاہے اُسی وقت اس جگہ رہتے رہتے لین دین ہو جائے اور چاہے الگ ہونے کے بعد ہر طرح یہ معاملہ درست ہے۔ **مسئلہ ۲۴** ایک[۴] طرف چھنا ہوا آٹا ہے دوسری طرف بے چھنا۔ یا ایک طرف موٹا ہے دوسری طرف باریک۔ تو بدلتے وقت ان دونوں کا برابر ہونا واجب ہے کمی زیادتی جائز نہیں۔ اگر ضرورت پڑے تو اس کی وہی ترکیب ہے جو بیان ہوئی اور اگر ایک طرف گیہوں کا آٹا ہے دوسری طرف چنے کا یا جوار وغیرہ کا تو اب وزن میں دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں مگر وہ دوسری بات بہر حال واجب ہے کہ ہاتھ در ہاتھ لین دین ہو جائے۔ **مسئلہ ۲۵** گیہوں[۵] کو آٹے سے بدلنا کسی طرح درست نہیں چاہے سیر بھر گیہوں دے کر سیر ہی بھر آٹا لو چاہے کچھ کم زیادہ لو۔ بہر حال ناجائز ہے۔ البتہ اگر گیہوں دے کر گیہوں کا آٹا نہیں لیا بلکہ چنے وغیرہ کسی اور چیز کا آٹا لیا تو جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔ **مسئلہ ۲۶** سرسوں[۶] دے کر سرسوں کا تیل لیا یا تِل دے کر تلی کا تیل لیا تو دیکھو

[۱] واذا وجد الجنس والمعنی المضموم الیہ وہو القدر حرم التفاضل والنساء کالشعیر بالشعیر واذا وجد احدہما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء مثل ان یسلم ثوبا ہرویا فی ثوب ہروی فی صورۃ اتحاد الجنس مع عدم المضموم الیہ (ای القدر) او حنطۃ فی شعیر فی صورۃ اختلاف الجنس مع اتحاد المضموم وہو المسوی ۱۲ فتح القدیر بحذف ص ۲۷۹ ج ۵)

[۳] واذا عدم الوصفان الجنس والمعنی المضموم الیہ حل التفاضل والنساء لعدم العلۃ المحرمۃ والاصل فیہ الاباحۃ (فتح القدیر ص ۲۷۹ ج ۵) نیز دیکھو حاشیہ نمبر ا و ۲ صفحہ ہذا ۱۲

[۴] وبیع الدقیق المنخول بغیر المنخول لا یجوز الا متماثلا (رد المحتار ص ۲۸۹ ج ۴) واما بیع الدقیق بالدقیق متساویا کیلا اذا کانا مکبوسین فجائز اتفاقا ۱۲ رد المحتار ص ۲۸۹ ج ۴

[۵] ولا یجوز بیع البر بدقیق او سویق ای دقیق البر او سویقہ مطلقا ولو متساویا لعدم المسوی بخلاف دقیق الشعیر او سویقہ فانہ یجوز ۲ ۔۔ لاختلاف الجنس ۱۲ در مختار ص ۲۸۹ ج ۴ ورد المحتار

[۶] ولا یجوز بیع الزیتون بالزیت والسمسم بالشیرج حتی یکون الزیت والشیرج اکثر مما فی الزیتون والسمسم ۲ ۔۔ فیکون الدہن بمثلہ والزیادۃ بالثجیر ولو لم یعلم مقدار ما فیہ لا یجوز لاحتمال الربوا والشبہۃ فیہ کالحقیقۃ ۱۲ فتح القدیر بحذف ص ۲۹۵-۲۹۶ ج ۵ و در ص ۲۸۹ ج ۴ +

اگر یہ تیل جو تم نے لیا ہے یقیناً اس تیل سے زیادہ ہے جو اس سرسوں اور تل میں نکلے گا تو یہ بدلنا ہاتھ در ہاتھ صحیح ہے اور اگر اس کے برابر یا کم ہو یا شبہ اور شک ہو کہ شاید اس سے زیادہ نہ ہو تو درست نہیں۔ بلکہ سود ہے۔ مسئلہ ۲۷ گائے کا گوشت[۱] دے کر بکری کا گوشت لیا تو دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔ مسئلہ ۲۸ اپنا لوٹا[۲] دے کر دوسرے کا لوٹا لیا یا لوٹے کو پتیلی وغیرہ کسی اور برتن سے بدلا تو وزن میں دونوں کا برابر ہونا اور ہاتھ در ہاتھ ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہوئی تو سود ہو گیا کیونکہ دونوں چیزیں تانبے کی ہیں اس لئے وہ ایک ہی قسم کی سمجھی جاویں گی۔ اسی طرح اگر وزن میں برابر ہو مگر ہاتھ در ہاتھ نہ ہوئی تب بھی سود ہوا۔ البتہ اگر ایک طرف تانبے کا برتن ہو دوسری طرف لوہے کا یا پیتل وغیرہ کا تو وزن کی کمی بیشی جائز ہے۔ مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔ مسئلہ ۲۹ کسی[۳] سے سیر بھر گیہوں قرض لئے اور یوں کہا ہمارے پاس گیہوں تو ہیں نہیں ہم اس کے عوض دو سیر چنے دیدیں گے تو جائز نہیں کیونکہ اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ گیہوں کو چنے سے بدلتی ہے اور بدلتے وقت ایسی دونوں چیزوں کا اسی وقت لین دین ہونا چاہئے کچھ اُدھار نہ رہنا چاہئے۔ اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرے کہ گیہوں اُدھار لے جائے اُس وقت یہ نہ کہے کہ اس کے بدلے ہم چنے دیویں گے بلکہ کسی دوسرے وقت چنے لا کر کہے۔ بہن اس گیہوں کے بدلے تم یہ چنے لے لو۔ یہ جائز ہے۔ مسئلہ ۳۰ یہ جتنے[۴] مسئلے بیان ہوئے سب میں اُسی وقت رہتے رہتے سامنے لین دین ہو جانا یا کم سے کم اسی وقت سامنے دونوں چیزیں الگ کر کے رکھدینا شرط ہے اگر ایسا نہ کیا تو سودی معاملہ ہوا۔ مسئلہ ۳۱ جو چیزیں[۵] تول کر نہیں بکتیں بلکہ گز سے ناپ کر یا گن کر بکتی ہیں اُن کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دے کر اسی قسم کی چیز لو جیسے امرود دے کر دوسرے امرود لئے یا نارنگی دیکر نارنگی۔ یا کپڑا دے کر دوسرا ویسا ہی کپڑا لیا۔ تو برابر ہونا شرط نہیں۔ کمی بیشی[۶] جائز ہے لیکن اسی وقت لین دین ہو جانا واجب ہے اور اگر اِدھر اور چیز ہے اور اُس طرف اور چیز مثلاً امرود دے کر نارنگی لی یا گیہوں دے کر امرود لئے یا تنزیب دے کر لٹھا یا گاڑھا لیا تو بہرحال جائز ہے نہ تو دونوں کا برابر ہونا واجب ہے اور نہ اُسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔ مسئلہ ۳۲ سب[۷] کا خلاصہ یہ ہوا کہ علاوہ چاندی سونے کے اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہو اور وہ چیز تول کر بکتی ہو جیسے گیہوں کے عوض گیہوں، چنے کے عوض چنا وغیرہ تب تو وزن میں برابر ہونا بھی واجب ہے اور اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا بھی واجب

بعد ان یکون موجوداً فی ملکہ التقابض قبل الافتراق بالابدان لیس بشرط لجوازہ الا فی الذہب والفضۃ ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۲۸۳ ج ۴۔

۵ دیکھو حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ہذا ۱۲ ۶ و یجوز بیع البیضۃ بالبیضتین و التمرۃ بالتمرتین و الجوزۃ بالجوزتین لانعدام المعیار فلا یتحقق الربوا فتح القدیر صفحہ ۲۸۶ ج ۵

و یجوز بیع الکمثری بالتفاح متفاضلا و کذا بیع التفاح بالعنب متفاضلا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۱۲ ج ۳ ۷ دیکھو حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ہذا ۱۲

۱ و یجوز بیع اللحمان المختلفۃ بعضہا ببعض متفاضلا و مرادہ لحم الابل والبقر والغنم فاما البقر و الجوامیس جنس واحد و کذا المعز مع الضأن و کذا العراب مع البخاتی ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۹۷ ج ۵

۲ باع انار من حدید بحدید ان کان الانار یباع وزنا تعتبر المساواۃ فی الوزن والا فلا و کذا اذا کان الانار من نحاس او صفر باعہ بصفر ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۲۸۰ ج ۴

۳ و ان وجد احدہما ای القدر وحدہ کالحنطۃ بالشعیر او الجنس وحدہ کالہروی بہروی مثلہ حل الفضل و حرم النساء ۱۲ در والشامی صفحہ ۲۷۷ ج ۴

۴ والمعتبر تعیین الربوا فی غیر الصرف بلا شرط تقابض حتی لو باع برا ببر بعینہما و تفرقا قبل القبض جاز قال فی البحر بیانہ کما ذکرہ الاسبیجابی بقولہ و اذا تبایعا کیلیا بکیلی او وزنیا بوزنی کلاہما من جنس واحد او من جنسین مختلفین فان البیع لا یجوز حتی یکون کلاہما عینا اضیف الیہ العقد و ہو حاضر او غائب بعد م

۱ اگر بکری کا گوشت دے کر بھیڑ کا لیا۔ یا گائے کے گوشت سے بھینس کا گوشت بدل لیا تو برابر ہونا چاہئے۔ کمی زیادتی جائز نہیں ۱۲

ہے اور اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے لیکن تول کر نہیں بکتی جیسے امرود دے کر امرود، نارنگی دے کر نارنگی کپڑا دے کر ویسا ہی کپڑا لیا یا ادھر سے اور چیز ہے اُدھر سے اور چیز لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں جیسے گیہوں کے بدلے چنا، چنے کے بدلے جوار لینا۔ ان دونوں صورتوں میں وزن میں برابر ہونا واجب نہیں۔ کمی بیشی جائز ہے البتہ اُسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔ اور جہاں دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں طرف ایک ہی چیز نہیں اس طرف کچھ اور ہے اُس طرف کچھ اور۔ اور وہ دونوں وزن کے حساب سے بھی نہیں بکتیں وہاں کمی بیشی بھی جائز ہے اور اسی وقت لین دین کرنا بھی واجب نہیں جیسے امرود دے کر نارنگی لینا۔ خوب سمجھ لو۔ **مسئلہ ۳۳** چینی کا ایک برتن دوسرے چینی کے برتن سے بدل لیا۔ یا چینی کو تام چینی سے بدلا۔ تو اس میں برابری واجب نہیں ایک کے بدلے دو لیوے تب بھی جائز ہے اسی طرح ایک سوئی دے کر دو سوئیاں یا تین یا چار لینا بھی جائز ہے لیکن اگر دونوں طرف چینی یا دونوں طرف تام چینی ہو تو اُسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا چاہئے اور اگر قسم بدل جاوے مثلاً چینی سے تام چینی بدلی تو یہ بھی واجب نہیں۔ **مسئلہ ۳۴** تمہارے پاس تمہاری پڑوسن آئی کہ تم نے جو سیر بھر آٹا پکایا ہے وہ روٹی ہم کو دیدو۔ ہمارے گھر مہمان آ گئے ہیں اور یہ سیر بھر یا سوا سیر آٹا یا گیہوں لے لو یا اس وقت روٹی دیدو پھر ہم سے آٹا یا گیہوں لے لیجیو یہ درست ہے۔
مسئلہ ۳۵ اگر نوکر ماما سے کوئی چیز منگاؤ تو اس کو خوب سمجھا دو کہ اس چیز کو اس طرح خرید کر لانا کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ بے قاعدہ خرید لاوے جس میں سود ہو جاوے پھر تم اور سب بال بچے اس کو کھاویں اور حرام کھانا کھانے کے وبال میں سب گرفتار ہوں اور جس جس کو تم کھلاؤ مثلاً میاں کو مہمان کو سب کا گناہ تمہارے اوپر پڑے۔

باب ۱۱	بیع سلم کا بیان	یازدھم

مسئلہ فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس روپے دیئے اور یوں کہا کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلانے مہینے میں فلاں تاریخ میں ہم تم سے ان دس روپے کے گیہوں لیں گے اور نرخ

؎ مکلف ومکلفة بعد تعلمہ علم الدین والہدایة علم الوضوء والغسل والصلوٰة والصوم وعلم الزکوٰة لمن لہ نصاب والحج لمن وجب علیہ والبیوع علی تجار لیحترزوا من الشبہات والمکروہات فی سائر المعاملات وکذا اہل الحرف وکل من اشتغل بشئی یفرض علمہ وحکمہ لیمتنع من الحرام فیہ (رد المحتار صـ ۳۲ ج ۱)۔ لا ینبغی للرجل ان یشتغل بالتجارة ما لم یعلم احکام البیع والشراء وما یجوز منہ وما لا یجوز ۱۲ عالمگیری صـ ۲۴۳ ؎ ہ ۱۲ تفسیرہ فالسلم عقد یثبت بہ الملک فی الثمن عاجلا وفی المثمن آجلا وارکانہ فبان تقول لآخر اسلمت الیک عشرة دراہم وکر حنطة اذا اسلفت ویقول الآخر قبلت وینعقد السلم بلفظ البیع فی ؎ روایة الحسن وہو الاصح ۱۲ عالمگیری صـ ۱۷۸ ج ۳ ؎

؎ ۳۲ و (حل) دوا ۃ بدوا تین وانا ء باثقل منہ ما لم یکن من احد النقدین فیمتنع التفاضل وابرة بابرتین (در مختار صـ ۲۸ ج ۴) ای وان کانت لا تباع وزنا لان صورة الوزن منصوص علیہا فی النقدین فلا تتغیر بالصنعة فلا تخرج عن الوزن بالعادة ۱۲ رد المحتار صـ ۲۸ ج ۴۔
؎ ۳۳ و بیع الحنطة بالخبز والخبز بالحنطة وبیع الخبز بالدقیق والدقیق بالخبز قال بعضہم یجوز متساویا ومتفاضلا وعلیہ الفتوی لان الحنطة کیلیة وکذا الدقیق والخبز وزنیان فیجوز بیع احدہما بالآخر متفاضلا متساویا اذا کانا نقدین وان کان احدہما نسیئة اذا کان الخبز نقدا جاز عند علمائنا وان کان الحنطة او الدقیق نقدا والخبز نسیئة لا یجوز فی قول ابی حنیفة رحمہ اللہ تعالی وعند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالی یجوز وہو روایة عن ابی حنیفة وعلیہ الفتوی ۱۲ عالمگیری صـ ۱۱۱ ج ۳۔
؎ ۳۴ و فرض علی کل

اسی وقت طے کر لیا کہ روپے کے پندرہ سیر یا روپے کے بیس سیر کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں اس کو اسی بھاؤ گیہوں دینا پڑیں گے چاہے بازار میں گراں بکیں چاہے سستے بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس بیع کو سلم کہتے ہیں۔ لیکن اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں ان کو خوب غور سے سمجھو۔ اوّل شرط یہ[۱] ہے کہ گیہوں وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف ایسی طرح بتلا دیوے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا نہ پڑے مثلاً کہدے کہ فلاں قسم کا گیہوں دینا۔ بہت پتلا نہ ہو۔ نہ پالا مارا ہوا ہو۔ عمدہ ہو خراب نہ ہو اس میں کوئی اور چیز چنے۔ مٹر وغیرہ نہ ملی ہو خوب سوکھے ہوں گیلے نہ ہوں۔ غرضکہ جس قسم کی چیز لینا ہو ویسی بتلا دینا چاہئے تاکہ اس وقت بکھیڑا نہ ہو۔ اگر اس وقت صرف اتنا کہدیا کہ دس روپے کے گیہوں دیدینا تو یہ ناجائز ہوا یا یوں کہا کہ ان دس روپے کے دھان دیدینا یا چاول دیدینا اس کی قسم کچھ نہیں بتلائی یہ سب ناجائز ہے۔ دوسری شرط یہ[۲] ہے کہ نرخ بھی اسی وقت طے کرلے کہ روپے کے پندرہ سیر یا بیس سیر کے حساب سے لیوینگے اگر یوں کہا کہ اس وقت جو بازار کا بھاؤ ہو اس حساب سے ہم کو دینا یا اس سے دو سیر زیادہ دینا تو یہ جائز نہیں بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہ کرو۔ اسی وقت اپنے لینے کا نرخ مقرر کرلو۔ وقت آنے پر اسی مقرر کئے ہوئے بھاؤ سے لے لو۔ تیسری شرط یہ[۳] ہے کہ جتنے روپے کے لینا ہوں اُسی وقت بتلا دو کہ ہم دس روپے یا بیس روپے کے گیہوں لیں گے۔ اگر یہ نہیں بتلایا اور یوں ہی گول مول کہدیا کہ تھوڑے روپے کے ہم بھی لیویں گے تو یہ صحیح نہیں۔ چوتھی شرط یہ[۴] ہے کہ اسی وقت اسی جگہ رہتے رہتے سب روپے دیدیوے اگر معاملہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپے دیئے تو وہ معاملہ باطل ہوگیا اب پھر سے کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر پانچ روپے تو اسی وقت دیدیئے اور پانچ روپے دوسرے وقت دیئے تو پانچ روپے میں بیع سلم باقی رہی اور پانچ روپے میں باطل ہوگئی پانچویں شرط یہ[۵] ہے کہ اپنے لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینے کے بعد فلانی تاریخ ہم گیہوں لیویں گے مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتنی مقرر کرے جائز ہے لیکن دن تاریخ مہینہ سب مقرر کر دے تاکہ بکھیڑا نہ پڑے کہ وہ کہے میں ابھی نہ دوں گا تم کہو نہیں آج ہی دو۔ اس لئے پہلے ہی سے سب طے کر لو۔ اگر دن تاریخ مہینہ مقرر نہ کیا بلکہ یوں کہا کہ جب فصل کٹے گی تب دیدینا تو یہ صحیح نہیں۔

[۱] اما الشروط التی فی المسلم فیہ فاحدہا بیان جنس المسلم فیہ حنطۃ او شعیر والثانی بیان نوعہ حنطۃ سقیۃ او بخسیۃ او جبلیۃ او سہلیۃ والثالث بیان الصفۃ حنطۃ جیدۃ او ردیئۃ او وسطا کذا فی النہایۃ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۷۹ جلد ۳

[۲] والرابع ان یکون معلوم القدر بالکیل او الوزن او العدد او الذرع کذا فی البدائع وینبغی ان یعلم قدرہ بمکیال یؤمن فقدہ من ایدی الناس ولو علم قدرہ بمکیال بعینہ کقولہ بہذا الاناء بعینہ او بہذا الزنبیل او بوزن ہذا الحجر لا یجوز ان کان لا یعلم کم یسع فی الاناء او لا یعرف وزن الحجر ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۷۹ جلد ۳

[۳] اما الستۃ التی فی راس المال فاحدہا بیان الجنس انہ دراہم او دنانیر او من المکیل حنطۃ او شعیر او نحو ذلک والثانی بیان النوع انہ دراہم غطریفیۃ او عدالیۃ او دنانیر محمودیۃ او ہرویۃ وہذا اذا کان فی البلد نقود مختلفۃ واما اذا کان فی البلد نقد واحد فذکر الجنس کاف والثالث بیان الصفۃ انہ جید او ردی او وسطا والرابع بیان قدر رأس المال والخامس کون الدراہم والدنانیر منتقدۃ وہو شرط الجواز عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ایضا مع اعلام القدر ۱۲ عالمگیری بحذف صفحہ ۱۷۹ جلد ۳

[۴] والسادس ان یکون مقبوضا فی مجلس السلم سواء کان راس المال دینا او عینا عند عامۃ العلماء استحسانا وسواء قبض فی اول المجلس او فی آخرہ لان ساعات المجلس لہا حکم ساعۃ واحدۃ وفی النوادر لو تعاقدا عقد السلم ومشیا میلا او اکثر ولم یغب احدہما عن صاحبہ ثم قبض راس المال فافترقا جاز کذا فی الذخیرۃ وفی النوازل رجل اسلم عشرۃ دراہم فی عشرۃ اقفزۃ حنطۃ ولم تکن الدراہم عندہ فدخل بیتہ لیخرج الدراہم ان دخل حیث یراہ المسلم الیہ لا یبطل السلم وان تواری عنہ بطل ۱۲ عالمگیری بحذف صفحہ ۱۷۹ جلد ۳

[۵] (واما الشروط التی فی المسلم فیہ) فالخامس ان یکون المسلم فیہ مؤجلا باجل معلوم حتی ان سلم الحال لا یجوز واختلف فی ادنی الاجل الذی لا یجوز السلم بدونہ عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ انہ قدر ادناہ بشہر وعلیہ الفتوی ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۸۰ ج ۳ +

چھٹی شرط یہ ہے کہ یہ بھی مقرر کردے کہ فلانی جگہ وہ گیہوں دینا یعنی اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کے لئے کہدے یا یوں کہدے کہ ہمارے گھر پہنچا دینا۔ غرضکہ جو منظور ہو صاف بتلادے اگر یہ نہیں بتلایا تو صحیح نہیں۔ البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کے لانے اور لیجانے میں کچھ مزدوری نہیں لگتی مثلاً مشک خریدا یا سچے موتی یا اور کچھ تو لینے کی جگہ بتلانا ضروری نہیں۔ جہاں یہ ملے اس کو دیدے اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے ورنہ درست نہیں **مسئلہ**۲ گیہوں وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی کیفیت بیان کرکے مقرر کردی جائے کہ لیتے وقت کچھ جھگڑا ہونے کا ڈر نہ رہے ان کی بیع سلم بھی درست ہے جیسے انڈے اینٹیں کپڑا۔ مگر سب باتیں طے کرلے کہ اتنی بڑی اینٹ ہو۔ اتنی لمبی اتنی چوڑی کپڑا سوتی ہو اتنا باریک ہو اتنا موٹا ہو۔ دیسی ہو یا ولائتی ہو۔ غرضکہ سب باتیں بتلادینا چاہیئے کچھ گنجائش جھگڑے کی باقی نہ رہے **مسئلہ**۳ روپے کی پانچ گٹھری یا پانچ کھانچی کے حساب سے بھوسا بطور بیع سلم کے لیا تو یہ درست نہیں کیونکہ گٹھڑی اور کھانچی کی مقدار میں بہت فرق ہوتا ہے البتہ اگر کسی طرح سے سب کچھ مقرر اور طے کرلے یا وزن کے حساب سے بیع کرے تو درست ہے۔ **مسئلہ**۴ سلم کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لیکر لینے اور وصول پانے کے زمانے تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو۔ اگر اس درمیان میں وہ چیز بالکل نایاب ہوجائے کہ اس ملک میں بازاروں میں نہ ملے گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت جھیل کر منگوا سکے تو وہ بیع سلم باطل ہوگئی۔ **مسئلہ**۵ معاملہ کرتے وقت یہ شرط کردی کہ فصل کے کٹنے پر فلاں مہینے میں ہم نئے گیہوں لیویں گے یا فلانے کھیت کے گیہوں لیویں گے تو یہ صحیح نہیں ہے اس لئے یہ شرط نہ کرنا چاہیئے پھر وقت مقررہ پر اس کو اختیار ہے چاہے نئے دیوے یا پرانے البتہ اگر نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے کی شرط کرنا بھی درست ہے۔ **مسئلہ**۶ تم نے دس روپے کے گیہوں لینے کا معاملہ کیا تھا وہ مدت گذرگئی بلکہ زیادہ ہوگئی مگر اس نے ابتک گیہوں نہیں دیئے نہ دینے کی امید ہے تو اب یہ کہنا جائز نہیں کہ اچھا تم گیہوں نہ دو بلکہ اس گیہوں کے بدلے اتنے چنے یا اتنے دھان یا اتنی فلاں چیز دیدو۔ گیہوں کے عوض کسی اور چیز کا لینا جائز نہیں یا تو اس کو کچھ مہلت دیدو اور بعد مہلت کے گیہوں لو۔ یا اپنا روپیہ واپس لے لو۔ اسی طرح اگر بیع سلم کو تم دونوں نے توڑ دیا کہ ہم وہ معاملہ توڑتے ہیں گیہوں نہ لیویں گے روپیہ واپس دیدو یا تم نے نہیں توڑا بلکہ وہ معاملہ خود ہی ٹوٹ گیا جیسے وہ چیز نایاب ہوگئی کہیں نہیں ملتی۔ تو اس صورت میں تم کو صرف روپے لینے کا اختیار ہے اس روپے کے عوض اس سے کوئی

۱؎ والتاسع بیان مکان الایفاء فیما لہ حمل ومؤنۃ کالبر ونحوہ وفیما لا حمل لہ ولا مؤنۃ کالمسک والکافور لا یشترط تعیین مکان الایفاء بالاجماع ۱۲ عالمگیری بحذف ص۱۸۰ ج۳

۲؎ ویجوز السلم فی الثیاب اذا بین طولا وعرضا ورقعۃ (فتح القدیر ص۳۵۳ ج۵) ولا بأس بالسلم فی اللبن والآجر اذا سمی ملبنا معلوماً وکل ما امکن ضبط صفتہ ومعرفۃ مقدارہ جاز السلم فیہ ۱۲ فتح القدیر ص۳۵۵ ج۵

۳؎ ولا فی الحطب حزما ولا فی الرطبۃ جرزا (فتح القدیر ص۳۳۱ ج۵) فان کان ما ینکبس بالکبس کالزنبیل والجراب لا یجوز للمنازعۃ ۱۲ فتح القدیر ص۳۳۶ ج۵۔

۴؎ ولا یجوز السلم حتی یکون المسلم فیہ موجوداً من حین العقد الی حین المحل حتی لو کان منقطعا عند العقد موجودا عند المحل او علی العکس او منقطعا فیما بین ذلک لا یجوز ۱۲ فتح القدیر ص۳۳۱ ج۵

۵؎ ولا بمکیال و ذراع مجہول وبر قریۃ بعینہا وثمرۃ نخلۃ معینۃ الا اذا کانت النسبۃ لثمرۃ ۱۲ او نخلۃ او قریۃ لبیان الصفۃ ولا فی حنطۃ حدیثۃ قبل حدوثہا ۱۲ در مختار ص۲۱۸-۲۱۹ ج۴

۶؎ ولا یجوز لرب السلم شراء شئ من المسلم الیہ برأس المال بعد الاقالۃ فی عقد السلم الصحیح قبل قبضہ ۱۲ در مختار ص۲۲۴ ج۴

۷؎ یعنی اس قسم کا معاملہ جائز نہیں ہے ۱۲ +

اور چیز لینا درست نہیں۔ پہلے روپیہ لے لو۔ لینے کے بعد اس سے جو چیز چاہو خرید و۔

باب ۱۲	قرض لینے کا بیان	دوازدہم ۱۲

مسئلہ ۱ جو چیز[1] ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز تم دے سکتے ہو اس کا قرض لینا درست ہے جیسے اناج انڈے گوشت وغیرہ اور جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز دینا مشکل ہے تو اس کا قرض لینا درست نہیں جیسے امرود نارنگی بکری مرغی وغیرہ۔ مسئلہ ۲ جس[2] زمانے میں روپے کے دس سیر گیہوں ملتے تھے اُس وقت تم نے پانچ سیر گیہوں قرض لئے پھر گیہوں سستے ہو گئے اور روپے کے بیس سیر ملنے لگے تو تم کو وہی پانچ سیر گیہوں دینا پڑیں گے۔ اسی طرح اگر گراں ہو گئے تب بھی جتنے لئے ہیں اتنے ہی دینا پڑیں گے۔ مسئلہ ۳ جیسے[3] گیہوں تم نے دیئے تھے اس نے اُس سے اچھے گیہوں ادا کئے تو اس کا لینا جائز ہے۔ یہ سود نہیں مگر قرض لینے کے وقت یہ کہنا درست نہیں کہ ہم اس سے اچھے لیں گے البتہ وزن میں زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ اگر تم نے دیئے ہوئے گیہوں سے زیادہ لئے تو یہ ناجائز ہو گیا۔ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر لینا دینا چاہئے۔ لیکن اگر تھوڑا جھکتا تول دیا تو کچھ ڈر نہیں۔ مسئلہ ۴ کسی[4] سے کچھ روپیہ یا غلّہ اس وعدہ پر قرض لیا کہ ایک مہینہ یا پندرہ دن کے بعد ہم ادا کر دیں گے اور اُس نے منظور کر لیا تب بھی یہ مدّت کا بیان کرنا لغو بلکہ ناجائز ہے۔ اگر اِس کو اُس مدت سے پہلے ضرورت پڑے اور تم سے مانگے یا بے ضرورت ہی مانگے تو تم کو ابھی دینا پڑے گا مسئلہ ۵ تم[5] نے دو سیر گیہوں یا آٹا وغیرہ کچھ قرض لیا جب اس نے مانگا تو تم نے کہا بہن اس وقت گیہوں تو نہیں ہیں اس کے بدلے تم دو آنے پیسے لے لو اس نے کہا اچھا۔ تو یہ پیسے اسی وقت سامنے رہتے رہتے دیدینا چاہئے۔ اگر پیسے نکالنے اندر گئی اور اس کے پاس سے الگ ہو گئی تو وہ معاملہ باطل ہو گیا۔ اب پھر سے کہنا چاہئے کہ تم اس اُدھار گیہوں کے بدلے دو آنے لے لو۔ مسئلہ ۶ ایک[6] روپے کے پیسے قرض لئے پھر پیسے گراں ہو گئے اور روپے کے ساڑھے پندرہ آنے چلنے لگے تو اب سولہ[12] آنے دینا واجب نہیں ہیں بلکہ اس کے بدلے روپیہ دینا چاہئے۔ وہ یوں نہیں کہہ سکتی کہ میں روپیہ نہیں لیتی پیسے لئے تھے وہی لاؤ۔
مسئلہ ۷ گھروں[7] میں دستور ہے کہ دوسرے گھر سے اس وقت دس پانچ روٹی قرض منگالی پھر جب اپنے گھر پک گئی گن کر بھیجدی۔ یہ درست ہے۔

له ویجوز القرض فیما هو من ذوات الامثال کالمکیل والموزون والعددی المتقارب کالبیض ولا یجوز فیما لیس من ذوات الامثال کالحیوان والثیاب والعددیات المتفاوتة ۱۲ عالمگیری ص ۲۰۱ ج ۳

ـه وکذا کل مایکال و یوزن مضمون بمثله فلا عبرة بغلائه و رخصه ۱۲ درمختار ص ۲۶۶ ج ۴

ـه فلو استقرض الدراهم المکسورة علی ان یؤدی صحیحا کان باطلا وکذا لو اقرضه طعاما بشرط رده فی مکان آخر وکان علیه مثل ما قبض فان قضاه اجود بلا شرط جاز و ان اعطاه المدیون اکثر مما علیه وزنا فان کانت الزیادة تجری بین الوزنین جاز وان کانت کثیرة لا تجری بین الوزنین لا یجوز ۱۲ در و شامی ص ۲۷۰ ج ۴

ـه وکل دین حال اذا اجله صاحبه صار مؤجلا الا القرض ۱۲ فتح القدیر ص ۲۷۳ ج ۵

ـه اذا کان له علی آخر طعام او فلوس فاشتراه من علیه بدراهم وتفرقا قبل قبض الدراهم بطل ۱۲ رد المحتار ص ۲۶۹ ج ۴

ـه استقرض من الفلوس الرائجة والعدالی فکسدت فعلیه مثلها کاسدة ولا یغرم قیمتها وکذا کل مایکال او یوزن لما مر انه مضمون بمثله فلا عبرة بغلائه ورخصه ۱۲ درمختار ص ۲۶۶ ج ۴۔ ـه فصح استقراض جوز و بیض و کاغذ عددا و لحم وزنا و خبز وزنا وعددا ۱۲ در ص ۲۶۶ ج ۴ +

باب ۱۳ کسی کی ذمہ داری کر لینے کا بیان سیزدہم

مسئلہ ۱ نعیمہ[1] کے ذمہ کسی کے کچھ روپے یا پیسے ہوتے تھے تم نے اس کی ذمہ داری کر لی کہ اگر یہ نہ دیگی تو ہم سے لے لینا یا یوں کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں ہم دیندار ہیں یا اور کوئی ایسا لفظ کہا جس سے ذمہ داری معلوم ہوئی اور اس حقدار نے تمہاری ذمہ داری منظور[2] بھی کر لی۔ تو اب اس کی ادائیگی تمہارے ذمہ واجب ہو گئی اگر نعیمہ نہ دیوے تو تم کو دینا پڑیں گے اور اس حقدار کو اختیار ہے جس سے چاہے تقاضا کرے چاہے تم سے اور چاہے نعیمہ سے۔ اب[3] جبتک نعیمہ اپنا قرض ادا نہ کر دے یا معاف نہ کرا لے تب تک برابر تم ذمہ دار رہو گی۔ البتہ اگر وہ حقدار تمہاری ذمہ داری معاف کر دے اور کہدے کہ اب تم سے کچھ مطلب نہیں ہم تم سے تقاضا نہ کریں گے۔ تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی۔ اور اگر تمہاری ذمہ داری کے وقت ہی اس حقدار نے منظور نہیں کیا اور کہا تمہاری ذمہ داری کا ہم کو اعتبار نہیں یا اور کچھ کہا تو تم ذمہ دار نہیں ہوئیں۔ **مسئلہ ۲** تم نے[4] کسی کی ذمہ داری کر لی تھی اور اس کے پاس روپے ابھی نہ تھے اس لئے تم کو دینا پڑے تو اگر تم نے اس قرضدار کے کہنے سے ذمہ داری کی ہے تب تو جتنا تم نے حقدار کو دیا ہے اس قرضدار سے لے سکتی ہو۔ اور اگر تم نے اپنی خوشی سے ذمہ داری کی ہے تو دیکھو تمہاری ذمہ داری کو پہلے کس نے منظور کیا ہے اس قرضدار نے یا حقدار نے۔ اگر پہلے قرضدار نے منظور کیا تب تو ایسا ہی سمجھیں گے کہ تم نے اس کے کہنے سے ذمہ داری کی۔ لہذا اپنا روپیہ اس سے لے سکتی ہو۔ اور اگر پہلے حقدار نے منظور کر لیا تو جو کچھ تم نے دیا ہے قرضدار سے لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ تمہاری طرف سے احسان سمجھا جائے گا کہ ویسے ہی اس کا قرض تم نے ادا کر دیا وہ خود دیدے تو اور بات ہے۔ **مسئلہ ۳** اگر حقدار[5] نے قرضدار کو مہینہ بھر یا پندرہ دن وغیرہ کی مہلت دیدی تو اب اتنے دن اس ذمہ داری کرنے والے سے بھی تقاضا نہیں کر سکتا۔ **مسئلہ ۴** اور اگر[6] تم نے اپنے پاس سے دینے کی ذمہ داری نہیں کی تھی بلکہ اس قرضدار کا روپیہ تمہارے پاس امانت رکھا تھا اسلئے تم نے کہا تھا کہ ہمارے پاس اس شخص کی امانت رکھی ہے ہم اس میں سے دیدیویں گے پھر وہ روپیہ چوری ہو گیا یا اور کسی طرح جاتا رہا تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی۔ نہ اب تم پر اس کا دینا واجب ہے۔ اور نہ وہ حقدار تم سے تقاضا کر سکتا ہے۔ **مسئلہ ۵** کہیں[7] جانے کے لئے تم نے کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر کی اور اس بہلی والے

[6] فلو بتسلیمہا صح فالکل ای فی الامانات والمبیع والمرہون فاذا کانت قائمۃ وجب تسلیمہا وان ہلکت لم یجب علی الکفیل شئی ۱۲ رد المحتار صـ۱۵۱ج ۴۔ [7] ومن استأجر دابۃ للحمل علیہا فان کانت بعینہا لاتصح الکفالۃ بالحمل وان کانت بغیر عینہا جازت الکفالۃ لانہ یمکنہ الحمل علی دابۃ نفسہ والحمل ہو المستحق ۱۲ فتح القدیر صـ۱۷۶ ج ۵ +

[1] واما الکفالۃ بالمال فجائزۃ معلوما کان المکفول بہ او مجہولا اذا کان دینا صحیحا مثل ان یقول تکفلت عنہ بالف او بمالک علیہ او بما یدرکک فی ہذا البیع والمکفول لہ بالخیار ان شاء طالب الذی علیہ الاصل وان شاء طالب کفیلہ ۱۲ فتح القدیر صـ۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴ ج ۵۔

[2] ولاتصح الکفالۃ الا بقبول المکفول لہ فی المجلس ۱۲ فتح القدیر صـ۴۱۷ ج ۵۔

[3] واذا ابرأ الطالب المکفول عنہ او استوفی منہ برئ الکفیل وان ابرأ الکفیل لم یبرأ الاصیل عنہ لانہ تبع ۱۲ فتح القدیر صـ۴۱۰-۴۱۱ ج ۵۔

[4] وتجوز الکفالۃ بامر المکفول عنہ وبغیر امرہ فان کفل بامرہ رجع بما أدی علیہ وان کفل بغیر امرہ لم یرجع بما یؤدیہ ۱۲ فتح القدیر صـ۴۰۷-۴۰۸ ج ۵

[5] وکذا اذا اخر الطالب عن الاصیل فہو تاخیر عن الکفیل ولو اخر عن الکفیل لم یکن تاخیراً عن الذی علیہ الاصیل ۱۲ فتح القدیر صـ۴۱۱ وبحر صـ۲۴۵ ج ۶

کی کسی نے ذمّہ داری کرلی کہ اگر یہ نہ لے گیا تو میں اپنی پہلی دیدوں گا تو یہ ذمّہ داری درست ہے اگر وہ نہ دے تو اُس ذمہ دار کو دینا پڑے گی۔ مسئلہ[۶] تم نے[۱] اپنی چیز کسی کو دی کہ جاؤ اس کو بیچ لاؤ۔ وہ بیچ آیا۔ لیکن دام نہیں لایا اور کہا کہ دام کہیں نہیں جا سکتے۔ دام کا میں ذمّہ دار ہوں اس سے نہ ملیں تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمّہ داری صحیح نہیں۔ مسئلہ[۷] کسی[۲] نے کہا کہ اپنی مرغی اسی میں بند رہنے دو اگر بلی لیجاوے تو میرا ذمّہ مجھ سے لے لینا۔ یا بکری کو کہا کہ اگر بھیڑیا لیجاوے تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمّہ داری صحیح نہیں۔ مسئلہ[۸] نابالغ[۳] لڑکا یا لڑکی اگر کسی کی ذمّہ داری کرے تو وہ ذمّہ داری صحیح نہیں۔

چہاردہم	اپنا قرضہ دوسرے پر اُتار دینے کا بیان	باب ۱۴

مسئلہ[۱] شفیعہ[۴] کا تمہارے ذمّہ کچھ قرض ہے اور رابعہ تمہاری قرضدار ہے۔ شفیعہ نے تم سے تقاضا کیا تم نے کہا کہ رابعہ ہماری قرضدار ہے۔ تم اپنا قرضہ اسی سے لے لو۔ ہم سے نہ مانگو۔ اگر اسی وقت شفیعہ یہ بات منظور کر لیوے اور رابعہ بھی اس پر راضی ہو جائے تو شفیعہ کا قرضہ تمہارے ذمہ سے اُتر گیا۔ اب شفیعہ تم سے بالکل تقاضا نہیں کر سکتیں بلکہ اسی رابعہ سے مانگے چاہے جب ملے اور جتنا قرضہ تم نے شفیعہ کو دلایا ہے اتنا اب تم رابعہ سے نہیں لے سکتیں۔ البتہ اگر رابعہ اس سے زیادہ کی قرضدار ہے تو جو کچھ زیادہ ہے وہ لے سکتی ہو۔ پھر اگر رابعہ نے شفیعہ کو دیدیا تب تو خیر اور اگر نہ دیا[۵] اور مر گئی تو جو کچھ مال و اسباب چھوڑا ہے وہ بیچ کر شفیعہ کو دلاویں گے اور اگر اُس نے کچھ مال نہیں چھوڑا جس سے قرضہ دلاویں یا اپنی زندگی ہی میں مُکر گئی اور قسم کھالی کہ تمہارے قرضہ سے مجھ سے کچھ واسطہ نہیں اور گواہ بھی نہیں ہیں۔ تو اب اس صورت میں پھر شفیعہ تم سے تقاضا کر سکتی ہے اور اپنا قرضہ تم سے لے سکتی ہے اور اگر تمہارے کہنے پر شفیعہ رابعہ سے لینا منظور نہ کرے یا رابعہ اس کو دینے پر راضی نہ ہو تو قرضہ تم سے نہیں اُترا۔ مسئلہ[۲] رابعہ[۶] تمہاری قرضدار نہ تھی تم نے یوں ہی اپنا قرضہ اُس پر اُتار دیا اور رابعہ نے مان لیا اور شفیعہ نے بھی قبول و منظور کر لیا تب بھی تمہارے ذمّہ سے شفیعہ کا قرضہ اُتر کر رابعہ کے ذمّہ ہو گیا۔ اس لئے اس کا بھی وہی حکم ہے جو ابھی بیان ہوا اور جتنا روپیہ رابعہ کو دینا پڑے گا دینے کے بعد تم سے لے لیوے اور دینے سے پہلے ہی لے لینے کا حق نہیں ہے۔
مسئلہ[۳] اگر رابعہ[۷] کے پاس تمہارے روپے امانت رکھے تھے اس لئے تم نے اپنا قرضہ رابعہ پر اُتار دیا

---

[۶] وہی (الحوالة) نوعان مطلقة ومقيدة فالمطلقة منها ان يرسل الحوالة ولا يقيد ها بشئ مما عنده من وديعة او غصب او دين او يحيله على رجل ليس له عليه شئ مما ذكرنا كذا في التبيين ۱۲ عالمگیری ص۲۹۷ ج ۳) [۷] ومن اودع رجلا الف درهم واحال بها عليه آخر فهو جائز لانه اقدر على القضاء فان هلكت برئ ۱۲ فتح القدير ص۴۵ ج ۵ +

[۱] ولا تصح كفالة الوكيل بالثمن للموكل فيما وكل ببيعه لان حق القبض له بالاصالة فيصير ضامنا لنفسه ۱۲ در ص۴۱۹ ج ۴۔
[۲] ولو علقت (ای الكفالة) بشرط صريح ملائم نحو ان استحق المبيع او جحدك المودع او غصبك كذا او قتلك او قتل ابنك او صيدك فعلى الدية ورضى به المكفول اى المكفول له جاز بخلاف ان اكلك سبع لانه فعله غير مضمون لحديث جرح العجماء جبار ۱۲ در وشامی ص۴۱۱-۴۱۲ ج ۴ و بحر ص۲۳۹ ج ۶
[۳] واهلها من هو اهل التبرع فلا تنفذ من صبى ولا مجنون ۱۲ در ص۳۹ ج ۵ وعالمگیری ص۲۹۵ ج ۳
[۴] وتصح الحوالة برضا المحيل والمحتال والمحتال عليه واذا تمت الحوالة برئ المحيل من الدين بالقبول ولا يرجع المحتال على المحيل الا ان يتوى حقه ۱۲ فتح القدير ص۴۴ تا ۴۷ ج ۵
[۵] وهو (ای التوى) ان يجحد الحوالة ويحلف ولا بينة له او يموت مفلسا وقالا بهما وبان فلسه الحاكم در ص۴۳ ج ۵ وفتح القدير ج ۵

پھر وہ روپے کسی طرح ضائع ہو گئے تو اب رابعہ ذمہ دار نہیں رہی۔ بلکہ اب شفیعہ تم ہی سے تقاضا کرے گی اور تم ہی سے لیوے گی۔ اب رابعہ سے مانگنے اور لینے کا حق نہیں رہا۔ **مسئلہ** رابعہ[1] پر قرضہ اُتار دینے کے بعد اگر تم ہی وہ قرضہ ادا کر دو اور شفیعہ کو دیدو یہ بھی صحیح ہے۔ شفیعہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں تم سے نہ لوں گی بلکہ رابعہ ہی سے لوں گی۔

باب ۱۵	کسی کو وکیل کر دینے کا بیان	پانزدہم

مسئلہ ۱ جس[2] کام کو آدمی خود کر سکتا ہے اس میں یہ بھی اختیار ہے کہ کسی اور سے کہدے کہ تم ہمارا یہ کام کر دو جیسے بیچنا۔ مول لینا۔ کرایہ پر لینا دینا۔ نکاح کرنا وغیرہ۔ مثلاً[3] ماما کو بازار سودا لینے بھیجا یا ماما کے ذریعہ سے کوئی چیز بکوائی یا یکہ بہلی کرایہ پر منگوایا اور جس سے کام کرایا ہے شریعت میں اس کو وکیل کہتے ہیں جیسے ماما کو یا کسی نوکر کو سودا لینے بھیجا تو وہ تمہارا وکیل کہلاوے گا۔ **مسئلہ ۲** تم نے[4] ماما سے گوشت منگوایا وہ اُدھار لے آئی تو وہ گوشت والا تم سے دام کا تقاضا نہیں کر سکتا۔ اس ماما سے تقاضا کرے اور وہ ماما تم سے تقاضا کرے گی۔ اسی طرح اگر کوئی چیز تم نے ماما سے بکوائی تو اس لینے والے سے تم کو تقاضا کرنے اور دام کے وصول کرنے کا حق نہیں ہے اس نے جس سے چیز پائی ہے اسی کو دام بھی دے گا اور اگر وہ خود تمھیں کو دام دیدے تب بھی جائز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تم کو نہ دے تو تم زبردستی نہیں کر سکتیں **مسئلہ ۳** تم نے[5] نوکر سے کوئی چیز منگوائی۔ وہ لے آیا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے دام نہ لے لیوے تب تک وہ چیز تم کو نہ دیوے چاہے اس نے اپنے پاس سے دام دیدیئے ہوں یا ابھی نہ دیئے ہوں دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ اگر وہ دس پانچ دن کے وعدے پر اُدھار لایا ہو تو جتنے دن کا وعدہ کر آیا ہے اس سے پہلے دام نہیں مانگ سکتا۔ **مسئلہ ۴** تم نے[6] سیر بھر گوشت منگوایا تھا وہ ڈیڑھ سیر اُٹھا لایا تو پورا ڈیڑھ سیر لینا واجب نہیں اگر تم نہ لو تو آدھ سیر اس کو لینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۵** تم نے[7] کسی سے کہا کہ فلانی بکری جو فلانے کے یہاں ہے اس کو جا کر دو روپے میں لے آؤ۔ تو اب وہ وکیل وہی بکری خود اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔ غرضکہ جو چیز خاص تم مقرر کر کے بتلا دو اس وقت اس کو اپنے لئے خریدنا درست نہیں۔ البتہ جو دام تم نے بتلائے ہیں اس سے زیادہ میں خرید لیا تو اپنے لئے خریدنا درست ہے اور اگر تم نے کچھ دام نہ بتلائے ہوں تو کسی طرح اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔

فیہ القید اجماعا سواء کان القید راجعا الی المشتری او الی الثمن حتی انہ اذا خالف یلزمہ الشراء الا انہ اذا کان خلافا الی خیر فیلزم المؤکل ۱۲ عالمگیری ص ۵۶۷ ج ۳ [7] ولو وکلہ بشراء شیٔ بعینہ فلیس لہ ان یشتریہ لنفسہ فلو کان الثمن مسمّی فاشتری بخلاف جنسہ او لم یکن مسمّی فاشتری بغیر النقود او وکل وکیلا بشرائہ فاشتری الثانی وہو غائب یثبت الملک للوکیل الاول فی ہذہ الوجوہ ۱۲ ہدایہ ص ۱۴۸ ج ۳ +

[1] المحیل اذا نقد المحتال الدین المحال بہ قبل نقد المحال علیہ اُجبر المحتال علی القبول ۱۲ فتح القدیر ص ۴۴۷ ج ۵

[2] کل عقد جاز ان یعقدہ الانسان بنفسہ جاز ان یوکل بہ غیرہ ۱۲ ہدایہ ص ۱۴۲ ج ۳ و درمختار ص ۶۱۹ ج ۴۔

[3] والعقد الذی یعقدہ الوکلاء علی ضربین کل عقد یضیفہ الوکیل الی نفسہ کالبیع والاجارۃ فحقوقہ تتعلق بالوکیل دون الموکل یسلم المبیع ویقبض الثمن ویطالب بالثمن اذا اشتری ویخاصم فی العیب ویخاصم فیہ ۱۲ ہدایہ ص ۱۴۴-۱۴۵ ج ۳

[4] واذا طالب الموکل المشتری بالثمن فلہ ان یمنعہ ایاہ فان دفعہ الیہ جاز ولم یکن للوکیل ان یطالبہ بہ ثانیا ۱۲ ہدایہ ص ۱۴۵ ج ۳

[5] وللوکیل حبس المبیع الذی اشتراہ للموکل بثمن دفعہ الوکیل من مالہ او لا بالاولیٰ لانہ کالبائع ۱۲ درو شامی ص ۶۲۳ ج ۴۔

[6] التوکیل بالشراء اذا کان مقیدا ایراعی

مسئلہ ۶ اگر تم[1] نے کوئی خاص بکری نہیں بتلائی بس اتنا کہا کہ ایک بکری کی ضرورت ہے ہم کو خرید دو تو وہ اپنے لئے بھی خرید سکتا ہے جو بکری چاہے اپنے لئے خریدے اور جو چاہے تمھارے لئے۔ اگر خود لینے کی نیت سے خریدے تو اُس کی ہوئی۔ اور اگر تمھاری نیت سے خریدے تو تمھاری ہوئی۔ اور اگر تمھارے دیئے داموں سے خریدی تو بھی تمھاری ہوئی چاہے جس نیت سے خریدے۔ **مسئلہ ۷** تمھارے[2] لئے اُس نے بکری خریدی پھر ابھی تم کو دینے نہ پایا تھا کہ بکری مرگئی یا چوری ہوگئی تو اس بکری کے دام تم کو دینا پڑیں گے اگر تم کہو کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی ہمارے لئے نہیں خریدی۔ تو اگر تم پہلے اس کو دام دے چکی ہو تو تمھارے گئے۔ اور اگر تم نے ابھی دام نہیں دیئے اور وہ اب دام مانگتا ہے تو تم اگر قسم کھا جاؤ کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی تو اس کی بکری گئی اور اگر قسم نہ کھا سکو تو اس کی بات کا اعتبار کرو۔ **مسئلہ ۸** اگر نوکر[3] یا ماما کوئی چیز گراں خرید لائی تو اگر تھوڑا ہی فرق ہو تب تو تم کو لینا پڑے گا اور دام دینا پڑیں گے۔ اور اگر بہت زیادہ گراں لے آئی کہ اتنے دام کوئی نہیں لگا سکتا تو اس کا لینا واجب نہیں اگر نہ لو تو اس کو لینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۹** تم[4] نے کسی کو کوئی چیز بیچنے کو دی تو اس کو یہ جائز نہیں کہ خود لے لے اور دام تم کو دیوے۔ اسی طرح اگر تم نے کچھ منگوایا کہ فلانی چیز خرید لاؤ تو وہ اپنی چیز تم کو نہیں دے سکتا۔ اگر اپنی چیز دینا یا خود لینا منظور ہو تو صاف صاف کہدے کہ یہ چیز میں لیتا ہوں مجھ کو دیدو۔ یا یوں کہدے کہ یہ میری چیز تم لے لو۔ اور اتنے دام دیدو۔ بغیر بتلائے ہوئے ایسا کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۰ تم[5] نے ماما سے بکری کا گوشت منگوایا وہ گائے کا لے آئی۔ تو تم کو اختیار ہے چاہے لو چاہے نہ لو۔ اسی طرح تم نے آلو منگوائے وہ بھنڈی یا کچھ اور لے آئی تو اس کا لینا ضروری نہیں اگر تم انکار کرو تو اس کو لینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۱** تم[6] نے ایک پیسہ کی چیز منگوائی وہ دو پیسے کی لے آئی۔ تو تم کو اختیار ہے کہ ایک ہی پیسہ کے مولیں لو۔ اور ایک پیسہ کی جوزا ئد لائی وہ اُسی کے سر ڈالو۔ **مسئلہ ۱۲** تم[7] نے دو شخصوں کو بھیجا کہ جاؤ فلانی چیز خرید لاؤ۔ تو خریدتے وقت دونوں کو موجود رہنا چاہیئے۔ فقط ایک آدمی کو خریدنا جائز نہیں۔ اگر ایک ہی آدمی خریدے تو وہ بیع موقوف ہے جب تم منظور کرلوگی تو صحیح ہو جائے گی۔ **مسئلہ ۱۳** تم[8] نے کسی سے کہا کہ ہمیں ایک گائے یا بکری یا اور کچھ کہا کہ فلانی چیز خرید لادو۔ اس نے خود نہیں خریدا۔ بلکہ کسی اور سے کہدیا اس نے خریدا۔ تو اس کا لینا تمھارے ذمّہ واجب نہیں چاہے لو چاہے نہ لو۔ دونوں اختیار ہیں البتہ اگر وہ خود تمھارے لئے خریدے تو تم کو لینا پڑے گا۔

---

[1] وان وکلہ بشراء عبد بغیر عینہ فاشتری عبدا فہو للوکیل الا ان یقول نویت الشراء للموکل او یشتریہ بمال الموکل ۱۲ ہدایہ صـ۱۴۹ جـ۳

[2] ومن امر رجلا بشراء عبد بالف فقال قد فعلت ومات عندی وقال الآمر اشتریتہ لنفسک فالقول قول الآمر فان کان دفع الیہ الالف فالقول قول المامور ۱۲ ہدایہ صـ۱۴۹ جـ۳

[3] والوکیل بالشراء یجوز عقدہ بمثل القیمۃ و زیادۃ یتغابن الناس فی مثلہا والذی لا یتغابن الناس فیہ ما لا یدخل تحت تقویم المقومین ۱۲ ہدایہ بحذف صـ۱۵۳-۱۵۴ جـ۳

[4] الوکیل بالبیع لا یملک شراءہ لنفسہ لان الواحد لا یکون مشتریا وبائعا ولو امرہ ان یبیع من نفسہ او یشتری لم یجز ایضا ۱۲ عالمگیری صـ۵۸۹ جـ۳

[5] ولو وکلہ ان یشتری لہ لحما بدرہم فاشتری لہ لحم ضان او بقر او ابل لزم الآمر وان اشتری کرشا او بطونا او اکبادا او رؤسا او اکارع او لحما قدیدا او لحم الطیور او الوحوش او شاۃ حیۃ او مذبوحۃ غیر مسلوخۃ لا یلزم الآمر ولو امرہ ان یشتری لحم بدرہم فاشتری شحم البطن او الالیۃ او الیۃ فاشتری لہ شحما او شحما فاشتری لہ الیۃ لم یلزم الآمر ۱۲ عالمگیری صـ۵۷۶ جـ۳

[6] [illegible]

[7] اذا وکل رجلین فلیس لاحدہما ان یتصرف فیما وکلا فیہ دون الآخر ہذا اذا وکلہما بکلام واحد بان قال وکلتکما ببیع عبدی ہذا ۱۲ عالمگیری صـ۶۳۳ جـ۳

[8] ولیس للوکیل ان یوکل فیما وکل بہ الا ان یاذن لہ الموکل او یقول لہ اعمل برأیک ۱۲ ہدایہ صـ۱۵۶ جـ۳

باب ۱۶	وکیل کے برطرف کردینے کا بیان	شانزدہم

وکیل[1] کے موقوف اور برطرف کرنے کا تم کو ہر وقت اختیار ہے مثلاً تم نے کسی سے کہا تھا ہم کو ایک بکری کی ضرورت ہے کہیں ملجائے تو لے لینا۔ پھر منع کردیا کہ اب نہ لینا تو اب اس کو لینے کا اختیار نہیں۔ اگر اب لیوے گا تو اسی کے سر پڑے گی تم کو نہ لینا پڑے گی۔ **مسئلہ** اگر خود[2] اس کو نہیں منع کیا بلکہ خط لکھ بھیجا یا آدمی بھیجکر اطلاع کردی کہ اب نہ لینا تب بھی وہ برطرف ہوگیا۔ اور اگر تم نے اطلاع نہیں دی کسی اور آدمی نے اپنے طور پر اس سے کہدیا کہ تم کو فلانے نے برطرف کردیا ہے اب نہ خریدنا۔ تو اگر دو آدمیوں[3] نے اطلاع دی ہو یا ایک ہی نے اطلاع دی مگر وہ معتبر اور پابند شرع ہے تو برطرف ہوگیا۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو برطرف نہیں ہوا۔ اگر وہ خرید لے تو تم کو لینا پڑے گا۔

باب ۱۷	مضاربت کا بیان یعنی ایک کا روپیہ ایک کا کام	ہفتدہم

مسئلہ تم[4] نے تجارت کے لئے کسی کو کچھ روپے دیئے کہ اس سے تجارت کرو۔ جو کچھ نفع ہوگا وہ ہم تم بانٹ لیویں گے یہ جائز ہے اس کو مضاربت کہتے ہیں۔ لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں۔ اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے نہیں تو ناجائز اور فاسد ہے۔ ایک تو جتنا روپیہ دینا ہو وہ بتلادو۔ اور اس کو تجارت کے لئے دے بھی دو اپنے پاس نہ رکھو۔ اگر روپیہ اس کے حوالہ نہ کیا اپنے ہی پاس رکھا تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ دوسرے یہ کہ نفع بانٹنے کی صورت طے کرلو اور بتلادو کہ تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا۔ اگر یہ بات طے نہیں ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ نفع ہم تم دونوں بانٹ لیویں گے تو یہ فاسد ہے۔ تیسرے یہ کہ نفع تقسیم کرنے کو اس طرح نہ طے کرو کہ جس قدر نفع ہو اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمھارے۔ یا دس روپے تمھارے باقی ہمارے۔ غرضکہ کچھ خاص رقم مقرر نہ کرو کہ اتنی ہماری یا اتنی تمھاری۔ بلکہ یوں طے کرو کہ آدھا ہمارا آدھا تمھارا۔ یا ایک حصہ اس کا دو حصے اس کے یا ایک حصہ ایک کا باقی تین حصے دوسرے کے۔ غرضکہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنا چاہئے نہیں تو (معاملہ) فاسد ہو جائے گا۔ اگر کچھ نفع[5] ہوگا تب تو وہ کام کرنے والا اس میں سے اپنا حصہ پاوے گا اور اگر کچھ نفع نہ ہوا تو کچھ نہ پاوے گا۔ اگر یہ شرط کرلی کہ اگر نفع نہ ہوا تب بھی ہم تم کو اصل مال میں سے اتنا دیدیں گے تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ اسی طرح اگر یہ شرط

[1] ومنہ عزل الموکل ایاہ ولصحۃ العزل شرطان احدہما علم الوکیل بہ والثانی ان لایتعلق بالوکالۃ حق الغیر ۱۲ عالمگیری بحذف صـ ۶۳۷ ج ۳

[2] وثبت ذلک ای العزل بمشافہۃ وبکتابۃ مکتوب بعزلہ وارسالہ رسولا ۱۲ درصـ ۴۴۲ ج ۴ وعالمگیری صـ ۶۳۷ ج ۳

[3] وان لم یکتب الیہ کتابا ولا ارسل رسولا ولکنہ اخبرہ بالعزل رجلان عدلان کانا او غیر عدلین اور جل واحد عدل ینعزل فی قولہم جمیعا سواء صدقہ الوکیل اولم یصدق وان اخبرہ واحد غیر عدل فان صدقہ ینعزل بالاجماع وان کذبہ لاینعزل وان عزلہ الموکل واشہد علی عزلہ وہو غائب لم یخبرہ بالعزل احد لاینعزل ویکون تصرفہ قبل العلم بعد العزل کتصرفہ قبل العزل فی جمیع الاحکام ۱۲ عالمگیری صـ ۶۳۷ ج ۳

[4] المضاربۃ عقد یقع علی الشرکۃ بمال من احد الجانبین والعمل من الجانب الآخر ومن شرطہا ان یکون الربح بینہما مشاعا لایستحق احدہما دراہم مسماۃ من الربح فان شرط زیادۃ عشرۃ فلہ اجر مثلہ لفسادہ ولابد ان یکون المال مسلما الی المضارب ولا ید لرب المال فیہ ۱۲ ہدایہ صـ ۲۱۳-۲۱۴ ج ۳ ودرمختار صـ ۴۴۱-۴۴۲ ج ۴

[5] وکون نصیب کل منہما معلوما عند العقد ومن شرطہا کون نصیب المضارب من الربح حتی لو شرط لہ من رأس المال او منہ ومن الربح فسدت ۱۲ درمختار صـ ۴۴۲ ج ۴

[6] خبر دینے والے دو آدمی ایسے ہوں جن کی شہادت شرعاً معتبر ہوتی ہے اور اگر ایک آدمی ہو تو اس میں بھی یہی شرط ہے چنانچہ اگر خبر دینے والا کافر ہے یا غلام شرعی ہے یا نابالغ ہے یا خبر دینے والی عورت ہے تو یہ خبر شرعاً معتبر نہ ہوگی اور وکیل بحالہ وکیل باقی رہے گا ۱۲ +

کی کہ اگر نقصان ہوگا تو اس کام کرنے والے کے ذمّہ پڑے گا یا دونوں کے ذمّہ ہوگا یہ بھی (معاملہ) فاسد ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو کچھ نقصان ہو وہ مالک کے ذمّہ ہے اسی کا روپیہ گیا۔ **مسئلہ**[۲] جب[ل] تک اس کے پاس روپیہ موجود ہو اور اس نے اسباب نہ خریدا ہو تب تک تم کو اس کے موقوف کر دینے اور روپیہ واپس لے لینے کا اختیار ہے اور جب وہ مال خرید چکا تو اب موقوفی کا اختیار نہیں ہے۔ **مسئلہ**[۳] اگر یہ[ت] شرط کی کہ تمہارے ساتھ ہم کام کریں گے یا ہمارا فلاں آدمی تمہارے ساتھ کام کرے گا تو یہ (معاملہ) فاسد ہے۔

مسئلہ[۴] اس[ت] کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ معاملہ صحیح ہوا ہے کوئی واہیات شرط نہیں لگائی ہے تو نفع میں دونوں شریک ہیں جس طرح طے کیا ہو بانٹ لیں۔ اور اگر کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو اس آدمی کو کچھ نہ ملیگا اور نقصان کا تاوان اُس کو نہ دینا پڑے گا۔ اور اگر وہ معاملہ فاسد ہوگیا ہے تو پھر وہ کارِندہ (کام کرنیوالا) نفع میں شریک نہیں ہے بلکہ وہ بمنزلہ نوکر کے ہے۔ یہ دیکھو کہ اگر ایسا آدمی نوکر رکھا جائے تو کتنی تنخواہ دینی پڑے گی۔ بس اتنی ہی تنخواہ اس کو ملے گی نفع ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی بہر حال تنخواہ پائے گا اور نفع سب مالک کا ہے۔ لیکن اگر تنخواہ زیادہ بیٹھتی ہے اور جو نفع ٹھیرا تھا اگر اس کے حساب سے دیں تو کم بیٹھتا ہے تو اس صورت میں تنخواہ نہ دیویں گے نفع بانٹ دیں گے۔ **تنبیہ**۔ چونکہ اس قسم کے مسئلوں کی عورتوں کو نہایت کم ضرورت پڑتی ہے اس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے۔ جب کبھی ایسا معاملہ ہوا کرے اس کی ہر بات کو کسی مولوی سے پوچھ لیا کرو تاکہ گناہ نہ ہو۔

باب ہشتدہم	امانت رکھنے اور رکھانے کا بیان	باب ۱۸

مسئلہ[۱] کسی[ش] نے کوئی چیز تمہارے پاس امانت رکھائی اور تم نے لے لی۔ تو اب اس کی حفاظت کرنا تم پر واجب ہوگیا۔ اگر حفاظت میں کوتاہی کی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس کا تاوان یعنی ڈانڈ دینا پڑے گا۔ البتہ اگر حفاظت میں کوتاہی نہیں ہوئی پھر بھی کسی وجہ سے وہ چیز جاتی رہی مثلاً چوری ہوگئی یا گھر میں آگ لگ گئی اس میں جل گئی تو اس کا تاوان وہ نہیں لے سکتی بلکہ اگر امانت رکھتے وقت یہ اقرار کرلیا کہ اگر جاتی رہے تو میں ذمّہ دار ہوں مجھ سے دام لے لینا تب بھی اس کو تاوان لینے کا اختیار نہیں یوں تم اپنی خوشی سے دیدو وہ اور بات ہے۔
مسئلہ[۲] کسی[ت] نے کہا میں ذرا کام سے جاتی ہوں میری چیز رکھ لو۔ تو تم نے کہا اچھا رکھدو۔ یا تم کچھ نہیں بولیں وہ تمہارے پاس رکھ کر چلی گئی تو امانت ہوگئی۔ البتہ اگر تم نے صاف کہدیا کہ میں نہیں جانتی اور کسی کے پاس رکھا دو

ل وما ہلک من مال المضاربۃ فہو من الربح دون راس المال فان ہلک المال کلہ علی الربح فلا ضمان علی المضارب لانہ امین ۱۲ ہدایہ صـ۲۲۱-۲۲۲ ج۳ و در مختار صـ۷۴۹ ج۴

ل۲ وان علم بعزلہ والمال عروض فلہ ان یبیعہا ولا یمنعہ العزل من ذلک ثم لا یجوز ان یشتری بثمنہا شیئا آخر وان عزلہ ورأس المال دراہم او دنانیر قد نضت لم یجزلہ ان یتصرف فیہا (ہدایہ صـ۲۲۴ ج۳) ولیملک المالک فسخہا فی ہذہ الحالۃ ای حالۃ کون المال عروضا لان للمضارب حقا فی الربح ۱۲ در مختار صـ۷۴۹ ج۴

ل۳ وشرط العمل علی رب المال مفسدۃ للعقد ۱۲ ہدایہ صـ۲۱۴ ج۳

ل۴ وشرکۃ فی الربح و اجارۃ فاسدۃ ان فسدت فلا ربح للمضارب حینئذ بل لہ اجر مثل عملہ مطلقا ربح اولا بلا زیادۃ علی المشروط خلافا لمحمد ۱۲ در مختار صـ۷۴۷ ج۴

ل۵ ہو تسلیط الغیر علی حفظ مالہ صریحا او دلالۃ و رکنہا الایجاب صریحا کاودعتک او کنایۃ کقولہ لرجل اعطنی الف درہم او اعطنی

ل ہذا الثوب مثلا فقال اعطیتک کان ودیعۃ او فعلا کما لو وضع ثوبہ بین یدی رجل ولم یقل شیئا فہو ایداع والقبول من المودع صریحا کقبلت او دلالۃ کما لو سکت عند وضعہ فانہ قبول دلالۃ کوضع ثیابہ فی حمام بمرأی من الثیابی وکقولہ لرب الخان این اربطہا فقال ہناک کان ایداعا (در مختار صـ۵۵۴-۵۵۵ ج۴) وہی امانۃ فلا تضمن بالہلاک مطلقا سواء امکن التحرز ام لا ہلک معہا شیء ام لا واشتراط الضمان علی الامین باطل بہ یفتی ۱۲ در مختار صـ۵۵۶ ج۴ والمجلۃ صـ۱۲۷

ل۶ فلو قال لا اقبل لا یکون مودعا لو سکت عند وضعہ فانہ قبول ۱۲ در رشامی بحذف صـ۵۵۵ ج۴ +

یا اور کچھ کہہ کے انکار کر دیا پھر بھی وہ رکھ کے چلی گئی۔ تو اب وہ چیز تمہاری امانت میں نہیں ہے البتہ اگر اس کے چلے جانے کے بعد تم نے اٹھا کر رکھ لیا ہو تو اب امانت ہو جائے گی۔ **مسئلہ ۳** کئی[1] عورتیں بیٹھی تھیں اُن کے سپرد کر کے چلی گئی۔ تو سب پر اس چیز کی حفاظت واجب ہے اگر وہ چھوڑ کر چلی گئیں اور وہ چیز جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر سب ساتھ نہیں اُٹھیں ایک ایک کر کے اُٹھیں تو جو سب سے اخیر میں رہ گئی اُسی کے ذمہ حفاظت ہو گئی۔ اب وہ اگر چلی گئی اور چیز جاتی رہی تو اُسی سے تاوان لیا جائے گا۔ **مسئلہ ۴** جس[2] کے پاس کوئی امانت ہو اس کو اختیار ہے کہ چاہے خود اپنے پاس حفاظت سے رکھے یا اپنی ماں بہن اپنے شوہر وغیرہ کسی ایسے رشتہ دار کے پاس رکھا دیوے کہ ایک ہی گھر میں اس کے ساتھ رہتے ہوں جن کے پاس اپنی چیز بھی ضرورت کے وقت رکھا دیتی ہو۔ لیکن اگر کوئی دیانتدار نہ ہو تو اُس کے پاس رکھنا درست نہیں۔ اگر جان بوجھ کے ایسے غیر معتبر کے پاس رکھدیا تو ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا۔ اور ایسے رشتہ دار کے سوا کسی اور کے پاس بھی پرائی امانت رکھانا بدون مالک کی اجازت کے درست نہیں۔ چاہے وہ بالکل غیر ہو یا کوئی رشتہ دار بھی لگتا ہو اگر اوروں کے پاس رکھا دیا تو بھی ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا۔ البتہ وہ غیر اگر ایسا شخص ہے کہ یہ اپنی چیزیں بھی اسکے پاس رکھتی ہے تو درست ہے۔ **مسئلہ ۵** کسی[3] نے کوئی چیز رکھائی اور تم بھول گئیں اُسے وہیں چھوڑ کر چلی گئیں تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا۔ یا کوٹھڑی صندوقچہ وغیرہ کا قفل کھول کر تم چلی گئیں اور وہاں ایرے غیرے (اپنے پرائے ۱۲) سب جمع ہیں اور وہ چیز ایسی ہے کہ عرفاً بغیر قفل لگائے اس کی حفاظت نہیں ہو سکتی تب بھی ضائع ہو جانے سے تاوان دینا ہو گا۔ **مسئلہ ۶** گھر[4] میں آگ لگ گئی تو ایسے وقت غیر کے پاس بھی پرائی امانت کا رکھا دینا جائز ہے لیکن جب وہ عذر جاتا رہے تو فوراً لے لینا چاہیئے۔ اگر اب واپس نہ لیوے گی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی[5] طرح مرتے وقت اگر کوئی اپنے گھر کا آدمی موجود نہ ہو تو پڑوسی کے سپرد کر دینا درست ہے۔ **مسئلہ ۷** اگر کسی[6] نے کچھ روپے پیسے امانت رکھوائے تو بعینہ ان ہی روپے پیسوں کا حفاظت سے رکھنا واجب ہے نہ تو اپنے روپیوں میں ان کا ملانا جائز ہے اور نہ ان کا خرچ کرنا جائز۔ یہ نہ سمجھو کہ روپیہ روپیہ سب برابر۔ لاؤ اس کو خرچ کر ڈالیں جب مانگے گی تو اپنا روپیہ دیدیں گے۔ البتہ اگر اس نے اجازت دیدی ہو تو ایسے وقت خرچ کرنا درست ہے۔ لیکن اس کا یہ حکم ہے کہ اگر وہی روپیہ تم الگ رہنے دو تب وہ امانت سمجھا جائے گا۔ اگر جاتا رہا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ اور اگر تم نے اجازت لیکر اسے خرچ کر دیا تو اب وہ تمہارے ذمہ قرض ہو گیا۔ امانت نہیں رہا۔ لہٰذا اب بہر حال تم کو دینا پڑیگا۔

م عند الثانی لا یضمن لان المودع یضمن بالدفع وللمالم یضمن به للعذر لم یضمن بالترک ۱۲ در و شامی صـ ۴۵۶-۴۵۷ ج ۴ [5] حضرتها الوفاة فدفعت الودیعة الی جارتها فهلکت عند الجارة قال البلخی ان لم یکن بحضرتها عند الوفاة احد ممن یکون فی عیاله لا یضمن ۱۲ رد المحتار صـ ۴۵۷ ج ۴ [6] وکذا لو خلطها المودع بجنسها او بغیره بماله او مال آخر بغیر اذن المالک بحیث لا تتمیز الا بکلفة کحنطة بشعیر و دراهم جیاد بزیوف ضمنها لاستهلاکه بالخلط ۱۲ در صـ ۴۶۰-۴۶۱ ج ۴ و المجلة ۱۲۹

[1] او دفع کتابه عند قوم فذهبوا و ترکوه ضمنوا اذا ضاع وان قاموا واحداً بعد واحد ضمن الاخیر لانه تعین للحفظ فتعین للضمان ۱۲ شامی صـ ۴۵۵ ج ۴

[2] وللمودع حفظها بنفسه وعیاله وهم من یسکن معه حقیقة او حکما لا من یمونه وشرط کونه ای من فی عیاله امینا فلو علم خیانته ضمن ۱۲ در مختار صـ ۴۵۵ ج ۴

[3] ولو قال وضعتها بین یدی و قمت و نسیتها فضاعت یضمن ولو قال وضعتها فی داری والمسئلة بحالها ان مما لا یحفظ فی عرصة الدار کصرة النقدین ضمن ولو کان مما تعد عرصتها حصاله لا یضمن وظاهره انه یجب حفظ کل شیٔ فی حرز مثله ۱۲ رد المحتار صـ ۴۶۷ ج ۴

[4] وان حفظها بغیرهم ضمن الا اذا خاف الغرق او الحرق وکان غالبا محیطا فسلمها الی جاره او فلک آخر فلو خرج من ذلک ولم یستردها ضمن وتمامه فی نور العین وفی جوهر الفتاوی و اذا دفع الودیعة لآخر لعذر فلم یستردها عقب زواله فهلکت ض

اگر خرچ کرنے کے بعد تم نے اتنا ہی روپیہ اس کے نام سے الگ کر کے رکھدیا تب بھی وہ امانت نہیں وہ تمہارا ہی روپیہ ہے اگر چوری گیا تو تمہارا گیا اس کو پھر دینا پڑے گا۔ غرضکہ خرچ کرنے کے بعد جب تک اس کو ادا نہ کر دوگی تب تک تمہارے ذمّہ رہے گا۔ **مسئلہ ۸** سَو روپے[لے] کسی نے تمہارے پاس امانت رکھائے اس میں سے پچاس تم نے اجازت لیکر خرچ کر ڈالے تو پچاس روپے تمہارے ذمّہ قرض ہو گئے اور پچاس امانت۔ اب جب تمہارے پاس روپے ہوں تو اپنے پاس کے پچاس روپے اس امانت کے پچاس روپے میں نہ ملاؤ۔ اگر اس میں ملا دوگی تو وہ بھی امانت نہ رہیں گے یہ پورے سَو روپے تمہارے ذمّہ ہو جائیں گے اگر جاتے رہے تو پورے سَو دینا پڑیں گے۔ کیونکہ امانت کا روپیہ اپنے روپیوں میں ملا دینے سے امانت نہیں رہتا بلکہ قرض ہو جاتا ہے اور ہر حال میں دینا پڑتا ہے۔ **مسئلہ ۹** تم نے[کے] اجازت لے کر اس کے سَو روپے اپنے سَو روپے میں ملا دیئے تو وہ سب روپیہ دونوں کی شرکت میں ہو گیا اگر چوری ہو گیا تو دونوں کا گیا کچھ نہ دینا پڑے گا اور اگر اس میں سے کچھ چوری ہو گیا کچھ رہ گیا تب بھی آدھا اس کا گیا آدھا اُس کا۔ اور اگر سَو ایک کے ہوں دو سَو ایک کے۔ تو اس کے حصّے کے موافق اس کا جاوے گا اس کے حصّہ کے موافق اس کا۔ مثلاً اگر بارہ روپے جاتے رہے تو چار روپے ایک سَو روپے والے کے گئے اور آٹھ روپے دو سَو والے کے۔ یہ حکم اُسی وقت ہے جب اجازت سے ملائے ہوں اور اگر بغیر[سے] اجازت کے اپنے روپے میں ملا دیا ہو تو اُس کا وہی حکم ہے جو بیان ہو چکا کہ امانت کا روپیہ بلا اجازت اپنے روپیوں میں ملا لینے سے قرض ہو جاتا ہے اس لئے اب وہ روپیہ امانت نہیں رہا جو کچھ گیا تمہارا گیا۔ اس کا روپیہ اس کو بہر حال دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۰** کسی[ک] نے بکری یا گائے وغیرہ امانت رکھائی تو اس کا دودھ پینا یا کسی اور طرح اس سے کام لینا درست نہیں۔ البتہ اجازت سے یہ سب جائز ہو جاتا ہے۔ بلا اجازت جتنا دودھ لیا ہے اس کے دام دینے پڑیں گے۔ **مسئلہ ۱۱** کسی[ش] نے ایک کپڑا یا زیور یا چارپائی وغیرہ رکھائی اس کی بلا اجازت اس کا برتنا درست نہیں۔ اگر اس نے بلا اجازت کپڑا یا زیور پہنا یا چارپائی پر لیٹی بیٹھی اور اس کے برتنے کے زمانہ میں وہ کپڑا پھٹ گیا یا چور لے گیا یا زیور چارپائی وغیرہ ٹوٹ گئی یا چوری ہو گئی تو تاوان دینا پڑے گا البتہ اگر توبہ کر کے پھر اسی طرح حفاظت سے رکھدیا پھر کسی طرح ضائع ہوا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۲** صندوق[لے] میں سے امانت کا کپڑا نکالا کہ شام کو یہی پہن کر فلانی جگہ جاؤں گی۔ پھر پہننے سے پہلے ہی وہ جاتا رہا تو بھی تاوان دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۳** امانت[ش] کی گائے یا بکری

ص ودشعرہ لصاحب الحیوان (المجلۃ صـ۱۳۱) لیسوغ للمستودع استعمال الودیعۃ باذن صاحبہا ۱۲ المجلۃ صـ۱۳ ۵ و اذا تعدی المودع فی الودیعۃ بان کانت دابۃ فرکبہا او ثوبا فلبسہ او عبدا فاستخدمہ او اودعہا عند غیرہ ثم ازال التعدی فردہا الی یدہ زال الضمان ۱۲ ہدایہ صـ۲۲۷ ج ۳ و در صـ۷۶۱ ج ۴۔

لہ لو نزع ثوب الودیعۃ لیلاً من عزمہ ان یلبسہ لیلا ثم سرق لیلا لا یبرأ من الضمان ۱۲ شامی صـ۷۶۱ ج ۴ ۵ مرضت دابۃ الودیعۃ فامر المودع انسانا فعالجہا ضمن لمالکہا ایہما شاء فلو ضمن المودع لا یرجع علی المعالج ولو ضمن المعالج یرجع علی المودع علم انہا للغیر اولا الا ان قال المودع لیست لی او لم امرہ بذلک یرجع ۱۲ شامی صـ۴۷۶ ج ۴ و در صـ۴۷۶ ج ۴

لہ ولو انفق بعضہا فرد مثلہ فخلطہ بالباقی خلطا لا یتمیز معہ ضمن الکل لخلطہ مالہ بہا ۱۲ در مختار صـ۷۶۱ ج ۴

لہ وان باذنہ اشترکا کما لو اختلطت بغیر صنعہ کان انشق الکیس لعدم التعدی. فان ہلک ہلک من مالہما جمیعا ویقسم الباقی بینہما علی قدر ما کان لکل واحد منہما کالمال المشترک ۱۲ در و شامی صـ۷۶۱ ج ۴ المجلۃ صـ۳۰

لہ اذا ہلکت الودیعۃ او نقصت قیمتہا بسبب تعدی المستودع او تقصیرہ لزمہ الضمان مثلا اذا صرف المستودع نقود الودیعۃ فی امور نفسہ واستہلکہا ضمنہا وبہذہ الصورۃ اذا صرف النقود التی ہی امانۃ عندہ علی الوجہ المذکور ثم وضع بدل تلک النقود فی الکیس المعد لہا فہلکت او ضاعت بدون تعد ولا تقصیر منہ ضمن ۱۲ المجلۃ صـ۱۲۹

لہ اودعہ حیوانا وغاب فحلب البانہا فخاف فسادہا وہو فی المصر فباع بغیر امر القاضی ضمن و بامرہ لا یضمن (عالمگیری مصری صـ۳۲۳ ج ۴) منافع الودیعۃ لصاحبہا مثلا نتاج حیوان الودیعۃ ای فلوہ ولبنہ م

وغیرہ۔ بیمار پڑ گئی تم نے اس کی دوا کی۔ اُس دوا سے وہ مر گئی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر دوا نہ کی اور وہ مر گئی تو تاوان نہ دینا ہوگا۔ **مسئلہ ۱۴** کسی[۱] نے رکھنے کو روپیہ دیا تم نے بٹوے میں ڈال لیا یا ازار بند میں باندھ لیا۔ لیکن ڈالتے وقت وہ روپیہ ازار بند یا بٹوے میں نہیں پڑا بلکہ نیچے گر گیا مگر تم یہی سمجھیں کہ میں نے بٹوے میں رکھ لیا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۵** جب[۲] وہ اپنی امانت مانگے تو فوراً اس کو دیدینا واجب ہے بلا عذر نہ دینا اور دیر کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے اپنی امانت مانگی تم نے کہا بہن اس وقت ہاتھ خالی نہیں کل لے لینا۔ اس نے کہا اچھا کل ہی سہی۔ تب تو خیر کچھ حرج نہیں۔ اور اگر وہ کل کے لینے پر راضی نہ ہوئی اور نہ دینے سے خفا ہوکر چلی گئی تو اب وہ چیز امانت نہیں رہی۔ اب اگر جاتی رہے گی تو تم کو تاوان دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۶** کسی[۳] نے اپنا آدمی امانت مانگنے کے لئے بھیجا۔ تم کو اختیار ہے کہ اس آدمی کو نہ دو۔ اور کہلا بھیجو کہ وہ خود ہی آکر اپنی چیز لیجاویں ہم کسی اور کو نہ دینگے اور اگر تم نے اس کو سچا سمجھ کر دیدیا اور پھر مالک نے کہا کہ میں نے اس کو نہ بھیجا تھا تم نے کیوں دیدیا۔ تو وہ تم سے لے سکتا ہے۔ اور تم اُس آدمی سے وہ شے لوٹا سکتی ہو۔ اور اگر اس کے پاس سے وہ شے جاتی رہی ہو تو تم اس سے دام نہیں لے سکتی ہو۔ اور مالک تم سے دام لے لے گا۔

نوزدہم	مانگے کی چیز کا بیان	باب ۱۹

مسئلہ ۱ کسی[۴] سے کوئی کپڑا یا زیور یا چارپائی' برتن وغیرہ کوئی چیز کچھ دن کے لئے مانگ لی کہ ضرورت نکل جانے کے بعد دی جاویں گی تو اس کا حکم بھی امانت کی طرح ہے اب اس کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا واجب ہے۔ اگر باوجود حفاظت کے جاتی رہے تو جس کی چیز ہے اس کو تاوان لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اگر تم نے اقرار کر لیا ہو کہ اگر جاوے گی تو ہم سے دام لے لینا۔ تب بھی تاوان لینا درست نہیں۔ البتہ اگر حفاظت نہ کی اس وجہ سے جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور مالک کو ہر وقت اختیار ہے جب چاہے اپنی چیز لے لیوے تم کو انکار کرنا درست نہیں۔ اگر مانگنے پر نہ دی تو پھر ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۲** جس[۵] طرح برتنے کی اجازت مالک نے دی ہو اسی طرح برتنا جائز ہے اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اگر خلاف کرے گی تو جاتے رہنے پر

۴ عالمگیری مصری صفحہ ۳۲۸ و ۳۲۹ ج ۴ **۵** العاریۃ امانۃ فی ید المستعیر فاذا ہلکت او ضاعت او نقصت قیمتہا بلا تعد ولا تقصیر لا یلزمہ الضمان مثلا اذا اسقطت المرآۃ المعارۃ من ید المستعیر بلا عمد او زلقت رجلہ فسقطت المرآۃ فانکسرت لا یلزمہ الضمان وکذا لو وقع علی البساط المعار شیئ فتلوث بہ ونقصت قیمتہ فلا ضمان (المجلۃ صفحہ ۱۳۳-۱۳۴) ولو ہلکت العاریۃ بلا تعد من المستعیر فلا ضمان ولو شرط الضمان فانہ باطل کما فی المحیط وفی البزازیۃ اعر لی ہذا علی انہ ان ضاع فانا ضامن وضاع لم یضمن وفی شرح الطحاوی لو تعدی ضمن بالاجماع (مرآۃ المجلۃ صفحہ ۲۲۶-۲۲۷) متی طلب المعیر العاریۃ لزم المستعیر ردہا الیہ فوراً واذا وقفہا واخرہا بلا عذر فتلفت العاریۃ او نقصت قیمتہا ضمن ۱۲ المجلۃ صفحہ ۱۳۶ **۶** اذا قیدت العاریۃ بنوع من انواع الانتفاع فلیس للمستعیر ان یتجاوز ذلک النوع الی ما فوقہ ولکن لہ ان یخالف باستعمال العاریۃ بما ہو مساو لنوع الاستعمال الذی قیدت بہ او بنوع اخف منہ مثلا لو استعار دابۃ لیحملہا حنطۃ فلیس لہ ان یحمل علیہا حدیدا او حجارۃ ولہ ان یحملہا شیئا مساویا للحنطۃ او اخف منہا وکذا لو استعار دابۃ ۔۔

۔۔ فلیس لہ ان یحملہا حملا واما الدابۃ المستعارۃ للحمل فانہا ترکب ۱۲ المجلۃ صفحہ ۱۳۵ *

۱ ربطہا فی طرف کمہ او عمامتہ او شدہا فی مندیل او وضعہ فی کمہ او القاہا فی جیبہ ولم تقع فیہ وہو یظن انہا وقعت فیہ لا یضمن ۱۲ رد المحتار صفحہ ۶۶۸ ج ۴ **۲** اذا طلبہا المالک فقال لا اقدر علی احضارہا الساعۃ فترکہ المالک وذہب ان کان عن رضی لا یضمن وان کان عن غیر رضی ضمن وان کان الطالب وکیل المالک یضمن ۱۲ عالمگیری مصری صفحہ ۳۴۲ ج ۴ **۳** رسول المودع طلبہا فقال لا ادفع الا الی الذی جاء بہا فسرق یضمن فی قول الثانی وفی ظاہر المذہب لا یضمن (عالمگیری مصری صفحہ ۳۴۳ ج ۴) اودع رجل رجلا دراہم فجاء رجل فقال ارسلنی الیک صاحب الودیعۃ لتدفعہا الی فدفعہا الیہ فہلکت عندہ ثم جاء صاحبہا وانکر ذلک فالمستودع ضامن فان صدقہ المودع فی کونہ رسولا ولم یشترط علیہ الضمان لا یرجع وان کذبہ فی کونہ رسولا ومع ہذا دفع او لم یصدقہ ولم یکذبہ ومع ہذا دفع او صدقہ ودفع الیہ علی الضمان یرجع ۱۲

تاوان دینا پڑے گا۔ جیسے کسی نے اوڑھنے کو دوپٹہ دیا یہ اس کو بچھا کر لیٹی اس لئے وہ خراب ہو گیا یا چارپائی پر اتنے آدمی لد گئے کہ وہ ٹوٹ گئی۔ یا شیشے کا برتن آگ پر رکھدیا وہ ٹوٹ گیا یا اور کچھ ایسی خلاف بات کی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر چیز مانگ لائی اور یہ بدنیتی کی کہ اب اس کو لوٹا کر نہ دوں گی بلکہ ہضم کر جاؤنگی تب بھی تاوان[ا] دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۳** ایک[ا] یا دو دن کے لئے کوئی چیز منگوائی تو اب ایک دو دن کے بعد پھیر دینا ضروری ہے جتنے دن کے وعدے پر لائی تھی اتنے دن کے بعد اگر نہ پھیرے گی تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۴** جو چیز[۲] مانگی لی ہے یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر مالک نے زبان سے صاف کہدیا کہ چاہو خود برتو چاہو دوسرے کو دو۔ مانگنے والی کو درست ہے کہ دوسرے کو بھی برتنے کے لئے دیدے۔ اسی طرح اگر اس نے صاف تو نہیں کہا مگر اس سے میل جول ایسا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ ہر طرح اس کی اجازت ہے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر مالک نے صاف منع کر دیا کہ دیکھو تم خود برتنا کسی اور کو مت دینا تو اس صورت میں کسی طرح درست نہیں کہ دوسرے کو برتنے کے لئے دی جائے اور اگر مانگنے والی نے یہ کہکر منگائی ہے کہ میں برتوں گی اور مالک نے دوسری کے برتنے سے منع نہ کیا اور نہ صاف اجازت دی تو اس چیز کو دیکھو کیسی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک ہی طرح برتا کرتے ہیں برتنے میں فرق نہیں ہوتا تب تو خود بھی برتنا درست ہے اور دوسرے کو برتنے کے لئے بھی دینا درست ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک طرح نہیں برتا کرتے بلکہ کوئی اچھی طرح برتتا ہے کوئی بری طرح تو ایسی چیز تم دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتی ہو۔ اسی طرح اگر یہ کہکر منگائی ہے کہ ہمارا فلانا رشتہ دار یا ملاقاتی برتے گا اور مالک نے تمھارے برتنے نہ برتنے کا ذکر نہیں کیا تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ اول قسم کی چیز کو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسری قسم کی چیز کو تم نہیں برت سکوگی صرف وہی برتے گا جس کے برتنے کے نام سے منگائی ہے۔ اور اگر تم نے یوں ہی منگا بھیجی نہ اپنے برتنے کا نام لیا نہ دوسرے کے برتنے کا۔ اور مالک نے بھی کچھ نہیں کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اول قسم کی چیز کو تو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسرے کو بھی برتنے کے لئے دے سکتی ہو اور دوسری قسم کی چیز میں یہ حکم ہے کہ اگر تم نے برتنا شروع کر دیا تب تو دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتیں۔ اور اگر دوسرے سے برت والیا تو تم نہیں برت سکتیں خوب سمجھ لیجئو۔ **مسئلہ ۵** ماں[۵] باپ وغیرہ کا کسی کو چھوٹے نابالغ کی چیز کا مانگے دینا جائز نہیں ہے اگر وہ چیز جاتی رہے تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر خود نابالغ اپنی چیز دیوے اس کا لینا بھی جائز نہیں۔

[۲] ثوبا للبس ولم یسم اللابس اودابۃ للرکوب ولم یسم الراکب فلہ الباس غیرہ واکاب غیرہ فان لبس اورکب بنفسہ فاراد ان یعیر من غیرہ او البس غیرہ اوارکب غیرہ اولاثم ارادان یرکب اویلبس بنفسہ فقد اختلفوا فیہ والاصح انہ لایملک ذلک ولوفعلہ ضمن ۱۲ عالمگیری مصری ص۳۴۵ ج۴

[۵] لیس للاب اعارۃ مال طفلہ لعدم البدل وکذا القاضی والوصی ۱۲ درمختار ص۷۷ ج۴ [۱] یعنی جب وہ چیز غائب ہو جائے ۱۲

[ا] اذا کانت العاریۃ مقیدۃ بزمان اومکان یعتبر ذلک القید فلیس للمستعیر مخالفتہ مثلا اذا استعار دابۃ لیرکبھا ثلاث ساعات فلیس للمستعیر ان یرکبھا اربع ساعات وکذا اذا استعار فرسا لیرکبھا الی محل فلیس لہ ان یرکبہ الی محل غیرہ (المجلۃ ص۱۳۴) لو کانت العاریۃ مقیدۃ فی الوقت مطلقۃ فی غیرہ نحوان یعیرہ یوما فھذہ عاریۃ مطلقۃ الا فی حق الوقت حتی لو لم یردھا بعد مضی الوقت مع الامکان ضمن اذا ہلک سواء استعملہا بعد الوقت اولا ۱۲ مرآۃ المجلۃ ص۳۴ ج۲

[۲] ولہ ان یعیر غیرہ سواء کان شیئا یتفاوت الناس فی الانتفاع بہ اولا یتفاوتو اذا کانت الاجارۃ مطلقۃ لم یشترط علی المستعیر الانتفاع بہا بنفسہ فاما اذا شرط علیہ ذلک فلہ ان یعیر مالا یتفاوت الناس فی الانتفاع بہ دون ما یتفاوتون فیہ مثال ہذا استعار من آخر ثوبا لیلبسہ بنفسہ اودابۃ لیرکبہا بنفسہ فلیس لہ الباس غیرہ ولا ارکاب غیرہ ولو استعار دارا لیسکنہا بنفسہ فلہ ان یسکنہا من شاء ولو استعار

مسئلہ ۶ کسی[1] سے کوئی چیز مانگ کر لائی گئی پھر وہ مالک مرگیا تو اب مرنے کے بعد وہ مانگے کی چیز نہیں رہی اب اس سے کام لینا درست نہیں۔ اسی طرح اگر وہ مانگنے والی مرگئی تو اس کے وارثوں کو اس سے نفع اٹھانا درست نہیں۔

بستم	ہبہ یعنی کسی کو کچھ دیدینے کا بیان	باب ۲۰

مسئلہ ۱ تم نے[2] کسی کو کوئی چیز دی اور اُس نے منظور کرلیا یا مُنھ سے کچھ نہیں کہا بلکہ تم نے اس کے ہاتھ پہ رکھدیا اور اس نے لے لیا تو اب وہ چیز اُسی کی ہوگئی۔ اب تمھاری نہیں رہی بلکہ وہی اس کی مالک ہے اس کو شرع میں ہبہ کہتے ہیں۔ لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں۔ ایک تو اس کے حوالے کردینا اور اس کا قبضہ کرلینا ہے اگر تم نے کہا یہ چیز ہم نے تم کو دیدی اس نے کہا ہم نے لے لی۔ لیکن ابھی تم نے اس کے حوالے نہیں کیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا ابھی وہ چیز تمھاری ہی ملک ہے البتہ اگر اُس نے اس چیز پر قبضہ کرلیا تو اب قبضہ کرلینے کے بعد اس کی مالک بنی۔ **مسئلہ ۲** تم نے[3] وہ دی ہوئی چیز اس کے سامنے اس طرح رکھدی کہ اگر وہ اُٹھانا چاہے تو لے سکے اور کہدیا کہ لو اس کو لے لو۔ تو اس کے پاس رکھدینے سے بھی وہ مالک بن گئی۔ ایسا سمجھیں گے کہ اس نے اُٹھالیا اور قبضہ کرلیا۔ **مسئلہ ۳** بند صندوق[4] میں کچھ کپڑے دیدیئے لیکن اس کی کنجی نہیں دی تو یہ قبضہ نہیں ہوا۔ جب کنجی دیوے گی تب قبضہ ہوگا۔ اُس وقت اسکی مالک بنے گی۔ **مسئلہ ۴** کسی[5] بوتل میں تیل رکھا ہے یا اور کچھ رکھا ہے تم نے وہ بوتل کسی کو دیدی۔ لیکن تیل نہیں دیا تو یہ دینا صحیح نہیں۔ اگر وہ قبضہ کرلے تب بھی اس کی مالک نہ ہوگی۔ جب اپنا تیل نکال کے دوگی تب وہ مالک ہوگی۔ اور اگر تیل کسی کو دیدیا۔ مگر بوتل نہیں دی اور اس نے بوتل سمیت لے لیا کہ ہم خالی کر کے پھیر دیں گے تو یہ تیل کا دینا صحیح ہے قبضہ کرلینے کے بعد مالک بن جاوے گی۔ غرضکہ جب برتن وغیرہ کوئی چیز دو تو خالی کر کے دینا شرط ہے بغیر خالی کئے دینا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے مکان دیا تو اپنا سارا مال اسباب نکال کے خود بھی اس گھر سے نکل کے دینا چاہیئے۔ **مسئلہ ۵** اگر کسی[6] کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دو پوری چیز نہ دو تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیکھو وہ کس قسم

---

[3] اذن بالقبض واما اذنہ صراحۃ فہو قولہ خذ ہذا المال فانی وہبتک ایاہ ان کان المال حاضراً فی مجلس الہبۃ وان کان غائبا فقولہ وہبتک المال الفلانی اذہب و خذہ امر صریح ۱۲ مرآۃ المجلۃ صہ۴۲ ج۱ [4] والتمکن من القبض کالقبض فلو وہب لرجل ثیابا فی صندوق مقفل ودفع الیہ الصندوق لم یکن قبضا وان مفتوحا کان قبضا التمکنہ منہ ۱۲ در مختار صہ۴۷۶ ج۴ [5] والاصل ان الموہوب ان کان مشغولا بملک الواہب منع تمامہا واعلم ان الضابط فی ہذا المقام ان الموہوب اذا اتصل بملک الواہب اتصال خلقۃ وامکن فصلہ لاتجوز ہبتہ مالم یوجد الانفصال والتسلیم کما اذا وہب الزرع او التمر بدون الارض والشجر او بالعکس وان اتصل اتصال مجاورۃ فان کان الموہوب مشغولا بحق الواہب لم یجز کما اذا وہب السرج علی الدابۃ لان استعمال السرج انما یکون للدابۃ فکانت للواہب علیہ ید مستقلۃ فتوجب نقصانا فی القبض وان لم یکن مشغولا جاز اذا وہب دابۃ مسرجۃ دون سرجہا لان الدابۃ تستعمل بدونہ وان شاغلا تجوز ہبۃ الشاغل لا المشغول فلو وہب جرابا فیہ طعام الواہب او دارا فیہا متاعہ او دابۃ علیہا سرجہ وسلمہا کذلک لاتصح وبعکسہ تصح فی الطعام والمتاع والسرج فقط لان کلا منہا شاغل لملک الواہب لا مشغول بہ ۱۲ در وشامی صہ۴۷۹ ج۴ [6] (وتتم بالقبض) فی محوز مفرغ مقسوم ومشاع لایبقی منتفعا بہ بعد ان یقسم کبیت وحمام صغیرین لانہا لاتتم بالقبض فیما یقسم ولو وہبہ لشریکہ او لاجنبی فان قسمہ وسلمہ صح ۱۲ در مختار صہ۴۷۸ ج۴ +

[1] واذا ماتت المعیر او المستعیر تبطل الاعارۃ بموت احد العاقدین ۱۲ مرآۃ المجلۃ صہ۳۲۵ ج۱

[2] ہی (ای الہبۃ) تملیک العین مجانا (در مختار صہ۴۷۶ ج۴) تصح الہبۃ بایجاب وقبول وتتم بالقبض (مجمع الانہر صہ۳۵۳ ج۲) التلفظ بالایجاب والقبول لایشترط بل تکفی القرائن الدالۃ علی التملیک کمن دفع للفقیر شیئا وقبضہ ولم یتلفظ واحد منہما بشئ (مرآۃ المجلۃ صہ۴۳ ج۱) القبض فی الہبۃ کالقبول فی البیع بناء علیہ تتم الہبۃ اذا قبض الموہوب لہ فی مجلس الہبۃ المال الموہوب بدون ان یقول قبلت او اتہبت عند ایجاب الواہب ای قولہ وہبتک ہذا المال (المجلۃ صہ۱۴۰) وفی الذخیرۃ قال ابو بکر اذا قال الرجل لغیرہ وہبت فرسی ہذا منک والفرس حاضر فقبض الموہوب لہ الفرس ولم یقل قبلت جازت الہبۃ وکذا لو کان الفرس غائبا فذہب وقبضہ ولم یقل قبلت جازت یلزم اذن الواہب صراحۃ او دلالۃ فی القبض ایجاب الواہب دلالۃ

کی چیز ہے آدھی بانٹ دینے کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہ رہے گی۔ اگر بانٹ دینے کے بعد اُس کام کی نہ رہے جیسے چکّی کہ اگر بیچوں بیچ سے توڑ کے دیدو تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی۔ اور جیسے چوکی، پلنگ، پتیلی، لوٹا، کٹورہ، پیالہ۔ صندوق، جانور وغیرہ ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کے بھی آدھی تہائی جو کچھ دینا منظور ہو دینا جائز ہے اگر وہ قبضہ کر لے تو جتنا حصّہ تم نے دیا ہے اس کی مالک بن گئی اور وہ چیز ساجھے میں ہو گئی۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے جیسے زمین۔ گھر، کپڑے کا تھان، جلانے کی لکڑی، اناج غلہ، دودھ دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کئے ان کا دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر تم نے کسی سے کہا۔ ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دیدیا۔ وہ کہے ہم نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کر لے تب بھی اس کی مالک نہیں ہوئی۔ ابھی سارا گھی تمہارا ہی ہے۔ ہاں اس کے بعد اگر اس[۵] میں کا آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالے کر دو تو اب البتہ اس کی مالک ہو جائے گی۔ مسئلہ[۶] ایک تھان یا ایک مکان یا باغ وغیرہ دو آدمیوں نے مل کر آدھا آدھا خریدا تو جب تک تقسیم نہ کر لو تب تک اپنا آدھا حصّہ کسی کو دیدینا صحیح نہیں مسئلہ[۷] آٹھ آنے یا بارہ آنے پیسے دو شخصوں کو دیئے کہ تم دونوں آدھے آدھے لے لو۔ یہ صحیح نہیں بلکہ آدھے آدھے تقسیم کر کے دینا چاہئیں۔ البتہ اگر وہ دونوں فقیر ہوں تو تقسیم کی ضرورت نہیں۔ اور اگر ایک روپیہ یا ایک پیسہ دو[۲] آدمیوں کو دیا تو یہ دینا صحیح ہے مسئلہ[۸] بکری یا گائے وغیرہ کے پیٹ میں بچّہ ہے تو پیدا ہونے سے پہلے ہی اُس کا دیدینا صحیح نہیں ہے بلکہ اگر پیدا ہونے کے بعد وہ قبضہ بھی کر لے تب بھی مالک نہیں ہوئی۔ اگر دینا ہو تو پیدا ہونے کے بعد پھر سے دیوے۔ مسئلہ[۹] کسی[۴] نے بکری دی اور کہا کہ اس کے پیٹ میں جو بچّہ ہے اس کو ہم نہیں دیتے وہ ہمارا ہی ہے تو بکری اور بچّہ دونوں اسی کے ہو گئے۔ پیدا ہونے کے بعد بچّہ لے لینے کا اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ[۱۰] تمہاری[۶] کوئی چیز کسی کے پاس امانت رکھی ہے تم نے اسی کو دیدی تو اس صورت میں فقط اتنا کہدینے سے کہ میں نے لی اُس کی مالک ہو جائے گی اب جا کر دوبارہ اُس پر قبضہ کرنا شرط نہیں ہے کیونکہ وہ چیز تو اسکے پاس ہی ہے۔ مسئلہ[۱۱] نابالغ[۷] لڑکا یا لڑکی اپنی چیز کسی کو دیدے تو اس کا دینا صحیح نہیں ہے اور اس کی چیز لینا بھی ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

بست ویکم	بچّوں کو دینے کا بیان	باب ۲۱

مسئلہ[۱] ختنہ وغیرہ کسی تقریب میں چھوٹے بچّوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے خاص اس بچّے کو دینا

[۸] ویباح لوالدیہ ان ۔۔۔ ہ یا کلا من ماکول وہب لہ وقیل لا فا فادان غیر الماکول لا یباح الا لحاجۃ وضعوا ہدیۃ الختان بین یدی الصبی مما یصلح لہ کثیاب الصبیان فالہدیۃ لہ والا فان المہدی من اقربار الاب او معارفہ فللاب او من معارف الام فللام قال ہذا للصبی اولا ۱۲ درمختار صفحہ ۵۹۶ ج ۴ +

[۱] دیکھو حاشیہ نمبر ۶ صفحہ ۳۷۔

[۲] ولا یصح فی مشاع یقسم ویبقی منتفعا بہ قبل القسمۃ وبعدہا ۱۲ عالمگیری مصری صفحہ ۲۵۴ ج ۴

[۳] واذا تصدق بعشرۃ دراہم او وہبہا لفقیرین صح لا لغنیین وہب لرجلین درہما ان صحیحا صح وان مغشوشا لا لانہ مما یقسم ۱۲ درمختار صفحہ ۵۸۶ ج ۴

[۴] لو وہب الحمل وسلم بعد الولادۃ لا یجوز لان فی وجودہ احتمالا فصار کالمعدوم ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۵۷۲ ج ۴

[۵] وان وہبہا واستثنی ما فی بطنہا جازت الہبۃ فی الام والولد والاستثنار باطل ۱۲ عالمگیری مصری صفحہ ۳۶۲ ج ۴

[۶] وہبۃ شئ ہو فی ید الموہوب لہ تتم بلا تجدید قبض (مجمع الانہر صفحہ ۳۵۷ ج ۲) من وہب مالہ الذی ہو فی ید آخر لہ تتم الہبۃ ولا حاجۃ الی القبض والتسلیم مرۃ اُخری ۱۲ المجلۃ صفحہ ۱۴۲

[۷] یشترط ان یکون الواہب عاقلا بالغا بنار علیہ لا تصح ہبۃ الصغیر والمعتوہ واما الہبۃ لہؤلاء فصحیحۃ ۱۲ المجلۃ صفحہ ۱۴۲

مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سب نیوتہ بچے کی مِلک نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کریں۔ البتہ اگر کوئی شخص خاص[ا] بچے ہی کو کوئی چیز دیوے تو پھر وہی بچہ اس کا مالک ہے اگر بچہ سمجھدار ہے تو خود اسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے جب قبضہ کر لیا تو مالک ہو گیا۔ اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو تو اگر باپ ہو تو اُس کے قبضہ کر لینے سے۔ اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائے گا۔ اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو وہ بچہ جس کی پرورش میں ہے اس کو قبضہ کرنا چاہئے اور باپ دادا کے ہوتے ماں نانی دادی وغیرہ اور کسی کا قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے۔ **مسئلہ ۲** اگر باپ[۲] یا اُس کے نہ ہونے کے وقت دادا اپنے بیٹے پوتے کو کوئی چیز دینا چاہے تو بس اتنا کہدینے سے ہبہ صحیح ہو جائے گا کہ میں نے اس کو یہ چیز دیدی۔ اور باپ دادا نہ ہو اُس وقت ماں بھائی وغیرہ بھی اگر اس کو کچھ دینا چاہیں اور وہ بچہ انکی پرورش میں بھی ہو۔ اُن کے اس کہدینے سے بھی وہ بچہ مالک ہو گیا۔ کسی کے قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۳ جو چیز[۳] ہو اپنی سب اولاد کو برابر برابر دینا چاہئے۔ لڑکا لڑکی سب کو برابر دلیوے۔ اگر کبھی کسی کو کچھ زیادہ دیدیا تو بھی خیر کچھ حرج نہیں لیکن جسے کم دیا اس کو نقصان دینا مقصود نہ ہو نہیں تو کم دینا درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۴** جو چیز[۴] نابالغ کی مِلک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اسی بچے ہی کے کام میں لگانا چاہئے کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لادیں نہ کسی اور بچے کے کام میں لگادیں۔

مسئلہ ۵۔ اگر ظاہر[۵] میں بچے کو دیا مگر یقیناً معلوم ہے کہ منظور تو ماں باپ ہی کو دینا ہے مگر اس چیز کو حقیر سمجھ کر بچے ہی کے نام سے دیدیا تو ماں باپ کی مِلک ہے وہ جو چاہیں کریں پھر اس میں بھی دیکھ لیں اگر ماں کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو ماں کا ہے اگر باپ کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو باپ کا ہے۔ **مسئلہ ۶** اپنے[۶] نابالغ لڑکے کے لئے کپڑے بنوائے تو وہ لڑکا مالک ہو گیا۔ یا نابالغ لڑکی کے لئے زیور گہنا بنوایا تو وہ لڑکی اسکی مالک ہو گئی۔ اب اُن کپڑوں کا یا اُس زیور کا کسی اور لڑکا لڑکی کو دینا درست نہیں۔ جس کے لئے بنوائے ہیں اُسی کو دیوے۔ البتہ اگر بنانے کے وقت صاف کہدیا کہ یہ میری ہی چیز ہے مانگے کے طور پر دیتا ہوں تو بنوانے والے کی رہے گی۔ اکثر دستور ہے کہ بڑی بہنیں بعض وقت چھوٹی نابالغ بہنوں سے یا خود ماں اپنی لڑکی سے دوپٹہ وغیرہ کچھ مانگ لیتی ہیں تو اُن کی چیز کا ذرا دیر کے لئے مانگ لینا بھی درست نہیں۔ **مسئلہ ۷** جس[۷] طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو دے نہیں سکتا اسی طرح ماں باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز کے دینے کا اختیار نہیں۔ اگر ماں باپ

و فی المفازة واحتاج الیہ لانعدام الطعام معہ فلہ الاکل بالقیمة ۱۲ در و شامی صـ۸۰۳ ج ۴ ۵ واذا اہدی الفواکہ للصغیر یحل للابوین الاکل منہا اذا ارید بذلک الابوان لکن الاہوار للصغیر استصغاراً للہدیة ۱۲ رد المحتار صـ۷۸۴ ج ۴ ۶ اتخذ لولدہ الصغیر ثوبا ملکہ وکذا الکبیر بالتسلیم اتخذ لولدہ ثیابا لیس لہ ان یدفعہا الی غیرہ الا اذا بین وقت الاتخاذ انہا عاریة ۱۲ رد المحتار صـ۷۸۴ ج ۴ ۷ ولا یجوز ان یہب شیئا من مال طفلہ ولو بعوض ۱۲ در مختار صـ۷۸۴ ج ۴

۱ وان وہب لہ اجنبی یتم بقبض ولیہ وہو احد الاربعة الاب ثم وصیہ ثم الجد ثم وصیہ وان لم یکن فی حجرہم وعند عدمہم تتم بقبض من یعولہ کعمہ وامہ واجنبی ولو ملتقطا لو فی حجرہا والا لا لفوت الولایة وبقبضہ لو ممیزا یعقل التحصیل ولو مع وجود ابیہ ۱۲ در مختار صـ۷۸۳ ج ۴

۲ وہبة الاب لطفلہ تتم بالعقد وکذا لو وہبتہ امہ وہو فی یدہا والاب میت ولیس لہ وصی وکذا کل من یعولہ ۱۲ عالمگیری مصری صـ۳۷۳ ج ۴

۳ لا بأس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبة لانہا عمل القلب وکذا فی العطایا ان لم یقصد بہ الاضرار وان قصدہ یسوی بینہم یعطی البنت کالابن عند الثانی وعلیہ الفتوی ۱۲ در مختار صـ۷۸۵ ج ۴

۴ ویباح لوالدیہ ان یاکلا من ماکول وہب لہ وقیل لا فافاد ان غیر الماکول لا یباح لہما الا لحاجة قال فی التاتارخانیة اذا احتاج الاب الی مال ولدہ فان کانا فی المصر واحتاج لفقرہ اکل بغیر شیء وان کانا

ـــہ مگر بلا وجہ ایسا کرنے میں کراہت ہے ۱۲

اس کی چیز کسی کو بالکل دیدیں یا ذرا دیر یا کچھ دن کے لئے مانگی دیویں تو اس کا لینا درست نہیں۔ البتہ اگر ماں باپ کو نہوت کی وجہ سے نہایت ضرورت ہو اور وہ چیز کہیں اور سے اُن کو نہ مل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز لے لینا درست ہے **مسئلہ** ماں[1] باپ وغیرہ کو بچے کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں۔ بلکہ خود قرض لینا بھی صحیح نہیں۔ خوب یاد رکھو۔

باب ۲۲	دے کر پھیر لینے کا بیان	بست و دو

مسئلہ ۱ کچھ[2] دے کر پھیر لینا بڑا گناہ ہے۔ لیکن[3] اگر کوئی واپس لے لیوے اور جس کو دی تھی وہ اپنی خوشی سے دے بھی دیوے تو اب پھر اس کی مالک بن جائے گی مگر بعضی[4] باتیں ایسی ہیں جس سے پھیر لینے کا اختیار بالکل نہیں رہتا۔ مثلاً تم نے کسی کو بکری دی۔ اُس نے کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا تو پھیرنے کا اختیار نہیں ہے۔ یا کسی کو زمین دی اُس میں اُس نے گھر بنالیا یا باغ لگایا تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں۔ یا کپڑا دینے کے بعد اُس نے کپڑے کو سی لیا یا رنگ لیا یا دُھلوالیا تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں۔

مسئلہ ۲ تم نے[5] کسی کو بکری دی۔ اس کے دو ایک بچے ہوئے تو پھیرنے کا اختیار باقی ہے۔ لیکن اگر پھیرے تو صرف بکری پھیر سکتی ہے وہ بچے نہیں لے سکتی۔ **مسئلہ ۳** دینے[6] کے بعد اگر دینے والا یا لینے والا مر جائے تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا۔ **مسئلہ** تم کو کسی[7] نے کوئی چیز دی۔ پھر اُس کے بدلے میں تم نے بھی کوئی چیز اُس کو دیدی اور کہہ دیا لو بہن اس کے عوض تم یہ لے لو۔ تو بدلہ دینے کے بعد اب اس کو پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ اگر تم نے یہ نہیں کہا کہ ہم اس کے عوض میں دیتے ہیں تو وہ اپنی چیز پھیر سکتی ہے۔ اور تم اپنی چیز بھی پھیر سکتی ہو۔ **مسئلہ ۵** بی بی[8] نے اپنے میاں کو یا میاں نے اپنی بی بی کو کچھ دیا تو اسکے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے ایسے رشتہ دار کو کچھ دیا جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور وہ رشتہ

م الموہوب ثوباً فصبغہ بعصفر او زعفران او خاطہ قمیصاً او جبۃ وحشاہ او قباء ای لا یصح الرجوع ۱۲ عالمگیری مصری ص ۳۶۷ ج ۴ (۶) وفاۃ کل من الواہب والموہوب لہ مانع للرجوع بناء علیہ کما انہ لیس للواہب الرجوع عن الہبۃ اذا توفی الموہوب لہ کذلک لیس للورثۃ استرداد الموہوب اذا توفی الواہب ۱۲ المجلۃ ص ۱۴۲ (۷) (والعین العوض) بشرط ان یذکر لفظاً یعلم الواہب انہ عوض کل ہبۃ فان قال خذہ عوض ہبتک او بدلہا او فی مقابلتہا فقبضہ الواہب سقط الرجوع ولو لم یذکر انہ عوض رجع کل بہبتہ ۱۲ در مختار ص ۷۸۹ ج ۴ (۸) من وہب لاصولہ وفروعہ او لاخیہ او اختہ او لاولادہما او لعمہ وعمتہ شیئاً فلیس لہ الرجوع لو وہب کل من الزوج والزوجۃ صاحبہ شیئاً حال کون الزوجیۃ قائمۃ بینہما فبعد التسلیم لیس لہ الرجوع (المجلۃ ص ۱۴۳) والمحرمیۃ بالسبب لا بالقرابۃ لا تمنع الرجوع کالآباء والامہات والاخوۃ والاخوات من الرضاعۃ وکذا المحرمیات بالمصاہرۃ کامہات النساء والربائب وازواج البنین والبنات (عالمگیری مصری ص ۳۶۸ ج ۴) ولیس لہ حق الرجوع بعد التسلیم فی ذی الرحم وفی ما سوی ذلک لہ حق الرجوع الا ان بعد التسلیم لا یتفرد الواہب بالرجوع بل یحتاج فیہ الی القضاء او الرضاء وقبل التسلیم یتفرد الواہب بذلک الرجوع فی الہبۃ مکروہ فی الاحوال کلہا ویصح ۱۲ عالمگیری مصری ص ۳۶۷ ج ۴

(۱) بخلاف الاب فانہ لا یملک اقراض مال ابنہ الصبی من المل لعدم القدرۃ علی الاستیفاء لانہ لا یمکن من تحصیل المال من المستقرض بنفسہ فکان بمنزلۃ الوصی الا فی روایۃ ۱۲ کشف المبہم ص ۳۰۶ (۲) مثل الذی یعطی العطیۃ ثم یرجع فیہا کمثل الکلب یاکل فاذا شبع قاء ثم عاد فی قیئہ ۱۲ ابوداؤد ص ۴۹۹ (۳) للواہب ان یرجع عن الہبۃ والہدیۃ بعد القبض برضاء الموہوب لہ وان لم یرض الموہوب لہ راجع الواہب الحاکم وللحاکم فسخ الہبۃ ان لم یکن ثمہ مانع من موانع الرجوع ۱۲ المجلۃ ص ۱۴۳ (۴) لا تمنع الزیادۃ المنفصلۃ کولد وارش وعقر وثمرۃ فیرجع فی الاصل لا الزیادۃ (در ص ۷۸۸ ج ۴) اذا کان الموہوب ارضاً احدث الموہوب فیہ بناءً او غرس شجراً او حصل الموہوب زیادۃ متصلۃ لکونہ حیواناً وصلح بتربیۃ الموہوب لہ او تبدل اسمہ بتغییر الموہوب لہ لکونہ حنطۃ وجعلہ دقیقاً فلیس للواہب الرجوع عن الہبۃ (المجلۃ ص ۱۴۳) او کان م

خون کا ہے جیسے بھائی بہن بھتیجا بھانجا وغیرہ تو اُس سے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔ اور اگر قرابت اور رشتہ تو ہے لیکن نکاح حرام نہیں ہے جیسے چچا زاد۔ پھوپھی زاد بہن بھائی وغیرہ یا نکاح حرام تو ہے لیکن نسب کے اعتبار سے قرابت نہیں یعنی وہ رشتہ خون کا نہیں بلکہ دودھ کا رشتہ یا اور کوئی رشتہ ہے جیسے دودھ شریک بھائی بہن وغیرہ یا داماد ساس خسر وغیرہ۔ تو ان سب سے پھیر لینے کا اختیار رہتا ہے۔

مسئلہ جتنی صورتوں میں پھیر لینے کا اختیار ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بھی پھیر دینے پر راضی ہو جائے اس وقت پھیر لینے کا اختیار ہے جیسا اوپر آچکا۔ لیکن گناہ اس میں بھی ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو اور نہ پھیرے تو بدون قضاء قاضی کے زبردستی پھیر لینے کا اختیار نہیں اور اگر زبردستی بدون قضاء کے پھیر لیا تو یہ مالک نہ ہوگا۔ **مسئلہ** جو کچھ ہبہ[۱] کر دینے کے حکم احکام بیان ہوئے ہیں اکثر خدا کی راہ میں خیرات دینے کے بھی وہی احکام ہیں۔ مثلاً بغیر قبضہ کئے فقیر کی ملک میں چیز نہیں جاتی۔ اور جس چیز کا تقسیم کے بعد دینا شرط ہے اس کا یہاں بھی تقسیم کے بعد دینا شرط ہے۔ جس چیز کا خالی کر کے دینا ضروری ہے یہاں بھی خالی کر کے دینا ضروری ہے البتہ دو باتوں کا فرق ہے۔ ایک ہبہ میں رضا مندی سے پھیر لینے کا اختیار رہتا ہے[۵]۔ دوسرے آٹھ دس آنے پیسے یا آٹھ دس روپے اگر دو فقیروں کو دیدو کہ تم دونوں بانٹ لینا تو یہ بھی درست[۲] ہے۔ اور ہبہ میں اس طرح درست نہیں ہوتا۔ **مسئلہ** کسی فقیر کو پیسہ[۳] دینے لگے مگر دھوکے سے اٹھنی چلی گئی تو اُس کے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔

بست وسہ	کرایہ پر لینے کا بیان	باب ۲۳

مسئلہ[۱] جب[۴] تم نے مہینہ بھر کے لئے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا تو مہینے کے بعد کرایہ دینا پڑے گا چاہے اس میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا رہا ہو۔ کرایہ بہر حال واجب ہے۔

مسئلہ[۲] درزی[۵] کپڑا سی کر۔ یا رنگ ریز رنگ کر یا دھوبی کپڑا دھو کر لایا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے اُس کی مزدوری نہ لے لیوے تب تک تم کو کپڑا نہ دیوے۔ بغیر مزدوری دیئے اُس سے زبردستی لینا درست نہیں۔ اور اگر کسی مزدور سے غلّے کا ایک بورا ایک آنہ پیسہ کے وعدہ پر اُٹھوایا تو وہ اپنی مزدوری مانگنے کے لئے تمہارا غلّہ نہیں روک سکتا۔ کیونکہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلّہ میں کوئی بات نہیں پیدا ہوئی۔ اور پہلی صورتوں میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہوگئی۔ **مسئلہ[۳]** اگر کسی[۶] نے یہ شرط

م الصانع ان یعمل بنفسہ فلیس لہ ان یستعمل غیرہ وان اطلق لہ العمل فلہ ان یستاجر من یعملہ لان المستحق عمل فی ذمتہ ویمکن ایفاؤہ بنفسہ وبالاستعانۃ بغیرہ بمنزلۃ ایفاء الدین ۱۲ ہدایہ ص۲۴۶ ج ۳ ۵؎ اور خیرات میں پھیر لینے کا اختیار نہیں رہتا ۱۲ +

۱؎ الصدقۃ بمنزلۃ الہبۃ فی المشاع وغیر المشاع وحاجتہا الی القبض الا انہ لا رجوع فی الصدقۃ اذا تمت ۱۲ عالمگیری مصری ص۳۸۸ ج ۴

۲؎ واذا تصدق بعشرۃ دراہم او وہبہا لفقیرین صح لان الہبۃ للفقیر صدقۃ والصدقۃ یراد بہا وجہ اللہ وہو واحد فلا شیوع لا لغنیین لان الصدقۃ علی الغنی ہبۃ فلا تصح للشیوع ای لا تملک حتی لو قسمہا وسلمہا صح ۱۲ شرح تنویر ص۱۶۱ ج ۴

۳؎ تصدق علی فقیر بطازجۃ علی ظن انہ فلس لیس لہ ان یستردہا ظاہراً ۱۲ عالمگیری مصری ص۳۹۱ ج ۴

۴؎ فیجب الاجر لدار قبضت ولم تسکن لوجود تمکنہ من الانتفاع ۱۲ شرح تنویر ص۱۶۸ ج ۲

۵؎ وکل صانع لعملہ اثر فی العین کالقصار والصباغ فلہ ان یحبس العین بعد الفراغ عن عملہ حتی یستوفی الاجر وکل صانع لیس لعملہ اثر فی العین فلیس لہ ان یحبس العین للاجر کالحمال والملاح ۱۲ ہدایہ ص۲۴۶ ج ۳

۶؎ واذا شرط علی ا

کر لی کہ میرا کپڑا تم ہی سینا یا تم ہی رنگنا یا تم ہی دھونا تو اس کو دوسرے سے دھلوانا درست نہیں۔ اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کرا سکتی ہے۔

باب ۲۴　اجارۂ فاسد کا بیان　بست و چہارم

مسئلہ اگر[1] مکان کرایہ پر لیتے وقت کچھ مدت نہیں بیان کی کہ کتنے دن کے لئے ایک روپیہ دیا ہے یا کرایہ نہیں مقرر کیا یوں ہی لے لیا۔ یا یہ شرط کر لی کہ جو کچھ اس میں گر پڑ جاوے گا وہ بھی ہم اپنے پاس سے بنوا دیا کریں گے۔ یا کسی کو گھر اس وعدہ پر دیا کہ اس کی مرمت کرا دیا کرے اور اس کا یہی کرایہ ہے یہ سب اجارۂ فاسد ہے۔ اور اگر یوں[2] کہدے کہ تم اس گھر میں رہو اور مرمت کرا دیا کرو کرایہ کچھ نہیں تو یہ رعایت ہے اور جائز ہے۔ **مسئلہ ۲** کسی[3] نے یہ کہکر مکان کرایہ پر لیا کہ دو روپے ماہوار کرایہ دیا کریں گے تو ایک ہی مہینے کے لئے اجارہ صحیح ہوا۔ مہینے کے بعد مالک کو اس میں سے اُٹھا دینے کا اختیار ہے پھر جب دوسرے مہینے میں تم رہ پڑے تو ایک مہینے کا اجارہ اب اَور صحیح ہو گیا۔ اسی طرح ہر مہینے میں نیا اجارہ ہوتا رہے گا۔ البتہ اگر یہ بھی کہدیا کہ چار مہینے یا چھ مہینے رہوں گا تو جتنی مدت بتلائی ہے اتنی مدت تک اجارہ صحیح ہوا۔ اس سے پہلے مالک تم کو نہیں اُٹھا سکتا۔ **مسئلہ ۳** پیسنے[4] کے لئے کسی کو گیہوں دیئے اور کہا کہ اسی میں سے پاؤ بھر آٹا پسائی لے لینا۔ یا کھیت کٹوایا اور کہا کہ اسی میں سے اتنا غلّہ مزدوری لے لینا یہ سب فاسد ہے۔ **مسئلہ ۴** اجارہ[5] فاسد کا یہ حکم ہے کہ جو کچھ طے ہوا ہے وہ نہ دلایا جاوے گا بلکہ اتنے کام کے لئے جتنی مزدوری کا دستور ہو۔ یا ایسے گھر کے لئے جتنے کرایہ کا دستور ہو وہ دلایا جاوے گا۔ لیکن اگر دستور زیادہ ہے اور طے کم ہوا تھا تو پھر دستور کے موافق نہ دیا جاوے گا۔ بلکہ وہی پاوے گا جو طے ہوا ہے۔ غرضکہ جو کم ہو اس کے پانے کا مستحق ہے۔ **مسئلہ ۵** گانے[6] بجانے، ناچنے، بندر نچانے وغیرہ جتنی بیہودگیاں ہیں ان کا اجارہ صحیح نہیں بالکل باطل ہے اس لئے کچھ نہ دلایا جاوے گا۔ **مسئلہ ۶** کسی[7] حافظ کو نوکر رکھا کہ اتنے دن تک فلانے کی قبر پر پڑھا کرو اور ثواب بخشا کرو۔ یہ صحیح نہیں باطل ہے نہ پڑھنے والے کو ثواب ملے گا نہ مُردے کو۔ اور یہ کچھ تنخواہ پانے کا مستحق نہیں۔

مو ذلک فذلک فاسد رجل استاجر رجلا لیحصد لہ قصبا فی اجمۃ علی ان یعطی لہ خمس حزمات من ہذا القصب لا یجوز ۱۲ عالمگیری مصری صـ۴۲۹ ج۴ **ف۵** والواجب فی الاجارۃ الفاسدۃ اجر المثل لا یجاوز بہ المسمی الی قولہ واذا نقص اجر المثل لم یجب زیادۃ المسمی لفساد التسمیۃ ۱۲ ہدایہ صـ۲۵۱-۲۵۰ ج۳ **ف۶** ولا تجوز الاجارۃ علی شیء من الغناء والنوح والمزامیر والطبل وشیء من اللہو وعلی ہذا الحداء وقراءۃ الشعر وغیرہ ولا اجر فی ذلک وہذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمدؒ ۱۲ عالمگیری مصری صـ۴۳ ج۴ **ف۷** ولا یصح الاستیجار علی القراءۃ واہداءہا الی المیت لانہ لم ینقل عن احد من الائمۃ الاذن فیہ وقد قال العلماء ان القاری اذا قرأ لاجل المال فلا ثواب لہ فای شیء یہدیہ الی المیت وانما یصل الی المیت العمل الصالح ۱۲ رد المحتار صـ۴۷ ج۵ **ف** اجارہ بمعنی کرایہ پر دینا اور فاسد بمعنی ناجائز۔ اجارہ فاسدہ سے مراد وہ اجارہ ہے جس میں[4]

[4] اجارہ کی شرطوں کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو! ایسے اجارہ کے لئے یہ حکم ہے کہ اُسے توڑ دے اور پھر سے کرایہ پر لے ۱۲

ف۱ تفسد الاجارۃ بالشروط المخالفۃ بمقتضی العقد فکل ما افسد البیع مما مر یفسدہ کجہالۃ ماجور او اجرۃ او مدۃ او عمل وکشرط طعام عبد وعلف دابۃ ومرمۃ لدار ومغارمہا ۱۲ شرح تنویر صـ۱۶۷ ج۲ **ف۲** دفع دارہ علی ان یسکنہا ویرمّہا ولا اجر علیہ فہو عاریۃ لانہ لم یشترط الاجرۃ فان المرمۃ نفقۃ الدار ونفقۃ المستعار علی المستعیر ۱۲ عالمگیری صـ۲۷ ج۴ **ف۳** ومن استاجر دارا کل شہر بدرہم فالعقد صحیح فی شہر واحد فاسد فی بقیۃ الشہور الا ان یسمی جملۃ الشہور معلومۃ واذا تم کان لکل واحد منہما ان ینقض الاجارۃ لانتہاء العقد الصحیح فان سکن ساعۃ من الشہر الثانی صح العقد فیہ ولیس للمؤاجر ان یخرجہ الی ان ینقضی وکذلک کل شہر سکن فی اولہ ۱۲ ہدایہ صـ۲۵۱ ج۳ **ف۴** صورۃ قفیز الطحان ان یستاجر الرجل من آخر ثورا لیطحن بہا الحنطۃ علی ان یکون لصاحبہا قفیز من دقیقہا او یستاجر انسانا لیطحن لہ الحنطۃ بنصف دقیقہا او ثلثہ او ما اشبہ ذلک

مسئلہ [۸] پڑھنے کے لئے کوئی کتاب کرایہ پر لی تو یہ صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔ **مسئلہ** [۸] یہ جو دستور ہے کہ بکری گائے بھینس کے گابھن کرنے میں جس کا بکرا بیل بھینسا ہوتا ہے وہ گابھن کرائی لیتا ہے یہ بالکل حرام ہے۔ **مسئلہ** [۹] بکری یا گائے بھینس کو دودھ پینے کے لئے کرایہ پر لینا درست نہیں۔

مسئلہ [۱۰] جانور کو ادھیان پر دینا درست نہیں یعنی یوں کہنا کہ یہ مرغیاں یا بکریاں لیجاؤ اور پرورش سے اچھی طرح رکھو جو کچھ بچے ہوں وہ آدھے تمہارے آدھے ہمارے یہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ [۱۱] گھر سجانے کے لئے جھاڑ فانوس وغیرہ کرایہ پر لینا درست نہیں۔ اگر لایا بھی تو وہ دینے والا کرایہ پانے کا مستحق نہیں۔ البتہ اگر جھاڑ فانوس جلانے کے لئے لایا ہو تو درست ہے۔

مسئلہ [۱۲] کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر کی تو معمول سے زیادہ بہت آدمیوں کا لد جانا درست نہیں۔ اسی طرح ڈولی میں بلا کہاروں کی اجازت کے دو دو بیٹھ جانا درست نہیں۔ **مسئلہ** [۱۳] کوئی چیز کھوئی گئی۔ اس نے کہا جو کوئی ہماری چیز بتلا دے کہ کہاں ہے اس کو ایک پیسہ دیں گے۔ تو اگر کوئی بتا دیوے تب بھی پیسہ پانے کی مستحق نہیں ہے کیونکہ یہ اجارہ صحیح نہیں ہوا۔ اور اگر کسی خاص آدمی سے کہا ہو کہ اگر تو بتلا دے تو پیسہ دوں گی۔ تو اگر اس نے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے بتلا دیا تو کچھ نہ پاوے گی۔ اور اگر کچھ چل کے بتلایا ہو تو پیسہ دھیلا جو کچھ وعدہ تھا ملے گا۔

باب ۲۵	تاوان لینے کا بیان	بست و پنجم

مسئلہ [۱] رنگریز۔ دھوبی۔ درزی وغیرہ کسی پیشہ ور سے کوئی کام کرایا تو وہ چیز جو اس کو دی ہے اسکے پاس امانت ہے اگر چوری ہو جائے یا اور کسی طرح بلا قصد مجبوری سے ضائع ہو جائے تو اُن سے تاوان لینا درست نہیں۔ البتہ اگر اس نے اس طرح کُندی کی کہ کپڑا پھٹ گیا یا عمدہ ریشمی کپڑا بھٹی پر چڑھا دیا وہ خراب ہو گیا تو اُس کا تاوان لینا جائز ہے۔ اسی طرح جو کپڑا اس نے بدل دیا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے۔ اور اگر کپڑا کھو یا گیا۔ اور وہ کہتا ہے معلوم نہیں کیونکر گیا۔ اور کیا ہوا۔ اس کا تاوان لینا بھی درست ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ میرے یہاں چوری ہو گئی اس ہی جاتا رہا تو تاوان لینا درست نہیں۔

[۱] ولو استاجر کتبا لیقرأ فیہا شعرا کان او فقہا او غیر ذلک لایجوز ولا اجر لہ وان قرء ۱۲ عالمگیری مصری ص ۴۳۲ ج ۴
[۲] ولایجوز اخذ اجرۃ عسب التیس وہو ان یواجر فحلا لینزو علی اناث (ہدایہ ص ۲۵۲ ج ۳) و لاتجوز اجارۃ الشجر علی ان الثمر للمستاجر وکذلک لو استاجر بقرۃ او شاۃ لیکون اللبن او الولد لہ (عالمگیری مصری ص ۴۲۶ ج ۴) وکذا لو دفع الدجاج علی ان یکون البیض بینہما او بذر الفلیق علی ان یکون الابریسم بینہما لایجوز و الحادث کلہ لصاحب الدجاج والبذر (عالمگیری مصری ص ۴۳۰ ج ۴) استاجر شاۃ لارضاع ولدہ او جدیہ لم یجز ۱۲ رد المحتار ج ۵ ص ۸۵
[۳] رجل استاجر آنیۃ لیضعہا فی بیتہ لیتجمل بہا ولا یستعملہا فالاجارۃ فاسدۃ ولا اجر لہ الا اذا کان الذی یستاجر قد یکون ان یستاجر لینتفع بہ ۱۲ عالمگیری بحذف ص ۴۳۹
[۴] استاجر ابلا او حمارا لیحمل علیہا الحنطۃ ولم یبین مقدار الحنطۃ ولا اشار الیہا لایجوز عندہ

م البعض وعند البعض یجوز وینصرف الی المعتاد وہذا اظہر وعلیہ الفتوی ۱۲ عالمگیری ص ۴۲۵ ج ۴ [۵] رجل ضل لہ شئ فقال من دلنی علی کذا فلہ کذا فہو علی وجہین ان قال ذلک علی سبیل العموم بان قال من دلنی فالاجارۃ باطلۃ لان الدلالۃ والاشارۃ لیست بعمل یستحق بہ الاجر وان قال علی سبیل المخصوص بان قال لرجل بعینہ ان دللتنی علی کذا فلک کذا ان مشی لہ فدلہ فلہ اجر المثل للمشی لاجلہ ۱۲ رد المحتار ص ۸۸ ج ۵)

[۶] والمتاع امانۃ فی ید الاجیر المشترک فان ہلک لم یضمن شیئا وما تلف بعملہ کتخریق الثوب من دقہ وزلق الحمال مضمون علیہ ۱۲ ہدایہ مختصرا ج ۳ ص ۲۵۶

مسئلہ ۲ کسی[1] مزدور کو گھی تیل وغیرہ گھر پہنچانے کو کہا۔ اس سے رستہ میں گر پڑا۔ تو اس کا تاوان لینا جائز ہے۔ **مسئلہ ۳** اور جو[2] پیشہ ور نہیں بلکہ خاص تمہارے ہی کام کے لئے ہے مثلاً نوکر چاکر یا وہ مزدور جسکو تم نے ایک دن یا دو چار دن کے لئے رکھا ہے اس کے ہاتھ سے جو کچھ جاتا رہے۔ اس کا تاوان لینا جائز نہیں البتہ اگر وہ خود قصداً نقصان کر دے تو تاوان لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۴** لڑکا کھلانے[3] پر جو نوکر ہے اُس کی غفلت سے اگر بچے کا زیور یا اور کچھ جاتا رہے تو اُس کا تاوان لینا درست نہیں۔

بست و ششم	اجارہ کے توڑ دینے کا بیان	باب ۲۶

مسئلہ ۱ کوئی[4] گھر کرایہ پر لیا۔ وہ بہت ٹپکتا ہے یا کچھ حصہ اس کا گر پڑا۔ یا اور کوئی ایسا عیب نکل آیا جس سے اب رہنا مشکل ہے تو اجارہ کا توڑ دینا درست ہے اور اگر بالکل ہی گر پڑا تو خود ہی اجارہ ٹوٹ گیا۔ تمہارے توڑنے اور مالک کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ **مسئلہ ۲** جب[5] کرایہ پر لینے والے اور دینے والے میں سے کوئی مر جائے تو اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔ **مسئلہ ۳** اگر کوئی[6] ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ کرایہ کو توڑنا پڑے تو مجبوری کے وقت توڑ دینا صحیح ہے۔ مثلاً کہیں جانے کے لئے بہلی کو کرایہ کیا پھر رائے بدل گئی اب جانے کا ارادہ نہیں رہا۔ تو اجارہ توڑ دینا صحیح ہے۔ **مسئلہ ۴** یہ[7] جو دستور ہے کہ کرایہ طے کر کے اس کو کچھ بیعانہ دیدیتے ہیں اگر جانا ہوا تو پھر اس کو پورا کرایہ دیتے ہیں اور وہ بیعانہ اُس کرایہ میں مُجرا ہو جاتا ہے اور جو جانا نہ ہوا تو وہ بیعانہ ہضم کر لیتا ہے واپس نہیں دیتا یہ درست نہیں بلکہ اس کو واپس دینا چاہیئے۔

بست و ہفتم	بلا اجازت کسی کی چیز لے لینے کا بیان	باب ۲۷

مسئلہ ۱ کسی[8] کی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اُس کی بغیر اجازت کے لے لینا بڑا گناہ ہے بعضی عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی عزیز کی چیز بلا اجازت لے لیتی ہیں یہ بھی درست نہیں ہے جو چیز بلا اجازت لے لی تو اگر وہ چیز ابھی موجود[9] ہو تو بعینہ وہی پھیر دینا چاہیئے۔ اور اگر خرچ ہو گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیز تھی کہ

[1] للاجیر المشترک یضمن الضرر والخسارة الذی تولد عن فعلہ وصنعہ ان کان بتعدیہ وتقصیرہ اولم یکن ۱۲ المجلۃ صـ۹۴

[2] الاجیر الخاص امین حتی انہ لایضمن المال الذی تلف فی یدہ بغیر صنعہ وکذا لایضمن المال الذی تلف بعملہ بلا تعد ایضاً ۱۲ المجلۃ صـ۹۴

[3] فلا ضمان علی ظئر فی صبی ضاع فی یدہا او سرق ما علیہ من الحلی لکونہا اجیر ۱۲ شرح تنویر صـ۶ ج ۵

[4] ومن استأجر داراً فوجد بہا عیباً یضر بالسکنیٰ فلہ الفسخ واذا خربت الدار انفسخت الاجارة ۱۲ ہدایہ صـ۲۶۱ ج ۳

[5] واذا مات احد المتعاقدین وقد عقد الاجارة لنفسہ انفسخت الاجارة وان عقد لغیرہ لم تنفسخ ۱۲ ہدایہ صـ۲۶۲ ج ۳

[6] او اکتری دابة للسفر ثم بدالہ منہ ای ظہر للمستاجر ما یوجب المنع من السفر لاحتمال کون قصدہ سفر الحج فذہب وقتہ او طلب غریم لہ فحضر او التجارة فافتقر وغیر ذلک فانہ صـ

[7] فانہ یثبت لہ حق الفسخ لانہ لومضی علی موجب العقد لزمہ ضرر زائد ۱۲ مجمع الانہر صـ۵۱۷ ج ۲

[8] اذ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی ۱۲ عالمگیری صـ۱۶۷ ج ۲

[9] الغصب اخذ مال متقوم محترم بغیر اذن المالک واما حکمہ فالاثم والمغرم عند العلم وان کان بدون العلم بان ظن ان المأخوذ مالہ او اشتری عیناً ثم ظہر استحقاقہ فالمغرم ۱۲ عالمگیری صـ۱۱۹ ج ۵

[10] ویجب علی الغاصب رد عینہ ہلاکہ فی یدہ بفعلہ او بغیر فعلہ فعلیہ مثلہ ان کان مثلیاً کالمکیل والموزون فان لم یقدر علی مثلہ فعلیہ قیمتہ وان غصب مالا مثل لہ فعلیہ قیمتہ یوم الغصب ۱۲ عالمگیری صـ۱۱۹ ج ۵ +

اسی کے مثل بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلّہ، گھی، تیل، روپیہ پیسہ تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی چیز منگا کر دیدینا واجب ہے۔ اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کر دی کہ اس کے مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا پڑے گی جیسے مرغی، بکری، امرود، نارنگی، ناشپاتی۔ **مسئلہ ۲** چارپائی کا ایک آدھ پایہ ٹوٹ گیا یا پٹی یا چول ٹوٹ گئی یا اور کوئی چیز لے لی تھی وہ خراب ہو گئی۔ تو خراب ہونے سے جتنا اس کا نقصان ہوا ہو دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۳** پرائے روپے سے بلا اجازت تجارت کی تو اس سے جو کچھ نفع ہوا اس کا لینا درست نہیں۔ بلکہ اصل روپیہ مالک کو واپس دے اور جو کچھ نفع ہوا اس کو ایسے لوگوں کو خیرات کر دے جو بہت محتاج ہوں۔ **مسئلہ ۴** کسی کا کپڑا پھاڑ ڈالا۔ تو اگر تھوڑا پھٹا ہے تب تو جتنا نقصان ہوا ہے اتنا تاوان دلاویں گے۔ اور اگر ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب اس کام کا نہیں رہا جس کام کے لئے پہلے تھا۔ مثلاً دوپٹہ ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب دوپٹہ کے قابل نہیں رہا۔ کرتیاں البتہ بن سکتی ہیں تو یہ سب کپڑا اسی پھاڑنے والے کو دیدے اور ساری قیمت اس سے بھر لے (یعنی واپس لے لے)۔ **مسئلہ ۵** کسی کا نگینہ لے کر انگوٹھی پر رکھا لیا تو اب اس کی قیمت دینا پڑے گی۔ انگوٹھی توڑ کر نگینہ نکلوا دینا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۶** کسی کا کپڑا لے کر رنگ لیا تو اس کو اختیار ہے چاہے رنگا رنگایا کپڑا لے لے اور رنگنے سے جتنے دام بڑھ گئے ہیں اتنے دام دیدے اور چاہے اپنے کپڑے کے دام لے لے اور کپڑا اسی کے پاس رہنے دے۔ **مسئلہ ۷** تاوان دینے کے بعد پھر اگر وہ چیز مل گئی۔ تو دیکھنا چاہئے کہ تاوان اگر مالک کے بتلانے کے موافق دیا ہے اب اس کا پھیرنا واجب نہیں اب وہ اس کی ہو گئی۔ اور اگر اس کے بتلانے سے کم دیا ہے تو اس کا تاوان پھیر کر اپنی چیز لے سکتی ہے۔ **مسئلہ ۸** پرائی بکری یا گائے گھر میں چلی آئی تو اس کا دودھ دوہنا حرام ہے۔ جتنا دودھ لیوے گی اس کے دام دینا پڑیں گے۔ **مسئلہ ۹** سوئی تاگہ۔ کپڑے کی چٹ، پان، تمباکو، کتھا، ڈلی کوئی چیز بغیر اجازت کے لینا درست نہیں۔ جو لیا ہے اس کے دام دینا واجب ہیں یا اس سے کہہ کے معاف کرا لیوے نہیں تو قیامت میں دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۰** شوہر اپنے واسطے کوئی کپڑا لایا۔ قطع کرتے وقت کچھ اس میں سے بچا کر چرا رکھا اور اس کو نہیں بتایا۔ یہ بھی جائز نہیں

---

۶ فان ظہرت العین وقیمتہا اکثر مما ضمن وقد ضمنہا بقول المالک او ببینۃ اقامہا او بنکول الغاصب عن الیمین فلا خیار للمالک وہو للغاصب وان کان ضمنہ بقول الغاصب مع یمینہ فہو بالخیار ان شاء امضی الضمان وان شاء اخذ العین ورد العوض ۱۲ ہدایہ ص ۳۲۱ ج ۳ ۷ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحلبن احد ماشیۃ امرأ بغیر اذن الحدیث ۱۲ مشکوۃ ص ۲۵۴ ۸ عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ ۱۲ مشکوۃ ص ۲۵۵ ۹ ولا یجوز التصرف فی مال غیرہ الا باذنہ ولا ولایۃ ۱۲ در مختار ص ۲۰۷ ج ۴

لے یعنی جو زیادہ ضرورت مند ہوں ان کی رعایت کرنا بہتر ہے ۱۲ سے جبکہ وہ چیزیں ختم ہو جائیں خواہ ضائع ہو کر خواہ خرچ ہو کر ۱۲

سے قیامت میں اس کے عوض نیکیاں دینی پڑیں گی ورنہ اہل حق کے گناہوں کا عذاب بھگتنا پڑے گا ۱۲ +

---

۱ او ہلک المنقول فی ید الغاصب بفعلہ او بغیر فعلہ ضمنہ وان نقص فی یدہ ضمن النقصان ۱۲ ہدایہ ص ۳۱۵ ج ۳

۲ ومن غصب الفا فاشتری بہا جاریۃ فباعہا بالفین ثم اشتری بالفین جاریۃ فباعہا بثلثۃ آلاف درہم فانہ یتصدق بجمیع الربح ۱۲ ہدایہ ص ۳۱۶ ج ۳

۳ ومن خرق ثوب غیرہ خرقا یسیرا ضمن نقصانہ والثوب لمالکہ وان خرق خرقا کثیرا أبطل عامۃ منافعہ فلمالکہ ان یضمنہ جمیع قیمتہ ۱۲ ہدایہ ص ۳۱۹ ج ۳

۴ ومن غصب ساجۃ فبنی علیہا زال ملک المالک عنہا ولزم الغاصب قیمتہا ۱۲ ہدایہ ص ۳۱۶ ج ۳

۵ وان غصب ثوبا فصبغہ احمر او اصفر فصاحب الثوب بالخیار ان شاء ضمن الغاصب قیمۃ الثوب ابیض وکان الثوب للغاصب وان شاء اخذ الثوب و ضمن للغاصب ما زاد الصبغ وان شاء رب الثوب باع الثوب فیضرب فی ثمنہ بقیمۃ ابیض ویضرب للغاصب بما زاد الصبغ فیہ ۱۲ عالمگیری ص ۱۲۱ ج ۵

جو کچھ لینا ہو کہہ کے لو اور اجازت نہ دے تو نہ لو۔

باب ۲۸	شرکت کا بیان	بست و ہشتم

مسئلہ ۱ ایک[1] آدمی مر گیا اور اُس نے کچھ مال چھوڑا۔ تو اُس کا سارا مال سب حقداروں کی شرکت ہیں ہے جب تک سب سے اجازت نہ لے لیوے تب تک اس کو اپنے کام میں کوئی نہیں لا سکتی۔ اگر لا وے گی اور نفع اُٹھاوے گی تو گناہ ہوگا۔ مسئلہ ۲ دو بیبیوں[2] نے مل کر کچھ برتن خریدے۔ تو وہ برتن دونوں کے ساجھے میں ہیں۔ بغیر اُس دوسری کی اجازت لئے اکیلے ایک کو برتنا اور کام میں لانا بیچڈالنا وغیرہ درست نہیں۔ مسئلہ ۳ دو بیبیوں[3] نے اپنے اپنے پیسے ملا کر ساجھے میں امرود' نارنگی' بیر' آم' جامن' ککڑی' کھیرے' خربوزے وغیرہ کوئی چیز مول[4] منگائی۔ اور جب وہ چیز بازار سے آئی تو اس وقت ان میں سے ایک ہے اور ایک کہیں گئی ہوئی ہے۔ تو یہ نہ کرو کہ آدھا خود لے لو۔ اور آدھا اس کا حصّہ نکال کے رکھدو۔ کہ جب وہ آوے گی تو اپنا حصّہ لے لیوے گی۔ جب تک دونوں حصّہ دار موجود نہ ہوں حصّہ بانٹنا درست نہیں ہے۔ اگر بے اس کے آئے اپنا حصہ الگ کر کے کھا گئی تو بہت گناہ ہوا۔ البتہ اگر گیہوں یا اور کوئی غلّہ ساجھے میں منگایا اور اپنا حصّہ بانٹ کر رکھ لیا۔ اور دوسرے کا اس کے آنے کے وقت اُس کو دیدیا یہ درست ہے۔ لیکن اس صورت میں اگر دوسرے کے حصّے میں اس کو دینے سے پہلے کچھ چوری وغیرہ ہو گئی تو وہ نقصان دونوں آدمی کا سمجھا جاوے گا وہ اس کے حصّہ میں ساجھی ہو جاوے گی۔ مسئلہ ۴ سو[5] سو روپے ملا کر دو شخصوں نے کوئی تجارت کی اور اقرار کیا کہ جو کچھ نفع ہو آدھا ہمارا آدھا تمہارا تو یہ صحیح ہے۔ اور اگر کہا کہ دو حصّے ہمارے اور ایک حصّہ تمہارا تو بھی صحیح ہے چاہے روپیہ دونوں کا برابر لگا ہو یا کم زیادہ لگا ہو سب درست ہے۔ مسئلہ ۵ ابھی[6] کچھ مال نہیں خرید اگیا تھا کہ وہ سب روپیہ چوری ہو گیا یا دونوں کا روپیہ ابھی الگ الگ رکھا تھا اور دونوں میں ایک کا مال چوری ہو گیا تو شرکت جاتی رہی پھر سے شریک ہوں تب سوداگری کریں۔ مسئلہ ۶ دو شخصوں[7] نے ساجھا کیا اور کہا کہ سو روپیہ ہمارا اور سو روپیہ اپنا ملا کر تم کپڑے کی تجارت کرو اور نفع آدھا آدھا بانٹ لیویں گے۔ پھر دونوں میں سے ایک نے کچھ کپڑا خرید لیا۔ پھر دوسرے کے پورے سو روپے

م بغیبۃ صاحبہ فی الاول ای المثلی لعدم التفاوت لا الثانی ای القیمی لتفاوتہ ۱۲ در مختار صـ۲۱۸ ج ۳ ۴ یکیل او موزون بین حاضر و غائب او بالغ و صغیر فاخذ الحاضر او البالغ نصیبہ نفذت القسمۃ ان سلم حظ الآخرین والا لا ای وان لم یسلم بان ہلک قبل وصولہ الیہما لا تنفذ القسمۃ بل تنقض و یکون الہالک علی الکل ویشارکہ الآخران فیما اخذ لما فی ہذہ القسمۃ من معنی المبادلۃ ۱۲ در مختار صـ۲۲۱ ج ۵ ۵ واما شرکۃ العنان وہی ان یشترک اثنان فی نوع بر او طعام او یشترکا فی عموم التجارات ویصح التفاضل فی المال ویصح ان یتساویا فی المال ویتفاضلا فی الربح ۱۲ فتح القدیر صـ۲۱-۲۰ ج ۵ ۶ واذا ہلک مال الشرکۃ او احد المالین قبل ان یشتریا شیئا بطلت الشرکۃ ۱۲ فتح القدیر صـ۲۲ ج ۵ ۷ وان اشتری احدہما بمالہ وہلک مال الآخر ۱۲ قبل الشراء فالمشتری بینہما علی ما شرطا ویرجع علی شریکہ بحصتہ من ثمنہ ۱۲ فتح القدیر صـ۲۳ ج ۵ +

۱ الشرکۃ نوعان شرکۃ ملک وہی ان یتملک رجلان شیئا من غیر عقد الشرکۃ بینہما و شرکۃ عقد وہی ان یقول شارکتک فی کذا ویقول الآخر قبلت وشرکۃ الملک نوعان شرکۃ جبر وشرکۃ اختیار فشرکۃ الجبر ان یختلط المالان لرجلین بغیر اختیار المالکین خلطا لا یمکن التمییز بینہما حقیقۃ بان کان الجنس واحدا او یمکن التمییز بضرب کلفۃ ومشقۃ نحو ان یختلط الحنطۃ بالشعیر او یرثا مالا و شرکۃ الاختیار ان یوہب لہما مال او یملکا مالا باستیلاء او یخلطا مالہما او یملکا مالا بالشراء او بالصدقۃ او یوصی لہما فیقبلان ورکنہا اجتماع النصیبین وحکمہا وقوع الزیادۃ علی الشرکۃ بقدر الملک ولا یجوز لاحدہما ان یتصرف فی نصیب الآخر الا بامرہ وکل واحد منہما کالاجنبی فی نصیب صاحبہ ویجوز بیع احدہما نصیبہ من شریکہ فی جمیع الصور ومن غیر شریکہ بغیر اذنہ الا فی صورۃ الخلط والاختلاط ۱۲ عالمگیری صـ۹۱۶ ج ۲ ۲ دیکھو حاشیہ نمبر ۹ صفحہ ۶۴ و نمبر ۱ صفحہ ہذا ۱۲ ۳ فیا خذ الشریک حصتہ

چوری ہو گئے تو جتنا مال خریدا ہے وہ دونوں کے ساجھے میں ہے اس لئے آدھی قیمت اس سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۷ سوداگری میں یہ شرط ٹھیرائی کہ نفع میں دس روپے یا پندرہ روپے ہمارے ہیں باقی جو کچھ نفع ہو سب تمھارا ہے تو یہ درست نہیں۔ **مسئلہ ۸** سوداگری کے مال میں سے کچھ چوری ہو گیا تو دونوں کا نقصان ہوا۔ یہ نہیں ہے کہ جو نقصان ہو وہ سب ایک ہی کے سر پڑے۔ اگر یہ اقرار کر لیا کہ اگر نقصان ہو تو وہ سب ہمارے ذمہ اور جو نفع ہو وہ آدھا آدھا بانٹ لو تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ ۹ جب[۳] شرکت ناجائز ہو گئی تو اب نفع بانٹنے میں قول و قرار کا کچھ اعتبار نہیں۔ بلکہ اگر دونوں کا مال برابر ہے تو نفع بھی برابر ملے گا۔ اور اگر برابر نہ ہو تو جس کا مال زیادہ ہے اس کو نفع بھی اس حساب سے ملے گا چاہے جو کچھ اقرار کیا ہو۔ اقرار کا اس وقت اعتبار ہوتا ہے جب شرکت صحیح ہو اور ناجائز نہ ہونے پاوے۔ **مسئلہ ۱۰** دو عورتوں[۴] نے ساجھا کیا کہ اِدھر اُدھر سے جو کچھ سینا پرونا آوے ہم تم مل کر سیا کریں اور جو کچھ سلائی ملا کرے آدھی آدھی بانٹ لیا کریں تو یہ شرکت درست ہے۔ اگر یہ اقرار کیا کہ دونوں مل کر سیا کریں اور نفع دو حصے ہمارے اور ایک حصہ تمھارا تو بھی درست ہے اور اگر یہ اقرار کیا کہ چار آنے یا آٹھ آنے ہمارے اور باقی سب تمھارا تو یہ درست نہیں۔ **مسئلہ ۱۱** ان[۵] دونوں میں سے ایک عورت نے کوئی کپڑا سینے کے لئے لیا تو دوسری یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ کپڑا تم نے کیوں لیا۔ تم نے لیا ہے تم ہی سیو۔ بلکہ دونوں کے ذمہ اس کا لینا[۱] واجب ہو گیا۔ یہ نہ سی سکے تو وہ سی دے۔ یا دونوں ملکر سیئیں غرضکہ سینے سے انکار نہیں کر سکتی۔ **مسئلہ ۱۲** جس کا[۱] کپڑا تھا وہ مانگنے کے لئے آئی۔ اور جس عورت نے لیا تھا وہ اس وقت نہیں ہے بلکہ دوسری عورت ہے تو اُس دوسری عورت سے بھی تقاضا کرنا درست ہے وہ عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ مجھ سے کیا مطلب جس کو دیا ہو اُس سے مانگو۔ **مسئلہ ۱۳** اسی[۱] طرح ہر عورت اس کپڑے کی مزدوری اور سلائی مانگ سکتی ہے جس نے کپڑا دیا تھا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتی کہ میں تم کو سلائی نہ دوں گی بلکہ جس کو کپڑا دیا تھا اسی کو سلائی دوں گی۔ جب دونوں ساجھے میں کام کرتی ہیں تو ہر عورت سلائی کا تقاضا کر سکتی ہے۔ ان دونوں میں سے جس کو سلائی دیدے گی اس کے ذمہ سے ادا ہو جائے گی۔ **مسئلہ ۱۴** دو[۲] عورتوں نے شرکت کی کہ آؤ دونوں

ش[۱] کل واحد من الشریکین وکیل الآخر فی تقبل العمل کالعمل الذی تقبلہ احدہما یکون ایفاؤہ لازما علیہ وعلی شریکہ ایضا فعنان شرکۃ الاعمال فی حکم المفاوضۃ فی ضمان العمل حیث ان العمل الذی تقبلہ احد الشریکین ایفاؤہ المستاجر من ایہما ارادوکل واحد من الشریکین یکون مجبورا علی ایفاء العمل فلیس لاحدہما ان یقول ہذا العمل تقبلہ شریکی فانا لا اخالط (المجلۃ ص۲۳۲) وتعتبر مفاوضۃ فی حق بعض الاحکام حتی لو دفع رجل ای احدہما او الیہما عملا فلا ان یاخذ بذلک العمل ایہما شاء ولکل واحد منہما ان یطالب باجرۃ العمل والی ایہما دفع بری وعلی ایہما وجب ضمان العمل کان لہ ان یطالب الاجرۃ ۱۲ مرآۃ المجلۃ ص۲۳۱ ج ۲ **ش[۲]** عنان شرکۃ الاعمال فی حکم المفاوضۃ فی اقتضاء البدل ایضا یعنی انہ یجوز لکل واحد من الشریکین مطالبۃ المستاجر بتمام الاجر واذا دفعہ المستاجر الی ای منہما بری ۱۲ المجلۃ ص۲۳۳ **ش** ولا تجوز الشرکۃ فی الاحتطاب والاصطیاد وما اصطادہ کل واحد منہما او احتطبہ فہو لہ دون صاحبہ ۱۲ فتح القدیر ص۳۱ ج ۵

ط[۱] ولا یجوز الشرکۃ اذا شرط لاحدہما دراہم مسماۃ من الربح ۱۲ فتح القدیر ص۲۶ ج ۵

ط[۲] واذا اجار کل واحد منہما بالف درہم فاشترکا بہا وخلطاہا کان ما ہلک منہا ہالکا منہما وما بقی فہو بینہما الا ان یعرف شیئ من الہالک او الباقی من مال احدہما بعینہ فیکون ذلک لہ وعلیہ ۱۲ عالمگیری ص۳۳۲ ج ۲

ط[۳] وکل شرکۃ فاسدۃ فالربح فیہا علی قدر رأس المال کالف لاحدہما مع الفین للآخر فالربح بینہما اثلاثا وان کانا شرطا الربح بینہما نصفین بطل ذلک الشرط ولو کان لکل مثل مال الآخر وشرطا الربح اثلاثا بطل شرط التفاضل والقسم نصفین بینہما لان الربح فی وجودہ تابع للمال ۱۲ فتح القدیر ص۳۳ ج ۵

ط[۴] واما شرکۃ الصنائع ویسمی شرکۃ التقبل کالخیاطین والصباغین یشترکان علی ان تقبلا الاعمال ویکون الکسب بینہما فیجوز ذلک ولو شرطا العمل نصفین والمال اثلاثا جاز ۱۲ فتح القدیر ص۲۹ ج ۵

ملکر جنگل سے لکڑیاں چن لاویں یا کنڈے بن[۵] لاویں تو یہ شرکت صحیح نہیں جو چیز جس کے ہاتھ میں آئے وہی اسکی مالک ہے اس میں ساجھا نہیں۔ مسئلہ ۱۵ ایک[۱] نے دوسری سے کہا ہمارے انڈے اپنی مرغی کے نیچے رکھدو۔ جو بچے نکلیں دونوں آدمی آدھوں آدھ بانٹ لیں یہ درست نہیں۔

باب ۲۹	ساجھے کی چیز تقسیم کرنے کا بیان	بست و نہم

مسئلہ ۱ دو آدمیوں نے ملکر بازار سے گیہوں منگوائے۔ تو اب تقسیم کرتے وقت دونوں کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے دوسرا حصہ دار موجود نہ ہو تب بھی ٹھیک ٹھیک تول کر اس کا حصہ الگ کر کے اپنا حصہ الگ کر لینا درست ہے جب اپنا حصہ الگ کر لیا تو کھاؤ پیو کسی کو دیدو جو چاہو سو کرو۔ سب جائز ہے اسی طرح گھی تیل انڈے وغیرہ کا بھی حکم ہے۔ غرضکہ جو چیز ایسی ہو کہ اس میں کچھ فرق نہ ہوتا ہو جیسے کہ انڈے۔ کہ انڈے انڈے سب برابر ہیں یا گیہوں کے دو حصے کئے تو جیسے یہ حصہ ویسا وہ حصہ دونوں برابر ایسی سب چیزوں کا یہی حکم ہے کہ دوسرے کے نہ ہونے کے وقت بھی حصہ بانٹ کر لینا درست ہے لیکن اگر دوسری[۲] نے ابھی اپنا حصہ نہیں لیا تھا کہ کسی طرح جاتا رہا وہ نقصان دونوں کا ہو گا جیسے شرکت میں بیان ہوا۔ اور جن چیزوں میں فرق ہوا کرتا ہے جیسے امرود نارنگی وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ جب تک دونوں حصہ دار موجود نہ ہوں حصہ بانٹ کر لینا درست نہیں ہے۔[۳] مسئلہ ۲ دو[۴] لڑکیوں نے ملکر آم امرود وغیرہ کچھ منگوایا اور ایک کہیں چلی گئی تو اب اس میں سے کھانا درست نہیں جب وہ آجائے اس کے سامنے اپنا حصہ الگ کر و تب کھاؤ نہیں تو بہت گناہ ہو گا۔ مسئلہ ۳ دو[۵] نے ملکر چنے بھنوائے تو فقط انداز سے تقسیم کرنا درست نہیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر آدھا آدھا کرنا چاہئے اگر کسی کی طرف کمی بیشی ہو جائے گی تو سود ہو جائے گا۔

باب ۳۰	گروی رکھنے کا بیان	سی

مسئلہ ۱ تم[۶] نے کسی سے دس روپے قرض لئے اور اعتبار کے لئے اپنی کوئی چیز اسکے پاس رکھدی کہ تجھی

---

۴ و بالغ وصبی فاخذ الحاضر او البالغ نصیبہ نفذت القسمۃ ان سلم حظ الاخیرین والا لا کصبرۃ بین دہقان وزراع امرہ الدہقان بقسمتہا ان ذہب بما افرزہ للدہقان اولاً فہلاک الباقی علیہما وان بحظ نفسہ فالہلاک علی الدہقان خاصۃ ۱۲ مرآۃ المجلۃ ص۱۳۳ ج ۲

۳ فالاعیان المشترکۃ من غیر المثلیات لایجوز لاحد الشریکین اخذ حصتہ منہا فی غیبۃ الآخر بدون اذنہ (المجلۃ ص۱۸۷) والمبادلۃ ای الاعطاء من الجانبین اغلب فی غیرہا ای غیر المثلیات من العقار وسائر المنقولات والمتفاوتات بین ابعاضہا فلا یاخذ الشریک نصیبہ حال غیبۃ صاحبہ ولایمکن ان یجعل کانہ اخذ عین حقہ لعدم المعادلۃ ۱۲ مرآۃ المجلۃ ص۱۴۸ ج ۲ ۵ لان الحنطۃ مال الربوا فلا تجوز قسمتہ مجازفۃ الا بالکیل ۱۲ عالمگیری ص۲۰ ج ۵ ۶ ہو لغۃ حبس الشئ بای سبب کان وفی الشریعۃ جعل الشئ محبوسا بحق یمکن استنظرۃ من الرہن کالدیون ۱۲ ہدایہ ص۴۱۳ ج ۴

۱ فلو دفع بذر القز او بقرۃ او دجاجاً الآخر بالعلف و مناصفۃ فالخارج کلہ للمالک لحدوثہ من ملکہ وعلیہ قیمۃ العلف واجر مثل العامل ومثلہ دفع البیض کما لایخفی (در ص۴۲۲ ج ۴) والحیلۃ فی جنس ہذہ المسائل ان یبیع صاحب البیضۃ نصف البیضۃ وصاحب الدجاجۃ نصف الدجاجۃ من المدفوع الیہ ویبرأ بہ عن ثمن ما اشتری فیکون الخارج بینہما ۱۲ عالمگیری ص۱۳۱ ج ۳

۲ جہۃ الافراز فی المثلیات راجحۃ بناء علیہ کل واحد من الشریکین فی المثلیات لہ اخذ حصتہ فی غیبۃ الآخر بدون اذنہ لکن لاتتم القسمۃ مالم تسلم حصۃ الغائب الیہ ولو تلفت حصۃ الغائب قبل التسلیم تکون الحصۃ التی قبضہا شریکہ مشترکۃ بینہما (المجلۃ ص۱۸۷) و الافراز والتمییز اغلب ای راجح فی المثلیات کالمکیل والموزون والمعدود المتقارب لعدم التفاوت بین ابعاضہا فیاخذ الشریک حظہ ای نصیبہ منہا ای من المثلیات حال غیبۃ صاحبہ فی ذوات الامثال لکونہ عین حقہ مکیل او موزون بین حاضر و غائب

۵ چن لادیں ۱۲

اعتبار نہ ہو تو میری یہ چیز اپنے پاس رکھ لے۔ جب روپے ادا کردوں تو اپنی چیز لے لوں گی۔ یہ جائز ہے اسی کو گروی کہتے ہیں لیکن سُود دینا کسی طرح جائز نہیں جیسا کہ آجکل مہاجن سُود لیکر گروی رکھتے ہیں یہ درست نہیں سُود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ **مسئلہ ۲** جب تم نے کوئی چیز گروی رکھدی تو اب بغیر قرضہ ادا کئے اپنی چیز کے مانگنے اور لے لینے کا حق نہیں ہے۔ **مسئلہ ۳** جو چیز تمہارے پاس کسی نے گروی رکھی تو اب اُس چیز کو کام میں لانا اس سے کسی طرح کا نفع اُٹھانا ایسے باغ کا پھل کھانا ایسی زمین کا غلّہ یا روپیہ لیکر کھانا ایسے گھر میں رہنا کچھ درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۴** اگر بکری گائے وغیرہ گروی ہو تو اس کا دُودھ بچّہ وغیرہ جو کچھ ہو وہ بھی مالک ہی کے ہیں جس کے پاس گروی ہے اس کو لینا درست نہیں۔ دودھ کو بیچ کر دام کو بھی گروی میں شامل کرے۔ جب وہ تمہارا قرضہ ادا کردے تو گروی کی چیز اور یہ دام دودھ کے سب واپس کردو اور کھلائی کے دام کاٹ لو۔

مسئلہ ۵ اگر تم نے اپنا روپیہ کچھ ادا کردیا تب بھی گروی کی چیز نہیں لے سکتیں۔ جب سب روپیہ ادا کروگی تب وہ چیز ملے گی۔ **مسئلہ ۶** اگر تم نے دس روپے قرض لئے اور دس ہی روپے کی چیز یا پندرہ بیس روپے کی چیز گروی کردی اور وہ چیز اس کے پاس سے جاتی رہی تو اب نہ تو وہ تم سے اپنا کچھ قرض لے سکتا ہے اور نہ تم اس سے اپنی گروی کی چیز کے دام لے سکتی ہو۔ تمہاری چیز گئی اور اس کا روپیہ گیا۔ اور اگر پانچ ہی روپے کی چیز گروی رکھی اور وہ جاتی رہی تو پانچ روپے تم کو دینا پڑیں گے۔ پانچ روپے مُجرا ہوگئے۔

باب ۱۳ — وصیّت کا بیان — سی ویک

مسئلہ ۱ یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلانے آدمی کو یا فلانے کام میں دیدینا۔ یہ وصیت ہے چاہے تندرستی میں کہے چاہے بیماری میں۔ پھر چاہے اس بیماری میں مرجائے یا تندرست ہوجاوے۔ اور جو خود اپنے ہاتھ سے کہیں دیدے۔ کسی کو قرضہ معاف کردے تو اُس کا حکم یہ ہے کہ تندرستی میں ہر طرح درست ہے اور اسی طرح جس بیماری سے شفا ہوجاوے اس میں بھی درست ہے اور جس بیماری میں مرجاوے وہ وصیّت ہے جس کا حکم آگے آتا ہے۔ **مسئلہ ۲** اگر کسی کے ذمّہ نمازیں یا روزے یا زکوٰۃ یا قسم و روزہ وغیرہ کا کفارہ باقی رہ گیا ہو اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اس کے لئے وصیّت کر جانا ضروری اور واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو اُس کی وصیت کردینا بھی واجب ہے نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی

ح قیمۃ خمسا وعشرۃ فالفضل امانۃ ۱۲ عالمگیری صـ ۳۲۹ ج ۴ ۱ الوصیۃ فی الشرع تملیک مضاف الی ما بعد الموت یعنی بطریق التبرع سواء کان عینا او منفعۃ ۱۲ مجمع الانہر صـ ۶۹۱ ج ۲ ۲ ولا تجوز ہبۃ المریض ولا صدقتہ الا مقبوضۃ فاذا قبضت فجازت من الثلث (عالمگیری صـ ۱۰۶ ج ۴) اذا ابرأ الذی فی مرض الموت احد ورثتہ من دینہ فلا یکون صحیحا ونافذا واما لو ابرأ من لم یکن وارثہ فیعتبر من ثلث مالہ ۱۲ المجلۃ صـ ۲۶۶ ۳ والوصیۃ اربعۃ اقسام واجبۃ بالزکوٰۃ والکفارۃ وفدیۃ الصیام والصلوٰۃ التی فرط فیہا ومباحۃ لغنی ومکروہۃ لاہل فسوق والا مستحبۃ (درمختار صـ ۳۱۷ ج ۲۲) واجبۃ کالوصیۃ برد الودائع والدیون المجہولۃ ۱۲ شامی صـ ۸۶۸ ج ۵

۱ واما حکمہ فملک العین المرہونۃ فی حق الحبس حتی یکون احق بامساکہ الی وقت ایفاء الدین ۱۲ عالمگیری صـ ۳۱۵ ج ۴

۲ لیس للمرتہن الانتفاع بالرہن بدون اذن الراہن ۱۲ المجلۃ صـ ۱۳۱

۳ ونماء الرہن کولدہ ولبنہ وصوفہ وثمرہ للراہن ویکون رہنا مع الاصل فان ہلک ہلک بلا شیء وان بقی وہلک الاصل یفتک بحصتہ من الدین ۱۲ مرآۃ المجلۃ صـ ۳۳۷ ج ۱

۴ اذا اوفی مقدارا من الدین لا یلزم رد مقدار من الرہن الذی ہو فی مقابلہ وللمرتہن صلاحیۃ حبس مجموع الرہن وامساکہ الی ان یستوفی تمام الدین ولو کان المرہون شیئین وکان تعین لکل منہما مقدار من الدین اذا ادی مقدار ما تعین لاحدہما فللراہن تخلیص ذلک ۱۲ المجلۃ صـ ۱۱۹

۵ اذا رہن ثوبا قیمتہ عشرۃ بعشرۃ فہلک عند المرتہن سقط دینہ فان کانت قیمۃ الثوب خمسۃ یرجع المرتہن علی الراہن بخمسۃ اخری وان کانت

اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس کے پاس بہت مال و دولت ہے تو انکو کچھ دلا دینا اور وصیت کر جانا مستحب ہے اور باقی اور لوگوں کے لئے وصیت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ ۳ مرنے[1] کے بعد مُردے کے مال میں سے پہلے تو اُس کی گور و کفن کا سامان کریں پھر جو کچھ بچے اس سے قرضہ ادا کر دیویں۔ اگر مُردے کا سارا مال قرضہ ادا کرنے میں لگ جائے تو سارا مال قرضہ میں لگا دیں گے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ اس لئے قرضہ ادا کرنے کی وصیت پر بہر حال عمل کریں گے۔ اگر سب مال اس وصیت کی وجہ سے خرچ ہو جاوے تب بھی کچھ پرواہ نہیں بلکہ اگر وصیت بھی نہ کر جاوے تب بھی قرضہ اوّل ادا کر دیں گے۔ اور قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے۔ یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اس کی تہائی میں سے اگر وصیت پوری ہو جاوے مثلاً کفن دفن اور قرضے میں لگا کر تین سو روپے بچے اور سو روپے میں سب وصیتیں پوری ہو جاویں تب تو وصیت کو پورا کریں گے۔ اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ تہائی میں سے جتنی وصیتیں پوری ہو جاویں اُس کو پورا کریں باقی چھوڑ دیں۔ البتہ اگر سب[2] وارث بخوشی رضامند ہو جاویں کہ ہم اپنا اپنا حصہ نہ لیویں گے تم اس کی وصیت میں لگا دو۔ تو البتہ تہائی سے زیادہ بھی وصیت میں لگانا جائز ہے۔ لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے وہ اگر اجازت دے بھی دیں تب بھی ان کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں۔

مسئلہ ۴ جس شخص[3] کو میراث میں مال ملنے والا ہو جیسے ماں باپ شوہر بیٹا وغیرہ اس کے لئے وصیت کرنا صحیح نہیں اور جس رشتہ دار کا اس کے مال میں کچھ حصہ نہ ہو یا رشتہ دار ہی نہ ہو کوئی غیر ہو اُس کے لئے وصیت کرنا درست ہے۔ لیکن تہائی مال سے زیادہ دلانے کا اختیار نہیں۔ اگر کسی نے اپنے وارث کو وصیت کر دی کہ میرے بعد اسکو فلانی چیز دیدینا۔ یا اتنا مال دیدینا۔ تو اس وصیت سے پانے کا اس کو کچھ حق نہیں ہے۔ البتہ اگر اور سب وارث راضی ہو جاویں تو دیدینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سب وارث بخوشی راضی ہو جاویں تو تہائی سے زیادہ ملے گا۔ ورنہ فقط تہائی مال ملے گا۔ اور نابالغوں کی اجازت کا کسی صورت میں اعتبار نہیں ہے۔ ہر جگہ اس کا خیال رکھو ہم بار بار کہاں تک لکھیں[4]۔

مسئلہ ۵ اگرچہ[5] تہائی مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پوری تہائی کی وصیت نہ کرے کم کی وصیت کرے بلکہ اگر بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیت ہی نہ کرے وارثوں کے لئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں کیونکہ اپنے وارثوں کو فراغت اور آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ ہاں البتہ اگر ضروری وصیت ہو جیسے نماز روزہ کا فدیہ تو اس کی وصیت بہر حال کر جاوے ورنہ گنہگار ہو گی۔

---

۵ ویستحب ان یوصی الانسان بدون الثلث سواء کانت الورثة اغنیاء او فقراء لان فی التنقیص صلة القریب بترک ماله علیهم بخلاف استکمال الثلث لانه استیفاء تمام حقه فلا صلة ولا منة ۱۲ ہدایہ ص۵۲۶ ج۴ ۶ عموماً لوگ اس امر میں احتیاط سے کام نہیں لیتے اسی لئے بار بار لکھنے کی ضرورت پیش آئی تاکہ تکرار سے اس مسئلہ کی اہمیت ذہن نشین ہو جائے ۱۲

۱ الترکة تتعلق بها حقوق اربعة جهاز المیت ودفنه والدین والوصیة والمیراث فیبدأ اولاً بجهازه وکفنه وما یحتاج الیه فی دفنه بالمعروف یستثنی من ذلک حق تعلق بعین کالرهن والعبد الجانی فان المرتهن دون الجنایة اولی من تجهیزه ویکفن فی مثل ما کان یلبسه من الثیاب الحلال حال حیاته علی قدر الترکة من غیر تقتیر ولا تبذیر ثم بالدین ثم تنفذ وصایاه من ثلث ما یبقی بعد الکفن والدین الا ان یجیز الورثة اکثر من الثلث ثم یقسم الباقی بین الورثة علی سهام المیراث ۱۲ عالمگیری ص۴۷۲ ج۴

۲ لا تجوز الزیادة علیه (ای علی الثلث) الا ان تجیز ورثته بعد موته وهم کبار المراد ان یکونوا من اهل التصرف ۱۲ درمختار ص۱۵۱ ج۵

۳ ولا لوارثه الا باجازة ورثته لقوله علیه الصلوة والسلام لا وصیة لوارث الا ان یجیزها الورثة یعنی عند وجود وارث آخر کما یفیده آخر الحدیث وهم کبار عقلاء فلم تجز اجازة صغیر ومجنون ولو اجاز البعض ورد البعض جاز علی المجیز بقدر حصته ۱۲ مختصر رد المحتار ص۵۲۶ ج۵

۴ دیکھو حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ہذا

مسئلہ ۶ کسی[1] نے کہا میرے بعد میرے مال میں سے سَو روپے خیرات کر دینا۔ تو دیکھو گور و کفن اور قرض ادا کرنے کے بعد کتنا مال بچا ہے۔ اگر تین سَو یا اس سے زیادہ ہو۔ تو پورے سَو روپے دینا چاہئیں۔ اور جو کم ہو تو صرف تہائی دینا واجب ہے۔ ہاں اگر سب وارث بلا کسی دباؤ و لحاظ کے منظور کریں تو اور بات ہے۔

مسئلہ ۷ اگر کسی[2] کے کوئی وارث نہ ہو تو اس کو پورے مال کی وصیت کر دینا بھی درست ہے اور اگر صرف بیوی ہو تو تین چوتھائی کی وصیت درست ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے صرف میاں ہے تو آدھے مال کی وصیت درست ہے۔ **مسئلہ ۸** نابالغ[3] کا وصیت کرنا درست نہیں۔ **مسئلہ ۹** یہ[4] وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز فلاں شخص پڑھے فلاں شہر میں یا فلانے قبرستان یا فلاں کی قبر کے پاس مجکو دفنانا۔ فلانے کپڑے کا کفن دینا۔ میری قبر پکی بنا دینا۔ قبر پر قبہ بنا دینا۔ قبر پر کوئی حافظ بٹھلا دینا کہ پڑھ پڑھ کے بخشا کرے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ تین وصیتیں اخیر کی بالکل جائز ہی نہیں۔ پورا کرنے والا گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۱۰ اگر کوئی وصیت[5] کر کے اپنی وصیت سے لوٹ جائے یعنی کہدے کہ اب مجھے ایسا منظور نہیں اس وصیت کا اعتبار نہ کرنا تو وہ وصیت باطل ہو گئی۔ **مسئلہ ۱۱** جس[6] طرح تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کر جانا درست نہیں اسی طرح بیماری کی حالت میں اپنے مال کو تہائی سے زیادہ بجز اپنے ضروری خرچ کھانے پینے دوا دارو وغیرہ کے خرچ کرنا بھی درست نہیں۔ اگر تہائی سے زیادہ دیدیا تو بدون اجازت وارثوں کے یہ دینا صحیح نہیں ہوا۔ جتنا تہائی سے زیادہ دیا ہے وارثوں کو اس کے لے لینے کا اختیار ہے اور نابالغ اگر اجازت دیں تب بھی معتبر نہیں۔ اور وارث کو تہائی کے اندر بھی بدون سب وارثوں کی اجازت کے دینا درست نہیں اور یہ حکم جب ہے کہ اپنی زندگی میں دے کر قبضہ کرا دیا ہو اور اگر دے تو دیا لیکن قبضہ ابھی نہیں ہوا۔ تو مرنے کے بعد وہ دینا بالکل ہی باطل ہے اس کو کچھ نہ ملے گا۔ وہ سب مال وارثوں کا حق ہے اور یہی حکم ہے بیماری کی حالت میں خدا کی راہ میں دینے اور نیک کام میں لگانے کا۔ غرضکہ تہائی سے زیادہ کسی طرح صرف کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۲ بیمار[7] کے پاس بیمار پرسی کی رسم سے کچھ لوگ آگئے اور کچھ دن یہیں لگ گئے۔ کہ یہیں رہتے اور اس کے مال میں کھاتے پیتے ہیں۔ تو اگر مریض کی خدمت کے لئے اُن کے رہنے کی ضرورت ہو تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر ضرورت نہ ہو تو ان کی دعوت مدارات کھانے پینے میں بھی تہائی سے زیادہ لگانا جائز نہیں۔ اور اگر ضرورت بھی نہ ہو اور وہ لوگ وارث ہوں تو تہائی سے کم بھی بالکل جائز نہیں یعنی ان کو اس کے مال میں کھانا جائز نہیں۔ ہاں اگر سب وارث بخوشی اجازت دیں تو جائز ہے۔

---

[1] دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۵۰۔

[2] وصحت بالکل عند عدم ورثتہ (در مختار ص ۳۱۸ ج ۴) وفی فتاوے النوازل اوصی لرجل بکل ماله ومات ولم یترک وارثا الا امرأتہ فان لم تجز فلها السدس والباقی للموصی له لان له الثلث بلا اجازة فبقی الثلثان فلها ربعهما وهو سدس الکل ولو کان مکانها زوج فان لم یجز فله الثلث وهو نصف الباقی والباقی للموصی له ۱۲ در ورد المحتار ص ۳۱۸ ج ۴

[3] ولا تجوز وصیة الصبی عندنا ۱۲ عالمگیری ص ۹۶ ج ۴

[4] اوصی بان یصلی علیه فلان او یحمل بعد موته الی بلد آخر او یکفن فی ثوب کذا او یطین قبره او یضرب علی قبره قبة او لمن یقرأ عند قبره شیئا معینا فهی باطلة ۱۲ در مختار

[5] ویصح للموصی الرجوع عن الوصیة ثم الرجوع قد یثبت صریحا وقد یثبت دلالة فالصریح ان یقول رجعت او نحو ذلک والدلالة بان یفعل فعلا یدل علی الرجوع ۱۲ عالمگیری ص ۴۷ ج ۴

[6] ولا تجوز هبة المریض ولا صدقته الا مقبوضة فاذا قبضت جازت من الثلث واذا مات الواهب قبل التسلیم بطلت (عالمگیری ص ۱۰۶ ج ۴) یمنع المریض من التبرع باکثر من الثلث ۱۲ شامی ص ۶۰۰ ج ۴

[7] اجتمع قرابة المریض عنده یاکلون من ماله ان کانوا ورثته لم یجز الا ان یحتاج المریض الیهم لتعاهده فیاکلون مع عیاله بلا اسراف وان لم یکونوا ورثته جاز من ثلث ماله لو بامر المریض ۱۲ رد المحتار ص ۴۴۴ ج ۵

مسئلہ ۱۳ ایسی بیماری کی حالت میں جس میں بیمار مرجاوے اپنا قرض معاف کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے۔ اگر کسی وارث پر قرض آتا تھا اس کو معاف کیا تو معاف نہیں ہوا۔ اگر سب وارث یہ معافی منظور کریں اور بالغ ہوں تب معاف ہوگا اور اگر کسی غیر کو معاف کیا تو تہائی مال سے جتنا زیادہ ہوگا معاف نہ ہوگا اکثر دستور ہے کہ بی بی مرتے وقت اپنا مہر معاف کر دیتی ہے یہ معاف کرنا صحیح نہیں **مسئلہ ۱۴** حالت حمل میں درد شروع ہو جانیکے بعد اگر کسی کو کچھ دیوے یا مہر وغیرہ معاف کرے تو اسکا بھی وہی حکم ہے جو مرتے وقت دینے لینے کا ہے یعنی اگر خدانہ کرے اس میں مرجاوے تب تو یہ وصیت ہے کہ وارث کیلئے کچھ جائز نہیں اور غیر کیلئے تہائی سے زیادہ دینے اور معاف کرنیکا اختیار نہیں۔ البتہ اگر خیر و عافیت سے لڑکا ہو گیا تو اب وہ دینا لینا اور معاف کرنا صحیح ہو گیا۔ **مسئلہ ۱۵** مرجانیکے بعد اسکے مال میں سے گور و کفن کرو جو کچھ بچے تو سب سے پہلے اسکا قرض ادا کرنا چاہیئے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ قرضہ کا ادا کرنا بہر حال مقدم ہے۔ بی بی کا مہر بھی قرضہ میں داخل ہے۔ اگر قرضہ نہ ہو یا قرضہ سے کچھ بچ رہے تو دیکھنا چاہیئے کچھ وصیت تو نہیں کی ہے۔ اگر کی ہے تو تہائی میں وہ جاری ہوگی۔ اور اگر نہیں کی یا وصیت سے جو بچا ہے وہ سب وارثوں کا حق ہے شرع میں جن جن کا حصہ ہو کسی عالم سے پوچھ کر دینا چاہیئے۔ یہ جو دستور ہے کہ جو جس کے ہاتھ لگا لے بھاگا۔ بڑا گناہ ہے۔ یہاں نہ دوگے تو قیامت میں دینا پڑیگا جہاں روپے کے عوض نیکیاں دینا پڑینگی۔ اسی طرح لڑکیوں کا حصہ بھی ضرور دینا چاہیئے۔ شرع سے اُن کا بھی حق ہے **مسئلہ ۱۶** مُردے کے مال میں سے لوگوں کی مہمانداری آنے والیوں کی خاطر مدارات کھلانا پلانا۔ صدقہ خیرات وغیرہ کچھ کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد سے دفن کرنے تک جو کچھ اناج وغیرہ فقیروں کو دیا جاتا ہے مُردے کے مال میں سے اسکا دینا بھی حرام ہے۔ مُردے کو ہرگز کچھ ثواب نہیں پہنچتا۔ بلکہ ثواب سمجھنا سخت گناہ ہے۔ کیونکہ اب یہ سب مال تو وارثوں کا ہو گیا۔ پرائی حق تلفی کر کے دینا ایسا ہی ہے جیسے غیر کا مال چرا کے دیدینا۔ سب مال وارثوں کو بانٹ دینا چاہیئے۔ انکو اختیار ہے اپنے اپنے حصہ میں چاہے شرع کے موافق کچھ کریں یا نہ کریں۔ بلکہ وارثوں سے اس خرچ کرنے اور خیرات کرنے کی اجازت بھی نہ لینا چاہیئے کیونکہ اجازت لینے سے فقط ظاہر دل سے اجازت دیتے ہیں کہ اجازت نہ دینے میں بدنامی ہوگی ایسی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں **مسئلہ ۱۷** اسی طرح یہ جو دستور ہے کہ اسکے استعمالی کپڑے خیرات کر دیئے جاتے ہیں یہ بھی بغیر اجازت وارثوں کے ہرگز جائز نہیں اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تب تو اجازت دینے پر بھی جائز نہیں پہلے مال تقسیم کر لو۔ تب بالغ لوگ اپنے حصہ میں سے جو چاہیں دیں۔ بغیر تقسیم کئے ہرگز نہ دینا چاہیئے۔ **تمام شد حصہ پنجم بہشتی زیور**

ے واذا ابرأ المریض فی مرض الموت احد ورثتہ من دینہ فلا یکون صحیحا او نافذا واما لو ابرأ من لم یکن وارثہ فیعتبر من ثلث مالہ (المجلۃ صہ ۲۶۶) مریض لہ علی وارثہ دین فابرأہ لم یجز ولو قالت مریضۃ لیس لی علی زوجی صداق لا یبرأ عندنا ۱۲ مرآۃ المجلۃ صہ ۳۲۸ ج ۲ ے والمرأۃ اذا اخذہا الطلق فما فعلتہ فی تلک الحالۃ یعتبر من الثلث فان سلمت [illegible] ما فعلتہ من ذلک کلہ [illegible] فی الجوہرۃ النیرۃ ولو وہبت المرأۃ مہرہا من زوجہا فی حالۃ الطلق وماتت [illegible] النفاس لم یصح ۱۲ [illegible] عالمگیری صہ ۲۰۲ ج ۴ ے تتعلق بترکۃ المیت حقوق اربعۃ مرتبۃ ای تقدم بعضہا علی البعض الاول یبدأ بتکفینہ وتجہیزہ بلا تبذیر و تقتیر ثم تقضی دیونہ من جمیع الباقی من مالہ ای ثم یبدأ بقضاء دینہ من جمیع مالہ الباقی بعد التجہیز والتکفین وہذا ہو الثانی من الاربعۃ ثم تنفذ وصایاہ ہذا ہو الثالث من الاربعۃ ای تنفذ وصیتہ من ثلث ما بقی بعد الدین لا من ثلث اصل المال ثم یقسم الباقی ہذا الرابع من الاربعۃ وہو الی ۲

ے یقسم ما بقی من مالہ بعد التکفین والدین والوصیۃ بین ورثتہ ای الذین ثبت ارثہم بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ ۱۲ شریفیہ مختصر اً ص ۳ ے ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وہی بدعۃ مستقبحۃ لا سیما اذا کانت من ترکۃ المیت بلا اجازۃ الورثۃ کلہا او بعضہا رد المحتار صہ ۶۶۴ ج ۱ ولا سیما اذا کان فی الورثۃ صغار او غائب ۱۲ رد المحتار صہ ۶۴۲ ج ۱ ے الصدقۃ بمنزلۃ الہبۃ فی المشاع وغیر المشاع وحاجتہا الی القبض (عالمگیری صہ ۱۰۳ ج ۴) واما ما یرجع الی الواہب فہو ان یکون الواہب من اہل الہبۃ وکونہ من اہلہا ان یکون حرا عاقلا بالغا مالکا للموہوب حتی لو کان صغیرا او مجنونا او لا یکون مالکا للموہوب لا یصح ومنہا ان یکون الموہوب مقسوما اذا کان مما یحتمل القسمۃ وان یکون الموہوب متمیزا ومنہا ان یکون مملوکا للواہب فلا تجوز ہبۃ مال الغیر بغیر اذنہ لاستحالۃ تملیک ما لیس بمملوک للواہب۔ (عالمگیری صہ ۱۰۲ ج ۴) والخامس کالطلاق ونحوہ من العتاق والصدقۃ والہبۃ فانہا ضرر محض فی العاجل بازالۃ ملک النکاح والرقبۃ والعین من غیر نفع یعود الیہ فلا یملکہ ۲

۲ ای لا یملک الصبی بنفسہ کما لا یملکہ علیہ ای علی الصبی غیرہ ای غیر الصبی کالولی والوصی ۱۲ کشف المبہم صہ ۳۰ +

بہشتی جوہر ضمیمہ بہشتی زیور حصہ پنجم

باب ۳۲ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سی و دو

حلال مال طلب کرنے کا بیان

حدیث میں ہے کہ حلال (مال) کا طلب کرنا فرض ہے بعد (اور) فرض کے مطلب یہ ہے کہ حلال مال کا حاصل کرنا فرض ہے اور فرضوں کے بعد یعنی اُن فرضوں کے بعد جو ارکان اسلام ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ۔ یعنی مال حلال کی طلب فرض تو ہے مگر اس فرض کا رتبہ دوسرے فرضوں سے کم ہے جو کہ ارکانِ اسلام ہیں۔ اور یہ فرض اُس شخص کے ذمے ہے جو مال کا ضروری خرچ کے لئے محتاج ہو۔ خواہ اپنی ضرورت رفع کرنے کو یا اپنے اہل و عیال کی ضرورت رفع کرنے کو۔ اور جس شخص کے پاس بقدر ضرورت موجود ہے۔ مثلاً صاحبِ جائداد ہے یا اور کسی طرح سے اس کو مال ملگیا تو اس کے ذمے یہ فرض نہیں رہتا۔ اس لئے کہ مال کو حق تعالیٰ نے حاجتوں کے رفع کرنے کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ بندہ ضروری حاجتیں پوری کر کے اللہ پاک کی عبادت میں مشغول ہو۔ کیونکہ بغیر کھائے پئے عبادت نہیں ہو سکتی۔ پس مال مقصود لذاتہ نہیں بلکہ مطلوب لغیرہ ہے۔ سو جب ضرورت کے قابل میسّر ہو گیا تو خواہ مخواہ حرص کی وجہ سے اس کو طلب کرنا اور بڑھانا نہ چاہیئے۔ پس جس کے پاس قدر ضرورت موجود ہو اس پر بڑھانا فرض نہیں۔ بلکہ مال کی حرص خدائے تعالیٰ سے غافل کرنے والی اور اس کی کثرت گناہوں میں مبتلا کرنے والی ہے۔ خوب سمجھ لو۔ اور اس بات کا بہت لحاظ رہے کہ مال حلال میسّر آوے حرام کی طرف مسلمان کی بالکل توجہ نہ ہونی چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ مال بے برکت ہوتا ہے اور ایسا شخص جو کہ حرام خور ہو دین و دنیا میں ذلت اور خدائے تعالیٰ کی پھٹکار میں مُبتلا رہتا ہے۔ اور بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ آجکل حلال مال کمانا غیر ممکن ہے اور حلال مال ملنے سے مایوسی ہے سراسر غلط اور شیطان کا دھوکہ ہے۔ خوب یاد رکھو کہ شریعت پر عمل کرنے والے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ جس کی نیت حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی ہوتی ہے حق تعالیٰ اس کو ایسا ہی مال مرحمت فرماتے ہیں اور یہ امر مشاہدہ سے ثابت ہے اور قرآن و حدیث میں تو جا بجا یہ وعدہ آیا ہے۔ اس نازک زمانہ میں جن خدا کے بندوں نے حرام اور شبہ کے مال سے اپنے نفس کو روک لیا ہے ان کو حق تعالیٰ عُمدہ حلال مال مرحمت فرماتے ہیں۔ اور وہ لوگ حرام خوروں سے زیادہ راحت و عزت سے رہتے ہیں جو شخص اپنے ساتھ اور دوسرے حضرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ دیکھتا ہے اور جا بجا قرآن و حدیث میں یہ مضمون پاتا ہے وہ ایسے جاہلوں کے کہنے کی کچھ پرواہ

حاشیہ: عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان وروی الدیلمی عن انس مرفوعا بسند حسن طلب الحلال واجب علی کل مسلم ۱۲ منہ

نہیں کر سکتا۔ اور اگر کسی معتبر کتاب میں ایسی باتیں نظر سے گذریں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے جو جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے۔ پس جب وہ مضمون دیکھو تو کسی پکے دیندار عالم سے اس کا مطلب دریافت کرو انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری تسلی ہو جاوے گی اور ایسی بیہودہ باتوں کا وسوسہ دل سے نکل جاوے گا۔ خوب سمجھ لو۔ لوگ مال کے باب میں بہت کم احتیاط کرتے ہیں۔ ناجائز نوکریاں کرتے ہیں دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں۔ یہ سب حرام ہے۔ اور خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی بات کی کمی نہیں۔ جس قدر تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور مل کر رہے گا۔ پھر بدنیتی کرنا اور دوزخ میں جانے کی تیاری کرنا کونسی عقل کی بات ہے چونکہ لوگوں کو مال حلال کی طرف توجہ بہت کم ہے اس لئے بار بار تاکید سے یہ مضمون بیان کیا گیا دنیا میں اصل مقصود انسان اور جن کی پیدائش سے یہ ہے کہ انسان اور جن حق تعالیٰ کی عبادت کریں۔ لہٰذا اس بات کا ہر معاملہ میں خیال رکھو اور کھانا پینا اس لئے ہے کہ قوت پیدا ہو جس سے خدا کا نام لے سکے یہ مطلب نہیں ہے کہ شب و روز لذتوں میں مشغول رہے اور اللہ میاں کو بھول جاوے اور ان کی نافرمانی کرے۔ بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ دنیا میں فقط کھانے پہننے اور لذتیں اڑانے کے لئے آئے ہیں سخت بددینی کی بات ہے اللہ تعالیٰ جہالت کا ناس کرے کیسی بُری بلا ہے۔

حدیث[1] میں ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نے نہیں کھایا کوئی کھانا کبھی بہتر اس کھانے سے جو اپنے دونوں ہاتھ کے عمل سے ہو اور بیشک خدا کے نبی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی بہت عمدہ چیز ہے مثلاً کوئی پیشہ کرنا یا تجارت کرنا وغیرہ خواہ مخواہ کسی پر بوجھ ڈالنا نہ چاہئے اور پیشہ کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے جب اس قسم کے کام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں تو اور کون ایسا شخص ہے جس کی آبرو ان حضرات سے بڑھ کر ہے بلکہ کسی کی آبرو ان حضرات کے برابر بھی نہیں ان سے بڑھ کر تو کیا ہوتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے جنھوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ خوب سمجھ لو اور جہالت سے بچو۔ اور بعضے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مال حلال ہو مگر اپنے ہاتھ کا کمایا ہوا نہ ہو بلکہ میراث میں ملا ہو یا اور کسی حلال ذریعے سے میسر آیا ہو تو خواہ مخواہ اپنے کمانے کی فکر کرتے ہیں اور اس کو عبادت میں مشغول ہونے سے بہتر سمجھتے ہیں یہ سخت غلطی ہے بلکہ ایسے شخص کیلئے عبادت میں مشغول ہونا بہتر ہے جب اللہ نے اطمینان دیا اور رزق کی فکر سے فارغ البال کیا تو پھر بڑی ناشکری ہے کہ اس کا نام اچھی طرح نہ لیوے اور مال ہی کو بڑھائے جاوے بلکہ مال حلال تو جس طرح سے میسر آئے بشرطیکہ کوئی ذلت نہ اٹھانی پڑے وہ سب عمدہ ہے اور اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اس کی بڑی قدر کرنی چاہئے اور انتظام سے خرچ کرنا چاہئے فضول نہ اڑانا چاہئے۔ اور حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ لوگ اپنا بار کسی پر نہ ڈالیں اور لوگوں سے بھیک نہ مانگیں جب تک کوئی خاص ایسی مجبوری نہ ہو جس کو شریعت نے مجبوری قرار دیا ہو۔ اور پیشہ کو حقیر نہ سمجھیں اور حلال مال طلب کریں کمائی کو عیب نہ سمجھیں۔ سو اس وجہ سے یہ مضمون مبالغہ کے طور پر بیان فرمایا گیا تاکہ لوگ اپنے ہاتھ سے کمانے کو بُرا نہ سمجھیں اور کمائیں اور کھائیں اور کھلائیں اور خیرات کریں۔ حدیث کی یہ غرض نہیں ہے کہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے اور کسی طرح سے جو حلال مال ملا ہو وہ حلال نہیں یا ہاتھ کی کمائی کے برابر نہیں بلکہ بعض مال اپنے ہاتھ کی

[1] عن المقدام بن معدی کرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ ۱۲ رواہ البخاری

کمائی سے بڑھ کر ہوتا ہے اور بعضے ناواقف سچے خاصانِ خدا پر جو متوکل ہیں طعن کرتے ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو مذکور ہوئی کہ اُن کو اپنے ہاتھ سے کمانا چاہئے محض توکل پہ بیٹھنا اور نذرانوں سے گذر کرنا اچھا نہیں۔ یہ ان کی سخت نادانی ہے اور یہ اعتراض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ڈرنا چاہئے سخت اندیشہ ہے کہ ان بزرگوں کی بے ادبی اور ان پر لعن و طعن سے دارین میں بلا نازل ہو اور طعن کرنے والوں کو ہلاک کر دے۔ بلکہ اولیاء اللہ کی بے ادبی سے ایمان جاتے رہنے اور بُرا خاتمہ ہونیکا اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو اس دن سے پہلے ناپید کر دے جس دن بزرگوں پر اعتراض کرے کہ اس کے حق میں یہی بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ قرآن و حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ انصاف سے اور طلبِ حق کیلئے تامل کیا جاوے کہ جس شخص میں توکل کی شرطیں پائی جاویں تو اس کے لئے توکل کرنا کمانے سے بدرجہا افضل ہے اور یہ اعلیٰ مقام ہے مقاماتِ ولایت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود متوکل تھے اور جو آمدنی متوکل کو ہوتی ہے وہ ہاتھ کی کمائی سے بہت بہتر ہے اور اس میں خاص برکت اور خاص نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ رُتبہ مرحمت فرمایا ہے اور بصیرت اور فہم اور نور عطا فرمایا ہے وہ کھلی آنکھوں اس کی برکت دیکھتا ہے اور اسکا تفصیلی بیان کسی خاص موقع پر کیا جاوے گا۔ چونکہ یہ مختصر رسالہ ہے اس لئے طوالت کی گنجائش نہیں اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ قول سراسر غلط ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ اور بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ ایک تو خود دنیا کے کام سے محروم رہو اور دوسرا کرے تو اُس پر لعن و طعن کرو۔ بھلا حق تعالیٰ کو کیا مُنہ دکھاؤ گے۔ جبکہ اس کے دوستوں کے درپے ہوتے ہو۔ اور علاوہ فائدہ مذکورہ کے توکل اختیار کرنے میں بہت سے دینی فائدے ہیں اور وہ متوکلین جو مخلوق کی تعلیم کرتے ہیں اُن کی خدمت کرنا تو بقدر ان کے ضروری خرچ پورا ہونے کے فرض ہے سو اپنا حق نذرانہ سے لینا کیوں بُرا سمجھا گیا جبکہ غیر متوکلین بھی اپنے حقوق خوب مار دھاڑ سے لڑائی لڑ کر وصول کرتے ہیں۔ حالانکہ متوکلین تو بہت تہذیب اور لوگوں کی بڑی آرزو کرنے سے اپنا حق قبول کرتے ہیں اور نذرانہ قبول کرتے ہیں جبکہ ذلت نہ ہو اور استغنا اور بے پروائی سے لیا جاوے۔ خصوصاً جبکہ اس کے واپس کرنے میں دینے والے کی سخت دل شکنی ہو تو ظاہر ہے کہ اس میں بھلائی ہے یا بُرائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے حضرات جو سچے متوکل ہیں ان کو بڑی عزت سے روزی میسر ہوتی ہے مگر ان کی نیت اور توجہ محض خدا کے بھروسہ پر ہوتی ہے مخلوق کی طرف نگاہ نہیں ہوتی اور جو طمع رکھے مخلوق سے اور نگاہ کرے ان کے مال پر وہ دغا باز ہے وہ ہمارے اس کلام سے خارج ہے۔ ہم نے تو سچے توکل والوں کی حالت بیان کی ہے۔ کسی کو حقیر سمجھنا خصوصاً خاصانِ خدا کو بڑا سخت گناہ ہے۔ اور ان حضرات کا اس میں کوئی ضرر نہیں بلکہ نفع ہے کہ بُرا کہنے والوں کی نیکیاں قیامت کے روز ان کو ملیں گی۔ تباہی تو ان کی ہے جو بُرا کہتے ہیں کہ دین و دنیا تباہ ہوتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ توکل کی اجازت ہر شخص کو شریعت نے نہیں دی ہے اس کی ہمت کرنا اور اس کی شرطوں کا پورا ہونا بہت دشوار ہے اسی وجہ سے ایسے حضرات بہت کم پائے جاتے ہیں گویا کہ معدوم ہیں۔ اور بہت اچھی چیز ہمیشہ کم ہی ہوتی ہے۔ اللہ پاک کا بیحد شکر ہے کہ یہ مقام محض معمولی توجہ سے بہت عُمدہ تحریر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو عمل کی توفیق دیں آمین۔

(۱۳) حدیث میں ہے کہ تحقیق اللہ (تعالیٰ) طیب ہے (یعنی کمالات کے ساتھ موصوف اور تمام عیبوں سے پاک ہے۔ نہیں قبول کرتا ہے مگر طیب کو (یعنی اللہ پاک طیب مال یعنی حلال مال قبول فرماتا ہے حرام مال وہاں مقبول نہیں۔ بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے

طمع کے معنی ہیں لالچ ۱۲
خارج کے معنی ہیں علیحدہ جدا ۱۲
ضرر کے معنی ہیں نقصان ۱۲
معدوم کے معنی جو موجود نہ ہو ۱۲

کہ حرام مال خیرات کر کے ثواب کی اُمید رکھنا کفر ہے) اور بیشک اللہ نے حکم کیا مومنوں کو اُس چیز کا جس کا کہ حکم فرمایا مرسلین (یعنی رسولوں کو) پس فرمایا اے رسولو! کھاؤ پاک چیزیں (یعنی حلال) اور عمل کرو اچھے اور فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ پھر ذکر فرمایا (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اس آدمی کا جو لمبا سفر کرتا ہے (حج کرنے علم طلب کرنے وغیرہ کو) اس حال میں کہ پراگندہ حال اور گرد آلودہ ہوتا ہے (سفر کی مشقت سے) اور ہاتھ بڑھاتا ہے آسمان کی طرف (اور کہتا ہے) اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار (یعنی اللہ پاک سے بار بار سوال کرتا ہے کہ رحم فرما کر مقصود عطا کر دے) حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے (یعنی خورونوش اور لباس مالِ حرام سے حاصل کرتا ہے) اور پالا گیا (مال) حرام سے (یعنی مال حرام سے گذر کرتا ہے اسی سے پرورش پاتا ہے ہاں جس کو والدین نے نابالغی کی حالت میں مالِ حرام سے پرورش کیا ہو اور بالغ ہو کر اس نے حلال مال حاصل کیا اور اس کو اپنی خورونوش ولباس میں صرف کیا تو وہ شخص اس حکم سے خارج ہے نابالغ ہونے کی حالت کا گناہ فقط والدین پر ہے) پس کیونکر قبول کی جاوے گی (وہ دعا) اس کے لئے یعنی باوجود اس قدر مشقتوں کے مالِ حرام کے استعمال کی وجہ سے ہرگز دعا مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر کبھی مقصود حاصل بھی ہو گیا تو وہ دعا کے سبب سے نہیں بلکہ اس کا حاصل ہونا تقدیر الٰہی کی وجہ سے ہے جیسے کہ کافروں کے مقصود پورے ہو جاتے ہیں۔ اور دعا کے مقبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حق تعالیٰ بندہ پر نظر رحمت فرمائیں اور اس رحمت کی وجہ سے اس کو اس کا مطلوب عطا فرمائیں اور اس طلب پر ثواب عنایت ہو۔ سو یہ بات اسی کو میسّر ہوتی ہے جو شریعت کا پابند ہو اور اللہ پاک سے مقصود طلب کرے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حلال کھانے میں بڑی برکت ہے اور واقعی اسکی خاص تاثیر ہے اور ایسا مال کھانے سے نیکی کی قوت پیدا ہوتی ہے اعضا عقل کی تابعداری کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا و مولانا ابوحامد محمد غزالی نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ ایک بہت بڑے درویش سے یعنی حضرت سہیل رضؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو حرام کھاتا ہے اعضا اس (کی عقل) کی اطاعت چھوڑ دیتے ہیں (یعنی عقل نیکی کا حکم کرتی ہے اور وہ اس کی اطاعت نہیں کرتے مگر یہ بات ان ہی حضرات کو معلوم ہوتی ہے جن کے دل کی آنکھیں روشن ہیں۔ ورنہ جن کا دل سیاہ ہے وہ تو شب و روز اس میں مشغول رہتے ہیں اور خوب لذت اُڑاتے ہیں اور ان کو کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ قلب کی حس اور دل کی بینائی اور بصیرت کو قائم رکھے آمین)۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارکؒ (جو بڑے عالم اور زاہد اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے ایک درہم مشتبہ مال کا لوٹا دینا (جو مجھے ملے خواہ ہدیہ کے ذریعہ سے یا اور کسی طرح) زیادہ محبوب ہے چھ لاکھ درہم خیرات کرنے سے) یہاں سے اندازہ کرنا چاہئے کہ مشتبہ مال کی کیا قدر ہے۔ افسوس کہ لوگ صریح حرام بھی نہیں چھوڑتے۔ روپیہ ملے کسی طرح ملے۔ اور حضرات بزرگانِ دین مشتبہ مال کو اس قدر بُرا سمجھتے تھے حرام مال سے بچنا سب کے ذمہ ضرور ہے اس سے بہت بڑی احتیاط لازم ہے۔ بُرا مال کھانے سے۔ بیحد خرابیاں نفس میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ انسان کا ہلاک کرنے والا ہے۔

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور اُن دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں (یعنی ان کے حلال اور حرام ہونے میں شبہ ہے۔ بعضے اعتبار سے ان کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعضے اعتبار سے ان کا

خورونوش کے معنی کھانا پینا اور لباس وغیرہ ۱۲

ملے رواہ مسلم ۱۲

صریح کے معنی ہیں ظاہر صاف کھلا ہوا ۱۲

احتیاط کے معنی بچنا پرہیز کرنا ۱۲

حرام ہونا معلوم ہوتا ہے جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اور کم ہیں ایسے لوگ جو ان کو جانتے ہیں اور وہ بڑے بڑے عالم متقی ہیں جو اپنے علم پر اچھی طرح عمل کرتے ہیں) پس جس شخص نے پرہیز کیا ہے شبہ کی چیزوں سے بچا لیا اُس نے اپنے دین کو (یعنی عذابِ دوزخ سے پناہ مل گئی) اور اپنی آبرو کو (یعنی طعنہ دینے والوں سے اپنی آبرو بچالی) اس لئے کہ خلافِ شرع شخص کو لوگ طعن دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ دین و دنیا کی بے عزتی سے بچنا ہر ذی عقل پر ضرور ہے) اور جو شخص واقع ہوا شبہ کی چیزوں میں وہ واقع ہو گا حرام میں یعنی جو شخص شبہ کی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا وہ رفتہ رفتہ صریح حرام باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جہاں نفس کو ذرا گنجائش دی گئی وہ رفتہ رفتہ اس قدر خرابی برپا کرتا ہے کہ خدا کی پناہ ہلاک ہی کر دیتا ہے۔ سو جو شخص مال کے بارہ میں احتیاط نہ کرے جو ملے اس کو قبول کر لے کسی شبہ کی پرواہ ہی نہ کرے وہ عنقریب حرام کھانے لگے گا۔ نفس کو ہمیشہ شریعت کا قیدی بنا رکھنا چاہئے کبھی آزادی نہ دے۔ اور گو ایسے شبہ کا مال کھانا جس کا یہ حال معلوم نہ ہو کہ اس میں کتنا حلال ملا ہے اور کتنا حرام جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ اور رفتہ رفتہ شبہ سے صریح حرام میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہے لہٰذا چاہئے کہ شبہ کی باتوں سے بھی بچے کہ اصل مقصود اور ہمت کی بات یہی ہے۔ خوب سمجھ لو مثل اس چرواہے کے جو چراتا ہے گرد اُس چراگاہ کے جس کو بادشاہ نے اپنے جانور چرانے کے لئے خاص کر لیا ہے۔ قریب ہے یہ کہ چراوے اس چراگاہ میں (یعنی جو ایسی چراگاہ کے گرد چراتا ہے وہ عنقریب خاص چراگاہ ہی میں چرانے لگے گا۔ یا تو اس طرح کہ جانوروں کا اس طریق پر چرنا کہ اس حد سے آگے نہ بڑھیں دشوار ہے یا اس طرح کہ خود چرواہے ہی کو عنقریب ایسی دلیری ہو جائے گی کہ وہ اس قدر احتیاط نہ کرے گا اسی طرح نفس کو احتیاط نہیں ہوتی اور کبھی تو ابتدا ہی سے جہاں شبہ کے درجہ پر پہنچا حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کچھ دنوں کے بعد یہ حالت ہوتی ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ خودرو گھاس کی چراگاہ کو صرف اپنے لئے خاص کر لینا اور دوسروں کو اس میں چرانے سے روکنا زمینداروں کو جائز نہیں اور یہاں تو فقط مثال بیان کرنا مقصود ہے) آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے (اور) آگاہ رہو کہ اللہ کی چراگاہ (جس کی حفاظت کی گئی ہے) اس کے محارم ہیں۔ (یعنی جن چیزوں کو اس نے حرام فرما دیا ہے تو جو شخص اُن حرام چیزوں میں واقع ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی خیانت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ بادشاہ کی خیانت کرنا بغاوت ہے اور حق تعالیٰ چونکہ اعلیٰ درجہ کے بادشاہ ہیں لہٰذا ان کی خیانت اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے جس کی سزا بھی بہت بڑی ہے۔ آگاہ رہو کہ انسان کے بدن میں ایک بوٹی ہے جبکہ وہ درست ہو گی (اور اس میں باطنی یا ظاہری خرابی نہ پیدا ہو گی) کل بدن درست ہو گا اور جبکہ وہ فاسد اور خراب ہو گی تو خراب ہو گا تمام بدن۔ آگاہ رہو وہ (بوٹی) دل ہے (یعنی سلطان البدن ہے قلب کی درستی سے تمام اعضاء کی درستی رہتی ہے اور قلب کی درستی موقوف ہے اطاعت الٰہی پر۔ گناہ کرنے سے دل اندھا ہو جاتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ نیکیوں کا وجود موقوف ہے قلب کی درستی اور صفائی پر اور قلب کی صفائی میں اکل حلال کو خاص دخل ہے۔ پس اس سے ترغیب ہو گئی اہتمام اکل حلال پر۔

حدیث[1] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک کرے اللہ تعالیٰ یہود کو حرام کی گئیں اُن پر چربیاں (یعنی گائے اور بکری کی چربی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے) پس انھوں نے اس (چربی) کو گلایا پھر انھوں نے اس کو فروخت کیا (یعنی حیلہ یہ کیا کہ

متقی کے معنی پرہیزگار یا خدا سے ڈرنیوالا ۱۲
[1] اخرجہ الشیخان ۱۲
[2] متفق علیہ + ۱۲

خود چربی نہیں کھائی بلکہ اس کے دام کھائے اور اُس کو یہ سمجھے کہ یہ چربی کھانا نہیں ہے حالانکہ اس حکم کا حاصل یہ تھا کہ چربی سے بالکل منتفع مت ہو۔ اس میں بیچکر دام کھانا بھی داخل تھا۔ آجکل بعضے سودخواروں نے اسی قسم کے حیلے پیدا کرلئے ہیں تاکہ ظاہر میں سود سے بچ جاویں اور حقیقت میں سود کھاویں لیکن حق تعالیٰ عالم الغیب ہے نیت کو خوب جانتا ہے ہرگز ہرگز ایسے حیلے نکالنا رَوا نہیں) حدیث[۷] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے یہ بات کہ کمائے بندہ مالِ حرام کو پس صدقہ دے اس میں سے سو اس سے قبول کیا جاوے اور نہ یہ کہ خرچ کرے اس میں سے پس برکت دی جائے اس کے لئے اس مال میں اور نہ یہ کہ چھوڑے اپنے پیچھے مگر ہو وہ (چھوڑنا) توشہ اس کے لئے پہنچانیوالا دوزخ کی طرف (یعنی مالِ حرام کما کر اگر صدقہ کرے مقبول نہ ہوگا اور خاک ثواب نہ ملیگا۔ بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرام مال خیرات کرکے ثواب کی اُمید رکھنا کفر ہے اور فقیر جس کو مالِ حرام دیا گیا ہے اس نیت سے کہ دینے والیکو ثواب ہو اگر جانتا ہے کہ یہ مال اس طرح کا مجھے دیا گیا ہے اور وہ باوجود جاننے کے خیرات دینے والیکو دعا دے تو وہ بھی اُن علماء کے قول پر کافر ہوجائیگا اور اگر ایسا مال کسی اور خرچ میں لایا جاوے تو بھی کچھ برکت نہ ہوگی اور اگر اپنے بعد ایسا مال چھوڑیگا تو اسکی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا۔ کھاوینگے وارث اور عذاب میں یہ مبتلا ہوگا۔ غرض مالِ حرام میں بجز ضرر کے کوئی نفع نہیں۔ بیشک اللہ (تعالیٰ) نہیں دُور کرتا ہے بُرائی کو بُرائی کے ذریعہ سے (پس چونکہ حرام مال خیرات کرنا منع ہے اور گناہ ہے سو اس گناہ کے ذریعہ سے اور گناہ نہیں معاف ہوسکتے) لیکن دُور کرتا ہے بُرائی کو بھلائی سے (پس حلال مال صدقہ کرنا گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے جبکہ باقاعدہ اور شریعت کے موافق خیرات کرے) تحقیق خبیث (یعنی مالِ حرام نہیں دُور کرتا ہے خبیث کو (یعنی گناہ کو) حدیث[۸] میں ہے جنت میں وہ گوشت نہ داخل ہوگا جو پلا ہی اور بڑھا ہے مالِ حرام سے اور ہر ایسا گوشت جو پلا بڑھا ہے مال حرام سے جہنم ہی اس کے لائق ہے۔ یعنی حرام خور جنت میں بغیر سزا بھگتے داخل نہ ہوگا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کفار کی طرح کبھی داخلِ جنت نہ ہوگا بلکہ اگر وہ اسلام پر مرا۔ اور تھا حرام خور تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوجاویگا۔ اور اگر حرام کھانے سے توبہ کرے مرنے سے پہلے اور جسکا حق اس کے ذمہ ہو وہ ادا کر دیوے تو البتہ حق تعالےٰ اس کا یہ گناہ معاف فرماوینگے۔ اور اس حدیث میں جو عذاب مذکور ہے اس سے محفوظ رہیگا۔ حدیث[۹] میں ہے کہ بندہ نہیں ہوتا ہے پورے پرہیزگاروں میں سے یہانتک کہ چھوڑ دے اُس چیز کو جس میں کچھ ڈر نہیں بسبب اس چیز کے جس میں اندیشہ ہے یعنی کوئی چیز بالکل حلال ہے اور کوئی کام مُباح اور جائز ہے۔ مگر اس میں متوجہ ہونے سے اور ایسے مال کے کھانے سے کسی گناہ ہوجانیکا ڈر اور احتمال ہے تو اس حلال مال کو بھی نہ کھاوے اور ایسے جائز کام کو بھی نہ کرے اس لئے کہ اگرچہ یہ کام کرنا اور یہ مال کھانا گناہ نہیں مگر اس کے ذریعہ سے گناہ ہوجانے کا ڈر ہے اور بُرے کام کا ذریعہ بھی بُرا ہوتا ہے مثلاً عمدہ عمدہ کھانے اور لباس میں مشغول ہونا جائز اور حلال ہے مگر چونکہ حد سے زیادہ لذتوں میں مشغول ہونے سے گناہوں کے صادر ہونیکا اندیشہ ہے اسلئے کمال تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی پرہیزگاری یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بھی بچے یا شبہ کا مال کھانا مکروہ ہے۔ مگر اسمیں ہمت کھانے کی کرنیسے اندیشہ ہے کہ عنقریب نفس ایسا بے قابو ہوجاویگا کہ حرام کھانے لگے گا تو ایسے مال سے بھی بچنا چاہیئے۔ حضرت[۱۰] عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو ان کو خراج دیتا تھا (یہاں خراج سے وہ محصول مراد ہے جو غلام پر مقرر کیا جاتا ہے اسکی ساری کمائی میں سے کچھ کمائی مالک لیتا ہے) پس حضرت ابوبکرؓ وہ محصول اس غلام کا

[۱] رواہ احمد ۱۲
[۲] رواہ احمد وغیرہ ۱۲
[۳] رواہ الترمذی وابن ماجۃ ۱۲

کھاتے تھے سو لایا وہ ایک دن کچھ (کھانے کی) چیز۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے اس میں سے کچھ کھالیا۔ تو غلام نے کہا تمھیں معلوم ہے کیا تھی یہ چیز جسے تم نے کھایا اور کہاں سے آئی پس فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے کونسی چیز تھی وہ (جسے میں نے کھالیا) اس نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں (یعنی اسلام سے پہلے) ایک آدمی کو کاہنوں کے قاعدہ سے کوئی خبر دی تھی اور میں اس کام کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا (یعنی کاہنؔ لوگ جس طرح کچھ باتیں بتلاتے ہیں اور وہ کبھی جھوٹ اور غلط اور کبھی سچ اور صحیح ہو جاتی ہیں اور اس کا سچ ماننا منع ہے اور جو اس فن کے انھوں نے قاعدے مقرر کئے ہیں میں اُن سے اچھی طرح واقف نہ تھا) مگر بیشک میں نے اس آدمی کو دھوکہ دیا پھر وہ مجھے ملا سو اس نے مجھے (وہ چیز جو آپ نے کھائی) دی بذریعہ اس کے (یعنی جو بات میں نے اس کو بتلادی تھی اس کے عوض) تو وہ یہ چیز ہے جسمیں سے آپ نے کھایا۔ پس داخل فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ حلق میں پھر قے فرمایا (یعنی نکالدیا) تمام اُس چیز کو جو اُن کے پیٹ میں تھا (یعنی احتیاط اور کمال تقویٰ کی وجہ سے تمام کھانا پیٹ کے اندر کا نکالدیا کیونکہ خالص اس کھانے کا نکالنا تو غیر ممکن تھا سو تمام پیٹ خالی کر دیا حالانکہ اگر آپ قے نہ فرماتے جب بھی گناہ نہ ہوتا۔ حدیث[11] میں ہے کہ جس نے کوئی کپڑا دس درہم کو خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا نہ قبول فرمائے گا حق تعالیٰ اس کی نماز جبتک کہ وہ کپڑا اس کے (بدن) پر رہیگا (یعنی گو فرض ادا ہو جائیگا مگر نماز کا پورا ثواب نہ ملے گا اور اسی طرح اور اعمال کو بھی قیاس کرلو۔ خدا سے ڈرنا چاہئے کہ اول تو لوگوں سے عبادت ہی کیا ہوتی ہے اور جو ہوتی ہے وہ اس طرح ضائع ہو پھر کیا جواب دیا جاوے گا قیامت کے روز۔ اور کیسے عذاب دردناک کی برداشت ہوگی۔ حدیث[12] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا ہوں جو تمھیں جنّت سے قریب کرے اور دوزخ سے دُور کردے مگر (یہ بات ہے) کہ میں نے تم کو اس کا حکم کر دیا ہے (یعنی جنّت میں داخل کرنے والے اور دوزخ سے ہٹانے والے سب اعمال میں نے تم کو بتلادیئے ہیں) اور میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جو تمھیں جنّت سے دُور کردے اور دوزخ سے تم کو قریب کردے مگر (یہ بات ہے کہ) میں نے تم کو اس سے منع کر دیا ہے۔ (یعنی دوزخ میں داخل کرنے والے اور جنّت سے ہٹا دینے والے کاموں سے تمھیں روک چکا ہوں کہ ایسے کام مت کرو) اور بیشک روح الامینؑ (یعنی جبرئیلؑ) نے میرے دل میں ڈالدیا ہے کہ بیشک کوئی نفس ہرگز نہ مرے گا یہانتک کہ پورا لے لے اپنا رزق (یعنی تقدیر میں جو رزق ہر مخلوق کی لکھا جاچکا ہے بغیر اس قدر ملجانے کے پہلے کوئی نہیں مرسکتا) اگرچہ وہ رزق دیر میں ملے (یعنی ملنا ضرور ہے جس وقت پر کہ لکھدیا ہے اُسی وقت پہنچے گا نیت خراب کرنے اور حرام کمانے سے جلدی نہیں مل سکتا خدا سے ڈرو (یعنی اس پر بھروسہ کرو اور اس کے وعدے کا یقین کرو پس حرام کمانے سے بچو) اور اختصار اختیار کرو طلب (رزق) میں یعنی۔ بیحد دنیا کے کمانے میں مشغول نہ ہو حرص نہ کرو شرع کے خلاف کمائی سے بچو) اور ہرگز نہ آمادہ کرے تم کو دیر لگنا رزق ملنے میں (اس بات پر) یہ کہ طلب کرنے لگو اس کو خدائیتعالیٰ کی معصیت سے (یعنی روزی ملنے میں اگر دیر ہو تو گناہ اور حرام ذریعوں سے رزق حاصل نہ کرو اس لئے کہ وقت سے پہلے ہرگز نہ ملے گا خواہ مخواہ گناہ بے لذّت میں مبتلا ہو گے) اس لئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ نہیں حاصل کی جاتی وہ چیز جو اس کے پاس ہے۔ رزق اور اس کے سوا جو چیز ہے اس کی معصیت کے ذریعہ سے

(رواہ ابن ابی الدنیا فی القناعة والبیہقی فی المدخل وقال انہ منقطع ونص الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا اعلم

لے رواہ البخاری بلفظہ عن عائشة قالت کان لابی بکر غلام یخرج (ای یعطی لہ الخراج وہو الفریبة علی العبد مما یکسب فجعل لسیدہ شطراً من ذلک) فکان ابوبکر یاکل من خراجہ فجاء یوماً بشیٔ (من الماکول) فاکل منہ ابوبکر فقال الغلام اتدری ما ہذا فقال ابوبکر وما ہو قال کنت تکہنت لانسان فی الجاہلیة وما احسن الکہانة الا انی خدعتہ (الاستثناء منقطع ای لکن) فلقینی فاعطانی بذلک فہذا الذی اکلت منہ قالت فادخل ابوبکر یدہ فقاء کل شیٔ فی بطنہ ۱۱ے درہم کی قیمت چار آنے

۲ سے کچھ زائد ہوتی ہے ۱۲ ۱۱ے رواہ احمد ۱۲ +

شیئاً یقربکم من الجنۃ ویبعدکم من النار الا امرتکم بہ ولا اعلم شیئاً یبعدکم من الجنۃ ویقربکم من النار الا نہیتکم عنہ وان الروح الامین نفث فی روعی ان نفساً لن تموت حتی تستوفی رزقہا وان ابطأ عنہا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب ولا یحملنکم استبطاء شیٔ من الرزق ان تطلبوہ بمعصیۃ اللہ تعالیٰ لاینال ما عندہ من الرزق وغیرہ بمعصیۃ۔ حدیث (۱۳) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس حصوں میں سے نو حصے رزق کے تجارت میں ہے (یعنی تجارت بہت بڑی آمدنی کا ذریعہ ہے اس کو اختیار کرو۔ حدیث (۱۴) میں ہے کہ حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس مؤمن کو جو محنتی ہو اور پیشہ ور ہو۔ نہیں پرواہ کرتا ہے کہ کیا پہنتا ہے (یعنی محنت ومشقت میں معمولی میلے کپڑے پہنتا ہے اتنی فرصت نہیں اور ایسا موقع نہیں جو کپڑے زیادہ صاف رکھ سکے لیکن جو شخص مجبور نہ ہو اس کو سادگی کے ساتھ صاف رہنا چاہیئے۔ حدیث (۱۵) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری طرف یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور میں تجارت کرنے والوں میں سے ہوں۔ اور لیکن یہ وحی کی گئی ہے مجھکو کہ اللہ کی تسبیح (پاکی بیان کرنا یعنی سبحان اللہ کہنا) کرو اُس کی حمد کے ساتھ یعنی اس کی تعریف بیان کرو یعنی سبحان اللہ وبحمدہ پڑھو اور ہو جاؤ سجدہ کرنے والوں میں سے (یعنی نماز پر ہمیشگی کرو اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں) اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو یہانتک کہ تم کو موت آجائے یعنی حاجت سے زیادہ دنیا میں مشغول نہ ہو کیونکہ بقدر ضرورت معاش کا بندوبست کرنا سب پر واجب ہے۔ ہاں جس میں توکل کی قوت ہو اور سب شرطیں اس میں توکل کی جمع ہوں ایسا شخص البتہ سب کام چھوڑ کر محض عبادت علمیہ وعملیہ میں مشغول ہو وے۔ حضرت (۱۶) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرے اللہ تعالیٰ آدمی نرمی کرنیوالے پر جس وقت (کوئی چیز) فروخت کرے اور جس وقت (کچھ) خریدے اور جس وقت قرض طلب کرے۔ سبحان اللہ خرید وفروخت اور قرض طلب کرنے کی حالت میں نرمی اور رعایت کرنے کا کس قدر بڑا درجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کے حق میں خاص طور پہ دعا فرماتے ہیں اور آپ کی دعا یقیناً مقبول ہے۔ اگر اس نرمی کے برتاؤ کی فقط یہی فضیلت ہوتی اور اس کے سوا کچھ ثواب نہ ملتا تو یہی بہت بڑی نعمت تھی حالانکہ اس رعایت اور نرمی کا ثواب بھی ملے گا۔ لہذا تاجروں کو مناسب ہے کہ اس صحیح حدیث پر عمل کر کے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے محل کرم ہوں۔ نیز دنیا کا اس برتاؤ میں یہ نفع ہے کہ ایسے شخص کے معاملہ سے لوگ خوش ہوتے ہیں اور تجارت خوب چلتی ہے۔ لوگوں کا رجوع ایسے معاملے کرنے والے کی طرف بہت ہوتا ہے اور بعض اوقات خوش ہو کر دعا بھی دیتے ہیں۔ واقعی بات یہ ہے کہ شریعت پر عمل کرنے والا دین و دنیا میں گویا کہ بادشاہ ہو کر رہتا ہے اور بڑی راحت سے گذرتی ہے اس سے بڑھکر خوش نصیب کون ہے کہ جس کو دارین کی برکتیں حاصل ہوں اور خدا کے نزدیک اور اکثر لوگوں کے نزدیک بھی محبوب اور عزیز ہے۔ ورواہ البخاری بلفظ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ رجلاً سمحاً اذا باع واذا اشتری واذا اقتضی۔ حدیث (۱۷) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم زیادہ قسم کھانے سے بیچنے میں (یعنی اس خیال سے کہ ہمارا مال خوب بکے بہت قسمیں نہ کھاؤ۔ کیونکہ زیادہ قسم کھانے میں کوئی نہ کوئی قسم ضرور جھوٹی نکلے گی اور پھر اس سے بے برکتی ہوتی ہے اور اللہ کے نام کی بے ادبی ہوتی ہے ہاں کبھی اگر ایسا کرو تو مضائقہ نہیں) اس لئے کہ تحقیق وہ (کثرت سے قسم کھانا) رواج دیتا ہے (مال کو اور لوگوں کو قسم کی وجہ سے مال کے متعلق جو امور ہوتے ہیں ان کا اعتبار آجاتا ہے) پھر بے برکت

ل رواہ ابراہیم الحربی فی غریب الحدیث من حدیث نعیم بن عبد الرحمن بلفظ تسعۃ اعشار الرزق فی التجارۃ ورجالہ ثقات ونعیم ہذا قال فیہ الحافظ ابن مندۃ ذکر فی الصحابۃ ولا یصح وقال ابو حاتم الرازی و ابن حبان انہ تابعی فالحدیث مرسل قالہ العراقی ۱۲ سلہ رواہ البیہقی مرسلاً ۱۲ سلہ ولفظہ ما اوحی الی ان اجمع المال واکون من التاجرین ولکن اوحی الی ان سبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین رواہ فی الحلیۃ مرسلاً وابن مردویہ بسند فیہ لین ۱۲

کر دیتا ہے جس سے دین و دنیا کی منفعت سے محرومی ہوتی ہے۔ **حدیث** (۱۸) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کرنے والا بہت سچا (گفتگو میں اور برتاؤ میں بڑا امانت دار (قیامت میں) انبیاء اور صدیقین (یعنی جو بڑے بڑے خدا کے ولی ہیں اور جنھوں نے ہر قول اور ہر فعل میں اعلیٰ درجہ کی سچائی اختیار کی ہے اور اللہ میاں کی نہایت اعلیٰ درجہ کی اطاعت کی ہے) اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا یعنی ایسے تاجر کو جس کی یہ صفتیں ہوں جو بیان کی گئیں قیامت کے روز حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرات صدیقین رضی اللہ عنہم اور حضرات شہداء رحمہم اللہ تعالیٰ کی ہمراہی اور دوزخ سے نجات میسر ہوگی۔ اور ساتھ ہونے سے یہ مُراد نہیں کہ ان حضرات کے برابر رتبہ مل جائے گا بلکہ ایک خاص قسم کی بزرگی مراد ہے جو بڑوں کے ساتھ رہنے سے حاصل ہوتی ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی بزرگ کی دنیا میں دعوت کرے اور ان کے ہمراہ ان کے خادموں کی بھی ضیافت کرے۔ تو ظاہر ہے کہ اُن بزرگ کے کھانا کھانے کی جگہ اور اُن خدام کے کھانا کھانے کی جگہ نیز کھانا ایک ہی ہوگا لیکن جو درجہ ان لوگوں کے نزدیک ان بزرگ کا ہوگا وہ خادموں کا نہیں۔ مگر ہمراہی کا شرف وعزت نیز کھانے اور مکان میں شرکت کا میسّر آنا ایک بہت بڑا کمال ہے جو خادموں کو حاصل ہوا ہے۔ خصوصاً جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی بہت بڑی دولت ہے۔ اگر فرض کرو کہ کھانا بھی میسّر نہ ہو ہمراہی سے کچھ عزت بھی میسّر نہ ہو فقط ہمراہی ہی میسّر ہو۔ تو آپ سے محبت کرنے والے مسلمان کے لئے فقط آپ کا دیدار اور آپ کی ہمراہی ہی بڑی دولت ہے بلکہ دیدار تو بڑی چیز ہے آپ کا پڑوس ہی بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس دعا متبرک کا مستحق ہونا ضرور مناسب ہے۔ **حدیث** (۱۹) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے گروہ تاجروں کے بیشک بیع ایسی چیز ہے جس میں (اکثر) لغو باتیں ہوجاتی ہیں اور قسم کھائی جاتی ہے پس ملا دو اس میں صدقہ (یعنی لغو باتیں اور قسمیں کھانا بُری بات ہے لہٰذا صدقہ کرنا چاہئے تاکہ اُن لغویات وغیرہ کا جو کہ بلا قصد صادر ہوگئی ہیں کفارہ ہو جاوے اور قلب میں جو کدورت پیدا ہوگئی ہے وہ جاتی رہے اور لغو سے مراد بیکار کلام ہے۔ **حدیث** (۲۰) میں ہے کہ تجارت کرنے والے قیامت کے روز فاجر اور گنہگار اُٹھائے جاویں گے مگر جو شخص ڈرا اور سچ بولا (اور خرید و فروخت میں کوئی گناہ نہ کیا تو وہ اس وبال سے بچ جاوے گا)۔

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور حصہ پنجم ختم ہوا

۵۱ رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲
۵۲ رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲
۵۳ رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲
۵۴ احادیث ترغیب وترہیب جو یہاں نقل کی گئی ہیں حافظ منذری سے ماخوذ ہیں ۱۲

ضمیمہ ثانیہ حصہ پنجم بہشتی زیور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۳۳ — بلاضرورت قرض کی مذمت — سی وسہ

حدیث (۱)۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سُنا اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَالدَّیْنِ (ترجمہ) میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کفر اور دَین (یعنی قرض) سے۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ کیا آپ قرض کو

کفر کے برابر کرتے اور اس کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ (رواہ النسائی والحاکم وقال صحیح الاسناد)۔

حدیث۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قرض خدا کا جھنڈا ہے زمین میں جب وہ کسی بندہ کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اس کی گردن پر قرض کا بوجھ رکھ دیتے ہیں۔ رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم قال الحافظ بل فیہ بشر بن عبید اللہ الدارسی۔

حدیث۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ ایک شخص کو اس طرح وصیّت فرما رہے تھے کہ گناہ کم کیا کرو تم پر موت آسان ہو جائے گی۔ اور قرض کم لیا کرو آزاد ہو کر جیو گے۔ (رواہ البیہقی)

حدیث۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص لوگوں کا مال ادا کرنے کی نیّت سے لے حق تعالیٰ اُس کا قرض ادا کر دیتے ہیں۔ اور جو شخص لوگوں کا مال ضائع کرنے (اور مار لینے کی نیت سے) لے خدا تعالیٰ اُس کو تباہ کر دیتے ہیں۔

اس کو بخاری و ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث۵۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمّت میں سے جو شخص قرض کے بارے میں لد جائے پھر اُس کے ادا کرنے میں (پوری) کوشش[۱] کرے پھر ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو میں اس کا مددگار ہوں۔ رواہ احمد باسناد جید وابو یعلی والطبرانی فی الاوسط۔

حدیث۶۔ میمون کُردی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں (جو صحابی ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عورت سے قلیل یا کثیر مقدار مہر پہ نکاح کیا اور اس کے دل میں عورت کا حق (مہر) ادا کرنے کی نیت نہیں (بلکہ محض) دھوکہ دیا۔ پھر بدون ادا کئے ہی مر بھی گیا تو وہ قیامت کے دن زنا کار بن کر خدا کے سامنے جائے گا۔ اور جس شخص نے کسی سے قرض لیا اور اس کے دل میں قرض ادا کرنے کی نیت نہیں (بلکہ محض) دھوکہ سے اس کا مال لے لیا پھر بدون ادا کئے ہی مر بھی گیا تو وہ خدائے تعالیٰ کے سامنے چور بن کر جائے گا۔ رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورواتہ ثقاۃ۔

حدیث۷۔ عمر بن شرید اپنے باپ سے (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوت والے کا ٹالنا اُس کی آبرو اور مال کو حلال کر دیتا ہے۔ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد)۔

(ف) یعنی جو شخص قرض ادا کرنے پر قادر ہو۔ اور پھر بھی ادا نہ کرے تو قرضخواہ اُس کی آبرو ریزی کر سکتا اور بُرا بھلا کہہ سکتا اور لوگوں میں اس کی بدمعاملگی مشتہر کر سکتا ہے۔ اور جس طریقہ سے ممکن ہو ظاہراً یا چھپ کر اپنا حق اُس سے وصول کر سکتا ہے۔

حدیث۸۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حق تعالیٰ تین شخصوں سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ ایک بڈھا زناکار۔ دوسرے مفلس تکبّر کرنے والا۔ تیسرے مالدار ظالم (جو قرضخواہوں پر ٹال ٹول کر کے

[۱] پوری کوشش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حوائج ضروریہ کے علاوہ اور کسی چیز میں صرف نہ کرے اور حوائج ضروریہ میں بھی حتی المقدور کفایت کر کے پیسے بچائے اور قرضخواہوں کو دیدے نیز اپنے گھر میں بھی جو چیزیں نہایت ضروری ہوں اُنکے علاوہ اور کچھ بھی نہ رکھے اتنی کوشش کرنے کے باوجود اگر قرض نہ ادا ہو سکے تو اس کیلئے یہ وعدہ ہے جو حدیث میں ذکر کیا گیا ۱۲

ظلم کرتا ہے)۔ رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وابوداؤد والنسائی والترمذی وابن حبان والحاکم وصححاہ۔

باب ۳۴	دعاء اَدائے قرض	سی وچہار

حدیث[1]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مکاتَب آیا اور کہنے لگا کہ میں کتابت کی رقم ادا کرنے سے عاجز ہو گیا ہوں میری امداد کیجئے۔ فرمایا کہ میں تجھ کو چند کلمات (کی دعا) نہ بتلادوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہے اگر تیرے اوپر کوہ ثبیر کی برابر بھی قرض ہو گا حق تعالیٰ ادا کر دیں گے۔ یوں کہا کر اَللّٰھُمَّ اَکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ (رواہ الترمذی واللفظ لہ وقال حسن غریب والحاکم وقال صحیح الاسناد)۔

حدیث[2]۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل سے فرمایا کہ میں تم کو ایسی دعا نہ بتلادوں کہ اگر تمہارے اوپر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اس کو بھی حق تعالیٰ ادا کر دیں گے۔ یوں کہا کرو اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا تُعْطِیْھِمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْھُمَا مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ۔

(رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد جید)

تمام شد بہشتی زیور حصہ پنجم معہ ضمائم

---

[1] یہ دعا بارہا کی آزمائی ہوئی ہے اور بہت کامیاب ہے۔ البتہ خدا پر بھروسہ اور اعتقاد ہونا ضروری ہے ۱۲ [2] یہ دعا بھی نہایت مجرب ہے۔ متعدد بزرگوں نے اسے آزمایا ہے بحمد اللہ سب کو کامیابی ہوئی ہے۔ احادیث میں ان دونوں دعاؤں کے لئے کوئی وقت یا عدد مقرر نہیں کیا گیا لہٰذا کم از کم ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھ لینا چاہئے۔ جو وقت نکال سکے اس سے زائد پڑھ سکتا ہے یا وقت مقرر کر کے پڑھ سکتا ہے ۱۲

دستور العمل تدریس حصّہ چہارم و پنجم

(۱) ان دو حصوں میں نکاح اور طلاق اور ان کے تعلق کے مسئلے اور معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں اور چونکہ اہلِ حقوق کے حقوق ادا کرنے اور قرآن مجید کے صحیح پڑھنے کا واجب ہونا فقہ کی کتابوں میں اجمالاً مذکور ہے اسلیئے ان دونوں کے احکام بھی اوپر کے مسئلوں کے علاوہ ان میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

(۲) اِن دو حصّوں کے مسئلے کسی قدر باریک ہیں۔ اگر کم عمری یا کم فہمی کی وجہ سے باوجود سمجھانے کے بھی اچھی طرح نہ سمجھ سکیں تو مناسب ہے کہ تیسرے حصّہ کے بعد ان دونوں کی جگہ چھٹا حصّہ وغیرہ پڑھادیں پھر سمجھ زیادہ ہوجانے کے بعد ان دونوں کو پڑھادیں۔

(۳) مسئلوں کا تختی پر لکھنا اور جو مسئلے شرمناک آخر حصہ چہارم میں بذیل سُرخی "مسائل ذیل کے پڑھانیکا طریقہ" درج ہیں ان کو چھوڑ دینا اور پھر موقع سے دوسرے وقت سمجھا دینا اور امتحان لیتے رہنا اور پڑھے ہوئے مسئلوں کے خلاف کرنے کی صورت میں روک ٹوک کرکے مسائل کے موافق عمل کرنے کی تاکید رکھنا وغیرہ۔ یہ سب امور جیسے پہلے حصّوں میں تھے اسی طرح ان دونوں میں بھی خیال رکھیں۔

(۴) نکاح خواں قاضی اگر نکاح کے مسائل یاد کرلیں تو نکاح پڑھانے میں غلطیاں نہ کریں اور جو عورتیں یہ مسائل جان لیں وہ اپنے اَن پڑھ شوہروں کو بھی سمجھا دیں۔ تاکہ دونوں میاں بی بی نکاح میں فرق پڑنے کے گناہ سے بچیں۔ (۵) قرآن مجید کے صحیح پڑھنے کے قاعدوں کی عادت ڈالنے میں بہت ہی کوشش کریں تاکہ قرآن مجید کے غلط پڑھنے کے گناہ سے محفوظ رہیں۔ (۶) حقداروں کے حقوق کا بھی خیال کم ہوتا ہے اسلیئے اسکی بھی دیکھ بھال رکھیں (۷) معاملات کے اکثر مسائل میں بے احتیاطی کرنیسے حق العباد کا مواخذہ ہوتا ہے اور روزی حرام ہوجاتی ہے جسکے کھانے سے نیک کاموں میں سستی اور بُرے کاموں کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اسواسطے ان مسئلوں کے سمجھانے میں اور ان کے موافق عمل کرانے میں بڑی کوشش کرنی چاہیئے۔ گھر میں اور محلے میں جو لوگ اَن پڑھ ہوں ان کو بھی کبھی کبھی یہ مسئلے سُنا سُنا کر سمجھا دیا کریں تو نہایت ہی ثواب اور نفع حاصل ہو۔" (اشرف علی عفی عنہ)

فہرست مضامین بہشتی زیور نور محمدی حصہ ششم مکمل و مدلل

نور محمد، اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ، کراچی

نورِ محمدی بہشتی زیور کا چھٹا حصہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسوم کے بیان میں

بُری رسموں کا بیان اور اُن میں کئی باب ہیں

پہلا باب اُن رسموں کے بیان میں جن کو کرنے والے بھی گناہ سمجھتے ہیں مگر ملکلب جانتے ہیں

اس میں کئی باتوں کا بیان ہے۔ بیاہ شادی میں ناچ باجے کا ہونا، آتشبازی کا چھوڑنا، بچوں کی بابری رکھانا۔ تصویر رکھنا، کتا پالنا۔ ہم ہر ایک رسم کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

ناچ کا بیان

شادیوں میں دو طرح پر ناچ ہوتا ہے۔ ایک تو رنڈی وغیرہ کا ناچ جو مردانے میں کرایا جاتا ہے۔ دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی ڈومنی، میراسن وغیرہ ناچتی ہے اور کوُلھا کمر وغیرہ مٹکا چٹکا کر تراشا کرتی ہے۔ یہ دونوں حرام اور ناجائز ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو جو گناہ اور خرابیاں ہیں اُن کو سب جانتے ہیں کہ نامحرم عورت کو سب مرد دیکھتے ہیں یہ آنکھ کا زنا ہے۔ اس کے بولنے اور گانے کی آواز سنتے ہیں۔ یہ کان کا زنا ہے اُس سے باتیں کرتے ہیں یہ زبان کا زنا ہے اُس کی طرف رغبت ہوتی ہے یہ دل کا زنا ہے۔ جو زیادہ بے حیا ہیں اُس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں۔ یہ ہاتھ کا زنا ہے۔ اس کی طرف چل کر جاتے ہیں یہ پاؤں کا زنا ہے بعضے بدکاری بھی کرتے ہیں، یہ تو اصل زنا ہے۔ حدیث[1] شریف میں یہ مضمون صاف صاف آگیا ہے کہ جس طرح بدکاری زنا ہے اسی طرح

م کے سے کام کرنے لگیں یا نفسانی خواہش کے موافق کام کریں یا لباس اور ولیموں میں ایسے عادات اختیار کریں جن میں فضول خرچی اور اسراف ہو یا تفریح کے لئے اپنے خرچ بڑھائیں جن کے سبب امور معاش و معاد معطل ہو جائیں۔ اس حصہ میں اسی دوسری قسم کی رسموں کا تفصیلی بیان ہے ۱۲ ماخوذ از حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ج ۱) حمہ یعنی سر کے درمیان کے بالوں کا منڈوا دینا ۱۲ لہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کتب علی ابن آدم نصیبہ من الزنا فہو مدرک ذلک لا محالۃ العینان زناہما النظر والاذنان زناہما الاستماع واللسان زناہ الکلام والید زناہا البطش والرجل زناہا الخطا والقلب یہوی ویتمنی ویصدق ذلک الفرج او یکذبہ الحدیث ۱۲ رواہ مسلم ترغیب و ترہیب صفحہ ۳۳۲

ع معلوم کرنا چاہیے کہ رسمیں تدابیر کے لیے ہیں جیسے بدن انسان کے لیے دل سے ذاہب نے ان کو بالذات اور سب سے پہلے قصد کیا ہے اور شرائع الٰہیہ میں انہی کے مباحث اور اشارات ہوا کرتے ہیں رسموں کے پیدا ہونے کے بہت اسباب ہیں مثلاً حکما کا انکو مستنبط کرنا یا اُن پیروں پر خدا کا الہام جن کو انوار ملکی سے خدا نے موید کیا ہو لوگوں میں رسموں کے پھیلنے کے مختلف اسباب ہوتے ہیں کسی بادشاہ کی پیروی یا ولی شہادت وغیرہ۔ اور مستعمل طریقے اپنی اصلی حالت میں درست ہوتے ہیں ان سے عمدہ تدابیر کی حفاظت اور کمال نظری یا عملی حاصل ہوتا ہے اور ان کے نہ ہونے سے اکثر لوگ بہائم طبع ہو جاتے ہیں لیکن ان رسموں میں کبھی کبھی باطل چیزیں بھی شامل ہو جاتی ہیں جیسے کسی خاندان کو ریاست مل جائے، اُن پر جزئی رائیں غالب آجائیں اور وہ کلی مصلحتوں کا خیال نہ کریں جس کی وجہ سے رہزنی اور غصب وغیرہ در ندوں

آنکھ سے دیکھنا، کان سے سننا، پاؤں سے چلنا وغیرہ۔ ان سب باتوں سے زنا کا گناہ ہوتا ہے۔ پھر گناہ کو کھلم کھلا کرنا شریعت میں اور بھی برا ہے۔ حدیث شریف[1] میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب کبھی کسی قوم میں بے حیائی اور فحش اتنا پھیل جائے کہ لوگ کھلم کھلا کرنے لگیں تو ضرور ان میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل پڑتی ہیں کہ اُن کے بزرگوں میں کبھی نہیں ہوئیں۔ اب سمجھو کہ جب یہ ناچ ایسی بری چیز ہے تو بعضے آدمی جو شادی کے موقع پر اس کا سامان کرتے ہیں یا دوسری طرف والوں پر تقاضا کرتے ہیں۔ یہ لوگ کس قدر گنہگار ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ محفل کرانے والا جتنے آدمیوں کو گناہ کی طرف بلاتا ہے جس[2] قدر جدا جدا سب کو گناہ ہوتا ہے وہ سب ملا کر اس اکیلے کو اتنا ہی گناہ ہوگا۔ مثلاً فرض کرو کہ مجلس میں سو آدمی آئے تو جتنا گناہ ہر ہر آدمی کو ہوا وہ سب اس اکیلے کو ہوا یعنی مجلس کرنے والے کو پورے سو آدمیوں کا گناہ ہوا۔ بلکہ اس کی دیکھا دیکھی جو کوئی جب کبھی ایسا جلسہ کرے گا اس کا گناہ بھی اس کو ہوگا۔ بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی جب تک اس کا بنیاد ڈالا ہوا سلسلہ چلے گا اس وقت تک برابر اس کے نامۂ اعمال میں گناہ بڑھتا رہے گا۔ پھر اس مجلس میں باجہ گاجہ بھی بیدھڑک بجایا جاتا ہے جیسے طبلہ سارنگی وغیرہ۔ یہ بھی ایک گناہ ہوا۔ حضرت[3] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو میرے پروردگار نے ان باجوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جس کو مٹانے کے لئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاویں، اس کے رونق دینے والے کے گناہ کا کیا ٹھکانا۔ اور دنیا کا نقصان اس میں عورتوں کے لئے یہ ہے کہ بعض دفعہ اُن کے شوہر کی یا دولہا کی طبیعت ناچنے والی پر آجاتی ہے اور اپنی بی بی سے دل ہٹ جاتا ہے یہ ساری عمر روتی ہیں۔ پھر غضب یہ کہ اس کو ناموری اور آبرو کا سبب جانتی ہیں اور اس کے نہ ہونے کو ذلت اور شادی کی بے رونقی جانتی ہیں اور گناہ پر فخر کرنا اور گناہ نہ کرنے کو بے عزتی سمجھنا۔ اس سے ایمان رخصت ہوجاتا ہے تو دیکھو یہ کتنا بڑا گناہ ہوا۔ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی والا نہیں مانتا بہت مجبور کرتا ہے۔ ان سے پوچھنا چاہئے کہ لڑکی والا اگر یہ زور ڈالے کہ پشواز پہن کر تم خود ناچو۔ تو کیا لڑکی لینے کے واسطے تم ناچو گے یا غصہ میں درہم برہم ہو کر مرنے مارنے کو تیار ہوجاؤ گے اور لڑکی نہ ملنے کی کچھ پرواہ نہ کرو گے۔ بس مسلمان کا فرض ہے کہ شریعت نے جس کو حرام کیا ہے اس سے اتنی ہی نفرت ہونی چاہئے جتنی اپنی طبیعت کے خلاف کاموں سے ہوتی ہے تو جیسے اس میں شادی ہونے نہ ہونے کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی اسی طرح خلافِ شرع کاموں میں صاف جواب دیدینا چاہئے کہ چاہے شادی کرو یا نہ کرو۔ ہم ہرگز ناچ نہ ہونے دیں گے۔ اسی طرح اُس میں شریک بھی نہ ہونا چاہئے۔ نہ دیکھنا چاہئے۔ اب رہ گیا وہ ناچ جو عورتوں میں ہوتا ہے اُس کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔ خواہ اُس میں ڈھول وغیرہ کسی قسم کا باجہ ہو یا نہ ہو۔ ہر طرح ناجائز ہے کتابوں میں

[1] عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال اقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معشر المہاجرین خمس خصال اذا ابتلیتم بہن اعوذ باللہ ان تدرکوہن لم تظہر الفاحشۃ فی قوم قط حتی یعلنوا بہا الا فشا فیہم الطاعون الاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافہم الذین مضوا ۱۲ (رواہ ابن ماجہ ترغیب و ترہیب برحاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۷)

[2] عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد متفق علیہ و من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ و رسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص من اوزارہم شیئا (رواہ الترمذی ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

[3] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل بعثنی رحمۃ و ہدی للعالمین و امرنی ان امحق المزامیر و الکفارات یعنی البرابط والمعازف والاوثان التی کانت تعبد فی الجاہلیۃ (رواہ احمد فی مسندہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۷ بسندہ الی ابی امامۃ)

[4] یعنی ناچنے کا لباس

بندروں کے ناچ تماشہ تک کو منع لکھا ہے تو آدمیوں کا نچانا کس طرح بُرا نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ کبھی گھر کے مَردوں کی بھی نظر پڑتی ہے اور اُس میں وہی خرابیاں ہوتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا۔ کبھی یہ ناچنے والی گاتی بھی ہے اور گھر سے باہر مَردوں کے کان میں آواز پہنچتی ہے۔ جب مَردوں کو عورت کا گانا سننا گناہ ہے تو جو عورت اس گناہ کی باعث بنی وہ بھی گنہگار ہوگی۔ بعض عورتیں اُس ناچنے والی کے سر پر ٹوپی رکھ دیتی ہیں اور مَردوں کی شکل اور وضع بنانا عورتوں کو حرام ہے تو اس گناہ کی تجویز کرنے والی بھی گنہگار ہوگی۔ اور اگر باجا بھی اُس کے ساتھ ہو تو باجہ کی بُرائی ابھی ہم لکھ چکے ہیں۔ اسی طرح گانا چونکہ اکثر گانے والی جوان، خوش آواز عشقیہ مضمون یاد رکھنے والی تلاش کی جاتی ہے اور اکثر اس کی آواز غیر مردوں کے کان میں پہنچتی ہے۔ اور اس گناہ کا سبب گھر کی عورتیں ہوتی ہیں۔ اور کبھی کبھی ایسے مضمونوں کے شعروں سے بعضی عورتوں کے دل بھی خراب ہو جاتے ہیں پھر رات رات بھر یہ شغل رہتا ہے۔ بہت عورتوں کی نماز بھی صبح کی غارت ہو جاتی ہیں۔ اس لئے یہ بھی منع ہے غرضیکہ ہر قسم کا ناچ اور راگ باجہ جو آج کل ہوا کرتا ہے۔ سب گناہ ہے۔

کُتّا پالنے اور تصویروں کے رکھنے کا بیان

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے (رحمت کے) جس گھر میں کُتّا یا تصویر ہو۔[۱] اور فرمایا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک تصویر بنانے والے کو ہوگا[۲] اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بجز ان تینوں غرضوں کے کسی اور طرح کُتّا پالے یعنی مواشی کی حفاظت، کھیت کی حفاظت اور شکار کے سوائے اور کسی فائدہ کے لئے کُتّا پالے، اُسکے ثواب میں سے ہر روز ایک ایک قیراط گھٹتا رہے گا[۳] اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ میاں کے یہاں کا قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ ان حدیثوں سے تصویر بنانا۔ تصویر رکھنا، کُتّا پالنا سب کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے اس لئے ان باتوں سے بہت بچنا چاہئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعضی لڑکیاں یا عورتیں جو تصویر دار گڑیاں

ہر جگہ کوئی پالے گا تو ایک قیراط کی کمی ہوگی۔ تصویر ہی کے حکم میں فوٹو بھی داخل ہے۔ چنانچہ فوٹو کھینچنا اور کھنچوانا اور پاس رکھنا یہ سب حرام ہے۔ البتہ اگر شدید ضرورت پڑے تو مضائقہ نہیں جیسے حج کے لئے پاسپورٹ حاصل کرتے وقت اگر حکومت فوٹو کی پابندی لگا دے تو یہ مجبوری میں داخل ہے۔ مکان یا کپڑے کی زیبائش کے لئے اگر بے جان چیزوں کا فوٹو یا تصویر استعمال کرے تو جائز ہے۔ موجودہ زمانہ میں فن لطیف کی آڑ لے کر اکثر آدمی اسے جائز قرار دیتے ہیں مگر یہ غلط ہے۔ اسلام فن لطیف کو اس حد تک جائز قرار دیتا ہے جہاں تک کہ مفاسد کا باب وا نہ ہو۔ جوں ہی فتنہ کا دروازہ نظر آتا ہے اسلام وہاں بریک لگا دیتا ہے۔ ایک صاحب فن کے لئے بے جان چیزوں میں جان ڈالنے کا میدان اتنا وسیع ہے کہ جاندار چیزوں کو بے جان کرنے کی فرصت ہی نہیں مل سکتی ۱۲ ٭

[۴] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اتبع جنازۃ مسلم ایمانا واحتسابا وکان معہ حتی یصلی علیہا ویفرغ من دفنہا فانہ یرجع من الاجر بقیراطین کل قیراط مثل احد ۱۲ (مشکوٰۃ)

[۱] عن ابی طلحۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص۳۸۵

[۲] عن عبد اللہ بن مسعود قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص۳۸۵

[۳] عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اقتنی کلبا الا کلب ماشیۃ او ضار نقص من عملہ کل یوم قیراطان متفق علیہ مشکوٰۃ ص۳۵۹ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبا الا کلب ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط متفق علیہ مشکوٰۃ ص۳۵۹ ان دونوں روایتوں میں اختلاف مکان کی نسبت سے ہے یعنی اگر مکہ اور مدینہ میں کوئی کتا پالے گا تو اس کے عمل میں دو قیراط کی کمی ہوگی اور اگر دوسری

بناتی ہیں، یا ایسی گڑیاں بازار سے منگاتی ہیں اور کھلونے مٹی کے یا مٹھائی کے بچوں کے لئے منگا دیتی ہیں یہ سب منع ہیں۔ اپنے بچوں کو اس سے روکنا چاہئے اور ایسے کھلونے توڑ دینا چاہئیں اور ایسی گڑیاں جلا دینی چاہئیں اسی طرح بعضے لڑکے کتوں کے بچے پالا کرتے ہیں۔ ماں باپ کو چاہئے کہ ان کو روکیں۔ نہ مانیں تو سختی کریں۔

آتشبازی کا بیان

شب برات میں یا شادی میں انار، پٹاخے یا آتش بازی چھڑانے میں کئی گناہ ہیں اول مال فضول برباد ہوجاتا ہے۔ قرآن شریف میں مال کے فضول اُڑانے والوں کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے اور ایک آیت میں فرمایا ہے کہ مال فضول اُڑانے والوں کو اللہ تعالےٰ نہیں چاہتے یعنی ان سے بیزار ہیں۔ دوسرے ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف اور اپنی جان یا مال کو ایسی ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا خود شرع میں بُرا ہے تیسرے اکثر لکھے ہوئے کاغذ آتش بازی کے کام میں لاتے ہیں۔ خود حروف بھی ادب کی چیز ہیں۔ اس طرح کے کاموں میں اُن کو لانا منع ہے۔ بلکہ بعض بعض کاغذوں پر قرآن کی آیتیں یا حدیثیں یا نبیوں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ تبلاؤ تو سہی اُن کے ساتھ بے ادبی کرنے کا کتنا بڑا وبال ہے تم اپنے بچوں کو ان کاموں کے واسطے کبھی پیسے مت دو۔

شطرنج، تاش، گنجفہ، چوسر، کنکوے (یعنی پتنگ) وغیرہ کا بیان

حدیثوں میں شطرنج کی بہت ممانعت آئی ہے اور تاش، گنجفہ، چوسر وغیرہ بھی مثل شطرنج کے ہیں۔ اس لئے سب منع ہیں اور پھر اُن میں دل اس قدر لگتا ہے کہ اُن کا کھیلنے والا کسی اور کام کا نہیں رہتا اور ایسے شخص کے دین اور دنیا کے بہت سے کاموں میں خلل پڑتا ہے تو جو کام ایسا ہو وہ بُرا کیوں نہ ہوگا۔ یہی حال کنکوے کا سمجھو کہ یہی خرابیاں اُس میں بھی ہیں۔ بلکہ بعضے لڑکے اُس کے پیچھے چھتوں سے گر کر مر گئے ہیں۔ غرض تم کو خوب مضبوط رہنا چاہئے اور ہرگز اپنے بچوں کو ایسے کھیل مت کھیلنے دو، نہ ان کو پیسے دو۔

بچوں کی بابری رکھانے کا یعنی بیچ میں سر کھلوانے کا بیان

حدیث شریف میں آیا ہے کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قزع سے۔ اور قزع کے معنی

ف حدیث شریف میں آیا ہے کہ من تشبہ بقوم فہو منہم چنانچہ بابری رکھانا یا انگریزی بال رکھوانا دونوں ممنوع ہیں عورتوں کا انگریزی بال رکھوانا یا پٹار کھوانا یا بے دین عورتوں کی طرح مانگ پٹی کرنا سب ناجائز ہے۔ اسی طرح بچوں کے بال بے دینوں کی طرح کٹوانے سے اس کا گناہ والدین پر پڑے گا۔ ہر قوم اپنی تہذیب کو اونچا دیکھنا چاہتی ہے۔ اس لئے اپنی تہذیب کی تبلیغ و اشاعت کرنی چاہئے نہ یہ کہ بے دینوں کی تہذیب کو خود ہی اختیار کرلے۔ اس سے ذہن میں ایک قسم کی پستی پیدا ہوجاتی ہے اور احساس کمتری پیدا ہوتا ہے۔

ل ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ۱۲

ل انہ لا یحب المسرفین ۱۲

ل لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ۱۲

ل عن علی انہ کان یقول الشطرنج میسر الاعاجم وعن ابن شہاب ان ابا موسیٰ الاشعری قال لا یلعب بالشطرنج الا خاطی و عنہ انہ سئل عن لعب الشطرنج فقال ہی من الباطل ولا یحب اللہ الباطل روی البیہقی الاحادیث الثلثۃ فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۳

ل یعنی شیرینی کے وہ کھلونے جو جاندار کی صورت پر ہوں۔

ل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گڑیوں کا ذکر احادیث میں آتا ہے مگر وہ گڑیاں تصویردار نہیں تھیں اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر وہ تصویردار بھی رہی ہوں تو وہ اس حکم سے پہلے تھیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے کی ممانعت فرمائی ۱۲ ۴

عربی میں یہ ہیں کہ کہیں سے سر مُنڈوالے اور کہیں سے چھوڑ دے۔

دُوسرا باب ان رسموں کے بیان میں جن کو لوگ جائز سمجھتے ہیں

جتنی رسمیں دنیا میں آنے کے وقت سے مرتے دم تک کی جاتی ہیں ان میں سے اکثر بلکہ تمام رسمیں اسی قسم سے ہیں جو بڑے بڑے سمجھدار اور عقلمند لوگوں میں طوفانِ عام کی طرح پھیل رہی ہیں جن کی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس میں گناہ کی کونسی بات ہے۔ مرد اور عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ کچھ کھانا پلانا ہوتا ہے، کچھ دینا دلانا ہوتا ہے کوئی ناچ نہیں رنگ نہیں، راگ باجہ نہیں۔ پھر اس میں شرع کے خلاف ہونے کی کیا بات ہے جس سے روکا جائے۔ اس غلط گمان کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ عام دستور و رواج ہو جانے کی وجہ سے عقل پر پردے پڑ گئے۔ اس لئے ان رسموں کے اندر جو خرابیاں اور بار بک برائیاں ہیں وہاں تک عقل کو رسائی نہیں ہوئی۔ جیسے کوئی نادان بچہ مٹھائی کا مزہ اور رنگ دیکھکر سمجھتا ہے کہ یہ تو بڑی اچھی چیز ہے اور اس نقصان اور خرابیوں پر نظر نہیں کرتا جو اسکے کھانے سے پیدا ہوں گی جن کو ماں باپ سمجھتے ہیں اور اسی کی وجہ سے اُس کو روکتے ہیں۔ اور وہ بچہ اُن خیرخواہوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ حالانکہ اُن رسموں میں جو خرابیاں ہیں وہ ایسی زیادہ باریک اور پوشیدہ بھی نہیں۔ بلکہ ہر شخص اِن رسموں کی وجہ سے پریشان اور تنگ ہے اور ہر شخص چاہتا ہے اگر یہ رسمیں نہ ہوتیں تو بڑا اچھا ہوتا۔ لیکن دستور پڑ جانے کی وجہ سے سب خوشی خوشی کرتے ہیں اور یہ کسی کی بھی ہمت نہیں ہوتی کہ سب کو ایک دم سے چھوڑ دیں بلکہ طرہ یہ کہ سمجھاؤ تو الٹے ناخوش ہوتے ہیں غرضیکہ ہم ہر ہر رسم کی خرابیاں تمھیں سمجھائے دیتے ہیں۔ تاکہ ان خرافات کا گناہ ہونا سمجھ میں آجائے اور ہندوستان کی یہ بلا دُور ہو کر کافور ہو جائے۔ ہر مسلمان مرد عورت کو لازم ہے کہ ان سب بیہودہ رسموں کے مٹانے پر ہمت باندھے اور دل و جان سے کوشش کرے کہ ایک رسم بھی باقی نہ رہے اور جس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بالکل سادگی سے سیدھے سادے طور پر کام ہوا کرتے تھے اُس کے موافق اب پھر ہونے لگیں۔ جو بیبیاں اور جو مرد یہ کوشش کرینگے اُن کو بڑا ثواب ملے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سُنّت کا طریقہ مٹ جانے کے بعد جو کوئی زندہ کر دیتا ہے اُس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے چونکہ ساری رسمیں تمھارے ہی متعلق ہیں۔ اس لئے تم اگر ذرا بھی کوشش کرو گی تو بڑی جلدی اثر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

عــہ یعنی جاتی رہے یا فنا ہو جائے کافور چونکہ بہت جلد اُڑ جاتی ہے اس لئے ختم ہو جانے والی چیز کو کافور سے تشبیہ دیتے ہیں ۱۲

عــہ یعنی پیدائش ۱۲

بچّہ پیدا ہونے کی رسموں کا بیان

۱۔ یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جہانتک ہو سکے پہلا بچّہ باپ ہی کے گھر ہونا چاہئے۔ جس سے بعض وقت قریب زمانہ تولّد میں بھیجنے کی پابندی میں یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ یہ سفر کے قابل ہے یا نہیں جس سے

بعض اوقات کوئی بیماری ہوجاتی ہے حمل کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ مزاج میں ایسا تغیر اور تکان ہوجاتا ہے کہ اُس کو اور بچے کو مدت تک بُھگتنا پڑتا ہے بلکہ تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانہ حمل کی بے احتیاطیوں سے ہوتی ہیں۔ غرضکہ دونوں جانوں کا نقصان اس میں پیش آتا ہے۔ پھر یہ کہ ایک غیر ضروری بات کی اس قدر پابندی کر کسی طرح ٹلنے ہی نہ پائے۔ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بنانا ہے خصوصاً جبکہ اُس کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہو کہ اس کے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہوگی یا ہماری بدنامی ہوگی۔ نحوست کا عقیدہ تو بالکل ہی شرک ہے۔ کیونکہ نفع نقصان پہنچانے والا فقط اللہ ہے۔ تو جب کسی چیز کو منحوس سمجھا اور یہ جانا کہ اس سے نقصان ہوگا تو یہ شرک ہوگیا اسی واسطے **حدیث شریف**[1] میں آیا ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں۔ اور ایک حدیث[2] میں آیا ہے کہ ٹونا، ٹوٹکا شرک ہے۔ اور بدنامی کا اندیشہ کرنا تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے اور تکبر کا حرام ہونا صاف صاف قرآن مجید[3] اور حدیث شریف[4] میں مذکور ہے اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں اسی ننگ و ناموس ہی کی بدولت گلے کا ہار ہوگئی ہیں۔

۲۔ بعض جگہ پیدا ہونے سے پہلے چھاج یعنی سوپ یا چھلنی میں کچھ اناج اور سوا پیسہ مشکل کُشا کے نام کا رکھا جاتا ہے۔ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔ اور بعضی جگہ یہ دستور ہے کہ جب عورت پہلے پہل حاملہ ہوتی ہے کبھی پانچویں مہینے، کبھی ساتویں مہینے، کبھی نویں مہینے گود بھری جاتی ہے یعنی سات قسم کے میوے ایک پوٹلی میں باندھ کر حاملہ عورت کی گود میں رکھتی ہیں اور پنجیری اور گلگلے پکا کر رتجگا کرتی ہیں۔ اور جس کا پہلا بچہ ضائع ہوجاتا ہے اُس کے لئے یہ رسم نہیں ہوتی، یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی اور شگون ہے جس کی بُرائی جابجا (یعنی جگہ جگہ ۱۲) پڑھ چکی ہو۔ اور بعضی جگہ زچہ کے پاس تلوار یا چھری حفاظت بلیات (یعنی بلاؤں سے بچانے کے لئے ۱۲) کے واسطے رکھ دیتی ہیں۔ یہ بھی محض ٹوٹکا اور شرک کی بات ہے۔

۳۔ پیدا ہونے کے بعد گھر والوں کے ساتھ کنبے کی عورتیں بطور نیوتے کے کچھ جمع کرکے دائی کو دیتی ہیں اور ہاتھ میں نہیں دیتیں بلکہ ٹھیکرے میں ڈالتی ہیں۔ بھلا یہ دینے کا کونسا معقول طریقہ ہے کہ ہاتھ کو چھوڑ کر ٹھیکرے میں ڈالا جاتے۔ اور اگر ٹھیکرے میں نہ ڈالیں ہاتھ ہی میں دیں تب بھی غور کرنے کی بات ہے کہ ان دینے والیوں کا مقصود اور نیت کیا ہے جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی اُس وقت کی تو خبر نہیں کہ کیا مصلحت ہو شاید خوشی کی وجہ سے ہو کہ سب عزیزوں کا دل خوش ہوا ہو، بطور انعام کے کچھ کچھ دیدیا مگر اب تو یقینی بات ہے کہ خوشی ہو نہ ہو، دل چاہے نہ چاہے دینا ہی پڑتا ہے کنبے کی بعض عورتیں بہت مفلس اور غریب ہوتی ہیں اُن کو بھی بُلاوے پر بُلاوا بھیجکر بُلایا جاتا ہے۔ اگر نہ جائیں تو تمام عمر شکایت رہے۔ اگر جائیں تو اٹھنی چونی کا انتظام کرکے لیجائیں۔ نہیں تو بیبیوں میں سخت ذلت اور شرمندگی سو

[1] عن ابی ہریرۃ رض قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا طیرۃ الحدیث ۱۲۔ مشکوٰۃ ص۳۳۴

[2] عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الطیرۃ شرک قال ثلاثا الحدیث ۱۲ ابوداؤد والترمذی ص۳۳۴

[3] انہ لا یحب المستکبرین (سورۃ نحل رکوع ۳) فلبئس مثوی المتکبرین (سورۃ نحل رکوع ۴) ۱۲

[4] عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ ص۴۳۳

غرض جاؤ اور جبراً قہراً دے کر آؤ۔ یہ کیسا اندھیر ہے کہ گھر بلا کر لوٹا جاتا ہے بخوشی کی جگہ بعضوں کو تو پورا جبر گذرتا ہے۔ خود ہی انصاف (مجبوری) کرو کہ یہ کیسا ہے اور اس طرح مال کا خرچ کرنا اور لینے والی کو یا گھر والوں کو اس لینے دینے کا سبب بننا کہاں جائز ہے کیونکہ دینے والی کی نیت تو محض اپنی بڑائی اور نیک نامی ہے جس کی نسبت حدیث[1] شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شہرت کا کپڑا پہنے قیامت میں اللہ تعالیٰ اُس کو ذلت کا لباس پہنائیں گے۔ یعنی جو کپڑا خاص شہرت اور ناموری کے لئے پہنا جائے اُس پر یہ عذاب ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ شہرت و ناموری کے لئے کوئی کام کرنا جائز نہیں یہاں تو خاص یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہیں گے کہ فلانی نے آنا دیا ورنہ مطعون کریں گے (طعنہ دیں گے ۱۲)۔ نام رکھیں گے کہ فلانی ایسی کنجوس ہے جس سے ایک ٹکا بھی نہ دیا گیا خالی خولی آکے ٹھونٹھ ایسی بیٹھ گئی ایسے آنے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ دینے والی کو تو یہ گناہ ہوئے۔ اب لینے والی کو سنئے حدیث[2] شریف میں آیا ہے کسی مسلمان کا مال بدون اس کی دلی خوشی کے حلال نہیں سو جب کسی نے جبراً کراہت سے دیا لینے کا گناہ ہوا۔ اگر دینے والی کھاتی پیتی اور مالدار ہے اور اس پر جبر بھی نہیں گذرا۔ مگر غرض تو اس کی بھی دہی شیخی اور فخر کرنا ہے جس کی نسبت حدیث شریف[3] میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے جو فخر کے لئے کھانا کھلائیں۔ غرضکہ ایسے کا کھانا کھانا یا اس کی چیز لینا بھی منع ہے غرضکہ لینے والی بھی گناہ سے نہ بچی۔ اب گھر والوں کو دیکھو۔ وہی لوگ بلا بلا کر اُن گناہوں کے سبب ہوئے تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ غرضکہ اچھا نیوطہ ہوا کہ سب کو گناہ میں نیوطہ دیا اور اس نیوطہ کی رسم میں جو اکثر بعوض میں ادا کی جاتی ہے۔ ان خرابیوں کے سوا ایک اور بھی خرابی ہے وہ یہ کہ جو کچھ نیوطہ آتا ہے وہ سب اپنے ذمے قرض ہو جاتا ہے اور قرض[4] کا بلا ضرورت لینا منع ہے۔ پھر قرض کا حکم یہ ہے کہ جب کبھی اپنے پاس ہو ادا کر دینا ضروری ہے اور یہاں یہ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ اس کے یہاں بھی جب کبھی کوئی کام ہو تب ادا کیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص نیوطے کا بدلہ ایک ہی آدھ دن کے بعد دینے لگے تو ہرگز کوئی قبول نہ کرے یہ دوسرا گناہ ہوا اور قرض کا حکم یہ ہے کہ گنجائش ہو تو ادا کر دو نہ پاس ہو نہ دو جب ہوگا دے دیا جائیگا۔ یہاں یہ حال ہے کہ پاس ہو یا نہ ہو قرض دام لے کر گروی رکھ کر ہزار فکر کر کے لاؤ اور ضرور دو۔ پس تینوں حکموں میں شریعت کی مخالفت ہوئی۔ اس لئے نیوطے کی رسم جس کا آج کل دستور ہے جائز نہیں ہے۔ نہ کسی کا کچھ لو اور نہ دو۔ دیکھو تو کہ اس میں خدا اور رسول کی خوشنودگی و راحت و آرام کتنی بڑی ہے۔ اسی طرح بچے کے کان میں اذان دینے کے وقت گڑ یا بتاشے کی تقسیم کا پابند ہو جانا بالکل شرع کی حد سے نکلنا ہے ــــ ۴۔ پھر نائن گود میں کچھ

[5] الی السماء ثم وضع راحتہ علی جبہتہ فقال سبحان اللہ ماذا انزل من التشدید فسکتنا وفزعنا فلما کان من الغد سالہ۔ یا رسول اللہ ما ہذا التشدید الذی نزل فقال والذی نفسی بیدہ لو ان رجلا قتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم قتل وعلیہ دین ما دخل الجنۃ ۱۲ جمع الفوائد صـ۲۵۳ ج ۱

[1] عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لبس ثوب شہرۃ فی الدنیا البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیامۃ رواہ احمد و ابوداؤد و مشکوۃ صـ۳۷۵ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لبس ثوب شہرۃ اعرض اللہ عنہ حتی یضعہ متی وضعہ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما رفعہ قال من لبس ثوب شہرۃ البسہ اللہ ایاہ یوم القیامۃ ثم الہب فیہ النار ومن تشبہ بقوم فہو منہم ذکرہ رزین فی جامعہ ترغیب و ترہیب صـ۱۲۶ ج ۳

[2] لا یحل مال امرء مسلم الا بطیب نفس منہ ۱۲

[3] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المتباریان لا یجابان ولا یؤکل طعامہما قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالضیافۃ فخرا و ریاء رواہ البیہقی ۱۲ مشکوۃ صـ۲۳۵

[4] کما صرح بہ فی ردالمحتار الشامی صـ۱۸۴ ج ۴ مصری

[5] عن محمد بن جحش قال کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرفع راسہ

اناج ڈال کر سارے کنبے میں بچے کا سلام کہنے جاتی ہے اور وہاں سب عورتیں اس کو اناج دیتی ہیں۔ اِس میں بھی وہی خیالات اور نیتیں ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئیں اس لئے اسکو بھی چھوڑنا چاہئے۔ (۵) گھر پر سب کمینوں کو حق دیا جاتا ہے جن کو چھتیس[۲۶] نعانہ کہتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ خدمت گذار ہیں ان کو تو حق سمجھ کر یا انعام سمجھ کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ بلکہ بہتر ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اپنے مقدور کا لحاظ رکھے۔ یہ نہ کرے کہ خواہی نخواہی قرض لے چاہے سودی ملے مگر قرض ضرور لیوے۔ اپنی زمین باغ کو بیچنا پڑے۔ یا کچھ گروی رکھے۔ اگر ایسا کریگی تو نام و نمود کی نیت ہونے یا بلاضرورت قرض لینے اور سود دینے کی وجہ سے جو کہ گناہ میں سود لینے کے برابر ہے یا تکبر یا فخر کی نیت ہونے کی وجہ سے ضرور گنہگار ہوگی۔ خیر یہ تو خدمتگذاروں کے انعام میں گفتگو تھی۔ بعضے وہ کمین ہیں جو کسی مصرف کے نہیں نہ وہ کوئی خدمت کریں نہ کسی کام آئیں نہ ان سے کوئی ضرورت پڑے مگر قرضخواہوں سے بڑھکر تقاضا کرنے کو موجود۔ اور خواہی نخواہی ان کا دینا ضرور۔ اس میں بھی جو جو خرابیاں اور جو جو گناہ دینے لینے والوں کے حق میں ہیں اُن کا بیان اُوپر آچکا ہے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ پھر جب ان کا کوئی حق نہیں تو ان کو دینا محض احسان اور انعام ہے اور احسان میں ایسی زبردستی کرنا حرام ہے۔ کہ جی چاہے نہ چاہے بدنامی کے خیال سے دینا ہی پڑے اور اس رسم کو جاری رکھنے میں اس حرام بات کو قوت ہوتی ہے اور حرام بات کو قوت دینا اور رواج دینا بھی حرام ہے اس کو بھی بالکل روکنا چاہئے

(۶) پھر دھیانیوں[۱] کو دُودھی دھلائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے اس میں بھی وہی ضروری سمجھنا اور جبراً قہراً دینا اگر خوشی سے دیا تو ناموری اور سُرخروئی کے لئے دینا یہ سب خرابیاں موجود ہیں اور چونکہ یہ رسم ہندوؤں کی ہے اِس لئے اس میں جو کافروں کی مشابہت ہے وہ جُدا۔ اِس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ غرضیکہ یہ عام قاعدہ سمجھ لو کہ جو رسم اتنی ضروری ہو جائے کہ خواہی نخواہی جبراً قہراً کرنا پڑے۔ اور نہ دینے میں ننگ و ناموس کا خیال ہو یا محض اپنی بڑائی اور فخر کی راہ سے کی جاوے وہ بات حرام ہے۔ اتنی بات سمجھ لینے سے بہت سی باتیں تم کو خود بخود معلوم ہو جائینگی (۷) اچھوانی بھر کوند پنجیری سارے کنبے اور برادری میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس میں بھی وہی نام و نمود وغیرہ خراب نیت اور نماز روزے سے بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علت موجود ہے اور پنجیری میں تو اناج کی ایسی بے قدری ہوتی ہے کہ الٰہی توبہ تقریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے اور وہ کسی کے مُنہ تک بھی نہیں جاتی۔ پھر بھلا اناج کی ایسی بے قدری کہاں جائز ہے۔ (۸) پھر نائی خط لیکر بہُو کے میکے یا سُسرال میں خبر کرنے جاتا ہے اور وہاں اسکو انعام دیا جاتا ہے۔ خیال کرنیکی بات ہے کہ جو کام دو پیسے کے پوسٹ کارڈ میں نکل سکے اسکے لئے ایک خاص آدمی کا جانا کونسی عقل کی بات ہی۔ پھر وہاں کھانیکو میسر ہو یا نہ ہو۔ نائی صاحب کا قرض جو نعوذ باللہ خدا کے قرض سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے ادا کرنا ضرور ہے اور وہی ناموری کی نیت جبراً قہراً دینے وغیرہ کی خرابیاں یہاں بھی ہیں اسلئے یہ بھی جائز نہیں

[۱] پھوپھی اور بہن وغیرہ ۱۲

(۹) سوا مہینے کا چلہ نہانے کے وقت پھر سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور کھانا وہیں کھاتی ہیں اور رات کو کنبے یا برادری میں دودھ چاول تقسیم ہوتے ہیں۔ بھلا صاحب یہ زبردستی کھانے کی تیغ لگانے کی کیا وجہ۔ دو قدم پر تو گھر مگر کھانا یہاں کھائیں یہاں وہی مثل ہے کہ ماں نہ ماں میں تیرا مہمان۔ ان کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری اور طعن و تشنیع سے بچنے کی۔ یہ دونوں وجہیں اسکے منع ہونے کیلئے کافی ہیں۔ اسی طرح دودھ چاول کی تقسیم یہ بھی لغو ہے ایک بچے کیساتھ تمام بڑے بوڑھوں کو بھی دودھ پیتا بنانا کیا ضرور ہے۔ پھر اس میں بھی نماز روزے سے زیادہ پابندی اور ناموری اور نہ کرنے سے ننگ و ناموس کا زہر ملا ہوا ہے۔ اس لئے یہ بھی درست نہیں۔ (۱۰) اس سوا مہینے تک زچہ کو ہرگز نماز کی توفیق نہیں ہوتی۔ بڑی بڑی پابندِ نماز بھی بے پروائی کر جاتی ہیں۔ حالانکہ شرع سے یہ حکم ہے کہ جب خون بند ہو جائے فوراً غسل کرلے۔ اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کرے بغیر عذر کے ایک وقت کی بھی فرض نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ حدیث[1] شریف میں ہے کہ جس کسی نے جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دی وہ ایمان[2] سے نکل گیا۔ اور حدیث[3] شریف میں ہے کہ ایسا شخص فرعون، ہامان، قارون کے ساتھ دوزخ میں ہوگا۔ (۱۱) پھر باپ کے گھر سے سسرال آنے کیلئے چھوچھک تیار ہوتی۔ ہے جس میں حسب مقدور سب سسرال والوں کے جوڑے اور برادری کے لئے پنجیری اور لڑکی کیلئے زیور، برتن، جوڑے وغیرہ ہوتے ہیں۔ جب بہو چھوچھک لیکر سسرال میں آئی وہاں سب عورتیں چھوچھک دیکھنے آتی ہیں اور ایک وقت کھانا کھا کر چلی جاتی ہیں۔ ان سب باتوں میں جو اتنی پابندی ہے کہ فرض واجب سے بڑھکر سمجھی جاتی ہے اور وہی نام و نمود و ناموری کی نیت جو کچھ ہے سب ظاہر ہے۔ بھلا جس میں تکبر اور فخر وغیرہ اتنی خرابیاں ہوں، وہ کیسے جائز ہوگی۔ اسی طرح بعضی جگہ یہ دستور ہے کہ بچے کی ننھیال سے کچھ کھچڑی مرغی اور بکری اور کپڑے وغیرہ چھٹی کے نام سے آتے ہیں۔ اس میں بھی وہی ناموری اور خواہ مخواہ کی پابندی اور کچھ شگون بھی ہے اس لئے یہ بھی منع ہے۔ (۱۲) زچہ کے کپڑے بچھونا جوتیاں وغیرہ سب دائی کا حق سمجھا جاتا ہے بعض وقت اس پابندی کی وجہ سے تکلیف بھی اٹھانی پڑتی ہے کہ وہی پرانی جوتی گھسیٹتی سٹر سٹر کرتی رہو۔ اچھا آرام کا بچھونا کیسے بچھے کہ چار دن میں چھن جائے گا۔ اس میں بھی وہی خرابیاں جو بیان ہوئیں موجود ہیں۔

(۱۳) زچہ کو بالکل نجس اور چھوت سمجھنا، اس سے الگ بیٹھنا، اس کا جھوٹا کھالینا تو کیا معنی جس برتن کو چھولیوے اس میں بے دھوئے مانجھے پانی نہ پینا۔ غرضکہ بالکل بھنگن کی طرح سمجھنا یہ بھی محض لغو اور بیہودہ ہے۔

(۱۴) یہ ہی ایک دستور ہے کہ پاک ہونے تک یا کم از کم چھٹی نہانے تک زچہ کے شوہر کو اس کے پاس نہیں آنے دیتیں بلکہ اس کو عیب اور نہایت برا سمجھتی ہیں۔ اس پابندی کی وجہ سے بعض وقت بہت دقت اور حرج ہوتا ہے کہ کیسی ہی ضرورت ہو مگر کیا مجال جو وہاں تک رسائی ہو جائے۔ یہ کونسی عقل کی بات ہے کبھی کوئی ضروری بات کہنے کی ہوئی اور کسی اور سے کہنے کے قابل نہ ہوئی۔ یا کچھ کام نہ سہی تب بھی شاید اس کا دل اپنے بچے کو دیکھنے کے

[1] من ترک الصلوٰة متعمداً فقد کفر جہاراً رواه الطبرانی فی الاوسط عن انس ۱۲ جامع صغیر

[2] مطلب یہ ہے کہ اس نے اتنا بڑا گناہ کیا کہ کفر کے قریب پہنچ گیا۔ نیز احادیث میں آیا ہے کہ کفر اور اسلام کے درمیان تمیز پیدا کرنے والی نماز ہے۔ چنانچہ جب کسی نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تو گویا اس نے اسلام کی حدود سے نکل کر ایک قدم کفر کی حد میں رکھ دیا ۱۲

[3] عن عبداللہ بن عمرو ابن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر الصلوٰة یوماً فقال من حافظ علیہا کانت لہ نوراً وبرہاناً ونجاة یوم القیامة ومن لم یحافظ علیہا لم یکن لہ نوراً ولا برہاناً ولا نجاة وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون وہامان وابی بن خلف رواه احمد ۱۲ المنتقی فی اخبار المصطفیٰ ص ۳۴

لئے جاتا ہو سارا جہان تو دیکھے مگر وہ نہ دیکھنے پائے یہ کیا لغو حرکت ہے۔ اچھے صاحبزادے تشریف لاتے کہ میاں بیوی میں جُدائی پڑگئی۔ اس بے عقلی کی بھی کوئی حد ہے (۱۵) بعضی جگہ بچے کو چھاج یعنی سوپ میں بٹھاتی ہیں یا زندگی کے لئے کسی ٹوکری میں رکھ کر گھسیٹتی ہیں۔ یہ تو بالکل ہی شگون ناجائز ہے (۱۶) بعضی جگہ چھٹی کے دن تارے دکھائے جاتے ہیں یعنی زچہ کو نہلا کر عمدہ قیمتی لباس پہنا کر آنکھیں بند کر کے رات کو صحن مکان میں لاتی ہیں اور کسی تخت پر کھڑا کر کے آنکھیں کھولدیتی ہیں کہ اوّل نگاہ آسمان کے ستاروں پر پڑے کسی اَور کو نہ دیکھے۔ یہ بھی محض خرافات اور بیہودہ رسمیں ہیں بھلا خواہ مخواہ اچھے خاصے آدمی کو اندھا بنا دینا کیسی بے عقلی ہے اور شگون لینے کا جو گناہ ہے وہ الگ اور بعضی جگہ تارے گنوانے کے بعد زچہ کو مع سات سہاگنوں کے تھال کھلایا جاتا ہے جس میں ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے تاکہ کوئی کھانا بچہ کو نقصان نہ کرے یہ بھی منع ہے۔ (۱۷) چھٹی کے دن لڑکی والے زچہ کے شوہر کو ایک جوڑا کپڑا دیتے ہیں اس میں بھی اس قدر پابندی کر لینا جس کا منع ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے بُرا ہے۔ (۱۸) زچہ کے تین مرتبہ نہلانے کو ضروری جانتی ہیں ایک چھٹی کے دن اور چھوٹا چلہ اور بڑا چلہ۔ شریعت سے تو صرف یہ حکم تھا کہ جب خون بند ہو جائے تو نہالیوے۔ چاہے پورے چالیس دن پر خون بند ہو جائے چاہے دو ہی چار دن میں بند ہو جائے اور یہاں یہ تینوں غُسل واجب سمجھے جاتے ہیں۔ یہ شریعت کا پورا مقابلہ ہوا یا نہیں۔ بعضے لوگ یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ بغیر نہائے ہوئے طبیعت گھن کیا کرتی ہے اس لئے زچہ کو نہلا دیتی ہیں کہ طبیعت صاف ہو جائے اور میل کچیل صاف ہو جائے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عذر بالکل غلط ہے۔ اگر صرف یہی وجہ ہے تو زچہ کا جب دل چاہے نہالیوے۔ یہ وقتوں کی پابندی کیسی کہ پانچویں ہی دن ہو۔ اور پھر دسویں یا پندرھویں ہی دن ہو۔ اس کے کیا معنی۔ اب تو محض رسم ہی رسم ہے کوئی بھی وجہ نہیں۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب اس کا دل چاہتا ہے۔ اُس وقت نہیں نہلاتیں یا نہلانے سے کبھی کبھی زچہ اور بچہ دونوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر دقّت یہ ہے کہ جب نفاس بند ہوتا ہے اُس وقت ہرگز نہیں نہلاتیں۔ جبتک نہلانے کا وقت نہ ہو۔ خود بتلاؤ یہ صریح گناہ ہے یا نہیں۔ لڑکا پیدا ہونے کے وقت یہ باتیں سنت ہیں اس کو نہلا دُھلا کر داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہدی جائے اور کسی دیندار بزرگ سے تھوڑا چھوارہ چبوا کر اس کے تالو میں لگا دیا جائے اسکے سوا باقی سب رسمیں اور اذان دینے والے کی مٹھائی وغیرہ پابندی کیساتھ یہ سب فضول اور خلافِ عقل اور منع ہیں

عقیقے کی رسموں کا بیان

اُس روز لڑکے کے لئے دو بکری اور لڑکی کے لئے ایک ذبح کرنا اور اُس کا گوشت کچا یا پکا کر تقسیم کر دینا

ے یوذن فی الیمنی ولیقیم فی الیسری اذا ولد الصبی قلت وقد جاء فی مسند ابی یعلی الموصلی عن الحسین مرفوعاً من ولد لہ ولد فاذن فی اذنہ الیمنی واقام ۲

۲ فی اذنہ الیسری لم تضرہ ام الصبیان کذا فی الجامع الصغیر للسیوطی ۱۲ ے عن ام کرز قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الغلام شاتان وعن الجاریۃ شاۃ رواہ ابوداؤد

ے بلکہ یوں کہو کہ شرک ہے ۱۲

ے چھٹی عورتوں کی اصطلاح میں پیدا ہونے سے چھٹے روز کو کہتے ہیں ۱۲ ے یہی حکم بچیوں کے لئے بھی ہے ۱۲

ے عن اسماء بنت ابی بکر انہا حملت بعبد اللہ ابن الزبیر بمکۃ قالت فولدت بقباء ثم اتیت بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ ثم دعا بتمرۃ فمضغہا ثم تفل فی فیہ ثم حنکہ ثم دعا لہ وبرک علیہ وکان اول مولود ولد فی الاسلام متفق علیہ وعن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یؤتی بالصبیان فیبرک علیہم ویحنکہم رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۳۶۲

ے رد المحتار میں اس کی تصریح ہے کہ بچوں کے کان میں جو اذان کہی جاتی ہے اس میں بھی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر دائیں بائیں مُنہ پھیرنا چاہیے ۱۲

ے عن ابی رافع قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن فی اذن الحسن ابن علی حین ولدتہ فاطمۃ بالصلوٰۃ رواہ الترمذی و ابوداؤد وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح مشکوٰۃ ص ۳۶۳ وفی المرقاۃ وفی شرح السنۃ عن عمر بن عبد العزیز کان ۳

واحمد والترمذی والنسائی وفی لفظ لہم امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نعق عن الغلام [illegible] ۱۲

اور بالوں[۱] کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دینا اور سر مونڈنے کے بعد زعفران[۲] سر میں لگا دینا۔ بس یہ باتیں تو ثواب کی ہیں۔ باقی جو فضولیات اس میں نکالی گئی ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں۔

(۱) برادری اور کنبے کے لوگ جمع ہو کر سر مونڈنے کے بعد کٹوری میں اور بعض سوپ میں جس کے اندر کچھ اناج بھی رکھا جاتا ہے کچھ نقد ڈال دیتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ اس گھر والے کے ذمے فرض سمجھا جاتا ہے کہ اُن دینے والوں کے یہاں کوئی کام پڑے تب ادا کیا جائے اُس کی خرابیاں تم اُوپر سمجھ چکی ہو۔

(۲) دھیانیاں یعنی بہن وغیرہ یہاں بھی وہی اپنا حق جو سچ پوچھو تو ناحق ہی لیتی ہیں جس میں کافروں کی مشابہت کے سوا اور کئی خرابیاں ہیں مثلاً دینے والے کی نیت خراب ہونا۔ کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض وقت گنجائش نہیں ہوتی اور دینا گراں گذرتا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ نہ دینے میں شرمندگی ہوگی، لوگ مطعون[۳] کرینگے۔ مجبور ہو کر دینا پڑتا ہے۔ اسی کو ریا[۴] و نمود کہتے ہیں اور شہرت و نمود کے لئے مال خرچ کرنا حرام ہے اور خود اپنے دل میں سوچو کہ اتنا مجبور ہو جانا جس سے تکلیف پہنچے کونسی عقل کی بات ہے۔ اسی طرح لینے والے کی یہ خرابی کہ یہ دینا فقط انعام و احسان ہے اور احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے۔ اور یہ بھی زبردستی ہے کہ اگر نہ دے تو مطعون ہو، بدنام ہو، خاندان بھر میں نکو بنے اور اگر کوئی خوشی سے دے تب بھی شہرت اور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے جس کی ممانعت قرآن و حدیث میں صاف صاف موجود ہے (۳) پنجیری کی تقسیم کا فضیحتا یہاں بھی ہوتا ہے جس کا خلافِ عقل ہونا اوپر بیان ہو چکا اور شہرت اور نام بھی مقصود ہوتا ہے جو حرام ہے (۴) ان رسموں کی پابندی کی مصیبت میں بھی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے عقیقہ موقوف رکھنا پڑتا ہے اور مستحب کے خلاف کیا جاتا ہے بلکہ بعضی جگہ تو کئی کئی برسوں کے بعد ہوتا ہے۔ (۵) ایک یہ بھی رسم ہے کہ جس وقت بچّے کے سر پر اُسترہ رکھا جائے فوراً اُسی وقت بکرا ذبح ہو یہ بھی محض لغو ہے شرع سے چاہے سر مونڈنے کے کچھ دیر بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے سر منڈاتے سب درست ہے۔ غرضکہ اُس دن یہ دونوں کام ہو جانے چاہئیں۔ (۶) سر نائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھنا بھی لغو ہی ہے چاہے دو یا نہ دو دونوں اختیار ہیں۔ پھر اپنی من گھڑت جدا شریعت بنانے سے کیا فائدہ۔ ران نہ دو اُس کی جگہ گوشت دیدو تو اس میں کیا نقصان ہے۔ (۷) بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑنے کو بُرا جانتے ہیں، دفن کر دینے کو ضروری جانتے ہیں۔ یہ بھی محض بے اصل بات ہے۔ یہی خرابیاں اُس رسم میں ہیں جو دانت نکلنے کے وقت ہوتی ہے کہ کنبے میں گھونگنیاں تقسیم ہوتی ہیں اور ان کا ناغہ ہونا فرض و واجب کے ناغہ سے بڑھ کر بُرا اور عیب سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح کھیر چٹائی کی رسم کہ چھٹے مہینے بچّے کو کھیر چٹاتی ہیں اور اس روز سے غذا شروع ہوتی ہے۔ یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی ہے جس کی بُرائی معلوم کر چکی ہو۔ اسی طرح وہ رسم جس کا دُودھ چھڑانے کے وقت رواج ہے مبارکباد کے لئے عورتوں کا جمع ہونا اور خواہی نخواہی ان کی دعوت ضروری ہونا، کھجوروں

[۱] عن علیؓ، ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن بشاۃ وقال یا فاطمۃ احلقی راسہ وتصدقی بزنۃ شعرہ فضۃ فوزناہ فکان وزنہ درہما او بعض درہم ۱۲ جمع الفوائد ص۲۱۰ ج ۱

[۲] عن بریدۃ قال کنا فی الجاہلیۃ اذا ولد لاحدنا غلام ذبح شاۃ ولطخ راسہ بدمہا فلما جاء الاسلام کنا نذبح الشاۃ یوم السابع ونحلق راسہ ونلطخہ بزعفران رواہ ابوداؤد وزاد رزین ونسمیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص۳۶۲

[۳] یعنی طعنہ دیں گے ۱۲

[۴] یعنی دکھانے کے لئے کوئی کام کرنا جسے محاورہ میں دکھاوا کہتے ہیں ۱۲

کا برادری میں تقسیم ہونا۔ غرض ان سب کا ایک ہی حکم ہے اور بعض جگہ کھجوروں کے ساتھ ایک اور طرّہ ہے کہ ایک کورے گھڑے میں پانی بھر کر اس پر بعدد[1] طاق کھجوریں رکھ کر لڑکے کے ہاتھ سے اُٹھواتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ لڑکا جے کھجوریں اٹھائے گا اتنے ہی دن ضد کرے گا۔ اس میں بھی شگون اور علم غیب کا دعویٰ ہے جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح سالگرہ کی رسم میں پیدائش کی تاریخ پر ہر سال جمع ہو کر کھانا پکانا اور ناڑے میں ایک چھلا باندھنا خواہ مخواہ کی پابندی ہے۔ اسی طرح سیل کا کونڈا یعنی جب لڑکے کے سبزۂ آغاز ہوتا ہے تب مونچھوں میں روپے سے صندل لگایا جاتا ہے اور سویاں پکاتی ہیں تاکہ سوئیوں کی طرح لمبے لمبے بال ہو جائیں۔ یہ سب شگون ہیں جس کی بُرائی جان چکی ہو۔

ختنہ کی رسموں کا بیان

اس میں بھی خرافات رسمیں لوگوں نے نکال لی ہیں جو بالکل خلافِ عقل اور لغو ہیں۔

(۱) لوگوں کو آدمی اور خط بھیجکر بلانا اور جمع کرنا یہ سنّت کے بالکل خلاف ہے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کو کسی نے ختنہ میں بلایا۔ آپ نے تشریف لیجانے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم لوگ نہ تو کبھی ختنہ میں جاتے تھے نہ اُسکے لیے بُلائے جاتے تھے[2] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا مشہور کرنا ضروری نہ ہو اُسکے لئے لوگوں کو جمع کرنا سُنّت کے خلاف ہے اس میں بہت سی رسمیں آگئیں جن کیلئے بڑے لمبے چوڑے اہتمام ہوتے ہیں۔ (۲) بعض جگہ ان رسموں کی بدولت ختنہ میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ لڑکا سیانا[3] ہو جاتا ہے جس میں اتنی دیر ہو جانے کے سوا یہ بھی خرابی ہوتی ہے کہ سب لوگ اُس کا بدن دیکھتے ہیں حالانکہ بجز ختنہ کرنے والے کے اوروں کو اس کا بدن دیکھنا حرام ہے اور یہ گُناہ اس بُلانے ہی کی بدولت ہوا۔ (۳) کٹورے میں نیوطہ پڑنے کا یہاں بھی وہی فضیحتا ہے جس کی خرابیاں مذکور ہو چکیں۔ (۴) بچے کے ننھیال سے کچھ نقد اور کپڑے لائے جاتے ہیں جس کو عرفِ عام میں بھات کہتے ہیں جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے ہندو باپ مرجانے پر اسکے مال میں سے لڑکیوں کو کچھ حصّہ نہیں دیتے تھے جاہل مسلمانوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی یہی وطیرہ اختیار کر لیا اور اچھا ان کی دیکھا دیکھی نہ سہی۔ ہم نے مانا کہ یہ رسم خود ہی نکالی تب بھی ہے تو بُری ہی جس حقدار کا حق اللہ و رسول نے مقرر فرمایا ہے اسکو نہ دینا خود دبا بیٹھنا کہاں درست ہے۔ غرضکہ جب لڑکی کو میراث سے محروم رکھا تو اس کی تسلی کے لئے یہ تجویز کیا کہ مختلف موقعوں اور تقریبوں میں اسکو کچھ دیدیا جائے۔ اس طرح دیکر اپنی من سمجھوتی کر لی کہ ہمارے ذمے اب اس کا کچھ حق نہیں رہا۔ غرضکہ اس رسم کے نکالنے کی وجہ یا تو کافروں کی پیروی ہے یا ظلم اور یہ دونوں حرام ہیں دو خرابیاں تو یہ ہوئیں تیسری خرابی وہی بیجا پابندی کہ ننھیال والوں کے پاس چاہے ہو چاہے نہ ہو۔ ہزار جتن کر و سُود ی

[1] جن اعداد کو دو سے تقسیم کرنے پر ایک باقی بچے انھیں طاق یا فرد کہتے ہیں۔ اور جو دو سے پورے پورے تقسیم ہو جائیں انھیں زوج یا جفت کہتے ہیں طاق اعداد یہ ہیں ایک، تین، پانچ سات اور نو وغیرہ اور جفت اعداد یہ ہیں دو، چار، چھ، آٹھ، دس وغیرہ ۱۲ منہ

[2] عن الحسن قال دعی عثمان ابن ابی العاص الی ختان فابی ان یجیب فقیل لہ فقال انا کنا لا ناتی فی الختان علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولاندعی لہ ۱۲ مسند امام احمد بن حنبل صفحہ ۲۱۷ جلد ۴ طبع مصر

[3] چاہیے بالغ ہونے کے قریب ہو یا بالغ ہو جائے ۱۲

قرض لو، کوئی چیز گروی رکھو جس میں آجکل یا تو نقد سود دینا پڑتا ہے یا نقد سود تو نہیں دینا پڑا لیکن جو جائداد رہن رکھی ہے اسکی پیداوار وہی لیوے گا جسکے پاس رہن رکھی۔ یہ بھی سود ہے اور سود کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ غرض کچھ ہو مگر یہاں سامان ضرور ہو۔ خود ہی بتلاؤ جب ایک غیر ضروری بلکہ گناہ کا اس زور شور سے اہتمام ہوا کہ فرض و واجب کا بھی اتنا اہتمام نہیں ہوتا تو شریعت سے باہر قدم رکھنا ہوا یا نہیں۔ چوتھی خرابی وہی شہرت اور بڑائی، ناموری فخر جن کا حرام ہونا اُوپر بیان ہو چکا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اپنے عزیزوں سے سلوک کرنا تو عبادت اور ثواب ہے پھر اس میں گناہ کیوں ہے؟ جواب یہ ہے کہ اگر سلوک اور احسان منظور ہوتا تو بغیر پابندی کے جب اپنے میں وسعت ہوتی اور ان کو حاجت ہوتی تو دیدیا کرتے۔ یہاں تو عزیزوں پر فاقے گذر جائیں خبر بھی نہیں لیتے۔ رسمیں کرتے وقت نام ونمود کے لئے سلوک واحسان نام رکھ لیا (۵) بعض شہروں میں یہ آفت ہے کہ ختنہ میں یا غسلِ صحت کے روز خوب راگ، باجہ، ناچ رنگ ہوتا ہے کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں۔ جن کا ناجائز ہونا اُوپر لکھا گیا۔ اور اس کی خرابیاں اور بُرائیاں اللہ نے چاہا تو آگے بیان کی جائیں گی۔ غرض ان ساری خرافات اور گناہوں کو موقوف کرنا چاہئے۔ جب[1] بچے میں برداشت کی قوت دیکھیں چپکے سے نائی کو بُلا کر ختنہ کرا دیں۔ جب اچھا ہو جائے غسل کرا دیں اگر گنجائش ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت ونمود اور طعن وبدنامی کا بھی خیال نہ ہو تو دو چار یار دوست یا دو چار غریبوں کو جو میسر ہو کھلائے۔ اللہ اللہ خیر صلّاح۔ لیکن بار بار ایسا بھی نہ کرے ورنہ پھر وہی رسم پڑ جائے گی

مکتب یعنی بسم اللہ کی رسموں کا بیان

اُن رسموں میں سے ایک بسم اللہ کی رسم ہے جو بڑے اہتمام اور پابندی کے ساتھ لوگوں میں جاری ہے۔ اس میں یہ خرابیاں ہیں۔ (۱) چار برس چار مہینے چار دن کا ہونا اپنی طرف سے مقرر کر لیا ہے جو محض بے اصل اور لغو ہے۔ پھر اس کی اتنی پابندی کہ چاہے جو کچھ ہو اس کے خلاف نہ ہونے پائے اور اَن پڑھ لوگ تو اُسکو شریعت ہی کی بات سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے عقیدہ میں خرابی اور شریعت کے حکم میں ایک پچر لگانا لازم آتا ہے۔

(۲) دوسری خرابی مٹھائی بانٹنے کی بیحد پابندی کہ جہاں سے بنے جبراً قہراً ضرور کرو۔ نہ کرو تو بدنام ہو۔ تکلف جس کا بیان اوپر آچکا ہے پھر شہرت اور نمود اور لوگوں کے دکھانے اور واہ واہ سننے کے لئے کرنا یہ الگ رہا (۳) بعض مقدور والے چاندی کے قلم دوات سے چاندی کی تختی پر لکھا کر بچے کو اس میں پڑھواتے ہیں۔ چاندی کی چیزوں کو برتنا اور کام میں لانا حرام ہے اس میں لکھوانا بھی حرام ہوا اور اس[2] میں پڑھوانا بھی۔ (۴) بعض لوگ بچے کو اُس وقت خلافِ شرع[3] لباس پہناتے ہیں ریشمی یا زری یا کسم وزعفران کا رنگا ہوا یہ بھی گناہ ہے۔ (۵) کمینوں[4] اور دھانیوں کا اس میں بھی فرض سے بڑھ کر حق سمجھا جاتا ہے جس کی بُرائی اوپر بیان

[1] ینبغی ان یختن الصبی اذا بلغ تسع سنین فان ختنوه وہو اصغر فحسن و ان کان فوق ذلک قلیلا فلا بأس به وابو حنیفة لم یقدر وقت الختان قال شمس الائمة الحلوانی وقت الختان من حین یحتمل الصبی ذلک ان یبلغ ۱۲ فتاوی قاضی خان صفحہ ۴۰۹ ج ۳

[2] ویکره (تحریما) ان یکتب بالقلم المتخذ من الذهب او الفضة او من دواة کذلک ویستوی الذکر والانثی کذا فی السراجیة ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۳۲ ج ۵ -

[3] عن ابی موسیٰؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احل الذهب والحریر للاناث من امتی وحرم علی ذکورها، رواه احمد والنسائی والترمذی وصححه (منتقی صفحہ ۴۳) عن عبد اللہ بن عمرو قال رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثوبین معصفرین فقال ان هذه ثیاب الکفار فلا تلبسها رواه احمد ومسلم والنسائی (منتقی صفحہ ۴۴) وعن ابی عمرؓ لا تلبسوا شیئا مسه زعفران ولا ورس۔ (جمع الفوائد صفحہ ۳۴۰ ج ۱) ولا یجوز للولی الباس الحریر والذهب ای الصبی ۱۲ اشباه صفحہ ۲۳۳

[4] لڑکے کے ۱۲

لڑکے کے بھی ۱۲

ہو چکی - یہ بھی موقوف کرنے کے قابل ہے۔ جب لڑکا بولنے لگے اس کو کلمہ سکھاؤ، پھر کسی دیندار بزرگ متبرک کی خدمت
لے جا کر بسم اللہ کہلا دو اور اس نعمت کے شکریہ میں اگر دل چاہے بلا کسی پابندی کے جو توفیق ہو چھپا کر خدا کی راہ میں کچھ خیرات
کر دو۔ لوگوں کو دکھلا کر ہرگز مت دو۔ باقی اور سب بکھیڑے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جب بچے کی زبان کھلنے لگتی ہے تو گھر والے ابا
اماں، بابا وغیرہ کہلاتے ہیں۔ اس کی جگہ اللہ اللہ سکھاؤ تو کیسا اچھا ہو اور اسی کے قریب قریب قرآن شریف ختم ہونے کے
بعد رسمیں ہوتی ہیں اور ان میں بھی بہت سی غیر ضروری باتوں کی بہت پابندی کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں ناموری
کے لئے کی جاتی ہیں جیسے مہمانوں کو جمع کرنا، کسی کسی کو جوڑے دینا۔ ان کی برائیاں اوپر معلوم ہو چکی ہیں۔

تقریبوں میں عورتوں کے جانے اور جمع ہونے کا بیان

برادری کی عورتیں کئی تقریبوں میں جمع ہوتی ہیں۔ جن میں سے کچھ تو اوپر بیان ہو چکیں اور کچھ باقی ہیں جن کا بیان
آگے آتا ہے۔ یہ سب ناجائز ہے[1]۔ تقریبوں کے علاوہ یوں بھی جب کبھی جی چاہا کہ فلانی کو بہت دن ہوتے نہیں دیکھا
بس جھٹ ڈولی منگائی اور روانہ ہو گئیں۔ یا کوئی بیمار ہوا اس کو دیکھنے گئیں۔ کہیں کوئی خوشی ہوئی وہاں مبارکباد دینے
جا پہنچیں بعض ایسی آزاد ہوتی ہیں کہ بے ڈولی منگائے بھی رات کو چل دیتی ہیں بس رات ہوئی اور سیر کی سوجھی۔ یہ تو
اور بھی برا ہے اور اگر چاندنی رات ہوئی تو اور بھی بے حیائی ہے۔ غرضکہ عورتوں کو اپنے گھر سے نکلنا اور کہیں آنا جانا
بوجہ بہت سی خرابیوں کے کسی طرح درست نہیں۔ بس اتنی اجازت ہے کہ کبھی کبھی اپنے ماں باپ کو دیکھنے چلی جایا کریں اسی
طرح ماں باپ کے سوا اور اپنے محرم رشتہ داروں کو دیکھنے جانا بھی درست ہے مگر سال بھر میں فقط ایک آدھ دفعہ۔ بس اس
کے سوا اور کہیں بے احتیاطی سے جانا جس طرح دستور ہے جائز نہیں۔ نہ رشتہ دار کے یہاں نہ کسی اور کے یہاں، نہ بیاہ شادی
میں، نہ غمی میں، نہ بیمار پرسی میں، نہ مبارکباد دینے کو، نہ بری برات کے موقع پر۔ بلکہ بیاہ برات وغیرہ میں جب کسی تقریب
کی وجہ سے محفل اور مجمع ہو تو اپنے محرم رشتہ دار کے گھر جانا بھی درست نہیں اگر شوہر کی اجازت سے گئی تو وہ بھی گنہگار ہوا اور
یہ بھی گنہگار ہوئی۔ افسوس کہ اس حکم پر ہندوستان بھر میں کہیں عمل نہیں بلکہ اسکو تو ناجائز ہی نہیں سمجھتے بلکہ جائز خیال کر رکھا
ہے۔ حالانکہ اسی کی بدولت یہ ساری خرابیاں ہیں۔ غرضکہ اب معلوم ہو جانے کے بعد بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ اور تو یہ
کرنا چاہئے۔ یہ تو شریعت کا حکم تھا۔ اب اس کی برائیاں اور خرابیاں سنو۔ جب برادری میں خبر مشہور ہوتی کہ فلاں گھر فلانی
تقریب ہے تو ہر ہر بی بی کو نئے اور قیمتی جوڑے کی فکر ہوتی ہے کبھی خاوند سے فرمائش ہوتی ہے، کبھی خود بزاز کو درزی
بر بلا کر اس سے ادھار لیا جاتا ہے یا سودی قرض لیکر خریدا جاتا ہے۔ شوہر کو اگر وسعت نہیں ہوتی تب اس کا عذر قبول
نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ یہ جوڑا محض فخر اور دکھانے کے لئے بنتا ہے جس کے لئے حدیث[2] شریف میں آیا ہے کہ ایسے شخص کو قیامت
کے دن ذلت کا لباس پہنایا جائیگا۔ ایک گناہ تو یہ ہوا۔ پھر اس غرض سے مال کا خرچ کرنا فضول خرچی ہے جس کی برائی پہلے

---

[1] ومنها من زیارۃ الاجانب وعیادتہم والولیمۃ وان اذن کانا عاصیین ۱۲ درمختار ص۶۶۵ باب النفقۃ وص۳۶۵ باب المہر

[2] عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لبس ثوب شہرۃ فی الدنیا البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیامۃ رواہ احمد و ابوداؤد ابن ماجہ ۱۲ مشکوٰۃ ص۳۷۵

٭ ٭ ٭

باب میں آچکی ہے یہ دوسرا گناہ ہوا۔ خاوند سے اس کی وسعت سے زائد بلاضرورت فرمائش کرنا اس کو ایذا پہنچانا ہے یہ تیسرا گناہ ہوا۔ بزاز کو بُلا کر بلاضرورت اس نامحرم سے باتیں کرنا بلکہ اکثر تھان لینے دینے کے واسطے آدھا آدھا ہاتھ جس میں چوڑی مہندی سب ہی کچھ ہوتا ہے باہر نکال دینا کس قدر غیرت اور عفت کے خلاف ہے۔ یہ چوتھا گناہ ہوا۔ پھر اگر سُودی لیا تو سُود دینا پڑا۔ یہ پانچواں گناہ ہوا۔ اگر خاوند کی نیت ان بیجا فرمائشوں سے بگڑ گئی اور حرام آمدنی پر اس کی نظر پہنچی، کسی کی حق تلفی کی، رشوت لی اور یہ فرمائشیں پوری کر دیں اور اکثر یہی ہوتا بھی ہے کہ حلال آمدنی سے یہ فرمائشیں پوری نہیں ہوتیں۔ تو یہ گناہ اس بی بی کی وجہ سے ہوا اور گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے۔ یہ چھٹا گناہ ہوا۔ اکثر جوڑے کے لئے گوٹہ ٹھپہ، مصالحہ بھی لیا جاتا ہے اور بے علمی یا بے پروائی کی وجہ سے اُس کے خریدنے میں اکثر سُود لازم آجاتا ہے کیونکہ چاندی سونے اور اس کی چیزوں کے خریدنے کے مسئلے بہت نازک اور باریک ہیں جیسا کہ اکثر خرید و فروخت کے بیان میں ہم لکھ چکے ہیں۔ یہ ساتواں گناہ ہوا پھر غضب یہ ہے کہ ایک شادی کے لئے جو جوڑا بنا وہ دوسری شادی کے لئے کافی نہیں۔ اس کے لئے پھر دوسرا جوڑا چاہئے ورنہ عورتیں نام رکھیں گی کہ اس کے پاس بس یہی ایک جوڑا ہے اسی کو بار بار پہن کر آتی ہے اس لئے اتنے ہی گناہ پھر دوبارہ جمع ہوں گے۔ گناہ کو بار بار کرتے رہنا بھی بُرا اور گناہ ہے۔ یہ آٹھواں گناہ ہوا۔ یہ تو پوشاک کی تیاری تھی۔ اب زیور کی فکر ہوئی۔ اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو مانگا تانگا پہنا جاتا ہے اور اس کا مانگے کا ہونا ظاہر نہیں کیا جاتا بلکہ چھپاتی ہیں اور اپنی ہی ملکیت ظاہر کرتی ہیں۔ یہ ایک قسم کا فریب اور جھوٹ ہے۔ حدیث[1] شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی ایسی چیز کا اپنا ہونا ظاہر کرے جو سچ مچ اس کی نہیں۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو کپڑے جھوٹ اور فریب کے پہن لئے یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا۔ یہ نواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر زیور بھی ایسا پہنا جاتا ہے جس کی جھنکار دُور تک جائے تاکہ محفل میں جاتے ہی سب کی نگاہیں اُسی کے نظّارہ میں مشغول ہو جائیں۔ بجنا زیور پہننا خود ممنوع ہے۔ حدیث[2] شریف میں ہے کہ ہر باجے کے ساتھ شیطان ہے۔ یہ دسواں گناہ ہوا۔ اب سواری کا وقت آیا تو نوکر کو ڈولی لانے کا حکم ہوا یا جس کے گھر کام تھا اس کے یہاں سے ڈولی آگئی تو بی بی کو غسل کی فکر پڑی۔ کچھ کھلی پانی کی تیاری میں دیر ہوئی، کچھ غسل کی نیت باندھنے میں دیر لگی۔ غرض اس دیر دیر میں نماز جاتی رہی تب کچھ پرواہ نہیں یا اور کوئی ضروری کام میں حرج پڑ جائے تب کچھ مضائقہ نہیں۔ اور اکثر ان بھلی مانسوں کے غسل کے روز یہی مصیبت پیش آتی ہے۔ بہرحال اگر نماز قضا ہو گئی یا مکروہ وقت ہو گیا تو یہ گیارھواں گناہ ہوا۔ اب کہار دروازے پر پکار رہے ہیں اور بی بی اندر سے اُن کو گالیاں اور کوسنے سنا رہی ہیں۔ بلاوجہ کسی غریب کو دق کرنا یا گالی کوسنے دینا ظلم اور گناہ ہے۔ یہ بارھواں گناہ ہوا۔ اب خُدا خُدا کر کے بی بی تیار ہوئیں اور کہاروں کو ہٹا کر سوار ہوئیں بعضی ایسی بے احتیاط

---

[1] (عن عائشۃ) ان امرأۃ قالت یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقول ان زوجی اعطانی لما لم یعطنی فقال المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور لسلم و النسائی ۱۲ جمع الفوائد صـ۱۵۳ ج ۲

[2] قال الفقیہ روی عن ابن عمرؓ عن ام حبیبۃؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال العیر التی فیہا الجرس لاتصحبہا الملائکۃ وروی خالد بن معدان ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم رأی راحلۃ علیہا جرس فقال تلک مطیۃ الشیطان وروی عن عائشۃؓ ان امرأۃ دخلت علیہا ومعہا صبی علی رجلہ جلاجل فقالت اخرجوا منفر الملائکۃ فاخرجؓ وروی عامر بن عبداللہ عن امرأۃ یقال لہا ریحانۃ قالت دخلت علی عمرؓ ومعی صبی فی رجلہ اجراس فقال عمر اقطعوا کذا بان ہذا الشیطان ۱۲ بستان العارفین صـ۱۹۱

ہوتی ہیں کہ ڈولی کے اندر سے پلّو یعنی آنچل لٹک رہا ہے یا کسی طرف سے پردہ کھل رہا ہے یا عطر پھلیل اس قدر بھرا ہے کہ راستے میں خوشبو مہکتی جاتی ہے۔ یہ نامحرموں کے سامنے اپنا سنگار ظاہر کرنا ہے۔ حدیث[1] شریف میں آیا ہے کہ جو عورت گھر سے عطر لگا کر نکلے یعنی اس طرح کہ دوسروں کو بھی خوشبو پہنچے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی بڑی بُری ہے۔ یہ تیرھواں گناہ ہوا۔ اَب منزلِ مقصود پر پہنچیں، کہار ڈولی رکھکر الگ ہوئے اور یہ بیدھڑک اُتر گھر میں داخل ہوئیں۔ یہ خیال ہی نہیں کہ شاید کوئی نامحرم مرد گھر میں ہو اور بارہا ایسا اتفاق ہوتا بھی ہے کہ ایسے موقع پر نامحرم کا سامنا اور چار آنکھیں ہو جاتی ہیں۔ مگر عورتوں کو تمیز ہی نہیں کہ اوّل گھر میں تحقیق کر لیا کریں۔ قوی شبہ کے موقع پر تحقیق نہ کرنا۔ یہ چودھواں گناہ ہوا۔ اَب گھر میں پہنچیں تو وہاں کی بیبیوں کو سلام کیا۔ خُوب ہوا بعضوں نے تو زبان کو تکلیف ہی نہیں دی فقط ماتھے پر ہاتھ رکھدیا بس سلام ہوگیا۔ اس طرح سلام کرنے کی حدیث[2] میں ممانعت آئی ہے۔ بعض نے سلام کا لفظ کہا بھی تو صرف سلام۔ یہ بھی سنت کے خلاف ہے السّلام علیکم کہنا چاہیئے۔ اَب جواب ملاحظہ فرمائیے۔ ٹھنڈی رہو، جیتی رہو، سُہاگن رہو، عمر دراز، دودھوں نہاؤ، پوتوں پھلو، بھائی جئے، میاں جئے، بچہ جئے، غرض کنبہ بھر کے نام گنانا آسان اور وعلیکم السّلام جس کے اندر سب دعائیں آجاتی ہیں مشکل۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ سُنّت کی مخالفت کرنا پندرھواں گناہ ہوا۔ اب مجلس جمی تو بڑا شغل یہ ہوا کہ گپیں شروع ہوئیں اس کی شکایت، اُس کی غیبت، اس کی چغلی، اس پر بہتان جو بالکل حرام اور سخت گناہ ہے۔ یہ سولھواں گناہ ہوا۔ باتوں کے درمیان میں ہر بی بی اس کوشش میں ہے کہ میری پوشاک اور زیور پر سب کی نظر پڑنا چاہیئے۔ ہاتھ سے، پاؤں سے، زبان سے غرض تمام بدن سے اس کا اظہار ہوتا ہے یہ صاف ریا ہے جس کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں صاف صاف آیا ہے یہ سترھواں گناہ ہوا۔ اور جس طرح ہر بی بی دوسروں کو اپنا سامان فخر دکھلاتی ہے اسی طرح ہر ایک دوسروں کے کل حالات دیکھنے کی بھی کوشش کرتی ہے پھر اگر کسی کو اپنے سے کم پایا تو اُس کو حقیر اور ذلیل اور اپنے کو بڑا سمجھا۔ بعضی غرور بھٹی تو ایسی ہوتی ہیں کہ سیدھی طرح مُنھ سے بات بھی نہیں کرتیں یہ صریح تکبر اور گناہ ہے۔ یہ اٹھارھواں گناہ ہوا۔ اور اگر دوسروں کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھا تو حسد[3] اور ناشکری اور حرص اختیار کی۔ یہ انیسواں، بیسواں، اکیسواں گناہ ہوا۔ اکثر اس طوفان اور بیہودہ مشغولی میں نمازیں اُڑ جاتی ہیں ورنہ وقت تو ضرور ہی تنگ ہو جاتا ہے یہ بائیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر ایک دوسری کو دیکھکر یا ایک دوسری سے سُنکر یہ خرافات رسمیں بھی سیکھتی ہیں گناہ کا سیکھنا سکھانا دونوں گناہ ہیں۔ یہ تئیسواں گناہ ہوا۔ یہ بھی ایک دستور ہے کہ ایسے وقت جو سقّا پانی لاتا ہے اس سے پردہ کرنے کے لئے بند مکانوں میں نہیں جاتیں بلکہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ تو مُنھ پر نقاب ڈال کر چلا آ۔ اور کسی کو دیکھنا مت۔ اَب آگے اُس کا دین و ایمان جانے۔ چاہے کَن اَنکھیوں سے تمام مجمع کو دیکھ لے تو بھی کسی کو غیرت اور حیا نہیں۔ اور

[1] عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل عین زانیۃ والمرأۃ اذا استعطرت فمرت بالمجلس فہی کذا وکذا یعنی زانیۃ رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح ۱۲ ترغیب و ترہیب ص۳۵۹

[2] عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبہوا بالیہود ولا النصاریٰ فان تسلیم الیہود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاریٰ الاشارۃ بالکف رواہ الترمذی وقال اسنادہ ضعیف ۱۲ مشکوٰۃ ص۴۰۰

[3] حسد کے یہ معنے ہیں کہ کسی کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھ کر جلنا اور یہ چاہنا کہ اس کو کسی طرح ذلت نصیب ہو اس کے مقابلہ میں غبطہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنے سے بڑھے ہوئے انسان کو دیکھ کر بغیر اسے نقصان پہنچائے ہوئے اس کے مرتبہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا غبطہ محمود ہے اور حسد مردود ۱۲

ایسا ہوتا بھی ہے کیونکہ جو کپڑا وہ منہ پر ڈالتا ہے اس سے سب دکھائی دیتا ہے ورنہ سیدھا گھڑے مٹکے کے پاس جاکر پانی کیسے بھرتا ہے۔ ایسی جگہ قصداً بیٹھے رہنا کہ نامحرم دیکھ سکے حرام ہے۔ یہ چوبیسواں گناہ ہوا۔ بعضی بیبیوں کے سیانے لڑکے دس دس بارہ بارہ برس کی عمر کے اندر گھسے چلے آتے ہیں اور مروّت میں ان سے کچھ نہیں کہا جاتا سامنے آنا پڑتا ہے۔ یہ پچیسواں گناہ ہوا۔ کیونکہ شریعت کے مقابلہ میں کسی کی مروّت کرنا گناہ ہے۔ اور لڑکا جب سیانا ہوجایا کرے تو اس سے پردہ کرنے کا حکم ہے۔ اب کھانے کے وقت اس قدر طوفان مچتا ہے کہ ایک ایک بی بی چار چار طفیلیوں کو ساتھ لاتی ہے اور ان کو خوب بھر بھر دیتی ہے اور گھر والے کے مال یا آبرو کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔ یہ چھبیسواں گناہ ہوا۔ اب فراغت کرنے کے بعد جب گھر جانے کو ہوتی ہے کہاروں کی آواز سنکر یاجوج ماجوج کی طرح دوڑتی ہیں کہ ایک پر دوسری دوسری پر تیسری۔ غرض سب دروازے میں جا لپٹتی ہیں کہ پہلے میں ہی سوار ہوں۔ اکثر اوقات کہار ابھی ہٹنے بھی نہیں پاتے اچھی طرح سامنا ہوجاتا ہے۔ یہ ستائیسواں گناہ ہوا کبھی کبھی ایک ایک ڈولی پر دو دو لد گئیں اور کہاروں کو نہیں بتایا کہ ایک پیسہ کہیں اور نہ دینا پڑے۔ یہ اٹھائیسواں گناہ ہوا۔ پھر کسی کی کوئی چیز گم ہوجائے تو بلا دلیل کسی کو تہمت لگانا بلکہ کبھی کبھی اس پر سختی کرنا کہ اکثر شادیوں میں ہوتا ہے۔ یہ انتیسواں گناہ ہوا پھر اکثر تقریب والے گھر کے مرد بے احتیاطی اور جلدی میں محض جھانکنے اور تاکنے کے لئے بالکل دروازے میں گھر کے روبرو آکھڑے ہوتے ہیں اور بہتوں پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر کسی نے منہ پھیر لیا کوئی کسی کی آڑ میں ہوگئی کسی نے ذرا سر نیچا کر لیا بس یہ پردہ ہوگیا۔ اچھی خاصی سامنے بیٹھی رہتی ہیں۔ یہ تیسواں گناہ ہوا۔ پھر دولہا کی زیارت اور بارات کے تماشے کو دیکھنا فرض اور تبرک سمجھتی ہیں۔ جس طرح عورت کو اپنا بدن غیر مرد کو دکھلانا جائز نہیں اسی طرح بلا ضرورت غیر مرد کو دیکھنا بھی منع ہے یہ اکتیسواں گناہ ہوا۔ پھر گھر لوٹ آنے کے بعد کئی کئی روز تک آنے والی بیبیوں میں اور تقریب والے کی کارروائیوں میں جو جو عیب نکالے جاتے ہیں اور کیڑے ڈالے جاتے ہیں۔ یہ بتیسواں گناہ ہوا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی خرابیاں اور گناہ کی باتیں عورتوں کے جمع ہونے میں ہیں۔ خود خیال کرو کہ جس میں اتنی بے انتہا خرابیاں ہوں وہ امر کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ اس لئے اس رسم کا بند کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

منگنی کی رسموں کا بیان

منگنی میں بھی طوفان بے تمیزی کی طرح بہت سی رسمیں کی جاتی ہیں اس میں سے بعض ہم بیان کرتے ہیں (۱) جب منگنی ہوتی ہے تو خط لیکر نائی آتا ہے تو لڑکی والے کی طرف سے شکرانہ بنا کر نائی کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی بیحد پابندی کہ فرض وواجب چاہے ٹل جائے مگر یہ نہ ٹلے۔ ممکن ہے کہ کسی گھر میں اس وقت دال ہی روٹی ہو مگر جہاں سے بنے شکرانہ کرو ورنہ منگنی ہی نہ ہوگی۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک خرابی تو یہ ہوئی۔ پھر اس بیہودہ بات کے لئے اگر سامان موجود

نہ ہو تو قرض لینا پڑتا ہے حالانکہ بغیر ضرورت قرض لینا منع ہے۔ حدیث شریف میں ایسے قرض لینے پر بڑی دھمکی آئی ہے دوسرا گناہ یہ ہوا (۲) وہ نائی کھانا کھا کر سَو روپے یا جس قدر لڑکی والے نے دیئے ہوں خوان میں ڈال دیتا ہے لڑکے والا اس میں سے ایک یا دو اُٹھا کر باقی پھیر دیتا ہے اور یہ روپے اپنے کمینوں کو تقسیم کر دیتا ہے۔ بھلا سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک ہی دو روپے کا لینا دینا منظور رہے تو خواہ مخواہ سَو روپے کو کیوں تکلیف دی۔ اور اس رسم کے پورا کرنے کے واسطے بعض وقت بلکہ اکثر سودی قرض لینا پڑتا ہے جس کے لئے حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔ اور اگر قرض بھی نہ لیا تو بجز فخر اور اپنی بڑائی جتلانے کے اس میں اور کونسی عقلی مصلحت ہے اور جب سب کو معلوم ہے کہ ایک دو سے زیادہ نہ لیا جائے گا تو سَو کیا ہزار روپے میں بھی کوئی بڑائی اور شان نہیں رہی۔ بڑائی تو جب ہوتی جب دیکھنے والے سمجھتے کہ تمام روپیہ نذر کر دیا۔ اب تو فقط مسخراپن اور بچوں کیسا کھیل ہی کھیل رہ گیا اور کچھ بھی نہیں مگر لوگ کرتے ہیں اسی فخر اور شان و شوکت کے لئے اور افسوس کہ بڑے بڑے عقلمند جو اوروں کو عقل سکھاتے ہیں وہ بھی اس خلافِ عقل رسم میں مبتلا ہیں۔ غرض اس میں بھی اصل ایجاد کے اعتبار سے تو ریا کا گناہ ہے اور اب چونکہ محض لغو اور بیہودہ فعل ہو گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوا لہذا یہ بھی بُرا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔ غرض لایعنی اور لغویات بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف ہے اور اگر سودی روپیہ لیا گیا تو اس کا گناہ ہونا تو سب ہی جانتے ہیں۔ غرض اتنی خرابیاں اس رسم میں موجود ہیں۔ (۳) پھر لڑکی والا نائی کو ایک جوڑا مع کچھ نقد روپے کے دیتا ہے اور یہاں بھی وہی دل لگی ہوتی ہے کہ دینا منظور ہے ایک دو اور دکھلائے جاتے ہیں سَو۔ واقعی رواج بھی عجیب چیز ہے کہ کیسی ہی عقل کے خلاف کوئی بات ہو مگر عقلمند بھی اس کے کرنے میں نہیں شرماتے اسکی خرابیاں ابھی بیان ہو چکیں۔ (۴) نائی کے لوٹنے سے پہلے سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ڈومنیاں گاتی ہیں۔ عورتوں کے جمع ہونے کی خرابیاں بیان ہو چکیں اور گانے کی خرابیاں بیاہ کی رسموں میں بیان ہوں گی غرضیکہ یہ بھی ناجائز ہے۔ (۵) جب نائی پہنچتا ہے اپنا جوڑا روپیوں سمیت گھر میں بھیج دیتا ہے وہ جوڑا تمام برادری میں گھر گھر دکھلا کر نائی کو دیدیا جاتا ہے خود غور کرو جہاں ہر ہر بات کے دکھلانے کی تیخ لگی ہو کہاں تک نیت درست رہ سکتی ہے۔ یقیناً جوڑا بنانے کے وقت یہی نیت ہوتی ہے کہ ایسا بناؤ کہ کوئی نام نہ رکھے۔ غرض ریا بھی ہوئی اور لغو خرچ بھی جس کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں صاف صاف آ گیا ہے۔ اور مصیبت یہ ہے کہ بعض مرتبہ اس اہتمام پر بھی دیکھنے والوں کو پسند نہیں آتا۔ وہی مثل ہے چڑیا اپنی جان سے گئی کھانیوالی

م علیہ وسلم آکل الربٰو وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ صـ۲۴۴ ـــ ۳ عن علی بن الحسین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسن اسلام المرأ ترکہ مالا یعنیہ رواہ مالک واحمد ورواہ ابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ والترمذی والبیہقی عنہما ۱۲ مشکوٰۃ صـ۳۵۲ +

---

۱ عن محمد بن عبد اللہ ابن جحش قال کنا جلوسا بفناء المسجد حیث یوضع الجنائز ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس بین ظہرینا فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصرہ قبل السماء فنظر ثم طأطأ بصرہ ووضع یدہ علی جبہتہ قال سبحان اللہ سبحان اللہ ماذا انزلت من التشدید قال فسکتنا یومنا ولیلتنا فلم نرالا خیرا حتی اصبحنا قال محمد فسألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما التشدید الذی نزل قال فی الدین والذی نفسی محمد بیدہ لو ان رجلا قتل فی سبیل اللہ ثم عاش ثم قتل فی سبیل اللہ ثم عاش ثم قتل فی سبیل اللہ ثم عاش وعلیہ دین مادخل الجنۃ حتی یقضی دینہ رواہ احمد وفی شرح السنۃ نحوہ (مشکوٰۃ صـ۲۵۳) عن عبد اللہ ابن جعفر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ مع الدائن حتی یقضی دینہ مالم یکن فیما یکرہ اللہ ۱۲ سنن الدارمی صـ۳۴۶

۲ عن جابر رض لعن رسول اللہ صلی اللہ

کو مزہ نہ ملا۔ بعض غرور پیٹی اس میں خوب عیب نکالنے لگتی ہیں اور بدنام کرتی ہیں۔ غرض ریا، فضول خرچی، غیبت سب ہی کچھ اس رسم کی بدولت ہوتا ہے۔ (٦) کچھ عرصے کے بعد لڑکی والے کی طرف سے کچھ مٹھائی اور انگوٹھی اور رومال اور کسی قدر روپے جس کو نشانی کہتے ہیں بھیجی جاتی ہے اور یہ روپیہ بطور نیوتے کے جمع کرکے بھیجا جاتا ہے یہاں بھی ریا اور بیہودہ اور لغو خرچ کی علت موجود ہے اور نیوتے کی خرابیاں اُوپر آچکیں۔ (٧) جو نائی اور کہار یہ مٹھائی لیکر آتے ہیں نائی کو جوڑا اور کہاروں کو پگڑیاں اور کچھ نقد دیکر رخصت کر دیا جاتا ہے۔ اس مٹھائی کو کنبے کی بڑی بوڑھی عورتیں برادری میں گھر گھر تقسیم کرتی ہیں اور اسی کے گھر کھاتی ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ان کہاروں کی کچھ مزدوری مقرر نہیں کی جاتی نہ اس کا لحاظ ہوتا ہے کہ یہ خوشی سے جاتے ہیں یا ان پر جبر ہو رہا ہے۔ اکثر اوقات وہ لوگ اپنے کسی کاروبار یا اپنی بیماری یا کسی بیوی بچے کی بیماری کا عذر پیش کرتے ہیں مگر یہ بھیجنے والے اگر کچھ قابو دار ہوئے تو خود ورنہ کسی دوسرے قابو دار بھائی سے جوتے لگوا کر خوب گُندی کرا کے جبراً قہراً بھیجتے ہیں اور اس موقع پر کیا اکثر ان لوگوں سے جبراً کام لیا جاتا ہے جو بالکل ظلم اور گناہ ہے۔ اور ظلم کا وبال دنیا میں بھی اکثر پڑتا ہے اور آخرت کا گناہ تو ہے ہی۔ پھر مزدوری کا ٹے نہ کرنا یہ دوسری بات خلاف شرع ہوئی۔ یہ تو ان کی روانگی کے پھل پھول ہیں اور تقسیم کرنے میں ریا کا ہونا کس کو نہیں معلوم پھر تقسیم میں اتنی مشغولی ہوتی ہے کہ اکثر بانٹنے والیوں کی نمازیں اُڑ جاتی ہیں اور وقت کا تنگ ہو جانا ضروری بات ہے۔ ایک بات خلافِ شرع یہ ہوئی جن کے گھر حصے جاتے ہیں اُن کے نخرے بات بات پر حصہ پھیر دینا الگ اُٹھانا پڑتا ہے بلکہ قبول کرنا بھی اس رسم ریائی کو رونق دینا اور رواج ڈالنا ہے اِس لئے شرع سے یہ بھی ٹھیک نہیں۔ غرض ان سب خرافات کو چھوڑ دینا واجب ہے۔ بس ایک پوسٹ کارڈ یا زبانی گفتگو سے پیغام نکاح ادا ہو سکتا ہے۔ جانب ثانی اپنے طور پر ضروری باتوں کی تحقیق کرکے ایک پوسٹ کارڈ سے یا فقط زبانی وعدہ کر لے سیجئے منگنی ہو گئی۔ اگر پکی پوری بات کرنے کے لئے یہ رسمیں برتی جاتی ہیں تو اوّل تو کسی مصلحت کے لئے گناہ کرنا درست نہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ان فضولیات کے بھی جہاں مرضی نہیں ہوتی جواب دیدیتے ہیں کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ (٨) بعضی جگہ منگنی کے وقت یہ رسوم ہوتی ہیں کہ سسرال والے چند لوگ آتے ہیں اور دُلہن کی گود بھری جاتی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ لڑکے کا سرپرست اندر بُلایا جاتا ہے وہ دُلہن کی گود میں میوہ اور پیڑے بتاشے وغیرہ رکھتا ہے اور ہاتھ پر ایک روپیہ رُوپ کا رکھتا ہے۔ اس کے بعد اب لڑکی والے اُن کو اس کا بدلہ اور جتنی توفیق ہوا اُتنے روپے دیدیتے ہیں۔ اس میں بھی کئی بُرائیاں ہیں۔ ایک تو اجنبی مرد کو گھر میں بُلانا اور اس سے گود بھروانا اگرچہ پردہ کی آڑ سے ہو۔ لیکن پھر بھی بُرا ہے۔ دوسرے گود بھرنے میں وہی شگون جو شرعاً ناجائز ہے۔ تیسرے ناریل کے سڑا اور اچھا نکلنے سے لڑکی کی بھلائی یا بُرائی کی فال لیتے ہیں اس کا شرک اور قبیح ہونا بیان ہو چکا ہے۔ چوتھے اِس میں اِس قدر پابندی جس کا بُرا ہونا تم سمجھ چکی ہو اور شہرت اور ناموری بھی ضرور ہے۔ غرض کوئی رسم ایسی نہیں جس میں گناہ نہ ہوتا ہو ✣

بیاہ کی رسموں کا بیان

سب سے بڑی تقریب جس میں خوب دل کھول کر حوصلے نکالے جاتے ہیں اور بے انتہا رسمیں ادا کی جاتی ہیں وہ یہی شادی کی تقریب ہے جس کو واقع میں بربادی کہنا لائق ہے۔ اور بربادی بھی کیسی دین کی بھی اور دنیا کی بھی۔ اس میں جو رسمیں کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) سب سے پہلے برادری کے مرد جمع ہو کر لڑکی والے کی طرف سے تعین تاریخ کا خط لکھ کر نائی کو دیکر رخصت کرتے ہیں۔ یہ رسم ایسی ضروری ہے کہ چاہے برسات ہو راہ میں ندی نالے پڑتے ہوں جس میں نائی صاحب کے بالکل ہی رخصت ہو جانے کا احتمال ہو۔ غرض کچھ ہی ہو مگر یہ ممکن نہیں کہ ڈاک کے خط پر کفایت کریں یا نائی سے زیادہ معتبر کوئی آدمی جاتا ہو اس کے ہاتھ بھیجدیں۔ شریعت نے جس چیز کو ضروری نہیں ٹھیرایا اس کو اس قدر ضروری سمجھنا کہ شریعت کے ضروری بتلائے ہوئے کاموں سے زیادہ اس کا اہتمام کرنا۔ خود انصاف کرو کہ شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں اور جب مقابلہ ہے تو چھوڑ دینا واجب ہے یا نہیں اسی طرح مردوں کے اجتماع کا ضروری ہونا اس میں بھی خرابی ہے اگر کہو کہ مشورے کے لئے جمع ہوتے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے وہ بیچارے تو خود پوچھتے ہیں کہ کون تاریخ لکھیں جو پہلے سے گھر میں خاص مشورہ کر کے مقرر کر چکے ہیں وہی بتلا دیتے ہیں اور وہ لوگ لکھ دیتے ہیں اور اگر مشورہ ہی کرنا ہے تو جس طرح اور کاموں میں مشورہ ہوتا ہے کہ ایک دو عقلمند لوگوں سے رائے لے لی۔ بس کفایت ہوئی۔ گھر گھر کے آدمیوں کو بٹورنا کیا ضرور۔ پھر اکثر لوگ جو نہیں آسکتے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنی جگہ بھیجدیتے ہیں۔ بھلا وہ مشورہ میں کیا تیر چلائیں گے کچھ بھی نہیں۔ یہ سب من سمجھوتیاں ہیں۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ صاحب یوں ہی رواج چلا آتا ہے۔ بس اسی رواج کی برائی اور اس کے چھوڑنے کا واجب ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ غرض اس رسم کے سب اجزا خلافِ شرع ہیں۔ پھر اس میں یہ بھی ایک ضروری بات ہے کہ سرخ ہی خط ہو اور اس پر گوٹہ بھی لپٹا ہو۔ یہ بھی اسی بیجا پابندی کے اندر داخل ہے جس کی برائی اور خلافِ شرع ہونا او پر کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے (۲) گھر میں برادری کنبے کی عورتیں جمع ہو کر لڑکی کو ایک کونہ میں قید کر دیتی ہیں جس کو مائیوں بٹھلانا اور مانجھے بٹھلانا کہتے ہیں۔ اُس کے آداب یہ ہیں کہ اُس کو چوکی پر بٹھلا کر اس کے داہنے ہاتھ پر کچھ اُبٹنا رکھتی ہیں اور گود میں کچھ کھیل بتاشے بھرتی ہیں اور کچھ کھیل بتاشے حاضرین میں تقسیم ہوتے ہیں اور اسی تاریخ سے برابر لڑکی کے اُبٹنا ملا جاتا ہے اور بہت سی پینڈیاں برادری میں تقسیم ہوتی ہیں۔ یہ رسم بھی چند خرافات باتیں ملا کر بنائی گئی ہے۔ اول اس کے علیحدہ بٹھانے کو ضروری سمجھنا خواہ گرمی ہو حبس ہو دنیا بھر کے طبیب بھی کہیں کہ اس کو کوئی بیماری ہو جائے گی کچھ ہی ہو مگر یہ فرض قضا نہ ہونے پائے۔ اس میں بھی وہی بیجا پابندی کی برائی موجود ہے۔ اور اگر اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو دوسرا گناہ۔ ایک مسلمان کو ضرر پہنچانے کا ہوگا۔ جس میں ماشاء اللہ ساری برادری بھی شریک ہے۔ دوسری بلا ضرورت چوکی پر بٹھلانا اس کی کیا ضرورت ہے۔ کیا فرش پر اگر اُبٹنا ملا جائے گا تو بدن میں صفائی نہ آئے گی۔ اس میں بھی وہی بیجا پابندی جس کا خلافِ شرع ہونا کئی دفعہ معلوم ہو چکا ہے

تیسری۔ داہنے ہاتھ پر بُٹنا رکھنا اور گود میں کھیل بتاشے بھرنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے اگر ایسا ہے تب تو شرک ہے اور شرک کا خلافِ شرع ہونا کون مسلمان نہیں جانتا۔ ورنہ وہی پابندی تو ضرور ہے اسی طرح کھیل بتاشوں کی تقسیم کی پابندی یہ سب بیجد پابندی اور ریا و افتخار ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ چوتھی عورتوں کا جمع ہونا جو ان سارے فسادوں کی جڑ ہے جن کا اوپر بیان ہو چکا ہے بعض جگہ یہ بھی قید ہے کہ سات سُہاگنیں جمع ہو کر اُس کے ہاتھ پر بُٹنا رکھتی ہیں یہ ایک شگون ہے جس کا شرک ہونا اوپر سُن چکی ہو۔ اگر بدن کی صفائی اور نرمی کی مصلحت سے بُٹنا مَلا جائے تو اس کا مضائقہ نہیں مگر معمولی طور سے بلا قید کسی رسم کے مَل دو بس فراغت ہوئی۔ اس کا اس قدر طومار کیوں باندھا جائے۔ بعضی عورتیں اس رسم کی پیچ میں کچھ وجہیں تراشتی ہیں۔ بعضی یہ کہتی ہیں کہ سُسرال جا کر کچھ دن لڑکی کو سر جُھکائے ایک ہی جگہ بیٹھنا ہوگا اس لئے عادت ڈالنے کی مصلحت سے مانجھے بٹھاتے ہیں کہ وہاں زیادہ تکلیف نہ ہو۔ اور بعضی صاحبہ یہ فرماتی ہیں کہ بُٹنا ملنے سے بدن صاف اور خوشبودار رہتا ہے اس لئے اِدھر اُدھر نکلنے میں کچھ آسیب کے خلل ہونے کا ڈر ہے۔ یہ سب شیطانی خیالات اور مَن سمجھوتیاں ہیں۔ اگر صرف یہی بات ہے تو برادری کی عورتوں کا جمع ہونا' ہاتھ پر بُٹنا رکھنا' گود بھرنا وغیرہ اور خرافات کیوں ہوتی ہیں۔ اتنا مطلب تو بغیر ان بکھیڑوں کے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہاں جا کر بالکل مُردہ ہو کر رہنا بھی تو بُرا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے لہٰذا اس کی مدد اور برقرار رکھنے کے واسطے جو کام کیا جائے وہ بھی ناجائز ہوگا اور یہ بھی نہ سہی تو ہم کہتے ہیں کہ آدمی پر جیسی پڑتی ہے سب جھیل لیتا ہے۔ خود سمجھو کہ پہلے گھر بھر میں چلتی پھرتی تھی اب دفعۃً ایک کونے میں کیسے بیٹھ گئی۔ ایسے ہی وہاں بھی ایک دو دن بیٹھ لے گی۔ بلکہ وہاں کی تو ایک آدھ دن کی مصیبت ہے اور یہاں تو دس دس بارہ بارہ دن قید کی مصیبت ڈالی جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر آسیب کے ڈر سے نہیں نکلنے پاتی تو بہت سے بہت صحن میں اور کوٹھے پر نہ جانے دو۔ یہ کیا کہ ایک ہی کونے میں پڑی گھُٹا کرے۔ کھانے پانی کے لئے بھی وہاں سے نہ ٹلے۔ اس لئے یہ سب من گھڑت بہانے اور واہیات باتیں ہیں۔ (۳) جب نائی خط لیکر دُولہا کے گھر گیا تو وہاں برادری کی عورتیں جمع ہو کر دو خوان شکرانے کے بناتی ہیں جس میں ایک نائی کا ہوتا ہے' دوسرا ڈومنیوں کا نائی کا خوان باہر بھیجا جاتا ہے اور ساری برادری کے مرد جمع ہو کر نائی کو شکرانہ کھلاتے ہیں یعنی اُس کھاتے کا مُنھ تکا کرتے ہیں۔ اور ڈومنیاں دروازے میں بیٹھ کر گالیاں گاتی ہیں۔ اس میں بھی وہی۔ بیجد پابندی کی بُرائی' دوسری خرابی اِس میں یہ ہے کہ ڈومنیوں کو گانے کی اُجرت دینا حرام ہے پھر گانا بھی گالیاں جو خود گناہ ہیں۔ اور حدیث شریف میں اس کو منافق ہونیکی نشانی فرمایا ہے۔ یہ تیسرا گناہ ہوا جس میں سب سُننے والے شریک ہیں۔ کیونکہ جو شخص گناہ کے مجمع میں شریک ہو وہ بھی گنہگار ہوتا ہے چوتھے مردوں کے اجتماع کو ضروری سمجھنا جو بیجد پابندی میں داخل ہے۔ معلوم نہیں نائی کے شکرانہ کھانے میں اِتنے بزرگوں کو کیا مدد کرنی پڑتی ہے۔ پانچویں عورتوں کا جمع ہونا جس کا گناہ ہونا معلوم ہو چکا۔ (۴) نائی شکرانہ کھا کر مطابق ہدایت اپنے آقا کے ایک یا دو روپے خوان میں ڈال دیتا ہے اور یہ روپے دولہا کے نائی اور ڈومنیوں میں آدھوں آدھ تقسیم ہوتے ہیں۔ دوسرا خوان شکرانہ کا بجنسہٖ ڈومنیاں اپنے گھر لے جاتی ہیں۔ پھر برادری کی عورتوں کے لئے شکرانہ بنا کر تقسیم کیا جاتا ہے۔

له عن [illegible] عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا اؤتمن [illegible] ان [illegible] اذا حدث [illegible] ذب [illegible] اذا عاہد [illegible] ذر [illegible] اذا خصم [illegible] جر [illegible] متفق علیہ مشکوٰۃ [illegible] ۱۷

اس میں بھی وہی ریا و شہرت و بیجا پابندی موجود ہے اس لئے بالکل شرع کے خلاف ہے۔ (۵) صبح کو برادری کے مرد جمع ہو کر خط کا جواب لکھتے ہیں اور ایک جوڑا نائی کو نہایت عُمدہ بیش قیمت مع ایک بڑی رقم یعنی سَو یا دو سَو روپے کے دیتے ہیں۔ وہی مسخرا پن جو اوّل ہوا تھا وہ یہاں بھی ہوتا ہے کہ دکھلائے جاتے ہیں سَو۔ اور لئے جاتے ہیں ایک یا دو۔ پھر اس ریا اور لایعنی حرکت کے علاوہ بعض وقت اس رسم کے پُوری کرنے کو سُودی قرض کی ضرورت پڑنا یہ جُدا گناہ ہے جس کا ذکر اچھی طرح اوپر آچکا ہے۔ (۶) اب نائی رخصت ہو کر دُلہن والوں کے گھر پہنچتا ہے۔ وہاں برادری کی عورتیں پہلے سے جمع ہوتی ہیں۔ نائی اپنا جوڑا گھر میں دکھلانے کے لئے دیتا ہے اور پھر ساری برادری میں گھر گھر دکھایا جاتا ہے اس میں بھی وہی عورتوں کی جمعیت اور جوڑا دکھانے میں ریا و نمود کی خرابی ظاہر ہے۔ (۷) اس تاریخ سے دُولہا کے اُبٹنا مَلا جاتا ہے اور شادی کی تاریخ تک کُنبے کی عورتیں جمع ہو کر دولہا کے گھر بری کی تیاری اور دُلہن کے گھر جہیز کی تیاری کرتی ہیں اور اس درمیان میں جو مہمان دونوں میں سے کسی کے گھر آتے ہیں اگرچہ اُن کو بُلایا نہ ہو اُن کے آنے کا کرایہ دیا جاتا ہے۔ اس میں وہی عورتوں کی جمعیت اور بیجا پابندی تو ہے ہی اور کرایہ کا اپنے پاس سے دینا خواہ دل چاہے یا نہ چاہے محض نمود اور شان و شوکت کے لئے یہ اَور طرّہ۔ اسی طرح آنے والوں کا یہ سمجھنا کہ یہ ان کے ذمّے واجب ہے۔ یہ ایک قسم کا جبر ہے ریا و جبر دونوں کا خلافِ شرع ہونا ظاہر ہے اور اس سے بڑھکر قصّہ بری و جہیز کا ہے جو شادی کے بڑے بھاری رُکن ہیں اور ہر چند یہ دونوں امر اصل میں جائز بلکہ بہتر و مستحسن تھے کیونکہ بری یا ساچق حقیقت میں دُولہا یا دولہا والوں کی طرف سے دُولہن یا دُولہن والوں کو ہدیہ ہے اور جہیز حقیقت میں اپنی اولاد کے ساتھ سلوک و احسان ہے مگر جس طور سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہو گئی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اب نہ ہدیہ مقصود رہا نہ سلوک و احسان محض ناموری و شہرت اور پابندی رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے۔ یعنی دکھلا کر شہرت دیکر دیتے ہیں۔ بری بھی بڑی دھوم دھام اور تکلّف سے جاتی ہے اور اس کی چیزیں بھی خاص مقرر ہیں، برتن بھی خاص طرح کے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ اس کا عام طور پر نظارہ بھی ہوتا ہے موقع بھی معیّن ہوتا ہے۔ اگر ہدیہ مقصود ہوتا تو معمولی طور پر جب میسّر آتا اور جو میسّر آتا بلا پابندی کسی رسم کے اور بلا اعلان کے محض محبت سے بھیجا کرتے۔ اسی طرح جہیز کا اسباب بھی خاص خاص مقرر ہے کہ فلاں فلاں چیز ضرور ہو اور تمام برادری اور بعض جگہ صرف اپنا کُنبہ اور گھر والے اُس کو دیکھیں اور دن بھی وہی خاص ہو۔ اگر صلہ رحمی یعنی سلوک و احسان مقصود ہوتا تو معمولی طور پر جو میسّر آتا اور جب میسّر آتا دیدیتے۔ اسی طرح ہدیہ اور صلہ رحمی کے لئے کوئی شخص قرض کا بار نہیں اُٹھاتا۔ لیکن ان دونوں رسموں کے پُورا کرنے کو اکثر اوقات قرضدار بھی ہوتے ہیں گو سُود ہی دینا پڑے اور گو حویلی اور باغ فروخت یا گروی ہو جائے۔ پس اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور نمائش و شہرت اور فضول خرچی وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں اس لئے یہ بھی ناجائز باتوں میں شامل ہو گیا۔ (۸) برات سے ایک دن قبل دُولہا والوں کا نائی مہندی لے کر اور دولہن والوں کا نائی نوشہ کا جوڑا لیکر اپنے مقام سے چلتے ہیں اور یہ منڈھے کا دِن کہلاتا ہے۔ دُولہا کے

یہاں اس تاریخ پر برادری کی عورتیں جمع ہوکر دولہن کا جوڑا تیار کرتی ہیں اور ان کو سلائی میں کھیلیں اور بتاشے دیئے جاتے ہیں اور تمام کمینوں کو ایک ایک کام پر ایک ایک پروت دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی بیجا پابندی اور عورتوں کی جمعیت ہے۔ جس سے بیشمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (۹) جوڑا لانے والے نائی کو جوڑا پہنچانے کے وقت کچھ انعام دیتے ہیں اور پھر یہ جوڑا نائن لے کر ساری برادری میں گھر گھر دکھلانے جاتی ہے اور اس رات کو برادری کی عورتیں جمع ہوکر کھانا کھاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جوڑا دکھلانے کا منشاء بجز ریاء کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور عورتوں کے جمع ہونے کے برکات معلوم ہی ہو چکے۔ غرض اس موقع پر بھی گناہوں کا خوب اجتماع ہوتا ہے۔

(۱۰) صبح تڑکے دولہا کو غسل دیکر شاہانہ جوڑا پہناتے ہیں اور پرانا جوڑا مع جوتے کے حجام کو دیا جاتا ہے اور چوٹی سہرے کا حق کمینوں کو دیا جاتا ہے اکثر اس جوڑے میں خلافِ شرع لباس بھی ہوتا ہے۔ اور سہرا چونکہ کافروں کی رسم ہے اس لئے اس حق کا نام چوٹی سہرے سے مقرر کرنا بیشک بُرا اور کافروں کی رسم کی موافقت ہے اسلئے یہ بھی خلافِ شرع ہوا۔ (۱۱) اب نوشہ کو گھر میں بُلاکر چوکی پر کھڑا کر کے دھیانیاں سہرا باندھ کر اپنا حق لیتی ہیں۔ اور کُنبے کی عورتیں کچھ ٹکے نوشہ کے سر پر پھیر کر کمینوں کو دیتی ہیں۔ نوشہ کے گھر میں جانے کے وقت بالکل احتیاط نہیں رہتی بڑے بڑے گھرے پردے والیاں بناؤ سنگار کیئے ہوئے اس کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو اس کی شرم کا وقت ہے یہ کسی کو نہ دیکھے گا۔ بھلا یہ غضب کی بات ہے یا نہیں۔ اوّل یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ نہ دیکھے گا مختلف طبیعت کے لڑکے ہوتے ہیں جس میں آج کل تو اکثر شریر ہی ہیں۔ پھر اگر اس نے نہ دیکھا تو تم کیوں[1] اس کو دیکھ رہی ہو۔ حدیث[2] شریف میں ہے لعنت کرے اللہ دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھے اس پر بھی۔ غرض اس موقع پر دولہا اور عورتیں سب گناہ میں مبتلا ہوتی ہیں۔ پھر سہرا باندھنا۔ یہ دوسری بات خلافِ شرع ہوئی۔ کیونکہ یہ کافروں کی رسم ہے۔ حدیث[3] شریف میں ہے جو مشابہت کرے کسی قوم کے ساتھ وہ انھیں میں سے ہے۔ پھر لڑ جھگڑ کر اپنا حق لینا۔ اوّل تو ویسے بھی کسی پر جبر کرنا حرام ہے خاص کر ایک گناہ کر کے اُس پر کچھ لینا بالکل گند در گند ہے اور نوشہ کے سر پر سے پیسوں کا اُتارنا یہ بھی ایک ٹوٹکا ہے جس کی نسبت حدیث[4] شریف میں ہے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔ غرض یہ بھی سر تا سر خلافِ شرع باتوں کا مجموعہ ہے۔ (۱۲) اب برات روانہ ہوتی ہے۔ یہ برات بھی شادی کا بہت بڑا رکن سمجھا جاتا ہے اور اس کے لئے کبھی دولہا والے کبھی دُولہن والے بڑے بڑے اصرار اور تکرار کرتے ہیں۔ غرض اصلی اس سے محض ناموری و تفاخر ہے اور کچھ نہیں۔ عجب نہیں کہ کسی وقت جبکہ راہوں میں امن نہ تھا اکثر قزاقوں[5] اور ڈاکوؤں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ دولہا دولہن اور اسباب زیور وغیرہ کی حفاظت کے لئے اُس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی اسی وجہ سے گھر پیچھے ایک ایک آدمی ضرور جاتا تھا۔ مگر اب تو نہ وہ ضرورت باقی رہی نہ کوئی مصلحت صرف افتخار و اشتہار باقی رہ گیا ہے پھر اکثر اس میں ایسا بھی کرتے ہیں کہ بُلائے پچاس اور جا پہنچے سَو۔ اوّل تو بے بلائے اس طرح کسی

[1] عن ام سلمۃ رضہا انہا کانت عندرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومیمونۃ اذا اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجبا منہ فقلت یارسول اللہ الیس ہو اعمی لایبصرنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ رواہ احمد والترمذی و ابوداود ۱۲ مشکوۃ ص۲۶۹

[2] عن الحسن مرسلا قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوۃ ص۲۷۰

[3] عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ احمد وابوداود ۱۲ مشکوۃ ص۳۷۵

[4] عن عبد اللہ رض بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الطیرۃ شرک قالہ ثلاثا الخ ۱۲ مشکوۃ ص۳۹۲

[5] قزاق کے معنی ہیں لٹیرا رہزن۔ ڈاکو ۱۲

کے گھر جانا حرام ہے۔ حدیث[1] شریف میں ہے کہ جو شخص دعوت میں بے بلائے جائے وہ گیا تو چور ہو کر اور نکلا وہاں سے لٹیرا ہو کر یعنی ایسا گناہ ہوتا ہے جیسے چوری اور لوٹ مار کا۔ پھر دوسرے شخص کی بے آبروئی بھی ہو جاتی ہے کسی کو رسوا کرنا یہ دوسرا گناہ ہے پھر ان باتوں کی وجہ سے اکثر جانبین سے ایسی ضدا ضدی اور بے لطفی ہوتی ہے کہ عمر بھر اس کا اثر دلوں میں باقی رہتا ہے۔ چونکہ نااتفاقی حرام ہے اس لئے جن باتوں سے نااتفاقی پڑے وہ بھی حرام ہوں گی اس لئے یہ فضول رسوم ہرگز جائز نہیں۔ راہ میں جو گاڑیبانوں پر جہالت سوار ہوتی ہے اور گاڑیوں کو بے سُدھ بلاضرورت بھگانا شروع کرتے ہیں اس میں سینکڑوں خطرناک واردات ہو جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے خطرہ میں پھنسنا بلاضرورت کسی طرح جائز نہیں۔ (۱۳) دولہا اس شہر کے کسی مشہور متبرک مزار پر جا کر کچھ نقد چڑھا کر برات میں شامل ہو جاتا ہے اس میں جو عقیدہ جاہلوں کا ہے وہ یقینی شرک تک پہنچا ہوا ہے۔ اگر کوئی سمجھدار اس بُرے عقیدے سے پاک بھی ہو تب بھی اس سے چونکہ جاہلوں کے فعل کو قوت اور رواج ہوتا ہے اس لئے سب کو بچنا چاہئے۔ (۱۴) مہندی لانے والے نائی کو اتنی مقدار انعام دیا جاتا ہے جس سے دولہا والا اس خرچ کا اندازہ کر لیتا ہے جو کمینوں کو دینا پڑے گا یعنی کمینوں کا خرچ اس انعام سے آٹھ حصّے زیادہ ہوتا ہے یہ بھی زبردستی جُرمانہ ہے کہ پہلے ہی سے خبر کر دی کہ ہم تم سے اتنا روپیہ دلوائیں گے۔ چونکہ اس طرح جبراً دلوانا حرام ہے لہٰذا اس کا یہ ذریعہ بھی اسی حکم میں ہے کیونکہ گناہ کا قصد بھی گناہ ہے (۱۵) کچھ مہندی دولہن کے لگائی جاتی ہے اور باقی تقسیم ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں باتیں بھی بے حد پابندی میں داخل ہیں کیونکہ اس کے خلاف کو عیب سمجھتی ہیں اس لئے یہ بھی شرع کی حد سے آگے بڑھنا ہے۔ (۱۶) برات آنے کے دن دلہن کے گھر عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ اس مجمع کی قباحتیں و نحوستیں اوپر معلوم ہو چکیں۔ (۱۷) ہر کام پہ پروت یعنی نیگ تقسیم ہوتے ہیں مثلاً نائی نے دیگ کے لئے چولھا کھود کر پروت مانگا تو اس کو ایک خوان میں اناج اس پر ایک بھیلی گُڑ کی رکھ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر ذرا ذرا سے کام پہ یہی جرمانہ۔ گو خدمتگذاروں کو دینا بہت اچھی بات ہے مگر اس ڈھونگ کی کون ضرورت ہے اس کا جو کچھ حق الخدمت سمجھو ایک دفعہ دیدو۔ اس بار بار دینے کی بنا بھی وہی شہرت ہے علاوہ اس کے یہ دینا یا تو انعام ہے یا مزدوری۔ اگر انعام و احسان ہے تو اس کو اس طرح زبردستی کر کے لینا حرام ہے اور جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے۔ اور اگر اسکو مزدوری کہو تو مزدوری کا طے کرنا پہلے سے مقدار بتلا دینا ضروری ہے اس کے مجہول رکھنے سے اجارۂ فاسد ہوا اور اجارۂ فاسد بھی حرام ہے معلوم ۱۲ (۱۸) برات پہنچنے پر گاڑیوں کو گھاس دانہ اور رانگے کی گاڑیوں کو گھی اور گُڑ بھی دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر اکثر گاڑیبان ایسا طوفان برپا کرتے ہیں کہ گھر والا بے آبرو ہو جاتا ہے اور اس بے آبروئی کا سبب وہی برات لانے والا ہوا۔ ظاہر ہے کہ بُری بات کا سبب بننا بھی بُرا ہے۔ (۱۹) برات ایک جگہ ٹھیرتی ہے دونوں طرف کی برادری کے سامنے بری کھولی جاتی ہے۔ اب وقت آیا ریا و افتخار کے ظہور کا جو اصلی مقصود ہے اور اسی سبب سے یہ رسم منع ہے۔ (۲۰) اس بری میں بعض چیزیں بہت ضروری ہیں۔ شاہانہ جوڑا، انگوٹھی پاؤں کا زیور، سُہاگ پُوڑا، عطر، تیل، مسّی، سُرمہ دانی، کنگھی، پان، کھیلیں۔ اور باقی غیر ضروری۔ جس قدر جوڑے بری میں ہوتے ہیں اُتنی ہی ٹکلیاں ہوتی ہیں۔ ان سب مہملات کا بے حد پابندی میں داخل ہونا ظاہر ہے جس کا خلافِ شرع ہونا کئی مرتبہ

[1] عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ ورسولہ ومن دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقا وخرج مغیراً رواہ ابو داؤد ۱۲ مشکوٰۃ ص۲۷۸

بیان ہو چکا۔ اور اب رِیا و نمود تو سب رسموں کی جان ہے اس کو تو کہنے کی حاجت ہی کیا ہے۔ (۲۱) اس بَری کو لیجانے کے واسطے دُولہن کی طرف سے کمین خوان لے کر آتے ہیں اور ایک ایک آدمی کے ایک ایک چیز سر پر لے جاتے ہیں۔ دیکھو اِس رِیا کا اور اچھی طرح ظہور ہوا اگرچہ وہ ایک ہی آدمی کے لیجانے کا بوجھ ہو مگر لیجائے اس کو ایک قافلہ۔ تاکہ دُور تک سلسلہ معلوم ہو۔ یہ کُھلا ہوا تکبر اور شیخی بگھارنا ہے۔ (۲۲) کُنبے کے تمام مَرد بَری کے ساتھ جاتے ہیں اور بَری زنانے مکان میں پہنچا دی جاتی ہے۔ اس موقع پر اکثر بے احتیاطی ہوتی ہے کہ مَرد بھی گھر میں چلے جاتے ہیں اور عورتوں کا بے حجاب سامنا ہوتا ہے۔ نہیں معلوم اس روز تمام گُناہ اور بے غیرتی کس طرح حلال اور تمیزداری ہو جاتی ہے۔ (۲۳) اس بَری میں سے شاہانہ جوڑا اور بعض چیزیں رکھ کر باقی سب چیزیں پھیر دی جاتی ہیں جس کو دُولہا والا بجنسہٖ صندوق میں رکھ لیتا ہے جب واپس لینا تھا تو خواہ مخواہ بھیجنے کی کیوں تکلیف کی بس وہی نمود و شہرت۔ پھر جب واپس آنا یقینی ہے تب تو عقلمندوں کے نزدیک کوئی شان و شوکت کی بات بھی نہیں کہ شاید کسی کی مانگ لایا ہو پھر گھر آکر واپس کر دے گا اور اکثر ایسا ہوتا بھی ہے۔ غرض تمام لغویات شرع کے بھی خلاف اور عقل کے بھی خلاف۔ پھر بھی لوگ اِن پر غش ہیں (۲۴) بَری کے خوان میں دولہن والوں کی طرف سے ایک یا سوا روپیہ ڈالا جاتا ہے جس کو بَری کی چنگیر کہتے ہیں اور وہ دُولہا کے نائی کا حق ہوتا ہے اس کے بعد ایک ڈومنی ایک ڈوری لیکر دولہا کے پاس جاتی ہے اور ایک ہلکا انعام دو آنے یا چار آنے دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور انعام کا زبردستی لینا اور معلوم نہیں کہ ڈومنی صاحبہ کا کیا استحقاق ہے اور یہ ڈوری کیا واہیات ہے۔ (۲۵) بَرات والے نکاح کے لئے گھر بُلائے جاتے ہیں خیر غنیمت ہے خطا تو معاف ہوئی۔ ان خرافات میں اکثر اس قدر دیر لگتی ہے کہ اکثر تو تمام رات اس کی نذر ہو جاتی ہے پھر بدخوابی سے کوئی بیمار ہو گیا، کسی کو بدہضمی ہو گئی، کوئی نیند کے غلبہ میں ایسا سویا کہ صبح کی نماز ندارد ہو گئی۔ ایک رونا ہو تو رویا جائے۔ یہاں تو سَر سے پاؤں تک نور ہی نور بھرا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں۔ (۲۶) سب سے پہلے سقّہ پانی لے کر آتا ہے اس کو سوا روپیہ بیر گھڑی کے نام سے دیا جاتا ہے۔ اگرچہ دِل چاہے نہ چاہے مگر زکوٰۃ سے بڑھ کر فرض ہے کیسے نہ دیا جائے غضب ہے اوّل تو انعام میں جبر جو محض حرام ہے اور جبر کے یہی معنی نہیں کہ لاٹھی ڈنڈا مار کر کسی سے کچھ لے لیا جائے بلکہ یہ بھی جبر ہے کہ اگر نہ دیں گے تو بدنام ہوں گے پھر لینے والے خوب مانگ مانگ کر جھگڑ جھگڑ کر لیتے ہیں اور وہ بیچارہ اپنے ننگ و ناموس کے لئے دیتا ہے۔ یہ سب جبر حرام ہے۔ پھر یہ بیر گھڑی تو ہندوانہ لفظ ہے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں سے یہ رسم سیکھی ہے۔ یہ دوسری ظلمت ہوئی۔ (۲۷) اس کے بعد ڈوم شربت گھولنے کے واسطے آتا ہے جس کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے اور شکر شربت کی دولہن کے یہاں سے آتی ہے۔ یہاں بھی وہی انعام میں زبردستی کی علّت لگی ہوئی ہے۔ پھر یہ ڈوم صاحب کس مصرف کے ہیں۔ بیشک شربت گھولنے کے لئے بہت ہی موزوں و مناسب ہیں کیونکہ باجا بجاتے بجاتے ہاتھوں میں سرور کا مادّہ پیدا ہو گیا ہے تو شربت پینے والوں کو زیادہ سرور ہو گا۔ پھر طُرّہ یہ کہ کیسی ہی سردی پڑتی ہو چاہے زکام ہو جائے مگر شربت ضرور پلایا جائے۔ اس بے عقلی کی بھی کوئی حد ہے۔ (۲۸) پھر قاضی صاحب کو بُلا کر نکاح پڑھواتے ہیں

بس یہ ایک بات ہے جو تمام خرافات میں اچھی اور شریعت کے موافق ہے۔ مگر اس میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر جگہ حضرات قاضی صاحبان نکاح کے مسائل سے محض ناواقف ہوتے ہیں کہ بعض جگہ یقیناً نکاح بھی درست نہیں ہوتا۔ تمام عمر بدکاری ہوا کرتی ہے۔ اور بعض تو ایسے حریص اور لالچی ہیں کہ روپیہ سوا روپیہ کے لالچ سے جس طرح فرمائش کی جائے کر گذرتے ہیں۔ خواہ نکاح ہو یا نہ ہو۔ مُردہ بہشت میں جائے چاہے دوزخ میں، اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ اس لئے اس میں بہت اہتمام کرنا چاہئے کہ نکاح پڑھنے والا خود عالم ہو یا کسی عالم سے خوب تحقیق کر گئے نکاح پڑھے اور بعضی جگہ نکاح کے قبل دُولہا کو گھر میں بُلا کر دولہن کا ہاتھ پردے سے نکال کر اس کی ہتھیلی پر کچھ تل وغیرہ رکھ کر دولہا کو کھلاتے ہیں۔ خیال کرنا چاہئے کہ ابھی نکاح نہیں ہوا۔ اور لڑکی کا ہاتھ دولہا کے سامنے بلاضرورت کر دیا کتنی بڑی بے حیائی ہے اللہ بچائے۔ (۲۹) اس کے بعد اگر دولہا والے چھوارے لے گئے ہوں تو وہ لُٹا دیتے ہیں یا تقسیم کر دیتے ہیں ورنہ وہی شربت خواہ گرمی ہو یا سردی۔ اس شربت میں علاوہ بے حد پابندی کے بیمار ڈالنے کا سامان کرتا ہے جیسا کہ بعض فصلوں میں واقع ہوتا ہے۔ یہ کہاں جائز ہے۔ (۳۰) اب دُولہن کی طرف کا نائی ہاتھ دُھلاتا ہے۔ اُس کو سوا روپیہ ہاتھ دُھلائی دیا جاتا ہے۔ یہ دینا اصل میں انعام و احسان ہے مگر اب اس کو دینے والے اور لینے والے حق واجب اور نیگ سمجھتے ہیں، اس طرح سے دینا لینا حرام ہے کیونکہ احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے جیسا کہ اُوپر گذر چکا۔ اور اگر اسے خدمتگذاری کا حق کہو تو خدمتگذار تو دُولہن والوں کا ہے اُن کے ذمے ہونا چاہئے دُولہا والوں سے کیا واسطہ۔ یہ تو مہمان ہیں۔ علاوہ خلافِ شرع ہونے کے خلافِ عقل بھی کس قدر ہے کہ مہمانوں سے اپنے نوکروں کی تنخواہ مزدوری دلائی جائے۔ (۳۱) دُولہا کے لئے گھر سے شکرانہ بن کر آتا ہے جو خالی رکابیوں میں سب براتیوں کو تقسیم کیا جاتا ہے اس میں اس بے حد پابندی کے علاوہ عقیدے کی بھی خرابی ہے یعنی اگر شکرانہ نہ بنایا جائے تو نامُبارکی کا باعث سمجھتی ہیں بلکہ اکثر رسوم میں یہی عقیدہ ہے یہ خود شرک کی بات ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بدشگونی اور نامبارکی کی کچھ اصل نہیں۔ شریعت جس کو بے اصل بتائے اور لوگ اُس پر پُل بنا کر کھڑا کریں یہ شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں۔ (۳۲) اس کے بعد سب براتی کھانا کھا کر چلے جاتے ہیں۔ لڑکی والے کے گھر سے نوشہ کے لئے پلنگ سجا کر بھیجا جاتا ہے۔ اور کیسے اچھے وقت بھیجا جاتا ہے جب تمام رات زمین پر پڑے پڑے چُور ہو چکے اب مرہم آیا ہے۔ واقعی حقدار تو ابھی ہوا۔ اس سے پہلے تو اجنبی اور غیر تھا۔ بھلے مانسو! اگر وہ داماد نہ تھا تو بُلایا ہوا مہمان تو تھا۔ آخر مہمان کی خاطر مدارات کا بھی شرع اور عقل میں حکم ہے یا نہیں۔ اور دوسرے براتی اَب بھی فضول رہے، اُن کی اب بھی کسی نے بات نہ پوچھی۔ صاحبو! وہ بھی تو مہمان ہیں۔ (۳۳) پلنگ لانے والے نائی کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے۔ بس معلوم ہوا یہ چارپائی اس علت کے لئے آئی تھی۔ استغفر اللہ اس میں بھی وہی انعام میں جبر ہونا ظاہر ہے۔ (۳۴) پچھلی رات کو ایک خوان میں شکرانہ بھیجا جاتا ہے اس کو برات کے سب لڑکے مل کر کھاتے ہیں چاہے ان کمبختی ماروں کو بدہضمی ہو جائے مگر شادی والوں کو اپنی رسمیں پوری کرنے سے کام۔ پہلے جہاں شکرانہ بنانے کا ذکر آیا ہے وہاں بیان ہو چکا ہے کہ یہ بھی خلافِ شرع ہے۔ (۳۵) اس خوان لانے والے

سلہ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عدوی ولا طیرۃ ولا ہامۃ ولا صفر رواہ البخاری ۱۲ مشکوٰۃ ص ۳۹۱

نائی کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے۔ کیوں نہ دیا جائے ان نائی صاحب کے بزرگوں نے اس بیچارے براتی کے باپ دادا کو قرض روپیہ دے رکھا تھا وہ بیچارہ اس کو ادا کر رہا ہے ورنہ اس کے باپ دادا جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ (۳۶) صبح کو برات کے بھنگی دولہن والوں کے گھر دف بجاتے ہیں۔ یہ دف برات کے ساتھ آئے تھے۔ اور دف اصل میں جائز بھی تھے مگر اس میں شریعت نے یہ مصلحت رکھی ہے کہ ان سے نکاح کی خوب شہرت ہو جائے لیکن اب یقینی بات ہے کہ شان و شوکت دکھانے اور تفاخر کے لئے بجایا جاتا ہے۔ اس لئے ناجائز اور موقوف کرنے کے قابل ہے اعلان و شہرت کے اور ہزاروں طریقے ہیں اور اب تو ہر کام میں مجمع ہو جاتا ہے۔ خود ہی ساری بستی میں چرچا ہو جاتا ہے۔ بس یہی شہرت کافی ہے۔ اور اگر دف کے ساتھ شہنائی بھی ہو تو کسی حال میں جائز نہیں۔ حدیث شریف میں صاف برائی اور ممانعت آئی ہے[1] (۳۷) دولہن والوں کی طرف کا بھنگی برات کے گھوڑوں کی لید اٹھاتا ہے اور دونوں طرف کے بھنگیوں کو لید اٹھائی اور صفائی کا نیگ برابر ملتا ہے بھلا اس ٹھٹھیرے بدلائی سے کیا فائدہ۔ دونوں کو جب برابر ملتا ہے تو اپنے اپنے کمینوں کو دیدیا ہوتا خواہ مخواہ دوسرے سے دلا کر جبر کا گناہ لازم کرایا۔ (۳۸) دلہن والوں کی ڈومنی دولہا کو پان کھلانے کے واسطے آتی ہے اور دستور کے موافق اپنا پروت لے کر جاتی ہے اس کو بھی انعام دینا پڑتا ہے۔ بیچارے کو آج ہی لوٹ لو۔ کچھ بچا کر لیجانے نہ پائے بلکہ اور قرضدار ہو کر جائے یہاں بھی اسی جبر کو یاد کر لو (۳۹) اس کے بعد نائن دولہن کا سر گھوندھ کر کے کنگھی کو ایک کٹورے میں رکھ کر لے جاتی ہے اور اس کو سر بندھائی اور پوڑے پسائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے۔ کیوں نہ دیا جائے یہ بیچارہ سب کا قرضدار بھی ہے یہاں بھی وہی جبر ہے۔ (۴۰) اس کے بعد کمینوں کے انعام کی فرد دولہن والوں کی طرف سے تیار ہو کر دولہا والوں کو دی جاتی ہے وہ خواہ اس کو تقسیم کر دے یا یکمشت دلہن والوں کو دیدے اس میں بھی وہی جبر لازم آتا ہے جس کا حرام ہونا کئی بار بیان ہو چکا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں صاحب یہ لوگ ایسے ہی موقع کی امید پر عمر بھر خدمت کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس کی خدمت کی ہے اسی سے خدمت کا بدلہ بھی لینا چاہئے۔ یہ کیا لغو حرکت ہے کہ خدمت کریں ان کی اور بدلہ دے وہ۔ (۴۱) نوشہ گھر میں بلایا جاتا ہے اور اس وقت پوری بے پردگی ہوتی ہے اور بعضی باتیں بے حیائی کی اس سے پوچھی جاتی ہیں جس کا گناہ اور بے غیرتی ہونا ظاہر ہے بیان کی حاجت نہیں۔ بعضی جگہ دولہا سے فرمائش ہوتی ہے کہ دلہن سے کہے کہ میں تمہارا غلام ہوں اور تم شیر ہو اور میں بھیڑ ہوں۔ الٰہی توبہ۔ اللہ تعالیٰ تو خاوند کو سردار فرمائیں اور یہ اسکو غلام اور تابعدار بنائیں۔ بتلاؤ قرآن کے خلاف یہ رسم ہے یا نہیں۔ (۴۲) اگر بہت غیرت سے کام لیا گیا تو اسکا رومال گھر میں منگایا جاتا ہے اور اس وقت سلامی کا روپیہ جو نیوتے میں آتا ہے جمع کر کے دولہا کو دیا جاتا ہے۔ اس نیوتے کا گناہ ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ (۴۳) اس سے ڈومنی اور نائن کا حق بقدر آٹھ آنے نکالا جاتا ہے۔ اللہ میاں کی زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ اتنا فرض نہیں کھیت کا دسواں حصہ واجب نہیں مگر ان کا حصہ نکالنا سب فرضوں سے بڑھکر فرض ہے۔ یہ بے حد پابندی کس قدر لغو ہے۔ پھر یہ کہ نائن تو خدمتی بھی ہے۔ بھلا یہ ڈومنی کس مصرف کی ہے جو ہر جگہ اس کا ساجھا اور

[1] عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یعزف علی رؤسہم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بہم الارض ویجعل منہم القردۃ والخنازیر ۱۲ سنن ابن ماجۃ باب العقوبات صفحہ ۳۰۷ +

حق رکھا ہوا ہے۔ بقول شخصے بیاہ میں بیچ کا لیکھا۔ شاید گانے بجانے کا حق الخدمت ہوگا۔ سو جب گانا بجانا حرام ہے جیسا کہ
پہلے باب میں بیان ہو چکا ہے تو اس پر کچھ مزدوری اور انعام دینا دلانا کس طرح جائز ہوگا۔ اور مزدوری بھی کس طرح کی کہ گھر والا
تو اس لئے دیتا ہے کہ اُس نے بُلایا، اس کے یہاں تقریب ہے۔ بھلا اور آنے والوں کی کیا کمبختی کہ اُن سے بھی جبراً وصول کیا جاتا
ہے اور جو نہ دے اس کی ذلّت و تحقیر اور اُس پر طعن و ملامت کی جاتی ہے بس ایسے گانے اور ایسے حق کو کیونکر حرام نہ کہا جاوے گا۔
گانے بجانے میں بعضوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ بیاہ شادی میں گیت درست ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اب جو خرابیاں اس میں
مل گئی ہیں اُن سے درست نہیں رہا۔ وہ خرابیاں یہ ہیں کہ ڈومنیاں لَے سے گاتی ہیں ہمارے مذہب میں یہ منع ہے اور ان
کی آواز غیر مردوں کے کان میں پہنچتی ہے۔ نامحرم کو ایسی آواز سُنانا بھی گناہ ہے اور اکثر ڈومنیاں جوان بھی ہوتی ہیں۔
اُن کی آواز سے اور بھی خرابی کا ڈر ہے۔ کیونکہ سُننے والوں کے دل پاک نہیں رہے۔ گانا سُننے سے اور ناپاکی بڑھ جاتی ہے کہیں
کہیں ڈھولک بھی ہوتی ہے یہ کھُلا ہوا گناہ ہے۔ پھر زیادہ رات اِسی دھندے میں گذرتی ہے صبح کی نمازیں اکثر قضا ہو جاتی
ہیں۔ مضمون بھی بعض دفعہ خلافِ شرع ہوتا ہے ایسا گانا گوانا کب درست ہوگا۔ (۴۴) کھانے سے فراغت کے بعد جہیز کی
تمام چیزیں مجمع عام میں لائی جاتی ہیں اور ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور زیور کی فہرست پڑھ کر سب کو سُنائی
جاتی ہے۔ خود کھو کر پوری پوری ریا و نمائش ہے یا نہیں۔ علاوہ اس کے زنانے کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت
کے خلاف ہے اور بعضے لوگ اپنے نزدیک بڑی دینداری کرتے ہیں جہیز دکھلاتے　　نہیں مقفّل صندوق اور اسباب کی فہرست
دیدیتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی دکھلاوا ضرور ہے۔ براتی وغیرہ صندوق لاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بعضے فہرست بھی مانگ کر پڑھنے
لگتے ہیں۔ دوسرے دولہا کے گھر جو مہمان جمع ہیں انہیں کھول کر بھی دکھلایا جاتا ہے۔ اس کا بچاؤ تو یہی ہے کہ جہیز ہمراہ نہ بھیجا
جائے۔ پھر اطمینان کے وقت سب چیزیں اپنی لڑکی کو دکھلا کر سپرد کر دی جائیں وہ جب چاہے لے جائے۔ چاہے ایک دفعہ
چاہے کئی دفعہ کر کے۔ (۴۵) سوا روپیہ کمینوں کا نیگ جہیز کے خوان میں ڈالا جاتا ہے۔ وہی انعام میں زبردستی یہاں بھی یاد کر لو۔
(۴۶) اب لڑکی کے رخصت ہونے کا دن آیا۔ میانہ یا پالکی دروازے میں رکھ کر دولہن کے باپ بھائی وغیرہ اس کے سر پر ہاتھ
دھرنے کو گھر میں بُلائے جاتے ہیں۔ اُس وقت بھی اکثر مردوں عورتوں کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے۔ جس کا بُرا ہونا ظاہر ہے۔
(۴۷) پھر لڑکی کو رخصت کر کے ڈولے میں بٹھاتے ہیں اور عقل کے خلاف سب میں رونا پیٹنا مچتا ہے ممکن ہے کہ بعض
کو جُدائی کا قلق ہو مگر اکثر تو رسم ہی پورا کرنے کو روتی ہیں کہ کوئی یوں کہے گا کہ ان پر لڑکی بھاری تھی اس کو دفع کر کے خوش
ہوئے اور یہ جھوٹا رونا ناحق کا فریب ہے جو کہ عقل اور شرع دونوں کے خلاف اور گناہ ہے۔ (۴۸) بعض جگہ دولہا کو حکم
ہوتا ہے کہ گود میں لیکر ڈولے میں رکھدے۔ ان کی یہ فرمائش سب کے روبرو پوری کی جاتی ہے۔ اگر کمزور ہوا تو بہنیں وغیرہ
سہارا لگاتی ہیں۔ اس میں علاوہ بے غیرتی اور بے حیائی کے اکثر عورتوں کا بالکل سامنا ہو جاتا ہے کیونکہ یہی تماشہ دیکھنے
کے لئے تو یہ فرمائش ہوئی ہے۔ پھر کبھی دُولہن زیادہ بھاری ہوئی نہ سنبھل سکی تو چھوٹ پڑتی ہے اور چوٹ لگتی ہے اس لئے

یہ بھی ناجائز ہے۔ (۴۹) دولہن کے دوپٹے کے ایک پلّو میں کچھ نقد، دوسرے میں ہلدی کی گرہ، تیسرے میں جائفل، چوتھے میں چاول اور گھاس کی پتی باندھتی ہیں۔ یہ شگون اور ٹوٹکا ہے جو علاوہ خلاف عقل ہونے کے شرک کی بات ہے۔ (۵۰) اور ڈولے میں مٹھائی کی چنگیر رکھ دیتی ہیں جس کے خرچ کا موقع آگے چل کر معلوم ہوگا۔ اسی سے اس کا بیہودہ اور منع ہونا بھی ظاہر ہو جائے گا۔ (۵۱) اوّل ڈولہ دولہن کی طرف کے کہار اٹھاتے ہیں اور دولہا والے اس پر سے بکھیر شروع کرتے ہیں اگر اس میں کوئی اثر شگونی بھی سمجھتے ہیں کہ اس کے سر سے آفتیں اتر گئیں تب تو عقیدے کی خرابی ہے ورنہ نام و نمود و شہرت کی نیت ہونا ظاہر ہے۔ غرض ہر حال میں برا ہے۔ پھر لینے والے اس بکھیر کے بھنگی ہوتے ہیں جس سے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ صدقہ خیرات کرنا مقصود ہے۔ ورنہ غریبوں، محتاجوں کو دیتے۔ بس یہ ایک طرح کا فضول و بیجا خرچ بھی ہے کہ مستحقین کو چھوڑ کر غیر مستحقین کو دیا۔ پھر اس میں بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے کسی کے بھیڑ کی وجہ سے اور کسی کے خود روپیہ پیسہ لگ جاتا ہے یہ خرابی الگ رہی۔ (۵۲) اس بکھیر میں ایک مٹھی ان کہاروں کو دی جاتی ہے اور وہ سب کمینوں کا حق ہوتا ہے۔ وہی جبر کا ناجائز ہونا یہاں بھی یاد کرلو۔ (۵۳) جب بکھیر کرتے ہوئے شہر کے باہر پہنچتے ہیں۔ تو یہ کہار ڈولہ کسی باغ میں رکھ کر اپنا نیگ سوا روپیہ لیکر چلے جاتے ہیں وہی انعام لینے میں زبردستی یہاں بھی ہے۔ (۵۴) اور دولہن کے عزیز و اقارب جو اس وقت تک ڈولے کیساتھ ہوتے ہیں رخصت کر کے چلے جاتے ہیں اور وہاں پر وہ چنگیر مٹھائی کی نکال کر براتیوں میں بھاگ دوڑ چھینا جھپٹی شروع ہوتی ہے اس میں علاوہ اسی بے حد پابندی کے اکثر یہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد ڈولے میں اندھا دھند ہاتھ ڈال کر وہ چنگیر لے لیتے ہیں اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ پردہ کھل جائے گا۔ نائن یا دولہن کو ہاتھ لگ جائے گا اور بعض غیرت مند دولہا یا دولہن کے رشتہ دار اس پر جوش میں آکر برا بھلا کہتے ہیں جس میں بعض وقت بات بہت بڑھ جاتی ہے مگر اس منحوس رسم کو کوئی نہیں چھوڑتا۔ تمام تر کا فضیحتی منظور مگر اس کا ترک کرنا منظور نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (۵۵) راستے میں جو اوّل ندی ملتی ہے تو کہار لوگ اس ندی پر پہنچکر ڈولہ رکھدیتے ہیں کہ ہمارا حق دو تب ہم پار جائیں۔ اور یہ حق کم ازکم ایک روپیہ ہوتا ہے جس کو دریا اترائی کہتے ہیں۔ یہ وہی انعام میں زبردستی ہے۔ (۵۶) جب مکان پر ڈولہ پہنچتا ہے تو کہار ڈولہ نہیں رکھتے جب تک ان کو سوا روپیہ انعام نہ دیا جائے۔ اگر یہ انعام ہے تو یہ جبر کیسا۔ اور اگر مزدوری ہے تو مزدوری کی طرح ہونا چاہئے کہ جب کسی کے پاس ہوا دیدیا اس کا وقت مقرر کر کے مجبور کرنا بجز رسم ادا کرنے کے اور کچھ نہیں جس کو بے حد پابندی کہنا چاہئے۔ (۵۷) بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ دولہا کا کوئی رشتہ دار لڑکا آکر ڈولہ روک لیتا ہے کہ جب تک ہمارا حق نہ ملے ڈولے کو گھر میں نہ جانے دیں گے۔ اس کو بھی اسی بے حد پابندی میں داخل سمجھو۔ (۵۸) ڈولہ آنے سے پہلے ہی بیچ صحن میں تھوڑی جگہ لیپ رکھتی ہیں اور اس میں آٹے سے گھرونڈے کی طرح (یعنی حلقے) بنا دیتی ہیں۔ ڈولہ اوّل اوّل وہیں رکھا جاتا ہے۔ دولہن کا انگوٹھا اس میں ٹکا لیتی ہیں تب اندر لے جاتی ہیں۔ اس میں علاوہ بے حد پابندی کے سراسر شگون بھرا ہوا ہے اور کافروں کی موافقت، پھر اناج کی بیقدری اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔ (۵۹) جب کہار ڈولہ رکھکر چلے جاتے

ل اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ انعام ہے یا مزدوری اگر انعام ہے تو اسکی ادائیگی میں تشدد نہ ہونا چاہئے چاہے دے یا نہ دے اور اگر مزدوری ہے تو مقدار معین ہونی چاہئے اور اگر ادا کرنے والا اسوقت معذور ہو تو اسے مہلت ملنی چاہئے ۱۲

ہیں تو دھیانیاں بہو کو ڈولے میں سے نہیں اُتارنے دیتیں جب تک اُن کو ان کا حق نہ دیا جائے بلکہ اکثر دروازہ بند کر لیتی ہیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ جب تک ہم کو فیس یا جُرمانہ نہ دیا جائے تب تک ہم دولہن کو گھر میں نہ گھسنے دیں گے یہ بھی انعام میں زبردستی ہے۔ (۶۰) اس کے بعد نوشہ کو بلا کر ڈولے کے پاس کھڑا کیا جاتا ہے اس کی نہایت پابندی ہے اور یہ ایک قسم کا شگون ہے جس سے عقیدے کی خرابی معلوم ہوتی ہے اور اکثر اس وقت پردہ دار عورتیں بھی بے تمیزی سے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں۔ (۶۱) عورتیں صندل اور مہندی پیس کر لے جاتی ہیں اور دولہن کے داہنے پاؤں اور کوکھ کو ایک ایک ٹیکہ لگاتی ہیں۔ یہ کُھلا ہوا ٹوٹکا اور شرک ہے۔ (۶۲) تیل اور ماش صدقہ کر کے بھنگن کو دیا جاتا ہے اور میانے کے چاروں پایوں پر تیل چھڑکا جاتا ہے۔ وہی عقیدے کی خرابی کا روگ اس لغو حرکت کا بھی منشار ہے۔ (۶۳) اور اُس وقت ایک بکرا گڈریہ سے منگا کر نوشہ اور دولہن کے اوپر سے صدقہ کر کے اسی گڈریہ کو مع کچھ نیگ کے جس کی مقدار دو آنے یا چار آنے قیمت ہے دیدیا جاتا ہے۔ دیکھو یہ کیا لغو حرکت ہے۔ اگر بکرا خریدا ہے تو اس کی قیمت کہاں دی۔ اگر یہی ہے تو بھلا ویسے تو اتنے کو خرید لو۔ اور اگر خریدا نہیں تو وہ اس گڈریہ کی ملک ہے تو یہ پرائے مال کے صدقہ کرنے کے کیا معنی۔ یہ تو وہی مثل ہے حلوائی کی دوکان پر نانا جی کی فاتحہ۔ پھر صدقہ کا مصرف گڈریہ بہت موزوں ہے۔ غرض سرتاپا لغو حرکت ہے اور بالکل اصولِ شریعت کے خلاف۔ (۶۴) اس کے بعد بہو کو اُتار کر گھر میں لاتی ہیں اور ایک بوریئے پر قبلہ رُخ بٹھاتی ہیں اور سات سُہاگنیں مل کر تھوڑی تھوڑی کھیر بہو کے داہنے ہاتھ پر رکھتی ہیں۔ پھر اس کھیر کو ان میں سے ایک سُہاگن مُنہ سے چاٹ لیتی ہے۔ یہ رسم بالکل شگون اور فالوں سے مل کر بنی ہے جس کا منشا عقیدے کی خرابی ہے اور قبلہ رُخ ہونا بہت برکت کی بات ہے لیکن یہ مسئلہ بس ان ہی خرافات پر عمل کرنے کے لئے رہ گیا اور کبھی عمر بھر چاہے نماز کی بھی توفیق نہ ہوئی ہو۔ اور جب اس کی پابندی فرض سے بھی بڑھ کر ہونے لگے اور ایسا نہ کرنے کو بدشگونی سمجھا جائے تو یہ بھی شرع کی حد سے بڑھ جاتا ہے اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ بعض جگہ یہاں بھی نوشہ گود میں لے کر دولہن کو اُتارتا ہے اس کی قباحتیں اُوپر بیان ہو چکیں۔ (۶۵) یہ کھیر دو طباقوں میں اُتاری جاتی ہے۔ ایک اُن میں سے ڈومنی کو (شاباش ری ڈومنی تیرا تو سب جگہ ظہور ا ہے) اور ایک نائن کو مع کچھ انعام کے جس کی مقدار کم سے کم پانچ ٹکے ہیں دیا جاتا ہے یہ سب محض رسوم کی پابندی اور خرافات ہے۔ (۶۶) اس کے بعد ایک یا دو من کی کھیر برادری میں تقسیم کی جاتی ہے جس میں علاوہ پابندی کے بجز ریا و تفاخر اور کچھ نہیں۔ (۶۷) اس کے بعد بہو کا مُنہ کھولا جاتا ہے اور سب سے پہلے ساس یا سب سے بڑی عورت خاندان کی بہو کا مُنہ دیکھتی ہے اور کچھ مُنہ دکھلائی دیتی ہے جو ساتھ والی کے پاس جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس کی ایسی سخت پابندی ہے کہ جس کے پاس مُنہ دکھلائی نہ ہو وہ ہرگز ہرگز مُنہ نہیں دیکھ سکتی۔ کیونکہ لعنت و ملامت کا اتنا بھاری بوجھ اس پر رکھا جائے جس کو کسی طرح اُٹھا ہی نہ سکے۔ غرض اس کو واجبات سے قرار دیا ہے جو صاف شرعی حد سے بڑھ جاتا ہے پھر اس کی کوئی معقول وجہ نہیں سمجھ میں آتی کہ اس کے ذمہ مُنہ پر ہاتھ رکھنا بلکہ ہاتھوں پر مُنہ رکھنا یہ کیوں فرض کیا گیا ہے اور فرض بھی ایسا کہ اگر کوئی نہ کرے تو تمام برادری میں بے حیا بے شرم بے غیرت مشہور ہو جائے بلکہ ایسا تعجب کریں

کہ جیسے کوئی مسلمان کافر بن جائے پھر خود ہی کہو اس میں بھی شریعت کی حد سے باہر ہو جانا ہے یا نہیں۔ اس شرم میں اکثر بلکہ ساری دُولہنیں نماز قضا کر ڈالتی ہیں۔ اگر ساتھ والی نے موقع پاکر پڑھوا دی تو خیر ورنہ عورتوں کے مذہب میں اس کو اجازت نہیں کہ خود اُٹھ کر یا کسی سے کہہ سُن کر نماز کا بندوبست کرے اس کو ذرا اِدھر اُدھر ہلنا، بولنا چالنا، کھانا پینا، اگر کھجلی بدن میں اُٹھے تو کھجلانا۔ اگر جمائی یا انگڑائی کا غلبہ ہو جمائی انگڑائی لینا، یا نیند آنے لگے تو لیٹ رہنا۔ پیشاب پاخانہ خطا ہونے لگے تو اس کی اطلاع تک کرنا بھی اِن عورتوں کے مذہب میں حرام بلکہ کُفر ہے۔ اس خیال کی وجہ سے دُولہن دو چار دن پہلے سے بالکل دانہ پانی چھوڑ دیتی ہے کہ کہیں پیشاب پاخانہ کی حاجت نہ ہو جو سب میں بدنامی ہو جائے۔ خدا جانے اس بیچاری نے کیا جُرم کیا تھا جو ایسی سخت کال کوٹھڑی میں یہ مظلومہ قید کی گئی۔ خود سوچو کہ اس میں بلا وجہ ایک مسلمان کو تکلیف دینا ہے یا نہیں۔ پھر کیونکر اجازت ہو سکتی ہے اور یاد رہے کہ نمازوں کے قضا ہونے کا گناہ اس کو تو ہوتا ہی ہے لیکن اَور سب عورتوں کو بھی اِتنا ہی گناہ ہوتا ہے جن کی بدولت یہ رسمیں قائم ہیں اس لئے ان سب خرافات کو موقوف کرنا چاہیئے۔ اور بعض شہروں میں یہ بیہودگی ہے کہ کُنبے کے سارے مرد بھی دُلہن کا مُنہ دیکھتے ہیں استغفر اللہ ونعوذ باللہ۔ (۶۸) یہ سب عورتیں مُنہ دیکھتی ہیں۔ اس کے بعد کسی کا بچّہ بَہو کی گود میں بٹھاتی ہیں اور کچھ مٹھائی دے کر اُٹھا لیتی ہیں وہی خرافات شگون۔ مگر کیا ہوتا ہے اس پر بھی بعضوں کے تمام عمر اولاد نہیں ہوتی۔ توبہ توبہ کیا بُرے خیالات ہیں۔ (۶۹) اس کے بعد بَہو کو اُٹھا کر چارپائی پر بٹھاتی ہیں پھر نائن دُولہن کے دائیں پیر کا انگوٹھا دھوتی ہے اور وہ روپیہ یا اٹھنّی وغیرہ جو بَہو کے ایک پلّو میں بندھا ہوتا ہے انگوٹھا دُھلائی میں نائن کو دیا جاتا ہے [یعنی دلہن کے] معلوم ہوتا ہے یہ بھی کوئی شگون ہے۔ (۷۰) بعد آنے دولہن کے شکرانہ کے دو طباق ایک اس کے لئے دوسرا نائن کے لئے جو بَہو کے ساتھ آتی ہے بنائے جاتے ہیں اس وقت بھی وہی سُہاگنیں مِل کر کچھ دانے بَہو کے مُنہ کو اس بیچاری کے للچانے کے لئے لگا کر آپس میں سب مِل کر کھا لیتی ہیں (شاباش شاباش) یہ سب شگون معلوم ہوتا ہے۔ (۷۱) پھر دولہا والوں کی نائن دولہن والوں کی نائن کا ہاتھ دُھلواتی ہے اور یہ نائن موافق تعلیم اپنے آقا کے کچھ نقد ہاتھ دُھلوائی دیتی ہے اور کھانا شروع کر دیتی ہے اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور انعام میں جبر کی خرابی ہے۔ (۷۲) کھانا کھاتے وقت ڈومنیاں گالیاں گاتی ہیں (کمبختوں پر خدا کی مار) اور اس نائن سے نیگ لیتی ہیں۔ ماشاء اللہ گالیاں کی گالیاں کھاؤ اور اُوپر سے انعام دو۔ اس جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔ خدا کی پناہ۔ (۷۳) جب جہیز کھولا جاتا ہے تو ایک جوڑا ساتھ والی نائن کو دیا جاتا ہے اور ایک ایک جوڑا سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں۔ واہ کیا اچھی زبردستی ہے۔ مان نہ مان میں ترا مہمان۔ اگر کوئی کہے یہ زبردستی نہیں اس کو تو سب مانے ہوئے ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ جب جانتی ہیں کہ نہ ماننے سے نکّو بنائی جائیں گی تو اس زبردستی کے ماننے کا کیا اعتبار ہے۔ زبردستی کا ماننا تو وہ بھی مان لیتا ہے جس کی چوری ہو جاتی ہے اور چُپ ہو کر بیٹھ رہتا ہے یا کوئی ظالم مال چھین لیتا ہے اور یہ ڈر کے مارے نہیں بولتا۔ ایسے ماننے سے کسی کا مال حلال نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح بعضی جگہ یہ بھی دستور ہے کہ جہیز میں جو بٹوے اور کمر بند اور تلیدانیاں ہوتی ہیں وہ سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں اور حصّے رسد بَہو کو بھی دیتی ہیں۔ (۷۴) رات کا وقت

تنہائی کے لئے ہوتا ہے جس میں بعض بے حیا عورتیں جھانکتی تاکتی ہیں اور موافق مضمون حدیث[1] کے لعنت میں داخل ہوتی ہیں۔ (۷۵) صبح کو یہ بے حیائی ہوتی ہے کہ رات کا بستر چادر وغیرہ دیکھی جاتی ہے اس سے بڑھکر بعض جگہ یہ غضب ہے کہ تمام کنبے میں نائن کے ہاتھ پھرایا جاتا ہے کسی کا راز معلوم کرنا مطلقاً حرام ہے۔ خصوصاً ایسی حیا کی بات کی شہرت سب جانتے ہیں کہ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے۔ مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر کسی کو ناگوار نہیں معلوم ہوتا۔ اللہ بچائے (۷۶) عصر مغرب کے درمیان میں بہو کا سر کھولا جاتا ہے اور اُس وقت ڈومنیاں گاتی جاتی ہیں اور ان کو سوا روپیہ پانچ ٹکے مانگ بھرائی اور سر کھلائی کے نام سے دیئے جاتے ہیں اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور مزدوری دینے کی خرابی موجود ہے۔ (۷۷) بہو کے آنے سے اگلے دن اُس کے عزیز قریب دو چار گاڑیاں اور مٹھائی وغیرہ لے کر آتے ہیں اس آمد کا نام چوتھی ہے۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی کی علت لگی ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے یہ رسم کافروں کی ہے اور کافروں کی موافقت منع ہے۔ (۷۸) بہو کے بھائی وغیرہ گھر میں بلائے جاتے ہیں اور بہو کے پاس علیحدہ مکان میں بیٹھتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ لوگ شرعاً نامحرم بھی ہوتے ہیں مگر اس کی کچھ تمیز نہیں ہوتی کہ نامحرم کے پاس تنہا مکان میں بیٹھنا خصوصاً زیب و زینت کے ساتھ کس قدر گناہ اور بے غیرتی ہے۔ اور وہ بہو کو کچھ نقد دیتے ہیں اور کچھ مٹھائی کھلاتے ہیں۔ اور چوتھی کا جوڑا مع تیل و عطر اور کمینوں کے خرچ کے گھر میں بھیجدیتے ہیں یہ سب اسی بے حد پابندی میں داخل ہے۔ (۷۹) جب نائی ہاتھ دھلانے آتا ہے تو وہ اپنا نیگ جو زیادہ سے زیادہ سوا روپیہ اور کم سے کم چار آنے ہیں لے کر ہاتھ دھلواتا ہے۔ اس فرضیت کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔ جتنے حقوق خدا کے اور بندوں کے ہیں سب میں توقف ہو جائے مگر اس من گھڑت حق میں جو سچ پوچھو تو ناحق ہے کیا مجال کہ ذرا فرق آ جائے بلکہ پیشگی وصول کیا جائے پہلے اس کا قرض ادا کر دو تب کھانا نصیب ہو۔ استغفر اللہ مہمانوں سے دام لے کر کھانا کھلانا یہ اُن ہی عقل کے دشمنوں کا کام ہے۔ یہ بھی بے حد پابندی اور شرعی حد سے آگے بڑھنا اور انعام میں جبر کرنا ہے۔ (۸۰) کھانا کھانے کے وقت چوتھی والوں کی ڈومنیاں دروازے پر بیٹھ کر اور گالیاں گا کر اپنا نیگ لیتی ہیں۔ خدا تم کو سمجھے۔ ایسے ہی لینے والے اور ایسے ہی دینے والے۔ حاجتمندوں کو خوشامد اور دعاؤں پر بھی پھوٹی کوڑی نہ دیں۔ اور اِن بدذاتوں کو گالیاں کھا کر روپے بخشیں۔ واہ رے رواج تو بھی کیسا زبردست ہے۔ خدا تجھے ہمارے مُلک سے غارت کرے۔ (۸۱) دوسرے روز چوتھی کا جوڑا پہنا کر مع اُس مٹھائی کے جو بہو کے گھر سے آئی تھی رخصت کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ بھلا اس مٹھائی کے بھیجنے سے اور پھر واپس لیجانے سے کیا حاصل ہوا۔ شاید اُس مبارک گھر سے مٹھائی میں برکت آجانے کے لئے بھیجی ہوگی۔ خیال تو کرو رسم کی پابندی میں عقل بھی جاتی رہتی ہے اور بے حد پابندی کا گناہ اور التزام الگ رہا۔ (۸۲) اور بہو کے ساتھ توشہ بھی جاتا ہے اور رخصت کرتے وقت وہی چاروں چیزیں پلوؤں میں باندھی جاتی ہیں جو رخصت کے وقت وہاں سے بندھ کر آئی تھیں۔ یہ

[1] عن الحسن مرسلا قال بلغني ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعن الله الناظر والمنظور اليه رواه البيهقي في شعب الايمان ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۰

بھی خرافات و شگون ہے۔ (۸۳) وہاں جا کر جب دولہن اُتاری جاتی ہے تو اُس کا داہنا انگوٹھا وہاں کی نائن دھو کر وہ اٹھنی یا روپیہ جو بہو کے پلو میں بندھا ہوتا ہے لیتی ہے وہی شگون یہاں بھی ہے۔ (۸۴) جب دولہا گھر میں جاتا ہے تو سالیاں اس کا جوتا چھپا کر جوتہ چھپائی کے نام سے کم از کم ایک روپیہ لیتی ہیں۔ شاباش ایک تو چوری کریں اور اُلٹا انعام پائیں۔ اول تو ایسی مہمل ہنسی کہ کسی کی چیز اُٹھائی چھپا دی۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ پھر یہ کہ ہنسی دل لگی کا خاصہ ہے کہ اس سے بے تکلفی بڑھتی ہے، اجنبی اور غیر مرد سے ایسا علاقہ اور ربط پیدا کرنا یہ خود شرع کے خلاف ہے۔ پھر اس انعام کو حق لازمی سمجھنا یہ بھی زبردستی کر کے لینا اور شرعی حد سے نکل جانا ہے۔ بعض جگہ جوتہ چھپائی کی رسم نہیں مگر اس کا انعام باقی ہے کیا واہیات بات ہے۔ (۸۵) اس سے بدتر چوتھی کھیلنا ہے جو بعض شہروں میں رائج ہے۔ اس میں اس درجہ کی بے حیائی اور بے غیرتی ہوتی ہے اس کا کچھ پوچھنا نہیں۔ پھر جن کی عورتیں اس چوتھی کھیلنے میں شریک ہوتی ہیں اُن کے شوہر باوجود معلوم ہونے کے اس کا انتظام اور منع نہ کرنے کی وجہ سے دَیُّوث بنتے ہیں۔ اور کافروں کی مشابہت۔ ان سب کے علاوہ۔ اور بعض وقت ایسی ایسی چوٹیں لگ جاتی ہیں کہ آدمی تلملا جاتا ہے۔ اس کا گناہ الگ۔ (۸۶) جب دولہا آتا ہے تو وہاں کا نائی اس کے داہنے پیر کا انگوٹھا دھو کر اپنا حق لیتا ہے جو ایک روپیہ کے قریب ہوتا ہے۔ اور باقی کمینوں کا خرچ گھر میں دیتے ہیں۔ یہ سب شگون اور بے حد پابندی میں داخل ہے۔ ان سب موقعوں میں نائی کا حق سب سے زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے اُن کے رواج میں نائی کے اختیارات چونکہ بہت زیادہ ہیں اِس لئے اس کی بڑی قدر ہے بے علم مسلمانوں نے اختیارات تو اُن سے لے لئے مگر تنخواہ وہی رکھی۔ جو اکثر جگہ محض ناحق کا لینا دینا ہے۔ جہاں کوئی شرعی وجہ بھی نہیں نکل سکتی (۸۷) اَب کھانے کا وقت آیا تو نائی صاحب رُوٹھے بیٹھے ہیں ہزاروں منتیں کرو، خوشامد کرو مگر اُن کا ہاتھ ہی نہیں اُٹھتا کہ جب تک ہم کو نہ دو گے ہم نہ کھائیں گے۔ جب حق مل جائے گا تب کھائیں گے۔ سُبحان اللہ کیا عقل کی بات ہے کہ کھانے کا کھانا کھائیں اور اوپر سے دانت گھسائی مانگیں۔ اس طوفانِ بے تمیزی میں حیا، شرم، عقل، تہذیب سب طاق پر رکھدیئے جاتے ہیں۔ اس میں بھی احسان میں زبردستی کی اور دینے میں رِیا و نمائش کی علّت موجود اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔ (۸۸) دو چار دن کے بعد پھر دولہا والے دُولہا دولہن کو لیجاتے ہیں اس کو بہوڑہ کہتے ہیں اور اس میں بھی وہی سب رسمیں ہوتی ہیں جو چوتھی میں ہوئی تھیں جو بُرائیاں اور گناہ اُس میں تھے وہی یہاں بھی سمجھ لو۔ (۸۹) اس کے بعد بہو کے میکے سے کچھ عورتیں اس کو لینے آتی ہیں اور اپنے ساتھ کھجوریں لاتی ہیں۔ وہی بے حد پابندی۔ (۹۰) یہ کھجوریں ساری برادری میں تقسیم ہوتی ہیں، وہی ریا و نمود۔

(۹۱) پھر جب یہاں سے رخصت ہوتی ہے تو نئی کھجوریں ساتھ کی جاتی ہیں۔ وہی بے حد پابندی۔ (۹۲) اور وہ باپ کے گھر جا کر برادری میں تقسیم ہوتی ہیں۔ وہی فخر و ریا یہاں بھی۔ (۹۳) اس کے بعد اگر شب برات یا

ل عن السائب بن یزید عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یاخذ احدکم عصا اخیہ لاعبا جادا فمن اخذ عصا اخیہ فلیردہا الیہ رواہ الترمذی (مشکوۃ ص ۲۵۵) عن ابن عباس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمار اخاک ولا تمازحہ ولا تعدہ فتخلفہ رواہ الترمذی ۱۲ مشکوۃ ص ۴۱۷

محرم ہو تو باپ کے گھر ہوگا۔ یہ پابندی کونسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ وجہ اس کی صرف جاہلیت کا ایک خیال ہے کہ محرم اور شب برات کو نعوذ باللہ نامبارک سمجھتی ہیں۔ اس لئے دولہا کے گھر ہونا نامناسب جانتی ہیں۔ (۹۴) اور رمضان بھی وہیں ہوتا ہے۔ قریب عید سواری بھیجکر بہو کو بلاتی ہیں۔ غرض یہ کہ جو تہوار غم اور بھوک اور سوزش کے ہیں جیسے محرم کہ یہ غم و رنج کا زمانہ سمجھا جاتا ہے رمضان میں بھی بھوک پیاس کا ہونا ظاہر ہے۔ شب برات کو عام لوگ جلتا بلتا کہتے ہیں غرض یہ سب باپ کے حصہ میں اور عید جو خوشی کا تہوار ہے وہ گھر ہونا چاہئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ (۹۵) اور وہاں سے دو تین من جنس مثل سویاں، آٹا، میوہ وغیرہ بھیجا جاتا ہے۔ اور دولہا دولہن کو جوڑا مع کچھ نقدی گھی کے نام سے اور کچھ شیرینی دی جاتی ہے۔ یہ ایسا ضروری فرض ہے کہ گو سودی قرض لینا پڑے مگر یہ قضا نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ شرعی حد سے بڑھ جاتا ہے۔ (۹۶) بعد نکاح کے سال دو سال تک بہو کی روانگی کے وقت کچھ مٹھائی اور نقد اور جوڑے وغیرہ دونوں طرف سے بہو کے ہمراہ کر دیئے جاتے ہیں اور عزیزوں میں بھی خوب دعوتیں ہوتی ہیں مگر وہی جرمانہ کی دعوت کہ بدنامی سے بچنے کو یا ناموری و سرخروئی حاصل کرنے کو سارا بکھیڑا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بدلے اور برابری کا بھی پورا لحاظ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات خود شکایت و تقاضا کر کے دعوت کھاتے ہیں۔ غرض تھوڑے دنوں تک یہ آؤ بھگت سچی یا جھوٹی ہوتی رہتی ہے۔ پھر اس کے بعد کوئی کسی کو نہیں پوچھتا سب خوشیاں منانے والے اور جھوٹی خاطرداری کرنے والے الگ ہوئے اب جو مصیبت پڑے بھگتو۔ کاش جس قدر روپیہ بیہودہ اڑایا ہے اگر ان دونوں کے لئے اس سے کوئی جائداد خریدی جاتی یا تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا تو کس قدر راحت ہوتی۔ ساری خرابی ان رسوم کی پابندی سے ہے۔ (۹۷) دونوں طرف کی شیرینی دونوں کی برادری میں تقسیم ہو جاتی ہے جس کا منشا وہی ریا ہے اور اگر وہ شیرینی سب کو نہ پہنچے تو اپنے گھر سے منگا کر ملاؤ۔ یہ بھی جرمانہ ہے۔ (۹۸) بعض جگہ کنگنا باندھنے کا بھی دستور ہے جو کافروں کی رسم ہونے کی وجہ سے منع ہے۔

(۹۹) بعض جگہ آرسی مصحف کی بھی رسم ہے۔ اس میں بھی طرح طرح کی رسوائیاں اور فضیحتیاں ہیں جو بالکل عقل اور شرع کے خلاف ہیں۔ (۱۰۰) بعض جگہ آرائش اور آتشبازی کا سامان ہوتا ہے جو سراسر افتخار اور مال کا بیہودہ اڑانا ہے جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (۱۰۱) بعض جگہ ہندوستانی یا انگریزی باجے ہوتے ہیں ان کا حرام ہونا حدیث میں موجود ہے۔ اور کہیں ناچ بھی ہوتا ہے جس کا حرام ہونا پہلے باب میں بیان کر دیا گیا ہے۔ (۱۰۲) بعض تاریخوں اور مہینوں اور سالوں کو مثلاً اٹھارہ[۱] سال کو منحوس سمجھتے ہیں اور اس میں شادی نہیں کرتے۔ یہ اعتقاد بھی بالکل عقل اور شرع کے خلاف ہے۔ (۱۰۳) بعض جگہ جہیز کے پلنگ میں چاندی کے پائے، چاندی کی سرمہ دانی، سلائی، کٹورے وغیرہ دیئے جاتے ہیں جس کا استعمال کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں صاف صاف ممانعت آئی ہے لہذا اس کا دینا بھی حرام ہے کیونکہ ایک حرام بات

[۱] یعنی عمر کے اٹھارہویں سال کو ۱۲ +

میں مدد دینا اور اس کی موافقت کرنا ہے۔ یہ سب واقعے تنو سے اُوپر ہیں جن میں سے کسی میں ایک گناہ کسی میں دو کسی میں چار پانچ اور بعض میں بتیس ۳۲ تک جمع ہیں اگر ہر واقعہ کے پیچھے تین تین گناہ کا اوسط رکھو تو یہ شادی تین سو سے کچھ زائد گناہوں کا مجموعہ ہے جس نکاح میں تین سو سے زائد حکم شرعی کی مخالفت ہوئی ہو اس میں بھلا خیر و برکت کا کیا ذکر۔ غرض یہ سب واقعے ان گناہوں سے بھرے پڑے ہیں۔ (۱) مال کا بیہودہ اُڑانا۔ (۲) بے حد ریا و افتخار یعنی نمود اور شان۔ (۳) بے حد پابندی۔ (۴) کافروں کی مشابہت۔ (۵) سُودی قرض یا بلاضرورت قرض لینا۔ (۶) انعام و احسان کو زبردستی سے لینا۔ (۷) بے پردگی۔ (۸) شرک اور عقیدے کی خرابی۔ (۹) نمازوں کا قضا ہونا یا مکروہ وقت میں پڑھنا (۱۰) گناہ میں مدد دینا۔ (۱۱) گناہ پر قائم و برقرار رہنا اور اس کو اچھا جاننا جن کی مذمت قرآن و حدیث میں صاف صاف مذکور ہے چنانچہ کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیہودہ مت اُڑاؤ۔ بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے بیہودہ اُڑانے والوں کو۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے بیہودہ اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اور حدیث میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دکھانے کے لئے کوئی کام کرے دکھائے گا اللہ تعالیٰ اس کو یعنی اس کی رُسوائی کو۔ اور جو شخص سُنانے کے لئے کوئی کام کرے سُنائے گا اللہ تعالیٰ اُس کے عیب قیامت کے روز۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے مت بڑھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شے شرع میں ضرور نہیں اس کو ضرور سمجھنا اور اُس کی بے حد پابندی کرنا بُرا ہے۔ کیونکہ اس میں خدائی حد سے آگے بڑھنا ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُود لینے والے اور سُود دینے والے کو۔ اور فرمایا ہے کہ گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ اور قرض لینے کے بارے میں بھی حدیثوں میں بہت دھمکیاں اور ممانعت آئی ہے۔ اس لئے بے ضرورت وہ بھی گناہ ہے اور حدیث شریف میں ہے کسی شخص کا مال حلال نہیں ہے۔ بغیر اس کی خوش دلی کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی قسم زبردستی کر کے مجبور کر کے دباؤ ڈال کر لینا حرام ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ دیکھنے والے کو اور جس کی طرف دیکھا جائے۔ اس سے بے پردگی کی بُرائی اور اُس کا حرام ہونا ثابت ہوا۔ کہ دیکھنے والے پر بھی لعنت ہے اور جو سامنے آجائے احتیاط سے پردہ نہ کرے اس پر بھی لعنت ہے اور مرد کا غیر عورت کو دیکھنا اور عورت کا غیر مرد کو دیکھنا بھی دونوں گناہ ہیں۔ شرک کی بُرائی کون نہیں جانتا۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے بجز نماز کے۔ دیکھو اس سے نماز قضا

۴ مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منہ (د) ۱۲ کنوز الحقائق صفحہ ۱۹۲ ۹ عن الحسن مرسلا قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الناظر والمنظور

۱ واسروا واستکبروا استکبارا الآیۃ (سورۂ نوح رکوع ۱ پارہ ۲۹) ایاک والمعصیۃ فان بالمعصیۃ حل سخط اللہ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۴) من اذنب وہو یضحک دخل النار وہو یبکی (جامع الصغیر صفحہ ۱۶۲ ج ۲) ۱۲ ۲ کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین الآیۃ ۱۲ سورۂ اعراف ع ۳ پ ۸ ۳ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا الآیۃ ۱۲ سورۂ بنی اسرائیل ع ۳ پ ۱۵ ۴ من سمع سمع اللہ بہ ومن رایا رایا اللہ بہ ۱۲ الجامع الصغیر صفحہ ۳۲۸ ج ۲ ۵ تلک حدود اللہ فلا تعتدوہا الآیۃ ۱۲ سورۂ بقرہ ع ۲۸ پ ۲ ۶ عن جابر قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۴ ۷ الدین رایۃ اللہ فی الارض فاذا اراد ان یذل عبدا وضعہا فی عنقہ (ک) عن ابن عمر (صح) الدین ہم باللیل ومذلۃ بالنہار (فر) عن عائشۃ (رض) الدین ینقص من الدین والحسب (فر) عن عائشۃ (رض) الجامع الصغیر صفحہ ۱۷ ج ۲ ۸ لا یحل

اخیہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۰ ۱۰ عن عبد اللہ بن شقیق قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوٰۃ رواہ الترمذی ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۵۹ +

کرنے کی کتنی بُرائی نکلی کہ آدمی کا ایمان ہی صحیح اور ٹھیک نہیں رہتا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی مدد مت کرو گناہ اور ظلم میں۔ اور حدیث میں ہے کہ جب نیکی کرنے سے تیرا جی خوش ہوا اور بُرا کام کرنے سے جی بُرا ہوا پس تو مومن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو اچھا جاننا اور اُس پر قائم و برقرار رہنا ایمان کا ویران کرنے والا ہے اور حدیث میں خاصکر ان رسومِ جہالت کے بارے میں بہت سخت دھمکیاں آئی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصوں کے ساتھ ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اسلام میں آکر جاہلیت کی رسمیں برتنا چاہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں ہم زیادہ بیان نہیں کرتے۔ پس مسلمان پر فرض و واجب اور ایمان و عقل کی بات یہ ہے کہ ان رسموں کی بُرائی جب عقل و شرع سے معلوم ہو گئی تو ہمت کر کے سب کو خیرباد کہے اور نام و بدنامی پر نظر نہ کرے۔ بلکہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ عزت و نیک نامی ہوتی ہے اور ان رسموں کی موقوفی کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ سب برادری متفق ہو کر یہ سب بکھیڑے موقوف کرے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی اس کا ساتھ نہ دے تو خود ہی شروع کرے۔ دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسا کرنے لگیں گے کیونکہ ان خرافات سے سب کو تکلیف ہے۔ اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں عام اثر پھیل جائے گا اور ابتدا کرنے کا ثواب قیامت تک ملتا رہے گا۔ مرنے کے بعد بھی ملے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب جس کو گنجائش ہو وہ کرے جس کو نہ ہو وہ نہ کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو گنجائش والوں کو بھی گناہ کرنا جائز نہیں۔ جب ان رسموں کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا پھر گنجائش سے اجازت کب ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب گنجائش والے کریں گے تو ان کی برادری کے غریب آدمی بھی اپنی حفظ آبرو کے لئے ضرور کریں گے۔ اس لئے ضروری اور انتظام کی بات یہی ہے کہ سب ہی چھوڑ دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسوم موقوف ہو جائیں پھر میل ملاپ کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو میل ملاپ کی مصلحت سے گناہ کی بات کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ کہ میل ملاپ اس پر موقوف نہیں۔ بلا پابندی رسوم اگر ایک دوسرے کے گھر جائے یا اس کو بلائے اس کو کھلائے پلائے کچھ امداد و سلوک کرے جیسا یار دوستوں میں راہ و رسم جاری ہے تو کیا یہ ممکن نہیں بلکہ اب تو ان رسموں کی بدولت بجائے محبت و الفت کے جو کہ میل ملاپ سے اصلی مقصود ہے اکثر رنج و تکرار و شکایت اور پرانے کینوں کا تازہ کرنا اور تقریب والے کی عیب جوئی، اس کو ذلیل کرنے کے درپے ہونا، اسی طرح کی اور دوسری خرابیاں دیکھی جاتی ہیں۔ اور چونکہ ایسا لینا دینا کھلانا پلانا دستور کی وجہ سے لازم ہو گیا ہے۔ اس لئے کچھ خوشی و مسرت بھی نہیں ہوتی۔ نہ دینے والے کو کہ وہ ایک بیگار سی اُتارتا ہے نہ لینے والے کو کہ وہ اپنا حق ضروری

۱؎ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیۃ ۱۲ سورۂ مائدہ رکوع ۱ پارہ ۶

۲؎ عن ابی امامۃ ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما الایمان قال اذا سرتک حسنتک وساءتک سیئتک فانت مؤمن قال یا رسول اللہ فما الاثم قال اذا حاک فی نفسک شیء فدعہ رواہ احمد ۱۲ مشکوٰۃ ص

۳؎ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ ومطلب دم امرئ مسلم بغیر حق لیہریق دمہ رواہ البخاری ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷

۴؎ خیرباد کہے یعنی ترک کردے چھوڑ دے۔ رخصت کردے ۱۲

۵؎ خرافات یعنی بیہودہ اور لغو چیزوں ۱۲

سمجھتا ہے پھر لطف کہاں رہا۔ اس لئے ان ساری خرافات کا موقوف کر دینا واجب ہے منگنی میں زبانی وعدہ کافی ہے۔ نہ حجام کی ضرورت نہ جوڑا اور نشانی اور شیرینی کی حاجت۔ جب دونوں نکاح کے قابل ہو جائیں زبانی یا بذریعہ خط و کتابت کوئی وقت ٹھیرا کر دولہا کو بلائیں۔ ایک اس کا سرپرست[۱] اور ایک اس کا خدمتگار اس کے ساتھ آنا کافی ہے۔ نہ بری کی ضرورت نہ برات کی ضرورت۔ نکاح کر کے فوراً یا ایک آدھ روز مہمان رکھ کر اس کو رخصت کر دیں۔ اور اپنی گنجائش کے موافق جو ضروری اور کام کی چیزیں جہیز میں دینا منظور ہوں بلا اوروں کو دکھلائے اور شہرت دیئے اس کے گھر بھیج دیں یا اپنے ہی گھر اس کے سپرد کر دیں۔ نہ سسرال کے جوڑے کی ضرورت نہ چوتھی بھوڑے کی حاجت پھر جب چاہیں دولہن والے بلالیں اور جب موقع ہو دولہا والے بلالیں۔ اپنے اپنے کمینوں کو گنجائش کے موافق خود ہی دیدیں۔ نہ یہ ان سے دلائیں نہ وہ ان سے۔ منہ پر ہاتھ رکھنا بھی کچھ ضرور نہیں۔ تکبیر بھی فضول ہے اگر توفیق ہو شکریہ میں حاجتمندوں کو دیدو کسی کام کے لئے قرض مت لو۔ البتہ ولیمہ مسنون ہے وہ بھی خلوص نیت و اختصار کے ساتھ نہ کہ فخر و اشتہار[۲] کے ساتھ۔ ورنہ ایسا ولیمہ بھی جائز نہیں۔ حدیث[۳] میں ایسے ولیمہ کو شر الطعام فرمایا گیا ہے۔ یعنی بڑا ہی برا کھانا ہے اس لئے نہ ایسا ولیمہ جائز نہ اس کا قبول کرنا جائز۔ اس سے معلوم ہوگیا ہو گا کہ اکثر کھانے جو برادری کو کھلائے جاتے ہیں اس کا کھانا اور کھلانا کچھ بھی جائز نہیں۔ دیندار کو چاہئے کہ نہ خود ان رسموں کو کرے اور جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں ہرگز وہاں شریک نہ ہو بلکہ صاف انکار کر دے۔ برادری کنبے کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے روبرو کچھ کام نہ آوے گی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسی توفیق عطا فرمائے۔

مہر زیادہ بڑھانے کا بیان

انہی رسوم میں سے مہر[۴] زیادہ ٹھیرانے کی رسم ہے جو خلاف سنت ہے۔ حدیث[۵] میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خبردار مہر بڑھا کر مت ٹھیراؤ۔ اس لئے کہ اگر یہ عزت کی بات ہوتی دنیا میں اور تقویٰ کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک تو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے مجھ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بی بی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحبزادی کا نکاح کیا ہو بارہ اوقیہ سے زیادہ پر اور بعضی روایتوں میں ساڑھے بارہ اوقیہ آئے ہیں۔ یہ ہمارے حساب سے تقریباً ایک سو سینتیس[۱۳۷] روپے ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑا مہر اس لئے مقرر کرتے ہیں تاکہ شوہر چھوڑ نہ سکے۔ یہ عذر بالکل لغو ہے۔ اول تو جن کو چھوڑنا ہوتا ہے چھوڑ ہی دیتے ہیں پھر جو کچھ بھی ہو۔ اور جو مہر کے تقاضے کے خوف سے

---

[۱] یہاں سرپرست سے مراد ولی ہے ۱۲

[۲] اشتہار یعنی تشہیر یعنی مشہور کرنا ۱۲

[۳] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتباریان لا یجابان ولا یوکل طعامہما قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالضیافۃ فخراً و ریاء ۱۲ مشکوٰۃ

[۴] مہر وہ روپیہ ہے جو مرد عورت کو جنسی منافع کے عوض میں دیتا ہے ۱۲

[۵] عن عمر بن خطاب قال الا لا تغالوا صدقۃ النساء فانہا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا و تقوی عند اللہ لکان اولاکم بہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکح شیئا من نسائہ ولا انکح شیئا من بنات علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد والنسائی و ابن ماجۃ و الدارمی ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۷

نہیں چھوڑتے وہ چھوڑنے سے بدتر کر دیتے ہیں یعنی نہ طلاق دیتے ہیں نہ پاس رکھتے ہیں بیچ اُدھر میں ڈال رکھا۔ نہ اِدھر کی نہ اُدھر کی۔ اُن کا کوئی کیا کرلیتا ہے۔ یہ سب فضول عذر ہیں۔ اصل یہ ہے کہ افتخار کے لئے ایسا کرتے ہیں کہ خوب شان ظاہر ہو۔ سو فخر کے لئے کوئی کام کرنا گو اصل میں جائز ہو حرام ہو جاتا ہے تو بھلا اس کا کیا کہنا جو خود بھی سُنّت کے خلاف اور مکروہ ہو وہ تو اور بھی منع اور بُرا ہو جائے گا سُنّت تو یہی ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں اور صاحبزادیوں کیسا ٹھہرائے اور خیر اگر ایسا ہی زیادہ باندھنے کا شوق ہے تو ہر شخص کی حیثیت کے موافق مقرر کریں۔ اس سے زیادہ نہ کریں +

نبی علیہ السلام کی بیبیوں اور بیٹیوں کے نکاح کا بیان

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

اوّل حضرت[1] ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دولت[2] عظمیٰ کی درخواست کی۔ آپ نے کم عمر ہونے کا عذر فرمادیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا۔ آپ پر فوراً حکمِ الٰہی آیا اور آپ نے ان کی عرض کو قبول کرلیا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ منگنی میں یہ تمام بکھیڑے جن کا آجکل رواج ہے سب لغو اور سُنّت کے خلاف ہیں بس زبانی پیغام اور زبانی جواب کافی ہے) اس وقت عمر حضرت[3] فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ساڑھے پندرہ سال اور حضرت علی کی اکیس برس کی تھی (اس سے معلوم ہوا کہ اس عمر کے بعد نکاح میں توقف کرنا اچھا نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دولہا دولھن کی عمر میں جوڑ ہونے کا لحاظ بھی رکھنا مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دولہا عمر میں کسی قدر دولھن سے بڑا ہو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے انسؓ جاؤ اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور ایک جماعت انصار کو بلالاؤ (تو اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو بلانا کچھ مضائقہ نہیں۔ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نکاح کی شہرت ہو جائے۔ جو کہ مقصود ہے مگر اس اجتماع میں اہتمام و کوشش نہ ہو۔ وقت پر بلا تکلف دو چار آدمی قریب نزدیک کے ہوں جمع ہو جائیں) یہ سب صاحب حاضر ہو گئے اور آپ نے ایک خطبہ[4] پڑھ کر نکاح کردیا (اس سے معلوم ہوا کہ باپ کا چھپے چھپے پھرنا یہ بھی خلاف سنّت ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ باپ خود اپنی لڑکی کا نکاح پڑھ دے) اور چار سو مثقال چاندی مہر مقرر ہوا۔ جس کی مقدار کا تخمینہ[5] اوپر آچکا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر لینا چوڑا مقرر کرنا بھی خلاف سُنّت ہے۔ بس مہر فاطمی کافی اور برکت کا باعث ہے (اور اگر کسی کو وسعت نہ ہو تو اس سے بھی کم مناسب ہے)

[1] روی ان ابابکر خطب فاطمۃ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر انتظر بہا القضاء ثم خطبہا عمر فقال لہ مثل ما قال لابی بکر ثم اہل علی فقالوا یا علی اخطب فاطمۃ قال اخطب بعد ابی بکر و عمر وقد منعہا و فی روایۃ کیف والنبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یعطہا اشراف قریش فذکروا لہ قرابتہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخطبہا فزوجہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اربعمائۃ وثمانین درہما ۱۲ تاریخ الخمیس صـ ۳۶۱ جز ۱

[2] یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقد کرنے کی دولت ۱۲

[3] وتزوجہا علی وہی ابنۃ خمس عشرۃ سنۃ وخمسۃ اشہر وستۃ اشہر ونصفا وقیل بنت ثمانی عشرۃ سنۃ وسن علی یومئذ احدی وعشرون سنۃ وخمسۃ اشہر ۱۲ تاریخ الخمیس صـ ۳۶۱ جز ۱

[4] وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب حین النکاح ہذہ الخطبۃ الحمد للہ المعبود بنعمتہ الخ ۱۲ تاریخ الخمیس صـ ۳۶۲ جز ۱ ثم ان اللہ تعالیٰ امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی وقد زوجتہا علی اربعمائۃ مثقال فضۃ ۱۲ تاریخ الخمیس صـ ۳۶۲ جز ۱

[5] مقدار کے لئے زکوٰۃ کا بیان دیکھو ۱۲ +

پھر آپ نے ایک طبق میں خرمے لیکر حاضرین کو پہنچا دیئے (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت اُمّ ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بھیجدیا)۔ بہنو! دیکھو یہ دونوں جہان کی شہزادی کی رخصتی ہے۔ جس میں نہ دھوم نہ میانہ نہ پالکی نہ بکھیڑ نہ آپ نے حضرت علیؓ سے کمینوں کا خرچ دلوایا نہ کنبہ برادری کا کھانا کیا۔ ہم لوگوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے پیغمبر دونوں جہان کے سردار کی پیروی کریں اور اپنی عزت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں (نعوذ باللہ منہ) پھر حضور پُر نور اُن کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانی منگایا وہ ایک لکڑی کے پیالے میں پانی لائیں (اس سے معلوم ہوا کہ نئی دولہنوں کو شرم میں اس قدر زیادتی کرنا کہ چلنا پھرنا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا عیب سمجھا جائے۔ یہ بھی سُنّت کے خلاف ہے) حضرتؐ نے اپنی کُلّی اس میں ڈالدی اور حضرت فاطمہؓ کو فرمایا کہ اِدھر مُنھ کرو۔ اور اُنکے سینۂ مبارک اور سر مبارک پر تھوڑا پانی چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی اِن دونوں کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ ادھر پیٹھ کرو اور آپ نے اُن کے شانوں [۵] کے درمیان پانی چھڑکا اور پھر وہی دعا کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانی منگایا اور یہی عمل اُن کے ساتھ بھی کیا مگر پیٹھ کی طرف پانی نہیں چھڑکا (مناسب ہے کہ دولہا دولہن کو جمع کر کے یہ عمل کیا کریں کہ برکت کا سبب ہے) ہندوستان میں ایسی بُری رسم ہے کہ باوجود نکاح ہوجانے کے بھی دولہا دولہن میں پردہ رہتا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ بسم اللہ برکت کے ساتھ اپنے گھر جاؤ۔ اور ایک روایت [۶] میں ہے کہ نکاح کے دِن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد عشاء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور برتن میں پانی لے کر اس میں اپنا لعاب مُبارک ڈالا اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دعا کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگے پیچھے حکم فرمایا کہ اس کو پئیں اور وضو کریں۔ پھر دونوں صاحبوں کے لئے طہارت اور آپس میں محبت رہنے کی اور اولاد میں برکت ہونے کی اور اور خوش نصیبی کی دُعا فرمائی اور فرمایا جاؤ آرام کرو داگر داماد کا گھر قریب ہو تو یہ عمل کرنا بھی باعث

[۳] ولما کان لیلۃ النساء قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لاتحدث شیئا حتی تلقانی فدعا صلی اللہ علیہ وسلم بانار فتوضأ فیہ ثم افرغہ علی علی ثم قال اللہم بارک فیہما وفی روایۃ عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین زوجہ دعا بماء فمجہ ثم جبہ فی فیہ ثم رشہ فی جنبیہ و بین کتفیہ وعوذہ بقل ہو اللہ احد والمعوذتین ثم قال انی زوجتک خیر اہل بیتی کذا فی المنتقی ۱۲ (تاریخ الخمیس صـ۴۱۷ ج ۱

[۵] شانہ یعنی کندھا ۱۲ +

[۱] فلما تم النکاح دعا بطبق من تمرۃ فوضعہ بین یدیہ ثم قال انتہبوا ۱۲ تاریخ الخمیس صـ۳۶۳ ج ۱

[۲] فی ذخائر العقبیٰ قال لعلی اذا اتیتک لاتحدث شیئا حتی آتیک فجاءت فاطمۃ مع ام ایمن حتی قعدت فی جانب البیت وعلی فی جانب وجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہہنا اخی فقالت ام ایمن اخوک وقد زوجتہ ابنتک قال نعم ودخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لفاطمۃ ائتینی بماء فقامت الی قعب فی البیت فاتت فیہ بماء فاخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومج فیہ ثم قال لہا تقدمی فتقدمت فنضح بین ثدییہا وعلی رأسہا وقال اللہم انی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ائتونی بماء فقال علی فعلمت الذی یرید فقمت فملأت القعب ماء فاتیتہ فاخذہ ومج فیہ وصنع بعلی کما صنع بفاطمۃ ودعالہ بما دعا بہ لہا ثم قال ادخل باہلک بسم اللہ والبرکۃ اخرجہ ابو حاتم ۱۲ تاریخ الخمیس صـ۴۱۷ ج ۱

برکت ہے۔ اور جہیز حضرت[۱] سیدۃ النساء کا یہ تھا۔ دو چادر یمانی جو سوسی کے طور پر ہوتی تھیں۔ دو نہالی[۲] جن میں السی کی چھال بھری تھی اور چار گدّے، دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن یعنی گھڑا۔ اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے (بیبیو جہیز میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اوّل اختصار کہ گنجائش سے زیادہ تردّد[۱۰] نہ کرو۔ دوسرے ضرورت کا لحاظ کہ جن چیزوں کی سردست ضرورت ہو وہ دینا چاہیئے تیسرے اعلان و اظہار نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ سلوک و احسان ہے دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے جو ابھی بیان ہوا تینوں باتیں ثابت ہیں (اور حضور[۲] صلی اللہ علیہ وسلم نے کام اس طرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمّہ اور گھر کا کام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذمّہ) نہیں معلوم ہندوستان کی شریف زادیوں میں گھر کے کاروبار سے کیوں عار کی جاتی ہے۔ پھر حضرت[۳] علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولیمہ کیا۔ جس میں یہ سامان تھا۔ کئی صاع جَو کی روٹی پکی ہوئی اور کچھ خرمے کچھ مالیدہ (ایک صاع نمبری سیر سے ایک چھٹانک اوپر ساڑھے تین سیر ہوتا ہے) بس ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلّف و بلا تفاخر اختصار کے ساتھ جس قدر میسّر ہو اپنے خاص لوگوں کو کھلادے۔

حضرت کی بیبیوں کا نکاح

حضرت[۴] خدیجہ کا مہر پانسو درہم یا اس قیمت کے اونٹ تھے جو ابو طالب نے اپنے ذمّہ رکھے۔ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر کوئی برتنے کی چیز تھی جو دس درم کی تھی۔ اور حضرت جویریہ[۶] رض کا مہر چارسو درہم تھے اور حضرت ام حبیبہ[۷] کا مہر چارسو دینار تھے جو حبشہ کے بادشاہ نے اپنے ذمّہ رکھے اور حضرت[۸] سودہ رض کا مہر

۱ (عن عائشۃ وام سلمۃ) قالتا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نجہز فاطمۃ رض حتی ندخلہا علی علی رض فعمدنا الی البیت ففرشناہ ترابا لینا من اعراض البطحاء ثم حشونا مرفقتین لیفا فنفشناہ بایدینا ثم اطعمنا تمرا وزبیبا وسقینا ماء عذبا وعمدنا الی عود فعرضناہ فی جانب البیت یلقی علیہ الثوب ویعلق علیہ السقاء فما رأینا عرسا احسن من عرس فاطمۃ (جمع الفوائد ص۲۲ ج۱) والذی کان لہا من الجہاز بردان یمنیان ودملجان من فضۃ وکانت معہا خمیلۃ ووسادۃ ادم حشوہا لیف ومنخل وقدح ورحی وسقایۃ وجرتان وفی ذخائر العقبی امرہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یجہزوہا فجعل لہا سریر مشرط ووسادۃ من ادم حشوہا من لیف ۱۲ تاریخ الخمیس ص۴۱۱ ج۱

۲ حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین علی رض بن طالب وبین زوجۃ فاطمۃ رض حین اشتکیا الیہ الخدمۃ فحکم علی فاطمۃ رض بالخدمۃ الباطنۃ خدمۃ البیت وحکم علی علی رض بالخدمۃ الظاہرۃ ۱۲ زاد المعاد ص۲۳۵ ج۲ ۳ فلما زوجہ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انہ لابد للعرس من ولیمۃ فقال سعد عندی کبش وجمع لہ رہط من الانصار آصعا من ذرۃ وکان ذلک ولیمۃ عرسہ ۱۲ تاریخ الخمیس ص۳۶۲ ج۱ ۴ خدیجۃ بنت خویلد وہی اول من تزوج زوجہ ایاہا ابوہا خویلد بن اسد ویقال اخوہا عمرو بن خویلد واصدقہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرین بکرۃ (سیرۃ ابن ہشام ص۲۲۲ ج۲) النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصدق خدیجۃ اثنتی عشرۃ اوقیۃ ذہب ۱۲ تاریخ الخمیس ص۲۶۵ ج۱۔ ۵ (عن انس) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوج ام سلمۃ علی متاع قیمتہ عشرۃ دراہم ۱۲ جمع الفوائد ص۲۱۹ ج۱ ۶ وتزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جویریۃ واصدقہا اربعمائۃ درہم ۱۲ سیرۃ ابن ہشام ص۲۲۵ ج۲ ۷ ثم تزوج ام حبیبۃ وہی ببلاد الحبشۃ مہاجرۃ واصدقہا عنہ النجاشی اربعمائۃ دینار وبعثت الیہ من ہناک ۱۲ زاد المعاد ص۲۷ ج۱ ۸ وتزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سودۃ بنت زمعۃ زوجہ ایاہا سلیط بن عمرو ویقال ابو حاطب بن عمرو واصدقہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعمائۃ درہم ۱۲ سیرۃ ابن ہشام ص۲۲۲ ج۲ ۹ نہالی توشک کو کہتے ہیں ۱۲ ۱۰ یعنی فکر سے بچا رہے ۱۲

چار سو درہم تھے اور ولیمہ حضرت[۱] ام سلمہ کا کچھ جَو کا کھانا تھا اور حضرت[۲] زینب بنت جحش کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح ہوئی تھی اور گوشت روٹی لوگوں کو کھلایا گیا۔ اور حضرت[۳] صفیہؓ کی دفعہ جو کچھ صحابہؓ کے پاس حاضر تھا سب جمع کر لیا گیا، یہی ولیمہ تھا حضرت[۴] عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ۔ وہ خود فرماتی ہیں نہ اونٹ ذبح ہوا، نہ بکری۔ سعد بن عبادہ کے گھر سے ایک پیالہ دودھ کا آیا تھا بس وہی ولیمہ تھا۔

شرع کے موافق شادی کا ایک نیا قصہ

یہ قصہ اس غرض سے لکھا جاتا ہے کہ اکثر لوگ رسموں کی بُرائی سُن کر پوچھتے ہیں کہ جب یہ رسمیں نہ ہوں تو پھر کس طریقہ سے شادی کریں۔ اس کا جواب مہر زیادہ بڑھانے کے بیان سے ذرا پہلے گذر چکا ہے کہ کس طرح شادی کریں۔ اور پھر ہم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں اور بیبیوں کی شادی کا قصہ بھی ابھی لکھ دیا ہے۔ سمجھدار آدمی کے واسطے کافی ہے۔ مگر پھر بھی بعضے کہنے لگتے ہیں کہ صاحب اُس زمانہ کی اور بات تھی آجکل کر کے دکھلاؤ تو دیکھیں اور بڑے زبانی طریقے بتلانے سے کیا ہوتا ہے۔ اس قصے سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ آجکل بھی اس طرح شادی ہو سکتی ہے۔ پھر یہ کہ یہ قصہ نہ مولویوں اور درویشوں کے خاندان کا ہے اور نہ کسی غریب آدمی کا ہے، نہ کسی چھوٹی قوم کا ہے۔ دونوں طرف ماشاء اللہ خوب کھاتے پیتے، دنیاداری برتنے والے شریف آبرودار گھروں کا ہے اس واسطے کوئی یوں بھی نہیں کہہ سکتا کہ مولوی درویش لوگوں کی اور بات ہے۔ یا یہ کہ اُن کے پاس کچھ تھا ہی نہیں اس مجبوری کو شرع کے موافق کر لیا۔ اس قصے سے سارے شبہے جاتے رہیں گے۔ اسی سال کی بات ہے کہ ضلع مظفر نگر کے دو قصبوں میں، ایک قصبے میں دولھا والے، ایک میں دولہن والے ہیں۔ مدتوں سے دونوں طرف دِلوں میں بڑے بڑے حوصلے تھے لیکن عین وقت پر خدائے تعالیٰ نے دونوں کو ہدایت کی کہ شرع کا حکم سُن کر اپنے سب خیالات کو دل سے نکال کر خدا اور رسولؐ کے حکم موافق تیار ہو گئے۔ نہ شادی کی تاریخ مقرر کرنے کو یا مہندی لیجانے کو یا جوڑا لیجانے کو نائی بھیجا گیا، نہ اس کے متعلق کوئی رسم برتی گئی، نہ دولہن کے اُبٹنا ملنے کے واسطے بیبیاں جمع کی گئیں۔ خود ہی گھر والیوں نے مَل دَل دیا۔ نہ دولھا یا دولہن والے گھروں میں کسی کو مہمان بُلایا، نہ کسی عزیز[۵] و قریب کو اطلاع کی۔ شادی سے پانچ چھ روز پہلے خط کے ذریعہ سے شادی کا دن ٹھیر گیا اور دولھا اور دولھا کے ساتھ ایک اس کا بڑا بھائی تھا۔ دُولہن کے ولی شرعی نے اس بڑے بھائی کو رقعہ کے ذریعہ سے نکاح کی اجازت دی تھی۔ اور ایک ملازم کار و خدمت کے لئے تھا اور ایک کم عمر بھتیجا اس مصلحت سے ساتھ لے لیا تھا کہ شاید کوئی ضروری بات گھر میں کہلا بھیجنے کی ضرورت ہو تو یہ بچّہ پردے کے

[۵] عزیز و قریب کے معنی ہیں رشتہ دار ۱۲

[۱] عن صفیۃ بنت شیبۃ قالت اولم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بعض نسائہ بمدین من شعیر رواہ البخاری ۱۲ فتح الباری ص۲۰۷ ج۹

[۲] عن انس رضہ قال ما اولم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی احد من نسائہ ما اولم علی زینب اولم بشاۃ متفق علیہ وعنہ قال اولم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین بنی بزینب بنت جحش فاشبع الناس خبزا ولحما رواہ البخاری ۱۲ مشکوۃ ص۲۷۸

[۳] عن انس قال اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین خیبر والمدینۃ ثلث لیال یبنی علیہ بصفیۃ فدعوت المسلمین الی ولیمتہ وما کان فیہا من خبز ولا لحم وما کان فیہا الا ان امر بالانطاع فبسطت فالقی علیہا التمر والاقط والسمن رواہ البخاری (مشکوۃ ص۲۷۸

[۴] روی انہ علیہ السلام ما اولم علی عائشۃ بشیء غیر ان قدحا من لبن اہدی الیہ من بیت سعد بن عبادۃ فشرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہ وشربت عائشۃ منہ ۱۲ تاریخ الخمیس ص۴۶۸ جز۱

قابل نہیں ہے۔ بے تکلف گھر میں جاکر کہدے گا۔ بس کل اتنے آدمی تھے جو کہاریہ کی ایک بہلی میں بیٹھ کر جمعہ کے دن دولہن کے گھر پہنچ گئے۔ دولہن کا جوڑا ان ہی لوگوں کے ساتھ تھا اور دولہا اپنے گھر کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ وہاں پہنچکر ملنے والوں کو کہلا بھیجا گیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد نکاح ہوگا نماز جمعہ کے قریب دولہا کا جوڑا گھر میں سے آگیا اس کو پہن کر جامع مسجد میں چلے گئے۔ بعد نماز جمعہ اوّل مختصر سا وعظ ہوا جس میں رسموں کی خرابیاں کا بیان تھا۔ اِس وعظ میں جتنے آدمی تھے خوب سمجھ گئے۔ بعد وعظ کے نکاح پڑھا گیا اور چھوہارے باہر اور گھر میں تقسیم ہوئے۔ جو لوگ نہ آسکے تھے اُن کے گھر بھی بھیج دیئے۔ عصر سے پہلے سب کام پورا ہوگیا۔ بعد مغرب کے دولہا والوں کو ہمیشہ کے وقت پر نفیس کھانا کھلایا گیا۔ اور عشار کے بعد عورتوں کو ویسا ہی وعظ سنایا گیا۔ ان پر بھی خوب اثر ہوا اور وقت پر چین سے سو رہے۔ اگلے روز تھوڑا ہی دن چڑھا تھا کہ دولہن کو ایک بہلی میں بٹھلا کر رخصت کر دیا گیا۔ ہمراہی میں ایک رشتہ دار بی بی اور خدمت کے لئے ایک نائن تھی۔ یہ بہلی دولہن کے جہیز[1] میں ملی تھی۔ اور پالکی یا میانہ وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں کی گئی اور جہیز بھی ساتھ نہیں کیا گیا۔ دولہن والوں نے اپنے کمینوں کو اپنے پاس سے انعام دیا۔ اور دولہا والوں نے سلامی کا روپیہ بھی نہیں لیا۔ بجائے بکھیر کے جو کہ دولہن کے سر پر ہوتی ہے بعض مسجدوں میں اور غریب غربار کے گھروں میں روپے اور پیسے بھیج دیئے گئے۔ ظہر کے وقت دولہا کے گھر آپہنچے۔ دولہن کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی جو بیبیاں دولہن کو دیکھنے آئیں اُن سے مُنہ دکھائی نہیں لی گئی۔ اگلے دن ولیمہ کے لئے کچھ تو بازار سے عمدہ مٹھائی منگا کر اور کچھ کھانا دو طرح کا گھر میں پکوا کر مناسب مناسب جگہوں میں اپنے دوستوں اور ملنے والوں اور غریب غربار اور نیک بخت اور طالب علموں کے لئے بھیج دیا گیا گھر پر کسی کو نہیں بلایا گیا۔ دولہن والوں کی طرف سے چوتھی کی رسم کے لئے کوئی نہیں آیا۔ تیسرے دن دولہا اور دولہن اس کے میکے چلے گئے اور ایک ہفتہ رہ کر پھر دولہا کے گھر آگئے۔ اُس وقت کچھ اسباب جہیز بھی ساتھ لے آئے۔ اور کچھ پھر کبھی دوسرے وقت پر لانے کے لئے وہاں ہی چھوڑ آئے۔ اُس وقت دولہن اتفاق سے میانہ میں سوار تھی۔ دولہا کے کمینوں کو جو کچھ رسم کے موافق ملتا اُس سے زیادہ انعام ان کو تقسیم کر دیا گیا۔ غرض ایسی چین امن سے شادی ہوگئی کہ کسی کو نہ کوئی تکلیف ہوئی اور نہ کوئی طوفان ہوا۔ میں بھی اوّل سے آخر تک اس شادی میں شریک رہا۔ اِس قدر حلاوت اور رونق تھی کہ بیان میں نہیں آتی۔ خدا کے فضل سے سب دیکھنے والے خوش ہوئے اور بہت لوگ تیار ہوگئے کہ ہم بھی یوں ہی کرینگے۔ چنانچہ اسکے بعد دولہن کے خاندان میں ایک شادی اور ہوئی وہ اس سے بھی سادی تھی۔ اگر زیادہ سادگی نہ ہو سکے تو اسی طرح کر لیا کرو۔ جیسا اس قصّے میں تم نے پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین یا رب العالمین۔

بیوہ کے نکاح کا بیان

اُن ہی بیہودہ رسموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو بُرا اور عار سمجھتے ہیں۔ خاصکر

[1] جہیز وہ سامان کہلاتا ہے جو بوقت شادی باپ اپنی بیٹی کو دیتا ہے ۱۲ [2] بیوہ عورت کا شوہر جاتا رہے اُسے رانڈ یا بیوہ کہتے ہیں ۱۲

شریف لوگ اس میں زیادہ مبتلا ہیں۔ شرعاً اور عقلاً جیسا پہلا نکاح ویسا دوسرا۔ دونوں میں فرق سمجھنا محض بے وجہ اور بے وقوفی ہے۔ صرف ہندوؤں کے میل جول اور کچھ جانے انجانے کی محبت سے یہ خیال جم گیا ہے۔ ایمان اور عقل کی بات یہ ہے کہ جس طرح پہلے نکاح کو بے روک ٹوک کر دیتے ہیں اسی طرح دوسرا نکاح بھی کر دیا کریں۔ اگر دوسرے نکاح سے دل تنگ ہوتا ہے تو پہلے نکاح سے کیوں نہیں ہوتا۔ عورتوں کی ایسی بُری عادت ہے کہ خود کرنا اور رغبت دلانا تو در کنار۔ اگر کوئی خدا کی بندی خدا اور رسول کا حکم سر آنکھوں پر رکھکر کر بھی لے تو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ بات بات میں طعنہ دیتی ہیں، ہنستی ہیں، ذلیل کرتی ہیں۔ غرضکہ کسی بات میں بے چوٹ کئے نہیں رہتیں۔ یہ بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے۔ کیونکہ شریعت کے حکم کو عیب سمجھنا، اس کے کرنے والے کو حقیر و ذلیل جاننا کفر ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ ہمارے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بیبیاں تھیں حضرت عائشہ رضؓ کے علاوہ کوئی بھی کنواری نہ تھی۔ ایک ایک دو دو نکاح پہلے ہو چکے تھے تو کیا نعوذ باللہ نعوذ باللہ ان کو بھی بُرا کہو گی کیا۔ توبہ توبہ تمہاری شرافت اُن سے بھی بڑھ گئی کہ جو کام اُنھوں نے کیا۔ خدا اور رسولؐ نے جس کا حکم کیا اس کے کرنے سے تمہاری عزّت گھٹ جائے گی، آبرو میں بٹہ لگ جائے گا، ناک کٹ جائے گی۔ تو یوں کہو کہ مسلمان ہونا ہی تمہارے نزدیک بے عزّتی کی بات ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک اس خیال کو اپنے دل سے دُور نہ کرو گی اور پہلے اور دوسرے نکاح کو یکساں نہ سمجھو گی تب تک ہرگز تمہارا ایمان درست اور ٹھیک نہ ہو گا۔ اس لئے اس خیال کے مٹانے میں بڑی کوشش کرنی چاہئے اور سوائے اس کے اور کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی کہ ننگ و ناموس کو دل سے نکال کر رسم و رواج کو طاق پر رکھ کر اللہ و رسول کو راضی اور خوش کرنے کے لئے فوراً بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو۔ انکار کرے تو اس کو رغبت دلاؤ۔ کوشش کرو۔ دباؤ ڈالو۔ غرض جس طرح بن پڑے نکاح کر دو۔ اور خوب سمجھ لو کہ یہ انکار سب کا ظاہری انکار ہے جو فقط رواج کی وجہ سے ہوتا ہے۔ رواج نہ ہو تو کوئی انکار نہ کرے۔ جب تک ایسا نہ کرو گی اور عام طور پر اس کا رواج نہ پھیلے گا ہرگز دل کا چور نہ نکلے گا۔ حدیث میں ہے جو کوئی میرے چھوٹے ہوئے طریقے کو پھر پھیلائے اور جاری کرے اسکو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اس لئے بیوہ عورتوں کے نکاح میں جو کوئی کوشش کرے گا اور اس کا رواج پھیلائے گا اور جو بیوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے اور رواج پڑنے کے لئے اپنا نکاح کر لے گی وہ سو شہیدوں کا ثواب پائے گی۔ کیا تم کو اُن پر ترس نہیں آتا۔ اُن کا حال دیکھ دیکھ کر تمہارا دل نہیں کُڑھتا کہ ان کی عمر برباد اور وہ مٹی میں ملی جاتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ) ۱۲ کتاب الاستیعاب صفحہ ۷۶۵ ج ۲ سے عن ابی ہریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ کارگر یعنی مفید۔ کامیاب ۱۲ عزت و شرافت کا خیال ۱۲ +

ملے جب عورت بیوہ ہو جاتی ہے اور پھر دوسرا عقد کرنا چاہتی ہے تو اس کے رشتہ دار یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر اس نے دوسرا عقد کر لیا تو اس کا خاوند جانا اُس کا وارث ہو جائیگا اور اگر یہ بغیر شادی کئے ہوئے مر گئی تو ساری دولت ہمارے قبضہ میں آ جائے گی ۱۲ ملے قال ابو عمر لم ینکح صلی اللہ علیہ وسلم بکراً غیرہا (ای غیر

تیسرا باب

اُن رسموں کے بیان میں جن کو لوگ ثواب اور دین کی بات سمجھکر کرتے ہیں

فاتحہ کا بیان

پہلے یہ سمجھو کہ فاتحہ یعنی مُردے کو ثواب پہنچانے کا طریقہ کیا ہے؟ سو اس کی حقیقت شرعؔ میں فقط اتنی ہے کہ کسی نے کوئی نیک کام کیا۔ اس پر جو کچھ ثواب اُس کو ملا اس نے اپنی طرف سے وہ ثواب کسی دوسرے کو دیدیا کہ یا اللہ میرا یہ ثواب فلاں کو دیدیجئے اور پہنچادیجئے مثلاً کسی نے خدا کی راہ میں کچھ کھانا یا مٹھائی یا روپیہ پیسہ کپڑا وغیرہ دیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جو کچھ اس کا ثواب مجھے ملا ہے وہ فلاں کو پہنچا دیجئے۔ یا ایک آدھ پارہ قرآن مجید یا ایک آدھ سورت پڑھی اور اس کا ثواب بخشدیا۔ چاہے وہ نیک کام آج ہی کیا ہو۔ یا اس سے پہلے عمر بھر میں کبھی کیا تھا دونوں کا ثواب پہنچ جاتا ہے اتنا تو شرع سے ثابت ہے۔ اب دیکھو جاہلوں نے اس میں کیا کیا بکھیڑے شامل کئے ہیں۔ اوّل تھوڑی سی جگہ لیپتے ہیں اس میں کھانا رکھتے ہیں۔ بعض بعض کھانے کے ساتھ پانی اور پان بھی رکھتے ہیں۔ پھر ایک شخص کھانے کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ سورتیں پڑھتا ہے اور نام بنام سب مُردوں کو بخشتا ہے۔ اس مَن گھڑت طریقے میں یہ خرابیاں ہیں۔ (۱) بڑی خرابی اس میں یہ ہے کہ سارے جاہلوں کا یہ عقیدہؔ ہے کہ بغیر اس طرح پہنچائے ثواب ہی نہیں پہنچتا۔ چنانچہ ایک ایک کی خوشامد کرتے پھرتے ہیں جب تک کوئی اس طرح فاتحہ نہ کر دے تب تک وہ کھانا کسی کو نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ اب تک ثواب تو پہنچا ہی نہیں پھر کسی کو کیونکر دیا جائے۔ بعض وقت غیر محرم کو گھر میں بُلا کر فاتحہ دلاتی ہیں جو شرعاً ناجائز ہے۔ خود میں نے دیکھا ہے کہ جب بہت سے مُردوں کو دلانا مقصود ہوتا ہے جن کے نام بتلا دینے سے یاد نہیں رہ سکتے۔ وہاں فاتحہ دینے والے کو حکم ہوتا ہے کہ جب تُو سب پڑھ چکے تو ہُوں کر دینا۔ بس ہُوں کرنے کے وقت ایک ایک نام بتلا کر اُس سے کہلایا جاتا ہے اور یہ سمجھتی ہیں کہ اس وقت جس کا نام لیوے لے گا اسی کو ثواب ملے گا جس کا نہ لے گا اس کو نہ ملے گا۔ حالانکہ ثواب بخشنے کا اختیار خود کھانے کے مالک کو ہے نہ اُس پڑھنے والے کو اس کے نام لینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ خود یہ جس کو چاہے بخشے جس کو چاہے نہ بخشے یہ سب عقیدے کی خرابی ہے۔ بعض کم علم یُوں کہتے ہیں کہ ثواب تو بغیر اس کے بھی پہنچ جاتا ہے لیکن اُس وقت سورتیں اس لئے پڑھ لیتے ہیں کہ دوہرا ثواب پہنچ جائے۔ ایک کھانے کا دوسرا قرآن مجید کا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہی مطلب ہے تو خاص اس وقت پڑھنے کی کیا وجہ۔ جو قرآن مجیدؔ تم نے صبح کو تلاوتؔ کیا ہے بس اسی

۱ اختیار دای الشافعیہ فی الدعاء اللهم اوصل مثل ثواب ما قرأته الى فلان واما عندنا قالوا على الیہ نفس الثواب و فی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابها الیہم عند اہل السنۃ والجماعۃ کذا فی البدائع ۱۲ شامی صفحہ ۹۴۳ جز ۱ ۲ ثم اللائق انہ لا فرق بین ان ینوی بہ عند الفعل للغیر او یفعلہ لنفسہ ثم بعد ذلک یجعل ثوابہ لغیرہ ۱۲ شامی صفحہ ۹۴۳ جز ۱ ۳ تلاوت کرنا یعنی پڑھنا ۱۲ ۵ عقیدہ رکھنا یعنی دل سے یقینی سمجھنا ۱۲

گو اس کے ساتھ بخشدیا ہوتا اگر کوئی شخص اس وقت نہ پڑھے پہلے کا پڑھا ہوا ایک آدھ پارہ یا پورا قرآن مجید بخشدے یا یوں کہے اچھا مٹھائی تقسیم کردو میں پھر پڑھ کے بخشدوں گا تو کبھی کوئی نہ مانے گا، یا کوئی اس کھانے اور مٹھائی کے پاس نہ آوے وہیں دُور بیٹھا بیٹھا پڑھ دے۔ تب بھی کوئی نہیں مانتا۔ پھر اس صورت میں دوسرے سے فاتحہ کرانے کے کوئی معنی ہی نہیں کیونکہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب اُسی پڑھنے والے کو ہوگا تو تمہاری طرف سے تو بہرحال فقط مٹھائی کا ثواب پہنچا۔ یہ اچھی زبردستی ہے کہ جب ہم ایک ثواب بخشیں تو کچھ نہ کچھ وہ بھی بخشے۔ (۲) لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ صرف اس طرح پڑھ کر بخشدینے سے ثواب پہنچ جاتا ہے کھانا خیرات کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور کسی بزرگ کا فاتحہ دِلاکر خود کھا جاتے ہیں۔ گیارھویں وغیرہ کی مٹھائی اگر تقسیم بھی کی جاتی ہے تو کس کو فلانے نواب صاحب تحصیلدار صاحب، پیشکار صاحب تھانیدار صاحب وغیرہ یار دوستوں کو بھیجی جاتی ہے۔ ہم نے کہیں نہیں سُنا نہ دیکھا کہ سب شیرینی فقرا اور مسکینوں کو خیرات کردی گئی ہو۔ پس معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ ہے کہ اس طرح پڑھ کر بخشدینے سے اُس کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔ سو یہ اعتقاد خود غلط اور گناہ ہے اس لئے کہ خود وہ چیز تو پہنچتی ہی نہیں البتہ اس کا ثواب پہنچتا ہے تو جن کو بخشا ان کو بھی نہیں پہنچا۔ البتہ دو ایک سورت جو پڑھی ہیں صرف اسی کا ثواب پہنچا سو اگر اِن ہی کا ثواب بخشنا تھا تو اس مٹھائی یا کھانے کا بکھیڑا ناحق کیا، خواہ مخواہ روپے دو روپے کا مفت احسان رکھا۔ اگر کہو کہ نہیں صاحب فقیروں کو بھی اس میں سے دیتے ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ فقیروں کو دیا بہت سے بہت دس پانچ کو دیا تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ مقصود تو پورے روپے کی مٹھائی کا ثواب بخشنا ہے۔ اگر فقط اتنی ہی جلیبیوں کا ثواب بخشنا تھا تو روپے کا نام کیوں کیا۔ اور جن کو دیا جاتا ہے اُن کو خیرات کے نام سے نہیں دیا جاتا بلکہ تبرک اور ہدیہ سمجھ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کو اگر کچھ خیرات دو تو ہرگز نہ لیں بلکہ بُرا مانیں۔ لہٰذا آجکل کے رواج کے اعتبار سے یہ فعل بالکل لغو اور بے معنی ہے۔ (۳) اچھا ہم نے مانا کہ فاتحہ کے بعد وہ کھانا محتاج ہی کو دیدیا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ محتاج کو دینے اور کھلانے سے پہلے ثواب بخشنے کا کیا مطلب۔ تم کو تو ثواب اُسی وقت ملے گا جب فقیر کو دیدو یا کھلادو۔ ابھی تم ہی کو ثواب نہیں ملا تو اس بیچارے مُردے کو کیا بخشا۔ غرض اس فعل کی کوئی بات ٹھکانے کی نہیں۔ (۴) بعض کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خود وہ چیز پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ کھانے کے ساتھ پانی اور پان اور بعضے حقّہ بھی اسی واسطے رکھتے ہیں کہ کھانا کھاکر پانی کہاں پاویں گے پھر مُنھ بدمزہ ہوگا اس لئے پان کی ضرورت پڑے گی۔ خدا کی پناہ جہالت کی بھی حد ہوگئی۔ یہ بھی خیال رکھتی ہیں کہ جو چیز اس کو زندگی میں پسند تھی اُس پر فاتحہ ہو چھوٹے بچّے کی دودھ پر فاتحہ ہو۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ شبِ برات کی فاتحہ پر ایک بڑھیا نے کئی پھلجھڑیاں رکھدی تھیں اور کہا تھا کہ ان کو آتشبازی کا بڑا شوق تھا۔ خود کہو یہ عقیدے کی خرابی

لے شب برات شعبان کے مہینے کی پندرھویں رات کو کہتے ہیں یعنی جو رات چودھویں تاریخ کا دن گذر جانے کے بعد آتی ہے ۱۲

ہے یا نہیں۔ (۵) یہ بھی خیال ہے کہ اُس وقت اس کی روح آتی ہے چنانچہ لوبان وغیرہ خوشبو سُلگانے کا یہی منشاء ہے۔ گو سب کا یہ خیال نہ ہو۔ (۶) پھر جمعرات کی قید اپنی طرف سے لگا لی۔ جب شریعت سے سب دن برابر ہیں تو خاص جمعرات ہی کو فاتحہ کا دن سمجھنا شرعی حکم کو بدلنا ہے یا نہیں۔ پھر اس قید سے ایک یہ بھی خرابی پیدا ہو گئی ہے کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ مُردوں کی روحیں جمعرات کو اپنے اپنے گھر آتی ہیں۔ اگر کچھ ثواب مل گیا تو خیر نہیں تو خالی ہاتھ لوٹ جاتی ہیں یہ محض غلط خیال ہے اور بلا دلیل ایسا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔ اسی طرح کوئی تاریخ مقرر کرنا اور یہ سمجھنا کہ اس میں زیادہ ثواب ملے گا محض گناہ کا عقیدہ ہے۔ (۷) اکثر عوام کی عادت ہے کہ بہت کھانے میں سے تھوڑا سا کھانا کسی طباق یا خوان میں رکھ کر اس کو سامنے رکھ کر فاتحہ کرتے ہیں اس میں اُن خرابیوں کے علاوہ ایک یہ بات پوچھنا ہے کہ فقط اتنے ہی کھانے کا ثواب بخشنا ہے یا سارے کھانے کا۔ فقط اتنے ہی کھانے کا ثواب بخشنا تو یقیناً منظور نہیں۔ پس ضرور یہی کہو گی کہ سب کا ثواب پہنچانا منظور ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ پھر فقط اتنے پر کیوں فاتحہ دلایا۔ اس سے تو تمہارے قاعدے کے موافق صرف اس طباق کا ثواب پہنچنا چاہیئے۔ باقی تمام کھانا ضائع گیا اور فضول رہا۔ اگر یوں کہو اُس کا سامنے رکھنا کچھ ضروری نہیں صرف نیت کافی ہے تو پھر اس طباق کے رکھنے کی کیا ضرورت ہوئی اس میں بھی نیت کافی تھی۔ یہ تو توبہ توبہ حق تعالیٰ کو نمونہ دکھلانا ہے کہ دیکھئے اس قسم کا کھانا دیگ میں ہے اس کا ثواب بخشدیجئے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ۔ (۸) پھر اگر ثواب پہنچانے کے لئے اُس کا سامنے رکھ کر پڑھنا ضروری ہے تو اگر روپیہ پیسہ یا کپڑا غلہ وغیرہ ثواب بخشنے کے لئے دیا جائے اس پر فاتحہ کیوں نہیں پڑھتی ہو۔ اور اگر یہ ضروری نہیں تو کھانے اور مٹھائی میں کیوں ایسا کرتی اور ضروری سمجھتی ہو۔ (۹) پھر ہم پوچھتے ہیں کہ زمین لیپنے کی کیا ضرورت پڑی وہ نجس تھی یا پاک۔ اگر ناپاک تھی تو لیپنے سے پاک نہیں ہوئی بلکہ اور زیادہ نجس ہو گئی کہ پہلے تو خشک ہونے کی وجہ سے پیالے وغیرہ میں لگنے کا شبہ نہ تھا۔ اب وہ برتن بھی نجس ہو جائیں گے اور اگر پاک تھی تو لیپنا محض فضول حرکت ہے۔ یہ بھی گویا ہندوؤں کا چوکا ہوا تو نعوذ باللہ مُردوں کو چوکے میں بٹھا کر کھانا کھلاتی ہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اسی طرح جس فاتحہ میں زیادہ اہتمام ہوتا ہے اُس میں چُولھا وغیرہ بھی لیپا جاتا ہے اس کا بھی یہی حال ہے۔ (۱۰) بزرگوں کی فاتحہ میں ساری چیزیں اچھوتی ہوں، کوٹے گھڑے کورے برتن نکالے جائیں، اُن میں پانی کنوئیں سے بھر کر آئے، گھر کا پانی نہ لگنے پائے اور اس کو کوئی نہ چھوئے، نہ ہاتھ ڈالے، نہ اُس میں سے کوئی پیئے، نہ جھٹالے[1] سینی خوب دھو کر نکالی آئے۔ غرض گھر کی سب چیزیں نجس ہیں۔ یہ عجیب خلافِ عقل بات ہے۔ اگر وہ سچ مچ نجس ہیں تو اُن کو استعمال میں کیوں لاتی ہو۔ ورنہ اس سارے پکھنڈ[2] کی کیا ضرورت شرعی حکم فقط اتنا ہے کہ جس چیز کا خود کھانا جائز اُسے فقیر کو دینا بھی جائز اور جب فقیر کو دیدیا تو اب ثواب بخشدینا جائز۔ پھر یہ ساری باتیں لغو اور خلافِ عقل ہوئیں یا نہیں۔ اگر کہو کہ صاحب وہ بڑی درگاہ ہے بزرگ لوگ

تنبیہ

[1] جھٹالے یعنی کھا کر جھوٹا کردے ۱۲

[2] پکھنڈ یہ ہندی کا لفظ ہے اس کی اصل پاکھنڈ ہے بمعنی فریب دینا۔ یہاں مراد ہے بکھیڑا کرنا ۱۲

ہیں اُن کے پاس چیز احتیاط سے بھیجنا چاہئے۔ تو جواب یہ ہے کہ اوّل تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس ظاہری احتیاط اور طہارت کی کچھ قدر نہیں اُس کے نزدیک حلال اور طیّب ہونے کی قدر ہے۔ اگر حرام مال ہوگا تو ہزار احتیاط کرو سب اکارت ہے۔ اور اگر حلال طیّب ہے تو یہ سب فضول ہے وہ یوں ہی معمولی طور پر دیدینے سے بھی قبول ہے۔ دوسرے یہ کہ جب خود ان کی درگاہ میں بھیجنے کا عقیدہ ہوا تو یہ حرام اور شرک ہوگا کیونکہ اس کھانے کو اللہ کی راہ میں دینا مقصود ہے نہ خود اُن کے پاس بھیجنا۔ اور اُن کی راہ میں دینا۔ اگر ایسا عقیدہ ہو تو وہ کھانا بھی حرام ہوجائے گا۔ بس جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر ثواب بخشنا منظور ہو تو جیسے اور چیزیں خدا کی راہ میں دیتی ہو اور اس میں خرافات نہیں کرتی ہو مثلاً فقیر کو پیسہ دیا اس کو دھوتی نہیں اناج غلّہ دیا گھر کے پکے ہوئے کھانے میں سے روٹی وغیرہ دیتی ہو اسی طرح یہ بھی معمولی طور سے پکا کر دیدو۔ کیونکہ یہ بھی بڑی درگاہ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں جاتا ہے وہ بھی وہیں جاتا ہے پھر دونوں میں فرق کیسا۔ پھر خیال کرو تو اس میں ایک حساب سے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ پر بڑھا دینا ہے اور یہ دل کا چور الگ رہا کہ وہ بزرگوں کی درگاہ میں جاتا ہے اور یہ اللہ کی درگاہ میں۔ جو کھُلا ہوا شرک ہے۔ (۱۱) اس سے بدتر یہ دستور ہے کہ ہر ایک کا فاتحہ الگ الگ کر کے دلایا جاتا ہے۔ یہ اللہ میاں کا' یہ محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا' یا حضرت بی بی کا۔ اس کا تو صاف یہی مطلب ہے کہ فقط اتنا اللہ میاں کو دیتی ہیں اور اتنا اِن اِن لوگوں کو۔ تو بھلا اس کے شرک ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے استغفر اللہ' استغفر اللہ۔ اس کا شرک اور بُرا ہونا کلام مجید میں صاف صاف مذکور ہے۔ اس سے توبہ کرنا چاہئے۔ بس ساری چیز خدا کی راہ میں دیدو پھر جتنوں کو ثواب بخشنا ہو بخشدو۔ پھر ایک لُطف اَور ہے کہ معمولی مُردوں کا فاتحہ تو سب کا ایک ہی میں کرا دیتی ہیں' بزرگوں اور بڑے لوگوں کا الگ الگ کراتی ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تو بیچارے غریب مسکین کمزور ہیں۔ اس لئے ایک میں ہوجائے تب بھی کچھ حرج نہیں اور یہ بڑے لوگ ہیں ساجھے میں ہوگا تو لڑ مریں گے' چھینا جھپٹی کرنے لگیں گے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ (۱۲) حضرت بی بی کی فاتحہ میں ایک یہ بھی قید ہے کہ کھانا بند کر دیا جائے کھُلا نہ رہے کیونکہ وہ پردہ دار تھیں تو اُن کے کھانے کا بھی غیر محرم سے سامنا نہ ہو۔ اس کا لغو ہونا خود ظاہر ہے۔ (۱۳) حضرت بی بی کی فاتحہ اور صحنک کے کھانے میں یہ بھی قید ہے کہ مرد نہیں کھا سکتے بھلا وہ کھائیں گے تو سامنا نہ ہوجائے گا۔ اور ہر عورت بھی نہ کھائے۔ کوئی پاک صاف نیک بخت عورت کھائے۔ اور نہ وہ کھائے جس نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا ہو۔ یہ بھی بہت بُرا اور گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اس کی بھی بُرائی موجود ہے۔

م الانعام خالصۃ لذکورنا ومحرم علےٰ ازواجنا وان یکن میتۃ فہم فیہ شرکاء سیجزیہم وصفہم انہ حکیم علیم ۰ ۱۲ سورۃ الانعام رکوع ۱۶ پارہ ۸ +

۱ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من کسب الطیب فان اللہ یتقبلہا بیمینہ ثم یربیہا لصاحبہا کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ صـ ۱۶۷

۲ اکارت ہے یعنی بے سود ہے ۱۲

۳ طیب یعنی پاک ۱۲

۴ وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیباً فقالوا ہذا للہ بزعمہم وہذا لشرکائنا فما کان لشرکائہم فلا یصل الی اللہ وما کان للہ فہو یصل الی شرکائہم ساء ما یحکمون ۱۲ سورۃ الانعام پارہ ۸ رکوع ۱۵۔

۵ صحنک میں صاد پر زبر ہے اور حا کے نیچے زیر ہے معنی ہیں رکابی اور طشتری۔ صحنک لفظ صحن کا مصغر ہے ۱۲

۶ وقالوا ہذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء بزعمہم وانعام حرمت ظہورہا وانعام لا یذکرون اسم اللہ علیہا افتراء علیہ سیجزیہم بما کانوا یفترون وقالوا ما فی بطون ہذہ ا

(۱۴) بزرگوں اور اولیاء اللہ کے فاتحہ میں ایک اور خرابی ہے وہ یہ کہ لوگ اُن کو حاجت روا اور مشکل کشا[1] سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں کہ اُن سے ہمارے کام نکلیں گے، حاجتیں پوری ہوں گی، اولاد ہوگی، مال اور رزق بڑھیگا اولاد کی عمر بڑھے گی۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس طرح کا عقیدہ صاف شرک ہے۔ خدا بچائے۔ غرض ان سب رسموں اور عادتوں کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر کسی کو ثواب بخشنا منظور ہو تو بس جس طرح شریعت کی تعلیم ہے اس طرح سیدھے سادے طور پر بخشدینا چاہیئے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور ان سب لغویات کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بس بلا پابندی رواج جو کچھ توفیق اور میسّر ہو پہلے محتاج کو دیدو پھر اس کا ثواب بخشدو۔ ہمارے اس بیان سے گیارہویں سہ منی توشہ وغیرہ سب کا حکم نکل آیا اور سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ بعضے لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں یہ تو بالکل حرام ہے اور اس چڑھاوے کا کھانا بھی درست نہیں۔ نہ خود کھاؤ نہ کسی کو دو کیونکہ جس کا کھانا درست نہیں۔ دینا بھی درست نہیں۔ (۱۵) بعضے آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اس کی منّت مانتے ہیں، چادر چڑھانا منع ہے اور جس عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہے۔ اور دوسرے خیرات صدقے میں بھی جاہلوں نے بہت سے بے شرع رواج نکال رکھے ہیں۔ چنانچہ ایک رواج اکثر جاہلوں میں یہ ہے کہ کسی بیماری کا اُتارا سمجھ کر چیلوں وغیرہ کو گوشت دیتے ہیں۔ چونکہ اکثر یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ بیماری اسی گوشت میں لپٹ کر چلی گئی۔ اور اسی لئے وہ گوشت آدمی کے کھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ اور ایسے اعتقاد کی شرع میں کوئی سند نہیں۔ اس لئے یہ بھی بالکل شرع کے خلاف ہے۔ ایک رواج یہ ہے کہ جانور بازار سے مول منگوا کر چھوڑتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ ہم نے اللہ کے واسطے ایک جان کو آزاد کیا ہے اللہ میاں ہمارے بیمار کی جان کو مصیبت سے آزاد کر دیں گے۔ سو یہ اعتقاد کرنا کہ جان کا بدلہ جان ہوتا ہے شرع میں اس کی بھی کوئی سند نہیں۔ ایسی بے سند بات کا اعتقاد کرنا خود گناہ ہے۔ ایک رواج اس سے بڑھ کر غضب کا ہے کہ کوئی چیز کھانے پینے کی چوراہے پر رکھوا دیتے ہیں۔ یہ بالکل کافروں کی رسم ہے۔ برتاؤ میں کافروں کا طریقہ ویسے بھی منع ہے اور جو اس کے ساتھ عقیدہ بھی خراب ہو تو اس میں شرک اور کفر کا بھی ڈر ہے۔ اس کام کے کرنے والے یہی سمجھتے ہیں کہ اس پر کسی جن یا بھوت یا پیر شہید کا دباؤ یا ستاؤ ہو گیا ہے۔ اُن کے نام بھینٹ دینے سے وہ خوش ہو جائیں گے اور یہ بیماری یا مصیبت جاتی رہے گی۔ سو یہ بالکل مخلوق کی پوجا ہے جس کا شرک ہونا صاف ظاہر ہے اور اس میں جو رزق کی بے ادبی اور راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کا گناہ الگ رہا۔ ایک رواج یہ گھڑ رکھا ہے کہ بعضے موقعوں میں صدقہ کے لئے بعضی چیزوں کو خاص کر رکھا ہے جیسے ماش[2] اور تیل اور وہ بھی خاص بھنگی کو دیا جاتا ہے۔ اوّل تو ایسے خاص کرنے کی شرع میں کوئی سند نہیں اور بے سند خاص کرنا گناہ ہے پھر مسلمان محتاج کو چھوڑ کر بھنگی کو دینا یہ بھی شرع کا مقابلہ ہے کیونکہ شرع میں مسلمان

[1] مشکل کشا یعنی مشکلوں کو آسان کرنیوالا ۱۲

[2] ماش، اُڑد کو کہتے ہیں ۱۲

کا حق زیادہ اور مقدم ہے۔ پھر اس میں یہ اعتقاد بھی ہوتا ہے کہ اس صدقہ میں بیماری لپٹی ہوئی ہے اس واسطے گندے ناپاک لوگوں کو دینا چاہئے کہ وہ سب اُلا بَلا کھا جائیں گے۔ سو یہ اعتقاد بھی بے سند ہے اور ایسی بے سند بات کا اعتقاد کرنا خود گناہ ہے اس واسطے خیرات کے اُن طریقوں کو چھوڑ کر سیدھا طریقہ یہ اختیار کرنا چاہئے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے میسّر کیا خواہ کوئی چیز ہو چُپکے سے کسی محتاج کو یہ سمجھ کر دیدیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوں گے اور اس کی برکت سے بَلا اور مصیبت کو دفع کر دیں گے اس سے زیادہ سب فضول پکھنڈ بلکہ گناہ ہیں۔ ایک رواج یہ نکال رکھا ہے کہ گلگلے وغیرہ پکا کر عورتیں مسجد میں لیجا کر خاص محراب یا منبر پر رکھتی ہیں۔ اور بعضی جگہ باجا بھی ساتھ ہوتا ہے۔ باجے کا ہونا تو ظاہر ہے جیسا کچھ بُرا ہے باقی اور قیدیں بھی واہیات ہیں۔ بلکہ خود عورتوں کا مسجد میں جانا ہی منع ہے۔ جب نماز کے واسطے عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کیا ہے تو یہ کام تو اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ بعضی اُن میں جوان ہوتی ہیں بعضی زیور پہنے ہوتی ہیں بعضی چراغ ہاتھ میں لئے ہوتی ہیں کہ ہمارا مُنھ بھی دیکھ لو۔ اسی طرح بعضی عورتیں مَنّت ماننے کو یا دعا کرنے کو یا سلام کرنے کو مسجد میں جاتی ہیں۔ یہ سب باتیں خلافِ شرع ہیں۔ سب سے توبہ کرنی چاہئے۔ جو کچھ دینا دلانا ہو یا دعا کرنا ہو اپنے گھر میں بیٹھ کر کر لو۔

اُن رسموں کا بیان جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں

اوّل غُسل اور کفن کے سامان میں بڑی دیر کرتی ہیں کسی طرح دل ہی نہیں چاہتا کہ مُردہ گھر سے نکلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ جنازے میں ہرگز دیر مت کرو۔

دوسرے جنازے کے ساتھ کچھ اناج یا پیسے وغیرہ بھیجتی ہیں کہ قبر پر خیرات کر دیا جائے۔ اس میں زیادہ نیّت ناموری کی ہوتی ہے جس میں کچھ بھی ثواب نہیں ملتا۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ غریب محتاج رہ جاتے ہیں اور جن کا پیشہ یہی ہے وہ لیجاتے ہیں۔ ثواب کے لئے جو کچھ دینا ہو سب سے چھپا کر ایسے لوگوں کو دو جو بہت محتاج یا اپاہج یا آبرودار غریب یا دیندار نیک بخت ہوں۔

تیسرے اکثر عادت ہے کہ مرنے کے بعد مُردے کے کپڑے جوڑے یا قرآن شریف نکال کر اللہ واسطے دیدیتی ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ جب کوئی مر جاتا ہے شریعت سے جتنے آدمیوں کو اس کی میراث کا حصّہ پہنچتا ہے وہ سب آدمی اس مُردے کی ہر چھوٹی بڑی چیز کے مالک ہو جاتے ہیں اور وہ سب چیزیں اُن سب کے ساجھے کی ہو جاتی ہیں۔ پھر ایک یا دو شخص کو کب درست ہوگا کہ ساجھے کی چیز کسی کو دیدیں۔ اور اگر سب ساجھی اجازت بھی دیدیں لیکن کوئی اُن میں نابالغ ہو تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں۔

سلے عن الحسین بن وحوح ان طلحة بن البراء مرض فاتاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعوده فقال انی لاارى طلحة الا قد حدث فيه الموت فآذنونی به و عجلوا فانه لا ينبغی لجيفة مسلم ان تحبس بين ظهری اهله رواه ابو داؤد المنتقى صـ١١٣ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسرعوا بالجنازة فان تك صالحة فخير تقدمونها اليه وان تك سوى ذلك فشر تضعونه عن رقابكم متفق عليه ١٢ مشكوة صـ١٤٤

سلے ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل البيت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور وهی بدعة مستقبحة وفی البزازية ويكره اتخاذ الطعام فی اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الى القبر فی المواسم وهذه الافعال كلها للسمعة و الرياء فيحترز عنها لانهم لا يريدون بها وجه الله تعالى ولاسيما اذا كان فی الورثة صغار او غائب ١٢ شامی مختصراً صـ٩٢٠ ج ١

اور اس اجازت کا اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر سب ساجھی بالغ ہوں لیکن شرما شرمی اجازت دیدیں تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں۔ اس لئے جہاں ایسا موقع ہو تو اوّل وہ سب چیزیں کسی عالم سے ہر ایک کا حصہ پوچھ کر شرع کے موافق آپس میں بانٹ لیں۔ پھر ہر شخص کو اپنے حصہ کا اختیار ہے جو چاہے کرے اور جس کو چاہے دے۔ البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور سب خوشی سے اجازت دیدیں تو بدون بانٹے بھی دینا، خرچ کرنا درست ہوگا۔ چوتھے۔ بعض مقرر تاریخوں پر یا اُن سے ذرا آگے پیچھے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں بانٹا جاتا ہے اور کچھ غریبوں کو کھلا دیا جاتا ہے اس کو تیجا، دسواں، چالیسواں کہتے ہیں۔ اس میں اوّل تو نیت ٹھیک نہیں ہوتی۔ نام کے واسطے یہ سب سامان کیا جاتا ہے جب یہ نیت ہوئی تو ثواب تو کیا ہوتا اور اُلٹا گناہ اور وبال ہے۔ بعضی جگہ قرض لیکر یہ رسمیں پوری کی جاتی ہیں۔ اور سب جانتی ہیں کہ ایسے غیر ضروری کام کے لئے قرض دار بننا خود بُری بات ہے اور اتنی پابندی کرنا کہ شرع کے حکموں سے بھی زیادہ ہو جائے یہ بھی گناہ ہے۔ اور اکثر یہ رسمیں مُردے کے مال سے ادا ہوتی ہیں جس میں یتیموں کا بھی ساجھا ہوتا ہے۔ یتیموں کا مال ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرنا درست نہیں تو گناہ کے کاموں میں تو اور زیادہ بُرا ہوگا۔ البتہ اپنے مال میں سے جو کچھ توفیق ہو غریبوں کو پوشیدہ کر کے دیدو۔ ایسی خیرات خدائے تعالیٰ کے یہاں قبول ہوتی ہے۔ بعض لوگ خاص کر کے مسجدوں میں میٹھے چاول بھی بھیجتے ہیں بعضی تیل ضرور بھیجتے ہیں، بعضے بچّوں کے مرنے کے بعد دودھ بھیجتے ہیں کہ وہ بچّہ دودھ پیا کرتا تھا۔ اِن قیدوں کی کوئی سند شرع میں نہیں ہے۔ اپنی طرف سے نئے طریقے تراشنا بڑا گناہ ہے۔ ایسے گناہ کو شرع میں بدعت کہتے ہیں۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدعت گمراہی کی چیز ہے اور وہ دوزخ میں لیجانے والی ہے۔ بعضی یہ بھی سمجھتی ہیں کہ ان تاریخوں میں اور جمعرات کے دن اور شب برات وغیرہ کے دنوں میں مُردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں۔ اس بات کی بھی شرع میں کچھ اصل نہیں۔ اُن کو آنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ جو کچھ ثواب مُردے کو پہنچایا جاتا ہے اُس کو خود اُس کے ٹھکانے پہنچ جاتا ہے۔ پھر اُس کو کون ضرورت ہے کہ مارا مارا پھرے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اگر مُردہ نیک اور بہشتی ہے تو ایسی بہار کی جگہ چھوڑ کر کیوں آنے لگا۔ اور اگر بد اور دوزخی ہے تو اس کو فرشتے کیوں چھوڑ دیں گے کہ عذاب سے چھوٹ کر سیر کرتا پھرے۔ غرض یہ بات بالکل بے جوڑ معلوم ہوتی ہے۔ اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا۔ جس کتاب کو عالم سند نہ رکھیں وہ بھروسے کی نہیں ہے۔ پانچویں میت کے گھر میں عورتیں کئی بار اکٹھی ہوتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم اس کے درد شریک ہیں۔ لیکن وہاں پہنچکر بعضی تو پان چھالیا کھانے کے شغل میں لگ جاتی ہیں اگر پان چھالیا میں ذرا دیر یا کمی ہو جائے تو ساری عمر گاتی پھریں کہ فلانے گھر پان کا ٹکڑا نصیب نہیں ہوا تھا۔ بعضی وہاں کھانا بھی کھاتی ہیں۔ چاہے اپنا گھر کتنا ہی نزدیک ہو لیکن خواہ مخواہ میت کے گھر

لہ عن عرباض ابن ساریہ فی حدیث مرفوع ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ احمد وابوداؤد ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۳۰

جا کر پڑ رہتی ہیں اور بعضی تو مہینے مہینے بھر رہتی ہیں۔ بھلا بتاؤ یہ عورتیں درد شریک ہونے آئی ہیں یا خود اوروں پر اپنا درد ڈالنے آئی ہیں۔ ایسی بیہودہ عورتوں کی وجہ سے گھر والوں کو اس قدر تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ایک تو اس پر مصیبت تھی ہی دوسری یہ اس سے بڑھ کر مصیبت آپڑی۔ وہی مثل ہوگئی سر پٹنا گھر لٹنا۔ بعضی اُن میں مُردے کا نام تک بھی نہیں لیتیں۔ بلکہ دو دو چار چار جمع ہو کر بیٹھتی ہیں اور دنیا جہان کے قصّے وہاں بیان کئے جاتے ہیں بلکہ ہنستی ہیں خوش ہوتی ہیں کپڑے ایسے بھڑکدار پہن کر آتی ہیں جیسے کسی شادی میں شریک ہونے چلی ہیں۔ بھلا ان بیہودیوں کے آنے سے کونسا فائدہ دین یا دنیا کا ہوا۔ بعضی جو سچ مچ خیر خواہ کہلاتی ہیں کچھ درد میں بھی شریک ہوتی ہیں۔ مگر جو اصل طریقہ درد میں شریک ہونے کا ہے کہ آکر مُردے والوں کو تسلّی دے صبر دلائے اُن کے دل کو تھامے۔ اس طریقہ سے کوئی شریک نہیں ہوتی۔ بلکہ اوراوپر سے گلے لگ لگ کر رونا شروع کر دیتی ہیں۔ بعضی تو یوں ہی جھوٹ مُوٹ مُنھ بناتی ہیں۔ آنکھوں میں آنسو تک نہیں ہوتا۔ اور بعضی اپنے گڑے مُردوں کو یاد کر کے خواہ مخواہ کا احسان گھر والوں پر رکھتی ہیں۔ اور جو صدق دل سے بھی روتی ہیں وہ بھی کہاں کی اچھی ہیں۔ کیونکہ اوّل تو اکثر بیان کر کے روتی ہیں جس کے واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ لعنت کی ہے۔ اور دوسرے اُن کے رونے سے گھر والوں کا دل اور بھر آتا ہے اور زخم پر نمک چھڑکا جاتا ہے زیادہ بیتاب ہو کر بلک بلک کر روتی ہیں اور تھوڑا بہت جو صبر آچلا تھا وہ بھی جاتا رہتا ہے۔ تو اِن عورتوں کے بجائے صبر دلانے کے اور اُلٹی بے صبری بڑھادی۔ پھر اُن کے آنے کا فائدہ کیا ہوا۔ سچ بات یہ ہے کہ غم والوں کا غم بٹانے کو کوئی نہیں آتا بلکہ اپنے اوپر سے الزام اُتارنے کو جمع ہوتی ہیں۔ بھلا جب عورتوں کے جمع ہونے میں اتنی خرابیاں ہوں ایسا جمع ہونا کب درست ہوگا۔ اِن میں بعضی دُور کی آئی ہوئی مہمان ہوتی ہیں بہلیوں میں چڑھ چڑھ کر آتی ہیں۔ اور کئی کئی روز تک رہتی ہیں اور گھاس دانہ بیلوں کا اور اپنی آؤ بھگت کا سارا بوجھ گھر والوں پر ڈالتی ہیں۔ چاہے مُردے والوں پر کیسی ہی مصیبت ہو چاہے اُن کے گھر کھانے کو بھی نہ ہو لیکن اُن کے لئے سارے تکلّف کرنا ضرور۔ حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ مہمان کو چاہئے کہ گھر والوں کو تنگ نہ کرے۔ اِس سے زیادہ اور تنگ کرنا کیا ہوگا۔ پھر بعضوں کی ساتھ بچوں کی دھاڑ ہوتی ہے اور وہ چار چار وقت آٹھ آٹھ وقت کھانے کو کہتے ہیں۔ کوئی گھی شکر کی فرمائش کر رہا ہے کوئی دودھ کے واسطے مچل رہا ہے۔ اور اس سب کا بند و بست گھر والوں کو کرنا پڑتا ہے اور مدتوں تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ خاص کر عورت اگر بیوہ ہو جائے تو ایک چڑھائی تو تازہ موت کے زمانے میں ہوئی تھی دوسری ویسی ہی چڑھائی عدت گذرنے پر ہوتی ہے جس کا نام چھ ماہی رکھا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ عدت سے نکالنے کے لئے آئی ہیں۔ اِن سے کوئی پوچھے کہ عدت کوئی کوٹھڑی ہے جس میں سے بیوہ کو ہاتھ پاؤں پکڑ کر نکال لیں گی۔ جب چار مہینے دس دن گذر گئے عدّت سے نکل گئی۔ اور اگر

۵ (عن شرح بروی) من عزی مصابا فله مثل اجره عن ابی برزة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عزی ثکلی کسی بردا فی الجنۃ ۲ (مظاہر) ۳ عن البصرة عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی اللہ [illegible] علیہ وسلم فقال لا یکن من بالله الیوم الآخر فلیکرم ضیفه جائزته قالوا ما جائزته یا رسول اللہ قال یوم و لیلۃ والضیافۃ ثلاثۃ ایام فما کان وراء ذلک فھو صدقۃ علیہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیراً او لیصمت وفی روایۃ لا یحل لرجل مسلم ان یقیم عند اخیہ حتی یؤثمہ قالوا یا رسول اللہ

۲ و کیف یؤثمہ قال یقیم عندہ ولا شئ لہ یقریہ بہ ۱۲ جمع الفوائد ص۱۷۳ ج ۲ ✢

اس کو حمل تھا جب بچہ پیدا ہو گیا عدت ختم ہو گئی۔ اس کے لئے اس واہیات کی کون ضرورت ہے کہ سارا جہان اکٹھا ہو پھر اس سارے طوفان کا خرچ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مُردے کے مال سے کیا جاتا ہے جس میں سب وارثوں کا ساجھا ہوتا ہے بعضے تو اُن میں پردیس میں ہوتے ہیں اُن سے اجازت حاصل نہیں کی جاتی۔ اور بعضے نابالغ ہوتے ہیں ان کی اجازت کا شرع میں اعتبار نہیں۔ یاد رکھو کہ جس نے خرچ کیا ہے سارا اُسی کے ذمہ پڑے گا اور سب وارثوں کا حق پُورا پُورا دینا پڑے گا۔ اور اگر کوئی بہانہ لائے کہ میرا حصہ ان خرچوں کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سب کا حصہ بھی کافی نہ ہو تو کیا کرو گی۔ کیا پڑوسیوں کی چوری درست ہو جائے گی۔ غرض اس طوفان میں خرچ کرنے والے گنہگار ہوتے ہیں۔ اور یہ خرچ ہو آنے والیوں کی بدولت۔ اس لئے وہ بھی گنہگار ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ چاہئے کہ جو مرد و عورت پاس کے ہیں وہ کھڑے کھڑے آئیں اور صبر و تسلی دے کر چلے جائیں۔ پھر دوبارہ آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی طرح تاریخ مقرر کرنا بھی واہیات ہے جس کا جب موقع ہوا آ گیا۔ اور جو دُور کے ہیں اگر یہ سمجھیں کہ بدون ہمارے گئے ہوئے مصیبت زدوں کی تسلی نہ ہو گی تو آنے کا کچھ ڈر نہیں۔ لیکن گاڑی وغیرہ کا خرچ اپنے پاس سے کرنا چاہئے اور اگر محض الزام اُتار نے کو آئی ہیں تو ہرگز نہ آئیں۔ خط سے تعزیت[۱] ادا کریں۔ چھٹے۔ دستور ہے کہ میّت والوں کے لئے اوّل تو اُن کے نزدیک کے رشتہ دار کے گھر سے کھانا آتا ہے۔ یہ بات بہت اچھی ہے لیکن اس میں بھی لوگوں نے کچھ خرابیاں کر لی ہیں۔ اُن سے بچنا واجب ہے۔ اوّل تو اس میں اَدلے بَدلے کا خیال ہونے لگا ہے کہ فلانے نے ہمارے یہاں بھیجا تھا، ہم اُن کے گھر بھیجیں۔ پھر اس کا اس قدر خیال ہے کہ اگر اپنے پاس گنجائش نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص خوشی سے چاہے کہ میں بھیج دوں مگر یہ شخص بیڈھب ضد کرے گا کہ نہیں ہمارے ہی یہاں سے جائے گا اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نہ بھیجیں گے تو ہم پر طعن ہو گا کہ کھا تو لیا تھا لیکن بدلہ نہ دیا گیا۔ اور ایسی پابندی اوّل تو خود منع ہے پھر اس کے لئے کبھی قرض لینا پڑتا ہے۔ اس لئے اس پابندی کو چھوڑ دیں جس رشتہ دار کو توفیق ہوئی بھیج دیا۔ اسی طرح یہ پابندی بھی بڑی بُری ہے کہ نزدیک کے رشتہ دار رہتے ہوئے دُور کا رشتہ دار کیوں بھیجے۔ اس کے لئے مرتے مارتے ہیں۔ اس کی وجہ بھی وہی بدنامی مٹانا ہے۔ تو اس پابندی کو بھی چھوڑ دیں۔ ایک خرابی اس میں یہ کر لی ہے کہ ضرورت سے بہت زیادہ کھانا بھیجا جاتا ہے اور میّت کے گھر دُور دُور کے علاقہ دار کھانے کے واسطے جم کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ کھانا صرف اُن لوگوں کو کھانا چاہئے جو غم اور مصیبت کے غلبہ میں اپنا چولھا نہیں جھونک سکتے۔ اور جن کے گھر سب نے کھانا پکایا ہے وہ اُس کھانے سے کیوں کھاتی

[۱] تعزیت۔ میّت کے اعزہ کی تسلی و تشفی کے لئے کچھ کہنا یا کچھ لکھنا تعزیت کہلاتا ہے۔ خط کے ذریعہ جو تعزیت ادا کی جائے اس میں بھی حصول ثواب کی نیت ہونی چاہئے

[۲] قال الامام المحدث الشیخ عبد الغنی الدہلوی فی انجاح الحاجۃ حاشیۃ سنن ابن ماجۃ کان حدیثاً فترک اے ترک عملہ او ترک من حیث السنۃ بل صار بدعۃ مذمومۃ قال السیوطی المحدیث الامر الحادث المنکر الذی لیس بمعروف فی السنۃ والمفاد من ہذا الحدیث واللہ اعلم ان ہذا الامر کان فی الابتداء علی الطریقۃ المسنونۃ ثم صار حدثاً فی الاسلام حیث صار مفاخرۃ مباہاۃ کما ہو المعہود فی زماننا لان الناس یجتمعون عند اہل المیت فیبعث اقاربہم اطعمۃ لا تخلو عن التکلف فیدخل بہذا السبب البدعۃ الشنیعۃ فیہم (تبلیغ الحق ص ۲۶) قال فی الفتح و یستحب لجیران اہل المیت والاقرباء الاباعد تہیئۃ طعام لہم یشبعہم یومہم ولیلتہم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصنعوا لآل جعفر طعاماً فقد جاءہم ما یشغلہم لانہ بر و معروف ویلح علیہم فی الاکل لان الحزن یمنعہم من ذلک فیضعفون ۱۲ شامی ج ۱ ص ۹۲۰

ہیں اپنے گھر جاکر کھائیں یا اپنے گھر سے منگالیں۔ ایک خرابی یہ کرتی ہیں کہ بعضی اس کھانے میں بھی تکلف کا سامان کرتی ہیں یہ بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔ جو وقت پر آسانی سے ہوگیا مختصر سا تیار کرکے میت والوں کے واسطے بھیجدیا۔ ساتویں۔ بعضی عورتیں ایک یا دو حافظوں کو کچھ دے کر قرآن مجید پڑھواتی ہیں کہ مُردے کو ثواب بخشا جائے۔ بعضی جگہ تیسرے دن چنوں پر کلمہ اور سیپاروں میں قرآن مجید پڑھوایا جاتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگ روپیہ پیسہ پلّے پڑنے اور کھانے کے لالچ سے قرآن مجید پڑھتے ہیں ان کو خود ہی کچھ ثواب نہیں ملتا۔ جب ان ہی کو کچھ نہیں ملا تو مُردے کو کیا بخشیں گے۔ وہ سب پڑھا پڑھایا اور دیا دلایا بیکار اور اکارت جاتا ہے۔ بعضے آدمی لالچ سے نہیں پڑھتے لیکن لحاظ اور بدلہ اُتارنے کو پڑھتے ہیں۔ یہ بھی دنیا کی نیت ہوئی اس کا ثواب بھی نہیں ملتا۔ ہاں جو شخص محض خدا کے واسطے بدون لالچ اور لحاظ کے پڑھ دے نہ جگہ ٹھیراوے نہ تاریخ ٹھیراوے۔ اس کا ثواب بیشک پہنچتا ہے۔

رمضان شریف کی بعضی رسموں کا بیان

ایک یہ کہ بعضی عورتیں رمضان شریف میں حافظ کو گھر کے اندر بُلاکر تراویح میں قرآن مجید سُنا کرتی ہیں اگر یہ حافظ اپنا کوئی محرم مرد ہو اور گھر ہی کی عورتیں سُن لیا کریں اور یہ حافظ فرض نماز مسجد میں پڑھ کر فقط تراویح کے واسطے گھر میں آجایا کرے تو کچھ ڈر نہیں۔ لیکن آجکل اس میں بھی بہت سی بے احتیاطیاں کر رکھی ہیں۔ اوّل۔ بعض جگہ نامحرم حافظ گھر میں بُلایا جاتا ہے اور اگرچہ نام چارے کو کپڑوں کا پردہ ہوتا ہے لیکن عورتیں چونکہ بے احتیاط زیادہ ہوتی ہیں اس واسطے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یا تو حافظ جی سے باتیں شروع کر دیتی ہیں یا آپس میں خوب پُکار پُکار کر بولتی ہیں اور حافظ جی سُنتے ہیں بھلا بدون ناچاری کے اپنی آواز نامحرم کو سُنانا کب درست ہے۔ دوسرے جو شخص قرآن مجید سُناتا ہے جہاں تک ہوسکتا ہے خوب آواز بنا کر پڑھتا ہے۔ بعضے شخص کی لے ایسی اچھی ہوتی ہے کہ ضرور سُننے والے کا دل اس کی طرف ہو جاتا ہے۔ تو اس صورت میں نامحرم مردوں کی لے عورتوں کے کان میں پہنچنا کتنی بُری بات ہے۔ تیسرے۔ محلہ بھر کی عورتیں روز کے روز اکھٹی ہوتی ہیں۔ اوّل[ل] تو عورت کو بدون ناچاری کے گھر سے باہر پاؤں نکالنا منع ہے اور یہ کوئی ناچاری نہیں۔ کیونکہ ان کو شرع میں کوئی تاکید نہیں آئی کہ تراویح جماعت سے پڑھا کرو۔ پھر نکلنا بھی روز روز کا اور زیادہ بُرا ہے۔ پھر لوٹنے کا وقت ایسا بے موقع ہوتا ہے کہ رات زیادہ ہو جاتی ہے، گلیاں کوچے بالکل خالی

م فاذا خرجت استشرفہا الشیطان رواہ الترمذی ۱۲ مشکوۃ صـ ۲۶۹

[ھ] ثم ان من الرسوم ملازمۃ احضار جماعۃ القراء لقراءۃ القرآن وہو لا شک امر حسن فان ثواب القراءۃ یصل الی المیت انشاء اللہ تعالیٰ لکن بشرط ان یکون القراءۃ خالصۃ لوجہ اللہ تعالیٰ کیف تکون خالصۃ والفقیہ لا یقرأ الا للدراہم التی یتناولہا بل اعطاء الاجرۃ للقراءۃ جائز فی مذہب لا شک ان الثواب انما یصل الی المیت اذا وجد وتحقق وحیث لم یوجد ثواب اصلا فما الذی یصل الی المیت فان قلت کیف لم یوجد الثواب قلت لان الفقیہ الذی قرأ انما قرأ للدراہم وہو قد حصل اجرہ فی الدنیا فلم یبق لہ ثواب فی الاخری فالشی الذی لم یحصل لہ ولا یملکہ کیف یہبہ الی المیت وہذہ مسئلۃ منصوص علیہا فی کتب الفقہ فالیراجعہا من شئت واللہ الموفق تبلیغ الحق صـ

[ل] عن ابن مسعود رضـ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرأۃ عورۃ

سُنسان ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں خدا نہ کرے اگر مال یا آبرو کا نقصان ہو جائے تو تعجب نہیں خواہ مخواہ اپنے کو خلجان[۱] میں ڈالنا عقل کے بھی خلاف ہے اور شرع کے بھی خلاف ہے۔ خاص کر بعض عورتیں تو کڑے چھڑے وغیرہ پہنکر گلیوں میں چلتی ہیں تو اور بھی زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے۔ ایک دستور رمضان شریف میں یہ ہے۔ کہ چودھویں روزے کو خاص سامان کھانے وغیرہ کا کیا جاتا ہے اور اس کو ثواب کی بات سمجھتی ہیں۔ شرع میں جس بات کو ثواب نہ کہا ہو اس کو ثواب سمجھنا خود گناہ ہے۔ اس واسطے اس کو بھی چھوڑنا چاہیئے۔ ایک دستور یہ ہے کہ بچہ جب پہلا روزہ رکھتا ہے تو چاہے کوئی کیسا ہی غریب ہو لیکن قرض کر کے بھیک مانگ کر روزہ کشائی[۲] کا کھیڑا ضرور ہو گا۔ جو بات شرع میں ضرور نہ ہو اس کو ضرور سمجھنا بھی گناہ ہے۔ اس واسطے ایسی پابندی چھوڑ دینا چاہیئے۔

عید کی رسموں کا بیان

ایک تو سوئیاں پکانے کو بہت ضروری سمجھتی ہیں۔ شرع سے یہ ضروری بات نہیں۔ اگر دل چاہے پکالو مگر اس میں ثواب مت سمجھو۔ دوسرے رشتہ داروں کے بچوں کو دینا لینا یا رشتہ داروں کے گھر کھانا بھیجنا پھر اس میں ادلا بدلا رکھنا اور نہوت میں قرض لے کر کرنا یہ پابندی فضول بھی ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے۔ اس لیئے یہ سب قیدیں چھوڑ دیں۔

بقر عید کی رسموں کا بیان

دینا لینا یہاں بھی عید کا سا ہے جیسا اس کا حکم ابھی پڑھا ہے وہی اس کا حکم بھی ہے۔ دوسرے اس میں بہت سے آدمیوں پر قربانی واجب ہوتی ہے اور قربانی نہیں کرتے یہ بھی گناہ ہے۔ تیسرے قربانی میں اپنی طرف سے یہ بات گھڑ رکھی ہے کہ سری سقّے کا حق ہے اور پائے نائی کا حق ہے۔ یہ بھی واہیات اور خلافِ شرع پابندی ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جس کو چاہے دیدو۔

ذیقعدہ اور صفر کی رسموں کا بیان

جاہل عورتیں ذیقعدہ کو خالی کا چاند کہتی ہیں اور اس میں شادی کرنے کو منحوس سمجھتی ہیں۔ یہ اعتقاد بھی گناہ ہے۔ توبہ کرنا چاہیئے۔ اور صفر[۳] کو تیرہ تیزی کہتی ہیں۔ اور اس مہینے کو نامبارک جانتی ہیں۔ اور بعض جگہ تیرھویں تاریخ کو کچھ گھونگنیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتی ہیں کہ اس کی نحوست سے حفاظت رہے۔ یہ سارے اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں توبہ کرو۔

[۱] خلجان بمعنی پریشانی مذبذب ۱۲

[۲] روزہ کشائی کے لفظی معنی ہیں روزہ کھلوانا اصطلاحاً بچہ جب اوّلاً روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ کے کھولنے کے وقت تقریب کی جاتی ہے اسے روزہ کشائی کہتے ہیں ۱۲

[۳] عن عباس رض لاعدوی ولاصفر ای لا ان الامور الردیۃ تقع فی صفر دون ذلک ان العرب کانت تحرم صفر وتستحل المحرم د السراج المنیر شرح الجامع الصغیر صـ۲۲ ج ۲

ربیع الاوّل یا اور کسی وقت میں مولد شریف کا بیان

بعضی جگہ عورتوں میں بھی مولد شریف ہوتا ہے اور جس طرح آجکل ہوتا ہے اس میں یہ خرابیاں ہیں۔ (۱) اگر عورت پڑھنے والی ہے تو اکثر اس کی آواز باہر دروازے میں جاتی ہے۔ نامحرموں کو آواز سُنانا بُرا ہے۔ خاصکر شعر اشعار پڑھنے کی آواز میں زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے۔ (۲) اگر مرد پڑھنے والا ہے تو یہ ظاہر ہے کہ وہ مرد سب عورتوں کا محرم نہ ہوگا۔ بہت سی عورتوں کا نامحرم ہوگا۔ اگر اس نے شعر اشعار خوش آوازی سے پڑھے جیسا آجکل دستور ہے تو عورتوں نے مرد کا گانا سُنا یہ بھی منع ہے۔

(۳) روایتیں اور کتابیں مولد کے بیان کی اکثر غلط روایتوں سے بھری ہوئی ہیں اُن کا پڑھنا اور سُننا سب گناہ ہے۔ (۴) بعضے تو یوں سمجھتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُس محفل میں تشریف لاتے ہیں اور اسی واسطے بیچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے۔ اور بعضے یہ اعتقاد نہیں رکھتے۔ لیکن کھڑے[1] ہونے کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو کھڑا نہ ہو اُس کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور خود اُن سے کہو کہ جب شرع میں کھڑا ہونا ضروری نہیں تو آج جو مولد ہوگا اس میں کھڑے مت ہونا تو کبھی اُن کا دل گوارا نہ کرے اور یُوں سمجھیں کہ جب کھڑے نہ ہوئے تو مولد ہی نہیں ہوا۔ جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا یہ بھی گناہ ہے۔ (۵) مٹھائی یا کھانا تقسیم کرنے کی ایسی پابندی ہے کہ کبھی ناغہ نہیں ہوتی۔ اور ناغہ کرنے میں بدنامی اور حضرت[2] کی ناخوشی سمجھتے ہیں۔ جو چیز شرع میں ضروری نہیں اس کی ایسی پابندی کرنا یہ بھی بُرا ہے۔ (۶) اس کے سامان میں یا پڑھتے پڑھتے دیر لگ گئی۔ یا مٹھائی بانٹنے میں اکثر نماز کا وقت تنگ ہوجاتا ہے۔ یہ بھی گناہ ہے۔ (۷) اگر کسی کا عقیدہ بھی خراب نہ ہو اور گناہ کی باتوں کو اس سے نکال دے جب بھی ظاہری پابندی سے جاہلوں کو ضرور سند ہوگی تو جس[3] بات سے جاہلوں کے بگڑنے کا ڈر ہوا اور وہ چیز شرع میں ضرور کرنے کی نہ ہو تو ایسی بات کو چھوڑ دینا چاہیئے اس لئے رواج کے موافق اس عمل کو نہ کرے بلکہ جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پڑھنے کا شوق ہو کوئی معتبر کتاب لے کر خود پڑھ لے یا بے اکٹھا کئے ہوئے گھر کے دو چار آدمی یا جو ملنے ملانے آگئے ہوں ان کو بھی سُنا دے اور اگر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو کسی چیز کا ثواب بخشنا منظور ہو۔ دوسرے وقت مساکین کو دے کر یا کھلا کر بخشدے۔ نیک کام کو کوئی منع نہیں کرتا۔ مگر بے ڈھنگا پن بُرا ہے۔

[3] کیونکہ ایسے لوگوں کا عمل عوام میں بطور سند کے ہوجاتا ہے ۱۲

---

[1] ونظیر ذلک فعل کثیر عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضع امہ لہ من القیام وہو ایضا بدعۃ لم یرد فیہ شیٔ ۱۲ فتاوی ابن حجر مکی ص۵۸

[2] کل مباح یودی الی زعم الجہال سنیۃ امراً ووجوبہ فہو مکروہ ۱۲ تنقیح الفتاوی الحامدیۃ ص۳۶۷ ج ۲

حاشیہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر کرنا میلاد شریف یا مولود شریف کہلاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی بیان کرنا خواہ کسی قسم کے ہوں ثواب اور برکت کا باعث ہیں لیکن آج کل جس طرح موضوع حدیثوں اور خرافات کو شامل کرکے بیان کیا جاتا ہے وہ ناجائز ہے ۱۲

حاشیہ: جو حضرات خود مقتدا اور پیشوا ہوں یا کسی بزرگ سے نسبت رکھتے ہوں یا ذاکر ہوں ان کو ایسے امور سے بہت زیادہ پرہیز کرنا چاہیئے ۱۲

رجب کی رسموں کا بیان

اس کو عام لوگ مریم روزہ کا چاند کہتے ہیں اور اس کی ستائیس[1] تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ شرع میں اس کی کوئی قوی اصل نہیں۔ اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے اختیار ہے خدائے تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دیدیں۔ اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے۔ بعضی جگہ اس مہینے میں تبارک کی روٹیاں پکتی ہیں۔ یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے۔ شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں۔ نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے۔ اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے۔

شب برات کا حلوا اور محرم کا کھچڑا اور شربت

شب برات کی اتنی اصل ہے کہ پندرھویں رات اور پندرھواں دن اس مہینے کا بہت بزرگی اور برکت کا ہے۔ ہمارے پیغمبر[3] صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو جاگنے کی اور اس دن کو روزہ رکھنے کی رغبت دلائی ہے۔ اور اس رات میں ہمارے حضرت[4] صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے قبرستان میں تشریف لیجا کر مُردوں کے لئے بخشش کی دعا مانگی ہے۔ تو اگر اس تاریخ میں مُردوں کو کچھ بخشدیا کرے چاہے قرآن شریف پڑھ کر چاہے کھانا کھلا کر، چاہے نقد دے کر، چاہے ویسے ہی دعا بخشش کی کر دے۔ تو یہ طریقہ سنّت کے موافق ہے۔ اس سے زیادہ جتنے بکھیڑے لوگ کر رہے ہیں اس میں حلوے کی قید لگا رکھی ہے اور اس طریقے سے فاتحہ دلاتے ہیں اور خوب پابندی سے یہ کام کرتے ہیں یہ سب واہیات ہیں۔ سب باتوں کی برائی اوپر ابھی پڑھ چکی ہو۔ اور یہ بھی سن چکی ہو کہ جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا یا حد سے زیادہ پابند ہو جانا بری بات ہے۔ اسی طرح محرم کی رسموں کو سمجھ لو۔ شرع میں صرف اتنی اصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ[5] علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کہ جو

[1] ثم اعلم انا لم نجد فی کتب الاحادیث لا اثباتاً ولا نفیاً ما اشتہر بینہم من تخصیص الخامس عشرین من رجب بالتعظیم والصوم والصلوٰۃ وتسمیۃ بیوم الاستفتاح وتسمیۃ بمریم روزہ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ ماثبت بالسنۃ ص۷

[2] عن علی رض مرفوعا ان شہر رجب شہر عظیم من صام منہ یوما کتب اللہ لہ صوم الف لایصح ۱۲ اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ص۱۱۵ ج ۲

[3] عن علی رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا فصوموا نہارہا فان اللہ ینزل فیہا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ فیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر رواہ ابن ماجۃ والبیہقی ۱۲ ماثبت بالسنۃ ص۸۰

[4] عن عائشۃ رض قالت فقدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فخرجت اطلبہ فاذا ہو بالبقیع رافعا راسہ الی السماء فقال یا عائشۃ اکنت تخافین ان یحیف اللہ علیک ورسولہ قلت وما بی من ذلک ولکنی ظننت انک اتیت بعض نسائک فقال ان اللہ عز وجل ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من شعر غنم کلب رواہ ابن ابی شیبۃ والترمذی وابن ماجۃ والبیہقی (ماثبت بالسنۃ ص۸۱) ومما ثبت من فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اتی المقبرۃ لیلۃ النصف من شعبان یستغفر للمومنین والمومنات والشہداء عن عائشۃ قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع عنہ ثوبیہ ثم لم یستتم ان قام فلبسہما فاخذتنی غیرۃ شدیدۃ ظننت انہ یاتی بعض صواحباتی فخرجت اتبعہ فادرکتہ بالبقیع الغرقد یستغفر للمومنین والمومنات والشہداء ۱۲ ماثبت بالسنۃ ص۸۵

[5] اخرج حافظ الاسلام الزین العراقی فی امالیہ من طریق البیہقی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ومن وسع علی عیالہ واہلہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنتہ ۱۲ ماثبت بالسنۃ ص۹ +

شخص اس روز اپنے گھر والوں پر خوب کھانے پینے کی فراغت رکھے سال بھر تک اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے۔ اور جب اتنا کھانا گھر میں پکے تو اس میں سے اللہ کے واسطے بھی محتاجوں غریبوں کو دیدے تو کیا ڈر ہے۔ اس سے زیادہ جو کچھ کرتے ہیں اس میں اسی طرح کی بُرائیاں ہیں جیسا اُوپر سُن چکی ہو۔ اس سے بڑھ کر شربت تقسیم کرنے کی رسم ہے اپنے گمان میں کربلا کے پیاسے شہیدوں کو ثواب بخشتی ہیں تو یاد رکھو کہ شہیدوں کو شربت نہیں پہنچتا بلکہ ثواب پہنچ سکتا ہے۔ اور ثواب میں ٹھنڈا شربت اور گرم گرم کھانا سب برابر ہے۔ پھر شربت کی پابندی میں سوا غلط عقیدے کے کہ اُن کی پیاس اس سے بُجھے گی اور کیا بات ہے ایسا غلط عقیدہ خود گناہ ہے۔ اور بعضے جاہل شبِ[1] برات میں آتشبازی اور محرم میں تعزیہ کا سامان کرتے ہیں۔ آتشبازی کی بُرائی پہلے باب میں لکھدی ہے اور تعزیہ کی بُرائی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے برتاؤ کرتے ہیں کہ شرع میں بالکل شرک اور گناہ ہے۔ اس پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں اس کے سامنے سَر جُھکاتے ہیں۔ اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں۔ وہاں مرثیے پڑھتے ہیں روتے چلّاتے ہیں۔ اس کے ساتھ باجے بجاتے ہیں۔ اس کے دفن کرنے کی جگہ کو زیارت کی جگہ سمجھتے ہیں۔ مرد وعورت آپس میں بے پردہ ہوجاتے ہیں۔ نمازیں برباد کرتے ہیں۔ ان باتوں کی بُرائی کون نہیں جانتا۔ بعضے آدمی اُور بکھیڑے نہیں کرتے مگر شہادت نامہ پڑھا کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو کہ اگر اس میں غلط روایتیں ہیں تب تو ظاہر ہے کہ منع ہے اور اگر صحیح روایتیں بھی ہوں جب بھی۔ چونکہ سب کی نیت یہی ہوتی ہے کہ سُن کر روئیں گے اور شرع میں مصیبت کے اندر ارادہ کرکے رونا درست نہیں۔ اس واسطے اس طرح کا شہادت نامہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ اسی طرح محرم کے دنوں میں ارادہ کرکے رنگ پُڑیا چھوڑ دینا اور سوگ اور ماتم کی وضع بنانا، اپنے بچّوں کو خاص طور کے کپڑے پہنانا یہ سب بدعت اور گناہ کی باتیں ہیں۔

تبرّکات کی زیارت کے وقت اکٹھا ہونا

کہیں کہیں جُبّہ شریف یا موئے شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور بزرگ کا مشہور ہے

[1] ومن البدع الشنیعۃ ما تعارف الناس فی اکثر بلاد الہند من ایقاع السرج ووضعہا علی البیوت والجدران وتفاخرہم بذلک واجتماعہم للہو واللعب بالنار واحراق الکبریت فانہ مما لا اصل لہ فی الکتب الصحیحۃ المعتبرۃ بل ولا فی الغیر المعتبرۃ ولم یرد فیہا حدیث لا ضعیف ولا موضوع ولا یعتاد ذلک فی غیر بلاد الہند من الدیار العربیۃ من الحرمین الشریفین زادہما اللہ تعالیٰ تعظیما وتشریفا ولا فی غیرہما ولا فی البلاد العجمیۃ ما عدا بلاد الہند بل عسی ان یکون ذلک وہو الظن الغالب اتخاذا من رسوم الہنود فی ایقاد السرج للدوالی فان عامۃ الرسوم البدعیۃ الشنیعۃ بقیت من ایام الکفر فی الہند وشاعت فی المسلمین بسبب المجاورۃ والاختلاط ۱۲ ما ثبت بالسنۃ ص ۸۷

[2] واما اتخاذہ ماتما لاجل قتل حسینؓ بن علیؓ کما یفعلہ الروافض فہو من عمل الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا اذ لم یامر اللہ ولا رسولہ باتخاذ ایام مصائب الانبیاء وموتہم ماتما فکیف بما دونہم والقاص الذی یذکر الناس قصۃ القتل یوم عاشوراء ویخرق ثوبہ ویکشف راسہ ویامرہم بالقیام والتسلیح تاسفا علے المصیبۃ یجب علی ولاۃ الدین ان یمنعوہم والمستمعون لا یعذرون فی الاستماع قال الامام الغزالیؒ وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل حسینؓ وحکایت ماجری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم اذ بسبب قتل عثمانؓ وقتل حسینؓ جرت فتن کبیرۃ واکاذیب کثیرۃ وظہرت اہواء وبدع وقع فیہا طوائف من المتقدمین والمتاخرین وصارت الاکاذیب والاہواء والبدع لا تزال تزداد حتی حدثت امور یطول شرحہا ۱۲ مجالس الابرار ملخصا ص ۲۳۹

اس کی زیارت کے لئے یا تو اُسی جگہ جمع ہوتے ہیں یا اُن لوگوں کو گھروں میں بُلا کر زیارت کرتے ہیں اور زیارت کرنے والوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اوّل تو ہر جگہ اُن تبرکات کی سند نہیں۔ اور اگر سند بھی ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں وہاں بیان کر دی ہیں جہاں شادی میں عورتوں کے جمع ہونے کا ذکر لکھا ہے۔ پھر شور و غل اور بے پردگی اور کہیں کہیں زیارت والوں کا گانا جس کو سب عورتیں سنتی ہیں۔ یہ سب ہر شخص جانتا ہے کہ بُری باتیں ہیں۔ ہاں اگر اکیلے میں زیارت کر لے اور زیارت کے وقت کوئی خلافِ شرع بات نہ کرے تو درست ہے اور رسموں کا پورا حال "اصلاح الرسوم" ایک کتاب ہے اس میں لکھ دیا ہے۔ ہم اس جگہ صرف تم کو ایک گُر بتلائے دیتے ہیں۔ اس کا خیال رکھو گی تو سب رسموں کا حال معلوم ہو جائے گا اور کبھی دھوکا نہ ہوگا۔ وہ گُر یہ ہے کہ جس بات کو شرع نے ناجائز کہا ہو اس کو جائز سمجھنا گناہ ہے اور جس کو جائز بتلایا ہو مگر ضروری نہ کہا ہو اس کو ضروری سمجھ کر پابندی کرنا یا نام کمانے کو کرنا یہ بھی گناہ ہے اسی طرح جس کام کو شرع نے ثواب نہیں بتلایا اس کو ثواب سمجھنا گناہ ہے اور جس کو ثواب بتلایا ہو مگر ضروری نہ کہا ہو اس کو ضروری سمجھنا گناہ ہے اور جو ضروری نہ سمجھے مگر خلقت کے طعن کے خوف سے اس کے چھوڑنے کو بُرا سمجھے یہ بھی گناہ ہے۔ اسی طرح کسی چیز کو منحوس جاننا گناہ ہے اسی طرح بدون شرع کی سند کے کوئی بات تراشنا اور اس کا یقین کر لینا گناہ ہے۔ اسی طرح خدا کے سوا کسی سے دعا مانگنا یا اُن کو نفع نقصان کا مالک سمجھنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بچائیں۔

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور مسماۃ بہ بہشتی جوہر چھٹا حصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین میں نئی باتیں پیدا کرنے کی بُرائی اور جاہلیت کی رسموں کے معصیت ہونے کا بیان

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کرے جس کا اس دین سے تعلق نہیں تو وہ بات مردود ہے (یعنی اس بات کا کچھ اعتبار نہیں) اور نئی بات سے یہ مراد ہے کہ وہ بات شریعت کی کسی دلیل سے ثابت نہ ہو اور ایسی باتوں کا دین میں داخل کرنا شریعت کی اصطلاح میں بدعت کہلاتا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ جو شخص ایسا کام کرتا ہے وہ گویا حق تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے اس لئے کہ شریعت حق تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہے اس میں کمی و بیشی کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ پس جس نے اس شریعت میں کسی ایسی بات کو شامل کیا جو اس دین سے خارج ہے تو اس نے اس شریعت کو ناکافی سمجھا۔ پس

لے عن عائشہؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷

ے بشرطیکہ اُن تبرکات کے صحیح ہونے کی کوئی معتبر سند ہو۔ اگر کوئی سند نہ ہو تو انکی تعظیم کرنا یا انھیں برکت کے قابل سمجھنا درست نہیں ۱۲

اوّل تو یہی بہت بڑا جرم ہے کہ حق تعالیٰ کی تجویز کی ہوئی شریعت کو ناکافی سمجھا۔ پھر اور باتیں جو داخل کیں تو ایک نئی شریعت خود گھڑی یہ دوسرا جرم ہوا سو حاصل یہ ہوا کہ بدعتی حق تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کی برابری کا مدعی ہے لہذا سخت گمراہ ہے اگرچہ بظاہر اپنا مطیع اور فرمانبردار ہونا ظاہر کرتا ہے۔ پھر چونکہ بدعت عبادت کا رنگ لئے ہوئے ہے یعنی بدعت کا مرتکب اس کو عبادت سمجھتا ہے اور ذریعۂ قرب خداوندی خیال کرتا ہے۔ اس لئے ایسے شخص کو توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی کیونکہ توبہ تو گنہگار کیا کرتا ہے اور بدعتی اپنے کو گنہگار نہیں سمجھتا بلکہ وہ اپنے کو تابعدار سمجھتا ہے پھر وہ توبہ کیوں کرے۔ پس یہ گناہ نہایت پیچدار ہے حق تعالیٰ پناہ دے اور سیدھی راہ دکھاوے۔ اور گناہوں میں اتنا تو ہے کہ اُن کا مرتکب اپنے کو ذلیل اور نافرمان جانتا ہے اور جب اس کو توفیق ہوتی ہے تو فوراً توبہ بھی کر لیتا ہے پس مُسلمانوں کو ایسے سخت گناہ سے بہت بڑا پرہیز چاہئے۔ اور اس گناہ کی ظاہری چمک دمک جو عبادات کا رنگ لئے ہے اس کی طرف ہرگز توجہ نہ کریں۔ ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ جو صاحب کشف تھے کہ اُن کا ایک قبرستان پر گذر ہوا۔ اور انھوں نے دو مردوں کو عذاب میں مبتلا پایا پس اُن کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ جب اپنی جگہ جاکر وہاں سے پھر اُسی راستے سے لوٹے تو دیکھا کہ وہ دعا ایک مُردے کے حق میں کافی ہوگئی اور اس کا عذاب موقوف ہوگیا اور دوسرے شخص کا عذاب موقوف نہ ہوا حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ اس کی کیا وجہ ہوئی کہ ایک مسلمان کے حق میں میری دعا مُؤثر ہوئی اور دوسرے کے حق میں غیر مؤثر۔ الہام ہوا کہ یہ شخص بدعتی ہے۔ حق تعالیٰ سے نہایت عاجزی سے دعا کرنی چاہیئے کہ ہم سب کو اپنی اطاعت اور اپنا اتباعِ سُنّت کی توفیق دے۔ حدیث[1] میں ہے کہ بہت زیادہ غُصّہ حق تعالیٰ کا تین شخصوں پر ہوتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب کا ذکر کیا۔ جن میں اس شخص کا بھی ذکر کیا جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اختیار کرے (یعنی جو رسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے پہلے عرب میں برتی جاتی تھیں) اُن کا برتنے والا اور اسی طرح تمام واہیات رسمیں اور غیر قوموں کے طریقے اختیار کرنے والے پر حق تعالیٰ کا سخت غصّہ نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کے ادنیٰ غضب کی بھی تاب نہیں ہوسکتی تو اعلیٰ درجہ کا غصّہ اور عذاب کون برداشت کرسکتا ہے۔ حدیث[2] میں ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کے کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ سو ایک قوم نے اس کام کو نہیں کیا اور اس کے کرنے سے پرہیز کیا اور یہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گو اس کے کرنے کی اجازت دیدی ہے مگر بہتر اِس کام کا نہ کرنا ہی ہے۔ اور خود آپؐ نے اس فعل کو بیان جواز کے واسطے کیا ہے۔ تاکہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ فعل جائز ہے جس کی آپؐ نے قولاً و فعلاً ہر طرح سے اجازت مرحمت فرمادی مگر چونکہ یہ سمجھنا محض اپنی رائے سے تھا اور کوئی شرعی دلیل اس پر قائم نہ تھی اس لئے مذموم شمار کیا گیا) پس آپؐ نے خطبہ پڑھا اور اللہ پاک کی حمد کی۔ پھر فرمایا کیا حال ہے (یعنی بُرا حال ہے) اُن قوموں کا جو ایسا کام کرنے سے بچتے ہیں جس کو

[1] عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الناس الی اللہ تعالیٰ ثلثة ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنة الجاہلیة ومطلب دم امرئ مسلم بغیر حق لیہریق دمہ رواہ البخاری ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷

[2] عن عائشہؓ قالت صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً فرخص فیہ فتنزہ عنہ قوم فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال اقوام یتنزہون عن الشئ اصنعہ فواللہ انی ۲م لاعلمہم باللہ و اشدہم لہ خشیة متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷ و بخاری ص ۹۱۰ ع ۵ بخاری شریف ۱۲ +

میں خود کرتا ہوں (پس اگر وہ خدائے تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے ایسا کرتے تو (میں ان لوگوں سے بہت زیادہ) اللہ تعالیٰ (اور اس کے عذاب) کو جانتا ہوں اور اُن لوگوں سے بہت زیادہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (سو جب یہ حالت ہے تو یہ لوگ کیوں میرے خلاف کرتے ہیں یعنی عذاب کا مجھے ان سے زیادہ خوف ہے اور اُن سے زیادہ اس سے بچنے کا اہتمام بھی کرتا ہوں) پس مجھ سے کسی امر میں زیادتی کرنا ان کو ہرگز نہ چاہئے۔ صاحبو! ذرا غور کرو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات دین کی نہ تھی اس کو دین کا سمجھنے اور اپنی مخالفت کرنے پر کس قدر عتاب و انکار فرمایا۔ حالانکہ صحابہؓ آپؐ کے عاشق تھے اور آپؐ کی سُنّت پر بہت بڑے عمل کرنے والے تھے مگر چونکہ انھوں نے اس حکم کے سمجھنے میں غور سے کام نہیں لیا اس وجہ سے اُن پر یہ عتاب کیا گیا اور ہم لوگ تو کس شمار میں ہیں۔ نہ ہم کو اس درجہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت میسّر ہے اور نہ اس درجہ کی اطاعت حاصل ہے پھر ہم تو ایسے افعال کرنے میں اور زیادہ غصہ و عتاب کے مستحق ہوں گے۔ اس لئے کہ ہماری نیت اس قدر اچھی نہیں ہوتی ہے جیسی کہ صحابہؓ کی نیّت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرماویں اور خصوصاً جبکہ ایسے کام کرنے میں کوئی دنیاوی غرض بھی ہو تب تو بدعت کا گناہ نہایت ہی سخت ہوگا۔ اور اس زمانہ میں بہت سی ایسی ہی رسمیں پھیل گئی ہیں جن کو لالچ اور طمع کی وجہ سے لوگ عبادت کے رنگ میں ادا کرتے ہیں۔ ان سب سے بہت ہی پرہیز کرنا چاہئے اور ان کے جاری ہونے میں جو کچھ لوگوں کے منافع ہیں حق تعالیٰ رضا حاصل کرنے کے لئے ان سب کو چھوڑنا چاہئے جس کی حق تعالیٰ پر نظر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی حاجت روائی کر دیتے ہیں خوب سمجھ لو۔ حدیثؐ میں ہے کہ جو شخص ہدایت کی جانب بلاوے (یعنی نیک کام کی راہ بتلاوے) تو ان سب لوگوں کے عمل کے برابر ثواب ملے گا جو اس کے کہنے سے وہ نیک کام کریں گے اور ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جاوے گی (یعنی اُن کے عمل کا تو جتنا ثواب ہے وہ ان کو ملے ہی گا ہدایت کرنے والے کو اس ہدایت کرنے کا ثواب اِس قدر ملے گا جتنا کہ اُن سب عمل کرنے والوں کے عمل کا ثواب ہے اُن لوگوں کے ثواب میں سے کمی کر کے ہدایت کرنے والے کو ثواب نہ دیا جاوے گا بلکہ چونکہ یہ نیک کام کرنے کا باعث ہو گیا ہے اس وجہ سے اس کو جُداگانہ ثواب ملے گا) اور جو گمراہی کا راستہ بتلاوے تو اس پر ان سب لوگوں کے اعمال کا وبال پڑے گا جو اس کے کہنے سے اور بتلانے سے بُرا کام کریں گے اور خود ان لوگوں کے گناہوں میں کمی نہ کی جاوے گی۔ یعنی جنھوں نے اس کے کہنے سے اور بتلانے سے گناہ کیا ہے۔ ان کو تو اس بُرے کام کرنے کی پُوری پُوری سزا ملے گی کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور گمراہ کرنے والے کو ان سب گناہ کرنے والوں کی برابر عذاب ہوگا اس لئے کہ اس نے ہی تو گناہ کرایا۔ اس طرح کہ یہ گناہ کا سبب ہو گیا۔ اور گناہ کا سبب ہونا بھی گناہ ہے۔ جس طرح کہ نیکی کا سبب ہونا

بابؐ عن بلالؓ بن الحارث المزنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیی سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیئا ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا رواہ الترمذی و ابن ماجۃ عن کثیر بن عبد اللہ م

م ابن عمرو عن ابیہ عن جدہ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دعا الی ہدی کان لہ من الاجر مثل اجور من اتبعہ لا ینقص ذلک من اجورہم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من اتبعہ لا ینقص ذلک من آثامہم شیئا ۱۲ سنن الدارمی صفحہ ۷ و مشکوٰۃ صفحہ ۲۹ ع ۵ بخاری شریف و مسلم شریف ۱۲

نیکی ہے غور کرو کہ اپنے گناہ کا وبال اور عذاب اس قدر ہوگا کہ برداشت نہ ہو سکے گی۔ پھر دوسرے لوگوں کے گناہ کا وبال اور خدائے تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ دوسرے لوگ کس قدر ہوں گے کیونکر برداشت کرے گا۔ ایسی باتیں ہرگز نہ جاری کرنی چاہئیں اور ایسی رسموں کو کبھی نہ رواج دینا چاہئے جن سے اپنے کرنے کا بھی گناہ ہو اور اپنی دیکھا دیکھی جو اور لوگ عمل کریں اُن کا بھی وبال بھگتنا پڑے۔ ہاں نیک کام خود بھی کرو اور دوسروں کو بھی رغبت دلاؤ۔ اپنے کرنے کا تو ثواب ہو ہی گا۔ دوسرے لوگوں کی رغبت دلانے کا بھی بہت بڑا ثواب ملے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ قیامت تک کس قدر لوگ تمہاری دیکھا دیکھی وہ نیک کام کریں گے جس کو تم نے کیا ہے۔

حضرت[ملے] عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور ہم کو ایسی نصیحت فرمائی جس نے اثر بھی کیا (یعنی بہت عمدہ طریق سے وعظ فرمایا جو مؤثر ہوا) اور جس سے بہت رقت ہوئی اور کثرت سے آنسو جاری ہوئے اور دلوں پر خوف طاری ہوا) پھر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسا کہ کوئی رخصت کرنے والا (رخصت ہونے والوں کو) نصیحت کرتا ہے۔ ایسی حالت میں جہاں تک ہو سکتا ہے خوب اچھی طرح نصیحت کرتا ہے کہ خدا جانے اب ملنا میسّر ہو یا نہ ہو۔ ان صاحب کو یہ خیال ہوا کہ شاید آپ عالم آخرت میں عنقریب تشریف لے جانے والے ہیں اور اسی وجہ سے اس قدر اہتمام سے نصیحت فرماتے ہیں تو اور بھی جو مفید باتیں ہوں معلوم ہو جاویں تو اچھا ہے۔ کیونکہ پھر تو اس مقصود کے حاصل ہونے کی اُمید نہیں۔ سو اس وجہ سے ان صاحب نے کہا کہ ہم کو (اور بھی کچھ) وصیت فرمائیے (جو آپ کے بعد دارین میں کام آوے کیونکہ پھر ایسا بتلانے والا کہاں میسّر ہوگا) آپ نے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا جو ساری نیکیوں اور فلاحِ دارین کی جڑ ہے) اور حکم سُننے اور اطاعت کرنے خلفا کا (یعنی جو تم پر مسلمان حاکم اور بادشاہ ہوں۔ ان کی اطاعت کرنا جب تک کہ شریعت کے موافق حکم کریں)، اگرچہ وہ حاکم حبشی غلام ہی ہو۔ اور ان امور کے اہتمام کی وصیت اس لئے کرتا ہوں کہ جو شخص میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا تو بہت سے اختلاف دیکھے گا (یعنی لوگوں کی حالت بدل جاوے گی نئی نئی باتیں پیدا ہو جاویں گی اور فتنے برپا ہوں گے تو ایسے وقت میں تقویٰ اور اتحاد کی نہایت ضرورت ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کا خوف ہوگا تو ناحق پر عمل کرنے سے بچے گا اور اتحاد کی وجہ سے باہم مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑے گی اور جب بادشاہ کی مخالفت کی جاتی ہے تو باہم مسلمانوں میں اتحاد نہیں رہتا۔ بس صورت اتحاد کی یہی ہے کہ حاکم کی اطاعت کی جاوے (اب تقویٰ کا طریق فرماتے ہیں) بس تم لازم رکھنا اپنے اُوپر میرے طریقہ

ملے دعن العرباض رضی (ابن ساریۃ) قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجہہ موعظ موعظۃ بلیغۃ ذرفت منہا العیون و وجلت منہا القلوب فقال رجل یارسول اللہ کان ہذہ موعظۃ مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع و الطاعۃ وان عبدًا حبشیا فانہ من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ ا

ص الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ ۱۲ مشکوۃ ص ۲۹ +

کی تابعداری اور خلفائے راشدین کے طریقہ کی تابعداری کو اور خوب مضبوط پکڑے رہنا اس طریقہ کو اور بچتے رہنا دین میں نئی باتوں کے (جاری کرنے سے) اس لئے کہ ہر نئی بات دین میں پیدا کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ظاہر ہے کہ گمراہی شیطان کا راستہ اور دوزخ میں لیجانے والی اور دنیا کی بھی تباہ کرنے والی چیز ہے۔ اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت اور اختلافات سے بچانے کا اہتمام فرمایا ہے اور بچنے کا طریقہ بھی بتلا دیا ہے اور وہ آپؐ کی اور آپؐ کے خلفائے راشدین کی سنّت پر عمل کرنا ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ ہر کام میں خواہ دنیا کا ہو یا دین کا ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو اختیار کریں اور رسموں کی پابندی ہرگز نہ کریں اور برادری اور کنبے والوں کی ناراضی کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ اللہ پاک کا حق سب سے زیادہ مقدم ہے اور ہر طرح کا نفع اور ضرر سب اُسی کے قبضہ میں ہے لہٰذا جس سے وہ راضی ہوگا اس کو کسی کی حاجت نہیں اور جس سے وہ ناراض ہے اس کی کوئی دستگیری نہیں کر سکتا۔ لوگوں کے دل بھی اُسی کے قبضہ میں ہیں جس کو جس سے چاہے ناراض کر دے اور جس کو جس سے چاہے راضی کر دے اور بڑی ذلّت اور بے شرمی کی بات ہے کہ اپنی مثل ناچیز مخلوق کی تابعداری گوارا کرے اور مالک حقیقی کے حکم کی پروا نہ کرے۔ افسوس لوگوں میں عقل بھی نہیں رہی۔ امام احمدؒ نے عمدہ سند سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی قوم کسی بدعت کو جاری کرتی ہے تو ویسی ہی ایک سنّت (پر عمل کی توفیق) جاتی رہتی ہے (اور جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ بدعت کی علاوہ اس کے گناہ ہونے کے یہ بھی نحوست ہے کہ اس کے سبب سے سنّت پر عمل کرنے کی توفیق نہیں رہتی) تو معمولی سنّت پر عمل کرنا بہتر ہے عظیم الشان بدعت نکالنے سے (اس لئے کہ معمولی درجہ کی سنّت پر عمل کرنے سے بہت بڑا ثواب ملتا ہے اور بہت بڑی بدعت بھی اگر جاری کرے تو بجز عذاب دردناک کے اور کچھ حاصل نہیں۔ پس سنّت کا اختیار کرنا بہر حال بہتر ہے اگرچہ وہ سنّت معمولی ہی درجہ کی ہو۔ مثلاً سنّت کے موافق استنجا کرنا وغیرہ اور بدعت کسی حال میں نافع اور بہتر نہیں اگرچہ اس کے اہتمام میں کیسی ہی مشقت اُٹھائی جاوے اور جب عظیم الشان بدعت نکالنے میں کوئی بھلائی نہیں تو معمولی درجہ کے اہتمام بدعت میں تو کیا بھلائی ہوتی۔ حاصل یہ ہے کہ چھوٹی بڑی بدعتیں سب دین و دنیا کی بربادی کا باعث ہیں اور سنّت پر عمل کرنا ہر حال میں ثواب کا باعث ہے۔

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص تعظیم کرے اہل بدعت کی وہ اسلام کے گرانے پر مدد کرتا ہے۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بدعتی چونکہ

لے عن حسان رض قال ما ابتدع قوم بدعة فی دینهم الا نزع الله من سنتهم مثلها ثم لا یعیدها الیهم الی یوم القیامة رواه الدارمی ۱۲ مشکوٰۃ صـ ۳۱

ص مرقاۃ وغیرہم سے یہ نکتہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص بدعت کو اختیار کرتا ہے تو اسے بطور فرض کے عبادت سمجھتا ہے اور ظاہر کی سنّت کو وہ فرض کے درجہ میں عبادت نہیں سمجھ سکتا تو اس لئے اس بدعت کے مقابلہ میں سنّت کی اہمیت کم ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ سنّت کو بالکل ترک کر کے بدعت پر مداومت کر لیتا ہے ۱۲

سے عن ابراهیم بن میسرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام رواه البیهقی فی شعب الایمان مرسلا ۱۲ مشکوٰۃ صـ ۳۱

طریقۂ سنت کے خلاف عملدرآمد کرتا ہے جو دینِ اسلام کے ضعف کا سبب ہے پس جو شخص ایسے شخص کی تعظیم کرے تو وہ بھی اس کا مددگار ہے اور گناہ کی مدد کرنا گناہ ہے سو وہ بھی گنہگار ہوا۔ اور بدعتی کی تعظیم کرنا گناہ پر مدد کرنے میں اس لئے شمار کیا گیا کہ اگر ایسے شخص کی توہین کی جاتی اور اس سے قطع تعلق کیا جاتا تو امید تھی کہ وہ اپنی حرکت سے باز آجاتا اور اسلام کو اس سے ضرر نہ ہوتا اور جب اس کی تعظیم کی گئی تو اس کو اس کی حالت پر برقرار رکھا گیا جو ضعفِ اسلام کا باعث ہے اور گناہ ہے لہٰذا گناہ پر مدد کرنا ثابت ہوگیا۔ دوسرے یہ کہ بدعتی دشمن ہے خدائے تعالیٰ کا۔ اور خدائے تعالیٰ کے دشمن کی تعظیم شریعت میں منع ہے تو جو شخص خداوند تعالیٰ کے دشمن کی تعظیم کرے گا گویا اُس نے اسلام کی وقعت نہیں سمجھی جب تو نے اُسکے حکم کی مخالفت کی۔ اور یہ وجہ اگرچہ سب گناہوں میں جاری ہے مگر بدعت میں خصوصیت کے ساتھ جاری ہے اس لئے کہ اس کا بہت بڑا گناہ ہونا اور اس سے ضررِ عظیم برپا ہونا پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ حدیث[۱] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میری سنت پر عمل کرے اس زمانے میں جبکہ میری اُمت میں فساد پھیلے (یعنی بدعتیں جاری ہوویں اور جہالت پھیل جاوے) تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے لہٰذا مسلمانوں کو ایسے عمدہ عمل سے ہرگز نہ رُکنا چاہئے تاکہ اس قدر ثوابِ عظیم سے محروم نہ رہے اور چونکہ اس زمانہ میں سخت مخالفت سنّت کی ہو رہی ہے پس اس ثواب کو ضرور حاصل کرنا چاہئے اس طرح کہ خود بھی سُنّت پر عمل کرے اور اور دوسروں کو بھی رغبت دِلاوے۔ مگر لڑائی جھگڑے سے بہت بچنا چاہئے جہاں کوئی فتنہ محتمل ہو وہاں فقط خود عمل کرلے اور دوسروں سے کچھ نہ کہے۔ اور جہاں کوئی فتنہ نہ ہو دوسروں کو بھی خوب رغبت دلاوے۔

[۱] عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید رواہ البیہقی فی کتاب الزہد لہ من حدیث ابن عباس رض ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۳۰

ضمیمۂ ثانیہ حصۂ ششم نور محمدی بہشتی زیور مسمّاۃ بہ

بہترین جہیز

دیباچہ از حضرت اقدس اشرف العلماء مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

احقر اشرف علی عفی عنہ مظہر مدعا ہے کہ جس زمانہ میں رسالہ اصلاح النساء کی ترتیب ہو رہی تھی ایک مضمون عورتوں کے لئے نہایت مفید جو حضرت مولانا عبدالحق صاحب متوطن پورقاضی وکیل ریاست رتلام و ممبر مدرسہ عالیہ دیوبند مدفیوضہم کا لکھا ہوا تھا نظر سے گذرا جس کے لکھے جانے کی وجہ مولانا کے صاحبزادے نے تمہید میں ظاہر کی ہے اس کو دیکھ کر بیساختہ تمنّا اس کی اشاعت کی ہوئی چنانچہ اس کی تقریظ میں بھی احقر نے اس تمنّا کو ظاہر کیا ہے۔ مولانا موصوف نے اسکی ایک

نقل مع اجازت اشاعت مجھ کو عطا فرمائی۔ اس اثنا میں رسالہ اصلاح النسار طبع ہو کر شائع ہونے کو تھا۔ مناسب معلوم ہوا کہ اس مضمون کو رسالہ مذکورہ کا ضمیمہ بنا دیا جائے۔ مولانا نے لقب اس کا "بہترین جہیز" رکھا ہے۔ اس میں باستثنار چند خاص مواقع کے کہ خاص حالات کے اعتبار سے ان میں خاص خطاب ہے باقی سب مضامین مفید عام ہیں۔ اوّل تمہید پھر وہ مضمون۔ اور مضمون کے آخر میں میری تقریظ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور جہل کا دافع بنائے۔ تحریر تاریخ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ۔

تمہید از جانب نذرالحق صاحب ابن مصنف رسالہ ہذا (مولوی عبدالحق صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد جناب الٰہی جل جلالہ و نعت حضرت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم بندہ احقر نذرالحق عفا اللہ عن سیئاتہ گذارش کرتا ہے کہ میرے والد ماجد جناب مولانا مولوی سیدی عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری ہمشیرہ عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ کے عقد نکاح کے وقت جبکہ طریق سنت پر کیا گیا تھا چند ہدایتیں بوقت رخصت عزیزہ مسطورہ کو لکھ کر دیں کہ جن پر عمل کرنے سے زندگی دنیا میں آرام اور آخرت میں نجات اور راحت دوام ہو۔ میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ لڑکیوں اور عورتوں کے واسطے دین اور دنیا کے لئے بہت مفید ہے عرض کی کہ اس کی چند نقلیں اپنی اور رشتہ داروں کی لڑکیوں اور مستورات میں تقسیم کر دی جاویں تو بہت بہتر ہے۔ اس کے بعد یہ تحریر حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ وعم فیضہٗ کی نظر اشرف سے گذری۔ ان کی رائے عالی میں بھی اس کی اشاعت مناسب معلوم ہوئی۔ اس لئے جناب ممدوح نے اس کی اشاعت کی اجازت دی۔ میرے علم میں یہ پہلی مثال ہندوستان میں ہے جو کسی لڑکی کے جہیز کے ساتھ اس قسم کی نافع تحریر دی گئی ہو۔

(ممدوح: ذ مخدوم)

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس سے مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کو دینی اور دنیاوی فائدہ پہنچاوے۔

کتبہ احقر نذرالحق
عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بہترین جہیز

حامدًا ومصلیًا پیاری دختر لخت جگر اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین متفاولا باسمک المیمونۃ[1]۔ ابھی تک تم اپنی مادر مشفقہ اور اپنے مہربان والد کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتی رہی ہو۔ تمھارے والدین تمھارے آرام وراحت کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے رہے ہیں تمھاری تعلیم وتربیت ودرستیٔ اخلاق اور ہر قسم کی بہبودی کے ذمہ دار تھے۔ آج سے تم ایک نئی دنیا میں قدم رکھتی ہو۔ جہاں تمھارے تمام اخلاق و عادات اور حرکات و سکنات کی ذمہ داری خود تم پر عائد ہوگی۔ اس لئے میں چند ہدایتیں تم کو کرتا ہوں کہ اگر تم اُن پر کاربند ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ دین ودنیا کی کامیابی تم کو نصیب ہوگی۔ وہ ہدایتیں یہ ہیں:۔

سب سے مقدم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔ اسکا ہمیشہ دل سے خیال رکھو۔ خداوند تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اگر کوئی کام کہے کہنے والا خواہ کوئی ہو اس کا کہنا ہرگز مت مانو۔ دیکھو ماں باپ کی اطاعت کی قرآن شریف میں حد درجہ کی تاکید آئی ہے اور جنت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے۔ لیکن خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اگر ماں باپ بھی کہیں تو اُن کا بھی کہنا نہ مانو۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے

وَ اِنۡ جَاهَدَاكَ عَلٰۤى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا ۙ

ترجمہ۔ اور اگر ماں باپ تجھے میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرنے پر مجبور کریں جس کا تجھے علم نہیں ہے تو اُنکی اطاعت اس بات میں مت کر۔ اور دنیا میں اُن کے ساتھ سلوک سے پیش آتا رہ۔

ہم نے جو چہل حدیث تمھارے واسطے تالیف کی ہے اور اسے تم نے مع ترجمہ یاد بھی کر لیا ہے۔ اس میں یہ حدیث ہے لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ چاہئے۔ پس جب تمھیں تہ دل سے اطاعتِ الٰہی کا خیال رہے گا تو جو احکام خداوندی ہیں تم خود بخود ان کی پابند رہو گی شرائع اور احکام الٰہی بہت ہیں جن کی کسی قدر تفصیل تم نے دینی رسالوں خصوصاً بہشتی زیور میں پڑھی ہے ان سب کو یہاں اعادہ (دوہرانا) کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ان میں جو نہایت اہم ہیں اُن کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

[1] متفاولا باسمک یعنی میں یہ دعا کرتا ہوں تمھارے نام سے نیک فال حاصل کرکے لیکن عربی محاورہ کے اعتبار سے اگر نام میمونہ کی بجائے سعیدہ یا سعید یہ ہوتا تو اسعدک اللہ تعالیٰ کی دعا کے ساتھ متفاولا باسمک کہنا زیادہ زیب دیتا ۔

بعد اعتقاد توحید الٰہی و رسالت رسالت پناہی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو چیز نہایت اہم اور قرآن شریف میں جابجا اس کی تاکید آئی ہے وہ نماز ہے۔ نماز اسلام کا ایسا رُکن اور فرض اہم ہے کہ عاقل بالغ سے یہ کسی وقت ساقط نہیں ہوتا۔ پس نماز پنجگانہ نہایت پابندی کے ساتھ ہمیشہ وقت پر سفر و حضر میں برابر ادا کرتی رہو۔ اکثر مستورات پابند نماز کی ہونے پر بھی سفر کی حالت میں زیادہ اہتمام نماز کا نہیں رکھتیں۔ اس کا تم خیال رکھو کہ سفر میں بھی تمھاری نماز قضا نہ ہو سفر یا ریل کا ہوتا ہے یا گاڑی بہلی کا ہوتا ہے۔ اگر گاڑی بہلی کا سفر ہے تو وہ اپنے اختیار کی سواری ہے۔ جنگل میں ٹھیرا دو اور ایک طرف ہو کر بُرقع یا بڑی چادر سے نماز پڑھ لو۔ اگر وضو نہیں ہے تو وضو بھی گاڑی بہلی کی آڑ میں ہو سکتا ہے۔ اور اگر ریل کی سواری ہے اور تم ایسی گاڑی میں سوار ہو جو مستورات کے لئے مخصوص ہے تو اس میں تم کو جبکہ تم نے پورا عزم نماز پڑھنے کا کر لیا ہے گو کیسی ہی کشمکش ہو نماز پڑھنے کی جگہ مل جاوے گی۔ ریل اتنی دیر اکثر اسٹیشنوں[۱] پر ٹھیرتی ہے کہ دو یا تین رکعت نماز پڑھ لی جاوے۔ کیونکہ سفر شرعی میں یا دو رکعت نماز فرض ہے یا تین رکعت۔ پس اس قدر مہلت ضرور ملجاتی ہے۔ اگر سنن و نوافل مذکورۂ بالا سفر میں نہ ہو سکیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر فرض و واجب[۲] سفر کی حالت میں بھی نہ چھوڑو۔ اور اگر تم ایسی گاڑی میں سوار نہیں ہو جو عورتوں کے لئے مخصوص ہو تو ایسی حالت میں ضرور ہے کہ تمھارا شوہر یا محرم تمھارے پاس[۳] بیٹھا ہو گا وہ ضرور تمھارا کفیل کار ہو گا۔ غرض عزم بالجزم کے سامنے کوئی روک نہیں جو نہایت مضبوطی کے ساتھ نماز کا پابند ہو گا خواہ عورت ہو یا مرد۔ سفر میں بھی نماز ادا کرے گا۔ ریل کی سواری گو اختیاری سواری نہیں ہے مگر ترک نماز کے واسطے ہرگز عذر نہیں ہے۔ ہم بہت خوش ہیں کہ تم نماز بہت اطمینان کے ساتھ جس میں پورے طور سے تعدیلِ ارکان ہوتی ہے ادا کرتی ہو اللہ تعالیٰ تم کو مزید توفیق حسنات عنایت فرما دے فرائض کے سوائے سنن مؤکدہ[۴] کا التزام بھی رکھو اور ہو سکے تو اور سُنن و نوافل جو حدیث سے

---

[۴] اعتکاف کی مدت میں اختلاف ہے بعض ائمہ تین دن سے کم کے بھی قائل ہیں لیکن کم سے کم تین دن کا اعتکاف کرنا چاہیے سب سے اچھا یہ ہے کہ رمضان کے آخری دس روز کا اعتکاف کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب رمضان شریف کی انیسویں تاریخ کا دن ختم ہونے کے قریب ہو تو اعتکاف کرنے کی نیت سے اس جگہ چلا جائے جو مقرر کی ہو اور جب عید کا چاند نظر آجائے تو اس جگہ سے نکل آئے۔ مرد کو چاہیے کہ کسی ایسی مسجد میں اعتکاف کرے جس میں پنجوقتہ جماعت ہوتی ہو اور اگر جامع مسجد ہو تو بہتر ہے۔ اور عورت کو چاہیے کہ اپنے گھر ہی میں اس جگہ اعتکاف کرے جو نماز کیلئے اس نے مخصوص کر رکھی ہے۔ حالتِ اعتکاف میں یہ چیزیں ممنوع ہیں۔ (۱) بلا ضرورت حاجتِ انسانی یعنی پاخانہ پیشاب یا غسل کے لئے اعتکاف کی جگہ سے باہر آنا۔ (۲) اپنے خاوند یا اپنی بیوی سے لپٹنا۔ (۳) ہمبستری کرنا۔ عورت کو اگر اعتکاف کے دوران میں حیض آجائے تو اعتکاف ترک کر دے۔ مردوں کو جماعت سے تراویح کی نماز پڑھنی چاہیے۔ اور عورتوں کو تنہا عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھ خواہ دو دو رکعت کی نیت کر کے خواہ چار چار کی۔ اگر قرآن شریف یاد ہو تو پورے مہینہ میں کم سے کم ایک ختم پڑھے۔ ورنہ الم تر کیف سے پڑھے یا جو سورتیں بھی یاد ہوں انھیں پڑھے۔ بیس رکعتیں پوری کرنے کے بعد وتر پڑھ لے۔ عورتیں عموماً تراویح میں بہت کاہلی کرتی ہیں یہ بہت بُری بات ہے ۱۲

[۱] اگر اسٹیشن پر نہ ہو تو چلتی ہوئی ریل میں بھی نماز پڑھنا درست ہے

[۲] فرض و واجب کی طرح فجر کی سنتیں نہ چھوڑنی چاہئیں ۱۲

[۳] جو سفر شرعی ہو جس میں نماز کا قصر ضروری ہوتا ہے اس میں عورت کے ساتھ شوہر یا اس عورت کے محرم کا ہونا ضروری ہے بغیر محرم کے ایسا سفر جائز نہیں۔ عورت کا محرم وہ شخص ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح کسی حالت میں بھی جائز نہ ہو جیسے باپ، حقیقی بھائی، بیٹا، چچا اور ماموں وغیرہ ۱۲

[۴] رمضان شریف میں اعتکاف کرنا اور تراویح پڑھنا بھی سنت مؤکدہ میں سے ہے پورے شہر کے باشندوں میں سے اگر کسی نے نہ کیا تو سب پر سنت کے ترک کرنے کا گناہ ہو گا اور اگر ایک شخص نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب اس گناہ سے بچ جائیں گے

ثابت ہیں پڑھا کرو۔ تہجد کی نماز کا بہت بڑا ثواب ہے اور ہمارے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھی ہے اگر کبھی رات میں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا تو دِن میں اس کو پڑھا ہے۔ آپؐ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی تہجد کی نماز پڑھتی تھیں۔ تہجد کا وقت مقبولیتِ دعا، اور نزولِ رحمت کا وقت ہے۔ کسی ایک نماز کے بعد تلاوت قرآن شریف بھی کرتی رہو۔ صبح کی نماز کے بعد وقتِ تلاوت مقرر رکھو تو اچھا ہے تم نے قرآن شریف اور قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا ہے تلاوت کے وقت ترجمہ کا بھی دھیان رکھو۔ اور جہاں سمجھ میں نہ آوے اُسکو پوچھ لو۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ تم قرآن شریف پڑھنے میں حروف کو اُن کے مخارج سے ادا کرتی ہو اور عین اور حائے حطی اپنے مخارج سے ادا ہوتے ہیں ورنہ عموماً عورتوں سے قرآن شریف پڑھنے میں مخارج سے حروف ادا نہیں ہوتے۔ حائے حطی کی جگہ ہائے ہوز اور عین کی جگہ الف یعنی ہمزہ نکلتا ہے۔ روزہ کی نسبت تمھیں تاکید کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم خود علاوہ رمضان شریف کے اور نفلی روزے بھی رکھتی ہو جیسا کہ اکثر لڑکیوں کی عادت ہے اور خاص اس بات میں عورتوں کی ہمت مردوں سے زیادہ ہے لیکن کہنے کی ضرورت یہ ہے کہ روزے کو پاک وصاف رکھو۔ غیبت سے تو پرہیز ہر حالت میں ضرور ہے۔ کیونکہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے اس کے لئے قرآن شریف[ا] اور حدیث شریف[۲] میں سخت وعید ہے لیکن خاص کر روزہ میں تو بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کسی کی غیبت نہ ہو۔ غیبت سے روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ[۳] کو ایسے روزے کی پرواہ نہیں ہے جس میں آدمی جھوٹ اور غیبت وغیرہ میں مبتلا ہو۔ زکوٰۃ[۴] فرض ہے جیسے کہ تم نے دینی رسالوں میں پڑھا ہے اور اس کی شرائط کی تفصیل اور سونے اور چاندی کی مقدار نصاب کا حال اور مصارفِ زکوٰۃ جن کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے تمھیں معلوم ہے اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ بات اس میں کہنے کی یہ ہے کہ اکثر عورتوں کو زکوٰۃ کی طرف سے بے پرواہی ہوتی ہے۔ اوّل تو مال ایک عزیز چیز ہے یُوں بھی اِنسان کا دل اُسے الگ کرنے کو نہیں چاہتا۔ دوسرے سُستی اور لاپروائی سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی

۳ واللعن وامثالہا ما یجب علی الانسان اجتنابہا ویحرم علیہ ارتکابہا والعمل بہ ای الزور یعنی الفواحش من الاعمال لانہا فی الاثم کالزور فلیس للہ حاجۃ ای التفات ومبالاۃ وہو مجاز عن عدم القبول ۱۲ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۴ زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہے اور صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب ہے چنانچہ جس طرح زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح صدقۂ فطر کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ صدقۂ فطر عید کی صبح کو ادا کیا جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز پڑھنے سے پہلے ہی ادا کر دے۔ صدقۂ فطر میں اگر گیہوں دینا ہے تو اس کی مقدار نصف صاع اور اگر جَو وغیرہ ادنیٰ قسم کا اناج ہے تو ایک صاع ہونی چاہئے۔ صاع کا وزن اٹھاسی روپیہ والے سیر کے حساب سے تین سیر سوا تین چھٹانک ہے اور اسّی روپے والے سیر کے حساب سے ساڑھے تین سیر اور دو روپیہ بھر ہے۔ لہٰذا اگر اٹھاسی روپے والے سیر کے حساب سے ایک صاع صدقۂ فطر دینا ہے تو احتیاطاً سوا تین سیر دے اور اسّی روپے والے سیر سے دینا ہے تو احتیاطاً تین سیر نو چھٹانک دے۔ اگر نصف صاع دینا ہے تو انھیں اوزان کا نصف دیدے یعنی اٹھاسی روپے والے سیر کے حساب سے ایک سیر دس چھٹانک اور اسّی روپے والے سیر کے حساب سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک۔ اگر اناج نہ دے بلکہ اس کی قیمت صحیح طور سے لگا کر دیدے تو وہ بھی درست ہے ۱۲

۱ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ واتقوا اللہ ۱۲ سورۂ حجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

۲ عن ابی سعید وجابر رض قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغیبۃ اشد من الزنا قالوا یا رسول اللہ وکیف الغیبۃ اشد من الزنا قال ان الرجل یزنی فیتوب فیتوب اللہ علیہ وفی روایۃ فیتوب فیغفر اللہ لہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ حتی یغفرہا لہ صاحبہ وفی روایۃ انس قال صاحب الزنا یتوب وصاحب الغیبۃ لیس لہ توبۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ ص ۴۱۵

۳ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ رواہ البخاری (مشکوٰۃ ص ۱۷۶) قول الزور ای من لم یترک القول الباطل من قول الزور وشہادۃ الزور والکفر والافتراء والغیبۃ والبہتان والقذف والسب والشتم

ہے۔ اس کے ادا کرنے کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ تمھیں جو زیور ہم نے دیا ہے وہ قدر نصاب کو پہنچ گیا ہے اس کی زکوٰۃ ہمیشہ ادا کرنی چاہیئے۔ اگر شوہر بی بی کی جانب سے زکوٰۃ دیدے تو جائز ہے۔ اگر کوئی عورت جس پر زکوٰۃ فرض ہے اپنے مال میں سے زکوٰۃ دے۔ اور اس کا شوہر منع کرے تو اس میں شوہر کا کہنا نہ ماننا چاہیئے جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہوئی ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق یہ مسئلہ صرف آگاہی کے واسطے لکھدیا ہے ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ تمھیں ہرگز ایسا موقع پیش نہ آوے گا بلکہ اور زیادہ فرائض اور مسائل شرعیہ کی پابندی کی تاکید ہوتی رہے گی۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آسانی کے واسطے ایک نقشہ استخراج زکوٰۃ کا ایک ہزار روپے سے لیکر دس روپیہ تک لکھدیں۔ اگرچہ دس بیس روپے کے مال پر بوجہ قدر نصاب نہ پہنچنے کے زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن نصاب پورا ہونے کے بعد کسرات کا حساب نکالنے میں اس نقشہ سے سہولت ہوگی۔ سونے چاندی میں نصاب کے بعد جب پانچواں حصہ بڑھے تب بڑھوتری پر زکوٰۃ آویگی ورنہ نہیں

تعداد روپیہ			مقدار زکوٰۃ واجب		تعداد روپیہ			مقدار زکوٰۃ واجب	
ایک ہزار	۱۰۰۰	[illegible]	پچیس روپیہ	[illegible]	تین سو	۳۰۰	[illegible] (۳۰۰)	سات روپیہ آٹھ آنہ	[illegible]
نو سو	۹۰۰	[illegible] (۹۰۰)	بائیس روپے آٹھ آنہ	[illegible]	دو سو	۲۰۰	[illegible] (۲۰۰)	پانچ روپیہ	[illegible]
آٹھ سو	۸۰۰	[illegible] (۸۰۰)	بیس روپیہ	[illegible]	ایک سو	۱۰۰	[illegible] (۱۰۰)	دو روپیہ آٹھ آنہ	[illegible]
سات سو	۷۰۰	[illegible] (۷۰۰)	سترہ روپیہ آٹھ آنہ	[illegible]	پچاس	۵۰	[illegible]	ایک روپیہ چار آنہ	[illegible]
چھ سو	۶۰۰	[illegible] (۶۰۰)	پندرہ روپیہ	[illegible]	پچیس	۲۵	[illegible]	دس آنہ	۱۰/
پانچ سو	۵۰۰	[illegible] (۵۰۰)	بارہ روپیہ آٹھ آنہ	[illegible]	بیس	۲۰	[illegible]	آٹھ آنہ	۸/
چار سو	۴۰۰	[illegible] (۴۰۰)	دس روپیہ	[illegible]	دس	۱۰	[illegible]	چار آنہ	۴/

؎ تولا تو پچاس روپیہ بھر ٹھہرے۔ اب ان پچاس روپیوں کا چالیسواں حصہ یعنی سوا روپیہ زکوٰۃ میں دیدو تو زکوٰۃ صحیح طریقہ پر ادا ہوجائیگی ۱۲

؎ چاندی سونے کے صرف زیورات ہی میں زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ اگر گوٹہ ٹھپہ سچے کام کا ہے اور اتنا ہے کہ زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ گیا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اسی طرح کپڑے اور جوتے میں اگر سچی زری کا کام ہے اور اس کی مقدار نصاب کو پہنچ گئی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی ۱۲

؎ لیکن شرط یہ ہے کہ بی بی کو پہلے اطلاع دیدے کیونکہ اس کے زیورات کی زکوٰۃ اصل میں اسی کے ذمہ ہے ۱۲

؎ اگر اپنے رشتہ داروں سے کوئی زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو تو اس کو دینے میں دوہرا ثواب ہے ایک خیرات کا دوسرا صلہ رحمی کا ۱۲

؎ مثلاً یوں سمجھ لو کہ ایک شخص کے پاس دو سو درہم ہیں تو اس پر چالیسواں حصہ یعنی پانچ درہم زکوٰۃ واجب ہوتی ابھی اُن دو سو درہموں پر پورا سال نہیں گذرا تھا کہ اس کے پاس کچھ درہم اور آ گئے جو تعداد میں چالیس سے کم ہیں تو سال ختم ہونے پر اسے صرف دو سو درہموں کی زکوٰۃ دینی ہوگی یعنی پانچ درہم۔ اور اگر دوران سال میں پورے چالیس درہم آ گئے تو اس زیادتی کی زکوٰۃ بھی دینی ہوگی کیونکہ چالیس درہم دو سو درہموں کا پانچواں حصہ ہیں لہٰذا اب وہ سال کے ختم پر بجائے پانچ درہم زکوٰۃ دینے کے چھ درہم زکوٰۃ ادا کرے گا ۱۲

؎ نصاب الذہب عشرون مثقالا والفضۃ مائتا درہم وفی کل خمسین بحسابہ ففی کل اربعین درہما درہم وما بین الخمس الی الخمس عفو ۱۲ شامی صہ ۳۳ ج ۲

؎ زکوٰۃ کے بارے میں عموماً لوگوں سے یہ غلطی ہوجاتی ہے کہ چاندی کی زکوٰۃ دیتے وقت چاندی کو تول کر اس کی قیمت روپیہ سے لگاتے ہیں جتنے روپے قیمت ہوتی ہے اسی میں سے زکوٰۃ نکالتے ہیں مثلاً چاندی سستی ہے اور پچاس تولہ چاندی کی قیمت چالیس روپے ہوئی تو زکوٰۃ دینے والے اسی چالیس روپیہ کا چالیسواں حصہ یعنی ایک روپیہ زکوٰۃ نکال دیتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اس طرح زکوٰۃ ادا کرنے سے پورے پچاس تولہ چاندی کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ پوری پچاس تولہ چاندی کی زکوٰۃ تو ادا ہوتی جبکہ خود اس چاندی کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے اگر چاندی کو خرچ نہیں کرنا چاہتے تو سہل صورت یہ ہے کہ چاندی کو بجائے باٹ کے روپیوں سے تول لو۔ جتنے روپیہ بھر چاندی ہوا تنے روپیوں کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیدو۔ مثلاً چاندی کے زیورات کو

درمیانی رقوم اور کسرات کا حساب اس سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے مثلاً ڈیڑھ سو روپے کی زکوٰۃ کا حال معلوم کرنا ہے تو نقشہ میں سَو روپے کی زکوٰۃ کو دیکھو اور پھر پچاس کی۔ دونوں کو ملا لو۔ یہ ڈیڑھ سو روپے کی زکوٰۃ ہوگی۔ یا مثلاً پچھتر روپے کی زکوٰۃ کا دریافت کرنا مطلوب ہے تو نقشہ میں پچاس کی زکوٰۃ اور پھر پچیس کی زکوٰۃ دیکھو دونوں کو ملانے سے پچھتر کی زکوٰۃ ہوئی۔ حج فرض[۱] ہے استطاعت ہونے پر۔ اور جس شخص پر حج فرض ہو جائے اور وہ حج ادا نہ کرے تو اس کے لئے سخت وعید حدیث[۲] میں آئی ہے۔ ایسے شخص کے نامسلمان مرنے کی وعید مُخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے ہمیں معلوم ہے کہ تمھارے پاس جو زیور ہے وہ اس قدر نہیں ہے کہ حج تم پر فرض ہو۔ عورت کے لئے علاوہ زادِ راہ کے محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا بھی شرط ہے جیساکہ تم نے دینی رسائل میں پڑھا ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ تمھیں ایسی مقدرت دے کہ حج فرض ہو جائے تو بلا تأمل وتساہل حج[۳] ادا کرنا چاہئے۔

اب ہم چند باتیں تمھاری معاشرت کے متعلق ذکر کرتے ہیں

شوہر کی فرمانبرداری عورت پر واجب ہے۔ اور حدیث[۴] میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میں کسی انسان کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ مگر چونکہ ہماری شریعت میں سجدۂ تعظیم بھی حرام[۵] ہے اس لئے آپ نے سجدہ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی۔ اس حدیث سے خیال کرنا چاہئے کہ کس قدر شوہر کی فرمان برداری کا حکم ہے اور جو عورت شوہر کی نافرماں بردار ہو

۲ ہو جاتا ہے یہ بات صرف اسی ایک رات کے لئے مخصوص ہے باقی ایام میں مغرب کے بعد ہی سے اگلے دن کا شمار ہونے لگتا ہے۔ یہ سہولت اس لئے دی گئی ہے کہ اگر طوافِ زیارت چھوٹ جائے تو اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وقوف بعرفہ چھوٹ گیا تو سوائے دوبارہ حج کرنے کے اور کوئی صورت ممکن نہیں ۱۲ **ف۲** عن ابی امامة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعه من الحج حاجة ظاہرة او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا رواہ الدارمی ۱۲ مشکوٰۃ صہ ۲۲۲ **ف۳** حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی حج کرے اور اس میں کوئی بے حیائی اور گناہ کا کام نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ۱۲

ف۴ عن عائشة رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد له فقال اصحابه یا رسول اللہ تسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجہا ولو امرہا ان تنقل من جبل اصفر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لہا ان تفعله رواہ احمد ۱۲ مشکوٰۃ صہ ۲۸۳ **ف۵** والسجدة حرام لغیرہ سبحانه شرح فقہ اکبر صہ ۲۳ وفی الخلاصة من سجد لہم (ای للسلاطین) ان اراد به التعظیم ای کتعظیم اللہ سبحانه کفر وان اراد به التحیة اختار بعض العلماء

عدم الکفر قول وہذا ہو الاظہر ۱۲ شرح فقہ اکبر صہ ۲۳۸ +

...حج کے فرائض تین
احرام، وقوف بعرفہ
...طوافِ زیارت۔ ان میں
سے احرام تو شرط ہے
...وقوف بعرفہ اور طواف
...یہ دونوں رُکن
...ان تینوں چیزوں
سے اگر ایک بھی
...چھوٹ جائے گا تو حج
نہ ہوگا۔ اسکے علاوہ
...حج میں بعض
...واجبات ہیں بعض سنتیں
...بعض مستحبات۔ واجبات
سے اگر کوئی چھوٹ
...جائے تو حج تو ادا ہو جائیگا
...ترک واجب کی وجہ
سے اُن جانوروں میں سے
...ایک کا ذبح کرنا ضروری
...جن کی قربانی جائز ہے
...گائے، بکری یا اونٹ
...مسائل حج میں
...خاص بات یاد رکھنے
...کی ہے وہ یہ کہ وہ رات
...عرفہ کے دن کے بعد
...آتی ہے وقوف بعرفہ
کے حق میں اگلے دن
کی رات نہیں شمار ہوتی
بلکہ اسی دن کے تاریخ
...شمار کی جاتی ہے۔ اسی
لئے اس رات میں صبح
صادق ہونے سے پہلے
...جس نے عرفات میں
...قیام کر لیا اس کا حج

اور شوہر اس سے ناراض ہو وہ عورت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رہتی ہے تاوقتیکہ شوہر کو رضا مند نہ کرے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی شوہر فرائض کے ادا کرنے سے ناراض ہو تو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے جیساکہ مکرر حدیث لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ذکر کی گئی ہے۔ یہاں بھی صرف آگاہی کے واسطے یہ مسئلہ ذکر کر دیا۔ ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ تمھیں یہ موقع پیش نہ آوے گا۔ تین وصف جس عورت میں ہوں اس سے کبھی اس کا شوہر ناخوش نہ ہوگا۔ جن کو سعدی علیہ الرحمۃ نے بوستاں کے اس شعر میں جمع کر دیا ہے ؎

زن خوب[1] و فرماں بر و پارسا ۔۔۔ کند مرد درویش را بادشاہ

ان میں آخر کی دو صفتیں اختیاری ہیں۔ اگر کسی عورت میں پہلی صفت[4] نہ بھی موجود ہو تو آخر کے دو وصف موجود ہونے سے زناشوئی[ک] کے تعلقات خوشگوار رہیں گے۔ اور اگر پہلی صفت موجود ہو اور دو آخر کی مفقود ہوں تو ایسی عورت دنیا میں بدنام اور آخرت میں اس کے لئے سخت عذاب ہے۔ جو عورت شوہر کی فرمانبردار نہ ہو یا تُند مزاج ہو بات بات میں جھگڑا پیدا کرے تو اس کے لئے بھی سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

زن بد[5] در سرائے مرد نکو ۔۔۔ ہم دریں عالم است دوزخ او

اور واقعی بات بھی یہی ہے کہ جس گھر میں زناشوئی کے تعلقات خوشگوار نہیں ہیں وہ گھر مثل جہنم کے ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے کہ لوگ اُن پر ہنستے ہیں خود زن و شوہر کی زندگی وبالِ جان ہو جاتی ہے چنانچہ یہ کیفیت ہم نے کہیں کہیں دیکھی ہے اور جس گھر میں زناشوئی کے تعلقات خوشگوار ہیں وہ گھر اگرچہ غربت اور افلاس کا گھر ہو لیکن وہ دولتخانہ اور بادشاہی محل سے بہتر بلکہ نمونہ جنت بن جاتا ہے یہ ممکن ہے کہ کبھی شوہر کی خفگی ایسی وجہ سے ہو جو تمہارے خیال میں واجبی نہیں ہے اور ممکن ہے کہ واقعی ایسا ہو تو اس حالت میں بھی تم نہایت تحمل اور وقار سے برداشت کرو حتیٰ کہ تمھاری زبان سے تو کیا کسی اشارہ اور ادا سے بھی یہ بات نہ معلوم ہو کہ غصہ بیجا تھا۔ تمہارا تحمل آخر کار خود اس کو آگاہ کر دے گا کہ یہ غصہ ناواجب تھا۔ اور اس کا انجام بہت اچھا اور تم پر وفورِ مہربانی کا سبب ہوگا جبکہ اس برتاؤ سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے تو شوہر تو شوہر ہی ہے۔ اس عمل میں اس بات کا ضرور خیال رہے کہ آنکھ بھوں نہ چڑھے

[4] صفت پاکدامن ہونا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نیک بخت عورت مرد کا خزانہ ہے جب اس کی طرف اس کا خاوند دیکھے تو اس کو دیکھکر خوش ہو جائے اور جب کسی بات کا حکم کرے تو فرمانبرداری کرے اور جب وہ کہیں باہر جائے تو اس کے پیچھے خود کو اور اس کے مال کو محفوظ رکھے ۱۲ [5] بُری عورت نیک مرد کے گھر میں اسی عالم یعنی دنیا ہی میں اس نیک مرد کے لئے دوزخ ہے ۱۲ [6] (عن عائشۃ) رفعہ ان الرفق لایکون فی شیٔ الازانہ وانہ لا ینزع من شیٔ الاشانہ وفی روایۃ ان اللہ یحب الرفق ویعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف ومالا یعطی علی ماسواہ لمسلم وابی داؤد ۱۲ جمع الفوائد صفحہ ۱۵ ج ۱

[1] عن ابی ہریرۃ رضؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا الرجل امرأتہ الی فراشہا فأبت فبات غضبان لعنتہا الملائکۃ حتی تصبح متفق علیہ وفی روایۃ لہما قال والذی نفسی بیدہ مامن رجل یدعو امرأتہ الی فراشہ فتابی علیہ الاکان الذی فی السماء ساخطا علیہا حتی یرضی عنہا ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۰

[2] جو عورت خوبصورت بھی ہو فرمانبردار بھی ہو اور پارسا (پرہیزگار) بھی وہ فقیر شوہر کو بھی بادشاہ بنا دیتی ہے (یعنی اس شوہر کو اپنی زوجہ کی محبت میں ایسا سرور حاصل ہوگا جیسا بادشاہوں کو حاصل ہوا کرتا ہے) ۱۲

[3] عن ابی ہریرۃ رضؓ قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر وتطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسہا ولا مالہا بما یکرہ رواہ النسائی والبیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۱

[4] پہلی صفت خوبصورت ہونا، دوسری صفت فرمانبردار ہونا، تیسری

[ک] زناشوئی یعنی زوجیت و شوہریت کے تعلقات ۱۲ [خ] اچھے اور بہتر ۱۲ [ب] نیا دتی ۱۲

بلکہ ہشاش بشاش رہنا چاہئے اور کلام میں حرکات وسکنات میں ناراضی کا اظہار ہرگز ہرگز نہ ہو شوہر کے ساتھ گفتگو اور خطاب میں شوہر کے مرتبے کا لحاظ رکھو۔ یہ بات بے تکلفی میں بھی ملحوظ رہنی چاہئے۔ خطاب میں ایسا لفظ جس سے سوء ادبی معلوم ہو ہرگز مت استعمال کرو۔ اگر شوہر کچھ کہے تو اول غور سے سنو۔ پھر ادب کے ساتھ مناسب جواب دیدو۔ نہ بہت بلند آواز سے اور نہ ایسی پست آواز سے کہ کچھ سنائی نہ دے۔ اگر کسی واقعہ کا علم شوہر کو نہ ہو یا مغالطہ ہو تو اس واقعہ کی نسبت غلط فہمی کو بہت ادب اور احترام کے ساتھ رفع کرو۔ ایسے الفاظ نہ ہوں جن سے شوہر کے اس واقعہ کی نسبت علم کی تحقیر ہو۔ اور اگر بمقتضائے بشریت تم سے غلطی ہو یا فروگذاشت کسی امر میں ہو جاوے تو اس کا اقرار کر کے معافی مانگ لو۔ اس کا بہت اچھا اثر ہوگا۔ تمہیں کوئی چیز دریافت کرنی ہو خواہ وہ مسائل دین سے تعلق رکھتی ہو خواہ معاملات دنیا سے۔ تو اسے بکشادہ پیشانی دریافت کرو اور اچھی طرح سمجھ کر تسکین کر لو۔ؔ

در طلب کردن حقیقت کار		از خدا شرم دار و شرم مدار

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔ یہ عادت بہت بری ہے۔ شوہر یا خسر کی جانب سے جو کھانے پینے کو ملے اس کو شکر کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔ اور گو کتنا ہی قلیل ہو اس پر بھی شکر واجب ہے۔ لاکھوں ایسے ہوں گے جن کو نہ تم جیسا کھانے کو اور نہ تم جیسا پہننے کو ملتا ہوگا۔ اور نہ تم جیسا آرام ہوگا کھانے پہننے میں، دولت مندی میں ہرگز کسی کی حرص مت کرو۔ رشک وحسد سے بچو کہ اس میں علاوہ سخت گناہ کے خود انسان عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ دنیا کے اسباب میں ہمیشہ اپنے سے کمتر پر اور دین کے کاموں میں ہمیشہ اپنے سے بالاتر پر نظر رکھو اس سے تم کو دنیا میں راحت اور نیکی کی توفیق ہوگی۔

ہدایت (۷) خسرال کے گھر والوں کے ساتھ آدابِ معاشرت

خوشدامن کا ادب ہر امر میں مثل اپنی والدہ مشفقہ کے کرو۔ اور ہر حال میں ان کی رضامندی کو مقدم سمجھو۔ خواہ تم کو تکلیف ہو یا راحت۔ مگر ان کی خلاف مرضی ایک قدم مت چلو۔ زبان سے کوئی ایسا لفظ مت نکالو جس سے ان کو کلفت ہو۔ ان سے جب بات کرو اور خطاب کرو تو ایسے الفاظ سے خطاب مت کرو جیسے اپنے برابر والیوں سے خطاب کرتی ہو۔ بلکہ ان الفاظ سے خطاب کرو جو بزرگوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے آدابِ شوہر میں اس کا بیان کر دیا ہے۔ اگر خوشدامن تم کو کسی امر میں تنبیہ کریں تو ان کے کہنے کو خاموشی کے ساتھ سننا چاہئے۔ اگر

ل مطلب یہ ہے کہ مسئلہ خواہ کیسا ہی ہو اس کے دریافت کرنے میں ہرگز شرم نہ کرنی چاہئے اصل شرم تو خدا سے کرنی چاہئے کہ گناہ نہ ہو جائے ۱۲

ک (عن جابر) شہدت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العید فبدأ بالصلوۃ قبل الخطبۃ بلا اذان ولا اقامۃ ثم قام متوکئا علی بلال فامر بتقوی اللہ تعالی وحث علی طاعۃ ووعظ الناس وذکرہم ثم مضی حتی اتی النساء فوعظہن وذکرہن فقال تصدقن فان اکثرکن حطب جہنم فقالت امرأۃ من سفلۃ النساء سفعاء الخدین فقالت لم یا رسول اللہ قال لانکن تکثرن الشکاۃ وتکفرن العشیر قال فجعلن یتصدقن من حلیہن یلقین فی ثوب بلال من اقرطہن و خواتیمہن للشیخین و ابی داؤد والنسائی ۱۲ جمع الفوائد صفحہ ۱۵۱ ج ۱

ؔ لغزش قصور ۱۲

بالفرض ناگوار اور تلخ بھی کہیں جس کی اُمید نہیں ہے تب بھی اس کو شربت خوشگوار کے گھونٹ کی طرح پی جاؤ اور ہرگز درشتی سے جواب نہ دو اور ان کی خدمت مثل اپنی والدہ کے کرو۔ اگر کسی کام کو دوسرے کو کہیں تو تم اُس کو اپنی طرف سے انجام دو۔ خُسر کی تعظیم واحترام مثل اپنے والد مہربان کے کرو۔ اور جس طرح خوشدامن کے ساتھ کلام کرنے میں ادب کا بیان ہم نے کیا ہے یہاں بھی اسی طرح لحاظ رکھو۔ مثلاً اگر کوئی تم سے دریافت کرے کہ وہ کہاں گئے ہیں تو تم اس کے جواب میں کہو کہ فلاں جگہ تشریف لے گئے ہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ فلاں امر کی نسبت اُنھوں نے کیا کہا ہے تو تم جواب میں کہو کہ ایسا فرمایا ہے۔ ان کو آرام پہنچانے اور ان کی خدمت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو سعی کرو۔ کسی تقریب میں جانا ہو یا کسی عزیز سے ملنے جانا ہو تو اپنے خسر و شوہر سے اجازت لو۔ اور اگر وہ موجود نہ ہوں تو خوشدامن سے اجازت چاہو۔ اگر اجازت دیں تو جاؤ۔ ورنہ مت جاؤ۔ اگر کسی تقریب میں جانے کو کہیں تو جاؤ۔ گو تمھارا جی نہ چاہتا ہو۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدانخواستہ وہ تمھیں ایسی جگہ جانے کو کہیں جہاں منہیات[۱] شرعیہ ہوں جس گھر یا مجلس میں منہیات شرعیہ ہوں وہاں جانا منع ہے۔ اگر کوئی بی بی تم سے مرتبہ اور عمر میں بڑی ہے جیسے شوہر کے بڑے بھائی کی بیوی۔ اس کے ساتھ گفتگو (بات چیت) اور نشست و برخاست (بیٹھنے اُٹھنے) میں اس کے مرتبہ کا لحاظ رکھو۔ اور اس کے ساتھ اسی طرح شیر و شکر ہو کر رہو کہ گویا سگی بہنیں ہیں۔ ایک بڑی اور ایک چھوٹی۔ تم اگر ایسا برتاؤ رکھو گی تو ضرور ہی کہ طرف ثانی (دوسری) سے بھی ایسا ہی برتاؤ ہو گا۔ اور اگر عمر و مرتبہ میں تم سے چھوٹی ہے تو اس کے ساتھ محبّت اور پیار کا برتاؤ رکھو۔ اور اس کو نہایت نرمی و ملایمت سے اچھی اچھی باتوں کی تعلیم دیتی رہو۔ اور وہ کوئی کام کرے تو تم خود مدد دے کر وہ کام کرا دو۔ اسی طرح شوہر کی بہن بھانجی وغیرہا کے ساتھ علیٰ قدر المراتب سلوک اور مدارات سے پیش آؤ۔ مگر اس میں حدِ اعتدال کو ضرور ملحوظ رکھو۔ کیونکہ حدِ اعتدال سے زیادہ مدارات میں نباہ مشکل ہے۔ اپنے گھر میں بیبیوں کے ساتھ جب بیٹھو یا کسی دوسرے گھر کسی تقریب میں عورتوں میں شامل ہو تو کسی کی نسبت پس پشت ایسی بات مت کہو کہ اگر وہ سنے تو بُرا مانے۔ اسی کو غیبت[۲] کہتے ہیں۔ غیبت کرنے کا سخت گناہ ہے اس کی نسبت اوّل بھی ہم نے روزے کے بیان میں ذکر کیا ہے اور اب یہاں یہ بات قابل فکر ہے کہ بعض آدمی کہا کرتے ہیں ہم کوئی جھوٹ بات نہیں کہتے۔ یہ بات تو فلاں شخص میں موجود ہے۔ یاد رکھو یہ نفس کا ایک مکر ہے۔ غیبت کے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ جو عیب کسی کا بیان کیا جاوے وہ اُس میں نہ ہو بلکہ کسی کے واقعی عیب کا بیان کرنا غیبت ہے اور اگر وہ عیب اس شخص میں نہیں ہے تو دوچند گناہ ہوتا ہے تہمت کا اور غیبت کا۔ گھر میں جو بچّے ہیں خواہ وہ تمھارے خُسر کی اولاد ہوں یا ایسے قریب رشتہ داروں کے جو اس گھر میں رہتے ہیں اُن کے ساتھ نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آؤ۔ حدیث[۳] شریف میں آیا ہے کہ جو شخص بڑوں کا ادب نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ہمارے حضور اقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بچّوں

[۱] جو باتیں شرع میں منع کر دی گئی ہیں ۱۲

[۲] عن ابی ہریرۃ رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قالوا افرأیت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بہتّہ رواہ مسلم وفی روایۃ اذا قلت لاخیک ما فیہ فقد اغتبتہ واذا قلت ما لیس فیہ فقد بہتّہ ۱۲ مشکوٰۃ صـ۴۱۲

[۳] عن ابن عباس رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا رواہ الترمذی ۱۲ مشکوٰۃ صـ۴۲۳

کے ساتھ بہت محبت تھی۔ حتیٰ کہ ایکؒ مرتبہ ایک بچے نے آپؐ کی گود میں پیشاب بھی کر دیا تھا۔ بعض عورتیں جن کو بچوں سے محبت ہوتی ہے بچے کو اس بہانے سے بُلاتی ہیں آؤ تمھیں ہم ایک چیز دیں۔ حالانکہ کوئی چیز دینے کا قصد نہیں ہوتا۔ صرف بُلانا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن ایسا کہنا ایک قسم کا جھوٹ بولنا ہوتا ہے۔ ایسا مت کرو۔ ایکؒ بی بی نے ایک مرتبہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بچے کو کچھ دینے کو کہکر بُلایا۔ مگر اس نے خالی بہکایا نہ تھا بلکہ کوئی چیز اس کو دی بھی۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو اس کو یہ نہ دیتی تو جھوٹ ہو جاتا۔ گھر میںؒ اگر خادمہ ہے تو اس سے فوق طاقت[طاقت سے باہر ۱۲] کام نہ لو۔ اگر کوئی کام اس پر بھاری ہو تو خود بھی اس کی مدد کر دینی چاہئے۔ اس سے درشتی اور سخت کلامی سے پیش نہ آؤ۔ وہ بیمار ہو یا اُسے کوئی تکلیف ہو تو اس میں اس کی پوری ہمدردی کرو جیسا کہ تم نے اپنی والدہ کا برتاؤ خادمہ عورتوں کے ساتھ دیکھا ہے کہ اگر کبھی خادمہ کے سر میں درد اور وہی بھی ہوا ہے تو خود اس کا کام کر لیا ہے۔ اور ایسی حالت میں اُسے تکلیف نہیں دی۔ ہاں یہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ خادمہ بالکل آرام طلب اور کام چور ہو جائے۔ ایسا کر دینا گویا خادمہ کے حق میں دشمنی ہے کہ پھر وہ جہاں جاوے گی آقا کی مورد عتاب رہے گی۔ کوئی اچھی تحفہ چیز کھانے پینے کی آوے تو اس میں سے اسؒ کو بھی کسی قدر دینی چاہئے۔ تم نے یہ برتاؤ بھی اپنی والدہ کا دیکھا ہے کہ گو کتنی ہی قلیل چیز ہو مگر اس میں بھی وہ خادمہ کا حصہ ضرور لگاتی ہیں۔ ہمیں اس سے کمال مسرت ہوتی ہے کہ ایثار کی صفت تم میں فطرۃً ہے۔ اس صفت میں اللہ تعالیٰ اور ترقی دے اپنے شوہر اور سب گھر کی بیبیوں کے ساتھ یہ برتاؤ رکھو۔ گھر میںؒ جو عورتیں اور باہر مرد مہمان ہوں اُن کی مہمانداری حسب مرضی شوہر بہت کشادہ دلی اور ایثار سے کرنی چاہئے۔ مہمان کی خاطر اپنے معمولی کھانے کی نسبت تکلف بھی جائز ہے جو حد اسرافؒ تک نہ پہنچے۔ اگر مہمان کوئی متقی خدا کے بندوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کو موجب خیر و برکت سمجھنا چاہئے۔ اور یوں تو کسی مہمان سے بھی دل تنگ نہ ہونا چاہئے۔ ہمارے حضور انور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو بھی مہمان کیا ہے۔ مہمان کی مدارات اور اس کے ٹھیرانے میں التجا کرنے کا مضائقہ نہیں ہے۔ مگر نہ اس قدر اصرار کہ مہمان کے لئے موجب اضرار ہو۔ یہ بہت بُری بات ہے کہ مہمان کو خاص کوئی ضرورت در پیش ہے اور وہ

ؒ کسی چیز کے حصول میں دوسروں کو اپنے نفس سے مقدم سمجھنا۔ اگر خود کو اس چیز کی زیادہ ضرورت ہو تو اس حالت میں اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم سمجھنا ایثار کا بہت اعلیٰ مرتبہ ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ (یعنی اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود ان کو شدت کی حاجت کیوں نہ ہو) یہ آیۃ صحابۂ کرام کے بارے میں ہے ۱۲ ؒ (عن ابو ہریرۃ اضاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضیفا کافراً فامر لہ بشاۃ فحلبت فشرب حلابہا ثم اُخری فشرب حلابہا حتی شرب حلاب سبع شیاہ ثم انہ اصبح فاسلم فامر لہ صلی اللہ علیہ وسلم بشاۃ فشرب حلابہا ثم اُخری فلم یستتمہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان المومنین یشرب فی معاء واحد والکافر یشرب ۲

ؒ عن ام قیس بنت محصن انہا اتت بابن لہا صغیر لم یاکل الطعام الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجلسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجرہ فبال علی ثوبہ الحدیث متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ صـ۵۲ـ

ؒ عن عبد اللہؓ بن عامر قال دعتنی اُمی یوماً و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد فی بیتنا فقال ہا تعال اعطیک فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اردت ان تعطیہ قالت اردت ان اعطیہ تمراً فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک لو لم تعطیہ شیئاً کتبت علیک کذبۃ رواہ ابو داؤد والبیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ صـ۴۱۶ـ

ؒ عن محمد بن زیاد قال سمعت ابا ہریرۃ یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اتی احدکم خادمہ بطعامہ فلیجلسہ معہ او لیناولہ لقمۃ او لقمتین او اکلۃ او اکلتین فانہ ولی حرہ ودخانہ ۱۲ مسند دارمی صـ۲۶۵ـ

ؒ ایثار کے معنی ہیں

عو فی سبعۃ امعاء للشیخین والموطا والترمذی ۱۲ جمع الفوائد صـ۲۹۵ـ/۱۲۰۷ فوق طاقت۔ یعنی طاقت سے زیادہ ۱۲ آقا بمعنی مالک ۱۲ عتاب بمعنی غصہ، خفگی ۱۲ کمال مسرت۔ یعنی پوری خوشی ۱۲ کشادہ دلی۔ یعنی دل کھول کر ۱۲ اسراف بیجا خرچ فضول خرچی ۱۲ اضرار نقصان تکلیف ۱۲ +

اس کی وجہ سے رخصت ہونا چاہتا ہے مگر میزبان صاحب ہیں کہ اصرار کر رہے ہیں اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے رہے ہیں۔ یہ خود اچھی بات نہیں ہے۔ جس میں مہمان کا دل تنگ ہو۔ اور اس کا حرج بھی ہو۔ ہمارے حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ ایسے اصرار کو ہرگز پسند نہ فرماتے تھے۔ مہمان کے ساتھ جو مدارات کی جاوے اُس کو ہرگز اپنی طرف سے احسان مت سمجھو بلکہ اس نے تم پر احسان کیا کہ اپنا مقسوم رزق تمہارے یہاں کھایا اور تم کو ثواب میں داخل کیا ؎

	روزیٔ خود می خورد از خوانِ تو		شکر بجا آر کہ مہمانِ تو	

اسی طرح اگر کسی کے ساتھ سلوک کرو تو اس پر احسان مت دھرو۔ قرآن شریف[۲] سے ثابت ہے کہ احسان دھرنے سے سلوک کرنے کا ثواب باطل ہو جاتا ہے۔ پس یہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہونا چاہیئے۔

انتظامِ خانہ داری۔ بعد حسنِ معاشرت مردمانِ خانہ کے جس کا اوپر ذکر ہوا گھر کی بہبودی اور اسکی رونق کے لئے ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ انتظام خانہ داری اگر عمدہ طور سے ہے تو باوجود قلّتِ معاش کے بھی گھر پر رونق معلوم ہوتی ہے۔ اور اس گھر پر ناداری معلوم نہیں ہوتی۔ اور اگر یہ انتظام درست نہیں ہے تو باوجود دولتمندی کے بھی گھر پر نکبت[۴] اور نحوست برستی ہے۔ ہم نے بچشمِ خود بعض دولتمند گھروں کو دیکھا ہے کہ انتظام خانہ داری کا مستورات میں سلیقہ نہ ہونے سے ان کے گھر کی حالت مفلسوں کے گھروں سے بدتر ہے۔ بہت بڑی بات اس میں اخراجات کا اندازہ اور ان کے مواقع کا لحاظ رکھنا ہے۔ اخراجات میں اعتدال اور ان کا حسب موقع استعمال کرنا چاہیئے۔ اعتدال سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ آمدنی کے لحاظ سے خرچ زیادہ نہ ہو اور نہ اس قدر کم کہ کنجوسی کی نوبت پہنچے۔ کنجوسی کرنے والوں اور حد اعتدال سے زیادہ خرچ کرنے والوں دونوں کی مذمت[۵] قرآن شریف[۳] میں آئی ہے۔ مال اور پیسے کی ایسی محبت کہ آدمی پیسہ پیسہ جوڑے اور ننانوے کے پھیر میں پڑا رہے۔ علاوہ شرعاً مذموم ہونے کے اس سے خود زندگی وبالِ جان ہو جاتی ہے۔ البتہ میانہ روی ایک ایسی چیز ہے کہ نہ تو اس سے انسان کنجوس کہلاتا ہے اور نہ مُسرف۔ اور نہ ضرورت کے وقت اپنی حاجت سے بند رہتا ہے۔ اخراجات کے موقع کا لحاظ خود صرف کرنے والے انسان کا کام ہے کہ وہ خیال کرے کہ کس موقع میں کس قدر خرچ کرنا چاہیئے۔ اس کی نسبت جزئیات کا محفوظ کرنا دشوار ہے روزمرہ کے مصارف کا حساب اگر حسب مرضی شوہر لکھ لیا کرو اور روزہ مرّہ یا ہفتہ میں ایک بار اس کو شوہر کے ملاحظہ میں پیش کر دیا کرو تو بہت کچھ موجب اطمینان ہے۔ حساب ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ دنیا اور دین دونوں

---

[۱] معنی یہ ہوئے کہ خدا کا شکر بجا لا کہ تیرا مہمان اپنی روزی تیرے دستر خوان سے کھاتا ہے [۲] یا ایہا الذین امنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی ۱۲ سورہ بقرہ پارہ تلک الرسل۔ [۳] ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا الآیۃ (سورۂ بنی اسرائیل پارہ ۱۵) والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمٰی علیہا فی نار جھنم فتکوی بہا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۱۲ سورہ توبہ پارہ ۱۰۔ اصرار۔ ضد ہٹ + رضامندی۔ خوشی + نکبت بمعنی بربادی تباہی + مذمت۔ بمعنی برائی ۴

کے لئے کارآمد ہے۔ غلّہ وغیرہ اجناس جو گھر میں آویں اس کو تول لیا کرو۔ اور اسی طرح روپے پیسے کا شمار کر لیا کرو۔ اور اگر کسی کو قرض دینے یا کسی سے لینے کا اتفاق ہو تو اس کو بھی لکھ لیا کرو۔ اور اس کے واپس آنے پر بھی۔ اسی طرح دھوبی کے یہاں جو کپڑے دیئے جاویں وہ بھی بغیر لکھے نہ دیئے جاویں۔ اور زیادہ تر خوبی کی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ تمھارے پاس پارچہ وغیرہ نقد زیور ہو سب لکھا رہے کہ یہ بہت کارآمد ہے۔
منجملہ انتظام خانہ داری کے اثاث البیت[1] کی ترتیب ہے کہ جو چیز جہاں رکھنے کی ہے اس کو اُسی جگہ رکھنا مناسب ہے۔ فرش، پلنگ، چوکی وغیرہ وغیرہ سب اپنی اپنی جگہ پر رکھے جاویں۔ اور جس چیز کے نکالنے کی ضرورت ہو تو بعد رفع ضرورت اس کو اسی جگہ رکھنا لازم ہے۔ اسی طرح تمام ظروف روزمرّہ کے استعمال کے اور دیگر روزمرّہ کے کام کی چیزوں کا خیال رکھو۔ ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ لوٹے ایک طرف کو لُڑکتے پھرتے ہیں، رکابیاں کہیں پڑی ہیں، دیگچیاں دھوئی بے دھوئی ہیں کہ مکھیاں بھنکتی ہیں، گھڑے الگ کھلے پڑے ہیں کہ کوّے اُن میں پانی پیتے اور بیٹ کرتے ہیں، کپڑوں کو ہمیشہ تہ کر کے رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ اِدھر اُدھر بکھرتے پھریں۔ اگر اونی کپڑے ہیں یا ریشمی۔ تو ان کی ہمیشہ خبر گیری کرنی چاہیئے۔ خاصکر موسم برسات میں بہت خیال رکھو کہ ان کو کرم یعنی کیڑا لگ جاتا ہے۔ اگرچہ انتظامی قوت انسان میں فطرتی ہے۔ لیکن کوشش اور سعی کو بھی بہت کچھ دخل ہے۔ گھر میں جو بی بی لیاقت والی اور صاحب سلیقہ ہو ہمیشہ اس سے انتظام خانہ داری سیکھتی رہو۔ اور بغور اس کے انتظام کو دیکھتی رہو۔ اور پھر اس کی پیروی کرو۔
اب ہم اِن چند کلمات کو ختم کرتے ہیں اور مکرر یہ نصیحت کرتے ہیں کہ اگر تم ان ہدایات پر عمل کرو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ تم کو دونوں جہان میں کامیابی نصیب ہو گی۔ اور دنیا میں ایسی آرام و راحت سے رہو گی کہ گھر نمونۂ جنّت بن جاوے گا۔ اور یہ ہماری طرف سے تمھارے لئے تمھاری شادی نکاح کا بہتر ین جہیز ہے۔ اس کو تم ہفتہ میں دو تین بار دیکھ لیا کرو۔ اگر دو تین بار ممکن نہ ہو تو ایک بار ضرور بالضرور پڑھ لیا کرو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمھیں دین اور دنیا کی برکتیں نصیب فرماوے اور تم کو شامل کر کے یہ دعا کرتے ہیں۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ
ہم تم سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ جب تک تمھارے والدین زندہ ہیں اُن کے لئے سلامتی ایمان اور عاقبت بخیر ہونے کی دعا کیا کرو۔ اور بعد اس جہان سے اُن کے رخصت ہونے کے ان کو دعائے مغفرت سے یاد رکھو۔
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَیْرِ الْخَلَائِقِ

[1] "اثاث البیت" کے معنی ہیں گھر کا سامان ۱۲

مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بندۂ ناچیز

عبدالحق عفا اللہ عنہ از قصبہ پور قاضی ضلع مظفر نگر ۱۴ محرم ۱۳۳۰ھ ہجری

تقریظ حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر اشرف علی تھانوی عرض کرتا ہے کہ آج میں نے یہ تقریر لطیف سعادت نصیب نہایت شوق سے پڑھی۔ حرف حرف پر انشراح بڑھتا جاتا تھا سبحان اللہ سچ ہے کہ دریا کو کونے میں بھرا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا اور دعا کے ساتھ امید ہے کہ لڑکیوں کو بے حد نافع ہوگی۔ میری تمنا ہے کہ اس کو مستقلاً یا کسی رسالہ کے ساتھ چھاپ کر سب گھروں میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے گی۔

وَاِلَی اللہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ

اشرف علی عفی عنہ۔ مقام تھانہ بھون
۳ صفر ۱۳۳۰ھ

حصہ ششم بہشتی زیور مع ضمائم قدیمہ و جدیدہ ختم ہوا

دستور العمل تدریس و اجمالی حالت حصّہ ششم

(۱) اس حصّہ میں شادی وغمی و دیگر امور کے متعلق رسوم مروجہ کا بیان ہے۔ (۲) اگر تیسرے حصّہ کے ختم کے بعد لڑکی میں چوتھے یا پانچویں حصّہ کے سمجھنے کی استعداد نہ معلوم ہو تو یہ حصّہ پڑھا دیا جائے۔ (۳) اس کا خیال رکھا جائے کہ جب کسی کو ان رسموں کے کرنے میں پریشانی یا ندامت یا نقصان اُٹھاتا ہوا دیکھا جائے تو فوراً لڑکی کو جتلا دیا جائے کہ دیکھو ان رسموں میں یہ خرابی ہے۔ تاکہ اُس کو اوّل ہی سے ان امور سے نفرت ہو جائے (۴) اکثر لڑکیوں کی عادت ہے کہ گڑیاں کھیلنے میں اِن رسموں کو فرضی طور پر برتا کرتی ہیں۔ اس کا بھی انسداد ضروری ہے۔ تاکہ عادت نہ ہونے پاوے اور ان کے خیال میں جمنے نہ پاوے (۵) لکھنا اگر خلافِ مصلحت نہ سمجھا جاوے تو لڑکی سے کہا جاوے کہ اس حصّہ کو بھی اوّل سے آخر تک لکھ جاوے تاکہ خط بھی صاف ہو اور نیز لکھنے سے مضمون بھی ذہن میں جم جاتا ہے۔ (۶) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ ان مضامین کا آپس میں چرچا رکھیں اور ایک دوسرے سے کہتی سُنتی رہا کریں تاکہ خوب یاد رہیں۔ (۷) اور بھی اَن پڑھ عورتیں جو محلہ میں ہوں ان کو بھی یہ باتیں سمجھا سمجھا کر بتایا کریں تاکہ اُن کو بھی ہدایت ہو۔

محمد اشرف علی عفی عنہ

معجز نما پنجسورہ بلکہ دس سورہ مجموعہ وظائف مع مکمل اَوراد چشت اہل بہشت مترجم با تفسیر

آج تک ہندوستان میں ایسا دہ سورہ و مجموعہ وظائف نہیں چھپا۔ جلی نہایت روشن قلم۔ سفر اور گھر میں پڑھنے کے لئے موزوں مجید اور نہایت خوش خط مترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رح قرآن شریف کے حصہ پر کامل تفسیر اردو اور ہر سورۃ کے اعمال و خواص و فضائل اور ہر سورۃ و آیتوں کے تعویذات مع سند و شانِ نزول و ربطِ آیات و بزرگانِ نقشبندیہ و سہروردیہ و چشتیہ و قادریہ کے مخفی اعمال غرض یہ کہ یہ مشتمل بر مندرجہ ذیل ہے سورۂ یٰسین۔ سورۂ فتح۔ سورۂ رحمٰن۔ سورۂ واقعہ۔ سورۂ ملک۔ سورۂ مزمل۔ سورۂ نوح۔ سورۂ جن۔ سورۂ کہف۔ سورۂ فلق۔ سورۂ الناس۔ سورۂ بروج۔ سورۂ الطارق۔ آیت الکرسی۔ یہاںتک قرآن شریف کا حصہ ختم ہے۔ اِس کے بعد ہفت ہیکل شش قفل۔ دعائے گنج العرش۔ اسمائے حسنیٰ (۹۹ نام خدا) اسمائے رسولِ کریم۔ دعائے حبیب۔ درود تاج۔ درودِ تنجینا۔ یہ بھی سب کے سب نہایت صحیح طور پر مترجم ہیں اور درمیان متن او زیر حاشیہ پر ان کے صحیح اسناد مع خواص و طریقۂ عمل و کامل تفسیر با محاورہ اردو میں درج ہیں اِس کے بعد جملہ بزرگانِ چشتیہ، قادریہ کے ناموں کا سلسلہ بزبانِ عربی زیر متن مترجم اور حاشیہ پر صفائی باطن کے لئے مجدد الف ثانی سرہندی رح کا قابلِ دید بیان بزبانِ اردو درج ہے اور تمام نمازوں اور ہر نماز کے بعد پڑھنے کی دعاؤں کی تفصیل اور حج و زکوٰۃ و روزہ کا بیان ہے۔ اس کے بعد درودِ اکسیر اعظم مصنفہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح زیر متن مترجم اور حاشیہ پر آپ کی کامل سوانح عمری اور فضائل معتبر کتابوں کے حوالہ سے بزبان اردو درج ہے۔ قیمت مجلد اعلےٰ کاغذ ۲ دو روپے، علاوہ محصولڈاک۔

نسخہ صحیحہ دلائل الخیرات مع حزب البحر و قصیدہ بُردہ مترجم با تفسیر

آج تک ہندوستان بھر میں ایسی دلائل الخیرات تیار نہیں ہوئی نہایت صحیح قابلِ قدر جلی قلم بے حد اور نہایت خوشخط زیر متن پاکیزہ اردو ترجمہ از حضرت مولانا ابو الحسن نقشبندی رح گنج مراد آبادی اور حاشیہ پر پاکیزہ اردو میں اظہارِ برکات کے لئے مندارجہ ذیل کتب کے حوالہ سے زرِ کثیر خرچ کر کے کامل تفسیر چڑھائی گئی ہے جو قابلِ دید ہے۔ بخاری۔ مسلم۔ نسائی۔ ترمذی۔ کشاف۔ احیاء العلوم۔ شفائے قاضی عیاض۔ تفسیر روح البیان۔ اتقان۔ مطالع المسرات فاسی۔ زرقانی۔ ناصری۔ ابن خلکان۔ قسطلانی۔ اشعۃ اللمعات۔ مدارج نبوت۔ اور خود مصنف کا حاشیہ مشکوٰۃ۔ شامی۔ سبع سنابل وغیرہ وغیرہ نازہ ترین چھپی ہوئی۔ خوبی یہ کہ اس کا متن روایت حضرت سید علی حریری مدنی رح کے مطابق ہے جو اسوقت ممالکِ اسلامیہ۔ مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ۔ مصر۔ افریقہ اور ہندوستان میں رائج ہے اور جس جگہ اس روایت کے خلاف حضرت سید محمد مغربی کی روایت ہے وہ حاشیہ پر درج ہے۔ مصر قسطنطنیہ اور ہندوستان کے مطبوعہ نسخہ جات سے مقابلہ کر کے اس کی صحت میں غایت درجہ کوشش کی گئی ہے اور شروع میں مصنف دلائل الخیرات حضرت امام محمد بن سلیمان الجزولی رح کی کامل سوانح عمری ہے جو ایک مصری کتاب سے نقل کی گئی ہے جس کے دیکھنے سے اِس عظیم الشان انسان کی عظمت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اخیر میں حزب البحر مترجم مع کامل تفسیر اردو مع طریقۂ ورد مولینا شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلویؒ و دیگر بزرگانِ ہند و افریقہ مع کامل سوانح عمری مصنف مجید و نہایت صحیح پھر اس کے بعد قصیدۂ بُردہ پاکیزہ مترجم مع کامل تفسیر و اسناد و طریقۂ ورد جس کے تمام مضامین مثل نسخہ مطبوعہ مصر ابواب پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ مع کامل سوانح عمری مصنف اس دلائل الخیرات میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے نقشے بھی شامل ہیں۔ قیمت اعلےٰ کاغذ مُجلّد ۲ دو روپے ۸ آٹھ آنے۔ علاوہ محصول ڈاک

ہمارا پورا پتہ نور محمد۔ کارخانہ تجارتِ کتب۔ بالمقابل آرام باغ کراچی

شاندار متوسط قرآن مجید مترجم مع کامل تفسیر اردو

ایک ترجمہ اور ۱۵ خوبیوں والا

حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے دوبالا گویا ایک ماہر اُستاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں۔ اعلیٰ طباعت صحت میں یکتائے روزگار۔ اسکی صحت ماہر حافظوں کی معرفت بحواشی اور خاتم المصاحف کے مطابق ہوئی ہے۔ عربی و اردو ہر دو خط نہایت خوشخط۔ تقطیع (سائز) و قلم کی معلومات کے لئے اس کا بجنسہٖ ایک پورا صفحہ مفت طلب فرمائیں۔ ہر پارہ جُدا جُدا اور نقش و نگار سے آراستہ۔ ہر بسم اللہ خطِ عجائب نگار سے تحریر ہے۔ اسکے تمام اوقاف و رموز سجاوندی اور منشی ممتاز علی صاحب کے خاتم المصاحف کے مطابق ہیں۔ اس کو ہر طرح سے بہتر بنانے میں کارخانے نے کُل کوشش و زرِ کثیر خرچ کیا ہے۔ جو لوگ اسمیں قرآن شریف حفظ کرنا چاہتے ہیں انکی آسانی کیلئے ہر رکوع کی تمام آیات پر ہندسے دیئے گئے ہیں

اِس قرآن شریف کے زیرِ متن ترجمہ حکیم الامت، قرآن کے ظاہری و باطنی علوم کے ماہر حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو تقریباً تحت لفظ ہونے کے باوجود بامُحاورہ، نہایت سلیس، بالکل صحیح اور تمام تفاسیر و روایات کے آخری و متفقہ قول کے مطابق ہے یہ ترجمہ ان تمام اغلاط و خللِ لفظی سے پاک ہے جو آزادی پسند اصحاب کے تراجم میں موجود ہیں۔ یہ ترجمہ تمام مسلمانوں و بالخصوص اہلِ علم میں بیحد مقبول و قابلِ قدر نعمت ہے اور نہایت صحت کیساتھ درج ہے اسوجہ سے یہ ان تمام اغلاط سے بھی پاک ہے جو موجودہ زمانے کے کتب فروشوں کی بدتعلیمی سے آجکل پائیجاتی ہیں

اور خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر (مثل تفسیر کبیر۔ ابنِ جریر۔ درِ منثور۔ خازن۔ ابن کثیر۔ مدارک۔ موضح القرآن از شاہ عبد القادرؒ۔ ضحاک۔ مسندِ حاکم۔ رُوح البیان۔ ابنِ مردویہ۔ ابنِ ابی حاتم۔ مسندِ بزاز۔ مسندِ امام احمدؒ۔ اسباب و شانِ نزول از جلال الدین سیوطیؒ۔ تفسیرِ حقانی۔ بیان القرآن وغیرہ وغیرہ) اور تمام احادیث (مثل بخاری۔ مسلم۔ ترمذی وغیرہ وغیرہ) کے خلاصوں و مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و سند کے ساتھ ایسی عام فہم اُردو میں چڑھائی گئی ہے جو آج تک نہ تو کسی قرآن پر دیکھی اور نہ کسی نے اس قدر زرِ کثیر خرچ کرنیکی ہمت کی جسمیں احکامِ قرآن و مسائلِ قرآن۔ قصص۔ تاریخی واقعات۔ ذکرِ اولین و آخرین اور قرآن کے ظاہری و باطنی اشارات اور شانِ نزول۔ ربطِ آیات۔ خواصِ قرآن۔ ناسخ و منسوخ کی تفصیل ہے اور جس تفسیر کا مضمون درج ہوا ہے اسکا پورا حوالہ دیا گیا ہے اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پر سلسلۂ تفسیر میں ہر صفحہ پر اس مضمون کی سُرخی دی گئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوتا ہے۔

نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں حصہ اوّل میں حضرت آدم سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور ان کی امتوں کے حالات ہیں اسلام سے قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفارِ عرب نے آپؐ کے خلاف انجام دی تھیں اور آپؐ کے وہ تمام خطوط معہ ترجمہ درج ہیں جو آپؐ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام برائے دعوتِ اسلام روانہ فرمائے تھے حصہ دوم میں فضائلِ قرآن و اسرار حصہ سوم میں خاندانِ نقشبندیہ و قادریہ و سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں کے اعمالِ قرآن و خواص اور جملہ سورتوں و آیتوں اور پورے قرآن کے تعویذ ہیں اور تعبیر خواب درج ہیں حصہ چہارم میں مضامینِ قرآن کی فہرست ہے جس سے ہر مضمون کی آیت اشارہ میں نکل سکتی ہے حصہ پنجم میں قواعد قرأۃ قرآن کا بیان ہے۔

ھدیہ :۔ اعلیٰ سفید کاغذ، مجلد۔ دس روپے
ھدیہ :۔ معمولی کاغذ سفید، مجلد۔ آٹھ روپے
} علاوہ محصول ڈاک

ہمارا پورا پتہ نور محمد۔ اصح المطابع و کارخانہ تجارتِ کتب مقابل آرام باغ فریر روڈ۔ کراچی

فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ ہفتم مکمل و مدلل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

نظم

اصلی انسانی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی امّاں جان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ بتا دیجئے مجھے
تاکہ اچھے اور بُرے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز
یوں کہا ماں نے محبّت سے کہ اے بیٹی میری
سیم و زر کے زیور کو لوگ کہتے ہیں بھلا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اور آویزے نصائح ہوں کہ دِل آویز ہوں
کان کے پتّے تو یا کرتے ہیں کانوں کو عذاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
قوت بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
کیا کرو گی اے میری جان زیورِ خلخال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ بصر!

آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
اور جو بدزیب ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے
اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
دین و دنیا کی بھلائی جس سے ایجان آئے ہات
چلتے ہیں جسکے ذریعہ سے ہی سب انسان کے کام
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری
گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان میں رکھو نصیحت دین جو اوراقِ کتاب
نیکیاں پیاری میری تیرے گلے کا ہار ہوں
کامیابی سے سدا تو خرّم و خورسند ہو
ہمّتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
پھینک دینا چاہیے بیٹی بس اس جنجال کو
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر

سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

نور محمدی بہشتی زیور کا ساتواں حصہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آدابؔ اور اخلاقؔ اور ثوابؔ اور عذابؔ کے بیان میں

عبادتوں کا سنوارنا

وضو اور پاکی کا بیان

عمل۱ وضو اچھی طرح کرو، گو کسی وقت نفس کو ناگوار ہو عمل۲ تازہ وضو کا زیادہ ثواب ہے عمل۳ پاخانہ پیشاب کے وقت قبلے کی طرف نہ منہ کرو نہ پشت کرو عمل۴ پیشاب کی چھینٹوں سے بچو اس میں بے احتیاطی کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔ عمل۵ کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو شاید اسمیں سے کوئی سانپ بچھو وغیرہ نکل آئے عمل۶ جہاں غسل کرنا ہو وہاں پیشاب مت کرو عمل۷ پیشاب پاخانہ کے وقت باتیں مت کرو عمل۸ جب سو کر اٹھو جبتک ہاتھ اچھی طرح نہ دھو لو پانی کے اندر نہ ڈالو عمل۹ جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اسکو مت برتو۔ اس سے برص کی بیماری کا اندیشہ ہے جس میں بدن پر سفید سفید داغ ہو جاتے ہیں۔

۲ نماز کا بیان

عمل۱ نماز اچھے وقت پر پڑھو رکوع سجدہ اچھی طرح کرو جی لگا کر پڑھو عمل۲ جب بچہ سات برس کا ہو جائے اس کو نماز کی تاکید کرو، جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھواؤ عمل۳ ایسے کپڑے یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں کہ اس کی پھول پتی میں دھیان لگ جائے عمل۴ نمازی کے آگے کوئی آڑ ہونا چاہئے اگر کچھ نہ ہو ایک لکڑی کھڑی کر لو، یا کوئی اونچی چیز رکھ لو۔ اور اس چیز کو دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل رکھو عمل۵ فرض پڑھکر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنت نفل پڑھو عمل۶ نماز میں اِدھر اُدھر مت دیکھو۔ اوپر نگاہ مت اٹھاؤ جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکو عمل۷ جب پیشاب پاخانہ کا دباؤ ہو تو پہلے اس سے فراغت کر لو پھر نماز پڑھو عمل۸ نفلیں اور وظیفے اتنے شروع کرو جس کا نباہ ہو سکے۔

۱۔ آداب جمع ہے ادب کی بمعنی عمدہ طریقہ ۱۲

۲۔ اخلاق جمع ہے خلق کی بمعنی اچھی عادت ۱۲

۳۔ اچھا اور نیک بدلہ ۱۲

۴۔ تکلیف اور دکھ۔ سزا ۱۲

۵۔ جس طرح اسکی ضرورت ہے کہ کھانا کھاتے وقت کھانے کے آداب کا لحاظ رکھا جائے گفتگو کرتے وقت گفتگو کے آداب کا لحاظ رکھا جائے اور لوگوں کے مجمع میں بیٹھ کر آداب مجلس کا پاس ہے اُسی طرح عبادات میں بھی آداب ہیں اگر ان آداب کا لحاظ نہ رکھا جائے تو عبادتیں تو ہو جائیں گی مگر بھونڈے پن سے ادا ہوں گی اور جب خدا کی عبادت میں بھونڈے پن کو روا رکھا جائے گا تو آہستہ آہستہ یہی بھونڈا پن تمام کاموں میں سرایت کر جائے گا ۱۲۔

(۳) موت اور مصیبت کا بیان

عمل ۱۔ اگر پرانی مصیبت یاد آجائے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھ لو جیسا ثواب پہلے ملا تھا ویسا ہی پھر ملے گا۔ عمل ۲ رنج کی کیسی ہی ہلکی بات ہو اُس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھ لیا کرو تو ثواب ملے گا۔

(۴) زکوٰۃ اور خیرات کا بیان

عمل ۱۔ زکوٰۃ جہاں تک ہو سکے ایسے لوگوں کو دی جائے جو مانگتے نہیں، آبرو تھامے گھروں میں بیٹھے ہیں عمل ۲ خیرات میں تھوڑی چیز دینے سے مت شرماؤ جو توفیق ہو دیدو عمل ۳ یوں نہ سمجھو کہ زکوٰۃ دے کر اور خیرات دینا کیا ضرور ہے ضرورت کے موقعوں پر ہمت کے موافق خیر خیرات کرتی ہو عمل ۴ اپنے رشتہ داروں کو دینے سے دُہرا ثواب ہے ایک خیرات کا دوسرے رشتہ دار سے احسان کرنے کا۔ عمل ۵ غریب پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو عمل ۶ شوہر کے مال سے اتنی خیرات مت کرو کہ اس کو ناگوار ہو۔

(۵) روزے کا بیان

عمل ۱ روزے میں بیہودہ باتیں کرنا لڑنا بھڑنا بہت بُری بات ہے۔ اور کسی کی غیبت کرنا تو اور بھی بڑا گناہ ہے عمل ۲ نفل روزہ شوہر سے اجازت لے کر رکھو جبکہ وہ گھر پر موجود ہو عمل ۳ جب رمضان شریف کے دس دن رہ جائیں ذرا عبادت زیادہ کیا کرو۔

(۶) قرآن مجید کی تلاوت کا بیان

عمل ۱ اگر قرآن شریف اچھی طرح نہ چلے گھبرا کر مت چھوڑ دو پڑھے جاؤ۔ ایسے شخص کو دُہرا ثواب ملتا ہے عمل ۲ اگر قرآن شریف پڑھا ہوا ہو اس کو بھلاؤ مت بلکہ ہمیشہ پڑھتی ہو نہیں تو بڑا گناہ ہوگا عمل ۳ قرآن شریف جی لگا کر خدا سے ڈر کر پڑھا کرو۔

(۷) دُعا اور ذکر کا بیان

عمل ۱ دعا مانگنے میں ان باتوں کا خیال رکھو خوب شوق سے دعا مانگو۔ گناہ کی پیر مت مانگو اگر کام ہونے میں دیر ہو جائے تو تنگ ہو کر مت چھوڑ دو قبول ہونے کا یقین رکھو عمل ۲ غصہ میں آکر اپنے مال و اولاد و جان کو مت کوسو شاید قبولیت کی گھڑی ہو۔ عمل ۳ جہاں بیٹھ کر دنیا کی باتوں اور دھندوں میں لگو وہاں تھوڑا بہت اللہ رسول کا ذکر بھی ضرور کر لیا کرو نہیں تو وہ سب باتیں وبال جان ہو جائیں گی عمل ۴ استغفار بہت پڑھا کرو اس سے مشکل آسان اور روزی میں برکت ہوتی

ف ۱ ہم سب اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۱۲۔

ف ۲ زکوٰۃ کے علاوہ اور ایسے مواقع ہیں جن میں خیرات کرنا واجب ہے اور بعض مواقع پر مستحب ۱۲۔

ف ۳ روزہ کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عوام کا روزہ یعنی کھانے پینے اور ہمبستری سے تمام دن پرہیز کرنا دوسرا خواص کا روزہ یعنی اوپر کہی ہوئی تین چیزوں کے علاوہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بھی سارے دن پرہیز کرنا تیسرا اخص الخواص کا روزہ یعنی سارے دن سوائے اللہ تعالیٰ کے خیال کے دل میں اور کوئی خیال ہی نہ لانا حدیث شریف میں آیا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ یعنی روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی روزہ کا بدلہ دوں کا پہلی دو قسموں میں تو اجزی کو العنقکے زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں یعنی میں ہی بدلہ دوں گا اور روزہ کی تیسری قسم کے لئے اجزی کو علامہ الف کے پیش کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جسکے معنے ہیں کہ اس کے بدلہ میں میں خود دیا جاؤں۔ ۱۲

ف ۴ یہ تلاوت سمجھ کر پڑھنا ۱۲

ہے عمل۵ اگر نفس کی شامت سے گناہ ہوجائے تو توبہ میں دیر مت لگاؤ۔ اگر پھر ہوجائے پھر جلدی توبہ کرو یوں مت سوچو کہ جب توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو پھر ایسی توبہ سے کیا فائدہ۔ عمل۶ بعضی دعائیں خاص خاص وقت پڑھی جاتی ہیں سوتے وقت یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا[۱] جاگتے وقت یہ دعا پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ[۲] صبح کو یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ نَحْیٰی وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْرُ[۳] شام کو یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ بِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْیٰی وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْرُ کھانا کھا کر یہ دعا پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَكَفَانَا وَاٰوَانَا[۴] بعد نماز صبح اور بعد نماز مغرب اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ[۵] سات بار پڑھو اور بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ[۶] تین بار پڑھو۔ سواری پر بیٹھ کر یہ دعا پڑھو سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا كُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ[۷] کسی کے گھر کھانا کھاؤ تو کھا کر یہ بھی پڑھو اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ[۸] چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ[۹] کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو[۱۰] اللہ تعالیٰ تم کو اس مصیبت سے محفوظ رکھیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا[۱۱] جب کوئی تم سے رخصت ہونے لگے اس سے اس طرح کہو اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِكُمْ[۱۲] دولہا دولہن کو نکاح کی مبارکی دو تو اس طرح کہو بَارَكَ اللّٰہُ لَكُمَا وَبَارَكَ عَلَیْكُمَا وَجَمَعَ بَیْنَكُمَا فِیْ خَیْرٍ[۱۳]۔ جب کوئی مصیبت آئے تو یہ دعا پڑھا کرو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ[۱۴]۔ پانچوں نمازوں کے بعد اور سوتے وقت یہ چیزیں پڑھ لیا کرو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ[۱۵]۔ تین بار اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک بار سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس بار اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس بار اور اَللّٰہُ اَكْبَرُ چونتیس بار اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار اور آیۃ الکرسی ایک بار اور صبح کے وقت سورہ یٰسین ایک بار اور مغرب کے بعد سورہ واقعہ ایک بار اور عشا

---

۱ اے اللہ تیرے ہی نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور جیتا ہوں ۲ شکر ہے اس پروردگار کا جس نے مارنے کے بعد ہمیں زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے ۱۲ ۳ اے اللہ تیرے ہی نام کے ساتھ صبح کی ہم نے اور تیرے ہی نام کے ساتھ شام کی ہم نے اور تیرے ہی نام کے ساتھ زندہ ہیں اور تیرے نام کے ساتھ مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے ۱۲ ۴ شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے کیا اور ہماری کفایت اور حفاظت کی ۱۲ ۵ اے اللہ مجھ کو دوزخ سے پناہ میں رکھو ۱۲ ۶ اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں کہ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین و آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سنتا اور جانتا ہے ۱۲ ۷ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے قابو میں اسے کر دیا حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں کر سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ۱۲ ۸ اے اللہ انہیں اس چیز میں برکت دے جو تو نے انہیں کھانے کیلئے عطا کی ہے اور انکو بخش دے اور ان پر رحم فرما ۱۲ ۹ اے اللہ اس چاند کو ہم پر برکت اور ایمان اور خیریت اور اسلام کے ساتھ طلوع کرنا (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے ۱۲ ۱۰ لیکن اس طرح نہ پڑھو کہ مصیبت زدہ سنے اور اسکو افسوس ہو بلکہ آہستہ پڑھو ۱۲ ۱۱ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا جس میں تجھ کو مبتلا کیا ہے اور جس نے مجھکو بہت سی مخلوق پر فضیلت ظاہری دی ۱۲ ۱۲ اللہ کو سپرد کرتا ہوں میں تیرے دین کو اور تیری قابل حفاظت چیزوں کو اور تیرے اعمال کے انجام کو ۱۲ ۱۳ اللہ تم دونوں کو برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں میں خیر کے ساتھ ملاپ رکھے ۱۲ ۱۴ اے زندہ اے قائم رکھنے والے میں تیری رحمت سے فریاد چاہتا ہوں ۱۲ ۱۵ میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے اور اسی کی جانب رجوع کرتا ہوں ۱۲

کے بعد سورہ ملک ایک بار اور جمعہ کے روز سورہ کہف ایک بار پڑھ لیا کرو۔ اور سوتے وقت اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بھی سورت کے ختم تک پڑھ لیا کرو اور قرآن[1] شریف کی تلاوت روز کیا کرو جس قدر ہو سکے۔ اور یاد رکھو کہ ان چیزوں کا پڑھنا ثواب ہے اور نہ پڑھے تو بھی گناہ نہیں۔

۸ قسم اور منت کا بیان

عمل[1] اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم مت کھاؤ جیسے اپنے بچے کی، اپنی صحت کی اپنی آنکھوں کی ایسی قسم سے گناہ ہوتا ہے اور جو بھولے سے منہ سے نکل جائے فوراً کلمہ پڑھ لو عمل[2] اس طرح سے کبھی قسم مت کھاؤ کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو بے ایمان ہو جاؤں چاہے سچی ہی بات ہو عمل[3] اگر غصے میں ایسی قسم کھا بیٹھو جس کا پورا کرنا گناہ ہو تو اس کو توڑ دو اور کفارہ ادا کر دو جیسے یہ قسم کھالی کہ باپ یا ماں سے نہ بولوں گی یا اور کوئی قسم اسی طرح کی کھالی۔

۹ معاملوں کا یعنی برتاؤ کا سنوارنا

لینے دینے کا بیان

معاملہ[1] روپے پیسے کی ایسی حرص لالچ مت کرو کہ حلال وحرام کی خبر نہ رہے۔ اور جو حلال پیسہ خدا دے اس کو اڑاؤ نہیں ہاتھ روک کر خرچ کرو۔ بس جہاں سچ مچ ضرورت ہو وہیں اٹھاؤ معاملہ[2] اگر کوئی مصیبت زدہ لاچاری میں اپنی چیز بیچتا ہو تو اس کو صاحب ضرورت سمجھ کر مت دباؤ اور اس چیز کے دام مت گراؤ یا تو اس کی مدد کرو یا مناسب داموں سے وہ چیز خرید لو۔ معاملہ[3] اگر تمہارا قرضدار غریب ہو اس کو پریشان مت کرو بلکہ اس کو مہلت دو کچھ یا سارا معاف کر دو معاملہ[4] اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرض چاہتا ہو اور تمہارے پاس دینے کو ہے۔ اس وقت ٹالنا بڑا ظلم ہے معاملہ[5] جہاں تک ممکن ہو کسی کا قرض مت کرو۔ اور اگر مجبوری سے لو، تو اسکے ادا کرنے کا خیال رکھو بے پروا مت بن جاؤ۔ اور اگر جس کا قرض ہے وہ تم کو کچھ کہے سنے الٹ کر جواب مت دو۔ ناراض نہ ہو معاملہ[6] ہنسی میں کسی کی چیز اٹھا کر چھپا دینا جس میں وہ پریشان ہو بہت بڑی بات ہے۔ معاملہ[7] مزدور سے کام لے کر اس کی مزدوری دینے میں کوتاہی مت کرو۔ معاملہ[8] قحط کے دنوں میں بعضے لوگ اپنے یا پرائے بچوں کو بیچ ڈالتے ہیں۔ ان کو لونڈی غلام بنانا حرام ہے معاملہ[9] اگر کھانا پکانے کو کسی کو آگ دیدی یا کھانے میں ڈالنے کو کسی کو ذرا سا نمک دیدیا تو ایسا ثواب ہے جیسے

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ دس آیتیں تلاوت کرنے والا بھی قرآن کے تلاوت کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے اس لئے کم از کم دس آیتیں روزانہ ضرور پڑھ لینی چاہئیں

وہ سارا کھانا اسے دے دیا معاملہ پانی پلانا بڑا ثواب ہے جہاں پانی کثرت سے ملتا ہے وہاں تو ایسا ثواب ہے جیسے غلام آزاد کیا اور جہاں کم ملتا ہے وہاں ایسا ثواب ہے جیسے کسی مردے کو زندہ کر دیا معاملہ اگر تمہارے ذمہ کسی کا لینا دینا ہو یا کسی کی امانت تمہارے پاس رکھی ہو۔ تو یا تو دو چار آدمیوں سے اس کا ذکر کر دو یا لکھوا کر رکھ لو شاید مر جاؤ تو تمہارے ذمہ کسی کا رہ نہ جائے

(۱۰) نکاح کا بیان

معاملہ اپنی اولاد کے نکاح میں زیادہ اس کا خیال رکھو کہ دیندار آدمی سے ہو۔ دولت حشمت پر زیادہ خیال مت کرو۔ خاص کر آج کل زیادہ دولت والے انگریزی پڑھنے سے ایسے بھی ہونے لگے ہیں کہ کفر کی باتیں کرتے ہیں ایسے آدمی سے نکاح ہی درست نہیں ہوتا۔ تمام عمر بدکاری کا گناہ ہوتا رہے گا معاملہ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر عورتوں کی صورت شکل کا بیان اپنے خاوند سے کیا کرتی ہیں یہ بہت بری بات ہے۔ اگر اس کا دل آگیا تو پھر روتی پھریں گی معاملہ اگر کسی جگہ کہیں سے شادی بیاہ کا پیغام آچکا ہے اور کچھ کچھ مرضی بھی معلوم ہوتی ہے ایسی جگہ تم اپنی اولاد کے لئے پیغام مت بھیجو ہاں اگر وہ چھوڑ بیٹھے یا دوسرا آدمی جواب دیدے تب تمکو درست ہے معاملہ میاں بی بی کی تنہائی کے خاص معاملوں کا اپنی ساتھنوں سہیلیوں سے ذکر کرنا خدائے تعالیٰ کے نزدیک بہت ناپسند ہے اکثر دولہا دولہن اس کی پروا نہیں کرتے معاملہ اگر نکاح کے معاملہ میں تم سے کوئی صلاح لے تو اگر اس موقع کی کوئی خرابی یا برائی تم کو معلوم ہو تو اس کو ظاہر کر دو۔ یہ غیبت حرام نہیں۔ ہاں خواہ مخواہ کسی کو برا مت کہو معاملہ اگر خاوند مقدور والا ہو اور بی بی کو ضرورت کے لائق بھی خرچ نہ دے، تو بی بی چھپا کر لے سکتی ہے مگر فضول خرچی کرنے کو یا دنیا کی رسمیں پورا کرنے کو لینا درست نہیں۔

(۱۱) کسی کو تکلیف دینے کا بیان

معاملہ جو شخص پورا حکیم نہ ہو اس کو کسی کی ایسی دوا دارو کرنا درست نہیں جس میں نقصان کا ڈر ہو اگر ایسا کیا گنہگار ہوگا۔ معاملہ دھار والی چیز[۱] سے کسی کو ڈرانا چاہئے ہنسی میں ہو منع ہے شاید ہاتھ سے نکل پڑے معاملہ چاقو کھلا ہوا کسی کے ہاتھ میں مت دو، یا تو بند کر کے دو یا چارپائی وغیرہ پر رکھ دو دوسرا آدمی ہاتھ سے اٹھا لے۔ معاملہ کتے[۲] بلی کو بند رکھنا جس میں وہ بھوکا پیاسا تڑپے بڑا گناہ ہے معاملہ کسی گنہگار کو طعنہ دینا بڑی بات ہے ہاں نصیحت کے طور پر کہنا کچھ ڈر نہیں۔ معاملہ بے خطا کسی کو گھورنا جس سے وہ ڈر جائے درست نہیں۔ دیکھو جب گھورنا تک درست نہیں تو ہنسی میں کسی کو اچانک ڈرا دینا

[۱] مثلاً تلوار یا چاقو یا چھری کی طرح کوئی اور ہتھیار جس سے نقصان کا اندیشہ ہو جیسے بلم بندوق وغیرہ ۱۲

[۲] کتا اور بلی مثال کے طور پر استعمال کیا گیا ہے مقصد یہ ہے کہ کسی جانور کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرنا چاہیے ۱۲

کتنی بُری بات ہے معاملہ اگر جانور ذبح کرنا ہو چھری خوب تیز کر لو۔ بے ضرورت تکلیف نہ دو۔ معاملہ جب سفر کرو جانور کو تکلیف نہ دو نہ بہت زیادہ اسباب لادو، نہ بہت دوڑاؤ، اور جب منزل پر پہنچو اوّل جانور کے گھاس دانے کا بندوبست کرو۔

عادتوں کا سنوارنا

کھانے پینے کا بیان (۱۲)

ادب[۱] بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ[۲] البتہ اگر اس برتن میں کئی قسم کی چیز ہے جیسے کئی طرح کا پھل، کئی طرح کی شیرینی ہو اس وقت جس چیز کو جی چاہے جس طرف سے چاہو اٹھا لو۔

ادب[۳] انگلیاں چاٹ لیا کرو۔ اور برتن میں اگر سالن ہو چکے تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو۔

ادب[۴] اگر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالو شیخی[۱] مت کرو۔ ادب[۵] خربوزے کی پھانکیں ہیں یا کھجور، انگور کے دانے ہیں یا مٹھائی کی ڈلیاں ہیں تو ایک ایک اٹھاؤ۔ دو دو[۲] ایک دم سے مت لو۔ ادب[۶] اگر کوئی چیز بدبودار کھائی ہو جیسے کچا پیاز لہسن تو اگر محفل میں بیٹھنا ہو پہلے منہ صاف کر لو کہ بدبو نہ رہے ادب[۷] روز کے خرچ کے لئے آٹا چاول ناپ تول کر پکاؤ اندھادھند مت اٹھاؤ ادب[۸] کھا پی کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ ادب[۹] کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو لو ادب[۱۰] بہت جلتا کھانا مت کھاؤ ادب[۱۱] مہمان کی خاطر کرو۔ اگر تم مہمان جاؤ تو اتنا مت ٹھہرو کہ دوسرے کو بوجھ لگنے لگے۔ ادب[۱۲] کھانا مل کر کھانے سے برکت ہوتی ہے۔ ادب[۱۳] جب کھانا کھا چکو اپنے اٹھنے سے پہلے دسترخوان اٹھوا دو۔ اس سے پہلے خود اٹھنا بے ادبی ہے۔ اور اگر اپنی ساتھن سے پہلے کھا چکو تب بھی اس کا ساتھ دو تھوڑا تھوڑا کھاتی رہو تاکہ وہ شرم کے مارے بھوکی نہ اٹھ جائے اور اگر کسی وجہ سے اٹھنے ہی کی ضرورت ہو تو اس سے عذر کر دو۔ ادب[۱۴] مہمان کو دروازے کے پاس تک پہنچانا سنت ہے ادب[۱۵] پانی ایک سانس میں مت پیو، تین سانس میں پیو اور سانس لیتے وقت برتن منہ سے جدا کر دو اور بسم اللہ کر کے پیو، اور پی کر الحمد للہ کہو۔ ادب[۱] جس برتن سے زیادہ پانی آجانے کا شبہ ہو یا جس برتن کے اندر کا حال معلوم نہ ہو کہ اس میں شاید کوئی کیڑا کانٹا ہو، ایسے برتن سے منہ لگا کر پانی مت پیو۔ ادب[۱۶] بے ضرورت کھڑے

---

[۱] اگر لقمہ صاف جگہ ... گرا ہے جہاں سے اٹھا کر ... کھانے میں طبیعت کو کراہت ... نہیں ہوتی مگر زمین سے ... اٹھانا شان کے خلاف ... سمجھا ہے تو ایسے لقمہ کے ... لئے یہ حکم ہے لیکن اگر ایسی ... جگہ گرا ہے جہاں سے ... اٹھا کر کھانے کو دل قبول ... نہیں کرتا اور طبیعت ملاش ... کرتی ہے تو اُسے نہ کھائے ... لیکن لقمہ کو اٹھا کر ایسی جگہ ... ڈال دے جہاں بے حرمتی ... نہ ہونے ۱۲۔

[۲] منہ ہاتھ دھو کر کلی ... کرو ۱۲۔

[۳] لیکن اگر کوئی ایسی ... چیز ہے جو ٹھنڈی ہونے ... سے بدمزہ ہو جاتی ہے تو ... گرم کھا لینے میں کوئی حرج ... نہیں ۱۲۔

[۴] شکر ہے اللہ کا ... جس نے ہم کو یہ کھلایا پلایا ... بغیر کسی محنت و مشقت ... کے رحمت فرمایا ۱۲۔

ہو کر پانی مت پیو۔ ادب[۱۷] پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہو تو جو تمہارے داہنی طرف ہو اُس کو پہلے دو۔ اور وہ اپنے داہنی طرف والی کو دے۔ اسی طرح اگر کوئی اور چیز بانٹتا ہو جیسے پان عطر مٹھائی سب کا یہی طریقہ ہے۔ ادب[۱۸] جس طرف سے برتن ٹوٹ رہا ہے اُدھر سے پانی مت پیو۔ ادب[۱۹] شروع شام کے وقت بچوں کو باہر مت نکلنے دو اور شب کو بسم اللہ کر کے دروازے بند کر لو اور بسم اللہ کر کے برتنوں کو ڈھانک دو۔ اور چراغ سوتے وقت گل کر دو۔ اور چولھے کی آگ بجھا دو یا دبا دو۔ ادب[۲۰] کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس بھیجتا ہو تو ڈھانک کر بھیجو۔

(۱۳) پہننے اوڑھنے کا بیان

ادب[۱] ایک جوتی پہن کر مت چلو۔ رضائی وغیرہ اس طرح مت لپیٹو کہ چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں مشکل ہو۔ ادب[۲] کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو مثلاً داہنی آستین، داہنا پائچہ، داہنی جوتی اور بائیں طرف سے نکالو۔ ادب[۳] کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھو گناہ معاف ہوتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔ ادب[۴] ایسا لباس مت پہنو جس میں بے پردگی ہو۔ ادب[۵] جو امیر عورتیں بہت قیمتی پوشاک اور زیور پہنتی ہیں ان کے پاس زیادہ مت بیٹھو خواہ مخواہ دنیا کی ہوس بڑھے گی۔ ادب[۶] پیوند لگانے کو ذلت مت سمجھو۔ ادب[۷] کپڑا نہ بہت تکلف کا پہنو اور نہ میلا کچیلا پہنو بیچ کی راس رہو[ف۱] اور صفائی رکھو۔ ادب[۸] بالوں میں تیل کنگھی کرتی رہو مگر ہر وقت اسی دھن میں مت لگی رہو۔ ہاتھوں میں مہندی لگاؤ۔[ف۲] ادب[۹] سرمہ تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگاؤ۔ ادب[۱۰] گھر کو صاف رکھو۔

(۱۴) بیماری اور علاج کا بیان

ادب[۱] بیمار کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو۔ ادب[۲] بیماری میں بد پرہیزی مت کرو۔ ادب[۳] خلاف شرع تعویذ گنڈہ، ٹوٹکہ ہرگز استعمال مت کرو۔ ادب[۴] اگر کسی کو نظر لگ جائے جس پر شبہ ہو[ف۳] کہ اس کی نظر لگی ہے اس کا منہ اور دونوں ہاتھ کہنی سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانو اور استنجے کا موقع دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈال دو جس کو نظر لگی ہے انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائیگی۔ ادب[۵] جن بیماریوں سے دوسروں کو نفرت ہوتی ہے جیسے خارش یا خون بگڑ جانا، ایسے بیمار کو چاہئے کہ خود سب سے الگ الگ رہے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

(۱۵) خواب دیکھنے کا بیان

ادب[۱] اگر ڈراؤنا خواب نظر آئے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دو۔ اور تین بار۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو۔ اور کروٹ بدل ڈالو۔ اور کسی سے ذکر مت کرو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہ ہوگا۔ ادب[۲]

ف۱ بیچ کی راس رہو یعنی درمیانی حالت میں ہو ۱۲ ف۲ البتہ مردوں کے لئے یہ منع ہے ۱۲ ف۳ بلا وجہ کسی پر شبہ ہرگز نہ کرو لیکن اگر کسی سے یقین ہو جائے تو بھی اس سے اس طرح کہو کہ اُسے برا نہ معلوم ہو اور جس پر شبہ کیا گیا ہے اسے چاہئے کہ انکار نہ کرے اور اعضاء کو دھو کر پانی دیدے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس سے اس امر کی درخواست کی جائے اسے انکار نہ کرنا چاہئے اسکے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اگر اس پر شبہ غلط ہے تو اس شبہ کا ازالہ ہو جائیگا اور شبہ صحیح ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں اور دوسرے کو فائدہ پہونچ جائے گا ۱۲

اگر خواب کہنا ہو ایسے شخص سے کہو جو عقلمند یا تمہارا چاہنے والا ہو تاکہ بُری تعبیر نہ دے - ادب ۳ - جھوٹا خواب بنانا بڑا گناہ ہے -

(۱۶) سلام کرنے کا بیان

ادب ۱ - آپس میں سلام کیا کرو اس طرح السلام علیکم اور جواب اس طرح دیا کرو وعلیکم السلام اور سب طریقے واہیات ہیں - ادب ۲ جو پہلے سلام کرے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے - ادب ۳ جو کوئی دوسرے کا سلام لائے یوں جواب دو علیہم و علیکم السلام - ادب ۴ اگر کئی آدمیوں میں سے ایک نے سلام کر لیا تو سب کی طرف سے ہو گیا - اسی طرح ساری محفل میں سے ایک نے جواب دیدیا وہ بھی سب کی طرف سے ہو گیا اضافہ جدید ہاتھ کے اشارے سے سلام کے وقت جھکنا منع ہے اگر کوئی شخص دور ہو اور تم اس کو سلام کرو یا وہ تم کو سلام کرلے تو پھر ہاتھ سے کرنا جائز ہے لیکن زبان کو بھی سلام کا الفاظ کہنے چاہئیں مسلمانو کے جو بچے سرکاری اسکولوں میں پڑھتے ہیں ان کو بھی انگریزی یا ہندوانہ طریق سے سلام نہ کرنا چاہئے بلکہ شرعی طریقے پر استادوں وغیرہ کو سلام کرنا چاہیئے اگر استاد کافر ہو تو اس کو صرف سلام یا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی کہنا چاہیئے - کافروں کے سلام کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں سب مسلمانوں کے لیے یہی حکم ہے

(۱۷) بیٹھنے لیٹنے چلنے کا بیان

ادب ۱ بن ٹھن کر اتراتی ہوئی مت چلو - ادب ۲ اُلٹی مت لیٹو - ادب ۳ - ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہ ہو شاید لڑھک کر گر پڑو - ادب ۴ - کچھ دھوپ میں کچھ سایہ میں مت بیٹھو - ادب ۵ - اگر تم کسی لاچاری کو باہر نکلو - تو سڑک کے کنارے کنارے چلو، بیچ میں چلنا عورت کے لئے بے شرمی ہے

(۱۸) سب میں مل کر بیٹھنے کا بیان

ادب ۱ کسی کو اسکی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو - ادب ۲ - کوئی عورت محفل سے اٹھکر کسی کام کو گئی اور عقل سے معلوم ہوا کہ ابھی پھر آئے گی - ایسی حالت اس جگہ کسی اور کو نہ بیٹھنا چاہیئے وہ جگہ اُسی کا حق ہے - ادب ۳ - اگر دو عورتیں ارادہ کر کے محفل میں پاس پاس بیٹھی ہوں تم اُن کے بیچ میں جا کر مت بیٹھو البتہ اگر وہ خوشی سے بٹھلا لیں تو کچھ ڈر نہیں - ادب ۴ جو عورت تم سے ملنے آئے اس کو دیکھ کر ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ - جس میں وہ یہ جانے کہ میری قدر کی - ادب ۵ محفل میں سردار بن کر مت بیٹھو جہاں جگہ ہو غریبوں کی طرح بیٹھ جاؤ - ادب ۶ جب چھینک آئے منھ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو - ادب ۷ جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو - اگر نہ رُکو تو منھ ڈھانک لو - ادب ۸ بہت زور سے مت ہنسو - ادب ۹ -

محفل میں ناک منہ چڑھا کر منہ پھلا کر مت بیٹھو۔ عاجزی سے غریبوں کی طرح بیٹھو۔ کوئی بات موقع کی ہو بول چال بھی لو۔ البتہ گناہ کی بات مت کرو۔ ادب ۱۱ محفل میں کسی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔

(۱۹) زبان کے بچانے کا بیان

ادب ۱۔ بے سوچے کوئی بات مت کہو جب سمجھ کر یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی طرح بری نہیں تب بولو۔ ادب ۲ کسی کو بے ایمان کہنا یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی مار خدا کی پھٹکار خدا کا غضب پڑے، دوزخ نصیب ہو خواہ آدمی کہ خواہ جانور کو یہ سب گناہ ہے جس کو کہا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ سب پھٹکار لوٹ کر اس کہنے والی پر پڑتی ہے۔ ادب ۳ اگر تم کو کوئی بیجا بات کہے بدلے میں اتنا ہی کہہ سکتی ہو اگر ذرا بھی زیادہ کہا پھر تم گنہگار ہو گی۔ ادب ۴۔ دو غلی بات نہ دیکھے کی مت کرو کہ اس کے منہ پر اس کی سی اور اس کے منہ پر اس کی سی۔ ادب ۵ چغلخوری ہرگز مت کرو نہ کسی کی چغلی سنو۔ ادب ۶ جھوٹ ہرگز مت بولو۔ ادب ۷ خوشامد سے کسی کی منہ پر تعریف مت کرو۔ اور پیٹھ پیچھے بھی حد سے زیادہ تعریف مت کرو۔ ادب ۸۔ کسی کی غیبت ہرگز مت کرو اور غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اُس کی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہوتا ہے وہ بات سچی ہی ہو۔ اور اگر وہ بات ہی غلط ہے تو وہ بہتان ہے اس میں اور بھی زیادہ گناہ ہے۔ ادب ۹ کسی سے بحث مت کرو، اپنی بات کو اونچی مت کرو۔ ادب ۱۰۔ زیادہ مت ہنسو اس سے دل کی رونق جاتی رہتی ہے۔ ادب ۱۱۔ جس شخص کی غیبت کی ہے اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کیا کرو۔ امید ہے کہ قیامت میں معاف کر دے۔ ادب ۱۲۔ جھوٹا وعدہ مت کرو۔ ادب ۱۳۔ ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔ ادب ۱۴۔ اپنی کسی چیز یا کسی ہنر پر بڑائی مت جتلاؤ۔ ادب ۱۵ شعر اشعار کا دھندا مت رکھو البتہ اگر مضمون خلاف شرع نہ ہو اور تھوڑی سی آواز سے کبھی کبھی کوئی دعا یا نصیحت کا شعر پڑھ لو تو ڈر نہیں۔ ادب ۱۶۔ سنی سنائی ہوئی باتیں مت کہا کرو۔ کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔

(۲۰) متفرق باتوں کا بیان

ادب ۱۔ خط لکھ کر اس پر مٹی چھوڑ دیا کرو اس سے اس کام میں آسانی ہوتی ہے جس کام کے لئے خط لکھا گیا ہو۔ ادب ۲۔ زمانے کو برا مت کہو۔ ادب ۳۔ باتیں بہت چبا چبا کر مت کرو نہ کلام میں بہت طول یا مبالغہ کیا کرو ضرورت کے قدر بات کرو۔ ادب ۴۔ کسی کے گانے کی طرف کان مت لگاؤ۔ ادب ۵ کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت اتارو۔ ادب ۶۔ کسی کا عیب دیکھو تو اس کو چھپاؤ گاتی مت پھرو۔ ادب ۷ جو کام کرو سوچ کر انجام سمجھ کر اطمینان سے کرو جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں۔ ادب ۸ کوئی تم سے مشورہ لے وہی صلاح دو جس کو

اپنے نزدیک بہتر سمجھتی ہو۔ ادب غصہ کو جہاں تک ہو سکے روکو۔ ادب لوگوں سے اپنا کہا سنا معاف کرالو۔ ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہوگی۔ ادب دوسروں کو بھی نیک کام بتلاتی رہو بُری باتوں سے منع کرتی رہو۔ البتہ اگر بالکل قبول کرنے کی امید نہ ہو۔ یا اندیشہ ہو کہ یہ ایذا پہنچائے گا تو خاموشی جائز ہے مگر دل سے بُری بات کو بُری سمجھتی رہو۔ اور بدون لاچاری کے ایسے آدمیوں سے نہ ملو۔

دل کا سنوارنا

(۲۱) زیادہ کھانے کی حرص کی بُرائی اور اس کا علاج

بہت سے گناہ پیٹ کے زیادہ پالنے سے ہوتے ہیں اس میں کئی باتوں کا خیال رکھو۔ مزیدار کھانے کی پابندی[1] نہ ہو حرام روزی سے بچو حد سے زیادہ نہ بھرو بلکہ دو چار لقمے کی بھوک رکھ کر کھاؤ اس میں بہت سے فائدے ہیں ایک تو دل صاف رہتا ہے جس سے خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان ہوتی ہے اس سے خدائے تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے دل میں رقت اور نرمی رہتی ہے۔ جس سے دُعا اور ذکر میں لذت معلوم ہوتی ہے تیسرے نفس میں بڑائی اور سرکشی نہیں ہونے پاتی۔ چوتھے نفس کو تھوڑی سی تکلیف پہنچتی ہے اور تکلیف کو دیکھ کر خدا کا عذاب یاد آتا ہے۔ اور اس وجہ سے نفس گناہوں سے بچتا ہے پانچویں گناہ کی رغبت کم ہوتی ہے چھٹے طبیعت ہلکی رہتی ہے نیند کم آتی ہے تہجد اور دوسری عبادتوں میں سستی نہیں ہوتی۔ ساتویں بھوکوں اور عاجزوں پر رحم آتا ہے۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ رحمدلی پیدا ہوتی ہے۔

(۲۲) زیادہ بولنے کی حرص کی بُرائی اور اس کا علاج

نفس کو زیادہ بولنے میں بھی مزا آتا ہے۔ اور اس سے صد ہا[2] گناہ میں پھنس جاتا ہے جھوٹ اور غیبت[3] اور کوسنا کسی کو طعنہ دینا۔ اپنی بڑائی جتلانا۔ خواہ مخواہ کسی سے بحثا بحثی لگانا۔ امیروں کی خوشامد کرنا۔ ایسی ہنسی کرنا جس سے کسی کا دل دُکھے ان سب آفتوں سے بچنا جب ہی ممکن ہے کہ زبان کو روکے اور اس کے روکنے کا طریقہ یہی ہے کہ جو بات منہ سے نکالنا ہو جی میں آتے ہی نہ کہہ ڈالے۔ بلکہ پہلے خوب سوچ لو کہ اس بات میں کسی طرح کا گناہ ہے یا ثواب ہے یا یہ کہ نہ گناہ ہے نہ ثواب ہے اگر وہ بات ایسی ہو جس میں تھوڑا یا بہت گناہ ہو تو بالکل اپنی زبان بند کرلو۔ اگر اندر سے نفس تقاضا کرے تو اس کو یوں سمجھاؤ کہ اس وقت تھوڑا سا جی کو مار لینا آسان ہے اور دوزخ کا عذاب بہت سخت ہے۔ اور اگر وہ بات ثواب کی ہے تو کہہ ڈالو۔ اور اگر نہ گناہ ہے نہ ثواب ہے تو بھی مت کہو اور اگر بہت ہی دل چاہے تو تھوڑی سی کہہ کر چپ ہو جاؤ۔ ہر بات میں اسی طرح سوچا کرو

[1] پابندی ضروری نہ چاہیے۔ کبھی کبھی کھا لے تو کچھ حرج نہیں ۱۲
[2] صد ہا کے معنی سینکڑوں یہاں مراد بہت سے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ بہت سے ۱۲
[3] غیبت یعنی چغلی کھانا ۱۲

تھوڑے دنوں میں بُری بات کہنے سے خود نفرت ہو جائے گی۔ اور زبان کی حفاظت کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ بلا ضرورت کسی سے نہ ملو جب تنہائی ہوگی خود ہی زبان خاموش رہے گی۔

(۲۳) غصے کی بُرائی اور اس کا علاج

غصے میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا اس لئے زبان سے بھی جا بیجا نکل جاتا ہے اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے اسلئے اسکو بہت روکنا چاہیئے اور اس کو روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ کرے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے رُوبرو سے فوراً ہٹا دے۔ اگر وہ نہ ہٹے خود اس جگہ سے ٹل جائے پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں خدائے تعالیٰ کی خطاوار ہوں اور جیسا میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری خطا معاف کر دیں ایسے ہی مجھ کو بھی چاہئے کہ میں اس کا قصور معاف کر دوں اور زبان سے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کئی بار پڑھے۔ اور پانی پی لے یا وضو کر لے اس سے غصہ جاتا رہے گا پھر جب عقل ٹھکانے ہو جائے اس وقت بھی اگر اس قصور پر سزا دینا مناسب معلوم ہو۔ مثلاً سزا دینے میں اُسی قصوروار کی بھلائی ہے۔ جیسے اپنی اولاد ہے اس کو سُدھارنا ضرور ہے۔ اور یا سزا دینے میں دوسرے کی بھلائی ہے جیسے اس شخص نے کسی پر ظلم کیا تھا۔ اب مظلوم کی مدد کرنا اور اس کے واسطے بدلہ لینا ضرور ہے اس لئے سزا کی ضرورت ہے تو اوّل خوب سمجھ لے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہئے۔ جب اچھی طرح شرع کے موافق اس بات میں تسلی ہو جاوے تو اُسی قدر سزا دیدے چند روز اس طرح غصہ روکنے سے پھر خود بخود قابو میں آجاوے گا تیزی نہ رہے گی۔ اور کینہ بھی اسی غصہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جب غصہ کی اصلاح ہو جائے گی کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔

(۲۴) حسد کی بُرائی اور اس کا علاج

کسی کو کھاتا پیتا پھلتا پھولتا عزت آبرو سے رہتا ہوا دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس کے زوال سے خوش ہونا اس کو حسد کہتے ہیں یہ بہت بُری چیز ہے اس میں گناہ بھی ہے۔ ایسے شخص کی ساری زندگی تلخی میں گذرتی ہے۔ غرض اس کی دنیا اور دین دونوں بے حلاوت ہیں اس لئے اس آفت سے نکلنے کی بہت کوشش کرنی چاہئے اور علاج اس کا یہ ہے کہ اوّل یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے مجھی کو نقصان اور تکلیف ہے اس کا کیا نقصان ہے اور وہ میرا نقصان یہ ہے کہ میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حسد کرنے والی گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہی ہے کہ فلانا شخص اس نعمت کے لائق نہ تھا اس کو نعمت کیوں دی تو یوں سمجھو کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتی ہے تو کتنا بڑا گناہ ہوگا۔ اور تکلیف ظاہری ہے کہ ہمیشہ رنج و غم میں

رہتی ہے اور جس پر حسد کیا ہے اس کا کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ حسد سے وہ نعمت جاتی نہ رہیگی بلکہ اس کا یہ نفع ہے کہ اس حسد کرنیوالی کی نیکیاں اس کے پاس چلی جائیں گی جب ایسی ایسی باتیں سوچ چکو تو پھر یہ کرو کہ اپنے دل پر جبر کر کے جس شخص پر حسد پیدا ہوا ہے۔ زبان سے دوسروں کے روبرو اس کی تعریف اور بھلائی کرو اور یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ اس کو دونی دیں۔ اور اگر اس شخص سے ملنا ہو جائے تو اس کی تعظیم کرے اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے۔ پہلے پہلے ایسے برتاؤ سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی مگر رفتہ رفتہ آسانی ہو جائے گی اور حسد جاتا رہیگا

۲۵ دنیا اور مال کی محبت کی بُرائی اور اس کا علاج

مال کی محبت ایسی بُری چیز ہے کہ جب یہ دل میں آتی ہے تو حق تعالیٰ کی یاد اور محبت اس میں نہیں سماتی کیونکہ ایسے شخص کو ہر وقت یہی اُدھیڑ بُن رہے گی کہ روپیہ کس طرح آئے اور کیوں کر جمع ہو۔ زیور کپڑا ایسا ہونا چاہیئے اس کا سامان کس طرح کرنا چاہیئے۔ اتنے برتن ہو جائیں، اتنی چیزیں بن جائیں۔ ایسا گھر بنانا چاہیئے۔ باغ لگانا چاہیئے۔ جائداد خریدنا چاہیئے۔ جب رات دن دل اسی میں رہا، پھر خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کی فرصت کہاں ملے گی۔ ایک بُرائی اس میں یہ ہے کہ جب دل میں اس کی محبت جم جاتی ہے تو مر کر خدا کے پاس جانا اُس کو بُرا معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خیال آتا ہے کہ مرتے ہی یہ سارا عیش جاتا رہے گا۔ اور کبھی خاص مرتے وقت دنیا کا چھوٹنا بُرا معلوم ہوتا ہے اور جب اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے چھڑایا ہے تو توبہ توبہ اللہ سے دشمنی ہو جاتی ہے اور خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔ ایک بُرائی اس میں یہ ہے کہ جب آدمی دنیا سمیٹنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے پھر اس کو حرام حلال کا کچھ خیال نہیں رہتا نہ اپنا اور پرایا حق سوجھتا ہے نہ جھوٹ اور دغا کی پرواہ ہوتی ہے بس یہی نیت رہتی ہے کہ کہیں سے آئے لے کر بھر لو اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے جب یہ ایسی بُری چیز ہے تو ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیئے کہ اس بلا سے بچے اور اپنے دل سے اس دنیا کی محبت باہر کرے، سو علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور ہر وقت سوچے کہ یہ سب سامان ایک دن چھوڑنا ہے پھر اس میں جی لگانا کیا فائدہ بلکہ جس قدر زیادہ جی لگے گا اسی قدر چھوڑتے وقت حسرت ہوگی۔ دوسرے بہت سے علاقے نہ بڑھائے یعنی بہت سے آدمیوں سے میل جول لینا دینا نہ بڑھائے ضرورت سے زیادہ سامان چیز بست مکان جائداد جمع نہ کرے کار بار روزگار بیوپار حد سے زیادہ نہ پھیلائے ان چیزوں کو ضرورت اور آرام تک رکھے غرض سب سامان مختصر رکھے تیسرے فضول خرچی نہ کرے کیونکہ فضول خرچی کرنے سے آمدنی کی حرص بڑھتی ہے اور اس کی حرص سے

سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں چوتھے موٹے کھانے کپڑے کی عادت رکھے پانچویں غریبوں میں زیادہ بیٹھے امیروں سے بہت کم ملے کیونکہ امیروں سے ملنے میں ہر چیز کی ہوس پیدا ہوتی ہے چھٹے جن بزرگوں نے دنیا چھوڑ دی ہے اُن کے قصے حکایتیں دیکھا کرے۔ ساتویں جس چیز سے دل کو زیادہ لگاؤ ہو اس کو خیرات کر دے یا بیچ ڈالے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان تدبیروں سے دنیا کی محبت دل سے نکل جاوے گی۔ اور دل میں جو دور دور کی امنگیں پیدا ہوتی ہیں کہ یوں جمع کریں، یوں سامان خریدیں، یوں اولاد کے لئے مکان اور گاؤں چھوڑ جاویں جب دنیا کی محبت جاتی رہے گی یہ امنگیں خود دفع ہو جاویں گی۔

(۲۶) کنجوسی کی بُرائی اور اس کا علاج

بہت سے حق جن کا ادا کرنا فرض اور واجب ہے جیسے زکوٰۃ قربانی کسی محتاج کی مدد کرنا، اپنے غریب رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا کنجوسی میں یہ حق ادا نہیں ہوتے۔ اس کا گناہ ہوتا ہے یہ تو دین کا نقصان ہے اور کنجوس آدمی سب کی نگاہوں میں ذلیل و بے قدر رہتا ہے یہ دنیا کا نقصان ہے اس سے زیادہ کیا بُرائی ہو گی۔ علاج اس کا ایک تو یہ ہو کہ مال اور دنیا کی محبت دل سے نکالے۔ جب اس کی محبت نہ رہے گی کنجوسی کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ جو چیز اپنی ضرورت سے زیادہ ہو، اپنی طبیعت پر زور ڈال کر اس کو کسی کو دے ڈالا کرے۔ اگرچہ نفس کو تکلیف ہو مگر ہمت کر کے اس تکلیف کو سہارے جب تک کہ کنجوسی کا اثر بالکل دل سے نہ نکل جائے یوں ہی کیا کرے۔

(۲۷) نام اور تعریف چاہنے کی بُرائی اور اس کا علاج

جب آدمی کے دل میں اس کی خواہش ہوتی ہے تو دوسرے شخص کے نام اور تعریف سے جلتا ہے اور حسد کرتا ہے اس کی بُرائی اور پر سن چکی ہو اور دوسرے شخص کی بُرائی اور ذلت سن کر جی خوش ہوتا ہے یہ بھی بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی دوسرے کا بُرا چاہے۔ اور اس میں یہ بھی بُرائی ہے کہ کبھی ناجائز طریقوں سے نام پیدا کیا جاتا ہے مثلاً نام کے واسطے شادی وغیرہ میں خوب مال اُڑایا فضول خرچی کی اور وہ مال کبھی رشوت سے جمع کیا کبھی سُودی قرض لیا اور یہ سارے گناہ اس نام کی بدولت ہوئے اور دنیا کا نقصان اس میں یہ ہے کہ ایسے شخص کے دشمن اور حاسد بہت ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس کو ذلیل اور بدنام کرنے اور اس کو نقصان اور تکلیف پہنچانے کی فکریں لگے رہتے ہیں۔ علاج اس کا ایک تو یہ ہے یوں سوچے کہ جن لوگوں کی نگاہ میں نام وری اور تعریف ہو گی نہ وہ رہیں گے نہ میں رہوں گی تھوڑے دنوں کے بعد کوئی پوچھے گا بھی نہیں پھر ایسی بے بنیاد چیز پر خوش ہونا نادانی کی بات ہے، دوسرا علاج یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو شرع کے تو خلاف نہ ہو مگر یہ لوگوں کی نظر میں ذلیل اور بدنام ہو جائے۔ مثلاً گھر کی بچی ہوئی باسی روٹیاں غریبوں

نام چاہنا یعنی حب جاہ کرنا

کے ہاتھ سستی بیچنے لگے اس سے خوب رسوائی ہوگی۔

(۲۸) غرور اور شیخی کی بُرائی اور اس کا علاج

غرور اور شیخی اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت میں یا دینداری میں یا حسب و نسب میں یا مال اور سامان میں یا عزت آبرو میں یا عقل میں یا اور کسی بات میں اوروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے یہ بڑا گناہ ہے حدیث میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا اور دنیا میں بھی لوگ ایسے آدمی سے دل میں نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں اگرچہ ڈر کے مارے ظاہر میں آؤ بھگت کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی بُرائی ہے کہ ایسا شخص کسی کی نصیحت کو نہیں مانتا حق بات کو کسی کے کہنے سے قبول نہیں کرتا بلکہ بُرا مانتا ہے اور اس نصیحت کرنے والے کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے علاج اس کا یہ ہو کہ اپنی حقیقت میں غور کرے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی کی پیدائش ہوں ساری خوبیاں اللہ کی دی ہوئی ہیں اگر وہ چاہیں ابھی سب لے لیں۔ پھر شیخی کس بات پر کروں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد کرے اس وقت اپنی بڑائی نگاہ میں نہ آئے گی اور جس کو اس نے حقیر سمجھا ہے اس کے سامنے عاجزی سے پیش آئے اور اس کی تعظیم کیا کرے شیخی دل سے نکل جائے گی اگر اور زیادہ ہمت نہ ہو تو اپنے ذمے اتنی ہی پابندی کر لے کہ جب کوئی چھوٹے درجے کا آدمی ملے اس کو پہلے خود سلام کر لیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی نفس میں بہت عاجزی آجائے گی۔

(۲۹) اترانے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کی بُرائی اور اس کا علاج

اگر کوئی اپنے آپ کو اچھا سمجھے یا کپڑا زیور پہن کر اترائے اگرچہ دوسروں کو بھی بُرا اور کم نہ سمجھے یہ بات بھی بُری ہے حدیث میں آیا ہے کہ یہ خصلت دین کو برباد کرتی ہے اور یہ بھی بات ہے کہ ایسا آدمی اپنے سنوارنے کی فکر نہیں کرتا کیونکہ جب وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے تو اس کو اپنی بُرائیاں کبھی نظر نہ آئیں گی علاج اس کا یہ ہے کہ اپنے عیبوں کو سوچا اور دیکھا کرے اور یہ سمجھے کہ جو باتیں میرے اندر اچھی ہیں یہ خدا تعالیٰ کی نعمت ہے میرا کوئی کمال نہیں۔ اور یہ سوچ کر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا کرے اور دعا کیا کرے کہ اے اللہ اس نعمت کا زوال نہ ہو۔

(۳۰) نیک کام دکھلاوے کیلئے کرنے کی بُرائی اور اس کا علاج

یہ دکھلاوا کئی طرح ہوتا ہے کبھی صاف زبان سے ہوتا ہے کہ ہم نے اتنا قرآن پڑھا ہم رات کو اٹھے تھے کبھی اور باتوں میں ہوتا ہے مثلاً کہیں بدوؤں کا ذکر ہو رہا تھا کسی نے کہا کہ نہیں صاحب یہ سب باتیں غلط

ف اگر گرمی سے نوافل پڑھے جائیں تو اس سے بھی تکبر ختم ہو جاتا ہے نیز دسترخوان پر جو روٹی وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے گر جاتے ہیں اُن کو چن کر کھانے سے بھی تکبر ختم ہو جاتا ہے

ف اترانے کو عربی زبان میں عجب کہتے ہیں

ف دکھلاوے کے لیے کام کرنے کو عربی میں ریا کہتے ہیں

ف بدو وہ لوگ ملک عرب کے دیہاتوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں انہیں بدو کہتے ہیں

ہیں ہمارے ساتھ ایسا ایسا برتاؤ ہوا تو اب بات تو ہوئی اور کچھ لیکن اسی میں یہ بھی سب نے جان لیا کہ انھوں نے حج کیا ہے کبھی کام کرنے سے ہوتا ہے جیسے دکھلاوے کی نیت سے سب کی روبرو تسبیح لے کر بیٹھ گئی یا کبھی کام کے سنوارنے سے ہوتا ہے جیسے کسی کی عادت ہے کہ ہمیشہ قرآن پڑھتی ہے مگر چار عورتوں کے سامنے ذرا سنوار سنوار کر پڑھنا شروع کر دیا کبھی صورت شکل سے ہوتا ہے جیسے آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر بیٹھ گئی جس میں دیکھنے والے سمجھیں کہ بڑی اللہ والی ہیں۔ ہر وقت اسی دھیان میں ڈوبی رہتی ہیں۔ رات کو بہت جاگی ہیں نیند سے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ دکھلاوا اور بھی کئی طور پر ہوتا ہے اور جس طرح بھی ہو بہت برا ہے قیامت میں ایسے نیک کاموں پر جو دکھلاوے کے لئے ہوں ثواب کے بدلے اور الٹا عذاب دوزخ کا ہوگا علاج اس کا وہی ہے جو کہ نام اور تعریف چاہنے کا علاج ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں کیونکہ دکھلاوا اسی واسطے ہوتا ہے کہ میرا نام ہو۔ اور میری تعریف ہو

(۳۱) ضروری بتلانے کے قابل بات

ان بری باتوں کے جو علاج بتلائے گئے ہیں ان کو دو چار بار برت لینے سے کام نہیں چلتا اور یہ برائیاں نہیں دور ہوتی مثلاً غصے کو دو چار بار روک لیا تو اس سے اس بیماری کی جڑ نہیں گئی یا ایک آدھ بار غصہ نہ آیا تو اس دھوکے میں نہ آئے کہ میرا نفس سنور گیا ہے بلکہ بہت دنوں تک ان علاجوں کو برتنے اور جب غفلت ہو جائے۔ افسوس اور رنج کرے اور آگے کو خیال رکھے۔ مدتوں بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان برائیوں کی جڑ جاتی رہے گی

(۳۲) ایک اور ضروری کام کی بات

نفس کے اندر کی جتنی برائیاں ہیں اور ہاتھ پاؤں سے جتنے گناہ ہوتے ہیں ان کے علاج کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ جب نفس سے کوئی شرارت اور برائی یا گناہ کا کام ہو جائے اس کو کچھ سزا دیا کرے۔ اور دو سزائیں آسان ہیں کہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اپنے ذمہ کچھ آنہ دو آنے روپیہ دو روپے جیسی حیثیت ہو جرمانے کے طور پر ٹھیرا لے جب کبھی کوئی بری بات ہو جایا کرے وہ جرمانہ غریبوں کو بانٹ دیا کرے اگر پھر ہو پھر اسی طرح کرے دوسری سزا یہ ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھانا نہ کھایا کرے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اگر کوئی ان سزاؤں کو نباہ کر برتے انشاء اللہ تعالیٰ سب برائیاں چھوٹ جائیں آگے اچھی باتوں کا بیان ہے جن سے دل سنورتا ہے

(۳۳) توبہ اور اس کا طریقہ

توبہ ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو آدمی اپنی حالت میں غور کرے گا

کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی بات گناہ کی ہو ہی جاتی ہے ضرور توبہ کو ہر وقت ضروری سمجھے گا طریقہ اس کے حاصل کرنے کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث میں جو جو عذاب کے ڈراوے گناہوں پر آئے ہیں ان کو یاد کرے اور سوچے اس سے گناہ پر دل دکھے گا۔ اس وقت چاہئے کہ زبان سے بھی توبہ کرے اور جو نماز روزہ وغیرہ قضا ہوا ہو۔ اس کو قضا بھی کرے۔ اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں اُن سے معاف بھی کرالے یا ادا کرے اور جو ویسے ہی گناہ ہوں ان پر خوب کڑھے اور رونے کی شکل بنا کر خدائے تعالیٰ سے خوب معافی مانگے

(۳۴) خدائے تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے ڈرو۔ اور خوف ایسی اچھی چیز ہے کہ آدمی اس کی بدولت گناہوں سے بچتا ہے۔ طریقہ اس کا وہی ہے جو طریقہ توبہ کا ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب کو سوچا کرے اور یاد کیا کرے۔

(۳۵) اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم حق تعالیٰ کی رحمت سے نا امید مت ہو۔ اور امید ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے نیک کاموں کے لئے دل بڑھتا ہے اور توبہ کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

(۳۶) صبر اور اس کا طریقہ

نفس کو دین کی بات پر پابند رکھنا اور دین کے خلاف اس سے کوئی کام نہ ہونے دینا اس کو صبر کہتے ہیں۔ اور اس کے کئی موقعے ہیں۔ ایک موقع یہ ہے کہ آدمی چین امن کی حالت میں ہو خدائے تعالیٰ نے صحت دی ہو۔ مال دولت عزت آبرو نوکر چاکر آل اولاد، گھر بار، ساز و سامان دیا ہو۔ ایسے وقت کا صبر یہ ہے کہ دماغ خراب نہ ہو۔ خدائے تعالیٰ کو نہ بھول جائے۔ غریبوں کو حقیر نہ سمجھے، ان کے ساتھ نرمی اور احسان کرتا رہے دوسرا موقع عبادت کا وقت ہے کہ اسوقت نفس سستی کرتا ہے جیسے نماز کے لئے اٹھنے میں یا نفس کنجوسی کرتا ہے جیسے زکوٰۃ خیرات دینے میں ایسے موقع میں تین طرح کا صبر درکار ہے۔ ایک عبادت سے پہلے کہ نیت درست رکھے اللہ ہی کے واسطے کام کرے نفس کی کوئی غرض نہ ہو دوسرے عبادت کے وقت کہ کم ہمتی نہ ہو جس طرح اس عبادت کا حق ہے اس طرح ادا کرے تیسرے عبادت کے بعد کہ اس کو کسی کے روبرو ذکر نہ کرے تیسرا موقع گناہ کا وقت ہے۔ اس وقت کا صبر یہ ہے کہ نفس کو گناہ سے روکے۔ چوتھا موقع وہ وقت ہے کہ اس شخص کو کوئی مخلوق تکلیف پہنچائے برا بھلا کہے اس وقت کا صبر یہ ہے کہ بدلہ نہ لے خاموش ہو جائے پانچواں موقع مصیبت اور بیماری اور مال کے نقصان

یا کسی عزیز و قریب کے مرجانے کا ہے۔ اس وقت کا صبر یہ ہے کہ زبان سے خلاف شرع کلمہ نہ کہے بیان کر کے نہ روئے۔ طریقہ سب قسم کے صبروں کا یہ ہے کہ ان سب موقعوں کے ثواب کو یاد کرے اور سمجھے کہ یہ سب باتیں میرے فائدے کے واسطے ہیں۔ اور سوچے کہ بے صبری کرنے سے تقدیر تو ٹلتی نہیں۔ ناحق ثواب بھی کیوں کھویا جائے

(۳۷) شکر اور اس کا طریقہ

خدائے تعالیٰ کی نعمتوں سے خوش ہو کر خدائے تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہونا اور اس محبت سے یہ شوق ہونا کہ جب وہ ہم کو ایسی ایسی نعمتیں دیتے ہیں تو ان کی خوب عبادت کرو۔ اور ایسی نعمت دینے والے کی نافرمانی بڑے شرم کی بات ہے یہ خلاصہ ہے شکر کا یہ ظاہر ہے کہ بندے پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں ہیں اگر کوئی مصیبت بھی ہے تو اسمیں بھی بندے کا فائدہ ہے تو وہ بھی نعمت ہے جب ہر وقت نعمت ہے تو ہر وقت دل میں یہ خوشی اور محبت رہنا چاہیے کہ کبھی خدائے تعالیٰ کے حکم کے بجالانے میں کمی نہ کرنی چاہیے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

(۳۸) خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کا طریقہ

یہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ بدون خدائے تعالیٰ کے ارادے کے نہ کوئی نفع حاصل ہو سکتا ہے نہ نقصان پہنچ سکتا ہے اس واسطے ضرور ہوا کہ جو کام کرے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہ کرے بلکہ نظر خدا تعالیٰ پر رکھے اور کسی مخلوق سے زیادہ امید نہ رکھے نہ کسی سے زیادہ ڈرے یہ سمجھے کہ بدون خدا کے چاہے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کو بھروسہ اور توکل کہتے ہیں طریقہ اس کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو اور مخلوق کے ناچیز ہونے کو خوب سوچا اور یاد کیا کرے۔

(۳۹) خدائے تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی طرف دل کا کھنچنا اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو سن کر اور ان کے کاموں کو دیکھ کر دل کو مزہ آنا یہ محبت ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ کا نام بہت کثرت سے پڑھا کرے۔ اور ان کی خوبیوں کو یاد کیا کرے اور انکو جو بندے کے ساتھ محبت ہے اس کو سوچا کرے۔

(۴۰) خدائے تعالیٰ کے حکم پر راضی رہنا اور اس کا طریقہ

جب مسلمان کو یہ معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے سب میں بندہ کا فائدہ اور ثواب ہے تو ہر بات پر راضی رہنا چاہیے نہ گھبرا دے نہ شکایت حکایت کرے۔ طریقہ اس کا یہی بات کا سوچنا ہے کہ جو کچھ......

---

۱۵ مصیبت کر کے نعمت سمجھ کر شکر کرنے میں ثواب ملتا ہے لو نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور یہ ہوتا ہے شکر کرنے کی وجہ دنیا میں کو اچھا بدلہ جائے ۱۲۔
۲۵ یعنی تدبیر تو کرے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کرنے کو حکم دیا ہے مگر اس تدبیر پر بھروسہ کرے بلکہ یہ عقیدہ رکھے تدبیر کرنا یہ فرض ہے اور اس میں اثر پیدا کرنا حق تعالیٰ کا کام ہے

چاہے تو اثر پیدا کر دے ورنہ لاکھوں تدبیر کے نتیجہ پر ہمارا کوئی بس نہیں۔

ہوتا ہے سب بہتر ہے

(۴۱) صدق یعنی سچی نیت اور اس کا طریقہ

دین کا جو کوئی کام کرے اس میں کوئی دنیا کا مطلب نہ ہو نہ تو دکھلاوا ہو نہ ایسا کوئی مطلب ہو جیسے کسی کے پیٹ میں گرانی ہے اس نے کہا لاؤ روزہ رکھ لیں روزے کا روزہ ہو جائے گا اور پیٹ ہلکا ہو جائے گا یا نماز کے وقت پہلے سے وضو ہو۔ مگر گرمی بھی ہے اس لئے وضو تازہ کر لیا کہ وضو بھی تازہ ہو جاوے گا اور ہاتھ پاؤں بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے یا کسی سائل کو دیا کہ اس کے تقاضے سے جان بچی اور یہ بلا ٹلی یہ سب باتیں سچی نیت کے خلاف ہیں۔ طریقہ اس کا یہ ہے کام کے کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا کرے۔ اگر کسی ایسی بات کا اس میں میل پاوے اس سے دل کو صاف کرلے۔

(۴۲) مراقبہ یعنی دل سے خدا کا دھیان رکھنا اور اس کا طریقہ

دل سے ہر وقت دھیان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو میرے سب حالوں کی خبر ہے ظاہر کی بھی اور دل کی بھی اگر برا کام ہو گا یا برا خیال لایا جائے گا شاید اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں سزا دیں۔ دوسرے عبادت کے وقت یہ دھیان جمائے کہ وہ میری عبادت کو دیکھ رہے ہیں۔ اچھی طرح بجالانا چاہیئے طریقہ اس کا یہی ہے کہ کثرت سے ہر وقت یہ سوچا کرے تھوڑے دنوں میں اس کا دھیان بندھ جائے گا پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہوگی۔

(۴۳) قرآن مجید پڑھنے میں دل لگانے کا طریقہ

قاعدہ ہے کہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ ہم کو تھوڑا سا قرآن سناؤ دیکھیں کیسا پڑھتی ہو۔ تو اس وقت جہاں تک ہو سکتا ہے خوب بنا کر سنوار کر سنبھال کر پڑھتی ہو اب یوں کیا کرو کہ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو پہلے دل میں یہ سوچ لیا کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو سناؤ کیسا پڑھتی ہو۔ اور یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ خوب سن رہے ہیں اور یوں خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں اس کو تو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہیئے یہ سب باتیں سوچکر اب پڑھنا شروع کرو اور جب تک پڑھتی رہو یہی باتیں خیال میں رکھو۔ اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل ادھر ادھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے پڑھنا موقوف کر کے ان باتوں کے سوچنے کو پھر تازہ کر لو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقے سے صحیح اور صاف بھی پڑھا جائے گا اور دل بھی ادھر متوجہ رہے گا اگر ایک مدت تک اسی طرح پڑھو گی تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

(۴۴) نماز میں دل لگانے کا طریقہ

اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام کوئی پڑھنا بے ارادہ نہ ہو بلکہ ہر بات ارادے اور سوچ سے ہو مثلاً اللہ اکبر کہکر جب کھڑی ہو تو ہر لفظ پر یوں سوچو کہ میں اب سُبحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ رہی ہوں پھر سوچو کہ اب وَبِحَمْدِكَ کہہ رہی ہوں پھر دھیان کرو کہ اب وَتَبَارَكَ اسْمُكَ منہ سے نکل رہا ہے اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرو پھر الحمد اور سورت میں یوں ہی کرو پھر رکوع میں اسی طرح ہر دفعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کو سوچ سوچ کر کہو غرض منہ سے جو نکالو دھیان بھی ادھر رکھو ساری نماز میں یہی طریقہ رکھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے نماز میں کسی طرف دھیان نہ بٹے گا پھر تھوڑے دنوں میں آسانی سے جی لگنے لگے گا۔ اور نماز میں مزہ آئے گا[1]

(۴۵) پیری مریدی کا بیان

مرید بننے میں کئی فائدے ہیں۔ ایک فائدہ یہ کہ دل کے سنوارنے کے طریقے جو اوپر بیان کئے گئے ہیں ان کے برتاؤ کرنے میں کبھی کم سمجھی سے غلطی ہو جاتی ہے پیر اس کا ٹھیک راستہ بتلا دیتا ہے دوسرا فائدہ یہ کہ کتاب میں پڑھنے سے بعضی دفعہ اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا کہ پیر کے بتلانے سے ہوتا ہے۔ ایک تو اس کی برکت ہوتی ہے پھر یہ بھی خوف ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی نیک کام میں کمی کی یا کوئی بری بات کی پیر سے شرمندگی ہوگی تیسرا فائدہ یہ کہ پیر سے اعتقاد اور محبت ہو جاتی ہے اور یوں جی چاہتا ہے کہ جو اس کا طریقہ ہے ہم بھی اسی کے موافق چلیں، چوتھا فائدہ یہ ہے کہ پیر اگر نصیحت کرنے میں سختی یا غصہ کرتا ہے تو ناگوار نہیں ہوتا پھر اس نصیحت پر عمل کرنے کی زیادہ کوشش ہو جاتی ہے اور بھی بعضے فائدے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہی ان کو حاصل ہوتے ہیں اور حاصل ہونے ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر مرید ہونے کا ارادہ ہو تو اول پیر میں یہ باتیں دیکھ لو جس میں یہ باتیں نہ ہوں اس سے مرید نہ ہوں ایک یہ کہ وہ پیر دین کے مسئلے جانتا ہو شرع سے ناواقف نہ ہو دوسرے یہ کہ اس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جو عقیدے تم نے اس کتاب کے پہلے حصے میں (حصہ۱) پڑھے ہیں ویسے اس کے عقیدے ہوں جو جو مسئلے اور دل کے سنوارنے کے طریقے تم نے اس کتاب میں پڑھے ہیں کوئی بات اس میں ان کے خلاف نہ ہو تیسرے کمانے کھانے کے لئے پیری مریدی نہ کرتا ہو چوتھے کسی ایسے بزرگ کا مرید ہو جس کو اکثر اچھے لوگ بزرگ سمجھتے ہوں پانچویں اس پیر کو بھی اچھے لوگ اچھا کہتے ہوں چھٹے اس کی تعلیم میں یہ اثر ہو کہ دین کی محبت اور شوق پیدا ہو جائے یہ بات اس کے اور مریدوں کا حال دیکھنے سے معلوم ہو جاوے گی اگر دس مریدوں میں پانچ چھ مرید بھی اچھے ہوں تو سمجھو کہ یہ پیر تاثیر والا ہے اور ایک آدھ مرید کے برے ہونے سے شبہ مت کرو اور تم نے جو سنا ہو گا کہ بزرگوں میں

[1] اگر نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اسکے معنے سمجھ کر پڑھے تو نماز میں دھیان بھی لگتا ہے اور ثواب بھی بڑھ جاتا ہے اور معنے بہت تھوڑی سی محنت کرنے سے چند روز میں یاد ہو سکتے ہیں ۱۲

[2] یعنی پیر کسی بات جو خلاف شریعت ہو اصرار نہ کرتا ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی پیر شافعی المذہب ہو یا مالکی ہو یا حنبلی ہو تو وہ بھی اہل حق میں شمار ہوگا اس کے ہاتھ پر بھی بیعت کرنا حنفی کے لئے جائز ہے ۱۲۔

تاثیر ہوتی ہے۔ وہ تاثیر یہی ہے اور دوسری تاثیروں کو مت دیکھنا کہ وہ جو کہہ دیتے ہیں اسی طرح ہوتا ہے وہ ایک چھو کر دیتے ہیں تو بیماری جاتی رہتی ہے وہ جس کام کے لئے تعویذ دیتے ہیں وہ کام مرضی کے موافق ہو جاتا ہے وہ ایسی توجہ دیتے ہیں کہ آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ان تاثیروں سے کبھی دھوکا مت کھانا ساتویں۔ اُس پیر میں یہ بات ہو کہ دین کی نصیحت کرنے میں مریدوں کا لحاظ ملاحظہ نہ کرتا ہو بیجا بات سے روک دیتا ہو۔ جب کوئی ایسا پیر مل جائے تو اگر تم کنواری ہو تو ماں باپ سے پوچھ کر اور اگر تمہاری شادی ہو گئی ہے تو شوہر سے پوچھ کر اچھی نیت سے یعنی خالص دین کے درست کرنے کی نیت سے مرید ہو جاؤ اور اگر یہ لوگ کسی مصلحت سے اجازت نہ دیں تو مرید ہونا فرض تو ہے نہیں مرید مت ہو البتہ دین کی راہ پر چلنا فرض ہے بدون مرید ہوئے بھی اس راہ پر چلتی رہو

(۴۶) اب پیری مریدی کے متعلق بعضی باتوں کی تعلیم کی جاتی ہے

تعلیم۱ پیر کا خوب ادب رکھے۔ اللہ کے نام لینے کا طریقہ وہ جس طرح بتلائے اس کو نباہ کر کرے اس کی نسبت یوں اعتقاد رکھے کہ مجھ کو جتنا فائدہ دل درست ہونے کا اس سے پہنچ سکتا ہے اتنا اس زمانے کے کسی بزرگ ف سے نہیں پہنچ سکتا تعلیم۲۔ اگر مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہیں سنورا تھا کہ پیر کا انتقال ہو گیا تو دوسرے کامل پیر سے جس میں اوپر کی سب باتیں ہوں مرید ہو جائے۔ تعلیم۳ کسی کتاب میں کوئی وظیفہ یا کوئی فقیری کی بات دیکھ کر اپنی عقل سے کچھ نہ کرے پیر سے پوچھ لے۔ اور جو کوئی نئی بات بھلی یا بری دل میں آئے یا کسی بات کا ارادہ پیدا ہو پیر سے دریافت کرے تعلیم۴ پیر سے بے پردہ نہ ہو۔ اور مرید ہونے کے وقت اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے رومال یا کسی اور کپڑے سے یا خالی زبان سے مریدی درست ہے تعلیم۵ اگر غلطی سے کسی خلافِ شرع پیر سے مرید ہو جائے یا پہلے وہ شخص اچھا تھا اب بگڑ گیا تو مریدی توڑ ڈالے، اور کسی اچھے بزرگ سے مرید ہو جائے۔ لیکن اگر کوئی ہلکی سی بات کبھی کبھار پیر سے ہو جائے تو یوں سمجھے کہ آخر یہ بھی آدمی ہے فرشتہ تو ہے نہیں اس سے غلطی ہو گئی جو توبہ سے معاف ہو سکتی ہے۔ ذرا ذرا سی بات میں اعتقاد خراب نہ کرے البتہ اگر وہ اس بیجا بات پر جم جائے تو پھر مریدی توڑ دے تعلیم۶ پیر کو یوں سمجھنا گناہ ہے کہ اس کو ہر وقت ہمارا سب حال معلوم ہے تعلیم۷ فقیری کی جو ایسی کتابیں ہیں کہ ان کا ظاہری مطلب خلافِ شرع ہے ایسی کتابیں کبھی نہ دیکھے اسی طرح جو شعر اشعار خلافِ شرع ہیں ان کو کبھی زبان سے نہ پڑھے تعلیم۸ بعضے فقیر کہا کرتے ہیں کہ شرع کا راستہ اور ہے اور فقیری کا راستہ اور ہے۔ یہ فقیر گمراہ ہیں۔ ان کو جھوٹا سمجھنا فرض ہے تعلیم۹ اگر پیر کوئی بات خلافِ شرع بتلائے اس پر عمل درست نہیں۔ اگر وہ اس پر ہٹ کرے تو اس سے مریدی توڑ دے تعلیم۱۰۔ اگر اللہ کا نام لینے کی برکت سے دل میں کوئی اچھی حالت پیدا ہو یا اچھے خواب نظر آئیں یا جاگتے میں کوئی

ف لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے بزرگوں کی توہین کرے۔ ایسا کرنے سے فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہو جاوے گا ۱۲

آواز یا روشنی معلوم ہو تو بجز اپنے پیر کے کسی سے ذکر نہ کرے کبھی اپنے وظیفوں اور عبادت کا کسی سے اظہار نہ کرے کیونکہ ظاہر کرنے سے وہ دولت جاتی رہتی ہے۔ تعلیم اگر پیر نے کوئی وظیفہ یا ذکر بتلایا اور کچھ مدت تک اس کا اثر یا مزہ دل پر کچھ معلوم نہ ہوا تو اس سے تنگ دل یا پیر سے بد اعتقاد نہ ہو بلکہ یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ اللہ کا نام لینے کا دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے اور اس نیک کام کی توفیق ہوتی ہے اور ایسے اثر کا کبھی دل میں خیال نہ لائے کہ مجھ کو خواب میں بزرگوں کی زیارت ہوا کرے مجھ کو ہونے والی باتیں معلوم ہو جایا کریں۔ مجھ کو خوب رونا آیا کرے مجھ کو عبادت میں ایسی بیہوشی ہو جائے کہ دوسری چیزوں کی خبر ہی نہ رہے کبھی کبھی یہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں اور کبھی نہیں ہوتیں اگر ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور اگر نہ ہوں یا ہو کر کم ہو جائیں یا جاتی رہیں تو غم نہ کرے البتہ خدا نہ کرے اگر شرع کی پابندی میں کمی ہونے لگے یا گناہ ہونے لگیں۔ یہ بات البتہ غم کی ہے۔ جلدی ہمت کر کے اپنی حالت درست کرے اور پیر کو اطلاع دے اور وہ جو بتلائیں اس پر عمل کرے۔ تعلیم دوسرے بزرگوں کی یا دوسرے خاندان کی شان میں گستاخی نہ کرے نہ اور جگہ کے مریدوں سے یوں کہے کہ ہمارے پیر تمہارے پیر سے یا ہمارا خاندان تمہارے خاندان سے بڑھ کر ہے ان فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے تعلیم اگر اپنی کسی پیر بہن پر پیر کی مہربانی زیادہ ہو یا اس کو وظیفہ و ذکر سے زیادہ فائدہ ہو تو اس پر حسد نہ کرے

(۴۷) مرید کو بلکہ ہر مسلمان کو اس طرح رات دن رہنا چاہیے

(۱) ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کرے خواہ کتاب پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پاچھ کر (۲) سب گناہوں سے بچے (۳) اگر کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرے (۴) کسی کا حق نہ رکھے کسی کو زبان سے یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے کسی کی برائی نہ کرے (۵) مال کی محبت اور نام کی خواہش نہ رکھے، نہ بہت اچھے کھانے کپڑے کی فکر میں رہے (۶) اگر اس کی خطا پر کوئی ٹوکے، اپنی بات نہ بنائے فوراً اقرار اور توبہ کر لے (۷) بدون سخت ضرورت کے سفر نہ کرے سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں۔ بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں۔ وظیفوں میں خلل پڑ جاتا ہے وقت پر کوئی کام نہیں ہوتا (۸) بہت نہ ہنسے، بہت نہ بولے۔ خاص کر نامحرم سے بے تکلفی کی باتیں نہ کرے (۹) کسی سے جھگڑا تکرار نہ کرے (۱۰) شرع کا ہر وقت خیال رکھے (۱۱) عبادت میں سستی نہ کرے (۱۲) زیادہ وقت تنہائی میں رہے (۱۳) اگر اوروں سے ملنا جلنا پڑے تو سب سے عاجز ہو کر رہے، سب کی خدمت کرے۔ بڑائی نہ جتلائے (۱۴) اور امیروں سے تو بہت ہی کم ملے۔ (۱۵) بد دین آدمی سے دور بھاگے (۱۶) دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے کسی پر بدگمانی نہ کرے، اپنے عیبوں کو دیکھا کرے۔ اور ان کی درستی کیا کرے (۱۷) نماز کو اچھی طرح اچھے وقت دل سے پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا بہت خیال رکھے (۱۸) دل

یا زبان سے ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے کسی وقت غافل نہ ہو (۱۹) اگر اللہ کا نام لینے سے مزہ آئے۔ دل خوش ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے (۲۰) بات نرمی سے کرے (۲۱) سب کاموں کے لئے وقت مقرر کرے اور پابندی سے اس کو نباہے (۲۲) جو کچھ رنج و غم نقصان پیش آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے پریشان نہ ہو۔ اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو ثواب ملے گا (۲۳) ہر وقت دل میں دنیا کا حساب کتاب اور دنیا کے کاموں کا ذکر مذکور نہ رکھے بلکہ خیال بھی اللہ ہی کا رکھے (۲۴) جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے، خواہ دنیا کا یا دین کا (۲۵) کھانے پینے میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے (۲۶) خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی سے طمع نہ کرے نہ کسی کی طرف خیال دوڑائے کہ فلانی جگہ سے ہم کو یہ فائدہ ہو جائے (۲۷) رضائے تعالیٰ کی تلاش میں بے چین رہے (۲۸) نعمت تھوڑی ہو یا بہت اس پر شکر بجالائے اور فقر و فاقہ سے تنگ دل نہ ہو (۲۹) جو اس کی حکومت میں ہیں ان کی خطا و قصور سے درگزر کرے (۳۰) کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کو چھپائے۔ البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور تمکو معلوم ہو جائے تو اس شخص سے کہہ دو (۳۱) مہمانوں اور مسافروں اور غریبوں اور عالموں اور درویشوں کی خدمت کرے (۳۲) نیک صحبت اختیار کرے (۳۳) ہر وقت خدائے تعالیٰ سے ڈرا کرے (۳۴) موت کو یاد رکھے (۳۵) کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دن بھر کے کاموں کو سوچا کرے، جو نیکی یاد آئے اس پر شکر کرے گناہ پر توبہ کرے (۳۶) جھوٹ ہرگز نہ بولے (۳۷) جو محفل خلاف شرع ہو وہاں ہرگز نہ جائے (۳۸) شرم و حیا اور بردباری سے رہے (۳۹) ان باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر ایسی خوبیاں ہیں (۴۰) اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے بعضے نیک کاموں کے ثواب کا اور بری باتوں کے عذاب کا بیان تاکہ نیکیوں کی رغبت ہو، اور برائیوں سے نفرت ہو

(۸۴) نیت خالص رکھنا

(۱) ایک شخص نے پکار کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا نیت کو خالص رکھنا ف مطلب یہ ہے کہ جو کام کرے خدا کے واسطے کرے (۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سارے کام نیت کے ساتھ ہیں۔ ف۔ مطلب یہ کہ اچھی نیت ہو تو نیک کام پر ثواب ملتا ہے ورنہ نہیں ملتا۔

(۴۹)	دکھلاوے کے واسطے کوئی کام کرنا

(۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سنانے کے واسطے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اُس کے عیب سنوائیں گے۔ اور جو شخص دکھلانے کے واسطے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اُس کے عیب دکھلائینگے (۴) اور فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تھوڑا سا دکھلاوا بھی ایک طرح کا شرک ہے

(۵۰)	قرآن وحدیث کے حکم پر چلنا

(۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت میری اُمت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے اس وقت جو شخص میرے طریقے تھامے رہے اس کو سَو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا (۶) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہوگے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن۔ دوسرے نبی کی سنت یعنی حدیث۔

(۵۱)	نیک کام کی راہ نکالنا یا بُری بات کی بنیاد ڈالنا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نیک راہ نکالے، پھر اور لوگ اس راہ پر چلیں تو اس شخص کو خود اُس کا ثواب بھی ملے گا اور جتنوں نے اُس کی پیروی کی ہے ان سب کے برابر بھی اُس کو ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی۔ اور جو شخص بُری راہ نکالے۔ پھر اور لوگ اُس راہ پر چلیں تو اُس شخص کو خود اُس کا بھی گناہ ہوگا اور جتنوں نے اُس کی پیروی کی ہے اُن سب کے برابر بھی اُس کو گناہ ہوگا اور ان کے گناہ میں بھی کمی نہ ہوگی ف۔ مثلاً کسی نے اپنی اولاد کی شادی میں رسمیں موقوف کردیں یا کسی بیوہ نے نکاح کرلیا اور اس کی دیکھا دیکھی اوروں کو بھی ہمت ہوئی تو اس شروع کرنے والی کو ہمیشہ ثواب ہوا کرے گا

(۵۲)	دین کا علم ڈھونڈھنا

(۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ دیدیتے ہیں۔ ف یعنی مسئلے مسائل کی تلاش اور شوق اس کو ہوجاتا ہے۔

(۵۳)	دین کا مسئلہ چھپانا

(۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سے کوئی دین کی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپا لیوے تو قیامت کے دن اُس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ ف اگر تم سے کوئی مسئلہ پوچھا کرے اور تم کو خوب یاد ہو تو سستی اور انکار مت کیا کرو اچھی طرح سمجھا دیا کرو۔

(۵۴) مسئلہ جان کر عمل نہ کرنا

(۱۰) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر علم ہوتا ہے وہ علم والے پر وبال ہوتا ہے مگر اُس شخص کے جو اس کے موافق عمل کرے۔ ف۔ دیکھو کبھی برادری کے خیال سے یا نفس کی پیروی سے مسئلہ کے خلاف نہ کرنا

(۵۵) پیشاب سے احتیاط نہ کرنا

(۱۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب سے خوب احتیاط رکھا کرو کیونکہ اکثر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے

(۵۶) وضو اور غسل میں خوب خیال سے پانی پہنچانا

(۱۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حالتوں میں نفس کو ناگوار ہو ایسی حالت میں وضو اچھی طرح کرنے سے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ ف۔ ناگواری کبھی سستی سے ہوتی ہے کبھی سردی سے۔

(۵۷) مسواک کرنا

(۱۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو رکعتیں مسواک کر کے پڑھنا ان ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو بے مسواک کئے پڑھی جائیں۔

(۵۸) وضو میں اچھی طرح پانی نہ پہنچانا

(۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے لوگوں کو دیکھا کہ وضو کر چکے تھے مگر ایڑیاں کچھ خشک رہ گئی تھیں تو آپ نے فرمایا بڑا عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا۔ ف۔ انگوٹھی چھلا چوڑیاں چھڑے اچھی طرح ہلا کر پانی پہنچایا کرو۔ اور جاڑوں میں اکثر پاؤں سخت ہو جاتے ہیں خوب پانی سے تر کیا کرو۔ اور بعضی عورتیں منہ سامنے سامنے سے دھو لیتی ہیں کانوں تک نہیں دھوتیں۔ ان سب باتوں کا خیال رکھو۔

(۵۹) عورتوں کا نماز کے لئے باہر نکلنا

(۱۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لئے سب سے اچھی مسجد ان کے گھروں کے اندر کا درجہ ہے ف معلوم ہوا کہ مسجدوں میں عورتوں کا جانا اچھا نہیں۔ اس سے یہ بھی سمجھو کہ نماز کے برابر کوئی چیز نہیں جب اس کے لئے گھر سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا گیا تو فضول ملنے ملانے کو یا رسموں کے پورا کرنے

کو گھر سے نکلنا تو کتنا برا ہوگا۔

(۶۰) نماز کی پابندی

(۱۶) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے کے سامنے ایک گہری نہر بہتی ہو۔ اور وہ اس میں پانچ وقت نہایا کرے۔ ف۔ مطلب یہ کہ جیسے اس شخص کے بدن پر ذرا میل نہ رہے گا۔ اسی طرح جو شخص پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھے اس کے سارے گناہ دھل جائیں گے (۱۷) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

(۶۱) اوّل وقت نماز پڑھنا

(۱۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اوّل وقت میں نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشی ہوتی ہے ف۔ بیبیو تم کو جماعت میں جانا تو ہے ہی نہیں، پھر کیوں دیر کیا کرتی ہو۔

(۶۲) نماز کو بری طرح پڑھنا

(۱۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بے وقت نماز پڑھے اور وضو اچھی طرح نہ کرے، اور جی لگا کر نہ پڑھے اور رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز کالی بے نور ہو کر جاتی ہے اور یوں کہتی ہے کہ خدا تجھے برباد کرے جیسا تو نے مجھ کو برباد کیا۔ یہاں تک کہ جب اپنی خاص جگہ پہنچتی ہے جہاں اللہ کو منظور ہو۔ تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے ف۔ بیبیو نماز تو اسی واسطے پڑھتی ہو کہ ثواب ہو پھر اس طرح کیوں پڑھتی ہو کہ اور الٹا گناہ ہو۔

(۶۳) نماز میں اوپر یا ادھر ادھر دیکھنا

(۲۰) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم نماز میں اوپر مت دیکھا کرو کبھی تمہاری نگاہ چھین لی جائے۔ (۲۱) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھے اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو اسی پر الٹا ہٹا دیتے ہیں۔ ف یعنی قبول نہیں کرتے

(۶۴) نماز پڑھتے کے سامنے سے نکل جانا

(۲۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو خبر ہوتی کہ کتنا گناہ ہوتا ہے تو چالیس برس تک کھڑا رہنا اس کے نزدیک بہتر ہوتا اس سامنے نکلنے سے۔ ف۔ لیکن اگر نمازی کے سامنے ایک ہاتھ کے برابر یا اس سے زیادہ کوئی چیز کھڑی ہو تو اس چیز کے سامنے سے گذرنا درست ہے۔

(۶۵) نماز کو جان کر قضا کر دینا

(۲۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز کو چھوڑ دے وہ جب خدائے تعالیٰ کے پاس جائے گا تو وہ غضبناک ہوں گے۔

(۶۶) قرض دے دینا

(۲۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے شبِ معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصے ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصے

(۶۷) غریب قرضدار کو مہلت دے دینا

(۲۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تب تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دیدیا اور جب اس کا وقت آجائے اور پھر مہلت دی۔ تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپے سے دوگنا روپیہ روزمرہ خیرات کر دیا

(۶۸) قرآن مجید پڑھنا

(۲۶) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن مجید کا ایک حرف پڑھتا ہے اس کو ایک حرف پر ایک نیکی ملتی ہے۔ اور نیکی کا قاعدہ ہے کہ اس کے بدلے دس حصے ملتے ہیں اور میں الٓمّ کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف تو اس حساب سے تین حرفوں پر تیس نیکیاں ملیں گی

(۶۹) اپنی جان یا اور اولاد کو کوسنا

(۲۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ تو اپنے لئے بددعا کیا کرو اور نہ اپنی اولاد کے لئے۔ اور نہ اپنے خدمت کرنے والے کے لئے۔ اور نہ اپنے مال و متاع کے لئے کبھی ایسا نہ ہو کہ تمہارے کوسنے کے وقت قبولیت کی گھڑی ہو کہ اس میں خدا سے جو مانگو اللہ تعالیٰ وہی کر دیں۔

(۷۰) حرام مال کمانا اور اس سے کھانا پہننا

(۲۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گوشت اور خون حرام مال سے بڑھا ہوگا وہ بہشت میں نہ جائے گا دوزخ ہی اس کے لائق ہے (۲۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کوئی

کپڑا دس درہم کو خرید ے اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو۔ تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ کریں گے۔ ف ایک درہم چونی سے کچھ زائد ہوتا ہے۔

(۷۱) دھوکا کرنا

(۲۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہم لوگوں سے دھوکا بازی کرے وہ ہم سے باہر ہے۔ ف۔ خواہ کسی چیز کے بیچنے میں دھوکا ہو۔ یا اور کسی معاملے میں سب برا ہے

(۷۲) قرض لینا

(۳۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ کسی کا کوئی درہم یا دینار رہ گیا ہو تو وہ اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا جہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔ ف۔ دینار سونے کا دس درہم کی قیمت کا ہوتا ہے (۳۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرض دو طرح کا ہوتا ہے جو شخص مر جائے۔ اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کا مددگار ہوں اور جو شخص مر جائے اور اس کی نیت ادا کرنے کی نہ ہو اس شخص کی نیکیوں سے لے لیا جاوے گا۔ اور اس روز دینار درہم کچھ نہ ہوگا ف مددگار کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کا بدلہ اتار دوں گا۔

(۷۳) مقدور ہوتے ہوئے کسی کا حق ٹالنا

(۳۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مقدور والے کا ٹالنا ظلم ہے۔ ف۔ جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ قرض والے کو یا جس کی مزدوری چاہتی ہو اس کو خواہ مخواہ دوڑاتی ہیں جھوٹے وعدے کرتی ہیں کہ کل آنا پرسوں آنا اپنے سارے خرچ چلے جاتے ہیں مگر کسی کا حق دینے میں بے پروائی کرتی ہیں

(۷۴) سود[1] لینا دینا[2]

(۳۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے پر اور سود دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(۷۵) کسی کی زمین دبا[3] لینا

(۳۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بالشت بھر زمین بھی ناحق دبالے اس کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق ڈالا جاوے گا۔

---

[1] سود یعنی بیاج ۱۲

[2] جس طرح سود لینے اور دینے والے پر لعنت آئی ہے اسی طرح سود کا کاغذ لکھنے والے اور سود کے معاملہ میں گواہی دینے والے پر بھی لعنت آئی ہے ۱۲

[3] دبا لینا یعنی کسی سے بغیر اسکی رضامندی اور اجازت کے لے لینا ۱۲

مزدوری کا فوراً دیدینا	(۷۶)

(۳۶) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مزدور کو اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری اسے دیدیا کرو (۳۷) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں پر میں خود دعویٰ کروں گا۔ ان میں ایک وہ شخص بھی ہے۔ کہ کسی مزدور کو کام پر لگایا اس سے کام پورا لے لیا اور اس کی مزدوری نہ دیا۔

اولاد کا مرجانا	(۷۷)

(۳۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو میاں بیوی مسلمان ہوں اور ان کے تین بچے مرجاویں اللہ تعالیٰ اُن دونوں کو اپنے فضل و رحمت سے بہشت میں داخل کریں گے بعضوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر دو مرے ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ دو میں بھی یہی ثواب ہے۔ پھر ایک کو پوچھا۔ آپ نے ایک میں بھی یہی فرمایا پھر آپ نے فرمایا کہ قسم کھاتا ہوں اس ذات پاک کی جسکے اختیار میں میری جان ہے کہ جو حمل گر گیا ہو وہ بھی اپنی ماں کو آنول نال[1] سے پکڑ کر بہشت کی طرف کھینچکر لے جائے گا جبکہ ماں نے ثواب کی نیت کی ہو۔ ف یعنی ثواب کا خیال کر کے صبر کیا ہو

غیر مردوں کے روبرو عورت کا عطر لگانا	(۷۸)

(۳۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اگر عطر لگا کر غیر مردوں کے پاس سے گذرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی بدکار ہے ف جہاں دیور۔ جیٹھ۔ بہنوئی یا چچازاد۔ ماموں زاد۔ پھوپی زادے خالہ زاد بھائی[2] کا آنا جانا ہو عطر نہ لگائے۔

عورت کا باریک کپڑا پہننا	۷۹

(۴۰) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتیں نام کو تو کپڑا پہنے ہیں اور واقع میں ننگی ہیں ایسی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھنے پائیں گی۔

عورتوں کو مردوں کی سی وضع اور صورت بنانا	(۸۰)

(۴۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سا پہناوا پہنے ف۔ ہمارے ملک میں کھڑا جوتہ یا اچکن مردوں کی وضع ہے عورت کو ان چیزوں کا پہننا حرام ہے

[1] آنول نال اور نال دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ ۱۲
[2] گو کہ شرعاً وہ سب نامحرم ہیں ان سے پردہ ضروری ہے۔ ۱۲

(۸۱) شان دکھلانے کو کپڑا پہننا

(۴۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی دنیا میں نام و نمود کے واسطے کپڑا پہنے خدائے تعالیٰ اس کو قیامت میں ذلت کا لباس پہنا کر پھر اُس میں دوزخ کی آگ لگائیں گے۔ ف مطلب یہ ہے کہ جو اس نیت سے کپڑا پہنے کہ میری خوب شان بڑھے۔ سب کی نگاہ میرے ہی اوپر پڑے۔ عورتوں میں یہ مرض بہت ہے۔

(۸۲) کسی پر ظلم کرنا

(۴۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے پوچھا کہ تم جانتے ہو مفلس کیسا ہوتا ہے اُنھوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال اور متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ سب لے کر آئے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھا لیا تھا اور کسی کا خون کیا تھا کسی کو مارا تھا بس اُس کی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئیں۔ اور کچھ دوسرے کو مل گئیں۔ اور اگر ان حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اُس کی نیکیاں ختم ہو چکیں تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

(۸۳) رحم اور شفقت کرنا

(۴۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آدمیوں پر رحم نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتے۔

(۸۴) اچھی بات دوسروں کو بتلانا اور بری بات سے منع کرنا

(۴۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم میں سے کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹا دے اور اگر اتنا بس نہ چلے تو زبان سے منع کر دے۔ اور اگر اس کا بھی مقدور نہ ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ دل سے برا سمجھنا ایمان کا ہارا درجہ ہے۔ ف۔ بیبیو اپنے بچوں اور نوکروں پر تمہارا پورا اختیار ہے اُن کو زبردستی نماز پڑھواؤ۔ اگر اُن کے پاس کوئی تصویر کاغذ کی، مٹی کی یا چینی کی یا کپڑے کی دیکھو یا کوئی بیہودہ کتاب دیکھو فوراً توڑ پھوڑ ڈالو۔ اُن کو ایسی چیزوں کے لئے یا آتشبازی اور کنکوے کے لئے یا دیوالی کی مٹھائی کے کھلونوں کے لئے پیسے مت دو۔

(۸۵) مسلمان کا عیب چھپانا

(۴۶) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عیب چھپا دے۔ اللہ تعالیٰ قیامت

میں اس کا عیب چھپائیں گے اور جو شخص مسلمان کا عیب کھولے اللہ تعالیٰ اسکا عیب کھول دیں گے یہاں تک کہ کبھی اُس کو گھر میں بیٹھے فضیحت[1] کر دیتے ہیں۔

۸۶ کسی کی ذلت یا نقصان پر خوش ہونا

(۴۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت پر خوشی ظاہر مت کرو اللہ تعالیٰ اس پر تو رحم کریں گے اور تم کو اس میں پھنسا دیں گے۔

۸۷ کسی کو کسی گناہ پر طعنہ دینا

(۴۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کسی گناہ پر عار دلاوے تو جبتک یہ عار دلانے والا اس گناہ کو نہ کرلے گا اُس وقت تک نہ مرے گا۔ ف۔ یعنی جس گناہ سے اس نے توبہ کرلی ہو پھر اُس کو یاد دلا کر شرمندہ کرنا بُری بات ہے اور اگر توبہ نہ کی ہو تو نصیحت کے طور پر تو کہنا درست ہے لیکن اپنے آپ کو پاک سمجھ کر یا اُس کو رسوا کرنے کے واسطے کہنا پھر بھی بُرا ہے

(۸۸) چھوٹے چھوٹے[2] گناہ کر بیٹھنا

(۴۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ چھوٹے گناہوں سے بھی اپنے کو بہت بچائیو کیونکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے اُن کا مواخذہ کرنے والا بھی موجود ہے۔ ف۔ یعنی فرشتہ ان کو بھی لکھتا ہے پھر قیامت میں حساب ہوگا اور عذاب کا ڈر ہے۔

(۸۹) ماں باپ کا خوش رکھنا

(۵۰) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی ماں باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی ماں باپ کی ناراضی میں ہے

(۹۰) رشتے داروں سے بدسلوکی کرنا

(۵۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادت درگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں جو شخص رشتہ داروں سے بدسلوکی کرے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا

(۹۱) بے باپ کے بچوں کی پرورش کرنا

(۵۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اور جو شخص یتیم کا خرچ اپنے ذمے رکھے بہشت میں

[1] شرمندہ
[2] چھوٹے گناہوں کا عادی ہو جانے سے طبیعت میں نقصان آجاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان آہستہ آہستہ بڑے گناہ بھی کرنے لگتا ہے اس لئے بھی چھوٹے گناہوں سے بچنا ضروری ہے ۱۲
[3] اسلام میں جماعتی زندگی کی تعلیم دی گئی ہے اور جماعتی زندگی جب ہی کامیاب ہو سکتی ہے کہ انسان غیروں سے بھی اپنوں جیسا برتاؤ کرے جو شخص اپنوں ہی سے بدسلوکی کرے گا وہ غیروں کے ساتھ کب اچھا برتاؤ کر سکتا ہے ۱۲

اس طرح پاس پاس رہیں گے اور شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا۔ اور دونوں میں تھوڑا فاصلہ رہنے دیا (۵۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے واسطے پھیرے۔ جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گذرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گی اور جو شخص کسی یتیم لڑکی یا لڑکے کے ساتھ احسان کرے جو کہ اسکے پاس رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہیں۔

(۹۲) پڑوسی کو تکلیف دینا

(۵۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے مجھکو تکلیف دی اس نے خدا تعالیٰ کو تکلیف دی۔ اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑے وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا وہ اللہ تعالیٰ سے لڑا ف مطلب یہ کہ بے وجہ یا ہلکی ہلکی باتوں پر رنج و تکرار کرنا بُرا ہے۔

(۹۳) مسلمان کا کام کر دینا

(۵۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں ہوتے ہیں۔

(۹۴) شرم اور بے شرمی

(۵۶) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم ایمان کی بات ہے اور ایمان بہشت میں پہونچاتا ہے بے شرمی بدخوئی کی بات ہے۔ اور بدخوئی دوزخ میں لے جاتی ہے۔ ف لیکن دین کے کام میں شرم ہرگز مت کرو جیسے بیاہ کے دنوں میں یا سفر میں اکثر عورتیں نماز نہیں پڑھتیں ایسی شرم بے شرمی سے بدتر ہے

(۹۵) خوش خلقی اور بدخلقی

(۵۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوش خلقی گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جس طرح پانی نمک کے پتھر کو پگھلا دیتا ہے اور بدخلقی عبادت کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے (۵۸) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سب میں مجھ کو زیادہ پیارا اور آخرت میں سب میں زیادہ مجھ سے نزدیکی والا وہ شخص ہے جسکے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں زیادہ مجھ کو بُرا لگنے والا اور

آخرت میں سب میں زیادہ مجھ سے دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق برے ہوں

(۹۶) نرمی اور روکھاپن

(۵۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ مہربان ہیں اور پسند کرتے ہیں نرمی کو اور نرمی پر ایسی نعمتیں دیتے ہیں کہ سختی پر نہیں دیتے (۶۰) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص محروم رہا نرمی سے وہ ساری بھلائیوں سے محروم ہو گیا

(۹۷) کسی کے گھر میں جھانکنا

(۶۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک اجازت نہ لے کسی کے گھر میں جھانک کر نہ دیکھے اور اگر ایسا کیا تو یوں سمجھو کہ اندر ہی چلا گیا۔ ف۔ بعضی عورتوں کو ایسی شامت سوار ہوتی ہے کہ دولھا دولہن کو جھانک جھانک کر دیکھتی ہیں بڑی بے شرمی کی بات ہے حقیقت میں جھانکنے میں اور کواڑ کھول کر اندر چلے جانے میں کیا فرق ہے بڑے گناہ کی بات ہے۔

(۹۸) کنسوئیں لینا یا باتیں کرنے والوں کے پاس جا گھسنا

(۶۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی کی باتوں کی طرف کان لگائے اور وہ لوگ ناگوار سمجھیں قیامت کے دن اسکے دونوں کانوں میں سیسہ چھوڑا جائے گا۔

(۹۹) غصہ کرنا

(۶۳) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو جنت میں داخل کر دے۔ آپ نے فرمایا غصہ مت کرنا۔ اور تیرے لئے بہشت ہے۔

(۱۰۰) بولنا چھوڑ دینا

(۶۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے۔ اور جو تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دیوے اور اور اسی حالت میں مر جائے وہ دوزخ میں جائے گا

(۱۰۱) کسی کو بے ایمان کہدینا یا پھٹکار ڈالنا

(۶۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کہدے کہ او کافر تو ایسا گناہ ہے

جیسے اس کو قتل کر دے (۶۶) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہی جیسا
کہ اس کو قتل کر ڈالنا۔ (۶۷) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے
تو اوّل وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین
کیطرف اترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی تب
اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر نہیں تو اس کے کہنے والے پر پڑتی
ہے **ف** بعضی عورتوں کو بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں کسی کو بے ایمان
کہہ دیتی ہیں یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور یا اور کسی چیز کو

(۱۰۲) کسی مسلمان کو ڈرا دینا

(۶۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال نہیں کسی مسلمان کو کہ دوسرے مسلمان کو ڈرا دے
(۶۹) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی مسلمان کی طرف ناحق اس طرح نگاہ بھر کر
دیکھے کہ وہ ڈر جائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو ڈرائیں گے۔ **ف**۔ اور اگر کسی خطا و قصور پر ہو
تو ضرورت کے موافق درست ہے۔

(۱۰۳) مسلمان کا عذر قبول کر لینا

(۷۰) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے سامنے عذر کرے۔ اور وہ
اس کے عذر کو قبول نہ کرے تو ایسا شخص میرے پاس حوض کوثر پر نہ آئے گا۔ **ف**۔ یعنی اگر کوئی
تمہارا قصور کرے اور پھر وہ معاف کراوے تو معاف کر دینا چاہیئے۔

(۱۰۴) چغلی کھانا

(۷۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

(۱۰۵) غیبت کرنا

(۷۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دنیا میں اپنے بھائی مسلمان کا گوشت کھائے
گا یعنی غیبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردار گوشت اس کے پاس لائیں گے اور اس
سے کہا جائے گا کہ جیسا تو نے زندہ کو کھایا تھا اب مردہ کو بھی کھا پس وہ شخص اس کو کھائے گا اور ناک
بھوں چڑھاتا جائے گا۔ اور غل مچاتا جائے گا۔

لہ یعنی جتنا گناہ کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ہے اتنا مسلمان کو لعنت کرنے کا [illegible] ۱۲-

(۱۰۶) کسی پر بہتان لگانا

(۷۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی مسلمان پر ایسی بات لگائے جو اس میں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخیوں کے لہو اور پیپ کے جمع ہونے کی جگہ رہنے کو دیں گے یہاں تک کہ اپنے کہے سے باز آئے اور توبہ کرے۔

(۱۰۷) کم بولنا

(۷۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص چپ رہتا ہے بہت آفتوں سے بچا رہتا ہے
(۷۵) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اللہ کے ذکر کے اور باتیں زیادہ مت کیا کرو کیونکہ سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بہت باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خدائے تعالیٰ سے دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔

(۱۰۸) اپنے آپ کو سب سے کم سمجھنا

(۷۶) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اللہ کے واسطے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بڑھا دیتے ہیں اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی گردن توڑ دیتے ہیں ف یعنی ذلیل کر دیتے ہیں

(۱۰۹) اپنے آپ کو اوروں سے بڑا سمجھنا

(۷۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا آدمی جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا۔

(۱۱۰) سچ بولنا اور جھوٹ بولنا

(۷۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سچ بولنے کے پابند رہو۔ کیونکہ سچ بولنا نیکی کی راہ دکھلاتا ہے اور سچ اور نیکی دونوں جنت میں لے جاتے ہیں اور جھوٹ بولنے سے بچا کرو کیونکہ جھوٹ بولنا بدی کی راہ دکھلاتا ہے اور جھوٹ اور بدی دونوں دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

(۱۱۱) ہر ایک کے منہ پر اسی کی سی بات کہنا

(۷۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے دو منہ ہوں گے قیامت میں اس کی دو زبانیں ہوں گی آگ کی۔ ف۔ دو منہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے منہ پر اس کی سی کہدی اور اس کے منہ پر اس کی سی کہدی۔

(۱۱۲) اللہ کے سوا دوسرے کی قسم کھانا

(۸۰) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے کفر کیا - یا یوں فرمایا کہ اس نے شرک کیا - ف - جیسے بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس طرح قسم کھاتے ہیں تیری جان کی قسم اپنے دیدوں کی قسم اپنے بچے کی قسم یہ سب منع ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ اگر ایسی قسم کبھی منہ سے نکل جائے تو فوراً کلمہ پڑھ لے -

(۱۱۳) ایسی قسم کھانا کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو ایمان نصیب نہ ہو

(۸۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قسم میں اس طرح کہے کہ مجھ کو ایمان نصیب نہ ہو تو اگر وہ جھوٹا ہوگا تب تو جسطرح اس نے کہا ہے اسی طرح ہو جائے گا - اور اگر سچا ہوگا تب بھی ایمان پورا نہ رہے گا - ف - اسی طرح یوں کہنا کہ کلمہ نصیب نہ ہو یا دوزخ نصیب ہو یہ سب قسمیں منع ہیں یہ عادت چھوڑنی چاہیے

(۱۱۴) راستے میں سے ایسی چیز ہٹا دینا جسکے پڑے رہنے سے چلنے والوں کو تکلیف ہو

(۸۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخص چلا جا رہا تھا راستے میں اس کو ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی ہوئی ملی اس نے راستہ سے الگ کر دیا - اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی بڑی قدر کی اور اس کو بخشدیا - ف - اس سے معلوم ہوا کہ ایسی چیز راستے میں ڈالنا بری بات ہے بعضی بے تمیز عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ آنگن میں پیڑھی بچھا کر بیٹھی تھیں آپ تو اٹھ کھڑی ہوئیں اور پیڑھی وہیں چھوڑ دی بعضی دفعہ چلنے والے اس میں الجھ کر گر جاتے ہیں اور منہ ہاتھ ٹوٹتا ہے اسی طرح راستے میں کوئی برتن چھوڑ دینا یا چارپائی یا کوئی لکڑی یا سل بٹہ ڈالنا سب برا ہے

(۱۱۵) وعدہ اور امانت پورا کرنا

(۸۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس کو عہد کا خیال نہیں اس میں دین نہیں -

(۱۱۶) کسی پنڈت یا فال کھولنے والے یا ہاتھ دیکھنے والے کے پاس جانا

(۸۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص غیب کی باتیں بتلانے والے کے پاس آئے اور کچھ باتیں پوچھے اور اس کو سچا جانے اس شخص کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی ف اسی طرح

سلہ۱ یہاں کفر اور شرک سے مراد حقیقی کفر و شرک نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے اس فعل کی صورت شرک و کفر جیسی ہے ۱۲

سلہ۲ آنگن یعنی گھر کا صحن ۱۲

سلہ۳ مقصد یہ ہے کہ ایسے شخص کا عہد اور ایمان ادھورا ہے کامل نہیں ہے ۱۲

اگر کسی پر جن بھوت کا شبہ ہو جاتا ہے بعضی عورتیں اس جن سے ایسی باتیں پوچھتی ہیں کہ میرے میاں کی نوکری کب لگ جائے گی میرا بیٹا کب آئے گا سب گناہ کی باتیں ہیں۔

(۱۱۵) کتا پالنا یا تصویر رکھنا

(۸۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے۔ ف یعنی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ بچوں کے کھلونے جو تصویر دار ہوں وہ بھی منع ہیں۔

(۱۱۶) بدون لاچاری کے الٹا لیٹنا

(۸۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گذرے جو پیٹ کے بل لیٹا تھا آپ نے اس کو اپنے پاؤں سے اشارہ کیا۔ اور فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

(۱۱۷) کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں بیٹھنا لیٹنا

(۸۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیٹھنے کو منع فرمایا ہے کہ کچھ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں

(۱۱۸) بد شگونی اور ٹوٹکا

(۸۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بد شگونی شرک ہے (۸۹) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔

(۱۱۹) دنیا کی حرص نہ کرنا

(۹۰) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی حرص نہ کرنے سے دل کو بھی چین ہوتا ہے اور بدن کو بھی آرام ملتا ہے (۹۱) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر بہت سی بکریوں میں دو بھوکے بھیڑیے چھوڑ دیئے جائیں جو ان کو خوب چیڑیں پھاڑیں کھائیں، تو اتنی بربادی ان بھیڑیوں سے بھی نہیں پہنچتی بربادی جتنی آدمی کے دین کو اس بات سے ہوتی ہے کہ مال کی حرص کرے اور نام چاہے۔

موت کو یاد رکھنا اور بہت دنوں کے لئے بند و بست نہ سوچنا اور نیک کام کے لئے

(۱۲۰) وقت کو غنیمت سمجھنا

(۹۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو بہت یاد کیا کرو جو ساری لذتوں کو قطع کر دے گی یعنی موت

(۹۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صبح کا وقت تم پر آئے تو شام کے واسطے سوچ بچار مت کیا کرو اور جب شام کا وقت تم پر آئے تو صبح کے واسطے سوچ بچار مت کیا کرو۔
اور بیماری آنے سے پہلے اپنی تندرستی سے کچھ فائدہ لیلو اور مرنے سے پہلے اپنی زندگی سے کچھ پھل اٹھالو (ف) مطلب یہ کہ تندرستی اور زندگی کو غنیمت سمجھو اور نیک کام میں اس کو لگائے رکھو ورنہ بیماری اور موت میں پھر کچھ نہ ہو سکے گا

(۱۲۳) بلا اور مصیبت میں صبر کرنا

(۹۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو جو دکھ مصیبت بیماری رنج پہنچتا ہے یہاں تک کہ کسی فکر میں جو تھوڑی سی پریشانی ہوتی ہے ان سب میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرتے ہیں۔

(۱۲۴) بیمار کو پوچھنا

(۹۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی صبح کے وقت کرے تو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں۔ اور اگر شام کو کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں

(۱۲۵) مردے کو نہلانا اور کفن دینا اور گھر والوں کی تسلی کرنا

(۹۶) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مردے کو غسل دے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اور جو کسی مردے پر کفن ڈالدے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے۔ اور جو کسی غمزدہ کی تسلی کرے اللہ تعالیٰ اس کو پرہیزگاری کا لباس پہنائیں گے۔ اور اس کی روح پر رحمت بھیجیں گے۔ اور جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے جوڑوں میں سے ایسے قیمتی دو جوڑے پہنائیں گے کہ ساری دنیا بھی قیمت میں ان کے برابر نہیں۔

(۱۲۶) چلا کر اور بیان کر کے رونا

(۹۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر کے رونے والی عورت پر اور جو سننے میں شریک ہو اس پر لعنت فرمائی ہے (ف) بیٹو خدا کے واسطے اس کو چھوڑ دو۔

(۱۲۷) یتیم کا مال کھانا

(۹۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت میں بعضے آدمی اس طرح قبروں سے اٹھیں گے کہ ان کے منھ سے آگ کے شعلے نکلتے ہونگے کسی نے آپ سے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے آپ نے

مسئلہ مقصد یہ ہے کہ اللہ پر نظر رکھو ۱۲۔ مسئلہ یعنی اس کو بیان کر کے رونے والی کی اس حرکت پر راضی ہو ۱۲

فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں۔ ف۔ ناحق کا مطلب یہ ہے کہ اُن کو وہ مال کھانے کا اس میں سے اٹھانے کا شرع سے کوئی حق نہیں بیبیو ڈرو ہندوستان میں ایسا بڑا دستور ہے کہ جہاں خاوند چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مرا سارے مال پر بیوہ نے قبضہ کیا پھر اسی میں مہمانوں کا خرچ اور مسجدوں کا تیل، اور مُصلّیوں کا کھانا سب کچھ کرتی ہیں۔ حالانکہ اس میں اُن یتیموں کا حق ہے، اور سارے خرچ ساجھے میں سمجھتی ہیں۔ اور ویسے بھی روز کے خرچ میں، اور پھر ان بچوں کے بیاہ شادی میں جس طرح اپنا جی چاہتا ہے خرچ کرتی ہیں شرع سے کوئی مطلب نہیں۔ اس طرح ساجھے کے مال سے خرچ کرنا سخت گناہ ہے۔ ان کا حصّہ الگ رکھدو۔ اور اس میں سے خاص انہی کے خرچ میں جو بہت لاچاری کے ہیں اٹھاؤ۔ اور مہمانداری اور خیر خیرات اگر کرنا ہو اپنے خاص حصّے سے کرو وہ بھی جبکہ شرع کے خلاف نہ ہو۔ نہیں تو اپنے مال سے بھی درست نہیں خوب یاد رکھو نہیں تو مرنے کے ساتھ ہی آنکھیں کھل جائیں گی

(۱۲۸) قیامت کے دن کا حساب کتاب

(۹۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت میں کوئی شخص اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائیگا جب تک کہ چار باتیں اُس سے نہ پوچھی جائیں گی۔ ایک تو یہ کہ عمر کس چیز میں ختم کی، دوسری یہ کہ جانے ہوئے مسئلوں پر کیا عمل کیا تیسری یہ کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں اٹھایا چوتھی بدن کو کس چیز میں گھٹایا۔ ف۔ مطلب یہ کہ یہ سارے کام شرع کے موافق کئے تھے یا اپنے نفس کے موافق (۱۰۰) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت میں سارے حقوق ادا کرنے پڑیں گے یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ والی بکری کی خاطر بدلہ لیا جائے گا۔ ف۔ یعنی اگر اس نے ناحق سینگ مار دیا ہوگا۔

(۱۲۹) بہشت دوزخ کا یاد رکھنا

(۱۰۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ دو چیزیں بہت بڑی ہیں اُن کو مت بھولنا یعنی جنت اور دوزخ پھر یہ فرما کر آپ بہت روئے، یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ کی ریش مبارک تر ہوگئی پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے آخرت کی باتیں جو کچھ میں جانتا ہوں تم کو معلوم ہو جائیں تو جنگلوں کو چڑھ جاؤ اور اپنے سر پر خاک ڈالتے پھرو۔ ف۔ بیبیو یہ ایک سو ایک حدیثیں ہیں۔ اور کئی جگہ اس کتاب میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں۔ ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چالیس حدیثیں یاد کر کے میری امت کو پہنچائے تو وہ قیامت کے دن عالموں کے ساتھ اُٹھے گا تم ہمت کر کے یہ حدیثیں اوروں کو بھی سُنانا

رہا کرو۔ انشاءاللہ تعالیٰ تم بھی قیامت میں عالموں کے ساتھ اٹھو گی کتنی بڑی نعمت کیسی آسانی سے ملتی ہے

(۱۳۵) تھوڑا سا حال قیامت کا اور اس کی نشانیوں کا

قیامت کی چھوٹی چھوٹی نشانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی حدیث میں یہ آئی ہیں۔ لوگ خدائی مال کو اپنی ملک سمجھنے لگیں اور زکوٰۃ کو ڈانڈ کی طرح بھاری سمجھیں اور امانت کو اپنا مال سمجھیں۔ اور مرد بیوی کی تابعداری کرے۔ اور ماں کی نافرمانی کرے۔ اور باپ کو غیر سمجھیں اور دوست کو اپنا سمجھیں۔ اور دین کا علم دنیا کمانے کو حاصل کریں اور سرداری اور حکومت ایسوں کو ملے جو سب میں نکمے ہوں یعنی بدذات اور لالچی اور بدخلق اور جو جس کام کے لائق نہ ہو وہ کام اس کے سپرد ہو اور لوگ ظالموں کی تعظیم اور خاطر اس خوف سے کریں کہ یہ ہم کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ اور شراب کھلم کھلا پی جانے لگے، اور ناچنے گانے والی عورتوں کا رواج ہو جائے۔ اور ڈھولک، سارنگی طبلہ اور ایسی چیزیں کثرت سے ہو جائیں اور پچھلے لوگ امت کے پہلے بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ ایسے وقت میں ایسے ایسے عذابوں کے منتظر رہو کہ سرخ آندھی آئے اور بعضے لوگ زمین میں دھنس جائیں اور آسمان سے پتھر برسیں اور صورتیں بدل جائیں یعنی آدمی سے سور کتے ہو جائیں۔ اور بہت سی آفتیں آگے پیچھے جلدی جلدی اس طرح آنے لگیں جیسے بہت سے دانے کسی تاگے میں پرو رکھے ہوں اور وہ تاگا ٹوٹ جائے اور سب دانے اوپر تلے جھٹ جھٹ گرنے لگیں اور یہ نشانیاں بھی آئی ہیں کہ دین کا علم کم ہو جائے اور جھوٹ بولنا ہنر سمجھا جائے۔ اور امانت کا خیال دلوں میں سے جاتا رہے۔ اور حیا شرم جاتی رہے اور سب طرف کافروں کا زور ہو جائے۔ اور جھوٹے جھوٹے طریقے نکلنے لگیں جب یہ ساری نشانیاں ہو چکیں اس وقت سب ملکوں میں نصاریٰ لوگوں کی عملداری ہو جائے، اور اسی زمانے میں شام کے ملک میں ایک شخص ابوسفیان کی اولاد سے ایسا پیدا ہو کہ بہت سیدوں کا خون کرے اور شام اور مصر میں اس کے حکم احکام چلنے لگیں۔ اسی عرصہ میں روم کے مسلمان بادشاہ کی نصاریٰ کی ایک جماعت سے لڑائی ہو اور نصاریٰ کی ایک جماعت سے صلح ہو جائے، دشمن جماعت شہر قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے اپنا عمل دخل کر لیں وہ بادشاہ اپنا ملک چھوڑ کر شام کے ملک میں چلا جائے اور نصاریٰ کی جس جماعت سے صلح اور میل ہو اس جماعت کو اپنے شامل کر کے اس دشمن جماعت سے بڑی بھاری لڑائی ہو اور اسلام کے لشکر کو فتح ہو۔ ایک دن بیٹھے بٹھلائے جو نصاریٰ موافق تھے، ان میں سے ایک شخص ایک مسلمان کے سامنے کہنے لگے کہ ہماری صلیب کی برکت سے فتح ہوئی مسلمان اسکے جواب میں کہے کہ اسلام کی برکت سے فتح ہوئی۔ اسی میں بات بڑھ جائے یہانتک کہ دونوں آدمی اپنے اپنے مذہب والوں کو پکار کر جمع کر لیں اور آپس میں لڑائی ہونے لگے اس میں اسلام کا بادشاہ شہید ہو جائے اور شام کے

ملک میں بھی نصاریٰ کا عمل دخل ہو جائے۔ اور یہ نصاریٰ اس دشمن جماعت سے صلح کر لیں۔ اور بچے کچھے مسلمان مدینہ کو چلے جائیں اور خیبر کے پاس تک نصاریٰ کی عملداری ہو جائے اسوقت مسلمانوں کو فکر ہو کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو تلاش کرنا چاہیے تاکہ ان مصیبتوں سے جان چھوٹے۔ اُس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ میں ہوں گے اور اس ڈر سے کہ کہیں حکومت کے۔ لئے میرے سر نہ ہوں مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو چلے جائنگے۔ اور اس زمانہ کو ولی جو ابدال کا درجہ رکھتے ہیں سب حضرت امام کی تلاش میں ہونگے اور بعضے لوگ جھوٹ موٹ بھی دعوئی مہدی ہونے کا کرنا شروع کر دینگے غرض امام خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں ہوں گے اور بعضے نیک لوگ اُنکو پہچان لیں گے اور اُن کو زبردستی گھیر گھار کر اُن سے حاکم بنانے کی بیعت کر لینگے اور اسی بیعت میں ایک آواز آسمان سے آئیگی جس کو سب لوگ جتنے وہاں موجود ہوں گے سنیں گے۔ وہ آواز یہ ہو گی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ یعنی حاکم بنائے ہوئے امام مہدی ہیں اور حضرت امام کے ظہور سے بڑی نشانیاں قیامت کی شروع ہوتی ہیں غرض جب آپ کی بیعت کا قصہ مشہور ہو گا تو مدینہ منورہ میں جو فوجیں مسلمانوں کی ہوں گی وہ مکہ چلی آئیں گی۔ اور ملک شام اور عراق اور یمن کے ابدال اور اولیا رسب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور بھی عرب کی بہت فوجیں اکٹھی ہو جائیں گی جب یہ خبر مسلمانوں میں مشہور ہو گی ایک شخص خراسان سے حضرت امام کی مدد کے واسطے ایک بڑی فوج لے کر چلے گا جس کے لشکر کے آگے چلنے والے حصے کے سردار کا نام منصور ہو گا اور راہ میں بہت سے بد دینوں کی صفائی کرتا جائے گا۔ اور جس شخص کا اوپر ذکر آیا ہے کہ ابوسفیان کی اولاد میں ہو گا اور سیدوں کا دشمن ہو گا۔ چونکہ حضرت امام بھی سید ہوں گے وہ شخص حضرت امام کے لڑنے کو ایک فوج بھیجے گا جب یہ فوج مکہ مدینہ کے درمیان کے جنگل میں پہونچے گی، اور ایک پہاڑ کے تلے ٹھہرے گی تو یہ سب کی سب زمین میں دھنس جائیں گے صرف دو آدمی بچ جائینگے جن میں سے ایک تو حضرت امام کو جا کر خبر دے گا۔ اور دوسرا اس سفیانی کو خبر پہنچائے گا اور نصاریٰ سب طرف سے فوجیں جمع کریں گے اور مسلمانو سے لڑنے کی تیاری کریں گے۔ اس لشکر میں اس روز اسی جھنڈے ہوں گے۔ اور ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہوں گے تو کل آدمی نو لاکھ ساٹھ ہزار ہوئے۔ حضرت امام مکہ سے چل کر مدینہ تشریف لائینگے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کی زیارت کر کے شام کے ملک کو روانہ ہوں گے اور شہر دمشق تک پہنچنے پائیں گے کہ دوسری طرف سے نصاریٰ کی فوج مقابلہ میں آجائے گی حضرت امام کی فوج تین حصے ہو جائیگی ایک حصہ تو بھاگ جائیگا ایک حصہ شہید ہو جائیگا۔ اور ایک حصہ کو فتح ہو گی اور اس شہادت اور فتح کا قصہ یہ ہو گا کہ حضرت امام نصاریٰ سے لڑنے کو لشکر تیار کریں گے اور بہت سی مسلمان

آپس میں قسم کھا ئینگے کہ بے فتح کئے شمشیر نہ رکھیں گے پس سارے آدمی شہید ہو جائینگے صرف تھوڑے سے آدمی بچیں گے جن کو لے کر حضرت امام اپنے لشکر میں چلے آئیں گے اگلے دن پھر اسی طرح کا قصہ ہو گا کہ قسم کھا کر جائیں گے اور تھوڑے سے بچکر آئیں گے۔ اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہو گا۔ آخر چوتھے روز یہ تھوڑے سے آدمی مقابلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ فتح دیں گے۔ اور پھر کافروں کے دماغ میں حوصلہ حکومت کا نہ رہیگا۔ اب حضرت امام ملک کا بندوبست شروع کریں گے اور سب طرف فوجیں روانہ کرینگے اور خود ان سارے کاموں سے نمٹ کر قسطنطنیہ فتح کرنیکو چلیں گے جب دریائے روم کے کنارے پر پہنچیں گے بنو اسحاق کے ستر ہزار آدمیوں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کے فتح کرنے کے واسطے تجویز کریں گے جب یہ لوگ شہر کی فصیل کے مقابل پہنچیں گے **اللہ اکبر اللہ اکبر** باواز بلند کہیں گے اس نام کی برکت سے شہر پناہ کے سامنے کی دیوار گر پڑے گی اور مسلمان حملہ کر کے شہر کے اندر گھس پڑیں گے اور کفار کو قتل کریں گے اور خوب انصاف اور قاعدے سے ملک کا بندوبست کریں گے اور حضرت امام سے جب بیعت ہوئی تھی اسوقت سے اس فتح تک چھ سال یا سات سال کی مدت گذرے گی حضرت امام یہاں کے بندوبست میں لگے ہوں گے کہ ایک جھوٹی خبر مشہور ہو گی کہ یہاں کیا بیٹھے ہو وہاں شام میں دجال آ گیا۔ اور تمہارے خاندان میں فتنہ وفساد کر رہا ہے، اس خبر پر حضرت امام شام کی طرف سفر کریں گے اور تحقیق حال کے واسطے نو یا پانچ سواروں کو آگے بھیجدیں گے اُن میں سے ایک شخص آکر خبر دے گا کہ وہ محض غلط تھی ابھی دجال نہیں نکلا حضرت امام کو اطمینان ہو جائے گا۔ اور پھر سفر میں جلدی نہ کریں گے اطمینان کے ساتھ درمیان کے ملکوں کا بندوبست دیکھتے بھالتے شام میں پہنچیں گے وہاں پہنچکر تھوڑے ہی دن گذریں گے کہ دجال بھی نکل پڑے گا اور دجال یہودیوں کی قوم میں سے ہو گا۔ اوّل شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا اور دعویٰ نبوت کا کرے گا۔ پھر اصفہان میں پہنچے گا اور وہاں کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور خدائی کا دعویٰ شروع کر دے گا اسی طرح بہت سے ملکوں پر گذرتا ہوا اُن کی سرحد تک پہنچے گا اور ہر جگہ سے بہت سے بددین ساتھ ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے قریب آکر ٹھیرے گا لیکن فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے شہر کے اندر نہ جانے پاوے گا پھر وہاں سے مدینہ کا ارادہ کرے گا اور وہاں بھی فرشتوں کا پہرہ ہو گا جس سے اندر نہ جانے پائے گا۔ مگر مدینہ کو تین بار ہلا ن آئیگا اور جتنے آدمی دین میں سست اور کمزور ہوں گے سب زلزلہ سے ڈر کر مدینہ سے باہر نکل کھڑے ہوں گے اور دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے اسوقت مدینہ میں کوئی بزرگ ہوں گے جو دجال

سے خوب بحث کریں گے دجال جھنجلا کر ان کو قتل کر دے گا اور پھر جلا کر پوچھے گا اب تو میرے خدا ہونے کا قائل ہوتے ہو، وہ فرمائیں گے کہ اب تو اور بھی یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے پھر وہ اُن کو مارنا چاہے گا مگر اُس کا کچھ بس نہ چلے گا اور اُن پر کوئی چیز اثر نہ کرے گی وہاں سے دجال ملک شام کو روانہ ہوگا جب دمشق کے قریب پہنچے گا اور حضرت امام وہاں پہلے سے پہنچ چکے ہوں گے اور لڑائی کے سامان میں مشغول ہوں گے کہ عصر کا وقت آجائے گا اور موذن اذان کہیگا اور لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السّلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے نظر آئیں گے اور جامع مسجد کی مشرق کی طرف کے منارے پر آکر ٹھیریں گے اور وہاں سے زینہ[1] لگا کر نیچے تشریف لائیں گے حضرت امام سب لڑائی کا سامان اُن کے سپرد کرنا چاہیں گے، وہ فرمائیں گے لڑائی کا انتظام آپ ہی رکھیں میں خاص دجال کے قتل کرنے کو آیا ہوں غرض جب رات گذر کر صبح ہوگی حضرت امام لشکر کو آراستہ فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ایک گھوڑا ایک نیزہ منگا کر دجال کی طرف بڑھیں گے اور اہلِ اسلام دجال کے لشکر پر حملہ کریں گے اور بہت سخت لڑائی ہوگی اور اسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جہاں تک نگاہ جائے وہاں تک سانس پہنچ سکے، اور جس کافر کو سانس کی ہوا لگا دیں وہ فوراً ہلاک ہو جائے، دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو دیکھ کر بھاگے گا۔ آپ اس کا پیچھا کریں گے۔ یہاں تک کہ باب لُد ایک مقام ہے وہاں پہنچکر نیزے سے اس کا کام تمام کریں گے اور مسلمان دجال کی لشکر کو قتل کرنا شروع کرینگے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام شہروں شہروں تشریف لے جاکر جتنے لوگوں کو دجّال نے ستایا تھا سب کی تسلّی کریں گے اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اسوقت کوئی کافر نہ رہے گا۔ پھر حضرت امام کا انتقال ہو جائے گا۔ اور سب بندوبست حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ہاتھ میں آجائے گا۔ پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے اُن کے رہنے کی جگہ جہاں شمال کی طرف آبادی ختم ہوئی ہے اس سے بھی آگے سات ولایت سے باہر ہے اور ادھر کا سمندر زیادہ سردی کی وجہ سے ایسا جما ہوا ہے کہ اس میں جہاز بھی نہیں چل سکتا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام مسلمانوں کو خدائے تعالیٰ کے حکم کے موافق طور پہاڑ پر لیجائیں گے اور یاجوج ماجوج بڑا ادھم مچائیں گے۔ آخر کو اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کریں گے اور عیسیٰ علیہ السّلام پہاڑ سے اتر آئینگے اور چالیس برس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام وفات فرمائیں گے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں دفن ہوں گے اور آپ کی گدی پر ایک شخص ملک یمن کے رہنے والے بیٹھیں گے جن کا نام جہجاج ہوگا اور قحطان کے قبیلے سے ہوں گے اور بہت دینداری اور انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے۔ اُن کے بعد آگے

[1] اس طرح تشریف آوری ۱۵ سے ہوگی کہ ان کو حضرت مہدی علیہ السلام کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ... ۱۲۰۰

پیچھے اور کتنی بادشاہ ہوں گے پھر رفتہ رفتہ نیک باتیں کم ہونا شروع ہوں گی اور بری باتیں بڑھنے لگیں گی۔ اس وقت آسمان پر ایک دھواں سا چھا جائے گا اور زمین پر برسے گا جس سے مسلمانوں کو زکام اور کافروں کو بیہوشی ہوگی چالیس روز کے بعد آسمان صاف ہو جائے گا اور اسی زمانے کے قریب بقرعید کا مہینہ ہوگا دسویں تاریخ کے بعد دفعتہً ایک رات اتنی لمبی ہوگی کہ مسافروں کا دل گھبرا جائے گا اور بچے سوتے سوتے اُکتا جائیں گے اور چوپائے جانور جنگل میں جانے کے لئے چلّانے لگیں گے اور کسی طرح صبح ہی نہ ہوگی یہاں تک کہ تمام آدمی ہیبت اور گھبراہٹ سے بیقرار ہو جائیں گے۔ جب تین راتوں کی برابر وہ رات ہو چکے گی اسوقت سورج تھوڑی روشنی لئے ہوئے جیسے گہن لگنے کے وقت ہوتا ہے مغرب کی طرف سے نکلے گا۔ اسوقت کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہیں ہوگی جب سورج اتنا اونچا ہو جائے گا جتنا دوپہر سے پہلے ہوتا ہے پھر خدائے تعالیٰ کے حکم سے مغرب ہی کی طرف لوٹے گا۔ اور دستور کے موافق غروب ہوگا پھر ہمیشہ اپنے قدیم قاعدے کے موافق روشن اور رونق دار نکلتا رہے گا اس کے تھوڑے ہی دن کے بعد صفا پہاڑ جو مکہ میں ہے زلزلہ آکر پھٹ جائے گا اور اسجگہ سے ایک جانور بہت عجیب شکل و صورت کا نکل کر لوگوں سے باتیں کرے گا اور بڑی تیزی سے ساری زمین میں پھر جائے گا۔ اور ایمان والوں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے عصا سے نورانی لکیر کھینچ دے گا جس سے سارا چہرہ اسکا روشن ہو جائے گا۔ اور بے ایمانوں کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر کر دے گا جس سے اس کا سارا چہرہ میلا ہو جائے گا اور یہ کام کر کے وہ غائب ہو جائے گا۔ اس کے بعد جنوب کی طرف سے ایک ہوا نہایت فرحت دینے والی چلے گی اس سے سب ایمان والوں کی بغل میں کچھ نکل آئیگا جس سے وہ مر جائینگے جب سب مسلمان مر جائینگے اسوقت کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں عمل دخل ہو جائیگا اور وہ لوگ خانہ کعبہ کو شہید کرینگے اور حج بند ہو جائیگا اور قرآن شریف دلوں سے اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا اور خدا کا خوف اور خلقت کی شرم سب اٹھ جائے گی اور کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ اس وقت ملک شام میں بہت ارزانی ہوگی لوگ اونٹوں اور سواریوں پر پیدل ادھر جھک پڑینگے اور جو رہ جائیں گے ایک آگ پیدا ہوگی اور سب کو ہانکتی ہوئی شام میں پہنچا دے گی اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قیامت کے روز سب مخلوق اسی ملک میں جمع ہوگی پھر وہ آگ غائب ہو جائیگی اور اسوقت دنیا کو بڑی ترقی ہوگی تین چار سال اسی حال سے گذریں گے کہ دفعتہً جمعہ کے دن محرم کی دسویں تاریخ صبح کے وقت سب لوگ اپنے اپنے کام میں لگے ہوں گے کہ صور پھونک دیا جائے گا اوّل ہلکی ہلکی آواز ہوگی پھر اس قدر بڑھے گی کہ اس ہیبت سے سب مر جائیں گے۔ زمین و آسمان پھٹ جائینگے اور دنیا فنا ہو جائے گی۔ اور جب آفتاب مغرب سے نکلا تھا اسوقت سے صور کے پھونکنے تک ایک سو بیس برس

لہ خدا کی قدرت بہت بڑی ہے اسی کے ماتحت یہ سب کچھ ہوگا اسلئے یہ شک نہ کیا جائے کہ جب راستہ میں جیسے بڑے دریا اور پہاڑ حائل ہیں تو یہ جانور کس طرح ساری زمین کا گشت لگائے گا ۱۲

کا زمانہ ہوگا۔اب یہاں سے قیامت کا دن شروع ہوگیا۔

خاص قیامت کے دن کا ذکر

جب صور پھونکنے سے تمام دنیا فنا ہوجائیگی چالیس برس اسی سنسانی کی حالت میں گذر جائیں گے پھر حق تعالیٰ کے حکم سے دوسری بار صور پھونکا جائے گا پھر زمین آسمان اسی طرح قائم ہوجائے گا اور مُردے قبروں سے زندہ ہوکر نکل پڑیں گے اور میدان قیامت میں اکٹھے کر دئے جائیں گے اور آفتاب بہت نزدیک ہوجائے گا جس کی گرمی سے دماغ لوگوں کے پکنے لگیں گے اور جیسے جیسے لوگوں کے گناہ ہوں گے اتنا ہی زیادہ پسینہ نکلے گا۔اور لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے کھڑے پریشان ہوجائیں گے جو نیک لوگ ہوں گے ان کیلئے اس زمین کی مٹی مثل میدے کے بنادی جائے گی اس کو کھاکر بھوک کا علاج کریں گے اور پیاس بجھانے کو حوض کوثر پر جائیں گے پھر جب میدان قیامت میں کھڑے کھڑے دق ہوجائیں گے اس وقت سب ملکر اوّل حضرت آدم علیہ السّلام کے پاس پھر اور نبیوں کے پاس اس بات کی سفارش کرانے کے لئے جائیں گے کہ ہمارا حساب وکتاب اور کچھ فیصلہ جلدی ہوجا سب پیغمبر کچھ کچھ عذر کریں گے اور سفارش کا وعدہ نکرینگے سب کے بعد ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہی درخواست کرینگے۔آپ حق تعالیٰ کے حکم سے قبول فرماکر مقام محمود میں (کہ ایک مقام کا نام ہی تشریف لیجاکر شفاعت فرمائیں گے۔حق تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ ہم نے سفارش قبول کی۔اب ہم زمین پر اپنی تجلّی فرماکر حساب کتاب کئے دیتے ہیں۔اوّل آسمان سے فرشتے بہت کثرت سے اترنا شروع ہوں گے اور تمام آدمیوں کو ہر طرف سے گھیر لیں گے پھر حق تعالیٰ کا عرش اُترے[لـه] گا۔اُس پر حق تعالیٰ کی تجلّی ہوگی۔اور حساب کتاب شروع ہوجائے گا اور اعمال نامے اُڑائے جائیں گے ایمان والوں کے داہنے ہاتھ میں اور بے ایمانوں کے بائیں ہاتھ میں وہ خود بخود آجائیں گے۔اور اعمال تولنے کی ترازو کھڑی کی جائے گی جس سے سب کی نیکیاں بدیاں معلوم ہوجائیں گی۔اور پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا۔جس کی نیکیاں تول میں زیادہ ہوں گی وہ پل سے پار ہوکر بہشت میں جا پہنچے گا اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اگر خدائے تعالیٰ نے معاف نہ کردئے ہوں گے وہ دوزخ میں گر جائے گا۔اور جس کی نیکیاں اور گناہ سب برابر ہوں گے ایک مقام ہے اعراف جنت دوزخ کے بیچ میں وہ وہاں رہ جائے گا اس کے بعد ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام اور ولی اللہ شہیدا ور حافظ اور نیک بندے گنہگار لوگوں کو بخشوانے کے لئے شفاعت کریں گے۔ان کی شفاعت قبول ہوگی اور جس کے دل میں ذرا ظہور سا بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کردیا جائے گا اسی طرح جو لوگ اعراف میں ہوں گے وہ بھی

[لـه] عرش کا آسمان سے اترنا اور حق تعالیٰ کا اس پر تجلی فرمانا برحق ہے مگر اسکی کیفیت مجہول ہے جو اللہ ہی معلوم ہے ۱۲

آخیر کو جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اور دوزخ میں خالی وہی لوگ رہ جائینگے جو بالکل
کافر اور مشرک ہیں اور ایسے لوگوں کو کبھی دوزخ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا جب سب جنتی اور دوزخی
اپنے اپنے ٹھکانے ہو جائیں گے۔ اسوقت اللہ تعالیٰ دوزخ اور جنت کے بیچ میں موت کو ایک مینڈھے
کی صورت پر حاضر کر کے سب جنتیوں اور دوزخیوں کو دکھلا کر اس کو ذبح کرا دیں گے اور فرمائیں گے
اب نہ جنتیوں کو موت آئے گی نہ دوزخیوں کو آئے گی سب کو اپنے اپنے ٹھکانے پر ہمیشہ کے لیئے
رہنا ہوگا اسوقت نہ جنتیوں کی خوشی کی کوئی حد ہوگی اور نہ دوزخیوں کے صدمے اور رنج کی کوئی انتہا ہوگی

بہشت کی نعمتوں اور دوزخ کی مصیبتوں کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے واسطے ایسی
نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا
خیال آیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی عمارت میں ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ
سونے کی اور اینٹوں کے جوڑنے کا گارا خالص مشک کا ہے اور جنت کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور وہاں
کی مٹی زعفران ہے جو شخص جنت میں چلا جائے چین سکھ میں رہے گا اور رنج و غم نہ دیکھے گا۔ اور ہمیشہ
ہمیشہ کو اسی میں رہیگا کبھی نہ مرے گا نہ اُن لوگوں کے کپڑے میلے ہوں گے نہ ان کی جوانی ختم ہوگی اور فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں دو باغ تو ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان چاندی
کا ہوگا۔ اور دو باغ ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان سونے کا ہوگا۔ اور فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں سو درجے اوپر تلے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے تک
اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان میں فاصلہ ہے یعنی پانچسو برس اور سب درجوں میں بڑا
درجہ فردوس کا ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلی ہیں یعنی دودھ اور شہد اور شراب طہور اور
پانی کی نہریں اور اس سے اوپر عرش ہے۔ تم جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ ان میں ایک ایک درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا کے آدمی ایک میں بھر دیئے جائیں تو اچھی طرح
سما جائیں۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں جتنے درخت ہیں سب کا تنہ سونے
کا ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے پہلے جو لوگ جنت میں جائیں گے اُن
کا چہرہ ایسا روشن ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند پھر جو اُن سے پیچھے جائیں گے اُن کا چہرہ تیز روشنی
والے ستارے کی طرح ہوگا نہ وہاں پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانہ کی نہ تھوک کی نہ رینٹھ کی کنگھیاں سونے

له جنت کے چاندی اور سونے اور مشک اور زعفران اور دنیا کی ان چیزوں میں بس نام ہی کی شرکت ہوگی ورنہ جنت کی یہ سب چیزیں دنیا سے اسقدر اعلیٰ ہیں کہ ان کی عمدگی ہمارے قیاس سے باہر ہے ۱۲

کی ہوگی اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا کسی نے پوچھا کہ پھر کھانا کہاں جائے گا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ڈکار آئے گی جس میں مشک کی خوشبو ہوگی۔ اور فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت والوں میں جو سب سے ادنی درجے کا ہوگا اس سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اگر
تجھکو دنیا کی کسی بادشاہ کے ملک کے برابر دے دیں تو راضی ہو جائے گا وہ کہے گا اے پروردگار
میں راضی ہوں ارشاد ہوگا کہ جا تجھ کو اس کے پانچ حصے کے برابر دیا۔ وہ کہیگا اے رب میں راضی
ہوگیا۔ پھر ارشاد ہوگا جا تجھکو اتنا دیا اور اس سے دس گناہ دیا اور اس کے علاوہ جس چیز کو تیرا جی چاہے گا اور
اور جس سے تیری آنکھ کو لذت ہوگی وہ تجھ کو ملے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا اور اس سے دس
حصے زیادہ کے برابر اس کو ملیگا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جنت والوں سے
پوچھیں گے کہ تم خوش بھی ہو وہ عرض کریں گے کہ بھلا خوش کیوں نہ ہوتے۔ آپ نے تو ہم کو وہ چیزیں
دی ہیں جو آج تک کسی مخلوق کو نہیں دیں۔ ارشاد ہوگا کہ ہم تم کو ایسی چیز دیں جو ان سب سے بڑھکر
ہو، وہ عرض کریں گے کہ ان سے بڑھکر کیا چیز ہوگی ارشاد ہوگا کہ وہ چیز یہ ہے کہ میں تمسے ہمیشہ خوش ہونگا کبھی
ناراض نہ ہوں گا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت والے جنت میں جا چکیں گے اللہ
تعالیٰ ان سے فرمائیں گے تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو میں تم کو دوں، وہ عرض کریں گے کہ ہمارے چہرے
آپ نے روشن کر دیئے ہم کو جنت میں داخل کر دیا ہم کو دوزخ سے نجات دیدی اور ہم کو کیا چاہیئے،
اسوقت اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دیں گے اتنی پیاری کوئی نعمت نہ ہوگی جس قدر اللہ تعالیٰ کی دیدار میں لذت
ہوگی، اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخ کو ہزار برس تک دھونکایا یہاں تک کہ اس کا
رنگ سرخ ہوگیا۔ پھر ہزار برس تک دھونکایا یہانتک کہ سفید ہوگئی۔ پھر ہزار برس دھونکایا یہاں تک
کہ سیاہ ہوگئی اب وہ بالکل سیاہ تاریک ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری یہ آگ
جس کو تم جلاتے ہو دوزخ کی آگ سے ستر حصے تیزی میں کم ہے۔ اور وہ ستر حصے اس سے زیادہ تیز
ہے، اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ایک بڑا بھاری پتھر دوزخ کے کنارے سے چھوڑا
جائے۔ اور ستر برس تک برابر چلا جائے تب جا کر اس کی تلی میں پہنچے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ دوزخ کو لایا جائے گا۔ اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی۔ اور ہر ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے
ہوں گے جس سے اس کو گھسیٹیں گے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب میں ہلکا عذاب
دوزخ میں ایک شخص کو ہوگا کہ اس کے پاؤں میں فقط آگ کی جوتیاں ہیں۔ مگر اس سے اس کا بھیجا
ہنڈیا کی طرح پکتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑھکر کسی پر عذاب نہیں۔ اور فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخ میں ایسے بڑے سانپ ہیں جیسے اونٹ۔ اگر ایک دفعہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک لہر اٹھتی رہے اور بچھو ایسے ایسے بڑے ہیں جیسے پالان کسا ہوا خچر وہ اگر کاٹ لیں تو چالیس برس تک زہر چڑھا رہے اور ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے آج نماز میں جنت اور دوزخ کا ہو بہو نقشہ دیکھا۔ نہ آج تک میں نے جنت سے زیادہ کوئی اچھی چیز دیکھی اور نہ دوزخ سے زیادہ کوئی چیز تکلیف کی دیکھی۔

۱۳۳ ان باتوں کا بیان کہ اُن کے بدون ایمان اُدھورا رہتا ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کئی اوپر ستر باتیں ایمان کے متعلق ہیں سب میں بڑی بات تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور سب میں چھوٹی بات یہ ہے کہ راستہ میں کوئی کانٹا لکڑی پتھر پڑا ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو اس کو ہٹا دے۔ اور شرم و حیا بھی ایمان کی اُن ہی باتوں سے ایک بڑی چیز ہے۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جب اتنی باتیں ایمان سے علاقہ رکھتی ہیں تو پورا مسلمان وہی ہوگا جس میں سب باتیں ہوں جس میں کوئی بات ہو اور کوئی بات نہ ہو وہ ادھورا مسلمان ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مسلمان پورا ہی ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ہر ایک کو لازم ہوا کہ ان سب باتوں کو اپنے اندر پیدا کرے اور کوشش کرے کہ کسی بات کی کسر نہ رہ جائے اس لئے ہم ان باتوں کو لکھ کر بتلائے دیتے ہیں۔ وہ سب سات اوپر ستر ہیں تیس تو دل سے متعلق ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا (۲) یہ اعتقاد رکھنا کہ خدا کے سوا سب چیزیں پہلے نہ تھیں پھر خدا کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئیں (۳) یہ یقین کرنا کہ فرشتے ہیں (۴) یہ یقین کرنا کہ خدائے تعالیٰ نے جتنی کتابیں پیغمبروں پر اتاری تھیں سب سچی ہیں۔ البتہ اب قرآن کے سوا اوروں کا حکم نہیں رہا (۵) یہ یقین کرنا کہ سب پیغمبر سچے ہیں۔ البتہ اب فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا حکم ہے (۶) یہ یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو سب باتوں کی پہلے ہی سے خبر ہے اور جو ان کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے (۷) یہ یقین کرنا کہ قیامت آنے والی ہے (۸) جنت کا ماننا (۹) دوزخ کا ماننا (۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا (۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا (۱۲) اور کسی سے بھی اگر محبت یا دشمنی کرے اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے کرنا (۱۳) ہر کام میں نیت دین ہی کی کرنا (۱۴) گناہوں پر پچھتانا (۱۵) خدائے تعالیٰ سے ڈرنا (۱۶) خدائے تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا (۱۷) شرم کرنا (۱۸) نعمت کا شکر کرنا (۱۹) عہد پورا کرنا (۲۰) صبر کرنا (۲۱) اپنے کو اوروں سے کم سمجھنا (۲۲) مخلوق پر رحم کرنا (۲۳) جو کچھ خدا کی طرف سے ہو اس پر راضی رہنا (۲۴) خدا پر بھروسہ کرنا (۲۵) اپنی کسی خوبی پر نہ اترانا (۲۶) کسی سے

کینہ کپٹ نہ رکھنا (۲۷) کسی پر حسد نہ کرنا (۲۸) غصہ نہ کرنا (۲۹) کسی کا برا نہ چاہنا (۳۰) دنیا سے محبت نہ رکھنا اور سات باتیں زبان کے متعلق ہیں (۳۱) زبان سے کلمہ پڑھنا (۳۲) قرآن شریف کی تلاوت کرنا (۳۳) علم سیکھنا (۳۴) علم سکھلانا (۳۵) دعا کرنا (۳۶) اللہ کا ذکر کرنا (۳۷) لغو اور گناہ کی بات سے جیسے جھوٹ غیبت گالی کوسنا خلاف شرع گانا ان سب سے بچنا اور چالیس باتیں سارے بدن سے متعلق ہیں (۳۸) وضو کرنا غسل کرنا کپڑے کا پاک رکھنا (۳۹) نماز کا پابند رہنا (۴۰) زکوٰۃ صدقہ فطر دینا (۴۱) روزہ رکھنا (۴۲) حج کرنا (۴۳) اعتکاف کرنا (۴۴) جہاں رہتے ہیں دین کی خرابی ہو وہاں سے چلے جانا (۴۵) منت خدا کی پوری کرنا (۴۶) جو قسم گناہ کی بات پر نہ ہو اس کو پورا کرنا (۴۷) ٹوٹی ہوئی قسم کا کفارہ دینا (۴۸) جتنا بدن ڈھانکنا فرض ہے اس کو ڈھانکنا (۴۹) قربانی کرنا (۵۰) مردے کا کفن دفن کرنا (۵۱) کسی کا قرض آتا ہو اسکو ادا کرنا (۵۲) لین دین میں خلافِ شرع باتوں سے بچنا (۵۳) سچی گواہی کا نہ چھپانا (۵۴) اگر نفس تقاضا کرے نکاح کر لینا (۵۵) جو اپنی حکومت میں ہیں ان کا حق ادا کرنا (۵۶) ماں باپ کو آرام پہنچانا (۵۷) اولاد کو پرورش کرنا (۵۸) رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا (۵۹) آقا کی تابعداری کرنا (۶۰) انصاف کرنا (۶۱) مسلمانوں کی جماعت سے الگ کوئی طریقہ نہ نکالنا (۶۲) حاکم کی تابعداری کرنا مگر خلاف شرع بات میں نہ کرے (۶۳) لڑنے والوں میں صلح کرا دینا (۶۴) نیک کام میں مدد دینا (۶۵) نیک راہ بتلانا بری بات سے روکنا (۶۶) اگر حکومت ہو تو شرع کے موافق سزا دینا (۶۷) اگر وقت آئے تو دین کے دشمنوں سے لڑنا (۶۸) امانت ادا کرنا (۶۹) ضرورت والو کو قرضہ چلا دینا (۷۰) پڑوسی کی خاطر داری رکھنا (۷۱) آمدنی پاک لینا (۷۲) خرچ شرع کے موافق کرنا (۷۳) سلام کا جواب دینا (۷۴) اگر کوئی چھینک لے کر الحمد للہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہنا (۷۵) کسی کو ناحق تکلیف نہ دینا (۷۶) خلاف شرع کھیل تماشوں سے بچنا (۷۷) راستہ میں سے ڈھیلا پتھر کانٹا لکڑی ہٹا دینا اگر الگ الگ سب باتوں کا ثواب معلوم کرنا ہو تو فروع الایمان ایک کتاب ہے اس میں دیکھ لو۔

(۱۳۴) اپنے نفس کی اور عام آدمیوں کی خرابی

اوپر جتنی اچھی اور بری باتوں کا اور ثواب اور عذاب کی چیزوں کا بیان آیا ہے۔ اس میں دو چیزیں کھنڈت ڈالا کرتی ہیں ایک تو خود اپنا نفس کہ ہر وقت گود میں بیٹھا ہوا طرح طرح کی باتیں سوجھاتا ہے نیک کاموں میں بہانے نکالتا ہے اور برے کاموں میں اپنی صورتیں جتلاتا ہے اور عذاب سے ڈراؤ تو اللہ تعالیٰ کا غفور رحیم ہونا یاد دلاتا ہے اور اوپر سے شیطان اسکو سہارا دیتا ہے اور دوسرے کھنڈت

ڈالنے والے وہ آدمی ہیں جو اس سے کسی طرح کا واسطہ رکھتے ہیں، یا تو عزیز و قریب ہیں یا جان پہچان والے ہیں یا برادری کنبہ کے ہیں یا اس کی بستی کے ہیں۔ بعضے گناہ تو اس واسطے ہوتے ہیں کہ اُن کے پاس بیٹھ کر ان کی بُری باتوں کا اثر ہمیں آجاتا ہے۔ اور بعضے گناہ ان کی خاطر سے ہوتے ہیں اور بعضے اسواسطے ہوتے ہیں کہ ان کی نگاہ میں ہلکا پن نہ ہو۔ اور بعضے گناہ اس لئے ہوجاتے ہیں کہ وہ لوگ اس کے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ کچھ وقت اس برائی کے رنج میں کچھ وقت ان کی غیبت میں اور کچھ وقت اُن سے بدلہ لینے کی فکر میں خرچ ہوتا ہے، اور پھر اس سے طرح طرح کے گناہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ غرض ساری خرابی اس نفس کی تابعداری کی اور آدمیوں سے بھلائی کی امید رکھنے کی ہے اس لئے اُن کی خرابی سے بچنے کے واسطے دو باتیں ضروری ٹھہریں۔ ایک تو اپنے نفس کو دبانا اور اس کو کبھی بہلا پھسلا کر کبھی ڈانٹ ڈپٹ کر دین کی راہ پر لگانا۔ دوسرے سب آدمیوں سے زیادہ لگاؤ نہ رکھنا اور اس بات کی پرواہ نہ کرنا کہ وہ اچھا کہیں گے یا بُرا کہیں گے اسواسطے ان دونوں ضروری باتوں کو الگ الگ لکھا جاتا ہے ؞

(۱۳۵) نفس کے ساتھ برتاؤ کا بیان

پابندی کے ساتھ تھوڑا سا وقت صبح کو اور تھوڑا سا وقت شام کو یا سوتے وقت مقرر کرلو اسوقت میں اکیلے بیٹھ کر اور اپنے دل کو جہاں تک ہوسکے سارے خیالوں سے خالی کر کے اپنے جی سے یوں باتیں کیا کرو۔ اور نفس سے یوں کہا کرو کہ اے نفس خوب سمجھ لے کہ تیری مثال دنیا میں ایک سوداگر کی سی ہے، پونجی تیری عمر ہے اور نفع اس کا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کی بھلائی یعنی آخرت کی نجات حاصل کرے اگر یہ دولت حاصل کرلی تو سوداگری میں نفع ہوا۔ اور اگر اس عمر کو یونہی کھو دیا اور بھلائی اور نجات حاصل نہ کی تو اس سوداگری میں بڑا ٹوٹا اٹھایا کہ پونجی بھی گئی اور نفع نصیب نہ ہوا اور یہ پونجی ایسی قیمتی ہے کہ اسکی ایک ایک گھڑی بلکہ ایک ایک سانس بے انتہا قیمت رکھتا ہے اور کوئی خزانہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اسکی برابری نہیں کرسکتا کیونکہ اول تو خزانہ اگر جاتا رہے تو کوشش سے اسکی جگہ دوسرا خزانہ مل سکتا ہے اور یہ عمر جتنی گذر جاتی ہے اس کی ایک پل بھی لوٹ کر نہیں آسکتی نہ دوسری عمر اور مل سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس عمر سے کتنی بڑی دولت کما سکتے ہیں یعنی ہمیشہ کے لئے بہشت اور خدائے تعالیٰ کی خوشی اور دیدار اتنی بڑی دولت کسی خزانہ سے کوئی نہیں کما سکتا اسواسطے یہ پونجی بہت ہی قدر اور قیمت کی ہوئی۔ اور اے نفس اللہ تعالیٰ کا احسان مان کہ ابھی تیری موت نہیں آئی جس سے یہ عمر ختم ہوجاتی خدائے تعالیٰ نے آج کا دن زندگی کا اور نکال دیا ہے اور اگر تو مرنے لگے

تو ہزاروں دل و جان سے آرزو کرے کہ مجھ کو ایک دن کی اور عمر مل جائے تو اس ایک دن میں سارے گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کر لوں۔ اور پکا وعدہ اللہ تعالیٰ سے کر لوں کہ پھر ان گناہوں کے پاس نہ پھٹکونگا اور وہ سارا دن خدائے تعالیٰ کی یاد اور تابعداری میں گذاروں جب مرنے کے وقت تیرا حال اور یہ خیال ہوتا تو اپنے دل میں تو یونہی سمجھ لے کہ گویا میری موت کا وقت آگیا تھا۔ اور میرے مانگنے سے اللہ تعالیٰ نے یہ دن اور دے دیا ہے اور اس دن کے بعد معلوم نہیں کہ اور دن نصیب ہوگا یا نہیں سو اس دن کو تو اسی طرح گذارنا چاہیئے جیسا کہ عمر کا اخیر دن معلوم ہو جاتا اور اس کو گذارتا یعنی سب گناہوں سے پکی توبہ کر لے اور اس دن میں کوئی چھوٹی یا بڑی نافرمانی نہ کرے اور تمام دن اللہ تعالیٰ کے دھیان اور خوف میں گذار دے اور کوئی حکم خدا کا نہ چھوڑے۔ جب وہ سارا دن اسی طرح گذر جائے پھر اگلے دن یونہی سوچے کہ شاید عمر میں کا یہی ایک دن باقی رہا ہو۔ اور اے نفس اس دھوکے میں نہ آنا کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے کیونکہ اول تو تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ معاف ہی کر دیں گے اور سزا نہ دیں گے، بھلا اگر سزا ہونے لگے تو اس وقت کیا کرے گا اور اس وقت کتنا پچھتانا پڑے گا۔ اور اگر ہم نے مانا کہ معاف ہی ہوگیا تب بھی تو نیک کام کرنے والوں کو جو انعام اور مرتبہ ملے گا وہ تجھ کو نصیب نہ ہوگا۔ پھر جب تو اپنی آنکھ سے اوروں کو ملنا اور اپنا محروم ہونا دیکھے گا کس قدر حسرت اور افسوس ہوگا اس پر اگر نفس سوال کرے کہ بتلاؤ پھر میں کیا کروں اور کس طرح کوشش کروں تو تم اس کو جواب دو کہ تو یہ کام کر جو چیز تجھ سے مر کر چھوٹنے والی ہے یعنی دنیا اور بری عادتیں تو اس کو ابھی چھوڑ دے اور جس سے تجھ کو سابقہ پڑنے والا ہے اور بدون اس کے تیرا گذر نہیں ہو سکتا یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کو راضی کرنے کی باتیں اس کو ابھی سے لے بیٹھ اور اس کی یاد اور تابعداری میں لگ جا۔ اور بری عادتوں کا بیان اور ان کے چھوڑنے کا علاج اور خدائے تعالیٰ کی راضی کرنیکی باتوں کی تفصیل اور انکے حاصل کرنے کی تدبیر خوب سمجھا سمجھا کر اوپر لکھدی ہے اسکے موافق کوشش اور برتاؤ کرنے سے دل سے برائیاں نکل جاتی ہیں اور نیکیاں جم جاتی ہیں اور اپنے نفس سے کہو کہ اے نفس تیری مثال بیمار کی سی ہے۔ اور بیمار کو پرہیز کرنا پڑتا ہے اور گناہ کرنا بدپرہیزی ہے اسواسطے اس سے پرہیز کرنا ضروری ہوا۔ اور یہ پرہیز اللہ تعالیٰ نے ساری عمر کے لئے تبلا رکھا ہے۔ بھلا سوچ تو سہی اگر دنیا کا کوئی ادنا سا حکیم کسی سخت بیماری میں تجھ کو یہ تبلا دے کہ فلانی مزے دار چیز کھانے سے جب کبھی کھائے گا اس بیماری کو سخت نقصان پہنچے گا اور تو سخت تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا اور فلانی کڑوی بدمزہ دوا روز مرہ کھاتے رہو گے تو اچھے رہو گے اور تکلیف

کم رہیگی تو یقینی بات ہے کہ اپنی جان جو پیاری ہے اسلئے اس حکیم کے کہنے سے کیسی ہی مزیدار چیز ہو اُس کو ساری عمر کیلئے چھوڑ دے گا۔ اور دوا کیسی ہی بدمزہ اور ناگوار ہو۔ آنکھ بند کر کے روز کے روز اس کو نگل جایا کرے گا تو ہم نے مانا کہ گناہ بڑے مزیدار ہیں اور نیک کام بہت ناگوار ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان مزے دار چیزوں کا نقصان بتلایا ہے اور ان ناگوار کاموں کو فائدہ مند فرمایا ہے پھر نقصان اور فائدہ بھی کیسا ہمیشہ ہمیشہ کا جس کا نام دوزخ اور جنت ہے تو اے نفس تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ جان کی محبت میں ادنیٰ حکیم کے تو کہنے کا یقین کر لے اور اس کا پابند ہو جائے اور اپنے ایمان کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے کہنے پر دل کو نہ جمائے۔ اور گناہوں کو چھوڑنے کی ہمت نہ کرے اور نیک کاموں سے پھر بھی جی چرائے تو کیسا مسلمان ہے کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کو ایک چھوٹے سے حکیم کے کہنے کے برابر بھی نہ سمجھے اور کیسا بے عقل ہے کہ جنت کے ہمیشہ ہمیشہ کے آرام کی دنیا کے تھوڑے دنوں کے آرام کے برابر بھی قدر نہ کرے اور دوزخ کی اتنی سخت اور دراز تکلیف سے دنیا کی تھوڑے دنوں کی تکلیف کے برابر بھی بچنے کی کوشش نہ کرے۔ اور نفس سے یوں کہو کہ اے نفس دنیا سفر کا مقام ہے اور سفر میں پورا آرام ہرگز میسر نہیں ہوا کرتا۔ طرح طرح کی تکلیفیں جھیلنی پڑتی ہیں مگر مسافر اس لئے ان تکلیفوں کی سہار کر لیتا ہے کہ گھر پہنچ کر پورا آرام مل جائے گا بلکہ اگر ان تکلیفوں سے گھبرا کر کسی سرائے میں ٹھیر کر اس کو اپنا گھر بنا لے اور سب سامان آسائش کا وہاں جمع کر لے تو ساری عمر بھی گھر پہنچنا نصیب نہ ہو۔ اسی طرح دنیا میں جبتک رہنا ہے محنت مشقت کی سہار کرنا چاہیئے۔ عبادت میں بھی محنت ہے اور گناہوں کے چھوڑنے میں بھی مشقت ہے۔ اور بھی طرح طرح کی مصیبت ہے لیکن آخرت ہمارا گھر ہے وہاں پہنچکر سب مصیبت کٹ جائے گی۔ یہاں کی ساری محنت مشقت کو جھیلنا چاہیئے۔ اگر یہاں آرام ڈھونڈا تو گھر جاکر آرام کا سامان ملنا مشکل ہے بس یہ سمجھ کر کبھی دنیا کی راحت اور لذت کی ہوس نہ کرنا چاہیئے۔ اور آخرت کی درستی کے لئے ہر طرح کی محنت کو خوشی سے اٹھانا چاہیئے غرض ایسی ایسی باتیں نفس سے کر کے اس کو راہ پر لگانا چاہیئے۔ اور روزمرہ اسی طرح سمجھانا چاہیئے اور یاد رکھو کہ اگر تم خود اسی طرح اپنی بھلائی اور درستی کی کوشش نہ کروگی تو اور کون آئے گا جو تمہاری خیرخواہی کرے گا۔ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے ۔

(۱۳۶) عام آدمیوں کے ساتھ برتاؤ کا بیان

عام آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ جن سے دوستی اور رہن سہن ہونے کا علاقہ ہے۔ دوسرے

وہ جن سے صرف جان پہچان ہے تیسرے وہ جن سے جان پہچان بھی نہیں اور ہر ایک کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ الگ ہے سو جن سے جان پہچان بھی نہیں۔ اگر ان کے ساتھ ملنا بیٹھنا ہو تو ان باتوں کا خیال رکھو کہ وہ جو ادھر ادھر کی باتیں اور خبریں بیان کریں ان کی طرف کان مت لگاؤ۔ اور وہ جو کچھ واہی تباہی بکیں ان سے بالکل بہری بن جاؤ۔ ان سے بہت مت ملو ان سے کوئی امید اور التجا مت کرو اور اگر کوئی بات ان میں خلاف شرع دیکھو تو اگر یہ امید ہو کہ نصیحت مان لیں گی تو بہت نرمی سے سمجھاؤ اور جن سے دوستی اور زیادہ راہ و رسم ہے ان میں اس کا خیال رکھو کہ اوّل تو ہر کسی سے دوستی اور راہ و رسم مت پیدا کرو کیونکہ ہر آدمی دوستی کے قابل نہیں ہوتا۔ البتہ جس میں یہ پانچ باتیں ہوں اس سے راہ رسم رکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں اوّل[1] یہ کہ وہ عقلمند ہو کیونکہ بیوقوف آدمی سے اوّل تو دوستی کا نباہ نہیں ہوتا دوسرے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ تم کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے مگر بیوقوفی کی وجہ سے اور الٹا نقصان کر گذرتا ہے جیسے کسی نے ریچھ پالا تھا۔ ایکدفعہ یہ شخص سو گیا اور اس کے منہ پر بار بار مکھی آکر بیٹھتی تھی۔ اس ریچھ کو جو غصہ آیا مکھی کے مارنے کو ایک بڑا پتھر اٹھا کر لایا اور تاک کر اس کے منہ پر کھینچ مارا مکھی تو اڑ گئی اور اس بیچارے کا سر کھیل کھیل ہو گیا دوسری[2] بات یہ کہ اس کے اخلاق اور عادات مزاج اچھا ہو۔ اپنے مطلب کی دوستی نہ رکھے اور غصے کے وقت آپے سے باہر نہ ہو جائے، ذرا ذرا سی بات میں طوطے کی سی آنکھیں نہ بدلے تیسری[3] بات یہ کہ دیندار ہو کیونکہ جو شخص دیندار نہیں ہے جب وہ خدائے تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا تو تم کو اس سے کیا امید ہے کہ اس سے وفا ہوگی۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ جب تم بار بار اس کو گناہ کرتے دیکھو گی اور دوستی کی وجہ سے نرمی کرو گی۔ تو خود تم کو بھی اس گناہ سے نفرت نہ رہے گی تیسری خرابی یہ ہے کہ اس کی بری صحبت کا اثر تم کو بھی پہنچے گا اور ویسے ہی گناہ تم سے بھی ہونے لگیں گے چوتھی[4] بات یہ کہ اس کو دنیا کی حرص نہ ہو کیونکہ حرص والے کے پاس بیٹھنے سے ضرور دنیا کی حرص بڑھتی ہے جب ہر وقت اس کو اسی دھن اور اسی چرچے میں دیکھو گی کہیں زیور کا ذکر ہے کہیں پوشاک کی فکر ہے کہیں گھر کے سامان کا دھندا ہے تو کہاں تک تم کو خیال نہ ہوگا۔ اور جس کو خود حرص نہ ہو۔ موٹا کپڑا ہو۔ موٹا کپڑا کھانا ہو، ہر وقت دنیا کی ناپائیداری کا ذکر ہو اس کے پاس بیٹھ کر جو کچھ تھوڑی بہت حرص ہوتی ہے وہ بھی دل سے نکل جاتی ہے۔ پانچویں[5] بات یہ کہ اس کی عادت جھوٹ بولنے کی نہ ہو۔ کیونکہ جھوٹ بولنے والے آدمی کا کچھ اعتبار نہیں۔ خدا جانے اس کی کس بات کو سچا سمجھ کر آدمی دھوکے میں آجائے۔ ان پانچ باتوں کا خیال تو دوستی پیدا

کر لینے سے پہلے کر لینا چاہیئے اور جب کسی میں یہ پانچوں باتیں دیکھ لیں اور راہ و رسم پیدا کر لی اب اسکے حق اچھی طرح
ادا کرو۔ وہ حق یہ ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اسکی ضرورت میں کام آؤ۔ اگر خدا نے تعالیٰ گنجائش دیں تو اسکی امداد کرو۔ اس
کا بھید کسی سے مت کہو جو کوئی اسکو برا کہے اسے خبر مت کرو چھپ کر بات کرے کان لگا کر سنو۔ اگر اس میں کوئی عیب
دیکھو بہت نرمی اور خیر خواہی سے تنہائی میں سمجھا دو۔ اگر اس سے کوئی خطا ہو جائے تو درگذر کرو اور اسکی بھلائی
کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہو اب رہ گئے وہ آدمی جن سے صرف جان پہچان ہے ایسے آدمیوں سے بڑی
احتیاط درکار ہے کیونکہ جو دوست ہیں وہ تمہارے بھلے میں ہیں اور جن سے جان پہچان بھی نہیں وہ اگر بھلے
میں نہیں تو برائی میں بھی نہیں۔ اور جو بیچ کے رہ گئے جن سے نہ دوستی ہے اور نہ بالکل انجان ہیں زیادہ تکلیف اور
برائی ایسوں ہی سے پہنچتی ہے کہ زبان سے تو دوستی اور خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں اور اندر ہی اندر جڑیں کھودتے
ہیں اور حسد کرتے ہیں اور ہر وقت عیب ڈھونڈا کرتے ہیں اور بدنام کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس لئے جہاں
تک ہو سکے کسی سے جان پہچان اور ملاقات مت پیدا کرو اور ان کی دنیا کو دیکھ کر حرص مت کرو، اور انکی خاطر
اپنا دین مت برباد کرو۔ اگر کوئی تم سے دشمنی کرے تم اس سے دشمنی مت کرو کیونکہ اسکی طرف سے پھر تمہارے
ساتھ اور زیادہ برائی ہوگی تو تم سے اسکی سہار نہ ہو سکے گی اور اسی دھندے میں لگ جاؤ گی اور دنیا اور دین دونوں
کا نقصان ہوگا۔ اس واسطے درگذر ہی بہتر ہے۔ اور اگر کوئی تمہاری عزت آبرو خاطرداری کرے یا تمہاری تعریف کرے اور محبت ظاہر
کرے تو تم اسکے دھوکے میں مت آ جانا۔ اور اس بھروسے مت رہنا کیونکہ بہت کم آدمی ہیں جن کا ظاہر باطن ایک سا ہو
اور بہت کم اطمینان ہے کہ انکے یہ برتاؤ صاف دل سے ہوں اسکی امید ہرگز کسی سے مت رکھو۔ اور جو کوئی تمہاری غیبت کرے تم سن کر
نہ غصہ ہو نہ تعجب کرو کہ اس نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا اور میرے حق کا یا میرے احسان کا یا میرے بڑے ہونے کا
یا میرے علاقے کا کچھ خیال نہ کیا کیونکہ اگر انصاف کر کے دیکھو تو تم بھی خود سب کے ساتھ آگے پیچھے ایک حالت پر
نہیں رہ سکتی ہو سامنے اور برتاؤ ہوتا ہے اور پیچھے اور برتاؤ۔ پھر جس بلا میں خود مبتلا ہو اوروں پر کیوں تعجب کرتی ہو۔
خلاصہ یہ کہ کسی سے کسی طرح کی بھلائی کی امید مت رکھو نہ تو کسی قسم کے فائدے پہنچنے کی اور نہ کسی کی نظر میں آبرو بڑھنے
کی اور نہ کسی کے دل میں محبت پیدا ہونے کی جب کسی سے کوئی امید نہ رکھو گی تو پھر کوئی تم سے کیسا ہی برتاؤ کرے
کبھی ذرا بھی رنج نہ ہوگا۔ اور خود جہاں تک ہو سکے سب کو فائدہ پہنچاؤ۔ اگر کسی کی کوئی بھلائی کی بات سمجھ میں آئے اور یہ
یقین ہو کہ وہ مان لے گا تو اس کو بتلا دو ورنہ نہیں تو خاموش رہو اگر کسی سے کوئی فائدہ پہونچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اس شخص
کے لئے دعا کرو اور اگر کسی سے کوئی نقصان یا تکلیف پہنچے یوں سمجھو کہ میرے کسی گناہ کی سزا ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو اس
شخص سے رنج مت رکھو غرض نہ مخلوق کی بھلائی کو دیکھو نہ برائی کو بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھو۔ اور نہ ان سے
ہی کام رکھو۔ اور ان کی ہی تابعداری کرو۔ اور یاد میں لگی رہو۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔

ضمیمۂ اولیٰ بہشتی زیور مسمیٰ بہ بہشتی جوہر

حصہ ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قلب کی صفائی اور باطن کی درستی کی ضرورت

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا ینظر الی اجسامکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم رواہ مسلم (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شبہ حق تعالیٰ نہیں دیکھتے (یعنی توجہ نہیں فرماتے فقط تمہارے جسموں کی طرف اور نہیں دیکھتے (فقط) تمہاری صورتوں کی طرف اور یہ خیال نہ کرو کہ جب ظاہری اعمال جو فقط ظاہری اعضاء سے ادا کیئے جائیں اور ان میں قلب کو توجہ مقبول نہیں تو اعمال قلبیہ بھی مقبول نہ ہوں گے۔ اور نیز ظاہری اعمال مقبول ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں اس لئے کہ فرماتے ہیں ولیکن دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کی طرف (مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ ایسے اعمال کو قبول نہیں کرتے جو صرف ظاہر ہی میں اچھے معلوم ہوتے ہوں اور اخلاص اور توجہ قلبی سے خالی ہوں مثلاً کوئی عبادت کرے اور بظاہر تو عبادت میں مشغول ہے مگر دل میں غفلت چھا رہی ہے اور دل میں تمیز نہیں ہوتی کہ خدا کے سامنے کھڑا ہے یا کوئی اور کام کر رہا ہے تو ایسے اعمال مقبول نہیں ہوتے، اور یہ غرض نہیں ہے کہ ظاہری اعمال کا بالکل اعتبار ہی نہیں بلکہ اعتبار ہے لیکن اس شرط سے کہ توجہ اور اخلاص قلبی بھی اسکے ساتھ ہو جیسا کہ حدیث قرآن سے ثابت ہے کیونکہ قلب خاص محل نظر الٰہی ہے جس طرح اس کو ظاہری طبی تشریح میں سلطان البدن ہونے کا شرف حاصل ہے اسی طرح روحانی اور باطنی تشریح میں بھی ملک الجوارح ہونے کا فخر میسر ہے جبتک اس کی حالت درست نہ ہوگی کوئی صورت فلاح اور نجات کی حاصل نہیں ہو سکتی مثلاً کوئی بظاہر میں مسلمان ہو دل سے نہ ہو تو اس کے اسلام کا خداوند کریم کے نزدیک کچھ بھی اعتبار نہیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس کوئی محض دکھانے یا ایسی ہی اور کسی غرض فاسد کے لئے نماز صدقہ وغیرہ عبادت کرے تو وہ کسی درجہ میں بھی شمار نہیں پس معلوم ہوا کہ فلاحیت دارین اور مقبولیت عند اللہ تعالیٰ کا مدار اصلاح قلب پر ہے لوگوں نے آج کل اس میں بہت بڑی کوتاہی کر رکھی ہے فقط ظاہری اعمال تو کچھ تھوڑے بہت کرتے بھی ہیں اور ان کا علم بھی حاصل کرتے ہیں۔ مگر باطنی اصلاح اور قلب کی درستی و اصلاح کی کچھ بھی

فکر نہیں گویا کہ یوں خیال کرتے ہیں کہ اصلاح باطن اور رذائل جیسے حقد وحسد وغیرہ کا علاج اور اس سے محفوظ ہونا
کچھ ضرور نہیں فقط ظاہری اعمال کو واجب سمجھتے ہیں اور ان کو نجات کیلئے کافی خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ
اصلی مقصود اصلاح قلب ہے جیساکہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے اور اعمال ظاہری ذریعہ
ہیں قلب کے درست ہونے کا۔ اور ظاہر اور باطن میں کچھ ایسا قدرتی علاقہ ہے کہ بغیر ظاہری حالت درست
کئے ہوئے باطنی حالت درست نہیں ہوتی اور جبتک ظاہری اعمال پر دوام نہ ہو اصلاح باطنی دائم نہیں
رہتی۔ اور جب باطنی حالت درست ہو جاتی ہے تو ظاہری اعمال خوب اچھی طرح ادا ہوتے ہیں اور یہاں سے
کوئی بے عقل یہ شبہ نہ کرے کہ ظاہری اعمال کی فقط اس وقت تک حاجت ہے جبتک کہ قلب کی حالت
درست نہیں ہوتی اور جب قلب درست ہو گیا تو پھر ظاہری اعمال کی کچھ حاجت نہیں خواہ کریں یا نہ کریں
اس لئے کہ یہ عقیدہ کفر ہے اور وجہ اس کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ جب قلب درست ہو گا تو وہ
حتی المقدور ہر طاعت الٰہی میں مصروف رہے گا اور یہی علامت ہے اس کے درست ہونے کی کیونکہ
مقصود اصلاح قلب سے یہی ہے کہ طاعت الٰہی ہو۔ اور اس کا شکر کیا جاوے اور پروردگار کی نافرمانی
اور ناشکری نہ ہو اور نماز روزہ وغیرہ کا طاعت الٰہی میں داخل ہونا بہت ظاہر ہے تو جب طاعات چھوڑ دی
گئیں تو پھر قلب کہاں درست رہا۔ اگر درست رہتا تو شب و روز مثل اولیاء اکرام اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے طاعت الٰہی میں ضرور مصروف رہتا کیا نعوذ باللہ کسی بے عقل اور احمق کو یہ وسوسہ ہو سکتا ہے کہ کسی
کا قلب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے بھی زیادہ صاف اور صالح ہے جو اسکو
عبادت ظاہری کی حاجت نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو باوجود اکمل الکاملین اور افضل المرسلین ہونے کے
اس قدر ظاہری اعمال میں مصروف ہوتے تھے جس سے دیکھنے والوں کو بھی رحم آتا تھا۔ اور تا حیات یہی
حالت رہی اور آپ کی یہ کیفیت حدیث کی کتابوں میں خوب اچھی طرح مذکور اور مشہور ہے خوب سمجھ لو لہٰذا اسلئے
خوب سمجھ لو کہ جس طرح اعمال ظاہریہ مثل صوم وصلوٰۃ وغیرہ کا ادا کرنا اور ان کے ادا کرنے کا طریقہ جاننا واجب
ہے اسی طرح اعمال باطنیہ جیسے صوم وصلوٰۃ وغیرہ کا ریاء و نمود وغیرہ سے محفوظ رکھنا یا کینہ وحسد اور غضب
وغیرہ سے قلب کو صاف رکھنا اور ان اعمال کے ادا کرنے کا طریقہ جاننا بھی واجب ہے جن میں بعض اعمال
تو محض قلب سے تعلق رکھتے ہیں جیسے گناہ کا قصد کرنا کینہ یا حسد کرنا اور اخلاص پیدا کرنا اور بعض میں
قلب اور دیگر اعضاء بھی شریک ہیں جیسے صلوٰۃ وصوم وحج وصدقہ وغیرہ کما صرح بہ الامام الغزالی رضی و العلامۃ ابن
عابدینؒ اور حدیث میں ہے۔ رکعتان من رجل ورع (ای متوقی الشبہات) افضل من الف رکعۃ من مخلط (ای لایتقی
الشبہات والظاہر ان المراد بالالف التکثیر لا التحدید) فر عن انس (قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ) کذا فی العزیزی

شرح الجامع الصغیر یعنی دو رکعت نماز ایسے پرہیز گار کی جو شبہ کی چیزوں سے بھی بچتا ہو اس شخص کی ہزار رکعت نماز سے افضل ہے جو شبہ کی چیزوں سے نہ بچے آہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت بغیر صفائی قلب اور اصلاح باطن کے میسر نہیں ہو سکتی جو امراض باطنی سے تندرست نہیں وہ تو واجبات بھی ٹھیک طور سے نہیں ادا کر سکتا اور جو حرام چیزوں سے بچنے پر بھی پورا قادر نہیں ۔ پھر مشتبہات چیزوں سے کیسے بچ سکتا ہے جو اس کو یہ فضیلت میسر ہو تقویٰ اور صفائی باطن کے ساتھ جو کچھ بھی عبادت ہوتی ہے وہ باقاعدہ اور مقبول ہوتی ہے اگرچہ وہ تھوڑی کیوں نہ ہو[1] لہٰذا مسلمان کو لازم ہے کہ ظاہر اور باطن کی کامل طور سے اصلاح کرے کہ یہی ذریعہ نجات کا ہے اور فقط ظاہری اعمال کو بغیر درستی باطن کے نجات کے لئے کافی نہ سمجھے ۔ دیکھو اگر کوئی شخص بہت سی نمازیں پڑھے اور نیت یہ ہو کہ لوگ ہم کو بزرگ سمجھیں اور ہماری تعریف کریں تو کیا وہ عذاب سے بچ جائے گا ۔ حالانکہ نماز تو ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی اس کو باقاعدہ اور اخلاص سے اور محض اللہ تعالیٰ کے لئے ادا کرے تو اس عذاب سے بھی بچ جاوے جو ترک نماز پر ہوتا ہے اور ثواب بھی حاصل ہو ۔ مگر افسوس اس شخص نے بوجہ مرض ریا اور حب ثنا کے اس نماز کو برباد کر دیا پس اس کو چاہیئے کہ اپنے ان امراض کا علاج کرے ۔ ورنہ عنقریب سخت ہلاکی میں مبتلا ہو جائیگا کیونکہ جب مرض بڑھتا رہے گا اور علاج ہوگا نہیں ۔ ظاہر ہے کہ انجام ہلاکت ہوگا ۔ بھائیو جب تم بیمار ہو اور تمہارا جسم مریض ہو تو کیا یہ گوارا کرو گے کہ مرض میں مبتلا رہو ۔ اور باوجود قدرت کے علاج نہ کرو ۔ یہاں تک کہ وہ مرض تم کو ہلاک کر دے ہرگز نہیں گوارا کر سکتے حالانکہ اس مرض سے جو تکلیف ہوگی وہ جسمانی تکلیف اور پھر وہ بھی چند روزہ ۔ دنیا ہی میں ہے پس جب یہ گوارا نہیں تو روحانی امراض میں مبتلا رہنا جسکی وجہ سے ایسی جگہ تکلیف ہو جہاں ہمیشہ رہنا ہے گوارا کرنا عقل سلیم کے لئے بالکل خلاف ہے لہٰذا ہر انسان کو لازم ہے کہ جسم و قلب ظاہر و باطن کی خوب اصلاح کرے اور عقل سلیم سے کام لیکر فلاحیت دارین کو اپنا قبلہ مقصود سمجھے خوب کہا ہے ؎

[1] جو کپڑا نجاست چیز سے بھرا ہوا ہوگا پہلے اس کو دھو کر پاک صاف کرو ۔ ہوگا پھر اس پر عطر لگا کر خوشبو کرنا مناسب ہوگا ۔ اگر اسی طرح نجاستیں آلودہ کپڑے کو عطر ملو گے تو عطر بھی ضائع ہوگا اور کپڑا خوشبو نہ ہوگا اسی طرح قلب کو جبتک ریا حقد حسد وغیرہ نجاسات سے پاک نہ کرو گے تو عبادت ثمر مرتب نہ ہوگا ۱۲

کیا مزہ دنیا جس میں ہو کوشش نہین کے واسطے ٭ واسطے واں کے بھی کچھ یا سب یہیں کے واسطے

حدیث میں ہے عن النعمان بن بشیر مرفوعا فی حدیث طویل الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب (متفق علیہ) یعنی فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار ہو اس بات سے کہ بدن میں ایک جز (اور وہ ایک بوٹی) ہے جب وہ درست ہوتا تو تمام بدن درست ہوتا ہے اور جب وہ جز فاسد ہو جاتا ہے تو تمام بدن فاسد اور خراب ہو جاتا ہے۔ اور آگاہ رہو وہ جز دل ہے اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اعضا کی درستی اور اطاعت خداوندی بجالانا موقوف ہے قلب کی درستی پر کیونکہ قلب سلطان البدن ہے رعیت کی صلاح موقوف ہوتی ہے سلطان کے صالح ہونے پر، سو اعضا نیک کام جب ہی کرینگے جبکہ قلب صالح ہو۔ لہذا اصلاح قلب میں کوشش کرنا واجب قرار پایا۔ اس طور کہ اطاعت خداوندی واجب ہے خواہ وہ اطاعت فقط قلب سے تعلق رکھتی ہو یا اس میں قلب کیساتھ اعضا و جوارح کا بھی دخل ہو۔ اور اطاعت کا صحیح اور مقبول ہونا موقوف ہے صلاحیت قلب پر نتیجہ یہ نکلا کہ اصلاح قلب واجب ہے خوب سمجھ لو دیکھئے شریعت نے ایسی حالت میں جبکہ انسان کو بھوک کی خواہش ہو اور اس حالت میں نماز پڑھنے سے طبیعت پریشان ہو تو یہ حکم دیا ہے کہ ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ پہلے کھانا کھا لو پھر نماز پڑھو بشرطیکہ نماز کا وقت فوت نہ ہو جاوے تو اسمیں حکمت یہ ہے کہ مقصود عبادت سے حق تعالیٰ کے سامنے حاضری اور اظہار عبدیت ہے اس طرح کہ ظاہر و باطن اس کے کام میں مشغول ہوں اور غیر اللہ تعالیٰ کی طرف حتی الامکان توجہ نہ رہے۔ اور جب بھوک لگی ہوگی تو گو ظاہر بدن نماز میں مشغول ہوگا لیکن قلب پریشان ہوگا۔ اور یہی دل چاہے گا کہ جلدی سے نماز سے فارغ ہو جاویں تاکہ جلد کھانا مل جاوے پس حق تعالیٰ کے سامنے جس طرح حاضری چاہیئے تھی اس میں بہت بڑا خلل واقع ہوگا اس واسطے ایسی حالت میں نماز کو مکروہ کہا گیا جس سے یہ معلوم ہو گیا کہ اصل محل نظر خداوندی قلب اور شریعت مقدسہ نے اس کی اصلاح کا بہت بڑا انتظام کیا ہے، بندگان دین نے اصلاح قلب کے لئے برسوں مجاہدے اور ریاضتیں کی ہیں۔ اس

مختصر رسالے میں بوجہ خوف طوالت زیادہ مضمون نہیں لکھا گیا۔ ورنہ کتابیں کی کتابیں اس فن کی موجود ہیں۔ اگر ان کتابوں کا خلاصہ بھی لکھا جاوے تو ایک بڑی ضخامت کی کتاب ہو جاوے اس حدیث سے قلب کی اصلاح کی بہت بڑی تاکید ثابت ہوتی ہے کہ مدار اصلاح طاعت قلب ہی پر رکھا گیا ہے حدیث میں ہے عن ابن عباس مرفوعا قال رکعتان مقتصدتان خیر من قیام لیلۃ والقلب ساہ رواہ ابن ابی الدنیا فی التفکر کذا فی کنز العمال۔ یعنی فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو رکعت نماز درمیانی طور پر پڑھنا بہتر ہے رات بھر نماز پڑھنے سے ایسی حالت میں کہ قلب غافل ہو۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے تفکر میں روایت کیا ہے (مطلب یہ ہے) کہ اگر کوئی شخص دو رکعت نماز پڑھے اور درمیانی طور پر ادا کرے اس طرح کہ اس کے فرائض و واجبات اور سنن کو حضور قلب کے ساتھ ادا کرے کو طویل قرأۃ وغیرہ نہ ہو ایسی دو رکعتیں نہایت عمدہ اور مقبول ہیں۔ رات بھر غفلت قلب کے ساتھ نماز پڑھنے سے اس حدیث سے اہتمام قلب کی کسقدر تاکید معلوم ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ فی الحقیقت فعل کی کیفیت دیکھی جاتی ہے کہ کیسا کام کیا۔ اور کمیت مطلوب نہیں ہے کہ کتنا کام کیا۔ اگرچہ تھوڑا ہی کام ہو مگر باقاعدہ اور عمدہ ہو تو وہ حق تعالیٰ کے یہاں محبوب اور مقبول ہے۔ اور اگر بہت سا کام ہو لیکن بے قاعدہ اور بے ضابطہ غفلت سے ہو وہ ناپسند ہے خوب سمجھ لو۔

ما نصیحت بجائے خود کردیم
روزگارے دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس
بر رسولان بلاغ باشد و بس

ضمیمۂ ثانیہ بہشتی زیور حصہ ہفتم

از تسہیل قصد السبیل

عام عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو قال مت کھلواؤ۔ فاتحہ نیاز ولیوں کی مت کرو۔ بزرگوں کی منّت مت مانو۔ شب برات۔ محرم عرفہ تبارک کی روٹی۔ تیرہ تیزی گھونگنیاں کچھ مت کرو جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ کیسا ہی نزدیک کا نانہ دار ہو جیسے جیٹھ۔ خالہ کا یا پھوپھی کا یا ماموں کا بیٹا۔ یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ ان سب سے خوب پردہ کرو۔ خلافِ شرع لباس مت پہنو جیسے کلیوں دار پائجامہ یا ایسا کرتہ جس میں پیٹ پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن کے یا سر کے بال جھلکتے ہو یہ سب چھوڑ دو۔ لانبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا کرتہ بناؤ۔ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو۔ اور دھیان کر کے سر پر سے مت ہٹنے دو۔ ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں کسی کو جھانک تانک کر مت دیکھو۔ بیاہ شادی۔ مونڈن۔ چلہ چھٹی ختنہ عقیقہ منگنی۔ چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ۔ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔ کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔ پانچوں وقت نماز اوّل وقت پر پڑھو۔ اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو۔ رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔ ایّام ماہواری سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت کی نماز ایّام بند ہونے کے بعد نہ رہ جائے اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکا وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو۔ بہشتی زیور پڑھا کرو یا سن لیا

کرو اور اس پر چلا کرو۔ خاوند کی تابعداری کرو[1]۔ اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔ گانا کبھی مت سنو اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو۔ جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کیلئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھلا لو۔ اگر وہ صحیح اور معتبر بتلا دیں تو خریدو ورنہ مت لو۔ جہاں رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

(۱۳۹) خاص ذکر و شغل کرنیوالوں کو نصیحت

اوپر کی نصیحتیں دیکھو ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو۔ اس سے دل میں گہرا نور پیدا ہوتا ہے اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری طبیعت کے خلاف کرے تو صبر کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو۔ خاص کر غصے کی حالت میں سنبھلا کرو۔ کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو۔ جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو۔ جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اس میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت ہے یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو کسی بڑے آدمی کی بھی برائی نہ کرو۔ نہ سنو کسی ایسے درویش پر جس پر کوئی حال درویشی کا غالب ہو اور وہ کوئی بات تمہارے خیال میں دین کے خلاف کرتا ہو۔ اس پر طعنہ مت کرو[2] کسی مسلمان کو اگرچہ وہ گنہگار چھوٹے درجے کا ہو حقیر مت سمجھو۔ مال و عزت کی طمع و حرص مت کرو۔ تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عام لوگ گھبرتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے ذکر کرنے والوں کے ساتھ رہو اس سے دل نور اور ہمت اور شوق بڑھتا ہے۔ دنیا کا کام بہت مت بڑھاؤ بے ضرورت سامان جمع مت کرو۔ جہانتک ہو سکے تنہا رہا کرو بے فائدہ اور بے ضرورت لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے ملو۔ اور جب کام ہو جائے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔ خاص کر جان پہچان والوں سے بہت بچو۔ یا تو اللہ والوں کی صحبت ڈھونڈو یا ایسے معمولی لوگوں سے ملو جن سے جان پہچان نہ ہو۔ ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے اگر تمہارے دل میں کوئی کیفیت پیدا ہو۔ یا کوئی علم عجیب آوے اپنے پیر کو اطلاع کرو اپنے پیر سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو۔ ذکر سے جو اثر پیدا ہو سوائے پیر کے کسی سے مت کہو۔ بات کو نباہا مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جاوے تو فوراً اقرار کر لو۔ ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو۔ اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔ والسلام

حصہ ہفتم نور محمدی بہشتی زیور مع ضمایم قدیمہ و جدیدہ ختم ہوا

۱۳۶۹ھ

[1] کیونکہ طعن کرنے میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں بلکہ غیبت کا گناہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہیں اس فعل کی حقیقت سمجھنے میں غلطی واقع ہوئی ہو۔

[2] یعنی غلطیات کو تاویلات کر کے صحیح ثابت کرنے کی سعی مت کرو۔ ۱۲

فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ ہشتم (۸) مکمل ومدلل

نور محمدی بہشتی زیور کا آٹھواں حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیک بیبیوں کے حال میں

۱ پڑھنے والیوں کی دین کی ہمت بڑھانے کے واسطے

اس بیان سے پہلے برکت کے واسطے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والیاں اپنے پیغمبر کو اور آپ کی عادتوں کو بھی کچھ پہچان لیں جس سے اُن کو محبت پیدا ہو اور پیروی کریں اور یہ بھی بات ہے کہ اِن سب کو نیکی کی دولت آپ ہی کی برکت سے ملی ہے پہلی امت کی بیبیوں کو تو آپ کے نور سے[1] اور اس اُمت کی بیبیوں کو آپ کی شرع سے اس واسطے پہلے آپ کا ذکر لکھ کر پھر بیبیوں کا حال شروع ہوگا۔

۲ پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور وفات وغیرہ کا بیان

آپ کا مشہور نام مبارک محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے آپکے والد کا نام عبد اللہ ہے اور اُن کے والد کا نام عبد المطلب اور اُن کے والد کا نام ہاشم اور اُن کے والد کا نام عبد المناف[2] آپ کی والدہ کا نام آمنہ ہے اور انکے والد کا نام وہب اور انکے والد کا نام عبد مناف اور انکے والد کا نام زہرہ اور یہ عبد مناف دوسرے ہیں پیر کے روز ربیع الاول کے مہینے میں جس سال ایک کافر بادشاہ[3] ہاتھی[4] لیکر کعبہ پر اُس کے ڈھانے کے واسطے چڑھ آیا تھا آپ پیدا ہوئے اور آپ پانچ سال اور دو مہینے کے تھے اُس وقت آپ کی دودھ پلائی[5] نے آپکو آپ کی والدہ کے پاس پہنچا دیا جب آپ چھ سال کے ہو گئے آپکی والدہ آپ کو ہمراہ لیکر آپ کے دادا کی ننہال بنی نجار[6] میں مدینہ میں گئیں اور ایک مہینے کے بعد لوٹتے ہوئے مقام ابواء میں انتقال کر گئیں ام ایمن بھی ساتھ تھیں وہ آپکو مکہ میں لائیں اور آپ کے والد آپ کو حمل میں چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے آپکو آپ کے دادا عبد المطلب نے پرورش کرنا شروع کیا پھر آپ کے دادا کا انتقال ہو گیا آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کو پرورش

[1] یعنی آپ کے نور کی برکت سے کیونکہ تمام مخلوق کا وجود آپ ہی کے باعث ہوا ہے ۱۲ محشی [2] از استیعاب وغیرہ ۱۲ [3] مورخین نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۵۷۱ء میں ہوا ہے ۱۲ [4] اس کا نام ابرہہ تھا ۱۲ [5] اس ہاتھی کا نام محمود تھا ۱۲ [6] ان کا نام حلیمہ سعدیہ تھا ۱۲ [7] نجار کے نون پر زبر اور جیم پر تشدید اور زبر۔ بنی نجار ایک قبیلہ کا نام ہے ۱۲

گیا اور وہ آپ کو شام کی طرف تجارت کے لئے لے چلے تھے راہ میں بحیرا نے جو نصاریٰ کا عالم اور درویش تھا آپ کو دیکھا اور آپکے چچا سے تاکید کی کہ آپ کی حفاظت کرو یہ نبی ہیں اور آپ کو مکہ واپس کرادیا پھر آپ خود حضرت خدیجہ رضؓ کا مال تجارت لے کر شام کو چلے راہ میں نسطورا نے جو کہ عالم اور درویش نصاریٰ کا تھا آپ کے نبی ہونے کی گواہی دی اور جب آپ لوٹے تو حضرت خدیجہ رضؓ سے آپ کی شادی ہو گئی اسوقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہ رضؓ چالیس برس کی تھیں پھر چالیس برس کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اور آپ باون یا ترپن برس کے تھے کہ آپ کو معراج ہوئی نبوت کے بعد تیرہ برس آپ مکہ میں رہے پھر جب کافروں نے بہت دق کیا خدائے تعالیٰ کے حکم سے آپ مدینے چلے گئے اور دو برس مدینے آئے ہوئے تھا کہ بدر کی لڑائی ہوئی پھر اور لڑائیاں ہوئیں سب چھوٹی بڑی ملا کر پینتیس ہوئیں اور مشہور نکاح آپ کے گیارہ بیبیوں سے ہوئے جن میں دو تو آپکے روبرو انتقال کر گئیں ایک تو حضرت خدیجہ رضؓ دوسری حضرت زینب رضؓ خزیمہ کی بیٹی اور نو کو چھوڑ کر آپنے وفات فرمائی۔ حضرت سودہ رضؓ حضرت عائشہ رضؓ حضرت حفصہ رضؓ حضرت ام سلمہ رضؓ حضرت زینب رضؓ جحش کی بیٹی، حضرت ام حبیبہ رضؓ حضرت جویریہ حضرت میمونہ، حضرت صفیہ اور آپ کی اولاد چار لڑکیاں تھیں سب میں بڑی حضرت زینب اور ان سے چھوٹی حضرت رقیہ ان سے چھوٹی حضرت ام کلثوم سب میں چھوٹی حضرت فاطمہ یہ سب حضرت خدیجہ سے ہیں اور تین یا چار یا پانچ لڑکے تھے، حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ اور حضرت طیب اور حضرت طاہر یہ حضرت خدیجہ رضؓ سے ہیں اور ایک حضرت ابراہیم یہ حضرت ماریہ سے ہیں جو آپ کی باندی تھیں اور ان کا مدینہ میں شیرخوارگی کی حالت میں انتقال ہو گیا تھا اس طرح تو پانچ ہوئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عبداللہ کا نام طیب بھی ہے تو اس طرح چار ہوئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ طیب بھی انہی عبداللہ کا نام ہے اور طاہر بھی تو اس طرح تین ہوئے اور حضرت عبداللہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور مکہ ہی میں انتقال کر گئے اور باقی لڑکے نبوت سے پہلے پیدا ہوئے اور نبوت سے پہلے ہی انتقال کر گئے اور آپ مدینہ میں دس برس تک رہے پھر بدھ کے روز صفر کے مہینے کے دو دن رہے تھے آپ بیمار ہوئے اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ پیر کے روز چاشت کے وقت ترسٹھ سال کی عمر میں وفات فرما گئے اور منگل کے دن دوپہر ڈھلے دفن کئے گئے اور بعضوں

سلہ خدیجہ میں خ پر زبر اور دال کے نیچے زیر اور یا ساکن اور جیم پر زبر ہے۔ خدیجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ تھیں۔ ۱۲ سلہ یعنی آپ جاگتے میں مع اپنے جسم کے آسمان پر تشریف لے گئے اور وہاں کی سیر کی ۱۲ سلہ مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر ایک کنوئیں کا نام بدر اور اسی کے نام سے ایک گاؤں کی آبادی بھی ہے یہ عظیم الشان جہاد اسی سرزمین پر ہوا ہے۔ ۱۲

نے کہا ہے کہ منگل کا دن گذر کر رات آگئی اور یہ دیر اس لئے ہوئی کہ صحابہ غم و صدمہ سے ایسے پریشان تھے کہ کسی کا ہوش درست نہیں تھا اور حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے حضرت زینبؓ کے ایک لڑکا پیدا ہوا علی اور ایک لڑکی امامہ دونوں کی نسل نہیں چلی حضرت رقیہ کے ایک لڑکا ہوا عبد اللہ چھ سال کا انتقال کر گیا اور حضرت ام کلثوم کی کچھ اولاد نہیں ہوئی اور حضرت فاطمہؓ کے حسنؓ حسینؓ اور ان کی اولاد بہت کثرت سے پھیلی۔

(۳) پیغمبر صلے اللہ علیہ کے مزاج و عادات کا بیان

آپ دل کے بڑے سخی تھے کسی سوالی سے نہیں کبھی نہیں کی اگر ہوا دیدیا نہ ہوا تو نرمی سے سمجھا دیا دوسرے وقت دینے کا وعدہ کر لیا آپ بات کے بڑے سچے تھے آپ کی طبیعت بہت نرم تھی سب باتوں میں سہولت اور آسانی برتتے اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں کا بڑا خیال رکھتے تھے کہ ان کو کسی طرح کی اپنے سے تکلیف نہ پہنچے یہانتک کہ اگر رات کو اٹھ کر باہر جانا ہوتا تو بہت ہی آہستہ جوتی پہنتے بہت ہلکے سے کواڑ کھولتے بہت آہستہ چلتے اور اگر گھر میں تشریف لاتے اور گھر والے سو رہتے تو بھی سب کام چپکے چپکے کرتے کبھی کسی سوتے کی نیند خراب نہ ہو جائے ہمیشہ نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے جو بہت سے آدمیوں کے ساتھ چلتے تو اوروں سے پیچھے رہتے جو سامنے آتا اس کو پہلے خود سلام کرتے جب بیٹھتے تو بہت عاجزی کی صورت بنا کر، جب کھانا کھاتے تو بہت ہی غریبوں کی طرح بیٹھکر پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا بھی چپاتی نہیں کھائی تکلف کی تشتریوں میں کبھی نہیں کھایا ہر وقت خدائے تعالیٰ کے خوف سے غمگین سے رہتے ہر وقت اسی سوچ میں لگے رہتے، اسی دھن میں کسی کروٹ چین نہ آتا زیادہ وقت خاموش رہتے بدون ضرورت کے کلام نہ فرماتے جب بولتے تو ایسا صاف کہ دوسرا آدمی خوب سمجھ لے آپ کی بات نہ تو اتنی لمبی ہوتی کہ ضرورت سے زیادہ اور نہ اسقدر کم ہوتی کہ مطلب بھی سمجھ میں نہ آئے بات میں ذرا سختی نہ تھی نہ برتاؤ میں کسی طرح کی سختی تھی اپنے پاس آنے والے کی بیقدری اور ذلت نہ کرتے تھے کسی کی بات نہ کاٹتے تھے[1] البتہ اگر شرع کے خلاف کوئی بات کرتا یا تو منع فرما دیتے یا وہاں سے خود اٹھ جاتے خدا کی نعمت کیسی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو آپ اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے کبھی اس میں عیب نہ نکالتے تھے کہ اس کا مزہ اچھا نہیں ہے یا اس میں بد بو آتی ہے البتہ جس چیز کو دل نہ لیتا اس کو خود نہ کھاتے اور نہ اسکی تعریف کرتے نہ اسمیں عیب نکالتے دنیا کی کیسی ہی بات ہو اس کی وجہ سے آپ کو غصہ نہ آتا مثلاً کسی

[1] یعنی اس کی بات کے بیچ میں نہ بولتے بلکہ پوری بات سنکر جواب فرماتے تھے ۱۲

کے ہاتھ سے نقصان ہو گیا کسی نے کوئی کام بگاڑ دیا یہانتک کہ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس تک آپ کی خدمت کی اس دس برس میں میں نے جو کچھ کر دیا اس کو یوں نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور جو نہیں کیا اس کو یوں نہیں پوچھا کہ کیوں نہیں کیا البتہ اگر کوئی بات خلاف دین کے ہو جاتی تو اسوقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا اپنے ذاتی معاملہ میں آپ نے غصہ نہیں کیا۔ اگر کسی سے ناراض ہوئے تو صرف منھ پھیر لیتے یعنی زبان سے کچھ سخت و سست نہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو نیچی نگاہ کر لیتے شرم اسقدر تھی کہ کیا کنواری لڑکی کو ہو گی بڑی ہنسی آتی تو یوں ہی ذرا مسکرا دیتے یعنی آواز سے نہ ہنستے سب میں ملے جلے رہتے یہ نہیں کہ اپنی شان بنا کر لوگوں سے کھنچنے لگیں بلکہ کبھی کبھی کسی کا دل خوش کرنے کو ہنسی مذاق بھی فرما لیتے اس میں بھی وہی بات فرماتے جو سچی ہوتی نفلیں اسقدر پڑھتے کہ کھڑے کھڑے دونوں پاؤں سوج جاتے جب قرآن شریف پڑھتے یا سنتے تو خدا کے خوف اور محبت سے روتے عاجزی اسقدر مزاج میں تھی کہ اپنی امت کو حکم فرمایا کہ مجھ کو بہت مت بڑھا دینا۔ اور اگر کوئی غریب ماما آ کر کہتی کہ مجھ کو آپ سے الگ کچھ کہنا ہے آپ فرماتے اچھا کہیں سڑک پر بیٹھ کر کہہ لے وہ جہاں بیٹھ جاتی آپ بھی وہیں بیٹھ جاتے۔ کوئی بیمار ہوا امیر یا غریب اس کو پوچھتے کسی کا جنازہ ہوتا آپ اسپر تشریف لاتے کیسا ہی کوئی غلام دعوت کر دیتا آپ قبول فرما لیتے اگر کوئی جو کی روٹی اور بد مزہ چربی کی دعوت کرتا آپ اس سے بھی عذر نہ فرماتے زبان سے کوئی بیکار بات نہ نکلتی سب کی دلجوئی کرتے کوئی ایسا برتاؤ نہ فرماتے جس سے کوئی گھبرا وے ظالم موذیوں کی شرارت سے خوش تدبیری کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر ان کے ساتھ اسی خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے آپ کے پاس کے حاضر ہونے والوں میں اگر کوئی نہ آتا اس کو پوچھتے ہر کام کو ایک قاعدے سے کرتے یہ نہیں کہ کبھی کچھ کر دیا کبھی کسی طرح کر لیا جب اٹھتے خدا کی یاد کرتے جب بیٹھتے خدا کی یاد کرتے جب کسی محفل میں تشریف لیجاتے تو جہانتک آدمی بیٹھے ہیں اسکے کنارے پر بیٹھ جاتے یہ نہیں کہ سب کو پھاند کر بڑی جگہ جا کر بیٹھیں اگر بات کرنے کے وقت کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منھ کر کے بات کرتے یہ نہیں کہ ایک طرف تو توجہ ہے دوسروں کو دیکھتے بھی نہیں سب کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے کہ ہر شخص یوں سمجھتا کہ مجھے سب سے زیادہ چاہتے ہیں اگر کوئی پاس آ کر بیٹھتا یا بات شروع کرتا اس کی خاطر رکے بیٹھے رہتے جب پہلے وہی اٹھ جاتا تو آپ اٹھتے آپ کے اخلاق سب کے ساتھ عام تھے گھر میں جا کر مسند تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے گھر کے بہت سے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے کبھی بکری کا دودھ نکال لیا کہیں اپنے کپڑے صاف کر لیے اپنا کام اکثر اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے کیسا ہی برے سے برا آدمی آپ کے پاس آتا اس سے بھی مہربانی

کیساتھ ملتے اس کی دلشکنی نہ فرماتے غرض سارے آدمیوں سے زیادہ آپ ہی خوش اخلاق تھے اگر کسی سے کوئی ناپسند بات ہو جاتی تو کبھی اسکے منہ در منہ خبلاتے نہ طبیعت میں سختی تھی اور نہ کبھی سختی کی صورت بناتے جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی کے ڈرانے دھمکانے کو جھوٹ موٹ غصہ کی صورت بناکر ویسی ہی باتیں کرنے لگتے ہیں نہ آپ کی عادت چلانے کی تھی جو کوئی آپ کیساتھ برائی کرتا آپ کبھی اسکے ساتھ برائی نہ کرتے بلکہ معاف اور درگذر فرمادیا کرتے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی غلام کو خدمتگار کو عورت کو بلکہ کسی جانور تک کو بھی نہیں مارا اور شریعت کے حکم سے سزا دینا اور بات ہے البتہ آپ پر کوئی زیادتی کرتا تو اس کا بدلہ نہ لیتے۔ ہر وقت ہنس مکھ رہتے اور ناک بھوؤں کو نہ چڑھاتے اور یہ مطلب نہیں کہ بےغم رہتے کیونکہ اوپر آچکا ہے کہ ہر وقت غم اور سوچ میں رہتے۔ مزاج بہت نرم تھا نہ بات میں سختی نہ برتاؤ میں سختی نہ بیباکی تھی کہ جو چاہا پھٹ سے کہدیا نہ کسی کا عیب بیان کرتے نہ کسی چیز کے دینے میں دریغ فرماتے ان خصلتوں کی...... ہوا بھی نہ لگی تھی جیسے اپنی بڑائی کرنا کسی سے بحث لگانا جس بات میں کوئی فائدہ نہ ہو اس میں لگنا نہ کسی کی برائی کرتے نہ کسی کے عیب کی کھود کرید کرتے اور نہ ہی بات منہ سے نکالتے جس میں ثواب ملا کرتا ہے کوئی باہر کا پردیسی آجاتا اور بول چال میں پوچھنے پاچھنے میں بےتمیزی کرتا آپ اسکی سہار فرماتے کسی کو اپنی تعریف نہ کرنے دیتے اور حدیثوں میں بڑی اچھی اچھی باتیں لکھی ہیں جتنی ہمنے بتلادی ہیں اگر عمل کرو یہ بھی بہت ہیں، اب نیک بیبیوں کے حال سنو

۴	حضرت حوا علیہا السلام کا ذکر	(۱)

یہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بی بی اور تمام دنیا کی آدمیوں کی ماں ہیں اللہ تعالےٰ نے انکو اپنی کامل قدرت سے حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا اور پھر اُن کے ساتھ نکاح کر دیا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی وہاں ایک درخت تھا اس کے کھانے کو منع کر دیا انہوں نے غلطی سے شیطان کے بہکانے میں آکر اس درخت سے کھالیا اسپر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ جنت سے دنیا میں جاؤ دنیا میں آکر اپنی خطا پر بہت روئیں اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف کر دی اور پہلے حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے الگ ہو گئی تھیں اللہ تعالیٰ نے پھر اُن سے ملا دیا پھر دونوں سے بیشمار اولاد پیدا ہوئی **فائدہ** بیبیو دیکھو حضرت حوا نے اپنی خطا کا اقرار کر لیا تو بہ کرلی بعضی عورتیں اپنے قصور کو بنایا کرتی ہیں اور کبھی اپنے اوپر بات نہیں آنے دیتیں اور ایسی تو بہت ہیں جو گناہ کرتی ہیں ساری عمر کرتی رہتی ہیں اس کو چھوڑتی نہیں خاصکر غیبت اور رسموں کی پابندی بیبیو اس خصلت کو چھوڑ دو

خطا و قصور ہو جاوے اس کو فوراً چھوڑ کر توبہ کر لیا کرو۔

۵	حضرت نوح علیہ السّلام کی والدہ کا ذکر	تا ۱۲	۲

قرآن شریف میں ہے کہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ السّلام نے اپنے ساتھ اپنی ماں کے لئے بھی دعا کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ آپ کے ماں باپ مسلمان تھے **فائدہ** دیکھو ایمان کی کیا برکت ہے کہ ایماندار کے واسطے پیغمبر بھی دعا کرتے ہیں بیبیو ایمان کو مضبوط رکھو

۶	حضرت سارہ علیہا السّلام کا ذکر	۳

یہ حضرت ابراہیم پیغمبر علیہ السّلام کی بی بی اور حضرت اسحٰق پیغمبر علیہ السّلام کی ماں ہیں ان کا فرشتوں سے بولنا اور فرشتوں کا اُن سے یہ کہنا کہ تم سارے گھر والوں پر خدا کی رحمت اور برکت ہو قرآن میں مذکور ہے ان کی پارسائی اور ان کی دعا قبول ہونے کا ایک قصہ حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہجرت کر کے شام کو چلے یہ بھی سفر میں ساتھ تھیں راستے میں کسی ظالم بادشاہ کی بستی آئی اس کمبخت سے کسی نے جا لگایا کہ تیری عملداری میں ایک بی بی بڑی خوبصورت آئی ہے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو بلا کر پوچھا کہ تمہارے ہمراہ کون عورت ہے آپ نے فرمایا کہ میری دین کی بہن ہے بیوی اس لیے نہیں فرمایا کہ وہ ان کو خاوند سمجھکر مار ڈالتا جب وہاں سے لوٹ کر آئے تو حضرت سارہ سے کہا کہ دیکھو میری بات جھوٹی مت کر دینا اور ویسے تم دین میں میری بہن ہی ہو پھر اس نے حضرت سارہ کو پکڑ وا بلایا جب ان کو معلوم ہوا کہ اس کی نیت بُری ہے انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا کی اے اللہ اگر میں تیرے پیغمبر پر ایمان رکھنے والی اور ہمیشہ اپنی آبرو بچانیوالی ہوں تو اس کافر کا مجھ پر قابو نہ چلنے دیجئے بس اس کا یہ حال ہوا کہ لگا ہاتھ پاؤں دیدے مارنے پھر خوشامد کرنے لگا اور کہا کہ اللہ سے دعا کرو میں اچھا ہو جاؤں میں پختہ عہد کرتا ہوں کہ کچھ نہ کہوں گا ان کو بھی خیال آیا اگر مر جائیگا تو لوگ کہیں گے کہ اسی عورت نے مار ڈالا ہو گا غرض اس کے اچھا ہونے کی دعا کر دی فوراً اچھا ہو گیا اس نے پھر شرارت کا ارادہ کیا آپ نے پھر بددعا کی اس نے پھر منت سماجت کی آپ نے پھر دعا دی غرض تین بار ایسا ہی قصہ ہوا آخر جھلا کر کہنے لگا کہ تم کس بلا کو میرے پاس لے آئے ان کو رخصت کر دو اور حضرت ہاجرہ جن کو اس نے ظلم سے باندی بنا رکھا تھا قبطیوں کی قوم سے تھیں اور اسی طرح خدا نے اُن کی عزت بھی بچا رکھی تھی خدمت کے لئے اُن کے حوالہ کیں ماشاء اللہ عزت آبرو سے حضرت

۱؎ مطلب یہ ہے کہ ہر مرد و عورت مسلمان ہوں ان میں اسلام والا بہن بھائی کا رشتہ ہے اس لئے کچھ جھوٹ نہ تھا کیونکہ ان کے مضمون کے لئے بہت مثالیں ہیں ۱۲ منہ

ابراہیم علیہ السلام کے پاس آگئیں **فائدہ** بیبیو، دیکھو پارسائی کیسی برکت کی چیز ہے ایسے آدمی کی کس طرح اللہ تعالیٰ نگہبانی کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز سے مصیبت ٹلتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے جب کوئی پریشانی ہوا کرے بس نفلوں میں لگ جایا کرو اور دعا کیا کرو۔

(۷)	حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا ذکر	۴

جس ظالم بادشاہ کا اوپر قصہ آچکا ہے اس نے حضرت ہاجرہؓ کو بطور باندی رکھ چھوڑا تھا جیسا ابھی بیان ہوا ہے پھر اس نے ان کو حضرت سارہؓ کو دیدیا اور حضرت سارہؓ نے اُن کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیدیا اور اُن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے ابھی حضرت اسمٰعیل دودھ پیتے بچے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ مکہ شریف کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے آباد کریں اس وقت اس جگہ جنگل تھا اور کعبہ بھی بنا ہوا نہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضرت اسمٰعیل اور انکی ماں ہاجرہ کو اس میدان میں چھوڑ دو ہم انکے نگہبان ہیں خدا کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ماں اور بچہ دونوں کو لیکر اس جنگل بیابان میں جہاں اب مکہ آباد ہے پہنچا آئے اور انکے پاس ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلہ خرمہ کا رکھدیا جب پہنچکر وہاں سے لوٹنے لگے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام ان کے پیچھے چلیں اور پوچھا کہ ہم کو یہاں آپ اکیلے چھوڑے جاتے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے کچھ جواب[2] نہیں دیا تب انہوں نے پوچھا کہ کیا خدا تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم فرمایا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے ہاں کہنے لگیں تو کچھ غم نہیں وہ آپ ہی ہماری خبر رکھیں گے اور اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئیں چھوارے کھا کر پانی پی لیتیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتیں جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو ماں بیٹوں پر پیاس کا غلبہ ہوا اور حضرت اسمٰعیل کی تو یہ حالت ہوئی کہ مارے پیاس کے بل کھانے لگے ماں اس حالت میں اپنے بچے کو نہ دیکھ سکیں اور پانی دیکھنے کو صفا پہاڑ پر چڑھیں اور چاروں طرف نگاہ دوڑائی شاید کہیں پانی نظر آوے جب کہیں نظر نہیں پڑا تو اس پہاڑ سے اتر کر دوسری پہاڑ مروہ کی طرف چلیں کہ اس پر چڑھ کر دیکھیں گے بیچ میدان میں ایک ٹکڑا زمین کا گڑھا سا تھا جب تک برابر زمین پر رہیں تو بچے کو دیکھ دیکھ لیتیں جب اس گڑھے میں پہنچیں تو بچہ نظر نہ پڑا اس لئے دوڑ کر اس ٹکڑے سے نکلکر برابر میدان میں آگئیں غرض مروہ پہاڑ پر پہنچیں اور اسی طرح چڑھ کر دیکھا وہاں بھی کچھ پتہ نہ لگا اس سے اتر کر بیتابی میں پھر صفا پہاڑ کی طرف چلیں اسی طرح دونوں پہاڑوں پر کئی پھیرے کئے اور اس گڑھے کو ہر بار میں دوڑ کر طے کرتی تھیں اللہ تعالیٰ کو یہ عمل ایسا پسند آیا کہ حاجیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کو اسی طرح حکم

[1] از بخاری شریف ۱۲
[2] کسی خاص مصلحت سے جواب نہیں دیا اور کسی ضرورت سے ایسا کرنا بد اخلاقی نہیں ۱۲

کر دیا کہ دونوں پہاڑوں کے بیچ میں سات پھیرے کریں اور پھر اُس ٹکڑے میں جہاں وہ گڑھا تھا اور اب وہ بھی برابر زمین ہو گئی ہے دوڑ کر چلا کریں غرض اخیر کے پھیرے میں مروہ پہاڑ پر تھیں کہ اُن کے کان میں ایک آواز سی آئی اُس کی طرف کان لگا کر کھڑی ہو گئیں پھر آواز آئی آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آیا حضرت ہاجرہ نے پکار کر کہا میں نے آواز سن لی ہے اگر کوئی شخص مدد کر سکتا ہو تو مدد کرے اُسی وقت جہاں آب زمزم کا کنواں ہے وہاں فرشتہ نمودار ہوا اور اپنا بازو زمین پر مارا وہاں سے پانی اُبلنے لگا انہوں نے چاروں طرف مٹی کی ڈول بنا کر اس کو گھیر لیا اور مشک میں بھی بھر لیا اور خود بھی پیا اور بچے کو بھی پلایا فرشتے نے کہا کچھ اندیشہ نہ کرنا اس جگہ خدا کا گھر یعنی کعبہ ہے۔ یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ مل کر اس گھر کو بناوے گا اور یہاں آبادی ہو جاوے گی چنانچہ تھوڑے دنوں میں سب چیزوں کا ظہور ہو گیا ایک قافلہ ادھر سے گذرا وہ لوگ پانی دیکھ کر ٹھیر گئے اور وہیں بس پڑے اور حضرت اسمٰعیل عؑ کی شادی ہو گئی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام خدائے تعالیٰ کے حکم سے تشریف لائے اور دونوں باپ بیٹوں نے ملکر خانہ کعبہ بنایا اور وہ زمزم کا پانی اسوقت زمین کے اندر اتر گیا تھا پھر مدت کے بعد کنواں بن گیا۔

فائدہ دیکھو حضرت ہاجرہ رضؓ کو خدائے تعالیٰ پر کیسا بھروسہ تھا جب انکو یہ معلوم ہو گیا کہ جنگل میں رہنا خدائے تعالیٰ کے حکم سے ہے پھر کیسی بےفکر ہو گئیں اور پھر اس بھروسہ کرنے کی کیا کیا برکتیں ظاہر ہوئیں بیبیو اسی طرح تم کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ سب کام درست ہو جاتیں گے اور دیکھو انکی بزرگی کہ دوڑی تو تھیں پانی کی تلاش میں اور اللہ کے نزدیک وہ حرکت کیسی پیاری ہو گئی کہ حاجیوں کے واسطے اس کو عبادت بنا دیا جو بندے مقبول ہوتے ہیں ان کا معاملہ ہی دوسرا ہو جاتا ہے بیبیو کوشش کر کے خدائے تعالیٰ کے حکم مانا کرو تاکہ تم بھی مقبول ہو جاؤ پھر تمہارے دنیا کے کام بھی دین میں شامل ہو جائیں۔

(۸) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دوسری بی بی کا ذکر (۵)

خانہ کعبہ بنانے سے پہلے دو دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بھی مکہ میں آئے ہیں مگر حضرت اسمٰعیل عؑ دونوں دفعہ گھر میں نہیں ملے اور زیادہ ٹھیرنے کا حکم نہ تھا سو پہلی بار جب تشریف لائے اُسوقت حضرت اسمٰعیل عؑ کے گھر میں ایک بی بی تھی اس سے پوچھا کہ کس طرح گذر ہوتا ہے کہنے لگی کہ بڑی مصیبت میں ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے خاوند آویں اُن سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دو چنانچہ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر آئے تو سب حال معلوم ہوا آپ نے فرمایا وہ میرے

والد تھے اور یہ چوکھٹ تو ہے وہ یوں کہہ گئے ہیں کہ تجھکو چھوڑ دوں اس کو طلاق دے کر پھر ایک اور بی بی سے نکاح کیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام دوبارہ آئے ہیں تو یہ بی بی گھر میں تھیں انھوں نے بڑی خاطر کی آپ نے اُن سے بھی گذران کا حال پوچھا انھوں نے کہا خدائے تعالیٰ کا شکر ہے بہت آرام میں ہیں آپ نے اُن کے لیے دعا کی اور فرمایا کہ جب تمہارے شوہر آدیں تو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ کو قائم رکھیں چنانچہ حضرت اسمٰعیل ع کو آنے کے بعد یہ حال بھی معلوم ہوا آپ نے بی بی سے فرمایا کہ یہ میرے باپ تھے یوں کہہ گئے ہیں کہ تجھکو اپنے پاس رکھوں۔

فائدہ دیکھو ناشکری کا پھل پہلی بیوی کو کیا ملا کہ ایک نبی ناراض ہوئے دوسرے نبی نے اپنے پاس سے الگ کر دیا اور شکر و صبر کا پھل دوسری بیوی کو کیا ملا کہ ایک نبی نے دعا دی دوسرے نبی کی خدمت میں رہنا نصیب ہوا بیبیو کبھی ناشکری نہ کرنا جس حالت میں ہو صبر و شکر سے رہنا۔

(۹) نمرود کافر بادشاہ کی بیٹی کا ذکر (۶)

نمرود وہ ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالدیا تھا اُس کی یہ بیٹی جنکا نام رعضہ ہے اُوپر کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھیں دیکھا کہ آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کچھ اثر نہیں کیا پکار کر پوچھا کہ اِس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ایمان کی برکت سے مجھکو بچا لیا کہنے لگیں کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی اس آگ میں آؤں آپ نے فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ کہکر چلی آوہ کلمہ پڑھتی ہوئی بیدھڑک آگ کے اندر چلی گئی اُس پر بھی آگ نے کچھ اثر نہیں کیا اور وہاں سے نکلکر اپنے باپ کو بہت بُرا بھلا کہا اُس نے اُن کے ساتھ بہت سختی کی مگر وہ اپنے ایمان پر قائم رہیں **فائدہ** سبحان اللہ کیسی ہمت کی بی بی تھیں کہ تکلیف میں بھی ایمان کو نہ چھوڑا بیبیو تم بھی مصیبت کے فتنوں میں ہمت مضبوط رکھا کرو اور بال برابر بھی دین کے خلاف مت کیا کرو۔

(۱۰) حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں کا ذکر (۷)

جب اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے بھیجے اور انہوں نے آکر خبر دی کہ اب آپ کی قوم پر جنہوں نے آپ کو نہیں مانا عذاب آنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ اپنے مسلمان کنبے کو راتوں رات اِس بستی سے نکال لیجاؤ اس مسلمان کنبے میں آپ کی بیٹیاں بھی تھیں یہ بھی عذاب سے بچ گئی تھیں **فائدہ** دیکھو ایمان کیسی برکت کی چیز ہے کہ دُنیا میں جو خدا کا قہر نازل ہوتا ہے ایمان اُس سے بھی بچا لیتا ہے

لے از بخاری شریف ۱۲ ‌ سے از مجالس الققصص ۱۲ ‌ سے یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابراہیم اللہ کے پیارے اور رسول ہیں ۱۲ ‌ سے یعنی نمرود کے ۱۲

بیبیو، ایمان کو خوب مضبوط کرو اور وہ مضبوط ہوتا ہے اس طرح کہ سب حکم بجالاؤ اور سب گناہوں سے بچو۔

(۱۱) حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی کا ذکر (۸)

ان کا نام رحمت ہے جب ایوب علیہ السلام کا تمام بدن زخمی ہوگیا اور سب نے پاس آنا جانا چھوڑ دیا یہ بی بی اس وقت خدمتگزاری میں مصروف رہیں اور ہر طرح کی تکلیف اٹھائیں ایک بار اُن کو آنے میں دیر ہوگئی تھی حضرت ایوب علیہ السلام نے غصہ میں قسم کھائی۔ اچھا ہوجاؤں تو اُن کے سو لکڑیاں ماروں گا جب آپکو صحت ہوگئی تو اپنی قسم پوری کرنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے یہ آسان حکم کردیا کہ تم ایک جھاڑو کو جسمیں سو سینکیں ہوں اور ایک دفعہ ماردو۔ **فائدہ** دیکھو کیسی صابر بی بی تھیں کہ ایسی حالت میں بھی برابر اپنے خاوند کی خدمت کرتی رہیں اور بیماری میں اُن کی قسم سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مزاج نازک ہوگیا تھا وہ اس کو بھی سہتی تھیں اسی خدمت اور صبر کی برکت تھی کہ اللہ میاں نے اُن کو لکڑیوں سے بچالیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت ہی پیاری تھیں کہ خدائے تعالیٰ نے حکم کو کیسا آسان کردیا اب یہ مسئلہ نہیں ہے اس طرح اگر کوئی قسم کھاوے تو جھاڑو مارنے سے قسم پوری نہ ہوگی بلکہ ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ دینا ہوگا بیبیو خاوند کی تابعداری اور اُسکی نازک مزاجی کی خوب سہار کیا کرو تم بھی ایسی ہی پیاری بن جاؤگی۔

(۱۲) حضرت لیّا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ کا ذکر (۹)

ان کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ ہوئے اور قحط پڑا اور سب بھائی مل کر اناج خریدنے اُن کے پاس گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو پہچنوادیا اس وقت اپنا کرتہ اپنے والد یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر ڈالنے کے لیئے دیا اور یہ بھی کہا کہ سب کو یہاں لے آؤ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی پھر درست ہوگئی اور اپنے وطن سے چلکر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملے تو یوسف علیہ السلام نے اپنے والد اور اپنی اُن خالہ کو تعظیم کے واسطے بادشاہی تخت پر بٹھلایا اور یہ دونوں صاحب اور سب بھائی اُسوقت حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اُس زمانہ میں سجدہ سلام کی جگہ درست تھا اب درست نہیں رہا اللہ تعالیٰ نے ان خالہ کو ماں فرمایا ہے ان کی ماں کا انتقال ہوگیا تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے نکاح کرلیا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جن کا قصہ ہے

یہ ماں تھیں حضرت راحیل ان کا نام تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بچپن کے خواب کی یہ تعبیر ہے انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند سورج اور گیارہ ستارے مجھکو سجدہ کر رہے ہیں فائدہ دیکھو کیسی بزرگ ہوں گی جن کی تعظیم نبی نے کی

(۱۰)	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ذکر	(۱۳)

ان کا نام یوحانذ ہے جس زمانہ میں فرعون کو نجومیوں نے ڈرایا تھا کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو تیری بادشاہی کو غارت کرے گا اور فرعون نے حکم دیا کہ جو لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہو اس کو قتل کر ڈالو چنانچہ ہزاروں لڑکے قتل ہو گئے ایسے نازک وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اُس وقت خدائے تعالیٰ نے اُن بی بی کے دل میں یہ بات ڈالی جس کو الہام کہتے ہیں کہ تم بیفکر ان کو دودھ پلاتی رہو جب ان کا اندیشہ ہو کہ کسی کو خبر ہو جاوے گی تو اس وقت ان کو صندوق کے اندر بند کر کے دریا میں ڈال دیجیو پھر اُن کو جس طرح ہم کو منظور ہوگا تمہارے پاس پہنچا دیں گے چنانچہ انہوں نے بیدھڑک ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے سب وعدے پورے کر دئے۔

فائدہ بیبیو دیکھو ان کو خدائے تعالیٰ پر کیسا بھروسہ اور اطمینان تھا اور اس بھروسہ کی برکتیں بھی کیسی ظاہر ہوئیں

(۱۱)	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا ذکر	(۱۴)

اِن کا نام بعضوں نے کہا ہے کہ مریم ہے بعضوں نے کہا ہے کہ کلثوم ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اُن کو دریا میں ڈالدیا تو اُن سے کہا کہ ذرا تم کھوج لگاؤ کہ انجام کیا ہوتا ہے غرض وہ صندوق نہر میں ہو کر فرعون کے محل میں پہنچا اور نکالا گیا تو اس کے اندر ایک خوبصورت بچہ ملا اور فرعون نے قتل کرنا چاہا مگر فرعون کی بی بی نے کہ پیغمبروں پر ایمان لائی تھیں کہہ سنکر جان بچائی اور دونوں میاں بی بی نے اپنا بیٹا بنا کر پالنا چاہا تو اب موسیٰ علیہ السلام کسی انا کا دودھ نہیں لیتے سب حیران تھے کہ کیا تدبیر کریں اسوقت یہ بی بی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن اسی کھوج میں وہاں پہنچ گئی تھیں کہنے لگیں کہ میں ایک دودھ پلانے والی بتاؤں جو بہت خیرخواہ اور سلیق ہے اور دودھ بھی اسکا بہت ستھرا ہے آخر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا پتہ بتلایا وہ بلائی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام ان کے سپرد کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا کہ ہم اُن کو تمہارے پاس پہنچا دینگے وہ اس طرح پورا ہوا فائدہ دیکھو عقل بھی کیا چیز ہے کس طرح پتہ بھی لگا لیا اور کیسی جان جوکھوں میں

فائدہ اگر بزرگ ہوں تب تو بہت زیادہ عظمت کے قابل ہیں اور اگر بزرگ نہ ہوں جب ان کی تعظیم کرنا واجب ہے ۱۲ محشی

اپنی ماں کی خیر خواہی اور تابعداری بجالائیں اور دشمنوں کو خبر بھی نہ ہوئی بیبیو ماں باپ کی تابعداری اور عقل تمیز بڑی نعمت ہے

(۱۵)	حضرت موسیٰ علیہ السَّلام کی بی بی کا ذکر	(۱۲)

ان کا نام صفورا ہے اور یہ حضرت شعیبؑ علیہ السَّلام کی بڑی بیٹی ہیں جب حضرت موسیٰ علیہ السَّلام کے ہاتھ سے مصر شہر میں ایک کافر بے ارادہ مارا گیا اور فرعون کو خبر ہوئی اس نے اپنے سرداروں سے صلاح کی کہ موسیٰ علیہ السَّلام کو قتل کر دینا چاہیئے موسیٰ علیہ السَّلام یہ خبر پاکر پوشیدہ مدین شہر کی طرف چلدیئے جب بستی کی حد پر پہنچے تو دیکھا بہت سے چرواہے کنوئیں سے کھینچ کھینچکر اپنی بکریوں کو پانی پلارہے ہیں اور دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پر جانے سے ہٹارہی ہیں ان دونوں لڑکیوں میں ایک حضرت موسیٰ علیہ السَّلام کی بی بی تھیں اور ایک سالی آپ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر کوئی مرد کام کرنے والا ہے نہیں اس لیئے ہمکو خود کام کرنا پڑتا ہے لیکن چونکہ ہم عورتیں ہیں اسواسطے مردوں کے چلے جانیکے منتظر رہتے ہیں سب کے چلے جانے کے بعد ہم اپنی بکریوں کو پانی پلا لیتے ہیں آپ کو ان کے حال پر رحم آیا اور خود پانی نکال کر بکریوں کو پلادیا اُن دونوں نے جاکر اپنے والد بزرگوار سے یہ قصہ بیان کیا انہوں نے بڑی بیٹی کو بھیجا کہ اُن بزرگ کو بلا لاؤ وہ شرماتی ہوئی آئیں اور موسیٰ علیہ السلام کو اُن کا پیغام پہنچادیا آپ انکے ہمراہ ہولیئے اور حضرت شعیب علیہ السَّلام سے ملے انہوں نے ان کی ہر طرح سے تسلی کی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک لڑکی تم سے بیاہ دوں مگر شرط یہ ہے کہ آٹھ برس یا دس برس میری بکریاں چراؤ آپ نے منظور کیا اور بڑی بیٹی سے آپ کا نکاح ہوگیا آپ ان کو لے کر وطن چلے تھے کہ راستہ میں سردی کی وجہ سے آگ کی ضرورت ہوئی طور پہاڑ پر آگ نظر آئی وہاں پہنچے تو خدا کا نور تھا وہیں آپ کو پیغمبری ملگئی **فائدہ** دیکھو اپنے گھر کا کام کیسی محنت سے کرتی تھیں وہ شیر مرد کی لاچاری کو بولیں تو کیسی شرماتی ہوئی بیبیو تم بھی گھر کے کاموں میں آرام طلبی اور سستی مت کیا کرو اور شرم و حیا ہر وقت لازم سمجھو۔

(۱۶)	حضرت موسیٰ علیہ السَّلام کی سالی کا ذکر	(۱۳)

اِن کا ذکر ابھی اوپر آچکا ہے ان کا نام صفیرا ہے یہ بھی اپنی بہن کیساتھ گھر کا کاروبار بڑی محنت سے کرتی تھیں اور باپ کی تابعداری اور خدمت بجالاتی تھیں **فائدہ** بیبیو اس طرح تم بھی ماں باپ کی خدمت اور گھر کے کام میں محنت مشقت کیا کرو جیسے کام غریب لوگ کیا کرتے ہیں ان کو ذلت مت سمجھو، دیکھو پیغمبر

زادیوں سے تو زیادہ تمہارا رتبہ نہیں ہے۔

(۱۷) حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر (۱۴)

فرعون مصر کا بادشاہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا یہ اُس کی بی بی ہیں خدا کی قدرت خاوند شیطان اور بی بی ایسی ولی جنکی تعریف قرآن میں آئی اور جنکی بزرگی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی کہ مردوں میں بہت کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں کوئی کمال کے رتبہ کو نہیں پہنچی سوا حضرت مریم اور آسیہ رض کے انہوں نے ہی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی جان بچپن میں ظالم فرعون سے بچائی تھی جیسا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی بہن کے ذکر میں گذرا ان کی قسمت میں موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لانا لکھا تھا شروع بچپن ہی سے اِن کے دل میں اُن کی محبت پیدا ہوگئی تھی جب موسیٰ علیہ السّلام کو پیغمبری ملی فرعون تو ایمان نہیں لایا مگر یہ ایمان لے آئیں فرعون کو جب انکے ایمان لانیکی خبر ہوئی اُن پر بڑی سختی کی اور طرح طرح سے تکلیف پہنچائی مگر انہوں نے اپنا ایمان نہیں چھوڑا اسی حالت میں دنیا سے اٹھ گئیں فائدہ دیکھو کیسی ایمان کی مضبوط تھیں کہ بیدین خاوند بادشاہ تھا کچھ اُسنے کیا مگر اُس کا ساتھ نہیں دیا اب ذرا ذرا سی تکلیف میں کفر کے کلمے بکنے لگتی ہیں بیبیو ایمان بڑی دولت ہے کیسی ہی تکلیف پہنچے دین کے خلاف کوئی کام نہ کرنا اگر کسی کا خاوند بد دینی کا کام کرے کبھی اُس کا ساتھ نہ دے اور اس زمانہ میں کافر مرد سے نکاح ہو جاتا تھا مگر ہماری شرع میں اب یہ حکم ہے کہ اگر خاوند کافر ہو تو نکاح درست نہیں ہوتا اور اگر کافر ہونے سے پہلے ہو گیا ہو تو ٹوٹ جاتا ہے

(۱۸) فرعون کی بیٹی کی خواص کا ذکر ۱۵

روضۃ الصفا ایک کتاب ہے اِس میں لکھا ہے کہ فرعون کی بیٹی کی ایک خواص تھی جو اس کی کار مختار تھی اور اُس کی کنگھی چوٹی بھی وہی کرتی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان رکھتی تھی مگر فرعون کے خوف سے ظاہر نہ کرتی تھی ایک بار اُس کے بال سنوار رہی تھی کہ اُس کے ہاتھ سے کنگھی چھوٹ گئی اُس نے بسم اللہ کہہ کے اُٹھالی لڑکی نے پوچھا یہ تو نے کیا کہا یہ کس کا نام ہے۔خواص نے کہا یہ اسی کا نام ہے جس نے تیرے باپ کو پیدا کیا اور اُس کو بادشاہی دی لڑکی کو بڑا تعجب ہوا کہ میرے باپ سے بھی کوئی بڑا ہے دوڑی ہوئی فرعون کے پاس گئی اور سارا قصہ بیان کیا فرعون نہایت غصہ میں آیا اور اُس خواص کو بلا کر ڈرایا دھمکایا مگر اس نے صاف کہدیا کہ جو چاہے سو کر میں ایمان نہ چھوڑونگی اوّل اس کے ہاتھ پاؤں میں کیلیں جڑ کر اُس پر انگارے اور بھوبل ڈالی جب اس سے بھی کچھ نہ ہوا

تو اس کی گود میں ایک لڑکا تھا اُس کو آگ میں ڈالدیا لڑکا آگ میں بولا کہ اماں صبر کیجیو خبردار ایمان نہ چھوڑیو۔ غرض وہ اپنے ایمان پر جمی رہی یہاں تک کہ اس بیچاری کو بھی پکڑ کر جلتے تنور میں جھونک دیا عم کے پارہ میں سورۂ بروج میں جو کھائیوں والوں کا قصہ آیا ہے اس میں بھی اسی طرح ایک عورت کا اور اسکے بچہ کا قصہ ہوا تھا **فائدہ** دیکھو ایمان کی کیسی مضبوط تھی بیبیو ایمان بڑی نعمت ہے اپنے نفس کی خوشی کیواسطے یا کسی لالچ کے سبب یا کسی مصیبت تکلیف کیوجہ سے کبھی اپنا ایمان دین میں خلل مت ڈالنا خدا اور رسول کے خلاف کوئی کام مت کرنا۔

(۱۹) حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لشکر کی ایک بڑھیا کا ذکر (۱۶)

جب فرعون نے مصر میں بنی اسرائیل کو بہت تنگ کرنا شروع کیا اُن سے طرح طرح کی بیگاریں لیتا ان کو مارتا اور دکھ پہنچاتا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا کہ سب بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے نکال لے جاؤ تاکہ فرعون کے ظلم سے اُن کی جان چھٹے موسیٰ علیہ السّلام سب کو لیچلے جب دریائے نیل پر پہنچے رستہ بھول گئے اور بھی کسی کی پہچان میں رستہ نہ آیا آپ نے تعجب کیا اور پکار کر فرمایا کہ جو شخص اس بھید سے واقف ہو وہ آ کر بتلادے ایک بڑھیا نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ جب حضرت یوسف علیہ السّلام کا انتقال ہونے لگا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی بھتیجوں کو وصیت فرمادی تھی کہ اگر کسی وقت میں تم لوگ مصر کا رہنا چھوڑ دو تو میرا تابوت جسمیں میری لاش ہوگی اپنے ساتھ لیجانا تو جبتک آپ وہ تابوت ساتھ نہ لیں گے رستہ نہ ملیگا آپ نے تابوت کا حال پوچھا کہ کہاں دفن ہے اس کا واقف بھی بجز اُس بڑھیا کے کوئی نہ نکلا اُسی سے جو پوچھا تو اسنے عرض کیا کہ میں یوں نہ بتلاؤں گی مجھ سے ایک بات کا اقرار کیجئے اُسوقت بتلاؤں گی آپ نے پوچھا وہ کیا بات ہے کہنے لگی وہ اقرار یہ ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور جنت میں جس درجہ میں آپ ہوں اسی درجہ میں مجھکو رہنے کی جگہ ملے آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ یہ بات تو میرے اختیار کی نہیں حکم ہوا کہ تم اقرار کرلو ہم پورا کر دینگے آپ نے اقرار کرلیا اس نے تابوت کا پتہ بتلادیا کہ دریا کے بیچ میں دفن تھا اُس تابوت کا نکالنا تھا اور رستہ کا ملنا فوراً رستہ ملگیا **فائدہ** دیکھو یہ بڑی بی کیسی بزرگ تھیں کہ کوئی دولت دنیا کی نہیں مانگی اپنی عقبیٰ کو درست کیا بیبیو تم بھی دنیا کی ہوس چھوڑ دو وہ تو جتنی قسمت میں ہے ملے ہی گی اپنے دین کو سنوارو

ا؎ تفسیر مظہری ۱۲ ۲؎ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بڑی بی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برابر ثواب میں بھی ہو جاوینگی بلکہ فقط ایک جگہ رہنا ہو گیا یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے اور ثواب میں نبی کی برابر کوئی نہیں ہوسکتا۔ ۱۲ ۳؎ آخرت ۱۲

۲۰	حیسور کی بہن کا ذکر	۷

قرآن شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت خضر علیہ السّلام کے قصّہ میں ذکر ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام نے ایک چھوٹے بچے کو خدائے تعالیٰ کے حکم سے مار ڈالا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے گھبرا کے پوچھا کہ بھلا اس بچہ نے کیا خطا کی تھی جو اس کو مار ڈالا حضرت خضر علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ لڑکا جوان ہوتا تو کافر ہوتا اور اس کے ماں باپ ایمان دار تھے اولاد کی محبت میں ان کے بگڑ جانے کا ڈر تھا اس واسطے یہی مصلحت ہوئی کہ اس کو قتل کر دیا جاوے اب اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک لڑکی دینگے جو برائیوں سے پاک ہوگی اور ماں باپ کو زیادہ بھلائی پہنچانے والی ہوگی چنانچہ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکی ایسی ہی پیدا ہوئی اور ایک پیغمبر سے اس کا نکاح ہوا اور ستر پیغمبر اس کی اولاد میں ہوئے اور اس لڑکے کا نام حیسور تھا یہ لڑکی اسکی بہن تھی **فائدہ** جس کی تعریف میں اللہ تعالےٰ فرمائیں کہ برائیوں سے پاک اور ماں باپ کو بھلائی پہنچانے والی ہوگی وہ کیسی اچھی ہوگی دیکھو گناہ سے پاک رہنا اور ماں باپ کو سکھ دینا کیسا پیارا کام ہے جس سے آدمی کا ایسا رتبہ ہو جاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اس آدمی کی تعریف کریں بیبیو ان باتوں میں خوب کوشش کیا کرو۔

۲۱	حیسور کی ماں کا ذکر	۱۸

حیسور وہی لڑکا ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے یہ بھی پڑھ چکی ہو کہ قرآن میں اس کے ماں باپ کو ایماندار لکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ایماندار فرمادیں وہ ایسا کچا پکا ایماندار تو ہوگا نہیں خوب پورا ایماندار ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ حیسور کی ماں بھی بہت بزرگ تھیں **فائدہ** دیکھو ایمان میں پختہ ہونا ایسی دولت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تعریف کی بیبیو! ایمان کو مضبوط کرو اور وہ اسی طرح مضبوط ہوتا ہے کہ شرع کے حکم خوب بجالاؤ سب برائیوں سے بچو۔

۲۲	حضرت سلیمان علیہ السّلام کی والدہ کا ذکر	۱۹

قرآن میں ہے کہ سلیمان علیہ السّلام نے دُعا میں یہ کہا کہ اے اللہ آپ نے میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے معلوم ہوا کہ آپ کی ماں بھی بزرگ تھیں کیونکہ بڑا انعام ایمان اور دین ہے **فائدہ** دیکھو ایمان ایسی چیز ہے کہ ایماندار کا ذکر پیغمبروں کی زبان پر بھی خوبی کیساتھ آتا ہے بیبیو ایمان کو خوب رونق دو۔

(۲۴۳) **حضرت بلقیس کا ذکر** (۲۰)

یہ ملک سبا کی بادشاہ تھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہُد ہُد جانور نے خبر دی تھی کہ یہیں ایک عورت بادشاہ بھی ہے اور وہ آفتاب کو پوجتی ہے آپ نے ایک خط لکھکر ہُد ہُد کو دیا کہ اُس کے پاس ڈال دیجیو اُس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگ مسلمان ہو کر یہاں حاضر ہو اس خط کو پڑھ کر امیروں وزیروں سے صلاح کی بہت بات چیت کے بعد خود ہی یہ صلاح قرار دی کہ میں اُنکے پاس کچھ چیزیں سوغات کے طور پر بھیجتی ہوں اگر لے کر رکھ لیں تو سمجھوں گی کہ دنیا دار بادشاہ ہیں اگر نہ رکھیں تو سمجھوں گی کہ پیغمبر ہیں جب وہ چیزیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچیں آپ نے سب لوٹا دیں اور کہلا بھیجا کہ اگر مسلمان نہ ہوگی تو لڑائی کے لئے فوج لاتا ہوں یہ پیغام سنکر یقین ہو گیا کہ بیشک پیغمبر ہیں اور مسلمان ہونیکے ارادہ سے اپنے شہر سے چلیں اُن کے چلنے کے بعد سلیمان علیہ السلام نے اپنے معجزے سے ان کا ایک بڑا بھاری قیمتی بادشاہی تخت تھا وہ اپنے دربار میں منگالیا تاکہ بلقیس معجزہ بھی دیکھ لیں اور اُس کے موتی جواہر اکھاڑ کر دوسری طرح جڑوا دیئے جب بلقیس یہاں پہنچیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے انکی عقل آزمانے کو پوچھا گیا یہ تمہارا تخت تو نہیں ہے غور سے دیکھکر کہا کہ ہاں ویسا ہی ہے کہا کچھ صورت شکل بدل گئی تھی اس جواب سے معلوم ہوا کہ بڑی عقلمند تھیں سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو یہ بات دکھلانی چاہی کہ ہمارے خدا کی دی ہوئی بادشاہی تمہاری دنیا کی بادشاہی سے ویسے بھی زیادہ ہے یہ بات دکھلانے کے واسطے حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک حوض پانی سے بھر کر اُس کے اُوپر ایسے صاف شفاف کانچ کا فرش بنایا جاوے کہ وہ نظر نہ آوے اور سلیمان علیہ السلام ایسی جگہ بیٹھے کہ جو آدمی وہاں پہنچنا چاہے حوض راستے میں پڑے اور بلقیس کو اس جگہ حاضر ہونے کا حکم دیا بلقیس جو حوض کے پاس پہنچیں کانچ تو نظر نہ آیا یوں سمجھیں کہ مجھ کو پانی کے اندر جانا پڑیگا تو پائینچے چڑھانے لگیں فوراً اُن کو کہہ دیا گیا کہ اُسپر کانچ کا فرش ہے ویسے ہی چلی آؤ جب بلقیس نے تخت منگالینے کا معجزہ دیکھا اور اس کاریگری کو بھی دیکھا جس سے یہ سمجھیں کہ ان کے پاس ویسے بھی بادشاہی کا سامان میرے یہاں کے سامان سے زیادہ ہے فوراً کلمہ پڑھکر مسلمان ہو گئیں پھر بعضے عالموں نے تو یہ کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُن کے ساتھ خود نکاح کر لیا اور بعضوں نے کہا کہ یمن کے بادشاہ سے نکاح کر دیا اللہ ہی کو معلوم ہے کیا ہوا **فائدہ** دیکھو کیسی بے نفس تھیں کہ باوجود امیر اور بادشاہ ہونے کے جب دین کی سچی بات معلوم ہو گئی فوراً اُس کو مان لیا اس کے قبول کرنے میں شیخی نہیں کی نہ باپ دادا کی رسم کو پکڑ کر بیٹھیں بیبیو تم بھی اپنا یہی طریقہ رکھو کہ جب دین کی بات سُنو کبھی عار یا شرم یا خاندان کے رسم کی

پیروی مت کرو ان میں سے کوئی چیز کام نہ آوے گی فقط دین ساتھ چلے گا ۱۲

(۲۴)	بنی اسرائیل کی ایک لونڈی کا ذکر	(۲۱)

حدیث میں ایک قصہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی اتنے میں ایک سوار بڑی شان و شوکت سے سامنے کو گذرا ماں نے دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا ہی کر دیجیے بچہ ماں کی چھاتی چھوڑ کر بولنے لگا اے اللہ مجھ کو ایسا مت کیجیو اور پھر دودھ پینے لگا پھر سامنے سے کچھ لوگ گذرے جو ایک لونڈی کو پکڑے ذلت اور خواری سے لئے جاتے تھے ماں نے دعا کی اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا مت کیجیو وہ بچہ پھر بولا اے اللہ مجھ کو ایسا ہی کر دیجیو ماں نے پوچھا یہ کیا بات ہے بچہ نے کہا کہ وہ سوار تو ایک شخص ظالم تھا اور لونڈی کو لوگ تہمت لگاتے ہیں کہ یہ چور ہے بدچلن ہے اور وہ غریب اس سے پاک ہے **فائدہ** مطلب یہ کہ اس سوار کی مخلوق کے نزدیک تو قدر ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ قدر نہیں اور یہ لونڈی مخلوق کے نزدیک تو بے قدر ہے مگر اللہ کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہے تو قدر خدا کے نزدیک چاہیئے چاہے مخلوق کیسا ہی سمجھے اور اگر خدا کے نزدیک قدر نہ ہوئی تو مخلوق کی قدر کس کام آوے گی دیکھو یہ اُس لونڈی کی کرامت تھی کہ اُس کی پاکی ظاہر کرنے کے لئے دودھ پیتا بچہ باتیں کرنے لگا۔ بیبیو بعضی عورتوں کی عادت ہے کہ غریبوں کو بہت حقیر سمجھتی ہیں اور ذرا سے شبہ سے اُن پر عیب اور چوری لگا دیتی ہیں یہ بُری بات ہے شاید وہ اللہ کے نزدیک تم سے بھی اچھی ہوں۔

۲۵	بنی اسرائیل کی ایک عقلمند دیندار بی بی کا ذکر	۲۲

محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور بڑا عابد تھا اُس کو اپنی بیوی کے ساتھ بہت محبت تھی اتفاق سے وہ مر گئی اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا اور اُس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ مجھکو ایک مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں اور دروازہ پر جم کر بیٹھ گئی آخر اُس کو خبر ہوئی اور اندر آنے کی اجازت دی آ کر کہنے لگی کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے اُسنے کہا بیان کر کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگے کے طور پر لیا تھا اور مدت تک اُسکو پہنتی رہی پھر اُس نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور دیدو تو کیا وہ اُس کا زیور دیدینا چاہیئے عالم نے کہا بیشک دیدینا چاہیے وہ عورت بولی کہ وہ تو میرے پاس بہت مدت تک رہا ہے تو کیسے دیدوں عالم نے کہا تب تو اور بھی

خوشی سے دینا چاہئے کیونکہ ایک مدت تک اس نے نہیں مانگا یہ اس کا احسان ہے عورت نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو خدائے تعالیٰ نے ایک چیز مانگی دی تھی پھر جب چاہا لیلی اسی کی چیز تھی یہ سنکر اس عالم کی آنکھیں سی کھل گئیں اور اس بات سے اس کو بڑا فائدہ پہنچا **فائدہ** دیکھو کیسی عورت تھی جس نے مرد کو عقل دی اور مرد بھی کیسا عالم بیبیو تم کو بھی چاہئے کہ مصیبت میں یہی سمجھا کرو دوسروں کو بھی سمجھایا کرو

(۲۶) حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا ذکر (۲۳)

ان بی بی کا نام حنہ ہے عمران ان کے میاں کا نام ہے جو والد ہیں حضرت مریم علیہا السلام کے ان کو حمل رہا تو انہوں نے اللہ میاں سے منت مانی کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے اس کو مسجد کی خدمت کے لیے آزاد چھوڑ دوں گی یعنی دنیا کے کام اس سے نہ لوں گی ان کا گمان یہ تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا کیونکہ مسجد کی خدمت لڑکا ہی کر سکتا ہے اس زمانہ میں ایسی منت درست تھی جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو لڑکی پیدا ہوئی افسوس سے کہا کہ اے اللہ یہ تو لڑکی ہوئی حکم ہوا کہ یہ لڑکی لڑکوں سے بھی اچھی ہوگی اور خدا نے اس کو قبول کیا غرض حضرت مریم ان کا نام رکھا اور انہوں نے ان کے لئے یہ دعا کی کہ ان کو اور ان کی اولاد کو شیطان سے بچائیو چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان سب بچوں کو پیدا ہوتے وقت چھیڑتا ہے مگر حضرت مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو نہیں چھیڑ سکا **فائدہ** دیکھو اچھی پاک نیت کی کیسی برکت ہوئی کہ خدائے تعالیٰ نے کیسی پاک اولاد دی اور خدائے تعالیٰ نے ان کی دعا بھی قبول کی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی بڑی خاطر منظور تھی بیبیو پاک نیت کی ایسی برکتیں ہوتی ہیں ہمیشہ اپنی نیت خالص رکھا کرو جو نیک کام کرو خدا کے واسطے کرو، تمہاری بھی اللہ میاں کے دربار میں قدر ہو جاوے گی

(۲۷) حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر (۲۴)

ان کے پیدا ہونے کا قصہ ابھی گذر چکا ہے جب یہ پیدا ہو چکیں تو ان کی والدہ اپنی منت کے موافق ان کو لے کر بیت المقدس کی مسجد میں پہنچیں اور وہاں کے رہنے والے بزرگوں سے کہا کہ یہ منت کی لڑکی لو چونکہ بڑے بزرگ خاندان کی تھیں سب نے چاہا کہ میں لیکر پالوں ان میں حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے وہ حضرت مریم کے خالو ہوتے تھے یوں بھی انکا حق زیادہ تھا مگر پھر بھی لوگوں نے ان سے جھگڑنا شروع کیا جس فیصلہ پر سب راضی ہوئے تھے اس میں بھی یہی بڑھے رہے آخر حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کو لے کر پرورش کرنا شروع کیا ان کے بڑھنے کی یہ حالت تھی کہ اور بچوں سے کہیں زیادہ بڑھتی تھیں یہاں تک تھوڑے

دونوں میں سیانی معلوم ہونے لگیں اور ویسے بھی بچپن ہی سے مادر زاد بزرگ اور ولی تھیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو قرآن میں ولی فرمایا ہے اور اُن کی کرامت بیان فرمائی ہے کہ بے فصل میوے غیب سے اُن کے پاس آجاتے حضرت زکریا علیہ السلام پوچھتے کہ یہ کہاں سے آئے تو جواب دیتیں کہ اللہ میاں کی یہاں سے غرض اُن کی ساری باتیں اچنبھے کی تھیں یہانتک کہ جب جوان ہوئیں تو محض خدائے تعالیٰ کی قدرت سے بدون مرد کے ان کو حمل ہوگیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر پیدا ہوئے، یہودیوں نے بے باپ کے بچہ پیدا ہونے پر واہی تباہی بکنا شروع کیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی کی زمانہ میں بولنے کی طاقت دی انہوں نے ایسی اچھی اچھی باتیں کیں کہ انصاف والوں کو معلوم ہوگیا کہ انکی پیدائش خدا کی قدرت کا نمونہ ہے بیشک بے باپ کے پیدا ہوئے ہیں عـــه ان کی ماں پاک صاف ہیں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی بزرگی بیان فرمائی ہے کہ عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی بجز دو عورتوں کے ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ یہ مضمون حضرت آسیہ کے ذکر میں بھی آچکا ہے۔ **فائدہ** دیکھو انکی ماں نے ان کو خدا کے نام کر دیا تھا کیسی بزرگ ہوئیں اور خود اللہ کی تابعداری میں لگی رہتی تھیں جس سے آدمی ولی ہوجاتا ہے اس کی برکت سے خدا نے کیسی تہمت سے بچالیا بیبیو خدا کی تابعداری کیا کرو سب آفتوں سے بچی رہو گی اپنی اولاد کو دین میں زیادہ لگا رکھا کرو۔ دنیا کا بندہ مت بنادیا کرو۔

(۲۸)	حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کا ذکر	(۲۵)

ان کا نام ایشاع ہے یہ حضرت حنہ کی بہن اور حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہیں ان کیلئے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ ہم نے زکریا کی بیوی کو سنوار دیا ہے اس کا مطلب بعضے عالموں نے یہ لکھا ہے کہ ہم نے ان کی عادتیں خوب سنوار دیں حضرت یحییٰ پیغمبر علیہ السلام اُن کے بڑھاپے میں پیدا ہوئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام رشتے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خالہ کے نواسے ہیں نواسہ بھی بیٹے کی جگہ ہوتا ہے اس واسطے ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک کو دوسرے کی خالہ کا بیٹا فرمادیا ہے **فائدہ** دیکھو اچھی عادت ایسی اچھی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی تعریف فرمائی بیبیو اپنی عادتیں ہر طرح کی خوب سنوارو جس کا طریقہ ہم نے ساتویں حصہ میں اچھی طرح لکھدیا ہے پچیس قصے پہلی امتوں کی نیک بیبیوں کے تھے اب تھوڑے سے اس امت کی نیک بیبیوں کے بھی سن لو۔

عـــه جب خدا کی قدرت کا یہ نمونہ مشاہدہ کرلیا جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے جسم سے ظاہر ہوا تھا تو اب یہ بات سمجھ میں آگئی یہ ہستی خدا کی قدرت کا نمونہ ہے جو اس نے بغیر باپ کے پیدا کر کے دکھایا ہے۔ ۱۲

(۱) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر (۲۹)

یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی ہیں ان کی بڑی بڑی بزرگیاں ہیں ایک دفعہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام خدائے تعالیٰ کا سلام تمہارے پاس لائے ہیں اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام دنیا کی بیبیوں میں سب سے اچھی چار بیبیاں ہیں ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ فرعون کی بیوی تیسری حضرت خدیجہ، چوتھی حضرت فاطمہ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ کافروں کے برتاؤ سے پریشانی ہوتی آپ ان سے آکر فرماتے۔ یہ کوئی ایسی تسلی کی بات کہدیتیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی جاتی رہتی اور آپ کو ان کا خیال ایسا تھا کہ بعد اُن کے انتقال کے بھی کوئی بکری وغیرہ ذبح کرتے تو ان کی ساتھنوں سہیلوں کو بھی ضرور گوشت بھیجتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انکا اور نکاح ہوا تھا ان کے پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ تیمی ہے۔

فائدہ اللہ اور رسول کے نزدیک اُن کی قدر ایمان اور تابعداری سے تھی بیبیو تم بھی اس میں خوب کوشش رکھو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند کی پریشانی میں اسکی دلجوئی اور تسلی کرنا نیک خصلت ہے اب بعضی عورتیں خاوند کے اچھے بچے دل کو اور اُلٹا پریشان کرڈالتی ہیں کبھی فرمائشیں کر کے کبھی تکرار کر کے۔ اس عادت کو چھوڑ دو۔

(۲) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ذکر (۳۰)

یہ بھی ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں انھوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضؓ کو دیدیا تھا اور حضرت عائشہ رضؓ کا قول ہے کہ کسی عورت کو دیکھکر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوئی کہ میں بھی ویسی ہی ہوتی سوا حضرت سودہ کے ان کو دیکھکر مجھ کو حرص ہوتی تھی کہ میں بھی ایسی ہی ہوتی جیسی یہ ہیں انکے پہلے شوہر کا نام سکران بن عمرو تھا **فائدہ** دیکھو حضرت سودہ رضؓ کی ہمت کہ اپنی باری اپنی سوت کو دیدی آجکل خواہ مخواہ بھی سوت سے لڑائی اور حسد کیا کرتی ہیں اور دیکھو حضرت عائشہ رضؓ کا انصاف کہ سوت کی تعریف کرتی ہیں آجکل جان جان کر اس پر عیب لگاتی ہیں، بیبیو تم کو بھی ایسی ہی ہمت اور انصاف اختیار کرنا چاہئے۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر (۳۱)

یہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت چاہتی بیوی ہیں اُن سے کنواری سے حضرت کا نکاح

ہوا ہے عالمہ اتنی بڑی تھیں کہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابی ان سے مسئلے پوچھا کرتے تھے ایک بار ہمارے حضرت سے ایک صحابی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ آپکو کس کے ساتھ محبت ہے فرمایا عائشہ کے ساتھ انہوں نے پوچھا اور مردوں میں فرمایا ان کے باپ یعنی حضرت ابوبکرؓ کیسا تھا اور بھی ان کی بہت خوبیاں آئی ہیں **فائدہ** دیکھو ایک یہ عورت تھیں جن سے بڑے بڑے عالم مسئلے دین کے پوچھتے تھے ایک اب ہیں کہ خود بھی عالموں سے پوچھنے کا یا دین کی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں، بیبیو دین کا علم خوب محنت اور شوق سے سیکھو۔

(۴)	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر	(۳۲)

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی اور حضرت عمرؓ کی بیٹی ہیں حضرت نے کسی بات پر انکو ایک طلاق دیدی تھی پھر جبرائیل علیہ السلام کے کہنے سے آپ نے رجوع کر لیا حضرت جبرائیل نے یوں فرمایا کہ آپ حفصہ رضہ سے رجوع کر لیجئے کیونکہ وہ دن کو روزہ بہت رکھتی ہیں راتوں کو جاگ کر عبادت بہت کرتی ہیں اور وہ بہشت میں آپ کی بی بی ہوں گی انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمرؓ کو وصیت کی تھی کہ میرا اتنا مال خیرات کر دیجیو اور کوئی زمین بھی انہوں نے وقف کی تھی اس کے بندوبست کے لئے بھی وصیت کی تھی ان کے پہلے خاوند کا نام خنیس بن حذافہ تھا **فائدہ** دینداری کی برکت دیکھی کہ اللہ میاں کے یہاں سے طرفداری کی جاتی ہے فرشتے کے ہاتھ خاطرداری کا حکم ہوتا ہے کہ اپنی طلاق کو لوٹا لو اور ان کی سخاوت دیکھو کہ اللہ کی راہ میں کس طرح خیرات کا بندوبست کیا اور زمین بھی وقف کی، بیبیو دینداری اختیار کرو اور مال کی حرص اور محبت دل سے نکال ڈالو۔

(۵)	حضرت زینب خزیمہ کی بیٹی رضی اللہ عنہا کا ذکر	(۳۳)

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں اور یہ ایسی سخی تھیں کہ غریبوں کی ماں کے نام سے مشہور تھیں انکے پہلے شوہر کا نام عبداللہ بن جحش تھا **فائدہ** دیکھو غریبوں کی خدمت کیسی بزرگی کی چیز ہے

(۶)	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر	(۳۴)

یہ بی بی بھی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں ایک بی بی قصہ بیان کرتی ہیں کہ میں ایکبار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی اتنے میں بہت سے محتاج آئے جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں

بھی تھیں اور آکر ہم گئے سرہو گئے میں نے کہا چلو یہاں سے لمبے بنو۔ حضرت ام سلمہ بولیں ہم کو یہ حکم نہیں اری چھوکری سب کو کچھ کچھ دیدے چاہے ایک ایک چھوارا ہی ہو ان کے پہلے شوہر کا نام حضرت ابو سلمہؓ ہے

فائدہ دیکھو محتاجوں کی ہٹ باندھنے سے تنگ نہیں ہوئیں، اب ذراسی دیر میں دُور دبک کرنے لگتی ہیں بلکہ کوسنے کاٹنے لگتی ہیں، بیبیو ایسا ہرگز مت کرو۔

(۷) حضرت زینبؓ جحش کی بیٹی رضی اللہ عنہا کا ذکر (۳۵)

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں حضرت زیدؓ ایک صحابی ہیں ہمارے حضرت نے ان کو اپنا بیٹا بنایا تھا۔ پہلے بیٹا بنانا شرع میں درست تھا جب وہ جوان ہوئے حضرت کو ان کی شادی کی فکر ہوئی آپ نے انہی زینب کے لیئے ان کے بھائی کو پیغام دیا۔ یہ دونوں بھائی بہن حسب نسب میں حضرت زید کو برابر کا نہ سمجھتے تھے اسواسطے اوّل اوّل رُکے مگر خدائے تعالیٰ نے آیت بھیجدی کہ پیغمبر کی تجویز کے بعد پھر مسلمان کو کوئی عذر نہ چاہیئے دونوں نے منظور کرلیا اور نکاح ہوگیا مگر کچھ میاں بی بی میں اچھی طرح نہ بنی نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت زیدؓ نے طلاق دینے کا ارادہ کرلیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر صلاح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور سمجھایا مگر انداز سے آپکو معلوم ہوگیا کہ یہ طلاق دیئے بدوں رہینگے نہیں اسوقت آپ کو بہت سوچ ہوا کہ اوّل ہی ان دونوں بھائی بہنوں کا دل اس نکاح کو گوارا نہ کرتا تھا مگر ہمارے کہنے سے قبول کرلیا اب اگر طلاق ہوگئی تو اور بھی دونوں بھائی بہنوں کی بات ہلکی ہوگی اور بہت دلشکنی ہوگی ان کی دلجوئی کی کیا تدبیر کیجائے آخر سوچنے سے یہ بات خیال میں آئی کہ اگر میں اپنے سے نکاح کرلوں تو بیشک ان کے آنسو پونچھ جاوینگے ورنہ اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی لیکن اسکے ساتھ ہی دنیا کی زبان کا یہ بھی خیال تھا کہ بے ایمان لوگ طعنے ضرور دینگے کہ بیٹے کی بیوی کو گھر میں ڈال لیا اگرچہ شرع سے منہ بولا بیٹا سچ مچ کا بیٹا نہیں ہوجاتا مگر خلقت کی زبان کو کون پکڑے پھر اُن میں بھی بے ایمان لوگ جن کو طعنہ دینے کیواسطے ذراسا نکتہ بہت ہے آپ اس سوچ بچار ہی میں تھے ادھر حضرت زید نے طلاق بھی دیدی عدت گذرنے کے بعد آپ کی زیادہ رائے اسی طرف ٹھیری کہ پیغام بھیجنا چاہیئے چنانچہ آپ نے پیغام دیا۔ انہوں نے کہا میں اپنے پروردگار سے کہہ لوں اپنی عقل سے کچھ نہیں کرتی اُن کو جو منظور ہوگا آپ ہی سامان کر دینگے یہ کہکر وضو کرکے مصلّے پر پہنچ نماز میں لگ گئیں اور نماز کے بعد دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر آیت نازل کردی کہ ہم نے ان کا نکاح آپ سے کردیا آپ ان کے پاس تشریف لے آئے اور آیت سنادی۔ وہ اور بیبیو پر فخر کیا کرتیں کہ تمہارا نکاح تمہارے ماں باپ

نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کیا اور پہلے پہل جو پردہ کا حکم ہوا ہے وہ ان ہی کی شادی میں ہوا اور یہ بی بی بڑی سخی تھیں دستکار بھی تھیں اپنی دستکاری کی آمدنی سے خیرات کیا کرتیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سب بیبیوں نے مل کر ہمارے حضرت سے پوچھا کہ آپ کے بعد سب سے پہلے کون بی بی دنیا سے جا کر آپ سے ملیگی آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے عربی بول چال میں لمبے ہاتھ والا کہتے ہیں سخی کو مگر بیبیوں کی سمجھ میں نہ آیا۔ وہ سمجھیں اسی ناپ کے لمبان کو سب نے ایک لکڑی سے اپنے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کئے تو سب سے زیادہ لمبے ہاتھ نکلے حضرت سودہ رض کے مگر مریں سب سے پہلے حضرت زینب ؓ اُسوقت سمجھ میں آیا کہ او ہو یہ مطلب تھا غرض ان کی سخاوت اللہ و رسول کے نزدیک بھی مانی ہوئی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے حضرت زینب سے اچھی کوئی عورت نہیں دیکھی دین میں بڑی کامل خدا سے بہت ڈرنیوالی بات کی بڑی سچی رشتہ داروں سے بڑی سلوک کرنیوالی خیرات بہت کرنیوالی خیرات کرنے کیواسطے دستکاری میں بڑی محنتیں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا کہ دل میں بہت عاجزی رکھنے والی خدا کے سامنے گڑ گڑانیوالی **فائدہ** بیبیو تم نے سن لی سخاوت کی بزرگی اور دستکاری کی خوبی اور ہر کام میں خدا سے رجوع کرنا دیکھو کبھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ذلت مت سمجھنا ہنر پیشہ کو کبھی عیب مت جاننا

(۸)	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر	(۳۶)

یہ بھی ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں جب مکہ میں کافروں نے مسلمانوں کو ستایا اور مدینہ جانے کا اُسوقت تک حکم نہ ہوا تھا، اس وقت بہت سے مسلمان حبشہ کے ملک کو چلے گئے تھے وہاں کا بادشاہ جس کو نجاشی کہتے ہیں نصرانی مذہب رکھتا تھا، مگر مسلمانوں کے جانے کے بعد وہ مسلمان ہو گیا غرض جو مسلمان حبشہ گئے تھے ان ہی میں حضرت ام حبیبہ بھی تھیں یہ بیوہ ہو گئیں تو نجاشی بادشاہ نے ایک خواص جس کا نام ابرہہ تھا اُن کے پاس بھیجی کہ میں تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے پیغام دیتا ہوں انہوں نے منظور کیا اور انعام میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور کچھ انگوٹھی کچھ چھلے دیئے ان کے پہلے شوہر کا نام عبید اللہ بن جحش تھا **فائدہ** کیسی دیندار تھیں کہ دین کی حفاظت کے لئے گھر سے بے گھر ہوئیں آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو محنت کے بدلے کیسی راحت اور کیسی عزت دی کہ حضرت سے نکاح ہوا اور بادشاہ نے ان کا بندوبست کیا بیبیو دین کا جب موقع آجائے کبھی دنیا کے آرام کا یا نام کا یا مال کا یا گھر باہر کا لالچ مت کرنا سب چیزیں دین پر قربان

(۹)	حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا ذکر	(۳۷)

یہ بھی ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں یہ ایک لڑائی میں جو بنی مصطلق کی لڑائی کے نام سے

مشہور ہے کافروں کے شہر سے قید ہو کر آئی تھیں اور ایک صحابی ثابت بن قیس یا انکے کوئی چچازاد بھائی تھے یہ ان کے حصے میں لگی تھیں انہوں نے اپنے آقا سے کہا کہ میں تم کو اتنا روپیہ دوں اور تم مجھ کو غلامی سے آزاد کر دو انہوں نے منظور کیا اور وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہ کچھ روپیہ کا سہارا لگا دیں آپ نے ان کی دینداری اور غریبی پر رحم کھایا اور فرمایا کہ اگر تم کہو تو روپیہ سب میں ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں انہوں نے جی جان سے قبول کر لیا غرض نکاح ہو گیا جب لوگوں کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو ان کے کنبے قبیلے کے اور بھی بہت قیدی دوسرے مسلمانوں کے قبضے میں تھے سب نے ان قیدیوں کو غلامی سے آزاد کر دیا کہ اب ان کا ہمارے حضرت سے سسرالی رشتہ ہو گیا اب ان کو غلام بنانا بے ادبی ہے حضرت عائشہ رض کا قول ہے کہ ہم کو ایسی کوئی عورت معلوم نہیں ہوئی کہ جس سے اس کی برادری کو اتنا بڑا فائدہ پہنچا ہو انکے پہلے شوہر کا نام مسافع بن صفوان تھا **فائدہ** دیکھو دینداری عجب نعمت ہے کہ اس کی بدولت باوجود لونڈی ہونیکے حضرت کی بیوی بنیں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی عزت دار نہیں جب آپ نے لونڈی کو بیوی بنانا عیب نہیں سمجھا تو اگر کوئی گھٹیا جگہ کسی مصلحت سے نکاح کر لے یا پردیس سے کسی کو لے آئے تو تم بھی اس کو حقیر مت سمجھو یہ بہت بُرا مرض ہے اور گناہ بھی ہے۔ دیکھو صحابہ کا ادب کہ اُن بیوی کی عزت کتنی بڑھی کہ ان کی برادری کی ذلت بھی گوارا نہیں کی آجکل کیسی جہالت ہے کہ خود ایسی بیوی کی بھی عزت نہیں کرتیں چاہے کیسی ہی دیندار ہو بھلا اس کی برادری کی تو کیا خاک عزت کرنے کی امید ہے

(۱۰) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ذکر (۳۸)

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں ایک بہت بڑے حدیث کے جاننے والے عالم یوں کہتے ہیں کہ ان کا نکاح حضرت سے اس طرح ہوا ہے کہ انہوں نے یوں عرض کیا تھا کہ میں اپنی جان آپ کو بخشتی ہوں یعنی بدون مہر کے آپ کے نکاح میں آنا منظور کرتی ہوں اور آپ نے قبول فرما لیا تھا اس طرح کا نکاح خاص ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو درست تھا اور ایک بہت بڑے تفسیر کے جاننے والے عالم یوں کہتے ہیں کہ جس آیت میں ایسے نکاح کا حکم ہے وہ اوّل انہی بی بی کے لئے اتری ہے ان کے پہلے شوہر کا نام حویطب تھا **فائدہ** دیکھو کیسی دین کی عاشق بیبیاں تھیں کہ حضرت کی خدمت کو عبادت سمجھکر مہر کی بھی پرواہ نہیں کی حالانکہ اُس زمانہ میں مہر نقد النقد ہی ملجایا کرتا تھا ہمارے زمانہ کی طرح قیامت یا موت کا اُدھار نہ تھا بیبیو بس دین ہی کو ہمیشہ اصلی دولت سمجھو دنیا سے ایسی محبت مت رکھو کہ اپنے وقت کو اپنے خیال کو اسی میں کھپا دو رات دن اسی کا دھندا رہے ملجاوے تو باغ باغ ہو جاؤ چاہے

ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جس قدر نکاح ہوئے سب ایسے ہی رحم و کرم یا کسی بہت بڑی دین کی مصلحت کی وجہ سے ہوئے ہیں ۱۲ ف یعنی مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ ۱۲ محشی

ثواب ہو چاہے گناہ نہ ملے تو غم سوار ہو جاوے شکایت کرتی پھرو دولت والوں پر حسد کرنے لگو نیت ڈانواڈول کرنے لگو

(۱۱) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر (۳۹)

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں خیبر ایک بستی ہے وہاں یہودیوں سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تھی یہ بی بی اس لڑائی میں قید ہو کر آئی تھیں اور ایک صحابی رضؓ کے حصے میں لگ گئی تھیں حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے مول لے کر آزاد کر دیا اور اُنسے نکاح کر لیا یہ بی بی حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کی اولاد میں ہیں اور نہایت بُردبار عقلمند خوبیوں کی بھری ہیں اِن کی بُردباری ایک قصہ سے معلوم ہوتی ہے کہ اُن کی ایک لونڈی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جھوٹ موٹ ان کی دو باتوں کی چغلی کھائی ایک تو یہ کہ اُن کو ابتک سنیچر کے دن سے محبت ہے یہ دن یہودیوں میں بڑی تعظیم کا تھا مطلب یہ تھا کہ اُن میں مسلمان ہو کر بھی اپنے پہلے مذہب یہودی ہونے کا اثر باقی ہے تو یوں سمجھو کہ مسلمان پوری نہیں ہوئیں دوسری بات یہ کہی کہ یہودیوں کو خوب دیتی لیتی ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت صفیہ سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ پہلی بات تو بالکل جھوٹ ہے جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں اور جمعہ کا دن خدائے تعالیٰ نے دیدیا ہے سنیچر سے دل کو لگاو بھی نہیں رہا رہی دوسری بات وہ البتہ صحیح ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ میرے رشتہ دار ہیں اور رشتہ داروں سے سلوک کرنا شرع کے خلاف نہیں پھر اس لونڈی سے پوچھا کہ تجھ کو جھوٹی چغلی کھانیکو کس نے کہا تھا کہنے لگی شیطان نے۔ آپ نے فرمایا جا تجھ کو غلامی سے آزاد کیا۔ ان کے پہلے شوہر کا نام کنانہ بن ابی الحقیق تھا۔ فائدہ بیبیو دیکھو بُردباری اسے کہتے ہیں تم کو بھی چاہیئے کہ اپنی ماما نوکر چاکر کی خطا اور قصور معاف کرتی رہا کرو۔ بات بات میں بدلہ لینا کم حوصلگی ہے اور دیکھو سچی کیسی ہیں کہ جو بات تھی صاف کہدی اس کو بنایا نہیں جیسے آج کل بعضوں کی عادت ہے کہ کبھی اپنے اوپر بات نہیں آنے دیتیں ہیر پھیر کر کے اپنے کو الزام سے بچاتی ہیں بات کا بنانا بھی بُری بات ہے۔

(۱۲) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر (۴۰)

یہ بی بی ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اُنسے بہت محبت تھی اُن کا نکاح حضرت ابوالعاص رضؓ بن الربیع سے ہوا تھا جب یہ مسلمان ہوگئیں اور شوہر نے مسلمان ہونے سے انکار کیا تو اُنسے علاقہ قطع کر کے انہوں نے مدینہ کو ہجرت کی تھوڑے دنوں پیچھے اُن کے شوہر

بھی مسلمان ہوکر مدینہ آگئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر انہی سے نکاح کر دیا اور وہ بھی ان کو بہت چاہتے تھے جب یہ ہجرت کر کے مدینہ چلی تھیں راستے میں ایک اور قصہ ہوا کہ کہیں دو کافر ملگئے ان میں سے ایک نے اُن کو دھکیل دیا یہ ایک پتھر پر گر پڑیں اور اُن کو کچھ امید تھی وہ بھی جاتی رہی اور اس قدر صدمہ پہنچا کہ مرتے دم تک اچھی نہ ہوئیں آخر اُسی میں انتقال کیا **فائدہ** دیکھو کیسی ہمت اور دینداری کی بات ہے کہ دین کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا خاوند کو چھوڑ دیا کافروں کے ہاتھ سے کیسی تکلیف اٹھائی کہ اس میں جان گئی مگر دین پر قائم رہیں بیبیو دین کے سامنے سب چیزوں کو چھوڑ دینا چاہئے اگر تکلیف پہنچے اس کو جھیلو اگر خاوند بد دین ہو کبھی اس کا ساتھ مت دو –

(۲)	حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر	(۴۱)

یہ بھی ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں ان کا پہلا نکاح عتبہ سے ہوا جو ابولہب کافر کا بیٹا ہے جس کی بُرائی سورہ تبت میں آئی ہے جب یہ دونوں باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور باپ کے کہنے سے اس نے ان بی بی کو چھوڑ دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا جب ہمارے حضرت بدر کی لڑائی میں چلے ہیں اس وقت یہ بیمار تھیں اور آپ حضرت عثمانؓ کو اُن کی خبر خبر لینے کے واسطے مدینہ چھوڑ گئے تھے اور فرمایا تھا کہ تم کو بھی جہاد والوں کے برابر ثواب ملیگا اور جہاد والوں کے ساتھ اُن کا حصہ بھی لگایا جس روز لڑائی فتح کر کے مدینہ میں آئے ہیں اُسی روز انتقال ہو گیا **فائدہ** دیکھو اُن کی کیسی بزرگی ہے کہ ان کی خدمت کرنے کا ثواب جہاد کے برابر ٹھیرا یہ بزرگی اُن کے دیندار ہونے کی وجہ سے ہے بیبیو اپنے دین کو پکا کرنے کا خیال ہر وقت رکھو کوئی گناہ نہ ہونے پاوے اس سے دین میں کمزوری آجاتی ہے

(۳)	حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر	(۴۲)

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں انکا پہلا نکاح عتیبہ سے ہوا تھا جو اُسی کافر ابولہب کا دوسرا بیٹا ہے ابھی رخصت نہ ہونے پائی تھیں کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری ملگئی وہ دونوں باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور اُس نے بھی باپ کے کہنے سے ان بی بی کو چھوڑ دیا جب انکی بہن حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تھا تو اُن کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہو گیا اور جب حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تھا اتفاق سے اسی زمانہ میں حضرت حفصہؓ بھی بیوہ ہو گئی تھیں اُن کے باپ حضرت عمرؓ نے اُن کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کرنا چاہا اُنکی

پھر رائے نہ ہوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ حفصہؓ کو تو عثمان سے اچھا خاوند بتلاتا ہوں اور عثمان کو حفصہ سے اچھی بیوی بتلاتا ہوں۔
چنانچہ آپ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کر لیا اور حضرت عثمانؓ کا حضرت ام کلثومؓ سے کر دیا **فائدہ** آپ نے انکو اچھا کہا اور پیغمبر کسی کو اچھا کہیں یہ ایمان کی بدولت ہے۔ بیبیو ایمان اور دین درست رکھو۔

(۴) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا ذکر (۴۳)

یہ عمر میں سب بہنوں سے چھوٹی اور رتبہ میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی جان کا ٹکڑا فرمایا ہے اور انکو سارے جہان کی عورتوں کا سردار فرمایا ہے اور یوں بھی فرمایا ہے کہ جس بات سے فاطمہؓ کو رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے اور جس بیماری میں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی ہے اس بیماری میں آپ نے سب سے پوشیدہ صرف ان ہی کو اپنی وفات نزدیک ہو جانے کی خبر دی تھی جس پر یہ رونے لگیں آپ نے پھر اُن کے کان میں فرمایا کہ تم رنج مت کرو ایک تو سب سے پہلے تم میرے پاس چلی آؤ گی دوسرے جنت میں سب بیبیوں کی سردار ہو گی یہ سنکر ہنسنے لگیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے کتنا ہی پوچھا کہ یہ کیا بات تھی انہوں نے حضرت کی وفات کے بعد یہ بھید بتلایا[1] اور حضرت علی سے انکا نکاح ہوا ہے اور یہ بھی حدیثوں میں ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں **فائدہ** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ساری محبت اور خصوصیت اس لئے تھی کہ یہ دیندار اور صابر شاکر سب سے زیادہ تھیں بیبیو دین اور صبر اور شکر کو اختیار کرو تم بھی خدا اور رسول کی پیاری بنجاؤ گی **فائدہ** جہاں سب سے پہلے پہل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا حال آیا ہے وہاں بھی ان سب بیبیوں اور سب بیٹیوں کے نام آچکے ہیں **فائدہ** بیبیو ایک اور بات سوچنے کی ہے تم نے حضرت کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کا حال پڑھا ہے اس سے تم کو یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ بیبیوں میں بجز حضرت عائشہؓ کے سب بیبیوں کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسرا نکاح ہوا ہے اور بیٹیوں میں بجز حضرت زینبؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باقی دو کا حضرت عثمانؓ سے دوسرا نکاح ہوا ہے یہ بارہ بیبیاں وہ ہیں کہ دنیا میں کوئی عورت عزت دار رتبے میں ان کے برابر نہیں اگر دوسرا نکاح کوئی عیب کی بات ہوتی تو یہ بیبیاں تو یہ تو کیا عیب کی بات کرتیں افسوس ہے کہ بعضے کم سمجھ آدمی اس کو عیب سمجھتے ہیں بھلا جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی بات کو عیب اور بے غیرتی سمجھا تو ایمان کہاں رہا یہ کیسے مسلمان ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو عیب اور کافروں کے طریقہ کو عزت کی بات

[1] یہ راز آپ نے اپنی وفات کے وقت ظاہر فرمایا۔

سمجھیں کیونکہ یہ طریقہ بیوہ عورت کو بٹھلائے رکھنے کا خاص ہندوستان کے کافروں کا ہے اور بھی سنو تم سے پہلے وقتوں کی بیواؤں میں بڑا فرق ہے ان کمبختی کی ماریوں میں جہالت تو تھی مگر اپنی آبرو کی بڑی حفاظت کرتی تھیں اپنے نفس کو مار دیتی تھیں اُنسے کوئی بات اونچ نیچ کی نہیں ہونے پاتی تھی اور اب تو بیواؤں کو سہاگنوں سے زیادہ بناؤ سنگار کا حوصلہ ہوتا ہے اس لئے بہت جگہ ایسی نازک باتیں ہونے لگی ہیں جو کہنے کے لائق نہیں اب بالکل بیوہ کے بٹھلانے کا زمانہ نہیں رہا کیونکہ نہ عورتوں میں پہلی سی شرم وحیا رہی اور نہ مردوں کی پہلی سی غیرت اور نہ بیواؤں کے رنڈا پا کاٹنے اور ہر طرح سے اُن کے کھانے کپڑے کی خبر لینے کا خیال رہا اب تو بھول کر بھی بیوہ کو بٹھلانا نہ چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ اور توفیق دیں پہلی امتوں کی بیبیوں کے بعد یہاں تک حضرت کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کل پندرہ بیبیوں کا ذکر ہو آگے اور ایسی بیبیوں کا ذکر آتا ہے جو حضرت کے وقت میں تھیں ان میں بعضوں کو حضرت سے خاص خاص تعلق بھی ہیں۔

(۱)	حضرت حلیمہ سعدیہ رضؓ کا ذکر	(۴۴)

ان بی بی نے ہمارے پیغمبر صلے اللہ وسلم کو دودھ پلایا ہے اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طائف شہر پر جہاد کیا ہے اس زمانہ میں یہ بی بی اپنے شوہر اور بیٹے کو لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تھیں آپ نے بہت تعظیم کی اور اپنی چادر بچھا کر اس پر اُن کو بٹھلادیا اور وہ سب مسلمان ہوئے **فائدہ** دیکھو باوجودیکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن کا بڑا علاقہ تھا مگر یہ جان گئیں کہ بدون دین و ایمان کے فقط اس علاقہ سے بخشش نہ ہوگی اس لئے آکر دین قبول کیا بیبیو تم اس بھروسے مت رہنا کہ ہم فلانے پیر کی اولاد میں ہیں یا ہمارا فلانا بیٹا یا پوتا عالم حافظ ہے یہ لوگ ہم کو بخشوا لیں گے یاد رکھو اگر تمہارے پاس خود بھی دین ہے تو یہ لوگ بھی کچھ اللہ میاں سے تمہارے واسطے کہہ سن سکتے ہیں نہیں تو ایسے علاقے کچھ بھی کام نہ آویں گے۔

(۲)	حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا ذکر	(۴۵)

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اُن کے پاس ملنے جایا کرتے ایک بار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے انہوں نے ایک پیالے میں کوئی پینے کی چیز دی خدا جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوقت جی نہ چاہتا تھا یا آپ کا روزہ تھا آپ نے عذر کر دیا چونکہ پالنے رکھنے کا ان کو ناز تھا ضد باندھکر کھڑی ہو گئیں اور بے جھجک کہہ رہی تھیں پینا پڑے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں بھی فرمایا کرتے کہ میری حقیقی ماں کی

بعد ام ایمن میری ماں ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کبھی کبھی اُن کی زیارت کو جایا کرتے اُن کو دیکھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرکے رونے لگتیں وہ دونوں صاحب بھی رونے لگتے **فائدہ** دیکھو کیسی بزرگی کی بات ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جاویں ایسے بڑے بڑے صحابہؓ اُن کی مدارات کریں بزرگی اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور دین میں کامل تھیں بیبیو اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت یہی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کرو اور اُن کو نیک باتیں بتلاؤ عورتوں کو دین سکھلاؤ اپنی اولاد کو نیکی کی تعلیم دو اور خود بھی دین میں مضبوط رہو انشاءاللہ تعالیٰ تم کو بھی بزرگی کا حصہ ملجاوے گا اور زیارت سے یوں مت سمجھ جائیو کہ یہ سب زیارت کرنیوالوں کے سامنے بے پردہ ہوجاتی ہوں گی کسی کے پاس ارادہ کرکے جانا اور پاس بیٹھنا اگرچہ درمیان میں پردہ بھی ہو اور اچھی اچھی باتیں کہنا سننا بس یہی زیارت ہے۔

(۱۳)	حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ذکر	(۴۶)

یہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحابیہؓ ہیں اور ایک صحابی ہیں ابوطلحہ ان کی یہ بیوی ہیں اور ایک صحابی ہیں حضرت انسؓ جو ہمارے حضرتؐ کے خاص خدمت گذار ہیں ان کی یہ ماں ہیں اور ایک طرح سے ہمارے حضرتؐ کی خالہ ہیں اور اُن کے ایک بھائی تھے صحابیؓ وہ ایک لڑائی میں حضرت کیساتھ شہید ہوگئے تھے اِن سب باتوں کے سبب ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کی بہت خاطر کرتے تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لیجایا کرتے اور حضرت نے اُن کو جنت میں بھی دیکھا تھا اور ان کا ایک عجیب قصہ آیا ہے کہ اُنکا ایک بچہ تھا وہ بیمار ہوگیا اور ایک دن مرگیا رات کا وقت تھا اب ان کا صبر دیکھیو یہ خیال آیا کہ اگر خاوند کو خبر کروں گی ساری رات بیچین ہوں گے کھانا دانہ نہ کھاوینگے بس چپ ہوکر بیٹھ رہیں آئے خاوند اور پوچھا بچہ کیسا ہے کہنے لگیں آرام ہے اور جھوٹ بھی نہیں کہا مسلمان کے واسطے اس سے بڑھ کر کیا آرام ہوگا کہ اپنے اصلی ٹھکانے چلا جاوے وہ سمجھے نہیں غرض اُن کے سامنے کھانا لاکر رکھا انہوں نے کھانا کھایا پھر اُن کو اُن کی طرف خواہش ہوئی خدا کی بندی نے اُس سے بھی عذر نہیں کیا جب ساری باتوں سے فراغت ہوچکی تو خاوند سے پوچھتی ہیں کہ اگر کوئی کسی کو مانگی چیز دے اور پھر اپنی چیز مانگنے لگے تو انکار کرنے کا کچھ حق حاصل ہے انہوں نے کہا نہیں کہنے لگی تو پھر بچہ کو صبر کرو وہ بڑے خفا ہوئے کہ مجھکو جب ہی کیوں نہ خبر کی۔ انہوں نے یہ سارا قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر بیان کیا آپ نے ان کیلئے دعا کی خدا کی قدرت اُسی رات حمل رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا عبداللہ اسکا نام رکھا گیا اور یہ عبداللہ عالم ہوئے اور انکی اولاد میں بڑے بڑے عالم ہوئے

از تکملہ حدیث و تخریج آل ۱۲۰

فائدہ بیبیو صبر اسے سیکھو اور خاوند کو آرام پہنچانے کا سبق اس سے لو اور یہ جو مانگی ہوئی چیز کی مثال دی کیسی اچھی اور سچی بات ہے۔ اگر آدمی اتنی بات سمجھ لے تو کبھی بے صبری نہ کرے دیکھو اس صبر کی برکت کہ اللہ میاں نے اس بچہ کا عوض کتنی جلدی دیا اور کیسا برکت کا عوض دیا جس کی نسل میں عالم فاضل ہوئے۔

(۴۷)	حضرت ام حرام کا ذکر	(۴)

یہ بھی صحابیہ ہیں اور ام سلیمؓ جنکا ذکر ابھی گذرا ہے اُن کی بہن ہیں یہ بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی طرح کی خالہ ہیں اُن کے یہاں بھی حضرت تشریف لیجایا کرتے تھے ایک بار آپ نے اُن کے گھر کھانا کھایا پھر نیند آگئی سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے انہوں نے وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ میں نے اسوقت خواب میں اپنی امت کے لوگوں کو دیکھا کہ جہاد کیلئے جہاز میں سوار ہوئے جا رہے ہیں اور سامان لباس میں امیر اور بادشاہ معلوم ہوتے ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجیے خدائے تعالیٰ مجھ کو بھی اُن میں سے کردے آپ نے دعا فرمادی پھر آپ کو نیند آگئی تو اسی طرح پھر ہنستے ہوئے اُٹھے اور اسی طرح کا خواب پھر بیان کیا اس خواب میں اسی طرح کے اور آدمی نظر آئے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا کر دیجیے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا تم پہلے میں سے ہو چنانچہ اُن کے شوہر جن کا نام عبادہ تھا دریا کے سفر کے جہاد میں گئے یہ بھی ساتھ گئیں جب دریا سے اتری ہیں یہ کسی جانور پر سوار ہونے لگیں اس نے شوخی کی یہ گر گئیں اور جان بحق ہوئیں فائدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہو گئی کیونکہ جب تک گھر لوٹ کر نہ آوے وہ سفر جہاد ہی کا رہتا ہے اور جہاد کے سفر میں چاہے کسی طرح مر جاوے اس میں شہیدی کا ثواب ملتا ہے دیکھو کیسی دیندار تھیں کہ ثواب حاصل کرنے کے شوق میں جان کی بھی محبت نہیں کی خود دعا کرائی کہ مجھ کو یہ دولت ملے بیبیو تم بھی اس کا خیال رکھو اور دین کا کام کرنے میں اگر تھوڑی بہت تکلیف ہوا کرے اس سے گھبرایا مت کرو آخر ثواب بھی تو تم ہی لوگی

(۴۸)	حضرت ام عبدؓ کا ذکر	(۵)

ایک صحابی ہیں بہت بڑے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضؓ یہ بی بی اُن کی ماں ہیں اور خود بھی صحابیہ ہیں انکا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے کاموں میں ایسا دخل تھا کہ دیکھنے والے یوں سمجھتے تھے کہ یہ بھی گھر والوں میں سے ہی ہیں فائدہ اسقدر خصوصیت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے گھر میں یہ فقط دین

کی بدولت تھی بیبیو اگر دین کو سنوارو گی تم کو بھی قیامت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیکی نصیب ہوگی

(۶)	حضرت ابوذر غفاری کی والدہ کا ذکر	(۴۹)

یہ ایک صحابی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کی خبر مشہور ہوئی اور کافروں نے جھٹلایا تو یہ بزرگ اپنے وطن سے مکہ میں اس بات کی تحقیق کرنے کو آئے تھے یہاں کا حال دیکھ بھال کر مسلمان ہو گئے جب یہ لوٹ کر اپنے گھر گئے ان کی ماں نے سارا قصہ سنا کہنے لگیں مجھ کو تمہارے دین سے کوئی انکار نہیں میں بھی مسلمان ہوتی ہوں فائدہ دیکھو طبیعت کی پاکی یہ ہے کہ جب سچی بات معلوم ہو گئی اس کے ماننے میں باپ دادا کے طریقہ کا خیال نہیں کیا بیبیو تم بھی جب شرع کی بات معلوم ہو جایا کرے اس کے مقابلہ میں خاندانی رسموں کا نام مت لیا کرو بس خوشی خوشی دین کی بات مان لیا کرو اور اسی کا برتاؤ کیا کرو۔

(۷)	حضرت ابوہریرہؓ کی ماں کا ذکر	(۵۰)

یہ ایک صحابی ہیں اپنی ماں کو دین قبول کرنے کے واسطے سمجھایا کرتے ایک دفعہ ماں نے دین ایمان کو کوئی ایسی بات کہدی کہ انکو بڑا صدمہ ہوا یہ روتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضرت میری ماں کے واسطے دعا کیجئے کہ خدا اسکو ہدایت کرے آپ نے دعا کی کہ اے اللہ ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت کر یہ خوش خوش گھر پہنچے تو دروازہ بند تھا اور پانی گرنے کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی نہاتا ہو ان کے آنے کی آہٹ سنکر ماں نے پکار کر کہا کہ وہاں ہی رہو نہا دھوکر کواڑ کھولے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔۔۔۔ ان کا مارے خوشی کے یہ حال ہو گیا کہ بے اختیار رونا شروع کیا اور اسی حال میں جاکر سارا قصہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا انہوں نے کہا یا رسول اللہ اللہ میاں سے دعا کر دیجئے کہ مسلمانوں سے ہم ماں بیٹوں کو محبت ہو جائے اور مسلمانوں کو ہم دونوں سے محبت ہو جاوے آپ نے دعا فرما دی فائدہ دیکھو نیک اولاد سے کتنا بڑا فائدہ ہے بیبیو اپنے بچوں کو بھی دین کا علم سکھلاؤ انسے تمہارا دین بھی سنورے گا۔

(۸)	حضرت اسماء بنت عمیس کا ذکر	(۵۱)

یہ بی بی صحابی ہیں جب مکہ میں کافروں نے مسلمانوں کو بہت ستایا اس وقت بہت مسلمان ملک حبش کو چلے گئے تھے انمیں یہ بھی تھیں پھر جب حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے تو وہ سب مسلمان

مدینہ آگئے تھے انہیں یہ بھی تھیں آپ نے انکو خوشخبری دی تھی کہ تم نے دو ہجرتیں کی ہیں تمکو بہت ثواب ہوگا **فائدہ** دیکھو دین کے واسطے کس طرح گھر سے بے گھر ہوئیں تب تو ثواب لوٹے بیبیو اگر دین کے واسطے کچھ محنت اٹھانا پڑے اکتایو مت

(۵۲)	حضرت حذیفہ کی والدہ کا ذکر	(۹)

حضرت حذیفہ رض صحابی ہیں یہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے ایک بار مجھ سے پوچھا تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے ہوئے کتنے دن ہوئے میں نے بتلا دیا اتنے دن ہوئے مجھ کو برا بھلا کہا میں نے کہا اب جاؤں گا اور مغرب آپ ہی کیساتھ پڑھوں گا اور آپ سے عرض کرونگا کہ میرے لئے اور تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں چنانچہ میں گیا اور مغرب پڑھی عشاء پڑھ کر آپ چلے میں ساتھ ہو لیا میری آواز سنکر فرمایا حذیفہ ہے میں نے کہا جی ہاں فرمایا کیا کام ہے اللہ تعالیٰ تمہاری ماں کی بخشش کریں **فائدہ** دیکھو کیسی اچھی بی بی تھیں اپنی اولاد کیلئے ان باتوں کا بھی خیال رکھتی تھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے یا نہیں بیبیو تم بھی اپنی اولاد کو تاکید رکھا کرو کہ بزرگوں کے پاس جاکر بیٹھا کریں انسے دین کی باتیں سیکھا کریں اچھی صحبت کی برکت حاصل کیا کریں۔

(۵۳)	حضرت فاطمہ بنت خطاب کا ذکر	

حضرت عمر رض کی بہن ہیں حضرت عمر رض سے پہلے مسلمان ہو چکی ہیں اُن کے خاوند بھی سعید بن زید مسلمان ہو چکے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُسوقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے یہ دونوں حضرت عمر رض کے ڈر کے مارے اپنا اسلام پوشیدہ رکھتے تھے ایک دفعہ اُنکے قرآن پڑھنے کی آواز حضرت عمر رض نے سن لی اور اُن دونوں کیساتھ بڑی سختی کی لیکن بہنوئی تو بھلا مرد تھے ہمت ان بی بی کی دیکھو کہ صاف کہا کہ بیشک ہم مسلمان ہیں اور قرآن پڑھ رہے تھے چاہے مارو چاہے چھوڑو حضرت عمر رض نے کہا مجھ کو بھی قرآن دکھلاؤ بس قرآن کا دیکھنا تھا اور اُس کا سننا تھا فوراً ایمان کا نور اُن کے دل میں داخل ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے **فائدہ** بیبیو تمکو بھی دین اور شرع کی باتوں میں ایسی ہی مضبوطی چاہئے یہ نہیں کہ ذرا سے روپے کیواسطے شرع کے خلاف کر لیا برادری کنبے کے خیال سے شرع کے خلاف رسمیں کریں اور جو بات بھی شرع کی خلاف ہو کسی طرح اُس کے پاس مت جاؤ۔

(۵۴)	ایک انصاری عورت کا ذکر	

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اُحد کی لڑائی میں ایک انصاری بی بی

کا خاوند اور باپ بھائی سب شہید ہو گئے جب اس نے سنا تو اول پوچھا کہ یہ بتلاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں لوگوں نے کہا خیریت سے کہنے لگیں جب آپ صحیح سالم ہیں پھر کسی کا کیا غم ۔
فائدہ سبحان اللہ حضرت کیساتھ کیسی محبت تھی بیبیو اگر تم کو حضرت کیساتھ محبت کرنی منظور ہے تو آپ کی شرع کی پوری پوری پیروی کرو۔ اس سے محبت ہو جاوے گی اور محبت کی وجہ سے بہشت میں حضرت کے پاس درجہ ملے گا۔

حضرت ام فضل لبابہ بنت حارث کا ذکر (۵۵)

یہ ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی چچی ہیں اور حضرت عباس رضؓ کی بی بی اور عبداللہ بن عباس کی ماں ہیں قرآن میں جو آیا ہے کہ جو مسلمان کافروں کے ملک میں رہنے سے خدا کی عبادت نہ کر سکے اُسکو چاہیئے کہ اُس ملک کو چھوڑ کر کہیں اور جا بسے اگر ایسا نہ کرے گا تو اسکو بہت گناہ ہوگا البتہ بچے اور عورتیں جن کو دوسری جگہ کا نہ رستہ معلوم نہ اتنی دلیری اور ہمت وہ معاف ہیں تو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان ہی کم ہمتوں میں میں اور میری ماں تھیں وہ عورت ہیں اور بچہ میں تھا فائدہ دیکھو یہ اُن کی نیت کی خوبی تھی کہ دل سے کافروں میں رہنا پسند نہ تھا لیکن لاچار تھیں اسواسطے اللہ میاں کی اُن پر رحمت ہوگئی گناہ سے بچا لیا بیبیو تم بھی دل سے ہمیشہ دین کے موافق عمل کرنے کی پکی نیت رکھا کرو پھر تمہاری لاچاری کے معاف ہونیکی امید ہے اور جو دل ہی سے دین کی بات کا ارادہ نہ کیا تو پھر گناہ سے نہیں بچ سکتیں۔

حضرت ام سلیط کا ذکر (۵۶)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ مدینہ کی بیبیوں کو کچھ چادریں تقسیم کر رہے تھے ایک چادر رہ گئی آپ نے لوگوں سے صلاح پوچھی کہ بتلاؤ کس کو دوں لوگوں نے کہا حضرت علی کی بیٹی ام کلثوم جو آپ کے نکاح میں ہیں اُن کو دیدیجئے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ام سلیط کا حق ہے یہ بی بی انصار میں کی ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہیں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ احد کی لڑائی میں اُن کا یہ حال تھا کہ پانی کی مشکیں ڈھوتی پھرتی تھیں مسلمانوں کے پینے کھانے کے واسطے اسی طرح ایک بی بی تھیں خولہ وہ تو لڑائی میں تلوار لے کر لڑتی تھیں فائدہ دیکھو خدا کے کام میں کیسی ہمت کی تھیں جب ہی تو حضرت عمر رضؓ نے اتنی قدر کی۔ اب کم ہمتوں کا یہ حال ہے کہ نماز بھی پانچ وقت کی ٹھیک نہیں پڑھی جاتی ۔

حضرت ہالہ بنت خویلد کا ذکر (۵۷)

یہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سالی اور حضرت خدیجہ رضؓ کی بہن ہیں یہ ایک بار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دروازے سے باہر کھڑے ہوکر آنے کی اجازت چاہی چونکہ آواز اپنی بہن کیسی تھی اسواسطے آپ حضرت خدیجہ کا خیال آکر چونک سے گئے اور فرمانے لگے اے اللہ یہ ہالہ ہو **فائدہ** اس دعا سے معلوم ہوا کہ آپ کو اُن سے محبت تھی یوں تو سالی کا رشتہ بھی ہے مگر بڑی وجہ آپ کی محبت کی صرف دینداری ہے، بیبیو دیندار بنجاؤ تم کو بھی اللہ رسولؐ چاہنے لگیں گے۔

حضرت ہند بنت عتبہ کا ذکر (۵۸)

حضرت معاویہ رضؓ جو ہمارے حضرت صلی علیہ وسلم کے سالے ہیں یہ اُن کی ماں ہیں انہوں نے ایک بار ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مسلمان ہونے سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ آپ سے زیادہ کسی کی ذلت نہ چاہتی تھی اور اب یہ حال ہے کہ آپ سے زیادہ کسی کی عزت نہیں چاہتی آپ نے فرمایا میرا بھی یہی حال ہے **فائدہ** اس سے ایک تو اُن کا سچا ہونا معلوم ہوا دوسرے یہ معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسا تھ اُن کو محبت تھی بیبیو تم بھی سچ بولا کرو۔ اور حضرت سے محبت رکھو اور ایسے کام کرو کہ حضرت کو تم سے محبت ہو جاوے۔

حضرت ام خالد کا ذکر (۵۹)

جب لوگ حبشہ کو ہجرت کر کے گئے تھے اُن میں یہ بھی تھیں اس زمانہ میں بچی تھیں وہاں سے لوٹ کر جب مدینہ کو آئیں تو اُن کے باپ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور یہ بھی ساتھ آئیں ایک زرد کرتہ پہنے ہوئے تھیں آپ کے پاس ایک چھوٹی سی چادر بوٹے دار رکھی تھی آپ نے اُن کو اُڑھادی اور فرمایا بڑی اچھی ہے بڑی اچھی ہے پھر یہ دعا کی کہ گھس گھس پرانی ہو اس دعا کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ تمہاری بڑی عمر ہو لوگوں کا بیان ہے کہ جتنی عمر اُن کی ہوئی ہمنے کسی عورت کی نہیں سُنی لوگوں میں چرچا ہو گیا تھا کہ فلانی بی بی کی اتنی زیادہ عمر ہے یہ بچی تو تھیں ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت سے کھیلنے لگیں باپ نے ڈانٹا آپ نے فرمایا رہنے دو کیا ڈر ہے **فائدہ** بڑی خوش قسمت تھیں بیبیو دین کی چادر یہی نبی کی چادر ہے جیسا کہ قرآن میں پرہیزگاری کو لباس فرمایا ہے اگر اس دولت کو لینا چاہتی ہو تو دین اور پرہیزگاری اختیار کرو

حضرت صفیہ رضؓ کا ذکر (۶۰)

یہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپی ہیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ احد کی لڑائی میں شہید ہوگئے آپ نے یہ فرمایا کہ مجھکو صفیہ کے صدمہ کا خیال ہے ورنہ حمزہؓ کو دفن نہ کرتا درندے کھا جاتے اور قیامت میں درندوں کے پیٹ میں سے اُن کا حشر ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت کو اُنکا بہت خیال تھا کہ اپنے ارادے کو اُن کی خاطر سے چھوڑ دیا۔ بیبیو یہ خیال اُن کی دینداری کی وجہ سے تھا تم بھی دیندار ہوتا کہ تم بھی اس لائق ہو جاؤ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بھی راضی رہیں۔

حضرت ابوالہیثم کی بی بی کا ذکر (۶۱)

یہ ایک صحابی ہیں ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُن کے حال پر ایسی مہربانی تھی کہ ایک بار آپ پر فاقہ تھا جب بھوک کی بہت شدت ہوئی آپ اُن کے گھر بے تکلف تشریف لیگئے میاں تو تھے نہیں میٹھا پانی لینے گیے تھے ان بی بی نے آپ کی خاطر کی پھر میاں بھی آگئے تھے وہ اور بھی زیادہ خوش ہوئے اور سامان دعوت کیا **فائدہ** اگر ان بی بی کے اخلاص پر آپ کو اطمینان نہ ہوتا تو جیسے میاں گھر نہ تھے آپ لوٹ آتے معلوم ہوا کہ آپ جانتے تھے کہ یہ بھی خوب خوش ہیں کسی کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے خوش ہونا اور پیغمبر کا کسی کو اچھا سمجھنا یہ تھوڑی بزرگی نہیں ہے۔ بیبیو حضرت اس وقت مہمان تھے تم بھی مہمانوں کے آنے خوش ہوا کرو تنگ دل مت ہوا کرو۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر کا ذکر (۶۲)

یہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سالی اور حضرت عائشہ کی بہن ہیں جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ کو چلے ہیں جس تھیلی میں ناشتہ تھا اُس کے باندھنے کو کوئی چیز نہ ملی انہوں نے فوراً اپنا کمر بند بیچ سے چیر ڈالا ایک ٹکڑا کمر بند رکھا دوسرے ٹکڑے سے ناشتہ باندھ دیا **فائدہ** ایسی محبت بڑی دیندار کو ہوتی ہے کہ اپنے ایسے کام کی چیز آپ کے آرام کے لئے ناقص کردی بیبیو دین کی محبت ایسی ہی چاہیے کہ اس کے سنوارنے میں اگر دنیا بگڑ جائے کچھ پرواہ نہ کرو۔

حضرت ام رومان کا ذکر

یہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ساس...... اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہیں حضرت

عائشہ رضؓ پر ایک منافق نے توبہ توبہ تہمت لگائی تھی جس میں بعضے بھولے سیدھے مسلمان بھی شامل ہو گئے تھے اور حضرت بھی اُنسے کچھ چپ چپ ہو گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی پاکی قرآن شریف میں اتاری اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ آیتیں پڑھ کر گھر میں سنائیں اُسوقت حضرت ام رومان نے حضرت عائشہ رضؓ کو کہا اٹھو اور حضرت کی شکر گذاری کرو اور اس سے پہلے بھی حالانکہ اُن کو اپنی بیٹی کا بڑا صدمہ تھا مگر کیا ممکن ہے کہ کوئی ذرا سی بات بھی ایسی کہی ہو جس سے حضرت کی شکایت ٹپکتی ہو۔

فائدہ عورتوں ایسا تحمل اور ضبط بہت تعجب کی بات ہے ورنہ ایسے وقت میں کچھ نہ کچھ منھ سے نکل ہی جاتا ہے مثلاً یہی کہہ بیٹھیں کہ افسوس میری بیٹی سے بیوجہ کھنچ گئے خاصکر جب پاکی ثابت ہو گئی اسوقت تو ضرور کچھ نہ کچھ غصہ اور رنج ہوتا کہ لو ایسی پاک پر شبہ تھا رنج و تکرار کیوقت بیٹی کو بڑھاوے مت دیا کرو اس کی طرف ہو کر سسرال والوں سے مت لڑا کرو اس قصہ میں ایک اور بی بی کا ذکر کیا ہے جنکے بیٹے ان ہی تہمت لگانے والوں میں بھولے پن سے شامل ہو گئے تھے اُن بی بی نے ایک موقع پر اپنے بیٹے ہی کو کوسا اور حضرت عائشہ رضؓ کی طرفدار رہیں یہ بی بی ام مسطح کہلاتی ہیں دیکھو حق پرستی یہی ہوتی ہے کہ بیٹے کی بات کی پچ نہیں کی بلکہ سچی بات کی طرف رہیں اور بیٹے کو بُرا کہا۔

حضرت ام عطیہؓ کا ذکر (۶۴)

یہ بی بی صحابی ہیں اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ساتھ چھ لڑائیوں میں گئیں اور وہاں بیماروں زخمیوں کا علاج اور مرہم پٹی کرتی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسقدر محبت تھی کہ جب کبھی آپ کا نام لیتیں تو یوں بھی ضرور کہتیں کہ میرا باپ آپ پر قربان ہو **فائدہ** بیبیو دین کے کاموں میں محنت کرو اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایسی محبت رکھو۔

حضرت بریرہؓ کا ذکر ۶۵

یہ ایک شخص کی لونڈی تھیں پھر اُن کو حضرت عائشہ رضؓ نے خرید کر آزاد کر دیا یہ اُن ہی کے گھر رہتیں اور حضرت عائشہ اور ہمارے حضرت کی خدمت کیا کرتیں ایک بار اُن کے واسطے کہیں سے گوشت آیا تھا ہمارے حضرت نے خود مانگ کر نوش فرمایا تھا **فائدہ** حضرت کی خدمت کرنا کتنی بڑی خوش قسمتی ہے اور ان کی محبت پر حضرت کو پورا بھروسہ تھا جب ہی تو اُن کی چیز کھالی اور یہ سمجھے کہ یہ خوش ہوں گی بیبیو حضرت کی خدمت یہی ہے کہ دین کی خدمت کر دو اور یہی محبت ہے حضرت کے ساتھ۔

فاطمہ بنت ابی حبیش اور حمنہ بنت حجش اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی بی بی زینب کا ذکر ۶۶

ان بیبیوں کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلے پوچھنے کیلئے گھر سے آنا حدیثوں میں آیا ہے اس واسطے ہم نے تینوں کا نام ساتھ ہی لکھدیا کہ اُن کا حال ایک ہی سا ہے پہلی بی بی نے استحاضہ کا مسئلہ پوچھا دوسری بی بی ہمارے حضرت کی سالی اور حضرت زینب کی بہن ہیں انہوں نے بھی استحاضہ کا مسئلہ پوچھا تھا اور تیسری بی بی نے صدقہ دینے کا مسئلہ پوچھا تھا عبداللہ بن مسعودؓ ایک بہت بڑے صحابی ہیں یہ انکی بی بی ہیں **فائدہ** بیبیوں کا شوق ایسا ہوتا ہے تم کو بھی جو مسئلہ معلوم نہ ہو اکرے ضرور پرہیزگار عالموں سے پوچھ لیا کرو اگر کوئی شرم کی بات ہوئی اُن عالموں کی بیبیوں سے کہدیا انہوں نے پوچھ لیا حضرت کی بیبیوں اور بیٹیوں کے بعد یہاں تک ان پچپن[۵۵] عورتوں کے ذکر ہوئے جو حضرت کے زمانہ میں تھیں اور بھی ایسی بہت بیبیوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں مگر ہم نے اتنا ہی لکھا ہے کہ کتاب بڑھ جاوے آگے اُن بیبیوں کا ذکر آتا ہے جو حضرت کے پیچھے ہوئی ہیں۔

(۱) امام حافظ ابن عساکر کی استاد بیبیاں (۶۷)

یہ امام حدیث کے بڑے عالم ہیں جن استادوں سے انہوں نے یہ علم حاصل کیا ہے اُن میں اسّی[۸۰] سے زیادہ عورتیں ہیں **فائدہ** افسوس ایک یہ زمانہ ہے عورتیں دین کا علم حاصل کرکے شاگردی کو درجہ کو بھی نہیں پہنچتیں

(۲) حفید بن زہر الطبیب کی بہن اور بھانجی (۶۸)

یہ ایک مشہور طبیب ہیں ان کی بہن اور بھانجی حکمت کا علم خوب رکھتی تھیں اور ایک بادشاہ تھا خلیفہ منصور اسکے محلات کا علاج اِن ہی کے سپرد تھا **فائدہ** یہ علم تو عورتوں میں سے بالکل جاتا رہا اس علم میں بھی اگر اچھی نیت ہو اور لالچ اور دغا نہ کرے کوئی حرام دوا نہ کھلائے دین کے کاموں میں غفلت نہ کرے تو بڑا ثواب ہے اور مخلوق کا فائدہ ہے اب جاہل دائیاں عورتوں کا ستیاناس کرتی ہیں اگر علم ہوتا تو یہ خرابی کیوں ہوتی جن عورتوں کے باپ بھائی میاں حکیم ہیں وہ اگر ہمت کریں تو اُن کو اس علم کا حاصل کرنا بہت آسان ہے۔

(۳) امام یزید بن ہارون کی لونڈی (۶۹)

یہ حدیث کے بڑے امام ہیں آخیر عمر میں نگاہ بہت کمزور ہوگئی تھی کتاب نہ دیکھ سکتے اُن کی یہ لونڈی اُن کی مدد کرتی

خود کتابیں دیکھکر حدیثیں یاد کر کے اُنکو بتلادیا کرتی فائدہ سبحان اللہ اُس زمانہ میں لونڈیاں باندیاں عالم ہوتی تھیں اب بیبیاں بھی اکثر جاہل ہیں خدا کے واسطے اس دھبہ کو مٹاؤ۔

(۷۰)	ابن سماک کوفی کی لونڈی	(۴)

یہ بزرگ اپنے زمانہ کے بڑے عالم ہیں اُنہوں نے ایک دفعہ اپنی لونڈی سے پوچھا کہ میری تقریر کیسی ہے اُسنے کہا تقریر تو اچھی ہے مگر اتنا عیب ہے کہ ایک بات کو بار بار کہتے ہو اُنہوں نے کہا کہ میں اسلئے بار بار کہتا ہوں کہ کم سمجھ لوگ بھی سمجھ لیں کہنے لگی جبتک کم سمجھ سمجھیں گے سمجھدار گھبرا چکیں گے۔
فائدہ کسی عالم کی تقریر میں ایسی گہری بات سمجھنا عالم ہی سے ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ لونڈی عالمہ تھی بیبیو لونڈیوں سے تو کم مت رہو خوب کوشش کر کے علم حاصل کرو گھر میں کوئی مرد عالم ہو تو ہمت کر کے عربی بھی پڑھ لو۔ پورا مزہ علم کا اسی میں ہے تم کو لڑکوں سے زیادہ آسانی ہے کیونکہ کمانا دھمانا نہیں اطمینان سے اسی میں لگی رہو رہا سینا پرونا وہ ہفتوں میں سیکھ سکتی ہو ساری عمر کیوں برباد کرتی ہو

(۷۱)	ابن جوزی کی پھوپھی	(۵)

یہ بزرگ بڑے عالم ہیں ان کی پھوپھی ان کو بچپن میں عالموں کے پڑھنے پڑھانے کی جگہ لیجایا کرتیں بچپن ہی سے جو علم کی باتیں کانوں میں پڑتی رہیں ماشاءاللہ دس برس کی عمر میں ایسے ہو گئے کہ عالموں کی طرح وعظ کہنے لگے فائدہ دیکھو اپنی اولاد کے واسطے علم دین سکھلانے کا کتنا بڑا خیال تھا وہ بڑی بوڑھی ہوں گی خود لیکئیں تم اتنا تو کر سکتی ہو کہ جب تک وہ دین کا علم نہ پڑھ لیں انگریزی میں مت پھنساؤ بری صحبت سے روکو اُن پر تنبیہ کرو مکتب میں مدرسے میں جانے کی تاکید کرو اب تو یہ حال ہے کہ اوّل تو پڑھانے کا شوق نہیں اور اگر ہے تو انگریزی کا کہ میرا بیٹا تحصیلدار ہو گا، ڈپٹی ہو گا چاہے قیامت میں دوزخ میں جاوے اور ماں باپ کو بھی ساتھ لے جاوے یاد رکھو کہ سب سے مقدم دین کا علم ہے، یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

(۷۲)	امام ربیعۃ الرائے کی والدہ	(۶)

یہ بھی بڑے عالم ہوئے ہیں امام مالکؒ اور حسن بصریؒ جو آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں وہ دونوں ان ہی کے شاگرد ہیں ان کے والد کا نام فروخ ہے بنی امیہ کی بادشاہی کے زمانہ میں وہ فوج میں نوکر تھے بادشاہی حکم سے وہ بہت سی لڑائیوں پر بھیجے گئے اُسوقت یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے اُن کو ستائیس برس اس سفر میں

لگ گئے یہ پیچھے ہی پیدا ہوئے اور پیچھے ہی اتنے بڑے عالم ہوئے چلتے وقت اُن کے والد نے اپنی بی بی کو تیس ہزار اشرفیاں دی تھیں اس عالی ہمت بی بی نے سب اشرفیاں اُن کے پڑھانے لکھانے میں خرچ کر دیں جب اُن کے باپ ستائیس برس پیچھے لوٹ کر آئے تو بی بی سے اشرفیوں کو پوچھا انہوں نے کہا سب حفاظت سے رکھی ہیں اس عرصہ میں حضرت ربیعہ مسجد میں جا کر حدیث سنانے میں مشغول ہوئے فروخ نے جو یہ تماشا اپنی آنکھ سے دیکھا کہ میرا بیٹا ایک جہان کا پیشوا ہو رہا ہے مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے جب گھر لوٹ کر آئے بی بی نے پوچھا بتلاؤ تیس ہزار اشرفیاں زیادہ اچھی ہیں یا یہ نعمت وہ بولے اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے جب انہوں نے کہا میں نے وہ اشرفیاں اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں انہوں نے نہایت خوش ہو کر کہا کہ خدا کی قسم تو نے اشرفیاں ضائع نہیں کیں **فائدہ** دیکھا کیسی بیبیاں تھیں علم دین کی کیسی قدر جانتی تھیں کہ تیس ہزار اشرفیاں اپنے بیٹے کے علم حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں، بیبیو تم بھی خرچ کی پرواہ مت کرنا جس طرح ہو اولاد کو علم دین حاصل کرانا۔

(۴۳ ہجری)	امام بخاری کی والدہ اور بہن	(۷)

امام بخاری کے برابر حدیث کا کوئی عالم نہیں ہوا ان کی عمر چودہ سال کی تھی جب انہوں نے علم حاصل کرنے کو سفر کیا تو ان کی والدہ اور بہن خرچ کی ذمہ دار تھیں **فائدہ** بھلا ماں تو ویسے بھی خرچ دیا کرتی ہے مگر بہن جس کا رشتہ ذمہ داری کا نہیں ہے اُن کو کیا غرض تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بیبیوں میں علم دین کا نام لیا اور یہ اپنا مال و متاع قربان کرنے کو تیار ہو گئیں بیبیو تم کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

(۴ ہجری)	قاضی زادہ رومی کی بہن	(۸)

یہ ایک بڑے مشہور فاضل ہیں جب یہ روم کے اُستادوں سے علم حاصل کر چکے تو اُنکو باہر کے عالموں سے علم حاصل کرنیکا شوق ہوا اور چپکے چپکے سفر کا سامان کرنا شروع کیا اُن کی بہن کو معلوم ہوا تو اپنا بہت سا زیور اپنے بھائی کے سامان میں چھپا کر رکھدیا اور خود اُن سے بھی نہیں کہا **فائدہ** کیسی اچھی بیبیاں تھیں نام سے کوئی غرض نہ تھی یوں چاہتی تھیں کہ کسی طرح علم قائم رہے بیبیو علم کے قائم رکھنے کی مدد کرنا بڑا ثواب ہے جو دین کے مدرسے ہیں جس قدر آسانی سے مدد ممکن ہو ضرور خیال رکھو حضرت کے زمانے کی بیبیوں کے بعد یہ اُن دس عورتوں کے قصے بیان ہوئے جن کو علم حاصل کرنے کا شوق تھا اب اُن بیبیوں کا حال لکھا جاتا ہے جن کا دل فقیری کی طرف تھا۔

(۱)	حضرت معاذہ عدویہ رح کا ذکر	(۷۵)

ان کا عجیب حال تھا جب دن آتا کہتیں شاید یہ وہ دن ہے جسمیں مر جاؤں اور شام تک نہ سوتیں کہ کہیں موت کے وقت خدا کی یاد سے غافل نہ مروں اسی طرح جب رات آتی تو صبح تک نہ سوتیں اور یہی بات کہتیں اگر نیند کا زور ہوتا تو گھر میں دوڑی دوڑی پھرتیں اور نفس کو کہتیں کہ نیند کا وقت آگے آتا ہے مطلب یہ تھا کہ مرکر پھر قیامت تک سوئیو رات دن میں چھ سو نفلیں پڑھا کرتیں کبھی آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھاتیں جب سے اُن کے شوہر مر گئے پھر بستر پر نہیں لیٹیں یہ حضرت عائشہ رضؓ سے ملی ہیں اور اُن سے حدیثیں سنی ہیں **فائدہ** بیبیوں خدا کی محبت اور یاد ایسی ہوتی ہے ذرا آنکھیں کھولو۔

(۲)	حضرت رابعہ عدویہ کا ذکر	(۷۶)

یہ بہت رویا کرتیں اگر دوزخ کا ذکر سن لیتی تھیں تو غش آجاتا کوئی کچھ دیتا تو پھیر دیتیں اور کہدیتیں کہ مجھکو دُنیا نہیں ؎ چاہیئے اسّی برس کی عمر میں یہ حال ہو گیا تھا کہ چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ اب گریں، کفن ہمیشہ اپنے سامنے رکھتیں سجدے کی جگہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور اُن کی عجیب وغریب باتیں مشہور ہیں اور ان کو رابعہ بصریہ بھی کہتے ہیں **فائدہ** بیبیو کچھ تو خدا کا خوف اور موت کی یاد تم بھی اپنے دِل میں پیدا کرو دیکھو آخر یہ بھی تو عورت ہی تھیں۔

(۳)	حضرت مَاجدہ قرشیہ کا ذکر	(۷۷)

یہ کہا کرتیں کہ جو قدم رکھتی ہوں یہ سمجھتی ہوں کہ بس اس کے بعد موت ہے اور فرمایا کرتیں تعجب ہے دنیا کے رہنے والوں کو کوچ کی خبر دیدی ہے اور پھر ایسے غافل ہیں جیسے کسی نے کوچ کی خبر سنی نہیں ہے یہیں رہینگے اور فرماتیں کوئی نعمت جنّت کی اور خدائے تعالیٰ کی رضامندی کی بے محنت نہیں ملتی **فائدہ** بیبیو کیسے کام کی نصیحتیں ہیں اپنے دل پر اُن کو جماؤ اور برتو۔

(۴)	حضرت عائشہ بنت جعفر صادق کا ذکر	(۷۸)

ان کا رتبہ ناز کا تھا یہ یوں کہا کرتیں اگر مجھ کو دوزخ میں ڈالا ہیں سب سے کہدوں گی کہ میں اللہ کو ایک مانتی تھی پھر مجھ کو عذاب دیا ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا اور باب قرافہ مصر میں مزار ہے **فائدہ** بیبیو یہ تو کبھی کسی کو

ا ؎ ترجمہ طبقات شعرانی از امام [illegible] ذکر حضرت نفیسہ ۱۲ ؎ کسی مصلحت دینی کی بنا پر [illegible] ۱۲

نصیب ہوتا ہے اور جن کو ہوا ہے۔ پوری تابعداری کی برکت سے ہوا ہے اس کو اختیار کرو اور یاد رکھو کہ اللہ کو ایک ماننا پورا پورا یہ ہے کہ نہ اور کسی کو پوجے نہ کسی سے امید رکھے نہ کسی سے ڈرے نہ کسی کے خوش کرنے کا خیال ہو نہ کسی کے ناراض ہونے کی پرواہ ہو کوئی اچھا کہے خوش نہ ہو کوئی برا کہے غم نہ کرے کوئی ستاوے تو اسپر نگاہ نہ کرے یوں سمجھے کہ اللہ کو یوں ہی منظور تھا میں بندہ ہوں ہر حال میں راضی رہنا چاہیئے تو جو شخص اس طرح خدا کو ایک مانیگا اس کو دوزخ سے کیا علاقہ یہ طلب تھا ان بی بی کا گویا اللہ کے اس طرح ایک ماننے کی برکت اور بزرگی بیان کرتی تھیں۔

(۷۹)	رباح قیسی کی بی بی کا ذکر	

یہ ساری رات عبادت کرتیں جب ایک پہر رات گذر جاتی تو شوہر سے کہتیں کہ اٹھو اگر وہ نہ اٹھتے تو پھر تھوڑی دیر کے بعد اُن کو اٹھاتیں پھر آخر شب میں کہتیں اے رباح اٹھو رات گذرتی ہے اور تم سوتے ہو کبھی زمین سے تنکا اٹھا کر کہتیں کہ خدا کی قسم دنیا میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ بیقدر ہے عشاء کی نماز پڑھکر زینت کے کپڑے پہنکر خاوند سے پوچھتیں کہ تم کو کچھ خواہش ہے اگر وہ انکار کر دیتے تو وہ کپڑے اُتار کر رکھدیتیں اور صبح تک نفلوں میں مشغول رہتیں **فائدہ** بیبیو تمنے دیکھا کہ خدائے تعالیٰ کی کیسی عبادت کرتی تھیں اور ساتھ ہی خاوند کا حق ادا کرتی تھیں اور خاوند کو دین کی رغبت بھی دیتی تھیں یہ ساری باتیں کرنیکی ہیں

(۸۰)	حضرت فاطمہ نیساپوری کا ذکر	نیساپوری

ایک بزرگ تھے بڑے کامل ذوالنون مصری وہ فرماتے تھے کہ ان بی بی سے مجھ کو فیض ہوا ہے وہ فرمایا کرتیں جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہر وقت دھیان نہیں رکھتا وہ گناہ کے ہر میدان میں جا گرتا ہے جو منھ میں آیا بک ڈالتا ہے اور جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھتا ہے وہ فضول باتوں سے گونگا ہو جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ سے شرم و حیا کرنے لگتا ہے۔ اور حضرت ابویزیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہؓ کے برابر کوئی نہیں دیکھی انکو جس جگہ کی جو خبر دی وہ انکو پہلے ہی معلوم ہو جاتی تھی عمر رسیدہ تھیں مکہ معظمہ میں ۲۲۳ھ میں انکا انتقال ہوا **فائدہ** دیکھو دھیان رکھنے کی کیا اچھی بات کہی اگر اسی کو نباہ لو تو سارے گناہوں سے بچ جاؤ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بی بی کو کشف ہوتا تھا اگرچہ یہ کوئی بڑا رتبہ نہیں ہے لیکن اگر اچھے آدمی کو ہو تو اچھی با

(۸۱)	حضرت رابعہ یا رابعہ شامیہ بنت اسمٰعیل کا ذکر

یہ ساری رات عبادت کرتیں اور ہمیشہ روزہ رکھتیں اور فرماتیں کہ جب آذان سنتی ہوں قیامت کے دن کا پکارنیوالا

ابومعروف کے ساتھ نکاح ہونا ہے جو فرض اور واجب عبادت سے ۱۲ منہ

فرشتہ یاد آجاتا ہے اور جب گرمی کو دیکھتی ہوں تو قیامت کی گرمی یاد آجاتی ہے اور ان کے خاوند بھی بڑے بزرگ ہیں ابن ابی الحواری یہ اپنے کہتیں مجھ کو تمہارے ساتھ بھائیوں کی سی محبت ہے مطلب یہ کہ میرے نفس کو خواہش نہیں ہے اور فرماتیں کہ جب کوئی عبادت میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کی اس کو خبر دیتے ہیں اور جب اس کو اپنے عیبوں کی خبر ہو جاتی ہے پھر وہ دوسروں کے عیبوں کو نہیں دیکھتا اور فرماتیں کہ میں جنات کو آتے جاتے دیکھتی ہوں اور مجھ کو حوریں نظر آتی ہیں۔ **فائدہ** بیبیو عبادت اس کو کہتے ہیں اور دیکھو تم جو دوسروں کے عیبوں کا ہر وقت دھندا رکھتی ہو اس کا کیا اچھا علاج بتلایا کہ اپنے عیبوں کو دیکھا کرو پھر کسی کا عیب نظر ہی نہ آوے گا اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کشف بھی ہوتا تھا کشف کا حال اوپر کے قصہ میں آگیا ہے۔

حضرت ام ہارون کا ذکر (۸۲)

ان پر خدا کا خوف بہت غالب تھا اور بہت عبادت کرتیں اور روکھی روٹی کھایا کرتیں اور فرماتیں کہ رات کے آنے سے میرا دل خوش ہوتا ہے اور جب دن ہوتا ہے غمگین ہوتی ہوں ساری رات جاگتیں اور تیس[۳] برس سر میں تیل نہیں ڈالا مگر جب سر کھولتیں تو بال صاف اور چکنے ہوتے تھے ایک دفعہ باہر نکلیں کسی شخص نے خدا جانے کسکو کہا ہوگا کہ پکڑو ان کو قیامت کا دن یاد آگیا اور بیہوش ہو کر گر گئیں ایک دفعہ جنگل میں سامنے سے شیر آگیا آپ نے فرمایا کہ اگر میں تیرا رزق ہوں تو مجھ کو کھا لے وہ پیٹھ پھیر کر چلدیا **فائدہ** سبحان اللہ خدا کی یاد میں کیسی چور تھیں[۲] اور خدا سے کس قدر ڈرتی تھیں اور شیر کی بات ان کی کرامت ہے جیسا ہم نے کشف کا حال لکھا ہے وہی کرامت کا سمجھو بیبیو تم بھی خدا کی یاد اور خدا کا خوف دل میں پیدا کرو آخر قیامت بھی آنیوالی ہے کچھ سامان کر رکھو۔

حبیب[۳] عجمی کی بی بی حضرت عمرہ رضہ کا ذکر (۸۳)

یہ ساری رات عبادت کرتیں جب آخیر رات ہوتی تو خاوند سے کہتیں قافلہ آگے چلدیا تم پیچھے سوتے رہ گئے ایک بار ان کی آنکھ دکھنے آئی کسی نے پوچھا کہنے لگیں میرے دل کا درد اس سے بھی زیادہ ہے **فائدہ** بیبیو خدا کی محبت کا ایسا درد پیدا کرو کہ سب درد اس کے سامنے ہلکے ہو جاویں۔

حضرت امۃ الجلیل رح کا ذکر (۸۴)

یہ بڑی عابد زاہد تھیں ایک بار کئی بزرگوں میں گفتگو ہوئی کہ ولی کیسا ہوتا ہے سب نے کہا کہ آؤ امۃ الجلیل رح

---

[۱] یعنی دنیا کی طرف سے ان کا خیال بالکل نہ تھا اور خدا کی یاد میں ایسی دھیان تھیں۔ [۲] ...

[illegible]

سے چلکر پوچھیں غرض اُن سے پوچھا فرمایا ولی کی کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی جس میں اس کو خدا کے سوا کوئی اور دھندا ہو جو کوئی اس کو دوسرا دھندا بتلاوے وہ جھوٹا ہے **فائدہ** کیسی شان کی بی بی تھیں کہ بزرگ مرد انسے ایسی باتیں پوچھتے تھے اور انھوں نے کیسی اچھی پہچان بتلائی بیبیو تم بھی اسکی حرص کرو اور اپنے سارے دھندوں سے زیادہ خدا کی یاد کا دھندا کرو۔

حضرت عبیدہ بنت کلاب کا ذکر (۸۵)

مالک ابن دینار ایک بڑے کامل بزرگ ہیں یہ بی بی اُن کی خدمت میں آتی جاتی تھیں بعضے بزرگ ان کا رتبہ رابعہ بصریہ سے زیادہ بتلاتے ہیں ایک شخص کو کہتے سُنا کہ آدمی پورا متقی جب ہی ہوتا ہے کہ جب اس کے نزدیک خدا کے پاس جانا سب چیزوں سے پیارا ہو جاوے یہ سن کر غش کھا کر گر پڑیں **فائدہ** خدا کے پاس جانے کا کیسا شوق تھا کہ ذکر سن کر غش آگیا اب یہ حال ہے کہ موت کا نام سُننا پسند نہیں اس کی وجہ صرف دُنیا کی محبّت ہے جانے کو جی نہیں چاہتا اس کو دل سے نکالو جب خدا کے یہاں جانے کو جی چاہے گا۔

حضرت عفیرہ عابدہ کا ذکر (۸۶)

ایک روز بہت سے عابد لوگ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے لئے دعا کیجئے آپ نے فرمایا کہ میں اتنی گنہگار ہوں کہ اگر گناہ کرنیکی سزا میں آدمی گونگا ہو جایا کرتا تو میں بات بھی نہ کر سکتی یعنی گونگی ہو جاتی لیکن دعا کرنا سنت ہے اس لئے دعا کرتی ہوں پھر سب کے لئے دعا کی **فائدہ** دیکھو ایسی عابد زاہد ہو کر بھی اپنے کو ایسا عاجز گنہگار سمجھتی تھیں اب یہ حال ہے کہ ذرا دو تین تسبیحیں پڑھنے لگیں اور اپنے کو بزرگ سمجھ لیا خدائے تعالیٰ کو بڑائی ناپسند ہے ہر حال میں اپنے کو کمتر سمجھو اور سچ بھی ہے سینکڑوں عیب ہر حالت میں بھرے رہتے ہیں پھر عبادت کے ساتھ اُن کو بھی دیکھے تو کبھی بڑائی کا خیال نہ آوے۔

حضرت شعوانہ رح کا ذکر (۸۷)

یہ بہت روتیں اور یوں کہتیں کہ میں چاہتی ہوں کہ اتنا روؤں کہ آنسو باقی نہ رہیں پھر خون روؤں اتنا کہ بدن بھر میں خون نہ رہے اُن کی خادمہ کا بیان ہے کہ جب سے میں نے اُن کو دیکھا ہے ایسا فیض ہوا ہے کہ کبھی دنیا کی رغبت مجھ کو نہیں ہوئی اور کسی مسلمان کو حقیر نہیں سمجھا حضرت فضیل رح بن عیاض بڑے مشہور بزرگ ہیں وہ اُن کے پاس جا کر دعا کراتے **فائدہ** خدا کے خوف سے یا محبت سے رونا بڑی دولت

ہے اگر رونا نہ آوے رونے کی صورت ہی بنالیا کرو اللہ میاں کو عاجزی پر رحم آجاوے گا اور دیکھو بزرگوں کے پاس بیٹھنے سے کیسا فیض ہوتا ہے جیسا اُن کی خادمہ نے بیان کیا تم بھی نیک صحبت ڈھونڈا کرو اور بُرے آدمی سے بچا کرو۔

حضرت آمنہ رملیہ کا ذکر (۸۸)

ایک بزرگ ہیں بشر بن حارثؒ وہ اُن کی زیارت کو آتے ایکدفعہ حضرت بشر بیمار ہو گئے یہ اُن کو پوچھنے گئیں احمد بن حنبل رح جو بہت بڑے امام ہیں وہ بھی پوچھنے آگئے معلوم ہو کہ یہ آمنہ ہیں رملہ سے آئی ہیں امام احمد رحؒ نے بشر سے کہا کہ ان سے ہمارے لئے دعا کراؤ بشر رحؒ نے دعا کے لئے کہا انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ بشرؒ اور احمد رح دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں ان دونوں کو پناہ دے امام احمد رح کہتے ہیں کہ رات کو ایک پرچہ اُوپر سے گرا اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہم نے منظور کیا اور ہمارے یہاں اور بھی نعمتیں ہیں **فائدہ** سبحان اللہ کیسی دعا قبول ہوئی بیبیو یہ سب برکت تابعداری کی ہے جو خدا کا حکم پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا سوال پورا کرتے ہیں بس حکم ماننے میں کوشش کرو۔

حضرت منفوسہ بنت زید بن ابی الفوارس کا ذکر (۸۹)

جب ان کا بچہ مرجاتا اُس کا سر گود میں رکھ کر کہتیں کہ تیرا مجھ سے آگے جانا اس سے بہتر ہے کہ مجھ سے پیچھے رہتا مطلب یہ کہ تو آگے جا کر مجھ کو بخشواوے گا اور خود بھی (بچہ بھی) بخشا جاوے گا اور اگر میرے پیچھے زندہ رہتا تو بھی سینکڑوں گناہ کرتا اور خدا جانے بخشوا لے کے قابل ہوتا یا نہ ہوتا اور فرماتیں میرا صبر بہتر ہے بیقراری سے اور فرماتیں کہ اگرچہ جدائی کا افسوس ہے لیکن ثواب کی اس سے زیادہ خوشی ہے **فائدہ** بیبیو کسی کے مرنے کے وقت اگر یہی باتیں کہکر جی کو سمجھایا کرو تو انشاءاللہ تعالیٰ کافی ہیں۔

حضرت سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر (۹۰)

یہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ کے جو پوتے ہیں زید یہ اُن کی پوتی ہیں ۱۴۵ھ میں مکہ میں پیدا ہوئیں عبادت ہی میں ٹھان ہوا امام شافعی رح بہت بڑے امام ہیں جب وہ مصر میں آئے تو اُن کے پاس آیا جایا کرتے تھے **فائدہ** بیبیو علم اور بزرگی وہ چیز ہے کہ اتنے بڑے امام ان کی خدمت میں آتے تھے تم بھی دین کا علم حاصل کرو۔ اس پر عمل کرو تاکہ بزرگی حاصل ہو۔

حضرت میمونہ سوداؓ کا ذکر (۹۱)

ایک بزرگ ہیں عبدالواحدؒ بن زید اُن کا بیان ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ سے دعا کی اے اللہ بہشت میں جو شخص میرا رفیق ہوگا مجھ کو اسے دکھلا دیجئے حکم ہوا کہ تیرا رفیق بہشت میں میمونہ سوداء ہیں میں نے پوچھا وہ کہاں ہے جواب ملا کوفہ میں ہے فلاں قبیلے میں میں نے وہاں جاکر پوچھا لوگوں نے کہا کہ وہ دیوانی ہے بکریاں چرایا کرتی ہے میں جنگل میں پہنچا تو دیکھا کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہیں اور بھیڑیئے اور بکریاں ایک جگہ ملی جلی پھر رہی ہیں جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ اے عبدالواحدؒ اب جاؤ ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے مجھ کو تعجب ہوا کہ میرا نام کیسے معلوم ہو گیا کہنے لگیں تم کو معلوم نہیں جن روحوں میں وہاں جان پہچان ہو چکی ہے اُن میں الفت ہوتی ہے میں نے کہا کہ میں بھیڑیئے اور بکریاں ایک جگہ دیکھتا ہوں یہ کیا بات ہے کہنے لگیں جاؤ اپنا کام کرو میں نے اپنا معاملہ حق تعالیٰ سے درست کر لیا اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ درست کر دیا فائدہ اُن بی بی کے کشف و کرامت دونوں اس سے معلوم ہوتے ہیں یہ سب برکت پوری تابعداری بجالانے کی ہے بیبیو خدا کی تابعداری میں مستعد ہو جاؤ۔

حضرت ریحانہ مجنونہ کا ذکر (۹۲)

ابوالربیع ایک بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اور محمدؒ بن المنکدرؒ اور ثابت بنانیؒ کہ یہ دونوں بھی بزرگ ہیں ایک دفعہ سب کے سب ریحانہؒ کے گھر مہمان ہوئے وہ آدھی رات سے پہلے اُٹھیں اور کہنے لگیں کہ چاہنے والی اپنے پیارے کی طرف جاتی ہے اور دل کا خوشی سے یہ حال ہے کہ نکلا جاتا ہے جب آدھی رات ہوئی کہنے لگیں ایسی چیز سے جی لگانا نہ چاہیئے جس کے دیکھنے سے خدا کی یاد میں فرق آوے اور رات کو عبادت میں خوب محنت کرنا چاہیئے تب آدمی خدا کا دوست بنتا ہے جب رات گذر گئی تو چلائیں ہائے لٹ گئی میں نے کہا کیا ہوا کہنے لگیں رات جاتی رہی جس میں خدا سے خوب جی لگایا جاتا ہے فائدہ دیکھو رات کی انکو کیسی قدر تھی اور جسکو عبادت کا مزہ ہوا ہوتا ہوگا اسکو رات کی قدر ہوگی بیبیو تم بھی اپنا تھوڑا حصہ رات کا اپنی عبادت کیلئے مقرر کر لو اور دیکھو خدا کے سوا کسی سے جی لگانے کی کیسی بُرائی انہوں نے بیان کی تم بھی مال و متاع پوشاک زیور اولاد جائداد اور برتن مکان سے بہت جی مت لگا

حضرت سری سقطیؒ کی ایک مریدنی کا ذکر (۹۳)

ان بزرگ کے ایک مرید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیر کی ایک مریدنی تھی اُن کا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا اُستاد نے

کسی کام کو بھیجا وہ کہیں پانی میں جا گرا اور ڈوب کر مر گیا استاد کو خبر ہوئی اُسنے حضرت سری کے پاس جاکر خبر کی آپ اٹھکر اس مریدنی کے گھر گئے اور صبر کی نصیحت کی وہ مریدنی کہنے لگی کہ حضرت آپ یہ صبر کا مضمون کیوں فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ تیرا بیٹا ڈوب کر مر گیا تعجب سے کہنے لگی میرا بیٹا انہوں نے فرمایا کہ ہاں تیرا بیٹا کہنے لگیں کہ میرا بیٹا کبھی نہیں ڈوبا اور یہ کہکر اُٹھکر اس جگہ پہنچیں اور جاکر بیٹے کا نام لیکر پکارا اے طار اُسنے جواب دیا کہ کیوں اماں اور پانی سے زندہ نکلکر چلا آیا حضرت سری نے حضرت جنید سے پوچھا یہ کیا بات ہے انہوں نے فرمایا اس عورت کا ایک خاص ایسا مقام اور درجہ ہے کہ اسپر جو مصیبت آنیوالی ہوتی ہے اس کو خبر کر دیجاتی ہے اور اس کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لئے اسنے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا **فائدہ** ہر ولی کو جُدا درجہ ملتا ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ درجہ ایسے ولی سے بڑا ہے جس کو پہلے سے معلوم نہ ہو کہ مجھپر کیا گذرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جس کے ساتھ جو برتاو چاہیں رکھیں مگر پھر بھی بڑی کرامت ہے اور یہ سب برکت اسکی ہے کہ خدا اور رسول کی تابعداری کرے اس میں کوشش کرنا چاہیئے پھر خدائے تعالیٰ چاہے یہی درجہ دیدیں چاہے اس سے بھی بڑا دیدیں ۔

حضرت تحفہ رح کا ذکر (۹۴)

حضرت سری سقطی رح کا بیان ہے کہ میں ایک بار شفاخانہ میں گیا دیکھا کہ ایک جوان لڑکی زنجیروں میں بندھی ہوئی رو رہی ہے اور محبت کی شعر پڑھ رہی ہے میں نے وہاں کے داروغہ سے پوچھا کہنے لگا یہ پاگل ہے یہ سنکر وہ اور روئی اور کہنے لگی میں پاگل نہیں ہوں عاشق ہوں میں نے پوچھا کس کی عاشق ہے کہنے لگی جس نے ہم کو نعمتیں دیں اور جو ہمارے ہر وقت پاس ہے یعنی اللہ تعالیٰ اتنے میں اس کا مالک آگیا داروغہ سے پوچھا تحفہ کہاں ہے اُسنے کہا اندر ہے اور حضرت سری رح اس کے پاس ہیں اُس نے میری تعظیم کی میں نے کہا مجھ سے زیادہ یہ لڑکی تعظیم کے لائق ہے اور تو نے اس کا یہ حال کیوں کیا ہے کہنے لگا کہ میری ساری دولت اسمیں لگ گئی بیس ہزار روپے کی میری خرید ہے مجھکو امید تھی کہ خوب نفع سے بیچونگا مگر یہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے رات دن رویا کرتی ہے میں نے کہا میرے ہاتھ اس کو بیچ ڈال کہنے لگا آپ فقیر آدمی ہیں اتنا روپیہ کہاں سے دینگے میں گھر جاکر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑ گڑا کر دعا کی ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بہت سے توڑے روپیوں کے لئے کھڑا ہے میں نے کہا تو کون ہے کہنے لگا میں احمد بن المثنیٰ ہوں مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ آپ کے پاس روپیہ لاؤں میں خوش ہوئی اور صبح کو شفاخانہ پہنچا اتنے میں مالک بھی روتا ہوا آیا میں نے کہا رنج مت کر میں روپیہ لائی ہوں دو گنے نفع تک اگر مانگیگا دونگی کہنے لگا اگر

ساری دنیا بھی ملے نہ بیچوں گا میں اسکو اللہ کے واسطے آزاد کرتا ہوں میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہنے لگا خواب میں مجھ پر خفگی ہوئی ہے اور تم گواہ رہو میں نے سب مال اللہ کی راہ میں چھوڑا میں نے جو دیکھا تو احمد بن المثنیٰ بھی رو رہا ہے میں نے کہا تجھے کیا ہوا کہنے لگا میں بھی سب مال اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں میں نے کہا سبحان اللہ بی بی تحفہ رح کی برکت ہے کہ اتنے آدمیوں کو ہدایت ہوئی تحفہ رح وہاں سے اٹھیں اور روتی ہوئی چلیں ہم بھی ساتھ چلے تھوڑی دور جا کر خدا جانے وہ تو کہاں چلی گئیں اور ہم سب مکے کو چلے احمد بن المثنیٰ کا تو راہ میں انتقال ہو گیا اور میں اور وہ مالک مکے پہنچے ہم طواف کر رہے تھے کہ ایک دردناک آواز سنی پاس جا کر پوچھا کون ہے کہنے لگیں سبحان اللہ بھول گئیں میں تحفہ ہوں میں نے کہا کہو کیا ملا کہنے لگیں اپنے ساتھ میرا جی لگا دیا اوروں سے اٹھا دیا میں نے کہا احمد بن المثنیٰ کا انتقال ہو گیا کہنے لگیں اس کو بڑے بڑے درجے ملے ہیں میں نے کہا تمہارا مالک بھی آیا ہے انہوں نے کچھ چپکے سے کہا دیکھتی کیا ہوں کہ مردہ ہیں مالک نے جو یہ حال دیکھا بیتاب ہو کر گر پڑا ہلا کر دیکھا تو مردہ میں نے دونوں کو کفن دیکر دفن کر دیا۔ **فائدہ** سبحان اللہ کیسی اللہ کی عاشق تھیں بیبیو حرص کرو اس قصہ کو ہمارے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب تحفۃ العشاق میں زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔

حضرت جویرہ رح کا ذکر (۹۵)

یہ ایک بادشاہ کی لونڈی تھیں اس بادشاہ نے آزاد کر دیا تھا اس کے بعد ابو عبداللہ ترابی ایک بزرگ ہیں ان کی عبادت دیکھ کر ان سے نکاح کر لیا تھا اور عبادت کیا کرتی تھیں ایک دفعہ خواب میں بڑے اچھے اچھے خیمے لگے ہوئے دیکھے پوچھا یہ کس کے لئے ہیں معلوم ہوا جو لوگ تہجد میں قرآن پڑھتے ہیں اس کے بعد رات کا سونا چھوڑ دیا اور خاوند کو جگا کر کہتیں کہ قافلے جل دیئے۔ **فائدہ** بیبیو خود بھی عبادت کرو اور خاوند کو بھی سمجھایا کرو

حضرت شاہ بن شجاع کرمانی کی بیٹی کا ذکر (۹۶)

یہ بزرگ بادشاہی چھوڑ کر فقیر ہو گئے تھے ان کی ایک بیٹی تھیں ایک بادشاہ نے پیغام دیا مگر انہوں نے منظور نہیں کیا ایک غریب نیک بخت لڑکے کو اچھی طرح نماز پڑھتے دیکھ کر اس سے نکاح کر دیا جب وہ رخصت ہو کر شوہر کے گھر آئیں ایک سوکھی روٹی گھڑے پر دھکی ہوئی دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے لڑکے نے کہا یہ رات بچ گئی تھی روزہ کھولنے کیلئے رکھ لی یہ سنکر وہ الٹے پاؤں ہٹیں لڑکے نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ بھلا بادشاہ کی بیٹی میری غریبی پر کب راضی ہو گی وہ بولیں بادشاہ کی بیٹی غریبی پر ناراض نہیں ہے بلکہ اس سے ناراض ہے

کہ تم کو خدا پر بھروسہ نہیں ہے اور مجھکو باپ سے تعجب ہے کہ مجھسے یوں کہا کہ ایک پارسا جوان ہے بھلا جسکو خدا پر بھروسہ نہ ہو وہ پارسا کیا ہوا وہ جوان عذر کرنے لگا وہ بولیں عذر تو میں جانتی نہیں یا تو گھر میں میں رہونگی یا یہ روٹی رہیگی اس جوان نے فوراً وہ روٹی خیرات کردی اسوقت وہ گھر میں بیٹھیں فائدہ بیبیو یہ بھی عورت تھیں تم کچھ تو صبر سیکھو اور مال و متاع کی ہوس کم کرو

حضرت حاتم اصم کی ایک چھوٹی سی لڑکی کا ذکر (۹۷)

یہ ایک بڑے بزرگ ہیں کوئی امیر چلا جا رہا تھا اسکو پیاس لگی انکا گھر رستے میں تھا پانی مانگا اور جب پانی پی لیا تو کچھ نقد پھینک کر چلا گیا سبکا توکل پر گذر تھا سب خوش ہوئے اور گھر میں ان کے ایک چھوٹی سی لڑکی تھی وہ رونے لگی گھر والوں نے پوچھا کہنے لگی کہ ایک ناچیز بندے نے ہمارا حال دیکھ لیا تو ہم غنی ہوگئے اور خدائے تعالیٰ تو ہر وقت ہمکو دیکھتے ہیں افسوس ہم اپنا دل غنی رکھتے فائدہ کیسی سمجھ کی بچی تھیں افسوس ہے کہ اب بوڑھیوں کو بھی اتنی عقل نہیں ہے کہ خدا پر نظر نہیں رکھتیں خلقت پر نگاہ کرتی ہیں کہ فلانی سے نفع ہو جائے گا فلانا مدد کریگا۔ خدا کے واسطے دل کو ٹھیک کرو

حضرت ست الملوک کا ذکر ۹۸

یہ ملک عرب کی رہنے والی ہیں ان کے زمانہ میں تمام ولی اور عالم انکی تعظیم کرتے تھے ایک بار بیت المقدس کی زیارت کو آئیں تھیں اس زمانہ میں وہاں ایک بزرگ تھے علی بن علیس یمانی ان کا بیان ہے کہ میں اسی مسجد میں تھا میں نے دیکھا کہ آسمان سے مسجد کے گنبد تک ایک نور کا تار بندھ رہا ہے میں نے جاکر دیکھا تو اس گنبد کے نیچے یہ بی بی نماز پڑھ رہی ہیں اور وہ تار انسے ملا ہے فائدہ یہ نور پرہیزگاری کا تھا دل میں تو سب پرہیزگاروں کے پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کبھی ظاہر میں بھی دکھلا دیتے ہیں لیکن اصل جگہ اس نور کی دل ہے بیبیو پرہیزگاری اختیار کرو نیک کاموں کی پابندی کرو جو چیزیں منع ہیں ان سے بچو۔

ابو عامر واعظ کی لونڈی کا ذکر ۹۹

انکا بیان ہے کہ میں نے ایک لونڈی بہت ہی بےحقیقت داموں کو بکتی دیکھی جسکا رنگ تو زرد ہو گیا تھا اور پیٹ پیٹھ ایک ہو گیا تھا اور بال میل سے جم گئے تھے مجھ کو اس پر ترس آیا میں نے مول لیلیا میں نے کہا بازار میں جاکر رمضان کا سامان خرید لائیے کہنے لگی خدا کا شکر ہے میرے لئے بارہ مہینے برابر ہیں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتی اور رات کو عبادت کرتی پھر جب عید آئی تو میں نے اسکے لئے سامان کرنے کا ارادہ کیا کہنے لگی تمہارے مزاج میں دنیا کا بڑا بکھیڑا ہے پھر اپنی نماز میں لگ گئیں ایک آیت پڑھی جس میں دوزخ کا ذکر تھا بس ایک چیخ مارکر گر گئیں اور مرگئیں۔

فائدہ دیکھو خدا کا خوف ایسا ہوتا ہے خیر یہ حال تو اختیار سے باہر ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ گناہ سے رک جایا کریں چاہے کسی طرح کا گناہ ہو ہاتھ پاؤں کا ہو یا دل کا ہو یا زبان کا ہو فائدہ اس حصہ میں کل سو قصے نیک بیبیوں کے بیان ہوئے اس طرح سے کہ پہلے نبیوں کی بیبیوں کے (۲۵) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں بیٹیوں کے (۱۵) اور حضرت کے زمانے کی اور بیبیوں کے (۲۵) اور حضرت کے زمانے کے بعد کی بیبیوں میں علم والی بیبیوں کے (۱۰) اور درویش بیبیوں کے (۲۵) یہ سب ملکر سو ہوگئے کتابوں میں اور بھی بہت قصے ہیں مگر نصیحت ماننے والیوں کے واسطے اتنے ہی بہت ہیں

رسالۂ کسوۃ النسوۃ

جزوے از حصۂ ہشتم بہشتی زیور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مابعد الحمد والصلوٰۃ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس کا اکثر حصہ عورتوں کی ترغیبات اور ان ترغیبات پر عمل کرنے والیوں کے فضائل پر مشتمل ہے سبب اس کے جمع کا کہ اُسی سے غایت بھی اس جمع کی معلوم ہو جاویگی یہ ہے کہ بندہ اوائل رمضان ۱۳۳۵ھ میں حسب تحریک بعض احباب مخلصین کے مقام ڈیگ ریاست بھرتپور میں مہمان ہوا اتفاق سے ایک روز میزبان صاحب کے زنانہ میں وعظ ہوا تو حسب ضرورت زیادہ تر عورتوں کی کوتاہیوں کا بیان کیا گیا بعد فراغ ایک صالحہ بی بی کا پیام آیا کہ عورتوں کی برائیاں تو بہت سی سُنی ہیں لیکن اگر ان میں کچھ خوبیاں یا اُن کے کچھ حقوق بھی ہوں تو اُن کا علم ہونا بھی ضروری ہے میرے قلب میں فوراً خیال آیا کہ واقعی جس طرح ترہیبات ایک خاص طریق سے نافع ہوتی ہیں ترغیبات بھی کہ ان کے ملحقات میں سے حقوق بھی ہیں بعض اوقات اُن سے زیادہ نافع ہوتی ہیں اُن سے دل بڑھتا ہے جس سے اعمال صالحہ کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اور ترہیب محض سے بعض اوقات دل کمزور اور امید ضعیف ہو جاتی ہے پس فوراً قصد کر لیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ خاص ان مضامین میں ایک مستقل مجموعہ لکھوں گا اس واقعہ کو دو ماہ گذر رہے تھے کیونکہ اب اوائل ذیقعدہ ہے کہ **کنز العمال** میں اس کی ایک مستقل سُرخی نظر پڑی اس سے وہ خیال تازہ ہوا اور مناسب معلوم ہوا کہ اُسی کا ترجمہ کر دیا جاوے اور اثنائے تحریر میں اگر کوئی اور حدیث یاد آجاوے اس کا بھی اضافہ کر دیا جاوے پھر یاد آیا کہ بہشتی زیور حصہ ہشتم میں بھی ایسی آیات واحادیث جمع کیگئی ہیں چنانچہ دیکھنے سے وہ یاد صحیح نکلا پس مناسب معلوم ہوا کہ اوّل ایک فصل میں بہشتی زیور کا مضمون بعینہ پورا لے کر پھر دوسری فصل میں کنز العمال کی روایات مع اضافہ جمع کر دیجاویں اور چونکہ بہشتی زیور حصہ ہشتم کے ترغیبی مضمون مذکور کے بعد کسی قدر ترہیبی مضمون بھی ہے اور ترغیب کے ساتھ کسی قدر ترہیب ہونے سے مضمون رجا کی تعدیل ہو جاتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ تیسری فصل میں وہ ترہیبی مضمون بعینہ لکھدیا جاوے پس اس رسالہ میں اصل مضمون ترغیب وفضائل ہے مگر ممزوج بترہیب عن الرذائل اور نام اس کا کسوۃ النسوۃ ہے یعنی عورتوں کا لباس تقویٰ واللہ الموفق

فصل اوّل بہشتی زیور کے ترغیبی مضمون میں

نیک بیبیوں کی خصلت اور تعریف اور درجے قرآن اور حدیث سے

یہانتک نیک بیبیوں کے تنو قصّے لکھے گئے چونکہ اصلی مطلب ان قصّوں سے اچھی خصلتوں کا بتلانا ہے اسواسطے مناسب معلوم ہوا کہ تھوڑی سی ایسی آیتوں اور حدیثوں کا خلاصہ ترجمہ لکھدیا جاوے جن میں اللہ رسول نے خاص کر کے نیک بیبیوں کی خصلت اور تعریف اور درجہ کا بیان فرمایا ہے کیونکہ بیبیوں کو جب خبر ہوگی کہ ان میں تو اللہ رسول نے ارادہ کر کے خاص ہمارا ہی بیان فرمایا ہے تو اُس سے اور دل بڑھیگا اور نیک خصلتوں کا زیادہ شوق ہوجاوے گا اور مشکل بات آسان ہوجاوے گی۔

آیتوں کا مضمون

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو عورتیں ایسی ہیں کہ اسلام کا کام کرتی ہیں یعنی نماز اور روزے کی پابندی گناہ ثواب کے کاموں کا خیال رکھتی ہیں اور جو ایمان درست رکھتی ہیں یعنی حدیث و قرآن کے خلاف کسی بات میں اپنا دل نہیں جماتیں اور جو عورتیں تابعداری سے رہتی ہیں یعنی شیخی نہیں کرتیں اور جو عورتیں خیرات و زکوٰۃ دیتی ہیں اور جو عورتیں روزہ رکھتی ہیں اور جو عورتیں اپنی عزت آبرو کو بچاتی ہیں یعنی کسی کے سامنے ہوجانے کا اور کسی کو آواز سنانیکا اور خلاف شرع کپڑے پہننے کا اور بے ضرورت[۱] کسی سے ہنسنے بولنے کا اور بھی ہر طرح کی بے شرمی کا پرہیز رکھتی ہیں اور جو عورتیں اللہ کو بہت یاد رکھتی ہیں یعنی دل سے بھی اُن کا دھیان رکھتی ہیں اور زبان سے بھی اُن کا نام لیتی رہتی ہیں ایسی عورتوں کیواسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نیک بخت عورتیں ہوتی ہیں ان میں یہ باتیں ہوا کرتی ہیں کہ وہ تابعدار ہوتی ہیں اور خاوند گھر نہ بھی ہو جب بھی اپنی آبرو کا بچاؤ رکھتی ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسی بیبیاں اچھی ہیں جو شرع کے کاموں کی پابند ہوں اور اُن کے عقیدے ٹھیک ہوں اور وہ تابعداری کرتی ہوں اور جہاں کوئی خلاف شرع بات ہوئی فوراً توبہ کرلیتی ہوں اور خدائے تعالیٰ کی عبادت میں لگی رہتی ہوں اور روزہ رکھتی ہوں۔

حدیثوں[۲] کا مضمون

اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو کہ رات کو اٹھکر تہجد پڑھے

[۱] یعنی جس میں صحیح غرض نہ ہو ۱۲ [۲] از مشکوٰۃ شریف ۱۲

اور اپنے خاوند کو بھی جگائے کہ وہ بھی نماز پڑھے۔ اور فرمایا آنحضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو عورت کنوار پنے کی حالت میں یا حمل میں بچہ جننے کے وقت یا چلّے کے دنوں میں مرجاوے اسکو شہید ہی کا درجہ ملتا ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس عورت کے تین بچے مرجائیں اور وہ ثواب سمجھکر صبر کرے تو بہشت میں داخل ہوئی ایک عورت بولی یارسول اللہ اور جس کے دو ہی بچے مرے ہوں آپ نے فرمایا کہ دو کا بھی یہی ثواب ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک بچے کے مرنے کو پوچھا آپ نے اس میں بھی بڑا ثواب بتلایا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ حمل گر جاوے وہ بھی اپنی ماں کو گھسیٹ کر بہشت میں لے جاوے گا جبکہ ثواب سمجھکر صبر کرے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے اچھا خزانہ نیکبخت عورت ہے کہ خاوند اس کے دیکھنے سے خوش ہوجاوے اور جب خاوند کوئی کام اس کو بتلاوے تو حکم بجالاوے اور جب خاوند گھر پر نہ ہو تو عزت آبرو تھامے بیٹھی رہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کی عورتوں میں قریش کی نیک عورتیں دو باتوں میں سب سے اچھی ہوتی ہیں۔ ایک تو بچے پر خوب شفقت کرتی ہیں دوسرے خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں **فائدہ** معلوم ہو کہ عورت میں یہ خصلتیں ہونی چاہئیں آجکل عورتیں خاوند کا مال بڑی بیدردی سے اڑاتی ہیں اور اولاد پر جیسے کھانے پینے کی شفقت ہوتی ہے اس سے زیادہ اُس کی عادتیں سنوارنے کی ہونی چاہئے۔ نہیں تو ادھوری شفقت ہوگی۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواری لڑکیوں سے نکاح کرو کیونکہ اُن کی بول چال خاوند کے ساتھ نرم ہوتی ہے یعنی شرم وحیا کی وجہ سے بدلحاظ اور منہ پھٹ نہیں ہوتیں اور اُن کو تھوڑا خرچ دیدو تو خوش ہوجاتی ہیں **فائدہ** معلوم ہوا کہ عورتوں میں شرم ولحاظ اور قناعت اچھی خصلت ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوہ سے نکاح نہ کرو بلکہ کنواری کی ایک تعریف ہے[۱] اور بعضی حدیثوں میں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ عورت سے نکاح کرنے پر ایک صحابی کو دعا دی ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھ لیا کرے اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے تو ایسی عورت بہشت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہوجاوے **فائدہ** مطلب یہ ہے کہ دین کی ضروری باتوں کی پابندی رکھے تو اور بڑی بڑی محنت کی عبادتیں کرنیکی اُس کو ضرورت نہیں جو درجہ اُن محنت کی عبادتوں سے ملتا ہے وہ عورت کو خاوند کی تابعداری اور اولاد کی خدمتگذاری اور گھر کے بندوبست میں ملجاتا ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت کی موت ایسی حالت میں آوے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو وہ عورت بہشت میں جاوے گی اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو چار چیزیں نصیب ہوگئیں اُس کو دنیا اور آخرت کی دولت ملگئی

[۱] مقصود یہ ہے کہ یہ خصلتیں کنواری عورت کی بیان کی گئیں ... اس اعتبار سے کنواری ... اتفاقاً ان خصائل سے موصوف ہو تو ...

ایک تو دل ایسا کہ نعمت کا شکر ادا کرتا ہو دوسری زبان ایسی جس سے خدا کا نام لے تیسرے بدن ایسا کہ بلا و مصیبت پر صبر کرے چوتھے بی بی ایسی کہ اپنی آبرو اور خاوند کے مال میں دغا فریب نہ کرے فائدہ یعنی نہ آبرو کھووے نہ مال بے مرضی خاوند کے خرچ کرے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو عورت بیوہ ہو جاوے اور خاندانی بھی ہے مالدار بھی ہے لیکن اس نے اپنے بچوں کی خدمت اور پرورش میں لگ کر اپنا رنگ میلا کر دیا یہاں تک کہ وہ بچے یا تو بڑے ہو کر الگ رہنے لگے یا مر گئے تو ایسی عورت بہشت میں مجھ سے ایسی نزدیک ہو گی جیسی شہادت کی انگلی بیچ کی انگلی فائدہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوہ کا بیٹھا رہنا زیادہ ثواب ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو بیوہ یہ سمجھے کہ نکاح سے میرے بچے ویران ہو جاوینگے اور اس عورت کو بناؤ سنگار اور نفس کی خواہش سے کچھ مطلب نہ ہو تو اس کا یہ درجہ ہے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانی عورت کثرت سے نفل نمازیں اور روزے اور خیر خیرات کرتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف بھی پہنچاتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جاوے گی پھر اس شخص نے عرض کیا کہ فلانی عورت نفل نمازیں اور روزے اور خیر خیرات کچھ زیادہ نہیں کرتی یونہی کچھ پنیر کے ٹکڑے دے دلا دیتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی آپ نے فرمایا وہ بہشت میں جاویگی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کے ساتھ دو بچے تھے ایک کو گود میں لے رکھا تھا دوسرے کی انگلی پکڑے ہوئی تھی آپ نے دیکھکر ارشاد فرمایا کہ یہ عورتیں اول پیٹ میں بچے کو رکھتی ہیں پھر جنتی ہیں پھر ان کے ساتھ کس طرح محبت اور مہربانی کرتی ہیں اگر ان کا برتاؤ خاوند سے برا نہ ہوا کرتا تو ان میں جو نماز کی پابند ہوتی بس بہشت ہی میں چلی جایا کرتی۔

دوسری فصل کنز العمال کے ترغیبی مضمون میں

حدیث ارشاد فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے کیا تم اس بات پر راضی نہیں (یعنی راضی ہونا چاہیئے) کہ جب تم میں کوئی اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اور وہ شوہر اس سے راضی ہو تو اسکو ایسا ثواب ملتا ہے کہ جیسا اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے والے اور شب بیداری کرنے والے کو اور جب اسکو درد زہ ہوتا ہے تو آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو اسکی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) کا جو سامان مخفی رکھا گیا ہے اس کی خبر نہیں پھر جب وہ بچہ جنتی ہے تو اس کے دودھ کا ایک گھونٹ بھی نہیں نکلتا اور اسکی پستان سے ایک دفعہ بھی بچہ نہیں چوستا جس میں اس کو ہر گھونٹ اور ہر چوسنے پر ایک نیکی نہ ملتی ہو اور اگر بچہ کے سبب اس کو رات کو جاگنا پڑے اسکو راہ خدا میں ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے اے سلامت

(یہ نام ہے حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلائی کا وہی اس حدیث کی راوی ہیں آپ اُن سے فرماتے ہیں کہ تم کو معلوم ہے کہ میری اس سے کون عورتیں مراد ہیں جو (باوجودیکہ نیک ہیں ناز پرورده ہیں (مگر) شوہروں کی اطاعت کرنیوالی ہیں۔ اُس شوہر کی ناقدری نہیں کرتی (الحسن بن سفیان طس و ابن عساکر عن سلامۃ حاضنۃ السید ابراہیم) **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے مگر گھر کو برباد نہ کرے (یعنی قدر اجازت و مقدار مناسب سے زیادہ خرچ نہ کرے) تو اس عورت کو بھی ثواب ملتا ہے بسبب اُس کے خرچ کرنیکے اور اُس کے شوہر کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے بوجہ اُس کے کمانے کے اور تحویلدار کو بھی اسی کی برابر ملتا ہے کسی کے سبب کسی کا اجر گھٹتا نہیں (ق عن عائشہ) **ف** پس عورت یہ نہ سمجھے کہ جب کمائی مرد کی ہے تو میں ثواب کی کیا مستحق ہوں گی، **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے عورتو تمہارا جہاد حج ہے (خ عن عائشہ) **ف** دیکھئے اُن کی بڑی رعایت ہے کہ اُن کو حج کرنے سے جس میں جہاد کی برابر دشواری بھی نہیں جہاد کا ثواب ملتا ہے جو کہ سب سے زیادہ مشکل عبادت ہے **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر نہ جہاد ہے (جبتک علی الکفایہ ہے) اور نہ جمعہ اور نہ جنازہ کی ہمراہی (طعن عن ابی قتادہ) **ف** پھر دیکھئے گھر بیٹھے اُن کو کتنا ثواب ملجاتا ہے **حدیث** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب بیبیوں کو ساتھ لیکر حج فرمایا تو ارشاد ہوا کہ بس یہ حج تو کر لیا پھر اس کے بعد بوریوں پر جمی بیٹھی رہنا (حم عن ابی ہریرۃ) **ف** مطلب یہ کہ بلاضرورت شدیدہ سفر نہ کرنا **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی پسند کرتا ہے اس عورت کو جو اپنے شوہر کیساتھ تو محبت اور لاگ کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے (فر عن علی) **ف** مطلب یہ ہے کہ شوہر سے محبت کرنے اور اُس کی منت سماجت کرنیکو خلاف شان نہ سمجھے جیسی مغرور عورتیں ہوتی ہیں **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتیں بھی مردوں ہی کے اجزا ہیں (حم عن عائشہ) **ف** چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کا پیدا ہونا مشہور ہے مطلب یہ کہ عورتوں کے احکام بھی مردوں ہی طرح ہیں (باستثناء احکام مخصوصہ پس اگر اُن کے فضائل وغیرہ جدا بھی نہ ہوتے تب بھی کوئی دلگیری کی بات نہیں جن اعمال پر فضائل کا مردوں سے وعدہ ہے اُن ہی اعمال پر اُن سے ہے **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتحقیق حق تعالی نے عورتوں کے حصہ میں رشک (کا ثواب) لکھا ہے اور مردوں پر جہاد لکھا ہے پس جو عورت ایمان اور طلب ثواب کی راہ سے رشک کی بات پر جیسے شوہر نے دوسرا نکاح کر لیا صبر کریگی اُسکو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے (طب عن ابن مسعود) **ف** دیکھئے ایک ذراسی ضبط پر کتنا بڑا ثواب ملتا جو مردوں کو کس دشواری سے ملتا ہے **حدیث** فرمایا

۱۔ از ابن ماجہ ۱۲

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بی کے کاروبار کرنے سے بھی تم کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے (فر عن ابن عمر)
ف دیکھیے عورتوں کو راحت پہنچانے کا کیسا سامان شریعت نے کیا ہے کہ اس میں ثواب کا وعدہ فرمایا
جس کی طمع میں ہر مسلمان اپنی بی بی کو راحت پہنچاوے گا۔ حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے سب عورتوں سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب خاوند اس کی طرف نظر کرے تو وہ اس کو مسرور
کر دے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اپنی جان اور مال میں اس کو ناخوش
کر کے اس کی کوئی مخالفت نہ کرے (حم ن ک عن ابی ہریرۃ) حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اللہ رحمت فرماوے پائجامہ پہننے والی عورتوں پر (قطنی فی الافراد ک فی تاریخہ ہب عن ابی ہریرۃ)
ف دیکھیے حالانکہ پاجامہ اپنی مصلحت پردہ کے لئے کہ مثل امر طبعی کے ہے پہنا مگر انہیں بھی پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کی دعا ملی یہ کتنی بڑی مہربانی ہے عورتوں کے حال پر حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے بدکار عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کی برابر اور نیک عورت کی نیک کاری ستر اولیاء
اللہ کی عبادت کے برابر ہے (ابو الشیخ عن ابن عمر) دیکھیے کتنے تھوڑے عمل پر کتنا بڑا ثواب ملا یہ عنایت
نہیں عورتوں کی تو کیا ہے حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا اپنے گھر میں
گھرستی کا کام کرنا جہاد کے رتبے کو پہنچتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ (ع عن انس) ف کیا انتہا ہے اس عنایت
کی حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہاری بیبیوں میں سب سے اچھی وہ عورت ہے جو
اپنی آبرو کے بارہ میں پارسا ہو اپنے خاوند پر عاشق ہو (فر عن انس) ف دیکھیے شوہر سے محبت کرنا ایک
خوشی ہے نفس کی مگر اس میں بھی فضیلت اور ثواب ہے حدیث ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ
میری ایک بی بی ہے میں جب اسکے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتی ہے مرحبا ہو میرے سردار کو اور میرے
گھر والوں کے سردار کو اور جب وہ مجھکو رنجیدہ دیکھتی ہے تو کہتی ہے دنیا کا کیا غم کرتے ہو تمہاری آخرت کا
کام تو بن رہا ہے آپ نے (یہ سنکر) فرمایا کہ اس عورت کو خبر کر دو کہ وہ اللہ کے کام کرنیوالوں میں سے ایک
کام کرنیوالی ہے اور اس کو جہاد کرنیوالے کا نصف ثواب ملتا ہے (الخرائطی عن عبد اللہ الوصافی) ف
دیکھیے شوہر کی معمولی آؤ بھگت میں اس کو کتنا بڑا ثواب ملگیا۔ حدیث اسماء بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے
کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کی (بھیجی ہوئی) فرستادہ آپ کے پاس آئی ہوں (وہ عرض کرتی ہیں) کہ
مرد جمعہ اور جماعت اور عیادت مریض اور حضور جنازہ اور حج و عمرہ و حفاظت سرحد اسلامی کی بدولت ہم پر
فوقیت لے گئے آپ نے فرمایا تو واپس جا اور عورتوں کو خبر کر دے کہ تمہارا اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگار
کرنا یا حق شوہری ادا کرنا اور شوہر اور خاوندی کی جویاں رہنا اور شوہر کے موافق مرضی کا اتباع کرنا یہ ان سب اعمال

برابر ہے (کر عن اسماء) حدیث[۱۷] فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت اپنی حالت حمل سے لیکر بچہ جننے اور دودھ چھڑانے تک (فضیلت و ثواب میں ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی نگہبانی کرنیوالا۔ جس میں ہر وقت مجاہدہ کے لیے تیار رہتا ہے) اور اگر اس درمیان میں مرجاوے تو اس کو شہید کی برابر ثواب ملتا ہے (طب عن ابن عمر) حدیث[۱۸] فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہی مضمون ہے جو اس فصل کی سب سے اوّل حدیث کا بس اتنا فرق ہے کہ دودھ پلانے پر یہ (فرمایا جب وہ عورت دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ کو پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے جیسے کسی جاندار کو زندگی دیدی پھر جب دودھ چھڑاتی ہے تو فرشتہ اس کے کندھے پر شاباشی سے ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ (پچھلے گناہ سب معاف ہوگئے اب آگے جو کرے از سر نو کر (ان میں جو گناہ کا کام ہوگا وہ آئندہ لکھا جاوے گا اور مراد اس سے صغیرہ گناہ ہیں مگر صغائر کا معاف جانا کیا تھوڑی بات ہے۔ حدیث[۱۹] فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے بیبیو یاد رکھو تم میں جو نیک ہیں وہ نیک لوگوں سے پہلے جنت میں جاویں گی پھر (جب شوہر جنت میں آوینگے تو) ان عورتوں کو غسل دے کر اور خوشبو لگا کر شوہروں حوالہ کر دیجاویں گی سرخ اور زرد رنگ کی سواریوں پر اور ان کے ساتھ ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی (ابو الشیخ عن ابی امامہ) ف بیبیو اور کونسی فضیلت چاہتی ہو جنت میں مردوں سے پہلے تو پہنچ گئیں ہاں نیک بنانا شرط ہے اور یہ کچھ مشکل نہیں۔ حدیث[۲۰] حضرت عائشہ رض سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جس عورت کا شوہر باہر ہو اور وہ اپنی ذات میں اس کی اس حالت کی نگہبانی کرے اور بناؤ سنگار ترک کر دے اور اپنے پاؤں کو مقید کر دے اور سامان زینت کو معطل کر دے (ترک کر دے ۱۲) اور نماز کی پابندی رکھے وہ قیامت کے روز کنواری لڑکی کر کر اٹھائی جاویگی پس اگر اس کا شوہر مومن ہوا تو وہ جنت میں اس کی بی بی ہوگی اور اگر اس کا شوہر مومن نہ ہوا (مثلاً خدانخواستہ دنیا سے بے ایمان ہو کر مرا تھا) تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح کسی شہید سے کر دے گا (ابن زنجویہ وسندہ حسن) حدیث[۲۱] ابو الدرداء سے راویت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ کو وصیت کی میرے خلیل ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبس فرمایا کہ خرچ کیا کر اپنی وسعت سے اپنے اہل خانہ پر الخ (ابن جریر) ف جو لوگ باوجود وسعت (گنجائش ۱۲) کے بی بی کے خرچ میں تنگی کرتے ہیں وہ ذرا اس حدیث کو دیکھیں) حدیث[۲۲] بدائنی سے روایت ہے کہ حضرت علی رض نے فرمایا کہ آدمی اپنے گھر کا سربراہ کار نہیں بنتا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہو جاوے کہ نہ اس کی پرواہ رہے کہ اس نے کیسا لباس پہن لیا اور نہ اس کا خیال رہے کہ بھوک کی آگ کس چیز سے بجھائی (الدنیوری) ف جو لوگ اپنی تن پروری و تن آرائی میں رہ کر گھر والوں سے بے پرواہ رہتے ہیں وہ اس سے عبرت پکڑیں بقول سعدی رح ؎

۵ دیکھ اس بے حیت کو ہرگز نیک بختی کا منہ نہیں دیکھے گا	ببیں آن بے حیت راکہ ہرگز تن آسانی گزیند خویشتن را	نخواہد دید روئے نیک بختی زن و فرزند بگذارد بہ سختی	اپنے لئے تن آسانی اختیار کرتا ہے اہل و عیال کو سختی میں چھوڑتا ہے

اضافات از مشکوٰۃ

۵ یعنی عورتوں کی فضیلت اور خوبیوں کی چالیس حدیثیں ہیں ۱۲۰

حدیث[۲۳] ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے حق میں (میری) نصیحت بھلائی کرنے کی قبول کرو اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں الخ متفق علیہ ف یعنی اس سے راستی درستی کامل کی توقع مت رکھو اس کی کج فہمی پر صبر کرو دیکھئے عورتوں کی کسقدر رعایت کا حکم ہے۔ حدیث ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ مومن مرد کو مومن عورت سے (یعنی اپنی بی بی سے) بغض نہ رکھنا چاہئے کیونکہ اگر اس کی ایک عادت کو ناپسند رکھے گا تو دوسری کو ضرور پسند کرے گا روایت کیا اس کو مسلم نے ف یعنی یہ سوچ کر صبر کرلے۔ حدیث عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بی بی کو غلام کی طرح (بیدردی سے) نہ مارنا چاہئے اور پھر ختم دن پر جماع کرنے لگے الخ متفق علیہ ف یعنی پھر مروت کیسے گوارا کرے گی۔ حدیث حکیم بن معویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پر ہماری بی بی کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا کہ وہ حق یہ ہے کہ جب تو کھانا کھاوے اس کو بھی کھلاوے اور جب تو کپڑا پہنے اس کو بھی پہناوے اور اس کے منہ پر نہ مارے اور بول چال گھر ہی کے اندر رہ کر چھوڑ دی جاوے روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ف یعنی اگر اس سے روٹھے تو گھر سے باہر نہ جاوے۔ حدیث ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مومن ہیں (مگر) ایمان کا کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھے ہوں۔ روایت کیا اس کو ترمذی اور اس کو حسن صحیح کہا ہے ف یہ فصل ثانی کی (۲۷) حدیثیں ہیں اور فصل اول میں تیرہ تھیں سب ملا کر چالیس ہو گئیں گویا یہ مجموعہ فصلین فضائل نساء کی ایک چہل حدیث ہے۔

تیسری فصل بہشتی زیور کے بربہی مضمون میں

عورتوں کے بعضے عیبوں پر نصیحت قرآن اور حدیث سے

جب ہم نیک بیبیوں کی خصلتیں بتلا چکے تو مناسب معلوم ہوا کہ بعضے عیب جو عورتوں میں پائے جاتے ہیں وران سے نیکی میں کمی آجاتی ہے ان عیبوں پر جو اللہ اور رسول ﷺ نے خاصکر عورتوں کو انتظام یا نصیحت فرمائی ہے ان کا خلاصہ بھی لکھدیں تاکہ ان عیبوں سے نفرت کھا کر بچیں جس سے پوری نیکی قائم رہے۔

آیتوں کا مضمون

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن بیبیوں میں آثار سے تم کو معلوم ہو کہ یہ کہنا نہیں مانتیں تو اول انکو نصیحت کرو اور اس سے نہ مانیں تو ان کے پاس سونا بیٹھنا چھوڑ دو اس پر بھی نہ مانیں تو انکو مارو[ف] اس کے بعد اگر وہ تابعداری کرنے لگیں تو ان کو تکلیف دینے کے لیے بہانہ مت ڈھونڈو۔ **فائدہ** اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کا کہنا نہ ماننا بہت بری بات ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے چلنے میں پاؤں زور سے زمین پر مت رکھو جس میں زیور وغیرہ کی غیر مرد کو خبر ہو جاوے۔ **فائدہ** باجے دار زیور پہننا بالکل درست نہیں اور جس میں باجہ نہ ہو ایک دوسرے سے لگ کر بج جاتا ہو اس میں یہ احتیاط ہے اور سمجھو کہ جب پاؤں میں جو ایک چیز ہے اس کی آواز کی اتنی احتیاط ہے تو خود عورت کی آواز اور اس کے بدن کھلنے کی تو کتنی تاکید ہوگی۔

حدیثوں کا مضمون

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عورتوں میں نے تم کو دوزخ میں بہت دیکھا ہے عورتوں نے پوچھا اس کی کیا وجہ آپ نے فرمایا تم مار پھٹکار سب چیزوں پر بہت ڈالا کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہو، اور اس کی دی ہوئی چیز کو بہت ناک مارتی ہو، اور[۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بی بی نے بخار کو برا کہا آپ نے فرمایا کہ بخار کو برا مت کہو اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر کے رونے والی عورت اگر توبہ نہ کریگی تو قیامت کے روز اس حالت میں کھڑی کی جاوے گی کہ اس کے بدن پر کرتے کی طرح ایک روغن لپیٹا جاوے گا جس میں آگ بڑی جلدی لگتی ہے اور کرتے ہی کی طرح تمام بدن میں خارش بھی ہوگی یعنی اس کو دو تکلیفیں ہوں گی خارش سے تمام بدن نوچ ڈالیگی اور دوزخ کی آگ لگیگی وہ الگ، اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے مسلمان عورتو کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر اور ہلکا نہ سمجھے چاہے بکری کی

ف مارنے سے تھوڑا مارنا مراد ہے اور وہ بھی صرف اسی غرض کے لئے اپنا غصہ اتارنے کے لئے نہیں ۱۲

ف ۲ از مشکوٰۃ شریف ۱۲

لکھی کیہ تیہو فائدہ بعضی عورتوں میں یہ عادت بہت بری ہوتی ہے کہ دوسرے کے گھر کی آئی ہوئی چیز کو ناک مار کرتی
ہیں اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہوا تھا اس نے
اسکو پکڑ کر باندھ دیا تھا نہ تو کھانے کو دیا اور نہ اس کو چھوڑا یوں ہی تڑپ تڑپ کر مر گئی فائدہ اسی طرح
جانور پال کر ان کے کھانے پینے کی خبر نہ لینا عذاب کی بات ہے اور فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے
بعضے مرد اور عورت ساٹھ برس تک خدا کی عبادت کرتے ہیں پھر موت کا وقت آتا ہے تو خلاف شرع وصیت کر کے
دوزخ کے قابل ہو جاتے ہیں ف جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے یوں کہہ مرتے ہیں دیکھو
میری چیز میرے نواسہ کو دیجیو بھائی کو نہ دیجیو یا فلانی بیٹی کو فلانی چیز دوسری بیٹی سے زیادہ دیجیو یہ
سب حرام ہے وصیت اور میراث کے مسئلے کسی عالم سے پوچھ کر اس کے موافق عمل کرے کبھی اسکے
خلاف نہ کرے، اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی عورت دوسری عورت سے اس طرح
نہ ملے کہ اپنے خاوند کے سامنے اس کا حال اس طرح کہنے لگے جیسے وہ اس کو دیکھ رہا ہے، اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ آپ کی دو بیبیاں بیٹھی تھیں ایک نابینا صحابی
آنے لگے آپ نے دونوں کو پردے میں ہو جانے کا حکم دیا دونوں نے تعجب سے عرض کیا کہ وہ تو
اندھے ہیں آپ نے فرمایا تم تو اندھی نہیں ہو تم تو انکو دیکھتی ہی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو بہشت میں جو حور اس خاوند
کو ملیگی وہ کہتی ہے کہ خدا تجھے غارت کرے وہ تو تیرے پاس مہمان ہے جلدی ہی تیرے پاس سے ہمارے
پاس چلا آوے گا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایسی دوزخی عورتوں کو
نہیں دیکھا یعنی میرے زمانہ سے پیچھے ایسی عورتیں پیدا ہوں گی کہ کپڑا پہنے ہوں گی اور ننگی ہونگی
یعنی نام کو بدن پر کپڑا ہو گا لیکن کپڑا باریک اسقدر ہو گا کہ تمام بدن نظر آوے گا اور اترا کر بدن کو مٹکا کر
چلیں گی اور بالوں کے اندر موباف یا کپڑا دے کر بالوں کو لپیٹ کر اس طرح باندھیں گی جس میں
بال بہت سے معلوم ہوں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے ایسی عورتیں بہشت میں نہ جاوینگی بلکہ اسکی خوشبو
بھی انکو نصیب نہ ہوگی ف یعنی جب پرہیزگار بیبیاں بہشت میں جانے لگیں گی ان کو ان کے ساتھ جانا
نصیب نہ ہوگا پھر چاہے سزا کے بعد ایمان کی برکت سے چلی جاویں اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے جو عورت سونے کا زیور دکھلاوے کو پہنے گی اسی سے اس کو عذاب دیا جاوے گا
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تشریف رکھتے تھے ایک آواز سنی جیسے کوئی کسی پر
لعنت کر رہا ہو آپ نے پوچھا یہ کیا بات ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ فلانی عورت ہے کہ اپنی سواری

اونٹنی پر لعنت کر رہی ہے وہ اونٹنی چلنے میں کمی یا شوخی کرتی ہوگی اس عورت نے جھلا کر کہدیا ہوگا تجھے خدا کی مار جیسا عورتوں کا دستور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس عورت کو اور اس کے اسباب کو اس اونٹنی پر سے اتار دو اونٹنی تو اس عورت کے نزدیک لعنت کے قابل ہے، پھر اس کو کام میں کیوں لاتی ہے **ف** خوب سزا دی تمام شد رسالہ کسوۃ النسوۃ ۔

آگے بقیہ ہے بہشتی زیور حصہ ہشتم کے مضمون کا

ان دونوں مضمونوں یعنی تعریف اور نصیحت میں یہاں پانچ آیتیں اور پچیس[۲۵] حدیثیں لکھی گئیں اور اس حصہ کے شروع میں ہم نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک عادتیں بہت سی لکھدی ہیں جن کی ہر وقت کے برتاؤ میں ضرورت ہے اور اس سے پہلے سات حصوں میں ہر طرح کی نیکی اور ہر طرح کی نصیحت تفصیل سے لکھدی ہے جس کا دھیان رکھو اور عمل کرو انشاءاللہ تعالیٰ قیامت میں بڑے بڑے درجے پاؤ گی ورنہ خدا پناہ میں رکھے بری عورتوں کا برا حال ہوگا اگر قرآن و حدیث سمجھنے کے قابل کبھی ہو جاؤ تو بہت سے قصے ایسی بد دین اور بد ذات، و بد عقیدہ اور بد عمل عورتوں کے تم کو معلوم ہوں گے اللہ ہمارا تمہارا نیکوں میں گذر اور ان ہی میں خاتمہ اور ان ہی میں حشر کرے۔ تمام شد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور حصہ ہشتم مسماۃ بہ بہشتی جوہر

جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے اور پاکیزہ شمائل[۱] اور آپکی عادتوں[۲] کا بیان

(۱) بیہقی نے حضرت برا ابن عازب سے روایت کی ہے کہ آپ سب سے زیادہ حسین تھے اور سب سے زیادہ خوش خلق تھے اور نہ بہت لمبے تھے نہ پستہ قد تھے (۲) ابن سعد نے اسمٰعیل بن عیاش سے بطریق صحیح مرسل روایت کی ہے کہ آپ سب سے زیادہ لوگوں کی ایذا پر صبر فرماتے تھے (۳) ترمذی نے ہند بن ابی ہالہ سے ایک بڑی حدیث بسند حسن آپ کے شمائل میں روایت کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ آپ جب چلنے کے لئے پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے چلنے میں گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں جب کسی

کسی کروٹ کی طرف کی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی نگاہ نیچی رکھتے زمین کی طرف آپ کی نظر بہت زیادہ رہتی تھی بہ نسبت آسمان کے اور صحابہ کے پیچھے آپ چلا کرتے تھے عموماً عادت آپ کی گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے) جو آپ کو ملتا تھا پہلے آپ ہی اس کو سلام کرتے تھے (۴) ابوداؤد نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ کے کلام میں ترتیل ہوتی تھی (یعنی آپ ٹھہر ٹھہر کر بات چیت فرماتے تھے تاکہ مخاطب اچھی طرح سمجھ لے لیکن نہ اسقدر ٹھہر ٹھہر کر جس سے مخاطب گھبرا جائے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ایک بات کو تین بار فرمایا کرتے تھے غرض یہ ہے کہ آپ کلام کو نہایت عمدہ طریق سے ادا فرماتے تھے جیسا موقع ہوتا تھا اس کا لحاظ فرماتے تھے بعضے مخاطب خوش فہم اور جلدی سمجھنے والے ہوتے ہیں وہاں پر ایک بات کو چند بار لوٹانا نامناسب ہے اور بعضے مخاطب دیر میں بات کو سمجھتے ہیں ان کو کئی بار سنانا مناسب ہے اور جہاں ہر قسم کے لوگ ہوں وہاں تین بار بات کو لوٹانا مناسب ہے اس لئے کہ بعضے اعلیٰ درجہ کے فہیم ہوتے ہیں وہ اول ہی دفعہ سمجھ لیں گے اور بعض اوسط درجہ کی سمجھ رکھتے ہیں وہ دو بار میں سمجھ لیں گے اور بعضے غبی ہوتے ہیں وہ تین بار میں بخوبی سمجھ لیں گے اور اگر کہیں اس مقدار سے بھی زیادہ حاجت ہو تو خوش اخلاقی کی بات یہ ہے کہ اس سے بھی دریغ نہ کرے خوب سمجھ لو اصل تو یہ ہے کہ خوش اخلاقی اور قواعد کی پابندی کا اعلیٰ مرتبہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا تھا نہ کسی کو پہلے میسر ہوا اور نہ آئندہ میسر ہوگا اور باوجود قواعد انتظامیہ کی پابندی کے خوش اخلاقی کا برتاؤ بہت بڑا کمال ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ آپ اس کام میں جس کو خود انجام دیتے تھے۔ خوب اچھی طرح قواعد کی پابندی فرماتے تھے اور دوسروں سے جو ان امور میں غلطی اور کوتاہی ہوتی تھی تو زجر نہ فرماتے ہاں ان کی اصلاح کی غرض سے باقاعدہ اور نرمی سے نصیحت فرما دیتے تھے یہی طریقہ متبعین سنت کو اختیار کرنا چاہئے کہ قواعد انتظامیہ کی پابندی اور خوش اخلاقی کی عادت اختیار کریں اور دوسروں کو بھی رغبت دلاویں مگر محض اپنے نفس و غضب کی شفا کے لئے دوسروں کی کوتاہی کی گرفت نہ کریں ہاں ان کی اصلاح کی غرض سے اگر ضرورت ہو تو سختی بھی محمود ہے خوب سمجھ لو (۵) ابوداؤد رحہ نے حضرت عائشہؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام جدا جدا ہوتا تھا جو شخص اس کو سنتا سمجھ لیتا (۶) بیہقی نے حضرت عائشہ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بری عادتوں سے زیادہ جھوٹ ناگوار ہوتا تھا (۷) بیہقی اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت انس

سے روایت کی ہے کہ آپ کو سب کپڑوں میں بہت محبوب یمنی چادر تھی جس میں کئی رنگ ہوتے ہیں اور عزیزی نے ابن رسلان سے اس کپڑے کے پسندیدہ ہونے میں یہ حکمت نقل کی ہے کہ وہ بہت زینت کا کپڑا نہیں ہے یعنی سادہ ہوتا ہے اور میلا بھی کم ہوتا ہے سبحان اللہ کیا شان مبارک تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آپ اپنی ذات مقدسہ کو دنیا میں مسافر سمجھتے تھے نہ دنیا کی رونق سے تعلق تھا نہ اس کے مزخرفات کی طرف توجہ تھی مسلمانوں تم کو بھی یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ بقدر ضرورت ایسے کپڑے پہن لیا کرو جس سے ستر ڈھک جاوے اور جو سادے ہوں اور میلے کم ہوں تاکہ انکی زینت خدائے تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنے سے مانع نہ ہو اور جلدی جلدی صاف کرنے کی حاجت نہ ہو کہ اسمیں وقت زیادہ صرف ہوتا ہے اور بعضی روایتوں میں سفید کپڑوں کی بھی تعریف آئی ہے (۸) بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ عبادت زیادہ محبوب تھی جو ہمیشہ ادا ہو سکے (یعنی نوافل وغیرہ اس قدر پڑھنے چاہئیں جن کو نباہ سکے یہ نہیں کہ ایک دن تو سب کچھ کر لیا اور دوسرے دن کچھ بھی نہیں تھوڑی عبادت جو ہمیشہ ہو سکے وہ اس سے بہتر ہے کہ بہت عبادت کی جاوے مگر کبھی ہو اور کبھی ناغہ ہو جاوے جیسا بسند صحیح حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے (۹) ابن السنی وغیرہ نے مرسلاً بسند حسن لغیرہ مجاہد سے روایت کی ہے کہ آپ کو بکری کے گوشت میں اس کا اگلا حصہ زیادہ پسند تھا (۱۰) حاکم وغیرہ نے بسند حسن لغیرہ حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ پینے کی چیزوں میں آپ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی زیادہ محبوب تھا، ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ آپ کو پینے کی چیزوں میں دودھ بہت زیادہ پسند تھا۔ (۱۱) ابن السنی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ آپ کو شہد کا شربت پینے کی چیزوں میں بہت زیادہ محبوب تھا (۱۲) ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رض سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام سالن سے زیادہ سرکہ محبوب تھا (۱۳) مسلم نے حضرت انس رض سے روایت کی ہے کہ آپ کو پسینہ زیادہ آتا تھا اور عزیزی میں ہے کہ حضرت ام سلیم جناب رسول مقبول ص کے پسینہ کو اکٹھا کر لیتی تھیں اور دوسری خوشبو میں ملا لیتی تھیں کیونکہ وہ پسینہ خوشبودار ہوتا تھا اور یہ روایت مسلم میں ہے (۱۴) حضرت جابر سے مسلم نے روایت کی ہے کہ آپکی ڈاڑھی مبارک کے بال زیادہ تھے ابن عدی وغیرہ نے حضرت عائشہ رض اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ میوہ جات میں آپ کو خرمائے تر اور خربزہ زیادہ محبوب تھا (۱۶) ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ کو شانہ کا گوشت اور جگہ کے گوشت سے زیادہ محبوب تھا (۱۷) امام احمد اور

ولفظ کان احب الثوب الیہ العصب ای المعزو بالالماء کما قیل بہ فی روایۃ قال العزیزی ولم یسند تلک الروایۃ ۱۲ منہ

نسائی نے بسند صحیح حضرت ابو واقد سے روایت کی ہے کہ جب آپؐ امام ہوتے تھے تو نماز بہت مختصر پڑھتے تھے اور جب تنہا نماز پڑھتے تھے تو بہت طویل پڑھتے تھے آپؐ مقتدیوں کے ساتھ اس لئے مختصر نماز پڑھتے تھے کہ اُن کو تکلیف نہ ہو اور تنہا اس لئے تطویل فرماتے تھے کہ نماز آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک تھی اس میں آپ کو چین ہوتا تھا اور اس سے بڑھکر کیا چین ہوگا کہ محبوب حقیقی کے سامنے عاجزانہ کھڑا ہو کر اس سے التجا کرے اور اس اختصار اور تطویل کی مقدار اور حدیثوں میں بہ تفصیل وارد ہوئی ہے (۱۸) امام احمد اور ابوداؤد نے بسند حسن حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے پر تشریف لیجاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ اس کے داہنے ستون کے سامنے کھڑے ہوتے یا بائیں ستون کے سامنے کھڑے ہوتے اور فرماتے السلام علیکم (یہ طریقہ سنت ہے کہ کہیں جاوے تو دروازے کے مقابل نہ کھڑا ہو داہنے یا بائیں جانب کھڑا ہو اس لئے کہ اس طرح کھڑے ہونے میں کسی کی بے پردگی کا اندیشہ نہیں ہے ہاں اگر دروازہ بند ہو تو دروازے کے سامنے کھڑا ہونا بھی مضائقہ نہیں اور گھر والے کو اپنے آنے کی اطلاع اس طرح سے کرے کہ السلام علیکم کہے اگر وہ پہلی بار نہ سنے تو دوبارہ پھر یہی کہے خوب سمجھ لو)۔ (۱۹) ابن سعدؒ نے طبقات میں حضرت عکرمہ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب آپ کے پاس کوئی شخص آتا اور آپ اس کے چہرے پر بحالی اور خوشی دیکھتے تو اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے (غرض یہ تھی کہ اس کو آپ کے ساتھ اُنسیت حاصل ہو۔ (۲۰) ابن مندہؒ عتبہ بن عبد سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت کے پاس کوئی آتا تھا اور اس کا نام ایسا ہوتا جو آپ کو محبوب نہ ہوتا تو اس نام کو بدل دیتے تھے (۲۱) امام احمد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ لاتا تھا (تاکہ آپؐ اس کو موقع پر صرف کردیں) تو آپ فرماتے اے اللہ فلاں شخص پر رحمت فرما ہم کو بھی یہ طریقہ برتنا چاہیے کہ جب کوئی ہمارے ذریعہ سے صدقات تقسیم کرائے یا کسی چندہ میں روپیہ دلائے تو ہم کو یہی دعا دیں (۲۲) حاکم نے حضرت عائشہؓ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جب آنحضرت کو کوئی خوشی پیش آتی تھی تو فرماتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور جب ناگواری پیش آتی تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ۔ (۲۳) امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب لونڈی غلام جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حصے میں (جہاد میں) آتے تھے تو آپ سب گھر والوں کو بانٹ دیتے تاکہ ان گھر والوں میں باہم تفریق نہ ہو جاوے یعنی اگر کسی کو ملے اور کسی کو نہ ملے تو اندیشہ ہے کہ ان لوگوں میں باہم رنجش پیدا ہو جاوے

ؔ قال المناوی و ذلک لان الدر یومئن لہا ستور۔ ۱۲ منہ

یہی طریق ہم لوگوں کو اختیار کرنا چاہیے کہ جب کوئی چیز تقسیم کریں تو ہر موقع پر اس کا خیال رکھیں کہ ایسا طریق نہ اختیار کریں جس سے باہم لوگوں میں رنجش پیدا ہو اور کوئی مفسدہ پیدا ہو خواہ برادری میں تقسیم کی جاوے یا اہل و عیال میں یا شاگردوں و مریدوں میں (۲۴) خطیب نے حضرت عائشہ سے بسند ضعیف روایت کی ہے کہ جب آنحضرت کے پاس کھانا لایا جاتا تھا اور دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھاتے تو آپ اپنے آگے سے کھاتے تھے اور جب آپکے پاس چھوہارے لائے جاتے تو ہر طرف سے تناول فرماتے تھے (۲۵) ابن السنی وغیرہ نے بسند صحیح حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ جب آپ کے پاس پھل لایا جاتا تھا ایسے وقت کہ جب وہ اول ہی کھانے کے قابل ہوتا ہے تو آپ اسکو دونوں آنکھوں سے لگاتے پھر دونوں ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ پھر بچوں کو دیتے تھے جو آپ کے پاس اس وقت بیٹھے ہوتے تھے (۲۶) ابن عساکرؒ نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اور حضرت قاسم بن محمد سے بطریق مرسل صحیح روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ برتن لایا جاتا تھا جس میں خوشبودار تیل وغیرہ ہوتا تو آپ اس تیل میں انگلیاں تر فرما لیتے پھر اس کو (جہاں لگانا ہوتا ان انگلیوں سے استعمال فرماتے تھے (۲۷) طبرانیؒ نے حضرت ام المومنین حفصہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ جب سونیکو لیٹتے تھے تو اپنے داہنے ہاتھ کو داہنے رخسارہ کے نیچے رکھ لیتے تھے (۲۸) شیرازی نے القاب میں حضرت عائشہؓ سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ آپ جب (سر میں) تیل لگانے کا قصد فرماتے تھے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں اسکو رکھتے پھر بھوؤں سے لگانا شروع کرتے (یعنی بھوؤں کو اول لگاتے) پھر دونوں آنکھوں پر لگاتے پھر سر پر لگاتے اور عزیزی میں ہے کہ مناوی نے فرمایا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب ڈاڑھی میں تیل لگانے کا قصد فرماتے تھے تو پہلے دونوں آنکھوں پر لگاتے تھے (پھر ڈاڑھی میں لگاتے تھے) احقر کہتا ہے کہ یہ روایت میری نظر سے نہیں گذری (۲۹) ابو داؤد اور ترمذی اور طیالسی نے حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ آپ جب پیشاب یا پاخانہ کے لئے بیٹھنے کا قصد فرماتے تھے تو اپنے کپڑے کو نہ اٹھاتے تھے جبتک کہ زمین (کی اس جگہ سے جہاں فراغت فرماتے) سے قریب نہ ہو جاتے تاکہ بغیر ضرورت ستر نہ کھلے کیونکہ ستر کھولنے کی ضرورت تو اسی وقت ہوتی ہے جب قضائے حاجت کے لئے آدمی بیٹھ جاوے تو پہلے سے ستر کھولنے کی کیا حاجت ہے اس لئے آپ عین ضرورت کے وقت ستر کھولتے تھے (۳۰) ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے عائشہؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب آپ جنب ہونے کی

حالت میں (بغیر غسل کئے) سونے کا قصد فرماتے تھے تو وضو فرما لیتے تھے (پھر سوتے تھے) اور جب ایسی حالت (مذکورہ) میں کھانے یا پینے کا قصد فرماتے تھے تو فقط دونوں ہاتھ (گٹوں تک) دھو لیتے تھے پھر کھاتے پیتے تھے حائض اور نفاس والی عورت جب پاک ہو تو اس کے لئے بھی یہی سنت ہے (۳۱) حاکم و ابوداؤد نے بسند صحیح حضرت عبداللہ بن یزید سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لشکر کو رخصت فرماتے تھے تو یہ دعا پڑھتے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِكُمْ (مناسب ہے کہ جب کسی کو رخصت کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو یہ اس شخص کی دین و دنیا کی فلاح کے لئے دعا ہے جس کو رخصت کیا جاتا ہے (۳۲) خطیب نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند ضعیف روایت کی ہے کہ جب آپ نیا کپڑا پہنتے تو جمعہ کو پہنتے تھے (۳۳) حکیم ترمذی نے حضرت عبداللہ بن کعب سے نوادر الاصول میں بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ وسلم جب مسواک کر چکتے تھے تو جو بڑا شخص ہوتا اس کو عنایت فرماتے تھے اور جب کچھ پانی وغیرہ پیتے تو بچا ہوا اس شخص کو عنایت فرماتے جو آپ کی داہنی جانب ہوتا یہ دونوں چیزیں آپ بوجہ سخاوت اور لوگوں کو برکت پہنچانے کے عطا فرماتے تھے (۳۴) ابن السنی اور طبرانی نے بسند حسن حضرت عثمان بن ابی العاص سے روایت کی ہے کہ جب باد شمالی چلتی تھی تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اَرْسَلْتَ فِیْهَا وجہ اس دعا کے پڑھنے کی یہ تھی کہ ایسی ہوا کبھی کسی قوم پر بطریق عذاب بھیجی جاتی ہے کذا فی العزیزی تو آپ دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جس کو آپ نے اس ہوا میں بھیجا ہے اور یہی ترجمہ ہے اس دعا کا (۳۵) امام احمد اور حاکم نے بسند صحیح حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل بیت میں سے کسی کی نسبت یہ اطلاع ہوتی کہ اسنے ایک دفعہ بھی جھوٹ بولا ہے تو آپ برابر اس سے رنجیدہ اور ناراض رہتے یہاں تک کہ وہ شخص توبہ کر لیتا اور جب توبہ کر لیتا تو آپ بدستور اس سے راضی ہو جاتے وجہ یہ تھی کہ جھوٹ چونکہ اسلام میں ایک بہت بڑا گناہ ہے اور گنہگار سے بغض رکھنا لازم ہے اس لئے آپ ایسے شخص سے اعراض فرماتے تھے اور سب گنہگاروں سے آپ کا یہی برتاؤ تھا (۳۶) شیرازی نے القاب میں بسند حسن بغیر حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب غمگین ہوتے تھے تو داڑھی مبارک ہاتھ میں لے لیتے تھے اور اس کو دیکھتے تھے (۳۷) اور ابن السنی اور نعیم نے حضرت عائشہ رضؓ سے اور ابونعیم نے نیز حضرت ابوہریرہ سے بھی بسند حسن یہ مضمون نقل کیا ہے کہ آپ جب غمگین

ہوتے تھے تو بکثرت ڈاڑھی مبارک کو مسح فرماتے تھے (۳۸) امام احمد نے بسند صحیح حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سرمہ لگاتے تھے تو بعدد طاق سلائی آنکھوں میں پھیرتے تھے دوسری حدیث میں جس کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے یہ مضمون ہے کہ ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ لگاتے تھے (۳۹) مسلم اور امام احمد وغیرہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب آپؐ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تین انگلیوں کو جن سے کہ آپ کھایا کرتے تھے (کما فی روایۃ الحاکم) چاٹ لیا کرتے تھے (تاکہ حق تعالیٰ کی نعمت یعنی رزق ضایع نہ ہو) (۴۰) ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب آپؐ کو کوئی دشواری پیش آتی تھی سر مبارک کو آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے اور سبحان اللہ العظیم پڑھتے تھے (۴۱) ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بسند صحیح حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب میں سے کسی کو کسی کام کے لئے بھیجتے تھے تو فرما دیتے تھے کہ خوش خبری سُناؤ لوگوں کو یعنی ان سے خوش کن باتیں کرو دینی اور دنیاوی امور میں اور ان کو نفرت نہ دلاؤ تاکہ وہ تم سے نفرت نہ کریں مگر حد شرعی کو ہر جگہ ملحوظ رکھنا چاہئے ایسی بشارتیں اور خوش کن باتیں نہ کرے جو دین کے خلاف ہوں اور آسانی کرو لوگوں پر سختی نہ کرو (۴۲) ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت صخر بن وداعہ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب لشکر کو روانہ کرنے کا قصد فرماتے تھے تو اوّل روز میں اس کو روانہ فرماتے تھے (کیونکہ وہ برکت کا وقت ہے حاجت روائی کی ایسے وقت (یعنی شروع دن کا) جانے سے زیادہ امید ہے) (۴۳) ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب آپ کو کسی شخص کی کوئی بُری بات معلوم ہوتی تھی تو آپ نصیحت کے (وقت) یہ نہیں فرماتے تھے کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے کہ وہ ایسا کام کرتا ہے یا ایسی بات کہتا ہے ولیکن یہ فرماتے تھے لوگوں کا کیا حال ہے کہ ایسی ایسی باتیں (یعنی بُری باتیں) کہتے ہیں اور ایسے ایسے (یعنی بُرے) کام کرتے ہیں سبحان اللہ کیا حُسن اخلاق تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کیا دانائی تھی کہ نصیحت بھی اس طرح فرماتے تھے جس سے مقصود بھی حاصل ہو جائے اور وہ مجرم رسوا بھی نہ ہو اور اس کو ندامت بھی نہ ہو بلکہ نصیحت کی قدر کرے اور اس پر عمل کرے (۴۴) ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا کھا لیتے تھے تو شام کو نہ کھاتے تھے اور جب شام کو کھا لیتے تھے تو صبح کو نہ کھاتے تھے فائدہ مقصود یہ ہے کہ آپ دن میں ایک وقت کھانا کھاتے تھے کبھی صبح کو کبھی شام کو (۴۵)

ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تھے تو دو رکعت نماز نفل (جس کا نام لوگوں نے تحیۃ الوضو رکھ لیا ہے) پڑھ لیتے تھے، جبکہ وقت مکروہ نہ ہوتا پھر نماز فرض پڑھنے (مسجد میں) تشریف لیجاتے تھے (۴۶) خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب جاڑے کا موسم آتا تو آپؐ جمعہ کی رات کو مکان کے اندر سونا شروع فرماتے اور جب گرمی کا موسم آتا تو جمعہ کی رات کو باہر سونا شروع فرماتے اور جب نیا کپڑا پہنتے تھے اللہ تعالیٰ کی حمد فرماتے تھے (یعنی الحمد للہ یا مثل اس کے کوئی اور لفظ شکریہ میں فرماتے) اور دو رکعت نماز نفل شکریہ میں) پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی محتاج کو عطا فرما دیتے (۴۷) بیہقی اور خطیب نے بسند حسن[1] حضرت حسن بن محمد بن علی سے مرسلاً روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب مال آتا تھا سو اگر صبح کے وقت آتا تھا تو دوپہر تک نہ رکھتے تھے اور اگر شام کے وقت آتا تو رات تک نہ رکھتے تھے ف یعنی فوراً خرچ فرما دیتے تھے (۴۸) محدث بغوی نے حضرت والد مرہ سے بسند ضعیف روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب زیادہ ہنسی آتی تھی تو منہ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے ف اور ایسا اتفاق کبھی ہو جاتا تھا کہ آپ کو زیادہ ہنسی آئے ورنہ آپ تو صرف مسکرایا کرتے تھے، کماورد بسند صحیح (۴۹) ابن السنی نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھے تھے اور بات چیت فرماتے تھے (اور) پھر وہاں سے اٹھنے کا قصد فرماتے تھے تو استغفار پڑھتے تھے دس سے لے کر پندرہ بار تک ف دوسری حدیث میں آیا ہے کہ وہ استغفار یہ تھی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ کذا فی العزیزی لکن لم اقف علی سندہ (۵۰) ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن سلام سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے اور باتیں کرتے تھے تو کثرت سے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے تھے[2] (۵۱) امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت حذیفہؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی دشواری پیش آتی تو نماز نفل پڑھتے تھے اس عمل سے ظاہری و باطنی دینوی و اُخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہوتی ہے (۵۲) ابن السنی نے حضرت سعید بن حکیم سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز عمدہ معلوم ہوتی

[1] و لفظ مع الشرح کان اذا جاءہ مال (من نحو فیٔ او غنیمۃ او خراج) لم یبیتہ عندہ لم یقیلہ (بالتشدید) فیہا ای ان جاء آخر النہار لم یمسکہ الی الیل وان جاء اولہ لم یمسکہ الی وقت القیلولۃ بل یعجل قسمتہ (عزیزی صـ۱۱۲ ج ۳)

تھی اور اس چیز کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ فرماتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْهِ فَلَا تَضُرُّهُ فائدہ آپ کی نظر سے بجز بھلائی کسی کو برائی نہیں پہنچ سکتی تھی مگر باوجود اس کے آپ اس عمل کو امت کی تعلیم کے لئے فرماتے تھے تاکہ امت کے لوگ ایسا کیا کریں کذا فی العزیزی (۵۳) ابن سعد نے مجاہد سے بطریق حسن مرسل روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی عورت کو اپنے نکاح کا پیغام دیتے تھے اور وہ پیغام منظور نہ ہوتا تو دوبارہ اس کا ذکر نہ فرماتے تھے (یعنی اصرار نہ کرتے اگر پیغام منظور ہو جاتا نکاح فرما لیتے ورنہ خاموش رہتے اور اصرار کر کے ذلت اختیار نہ فرماتے تھے اور کسی پر دباؤ نہ ڈالتے تھے) اور آپ نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا اس نے انکار کیا پھر خود اس عورت ہی نے آپ سے نکاح کرنا چاہا آپ نے فرمایا کہ ہم نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا ہے (اب ہم کو حاجت نہیں رہی (۵۴) ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ جب آپ ازواج مطہرات سے خلوت پاتے تھے تو بہت نرمی اور خوب خاطرداری اور بہت اچھی طرح ہنسنے بولنے سے پیش آتے تھے (۵۵) ابن سعد نے حبیب بن صالح سے مرسلاً روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ میں تشریف لیجاتے تھے تو جوتہ پہنکر جاتے تھے اور سر کو ڈھک لیتے تھے (۵۶) بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت فرماتے تھے۔ تو اس سے آپ یہ کہتے تھے۔ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تعالےٰ (۵۷) طبرانی نے بسند حسن حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تھے تو پہلے اپنے واسطے دعا فرماتے تھے پھر اوروں کے لئے دعا کرتے تھے (۵۸) النسائی نے بسند حسن حضرت ثوبان سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوف پیش آتا تھا تو یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ (۵۹) ابن مندہ نے حضرت سہیل سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی بات یا کسی کام سے راضی ہوتے تھے تو سکوت فرماتے تھے (۶۰) ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رض سے روایت کی ہے کہ جب ازواج مطہرات میں سے کسی کی آنکھ دکھتی تو آپ ان سے ہم بستری چھوڑ دیتے تھے آنکھ کے آرام ہونے تک (۶۱) ابن المبارک و ابن سعد نے مرسلاً روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازہ پر تشریف لے جاتے تھے تو بہت خاموشی فرماتے تھے اور اپنے دل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے تھے (کیونکہ جنازہ عبرت کا مقام ہے اس کو دیکھ کر اپنی موت کو یاد کرنا چاہئے اور اس بیکسی کا خیال کرنا چاہئے جو بعد موت پیش آوے گی

اس عذاب سے ڈرنا چاہیے (۶۲) حاکم اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب چھینکتے تھے تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے تھے اور آواز کو پست فرما لیتے تھے، (۶۳) مسلم اور ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی (نیک) کام شروع فرماتے تھے تو پھر اسکو ہمیشہ کیا کرتے تھے (۶۴) ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غصہ آتا تھا اس حال میں کہ آپ کھڑے ہوتے تھے تو آپ بیٹھ جاتے تھے اور جب ایسے حال میں غصہ آتا تھا کہ آپ بیٹھے ہوتے تھے تو آپ لیٹ جاتے تھے (حالت بدل دینا علاج ہے غصہ فرو ہو جانے کا (۶۵) ابو داؤد نے حضرت عثمانؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مردہ کے دفن سے فارغ ہوتے تھے تو قبر پر کچھ دیر ٹھیرتے تھے اور آپ کے ہمراہی بھی ٹھیر جاتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ اپنے مردہ بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال کیا جاتا ہے (یعنی منکر نکیر کے سوال کا وقت ہے اس لئے اس کے جواب میں ثابت قدم رہنے کی اور جواب باقاعدہ دینے کی دعا کرو تاکہ مردے کو پریشانی نہ ہو، (۶۶) ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کرتہ پہنتے تھے تو داہنی طرف سے شروع فرماتے تھے (یعنی اوّل داہنا ہاتھ اس میں داخل فرماتے تھے کذا فی العزیزی (۶۷) ابن سعد نے حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب آپ کے صحابہ میں سے کوئی آپ سے ملتا اور وہ ٹھیر جاتا آپ کے ساتھ تو آپ بھی ٹھیر جاتے اور جبتک وہ شخص چلا نہ جاتا آپ برابر ٹھیرے رہتے اور جب آپ کے صحابہ میں سے کوئی آپ سے ملاقات کرتا آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا تو آپ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے نہ نکالتے تھے جبتک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا (اور ابن المبارک کی روایت میں یہ بھی ہے کہ) آپ اپنا چہرہ اس کے سامنے سے نہ پھیرتے تھے جب تک کہ وہ اپنا چہرہ آپ کے سامنے سے نہ پھیر لیتا تھا اور آپ جب صحابہ میں سے کسی سے ملاقات فرماتے تھے اور وہ صحابی آپ کے کان کے قریب ہونا چاہتے (سرگوشی کے لئے) تو آپ ان کے قریب اپنا کان کر دیتے اور اپنے کان کو نہ ہٹاتے جبتک کہ وہ شخص فارغ ہو کر خود نہ ہٹ جاتے (۶۸) نسائی نے حضرت حذیفہؓ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپکے صحابہ میں سے کوئی ملتا تھا تو آپ مصافحہ فرماتے تھے

اور اُن کیلئے دعا فرماتے تھے (۶۹) طبرانی نے حضرت جندب سے روایت کی ہے کہ جب آپ صحابہ سے ملتے تو مصافحہ نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ سلام کر لیتے (یعنی پہلے سلام کرتے تھے پھر مصافحہ فرماتے تھے)۔ (۷۰) ابن السنی نے روایت کی ہے ایک انصاری کی کنیز ک سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو بلانا چاہتے تھے اور اس کا نام یاد نہ آتا تھا تو یا ابن عبد اللہ کہہ کر پکارتے (یعنی اے خدا کے بندہ کے بیٹے)۔ (۷۱) حاکم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے تو ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے (۷۲) ابو داؤد نے بعض آل ام سلمہ سے بسند حسن روایت کی ہے آپ کا بچھونا کفن کی مثل ہوتا تھا (یعنی جیسے کپڑے کا کفن دیا جاتا ہے اسی کی قسم سے بچھونا بھی تھا قیمتی اور تکلف کا نہ تھا اور آپ کی مسجد آپ کے سرہانے تھی (یعنی جب آپ سوتے تھے تو آپ کا سر مسجد کی جانب ہوتا تھا) کذا فی العزیزی (۷۳) اور دوسری حدیث میں جس کو ترمذی نے بسند حسن حضرت حفصہ سے روایت کیا ہے یہ وارد ہوا ہے کہ آپ کا بچھونا ٹاٹ کا تھا۔ (۷۴) حاکم نے بسند صحیح حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ ٹخنوں سے اوپر ہوتا تھا (یعنی نصف پنڈلیوں تک جیساکہ دوسری روایت میں آیا ہے کذا فی العزیزی بغیر ذکر سند الروایۃ اور آپ کے کرتہ کی آستین انگلیوں کے برابر ہوتی تھیں اور دوسری حدیث میں جسکو ابو داؤد اور ترمذی نے بسند حسن روایت کیا ہے آستین کی لمبائی ہاتھوں کے گٹوں تک وارد ہوئی ہے (غرض دونوں طرح آپ کا پہننا ثابت ہو گیا پس آپ کا کرتہ کبھی گٹوں تک ہوتا تھا اور کبھی انگلیوں کی برابر (۷۵) امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بسند حسن حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں خرما کے درخت کی چھال بھری تھی، (۷۶) طبرانی نے نعمان بن بشیر سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت معمولی درجہ کے چھوہارے بھی اس قدر میسر نہ آتے تھے جس سے آپ شکم سیری فرما لیتے روئے زمین کے خزانے آپ کے پیروں لگے تھے مگر زہد اختیار کیا تھا اور لذت دنیا کو حقیر اور ذلیل سمجھ کر آپ نے ایسے فقر کی حالت اختیار کی تھی اور جو آمدنی ہوتی تھی اسکو کثرت سے آپ خیرات کرتے تھے اور چھوہارے اہل عرب کی معمولی غذا ہیں کیونکہ وہاں بہ کثرت پیدا ہوتے ہیں (۷۷) ترمذی نے بسند صحیح حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ (اپنے لئے) کل آئندہ کے واسطے کچھ جمع نہیں رکھتے تھے (۷۸) طبرانی نے حضرت ابن عباس سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو لوگوں کو آپ کے آگے سے نہ ہٹایا جاتا تھا اور نہ مارا جاتا تھا (جیساکہ متکبرین کی عادت ہوتی ہے کہ خادم سڑک پر سے لوگوں کو ہٹاتا ہے جھڑکتا ہے تاکہ اُن کے لئے

سڑک خالی ہو جاوے (۷۹) ابن سعد نے بسند حسن حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم نہیں کرتے تھے (۸۰) ابن سعد نے محمد بن الحنفیہ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ آپ کی یہ عادت تھی کہ آپ کسی کام (کے کرنے کو جو شرع میں جائز ہوتا تھا) منع نہیں فرماتے تھے پس جب آپ سے کوئی سوال کیا جاتا اور آپ اس سوال کے پورا کرنے کا قصد کرتے تو فرماتے ہاں اور اگر ارادہ اس کے پورا کرنے کا (کسی مجبوری سے) نہ ہوتا تھا تو خاموش رہتے تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ ہشتم

ماخوذ از اصلاح النساء

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم بعد الحمد و الصلوٰۃ عرض ہے کہ جب بہشتی زیور کا آٹھواں حصہ لکھا جاتا تھا اسی کے جزو بنانے کی غرض سے جس طرح صالح بیبیوں کی کچھ حکایتیں جمع کی گئی تھیں اسی طرح بنظر عبرت و مصلحت تعرف الاشیاء باضدادہا بعض غیر صالح اور بعض تائب عورتوں کے بعضے قصے بھی جمع کئے گئے تھے مگر مجموعہ کی مقدار بڑھ جانے کے سبب سے صرف اول قسم کی حکایتوں کو جزو بنایا گیا اور دوسری قسم کی حکایتوں کی جگہ اس حصہ کے بالکل اخیر میں ایک جامع مضمون آیات و احادیث سے بعنوان "عورتوں کے بعضے عیبوں پر نصیحت" لکھنے پر اکتفا کیا اور ان حکایتوں کا مضمون حالت تسوید میں رکھا رہا کبھی کبھی اس پر نظر پڑتی تو اس کی اشاعت کے لئے موقع کا انتظار ہوتا تھا اتفاق سے اس اثنا میں میرے ایک محلہ دار تجربہ کار صاحب نے ایک یادداشت عورتوں کے بعضے عیوب کی لکھی ہوئی بغرض اصلاح اپنے تجربہ کے مجھ کو دی مطالعہ جو کیا تو اسکی مناسبت ان حکایتوں سے پاکر خیال ہوا کہ اگر ان سب کو مجتمع کر کے بطور ضمیمہ حصہ ہشتم بہشتی زیور کے قرار دیکر اشاعت کر دی جاوے تو امید ہے کہ ایسی عورتوں کے لئے موجب عبرت ہو اور اس عبرت سے امید ہے کہ توفیق توبہ کی ہو جاوے اور چونکہ وہ یادداشت مذکور بوجہ اس کے کہ حالت غصہ میں لکھی گئی ہے کسی قدر تیز اور عنوان میں مطلق تھی اس لئے اس تیزی اور اطلاق کی تلافی کے لئے اس کے شروع میں بعنوان تنبیہ ایک منصفانہ فیصلہ میں نے اضافہ کر دیا ہے اور اس مجموعہ کو اسطرح ترتیب دیا گیا کہ اول حکایات شریر عورتوں کی پھر توبہ کرنے والیوں کی پھر وہ تنبیہ جو میری اضافہ کی ہوئی ہے پھر وہ یادداشت لکھی گئی پس گویا یہ مجموعہ موجودہ بہشتی زیور کے حصے ہشتم کے اخیر اور جامع مضمون مذکورہ بالا کی شرح ہے اور نام اس کا اصلاح النساء رکھا گیا فقط

اشرف علی تھانوی تحریر تاریخ ۱۵ محرم ۱۳۳۲ھ

(۱) عنق کا ذکر

یہ عورت حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانہ میں تھی سب سے پہلے بُرا کام کر کے اِس نے اپنا منہ کالا کیا اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں اس کو یہ سزا دی کہ بڑے بڑے سانپ جو کہ ہاتھی کے برابر تھے اور بڑے بڑے بھیڑیئے جو کہ اونٹ کے برابر تھے اور بڑے بڑے کرگس یعنی گدھ جو گدھے کی برابر تھے غیب سے پیدا کر دیئے وہ اس کو آلپٹے اور سب مِلکر اس کو کھا گئے ف دیکھو اس بڑے کام کا کیا نتیجہ مِلا اور کوئی یوں نہ سمجھے کہ اب تو کسی کو بھی ایسی سزا نہیں ہوتی یاد رکھو یہ فقط ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیل ہے جو دنیا میں ایسی سخت سزا نہیں ملتی لیکن آخرت میں سب اکٹھی سزا مل جائیگی اور جب آخرت کا آنا یقینی ہے پھر بیفکری کیسے ہو سکتی ہے اور کوئی یوں بھی نہ سمجھے کہ خاص منہ کالا کرنے ہی کو بُرا کام کہتے ہیں بلکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا ہے کہ آنکھیں اور کان اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں اور دِل سب سے بُرا کام ہو سکتا ہے تو اگر کسی نے غیر مرد کو یا دولھا کو یا برات کو جھانکا تاکا یہ آنکھ کا بُرا کام ہو گیا۔ اگر بدون لاچاری کے غیر مرد سے گھل مِلکر باتیں بنائیں یہ زبان کا بُرا کام ہو گیا اگر جی خوش کرنے کو اس کی باتیں سنیں یا اسکی زبان سے کوئی غزل یا مناجات سُنی یہ کان کا بُرا کام ہو گیا اسی طرح جس سے شرع میں پردہ ہے اس سے ہاتھ مِلانا یا اس کی کمر اور سر پر ہاتھ رکھدینا یہ ہاتھ کا بُرا کام ہے اور ایسے آدمی سے مِلنے کو گھر سے جانا یا اسکے سامنے آنے کے لئے پاؤں اُٹھا کر چلنا یہ پاؤں کا بُرا کام ہے اور دل سے اس کو یاد کرنا اس کے دھیان میں رہنا یہ دل کا بُرا کام ہے تو جو وبال اور گناہ بڑے کام کا ہوتا ہے وہ ان باتوں سے بھی ہو جاتا ہے خدائے تعالیٰ کے قہر اور غضب سے ڈرنا چاہیئے اور ان سب باتوں سے بچنا چاہیئے

(۲) واعلہ کا ذکر

یہ حضرت نوح علیہ السّلام کی بیوی ہے مگر ایمان نہیں لائی جب طوفان شروع ہوا اور زمین سے پانی ابلنے لگا اور نوح علیہ السّلام ایمان والوں کو کشتی میں سوار کرنے لگے اپنے بیٹے کو اور اس عورت کو بھی ہر چند سمجھایا کہ ایمان قبول کر کے کشتی میں آجاؤ مگر نہ تو ایمان قبول کیا اور نہ کشتی میں آئے بلکہ خود طوفان ہی کا یقین نہ تھا اس لئے حضرت نوح پر ہنستے تھے غرض جب طوفان بڑھا اسی میں دونوں ڈوب گئے ف اس عورت کا ذکر قرآن شریف میں بھی اس طرح آیا ہے کہ باوجودیکہ ایک مقبول بندے

کی بیوی تھی لیکن چونکہ دین کی راہ پر نہ تھی اس لئے ان کی بیوی بننا اس کے کچھ کام نہ آیا اور دوزخ میں بھیجدی گئی بیبیو خوب سمجھ لیجیو اور اپنے خاوند کے یا کسی باپ بھائی یا بیٹے کے بزرگ ہونے کے بھروسہ نہ رہیو جب تک تمہارا دین ایمان درست نہ ہوگا تمہارے کسی رشتہ دار کا بزرگ ہونا تمہارے کام نہ آوے گا۔

(۳) حضرت لوط کی بیوی کا ذکر

یہ بھی کافرہ تھی اور بری باتوں میں کافروں کو مدد دیتی تھی جب حضرت لوط علیہ السّلام کی امت کے کافروں پر خدائے تعالیٰ کا عذاب آنے کو ہوا تو خدائے تعالیٰ نے فرشتوں کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اب صبح کو اس بستی پر عذاب آنے والا ہے آپ ایمان داروں کو لیکر راتوں رات اس بستی سے باہر چلے جاویں اور کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے غرض حضرت لوط حکم الٰہی کے موافق بستی سے نکل کر باہر کو چلے اس وقت یہ عورت بھی اپنی جان بچانے کو ساتھ ہولی جب وہ وقت آیا تو بستی والوں پر عذاب کے پتھر برسنا شروع ہوئے تھا اور شور غل مچنے لگا سب ایمان دار تو مارے خوف کے گردن جھکائے اپنی راہ چلے جارہے تھے اور کوئی ادھر ادھر نہ دیکھتا تھا مگر اس عورت کی ان کافروں میں رشتہ داری بھی تھی اور طریقہ بھی اس کا کافروں کا تھا اس واسطے اس نے پیچھے پھر کر دیکھا کہ ان لوگوں پر کیا گذرہی ہے بس پیچھے پھر کر دیکھنا تھا کہ ایک پتھر اس کے بھی آکر لگا اور کام تمام ہوا ف قرآن شریف میں جس جگہ اور جس طرح حضرت نوح علیہ السّلام کی بیوی کا ذکر آیا ہے جس کا بیان ابھی اوپر لکھا گیا ہے اسی طرح اس عورت کا بھی ذکر آیا ہے کہ پیغمبر کی بیوی ہونے سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ یہ خود دین کی راہ پر نہ تھی بیبیو اس بات کو پھر اچھی طرح سمجھ لو اپنا ہی دین و ایمان کام آتا ہے بعضی عورتیں اپنے رشتہ داروں کی خاطر اپنے دین کو غارت کرتی ہیں اور بد دین رشتہ داروں سے علاقہ اور میل جول رکھتی ہیں دیکھو یہ عورت اپنے رشتہ داروں کی محبت میں برباد ہوگئی اور جان اور ایمان دونوں کھوئے اور اگر ایمان لے آتی اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھتی تو سب بلاؤں سے بچی رہتی یاد رکھو جو خدا اور رسولؐ کا نہ ہو تم بھی اس سے کچھ واسطہ مت رکھو۔

(۴) صدوف کا ذکر

حضرت صالح پیغمبرؑ کے زمانہ میں یہ ایک کافر عورت تھی اور اس کا چال چلن اچھا نہ تھا اور ایسی ہی

ایک اور بھی تھی اور اُن کے گھر بکریاں وغیرہ دودھ کے جانور بہت سے تھے حضرت صالح کے معجزہ سے اللہ نے پتھر سے اونٹنی نکالی اور اس گاؤں میں زیادہ پانی ایک ہی کنوئیں میں تھا سب جانوروں کو اسی سے کھینچ کھینچ کر پانی پلایا کرتے تھے جب سے یہ اونٹنی پیدا ہوئی خدائے تعالیٰ کے حکم سے اس طرح باری مقرر ہوئی کہ ایک دن تو سب جانوروں کے پانی پینے کیواسطے رہے اور ایک دن فقط یہ اونٹنی پیا کرے چونکہ وہ اونٹنی بہت زبردست تھی اتنا پانی پی جاتی تھی کہ اس کی باری کے دن میں دوسرے جانوروں کے لئے نہیں بچتا تھا یہ بات کافروں کو سب ہی کو ناگوار تھی اس میں ایک واہیات قصہ یہ ہوگیا کہ یہ دونوں عورتیں جن کا یہ ذکر ہو رہا ہے چال چلن تو انکا خراب ہی تھا ایسے ہی کمبخت دو مرد بھی تھے ان عورتوں نے ان سے شکایت کی کہ ہمارے گھر سب سے زیادہ جانور ہیں اور ایک دن سب کو پیاسا رہنا پڑتا ہے اس کا کچھ علاج کردو تو ہم تم سے خوش ہوں اور ہر طرح تمہاری تابعداری میں رہیں ان دونوں پاجیوں نے کیا کیا کہ اور بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر اونٹنی کے رستے میں چھپ کر بیٹھ رہے وہ اونٹنی پانی پینے جارہی تھی جب اُن کے برابر پہنچی سب نے نکلکر تلواروں سے اس پر حملہ کیا اور اس کے پاؤں کاٹ ڈالے اونٹنی گر گئی پھر انھوں نے تلواروں سے بالکل اس کا کام تمام کر ڈالا اس پر حق تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور پہلے دن سب کافروں کا منہ زرد ہوگیا اور دوسرے دن سرخ ہوگیا اور تیسرے دن کالا پڑ گیا اور چوتھے دن اوّل بڑے زور سے بھونچال آیا اور آسمان سے آگ برسنا شروع ہوئی پھر حضرت جبرئیل نے ایسے زور سے ایک چیخ ماری کہ سب کے کلیجے پھٹ گئے اور جان نکل گئی اور اس آگ سے سب کی لاشیں راکھ ہوگئیں دیکھو دو عورتوں کی بدذاتی کا وبال سب پر پڑا اور ان دونوں کو یہ شرارت مال کی محبت میں سوجھی بیبیو مال متاع کی محبت دل سے نکالو اللہ بچاوے جانے کہاں سے کہاں اسکا وبال پہنچتا اور ایسی بدذات عورتوں سے جہاں تک ہوسکے دل سے نفرت رکھنا چاہیے اور بولنے میں یا ملنے میں کبھی ایسوں کے ساتھ نرمی نہ کرنا چاہیے ایسوں کے ساتھ ڈھیلا پن کرنے سے یہ ڈر ہے کہ جو عذاب وبال اس بدذات پر آوے ویسا ہی اسپر بھی آجاوے اور اگر ناراضی اور نفرت رکھے تو گناہ سے اور خدا کے قہر سے حفاظت رہتی ہے۔

(۵) ازبیل کا ذکر

حضرت الیاس پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ میں یہ عورت ایک بت پرست بادشاہ کی بیوی تھی اور

ص از عجائب ۱۲

یہ خود بھی ظالمہ و بے رحم تھی اور اس نے بہت سے پیغمبروں کو مار ڈالا تھا اور اس کے پڑوس میں ایک نیک بخت آدمی رہتا تھا اس کے پاس ایک باغ تھا اسی باغ سے اس کا گذر تھا چونکہ وہ باغ بہت ہی اچھا تھا اور سب آدمی اس کی تعریف کیا کرتے تھے اس لئے یہ عورت جلتی تھی اور اسی فکر میں رہا کرتی تھی کہ کوئی بہانہ نکال کر یہ باغ اس شخص سے چھیننا چاہیے اور اس شخص کو قتل کرنا چاہیے اتفاق سے اس کا شوہر تو بڑے دور کے سفر میں چلا گیا اور جب وہ کہیں جاتا تھا اپنی اس بیوی کو سب کام بادشاہی کے سپرد کر جاتا تھا اس دفعہ میں اسی دستور کے موافق سب بادشاہی کے کام اس کے اختیار میں دیئے گئے اس نے یہ شرارت کی کہ کئی آدمیوں کو سکھلایا کہ تم دربار میں یہ جھوٹی گواہی دینا کہ اس شخص نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں اور اس بادشاہ کا قانون تھا کہ جس شخص پر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ اس نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں وہ شخص قتل کر دیا جاتا تھا اس عورت نے اس نیک بخت آدمی کو گرفتار کر بلایا اور کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ تو نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں اس نے انکار کیا اس نے ان ہی آدمیوں کو بلا کر گواہی دلوادی انہوں نے گواہی دیدی کہ اس نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں اس پر عورت نے اس بیچارے کو قتل کر ڈالا اور اس کا وہ باغ ضبط کر لیا جب بادشاہ سفر سے لوٹ کر آیا اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس پر وحی نازل فرمائی کہ اس بادشاہ سے کہدو کہ ایک بے گناہ مسلمان پر اس قدر ظلم کیا گیا کہ اس کو مار ڈالا اور اس کا باغ چھین لیا اگر دونوں میاں بیوی توبہ کر لیں اور اس کے وارثوں کو باغ لوٹا دیں تو بہتر ہے نہیں تو انکو ہلاک کر دوں گا جب حضرت الیاس نے اس سے جا کر یہ بات کہی بڑا غصہ ہوا اور توبہ تو کیا کرتا اور الٹا حضرت الیاس علیہ السّلام کا دشمن ہو گیا آخر حضرت الیاس علیہ السلام بحکم خدائے تعالیٰ وہاں سے اور کہیں چلے گئے اور تھوڑے دنوں میں اس بادشاہ کا ایک لڑکا بیمار ہو کر مر گیا یہ صدمہ ختم نہ ہوا تھا ایک اور بادشاہ اس پر چڑھ آیا اور ملک چھین لیا اور اس کو اور اس کی ساری قوم کافر کو تلوار کا لقمہ بنا یا ف دیکھو ظلم کا کیا نتیجہ ہوا بیبیو کسی کی چیز پر نیت رکھنا یا کسی کو ناحق زبان سے کچھ کہنا یا کسی کو مارنا تکلیف پہنچانا یا طعن و تشنیع سے کسی کا دل دکھانا یا کسی کی غیبت کرنا سب ظلم ہے اور ظلم کا وبال تم نے سن لیا ان سب باتوں سے ہمیشہ اپنے آپ کو خوب بچاؤ۔

(۶) نائلہ کا ذکر

ایک قوم تھی جرہم جو مکہ میں سب سے پہلے آکر حضرت اسمٰعیلؑ کے بچپن کے زمانہ میں آباد ہوئی تھی

عہ از روضۃ الصفا ص ۱۳۰

ان میں ایک عورت نائلہ نام تھی اس کمبخت نے خاص کعبہ شریف کے اندر اپنا منہ کالا کیا خدائے تعالیٰ کا غضب دونوں مرد عورت پر نازل ہوا اور دونوں پتھر کے ہو گئے اس مرد کا نام اساف تھا لوگوں نے دونوں کو اٹھا کر صفا مروہ جو کہ مکہ میں دو پہاڑیاں ہیں ان پر ایک ایک کو رکھدیا تاکہ لوگ دیکھ کر خدا کے غضب سے ڈریں بہت دنوں تک دونوں وہاں رکھے رہے جب ایک زمانہ گذر گیا جاہل لوگوں نے بیوقوفی سے ان کا پوجنا شروع کر دیا اس واسطے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اُن کو اٹھوا کر پھکوا دیا گیا تھا ف خدائے تعالیٰ اپنے غضب سے بچاوے خدا کی نافرمانی کا یہی انجام ہوتا ہے اگر یہاں کوئی بچ گیا تو آخرت میں کیسے بچے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پاک موقع میں گناہ کرنا اور زیادہ گناہ ہے اسی طرح پاک وقت میں گناہ کرنا زیادہ گناہ ہے بعضے آدمی رمضان وغیرہ میں بھی گناہ کرنا نہیں چھوڑتے اس کا اور بھی زیادہ وبال پڑتا ہے چاہے کوئی گناہ ہو غیبت اور ظلم کرنا ناجائز پیسہ خرچ کرنا گناہ میں یہ سب باتیں آگئیں ۔

حصہ ۵ از تفاسیر ۱۲

(۷) بلعم باعور کی بیوی کا ذکر

یہ شخص بڑا عابد زاہد تھا شام کے ملک میں رہتا تھا حضرت موسیٰؑ کی امت کے مسلمان خدائے تعالیٰ کے حکم سے حضرت یوشع علیہ السلام کے ساتھ ملک شام میں بیت المقدس کو کافروں کے ہاتھ سے چھڑانے گئے وہاں کے لوگ اس کے پاس آئے اور کہا کہ تم ان مسلمانوں کے لئے بد دعا کر دو تاکہ یہ ہار جاویں اس نے انکار کیا اور کہا کہ پیغمبر کے لئے اور جو پیغمبر کے ساتھ ہوں انکے لئے بد دعا کرنی بڑی سخت بات ہے میں ہرگز ایسا نہ کروں گا لوگوں نے اس کی بیوی کو بہت مال و زر دے کر کہا کہ تو کسی ڈھب سے اپنے میاں کو بہکا اس ناپاک گندی نے لالچ میں آکر اس طرح میاں کو پٹی پڑھائی کہ وہ بد دعا کرنے کو تیار ہو گیا اور جب بد دعا شروع کرنیکا ارادہ کیا اسی وقت ایمان تو جاتا ہی رہا تھا زبان بھی چھاتی پر آلٹکی اور جب مسلمانوں کو فتح ہوئی بلعم باعور کو بھی قتل کر دیا گیا ف دیکھو لالچ کیسی بُری چیز ہے کہ مال اور زر کے لالچ میں آکر اس عورت نے اپنا بھی دین خراب کیا اور خاوند کو بھی برباد کیا کہ ایمان بھی گیا اور جان بھی گئی بیبیو اب بھی بہت عورتیں لالچ میں گرفتا ہو کر میاں سے رشوت لواتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں کہ ہمارے پاس ایسا زیور ہے اتنا روپیہ ہے یہ نہیں سمجھتیں کہ میاں بیوی دونوں دوزخی بن رہے ہیں ۔

ت زیور ک ۱۲

ف زیور ک ۱۲

(۸) حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کرنیوالی عورت کا ذکر

اس زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اسکی بیوی کی ایک لڑکی پہلے خاوند سے تھی جب وہ بیوی بڑھیا ہو گئی اُس کو یہ خیال ہوا کہ شاید بادشاہ کو اور کسی طرف رغبت ہو جائے اس لیئے اس نے یہ سوچا کہ اپنی اس لڑکی کو اپنے اس خاوند کی جورو بنائے اور اس بدذات نے اپنی لڑکی کو بھی اس بات پر آمادہ کر دیا وہ بے حیا بھی اس کی فکر کرنے لگی اور طرح طرح سے بادشاہ کا دل اپنی طرف کرنے لگی اس کمبخت کا دل آگیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جو یہ خبر ہوئی انہوں نے اس کو منع کیا یہ سب پاک آپ کے دشمن ہو گئے یہاں تک کہ آپ کو گرفتار کر کے بلا بال اور سر مبارک تن سے جدا کر دیا اور گناہ کرنے کا ارادہ کیا حضرت یحییٰ کا کٹا ہوا سر آواز دیتا تھا کہ کمبخت یہ تیرے لیئے حلال نہیں مگر اس پاجی نے ایک نہ سُنی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر مبارک سے خون جوش کھانے لگا اور کسی طرح جوش تھمتا نہ تھا اس زمانہ کے عالموں نے کہا جب تک ان کے قتل کرنے والوں کا خون نہ بہایا جاوے گا اس خون کا جوش کم نہ ہوگا اس زمانہ میں کوئی اور نیک بادشاہ تھا اس کو جو یہ خبر پہنچی اس نے اپنا لشکر لے کر چڑھائی کی اور یہ جتنے قتل میں شریک تھے ان سب کو اور ستر ہزار کافروں کو قتل کیا تب اس خون کو قرار ہوا اف اللہ بچاوے شیطانی کام سے یعنی نفس کی پیروی کرنے سے کہاں سے کہاں بات پہنچی۔ ایک پیغمبر قتل ہوئے پھر دوسرا گناہ کا کام ہوا اور پھر بھی نفس کی خوشی نصیب ہوئی جلدی ہی ظلم کا نتیجہ مل گیا اور جتنے آدمی سنکر خاموش ہو گئے تھے اور بادشاہ کی اس حرکت اور ظلم سے ناراض نہ ہوئے تھے وہ سب بھی اسی وبال میں گرفتار ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی صلاح پر عمل کرنا اور اسی طرح ظلم کرنا اور جو خلاف شرع کام کرتا ہو اس سے نفرت نہ کرنا یہ سارے کام بڑے سخت ہیں ایسے بہت بچنا چاہیئے نفس جو ایسی صلاح دے کہ شرع کے خلاف ہو ہرگز اس کا کہنا مت مانو اور شرع کو مت چھوڑو اور کسی پر کسی طرح کا ظلم اور زیادتی مت کرو نہ تو ناحق کسی کا دل دکھاؤ نہ کسی کی آبرو کو بٹہ لگاؤ نہ کسی کا حق دباؤ یہ سب ظلم ہے اور جو شخص خلاف شرع کچھ کام کرے اس سے دل میں نفرت رکھو اور نگر وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے تو ظاہر میں بھی اس سے کھنچ جاؤ کیونکہ ایسے آدمی سے محبت اور میل جول رکھنے سے ڈر ہے کہ یہ بھی اسکے وبال میں پکڑا جائے

(۹) شمسون کی بیوی کا ذکر

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے اس زمانہ میں یہ شمسون ایک عابد و زاہد آدمی تھے

اور خدائے تعالیٰ نے ان کو بہت زور دیا تھا اس وقت کوئی بادشاہ تھا کافر وہ ان کا دشمن تھا اس نے ان کی بیوی سے کہلا بھیجا کہ اگر تو شمسون کو گرفتار کرا دے تو میں تجھ کو اپنے نکاح میں لے آؤں اس بدبخت نے جب یہ سو گئے اُن کے پاؤں باندھ کر کافروں کے حوالہ کر دیا وہ لوگ ان کو اس بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے منادی کرا دی کہ شمسون کو سولی پر چڑھایا جائے گا جس کو دیکھنا ہو آ کر دیکھے ہزاروں خلقت جمع ہو گئی اس وقت شمسون نے حق تعالیٰ سے دعا کی اس بادشاہ کا مکان گر پڑا اور بادشاہ دب کر مر گیا لوگ اس کے نکالنے میں لگ گئے شمسون صحیح سلامت اپنے گھر پہنچے اور اس بیوی کو طلاق دیدی ف اس کمبخت عورت کو دنیا کے لالچ نے گھیرا کیسے اچھے نیک خاوند کے ساتھ کیسی بیوفائی کی مگر مراد بھی پوری نہ ہوئی اور خاوند بھی چھٹ گیا بد اعمالی کی ایسی ہی سزا ملا کرتی ہے لالچ سے بہت بچنا چاہیئے۔

(۱۰) جُریج کو تہمت لگانیوالی عورت کا ذکر

حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کے زمانہ میں ایک بزرگ آدمی تھے جریج ان کا نام تھا تھوڑی سی عمر میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گئے تھے خلقت سے الگ ہو کر جنگل میں ایک عبادت خانہ بنا لیا تھا ایک دفعہ وہ نفل نماز میں مشغول تھے اتنے میں اُن کی والدہ نے دروازہ پر آ کر پکارا وہ نماز کی وجہ سے نہ بول سکے اُن کی ماں کو یہ خبر نہ تھی وہ اُن کے جواب نہ دینے سے ناراض ہوئی اور اُن کو یہ کوسنا دیا کہ الٰہی اس کو بدچلن عورتوں سے پالا پڑنا نصیب ہو چونکہ ماں باپ کا حق بڑا ہوتا ہے اور اسی واسطے یہ مسئلہ ہے کہ اگر نفل نماز میں ماں باپ پکاریں اور اُن کو اس نفل نماز پڑھنے کی خبر نہ ہو تو نفل نماز توڑ کر بولنا چاہیئے جریج عالم نہ تھے اس واسطے وہ نہیں بولے اور ماں کے حق میں کوتاہی ہوئی اس واسطے ماں کا کوسنا لگ گیا اور وہ بیچارے پر یہ مصیبت پڑی کہ حسد کرنیوالے لوگوں نے ایک بدچلن عورت کو سکھلایا کہ کسی طرح جریج کو بدنام کرے اس کو کہیں واہی تباہی پیٹ رہ گیا تھا اس نے بچہ ہونے کے بعد غریب جریج کا نام لے دیا لوگ عبادت خانہ پر چڑھ آئے اور بالکل اسکو ڈھا گرایا اور جریج پر سختی کرنے لگے کہ دیکھ یہ عورت کیا کہتی ہے جریج نے اُس کے دودھ پیتے بچّہ کی طرف منہ کر کے کہا کہ بتلا تیرا باپ کون ہے اس نے ایک چرواہے کا نام لیا لوگ بڑے معتقد ہوئے اور لگے ہاتھ پاؤں جوڑنے

اور کہنے لگے کہ ہم تمہارا عبادت خانہ سونے کا بنادیں انہوں نے فرمایا کہ نہیں بس مٹی کا بنادو جیسا پہلے تھا چنانچہ ویسا ہی بنا دیا **ف** دیکھو وہ عورت ایک نیک آدمی پر تہمت لگا کر کیسی ذلیل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو کیسا رسوا کیا دیکھو کبھی کسی بے گناہ پر تہمت کسی طرح مت دھرنا بعضی عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ذرا سے شبہ میں کسی کو بدچلنی کی تہمت لگا دی کہیں کسی کے سر چوری رکھدی یہ سب باتیں بہت گناہ ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کو ہر وقت کوسنا اچھا نہیں جانے کون سی گھڑی قبولیت کی ہو پھر خواہ مخواہ اولاد کو بھی پریشانی ہو انکی پریشانی دیکھ کر اپنے کو بھی صدمہ ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں باپ کا بڑا حق ہے آج کل اس بات کا بہت کم خیال کرتے ہیں بیبیو اس میں کبھی غفلت اور کوتاہی مت کرنا۔

(۱۱) بنی اسرائیل کی ایک بے رحم عورت کا ذکر

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل میں کا ایک قصہ بیان فرمایا کہ ایک عورت تھی اس نے ایک بلی کو پکڑ کر باندھ دیا نہ تو اس کو کچھ کھلایا نہ پلایا اور نہ اس کو چھوڑ ہی دیا کہ چوہے وغیرہ کھا کر اپنا گذر کرتی وہ بلی اس حالت میں تڑپ تڑپ کر مر گئی اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو دوزخ میں داخل کیا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ دوزخ میں وہی بلی اس عورت کی چھاتی پر سوار ہے اور ناخن اور پنجوں سے اس کو نوچ رہی ہے **ف** تم نے بیرحمی کا نتیجہ سن ہی لیا کسی پر بیرحمی مت کرو چاہے آدمی ہو چاہے جانور ہو البتہ بلی کتا اگر بہت ستاوے تکلیف دے تو مارنا درست ہے لیکن ترسانا بڑا گناہ ہے، بعضے سنگدل آدمی طوطا مینا اور کوئی جانور پال لیتے ہیں اور پنجرہ میں ڈال کر نہ ان کے کھانے پینے کی خبر لیتے ہیں نہ ان کے دھوپ اور سایہ میں رہنے کا خیال رکھتے ہیں نہ ان کو آزاد کرتے ہیں ایسے ترسانے کا انجام دنیا میں بھی برا ہے اکثر ایسے آدمی دنیا میں بھی طرح طرح کی تکلیفوں میں گرفتار رہتے ہیں ان کو چین نصیب نہیں ہوتا اور آخرت میں تم نے سن ہی لیا کہ وہ عورت دوزخ میں پہنچی بیبیو بیرحمی سے بہت بچتی رہو

(۱۲) پہلی امتوں کی ایک بدذات عورت کا ذکر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ پہلی امتوں میں ایک شخص عابد و زاہد تھا ایک بدذات

ف از بخاری شریف ۱۲ ف از نسائی ۱۲

عورت اس کے پیچھے پڑی اور اپنی ایک لونڈی کو اس کے پاس بھیجا کہ ہمارا کسی سے لین دین کا کچھ معاملہ ہوتا ہے بڑا معاملہ ہے گواہوں کے روبرو کرنا ہے اللہ کے واسطے گواہ ہو جانا ثواب کا کام ہے ذرا کھڑے کھڑے تم بھی ہو جاؤ یہ بیچارے سیدھے بھولے اس کے یہاں چلے گئے جب وہ گھر کے اندر ہو گئے اس لونڈی نے سب دروازے بند کر لئے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بدذات عورت بیٹھی ہے اور شراب بھی رکھی ہے اور ایک لڑکا بھی موجود ہے اسوقت اسنے ظاہر کیا میں نے گواہی کے لئے نہیں بلایا بلکہ تمہاری پرہیز گاری توڑنے کو بلایا ہے تم مجھ سے منہ کالا کرو یا شراب پیو یا اس لڑکے کو قتل کر ڈالو وہ عابد بیچارہ جان کے خوف سے بہت پریشان ہوا اور اپنے جی میں ان تینوں باتوں میں شراب کو اوروں سے ہلکی بات سمجھ کر شراب پی لی شراب پینا تھا کہ عقل گم ہو گئی اور اسی حالت میں وہ دونوں گناہ بھی اس سے ہو گئے ف گناہوں میں آپس میں کچھ ایسا علاقہ ہے کہ جہاں ایک گناہ ہوا پھر دوسرے گناہ بھی ہوتے چلے جاتے ہیں اس واسطے گناہ چاہے بڑا ہو یا چھوٹا سب سے بہت بچنا چاہیے نہیں تو دوسرے گناہوں کا بھی دروازہ کھل جاتا ہے چنانچہ اکثر دیکھا ہے کہ کسی نے رسم ورسوم کے موافق اپنی اولاد کے بیاہنے کا ارادہ کیا اور یوں سمجھا کہ خلاف شرع تو ہے مگر کوئی زیادہ بھاری گناہ نہیں ہوگا اور جتنے خرچ کا تخمینہ کیا ہے وہ اپنے پاس بھی ہے اور ان سب باتوں کو سوچ کر کام شروع کر دیا اب ایسے ایسے پیچ آپڑتے ہیں کہ ضروری اور گناہ بھی بڑے بڑے ہو جاتے ہیں کبھی تخمینہ سے زیادہ خرچ ہو جاتا ہے اور سودی قرض لینا پڑتا ہے کبھی نابالغ یتیم بچوں کا حق اپنے روپیہ میں ملا ہوا ہوتا ہے اس کو خرچ کر لیتی ہیں جس کا خرچ کرنا حرام ہے اور وہی حرام کھانا اپنے سب مہمانوں کو بھی کھلاتی ہیں دیکھو کہاں سے کہاں گناہ کا اثر پہنچ گیا اسی طرح سب گناہوں کا قاعدہ ہے

(۱۵) بنی اسرائیل کی ایک مکار عورت کا ذکر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک حوض پانی سے بھروا کر اسمیں کوئی ایسی دعا کر دی تھی کہ اس پانی میں یہ اثر ہو گیا تھا کہ اگر کوئی بدکار عورت وہ پانی پی لیتی تو اسی وقت اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا اور فوراً مر جاتی موسیٰ علیہ السلام کے بعد اس حوض میں یہ تاثیر تھی کہ ایک دفعہ ایک شخص کو اپنی بیوی پر شبہ ہوا اور وہ شبہ سچا تھا جب خاوند نے اس کا چرچا کیا اور اس زمانے کے حاکموں سے فریاد کی تو انہوں نے اسی پانی کا فیصلہ تجویز کیا اور اس عورت کو بلا بھیجا اس عورت کی ایک

ــــ۵ از نجائب ۱۱ ف اور ۱۲

بہن تھی وہ دونوں بہنیں اس قدر ہمشکل تھیں کہ بڑی مشکل سے دونوں کی پہچان ہوتی تھی اس عورت نے کیا چالاکی کی کہ خدا جانے کیا جھوٹ سچ ملا کر اپنی اس بہن کو کسی طرح بہکا کر اپنی جگہ بھیجدیا اس نے جا کر سب کے سامنے پانی پی لیا وہ تو پاک تھی اس کو کچھ نہ ہوا لوگوں کو تعجب ہوا غرض وہ پانی پی کر جب اپنے گھر آئی اور اس ناپاک بہن سے ملی بس اس کا سانس لگنا تھا کہ اس کا تمام چہرہ سیاہ ہو گیا اور فوراً مر گئی اس وقت سب کو چالاکی کا حال معلوم ہوا (ف) دھوکا اور چال چھپا نہیں رہتا اللہ تعالیٰ رسوا کرہی دیتے ہیں بیبیو بات میں اور برتاؤ میں دل کو صاف اور زبان کو سچا رکھنا چاہیئے۔

ف از عجائب ۱۲

(۱۲) ام جمیل کا ذکر

یہ ابو لہب کافر کی بیوی ہے قرآن مجید میں بھی اس کی برائی سورۂ تبت میں آئی ہے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے یہاں تک دشمنی رکھتی تھی کہ کانٹے دار لکڑیاں جنگل سے لاکر رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں بچھا دیا کرتی تھی تاکہ آتے جاتے آپ کے پاؤں میں چبھیں ایک دفعہ لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر لادے ہوئے آتی تھی اور اس کی رسی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اٹکا رکھی تھی کہ گٹھا سنبھلا رہے اچانک وہ گٹھا پیچھے کو گر گیا وہ رسی اس کے گلے میں آگئی اور گلا گھٹ کر مر گئی (ف) اللہ بچاوے دین اور دینداروں سے دشمنی کرنے کا انجام دنیا میں بھی برا اور آخرت میں بھی برا بعض عورتیں مولویوں کے مسئلوں کو جھٹلایا کرتی ہیں اور جو کوئی مسئلہ پر چلے اس کو طعنہ دیا کرتی ہیں خاصکر شادی غمی میں جو شرع کے موافق کرے یا کہے اس سے بہت برا مانتی ہیں یہ بھی دین کے ساتھ دشمنی رکھنا ہے اس دشمنی کا وبال دونوں جہاں میں جو کچھ ہوگا ابھی سن چکی ہو ان سب باتوں سے توبہ کرو اور بچو،

جو عورتیں مکہ کے فتح ہونیکے دن ماری گئیں انکا ذکر

مکہ شریف پہلے کافروں کے قبضہ میں تھا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کافروں کو نکالا اس کو مکہ کا فتح ہونا کہتے ہیں ان کافروں میں کئی عورتیں ایسی تھیں جو دین اسلام کی ہجو اور برائی کے گیت گایا کرتی تھیں ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ان عورتوں کو جہاں پاؤ قتل کردو ان میں سے یہ چار ماری گئیں فرشنہ اور قریتنا اور اربیت اور ام سعد،

(ف) ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوّل تو رحیم کریم بڑے تھے پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے قتل کرنے سے لڑائی میں بھی منع فرمایا ہے مگر ان عورتوں نے برائی ہی اتنی بڑی کی تھی جس سے خدا تعالیٰ کا حکم ان کے قتل کا ہوگیا کیونکہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدون خدا کی اجازت کے کوئی کام نہ کرتے تھے اور وہ برائی یہی تھی کہ دین کو برا کہتی تھیں اور اس کے گیت جوڑ رکھے تھے اب بھی بعض عورتوں میں یہ روگ ہے کہ شرع کو جو چاہتی ہیں کہ دیتی ہیں اور بعض عورتیں مولویوں کی برائی میں گیت بھی جوڑ لیتی ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے۔۔

(۱۶) زینب بنت حارث کا ذکر

ایک بستی تھی خیبر وہاں کافر یہودی لوگ رہتے تھے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی لڑائی ہوئی تھی اور مسلمانوں کی فتح ہوگئی تھی فتح ہونے کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی وہاں ٹھیرے ہوئے تھے کہ ایک یہودی عورت جس کا نام زینب تھا ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور تحفہ کے کچھ کھانا لائی اس کمبخت نے زہر ملا دیا تھا آپ نے اور آپ کے بعضے صحابیوں نے کھا لیا پھر خدائے تعالیٰ کی قدرت سے آپ کو معلوم ہوا آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور سب کو منع کر دیا لیکن ایک صحابی تو اس میں ختم ہوگئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مدت تک اس کا اثر رہا اور وفات کی بیماری اسی کے اثر سے تھی بعضی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب ان صحابی کا انتقال ہوگیا تو اس عورت سے پوچھا اس نے اقرار کیا اور سزا میں وہ بھی قتل کی گئی ف اس کمبخت عورت کو بھی دین اسلام کی دشمنی نے غارت کیا بیبیو دین اسلام اور شرع کی بات سے کبھی دل میں برائی مت لاؤ خوشی خوشی اس کو مان لیا کرو۔

(۱۷) لبید یہودی کی بیٹیوں کا ذکر

ان سب نے صلاح کر کے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینے کو جادو کیا تھا ہلاکت کے صدمے سے تو آپ بچ رہے لیکن اتنا اثر ہوا کہ آپ کے مزاج میں کچھ بھول سی ہوگئی وہ بھی دین کی باتوں میں نہیں بلکہ کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے کی عادتوں میں پھر اللہ تعالیٰ نے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الخ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ الخ یہ دونوں سورتیں اتاریں ان کی برکت سے اس جادو کا اثر بالکل جاتا رہا۔ ف ان لوگوں کو دین کی دشمنی نے خراب کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جان

لینے کا ارادہ کیا دین اور دین والوں سے کبھی دل میں رنج اور دشمنی مت رکھنا -

(۱۸) سلمیٰ بنت مالک کا ذکر

یہ پہلے ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہوگئی تھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرما گئے تھے کہ یہ مسلمان نہیں رہیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا جب حضرت کی وفات ہوگئی اس کو حکومت کا خبط سوجھا اور دین سے پھر گئی اور بہت سے گمراہ آدمی اس کی حکومت میں آگئے آخر مسلمانوں کا لشکر وہاں پہنچا اور اس عورت کا اور اس کے ساتھیوں کا تلوار سے مار کر خاتمہ کیا (ف) جیسے مال کی محبت بُری چیز ہے اسی طرح سردار بننے کی بھی ہوس آدمی کو بھی غارت کرتی ہے دیکھو اس عورت کی دنیا اور دین دونوں خراب ہوئے بیبیو اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھو اور عاجزی اختیار کرو اسی سے خدائے تعالیٰ تم کو دونوں جہاں میں بڑائی بخشیں گے،

(۱۹) قطامہ کا ذکر

یہ ایک گروہ ہے وہ خارجی کہلاتے ہیں یوں تو مسلمان ہیں مگر ان کے بہت سے عقیدے دین کی خلاف ہیں وہ لوگ حضرت علیؓ کے وقت میں شروع ہوئے ہیں اور حضرت علی سے ان کی بڑی بڑی لڑائیاں بھی ہوئی ہیں اسواسطے حضرت علی کے بڑے دشمن تھے اسی گروہ کے تین آدمی ایک دفعہ مکہ میں اکٹھے ہوگئے حضرت علی اس زمانہ میں شہر کوفہ میں رہا کرتے تھے ان تینوں میں یہ صلاح ٹھیری کہ حضرت علی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی اور تھے ان دونوں کو بھی قتل کر دینا چاہئے حضرت علی کے قتل کرنے کیواسطے ایک شخص تیار ہوا اس کا نام عبدالرحمن ابن ملجم تھا اور اس ارادہ سے کوفہ کو چلا وہاں یہ عورت کمبخت مل گئی اس کی صورت شکل دیکھکر اس نے اس عورت کو نکاح کا پیغام دیا اس عورت نے کہا کہ اگر میرا مہر دے سکو تو نکاح منظور ہے اس نے مہر پوچھا اس نے کہا کہ میرا مہر یہ ہے کہ علیؓ کو قتل کردو۔ وہ عورت بھی خارجی تھی اور حضرت علی کے ہاتھ سے اس کا باپ اور بھائی اور چچا اور خاوند لڑائی میں مارے گئے تھے یہ سب ہی خارجی تھے اس لئے اس نے یہ فرمائش کی غرض اس شخص نے اس بات کو قبول کیا اور صبح نماز سے پہلے مسجد کے دروازہ میں چھپکر کھڑا ہوگیا جب حضرت علیؓ نماز کے واسطے مسجد کے اندر آنے لگے اس نے ایکبارگی نکلکر آپ کے سر پر ایک تلوار کا ہاتھ مارا اور بھاگا اسی زخم سے حضرت علی نے وفات فرمائی اور وہ نالایق پکڑا گیا اور مارا گیا

ف دیکھو اس عورت کو دین سے محبت ہوتی تو اپنے بد دین رشتہ داروں کی وجہ سے حضرت علیؓ سے دشمنی نہ کرتی مگر خود بھی بد دین تھی اس واسطے اتنا بڑا گناہ سمیٹا بیبیو دین کی محبت دل میں پیدا کر دیتیں تو بڑے بڑے گناہ بد دینی سے پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۲۰) جعدہ بنتِ اشعث کا ذکر

یہ حضرت امام حسنؓ کی بیوی ہے یہ ایسی ڈوبی کہ یزید جو حضرت امام حسنؓ کا دشمن تھا اسکے بہکانے سے اپنے ایسے پیارے مقبول خاوند کو زہر دیا اس کمبخت نے اس بدبخت عورت کو یہ چقمہ دیا تھا کہ تجھ سے نکاح کر لوں گا اور ایک لاکھ درم دوں گا جس کی قیمت قریب تیس ہزار روپے کے ہوتی ہے جب زہر دیا گیا اس کی تیزی سے امام حسن کی آنتیں اور کلیجہ کٹ کٹ کر دستوں کی راہ نکل گیا اور چالیس روز یہی تکلیف اٹھا کر انتقال فرمایا اس وقت اس عورت نے یزید کو کہلا بھیجا کہ اب وعدہ پورا کرو اس نے صاف جواب دیا کہ میں تجھ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا غرض بدنصیب کو گناہ کا گناہ ہوا اور دنیا کی مراد پوری نہ ہوئی بیبیو یہ ساری خرابی دنیا کے لالچ سے ہوئی لالچ میں جو کچھ بھی ہو جاوے تھوڑا ہے اس بیماری کو دل سے نکالو اور مال و متاع زیور پوشاک کی ہوس اور محبت سے دل کو پاک کرو یہ بیس۲۰ قصّے بری عورتوں کے تھے اب چند قصّے ان عورتوں کے لکھتے ہیں جو اوّل بری راہ پر تھیں پھر خدائے تعالیٰ نے ان کو نیک ہدایت کی۔

(۲۱) بی بی زلیخا کا ذکر

ان کی شادی اوّل مصر کے وزیر سے ہوئی تھی اس نے یوسف علیہ السّلام کو مول لیکر ان کے سپرد کیا تھا کہ اولاد کی طرح ان کو رکھو ان کو برے برے خیال پیدا ہو گئے مگر یوسف علیہ السّلام کو خدائے تعالیٰ نے بچایا پھر اسی وزیر نے مصلحت سمجھکر یوسف علیہ السّلام کو قید کر دیا پھر ایک مدت کے بعد جب یوسف علیہ السّلام کو مصر کے بادشاہ نے قید خانہ سے چھوڑ دیا تو یوسف علیہ السّلام نے ان سے کہلا بھیجا کہ اوّل میرا حال عورتوں سے پوچھ لو پوچھنے پر زلیخا نے کہا وہ پاک ہیں میری ہی خطا تھی آخر جب یوسف علیہ السّلام مصر کے بادشاہ ہو گئے اور وہ وزیر مر گیا تو حضرت یوسف علیہ السّلام نے ان سے نکاح کر لیا اور ان سے دو لڑکے افرائیم اور میشائم پیدا ہوئے (ف) دیکھو سچ کیسی اچھی چیز ہے جس زمانہ میں انہوں نے جھوٹی تہمت یوسف علیہ السّلام پر لگائی اس کا یہ بال آیا

کہ اُن کی پریشانی اور مصیبت بڑھتی رہی اور جب اُنھوں نے سچ بول دیا اللہ تعالیٰ نے اُن کی مصیبت کاٹ دی اور اُن کی مراد پوری ہونے کا سامان اس طرح ہو گیا کہ اُن کا خاوند مرا یوسف علیہ السلام کو بادشاہی ملی اور اُن سے نکاح کر لیا۔ بیبیو ہمیشہ سچ بولو اگر کوئی خطا قصور ہو جائے توبہ کر لو اس پر اڑو مت اور اپنی خطا کا اقرار کرنے میں شیخی مت کرو۔

(۲۲) قارون کی بہکائی ہوئی عورت کا ذکر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قارون ایک بڑا مالدار اور بخیل تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اس سے زکوٰۃ دینے کو فرمایا اس کو بہت ناگوار ہوا اور آپ کا دشمن ہو گیا اور کمبخت نے یہانتک ارادہ کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آبرو کا لاگو ہو گیا اور ایک بدچلن عورت کو بہت کچھ مال زیور جواہرات دے کر بہکایا کہ توبہ توبہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنے ساتھ تہمت دھر دیجیو وہ راضی ہو گئی ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وعظ فرما رہے تھے یہ مسئلہ بھی بیان کیا کہ جو کوئی بُرا کام کرے اسکو ایسی ایسی سزا ہوگی کمبخت قارون اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا کہ اگر آپ ایسا کام کریں تو کیا ہو آپ نے فرمایا کہ میری بھی یہی سزا ہو اسپر وہ نالائق بولا کہ فلانی عورت آپ کا نام اپنے سے لگاتی ہے وہ عورت بھی وہاں موجود تھی آپ نے اس کو قسم دے کر فرمایا کہ سچ بولنا وہ خدا سے ڈر گئی اور کہنے لگی اے نبی اللہ کے آپ پاک ہیں اور اس نے مجھکو اتنا زیور اور مال دے کر سکھلایا تھا کہ آپکا نام لے دوں۔ اب میں توبہ کرتی ہوں اور مسلمان ہوتی ہوں اس وقت آپکو بہت غصہ آیا اور حق تعالیٰ سے بددعا کی قارون اپنے مال دولت سمیت زمین میں دھنس گیا اور جہنم رسید ہوا (ف) خدائے تعالیٰ جب ہدایت دیتا ہے توبہ کرنے کا اور نیک راہ اختیار کرنے کا یوں ہی سامان ہو جاتا ہے اور ہدایت اور توبہ کی جڑ خدائے تعالیٰ کا ڈر ہے بیبیو اس کو دل میں پیدا کرو سب کام درست ہو جائیں گے۔۔

(۲۳) اپنے گناہ کے اقرار کرنیوالی عورت کا ذکر

ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی شیطان کے بہکانے سے کہیں اس سے بُرا کام ہو گیا تھا شرع میں یہ مسئلہ ہے اگر کسی کے میاں یا بیوی سے ایسی حرکت ہو جاوے تو پتھروں سے مار مار کر اس کو بالکل مار ڈالتے ہیں وہ عورت یہ مسئلہ جانتی تھی اور سمجھتی تھی کہ میری جان نہ رہیگی لیکن آخرت کے عذاب کا ڈر ایسا غالب ہوا کہ آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سارا قصہ بیان کر دیا

تاکہ سزا دے کر پاک کر دیں شرع کا یہی حکم ہے کہ جو اپنی زبان سے اقرار کر لے اسکو ٹال دینا چاہئے ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو ٹالا بھی لیکن ایسی ہمت کی بی بی تھی کہ پھر بار بار آکر اقرار کیا اور چاہا کہ سزا دیدی جائے اس وقت اسکو پیٹ تھا اسواسطے بچہ ہونے تک اسکو مہلت دیدی گئی بچہ جن کر بے بلائے پھر آموجود ہوئی اور چاہا کہ سزا اب کر دیجائے آخر وہی سزا شرع کے موافق دی گئی کسی نے اسکو کچھ برائی کی بات کہدی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو کچھ مت کہو اسکی توبہ اللہ کے نزدیک اتنی بڑی ہے کہ اگر ستر گنہگار آدمیوں میں بانٹ دی جائے تو سبکی بخشش ہو جائے بھلا اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے اپنی جان دیدی ف حقیقت میں خدائے تعالیٰ کا ڈر عجیب نعمت ہے اللہ اکبر کتنی بڑی تکلیف کی اُس بی بی نے سہار کی اللہ تعالیٰ ہم کو بھی گناہوں کے چھوڑنے کی اور توبہ کرنے کی توفیق دیں اب شرع کی عملداری نہیں ہے جو گناہ خدا کے ہیں خدا کے سامنے توبہ کر لینا چاہئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی توبہ کر لے پھر اسکو حقیر نہ سمجھے اس کو بُرائی یا تو نکا طعنہ نہ دے یہ بہت بڑا گناہ ہے

(۲۴) چوری سے ایک توبہ کرنیوالی عورت کا ذکر (۴)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ چوری کی سزا میں کاٹ دیا تھا پھر وہ عورت ہمارے گھر آیا کرتی اور وہ جو بات حضرت سے کہنا چاہتی میں اسکی طرف سے کہہ دیا کرتی عرض اس نے دل سے اچھی طرح توبہ کر لی تھی (ف دیکھو کیسے اچھے دل کی تھی کہ اتنی بڑی تکلیف اٹھا کر شرع سے اور حضرت سے اسکا جی برا نہ ہوا بس ایمان اور توبہ ایسی ہونا چاہئے کہ شرع کے حکم سے دل پر میل نہ لاوے اگر گناہوں کی سزا میں کوئی وبال آجائے تو خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ ہو اپنی خطا کو یاد کر کے شرمندہ ہونا چاہئے۔

(۲۵) سجاح کا ذکر (۵)

اسکو بیٹھے بٹھلائے یہ خبط سوجھا کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نبی ہونیکا دعوی کر بیٹھی اور بہت سے بیوقوف اسکے ہاتھ ہو گئے اسکے بڑے بڑے قصے ہوئے آخر مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ سے عاجز ہو کر پھر مسلمان ہو گئی اور اپنے اس خبط سے توبہ کی (ف) سبحان اللہ توبہ بھی کیا چیز ہے بھلا پیغمبری کے جھوٹے دعوے کرنے سے بڑا کونسا گناہ ہوگا مگر جب توبہ کر کے مسلمان ہو گئی وہ بھی معاف ہو گیا بیبیو توبہ میں دیر مت کیا کرو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا بڑی آفت کی چیز ہے اسی روگ نے تو پیغمبری کا جھوٹا دعوی کرایا تھا کہ بہت سے آدمیوں پر میری سرداری ہو جاویگی اللہ بچاوے بس اپنے کو سب سے کم سمجھنا اسی میں خیر ہے فقط یہ توبہ کرنے والیوں کے پانچ قصے ہوئے اور بد عورتوں کے بیس ہوئے تھے یہ سب ملا کر پچیس ہوئے اب آگے تنبیہ مع یادداشت ہے جسکا ذکر دیباچہ میں ہے لکھی جاتی ہے

تنبیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ حال جو اس یادداشت میں لکھا گیا ہے سب عورتوں کا نہیں بلکہ شریر عورتوں کا ہے ان ہی کے مقابلہ میں بفضلہ تعالیٰ وہ عورتیں بھی ہیں جو اس آیت کی مصداق ہیں مُسلِمٰتٍ مُّؤمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰئِحٰتٍ الآیۃ اسی طرح بعض مرد ظلم اور سنگدلی اور اتلاف حقوق اور آوارگی میں طاق ہوتے ہیں اور ان کی بیبیاں عفت کیساتھ صبر کرتی ہیں اور خاموش محض رہتی ہیں غرض یہ ہے کہ ؎

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد   خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

مقصود اس تجربہ کار کی تحریر نقل کرنے سے یہ ہے کہ اگر کسی عورت میں یہ عیب ہیں تو وہ متنبہ ہو کر اپنی اصلاح کر لے یا مرد خوش تدبیری سے اصلاح کر دے کیونکہ اصلاح کیلئے اطلاع مرض ضرور ہے واللہ اعلم۔ اب وہ تحریر نقل ہوتی ہے۔

یادداشت عورتوں کی بیعقلی کے متعلق جو حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے جس کا مجھے بخوبی تجربہ ہوا ہے بطور نصیحت اُن کے گوش گذار کرنے کو لکھتا ہوں زیادہ اُنکی پردہ دری کو اس موقع پر مناسب نہیں سمجھتا ہوں بطور نمونہ کے اُن کے کانوں تک پہنچانے کو لکھتا ہوں (۱) ایسی عورتوں نے بالعموم ایک ہو کر یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ جہاں تک ہو مرد کی آبرو و وقعت کو اپنے مقابلہ میں کم کریں اور اپنا اس قدر زور مرد پر ڈالتی ہیں کہ گویا مرد بجائے عورت اور عورتیں بمنزلہ مرد کے ہو رہی ہیں (۲) عورتیں شادی کے دن سے یہ ارادہ دعوے کے ساتھ مضبوط کر لیتی ہیں کہ ہم تو علیحدہ ہو کر رہیں گے آتے ہی ساس سسر، نند، وغیرہ سے فساد کا بیج بو دیتی ہیں اور خود رات دن ایسی ایسی فکریں کرتی ہیں کہ جس سے گھر میں لڑائی جھگڑا پیدا ہو (۳) بیچارے ساس سسرے جو ہزارہا آرزو و تمنا سے بہو کو شادی کر کے لاتے ہیں اُن کی آرزو کا خون کرتی ہیں کہ اُن کو اِن کی کرتوت یعنی شادی کرنے کا مزہ جلد چکھا دیتی ہیں۔ (۴) اس نکبخت بہو کو یہ صبر نہیں ہے کہ میں موقع وقت تو آنے دوں موقع وقت سے جدا ہونا ہی پڑے گا اگر دنیا میں جدا نہ ہوتے تو یہ شہر گاؤں کہاں سے ہو جاتے مگر اس کو اتنی عقل اور تمیز ہی نہیں ہے کہ موقع وقت کی منتظر رہ کر بسر کرے یہ تو جو کچھ ہونا ہو آج ہی کرا کر رہتی ہے (۵) مرد کو ایسے ایسے طور سے دق کرتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں سناتی ہیں کہ مرد کو کہاں تک اثر نہ کرے ہر دم ساس سسرے نند جو کوئی گھر میں ہیں اُن کی بُرائی طرح طرح سے کرتی ہیں یہ جھگڑا دائمی کرتی ہیں کہ کسی طرح ہماری مرضی کے موافق علیحدگی ہو جائے چنانچہ عورت

کی حسب خواہش علیحدگی بھی جلد ہو جاتی ہے کیونکہ فساد کا رفع کرنا ہر شخص مناسب سمجھتا ہے (۶) مرد کو عورت ہر دم ایسے ایسے الفاظ کہتی ہے کہ اس کو عرق[لہ] آجاتا ہے مگر سوائے خاموشی کے اور کیا کرے اگر زبان یا آنکھ سے ہاتھ سے کچھ عورت کی شان میں نکل جائے تو پھر دیکھو کیسا تماشہ گھر والے اور محلہ والے دیکھتے ہیں اور عورت رو کر تمام گھر محلہ کو فراہم کر کے سب کو تماشا مرد کا دکھلاتی ہے (۷) عورتیں اگر شادی کے روز سے گھر کے آدمیوں اور اپنے خاوند کی رضامندی اور ساس سسرے کی اطاعت و فرمانبرداری میں حاضر رہیں تو کون سے عیب کی بات ہے مگر مرد کو طرح طرح سے دق کیا جاتا ہے مرد مصلحت سمجھ کر ٹال کر اگر باہر چلا جاتا ہے عورتیں بے عقل سمجھتی ہیں کہ ہم سے ڈر گیا پھر آئندہ کو اور زیادہ پیر نکالتی ہیں (۸) مرد کو اللہ تعالیٰ نے مرد میدان توپ تلوار کا سامنا کرنے والا بنایا ہے بھلا وہ عورتوں سے کب ڈرتا ہے مگر مصلحت وقت سمجھ کر ٹال جاتا ہے تو عورتوں کو اس کی بھی کچھ پرواہ نہیں ہے انکا تو وہی جوش و خروش اور فساد اور جھگڑا جو شادی کے روز سے شروع ہوتا ہے ترقی پذیر رہتا ہے (۹) یہ بے رحم عورتیں کبھی خیال نہیں کرتیں کہ مرد نہ معلوم کس مشکل سے کما کر اور طرح طرح کی مصیبت اٹھا کر ہمارے سامنے لاکر رکھتا ہے اسکی ہم قدر کریں ہرگز کبھی بھول کر بھی ایسا خیال دل میں نہیں آتا ہے غور کرنیکی جگہ ہے (۱۰) مرد عورتوں کی کم عقلی اور بیجا برتاؤ سے جب کوئی علاج عورت کی خوش اسلوبی کا نہیں دیکھتا ہی دق ہو کر پردیس کا راستہ لیتا ہے پھر کبھی بھول کر بھی برسوں گھر آنیکا نام نہیں لیتا ہے عورت کی طرف سے تو اسکا دل پتھر کا ہو چکا ہے پردیس میں جہاں اسکا روزگار روپیہ نوکر چاکر موجود ہیں اپنی طبیعت کے بموجب سہارا اور ذریعہ خوشنودی طبیعت کا پیدا کر لیتا ہے اب عورت گھر میں بیٹھی ساس سسرے سے لڑا کرتی ہے اور یہ لڑائی صرف اسوجہ سے کرتی ہے کہ ہم کو خاوند کے پاس پہنچا دیا جائے اور یہ معلوم نہیں کہ ہمارا ہی نکالا ہوا تو گیا ہے اپنی بیعقلی پر کبھی نادم نہیں ہوتی (۱۱) اگر عورتیں شادی کے دن سے مرد کی ہاں میں ہاں ملا دیں اور ساس سسرے کی اطاعت کریں تو ان کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ ہو کسی وقت ہم سے علیحدہ ہو جائیگی تو سارے گھر کو یہ اپنا غلام بنا لیں اور اگر فرض کرو کہ خاوند میں یا ساس سسرے میں کوئی عیب عورت کے مزاج کے برخلاف ہو تو سہولت و آہستگی سے خوشامد سے ایسے طور سے اصلاح کرے کہ ان کو معلوم بھی نہ ہو وہ عیب ضرور چھوٹ جائے گا اور زور ڈالنے اور ضد کرنیسے کبھی نہیں چھوٹیگا بلکہ مرد تو اور زیادہ ضد کریگا ان عورتوں کو تو مرد کا دل ہی رکھنا نہیں آتا پھر بتلایئے قصور کس کا ہے (۱۲) بعض عورتیں کمبخت یہ بھی سمجھی ہوئی ہیں کہ ہم بڑے امیر گھر کی ہیں جہیز وغیرہ سامان طرح طرح کا لیکر آئے ہیں خاوند ساس سسرے وغیرہ کی خوشامد اور اطاعت میں ہماری کسر شان ہے یہاں تک کہ بعضی اپنے مرد سے بھی سیدھے منھ نہیں بولتی ہیں۔ خدمت کرنا تو درکنار سوائے اسکے کہ تکیہ لگائے تمام دن سوتی یا بیٹھی رہا کریں یا منہ چڑھائے رکھیں اور کوئی کام نہیں (۱۳) یہ بھی اس زمانہ کی عورتوں نے ایک طریقہ نزاکت اور امیری کا نکال رکھا ہے کہ بیماری کا حیلہ کر کے تکیہ سے سر ہی نہیں اٹھاتی ہیں کہتی ہیں کہ سر ہلتا ہے

[لہ] یعنی پسینہ

ساس سسرے وغیرہ کو ذق کر رکھا ہے صدہا روپے کی دوائیں چاندی کے ورق آنولے کا مربہ وغیرہ مقوی ادویہ کھا
جاتی ہیں غرضیکہ سر کے درد کو بھی آرام ہی نہیں ہوتا ہے کبھی کبھی نظر بھوت بھی لپٹا لیا جاتا ہے (۱۴) مرد کو یہ عورتیں وہ
ناچ نچاتی ہیں کہ اسکے عقل و ہوش کھو کر کاٹھ کا اُلّو بنا کر کسی کام کا نہیں رکھتیں سوائے اسکے کہ عورت کے حکم میں
جی ہاں جی ہاں کرتا رہے یا قارورہ کا کٹورہ ہاتھ میں لیئے پھرا کرے یا جو کچھ اسکی رضامندی ہو اسکی فوراً تعمیل کیا
کرے اور ہر دم کمر بستہ رہے تب تو خیر ہے (۱۵) یہ کم عقل عورتیں اپنی عادت مزاج کی تیزی سے اور طرح طرح
کے جھگڑوں سے گھر کی خیر برکت کھو دیتی ہیں مرد سے وہ دشمن بنکر برتاؤ کرتی ہیں کہ توبہ بھلی اس زمانہ کی بعضی عورتوں
سے تو مرد بغیر عورت کے ہی آرام سے بسر کریں جب گھر سے خط آتا ہے آئیں سوائے آپس کے جھگڑوں قصوں اور
ساس سسرے اور گھر والوں کی شکایت کے کچھ درج نہیں ہوتا یا خرچ کی طلبی درج ہوتی ہے اور ایسے ایسے جھوٹے
الفاظ تکلیف کے لکھے جاتے ہیں کہ مرد کئی وقت تک پوری روٹی بھی نہیں کھاتا اور خط کو فوراً چاک کر ڈالتا ہے
کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی غیر شخص دیکھ لے اور خط بھی بیرنگ ہوتا ہے (۱۶) صدہا روپیہ مرد کما کر آئے دن بھیجا کرتے ہیں
مگر عورتوں کو تو ہمیشہ قرض ہی مرد پر ظاہر کرنے اور جھوٹا حساب لکھ لکھ کر روپیہ طلب کرنے سے غرض ہے نیکبخت
اتنا نہیں سمجھتی ہیں کہ مرد کہاں سے کس طرح کر کے کس مصیبت سے روپیہ ہمکو بھیجتا ہے گھر کے خرچ کی آخر اسی کو فکر ہے
ہم کیوں پردیس میں اسپر خواہ مخواہ تقاضا کر کے اسکو فکر میں مبتلا کریں نہ معلوم پردیس میں کس مصیبت سے گذر
کر کے ہم کو منی آرڈر پارسلیں طرح طرح کی اشیاء اپنی ساری عیش پر خاک ڈالکر بھیجتا ہے اگر مرد عیش کیا کریں تو تم کو
آئے دن یہ گلچھرے اڑانے کو روپے کیسے پہنچا کریں (۱۷) یہ بیقدر عورتیں کبھی بھول کر بھی مرد کا شکریہ زبان سے
بیان نہیں کرتیں یا مرد کے عزیز و اقارب دوست دشمن کے سامنے اپنے مرد کی تعریف کبھی نہیں کرتیں ہاں ہزارہا
جھوٹے الزام اور تہمتیں گھر کی نہ ہوئی بات اور تنگدستی کی شکایت ساری برادری میں اپنے اور غیر کے سامنے بیان کرتی
غرضکہ مرد کی آبرو کو کسیطرح سے یہ قائم نہیں رہنے دیتی ہیں کوئی ایسی عورت نہیں کہ مرد نے بیحد روپیہ کما کر گھر کو بھیجا ہو اور وہ کبھی
وطن آیا ہو تو عورت نے اس روپے میں سے بچا کر سب گھر کا خرچ خوبصورتی سے دکھلا کر پسماندہ روپیہ جمع رکھا ہو آتے ہی مرد کے روپیہ
رکھدیا ہو کہ آپکی امانت میں سے یہ بچا کر رکھا ہے (۱۸) برعکس اسکے مرد پر اسکے قرض کا تقاضا کرتی ہیں اور صبح ہی قرضدار کو دشمن کی طرح
مرد کے سامنے پیش کر دیتی ہیں کہ جسکے باعث مرد کو گھر جا کر بڑی ندامت اور افسوس کرنا پڑتا ہے اور دل میں نادم ہونا پڑتا ہے کہ میں کیوں
اس مصیبت میں پڑنے آیا ہوں (۱۹) بلکہ بہت سی عورتیں ایسی موجود ہیں جو مردوں سے قرض کا بہانہ کر کے روپیہ منگا کر علیحدہ رکھتی ہیں
اور مرد کو اپنی گٹھڑی جمع کرنے کیلئے ساری عمر پردیس میں نکالے رکھتی ہیں (۲۰) اب ان عورتوں نے عام طور سے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے
کہ کچھ ہو ضرور کر کے روپیہ جمع رکھو اور جب اپنے باپ بھائی رشتہ داروں میں جاؤ خفیہ طور پر نقد روپے سے انکے ساتھ مدد کرو کہ
جو ساس سسرے کنبے والوں کو خبر بھی نہ ہو غرضیکہ خاوند کی قدر و منزلت جسکی کمائی کی سب رونق ہے کچھ نہیں ہے مرد تیلی کے بیل کی

طرح تمام عمر پردیس میں ہی کسی دن مر جاتا ہے مگر عورتیں اسکو آرام سے گھر میں چین نہیں لینے دیتی ہیں (۲۱) مرد کو پردیس میں رہنے کی وجہ سے یہ معلوم نہیں کہ میرے گھر میں کون کون کپڑا زیور نقد موجود ہے کیونکہ یہ تو پردیسی ہے کبھی بطور مہمان کے وطن میں آنکلتا ہے اور عورت گھر کا سامان کپڑا زیور اپنے بھائی بندوں کو جس کو اس کا دل چاہے دیتی ہے کسی کی مجال نہیں کہ دم مار سکے (۲۲) جو اشیا کپڑا زیور وغیرہ مرد پردیس سے لاتے ہیں یہ عورتیں اس کو دیکھکر ناک چڑھا کر دس عیب نکالتی ہیں اور اگر بر تقدیر پسند بھی آگیا تو اس کو لیکر کبھی مرد کے سامنے یا اس کے عزیزوں کے سامنے خوشی یا شکریہ نہیں کرتیں فوراً ہی قفل میں بند کر کے رکھ دیتی ہیں اور جس وقت جو جی چاہے تیاپ کرتی ہیں (۲۳) مرد کو عورتیں اس وقت دبانی ہیں کہ جس وقت اس کے باہر کے عزیز رشتہ دار آئے ہوئے بیٹھے ہوں اور خواہ مخواہ کا نہ ہوا جھگڑا اُٹھا کر ان غیر آدمیوں کے سامنے ساس سسر کے خاوند وغیرہ کو نادم کرتی ہیں گویا یہ عورتیں اسوقت دشمن بنجاتی ہیں (۲۴) مرد اگر بر تقدیر کوئی چیز پردیس کی اپنے بھائی عزیز پیر فقیر کے واسطے لے آتا ہے تو عورت ہرگز نہیں دینے دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ بغیر میری رضامندی کے کیوں کسی کو دیجائے پھر دیکھو اس بات پر کیا کیا ہوتا ہے اور محلہ والے خوب تماشا دیکھتے ہیں اور یہ عورتیں کئی کئی دن غصّہ کے سبب گھر والوں کو اور خاوند کو اچھی طرح سزا دیتی ہیں (۲۵) پردیس سے جو مردوں کے پاس سے روپے پہنچتے ہیں یہ عورتیں اُن کے پہنچتے ہی اسی روز عمدہ عمدہ زیور، پارچہ گوٹا وغیرہ اپنی حیثیت اور مقدور سے بہت زیادہ کہ جو امیر اور نوابوں کو زیبا ہے خرید کر لیتی ہیں اور دوسرے ہی دن مرد کو یہ لکھکر کہ خرچ مرسلہ سب قرضداروں کو دیدیا ہے اب ہمارے پاس کھانے کو بالکل نہیں ہے جلد خرچ بھیجدو پھر پریشان کرتی ہیں (۲۶) اس زمانہ کی عورتوں میں یہ بھی عیب ہو رہا ہے کہ شادی کے ہوتے ہی ذرا ذرا سی بات جھوٹی سچی سسرال والوں کی ماں باپ سے جاکر بیان کرتی ہیں اور والدہ ان کی تمام برادری میں ایک بات کی دس بیان کرتی ہیں اگر برادری سسرال والوں سے مقابلہ پڑ جاتا ہے تو بیٹی کی طرف ہو کر خوب لڑائی جھگڑے کرتی ہیں کہ جس کی وجہ سے برادری میں خوب فساد ہو رہا ہے بلکہ پھوٹ چھٹاؤ پر بھی نوبت آجاتی ہے (۲۷) کوئی ان عورتوں سے دریافت کرے کہ تمہارے تعلق بھی کوئی مرد کی خدمت ہے اور اس کی دلداری و چاپلوسی وغیرہ ہے ہرگز ہرگز نہیں ہے وہ تو خاوند کی سرتاج حکمران ہیں ممکن نہیں کہ عورتوں کا حکم ٹل جائے یا اس کی خواہش کے بموجب کوئی کام نہ ہو مرد اپنی خواہش سے کوئی کام تو کرے پھر دیکھو کیسے تماشے ہوتے ہیں (۲۸) عورتیں مردوں سے اُن کے دل کا حال دریافت کرلیتی ہیں اور مرد بھی اپنی عورت کو رازدار سمجھکر بلا سوچے سمجھے اپنے دل کا حال عورت سے کہدیتے ہیں پھر یہ عورتیں مرد پر اچھی طرح زور پکڑ جاتی ہیں اور مرد کا وقار بالکل اٹھا دیتی ہیں ہر طرح عورتوں کو مردوں کا زیر کرنا اور جوتی کے نیچے رکھنا بہت ضروری امر ہو رہا ہے (۲۹) یہ عورتیں مرد کے عزیز رشتہ دار بہن بھائی وغیرہ سے خود بخود نفرت کرتی ہیں اور ان کی شکایت جھوٹی سچی کرتی رہتی ہیں اور اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان سے خلا ملا نہ رہے اور ہمیشہ کو قطع تعلق کرادیتی ہیں (۳۰) ایسی عورتوں نے مرد کو اچھی طرح سے کاٹھ کا الّو بنا کر ان کی ناک میں نکیل ڈال رکھی ہے جس طرح چاہتی ہیں اپنی عالی حوصلگی سے مردوں کیساتھ پردیس میں دم کی طرح لگی پھرتی ہیں۔ ریل کے تماشے باہر کے ملکوں کی آب ہوا طرح طرح کی حسب خواہش خوشیاں اور سب سے زیادہ یہ ہوس کہ مرد باہر عیش کرتے ہیں اور کما کما کر خوب روپے اڑاتے رہتے ہیں چلکر انتظام کریں تاکہ سب روپیہ ہمارے ہاتھ میں آئے اور مرد کو کسی قابل بھی ان عورتوں نے نہیں چھوڑا اور مردوں سے بغیر عورت کے پاس نوکری ہی کرنا مشکل ہوگیا ہے گویا عورتیں ہی نوکری کرتی ہیں ایسا کوئی جادو تعویذ مردوں پر عورتوں نے ڈالا ہے کہ سارے ہی مرد ان کے جال میں پھنسکر مرید ہوگئے (۳۱) جب برادری میں شادی غمی کی تقریب میں عورتیں فراہم ہوتی ہیں آپس میں بیٹھکر اپنے اپنے

مردوں کی برائیاں کچے پکے حالات بیان کرتی ہیں وہ عورتیں اپنے اپنے خاوند سے جاکر کہتی ہیں اور خاوند اپنے یار دوستوں میں مذاق اڑاتے ہیں غرض کہ نہ ہوئی بات بھی عورتیں نکالتی ہیں (۳۲) یہ عورتیں اپنے اپنے خاوند کے واسطے تعویذ گنڈے کراتی ہیں اور باہر پھرنے والی عورتیں جو گھر میں آتی ہیں اُنسے یہ بھی درخواست ہوتی ہے کہ کوئی تعویذ میرے خاوند کیواسطے لادے اور گھر میں سے جو کچھ آٹا دال قبضے میں آتا ہے وہ ساس سسر سے پوشیدہ اس کو دیا جاتا ہے مجھے اچھی طرح سے معلوم ہے کہ بعض عورتیں الّو کی زبان کی تلاش میں رہتی ہیں تاکہ اپنے مرد کو کھلادیں گو مرد کیسا ہی تابعدار ہو (۳۳) مردوں نے جو اپنا وقار کھو کر عورتوں کو حادی بنا رکھا ہے اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ وہ مردوں کے ہمراہ بحالت سفر رہ کر دلیر ہو جاتی ہیں اور مرد کے مزاج پر اچھی طرح قابو پا جاتی ہیں جب وطن میں آتا ہے دن بھر میں کئی کئی دفعہ مرد کو ڈانٹ دیا جاتا ہے اور یہ جی ہاں جی کرتا ہے بلکہ ہنسکر زیادہ خوشامد کرتا ہے (۳۴) اوپر لکھے ہوئے اُموکی شکایت غریب لوگوں کی عورتوں میں اور دیہات میں کم ہے کیونکہ نہ تو انہیں اتنی عقل ہے اور نہ انکو گھر کے کاروبار سے اسقدر فرصت ہے کہ وہ نئے نئے جھگڑے اٹھاویں بلکہ وہ سب کی سب اچھے طور سے بسر اوقات کرتی ہیں اور جن میں خود رائی خود پسندی خوش خوراکی حکومت عیش و آرام کا مادہ بھرا ہوا ہے اور ہر قسم کا سامان بھی میسّر ہے وہ طرح طرح کے جھگڑے قائم رکھتی ہیں کیونکہ انکو تو کوئی کام ہی نہیں ہے جسکا انصرام کریں لڑیں نہ تو کیا کریں (۳۵) اگر ایسی عورت خواندہ ہے تو بعض دفعہ اس کا چال چلن بھی خراب ہو جاتا ہے آج کل کے شوقین لوگ پکار کر زور ڈال کر کہہ رہے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کی طرح پڑھنے کی تعلیم دیجائے جس سے یہ سارا سبق آوارگی کا پیدا ہوا جس کے مضر ہونے کا بہت کچھ تجربہ ہو چکا ہے (۳۶) کوئی عورت ایسی نہیں الاماشاءاللہ کہ اپنے مرد کو نصیحت کرتی ہو کہ ہمکو سوائے حلال آمدنی کے اور کوئی پیسہ لینا منظور نہیں اگر ایسا ہو تو مرد کبھی رشوت اور ناجائز آمدنی ہرگز گھر میں نہ لاوے بلکہ عورتیں طعنے اور تقاضے کر کے لینے کی ترغیب دیتی ہیں بلکہ لفظ بھی کہتی ہیں کہ تم میں کمانے کھانیکی کوئی لیاقت ہی نہیں فلاں شخص تو تمہارے برابر ہی تنخواہ میں ہے لیکن تمہارے پاس کچھ بھی نہیں اسکے پاس تو سب کچھ موجود ہے وغیرہ وغیرہ باتیں ترغیب کی کہی جاتی ہیں ایسی ہی عورتوں کی خواہش سے مرد ذلیل و خوار ہو کر جیلخانہ تک پہنچتے ہیں (۳۷) عورتیں زیور سامان قابل زکوٰۃ لئے بیٹھی ہیں یہ کبھی خیال نہیں کہ مواخذہ خدا تعالےٰ کے یہاں ہمپر ہوگا ہم یہ فرض خدا تعالیٰ کا ادا کر دیں گے اگر مرد ادا کرنیکا ارادہ کرے تو یہ ہرگز نہیں کرنے دیتیں کہ ہماری جمع اور گٹھڑی کم ہوتی ہے جہانتک ان کو دو وہ سب تھوڑا ہے (۳۸) مرد تو ہمیشہ پردیس میں رہتے ہیں عورتیں جو گھر میں ہیں وہ اپنی آزاد اور آرام طلب ہو جاتی ہیں کہ مرد کبھی پردیس سے آتا ہے تو اسکی خدمتگذاری اور وقت پر گرم کھانا دینے کو معیوب سمجھتی ہیں بلکہ یہی کہہ گذرتی ہیں کہ مرد تو پردیس کے واسطے ہوتے ہیں گھر پر آکر کیوں بیٹھ گئے (۳۹) ہائے افسوس اس زمانہ کے بعض مردوں میں وضعداری غیرت، مردانگی کا طنطنہ اس زمانہ کی عورتوں کے سامنے سارا ہی جاتا رہا اور کیسے کمزور ہو گئے ہیں (۴۰) اگر ایسی عورت خواندہ ہو اور اسکے پاس کوئی شخص خفیہ تحریر بھیجدے تو کیا وہ اسکا جواب نہیں دیگی اگر جواب بھی نہ دیگی تو اس تحریر کو غور سے تو دیکھ ہی لے گی اور آگے کو خط کتابت کا سلسلہ جاری ہو کر سب ہی کچھ باتیں پھر تو پیدا ہو جائینگی (۴۱) آج کل اس نئے زمانہ کی عورتیں جو خواندہ ہیں وہ بازار سے بڑے بڑے ناول منگا کر دن رات ان کو دیکھتی ہیں اور اسی شوق میں دن رات مبتلا رہتی ہیں کہ کوئی ناول ہاتھ آجائے ۔ فقط

التماس اس یادداشت کے آغاز پر مضمون بعنوان تنبیہ اضافہ کیا گیا ہے اسکو آخر میں مکرر ملاحظہ فرمائیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد — خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

حصہ ہشتم نور محمدی بہشتی زیور مع ضمائم قدیمہ و جدیدہ تمام ہوا

فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ نہم مکمل و مدلل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور محمدی بہشتی زیور کا نواں ۹ حصہ

بعد حمد و صلوٰۃ بندۂ ناچیز کمترین غلامانِ اشرفی محمد مصطفیٰ بجنوری مقیم میرٹھ محلہ کرمعلی عرض رسا ہے کہ احقر نے حسب ارشاد سیدی و مولائی حضرت مولٰنا اشرف علی صاحب تھانوی (نور اللہ مرقدہ) کے اس نویں حصہ بہشتی زیور میں عورتوں اور بچوں کے لئے صحت کے متعلق ضروری باتیں اور کثیر الوقوع[۵۰] امراض[۵۱] کے علاج درج کیے ہیں اور اس میں چند ضروری باتوں کا لحاظ رکھا ہے۔ (۱) اُن امراض کا علاج لکھا گیا ہے جن کی تشخیص[۵۲] اور علاج میں چنداں لیاقت کی ضرورت نہیں معمولی پڑھی لکھی عورتیں بھی ان کو سمجھ سکتی ہیں اور جن امراض کے علاج میں علمی قابلیت درکار ہے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ بہت جگہ تصریح[۵۳] کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے۔ کہ اس کے علاج کی جرأت[۵۴] نہ کریں بلکہ طبیب[۵۵] سے علاج کرائیں (۲) نسخے مجرب[۵۶] اور سہل الحصول[۵۷] لکھے گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی رعایت رکھی گئی ہے کہ ایسی دوائیں ہوں کہ اگر تجویز[۵۸] میں غلطی ہو یا اور کوئی وجہ ہو تو نقصان نہ کریں (۳) عبارت ایسی سہل لکھی گئی ہے کہ بہت معمولی لیاقت والا بھی بخوبی سمجھ سکے (۴) نظر ثانی[۵۹] میں جب کہ امداد المطابع میں یہ کتاب چھپی تھی۔ کچھ نسخے بڑھائے گئے تھے ان کو اپنے اپنے موقعوں پر بطور حاشیہ کے لکھدیا تھا۔ اور اس مرتبہ نظر ثالث[۶۰] میں بھی بعض نسخے اور مضامین اضافہ کئے ہیں جن کو ان کے موقعوں پر صفحہ کے نیچے بطور حاشیہ علیحدہ لکھا ہے تاکہ جن کے پاس پہلا طبع[۶۱] شدہ یہ حصہ موجود ہو وہ بھی ان نسخوں کو اس میں نقل کر سکیں۔ اور جو نسخے اور مضامین اس نظر ثالث میں بڑھائے گئے ہیں ہر ایک کے آگے یہ لفظ (نظر ثالث) لکھدیا ہے تاکہ جن کے پاس نظر ثانی کی کتاب ہو وہ بھی اُن کو نقل کر لیں۔

[۵۰] کثیر الوقوع بہت زیادہ پیش آنے والی ۔۱۲

[۵۱] امراض جمع ہے مرض کی بمعنی بیماری، دکھ، تکلیف ۱۲

[۵۲] جانچ کر کے بیماری کو پہچاننا کہ یہ کونسی بیماری ہے اور اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے ۔۱۲

[۵۳] تصریح بمعنی وضاحت یعنی صاف صاف ۔۱۲

[۵۴] جرأت بمعنی ہمت ۔۱۲

[۵۵] علاج کرنیوالا حکیم ڈاکٹر ۱۲

[۵۶] مجرب بمعنی آزمایا ہوا ۱۲

[۵۷] سہل الحصول آسانی کے ساتھ حاصل ہو جانیوالا ۱۲

[۵۸] بیماری کے متعلق جو درا ہو اسکا فیصلہ کرنا ۔۱۲

[۵۹] دوسری بار دیکھنا تاکہ اگر کہیں کوئی چیز چھوٹ گئی ہو تو اسے درست کر دیا جائے اور کچھ بڑھانا ہو تو بڑھا دیا جائے ۔۱۲

[۶۰] نظر ثالث تیسری بار دیکھنا تاکہ دوسری بار دیکھنے کے باوجود کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اسے درست کر دیا جائے اور کچھ بڑھانا ہو تو بڑھا دیا جائے ۔۱۲

[۶۱] چھپا ہوا ۔۱۲

[۶۲] یعنی وقت کو خراب کرنا ۔۱۲

مقدمہ[۵۱]۔ اس میں تندرستی حاصل کرنے اور اس کے قائم رکھنے کی کچھ ضروری تدبیریں ہیں جن کے جاننے سے عورتیں اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت[۵۲] اور احتیاط کر سکیں تندرستی ایسی چیز ہے کہ اس سے آدمی کا دل خوش رہتا ہے تو عبادت اور نیک کام میں خوب جی لگتا ہے کھانے پینے کا لطف حاصل ہوتا ہے تو دل سے خدائے تعالیٰ کا شکر کرتا ہے بدن میں طاقت[۵۳] رہتی ہے۔ تو اچھے کام اور دوسروں کی خدمت خوب کر سکتا ہے حق داروں[۵۴] کا حق اچھی طرح ادا ہو سکتا ہے اس واسطے تندرستی کی تدبیر کرنا ایسی نیت سے عبادت اور دین کا کام ہے خاص کر عورتوں کو ایسی باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے کیوں کہ ان کے ہاتھوں میں بچے پلتے ہیں اور اپنا نفع نقصان کچھ نہیں سمجھتے تو جو عورتیں ان باتوں کو نہیں جانتیں ان کی بے احتیاطیوں[۵۵] سے بچے بیمار ہو جاتے ہیں اگر وہ پڑھنے کے قابل ہوئے تو ان کے علم میں بھی حرج ہوتا ہے پھر یہ بچوں کی بیماری میں یا خود عورتوں کی بیماری میں مردوں کو الگ پریشانی ہوتی ہے دوا دارو میں انہیں کا روپیہ خرچ ہوتا ہے غرض ہر طرح کا نقصان ہے۔ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوا اور پرہیز کو پسند فرمایا ہے اس واسطے تھوڑا تھوڑا بیان ایسی ضروری باتوں کا لکھدیا ہے۔

ہوا کا بیان

(۱) پُروا ہوا جو کہ سورج نکلنے کی طرف سے آتی ہے چوٹ اور زخم کو نقصان کرتی ہے اور کمزور آدمی کو بھی سُستی لاتی ہے چوٹ اور زخم والے اور مسہل میں اس سے حفاظت رکھیں دوہرا کپڑا پہن لیا کریں۔ (۲) جنوبی ہوا یعنی جو ہوا دکن کی طرف سے چلتی ہے گرم ہوتی ہے مسامات[۵۶] کو ڈھیلا کرتی ہے جو لوگ ابھی بیماری سے اٹھے ہیں ان کو اس ہوا سے بچنا چاہیے ورنہ بیماری کے لوٹ آنے کا ڈر ہے۔ (۳) گھر میں جگہ جگہ کیچڑ[۵۷] نہ کرو اس سے بھی ہوا خراب ہو جاتی ہے اور یہ بھی خیال رکھو کہ پاخانہ اور غسلخانہ اور برتن دھونے کی جگہ یہ سب مقام اٹھنے بیٹھنے کی جگہ سے جہاں تک ہو سکے الگ اور دور رکھو بعضی عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو کسی جگہ پاؤں پر بٹھا کر ہگا متا لیا[۵۸] پھر بڑی احتیاط کی تو اس جگہ کو لیپ دیا یہ بالکل بے تمیزی اور نقصان[۵۹] کی بات ہے اوّل تو اس کے لئے جگہ مقرر رکھو نہیں تو کم سے کم اتنا کرو کہ کوئی برتن اس کام کے لئے علیحدہ ٹھہرا لو اور اس کو فوراً صاف کر لیا کرو

---

[۵۱] کسی کتاب کا تعارف کرانے کے لئے جو مضمون لکھا جاتا ہے اسے اس کتاب کا مقدمہ کہتے ہیں مقدمہ پوری کتاب کا نچوڑ ہوا کرتا ہے۔ ۱۲

[۵۲] بچاؤ۔ ۱۲

[۵۳] یعنی قوت ۱۲

[۵۴] حقداروں جمع ہے حقدار کی یعنی جسکا حق ہو ۱۲

[۵۵] مثلاً ایام حیض کے زمانہ میں بے احتیاطی یا خاوند کے پاس جانے میں بے احتیاطی یا زچہ خانہ کی بے احتیاطی ان تینوں چیزوں میں تھوڑی سی بھی بے احتیاطی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔ اسلئے عورتوں کو بہت زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ تھوڑی سی شکایت ہو تو فوراً طبیب سے رجوع کریں۔ ۱۲

[۵۶] مسامات جمع ہے مسام کی یعنی بدن کے وہ چھوٹے چھوٹے سوراخ جو جلد پر ظاہر ہوتے ہیں اور جن سے پسینہ نکلتا ہے ۱۲

[۵۷] کیچڑ یعنی گارا۔ ۱۲

[۵۸] ہگا متا لیا یعنی پیشاب پاخانہ کرا لیا۔ ۱۲

[۵۹] پیشاب و پاخانہ کی گندگی سے ہیضہ اور اسی قسم کی دوسری وبائی بیماریوں کا خطرہ رہتا ہے۔ ۱۲

(۴) کبھی کبھی گھر میں خوشبودار چیزیں سُلگا دیا کرو جیسے لوبان، اگر، کافور وغیرہ اور وبا کے موسم میں گندھک یا لوبان گھر کے ہر کمرے میں سُلگاؤ اور کواڑ بند کر دو تاکہ اچھی طرح ان چیزوں کا اثر ہو جائے۵۲۔ (۵) سوتے وقت چراغ ضرور گل کر دیا کرو خاص کر مٹی کا تیل جلتا چھوڑنے میں زیادہ نقصان ہے ہوا میں خشکی غالب ہو جاتی ہے اور دماغ اور آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض وقت موت کی نوبت آ گئی ہے۵۳۔ (۶) بند مکان۵۳ میں دھواں کر کے ہرگز نہ بیٹھو بعض جگہ ایسا ہوا ہے کہ اس طرح سے تاپنے والوں کا یکلخت۵۴ دَم گھٹ گیا اور اتنی فرصت نہ ملی کہ کواڑ کھول کر باہر نکل آئیں۔ وہیں مر کر رہ گئے۔ (۷) جاڑے کے دنوں میں سردی سے بچو اگر نہانے کا اتفاق ہو تو فوراً بال۵۵ سکھا لو اگر مزاج زیادہ سرد ہے تو چائے پی لو۔ یا دو تولہ شہد اور پانچ ماشہ کلونجی چاٹ لو۔ (۸) جس طرح ٹھنڈی ہوا سے بچنا ضروری ہے اسی طرح گرم ہوا یعنی لو۵۶ سے بھی بچو، موٹا دوہرا کپڑا پہنو گرمی میں آملوں سے سر دھویا کرو۔

کھانے کا بیان

(۱) کھانا ہمیشہ بھوک سے کم کھاؤ یہ ایسی تدبیر ہے کہ اس کا خیال رکھنے سے سینکڑوں بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔ (۲) ربیع کے دنوں میں غذا کم کھاؤ کبھی کبھی روزہ رکھ لیا کرو اور ربیع کے دن وہ کہلاتے ہیں جب کہ جاڑا جاتا ہو اور گرمی آتی ہو۔ (۳) گرمی کے دنوں میں ٹھنڈی غذائیں استعمال میں رکھو۔ جیسے کھیرا، ککڑی، تُرئی وغیرہ اور اگر مناسب معلوم ہو تو کوئی دوا بھی ٹھنڈی طیار رکھو۔ اور بچوں کو اور بڑوں کو ضرورت کے موافق دیتے رہو۔ جیسے شربت نیلوفر، شربت عناب وغیرہ فالودہ بھی عمدہ چیز ہے اس سے نئے اناج کی گرمی بھی نہیں ہوتی اور صرف تخم ریحان پھانک لینا بھی یہی نفع رکھتا ہے اس موسم میں گرم و خشک غذائیں بہت کم کھاؤ جیسے ارہر کی دال اور آلو وغیرہ۔ (۴) خریف کے دنوں میں ایسی چیزیں کم کھاؤ۔ جس سے سودا۵۷ پیدا ہوتا ہے۔ جیسے تیل بینگن، گائے کا گوشت وغیرہ اور خریف کے دن وہ کہلاتے ہیں جس کو برسات کہتے ہیں۔ (۵) جاڑے کے دنوں میں جس کو مقدور ہو مقوی۵۸ غذائیں اور دوائیں استعمال کرے تاکہ تمام سال بہت سی آفتوں سے حفاظت رہے۔ جیسے نیم۵۹ برشت انڈا نمک سلیمانی کے ساتھ اور گاجر کا حلوا اور نیم برشت انڈا اس کو کہتے ہیں کہ اندر سے پورا جما نہ ہو

---

۵۱ نیم کے خشک پتوں کی دھونی سے بھی جراثیم یعنی بیماری کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ ۱۲

۵۲ وہ مکان جو بند رہتا ہو اس میں مٹی کا تیل جلا کر سونا نہ چاہئے کیونکہ اس سے پھیپھڑوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ ۱۲

۵۳ کیونکہ دھوئیں کے ساتھ ایک قسم کی زہریلی گیس ہوتی ہے جس سے دم گھٹ جاتا ہے۔ ۱۲

۵۴ یکلخت یعنی ایک دم ۱۲

۵۵ زیادہ سردی ہو تو یہ ترکیب کرنی چاہئے کہ ایک ایک عضو کو باری باری دھوتے جاؤ اور فوراً ہی پونچھتے جاؤ مگر اتنا نہ پونچھو کہ بالکل خشک ہو جائے ورنہ مکروہ ہوگا اور اگر زیادہ سردی نہ ہو تو یہ بھی کر سکتے ہیں کہ پہلے سر دھو کر خشک کر لو پھر سارے بدن کو دھو ڈالو مگر بلا عذر ایسا نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔

۵۶ لُو سے بچنے کیلئے دیہات والے اپنے پاس کچی پیاز رکھ لیتے ہیں یہ ترکیب طباً بھی مفید ہے۔ اگر لُو لگ جائے تو کچے آم بھون کر مریض کو شربت بنا کر پلاؤ بہت مفید ہے ۱۲

۵۷ انسان کے جسم میں اطباء نے جو چار خلطیں تجویز کی ہیں ان میں سے ایک خلط یہ بھی ہے۔ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ ۱۲ ۵۸ طاقت دینے والی۔ ۱۲ ۵۹ آدھا کچا آدھا پکا۔ ۱۲

ترکیب اس کی یہ ہے کہ انڈے کو ایک باریک کپڑے میں لپیٹ کر کھولتے پانی میں سو دفعہ غوطہ دیں یا انڈے کو کھولتے پانی میں ٹھیک تین منٹ ڈال کر نکال لیں اور تین منٹ ٹھنڈے پانی میں ڈال رکھیں[۵۲] اس کی صرف زردی کھانا چاہئے۔ سفیدی عمدہ چیز نہیں ہے۔ (۶) جب تک زیادہ ضرورت نہ ہو دوا کی عادت مت ڈالو، چھوٹے موٹے مرض میں غذا کے کم کردینے سے یا بدل دینے سے کام نکال لیا کرو۔ (۷) آج کل غذا میں بہت بے ترکیبی ہوگئی ہے جس سے طرح طرح کے نقصان ہوتے ہیں اس لئے عمدہ اور خراب[۵۳] غذائیں لکھی جاتی ہیں۔

عمدہ غذائیں یہ ہیں۔ انڈا نیم برشت۔ کبوتر کے بچوں کا گوشت۔ گائے کے بچوں کا گوشت بکری کا گوشت۔ مینڈھے کا گوشت۔ لوا بٹیر۔ تیتر۔ مرغ۔ اکثر جنگلی پرند۔ ہرن۔ نیل گائے اور دوسرے شکاروں کا گوشت مچھلی، گیہوں کی روٹی۔ انگور۔ انجیر۔ انار۔ سیب۔ شلجم پالک۔ خرفہ دودھ جلیبی۔ سری۔ پائے۔ لیکن سری پایوں سے خون گاڑھا پیدا ہوتا ہے۔ اور

خراب غذائیں یہ ہیں۔ بینگن۔ مولی۔ لاہی کا ساگ یعنی سیاہ پتوں کی سرسوں کا ساگ سینگرے[۵۴]۔ بوڑھی گائے کا گوشت۔ گاجر۔ سکھایا ہوا گوشت۔ بطخ کا گوشت۔ لوبیا۔ مسور تیل۔ گڑ ثقیل[۵۵] اور ان غذاؤں کے خراب ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل نہ کھاویں۔ بلکہ بیماری کی حالت میں تو بالکل نہ کھاویں اور تندرستی میں بھی اپنے مزاج وغیرہ کو دیکھ کر ذرا کم کھاویں۔ البتہ جن کا مزاج قوی ہے اور ان کو عادت ہے۔ انکو کچھ نقصان نہیں۔ بعض جگہ دستور ہے کہ زچہ کو مختلف قسم کی غذائیں کہیں ماش کی ڈال کہیں گائے کا گوشت اور ثقیل ثقیل ترکاریاں ضرور کرکے دیتی ہیں۔ یہ بری رسم[۵۶] ہے ایسے موقعوں پر احتیاط رکھنے کے لئے خراب غذاؤں کو لکھ دیا گیا اب تھوڑا سا بیان ان غذاؤں کی خاصیت کا بھی لکھا جاتا ہے تاکہ اچھی طرح سے معلوم ہو جائے۔ بینگن گرم خشک ہے۔ اس میں غذائیت بہت کم ہے۔ خون برا پیدا کرتا ہے۔ بواسیر والوں کو اور سوداوی مزاج والوں کو بہت نقصان کرتا ہے اگر اس میں گھی زیادہ ڈالا جاوے اور سرکہ کے ساتھ کھایا جاوے تو کچھ اصلاح یعنی درستی ہو جاتی ہے **مولی** گرم خشک ہے اس کے پتوں میں اور زیادہ گرمی ہے سر کو اور حلق کو اور دانتوں کو زیادہ نقصان پہنچاتی ہے دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ لیکن اس سے دوسری غذائیں ہضم ہو جاتی ہیں بواسیر والوں کو کسی قدر فائدہ دیتی ہے مگر گرم ہے اگر اس میں سرکہ کا بھگویا ہوا زیرہ ملا دیا جائے تو اس کے نقصان کم ہو جاتے ہیں۔ تلی کے لئے مفید ہے خاص کر سرکہ میں پڑی ہوئی۔ لاہی کا

---

[۵۲] ڈنو ویں ۱۲۔ گھی گرم کر کے اسمیں ڈال دیں جب زردی جمنے لگے فوراً اتار لیں۔ یا زردی اور شکر کو خوب پھینٹ لیں اور اس میں تھوڑا سا کھولتا ہوا دودھ ڈالدیں۔ ان دونوں طریقوں سے انڈا نیم برشت ہو جائیگا ۱۲۔

[۵۳] خراب سے مراد یہاں وہ چیزیں ہیں جن سے کسی بیماری کا ڈر ہو ۱۲۔

[۵۴] سینگرے مولی کی پھلیوں کو کہتے ہیں جن میں مولی کے بیج رہتے ہیں ۱۲۔

[۵۵] ثقیل یعنی دیر میں ہضم ہونے والی ۱۲۔

[۵۶] زچگی کا زمانہ بہت نازک ہوتا ہے اس زمانہ میں جو غذا بھی دی جائے کسی ہوشیار طبیب کے مشورہ سے دی جائے اگر طبیب نہ مل سکے تو ہلکی غذائیں دی جائیں جو جلد ہضم ہونے والی ہوں۔ اس زمانہ میں بے احتیاطی کی وجہ سے اکثر عورتیں خوفناک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں ۱۲۔

ساگ گرم ہے۔ گردہ کے مریض کو بہت نقصان کرتا ہے اور حمل کی حالت میں کھانے سے بچے کے مرجانے کا ڈر ہے سینگرے بھی گرم ہیں۔ گائے کا گوشت گرم خشک ہے۔ اس سے خون گاڑھا اور بُری قسم کا پیدا ہوتا ہے[۵۱]۔ سودا زیادہ پیدا کرتا ہے۔ خارش والوں اور بواسیر والوں کو اور مراق وتلی والوں کو اور سوداوی مزاج والوں کو نقصان کرتا ہے اگر پکتے میں خربوزہ کا چھلکا اور کالی مرچ ڈال دی جاوے تو نقصان کم ہو جاتا ہے۔ البتہ محنتی لوگوں کو زیادہ نقصان نہیں کرتا۔ بلکہ بکری کے گوشت سے زیادہ[۵۲] موٹا تازہ کرتا ہے لیکن بیماری میں احتیاط لازم ہے۔ بطخ کا گوشت۔ گرم خشک ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے۔ مگر پودینہ ڈالدینے سے اس کا نقصان کم ہو جاتا ہے اور دریائی بطخ کا گوشت اتنا[۵۳] نقصان نہیں کرتا جتنا گھریلو بط کا کرتا ہے گاجر۔ گرم تر ہے اور دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ البتہ بخیر کو روکتی ہے اور فرحت دیتی ہے اس لئے لوگ اس کو ٹھنڈی کہتے ہیں۔ گوشت میں پکانے سے اس کے نقصان کم ہو جاتے ہیں۔ اور مربہ اس کا عمدہ چیز ہے۔ رحم کو تقویت دیتا ہے۔ اور حاملہ عورتیں گاجر کھانے سے زیادہ احتیاط رکھیں کیونکہ اس سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ لوبیا۔ گرم تر ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے اس سے خواب پریشان نظر آتے ہیں۔ سرکہ اور دارچینی ملانے سے اس کا نقصان کم ہو جاتا ہے۔ لیکن حاملہ عورتیں ہرگز نہ کھائیں۔ مسور۔ خشک ہے بواسیر والوں کو نقصان کرتی ہے اور جن کا معدہ ضعیف ہے اور سوداوی مزاج والوں کو نقصان کرتی ہے۔ زیادہ گھی ڈالنے سے یا سرکہ ملا کر کھانے سے اس کی کچھ اصلاح ہو جاتی ہے۔ تیل گرم ہے۔ سودا پیدا کرتا ہے۔ اور سوداوی بیماریوں میں نقصان کرتا ہے ٹھنڈی ترکاریاں ملانے سے کچھ اصلاح ہو جاتی ہے۔ گڑ گرم ہے سودا زیادہ پیدا کرتا ہے۔ کھٹائی۔ زیادہ کھانا پٹھوں کو نقصان کرتا ہے اور جلد بوڑھا کرتا ہے۔ عورتیں بہت احتیاط رکھیں اور حمل میں اور زچہ ہونے کی حالت میں اور زکام میں زیادہ احتیاط لازم ہے۔ اگر ترشی میں میٹھی چیز ملا دی جائے تو نقصان کم ہو جاتا ہے۔ (۸) بعضی غذائیں ایسی ہیں کہ الگ الگ کھاؤ تو کچھ ڈر نہیں لیکن ساتھ کھانے سے نقصان ہوتا ہے یعنی جب تک اس میں سے ایک چیز معدہ میں ہو دوسری چیز نہ کھائیں اکثر مزاجوں میں تین گھنٹہ کا فاصلہ دینا کافی ہوتا ہے۔ حکیموں نے کہا ہے کہ دودھ کے ساتھ ترشی نہ کھائیں اسی طرح دودھ پی کر پان نہ کھاویں اس سے دودھ کا پانی معدہ میں الگ ہو جاتا ہے۔ دودھ اور مچھلی ساتھ نہ کھائیں اس سے فالج اور

[۵۱] لیکن اگر گائے کے بچے کا گوشت ہو تو اس میں یہ خرابیاں نہیں ہوتیں بلکہ وہ سب سے اچھا شمار کیا جاتا ہے ۱۲۔

[۵۲] اس طرح اس کی اصلاح کرنے سے ذہن اور عقل وغیرہ تمام قوتوں میں اضافہ کرتا ہے ۱۲۔

[۵۳] یہ معدہ کی بیماری ہے جس کی پہچان یہ ہے کہ سینہ میں جلن رہتی ہے اور سر میں ہلکا درد ۱۲۔

[۵۴] فارم کے گئے کا گر نقصان دہ ہوتا ہے ۱۲۔

[۵۵] یہ حافظہ کو نقصان پہنچاتی ہے اور مردوں کے لئے تو بہت نقصان دہ ہے ۱۲۔

جذام یعنی کوڑھ کا ڈر ہے۔ دودھ چاولوں کے ساتھ ستو نہ کھائیں۔ چکنائی کھا کر پانی نہ پئیں[۵۱]۔ تیل یا گھی بے قلعی کے برتن میں نہ رکھیں[۵۲] کسیا یا ہوا کھانا نہ کھاویں۔ مٹی کے برتن کا پکایا ہوا کھانا سب سے بہتر ہے امرود۔ کھیرا۔ ککڑی۔ خربوزہ۔ تربوز اور دوسرے سبز میووں پر پانی نہ پئیں۔ انگور کے ساتھ سری پائے نہ کھاویں (۹) کھانا گرم نہ کھاؤ۔ گرم کھانا کھا کر ٹھنڈا پانی پینے سے دانتوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ (۱۰) موٹا آٹا میدے سے اچھا ہے اور لقمہ کو خوب چبانا چاہئے۔ اور جلدی جلدی کھا لینا چاہئے۔ بہت دیر سے کھانے میں ہضم میں خرابی ہوتی ہے (۱۱) بہت بھوک میں نہ سوؤ اور نہ کھانا کھاتے ہی سوؤ[۵۳] (۱۲) جب تک کھانا ہضم نہ ہو جاوے دوبارہ نہ کھاؤ کم سے کم دو گھنٹے گذر جاویں اور طبیعت ہلکی ہلکی معلوم ہونے لگے اس وقت مضائقہ نہیں۔

فائدہ۔ اگر کبھی قبض ہو جائے تو اس کی تدبیر ضرور کرو آسان سی تدبیر تو یہ ہے کہ روٹی نہ کھاؤ ایک دو وقت صرف شوربا ذرا چکنائی کا پی لو اگر اس سے دفع نہ ہو تو بازار سے نو ماشہ حب قرطم یعنی کسم کے بیج اور ڈھائی تولہ انجیر ولائتی منگا کر آدھ پاؤ پانی میں جوش[۵۴] دے کر دو تولہ شہد ملا کر پی لو۔ اس دوا میں غذائیت بھی ہے (۲) اگر پاخانہ معمول سے زیادہ نرم آوے تو روکنے کی تدبیر کرو۔ اور چکنائی کم دو بھونا ہوا گوشت کھاؤ اور اگر دست آنے لگیں۔ یا معمولی قبض سے زیادہ قبض ہو جاوے تو حکیم کو خبر کر دو (۳) کھانا کھا کر فوراً پاخانہ میں مت جاؤ اور جو بہت تقاضا ہو تو مضائقہ نہیں (۴) پیشاب پاخانہ کا جب تقاضا ہو ہرگز مت روکو اس طرح سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں

پانی کا بیان

(۱) سوتے اٹھکر فوراً پانی نہ پیو[۵۵] اور نہ ایک لخت ہوا میں نکلو اگر بہت ہی پیاس ہے تو عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ناک پکڑ کر پانی پیو اور ایک ایک گھونٹ کر کے پیو اور پانی پیکر ذرا دیر تک ناک پکڑے رہو۔ سانس ناک سے مت لو اسی طرح گرمی میں چل کر فوراً پانی مت پیو۔ خاص کر جس کو لو لگی ہو وہ اگر فوراً بہت سا پانی پی لے تو اسی وقت مر جاتا ہے۔ اسی طرح نہار منہ[۵۶] نہ پینا چاہئے اور پاخانہ سے نکل کر فوراً پانی نہ پینا چاہئے۔ (۲) جہاں تک ہو سکے پانی ایسے کنویں کا پیو جس پر بھرائی[۵۷] زیادہ ہو۔ کھارا پانی اور گرم[۵۸] پانی مت پیو۔ بارش کا پانی سب سے اچھا ہے

[۵۱] کیونکہ اس سے سینہ میں درد، گلے میں خراش اور کھانسی کا ڈر ہے۔ ۱۲

[۵۲] کیونکہ تانبے اور پیتل کی سمیت گھی میں شامل ہو جاتی ہے جو سبز رنگ کی ہوتی ہے۔ یہ سمیت قاتل ہے۔ اگر ایسے برتن میں مجبوراً کھانا پکایا گیا تو جلد پکنے کے بعد فوراً اُسے قلعی دار یا مٹی کے برتن میں انڈیل لیں۔ ۱۲

[۵۳] اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ کھانے کے دو گھنٹہ کے بعد دماغی کام کیا جائے ورنہ معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ ۱۲

[۵۴] جوش دے کر یعنی ابال کر۔ ۱۲

[۵۵] خصوصاً سردی کے زمانہ میں اس کے علاوہ جاڑوں میں ٹھنڈا پانی پینا ہو تو اسی ترکیب سے پیو۔ نہیں تو زکام کا ڈر ہے۔ ۱۲

[۵۶] یعنی باسی منہ بغیر کچھ کھائے ہوئے۔ ۱۲

[۵۷] کیونکہ اس میں سے پانی ہر وقت نکلتے رہنے کی وجہ سے ہر وقت تازہ اور عمدہ پانی ملتا ہو کیونکہ جس کنویں سے پانی زیادہ عرصہ تک نہ نکالا جاوے اسکا پانی خراب اور بدبودار ہو جاتا ہے۔ ۱۲

[۵۸] لیکن اگر نزلہ یا زکام ہو تو گرم پانی مفید ہوتا ہے۔ ۱۲

مگر جس کو کھانسی یا دمہ ہو وہ نہ پیئے کسی کسی پانی میں تیل سا ملا ہوا معلوم ہوتا ہے وہ پانی بہت برا ہے۔ اگر خراب پانی کو اچھا بنانا ہو تو اس کو اتنا پکائیں کہ سیر کا تین پاؤ رہ جائے پھر ٹھنڈا کر کے چھان کے پیئں (۳) گھڑوں کو ہر وقت ڈھکا رکھو۔ بلکہ پینے کے برتن کے منہ پر باریک کپڑا بندھا رکھو تاکہ چھنا ہوا پانی پینے میں آئے (۴) برف گردہ کو نقصان کرتا ہے خاص کر عورتیں اس کی عادت نہ ڈالیں اس سے بہتر شورے کا جھلا ہوا پانی ہے (۵) کھاتے پیتے میں ہر گز نہ ہنسو اس سے بعضے وقت موت کی نوبت آجاتی ہے

آرام اور محنت کا بیان

(۱) نہ تو اس قدر آرام کرو کہ بدن پھول جائے سستی چھا جائے ہر وقت پلنگ ہی پر دکھلائی دو گھر کے کاروبار دوسروں ہی پر ڈال دو۔ کیونکہ زیادہ آرام سے اپنے گھر کا بھی نقصان ہے اور بعضی بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں۔ اور نہ اتنی محنت کرو کہ بیمار ہو جاؤ بلکہ اپنے ہاتھ پاؤں اور سارے بدن سے بیچ کی راس سے محنت کا کام ضرور لینا چاہئے۔ اس کے طریقے یہ ہیں کہ ہر کام کو ہاتھ چلا کر پھرتی سے کرو سستی کی عادت چھوڑ دو اور گھر میں تھوڑی دیر ٹہل لیا کرو دو چار مرتبہ اگر بے پردگی نہ ہو تو کوٹھے پر چڑھ اتر لیا کرو اور چرخہ اور چکی کا ضرور تھوڑا بہت مشغلہ رکھو ہم یہ نہیں کہتے کہ تم اس سے پیسے کماؤ۔ اول تو اس میں بھی کوئی عیب کی بات نہیں۔ لیکن اپنی تندرستی کا قائم رکھنا تو ضروری چیز ہے۔ اس سے تندرستی خوب رہتی ہے۔ دیکھو جو عورتیں محنتی ہیں کوٹتی پیستی ہیں کیسی قوی اور تازی رہتی ہیں اور جو آرام طلب ہیں ساری عمر دوا کا پیالہ منہ کو لگا رہتا ہے۔ ایسی محنت کو ریاضت کہتے ہیں۔ کھانا کھا کر جب تک تین گھنٹہ نہ گذر جائیں اس وقت تک ریاضت نہ کرنا چاہئے۔ اور جب ذرا ذرا پسینہ آنے لگے یا سانس زیادہ پھولنے لگے ریاضت موقوف کر دینا چاہئے (۲) بچوں کے لئے جھولا جھولنا اچھی ریاضت ہے۔ (۳) صبح کو سویرے اٹھنے کی عادت رکھو بلکہ ہمت کر کے تہجد پڑھا کرو۔ اس سے تندرستی خوب ہی رہتی ہے (۴) دوپہر کو بے ضرورت نہ سوؤ اور اگر کچھ تکان یا نیند کا غلبہ ہو تو اور بات ہے۔ (۵) دماغ سے بھی کچھ کام لینا ضرور ہے۔ اگر اس سے بالکل کام نہ لیا جاوے تو دماغ میں رطوبت بڑھ جاتی ہے اور ذہن کند ہو جاتا ہے اور جو حد سے زیادہ زور ڈالا جائے ہر وقت فکر اور سوچ میں رہے تو خشکی اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس واسطے اندازہ سے محنت لینا مناسب ہے۔ پڑھنے پڑھانے کا شغل رکھو۔ قرآن شریف روزمرہ پڑھا کرو۔ کتاب

۵۱ چاہئے کپڑے سے چھان لیں چاہئے نتار کر استعمال کریں۔ ۱۲۔

۵۲ خصوصاً سوڈا پانی پیتے وقت تو اس کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ بہت تھوڑا تھوڑا پینا چاہئے ورنہ پھندا لگنے سے بعض اوقات جان کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ ۱۲

۵۳ ریاضت یعنی ورزش ورزش تندرستی کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ اس سے جسم میں خون کا دوران تیز ہوتا ہے اور جسم کے ہر حصہ میں تازہ خون پہونچ کر اسے طاقتور بنا دیتا ہے۔ نیز جسم کے پٹھوں میں قوت آجاتی ہے۔ جب بدن میں قوت اور پھرتیلا پن ہو تو عبادت بھی خوب ہوتی ہے اور اولاد بھی مضبوط پیدا ہوتی ہے اس کے علاوہ بیماریاں بھی جسم پر بہت کم اثر کرتی ہیں۔ ۱۲

دیکھا کرو۔ باریک باتوں کو سوچا کرو۔ نہ اتنا غصہ کرو کہ آپے سے باہر ہو جاؤ۔ نہ ایسی بُرد باری کرو کہ کسی پر بالکل روک ٹوک نہ رہے۔ نہ ایسی خوشی کرو کہ خدا کی بے نیازی اور اس کی قدرت کو بھول جاؤ کہ وہ ایک دم میں چاہیں تو ساری خوشی کو خاک میں ملا دیں۔ نہ اتنا رنج کرو کہ خدائے تعالیٰ کی رحمت ہی بالکل یاد نہ رہے اور اسی غم کو لے کر بیٹھ جاؤ۔ اگر کوئی زیادہ صدمہ پہنچے تو اپنی طبیعت کو دوسری طرف بٹا دو۔ کسی کام میں لگ جاؤ۔ ان سب باتوں سے بیماری کا بلکہ ہلاکت کا ڈر ہے۔ اگر کسی کو بہت خوشی کی بات سنانا ہو۔ اور وہ دل کا کمزور ہو تو یک لخت نہ سناؤ۔ پہلے پوچھو کہ اگر تمہارا یہ کام ہو جائے تو کیسا پھر کہو دیکھو ہم کوشش کر رہے ہیں شاید ہو جائے اور اُمید تو ہے کہ ہو جائے۔ پھر اسی وقت یا دو گھنٹے کے بعد سنا دو کہ تمہارا یہ کام ہو گیا۔ اسی طرح غم کی خبر یک لخت نہ سناؤ۔ کسی کے مرنے کی خبر سنانی ہو تو یوں کہو کہ فلاں شخص بیمار تھا۔ اس کی حالت تو غیر تھی ہی اور موت سب کے واسطے ہے کبھی نہ کبھی آئے گی۔ قضا الٰہی سے اس نے انتقال کیا۔

فائدہ۔ بیماری کی حالت میں اور پیٹ میں جب بچہ میں جان پڑ جاوے میاں کے پاس سونے سے نقصان ہوتا ہے۔

علاج کرانے میں جن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

(۱) چھوٹی موٹی بیماری میں دوا نہ کرنا چاہئے۔ کھانے۔ پینے۔ چلنے۔ پھرنے ہوا کے بدلنے سے اس کی تدبیر کر لینا چاہئے۔ جیسے گرم ہوا سے سر میں درد ہو گیا ہو تو سرد ہوا میں بیٹھ جائیں یا کھانا کھانے سے پیٹ میں بوجھ ہو گیا تو ایک دو وقت فاقہ کر لیں یا نیند کی کمی سے سر میں درد ہو گیا تو سو رہیں یا زیادہ سونے سے سستی ہو گئی تو کم سوئیں یا دماغ سے زیادہ کام لیا تھا۔ اُس سے خشکی ہو گئی۔ ذرا محنت کم کریں اس کو آرام و فرحت دیں۔ جب ان تدبیروں سے کام نہ چلے تو اب دوا کو اختیار کریں۔ (۲) مرض خواہ کیسا ہی سخت ہو گھبراؤ مت اس سے علاج کا انتظام خراب ہوتا ہے۔ خوب استقلال اور اطمینان سے علاج کرو۔ (۳) مسہل اور قے اور فصد کی عادت نہ ڈالو یعنی بلا سخت ضرورت کے ہر سال مسہل یا قے یا فصد نہ لیا کرو۔ اگر مسہل کی عادت پڑ جائے تو اس کے چھوڑنے کی ترکیب یہ ہے کہ جب موسم مسہل کا قریب آوے غذا کم کر دو۔ ریاضت زیادہ کرو۔ کوئی ایسی دوا کھاتے رہو جس سے پاخانہ کھل کر آتا رہے۔ جیسے ہڑ کا مربہ یا

---

۵۱ کیونکہ ۱۲۔
۵۲ رنج یا مصیبت ۱۲۔
۵۳ عموماً عورتوں کا دل کمزور ہوتا ہے۔ اس لئے اکثر رنج اور صدمہ کی باتیں سوچتے سوچتے دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ رنج اور مصیبت کے وقت عورتوں کو چاہئے کہ جس کام میں زیادہ دلچسپی ہو اسی میں لگ جائیں تاکہ طبیعت بٹ جائے اور اگر کام کے دوران میں اس رنج کا خیال آئے تو یہ خیال کر کے طبیعت کو بہلاؤ کہ اللہ تعالیٰ اس کا اجر دیں گے اور فوراً کسی دوسرے دلچسپ کام میں لگ جاؤ۔ اس سے بھی کام نہ چلے تو ایک کنارے بیٹھ کر دو چار تسبیحیں درود شریف کی خوب دھیان لگا کر پڑھ لو ۱۲۔
۵۴ سرد یعنی ٹھنڈی ۱۲۔
۵۵ مسہل یعنی دست لانے والی ۱۲۔
۵۶ فصد یعنی رگ کاٹ کر خون نکلوا لینا۔ حکماء کے یہاں بعض بیماریوں کا علاج اس طرح بھی ہوتا ہے مگر اس کی عادت مضر ہوتی ہے ۱۲۔

گلقند یا جوارش مصطگی وغیرہ۔ پھر اگر مسہل کے دنوں میں طبیعت کچھ میلی بھی رہے۔ تو کچھ پرواہ نہ کرو اور مسہل کو ٹال دو۔ اس طرح سے عادت چھوٹ جائے گی۔ (۴) بدون سخت ضرورت کے بہت تیز دوائیں نہ کھاؤ۔ ایسی دواؤں میں یہ خرابی ہے کہ اگر موافق نہ آئیں۔ تو نقصان بھی پورا کریں گی۔ خاص کر کشتوں[۵۱] سے بہت بچو کیونکہ یہ جب نقصان کرتے ہیں تو تمام عمر روگ نہیں جاتا۔ البتہ رانگ اور مونگے کا کشتہ بہت ہلکا ہوتا ہے اس میں چنداں خوف نہیں اور ہڑتال اور سنکھیا اور زہریلی دواؤں کے کشتوں کے پاس نہ جاؤ اور حرام[۵۲] اور نجس[۵۳] دوا نہ کھاؤ نہ لگاؤ (۵) جب کوئی دوا ایک مدت دراز[۵۴] تک کھانا ہو تو کبھی کبھی ایک دو دن کو چھوڑ دیا کرو یا اس کی جگہ اور دوا بدل دیا کرو۔ کیونکہ جس دوا کی عادت ہو جاتی ہے اس کا اثر نہیں ہوتا۔ (۶) جب تک غذا سے کام چلے دوا کو اختیار نہ کرو۔ مثلاً مسہل کے بعد طاقت آنے کے لئے جوان آدمی کو یخنی کافی ہے اس کو مشک و عنبر وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ بوڑھے آدمی کو یخنی قبض کرتی ہے اور اس کے ہضم کرنے کے لئے بھی طاقت چاہئے ایسے شخص کو کوئی معجون وغیرہ بنا لینا بہت مناسب ہے۔ (۷) دوا کو بہت احتیاط[۵۵] سے ٹھیک تول کر نسخہ کے موافق بناؤ۔ اپنی طرف سے مت گھٹاؤ بڑھاؤ (۸) دوا پہلے حکیم کو دکھلاؤ اگر بُری ہو اس کو بدلواؤ (۹) دل اور جگر اور دماغ اور پھیپھڑا اور آنکھ وغیرہ جو نازک چیزیں ہیں ان کے لئے ایسی دوائیں استعمال مت کرو جو بہت تیز ہیں یا بہت ٹھنڈی یا بہت تحلیل[۵۶] کرنے والی ہیں یا زہریلی ہیں ہاں جہاں سخت ضرورت ہو لاچاری ہے۔ مثلاً جگر پر اکاس بیل نہ رکھیں کھانسی میں سنکھیا کا کشتہ نہ کھائیں آنکھ میں نرا کافور نہ لگائیں بلکہ جب تک آنکھ میں باہر کی دوا سے کام چل سکے اندر دوا نہ لگائیں۔ (۱۰) علاج ہمیشہ ایسے طبیب سے کرائیں جو حکمت کا علم رکھتا ہو اور تجربہ کار بھی ہو۔ علاج غور اور تحقیق سے کرتا ہو بے سوچے سمجھے نسخہ نہ لکھ دیتا ہو مسہل دینے میں جلدی نہ کرتا ہو کسی کا نام مشہور سنکر دھوکے میں نہ آؤ۔ (۱۱) بیماری میں پرہیز کو دوا سے زیادہ ضروری سمجھو۔ اور تندرستی میں پرہیز ہرگز نہ کرو۔ فصل کی چیزوں میں سے جس کو دل چاہے شوق سے کھاؤ۔ مگر یہ خیال رکھو کہ پیٹ سے زیادہ نہ کھاؤ۔ اور پیٹ میں گرانی پاؤ تو فاقہ کر دو۔ (۱۲) یوں تو ہر بیماری کا علاج ضروری ہے خاص کر ان بیماریوں کے علاج میں ہرگز غفلت مت کرو اور بچوں کے لئے تو اور زیادہ خیال کرو۔ زکام کھانسی آنکھ دکھنا پسلی کا درد بدہضمی۔ بار بار پاخانہ جانا پیچش۔ آنت اترنا حیض کی کمی یا زیادتی۔ بخار جو

[۵۱] کشتہ دھاتوں کو مخصوص ترتیب سے جلا کر انکی راکھ بناتے ہیں اس راکھ کو کشتہ کہتے ہیں اوّل تو بغیر کسی اچھے طبیب کے مشورے کے کشتوں کا استعمال نہ کرو اور اگر کرو تو ایسے کشتوں کا جو خوب پُھنک گئے ہوں۔۱۲

[۵۲] ہاں اگر کوئی مسلمان طبیب جو ماہر ہو یہ کہدے کہ سوائے اس حرام چیز کے اس مرض کی کوئی دوسری دوا نہیں تو مجبوراً ضرورت کے مطابق استعمال کرنا وہ بھی جان بچانے کے لئے جائز ہے کیونکہ مسلمان کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے۔۱۲

[۵۳] نجس یعنی ناپاک۔۱۲

[۵۴] یعنی بہت دنوں تک۔۱۲

[۵۵] نیز دوا کو بہت زیادہ ڈھانک کر رکھو کیونکہ بعض جانور بعض دواؤں کے عاشق ہوتے ہیں جیسے سانپ کیوڑہ پر عاشق ہے اور بلی بادرنجبویہ اور بالچھڑ پر عاشق ہے۔۱۲

[۵۶] یعنی گھلا دینے والی۔۱۲

ہر وقت رہتا ہو۔ یا کھانا کھا کر ہو جاتا ہو۔ کسی جانور یا آدمی کا کاٹ کھانا۔ زہریلی دوا کھا لینا دل دھڑکنا۔ چکر آنا۔ جگہ جگہ سے بدن پھڑکنا۔ تمام بدن کا سن ہو جانا اور جب بھوک بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا نیند بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا پسینہ بہت آنے لگے یا بالکل نہ آئے یا اور کوئی بات اپنی ہمیشہ کی عادت کے خلاف پیدا ہو جاوے تو سمجھو کہ بیماری آتی ہے۔ جلدی حکیم سے خبر کر کے تدبیر کرو۔ اور غذا وغیرہ میں بے ترتیبی نہ ہونے دو۔ (۱۳) نبض دکھلانے میں ان باتوں کا خیال رکھو کہ نبض دکھلانے کے وقت پیٹ نہ بھرا ہو نہ بہت خالی ہو کہ بھوک سے بیتاب ہو طبیعت پر نہ زیادہ غم ہو نہ زیادہ خوشی ہو نہ سو کر اٹھنے کے بعد فوراً دکھلاوے۔ نہ بہت جاگنے کے بعد نہ کسی محنت کا کام کرنے کے بعد نہ دور سے چل کر آنے کے بعد نبض دکھلاتے کے وقت چار زانو ہو کر بیٹھو یا چارپائی پر یا پیڑھی پر یا پاؤں لٹکا کر بیٹھو۔ کسی کروٹ پر زیادہ زور دے کر مت بیٹھو۔ نہ کوئی سا ہاتھ ٹیکو۔ تکیہ بھی نہ لگاؤ۔ جس ہاتھ کی نبض دکھاؤ۔ اس میں کوئی چیز مت پکڑو نہ ہاتھ کو بہت سیدھا کرو۔ نہ بہت موڑو بلکہ بازو کو پسلیوں سے ملا کر ڈھیلا چھوڑ دو۔ سانس بند نہ کرو طبیب سے نہ ڈرو۔ اس سے نبض میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے اگر لیٹ کر نبض دکھلانا ہو تو کروٹ پر مت لیٹو۔ چت لیٹ جاؤ (۱۴) قارورہ رکھنے میں ان باتوں کا خیال رکھو کہ قارورہ ایسے وقت کیا جائے کہ آدمی عادت کے موافق نیند سے اٹھا ہو۔ ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ سبز ترکاری کے کھانے سے قارورے میں سبزی آجاتی ہے۔ زعفران اور املتاس سے زردی آجاتی ہے۔ اور مہندی لگانے سے سرخی آجاتی ہے روزہ رکھنے اور نیند نہ آنے سے اور زیادہ تکان سے اور بہت بھوک اور دیر تک پیشاب روکنے سے زردی یا سرخی آجاتی ہے کبھی بہت جاگنے سے قارورہ کا رنگ سفید ہو جاتا ہے بہت پانی پینے سے رنگ ہلکا ہو جاتا ہے دستوں کے بعد قارورہ قابل اعتبار نہیں رہتا غذا کھانے سے بارہ گھنٹہ بعد کا قارورہ پورا اعتبار کے قابل ہے جب صبح کو قارورہ دکھلانا ہو تو رات کو بہت پیٹ بھر کر نہ کھائیں۔ زچہ کا قارورہ قابل اعتبار نہیں رات کو اگر کئی بار پیشاب کیا تو صبح کا قارورہ قابل اعتبار نہیں۔ اگر قارورہ چھ گھنٹہ رکھا رہا تو دکھلانے کے قابل نہیں رہا اور بعضے قارورے اس سے کم میں بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ غرض جب دیکھیں کہ اس کے رنگ اور بو میں فرق آگیا تو دکھلانے کے قابل نہیں رہا (۱۵) جلدی جلدی بے ضرورت حکیموں کو نہ بدلو حکیم کو خوش رکھو اس کیخلاف

مت کرو اگر فائدہ نہ ہو تو اس کو الزام مت دو۔ اس کو دے کر احسان مت جتلاؤ۔ (۱۶) مریض پر سختی مت کرو۔ اس کی سخت مزاجی کو جھیلو اُس کے سامنے ایسی کوئی بات نہ کرو جس سے اس کو ناامیدی ہو جاوے۔ چاہے کیسی ہی اس کی حالت خراب ہو۔ مگر اس کی تسلی کرتے رہو۔

بعض طبّی اصطلاحوں کا بیان

نسخوں میں بعضے الفاظ اصطلاحی لکھے جاتے ہیں اور بعضے علاجوں کے خاص خاص نام ہیں ان کو مختصراً یہاں لکھا جاتا ہے۔ (یہ نظر ثالث کا اضافہ ہے)

مدر بول :- پیشاب اتارنے والی دوا
مدر حیض :- حیض جاری کرنے والی دوا
مدر لبن :- دودھ اتارنے والی دوا۔
مُدمل :- زخم بھرنے والی دوا۔
منضج :- وہ دوا جو مادیکو نکلنے کیلئے تیار کرے
مسہل :- دست لانے والی دوا
مفتت حصاۃ :- پتھری کو توڑنیوالی دوا
مقیّ :- قے لانے والی دوا۔
مليّن :- بہت ہلکا مسہل
آبزن :- خالی پانی میں یا پانی میں کوئی دَوا پکا کر اس میں بیٹھنا۔
انکباب :- بھپارہ لینا۔
بخور :- دوا سُلگا کر دھونی لینا بعض وقت رحم کے اندر کسی دوا کا دھواں پہنچانا منظور ہوتا ہے اسکی ترکیب یہ ہے کہ دوا کو آگ پر ڈال کر ایک کونڈا سوراخ دار اس پر ڈھانک کر اس سوراخ پر بیٹھ جائیں۔
پاشویہ :- دوا کے پانی سے پیروں کو دھارنا اسکی مفصل ترکیب بخار کے بیان میں مذکور ہے
تبریدہ :- ٹھنڈی دوا دینا مسہل کے بعد جو دوا دی جاتی ہے اسکو تبرید اسواسطے کہتے ہیں کہ یہ دوا اکثر ٹھنڈی ہوتی ہے اور مسہل کے نقصانات دُور کرنیکے لیئے دیجاتی ہے کیونکہ مسہل سے آنتوں وغیرہ کو ضرور کچھ نہ کچھ نقصان پہنچتا ہے فالج وغیرہ ٹھنڈے امراض میں تبرید کبھی معتدل بلکہ گرم بھی ہوتی ہے
حقنہ۔ احتقان :- پاخانہ کے مقام سے بذریعہ پچکاری دوا پہنچانا۔
حمول :- رحم میں دوا کا رکھنا۔
فرزجہ :- اس کے بھی وہی معنی ہیں
قطور :- کان وغیرہ میں دوا ٹپکانا۔
تخلخہ :- ترچیز سنگھانا اسکی ترکیب بھی بخار کے بیان میں ہے
نطول :- دھارنا اسکی ترکیب یہ ہے کہ جن دواؤں سے دھارنا ہو انکو پانی میں پکا کر جب نیم گرم رہ جاوے ایک بالشت اُونچے سے دھار باندھ کر ڈالیں

تولنے کے باٹ

آٹھ چاولکی = ایک رتی
آٹھ رتی کا = ایک ماشہ
بارہ ماشہ کا = ایک تولہ
۵ تولہ کی = ایک چھٹانک
۱۶ چھٹانک کا = ایک سیر
۵ سیر کی = ایک دھڑی
۴۰ سیر کا = ایک من

دانگ پونے چار رتی
رطل ۴۰ تولہ ساڑھے چار ماشہ
مثقال ساڑھے چار ماشہ
دام پختہ بیس ماشہ

انگریزی باٹ

گرین آدھی رتی
ڈرام تیس رتی
اونس ۸ ڈرام یا ۲½ تولہ
درہم = ساڑھے تین ماشہ
پونڈ ۱۶ اونس یا آدھ سیر

بعض بیماریوں کے ہلکے ہلکے علاج

---

۱۵ کیونکہ جب دل قوی رہتا ہے تو انسان کی طبیعت بیماری کا مقابلہ سختی سے کرتی ہے ورنہ طبیعت بھی مقابلہ سے دل چراتی ہے اور مرض بڑھ جاتا ہے۔ اسی لئے تیمار دار کو چاہئے کہ مریض کی بیماری کو بہت معمولی اور ہلکی کہہ کر اس کا دل بڑھاتا رہے اور اسکے سامنے ایسے مریضوں کے قصے سناتا رہے جو مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو کر تندرست ہو گئے اس سے اس کے دل کو قوت پہنچے گی اور یہ خود ایک مستقل علاج بھی ہے۔ ۱۲۰

ان علاجوں کے لکھنے سے یہ مطلب نہیں کہ ہر آدمی حکیم بن جاوے بلکہ اتنی غرض ہے کہ ہلکی ہلکی معمولی شکایتیں اگر اپنے آپکو یا بچوں کو ہو جاویں اور حکیم دور ہو تو ایسے وقت میں جیسے اکثر عورتوں کی عادت ہے کہ سُستی کی وجہ سے نہ حکیم کو خبر کرتی ہیں اور نہ واقف ہونے کی وجہ سے خود بھی کوئی تدبیر نہیں کر سکتیں۔ آخر کو وہ مرض یونہی بڑھ جاتا ہے۔ پھر مشکل پڑ جاتی ہے تو ایسے موقعہ کے واسطے اگر عورتوں کو کچھ واقفیت ہو جائے تو ان کے کام آوے اور دوسرے بعض بیماریوں کے پرہیز اور بعض بیماریوں سے بچنے کے طریقے معلوم ہو جاویں گے تو اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت کر سکیں گی تیسرے بعض دواؤں کا بنانا اور حکیم کے بتلائے ہوئے علاج کے برتاؤ کا طریقہ اور مریض کی خدمت کرنا اور اس کو آرام دینے کا سلیقہ آجاوے گا اس واسطے تھوڑا تھوڑا لکھدیا ہے کہ اگر عورتیں ذرا بھی سمجھ رکھتی ہوں تو سمجھ لیں اور بیماریاں وہی لکھی گئی ہیں جو کسی حال میں نقصان نہ کریں اور اگر کہیں قیمتی نسخہ لکھا گیا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی سستا بھی لکھدیا ہے۔ جو فائدہ میں قیمتی کے قریب ہے۔ لیکن اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے یا مرض اچھی طرح نہ پہچانا جاوے یا مرض بھاری ہو تو ہرگز دوا خود مت دو۔ حکیم کو خبر کرو اور اگر دور ہو یا وہ نذرانہ چاہتا ہو یا دوا قیمتی بتلائے اور خدا تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو خرچ کی کچھ پرواہ مت کرو جان سے بہتر مال نہیں ہے اور بالکل گنجائش نہ ہو تو خدا تعالیٰ سے دعا کرو ان کو بڑی قدرت ہے کچھ دوا دارو پر حصر نہیں دوا سے ذرا نفس کو تسلی ہوتی ہے۔ اور شفا دینے والے اور خود دواؤں میں اثر دینے والے وہی ہیں وہ اگر چاہیں دوا سے بھی اچھا نہ ہو اور اگر وہ چاہیں بے دوا بھی اچھا کر دیں چنانچہ دونوں باتیں رات دن نظر آتی ہیں۔ اب بیماریوں کے نام اور ان کی دوائیں لکھی جاتی ہیں اور یاد رکھو کہ تم کو جو دوا بازار سے منگوانا ہو جسطرح کتاب میں اس کا نام لکھا ہے اُسی طرح خوب صاف خط سے لکھ کر یا لکھوا کر بازار بھیجدو پنساری دیدیگا۔

سر کی بیماریاں

سر کا درد:۔ یہ کئی طرح کا ہوتا ہے اور ہر ایک کا علاج جدا ہے۔ مگر یہاں ایسی دوائیں لکھی

ص اور ان باتوں کا خیال رکھا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آسان تدبیریں بتلائی ہیں اور ایسی طرح لکھا ہے جو اکثر ہوا کرتی ہیں اور دوائیں ایسی لکھی گئی ہیں جو آسانی سے سمجھ میں آسکیں۔

جاتی ہیں۔ کہ کئی طرح کے درد سر میں فائدہ دیتی ہیں اور نقصان کسی طرح کا نہیں کرتیں۔
دوا: تین ماشہ بنفشہ۔ تین ماشہ گل مچکن۔ تین ماشہ گل نیلوفر پانی میں پیسکر پیشانی پر لیپ کریں
دوسری دوا تین ماشہ آڑو کی گٹھلی کی گری پانی میں پیس لیں اور تین ماشہ تخم کاہو الگ خشک پیس لیں پھر دونوں کو ملاکر پیشانی اور کنپٹی پر لیپ کر دیں بہت مؤثر یعنی اثر والی دوا ہے اور اگر سردی ہو تو تین ماشہ کباب چینی پیس کر اسمیں اور ملالیں۔ **تیسرا نسخہ**:۔ چو ہر قسم کے درد سر کے لئے مفید ہے خواہ نیا ہو یا پرانا۔ مادہ سے ہو یا بلا مادہ کے رسوت خطمی کے پھول۔ گل سرخ۔ بنفشہ صندل سرخ اور صندل سفید سب تین تین ماشہ۔ گل بابونہ ایک ماشہ۔ پوست خشخاش ایک ماشہ۔ املتاس ایک ماشہ ہری مکوہ کے پانی میں پیسکر لیپ کریں
دماغ کا ضعیف ہونا اگر مزاج گرم ہے تو خمیرہ گاؤزبان کھاویں اور اگر مزاج سرد ہے تو خمیرہ بادام کھائیں۔ ان دونوں خمیروں کی ترکیب سب بیماریوں کے بیان ختم ہونے کے بعد لکھی ہوئی ہے وہاں دیکھ لو اور بھی لمبے لمبے نسخے سب اسی جگہ ساتھ ہی لکھدیئے ہیں۔ بیچ میں جہاں ایسے نسخوں کا نام آوے گا اس جگہ اتنا لکھدیا جاوے گا کہ اس کو خاتمہ میں دیکھو تم خاتمہ کا یہی مطلب سمجھ جانا

آنکھ کی بیماریاں

آئینہ یا کوئی چمک دار چیز آفتاب کے سامنے کر کے آنکھ پر اس کا عکس ہرگز مت ڈالو اس سے کبھی دفعۃً بینائی جاتی رہتی ہے۔ **دوا**: جس سے آنکھ کی بہت سی بیماریوں سے حفاظت رہے اور نگاہ کو قوت ہو۔ انار شیریں اور انار ترش کے دانے اور دانوں کے بیچ کے پردے اور گودا لیکر کچلیں اور کئی تہ کپڑے میں چھان لیں جو عرق نکلے وہ آب انار کہلاتا ہے یہ عرق ڈیڑھ چھٹانک اور اس میں شہد چھٹانک بھر ملاکر مٹی یا پتھر کے برتن میں ہلکی آنچ پر پکائیں اور جھاگ اتارتے رہیں یہاں تک کہ گاڑھا ہو کر جمنے کے قریب ہو جاوے پھر شیشی میں احتیاط سے رکھ لیں اور ایک ایک سلائی اپنے اور اپنے بچوں کی آنکھ میں لگایا کریں انشاءاللہ تعالےٰ آنکھ کی اکثر بیماریوں سے حفاظت رہے گی اور بینائی میں ضعف نہ آئیگا۔ **دوسری دوا**: کہ وہ بھی آنکھ کو اکثر بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ تازے آملے یعنی آنولے لیکر کچل کر پانی نچوڑ لیں اور چھان کر لوہے کے برتن میں پکائیں یہاں تک کہ گاڑھا ہو جائے پھر شیشی میں

احتیاط سے رکھ لیں اور ایک ایک سلائی لگایا کریں۔ رگڑا۱۔ جو کہ گھانجنی یعنی انجن ہاری
اور پڑوال اور پلکوں کی خارش اور موٹاپن اور آنکھ کی سرخی کے لئے بہت مفید ہے۔ سفیدہ
جست دو دو تولہ سمندر جھاگ اور کونپل نیم کی اور پھٹکڑی کچی اور اقلیمیائے ذہب؎ نو نو ماشہ اور
لونگ چھ ماشہ اور افیون اور چراغ کا گل پانچ پانچ ماشہ اور نیلہ تھوتہ کھیل کیا ہوا دو ماشہ اور رسوت
ایک تولہ اور چھوٹی ہڑ ایک تولہ سب کو سرمہ کی طرح پیسکر سرسوں کا چھ تولہ خالص تیل میں ملاکر کانسی
کے کٹورہ میں نیم کے سوٹے سے آٹھ دن تک رگڑیں پھر ایک سو ایک بار ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالیں اور کسی صاف
برتن میں گرد سے بچا کر رکھ لیں پڑوال کو لگاکر جڑوں پر لگائیں دو چار دفعہ لگانے سے نکلنے بند ہو جاتے
ہیں اور گھانجنی پر چالیس دن لگائیں تمام عمر نہ نکلیں اور بھی آنکھ کے بہت سے امراض کو مفید
ہے۔ چراغ کا گل یہ ہے کہ روئی کو تیل میں بھگو کر جلائیں جب بجھنے کے قریب آئے تو ڈھانک
دیں کہ ٹھنڈا ہی ہو جائے۔ آنکھ دکھنے آنا یہ جو مشہور ہے کہ جب آنکھ دکھنے آئے تو تین دن تک
دوا نہ کرے یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ پہلے ہی دن سے غور سے علاج کرو۔ البتہ شروع میں کوئی
تیز دوا نہ لگاؤ بلکہ اخیر میں بھی نہ لگاؤ جب تک کہ کوئی بڑا ہوشیار تجربہ کار حکیم نہ بتلادے؎۔ **دوا۔**
اگر اول دن آنکھ دکھنے میں لگائی جاوے تو مفید ہو اور کسی حال میں مضر نہ ہو یعنی نقصان نہ
کرے ذرا سی رسوت گلاب میں یا مکوہ کے پانی میں گھس کر لیپ کریں۔ **دوسری دوا**
پوٹلی کی: تین تین ماشہ پھٹکڑی سفید اور زیرہ سفید اور پوست کا ڈوڈہ اور ایک ماشہ
افیون اور چار ماشہ پٹھانی لودھ اور چھ ماشہ املی کے پتے اڑھائی عدد نیم کے پتے سب کو کچل
کر دو تین پوٹلی بنالے کوری پیالی میں پانی بھر کر اس میں چھوڑے رکھے اور آنکھوں کو لگایا
کرے۔ اگر سردی کے دن ہوں تو ذرا گرم کرلے۔ **تیسری دوا:** آنکھ دکھنے کے شروع سے
لیکر اخیر تک لگا سکتے ہیں رو ہوں اور چھوٹے موٹے زخم اور آنکھ کی بہت بیماریوں کو فائدہ
مند ہے آنکھ میں بالکل نہیں لگتی چاکسو کی گری چھ ماشہ اور مصری اور مدبر کی ہوئی انزروت
اور نشاستہ تین تین ماشہ سرمہ کی طرح پیس کر رکھ لیں اور ایک سلائی یا تین تین سلائی
سوتے وقت چاہے صبح و شام لگائیں اور اگر اس کو لگا کر اوپر سے دو پھایہ روغن گل یا گھی
میں بھگو کر تھوڑی دیر ٹھنڈے گھڑے پر رکھ کر جب وہ ٹھنڈے ہو جاویں پھر ان پھایوں کو
آنکھوں پر رکھ کر مٹی کی دو ٹکیاں جو پانی میں گوندھ کر بنائی ہوں رکھ کر پٹی باندھ دیں تو بہت
جلدی نفع ہو۔ چاکسو کی گری نکالنے کی ترکیب ابھی موتیا بند کے بیان میں آتی ہے۔ اور انزروت

؎ اسکو سونے کا پانی بھی کہتے ہیں ۱۲

؎ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ آنکھ دکھنے میں فقط میٹھا کھانا چاہئے یہ صحیح نہیں ہے بلکہ اکثر ایسی حالت میں میٹھا کھانے سے آنکھ کو اور نقصان ہوتا ہے خصوصاً جب آنکھ گرمی کی وجہ سے آگئی ہو البتہ مرچ اور نمک کم کھانا چاہئے مرچ کے بدلے سیاہ مرچ استعمال میں لاسکتی ہیں اور تیل کھٹائی وغیرہ تو بالکل نہ کھانا چاہئے ۱۲

اس طرح مدبر ہوتی ہے۔ کہ انزروت کو باریک پیسکر بکری یا گائے یا بھینس کے دودھ میں گوندھ کر جھاؤ کی لکڑی پر لپیٹ کر بہت ہلکی آنچ پر سکھا لیں پھر لکڑی پر سے اتار کر کام میں لادیں اور انزروت آنکھ میں کبھی بدون مدبّر کئے ہوئے نہ لگائیں۔ ورنہ نقصان دیگی۔ **فائدہ**۔ جہاں بچوں کی آنکھیں دُکھنے کا بیان آوے گا وَہاں کچھ ضروری چیزیں کھانے پینے کے متعلق لکھی ہیں بڑے آدمی بھی ان کا خیال رکھیں اور کچھ نسخے بھی اور لکھے ہیں۔

آنکھ کا باہر نکل آنا اس کو عربی میں جحوز العین کہتے ہیں۔ **دَوا**۔ دو ماشہ گل خطمی۔ تین ماشہ گل سرخ تین ماشہ صندل سرخ۔ دو ماشہ ہلیلہ سیاہ۔ ایک ماشہ نر بسی۔ ان سب کو ہری مکوا در ہری کاسنی کے پانی میں پیس کر نیم گرم یعنی ہلکا ہلکا سہاتا گرم کر کے لیپ کریں۔ **دوا**۔ جس کو اگر تندرستی میں لگا دیں تو اکثر امراض سے حفاظت رہے اور اگر آنکھ دکھ کر اچھی ہونے کے بعد لگا دیں تو ایک عرصہ تک نہ دکھے اور معمولی جالے تک کو کاٹ دے اور بینائی کو نہایت تیز کرے۔ سوکھے آملے پاؤ بھر لے کر آدھ سیر پانی میں اوٹا لیں۔ جب پاؤ بھر پانی رہ جاوے۔ ملکر چھان کر یہ پانی رکھ لیں پھر چھوٹی ہڑ بارہ۱۲ عدد اور چھوٹی پیپل بارہ۱۲ عدد اور کالی مرچ اڑھائی عدد کھرل میں یا سل پر ڈال کر پیسنا شروع کر دیں اور روہ آملے کا پانی ڈالتے جاویں اور یہاں تک پیسیں کہ سب پانی جذب ہو جاوے پھر اس دوا کی گولیاں بنا کر رکھ لیں اور وقت ضرورت پانی میں گھسکر سلائی سے لگاویں۔

موتیا بند اس کا نام عربی میں نزول الماء ہے۔ آج کل یہ مرض بہت ہونے لگا ہے اور اس میں آنکھ کے تل میں پانی اترآتا ہے اور رفتہ رفتہ بینائی بالکل جاتی رہتی ہے اور گو اس کا پہچاننا مشکل ہے مگر ایسی تدبیریں لکھی جاتی ہیں کہ اگر پہچاننے میں غلطی بھی ہو تو نقصان نہ کرے۔ **شروع** علامت یعنی پہچان اسکی یہ ہے کہ آنکھ کے سامنے مکھی بھنگے ترمرے سے معلوم ہوتے ہوں۔ اور چراغ کی لو صاف نہ معلوم ہو بلکہ ایسا معلوم ہو کہ لو کے آس پاس ایک بڑا سا حلقہ ہے۔ اُس وقت یہ سُرمہ بنا کر لگائیں۔ اگر موتیا بند نہ ہوگا تو آنکھ کی دوسری بیماریوں کو بھی فائدہ دیگا۔ سوا تولہ سفیدہ کاشغری اور آٹھ ماشہ ببول کا گوند اور آٹھ ماشہ اقلیمیائے۵ نقرہ اور چار ماشہ سنگ راسخ اور چار ماشہ سنچا سیپ اور چھ ماشہ شادنج عدسی جو پانی سے مغسول کیا گیا ہو۔ یعنی خاص ترکیب سے دھویا گیا ہو اور وہ ترکیب ابھی بتائی جاویگی اور دو ماشہ سرمہ اور دو ماشہ چاندی کے ورق اور تین ماشہ چھلے ہوئے چاکسو۔ ان کے چھیلنے کی بھی ترکیب ابھی بتلادی جاوے گی اور ایک ماشہ نشاستہ ان سب کو سرمہ کی طرح پیسکر رکھ لیں اور ایک ایک سلائی صبح وشام لگایا کریں۔ یہ سرمہ آنکھ سے پانی بہنے اور ضعف بصارت کو بھی مفید ہے۔

ف ۵ اقلیمیائے نقرہ چاندی کے میل کو کہتے ہیں جو چاندی کی کان سے نکلتا ہے۔ اگر کان سے نکلا ہوا نہ ملے تو کسی سنار کے یہاں سے چاندی کا میل لے لینا چاہیئے ۱۲

شادنج کے مغسول کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ شادنج کو سرمہ کی طرح باریک پیس کر بڑے سے برتن میں پانی میں ڈالدیں ایک منٹ کے بعد اوپر کا پانی علیحدہ کرلیں اس علیحدہ کئے ہوئے پانی میں جو کچھ شادنج نیچے بیٹھ جاوے وہ نکال لیں یہ مغسول ہے اور اس بڑے برتن میں جو شادنج رہ گیا ہے پھر پیس کر اسی طرح دھولیں اور چاکسو کے چھیلنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو ڈھیلی پوٹلی میں باندھ کر نیم کے پتوں کے ساتھ جوش دیں۔ جب خوب پھول جاویں۔ ملکر چھلکے دور کر دیں اور اندر کا مغز لے لیں اور موتیابند والے کو یہ گل لگانا بھی چاہئے ترکیب اس کی یہ ہے کہ چار ماشہ سفید صندل اور دو ماشہ انزروت اور چار رتی ببول کا گوند اور چار رتی افیون اور چار رتی زعفران سب کو باریک پیس کر انڈے کی سفیدی میں ملاکر روپے کے برابر کاغذ کی دو ٹکیاں تراش کر اس میں سوئی سے بہت سے سوراخ کر کر ان دونو کاغذوں پر یہ دوا لگا کر دونوں کنپٹیوں پر چپکا دے اور صبح و شام بدل دیا کرے۔ یہ گل لگانا بھی کسی حالت میں نقصان نہیں کرتا اور رات کو ہر روز اطریفل کشنیزی ایک تولہ کھایا کریں اور کبھی چھٹے ساتویں دن ناغہ بھی کر دیا کریں تاکہ عادت نہ ہو جائے اگر موتیا بند ہوگا۔ ان تدبیروں سے نفع ہو جائیگا اور موتیا بند نہ ہوا جب بھی ان میں کسی طرح کا نقصان نہیں جب آنکھ میں ذرا بھی دھند پائیں یہ تدبیر ضرور کرلیں اور کم سے کم تین مہینے نباہ کر کریں جب پانی زیادہ اتر آتا ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے پھر سوائے شگاف دینے کے اور کوئی علاج نہیں۔ جس کو آنکھ بنوانا کہتے ہیں۔ بلکہ بننے کے بعد بھی آنکھ کمزور رہتی ہے

کان کی بیماریاں

فائدہ پیٹ بھر کر کھانا کھا کر فوراً سو رہنے سے کان جلدی بہرے ہو جاتے ہیں جب تک کھانا کھانے کے بعد دو گھنٹے نہ گذر جائیں ہرگز مت سویا کرو **فائدہ**۔ اگر کان میں کوئی دوا ڈالو خواہ تاثیر میں گرم ہو یا سرد ہمیشہ نیم گرم ڈالو۔ **فائدہ**:۔ اگر بچپن سے عادت رکھیں کہ کبھی کبھی کان میں روغن بادام تلخ پانچ پانچ بوند نیم گرم ٹپکا لیا کریں تو امید ہے کہ آخیر عمر تک کبھی سننے میں فرق نہ آوے **دوا**۔ جس سے کان کا میل نکل جاتا ہے۔ سہاگہ کھیل کیا ہوا خوب باریک پیسکر تھوڑا سا کان میں ڈالیں اور اوپر سے کاغذی لیموں کا عرق نیم گرم پانچ چھ بوند ٹپکادیں اور جس کان میں یہ دوا ڈالیں۔ اسی طرف کی کروٹ لیٹے رہیں۔ دو تین دن میں میل بالکل صاف ہو جائیگا اور سلائی وغیرہ سے میل نکلوانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ **دوا**: جس سے مچھر یا اور کوئی جانور جو کان میں گھس گیا ہو نکل جاوے۔ تین ماشہ آڑو کے پتے یہ باغوں میں بہت ملتے ہیں اور تین ماشہ ہرے پودینے کے پتے اور تین ماشہ سقمونیا سب کو باریک

پیسکر چھان کر کان میں نیم گرم ٹپکادیں اس سے وہ جانور مرجائیگا جب اُس کا چلنا پھرنا کان میں معلوم نہ ہو اُس وقت روغن بادام نیم گرم خوب بھر دو اور کان کے سوراخ میں روئی لگا کر کان کو جھکا کے رکھو۔ تھوڑی دیر بعد روئی نکال دو۔ وہ جانور بھی تیل کے ساتھ نکل آوے گا اور فقط تیل کان میں خوب بھر دینے سے بھی جانور مرجاتا ہے۔

کان کا درد خواہ کسی قسم کا ہو اس کے لئے یہ روغن مفید ہے اور کسی وقت میں نقصان دینے والا نہیں اگر گھر میں ہمیشہ تیار رہے تو بہتر ہے۔ چھ ماشہ بنفشہ اور چھ ماشہ افسنتین رومی اور تین ماشہ اسطوخودوس اور چھ ماشہ گل بابونہ رات کو پاؤ بھر پانی میں بھگودیں صبح کو اتنا جوش دیں کہ پانی آدھا رہ جاوے پھر ملکر چھان کر دو تولہ روغن گل اور چھ ماشہ سرکہ ملا کر اتنا اوٹائیں کہ پانی اور سرکہ جل کر صرف تیل رہ جاوے پھر چار رتی کافور اور ایک ماشہ مصطگی رومی اور ایک ماشہ انزروت باریک پیسکر اس تیل میں ملا کر رکھ لیں۔ جب ضرورت ہو نیم گرم کان میں ٹپکائیں۔

ناک کی بیماریاں

فائدہ:۔ اگر سرسام میں نکسیر جاری ہو جاوے تو اس کو مت بند کرو۔ البتہ اگر بہت زیادہ ہو جاوے تو بند کر دینا چاہئے۔

نکسیر:۔ اگر خفیف جاری ہووے تو امرود کے پتوں کا پانی نچوڑ کر ناک میں چڑھانے سے بند ہو جاتی ہے۔

دوسری دوا۔ جس کی بہت قوی تاثیر ہے۔ اوّل ٹھنڈا پانی سر پر ڈالو۔ پھر تین ماشہ مازو اور تین ماشہ پوست انار اور تین ماشہ گل سرخ اور چھ ماشہ چھلکے اٹری مسور اور پندرہ ماشہ رسوت ان سب کو باریک پیسکر گلاب اور خرفہ کے پتوں کے پانی میں ملا کر پیشانی اور سر پر لیپ کرو مگر یہ دوا بہت بوڑھے آدمیوں کو استعمال نہ کرنا چاہئے۔ **تیسری دوا**۔ جو ہر طرح کی نکسیر کو مفید ہے اور ہر عمر میں استعمال کر سکتے ہیں تین ماشہ سفید صندل اور تین ماشہ رسوت اور تین ماشہ گلنار اور چار رتی کافور ان سب کو چھ تولہ گلاب میں پیسکر اس میں کپڑا بھگو کر پیشانی پر رکھیں **زکام اور نزلہ**:۔ آجکل یہ بہت ہونے لگا ہے۔ اس کو ہلکا مرض نہ سمجھو بلکہ شروع ہوتے ہی فکر کر کے علاج اور پرہیز کرو یہ جو مشہور ہے کہ تین دن تک دوا نہ پیو یہ بات پہلے زمانہ میں تھی جس وقت طبیعتیں قوی ہوتی تھیں اور بیماری کو خود دفع کر دیتی تھیں۔ اب طبیعتیں کمزور ہو گئیں اب اس بات کے بھروسہ نہ رہیں زکام اگر ہمیشہ رہے دماغ کمزور ہو جاتا ہے اور اگر شروع ہو کر بند ہو جاوے تو طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کبھی جنون ہو جاتا ہے جس طرح کا زکام ہو فوراً حکیم سے کہکر اُس کا علاج کرانا چاہئے۔ اور غذا زکام میں مونگ کی دال رکھو چکنائی اور مٹھائی اور دودھ

دہی اور ترشی سے پرہیز لازم سمجھو۔ اور شروع زکام میں سر پر تیل نہ ملو اخیر میں مضائقہ نہیں اور شروع زکام میں چھینک لینے کیلئے کوئی ہلاس نہ سونگھو اس سے بعض دفعہ آنکھ میں پانی اتر آتا ہے اور بینائی جاتی رہتی ہے اور جب زکام بالکل اچھا ہو جاوے تو کوئی دوا دماغ کی طاقت کی ضرور کھالیا کرو۔ یہ حریرہ بہت اچھا ہے نزلہ نہیں ہونے دیتا۔ ترکیب یہ ہے کہ نو دانے بادام شیریں کا مغز اور چھ ماشہ مغز تخم کدو شیریں اور پانچ ماشہ تخم خشخاش سفید پانی میں خوب باریک پیسکر چار ماشہ نشاستہ ملاکر چار تولہ گھی میں حریرہ پکاکر چار تولہ مصری سے میٹھا کرکے پئیں۔ یا نو ماشہ خمیرہ گاؤزبان میں دو چاول موتی کا کشتہ ملاکر کھاویں اور خمیرہ اور کشتہ کی ترکیب خاتمہ میں آوے گی ف۱

زبان کی بیماریاں

قلاع یعنی منہ آجانا اگر سفید رنگ ہو تو یہ دوا کریں ایک ایک ماشہ کباب چینی اور بڑی الائچی کے دانے اور سفید کتھا باریک پیسکر منہ میں چھڑکیں اور منہ لٹکادیں تاکہ لعاب یعنی رال نکل جاوے اور اگر سرخ رنگ ہے تو یہ دوا کرو ایک ایک ماشہ گلاب زیرہ اور تخم خرفہ اور طباشیر اور زہر مہرا خوب باریک پیس کر منہ میں چھڑکیں اور اگر گہرا سرخ نہ ہو بلکہ سرخ زردی مائل ہو تو یہ دوا لگائیں۔ تین ماشہ مصری اور ایک ماشہ کافور پیسکر منہ میں ملیں اکثر سرسام اور تیز بخار میں ایسا قلاع ہوتا ہے اور اگر سیاہ رنگ ہو تو اس کی تدبیر کسی حکیم سے پوچھو۔ **دوا** جو منہ آنے کی اکثر قسموں کو نافع ہو۔ ایک ایک ماشہ گاؤزبان سوختہ یعنی گاؤزبان کی جلی ہوئی چھال اور کتھا سفید اور طباشیر اور گل ارمنی اور گلنار۔ بڑی الائچی کے دانے اور کباب چینی باریک پیسکر منہ میں چھڑکیں اور منہ لٹکادیں۔

دانت کی بیماریاں

فائدہ۔ گرم چیز جیسے زیادہ گرم روٹی یا جلتا سالن وغیرہ کھاکر اوپر سے ٹھنڈا پانی مت پیو اس سے دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے اور دانت سے کوئی سخت چیز مت توڑو۔ اس سے دانت اور آنکھ دونوں کو صدمہ پہنچتا ہے۔ برف کثرت سے چبانا بھی مضر ہے۔ **منجن**:۔ جو کہ عورتوں کیلئے بہت مفید ہے۔ دو تولہ بادام کے چھلکے جلے ہوئے اور چھ ماشہ زرد کوڑی کی راکھ اور چھ ماشہ رومی مصطگی سب کو باریک پیسکر رکھ لیں اور پھر وزن ملاکر یں۔ دوسرا منجن:۔ بہت آزمایا ہوا

ف۱ اگر ابتدا زکام حلق میں سوزش ہے سانس رکتا ہے اور بلغم پتلا نکلتا ہے پھر بند ہو جاتا ہے اور سر میں درد رہتا ہے تھوڑے عرصہ بعد پھر شروع ہوتا ہے اور جلد ہو جاتا ہے تو یہ زکام گرمی کی وجہ سے ہوگا۔ اسکا علاج یہ ہے کہ جیسے ہی اسکی علامتیں شروع ہوں فوراً عناب پانچ دانہ بھگو کر چھانکر شکر سفید دو تولہ کے ساتھ صبح اور شام تین وقت پیا جائے تین وقت کے بعد اسمیں گل بنفشہ پانچ ماشہ اور بڑھالیں اور صبح و شام تین وقت پئیں اسکے بعد یہ نسخہ استعمال کریں گل بنفشہ پانچ ماشہ عناب پانچ دانہ سپستان نو دانہ مویز منقی پانچ دانہ گرم پانی میں بھگو کر چھان لیں اور اسمیں خمیرہ بنفشہ دو تولہ اور شکر ملاکر پئیں تین وقت یہ نسخہ پینے کے بعد یہ نسخہ استعمال کریں، گل بنفشہ پانچ ماشہ سپستان نو دانہ مویز منقی نو دانہ ملٹھی چار ماشہ اسطوخودوس پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر یا جوش دیکر چھان کر خمیرہ بنفشہ دو تولہ یا شکر سفید ملاکر پینا چاہئے اس نسخہ کو تین وقت استعمال کرنے کے بعد خمیرہ گاؤزبان یا کوئی مقوی دماغ خمیرہ چند روز تک استعمال کریں شروع زکام میں دوا کو جوش دیکر نہ پینا چاہئے اس سے سرسام کا اندیشہ ہوتا ہے ۱۲

ف۲ اگر بہدانہ پوٹلی میں باندھ کر زبان پر پھیریں تو بہت مفید ہے ۱۲

سات ماشہ بارہ سینگے کا جلا ہوا سینگ اور سات ماشہ چھوٹی مائیں اور سات ماشہ ناگر موتھا اور سات ماشہ گل سرخ اور سات ماشہ بالچھڑ اور پونے دو ماشہ نمک لاہوری باریک پیسکر رکھ لیں اور ہر روز ملا کریں۔ تیسرا منجن:۔ دانت کیسے ہی کمزور ہوں اور ہلنے لگے ہوں۔ اس منجن سے جم جاتے ہیں۔ مسوڑھوں سے اگر خون بہتا ہو اس کو بھی مفید ہے۔ رومی مصطگی۔ پھٹکڑی۔ خام لوبان۔ سنگجراحت۔ طباشیر۔ لوہے کا برادہ۔ سیاہ مرچ۔ سفید گول مرچ کبیتس[۵۱] آبیس چھالیہ۔ مازو۔ سلکھڑی جھڑبیری کی چھال جامن کی چھال (ببول کی چھال ۱۲ ح) گوندنی کی چھال سب چیزیں ایک ایک ماشہ لے کر باریک پیس کر رکھ لیں اور رات کو ملکر پان کھا کر سو رہیں۔ صبح کو ایک شاخ کھجور کی پانی میں جوش دے کر کلی کریں اگر یہ کلی نہ بھی کریں تو مضائقہ نہیں۔ چوتھا منجن:۔ جو دانتوں کے درد اور ڈاڑھ گلنے کے لئے مفید ہے۔ مصطگی رومی۔ عاقر قرحا۔ نمک لاہوری۔ تمباکو[۵۲] سب تین تین ماشہ لے کر باریک پیسکر ملیں اور منہ لٹکا دیں

حلق کی بیماریاں

گلا دُکھنا شہتوت کا شربت دو چار دفعہ چاٹ لیں بہت فائدہ ہوتا ہے اور[۵۳] بیماریوں میں حکیم سے پوچھیں۔

سینہ کی بیماریاں

آواز بیٹھ جانا:۔ اگر زکام کھانسی کی وجہ سے ہو تو زکام کھانسی کا علاج کرنا چاہئے اگر یوں ہی بیٹھ گئی ہو تو یہ دوا کریں ساڑھے تین ماشہ ابریشم خام مقرض اور پانچ ماشہ بیخ سوسن اور چار ماشہ اصل السوس مقشر یعنی ملہٹی چھلی ہوئی اور نو دانہ سپستان یعنی لہسوڑہ اور دو تولہ مصری ان سب کو جوش دیکر چھان کر چائے کی طرح گرما گرم پئیں۔ دوا گاڑھے اور جمے ہوئے بلغم کو نکالنے والی۔ چار ماشہ اصل السوس مقشر اور چار ماشہ گاؤزبان اور ایک عدد ولائتی انجیر اور پانچ ماشہ گل بنفشہ اور نو دانہ سپستان اور دو تولہ مصری ان سب کو پانی میں جوش دے کر چھان کر اور سات دانہ بادام شیریں کا شیرہ نکال کر اس میں ملا کر نیم گرم پئیں اور یہ چٹنی چاٹیں اس سے بھی بلغم نکل جاتا ہے رب السوس۔ کتیرا صمغ عربی کا کڑا سینگی۔ نشاستہ سب چیزیں ایک ایک ماشہ اور ایک دانہ مغز بادام شیریں ان سب کو باریک پیس کر دو تولہ شربت بنفشہ میں ملا کر رکھ لیں اور تھوڑی تھوڑی چاٹیں اور اگر کھانسی میں کف پتلا نکلتا ہے۔ تو یہ دوا کرو۔ چار ماشہ اصل السوس مقشر اور پانچ دانہ عناب اور پانچ ماشہ تخم خطمی اور پانچ ماشہ گل بنفشہ اور نو دانہ مویز منقے پانی میں بھگو کر

---

[۵۱] گبتس پیپھڑی کی طرح کی ا. دوا ہے۔ ۱۲

[۵۲] اس نسخہ میں تمباکو ڈالنے سے استعمال کرنیوالے کو چکر نہیں آتا چاہے تمباکو کا عادی ہو یا نہ ہو۔ ۱۲

[۵۳] اگر مچھلی کا کانٹا گلے میں اٹک گیا ہے تو دو تین ولائتی انجیر لیکر کر تو سکتے رہیں چھوٹے موٹے کانٹے گل جائیں گے اور اگر کانٹا بڑا ہے تو ایک گوشت کی بوٹی کہ جس میں جو بڑی ہو لیکن اتنی بڑی کہ گلے کے نیچے اتر سکے ایک دھاگہ مضبوط باندھ دو اور اسے نگلواؤ جب بوٹی کانٹے سے نیچے اتر جائے تو اب دھاگہ پکڑ کر باہر کھینچ لو۔ کانٹا یا تو نکل آئیگا یا ٹوٹ جائیگا اگر ٹوٹ جائے تو بقیہ حصہ گلانے کیلئے انجیر کا استعمال کراؤ ۱۲

[۵۴] گلے میں جو ورم آجاتا ہے اس کیلئے یہ لیپ استعمال کریں تخم خطمی۔ اکلیل الملک جدوار اور گیرو تین تین ماشہ املتاس چھ ماشہ ان سبکو مکوئے سبز کے عرق میں پیس کر نیم گرم لیپ کریں اگر ورم اتنا بڑھ جائے کہ سانس لینا بند ہو جانیکی نوبت آجائے تو فوراً ایک جوان مرغ کو ذبح کرکے اسکی آلائش دور کر دو اور گرم گرم ورم پر باندھ دو یا مرف سینہ کا گوشت گرم گرم باندھیں اگر جلدی میں مرغ نہ دستیاب ہو تو گائے کا گوشت کوٹ کر باندھ سکتے ہیں یا اسکو قیمہ کرکے نمک مصالحہ اور لہسن اسمیں ملا کر باندھنا چاہئے یہ نسخہ نہایت مجرب ہے کسی حکیم سے مشورہ کرکے فصد کرانا بھی مفید ہے۔ ۱۲

چھان کر مصری ملا کر پیویں۔ گولی :- ہر طرح کی کھانسی کو مفید ہے اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتی کاکڑا سینگی باریک پیس کر پانی میں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولی بنا کر ایک ایک گولی منہ میں رکھیں اور اگر کھانسی میں خون آنے لگے تو جلدی کسی حکیم سے کہو ایسا نہ ہو کہ پھیپھڑے میں زخم ہوگیا ہو جس کو سل کہتے ہیں اور اگر اس کے شروع میں تدبیر نہ کی جائے تو لاعلاج ہو جاتا ہے اور شروع میں یہ دوا بہت مفید ہے۔ تین ماشہ برگ نونکھا[ع] اور ایک ماشہ تخم خشخاش سفید اور ایک تولہ مغز تخم کدوئے شیریں پانی میں پیس کر چھان کر دو تولہ مصری ملا کر گیرو کتیرا۔ صمغ عربی سب ایک ایک ماشہ لے کر باریک پیس کر چھڑک کر پئیں ایک ہفتہ برابر پئیں اور ترشی دودھ دہی وغیرہ سے بالکل پرہیز کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمام عمر سل نہ ہوگی۔ کھانسی کا ایک لعوق دمہ کے بیان میں آتا ہے۔ خشک کھانسی تر سے زیادہ بُری ہے حکیم سے علاج کراؤ۔ گولی :- کہ سرد اور گرم کھانسی کے لئے مفید ہے اور بلغم کو آسانی سے نکالتی ہے تین ماشہ رب السوس اور تین ماشہ مویز منقّٰے اور نشاستہ اور صمغ عربی اور کتیرا اور مغز کدوئے شیریں چاروں چیزیں ایک ایک ماشہ اور پانچ ماشہ قند سفید پیس کر بہدانہ کے لعاب میں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک ایک گولی منہ میں رکھیں۔

پسلی کا درد۔ یہ لیپ اس کے لئے مفید ہے۔ تخم کتان چھ ماشہ اور تخم حلبہ چھ ماشہ اور مکو خشک چھ ماشہ اور بنفشہ چھ ماشہ پانی میں بھگو کر جوش دیکر ملکر چھان کر چار تولہ روغن گل اور دو تولہ موم زرد ملا کر جوش دیں جب پانی جلکر تیل اور موم رہجاوے تو تین ماشہ مصطگی رومی اور تین ماشہ لوبان باریک پیس کر ملالیں لیکن اگر بخار تیز ہو تو اس لیپ میں لوبان نہ ملائیں اور اگر درد بہت ہی زیادہ ہو تو اسی لیپ میں ایک ماشہ افیون اور ایک ماشہ زعفران اور ملالیں اور نیم گرم مالش کریں۔

دمہ :- اس بیماری کی جڑ تو کم جاتی ہے لیکن تدبیر کرنے سے دورے ہلکے پڑتے ہیں جب دورے کے آثار معلوم ہوں تو ایک وقت کھانا نہ کھائیں اور جب دورہ پڑے تو جو دوا اور چٹنی کھانسی میں لکھی ہے وہ کریں اور کشتہ یا کوئی اور چیز زیادہ گرم و خشک نہ کھائیں اور چکنائی نہ کھائیں البتہ مکھن اور مصری دورے کے وقت چاٹنا بہت مفید ہے۔ اگر کوئی خاص غذا تجربہ سے فائدہ مند ہو برابر کھاوے[ا]۔ لعوق :- یہ کھانسی کے لئے بہت مفید ہے اور اس سے دمہ کے دورے بھی کم پڑتے ہیں اور قبض بھی رفع ہوتا ہے۔ چار تولہ دو ماشہ مغز املتاس پانی میں بھگو کر ملکر چھان لیں پھر اسی پانی میں دس ماشہ مغز بادام شیریں پیس لیں پھر بیس تولہ قند سفید ملا کر شربت سی ذرا گاڑھا قوام کریں

۵ا دمہ والا اگر ممنا چوسے تو اس کے لئے عموماً مفید ثابت ہوتا ہے ابتدائی دمہ والوں کیلئے یہ نسخہ بہت مفید ہے جب موسم زیادہ گرم نہ ہو تو ایک بادام لے کر اسے گرم پانی میں بھگو کر چھلکا دور کردیں اور اسی کے ہموزن مصری ملا کر خوب باریک پیس لیں اور اسے چاٹ لیں دوسرے روز اسی طرح دو بادام اور اس کے ہموزن مصری چاٹیں اسی طرح چالیس روز تک ایک ایک بادام روزانہ بڑھا کر چاٹتے جائیں اکتالیس ویں روز ایک بادام کم کرکے چاٹیں اسی طرح روزانہ ایک ایک بادام کم کرتے جائیں۔ اگر دو تین سال تک یہ نسخہ استعمال کیا جائے تو شرطیہ شفا ہوگی انشاء اللہ۔ اگر چالیس دن نہ ہوسکے تو خیر بیس ہی دن تک استعمال کرلیں تو بھی فائدہ ہوگا - ۱۲

ع۵ نونکھا ایک عام بوٹی ہے یہ خرفہ کی ایک قسم ہے جس کو عموماً جنگل کے لوگ پہچانتے ہیں۔ ۱۲

پھر کتیرا صمغ عربی، آرد باقلہ تینوں چیزیں سات سات ماشہ پیس کر ملا لیں اور دو تولہ روغن بادام اس میں ملا کر رکھ لیں اور تین تولہ روز چاٹیں [ل٥]۔

دل کی بیماریاں

ہول دلی اور غشی یعنی بیہوشی۔ جب دل میں کسی وجہ سے ضعف بڑھ جاتا ہے ہول دلی پیدا ہو جاتی ہے اور جب زیادہ ضعف ہو جاتا ہے تو غشی ہو جاتی ہے اور جب غشی جلدی جلدی ہونے لگتی ہے تو آدمی کسی وقت دفعۃً مرجاتا ہے۔ اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے۔ لیکن یہ دوا کسی حال میں نقصان نہیں کرتی اور اکثر حالتوں میں مفید ہوتی ہے۔ ایک عدد مربائے آملہ پانی سے دھو کر ایک ورق چاندی کا لپیٹ کر اوّل کھا کر پانچ ماشہ گل سیوتی اور پانچ ماشہ تخم کاسنی اور چار ماشہ گل گاؤزبان اور تین ماشہ برگ بادرنجبویہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر دو تولہ شربت سیب ملا کر پی لیں اگر عرصہ تک صرف آملہ کا مربہ ہی کھاتے رہیں تو خفقان یعنی دھڑکن کو کھو دیتا ہے اور جب کسی کو غشی آوے تو ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پر مارو دل بائیں چھاتی کے نیچے ہے۔

معدہ یعنی پیٹ کی بیماریاں

فائدہ:۔ معدہ کی صحت کا بڑا خیال رکھو۔ بے بھوک ہرگز نہ کھاؤ اور جب بھوک لگنے کے بعد کھاؤ تو تھوڑی سی بھوک چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہو اور یوں نہ سمجھو کہ تھوڑا کھا لیں سے جان کو کیا لگیگا بلکہ زیادہ کھانے سے ہضم میں فتور ہوتا ہے وہ جان کو نہیں لگتا۔ اور تھوڑا کھایا ہوا خوب ہضم ہوتا ہے اس سے خون زیادہ پیدا ہوتا ہے اور کھانے میں زیادہ تکلف نہ کرو۔ اور ہمیشہ عمدہ اور نرم غذا کھانے کی عادت نہ ڈالو بلکہ ہر قسم کی غذا کی عادت رکھو۔ اگر خاص چیز کی عادت ہو جاتی ہے پھر اور غذا نقصان کرنے لگتی ہے اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرو۔ اس میں ثواب بھی ملتا ہے۔ اور پیٹ کی کثافت بھی تحلیل ہو جاتی ہے۔ اور بہت بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔

فائدہ:۔ تربوز۔ کھیرا ککڑی وغیرہ ہلکی چیزیں پیٹ بھرے پر نہ کھاؤ اور نہ نہار منہ کھاؤ۔ بلکہ ایسے وقت کھاؤ کہ نہ بہت بھوک ہو اور نہ بالکل پیٹ بھرا ہو۔ بہت بھوک میں ان چیزوں کے کھانے سے بعضی دفعہ یہ چیزیں بالکل صفرا یعنی پت بن جاتی ہیں اور ہیضہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے

[ل٥] کالی کھانسی کا مجرب علاج۔ سوکھی مچھلی پاؤ بھر لیٹہ مع سفنے (چھلکے) اور آلائش کے ایک ٹکڑے کر لیں اور پاؤ بھر نمک لاہوری کو کوٹ کر دونوں کو ایک مٹی کی ہانڈی میں بند کر کے اوپر سے مٹی کا لیپ چڑھا دیں اور دس سیر کنڈے میں اسے پھونکیں۔ اور نکال کر اسے پیس ڈالیں اور رکھ لیں۔ کالی کھانسی والی کو اس میں سے ایک رتی لے کر مکھن یا بالائی کے ہمراہ چٹائیں۔
دوسرا علاج۔ انار دانہ ایک تولہ پیپل چھ ماشہ، گڑ دو تولہ کالی مرچ تین ماشہ دونوں کو خوب باریک پیس کر گڑ میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں اور منہ میں رکھ کر چوستے رہیں۔ ۱۲

اور بھر پیٹ پر کھانے سے دوسری غذا کو اچھی طرح ہضم نہیں ہونے دیتیں۔ فائدہ: چکنائی زیادہ کھانے سے معدہ ضعیف ہو جاتا ہے فائدہ: حتی الامکان مسہل کی عادت نہ ڈالو اس سے معدہ کی قوت بالکل جاتی رہتی ہے۔

فائدہ: معدہ بالکل بیچ پیٹ میں ہے اگر معدہ پر کوئی دوا لگانا ہو تو بیچ پیٹ میں ناف تک لگاؤ[۵۱]

قے کرانے کا بیان اگر کبھی زیادہ کھانے سے یا اور کسی ضرورت سے قے کرنا ہو تو اس دوا سے قے کراؤ۔ ڈیڑھ تولہ مولی کے بیج اور ڈیڑھ تولہ سویہ کے بیج۔ ڈیڑھ سیر پانی میں جوش دے کر چار تولہ سرکہ کی سکنجبین ملا کر نیم گرم پییں اور انگلی یا پر حلق میں ڈال کر قے کریں یہ دوا بہت تیز نہیں ہے۔ اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتی اور قے کی حالت میں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لو ورنہ آنکھ پر بڑا صدمہ پہنچتا ہے اور قے کے بعد جب تک طبیعت بالکل نہ ٹھیر جاوے (ٹھنڈا) پانی ہرگز نہ پو ورنہ بائے گولہ کے درد کا اندیشہ ہے۔ بلکہ قے کے بعد ٹھنڈے پانی سے منہ دھو ڈالو۔ اور اگر مزاج سرد ہے تو نیم گرم پانی سے کلی کر دو۔ اور اگر مزاج گرم ہے تو ٹھنڈے پانی سے کلی کر دو۔

قے روکنے کا بیان بعض وقت مسہل پینے سے متلی ہونے لگتی ہے اس کا دفعیہ یہ ہے کہ بازو خوب کس کر باندھو اور ٹہلاؤ اور الائچی اور پودینہ کے پتے چباؤ اگر اس سے طبیعت نہ ٹھیرے تو فم معدہ یعنی کوڑی پر یہ لیپ کرو۔ تین ماشہ گلاب زیرہ اور ایک ماشہ صندل سفید اور ایک ماشہ طباشیر ان سب کو دو تولہ گلاب اور تین ماشہ سرکہ میں پیس کر کوڑی پر مالش کرو یہ دوا لگا کر تھوڑی دیر کے بعد جو دوا چاہو پلاؤ قے نہیں ہوتی۔

ہیضہ کا بیان یہ سخت بیماری ہے اس کا علاج کسی ہوشیار حکیم سے جلدی کرانا چاہیے یہاں دو نسخے ایسے لکھے جاتے ہیں جو کسی حالت میں نقصان نہ کریں خواہ دست بند کرنے ہوں یا جاری رکھنے ہوں ایک نسخہ تو یہ ہے کہ چھ ماشہ گل سرخ تین چھٹانک گلاب میں جوش دیں جب آدھا رہ جاوے تو دو تولہ (شربت) انار شیریں ملا دیا جائے اور چھ رتی نارجیل دریائی اور ایک ماشہ زہر مہرۂ خطائی، عرق بید مشک میں گھس کر بغیر چھانے ملا دیا جائے اور دو تین دفعہ میں پلائیں اس کے پینے سے اگر پیٹ میں کچھ مادہ ہوتا ہے تو ایک دو دست ہو جاتے ہیں اور اگر کچھ مادہ نہیں تو اسی سے دست بند ہو جاتے ہیں۔ دوسرا نسخہ۔ عرق کافور نہایت مفید چیز ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک تولہ کافور پیس کر اس میں تین تولہ

---

۵۱ ناف اگر ٹل جائے تو بغیر مسہل لیے پیٹ کو ہرگز نہ ملوانا چاہیے اسی طرح پیٹ پر کسی دوسرے آدمی کو کھڑا کرنا یا گھڑا رکھنا بھی سخت نقصان دہ ہے سہل ترکیب ناف ٹھیک کرنے کی یہ ہے کہ ایک لاٹھی ہاتھ میں لیکر کمر کو دیوار سے لگا کر اس طرح کھڑا ہو جائے کہ پیروں کی ایڑیاں دیوار سے لگی رہیں اور سر بھی دیوار سے لگا لیں پھر ایک پیر کو اوپر اٹھائیں یہاں تک کہ گھٹنا پیٹ سے لگ جاوے اب اس پیر کو زمین پر رکھکر اسی طرح دوسرے پیر کو اٹھائیں۔ اگر دو تین دن اس عمل کو نہار منہ کیا جائے تو انشاء اللہ ناف درست ہو جائے گی لیکن حمل کی حالت میں اس ترکیب کو نہ استعمال کریں۔ درست ہو جانے کے بعد اگر ماہ دو ماہ تک پٹی باندھے رہیں تو پھر ناف کبھی نہ ٹلے ۱۲

۵۲ حمل کی حالت میں جب تک طبیب سے مشورہ نہ کر و قے نہ کراؤ۔ ۱۲

سرکہ ملاکر شیشی میں بند کرکے تیئیں روز دھوپ میں رکھیں اور ہر روز ہلادیا کریں۔ بعد تیئیں روز کے چھان کر کاگ لگاکر نیلا کاغذ یا نیلا کپڑا (شیشی پر) لپیٹ کر احتیاط سے رکھ لیں۔ جب ہیضہ میں پیاس زیادہ ہو تو دس دس بوند دو دو تولہ گلاب میں ملاکر پلائیں نہایت مفید ہے اور اگر وبا کے موسم میں تندرست آدمی بھی اسی عرق کو ہر روز پانچ بوند پانی میں ڈال کر یا بتاشہ میں لیکر پیتے رہیں تو انشاءاللہ تعالیٰ ہیضہ سے حفاظت رہے یہ گھروں میں تیار رہنے کی چیز ہے لیکن سرد مزاج والے اور بچے اس کو تندرستی میں نہ پیئیں اور ہیضہ میں پیئیں تو مضائقہ نہیں اور یہ عرق کافور کتے کے کاٹے پر لگائیں تو اکسیر ہے۔ اور بعضی قسموں کے ہیضہ میں خالی پانی دینا بہت نقصان کرتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ آدھ سیر پانی یا آدھ سیر عرق سونف میں آدھ پاؤ عرق گلاب ملاکر رکھ لیں اور پیاس میں یہی پلائیں اس سے کسی حالت میں نقصان نہیں ہوتا ہیضہ کے مریض کو خواہ مخواہ پانی سے نہ ترساویں اور ہیضہ والے کو جب تک ایسی بھوک نہ ہو جس سے بیقرار ہو جاوے تب تک غذا نہ دو۔ اور جب ایسی بھوک ہو تب دو تین تولہ شوربا یا اسی قدر آشجو لیموں کاغذی کا عرق ڈال کر پلاؤ اور آہستہ آہستہ غذا بڑھاؤ یک لخت پیٹ بھر کر نہ دو۔ ورنہ پھر بچنا مشکل ہے اور اگر ہیضہ والے کو نیند آجاوے تو سونے دو یہ اچھے ہونے کی نشانی ہے اور بخار آجانا بھی اچھی علامت ہے اور پیشاب بند ہو جانا بُری علامت ہے نبضیں چھوٹ جانا چنداں بری علامت نہیں علاج کئے جاؤ۔

ہضم میں فتور رہنا یا قبض ہونا یہ چورن معدہ اور انتڑیوں کو طاقت دیتا ہے اور بھوک لگاتا ہے اور کھانا ہضم کرتا ہے اگر دست آتے ہوں تو بند کرتا ہے اگر قبض ہو تو دست لاتا ہے۔ چار تولہ آٹھ ماشہ انار دانہ ترش کہنہ یعنی پرانا اور سات ماشہ زنجبیل یعنی سونٹھ اور سات ماشہ زیرہ سفید اور بیس ماشہ تربد سفید یعنی نسوت اور بیس ماشہ زیرہ سیاہ اور بیس ماشہ تتریک یعنی سماق اور بیس ماشہ پوست ہلیلہ زرد اور بیس ماشہ پوست بلیلہ اور چار تولہ دو ماشہ نمک لاہوری ان سب کو ملاکر نصف کو خوب باریک پیس لیں اور نصف کو ایسا موٹا پیسیں کہ چھلنی میں چھن جائے اور اُٹھا کر رکھ لیں اگر قبض دور کرنا ہو تو موٹا پسا ہوا سات یا نو ماشہ ہر روز نہار منہ کھایا کریں اور اگر بار بار پاخانہ کا تقاضا ہوتا ہے اور بند کرنا منظور رہے تو باریک پسا ہوا سات ماشہ یا نو ماشہ نہار منہ یا کھانا کھانے کے بعد کھاویں۔ نمک سُلیمانی کہ نہایت ہاضم ہے اور بہت سے فائدے رکھتا ہے اور پیٹ کے درد کو کھوتا ہے۔ اگر سات رتی نہار منہ ہر روز کھاویں تو بینائی تیز کرتا ہے اگر بھڑ یعنی بھرن (تتیہ زنبور) کے کاٹے پر خوب ملدیں خواہ خشک یا گلاب میں ملاکر تو اس کے لئے بھی آزمایا ہوا ہے ہاتھ پاؤں میں جہاں درد ہو وہاں اگر شہد مل کر اوپر سے اس کو چھڑکدیں تو فائدہ دے۔ اگر نیم برشت

انڈے کے ساتھ اس کو کھاویں تو بہت قوت دے اور اس سے حافظہ قوی ہوتا ہے رنگ نکھرتا ہے جتنا پرانا ہو اثر زیادہ ہو۔

نسخہ نمک سلیمانی

نام دوا	وزن عبارت میں	وزن ہندسوں میں	نام دوا	وزن عبارت میں	وزن ہندسوں میں
نمک لاہوری ڈلیاں	پچھتر تولہ چھ ماشہ	۷۵ تولہ ۶ ماشہ	ہینگ	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ ۴ رتی
نمک سانبھر	آٹھ تولہ پونے چار ماشہ	۸ تولہ ۳ ماشہ	زیرہ سیاہ (سرکہ میں خشک کیا ہوا)	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ ۴ رتی
نوشادر	آٹھ تولہ پونے چار ماشہ	۸ تولہ ۳ ماشہ	دارچینی قلمی	سات ماشہ	۷ ماشہ
تخم کرفس	دو تولہ گیارہ ماشہ	۲ تولہ ۱۱ ماشہ	حب القرطم	سات ماشہ	۷ ماشہ
مرچ سیاہ	اکیس ماشہ	۲۱ ماشہ	سونٹھ	سات ماشہ	۷ ماشہ
مرچ سفید (لیپنی دکھنی مرچ)	اکیس ماشہ	۲۱ ماشہ	انیسون رومی	سات ماشہ	۷ ماشہ
اذخر (یعنی مرچیا گند)	سوا انیس ماشہ	۱۹ ماشہ ۲ رتی	ملہٹی	سات ماشہ	۷ ماشہ
افتیمون ولایتی	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ ۴ رتی	زیرہ سفید	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ ۴ رتی

ترکیب: نمک لاہوری کے ٹکڑے کرکے ایک مٹی کے برتن میں رکھ کر گرم تنور میں رکھیں جب تنور کی آگ سرد ہو جاوے تو نکال لیں اور کوٹ لیں اور ہر دوا کو الگ الگ کوٹ کر وزن کے موافق تولکر ملالیں اور سبز رنگ کی بوتل میں رکھ کر چند روز جو میں دفن کردیں اور اگر بلا دفن کئے بھی کام میں لادیں تو کچھ حرج نہیں۔ خوراک ایک ماشہ۔ کھیرے۔ ککڑی وغیرہ کو اس کے ساتھ کھاویں تو نقصان نہ ہو۔

گولی ہاضم: نمک سیاہ اور مرچ سیاہ اور آکھے کے سربند پھول جو کھلے نہ ہوں اور خشک پودینہ ان سب کو ایک ایک تولہ لے کر خوب کوٹ کر چھان کر عناب کی برابر گولیاں بنالیں اور کھانے کے بعد ایک گولی کھالیا کریں اور ہیضہ کے دنوں میں ہر روز ایک گولی نہار منہ کھالیا کریں تو بہت مفید ہے **دوا جس سے قبض دفع ہو:** دو ماشہ گل سرخ اور دو ماشہ سنا مکی گھی سے چکنی کی ہوئی کوٹ چھان کر ایک تولہ اطریفل کشنیزی میں ملاکر سوتے وقت کھاویں اور اطریفل کشنیزی کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔ **لیپ:** جو پیٹ کی سختی کے لئے مفید ہے اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتا تین ماشہ مصطگی پیس کر دو تولہ روغن گل میں ملاکر گرم کرکے ملیں اور ایک لیپ رحم کی بیماریوں میں لکھا گیا ہے جس کا پہلا جزو گل بابونہ ہے **پیٹ کا درد۔** اس پوٹلی سے سینکو گیہوں کی بھوسی اور باجرہ اور نمک سانبھر سب دو دو تولہ لے کر نیچل کر دو پوٹلیوں میں باندھ کر

چھ تولہ گلاب کیوڑہ میں آگ پر رکھ کر وہ پوٹلیا ڈال دو اور ایک ایک سے سینکو اگر گلاب فوراً نہ ملے تو خشک پوٹلیوں کو گرم کر کے سینکو اور یہ ہر جگہ کے درد کو مفید ہے اور اس میں کسی طرح کا نقصان نہیں اگر اس سے اچھا نہ ہو تو حکیم سے پوچھو۔

مسہل کا بیان

فائدہ:- بدون کسی حکیم کی رائے کے مسہل ہر گز مت لو۔ فائدہ: مسہل میں املتاس کو جوش نہ دو فائدہ۔ املتاس کے ساتھ بادام یا کوئی چکنی چیز ملا لیں تاکہ انتڑیوں میں پیچ نہ کرے۔ فائدہ اگر مسہل میں سنا ہو تو اس کو گھی سے چکنا کر کے بھگوؤ ورنہ پیٹ میں پیچ ہو گا۔ فائدہ مسہل لے کر سو مت ورنہ دست نہ آویں گے اور نقصان ہو گا۔ فائدہ: مسہل کے زمانہ میں اور مسہل کے پندرہ بیس روز بعد تک نرم غذا اور بھوک سے کم کھاؤ۔ فائدہ: مسہل کی دواؤں کو بہت مت ملو ہلکے ہاتھ سے مل کر چھان لو۔ بہت گاڑھی دوا دست کم لاتی ہے۔ مسہل کے دن کوئی لیپ مت کرو۔ البتہ اگر دست نہ آویں اور پیٹ پر کوئی لیپ دست لانے والا کیا جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسہل کے اگلے دن ٹھنڈائی ضرور پیو۔ اور پے در پے مسہل نہ لو۔ ٹھنڈائی کے لئے کوئی نسخہ مقرر نہیں حکیم کی رائے پر ہے[1]۔

جگر کی بیماریاں

جگر کلیجہ کو کہتے ہیں یہ پیٹ میں داہنی پسلیوں کے نیچے ہے جب جگر پر کوئی دوا لگانا ہو تو داہنی پسلیوں کے نیچے لگاؤ۔ جب بیمار کے منہ یا ہاتھ پیروں پر ورم سا معلوم ہو تو سمجھ لو کہ اس کے جگر یا اس کے آس پاس کسی چیز میں ضعف آگیا ہے۔ علاج میں دیر نہ کرو۔ اور جب تک اچھا حکیم نہ ملے معجون دبید الورد پانچ ماشہ کھا کر اوپر سے آدھ پاؤ عرق مکوہ اور دو تولہ شربت بزوری بارد ملا کر پیتے رہو اور بادی چیزوں سے پرہیز رکھو معجون دبید الورد اور شربت بزوری بارد کا نسخہ خاتمہ میں لکھا ہے۔ استسقا یعنی جلندر کی بیماری اس کا علاج حکیم سے کراؤ اور مکوہ کی بھوجی اس میں بہت فائدہ دیتی ہے اگر سب غذا کی جگہ اسی کو کھایا جائے تو بہت بہتر ہے۔

تلی کی بیماریاں

تلی پیٹ میں بائیں پسلیوں کے نیچے ہے اگر اس میں کوئی دوا لگانا ہو تو بائیں پسلیوں کے نیچے

[1] اگر دودھ ہضم نہ ہوتا ہو تو ہمدردی سوڈا واٹر پی کر پانچ چھ منٹ کے بعد دودھ پی لو۔ اس کے علاوہ کھاری سوڈا کی بوتل دودھ میں ملا کر پینے سے بھی دودھ ہضم ہو جاتا ہے۔ درد بائی سول یعنی معدہ کا درد ہوتا ہے جو اکثر قے کے بعد ٹھنڈا پانی پینے کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔ اسکا فوری علاج یہ ہے کہ تین ماشہ بندوق کی باروت پھانک کر دو گھونٹ گرم پانی پی لیں۔ اسکے بعد انڈ خربوزہ سرکہ میں ڈال کر اسکا اچار چالیس یوم تک کھائیں ہچکی کے لئے دانہ الائچی خورد عود صلیب اور رومی مصطگی سب چیزیں ایک ایک ماشہ پیس کر شربت بنفشہ دو تولہ ملا کر تھوڑی تھوڑی چاٹیں۔ ہچکی کی دوسری دوا یہ ہے کہ کالے ماش یعنی اڑد کو چلم پر رکھکر اس پر آگ رکھدیں اور اسکا دھواں کھینچیں اسیطرح پھر کے پرانے بز کا استعمال کرنا بھی مفید ہے۔ اگر ہچکی کے بعد بہت زیادہ قے بھی آتی ہے تو بادام اور مصری چبائیں یا [illegible] چبائیں یا دودھ حلق میں [illegible] اگر ہچکی معمولی ہو تو فقط سانس روکنے سے دور ہو جائے گی۔

لگاؤ۔ تلی بڑھ جانا: چونہ پانی میں ڈالدو جب وہ نیچے بیٹھ جائے اوپر کا صاف پانی لیکر اس پانی میں بیس عدد انجیر ولائتی جوش دیدو جب انجیر خوب پھول جاویں نکال کر صاف کپڑے پر پھیلادو جب پانی خشک ہو جاوے پاؤ بھر عمدہ سرکہ میں ڈال دو اور نمک مرچ بقدر ذائقہ ملادو اور پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ روز کے بعد ایک ایک انجیر روز کھانا شروع کردو۔ گولی: بڑھی ہوئی تلی کے لئے نہایت مفید ہے چودہ ماشہ بیخ سوسن اور سات ماشہ دکھنی مرچ کوٹ چھانکر اور سات ماشہ اشق کو ایک تولہ سرکہ میں ملاکر پھر اس میں سب دوائیں ملاکر چنے کی برابر گولیاں بنالیں اور سات ماشہ ہر روز دو تولہ سکنجبین سادہ کیساتھ کھائیں آزمائی ہوئی ہے۔ سکنجبین سادہ کی ترکیب خاتمہ میں ہے لیپ: بڑھی ہوئی تلی کے لئے نہایت مفید ہے۔ ببول کا گوند اور کتیرا اور زراوند مدحرج سب چیزیں ڈھائی ڈھائی ماشہ اور اشق ڈیڑھ تولہ ان سب کو آدھ پاؤ سرکہ میں خوب پیس کر مرہم سا بناکر ایک کپڑا تلی کے برابر کاٹ کر اس پر یہ مرہم لگاکر تلی پر چپکادیں جتنی تلی کم ہوتی جاوے گی کپڑا چھوٹتا جاویگا۔ اتنا کپڑا کترتے جاویں۔ اگر تلی بڑھی ہوئی ہو اور تیز بخار بھی ہو تو حکیم سے علاج کرادو۔

انتڑیوں کی بیماریاں

دست آنا: اگر زیادہ کھانے سے یا اتفاقیہ دست آنے لگیں تو پیٹ کی بیماری میں اسکے علاج دیکھ لو اور اگر زیادہ دست آئیں یا عرصہ تک آتے رہیں یا دورہ کے طور پر آئیں تو علاج میں غفلت نہ کرو۔ کسی ہوشیار حکیم سے رجوع کرو۔ قولنج: ایک انتڑی کا نام قولون ہے اسکے درد کو قولنج کہتے ہیں اور عام لوگ اس کو پیٹ کا درد کہتے ہیں اور یہ درد ناف کی برابر داہنی طرف نیچے کو ہوتا ہے اسمیں ارنڈی کا تیل چار تولہ پی لینا بہت مفید ہے۔ ایک دو دست آکر درد جاتا رہتا ہے قولنج کی اور دوا: (گڑ) بچھ۔ سونٹھ۔ السی تخم۔ میتھی۔ ہینگ تخم سویا سب چھ چھ ماشہ لیکر کوٹکر چھان کر پاؤ بھر ماش کے آٹے میں ملاکر سونف کے عرق سے گوندھ کر دو ٹکیہ پکائیں ایک طرف سے کچی رکھیں اور کچی کی طرف چھ ماشہ ارنڈی کا تیل یا چھ ماشہ روغن گل لگاکر ایک کو نیم گرم باندھیں جب وہ ٹھنڈی ہو جاوے دوسری بدل دیں۔ یہ روٹی درد گردہ کو بھی مفید ہے فائدہ: قولنج والے کو جب تک خوب بھوک نہ لگے کھانا مت دو۔ اور دودھ سے پرہیز کراؤ البتہ اگر اس کو دودھ کی عادت ہو اور کچھ نقصان نہ کرے تو گرم گرم دیدو لیکن حکیم سے پوچھ لینا چاہئے۔ پیچش: فائدہ: پیچش میں تیز نہ چلو اور اونچے نیچے پاؤں نہ ڈالو۔ بلکہ زیادہ چلو پھرو بھی نہیں

اگر معمولی پیچش ہو تو یہ دوا کرو۔ ریشہ خطمی۔ تخم کنوچہ۔ مکوہ خشک۔ گل بنفشہ۔ سب چیزیں پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر مل کر چھان کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر پی لو۔ **دوسری دوا:** چھ ماشہ اسپغول کو آدھ پاؤ عرق مکوہ یا پانی کے ساتھ پھانک لو۔ مونگ کی کھچڑی یا ساگودانہ پانی میں پکا کر غذا رکھو کوئی سخت چیز نہ کھاؤ۔ اگر پیچش میں خون آنے لگے تو یہ دوا کرو۔ ریشہ خطمی۔ تخم کنوچہ۔ بیلگری۔ مکوہ خشک گل بنفشہ۔ سب پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر پیو اگر اس سے خون بند نہ ہو تو اسی دوا پر تخم بارتنگ مسلم چھڑک لو۔ اگر پھر بھی بند نہ ہو تو تخم بارتنگ کو کسی قدر بھون کر چھڑکو اور شربت انجبار کی ترکیب خاتمہ میں آوے گی اور اگر ان دواؤں سے فائدہ نہ ہو یا زچہ خانہ میں پیچش ہو گئی ہو یا ہاتھ پاؤں پر ورم یا بخار بھی ہو تو کسی حکیم سے علاج کراؤ اور یہ خیال رکھو کہ زیادہ لعابدار دوائیں نہ دو اور اگر حمل کی حالت میں پیچش ہو تو لعابدار دوائیں مت دو۔ بلکہ وہ دوا دو جو تدابیر حمل میں آتی ہیں

پیٹ کے کیڑے یعنی کدو دانے اور چنچوے: اس کی پہچان یہ ہے کہ منہ سے رال زیادہ نکلے اور ہونٹ رات کو تر رہیں اور دن کو خشک ہوں اور سوتے میں دانت چابے اور کھانا کھانے کے بعد متلی اور پیٹ میں بےچینی ہو۔ **لیپ:** اس سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں چھ ماشہ کلونجی اور دو ماشہ تخم حنظل اور چھ ماشہ ایلوا کریلے کے پانی میں پیس کر پیٹ پر اور ناف سے نیچے لیپ کریں۔ **دوا** ہر قسم کے کیڑوں کو نکالنے والی ہے۔ نیم کے پتے۔ باؤبڑنگ۔ کمیلہ تینوں چیزیں تین تین ماشہ باریک پیس کر شہد دو تولہ میں ملا کر کھائیں یہ ایک خوراک ہے۔ **دوا:** اس سے چنونے مرجاتے ہیں دو تولہ کمیلہ ایک چھٹانک میٹھے تیل میں ملا کر پاخانہ کے مقام پر لگائیں پرہیز۔ ماش کی دال اور بلغم پیدا کرنے والی چیزیں نہ کھائیں۔ کریلہ اکثر کھانے سے کیڑے مرجاتے ہیں۔ **فائدہ:** کیڑوں کے مریض کو دوا پلاتے وقت یہ نہ بتائیں کہ یہ کیڑوں کی دوا ہے۔ ورنہ اثر نہ ہوگا۔ **بواسیر:** خون میں جب سودا بڑھ جاتا ہے تو پاخانہ کے مقام پر خارش ہوا کرتی ہے۔ اور سوزش رہتی ہے۔ اگر خون بھی آئے تو خونی بواسیر ہے اور جو خون نہ آئے تو بادی ہے اس میں ایسی تیز دوا نہ لگانی چاہئے جس سے خون بالکل بند ہو جائے نہیں تو اور بہت سی بیماریوں کا ڈر ہے۔ جیسے سل جنون وغیرہ اور بواسیر میں اکثر قبض بھی رہتا ہے۔ اس قبض کے لئے ہمیشہ مسہل لینا برا ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ جب قبض ہو تو سوتے وقت ایک ہڑ مربہ کی کھا لیا کریں یا کبھی یہ اطریفل کھا لیا کریں۔ اس سے بواسیر کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور بواسیر سے جو قبض ہو اس کو بھی فائدہ دیتا ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے: ساڑھے سات تولہ گوگل۔ اور ساڑھے سات تولہ مغز املتاس سبز گندنے

کے پانی میں گھولیں۔ اور گند تا نہ ملے تو مولی کے پانی میں یا سونف کے عرق میں گھولیں اور چھان کر تین پاؤ شہد خالص ملاکر قوام کرکے پوست ہلیلہ کابلی پوست ہلیلہ زرد ہلیلہ سیاہ۔ پوست بلیلہ آملہ۔ افتیمون اسطوخودوس سب ڈھائی ڈھائی تولہ کوٹ چھان کر پانچ تولہ گائے کے گھی سے چکنا کرکے قوام میں ملالیں۔ اور دس پندرہ روز گیہوں یا جو میں دبائے رکھیں اور سوتے وقت ایک تولہ کھالیا کریں اور جس کے مزاج میں گرمی زیادہ ہو۔ بجائے گوگل کے رسوت ڈالیں۔ دوا۔ جس سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے چھ ماشہ گیندی کے پتے اور چھ ماشہ ہارسنگار کے پھول پانی میں پیسکر چھانکر دو تولہ شربت انجبار ملاکر ایک ماشہ ملتانی مٹی باریک پیسکر چھڑک کر پئیں۔ غذا۔ مسوری کی دال کھائیں اور اگر بواسیر میں پاخانہ کے مقام پر سوزش زیادہ ہو تو یہ دوا لگائیں۔ کتھا سفید۔ سفیدہ کاشغری۔ رسوت۔ مردارسنگ یہ سب تین تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ ان سب کو پیسکر دو تولہ روغن گل میں ملاکر پاخانہ کے مقام پر ملیں اور کبھی بواسیر میں پاخانہ کے مقام پر ورم آجاتا ہے اور ایسی جلن ہوتی ہے کہ پاخانہ نہیں ہوتا اگر ایسی حالت ہو تو دو تولہ بھنگ کے پتے سوا پاؤ دودھ میں جوش دیکر اول بھپارہ دیں پھر یہی پتے گرم گرم باندھ دو اگر کسی کو اس کا اتفاق ہو تو ایک [illegible] تاکہ کچھ خون نکل آئے

گردہ کی بیماری

گردے ہر شخص کے دو ہوتے ہیں اور کوکھ کے مقابل کمر میں ان کی جگہ ہے جب کوئی دوا گردے میں لگانا ہو تو کوکھ سے کمر تک لگاؤ اور کبھی کبھی قولنج اور درد گردہ میں شبہ ہو جاتا ہے ان دونوں کی پہچان یہ ہے کہ قولنج کا درد اول پیٹ سے شروع ہوتا ہے اور درد گردہ کمر میں ایک جگہ معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ درد گردہ میں سانس لینے کے ساتھ ایک چمک سی گردہ تک ہو جاتی ہے۔ پورا سانس نہیں آتا۔ دوا۔ گردہ کے درد کو مفید ہے۔ چھ ماشہ تخم خربزہ اور چھ ماشہ خارخسک اور نو ماشہ حب القرطم اور پانچ پانچ ماشہ بیج کاسنی۔ زیرہ سیاہ۔ حب کا کنج پانی میں جوش دے کر چھان کر دو تولہ شربت بزوری بارد ملاکر ایک ایک ماشہ حجر الیہود سنگ سرماہی خوب باریک پیسکر ملاکر صبح و شام دونوں وقت پئیں اگر بخار ہو تو اسی میں سات دانہ آلو بخارا بڑھالیں اگر معمولی دواؤں سے آرام نہ ہو تو چار تولہ کسٹرائیل یعنی ارنڈی کا تیل تین چھٹانک سونف کے عرق میں ملائیں اس کے پینے سے دست بھی آجاتے ہیں اور پیشاب بھی کھل کر آجاتا ہے اور گردہ میں سے فاسد مادہ نکل جاتا ہے نہایت مفید ہے۔ ریحی درد گردہ کیلئے مفید قولنج کے درد کے بیان میں گذر چکی ہے جس میں سویہ میتھی کے بیج ہیں۔ لیپ۔ جس سے گردہ کے درد اور گردہ کے آس پاس کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ تین ماشہ دارچینی قلمی اور تین ماشہ مصطگی رومی باریک پیس کر چار تولہ روغن گل میں ملاکر گرم گرم مالش کریں اور اوپر سے رُوڑ یعنی پرانی روئی گرم

کرکے باندھیں۔ **سینکنا:۔** درد گردہ کے لئے مفید۔ تیز گرم پانی بوتل میں بھر کر کاگ لگا کر درد کی جگہ پر بوتل کو پھرائیں اگر بوتل کی گرمی ناگوار ہو تو اس پر ایک کپڑا (ڈمی تہ کا) لپیٹ کر پھرائیں۔ **غذا:۔** گردے کے مریض کے لئے سب سے بہتر شوربا ہے اگر ضعف زیادہ ہو تو مرغ کا شوربا دو۔ ورنہ بکری کا شوربا کافی ہے۔ چاول گردہ کے مریض کے لئے نہایت مضر ہے

مثانہ یعنی پھکنے کی بیماریاں

جس جگہ پیشاب جمع رہتا ہے اس کو مثانہ کہتے ہیں اس کی جگہ (پیڑو) میں ہے اگر پیشاب بند ہو یا اور کسی وجہ سے دوا مثانہ پر لگانا ہو تو پیڑو پر لگاؤ۔ **پیشاب میں جلن ہونا:۔** بھروزہ کا تیل دو بوند بتاشہ پر پارو ٹی کے ٹکڑے پر ڈال کر کھائیں۔ آزمایا ہوا ہے۔ خاتمہ میں اس تیل کی ترکیب لکھی ہے۔ دوسری دوا شیرہ تخم خرفہ سیاہ پانچ ماشہ شیرہ تخم خیارین چھ ماشہ پانی میں نکال کر چھان کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر ایک ایک ماشہ طباشیر کتیرا باریک پیس کر چھڑک کر پئیں۔ **پیشاب کا رک جانا:۔** ٹیسو کے پھول دو تولہ سیر بھر پانی میں پکا کر گرم گرم پانی سے ناف کے نیچے دھار دو۔ اور دھار دینے کے بعد ان پھولوں کو ناف کے نیچے گرم گرم باندھ دو

مثانہ کا کمزور ہو جانا اور بار بار پیشاب آنا اور بلا ارادہ پیشاب خطا ہو جانا اور بچوں کا سوتے میں پیشاب نکل جانا اس کے لئے یہ معجون نفع دیتی ہے ترکیب یہ ہے۔ فلفل سیاہ پیپل۔ سونٹھ۔ خرفہ۔ دارچینی۔ خولنجان یہ سب دوائیں دو دو ماشہ۔ تودری سرخ تودری سفید بہمن سرخ بہمن سفید بوزیدان اندر جو شیریں ناگر موتھہ بالچھڑ یہ سب چیزیں چھ چھ ماشہ سب کو کوٹ چھان کر پندرہ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں۔ بڑے آدمی ایک تولہ روز کھایا کریں اور بچوں کو چھ ماشہ کھلائیں۔ **پیشاب میں خون آنا:۔** اسکے لئے یہ دوا بہت آزمائی ہوئی ہے۔ چھ ماشہ برادہ صندل سفید رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو چھان کر دو تولہ شربت بزوری معتدل ملا لیں پہلے تین ماشہ چاکسو چھلے ہوئے باریک پیس کر پھانکیں اوپر سے یہ دوائی پی لیں اور اگر خون کسی اور وجہ سے آتا ہے تو حکیم سے علاج کراؤ۔ شربت بزوری کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔

رحم کی بیماریاں

عورتوں کے جسم میں ناف کے نیچے تین چیزیں ہیں سب سے اوپر مثانہ اس کے نیچے دبا ہوا رحم

جس میں بچہ رہتا ہے اس کے نیچے دبی ہوئی انتڑیاں۔ جب رحم پر کوئی دوا لگانا ہو تو ناف کے نیچے لگائیں اگر رحم کے امراض سے حفاظت منظور ہے تو ہمیشہ ان باتوں کا خیال رکھیں (۱) حیض میں اگر ذرا کمی یا زیادتی پائیں تو فوراً علاج کریں۔ (۲) دائیاں آجکل بالکل اناڑی ہیں اس لئے فقط انکی رائے سے علاج نہ کریں بلکہ طبیب سے پوچھ لیں (۳) معمولی امراض میں اندر رکھنے کی دوا سے بچیں پینے کی دوا۔ اور لیپ سے کام نکالیں۔ (۴) زچہ خانہ میں چاہے عورت تندرست ہو ٹمکی بھی دوا۔ اور غذا حکیم سے پوچھ کر کریں ورنہ ہمیشہ کے لئے تندرستی خراب ہو جاتی ہے (۵) اگر ورم ہو تو پیٹ بلا اجازت طبیب کے ہرگز نہ ملوائیں۔ اس سے بعض وقت سخت نقصان پہنچتا ہے (۶) بچہ گرانے کی تدبیر ہرگز نہ کرائیں۔ حیض کم ہونا۔ یہ دوا نہ زیادہ گرم ہے نہ زیادہ سرد ہے کسی کو کوئی نقصان نہیں کرتی۔ تخم خربزہ تخم خیارین۔ خارخسک پوست بیخ کاسنی۔ سب چھ چھ ماشہ پرسیاؤشان پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر تین تولہ شربت بزوری بارد ملا کر پیا کریں۔ دھونی حیض کھولنے والی گاجر کے بیج آگ پر ڈال کر اوپر ایک طباق سوراخ دار ڈھانک کر سوراخ پر بیٹھیں اور اس طرح دھونی لیں کہ دھواں اندر پہنچے۔ فائدہ۔ مسور کی دال اور مسور اور آلو اور سٹھی کے چاول اور خشک غذائیں حیض کو روکتی ہیں۔ استحاضہ۔ یعنی عادت سے پہلے یا بہت زیادہ خون آنے لگنا اگر گرم چیز کھانے سے نقصان ہوتا ہو یا گرمی کے دنوں میں یہ بیماری زیادہ ہوتی ہو اور منہ کا رنگ زرد رہتا ہو تو سمجھو کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون پتلا ہو گیا۔ اور رگوں میں نہیں رک سکا اس کی دوائیں یہ ہیں ایک دوا۔ ٹھنڈا پانی ناند میں بھر کر اس میں بیٹھیں اور کمر اور ناف کے نیچے ٹھنڈے پانی سے دھاریں۔ دوسری دوا:۔ انار کے چھلکے۔ انار کی کلی۔ مازو۔ سب دو دو تولہ کچل کر بیس سیر پانی میں جوش دیکر ناند میں بھر کر بیٹھیں۔ بیٹھتے وقت پانی نیم گرم ہو اور اتنی دیر بیٹھیں کہ پانی ٹھنڈا ہو جاوے تیسری دوا۔ صندل سفید۔ گل سرخ۔ سماق۔ انار کے چھلکے سب چھ چھ ماشہ گلاب میں پیس کر ناف کے نیچے نیم گرم لیپ کریں اور شربت انجبار بھی اس میں مفید ہے اور غذا مسور کی دال سرکہ میں ملا کر کھانا مفید ہے اور استحاضہ کی ایک قسم یہ ہے کہ اندر کسی رگ کا منہ کھل جانے سے خون جاری ہو جاوے۔ پہچان اس کی یہ ہے کہ یک لخت بہت سا خون آتا ہے۔ علاج یہ ہے اول ایک عدد قرص کہربا کھا کر پانچ پانچ ماشہ تخم خرفہ اور حب الآس اور تخم بارتنگ پانی میں پیس کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر پیئیں اور شربت انجبار اور قرص کہربا کی ترکیب خاتمہ میں آوے گی اور یہ دوائی اپنے استحاضہ کے استعمال کے لئے مفید ہے دو تولہ مازو اور دو تولہ انار کے چھلکے کچل کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ جب چھٹانک بھر رہ جاوے

اس پانی میں روئی بھگو کر تین تین ماشہ سرمہ اور سنگ جراحت اور گل ارمنی باریک پیس کر اس بھیگی ہوئی روئی پر اچھی طرح لگا کر آٹھ انگل کی بتی بنا کر اندر رکھیں اور چھ گھنٹے کے بعد بدل دیں اور ابھی جو دوا۔ اوپر لکھی گئی ہے۔ جس میں انار کی کلی ہے۔ ایسے استحاضہ کو وہ بھی مفید ہے اور بیمار کو حتی الامکان چلنے پھرنے سے اور ہر قسم کی حرکت سے روکیں اور بغل سے لیکر پہنچوں تک ہاتھ خوب کس کر باندھ دیں جس وقت تکلیف ہونے لگے کھول دیں اور پھر ہاتھ باندھ دیں اور ایسے استحاضہ کا غریبی علاج یہ ہے کہ جس وقت خون شدت سے جاری ہو تو دو تولہ پنڈول مٹی لے کر سٹھی کے چاولوں کی پیچ میں گھول کر تھوڑی پلائیں اور ملتانی مٹی کے ٹکڑے پانی میں ڈال رکھیں اور پینے کو یہی پانی دیں اور گلاب میں کپڑے کی بتی بھگو کر اور اس بتی پر سرمہ خوب لپیٹ کر اندر رکھیں اور اگر کوئی اور وجہ ہو تو حکیم سے علاج کرا ؤ رحم سے ہر وقت رطوبت جاری رہنا یہ مرض رحم کی کمزوری سے ہوتا ہے یہ دوا اس کے لئے بہت مفید ہے اور معدہ اور دماغ اور دل کو بھی طاقت دیتی ہے اور بھوک خوب لگاتی ہے اور قبض نہیں کرتی اور خفقان اور ہولدلی اور بواسیر کو بھی بہت فائدہ دیتی ہے دو تولہ مربّے کی سیڑ اور چھ ماشہ دانہ الائچی خورد اور چھ ماشہ خشک دھنیہ ان سب کو چھ تولہ کیوڑہ کے عرق میں پیس کر چھ تولہ قند سفید ملا کر اور تھوڑا پانی ملا کر قوام معجون کا کر لیں جب تیار ہو جائے پانچ عدد چاندی کے ورق اور ایک ماشہ مونگے کا کشتہ اور چار رتی رانگ کا کشتہ ملا کر رکھ لیں اور چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہر روز کھایا کریں اور ان دونوں کشتوں کی ترکیب خاتمہ میں آویگی اور جاڑوں میں یہ لڈو کھانا بھی بہت مفید ہے لڈو کی ترکیب یہ ہے۔ کہ دو سیر میدے کو سیر بھر گھی میں بھون کر نکال لیں اور گھی علیحدہ رکھ لیں پھر میدے کو ڈیڑھ سیر سفید قند میں قوام کر کے ملا لیں پھر ڈیڑھ تولہ گل پستہ اور ڈھائی تولہ گل دھاولا اور ایک تولہ کتیرا اور ڈیڑھ تولہ ببول کا گوند اور چھ ماشہ گل چھالیہ اور ڈیڑھ تولہ سونٹھ۔ اور نو تولہ بسباسہ اور ایک تولہ جوتری اور ایک تولہ مجیٹھ اور ایک تولہ ڈھاک کا گوند اور دو تولہ سمندر سوکھ اور ایک تولہ کمرکس اور ایک تولہ جوزالطیب اور ایک تولہ لونگ اور ایک تولہ گل نارنج اور ایک تولہ مالکنگنی اور ایک تولہ مازو اور ایک تولہ آملہ خشک اور ایک تولہ گھوکھرو خورد (جو دانہ ملے نہ ڈالیں) اور دو تولہ تال مکھانہ اور ساڑھے چار ماشہ چھوٹی مائیں۔ اور چار ماشہ بڑی مائیں ان سب کو کوٹ چھان کر اس علیحدہ رکھے ہوئے گھی میں بھون کر پیس کر قوام میں ملائیں پھر آدھ پاؤ مغز بادام اور چھٹانک بھر مغز پستہ اور چھٹانک بھر مغز اخروٹ اور اڑھائی تولہ چرونجی اور آدھ سیر چھوارہ خوب کچل کر ملا لیں اور ایک ایک چھٹانک کے لڈو بنا لیں اور ایک لڈو روز کھا لیا کریں اور اگر گرمی کے دنوں میں کھانا چاہیں یا مزاج زیادہ گرم ہو تو سونٹھ نہ ڈالیں اور اگر اس لڈو

عہ اس دوا کا استعمال اس حالت میں کیا جائے جب کہ دوسری دوا کے استعمال کی نادار ہونے وغیرہ کی بنا پر قدرت نہ ہو کیونکہ مٹی کھانا جائز نہیں کسی قسم کی بھی ہو ۱۲ محشی

سے قبض ہو تو دو تولہ منقی عہ کسی وقت یا ایک مربے کی ہیڑ سوتے وقت کھالیا کریں اور کبھی یہ بیماری حمل گر جانے سے یا بچہ جلدی جلدی پیدا ہونے سے ہو جاتی ہے۔ ایسی عورتوں کو چاہیئے کہ حمل گرنے کے بعد یا بچہ پیدا ہونے کے بعد جو دوا یا غذا کھائیں حکیم کی رائے سے کھائیں۔ دائیوں کے کہنے پر نہ رہیں دائیاں ہر زچہ کو گوند سونٹھ کھلا دیتی ہیں اور کچھ نہیں سمجھتیں کہ اب یہ چیزیں سب کو موافق نہیں آتیں۔

رحم میں خارش اور سوزش ہونا | کسی خراب مادے سے یا کوئی گرم چیز کھانے سے بھی رحم کے اندر خارش ہو جاتی ہے کبھی دانے بھی نکل آتے ہیں اور بیقراری ہونے لگتی ہے۔ اس وقت یہ دوا کریں۔ رسوت۔ مردار سنگ۔ صندل سرخ صندل سفید سفیدہ کاشغری۔ گیرو چھالیہ یہ سب تین تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ۔ ہرے دھنیہ کے پانی میں پیس کر اندر لگائیں۔ **دوسری دوا**۔ چھ ماشہ رسوت کو دو تولہ گلاب میں اور دو تولہ ہری مہندی کے پانی میں گھول کر اندر لگائیں۔ **تنبیہ**: اس بیماری میں جاہل دائیوں کے کہنے سے سنبھالو کے پتے اور پلپٹس اور گرم دوائیں نہ برتیں بعض دفعہ دانے پک کر بیماری بڑھ جاتی ہے اور جو دوائیں لکھی گئی ہیں اگر ان سے فائدہ نہ ہو تو طبیب سے رجوع کریں۔ **رحم میں ورم ہو جانا** - ورم بہت طرح کا ہوتا ہے۔ اس لئے حکیم سے رجوع کرنا چاہیئے۔ یہاں ایک ہلکی سی دوا لکھی جاتی ہے۔ جو سب طرح کے ورم میں فائدہ دیتی ہے۔ پانچ ماشہ معجون دبید الورد اول کھا کر اوپر سے عرق مکو آدھ پاؤ اور شربت بزوری بارد دو تولہ۔ اور مکو کے سبز پتوں کا پھاڑا ہوا پانی چار تولہ ملا کر پئیں عہ دبید الورد کا نسخہ خاتمہ میں آوے گا۔ لیکن اگر کھانسی زیادہ ہو تو یہ معجون نہ دیں۔

لیپ | اس سے رحم کے ورم اور معدے کے ورم اور تلوں کے ورم کو فائدہ ہوتا ہے۔ گل بابونہ۔ اکلیل الملک تخم خطمی۔ ناگرموتھ۔ مکو خشک۔ صندل سرخ بالچھڑ۔ چھڑیلا۔ ایلوا۔ افسنتین رومی بنفشہ۔ مصطگی رومی۔ اذخر یہ سب تین تین ماشہ کوٹ چھان کر اور دو تولہ املتاس ہری مکو کے پانی میں گھول کر اس میں وہ سب دوائیں ملا کر پھر اس میں روغن گل۔ روغن بابونہ۔ ارنڈی کا تیل چھ چھ ماشہ ملا کر نیم گرم لیپ کریں۔ صبح کا کیا ہوا لیپ شام کو دھو ڈالیں پھر شام کو نیا لیپ کر کے صبح کو دھو ڈالیں۔ یہ لیپ اگر جگر اور تلی پر بھی کر دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں کچھ مفید ہی ہے۔

اختناق الرحم | اس میں یک لخت دل گھبرانے لگتا ہے۔ اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور ہاتھ پیر گرنے لگتے ہیں اور رنگ زرد ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے کسی قدر پانی بہنے لگتا ہے اور برے برے خیال آنے لگتے ہیں۔ پھر ذرا دیر میں معلوم ہوتا ہے کہ ناف کے نیچے سے کوئی چیز اٹھتی ہے۔ اور دل اور دماغ تک پہنچ کر پریشان کرتی ہے۔ حواس جاتے رہتے ہیں۔ اور اکثر مریضہ چیخنے لگتی ہے۔ پھر بیہوشی ہو جاتی ہے

عہ مراد مویز ہے اگر اس کے بیج نکال دیئے جائیں تو اس کو مویز منقی کہا جائیگا۔ ۱۲ محشی عہ اگر سردی کا موسم ہو تو نیم گرم کرلیں ۱۲ محشی

اور یہ مرض مرگی کے اور غشی کے یعنی غش آنے کے بہت مشابہ ہے۔ لیکن مرگی میں منہ میں جھاگ آیا کرتے ہیں اور اس میں نہیں آتے۔ اور غشی میں خوشبو سونگھانے سے نفع ہوتا ہے اور اسمیں خوشبو سونگھانے سے نقصان ہوتا ہے البتہ بدبو سونگھانے سے نفع ہوتا ہے ان پہچانوں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اختناق ہے یا مرگی ہے یا غشی ہے اور یہ مرض حیض کے رکنے سے اکثر ہو جاتا ہے جب ایسا دورہ پڑے تو فوراً بیمار کے پاؤں اس قدر کس کر باندھیں کہ تکلیف ہونے لگے اور منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارو اور نمک اور رائی پیس کر تلوؤں کو ملو اور کوئی چیز بدبودار جیسے ہینگ یا مٹی کا تیل سونگھاؤ اور خوشبو کی چیز ہرگز نہ سونگھاؤ۔ نہ پلاؤ۔ نہ چھڑکو اور پورا علاج حکیم سے کرانا چاہیئے۔ البتہ جن لڑکیوں کو یا بیواؤں کو شادی نہ ہونے کی وجہ سے یہ مرض ہو تو سب سے بہتر تدبیر شادی کر دینا ہے فائدہ۔ بعد ختم ہونے حیض کے مشک استعمال کرنے سے یعنی اس جگہ تھوڑا مشک کا پارچہ رکھنے سے اختناق نہیں ہوتا۔ **رحم کا کمزور ہو جانا:۔** اس میں بادی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور ناف کے نیچے کبھی ابھارا سا ہو جاتا ہے۔ کبھی اندر پانی سا بولتا ہے۔ کبھی ریاح سے گڑگڑ آواز آتی ہے اس کے لئے جوارش کمونی چھ ماشہ یا ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے۔ اس جوارش کی ترکیب خاتمہ میں ہے اور رحم سے رطوبت جاری رہنے کی بیماری کے بیان میں ایک لڈو کی ترکیب لکھدی ہے۔ وہ بھی اس میں مفید ہے۔ **اندر کا بدن چر جانا:۔** کبھی بالغ ہونے سے پہلے شادی کر دینے سے کبھی اور کسی صدمہ سے ایسا ہو جاتا ہے۔ اس کو عربی میں شقاق الرحم کہتے ہیں۔ حکیم سے یہ لفظ کہدینا کافی ہے زیادہ بشیرم بننے کی ضرورت نہیں۔ اس کے لئے یہ مرہم بھی فائدہ مند ہے۔ موم بکری کے گردے کی چربی اور گائے کی نلی کا گودا سب دو دو تولے لیکر پگھلاویں اور چار چار ماشہ سنگ جراحت اور مردار سنگ باریک پیس کر اس میں خوب ملا کر دو تین روز لگاویں نہایت مجرب ہے۔

کمر اور ہاتھ پاؤں اور جوڑوں کا درد

کمر کا درد۔ کبھی سردی پہنچ جانے سے ہونے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں دو تولہ شہد آدھ پاؤ سونف کے عرق میں ملا کر پئیں۔ اور چھ ماشہ کلونجی دو تولہ شہد میں ملا کر چاٹا کریں اور کوکھ کے درد کے لئے بھی یہی علاج فائدہ مند ہے اور کبھی کمر میں درد اس لئے ہونے لگتا ہے کہ سردی کے دنوں میں بچہ پیدا ہوا تھا اور غذا اچھی طرح نہیں ملی اس صورت میں گوشت کی یخنی گرم مصالحہ ڈالکر پینا اور انڈا کھانا بہت مفید ہے۔ اور اگر انڈا نمک سلیمانی کے ساتھ کھاویں تو زیادہ مفید ہے اور کبھی گردہ میں بیماری رہنے سے کمر میں درد ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ گردہ کا علاج کریں اور بعض دفعہ حیض آنے سے پہلے کمر میں درد ہوتا ہے۔ اسکے

۱ے پرسوت اس مرض میں دست آتے ہیں اور باوجود دست آنیکے پیٹ ہلکا نہیں ہوتا بلکہ نفخ بڑھتا ہے اور دستوں کا دورہ ہوتا ہے اسکے لئے مجرب دوا یہ ہے لوبان کاسنی اور مشک دونوں ایک ایک ماشہ لیکر کالی مرچ کی برابر گولیاں بناویں اور ایک گولی روزانہ ایک مہینہ تک بلکہ چالیس دن تک کھاویں لیکن نیچے لکھی حالت میں دیا جاسکتا ہے کہ مریضہ کو بخار نہ ہو۔ اور بخار ہو تو یہ دوا دیں تالیسپتر دو ماشہ مرچ سیاہ دو ماشہ سونٹھ تین ماشہ پیپل چار ماشہ طباشیر پانچ ماشہ دانہ الائچی خورد چھ ماشہ دارچینی چار رتی کوٹ چھانکر مصری ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنالیں۔ سفوف چھ ماشہ روز کھاویں اگر ورم ہو تو دودھ کے ساتھ اگر ورم نہ ہو تو پانی کے ساتھ باقی صفحہ پر دیکھے

لئے یہ معجون اور یہ شربت مفید ہے۔ معجون کا نسخہ یہ ہے۔ تخم کرفس ساڑھے چار ماشہ تخم حلبہ دو تولہ، ساڑھے سات ماشہ اور مغز تخم خیارین۔ ڈیڑھ تولہ اور بادیان نو ماشہ اور انیسون رومی نو ماشہ اور تخم شبت نو ماشہ اور مجیٹھ نو ماشہ ان سب کو پانی میں جوش دے کر چھان کر اس میں ساڑھے بائیس تولہ قند سفید ملا کر قوام کر کے معجون بنالیں اور ایک تولہ کھا کر اوپر سے دو تولہ شربت بزوری ایک چھٹانک عرق مکو میں ملا کر پی لیں یہ دوا حیض سے دو تین روز پہلے سے شروع کریں اور جب درد موقوف ہو جاوے چھوڑ دیں اور اگر حیض کے ایام میں بھی کھاتی رہیں تب بھی مفید ہے اور شربت کا نسخہ یہ ہے تخم کرفس ساڑھے چار ماشہ اور تخم حلبہ ساڑھے اکیس ماشہ اور تخم خیارین ڈیڑھ تولہ اور سونف نو ماشہ اور انیسون رومی نو ماشہ اور تخم شبت یعنی سویہ کے بیج نو ماشہ ان دواؤں کو کچل کر رات کو آدھ سیر پانی میں بھگو کر صبح کو جوش دے کر چھان کر بائیس تولہ قند سفید ملا کر قوام کرلیں۔ اور اس شربت کو سات خوراک کریں نیم گرم پانی یا سونف کے عرق میں گھول کر حیض سے پہلے جب کمر میں درد شروع ہو پینا شروع کریں۔ لیپ: کمر کے درد کو کھ کے درد اور بہت سے دردوں کو مفید ہے۔ چھ ماشہ میتھی کے بیج اور چھ ماشہ السی کے بیج پانی میں بھگو کر لعاب لے کر۔ گوگل۔ گل بابونہ۔ اشق تین تین ماشہ پیس کر ملا کر دو تولہ ارنڈی کا تیل اس میں ڈال کر نیم گرم ملیں۔ لڈو: جن کی ترکیب رحم سے رطوبت جاری رہنے کے بیان میں لکھی ہے وہ بھی اس درد کو فائدہ دیتے ہیں جو کمزوری سے ہو۔

گھٹنوں اور کہنیوں اور جوڑوں میں درد ہونا ان دردوں کے لئے اور بھی اکثر دردوں کے لئے یہ دوا مفید ہے تین ماشہ سورنجان شیریں باریک پیس کر چھ ماشہ شکر سرخ ملا کر سوتے وقت کھائیں اور اوپر سے آدھ پاؤ سونف کا عرق اور دو تولہ خمیرہ بنفشہ اس میں ملا کر کھائیں یہ دوا ہر جگہ کے درد کو مفید ہے۔ خمیرہ بنفشہ کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔ اور بازار میں بھی ملتا ہے۔ **دوسری دوا**: کہ ہر قسم کی گٹھیا اور ہر جگہ کے درد کو فائدہ دے اور کسی حال میں نقصان نہ کرے تین تین ماشہ سورنجان تلخ اور قسط تلخ پیس کر دو تولہ روغن گل اور چھ ماشہ موم زرد میں ملا کر ملیں۔ **تیل** کم خرچ بدن کے درد کو مفید جس میں کسی طرح کا نقصان نہیں۔ سوا تولہ گھونگچی سرخ کچل کر اس کی دال نکال لیں اور دال کچل کر ایک رات دن پانی میں تر رکھیں پھر سوا پاؤ تیل تل کا اسی پانی میں ملا کر جوش دیں کہ پانی جل جاوے اور گھونگچی بھی جل کر کوئلہ ہو جاوے تب چھان کر اس میں ساڑھے چار ماشہ نمک سانبھر اور آدھ پاؤ کنوئیں کا تازہ پانی ملا کر لوہے کے برتن میں پھر جوش دیں کہ پانی اور نمک جل جاوے اس کا خیال رکھیں کہ تیل نہ جلے پھر احتیاط سے بوتل میں رکھ لیں نہایت آزمایا

کھاویں۔ ایک اور دوا پرسوت کی۔ اجوائن خراسانی دو ماشہ اور تخم خشخاش سفید ایک ماشہ پیس کر دو گھونٹ گرم پانی کے ساتھ پھانکیں بیس دن ایسا ہی کریں ۱۲ نظر ثالث

حیض سے پہلے درد کمر اس کا علاج جوڑوں کے درد کے بیان میں آتا ہے ۱۲ نظر ثالث

بقیہ ۳۱ دیکھو حصہ ۳۲

بیتا ۱۲

نیم کے پتے لیکر گیلے کپڑے میں لپیٹ کر توے پر گرم کر کر ناف کے نیچے اور کمر کو سینکیں ۱۲ نظر ثالث

ہوتا ہے۔ فائدہ: گٹھیا کے علاج میں بہت سے قبضے کرنے پڑتے ہیں اسواسطے اُسکا علاج کسی ہوشیار حکیم سے کرانا چاہئے فائدہ: گٹھیا میں خربزہ اور پھوٹ بقدر ہضم فائدہ مند ہے فائدہ گٹھیا میں شوربا چپاتی عمدہ غذا ہے۔ فائدہ: مشہور ہے کہ گٹھیا کے درد میں ٹھنڈی دوا ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئے یہ غلط ہے بعض وقت کافور تک گٹھیا میں استعمال کیا جاتا ہے۔ طبیب سے رائے لو۔ نقرس: پیر کے انگوٹھے اور پنجے اور ٹخنے کے درد کو کہتے ہیں۔ وجع الورک وعرق النسا: ایک درد کولے میں پیدا ہوتا ہے اس کو وجع الورک کہتے ہیں اور جب وہ بڑھ کر پیر میں نیچے تک پھیل جائے اس کو عرق النسا کہتے ہیں۔ فائدہ: ان تینوں دردوں میں بہت ٹھنڈی چیزوں کا لیپ نہ کرو۔ فائدہ: کربلہ ان تینوں دردوں میں اکثر مفید ہے۔ علاج ان کا طبیب سے کراؤ۔

بخار کا بیان

اس کی سینکڑوں قسمیں ہیں اور اس کے علاج کے لئے بڑے علم اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اس جگہ صرف بعضی باتیں چھوٹی چھوٹی کام کی بخار کے متعلق لکھی جاتی ہیں (۱) بخار: کا علاج ہمیشہ یونانی حکیم سے کرانا چاہئے اور دیر اور غفلت نہ کرنا چاہیئے۔ (۲) بخار جاڑہ میں باری کے وقت بیمار کو گرم جگہ میں نہ رکھنا چاہئے لیکن ہوا سے بچاویں اور لرزہ کے وقت کپڑہ اڑھاویں اور بدن کو دبائیں اور لرزہ اترنے کے بعد اگر پسینہ نہ ہو تو ہوا کا کچھ ڈر نہیں (۳) ہاتھ پیروں کی مالش کرنا ہر طرح کے بخار میں مفید ہے۔ خواہ نمک سے ہو یا کسی اور دوا سے یا صرف کپڑے سے لیکن کپڑا ذرا کھردرا اور موٹا ہونا چاہئے اور پیروں کی مالش ایڑی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کو ہوتی ہے اور ہاتھوں کی مالش ہتھیلی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کو ہوتی ہے اور جس چیز سے مالش کریں جب وہ گرم ہو جاوے تو بدلدیں (۴) مالش سے زیادہ فائدہ مند سینگیاں کھچوانا ہے اور اس سے زیادہ فائدہ کی چیز پاشویہ کرنا ہے اسکا بیان ابھی آویگا بعض آدمی جو کہا کرتے ہیں کہ بیماری میں سینگیاں یا پاشویہ کی طاقت کہاں ہے یہ واہیات بات ہے اس سے تو اور طاقت آتی ہے جب سینگیاں کھینچ چکیں تو پیروں کو ران سے لیکر ٹخنوں تک کسکر باندھ دیں اور ایک گھنٹہ کے بعد کھول ڈالیں لیکن آہستہ آہستہ کھولیں ایک دم نہ کھولدیں رانوں کی طرف سے لپیٹنا شروع کریں اور کھولتے وقت ٹخنوں کی طرف سے کھولنا شروع کریں پاشویہ کے بعد بھی اسیطرح باندھیں اسیطرح جب پیروں کی مالش کر چکیں باندھیں (۵) پاشویہ اسکو کہتے ہیں کہ کچھ دوائیں پانی میں اوٹاکر وہ گرم گرم پانی پیروں پر ڈالیں اور ہاتھ سے پنڈلیوں کو سوتیں پاشویہ کا نسخہ: جو بخار کی اکثر قسموں میں کام آتا ہے بیری کے پتے چھٹانک اور گیہوں کی بھوسی چھٹانک اور کھاری نمک دو تولہ اور خوب کلاں ایک تولہ اور بنفشہ دو تولہ اور خطمی ایک تولہ اور گل نیلوفر ایک تولہ ان سب کو ایک

پوٹلی میں باندھکر بیس سیر پانی میں جوش دیں۔ جب جوش ہو جاوے پوٹلی نکال ڈالیں اور پانی سے
اس طرح پاشویہ کریں کہ بیمار کو چارپائی یا کرسی پر پاؤں لٹکا کر بٹھلا دیں اور پیروں کے نیچے ایک
ناند یا بڑا دیگچہ خالی رکھدیں اور بیمار کے منہ پر ایک چادر ڈال دیں تاکہ پانی کی بھاپ منہ کو نہ لگے اور دماغ
کو گرمی نہ پہنچے۔ پھر دو آدمی دونوں پیروں پر گھٹنے سے وہی دواؤں کا ذرا اچھا گرم پانی آہستہ آہستہ ڈالنا
شروع کریں اور دو آدمی گھٹنوں سے ٹخنوں تک پیروں کو اس طرح سونتیں کہ بیمار کو ذرا ناگوار ہوتے
لگے جب وہ پانی ختم ہو کر اس خالی ناندھ یا دیگچہ میں جمع ہو جاوے پھر اسی کو لوٹے میں بھر کر اسی طرح
ڈالیں اور سونتیں ایک گھنٹہ تک یا جب تک مناسب ہو اس طرح پاشویہ کریں پھر فوراً پیروں کو پوچھ
کر دولائیے کپڑوں سے باندھیں جیسا کہ سینگیوں کے بیان میں لکھدیا ہے۔ **پاشویہ کا دوسرا نسخہ:**
بھوسی چھٹانک اور کھاری نمک اور خوب کلاں ۲ ۲ تولہ اسی طرح بیس سیر پانی میں جوش دیکر پاشویہ کریں
فائدہ: بخار میں سر کی طرف سے گرمی روکنے کے لئے لخلخہ بھی عمدہ چیز ہے۔ لخلخہ اس کو کہتے ہیں کہ
کوئی خوشبو تسکین دینے والی سونگھائی جاوے۔ **نسخہ:** تین ماشہ صندل سفید چھ تولہ گلاب میں گھس کر تین
ماشہ دصنیہ کچل کر اس میں ڈالیں اور خس جس کی ٹٹیاں بنتی ہیں تین ماشہ اور کدو یعنی لوکی کے ٹکڑے یا
کھیرے کے ٹکڑے ۲ ۲ تولہ ارمنی تین ماشہ روغن گل ایک تولہ اور سرکہ تین ماشہ ملالیں پھر دو برتنوں
میں کرکے ایک ایک سے سونگھائیں۔ اسی طرح خس کو پانی سے چھڑک کر یا پنڈول کو چھڑک کر یا ٹھیکری
سونگھنا بھی مفید ہے اگر گرمی بہت زیادہ ہو تو لخلخہ میں کافور بھی ملالیں **غفلت دور کرنے کی ایک تدبیر**
یہ ہے کہ مونگ کی ٹکیہ پکائیں جو ایک طرف سے کچی ہو اسی کچی طرف روغن گل چپڑ کر سر پر باندھیں۔ جب گرم
ہو جاوے دوسری بدل دیں۔ اسی طرح دودھ کا ماوا روغن گل چپڑ کر سر پر باندھنا ہوش میں لانے کے لئے
مفید ہے۔ اگر مریض کو کسی طرح ہوش نہ ہو تو ایک مرغ ذبح کرکے اسکے پیٹ کی الائش دور کرکے فوراً
اس طرح سر پر رکھیں کہ سر پیٹ کے اندر آجائے غفلت خواہ کسی وجہ سے ہو ایک دفعہ کو ضرور ہوش
آجاتا ہے (۶) باری اور بحران کے دن غذا نہ دیں اور اگر دینا ہو تو باری آنے سے تین چار گھنٹے پہلے
دیں۔ گرم بخاروں میں آش جو نہایت عمدہ غذا ہے۔ ترکیب اس کی خاتمہ میں ہے۔ (۷) جب کسی کو
بخار آئے تو خیال کرکے بخار کے آنے کا وقت اور دن کو یاد رکھو اس کی ضرورت یہ ہے کہ بیماری میں
بعض دن ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں طبیعت بیماری کو ہٹانا چاہتی ہے۔ اور بیماری طبیعت کو کمزور
کرنا چاہتی ہے اور ان دنوں میں تکلیف زیادہ ہوتی ہے اس کو بحران کہتے ہیں سو علاج میں حکیم لوگ
بحران کے دونوں کا خیال رکھتے ہیں اگر تم کو بیماری کے شروع ہونے کا دن اور وقت یاد ہوگا تو حکیم

کو بتلا دو گے۔ اور یہ بھی ضرورت ہے کہ بحران کے دنوں میں اوپر والوں کو بھی بعضی باتوں کا انتظام رکھنا پڑتا ہے تو اگر دن اور وقت یاد ہو گا تو سب انتظام آسان ہو گا۔ سو اس میں کئی باتیں سمجھ لو۔ اوّل یہ کہ اگر دوپہر سے پہلے بخار آیا ہو تو اس کو پہلا دن گنو اور اگر دوپہر سے پیچھے آیا ہو تو تیسرے دن کی باری والے بخار میں اس کو پورا دن گنو اور ہر وقت والے بخار میں اور روز کی باری والے بخار میں چاہے جاڑے سے آتا ہو چاہے بے جاڑہ آتا ہو اس دن کو نہ گنو بلکہ اگلے دن کو پہلا دن گنو دوسرے یہ سمجھو کہ بیس دن تک اس کے یاد رکھنے کی زیادہ ضرورت ہے ان دنوں میں سے دسواں اور بارہواں اور سولہواں اور انیسواں دن بحران سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ اور ساتواں اور گیارہواں اور چودہواں اور سترہواں اور بیسواں دن نیز بحران کا ہے اور اٹھارواں دن ہلکے بحران کا ہے اور آٹھواں اور تیرہواں دن اکثر تو خالی ہوتا ہے۔ اور کبھی بحران ہو جاتا ہے۔ اور تیسرا اور نواں دن اکثر بحران کا ہوتا ہے اور چوتھا اور پانچواں اور چھٹا اور پندرہواں دن ایسا ہے کہ کبھی بحران ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا جن بخاروں کی باری تیسرے دن پڑتی ہے۔ ان میں ساتواں اور گیارہواں دن نہایت سخت بحران کا ہے اکثر گیارہویں دن تک بحران ختم ہو جاتا ہے اگر اس دن بحران نہ ہوا ہو تو پھر کچھ اندیشہ نہیں رہتا۔ تیسرے یہ سمجھو کہ اگر رات کو بحران پڑنے والا ہے تو دن میں اس کی نشانیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ اور اگر دن کو پڑنے والا ہے تو رات میں نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ نشانیاں یہ ہیں بے چینی زیادہ ہونا۔ کروٹیں بدلنا۔ کبھی ہوش میں آنا اور پھر دفعتہً غفلت ہو جانا پریشان باتیں کرنا۔ گردن میں درد ہونا۔ چکر آنا آنکھوں کے سامنے کچھ صورتیں نظر آنا کمر میں درد ہونا اور دنوں سے زیادہ تکان ہونا۔ بدن ٹوٹنا۔ کانوں میں شور ہونا کبھی سب نشانیاں ہوتی ہیں کبھی بعض بعض پھر جب غفلت بڑھ جاوے اور نیند میں چونکے یا اٹھ اٹھ کر بھاگے اور مارنے پیٹنے لگے تو سمجھ لو کہ یہ بحران ہے پھر جب ہوش کی باتیں کرنے لگے یا پسینہ آ کر بدن ہلکا معلوم ہونے لگے تو سمجھ لو کہ بحران ختم ہو گیا چوتھے یہ سمجھو کہ بحران کے دن اوپر والوں کو جن باتوں کا انتظام رکھنا ضرور ہے وہ یہ ہیں کہ اس روز بیمار کو آرام دینا چاہئے۔ کوئی تدبیر دوا وغیرہ نہ دیں نہ تو دستوں کی نہ باری روکنے کی نہ پسینے کی۔ بعض دفعہ ایسی دوائیاں دینے سے بیمار کی موت آ گئی ہے۔ البتہ ہوش و حواس قائم رکھنے کی یا دل کو طاقت دینے کی ہلکی ہلکی تدبیر کریں تو مضائقہ نہیں۔ جیسے سینگیاں کھچوانا یا دل پر صندل گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر رکھنا اس سے زیادہ جو کرنا ہو حکیم سے پورا حال کہہ کر جو وہ کہے کرو، پانچویں یہ سمجھو کہ اگر بحران میں نکسیر جاری ہو جاوے یا دست آنے لگیں یا قے آنے لگے یا پیشاب یک لخت جاری ہو جاوے

یا پسینہ آئے تو ڈرو مت اور روکنے کی کوشش نہ کرو۔ یہ اچھی نشانی ہے البتہ اگر ان چیزوں میں بیحد زیادتی ہونے لگے تو حکیم سے پوچھ کر بند کرنے کی کوشش کرو (٨) اگر لرزہ اس قدر سخت ہو کہ سہار نہ ہو سکے تو بازو سے لیکر پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور رانوں سے لیکر ٹخنوں تک دونوں پاؤں باندھ دو یا پانی خوب پکا کر چارپائی کے نیچے رکھ کر بھپارہ دو۔ چارپائی پر کچھ بچھانا نہ چاہیئے۔ تاکہ بھاپ خوب بدن کو لگے۔ اور چاہے اُس پانی میں پانچ چھ تولہ سوئیہ کے بیج اوٹالیں اگر بخار میں پیاس زیادہ ہو یا زبان خشک ہو یا نیند نہ آتی ہو تو سر پر روغن کدو یا روغن کاہو یا اور کوئی ٹھنڈا تیل اسقدر ملیں کہ جذب نہ ہو سکے اور کانوں میں بھی ٹپکائیں اگر کھانسی نہ ہو تو منہ میں آلو بخارا رکھیں اور اگر کھانسی ہو تو بہدانہ یا عناب کا ست رکھدیں (٩) اور اگر بخار میں درد سر زیادہ ہو یا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوں تو پیروں کی مالش نمک سے کرکے کپڑے سے لپیٹ دیں۔ (١٠) اور اگر بخار میں گھبراہٹ اور بے چینی زیادہ ہو تو صندل گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر دل پر رکھیں۔ دل بائیں چھاتی کے نیچے ہے۔ (١١) بخار کا مادہ کبھی رگوں کے اندر ہوتا ہے۔ کبھی رگوں کے باہر معدہ یا جگر یا کسی اور عضو میں جب مادہ رگوں کے باہر ہوتا ہے تو باری کے ساتھ جاڑا آتا ہے اور جب اندر ہوتا ہے تو جاڑا نہیں آتا صرف بخار کا دورہ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ جو بخار جاڑے کے ساتھ ہو اس میں اتنا اندیشہ نہیں جتنا صرف بخار میں ہے کیونکہ رگوں کے اندر کے مواد کا نکلنا مشکل ہے (١٢) تیسرے دن کا دورہ اکثر صفراوی بخار کا ہوتا ہے اور ہر روز بلغمی کا چوتھے دن سوداوی کا صفراوی بخار بہت دنوں تک نہیں رہتا۔ مگر تین دن اندیشہ ناک بہت ہوتا ہے اور چوتھیا اگرچہ برسوں تک آئے مگر اندیشہ ناک نہیں ہوتا (١٣) یہ دوائیں بخار کیلئے مفید ہیں

گولی باری کو روکنے والی ست گلو ایک تولہ اور طباشیر ایک تولہ اور دانہ الائچی خورد ایک تولہ اور زہر مہرہ خطائی ایک تولہ اور کافور ایک ماشہ اور کُنین تین ماشہ کوٹ چھان کر لعاب اسپغول میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں پھر ایک گولی باری سے تین گھنٹہ پہلے اور ایک دو گھنٹہ (اور ایک ایک گھنٹہ) پہلے کھائیں نہایت مجرب ہے اور کسی حال میں مضر نہیں بچہ کو ایک یا دو گولی دیں طاعون کے موسم میں ایک دو گولی روز کھائیں تو طاعون سے انشاء اللہ تعالیٰ امن رہے اور اگر صحت کے بعد چند روز کھالیں تو مدتوں بخار نہ آئے

دوا بخار کے علاج کے بعد: اگر بدن میں کچھ حرارت رہ گئی ہو تو تین تولہ کاسنی کا مقطر یعنی ٹپکایا ہوا پانی دو تولہ شربت بزوری ملا کر پینا نہایت مفید ہے اس کی ترکیب خاتمہ میں آوے گی۔ اور آب مروق یعنی پھاڑا ہوا پانی اور چیز ہے اس کی ترکیب بھی خاتمہ میں ہے۔

کمزوری کے وقت کی تدبیر کا بیان

بعض وقت عرصہ تک بخار آنے سے یا اور کسی بیماری میں مبتلا رہنے سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے اسوقت بعض لوگ اس کو جلد طاقت آنے کے لئے بہت سی غذا یا میوے وغیرہ کھلا دیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے یہاں ایسے وقت کی مناسب تدبیریں لکھی جاتی ہیں۔(۱) یاد رکھو کہ کمزوری میں ایک دم زیادہ کھانے سے یا بہت طاقت کی دوا کھا لینے سے فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بعض وقت نقصان پہنچ جاتا ہے۔ فائدہ اسی غذا سے اور اتنی ہی مقدار سے پہنچتا ہے جو بآسانی ہضم ہو جائے۔ اور اگر غذا مقدار میں زیادہ کھالی یا زیادہ مقوی ہوئی تو مریض کو اس کی برداشت نہ ہو گی اور ہضم میں قصور رہو گا تو ممکن ہے کہ مرض پھر لوٹ آوے اور پیٹ میں سُدّے پڑ جاویں یا ورم ہو جاوے لہذا کمزوری کی حالت میں آہستہ آہستہ غذا کو بڑھاؤ اگر ایک دو چمچہ شوربا ہی یا ایک انڈا ہی ہضم ہو سکتا ہے تو یہی دو۔ زیادہ نہ دو اگرچہ مریض بھوک بھوک پکارے بھوکا رہنے سے نقصان نہیں ہوتا اور زیادہ کھا لینے سے نقصان ہو جاتا ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دو دو چمچہ کر کے شوربا دن میں تین چار دفعہ دو لیکن یہ خیال رکھو کہ دو مرتبہ میں تین چار گھنٹہ سے کم فاصلہ نہ ہو تاکہ پہلی غذا ہضم ہو چکے تب دوسری غذا پہنچے ورنہ تداخل اور بدہضمی کا اندیشہ ہے غرض ہر کام میں آہستہ آہستہ زیادتی کریں غذا دینے میں بھی دینے میں۔ چلنے، پھرنے۔ بولنے۔ چالنے۔ لکھنے پڑھنے میں اور مریض کو خوش رکھیں کوئی بات رنج دینے والی اس کے سامنے نہ کہیں نہ اس کو بالکل اکیلا چھوڑیں۔ نہ اس کے پاس خلاف مزاج مجمع کریں نہ بہت روشنی میں رکھیں نہ بہت اندھیرے میں بہتر یہ ہے کہ دوا اور غذا اور جملہ تدبیریں طبیب معالج کی رائے سے کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ اب مرض نکل گیا۔ اب حکیم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے (۲) کمزور آدمی کو اگر بھوک خوب لگتی ہے اور خوراک خوب کھا لیتا ہے لیکن طبیعت اٹھتی نہیں اور پاخانہ پیشاب صاف نہیں ہوتا اور طاقت نہیں آتی تو سمجھ لو کہ مرض ابھی باقی ہے۔ اور یہ بھوک جھوٹی ہے۔(۳) کمزور آدمی کو دوپہر کا سونا اکثر مضر ہوتا ہے۔(۴) کمزور آدمی کو اگر بھوک نہ لگے تو سمجھو کہ مرض کا مادہ اسکے بدن میں ابھی باقی ہے (۵) کمزوری میں زیادہ دیر تک بھوک اور پیاس کو مارنا بھی نہیں چاہئے اس سے ضعف بڑھ جاتا ہے۔ جب بھوک اور پیاس غالب ہو کچھ کھانے پینے کو دیدیا جاوے۔(۶) پتلی اور سیال غذا جلد ہضم ہو جاتی ہے گو اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔ جیسے آش جو۔ شوربا۔ چوزہ مرغ یا بٹیر کا یا بکری کے گوشت کا اور خشک اور گاڑھی غذا دیر میں ہضم ہوتی ہے گو اس کا اثر بھی دیر تک رہتا ہے۔ جیسے قیمہ۔ کباب۔ کھیر وغیرہ (۷) کمزوری میں بہت ٹھنڈا پانی نہیں پینا چاہئے اور نہ ایک دم بہت سا پانی پینا چاہئے۔ اس سے بعض وقت

موت تک کی نوبت آگئی ہے (۸) کمزور آدمی کو کوئی دوا بھی طاقت کی حکیم معالج کی رائے سے دینا بھی مناسب ہے تاکہ جلد طاقت آجاوے۔ جیسے ماء اللحم۔ نوشدارو۔ خمیرہ گاؤزبان خمیرہ مروارید دوا المسک وغیرہ ان سب کی ترکیبیں خاتمہ میں ہیں (۹) آملہ کا مربہ سیب کا مربہ پیٹھے کا مربہ چاندی یا سونے کے ورق کیساتھ کھانا بھی قوت دینے والا ہے ان سب کی ترکیبیں بھی خاتمہ میں ہیں۔

تنبیہ | اس بیان میں زچہ کے متعلق جو کچھ غذا وغیرہ کی ابتری آجکل رواج میں ہے معلوم ہوگئی ہوگی زچہ کا مزاج بخار والے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتا ہے اور معدہ وغیرہ سب مسہل والے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتے ہیں اور اس کو اچھوانی وغیرہ ایسی چیزیں دیجاتی ہیں کہ تندرست عورت بھی ان کو ہضم نہیں کر سکتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معدے اور آنتوں میں سُدّے پڑ جاتے ہیں اور تمام بدن کی رگوں میں مواد بھر جاتا ہے۔ نلوں میں اور رحم میں اکثر ورم ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اگر بخار ہو جاتا ہے تو وہ ہڈیوں میں ٹھیر جاتا ہے۔ پھر آرام نہیں ہوتا ہم نے زچہ خانہ کی تدبیریں آگے لکھدی ہیں اُنکے موافق عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالےٰ تندرستی ٹھیک رہے گی

ورم اور دُنبل وغیرہ کا بیان

تین جگہ کے ورم کو ہرگز نہ روکنا چاہئے۔ ایک کان کے پیچھے۔ دوسرا بغل کا تیسرا جنگاسہ یعنی چٹّے کا ان جگہوں کے ورم پر کوئی ٹھنڈی دوا جیسے اسپغول وغیرہ ہرگز نہ لگاؤ بلکہ جب بغل میں کھکرالی یعنی کچرالی نکلے تو پیاز بھون کر یعنی بھُلبھُلا کر نمک ملا کر باندھو۔ تاکہ پک جائے۔ پھر بہنے کی تدبیر کرو۔ روکنا ہرگز نہ چاہئے خاص کر جب طاعون کا چرچا ہو۔ کیونکہ طاعون میں اکثر انہیں تینوں جگہ گلٹی نکلتی ہے بٹھلانیکی دوا دینا بالکل موت ہے۔

ورم کی کچھ دواؤں کا بیان

دوا جو سخت ورم کو نرم کردے | صبح و شام مرہم داخلیون لگا دیں اور اگر اسی مرہم کو کپڑے پر لگا کر دنبل پر رکھیں اور اوپر سے بیدی کی پلٹس یا السی کی پلٹس دو دھ میں پکا کر باندھیں تو بہت جلد پکا دیتا ہے نسخہ مرہم کا یہ ہے السی اور میتھی کے بیج اور اسپغول اور تخم خطمی اور تخم کنوچہ سب چھ چھ ماشہ لیکر پانی میں بھگو کر جوش دے کر خوب ملکر لعاب کو چھان لیں پھر مُردار سنگ دو تولہ خشک پیس کر اس کو پانچ تولہ روغن زیتون میں پکائیں اور چلاتی رہیں کہ سیاہ اور کسی قدر گاڑھا ہو جائے پھر چولھے سے اتار کر دہ لعاب تھوڑا تھوڑا آمیں

عـ صفحہ ۷۹ حصہ ہذا ۱۴۱ عـ صفحہ ۸۰ حصہ ہذا ۱۴۱ عـ صفحہ ۷۸ حصہ ہذا ۱۴۱ للعـ صفحہ ۷۵ حصہ ہذا ۱۴۱ عـ صفحہ ۷۹ حصہ ہذا ۱۴۱

ڈال کر خوب رگڑیں کہ مرہم ہو جاوے۔ یہ مرہم داخلیون کہلاتا ہے اگر روغن نہ ملے یا قیمت کم لگانا ہو تو بجائے اس کے تل کا تیل ڈالیں یہ مرہم ایک سختی کو نرم کرنے والا ہے۔ رحم کے اندر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

دوا جو دُنبل کو پکا دے:۔ السی اور میتھی کے بیج اور املی کے بیج اور کبوتر کی بیٹ سب دوائیں دس دس ماشہ کوٹ چھان کر اڑھائی تولہ پانی اور اڑھائی تولہ دودھ میں پکائیں کہ گاڑھا ہو جاوے پھر نیم گرم باندھیں اور پیپل کے تازہ پتے اور پان گرم کر کے باندھنا بھی پھوڑے کو پکا دیتا ہے۔ **فائدہ** بعض دفعہ ران وغیرہ پر پلٹس۔ یا اور کوئی پکانے والی دوا رکھنی ہوتی ہے اور باندھنے کا موقعہ نہیں ہوتا کیونکہ پٹی ٹھیرتی نہیں۔ اس کے لئے عمدہ تدبیر یہ ہے۔ کہ چھ ماشہ موم اور دو تولہ بہروزہ اور دو تولہ رال لیکر ان تینوں چیزوں کو گلا کر مرہم سا بنا لیں پھر ایک بڑے سے پھایہ کے کناروں پر اس کو لگائیں اور جو دوا یا پلٹس پھوڑے پر رکھنی ہے اس کو رکھ کر اوپر سے یہ پھایہ رکھ کر کنارے اس کے بدن پر خوب چپکا دیں یہ ایسا چپک جاوے گا۔ کہ نہ خود چھوٹے گا۔ اور نہ پلٹس کو گرنے دے گا۔ اور یہ مرہم خود بھی پکانے والا ہے اور جب الگ کرنا ہو تو تھوڑا تیل یا گھی کناروں پر لگاؤ اور آہستہ آہستہ علیحدہ کر دو پھر جب پھوڑا پک گیا تو اس کے توڑنے کی تدبیر کرو۔ اور پکنا شروع ہونے کی پہچان یہ ہے۔ کہ جلن اور لپک پیدا ہو جائے اور جگہ سرخ اور گرم ہو اور پورے پکنے کی نشانی یہ ہے کہ لپک موقوف ہو جائے اور درد بھی کم ہو جائے اور رنگ سرخ نہ رہے اور اگر خالص پیپ نہ نکلتی ہو اور کناروں میں سرخی ہو تو سمجھ لو کہ پھوڑا پورا نہیں پکا پھر پلٹس باندھو۔ دوا:۔ جس سے بے نشتر دئے ہوئے پھوڑا پھوٹ جائے تین ماشہ بے بجھا چونہ اور ایک تولہ بکری کے گردہ کی چربی دونوں کو ملا کر پھوڑے پر رکھیں۔ پھر جب پھوڑا پھوٹ جائے تو اس کے بہنے اور صاف کرنے کی تدبیر کرو اس کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ پیاز کو نیم کے پتوں میں رکھ کر کپڑا لپیٹ کر چولھے میں بھون لیں پھر دونوں کو کچل کر ذرا سی ہلدی چھڑک کر باندھیں اور صبح و شام تبدیل کریں اور دونوں وقت نیم کے پانی سے دھویا کریں۔

دوسری دوا:۔ جو نہ پکے ہوئے پھوڑے کو پکا دے اور صاف بھی کر دے۔ بنولہ تخم السی اور تل کی کھلی تینوں کو دو دو تولہ لیکر خوب کوٹ کر دودھ میں پکا کر نیم گرم باندھیں یہ دوا گرم زیادہ نہیں اور ہر قسم کے پھوڑے کو مفید اور مجرب ہے پھر جب پھوڑا خوب صاف ہو جاوے اور کنارے ملنے ہو جاویں۔ سرخی بالکل نہ رہے تو بھرنے کی تدبیر کرو اس کے لئے مرہم رسل لگانا بہت مفید ہے اس کا نسخہ یہ ہے کہ پونے دس ماشہ موم دیسی خالص اور پونے دس ماشہ رال سفید اور ایک ماشہ جاؤشیر اور ایک ماشہ گندہ بہروزہ اور سوا پانچ ماشہ اشق اور تین ماشہ گوگل ان سب کو پانچ تولہ روغن زیتون میں ڈالکر

آگ پر رکھیں جب یہ سب گل کر ایک ہو جاویں تو نیچے اتار کر ایک ایک ماشہ زنگار اور مرکی اور ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ زراوند طویل اور کندر اور تین ماشہ مرداسنگ خوب باریک پیس کر ملادیں اور اس قدر حل کریں کہ مسکہ کی طرح ہو جاوے پھر پھایہ لگا کر زخم پر رکھیں بہت مفید ہے۔ تعریف یہ ہے کہ اگر زخم میں کچھ ملوہ فاسد رہ گیا ہے تو اس کو کاٹ دیتا ہے۔ اور اچھے گوشت کو پیدا کرتا ہے طاعون میں بھی نہایت کار آمد ہے۔ ترکیب استعمال کی طاعون کے بیان میں لکھی جاوے گی۔ اگر رائج نہ ملے بہروزہ کا وزن بڑھادیں یعنی گیارہ ماشہ کر دیں اور اگر قیمت کم کرنا چاہیں بجائے روغن زیتون کے روغن گل یا تل کا تیل ڈالیں۔ دوسرا مرہم عنبری، زخموں کو بھر لانے والا۔ ساڑھے سات تولہ تل کا تیل خالص کڑھائی میں آگ پر چڑھائیں اور ہلکی آنچ دیں۔ جب تیل میں دھواں اٹھنے لگے پانچ تولہ سفیدہ کاشغری چھنا ہوا پاس رکھ لیں اور چٹکی سے اٹھا کر تھوڑا تھوڑا ڈالتے رہیں اور لکڑی سے چلاتے رہیں تیل میں اول بلبلے اٹھیں گے جب یہ بلبلے ٹوٹنے لگیں تو دیکھیں کہ تیل میں چکنا ہٹ آگیا یا نہیں جب چپکنے لگے اور رنگ سیاہ ہو جاوے لیکن جلنے نہ پاوے تو آگ پر سے اتار کر کڑاہی کو ٹھنڈے پانی میں رکھدیں اور خوب گھوٹیں پھر نکال کر احتیاط سے رکھدیں اور زخم کو نیم کے پانی سے دھو کر پھایہ رکھیں اور ناسور میں بتی لگا کر رکھیں بہت مجرب ہے۔

اگر زخم میں کیڑے پڑ جاویں تو ان کے مارنے کی یہ تدبیر کرو کچھ باریک پیس کر یا تارپین کا تیل یا دونوں کو ملا کر زخم میں ڈالیں اور اوپر سے آٹے سے منہ زخم کا بند کر دیں اندر کیڑے مر جاویں گے اور کیڑے اکثر زخم کو صاف نہ رکھنے سے اور مکھی سے حفاظت نہ کرنے سے پڑ جاتے ہیں صفائی کا بہت خیال رکھیں فائدہ:۔ جس کے ہر سال دنبل نکلتے ہوں تو دو تین سال تک موسم پر مسہل وغیرہ لے کر مادہ کی خوب صفائی کر لیں نہیں تو ڈھیٹ کا ڈر ہے۔

اگر گرمی سے چھالے یا پھوڑے پھنسی نکل آویں تو اس کے لئے یہ مرہم لگاؤ۔ سنگ جراحت اور مرداسنگ اور سفیدہ کاشغری اور سوکھی مہندی اور رسوت اور کمیلہ اور کتھ پاپڑیہ یہ سب دوائیں چھ چھ ماشہ لے کر سب کو کوٹ چھان کر نو تولہ گائے کے گھی کو ایک سو ایک بار دھو کر اس میں یہ دوائیں ملا کر خوب گھوٹیں اور رکھ لیں اور لگایا کریں۔ برسات میں بچوں کیلئے عمدہ دوا ہے۔ اس کی جتنی گھوٹائی زیادہ ہوگی مفید ہوگا۔ اگر اس میں توتیا ایک ماشہ ملالیں۔ تو مکھی نہ بیٹھے۔ دوسری دوا:۔ رسوت ایک تولہ گلاب اور مہندی کے پتوں کے تین تین تولہ پانی میں ملا کر لگائیں۔ اس دوا میں چکنائی نہیں ہے کپڑے خراب نہ ہوں گے خشک اور تر خارش کے لئے:۔ یہ دوا مفید ہے نیم کی چھال اور رسوت

۱۵ طاعون کا بیان صفحہ ۶۹ سے شروع ہوا ہے مگر وہاں اس مرہم کے استعمال کی ترکیب نہیں لکھی گئی۔ ۱۲ محشی

۱۶ مرہم کا ایک اور نسخہ ہر قسم کے زخم کیلئے حتیٰ کہ ڈھیٹ اور ناسور کیلئے اکسیر گھی گائے کا پانچ تولہ موم زرد ایک تولہ پگھلا کر کیلا پانچ ماشہ سیندور دو ماشہ رال سفید پانچ ماشہ مرداسنگ ایک تولہ توتیا بریان چار ماشہ سب کو سرمہ کی طرح پیس کر ملا کر نیم کے ڈنڈے سے خوب گھوٹیں اور زخموں پر پھایہ رکھیں ۱۲ نظر ثالث

اور برگ شاہترہ سب ایک ایک ماشہ باریک پیس کر دو تولہ روغن گل میں ملا کر لیپ کریں۔ اور لہسن کثرت سے ملنا بھی ہر قسم کی خارش کیلئے نہایت مجرب ہے۔ تر خارش کے لئے یہ دوا اکسیر ہے بابچی اور اجوائن خراسانی اور صندل سرخ اور گندھک آملہ سار اور چوکھا سب ایک ایک تولہ اور نیلہ تھوتھا چھ ماشہ اور سیاہ مرچ پانچ عدد خوب باریک پیس کر کڑوے تیل میں ملا کر سر اور منہ کو چھوڑ کر رات کو تمام بدن کو ملے اور رات کو مالیدہ کھاوے اور صبح کو گرم پانی سے غسل کر ڈالے اگر کچھ رہ جاوے، پھر دوسری تیسری بار ایسا ہی کرے۔

کنٹھ مالا: یہ مرض جاتا تو نہیں ہے لیکن اس دوا کے لگانے سے ایک عرصہ کے لئے زخم خشک ہو جاتے ہیں مردار سنگ چھ تولہ کی ڈلی لیں اور صبح کے وقت تین تولہ بکری کا دودھ بے مرچ کی سل پر ڈال کر اسمیں مردار سنگ کی ڈلی اتنی گھسیں کہ چھ ماشہ گھس جاوے پھر اس دودھ میں روئی بھگو کر گلٹیوں پر خوب رگڑیں چالیس دن اسی طرح کریں بعض جگہ اس سے بالکل آرام ہو گیا۔ اور اس کے لئے مرہم رسل بھی فائدہ مند ہے اس کی ترکیب اس جگہ آئی ہے جہاں زخم بھرنے کی دواؤں کا بیان ہے [۹۱]۔ طبیب کی رائے سے مسہل وغیرہ بھی لینا چاہئے۔

سرطان: جس کو ڈھیٹ کہتے ہیں یہ ایک بری قسم کا پھوڑا ہے اور اکثر کمر پر نکلتا ہے۔ اس میں بہت سوراخ ہوتے ہیں اور بہت تکلیف ہوتی ہے۔ کسی ہوشیار آدمی سے علاج کرانا چاہئے بعض لوگوں کو اس پر دوب گھاس کی جڑوں کا لیپ کرنا بہت مفید ہوا ہے۔ **پتی اچھلنا:**۔ افتیمون پوٹلی میں باندھ کر اور برگ شاہترہ اور بیخ کاسنی سب پانچ پانچ ماشہ اور آلو بخارا سات دانہ اور مویز منقی نو دانہ گرم پانی میں بھگو کر اور چھان کر اس میں دو تولہ گلقند آفتابی ملا کر پئیں اور اگر حمل ہو تو یہ دوا پئیں۔ پانچ دانہ عناب اور نو دانہ مویز منقی اور منڈی اور چرائتہ پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر دو تولہ گلقند آفتابی ملا کر پئیں۔ **پتی پر ملنے کی دوا:**۔ یہ دوا پتی پر ملیں۔ خربوزہ کے چھلے ہوئے بیج گیہوں کی بھوسی اور گیرو سب دوائیں دو دو تولہ پیس کر خشک ملیں اور کمبل اوڑھنا بھی مفید ہے۔ **داد۔** ایک تولہ کپور سرمہ کی طرح پیس کر پانچ تولہ خالص سرکہ میں ملا کر رکھ لیں اور صبح وشام لگایا کریں نہایت مفید ہے۔ اور تکلیف بالکل نہیں ہوتی۔ اور اگر لہسن کا عرق لگائیں یہ لگتا تو بہت ہے۔ لیکن دو ہی تین دفعہ میں صحت ہو جاتی ہے اس کے لگانے کی عمدہ ترکیب یہ ہے کہ لہسن کا عرق داد پر لگا دیں۔ جب تیزی زیادہ معلوم ہو تو ذرا سی چکنائی تیل یا گھی مل دیں۔ **چھلوری۔** جس کو بعض آدمی انگل بیڑ کہتے ہیں جب نکلتی معلوم ہو تو تھوڑا تخم ریحان پانی میں بھگو کر باندھ دیں۔ اور اگر نکل آئی ہو تو یہ دوا نہایت مفید اور مجرب ہے۔

حاشیہ:
[۹۱] صفحہ ۴۴ پر دیکھو ۱۲

[۹۲] داد کی مجرب دوا گندھک آملہ سار ڈیڑھ ماشہ سہاگہ تیلیہ بریاں تین ماشہ کتھا سفید چار ماشہ نیلہ تھوتھا بریاں پانچ ماشہ سب دواؤں کو خوب باریک پیس کر چنبیلی کا تیل ایک تولہ آٹھ ماشہ ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر داد پر لگا دیں یہ دوا تیز ہی بالکل نہیں کرتی اور مجرب ہے ۱۲

چھاجن یہ ایک بری قسم کا داد ہے جو اکثر پیروں میں ہوتا ہے دوا یہ ہے کہ کچھ لیکر تل کے تیل میں جلائیں جب بالکل کوئلہ ہو جائے اسکو اسی تیل میں رگڑیں اور چھاجن پر لگا دیں ۱۲

سیندور بکری کے پتے میں بھر کر مع پتے کے پانی کے انگلی پر چڑھائیں اکثر ایک ہی دفعہ کا چڑھایا ہوا کافی ہو جاتا ہے۔ اگر کافی نہ ہو تو تیسرے دن اور بدل ڈالیں لیکن اس سے نماز درست نہیں ہوگی۔ نماز کے وقت اس کو اتار کر انگلی کو دھو ڈالیں اور اگر کسی طرح نہ جائے تو ایک جونک تازی اور ایک باسی لگا دیں

مُہاسہ:۔ کتکی سفید دو تولہ اور ایرسا یعنی بیخ سوسن ایک تولہ باریک پیس کر سرکہ میں ملا کر لیپ کریں

پڑے پڑے کھال چھل جانا:۔ گلاب میں مردار سنگ گھس کر لگائیں اور اوپر سے سفیدہ کاشغری چھڑک دیں اور نرم بستر پر لٹائیں۔

آگ یا کسی اور چیز سے جل جانیکا بیان

آگ سے جلنا فوراً لکھنے کی روشنائی لگائیں۔ یا چونہ کا پانی ڈالیں یا بہروزہ کا تیل لگائیں یا شکر سفید پانی میں ملا کر لگائیں منسل اور پٹاس اور بارود اور گرم تیل اور گرم پانی اور چونہ وغیرہ سے جل جانا تل کا تیل اور چونہ کا صاف پانی ملا کر لگائیں ایک عورت کی آنکھ میں کڑاہی میں سے گرم تیل کی چھینٹ جا پڑی آنکھ میں زخم ہو گیا۔ ایک ماشہ کافور اور تین ماشہ نشاستہ پیس کر اسپغول کے لعاب میں ملا کر ٹپکایا گیا آرام ہو گیا۔ مرہم جو ہر قسم کے جلے ہوے کے لئے اکسیر ہے۔ روغن گل دو تولہ اور موم چھ ماشہ گرم کریں۔ جب دونوں ملجائیں سفیدہ کاشغری تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ باریک پیسکر اور انڈے کی سفیدی ایک عدد ملا کر لگائیں۔

بال کے نسخوں کا بیان

دوا بال اگانیوالی ایک جونک لائیں اور چار تولہ تل کا تیل آگ پر چڑھادیں۔ جب خوب جوش آجاوے اس وقت جونک کو مار کر فوراً تیل میں ڈال کر اتنا پکائیں کہ جونک جل جاوے پھر اُس کو اُسی تیل میں رگڑ لیں۔ اور جس جگہ کے بال زخم وغیرہ سے گر گئے ہوں وہاں یہ تیل لگائیں بہت جلد بال جم آئینگے ماش کی دال اور آملہ سے سر کا دھونا بھی بالوں کے واسطے نہایت مفید ہے۔ اس سے بال سیاہ رہتے ہیں اور مقوی دماغ بھی ہے۔ **دوا بال اڑانے والی**:۔ چھ ماشہ بے بجھا ہوا چونہ اور چھ ماشہ ہرتال ورقی پیسکر انڈے کی سفیدی میں ملا کر جہاں کے بال اُڑانا منظور ہوں اُس جگہ لگائیں۔ بال صاف ہو جائیں گے۔ **دوا بالوں کو بڑھانے والی**:۔ ہنسراج اور طباشیر اور سماق اور گلاب زیرہ اور گلنار اور مصطگی اور انار کے چھلکے سب چھ چھ ماشہ اور چھالیہ اور پوست ہلیلہ کابلی ایک ایک تولہ اور پوست بلیلہ اور مازو ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ اور آملہ اڑھائی تولہ اور شہتوت کے پتے چھ تولہ لیکر سب کو کوٹ کر سوا سیر پانی میں ایک رات دن

تر کر کے جوش دیں جب آدھا رہ جاوے ملکر چھان کر پچیس پچیس تولہ روغن گل اور تل کا تیل ملا کر پھر آگ پر رکھیں جب پانی بالکل جل جاوے اور تیل رہ جاوے اُتار کر رکھ لیں اور ہر روز ملا کریں اس سے خراب بال گر کر اچھے اور سیاہ جمتے ہیں اور دماغ میں بھی قوت ہوتی ہے اور اگر کسی کو اس تیل سے سردی ہو بالچھڑ اور گل بابونہ اور لونگ چھ چھ ماشہ اور بڑھا لیں۔

بالوں میں لیکھ یا ڈھک یا جم جوئیں پڑ جانا چھریلا اور کنیر سفید کے پتے اور میعہ سائلہ اور کھنی مرچ اور انار کے چھلکے سب ایک ایک تولہ لے کر پانی میں اوٹا کر اُس پانی سے اس جگہ کو دھوئیں اس سے جوئیں مر جاتی ہیں۔ جم جوئیں ایسی جوؤں کو کہتے ہیں جو بالوں کی جڑوں میں چپٹی رہتی ہیں اور مشکل سے معلوم ہوتی ہیں کبھی اس کے لیے مسہل کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔

چوٹ لگنے کا بیان

سر کی چوٹ ایک پارچہ گوشت کا لیکر اس پر ہلدی باریک پیس کر چھڑک کر گرم گرم کر کے باندھو نہایت مفید ہے اور اگر سر کی چوٹ میں بیہوشی ہو جاوے تو فوراً ایک مرغ ذبح کر کے اس کے پیٹ کی آلائش نکال کر کھال سمیت گرم گرم سر پر باندھو بہت جلد ہوش آجاوے گا۔ آنکھ کی چوٹ ایک ایک تولہ میدہ اور پٹھانی لودھ پیسکر ایک تولہ گھی میں ملا کر گرم کر کے اس سے آنکھ کو سینکیں۔ پھر اسی کو گرم کر کے باندھیں اگر اس سے چوٹ نہ نکلے تو گوشت کے پارچہ پر تھوڑی ہلدی اور پٹھانی لودھ چھڑک کر باندھیں۔ لیپ۔ جو سر کے سوا اور ہر جگہ کی چوٹ کو مفید ہے اور سر کی چوٹ کو بھی کچھ ایسا نقصان نہیں کرتا مگر یہ دوائیں تیز ہیں سرسوں کی کھلی اور ہالون اور تل اور مالکنگنی اور میدہ لکڑی اور لوٹہ بھی اور ہلدی سب دو دو تولہ لے کر کوٹ چھان کر رکھ لیں پھر اس میں سے تھوڑی سی دوا لے کر دو پوٹلی باندھ کر دودھ اور تل کا تیل اور پانی تینوں چیزیں ملا کر آگ پر رکھ دیں۔ اور پوٹلی کو اس میں ڈال کر گرم گرم سے سینکیں جب ایک ٹھنڈی ہو جاوے۔ دوسری سے سینکیں۔ ایک گھنٹہ تک سینک کر پوٹلی میں کی دوا نکال کر لیپ کر دیں اور پرانی روئی باندھ دیں۔ موچ انڈے کی زردی پانچ عدد اور گھی یا میٹھا تیل چھٹانک بھر اور ہلدی دو تولہ ملا کر موچ پر مالش کریں۔ پھر خوب موٹی روئی کا گودا گرم گرم رکھ کر باندھیں رات کو باندھ کر صبح کو کھولکر میٹھے تیل کی مالش کریں اور رگ کو سیدھا کریں۔ ایک دو دن اس طرح کرنے سے رگیں بالکل درست ہو جاتی ہیں۔ فائدہ:۔ چوٹ کے لئے مومیائی عمدہ دوا ہے۔ ہڈی تک جڑ جاتی ہے۔ آجکل اصلی نہیں ملتی مگر بنی ہوئی بھی فائدہ میں اصلی سے کم نہیں اس کا

نسخہ خاتمہ میں آتا ہے۔

زہر کھا لینے کا بیان

سنکھیا یا اور کوئی زہر کھا لینا:۔ اس دوا سے قے کرا دیں۔ دو تولہ سویہ کے بیج آدھ سیر پانی میں اوٹا لیں اور چھان کر پاؤ سیر تل کا تیل یا گھی اور ایک تولہ نمک ملا کر نیم گرم پلائیں جب خوب قے ہو جائے دودھ خوب پیٹ بھر کر پلائیں اگر دودھ سے بھی قے آئے تو نہایت ہی اچھا ہے، برابر دودھ پلاتے رہیں اور اگر دودھ سے قے نہ آئے تب بھی زہر کو مار دیتا ہے۔ اور مریض کو سونے ہر گز نہ دیں خواہ کوئی سا زہر کھایا ہو یا کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہو اور یہ دوا ہر طرح کے زہر کو مفید ہے۔ نسخہ:۔ یہ ہے گل مختوم اور حب الغار اور ایرسا یعنی بیج سوسن سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر گائے کے گھی سے چکنا کر کے اٹھارہ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں۔ جب کوئی زہر کھالے یا شبہ ہو جاوے تو چھ ماشہ کھلائیں اگر زہر نہیں کھایا تو قے نہ آوے گی۔ اور اگر کھایا ہے تو جب تک زہر نہ نکل جاوے گا قے بند نہ ہوگی۔ اگر بیج سوسن نہ ملے تو نہ ڈالیں اور شہد بارہ تولہ کر دیں۔ اس دوا کو تریاق گل مختوم کہتے ہیں۔ اگر گل مختوم نہ ملے تو گلِ داغستانی ڈالیں اگر یہ بھی نہ ملے تو ہمارے درجے گل ارمنی سہی۔

مُردار سنگ کھا لینا

تین عدد انجیر اور ایک تولہ سویہ کے بیج سیر بھر پانی میں پکا کر ایک تولہ بورہ ارمنی یا نمک ملا کر گرم پئیں اس سے قے ہوگی قے ہونے کے بعد اس دوا کو چار خوراک کر کے کھائیں ساڑھے دس ماشہ مرکی اور سات ماشہ بالچھڑ کوٹ چھان کر چار تولہ شہد میں ملا کر اس کی چار خوراک کر لیں۔ اور غذا گوشت کا شوربا کھائیں پھٹکڑی کھا لینا:۔ اس کا اتار دودھ ہے۔ بعض آدمی کھیل کی ہوئی پھٹکڑی بخار کی باری روکنے کو کھا لیتے ہیں۔ لیکن اس میں نفع سے زیادہ نقصان ہے۔ افیون کھا لینا:۔ ایک تولہ سویہ کے بیج اور ایک تولہ مولی کے بیج اور چار تولہ شہد سیر بھر پانی میں اوٹا کر اس میں نمک ملا کر نیم گرم پلائیں اور قے کرا دیں اور قے ہونے کے بعد بڑے آدمی کیلئے دو ماشہ ہینگ دو تولہ شہد میں ملا کر اور بچہ کیلئے چار رتی ہینگ یا اس سے بھی کم چھ ماشہ شہد میں ملا کر پانی میں حل کر کے پلائیں اور نالی کو ساگ کا چھٹانک بھر پانی افیون خوردہ کو پلانا اکسیر ہے۔ نالی کا ساگ مشہور ہے۔ پانی کے اوپر بیل پھیلتی ہے۔ دھتورہ کھا لینا اس کا اوتار وہی ہے۔ جو افیون کا تھا۔ اسپغول کوٹ کر چبا کر کھا لینا۔ افیون کے بیان میں

جو دوا قے کی لکھی ہے اس سے قے کر کے پھر پانچ ماشہ تخم خرفہ پانی میں پیس کر پانچ ماشہ جیا تخم چھڑک کر مصری ملا کر پئیں۔ فائدہ:۔ اگر انجان پن میں بے پہچانے کوئی زہر کھالیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کونسا زہر تھا یا زہر کھانے والا بیہوشی کی وجہ سے بتلا نہ سکتا ہو تو ان نشانیوں سے پہچان ہو جاتی ہے سنکھیا کھانے سے پیٹ میں درد پیدا ہوتا ہے اور گلا گھٹ جاتا ہے اور خشکی بیحد ہوتی ہے اور مردار سنگ کھانے سے بدن پر ورم آجاتا ہے۔ اور زبان میں لکنت اور پیٹ میں درد پیدا ہو جاتا ہے یا اس قدر دست آتے ہیں کہ آنتوں میں زخم پڑ جاتے ہیں اور پھٹکڑی کھانے سے کھانسی بیحد ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ پھیپھڑہ میں زخم ہو کر سل ہو جاتی ہے اور افیون سے زبان بند ہونے لگتی ہے۔ آنکھیں بیٹھ جاتی ہیں ٹھنڈا پسینہ آتا ہے دم گھٹنے لگتا ہے اور منہ سے افیون کی بو آیا کرتی ہے۔ اور دھتورہ سے اول چکر آتا ہے پھر بالکل غفلت ہو جاتی ہے۔ اور اسپغول سے ہچکی اور دم رکتا ہے اور نبض ساقط ہونا اور بیہوشی اور بدن ٹھنڈا پڑ جانا یہ باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا بیان

چاہے کوئی زہریلا جانور کاٹے یا کاٹنے کا شبہ ہو گیا ہو سب کے لئے یاد رکھو کہ کاٹنے کی جگہ سے ذرا اوپر فوراً بند لگا دو یعنی خوب کس کر باندھ دو اور کاٹنے کی جگہ افیون کا لیپ کر دو تاکہ وہ جگہ سن ہو جاوے اور زہر پھیلے نہیں پھر اس جگہ ایسی دوائیں لگاؤ جو زہر کو چوس لیں اور ایسی دوائیں پلاؤ جو زہر کو اتار دیں اور مریض کو سونے نہ دو

دوا زہر کو چوسنے والی پیاز چولھے میں بھون کر نمک ملا کر باندھیں۔ دوسری دوا:۔ بے بجھا چونہ چھ ماشہ اور شہد دو تولہ اور روغن زیتون دو تولہ سب کو ملا کر لیپ کریں اور ہر گھڑی لیپ بدلتے رہیں یہ سانپ اور بڑے بڑے زہریلے جانوروں کے زہر کو چوس لیتا ہے **تیسری دوا**۔ اس جگہ بھری سینگیاں یا جوکیں لگوا دیں۔ **چوتھی دوا** کاسٹک یا گندھک کا تیزاب لگا دیں اس سے زخم ہو جاتا ہے اور زخم ہو جانا زہر کے لئے اچھا ہے۔ فائدہ:۔ اگر کاٹنے کی جگہ دوا سے یا آپ سے زخم ہو جاوے تو جب تک زہر اترنے کا یقین نہ ہو جاوے۔ اسکو بھرنے نہ دیں

زہر اتارنے والی دوا بلکہ اگر کوئی دوا زہریلی کھالی ہو اس کا بھی اتار ہے۔ اگر گھروں میں تیار رہے تو مناسب ہے کلونجی اور اسپند اور زیرہ سفید تینوں دوائیں سات سات ماشہ اور پکھان بید اور زراوند مدحرج دونوں ساڑھے تین تین ماشہ اور مرچ دکھنی اور مرمکی دونوں پونے دو دو ماشہ ان سب کو کوٹ چھان کر چھ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں۔ جب ضرورت ہو پونے دو ماشہ صبح پونے دو ماشہ شام

کو کھلائیں اوپر سے پانی میں دو تولہ شہد پکا کر پلائیں اور بچوں کو ایک ایک ماشہ دیں - اب بعض دوائیں خاص خاص جانوروں کے کاٹنے کی لکھی جاتی ہیں -

سانپ کا کاٹنا:- اس کی تدبیریں ابھی گذریں - اور یہ دوا بھی مفید ہے - حقہ کی کیٹ جو چلم کے نیچے سے پنر جم جاتی ہے - چار رتی کھلا دیں - دو تین دن کھلا دیں اور کچھ چبا کر لگائیں۔ [۲] **بچھو کا کاٹنا** جہاں تک درد ہو بیروزہ کا تیل مل دیں اگر کاٹتے ہی اس جگہ مل دیں تو زہر بالکل نہیں چڑھتا یا سنکھیا کا لیپ کریں [۳] **تتیا یعنی بھڑ کا کاٹنا**:- کافور پانی میں گھول کر یا سرکہ لگائیں یا ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو کر رکھیں یا نمک سلیمانی یا صرف نمک سانبھر مل دیں -

فائدہ سانپ بچھو بھڑ وغیرہ سب کے لئے عمدہ علاج یہ ہے کہ خوب تیز خالص سرکہ اس جگہ خوب ملدیں یہاں تک کہ ورم اور درد اور جلن موقوف ہو جاوے بہت مجرب ہے **مکڑی** کھٹائی ملیں اور اگر مکڑی بہت زہریلی ہو تو اس دوا سے زہر اتر جاتا ہے - اجمود کی جڑ یعنی بیخ کرفس تین ماشہ لیکر چار تولہ سرکہ میں اوٹائیں جب نصف سرکہ رہجائے چھان کر دو تولہ روغن گل اور تین ماشہ رسوت ملا کر ملیں - اگر اس سے بھی نہ اُترے تو زہر کی اتارنیوالی وہ دوا دیں جو ابھی اوپر لکھی گئی ہے جسمیں پہلے کلونجی ہے **چھپکلی**:- کم کاٹتی ہے - مگر جب کاٹتی ہے تو اُس کے دانت گوشت میں رہ جاتے ہیں اور بخار اور بیچینی رہتی ہے - اور زخم میں سے پانی بہتا ہے - علاج یہ ہے کہ سوئی وغیرہ سے دانت نکالیں اور ابھی جو دوا گذری ہے جس میں پہلے کلونجی ہے وہ کھلائیں -

باؤلا کتا یا گیدڑ یا لومڑی:- ان کاٹے کا زخم بھرنے نہ دیں - بلکہ یہ دوا لگائیں - رال ایک تولہ اور جاوتری ایک تولہ لے کر سرکہ میں پکائیں - جب سب ملکر ایک ہو جائیں تو دو تولہ سانبھر نمک اور دو تولہ نوشادر باریک پیس کر ملالیں شام کو لگا کر اور صبح کو گائے کا گھی زخم پر ملیں کہ خراب گوشت گرتا رہے جب پورا یقین ہو جاوے کہ پورا زہر نکل گیا - تب زخم کے بھرنے کی تدبیر کریں - **دُوسری دوا** سیاہ بانات کے دو ٹکڑے روپے کے برابر تراشیں اور ان دونوں کے بیچ میں تین ماشہ پُرانا گڑ رکھ کر ہاون دستہ میں اس قدر کوٹیں کہ سب ایک ذات ہو جاویں پھر اس کو دو دفعہ کرکے کھلاویں - نہایت مجرب ہے - اگر اچھا کتا بھی کاٹے تب بھی احتیاط کے واسطے یہی علاج کر لیا جاوے بہتر کالی بانات ہے اگر کالی بانات نہ ملے تو سیاہ رنگ کی اون لیلیں - اگر سیاہ رنگ کی نہ ملی تو اور جس رنگ کی بھی ہو کافی ہے - **بلّی** اس میں بھی زہر ہوتا ہے - بچوں کی بہت حفاظت رکھیں اور کپڑوں پر دودھ نہ گرنے دیں اس سے بلی آجاتی ہے علاج یہ ہے کہ پودینہ کھلائیں اور پیاز چولھے میں بھون کر پودینہ ملا کر گرم گرم باندھیں - جب سمجھ لیں کہ زہر کھنچ آیا تو

[۱] سانپ کے کاٹے کی ایک اور دوا:- ارہر کی دال ایک تولہ - کالی مرچ سات عدد پانی میں پیسکر چھانکر صبح و شام پلاویں اور ارہر کی دال بہت سی لیکر گاڑھی گاڑھی پکا کر رکھ لیں اور تھوڑی تھوڑی لیکر گرم گرم کاٹنے کی جگہ پر باندھیں جب ٹھنڈی ہو جائے بدلدیں اس سے نیلے رنگ کا پانی جاری ہوگا جب تک یہ پانی جاری رہے اسی طرح دال گرم گرم باندھتے رہیں تجربہ ہے لفظ ثالث

[۲] بچھو کاٹے کی اور دوا نوشادر اور چونہ برابر لیکر ذرا سے پانی میں گھولکر سونگھیں فوراً آرام ہو - ۱۲ لفظ ثالث

تل پانی میں پیس کر باندھیں۔ دُوسری دوا:۔ نہایت مجرب سولی مچھلی آلائش سے پاک کرکے پانی میں جوش دیں کہ گل جاوے پھر اس کے کانٹے دور کرکے تھوڑا سا پیشاب آدمی کا ملاکر زخم پر باندھیں دن بھر میں دو تین بار بدل دیں صحت ہونے تک ایسا ہی کریں مگر نماز کے وقت دھو ڈالیں۔ بندر:۔ پیاز بھون کر نمک ملاکر باندھیں۔ جب زہر کھنچ آئے تو مرہم رسل لگائیں اس کا نسخہ زخم بھرنے کے بیان میں گذر چکا ہے کنکھجورا:۔ اس کے کاٹنے سے دم گھٹنے لگتا ہے اور مٹھائی کو طبیعت چاہتی ہے (دیکھو صفحہ ۱۲۲ حصہ ہذا) - علاج یہ ہے کہ اُسی کو کچل کر اس جگہ باندھیں اگر وہ نہ ملے تو نمک پیسکر سرکہ میں ملاکر لگائیں۔ اور یہ دوا کھائیں زراوند طویل اور پکھان بید اور پوست بیج کبر اور مٹر کا آٹا سب ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ لیکر دو تولہ شہد میں ملاکر کھائیں یہ ایک خوراک ہے اور اس کے لئے دوا ء المسک معتدل بھی مفید ہے اگر کنکھجورا کسی کے چمٹ جائے یا کان میں گھس جائے تو تھوڑی سفید شکر اس کے اوپر ڈالیں فوراً ناخن کھال میں سے نکل جائینگے۔ اور اگر پیاز کا عرق کنکھجورہ پر نچوڑ دیں تو جگہ بھی چھوڑ دے اور فوراً مرجائے اور ناخنوں کے زخموں پر پیاز بھلبھلا کر باندھنا اکسیر ہے۔

کیڑے مکوڑوں کے بھگانیکا بیان

سانپ:۔ پاؤ سیر نوشادر کو پانچ سیر پانی میں گھول کر سوراخوں اور تمام مکان میں چھڑک دیں سانپ بھاگ جائیگا اور کبھی کبھی چھڑکتے رہیں تو اس مکان میں سانپ نہ آئیگا۔ دوسری تدبیر:۔ بارہ سنگے کا سینگ اور بکری کا کھر۔ اور بیخ سوسن اور عاقر قرحا اور گندھک برابر لے کر آگ پر ڈال کر مکان کو بند کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد کھول دیں اگر وہاں سانپ ہوگا تو بھاگ جائیگا تیسری تدبیر:۔ سانپ کے سوراخ میں رائی بھر دیں سانپ مرجائیگا۔ اگر اپنے پاس رائی ڈال کر سوئیں تو سانپ نہیں آسکتا۔ چوتھی تدبیر:۔ کچھ کو منھ میں چبا کر سانپ کے آگے ڈالدیں تو آگے نہ بڑھے گا۔ اور اگر کسی طرح اس کے منہ میں پہنچ جاوے تو مرجاوے اور کاٹنے کی جگہ پر لگانا بیحد مفید ہے۔ اور کھانا بھی مفید ہے۔ جیسا کہ سانپ کے کاٹے کی بیان میں گذرا۔ بچھو:۔ مولی کچل کر اس کا عرق بچھو پر ڈال دیں تو بچھو مرجائیگا۔ اگر اس کے سوراخ پر مولی کے ٹکڑے رکھدیں تو نکل نہ سکے اور وہیں مرجائے۔ پسو:۔ اندرائن کی جڑ یا پھل پانی میں بھگو کر تمام گھر میں چھڑک دیں۔ تمام پسو بھاگ جائیں گے۔ چوہے:۔ سنکھیا سے مرجاتے ہیں لیکن بچوں والے گھر میں رکھنے میں خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ مردار سنگ اور سیاہ کٹکی پیسکر رکھدیں یا کالی کٹکی اور برابر پنج ملاکر رکھیں۔ چیونٹیاں:۔ ہینگ سے بھاگتی ہیں۔ کھٹمل:۔ اگر کہیں ان کا چھتہ ہو تو گندگ اور لہسن کی دھونی

سے مرجاتے ہیں اور سرکہ یا مٹی کا تیل چھڑکنے سے بھی مرجاتے ہیں۔ کپڑوں کا کیڑا:۔ افسنتین یا پودینہ یا لیموں کے چھلکے یا نیم کے پتے یا کافور کپڑوں اور کتابوں میں رکھدیں۔ کھٹمل:۔ چارپائی پر سرخ مرچیں ڈال کر دھوپ میں بچھادیں دو تین دن تک اسیطرح کریں۔ کھٹمل مرجاتے ہیں سرخ مرچ کی دھونی دینا بھی یہی اثر رکھتا ہے

از قدیم:۔ دیمک۔ ہدہد کے پیروں یا اس کے گوشت کی دھونی سے مرجاتی ہے۔ اگر کتابوں اور کپڑوں میں ہوجاوے تو یہی تدبیر کریں۔ محال کی مکھی۔ پرانا کپڑا سلگا کر محال کو دھونی دیں تو مکھیوں کا زہر جاتا ہے اور مکھیاں بے ہوش ہوجاویں۔

سفر کی ضروری تدبیروں کا بیان

(۱) سفر کرنے سے پہلے پیشاب پاخانہ سے فراغت کرلو اور کھانا تھوڑا کھاؤ تاکہ طبیعت بھاری نہ ہو (۲) سفر میں کھانا ایسا کھاؤ جس سے غذا زیادہ بنتی ہو جیسے۔ قیمہ۔ کباب۔ کوفتہ جس میں بھی اچھا ہو اور سبز ترکاریوں سے غذا کم بنتی ہے۔ لہذا مت کھاؤ (۳) بعضے سفر میں پانی کم ملتا ہے۔ ایسے سفر میں خرفہ کے بیج آدھ سیر اور تھوڑا سرکہ ساتھ رکھو نو ماشہ بیج پھانک کر چند قطرے سرکہ کا پانی میں ملا کر پی لیا کرو اس سے پیاس کم لگتی ہے اگر بیج نہ ہوں تو تھوڑا سرکہ پانی میں ملا کر پینا بھی کافی ہے۔ اگر حج کے سفر میں اس کو ساتھ رکھیں تو بہت مناسب ہے (۴) اگر سفر میں عرق کافور بھی ساتھ رکھیں تو مناسب ہے اس سے پیاس بھی نہیں لگتی اور ہیضہ کیلئے بھی مفید ہے اس کی ترکیب ہیضہ کے بیان میں گذر چکی (۵) اگر لو میں چلنا ہو تو بالکل خالی پیٹ چلنا برا ہے۔ اس سے لو کا اثر زیادہ ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ پیاز خوب باریک تراش کر دہی یا اور کسی ترش چیز میں ملا کر چلنے سے پہلے کھالیں اور اگر پیاز کو گھی میں بھون لیں تو بدبو بھی نہ رہے اور پیاز کے پاس رکھنے سے بھی لو نہیں لگتی اور اگر کسی کو لو لگ جائے تو ٹھنڈے پانی سے اس کا ہاتھ منہ دھلاؤ۔ اور کدو یا ککڑی یا خرفہ کچل کر روغن گل ملا کر سر پر رکھو اور ٹھنڈے پانی سے کلیاں کراؤ اور پانی ہرگز نہ پینے دو جب ذرا طبیعت ٹھیرے تو چلتے کے طور پر بہت تھوڑا تھوڑا ٹھنڈا پانی پلاؤ اور یہ دوا پلاؤ وہ بھی ایکدم سے نہیں۔ بلکہ تھوڑی تھوڑی کر کے پلاؤ ایک ایک ماشہ زہرہ مہرہ خطائی اور طباشیر اور چھ رتی نارجیل کو چھ تولہ گلاب میں گھس کر شربت انار ملا کر پلاؤ اور کچی آمبی کا پنا نمک ڈال کر پلانا بھی لو کے لئے اکسیر ہے۔ ترکیب:۔ یہ ہے کہ کچی آمبی کو بھوبھل میں دبادیں۔ جب بھن جاوے نکال کر مل کر پانی میں ملادیں اور چھان لیں

اور نمک ملا کر پئیں۔ دوسری دوا:۔ لو لگے ہوئے کے لئے مفید ہے چھ ماشہ چنے کا ساگ خشک لیکر پاؤ بھر پانی میں بھگو دیں۔ اور اوپر کا صاف پانی لیکر پلا دیں اور ساگ کو ہاتھوں اور پیروں کے تلوؤں پر لیپ کریں

حمل کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

(۱) حمل میں قبض نہ ہونے پاوے۔ جب پیٹ میں ذرا بھی گرانی معلوم ہو تو ایک دو وقت صرف شوربا زیادہ چکنائی دار پی لیں اگر اس سے قبض نہ جاوے تو دو تین تولہ منقیٰ یا مربے کی ہیڑ کھالیں۔ اگر یہ بھی کافی نہ ہو تو یہ نسخہ استعمال کریں اسمیں حمل کو کسیطرح کا نقصان نہیں اور معدہ کو قوی کرتا ہے۔ اور بچہ کو گرنے سے محفوظ رکھتا ہے ساڑھے دس ماشہ گلاب کے پھول کی پنکھڑیاں بہتر تو تازہ ہیں ورنہ خشک سہی رات کو آدھ پاؤ گلاب میں بھگو رکھیں۔ صبح کو اتنا پیسیں کہ چھاننے کی ضرورت نہ رہے پھر تھوڑی مصری ملا کر ناک بند کر کے پیئیں اس سے دو تین دست اچھے ہو جاتے ہیں گویا ہلکا مسہل ہے اور جن کو تحریک نزلہ کا مرض بہت زیادہ ہو وہ اس کو نہ پیئیں۔ بلکہ مربہ کی ہیڑ کھالیا کریں۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو حکیم سے پوچھیں (۲) حمل میں یہ دوائیں نہ استعمال کریں۔ سونف۔ تخم کشوث۔ حب القرطم۔ بالچھڑ تخم خربزہ گوکھرو۔ ہنسراج۔ سداب مربیرہ خطمی۔ تخم خیارین۔ تخم کاسنی۔ املتاس کے چھلکے اور جس کو حمل گرنے کا عارضہ ہو وہ ان دواؤں سے بھی پرہیز رکھے۔ گل بنفشہ۔ خمیرہ بنفشہ۔ آلو بخارا۔ سپستان۔ ریشہ خطمی۔ اور حمل میں اگر دستوں کی ضرورت ہو تو یہ دوا استعمال نہ کریں۔ ارنڈی کا تیل۔ جلاپا۔ ریوندچینی۔ ترنجبین۔ سنا۔ غاریقون۔ شربت دینار۔ اور حاملہ کو یہ غذائیں نقصان کرتی ہیں۔ لوبیا۔ چنا۔ تل۔ گاجر۔ مولی چقندر ہرن کا گوشت۔ زیادہ مرچ زیادہ کھٹائی تربوز خربزہ۔ زیادہ ماش کی دال لیکن کبھی کبھی ڈر نہیں۔ اور یہ چیزیں نقصان نہیں کرتیں۔ انگور۔ امرود۔ ناسپاتی۔ سیب۔ انار۔ جامن میٹھا۔ آم۔ بٹیر۔ تیتر۔ اور چھوٹے چھوٹے پرندوں کا گوشت (۳) چلنے میں بہت زور سے پاؤں نہ پڑے۔ اونچی جگہ سے نیچے کو یک لخت نہ اتریں۔ غرضکہ پیٹ کو زیادہ حرکت سے بچائیں۔ کوئی سخت محنت نہ کریں۔ بھاری بوجھ نہ اٹھائیں بہت غصہ نہ کریں۔ زیادہ غم نہ کریں۔ فصد اور مسہل سے بچیں۔ خاصکر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد زیادہ احتیاط رکھیں۔ خوشبو کم سونگھیں اور نویں مہینے خوشبو سے زیادہ احتیاط رکھیں کیونکہ بچہ مشکل سے ہوتا ہے چلنے پھرنے کی عادت رکھیں کیونکہ ہر وقت بیٹھے رہنے سے بادی اور سستی بڑھتی ہے۔ میاں کے پاس نہ جائیں خاصکر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں کے بعد زیادہ نقصان ہے اور جن کے مزاج میں بلغم زیادہ ہو وہ زیادہ چکنائی بھی نہ کھائیں۔ قیمہ اور مونگ کی دال بھنی ہوئی اور ایسی

چیزیں کھایا کریں۔ ارادہ کر کے قے نہ کریں اگر خود آئے تو روکنا نہ چاہیئے جن چیزوں سے نزلہ اور
کھانسی پیدا ہوان سے بچیں۔ پیٹ کو ٹھنڈی ہوا سے بچائیں۔ (۴) اگر قے بہت آیا کرے تو تین
تین ماشہ انار دانہ اور پودینہ پیس کر شربت غورہ یعنی کچے انگور کے شربت میں ملا کر چاٹ لیا کریں اور
اگر معدہ میں کوئی خرابی ہو اور اس وجہ سے قے آئے تو قے لانیوالی دواؤں سے پیٹ صاف کریں
معدہ کی بیماریوں کے بیان میں یہ دوائیں لکھی گئی ہیں وہاں دیکھ لو۔ (۵) اگر مٹی وغیرہ کھانیکی خواہش ہو
تو تھوڑی خواہش تو خود جاتی رہتی ہے۔ اگر زیادہ ہو تو اُس گلاب والی دوا سے پیٹ صاف کریں جو نمبر (۱)
میں گذر چکی ہے۔ جب دو چار دست ہو جائیں تو شربت غورہ یا کاغذی لیموں میں شکر ملا کر چاٹ لیا کریں
اور چٹ پٹی چیزیں کھایا کریں جیسے چٹنی پودینے یا دھنیے کی جس میں مرچ اور ترشی زیادہ نہ ہو کھانے کے
ساتھ تھوڑی تھوڑی چکھیں اور مرچ سیاہ ڈالیں تو بہتر ہے اگر مٹی کی بہت ہی حرص ہو تو نشاستہ کی
ٹکیاں یا طباشیر کھایا کریں اس سے مٹی کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔ (۶) اگر بھوک بند ہو جائے تو
چکنائی اور مٹھائی کم کھاویں اور اسی گلاب والی دوا سے پیٹ صاف کریں اور بعد غذا کے ایک
تولہ جوارش مصطگی کھایا کریں۔ یا یہ چورن بنا کر غذا سے پہلے یا پیچھے چھ ماشہ سے ایک تولہ تک کھایا کریں
چھ چھ ماشہ مصطگی اور نمک سیاہ اور دھنیہ خشک اور ایک ایک تولہ دانہ الائچی خورد اور انار دانہ کوٹ کر
چھلنی سے چھان کر رکھ لیں۔ (۷) جب دل دھڑکا کرے دو چار گھونٹ گرم پانی یا گرم گلاب کے
پی لیا کریں اور ذرا چلا پھرا کریں اگر اس سے نہ جائے تو دوا ءالمسک معتدل کھایا کریں (۸) اگر پیٹ
میں درد اور ریاح معلوم ہو تو یہ جوارش بہت مفید ہے۔ ایک تولہ زیرہ سیاہ ایک دن رات سرکہ میں
بھگو کر بھون کر ایک تولہ کندر اور صعتر لیکر ان تینوں دواؤں کو کوٹ کر چھلنی میں چھان کر قند سفید میں قوام
کر کے ملالیں خوراک سوا دو ماشہ سے لے کر ساڑھے چار ماشہ تک یا ایک ایک ماشہ مصطگی اور ترنجبین سیکر
دو تولہ گلقند میں ملا کر کھا لیا کریں (۹) اگر حمل میں پیچش ہو جاوے تو اکثر یہ دوا کافی ہو جاتی ہے۔ چھ ماشہ
تخم ریحان چھٹانک بھر گلاب میں پکا کر تھوڑی مصری اور نو دانہ مغز بادام پیسکر اس میں ملا کر کھائیں اور
حمل کی پیچش میں زیادہ لعابدار دوائیں جیسے ریشہ خطمی وغیرہ استعمال نہ کریں خاصکر جسکو حمل گر جانے کی
عادت ہو (۱۰) اگر حمل میں پیروں پر ورم آجائے تو کچھ ڈر نہیں لیکن بہتر ہے کہ تین تین ماشہ ایلوا اور چھالیہ
اور صندل سبز مکوہ کے پانی میں پیس کر ملیں۔ (۱۱) اگر حاملہ کو اندر کے بدن میں کبھی تکلیف اور جلن معلوم
ہو تو تین ماشہ رسوت کو ایک ایک تولہ گلاب اور مہندی کے پانی میں ملا کر یا ملتانی مٹی دہی کے پانی میں
گھول کر لگائیں (۱۲) اگر حمل میں خون آنے لگے تو قرص کہربا کھائیں اور ان دواؤں کا استعمال کریں

جو استحاضہ کے بیان میں لکھی گئی ہیں۔ (۲۳) جس کو حمل گر جانے کی عادت ہو وہ چار مہینے تک اور پھر
ساتویں مہینے کے بعد بہت احتیاط رکھے کوئی گرم چیز نہ کھائے کوئی بوجھ نہ اٹھائے بلکہ ہر وقت لنگوٹ باندھے رکھے
اور جب گرنے کی نشانیاں معلوم ہونے لگیں فوراً حکیم سے رجوع کرنا چاہیے۔ اور اگر گر جائے تو
اس وقت بڑی احتیاط درکار ہے کوئی بات حکیم کی رائے کے خلاف اپنی عقل سے نہ کریں۔ لیکن بہت
ضروری باتیں تھوڑی سی ہم نے بھی آگے لکھدی ہیں اور چونکہ ایک دفعہ گر جانے سے آگے کو بھی یہ عارضہ
لگ جاتا ہے۔ اور اگر بچہ ہوا بھی تو کمزور ہوتا ہے اور جیتا نہیں اور اگر جیا بھی تو ام الصبیان یعنی مرگی وغیرہ میں
مبتلا رہتا ہے اس کی روک تھام کے لئے یہ معجون بنا کر حمل قائم ہونے کے بعد چوتھے مہینے سے پہلے
چالیس دن تک ساڑھے چار ماشہ روز کھائیں اور حمل قرار ہونے سے پہلے طبیب سے رائے لیکر اگر مسہل کی
ضرورت ہو مسہل بھی لے لیں اور اگر بدون حمل بھی کھاویں تو رحم کو تقویت دیتی ہے۔ برادہ صندل سفید اور
برادہ صندل سرخ اور مازو سبز اور درونج عقربی اور عود صلیب اور ابریشم خام مقرض اور بیج انجبار اور
گل ارمنی سب سوا گیارہ گیارہ رتی اور تخم خرفہ اور مغز تخم خربزہ ساڑھے بائیس بائیس رتی سب کو کوٹ
چھان کر شربت غورہ بیالیس ماشہ اور قند سفید سات تولہ اور شہد خالص ستائیس ماشہ قوام کر کے اس میں
یہ دوائیں ملائیں پھر بیچ موتی اور کہربائے شمعی اور طباشیر سوا گیارہ گیارہ رتی اور چاندی سونے کے
ورق ڈھائی ڈھائی عدد سب کو چار تولہ عرق بید مشک میں کھرل کر کے ملالیں اس سے دودھ بھی بڑھتا
ہے۔ اور بچہ کو ام الصبیان نہیں ہوتا۔

اسقاط یعنی حمل گرجانے کی تدبیروں کا بیان

اسقاط کے بعد غذا بالکل بند کر دیں۔ جب بھوک زیادہ ہو تو خربزہ کے چھلے ہوئے بیج دو تین تولہ ذرا
بھون کر اور ذائقہ کے موافق لاہوری نمک اور کالی مرچ ملا کر کھائیں یا منقی سینک کر کھلائیں تین
دن تک اور کچھ غذا نہ دیں اور پیٹ کی صفائی کیلئے یہ نسخہ پلاتے رہیں۔ تخم خربزہ اور گوکھرو چھ چھ
ماشہ اور بیج کاسنی اور پرسیاؤشان اور سداب اور مشک طرامشیع یعنی پہاڑی پودینہ پانچ پانچ ماشہ
اور املتاس کے چھلکے ایک تولہ پانی میں اوٹا کر چھان کر تین تولہ شربت بزوری بارد ملا کر نیم گرم پئیں اور
کمر اور ناف کے نیچے نیم کے پتوں سے سینکتے رہیں چوتھے دن تھوڑی موٹھ اوٹا کر اس کا پانی پلائیں
پھر پانچویں دن شوربے میں چپاتی خوب گلا کر دیں اور پیٹ کی صفائی میں کمی نہ رہنے دیں اور باقی
تدبیریں زچہ خانہ کی سی ہیں۔ جن کا بیان آگے آتا ہے۔ اور بعض عورتوں کو اسقاط سے رحم اور جگر میں

ضعف ہو جاتا ہے اس مرض کو پرسوت کہتے ہیں۔

زچہ کی تدبیروں کا بیان

دیکھو ص ۲۴ حصہ ہذا ۱۲

(۱) جب نواں مہینہ شروع ہو جاوے ہر روز ایک ماشہ مصطگی باریک پیس کر اس میں نو ماشہ روغن بادام اور ذرا سی مصری ملا کر روز چاٹ لیا کریں اگر روغن بادام اچھا نہ ملے تو گیارہ بادام چھیل کر خوب باریک پیس کر مصری ملا کر چاٹ لیا کریں اور جس کا معدہ قوی ہو اس کو مصطگی ملانیکی ضرورت نہیں اور گائے کا دودھ جس قدر ہضم ہو سکے پیا کریں یا گائے کا مسکہ اگر ہضم ہو جائے چاٹا کریں یا ڈیڑھ دو تولہ ناریل اور مصری کوٹ کر جب ایک ذات ہو جاویں ہر روز کھا لیا کریں ان سب دواؤں سے بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جب دن بہت ہی کم رہ جائیں تو گرم پانی سے ناف کے نیچے دھارا کریں۔ اور خوب چکنا شوربا پیا کریں اور جب بالکل ہی وقت آ پہنچے اور درد شروع ہو تو یہ دوا بہت مفید ہے۔ املتاس کے چھلکے ڈیڑھ تولہ کچل کر پانی میں جوش دے کر تین تولہ شربت بنفشہ ملا کر پلائیں اور مقناطیس بائیں ہاتھ میں لینے سے یا بسد یعنی مونگے کی جڑ بائیں ران پر باندھنے سے بھی بچہ پیدا ہونے میں آسانی ہوتی ہے۔ اور یہ تیل نہایت مفید ہے۔ گل بابونہ۔ بنفشہ۔ تخم خطمی۔ اکلیل الملک۔ السی کے بیج سب چھ چھ ماشہ اور ٹیسو کے پھول دو دو تولہ سب کو سیر بھر پانی میں اوٹالیں جب آدھا پانی رہجاوے مل کر چھانکر اس میں آدھ پاؤ ارنڈی کا تیل اور دو تولہ گائے کی نلی کا گودا اور بکرے کے گردے کی چربی ملا کر پھر پکائیں جب پانی جل جاوے اور تیل رہ جاوے اتار کر رکھ لیں جب ضرورت ہو گرم کر کے ناف کے نیچے اور کمر پر ملیں۔ اور دائی سے اندر استعمال کرائیں اور جس عورت کے رحم میں ورم ہو اس کی بچہ ہونیکے وقت تو اس کی مالش اور استعمال بہت ہی ضروری ہے۔ ورنہ عورت کے مرجانے کا ڈر ہے اور یہ تیل اس قابل ہے کہ گھروں میں تیار رہے اگر زیادہ تکلیف ہو یا بچہ پیٹ میں مرجائے یا اور کوئی نئی خطرہ کی بات پیدا ہو جائے۔ تو فوراً حکیم کو خبر کرو (۲) دستور ہے کہ مٹی یا بیسن سے بچہ کو غسل دیتے ہیں

ناف کی ترکیب جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو اسکی غذا منھ میں کو نہیں پہنچتی۔ بلکہ رحم کے اندر ایک جھلی پیدا ہو جاتی ہے اس جھلی میں خون رحم میں سے آتا ہے اور اس جھلی میں سے ایک نلکی آنت کیسی شکل کی بچہ کی ناف میں ملی ہوتی ہے وہ خون بچہ کے بدن میں اس نلکی کی راہ پہنچتا ہے اسکو آنول نال کہتے ہیں حکیم مطلق نے بچہ کے منھ اور زبان کی گندی غذا سے حفاظت کرنے کیلئے یہ راستہ بنایا کیونکہ زبان ذکر اللہ کیلئے پیدا ہوئی ہے آنول نال کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے اسکو ناف کے پاس سے دو انگلیوں سے دبا کر آہستہ سے باہر کو سونت دیں تاکہ ہوا اور خون جو کچھ جمع ہو گیا ہو نکل جاوے بھلاون کے ڈورے کو چکنا کر کے ایک بند بچہ کی ناف کے پاس باندھیں اور ایک بند ایک بالشت چھوڑ کر جب دونوں بند باندھ چکیں تو تیز قینچی سے دونوں بندوں کے درمیان کاٹ دیں اگر اس کٹی ہوئی نال کے سوراخ میں دو حبہ مشک ڈالدیں تو بچہ کو کبھی ڈبہ نہ ہو کاٹنے کے بعد روغن زیتون میں کپڑا بھگو کر رکھیں یا یہ دوا چھڑکیں ہلدی دم الاخوین انزروت زیرہ سفید چھڑیلہ مرکی سب تین تین ماشہ خوب باریک پیس کر چھانکر چھڑکیں اگر آنول نال کو کاٹنے اور بند باندھنے سے پہلے نہ سونتیں تو نشانہ یا رحم ہوجاوے تمام عمر تولید یا رحم کا مرض رہیگا بچہ کو ایکدن رات دودھ نہ دیں بجائے دودھ کے گھونٹی دیں تاکہ پیٹ خوب صاف ہو جاوے اگلے دن دودھ دیں بچہ کی ماں اس عرصہ میں اپنا دودھ دو تین دفعہ دبا دبا کر نکالدے بلکہ گرم پانی سے چھاتیوں کو دھارے تاکہ جما ہوا دودھ نکل جاوے ایک ہفتہ تک دن رات میں تین دفعہ سے زیادہ دودھ نہ پلاویں ۱۲ نظر ثالث

ص ۱۵ پنجیری دودھ میں ڈالکر عورت کو سامنے رکھنا بہت مفید ہے دوا جس سے بچہ آسانی سے ہو جاتا ہے زعفران اصلی نوشادر ایک ایک ماشہ پیسکر انڈے کی زردی میں ملا کر دودھ میں گھولکر نیم گرم پلاویں ایک دوا جس سے بچہ فوراً ہو جاتا ہے ایک سفید جالا مکڑی کا دو تولہ پانی میں پیسکر دائی رحم کے منھ پر لگا دے تنبیہ جا بجا اچھی طرح صاف کر لیں ایسی مکڑی سے اللہ بچائے کہ زہریلی ہو اور یہ دھیان ہو! دیہاتی اور قوی عورتوں کیلئے ہے پر گرم مزاج عورتیں نہ استعمال کریں آنول [illegible]

بجائے اس کے اگر نمک کے پانی سے غسل دیں اور تھوڑی دیر کے بعد خالص پانی سے نہلائیں تو بہت سی بیماریوں سے جیسے پھوڑا پھنسی وغیرہ سب سے حفاظت رہتی ہے۔ لیکن نمک کا پانی ناک یا آنکھ یا کان یا منہ میں نجانے پائے اگر بچہ کے بدن پر میل زیادہ معلوم ہو تو کئی روز تک نمک کے پانی سے غسل دیں۔ اور اگر میل نہ ہو تو بھی چلہ بھر تک تیسرے چوتھے دن خالص پانی سے غسل دیدیا کریں۔ اور غسل کے بعد تیل ملدیا کریں اگر چار پانچ مہینے تک تیل کی مالش رکھیں تو بہت مفید ہے۔

(۳) بچہ کو ایسی جگہ رکھیں جہاں بہت روشنی نہ ہو۔ زیادہ روشنی سے اس کی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

(۴) گھٹی میں جو املتاس ہوتا ہے اس کو اور دواؤں کے ساتھ پکانا نہ چاہیئے۔ اس سے اثر جاتا رہتا ہے۔ یا تو الگ بھگو کر چھان لیں یا پکی ہوئی دوا میں ملا کر چھان لیں (۵) بچہ کو دودھ دینے سے پہلے کوئی میٹھی چیز جیسے شہد یا کھجور چبائی ہوئی وغیرہ انگلی پر لگا کر اس کے تالو میں لگائیں لے۔ (۶) دستور ہے کہ زچہ کو کاڑھا پلاتے ہیں اور اسکے لئے ایک نسخہ مقرر ہے۔ سب کو وہی دیا جاتا ہے چاہے اس کا مزاج گرم ہو یا سرد ہو یا وہ بیمار ہو یہ بُرا دستور ہے۔ بلکہ مزاج کیموافق دوا دینا چاہیئے اگر عورت کا مزاج سرد ہے تو ایک ایک تولہ مجیٹھ اور سونف اور نرکچور اور مکوہ خشک سب کو چار سیر پانی میں اوٹالیں جب تین سیر رہجاوے تو استعمال کریں۔ اور مزاج گرم ہے تو دو دو تولہ مکوہ خشک اور خربزہ کے بیج اور گوکھرو ان سب کو چار سیر پانی میں اوٹا کر جب تین سیر رہجاوے استعمال میں لاویں اور جب زچہ کو بخار ہو۔ تو صرف مکوہ خشک کا پانی دیں۔ اسی طرح یہ بھی دستور ہے کہ زچہ کو اچھوانی اور گوند سونٹھ ضرور دیتے ہیں یہ بھی بُرا دستور ہے کسی کو موافق آتا ہے کسی کو نقصان کرتا ہے خاص کر بخار میں اچھوانی بہت ہی نقصان کرتی ہے اگر زچہ بیمار ہو یا ہضم میں فتور ہو تو سب سے عمدہ غذا شوربا یا یخنی ہے البتہ روٹی نہ دیں تو مضائقہ نہیں اور اگر بخار یا بیماری زیادہ ہو تو حکیم سے پوچھکر جو حکیم بتلاوے وہ دو جس کو گوند موافق نہ ہو اس کے واسطے وہ لڈو بناؤ جس کی ترکیب رحم سے ہر وقت رطوبت جاری رہنے کے بیان میں لکھی گئی ہے (۷) بچہ کو زیادہ دیر تک ایک کروٹ پر لیٹے ہوئے کسی چیز پر نگاہ نہ جمانے دیں اس سے بھینگا پن ہو جاتا ہے۔ کروٹ بدلتے رہیں (۸) زچہ کو بھی تیل ملوانا بہت مفید ہے مگر بعض عورتوں کو تیل گرمی کرتا ہے اور پھوڑے پھنسی نکل آتے ہیں اُن کے لئے یہ تیل مناسب ہے جھاؤ کے پتے آدھ پاؤ اور مہندی کے پتے چھٹانک بھر اور نکولی چھٹانک بھر اور مجیٹھ دو تولہ ان سب کو رات کو پانی میں بھگو رکھیں صبح کو جوش دے کر ملکر چھان کر سرسوں یا تل کا تیل ایک سیر ملا کر پھر پکائیں کہ پانی سب جل جاوے اور تیل رہجائے پھر اس میں دو تولہ مصطگی اور ایک تولہ قسط تلخ خوب باریک پیس کر ملا کر رکھ

لیں اور نیم گرم ملوائیں (۹) جس کے دودھ کم ہو اس کو اگر دودھ موافق ہو تو دودھ پلاؤ اور بھیجا زیادہ کھلاؤ اور مرغ کا شوربا پلاؤ اور یہ دوائیں بھی مفید ہیں پانچ ماشہ کلونجی یا پانچ ماشہ تودری سرخ ہر روز دودھ کیساتھ پھانکیں یا دو تولہ زیرہ سیاہ آدھ سیر گھی میں کسیقدر بھونکر سیر بھر شکر سفید اور آدھ سیر سوجی ملا کر قوام کر لیں پھر بادام چھوہارہ ناریل، چلغوزہ بقدر مناسب ملالیں خوراک دو تولہ سے چار تولہ تک یا گاجر کا حلوہ کھلائیں اور غذا عمدہ کھلائیں (۱۰) دودھ پلانیوالی کوئی چیز نقصان کرنے والی نہ کھائے اسی طرح تراتیزک کا ساگ اور رائی اور پودینہ نہ کھائے کہ ان چیزوں سے دودھ بگڑتا ہے (۱۱) اگر دودھ چھاتیوں میں جم جائے اور تکلیف دے اور چھاتیوں میں کھچاؤ معلوم ہونے لگے تو فوراً علاج کریں ایک علاج یہ ہے کہ ایک ایک تولہ بنفشہ اور خطمی اور گل بابونہ اور دو تولہ ٹیسو کے پھول لے کر دو سیر پانی میں اوٹا کر گرم گرم پانی سے دھاریں اور انھیں دواؤں کو رکھکر باندھیں جب ٹھنڈا ہو جاوے اتار دیں (۱۲) جس کا دودھ خراب ہو بچہ کو نہ پلائیں ایک بوند ناخن پر ڈالکر دیکھ لیں اگر فوراً بہ جائے یا بہت دیر تک نہ بہے خراب ہے اور اگر ذرا بہ کر رہجائے تو عمدہ ہے اور جس دودھ پر مکھی نہ بیٹھے وہ برا ہے۔ **مسان کا علاج**۔ مسان ایک مرض ہے جس کی بہت صورتیں ظہور میں آتی ہیں کوئی بچہ سوکھ سوکھ کر مرجاتا ہے۔ کسی کو کمیرہ (ام الصبیان) کے دورے پڑتے ہیں کوئی دستوں سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ کسی کو پیاس اور ٹونس بہت ہوتی ہے۔ کسی کے بچہ سوتے سوتے مر کر رہجاتے ہیں۔ کسی کے بچے دو برس یا کم و بیش مدت تک اچھے رہتے ہیں پھر ایک دم مرجاتے ہیں یہ سب مسان کی شاخیں ہیں یہ مرض بچے کو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو لگاتار بچے مرتے ہی چلے جاتے ہیں۔ جب تک ماں کا علاج نہ ہو شروع حمل میں بلکہ حمل سے پہلے اس کی دوا نہ کیجائے بچہ کو نفع نہیں پہنچتا چونکہ یہ مرض آجکل بکثرت ہونے لگا ہے۔ اسواسطے علاج اسکا لکھا جاتا ہے مفصل علاج تو اس کا بہت طول چاہتا ہے۔ یہاں چند نسخے اس مرض سے حفاظت کیلئے اور چند ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں (۱) عورت کا علاج حمل سے پہلے ہوشیار طبیب سے کراؤ اگر ضرورت مسہل کی ہو تو برعایت خون کی صفائی اور زہر کے اتار اور تقویت دل کے مسہل دیا جائے (۲) پھر حمل کی حالت میں فصل ماہ چہارم وہ معجون دی جاوے جو حمل کی تدبیروں کے بیان میں گذر چکی ہے جس کی پہلی دوا برادہ صندل سفید ہے۔ چالیس دن کھاویں وہ معجون ہر مزاج کے موافق ہے۔ (۳) وہ معجون چالیس دن کھا کر چھوڑ دیں اور یہ گولی برابر بچہ ہونے تک کھاتی رہیں اور جب بچہ پیدا ہو تو بچہ کو بھی برابر دو برس تک کھلاتی رہیں۔ اور خود بھی کھاتی رہیں۔ گولی کا نسخہ یہ ہے

تلسی کے پتے جلنیم کے پتے۔ چرچٹہ کی جڑ۔ اکاس بیل جو ببول کے درخت کی نہ ہو۔ کرنجوے کے پتے۔ ارنڈ کے پتے سب ڈھائی ڈھائی ماشہ لیکر سایہ میں خشک کرلیں۔ پھر عود صلیب بنسلوچن۔ دانہ الائچی کلاں چار چار ماشہ۔ دانہ الائچی خورد دو۲ ماشہ زرنب یعنی تالیسپتر ڈھائی ماشہ سب کو کوٹ چھان لیں۔ اور زہر مہرہ خطائی اصلی ناجیل دریائی۔ جدوار خطائی سیپیہ گلاب میں کھرل کریں اور مشک تین چاول۔ زعفران اصلی تین رتی ملاکر پھر خوب کھرل کرلیں۔ اور سب ادویات کو ملاکر شہد ہموزن میں ملاکر گولیاں چنے کی برابر بنالیں اور ایک گولی روز کھاویں۔ جب بچہ پیدا ہو تو اس کو چوتھائی گولی دیں پھر چند روز کے بعد آدھی گولی پھر سال بھر کے بعد ایک گولی روز دیں یہ گولی بچہ کے بہت سے امراض کے لئے مفید ہے اور نقصان کسی حال میں نہیں کرتی (۴) مسان کے مرض کے لئے سب سے ضروری تدبیر یہ ہے کہ ماں کا دودھ بالکل نہ دیا جاوے کوئی دوسری تندرست عورت دودھ پلاوے یا بکری گائے وغیرہ یا ولائتی ڈبہ کے دودھ سے پرورش کیجائے غرض ماں کے دودھ میں زہر ہوتا ہے یا تو ماں کا دودھ بالکل نہ دیا جاوے یا ممکن ہو تو ماں کے دودھ کی صفائی کی تدبیریں کسی قابل اور تجربہ کار حکیم کی رائے سے کیجاویں مگر یہ مشکل ہے لہذا ماں کا دودھ نہ دینا ہی مناسب ہے۔ (۵) بچہ کے گلے میں عود صلیب نر دو ماده لمبائی میں سوراخ کر کے ڈورے میں پرو کر ڈالدیا جائے۔ (۶) اگر بچہ کو مسان ہو گیا ہے تو اس کی تدبیریں اور علاج میں جو صورت پیش آوے اس کے موافق حکیم کو اطلاع کر کے کرو اور بہت صورتوں کا علاج کتاب ہذا میں بھی لکھا گیا ہے۔ (۷) مسان کو تعویذ گنڈوں سے بھی بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کسی مسلمان دیندار عالم سے رجوع کریں جاہلوں اور بددینوں اور سیانوں سے ہرگز رجوع نکریں ایک عمل اسی حصّہ کے آخر میں جھاڑ پھونک کے بیان میں لکھا گیا ہے نہایت مجرب ہے۔

بچوں کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

(۱) سب سے بہتر ماں کا دودھ ہے بشرطیکہ مسان کا مرض نہ ہو اور اگر مسان کا مرض ہو تو سب سے مضر ماں کا دودھ ہے (مسان کا بیان گذر چکا) تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچے کے منہ میں دے تو بچہ کو فائدہ پہنچتا ہے اگر یہ عادت کرلیں کہ ہر دفعہ دودھ پلانے سے پہلے ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو بہت مفید ہے (از قانون شیخ)۔ (۲) جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو گہوارے میں جھلانا اور لوری (گیت) سنانا اس کو بہت مفید ہوتا ہے گود میں لیں یا گہوارے میں لٹادیں بچہ کا سر اونچا رکھیں (۳) بچہ جس وقت سے پیدا ہوتا ہے اسکا دماغ فوٹو کیسی خاصیت رکھتا ہے جو کچھ اسمیں

آنکھ کی راہ سے یا کان کی راہ سے پہنچتا ہے منقش ہو جاتا ہے اور تمام عمر محفوظ رہتا ہے اگر اچھی تعلیم دینی ہو تو بچہ کے سامنے تمیز اور سلیقہ کی باتیں کریں کوئی حرکت خلاف تہذیب نہ کریں اور کوئی بات بُری منہ سے نہ نکالیں کلام پڑھتے رہیں۔ (۴) جب دودھ چھڑانے کے دن نزدیک آویں اور بچہ کچھ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھیں کہ کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں اس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل سے نکلیں اور ہمیشہ کیلئے دانت کمزور رہیں (۵) ایسی حالت میں نہ غذا پیٹ بھر کر کھلا دیں۔ نہ پانی زیادہ پلاویں اس سے معدہ ہمیشہ کیلئے کمزور ہو جاتا ہے۔ اگر ذرا بھی پیٹ پھولا دیکھیں تو غذا بند کر دیں اور جس طرح ہو سکے بچہ کو سلا دیں اس سے غذا جلدی ہضم ہو جاتی ہے۔ (۶) اگر گرمی میں دودھ چھڑایا جاوے تو پیاس اور بھڑک نہ ہونے دیں اس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر روز زہر مہرہ گلاب یا پانی میں گھس کر پلائیں اور زیادہ چکنائی نہ کھلائیں اور ہمیشہ تیسرے دن تالو پر مہندی کی ٹکیہ رکھیں یا نشاستہ گلاب میں ملا کر تالو پر ملا کریں اس سے سوکھے کے عارضہ سے بھی حفاظت رہتی ہے۔ اور اگر بہت جاڑوں میں دودھ چھڑایا جاوے تو سردی سے بچائیں اور کوئی ثقیل چیز نہ کھانے دیں اور بد ہضمی کا خیال رکھیں۔ (۷) جب مسوڑھے سخت ہو جاویں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو مرغے کی چربی مسوڑھوں پر ملا کریں اور سر اور گردن پر تیل خوب ملا کریں اور کان میں بھی تیل خوب ڈالا کریں۔ اور کبھی کبھی شہد دو دو بوند نیم گرم کر کے کانوں میں ڈالدیا کریں کہ میل نہ جمے اور اس دوا کا استعمال کریں کہ دانت آسانی سے نکلیں السی ادرکھی کا بیج اور خطمی اور گل بابونہ سب چھ چھ ماشہ رات کو پانی میں بھگوئیں صبح جوش دے کر ملکر چھان کر تین تولہ روغن گل اور دو تولہ شہد خالص اور ایک تولہ بکری کے گردہ کی چربی اور مرغی کی چربی ملا کر پھر پکائیں کہ پانی جل کر مرہم سا ہو جاوے پھر اس میں چھ ماشہ نمک باریک پیسکر ملا کر رکھیں اور نیم گرم کر کے ہر روز مسوڑھوں پر ملا کریں اور اگر مرغی کی چربی نہ ہو تو گائے کی نلی کا گودا ڈالیں اور کبھی دانتوں کے مشکل سے نکلنے سے بچہ کے ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں اس وقت سر اور گردن پر تیل ملیں (۸) جب دانت کسی قدر نکل آئیں اور بچہ کچھ چبانے لگے تو ایک گرہ ملہٹی کی اوپر سے چھیل کر پانی میں بھگو کر نرم کر کے بچہ کے ہاتھ میں دیدیں کہ اس سے کھیلا کرے اور اس کو چبایا کرے اس سے ایک تو اپنی انگلیاں نہ چبائے گا۔ دوسرے دانت نکلنے میں مسوڑھے نہ پھولینگے۔ اور درد نہ کرینگے اور کبھی کبھی نمک اور شہد ملا کر مسوڑھوں پر ملتے رہیں اس سے منہ نہیں آتا اور دانت بہت آسانی سے نکلتے ہیں (۹) جب بچے کی زبان کچھ کھُل چلے تو کبھی کبھی زبان کی جڑ کو انگلی سے مل دیا کریں اس سے بہت جلدی صاف

بولنے لگتا ہے (۱۰) حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بُری عادتوں سے بھی تندرستی خراب ہو جاتی ہے
لہٰذا بچہ کی عادتیں درست رکھنے کا بہت خیال رکھیں کوئی اور بھی اس کے سامنے بیہودہ حرکت نہ کرنے
پائے بچوں کو کسی خاص غذا کی عادت نہ ڈالو بلکہ موسمی چیزیں سب کھلاتے رہو تاکہ عادت رہے البتہ
بار بار نہ کھلاؤ جب تک ایک چیز ہضم نہ ہو جائے دوسری نہ دو اور کوئی چیز اتنی نہ کھلاؤ کہ ہضم
نہ ہو سکے اور سبز میووں پر پانی نہ دو اور کھٹائی زیادہ نہ کھانے دو خاص کر لڑکیوں کو اور بچوں پر تاکید
رکھو کہ کھانا کھانے میں اور پانی پینے میں نہ ہنسیں نہ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے لقمہ یا پانی ناک کی
طرف چڑھ جائے[۱]۔ اور جس قدر مقدور ہو بچوں کو اچھی غذا دو اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آجاویگی
تمام عمر کام آوے گی۔ خاص کر جاڑوں میں میوہ یا تل کے لڈو کھلایا کرو۔ ناریل اور مصری کھانیسے
طاقت بھی آتی ہے اور چنونے پیدا نہیں ہوتے اور سوتے میں پیشاب زیادہ نہیں آتا اس طرح اور
میوؤں میں اور فائدے ہیں (۱۲) بچوں کو محنت کی عادت ضرور ڈالیں بلکہ بقدر ضرورت لڑکوں کو ڈنڈ
مگدر کی اور اگر مقدور ہو گھوڑے کی سواری کی اور لڑکیوں کو چھوٹی چکی پھر بڑی چکی اور چرخہ پھیرنے کی
عادت ڈالیں (۱۳) ختنہ جتنی چھوٹی عمر میں ہو جاوے بہتر ہے تکلیف کم ہوتی ہے اور زخم جلد ہی بھر
جاتا ہے۔ (۱۴) بہت تھوڑی عمر میں شادی کر دینے میں بہت سے نقصان ہیں بہتر تو یہی ہے کہ لڑکا
جب کمانیکا اور لڑکی جب گھر چلانیکا بوجھ اٹھا سکے اس وقت شادی کیجاوے۔

بچوں کی بیماریوں اور علاج کا بیان

فائدہ:۔ بچوں کو بہت تیز دوا مت دو خواہ گرم ہو جیسے اکثر کشتے یا سرد ہو جیسے کافور اس کی
احتیاط دودھ پینے تک تو بہت ہی ہے۔ پھر بھی چودہ پندرہ برس کی عمر تک خیال رکھو اور دودھ
پیتے بچہ کے علاج میں دودھ پلانی کو پرہیز رکھنے کی بہت ضرورت ہے اور جب تک بچہ بارہ برس
کا نہ ہو جائے فصد ہرگز نہ لیں اگر بہت ہی لاچاری ہو تو بھری سینگیاں لگاویں اور یاد رکھو جب
کوئی ترش دوا یا غذا بچہ کو دیجائے تو دودھ پلانیسے دو گھنٹہ کا فاصلہ ضرور رہے تاکہ دودھ کی
ساتھ ترشی معدہ میں نہ جمع ہو بعض دفعہ بہت نقصان ہو جاتا ہے اب کچھ بیماریاں لکھی جاتی ہیں
ام الصّبیان۔ اس کو کمیڑہ اور مسان[۲] بھی کہتے ہیں۔ اس میں بچہ یک لخت بیہوش ہو جاتا ہے
اور ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں اور منہ میں جھاگ آجاتے ہیں پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے
یہاں چند ضروری باتیں سمجھ لو جب دورہ پڑے تو فوراً بازو اور رانیں کسی قدر کسکر باندھ دو اور رانی

[۱] خاص کر سوڈا الیمنڈ کی بوتل پینے میں کہ اس سے اگر پھندا لگتا ہے تو موت کی نوبت آجاتی ہے ۱۲۔
[۲] مسان کا علاج مفصل اوپر لکھا گیا ۱۲ منہ

سے ہتھیلیوں اور تلوؤں کی مالش کرواور منھ سے جھاگ صاف کردو اور اس مرض والے کو بہت تیز اور چمکدار چیزوں کی طرف دیکھنے سے اور بھیڑ اور گائے کے گوشت سے ضرور بچانا چاہئے۔ جند بید ستر سونگھانا اور بچہ کے بستر پر چاروں طرف ذرا ذرا سا رکھ دینا مفید ہے۔ خاصکر چاند کے شروع مہینے میں کیونکہ یہ دن دورہ کی زیادتی کے ہیں اور اکثر بڑے ہوکر یہ مرض خود بخود بھی جاتا رہتا ہے اور چونکہ یہ مرض اکثر رحم کی خرابی سے ہوتا ہے اسواسطے جس عورت کے بچوں کو یہ مرض ہوتا ہے اسکو اُس معجون کا کھالینا بہت مفید اور ضروری ہے جو حمل کی تدبیروں کے بیان کے بالکل آخیر میں لکھی ہے جس کے اوّل میں دونوں صندل ہیں۔ سوکھا:۔ اس میں بچے کو پیاس بہت لگتی ہے اور تالو کی حرکت موقوف ہوجاتی ہے اور دمبدم سوکھتا چلا جاتا ہے اخیر میں کھانسی بھی ہوجاتی ہے اور دست آنے لگتے ہیں علاج یہ ہے کہ کدو یعنی لوکی یا خرفہ دو تولہ کچل کر روغن گل ملاکر ٹکیہ بناکر سر پر رکھیں جب وہ گرم ہوجاوے بدل دیں اور دو دو ماشہ تخم خرفہ اور تخم کاسنی گاؤزبان کے عرق میں پیسکر چھان کر ایک تولہ شربت انار شیریں ملاکر چار چار رتی طباشیر اور زہر مہرہ دو تولہ عرق بید مشک میں گھسکر ملاکر پلائیں اور اگر دست آتے ہوں تو تخم خرفہ تخم کاسنی کو ذرا بھون کر پیسیں اور اگر کھانسی ہو تو دو ماشہ ملہٹی بھی پیس دیں اور ہاتھ پاؤں پر ہر روز مہندی لگانا اور ٹھنڈے پانی سے دھونا بھی مفید ہے اگر بچہ دودھ پیتا ہے تو دودھ پلانی کو ٹھنڈی غذا دیں جیسے کدو۔ تُرئی۔ پالک کھیرا۔ آش جو وغیرہ اور اس کو بھی ٹھنڈی دوائیں پلائیں اور اگر بچہ دودھ نہ پیتا ہو تو اس کے لئے سب سے بہتر غذا آش جو ہے اور جب دست ہوں تو کھچڑی یا ساگودانہ دیں۔ ڈبّہ:۔ جس کو پسلی کا چلنا بھی کہتے ہیں اس کے شروع میں گرم خشک دوائیں دیں جیسے۔ گگر وندہ یا مشک یا ہلدی پان وغیرہ بلکہ جس روز ڈبّہ ہو یہ گھٹی دیں۔ دو دانہ عناب۔ چار دانہ مویز منقےٰ۔ دو دو ماشہ مکوہ خشک۔ گل بنفشہ ملہٹی گاؤزبان اور ایک ماشہ ابریشم خام مقرض گرم پانی میں بھگو کر اور دو دو تولہ املتاس اور ترنجبین اور ایک تولہ خمیرہ بنفشہ علیحدہ بھگو کر ملکر چھان کر ملادیں اور چار دانہ مغز بادام پیس کر بھی ملالیں اور ایک ایک دن بیچ دے کر تین دفعہ یہ گھٹی دیں اور اوّل دن سے سینہ پر یہ مالش کریں۔ چھ چھ ماشہ السی اور تخم خطمی اور گل بنفشہ اور میتھی کے بیج اور مکوہ خشک پانی میں بھگو کر جوش دے کر خوب ملکر چھان کر چار تولہ روغن گل اور دو تولہ موم زرد ملاکر پھر پکائیں یہاں تک کہ پانی جل کر تیل رہ جائے پھر اس تیل میں تین ماشہ مصطگی پیس کر ملاکر رکھ لیں اور نیم گرم کرکے سینہ پر اور جہاں گڑھا پڑتا ہو دن میں دو تین بار مالش کریں اور روئی گرم کرکے باندھ دیں۔ کبھی اس مالش سے ہی آرام ہوجاتا ہے۔ گھٹی کی ضرورت نہیں ہوتی بڑوں کی پسلی کے درد کو بھی مفید ہے گھٹی کے بعد اگر گگر وندہ یا مشک وغیرہ دیں

تو کچھ ڈر نہیں بچے کو اور دودھ پلانی کو پرہیز کی ضرورت ہے۔ صرف مونگ کی دال چپاتی یا کھچڑی دیں بچہ کا بہت رونا اور نہ سونا اگر کہیں درد یا تکلیف ہو تو اسکا علاج کریں نہیں تو یہ دوا دیں چرونجی خشخاش سفید خشخاش سیاہ۔ السی، تخم خرفہ، تخم بارتنگ، تخم کاہو۔ انیسون۔ سونف۔ زیرہ سیاہ۔ سب کو چھ چھ ماشہ لیکر کوٹ چھان کر قند سفید پانچ تولہ کا قوام کر کے یہ دوائیں ملالیں دو ماشہ سے سات ماشہ تک خوراک ہے اس سے بڑوں کو بھی خوب نیند آتی ہے البتہ جس بچہ کو ام الصبیان کا دورہ پڑتا ہے۔ اس کو نہ دیں اور کسی بچہ کو افیون نہ دیں اخیر میں بہت نقصان لاتی ہے۔ افیون کی جگہ یہ دوا دیں۔ نیند میں چونکنا۔ بچہ اگر کسی چیز سے ڈر گیا ہے تو جس طرح ہو سکے اُسکے دل سے خوف مٹائیں اور اگر پیٹ چڑھا ہو تو گھٹی سے پیٹ صاف کریں کان کا درد اس کی پہچان یہ ہے کہ بچہ بہت روئے اور کوئی ظاہری سبب معلوم نہ ہو اور بار بار اپنا ہاتھ کان پر لیجائے اور جب اس کے کان پر نرمی سے ہاتھ پھیریں تو آرام پائے اس کیلئے یہ دوائیں مفید ہیں۔ ایک نسخہ۔ سکھدرشن یا گیندے کے پتوں کا پانی نیم گرم دو دو بوند کان میں ڈالیں۔ دوسرا نسخہ۔ رسوت۔ صعتر۔ مسور تین تین ماشہ لیکر چھٹانک بھر پانی میں اوٹائیں جب پانی آدھا رہ جائے ملکر چھانکر روغن گل یا روغن بادام یا تل کا تیل دو تولہ ملا کر پھر پکائیں جب پانی جلکر تیل رہ جائے ایک ایک ماشہ نمک اندرانی اور مرکی باریک پیسکر ملا کر رکھ لیں اور دو دو بوند نیم گرم ڈالیں تیسرا نسخہ۔ چھ ماشہ گل بابونہ پاؤ بھر پانی میں پکا کر بھپارہ دیں۔ فائدہ۔ کان میں دوا ہمیشہ نیم گرم ڈالو اور بچوں کے کان میں بہت تیز دوا نہ ڈالو بہرہ ہو جانیکا ڈر ہے۔ کان بہنا۔ باہر کی کسی دوا سے اسکا روکدینا اچھا نہیں۔ البتہ کھانیکی اس دوا سے دماغ کو طاقت دینا اور رطوبت کو خشک کرنا چاہئے ایک چاول ہو تنگہ کا[1] کشتہ۔ چھ ماشہ اطریفل کشنیزی یا اطریفل زمانی میں ملا کر سوتے وقت ایک سال تک کھلائیں اور ہفتہ میں ایک دو دن ناغہ کر دیا کریں اور باہر سے اس دوا سے کان صاف کریں نیم کے پانی سے کان دھوئیں پھر نیم کے پتوں کو پیس کر پانی نچوڑ کر اس کو شہد میں ملا کر نیم گرم ٹپکا دیں اور کان میں روئی ہر وقت رکھیں کہ مکھی نہ بیٹھے اور اکثر بڑے ہو کر کان کا بہنا خود جاتا رہتا ہے آنکھ دکھنا۔ زیرہ اور اخروٹ کی گری برابر لیکر باریک پیسکر ذرا سا منہ کا لعاب ملا کر پھر پیسیں۔ کہ مرہم سا ہو جائے پھر ذرا سا دودھ بکری یا گائے کا ملا کر آنکھ کے اوپر لیپ کریں اور گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد بدل دیں اور جو علاج بڑوں کی آنکھ دکھنے کے بیان میں لکھے گئے ہیں وہ بھی بچوں کو فائدہ دیتے ہیں اور[2] اگر آنکھ دُکھ جانیکے بعد چالیس روز تک یہ دوا کھلائیں تو امید ہے کہ آئندہ بالکل آنکھ

---

[1] اکثر مونگے کے کشتہ کی ضرورت بھی نہیں پڑتی صرف اطریفل کھلانا کافی ہوتا ہے۔ ۱۲ نظر ثالث [2] یہ نسخہ چونکہ ہر مزاج کے موافق نہیں اسلئے بغیر طبیب کی رائے کے اس کا استعمال نہ کریں۔ بلکہ بجائے اسکے اطریفل کشنیزی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک کھلائیں۔ ۱۲ نظر ثالث

دکھنے سے امن ہو جائے۔ کالی مرچ پانچ عدد مصری ایک تولہ بادام پانچ دانہ پیس کر دو تولہ گائے کے مکھن میں ملا کر ہر روز چٹائیں[1]۔ فائدہ۔ یہ جو مشہور ہے کہ آنکھ دکھنے میں صرف میٹھی غذا دینی چاہئے محض غلط ہے۔ بلکہ میٹھی چیز نقصان دیتی ہے غذا نمکین دیں اور چکنائی زیادہ ڈالیں لیکن نمک اور مرچ زیادہ نہ ہو اور ترشی اور دودھ دہی اور تیل اور گائے کے گوشت اور بادی چیزوں سے پرہیز رکھیں۔ البتہ اگر دماغ کی طاقت کیلئے کوئی حریرہ یا حلوہ دیں تو اسمیں ضرورت کے موافق مٹھائی ہونا مضائقہ نہیں۔ آنکھ کرنجی ہونا:۔ پیدا ہوتے ہی دیکھ لیں اگر آنکھیں کرنجی ہوں تو یہ دوا لگائیں مشک اور زعفران برابر لیکر سرمہ کیطرح پیسکر خالص موم کی ایک سلائی بنا کر اس سلائی سے یہ دوا ہفتہ میں دو دن لگائیں باقی دنوں میں معمولی سلائی سے لگائیں اور اگر موم کی سلائی نہ بن سکے تو سیخ پر موم لپیٹ کر بنائیں چالیس دن کے بعد سیاہی آجاویگی اگر نہ آئے تو چھوڑ دیں۔ تھوڑے دنوں میں خود دوا کے اثر سے سیاہی آجاویگی گھانجی یعنی انجنہاری نکلنا:۔ ایک چھوٹی سی جونک ناک پر لگا دیجائے ایک تازی ایک باسی لگانا چاہئے ہمیشہ کیلئے امن ہو جاتا ہے اور ایک رگڑا پہلے آنکھ کی بیماریوں کے بیان میں گذر چکا ہے جس میں سرسوں کا تیل بھی ہے۔ وہ اس کے لئے اکسیر ہے چالیس دن لگائیں۔ رال بہنا اگر بہت ہو تو جوارش مصطگی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک کھلا دیا کریں۔ منھ آجانا:۔ اگر پیدائش کے وقت سے خیال رکھیں کہ شہد میں ذرا سا نمک ملا کر کبھی کبھی زبان پر ملدیا کریں تو منھ نہیں آتا اور اور دوائیں اس کی زبان کی بیماریوں کے بیان میں لکھی گئی ہیں۔ گھانٹی یعنی گلے آجانا۔ جب دائی اس کو اٹھائے تو بہتر ہے کہ اپنی انگلی شہد میں ڈبو کر اس پر ذرا سا پسا ہوا لاہوری نمک چھڑک کر اٹھاوے۔ کھانسی[2]:۔ ببول کا گوند کتیرا مغز بہدانہ ملٹھی کا ست۔ سب ایک ایک ماشہ باریک پیس کر شہد میں گوندھ کر گولیاں چنے کے برابر بنا کر رکھ لیں ایک گولی ذرا سے پانی میں گھول کر چٹائیں دن میں تین چار بار گولی دیں اور چکنائی نہ دیں اور کالی کھانسی میں مکھن اور مصری چٹانا مفید ہے۔ سوتے میں گھبرا اٹھنا:۔ ایسے بچوں کو مکھن اور مصری یا بادام اور مصری چٹاتے رہیں۔ دودھ بار بار ڈالنا۔ دودھ ذرا کم پلائیں اور اگر صرف دودھ یا سفید مواد نکلتا ہو تو دو ماشہ پودینہ اور ایک ماشہ دانہ الائچی خورد پانی میں پیسکر ایک تولہ شربت انار شیریں ملا کر پلائیں اور اگر کسی اور رنگ کی قے ہو تو حکیم سے پوچھیں۔ معدہ کا ضعیف ہونا۔ اس سے کبھی دست آنے لگتے ہیں

---

[1] آنکھ دکھنے کیلئے ایک اور نسخہ سہاگہ کھیل کیا ہوا ورقی لے کر پانچ تولہ گلاب میں یا پانی میں گھول کر چھان کر رکھ لیں اور صبح شام دوپہر سوتے وقت آنکھ میں ڈالیں یہ دوا لگتی بالکل نہیں اور اکثر قسموں میں مفید ہے گھروں میں تیار رکھنے کی چیز ہے۔ ۱۲ الفقر ثالث [2] مطلب یہ ہے کہ اگر رال زیادہ نہ بہتی ہو تو اس کو روکنے کی کوشش نہ کریں اس سے بچہ کی معدہ کی صفائی ہوتی ہے ۱۲ منہ [3] کالی کھانسی کا علاج سینہ کی بیماریوں کے بیان میں گذرا اور بہت سے نسخے گذرے ۱۲ منہ

کبھی بھوک بند ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ایک بوتل میں گلاب بھر کر اس میں چھٹانک بھر لونگ ڈالکر کاگ چالیس دن تک دہوپ میں رکھدیں اور ہر روز ہلادیا کریں چالیس روز کے بعد ایک ماشہ سے تین ماشہ تک یہ گلاب نہار منھ ہر روز پلادیا کریں نہایت مجرب ہے۔ **دوسری دوا** معدہ کو قوی کرنے والی۔ جوارش مصطگی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک ہر روز کھلادیا کریں۔ اس کا نسخہ خاتمہ میں ہے۔ **ہیضہ**۔ پورا علاج حکیم سے پوچھو صرف اتنا سمجھ لو کہ جس طرح ممکن ہو بیمار کو آرام دو اور اس کو سلانیکی کوشش کرو۔ اس میں نبضیں چھوٹ جانا اور ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو جانا زیادہ بری علامت نہیں۔ گھراؤمت[۱] ۔ **دست آنا**۔ اگر دانت نکلنے کیوقت میں آویں تو ایک تولہ بیل گری اور چھ ماشہ تخم خرفہ اور تین ماشہ رومی مصطگی کوٹ چھانکر دو تولہ مصری ملاکر رکھ لیں اور پونے دو ماشہ سے تین ماشہ تک بچہ کو پھنکائیں یا شربت انار میں ملاکر چٹائیں[۲] اور نرم پلاؤ غذا کھلائیں اور بوٹی نہ دیں اور اگر بچہ دودھ پیتا ہو تو دودھ پلائی کو یہ غذا دیں اور بچونکی تدبیروں کے نمبر ۲ میں جو دوا دانتوں کے آسانی سے نکلنے کی لکھی ہے استعمال کریں اور اگر دودھ چھڑانے کیوقت میں آئیں تو دودھ آہستہ آہستہ چھڑائیں دس پندرہ روز تک ایکدفعہ ہر روز دیدیا کریں اور رات کو دو ماشہ خشخاش کھلادیا کریں اور غذا پلاؤ گائے کے تازہ میٹھے سی دیں لیکن بوٹی نہ دیں اور اگر اور کسی وجہ سے دست آتے ہوں تو حکیم سے پوچھیں۔ **قبض**۔ غذا بہت کم اور نرم دیں اور تین ماشہ ایلوا چھ ماشہ املتاس ہری مکوہ کے پانی میں یا گلاب میں پیسکر نیم گرم پیٹ پر لیپ کریں اگر اس سے نہ جائے تو گھٹی دیں اگر اس سے بھی نہ جائے تو حکیم سے پوچھیں[۳]۔ **پیچش** کچی پکی سونف میں برابر کی شکر ملاکر دودھ پلائی کو کھلانا اور بچہ کو بھی کھلانا نہایت مفید ہے اگر پیچش زیادہ دن تک رہے یا آؤں خون بہت آوے تو جلدی جلدی حکیم سے علاج کراؤ اگر پیچش کے ساتھ ہاتھ پیروں پر ورم اور کھانسی اور بخار ہو تو یہ دوا دو مکوہ[۴] خشک ملٹھی تخم کاسنی تخم خربزہ گل گاؤزبان مرُوڑ پھلی۔ ریشہ خطمی سب دو دو ماشہ لیکر پانی میں بھگو کر چھانکر ایک تولہ شربت بزوری بارد ملاکر پلائیں۔ **دوا بگڑی ہوئی** پیچش اور کھانسی اور بخار اور ضعف اور ورم اور غفلت کیلئے مفید دوا رُلسک معتدل دو ماشہ اوّل چٹائیں پھر بیل گری۔ تخم کاسنی ملٹھی گوکھرو۔ تخم خربزہ تخم خیارین سب دو دو ماشہ پیسکر شربت بزوری بارد ایک تولہ ملاکر

سادہ چھ ماشہ ملاکر پلائیں بشرطیکہ بچہ کو کھانسی نہو اور اگر کھانسی بھی ہو تو سونف پودینہ خشک دو دو ماشہ الائچی خورد تین عدد جوش دے کر چھانکر پلائیں۔ اور اگر قے زرد رنگ کی ہو تو ناریل دریائی دو رتی گلاب دو تولہ میں گھسکر سکنجبین لیمو ایک تولہ ملاکر پلائیں ۱۲۔
تنبیہ ہیضہ کا علاج معدہ کے علاج میں گذرا ۱۲ منظر ثالث عہ مطبوعہ قدیمہ میں نہیں ہے ۱۲۔

---

[۱] ہچکی آنا بچونکو اکثر ہچکی آیا کرتی ہے اگر زیادہ آویں تو جوارش مصطگی دو تین ماشہ چٹادیں دوسری دوا چھوٹی الائچی چار پانچ عدد لیکر سونف دو ماشہ کچلکر ملاکر پانیمیں یا گلاب میں پکادیں اور چھانکر شکر سفید ملاکر تھوڑی تھوڑی پلائیں اور چند دوائیں ہچکی کی امراض میں معدہ میں لکھی گئی ہیں ۱۲ منظر ثالثہ

[۲] دوسری دوا دستوں کو روکنے والی جو دانتوں کے نکلنے کے زمانہ میں بہت مفید ہے کو کنار ایکماشہ کوٹکر پانی میں بھگو کر ملکر چھانکر سونف بھنی ہوئی اور زیرہ سفید بھنا ہو اور دو ماشہ اسی پانیمیں پیسکر چھانکر شکر سفید ایکتولہ ملاکر پلائیں تیسری دوا گولر کا دودھ ایک قطرہ بتاشہ میں ڈالکر کھلاویں ۱۲ منظر ثالث

[۳] پیٹ کا درد جوارش مصطگی دو تین ماشہ کھلادیں دوسری دوا نمک ایکماشہ پیسکر گلقند ایک تولہ میں ملاکر کھلادیں پیٹ کے درد کیلئے سینکنے کی دوا گیہوں کی بھوسی نمک بادیہ سب ایک ایک تولہ لیکر کوٹکر دو پوٹلیاں بنالیں اور گلاب میں ڈالکر آگ پر رکھکر سینکیں اور بہت سی دوائیں معدہ کے امراض کے بیان میں گذریں ۱۲ منظر ثالث۔

[۴] دودھ ڈالنا اگر سفید رنگ کی قے آتی ہو تو ایک لونگ گلاب میں گھسکر سکنجبین ۲

پلاوین چنونے۔ یعنی چھوٹے کیڑے جو پاخانہ کے مقام میں ہو جاتے ہیں اس کی ایک دوا انتڑیوں کی بیماریوں میں لکھی گئی ہے اور یہ دوا کھانیکی ہے۔ ایک ایک تولہ بیخ سوسن اور ہلدی کوٹ چھان کر دو تولہ قند سفید ملا کر رکھ لیں اور تین ماشہ سے چھ ماشہ تک ہر روز پانی کے ساتھ پھنکائیں اور ناریل اور مصری کھلائیں اور یہ دوا رکھنے کی ہے موم کو گلا کر سوکھی مہندی پسی ہوئی ملا کر بچے کی انگلیوں سے چار انگل کی بتی بنا کر پاخانہ کے مقام میں رکھیں تھوڑی دیر کے بعد بتی کو سہج سہج کھینچ لیں کیڑے اس پر لپٹ آوینگے۔ بادی چیزوں سے بچے کو اور دودھ پلائی کو پرہیز کرائیں۔ خروج مقعد یعنی کانچ نکلنا پرانی چھلنی کا چمڑا جلا کر اس پر چھڑکیں اور ہاتھ سے اندر کو دبائیں اور ناسپال اور شہتوت کے پتے اور کاغذی چھالیہ اور سفید پھٹکری اور مازو سب چھ چھ ماشہ پوٹلی میں باندھ کر دس سیر پانی میں پکائیں جب خوب پک جاوے پوٹلی کو نکال ڈالیں۔ اور اس نیم گرم پانی میں بچے کو ناف تک بٹھائیں جب ٹھنڈا ہو جائے نکال لیں اور بڑے ہو کر یہ مرض خود بھی جاتا رہتا ہے سوتے میں پیشاب نکل جانا۔ ایک دو دفعہ رات کو اٹھا کر پیشاب کرا دیا کریں اور کھانیکی دوا مثانہ کے کمزور ہونیکے بیان میں گذر چکی ہے چنک۔ یعنی پیشاب بوند بوند سوزش سے آنا۔ بیر وزہ کا تیل ایک بوند بتاشہ پر ڈالکر کھلائیں اس روغن کی ترکیب خاتمہ میں ہے اور ٹیسو کے پھولوں کو گرما گرم پانی سے دہاریں اگر اس سے نہ جائے تو حکیم سے علاج کرائیں۔ بخار۔ اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہیئے صرف ہم کئی باتیں کام کی لکھے دیتے ہیں ایک یہ کہ اگر بچہ دودھ پیتا ہو تو دودھ پلائی کو دوا پلانا اور پرہیز کرانا بہت ضروری ہے دوسرے یہ کہ سینگیاں کھنچوانا اور پاشویہ کرانا اور غفلت کے وقت سر پر دوا رکھنا جیسا کہ یہ تدبیریں بڑوں کے لئے ہوتی ہیں بچوں کے لئے بھی ہوتی ہیں ان سب تدبیروں کا ذکر بخار کے بیان میں گذر چکا ہے۔ تیسرے یہ کہ اکثر بچوں کو بخار پیٹ کی خرابی سے ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو قبض کا علاج کریں۔ جس کا بیان اوپر آچکا ہے چیچک۔ اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہیئے یہاں چند ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں۔ (۱) جیسے اور بیماریوں کا علاج ہے۔ ایسے ہی چیچک کا بھی ہے یہ سمجھنا غلط ہے کہ اسمیں علاج نہیں کرنا چاہیئے[۱]۔ (۲) چیچک والے کے پاس چراغ رکھکر گل نہ کریں۔ دور ہٹا کر گل کریں اس کی بو نقصان کرتی ہے اسی طرح گوشت وغیرہ اتنی دور پکائیں کہ اس کے بگھار کی خوشبو اس کی ناک تک نہ پہونچے اس سے بھی نقصان پہنچتا ہے اور دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے پہنکر فوراً اس کے پاس نہ آئیں اس کی خوشبو بھی نقصان دیتی ہے اور اس کو گرم اور سرد ہوا

[۱] چیچک کے علاج کا قاعدہ کلیہ صلہ میں لکھا گیا ہے۔ ۱۲ ابر صلہ حصہ ہذا ۱۲

سے بچائیں (۳) چیچک اکثر نکلتے جاڑوں ہوا کرتی ہے۔ ان دنوں میں احتیاطاً یہ دوا کھلادیا کریں رتی دو رتی سچے موتی عرق بید مشک اور عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے رکھ لیں اور ایک چاول خمیرہ گاؤزبان یا شربت عناب میں ملا کر ہر روز بچے کو کھلادیا کریں۔ ہر ہفتہ میں دو دن کھلا دینا کافی ہے۔ اور چیچک کے موسم میں بلکہ سب وباؤں کے دنوں میں پانی میں کیوڑہ ڈال کر پینا نہایت مفید ہے البتہ نزلہ کی حالت میں نہ چاہیئے۔ اسی طرح گھوڑی کا دودھ اگر ایک دو بار اس موسم میں پلادیں تو اس سال چیچک نہیں نکلتی۔ اور اس موسم میں چھوٹے بڑے سب آدمی گرم غذاؤں سے پرہیز رکھیں۔ جیسے بینگن۔ تیل۔ گائے کا گوشت۔ کھجور۔ انجیر۔ شہد۔ وغیرہ اور دودھ اور زیادہ مٹھائی نہ کھائیں بلکہ ٹھنڈی غذائیں کھائیں اور ٹھنڈے پانی سے نہایا کریں۔ (۴) نکلنے کے شروع میں ٹھنڈا پانی گھونٹ گھونٹ پلانا اور صندل اور کافور سنگھانا بہت مفید ہے اس سے سارا مادّہ باہر کی طرف آجاتا ہے۔ (۵) نازک اعضا کی اس طرح ضرور حفاظت کریں کہ سرمہ گلاب میں ملا کر آنکھ میں ٹپکائیں اور اگر آنکھ بند ہو تو یہ لیپ کریں۔ رسوت۔ ایلوا۔ گل نیلوفر۔ اقاقیا سب ساڑھے تین تین ماشہ اور زعفران دو رتی[1] سب باریک پیس کر ہرے دھنیہ کے پانی میں یا گلاب میں گوندھ کر گولیاں بنالیں پھر گلاب میں گھس کر لیپ کریں اور اگر آنکھیں باہر کو نکلی ہوں تو آنکھ کے برابر ٹھیلی سیکر اس میں تین ماشہ سرمہ بھر کر اوّل دوا ٹپکا کر یا لیپ کر کے اوپر سے ٹھیلی باندھ دیں تاکہ بوجھ کے سبب سے ابھر نہ سکے اس سے آنکھ کی حفاظت رہتی ہے اور شربت شہتوت چٹاتے رہیں اور انار بیجوں سمیت خوب چبا کر کھلائیں اس سے حلق کی حفاظت رہتی ہے۔ مغز تخم کدو چار ماشہ اور مغز بادام چھلا ہوا اور کتیرا گوند ۲ دو ۲ دو ماشہ قند سفید چھ ماشہ باریک پیس کر لعاب اسپغول میں ملا کر ذرا چٹائیں۔ اس سے سینہ اور پھیپھڑہ کی حفاظت رہتی ہے۔ اور برادہ صندل سرخ اور گل نیلوفر۔ گل ارمنی اور گل سرخ سب تین تین ماشہ گلاب میں پیس کر ہر ہر جوڑ پر لگائیں اس سے جوڑوں کی حفاظت رہتی ہے۔ ہاتھ پیر ٹیڑھے نہیں پڑتے اور یہ قرص شروع سے ڈھلنے کے وقت تک دیتے رہیں۔ گل سرخ۔ تخم حماض یعنی چوکے کے بیج ساڑھے تین تین ماشہ ببول کا گوند اور نشاستہ اور طباشیر اور کتیرا سات سات ماشہ کوٹ چھانکر لعاب اسپغول میں ملا کر ساڑھے چار چار ماشہ کی ٹکیہ بنالیں ایک یا آدھی ٹکیہ ہر روز کھلادیں اس سے آنتوں کے زخم سے حفاظت رہتی ہے اور پیچش نہیں ہوتی خصوصاً ڈھلنے کے وقت یہ ٹکیہ ضرور دیں۔ (٦) چیچک کے اچھے ہونے کے چند روز بعد شربت عناب اور منڈی کا عرق پلادیں اس سے اندر گرمی نہیں رہتی۔[2] (۷) اگر چیچک کے بعد پیچش یا کھانسی ہو جاوے تو یہ دوا دیں دو تین دانہ عناب پانی میں پیسکر چھانکر اور ڈیڑھ ماشہ بہدانہ

[1] مطبوعہ قدیم میں دو رتی ہے ۱۲۔

[2] چیچک کی گرمی دور کرنے کا مجرب نسخہ خونکلاں پانچ ماشہ لیکر رات کو پانی میں مٹی کے برتن میں بھگو کر شبنم میں رکھدیں اور صبح کو ۱۲ چھانتے ہوئے شربت نیلوفر دو تولہ ملا کر پی لیں یہ وزن بڑے آدمی کے لئے ہے بچہ کے لئے آدھا وزن کرلیں۔ ۱۲ نظر ثالث

پانی میں بھگو کر اس کا لعاب لیکر اس میں ملاکر شربت نیلوفر ایک تولہ ملاکر پلائیں۔ (۸) اگر اچھے ہو کر داغ رہجاویں تو چھٹانک بھر مردار سنگ اور چھٹانک بھر سانبھر نمک پیسکر اتنے پانی میں ڈالیں کہ پانی چار انگل اوپر رہے اور ایک ہفتہ تک دھوپ میں رکھیں اور ہر روز تین بار ہلادیا کریں اور ہفتے میں پانی بدلتے رہیں چالیس دن کے بعد پانی پھینک کر خشک کریں اور چنے کا آٹا اور نرکل کی جڑ اور پرانی ہڈی اور قسط تلخ اور چاول کا آٹا اور مغز تخم خربزہ اور بکائن کے بیج سب چیزیں مردار سنگ کے ہموزن لیکر کوٹ چھانکر رکھلیں پھر تھوڑی سی یہ دوا لیکر میتھی کے بیجوں کے لعاب میں ملاکر ملیں اور ایک گھنٹہ کے بعد دھوڈالیں مہینہ دو مہینہ تک اسی طرح کریں۔ (۹) ایک قسم کی چیچک وہ ہے جس کو موتیا چیچک اور کنٹھی کہتے ہیں کبھی وہ صرف گلے پر نکلتی ہے کبھی تمام بدن پر اسکے دانے موتی کیطرح چھوٹے چھوٹے سفید ہوتے ہیں یہ جو مشہور ہے کہ اس کا علاج نہ چاہئے محض غلط ہے البتہ اس کے دبانے کا علاج نہ کریں بلکہ باہر کی طرف لانا چاہئے۔ اس کا علاج بھی وہی ہے جو اور چیچک کا ہے۔ (۱۰) اور ایک قسم وہ ہے جس کے دانے دھوپ کیطرح ہوتے ہیں جس کو خسرہ کہتے ہیں اس میں ڈھلنے کے بعد بیخوف نہ ہوں اور شربت عناب یا نیلوفر اور عرق منڈی ضرور پلاتے رہیں اور وہ قرص جس میں طباشیر ہے اور نمبر ۵ میں لکھا گیا ہے کھلاتے رہیں۔ (۱۱) چیچک کی تمام قسموں کے علاج کا اصول یہ ہے کہ دبانیکی کوشش ہرگز نہ کریں اس سے ہلاکت کا خوف ہے۔ بلکہ یہ کوشش کریں کہ کل مادہ چیچک کا اندر سے باہر نکل آوے۔ جب ڈھل جاوے تو گرمی دور کرنے کی کوشش کریں۔ دوا چیچک کا مادہ باہر نکالنے والی سونے کا ورق ایک عدد اور شہد چھ ماشہ ملاکر چٹائیں اوپر سے انجیر ولایتی ایک عدد مویز منقے ۹ دانہ زعفران ایک ماشہ مصری دو تولہ جوش دے کر چھان کر پلائیں اور اگر بخار زیادہ ہو تو زعفران کی جگہ پانچ ماشہ خوب کلاں ڈالیں اور اگر بخار بہت ہی زیادہ ہو تو تخم خیارین چھ ماشہ اور بڑھالیں یہ کل دواؤں کے وزن بڑے آدمیوں کے لئے ہیں بچہ کیلئے آدھا تہائی چوتھائی کرلیں چیچک کے مریض کے بستر پر خوبکلاں بچھادیں اور ہر روز بدلدیا کریں۔ فائدہ:۔ چیچک کی سب قسموں میں سے گرم زیادہ خسرہ ہے مگر جلد ختم ہو جاتی ہے۔ اور جان کا خطرہ اس میں بہت کم ہوتا ہے اور بڑی چیچک میں گرمی خسرہ سے کم ہوتی ہے مگر دیر میں ختم ہوتی ہے اور ذرا احتیاطی سے جان کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور موتی جھرہ میں شروع میں گرمی کم ہوتی ہے مگر بعد میں بہت ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ تکلیف دینے والی اور دیر میں جانے والی ہے ۲۲ بائیس دن سے کم میں تو کبھی جاتی ہی نہیں اس کے علاج میں بہت غور کی ضرورت ہے۔ حکیم سے رجوع کرنا چاہیئے جو تدبیریں یہاں لکھی گئی

ہیں کسی قسم میں مضر نہیں۔ موتی جھرہ میں تکلیفیں بہت ہوتی ہیں مگر جان کا خطرہ کم ہوتا ہے۔

پھوڑا پھنسی وغیرہ

کبھی کبھی نیم کے پانی سے نہلاویں اسی طرح کچنال یعنی کچناری کی چھال پانی میں اوٹا کر اس میں نہلانا بھی مفید ہے اور برساتی پھنسیوں کے لئے آم کی بجلی پانی میں پیسکر ہر روز لگاویں اور یہ دوا ہر قسم کی پھنسیوں کو فائدہ دیتی ہے ایک تولہ عناب کو چار تولہ گھی میں جلا کر رگڑیں کہ سب گھی میں مِلکر ایک ذات ہو جاویں پھر دو ماشہ دھویا ہوا توتیا ملا کر رکھ لیں اور پھنسیوں پر لگایا کریں اس سے پھنسی اور زخم جلدی اچھے ہوتے ہیں اور پھر نکلنا بند ہو جاتا ہے اور مکھی نہیں بیٹھتی اور توتیا اس طرح دُھلتا ہے کہ اُسکو باریک پیسکر پانی میں ڈالیں جب تہ میں بیٹھ جاوے پانی بدلدیں اسی طرح تین چار بار کریں اور خشک کر کے کام میں لاتیں۔ بنج۔ تین تین ماشہ کیلہ۔ مردار سنگ۔ مازو۔ انار کے چھلکے ہلدی کوٹ چھان کر دو تولہ زرد موم کو چار تولہ روغن گل میں پنگھلا کر اس میں سب دوائیں ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جاوے پھر ایک تولہ خالص سرکہ میں ملا کر دوبارہ رگڑیں اور سر پر لگایا کریں۔ دُوسری دَوا۔ بہت کم خرچ دو تولہ چنے کا آٹا اور تین ماشہ توتیا خوب باریک پیسکر کھٹی دہی میں ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جاوے پھر سر پر ملیں اور ایک گھنٹہ کے بعد نیم کے پانی سے دھو ڈالیں اکثر ایک ہفتہ میں آرام ہو جاتا ہے۔ داد۔ اس پر باسی منہ کا لعاب لگانا نہایت مفید ہے اگر اس سے نہ جائے تو اوپر جو دوائیں داد کی لکھی گئی ہیں۔ انکو برتیں۔ جل جانا۔ اسکی دوائیں اوپر جل جانے کے بیان میں آچکی ہیں۔

طاعون

اس کے موسم میں ان باتوں کا خیال رکھیں۔ (۱) مکان خوب صاف رکھیں جہاں تک ہو سکے نمی نہ ہونے دیں ہفتہ میں ایک دو بار ہر کمرے اور کوٹھڑی میں ان چیزوں کی دھونی دیں۔ جھاؤ چاہے تر ہو یا خشک ہو اور نیم کے پتے دونوں آدھ آدھ سیر اور درونج عقربی اور گوگل دو دو تولہ سب کو آگ پر ڈالکر کواڑ بند کر دیں تاکہ دھواں بھر جائے پھر کھولدیں اور صاف کر دیں اور مکان میں سرکہ یا گلاب تھوڑا تھوڑا چھڑکتے رہیں اور اسی طرح گندھک سلگانا یا ہینگ گلاب میں گھولکر چھڑکنا مفید ہے اور دو چار کھلے منہ کے برتنوں میں سرکہ اور تراشی ہوئی پیاز بھر کر چاروں طرف لیٹنے کے مکان میں لٹکا دیں (۲) پانی بہت صاف پئیں بلکہ پکا یا ہوا پانی اچھا ہے اور کیوڑہ ڈال کر پینا نہایت مفید ہے اور اگر

مزاج بہت ٹھنڈا نہ ہو تو پانی میں ذرا سا سرکہ ملا کر پینا بہت مفید ہے۔ اور مجرب ہے۔ اور پانی خوب ٹھنڈا پئیں۔(۳) سرکہ اور پیاز اور لیموں اکثر کھایا کریں اور یہ چیزیں بہت کم کھائیں زیادہ چکنائی اور گوشت اور مٹھائی اور مچھلی اور دودھ دہی اور سبز ترکاریاں اور میوے جیسے انگور اور ککڑی اور تربوز اور خربوزہ وغیرہ۔ (۴) زیادہ بھوکے نہ رہیں اور قبض ذرا نہ ہونے دیں۔ ذرا بھی پیٹ بھاری پائیں فوراً غذا کم کر دیں اور گل قند وغیرہ کھائیں۔ (۵) زیادہ گرم پانی سے نہ نہائیں اگر برداشت ہو تو ٹھنڈے پانی سے نہائیں ورنہ تازہ پانی سہی۔(۶) میاں بیوی کم سو دیں بیٹھیں (۷) خوشبو اور عطر اکثر استعمال کریں خاصکر گلاب اور خس کا عطر اور مکان میں خوشبودار پھول کے درخت لگائیں جیسے بیلا چنبیلی۔ گلاب اور کافور مکان کے کونوں میں ڈالیں اور بازو پر باندھیں (۸) تل کا تیل نہ لگائیں نہ جلائیں نہ کھائیں۔(۹) اور یہ دوائیں اپنے اور اپنے بچوں کے استعمال میں رکھیں۔ دوا۔ وہ گولی جو بڑے آدمیوں کے بخار کے بیان میں لکھی گئی ہے جس میں زہر مہرہ خطائی بھی ہے۔ دوسری دوا۔ سچے موتی ڈیڑھ ماشہ اور زہر مہرہ خطائی چھ ماشہ صندل سفید تین ماشہ جدوار یعنی نربسی سوا ماشہ اور مشک خالص اور کافور ایک ایک رتی اور ورق نقرہ ایک رتی سرمہ کیطرح کھرل کر کے لعاب اسپغول میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی صبح اور ایک گولی شام کو کھایا کریں تیسری دوا۔ زعفرانی گولی بڑی برکت کی۔ نیم کے سبز پتے یا سبز پھول اور چرائتہ اور شاہترہ تینوں کو ہموزن لیکر الگ الگ رات کو پانی میں بھگو دیں صبح کو چرائتہ اور شاہترہ کا نلال لیکر اور نیم کے پتوں اور پھولوں کو اسی کے پانی میں پیسکر پھر اس زلال میں ملا کر آگ پر رکھکر خوب بھون لیں جب بالکل رطوبت نہ رہے دوا کو تول لیں جتنے تولہ ہو ہر تولہ میں چار رتی یعنی آدھا ماشہ زعفران ملالیں اور تین تین ماشہ کی گولیاں بنا کر تین دن تک تھوڑی شکر ملا کر ایک گولی روز کھاویں۔ طاعون سے حفاظت رہیگی۔ غذا۔ طاعون والے کیلئے سب سے اچھی آش جو ہے اسمیں تھوڑا عرق لیموں اور کیوڑہ بھی ملا دیں اگر برف ملے تو اس سے ٹھنڈا کر دیں اور بھی ٹھنڈی چیزیں کھانا مناسب ہے

چوتھی دوا۔ نہایت نافع ہے جب کوئی طاعون میں مبتلا ہو جاوے اور اس کو بخار بھی ہو تو یہ دوا استعمال کریں اجوائن کا ست چھ ماشہ اور کافور ایک تولہ اور پودینہ کا ست ایک ماشہ ان تینوں کو ملا کر ایک شیشی میں رکھ لیں یہ ملتے ہی پتلے عرق کیطرح ہو جائینگے۔ جب ضرورت ہو تین بتاشہ لے کر ہر بتاشہ میں اس کے تین تین قطرے لیکر آٹھ آٹھ گھنٹے کے فاصلے سے ایک ایک بتاشہ کھلادیں اور دودھ خوب کثرت سے پلادیں۔ گو بیمار انکار کرے جب بھی پلادیں اور دوسری کوئی چیز

کھانے کو نہ دیں۔ جب تک کہ بخار بالکل نہ جاتا رہے اور کم عمر کیلئے ہر بتاشہ میں ڈو ڈو قطرے اور بہت ہی کم عمر بچے کیلئے ایک ایک قطرہ کافی ہے اور اگر گلٹی بھی ظاہر ہو تو شہد اور سفید شکر ہموزن لیکر اسمیں ایک ماشہ جدوار پیسکر ملاکر لیپ کریں اور اوپر دودھ چاول کی پلٹس گرم گرم باندھیں اور پلٹس گرم گرم بدلتے رہیں۔ **طاعون کا اور علاج** ۔ جب کسی کے گلٹی نکلے تو کھانے پینے کی کوئی گرم دوا مت دو۔ بلکہ دل کو قوت دینے کی اور ہوش وحواس قائم رکھنے کی اور گلٹی کے مواد نکالنے کی تدبیر کرو۔ اور گلٹی کے بٹھانے کی کوشش ہرگز مت کرو اور مریض کو ٹھنڈی جگہ میں رکھو اور دل دماغ پر صندل اور کافور گلاب میں گھسکر کپڑا بھگو کر رکھو اور بخار میں جو تدبیریں کیجاتی ہیں جیسے پاشویہ کرنا ہاتھ پاؤں میں سینگیاں کھچوانا لخلخہ سونگھانا وہ سب تدبیریں کرو ان سب کا بیان بخار میں گذر چکا ہے اور گلٹی پر سردی نہ پہنچے دو جب سردی کا شبہ ہو تو فوراً بابونہ پانی میں پکاکر گرم گرم سے گلٹی کو دھارو غرض گلٹی کی تحلیل ہونیکی تدبیریں کرو۔ جونکیں لگانا بھی عمدہ تدبیر ہے کم سے کم بارہ تازی یا بارہ باسی لگانا چاہئیں اور چند مفید تدبیریں یہ ہیں: **پھایا نہایت مجرّب** ۔ سنکھیا سفید اور افیون ایک ایک تولہ پیسکر لہسن کے پانی میں خوب ملاکر چھ پھائے بنادیں۔ اور ایک پھایہ گلٹی پر رکھیں اور اس کے اوپر پیاز بھونکر باندھیں جب پیاز ٹھنڈی ہو جائے اس کو بدلدیں اور دو دو گھنٹہ کے بعد پھایہ بدلتے رہیں اس سے ایک دن میں مواد باہر آجاتا ہے۔ اور گلٹی پک کر یا تو خود ٹوٹ جاتی ہے یا شگاف دلوانیکے قابل ہو جاتی ہے یا پلٹس سے ٹوٹ جاتی ہے اور سب مواد بہ کر نکل جاتا ہے۔ **پینے کی دوا** ۔ سات دانہ آلو بخارا پانی میں بھگو کر اس کا زلال یعنی اوپر کا نتھرا ہوا پانی لیلیں۔ اور اس پانی میں پانچ پانچ ماشہ زرشک اور تخم خرفہ پیسکر چھانکر تین ماشہ صندل سفید اور ایک ایک ماشہ جدوار یعنی نربسی اور زہر مہرہ اور دریائی نارجیل اور کافور لے کر سب کو عرق بید مشک میں گھسکر ملاکر دو تولہ شربت انار ملاکر پلائیں۔ **پینے کی دوسری دوا** ۔ ایک ایک ماشہ زہر مہرہ خطائی اور نارجیل دریائی اور چار رتی کافور چھ تولہ گلاب میں گھسکر دو تولہ شربت انار ملاکر پلائیں **پینے کی تیسری دوا** ۔ یہ مسہل ٹھنڈا اور نہایت ہی مفید ہے چھ چھ ماشہ ہلیلہ سیاہ اور جدوار اور سناگی گھی سے چکنی کی ہوئی اور ایک تولہ گل سرخ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح کو دو تولہ گلقند آفتابی چار تولہ شکر سرخ اس میں ملاکر چھان کر چار تولہ شربت ورد اور نو دانہ مغز بادام شیریں کا شیرہ ملاکر خوب ٹھنڈا کر کے پلائیں اور ہر دست کے بعد خوب ٹھنڈا پانی دینا چاہیئے چاہے باسی پانی دیں یا برف کا دیں اور ایک ایک دن بیچ کر کے تین دفعہ یہ مسہل دیں اور ناغہ والے دن پانچ ماشہ تخم ریحان چھنکا کر دو تولہ شربت بنفشہ پانی میں ملاکر پلائیں۔ **طاعون کیلئے ایک مفید علاج**

جو تجربہ سے صحیح ثابت ہوا ہے۔ مریض کو آٹھ دن تک سوائے دودھ کے کھانے پینے کو کچھ نہ دیں جب بھوک پیاس لگے دودھ ہی پلاویں۔ اگر برف سے ٹھنڈا کر دیں تو بہتر ہے۔ دودھ بکری کا ہو یا گائے اور گلٹی پر میٹھا تیلیہ اکاس بیل کے پانی میں پیس کر لیپ کریں اوپر سے نیم کے پتے بھر نہ بنا کر باندھیں

متفرق ضروریات اور کام کی باتیں

گوشت رکھنے کی ترکیب۔ کاغذی لیموں کے عرق میں پرانا گڑ گھولکر گوشت پر سب طرف ملدیں پھر شورہ قلمی باریک پیس کر چھڑکیں اور خوب مل دیں پھر لاہوری نمک پیسکر یا سانبھر نمک چھڑک کر ملیں اور دھوپ میں سکھالیں اس طرح گوشت مہینوں تک رہ سکتا ہے۔ انڈا رکھنے کی ترکیب۔ انڈے کو دھو کر تیل میں یا چونے کے پانی میں ڈالدیں مدتوں تک نہ بگڑیگا۔ گوشت گلانے کی ترکیب۔ انجیر اور سوہاگہ اور نوشادر اور کچری پیسکر رکھ لیں اور دہی میں یا انڈے کی سفیدی میں تھوڑا سا اسمیں سے ملاکر گوشت سکھا کر دیگچی میں رکھکر آٹھ آٹھ منٹ تک سرپوش ڈھانک کر ہلکی آنچ دیں۔ گوشت حلوا ہو جائیگا۔ پھر جس طرح چاہیں پکائیں مچھلی کا کانٹا گلانے اور پکانے کی ترکیب۔ مچھلی ایک سیر ادرک آدھ پاؤ چھاچھ آدھ سیر اگر کھٹی ہو اور اگر کھٹی نہ ہو تو ایک سیر مچھلی کو کرن اور آلائش سے صاف کر کے ٹکڑے کریں اور ان ٹکڑوں کو سینی میں بچھادیں اسطرح کہ درمیان میں ذراسی جگہ خالی رہے اس خالی جگہ میں ذراسی آگ رکھ کر تھوڑا موم اس آگ پر ڈالیں اور کسی برتن سے سینی کو ڈھانک دیں تاکہ موم کا دھواں مچھلی کے قتلوں میں پہنچ جاوے اور پانچ منٹ کے بعد کھولدیں۔ اس سے مچھلی میں بساند بالکل نہ رہیگی پھر مچھلی کا مصالحہ تیل یا گھی میں بھونکر دہ قلئی دیگچی میں چنیں اور ادرک باریک تراش کر چھاچھ میں ملاکر اور پانی بھی بقدر مناسب ملاکر دیگچی میں ڈالیں اور منھ آٹے سے بند کر کے بہت ہلکی آنچ پر پکادیں۔ کانٹا گل جاویگا۔ اگر مچھلی کو تیل میں پکانا ہو تو تیل کے صاف کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ سرسوں کے تیل کو آگ پر رکھدیں اور سرپوش سے ڈھانک دیں اور دہی کا پانی یعنی دہی کا توڑ سرپوش کا کنارہ ذرا سا اٹھاکر ڈالیں اور فوراً ڈھانپ دیں تاکہ تیل آگ نہ لیلے۔ ذرا دیر کے بعد دہی کا پانی اور ڈالیں اسی طرح دو تین دفعہ میں بالکل صاف ہو جاویگا اور بو مطلق نہ رہے گی اگر مچھلی کا کانٹا حلق میں اٹک جاوے تو اس کا علاج امراض حلق میں لکھا گیا ہے۔ دودھ پھاڑنے کی ترکیب اول دودھ کو جوش دیں پھر ایک انڈے کی زردی اور سفیدی کو الگ الگ ذرا سے پانی یا دودھ میں خوب گھولکر اسمیں ڈالدیں فوراً پھٹ جاوے گا اگر دیر لگ جائے ذرا چمچہ سے ہلادیں سیاہی اور کھانا گرم رکھنے کی ترکیب۔ صندوق یا بوری میں نئی روئی بھر کر رکھیں پھر گرم کھانے یا پانی کے

برتن کو خوب ڈھانک کر اس روئی کے اندر دبا دیں اور صندوق یا بوری کا منہ اچھی طرح بند کر دیں جب کھولینگے گرم ملیگا اگر نئی روئی نہ ہو تو پرانا روئی بھی کام دیتا ہے۔ اور اگر صندوق یا بوری نہ ہو تو گدے میں روئی یا بُرادہ بھر کر اس میں برتن لپیٹ دیا جاوے اور اوپر سے رسی کس دیں تو اور بھی بہتر ہے برف کے ملکوں میں بہت کام کی ترکیب ہے۔

خاتمہ

اس میں بعضے نسخوں کی ترکیبیں لکھی ہیں۔ جنکا نام اس حصہ میں آیا ہے۔ اگر یہ نسخے زیادہ دنوں تک کھائی ہوں یا بازار میں قابل اعتبار نہ ملیں تو گھر بنا لینا بہتر ہے۔ (۱) آش جَو۔ تین تولہ جو کو ذرا نمی دے کر کوٹیں کہ چھلکا الگ ہو جائے پھر اس کو تین پاؤ پانی میں جوش دیں جب ڈیڑھ پاؤ رہ جاوے تو یہ پانی گرا دیں اور نیا پانی تین پاؤ ڈال کر پھر اوٹائیں کہ ڈیڑھ پاؤ رہ جاوے پھر اس کو بھی پھینکدیں اسیطرح چھ پانی پھینکدیں اور ساتواں پانی بے ملے ہوے چھان کر لیں اور قندِ سفید یا شربت نیلوفر ملا کر پیئیں اگر جی چاہے تو عرق کیوڑہ بھی ملا لیں اگر دق کی بیماری میں دست بھی آتے ہوں تو جو کو کسی قدر بھون کر بنائیں تو زیادہ مفید ہے اور یہ نہ خیال کریں کہ ایسے ہلکے پانی میں کیا غذا ہوگی یہ سب کا سب غذا بن جاتا ہے اور بہت جلد ہضم ہوتا ہے اور پیٹ میں بوجھ نہیں لاتا خون عمدہ پیدا کرتا ہے سل اور خشک کھانسی کیلئے مفید ہے اور ہیضہ میں بھی اچھا ہے۔ بخار میں غذا بھی ہے اور دوا بھی ہے رگوں میں سے فاسد مادہ نکالتا ہے سرد تر ہے جس کے معدہ میں سردی زیادہ ہو یا پیٹ میں درد ہو اور قبض بہت ہو اسکو بلا رائے حکیم کے نہ دیں (۲) آب کاسنی مقطر۔ تین تولہ تخم کاسنی کچلکر رات کو پانی میں بھگو رکھیں صبح کو ایک کپڑے کے چاروں گوشے باندھ کر لٹکائیں اور اس میں تخم کاسنی مذکور کو ڈالکر ٹپکائیں جب ٹپک چکے پھر وہی پانی کپڑے میں ڈالدیں اور ٹپکنے دیں اسی طرح سات بار کسم کی دہنی کی طرح ٹپکائیں (۳) آب کاسنی مروق کاسنی کے تازہ پتوں کو بلا دھوے ملکر نچوڑ کر پانی نکال لیں اور آگ پر رکھیں کہ پھٹ کر سبزی الگ ہو جاوے پھر اُس پانی کو چھان لیں یہ پانی ورم جگر کو بہت مفید ہے۔ (۴) اَچار پپیتہ پپیتہ یعنی ارنڈ خربوزے کو چھیل کر قاشیں کر کے ذرا سے پانی میں اُبال کر خشک کر کے سرکہ میں ڈال دیں اور نمک مرچ وغیرہ بقدر ذائقہ ملا لیں اور کم از کم بیس دن رکھا رہنے دیں اسکے بعد ایک تولہ سے دو تولہ تک کھاویں کوڑی کے درد کے لیے جس کو وردبائی سول کہتے ہیں بہت مفید ہے (۵) اطریفل کشنیزی اور اطریفل صغیر۔ پوست ہلیلہ زرد پوست ہلیلہ کابلی ہیڑہ آملہ چھوٹی ہیڑ کوٹ چھانکر روغن بادام سے یا گائے کے گھی

سے چکنا کرکے اور دو تولہ دھنیا کوٹ چھانکر ان سب کو رکھ لیں اور چھتیس تولہ شکر سفید کا قوام کرکے وہ دوائیں ملالیں۔ اور چالیس دن تک جو یا گیہوں میں دبا کر رکھیں پھر کھائیں خوراک ایک تولہ سوتے وقت ہے۔ بعضے بجائے شکر کے شہد ڈالتے ہیں۔ اور بعضے ہڑ کے مربّہ کا شیرہ۔ یہ اطریفل کشنیزی ہے۔ اگر اس میں دھنیہ نہ ڈالیں تو اطریفل صغیر کہتے ہیں۔ (۶) اطریفل[۱] زمانی۔ یہ اطریفل سب مزاجوں کے موافق ہوتا ہے۔ تحریک نزلہ اور مالیخولیا یعنی جنون اور تبخیر کیلئے مفید ہے۔ اور بہت سے فائدے ہیں۔ پوست ہلیلہ سوا گیارہ ماشہ آملہ خشک پوست ہلیلہ کابلی ساڑھے بائیس ماشہ پوست ہلیلہ زرد ساڑھے بائیس ماشہ۔ ہلیلہ سیاہ ساڑھے بائیس ماشہ سب کو کوٹ چھانکر ساڑھے پانچ تولہ روغن بادام خالص سے چکنا کرکے برادۂ صندل سفید پونے سات ماشہ کتیرا پونے سات ماشہ گل سرخ سوا گیارہ ماشہ طباشیر سوا گیارہ ماشہ گل نیلوفر سوا گیارہ ماشہ بنفشہ ساڑھے بائیس ماشہ سقمونیا مشوی ساڑھے بائیس ماشہ تربد سفید مجوف پینتالیس ماشہ۔ دھنیہ پینتالیس ماشہ کوٹ چھان کر تیار کریں پھر ساڑھے بائیس ماشہ گل بنفشہ اور پچاس دانہ عناب اور پچاس دانہ سپستان پانی میں جوش دیکر چھان کر اور ساڑھے چھ چھٹانک شہد خالص اور ساڑھے دس چھٹانک مربّہ کی ہڑ کا شیرہ ملاکر قوام کرکے اوپر کی دوائیں ملادیں اور چالیس روز غلہ میں دبا رکھیں اور اگر جلدی ہو تو دس روز ضرور دبائیں۔ خوراک سوتے وقت سات ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ اور اگر اس میں یہ مغزیات اور بڑھالیں تو بیحد مقوی دماغ ہو جاوے۔ مغز کدو دو تولہ مغز تخم تربوز دو تولہ اور تخم خشخاش سفید دو تولہ اور تخم کاہو دو تولہ اور مغز بادام دو تولہ خوب کوٹ کر ملائیں اگر نزول الماء یعنی موتیا بند میں اس ترکیب سے کھائیں تو نہایت مفید ہے۔

(۷) سقمونیا کا مشوی کرنا یعنی بھوننا۔ سقمونیا کو پیس کر ایک تھیلی میں کرکے ایک انار یا سیب یا امرود میں رکھ کر آٹے میں لپیٹ کر چولھے میں دبادیں جب گولا سرخ ہو جائے سقمونیا کو نکال لیں بس مشوی ہو گئی۔ اور غیر مشوی انتڑیوں کو نقصان کرتی ہے۔ (۸) جوارش[۲] کمونی۔ مربائے ادرک تین تولہ اور گل قند آفتابی سات تولہ اور مربائے ہلیلہ گٹھلی دور کرکے چار تولہ ڈیڑھ پاؤ گلاب میں بے مرچ کی سل پر خوب پیسکر قند سفید چار تولہ اور شہد خالص چار تولہ ساڑھے چار ماشہ ملاکر قوام کرکے تین تولہ زیرہ سیاہ جو کہ سرکہ میں بھگو کر سکھایا گیا ہو اور چار چار ماشہ یہ چار دوائیں فلفل سفید۔ برگ سداب۔ دارچینی قلمی۔ بورہ سرخ۔ کوٹ کر چھلنی میں چھانکر ملائیں خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ ریاحی درد اور بار بار پاخانہ ہونیکو مفید[۳] ہے۔ (۹) جوارش مصطگی[۴]۔ طباشیر ایک تولہ اور مصطگی رومی ایک تولہ اور دانہ الائچی خورد چھ ماشہ پیسکر پاؤ بھر گلاب اور آدھ پاؤ قند کا قوام کرکے اس میں ملالیں[۵]۔ خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے

بھوک کم لگنے اور بار بار پائخانہ جانے کو مفید ہے اگر کھانے کے بعد کھالیں تو ہاضم ہے اگر اسی جوارش
میں تین ماشہ سنگدانہ مرغ ملالیں تو ضعف معدہ کیلئے نہایت نافع ہو جائیے۔ (۱۰) خمیرۂ بادام۔ یہ سرد مزاج
والوں کو بہت مفید ہے۔ مغز بادام شیریں مقشر چار تولہ تخم کاہو چھ ماشہ تخم کدوئے شیریں دو تولہ پانی
میں خوب باریک پیسکر اس میں مصری پاؤ سیر اور شہد آدھ پاؤ ملاکر قوام کریں پھر اس میں دانہ الائچی خورد چھ
ماشہ بہمن سرخ چھ ماشہ بہمن سفید چھ ماشہ ملہٹی چھ ماشہ گاؤزبان اور گل گاؤزبان چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر
ملالیں خوراک سات ماشہ سے ایک تولہ تک ہے اور اگر مقدور ہو تو اس میں ایک ماشہ مشک اور دو ماشہ
ورق نقرہ بھی ملالیں۔ (۱۱) خمیرۂ بنفشہ۔ دو تولہ گل بنفشہ رات کو پانی میں بھگو کر رکھ لیں صبح کو پکاکر ملکر
چھان کر پاؤ بھر شکر سفید ملاکر قوام کرلیں یہ تو شربت بنفشہ ہے اور اگر دو تولہ گل بنفشہ اور لیکر کوٹ چھان کر
اس شربت میں ملاکر رکھ لیں تو خمیرۂ بنفشہ ہو جائیگا اور اگر بجائے سفید شکر کے سرخ شکر ملائیں تو دست
لانے کیلئے اچھا ہے۔ (۱۲) خمیرۂ گاؤزبان یہ دماغ اور دل کو طاقت دیتا ہے گاؤزبان تین تولہ۔
گل گاؤزبان ایک تولہ، دھنیا ایک تولہ۔ ابریشم خام مقرض ایک تولہ بہمن سرخ ایک تولہ بہمن سفید ایکتولہ
برادہ صندل سفید ایک تولہ تخم فرنجمشک کپڑے میں باندھ کر ایک تولہ تخم بالنگو کپڑے میں باندھ کر ایک تولہ
رات کو ایک سیر پانی میں بھگو رکھیں اور صبح کو جوش دیں جب ایک تہائی پانی رہجاوے چھانکر قند سفید
آدھ سیر شہد خالص پاؤ بھر ملاکر قوام کرکے زہر مہرہ چھ ماشہ کہربائے شمعی چھ ماشہ بُسَّد یعنی مونگے کی جڑ یشب
چھ چھ ماشہ عرق کیوڑہ یا عرق بید مشک میں کھرل کرکے ملالیں اور ورق نقرہ دس عدد اور ورق طلا پانچ
عدد تھوڑے شہد میں حل کرکے ملالیں طباشیر مصطگی رومی۔ دانہ الائچی خورد عود غرقی سب نو نو ماشہ کوٹ چھانکر
ملالیں خوراک چھ ماشہ سے نو ماشہ تک ہے۔ اور اگر اس میں ہر روز دو چاول مونگے کا کشتہ ملاکر کھایا کریں
تو بہت جلدی اثر ہو یہ نسخہ گرم مزاج والوں کو بہت مفید ہے اگر اس میں ایک ماشہ موتی بھی ملالیں تو
اعلیٰ درجہ کی چیز ہے (۱۳) خمیرۂ مروارید۔ مقوی قلب و اعضائے رئیسہ ہے۔ سچے موتی چھ ماشہ
کہربائے شمعی۔ سنگ یشب تین تین ماشہ عرق بید مشک چار تولہ میں کھرل کرلیں اور تین ماشہ صندل
سفید اس میں گھس لیں اور تین ماشہ طباشیر باریک پیسکر ملالیں اور قند سفید آدھ پاؤ شہد خالص ڈھائی
تولہ گلاب خالص۔ عرق بید مشک چھٹانک چھٹانک بھر میں ملاکر قوام کرکے ادویہ مذکورہ ملالیں خوراک تین
ماشہ اور اگر تیز کرنا چاہیں تو سونے کے ورق بیس عدد اور ملالیں۔ دواء المسک ایک معجون کا نام
ہے جس میں مشک ضرور ہوتا ہے۔ یہ معجون مقوی قلب بہت ہے اسکے نسخے کئی طرح کے ہوتے ہیں زیادہ
تر برتاؤ معتدل اور بارد کا ہے وہ دونوں نسخے یہ ہیں (۱۴) دواء المسک بارد۔ گاؤزبان نو ماشہ اور زرنجوبہ چھ ماشہ اور گل

گاؤزبان چھ ماشہ اور ابریشم خام مقرض چھ ماشہ اور برادۂ صندل سفید چھ ماشہ اور برگ فرنجمشک چھ ماشہ اور تخم کاہو چھ ماشہ اور خشک دھنیا چھ ماشہ اور تخم خرفہ سیاہ چھ ماشہ اور مغز تخم کدوئے شیریں چھ ماشہ اور بہمن سفید چھ ماشہ اور بہمن سرخ چھ ماشہ اور درونج عقربی چھ ماشہ اور گل سرخ چھ ماشہ اور مصطگی رومی تین ماشہ سب کو کوٹ چھانکر اور آدھ پاؤ شربت سیب شیریں اور آدھ پاؤ شربت بہی شیریں اور آدھ سیر قند سفید کا قوام کر کے ملالیں۔ پھر چار ماشہ سچے موتی اور چھ ماشہ کہربائے شمعی اور چھ ماشہ طباشیر اور چھ ماشہ بسد اور چھ ماشہ یاقوت سرخ یہ سب چار تولہ عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے ملالیں۔ پھر دو ماشہ مشک خالص اور تین ماشہ زعفران اور چھ ماشہ ورق نقرہ کیوڑہ میں پیسکر ملاکر احتیاط سے رکھیں خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ (۱۵) دواء المسک معتدل دماغ اور دل کو تقویت دینے والی اور تبخیر اور خیالات فاسدہ کو روکنے والی۔ دو دو ماشہ یہ سب چیزیں۔ گل سرخ۔ ابریشم خام مقرض، دارچینی قلمی، بہمن سرخ، بہمن سفید۔ درونج عقربی۔ اور ایک ایک ماشہ یہ چیزیں چھڑیلہ۔ مصطگی رومی۔ دانہ ہیل خورد اور تین تین ماشہ یہ چیزیں۔ برادۂ صندل سفید برادۂ صندل سرخ۔ دھنیہ آملہ خشک تخم خرفہ اور چار ماشہ گل گاؤزبان اور پانچ ماشہ زرشک اور ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ عود ہندی۔ بادرنجبویہ ان کو کوٹ چھان کر اور رُب بہ شیریں پانچ تولہ اور قند سفید پانچ تولہ اور شہد خالص پانچ تولہ کا قوام کر کے ملالیں۔ پھر سچے موتی دو ماشہ اور کہربائے شمعی دو ماشہ اور بسد احمر تین ماشہ اور طباشیر تین ماشہ کو چار تولہ عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے ملالیں اور مشک ایک ماشہ اور زعفران ایک ماشہ علیحدہ عرق کیوڑہ میں پیسکر ملائیں پھر ساڑھے تین ماشہ چاندی کے ورق ذرا سے شہد میں حل کر کے ملالیں۔ خوراک پانچ ماشہ سے نو ماشہ تک ہے اور زیادہ برناؤ اسی ترکیب کا ہے اور بازار میں بھی بکتی ہے (۱۶) روغن بہروزہ۔ خشک بہروزہ کے ٹکڑے کر کے اس میں تھوڑا سا بالو ملاکر آتشی شیشی میں بھر کر منہ میں سینچیں اس طرح لگائیں کہ خوب پھنس جائیں پھر لوٹا ہوا ایک گھڑا یا ناند لیں جس میں سوراخ ہو اور اسمیں وہ شیشی اس طرح رکھیں کہ شیشی کی گردن اس سوراخ میں سے نکلی ہوئی ایک طرف کو ڈھالو رہے۔ پھر ناند میں بھوسی بھر کر آنچ دیں اور شیشی کے منہ کے سامنے پیالہ رکھدیں جب تک تیل آتا رہے آنچ رہنے دیں جب تیل آنا بند ہو جاوے الگ کر لیں اور بالو اس لئے ملاتے ہیں۔ کہ بہروزہ آگ نہ لے لے اور بھوسی کی آنچ اس لئے دیتے ہیں کہ ہلکی اور یکساں رہے اور تیل نکالنے سے پہلے ملتانی مٹی بھگو کر کپڑے کی دھجیاں اسمیں خوب سان کر کئی تہ شیشی پر لپیٹیں اور سکھالیں اس کو گل حکمت کرنا کہتے ہیں جب بالکل سوکھ جائے تب تیل نکالیں (۱۷) موم روغن۔ بھی اسیطرح نکلتا ہے۔ یہ بہروزہ کا تیل پیشاب کی جلن کیلئے ایک بوند سے چار بوند تک بتاشہ میں کھانا بہت مفید ہے اور آگ سے جل جائے کو اور بچھوا اور بھڑ کے زہر کو اس کا لگانا فائدہ دیتا ہے اور کان کے درد میں ٹپکانے

دواء المسک معتدل

روغن بہروزہ

اسم مستعمل مطبوعہ ... ۱۲

فائدہ ہوتا ہے (۱۸) سکنجبین سادہ۔ قند سفید تیس تولہ۔ سرکہ خالص دس تولہ پانی بیس تولہ ملاکر بہت ہلکی آنچ پر رکھیں اور جھاگ اتارتے جائیں پھر احتیاط سے جب قوام ٹھیک ہو جائے یعنی تار دینے لگے تو اتار لیں اور ٹھنڈا ہونے تک چلاتے رہیں اور بوتل میں بھر لیں یہ سکنجبین صفرا کو بہت جلد دور کرتی ہے اور تیز بخاروں میں بہت جلد اثر کرتی ہے اگر خربزہ یا اور ہلکے میوے کھاکر سکنجبین چاٹ لیجاوے تو نہایت مفید ہے ان چیزوں کو صفرا نہیں بننے دیتی۔ سکنجبین کھانسی اور ضعف معدہ اور پیچش اور مسہل میں نہ دینی چاہئے۔ اگر سکنجبین میں قند کی جگہ شہد ڈالا جائے تو سردی کم ہو جاتی ہے اور اسکو عسلی کہتے ہیں اور کبھی سرکہ کی جگہ عرق نعناع ڈالتے ہیں تو اس کو نعناعی کہتے ہیں۔ اور لیموں[ل] اور قند کے شربت کو لیمونی سکنجبین کہتے ہیں (۱۹) شربت انجبار۔ پانچ تولہ بیخ انجبار رات کو پانی میں بھگوئیں صبح کو جوش دے کر ملکر چھانکر پاؤ بھر قند سفید ملاکر قوام کرلیں خوراک دو تولہ ہے نکسیر اور حیض اور دستوں کو روکتا ہے۔ تاثیر میں گرم ہے اور اگر ٹھنڈا کرنا منظور ہو تو اڑھائی اڑھائی تولہ برادہ صندل سرخ اور برادہ صندل سفید بھی اسی پانی میں بھگو دیں اور شکر یا قند کا وزن آدھ سیر کرلیں (۲۰) شربت بزوری بارد۔ تخم خیارین مغز تخم کدوئے شیریں مغز تخم پیٹھہ گوکھرو تخم خطمی خبازی مغز تخم تربوز تخم کاسنی بیخ کاسنی سب دو دو تولہ کچلکر رات کو پانی میں بھگو رکھیں صبح کو جوش دے کر چھان کر چوبیس[۲۴] تولہ یا چھتیس[۳۶] تولہ سفید شکر ملاکر قوام کرلیں خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک۔ اگر تخم پیٹھہ نہ ملے نہ ڈالیں اور زیادہ برتاؤ اسی کا ہے اور یہی بازار میں بکتا ہے۔ (۲۱) شربت بزوری حار۔ پیشاب اور حیض کو جاری کرنے والا۔ اور گردہ اور مثانہ کی ریگ کو نکالدینے والا اور یرقان اور پرانے بخاروں کو نفع دینے والا ہے۔ تخم کاسنی سونف، تخم خربزہ، مغز تخم کدوئے شیریں حب القرطم سب دوائیں اڑھائی اڑھائی تولہ اور بیخ کاسنی، گل غافث، تخم خطمی ملیٹھی بالچھڑ، گل بنفشہ، گاؤزبان یہ سب ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ کچلکر رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو آٹھ تولہ ہو بہتی ملاکر اتنا پکائیں کہ نصف پانی رہجاوے پھر چھانکر باسٹھ تولہ قند سفید ملاکر قوام کرلیں۔ خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک ہے (۲۲) شربت بزوری معتدل۔ پوست بیخ کاسنی تخم خربزہ گوکھرو، تخم خیارین۔ اصل السوس مقشر سب دو دو تولہ کچلکر رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو جوش دیکر چھان کر بیس[۲۰] تولہ شکر سفید ملاکر قوام کرلیں خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک ہے۔ (۲۳) شربت[ل] دینار۔ تخم کاسنی اور گل سرخ ہر ایک سترہ ماشہ چار رتی اور پوست بیخ کاسنی اڑھائی تولہ اور گل نیلوفر اور گاؤزبان ہر ایک پونے نو ماشہ اور تخم کشوث پوٹلی میں بندھا ہوا چھبیس ماشہ سب دواؤں کو پانی میں بھگو کر جوش دیں اور جوش دیتے وقت ریوند چینی نو ماشہ کچلکر پوٹلی میں باندھ کر اس میں ڈالدیں اور کفگیر سے اس تھیلی کو دباتے رہیں جب جوش ہو جاوے تو اس

ل یعنی لیموں کاغذی کا عرق دس تولہ بجائے سرکہ کے ڈالیں اور قند سفید تیس تولہ پانی بیس تولہ ملاکر بنائیں تو اسکو لیمونی سکنجبین کہتے ہیں ۱۲ نظر ثالث

ل محمد اور اصل ترکیب یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے عرق کا شربت بنانا ہو جیسے لیموں یا انار یا انگور وغیرہ تو اسکا عرق نچوڑ کر چھانکر شکر سفید عرق کی برابر ملاکر پکائیں اور جھاگ لیتے رہیں اتارتے رہیں اور چلاتے رہیں جب چاشنی ٹھیک ہو جاوے یعنی تار دینے لگے تو اتار لیں اور جب تک ٹھنڈا ہو چلاتے رہیں

اور اگر خشک دوا کا شربت بنانا ہو تو اس کو کچل کر دس گنے پانی میں رات بھر بھگو رکھیں صبح کو پکائیں جب آدھا پانی رہجاوے چھانکر شکر سفید پانی کے ہموزن ملاکر قوام کرلیں اس حساب سے آدھ پاؤ عناب میں دس چھٹانک شکر پڑے گی ۱۲ نظر ثالث

تھیلی کو بلاملے نکالڈالیں اور باقی دواؤں کو ملکر چھان کر پاؤ سیر قند سفید ملاکر قوام کرلیں خوراک دو تولہ ہے یہ شربت جگر کی بیماریوں میں دیا جاتا ہے اور سناؤ غیرہ کے ساتھ دیتے ہیں تو دست خوب لاتا ہے۔ (۲۴) **شربت عناب**۔ عناب پاؤ بھر کچلکر رات کو بھگو رکھیں صبح کو خوب جوش دے کر اور چھانکر قند سفید آدھ سیر ملاکر قوام کرلیں اصل وزن شکر کا یہی ہے۔ اور اگر چاہیں سیر بھر تک ملا سکتے ہیں۔ (۲۵) **شربت ورد مکرر**۔ دو تولہ گل سرخ کو پاؤ سیر گلاب میں جوش دیں یہاںتک کہ آدھا گلاب رہجا دے پھر چھان کر اسی گلاب میں آدھ پاؤ گلاب اور ملاکر اور دو تولہ گل سرخ اور ڈال کر اوٹائیں کہ نصف گلاب رہجائے پھر چھانیں اور بدستور سابق گلاب اور گل سرخ ملاکر اوٹاتے جائیں سات بار ایسا ہی کریں پھر ساتویں دفعہ چھان کر آدھ پاؤ قند سفید ملاکر قوام کرلیں اور اخیر قوام میں چھ ماشہ طباشیر باریک پیس کر ملالیں جب دست لینے منظور ہوں اس میں سے چار تولہ پانی میں ملاکر برف سے ٹھنڈا کرکے پی لیں اور ہر دست کے بعد بھی برف کا پانی جتنی دفعہ پئیں گے اُتنے ہی دست آویں گے۔ اور مسہلوں کے خلاف اس میں یہ بات ہے کہ ٹھنڈا ہے اور معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس سے دست نہ آویں تو نقصان نہیں کرتا گرم امراض میں نہایت مفید اور خفیف مسہل ہے۔ (۲۶) **شربت بنانیکی ترکیب**:۔ سب دوائیں رات کو چوگنے پانی میں بھگودیں صبح کو ان کو جوش دیں جب ایک تہائی پانی رہجاوے ملکر چھان لیں اور اُن دواؤں سے دو یا تین حصہ شکر یا قند ملاکر قوام کرلیں جب ٹھنڈا ہو جائے بوتلوں میں بھر کر رکھیں۔ (۲۷) **عرق کھینچنے کی آسان ترکیب**۔ جس دوا کا عرق کھینچنا ہو اس کو ایک دیگچہ میں ڈالکر بہت پانی بھر کر چولھے پر رکھ کر اس کے نیچے آنچ کردیں اور اس دیگچے کے اندر بیچوں بیچ میں ایک چھوٹی دیگچی رکھدیں اس طرح سے کہ پانی اس کے اندر نجائے۔ اگر زیادہ پانی ہونے کی وجہ سے وہ دیگچی نہ ٹکے تو کوئی اینٹ یا لوہے کا بڑا بٹہ رکھ کر اس پر دیگچی ٹکادیں اور دیگچے کے منھ پر ایک گھڑا پانی کا بھر کر رکھدیں دیگچے کے پانی کو جب گرمی پہنچے گی بھاپ اٹھکر اس گھڑے کے تلے میں لگ کر بوندیں بن کر اس چھوٹی دیگچی میں ٹپکیں گی۔ تھوڑی تھوڑی دیر میں کھولکر دیکھ لیا کریں جب دیگچی بھر جاوے اس کو خالی کرکے پھر رکھدیں اور اوپر کے گھڑے کا پانی بھی دیکھتے رہیں جب وہ گرم ہو جاوے دوسرا گھڑا ٹھنڈے پانی کا رکھدیں۔ سیر بھر دوا میں سات آٹھ سیر تک عرق لینا بہتر ہے۔ اس طرح کہ بارہ سیر پانی ڈالیں اور آٹھ سیر عرق لیکر باقی پانی چھوڑدیں۔ فائدہ چاندی یا سونے کے ورق اگر کسی معجون یا شربت میں ملانے ہوں تو عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ورقوں کو ذرا سے شہد میں ڈال کر خوب ملالو پھر یہ شہد اس معجون میں ملالو ورق جیسے شہد میں حل ہوتے ہیں ایسے کسی چیز میں حل نہیں ہوتے (۲۸) **عرق کافور**۔ ہیضہ اور لوہ وغیرہ کیلئے اکسیر ہے۔ ترکیب بیضے

قرص کہربا

کے بیان میں گذر چکی چاکسو کے چھیلنے کی ترکیب آنکھ کے بیان میں گذری (۲۹) **قرص کہربا** کثیر النشاستہ
ببول کا گوند، مغز تخم خیارین یہ سب ساڑھے دس دس ماشہ اور گلنار سات ماشہ اور اقاقیہ اور کہربائے شمعی
تخم بارتنگ ساڑھے تین تین ماشہ کوٹ چھان کر پانی میں گوندھ کر ساڑھے چار چار ماشہ کی ٹکیاں بنائیں
اور سایہ میں سکھالیں (۳۰) **کشتہ رانگ**۔ایک تولہ رانگ عمدہ صاف لے کر ورق سے بنا کر مقراض
سے چاول کے برابر کتر کر پاؤ بھر آنولہ کے درخت کی چھال لیکر کوٹ کر ان چاولوں کو اسمیں بچھا کر ایک کپڑے
یا ٹاٹ میں لپیٹ کر سُتلی سے خوب مضبوط باندھ کر دس سیر کنڈوں میں رکھ کر آنچ دیں جب آگ سرد
ہو جاوے احتیاط کے ساتھ کنڈوں کی راکھ کو ہٹا کر رانگ کو نکال لیں رانگ کے چاول پھولکر کوڑیوں کی
طرح ہو جاوینگے۔ان کو ہاتھ سے ملکر کپڑے میں چھان لیں جسقدر رانگ جل کر سفید چونے کی طرح ہو گیا ہو
اور کپڑے میں چھن گیا ہو وہی عمدہ کشتہ ہے اور جو ڈلی سخت رہ گئی ہو اس کو الگ کریں یہ کشتہ نہایت
مقوی معدہ ہے جسقدر پرانا ہو بہتر ہے اگر دو چاول بھر تھوڑی بالائی میں کھاویں تو بھوک خوب
لگاتا ہے۔(۳۱) **کشتہ مرجان**۔ دو تولہ مونگہ سُرخ لیکر آدھ سیر مصری پسی ہوئی کے بیچ میں رکھ کر
ایک کاغذ یا کپڑے میں لپیٹ کر ڈوری سے باندھ دیں پھر دس سیر جنگلی کنڈوں میں رکھ کر آنچ دیں
اور اگر جنگلی کنڈے نہ ملیں تو گھریلو کنڈوں کی آنچ دیں جب آگ بالکل سرد ہو جاوے مونگے کو کنڈوں
کی راکھ میں سے احتیاط سے نکالیں مونگے کی شاخیں سفید ہو جاوینگی۔جو سفید ہو گئی ہوں اور زیادہ
سخت نہ رہی ہوں ان کو باریک پیسکر رکھ لیں یہ مونگے کا کشتہ ہے اور جو شاخیں سیاہی مائل رہ گئی ہوں
ان کو پھر تھوڑی مصری میں رکھ کر دس سیر کنڈوں کی آنچ دیں۔تاکہ سفید ہو جاویں پھر پیس کر رکھ لیں
اس کو دس پندرہ دن کے بعد استعمال کریں کیونکہ یہ کسیقدر گرمی کرتا ہے اور جتنا پرانا ہو بہتر ہے۔یہ
کشتہ تر کھانسی اور ہولدلی اور ضعف دماغ کے لئے از حد مفید ہے۔بھوک بھی لگاتا ہے ان عارضوں کے
لئے دو چاول بھر نو ماشہ خمیرہ گاؤزبان میں ملا کر کھانا چاہیئے۔ایک عورت نے یہ کشتہ پیٹھے کے مربہ میں
ملا کر کھایا تھا جس کو ہولدلی اور تبخیر اور استحاضہ تھا بہت فائدہ دیا (۳۲) **گلقند** سیر بھر پنکھڑیاں فصلی
گلاب کے پھول کی جو عمدہ اور خوش رنگ ہوں۔اور تین سیر قند سفید لے کر ان دونوں کو لکڑی کی اوکھلی
میں خوب کوٹ یا سل پر خوب پیس لو کہ ایک ذات ہو جاویں پھر چندروز دھوپ میں رکھو کہ مزاج پکڑ جاوے
یہ دو سال تک نہیں بگڑتا اور اگر بجائے قند کے شہد ڈالیں تو چار سال تک اثر بدستور رہتا ہے۔قبض
کو رفع کرتا ہے۔معدہ کو تقویت دیتا ہے اگر تھوڑا زیرہ سیاہ پیس کر ملا کر کھائیں تو پیٹ اور کمر کے
درد کو نافع ہے اور یاد رکھو کہ جب گلقند کسی دوا میں گھول کر پینا ہو تو گھول کر چھان کر دینا چاہیئے ورنہ

کشتہ رانگ

کشتہ مرجان — ۱ ازطب اکبر

گلقند — ۱ از قرابادین قادری ۱۳

پھول کی پتی تنے سے آتی ہے۔ (۳۳) لعوق سپستان۔ سپستان یعنی لسوڑے اچھے بڑے بڑے سو عدد کچلکر رات بھر پانی میں بھگو رکھیں صبح کو جوش دے کر ملکر چھان لیں۔ شکر سفید ڈیڑھ پاؤ ملاکر شربت سے گاڑھا قوام کر لیں کہ چاٹنے کے قابل ہو جاوے خوراک ایک تولہ سے دو تولہ تک ذرا ذرا سا چاٹیں کھانسی کے لئے مفید ہے بلغم کو آسانی سے نکال دیتا ہے (۳۴) لعوق سپستان کا دوسرا نسخہ جو کھانسی کیلئے بہت مفید ہے اور دافع قبض ہے۔ سپستان بائیس عدد مویز منقے گیارہ تولہ آٹھ ماشہ دونوں کو تین سیر پانی میں رات بھر بھگو رکھیں صبح کو جوش دیں کہ ایک سیر پانی رہجاوے پھر ملکر چھان لیں اور اسی پانی میں املتاس چار تولہ ساڑھے چار ماشہ ملکر پھر چھان لیں اور شکر سفید آدھ سیر ملکر پھر لعوق کا قوام کر لیں خوراک دو تولہ (۳۵) ماء اللحم۔ ماء اللحم گوشت کے عرق کو کہتے ہیں۔ یہ عرق کبھی دوائیں ڈال کر بنایا جاتا ہے۔ اور اس کے نسخے سینکڑوں ہیں جس عرق میں ٹھنڈے میں یا گرم میں گوشت ڈالدیں اسی کو ماء اللحم کہہ سکتے ہیں۔ اور کبھی صرف گوشت کا بنایا جاتا ہے یہ کمزور مریض کو بجائے شوربے کے دیتے ہیں ترکیب یہ ہے کہ بکری کی گردن یا سینہ کا گوشت لیکر چربی علیحدہ کر کے قیمہ کر کے دیگچی میں رکھ کر دانہ الائچی خورد و زیرہ سفید پودینہ گل نیلوفر عرق گاؤزبان آب انار وغیرہ مناسب مزاج چیزیں ملاکر اس ترکیب سے عرق کھینچ لیں جو عرق کے بیان میں گذری کبھی صرف یخنی بناکر مریض کو پلاتے ہیں (۳۶) مربائے آملہ بنانے کی ترکیب۔ آملہ تازہ عمدہ لیکر موٹی سوئی سے خوب گوچ کر پانی میں جوشدیں جب کسیقدر نرم ہو جائیں نکال کر پھٹکری کے پانی میں یا چھاچھ میں ایک رات دن ڈال رکھیں۔ پھر نکال کر پانی خشک کر کے قند سفید آملوں سے تین حصہ یا چوگنا لے کر قوام کر کے ذرا ہلکا جوش دے کر رکھ لیں پھر تیسرے چوتھے دن ایک جوش اور دیں اور کم سے کم تین مہینے کے بعد یہ مربہ اچھا ہوتا ہے (۳۷) مرہم رسل۔ زخموں کے لئے مفید ہے۔ خراب مواد کو چھانٹتا ہے اور بھر لاتا ہے۔ ترکیب اس کی دتیل کے بیان میں گذر چکی ہے۔ انڈا نیم برشت کرنے کی ترکیب۔ کھانے کے بیان میں گذر چکی۔ (۳۸) معجون دبید الورد۔ بانچھڑ مصطگی رومی۔ زعفران۔ طباشیر، دارچینی قلمی۔ اذخرہ اسارون، قسط شیریں گل غافث، تخم کشوث، مجیٹھ، لک مغسول، تخم کرفس بیج کرفس زراوند طویل، حب بلسان، عود غرقی یہ سب دوائیں تین تین ماشہ اور گل سرخ سوا چار تولہ کوٹ چھان کر سترہ تولہ شہد خالص کا قوام کر کے اس میں سب دوائیں ملاکر رکھ لیں خوراک تین ماشہ سے پانچ ماشہ تک ہے۔ یہ معجون جگر اور معدہ اور رحم وغیرہ کے ورم کو مفید ہے کسی قدر گرم ہے اور اگر بخار میں دیجاوے تو چار تولہ عرق بید مشک اوپر سے پئیں تو بہتر ہے۔ (۳۹) مفرح بارد۔ مقوی دل و معدہ مانع تبخیر گرم مزاجوں کو موافق

آلو بخارا دس دانہ ابریشم مقرض چھ ماشہ پانی میں بھگو کر چھان لیں اور قند سفید پاؤ بھر آب انار شیریں آدھ پاؤ ملا کر قوام کر لیں پھر گاؤ زبان برادہ صندل سفید چھ چھ ماشہ مغز تخم خیارین، تخم خرفہ، گل سرخ ایک ایک تولہ دھنیا خشک نو ماشہ آملہ خشک ایک تولہ زرشک گل سیوتی، تخم کاہو نو نو ماشہ کوٹ چھانکر ملا لیں اور زہر مہرہ خطائی، طباشیر، نو نو ماشہ یشب سبز، بسد احمر چھ چھ ماشہ عرق بید مشک میں کھرل کر کے ملا لیں خوراک نو ماشہ مفرح کی دوا جسقدر ممکن ہو باریک ہونا چاہیئے۔ (از کتاب یاقوتی) نفقہ ثالث۔

فائدہ۔ یاقوتی اس معجون کو کہتے ہیں جو خاص طور پر مقوی دل ہو اسی مفرح میں سچے موتی تین ماشہ اور سونے چاندی کے ورق ملا لیں تو یاقوتی کہہ سکتے ہیں۔ (۴۰) **مومیائی**۔ انڈے کی زردی تین عدد اور بھلا داں سات عدد اور رال سفید دس تولہ اور گھی دس تولہ لیں۔ اول بھلا داں گھی میں ڈال کر آگ پر رکھیں جب بھلا داں جل جائے نکال کر پھینکدیں اور اس گھی میں اور دوائیں ملا کر خوب تیز آنچ دیں اور ہوشیاری کیساتھ ہاتھ سے چلاتے رہیں جب سب دوائیں بلیلیں فوراً کسی برتن سے ڈھانک لیں اور چولھے پر سے اتار لیں جب ٹھنڈا ہونے کے قریب ہو نکال کر رکھ لیں۔ خوراک دو رتی سے ایکماشہ تک ہے۔ جوڑوں کو بہت طاقت دیتی ہے اور چند روز میں ہڈی تک جڑ جاتی ہے (۴۱) **نوشدارو کا نسخہ**۔ آملہ کا مربہ دس تولہ لے کر گٹھلی نکال ڈالیں۔ اور عرق بادیان عرق مکوہ پاؤ پاؤ بھر میں اس کو پکائیں جب خوب گل جائے پیس کر کپڑے میں چھان لیں پھر شکر سفید پاؤ بھر شہد خالص آدھ پاؤ ملا کر قوام کر لیں اولہ خر چھ ماشہ، دارچینی قلمی، مصطگی، عود غرقی، دانہ الائچی خورد دانہ الائچی کلاں اسارون، بالچھڑ، نرکچور، زراوند طویل سب چار چار ماشہ، گل سرخ۔ حب بلسان، پوست ترنج۔ پودینہ خشک چھ چھ ماشہ، خولنجان تین ماشہ۔ جوتری دو ماشہ برادہ صندل سفید نو ماشہ کوٹ چھانکر ملا لیں خوراک ایک تولہ۔ یہ نوشدارو مقوی دل اور معدہ ہے اور کسی قدر گرم ہے۔ اس کو نوشدارو سادہ کہتے ہیں اسمیں اگر موتی دو ماشہ زعفران ایک ماشہ مشک ایک ماشہ عرق کیوڑہ چار تولہ میں پیسکر ملا لیں تو نوشدارو لولوی کہتے ہیں۔ اور بہت مقوی دل ہو جاتی ہے۔

مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب کی تصدیق

جب کتاب بہشتی زیور ابتدائے تالیف ہو رہی تھی تو احقر نے حسب ارشاد حضرت مولانا (نور اللہ مرقدہٗ) عورتوں کے امراض کے متعلق ایک کتاب لکھی جسمیں ہر مرض کے لئے ایک غریبانہ اور ایک امیرانہ اور ایک اوسط درجہ کا نسخہ لکھا تھا۔ اس کا حجم کسی قدر زیادہ ہو گیا تو حضرت والا نے فرمایا کہ بہشتی زیور

کوئی طبی کتاب نہیں ہے - اس کو مختصر کرنا چاہیئے - لہذا اس میں سے چیدہ چیدہ اور مجرب نسخے اور بہت زیادہ ضروری مضامین چھانٹکر یہ حصہ نہم تیار کیا گیا - پھر اس میں بعض مضامین طبع ثانی میں جب کہ امداد المطابع میں چھپی تھی - بڑھائے گئے وہ ہر صفحے کے نیچے لکھے گئے اب صفر ١٣٤٢ھ میں طبع ثالث کے وقت کچھ مضامین اور بڑھائے گئے ان کو بھی ہر صفحے کے نیچے لکھا گیا اور ہر جگہ لفظ (نظر ثالث) لکھدیا گیا تاکہ جنکے پاس اس سے پہلے کے طبع شدہ بہشتی زیور ہوں وہ ان کو اپنی کتاب میں نقل کرلیں -

خادم الاطبا - محمد مصطفٰی بجنوری حال وارد میرٹھ محلہ کرم علی

جھاڑ پھونک کا بیان

جس طرح بیماری کا علاج دوا دارو سے ہوتا ہے اسی طرح بعضے موقع پر جھاڑ پھونک سے بھی فائدہ ہوجاتا ہے اس لئے دوا دارو کا بیان لکھنے کے بعد تھوڑا سا بیان جھاڑ پھونک کا بھی لکھنا مناسب سمجھا دوسرے یہ کہ بعض جاہل عورتیں بچوں کی بیماری میں یا اولاد ہونے کی آرزو میں ایسی ڈانواڈول ہوجاتی ہیں کہ خلاف شرع کام کرنے لگتی ہیں کہیں فال کھلواتی ہیں کہیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں کہیں واہی تباہی منتیں مانتی ہیں کہیں کسی کو ہاتھ دکھاتی ہیں بد دین اور ٹھگ لوگوں سے تعویذ گنڈے یا جھاڑ پھونک کراتی ہیں بلکہ بعض جاہل تو ایسے وقت میں سیتلا بھوانی تک کو پوجنے لگتے ہیں جس سے دین بھی خراب ہوتا ہے اور گناہ بھی ہوتا ہے - بلکہ بعض باتوں سے تو آدمی کافر مشرک ہوجاتا ہے اور بعض دفعہ ایسے لوگ کچھ پیسے روپیے یا کپڑا اور غلہ یا مرغا اور بکرا وغیرہ بھی وصول کرلیتے ہیں اور کبھی کبھی ایسے لوگوں کے پاس عورتوں کے آنے جانے یا بات چیت کرنے سے ان کی نیت بگڑ جاتی ہے - اور آبرو کے لاگو ہوجاتے ہیں غرض ہر طرح کا نقصان ہے اور پھر بھی ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اسواسطے یہی خیال ہوا کہ کسی قدر جھاڑ پھونک کے ایسے طریقے بتلادیے جاویں جو ہماری شرع کیخلاف نہوں تاکہ خدائے تعالیٰ کے نام کی برکت سے شفا بھی ہو اور دین بھی بچا رہے اور مال اور آبرو کا بھی نقصان نہو - **سر کا اور دانت کا درد اور ریاح** ایک پاک تختی پر ذرا ریتا بچھا کر ایک میخ سے اسپر یہ لکھو اَبْجَدْ هَوَّزْ حُطِّیْ اور میخ کو زور سے الف پر دباؤ اور درد والا اپنی انگلی زور سے درد کی جگہ رکھے اور تم ایک دفعہ اَلْحَمْدُ الخ پڑھو اور اس سے درد کا حال پوچھو اگر اب بھی ہو رہا ہو تو اسیطرح ب کو دباؤ غرض ایک ایک حرف پر اسیطرح عمل کرو انشاءاللہ تعالیٰ حروف ختم نہونے پاینگے کہ درد جاتا رہیگا - **ہر قسم کا درد** خواہ کہیں ہو یہ آیت

بسم اللہ سمیت تین دفعہ پڑھکر دم کریں اور کسی تیل وغیرہ پر پڑھکر مالش کریں یا باوضو لکھکر باندھیں۔
وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًاؕ دماغ کا
کمزور ہونا پانچوں نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھکر گیارہ بار یَا قَوِیُّ پڑھو نگاہ کی کمزوری بعد پانچوں
نمازوں کے یَا نُوْرُ گیارہ بار پڑھکر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیریں زبان میں
ہکلاپن ہونا یا ذہن کا کم ہونا فجر کی نماز پڑھکر ایک پاک کنکری منہ میں رکھکر یہ آیت اکیس
بار پڑھیں رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ اور روزمرہ
ایک بسکٹ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (الخ) لکھکر چالیس روز کھلانے سے بھی ذہن بڑھتا ہے۔ ہول دلی یہ آیت
بسم اللہ سمیت لکھکر گلے میں باندھیں ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ دل پر پڑا رہے اور دل بائیں طرف ہوتا
ہے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔
پیٹ کا درد یہ آیۃ پانی وغیرہ پر تین بار پڑھکر پلاویں یا لکھکر پیٹ پر باندھیں لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ
عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ہیضہ اور ہر قسم کی وبا طاعون وغیرہ ایسے دنوں میں جو چیزیں کھاویں پیویں
پہلے تین بار اس پر سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ پڑھکر دم کر لیا کریں انشاء اللہ حفاظت رہے گی اور جس کو ہو جائے
اسکو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلاویں پلاویں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔ تلی بڑھجانا۔ یہ آیت بسم اللہ
سمیت لکھکر تلی کی جگہ باندھیں ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ناف ٹل جانا۔ یہ آیۃ بسم اللہ سمیت لکھکر
ناف کی جگہ باندھیں ناف اپنی جگہ آجاویگی اور اگر بندھا رہنے دیں تو پھر نہ ٹلے گی۔ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ بخار اگر بدن میں
جاڑے کے ہو یہ آیۃ لکھکر باندھیں اور اسی کو دم کریں قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اور اگر جاڑے
سے ہو تو یہ آیۃ لکھکر گلے میں یا بازو پر باندھیں بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ پھوڑا پھنسی یا
ورم پاک مٹی پنڈول وغیرہ چاہے ثابت ڈھیلا چاہے پسی ہوئی لے کر اس پر یہ دعا تین بار پڑھ کر
تھوکدیں بِسْمِ اللّٰهِ بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا اور اس پر تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی
تکلیف کی جگہ یا اُس کے آس پاس دن میں دو چار بار ملا کرے سانپ بچھو یا بھڑ وغیرہ کا کاٹ
لینا ذرا سے پانی میں نمک گھول کر اس جگہ ملتے جاویں اور قُلْ یَا پوری سورت پڑھ کر دم کرتے جاویں
بہت دیر تک ایسا ہی کریں سانپ کا گھر میں نکلنا یا کہ آسیب ہونا چار کیلیں لوہے
کی لے کر ایک ایک پر یہ آیۃ پچیس پچیس بار دم کر کے گھر کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں
انشاء اللہ تعالیٰ سانپ اس گھر میں نہ رہیگا وہ آیت یہ ہے اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ؕ

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ اس گھر میں آسیب کا اثر بھی نہ ہوگا۔ باؤلے کتے کا کاٹ لینا یہی آیت جو اوپر لکھی گئی ہے اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ سے رُوَيْدًا تک ایک روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھکر ایک ٹکڑا روز اس شخص کو کھلاویں انشاء اللہ تعالیٰ ہڑک نہوگی بانجھ ہونا۔ چالیس لونگیں لیکر ہر ایک پر سات سات بار اس آیۃ کو پڑھے اور جس دن عورت پاکی کا غسل کرے اس دن سے ایک لونگ روزمرہ سوتے وقت کھانا شروع کرے اور اس پر پانی نہ پیئے اور کبھی کبھی میاں کے پاس بیٹھے اُٹھے آیۃ یہ ہے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ انشاء اللہ تعالیٰ اولاد ہوگی۔ حمل گرجانا ایک تاگہ کسم کا رنگا ہوا عورت کے قد کی برابر لیکر اس میں نو گرہ لگاوے اور ہر گرہ پر یہ آیۃ پڑھکر پھونکے انشاء اللہ تعالیٰ حمل نہ گریگا اور اگر کسیوقت تاگہ نہ ملے تو کسی پرچہ پر لکھکر پیٹ پر باندھیں آیۃ یہ ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ بچہ ہونیکا درد یہ آیۃ ایک پرچہ پر لکھکر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھے یا شیرینی پر پڑھکر اس کو کھلاوے انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہوا آیۃ یہ ہے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ بچہ زندہ نہ رہنا اجوائن اور کالی مرچ آدھ آدھ پاؤ لیکر پیر کے دن دوپہر کے وقت چالیس بار سورہ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کیساتھ درود شریف بھی پڑھے اور جب چالیس بار ہو جائے پھر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اور اجوائن اور کالی مرچ پر دم کردے اور شروع حمل سے یا جب سے خیال ہوا ہو دودھ چھڑانے تک روزمرہ تھوڑا تھوڑا دونوں چیزوں سے کھالیا کرے انشاء اللہ اولاد زندہ رہے گی۔ ہمیشہ لڑکی ہونا اُس عورت کا خاوند یا کوئی دُوسری عورت اس کے پیٹ پر انگلی سے کنڈل یعنی دائرہ ستر بار بناوے اور ہر دفعہ میں یَامَتِیْنُ کہے انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہو بچہ کو نظر لگجانا یا رونا یا سوتے میں ڈرنا یا کمپرہ وغیرہ ہو جانا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پڑھکر اس پر دم کرے اور یہ دعا لکھکر گلے میں ڈالدے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ وَّعَيْنٍ لَآمَّةٍ انشاء اللہ سب آفتوں سے حفاظت رہے گی چیچک ایک نیلا گنڈا سات تار کا لیکر اس پر سورۃ الرحمٰن جو ستائیسویں پارہ کے آدھے پر ہے پڑھے اور جب یہ آیۃ آیا کرے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ الخ اس پر دم کرکے ایک گرہ لگاوے سورۃ کے ختم ہونے تک اکتیس گرہیں ہو جائینگی پھر وہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈالدیں اگر چیچک سے پہلے ڈالدیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ چیچک سے حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکلنے کے

بعد ڈالیں تو زیادہ تکلیف نہ ہوگی۔ **ہر طرح کی بیماری** چینی کی تشتری پر سورہ الحمد اور یہ آیتیں لکھکر روز مرہ بیمار کو پلایا کریں بہت ہی تاثیر کی چیز ہے۔ یہ آیتیں یہ ہیں وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ **محتاج اور غریب ہونا** بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے گیارہ گیارہ بار درود شریف اور بیچ میں گیارہ تسبیح یَا مُعِزُّ کی پڑھکر دعا کیا کرے اور چاہے یہ دوسرا وظیفہ پڑھ لیا کرے کہ بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے سات سات دفعہ درود شریف اور بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دانے یَا وَهَّابُ پڑھکر دعا کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ فراغت اور برکت ہوگی **آسیب لپٹ جانا** ان آیتوں کو بیمار کے کان میں پڑھکر دم کرے اور پانی پر پڑھکر اس کو پلاوے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اور سورہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ سات بار کان میں دم کرنا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا ہے **کسیطرح کا کام اٹکنا** بارہ روز تک روز اس دعا کو بارہ ہزار دفعہ پڑھکر ہر روز دعا کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ کیسا ہی مشکل کام ہو پورا ہو جاویگا۔ يَا بَدِيْعَ الْعَجَآئِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ **جادو کا شبہ ہو جانا** قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پانی پر دم کرکے مریض کو پلاویں اور زیادہ پانی پر دم کرکے اس پانی میں نہلاویں اور یہ دعا چالیس روز تک روز مرہ چینی کی تشتری پر لکھ کر پلایا کریں يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِىْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَآئِهٖ يَا حَيُّ انشاء اللہ تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہیگا۔ اور یہ دعا ہر اس بیمار کے لئے بھی بہت مفید ہے جس کو حکیموں نے جواب دیدیا ہو۔ **خاوند کا ناراض یا بے پرواہ رہنا**۔ بعد نماز عشاء کے گیارہ دانے سیاہ مرچ کے لیکر آگے پیچھے گیارہ بار درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح يَا لَطِيْفُ يَا وَدُوْدُ کی پڑھیں اور خاوند کے مہربان ہونے کا خیال رکھیں جب سب پڑھ چکیں تو ان سیاہ مرچوں پر دم کرکے تیز آنچ میں ڈالدیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ خاوند مہربان ہو جائے گا۔ کم سے کم چالیس روز کریں۔ **دودھ کم ہونا** یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھکر ماش کی دال میں کھلائیں پہلی آیت وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ دوسری آیت وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ دوسری آیت اگر آٹے کے پیڑے پر پڑھکر گائے بھینس کو کھلاویں تو خوب

دو دھ دیتی ہے۔ جن کو اور زیادہ جھاڑ پھونک کی چیزیں جاننے کا شوق ہو وہ ہماری کتاب اعمال قرآنی کے تینوں حصے اور شفاء العلیل اور ظفر جلیل دیکھ لیں اور ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو کہ قرآن کی آیت بے وضو مت لکھواور نہانے کی ضرورت میں بھی مت پڑھو۔ اور جس کاغذ پر قرآن کی آیت لکھکر تعویذ بناؤ اس کاغذ پر ایک اور کاغذ سادہ لپیٹ دو تاکہ تعویذ لینے والا اگر بے وضو ہو تو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہو۔ اور چینی کی تشتری پر بھی آیت لکھکر بے وضو کے ہاتھ میں مت دو بلکہ تم خود پانی سے گھولدو۔ اور جب تعویذ سے کام نہ رہے اس کو پانی میں گھولکر کسی ندی یا نہر یا کنوئیں میں چھوڑ دو۔ تمت ۔

اِضافہ جدیدہ

اب تک جھاڑ پھونک کے جو طریقے لکھے گئے تھے وہ چونکہ نہایت مختصر تھے اس لئے جناب مولانا مولوی شبیر علی صاحب مالک اشرف المطابع تھانہ بھون نے مخدوم و معظم حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے عرض کیا کہ جو عملیات جناب کے معمول ہوں انکو اگر لکھوا دیا جائے تو بہشتی زیور میں اضافہ کر دیا جائے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوشی سے اسکو قبول فرمایا اور خاص وہ عملیات جو حضرت اقدس کے معمول اور روزمرہ کی ضرورت کے ہیں لکھوادئے لہٰذا عام فائدہ کیلئے ان کو درج کیا جاتا ہے۔

عملیاتِ خاص معمول حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

(۱) **حفاظت حمل** اگر کسی عورت کا حمل اکثر گر جاتا ہو یا کسی صدمہ کیوجہ سے کسی مرتبہ ایسا خطرہ ہو تو آیات ذیل لکھکر حاملہ کے گلے میں اس طرح ڈالیں کہ وہ تعویذ پیٹ پر پڑا رہے آیات یہ ہیں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡهِمۡ وَلَا تَكُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡكُرُوۡنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ؕ فَاللّٰهُ خَیۡرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ؕ اَللّٰهُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ كُلُّ اُنۡثٰی وَمَا تَغِیۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَمَا تَزۡدَادُ ؕ وَكُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَهٗ بِمِقۡدَارٍ ؕ رَبِّ اِنِّیۡۤ اُعِیۡذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ

(۲) **حفاظت اطفال** بچوں کے اکثر امراض سے بحکم خدا حفاظت رہے کلمات ذیل کو لکھکر بچہ کے گلے میں ڈالیں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَعُوۡذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنۡ شَرِّ كُلِّ شَیۡطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَیۡنٍ لَامَّةٍ بِسۡمِ اللّٰهِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ اور اگر سوتے میں ڈرتا ہو تو اس کو بھی پڑھا دیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ سُوۡٓءِ الۡاَحۡلَامِ وَمِنۡ اَنۡ یَّتَلَاعَبَ بِیَ الشَّیۡطٰنُ فِی الۡیَقۡظَةِ وَالۡمَنَامِ (۳) **نظر بد**

اگر نظر بد کا احتمال ہو تو آیات ذیل لکھکر گلے میں ڈالدیں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ وَاِنۡ يَّكَادُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَيُزۡلِقُوۡنَكَ بِاَبۡصَارِهِمۡ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكۡرَ وَيَقُوۡلُوۡنَ اِنَّهٗ لَمَجۡنُوۡنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ ایضاً۔ کلمات ذیل بھی نظر بد کا اثر دور کرنے کے لئے خصوصیت سے لکھکر گلے میں ڈالتے ہیں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ اَعُوۡذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنۡ شَرِّ كُلِّ شَيۡطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيۡنٍ لَّامَّةٍ بِسۡمِ اللّٰهِ الَّذِيۡ لَا يَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَيۡءٌ فِي الۡاَرۡضِ وَلَا فِي السَّمَاۤءِ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝ (۴) حفاظت از وباء ہر قسم وطاعون جو منام میں تعلیم کی گئی ایسے امراض کے زمانہ میں جو چیز کھائی پی جاوے اس پر تین بار سورہ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ پڑھکر دم کرکے کھائیں پیئیں اور اگر مریض کے لئے پانی پر تین بار دم کرکے پلایا جاوے تو مبتلا تک کو شفا ہو گئی ہے۔ (۵) درد سر خواہ درد آدھا سیسی کا ہو یا دوسری طرح کا آیات لکھکر درد کے موقع پر باندھ دیں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ اِذَا جَاۤءَ نَصۡرُ اللّٰهِ (پوری سورت) لَا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُوۡنَ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شَرِّ كُلِّ عِرۡقٍ نَّعَّارٍ وَّمِنۡ شَرِّ حَرِّ النَّارِ (۶) درد زہ کیلئے آیات ذیل کو گڑ پر پڑھکر کھلادیں یا لکھکر سفید کپڑے میں باندھ کر حاملہ کی بائیں ران میں باندھیں اور بعد فراغت فوراً کھولدیں انشاء اللہ ولادت میں بہت سہولت ہوگی بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ اِذَا السَّمَاۤءُ انۡشَقَّتۡ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ وَاَلۡقَتۡ مَا فِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ اَهۡيًا اَشۡرَاهِيًا اَللّٰهُمَّ سَهِّلۡ عَلَيۡهَا الۡوِلَادَةَ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيۡلَ يَسَّرَهٗ۔ (۷) آسیب اگر کسی پر آسیب کا شبہ ہو تو آیات ذیل لکھکر مریض کے گلے میں ڈالدیں اور پانی پر دم کرکے مریض پر چھڑک دیں اور اگر گھر میں اثر ہو تو ان کو پانی پر پڑھکر گھر کے چاروں گوشوں میں چھڑکدیں آیات یہ ہیں۔

(۱) بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّاۤلِّيۡنَ ۝ (۲) الٓمّٓ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۝ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ۝ اُولٰۤئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰۤئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ (۳) وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ۝ (۴) اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَيُّ الۡقَيُّوۡمُ لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ مَنۡ ذَا الَّذِيۡ يَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يُحِيۡطُوۡنَ بِشَيۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَاۤءَ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَلَا يَئُوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا وَهُوَ الۡعَلِيُّ الۡعَظِيۡمُ ۝ لَاۤ اِكۡرَاهَ فِي الدِّيۡنِ قَدۡ تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَيِّ فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى لَا انۡفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوۡتُ يُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰۤئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝

(۵) لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ
وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (۶) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
(۷) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ
حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (۸) فَتَعٰلَى اللّٰهُ
الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ
رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (۹) وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝
فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا
بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝
دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ
خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ (۱۰) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝
هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
(۱۱) وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا (۱۲) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ
كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (۱۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ
شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (۱۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ
يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ ایضاً کلمات ذیل لکھکر مریض کے گلے میں ڈالدیا جاوے
(اس عمل کا نام حرز ابی دجانہ ہے) نہایت مجرب ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُّحَمَّدٍ
رَّسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّائِحِيْنَ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ
فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُّوْلَعًا اَوْ فَاجِرًا مُّقْتَحِمًا اَوْ رَاعِيًا حَقًّا مُّبْطِلًا هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا
وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَ
الْاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَّزْعُمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

تُقْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ حٰمٓعٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ اس کو لکھ کر گلے میں ڈالدیا جاوے۔ ایضاً۔ اگر آسیب کا اثر گھر میں معلوم ہو تو آیات ذیل پچیس بار چار کیلوں پر پڑھکر گھر میں چاروں کونوں میں گاڑ دیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ؕ ایضاً۔ اس نقش کو مع نیچے کی عبارت کے تین تعویذ لکھیں اور اس کو اسطرح فلیتہ بناویں کہ دو کا ہندسہ نیچے رہے اور آٹھ کا ہندسہ اوپر رہے۔ پھر پاک روئی لپیٹ کر کورے چراغ میں کڑوا تیل ڈالکر مریض کے پاس اوپر کی طرف یعنی ہندسہ آٹھ کیطرف سے روشن کریں اول روز ایک فلیتہ جلاویں پھر ایکدن ناغہ کر کے دوسرا پھر ایکدن ناغہ کر کے تیسرا نقش یہ ہے۔

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

فرعون - قارون - ہامان - شداد - نمرود و ابلیس علیہا مانہ واتباع ایشاں اگر بگریزند سوختہ شوند

برائے دفع سحر۔ آیات ذیل لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالدیں اور پانی پر پڑھکر اس کو پلادیں۔ اگر نہلانا نقصان نہ کرتا ہو تو ان ہی آیات کو پانی پر پڑھکر اس سے مریض کو نہلادیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ؕ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ؕ برائے دفع مرگی آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں ڈالدیا جاوے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ رَبِّ اِنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ؕ رَبِّ اِنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ برائے اختلاج قلب آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالیں کہ قلب پر پڑی رہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ محبت زوجین اگر زوجین میں سے کسی کو دوسرے سے نفرت ہو اور محبت نہ ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر محب اپنے پاس رکھے اور نمک یا مٹھائی پر پڑھکر محبوب کو کھلاویں۔ فلانہ کی جگہ محبوب کا نام اور لفظ فلاں کی جگہ محب کا نام لکھیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّىْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِىْ اِذْ تَمْشِىْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَيَا مُسَخِّرَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ قَلِّبْ لِفُلَانَةَ قَلْبَ فُلَانٍ يَا خَيْرَ لِاَدَاءِ الْحُقُوْقِ يَا وَدُوْدُ حَبِّبْ حَبِّبْ يَا وَدُوْدُ رد غائب اگر کسی کا لڑکا یا اور کوئی لاپتہ کہیں چلا گیا ہے تو اس کے واپس

آنے کے لئے آیات ذیل کو لکھکر اس تعویذ کو کالے یا نیلے کپڑے میں لپیٹ کر گھر میں جو کوٹھڑی زیادہ تاریک ہو اس میں دو پتھروں کے درمیان اس طرح رکھدیا جاوے کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے پتھر نہ ہوں تو چکی کے دو پاٹوں میں دبادیں اور لفظ فلاں کی جگہ اس لاپتہ کا نام لکھیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَیْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ یَا هَادِیَ الضَّالِّ وَیَا رَآدَّ الضَّالَّةِ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ فُلَانٍ۔ **پیشاب رک جانا یا پتھری ہو جانا**۔ کلمات ذیل کو لکھ کر ناف پر باندھ دیا جائے رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اِسْمُكَ اَمْرُكَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِی الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ عَلٰی هٰذَا الْوَجَعِ **غنا** یَا وَهَّابُ بعد نماز عشا اس طرح پڑھے کہ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے اور درمیان میں چودہ چودہ بار اسم مذکور اور بعد میں سو بار یہ دعا پڑھے۔ یَا وَهَّابُ هَبْ لِیْ مِنْ نِّعْمَةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (اس عمل کا نام حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کیمیائے درویشاں فرمایا کرتے تھے) **انجاح حاجت**۔ تمام مشکلات کے حل کیلئے اسم یَا لَطِیْفُ بعد نماز عشا گیارہ سو گیارہ مرتبہ پڑھے اوّل و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے اور پھر دعا کرے۔ **برائے دفع تپ و لرزہ ہر قسم** نقش ذیل کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالدیں نقش یہ ہے۔

بسم	الله	الرحمن	الرحیم
الله	الرحمن	الرحیم	بسم
الرحمن	الرحیم	بسم	الله
الرحیم	بسم	الله	الرحمن

ایام ماہواری کی کمی اگر ایام ماہواری میں کمی ہو اور اس سے تکلیف ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈال دیں کہ تعویذ رحم پر پڑا رہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔ **ایام ماہواری کی زیادتی**۔ اگر کسیکو ایام ماہواری زیادہ آتے ہوں اور اس سے تکلیف ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالدیں کہ تعویذ رحم پہ پڑا رہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقِیْلَ یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ **تعویذ طحال**۔ ترکیب ذرا بکھیڑے کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ تعویذ اسی طرح کھلا رہیگا اور ایک نیلا کپڑا اس تعویذ سے دونالے کر دوہرا کر کے اس کے بیچ میں یہ تعویذ ایسا ہی کھلا ہوا رکھا جاوے اسطرح سے

کہ جس جانب تعویذ میں بسم اللہ کے اعداد (۷۸۶) ہیں وہ کپڑے کے بند جانب میں رہے پھر کسی روز بعد نماز فجر نہار منہ مریض کو چت لٹا کر اور پہلوؤں کی برابر دونوں ہاتھ سیدھے رکھ کر بائیں ہتھیلی پر تعویذ مع کپڑے کے رکھدیا جاوے اس طرح کہ بند جانب جدھر بسم اللہ کے عدد ہیں انگلیوں کی طرف رہے پھر اس تعویذ کو کپڑے کے مجموعہ پر ایک کورے چھوٹے برتن میں ایک بہت چھوٹی سی چنگاری جس سے وہ برتن گرم نہ ہو جاوے رکھ کر مریض کے بائیں جانب ایک ہوشیار آدمی بیٹھے اور طحال کو انگلیوں سے دباتا ہوا کھسکاتا ہوا اصلی مقر تک لاوے یعنی بڑھے ہوئے حصہ کو دباتا ہوا کھسکاتا ہوا اس جگہ تک لاوے جس جگہ تک تلی حالت صحت میں رہتی ہے (جامع) اسیطرح بار بار تقریباً بیس منٹ تک کرے بعض اوقات طحال میں سوزش ہونے لگتی ہے ایسے وقت چنگاری کے برتن کو ہٹادیں پھر بعد سکون بدستور رکھدیں۔ پھر بیس منٹ کے بعد مریض سے کہا جاوے کہ وہ اٹھ کر پیشاب کر ڈالے پھر ایک دن ناغہ کر کے پھر کریں پھر ایک روز ناغہ کر کے تیسری بار کریں اور بس۔ نقش یہ ہے ....

براۓ افزائش شیر زنان اگر کسی عورت کے دودھ کی کمی ہو تو آیات ذیل کو ایک بار پڑھکر نمک پر دم کر کے کھانے میں ڈالکر عورت کھاوے اس کھانے میں سے اور سب بھی کھادیں تو کچھ حرج نہیں ہے آیات یہ ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۝ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ براۓ افزائش شیر جانوران۔ اگر کوئی گاۓ بھینس وغیرہ دودھ نہ دیتی ہو تو ایک آٹے کے پیڑے پر آیات ذیل پڑھکر اس جانور کو کھلادیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ براۓ تھنیلا بعض اوقات عورتوں کی پستان میں بوجہ زیادتی دودھ وغیرہ درد اور دکھن ہوتی ہے تو اس دعا کو چھنی ہوئی راکھ پر یا مٹی پر سات بار اس طرح پڑھیں کہ ہر بار پڑھ کر اس راکھ یا مٹی میں تھوک دیں پھر پانی سے اس کو پتلا کر کے درد کی جگہ لیپ کریں اگر پھوڑے پھنسی وغیرہ پر لگایا جاوے تب بھی مفید ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا ۝

ذیل میں کچھ تعویذ و گنڈے اور نقل کئے جاتے ہیں جو دیگر حضرات سے پہنچے ہیں۔ برائے آسیب زدہ (از قطب عالم مولانا گنگوہی) اسمار اصحاب کہف بعبارت ذیل کاغذ پر لکھ کر جس مکان میں مریض یا مریضہ اس کی دیواروں پر جگہ جگہ چسپاں کر دئے جاویں اور بیس کا نقش مندرجہ ذیل ایک کاغذ پر لکھ کر مریض کو دکھایا جاوے وہ دیکھنے سے گھبرائے اور انکار کریگا مگر زبردستی اس کی نظر اسپر ڈلوائی جاوے اور جبراً نقش کو تعویذ بنا کر اسکے گلے میں ڈالدیا جاوے۔ اسماء اصحاب کہف یہ ہیں الٰہی بحرمۃ یملیخا مکسلمینا کشفوطط۔ طبیونس کشافطیونس اذافطیونس یوانس بوس وکلبھم قطمیر وعلی اللہ قصد السبیل و منہا جائر ولو شاء لھدٰکم اجمعین وصلی اللہ تعالٰے سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و بارک

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

گنڈہ برای مُسان (از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ) نیلے تاگے کے اکتالیس تار عورت کے قد کے برابر لمبے لیکر اس پر سورہ الحمد مع بسم اللہ اکتالیس بار پڑھے اور ہر دفعہ اس تاگہ پر دم کر کے ایک گرہ لگاتا رہے حمل کے زمانہ میں ماں کے پیٹ پر اس گنڈے کو باندھ دے اور بعد پیدا ہونے کے بچہ کے گلے میں ڈال دے اور اگر حمل کے وقت نہ باندھ سکے تو بچہ ہی کے گلے میں ڈالنے سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہی فائدہ ہوگا۔ گنڈہ برائے آسیب زدہ۔ گیارہ تار نیلا یا سیاہ سوت کچا ڈیڑھ گز لمبا لے کر اکتالیس بار آیت ذیل پڑھیں اور ہر دفعہ گرہ لگا کر اسکے اندر دم کر کے بند کر دیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا گنڈہ برائے سہولت دندان سات تار کا بارہ گرہ لمبا کچا سوت نیلا یا سیاہ لیکر سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ سات بار پڑھیں اور ہر دفعہ گرہ لگا کر حسب معمول دم کر دیں پھر ہر گرہ پر جدا جدا ختم کر کے گرہ لگائی ہے اس کے اوپر سے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ایک ایکبار دم کرتے چلے جائیں پھر ایک ایکبار اس طرف سے جہاں اب ختم کیا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ دم کرتے ہوئے چلے آئیں گنڈہ برائے حفاظت حمل گیارہ تار نیلا یا سیاہ سوت ڈیڑھ گز لمبا لیکر سورہ یٰسین پوری پڑھیں اور ہر مبین پر ایک گرہ لگا کر دم کر دیں پھر اس کو حاملہ کے پیٹ پر باندھ دیں (کل سات گرہ ہونگی) حمل اسقاط سے محفوظ رہیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ جھاڑ برائے اور سا جسکو میٹھا اور پسلی چلنا بھی کہتے ہیں چاقو سے پاک زمین پر سات لکیریں اسطرح ||||||| کھینچکر اور بچہ کا پیٹ اپنی طرف کر کے کپڑا اٹھا کر دائیں ہاتھ میں چاقو لیکر بچہ کے پیٹ کی طرف سے اشارہ کر کے ان لکیروں پر لاتا رہے اور سات بار یہ آیت پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ

الرحمٰن الرحیم ۵ اَمْ اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۵ اور بچہ کے پیٹ اور سینہ پر دم کردے اور کبھی کبھی چاقو کو آہستہ سے اس پسلی کو چھواتا ہوا جو چل رہی ہے اور پیٹ کو چھواتا ہوا زمین تک لاوے سات دفعہ دعا پڑھکر ایک لکیر سے ان سات لکیروں کو کاٹ دے پھر اسی طرح سات دفعہ پڑھے اور دوسری لکیر سے کاٹ دی اسی طرح ہر سات دفعہ پر ایک لکیر سے کاٹتا رہے جب سات لکیریں ہو جائیں پس دم کر کے بچّہ کو اٹھا دیا جائے اور بچہ کو پیشاب کرادیں صبح اور شام تین روز تک جھاڑا جاوے باذن اللہ مرض دفع ہو جاوے گا۔ برائے دورہ کمیڑہ جب بچہ کو مسان کا دورہ پڑ رہا ہو تو سات بار الحمد پوری اور سات بار سورۃ اذا جاء نصر اللہ پوری اور سات بار درود شریف نماز والا پڑھکر دم کرے اور پڑھتے ہوئے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو سینہ اور پیٹ پر پھیرتا رہے گنڈہ برائے بواسیر خونی کچا سوت سُرخ رنگ ڈیڑھ گز لمبا اکیس ۲۱ تار لیکر سورۃ تبّت یدا ابی لہب پوری اکیس ۲۱ بار پڑھکر گرہ لگاتا اور دم کرتا رہے پھر الٹی طرف سے ہر گرہ پر لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۵ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ایک بار دم کردے پھر سیدھی طرف سے ایک بار ہر گرہ پر وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ دم کرتا چلا جائے۔ اور بواسیر والے کی کمر پر باندھ دیا جائے باذن اللہ بہت جلد آرام ہو جاویگا۔ برائے حفاظت از مار و کژدم وغیرہ جانوران موذیہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ گیارہ بار صبح اور شام اوّل و آخر درود شریف گیارہ بار پڑھا جاوے اعتقاد کامل ہو۔ ایضًا بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تین بار صبح و شام۔ برائے عقیمہ ہرن کی جھلّی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا پھر اس تعویذ کو عورت کی گردن میں باندھے۔ ایضًا چالیس لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۵ ایک لونگ کو ہر روز کھائے اور شروع کرے حیض کے غسل ہونے سے اور ان دنوں میں اس کا شوہر اس سے صحبت کرتا رہے اور شرط یہ ہے کہ لونگ رات کو کھاوے اس پر پانی نہ پیوے۔ برائے خنازیر۔ جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو تانت پر جو مریض کے قد کی برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دُعا پھونکے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اعوذ بعزۃ اللہ و قدرۃ اللہ و قوۃ اللہ و عظمۃ اللہ و برھان اللہ و سلطان اللہ و کنز اللہ و جوار اللہ و امان اللہ و حرز اللہ و صنع اللہ و کبریاء اللہ و نظر اللہ و بہاء اللہ و جلال اللہ و کمال اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ من شر ما اجد پھر مریض کے گلے میں ڈالدے۔ (تمام شد اضافہ جدیدہ)

ے منقول از قول جمیل مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حصولی ۱۲

فہرست مضامین نور محمدی طبی جوہر

ملنے کا پتہ } نور محمد کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ فریر روڈ کراچی

طبی جوہر ضمیمہ ثانیہ حصہ نہم نور محمدی بہشتی زیور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوئے دیں بہر طبیباں رہبرست ٭ بہر مرضی بہتر از سیم و زرست ✦ زیور طب ست و نادر گوہرست ٭ با مسمّی اسم طبی جوہرست حامداً و مصلیاً مقدمہ - اما بعد عرض کرتا ہے بندۂ ناچیز احقر الوری محمد مصطفےٰ بجنوری مقیم میرٹھ محلہ کرم علی کہ خاکسار نے حسب ایمائے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ ایک کتاب اصلاح الطب لکھی تھی جسمیں طبی مسائل متعلقہ طبیب اور مریض سے خواہ ان کو عبادات سے تعلق ہو یا عادات سے یا اخلاق سے - اور معالجات کے حرام و حلال سے بالتفصیل بحث کی تھی - بلکہ ہر ہر دوا کو بترتیب حروف تہجی لکھکر اسکا حکم شرعی لکھا تھا اور ناجائز ادویات کے بدل اور دیگر بہت سی کارآمد باتیں بھی لکھی تھیں چونکہ وہ کتاب کسیقدر ضخیم ہو گئی اس واسطے حضرت والا کی رائے یہ ہوئی کہ اسمیں سے معالجات کی بحث کا اختصار کے ساتھ انتخاب کر کے علیحدہ رسالہ بنا دیا جائے کیونکہ مسائل طب کا وہ حصہ جو مریض و طبیب دونوں میں مشترک ہے اور جس کی پابندی عامہ مسلمین کو ضروری ہے وہ یہی معالجات کی بحث ہے بتعمیل ارشاد یہ چند ورق منتخب کر کے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں اور حضرت والا نے اس کو بھی پسند فرمایا کہ اس رسالہ کو بہشتی زیور کا ضمیمہ بنا دیا جائے کیونکہ بہشتی زیور میں ایک طبی جزو پہلے سے بھی موجود ہے اور چونکہ اسمیں کچھ مضامین ایسے بھی ہیں جو عام طور سے مستورات نہیں سمجھ سکتیں (دلیلیں وغیرہ جو عربی زبان میں لکھی جاویں گی جیسا کہ آگے آتا ہے اس واسطے اسکا الحاق بہشتی زیور کے اخیر حصہ کے ساتھ جس میں مردوں کے احکام درج ہیں جسکا نام بہشتی گوہر ہے انسب ہوا - بہر حال بلحاظ مضامین کے بہشتی زیور کے ساتھ بھی اس کا الحاق ہو سکتا ہے اور بہشتی گوہر کیساتھ بھی اور یہ رسالہ زن و مرد سب کے لئے ضروری اور کارآمد ہے مستورات بھی اسکا مطالعہ کریں بلکہ علیحدہ خرید کر بہشتی زیور کے ساتھ بھی لگا لیں تو اولیٰ و انسب ہے اور اس وجہ سے کہ یہ ایک بڑی کتاب کا خلاصہ ہے اور خلاصہ کو لُب لُباب یا جوہر کہتے ہیں زیور اور گوہر دونوں کے وزن پر اسکا نام طبی جوہر رکھا گیا یہ رسالہ مستقل کتاب بھی کہا جا سکتا ہے اور زیور و گوہر کا تتمہ و ضمیمہ بھی، عوام و خواص سب کی رعایت سے اس رسالہ کا طرز یہ رکھا گیا ہے کہ نفس مسائل نہایت سہل اردو عبارت میں لکھے گئے اور جو مضمون دقیق تھے از جنس دلائل وغیرہ بطور

[حاشیہ: شامل کر دیا ۱۲ — مشکل ۱۲ — علیہ ۱۲]

[حاشیہ: اس کتاب کے مصنف حکیم صاحب موصوف کا انتقال ہو چکا ہے ۱۲ - علیہ حضرت اقدس کا بھی وصال ہو گیا ہے]

حاشیہ کے عربی میں لکھا گیا تاکہ عوام دقیق مضامین کی الجھن سے بچیں اور خواص دلیل سے بھی اطمینان حاصل کرلیں لیکن نظر بر اختصار مسائل اور ادلہ دونوں میں قدر ضروری پر اکتفا کیا جاویگا۔ اور تفصیل وتکمیل کو اصل کتاب۔ اصلاح الطب پر حوالہ کیا جاوے گا اقول وباللہ التوفیق ؎

فائدہ جلیلہ | بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علاج معالجہ کے واسطے کسی جائز ناجائز دیکھنے کی ضرورت نہیں گویا مریض مرفوع القلم ہے اور بہ تبعیت اسکے طبیب کو بھی خاطر خواہ آزادی ہے یہ خیال غلط ہے ان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ مریض حق تعالی کی حکومت سے خارج نہیں ہو جاتا حق تعالی کو جان و مال اور سب چیز پر مالکانہ حق حاصل ہے۔ اسی معنی کو فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ترجمہ۔ اگر ہم لوگوں پر فرض کرتے کہ خودکشی کرو یا جلا وطن ہو جاؤ تو سوائے شاذ و نادر کے وہ اس کی تعمیل نہ کرتے حالانکہ جو بات ان کو بتلائی جاتی۔ اسی کے موافق کرنا ان کے واسطے بہتر ہوتا۔ معلوم ہوا کہ حق تعالی کو یہ بھی اقتدار حاصل ہے کہ قصداً جان تلف کرنے کا حکم دیں تا بصحت چہ رسد لیکن یہ حق تعالی کا کرم ہے کہ باوجود اس اقتدار کے ایسی تکلیفیں نہیں دیں ہاں مختار مطلق بھی نہیں کر دیا بلکہ علاج معالجہ کے لئے بھی کچھ قواعد مقرر فرمادئیے اور وہ قواعد ایسے ہیں کہ اگر بنظر غور و انصاف دیکھا جاوے تو ان میں خاطر خواہ وسعت ہے ان میں اتنی بھی تنگی نہیں جتنی ایک معمولی حکومت رکھنے والے کے احکام میں ہوتی ہے (جیساکہ رسالہ ہذا کے مطالعہ سے ثابت ہوگا) اس کرم و احسان کی قدر یہ ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کیلئے بدل و جان آمادہ رہے اور ممنوع طریقہ علاج کا ہرگز مرتکب نہ ہو اور بحالت مرض علماء کے فتوے سے خارج نہ ہو بلکہ تندرست سے مریض کو اس کی ضرورت اس وجہ سے زیادہ ہے کہ تندرست تو کچھ مہلت کی امید بھی رکھتا ہے اور مرض مقدمہ موت ہے۔ نظر بظاہر اسباب بھی خاتمہ کا وقت قریب ہے۔ تو کیا عقلمندی ہے کہ گنہگار ہو کر مرے بعض بندگان خدا نے مرتے وقت باوجود تکلیف ہونیکے بعض مستحبات کو بھی نہیں چھوڑا احباب نے کہا کہ اس حالت میں بوجہ تکلیف کے استحباب ساقط ہے تو جواب دیا تکلیف تھوڑی دیر کی اور ہے کیا ضرورت ہے کہ مرتے وقت ایک مستحب کا ثواب ضائع کریں۔ مریض شدید المرض میں مبتلا ہوتا ہے اور دوسروں کے قبضہ میں ہوتا ہے لہذا تیمار داروں کو چاہیئے کہ اس کی نماز اور جملہ ضروریات دین کا خیال رکھیں اور اگر وہ تحمل بھی کرے تو ہمت بندھا کر اس کو گناہ سے بچائیں اگر تیمار دار متشرع اور مستعد ہو تو خاتمہ کے وقت مریض کی حالت سنبھل جانے کی بہت کچھ امید ہے۔ ورنہ گناہ صرف مریض ہی پر نہیں ہوتا سب تیمار دار شریک ہوتے ہیں بلکہ زیادہ حصہ وبال کا تیمار داروں ہی کے اوپر ہوتا ہے کیونکہ مریض ان کے اختیار میں ہے

مریض اور تیمار دار سب کو چاہیئے کہ جیسے اور مسئلے نماز روزے وغیرہ کے پوچھتے ہیں ایسے ہی ہر علاج و دوا میں کچھ شبہ ہو علماء سے فتویٰ لے لیں (حضرت مولانا تھانوی مرحوم کا ایک مضمون بعنوان اصلاح معاملہ بالموتیٰ رسالہ القاسم ماہ جماد الثانی ۱۳۳۱ھ میں چھپا ہے اسکو غور سے مطالعہ کریں۔

(نوٹ) یہ مضمون رسالہ ہذا میں شامل ہو گیا ہے بر صفحہ! حصہ ہذا ۱۲۔

اب جاننا چاہیئے کہ جو چیزیں علاج میں کام آتی ہیں چار قسم کی ہیں، جمادات، نباتات، حیوانات اور ان سے مرکب چیزیں۔ اور جان لینا چاہیئے کہ ان چیزوں کے استعمال کے طریقہ دو ہیں اور دونوں کے حکم شرعی علیحدہ ہیں ایک استعمال داخلی اور ایک خارجی استعمال داخلی صرف حلق میں اور پیٹ میں پہنچ جانے کو کہتے ہیں یعنی استعمال داخلی کھانے پینے کا نام ہے اس کے سوا جتنے طریقے استعمال کے ہیں سب خارجی ہیں حتیٰ کہ استنشاق یعنی تر چیز ناک میں سڑکنا اور سعوط یعنی تر دوا ناک میں ٹپکانا اور نفوخ یعنی ناک میں دوا پھونکنا اور سنون یعنی منجن ملنا اور شموم یعنی کوئی دوا تر یا خشک سونگھنا اور عطوس یعنی ناس لینا اور مضغ یعنی چبانا اور مضمضہ یعنی کلی کرنا یہ سب بھی استعمال خارجی ہیں بشرطیکہ دوا حلق میں نہ پہنچے لیکن سوائے شموم کے سب میں خطرہ ہے کہ دوا حلق میں پہنچ جاوے بلکہ اغلب ہے کہ پہنچ جاتی ہے لہٰذا فی حد ذاتہ نہ سہی عبرۃً للاکثر۔ یہ سب بھی استعمال داخلی کے حکم میں ہیں احتیاط ضرور ہے کہ جس چیز کا استعمال داخلی درست نہیں وہ ان طریقوں سے استعمال نہ کیجاویں ورنہ اگر ذرا بھی حلق میں پہنچ گئی تو حرام چیز کھانے کا گناہ ہوگا۔ جیسے مردار کھایا اور کوئی احتیاط کر سکے تو فتویٰ میں گنجائش ہے **حکم استعمال داخلی اور خارجی** کا یہ ہے کہ جو چیز نجس العین ہے یعنی خود ناپاک ہے جیسے پاخانہ پیشاب، شراب، خلیہ، سور کا گوشت وغیرہ اسکا استعمال نہ تو خارجاً درست ہے نہ داخلاً۔ اور جو چیز دوسری چیز کے ملانے سے نجس ہوئی ہے (مردار) اس کا استعمال داخلاً درست نہیں اور خارجاً درست ہے جیسے ناپاک پانی یا کحل مرارات یعنی وہ سرمہ جس میں پتوں کا پانی پڑا ہو جبکہ ادویات سے پتوں کا پانی زیادہ نہ ہو (کحل مرارات کا بیان آگے مفصل آتا ہے) جیسے شراب آمیز ادویات جبکہ شراب مغلوب

ف۱ استعمال داخلی اور خارجی کے مفہوم میں اصطلاح طب اور اصطلاح فقہ کے لحاظ سے فرق ہے جس کی تفصیل حاشیہ عربی (ف۲) میں مذکور ہے۔

ف۲ کالآبزن والاکتحال والانکباب والبخور والتدہین والاحتقان والحمول فی القبل او الدبر والشیاف والضماد والفتیلۃ فی الجروح والقروح والفرزجۃ والتقطیر فی الاحلیل والاذن او الجروح واللخلخہ کلہا استعمال خارجی ۱۲ ف۳۔ لا یوجد فی الفقہ تفریق بین الطاہر والنجس الا فی الاکل فیعلم منہ ان الداخلی ہو الاکل دون غیرہ کذا افاد مولانا خلیل احمد نور اللہ مرقدہ علی ما نقلناہ فی اصلاح الطب ولا یظن ان الاستعمال الداخلی ہو الذی یفطر الصوم لان مبنی افطار الصوم لیس علی الاستعمال الداخلی الا تری ان تقطیر الدہن فی الاذن مفسد دون تقطیر الماء مع ان طریق الاستعمال واحد بل مفطر الصوم ہو الاکل والشرب والجماع وما ہو فی حکم الاکل والشرب فی حصول الانتفاع فہو ملحق بالاکل والشرب فتقطیر الدہن فی الاذن منتفع بہ دون تقطیر الماء فلذا فرق بینہما کذا قال مولانا اشرف علی مرحوم ولا یظن ایضاً ان الاستعمال الداخلی الفقہی ہو الذی یسمیہ الاطباء داخلیاً وہم صوموا بغیر قون فی آثار الادویہ داخلاً وخارجاً مثلاً البصل مفرح خارجاً لا داخلاً والاسفیداج مسکن خارجاً وسم داخلاً بل الطبی اعم من الفقہی فان السعوط داخلی عند الاطباء وکذا الفتیلۃ فی بعض القروح داخلی عند الاطباء دون الفقہاء ۱۲ منہ

اور دوا غالب ہو۔ ہاں نماز کے وقت دھونا اور باقاعدہ پاک کرنا ضرور ہے اور کوئی ایسی
ناپاک چیزوں سے خارجی استعمال میں بھی پرہیز کرے تو اَوْلیٰ وَانسب ہے کیونکہ بعض وقت
شدت مرض میں خیال نہیں رہتا اور کپڑوں میں بھی نجاست لگ جاتی ہے یا ہاتھ بلا دہوئے
کسی برتن میں پڑجاتا ہے اور وہ پانی اور برتن ناپاک ہوکر سارے گھر تک وہ نجاست
متعدی ہوجاتی ہے اور بہت سوں کی نمازیں غارت ہوتی ہیں دوسری چیز کے ملنے سے
نجس ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس دوسری چیز کو اس پاک چیز پر غلبہ نہو ورنہ للاکثر حکم الکل غالب
کا اعتبار ہوگا مثلاً ایک لوٹہ پیشاب میں چلوبھر پانی ملاکر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ پانی ہے۔ پیشاب
ملنے سے نجس ہوگیا ہے بلکہ اس کا حکم پیشاب ہی کا سا ہوگا اور اسکے عکس میں حکم بھی برعکس
ہوگا۔ اور جاننا چاہیے کہ شریعت مطہرہ میں استعمال کے منع[۱] ہونے کی وجہیں چار ہیں۔ نجاست
جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ میں اور مضر ہونا جیسے سنکھیا میں اور استخباث[۲] یعنی طبیعت سلیمہ کا اس سے
گھن کرنا جیسے کیڑے مکوڑوں میں اور نشہ لانا۔

جمادات کا بیان | جمادات سے مراد وہ اشیاء ہیں جو جڑی بوٹیوں (نباتات) اور حیوانات
اور فضلات حیوانیہ اور اجزاء حیوانیہ کے سوا ہیں جیسے مٹی۔ سونا۔ چاندی۔ ہڑتال۔ تانبہ۔
زہر مہرہ سنگ یشب وغیرہ۔ جمادات سب پاک اور حلال ہیں الا آنکہ مضر ہو یا نشہ لانیوالا ہو
استخباث جمادات میں مطلقاً نہیں ہے اور اگر مضر چیز کا نقصان کسی طرح جاتا رہے یا منشی
چیز میں نشہ نہ رہے تو ممانعت بھی نہ رہے گی، یہاں سے حکم مٹی کھانے اور چونہ پان میں
کھانے اور گل ارمنی، گیرو، ملتانی اور سنگ یشب وغیرہ کا نکل آیا کہ اگر نقصان کریں تو
جائز نہیں اور اگر نقصان نہ کریں تو درست ہے۔ مثلاً پان میں چونہ زیادہ کھاتا جو دانتوں کو
خراب کرے یا اور کوئی نقصان لاوے تو درست نہیں۔ اور بقدر ضرورت و نفع درست
ہے زیادہ چونہ کھانے میں یہ بھی نقصان ہے کہ دانتوں پر دھڑی یعنی پپڑی ایسی جم جاتی
ہے کہ جس سے پانی غسل میں مسوڑھوں کے اندر نہیں پہنچتا اور غسل ادا نہیں ہوتا[۳] اور حکم کشتہ
جات اور سمیات کا بھی نکل آیا کہ بلا رائے طبیب حاذق و معتمد علیہ ان کا استعمال درست

رات کو لگاکر دانت صاف کرڈالیں اور دھڑی جمانا مردوں کو جائز نہیں کیونکہ محض زینت اور تشبہ بالنساء ہے دوا نہیں۔ چونہ اتنا کھانا جس سے دھڑی
جم جاوے جائز نہیں ہے نہ مردوں کو نہ عورتوں کو کیونکہ مضر ہے لیکن اگر کوئی عادی ہوگیا اور دھڑی جم گئی تو اگر آسانی سے وہ چھوٹ سکے تو غسل کرنے
میں چھڑانا ضرور ہے ورنہ چھوٹ سکے تو معاف ہے۔ ۱۲ النظر ثالث

---

[۱] حصرها في احياء العلوم في الثلثة وادرج المسكر في المضرة ونحن افردناه علاحدة ۱۲
[۲] وحرمة استعمال الاواني الذهب والفضة ولبس الحرير للرجال كما بيناه هو لاجل الخ لايقدح في الحصر لان النادر كالمعدوم على ان مرادنا من العلة هو السبب الموجود في الشئ المستعمل والذهب والفضة والحرير خال عنها لكن ما نعًا آخر موجود وهو استحقاق استعمالها في الآخرة بعدم استعمالها في الدنيا والمحروم منها باستعمالها في الدنيا كما ورد في الحديث ۱۲
[۳] مسئلہ مسی کا یہ ہے کہ اگر دانتوں پر دھڑی جم گئی اور ایسی کہ آسانی سے چھوٹ سکتی ہو تب تو غسل بلا اسکے چھڑائے درست نہ ہوگا اور اگر ایسی ہو کہ آسانی سے نہیں چھوٹ سکتی یا اسکے چھڑانے میں تکلیف یا نقصان کا اندیشہ ہو تو اسکا چھڑانا ضروری نہیں رہا یہ کہ ایسی مسی لگانا کہ جس سے دھڑی خوب جم جائے اور چھوٹ نہ سکے جائز ہے یا نہیں جواب یہ ہے کہ جائز ہے کیونکہ زینت کیلئے ایسا کیا جاتا ہے ہاں مردوں کو ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ تشبہ بالنساء ہے اور دانتوں کو مضبوط کرنے کیلئے مسی لگانا مردوں کو بھی جائز ہے مگر دن کو نہ لگاویں

نہیں اور اگر حاذق و معتمد علیہ طبیب کھلاوے تو درست ہے کیونکہ وہ کسی نفع کے لئے کھلاتا ہے۔

تنبیہ اعلم ان الاستعمال الخارجی وان جاز علی سائر الاعضاء سوی الحلق والمعدۃ لکن بین الاعضاء فرقا فی المرتبۃ فبعضہا اشرف من بعض فالاشرف احری بان لا یقربہا نجس ولا شئ مستقذر بما امکن وتلک الاعضاء ھی ما فوق الرقبۃ خصوصا داخل الفم فلا یمتہض ما امکن بشئ ذی نتن ولا مستقذر طبعا اللہم الا ان تلجأ للضرورۃ وشرف تلک الاعضاء لما ورد فی الحدیث ان الملیکۃ تصور الجنین کلہ سوی الراس فیخلقہ اللہ تبارک وتعالی بیدہ ولما نہی فی حدیث عن اللطم علی الوجہ ولقولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نظفوا افواھکم فانہا طرق القرآن۔

مشہور ہے کہ مٹی کھانا حرام ہے مگر اس میں بھی تفصیل ہے کہ جہاں نقصان ہو جائز نہیں ہے اور جہاں نقصان نہ ہو جائز ہے۔ جیسے بحالت حمل تھوڑی سی مٹی کھالینا کہ عورت طبعاً اس پر مجبور ہوتی ہے ہاں اتنی نہ کھاوے جس سے نقصان ہو۔ یا روٹی میں لگی ہوئی راکھ کھالینا یا جلی ہوئی روٹی کھالینا بعض لوگ اس میں بہت وہم کرتے ہیں اور جلن کو روٹی سے ذرا ذرا الگ کرتے ہیں اسکی ضرورت نہیں قدر قلیل کچھ نقصان نہیں لاتی بلکہ جو ٹکڑا روٹی کا بالکل کوئلہ نہ ہو گیا ہو اور صرف ذرا سیاہی آگئی ہو۔ اسکا پھینکدینا جائز نہیں کیونکہ وہ روٹی ہے کوئلہ نہیں ہے۔

مسئلہ سونا چاندی بھی جمادات میں سے ہیں مگر ان کو دوسرے جمادات پر قیاس نہ کرنا چاہئے۔ دوسرے جمادات اکثر صرف دوا کے کام میں آتے ہیں اور یہ آرائش وغیرہ کے کام میں بھی آتے ہیں شریعت نے ان دونوں کے استعمال کو سوائے زیور کے طریقہ پر پہننے کے منع کیا ہے اور ظاہر ہے کہ زیور عورتوں کیلئے ہوتا ہے۔ لہذا عورتوں کو بطور زیور کے استعمال کرنا سونے چاندی کا درست ہے اور اس کے سوا درست نہیں، بیان اس کا یہ ہے کہ سونے چاندی کی سلائی یا سرمہ دانی کا استعمال یا ان کے برتن میں دوا بھگونا یا رکھنا یا پینا۔ یا کوئی معجون وغیرہ سونے چاندی کے برتن میں رکھنا جائز نہیں نہ مرد کو نہ عورت کو علی ہذا سونے چاندی کی کمانی والی عینک لگانا یا سونے چاندی کے کیس کی گھڑی استعمال کرنا یا گھڑی میں سونے چاندی کی چین ڈالنا یا جس آئینہ میں سونے چاندی کا چوکھٹا لگا ہو اسکا استعمال کرنا جائز نہیں۔ اسی وجہ سے آرسی کو منع کیا جاتا ہے ورنہ آرسی بطور زیور پہننے میں کوئی حرج نہیں ہاں اسمیں منھ دیکھنا منع ہے۔ **مسئلہ** سونے چاندی کے ورق کھانا یا سرمہ میں ڈالنا یا چاندی کا ٹکڑا دوا میں بھگو دینا (یہ قوت قلب کیلئے کیا جاتا ہے) یا چاندی کا بجھا و دینا۔ دوا میں جائز ہے۔ دانت کو سونے چاندی تار سے باندھنا دفعہ حرج کے لئے جائز ہے کیونکہ اور کسی دھات کے تار سے باندھنے سے مسوڑھے گل جاتے ہیں۔ اسی بنا پر سونے کی ناک لگانا یا بدن میں کسی جگہ سونے کی تلی چڑھانا

جائز ہے کیونکہ سوائے سونے کے کوئی دھات یہ کام نہیں دیتی۔ ریشم کا حکم بھی سونے کا سا ہے۔ الا آنکہ عورتوں کو ریشم کا استعمال ہر طرح جائز ہے اور مردوں کو بطریق لبس (پہننے کے) ناجائز ہے اور بطریق غیر لبس جائز ہے **مسئلہ**۔ چار انگل تک کی گوٹ ریشم کی لگانا مرد کو بھی جائز ہے **مسئلہ** بدن میں جوئیں پڑتی ہوں تو بطور علاج ریشم کا کپڑا پہننا جائز ہے۔ دفعاً للحرج لڑائی میں بھی ریشم کا جھل تہ پہننا درست ہے۔ کیونکہ اس کو تلوار نہیں کاٹتی۔

سوال۔ جس معجون یا خمیرہ وغیرہ مرکب دوا میں سونے چاندی کے ورق ہوں اسکی بیع وخرید ادھار جائز ہے یا نہیں اسیطرح جس نسخہ میں ورق مذکور ہوں اس کو عطار سے بندھوانا اور قیمت ادھار کرلینا درست ہے یا نہیں اسی طرح جس سرمہ میں ورق ایسے حل کردئے گئے ہوں کہ مطلق نظر نہ آتے ہوں تو اس کی بیع وشرا ادھار جائز ہے یا نہیں۔ اگر یہ جائز نہیں تو اس میں اور ملمع شدہ زیور میں کیا فرق ہے جیسا کہ ملمع شدہ زیور سے سونے چاندی کا علیحدہ کرنا مشکل ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ سرمہ یا مرکب دوا میں سے علیحدہ کرنا درقو مشکل ہے اسی طرح مٹھائی اور گوشت پر جو ورق چاندی کا لگادیتے ہیں اسمیں ادھار جائز ہے یا نہیں اور ایسی معجونوں، سرموں پر جن میں ورق ہو زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں۔ **جواب**[1] اگر ورق چاندی یا سونے کے معجونوں میں اس طرح حل کردئے جائیں کہ تمام ادویہ کے ساتھ حل ہوکر یکذات ہو جائیں تو اس صورت میں تو وہ مثل ملمع کے مستہلک اور غیر قابل اعتبار ہیں اگر پوری طرح حل نہوں تو مثل کپڑے کی گوٹ کے محض تابع ہیں کیونکہ اس کو سونا چاندی کی معجون کوئی نہیں کہتا بلکہ جز وغالب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ہاں اگر کسی معجون میں غالب حصہ ورق ہی کا ہو جیسے محض شہد میں ورق حل کئے جائیں تو اس کو معجون ذہب ومعجون فضہ یعنی (سونے چاندی کی معجون) کہا جائیگا اور اس کا حکم گوٹہ لچکہ وغیرہ کا ہوگا اور اسمیں بیع صرف کے احکام بھی ہوں گے۔ اور وجوب زکوۃ بھی ہوگا اور پہلی دونوں صورتوں میں نہ بیع صرف کے احکام ہیں نہ وجوب زکوۃ ہے اور مٹھائی اور گوشت پر جو ورق لگادیتے ہیں اس کا حکم کپڑے کی گوٹ کا سا ہے اتنا فرق ہے کہ یہاں پر ان ورقوں کا چار انگل یا اس سے

ففی حکم العروض یجوز بیعہا بالخالص ان کان اکثر وبجنسہ متفاضلا بشرط التقابض وقال فی الفتح ولایخفی ان ہذا لایتاتی فی کل دراہم غالبۃ الغش بل اذا کانت الفضۃ المغلوبۃ بحیث لاتخلص من النحاس اذا اریدذلک واما اذا کانت بحیث لاتخلص لقلتہا بل تحترق لاتبرۃ لہ اصلا بل تکون کالمموۃ لاتعتبر ولا تراعی[2] فیہا شرائط الصرف وانما ہو کاللون اھ صفحہ ۲۷۲ ج ۴

[1] قال الشامی نقلا عن کافی الحاکم لااکا اشتری لجاما مموہا بفضۃ بدراہم اقل مما فیہ او اکثر فہو جائز لان التمویہ لایخلص الاتری انہ اذا اشتری الدار المموہ سقوفہا بالذہب بثمن موجل یجوز ذلک وان کان مافی سقوفہا من التمویہ بالذہب اکثر من الذہب فی الثمن اھ ونقل الخیر الرملی نحوہ عن المحیط ثم قال واقول یجب تقیید المسئلۃ بما اذا لم تکثر الفضۃ او الذہب المموہ اما اذا کثر بحیث یحصل منہ شئی یدخل فی المیزان بالعرض علی النار یجب حینئذ اعتبارہ ولم ارہ لاصحابنا لکن رأیتہ للشافعیۃ وقواعدنا شاہدۃ فتامل الی ان قال وقد علم بہذا ان الذہب ان کان عینا قائمۃ فی المبیع کسامیر الذہب ونحوہا فی السقف مثلا اعتبر کطوق الامۃ وحلیۃ السیف ومثلہ المنسوج بالذہب فانہ عین قائمۃ غیر تابع بل ہو مقصود بالبیع کالحلیۃ والطوق وبہ صار الثوب ثوبا ولذا یسمی ثوب ذہب بخلاف المموہ لانہ مجرد لون لاعین قائمۃ وبخلاف العلم فی الثوب فانہ تبع محض فان الثوب لایسمی بہ ثوب ذہب ولان الشرع اہدر اعتبارہ حتی حل استعمالہ لکن ینبغی انہ لوزاد علی اربعۃ اصابع ان یعتبر ہیستیا ایضا اھ ص ۲۶۸ و ص ۲۶۹ ج ۴ وقالوا فی الدراہم المغشوشۃ انہا اذا کان الفضۃ فیہا مغلوبۃ

کم ہونا ضروری نہیں کیونکہ بقدر چار انگل چوڑا ہونے کی قید صرف لباس ہی کے ساتھ خاص ہے اور نشہ[1] کی چیزوں کا حکم یہ ہے کہ جو چیزیں خشک ہیں وہ پاک سب ہیں اور بوقت اشد ضرورت مثلاً کسی علاج کے لئے طبیب کی رائے سے اتنی مقدار سے کھانا بھی ان خشک چیزوں کا درست ہے جو نشہ نہ لاوے اور قدر مُنشی کا استعمال ہرگز جائز نہیں لیکن حتی الامکان ان سے علیحدگی و احتیاط ہی اولیٰ و انسب ہے کیونکہ اکثر تھوڑے سے بہت تک نوبت ضرور آجاتی ہے اور ضرورت و عدم ضرورت کا خیال نہیں رہتا۔ چنانچہ شامی میں ہے ص ۵۳ ج ۵ واما القليل فان كان للهو حرام۔ ترجمہ ان خشک مُنشیات کا کم مقدار (قدر غیر مُنشی سے) استعمال اگر بقصد لہو و لعب (بلا کسی غرض معتد بہ) کے ہو تو حرام ہے مضر دو مرکب اس میں آگئیں جیسے افیون، بھنگ گانجہ، چرس، معجون فلک سیر وغیرہ کہ عند الحاجات بقدر غیر مُنشی کے جواز کی گنجائش ہے اور بلا حاجت صرف لہو و لعب کیلئے کھانا درست نہیں۔ افیون کا لیپ کرنا یا بھنگ کا بھپارہ لینا اور ٹکیہ باندھنا سب درست ہے۔ افیون منع نزلہ کے لئے بقدر غیر مُنشی کھانا یا فلک سیر بغرض امساک حلال بقدر غیر مُنشی کھانا درست ہے اور جو نشہ کی چیزیں سیال یعنی رقیق ہیں جسکو شراب کہتے ہیں ان کا ایک اجمالی حکم ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ شراب اور سور اور مردار اور سود سب ایسی چیزیں ہیں جن سے اسلام کو بالکل بیر اور ضد ہے ان کو شریعت نے مال بھی قرار نہیں دیا اگر کسی مسلمان کے پاس یہ چیزیں ہوں اور دوسرا ان کو ہلاک کر دے تو کچھ تاوان نہیں آتا، ان پر کوئی بھی عقد صحیح نہیں ہوتا اور تفصیلی حکم لکھنے کا یہ موقع نہیں کیونکہ طول چاہتا ہے نیز اغلاق سے بھی خالی نہیں لہذا قدر ضروری پر اکتفا کیا جاتا ہے جاننا چاہئے کہ چار قسم کی شرابیں تو ایسی ہیں جو باتفاق تمام علماء کے ناپاک اور حرام ہیں۔ وہ چار[2] یہ ہیں، انگور کی کچی شراب اور انگور کی پکی شراب اور منقی کی شراب اور کھجور کی شراب ان کا ایک قطرہ بھی پینا یا گھر میں رکھنا یا کسی کام میں لانا جائز نہیں ان کی بیع و شرا بھی نہیں ہو سکتی۔ اور ان چاروں کے سوا اور شرابوں کے بیان میں بہت طول ہے جسکا یہاں موقع نہیں یہاں ہم صرف اس شراب کا حکم لکھتے ہیں جس سے آجکل بچنا مشکل ہو گیا ہے وہ اسپرٹ ہے۔ انگریزی قریب قریب تمام ادویات میں شامل ہے اور قطع نظر ادویات سے تمام استعمالی چیزوں میں اس کا شمول ہے قلم اور پنسل اور روشنائی اور رنگ اور فرش اور چوکی اور لحاف اور بچھونا ہر چیز کے رنگ و روغن یا نفس ماہیت میں اس کو کچھ نہ کچھ دخل ضرور ہے۔ کما لا یخفی اس کا حکم یہ ہے کہ ایک روایت کی رو سے یہ بھی حرام اور نجس ہے

[1] اما ما عدا المسكرات التي ليست في الجامدات مع انها من النباتات تبعاً للنهر ۱۲۔
[2] يعني اتنی مقدار کہ نشہ لائے ۱۲۔
[3] اقول بيان المسكرات المائعة ان اربعة منها حرام بالاتفاق وهي عصير العنب اذا غلاه اشتد وقذف بالزبد وهو المسمى بالخمر والثاني عصير العنب اذا طبخ حتى يذهب اقل من ثلثيه ويسمى طلاء والثالث نقيع التمر اذا اكثر ويسمى سكرا والرابع نقيع الزبيب اذا اشتد وغلا ولا اسم له فالقسم الاول منه حرام ونجس غليظا والثلثة الاخيرة حرام نجس خفيفا وما عدا ذلك من الاشربة فهي في حكم الثلثة الاخيرة عند محمد رحمه الله تعالى في الحرمة والنجاسة وعند ابي حنيفة وابي يوسف يحرم منها القدر المسكر واما القدر الغير المسكر فحلال الا للهو وكلها طاهر قليلا كان او كثيرا الا انه لا يعقل ان يكون قدر مثلا طاهرا واذا صار قدرين نجس وظاهر ان الاحوط قول محمد فلذا افتى المتاخرون به سدا للباب لفتنة لكن في زماننا فقد عارضه عموم البلوى في شراب يقال له اسپرٹ فالاحوط في زماننا عسى ان يودي الى الحرج في الاثم اذا لم يرالناس منه خلاصا

كما لا يخفى فالاولى ان لا يتعرض لمبتلى بشيء لعدم قدرة الاحتراز منه فليتحرز ما شاء كذا قال العلامة التهانوي مد ظلهم ۱۲۔

اور ایک کی رُو سے پاک ہے اور دوائے بقدر غیر منشی داخلاً بھی استعمال کیجا سکتی ہے گو سلیم الطبع مسلمان کی طبیعت ایسی چیز کو جس کی پاکی اور حلت میں اختلاف ہو قبول نہیں کر سکتی گویا یہ ایسا ہے جیسے کہ ایک برتن میں پانی رکھا ہوا اور ایک شخص خبر دے کہ یہ پانی ہے اور دوسرا خبر دے کہ یہ پیشاب ہے تو نفیس الطبع آدمی کی طبیعت اس سے ضرور گھن کرے گی لیکن عموم بلوی ایسی چیز ہے جس سے فتویٰ میں ایسے موقع پر ضرور وسعت ہو جاتی ہے لہذا اسمیں زیادہ تشدد نہ چاہئے اور جس سے ہو سکے احتیاط کرے۔ تو بڑی خوبی کی بات ہو یہاں سے حکم انگریزی ادویات کا خصوصاً ٹنگچروں کا نکل آیا، اکثر ادویات کے جوہر لینے میں اسپرٹ کو ضرور دخل ہے اور ٹنگچر کی تو حقیقت یہی ہے کہ دوا کو اسپرٹ میں بھگو کر صاف کر لیتے ہیں اس سے اس دوا میں سرعت نفوذ بدرجہ غایت پیدا ہو جاتی ہے حضرت علامہ تھانوی رحمۃ اللہ کے ملفوظات میں ہے کہ سرخ پڑیہ سے اللہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لکھنا میرے نزدیک ناپسندیدہ ہے کیونکہ پڑیہ میں اسپرٹ کا شبہ ہے اور اگرچہ بعض اسپرٹ شیخین کے نزدیک طاہر ہیں لیکن امام محمد صاحب کے نزدیک مطلقاً طاہر نہیں اور اختلافی مسائل سے حتی الوسع بچنا اولیٰ ہے خاصکر جبکہ اکثر کا فتویٰ بھی امام محمد صاحب کے قول پر ہے نیز دوسری جگہ حضرت والا فرماتے ہیں کہ ہر اسپرٹ[۵] اشربہ اربعہ میں سے نہیں ہے پس ایسی اسپرٹ کا شیخین کے نزدیک استعمال جائز ہے لیکن فتویٰ امام محمد صاحب کے قول پر ہے تاکہ عوام الناس کو جرأت نہ بڑھ جاوے تو چونکہ یہ فتویٰ سدِ باب فتنہ کیلئے ہے اسلئے مبتلے کو گنجائش استعمال کی ہے مگر اہل تقویٰ ٹنگچر کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے اور جو عوام مبتلا ہوں ان پر سختی نہ کریں البتہ اگر اسپرٹ میں سرکہ ڈالدیا جائے تو وہ بعد انقلاب سرکہ کے حکم میں ہو جاتا ہے اور اس کا اور جس چیز میں ملا ہوا تھا اس چیز کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ انتہیٰ قول مولانا نیز امداد الفتاوی میں ایک سوال وجواب یہ ہے۔ سوال انگریزی دوا جو پینے کی ہوتی ہے اسمیں عموماً اسپرٹ ملائی جاتی ہے۔ یہ قسم ہے اعلیٰ درجہ کی شراب کی یعنی شراب کا ست ہے تو جب اس امر کا یقین ہو چکا اور امر مسلم ہے تو انگریزی ہسپتال کی دوا پینا جائز ہے یا ناجائز۔ الجواب اسپرٹ اگر عنب (انگور) و زبیب (منقیٰ) و رطب (تر کھجور) سے حاصل نہ کی گئی ہو تو اس میں گنجائش ہے للاختلاف ورنہ گنجائش نہیں للاتفاق۔ ۲۱ محرم ۱۳۳۴ھ (نقل از رسالہ الامداد تھانہ بھون مورخہ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ) ڈاکٹری کی کتاب دیکھئے

[۵] اسپرٹ کی تحقیق یہ ہے کہ اسپرٹ بہت تیز شراب گویا شراب کا جوہر ہے بوجہ تیزی اسکو کوئی پی نہیں سکتا اور اشد ضرورت کے وقت اسکے چند قطرے پانی میں ملاکے پیتے ہیں تو شراب کا کام دیتی ہے اسپرٹ جس چیز سے بنتی ہے جیسے آلو، مہوا، جو، گیہوں وغیرہ حتی کہ انگور اور کھجور و منقی سے بھی بنتی ہے۔ تو جو اسپرٹ ان تین چیزوں سے بنیگی وہ خمور اربعہ متفق علیہا میں سے ہوگی وہ ناپاک ہے حرام ہوگی ایک قطرہ بھی پینا یا کسی طرح استعمال کرنا جائز نہ ہوگا اور جو ان تینوں کے سوا اور کسی چیز سے بنیگی اسمیں ایک روایت کی رو سے دوا استعمال کی گنجائش ہوگی علی الاختلاف الذی ذکرنا علی الصفحۃ السابقۃ جو اسپرٹ جلانے یا روغنوں کے بنانے یا معمولی کاموں میں آتی ہے اغلب یہ ہے کہ وہ خمور اربعہ میں سے نہیں ہوتی کیونکہ بہت ہی کم قیمت ہوتی ہے اسپرٹ میں سے علم کیمیا کے ذریعہ سے خاص منشی جزو علیحدہ نکال لیتے ہیں اسکا نام الکوہل ہے۔ ۱۲

معلوم ہوا کہ اسپرٹ تیز قسم کی شراب ہے جو شراب کو مقطر کر کے تیار ہوتی ہے اور لکھا ہے کہ ہندوستان میں گھٹیا شرابیں بنتی ہیں مثلاً آلو بیر جو گیہوں وغیرہ کی اور یورپ میں بڑھیا شرابیں بنتی ہیں مثلاً انگور سیب، انار، منقّی وغیرہ کی اور اسپرٹ کی تین قسمیں ہیں میتھولیٹڈ اسپرٹ، پروف اسپرٹ، ریکٹی فائڈ اسپرٹ جو دواؤں کے کام میں آتی ہے وہ بڑھیا قسم ہے جس کا نام ریکٹی فائڈ اسپرٹ ہے یہ قیمت میں بھی دوسری قسموں سے بہت زیادہ ہے تو اگر یہ ولایت سے آئی ہوں تو چونکہ ولایت میں اکثر شرابیں بڑھیا بنتی ہیں اس واسطے یہ احتمال کسی قدر قوت کے درجہ میں ہو سکتا ہے کہ یہ اسپرٹ بھی انگور یا منقّی یا چھوارے سے بنی ہوئی شراب کا مقطر ہو اگر ایسے ہے تو وہ حرام اور نجس ہے اور جس دوا میں ملائی جائیگی وہ بھی نجس اور حرام ہو جاویگی گو اس احتمال پر ہر دوا میں فتویٰ عدم جواز کا نہیں دیا جا سکتا لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اولیٰ یہی ہے کہ بلا ضرورت ایسی دواؤں کو استعمال نہ کیا جائے۔ یہاں سے حکم ہومیوپیتھک ادویات کا بھی نکل آیا کہ اولیٰ یہی ہے کہ ان کو بلا ضرورت استعمال نہ کیا جائے کیونکہ ان کا اصل جزو اسپرٹ ہی ہوتا ہے اور دوسری دوا کا جزو برائے نام ہوتا ہے **مسئلہ** کلوروفارم سونگھا کر عمل جراحی کیلئے بیہوش کرنا درست ہے[۱]

نباتات کا بیان | نباتات سب پاک اور حلال ہیں الا آنکہ مضر یا مسکر ہو مسکر کا بیان ہو چکا اور مضر میں ممانعت کی وجہ ضرر ہے جب ضرر نہ رہے تو اس کے استعمال میں کچھ بھی حرج نہیں ہے جیسے جمال گوٹہ کچلہ وغیرہ کو طبیب کی رائے سے ان کا استعمال بلا تکلف جائز ہے۔

حیوان کا بیان | حیوان و انسان اور اجزاء حیوان و فضلات حیوانیہ اور دیگر متعلقات حیوان سب اسی میں بیان ہوں گے۔ انسان بجمیع اجزائیہ محترم ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان، زندہ یا مردہ کو جلانا لاش کو بیچنا یا خریدنا، مردہ کا ڈھانچ بغرض تشریح مطب میں رکھنا۔ بچہ کو تا وقتیکہ مر نہ جائے پیٹ میں سے کاٹ کر نکالنا، عورت کا دودھ[۲] سوائے بچہ کے ایام رضاع میں پینا یا خارجاً استعمال کرنا مثلاً آنکھ میں یا کان میں ڈالنا سب ناجائز ہیں۔ موم کی یا ربڑ کی تصویریں تشریح کی مشق کی غرض سے رکھنا جائز ہے بشرطیکہ ہر ہر عضو علیحدہ ہو تاکہ تصویر کے حکم میں[۳] نہ ہو۔ برقی آلہ سے زندہ انسان کے جسم کے اندرونی حالات دیکھنا بھالنا درست ہے **مسئلہ**[۴]۔ زندہ جانور کو جلانا یا ضرورت سے زیادہ تکلیف دینا جیسے زندہ جانور کو تیل میں ڈالکر جلانا[۵] یا شیشی میں کیڑوں کو بھر کر گرم کھچڑی یا پانی میں رکھ کر تیل بنانا درست نہیں مار کر تیل میں ڈالنا چاہئے اس سے چنداں اثر میں فرق نہیں آتا۔ بیر بہوٹی کو شیشی میں بند کر کے چند روز رکھتے ہیں تاکہ وہ مرجاویں یہ بھی بری بات ہے اگر کوئی اور ترکیب فوراً مارنے کی ہو تو اس سے کام لیں مثلاً تیل میں ڈالدینا اور اگر نہ ہو تو بدرجہ

[۳] اسکی تفصیل علماء سے پوچھ لیں ۱۲ [۴] لقولہ علیہ السلام لا یعذب بالنار الا رب النار ۱۲ [۵] وقال علیہ السلام ان اللہ کتب الاحسان فی کل شئ و ورد قصۃ عجوز حبست ہرۃ لا

[۱] قال فی الشامی واما الشرب ما یذہب العقل فیقطع نحو آکلۃ اقول ینبغی تقییدہ بغیر الخمر والظاہر انہ لا تقیید بغیر البنج من غیر اللغو انتہی ما فی الشامی ۱۲ [۲] عورت کا دودھ پاک ہے لیکن کسی طرح سے استعمال کرنا سوائے بچہ کو ایام رضاع میں پلانے کے درست نہیں فی الہدایۃ ولا بیع لبن امرأۃ فی قدح ... استدل علیہ بانہ جزء الآدمی وہو بجمیع اجزائہ مکرم مصون عن الابتذال بالبیع والتعرف فی ظاہر الروایۃ ... ق ۲ ... وتفصیل فی اصلاح الطبیب

الطبعۃ ... تہا تأکل من خشاش الارض فعذبت بہا ۔

مجبوری جائز ہے جیسے فقہائے تشمیس[1] دود القز کو جائز کہا ہے کیونکہ ان کے مارنے کی اور کوئی ترکیب نہیں بچھوے کو مچھلی کے شکار کیلئے کانٹے میں پرونا بھی تعذیب زائد از ضرورت ہے مار کر لگانا چاہئے مسئلہ ۲ زندہ جانور کا کوئی جزو جس میں حس ہوتی ہے کاٹ کر کام میں لانا درست نہیں۔ لقوله عليه السلام ما ابين من الحي فهو ميت یعنی جو عضو زندہ جانور کا کاٹا جائے وہ میتہ ہے جیسے زندہ بکرے کا کان کاٹ کر یا زندہ گھوڑے کا پر (یہ ایک سخت چیز بی ہے جو گھوڑے کے گھٹنے کے پاس ہوتی ہے) کاٹ کر کام میں لایا جائے اور ایسا جزو کاٹ کر کام میں لانا جو غیر ذی حس ہو جیسے زندہ ہاتھی کا دانت کاٹ لیں یا بکری کے بال کاٹ لیں تو یہ پاک ہے اگر حلال جانور کا جزو ہے تو کھانا بھی حلال ہے اور اگر غیر ماکول کا جزو ہے تو صرف خارجاً درست ہے[2] مسئلہ ۳ سوائے خنزیر کے زندہ سب جانوروں کی بیع[3] کسی فائدہ کیلئے درست ہے۔ خواہ بری ہوں یا بحری چھوٹے ہوں یا بڑے حتیٰ کہ کتے اور چیتے اور سانپ وغیرہ کی بھی اور مردہ ان حیوانات کی بیع درست ہے جو پاک ہیں جیسے دریائی جانور یا حشرات[4] غیر ذی دم یا ذی دم جانور بعد ذبح کیونکہ ذبح سے ہر جانور پاک ہو جاتا ہے سوائے سؤر کے تو خارجی استعمال کیلئے اس کے گوشت وغیرہ کا بیع و شری ہو سکتا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے۔ مسئلہ ۴ دریائی جانور سب پاک ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے مذبوح ہوں یا غیر مذبوح ہاں کھانا کسی کا سوائے مچھلی کے مذہب حنفی میں درست نہیں تو خارجی استعمال تمام حیوانات دریائی کا اور ان کے تمام اجزاء کا درست ہوا لا آنکہ مینڈک کا مارنا کراہت سے خالی نہیں لورود النص فيه ہاں اگر مارا ہوا ہو تو خارجی استعمال میں کچھ بھی حرج نہیں یہ حکم دریائی مینڈک کا ہے اور خشکی کا مینڈک ذی دم ہونیکی وجہ سے نجس ہے۔ لہذا مرا ہوا میتہ کے حکم میں ہے ہاں ذبح کیا گیا ہو تو پاک ہے یا بہت ہی چھوٹا ہو کہ وہ ذی دم نہ ہوگا دریائی مینڈک کے پیروں کی انگلیوں کے بیچ میں کھال ہوتی ہے جیسے بط کی شافعی مذہب میں سوائے صدف[5] اور سرطان اور مینڈک اور ناکے اور سانپ اور کچھوے کے سب دریائی جانور حلال ہیں اور مالکیہ[6] کے نزدیک کل دریائی جانور حلال ہیں سرطان کا اثر علاج سے بھی بدستور رہتا ہے اطبا کو چاہیے کہ سرطان محرق استعمال کریں تاکہ فعل ناجائز سے بچیں جندبیدستر داخلاً کسی کے نزدیک بھی درست نہیں حنفیہ کے نزدیک تو دو وجہ سے ایک یہ کہ جزو حیوان دریائی ہے دوسرے یہ کہ خصیہ ہے جس کی ممانعت حدیث میں منصوص ہے اور دیگر ائمہ کے نزدیک صرف اخیر وجہ سے اور بوجہ پاک ہونیکے خارجاً درست ہے عطر میں ڈالنا جائز ہے مسئلہ ۵ چونکہ مچھلی کو ذبح کرنیکی ضرورت نہیں ہے اسواسطے کافر کے ہاتھ کی مچھلی بلاشبہ حلال ہے

[1] تشمیس دود القز یعنی ریشم کے کیڑوں کو دھوپ میں ڈال کر مارنا ۱۲۔ [2] نابہیں سانپ کا دانت سرمہ میں ڈالنا جائز ہے خواہ زندہ کا لیا جائے یا مردہ کا ہاں کھانے کی دوا میں ڈالنا جائز نہیں کیونکہ حیوان غیر ماکول کا جزو ہے ۱۲ نظر ثالث [3] فی الشافی ج ۲ ص ۱۴۳ یجوز بیع سائر الحیوانات سوی الخنزیر هو المختار وفی الدر المختار ص ۱۴۳ والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع ۱۲ [4] کیڑے مکوڑے جن میں خون بہتا ہوا نہیں ۱۲ منہ [5] کذا فی حیوة الحیوان ج ۲ ص ۲۷ بحث السمک ایضاً فی رحمة الامة کتاب الذبائح ص ۶۲ ۱۲ [6] عن رحمة الامة قال مالک یوکل السمک وغیرہ حتی السرطان والضفدع و کلب الماء لکنه کرہ الخنزیر وحکی انه توقف فیه ۱۲۔

ایسے ہی ٹڈی[1] مسئلہ[6] کیڑے مکوڑے[2] اور خشکی کے جملہ وہ جانور جن میں دم سائل نہو پاک ہیں جیسے اکثر حشرات[3] الارض بچھو تیلے چھوٹی[4] چھپکلی جس میں دم سائل نہو، چھوٹا سانپ جسمیں دم سائل نہو خارجاً انکا استعمال ہر طرح درست ہے اور داخلاً سب حرام[5] ہیں سوائے ٹڈی کے لہذا چیچک کے مریض کو مکھی یا قوتِ باہ کیلئے خراطین کھانا درست نہیں خراطین وغیرہ کا اثر لینے کی تدبیر یہ ہے کہ یہ چیزیں مرغی کے بچوں کو کھلائی جاویں پھر بچوں کو خود کھاوے جیسا کہ آگے تفصیل کے ساتھ آتا ہے مسئلہ[7] کیڑوں کی لعاب سے بعض پیدا شدہ چیزیں جن سے استقذار یعنی گھن نہو حلال ہیں جیسے ابریشم شکر تغال وغیرہ للنص علی حلۃ العسل مسئلہ[8] گولر کو مع اندر کے بھنگوں کے کھانا درست نہیں اسیطرح سرکہ کو مع کیڑوں کے کھانا یا کسی معجون وغیرہ کو جسمیں کیڑے پڑ گئے ہوں مع کیڑوں کے یا مٹھائی کو مع چیونٹیوں کے کھانا درست نہیں اور کیڑے نکال کر درست[6] ہے اور اگر شہد نچوڑنے میں کچھ وہ بچے بھی ملدئے جنمیں ابھی جان نہیں پڑی تو اس شہد کے کھانے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ میتہ نہیں ہے نہ حیوان ہے ایسے ہی حکم ہے جبکہ آٹے میں یا کسی دوا میں کیڑوں کا مادہ جالے کی طرح پیدا ہو گیا ہو اور ہنوز جاندار کیڑے نہیں ہوئے کہ مع اس جالے کے کھا لینا درست ہے سرکہ[8] میں چھاننے کے بعد یہ وہم نہ کرنا چاہئے کہ کچھ کیڑے گھل مل گئے ہونگے مسئلہ[9] میتہ کی خرید فروخت سب باطل ہے اور میتہ نجس بھی ہے داخلاً اور خارجاً کسیطرح استعمال جائز نہیں، جونک اور خراطین اور جملہ حشرات الارض غیر ذی دم چونکہ مرنے کے بعد بھی نجس نہیں اسواسطے انکی بیع و شرا خشک[9] شدہ کی بھی درست ہے اور خارجاً استعمال درست ہے مسئلہ[10] سوائے خنزیر کے تمام وہ جانور جن میں دم سائل ہو خواہ ان کا گوشت کھانا حلال ہو یا حرام باقاعدہ[9] ذبح کرنیسے سب[10] پاک ہو جاتے ہیں یعنی تمام اجزا انکے گوشت چربی آنتیں اوجھ سنگدانہ پتہ، اعصاب سب طاہر ہو جاتے ہیں سوائے خون کے یعنی دم مسفوح کے نتیجہ یہ ہے کہ خارجی استعمال ان کا ہر طرح درست ہو جاتا ہے جیسے سر پر باندھنا وغیرہ ہاں کھانا درست نہیں سوائے حلال جانوروں کے اس مسئلہ سے اطبا بہت کام لے سکتے ہیں آنتوں اور اوجھ اور سنگدانہ اور پتے کو نجاست ظاہری سے دھونا ضروری[11] ہے مسئلہ[11] میتہ یعنی مردار نجس ہے سوائے اجزائے ذیل کے بال ہڈی جبکہ اسپر گوشت اور دسومت بالکل نہ رہے، کھال جبکہ دباغت ہو جائے، کھال ہی کے حکم میں وہ اعضا بھی ہیں۔ جو اعضا جلدی کہلاتے ہیں جیسے مثانہ اوجھ پتہ، پوست سنگدانہ، آنتیں جھلیاں یہ سب چیزیں بھی کھال کیطرح دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں[12] جبکہ دباغت ہو جائیں، ناخن، سم، سینگ، پر، میتہ کے ان اجزاء کو پاک کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز انکے ساتھ درست ہے بیع و شرا

کتب فقہ میں ۱۲ تحریر رسالۂ اصلاح الطب بوسیلہ بھی ہے ۱۲ [10] در فی الدر المختار و ما ای اہاب طہر بدباغ طہر بذکاۃ علی المذہب لا الطہر علی قول الاکثر ان کان غیر ماکول ہذا اصح ما یفتی

[1] لکن مالک خالف فی الجراد ۱۲
[2] مسئلہ بہت چھوٹی مچھلی کو مع آلائش کھانا جائز ہے بالاتفاق سوائے اصحاب شافعی کے وفی السمک الصغار التی تقلی من غیران یشق جوفہ فقال اصحابہ (ای الشافعی) لایحل اکلہ لان رجیعہ نجس وعند سائر الائمۃ یحل اھ[3] شامی
[3] اکثر کی قید اسواسطے ہے کہ بعض حشرات الارض ذی دم سائل بھی ہیں جیسے چوہا، گھونس وغیرہ ۱۲
[4] چھوٹی چھپکلی اور چھوٹا سانپ وہ ہے جو بالشت سے کم ہو، کذا فی قاضی خاں
[5] خلافاً لمالک فانہ قال بکراہۃ حشرات الارض دون حرمتہا لان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ کذا فی حیوۃ الحیوان بحث الذباب وکذا فی رحمۃ الامۃ ۱۲
[6] کذا فی الشامی جلد ۵ صفحہ ۲۹۹ ۱۲ منہ
[7] لان العلۃ الاستقذار وہو لا یوجد باختلاط شئ فی غایۃ القلۃ کانہ متلاشی کما اذا طبخ فی قدر ذبابۃ والنجاست فیہ کذا فی احیاء العلوم علی ان ذلک الاحتمال ایضاً فی محل المفروض احتمال غیر ناشئ عن دلیل ۱۲
[8] ایسے ہی غیر خشک شدہ کا بھی ۱۲
[9] یعنی باقاعدہ اختیاری اور اضطراری اور ذبح مسلم اور کتابی سب کو شامل ہے اسکی تفصیل

بروان تال فی الفیض الفتوحی (دیکھو صفحہ ۱ پر)

جائز ہی خارجاً اگر کسیطرح استعمال کیا جائے تو درست ہی مگر کھانا کسی جزو طبیہ کا درست نہیں خواہ وہ مرا ہوا جانور
ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول خنزیر کے یہ سب اجزا بھی ناپاک ہیں[۱] اور بعض فقہا نے جو اجازت سور کے بال سے سینے کی دی
ہے وہ کسی اس زمانہ کی ضرورت پر محمول ہے اب اجازت نہیں کما فی الشافی دباغت کے معنی بعض سے محفوظ ہو جانا
ہے مسئلہ عاج یعنی دندان فیل پاک ہے خواہ مردار ہاتھی کا ہو یا زندہ کا لیکن داخلاً استعمال جائز نہیں خارجاً ہر طرح
درست ہے (استعمال داخلی اور خارجی کی تعریف شروع کتاب میں گذری مسئلہ جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے انکا
دودھ بھی حرام اور نجس ہے اور حلال جانور کا دودھ حلال اور پاک ہے اگر حلال جانور مر بھی جاوے تو اسکے تھنوں میں سے
نکلا ہوا دودھ پاک[۲] اور حلال ہے فقہا کے قول لبن المیتہ طاہر کا مطلب یہی ہے گدھی کا دودھ دق اور سل میں پینا تداوی
بالحرام ہے گھوڑی کا دودھ حلال اور پاک ہے کیونکہ گھوڑا حلال ہے مصلحۃً ممنوع ہے۔ **انڈے کا بیان** ہر جانور کا
انڈا اسکے گوشت کے حکم میں ہے مگر اس بات میں کہ حلال جانور اگر مردار ہو جاوے تو اسکا انڈا جو پیٹ میں سے نکلے پاک اور حلال
ہے جیسے دودھ کا مسئلہ ذکر ہوا اسکے اوپر جو رطوبت ہو دھو ڈالیں مسئلہ غیر ماکول یعنی حرام جانور ذی دم کو اگر ذبح کر دیا
تب بھی باوجود گوشت پوست وغیرہ کے پاک ہو جانیکے انڈا پاک نہیں ہو سکتا مسئلہ گندہ انڈا حلال جانور کا جب خون
بنگیا تو حرام اور نجس ہے اور جب خون کا بچہ بنگیا تو حلال اور پاک ہے اور اگر بچہ بنگیا اور ابھی جان نہیں پڑی تب بھی پاک
ہے اور کھانا بھی اسکا جائز ہے کیونکہ گوشت ہے اور حرام جانور کا انڈا اول اور تیسری صورت میں حرام اور
نجس ہے اور دوسری صورت میں جبکہ بچہ زندہ ہو گیا تو پاک ہے اور حرام ہے۔

فضلات حیوانیہ کا بیان۔ دم مسفوح ناپاک ہے مسفوح وہ خون ہے جو بہنے کے قابل ہو یہ خون یا اسکا کچھ
حصہ نجس ہے اسکا استعمال داخلاً و خارجاً کسیطرح جائز نہیں مذبوح جانور کی گردن میں موضع ذبح پر جو خون لگا ہوتا ہے
وہ دم مسفوح ہے بلا دھوئے اور خون چھوٹے طہارت نہیں ہو سکتی۔ ہاں جو خون رگوں کے اندر یا جلد وغیرہ میں رہجاتا
ہے وہ غیر مسفوح ہے اور دفعاً للحرج کھانے میں بھی مضائقہ نہیں اور شوربا اسکے اور خون غیر مسفوح پاک تو ضرور
ہیں مگر داخلاً جائز نہیں جیسے کوئی کھٹمل کا خون کھانا چاہے کبوتر کا خون پڑوال پر لگانا درست نہیں کیونکہ دم مسفوح
ہے اور کھٹمل کا خون لگانا درست ہے کیونکہ دم غیر مسفوح ہے حشرات کو غیر ذی دم مسفوح مانا گیا ہے نیز دریائی جملہ
جانوروں کو بھی چاہے بڑے ہوں چاہے چھوٹے سبکو غیر ذی دم مانا گیا ہے چھپکلی اور سانپ جو بالشت بھر سے چھوٹے
ہوں انکو بھی غیر ذی دم مسفوح مانا گیا ہے[۹] پیپ۔ اور کچلہو اور جملہ زخموں سے نکلی ہوئی رطوبتیں جبکہ وضو
انسے ٹوٹ جاتا ہو خون ہی کے حکم میں ہیں کسیطرح استعمال جائز نہیں حتیٰ کہ کتے سے زخم پر دہی ڈالکر چٹوانا
جائز نہیں دو وجہ سے ایک تو اسکا لعاب نجس ہے اور نجس العین کا استعمال خارجاً بھی جائز نہیں دوسرے خون
اور کچلہو نجس ہیں جانور کو بھی انکا چٹانا درست نہیں مسئلہ جو خون جونک نے پیا وہ مسفوح اور ناپاک ہے ہاں جب

بقیہ ص۱۰۱) علی طہارۃ انتہی بقول محمد مصطفےٰ ثبت الاختلاف فی طہارۃ لحم الغیر الماکول بالذبح فیکون بالعموم البلوطی اثر فی التوسع فیہ لکن الاجود الاجتناب بالامکن ۱۲

۵۱ شیر کی اور ریچھ وغیرہ کی چربی سوائے سور کے ذبح کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے شیر وغیرہ کو ذبح کرنیکی ترکیب یہ ہے کہ اول گولی سے مارا جائے جب مرنے لگے تو اسکی گردن پر بسم اللہ اللہ اکبر کہکر کاردی چلائے کہ اس صدمہ سے وہ جلدی مر جائے اسکی چربی گوشت وغیرہ سب پاک ہو جائینگے اور خارجی استعمال اسکا درست ہو جائیگا اور ان جانوروں کو ذبح کرنیکی اور بھی ترکیبیں ہیں جنمیں طول ہے وہ اصلاح الطب اور کتب فقہ میں مفصل مذکور ہے ۱۲ انظر ثالث

۵۲ نجاست ظاہری سے دھو لینا ضرور ہے اور جو وغیرہ کو ۱۲

۵۳ وما اجازہ الفقہاء الخیاط باشعار الخنزیر محمول علی الضرورۃ فی ذلک الزمان والعدم الضرورۃ اصلا کذا فی الشامی ۱۲

۵۴ لان المحل الحیوۃ لا یحلہا الموت کذا صح بہشتی گوہر ۱۲

۵۵ لان البیض لا یؤثر فیہ الحیوۃ ولا الموت فلا یؤثر فیہ التذکیۃ فیبقی علی حالتہ الاصلیۃ وتمامہ فی اصلاح الطب مقالہ ثانیہ ۱۲

۵۶ بوجہ تبدیل ماہیت ۱۲

۵۷ اور یہ بچہ میتہ نہیں ہے کیونکہ ابھی حیوان ہی نہیں ہوا بلکہ یہ اس انڈے ہی کا ایک جزو ہے جب گندہ ہو کر خون ہوا تب تو ظاہر ہے اور جب بچہ بن گیا مگر جان نہیں پڑی تو اسواسطے نجس اور حرام ہے کہ وہ انڈے ہی کا جزو ہوا اور جب زندہ ہو گیا تو حیوان ہے اور حیوان زندہ میں نجاست کا حکم نہیں ہوتا ہے ۱۲ انظر ثالث

۵۸ یعنی سوائے اس خون کے جو رگوں یا گوشت یا جلد میں رہجاوے ۱۲

۵۹ کذا فی قاضی خاں ۱۲

وہ جونک کا جزو بدن بنجاوی تو بوجہ تبدیل ماہیت کے پاک ہو جاتا ہی علامت اسکی یہ ہی کہ سوتنے سی خون نہ نکلی حلال پرندوں کے کل فضلات سوائی خون کے پاک ہیں مگر داخلاً بوجہ استخباث کسی کا بھی استعمال درست نہیں جلال پرندونکا سنگدانہ پاک تو ہی مگر کھانا جب ہی درست ہوگا جب اسپر سی بیٹ کو دھو دیا جاوی مرغی اور بط او مرغابی کی بیٹ بھی نجس ہی مسئلہ محل مرارات (وہ سرخ جسمیں پتوں کے پانی پڑتے ہیں) میں اگر حلال پرندونکی پتونکا پانی پڑا ہی تب تو بلا تکلف جائز ہے اور پاک ہی سوائی مرغابی اور مرغی اور بط کہ انکی پتو نکا حکم بھی بیٹ کا سا ہی اور اگر حرام پرندونکی پتونکا پانی یا سوائی پرندونکے اور کسی ذی دم جانور کا پتہ پڑا ہی تو ناپاک ہے اور جب جائز ہی جبکہ بہ نسبت پتو نکے پانی کی ادویات زیادہ ہوں لیکن نماز کیوقت آنکھ کو دھونا پڑیگا۔ اگر اوپر پانی بہا ہی اور اگر ادویات زیادہ نہیں ہیں بلکہ غلبہ پانی کو ہی تو جائز نہیں کیونکہ نجس العین ہی جیسے پیشاب مسئلہ بکری کا پتہ مع پانی کے چھلوری پر چڑھانا امام محمد صاحب کے قول پر درست ہی کیونکہ انکی نزدیک ماکول اللحم جانور کا پیشاب پاک ہی مسئلہ براز کل جانورونکا سوائی حلال پرندونکی ناپاک ہے ہاں جس سی احتراز ممکن نہو عفو ہی جیسے مکھی کی بیٹ یا ریشم کے کیڑی کا فضلہ جو باوجود حتی الامکان کوشش کے بھی کچھ نہ کچھ کو یہ ابریشیم میں لگا ہی رہجاتا ہی اور عموم بلوی ہی کیوجہ سی چمگادڑ کی بیٹ کو پاک کہا ہی یعنی عفو ہی حتی کہ بعض فقہا نے بلی کے پیشاب کو کپڑی پر پاک کہا ہی۔ (یعنی عفو) اور پانی میں نجس لان المدار علی البلوی لہذا سانپ کی بیٹ اور جونک کی بیٹ بھی نجس ہوگی اور شیاف مکسی (آنکھ میں لگانیکی ایک دوا ہی جسمیں مکھی کی بیٹ پڑتی ہی) نجس ہوگا کیونکہ آنکھ کے بارے میں بلوی نہیں مگر آنکھ میں لگانا جائز ہوگا کیونکہ غلبہ دیگر ادویات کو ہی نجس العین نہیں ہی ہاں نماز کیوقت دھونا ضروری ہی جبکہ آنکھ کی باہر بھی بہا ہو مسئلہ حرام پرندونکی بیٹ بھی نجس ہی مگر نجاست خفیفہ ہی لیکن کنوئیں کے حق میں اسکو عفو کہا ہی لعموم البلوی نجاست کے خفیفہ ہونیکا اثر حرمت استعمال پر کچھ نہیں پڑتا غلیظہ و خفیفہ یکساں ہیں صرف نماز کی بارے میں فرق ہی کہ غلیظہ کی مقدار قدر درہم ہی اور خفیفہ کی ربع ثوب جو پانی نجاست خفیفہ سی نجس ہو وہ بھی نجاست خفیفہ ہوگا اور غلیظہ سی غلیظہ مسئلہ چمگادڑ کے پیشاب کو پاک کہا ہی کسی نے بوجہ عموم بلوے اور کسی نے اسوجہ سے کہ چمگادڑ کو بھی حلال مانا ہی مسئلہ پرندونکے سوا حلال حیوانات کا لعاب اور پسینہ اور میل پاک ہی اور پیشاب نجاست خفیفہ ہی اور باقی فضلات جیسے مافی المعدہ والامعاء اور پاخانہ اور منی وغیرہ سب نجس ہیں نجاست غلیظہ مسئلہ غیر پرند حرام جانورونکے کل فضلات لعاب اور مافی البطن اور پاخانہ اور پیشاب اور منی اور پسینہ اور میل سب نجاست غلیظہ ہیں علی ہذا ہاتھی کی کان کا میل بھی نجس ہے دوسری چیز میں ملا کر خارجاً درست ہی جبکہ میل اسپر غالب نہو اور تنہا یا غالب دوسری چیز پر درست نہیں گدھے اور خچر کا پسینہ خلاف قیاس پاک ہی تو انکا میل بھی پاک ہوا خارجاً استعمال درست ہی مسئلہ چوہے کا پیشاب نجس ہی مگر دفعاً للحرج عفو کہا ہی ایسے ہی اس کی مینگنی کو عفو کا حکم مواقع حرج تک محدود رہیگا مثلاً مینگنیاں کسی دوا یا عرق میں پڑ جاویں بشرطیکہ ٹوٹکر مل نہ گئی ہوں یا مقدار میں زیادہ نہوں اور بالقصد انکا استعمال درست نہوگا

ف۱ لانہ اذا استثنی خرء الدیک والدجاج والبط من بین الطیور فکذا یستثنی البول ومافی حکم البول ایضاً ۱۲

ف۲ لان العبرۃ للغالب کما قلنا قبل ۱۲

ف۳ آنکھ کے اندر کا حکم پیٹ کا سا ہی یعنی اندر کسی حال میں دھونے کی ضرورت نہیں حتی کہ اندر پیپ خون نکلے۔ اور آنکھ سی باہر نہ آئے تو وضو نہیں جاتا ۱۲

ف۴ ومایہم من الشامی ص۱۶ ج۱ فعلی قول محمد یحل المرارات الذی فیہ ماء مرارۃ ماکول اللحم طاہر لان مرارۃ کل شیٔ کبولہ

ف۵ اگر پتا چھلوری پر چڑھایا اور اسکا اتارنا مضر ہے تو اسپر وضو کیوقت پانی بہالے اور اگر پانی بہانا بھی مضر ہو تو مسح کرے اور اگر مسح بھی مضر ہو تو چھوڑ دے نماز ہو جاوی گی کذا فی نور الایضاح مع شرحہ و حاشیۃ الطحطاوی ص۷۹ ۱۲ نظر ثالث

ف۶ لعدم البلوی فیہا ۱۲

ف۷ اس صورت میں اسکو طاہر نہ کہینگے۔ بلکہ معفو عنہ کہا جائیگا ۱۲

ف۸ فی الشامی ونقل انہ حلال فلا اشکال فی طہارۃ بولہ وخرئہ ص۲۸ ج۱ ۱۲

ف۹ لیکن کھانا جائز نہیں بوجہ استخباث کے ۱۲ نظر ثالث

ف۱۰ جیسے ملا میں ہاتھی کے کان کا میل پڑا ہو گا لگانا جائز ہوگا کیونکہ

جیسے پیٹ پر لیپ کرنا یا کتے کی کاٹے کو کھلانا الا آنکہ اور کوئی دوا نہو کیونکہ یہ نہایت مجرب ہے [لہ] [۱۵] مسئلہ انسان کا پسینہ اور میل اور آنسو اور سنک اور لعاب پاک ہی لعاب داد پر لگانا یا آنکھ میں لگانا اور کان کا میل خارجی استعمال میں لانا درست ہی داخلاً یہ بھی بوجہ استخباث [۱۳] درست نہیں انکے سوا کل انسانی فضلات نجس ہیں نہ داخلاً جائز ہیں نہ خارجاً اور قے قلیل جو ناقص وضو نہو دم غیر مسفوح کے حکم میں ہے یعنی ناپاک نہیں مگر مستخبث ہی اخلاً جائز نہیں

متفرقات - اسمیں اشیاء مرکب از جماد و نبات و حیوان کا اور متفرق مسائل کا بیان ہی اوپر بیان ہو چکا ہی کہ شریعت اسلامی میں کسی چیز کی حرمت کی علت چار چیزیں ہیں نجاست یا مضرت یا استخباث یعنی گھنونی چیز ہونا جیسے کیکڑا مکوڑوں کا کھانا یا نشہ جب نجس اور غیر نجس مرکب ہو جاویں تو حکم نجاست کا ہوتا ہی ہاں اتنی تفصیل ہی کہ اگر نجاست دوسری چیز پر غالب ہی تو حکم نجس العین کا ہوتا ہے یعنی اسکا استعمال نہ داخلاً درست ہی اور نہ خارجاً مثلاً کوئی چاہے کہ لوٹا بھر پیشاب میں چلو بھر پانی ڈالکر خارجاً استعمال کرلے تو درست نہیں اور اگر دوسری چیز نجاست پر غالب ہی تو وہ ناپاک تو ہی مگر خارجاً اسکا استعمال درست ہی مگر نماز کیوقت طہارت ضرور ہی اور احتیاط اولیٰ ہے اگر نجس چیز اور غیر نجس چیز ملجانے کے بعد کوئی مطہر پایا جاوے یعنی کسی طریقہ معتبرہ فی الشرع سے وہ پاک کرلیا جاوے تو حکم طہارت کا لوٹ آتا ہی ورنہ وہ ناپاک رہتا ہی تبدیل ماہیت بھی مطہر ہی اور جب مضر اور غیر مضر چیزیں ملجاویں تو اگر ملانے سے نقصان جاتا رہی تو ممانعت بھی جاتی رہیگی جیسے سنکھیا کیساتھ اسکا اتار ملا دیا جاوے یا سمیات کو مدبر کرکے بقدر غیر مضر کھایا جاوے اور جب خبیث اور غیر خبیث ملجاویں تو اگر استخباث باقی رہی تو حرمت کا ورنہ حلت کا حکم ہوگا جیسے دیگ میں مکھی پڑجائے کہ اگر مکھی شوربے میں حل نہیں ہوگئی تو اس مکھی کا کھانا جائز نہیں اور اگر وہ گھل ملگئی تو ایک دیگ میں مکھی کا ملجانا عرفاً مستخبث [لہ] نہیں لہذا وہ شوربا حلال ہی حالانکہ اجزاء مکھی کے اسمیں بالیقین موجود ہیں

تبدیل ماہیت کا بیان | تبدیل ماہیت سے احکام بھی بدلجاتے ہیں مثلاً انگور کا پانی پاک ہی لیکن جبکہ وہ ایک دوسری چیز یعنی شراب بنگیا تو وہ نجس ہوگیا اور شراب جب پھر دوسری چیز بنگئی یعنی سرکہ ہوگئی تو پاک ہوگئی تبدیل ماہیت کے یہ معنی ہیں کہ ایک چیز سے ایسی دوسری چیز بنجاوے جسکا حکم شئی اول کے بالکل خلاف ہی مثلاً ناپاک چیز ایک ایسی چیز کی طرف مستحیل ہوگئی کہ وہ چیز پاک ہی تو وہ ناپاک چیز پاک ہوگئی جیسے کھاد ناپاک ہی مگر جب مٹی ہوگیا تو مٹی ایک پاک چیز ہی تو وہ پاک ہوگیا یا انڈا پاک ہی مگر خون بنگیا اور خون ایک ناپاک چیز ہی تو انڈا ناپاک ہوگیا اور جب اس خون کا مضغہ گوشت بنگیا تو گوشت پاک چیز ہی پھر پاک ہوگیا اور اگر انقلاب ایسی چیز کیطرف ہوا جسکا حکم ویسا ہی ہے جیسا اسکا قبل انقلاب کے تھا تو وہی حکم رہیگا پاک تھی تو پاک اور ناپاک تھی تو ناپاک مثلاً ناپاک ہڈی جلکر راکھ ہوگئی تو انقلاب تو ہوا مگر حکم وہی رہا کیونکہ راکھ بھی پاک

(بقیہ صفحہ ۱۰۶) اجزاء سے کپڑے ہاں ناپاک ہوگا اور نماز کیوقت دھونا ضرور ہوگا ۱۲- [لہ] وھذا الکل افیل حلال فیکون وسخ اذنہ طاہرا وبولہ نجسا خفیفا ۱۲ نظر ثالث [لہ] فی العالمگیریۃ یجوز للعلیل شرب الدم و البول واکل المیتۃ للتداوی اذا اخبرہ طبیب مسلم ان شفاءہ فیہ ولم یجد فی المباح مایقوم مقامہ وان قال الطبیب یتعجل شفاءک فیہ وجہان کتاب الکراہیۃ ج ۴ ص ۲۳۶ واطال الکلام فیہ فی الشامی مع جواب من قولہ علیہ السلام ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم ۱۲ ج ۴ ص ۲۱۶ و ج ۴ ص ۲۹۸ [لہ] فیرخص وذلک علی روایۃ حلۃ التداوی بالمحرم حیث لایکون دواء آخر لان کلب الکلب مرض صعب مہلک قلما ینجو منہ الانسان وخرء الفارۃ مجرب فی ذلک جیدا ۱۲ م [لہ] ترکیب یہ ہے کہ چوہے کی مینگنیاں ایک تولہ روز پیس کر اڑد کی پکی ہوئی دال میں ملا کر کھلادیں سات دن تک تمام دیوانے جانوروں کے کاٹے کیلئے مجرب ہی ایک اور نسخہ جسمیں کوئی ناجائز چیز نہیں ہے اونٹ یا کسی حلال جانور کی مثل بھیڑ بکری کی لیلیں تو بے شبہ جائز ہے تو تین سیاہ رنگ ایک تولہ پرانا گڑ ایکتولہ دونوں کو اتنا کوٹیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر چھ خوراک کرکے ہر روز ایک خوراک کھائیں ۱۲ [لہ]

ددھ سے عورت کا کہ بن جانے پچے کے ایام رضاع میں پلانے کیلئے کسی طرح اسکا استعمال جائز نہیں ۱۲ [لہ] کذا وجدنا فی احیاء العلوم ۱۲ منہ

اور اگر نطفہ خون بنگیا تو انقلاب تو ہوا مگر ناپاک کا ناپاک کی طرف اور حکم بدستور رہا ہاں جب مضغہ گوشت بنگیا تو پاک تو ہو گیا کیونکہ مضغہ گوشت پاک ہے اور اگر انقلاب ہی ناتمام ہوا یعنی دوسری چیز مغایر شئے اول کے نہیں بنگئی صرف گو نہ تبدیلی ہو گئی تو احکام نہ بدلینگے جیسے ناپاک گیہوں کی روٹی پکالی کہ بجائے گیہونکی صورت کے روٹی کی صورت پیدا ہو گئی لیکن یہ دوسری چیز بنجانا نہیں سمجھا جاتا مسئلہ اگر حشرات الارض کو شیشی میں بھر کر بذریعہ آنچ کے تیل بنالیا گیا ہو تو اسکا کھانا درست نہیں یہ صرف ایسا استحالہ ہوا ہے جیسے ناپاک گیہونکا نشاستہ نکال لیا یا ناپاک پانی کا عرق کھینچ لیا جائے[1] مسئلہ دھواں ہر چیز کا پاک ہے کیونکہ دھواں ان جلے ہوئے اجزاء کا نام ہے جو غایت چھوٹے اور ہلکے ہونیکی وجہ سے حرارت کے اثر سے اڑنے لگتے ہیں گویا کوئلہ کی باریک ٹکڑی ہیں اور ظاہر ہے کہ کوئلہ احتراق کے بعد ہوتا ہے اور جل جانا تبدیل ماہیت ہے اور بخار یعنی بھاپ نجس[2] چیز کی نجس ہے کیونکہ بھاپ میں احتراق نہیں ہوا بلکہ وہی پانی ہے اثر حرارت سے اڑنے لگا ہے گویا کوئی پانی کو پھینک رہا ہے اور اگر بھاپ اور دھواں ملجاوے تو نجس ہو گا کیونکہ نجس اور غیر نجس کا خلط ہو گیا بھاپ اور دھوئیں کے ملجانیکی علامت یہی ہے کہ کسی جگہ جم کر ٹپکنے لگے۔ تر چیز میں سے اگر سیاہ رنگ کی بھاپ بھی اٹھے تو وہ بھاپ اور دھواں ملا ہوا ہے مسئلہ ماء اللحم کشید کیا گیا اور اسمیں خون یا اور کوئی ناپاک چیز پڑگئی تو عرق نجس اور حرام ہو گا اور اگر حرام ماء اللحم میں خراطین وغیرہ غیر ماکول پاک چیز میں ڈالی گئیں تو اسکا پینا حرام[3] ہو گا دونوں صورتوں میں تبدیل ماہیت نہیں ہوئی۔ مسئلہ خرگوش کی خشک مینگنیاں حقہ میں بھری گئیں تو کسر ریاح کیلئے انکا پینا درست ہے کیونکہ دھواں پاک ہے اگرچہ پانی میں ہو کر آیا ہے کیونکہ پانی میں آنیسے پہلے پاک تھا اور اگر تر مینگنیاں بھری گئیں یا خشک کو شیرہ میں ملا کر بھر لیا تو اسکا دھواں بخار آمیز ہونیکی وجہ سے نجس ہو گا اور حقہ اور چلم اور سب نجس ہو گا اور اسکا پینا حرام ہو گا مسئلہ ناپاک چیز پانی میں پکا کر بھپارہ دینا یعنی اسکی بھاپ بدن کو یا کپڑے کو لگانا ناپاک چیز کا لیپ کرنیکے حکم میں ہے یعنی فی نفسہ[4] درست ہے مگر بدن یا کپڑا ناپاک ہو جائیگا بشرطیکہ اتنی بھاپ لگجاوے کہ کوئی قطرہ ٹپک جائے اور صرف گرم ہو جانیسے نجاست کا حکم نہیں ہوتا مسئلہ[5] نوشادر گودھے کے پیشاب میں یا اور کسی نجس چیز میں ملا کر ایک برتن میں رکھکر اوپر دوسرا برتن گل حکمت کر کے جوہر اڑایا گیا تو جو جوہر اوپر کی رکابی میں جم گیا وہ پاک نہیں کیونکہ وہ اسی نجس شدہ نوشادر کے بخارات ہیں اور بخار میں تبدیل ماہیت نہیں ہوتی مسئلہ راکھ ہر چیز کی پاک ہے کیونکہ تبدیل ماہیت ہو گئی بنابریں انسانکی ہڈی کی راکھ اور سور کی ہڈی کی راکھ بھی پاک اور حلال ہے[6] ولہٰذا و فعہ الیکن انسان کی ہڈی کو جلانا مسلمان کو درست نہیں اگر ضرورت ہو تو مرگھٹ میں سے راکھ لیلیں مسئلہ اگر تیل میں حشرات الارض جلا کر کوئلہ کر لئے گئے تو اس تیل کا کھانا اور لگانا اور اس جلے ہوئے کوئلہ کا کھانا اور لگانا سب درست ہے کیونکہ بوجہ تبدیل ماہیت استخباث جاتا رہا اور اگر گوبر یا اور کسی ناپاک چیز کو تیل میں ڈالکر جلالیا گیا تو وہ چیز بوجہ تبدیل ماہیت کے پاک اور حلال ہو گئی تیل

---

[1] یہاں سے تریاق الافاعی کا حکم بھی نکل آیا۔ (تریاق الافاعی ایک مرکب ہے جسمیں سانپ کے گوشت پڑتے ہیں) یہ حرام ہے کذا فی کتب الفقہ ۱۲ نظر ثالث

[2] فی شرح المنیۃ لو استنظرت النجاسۃ فماؤہا نجس والتفصیل فی اصلاح الطب ۱۲

[3] گو ناپاک نہ ہوگا ۱۲

[4] ہذا اذا لم یعلم نجس بغیرہ ولو بنجس العین کالبول المحض او بول مزجہا قلیل من النصف لا یجوز کما مر انفاً ۱۲ منہ

[5] کسی نقصان کی وجہ سے مضر ہونا اور بات ہے اگر مضر ہو تو مٹی کے حکم میں ہے ۱۲

[6] مسئلہ فاسفورس کا جائز ہے کیونکہ یہ ہڈیوں کی راکھ میں سے نکلتا ہے اور راکھ ہر چیز کی پاک ہوتی ہے بوجہ تبدیل ماہیت کے ۱۲ نظر ثالث۔

سے خوب اچھی طرح صاف کرکے کام میں لاویں اور تیل نجس ہے کیونکہ جب نجس چیز اس میں ڈالیگئی تو ناپاک ہوگیا اور اسکے بعد
کسی طریقہ سے اسکی طہارت نہیں ہوئی[1] خارجاً اسکا استعمال درست ہے ہاں نماز کیوقت دھولیا کریں اور داخلاً جائز
نہیں مسئلہ ناپاک پانی کی مچھلی پاک اور حلال ہے کیونکہ جو پانی اسنے پی لیا وہ جزو بدن بنگیا اور تبدیل ماہیت ہوگئی
ہاں جو پانی اوپر لگا ہوا ہے اسکو دھو ڈالیں ہاں اگر اس مچھلی میں ناپاک پانی کی بدبو موجود ہو تو مکروہ لکھا ہے تین دن
پاک پانی میں چھوڑ کر کھاویں۔ مگر اسکی کراہت بقرہ جلالہ کی کراہت سے کم ہے اسواسطے کہ جلالہ عین نجاست کھاتی ہے
اور یہ پانی متنجس بنجاسۃ الغیر کو پیتی ہے مسئلہ[2] مرغی کو سانڈے یا خراطین یا کوئی نجس چیز مثلاً شیر کی چربی کھلا کر خوب
فربہ کیا گیا تو اس مرغی کا کھانا درست ہے ہاں اگر اس چیز کی بو اسکے گوشت میں آنے لگی ہو تو مناسب ہے کہ تین دن بند
رکھکر پاک چیز میں کھلا کر کھائیں ایسے جانور کو جلالہ کہتے ہیں جلالہ کو فقہ میں مکروہ تحریمی لکھا ہے مگر مراد وہ ہے جو صرف
نجاست کھاتی ہو حتیٰ کہ اسکے گوشت میں نجاست کی بو آنے لگی ہو اور اگر صرف نجاست نہیں کھاتی تو مکروہ تحریمی نہیں
ہے ہاں اولیٰ ہے کہ اسکو بھی تین[3] دن پاک غذا دیکر کھاویں نجس چیز جانور کو کھلانے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک جگہ وہ چیز ڈالکر
مرغی کو اسطرف ہنکا دے وہ خود کھالیگی اور اپنے ہاتھ سے اسکے سامنے نہ ڈالے ایسے ہی جب شراب کا سرکہ بنانا ہو تو سرکہ لیجا کر
شراب میں ڈالدے نہ یہ کہ شراب کو لیکے[4] پھرے مسئلہ اگر ناپاک پانی کی بھاپ بدن کو لگی تو بدن کو ناپاک تب کہینگے
جبکہ کوئی قطرہ پانی کا بدن سے ٹپکے ورنہ صرف بھاپ کی حرارت لگنے سے نجاست کا فتویٰ نہیں دیا جائیگا جیسے نجاست
کی بدبو دماغ میں پہنچنے سے کوئی حکم نہیں ہوتا علیٰ ہذا اگر بدن میں یا کپڑے میں نجاست کے دھوئیں کی یا بھاپ کی بدبو
آجائے تو نجاست کا حکم نہیں ہوگا مسئلہ اگر مٹکے میں بھر کر گھوڑے کی لید یا اور کسی نجس چیز میں دفن کیا گیا اور دو
مہینے کے بعد مثلاً نکالا گیا تو اگر نجاست سے مٹکا اندر تک تر ہوگیا اور عرق میں یا مٹکے کے اندر سونگھنے سے نجاست کی بدبو
محسوس ہونے لگی تو عرق ناپاک ہوگا ورنہ نہیں مناسب یہ ہے کہ مٹکے کو اوپر کولتار یا رال وغیرہ کا ایسا روغن کردیں جس سے
نجاست اندر منتشر نہ ہوسکے کیونکہ لید میں دفن کرنے سے یہ مقصود نہیں ہے کہ نجاست کے اجزاء کا شمول عرق میں ہوجاوے
بلکہ مقصود صرف وہ حرارت پہنچانا ہے جو لید کیساتھ خاص ہے اگر لوہے کا برتن لیں اور اسپر مٹی کی تہ دیدیں تب بھی حرارت کا
اثر کما ہو المقصود حاصل ہوسکتا ہے مسئلہ بھیڑیے کے پاخانہ میں سے نکلی ہوئی ہڈی فی نفسہ پاک ہے اوپر کی نجاست سے
تین بار دھو ڈالیں اور تجفیف[5] کریں مگر اسکا کھانا جائز نہیں کیونکہ معلوم نہیں حلال جانور کی ہے یا حرام کی مسئلہ[6] پنیرمایہ
پاک اور حلال ہے خواہ شتر اعرابی کا ہو یا اور کسی جانور ماکول اللحم کا اسکی ماہیت یہ ہے کہ شیرخوار بچہ کو دودھ پلا کر فوراً ذبح
کرتے ہیں اور اسکے پیٹ میں سے وہ دودھ نکال لیتے ہیں وہ قدرے منجمد ہوجاتا ہے اسمیں یہ اثر پیدا ہوجاتا ہے
کہ سیال چیز کو جماتا ہے اور منجمد چیز کو پگھلاتا ہے اور بھی خواص پیدا ہوجاتے ہیں اور اسی سے جبن یعنی پنیر بنایا جاتا ہے
اسکی حلت خلاف قیاس ہے کیونکہ مافی المعدہ گوبر کے حکم میں ہے لیکن جبن کی حلت اور طہارت ثابت بالنص اور

[2] فان قلیل الطبخ یحرق کل ما فیہ من الاجزاء النجسۃ فلیعرف فی حکم النجم قلنا علی ہذا لزم ان لا یطہر کل وسم تنجس بغلیہ ہو لم یعرف فی الشرع قال الحسن اذا ولغ فیہ الکلب لم یرد الا سوی الاستصلاح ۱۲
[3] قال الشامی فی قولہ تاکل الجلالۃ ای العذرۃ حتی انتن لحمہا ج ۵ ص ۲۹۹ کتاب الذبائح و فی مختصر المحیط ولا تکرہ الدجاجۃ المخلاۃ وان اکلت النجاسۃ او یعنی اذا لم تنتن بہا لما قدمنا لانہا تخلط ولا یتغیر لحمہا حبسہا ایاما تنزیہ ۱۲۔
[4] کذا فی الشامی ج ۵ قال بعض المشائخ لو قاد الدابۃ الی الخمر لا باس بہ ولو نقل الی دابۃ تکرہ کذا قالوا فیمن اراد تخلیل الخمر ینبغی ان یحمل الخل الی الخمر ولو عکس یکرہ ۱۲
[5] تجفیف یہ ہے کہ ہر مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہوجاوے ۱۲ منہ
[6] جسکا احادیث سے ثابت ہے ۱۲۔

متفق علیہ ہے اسواسطے اسکو بھی حلال اور پاک کہا گیا جگال کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے **سوال**[۱۵] مسلمان طبیب غیر مسلم کو دوا نجس دیسکتا ہے یا نہیں اگر دیسکتا ہے تو کیا میتہ اور شراب بھی اسمیں داخل ہے **جواب**۔ جائز ہے بشرطیکہ وہ غیر مسلم مریض اپنے مذہب کی رو سے اسکو نجس یا ناجائز نہ سمجھتا ہو اور بعد اطلاع وہ مریض با اختیار خود استعمال کرے تو خواہ اسکو نجس یا غیر نجس کچھ بھی سمجھتا ہو ہر طرح جائز ہے اور شراب بھی اس حکم میں داخل ہے بشرطیکہ یہ طبیب صرف زبانی بتا دیتا ہے یا نسخہ لکھ دیتا ہے اور اگر دوا اپنے پاس سے دیتا ہے تو ایسی دوا اگر نجس العین ہے جیسے شراب اور پیشاب وغیرہ تو ناجائز ہے مسلمان کو نجس چیز کی قیمت لینا کسیطرح جائز نہیں ہے جیسے بعض سوداگر شراب یا بعض اقسام ولائتی گوشت کی بیچتے ہیں انکی قیمت غیر مسلم سے بھی لینا درست نہیں شراب سے مراد وہ چار شرابیں ہیں جنکی حرمت منصوص ہے جیسا کہ شروع میں گذرا **سوال**[۱۶] فاسفورس کھانا جائز ہے یا نہیں **جواب** جائز ہے کیونکہ فاسفورس ہڈیونکی راکھ میں سے نکلتا ہے اور راکھ ہر ہڈی کی پاک ہے بوجہ تبدیل ماہیت (نظر ثالث)

خاتمہ اس سے پہلے جو کچھ بیان ہوا اسکا تعلق اشیاء مستعملہ فی معالجات سے تھا جنکی احاد جمادات و نباتات و حیوانات تھے اس کے ساتھ ان افعال کا ذکر بھی جو بروقت معالجات رائج ہیں اور شرعاً ممنوع ہیں مناسب ہے انہیں سے جو کثیر الوقوع ہے وہ یہاں بیان ہوتا ہے وہ مریض کے ستر عورت کی متعلق بے احتیاطی ہے خوبی قسمت سے یہ مضمون حضرت مولانا ہی کی قلم سے نکلا ہوا پرچہ القاسم ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ میں نظر پڑ گیا تھا تبرکاً و تیمناً اسکو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے **قال مولانا** ایک بے احتیاطی یہ ہوتی ہے کہ مریض کا ستر چھپانیکا اہتمام نہیں کیا جاتا اگر زانو کھل گیا تو کوئی پرواہ نہیں کیجاتی اگر ران کھل گئی تو کچھ خیال نہیں کیا جاتا۔ اگر بضرورت تداوی (یعنی علاج معالجہ ۱۲) کسی موقع کے کھولنے اور دیکھنے کی حاجت ہوئی تو اسکی احتیاط نہیں کہ بقاعدہ[۱] الضرورة یتقدر بقدر الضرورة - اتنا ہی بدن کھلے جسکے کھلنے کی ضرورت ہے یا صرف انہیں لوگوں کے سامنے کھلے جنکا تعلق اس تداوی سے ہے وہ بھی دیکھتے ہیں اور دوسرے حاضرین اور عیادت کرنیوالے بھی بے تکلف دیکھینگے بلکہ اسکو ہمدردی سمجھینگے غرض نہ دوسروں کو دیکھنا جائز ہے اور نہ مقدار ضرورت سے زیادہ دیکھنا جائز ہے یہاں تک کہ عورت کے جننے کیوقت کا فرد ائی جاوے تو موقع تولد کا دیکھنا تو اسکو اگر حاجت ہو تو درست ہے لیکن بوجہ اسکے کہ کافر عورت نامحرم مرد کے حکم میں ہے اسکے سامنے عورت کو سر کھول دینا حرام ہوگا کیونکہ اسکا کھولنا بلا ضرورت ہے اسی طرح اگر عورت کے ہاتھ میں فصد لیجائے تو فصاد کو (فصد کھولنے والا) تو موقع فصد کا دیکھنا جائز ہے مگر دوسرے حاضرین کو وہاں سے ٹلجانا یا آنکھ بند کر لینا یا منھ پھیر لینا واجب ہے اور ان کو اجازت نہیں کہ اسکے ہاتھ کا وہ حصہ کھلا ہوا دیکھیں اسیطرح ختنہ میں اگر بچہ سیانا ہو جسکا کھلا ہوا بدن دیکھنا جائز نہیں ختان (ختنہ کرنیوالا) کو تو بقدر ضرورت دیکھنا درست ہے دوسروں کو درست نہیں اسیطرح اگر کسی عضو مستور کے دنبل وغیرہ میں شگاف دیا جائے تو جراح یا ڈاکٹر کے سوا یا ایسے شخص کے سوا جسکے دیکھنے میں کوئی مصلحت معالجہ کی ہو دوسروں کو اس موقعہ کو دیکھنے کی اجازت نہیں، عبارت حضرت والا کی ختم ہوئی اس سے ایک ترواج کی بطریق اولی

[۱] و تفصیلہ فی اصلاح الطب ۱۲ …

تردید ہوتی ہے جو بعض تعلیم یافتوں میں شروع ہوا ہے کہ بجائے دائیوں کے بچے مرد ڈاکٹر سے جنواتی ہیں جبکہ ستر عورت ہر جنس کو جنس کیطرف بھی بلا ضرورت نظر ڈالنا جائز نہیں تو غیر جنس کو کیسے جائز ہو سکتی ہے اور غیر جنس میں بھی جتنا بعد ہوتا جائیگا اتنا ہی تشدد بھی فی ممانعت و حرمت میں بڑھتا جائیگا مسلمان عورت کی ہم جنس قریب مسلمان عورت ہے اول بوقت ضرورت اسکو اختیار کیا جاوے اسکے بعد کافر عورت ہے جو اجنبی حکم میں ہے اسکے بعد مسلمان مرد ہے یعنی ڈاکٹر کی اگر ضرورت ہی آپڑے تو مسلمان ڈاکٹر کو اختیار کیا جائے اسکی بعد کافر مرد ہے یہ کیا اول ہی قدم میں کافر کیطرف پہنچ جاویں یہ سخت بے حیائی اور گناہ اور تقلید بیجا ہے اور ضرورت اسکی قابل تسلیم نہیں جب تک یہ رواج شروع نہوا تھا تب بھی برابر بچے ہوتے تھے اور اب بھی جن خاندانوں میں حمیت اور غیرت ہے انمیں برابر بچے ہوتے ہیں اور دائیاں پردے کیساتھ سب کام کرتی ہیں اور رواج ڈال لینے کے بعد اسکے خلاف میں دقتیں پیش آہی جاتی ہیں دیکھو یورپین لوگ دیسی علاج نہیں کرتے اور حالانکہ یہ بات مسلم اور بدیہی ہے کہ بعضے علاجوں میں ڈاکٹری علاج بہت گرا ہوا اور دیسی علاج خاطر خواہ کامیاب ہے لیکن وہ بعض دنیاوی مصلحتوں کیوجہ سے دیسی علاج کا عادی ہونا نہیں چاہتے تو کونسا کام انکا بند ہے ایسے ہی شرعی مصلحتوں کی وجہ سے اگر ڈاکٹر سے بچے جنوانا نہ اختیار کیا جائے تو کوئی کام بند نہیں ہو سکتا اور حضرت والا کی تحریر میں نامحرم کا لفظ آیا ہے اسکو بھی سمجھ لینا چاہئیے اسمیں بعض پڑھے لکھے بھی غلطی کرجاتے ہیں محرم شرعی وہ ہے جس سے تمام عمر کسیطرح نکاح درست و صحیح ہونیکا احتمال نہو مثلاً باپ، بیٹا، حقیقی بھائی یا علاتی بھائی یعنی باپ دونوں کا ایک ہو اور ماں دو ہوں یا اخیافی بھائی یعنی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں یا ان بھائیوں کی اولاد یا انہیں تین طرح کی بہنوں کی اولاد اور مثل انکے جن جن سے ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو اور جس سے عمر بھر میں کبھی بھی نکاح صحیح ہونیکا احتمال ہو وہ شرعاً محرم نہیں بلکہ نامحرم ہے اور جو حکم شریعت میں محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے وہی انکا ہے گو کسی قسم کا رشتہ قرابت رکھتا ہو جیسے چچا یا پھوپی کا یا ماموں کا یا خالہ کا بیٹا یا دیور یا بہنوئی یا نندوئی وغیرہم یہ سب نامحرم ہیں انسے وہی پردہ ہے جو نامحرم سے ہوتا ہے بلکہ چونکہ ایسے موقعوں پر فتنہ کا واقعہ ہونا سہل ہے اسلئے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔ (اسکی تفصیل قاعدہ ملحقہ آخر اصلاح الرسوم میں ملاحظہ ہو اشارۃً اسی میں سے اتنا لکھدیا گیا) مسئلہ عورت کا جسم محرم شرعی کو بھی ناف سے زانو کے نیچے تک اور کمر اور شکم دیکھنا یا چھونا حرام ہے باقی سر اور چہرہ اور ہاتھ اور بازو اور پنڈلی بضرورت کھلی ہو گناہ نہیں ہے اور بلا ضرورت پنڈلی اور بازو کا کھلنا بھی مناسب نہیں ہیں۔ اور نامحرم کو (یعنی اجنبی کو اور ان رشتہ داروں کو جو اجنبی کے حکم میں ہیں جیسا کہ بیان ہوا) کوئی حصہ جسم کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ الا بضرورت شدید ہاتھ گٹوں تک اور پیر ٹخنوں تک یہ اسواسطے لکھدیا گیا کہ اطبا عورتوں کے علاج میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اور پیٹ وغیرہ کو دیکھتے ہیں بلا ضرورت جرأت کرتے ہیں یا کسبیوں کی آمد رفت کو مطب کی رونق اور فروغ کا باعث سمجھتے ہیں۔

سے اواخر ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ ہجری مقام میرٹھ۔ تاریخ طبع اول و آخر شوال ۱۳۳۴ھ ہجری المقدس

عہ اور اگر کوئی غلطی پائیں تو اس حقیر کی طرف منسوب کریں اور ممکن ہو تو مطلع فرمائیں۔ ۱۲ حررہ محمد مصطفےٰ بجنوری

اطلاع

اس رسالہ کے جو مسائل دقیق اور غور طلب تھے احقر نے ان کو بحضور قدوۃ المحققین زبدۃ المدققین حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب قبلہ مد اللہ ظلہ العالی پیش کیا حضرت والا نے احقر کو شریک کرکے کتابوں سے بعد غور تمام ان کو حل کرا دیا انمیں سے بعض سوالات بوجہ کتابیں موجود نہ ہونیکے قابل شرح صدر حل نہو سکے اسواسطے انکو حضرت علامہ مولانا خلیل احمد صاحب انبہٹوی صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور پر حوالہ فرمایا چنانچہ احقر نے چوبیس سوال مولانا ممدوح کی خدمت میں لکھکر بھیجے مولانا نے نہایت محققانہ جواب مع حوالہ کتاب لکھوا کر علماء موجودین مدرسہ مظاہر العلوم سے مہر کرا کر عنایت فرمائے وہ سوال و جواب بجنسہ کتاب اصلاح الطب میں نقل کئے گئے ہیں غرض جو کچھ اس رسالہ میں ہے وہ اکثر ان حضرات کے افادات ہیں۔ ہاں عبارت اور ترتیب احقر کی ہے جو صاحب اس سے منتفع ہوں ان حضرات کو اور سب کے بعد اس حقیر کو دعا میں یاد رکھیں ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا وتقبل منا انک انت السمیع العلیم

فہرست مضامین نورِ محمدی بہشتی زیور حصہ دہم مکمل و مدلل

ملنے کا پتہ } نور محمد کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ فریرروڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) نور محمدی بہشتی زیور کا دسواں حصہ

اس میں ایسی باتیں زیادہ ہیں جن سے دنیا میں خود بھی آرام سے رہے اور دوسروں کو بھی اس سے تکلیف نہ پہنچے اور یہ باتیں ظاہر میں تو دنیا کی معلوم ہوتی ہیں لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پورا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلمان کو مناسب نہیں کہ کسی سخت تکلیف میں پھنسکر اپنے آپ کو ذلیل کرے اور یہ بھی آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وعظ میں اسکا خیال رکھتے تھے کہ سننے والے اکتا نہ جائیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مہمان آشنا نہ ٹھیرے کہ گھر والا تنگ ہو جاوے اس سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت تکلیف اٹھانا یا کسی کو تکلیف دینا ایسا برتاؤ کرنا جس سے دوسرا آدمی اکتا جاوے یا تنگ ہونے لگے یہ بھی دین کے خلاف ہے۔ اسواسطے دین کی باتوں کے ساتھ ایسی باتیں بھی اس کتاب میں لکھدی ہیں جن سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو آرام پہونچے۔

(۲) بعضی باتیں سلیقہ اور آرام کی

(۱) جب رات کو دروازہ گھر کا بند کرے تو سو نیسے پہلے گھر کے اندر خوب دیکھ بھال لو کہ کوئی کتا بلی تو نہیں رہ گیا کبھی رات کو جان کا یا چیز بست کا نقصان کر دے یا اور کچھ نہیں تو رات بھر کی کھڑ کھڑ ہی نیند اڑانے کو بہت ہے (۲) کپڑوں کو اور اپنی کتابوں کو کبھی کبھی دھوپ دیتی رہا کرو۔ (۳) گھر صاف رکھو اور ہر چیز اپنے موقع پر رکھو (۴) اگر اپنی تندرستی چاہو تو اپنے کو بہت آرام طلب مت بناؤ کچھ محنت کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو سب سے اچھی چیز عورتوں کے واسطے چکی کا پیسنا یا موسل سے کوٹنا یا چرخہ کاتنا ہے اس سے بدن تندرست رہتا ہے (۵) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر تک باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے (۶) سب گھر والے اس بات کے پابند رہیں کہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کرلیں اور وہاں سے جب اُٹھائیں تو برت کر پھر وہاں ہی رکھیں تاکہ ہر آدمی کو وقت پر پوچھنا ڈھونڈنا نہ پڑے اور جگہ بدلنے سے بعضی دفعہ کسی کو ملتی نہیں ملتی سب کو تکلیف ہوتی ہے اور جو چیزیں خاص تمہارے برتنے کی ہیں انکی جگہ بھی مقرر رکھو تاکہ ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے ہی مل جاوے (۷) راہ میں چلو پانی یا پیڑھی یا اور کوئی برتن بیٹ پتھر سل وغیرہ مت ڈالو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیری میں یا بعضی دفعہ دن ہی میں کوئی چھپا ہوا اور کی عادت دیکھی

بے کھٹکے چلا آرہا ہے وہ الجھ کر گر گیا اور جگہ بے جگہ چوٹ لگ گئی (۸) جب تم سے کوئی شخص کسی کام کو کہے تو اسکو سن کر ہاں یا نہ ضرور زبان سے کچھ کہدو تاکہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دوگی اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا (۹) نمک کھانے میں کسی قدر کم ڈالا کرو کیونکہ کم کا تو علاج ہو سکتا ہے لیکن اگر زیادہ ہو گیا تو اس کا کچھ علاج ہی نہیں (۱۰) دال میں ساگ میں مرچ کتر کر مت ڈالو بلکہ پیس کر ڈالو کیونکہ کتر کر ڈالنے سے بیج اس کے ٹکڑوں میں رہتے ہیں اگر کوئی ٹکڑا منہ میں آجاتا ہے تو ان بیجوں سے تمام منہ میں آگ لگ جاتی ہے (۱۱) اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو اگر روشنی ہو تو اس کو خوب دیکھ لو نہیں تو لوٹے وغیرہ کو کپڑا لگا لو تاکہ منہ میں کوئی ایسی ویسی چیز نہ آجاوے (۱۲) بچوں کو ہنسی میں مت اچھالو اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ اللہ بچاوے کبھی ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جاوے تو ہنسی کی گل پھنسی ہو جاوے اسی طرح ان کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید گر پڑیں اور چوٹ لگ جاوے (۱۳) جب برتن خالی ہو جاوے تو اس کو ہمیشہ دھو کر اوٹا کر رکھو اور جب دوبارہ اس کو برتنا چاہو تو پھر اس کو دھو لو۔ (۱۴) برتن زمین پر رکھ کر اگر اس میں کھانا نکالو تو ویسے ہی سینی یا دسترخوان پر مت رکھدو پہلے اس کے تلے دیکھ لو اور صاف کر لو (۱۵) کسی کے گھر مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو بعضی دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہو گی (۱۶) جہاں اور آدمی بھی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھکر مت تھوکو ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو ایک کنارے پر جاکر فراغت کر آؤ (۱۷) کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو بعضے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے (۱۸) بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی نا امیدی پائی جاوے ناحق دل ٹوٹے گا بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب دکھ جاتا رہے گا (۱۹) اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو ناحق اس کو شبہ ہو گا اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہے (۲۰) بات کرتے وقت بہت ہاتھ مت نچاؤ (۲۱) دامن، آنچل، آستین سے ناک مت پونچھو (۲۲) پاخانے کے قدمچے میں طہارت مت کرو۔ آبدست کے واسطے ایک قدمچہ الگ چھوڑ دو (۲۳) جوتی ہمیشہ جھاڑ کر پہنو شاید اس کے اندر کوئی موذی جانور بیٹھا ہو اسی طرح کپڑا بستر بھی (۲۴) پردے کی جگہ میں کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے یہ مت پوچھو کہ کس جگہ ہے ناحق اس کو شرمانا ہے (۲۵) آنے جانے کی جگہ مت بیٹھو تم کو بھی اور سب کو بھی تکلیف ہو گی (۲۶) بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو اگر دھوبی کے گھر کے دھلے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑوں کو دھو ڈالو نہا ڈالو (۲۷) آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ

(۲۸) کھل چھلکے کسی آدمی کے اوپر مت پھینکو (۲۹) چاقو یا قینچی یا سوئی یا کسی اور ایسی چیز سے مت کھیلو شاید غفلت
سے کہیں لگ جاوے (۳۰) جب کوئی مہمان آوے سب سے پہلے اس کو پاخانہ بتلا دو اور بہت جلدی اس کے
ساتھ کی سواری کے ٹھہرنے کا اور بیل یا گھوڑے کی گھاس چارے کا بندوبست کر دو اور کھلانے میں اتنا
تکلف مت کرو کہ اس کو وقت پر کھانا نہ ملے کھانا وقت پر پکا لو چاہے سادہ اور مختصر ہی ہو اور جب اس کا جانا
زیادہ ہو تو بہت جلد اور سویرے ناشتہ تیار کر دو غرض اس کے آرام اور مصلحت میں خلل نہ پڑے (۳۱) پاخانہ یا
غسل خانہ سے کمربند باندھتی ہوئی مت نکلو بلکہ اندر ہی اچھی طرح باندھ کر تب باہر آؤ (۳۲) جب تم سے کوئی کچھ
بات پوچھے پہلے اس کا جواب دیدو پھر اور کام میں لگو (۳۳) جو بات کہو یا کسی بات کا جواب دو خوب منہ کھول کر
صاف بات کہو تاکہ دوسرا اچھی طرح سمجھے (۳۴) کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو دور سے مت پھینکو شاید
دوسرے کے ہاتھ میں نہ آسکے تو نقصان ہو پاس جا کر دیدو (۳۵) اگر دو آدمی پڑھتے پڑھاتے ہوں یا باتیں
کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں آکر چلانا یا کسی سے بات کرنا نہ چاہیے (۳۶) اگر کوئی کسی کام میں یا بات
میں لگا ہو تو چلتے ہی اس سے اپنی بات مت شروع کر دو بلکہ موقع کا انتظار کرو جب وہ تمہاری طرف متوجہ
ہو تب بات کرو (۳۷) جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز دینا ہو تا وقتیکہ وہ دوسرا آدمی اس کو اچھی طرح سنبھال
لے اپنے ہاتھ سے مت چھوڑو بعضی دفعہ یوں ہی بیچ بیچ میں گر کر نقصان ہو جاتا ہے (۳۸) اگر کسی کو پنکھا
جھلنا ہو تو خوب خیال رکھو کہ سر میں یا اور کہیں بدن یا کپڑے میں نہ لگے اور ایسی زور سے مت جھلو جس سے
دوسرا پریشان ہو (۳۹) کھانا کھاتے میں ہڈیاں ایک جگہ جمع رکھو اسی طرح کسی چیز کے چھلکے وغیرہ سب طرف
مت پھیلاؤ جب سب اکٹھا ہو جاویں موقع سے ایک طرف ڈال دو (۴۰) بہت دوڑ کر یا منہ اوپر اٹھا کر مت چلو
کبھی گر نہ پڑو (۴۱) کتاب کو بہت سنبھال کر احتیاط سے بند کرو اکثر اول آخر کے ورق مڑ جاتے ہیں (۴۲) اپنے
شوہر کے سامنے کسی نامحرم مرد کی تعریف نہ کرنا چاہیے بعضے مردوں کو ناگوار گذرتا ہے (۴۳) اسی طرح غیر
عورتوں کی بھی تعریف شوہر سے نہ کرے شاید اس کا دل اس پر آجاوے اور تم سے ہٹ جاوے (۴۴)
جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال یا اس کے مال و دولت زیور و پوشاک
کا حال نہ پوچھنا چاہیے (۴۵) جیسے مہینے میں تین دن یا چار دن خاص اس کام کے لیے مقرر کرو کہ گھر کی صفائی پورے
طور سے کر لیا کرو جالے اتار دے فرش اٹھوا کر جھڑوا دے ہر چیز قرینے سے رکھدی (۴۶) کسی کے سامنے کوئی
کاغذ لکھا ہوا یا کتاب رکھی ہوئی اٹھا کر دیکھنا نہ چاہیے اگر وہ کاغذ قلمی ہے تو شاید اس میں کوئی پوشیدہ بات
لکھی ہو اور اگر وہ چھپی ہوئی ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کاغذ لکھا ہوا رکھا ہو (۴۷) سیڑھیوں پر بہت سنبھل
کر اترو چڑھو بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس سیڑھی پر ایک پاؤں رکھو دوسرا بھی اسی پر رکھ کر پھر اگلی سیڑھی پر اسی طرح پاؤں

رکھو نہ یہ کہ ایک سیڑھی پر ایک پاؤں اور دوسری سیڑھی پر دوسرا پاؤں۔ لڑکیوں اور عورتوں کو تو بالکل مناسب نہیں
اور کپڑوں میں لڑکوں کو بھی منع کرو (۴۸) جہاں کوئی بیٹھا ہو وہاں کپڑا یا کتاب یا اور کوئی چیز اس طرح جھٹکنا نہ چاہئے
کہ اس آدمی پر گرد پڑے۔ اسی طرح منہ سے یا کپڑے سے بھی جھاڑنا نہ چاہئے بلکہ اس جگہ سے دور جا کر صاف کرنا
چاہئے (۴۹) کسی کی غم و پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنو تو جب تک خوب پختہ طور پر تحقیق نہ ہو جاوے کسی
سے ذکر نہ کرے اور خاص کر اس شخص کے عزیزوں سے تو ہرگز نہ کہے کیونکہ اگر غلط ہوئی تو خواہ دوسروں
کو پریشانی دی پھر وہ لوگ اس کو بھی برا بھلا کہیں گے کہ کیوں ایسی بدفالی نکالی (۵۰) اسی طرح معمولی بیماری اور
تکلیف کی خبر دور پردیس کے عزیزوں کو خط کے ذریعہ سے نہ کہے (۵۱) دیوار پر مت تھوکو پان کی پیک مت ڈالو
اسی طرح تیل کا ہاتھ دیوار یا کواڑ سے مت پونچھو بلکہ دھو ڈالو لیکن جلے ہوئے تیل کو ناپاک مت کہو جیسا کہ بعضی
جاہل عورتیں کہتی ہیں (۵۲) اگر دسترخوان پر اور سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن مت اٹھاؤ
دوسرے برتن میں لے آؤ (۵۳) کوئی آدمی تخت یا چارپائی پر بیٹھا لیٹا ہو تو اس کو ہلا دو مت اگر پاس سے نکلو تو ایسی
طرح نہ نکلو کہ اس میں ٹھوکر گھٹنا لگے اگر تخت پر کوئی چیز رکھنا ہو یا اس پر سے کچھ اٹھانا ہو تو ایسے وقت آہستہ
اٹھاؤ آہستہ رکھو (۵۴) کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو یہاں تک کہ اگر کوئی چیز دسترخوان پر بھی رکھی جائے لیکن
وہ ذرا دیر میں یا اخیر میں کھانے کی ہو تو اس کو بھی ڈھانک کر رکھو (۵۵) مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جاوے تو تھوڑا سا
سالن روٹی دسترخوان پر ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے
ہیں (۵۶) جو برتن بالکل خالی ہو اس کو الماری یا طاق وغیرہ میں رکھنا ہو تو الٹا کر کے رکھو (۵۷) چلنے میں پاؤں اٹھا
اٹھا کر آگے رکھو گھسیٹ کر مت چلو اس میں جوتا بھی جلد ٹوٹتا ہے اور برا بھی معلوم ہوتا ہے (۵۸) چادر دوپٹے کا بہت
خیال رکھو کہ اس کا پلہ زمین پر لٹکتا نہ چلے (۵۹) اگر کوئی نمک یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز مانگے برتن میں لاؤ ہاتھ میں
رکھ کر مت لاؤ (۶۰) لڑکیوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کرو۔ ان کی شرم جاتی رہے گی۔

(۳) بعضی باتیں عیب اور تکلیف کی جو عورتوں میں پائی جاتی ہیں

(۱) ایک عیب یہ ہے کہ بات کا معقول جواب نہیں دیتیں جس سے پوچھنے والے کو تسلی ہو جاوے بہت سی فضول
باتیں ادھر ادھر کی اس میں ملا دیتی ہیں اور اصل بات پھر بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جو شخص کچھ پوچھے اس کا
مطلب خوب غور سے سمجھ لو پھر اس کا جواب ضرورت کے موافق دیدو (۲) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی کام ان سے کہا
جاوے تو سن کر خاموش ہو جاتی ہیں کام کہنے والے کو یہ شبہ رہتا ہے کہ خدا جانے انہوں نے سنا بھی ہے یا نہیں سنا بعضی
دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ سن لیا ہوگا اور واقع میں سنا نہ ہو تو اس بھروسے پر وہ کام نہیں ہوتا اور پوچھنے کے وقت

بیکار الگ ہو گئیں کہ میں نے نہیں سُنا غرض وہ کام تو رہ گیا اور بعضی دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ نہیں سنا ہوگا دوبارہ اس نے پھر کہا تو اس غریب کے لتے لیے جاتے ہیں کہ سن لیا سن لیا کیوں جان کھائی غرض جب بھی آپس میں رنج ہوتا ہے اگر یہ پہلی ہی دفعہ میں اتنا کہہ دیتیں کہ اچھا تو دوسرے کو خبر تو ہو جاتی (۳) ایک عیب یہ ہے کہ ماما اصیل سے جو کام کہنا ہو یا اور کسی سے گھر میں کوئی بات کہنی ہو تو دور سے چلا کر کہیں گی اس میں دو خرابیاں ہیں ایک تو بے حیائی اور بے پردگی کہ باہر دروازے تک بلکہ بعضے موقع پر سڑک تک آواز پہنچتی ہے[1] دوسری خرابی یہ کہ دوسرے کو کچھ بات سمجھ میں آئی اور کچھ نہ آئی جتنی سمجھ میں نہ آئی اتنا کام نہ ہوا اب بی بی خفا ہو رہی ہیں کہ تو نے یوں کیوں نہ کیا دوسری جواب دے رہی ہے کہ میں نے تو سنا نہ تھا غرض خوب تو تو میں میں ہوتی ہے اور کام بگڑا سو الگ اسی طرح ان کی ماما اصیلیں ہیں کہ جس بات کا جواب باہر سے لا دینگی دروازے سے چلاتی ہوئی آوینگی اس میں بھی کچھ سمجھ میں آیا اور کچھ نہ آیا تمیز کی بات یہ ہے کہ جس سے بات کہنا ہو اس کے پاس جاؤ یا اس کو اپنے پاس بلاؤ اور اطمینان سے اچھی طرح سمجھا کر کہہ دو اور سمجھ کر سن لو (۴) ایک عیب یہ ہے کہ چاہے کسی چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن پسند آنے کی دیر ہے ذرا پسند آئی اور لے لی خواہ قرض ہی ہو جاوے لیکن کچھ پروا نہیں اور اگر قرض بھی نہ ہو تب بھی اپنے پیسہ کو اس طرح بیکار کھونا کون عقل کی بات ہے فضول خرچی گناہ بھی ہے۔ جہاں خرچ کرنا ہو اوّل خوب سوچ لو کہ یہاں خرچ کرنے میں کوئی دین کا فائدہ یا دنیا کی ضرورت بھی ہے اگر خوب سوچ سے ضرورت اور فائدہ معلوم ہو خرچ کرو نہیں تو پیسہ مت کھوؤ اور قرض تو جہاں تک ہو سکے ہرگز مت لو چاہے تھوڑی سی تکلیف بھی ہو جاوے (۵) ایک عیب یہ ہے کہ جب کہیں جاتی ہیں خواہ شہر کے شہر میں یا سفر میں ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتی ہیں کہ وقت تنگ ہو جاتا ہے اگر سفر میں جانا ہے تو منزل پر دیر میں پہنچیں گی اگر راستہ میں رات ہو گئی جان و مال کا اندیشہ ہے اگر گرمی کے دن ہوئے اور دھوپ میں خود بھی تپیں گی اور بچوں کو بھی تکلیف ہوگی اگر برسات ہے اول تو برسنے کا ڈر دوسرے کیچڑ میں گاڑی کا چلنا مشکل اور دیر میں دیر ہو جاتی ہے اگر سویرے سے چلیں ہر طرح کی گنجائش رہے اور اگر بستی ہی میں جانا ہو تب بھی کہاروں کو کھڑے کھڑے پریشانی[2] پھر دیر میں سوار ہونے سے دیر میں لوٹنا ہوگا اپنے کاموں میں حرج ہوگا کھانے کے انتظام میں دیر ہوگی کہیں جلدی میں کھانا بگڑ گیا کہیں میاں تقاضا کر رہے ہیں کہیں بچے رو رہے ہیں اگر جلدی سوار ہو جاتیں تو یہ مصیبتیں کیوں ہوتیں (۶) ایک عیب یہ ہے کہ سفر میں بے ضرورت بھی اسباب بہت سا لاد کر لیجاتی ہیں جس سے جانور کو بھی تکلیف ہوتی ہے جگہ میں بھی تنگی ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ مصیبت ساتھ کے مردوں کو ہوتی ہے ان کو سنبھالنا پڑتا ہے کہیں کہیں محصول بھی پڑتا ہے مزدوری کے پیسے ان ہی کو دینے پڑتے ہیں غرض کہ تمام تر فکر ان بیچاروں کی جان پر ہوتی ہے یہ آپ خاصی گاڑی میں بے فکر بیٹھی رہتی ہیں۔ اسباب ہمیشہ سفر میں کم لیجاؤ ہر طرح کا آرام ملتا ہے۔ اسی طرح ریل کے سفر میں خیال رکھو بلکہ ریل کے سفر میں زیادہ۔

[1] بعضی عورتوں کو آواز کے پردہ کا بالکل اہتمام نہیں سو معلوم ہو کہ آواز کا پردہ بھی واجب ہے جیسے کہ صورت کا پردہ ضروری ہے لہذا گنہگار ہوتی ہے لہٰذا اس کا بہت سخت اہتمام کرنا چاہئے ۱۲ منہ

[2] اور اس پریشانی کے علاوہ کہاروں کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور اس وقت کے ضائع کرنے کی کچھ مزدوری نہیں دیجاتی لہٰذا اس صورت میں عورتیں گنہگار ہوتی ہیں مگر اتفاق سے کبھی ایسا ہو بھی جاوے تو کہاروں سے خطا معاف کرانی ضروری ہے یا ان کو کچھ زیادہ مزدوری دیکر راضی کیا جاوے اور یہ بعد کی صورت زیادہ بہتر ہے ۱۲

اسباب لے جانے سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے (۷) ایک عیب یہ ہے کہ گاڑی وغیرہ میں سوار ہونے کے وقت مردوں سے کہدیا کہ منہ ڈھانک لو یا ایک گوشہ میں چھپ جاؤ اور جب سوار ہو چکیں تو ان لوگوں کو دوبارہ اطلاع نہیں دیجاتی کہ اب پردہ نہیں ہے اس میں دو خرابیاں ہوتی ہیں کبھی تو وہ بیچارے منہ ڈھانکے ہوئے بیٹھے ہیں خواہ مخواہ تکلیف ہو رہی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اٹکل سے سمجھتے ہیں کہ بس پردہ ہو چکا اور یہ سمجھ منہ کھول دیتے ہیں یا سامنے آجاتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے یہ ساری خرابی دوبارہ نہ کہنے کی ہے نہیں تو سب کو معلوم ہو جاوے کہ دوبارہ کہنے کی بھی عادت ہے بس سب آدمی اس کے منتظر رہیں اور بے کہے کوئی سامنے نہ آوے (۸) ایک عیب یہ ہے کہ ابھی سوار ہونے کو تیار نہیں ہوئیں اور آدھ گھنٹہ پہلے سے پردہ کرا دیا یا راستہ رکوا دیا بے وجہ خدا کی مخلوق کو تکلیف ہو رہی ہے اور یہ ابھی گھروں میں چوچلے بگھار رہی ہیں (۹) ایک عیب یہ ہے کہ جس گھر جاتی ہیں گاڑی یا ڈولی سے اتر جھپ سے گھر میں جا گھستی ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس گھر کا کوئی مرد اندر ہوتا ہے اس کا سامنا ہو جاتا ہے تم کو چاہیے کہ ابھی گاڑی سے یا ڈولی سے مت اترو پہلے کسی ماما وغیرہ کو گھر میں بھیج کر دکھوا دو اور اپنے آنے کی خبر کردو کوئی مرد وغیرہ ہوگا تو علیحدہ ہو جائے گا جب تم سن لو کہ اب گھر میں کوئی مرد وغیرہ نہیں ہے تب اتر کر اندر جاؤ (۱۰) ایک عیب یہ ہے کہ آپس میں دو عورتیں جو باتیں کرتی ہیں اکثر یہ ہوتا ہے کہ ایک کی بات ختم ہونے نہیں پاتی کہ دوسری شروع کر دیتی ہے بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ایک دم سے بولتی ہیں وہ اپنی کہہ رہی ہے اور یہ اپنی ہانک رہی ہے نہ وہ اس کی سنے نہ یہ اسکی بھلا ایسی بات کرنے ہی سے کیا فائدہ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب ایک بولنے والی کی بات ختم ہو جاوے اس وقت دوسری کو بولنا چاہیے (۱۱) ایک عیب یہ ہے کہ زیور اور کبھی روپیہ پیسہ بھی بے احتیاطی سے کبھی تکیہ کے نیچے رکھ دیا کبھی کسی طاق میں رکھ دیا۔ تالا کنجی ہوتے ہوئے سستی کے مارے اس میں حفاظت سے نہیں رکھتیں پھر کوئی چیز جاتی رہی تو سب کا نام لگاتی پھرتی ہیں (۱۲) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو ایک کام کے واسطے بھیجو جا کر دوسرے کام میں لگ جاتی ہیں جب وہاں سے فراغت ہو جاوے تب لوٹتی ہیں اس میں بھیجنے والے کو سخت تکلیف اور الجھن ہوتی ہے کیونکہ اس نے تو ایک کام کا حساب لگا رکھا ہے کہ یہ اتنی دیر کا ہے جب اتنی دیر گذر جاتی ہے پھر اس کو پریشانی شروع ہوتی ہے اور بعض عقلمندیں یہ کہتی ہیں کہ آئے تو ہیں ہی لاؤ دوسرا کام بھی لگے ہاتھ کرتے چلیں ایسا مت کرو اول پہلا کام کر کے اس کی خواہش پوری کر دو پھر اپنے طور پر اطمینان سے دوسرا کام کر لو (۱۳) ایک عیب سستی کا یہ ہے کہ ایک وقت کے کام کو دوسرے وقت پر اٹھا رکھتی ہیں اس سے اکثر حرج اور نقصان ہو جاتا ہے (۱۴) ایک عیب یہ ہے کہ تواضع میں اختصار نہیں اور ضرورت اور موقع کو نہیں دیکھتیں کہ یہ جلدی کا وقت ہے مختصر طور پر اس کام کو نبٹا لو ہر وقت ان کو اطمینان اور تکلف ہی سوجھتا ہے اس تکلف تکلف میں بعضی دفعہ اصل کام بگڑ جاتا ہے اور موقع نکل جاتا ہے (۱۵) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی چیز کھو جاوے تو بے تحقیق کسی پر تہمت لگا دیتی ہیں یعنی جس نے کبھی کوئی چیز

چرائی تھی بس جھٹ کہدیا کہ بس جی اسی کا کام ہے حالانکہ یہ کیا ضرور ہے کہ سارے عیب ایک ہی آدمی نے کئے ہوں اسی طرح اور بڑی باتوں میں ذرا سے شبہ سے ایسا پکا یقین کرکے اچھا خاصا قصہ گھڑ مڑھ دیتی ہیں (۱۶) ایک عیب یہ ہے کہ پان تمباکو کا خرچ[1] اس قدر بڑھا لیا ہے کہ غریب آدمی تو سہہ ہی نہیں سکتا اور امیروں کے یہاں اتنے خرچ میں چار پانچ غریبوں کا بھلا ہو سکتا ہے اس کو گھٹانا چاہئے خرابی یہ ہے کہ بے ضرورت بھی کھانا شروع کر دیتی ہیں پھر وہ علت لگ جاتی ہے (۱۷) ایک عیب یہ ہے کہ ان کے سامنے دو آدمی کسی معاملہ میں بات کرتے ہوں اور ان سے نہ کوئی پوچھے نہ گچھے مگر یہ خواہ مخواہ دخل دیتی ہیں اور صلاح بتلانے لگتی ہیں جب تک تم سے کوئی صلاح نہ لے تم بالکل گونگی بہری بنی بیٹھی رہو (۱۸) ایک عیب یہ ہے کہ محفل میں سے اگر تمام عورتوں کی صورت شکل ان کے زیور پوشاک کا ذکر اپنے خاوند سے کرتی ہیں بھلا اگر خاوند کا دل کسی پر آگیا اور وہ اس کے خیال میں لگ گیا تو تم کو کتنا بڑا نقصان پہنچے گا (۱۹) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کسی سے کوئی بات کرنا ہو تو وہ دوسرا آدمی چاہے کیسے ہی کام میں ہو یا وہ کوئی بات کر رہا ہو کبھی یہ انتظار نہ کریں گی کہ اس کا کام یا بات ختم ہو لے تو ہم بات کریں بلکہ اس کی بات یا کام کے بیچ میں جا کر ٹانگ اڑا دیتی ہیں یہ بری بات ہے ذرا ٹھہر جانا چاہئے جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو سکے اس وقت بات کرو (۲۰) ایک عیب یہ ہے کہ ہمیشہ بات ادھوری کریں گی پیغام ادھورا پہنچاویں گی جس سے مطلب غلط سمجھا جاوے گا بعضی دفعہ اس میں کام بگڑ جاتا ہے اور بعضی دفعہ دو شخصوں میں اس غلطی سے رنج ہو جاتا ہے (۲۱) ایک عیب یہ ہے کہ ان سے بات کی جاوے تو پورے طور سے متوجہ ہو کر اس کو نہیں سنتیں اسی میں اور کام بھی کر لیا کسی اور سے بھی بات کر لی نہ تو بات کرنے والے کا بات کرکے جی بھلا ہوتا ہے اور نہ اس کام کے ہونے کا پورا بھروسہ ہوتا ہے کیونکہ جب پوری بات سنی نہیں تو اس کو کریں گی کس طرح (۲۲) ایک عیب یہ ہے کہ اپنی خطا یا غلطی کا کبھی اقرار نہ کریں گی جہاں تک ہو سکے گا بات کو بناویں گی خواہ بن سکے یا نہ بن سکے۔ (۲۳) ایک عیب یہ ہے کہ کہیں سے تھوڑی چیز ان کے حصہ کی آوے یا ادنیٰ درجہ کی چیز آوے تو اس کو ناک ماریں گی طعنہ دیں گی کہ گھر بھی ایسی چیز بھیجنے کی ہی کیا ضرورت تھی بھیجتے ہوئے شرم نہ آئی۔ یہ بڑی بات ہے اس کی اتنی ہی ہمت تھی تمہارا تو اس نے کچھ نہیں بگاڑا۔ اور خاوند کے ساتھ بھی ان کی یہی عادت ہے کہ خوش ہو کر چیز کم لیتی ہیں اس کو ادھر کے عیب نکال کر تب قبول کرتی ہیں (۲۴) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کوئی کام کہو اس میں جھک جھک کریں گی پھر اس کام کو کریں گی۔ بھلا جب وہ کام کرنا ہے پھر اس واہیات سے کیا فائدہ نکلا ناحق دوسرے کا بھی جی برا کیا (۲۵) ایک عیب یہ ہے کہ کپڑا پہنے پہنے سی لیتی ہیں بعضی دفعہ سوئی چبھ جاتی ہے بے ضرورت تکلیف

[1] تمباکو اگر ایسا ہو جس کے کھانے سے منہ میں بدبو آنے لگے تو اس کا کھانا علاوہ اسراف کے بدبو کی وجہ سے بھی مکروہ ہے ۱۲ منہ اور اگر اس سے تمہاری اس تعریف کرنے کی وجہ سے کوئی ناجائز کام کیا زنا وغیرہ تو اس گناہ کے سبب بن جانے کا تم کو بھی گناہ ہوگا۔

میں کیوں پڑے (۲۶) ایک عیب یہ ہے کہ آنے کے وقت اور چلنے کے وقت بلکہ ضرور روتی ہیں چاہے رونا نہ بھی آئے مگر اس ڈر سے روتی ہیں کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اس کو محبت نہیں (۲۷) ایک عیب یہ ہے کہ اکثر تکیہ میں یا ویسے ہی سوئی رکھکر اٹھ جاتی ہیں اور کوئی بے خبری میں آ بیٹھتا ہے اس کے چبھ جاتی ہے (۲۸) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو گرمی سردی سے نہیں بچاتیں اس سے اکثر بچے بیمار ہو جاتے ہیں پھر تعویذ گنڈے کراتی پھرتی ہیں۔ دوا علاج یا آیندہ کو احتیاط پھر بھی نہیں کرتی۔ (۲۹) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو بے بھوک کھانا کھلا دیتی ہیں یا مہمان کو اصرار کرکے کھلاتی ہیں۔ پھر بے بھوک کھانے کی تکلیف ان کو بھگتنی پڑتی ہے۔

۴ بعضی باتیں تجربے اور انتظام کی

(۱) اپنے دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کی شادی جہاں تک ہو سکے ایک دم مت کرو کیونکہ بہوؤں میں ضرور فرق ہوگا دامادوں میں ضرور فرق ہوگا۔ خود لڑکوں اور لڑکیوں کی صورت شکل میں کپڑے کی سجاوٹ میں تو [illegible] جہیز میں ضرور فرق ہوگا اور بھی بہت باتوں میں فرق ہو جاتا ہے اور لوگوں کی عادت ہے ذکر مذکور کرنے کی تو ایک کو گھٹانے اور دوسرے کو بڑھانے کی اس سے ناحق دوسرے کا جی برا ہوتا ہے (۲) ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو کسی کے بھروسے گھر مت چھوڑ جایا کرو غرض جب تک کسی کو ہر طرح کے برتاؤ سے خوب آزما نہ لو اس کا اعتبار مت کرو خاصکر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی جن بنی ہوئی کعبہ کا غلاف لئے ہوئے اور کوئی تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی کوئی فال دیکھتی ہوئی۔ کوئی تماشا لئے ہوئے گھروں میں گھستی پھرتی ہیں ان کو گھروں میں ہی مت آنے دو دروازے ہی سے رد کر دو ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کی صفائی کر دی ہے (۳) کبھی صندوقچی پٹاری جس میں روپیہ پیسہ گہنا زیور رکھا کرتی ہو کھلا چھوڑ کر مت اٹھو قفل لگا کر یا اپنے ساتھ لیکر اٹھو (۴) جہاں تک ہو سکے سودا قرض مت منگاؤ جو بہت ناچاری میں منگانا ہی پڑے تو دام پوچھکر تاریخ کے ساتھ لکھ لو جب دام ہوں فوراً دے دو (۵) دھوبن کے کپڑے پسنہاری کا اناج اور پسائی ان سب کا حساب لکھتی رہو۔ زبانی یاد کا بھروسہ مت کرو۔ (۶) جہاں تک ہو سکے گھر کا خرچ بہت کفایت اور انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ تم کو ملے اس میں کچھ بچا لیا کرو (۷) جو عورتیں باہر سے گھر میں آیا کرتی ہیں ان کے سامنے کوئی ایسی بات مت کیا کرو جس کا تم کو دوسری جگہ معلوم کرانا منظور نہیں کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھر جا کر کہا کرتی ہیں (۸) آٹا چاول اٹکل سے مت پکاؤ اپنے خرچ کا اندازہ کرکے دونوں وقت سب چیزیں تول ناپ کر خرچ کرو۔ اگر کوئی تم کو طعنہ دے کچھ پروا مت کرو (۹) جو لڑکیاں باہر نکلتی ہیں ان کو زیور بالکل مت پہناؤ اس میں جان و مال دونوں طرح کا اندیشہ ہے۔ (۱۰) اگر کوئی مرد در والے پر آکر تمہارے شوہر یا باپ بھائی سے اپنی ملاقات یا دوستی یا کسی قسم کی رشتہ داری کا

تعلق ظاہر کرے ہرگز اس کو گھر میں مت بلاؤ یعنی پردہ کر کے بھی اس کو مت بلاؤ اور نہ کوئی قیمتی پیسہ اس کو قبضہ
میں دو غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ بھیجدو زیادہ محبت و اخلاص مت کرو جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد
اس کو پہچان نہ لے اسی طرح ایسے شخص کی بھیجی ہوئی چیز ہرگز مت برتو۔ اگر وہ برا مانے کچھ غم نہ کرو (۱۱) اسی
طرح اگر کوئی انجان عورت ڈولی وغیرہ کے ساتھ کہیں سے آکر کہے کہ مجھ کو فلانے گھر سے آپ کے بلانے کو بھیجا ہے
ہرگز اس کے کہنے سے ڈولی میں مت سوار ہو۔ غرض انجان آدمیوں کے کہنے سے کوئی کام مت کرو۔ نہ اس کو
اپنے گھر کی کوئی چیز دو چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو چاہے وہ اپنے نام سے یا دوسرے کے نام سے مانگے
(۱۲) گھر کے اندر ایسا کوئی درخت مت رہنے دو جس کے پھل سے چوٹ لگنے کا اندیشہ ہو جیسے کیتھ کا درخت۔
(۱۳) کپڑا سردی میں ذرا زیادہ پہنو اکثر عورتیں بہت کم کپڑا پہنتی ہیں کہیں زکام ہو جاتا ہے کہیں بخار آجاتا ہے۔
(۱۴) بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا بھی نام یاد کرا دو اور کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تاکہ اس کو یاد رہے اس میں یہ فائدہ
ہے کہ اگر خدانخواستہ بچہ کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تو کس کا ہے۔ تیرے ماں باپ کون ہیں۔ تو اگر
بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتلا دے گا پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اس کو پہنچا دے گا۔ اور اگر یاد نہ ہوا تو پوچھنے
پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اماں کا ہوں ابا کا ہوں یہ خبر نہیں کون اماں کون ابا۔ (۱۵) ایک جگہ ایک عورت اپنا بچہ چھوڑ کر کسی
کام کو چلی گئی۔ پیچھے ایک بلی نے آکر اس قدر نوچا کہ اسی میں جان گئی۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک
تو یہ کہ بچے کو کبھی تنہا نہ چھوڑنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ بلی کتے جانور کا کچھ اعتبار نہیں بعضی عورتیں بیوقوفی
کرتی ہیں کہ بلیوں کو ساتھ سلاتی ہیں بھلا اس کا کیا اعتبار۔ اگر رات کو کہیں دھوکہ میں پنجہ۔ دانت مار دے
یا نرخرہ پکڑ لے تو کیا کر لو (۱۶) دوا ہمیشہ پہلے حکیم کو دکھلا لو اور اس کو خوب صاف کرو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ
اناڑی پنساری دوا کچھ کی کچھ دیدیتا ہے بعضی دفعہ اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوتی ہے کہ اس کی تاثیر اچھی نہیں
ہوتی اور جو دوا کسی بوتل یا ڈبیا یا پڑیا میں بچ جائے اس کے اوپر ایک کاغذ کی چٹ لگا کر اس دوا کا نام لکھ دو
بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو اس کی پہچان نہیں رہی اس لئے چاہے کتنی ہی لاگت کی ہوئی مگر پھینکنا
پڑی اور بعضی دفعہ غلط یاد رہی اور اس کو دوسری بیماری میں غلطی سے برت لیا اور اس کا نقصان کیا
(۱۷) لحاظ کی جگہ سے قرض مت لو اور زیادہ قرض بھی مت دو اتنا دو کہ اگر وصول نہ ہو تو وہ تم کو بھاری
نہ معلوم ہو (۱۸) جو کوئی بڑا یا نیا کام کرو اول کسی سمجھدار دیندار خیرخواہ آدمی سے صلاح لے لو۔ (۱۹)
اپنا روپیہ پیسہ مال و متاع چھپا کر رکھو ہر کسی سے اس کا ذکر نہ کرو (۲۰) جب کسی کو خط لکھواؤ اپنا پتہ پورا اور
صاف لکھواؤ اور اگر اسی جگہ پھر خط لکھو تو یوں نہ سمجھو کہ پہلے خط میں تو پتہ لکھ دیا تھا اب کیا ضرورت ہے
کیونکہ پہلا خط خدا جانے ہے یا نہیں۔ اگر نہ ہوا تو دوسرے آدمی کو کیسی دقت پڑے گی شاید اسکو زبانی

بھی یاد نہ رہا ہو یا اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے لکھنے والے کو نہ بتلا سکے (۲۱) اگر ریل کا سفر کرنا پڑے تو اپنا
ٹکٹ بڑی حفاظت سے رکھو یا اپنے مردوں کے پاس رکھو اور گاڑی میں غافل ہو کر مت سوؤ۔ نہ کسی عورت
مسافر سے اپنے دل کے بھید کہو نہ اپنے اسباب اور زیور کا اس سے ذکر کرو۔ اور کسی کی دی ہوئی
چیز پان پتہ مٹھائی کھانا وغیرہ کچھ مت کھاؤ اور زیور پہنکر ریل میں مت بیٹھو بلکہ اُتار کر صندوقچہ وغیرہ میں
رکھو تو جب منزل پر پہنچکر گھر جاؤ اس وقت جو چاہو پہن لو (۲۲) سفر میں کچھ نہ کچھ ضرور پاس رکھو (۲۳)
باولے آدمی کو مت چھیڑو نہ اس سے بات کرو جب اس کو ہوش نہیں خدا جانے کیا کہہ بیٹھے یا کیا کر گذرے
پھر ناحق تمکو شرمندگی اور رنج ہو (۲۴) اندھیرے میں ننگا پاؤں کہیں مت رکھو اندھیرے میں کہیں ہاتھ
مت ڈالو پہلے چراغ کی روشنی سے دیکھ لو پھر ہاتھ ڈالو (۲۵) اپنا بھید ہر کسی سے مت کہو بعضے آدمی بھولے سے
بھید کہہ کر پھر منع کر دیتے ہیں کہ کسی سے کہنا مت۔ اس سے ایسے آدمی اور بھی کہا کرتے ہیں (۲۶) ضروری
دوائیں ہمیشہ اپنے گھر میں رکھو (۲۷) ہر کام کا پہلے انجام سوچ لیا کرو اسوقت شروع کرو (۲۸) چینی اور
شیشے کے برتن اور سامان بھی بلاضرورت زیادہ مت خریدو کہ اس میں برابر روپیہ برباد ہو جاتا ہے (۲۹) اگر عورتیں
ریل میں بیٹھیں اور اپنے ساتھ کے مرد دوسری جگہ بیٹھے ہوں تو جس اسٹیشن پر اترنا ہو ریل پہنچنے کے وقت اس
اسٹیشن کا نام سنکر یا تختے پر لکھا ہوا دیکھکر اترنا نہ چاہیے بعضے شہروں میں دو تین اسٹیشن ہوتے ہیں شاید
ان کے ساتھ کا مرد دوسرے اسٹیشن پر اترے اور یہ یہاں اتر پڑیں تو دونوں پریشان ہوں گے یا مرد کی آنکھ
لگ گئی اور وہ یہاں نہ اترا اور یہ اتر گئیں تب بھی مصیبت ہوگی بلکہ جب اپنے گھر کا مرد آ جاوے تب اتریں (۳۰)
سفر میں کسی بڑی مہم میں یہ چیزیں بھی ساتھ رکھیں ایک کتاب مسئلوں کی پنسل کاغذ تھوڑے سے کارڈ۔ وضو کا
برتن (۳۱) سفر میں جانے والوں سے حتی الامکان کوئی فرمائش مت کرو کہ فلاں جگہ سے یہ خرید لانا ہماری فلاں
چیز فلاں جگہ رکھی ہے تم اپنے ساتھ لیتے آنا یہ اسباب لیتے جاؤ فلانے کو پہنچا دینا یہ خط فلانے کو دیدینا ان
فرمائشوں سے اکثر دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر دوسرا بیفکر ہو تو اس کے بھروسے رہنے سے تمہارا
نقصان ہوگا خط تو ڈاک میں جہاں چاہو بھیجدو۔ اور جو چیز ریل میں جا سکتی اور بھیج سکتی ہو یا وہ چیز اگر یہاں
مل سکتی ہو تو مہنگی لے سکتی ہو اپنی تھوڑی سی بچت کے واسطے دوسروں کو پریشان کرنا بہتر نہیں بعض کام ہوتا
تو ہے ذرا سا مگر اس کے بندوبست میں بہت الجھن ہوتی ہے اور اگر بہت ہی ناچاری آپڑے تو چیز کے منگانے
میں پہلے دام بھی دیدو۔ اگر ریل میں آوے جاوے تو کچھ زیادہ دام دیدو کہ شاید ان کے پاس خود اپنا اسباب
بھی ہو اور سب ملکر تولنے کے قابل ہو جاوے (۳۲) ریل میں یا ویسے کہیں سفر میں انجان آدمی کے ہاتھ کی دی ہوئی
چیز کبھی نہ کھاوے بعضے شریر آدمی کچھ زہر یا نشہ کھلا کر مال اسباب لے بھاگتے ہیں (۳۳) ریل کی جلدی میں اپنا خیال

رکھو کہ جس درجہ کا ٹکٹ تمہارے پاس ہے اس سے بڑھے کرایہ کے درجہ میں مت بیٹھ جاؤ اس کی سہل پہچان یہ ہے کہ اس درجہ کی گاڑی پر جیسا رنگ چڑھا ہوا ہو اسی رنگ کا ٹکٹ ہوگا مثلاً سب سے کم کرایہ کا تیسرا درجہ ہوتا ہے اس کی گاڑی زرد رنگ کی ہوتی ہے تو اس کا ٹکٹ بھی زرد رنگ کا ہوتا ہے بس ان دونوں چیزوں کا رنگ دیکھ کر ملا لیا کرو۔ اسی طرح سب درجوں کا قاعدہ ہے ف۱ (۳۴) سینے میں اگر کپڑے میں سوئی اٹک جاوے تو اس کو دانت سے پکڑ کر مت کھینچو بعض دفعہ ٹوٹ کر یا پھسل کر تالو میں یا زبان میں گھس جاتی ہے (۳۵) ایک نہرنی ناخن تراشنے کی اپنے پاس رکھو اگر وقت بے وقت نائن کو دیر ہوگی تو اپنے ہاتھ سے ناخن تراشنے کا آرام ملے گا (۳۶) سنی ہوئی دوا کبھی استعمال نہ کرو جب تک اس کا پورا نسخہ کسی تجربہ کار سمجھدار حکیم کو دکھا کر اجازت نہ لی جاوے خاصکر آنکھ میں تو کبھی ایسی ویسی دوا ہرگز نہ ڈالنا چاہیے (۳۷) جس کام کا پورا بھروسہ نہ ہو اس میں دوسرے کو کبھی بھروسہ نہ دے ورنہ تکلیف اور رنج ہوگا (۳۸) کسی کی مصلحت میں دخل اور صلاح نہ دے البتہ جس پر پورا اختیار ہو یا جو خود پوچھے وہاں کچھ ڈر نہیں (۳۹) کسی کو ٹھہرانے پر یا کھانا کھلانے پر زیادہ اصرار نہ کرے بعض دفعہ اس میں دوسرے کو الجھن اور تکلیف ہوتی ہے ایسی محبت سے کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور الزام ہو۔ (۴۰) اتنا بوجھ مت اٹھاؤ جو مشکل سے اٹھے ہم نے بہت آدمی دیکھے ہیں کہ لڑکپن میں بوجھ اٹھا لیا اور ایسا کوئی بل پڑ گیا جس سے ساری عمر کی تکلیف کھڑی ہو گئی۔ خاصکر لڑکیاں اور عورتیں بہت احتیاط رکھیں ان کے بدن کے جوڑ اور رگ پٹھے اور بھی کمزور اور نرم ہوتے ہیں (۴۱) سوا یا سوئی یا ایسی کوئی چیز چھوڑ کر مت اٹھو شاید کوئی بھولے سے اس پر آ بیٹھے اور وہ اس کے چبھ جاوے (۴۲) آدمی کے اوپر سے کوئی چیز وزن کی یا کھانے کی مت دو اور کھانا پانی بھی کسی کے اوپر سے مت دو شاید ہاتھ سے چھوٹ جاوے (۴۳) کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسے سے مت مارو شاید ایسا ہو اگر کہیں نازک جگہ چوٹ لگ جاوے تو لینے کے دینے پڑ جاویں اور چہرے اور سر پر بھی مت مارو (۴۴) اگر کہیں مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکی ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے اطلاع کر دو کیونکہ وہ لحاظ کے مارے خود پوچھیں گے نہیں چپکے چپکے سب فکر کریں گے خواہ وقت ہو یا نہ ہو انھوں نے تکلیف جھیل کر کھانا پکایا جب سامنے آیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم نے تو کھا لیا اس وقت ان کو کتنا افسوس ہوگا تو پہلے ہی سے کیوں نہ کہہ دو۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا تمہاری دعوت کرے یا گھر ٹھہرائے تو گھر والے سے اجازت لو اور اگر ایسی ہی مصلحت ہو جس سے تم کو خود منظور کرنا پڑے تو گھر والے سے ایسے وقت اطلاع کر دو کہ وہ کھانا پکانے کا

ف۱ پہلے رنگوں کی شناخت ہوتی تھی اب پہچان یہ ہے کہ تھرڈ کلاس یعنی تیسرے درجہ کی گاڑیوں میں تین لکیریں اس طرح (III) کی ہوتی ہیں اور اس میں گدے وغیرہ نہیں ہوتے اور انٹر کلاس پر انگریزی میں انٹر اسطرح (INTER) لکھا ہوتا ہے جس کو اردو میں ڈیوڑھا درجہ کہتے ہیں اور سیکنڈ کلاس پر اس طرح (II) دو لکیریں ہوتی ہیں اور اس میں گدے کے علاوہ بجلی کے پنکھے وغیرہ بھی ہوتے ہیں اور فرسٹ کلاس پر ایک لکیر اس (I) کی ہوتی ہے اس میں بھی گدے اور پنکھے وغیرہ ہوتے ہیں عورتوں کے لئے مستقل ڈبہ ہوتا ہے جس پر زنانہ درجہ لکھا ہوتا ہے عورت کی تصویر بھی بنی ہوتی ہے - ۱۲

سامان نہ کہے (۴۵) جو جگہ لحاظ اور تکلف کی ہو وہاں خرید و فروخت کا معاملہ مناسب نہیں کیونکہ ایسی جگہ نہ بات صاف ہو سکتی ہے نہ تقاضہ ہو سکتا ہے ایک دل میں کچھ سمجھتا ہے دوسرا کچھ سمجھتا ہے انجام اچھا نہیں (۴۶) چاٹ وغیرہ واہیات مت خریدو (۴۷) پڑھنے والے بچوں کو کوئی چیز دماغ کی طاقت کی ہمیشہ کھلاتی رہو (۴۸) جہاں تک ممکن ہو رات کو تنہا مکان میں مت رہو خدا جانے کیا اتفاق اور ناچاری کی اور بات ہے بعضے آدمی یوں ہی مر کر رہ گئے اور کئی کئی روز کے بعد لوگوں کو خبر ہوئی (۴۹) چھوٹے بچوں کو کنوئیں پر مت چڑھنے دو بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اس پر تختہ ڈلوا کر ہر وقت قفل لگائے رکھو اور ان کو لوٹا دے کر پانی لانے کے واسطے کہیں مت بھیجو شاید وہاں جا کر خود ہی کنوئیں سے ڈول کھینچنے لگیں (۵۰) تھوسل۔ اینٹ بہت دنوں تک جو ایک جگہ رکھی رہتی ہے اکثر اس کے نیچے بچھو وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اس کو دفعۃً مت اٹھاؤ خوب دیکھ بھال کر اٹھاؤ (۵۱) جب بچھونے پر لیٹنے لگو تو اس کو کسی کپڑے سے جھاڑ لو شاید کوئی جانور اس پر چڑھ گیا ہو (۵۲) ریشمی اور اونی کپڑوں کی تہوں میں نیم کی پتی اور کافور رکھ دیا کرو کہ اس سے کیڑا نہیں لگتا۔ (۵۳) اگر گھر میں کچھ روپیہ پیسہ دبا کر رکھو تو ایک دو آدمی گھر کے جن کا کچھ اعتبار ہو ان کو بھی بتلا دو۔ ایک جگہ ایک عورت پانچ سو روپیہ میاں کی کمائی کے دبا کر مر گئی جگہ ٹھیک ٹھیک کسی کو معلوم نہیں تھی سارا گھر کھود ڈالا کہیں پتہ نہ لگا میاں غریب آدمی تھا خیال کرو کیسا صدمہ ہوا ہوگا (۵۴) بعضے آدمی تالا لگا کر کنجی بھی ادھر ادھر پاس ہی کو رکھ دیتے ہیں یہ بڑی غلطی کی بات ہے (۵۵) مٹی کا تیل بہت نقصان کرتا ہے اس کو نہ جلاویں اور چراغ میں بتی اپنے ہاتھ سے بنا کر ڈالیں جو نہ بہت باریک ہو نہ بہت موٹی۔ بعضی مامائیں بے تمیز بہت موٹی بتی ڈال دیتی ہیں مفت میں دوگنا تگنا تیل برباد ہو جاتا ہے اور چراغ میں بتی اکسانے کے لیے بتی کے ساتھ ایک لکڑی یا لوہے پیتل کا تار ضرور رکھیں ورنہ انگلی خراب کرنا پڑتی ہے اور چراغ گل کرنے کے وقت احتیاط رکھیں اس پر ایسا ہاتھ نہ ماریں کہ چراغ ہی آپڑے بلکہ اس کے لئے پنکھا یا کپڑا مناسب ہے اور مجبوری کو منہ سے بجھا دیں[1] (۵۶) رات کے وقت اگر روپیہ پیسہ گننا ہو بہت آہستہ سے گنو کہ آواز نہ ہو اس کے ہزاروں دشمن ہیں (۵۷) جلتا چراغ تنہا مکان میں چھوڑ کر مت جاؤ اسی طرح دیا سلائی سلگتی ہوئی ویسی ہی کہیں مت پھینکو اس کو یا تو بجھا کر پھینکو یا پھینک کر جوتی وغیرہ سے مل ڈالو تاکہ بالکل اس میں چنگاری نہ رہے (۵۸) بچوں کو دیا سلائی سے یا آگ سے یا آتشبازی سے ہرگز کھیلنے مت دو ہمارے پڑوس میں ایک لڑکا دیا سلائی کھینچ رہا تھا کرتے میں آگ لگ گئی تمام سینہ جل گیا۔ ایک جگہ آتشبازی سے ایک لڑکے کا ہاتھ اڑ گیا۔ (۵۹) پاخانہ وغیرہ میں چراغ لے جاؤ تو بہت احتیاط رکھو کہ کہیں کپڑوں میں نہ لگ جاوے بہت آدمی اس طرح جل چکے ہیں۔ خاص کر مٹی کا تیل تو اور بھی غضب ہے۔

[1] یہ بھی احتیاط رکھنی چاہیے کہ چراغ کا دھواں دماغ میں نہ پہنچے اس سے دماغ میں خشکی پیدا ہوتی ہے ۱۲۔

۷۵ یعنی چنگا ہے۔	بچوں کی احتیاط کا بیان	۵

(۱) ہر روز بچہ کا ہاتھ۔ منہ۔ گلا۔ کان۔ چنٹے وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں میل جمنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں (۲) جب پیشاب یا پاخانہ کرے فوراً پانی سے طہارت کر دیا کریں خالی چیتھڑے سے پونچھنے پر بس نہ کیا کریں اس سے بچے کے بدن میں خارش اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے اگر موسم سرد ہو تو پانی نیم گرم کر لیں (۳) بچے کو الگ سلاویں اور حفاظت کے واسطے دونوں طرف کی پٹیوں سے دو چار پائیاں ملا کر بچھا دیں یا اس کی دونوں کروٹ پر دو تکیہ رکھدیں تاکہ گر نہ پڑے پاس سلانے میں یہ ڈر ہے کہ شاید سوتے میں کہیں کروٹ کے تلے دب جاوے ہاتھ پاؤں نازک تو ہوتے ہی ہیں اگر صدمہ پہنچ جاوے تعجب نہیں۔ ایک جگہ اسی طرح ایک بچہ رات کو دب گیا صبح کو مرا ہوا ملا (۴) جھولے کی زیادہ عادت بچے کو نہ ڈالیں کیونکہ جھولا ہر جگہ نہیں ملتا اور بہت گود میں بھی اور رکھیں۔ اس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے (۵) چھوٹے بچے کو عادت ڈالیں کہ سب کے پاس آجایا کرے ایک آدمی کے پاس زیادہ ہل جانے سے اگر وہ آدمی مر جاوے یا نوکری سے چھڑا دیا جاوے تو بچہ کی مصیبت ہو جاتی ہے (۶) اگر بچہ کو انا کا دودھ پلانا ہو تو ایسی انا تجویز کرنا چاہئے جس کا دودھ اچھا ہو اور جوان ہو اور دودھ اس کا تازہ ہو یعنی اس کا بچہ چھ سات مہینے سے زیادہ کا نہ ہو اور وہ خصلت کی اچھی ہو اور دیندار ہو احمق بے شرم۔ بدچلن۔ کنجوس۔ لالچی نہ ہو (۷) جب بچہ کھانا کھانے لگے انا اور کھلائی پر بچے کا کھانا نہ چھوڑیں بلکہ خود اپنے یا اپنے کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں تاکہ بے اندازہ کھا کر بیمار نہ ہو جاوے اور بیماری میں دوا بھی اپنے سامنے بنوا کر اپنے سامنے پلاویں (۸) جب کچھ سمجھدار ہو جاوے تو اس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھلا دیا کریں اور داہنے ہاتھ سے کھانا سکھلاویں اور اس کو کم کھانے کی عادت ڈالیں تاکہ بیماری اور حرص سے بچا رہے (۹) ماں باپ خود بھی خیال رکھیں اور جو مرد یا عورت بچے پر مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر وقت صاف ستھرا رہے جب ہاتھ منہ میلا ہو جاوے فوراً دھلا دے (۱۰) اگر ممکن ہو تو ہر وقت کوئی بچے کے ساتھ رہے کھیل کود کے وقت اس کا دھیان رکھے بہت دوڑنے کودنے نہ دے بلند مکان پر لے جا کر نہ کھلاوے بھلے مانسوں کے بچوں کے ساتھ کھلاوے کمینوں کے بچوں کے ساتھ نہ کھیلنے دے۔ زیادہ بچوں میں نہ کھیلنے دے۔ گلیوں سڑکوں میں نہ کھیلنے دے۔ بازار وغیرہ میں اس کو لئے نہ پھرے۔ اس کی ہر بات کو دیکھ کر ہر موقع کے مناسب اس کو آداب قاعدے سکھاوے بے جا باتوں سے اسکو روکے (۱۱) کھلائی کو تاکید کر دیں کہ اس کو غیر جگہ کچھ نہ کھلاوے اگر کوئی اس کو کھانے پینے کی چیز دیوے تو گھر لا کر ماں باپ کے روبرو رکھدے آپ ہی آپ نہ کھلاوے (۱۲) بچہ کو عادت ڈالیں کہ بجز اپنے بزرگوں کے اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ بغیر اجازت کے کسی کی دی ہوئی چیز

(۱۳) بچے کا بہت لاڈ پیار نہ کرے ورنہ ابتر ہو جاویگا (۱۴) بچے کو بہت تنگ کپڑے نہ پہناویں۔ اور بہت گوٹا کناری بھی نہ لگاویں۔ البتہ عید بقرعید میں مضائقہ نہیں (۱۵) بچے کو منجن مسواک کی عادت ڈالیں (۱۶) اس کتاب کے ساتویں حصہ میں جو آداب اور قاعدے کھانے پینے کے، بولنے چالنے کے، اٹھنے چلنے کے، اٹھنے بیٹھنے کے لکھے گئے ہیں ان سب کی عادت بچے کو ڈالیں اس بھروسہ نہ رہیں کہ بڑا ہو کر آپ سیکھ جائیگا یا اسکو اس وقت پڑھاویں گے یاد رکھو آپ سے کوئی نہیں سیکھا کرتا اور پڑھنے سے جان تو جاتا ہے مگر عادت نہیں پڑتی اور جب تک نیک باتوں کی عادت نہ ہو کتنا ہی کوئی لکھا پڑھا ہو ہمیشہ اس سے بے تمیزی نالائقی اور دل دکھانے کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور اور کچھ چوتھے حصے کے ۔ اور نویں حصے کے ۔ بچوں کے متعلق لکھا گیا ہے وہاں دیکھ کر ان باتوں کا بھی خیال رکھے (۱۷) پڑھنے میں بچے پر بہت محنت نہ ڈالے شروع میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر کرے پھر دو گھنٹہ پھر تین گھنٹہ اسی طرح اس کی طاقت اور سہار کے موافق اس سے محنت لیتا رہے ایسا نہ کرے کہ سارا دن پڑھاتا رہے ایک تو تھکن کی وجہ سے بچہ جی چرانے لگے گا پھر زیادہ محنت سے دل اور دماغ خراب ہو کر ذہن اور حافظہ میں فتور آجاوے گا اور بیماروں کی طرح سست رہنے لگے گا پھر پڑھنے میں جی نہ لگاوے گا (۱۸) سوائے معمولی چھٹیوں کے بدون سخت ضرورت کے بار بار چھٹی نہ دلاوے کہ اس سے طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے (۱۹) جہاں تک میسر ہو جو علم جو فن سکھلاویں ایسے آدمی سے سکھلاویں جو اس میں پورا عالم اور کامل ہو بعضے آدمی سستا معلم ڈھونڈ کر اس سے تعلیم دلواتے ہیں شروع ہی سے طریقہ بگڑ جاتا ہے پھر درستی مشکل ہو جاتی ہے (۲۰) آسان سبق ہمیشہ تیسرے پہر کے وقت مقرر کریں اور مشکل سبق صبح کو کیونکہ آخیر وقت میں طبیعت تھکی ہوئی ہوتی ہے مشکل سبق سے گھبرا دے گی (۲۱) بچوں کو خصوصاً لڑکی کو پکانا اور سینا ضرور سکھاؤ (۲۲) شادی میں دولہا دلہن کی عمر میں زیادہ فرق ہونا بہت سی خرابیوں کا باعث ہے (۲۳) اور بہت کم عمری میں شادی نہ کریں اس میں بھی بڑے نقصان ہیں (۲۴) لڑکوں کو تعلیم کرو کہ سب کے سامنے خاصکر لڑکیوں یا عورتوں کے سامنے ڈھیلے سے استنجا نہ سکھلایا کریں

(۶) بعضی باتیں نیکیوں کی اور نصیحتوں کی

(۱) پرانی باتوں کا کسی کو طعنہ دینا بڑی بات ہے عورتوں کی ایسی بڑی عادت ہے کہ جن رنجوں کی صفائی اور معافی بھی ہو چکی ہے جب کوئی نئی بات ہو گی پھر ان رنجوں کے ذکر کو لے بیٹھیں گی یہ گناہ بھی ہے اور اس سے دلوں میں دوبارہ رنج و غبار بھی بڑھ جاتا ہے (۲) اپنی سسرال کی شکایت ہرگز میکے میں جا کر مت کرو بعضی [illegible] گناہ بھی ہے اور بے صبری کی بھی بات ہے اور اکثر اس سے دونوں طرف رنج بھی بڑھ جاتا ہے اسی طرح سسرال

میں جاکر بیٹے کی تعریف یا وہاں کی برائی مت کرو اس میں بھی بعض دفعہ فخر و تکبر کا گناہ ہو جاتا ہے اور سسرال والے سمجھتے ہیں
کہ ہم کو بے قدر سمجھتی ہے اس سے وہ بھی بے قدری کرنے لگتے ہیں (۳) زیادہ بکواس کی عادت مت ڈالو ورنہ بہت سی باتوں
میں کوئی نہ کوئی بات نامناسب ضرور نکل جاتی ہے جسکا انجام دنیا میں رنج اور عقبیٰ میں گناہ ہوتا ہے (۴) جہاں تک
ہوسکے اپنا کام کسی سے مت لو خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرو بلکہ دوسروں کا بھی کام کر دیا کرو اس سے تمکو ثواب بھی ہوگا اور اس
سے ہردلعزیز ہو جاؤ گی (۵) ایسی عورتوں کو کبھی منہ مت لگاؤ اور نہ کان دے کر ان کی بات سنو جو ادھر اُدھر
کی باتیں گھر میں آکر سنا دیں ایسی باتیں سننے سے گناہ بھی ہوتا ہے اور کبھی فساد بھی ہو جاتا ہے (۶) اگر اپنی ساس
نند۔ دیورانی۔ جٹھانی یا دور و نزدیک کے رشتہ دار کی کوئی شکایت سنو تو اس کو دل میں مت رکھو بہتر تو یہ ہے
کہ اس کو جھوٹ سمجھکر دل سے نکال ڈالو اگر اتنی ہمت نہ ہو تو جس نے تم سے کہا ہے اس کا سامنا کرا کر منہ در منہ اسکو
صاف کر لو اس سے فساد نہیں بڑھتا۔ نوکروں پر ہر وقت سختی اور تنگی مت کیا کرو اور اپنے بچوں کی دیکھ
بھال رکھو تاکہ وہ ماما نوکروں کو یا اُن کے بچوں کو نہ ستانے پاویں کیونکہ یہ لوگ لحاظ کے مارے زبان سے تو کچھ
نہ کہیں گے لیکن دل میں ضرور کوسیں گے پھر اگر نہ بھی کوسا جب بھی ظلم کا وبال اور گناہ تو ضرور ہوگا (۷) اپنا وقت
فضول باتوں میں مت کھویا کرو اور بہت سا وقت اس کام کے لئے بھی رکھو کہ اس میں لڑکیوں کو قرآن اور دین کی
کتابیں پڑھایا کرو اگر زیادہ نہ ہو تو قرآن کے بعد یہ کتاب بہشتی زیور شروع سے ختم تک تو ضرور پڑھا دیا کرو۔ لڑکیاں
چاہے اپنی ہوں یا پرائی ہوں ان سب کیلئے اس کا بھی خیال رکھو کہ ان کو ضروری ہنر بھی آجاویں لیکن قرآن
کے ختم ہونے تک ان سے دوسرا کام مت لو اور جب قرآن پڑھ چکیں اور صاف بھی کر لیں پھر صبح کیوقت پڑھاؤ پھر
جب چھٹی لیکر کھانا کھا چکیں اُن سے لکھواؤ۔ پھر دن رہے سے ان کو کھانا پکانے کا اور سینے پرونے کا کام سکھاؤ (۸) جو لڑکیاں
تم سے پڑھنے آویں اُن سے اپنے گھر کے کام مت لو نہ اُن سے اپنے بچوں کو ٹہل کراؤ بلکہ اُن کو بھی اپنی اولاد کیطرح رکھو (۹) نام کے
واسطے کبھی کوئی فکر کوئی بوجھ اپنے اوپر مت ڈالو گناہ کا گناہ مصیبت کی مصیبت (۱۰) کہیں آنے جانے کیوقت اسکی پابند مت ہو
کہ خواہ مخواہ جوڑا ضرور ہی بدلا جاوے زیور بھی سارا لادا جاوے کیونکہ اسمیں یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے ہمکو بڑا سمجھیں
سو ایسی نیت خود گناہ ہے اور چلنے میں اسکے سبب دیر بھی ہوتی ہے جس سے طرح طرح کے حرج ہو جاتے ہیں مزاج میں
عاجزی اور سادگی رکھو کبھی جو کپڑے پہنے بیٹھی ہو یہی پہنکر چلی جایا کرو کبھی اگر کپڑے زیادہ میلے ہوئے یا ایسا ہی کوئی موقع ہو
مختصر طور پر جتنا آسانی سے اور جلدی سے ہوسکا بدل بدلا لیا بس چھٹی ہوئی (۱۱) کسی سے بدلہ لینے کے وقت اس کے خاندان کی
یا مرے ہوؤں کے عیب مت نکالو اسمیں گناہ بھی ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ دوسروں کو رنج ہوتا ہے (۱۲) دوسروں کی چیز
جب برت چکو یا جب برتن خالی ہو جاوے فوراً واپس کر دو۔ اگر کوئی اتفاق سے اس وقت لیجانے والا نہ ملے تو اسکو اپنے برتنے
کی چیزوں میں ملا جلا کر مت رکھو بالکل علیحدہ اٹھا کر رکھ دو تاکہ وہ چیز ضائع نہ ہو لیے بھی بلا اجازت کسی کی چیز برتنا گناہ ہے۔

(۱۴) اچھے کھانے پینے کی عادت مت ڈالو ہمیشہ ایک سا وقت نہیں رہتا پھر کسی وقت بہت مصیبت جھیلنی پڑتی ہے (۱۵) احسان کسی کا چاہے تھوڑا ہی سا ہو اس کو کبھی مت بھولو اور اپنا احسان چاہے جتنا ہی بڑا ہو مت جتلاؤ (۱۶) جس وقت کوئی کام نہ ہو سب سے اچھا شغل کتاب دیکھنا ہے۔ اس کتاب کے ختم پر بعضی کتابوں کے نام لکھ دیئے ہیں ان کو دیکھا کرو۔ اور جن کتابوں کا اثر اچھا نہ ہو ان کو کبھی مت دیکھو (۱۷) چلا کر کبھی مت بولو باہر آواز جاویگی کیسی شرم کی بات ہے (۱۸) اگر رات کو اٹھو اور گھر والے سوتے ہوں تو کھٹ کھٹ دھڑ دھڑ مت کرو زور سے مت چلو تم تو ضرورت سے جاگیں بھلا اوروں کو کیوں جگایا جو کام کرو آہستہ کرو آہستہ کواڑ کھولو، آہستہ پانی لو، آہستہ تھوکو آہستہ چلو، آہستہ گھڑا بند کرو (۱۹) بڑوں سے ہنسی مت کرو بے ادبی کی بات ہے اور کم حوصلہ لوگوں سے بے تکلفی نہ کرو کہ وہ بے ادب ہو جاوینگے پھر تمکو ناگوار ہوگا یا وہ لوگ کہیں دوسری جگہ گستاخی کر کے ذلیل ہونگے (۲۰) اپنے گھرانے والوں کی یا اپنی اولاد کی کسی کے سامنے تعریف مت کرو (۲۱) اگر کسی محفل میں سب کھڑے ہو جاویں تم بھی مت بیٹھی رہو کہ اس میں تکبر پایا جاتا ہے (۲۲) اگر دو شخصوں میں آپس میں رنج ہو تو تم ان دونوں کے درمیان ایسی بات کوئی مت کہو کہ اگر ان میں میل ہو جاوے تو تم کو شرمندگی اٹھانی پڑے (۲۳) جب تک روپے پیسے یا نرمی سے کام نکل سکے سختی اور خطرہ میں نہ پڑو (۲۴) مہمان کے سامنے کسی پر غصہ مت کرو اس سے مہمان کا دل ویسا کھلا ہوا نہیں رہتا جیسا کہ پہلے تھا (۲۵) دشمن کے ساتھ بھی اخلاق کے ساتھ پیش آؤ اس کی دشمنی نہ بڑھے گی (۲۶) روٹی کے ٹکڑے یوں ہی مت پڑے رہنے دو جہاں دیکھو اٹھالو اور صاف کر کے کھالو اگر نہ کھاسکو کسی جانور کو دیدو۔ اور دسترخوان جس میں ریزے ہوں اس کو ایسی جگہ مت جھاڑو جہاں کسی کا پاؤں آوے (۲۷) جب کھانا کھا چکو اسکو چھوڑ کر مت اٹھو اس میں بے ادبی ہے بلکہ پہلے برتن اٹھوا دو تب خود اٹھو (۲۸) لڑکیوں پر تاکید رکھو کہ لڑکوں میں نہ کھیلا کریں کیونکہ اس میں دونوں کی عادت بگڑتی ہے اور جو غیر لڑکے گھر میں آویں چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں مگر اسوقت لڑکیاں وہاں سے ہٹ جایا کریں (۲۹) کسی سے ہاتھ پاؤں کی ہنسی ہرگز مت کرو اکثر تو رنج ہو جاتا ہے اور کبھی جگہ بے جگہ چوٹ بھی لگ جاتی ہے اور زبانی بھی زیادہ ہنسی مت کرو جس سے دوسرا چڑھنے لگے اس میں بھی تکرار ہو جاتی ہے خاصکر مہمان سے ہنسی کرنا اور بھی بیہودہ بات ہے جیسے بعضے آدمی براتیوں سے ہنسی کرتے ہیں (۳۰) اپنے بزرگوں کے سرہانے مت بیٹھو لیکن اگر وہ کسی وجہ سے خود حکم کے طور پر بیٹھنے کو کہیں تو اسوقت ادب یہی ہے کہ کہنا مان لو (۳۱) اگر کسی سے کوئی چیز مانگے کے طور پر لو تو اس کو خوب احتیاط سے رکھو اور جب وہ خالی ہو جائے فوراً اسکے پاس پہنچا دو یہ راہ مت دیکھو کہ وہ خود مانگے اول تو اس کو خبر کیا کہ اب خالی ہو گئی دوسرے شاید لحاظ کے مارے نہ مانگے اور شاید اس کو یاد نہ رہے پھر ضرورت کے وقت اس کو کیسی پریشانی ہوگی اسی طرح کسی کا قرض ہو تو اسکا خیال

رکھو کہ جب ذرا بھی گنجائش ہو فوراً جتنا ہو سکا قرض اتار دیا (۳۲) اگر کبھی کسی ناچاری میں کہیں رات بے رات پیدل چلنے کا موقع ہو تو چمڑے کے جوتے وغیرہ پاؤں میں سے نکال کر ہاتھ میں لیلو راستہ میں بجاتی ہوئی مت چلو (۳۳) اگر کوئی بالکل تنہا کوٹھری وغیرہ میں ہو اور کواڑ وغیرہ بند ہوں دفعۃً کھولکر اندر مت چلی جاؤ خدا جانے وہ آدمی ننگا ہو کھلا ہو یا سوتا ہو اور ناحق بے آرام ہو بلکہ آہستہ آہستہ پہلے پکارو اور اندر آنے کی اجازت لو اگر وہ اجازت دے تو اندر جاؤ نہیں تو خاموش ہو جاؤ۔ پھر دوسرے وقت سہی۔ البتہ اگر کوئی بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو پکار کر جگا لو جب تک وہ بول نہ پڑے تب تک اندر پھر بھی مت جاؤ (۳۴) جس آدمی کو پہچانتی نہ ہو اس کے سامنے کسی شہر یا قوم کی برائی مت کرو شاید وہ آدمی اسی شہر یا اسی قوم کا ہو پھر تم کو شرمندہ ہونا پڑے (۳۵) اسی طرح جس کام کا کرنے والا تم کو معلوم نہ ہو یوں مت کہو یہ کس بے وقوف نے کیا ہے یا ایسی ہی کوئی بات مت کہو شاید کسی ایسے شخص نے کیا ہو جس کا تم لحاظ کرتی ہو پھر معلوم ہوئے پیچھے شرمندہ ہونا پڑے (۳۶) اگر تمہارا بچہ کسی کا قصور خطا کرے تو تم کبھی اپنے بچہ کی طرفداری مت کرو خاصکر بچے کے سامنے ایسا کرنا بچے کی عادت خراب کرنا ہے (۳۷) لڑکیوں کی شادی میں زیادہ یہ بات دیکھو کہ داماد کے مزاج میں خدا کا خوف اور دینداری ہو ایسا شخص اپنی بی بی کو ہمیشہ آرام سے رکھتا ہے اگر مال و دولت بہت کچھ ہو اور دین نہ ہوا تو وہ شخص اپنی بی بی کا حق ہی نہ پہچانے گا اور اس کے ساتھ وفاداری نہ کریگا بلکہ روپیہ پیسہ بھی نہ دیگا اگر دیا بھی تو اس سے زیادہ جلادے گا (۳۸) بعضی عورتوں کی عادت ہے کہ پردے میں سے کسی کو بلانا ہو تو خبر کرنے کیلئے آڑ میں کھڑی ہو کر ڈھیلا پھینکتی ہیں بعضی دفعہ وہ کسی کے لگ جاتا ہے ایسا کام کرنا نہ چاہئے جس میں کسی کو تکلیف پہنچنے کا شبہ ہو بلکہ اپنی جگہ بیٹھی ہوئی اینٹ وغیرہ کھٹ کھٹا دینا چاہئے (۳۹) اپنے کپڑوں پر سوئی ڈورے سے کوئی نشان پھول وغیرہ بنا دیا کرو کہ دھوبی کے گھر کپڑے بدلے نہ جاویں ورنہ کبھی غلطی سے تم دوسرے کے اور دوسرا تمہارے کپڑے برت کر خواہ مخواہ گنہگار ہوگا اور دنیا کا بھی نقصان ہے (۴۰) عرب میں دستور ہے کہ جو کسی بزرگ آدمی سے کوئی چیز تبرک کے طور پر لینا چاہتے ہیں تو وہ چیز اپنے پاس سے ان بزرگ کے پاس لاکر کہتے ہیں کہ آپ اس کو ایک دو روز استعمال کرکے ہم کو دیدیجئے۔ اس میں ان بزرگ کو تردد نہیں کرنا پڑتا ورنہ اگر بیس آدمی کسی بزرگ سے ایک ایک کپڑا مانگیں تو ان کی گٹھڑی میں تو ایک چیتھڑا بھی نہ رہے ہمارے ہندوستان میں بیدھڑک مانگ بیٹھتے ہیں بعضی دفعہ ان کو سوچ ہو جاتا ہے۔ اگر ہم لوگ بھی عرب کا دستور برتیں تو بہت مناسب ہے (۴۱) اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی بات کہے تو اگر اس کے خلاف مناسب جواب دینا ہو تو اپنی طرف سے جواب دو کسی اور کا نام سے مت کہو کہ تم

یوں کہتے ہو اور فلاں شخص اس کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اگر اس دوسرے شخص کو اس نے کچھ کہدیا تو وہ سنکر رنجیدہ ہوگا (۲۴) محض اٹکل اور گمان سے بدون تحقیق کئے ہوئے کسی پر الزام مت لگاؤ اس سے بہت دل دکھتا ہے۔

۷ تھوڑا سا بیان ہاتھ کے ہنر اور پیشے کا

بعضی لاوارث غریب عورتیں جن کے کھانے کپڑے کا کوئی سہارا نہیں ایسی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ اس کا علاج دو باتوں سے ہو سکتا ہے یا تو نکاح کرلیں یا اپنے ہاتھ کے ہنر سے چار پیسے حاصل کریں۔ مگر ہندوستان کے جاہل نکاح کو اور ہنر کو دونوں کو عیب سمجھتے ہیں اور یہ کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ ایسے غریبوں کے خرچ کی خبر رکھے۔ پھر بتلاؤ ان بیچاریوں کا کیونکر گذر ہو (بیبیو!) دوسروں پر کچھ زور چلتا نہیں مگر اپنے دل پر اور ہاتھ اور پاؤں پر تو خدائے تعالیٰ نے اختیار دیا ہے دل کو سمجھاؤ اور کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرو۔ اگر کسی کی عمر نکاح کے قابل ہے تو نکاح کرلے اور اگر اس قابل نہ ہو یا یہ کہ اس کو عیب تو نہیں سمجھتی مگر ویسے ہی دل نہیں چاہتا یا بکھیڑ ایسے گھبراتی ہے تو اس صورت میں اپنا گذر کسی پاک ہنر کے ذریعے سے کرو اگر کوئی حقیر سمجھے یا ہنسے ہرگز پرواہ مت کرو۔ دوسرے نکاح کا بیان تو چھٹے حصے میں پہلے آچکا ہے۔ اور ہنر اور پیشے کا بیان اب کیا جاتا ہے (بیبیو!) اگر اس میں کوئی بات بےعزتی کی ہوتی تو پیغمبر ان کاموں کو کیوں کرتے ان سے زیادہ کس کی عزت ہے۔ حدیث میں ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں اور یہ فرمایا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسے نہیں گذرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ سب سے اچھی کمائی اپنے ہاتھ کی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے ہنر سے کھاتے تھے یہ ساری باتیں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں اور پیغمبروں کے بعضے ایسے کاموں کا بیان قرآن شریف میں ہے اور بعضے کام ایسی کتابوں میں لکھے ہیں جن میں پیغمبروں کا حال ہے ان سب میں سے تھوڑوں کا نام لکھا جاتا ہے۔

۸ بعضے پیغمبروں اور بزرگوں کے ہاتھ کے ہنر کا بیان

حضرت آدم علیہ السلام نے کھیتی کی ہے اور آٹا پیسا ہے اور روٹی پکائی ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے لکھنے اور درزی کا کام کیا ہے حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی ہے جو کہ بڑھئی کا کام ہے حضرت ہود علیہ السلام تجارت کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام بھی تجارت کرتے تھے

حضرت ذوالقرنین جو بہت بڑے بادشاہ تھے اور بعضوں نے انکو پیغمبر بھی کہا ہے وہ زنبیل بنتے تھے جیسے یہاں ڈلیا یا ٹوکری ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھیتی کی ہے اور تعمیر کا کام کیا ہے خانہ کعبہ بنایا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام کھیتی کرتے تھے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تیر بنا کر نشانہ لگاتے تھے حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور انکے سب فرزند بکریاں چراتے تھے اور ان کے بال بچوں کو فروخت کرتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے غلہ کی تجارت کی ہے جب قحط پڑا تھا حضرت ایوب علیہ السلام کے یہاں اونٹ اور بکریوں کے بچے بڑھتے تھے اور کھیتی ہوتی تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں بکریاں چرائی جاتی تھیں۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے کئی سال بکریاں چرائی ہیں اور ان کے نکاح کا یہی مہر تھا حضرت ہارون علیہ السلام نے تجارت کی ہے۔ حضرت الیسع علیہ السلام کھیتی کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے جو کہ لوہار کا کام ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام بڑے حکمت والے عالم ہوئے ہیں اور بعضوں نے ان کو پیغمبر بھی کہا ہے انہوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بُنتے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ایک دوکاندار کے یہاں کپڑے رنگے تھے۔ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلکہ سب پیغمبروں کا بکریاں چرانا ابھی بیان ہو چکا ہے۔ اگرچہ ان پیغمبروں کا گذران چیزوں پر نہ تھا مگر یہ کام کئے تو ہیں ان سے عار تو نہیں کی اور بڑے بڑے ولی اور بڑے عالم جن کی کتابوں کا مسئلہ سند ہے ان میں سے کسی نے کپڑا بنا ہے کسی نے چمڑے کا کام کیا ہے کسی نے جوتی سینے کا کام کیا ہے، کسی نے مٹھائی بنائی ہے۔ پھر ایسا کون ہے جو ان سب سے زیادہ توبہ توبہ عزت دار ہے۔

۹ بعضے آسان طریقے گذر کرنے کی

صابون بنانا۔ گوٹہ بُننا۔ چکن کاڑھنا جالی بنانا۔ کمربند بُننا۔ سوت کے بوتام یعنی بٹن بنانا۔ جرابیں یعنی موزی سوتی یا اونی بنانا گلوبند بنانا۔ ٹوپیاں یا صدری یا کرتیاں اور کرتی سی کر بیچنا یا روشنائی بنانا کپڑے رنگنا۔ زردوزی یعنی کارچوبی کا کام۔ سوزن کا کام بنانا ٹوپی پر جیسے میرٹھ میں بکتی ہیں سینا اور اگر سینے کی مشین منگالی جائے تو اور بھی جلدی کام ہو اور بہت فائدہ رہے۔ مرغی کے انڈے بچے بیچنا۔ رحل۔ چوکی۔ صندوق وغیرہ رنگنا لڑکیاں پڑھانا۔ کپاس لیکر چرخی سے بنولے نکال کر روئی اور بنولے الگ الگ بیچنا۔ چرخے سے سوت کاتنا یا اس کی نواڑ یا کپڑے بنوا کر بیچنا۔ دھان خرید کر اور کوٹ کر چاول نکال کر بیچنا۔ کتابوں کی جلد باندھنا چٹنی اچار بنانا۔ چارپائی بُننا۔ اور اس میں پھول ڈالنا۔ بان یعنی رسی بٹنا۔ نواڑ بُننا۔ چورن وغیرہ کی گولیاں یا نمک سلیمانی بنا کر بیچنا۔ کھجور کی چٹائیاں یا پنکھے بنا کر بیچنا۔ شربت انار شربت عناب وغیرہ یا سرکہ

بنا کر بیچنا۔ گوٹے کی تجارت کرنا۔ برتنوں پر قلعی اور مسی جوش کرنا۔ کپڑے چھاپنا جیسے عمامہ۔ جانماز رومال۔ چادر فرد۔ رضائی وغیرہ۔ فصل میں سرسوں وغیرہ لے کر بھر لینا اور فصل کے بعد جب مہنگی ہو بیچ ڈالنا۔ سرمہ باریک پیس کر یا اس میں کوئی فائدہ کی دوا ملا کر اس کی پڑیاں بنا کر بیچنا۔ پینے کا تمباکو بنا کر بیچنا۔ بسکٹ اور نان پاؤ بنا کر بیچنا۔ سوت کی ڈوریاں بٹنا۔ رانگ یا مونگے کا کشتہ بنا کر بیچنا۔ اور ایسے ہی ہلکے اور چلتے کام بہت ہیں جس کا موقع ہو اختیار کر لیا۔ بعض کام تو ایسے ہیں کہ بے دیکھے سمجھ میں نہیں آ سکتے ان کو تو کسی سے سیکھ لیں اور بعضے کام ایسے ہیں کہ سمجھدار آدمی کتاب میں پڑھ کر بنا سکتا ہے ایسے کاموں کی ترکیب لکھی جاتی ہے اور ان میں بہت سی باتیں گھر کے روزانہ برتاؤ میں بھی کام آتی ہیں اور نویں حصے میں چورن اور سلیمانی نمک اور رانگ اور مونگے کے کشتے کی ترکیب لکھدی گئی ہے۔

(۱) صابون بنانے کی ترکیب

سجی ایک من۔ چونا ایک من۔ تیل رینڈی کا یا گلو کا نو سیر۔ چربی سترہ سیر۔ اول سجی کو ایک صاف جگہ پر رکھیں مثلاً چبوترہ پختہ ہو یا زمین پختہ ہو۔ غرض اس سے یہ ہے کہ اس میں مٹی نہ مل جاوے اور جو ڈھیلے سجی کے ہوں ان کو پتھر وغیرہ سے توڑ ڈالیں پھر اس کے اوپر چونے کو ڈالیں اگر ڈھیلے ہوں تو تھوڑا پانی اس پر چھڑکیں تاکہ وہ سب گل کر باریک قابل ملنے کے ہو جاویں اور دونوں کو خوب ملا دیں تاکہ چونہ سجی بالکل رل مل جاوے پھر ایک حوض پختہ اس طرح کا تیار کیا جاوے اور اس طرح سے اس کے اندر چار اینٹیں چاروں طرف کونوں پر رکھدی جاویں اور ان اینٹوں پر ایک لوہے کی جالی جو مثل چھلنی کے ہو رکھدی جاوے مگر چھید بڑے بڑے نہ ہوں اور جالی کے اوپر ٹاٹ بچھایا جاوے یہ ٹاٹ اتنا بڑا ہو کہ اس حوض کی دیواروں سے باہر بھی تھوڑا تھوڑا لٹکا رہے اور اس ٹاٹ اور جالی سے غرض یہ ہے کہ جب اس کے اوپر وہ چونہ اور سجی جو ملا ہوا رکھا ہے ڈالدیا جاویگا تو ٹاٹ اور جالی کے چھیدوں سے عرق نیچے ٹپکے گا اور جالی کو اونچے رہنے کیلئے اینٹ رکھی گئی ہے اور اگر جالی میسر نہ ہو تو بانس کا ٹٹر بندھوا کر یا لکڑی بچھا کر اس کے اوپر ٹاٹ ڈالکر ٹپکا دیں اور اس نل کے منہ کے نیچے ایک گھڑا رکھدیں اور اس حوض میں اوپر تک پانی بھر دیں اور ہلائیں نہیں۔ اور اس حوض کا عرق ٹپک ٹپک کر نل کے ذریعے سے اس گھڑے میں آجاوے گا جب گھڑا بھر جاوے ہٹا لیویں اور دوسرا گھڑا رکھدیویں اور جتنا پانی کم ہوتا جاوے اور پانی ڈالتے جاویں البتہ جب ختم کا وقت آوے یعنی قریب ختم کے تب ہلا دیویں اور اول پانی کو علیحدہ کر لیویں اور اول کی پہچان یہ ہے کہ جب تک سرخ رنگ کا پانی آوے

حوض پختہ — جالی — اینٹ — نل — گھڑا

اوّل ہے اور جب اس سے کم سرخی دار آوے تو وہ دوسرا ہے اور جب بہت کم رنگ معلوم ہو یعنی سفیدی مائل پانی آنے لگے تو وہ تیسرا ہے اور اسی طرح تینوں درجوں کے پانی کو علیحدہ کیا جاوے لیکن اس کی چنداں ضرورت بھی نہیں ہے اگر علیحدہ علیحدہ نہ بھی کیا جاوے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے صرف ایک چھوٹا گھڑا اخیر پانی یعنی تیسرے درجہ کا علیحدہ کر لینا کافی ہے اور اگر تھوڑا صابون بنانا ہو تو حوض کی ضرورت نہیں بلکہ جس طرح عورتیں چارپائی وغیرہ میں کپڑا باندھ کر کسم کی رینی ٹپکاتی ہیں اسی طرح ٹپکالیں۔ جب سب ٹپک چکے تو اول کڑھاؤ میں ایک لوٹا پانی سادہ استعمالی چھوڑ دیا جاوے بعد ازاں چربی اور تیل چھوڑ دیں جب جوش کر آوے تو وہی اخیر کا عرق جو ایک چھوٹے گھڑے میں علیحدہ کر لیا ہے لے کر اس میں تھوڑا تھوڑا چھوڑ دیں یعنی تھوڑا سا پانی پہلے چھوڑا جب گاڑھا ہونے لگے تب پھر تھوڑا سا اور ڈالدیا اسی طرح جب سب گھڑے کا پانی ختم ہو جاوے تو پھر اور دوسرا گھڑوں کا پانی جو علیحدہ رکھا ہے تھوڑا تھوڑا بدستور ڈالیں اور پکاویں۔ اور تھوڑے کا مطلب ایک بدھنا پانی ہے اسی طرح کل پانی ڈالدیویں اس کے بعد خوب پکاویں جب قوام پر آجاوے یعنی خوب سخت گاڑھا ہو جاوے اسوقت تھوڑا سا کفگیر سے نکال کر ٹھنڈا کر کے ہاتھ سے گولی بناویں اور دیکھیں ہاتھ میں تو نہیں لگتا۔ اگر ہاتھ میں چپکتا ہو تو اور پکاویں پھر دیکھیں کہ ہاتھ میں تو نہیں چپکتا جب نہ چپکے اور گولی بناتے بناتے فوراً سخت ہو جاوے جیسا کہ صابون تیار ہوتا ہے تو بس تیار ہو گیا اس قوام کے تیار ہو جانے پر آگ کا تاؤ کم کر دیں بلکہ سب لکڑیاں اور آگ اس کے نیچے سے نکال لیویں کچھ وقفے کے بعد اس کو ایک حوض میں جمادیں اور اس حوض کی ترکیب یہ ہے کہ یا تو اینٹوں کو کھڑا کر کے حوض کی طرح بنالیویں یا چار تختوں کو کھڑا کر دیویں اور اس طرح اور اس کے باہر چاروں طرف اینٹ وغیرہ کی آڑ لگادیویں تاکہ تختے نہ گریں اور حوض کے اندر ایک کپڑا موٹا پرانا دری لیکن اسمیں سوراخ نہ ہو یا گدڑی وغیرہ ہو بچھادیں یہانتک کہ چاروں طرف جو تختے کی دیوار ہے ان پر بھی بچھادیا جائے بعد اسکے اس کھڑھاؤ سے تھوڑا سا ڈوبو نکال کر حوض میں ڈالدیں اور کفگیر سے چلاتے جاویں تاکہ جلد خشک ہو جائے پھر اسکے اوپر تھوڑا اور نکالکر ڈالیں اور چلائیں جب وہ بھی خشک ہو جائے تو اور ڈالیں غرض کہ سب کڑھاؤ سے نکال کر حوض میں اسی طرح ڈالکر جمادیں اور بعد ٹھنڈا ہونے کے تختے علیحدہ کر کے صابون کو باحتیاط رکھا جاوے خواہ تار سے کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے جاویں اور جس چولھے پر کڑھاؤ رکھا جاوے گا اسکا نقشہ یہ ہے یہ بھٹی ہے یعنی گول چولھا کڑھائے کے موافق اس چولھے پر کڑھاؤ کو اسطرح رکھا جاوے کہ آنچ برابر سب طرف پہنچے

اس طرف سے لکڑیاں لگائی جاویں گی

	نام اور شکل برتنوں کی جن کی حاجت ہوگی	۱۱

(۱) ایک کفگیر لوہے کا یا لکڑی کا لمبی ڈنڈی کا جیسا پلاؤ پکانے کا ہوتا ہے اس سے چلایا جاوے گا (۲) ایک برتن جیسا تانبلوٹ مسجدوں میں پانی نکالنے کا ہوتا ہے ڈنڈی دار جس میں تین سیر پانی آسکے ایسا ہونا چاہیے تمن کا اس سے عرق یعنی وہی پانی ڈالا جاوے گا۔ (۳) ایک برتن صابون کو کڑھاؤ سے نکالنے کا جیسا ڈوبو پلاؤ یا سالن نکالنے کا ہوتا ہے جس سے صابون کڑھاؤ سے نکالکر حوض میں ڈالا جاویگا۔

	دوسری ترکیب صابون بنانے کی	۱۲

اب سے کچھ عرصہ پہلے ہندوستان میں عام طور پر سجی چونہ اور تیل سے صابون بناتے تھے جس کو دیسی صابون کہا جاتا تھا اس کا طریقہ دشوار اور مال بھی کچھ اچھا نہ ہوتا تھا۔ اس زمانے میں جہاں ہر قسم کی دستکاریوں میں ترقی ہوئی ہے صابون کی صنعت میں بھی کچھ ترقی ہوئی ہے۔ اس زمانے میں صابون سازی کے طریقے نہایت آسان اور کارآمد ایجاد ہوگئے جن میں سے کپڑے دھونے کا صابون بنانے کا طریقہ جس کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے لکھا جاتا ہے اگر کسی کو دوسری قسم کے صابون بنانے کا شوق ہو وہ نیاز مند سے بذریعہ خط وکتابت سیکھ سکتے ہیں۔ انگریزی صابون دو طریقوں سے بنایا جاتا ہے۔ ایک کچا (کولڈ پراسس) دوسرا پکا (ہاٹ پراسس) کہلاتا ہے۔ پکا صابون اگرچہ قدرے دشوار ہے لیکن بمقابلہ کچے صابون کے کم قیمت بہت کم گھسنے والا اور کپڑے کو زیادہ صاف کرنے والا ہوتا ہے یہ ممکن ہو کہ اول ہی اول دو چار مرتبہ بنانے سے خراب ہو جائے اور ٹھیک نہ بنے لیکن جب اس کا بنانا آجائیگا تو بہت منافع کا کام ہے اور اس صابون کے بڑے جزو صرف دو ہیں۔ ایک کاسٹک دوسرا تیل یا چربی کاسٹک ایک قسم کے تیزاب کا نام ہے جو شہروں میں عام طور پر ملسکتا ہے اور وہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک چورا مثل شکر سرخ کے مگر رنگ اس کا بالکل سفید مثل چونہ کے ہوتا ہے جس کو انگریزی میں پاوڈر کہتے ہیں اور نام اس کا ۹۸ + ۹۹ کا کاسٹک ہے جس کی قیمت آجکل دس آنہ سیر یا کم وبیش ہے دوسرا بڑے بڑے ڈلوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ رنگ اس کا بھی نہایت سفید اور نام اس کا ۷۰ × ۷۲ یا ۶۰ × ۶۲ کا کاسٹک ہے قیمت اس کی آٹھ آنہ سیر یا کم وبیش ہوتی ہے۔ صابون بنانے سے پہلے کاسٹک میں پانی ڈال کر گلا لیتے ہیں جب یہ پانی میں حل ہو جاتا ہے تو اس کو لالی کہتے ہیں۔ ۹۸ + ۹۹ کے ایک سیر کاسٹک میں اگر ڈھائی سیر پانی ڈالا جائے اور ۷۰ + ۷۲ کے کاسٹک میں دو سیر

پانی ڈالا جائے تو ۳۵ ڈگری (درجے) کی لائی تیار ہو جاتی ہے لیکن کاسٹک کے گھٹیا بڑھیا ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ڈگری میں فرق ہو جاتا ہے یعنی کبھی تو بجائے ۳۵ ڈگری کے ۳۴ یا ۳۳ ڈگری کی لائی ہو جاتی ہے اور کبھی ۳۶ یا ۳۷ ڈگری کی جو پکے صابون میں تو چنداں مضر نہیں ہوتی البتہ کچے صابون میں کچھ نقص پیدا کر دیتی ہے۔ صابون کے کارخانوں میں لائی کی ڈگری دیکھنے کیلئے ایک آلہ ہوتا ہے جسکو ہیڈرومیٹر کہتے ہیں جسکی قیمت تخمیناً تین چار روپے ہوتی ہے اس سے صحیح ڈگری معلوم ہو سکتی ہے

نسخہ صابون نمبر ۱۔ چربی ۵ سیر[1] کاسٹک کی لائی[2] ۳۵ ڈگری ۲ ۱/۲ سیر۔ سوڈا ایش[3] ۲ ۱/۲ سیر پانی ۲ ۱/۲ سیر

نسخہ صابون نمبر ۲ ۵ سیر بہروزہ ۲ ۱/۲ سیر۔ کاسٹک کی لائی ۳۵ ڈگری ۲ ۱/۲ سیر۔ سوڈا ایش ۲ ۱/۲ سیر پانی ۴ سیر

صابون پکانے کی ترکیب

اول چربی کو گلا کر کپڑے میں چھان لیا جائے اور اگر بہروزہ بھی ڈالنا منظور ہو تو اس کو بھی چربی کے ساتھ گلا کر چھان لیا جائے پھر پانی کڑھائی میں ڈال کر اس میں سوڈا ایش ڈال دیا جائے اور آگ جلائی جائے جب پانی میں اچھی طرح ابال آنے لگے اور سوڈا ایش حل ہو جائے اس میں چھنی ہوئی چربی اور کاسٹک کی لائی ڈال دی جائے اور کبھی کبھی کسی کوچے یا کفگیر یا کسی اور چیز سے چلاتے جائیں اور خوب پکنے دیں (ہلکی آنچ پر عمدہ پکائی ہوتی ہے) اب پکتے پکتے اگر وہ کچھ پھٹا پھٹا مثل کھیس یا چھیرہ کے ہو جائے جس کی شناخت یہ ہے کہ ابلنے کے وقت نیچے سے اوپر کو پانی آئے گا یعنی صابون علیحدہ ہوگا اور پانی علیحدہ ہوگا تو اسے پکنے دیں اور اگر مثل حلوے کے گاڑھا ہو جائے اس کی شناخت یہ ہے کہ نیچے سے دھواں دیتا ہوا بلبلہ اوپر کو آئے گا جس کے معنی ہیں کہ صابون ابھی خام ہے اور جل رہا ہے ایسی حالت میں کاسٹک کی تھوڑی لائی تخمیناً آدھ پاؤ اور ڈال دی جائے اور ابال آنے پر اگر وہ کھیس کی طرح پھٹ جائے تو بس ٹھیک ہے پکنے دے ورنہ اور تھوڑا کاسٹک ڈالے کیونکہ جو صابون پھاڑ کر پکایا جاتا ہے اس کی پکائی عمدہ ہوتی ہے اس طرح ہلکی آنچ پر صابون جب دو تین گھنٹے پک چکے گا تو یا تو وہ خود پھٹ جائیگا یعنی صابون اور پانی علیحدہ۔ ملکر مثل شہد کے کسی قدر گاڑھا ہو جائے گا اور اگر خود نہ ہو تو اس وقت اس میں تخمیناً پاؤ بھر چربی اور ڈال دی جائے اور دس پندرہ منٹ تک اور پکنے دیا جائے غرض اس طرح اس کو چیپا لیا جائے بس صابون تیار ہو گیا اب اس کو کسی برتن میں یا ٹوکرے میں کپڑا ڈال کر جما لیا جائے اور جمنے کے بعد کام میں لایا جائے۔ (از میر معصوم علی صاحب مجید نگر میرٹھ)

[1] چربی دونوں نسخوں میں عمدہ قسم کی لینے کی ضرورت ہے ۱۲ [2] کاسٹک کی لائی صابون بنانے سے پہلے حسب ترکیب مندرجہ بالا تیار کر کے رکھنی چاہیئے [3] سوڈا ایش یہ ایک قسم کا کھار ہے مثل میدہ کے سفید ہوتا ہے کپڑے کا میل کاٹنے کیلئے نامی چیز ہے [4] بہروزہ ڈالنے سے صابون میں چکناہٹ اور عمدگی آجاتی ہے اور صابون کا رنگ کسی قدر زردی مائل ہو جاتا ہے اگر سفید صابون بنانا ہو تو بہروزہ نہ ڈالا جائے ۱۲ [5] کھیس یا چھیرہ جسکا کھیس بیان ہے تو دوسرے یا تیسرے وقت کے دودھ کی جو حالت ہوتی ہے یعنی دودھ کی کاتھیں سی الگ اور پانی علیحدہ ہو جاتا ہے ۱۲

۱۳ کپڑا چھاپنے کی ترکیب

زرد رنگ (۱)۔ ایک سیر پانی میں پاؤ بھر کھانے کا ناگوری گوند بھگو کر جب لعاب تیار ہو جائے چھ ماشہ گیہوں کا آٹا اور چھ ماشہ گھی آپس میں خوب ملا کر اور اس میں پاؤ بھر کسیس اور تین ماشے گولی سرخ تول جو بازار میں بکتی ہے خوب ملا کر اس لعاب میں خوب حل کر کے کپڑے میں چھان لیں خوب سخت ہونا چاہئے تب اس سے کپڑے کو چھاپیں خواہ یہ رنگ کسی کپڑے پر لپیٹ کر پاس رکھ لیں اور سانچہ اس پر لگا لگا کر کپڑا چھاپیں سانچے لکڑی کے پھول اور بیل بنے ہوئے لکھنؤ میں بکتے بھی ہیں یا بڑھی سے بنوا لیں۔
سیاہ رنگ (۲)۔ ایک چھٹانک ولایتی رنگ جس کو پیڑی کہتے ہیں اور بازار میں بکتا ہے اور پاؤ سیر ناگوری گوند ایک سیر پانی میں ملا کر لعاب تیار کر لیں اور ایک چھٹانک پٹاس اور چھ ماشہ توتیا جس کو نیلہ تھوتھا کہتے ہیں اور چھ ماشہ گیہوں کا آٹا اور چھ ماشہ گھی اس میں ملا کر خوب حل کریں اور گاڑھے گاڑھے رنگ سے کپڑا چھاپیں۔

۱۴ لکھنے کی روشنائی بنانے کی ترکیب

ببول کا گوند ایک سیر۔ کاجل پاؤ سیر۔ پھٹکری چھ ماشے۔ کتھہ چھ ماشہ۔ ببول کی چھال ایک چھٹانک، آم کی چھال ایک چھٹانک مہندی کی لکڑی ایک چھٹانک توتیا ایک چھٹانک۔ اول ڈیڑھ سیر پانی میں گوند بھگو دیا جاوے جب خوب بھیگ جاوے تو کاجل ملا کر ایک دن حل کرکے اور لکڑی اور چھالوں کو الگ سیر بھر پانی میں اتنا جوش دیں کہ پانی پاؤ بھر رہ جاوے اور وہ پانی اس گھوٹے ہوئے کاجل اور گوند میں ملا دی اور پھٹکری اور توتیا اور کتھہ ان تینوں کو چھٹانک بھر پانی میں الگ خوب حل کر کے اسی کاجل اور گوند میں ملا دے اور ایک دن لوہے کی کڑھائی میں خوب گھونٹ کر سیبی یا کشتی وغیرہ میں سب سے بہتر یہ کہ چھاج میں پتلی پتلی پھیلا کر سکھالے روشنائی تیار ہو جائے گی اور گوند ببول اگر بازار میں مہنگا ہو تو ببول کے درختوں سے جمع کر لیا جاوے۔ اکثر جنگل میں رہنے والوں کو دو چار پیسے دینے سے بہت سا لے آتے ہیں۔

۱۵ انگریزی روشنائی بنانے کی ترکیب

آسمانی رنگ اوّل درجہ کا ایک تولہ۔ پنچی رنگ ایک تولہ۔ سوڈا دس ماشہ دس تولہ پانی میں ملا کر گرم کر لیں اور اس پانی میں یہ دونوں رنگ ملا دیں اور اس طرح چلا دیں کہ سب چیزیں ملجاویں انگریزی روشنائی تیار ہو جاوے گی۔

۱۶ لکڑی رنگنے کی ترکیب

جس طرح کا رنگ چڑھانا ہو اسی رنگ کی پڑیا بازار سے خرید کر تارپین کے تیل میں ایسے انداز سے ملادیں کہ گاڑھا ہو جاوے پھر گلہری کی دم یا پرندے کے پر یا کسی لکڑی پر چیتھڑا باندھ کر اس پر جس طرح کے چاہے پھول بوٹے یا بالکل سادہ رنگ لے اور اگر خشک ہونے کے بعد اس پر وارنش کا تیل مل کر سکھالے تو اور پختہ اور چمکدار ہو جائے۔

۱۷ برتن پر قلعی کرنے کی ترکیب

پاؤ سیر نوشادر کو پیس کر تین چھٹانک پانی میں ڈالکر دیگچی یا ہانڈی میں اسقدر آنچ میں پکالیا جاوے کہ وہ پانی جل کر خشک ہو جاوے جب سخت ہو جاوے اس وقت اتار کر پیس لیا جاوے جس برتن پر قلعی کرنا منظور ہو اوّل خوب مانجھکر صاف کیا جاوے اور آگ دہکا کر گرم کرکے اس پر آرمل روئی کے پہل سے نوشادر پھیر دیا جاوے پھر تھوڑا سا رانگ جو قلعی رانگ کہلاتا ہے کسی جگہ لگا دیا جائے اور روئی کو تمام برتن پر اس طرح پھیرا جاوے کہ وہ رانگ تمام پھیل جاوے قلعی ہو جاوے گی اور برتن کو سنسی سے پکڑے رہیں۔

۱۸ مسّی جوش کرنے کی یعنی پکّا ٹانکا لگانے کی ترکیب

کانسی کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کرلے اور اس کے برابر سہاگہ لیکر دونوں کو خوب باریک پیسے اور جس برتن میں ٹانکا لگانا ہو اس میں اگر کسی جگہ پہلا ٹانکا بھی لگا ہو جیسے لوٹے کی ٹونٹی میں ٹانکا لگا ہوتا ہے اس کو مٹی لپیٹ کر چھپا دیتے ہیں تاکہ آگ سے وہ ٹانکا نہ کھل جاوے پھر جس جگہ ٹانکہ لگانا ہو اس کے اندر کیطرف وہ سہاگہ اور کانسہ رکھدیا جاوے اور برتن کو کسی چیز سے پکڑ کر گرم آگ پر ذرا اونچا رکھیں جب خوب تاؤ آجاوے علیحدہ کرلیں آگ کی گرمی سے وہ کانسی اور سہاگہ پگھل کر اس کے شگاف میں بھر کر ٹانکا لگ جاویگا اور کچّا ٹانکا رانگ کا لگتا ہے کہ رانگ کو پگھلا کر اس جگہ باہر کی طرف پھیلا دیا جاوے ٹھنڈا ہو کر ٹانکا لگ جاویگا اور جہاں ٹانکا لگانا ہو اس جگہ کو اوّل برابر کرلیتے ہیں اگر کچھ اونچا نیچا ہو اس کو ریتی سے برابر کرلیتے ہیں۔

۱۹ پینے کا تمباکو بنانے کی ترکیب

تمباکو جس قسم کی طبیعت کے موافق ہو لیکر اس کو خوب کوٹ لے پھر اس میں شیرہ یا پتلا بہتا ہوا گڑ۔ گرمیوں میں

لہ یعنی جست کا قلعی ورق جو بنا کر رکھے جاتے ہیں ۱۲ ۔ ہ سکے حاشیہ میں بیان ہو چکا ہے۔

تو بہتر ہے کچھ زیادہ اور برسات میں برابر سے کچھ کم اور جاڑوں میں برابر اس میں ملا کر پھر کوٹ لیا جاوے لیکن تمباکو کوٹنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے اسلئے بہتر یہ ہے کہ کسی دیانتدار معتبر دوکاندار یا مزدور کو مزدوری دے کر اس سے بنوا لیا جاوے۔

۲۰ خوشبودار پینے کے تمباکو کی ترکیب

سادے تمباکو میں یہ خوشبوئیں برابر لیکر سیر پیچھے آدھی چھٹانک ملاویں اور تین چار ماشے حنا کا عطر ملاویں وہ خوشبوئیں یہ ہیں۔ لونگ۔ بالچھڑ۔ صندل کا برادہ۔ بڑی الائچی۔ سگند بالا۔ تج۔ بادبیر۔

۲۱ ترکیب روٹی سوجی جو زود ہضم اور دیرپا ہوتی ہے

حسب معمول اوّل سوجی کو پانی میں گوندھ لیں مگر بہت زیادہ نرم نہ گوندھیں پھر اس کے پیڑے بناکر ایک دیگچی کے اندر بقدر ضرورت پانی ڈال کر ان پیڑوں کو اس پانی میں جوش دے لیں جب پیڑے ادھ پکے ہو جائیں تو پیڑوں کو پانی سے علیحدہ نکال لیں اور پانی پھینک دیں بعدہٗ ان پیڑوں کو خوب اچھی طرح توڑ کر ان کے اندر اتنا گھی ملائیں کہ جس سے کسیقدر چپکنے ہو جائیں پھر ان کی روٹیاں بناکر توے یا کڑھائی میں بغیر پانی اور گھی کے مندھی آنچ سے سینک لیں یہ روٹیاں ثقیل نہ ہونگی اور بہت دیرپا ہونگی۔ العارض احقر جلیل احمد علیگڈھی۔
یعنی ہلکی ۱۲

۲۲ ترکیب گوشت پکانے کی نمبر (۱) جو چھ ماہ تک خراب نہیں ہوتا

(نوٹ) اس ترکیب سے پکا ہوا گوشت تین ماہ تک تو یقیناً اور چھ ماہ اور زائد از چھ ماہ تک غالباً رہ سکتا ہے۔

ترکیب نمبر (۱) مصالحہ پیس کر دھوپ میں سکھا لیا جاوے۔ پھر اگر پاؤ بھر گوشت ہو تو چھٹانک بھر گھی لیکر اوّل اس گھی میں پیاز بھون کر بقدر ضرورت نمک اور کچھری ڈالدیں بعدہٗ بلا پانی کے اس گھی میں گوشت ڈال کر دیگچی کا منہ ڈھانک کر اس کو ہلکی آنچ کے اوپر رکھدینا چاہیئے یہاں تک کہ گوشت کی بوٹیوں کا پانی یعنی جو پانی قدرتی طور پر گوشت کے اندر ہوتا ہے بالکل خشک ہو جائے جس کی علامت یہ ہے کہ بوٹیوں کے اندر سے جھاگ اٹھنے اور آبلے پڑنے موقوف ہو جائیں جب پانی بالکل خشک ہو چکے اور بوٹیاں بقدر ضرورت گل جائیں تو دیگچی میں سے گوشت کو نکال لینا چاہیئے۔ پھر چھٹانک بھر گھی اور لے کر اسی سابق گھی میں جو دیگچی کے اندر بقیہ موجود ہوگا ملاکر وہ سکھایا ہوا مصالحہ اس میں بھون لینا

چاہئے۔ جب مصالحہ ادھ بھنا ہو جائے تو اسی کل گھی کے اندر گوشت ڈال کر حسب معمول پکا لینا چاہئے مگر اوّل سے اخیر تک کسی وقت بھی پانی بالکل نہ ڈالنا چاہئے۔ پک جانے کے بعد اس میں گرم مصالحہ بھی ڈالدیں اور فوراً اس گرم گرم گوشت کے برتن کو روئی کے اندر لپیٹ کر رکھدیں ٹھنڈا ہونے سے قبل اور گرمیوں میں روزمرہ اور جاڑوں میں دوسرے تیسرے روز روئی میں سے اس برتن کو نکال کر گوشت کو خوب گرم کر لیا کریں کہ پکنے کے قریب ہو جایا کرے اور گرم کرنے کے بعد ٹھنڈا نہ ہونے دیں بلکہ گرمی کی حالت میں ہی اس کو روئی کے اندر لپیٹ کر رکھدیا کریں تو کل پاؤ بھر گوشت میں کل آدھ پاؤ گھی خرچ ہوا بس گوشت سے آدھا گھی خرچ ہوتا ہے بعد پک چکنے اور تیار ہو جانیکے گوشت کے اندر اگر گھی زیادہ معلوم ہو تو اس زیادہ گھی کو دوسرے برتن میں نکال کر دوبارہ کام میں لا سکتے ہیں۔

۲۳	ترکیب گوشت پکانے کی نمبر۲ جو ڈیڑھ ماہ تک خراب نہیں ہوتا	

(نوٹ نمبر ۱) اس ترکیب سے پکائے ہوئے گوشت کو ڈیڑھ ماہ تک رکھ کر تجربہ کر لیا گیا شروع گرمیوں میں کہ خراب نہیں ہوا مگر امید ہے کہ اس سے زائد عرصہ میں بھی خراب نہ ہوگا۔ جبکہ روزمرہ گرم کر لیا جایا کرے۔

(نوٹ نمبر ۲) اس ترکیب نمبر۲ کی ان صاحبوں کو ضرورت ہے جو گوشت کی بوٹیوں کا خوب اچھی طرح گل جانا ضروری سمجھتے ہوں۔

ترکیب نمبر ۲۔ اوّل مثل ترکیب نمبر۱ اوّل مصالحہ پیس کر سکھا لینا چاہئے پھر مثل ترکیب نمبر(۱) پاؤ بھر گوشت کیلئے چھٹانک بھر گھی لیکر اور پیاز کو اس میں بھون کر نمک اور کچری ڈالدیں بعدہ بلا پانی کے مثل ترکیب نمبر(۱)۔ اس گھی میں گوشت ڈالکر دیگچی کا منھ ڈھک کر ہلکی آنچ پر اتنا پکائیں کہ گوشت کی بوٹیوں کا قدرتی پانی بالکل خشک ہو جاوے جسکی علامت ترکیب نمبر۱ میں معروض ہوئی ہے (اب اسکے بعد خاطر خواہ گلانے کی ترکیب یہ ہے) کہ بعد ازاں اسی گوشت میں بقدر ضرورت پانی ڈالکر (مثلاً اتنا کہ گوشت کی بوٹیاں ڈوب جائیں پھر پکانا چاہئے یہاں تک کہ بوٹیاں خوب گل جائیں۔ جب بوٹیاں خوب گل جائیں اور یہ ڈالا ہوا پانی قطعاً جل جائے اور بوٹیوں میں سے جھاگ اٹھنے اور آبلے پڑنے موقوف ہو جائیں اور بوٹیاں بہ نسبت پہلے کے چھوٹی ہو جائیں (کیونکہ پانی سے بوٹی کسیقدر بڑھ جاتی ہے) تو دیگچی میں سے گوشت نکالکر مثل ترکیب (۱) اگر پاؤ بھر گوشت پکا رہے ہوں تو چھٹانک بھر گھی اور لیکر اسی سابق گھی میں جو دیگچی کے اندر بقیہ موجود ہوگا ملاکر سکھایا ہوا مصالحہ اس میں بھون لینا چاہئے جب مصالحہ ادھ بھنا ہو جائے تو اسی کل گھی کے اندر گوشت ڈالکر بلا پانی ڈالے ہوئے پھر پکانا چاہئے جب بقدر ضرورت پک چکے بعد تیاری گرم مصالحہ ڈالکر فوراً گرم گرم ہی اس گوشت کو کسی ڈھکنے دار برتن میں بند کرکے روئی کے اندر لپیٹ کر رکھدینا چاہئے اور گرمیوں میں روزمرہ جاڑوں میں دوسرے دن گرم کرکے اس کو پھر اسیطرح

روٹی کے اندر رکھدینا چاہئے۔

۲۴ نان پاؤ اور بسکٹ وغیرہ بنانے کی ترکیب

سوجی یا میدہ میں خمیر ملاکر خوب گوندھا جاوے۔ پھر کسی تختہ پر کوٹا جاوے پھر سانچے میں رکھکر تنور خوب گرم کرکے پھر اس کے اندر سے سب آگ اور راکھ نکال کر ان سانچوں کو اس کے اندر رکھکر تنور کا منھ بند کر دیا جاوے جب وہ پک جاوے نکال لیا جاوے۔ آگے تفصیل سمجھو۔

۲۵ ترکیب نان پاؤ کے خمیر کی

لونگ۔ الائچی خورد۔ جائفل۔ جاوتری۔ اندر جو۔ سمندر پھین۔ سمندر سوکھ۔ تال مکھانا۔ پھول مکھانا۔ کنول گٹہ۔ موگے کی جڑ۔ پھول گلاب۔ ناگیسر۔ دارچینی۔ بیخ کنگھی۔ مائیں چھوٹی بڑی۔ چھوٹا بڑا گوکھرو۔ چوب چینی۔ کباب چینی سب چیزیں تین تین ماشہ۔ زعفران چھ ماشہ ان سب کو کوٹ چھانکر ایک شیشی میں کہ جس کی ڈاٹ بہت سخت ہو بھر کر باحتیاط رکھیں۔ اور ڈیڑھ ماشہ تک بھی ہر ہر دوا کا وزن ہوسکتا ہے اس سے کم میں مصالحہ ٹھیک نہ ہوگا جب ضرورت ہو شیشی میں سے سفوف ڈیڑھ ماشہ لیکر سوا تولہ دہی میں ملاکر دو انگلیوں سے ایک منٹ پھینٹیں۔ بعد اسکے گیہوں کا میدہ ایسے انداز سے اس میں ملائیں کہ بہت سخت نہ ہو جائے کان کی لو کی برابر اس میں نرمی رہے یہی پہچان ہے پھر اسکو ہتھیلیوں پر گولہ بناکر ایک کپڑے میں رکھکر ایسی طرح گرہ دیں کہ وہ گولہ ڈھیلا رہے پھر اسکو کسی کھونٹی پر ٹانگ دیں اسیطرح تین روز تک لٹکا رہے چوتھے روز اسکو اتار کر دیکھیں کہ اسکے اندر خمیر خوب پھولا ہوگا اس گولے کے اوپر جو پپڑی پڑگئی اسکو اتار دیں اور اسکے اندر کا لیسدار خمیر نکال لیں پھر ایک چھٹانک دہی میں میدہ ملاویں اسقدر کہ سابق کے موافق ہو جاوے یعنی کان کی لو کی طرح ملائم رہے اور وہی خمیر جو گولے میں سے نکالا ہے اسمیں ملاکر ہاتھ سے اسطرح ملاویں جیسے تمباکو کو مسلتے ہیں پھر اسکا بھی گولا بناکر اسی کپڑے میں باندھ کر چھ گھنٹے تک لٹکا دیں بعد چھ گھنٹے کے پپڑی اتار کر خمیر نکال لیویں اور پھر اسی طرح اب آدھ پاؤ دہی میں میدہ ملاکر اس خمیر کو ملاویں اور کپڑے میں رکھکر لٹکا دیں چھ گھنٹہ تک اسی طرح لٹکا رہے بعد چھ گھنٹے کے اتار لیا جاوے اور اسی ترکیب سے خمیر نکالکر پھر آدھ پاؤ دہی میں میدہ اسی طرح ملاکر لٹکاویں بعد چھ گھنٹہ کے اتار کر اسی طرح خمیر نکال لیں یہ چوتھا مرتبہ ہے اس مرتبہ گولے پر پپڑی پڑتی ہے اس کو اگر نہ چھڑاویں تو کوئی حرج نہیں ہے پھر آدھ پاؤ دہی اسی طرح میدہ ملاکر اس خمیر کو بھی ملاویں اور ہاتھ سے خوب ملیں جب ملجاوے تو باحتیاط کسی پٹاری وغیرہ میں رکھدیں۔ بعد چار گھنٹے کے پٹاری سے نکال کر اگر خمیر کا رکھنا منظور ہو تو اس کے اندر سے آدھی چھٹانک خمیر علیحدہ نکال لیں اور اسی طرح

آدھی چھٹانک دہی میں میدہ ملا کر اس آدھی چھٹانک خمیر کو ملا دیں اور اسی طرح لٹکا دیں بعد چھ گھنٹے کے نکال کر اوپر کی ترکیب کے موافق اور میدہ ملا دیویں اسی طرح برابر کرتی رہیں۔ یہ خمیر تو بڑھتا رہیگا اور یہ آدھی چھٹانک خمیر نکال کر جو خمیر بچا اس کی ڈبل روٹی یعنی نان پاؤ پکا دیں۔ پھر دوسرے دن جب خمیر کی ضرورت ہو تو یہ جو لٹکا ہوا خمیر رکھا ہے اس میں سے آدھی چھٹانک علیحدہ کر لیویں اور باقی کا نان پاؤ پکا دیں اور خمیر کو اسیطرح بڑھاتی ہیں

۲۶ ترکیب نان پاؤ پکانے کی

جس خمیر کی روٹی پکانے کو اوپر لکھا ہے اس کو آدھ سیر میدہ میں پانی سے گوندھیں جب گندھ جاوے تب اسکے اوپر کپڑا ڈھانک دیویں یہ دو گھنٹے تک رکھا رہے۔ اگر چار سیر یا پانچ سیر کے نان پاؤ پکانا ہو تو اتنا ہی میدہ اب اس خمیر میں ملا کر گوندھیں اور تھوڑا نمک اور شکر سفید بھی ملا دیں تو بہتر ہے۔ اور ڈیڑھ یا دو گھنٹہ تک پھر رکھا رہنے دیں اور یہ جو خمیر اب گوندھا گیا ہے چپاتی پکانے کے آٹے کی طرح ڈھیلا ہو لیکن سیکھنے کے شروع میں زیادہ ڈھیلے آٹے کے پکانے میں ذرا دقت ہے اس لئے کم ڈھیلا رکھیں پھر جب ہاتھ جم جاوے زیادہ ڈھیلا کریں پھر دو گھنٹے کے بعد اس گوندھے ہوئے کو ہاتھ سے تھوڑا تھوڑا اٹھا کر باقی پر زور سے دے ماریں اور ہتھیلی سے ملیں پھر اٹھا دیں اور دے ماریں۔ جب خوب تار بندھ جاوے تو کسی میز یا تخت یا کٹھرے میں رکھدیں بیس منٹ کے بعد جتنی بڑی روٹی بنانا منظور ہے اتنا ہی بڑا پیڑا تول تول کر اور خشکی میدہ یا تیل سے بنا بنا کر رکھیں تاکہ ہاتھ میں نہ چمٹے اور چاہے سانچے میں رکھے یا فقط ٹین کے چورس یعنی چوکھونٹے ٹکڑوں پر رکھے جب پیڑا آدھا پھول جاوے تو تنور کو جلاوے اور یہ تنور ایسا ہونا چاہئے جس کی چھت میں یا پشت پر ایک روشندان ہو جب پورے طور سے پیڑا پھول جاوے اسوقت تنور کے اندر کی سب آگ نکال لیوے۔ اور اگر پانی میں تھوڑا نمک اور دہی ملا کر تنور کے اندر چھڑکدیں تو بہتر ہے اور پھر اوّل ایک پیڑا تنور میں رکھے اور منہ تنور کا بند کر دیوے اور دو تین منٹ ٹھیر جاوے اور دیکھے اگر اس کے اوپر رنگ آیا ہے تو اور سب پیڑے رکھدیوے۔ اور اگر دو تین منٹ میں وہ پیڑا جل جاوے تو پندرہ منٹ تک ٹھیر جاوے تاکہ اسکے موافق گرماہٹ ہو جاوے اسوقت پھر ایک پیڑا رکھ کر دیکھے اور اگر تاؤ بہت کم ہو گیا ہو تو سب نان پاؤ کے پیڑے رکھ کر تنور کے منہ پر تھوڑی آگ رکھدیں اور تنور کو کسی ڈھکنے وغیرہ سے بند کر دیں تاکہ بھاپ نہ نکل جاوے۔ اور تین تین چار چار منٹ کے بعد دیکھ بھی لیا کریں جب رنگ سرخی مائل یعنی بادامی آجاوے تو فوراً اس کا ڈھکنا کھولکر روٹیوں کو نکال لیویں اور تنور جسقدر اب ٹھنڈا ہے ایسی ہی گرماہٹ میں نان خطائی اور میٹھے بسکٹ بھی پکتے ہیں۔ اگر نان خطائی یا میٹھے بسکٹ کچا بنا ہوا تیار ہو تو فوراً رکھدیں اور منہ بند کر دیویں اور تھوڑی دیر کے بعد دیکھ لیا کریں۔ اور جب پک جاویں نکال ل

لیویں اور اگر ابھی نان خطائی اور میٹھا بسکٹ تیار نہیں ہے تو تھوڑی آگ تنور کے منہ پر رکھ کر منہ بند کر دیں تاکہ گرماہٹ بنی رہے۔ یہ گرماہٹ بیس منٹ تک رہ سکتی ہے اور اس کے بعد پھر تنور میں آگ جلانا پڑے گی۔ اور اگر تنور نیا بناویں تو تین دن اس کو جلا جلا کر چھوڑ دیں تاکہ ٹھیک ہو جاوے اس کے بعد پھر روٹیاں پکاویں۔

۲۷ ترکیب نان خطائی کی

گھی پاؤ سیر چینی یعنی شکر پاؤ سیر۔ دانہ الائچی خورد آدھ آنے کے سمندر پھین تین ماشہ۔ میدہ گیہوں کا پانچ چھٹانک اول گھی اور چینی اور دانہ الائچی کو ملا کر بیس منٹ تک ایک لگن میں ہاتھ سے پھینٹیں جیسے گلگلے کا آٹا پھینٹا جاتا ہے بعد بیس منٹ کے جب وہ خوب ہلکا ہو جاوے اسوقت سمندر پھین پیس کر ملا دیں اور ہاتھ سے خوب پھینٹیں اور اول پاؤ بھر میدہ ڈال کر ملا دیں اگر گیلا ہو تو بچا ہوا چھٹانک بھی چھوڑ دیں اس کی بھی نرمی مثل کان کی لو کی ہونا چاہئے پھر نان خطائی بنا کر تنور میں رکھیں بروقت تیاری نکال لیویں۔

۲۸ ترکیب میٹھے بسکٹ کی

گھی ڈیڑھ پاؤ۔ شکر آدھ سیر۔ سمندر پھین چھ ماشہ۔ دودھ ایک آنہ کا۔ میدہ گیہوں کا آدھ پاؤ کم ایک سیر۔ اول گھی اور شکر کو نان خطائی کیطرح خوب پھینٹیں اور ذرا ذرا دودھ چھوڑتے جاویں جب سب دودھ ملجاوے تو آدھ پاؤ پانی ایک ہی دفعہ چھوڑ دیں اور اس میں سمندر پھین کو بھی پیس کر ڈالدیں اسکے اوپر میدہ ڈالدیں اگر نرم زیادہ ہوجاوے تو اور میدہ ڈالدیں جب ٹھیک ہو جاوے تو روٹی کیطرح بیلن سے بیلے اور جتنا بڑا بسکٹ بنانا ہے اتنی بڑی ڈبیہ سے کاٹ کر تیار کریں اور ٹین کے پتر پر رکھ کر تنور میں رکھیں جب پک جاوے تو نکال لیویں۔

۲۹ ترکیب نمکین بسکٹ کی

گھی پاؤ سیر شکر چھٹانک بھر نمک سوا آٹھ ماشہ میدہ گیہوں کا سیر بھر۔ اول گھی اور شکر اور نمک کو پیس کر ایک لگن میں پانچ منٹ تک خوب پھینٹیں۔ پھر میدہ بھی ملا کر خوب پھینٹیں جیسے پوریوں کا آٹا گوندھا جاتا ہے پھر جتنا بڑا بسکٹ بنانا ہو اتنا بڑا بیلن سے بیل کر اسی طرح پتر پر رکھ کر تنور میں رکھیں اور بعد تیاری نکال لیویں۔ اس کو نان پاؤ کے پکانے سے پہلے پکانا چاہئے کیونکہ اس کو تاؤ آگ کا زیادہ چاہئے۔

۳۰ آم کے اچار بنانے کی ترکیب

تازی کیریوں کو جو چوٹ سے محفوظ ہوں اسقدر چھیلیں کہ سبزی نہ رہنے پاوے اور انکو بیچ میں سے اسطرح تراشیں کہ دونوں پھانکیں جدا نہ ہونے پاویں پھر گٹھلی دور کر کے اسمیں لہسن کے چھلے ہوے جوے اور سرخ مرچ اور سونف اور پودینہ اور ادرک کی لچھی اور

نمک مناسب انداز سے ملا کر بھر دیں اور کیری کا منہ کر کے دو پٹے باندھ دیں آٹھ دس روز دھوپ دیکر عرق نعناع یا سرکہ میں چھوڑ کر ایک ہفتہ دہوپ دیکر استعمال میں لاویں اور اگر تیل میں ڈالنا ہو تو آم کو چھیلنے کی ضرورت نہیں نمک مصالحہ بھر کر سرسوں کے تیل میں چھوڑ دیں

(۳۱) چاشنی دار اچار بنانے کی ترکیب

آدھ سیر کشمش۔ آدھ سیر چھوارہ۔ پاؤ بھر انجور۔ آدھ پاؤ ادرک۔ آدھ پاؤ لہسن ان سب مصالحہ کو تین سیر عرق نعناع میں چھوڑ کر ڈیڑھ سیر شکر ڈال کر پندرہ روز تک دہوپ دیکر استعمال میں لاویں۔

۳۲ نمک پانی کا اچار بنانے کی ترکیب

مولی گاجر شلغم وغیرہ کا پوست دور کر کے قتلے تراش کر پانی میں جوش دیں۔ بعد جوش آجانے کے پانی دور کر کے ہوا میں خشک کر لیں پھر سرسوں کا تیل اور خشک پسی ہوئی ہلدی اور سرخ مرچ اور کلونجی اور رائی اور نمک بقدر ضرورت اور پانی ملا کر ایک ہفتہ دہوپ دیکر کام میں لاویں۔

۳۳ شلجم کا اچار بہت دن رہنے والا

شلجم کے پانچ سیر قتلے پانی میں خفیف جوش دیکر خشک کر کے اسمیں یہ چیزیں ملا دیجاویں۔ آدھ پاؤ نمک آدھ چھٹانک بھر مرچ سرخ اور آدھ پاؤ رائی سرخ یہ سب پسیں گی اور آدھ پاؤ لہسن اور پاؤ بھر ادرک یہ باریک باریک تراشی جاویگی جب قتلوں میں ترشی اور تیزی پیدا ہو جاوے گڑ یا شکر سفید کا قوام کر کے ان قتلوں پر چھوڑ دیا جاوے اور جب شیرہ کم ہو جاوے اور بنا کر ڈالدیں مدتوں رہتا ہے

۳۴ نورتن چٹنی بنانیکی ترکیب

مغز انبہ سیر بھر سرکہ خواہ عرق نعناع سوا سیر لہسن سرخ مرچ آدھی آدھی چھٹانک کلونجی سونف پودینہ خشک دو دو تولہ لونگ، جائفل چار چار ماشہ۔ ادرک۔ نمک چھٹانک چھٹانک شکر یا گڑ پاؤ بھر پہلے آم کے مغز کو سرکہ میں پسوالو پھر سب مصالحہ کو سرکہ میں پسوا کر آم کے مغز میں مخلوط کرادو اور جسقدر سرکہ باقی رہ گیا ہو اس میں گڑ اور مصالحہ اور مغز انبہ ملا کر جوش دلاؤ جب چاشنی تیار ہو جاوے استعمال میں لاؤ اور اگر خوشرنگ بنانا منظور ہو تو زرد ہلدی چولہ میں بھنی ہوئی پسوا کر آمیز کر دو۔

۳۵ مربہ بنانے کی ترکیب

آم کا پوست جدا کر دو کہ سبزی کا نشان تک نہ رہنے پاوے پھر بجلی نکلوائیں کانٹے یا سوئی وغیرہ سے گود وا گود وا کر چونہ اور پھٹکڑی کی نتھرے ہوئے پانی میں چھوڑ واتے جاؤ پھر دو تین گھنٹے کے بعد صاف اور خالص پانی میں ڈلواؤ اسکے بعد دھلوا کر خالص پانی میں جوش دلواؤ جب ادھ گلے ہو جاویں ہوا میں خشک کراؤ پھر کیریوں سے دو چند شکر خواہ قند کے قوام میں چھوڑ وا کر جوش دلواؤ۔ اور جب قوام خوب گاڑھا ہو جاوے اور تار بندھ جاوے استعمال میں لاؤ اور اگر زیادہ نفیس بنانا چاہو تو تیسرے

چوتھے روز دوسرا قوام بدل دیں یہی ترکیب سب مربوں کی ہے - پیٹھا سیب - آنولہ -

۳۶ نمک پانی کے آم کی ترکیب

ٹپکے کے آم جو سخت اور چوٹ سے محفوظ ہوں پانی سے خوب دھو کر مٹی کے برتن میں ڈالکر اس میں پانی آموں سے اوپر تک بھر دیں بعد تین روز کے پھر دھو کر وہ پانی پھینک کر دوسرا پانی بدل دیں اور ثابت مرچ اور نمک اسمیں اس انداز سے ڈالیں کہ سو آموں پر پاؤ سیر نمک - آدھ پاؤ لہسن - اور پندرہ روز کے بعد کھاویں اور پانی آموں سے اونچا رہنا چاہئے - اور بعضے یوں کرتے ہیں کہ دوبارہ پانی بدلکر تیسری بار کے پانی میں میتھی کو جوش دیکر جب وہ پانی ٹھنڈا ہو جاوے آموں کے منھ پر تھوڑا تھوڑا تیل ملکر اس پانی میں ڈالدیتے ہیں میتھی سے وہ پانی نہیں بگڑتا اور اسوجہ سے وہ آم کچھ زیادہ ٹھیرتے ہیں -

۳۷ لیموں کے اچار کی ترکیب

پانچ سیر کاغذی لیموں لیکر ان کو ایک روز پانی میں چھوڑ دیں اور دوسرے روز پانی سے نکالکر ان کی چار چار پھانکیں کر کے ان میں گرم مصالحہ اور سینڈھا نمک بھر دیں اتنے لیموؤں کے واسطے آدھ سیر گرم مصالحہ اور تین پاؤ نمک کافی ہے اور نمک مصالحہ بھر کر برتن میں ڈالدیں اور اوپر سے اور لیموؤں کا عرق نچوڑ دیں اور بعضے تین پانی بدلتے ہیں اور سیر پیچھے چھٹانک مصالحہ ڈالدیتے ہیں اور اوپر سے کھٹے لیموؤں کا عرق نچوڑتے ہیں جسقدر زیادہ عرق نچوڑا جاوے گا زیادہ دنوں تک ٹھیرے گا اور بعضے سیر بھر نمک ڈالتے ہیں اور یہ چیزیں بھی ڈالتے ہیں - سونٹھ چھ ماشہ پیپل چھ ماشہ سمندر جھاگ چھ ماشہ - سفید زیرہ چھ ماشہ اور یہ سب چیزیں گرم مصالحہ کیساتھ کوٹی جاتی ہیں

۳۸ کپڑا رنگنے کی ترکیبیں

۳۹ **سیاہ رنگ** | قلعی چونہ کی آدھ سیر - اور خالص نیل سیر بھر اور گڑ کا شیرہ آدھ سیر - سب کو خوب ملاکر کسی ناند میں بھر دے اور صبح اور شام اور دوپہر کے وقت ایک لکڑی سے اسکو ہلادیا کریں کہ اسکا خمیر اٹھ کھڑا ہو - اور اگر سردی کا موسم ہو تو ناند کے چاروں طرف آگ جلادیا کرے کہ اسکی گرمی سے خمیر اٹھ کھڑا ہو - اس میں کپڑے کو رنگ لے اور اس میں رنگ کر جب خشک ہو جائے - گائے کے تازہ دودھ میں ڈوب دیدے یا مہندی کی پتی پانی میں جوش دے کر اس پانی میں کپڑا بھگو دے تو خوب پختہ ہو جاوے -

۴۰ **زرد رنگ** | اول ہلدی خوب باریک پیس کر پانی میں ملاکر کپڑے کو اس میں رنگ لے اور نچوڑ کر خشک کرلے پھر دو تولہ سفید پھٹکڑی پیسکر پانی میں ملادے اور کپڑے کو اس میں دھو کر خشک کرلے پھر آم کی چھال آدھ سیر لیکر تین پہر تک پانی میں جوش دے - اور چھان کر کپڑے کو اس میں ڈوب دے

اور پھر خشک کرلے۔

۴۱ **سنہرا انبوہ رنگ** اوّل دھیلا بھر ہلدی میں کپڑا رنگ لے پھر پاؤ سیر ناسپال کو پانی میں جوش کر کے چھان کر اس میں رنگ لے اور ناسپال کا پانی رہنے دے پھر دھیلا بھر گیرو پانی میں ملا کر اس میں رنگے پھر جو ناسپال کا پانی بچا ہوا رکھا ہے اس میں ڈوبدے۔ پھر دو پیسے بھر پھٹکری علیحدہ پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو غوطہ دے۔ پھر اسی پھٹکری کے پانی میں تھوڑا کلف چانول یا آٹے کا ڈالکر ہاتھ سے ہلا کر کپڑے کو چند بار اس میں غوطہ دے کر نکال لے۔

۴۲ **سنہرے انبوہ کی دوسری ترکیب** ناسپال اور مجیٹھ دونوں برابر وزن لیکر دونوں کو نیمکوفتہ کر کے یعنی کچل کر رات کے وقت پانی میں بھگو دیں اور صبح جوش دے کر چھان لیں۔ اول پھٹکری خوب باریک پیسکر پانی میں ملا کر اسمیں کپڑے کو تر کر کے خشک کرلیں پھر اسی ناسپال اور مجیٹھ کے پانی میں غوطہ دیں۔

۴۳ **زمردی رنگ** اوپر والی ترکیب سے اوّل پھٹکری کے پانی میں غوطہ دے کر خشک کر کے نیل کے پانی میں غوطہ دیں پھر اسی ناسپال اور مجیٹھ کے پانی میں غوطہ دیں۔

۴۴ **دوسری ترکیب زمردی رنگ کی** آم کی کوپل آدھ پاؤ لے کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں اور چھان کر اس پانی کو رکھ لیں۔ پھر دوسرے پانی میں دوبارہ جوش دیں اور اس پانی کو الگ رکھلیں پھر تیسرے پانی میں جوشدیں اور اس پانی کو الگ رکھیں اوّل کپڑے کو پہلے پانی میں رنگ کر خشک کرلیں پھر تیسرے پانی میں نو ماشہ پھٹکری ملا کر اس میں خوب ملکر دھو کر خشک کرلیں۔

۴۵ **طوسی رنگ** ببول یعنی کیکر کی چھال پاؤ سیر۔ اور کانقل چار تولہ نیمکوفتہ کر کے رات کو پانی میں بھگو دیں اور صبح کو جوش دیں۔ اول پھٹکری دو تولہ جدا پانی میں ملا کر کپڑے کو اس میں غوطہ دیں پھر اس رنگ کے پانی میں غوطہ دیں پھر اسی رنگ میں ایک تولہ کسیس ملا کر پھر غوطہ دیں مگر یہ کسیس رنگنے کا ہو ہیرا کسیس نہ ہو۔

۴۶ **طوسی پختہ سرخی مائل خوشنما رنگ** اوّل آدھ پاؤ مجیٹھ اور آدھ پاؤ مہندی کی پتی کو کچل کر رات کو چھ سیر پانی میں تر کر دیں صبح مٹی کی ہانڈی میں کئی جوش دیکر چھانکر رکھلیں پھر زردہڑ یعنی بڑی ہڑ اور ہلدی باریک پیسکر بہت سے پانی میں ڈالکر کپڑے کو ایسی طرح رنگیں کہ دھبہ نہ پڑے پھر نچوڑ کر سایہ میں خشک کرلیں اور اس رنگ کو رہنے دیں اور آدھ پاؤ گڑ اور آدھ پاؤ خشک آملہ یعنی آنولہ ایک لوہے کی کڑاہی میں تھوڑے پانی میں ڈالکر دھوپ میں رکھدیں جب اس میں ابال اُٹھنے لگے اور سیاہ ہوجائے تو اسی مجیٹھ اور مہندی کے رنگ میں ملا کر پھر کپڑا رنگیں۔

۴۷ **فاختئی رنگ** دو عدد مازو بڑے بڑے نیمکوفتہ کر کے پانی میں ایک پہر تک رکھیں پھر پیسکر زیادہ پانی

ملا دیں اور کپڑے کو اسمیں رنگ کے خشک ہونے دیں اس پانی کو پھینک کر برتن میں نیا پانی ڈالدیں چوتھائی آنجورہ کاٹ کا اس پانی میں ملا کر پھر رنگ دیں۔

۴۸ **کاٹ بنانیکی ترکیب** پندرہ سیر پانی میں دو سیر لوہا اور تھوڑا سا آنولہ اور بڑی ہڑ ڈالکر ایک ہفتہ تک رہنے دیں بعضے سویاں پکا کر اسکا پانی بھی اسمیں ملا دیتے ہیں اور چھینپیوں کے یہاں سے بنا ہوا ملجائے تو بنانیکی ضرورت نہیں۔

۴۹ **کاہی سبز رنگ** اوّل ہلدی کو باریک پیسکر اور ہنجی کا پانی اسمیں ملا کر تھوڑی دیر کپڑے کو اس میں پڑا رہنے دیں پھر صابون کے پانی سے اسکو دھو کر ترش چھاچ میں پھٹکڑی پیسکر ملا کر اس میں کپڑے کو رنگ لیں۔

۵۰ **بادامی رنگ** اوّل ہلکا سا گیرو دے لے پھر کپڑے کو خشک کر کے تن کو ہاون دستہ میں کوٹ کر اسکے چاول یعنی بیج لے کر پانی میں دو تین جوش دے اور کسی برتن میں اوّل تھوڑا پانی لیکر اس میں آدھا رنگ ملا کر کپڑے کو غوطہ دے اگر رنگ ہلکا آوے تو آدھا رنگ جو بچا رکھا ہے وہ بھی ڈالدے۔

۵۱ **اودا رنگ پختہ** پتنگ شیریں اور تھوڑا چونہ پانی میں جوش کر کے صاف کر کے اس میں پھٹکڑی ڈالکر کپڑے کو غوطہ دیں اور بعضے بڑی ہڑ اور تھوڑا کسیس بھی پیس کر ملا دیتے ہیں۔

۵۲ **سرخ رنگ پختہ** پتنگ شیریں تین چھٹانک منگا کر اس کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کرلے اور سیر بھر پانی میں خفیف سا جوش دے کر رات بھر تر رکھ کر صبح کو پھر جوش دے جب آدھا پانی رہجاوے صاف کر کے رکھ لے پھر اتنا ہی پانی ڈال کر دوبارہ جوش دے جب آدھا پانی رہجاوے اس کو صاف کر کے علیحدہ رکھ لے پہلی بڑی ہڑ ایک تولہ پیس کر پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو غوطہ دے کر نچوڑ کر خشک کرلے پھر سفید پھٹکڑی ایکتولہ پیسکر اسکے پانی میں کپڑے کو غوطہ دے اور نچوڑ کر خشک کرلے۔ پھر پتنگ کے دوسرے جوش دیئے ہوئے پانی میں کپڑے کو رنگ کر خشک کرلے۔ پھر پہلے جوش دیئے ہوئے پانی میں ایکتولہ سفید پھٹکڑی پیسکر ہاتھ سے اتنا ہلاوے کہ اس میں جھاگ یعنی پھین اٹھ جاوے اور ایک پہر تک کپڑے کو اس میں تر رکھے اور نچوڑ کر خشک کر کے پھر بڑی ہڑ ایک تولہ پیسکر پانی میں ملا کر اسمیں کپڑے کو غوطہ دیکر تھوڑی دیر اسمیں رہنے دے پھر نچوڑ کر خشک کرے

۵۳ **پستئی رنگ** اوّل کپڑے کو ہلدی کا رنگ دے۔ پھر صابون کے پانی میں بھگو دے پھر کاغذی لیموؤں کا عرق پانی میں نچوڑ کر اس پانی میں غوطہ دے اور نچوڑ کر خشک کرلے۔

۵۴ **دوسری ترکیب** اوّل چار ماشہ نیل پانی میں پیسکر کپڑے کو اس میں رنگیں پھر پھٹکڑی پیسکر اسکے پانی میں شوب دے کر خشک کرلیں پھر چھ تولہ ہلدی پانی میں ملا کر اس میں شوب دے کر خشک کرلیں اور دوبارہ پھر پھٹکڑی کے پانی میں شوب دیں اور خشک کرلیں۔ پھر ناسپال چھ تولہ پانی میں جوش دے کر اس میں کپڑے کو شوب دیکر خشک کرلیں۔

۵۵ **فیروزئی رنگ** | اوّل پھر کے چونے میں کپڑے کو ہلکا سا رنگ دیں پھر نیلہ تھوتھا پیس کر پانی میں ملا کر رنگ تیار رکھیں اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا علیحدہ لے کر کپڑے کو رنگتے رہیں اور خشک کرتے رہیں۔ جب خواہش کے موافق رنگ چڑھ جاوے پھٹکڑی کے پانی میں شوب دے کر خشک کر لیں۔

۵۶ چھٹانک سے من تک لکھنے کا طریقہ

آدھی چھٹانک۔ ایک چھٹانک۔ آدھ پاؤ۔ پاؤ سیر۔ آدھ سیر۔ تین پاؤ۔ ایک سیر۔ دو سیر۔ ایک من۔ اور اگر تین چھٹانک لکھنا ہو تو دیکھو کہ تین چھٹانک کیا چیز ہے سو تم جانتی ہو کہ ایک آدھ پاؤ اور ایک چھٹانک ہے تو تم چھٹانک کی اور آدھ پاؤ کی نشانی ملا کر لکھدو اس طرح ؎ ۃ تین چھٹانک ہو جاویگا۔ اسیطرح اگر چھٹانک کم سیر لکھنا ہو تو دیکھو کہ چھٹانک کم سیر کس کو کہتے ہیں سو ظاہر ہے کہ اس میں ایک آدھ سیر ہے اور ایک پاؤ سیر ہے اور ایک آدھ پاؤ ہے اور ایک چھٹانک ہے اتنی چیزیں اس میں ہیں تو تم ان سب کی نشانیاں بنا کر آگے پیچھے لکھدو اس طرح ؎ ۃ بس یہ چھٹانک کم سیر ہو گیا۔ اسی طرح جو کچھ تمکو لکھنا ہو اس کو پہلے سوچ لو کہ اسمیں کیا کیا چیزیں ہیں جتنی چیزیں اسمیں معلوم ہوں سب کی نشانیاں لکھکر اخیر میں (مار) بنادو اور اتنا یاد رکھو کہ کئی نشانیاں جہاں لکھی جاوینگی بڑی نشانی پہلے لکھیں گے اور چھوٹی چھوٹی چیز کی نشانی پیچھے لکھیں گے اور سیر اگر زیادہ لکھنے ہوں تو (مار) سے پہلے اتنا ہی ہندسہ بنادو۔ اور ہندسے تمکو پہلے حصہ میں معلوم ہو چکے ہیں ان کو پھر دیکھ لو مثلاً ہم کو دو سیر لکھنا تھا تو (مار) سے پہلے دو کا ہندسہ یعنی ۲ بنا دیا جیسے تم اوپر لکھا ہوا دیکھ رہی ہو اور من سے آگے دو من کو منوان لکھتے ہیں اور اس سے آگے لکھنے کا قاعدہ آگے آتا ہے جس جگہ گز اور گرہ لکھنے کا طریقہ لکھا جاویگا وہاں دیکھ لو۔

۵۷ چھدام سے دس ہزار روپے تک لکھنے کا طریقہ

چھدام۔ دھیلہ۔ پاؤ آنہ یعنی ایک پیسہ۔ آدھ آنہ۔ پون آنہ۔ ایک آنہ۔ سوا آنہ۔ ڈیڑھ آنہ۔ پونے دو آنے۔ دو آنے۔ تین آنے۔ اسی طرح جتنے آنے لکھنے ہوں اتنا ہی ہندسہ لکھ کر اسکے آگے یہ (ر) نشانی کر دو مثلاً تم کو بارہ آنے لکھنے ہیں تو اوّل بارہ کا ہندسہ لکھو اس طرح ۱۲ پھر اس کے آگے اس طرح کا بنادو (ر) تو دونوں سے ملکر یہ شکل بنجاویگی (۱۲ر) یہ بارہ آنے ہو گئے۔ اگر تم کو دو آنے یا ڈھائی آنے یا پونے تین آنے لکھنے ہوں تو یہ سوچو کہ اس میں کے چیزیں ہیں جیسے اوپر کے بیان میں سوچا تھا مثلاً پونے تین آنے میں سوچنے سے معلوم ہوا کہ ایک دو آنے ہیں اور ایک آدھ آنہ ہے اور ایک پاؤ آنہ ہے۔ بس تم سب کی نشانیاں اس طرح لکھدو (۲ر) بس یہ پونے تین آنے ہو گئے اسی طرح جو چاہے لکھدو روپے سے کم تو اس طرح ہندسہ بنا کر لکھیں گے مثلاً پونے سولہ آنے کو اسی طرح

لکھیں گے (۱۵ر) اور جب پورا روپیہ ہو جاوے تو اور شکل شروع ہو گی اس طرح ایک روپیہ۔ دو روپے۔ تین روپے
چار روپے۔ پانچ روپے۔ چھ روپے۔ سات روپے۔ آٹھ روپے۔ نو روپے۔ دس روپے۔ گیارہ روپے
بارہ روپے۔ تیرہ روپے۔ چودہ روپے۔ پندرہ روپے۔ سولہ روپے۔ سترہ روپے۔ اٹھارہ روپے۔ انیس روپے
بیس روپے۔ تیس روپے۔ چالیس روپے۔ پچاس روپے۔ ساٹھ روپے۔ ستر روپے۔ اسی روپے۔ نوے روپے۔
سو روپے۔ اب یاد رکھو کہ اگر تم کو درمیان کی گنتی کے روپے لکھنے ہوں تو یہ سوچو کہ اس گنتی میں کیا کیا
چیزیں ہیں مثلاً ہمکو اکیس لکھنا ہے۔ تو اکیس کہتے ہیں ایک اور بیس کو۔ تو تم یوں کرو کہ ایک کے واسطے تو وہ
نشانی لکھو جو گیارہ میں دس کی رقم سے پہلے لکھی ہے یعنی (لہ) اور بیس کے واسطے بیس کی نشانی آگے لکھدو
دونوں سے ملکر یہ شکل بنجاوے گی (لہ عہ ر) یہ اکیس ہو گئے اسی طرح بائیس میں سوچنے سے دو اور بیس معلوم
ہوئے تو دو کے واسطے وہ نشانی لکھو جو بارہ کی رقم میں دس کی رقم سے نیچے لکھی ہے یعنی (ع) اور اس کے
اوپر بیس کی نشانی لکھدو دونوں سے ملکر یہ شکل ہو جاوے گی (عہ) یہ بائیس ہو گئے اسی طرح تین کیلئے وہ
رقم لکھو جو تیرہ میں دس کی رقم کے نیچے لکھی ہے یعنی (س) اور چار کیلئے چودہ والی رقم لکھو یعنی (للعہ) اور
پانچ کے لئے پندرہ والی یعنی (حہ) اور چھ کے لئے سولہ والی یعنی (ب) اور سات کے لئے سترہ والی یعنی (عہ)
اور آٹھ کے لئے اٹھارہ والی یعنی (عہ) اور نو کے لئے انیس والی یعنی (لعہ) اور ان کے اوپر بیس کی یا تیس کی
یا جونسی گنتی ہو اس کی رقم کو لکھدو مثلاً ہم کو چھپن لکھنا منظور ہے تو چھپن کو سوچو کہ کس کو کہتے ہیں چھ اور پچاس کو
کہتے ہیں۔ تو تم یوں کرو کہ سولہ کی رقم میں دیکھو کہ دس کی رقم کے نیچے کیسی نشانی بنی ہے تو وہ نشانی یہ پائی
گئی (ب) اس کو اول لکھ لو پھر دیکھو پچاس کی رقم کس طرح لکھی جاتی ہے تو اس کی یہ صورت ملی (ھ) اس
پچاس کی رقم کو اس پہلی رقم کے اوپر لکھدو یہ شکل بنجاوے گی (ھب) یہ قاعدہ ہم نے بتلا دیا ہے اب تم اس
قاعدہ کے زور سے ننانوے تک سب رقمیں سوچ سوچ کے لکھو اور استاد یا استانی کو دکھلا دو۔ دو سو روپے
تین سو روپے۔ چار سو روپے۔ پانچسو روپے۔ چھ سو روپے۔ سات سو روپے۔ آٹھ سو روپے۔ نو سو روپے۔ ایک ہزار روپے
دو ہزار روپے۔ تین ہزار روپے۔ چار ہزار روپے۔ پانچہزار روپے۔ چھ ہزار روپے۔ سات ہزار روپے۔ آٹھ ہزار روپے۔ نو ہزار
روپے۔ دس ہزار روپے۔

اور اگر روپے اتنے لکھنے ہوں کہ اس میں ہزار بھی ہے اور سو بھی ہے۔ اور اس سے کچھ کم بھی ہے تو سب کی
رقمیں آگے پیچھے اوپر نیچے لکھیں گے اس طرح کہ ہزار کی رقم پہلے لکھیں گے اسکے اوپر سو کی رقم اسکے آگے سو سے کم کی رقم مثلاً ہم
کو پانچہزار آٹھ سو ننانوے روپے لکھنے ہیں تو اس طرح لکھیں گے اور جو کچھ آنے بھی ہوں تو انکو
سب کے نیچے لکھیں گے مثلاً ان روپیوں کے ساتھ پونے چودہ آنہ بھی ہیں تو اس اوپر کی رقم کے نیچے

لکھدیں گے اور جو کوئی دھیلا چھدام بھی ہو تو ان آنوں کے بعد اس کو لکھدیں گے مثلاً اس طرح لـ۱۲/۱ دام یہ پونے چودہ آنے اور ایک دھیلا ہو گیا۔

۵۸	گز اور گرہ لکھنے کا طریقہ	

گز کو درعہ کہتے ہیں اور اسی طرح لکھتے ہیں۔ اگر ایک گز لکھنا ہو تو فقط درعہ لکھیں گے اور دو گز درعان لکھو ہیں اور تین گز یا زیادہ لکھنا ہو تو اوپر جو رقمیں روپیوں کی لکھی جا چکی ہیں وہی رقمیں لکھ کر ان کے آگے لفظ درعہ لکھدیتے ہیں مثلاً تین گز لکھنا ہو تو اسطرح لکھیں گے درعہ اور چار گز اسطرح لکھیں گے (للعہ درعہ) اسیطرح جتنا چاہو لکھتی چلی جاؤ مگر یہ یاد رکھو کہ بعضی رقموں کا جو پچھلا سرا گول مڑا ہوتا ہے وہ فقط روپیوں کے لکھنے میں ہے اور گزوں کے لکھنے میں وہ سرا نہیں موڑا جاتا مثلاً اگر دس گز لکھنا ہو تو یوں لکھیں گے (عہ درعہ) اور اگر کچھ گرہ بھی لکھنا ہو تو گز کی رقم کے نیچے اتنا ہندسہ لکھ کر گرہ کا لفظ لکھدیتے ہیں مثلاً دس گز کے ساتھ آٹھ گرہ ہوں تو یوں لکھیں گے (عہ گرہ درعہ) اسی طرح من کے لکھنے کا قاعدہ ہے مثلاً چار من کو اس طرح لکھیں گے (للعہ من) اور دس من کو اس طرح لکھیں گے عـہ اس میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ جن رقموں کا سرا گول مڑا ہوا تھا اس کو سیدھا نہیں لکھتے بلکہ اوپر کو اٹھا دیتے ہیں۔

تولہ ماشہ لکھنے کا طریقہ اس میں کوئی بکھیڑا نہیں۔ جتنے تولے ماشے ہوں اوّل ہندسہ لکھو پھر تولہ ماشہ یا رتی کا لفظ لکھدو اور جو کئی چیزیں ہوں سب لکھدو مثلاً چار تولہ اور چھ ماشہ اور تین رتی لکھنا ہو تو یوں لکھدو ۴ تولہ ۶ ماشہ ۳ رتی

۵۹	چھوٹی اور بڑی گنتی کی نشانیوں کا جوڑنا	

اس کو خوب سمجھ لینا مثلاً کئی چیزیں خریدیں کوئی روپے کو۔ کوئی آنوں کو کوئی پیسوں کو تو اب ہم کو سب کا جوڑ کر دیکھنا منظور ہے کہ سب کتنا ہوا یا گھر میں اناج کئی دفعہ آیا ہے کبھی من، کبھی سیروں کبھی آدھ سیر پاؤ سیر۔ یا سنار نے کئی چیزیں سونے کی بنائیں۔ کوئی تولوں ہے کوئی ماشوں کوئی رتیوں۔ تو اب سب سونا اسکا کتنا ہوا ان چیزوں کے جوڑنے کی حساب میں ضرورت پڑتی ہے۔ سو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اوّل سب رقمیں روپے آنے یا سب وزن سیر چھٹانک یا تولے ماشے ہر چیز کے ساتھ لکھدو۔ پھر ایک طرف دیکھتی آؤ کہ سب میں چھوٹی رقم یا سب میں چھوٹا وزن کہاں کہاں ہے ان سب کو اپنے جی میں جوڑتی جاؤ پھر جوڑ کر یہ دیکھو کہ اس سے بڑی رقم یا اس سے بڑا جو وزن ہے یا چھوٹی رقمیں اور وزن ملکر اس بڑی رقم یا اس سے بڑا جو وزن ہے یا چھوٹی رقمیں اور وزن ملکر اس بڑی رقم یا بڑے وزن کی گنتی میں پوری پوری چلی گئی یا نہیں اگر چلی گئی تو اس کو پھر

اس سے بڑی رقم یا وزن سے جوڑ دو اور اگر نہیں گئی تو جتنی اس میں بڑے وزن سے کسر رہی ہے اس کسر کو لکھ لو اور جتنا بڑے وزن کی گنتی میں پورا ہو گیا اس کو پھر بڑی رقم یا بڑے وزن کے ساتھ ملا کر اسی طرح جوڑ دو پھر ان سب کو جوڑ کر دیکھو کہ یہ اپنے سے بڑی رقم یا بڑے وزن میں پورا گنتی میں آ گیا یا نہیں اگر پورا گنتی میں آ گیا تو پہلے کی طرح اس کو پھر بڑی رقم یا وزن سے جوڑ لو اور اگر نہیں آیا تو اس کسر کو پہلے لکھے ہوئے کے ساتھ لکھ دو اور جتنا بچا اس کو پھر اس سے بڑی رقم یا وزن سے جوڑ لو اسی طرح اخیر تک حساب ختم کر دو اور لکھ دو اور سب سے اخیر لکھا ہوا ہو گا وہ سارا ملکر جتنا ہوا اس کو میزان کہتے ہیں۔

مثال رقموں کے جوڑنے کی ململ عہ۔ لٹھا ۸۔ شال باف ۱۲۔ چین مر بٹن۔ اب ان کا جوڑنا چاہا سب سے چھوٹی رقم ۔ر کی ہے اور یہ دو جگہ آئی ہے۔ دونوں جگہ جوڑا تو ۔ر ہو گیا پھر ۔ بھی اس میں دو جگہ ہیں اس ۔ر کو ان دونوں کے ساتھ جوڑا ڈیڑھ آنہ ہو گیا۔ تو اس کا ایک آنہ تو اور آنوں کی گنتی میں جا سکتا ہے کسر رہی ۔ر کی تو اس کو پہلے لکھ دیا اس طرح ۔ر وہ جو آنہ حاصل ہوا تھا اس کو اور آنوں کے ساتھ جوڑا تو آنے دو جگہ ہیں ایک جگہ ۸ر اور ایک جگہ ۱۲ر اس ایک آنے کو ان کے ساتھ ملا کر جوڑا تو ایک آنہ اور آٹھ آنے نو آنے ہوئے اور نو آنے اور بارہ آنے، اکیس آنے ہوئے اکیس آنوں میں ایک روپیہ اور پانچ آنے ہیں تو پانچ آنے کو تو اس دو پیسہ کے ساتھ لکھ دیا اس طرح (۵ر) آگے ایک روپیہ رہا اب دیکھا ان رقموں میں بھی ایک روپیہ ایک جگہ ہے اس روپے کو اس روپے کے ساتھ جوڑ لیا تو دو روپے ہوئے ان دو روپے کی رقم کو اس ۵ر کے ساتھ لکھ دیا اس طرح عہ۵ر وہ سب دام ملکر اتنے ہوئے تو یوں کہیں گے کہ سب کپڑوں کی قیمت کی میزان عہ۵ر ہوئے اور حساب کے ختم پر لفظ میزان لکھکر اس رقم کو لکھا بھی کرتے ہیں اسطرح میزان عہ۵ر اسی طرح اور وزنوں کو سوچ سمجھ کر لکھو اور لکھ کر استاد کو دکھلا دو۔

۶۱	روزمرہ کی آمدنی اور خرچ لکھنے کا طریقہ	

اس کو سیاق کہتے ہیں اور بڑے کام کی چیز ہے کیونکہ زبانی یاد رکھنے میں ایک تو بھول ہو جاتی ہے پھر کبھی خاوند اعتبار نہیں کرتا کبھی سوچ سوچ کر بتلانے سے خواہ مخواہ شبہ ہوتا ہے کبھی یاد نہ آنے سے یا تو جھوٹ بولنا پڑتا ہے یا نہ بتلایا تو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اور اس سے نوکروں چاکروں پر بھی دباؤ رہتا ہے وہ کچھ لیکر مکر نہیں کر سکتے۔ یہ معلوم ہوتا رہتا ہے کہ گھی فلانے دن آیا تھا اور چھٹانک روز کا خرچ ہے تو سیر بھر گھی سولہ دن ہونا چاہئے تھا آٹھ دن میں کیوں ختم ہو گیا۔ ماما یہ نہیں کہہ سکتی کہ بیوی تم کو یاد نہیں رہا سولہ روز ہوئے جب آیا تھا تم کو ہمیشہ اپنے ذمے لازم سمجھنا چاہئے کہ جو رقم تم اس کو بھی لکھ لیا کرو اور

اور جہاں خرچ ہو اس کو بھی ساتھ ساتھ لکھ لیا کرو۔ دوسرے وقت کے بھروسے نہ رہا کرو اس میں اکثر بھول چوک ہو جاتی ہے لکھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ کسی پر بدگمانی نہیں ہوتی مثلاً تمہارے پاس دس روپے تھے تم نے چھ اٹھائے مگر یاد رہے پانچ اب چار ہی روپے رہ گئے اور تمہاری یاد سے پانچ ہی ہیں ایک روپیہ کہیں دے کر بھول گئیں اور سب پر چوری لگاتی پھرتی ہیں کہ فلانی نے اٹھالیا ہوگا تم کوئی چیز بے لکھے مت رہنے دیا کرو۔ کپڑے دو تو لکھ کر۔ قلعی کو برتن دو تو لکھ کر کسی کو مزدوری دو تو لکھکر کوئی چیز منگاؤ تو لکھکر۔ اور جو تم کو ملے اس کو بھی لکھ لو اب ہم تم کو آمدنی اور خرچ لکھنے کا قاعدہ بتلاتے ہیں ایک ایک ہفتہ کا حساب بنالیا کرو چاہے ایک ایک مہینے کا یہ تم کو اختیار ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ مثلاً تم کو ایک ایک مہینہ کا حساب رکھنا منظور ہے اور رمضان سے شروع کرنا ہے تو ایک کتاب بڑے بڑے ورقوں کی بنالو اور جس ورق سے لکھتا ہو اس کے شروع پر اوّل یہ عبارت لکھو:۔

(حساب آمد و خرچ بابتہ ماہ رمضان) پھر اس عبارت کے نیچے لفظ جمع کو لکیر کی طرح یوں لکھو۔

جمع ______________________________

پھر اس کے نیچے دو لکیریں کھینچکر ایک لکیر کے سرے پر لفظ بقایا اور دوسری لکیر کے سری پر لفظ حال لکھو اسطرح

بقایا ______________________________

حال ______________________________

اور بقایا کی لکیر کے نیچے جو روپیہ تمہارے پاس پہلے بچا ہو وہ لکھ دو اور حال کی لکیر کے نیچے ذرا زیادہ سی جگہ چھوڑے رکھو اور رمضان میں جو آمدنی ہوتی رہے تو تاریخوار لکھتی رہو اسطرح۔

بقایا ______________________________

عہ ر

حال ______________________________

یکم رمضان از منشی صاحب عہ ر۔ ۶ ر فروخت غلہ عہ ۱۰ ر وصول۔ قرضہ از بھابی صاحبہ للعہ ر

اب اس کے بہت نیچے لفظ وجوہ ایک لکیر کی شکل میں لکھو اس طرح۔

وجوہ ______________________________

اور اس کے بعد ذرا سی جگہ چھوڑ کر جہاں کہیں اُٹھے اس کو تاریخوار روز کے روز لکھتی رہو اس طرح یکم رمضان چاول ۱۲ ر گھی ۲ ر شکر سفید " دودھ والا ۳ ر گرم مصالحہ ۴ ر مسجد میں تیل ۵ ر طالب علموں کو افطاری وسحری کیلئے للعہ ر اسی طرح مہینہ بھر تک لکھتی رہو جب مہینہ ختم ہو جاوے خرچ کی ساری رقموں کو اوپر کے طریقہ کے موافق جوڑ کر سب کی میزان اس وجوہ کی لکیر کے نیچے لکھ دو۔ مثلاً ان رقموں کو جوڑا تو عہ ۲ ر ہوئے ان کو اس لکیر کے نیچے

اس ۱۲ ر تک لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ بارہ آنے خرچ ہوئے۔ (حاشیہ: اس رقم کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بھی دو تاریخ کا حساب لکھیں اس کا پیٹ رسالہ لکھی گئی ہے ۱۲)

اس طرح لکھو۔

وجوہ

پھر یوں کرو کہ حال کی لکیر کے نیچے جتنی رقمیں ہیں ان سب کو جوڑ کر اس حال کی لکیر کے نیچے لکھدو مثلاً اس جگہ کی رقموں کو جو جوڑا تو للعہ ہوئے اس کو اس کے نیچے اسطرح لکھدیا

حال

پھر یوں کرو کہ اس حال کی جوڑی ہوئی رقم کو بقایا کی لکیر کی رقم کے ساتھ جوڑ کر جمع کی لکیر کے نیچے لکھدو مثلاً اس للعہ کے ساتھ عہ کو جوڑا للعہ ہوئے اس کو اس طرح لکھا۔

جمع

اب اس رقم کو وجوہ کی رقم سے دیکھ لو کہ دونوں برابر ہیں یا جمع کی رقم زیادہ ہے اور وجوہ کی رقم کم ہے یا جمع کی رقم کم ہے اور وجوہ کی زیادہ اگر دونوں برابر ہوں تو حساب جہاں لکھا ہوا ختم ہے اس جگہ لفظ تتمہ کو لکیر کی صورت میں لکھدو اس طرح۔

تتمہ

اور اس کے نیچے بالخیر کا لفظ لکھدو۔ مطلب یہ کہ کچھ نہیں بچا اور اگر جمع کی رقم بڑی ہے اور وجوہ کی رقم کم ہے تو معلوم ہوا کہ کچھ روپیہ بچا ہے تو اس تتمہ کی لکیر کے نیچے وہ بچی ہوئی رقم لکھدو مثلاً اوپر کی مثال میں جمع کی رقم للعہ تھی اور وجوہ کی رقم عہ تھی تو عہ بچے اس کو اس لکیر کے نیچے اس طرح لکھو تتمہ عہ اور اگر جمع کی رقم کم ہو اور وجوہ کی رقم زیادہ ہو تو بجائے تتمہ کے لفظ فاضل لکھ کر جتنی رقم زیادہ ہو وہ اس لفظ کے نیچے لکھدو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مہینہ میں اسقدر خرچ آمدنی سے زیادہ ہوا ہے۔ ہم اس مثال کی الگ الگ بتلائی باتوں کو اکٹھا لکھ کر بتلائے دیتے ہیں۔

جمع
للعہ

بقایا
عہ

حال
للعہ

یکم رمضان از منشی صاحب ۔ ۶ر فروخت غلہ ۔ ۱۰ر وصول از بھابی صاحبہ عہ عہ

یکم رمضان چاول ۔ گھی ۲ر شکر سفید ۔ دودھ والا ۳ گرم مصالحہ ۴ر مسجد میں تیل ۔ ۵ر طالب علموں کو افطاری
للعہ ۔ عہ ۔ عہ ۔ عہ ۔ ۴ر ۔ ۸ر

وسحری کے لئے۔ تتمہ

اب اتنی بات کام کی اور یاد رکھو کہ جب تتمہ کی رقم لکھ چکو تو اس رقم کو اور وجوہ کی رقم کو جوڑ کر دیکھو کہ کتنی ہوگئی اگر جمع کی رقم کی برابر ہو تو حساب صحیح ہے اور اگر کم زیادہ ہو جاوے تو تتمہ کی رقم غلط لکھی گئی پھر سوچ لو کہ کتنا روپیہ خرچ سے بچا ہے اور سوچ کر صحیح لکھو اور پھر اسی طرح تتمہ کی رقم اور وجوہ کی رقم کو جوڑ کر دیکھلو کہ اب بھی جمع کی رقم برابر ہوئی یا نہیں جب برابر آجاوے تو حساب کو صحیح سمجھو اوپر کی مثال میں وعہ کو جوڑ کر دیکھا تو للعہ ہوئے معلوم ہوا حساب صحیح ہے خوب سمجھ لو۔ اور اگر کچھ فاضل ہو تو اس فاضل کی رقم کو جمع کی رقم کے ساتھ جوڑ کر دیکھو اگر وجوہ کی رقم کے برابر ہو جائے تو فاضل صحیح ہے ورنہ پھر سوچو۔

۶۲ تھوڑے سے گروں کا بیان

حساب کے چھوٹے چھوٹے قاعدوں کو گر کہتے ہیں۔ ان سے آسانی کے ساتھ زبانی حساب لگ جاتا ہے تھوڑے سے گر لکھے دیتے ہیں جن کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ پہلا گر۔ ایک من چیز جتنے روپیوں کی ہوگی اتنے آنوں کی ڈھائی سیر ہوگی۔ مثلاً ایک من چاول آٹھ روپے کے ہوئے تو آٹھ آنے کے ڈھائی سیر ہوئے۔ دوسرا گر۔ ایک روپے کی جے سیر چیز آوے گی چالیس روپے کی اتنے من آوے گی مثلاً ایک روپے کا ڈیڑھ سیر گھی ہوا تو چالیس روپے کا ڈیڑھ من ہوگا تیسرا گر۔ ایک روپے کی جے سیر چیز آوے گی ایک آنے کی اتنی چھٹانک ہوگی۔ مثلاً ایک روپے کے بیس سیر گیہوں آئے تو ایک آنے کے بیس چھٹانک آدیں گے یعنی سوا سیر چوتھا گر۔ ایک روپے کی جے دھڑی یعنی جے پنسیری کوئی چیز آوے گی تو آٹھ روپے کی اتنے من ہوگی مثلاً ایک روپے کے چار پنسیری گیہوں آئے تو آٹھ روپے کے چار من آویں گے پانچواں گر۔ ایک روپے کا جے گز کپڑا ہوگا ایک آنے کا اتنی گرہ ہوگا مثلاً ایک روپے کا چار گز لٹھا ہوا تو ایک آنہ کا چار گرہ ہوگا یہ حساب کی تھوڑی سی باتیں لکھدی ہیں جو عورتوں کے لئے بہت ہیں زیادہ کی ضرورت پڑے تو کسی سے سیکھ لو وہ لکھنے سے سمجھ میں نہ آتیں۔

۶۳ بعضے لفظوں کے معنے جو ہر وقت بولے جاتے ہیں

مہینوں کے عربی اور اردو نام

جمادی الاخری ۶	جمادی الاولیٰ ۵	ربیع الثانی ۴	ربیع الاول ۳	صفر ۲	محرم ۱
خواجہ جی	شاہ مدار	میرانجی	بارہ وفات	تیرہ تیزی	دہا

ع۵ اور اٹھ آنے کی پنسیروں کے ڈھائی پاؤ جیسے مثال بالا میں آٹھ پیسے کی ڈھائی پاؤ چاول ہوئے ۱۲۰

رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذیقعدہ	ذی الحجہ
مریم روزہ	شب برات	رمضان	عید	خالی	بقر عید

۶۴ ہندی مہینے اور موسم اور فصلیں

پھاگن۔ چیت۔ بیساکھ۔ جیٹھ۔ یہ چار مہینے گرمی کے کہلاتے ہیں۔ اور اساڑھ ساون۔ بھادوں۔ کنوار جسکو اسوج بھی کہتے ہیں یہ چار مہینے برسات کے ہیں اور کاتک۔ اگھن جس کو منگسر بھی کہتے ہیں پوس جسکو پوہ بھی کہتے ہیں ماگھ جس کو ماہ بھی کہتے ہیں یہ چار مہینے جاڑے کے ہیں اور ان میں جو بارش ہوتی ہے اسکو مہاوٹ کہتے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ تیسرے برس ان مہینوں میں ایک مہینہ دو دفعہ آتا ہے اس کو لوند کا مہینہ کہتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ مہینے چاند رات سے شروع نہیں ہوتے بلکہ چاند کے پورے ہونے سے یعنی چودھویں رات سے شروع ہوتے ہیں اور جس فصل میں گیہوں چنا پیدا ہوتا ہے وہ ربیع اور اساڑھی کہلاتی ہے اور جس موسم میں چانول اور ننھا اناج پیدا ہوتا ہے وہ خریف اور ساونی کہلاتی ہے۔

۶۵ رخوں کے نام

جس طرف سے سورج نکلتا ہے وہ مشرق کہلاتا ہے اور اس کو پورب بھی کہتے ہیں اور جدھر سورج چھپتا ہے وہ مغرب کہلاتا ہے اور پچھم اور پچھاں بھی کہتے ہیں اور جو مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو تو تمہارے داہنے کا رخ جنوب اور دکھن کہلاتا ہے اور بائیں ہاتھ کا رخ شمال اور اترا اور پہاڑ کہلاتا ہے اور قطب تارہ ادھر ہی دکھلائی دیتا ہے۔

۶۶ بعض غلط لفظوں کی درستی

ہم اوپر غلط لفظ لکھیں گے اور انکے نیچے صحیح لفظ لکھیں گے بولنے میں انکا خوب خیال رکھو کیونکہ غلط بولنا بھی ایک عیب ہے۔

غلط	نخالص	نامکروہ	منجش	نامحروم	مہجت	چکو	چدر	امام جستہ
صحیح	خالص	مکروہ	منضج	محروم	مسجد	چاقو	چادر	ہاون دستہ

غلط	نخسہ	رداب	تان تشنہ	لغام	جلدان	داوائت	دیوال	نپاک
صحیح	نسخہ	رعب	طعن و تشنیع	لگام	جزدان	دوات	دیوار	ناپاک
غلط	تاڑی بجانا	پھاٹ کر روتا	جھنگ یعنی بہلی کا گھنٹہ	طوفان	نویل یعنی شادی کی خبر		مین میخ یعنی جھگڑا فساد	
صحیح	تالی بجانا	پھوٹ کر رونا	زنگ۱ے	طوفان	نوید		مین میکھ	

۶۷ ڈاک۲ے خانے کے کچھ قاعدے

لکھے پڑھے آدمیوں کو ان سے کام پڑتا ہے خط کا قاعدہ (۱) تین پیسے کو جو پوسٹ کارڈ ملتا ہے اگر وہ بھیجنا ہو تو پتہ کی طرف دائیں آدھے حصے میں صرف جس کے پاس جاتا ہے اس کا نام اور پتہ لکھو بعضے لکھدیتے ہیں جواب طلب ضروری یا بسم اللہ یا اس کے حروف یا انشاء اللہ و بعونہ وغیرہ یا اور کچھ لکھدیتے ہیں اس سے وہ بیرنگ ہو جاتا ہے یعنی جس کے پاس جاتا ہے اس کو بیرنگ کا ڈیڑھ آنہ دینا پڑتا ہے اور باقی نصف حصہ میں جو چاہو سو لکھو اسی حصہ میں اپنا نام و پتہ و تاریخ لکھدو (۲) پانے والے کا پتہ صاف اور پورا لکھنا چاہئے اگر چھوٹے قصبہ میں بھیجنا ہے تو ضلع کا نام بھی ضرور لکھدو۔ اور اگر بڑے شہر میں بھیجنا ہے تو محلہ کا نام اور مکان کا نمبر بھی لکھدو (۳) اگر دو آنہ والا لفافہ بھیجتی ہو تو اس میں اس قسم کی باتیں جو قاعدہ نمبر (۱) میں بیان ہوئیں لکھنے کا ڈر نہیں مگر ساری جگہ مت چیت دو ورنہ ڈاک خانہ والوں کو انگریزی لکھنا پڑتی ہے وہ کہاں لکھیں گے البتہ لفافہ کی پشت پر بھی اپنا مضمون لکھ سکتی ہو (۴) اگر پوسٹ کارڈ کی برابر لمبا چوڑا موٹا و چکنا کاغذ کا ٹکڑا اس پر تین پیسہ کا ٹکٹ لگاؤ وہ بھی پوسٹ کارڈ ہو جاتا ہے اور اگر اس پر ٹکٹ بالکل نہ لگاؤ یا پورا نہ لگاؤ تو دونوں صورتوں میں اس کو ڈاک خانے والے پانیوالے کے پاس نہیں بھیجیں گے بلکہ لاوارثی خطوں کے دفتر میں بھیجدینگے اور اس دفتر والے اس کو پھاڑ کر پھینکدیں گے۔ اور اگر پوسٹ کارڈ سے زیادہ یا کم لمبا چوڑا موٹا و چکنا کاغذ ہوگا تو وہ کارڈ بیرنگ کر دیا جائیگا اس کو پرائیویٹ پوسٹ کارڈ کہتے ہیں۔ ایسے کارڈ پر بھی پتہ کی طرف نصف بائیں حصہ میں خط کا مضمون لکھ سکتی ہو مگر اس کا خیال رہے کہ نصف دایاں حصہ پتہ لکھنے اور ڈاک خانہ کی مہر وغیرہ کے لئے چھوٹا رہے اور اگر دائیں حصہ میں خط کا مطلب اور بائیں حصہ میں پتہ لکھو گی تو وہ بیرنگ ہو جاویگا اور اگر سادے لفافہ پر دو آنے کا ٹکٹ لگادو تو وہ بھی دو آنہ والا لفافہ ہو جاتا ہے اور اگر اس پر ٹکٹ نہ لگاؤ تو چار آنہ کا بیرنگ ہو جاتا ہے مگر لفافہ کو گوند وغیرہ سے چپکادو اگر نہ چپکاؤ گی تو ڈاک خانے والے اس کو لاوارثی خطوط کے دفتر میں بھیجدیں گے۔ اگر ٹکٹ نہ ہو تو پوسٹ کارڈ کی تصویر تین پیسے کے ٹکٹ کی جگہ اور سرکاری لفافہ کی

تصویر دار دو آنہ کے ٹکٹ کی جگہ مت لگاؤ اور اگر لگا دو گی تو وہ لفافہ بیرنگ ہو جاوے گا پہلے اسکی اجازت ہو گئی تھی
اب ممانعت ہے (۵) کارڈ یا لفافہ کو ایسی طرح مت دھوؤ کہ ٹکٹ میلا ہو جائے اور بہت ملا ہوا ٹکٹ بھی مت
لگاؤ جس سے شبہ ہو اور ٹکٹ پر اپنا نام نہ لکھو نہ کسی طرح کی لکیر کھینچو ٹکٹ کو بالکل سادہ رہنے دو نہیں تو ٹکٹ
بیکار ہو کر خط بیرنگ ہو جاویگا۔ استعمال شدہ ٹکٹ بھی خطوں پر کبھی مت لگاؤ کیونکہ اس حالت میں بھی خط بیرنگ
ہوتا ہے اور اگر استعمال شدہ ٹکٹ پر سے سابق نشانات دور کرنے کی کوشش کی گئی ہو تو وہ جرم ہو جاتا ہے اور
ایسے ٹکٹ استعمال کرنیسے خط بھیجنے والے پر مقدمہ قائم ہو جاتا ہے اور بسا اوقات سزا ہو جاتی ہے۔ (۶)
بعضے آدمی ایک کارڈ کے ساتھ دوسرا کارڈ سی کر بھیجتے ہیں اس سے وہ بیرنگ ہو جاتا ہے اگر جواب کیلئے
کارڈ بھیجنا ہو تو ڈیڑھ آنہ کو جڑا ہوا کارڈ آتا ہے وہ منگالیا کرو (۷) لفافہ میں خط رکھ کر ایک چھوٹی سی ترازو
جسے ترزی کہتے ہیں بنالو اس میں رکھکر دوسری طرف ایک تولہ یا ایک روپیہ انگریزی رکھ کر تول لیا کرو
اگر ایک تولہ سے زائد نہ ہو تو دو آنہ کے ٹکٹ میں جاسکتا ہے اور اگر ایک تولہ سے بڑھ گیا تو دو تولہ تک
ایک آنہ کا ٹکٹ اور لگاؤ خلاصہ یہ کہ ہر زائد تولہ یا اس کے جزو پر ایک آنہ لگے گا اور اگر بے ٹکٹ بھیجو گی تو بیرنگ
ہو جاوے گا اور حساب سے جتنے ٹکٹ یہاں لگتے اس سے دونے دام اس کو دینے پڑینگے جس کے پاس یہ خط
جاوے گا اگر پانیوالا بیرنگ خط لینے سے انکار کرے تو وہ خط تمکو واپس کر دیا جاویگا اور تم کو ہی اس بیرنگ
کا محصول دینا ہوگا اور اگر تم بھی خط لینے سے انکار کرو گی تو تمہارے تمام خطوط سوائے سرکاری خطوط کے
ڈاکخانہ کے قاعدے کے مطابق ڈاکخانہ ہی میں روک لئے جاویں گے اور جب تک تم محصول نہ دو گی اسوقت
تک تم کو تقسیم نہیں کئے جائیں گے۔ (۸) ایک لفافہ میں کئی خط مختلف یعنی ایک سے زیادہ اشخاص کے نام اپنا
بنا کر مت رکھو چونکہ یہ ڈاکخانہ کے قاعدہ کے خلاف ہے اس لئے یہ شرع سے بھی منع ہے البتہ اس شخص کے
خط میں دوسرے کو بھی دو چار سطریں لکھدیں یا اس ہی شخص کے نام ایک سے زیادہ خط لکھدیں تو کچھ ڈر نہیں
(۹) خط یا پولندے پر جتنے کے ٹکٹ لگانے چاہئیں اگر اس سے کم کے لگے ہیں تو جتنے کی کمی ہے اس کا دوگنا
اس شخص سے لیا جاویگا جس کے پاس وہ بھیجا گیا ہے۔

پولندے کا قاعدہ (۱) کوئی کتاب یا اخبار یا اشتہار یا ایسے کاغذات جن کا مضمون خط کے طور پر نہ ہو اگر
ایسے طور سے کاغذ میں لپیٹ کر بند کر دو کہ ڈاکخانہ والے بسہولت کھول کر بند کر سکیں اس کو پولندہ یا پیکٹ
کہتے ہیں اس کا محصول پہلے پانچ تولہ پر تین پیسے پھر ہر اڑھائی تولہ یا اس کے جزو پر ایک پیسہ کا ٹکٹ
بڑھاتی جاؤ (۲) پولندے میں خط رکھنے کی ممانعت ہے (۳) پولندے میں نوٹ ہنڈی اسٹامپ۔ چک۔ بل
یا بینک کا نوٹ یا دیگر کاغذات جن سے روپیہ ملسکتا ہو بھیجنا منع ہے (۴) پولندہ دو فٹ لمبا۔ ایک فٹ چوڑا اور ایک

پولندے کا قاعدہ

فٹ اونچے سے زائد نہ ہونا چاہئے اور اگر پولندہ گول بنا جاوے تو تیس انچ طول اور چار انچ قطر سے زائد نہ ہو (۵) اگر یہاں ٹکٹ نہ لگاؤ گی تو بیرنگ ہو جاویگا اور جتنے کے ٹکٹ یہاں حساب سے لگتے اس سے دونا محصول وہاں اس کو دینا پڑیگا جس کے نام جاتا ہے اور اگر وہ نہ لے تو اس بھیجنے والے سے وہی دونا محصول لیا جاوے گا۔

رجسٹری کا قاعدہ۔ اگر خط یا پولندہ یا پارسل کی زیادہ حفاظت چاہو تو اس کی رجسٹری کر دو یعنی جتنے ٹکٹ محصول کے حساب سے لگائے ہیں چار آنے کے لگاؤ اور لیجانے والا ڈاک منشی سے کہے کہ اسکی رجسٹری ہوگی وہاں ایک رسید ملیگی اس کو حفاظت سے رکھو (۲) اور اگر تم یوں چاہو کہ جس کے نام ہم بھیجتے ہیں اسکے ہاتھ کی دستخطی رسید بھی آجاوے تاکہ وہ انکار نہ کر سکے کہ ہمارے پاس خط یا پارسل وغیرہ نہیں پہنچا تو ایک آنہ کا ٹکٹ اور لگاؤ اور ڈاکخانہ سے ایک چھوٹا سا فارم لے کر اس پر ایک طرف اپنا اور دوسری طرف جس کے پاس بھیجے ہو اس کا پتہ تحریر کر دو اور اس فارم کا ایک کونا لفافہ، کارڈ، یا پیکٹ کے ساتھ چپکا دو یا سی دو۔ اور ڈاک منشی سے یہ کہا جائے کہ یہ جوابی رجسٹری ہوگی وہاں سے ایک رسید تو معمولی ملے گی اور جب وہ چیز وہاں پہنچے گی ڈاک والے اسی فارم پر اس شخص کے دستخط کرا کر وہ فارم تمہارے پاس پہنچا دینگے (۳) اگر کسی خط میں چک۔ بل۔ ہنڈی ٹکٹ یا اسٹامپ ہو اس کی رجسٹری حفاظت کی وجہ سے کرانی ضروری ہے بلا رجسٹری ضائع ہونے پر ڈاکخانہ ذمہ دار نہیں۔ رجسٹری خط کے بائیں طرف نیچے کے کونے کے قریب اپنا نام اور پورا پتہ بھی لکھ دو تاکہ اس کے مکتوب الیہ کو تقسیم نہ ہونے کی صورت میں اس کو بھیجنے والے کو بغیر کھولے ہوئے بلا تاخیر واپس کر دیا جا سکے۔

بیمہ کا قاعدہ۔ اگر تم کو کوئی قیمتی چیز بھیجنی ہو مثلاً نوٹ۔ سونا۔ چاندی وغیرہ تو اس کا بیمہ کرا دو۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کا بیمہ کرانا ہو اس پر ایک ایک انچ کے فاصلہ پر عمدہ قسم کی لاکھ کی مہر کر دو۔ مہر پر کسی شخص کا نام کھدا ہوا ہونا چاہئے پھول یا سکہ یا بٹن کی مہر نہیں کرنا چاہئے اور اس پر پانیوالے کا اور اپنا پتہ صاف تحریر کرنا چاہئے اور بیمہ کی قیمت لکھنا چاہئے مثلاً بیمہ مبلغ دو سو روپے وغیرہ بیمہ کی قیمت لفظوں اور ہندسوں (دونوں) میں لکھنا چاہئے۔ (۲) اگر سو روپے یا سو روپے سے کم کا بیمہ ہے تو محصول خط اور فیس رجسٹری کے علاوہ چار آنے ذمہ داری کے اور لینگے اور اگر سو روپے سے زائد کا ہے تو دو سو تک ۵۔۔ ۔/ اور تین سو تک آٹھ آنے اور پھر ہر سو روپے پر دو آنے بڑھتے جاویں گے ایک ہزار تک ایک ہزار سے زائد پر تین ہزار تک ہر سو روپے پر ایک آنہ بڑھتا جائیگا ڈاک خانہ سے تم کو ایک رسید ملے گی اس کو حفاظت سے رکھو (۳) تین ہزار روپے سے زیادہ کا ایک بیمہ نہیں جا سکتا ہے (۴) اگر لفافہ کے اندر نوٹ ہوں تو اس کا بیمہ کرانا ضروری ہے (۵) بیمہ کے واسطے ڈاکخانے سے رجسٹری کا لفافہ منگا لینا زیادہ اچھا ہے اس لفافہ کے اندر کپڑا ہوتا ہے اسکی قیمت پانچ آنے اوسط درجہ والے کی ہوتی ہے اس میں بہت احتیاط سے نوٹ وغیرہ جا سکتے ہیں اگر

رجسٹری کا قاعدہ

بیمہ کا قاعدہ

لفافہ پر پھر رجسٹری کے محصول کی ضرورت نہیں اگر لفافہ کا وزن ایک تولہ یا ایک تولہ سے کم ہو تو بغیر مزید ٹکٹ لگائے رجسٹری ہو سکتا ہے اور اگر ایک تولہ سے زائد ہے تو محصول کا وہی حساب ہے جو لفافہ کے محصول میں بیان ہوا ہے (۶) سکہ۔ سونا۔ چاندی۔ بیش بہا پتھر جواہرات نوٹ یا اس کا کوئی حصہ یا سونے چاندی کی بنی ہوئی چیزیں صرف بذریعہ بیمہ ہی جا سکتی ہیں۔ اگر بغیر بیمہ بھیجی جاویں گی تو ڈاکخانہ والوں کو اگر علم ہو گیا تو پانیوالے کے پاس بھیجدیگا۔ مگر اس سے ایک روپیہ جرمانہ لیگا۔ (۷) اگر پانیوالا انکار کر دیگا واپس آئے گا اور فرستندہ سے ایک روپیہ جرمانہ لیا جاوے گا۔

پارسل کا قاعدہ (۱) کوئی زیور یا روپیہ یا دوا یا عطر یا کپڑا وغیرہ اور ایسی ہی کوئی اور چیز کسی ڈبہ یا کسی بکس وغیرہ میں بند کر کے اور اوپر کپڑا لپیٹ کے چاروں طرف سے سی دیا جاوے اس کو پارسل کہتے ہیں اسکا محصول اس طرح ہے۔

۱۷			نقشہ محصول پارسل				جنوری ۱۹۵۰ء		
وزن پارسل	محصول	وزن پارسل	محصول	وزن پارسل	محصول	وزن پارسل	محصول	وزن پارسل	محصول
آدھ سیر تک ۴۰ تولہ	۶/	تین سیر تک ۲۴۰ تولہ	۴/عہ	ساڑھے پانچ سیر تک ۴۴۰ تولہ	۲/للعہ	آٹھ سیر تک ۶۴۰ تولہ	سے	ساڑھے دس سیر تک ۸۴۰ تولہ	۱۴/معہ
ایک سیر ۸۰ تولہ	۱۲/	ساڑھے تین سیر ۲۸۰ تولہ	۱۰/عہ	چھ سیر ۴۸۰ تولہ	۸/للعہ	ساڑھے آٹھ سیر ۶۸۰ تولہ	۶/سے	گیارہ سیر ۸۸۰ تولہ	۴/ہے
ڈیڑھ سیر ۱۲۰ تولہ	۲/عہ	چار سیر ۳۲۰ تولہ	سے/	ساڑھے چھ سیر ۵۲۰ تولہ	۱۴/للعہ	نو سیر ۷۲۰ تولہ	۱۲/سے	ساڑھے گیارہ سیر ۹۲۰ تولہ	۱۰/ہے
دو سیر ۱۶۰ تولہ	۸/عہ	ساڑھے چار سیر ۳۶۰ تولہ	۶/ہے	سات سیر ۵۶۰ تولہ	۴/صہ	ساڑھے نو سیر ۷۶۰ تولہ	۲/معہ	بارہ سیر ۹۶۰ تولہ	لعہ/
اڑھائی سیر ۲۰۰ تولہ	۱۴/عہ	پانچ سیر ۴۰۰ تولہ	۱۲/ہے	ساڑھے سات سیر ۶۰۰ تولہ	۱۰/صہ	دس سیر ۸۰۰ تولہ	۸/معہ	ساڑھے بارہ سیر ۱۰۰۰ تولہ	۶/لعہ

(۲) ساڑھے بارہ سیر یعنی ایکہزار تولہ سے زیادہ وزنی پارسل ڈاکخانہ سے نہیں جا سکتا ہے (۳) پارسل کے اندر ایک خط رکھنے کی اجازت ہے مگر وہ خط اسی شخص کے نام ہو جس کے نام پارسل ہے (۴) پارسل کی ہر سیون پر گرم لاکھ لگا کر مہر کر دو اس سے حفاظت ہو جاوے گی (۵) اتنا چھوٹا پارسل مت بناؤ جس میں ڈاکخانہ کی مہر کی جگہ نہ رہے (۶) پارسل بیرنگ نہیں جاتا ہے (۷) اگر اس میں قیمتی چیز ہو تو رجسٹری کرا دو اس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۷۲　نیچے لکھی ہوئی صورتوں میں رجسٹری کرانا ضروری ہے

(۱) اگر کسی خط یا پارسل کا بیمہ کرایا جاوے (۲) اگر کوئی پارسل سیلون یا ملک سنگاپور کو بھیجنا ہو (۳) اگر پارسل ایسی جگہ بھیجنا ہو جس کے واسطے (کسٹم ڈکلریشن) یعنی تمام اشیاء کی فہرست مع قیمت کے لکھنی پڑتی ہو (۴) اگر کسی پارسل یا پولندہ کو وی پی کرنا ہو یا پارسل کا وزن ساڑھے پانچ سیر یعنی ۴۴۰ تولہ سے زیادہ ہو۔ (نوٹ ڈاکخانہ کا سیر اسی روپے بھر ہوتا ہے اور پونڈ انتالیس تولہ کا)۔

وی پی کا قاعدہ۔ اگر تم کسی کے پاس کتاب یا کوئی چیز بھیجکر اس کی قیمت منگاؤ تو پارسل یا پیکٹ یا خط پر پانیوالے کا پتہ لکھ کر اس کی قیمت اس طرح لکھدو مثلاً وی پی قیمتی مبلغ (صہ ر) پانچ روپے اور اس کے ساتھ ہی ایک منی آرڈر وی پی کا بھر کر بھیجدو اس کی رجسٹری کرانی ضروری ہے اس لئے حساب سے جتنے کے ٹکٹ محصول کے ہوں اُس سے زیادہ چار آنے کے ٹکٹ لگادو اور لیجانیوالا ڈاک منشی سے کہے کہ اس کو وی پی کردو وہاں سے ایک رسید ملے گی اس کو حفاظت سے رکھو پانے والے سے قیمت وصول ہو کر تمھارے پاس بذریعہ منی آرڈر آجاوے گی (۲) ایک ہزار روپے سے زیادہ کی وی پی نہیں ہوسکتی ہے (۳) وی پی میں ایک پیسہ یا دو پیسہ یا تین پیسہ نہ ہونا چاہئے سوائے سرکاری وی پی کے آنے اگر ہوں تو کوئی حرج نہیں (۴) اگر وی پی پانے والا لینے سے انکار کردے گا تو بھیجنے والے کو واپس تقسیم کردیجائیگی مگر ٹکٹوں کی قیمت کسی حالت میں نہیں ملے گی نہ واپسی کا کوئی محصول دینا پڑے گا (۵) قیمت طلب وی پی کا بھی بیمہ ہوسکتا ہے۔

منی آرڈر کا قاعدہ۔ (۱) اگر تم کو دوسری جگہ کچھ روپے۔ آنے منی آرڈر کے ذریعہ سے بھیجنا منظور ہو تو ڈاک خانہ سے ایک فارم منی آرڈر کا منگالو۔ یہ ایک چھپا ہوا کاغذ ہوتا ہے اور اس میں جس طرح لکھا ہے اس کے موافق جس شخص کے پاس تمکو بھیجنا ہے اس کا نام اور پتہ اور اپنا نام و پتہ اور روپے آنے کی گنتی سب لکھ کر وہ کاغذ اور روپیہ ڈاک خانہ میں بھیجدو اور ساتھ ہی اس کے محصول بھیجدو جو ابھی بتلایا جاتا ہے وہاں سے تم کو ایک رسید ملے گی اس کو اپنے پاس رکھو جب وہ روپیہ وہاں پہنچ جاویگا اس شخص کے دستخط اسی منی آرڈر کے ٹکڑے پر کراکر وہ ٹکڑا ڈاک خانہ سے تمہارے پاس پہنچایا جاوے گا (۲) محصول منی آرڈر کا اس طرح ہے۔

نقشہ محصول منی آرڈر	رقم	محصول	رقم	محصول	رقم	محصول	رقم	محصول
	عہ تک	۲/	للعہ تک	۶/	نہ تک	۱۲/	لہ تک	عہ/
	عنہ	۴/	ضہ	۸/ ۱۰/	اہ	۱۴/	[illegible]	عہ/

اگر سو روپے سے زائد کا منی آرڈر ہو تو پھر محصول کا حساب شروع سے حسب تفصیل نقشہ لیا جاویگا۔ (۳) اس منی آرڈر فارم میں نیچے کا ذرا سادہ حصہ ہوتا ہے اسپر لکھنے کی اجازت ہے جس کے پاس بھیجنا ہے اسکو جو چاہو لکھدو (۴) پانے والیکا نام و پتہ نہایت صاف اور صحیح ہونا چاہئے۔ اگر پتہ صحیح نہ ہونے کی وجہ سے کسی دوسری کو منی آرڈر تقسیم ہو جاویگا تو ڈاکخانہ ذمہ دار نہیں (۵) اگر پانے والا انکار کر دے یا بوجہ غلط پتہ کے منی آرڈر تقسیم نہ ہو تو روپیہ بھیجنے والیکو ملجاویگا مگر منی آرڈر کا محصول نہیں ملیگا (۶) اگر تمکو روپیہ بہت جلد بھیجنا ہو تو منی آرڈر بذریعہ تار بھیجدو اس میں منی آرڈر کے محصول کے علاوہ تار کی فیس اور دینی پڑے گی اور اگر ضروری تار کے ذریعہ سے بھیجنا ہو تو منی آرڈر کے فارم پر اس طرح لکھدو بذریعہ تار ضروری ورنہ بذریعہ تار ہی لکھدو۔

قواعد تار۔ تار کی دو قسمیں ہیں ایک ضروری دوسری معمولی۔ ہندوستان میں خواہ کسی جگہ تار بھیجا جاوے حسب ذیل محصول ہوگا

اقسام	تعداد الفاظ	محصول	محصول ہر مزید لفظ پر	پتہ
ضروری	۸	عہ/	۳/	شمار ہوگا
معمولی	۸	۱۳/	۱/	

تھوڑے سے قاعدے جو ہر وقت ضرورت کے تھے لکھدیئے ہیں اگر کوئی زیادہ بات پوچھنی ہو تو ڈاکخانہ سے پوچھوالیا اور کبھی کبھی قاعدہ بھی بدل جاتا ہے مگر جب بدلیگا کسی نہ کسی طرح خبر ہو ہی جائے گی۔

۷۵ خط لکھنے پڑھنے کا طریقہ اور قاعدہ

یہ بات تو اس کتاب کے پہلے حصہ میں پڑھ چکی ہو کہ بڑوں کو کس طرح خط لکھتے ہیں اور چھوٹوں کو کس طرح لکھتے ہیں اور لفافہ لکھنے کا کیا قاعدہ ہے۔ اب یہاں اور چند باتیں ضروری کام کی بتلاتے ہیں (قلم بنانا سیکھو (۲) جب لکھنا شروع کرو موٹے قلم سے تختی پر لکھا کرو جب ہاتھ جمنے لگے استاد کی اجازت کے بعد ذرا باریک قلم سے موٹے کاغذ پر لکھو جب خط خوب پختہ ہو جاوے اب باریک قلم سے باریک کاغذ پر لکھو (۳) جلدی نہ لکھو خوب سنبھال کر حرفوں کو سنوار کر لکھو جس کتاب کو دیکھ دیکھ کر لکھتی ہو یا استاد نے حرف بنادیئے ہیں جہانتک ہو سکے ویسی صورت کے حرف بناؤ جب خط پکا ہو جاوے پھر جلدی لکھنے کا ڈر نہیں (۴) گھسیٹ اور کٹے ہوئے۔ اور نقطے چھوڑ چھوڑ کر ساری عمر بھی مت لکھو (۵) اگر کوئی عبارت غلط لکھی گئی یا جو بات لکھنا منظور نہ تھی وہ لکھی گئی تو اسکو تھوک یا پانی سے مت مٹاؤ لکھنے والوں کے نزدیک یہ عیب سمجھا جاتا ہے بلکہ اسقدر عبارت پر ایک لکیر کھینچکر اسکو کاٹ دو دو میرے واسطے ایک دری لیتے آنا اور جو اس مضمون کا پوشیدہ ہی کرنا منظور ہو تو خوب روشنائی بھر دو یا کاغذ بدل دو (۶) حرف ننھے ننھے اور اوپر تلے چڑھے

ہوئے مت لکھو (۷) طرح طرح کے لکھے ہوئے خط پڑھا کرو اس سے خط پڑھنا آجاویگا (۸) جس مرد سے شرع سے پردہ ہے اس کو بدون سخت ناچاری کے کبھی خط مت لکھو (۹) خط میں کسی کو کوئی بات بے شرمی کی یا ہنسی کی مت لکھو (۱۰) جو خط کہیں بھیجنا ہو لکھ کر اپنے شوہر کو دکھلادیا کرو اور جس کے شوہر نہ ہو وہ اپنے گھر کے مرد کو باپ کو بھائی کو ضرور دکھلاوے۔ اس میں ایک تو یہ فائدہ ہے کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ عقل دی ہے شائد کوئی بات نامناسب لکھی گئی ہو اور تمہاری سمجھ میں نہ آئی ہو وہ سمجھ کر نکال دینگے یا سنوار دینگے دوسرا فائدہ یہ ہو کہ ان کو کسی طرح کا شبہ نہ ہوگا۔ یاد رکھو کسی عورت پر شبہ ہو جانا عورت کیلئے مر رہنے کی بات ہے تو ایسے کام کیوں کرو جو تم پر کسی کو شبہ ہو اور اسی طرح جو خط تمہارے پاس آوے وہ بھی اپنے مردوں کو دکھلادیا کرو۔ البتہ خود میاں کو جو خط جاوے یا میاں کا خط آوے اگر وہ نہ دکھلاؤ تو کچھ ڈر نہیں مگر اوپر سے آئے ہوئے خط کا لفافہ اور جانے والے خط کا پھر بھی دکھلادو (۱۱) جہانتک ہو سکے لفافہ اپنے مردوں کے ہاتھ سے لکھوایا کرو بعضی دفعہ کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے کہ کچہری دربار میں کسی بات کے پوچھنے کو جانا پڑتا ہے تو عورتوں کیواسطے ایسی بات کسی قدر بیجا ہے (۱۲) کارڈ یا وہ آنہ والا لفافہ اگر پتہ کیطرف سے کچھ بگڑ جاوے تو اس کو کبھی دھو نا مت بعضی دفعہ ٹکٹ کی جگہ میل ہو جاتی ہے اور ڈاک والوں کو شبہ ہو جاتا ہے کبھی کوئی مقدمہ نہ کھڑا ہو جائے ایک جگہ ایسا ہو چکا ہے جب سرکاری آدمیوں نے پوچھا تو اس عورت کو دست لگ گئے بڑی مشکل سے وہ قصہ رفع دفع ہوا اور اسی طرح میلا ٹکٹ بھی نہ لگاوی (۱۳) جو کاغذ سرکاری دربار میں پیش کرنے کا ہو اس پر بدون کسی ناچاری کے اپنے دستخط کبھی مت کرو (۱۴) شوق شوق میں ثواب لینے کے خیال سے ساری دنیا کے خط مت لکھا کرو کوئی ناچاری ہی آپڑے تو خیر مثلاً کسی غریب کا کوئی کام ضروری اٹکا ہوا ہے اور کوئی لکھنے والا میسر نہیں آتا تو مجبوری کی بات ہے ورنہ کہدیا کرو کہ بھائی میں کوئی منشی نہیں ہوں ہیں اپنا خط غیر مردوں کی نظر سے گذاروں بے شرمی کی بات ہے اپنی ضرورت کے واسطے دو چار کرم کا نٹے کھینچ لیتی ہوں جاؤ کسی اور سے لکھواؤ۔ وجہ یہ ہے کہ بعضی جگہ ایسی ایسی باتوں سے بُرے مردوں کی نیت بگڑ گئی ہے اللہ بُری گھڑی سے بچا دے (۱۵) جب خط کا جواب لکھ چکو اس کو چولھے میں جلادو اس میں ایک تو کاغذ کی بے ادبی نہ ہوگی مارا مارا نہ پھریگا دوسرے خط میں ہزار بات ہوتی ہے خدا جانے کس کس آدمی کی نظر پڑے اپنے گھر کی بات دوسری جگہ پہنچی کیا ضرور ہے۔ البتہ اگر کسی خاص وجہ سے کوئی خط چند روز کے واسطے رکھنا ہی ضروری ہو تو اور بات ہے مگر رکھو تو حفاظت سے صندوقچی وغیرہ میں رکھو مارا مارا نہ پھرے (۱۶) اگر کوئی پوشیدہ بات لکھنا ہو تو پوسٹ کارڈ مت لکھو (۱۷) خط میں تاریخ اور مہینہ اور سن ضرور لکھو جس مہینہ میں خط لکھ رہی ہو اس کا جونسا دن ہو اس کو تاریخ کہتے ہیں جیسے اب مثلاً جمادی الاخریٰ کا مہینہ ہے اور آج اس کا اٹھارواں دن ہے تو اٹھارویں تاریخ ہوئی۔ اس کے لکھنے کا یہ طریقہ ہے کہ جونسی تاریخ

ہو وہی ہندسہ لکھ کر اس کے بعد مہینہ کا نام لکھو مثلاً جمادی الاخری کی اٹھارویں تاریخ کو اس طرح لکھو ۱۸ جمادی الاخری اور سنہ کہتے ہیں برس کو ہم مسلمانوں میں جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت فرمائی تھی جب سے برسوں کا شمار لیتے ہیں تو اب تک تیرہ سو تریسٹھ برس ہو چکے ہیں بس یہی سنہ ہوا اور اسکو ہجری سن کہتے ہیں کیونکہ ہجرت کے حساب سے ہے اور تیرہ سو تریسٹھ اس طرح لکھیں گے کہ پہلے لفظ سن ذرا لمبا سا لکھیں گے اور اسکے اوپر یہ ہندسہ لکھیں گے اور اسکے آگے دو چشمی ھ بنا دینگے اس طرح سنہ ۱۳۶۳ھ اور یہ سنہ محرم کے مہینے سے بدلجاتا ہے مثلاً اب جو محرم آویگا اس سے تیرہ سو چوسٹھ (۱۳۶۴) شروع ہونگے تو تیرہ کا ہندسہ تو اپنی حالت پر رہنے دینگے اور تریسٹھ کی جگہ چوسٹھ کا ہندسہ لکھیں گے اس طرح سنہ ۱۳۶۴ھ اسی طرح ہر محرم سے اس ہندسہ کو بدلتے رہینگے کہ دوسرے محرم سے ۶۳ کی جگہ ۶۴ لکھیں تیسرے محرم سے ۶۴ کی جگہ ۶۵ لکھیں گے اور تیرہ کا ہندسہ اپنی جگہ لکھا رہیگا جب سینتالیس سال گذر جاوینگے اور پورے چودہ سو برس ہو جاوینگے تب یہ تیرہ کا ہندسہ بدلیگا۔ اس زمانہ میں جو لوگ ہونگے وہ آپس میں اس کے لکھنے کا طریقہ پوچھ لیں گے تاریخ اور سنہ میں بہت فائدے ہیں ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو آئے ہوئے کتنے دن ہوئے شائد اس میں کوئی بات لکھی ہو اور اب موقع نہ رہا ہو تو دھوکا تو نہ ہوگا۔ دوسرے اگر ایک خط میں ایک بات لکھی ہے اور دوسرے میں اس کے خلاف ہے تو اگر تاریخ اور سن نہ ہو تو دیکھنے والیکو یہ نہیں معلوم کہ اس میں کونسا پہلا ہے کونسا پچھلا اور میں کونسی بات کروں اور کونسی نہ کروں اور اگر تاریخ وسنہ ہوگا تو اس سے معلوم ہو جاویگا کہ فلانا خط بعد کا ہے اس کے موافق عمل کرنا چاہئے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں (۱۸) پتہ بہت صاف لکھو یہاں کا بھی اور وہاں کا بھی پورے پورے حرف ہوں سب نقطے اور شوشے دیئے ہوں ورنہ بعضی دفعہ بڑی دقت ہو جاتی ہے کبھی تو خط نہیں پہنچتا اور کبھی جواب بھیجنے کے وقت پتہ نہیں پڑھا جاتا تو جواب نہیں آسکتا اور ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھا کرو شائد دوسرے کو یاد نہ رہے اور پہلا خط بھی حفاظت سے نہ رہے (۱۹) ایسے کاغذ یا ایسی روشنائی سے مت لکھو کہ حرف پھیل جاویں یا دوسری طرف چھن جاویں کہ پڑھنے میں دقت ہو اور نہ بہت موٹا کاغذ لو کہ بیفائدہ وزن بڑھنے سے محصول بڑھجاوے (۲۰) خط الٹ پلٹ مت لکھو کہ دوسرا یہی ڈھونڈتا پھرے کہ اسکے بعد کی عبارت کونسی ہے ایکطرف سیدھا سادھا لکھنا شروع کرو اور ترتیب سے لکھتی چلی جاؤ تاکہ پڑھنے والا سیدھا پڑھتا چلا جاوے (۲۱) جب ایک صفحہ لکھ چکو اسکو مٹی سے یا جاذب کاغذ سے خوب خشک کر لو پھر اگلا صفحہ لکھنا شروع کرو ورنہ حرف مٹجاوینگے پڑھے نجاوینگے (۲۲) بعضوں کی عادت ہے کہ قلم میں روشنائی زیادہ لگالیتے ہیں پھر اسکو چٹائی یا فرش پر یا دیوار پر چھڑک کر روشنائی کم کرتی ہیں یہ بے تمیزی کی بات ہے اول ہی سے روشنائی سنبھال کر لگاؤ۔ اگر زیادہ آجاوے تو دوات کے اندر جھاڑ دو

کتاب کا خاتمہ جس میں تین مضمون ہیں

۷۶ پہلا مضمون

ان میں زیادہ علم حاصل کرنے کا طریقہ اور کچھ کتابوں کے نام ہیں ہم نے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے
خوب سوچ سوچ کر دین اور دنیا کی ایسی ضروری باتیں لکھدی ہیں جنسے زیادہ کام پڑا کرتا ہے۔ اور اگر زیادہ
باتیں معلوم کرنا ہوں تو اس کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مردوں کی طرح کچھ فارسی پڑھ کر آگے عربی پڑھنا
شروع کرے عربی میں بہت بڑی بڑی اور اچھی اچھی علم کی باتیں ہیں اور سچ یہ ہے کہ دین کے علم کا مزہ
اور پوری پوری خبر بدون عربی کے میسر نہیں اگر اسکی ہمت ہو تو یہ کتاب تو ختم ہونے کو آئی تم اللہ کا نام لیکر
ایک کتاب ہے **تیسیر المبتدی** اسکا نام ہے میرے ایک دوست مولوی صاحب نے لکھی ہے اور میں نے
بڑے شوق سے اسکو لکھوایا ہے اور مجھکو بہت پسند آئی ہے اور میں اپنی سپردگی کے بچوں کو وہی پڑھواتا
ہوں اور ان کو اس کے پڑھنے سے بڑی طاقت ہوتی ہے تم وہ کتاب منگا کر خوب سمجھ سمجھ کر پڑھنا شروع کر دو
پھر آگے جو جو پڑھا جاویگا اس کی ترکیب اسی کتاب کے پہلے ورق میں لکھی ہے اسکے موافق پڑھتی رہنا تھوڑے
دنوں میں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عربی پڑھنے کی طاقت ہو جاویگی۔ ہم نے عربی پڑھنے کی بھی ایک مختصر اور جلدی
حاصل ہو جانیکی ترکیب نکالی ہے اس ترکیب کے ملنے کا پتہ بھی اُسی کتاب کے پہلے ورق میں لکھا ہے اس کے
موافق عربی پڑھ لینا انشاء اللہ تعالیٰ اسوقت سے تین سال کے اندر تم مولون یعنی عربی کی عالمہ ہو جاؤ گی
عالموں کے جو درجے ہیں وہ تم کو ملیں گے۔ عالموں کی طرح قرآن و حدیث کا وعظ کہنے لگو گی عالموں کی طرح فتوی
دینے لگو گی عالموں کی طرح لڑکیوں کو عربی پڑھانے لگو گی۔ پھر تمہارے وعظ اور فتوؤں سے اور پڑھانے
اور کتابوں سے جتنوں کو ہدایت ہو گی اور پھر ان سے آگے جتنوں کو ہدایت ہو گی قیامت تک سب کا ثواب
تمہارے اعمالنامہ میں بھی لکھا جاویگا دیکھو تھوڑی محنت میں کتنی بڑی دولت مفت ملتی ہے سب سے
بڑھ کر طریقہ دین کے علم حاصل کرنے کا تو یہ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر تمہارے گھر میں کوئی عالم ہو تو خود
اور جو تمہارے گھر میں نہ ہو شہر بستی میں ہو تو اپنے مردوں یا ہوشیار لڑکوں کے ذریعہ سے ہر طرح کی
دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہو مگر پورے عالم دیندار سے مسئلہ پوچھو اور جو ادھ کچرا ہو یا دنیا کی
محبت میں جائز ناجائز کا خیال اسکو نہ ہو اس کی بات بھروسے کے قابل نہیں۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ دین
کی اردو زبان والی کتابیں دیکھا کرو اور خوب سوچ سوچ کر سمجھا کرو اور جہاں شبہ بھی نہ رہے اپنی سمجھ سے
مطلب مت ٹھیرا لیا کرو بلکہ کسی عالم عہ سے تحقیق کر لیا کرو اور اگر موقع ہو تو بہتر تو یہی ہے کہ ان کتابوں کو بھی

عہ اور وہ عالم محقق اور دیندار ہو معمولی مولوی نہ ہو کیونکہ وہ خود ایسے ہی ہوتے ہیں ۱۲ منہ

سبق کے طور پر کسی جاننے والے سے پڑھ لیا کرو اب یہ سمجھو کہ دین کے نام سے کتابیں اس زمانہ میں بہت پھیل گئی ہیں مگر بعضی کتابیں ان میں صحیح نہیں۔ اور بعضی کتابوں میں کچھ غلط باتیں ملی ہوئی ہیں اور بعضی کتابوں کا اثر دلوں میں اچھا پیدا نہیں ہوتا۔ اور جو کتابیں دین ہی کی نہیں ہیں وہ ہر طرح سے نقصان ہی پہنچاتی ہیں لیکن لڑکیاں اور عورتیں اس بات کو بالکل نہیں دیکھتیں جس کتاب کو دل چاہا خرید کر پڑھنے لگیں پھر ان سے بجائے نفع نقصان ہوتا ہے۔ عادتیں بگڑ جاتی ہیں خیال گندے ہو جاتے ہیں بے تمیزی بے شرمی شیطانی قصے پیدا ہوتے ہیں ناحق کو علم بدنام ہوتا ہے۔ کہ صاحب عورتوں کا پڑھانا اچھا نہیں اصل یہ ہے کہ دین کا علم تو ہر طرح اچھی ہی چیز ہے مگر جو دین ہی کا علم نہ ہو یا طریقہ سے حاصل نہ کیا جاوے یا اسپر عمل نہ ہو تو اس میں علم دین پر کیا الزام ہو سکتا ہے۔ اس بے احتیاطی سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ جو کتاب مول لینا یا دیکھنا ہو اوّل کسی عالم کو دکھلا لو اگر وہ فائدہ کی بتلا دیں تو دیکھو اگر نقصان کی بتلا دیں مت دیکھو بلکہ گھر میں بھی مت رکھو اگر چوری چھپے اپنے کسی بچہ کے پاس دیکھو تو اس کو الگ کر دو غرض بدون عالموں کو دکھلائے ہوئے اور بے ان سے پوچھے ہوئے کوئی کتاب مت دیکھو اور کوئی کام مت کرو بلکہ اگر عالم بھی بن جاؤ تب بھی اپنے سے زیادہ جاننے والے عالم سے پوچھ پاچھ رکھو۔ اپنے علم پر گھمنڈ مت کرو۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جن کتابوں کا بہت رواج ہے ان میں سے کچھ کتابوں کے نام نمونہ کے طور پر بتلا دیں کہ کون کون کتابیں نفع کی ہیں اور کون کون نقصان کی ہیں ان کے سوا جو اور کتابیں ہیں انکے مضمون اگر نفع کی کتابوں سے ملتے ہوئے ہوں تو ان کو بھی نفع پہنچانے والی سمجھو نہیں تو نقصان پہنچانے والی سمجھو۔ اور آسان بات یہ ہے کہ کسی عالم کو دکھلا لیا کرو۔

۷۷ بعضی کتابوں کے نام جنکے دیکھنے سے نفع ہوتا ہے

تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی۔ ترجمہ مشارق الانوار۔ سلیقہ ترجمہ ادب المفرد۔ صلوٰۃ الرحمٰن۔ راہ نجات نصیحۃ المسلمین۔ مفتاح الجنۃ۔ بہشت کا دروازہ۔ حقیقۃ الصلوٰۃ مع رسالہ بے نمازاں۔ رسالہ عقیقہ رسالہ تجہیز و تکفین۔ کشف الحاجۃ۔ ترجمہ مالا بدمنہ۔ صفائی معاملات۔ تمیز الکلام۔ محاسن العمل۔ سعادت دارین۔ صبح کا ستارہ لیکن اس کی روایتیں بہت پکی نہیں۔ تعلیم الدین۔ تحفۃ الزوجین۔ فروع الایمان۔ جزاء الاعمال۔ ضمان الفردوس۔ رانڈوں کی شادی۔ زواجر ہندی منہیات مترجم۔ زلزلۃ الساعۃ۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب کے قیامت نامہ کا۔ نصاب الاحتساب اردو۔ اصلاح الرسوم۔ شریعت کا لٹھ۔ تنبیہ الغافلین۔ آثار محشر زجر الشبان والشیبہ۔ عمدۃ النصائح۔ بہشت نامہ۔ دوزخ نامہ۔ زینۃ الایمان۔ تنبیہ النساء۔ تعلیم النساء مع دُرِّ نامہ

ہدایت النسوان ۔ مرآۃ النساء ۔ توبتہ النصوح ۔ تہذیب نسوان و تربیت الانسان ۔ بھوپال کی بیگم شاہجہاں کی تصنیف یہ بہت اچھی کتاب ہے مگر اس کے مسئلے ہمارے امام کے مذہب کے موافق نہیں تو ایسے مسئلوں میں بہشتی زیور کے موافق عمل کرے ۔ اسی طرح علاج معالجہ کی باتوں میں بے حکیم کے پوچھے کتاب دیکھکر علاج نہ کرے ۔ باقی اور باتیں آرام اور نصیحت سلیقہ کی جو لکھی ہیں وہ سب برتاؤ کے قابل ہیں ۔ فردوس آسیہ راحت القلوب ۔ خدا کی رحمت ۔ تواریخ حبیب اللہ یہ تینوں کتابیں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حال میں ہیں مگر ان میں کہیں کہیں مولد شریف کی محفل کرنیکا اور اس میں کھڑے ہونیکا بیان ہے اس کا مسئلہ چھٹے حصے میں آچکا ہے اس مسئلہ کا خلاف نہ کریں ۔ قصص الانبیاء ۔ الکلام المبین فی آیات رحمۃ العالمین ۔ سر الشہادتین مترجم اکسیر ہدایت ۔ حکایات الصالحین ۔ مقاصد الصالحین ۔ مناجات مقبول ۔ غذائی روح ۔ جہاد اکبر تحفۃ العشاق چشمہ رحمت ۔ گلزار ابراہیم ۔ نصیحت نامہ ۔ تجارہ نامہ ۔ اعمال قرآنی ۔ شفاء العلیل ۔ خیر المتین ۔ ترجمہ حصن حصین ۔ ارشاد مرشد لیکن اسمیں جو ذکر شغل لکھا ہے وہ بدون پیر کی اجازت کے نہ کرے وظیفوں کا کچھ ڈر نہیں ۔ طب احسانی مخزن المفردات ۔ انشاء خرد افروز ۔ کاغذات کارروائی بخط شکستہ ۔ مبادی الحساب ۔ مرقع نگارین ۔ تہذیب السالکین

۷۸	بعضی کتابوں کے نام جنکے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے	

دیوان اور غزلوں کی کتابیں ۔ اندر سبھا ۔ قصہ بدر منیر ۔ قصہ شاہ یمن ۔ داستان امیر حمزہ ۔ گل بکاؤلی ۔ الف لیلہ ۔ نقش سلیمانی ۔ فالنامہ ۔ قصہ ماہ رمضان ۔ معجزہ آل نبی ۔ چہل رسالہ جس میں بعضی کتابیں محض جھوٹی ہیں وفات نامہ جس میں بعض روایتیں بالکل بے اصل ہیں ۔ آرائش محفل ۔ جنگ نامہ حضرت علی ۔ جنگ نامہ محمد حنیف ۔ تفسیر سورہ یوسف اس میں ایک تو بعضی روایتیں کچی ہیں دوسرے عاشقی و معشوقی کی باتیں عورتوں کو سننا پڑھنا بہت نقصان کی بات ہے ۔ ہزار مسئلے ۔ حیرت الفقہ ۔ گلدستہ معراج ۔ نعت ہی نعت ۔ دیوان لطف یہ تینوں کتابیں یا جو اسطرح کی ہو نام کو تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے مگر بہت سے مضمون ان میں شرع کے خلاف ہیں ۔ دعا گنج العرش ۔ عہد نامہ یہ دونوں کتابیں اور بہت سی ایسی ہی کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی دعائیں تو اچھی ہیں مگر ان میں جو اسنادیں لکھی ہیں اور ان میں حضرت رسول اللہ علیہ وسلم کے نام سے بڑے لمبے چوڑے ثواب لکھے ہیں وہ بالکل گھڑی ہوئی باتیں ہیں ۔ مرآۃ العروس ۔ بنات النعش ۔ محصنات ۔ ایامی یہ چاروں کتابیں ایسی ہیں کہ ان میں بعضی جگہ تمیز او سلیقہ کی باتیں ہیں اور بعضی جگہ ایسی باتیں ہیں کہ ان سے دین کمزور ہوتا ہے ناول کی کتابیں طرح طرح کی ان سب کا ایسا برا اثر ہوتا ہے کہ زہر سے بدتر ۔ اخبار شہر شہر کے ان میں بھی بہت وقت بے فائدہ خراب ہو جاتا ہے اور بعضے مضمون بھی نقصان کے ہوتے ہیں ۔

۷۹ دوسرا مضمون

اس میں سب حصوں کے پڑھنے پڑھانیکا طریقہ اور جن جن باتوں کا اس میں خیال رکھیں ان سب کا بیان ہے پڑھانیوالا مرد ہو یا عورت اسکو پہلے دیکھ لے اور اسی کے موافق برتاؤ کرے تو پڑھنے والیوں اور سیکھنے والیوں کو بہت فائدہ ہو (۱) اول حصے میں الف بے تے کو خوب پہچنوانا چاہیئے اور حرفوں کو ملاکر پڑھنے کی عادت ڈالنا چاہیئے۔ اور پہچان کے بعد جہانتک ہوسکے بچے ہی سے نکلوانا چاہیئے بدون ضرورت کے خود سہارانہ لگانا چاہیئے (۲) کتاب کے شروع کے ساتھ ہی بچے سے کہو کہ اپنا روزمرہ کا سبق تختی پر لکھ لیا کرے اسی طرح کتاب کے ختم ہونے تک یہ ساری کتاب لکھالو اس سے خوب لکھنا آجاویگا (۳) پہلے حصے میں جو گنتی لکھی ہے اس کی صورت ایسی یاد ہونا چاہیئے کہ بے دیکھے بھی لکھ سکے (۴) عقیدے اور مسئلے خوب سمجھا کر پڑھاوے اور خود پڑھنے والی کی زبان سے کہلوادے تاکہ معلوم ہو کہ وہ سمجھ گئی ہے (۵) جو جو دعائیں کتاب میں آئی ہیں سب کو حفظ سننا چاہیئے (۶) جب نماز بچے سے پڑھوائی جاوے تو اس سے کہو کہ تھوڑے دنوں تک سب صورتیں اور دعائیں پکار کر پڑھے اور تم بیٹھ کر سنا کرو۔ جب نماز خوب یاد ہو جاوے پھر قاعدہ کے موافق پڑھا کرے (۷) اگر پڑھانیوالا مرد ہو یا کوئی مسئلہ بچے کی سمجھ سے زیادہ ہو تو ایسا مسئلہ چھوڑ دادو اور کسی رنگ سے یا پنسل سے نشان بنوادو جب موقع ہوگا ایسے مسئلوں کو پھر سمجھا دیا جاوے گا۔ وہ مرد اپنی بی بی کے ذریعہ سے شرم کی باتیں سمجھوادے (۸) چوتھے پانچویں حصے میں ذرا باریک باتیں ہیں اگر بچے کی سمجھ میں نہ آویں تو چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا دسواں پہلے پڑھا دو اور انمیں سے جسکو مناسب سمجھو پہلے پڑھا دو (۹) پڑھنے والی کو تاکید کرو کہ سبق کا بھی خوب مطالعہ دیکھا کرے اور طبیعت کے زور سے مطلب نکالا کرے جتنا بھی نکل سکے اور سبق پڑھ کر کئی دفعہ کہا کرے اور اپنے ہی جی سے مطلب بھی کہا کرے اس سے سمجھانے کی طاقت آجاتی ہے پچھلے پڑھے کو کہیں کہیں سے سن لیا کرو تاکہ یاد رہے اور پڑھنے والی کو تاکید کرو آموختہ کچھ مقرر کرکے روز پڑھا کرے اگر دو تین لڑکیاں ہم سبق ہوں تو ان سے کہو کہ آپس میں پوچھ پاچھ لیا کریں (۱۰) جو باتیں کتاب کی پڑھتی جاویں جب پڑھنے والی اس کے خلاف کرے اسکو فوراً ٹوک دیا کرے اور اسی طرح جب کوئی دوسرا آدمی کوئی خلاف کام کرے اور نقصان اٹھاوے تو پڑھنے والیوں کو جتانا چاہیئے کہ دیکھو فلانے نے کتاب کے خلاف کام کیا اور نقصان ہوا۔ اس طریقہ سے اچھی باتوں کی بھلائی اور بری باتوں کی برائی خوب دل میں بیٹھ جاوے گی

۸۰ تیسرا مضمون

اس میں نیکیوں کے زیور کی تعریف میں وہی شعر ہیں جو اس کتاب کے دیباچہ میں لکھی گئی تھیں یہی نیکیاں

بہشت کے زیور ہیں تو ان شعروں کو اس کتاب کے نام اور مضمون سے بھی لگاؤ ہے اور ان سے نیکیوں کی محبت دل میں اور زیادہ ہوگی اور اس جھوٹے زیور کی حرص کم ہوگی ۔ اسی کی حرص نے اس سچے زیور کو بھلا رکھا ہے اگر کسی نے دیباچہ میں یہ شعر نہیں دیکھے ہونگی تو وہ یہاں پڑھ لیگی اور اگر پہلے دیکھ چکی ہوگی تو اور زیادہ عمل کا خیال ہوگا اسواسطے ان کو یہاں دوبارہ لکھدیا ہے اور کتاب اسی پر ختم ہے اللہ تعالیٰ نیک راہ پر قائم رکھکر ہم سب کا خاتمہ بالخیر کریں وہ شعر یہ ہیں (نظم اصلی انسانی زیور)

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے — آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ بتا دیجئے مجھے — اور جو بد زیب ہیں وہ بھی جتا دیجئے مجھے
تاکہ اچھے اور بُرے میں مجھکو بھی ہو امتیاز — اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی میری — گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذرا
سیم وزر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا — پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے — چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات — دین و دنیا کی بھلائی جس سے ایجان آئے ہاتھ
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام — چلتے ہیں جس کے ذریعہ سے ہی سب انسان کے کام
بالیاں ہوں کان میں ایجان گوش ہوش کی — اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری
اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں — گر کرے ان پہ عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان کے پتّے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب — کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراق کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں ؟ — نیکیاں پیاری میری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوت بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو — کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں — ہمتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے — دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کرو گی اے میری جاں زیور خلخال کو — پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نور بصر — تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہ نیک پر

سیم وزر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

نور محمدّی بہشتی زیور کا دسواں حصہ ختم ہوا ۸۱

نور محمدی بہشتی زیور کا ضمیمہ جس میں بعضی باتیں مسئلوں کی ہیں جو بعد میں یاد آئیں

مسئلہ۱ جہاں حرام چیز زیادہ ہو بے پوچھے کھانا وہاں درست نہیں البتہ اگر پوچھنے سے یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ خاص چیز حلال کی ہے تو اگر بتلانے والا نیک دیندار ہے تو بے کھٹکے اس پر عمل درست ہے اور اگر وہ آدمی برا ہے یا حال نہیں معلوم کہ اچھا ہے یا برا۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ یہ آدمی سچا ہے تو عمل درست ہے۔ اور جو دل گواہی نہ دے تو عمل درست نہیں جیسے آموں کے آنے سے پہلے کسی نے فصل بیچ ڈالی اس کو تو تم پڑھ چکی ہو کہ حرام ہیں تو جس بستی میں اس کا زیادہ رواج ہو اور پھلنے کے بعد کم بکتا ہو وہاں یہ مسئلہ چلے گا جو ہم نے بیان کیا تو جس آم کا حال معلوم ہو جاوے کہ یہ پھلنے کے بعد بکا ہے وہ درست ہے اور بے پوچھے کھانا درست نہیں مسئلہ۲ بیماری کو برا کہنا منع ہے۔ مسئلہ۳ اگر کوئی کافر عورت تمہارے پاس خوشی سے مسلمان ہونے آوے اور اس کے مسلمان کرنے میں کسی جھگڑے فساد کا اندیشہ نہ ہو تو مسلمان کر لو۔ اور طریقہ مسلمان کرنے کا یہ ہے کہ اس سے کہلاؤ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کوئی پوجنے کے لائق نہیں سوا ایک اللہ کے اور محمد سچے رسول بھیجے ہوئے ہیں اللہ کے اور سچا جانتی ہوں میں سب پیغمبروں کو اور خدا کی سب کتابوں کو اور مانتی ہوں فرشتوں کو اور قیامت کو اور تقدیر کو میں نے چھوڑ دیا اپنا پہلا دین اور قبول کیا میں نے مسلمانوں کا دین اور میں پانچوں وقت کی نماز پڑھا کروں گی اور رمضان کے روزے رکھا کروں گی اور اگر مال و متاع ہوا تو زکوٰۃ دوں گی اور اگر زیادہ خرچ ہو گا تو حج کروں گی اور اللہ رسول کے سب حکم بجا لاؤں گی اور جتنی چیزوں سے اللہ رسول نے منع کیا ہے سب سے بچتی رہوں گی اے اللہ مجھکو دین اور ایمان پر ثابت رکھیو اور دین کے کاموں میں میری مدد کیجیو۔ پھر جتنے موجود ہوں سب اللہ سے دعا کریں کہ اے اللہ اس کے اسلام کو قبول کر اور ہم کو بھی اسلام پر قائم رکھ اور ایمان پر خاتمہ کر۔ مسئلہ۴ لگائی بجھائی مت کرو۔ مسئلہ۵ سنی ہوئی بات کا اعتبار مت کر لیا کرو۔ مسئلہ۶ بعضی عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ناپاک کپڑا دھو کر جب تک سوکھ نہ جاوے وہ پاک نہیں ہوتا اور اس سے نماز درست نہیں یہ بالکل غلط بات ہے بعضی عورتیں اس مسئلہ کے نہ جاننے سے نمازیں قضا کر دیتی ہیں اور پھر وقت نکلے پیچھے کون پڑھتا ہے ایسا مت سمجھو گیلے (کپڑے) سے بھی بے تکلف نماز درست ہے مسئلہ بعضی عورتوں کا اعتقاد ہے کہ جس کے آٹھواں بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک چرخہ صدقہ میں دینا چاہئے ورنہ بچہ پر خطرہ ہے یہ محض واہیات اعتقاد

ہے توبہ کرنا چاہئے مسئلہ ۸ بعضی عورتیں چیچک کو کوئی آسیب بھوت سمجھتی ہیں اور اسوجہ سے اس گھر میں بہت سے بکھیڑے کرتی ہیں یہ سب واہیات خیال ہیں توبہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ ۹ جس کپڑے میں سے بانہیں یا سر کے بال یا گردن جھلکتی ہو اس سے نماز نہیں ہوتی مسئلہ ۱۰ جو فقیر محنت مزدوری کر سکتا ہو اور پھر وہ بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کرلے اس کو بھیک دینا درست نہیں مسئلہ ۱۱ ریل کے سفر میں اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرکے نماز پڑھو نماز قضا مت کرو مسئلہ ۱۲ بعضی عورتیں غریب مزدوروں سے پردہ نہیں کرتیں بڑا گناہ ہے مسئلہ ۱۳ پرائی چیز چاہے کیسے ہی ہلکے داموں کی ہو مگر بدون مالک کی اجازت کے ہرگز مت برتو اور جب برتو اس کو چھوڑ کر مت اُٹھ جاؤ مالک کے سپرد کردو کہ دیکھو یہیں تمہاری قینچی یا سوئی رکھی ہے مسئلہ ۱۴ ریل کی سواری میں کرایہ کا اور محصول کا اور اسباب کے لیجانے کا قاعدہ ریل والوں کی طرف سے مقرر ہے اسکے خلاف کرنا یا دھوکا دینا یا اصل بات کو چھپانا درست نہیں مثلاً وہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو مسافر سب سے سستے درجہ میں سفر کرے جس کو تیسرا درجہ کہتے ہیں اس کو ناشتہ کا کھانا اور اوڑھنا بچھونا اور ان چیزوں کے علاوہ پچیس سیر بوجھ کا اسباب لیجانے کی اجازت ہے اس پر محصول نہیں پڑتا فقط اپنا کرایہ دینا پڑتا ہے اور اگر تھوڑا سا بھی بڑھ جاوے تو اس کو ریل پر تُلوا کر محصول جتنا وہاں قاعدہ ہے دینا چاہئے۔ اور یہ پچیس سیر اس سیر سے ہے جو سیر اسّی روپے کے برابر ہوتا ہے تو اب اگر کوئی شخص چھبیس ستائیس سیر اسباب بھی بے تلوائے ساتھ لیجاوے چاہے ریل والے اس کو نہ ٹوکیں مگر وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک گنہگار ہوگا اور بعضے یوں کرتے ہیں کہ اسباب تلنے سے تیس سیر نکلا بابو نے کہا ہم بیس سیر لکھدیں گے ہم کو اتنی رشوت دو اسمیں دو گناہ ہونگے ایک تو زیادہ اسباب لیجانا اور محصول کم دینا دوسرا رشوت دینا۔ اسی طرح وہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو بچہ تین برس سے کم ہو اس کا محصول معاف ہے اور جو تین برس کا ہو اس کا آدھا محصول ہے اور پھر بارہ برس سے کم کم آدھا ہے جب پورے بارہ برس کا ہو تب پورا ہے تو اگر کسی کے پاس تین برس کا بچہ ہو اور وہ اس کو بے محصول دیئے ہوئے لیجاوے یا تین برس سے کم کا اس کو بتلاوے تو اس کو گناہ ہوگا اسی طرح اگر بارہ برس کے بچے کو کم کا بتلا کر آدھے کرائے میں لیجانا چاہے اس کو بھی گناہ ہوگا ان سب صورتوں میں قیامت کے دن بجائے پیسوں روپیوں کے نیکیاں دینی پڑیں گی یا ان ریل والوں کے گناہ اس کے سر پر دھرے جاویں گے مسئلہ ۱۵ آجکل جو انگریزی بہت پڑھتے ہیں اور اس میں بعضی باتیں ایسی ایسی لکھی ہیں جو دین ایمان کے بالکل خلاف ہیں اور دین کا علم ان پڑھنے والونکو ہوتا نہیں اس لئے بہت لڑکے ایسے ہوجاتے ہیں کہ ان کے دل میں ایمان نہیں رہتا اور منہ سے بھی ایسی باتیں کہہ ڈالتے ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اگر ایسے لڑکوں سے کوئی مسلمان لڑکی بیاہی گئی شرع سے وہ نکاح ہی

نہیں ہوتا اور جب نکاح ہی نہیں ہوتا تو ساری عمر بُرا کام ہوتا ہے تو اس کا وبال ماں باپ پر دنیا میں بھی پڑے گا اور آخرت میں بھی عذاب کا بہت اندیشہ ہے اس لئے ضروری اور لازمی ہے کہ اپنی لڑکی بیاہنے کے وقت جس طرح داماد کے حسب نسب گھر بار کی تحقیق کرتے ہیں اس سے زیادہ اس کی چھان پھوڑ کر لیا کریں کہ وہ دیندار بھی ہے یا نہیں اگر دینداری نہ معلوم ہو تو ہرگز لڑکی نہ دیں غریب دیندار ہزار درجے بہتر ہے بددین امیر سے اور ایک بات یہ بھی دیکھی ہے کہ جو شخص دیندار نہیں ہوتا وہ بی بی کا بھی حق نہیں سمجھتا اور اس سے رغبت بھی نہیں رکھتا بلکہ کہیں کہیں تو یہ حال ہے کہ کوڑی پیسے سے بھی تنگ رکھتا ہے پھر جب چین نصیب نہ ہوا تو نری امیری کے نام کو لے کر کیا چاٹیں گے۔ مسئلہ ۱۶ یہ جو مشہور ہے کہ قطب تارے کی طرف پاؤں نہ کرے یہ بالکل غلط ہے اس تارے کا شرع میں کوئی ادب نہیں۔

مسئلہ ۱۷ اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ رات کے وقت درخت سویا کرتے ہیں یہ بھی بالکل غلط بات ہے مسئلہ ۱۸ اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ چار پائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہو جاتا ہے بالکل واہیات بات ہے اگر چار پائی خوب کسی ہوئی ہو اس پر نماز درست ہے اگر وہ ناپاک ہو تو کوئی پاک کپڑا اس پر بچھا لے لیکن بے ضرورت اس پر نماز پڑھنے سے خواہ مخواہ شور وغل ہوتا ہے۔ مسئلہ ۱۹ اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ پہلی امتوں کے کچھ لوگ بندر ہو گئے تھے یہ بندر انہیں کی نسل کے ہیں یہ بھی بالکل غلط ہے حدیث میں آگیا ہے کہ وہ بندر سب مر گئے تھے اُن کی نسل نہیں چلی۔ یہ جانور بندر پہلے سے بھی تھا یہ نہیں کہ بندر انھیں سے شروع ہوئے ہیں۔ مسئلہ ۲۰ قرآن میں جو غلطی نکلے اس کو فوراً صحیح کر لو یا کرا لو نہیں تو پھر یاد کا بھروسا نہیں ہمیشہ غلط پڑھا کرو گی جس سے گنہگار ہو گی۔ مسئلہ ۲۱ یہ دستور ہے کہ اگر قرآن مجید کسی کے ہاتھ سے گر پڑے تو اس کے برابر اناج تول کر دیتی ہیں یہ کوئی شرع کا حکم نہیں ہے پہلے بزرگوں نے شاید تنبیہ کے واسطے یہ قاعدہ مقرر کیا ہو گا تاکہ آگے کو زیادہ خیال رہے یہ واقع میں بہت اچھی مصلحت ہے لیکن قرآن کو بے ضرورت ترازو کے پلّے میں رکھنا یہ بھی ادب کے خلاف ہے اس لئے اگر اناج دینا ہو تو ویسے ہی جتنی ہمت ہو دیدے قرآن کو نہ تولے۔ مسئلہ ۲۲ جو مسئلہ اچھی طرح یاد نہ ہو کبھی کسی کو مت بتلاؤ مسئلہ ۲۳ بعضی عورتیں ایسا کرتی ہیں کہ ڈولی میں بیٹھنے کے وقت ظاہر کرتی ہیں کہ ایک سواری ہے اور بیٹھ لیتی ہیں دو دو۔ یہ دھوکا اور حرام ہے البتہ کہاروں سے کہدے اگر وہ خوشی سے اٹھا لیں۔ تو کچھ حرج نہیں ورنہ اُن پر زبردستی درست نہیں۔ مسئلہ ۲۴ اکثر عورتیں ایک صندوق سر پر لئے پھرا کرتی ہیں اس صندوق میں طرح طرح کے نقشے اور تصویریں بنی ہوئی ہوتی ہیں اور صندوق کے تختے میں ان کو دیکھنے کے واسطے آئینہ لگا ہوا ہوتا ہے پیسہ دو پیسہ لے کر دکھاتی پھرتی ہیں تو جس صندوق میں

جاندار چیز کی ایک بھی تصویر ہو اس کی سیر کرنا منع ہے۔ اسی طرح بعضے لڑکے تصویر دار نقشے خرید کر رات
کو لالٹین سامنے رکھ کر ان تصویروں کی سیر کراتے ہیں وہ بھی منع ہے۔ اسی طرح بعضے آدمی گھروں میں اپنے
وہ باجہ لاکر سب کو سنایا کرتے ہیں جس میں ہر چیز کی آواز بند ہو جاتی ہے۔ تو یاد رکھو کہ جس آواز کا ویسے
سننا منع ہے اس باجے میں بھی سننا منع ہے جیسے گانا بجانا اور بعضے اس میں قرآن پڑھنا بند کرتے ہیں
تو قرآن سننا تو بہت اچھی بات ہے مگر اس میں بند کرنے کا مطلب فقط کھیل تماشہ ہوتا ہے اس لئے یہ بھی
منع ہے لڑکیوں اور عورتوں کو ایسی چیزوں کی حرص نہ کرنی چاہئے۔ مسئلہ ۲۵ بعضے آدمی ایسا کرتے ہیں
کہ کھوٹا روپیہ جب ان کے پاس نہیں چلتا تو دھوکہ دے کر کسی کو دیدیتے ہیں یا رات کو اس طرح چلا
دیتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے جس نے وہ روپیہ تم کو دیا ہے اسی کو دیدو چاہے اس کو جتلا کر دو چاہے کسی
ترکیب سے دیدو سب درست ہے۔ مگر یہ اس وقت درست ہے جب خوب معلوم ہو کہ فلانے کے پاس
سے آیا ہے اور اگر ذرا بھی شک ہے تو درست نہیں اور اگر کسی شخص کو جتلا کر دو اور وہ خوشی سے لیلے
تب بھی درست ہے مسئلہ ۲۶ بعضی دفعہ ایک آدمی آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا رہتا ہے اور دو آدمی اس کو سوتا
جان کر آپس میں کوئی بات پوشیدہ کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اگر ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص سوتا نہیں
ہے تو وہ بات ہرگز نہ کریں۔ ایسے موقع میں اس لیٹنے والے کو واجب ہے کہ بول پڑے اور ان کی
باتیں دھوکے سے نہ سُنے نہیں تو گناہ ہوگا۔ مسئلہ ۲۷ بعضی بڑی بوڑھیوں کی بلکہ بعضی جوانوں
کی بھی عادت ہے کہ منت مانتی ہیں کہ اگر میری فلانی مراد پوری ہو جاوے تو مسجد میں جا کر سلام کر دوں یا
یا مسجد کا طاق بھر دوں پھر مسجد میں جا کر اپنی منت پوری کرتی ہیں۔ سو یاد رکھو عورتوں کو مسجد میں جانا اچھا نہیں
نہ جوان کو نہ بوڑھی کو۔ کچھ نہ کچھ بے پردگی ضرور ہوتی ہے۔ اللہ میاں کا سلام یہی ہے کہ کچھ نفلیں پڑھ لو
دل سے زبان سے شکر ادا کرو سو یہ گھر میں بھی ممکن ہے اور طاق بھرنا یہی ہے کہ جو توفیق ہو محتاجوں کو
بانٹ دو سو یہ بھی گھر میں ہو سکتا ہے۔ مسئلہ ۲۸ نوٹ کم یا زیادہ پر بیچنا درست نہیں مثلاً پانچ روپے
کا نوٹ ہو تو پونے پانچ یا سوا پانچ کے بدلے بیچنا درست نہیں اور خیر کمی میں تو کچھ لاچاری بھی ہے اگرچہ
گناہ ہوگا مگر زیادہ بیچنے میں تو کوئی لاچاری بھی نہیں یا کمی پر خریدنے میں وہ تو زیادہ بُرا اور بہت
گناہ ہے مسئلہ ۲۹ کسی کا خط پڑھنا بلا اس کی اجازت کے درست نہیں۔ مسئلہ ۳۰ کنگھی میں
جو بال نکلیں ان کو ویسے ہی مت پھینک دیا کرو نہ دیوار میں رکھ دیا کرو جس کو نامحرم لوگ دیکھیں
ان بالوں کا بھی پردہ ہے بلکہ لکڑی وغیرہ سے تھوڑی زمین کرید کر اس میں دبا دیا کرو۔ مسئلہ ۳۱ جس
مضمون کا زبان سے بیان کرنا گناہ ہے اس کا خط میں بھی لکھنا گناہ ہے۔ جیسے کسی کی غیبت شکایت

اپنی بڑائی وغیرہ۔ مسئلہ ۳۲ تار کی خبر میں کئی طرح کا شبہ ہے اس لئے چاند وغیرہ کی خبر میں اس کا اعتبار
نہیں۔ مسئلہ ۳۳ طاعون کی جگہ سے دوسرے شہر کو یہ سمجھ کر بھاگ جانا کہ ہم بھاگنے سے بچ جاوینگے
منع ہے اور جو اسی جگہ صبر سے قائم رہے اس کو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ مسئلہ ۳۴ بعضوں کی عادت
ہے کہ کسی لڑکے یا ماما سے کہدیا کہ مسجد میں جاکر وہیں کے لوٹے میں پانی لے کر سب نمازیوں سے دم کراکر
لیتے آنا فلانے بیمار کو پلاویں گے یا قرآن ختم ہونے کے وقت پانی دم کراکر برکت کے واسطے لیتے آنا یاد
رکھو کہ مسجد کا لوٹا اپنے برتاؤ میں لانا منع ہے اپنے گھر سے کوئی برتن دینا چاہئے۔ مسئلہ ۳۵ جاہلوں
میں مشہور ہے کہ ایک ہاتھ میں پانی اور ایک ہاتھ میں آگ لے کر چلنا منحوس ہے یا یہ مشہور ہے کہ میاں بی بی
ایک برتن میں دودھ نہ کھاویں نہیں تو بھائی بہن ہو جاویں گے یا ایک پیر کے مرید نہ ہوں نہیں تو بھائی
بہن ہو جاویں گے یا یہ مشہور ہے کہ مریدنی سے نکاح درست نہیں یا یہ مشہور ہے کہ قینچی نہ بجاؤ آپس میں لڑائی
ہو جاویگی یا دو آدمیوں کے بیچ میں سے آگ لیکر مت نکلو نہیں تو انمیں لڑائی ہو جاویگی یا گھر میں گھونچیاں مت رہنے دو نہیں
تو گھر میں لڑائی ہوگی یا دو آدمی ایک کنگھی نہ کریں نہیں تو دونوں میں لڑائی ہو جاویگی یا دن میں کہانیاں مت کہو نہیں تو مسافر
راستہ بھول جاویں گے یہ سب باتیں واہیات بے اصل ہیں ایسا اعتقاد رکھنا بہت گناہ ہے مسئلہ ۳۶ کسی کو حرامزادی
یا کتیا کی جنی یا سور کی بچی یا اور کوئی ایسی بات مت کہو جس سے ماں باپ کو گالی لگے ان بیچاروں نے تمہاری کیا خطا
کی ہے اور خود قصوروار کو بھی قصور سے زیادہ برا مت کہو۔ مسئلہ ۳۷ تمباکو کا کھانا یا حقہ پینا یوں ہی بلا ضرورت مکروہ
ہے اور اگر کوئی لاچاری ہو تو کچھ ڈر نہیں مگر نماز کے وقت منہ خوب صاف کرے خواہ
مسواک سے یا دھنیہ چبا کر جس طرح سے ہو سکے۔ اگر نماز میں منہ کے اندر بدبو رہے تو فرشتوں
کو تکلیف ہوتی ہے اس واسطے منع ہے مسئلہ ۳۸ افیون اگر علاج کے لئے کسی اور دوا
میں ملا کر اتنی سی کھالی جائے جس سے بالکل نشہ نہ ہو تو درست ہے اور جیسے بعضی عورتیں بچوں کو
دیدیتی ہیں کہ نشہ کی غفلت میں پڑے رہیں روئیں نہیں یہ درست نہیں۔ مسئلہ ۳۹۔ اکثر
عورتیں قرآن پڑھتے میں اگر ان کے میاں کا نام آجاوے تو اس کو چھوڑ جاتی ہیں
یا چپکے سے کہہ لیتی ہیں یہ واہیات بات ہے قرآن پڑھنے میں کیا شرم مسئلہ ۴۰ سیانی
لڑکی کو جوان مرد سے قرآن مجید یا کتاب پڑھوانا نہ چاہئے مسئلہ ۴۱ لکھے ہوئے کاغذ کا
ادب ضروری ہے ویسے ہی نہ پھینکدینا چاہئے۔ جو خط ردی ہو جاوے یا پنساری کے
گھر سے دوا کاغذ میں بندھی ہوئی آوے اور وہ دوا سے خالی کر لیا جاوے تو ایسے
کاغذوں کو یا تو کہیں حفاظت سے رکھدو یا ان کو آگ میں جلادیا کر۔ اسی طرح جو لکھا ہوا

کاغذ راستہ میں پڑا ہوا ملے اور کسی کے کام کا نہ ہو اس کو بھی اٹھا کر رکھدیا کرو یا جلا دیا کرو۔ مسئلہ ۴۲ دسترخوان میں جو روٹی کے ریزے رہ جاتے ہیں ان کو ایسی ویسی جگہ مت جھاڑ دیا کرو بلکہ کسی علیحدہ جگہ جہاں پاؤں کے نیچے نہ آویں جھاڑ دیا کرو۔ مسئلہ ۴۳ اگر کوئی خط لکھ رہا ہو تو اس کے پاس بیٹھ کر اس کا خط پڑھنا منع ہے۔ مسئلہ ۴۴ اگر کسی کے نیچے آدھے دھڑ میں زخم یا دانے ہوں اور پانی پہنچنے سے نقصان ہو اور اسکو نہانے کی ضرورت ہو اور نہانے میں اس کو بچا نہ سکے تو تیمم کرنا درست ہے۔ مسئلہ ۴۵ جاہلوں میں مشہور ہے کہ تسبیح پھیرنا اس طرح سیدھا ہے اور اس طرح اُلٹا ہے یہ سب واہیات ہے اصل مطلب گننے سے ہے۔ جس طرح چاہو پھیرو۔ مسئلہ ۴۶ درود شریف بے وضو پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ ۴۷ لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا منع ہے۔ مسئلہ ۴۸ بُرا نام رکھنا منع ہے اچھا نام رکھے یا تو نبیوں کے نام پر نام رکھے یا اللہ کے ناموں میں سے کسی نام پر لفظ عبد بڑھاوے جیسے عبد اللہ۔ عبد الرحمٰن۔ عبد الباری عبد القدوس۔ عبد الفتاح یا اور کوئی نام کسی عالم سے رکھوالے۔ مسئلہ ۴۹ جاہل عورتوں میں مشہور ہے کہ نماز پڑھ کر جانماز کو الٹ دو نہیں تو اس پر شیطان نماز پڑھتا ہے یہ بات محض غلط ہے مسئلہ ۵۰ جاہل سمجھتے ہیں کہ عورت اگر زچہ خانہ میں مر جاوے تو بھوتنی ہو جاتی ہے یہ بالکل غلط عقیدہ ہے بلکہ حدیث میں آیا ہے کہ ایسی عورت شہید ہوتی ہے مسئلہ ۵۱ جاہل کہتے ہیں کہ عورت مرجاوے تو اس کا خاوند جنازے کا پایا بھی نہ پکڑے یہ بالکل غلط ہے بلکہ اگر وہ منھ بھی دیکھ لے تو کچھ ڈر نہیں۔ مسئلہ ۵۲ اگر عورت مرجاوے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ معلوم ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لینا چاہیئے ایک جگہ لوگوں نے ایسی جہالت کی کہ اس عورت کے نہلاتے وقت بچہ پیدا ہونے کی نشانیاں معلوم ہوئیں تو عورتوں نے کہا جلدی کرو نہیں معلوم کیا ہو جاوے گا۔ غرض اس کو جلدی جلدی کفنا کر لے گئے۔ جب قبر میں رکھا تو کفن کے اندر بچے کے گرنے کی حرکت معلوم ہوئی افسوس ہے کسی نے کفن کھول کر بھی نہ دیکھا فوراً قبر پر تختے رکھ کر مٹی ڈالدی افسوس ہے۔ عورتوں میں بھی اور مردوں میں بھی کیسی جہالت آگئی ہے یہ ساری خرابی دین کا علم نہ ہونے کی ہے۔ مسئلہ ۵۳ یہ جاہلوں میں مشہور ہے کہ اگر خاوند نامرد ہو تو اس سے نکاح ہی درست نہیں ہوتا اور بیوی اس سے پردہ کرے یہ بالکل غلط بات ہے مسئلہ ۵۴ فال

گھولنا نام نکالنا چاہیے بدھنی پر ہو چاہے جوتی پر یا اور کسی طرح بہت گناہ ہے۔ مسئلہ ۵۵ عورتوں میں السلام علیکم کہنے کا اور مصافحہ کرنے کا رواج نہیں ہے یہ دونوں باتیں ثواب کی ہیں ان کو پھیلانا چاہیے۔ مسئلہ ۵۶ جہاں مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی ٹکڑا مت دو۔ مسئلہ ۵۷ بعضے جاہلوں کا دستور ہے کہ جس روز گھر سے بونیکے واسطے اناج نکلتا ہے اس روز دانے نہیں بھناتے ایسا اعتقاد بالکل گناہ ہے چھوڑنا چاہیے۔

ضمیمہ حصہ دہم نور محمدی بہشتی زیور ختم ہوا

اضافہ از جانب مولوی محمد رشید صاحب مدرس جامع العلوم کانپور

مسئلہ ہر جانور کا پتہ اس کے پیشاب کے برابر ناپاک ہے اور جگالی میں جو نکلتا ہے وہ اس کے پاخانہ کے برابر ناپاک ہے۔ مسئلہ ۲ قرآن مجید اور سیپارے جب ایسے بوسیدہ ہو جائیں کہ انہیں پڑھا نہ جا سکے یا اسقدر زیادہ غلط لکھے ہوئے ہوں کہ ان کا صحیح کرنا مشکل ہو تو ان کو ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کر دے جو پیروں تلے نہ آوے اور اس طرح دفن کرے کہ اس کے اوپر مٹی نہ پڑے یعنی یا تو بغلی قبر کی طرح کھود کر بغل میں دفن کر دے یا اس پر کوئی تختہ وغیرہ رکھ کر مٹی ڈالدے۔

ضمیمہ کا پہلا اضافہ تمام ہوا شائد کوئی عالم اور اضافہ بڑھاویں

تمت

معجز نامہ متوسط قرآن مجید مترجم بدو ترجمہ مع تفسیر اردو کامل

۵۳ خوبیوں والا

حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے دو بالا۔ گویا ایک ماہر استاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں۔ اعلیٰ طباعت صحت میں یکتائے روزگار۔ اس کی صحت ماہر حافظوں کی معرفت سجاوندی اور خاتم المصاحف کے مطابق ہوئی ہے۔ عربی و اردو دوہرو و خط نہایت خوش خط تقطیع (سائز) و قلم کی معلومات کے لئے اس کا بجنسہٖ ایک پور صفحہ مفت حاصل فرمائیں۔ ہر پارہ جدا جدا اور نقش و نگار سے آراستہ۔ ہر بسم اللہ خط عجائب نگار سے تحریر ہے اس کے تمام اوقاف و رموز سجاوندی۔ اور منشی ممتاز علی صاحبؒ کے خاتم المصاحف کے مطابق ہیں۔ اس کو ہر طرح سے بہتر بنانے میں کارخانہ نے کل کوشش و زر کثیر خرچ کیا ہے۔ جو لوگ اس میں قرآن شریف حفظ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی آسانی کے لئے ہر رکوع کی تمام آیات پر ہندسے دیئے گئے ہیں۔

اس قرآن شریف کا ترجمۂ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کا ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے انکے ترجمہ میں یہ خاص خوبی ہے کہ قرآن شریف کے ایک ایک لفظ کے معنی بتاتا ہے ترجمۂ دوم حکیم الامت قرآن کے ظاہری و باطنی علوم کے ماہر حضرت شاہ اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو تقریر تحت لفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے اور تمام تفاسیر کے آخری و متفقہ قول کے مطابق ہے یہ ہر دو ترجمے ان تمام اغلاط اور خلل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند صحابہ ترجموں میں موجود ہیں اور نیز ان تمام اغلاط سے پاک ہیں جن کو آجکل کے دہلی اور لاہور وغیرہ کے کتب فروشوں نے بوجہ کم خرچ و کفایت شعاری و خرابیٔ صحت اپنے اپنے مطبوعہ قرآنوں میں پیدا کی ہیں۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں بوجہ کم خرچ ارزاں فروخت کرسکیں۔

اور خوبی یہ کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر مثل تفسیر کبیر و ابن جریر۔ درمنثور۔ خازن۔ ابن کثیر و مدارک و موضح القرآن از شاہ عبدالقادرؒ ضحاک۔ مسند حاکم۔ ابن مردویہ۔ ابن ابی حاتم۔ مسند بزاز مسند امام احمد۔ اسباب و شان نزول از جلال الدین سیوطیؒ۔ حقانی۔ بیان القرآن۔ وغیرہ وغیرہ) اور تمام کتب احادیث مثل بخاری مسلم۔ ترمذی وغیرہ وغیرہ) کے خلاصے و مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و سند کے ساتھ ایسی عام فہم اردو میں چڑھائی گئی ہے جو آج تک نہ تو کسی قرآن پر دیکھی اور نہ کسی نے اس قدر زر کثیر خرچ کرنے کی ہمت کی جس میں احکام قرآن و مسائل قرآن قصص۔ تاریخی واقعات۔ ذکر اولین و آخرین اور قرآن کے ظاہری و باطنی اشارات اور شان نزول۔ ربط آیات خواص قرآن۔ ناسخ و منسوخ کی تفصیل ہے اور جب تفسیر کا مضمون درج ہوا ہے اس کا پورا حوالہ دیا گیا ہے اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پر سلسلۂ تفسیر میں ہر صفحہ پر اس مضمون کی سرخی دی گئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوتا ہے۔

نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں حصۂ اول میں حضرت آدمؑ سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور ان کی امتوں کے حالات ہیں۔ اسلام سے قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپؐ کے خلاف انجام دی تھیں۔ اور آپؐ کے وہ تمام خطوط مع ترجمہ درج ہیں۔ جو آپؐ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام برائے دعوت اسلام روانہ فرماتے تھے۔ حصۂ دوم میں فضائل قرآن دوسرا حصۂ سوم میں خاندان نقشبندیہ و قادریہ و سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں کے اعمال، قرآن و خواص اور حجابہ سورتوں اور آیتوں اور پولے قرآن کے تعویذ ہیں اور تعبیر خواب درج ہے حصۂ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست ہے جس سے ہر مضمون کی آیت اشارہ میں نکل سکتی ہے۔ حصۂ پنجم میں قواعد قرأۃ قرآن کا بیان ہے۔

ھدیہ نمبر ۱:- اعلےٰ سفید کاغذ، مجلد دس روپے		علاوہ محصول ڈاک
ھدیہ نمبر ۲:- فیروزی کاغذ، مجلد دس روپے		
ھدیہ نمبر ۳:- معمولی سفید کاغذ مجلد آٹھ روپے		

ہمارا پورا پتہ نور محمد۔ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب مقابل آرام باغ فریئر روڈ۔ کراچی

فہرست مضامین نور محمدی بہشتی گوہر مکمل مدلل حصہ یازدہم بہشتی زیور

فہرست مضامین ضمیمہ حصہ یازدہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ جدیدہ بہشتی گوہر

یہ تو معلوم ہے کہ بہشتی گوہر کوئی مستقل تالیف نہیں ہے بلکہ منتخب ہے رسالہ علم الفقہ مؤلفہ مولانا عبدالشکور صاحب سے جیسا کہ اس کے دیباچہ قدیمہ سے ظاہر ہے مگر اس مرتبہ بعض مسائل کو علم الفقہ سے ملا کر دیکھا گیا تو اسکے اور اسکے بعض مسائل میں کچھ اختلاف ملا۔ اس پر بہشتی گوہر کا مسودہ تلاش کیا گیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ اختلاف کس وجہ سے ہوا ہے۔ انتخاب کے وقت ہی یہ اختلاف پیدا ہوا ہے یا بعد میں کسی نے کمی زیادتی کی لیکن مسودہ نہ مل سکا۔ نیز بعض مسائل خود اصل علم الفقہ میں بھی محتاج تحقیق مکرر نظر پڑے۔ لہذا اب دوبارہ کل بہشتی گوہر پر نظر کرنا ضروری ہوا۔ لہذا احقر کے عرض کرنے پر حکیم الامۃ مجدد الملۃ معظم و محترم حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ العالی نے بوجہ کثرتِ مشاغل اس مرتبہ اس طرح نظر فرمائی کہ بہشتی گوہر کو اوّل سے آخر تک ایک سرسری نظر سے ملاحظہ فرمایا اور اس میں جس مسئلہ میں شبہ ہوا اس پر نشان کر دیا۔ پھر ان مقامات کو برادر مکرم مولوی ظفر احمد صاحب کی خدمت میں احقر نے حسب الحکم حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم اس غرض سے پیش کیا کہ ان نشان زدہ مقامات کو کتب فقہ میں نکال کر بہشتی گوہر کی عبارت کو درست کر دیا جاوے۔ چنانچہ بھائی صاحب موصوف نے نہایت جانفشانی سے اس کام کو انجام دیا اور مواقع ضرورت میں حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم سے مشورہ بھی فرماتے رہے۔ اسی طرح ان تمام مقامات نشان زدہ کو درست فرما دیا جزاہم اللہ تعالیٰ اور چونکہ اس مرتبہ بہشتی گوہر کو دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ ان کا حوالہ نہیں ہے لہذا میرے مکرم احباب مولانا مولوی وصی اللہ صاحب اعظم گڈھی و مولانا عبدالکریم صاحب گمتھلوی زاد مجدہما نے نہایت محنت و عرقریزی سے تمام کتب فقہ سے تلاش کر کے ان سب مسائل کے حوالے درج کئے اور جن مسائل میں پہلے سے حوالے تھے ان میں صفحات کا حوالہ نہ تھا اُن سب میں صفحات کے حوالے درج ہوئے اور اگر پہلی لکھی ہوئی کتاب میں باوجود تلاش کے مسئلہ نہ مل سکا تو اس کتاب کی جگہ دوسری کتاب کا حوالہ دیا گیا اور مواقع ضرورت میں بعد مشورہ عبارت میں بھی تغیر فرمایا غرضکہ اس مرتبہ اسقدر ترمیم ہوئی ہے کہ گویا بہشتی گوہر کو دوبارہ تالیف کیا گیا ہے اور بہشتی زیور میں تو اس امر کا التزام کیا تھا کہ اس مرتبہ جو کچھ کمی یا اضافہ ہوا ہے اسکی اطلاع حاشیہ پر کر دی ہے لیکن چونکہ بہشتی گوہر میں تغیر بہت زیادہ ہوا ہے اسلئے اسمیں اسکا التزام نہیں ہو سکا بلکہ یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ اس سے پہلے کے جسقدر مطبوعہ بہشتی گوہر ہیں ان کو اس سے درست کر لیا جاوے کیونکہ اس جدید نسخہ کے مسائل صحیح اور مطبوعہ سابق میں بعض مسائل غلط ہیں۔ **ضروری التماس** بہشتی زیور اور بہشتی گوہر پر چونکہ پوری طرح نظر ثانی حضرات متذکرۂ بالا نے فرمائی ہے حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم نے تو محض ایک سرسری نظر فرمائی ہے لہذا ان میں جو کوتاہیاں رہ گئی ہوں داگرچہ اپنے نزدیک تو کوتاہی چھوڑی نہیں ہے) انکو حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم کی طرف نسبت کر کے خواہ مخواہ معاندانہ اعتراض سے بچیں ہاں طلب حق کیلئے اگر کسی مسئلہ کی بابت دریافت کرنا ہو تو پوچھیں مگر طرز سوال سے طلب حق یا عناد صاف طور پر معلوم ہو ہی جاتا ہے داز مولانا شبیر علی صاحب تھانوی مدظلہ)

بہشتی زیور کا گیارھواں حصہ

ملقب بہ

دیباچہ بہشتی گوہر قدیمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بعد الحمد والصلوۃ یہ رسالہ بہشتی گوہر تتمہ ہے بہشتی زیور کا جو اس سے قبل دس حصوں میں شائع ہو چکا ہے اور جس کے اخیر حصہ کے ختم پر اس تتمہ کی خبر اور ضرورت کو ظاہر کیا جا چکا ہے لیکن بوجہ کم فرصتی کے اسکے جمیع مسائل کو اصل کتاب فقہیہ متداولہ سے نقل کرنے کی نوبت نہیں آئی بلکہ رسالہ علم الفقہ کو جو لکھنؤ سے شائع ہوا ہے اور جسمیں اکثر جگہ اصل کتب کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے ایک طالب علمانہ نظر سے مطالعہ کر کے اس میں سے اس تتمہ کے مناسب یعنی ضروری مسائل جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور کسی عارضی مصلحت سے مسائل مشترکہ تبعاً منتخب کر کے ایک جگہ جمع کرنا کافی سمجھا گیا ہے البتہ مواقع ضرورت میں اصل کتب سے بھی مراجعت کر کے اطمینان کیا گیا۔ اور جہاں کہیں مضامین یا حوالہ کتاب کی غلطیاں تھیں اُن سب کی اصلاح اور درستی کر دی گئی اور کہیں کہیں قدرے کمی بیشی یا تغیر عبارت یا مختصر اضافہ بھی کیا گیا جس سے یہ اضافہ من وجہٍ مستقل اور من وجہٍ غیر مستقل ہو گیا اور بعض ضروری مسائل صفائی معاملات سے بھی لئے گئے۔ کچھ بعید نہیں کہ پھر بھی بعض مسائل مہمہ اسمیں رہ گئے ہوں اسلئے عام ناظرین سے درخواست ہے کہ ایسے ضروری مسائل سے بعنوان سوال اطلاع فرماویں کہ طبع آئندہ میں اضافہ کر دیا جاوے اور خاص اہل علم سے امید ہے کہ ایسی ضروریات کو ازخود اسکے اخیر میں مثل اضافہ حصہ دہم اصل کتاب بطور ضمیمہ کے ملحق فرماویں۔ چونکہ اس میں مختلف ابواب کے مسائل ہیں اسلئے بہشتی زیور کے جن حصوں کا اس میں تتمہ ہے۔ جن میں زیادہ مقدار حصہ سوم کے تتمہ کی ہے انکے مناسب اس کا تجزیہ کر کے ہر جزو مضمون کے ختم پر جلی قلم سے لکھدیا جاوے گا کہ یہاں فلاں حصہ کا تتمہ ختم ہوا اور آگے فلاں حصہ کا تتمہ شروع ہوتا ہے سو مناسب اور سہل اور مفید طریقہ یہ ہوگا کہ جب کوئی مرد یا لڑکا کوئی حصہ بہشتی زیور کا مطالعہ میں یا درس میں ختم کر چکے تو قبل اس کے کہ اس کا آئندہ حصہ شروع کیا جاوے اس حصہ مختومہ کا تتمہ اس رسالہ میں سے اس کے ساتھ دیکھ لیا جاوے۔ پھر اصل کتاب کا حصہ آئندہ دیکھا پڑھا جاوے اسی طرح اس کا ختم بھی ایسا ہی کیا جاوے۔ وعلیٰ ھذا القیاس واللّٰہ الکافی لکل خیر ھو الوافی من کل ضیر۔

کتبہ۔ اشرف علی عفی عنہ آخر ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

تتمہ حصہ اوّل بہشتی زیور

اِصطلاحات ضروریہ

جاننا چاہئے کہ جو احکام الٰہی بندوں کے افعال اعمال کے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں فرض[1]۔ واجب[2]۔ سنت[3] مستحب[4]۔ حرام[5]۔ مکروہ تحریمی[6]۔ مکروہ تنزیہی[7]۔ مباح[8]۔ (۱) فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ پھر اسکی دو قسمیں ہیں فرض[1] عین۔ فرض کفایہ[2]۔ فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر کسی عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے جیسے پنجوقتی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔ فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جاوے گا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ (۲) واجب وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا بلا عذر ترک کرنیوالا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ بھی فاسق ہے کافر نہیں۔ (۳) سُنّت وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو اور اسکی دو قسمیں ہیں۔ سنت مؤکدہ سنت غیر مؤکدہ سنت مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنیوالے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو۔ اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اسکی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہیگا۔ ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اسکے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے۔ سنت غیر مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو اس کا کرنیوالا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔ (۴) مستحب وہ فعل ہے جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اس کا کرنیوالا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اسکو فقہاء کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔ (۵) حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے (۶) مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔ (۷) مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے جس کے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب نہ ہو۔ (۸) مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

کتاب الطہارۃ

پانی کے استعمال کے احکام

مسئلہ ایسے[1] ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ اور بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈالکر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے۔ مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے **مسئلہ ۲** دریا[2] ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ کنواں جس کو بنانے والے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو۔ جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقۂ استعمال سے منع کر دے۔ **مسئلہ ۳** کسی[3] شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو و غسل و پارچہ شوئی کے لئے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے گھر کے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس میں سب کا حق ہے البتہ اگر کثرت جانوروں کی وجہ سے پانی ختم ہونے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے بآسانی چل سکتا ہے مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے یا اس کا کام بند ہو جاوے گا اور تکلیف ہوگی اگر اس کی کارروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنویں والے سے کہا جاوے گا کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ توڑے گا نہیں ورنہ اس کو جس قدر

[1] الماء اذا وقعت فیہ نجاسۃ فان تغیر وصفہ لم یجز الانتفاع بہ بحال والا جاز کبل الطین وسقی الدواب ۱۲ در المختار ص۲۰۷ ج۱ ولا یطین بہ المسجد ۱۲ عالمگیری ص۲۴ ج۱

[2] المیاہ انواع۔ الاول ماء البحر وہو عام لجمیع الخلق انتفاع بہ بالشفۃ وسقی الارض وشق الانہار حتی ان من اراد ان یکری نہراً منہا الی ارضہ لم یمنع من ذلک والانتفاع بماء البحر کالانتفاع بالشمس والقمر والہواء فلا یمنع من الانتفاع بہ علی ای وجہ شاء والثانی ماء الاودیۃ العظام کجیحون وسیحون للناس فیہا حق الشفۃ علی الاطلاق وحق سقی الاراضی ان کان لا یضر بالعامۃ وان کان یضر بالعامۃ فلیس لہ ذلک لان دفع الضرر عنہم واجب وذلک بان یمیل الماء الی ہذا الجانب اذا انکسرت ضفتہ فتغرق القری والاراضی ۱۲ عالمگیری ص۳۰۹ ج۵

[3] ان لقوم او لرجل لا رض نہر بجنبہ لیس لہ شرب من ہذا النہر کان لصاحب الارض ان یشرب ویتوضأ ویسقی دوابہ من ہذا النہر ولیس لہ ان یسقی منہ ارضہ او شجرہ او زرعہ ولا ان ینصب دولاباً علی ہذا النہر لارضہ وان اراد ان یرفع الماء منہ بالقرب او الاوانی ویسقی زرعہ او شجرہ قال بعضہم لا یمنع من ذلک وہو الاصح ولیس لاحد ان یسقی ارضہ او زرعہ من نہر الغیر او عینہ او قناتہ ولو اراد رجل اجنبی ان یاخذ من النہر الخاص او من حوض رجل او من بئر رجل ماء بالجرۃ للوضوء او الغسل الثیاب ۔۔۔ ذلک ذکر الطحاوی ان لہ ذلک وعلیہ اکثر المشائخ وان کانت البئر او العین او الحوض او النہر فی ملک رجل فلہ ان یمنع من یرید الشفۃ من الدخول فی ملکہ اذا کان یجد ماء آخر بقرب ہذا الماء فی غیر ملک احد لانہ لا یتضرر بہ وان کان لا یجد ذلک یقال لصاحب النہر اما ان تخرج الماء الیہ او تترکہ لیاخذ بنفسہ بشرط ان لا یکسر ضفتہ لان لہ حق الشفۃ فی الماء الذی فی حوضہ عند الحاجۃ وحکم الکلاء کحکم الماء ان لم یجد یقال لصاحب الارض اما ان تعطیہ الکلاء او تاذن لہ بالدخول فیاخذ حقہ ۱۲ عالمگیری ص۳۱۰ ج۵

پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالہ کرو۔ البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں۔ اس سے ممانعت کر سکتا ہے۔ یہی حکم ہے خودرو گھانس کا اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں۔ البتہ تنہ دار درخت زمین والے کی مملوک ہیں۔ **مسئلہ**[۴] اگر ایک شخص دوسرے کے کنوئیں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنوئیں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے مشائخ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔ **مسئلہ ۵** دریا۔ تالاب۔ کنوئیں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے۔ مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائیگا۔ اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر پیاس سے بے قرار ہو جائے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے جبکہ پانی والے کی سخت حاجت سے زائد موجود ہو۔ مگر اس پانی کا ضمان دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ٦** لوگوں[۳] کے پینے کے لئے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں اکثر ستونوں پر پانی رکھدیتے ہیں اس سے وضو غسل درست نہیں۔ ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس سے پینا درست ہے۔ **مسئلہ ۷** اگر کنوئیں[۴] میں ایک دو مینگنی گر جاوے اور وہ ثابت نکل آوے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور منہ ہو یا نہ ہو۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل

مسئلہ غلہ گاہنے[۵] کے وقت یعنی جب اس پر بیلوں کو چلاتے ہیں۔ اگر بیل غلہ پر پیشاب کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائیگا اسلئے کہ یہاں ضرورت نہیں۔ **مسئلہ ۲** کافر[٦] کھانے کی شے جو بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح اُن کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ اُس کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔ **مسئلہ ۳** بعض[۷] لوگ جو شیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں ہاں اگر طبیب حاذق دیندار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوا چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے۔ لیکن نماز کے وقت اسکو پاک کرنا ضروری ہوگا۔ **مسئلہ ۴** راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو فتویٰ اسی پر ہے باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں زیادہ آمد و رفت نہ ہو وہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کر لیا کرے۔

---

[۱] باع شرب یوم او اقل او اکثر لا یجوز لعدم الملک قبل الاحراز او للجہالۃ و بعض المشائخ جوزہ وقال القیاس یترک بالتعامل ۱۲ من الفتاوی البزازیہ صفحہ ۱۲۱ ج ۳

[۲] وکذا لو مع رفیقہ ماء و خاف الموت عطشاً اخذ قدر ما یرفع العطش فان امتنع قاتل بلا سلاح ۱۲ من الفتاوی البزازیہ صفحہ ۳٦٦ ج ۳ ویضمن لہ ما اخذ کما فی الدر المختار صفحہ ۳۸۹ ج ۵

[۳] عالمگیری صفحہ ۲۸ ج ۱

[۴] و بعر الابل والغنم اذا وقع فی البئر لا یفسد ما لم یکثر والصحیح انہ لا فرق بین الصحیح والمنکسر والرطب والیابس ولا فرق بین الروث والخثی والبعر ولا فرق بین آبار المصر والفلوات ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۹ ج ۱

[۵] الحنطۃ تداس بالحمر تبول وتورث ویصیب بعض الحنطۃ ویختلط ما اصیب منہا بغیرہا قالوا لو عزل بعضہا وغسل ثم خلط الکل ابیح تناولہ وکذلک لو عزل ووہبہ من انسان او تصدق بہ علیہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۴۳ ج ۱

[٦] عالمگیری صفحہ ۲۳۱ ج ۵ ۱۲

[۷] من الفتاوی البزازیہ صفحہ ۳٦۵ ج ۳ ۱۲

[۸] رد المحتار صفحہ ۳۲۴ ج ۱ ۱۲

[۹] فقہ کی عام کتابوں میں ہبہ و تقسیم کی قید ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ امام محمد رح کے قول پر عمل کرتے ہوئے لکھا گیا ہے ۱۲ محشی

چاہے ناپاکی کا اثر بھی محسوس نہ ہو۔ **مسئلہ ۵** نجاست[۱] اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے۔ وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے بنتا ہے۔ **مسئلہ ۶** نجاست[۲] کے اوپر جو گرد و غبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کر کے اسکو تر نہ کر دیا ہو۔ **مسئلہ ۷** نجاستوں[۳] سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں لیکن ان کا کھانا درست نہیں اگر ان میں جان پڑ گئی ہو۔ اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں کا یہی حکم ہے۔ **مسئلہ ۸** کھانے[۴] کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت حلوہ وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے اُن کا کھانا درست نہیں۔ **مسئلہ ۹** مشک[۵] اور اس کا نافہ پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ **مسئلہ ۱۰** سوتے[۶] میں آدمی کے منھ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ **مسئلہ ۱۱** گندہ[۷] انڈا حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔ **مسئلہ ۱۲** سانپ[۸] کی کینچلی پاک ہے **مسئلہ ۱۳** جس[۹] پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جاوے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا لیکن ان پانیوں میں اتنا فرق ہے۔ کہ اگر پہلی دفعہ کا پانی کسی کپڑے میں لگ جاوے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر دوسری دفعہ کا پانی لگجاوے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جاوے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا **مسئلہ ۱۴** مردہ[۱۰] انسان جس پانی سے نہلایا جاوے وہ پانی نجس ہے۔ **مسئلہ ۱۵** سانپ[۱۱] کی کھال نجس ہے یعنی وہ جو اس کے بدن سے لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ کینچلی پاک ہے۔ **مسئلہ ۱۶** مردہ[۱۲] انسان کے منھ کا لعاب نجس ہے۔ **مسئلہ ۱۷** اکہرے[۱۳] کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو۔ لیکن دونوں کا مجموعہ اُس مقدار سے بڑھ جاوے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہو گی ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑوں کو ملا کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی **مسئلہ ۱۸** دودھ[۱۴] دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر دو ایک مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے۔ بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے۔ **مسئلہ ۱۹** چار[۱۵] پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔ **مسئلہ ۲۰** پاک[۱۶] کپڑا برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی

---

[۱] دخان النجاسۃ اذا اصاب الثوب او البدن الصحیح انہ لا ینجسہ ۱۲ عالمگیری ص۴۷ ج۱

[۲] السرقین الجاف والتراب النجس اذا ہبت بہ الریح فاصاب ثوبا لا ینجسہ مالم یر فیہ اثر النجاسۃ ۱۲ قاضیخان ص۱۳

[۳] قاضیخان ص۱۴ و رد ص۳۶ ج۱

[۴] عالمگیری ص۳۳۹ ج۵

[۵] قاضیخان ص۱۲

[۶] الماء الذی یسیل من فم النائم طاہر ہو الصحیح انہ متولد من البلغم ۱۲ قاضیخان ص۲۴

[۷] اذا صلی و فی کمہ بیضۃ مذرۃ قد حال محہا دما جازت صلاتہ ۱۲ قاضیخان ص۱۱ ج۱

[۸] واما قمیص الحیۃ ذکر شمس الائمۃ الحلوانی الصحیح انہ طاہر ۱۲ قاضیخان ص۱۱ ج۱

[۹] عالمگیری ص۲۴ ج۱

[۱۰] غسالۃ المیت من الماء الاول والثانی والثالث فاسدۃ وما یصیب ثوب الغاسل من ذلک قدر ما لا یمکن الاحتراز عن ذلک عفو ۱۲ قاضیخان ص۱۲

[۱۱] قاضیخان ص۲۱

[۱۲] واما لعاب المیت فقد قیل انہ نجس ۱۲ عالمگیری ص۲۶ ج۱

[۱۳] قاضیخان ص۱۲ ج۱

[۱۴] البعر اذا وقع فی المحلب عند الحلب فرمی من ساعتہ لا باس بہ ان تفتت البعر فی اللبن لصیر نجسا لا یطہر بعد ذلک ۱۲ قاضیخان ص۱۲

[۱۵] قاضیخان ص۱۲

[۱۶] ولو توضا الطاہر ازالۃ الستین او العجین او الدرن او اغتسل لطاہر للتبرد لا یصیر الماء مستعملا ۱۲ عالمگیری ص۲۳

۵ اگر مینگنی دودھ دوہنے کے وقت کے علاوہ گر جائیگی تو دودھ ناپاک ہو جائے گا ۱۲

سے دھوئی جاویں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی گاڑھا نہ ہو جاوے اور محاورے میں اس کو ماء مطلق یعنی صرف پانی کہتے ہوں اور اگر برتن وغیرہ میں کھانے پینے کی چیز لگی ہو تو اس کے دھوون سے وضو اور غسل کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پانی کے تین وصفوں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔ **مسئلہ ۲۱** مستعمل[۱] پانی کا پینا اور کھانے اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو غسل اس سے درست نہیں ہاں ایسے پانی سے نجاست دھونا درست ہے **مسئلہ ۲۲** زمزم[۲] کے پانی سے بے وضو کو وضو کرنا نہ چاہئے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے درے نہ مل سکے اور ضروری طہارت کسی اور طرح بھی حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔ **مسئلہ ۲۳** عورت[۳] کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے گو ہمارے نزدیک اس سے وضو وغیرہ جائز ہے مگر امام احمد کے نزدیک جائز نہیں اور اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے **مسئلہ ۲۴** جن[۴] مقاموں پر خدائے تعالیٰ کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم اُس مقام کے پانی سے وضو اور غسل نہ چاہئے مثل مسئلہ بالا اس میں بھی اختلاف ہے مگر یہاں بھی اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے اور مجبوری کو اس کا بھی وہی حکم ہے جو زمزم کے پانی کا ہے۔ **مسئلہ ۲۵** تنور[۵] اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا۔ بشرطیکہ بعد گرم ہونے کے نجاست کا اثر نہ رہے۔ **مسئلہ ۲۶** ناپاک[۶] زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو مٹی کے اوپر کا حصہ پاک ہے۔ **مسئلہ ۲۷** ناپاک[۷] تیل یا چربی کا صابون بنا لیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔ **مسئلہ ۲۸** فصد[۸] کے مقام یا اور کسی عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہے اور بعد آرام ہونے کے بھی اُس جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔ **مسئلہ ۲۹** ناپاک[۹] رنگ اگر جسم میں یا کپڑے میں لگ جاوے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو **مسئلہ ۳۰** اگر[۱۰] ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہے اسکی جگہ پر رکھ کر جما دیا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھدی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز

---

[۱] ویکرہ شرب الماء المستعمل (المحدث، اذا توضأ فی ارض المسجد لایجوز فی قول الشیخین رح لان عندہما الماء المستعمل ۱۲ قاضیخان صـ۱ـ

[۲] طحطاوی صـ۱۱

[۳] ولایجوز للرجل ان یتوضأ ویغتسل بفضل المرأۃ ۱۲ ردالمحتار صـ۱۳۱ ج۱

[۴] ینبغی کراہۃ التطہیر ایضا اخذا مما ذکرناہ وان لم ارہ لاحد من ائمتنا بماء وتراب من کل ارض غضب علیہا الا بئر الناقۃ بارض ثمود فقد صرح الشافعیۃ بکراہۃ ولا یباح عند احمد ۱۲ ردالمحتار صـ۱۳۱ ج۱

[۵] الصبی اذا بال فی التنور او مسحت المرأۃ بخرقۃ مبلولۃ بنجاسۃ ثم خبزت ان کانت النجاسۃ قد یبست ولم یبق بللہا قبل الصاق الخبز بالتنور لا یتنجس الخبز لان النار لما اکلت البلۃ نصار کالارض اذا یبست بالشمس وان الصقت الخبز بالتنور حال قیام البلۃ فالخبز نجس ۱۲ قاضیخان صـ۲۴ـ

[۶] قاضیخان صـ۲۳ ج۱

[۷] جعل الدہن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ لانہ تغیر ۱۲ عالمگیری صـ۴۵

[۸] ولو مسح موضع الحجامۃ ثلاث مرات بثلاث خرق مبلولۃ قدمر قبل ہذا انہ یجوز اذا کان الماء متقاطرا ۱۲ قاضیخان صـ۲۵ ج۱

[۹] اذا وقعت النجاسۃ فی صبغ فانہ یصبغ بہ الثوب ثم یغتسل ثلاثا فیطہر کالمرأۃ اذا اختضبت بحناء نجس قاضیخان صـ۲۵ ج۱ ۱۲

[۱۰] قاضیخان صـ۲۴ ج۱

بھردی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہئے بلکہ وہ خود بخود پاک ہو جاوے گا۔ **مسئلہ ۳۱** ایسی[1] ناپاک چیز کو جو چکنی ہو جیسے تیل۔ گھی۔ مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جاوے اور اس قدر دھوئی جاوے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔ **مسئلہ ۳۲** ناپاک[2] چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ اُس نجاست کا اثر اُن چھینٹوں میں نہ ہو۔ **مسئلہ ۳۳** دوہرا[3] کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل ناپاک سمجھا جائے گا نماز اس پر درست نہیں۔ بشرطیکہ ناپاک جانب کا ناپاک حصہ نمازی کے کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے کی جگہ ہو اور دونوں کپڑے باہم سلے ہوئے ہوں اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو پھر ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک نہ ہو گا بلکہ دوسرے پر نماز درست ہے۔ بشرطیکہ اوپر کا کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ اس میں سے نیچے کی نجاست کا رنگ اور بو ظاہر نہ ہوتی ہو۔ **مسئلہ ۳۴** مرغی[4] یا اور کوئی پرند پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دیجائے جیسا کہ آج کل انگریزوں اور اُن کے ہم مثل ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی۔ **مسئلہ ۳۵** چاند[5] یا سورج کی طرف پائخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ نجاست اس میں نہ گرے اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں۔ جانوروں کے درمیان میں مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو۔ قبرستان میں یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں راستے میں اور ہوا کے رخ پر۔ سوراخ میں راستے کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں اور اُن کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

پیشاب پائخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہئے

باتیں[6] کرنا۔ بلا ضرورت کھانسنا۔ کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا پڑھنا۔ ایسی چیز جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتے یا کسی معظم کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا البتہ اگر

[1] اذا تنجست الید بدہن نجس فغسلہا ثلاثا من غیر حرض وبقی اثر الدہن فی الید علی قیاس ابی یوسف یطہر ۱۲ قاضی خان ص۲۷ ج۱
[2] قاضی خان ص۲۱ ج۱
[3] ولو صلی ثوب ذی طاقین فاصابت النجاسۃ احد الطاقین ونفذت الی الآخر علی قول ابی یوسف رح ہو کثوب واحد لا یمنع جواز الصلوۃ وعلی قول محمد رح یمنع وقیل ان کان مضربا یمنع عندہم ۱۲ قاضی خان ص۲۴
[4] الطائر اذا وقع فی قدر مات فیہا ان وقع حال الغلیان فالکل فاسد یہرق جمیع ما کان فیہ وان وقع بعدما سکن عن الغلیان ذہب المرقۃ ویغسل اللحم الذی کان فیہ ویؤکل ۱۲ قاضیخان ص۲۷
[5] ویکرہ استقبال القبلۃ و الریح والشمس والقمر ویکرہ البول والغائط فی الماء جاریا کان او راکدا ویکرہ علی طرف نہر او بئر او حوض او عین او تحت شجرۃ مثمرۃ او فی زرع او فی ظل ینتفع بالجلوس فیہ ویکرہ بجنب المسجد ومصلی العید وفی المقابر وبین الدواب وفی طرق المسلمین ویکرہ ان یقعد فی اسفل الارض ویبول الی اعلاہا وان یبول فی جحر فارۃ او حیۃ او نمل وثقب ۱۲ عالمگیری ص۵۰ ج۱
[6] عالمگیری ص۵۰ ج۱ ۱۲

ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں۔ بلا ضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پائخانہ پیشاب کرنا۔ تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پائخانہ پیشاب کرنا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا۔

جن چیزوں سے استنجا درست نہیں

ہڈی[۱]۔ کھانے کی چیزیں۔ لید اور کل ناپاک چیز۔ وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو۔ پختہ اینٹ۔ ٹھیکری۔ شیشہ۔ کوئلہ۔ چونا۔ لوہا۔ چاندی۔ سونا وغیرہ (ق) اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھُس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا۔ عرق وغیرہ آدمی کے اجزا جیسے بال۔ ہڈی۔ گوشت وغیرہ۔ مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ۔ درختوں کے پتے۔ کاغذ خواہ لکھا ہوا ہو یا سادہ۔ زمزم کا پانی۔ دوسرے کے مال سے بلا اسکی اجازت و رضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز۔ روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا اُن کے جانور نفع اٹھائیں۔ اُن تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے

پانی۔ مٹی[۲] کا ڈھیلہ۔ پتھر۔ بے قیمت کپڑا۔ اور کل وہ چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کر دیں بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔

وضو کا بیان

مسئلہ[۱] داڑھی[۳] کا خلال کرے اور تین بار منھ دھونے کے بعد خلال کرے اور تین بار سے زیادہ خلال نہ کرے۔ **مسئلہ[۲]** جو سطح[۴] رخسارہ اور کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ ڈاڑھی نکلی ہو یا نہیں۔ **مسئلہ[۳]** ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اس قدر کم ہو کہ کھال نظر آئے۔ **مسئلہ[۴]** ہونٹ[۵] کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اُس کا دھونا فرض ہے۔ **مسئلہ[۵]** ڈاڑھی[۶] یا مونچھ یا بھوں اگر اس قدر گھنی

---

[۱] ویکرہ الاستنجاء بالعظم والروث والرجیع والطعام واللحم والزجاج والخزف وورق الشجر والشعر وکذا بالیمین ولذا کان بالیسریٰ عذر یمنع الاستنجاء بہا جاز ان یستنجی بیمینہ من غیر کراہۃ ولا یستنجی بالاشیاء النجسۃ وکذا لا یستنجی بحجر استنجی بہ مرۃ ہو او غیرہ الا اذا کان حجرا لہ احرف لہ ان یستنجی کل مرۃ بطرف لم یستنج بہ فیجوز من غیر کراہۃ ولا یستنجی بکاغذ وان کانت بیضاء ویکرہ الاستنجاء بالاجر والفحم وشئ لہ قیمۃ کخرقۃ الدیباج ۱۲ عالمگیری ص۵ ج۱

[۲] یجوز الاستنجاء بنحو حجر منق کالمدر والتراب والعود والخرقۃ والجلود وما اشبہہا ۱۲ عالمگیری ص۸ ج۱

[۳] ذکر قاضیخاں فی شرح جامع الصغیر تخلیل اللحیۃ بعد التثلیث سنۃ فی قول ابی یوسف وبہ اخذ ۱۲ عالمگیری ص۷ ج۱

[۴] ویغسل موضع المنکشف بین العذار والاذن ۱۲ قاضیخاں ص۳۴ ج۱ والبیاض الذی بین العذار وبین شحمۃ الاذن یجب غسلہ عند الوضوء ۱۲ عالمگیری ص۴ ج۱

[۵] ویغسل شعر الشارب والحاجبین وما کان من شعر اللحیۃ علی اصل الذقن ولا یجب ایصال الماء الی منابت الشعر الا ان یکون الشعر قلیلا تبدو منہ المنابت ۱۲

[۶] والا الشفۃ فما یظہر منہا عند الانضمام فہو من الوجہ وما یکتتم عند الانضمام فہو تابع الفم ہو الصحیح ۱۲ عالمگیری ص۴ ج۱

[۷] دیکھو حاشیہ مسئلہ ۳ باب ہذا ۱۲

ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے بلکہ وہ بال ہی قائم مقام کھال کے ہیں اُن پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔ **مسئلہ**[۶] بھوئیں یا ڈاڑھی یا مونچھ اگر اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جو حد چہرہ کے اندر ہیں باقی بال جو حد مذکورہ سے آگے بڑھ گئے ہوں اُن کا دھونا واجب نہیں۔ **مسئلہ**[۷] اگر کسی شخص کے مشترک حصّہ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف میں کانچ نکلنا کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہنچایا جائے۔ **مسئلہ**[۸] منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً کسی نے کوئی بوجھ اٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہو گئی۔ **مسئلہ**[۹] اگر کسی کی حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ جائے گا۔ **مسئلہ**[۱۰] نماز میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ جائے گا۔ **مسئلہ**[۱۱] جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ[۱] بوٹ پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنوں کے چھپائے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔ **مسئلہ**[۲] کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو اُن موزوں پر مسح نہیں کر سکتا اسلئے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں خواہ وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا وضو و غسل دونوں کا ہو یا صرف وضو کا۔ **مسئلہ**[۳] غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت مثلاً پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اُس کے بعد پیروں پر مسح کرے تو یہ درست نہیں۔
مسئلہ[۴] معذور کا وضو جیسے نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے اور اُس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے۔ ہاں اگر اُس کا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیوں کے سمجھا جائیگا

---

[۱] واذا کان شارب المتوضی طویلاً ولا یصل الماء تحتہ عند الوضوء جاز والشعر المسترسل من الذقن لا یجب غسلہا ۱۲ عالمگیری ص۔

[۲] اذا خرج دبرہ ان عالجہ بیدہ او بخرقۃ حتی ادخلہ ینتقض طہارتہ لانہ یلتزق بیدہ شیٔ من النجاسۃ وذکر شمس الائمۃ الحلوانی ان ینقض خروج الدبر ینتقض وضوءہ ۱۲ عالمگیری ص۱۔

[۳] المذی ینتقض الوضوء وکذا الودی والمنی اذا خرج من غیر شہوۃ بان حمل شیئاً فسبقہ المنی او سقط من مکان مرتفع لو جب الوضوء ۱۲ عالمگیری ص۱۔

[۴] واما العتہ فلم یجز ذکرہ من النواقض ۱۲ بحر الرائق ص۴۱ ج۱

[۵] وذکر فی الذخیرۃ ان قہقہۃ النائم لا تنقض لعدم الجنایۃ ۱۲ عینی ص۱۴۰ ج۱

[۶] ولو قہقہہ فی سجدۃ التلاوۃ او فی صلاۃ الجنازۃ یبطل ما کان فیہا ولا تنقض الطہارۃ ۱۲ قاضیخان ص۳۸

[۷] در مختار ص۲۷ ج۱

[۸] المحدث اذا تیمم عند عدم الماء ولبس الخف ثم وجد ماء فانہ ینزع خفیہ ویغسل رجلیہ لان المتیمم عند وجود الماء یصیر محدثاً بالحدث السابق

۱۲ قاضیخان ص۵ ج۱ [۹] ولا یجوز المسح لمن اجنب بعد لبس الخف اوقبلہ ۱۲ عالمگیری ص۳۳ [۱۰] عینی ص۳۴۴ ج۱ ۱۲ [۱۱] رد المحتار ص۲۷ ج۱ ۱۲

مسئلہ[۵۱] پیر کا اکثر حصہ کسی طرح دھل گیا اس صورت میں موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔

حدث اصغر یعنی بے وضو ہونیکی حالت کے احکام

مسئلہ[۵۲] قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس موقع کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس موقع کو جو سادہ ہے اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلّی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو۔ باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جب کہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔ **مسئلہ**[۲] قرآن[۵۳] مجید کا لکھنا مکروہ نہیں، بشرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے گو خالی مقام کو چھوئے مگر محمد رح کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں اور یہی احوط ہے۔ پہلا قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور یہی اختلاف مسئلہ سابق میں بھی ہے۔ اور یہ حکم جب ہے کہ قرآن شریف اور سیپاروں کے علاوہ کسی کاغذ یا کپڑے وغیرہ میں کوئی آیت لکھی ہو اور اس کا کچھ حصہ سادہ بھی ہو۔ **مسئلہ**[۳] ایک آیت[۵۴] سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں اگر کتاب وغیرہ میں لکھے اور قرآن شریف میں ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔ **مسئلہ**[۴] نابالغ[۵۵] بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔ **مسئلہ**[۵] قرآن[۵۶] مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت و انجیل و زبور وغیرہ کے صرف اسی مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں اور یہی حکم قرآن مجید کی منسوخ التلاوۃ آیتوں کا ہے۔ **مسئلہ**[۶] وضو[۵۷] کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لئے بائیں پیر کو دھوئے۔ اسی طرح اگر وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منھ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ اُس شبہے کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔ **مسئلہ**[۷] مسجد[۵۸] کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر مگر اس میں اکثر جگہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ وضو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے کہ پانی وضو کا فرش مسجد کے

[۵۱] ولو لبس خفیہ علی طہارۃ کاملۃ ومسح علیہما ثم دخل الماء فی احد خفیہ ان بلغ الکعب حتی صار جمیع الرجل مغسولا یجب علیہ غسل الرجل الاخری ۱۲ عالمگیری ۳۵/۱ج

[۵۲] لا یجوز لہما وللجنب و المحدث مس المصحف الا بغلاف متجاف عنہ کالخریطۃ والجلد الغیر المشرز لا بما ہو متصل بہ ہو الصحیح ہکذا فی الہدایۃ و علیہ الفتوی والصحیح منع مس حواشی المصحف و البیاض الذی لا کتابۃ علیہ

[۵۳] ولا یجوز مس شئی مکتوب فیہ شئی من القرآن من لوح او دراہم او غیر ذلک اذا کان آیۃ تامۃ ۱۲ عالمگیری ص۳۹/۱ج

[۵۴] لا باس للجنب ان یکتب القرآن والصحیفۃ او اللوح علی الارض او الوسادۃ عند ابی یوسف رحؒ خلافاً لمحمد رحؒ لانہ لیس فیہ مس القرآن ۱۲ کبیری ص۵۵

[۵۵] عالمگیری ص۳۹/۱ج ۱۲

[۵۶] ولا باس بدفع المصحف الی الصبیان لان فی المنع تضیع حفظ القرآن والامر بالتطہیر حرج بہم وہذا ہو الصحیح ۱۲ ہدایہ ص۳۹/۱ج

[۵۷] واما غیرہ فلا یحرم منہ الا المکتوب ۱۲ طحطاوی ص۹۹/۱ج

[۵۸] عالمگیری ص۱۳/۱ج ۱۲

[۵۸] تکرہ المضمضۃ والوضوء فیہ الا ان یکون ثمہ موضع اتخذ لذلک لا یصلی فیہ ۱۲ قاضی خان ص۹۴ ج ۱۔ ۱۲

بھی گرتا ہے۔

غسل کا بیان

مسئلہ[۱] حدث اکبر سے پاک ہونے کے لئے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونیکے چار سبب ہیں۔ پہلا سبب خروج منی یعنی منی کا اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا خواہ سوتے میں یا جاگتے میں، بیہوشی میں یا ہوش میں جماع سے یا بغیر جماع کے کسی خیال و تصور سے یا خاص حصہ کو حرکت دینے سے یا اور کسی طرح سے۔ مسئلہ[۲] اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔ مثلاً منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی۔ مگر اس نے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہو گئی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔ مسئلہ[۳] اگر کسی کے خاص حصے سے کچھ منی نکلی اور اس نے غسل کر لیا بعد غسل کے دوبارہ کچھ بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا دوبارہ پھر غسل فرض ہے۔ بشرطیکہ یہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے نکلے۔ مگر اس باقی منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز صحیح رہے گی۔ اُس کا اعادہ لازم نہیں۔ مسئلہ[۴] کسی کے خاص حصے سے بعد پیشاب کے منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔ مسئلہ[۵] اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سو اٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اس میں بہت سی صورتیں ہیں منجملہ اُن کے آٹھ صورتوں میں غسل فرض ہے (۱) یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۸) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو۔ مسئلہ[۶] اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اسکی منی خاص حصہ کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ ڈالی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائیگا اگرچہ

---

[۱] والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم و الیقظة ۱۲ ہدایہ ص۱۲ ج۱

[۲] ثم المعتبر عند ابی حنیفة رح و محمد رح انفصاله عن مکانه علی وجه الشهوة و عند ابی یوسف رح ظهوره ایضاً اعتباراً للخروج بالمزایلة اذ الغسل یتعلق بهما و لهما انه متی وجب من وجه فالاحتیاط فی الایجاب ۱۲ ہدایہ ص۱۲ ج۱

[۳] الجنب اذا اغتسل قبل ان یبول وصلی جازت صلاته فان خرج منه المنی بعد ذلک کان علیه الغسل فی قول ابی حنیفة رح و محمد رح خلافاً لابی یوسف رح ولا یعید ما صلی ولو اغتسل بعد ما بال ثم خرج منه منی او مذی لا غسل علیه فی قولهم ۱۲ فتاوی قاضی خان ص۲۱ ج۱

[۴] وان بال الرجل فخرج منه منی ان کان ذکره منتشراً کان علیه الغسل والا فلا ۱۲ فتاوی قاضیخان ص۲۱ ج۱

[۵] حاشیہ بحر الرائق ص۵۸ ج۱

[۶] والثانی ان یخرج عن العضو الی قلفة الذکر او ما له حکمه کالفرج الخارج والقلفة علی قول ۱۲ کبیری ص۴۲ ج۱

منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔ **دوسرا سبب** - ایلاج یعنی کسی باشہوت مرد کے خاص حصہ کے سر کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا خنثیٰ اور خواہ منی گرے یا نہ گرے اس صورت میں اگر دونوں میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں یعنی دونوں بالغ ہیں تو دونوں پر ورنہ جس میں پائی جاتی ہیں اُس پر غسل فرض ہو جائیگا۔ **مسئلہ ۷** اگر عورت کم سن ہو مگر ایسی کم سن نہ ہو کہ اُس کے ساتھ جماع کرنے سے اُس کے خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصے میں مرد کے خاص حصے کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائیگا اگر وہ مرد بالغ ہے۔ **مسئلہ ۸** جس مرد کے خصیے کٹ گئے ہوں اُس کے خاص حصے کا سر اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصے میں داخل ہو تب بھی غسل دونوں پر فرض ہو جائے گا اگر دونوں بالغ ہوں ورنہ اس پر جو بالغ ہو۔ **مسئلہ ۹** اگر کسی مرد کے خاص حصے کا سر کٹ گیا ہو تو اُسکے باقی جسم سے اُس مقدار کا اعتبار کیا جائے گا۔ یعنی اگر بقیہ عضو میں سے بقدر حشفہ داخل ہو گیا تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ **مسئلہ ۱۰** اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا۔ مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔ **مسئلہ ۱۱** اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائیگا۔ منی گرے یا نہ گرے مگر یہ شارح منیہ کی رائے ہے اور اصل مذہب میں بدون انزال غسل واجب نہیں **تیسرا سبب** - حیض سے پاک ہونا۔ **چوتھا سبب** نفاس سے پاک ہونا اُن کے مسائل بہشتی زیور میں گذر چکے۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

مسئلہ ۱ منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت جدا نہ ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۲** اگر کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اس قدر کم سن ہو کہ اُس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو۔

ـه والسبب الثانی ایلاج، الایلاج فی احد السبیلین اذا توارت الحشفة یوجب الغسل علی الفاعل والمفعول بہ انزل اولم ینزل ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵

ـه ولو کان الرجل بالغا والمرأة صغیرة یجامع مثلها فعلی الرجل الغسل ولا غسل علیها ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵

ـه وجامع الخصی یوجب الغسل علی الفاعل والمفعول ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵

ـه ولو کان المقطوع الحشفة یجب الغسل بالایلاج مقدارها من الذکر ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵

ـه ولو لف علی ذکرہ خرقة وادرج ولم ینزل قال بعضهم یجب الغسل وقال بعضهم لا یجب والاصح ان کانت الخرقة رقیقة بحیث یجد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل والا فلا والاحوط وجوب الغسل فی الوجهین ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵

ـه اذکر صبی المشتهی لمنزلة الاصبع وفی رجوب الغسل بادخال الاصبع فی القبل والدبر خلاف والاولی ان یوجب الغسل اذا قصد الاستمتاع لغلبة الشهوة لان الشهوة فیهن غالبة فیقام السبب مقام المسبب وهو الانزال دون الدبر لعدمها وعلی هذا ذکر غیر الآدمی وذکر المیت وما یصنع من خشب وغیرہ ۱۲ کبیری ص ۴۲ ـه وـه ومنها الحیض والنفاس یجب الغسل ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۶ ـه کبیری ص ۴۲ ج ۱ - ـه عالمگیری ج ۱ ص ۱۵

مسئلہ ۳ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا[۵۱] بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اس کی وجہ سے نہ محسوس ہو مگر احوط یہ ہے کہ غیبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائیگا۔ **مسئلہ ۴** اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کا جزو مقدار سر حشفہ سے کم داخل کرے تب بھی غسل نہ ہوگا۔[۵۲] **مسئلہ ۵** مذی[۵۳] اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۶** استحاضہ[۵۴] سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۷** اگر کسی شخص[۵۵] کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس کے اوپر اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۸** سو[۵۶] کر اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھے تو ان صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا۔ (۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۲) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۳) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۴) و (۵) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔ (۶) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ ہاں پہلی دوسری اور چھٹی صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے اگر غسل نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا کیونکہ اس میں امام ابو یوسف اور طرفین کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف نے غسل واجب نہیں کہا اور طرفین نے واجب کہا ہے اور فتویٰ قول طرفین پر ہے۔ **مسئلہ ۹** حقنہ[۵۷] (عمل) کے مشترک حصے میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۱۰** اگر[۵۸] کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۱** اگر کوئی[۵۹] شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

(۱) اگر[۶۰] کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو۔ تو اس پر بعد اسلام لانے کے نہانا واجب ہے۔ (۲) اگر[۶۱] کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اسے پہلا احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد محتلم ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔ (۳) مسلمان[۶۲] مردہ کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

---

[۵۱] دیکھو حاشیہ مسئلہ ۱ باب غسل کا بیان ۱۲

[۵۲] دیکھو حاشیہ مسئلہ ۹ باب غسل کا بیان ۱۲

[۵۳] ولیس فی المذی و الودی غسل وفیہما الوضوء ۱۲ ہدایہ ص۱۶ ج۱

[۵۴] والمستحاضۃ ومن بہ سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذی لا یرقا یتوضؤن لوقت کل صلوٰۃ ۱۲ ہدایہ ص۵

[۵۵] اذا امنی الرجل من غیر شہوۃ وانتشار لا غسل علیہ ۱۲ قاضیخان ص۴۵ ج۱

[۵۶] دیکھو حاشیہ مسئلہ ۵ باب غسل کا بیان

[۵۷] ولو احتقن ثم سال نہ یعید الوضوء ۱۲ عالمگیری ص۱۰

[۵۸] او لج حشفۃ او قدرہا ملفوفۃ بخرقۃ ان وجد لذۃ الجماع وجب الغسل والا لا علی الاصح والاحوط الوجوب ۱۲ شرح تنویر الابصار ص۳۱ ج۱

[۵۹] ولو تذکر الاحتلام الشہوۃ ولم یر بللاً لا یجب اتفاقاً ۱۲ فتح القدیر ص۵۵ ج۱

[۶۰] الکافر اذا اجنب ثم اسلم یجب علیہ الغسل ۱۲ عالمگیری ص۱۶ ج۱

[۶۱] والثالث الصبی اذا بلغ بالاحتلام والرابع المرأۃ اذا بلغت بالحیض بعضہم قالوا فی المرأۃ اذا بلغت یجب الغسل وفی الصبی لا یجب والاحوط وجوب الغسل فی الفصول کلہا ۱۲ قاضیخان ص۴۲ ج۱

[۶۲] غسل المیت حق واجب علی الاحیاء بالسنۃ واجماع الامۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۵۸ ج۱۔

جن صورتوں میں غسل سنت ہے [۱]

(۱) جمعہ [۲] کے دن نمازِ فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنّت ہے جن پر نمازِ جمعہ واجب ہو۔ (۲) عید [۳] کے دن بعد فجر اُن لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔ (۳) حج یا عمرے [۴] کے احرام کے لئے غسل کرنا سنّت ہے۔ (۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے

(۱) اسلام [۵] لانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اگر حدث اکبر سے پاک ہو۔ (۲) کوئی مرد [۶] یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جاوے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔ (۳) پچھنے [۷] لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بے ہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ (۴) مردے [۸] کو نہلانے کے بعد نہلانیوالوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔ (۵) شب [۹] برات یعنی شعبان کی پندرہویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے (۶) [۱۰] لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہوئی ہو۔ (۷) [۱۱] مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے (۸) [۱۲] مزدلفہ میں ٹھیرنے کے لئے دسویں تاریخ کی صبح کو بعد طلوع فجر کے غسل کرنا مستحب ہے۔ (۹) [۱۳] طواف زیارت کے لئے غسل مستحب ہے۔ (۱۰) [۱۴] کنکری پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے (۱۱) کسوف [۱۵] اور خسوف اور استسقاء کی نمازوں کے لئے غسل مستحب ہے۔ (۱۲) خوف [۱۶] اور مصیبت کی نماز کے لئے غسل مستحب ہے (۱۳) [۱۷] کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے غسل مستحب ہے۔ (۱۴) [۱۸] سفر سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے۔ (۱۵) مجلس [۱۹] عامہ میں جانے کے لئے اور نئے کپڑے پہننے کے لئے غسل مستحب ہے۔ (۱۶) [۲۰] جس کو قتل کیا جاتا ہے اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

حدث اکبر کے احکام

مسئلہ [۱] مسجد [۲] میں داخل ہونا حرام ہے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے۔ مثلاً کسی کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور دوسرا کوئی راستہ اُس کے نکلنے کا سوا اس کے نہ ہو اور نہ

لہ ٢ ٣ ٤ و اربعۃ سنۃ وہی غسل یوم الجمعۃ ویوم العیدین و یوم عرفۃ وعند الاحرام ۱۲ عالمگیری ص۱۶ ج۱ وہدایہ
ہ ۵ تا ۲۰ ویندب الاغتسال فی ستۃ عشر شیئاً من اسلم طاہرا ولمن بلغ بالسن ولمن افاق من جنون وعند حجامۃ وغسل میت فی لیلۃ برارۃ ولیلۃ القدر اذا رأہا ولدخول مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وللوقوف بمزدلفۃ غداۃ یوم النحر وعند دخول مکۃ ولطواف الزیارۃ وللصلوۃ کسوف استسقاء وفزع وظلمۃ وریح شدیدۃ ۱۲ نور الایضاح ص۳۹
لہ ۲ ودخول مسجد الا یمنع الحیض دخول المسجد وکذا للجنابۃ وخرج بالمسجد غیرہ کمصلیٰ العید والجنائز والمدرسۃ والرباط فلا یمنعان من دخولہا وحرم علی الجنب دخول المسجد ولو للعبور الا الضرورۃ کأن یکون باب بیتہ الی المسجد لا یمکنہ تحویل بابہ الی غیر المسجد ولیس قادراً علی السکنیٰ فی غیرہ ۱۲ بحر ص۲۰۵ ج۱ وجنب مر المسجد فیہ عین ماء لا یجد ماء غیرہ لا یباح لہ ان یدخل المسجد عند ناطن غیرتیمم ۱۲ تاتارخانی ص[illegible]

وہاں کے سوا دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو مسجد میں تیمم کرکے جانا جائز ہے یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمم کرکے جانا جائز ہے **مسئلہ**[۲] عیدگاہ میں اور مدرسے اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے **مسئلہ**[۳] حیض و نفاس کی حالت میں عورت کی ناف اور زانو کے درمیان کے جسم کو دیکھنا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو اور جماع کرنا حرام ہے۔ **مسئلہ**[۴] حیض و نفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اس کے ناف اور ناف کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے۔ بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہوکر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ**[۵] اگر کوئی مرد سو اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصے کو استادگی ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ اور وہ تری مذی سمجھی جاوے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل بہرحال واجب ہے۔ **مسئلہ**[۶] اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے۔ اور کسی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا اور اگر اس سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔ **مسئلہ**[۷] کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہوکر نہانا واجب ہے اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے۔ بلکہ تیمم کرے۔

تیمم کا بیان

مسئلہ[۱] کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنوئیں میں ڈال کر تر کرلے اور اس سے نچوڑ کر طہارت کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو

---

[۱] دیکھو شامیہ ۲/۱، ص ۱۶۲

[۲] و [۳] ومنع الحیض قربان زوجہا ماتحت ازارہا وقد علم من عبارتہم انہ یجوز الاستمتاع بالسرۃ وما فوقہا والرکبۃ وما تحتہا والمحرم الاستمتاع بما بینہما فیجوز الاستمتاع فیما عدا ما ذکر بوطی وغیرہ ولو بلا حائل وکذا بما بینہما بحائل بغیر الوطی ولو تلطخ دما بحر الرائق ط ۲۰۹/۱

[۴] اذا استیقظ الرجل من منامہ فوجد علی طرف احلیلہ بللاً لا یدری انہا منی او مذی قال یغتسل الا ان یکون قد انتشر ذکرہ قبل النوم فلما استیقظ وجد البلۃ فیما ہنا لا غسل علیہ لانہ اذا کان منتشرا قبل النوم فما وجد من البلۃ بعد الانتباہ یکون من آثار ذلک الانتشار فلا یظہر منہ الغسل الا ان یکون اکبر رأیہ انہ منی فحینئذ یجب علیہ اما اذا کان ذکرہ ساکنا حین نام یجعل تلک البلۃ منیا ویجب الغسل ۱۲ قاضیخان ۴۲/۱

[۵] اذا نام الرجل والمرأۃ علی فراش واحد فلما استیقظا وجدا منیا وکل احد منہما ینکر الاحتلام قال یکون علیہ قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل الغسل علیہما ۱۲ قاضیخان ۴۴/۱

[۶] بحر الرائق ۳۲/۱ ۱۲

[۷] او لخوف عدو او سبع او عطش لا فقد المتوضی

یجوز التیمم لہذہ الاعذار لان الماء معدوم معنی ۱۲ بحر الرائق

جو پانی نکالدے یا اس کے ہاتھ دُھلادے ایسی حالت میں تیمم درست ہے۔ مسئلہ ۲ اگر وہ[۱] عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنا چاہیئے مثلاً کوئی شخص جیلخانہ میں ہو اور جیل کے ملازم اسکو پانی نہ دیں یا کوئی شخص اُس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا اس تیمم سے جو نماز پڑھی ہے اس کو پھر دوہرانا پڑے گا۔ مسئلہ ۳ ایک[۲] مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں درست ہے۔ مسئلہ ۴ جو شخص[۳] پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی اور مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اُس کو چاہیئے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اُس کو طہارت سے لوٹا لے۔ مثلاً کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہے جیسے مٹی اور مٹی کے برتن یا گرد و غبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھ لے اسی طرح جیل میں جو شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور تیمم کے نماز پڑھ لے اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ مسئلہ ۵ جس[۴] شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے۔ مثلاً کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت مستحب تک رسّی ڈول مل جائے گا یا کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی۔ جہاں پانی مل سکتا ہے تو آخر وقت مستحب تک انتظار مستحب ہے مسئلہ ۶ اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہو اور اثناء راہ میں چلتی ہوئی ریل سے اُسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اس کا تیمم نہ جائے گا اس لئے کہ اس صورت میں وہ پانی استعمال پر قادر نہیں ریل نہیں ٹھیر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اُتر نہیں سکتا۔

تتمہ حصہ اوّل بہشتی زیور کا تمام ہوا
آگے تتمہ حصہ دوم کا شروع ہوتا ہے۔

---

[۱] وفی الخلاصۃ وفتاویٰ قاضی خان وغیرہما الاسیر فی ید العدو اذا منعہ الکافر عن الوضوء والصلوۃ تیمم ویصلی بالایماء ثم یعید اذا خرج وکذا لو قال لعبدہ ان توضأت حبستک او قتلتک فانہ یصلی بالتیمم ثم یعید وفی التجنیس ثم یعید الصلوۃ بعد ما زال عنہ لان ہذا عذر جاء من قبل العباد فلا یسقط فرض الوضوء عنہ ۱۲ بحر الرائق ج۱ ص۱۴۹

[۲] واذا تیمم الرجل عن موضع تیمم عنہ غیرہ جاز ۱۲ قاضیخان ص۶۳

[۳] والمحبوس الذی لا یجد طہورا لا یصلی عندہما وعند ابی یوسف رح یصلی بالایماء ثم یعید تشبیہا بالمصلین قضاء لحق الوقت کما فی الصوم ولہما انہ لیس باہل للاداء لمکان الحدث فلا یلزم التشبیہ کالحائض ۱۲ بحر ج۱ ص۱۵۱

[۴] ونُدب لراجیہ اے الراجی الماء ان یؤخر صلاتہ اخر الوقت فلو صلی بالتیمم فی اول الوقت ثم وجد الماء والوقت باق لا یعید الصلوۃ ویجب طلبہ قدر غلوۃ لو ظنہ قریباً والا فلا ۱۲ شرح وقایہ ج۱ ص۱۰

[۵] وکذا لا ینقض تیمم لو علم بالماء ولکن لم یقدر علی النزول للوضوء اما لخوف عدو او لخوف سبع او نحو ذلک ما لا یمکنہ الوضوء فلا یلزم ضرر ۱۲ قنیہ ص۵۵

تتمہ حصہ دوم بہشتی زیور

نماز کے وقتوں کا بیان

مُدرِک[۱] وہ شخص جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اس کو مقتدی اور مؤتم بھی کہتے ہیں **مَسبُوق** وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔ **لاحق** وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو کوئی حدث ہو جائے اصغر یا اکبر **مسئلہ**[۱] مردوں[۲] کے لئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جاوے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔ **مسئلہ ۲** جمعہ[۳] کی نماز کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے صرف اسقدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت[۴] ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانہ میں جلد پڑھنا مستحب ہے۔ اور جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا سنت ہے جمہور کا یہی قول ہے۔ **مسئلہ ۳** عیدین[۵] کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھیرے اس کی تعیین کے لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے مگر عید الفطر کی نماز اول وقت سے کچھ دیر میں پڑھنا چاہئے۔ **مسئلہ** جب[۶] امام خطبے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور خطبۂ نکاح اور ختم قرآن میں بعد شروع خطبہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو اس وقت بھی نماز مکروہ ہے ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے

---

[۱] واعلم ان المدرک من صلاہا کاملۃ مع الامام والمسبوق من لم یدرک الرکعۃ الاولی مع الامام اللاحق وہو الذی ادرک اولہا وفاتہ الباقی لنوم او حدث او بقی قائما للزحام او الطائفۃ الاولی فی صلوۃ الخوف ۱۲ عالمگیری صفحہ ۶۲ درالمختار صفحہ ۱۲۱ ج ۱

[۲] اجمعوا علی ان المستحب فی صلوۃ الفجر بالمزدلفۃ ہو التغلیس وعند التنویر انہ یبدأ بالصلوۃ بعد انتشار البیاض فی وقت لو صلی الفجر بقراءۃ مسنونۃ ما بین اربعین ایۃ الی ستین ایۃ او اکثر ویرتل القراءۃ فاذا فرغ من الصلوۃ لو ظہر سہو فی طہارتہ یمکنہ ان یتوضأ ویعید الصلوۃ قبل طلوع کما فعل ابو بکر وعمر ۱۲ قاضیخان صفحہ ۳۵ ج ۱

[۳] درالمختار صفحہ ۲۹ ج ۱

[۴] وقت صلوۃ العیدین من حین تبیض الشمس الی ان تزول والافضل ان یعجل الاضحی ویؤخر الفطر ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۵

[۵] عالمگیری صفحہ ۵۳ ج ۱

[۶] ویکرہ التنفل اذا اقیمت الصلوۃ الا سنۃ الفجر ان لم یخف فوت الجماعۃ وقبل الصلوۃ العیدین مطلقاً وبعدہ فی المسجد لا فی البیت ۱۲ عالمگیری صفحہ ۴۷

مل جائے گی یا بقول بعض علماء تشہد ہی مل جانے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔ یا جو سنت مؤکدہ شروع کر دی ہو اس کو پورا کرلے۔ **مسئلہ**[۶] نماز[۱] عیدین کے قبل خواہ گھر میں خواہ عیدگاہ میں نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عیدین کے بعد فقط عیدگاہ میں مکروہ ہے۔

اذان کا بیان

مسئلہ[۱] اگر کسی ادا نماز کے لئے اذان کہی جائے تو اُس کے لئے اس نماز کا وقت ہونا ضرور ہے اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی بعد وقت آنے کے پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی **مسئلہ**[۲] اذان[۳] اور اقامت کا عربی زبان میں انہیں خاص الفاظ کے ساتھ ہونا ضرور ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اُس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے **مسئلہ**[۳][۴] مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے عورت کی اذان درست نہیں اگر کوئی عورت اذان دے تو اُس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ اور اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ **مسئلہ**[۴] مؤذن کا صاحب عقل ہونا بھی ضرور ہے۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی۔ **مسئلہ**[۵][۶] اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہوکر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ چار بار پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ پھر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو بار پھر حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ دو مرتبہ پھر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دو مرتبہ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو مرتبہ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ اور حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہتے وقت اپنے منہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں بعد حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو مرتبہ کہے بس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ

[۱] دیکھو حاشیہ ۵ ص ۱۹
[۲] ۵ اذا اذن قبل الوقت یکرہ ویعاد فی الوقت وقال ابو یوسف رح لا یکرہ فی الفجر فی النصف الاخیر من اللیل والعیاذ ۱۲ قاضیخان ص ۳۶
[۳] ۵ ولا یؤذن بالفارسیۃ ولا بلسان آخر غیر العربیۃ ۱۲ عالمگیری ص ۵۵
[۴] ۵ خمسۃ یکرہ اذانہم واذا اذنوا یعاد الصبی الذی لا یعقل والمرأۃ والمجنون والسکران والجنب ۱۲ قاضیخان ص ۳۶
[۶] ۵ ومن السنۃ ان یاتی بالاذان والاقامۃ جہرا رافعا بہما صوتہ الا ان الاقامۃ اخفض منہ وینبغی ان یؤذن علی المأذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد والسنۃ ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانہ ویرفع صوتہ ولا یجہد نفسہ ویکرہ للمؤذن ان یرفع صوتہ فوق الطاقۃ ویقیم علی الارض فی المسجد لا ترجیع فی الاذان ویستقبل بہما القبلۃ ولو ترک الاستقبال جاز ویکرہ واذا انتہی الی الصلاۃ والفلاح حول وجہہ یمینا وشمالا وقدماہ مکانہما وکیفیتہ ان یکون الصلاۃ فی الیمین والفلاح فی الشمال ویجعل اصبعیہ فی اذنیہ ویزید بعد فلاح اذان الفجر الصلاۃ خیر من النوم مرتین ویترسل فی الاذان ویحدر فی الاقامۃ والاقامۃ سبع عشرۃ کلمۃ خمس عشرۃ منہا کلمات الاذان وکلمتان قد قامت الصلاۃ مرتین ۱۲ عالمگیری ص ۵۵-۵۶

اور اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر نہ ادا کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ اور دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر اس قدر سکوت[۱] کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ میں بھی ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔ مسئلہ[۶][۲] اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے یعنی یہ بہتر ہے اور اقامت مسجد کے اندر۔ اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے۔ اور اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں بلکہ بجائے اس کے پانچوں وقت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کا بند کرنا بھی نہیں اس لئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لئے بند کئے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اور اقامت میں حی علی الصلٰوۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت داہنے بائیں جانب[۲] منہ پھیرنا بھی نہیں ہے یعنی ضرور نہیں ورنہ بعض فقہاء نے لکھا ہے۔

اذان و اقامت کے احکام

مسئلہ[۱][۳] سب فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز ہو یا تنہا ادا نماز ہو یا قضا۔ اور نماز جمعہ کے لئے دو بار اذان کہنا۔ مسئلہ[۲][۳] اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ کہی جاوے تاکہ لوگوں کو اذان سنکر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو اس لئے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت ہاں یہ مستحب ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔ مسئلہ[۳][۴] مسافر کے لئے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں مسئلہ[۴][۵] جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو۔ اس لئے کہ محلہ کی اذان اور اقامت

---

[۱] دیکھو حاشیہ ۶ صفحہ ۲۔

[۲] الاذان سنۃ للصلاۃ الخمس والجمعۃ لاسواہا للنقل المتواتر ویؤذن للفائتۃ ۲ ہدایہ صفحہ ۔

[۳] ویؤذن للفائتۃ ویقیم لانہ علیہ السلام قضی الفجر غداۃ لیلۃ التعریس باذان واقامۃ فان فاتتہ صلوات اذن للاولی واقام لما روینا وکان مخیرا فی الباقی ان شاء اذن واقام لیکون القضاء علی حسب الاداء وان شاء اقتصر علی الاقامۃ ۲ ہدایہ صفحہ ۔

[۴] والمسافر یؤذن ویقیم لقولہ علیہ السلام لابنی ابی ملیکۃ اذا سافرتما فاذنا واقیما فان ترکہما جمیعا یکرہ ولو اکتفی بالاقامۃ جاز لان الاذان لاستحضار الغائبین والرفقۃ حاضرون والاقامۃ لاعلام الافتتاح وہم الیہ محتاجون ۲ ہدایہ صفحہ ۔

[۵] فان صلی فی بیتہ فی المصر یصلی باذان واقامۃ لیکون الاداء علی ہیأۃ الجماعۃ وان ترکہما جاز لقول ابن مسعود اذان الحی یکفینا ۲ ہدایہ صفحہ وہذا اذا اذن واقیم فی مسجد حیۃ واما فی القری فان کان فیہا مسجد فیہ اذان واقامۃ فالحکم المصلی فیہا کالحکم المصلی فی بیتہ یکفیہ اذان المسجد واقامۃ وان لم یکن فیہا مسجد کذا من یصلی فی بیتہ فحکمہ حکم المسافر ۲ شرح وقایہ صفحہ ۔

تمام محلہ والوں کو کافی ہے۔ **مسئلہ** [۵] جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔ **مسئلہ** [۶] اگر کوئی شخص ایسے مقام پر جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اُس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے۔ **مسئلہ** [۷] عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔ **مسئلہ** [۸] فرض عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کیلئے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں۔ **مسئلہ** [۹] جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت طاہر ہو یا جنب اُس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے اور بعض نے واجب بھی کہا ہے مگر معتمد اور ظاہر مذہب استحباب ہی ہے۔ یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے وہی کہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہے اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ اور بعد اذان کے درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ **مسئلہ** [۱۰] جمعہ کی پہلی اذان سنکر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد جانا واجب ہے خرید و فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔ **مسئلہ** [۱۱] اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے۔ واجب نہیں اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہے۔ **مسئلہ** [۱۲] آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہئے۔ (۱) نماز کی حالت میں۔ (۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا (۳ و ۴) حیض و نفاس میں یعنی ضرور نہیں۔ (۵) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں۔ (۶) جماع کی حالت میں۔ (۷) پیشاب یا پاخانہ کی حالت میں۔ (۸) کھانا کھانے کی حالت میں یعنی ضرور نہیں ہاں بعد ان چیزوں کی فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ زمانہ نہ گذرا ہو تو جواب دینا چاہئے ورنہ نہیں۔

[۸] ویجیب من سمع الاذان ولو جنبا لا حائضًا ونفساء وسامع خطبة وفی صلاة جنازة وجماع ومستراح واکل وتعلیم علم وتعلمه بل یجیب بعد الفراغ من ہذہ المذکورات ام لا ینبغی انہ ان لم یطل الفصل نعم وان طال فلا ۱۲ در المختار ورد المحتار ص۲۱۱ ج۱

[۱] اما لو کان لہ امام ومؤذن معلوم فیکرہ تکرار الجماعۃ فیہ باذان واقامۃ عندنا ۱۲ غنیہ ص۵۶۱ مسجد لیس لہ مؤذن وامام معلوم یصلی فیہ الناس فوجا فوجا بجماعۃ الافضل ان یصلی فیہ کل فریق باذان واقامۃ علی حدۃ ۱۲ قاضیخان ص۴۶

[۲] والضابطۃ عندنا ان کل فرض اداء کان او قضاء یؤذن لہ ویقام سواء اداہ منفردا او بجماعۃ الا الظہر یوم الجمعۃ فی المصر فان اداہ باذان واقامۃ مکروہ ۱۲ عالمگیری ص۵۵ ج۱ ذکرہ جماعۃ الظہر لاہل امصر اذا لم یجمع المانع واما اہل القری فلہم ذلک بالاذان والاقامۃ من غیر کراہۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۴۹ ج۱

[۳] ولیس علی النساء اذان ولا اقامۃ فان صلین بجماعۃ یصلین بغیر اذان واقامۃ وان صلین بہما جازت صلاتہن مع الاساءۃ ۱۲ عالمگیری ص۵۳ ج۱

[۴] ولیس لغیر المکتوبۃ نحو الوتر وصلاۃ العید وصلاۃ الجنازۃ وجماعۃ النساء اذان واقامۃ ۱۲ قاضیخان ص۴۷ ج۱

[۵] عالمگیری ص۵۷ ج۱ و غنیہ ص۳۸۰ ۱۲

[۶] ویجب السعی وترک البیع بالاذان الاول ۱۲ عالمگیری ص۱۴۹ ج۱

[۷] واجابۃ الاقامۃ مستحبۃ واذا بلغ قولہ قد قامت الصلوۃ یقول السامع اقامہا اللہ وادامہا اللہ ما دامت السموات والارض وفی سائر الکلمات یجیب کما یجیب فی الاذان ۱۲ عالمگیری ص۵۷

اذان اور اقامت کے سنن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں۔ بعض مؤذن کے متعلق ہیں اور بعض اذان اور اقامت کے متعلق۔ لہذا ہم پہلے نمبر پانچ تک مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اُس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔ (۱)[۱] مؤذن مرد ہونا چاہیئے عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہیئے، اقامت کا اعادہ نہیں اسلئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرار اذان کے۔ (۲)[۲] مؤذن کا عاقل ہونا مجنون اور مست اور نا سمجھ بچّے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور اُن کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہیئے نہ اقامت کا۔ (۳)[۳] مؤذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل آدمی اذان دے تو اس کو مؤذن کے برابر ثواب نہ ملے گا۔ (۴)[۴] مؤذن کا پرہیزگار اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبردار رہنا۔ جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں اُن کو تنبیہ کرنا۔ یعنی اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستا دے گا۔ (۵)[۵] مؤذن کا بلند آواز ہونا۔ (۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے۔ (۷)[۶] اذان کا کھڑے ہو کر کہنا اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر مسافر سوار ہو یا مقیم اذان صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (۸)[۷] اذان کا بلند آواز سے کہنا۔ ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا۔ (۹)[۸] اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔ (۱۰)[۹] اذان کے الفاظ کا ٹھیر ٹھیر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنّت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کرکے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان بغیر اس قدر ٹھیرے ہوئے کہدے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھیر ٹھیر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں۔ (۱۱)[۱۰] اذان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہتے وقت داہنی طرف کو منھ پھیرنا اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتے وقت بائیں طرف منھ کو پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ

---

[۱] و[۲] وکرہ اذان المرأۃ فیعاد ندبا و اذان الصبی الذی لا یعقل لا یجوز و یعاد و کذا المجنون ۱۲ عالمگیری ص۵۴ ج۱ و جاز اذان المحدث و کرہ اقامۃ و لم یعاد و کرہ اذان الجنب و اقامۃ و لا تعاد ہی بل ہو لانہ لم یشرع تکرار الاقامۃ کاذان المرأۃ و المجنون و السکران ۱۲ شرح وقایہ ص۱۵۴ ج۱

[۳] المؤذن اذا لم یکن عالما باوقات الصلوۃ قالوا لا یستحق ثواب المؤذنین ۱۲ قاضیخان ص۶ ج۱

[۴] فہو ان یکون ذکرا بالغا عاقلا صحیحا تقیا عالما بالسنۃ و مواقیت الصلاۃ جہرا بصوت مواظبا علی الاذان فی الصلاۃ الخمس ۱۲ عینی ص۵۴۶ ج۱ و ینبغی ان یکون مہیبا و یتفقد احوال الناس و یزجر المتخلفین عن الجماعات ۱۲ عالمگیری

[۵] و فی حدیث عبد اللہ ابن زید القہ الی بلال فانہ اندی صوتا منک ۱۲ عینی ۱۲ ص۵۴۵ ج۱

[۶] عالمگیری ص۱۲۹ ج۱

[۷] و یکرہ الاذان قاعدا و ان اذن لنفسہ قاعدا فلا باس بہ و المسافر اذا اذن راکبا لا یکرہ ۱۲ عالمگیری ص۵۶ ج۱

[۸] ان ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال لہ انی اراک تحب الغنم و البادیۃ فاذا کنت فی غنمک او بادیتک فاذنت للصلوۃ فارفع صوتک بالنداء ۱۲ بخاری ص۸۶ ج۱ [۹] در مختار ص۲۸۴ ج۱ [۱۰] در مختار ص۲۸۴ ج۱ [۱۱] عالمگیری ص۵۶ ج۱

پھرنے پائے (۱۲)[۱] اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو۔ بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان واقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (۱۳) اذان[۲] کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا سنت ہے۔ اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا سنت ہے اگر حدث اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں (۱۴)[۳] اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے پہلے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ جائے یا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ سے پہلے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہہ جائے تو اس صورت میں صرف اسی مؤخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر کہے اور دوسری صورت میں حی علی الصلوۃ کہکر حی علے الفلاح پھر کہے پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں۔ (۱۵)[۴] اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا۔ خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اثنائے اذان واقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا تو اعادہ کرے اقامت کا نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ[۱] اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آوے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ زمانہ نہ گذرا ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں **مسئلہ[۲]** اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گذر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر کچھ تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہئے **مسئلہ[۳]** اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مرجائے یا بیہوش ہو جائے یا اسکی آواز بند ہو جائے

---

[۱] و یستقبل بہما القبلة ولو ترک الاستقبال جاز ویکرہ ۱۲ عالمگیری ص۵۳ ج۱

[۲] و کرہ اذان الجنب اقامتہ باتفاق الروایات و الاشبہ ان یعاد الاذان و لا تعاد الاقامة و لا یکرہ اذان المحدث وہو الصحیح و کرہ اقامتہ و لا تعاد ۱۲ عالمگیری ص۵۴ ج۱

[۳] اذا قدم فی اذانہ و اقامتہ شیئاً بان قال اولاً اشہد ان محمدا رسول اللہ ثم اشہد ان لا الہ الا اللہ ... ان یقول بعد کلمۃ الشہادۃ اشہد ان محمدا رسول اللہ ... الصلاۃ للنظم ۱۲ قاضیخان ص۷۹ ج۱

[۴] و لا ینبغی للمؤذن ان یتکلم فی الاذان او فی الاقامة او یمشی لانہ شبیہ بالصلاۃ فان تکلم بکلام یسیر لا یلزمہ الاستقبال ... تمان ص۷۸ ج۱

[۵] دیکھو حاشیہ ۵ ص۲۲ ... اذا جمع الاذان و الاقامة قبل الوقت لا تجوز حضر الامام بعد ... المؤذن بساعة او صلی الفجر بعدہا لا یجب اعادتہا ... عالمگیری ص۵۳ ج۱

[۶] خمس خصال لو وجدت فی الاذان او فی الاقامة وجب الاستقبال اذا غشی علی المؤذن فی الاذان او فی الاقامة یستقبل غیرہ و کذا اذا مات المؤذن او ... احدث فذہب لیتوضأ یستقبل غیرہ و یستقبل ہو اذا رجع اذا حصر المؤذن فی خلال الاذان او فی الاقامة و عجز عن الاتمام و لم یکن ہناک من یلقنہ یجب الاستقبال و کذا اذا اخرس یستقبل غیرہ ۱۲ الخ قاضیخان ص۷۸ ج۱

یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس کے دور کرنے کیلئے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ **مسئلہ** اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کے دور کرنے کو جائے۔ **مسئلہ** ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔ **مسئلہ** جو شخص اذان دے اقامت بھی اُسی کا حق ہے ہاں اگر وہ اذان دیکر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔ **مسئلہ** کئی مؤذنوں کو ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے **مسئلہ** مؤذن کو چاہئے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے۔ وہیں ختم کردے۔ **مسئلہ** اذان اور اقامت کے لئے نیت شرط نہیں ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لئے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

نماز کی شرطوں کا بیان

مسائل طہارت

مسئلہ اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اس چیز کا بھی پاک ہونا چاہئے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہو بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو۔ مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور اس بچہ کا جسم یا کپڑا نجس ہو اور وہ بچہ خود اپنی قوت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اُس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ پس جب اس بچہ کا بدن اور کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانع نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ اور اگر خود اپنی طاقت سے رُکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہی پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کا تعلق نہ سمجھا جائیگا اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اُس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ اس کا لعاب

۱؎ ولو سبقہ الحدث فی احدہما فذہب لیتوضأ یستقبل غیر اذ ہو افضل رجح اولاولی ان یتم الاذان ان احدث فیہ واتم الاقامۃ ان احدث فیہا ثم یذہب یتوضأ ۱۲ عالمگیری

۲؎ ویکرہ ان یؤذن فی مسجدین ۱۲ عینی ص ۵۴۴ ج ۱

۳؎ اذن رجل واقام آخر ان غاب لاولی لایکرہ وان کان حاضرا و یلحقہ الوحشۃ بذلک یکرہ ۱۲ عینی ص ۵۴۴ ج ۱

۴؎ (قولہ واذن المؤذنون) ذکر المؤذن بلفظ الجمع اخراجا للکلام مخرج العادۃ فان المتوارث فی اذان الجمعۃ اجتماع المؤذنین لتبلیغ اصواتہم الی اطراف المصر الجامع ۱۲ الکفایہ ص ۳۸ ج ۱

۵؎ ثم المؤذن یختم الاقامۃ علی مکانہ ۱۲ عینی ص ۵۴۶ ج ۱

۶؎ رد المحتار ص ۲۸۴ ج ۱

۷؎ بخلاف ما اذا صلی فی ثوب طرفہ طاہر وطرف منہ نجس فلیس الطرف الطاہر والقی الطرف النجس علی الارض ان کان ما علی الارض یتحرک بتحرکہ لا تجوز صلاتہ ۱۲ قاضیخان ص ۲۳ ج ۱

۸؎ غنیہ ص ۱۹۱ ج ۱

۹؎ ولما اذا جلس الکلب علیہ بنفسہ فعلی روایۃ انہ نجس العین کذلک لا نہ حامل وہو نجاستہ واما علی الروایۃ الصحیح فینبغی ان تجوز صلاتہ لانہ غیر حامل للنجاسۃ کما فی الہرۃ ونحوہ ان ماسیق ۱۲ غنیہ ص ۱۹۱ ج ۱

اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اُس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ پس مثل اُس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت شرط نہیں اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ نہیں اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اس کا بند ہو۔ اس لئے کہ اُس کا پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔ **مسئلہ**[۲] نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہئے۔ ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔ **مسئلہ**[۳] اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔ **مسئلہ**[۴] اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے۔ تب بھی اس کا اُسی قدر پاک ہونا ضروری ہے۔ پوری کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں۔ خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔ **مسئلہ**[۵] اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اُس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اُسکے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔ **مسئلہ**[۶] اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ**[۷] اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے فعل کے ہو تو جب معذوری جاتی رہے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا مثلاً کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کسی دشمن نے اُس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں مثلاً کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔ **مسئلہ** اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اُس سے اپنے جسم کو چھپالے چاہے اُس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اس کو چاہئے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے اگر پاک جگہ میسر نہ ہو۔ (ق)

قبلے کے مسائل

مسئلہ[۱] اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی

۱؎ اذا صلی وفی کمہ بیضۃ مذرۃ قد صار محہا دما جازت صلاتہ رجل صلی وفی کمہ قارورۃ فیہا بول لاتجوز الصلاۃ سواء کانت ممتلئۃ اولم تکن لان ہذا لیس فی مظانہ ومعدنہ بخلاف البیضۃ المذرۃ لانہ فی معدنہ ومظانہ وعلیہ الفتوی ۱۲ عالمگیری ص۶۲ ج۱

۲؎ الطہارۃ عن الحدث و طہارۃ جسدہ والثوب والمکان من نجس یعفو عنہ ای موضع القدمین والیدین والرکبتین والجبہۃ علی الاصح ۱۲ نور الایضاح

۳؎ وان کان موضع احدی قدمیہ نجسا لایجوز صلاتہ اذا کان قد وضعہما اما اذا لم یضعہا فانہ تجوز صلاتہ ۱۲ غنیہ ص۲۰۱

۴؎ ولو صلی علی بساط فی ناحیۃ منہ نجاسۃ ان لم تکن فی موضع قدمیہ ولا فی موضع سجودہ لاتمنع اداء الصلاۃ سواء کان البساط کبیرا او صغیرا الحیث لو حرک احد طرفیہ یتحرک الطرف الآخر ہو المختار وکذا الثوب والحصیر ۱۲ عالمگیری ص۶۲ ج۱

۵؎ وان کانت النجاسۃ یابسۃ جازت اذا کان لایصلح ساترا ۱۲ عالمگیری ص۶۲ ج۱

۶؎ واذا صلی علی مکان طاہر وسجد علیہ الا انہ اذا سجد تقع ثیابہ علی ارض نجسۃ او ثوب نجس جازت صلاتہ ۱۲ عالمگیری ص۶۱ ج۱

۷؎ انہ لاخلاف بین المسلمین انہ لاتجب فیہ الاعادۃ اذا صلی عاریا للعجز عن الستر وینبغی ان تلزمہ الاعادۃ عند تاذا کان العجز نشئ من العباد کما اذا غصب ثوبہ ۱۲ بحر الرائق ص۲۹۰ ج۱ ۸؎ ہدایہ ص۸۲ ج۱ ۱۲

سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہو گا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہو گی۔ اس لئے کہ وہ امام اُس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتدا جائز نہیں۔

نیّت کے مسائل

مسئلہ[۱] مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔ **مسئلہ**[۲] امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اسکی اقتداء صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازہ یا جمعے یا عیدین کی ہو تو یہ شرط نہیں۔ **مسئلہ**[۳] مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمر بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں ہاں اگر نام لیکر تعیین کر لیگا اور پھر اُس کے خلاف ظاہر ہو گا تو اس کی نماز نہ ہو گی۔ مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اُس کی نماز نہ ہو گی۔ **مسئلہ**[۴] جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہئے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لئے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اسکی میں بھی پڑھتا ہوں بعض علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کر لینا کافی[۵] ہے۔ اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف ہے یا خسوف مگر راجح یہ ہے کہ تخصیص کے ساتھ نیت کرے۔

تکبیر تحریمہ کا بیان

مسئلہ[۱] بعض[۶] ناواقف جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اُن کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے جب قیام

[۱] ولو کان مقتدیا ینوی ما ینوی المنفرد وینوی الاقتداء ایضاً لان الاقتداء لا یجوز بدون النیۃ ۱۲ عالمگیری ص۶۶ [۲] والامام ینوی ما ینوی المنفرد ولا یحتاج الی نیۃ الامامۃ ۱۲ عالمگیری ص۶۶ و المفتی حق النساء فانہ لا یصح اقتداؤہن اذا لم ینو امامتہن بصح اقتداء النساء وان لم ینو الامام امامتہن فی صلاۃ الجمعۃ والعیدین واما صلاۃ الجنازۃ فلا یشترط فی صحۃ اقتدائہا بہ فیہا نیۃ امامتہا بالاجماع ۱۲ بحر الرائق ص۲۹۹ بحذف [۳] لا ینبغی ان لا یعین الامام ۱۲ کفایہ ص۲۳ ولو نوی الاقتداء بالامام وہو یری انہ زید فاذا ہو عمرو صح اقتداؤہ ولو قال اقتدیت بزید فاذا ہو عمرو لا یصح اقتداؤہ ۱۲ قاضیخان بحذف ص۳۱ [۴] وللجنازۃ ینوی الصلاۃ للہ والدعاء للمیت لانہ الواجب علیہ ۱۲ بحر الرائق ص۲۹۹ فیقول اصلی للہ داعیاً للمیت وان اشتبہ علیہ المیت ذکرام انثیٰ یقول نویت اصلی مع الامام علی من یصلی علیہ الامام ۱۲ در مختار [۵] ویکفیہ مطلق النیۃ للنفل والسنۃ والتراویح ہو الصحیح والاحتیاط فی التراویح ان ینوی التراویح والاحتیاط فی السنن ان ینوی الصلاۃ متابعاً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والواجبات والفرائض لا تتادی بمطلق النیۃ اجماعاً فلا بدمن التعیین ۱۲ عالمگیری ص۶۶ [۶] لفرضہ ۱۲ عالمگیری ص۶۹

نہ کیا وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

فرض نماز کے بعض مسائل

مسئلہ ۱ آمین[۱] کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہئے اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے۔ **مسئلہ ۲** اگر[۲] سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت چاہے پڑھے اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورۂ حجرات اور سورۂ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہئے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشاء کی نماز میں وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور لَمْ یَکُنْ اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہئے۔ مغرب کی نماز میں اِذَا زُلْزِلَتْ سے آخر تک۔ **مسئلہ ۳** جب[۳] رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے۔ تکبیر کی انتہا اور سجدہ کی ابتدا ساتھ ہی ہو یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ **مسئلہ ۴** سجدے[۴] میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہئے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا چاہئے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونی چاہئیں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوئے اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں۔ پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ درمیان سے نکل سکے۔ **مسئلہ ۵** فجر[۵] مغرب عشا کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو قراءت میں تو اختیار ہے مگر سمع اللہ لمن حمدہ اور تکبیریں آہستہ کہے اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے۔ **مسئلہ ۶** بعد[۶] نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لئے بھی اور بعد دعا مانگ چکنے کی دونوں ہاتھ منھ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی دے تو خواہ سب آمین آمین

---

[۱] اذا فرغ من الفاتحۃ قال آمین والسنۃ فیہ الاخفاء والمنفرد والامام سواء وکذا الماموم اذا سمع وفی آمین لغتان المد والقصر ۱۲ عالمگیری ص ۷۴ ج ۱

[۲] غنیہ ص ۳۱۲

[۳] ثم یرفع راسہ ویقول سمع اللہ لمن حمدہ ویقول المؤتم ربنا لک الحمد ولا یقولہا الامام عند ابی حنیفۃ رح وقال یقولہا فی نفسہ والمنفرد یجمع بینہما فی الاصح ۱۲ ہدایہ ص ۸۹ ج ۱

[۴] ثم قیل فی کیفیۃ السجود والقیام منہ ان الشیخ اولا کان اقرب الی الارض عند السجود وان یرفعہا کان اقرب الی السماء فیضع اولا رکبتیہ ثم یدیہ ثم وجہہ وقیل انفہ ثم جبہتہ و یرفع اولا وجہہ ثم یدیہ ثم رکبتیہ ۱۲ عنایہ ص ۲۶۲ ج ۱ ووضع وجہہ بین کفیہ ویدیہ حذاء اذنیہ ویبدی ضبعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ ویوجہ اصابع رجلیہ نحو القبلۃ ۱۲ ہدایہ ص ۹۱ ج ۱

[۵] ویجہر بالقراءۃ فی الفجر والرکعتین الاولیین من المغرب والعشاء ان کان اماما ویخفی فی الاخریین ہذا ہو المتوارث وان کان منفردا فہو مخیر ان شاء جہر واسمع نفسہ لانہ امام فی حق نفسہ وان شاء خافت لانہ لیس خلفہ من یسمع والافضل ہو الجہر ویخفیہا الامام فی الظہر والعصر ۱۲ ہدایہ ص ۹۶ ج ۱ ویسن جہر الامام بالتکبیر والتسمیع لحاجتہ الی الاعلام بالشروع والانتقال ولا حاجۃ للمنفرد کالمؤتم ۱۲ مراقی الفلاح ص ۱۴۳

[۶] طحطاوی ص ۱۷۱

کہتے رہیں۔ **مسئلہ**[۱] جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر۔ مغرب۔ عشا، اُن کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر اُن سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جاوے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر۔ عصر اُن کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف داہنی یا بائیں طرف کو منہ پھیر کر بیٹھ جائے اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ **مسئلہ**[۲] بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ آیۃ الکرسی۔ قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اسی قدر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ **مسئلہ**[۳] عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر اُن کو اس کے خلاف کرنا چاہئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئے اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اٹھانا چاہئے (۲)[۴] بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینہ پر۔ (۳)[۵] مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔ (۴)[۶] مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہئے بلکہ صرف اسی قدر جس میں انکے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (۵)[۷] مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملا کر۔ (۶)[۸] مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملی ہوئی (۷)[۹] مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملا ہوا (۸)[۱۰] مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی (۹)[۱۱] مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے اور عورتوں کو نہیں۔ (۱۰)[۱۲] مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہئے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر (۱۱)[۱۳] عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرارت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرارت کرنا چاہئے۔

[۱] طحطاوی ص۱۷۰

[۲] ویستحب ان یستغفر ثلاثا و یقرأ آیۃ الکرسی والمعوذات و یسبح ویحمد ویکبر ثلاثا وثلاثین ویہلل تمام المائۃ ۱۲ در مختار ص۲۳۳ ج۱

[۳] تا [۱۲] ذکر الزیلعی انہا تخالف الرجل فی عشر وقد زدت اکثر من ضعفہا ترفع یدیہا حذاء منکبیہا ولا تخرج یدیہا من کمیہا وتضع الکف علی الکف تحت ثدیہا وتنحنی فی الرکوع قلیلا ۱۲ رد المحتار ص۵۲۶ ج۱ ووضع المرأۃ یدیہا علی صدرہا من غیر تحلیق ۱۲ نور الایضاح ص۶۵ ووضع یدہ الیمنی علی الیسری تحت السرۃ وذلک بان یضع باطن کفہ الیمنی علی ظاہر کفہ الیسری ویاخذ الرسغ بالخنصر والابہام ویرسل الباقی علی الذراع والمرأۃ تضعہما علی ثدیہا و یعتمد علی رکبتیہ ویفرج بین اصابعہ ویبسط ظہرہ ولا ینکس رأسہ ولا یرفع والمرأۃ تنحنی فی الرکوع یسیرا ولا تعتمد ولا تفرج اصابعہا ولکن تضم یدیہا وتضع علی رکبتیہا وضعا و تحنی رکبتیہا ولا تجافی عضدیہا ویعتمد علی راحتیہ ویبدی ضبعیہ عن جنبیہ ولا یفترش ذراعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ المرأۃ لا تجافی فی رکوعہا وسجودہا وتقعد علی رجلیہا وفی السجدۃ تفترش ذراعیہا علی فخذیہا۔ آفترش رجلہ الیسری وجلس علیہا ونصب الیمنی نصبا وجہ اصابعہ نحو القبلۃ ووضع یدیہ علی فخذیہ وبسط اصابعہ فان کانت امرأۃ جلست علی الیتہا الیسری واخرجت رجلیہا من الجانب الایمن ۱۲ عالمگیری ص۷۳-۷۴-۷۵ ج۱

[۱۳] لا یجہر فی الجہریۃ ۱۲ در المختار ص۵۲۷ ج۱

تحیۃ المسجد

مسئلہ[۱] یہ نماز اس شخص کے لئے سنّت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔ **مسئلہ**[۲] اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ **مسئلہ**[۳] اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے اس نماز کی نیت یہ ہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ تَحِیَّۃِ الْمَسْجِدِ یا اردو میں اس طرح کہہ لے خواہ دل ہی دل میں سمجھ لے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔ **مسئلہ**[۴] دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنّت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔ **مسئلہ**[۵] اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ **حدیث** نبی[۶] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے **مسئلہ** اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں۔

نوافل سفر

مسئلہ[۱] جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے۔ **حدیث** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی اپنے گھر میں اُن دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ **حدیث** نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت

---

[۱] و[۲] والحاصل ان المطلوب من داخل المسجد ان یصلی فیہ لیکون ذلک تحیۃ لربہ تعالیٰ ۱۲ رد المحتار منہ ج۱ سن تحیۃ المسجد برکعتین یصلیہما فی غیر وقت مکروہ قبل الجلوس ۱۲ مراقی الفلاح ص۶

[۳] وقال بعضہم من دخل المسجد ولم یتمکن من تحیۃ المسجد لحدث او شغل او نحوہ یستحب لہ ان یقول سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ۱۲ رد المحتار ج۱

[۴] تا [۵] واداء الفرض ینوب عنہا وکذا کل صلاۃ اداہا ای فعلہا عند الدخول بلا نیۃ التحیۃ لانہا لتعظیمہ و حرمتہ وقد حصل ذلک بما صلاہ۔ ولا تفوت بالجلوس عندنا وان کان الافضل فعلہا قبلہ

[۶] لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتی یرکع رکعتین۔ واذا تکرر دخولہ یکفیہ رکعتان فی الیوم ۱۲ مراقی الفلاح ص۶

[۷] ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ ۱۲ در المختار ص۳۸ ج۱

[۸] ومنہا رکعتا السفر عن مقطع ابن المقدام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما خلف احد عند اہلہ افضل من رکعتین یرکعہما عندہم حین یرید سفرا رواہ الطبرانی ۱۲ غنیہ ص۳۱۲ ۱۲ کبیری ص۳۱۲

نماز پڑھ لیتے تھے۔ **مسئلہ**[۲] مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

نمازِ قتل

مسئلہ جب[۲] کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اسکو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنی گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخر عمل رہے **حدیث** ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے کہیں بھیجا تھا اثنائے راہ میں کفار مکہ نے انھیں گرفتار کیا۔ سوا حضرت خبیب رض کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑی اہتمام سے شہید کیا۔ جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لیکر دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہو گئی۔

تراویح کا بیان

مسئلہ[۱] وتر[۳] کی بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے۔ اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ **مسئلہ**[۲] نماز تراویح[۴] میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے میں اختیار ہے چاہے تنہا نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔ **مسئلہ**[۳] اگر کوئی[۵] شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کوئی بات ایسی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہئے۔ **مسئلہ** اگر عشاء[۶] کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اسلئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے۔ ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہو جائیگا جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ اُن لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔ **مسئلہ**[۵] اگر کوئی[۷] شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز

---

[۱] ویستحب اذا نزل منزلا ان یصلی فیہ رکعتین لیکون قدومہ و وداعہ مقتی بالصلاۃ ۱۲ غنیۃ الناسک صفحہ ۱۹

[۲] قال البخاری فی آخر حدیثہ فخرجوا بہ (ای بخبیب) من الحرم لیقتلوہ فقال ذرونی اصلی رکعتین ثم انصرف الیہم فقال لولا ان تروا ان ما بی جزع من الموت لزدت فکان اول من سن رکعتین عند القتل ہو ۱۲ بخاری صفحہ ۵۶۸

[۳] ووقتہا الصحیح ان وقتہا بعد العشاء الی طلوع الفجر قبل الوتر و بعدہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۱۵

[۴] ویستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحۃ (ای اربع رکعات) وکذا بین الخامسۃ والوتر ... ثم ہم مخیرون فی حالۃ الجلوس ان شاءوا سبحوا وان شاءوا قعدوا ساکتین ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۱۵

[۵] لو تبین ان العشاء صلاہا بلا طہارۃ دون التراویح و الوتر اعاد التراویح مع العشاء ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۱۵ و کذا فی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح صفحہ ...

[۶] ومن صلی العشاء وحدہ فلہ ان یصلی التراویح مع الامام و لو ترکوا الجماعۃ لیس لہم ان یصلوا التراویح بجماعۃ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۱۶

[۷] حتی لو دخل بعد ما صلی الامام الفرض وشرع فی التراویح فانہ یصلی الفرض اولا وحدہ ثم یتابع فی التراویح ۱۲ غنیہ صفحہ ...

ہو چکی ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو اور اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔ **مسئلہ ۶** مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ لوگوں کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائیگا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہو گا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گذرے اسی قدر پڑھا جائے الم ترکیف سے اخیر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ **مسئلہ ۷** ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔ **مسئلہ ۸** ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گذرے اگر گراں گذرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۹** تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بلند آواز سے پڑھ دینا چاہئے اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورت کا جزو نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جاویگی۔ اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائیگی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۰** تراویح کا رمضان کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن شریف پڑھ دیا جائے تو باقی زمانہ میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ **مسئلہ ۱۱** صحیح یہ ہے کہ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔

نماز کسوف و خسوف

مسئلہ ۱ کسوف (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔ **مسئلہ ۲** نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امام مسجد اپنی مسجد میں نماز کسوف پڑھا سکتا ہے۔ **مسئلہ ۳** نماز کسوف کے لئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ پکار دیا جائے۔ **مسئلہ ۴** نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا

---

۱ و ۲ السنۃ فی التراویح انما ہو الختم مرۃ فلا یترک لکسل القوم والافضل فی زماننا ان یقرأ بما لا یؤدی الی تنفیر القوم عن الجماعۃ لکسلہم لان تکثیر الجمع افضل من تطویل القراءۃ والمتأخرون کانوا یفتون فی زماننا بثلاث آیات قصار او آیۃ طویلۃ حتی لا یمل القوم و لا یلزم تعطیل المسجد ثم بعضہم اختار قل ہو اللہ احد فی کل رکعۃ و بعضہم اختار قراءۃ سورۃ الفیل اخر القرآن ۱۲ عالمگیری ص ۱۱۸

۳ و عن ابی حنیفۃ رح انہ کان یختم فی شہر رمضان احدی و ستین ختمۃ ثلثین فی اللیالی و ثلثین فی الایام و واحدۃ فی التراویح ۱۲ غنیہ ص ۳۸۴

۴ احکام القنطرہ ص ۲۷۳

۵ و حصل الختم لیلۃ التاسع عشر او الحادی والعشرین لا تترک التراویح فی بقیۃ الشہر لانہا سنۃ الاصح انہ یکرہ ہذا الترک ۱۲ عالمگیری ص ۱۱۸ ج ۱

۶ قراءۃ قل ہو اللہ احد ثلاث مرات عقیب الختم لم یستحسنہا بعض المشائخ و استحسنہا اکثر المشائخ لجبر نقصان دخل فی قراءۃ البعض ۱۲ عالمگیری ص ۳۲۹ ج ۵

۷ صلوۃ الکسوف سنۃ یصلی بالناس من یملک اقامۃ الجمعۃ عند الکسوف رکعتین کالنفل ۱۲ در المختار ص ۸۸۱ ج ۱

۸ عالمگیری ص ۱۵۳　۹ بلا اذان ولا اقامۃ ولا جہر و لا خطبۃ و ینادی الصلوۃ جامعۃ لیجتمعوا ۱۲ در مختار ص ۱۹۰ ج ۱　۱۰ و یطیل فیہا الرکوع والسجود والقراءۃ ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۳ ج ۱

بہت دیر دیر تک ادا کرنا مسنون ہے اور قرأت آہستہ[1] پڑھے۔ **مسئلہ** نماز[2] کے بعد امام کو چاہیئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہیئے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔ **مسئلہ** خسوف[3] (چاند گرہن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔ **مسئلہ** اسی[4] طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر اِن اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ **مسئلہ** جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں انکے علاوہ بھی جس قدر کثرت نوافل کی کیجائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے مثل رمضان[5] کے اخیر عشرہ کی راتوں اور شعبان کی پندرھویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور اُن میں عبادت کا بہت ثواب۔ احادیث میں وارد ہوا ہے ہم نے اختصار کے خیال سے اُن کی تفصیل نہیں کی۔

استسقاء کی نماز کا بیان

جب[6] پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اسوقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے استسقاء کیلئے دعا کرنا اس طریقہ سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پاپیادہ خشوع و عاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کیطرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہلِ حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لے جائیں پھر دو رکعت بلا اذان اور اقامت کے جماعت سے پڑھیں اور امام جہر سے قرأت پڑھے پھر دو خطبے پڑھے جس

[1] ویخفی عند ابی حنیفۃ وقالا یجہر وعن محمد مثل قول ابی حنیفۃ رح ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۳۷
[2] ویدعوا بعد الصلاۃ حتی تنجلی الشمس کمال الانجلاء ثم الامام فی ہذا الدعاء بالخیار ان شاء جلس مستقبل القبلۃ ودعا وان شاء قام ودعا وان شاء استقبل الناس بوجہہ ودعا ویؤمن القوم وان غربت کاسفۃ امسک عن الدعاء واشتغل بصلاۃ المغرب ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۵۳
[3] ومایتصل بذلک ... فی خسوف القمر یصلون ... فی خسوف القمر وحدانا وکذا ... اذا اشتدت الاہوال ... کالریح اذا اشتدت ... اذا دامت مطرا او ثلجا ... والنہار اذا اظلم وکذا ... عم المرض وکذا فی الزلازل والصواعق وانتشار ... والضوء الہائل باللیل الخوف الغالب من ... وغیر ذلک وذکر فی ... انہم یصلون فی منازلہم ... فی البحر ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۵۳
[5] ومن المندوبات ... لیلۃ العید ... النصف من شعبان والعشر الاخیر من رمضان الاول من ذی الحجۃ ۱۲ ...

[6] قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ لیس فی الاستسقاء صلوٰۃ مسنونۃ فی جماعۃ فان صلی الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء الدعاء والاستغفار وقالا یصلی الامام رکعتین ویجہر فیہما اعتبارا بصلوٰۃ العید ثم یخطب ولا خطبۃ عند ابیحنیفۃ رح ولا یحضر اہل الذمۃ الاستسقاء ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۵۶ وعالمگیری صفحہ ۱۵۲ واتفقوا علی ان السنۃ الخروج الی الاستسقاء ثلثۃ ایام متتابعۃ ان تاخرت السقیا مشاۃ فی ثیاب رثۃ متذللین متواضعین خاشعین للہ ناکسی رؤسہم ویقدموا التوبۃ ورد المظالم ویقدمون الصدقۃ فی کل یوم قبل خروجہم وذکر انہم یصومون ثلثۃ ایام ویخرجون الصبیان والبہائم لان منہم یزداد رجاء الرحمۃ ۱۲ غنیہ صفحہ ۳

طرح عیدؔ کے روز کیا جاتا ہے پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جاوے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں تین روز متواتر ایسا ہی کریں تین روز کے بعد نہیں کیونکہ اس سے زیادہ ثابت نہیں اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھکر بارش ہو جاوے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور تینوں دنوں میں روزہ بھی رکھیں تو مستحب ہے اور جانے سے پہلے صدقہ خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

فرائض و واجبات صلوٰۃ کے متعلق بعض مسائل

مسئلہ [۱] مدرک[ا] پر قرأت نہیں امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے اور حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ [۲]** مسبوق[۲] کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے ایک یا دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے۔ **مسئلہ [۳]** حاصل[۳] یہ ہے کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرأت نہ چاہیئے ہاں مسبوق کیلئے چونکہ اُن گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اسلئے اسکو قرأت چاہیئے۔ **مسئلہ [۴]** سجدے[۴] کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہیئے اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں ہاں اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر ملکر کھڑے ہوں کہ زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جاوے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنے والا پڑھ رہا ہے۔ **مسئلہ [۵]** عیدین[۵] کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ تکبیریں کہنا واجب ہیں۔ **مسئلہ [۶]** امام[۶] کو فجر کی دو رکعتوں میں اور مغرب کی اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نمازوں میں اور رمضان کے وتروں میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ [۷]** منفرد[۷] کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے۔ آواز بلند ہونے کی فقہاء نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔ **مسئلہ [۸]** امام[۸] اور منفرد کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ [۹]** جو[۹] نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہیئے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔ **مسئلہ [۱۰]** منفرد[۱۰] اگر فجر مغرب عشاء کی قضا دن میں پڑھے تو ان میں بھی اسکو آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اگر رات کو قضا پڑھے تو

---

۱ ولا یقرأ المؤتم خلف الامام لقوله علیه السلام من کان له امام فقراءة الامام له قراءة وعلیه اجماع الصحابة ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما یروی عن محمد ویکره عندهما (الشیخین) لما فیه من الوعید ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۰۱ ۲ و ۳ المسبوق برکعتین اذا ترک القراءة فی احدهما فسدت صلاته ۱۲ قاضیخان ج۱ ص۱۰۴ ۴ وعدم ارتفاع محل السجود عن موضع القدمین باکثر من نصف ذراع وان زاد علی نصف ذراع لم تجز السجود الا لزحمة سجد فیها علی ظهر مصل صلوته ۱۲ نور الایضاح ص۶۰ وکذا فی شرحه مراقی الفلاح ص۲۶ ۵ فتکون التکبیرات الزوائد ستا ثلاثا فی الاولی وثلاثا فی الاخری وتکبیرات العید واجبة ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۵ ۶ و جهر الامام بالقراءة الفجر واولی العشائین ولو قضاء والجمعة والعیدین والتراویح والوتر فی رمضان ۱۲ نور الایضاح ص۶۲ وفی شرحه مراقی ص۱۴ ۷ وان کان منفردا فهو مخیر ان شاء جهر واسمع نفسه لانه امام فی حق نفسه وان شاء خافت لانه لیس خلفه من یسمعه والافضل هو الجهر لیکون الاداء علی هیئة الجماعة ثم المخافتة ان یسمع نفسه والجهران یسمع غیره ۱۲ ہدایہ ص۹۸ ۸ و ۹ والاسرار فی جمیع رکعات الظهر والعصر وفیما بعد اولی العشائین ونفل النهار ۱۲ نور الایضاح ص۶۲ وفی شرحه مراقی ص۱۴ ۱۰ و ۱۱ وفی التطوع بالنهار یخافت وفی اللیل یتخیر اعتبارا بالفرض فی حق المنفرد وهذا لانه مکمل له فیکون تبعا له ومن فاتته العشاء فصلاها بعد طلوع الشمس ان ام فیها جهر وان کان وحده خافت حتما ولا یتخیر هو الصحیح لان الجهر یختص اما بالجماعة حتما او بالوقت فی حق المنفرد علی وجه التخییر ولم یوجد احدهما ۱۲ ہدایہ ص۱۰۰

اُسے اختیار ہے۔ **مسئلہ** [۱۱] اگر کوئی شخص مغرب کی یا عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ مِلانا بھول جائے تو اُسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیئے۔ اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور اخیر میں سجدہ سہو کرنا۔

نماز کی بعض سُنتیں

مسئلہ [۱] تکبیر تحریمہ[ا] کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک سنت ہے عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں **مسئلہ** [۲] تکبیر تحریمہ[۳] کے بعد فوراً ہاتھوں کو باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتونکو سینہ پر سنت ہے۔ **مسئلہ** [۳] مردوں[۴] کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا سنت ہے۔ **مسئلہ** [۴] امام[۵] اور منفرد کو بعد سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے کے آہستہ آواز سے آمین کہنا اور قرأت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔ **مسئلہ** [۵] مردوں[۶] کو رکوع کیحالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر اور سُرین سب برابر ہو جائیں سنت ہے۔ **مسئلہ** [۶] رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جُدا رکھنا سنت ہے قومے میں امام کو صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ، اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے **مسئلہ** [۷] سجدے[۷] کی حالت میں مردوں کا اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھوں کی باہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا سنت ہے۔ **مسئلہ** [۸] قعدۂ[۸] اولی اور اخری دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کیطرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوں پر ہوں انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں یہ سنت ہے۔ **مسئلہ** [۹] امام[۹] کو سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ **مسئلہ** [۱۰] امام[۱۰] کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت یا لڑکے ہوں اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو

---

[۱] وان قرأ الفاتحۃ ولم یزد علیہا قرأ فی الاخریین الفاتحۃ والسورۃ یجہر بہا ہو الصحیح ویجب علیہ سجود السہو ۱۲ عالمگیری صفحہ ۶۰ ج ۱

[۲] ویرفع یدیہ حتی یحاذی بابہامیہ شحمۃ اذنیہ وعند الشافعی یرفع الی منکبیہ لحدیث ابی حمید الساعدی رضی قال کان النبی علیہ السلام اذا کبر رفع یدیہ الی منکبیہ ولنا روایۃ وائل بن حجر والبراء وانس رض ان النبی علیہ السلام کان اذا کبر رفع یدیہ حذاء اذنیہ وما رواہ یحمل علی حالۃ العذر والمرأۃ ترفع یدیہا حذاء منکبیہا ہو الصحیح لانہ استر لہا ۱۲ ہدایہ صفحہ ۸۶ ج ۱

[۳] ووضع یدہ الیمنی علی الیسری تحت السرۃ کما فرغ من التکبیر والمرأۃ تضعہما علی ثدییہا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۷۳ ج ۱

[۴] وصفۃ الوضع ان یجعل باطن کف الیمنی علی ظاہر کف الیسری محلقا بالخنصر والابہام علی الرسغ ووضع المرأۃ یدیہا علی صدرہا من غیر تحلیق ۱۲ نور الایضاح ومراقی صفحہ ۶۵

[۵] اذا فرغ من الفاتحۃ قال آمین والسنۃ فیہ الاخفاء المنفرد والامام سواء وکذا الماموم اذا سمع ۱۲ عالمگیری صفحہ ۷۴ ج ۱

[۶] ویبسط ظہرہ ویستوی راسہ بعجزہ ولا یرفع راسہ ولا ینکسہ ویقول الامام حال الرفع سمع اللّٰہ لمن حمدہ وان کان المصلی مقتدیا یاتی التحمید ولا یاتی المقتدی بالتسمیع وان کان منفردا یاتی بہما ۱۲ غنیہ صفحہ ۳۱۸

[۷] ویبدی ضبعیہ عن جنبیہ ولا یفترش ذراعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۷۵ ج ۱

[۸] افترش رجلہ الیسری فجلس علیہا ونصب الیمنی نصبا ووجہ اصابعہ نحو القبلۃ ووضع یدیہ علی فخذیہ وبسط اصابعہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۹۳ ج ۱

[۹] وہذا بناء علی ان السنۃ فی حقہ الجہر فی اذکار الانتقالات جمیعہا لاجل الاعلام بانتقالہ من حال الی حال فکذا یسن لہ الجہر بالتسلیم ۱۲ غنیہ صفحہ ۳۲۴

[۱۰] وینوی (ای الامام) بالتسلیم الاولی من علی یمینہ من الرجال والنساء والحفظۃ وکذلک فی الثانیۃ ولا بد للمقتدی من نیۃ امامہ فان کان الامام من الجانب الایمن او الایسر نواہ فیہم وان کان بحذائہ نواہ فیہما والمنفرد ینوی الحفظۃ لا غیر ۱۲ عالمگیری صفحہ ۷۶ ج ۱

تو بائیں سلام میں۔ اور اگر محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا سنت ہے **مسئلہ** تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو سنت ہے۔

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے اسلئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات وسنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کیلئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا، جماعت کم از کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں، اسطرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو، اور دوسرا متبوع متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔ **مسئلہ[۱]** امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانیسے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، بالغ ہو یا سمجھدار نابالغ بچہ، ہاں جمعہ و عیدین کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔ **مسئلہ[۲]** جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسیطرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائیگی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو، البتہ جماعت کی نفل کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کیجائیں تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اسکو ترک نہیں فرمایا حتی کہ حالت مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لیگئے اور جماعت سے نماز پڑھی تارک جماعت پر سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا بے شبہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ نماز جیسی عبادت کی شان

ف[۱] من آدابها اخراج الرجل كفيه من كميه عند التكبير للاحرام لقربه من التواضع الا لضرورة كبرد ۱۲ مراقی شرح نور الایضاح ۱۴۲

ف[۲] الجماعة سنة مؤكدة لقوله عليه السلام الجماعة من سنن الهدى لا يتخلف عنها الا المنافق ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۰۱

ف[۳] اذا زاد على الواحد في غير الجمعة فهو جماعة وان كان معه صبي عاقل ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۸۳

ف[۴] ومن شرائطها الجماعة واقلهم عند ابی حنیفة رح ثلثة سوی الامام ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۴۹

ف[۵] التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعي يكره ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۹۳

بھی اسکو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیجائے ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھکر جس سے بعض مفسرین اور فقہار نے جماعت کو ثابت کیا ہے چند حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ **قولہ تعالیٰ** وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ[1] نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر یعنے جماعت سے اس آیت میں حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔ **حدیث**[2] (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کی نماز میں تنہا نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں **حدیث**[3] (۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہی اور جسقدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہی۔ **حدیث** (۳) انس[4] بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی سے دور تھے) اُٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آکر قیام کریں تب اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے۔ **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چلکر مسجد میں آیگا اسیقدر زیادہ ثواب ملیگا۔ **حدیث** (۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گذرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہی **حدیث** (۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز عشار کے وقت اپنے ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ پڑھ کر سو رہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گذرا سب نماز میں محسوب ہوا۔ **حدیث** (۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کیلئے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کیلئے پوری روشنی ہوگی۔ **حدیث** (۷) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عشار کی نماز جماعت سے پڑھے اسکو نصف شب کی عبادات کا ثواب ملیگا اور جو عشار اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا اُسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملیگا۔ **حدیث**[5] (۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ ایک روز آپنے فرمایا کہ بیشک میرے دلمیں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ **حدیث** (۹) ایک

[1] وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ اى فى جماعتهم فان صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرين درجة لما فيها من تظاهر النفوس وعبر عن الصلوة بالركوع احترازا عن صلوة اليهود وقيل الركوع الخضوع والانقياد لما يلزمهم الشارع ۱۲ بیضاوی صـ۱/۲۷

[2] عن عبد الله بن عمر رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرين درجة ۱۲ بخاری صـ۸۹

[3] عن ابى بن كعب فى حديث طويل ولو علمتم ما فضيلته لابتدرتموه وان صلوة الرجل مع الرجل ازكى من صلوته وحده وصلوته مع الرجلين ازكى من صلوته مع الرجل وما اكثر فهو احب الى الله عز وجل ۱۲ ابو داؤد صـ۸۹/۱ج

[4] عن انس بن مالك قال قال النبى صلى الله عليه وسلم يا بنى سلمة الا تحتسبون اثاركم وزاد ابن ابى مريم قال اخبرنى يحيى بن ايوب قال حدثنى حميد قال حدثنى انس ان بنى سلمة ارادوا ان يتحولوا عن منازلهم فينزلوا قريبا من النبى صلى الله عليه وسلم قال فكره النبى صلعم ان يعروا المدينة فقال الا تحتسبون اثاركم قال مجاهد خطاهم اثار المشى فى الارض بارجلهم ۱۲ بخاری صـ۹۰/۱ج

[5] عن ابى هريرة ان رسول الله صلعم قال والذى نفسى بيده لقد هممت ان امر بحطب ليحطب ثم امر بالصلوة فيؤذن لها ثم امر رجلا فيؤم الناس ثم اخالف الى رجال فاحرق عليهم بيوتهم ۱۲ بخاری شریف صـ۸۹/۱ج

روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز میں مشغول ہوجاتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال واسباب کو مع ان کے جلادیں (مسلم) عشاء کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونیکا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اسوقت گھروں میں ہوتے ہیں امام ترمذی اس حدیث کو لکھکر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابودرداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے یہ سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معزز اصحاب میں ہیں۔ **حدیث** (۱۰) ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک اُن پر شیطان غالب ہوجائیگا پس اے ابودرداء جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اُسی بکری (آدمی) کو کھاتا رہتا ہے جو اپنی گلہ (جماعت) سے الگ ہوگئی ہو۔ **حدیث** (۱۱) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سنکر جماعت میں نہ آئے اور اُسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اُسکی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول نہ ہوگی صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خوف یا مرض، اس حدیث میں خوف اور مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے ۱۲ **حدیث** (۱۲) حضرت محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ گیا حضرت نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ اے محجن تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہو رہی ہو تو لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔ ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے برگزیدہ صحابی محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ چند حدیثیں نمونے کے طور پر ذکر ہوا چکیں اب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سُنئے کہ انھیں جماعت کا کسقدر اہتمام مدنظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور ان کی مرضی کا اُن سے زیادہ کسکو خیال ہوسکتا ہے۔ **اثر** (۱) اسود کہتے ہیں کہ ہم حضرت اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور

---

۵ عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من ثلثۃ فی قریۃ ولا بدو لا تقام فیہم الصلوۃ الا قد استحوذ علیہم الشیطان فعلیک بالجماعۃ فانما یاکل الذئب القاصیۃ ۱۲ ابوداؤد ۲۰

۶ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع المنادی فلم یمنعہ من اتباعہ عذر قالوا وما العذر قال خوف او مرض لم یقبل منہ الصلوۃ التی صلی ۱۲ ابوداؤد ۲۰

۷ یعنے ذمہ سے فرض تو ساقط ہو جائیگا مگر قبول کامل کا درجہ اس نماز کو حاصل نہیں ہوگا یہ مطلب نہیں کہ فرض بھی نہیں ساقط ہوگا اور یہ سمجھتے ہوئے نماز بھی پڑھنا چھوڑ دے کہ جماعت سے نہیں پڑھا تو تنہا پڑھنے سے کیا فائدہ ۱۲ محشی

۸ فجر عصر مغرب کی نماز اگر تنہا پڑھ لی ہو تو اسکو امام کے ساتھ شریک نہ ہونا چاہئے اسلئے کہ فجر عصر کے بعد نفل نہ پڑھنا چاہئے اور مغرب میں تین رکعت نفل مشروع نہیں ہے اور اگر چار رکعت کرتا ہے تو امام کی مخالفت لازم آئیگی ۱۲ محشی

اس کی فضیلت وتاکید کا ذکر نکلا اس پر حضرت عائشہؓ نے تائید اً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھا دیں۔ عرض کیا گیا کہ ابوبکرؓ ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے تو بے طاقت ہوجائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے پھر وہی فرمایا۔ پھر وہی جواب دیا گیا تب آپ نے فرمایا کہ تم ویسی باتیں کرتی ہو جیسے یوسف علیہ السلام سے مصر کی عورتیں کرتی تھیں ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھا دیں۔ خیر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھانیکو نکلے۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں ابتک وہ حالت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ نماز شروع کرچکے تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اور انھیں سے نماز پڑھوائی

اثر (۲) ایک دن حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلیمان بن ابی حشمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا انھوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اسوجہ سے اسوقت اُن کو نیند آگئی تب حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے، بہ نسبت اسکے کہ تمام شب عبادت کروں (مؤطا امام مالک) شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنے میں تہجد سے بھی زیادہ ثواب ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں مخل ہو تو ترک اسکا اولی ہے اشعۃ اللمعات

اثر (۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک ہمنے آزمالیا اپنے اور صحابہؓ کو کہ ترک جماعت نہیں کرتا مگر وہ منافق جسکا نفاق کھلا ہوا ہو۔ یا بیمار مگر بیمار بھی تو دو آدمیونکا سہارا دے کر جماعت کیلئے حاضر ہوتے تھے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور منجملہ ان کے نماز ہے ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوتی ہو یعنے جماعت ہوتی ہو۔۔ دوسری ہدایت میں ہے کہ فرمایا جسے خواہش ہو کل (قیامت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے مسلمان جائے اُسے چاہئے کہ پنج وقتی نمازوں کی پابندی کرے اُن مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کیلئے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی انہیں طریقوں میں سے ہے اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھلیا کروگے

جیسے کہ منافق پڑھ لیتا ہے تو بیشک تم سے چھوٹ جائیگی تمہارے نبی کی سنت اور اگر تم چھوڑ دوگے اپنے پیغمبر کی سنت کو تو بے شبہ گمراہ ہو جاؤگے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کرکے نماز کیلئے مسجد نہیں جاتا مگر اس کے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ہمنے دیکھہ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگاکر جماعت کیلئے لائے جاتے تھے اور صف میں کھڑے دئے جاتے تھے۔ **اثر** (۴) ایکمرتبہ ایک شخص مسجد سے بعد اذان[۱] کے بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اور ان کے مقدس حکم کو نہ مانا (مسلم شریف) دیکھو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ نے تارک جماعت کو کیا کہا۔ کیا کسی مسلمان کو اب بھی[۲] بے عذر ترک جماعت کی جرأت ہو سکتی ہے۔ کیا کسی ایماندار کو حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی گوارہ ہو سکتی ہے۔ **اثر** (۵) حضرت ام درداء رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایکمرتبہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ میرے پاس اسحال میں آئے کہ غضبناک تھے میں نے پوچھا کہ اسوقت آپ کو کیوں غصہ آیا کہنے لگا اللہ کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اسکو بھی چھوڑنے لگے۔ **اثر** (۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت اصحاب سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جو کوئی اذان سُنکر جماعت میں نہ جائے اس کی نماز ہی نہ ہوگی یہ لکھکر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں[۳]۔ **اثر** (۷) مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو اُسے آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ دوزخ میں جائے گا (ترمذی) امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ و جماعت کا مرتبہ کم سمجھہ کر ترک کرے تب یہ حکم کیا جائیگا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کیلئے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ **اثر** (۸) سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جسکی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اُس کی ماتم پُرسی کرتے (احیاء العلوم) صحابہؓ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں۔ اب ذرا علمائے امت اور مجتہدین ملت کو دیکھیے کہ ان کا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور ان احادیث کا مطلب انھوں نے کیا سمجھا ہے (۱) ظاہریہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مقلدین

[۱] اذان کے بعد ایسے شخص کیلئے جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو جانا منع ہے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جا سکتا ہے ۱۲ محشی
[۲] بغیر کسی عذر کے تنہا نماز پڑھنے سے ہو جائیگی مگر کامل نہ ہوگی ۱۲ محشی
[۳] اس تاویل کی اس وقت ضرورت ہے جب حضرت ابن عباس کا یہ مطلب ہو کہ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ۱۲ محشی

کا مذہب ہے، کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی (۲) امام احمد رح کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونیکی شرط نہیں امام شافعی رح کی بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے، (۳) امام شافعی رح کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے امام طحاوی رح جو حنفیہ میں ایک بڑے درجہ کے فقیہ اور محدّث ہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے (۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحرالرائق وغیرہم اسیطرف ہیں (۵) اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں اور درحقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں (۶) ہمارے فقہار لکھتے ہیں اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑدیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں توان سے لڑنا حلال ہے (۷) قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے، اور اسکے پڑوسی اگر اس کے اس فعل قبیح پر کچھ نہ بولیں[1] توگنہگار ہوں گے (۸) اگر مسجد جانیکے لئے اقامت سننے کا انتظار کرے، توگنہگار ہوگا یہ اس لئے کہ اگر اقامت سُن کر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانیکا خوف ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کیلئے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہو (۹) تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اسکی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اس نے بے عذر صرف سہل[2] انگاری سے جماعت چھوڑی ہو (۱۰) اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائیگا اور اس کی گواہی مقبول نہوگی۔

[1] یعنی ترک جماعت سے اسکو نہ روکیں اور حسب مقدور نصیحت نہ کریں باوجودیکہ کوئی ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہو اگر اس سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو نہ روکنے پر گنہگار نہ ہوں گے ۱۲ محشی

[2] یعنے تکاسل اور سستی کی بناپر ۱۲ محشی

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

اس بارے میں حضرات علمار رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ بیان کیا ہے مگر جہانتک میری نظر قاصر پہنچی ہے حضرت شاہ مولانا ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ انھیں کی پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سُنے جائیں مگر بوجہ اختصار کے میں حضرت موصوف رح کے کلام کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں (۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کردیجائے یہانتک کہ وہ عبادت ایک ضروری عبادت ہوجائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عادت کیطرح ناممکن ہوجائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام

کیا جائے (۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی عالم بھی لہذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا تعلیم کردے گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اُسے دیکھتے ہیں جو خرابی اسمیں ہوتی ہے بتلاتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہو اُسے پسند کرتے پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا (۳) جو لوگ بے نمازی ہونگے ان کا حال بھی اس سے کھل جائیگا اور ان کے وعظ و نصیحت کا موقع ملیگا (۴) چند مسلمانوں کا ملکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کیلئے (۵) اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمۂ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہوسکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کیلئے جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں انھیں سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کیطرف مصروف ہو گئی، اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی سخت ممانعت کیگئی (۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہیگی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہوسکیگا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جسکی تاکید اور فضیلت جابجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) میں بیان فرمائی گئی ہے۔ افسوس ہمارے زمانہ میں ترک جماعت ایک عام عادت ہو گئی ہے جاہلوں کا کیا ذکر ہم بعضے لکھے پڑھے لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں افسوس یہ لوگ احادیث پڑھتے ہیں اور ان کے معنے سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں قیامت میں جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہوں گے اور اس کے نہ ادا کرنیوالے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہوگی یہ لوگ کیا جواب دیں گے۔

ف۱ وفی البدائع تجب علی الرجال العقلاء البالغین الاحرار القادرین علی الصلاۃ بالجماعۃ من غیر حرج ۱۲ عالمگیری ص ۱۳۶

جماعت کے واجب ہونیکی شرطیں

(۱) مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں (۲) بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر جماعت نہیں (۳) آزاد ہونا غلام پر جماعت واجب نہیں (۴) تمام عذروں سے خالی ہونا۔ ان عذروں کی حالت میں جماعت

واجب نہیں مگر ادا کرلے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہیگا۔ ترک جماعت کے عذر چودہ ہیں (۱) لباس بقدر ستر عورت کے نہ پایا جانا (۲) مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو امام ابو یوسفؒ نے حضرت امام اعظمؒ سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کیلئے آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں (۳) پانی بہت زور سے برستا ہو ایسی حالت میں امام محمدؒ نے مؤطا میں لکھا ہے کہ اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جاکر نماز پڑھے (۴) سردی سخت ہو ناکہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانیکا یا بڑھ جانیکا خوف ہو (۵) مسجد جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانیکا خوف ہو (۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے ملجانیکا خوف ہو (۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اسکے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائیگا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی (۸) اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو لیکن اگر روشنی کا سامان خدا نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے (۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔ (۱۰) کسی بیمار کی تیمارداری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو (۱۱) کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو (۱۲) پیشاب یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو (۱۳) سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائیگی قافلہ نکل جائیگا ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ وہاں ایک قافلہ کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جاسکتا ہے ہاں اگر کوئی ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں۔ ہماری شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہے (۱۴) کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو۔ لیکن جو نابینا بے تکلف مسجد تک پہنچ سکے اسکو ترک جماعت نہ چاہیئے۔

جماعت کے صحیح ہونیکی شرطیں

شرط (۱) اسلام۔ کافر کی جماعت صحیح نہیں شرط (۲) عاقل ہونا۔ مست، بیہوش، دیوانے کی

ف الافضل ان یصلی المراۃ وحدانا قعوداً بالایماء ویتباعد بعضہم عن بعض ۱۲ عالمگیری ص۸۵ ج۱ ف وعن ابی یوسفؒ سألت اباحنیفۃؒ عن الجماعۃ فی طین وردغۃ فقال لا احب ترکہا وقال محمدؒ فی المؤطا الحدیث رخصۃ یعنی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام اذا ابتلت النعال فالصلاۃ فی الرحال ۱۲ غنیہ ص۵۱ ف تا ۱۴ ف وتسقط الجماعۃ بالاعذار حتی لا تجب علی المریض والمقعد والزمن ومقطوع الید والرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذی لا یستطیع المشی والشیخ الکبیر العاجز والاعمی عند ابی حنیفۃ والصحیح انہا تسقط بالمطر والطین والبرد الشدید والظلمۃ الشدیدۃ وتسقط بالریح فی اللیلۃ المظلمۃ واما بالنہار فلیست الریح عذراً وکذا اذا کان یدافع الاخبثین او احدہما اوکان اذا خرج یخاف ان یحبسہ غریمہ فی الدین او یرید سفراً واقیمت الصلاۃ فیخشی ان تفوتہ القافلۃ او یقوم المریض او یخاف ضیاع مالہ وکذا اذا حضر العشاء واقیمت صلاتہ ونفسہ تتوق الیہ وکذا اذا حضر الطعام فی غیر وقت العشاء ونفسہ تتوق الیہ ۱۲ عالمگیری ص۸۳ ج۱ ف وشرط صحۃ الامامۃ للرجال الاصحاء ستۃ اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورۃ والقرأۃ والسلامۃ من الاعذار کالرعاف الدائم والفافاۃ والتمتمۃ واللثغ وفقد شرط کطہارۃ وستر عورۃ ونیۃ المقتدی المتابعۃ مقارنۃ لتحریمۃ ۱۲ مراقی الفلاح ص۱۷۸

جماعت صحیح نہیں۔ شرط (۳) مقتدی کو امام کی نیت کے ساتھ امام کے اقتدا کی بھی نیت کرنا۔ یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں نیت کا بیان اوپر بہ تفصیل ہو چکا ہے۔ شرط (۴) امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقۃً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اسلئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتدا صحیح ہو جائے گی مسئلہ اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔ مسئلہ ۲ اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی۔ مسئلہ ۳ اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہگذر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی البتہ بہت چھوٹی گول اگر حائل ہو کہ برابر تنگ راستہ نہیں ہوتا وہ مانع اقتدا نہیں۔ مسئلہ ۴ اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگذر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتدا درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔ مسئلہ ۵ پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار

۱ وان کان علی النہر جسر وعلیہ صفوف متصلۃ لاصحۃ الاقتداء لمن کان خلف النہر ۱۲ عالمگیری ص۹۶ ج۱

۲ ولو قام علی سطح المسجد واقتدی بامام فی المسجد ان کان للسطح باب فی المسجد ولا یشتبہ علیہ حال الامام صح الاقتداء فی قولہم وان اشتبہ علیہ حال الامام لا یصح ۱۲ قاضیخان ص۹۴ ج۱ وعلی ہذا الاقتداء فی الاماکن المتصلۃ بالمسجد الحرام وابوابہا من خارجہ صحیح اذا لم یشتبہ حال الامام علیہم بسماع او رؤیۃ ولم یتخلل الا الجدار کما ذکرہ شمس الائمۃ فیمن صلی علی سطح بیتہ المتصل بالمسجد او فی منزلہ بجنب المسجد وبینہ وبین المسجد حائط مقتدیا بامام فی المسجد وہو یسمع التکبیر من الامام او من المکبر یجوز صلاتہ ۱۲ مراقی الفلاح ص۱۶۳

۳ المانع من الاقتداء ثلثۃ اشیاء (منہا) طریق عام یمر فیہ العجلۃ والاوقار اذا کان بین الامام وبین المقتدی طریق ان کان ضیقا لا یمر فیہ العجلۃ والاوقار لا یمنع وان کان واسعا یمر فیہ العجلۃ والاوقار یمنع ہذا اذا لم یکن الصفوف متصلا علی الطریق اما اذا اتصلت الصفوف لا یمنع الاقتداء والمانع من الاقتداء فی الفلوات قدر ما یسع فیہ صفین (ومنہا) نہر عظیم لا یمکن العبور عنہ الا بالعلاج کالقنطرۃ وغیرہا فان بینہ وبین الامام نہر کبیر یجری فیہ السفن والزورق یمنع الاقتداء وان کان صغیرا لا تجری فیہ لا یمنع الاقتداء ہو المختار وکذا لو کان فی المسجد الجامع ۱۲ عالمگیری بحذف ص۹۶ ج۱ ۴ و ۵ کا حاشیہ اسی صفحہ نمبر ۳ پر دیکھو ۱۲ ۶ ویشترط ان لا یکون الامام راکبا والمقتدی راجلا او بالقلب او راکبا دابۃ غیر دابۃ امامہ لاختلاف المکان واذا کان علی دابۃ امامہ صح الاقتداء ۱۲ مراقی ص۱۶۳

ہوں تو درست ہے۔ **شرط** (۵) مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغایر نہ ہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغایر ہوگی تو اقتدار درست نہ ہوگی مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کے ظہر کی ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدار صحیح ہے اسلئے کہ امام کی نماز قوی ہے۔ **مسئلہ** مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدار نہ ہوگی کیونکہ امام کی نماز ضعیف ہے۔ **شرط** (۶) امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اس کے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ تھا اور بعد نماز کے یا اثنائے نماز میں اسکو خیال آیا **مسئلہ** امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو گئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں۔ خواہ آدمی کے ذریعہ سے کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔ **شرط** (۷) مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائیگا جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتدار درست ہو جائے گی۔ **شرط** (۸) مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھکر یا اس کی یا کسی مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سنکر یا کسی مقتدی کو دیکھکر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدار صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدار درست ہے۔ **مسئلہ** اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہونا لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کی

ملے وان لایکون الامام مصلیا فرضا غیر فرضہ ۱۲ مراقی ص ۵۲ لایصح اقتدار مصلی الظہر بمصلی العصر و مصلی ظہر یومہ بمصلی ظہر امسہ و لا اقتداء المفترض بالمتنفل ۱۲ عالمگیری ص ۸۶ و لو صلی التراویح مقتدیا بمن یصلی مکتوبۃ او وترا او نافلۃ الاصح انہ لا یصح الاقتداء بہ ۱۲ عالمگیری ص ۱ ج ا و صحۃ صلوۃ امامہ ای فی رأی المؤتم اما اذا علم مفسدا فی رأیہ کخروج الدم فلا یصح الاقتدار وان کان غیر مفسد فی اعتقاد الامام ۱۲ طحطاوی ص ۲۳۹ وا ذا ظہر حدث امامہ فیلزم اعادتہا کما یلزم الامام اخبار القوم اذا امہم وہو محدث او جنب بالقدر الممکن بلسانہ او بکتاب او رسول علی الاصح ۱۲ در المختار ج ۱ ص ۳۵۳ والشرط تقدم الامام بعقبہ عن عقب المأموم حتی لو تقدم اصابعہ لطول قدمہ لا یضر ۱۲ مراقی الفلاح ص ۱۶۴ وعلمہ بانتقالات بان یراہ او یسمعہ او یری

من خلفہ او یسمعہ وان لم یتحد المکان ۱۲ طحطاوی ص ۱۶۲ ج ا ملے اس حاشیہ کے مضمون کو آگے ص ۱۳ کے حاشیہ نمبر ملے پر دیکھو ۱۲

اندر رہو اور نماز پڑھا دے مسافر کی سی یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کر لینے کے بعد امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہو گئی اور اگر سہو کا ہونا متحقق ہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کچھ تحقیق نہیں کیا بلکہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ **مسئلہ ۹** اگر امام[۱] کی متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا بلکہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا۔ اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کر لے اور بعد نماز کے امام کا حال معلوم کر لے تو اچھا ہے اگر نہ معلوم کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ شہر یا گاؤں سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے اور اس کے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اس کو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے لہذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں اسیطرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھا دی یا جنگل وغیرہ میں اور کسی مقتدی کو اس کے متعلق مسافر ہونیکا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو بعد نماز کے تحقیق حال امام واجب نہیں اور فجر اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں کیونکہ ان نمازوں میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جبکہ امام شہر یا گاؤں میں یا کسی جگہ چار رکعت کی نماز میں دو رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔ **شرط (۹)**[۲] مقتدی کو تمام ارکان میں سوا قرأت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے، پہلی صورت کی مثال امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے دوسری صورت کی مثال امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے، تیسری صورت کی مثال امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔

[۱] ویستحب للمسافر اذا سلم ان یقول لہم اتموا صلواتکم فانا قوم سفر لاحتمال ان یکون خلفہ من لا یعرف حالہ وتیسیر لہ الاجتماع بہ بیسائہ فیحکم بفساد صلوۃ نفسہ بناء علی ظن ان امامہ مقیم قد فسدت صلاتہ بسلامہ علی رکعتین وہذا محمل ما فی الفتاوی اذا اقتدی بامام لا یدری امسافر ہو او مقیم لا یصح لان العلم بحال الامام شرط الاداء بجماعۃ لانہ شرط فی الابتداء لما فی المبسوط رجل صلی بالقوم الظہر رکعتین فی قریۃ وہم لا یدرون امسافر ہو ام مقیم فصلاتہم فاسد سواء کانوا مقیمین او مسافرین لان الظاہر من حال من فی موضع الاقامۃ انہ مقیم والبناء علی الظاہر واجب حتی یتبین خلافہ فان سألوہ فاخبرہم انہ مسافر جازت صلاتہم ۱۲ غنیہ صـ۵۴۲ اما اذا صلی خارج المصر لا تفسد فیجوز الاخذ بالظاہر وہو السفر فی مثلہ والحاصل انہ یشترط العلم بحال الامام اذا صلی بہم رکعتین فی موضع اقامۃ والا فلا ۱۲ رد المختار صـ۵۲۲ج۱

[۲] ومشارکتہ فی الارکان ای فی اصل فعلہا غیر الرکن ان یاتی بہا معہ او بعدہ لاقبلہ الا اذا ادرکہ امامہ فیہا والاول ظاہر والثانی کما رکع امامہ ورفع ثم رکع ہو فیصح والثالث عکسہ فلا یصح الا اذا رکع وبقی راکعا حتی ادرکہ امامہ فیصح لوجود المتابعۃ التی ہی حقیقۃ الاقتداء ۱۲

مسئلہ (۱) اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کرے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہ ہوگی۔ **شرط** (۱۰) مقتدی کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا مثال (۱) قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے۔ شرع میں معذور کا قعود بمنزلہ قیام کے ہے (۲) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا وضو اور غسل کرنے والے کی اقتداء درست ہے اسلئے کہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں (۳) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونیوالے کی اقتدا درست ہے اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجے کی طہارت ہیں کسیکو کسی پر فوقیت نہیں (۴) معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں۔ مثلاً دونوں کو سلسل بول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو۔

(۵) اُمّی کی اقتدار اُمّی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو (۶) عورت یا نابالغ کی اقتدار بالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۷) عورت کی اقتدار عورت کے پیچھے درست ہے (۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدار نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدار واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے (۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدار نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ (۱۱) قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدار نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے اس لئے کہ قسم کی نماز بھی فی نفسہ نفل ہی یعنی ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں دو رکعت نماز پڑھونگا اور پھر کسی متنفل کے پیچھے اسنے

ف۱ ویفسدہا مسابقۃ المقتدی برکن لم یشارکہ فیہ امامہ ۱۲ نور الایضاح ف۲ وصورتہ رکع ورفع قبل ان یرکع امامہ وسلم ولم یقض ذلک الرکوع فصلاتہ باطلۃ ۱۲ طحطاوی فیہا ج۱ ف۳ والاصل فی ہذہ المسائل ان حال الامام ان کان مثل حال المقتدی او فوقہ جازت صلوۃ الکل وان کان دون حال المقتدی صحت صلوۃ الامام ولا تصح صلوۃ المقتدی ۱۲ عالمگیری صـ۸۶ ج۱ ف۴ و یصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع ویسجد ۱۲ عالمگیری صـ۸۵ ج۱ ف۵ و صح اقتداء المتوضی بمتیمم عندہما وقال محمد لا یصح والخلاف مبنی علی ان الخلیفۃ بین الآلتین التراب والماء والطہارتین الوضوء والتیمم فعندہما بین الآلتین فاستوی الطہارتان و محمد بین الطہارتین التیمم والوضوء فیصیر بناء القوی علی الضعیف وہو لا یجوز و صح اقتداء الغاسل بماسح علی خف او جبیرۃ او خرقۃ قرحۃ لا تسیل منہا شئی ۱۲ مراقی الفلاح صـ۸۷ ف۶ و یجوز ان یؤم المتیمم المتوضئین عندہما وہذا الخلاف فیما اذا لم یکن مع المتوضئین ماء فان کان معہم ماء فانہ لا یؤم المتوضئین ۱۲ عالمگیری صـ۸۴ ج۱ ف۷ و یجوز اقتداء المعذور بالمعذور ان اتحد عذرہما وان اختلف فلا ۱۲ عالمگیری صـ۸۵ ج۱ ف۸ و امامۃ الامی قوماً امیین جائزۃ ۱۲ عالمگیری صـ۸۵ ج۱ ف۹ تکرہ امامۃ الرجل لہن فی بیت لیس معہن رجل غیرہ ولا محرم منہ کاختہ او زوجتہ وامتہ اما اذا کان معہن واحد ممن ذکر او امہن فی المسجد لا یکرہ ۱۲ در مختار صـ۲۴۲ ج۱ ف۱۰ و یکرہ امامۃ المرأۃ الخ عالمگیری صـ۸۵ ج۱ ف۱۱ و امامۃ الصبی المراہق ۱۲ عالمگیری صـ۸۴ ج۱ ف۱۲ عالمگیری صـ۸۴ ج۱ ف۱۳ قاضیخان صـ۹۰ ف۱۴ طحطاوی صـ۵ ج۲ ف۱۵

اُمّی ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو بقدر فرض قرآن کی ایک آیت زبانی نہ پڑھ سکے اور قاری وہ ہے جو بقدر قرأت مفروضہ قرآن مجید زبانی پڑھ سکے ۱۲

دو رکعت پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی اور قسم پوری ہو جائیگی (۱۲)[۱] نذر کی نماز پڑھنے والی کی اقتدار نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اس چیز کی نذر کی جسکی فلاں شخص نے نذر کی ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ ایک نے دو رکعت کی مثلاً الگ نذر کی اور دوسرے نے الگ تو ان میں سے کسی کو دوسرے کی اقتدار درست نہ ہوگی حاصل یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدار درست ہو جائے گی اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے خواہ یقیناً یا احتمالاً اور اقتدار درست نہیں (۱)[۲] بالغ کی اقتدار خواہ مرد ہو یا عورت، نابالغ کے پیچھے درست نہیں (۲)[۳] مرد کی اقتدار خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے پیچھے درست نہیں (۳)[۴] خنثی کی خنثی کے پیچھے درست نہیں، خنثی اسکو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ہونے کی علامات ایسی متعارض ہوں کہ نہ اس کا مرد ہونا تحقیق ہو نہ عورت ہونا اور ایسی مخلوق شاذ و نادر ہوتی ہے (۴)[۵] جس عورت[۱۰] کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتدار اسی قسم کی عورت کے پیچھے درست نہیں - ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا محتمل ہے - اس لئے اقتدار جائز نہیں کیونکہ پہلی صورت میں جو خنثی امام ہے شاید عورت ہو اور جو خنثی مقتدی ہے شاید مرد ہو اسیطرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا ہو (۵)[۶] خنثی کی اقتدار عورت کے پیچھے درست نہیں اس خیال سے کہ شاید وہ خنثی مرد ہو -

(۶)[۷] ہوش و حواس والے کی اقتدار مجنون مست بیہوش، بے عقل کے پیچھے درست نہیں (۷)[۸] طاہر کی اقتدار معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جسکو سلسل بول وغیرہ کی شکایت ہو درست نہیں (۸)[۹] ایک عذر والے کی اقتدار دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتدار کرے جسکو خروج ریح اور سلسل بول دو بیماریاں ہوں (۹)[۱۱] ایک طرح کے عذر والے کی اقتدار دوسری

[۱] ولا یصح اقتداء الناذر بالناذر الا اذا نذر احدہما صلوٰۃ صاحبہ فاقتدی احدہما بالاٰخر فانہ یصح ۱۲ عالمگیری ص۹۶ ج۱

[۲] ولا یصح اقتداء البالغ غیر البالغ فی فرض وغیرہ وہو الصحیح لان صلوٰۃ البالغ اقوی للزومہا ولا یجوز بناء القوی علی الضعیف وہو اصل تخرج علیہ کثیر من المسائل غنیۃ ص۵۱۰

[۳] ولا یجوز اقتداء رجل بامرأۃ ۱۲ عالمگیری ص۹۵ ج۱

[۴] وامامۃ الخنثی المشکل للنساء جائزۃ ان تقدمہن وان قام وسطہن فسدت صلاتہ لوجود المحاذاۃ ان کان الامام رجلاً وللرجال والخنثی مثلہ لا یجوز ۱۲ عالمگیری ص۸۵ ج۱

[۵] وما فی المجتبی الاقتداء بالمماثل صحیح الا ثلاثۃ الخنثی المشکل والضالۃ والمستحاضۃ لاحتمال الحیض فی المستحاضۃ او الضالۃ ۱۲ طحطاوی ص۹۴ ج۱

[۶] کا حاشیہ ص۱۲ حاشیہ نمبر۱ پر دیکھو ۱۲

[۷] ولا یصح الاقتداء بالمرأۃ ولا بالمجنون المطبق فان کان یجن ویفیق یصح الاقتداء فی زمان الافاقۃ ولا یصح بالسکران ولا بالصبیان ۱۲ قاضیخان ۱۲ ص۳۶ ج۱

[۸] و [۹] ویجوز اقتداء المعذور بالمعذور ان اتحد عذرہما وان اختلف فلا یجوز - فلا یجوز ان یصلی من بہ انفلات ریح خلف من بہ سلسل البول وکذا لا یصلی من بہ سلسل البول خلف من بہ انفلات ریح وجرح لا یرقا لان الامام صاحب عذرین والماموم صاحب عذر ولا یصلی الطاہر خلف من بہ سلسل البول ولا الطاہرات خلف المستحاضۃ وہذا اذا قارن الوضوء الحدث او طرأ علیہ ۱۲ عالمگیری ص۹۴ ج۱

[۱۰] یہاں پر وہ عورت مراد ہے جسکو پہلے مدت معینہ کیساتھ حیض آتا ہو اور پھر کسی مرض سے برابر خون جاری رہے اور وہ عورت مدت معینہ کو بھول جائے ۱۲

طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً سلسل بول والا ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو (۱۰) قاری کی اقتدا امّی کے پیچھے درست نہیں۔ اور قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور امّی وہ جسکو اتنا بھی یاد نہ ہو (۱۱) امّی کی اقتدا امّی کے پیچھے جبکہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں اس امام امّی کی نماز فاسد ہو جائے گی اسلئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جنمیں وہ امّی مقتدی بھی ہے (۱۲) امّی کی اقتدا گونگے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ امّی اگرچہ بالفعل قرأت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اس وجہ سے کہ وہ قرأت سیکھ سکتا ہے گونگے میں تو یہ قدرت بھی نہیں (۱۳) جس شخص کا جسم جسقدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو اس کی اقتدا برہنہ کے پیچھے درست نہیں۔ (۱۴) رکوع سجود کرنے والے کی اقتدا ان دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص صرف سجدے سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدا درست نہیں (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔ (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے (۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھونگا اور کسی نے نذر کی تو وہ نذر کرنیوالا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہو گی اسلئے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل کیونکہ قسم سے بڑا ہی واجب ہوتا ہے اور اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفارہ دے دے اور وہ نماز نہ پڑھے (۱۸) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں مثلاً سین کو ثے یا رے کو غین پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی تبدّل تغیّر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا صحیح ہو جائے گی۔ **شرط** (۱۱) امام کا واجب الانفراد نہ ہونا یعنے ایسے شخص کے پیچھے اقتدا درست نہیں جسکا اسوقت منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق کہ اس کو امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتدا کرے تو درست نہ ہو گی۔

ف ولا یصح اقتداء القاری بالامی و بالاخرس اذا ام امّی امیا و قاریا فصلاۃ الجمیع فاسدۃ وکذا لا یصح اقتداء الامی بالاخرس والکاسی بالعاری ولا یصح اقتداء الراکع والساجد بالمومی ولا اقتداء المفترض بالمتنفل ۱۲ عالمگیری ف ولا ناذر بمتنفل لان النذر واجب فیلزم بناء القوی علی الضعیف ۱۲ طحطاوی ف ولا یجوز اقتداء الناذر بالحالف ۱۲ عالمگیری ف ولا یجوز اقتداء الالثغ الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا بمثلہ ومن یقف فی غیر مواضعہ ولا یقف فی مواضعہ لا ینبغی لہ ان یؤم وکذا من یتنحنح عند القراءۃ کثیرا او من کان لہ تمتمۃ وہو ان یتکلم بالتاء مرارا او فافاۃ وہو ان یتکلم بالفاء مرارا ۱۲ عالمگیری ف ولا ولا حق ولا مسبوق بمثلہما لما تقرر ان الاقتداء فی موضع الانفراد مفسد کعکسہ وقیل فیہ اقتداء المسبوق بلاحق ۱۲ درد طحطاوی

شرط (۱۲) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقۃً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق۔ لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہیں اسی طرح مسبوق اگر لاحق کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے تب بھی درست نہیں۔ یہ بارہ[۱] شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کیں اگر ان میں سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اور جب کسی مقتدی کی اقتدا صحیح نہ ہوگی تو اس کی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتدا ادا کیا ہے۔

جماعت کے احکام

مسئلہ۔ جماعت[۲] جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح ہی نہیں ہوتیں۔ پنج وقتی نمازوں میں واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنت مؤکدہ ہے اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور اسی طرح نماز کسوف کے لئے اور رمضان[۳] کے وتر میں مستحب ہے اور سوا رمضان کے اور کسی زمانہ کے وتر میں مکروہ تنزیہی ہے یعنی جبکہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں اور[۴] نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقہ سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بے اذان و اقامت[۵] کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور پھر بھی دوام نہ کریں اور اسی طرح مکروہ تحریمی ہے ہر فرض کی دوسری[۶] جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے (۱) مسجد محلے کی ہو اور عام رہگذر پر نہ ہو۔ اور مسجد محلے کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں (۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو (۳) پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے (۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کیجائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی

---

[۱] واعلم انہ اذا فسد الاقتداء بای وجہ کان لا یصح شروعہ فی صلاۃ نفسہ علی الصحیح وادعی فی البحر انہ المذہب ۱۲ در المختار ملخصاً ج ۱ ص ۳۸۵ [۲] ومنہا الجماعۃ و اقلہا ثلاثۃ سوی الامام ۱۲ عالمگیری [۳] والجماعۃ سنۃ مؤکدۃ للرجال قال الزاہدی ارادوا بالتاکید الوجوب الا فی جمعۃ وعید فشرط وفی التراویح سنۃ کفایۃ وفی وتر رمضان مستحبۃ علی قول وغیر مستحبۃ علی قول آخر وفی وتر غیرہ وتطوع علی سبیل التداعی مکروہۃ ۱۲ در المختار ملخصاً [۴] قلت ویؤیدہ ایضاً ما فی البدائع من قولہ ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ الا فی قیام رمضان فان نفی السنۃ لا یستلزم الکراہۃ نعم ان کان مع المواظبۃ کان بدعۃ فیکرہ وعلل الکراہۃ فی الضیاء و النہایۃ بان الوتر نفل من وجہ حتی وجبت القراءۃ فی جمیعہا وتودی بغیر اذان واقامۃ والنفل بالجماعۃ غیر مستحبۃ لانہ لم تفعلہ الصحابۃ فی غیر رمضان وہو کالصریح فی انہا کراہۃ تنزیہ تامل ۱۲ رد المحتار مختصراً ج ۱ ص ۴۲۱

التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ وفی الاصل للصدر الشہید اما اذا صلوا بجماعۃ بغیر اذان واقامۃ فی ناحیۃ المسجد لا یکرہ وقال شمس الائمۃ الحلوانی ان کان سوی الامام ثلاثۃ لا یکرہ بالاتفاق وفی الاربع اختلف المشائخ والاصح انہ یکرہ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۹۳ [۵] واما الجماعۃ فی صلوۃ الخسوف فذکر کلام النجم الغفیر من اہل المذہب کراہتہا وقیل جائزۃ عندنا لکنہا لیست بسنۃ ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص [۶] اہل المسجد اذا صلوا باذان وجماعۃ یکرہ تکرار الاذان والجماعۃ فیہ ولو صلی فیہ غیر اہلہ بالجماعۃ فلا باس لاہلہا ان یصلوا فیہ بالجماعۃ (وکذا) جماعۃ من اہل المسجد اذا صلوا فی المسجد علی وجہ المخافتۃ بحیث لم یسمع غیرہم ثم حضر قوم من اہل المسجد الخ ۱۲ عالمگیری

جماعت ادا کیگئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے اور امام صاحب رح کے نزدیک ہیئت بدل دینے پر بھی کراہت رہتی ہے پس اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کیجائے بلکہ گھر میں پھر مکروہ نہیں اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہگذر پر ہو محلے کی نہ ہو جس کے معنے اوپر معلوم ہو چکے تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہکر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا بقول امام ابو یوسف رح کے دوسری جماعت اس ہیئت سے نہ ادا کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہو جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی اور جماعت مکروہ نہ ہوگی۔ **تنبیہ** ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسف رح کے قول پر ہے لیکن امام صاحب رح کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اسوقت دینیات میں اور خصوصاً امر جماعت میں جو تہاون اور تکاسل ہو رہا ہے اس کا مقتضا بھی یہی ہے کہ بادجود تبدل ہیئت کراہت پر فتوی دیا جاوے ورنہ لوگ قصداً جماعت اولی کو ترک کریں گے کہ ہم اپنی دوسری کرلیں گے۔

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

مسئلہ ۱ مقتدیوں کو چاہیئے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بناویں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبۂ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بناویں اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کو امام کردیں گے جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔

مسئلہ ۲ سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قرأت مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوبصورت ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ

---

۱ فان اجتمع اہل مسجد فی رجلین یقرع بینہما او الخیار الی القوم ۱۲ عالمگیری فان اختلفوا فالعبرۃ بما اختارہ الاکثر فان قدموا غیر الاولی فقد اساؤا ۱۲ نور الایضاح
۲ الاولی بالامامۃ اعلمہم باحکام الصلوۃ ہذا اذا علم من القرأۃ قدر ما تقوم بہ سنۃ القرأۃ ولم یطعن فی دینہ ویجتنب الفواحش الظاہرۃ فان تساووا فاقرأہم فان تساووا فاورعہم فان تساووا فاسنہم فان کانوا سواء فی السن فاحسنہم خلقا فان کانوا سواء فاصبحہم وجہا فان استووا فاحسنہم فاشرفہم نسبا ۱۲ عالمگیری ... در المختار ... ثم الاحسن صوتا ثم الاحسن ثوبا ثم الاکبر راسا ... عضوا ثم المقیم ... ثم الحر الاصلی علی المعتق ثم المتیمم عن حدث علی المتیمم عن جنابۃ ... منیۃ المصلی المتیمم من الجنابۃ اولی من المتیمم عن الحدث ۱۲ عالمگیری

شریف ہو پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو اور بعض کے نزدیک حدث اکبر سے تیمم کرنیوالا مقدم ہے۔ اور جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہو بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اسکے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو اور قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔ **مسئلہ ۳**۔ اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کیلئے زیادہ مستحق ہے اسکے بعد وہ شخص جسکو وہ امام بنادے۔ ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انھیں استحقاق ہوگا۔ **مسئلہ ۴** جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو پھر مضائقہ نہیں۔ **مسئلہ ۵** قاضی یعنی حاکم شرع یا بادشاہ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ **مسئلہ ۶** بے رضامندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاویں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اسکی امامت پر ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔ **مسئلہ**۔ فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں اسی طرح اگر بدعتی اور فاسق زوردار ہوں کہ انکے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنہ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔ **مسئلہ** غلام کا یعنی جو فقہ کے قاعدے سے غلام ہو وہ نہیں جو قحط وغیرہ میں خرید لیا جاوے اس کا امام بنانا اگرچہ وہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا جو پاکی یا ناپاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولدالزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم وفضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسیطرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے

ف رجلان فی الفقہ والصلاح سواء الا ان احدہما اقرأ فقدم اہل المسجد غیر الاقرأ فقد اساء ۱۲ عالمگیری ۳ جماعۃ فی دار اضیاف فصاحب الدار اولی بان یتقدم الا ان یکون معہ سلطان او قاضی فان قدم المالک واحدا منہم لعلمہ وکبرہ فہو افضل ۱۲ عالمگیری ۴ و ۵ واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مطلقا الا ان یکون معہ سلطان او قاضی فیقدم علیہ لعموم ولایتہما وصرح بہ فی المنزل والراتب بہ صرح الحدادی بتقدیم الوالی علی الراتب ۱۲ د طحطاوی ج ۱ ص ۲۴۳ ۶ ولو ام قوما وہم لہ کارہون ان کانت الکراہۃ لفساد فیہ او لانہم احق بالامامۃ یکرہ لہ ذلک وان کان ہو احق فلا والامامۃ لا یکرہ ۱۲ ب عالمگیری ج ۱ ص ۶ و ۵ ویکرہ امامۃ العبد والاعمی والاعرابی وولد الزنا الجاہل والفاسق والمبتدع ۱۲ نور ملتقط یکرہ تنزیہا امامۃ عبد ولو معتقا واعرابی والاطرف من یسکن البادیۃ عربیا کان او عجمیا وامامۃ من یسکن المدن فہو عربی وفاسق واعمی ونحوہ الاعشی ہو سیئ البصر لیلا ونہارا الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم فہو اولی ہذا ان وجد غیرہم والا فلا کراہۃ وکذا تکرہ خلف امرد (ولو غیر صبیح) وسفیہ وہو الذی لا یحسن التصرف علی مقتضے الشرع والعقل ۱۲ در طحطاوی ج ۱

مسئلہ ۹ نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں اس لئے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب قنوت پڑھیگا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہیئے **مسئلہ ۱۰** امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہیئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اسکی رعایت کرکے قرأت وغیرہ کرے۔ بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج نہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔ **مسئلہ ۱۱** اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیئے اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۲** اور اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو انکو امام کے پیچھے صف باندھکر کھڑا ہونا چاہیئے اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اسلئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۳** اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنی جانب کھڑا ہوا اسکے بعد اور مقتدی آ گئے تو پہلے مقتدی کو چاہیئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی ملکر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہیئے کہ اسکو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیئے کہ وہ آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسیطرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہو تب بھی امام ہی کو چاہیئے کہ آگے بڑھ جائے لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہو جیسا ہمارے زمانہ میں غالب ہے تو اسکو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے نماز ہی غارت ہو۔ **مسئلہ ۱۴** اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اسکو چاہیئے

ل انہ تجب المتابعۃ للامام فی الواجبات فعلا وکذا فیہ ان لزم من فعلہ مخالفۃ الامام فی الفعل وانہ لا تجب المتابعۃ فی السنن فعلا وکذا ترکا فلا یتابعہ فی ترک رفع الیدین عند التحریمۃ والثناء وتکبیر الرکوع والسجود والتسبیح فیہما الخ وکذا لا یتابعہ فی ترک ما هو واجب القولی بخلاف القنوت و تکبیرات العیدین اذ یلزم من فعلہا المخالفۃ فی الفعل وہو القیام مع رکوع الامام ۱۲ رد المختار مختصرا ص۹ ج۱

ل۲ وینبغی للامام ان لا یطول بہم الصلوٰۃ بعد القدر المسنون وینبغی لہ ان یراعی حال الجماعۃ عالمگیری ص ج۱

ل۳ ولو کان مع الامام رجل واحد او صبی یعقل الصلوٰۃ قام عن یمینہ ولا یتأخر عن الامام ولو وقف عن یسارہ جاز وقد اساء ولو وقف خلفہ جاز واختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یکرہ وہو الصحیح ۱۲ عالمگیری ص ج۱

ل۴ واذا کان معہ اثنان قاما خلفہ وکذلک اذا کان احدہما صبیا ۱۲ عالمگیری ص ج۱

ل۵ ولو اقتدی واحد بآخر فجاء ثالث یجذب المقتدی بعد التکبیر ولو جذبہ قبل التکبیر لا یضرہ وقیل یتقدم الامام وینبغی للمقتدی التاخیر اذا جاء ثالث فان تاخر والا جذبہ الثالث ان لم یخش افساد صلاتہ ۱۲ رد المختار ص ج۱ بخلاف المرأۃ الواحدۃ فانہا تتأخر مطلقا کالمتعددات ۱۲ رد المحتار ص۹۵ ج۱

کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔ **مسئلہ ۱۵** اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ نابالغ تو امام کو چاہیئے کہ اس ترتیب سے اُن کی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر بالغ عورتوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی۔ **مسئلہ ۱۶** امام کو چاہیئے کہ صفیں سیدھی کرلے یعنے صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے صف میں ایک کو دوسرے سے ملکر کھڑا ہونا چاہیئے درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیئے۔ **مسئلہ ۱۷** تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہیئے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچکر اپنے ہمراہ کھڑا کرلے لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کرلیگا یا بُرا مانیگا تو جانے دے **مسئلہ ۱۸** پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں جب صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیئے۔ **مسئلہ ۱۹** مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود ہو ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود تو پھر مکروہ نہیں **مسئلہ ۲۰** اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اسکی اقتداء کرے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ شخص دل میں قصد کرلے کہ میں اب امام بنتا ہوں تاکہ نماز جماعت سے ہو جاوے، دوسری صورت یہ کہ یہ قصد نکرے بلکہ بدستور اپنے کو یہی سمجھے کہ گویہ میرے پیچھے آکھڑا ہوا لیکن میں امام نہیں بنتا بلکہ بدستور تنہا پڑھتا ہوں پس پہلی صورت میں تو اس پر اسی جگہ سے بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہی پس اگر سورہ فاتحہ یا کسی قدر دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اسکو چاہیئے کہ اسی جگہ سے بقیہ فاتحہ اور بقیہ سورت کو بلند آواز سے پڑھے اسلئے کہ امام کو فجر، مغرب، عشاء کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور دوسری صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب نہیں، اور اس مقتدی کی نماز بھی درست رہیگی کیونکہ صحت صلوۃ مقتدی کے لئے امام کا نیت امامت کرنا ضروری نہیں، **مسئلہ ۲۱** امام کو اور ایسا ہی منفرد کو جبکہ وہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنی جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرلے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک انگلی کے برابر موٹی ہو ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا

ثم یصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء ۱۲ نور الایضاح و مراقی ص ۱۵۵ وینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلاۃ ان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا بین مناکبھم فی الصفوف ولا باس ان یامرھم الامام بذلک ۱۲ عالمگیری ص ۸۶ ج ۱ ویکرہ للمقتدی ان یقوم خلف الصف وحدہ الا اذا لم یجد فی الصف فرجۃ یمکنہ القیام فیھا وقیل یجذب واحدا من الصف الی نفسہ لیقف بجنبہ والاصح روی ہشام عن محمد انہ ینتظر الی الرکوع فان جاء رجل والا جذب الیہ رجلا یعنی نفسہ والقیام وحدہ اولی فی زماننا لغلبۃ الجہل علی العوام فاذا جرہ یفسد صلاتہ ۱۲ غنیہ ص ۵۱۴ ولو صلی علی رفوف المسجد ان وجد فی صحنہ مکانا کرہ کقیامہ فی صف خلف صف فیہ فرجۃ ۱۲ در و طحطاوی ص ۲۴۶ ج ۱ دیکھو صفحہ ۴۷ کا حاشیہ ص ۵۰ پر ۱۱ ص ۵۶ یجہر الامام وجوبا بحسب الجماعۃ فان زاد علیہ اساء ولو ائتم بہ بعد الفاتحۃ او بعضھا سرا اعاد ما جہرا وجوبا لانہ حکم الامام فی الصلاۃ الجہریۃ لکن فی آخر شرح المنیۃ ائتم بہ بعد الفاتحۃ یجہر بالسورۃ ان قصد الامامۃ والا فلا یلزمہ الجہر فی الفجر و العشائین ادارو قضاء ۱۲ در و طحطاوی ج ۱ ص ۲۳۰ وینبغی لمن یصلی فی الصحراء ان یتخذ امامہ سترۃ ومقدارہا ذراع فصاعدا وقیل ان یکون فی غلظ الاصابع ویجعل السترۃ علی حاجبہ الایمن او علی الایسر فاذا لا اثر ولا باس بترک السترۃ اذا امن المرور ولم یواجہ الطریق وسترۃ الامام سترۃ القوم ۱۲ ہدایہ ص ۹۸ ج ۱

ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نماز کے سامنے سے گذر نہ ہوتا ہو تو اسکی کچھ ضرورت نہیں اور امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے بعد سُترہ قائم ہو جانے کے سُترہ کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سُترہ کے اندر کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۲۲ لاحق[1] وہ مقتدی ہے جسکی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہیں خواہ بعذر مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنیکیلئے اور اس درمیان میں اسکی رکعتیں جاتی رہیں (نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق ہے اسیطرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنیکے لاحق ہے) یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ کر لے اور اس وجہ سے یہ رکعت اسکی کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائیگا۔ پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو اسکی جاتی رہی ہیں بعد ان کے ادا کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔ **مسئلہ ۲۳** لاحق[2] اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائیگا یعنے جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نکرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی۔ **مسئلہ ۲۴** مسبوق[3] یعنے جسکی ایک دو رکعت رہ گئی ہو اسکو چاہئے کہ پہلے امام کیساتھ شریک ہو کر جسقدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونیکے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی رکعتوں کو ادا کرے۔ **مسئلہ ۲۵** مسبوق[4] کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرارت کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اسکو سجدۂ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔ **مسئلہ ۲۶** مسبوق[5] اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہیئے کہ پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے اُن کے حساب سے قعدہ کرے یعنے ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلی ہذا القیاس۔ **مثال** ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو اسکو چاہیے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت

[1] اللاحق ہو الذی ادرک اولہا وفاتہ الباقی لنوم او حدث او بقی قائما للزحام او الطائفۃ الاولی فی صلاۃ الخوف کانہ خلف الامام لا یقرأ ولا یسجد للسہو اللاحق اذا عاد بعد الوضوء وینبغی لہ ان یشتغل اولا بقضاء ما سبقہ الامام بغیر قراءۃ یقوم مقدار قیام الامام ورکوعہ وسجودہ ولو زاد او نقص فلا یضرہ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۸۲

[2] مسئلہ ۲۳ کا حاشیہ

[3] پر دیکھو ۲ و [4] و [5] المسبوق من لم یدرک الرکعۃ الاولی مع الامام وانہ منفرد فیما یقضی فاذا قام الی قضاء ما سبق یاتی بالثناء ویتعوذ للقراءۃ ویصلی اولا ما ادرک مع الامام ثم یقضی ما سبق وانہ یقضی اول صلاتہ فی حق القراءۃ وآخرہا فی حق التشہد حتی لو ادرک رکعۃ من المغرب قضی رکعتین وفصل بقعدۃ فیکون بثلاث قعدات وقرأ فی کل فاتحۃ وسورۃ ولو ادرک رکعۃ من الرباعیۃ فعلیہ ان یقضی رکعۃ یقرأ فیہا الفاتحۃ والسورۃ ویتشہد ویقضی رکعۃ اخری کذلک ولا یتشہد وفی الثالثۃ بالخیار والقراءۃ افضل ولو ادرک رکعتین یقضی رکعتین بقراءۃ وانہ لو قام الی قضاء ما سبق بہ وعلی الامام سجدتا سہو قبل ان یدخل معہ کان علیہ ان یعود فیسجد معہ ۱۲ عالمگیری ص۹۲ ج۱

ملاکر رکوع سجدہ کرکے پہلا قعدہ کرے اسلئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ قعدہ اخیرہ ہے **مسئلہ ۲۷** اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانیکے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اسکی چلی جائیں تو اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے یعنی قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جاوے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔ **مثال** عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اسکا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اسکو چاہئے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کیطرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اسلئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا۔ پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اسلئے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے اسلئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اسلئے کہ یہ اسکی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اسکو قرأت بھی کرنا ہوگی اسلئے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے **مسئلہ ۲۸** مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے تحریمہ بھی امام کے تحریمہ کے ساتھ کریں رکوع بھی امام کے ساتھ قومہ بھی اس کے قومے کیساتھ سجدہ بھی اسکے سجدے کیساتھ۔ غرضکہ ہر فعل اسکے ہر فعل کیساتھ ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات ختم کریں تو مقتدی کو چاہئے کہ التحیات تمام کرکے کھڑے ہوں اسیطرح قعدۂ اخیرہ میں اگر امام قبل اسکے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کرکے سلام پھیریں۔

سلہ رجل سبق برکعۃ فی ذوات الاربع ونام خلف الامام فی الثلاث الباقیۃ ثم انتبہ یاتی بما علیہ فی حال نومہ ولا یقرأ فیہا ثم یقعد متابعۃ للامام ثم یقوم ویصلی رکعۃ بقرأۃ ویقعد ویتم صلاتہ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۹۲

سلہ فالحاصل ان متابعۃ الامام فی الفرائض والواجبات من غیر تاخیر واجب فان عارضہا واجب لاینبغی ان یفوت ذلک الواجب بل یاتی بہ ثم یتابع کما لو قام الامام الی الثالثۃ قبل ان یتم المقتدی التشہد فانہ یتم ثم یقوم لان التشہد واجب بخلاف ما اذا عارضہا سنۃ کما لو رفع الامام راسہ من الرکوع او السجود قبل تسبیح المقتدی ثلثاً فالصحیح انہ یتابع الامام ۱۲ غنیۃ ص ۵۲۰

سلہ اگرچہ مقدار تشہد پڑھنے سے امام کے رکوع میں چلے جانیکا خوف ہو اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو اسکو چاہئے کہ التحیات پڑھکر تین تسبیح کے مقدار قیام کرے اسکے بعد رکوع کرے علی ہذا الترتیب کرتا رہے یہانتک کہ امام کو جا کر ملے اور ایسا کرنا اقتدا کیخلاف نہیں ہوگا اقتدا کیخلاف تو جب ہوتا کہ امام کے آگے آگے ارکان کو ادا کرتا امام کے ساتھ رہنا اور پیچھے پیچھے چلنا دونوں اقتدا میں داخل ہے ۱۲ محشی

ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیئے

جماعت میں شامل ہونے نہ ہونیکے مسائل

مسئلہ ۱؎ اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اسکو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آکر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ مسئلہ ۲؎ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اسنے دیکھا کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اسکو چاہیئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر، عشار کا وقت ہو اور فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لئے کہ فجر، عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے۔ اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ مسئلہ ۳؎ اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسی فجر کی نماز تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جاوے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع اور جماعت میں شامل ہو جاوے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز کو پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر، عصر و عشا تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھکر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جاوے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اسکا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جاوے ان میں سے مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشار میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک

۱؎ واذا فاتتہ الجماعۃ لا یجب علیہ الطلب فی مسجد آخر بلا خلاف بین اصحابنا لکن ان اتی مسجداً آخر لیصلی بہم مع الجماعۃ فحسن وذکر القدوری انہ یجمع فی اہلہ ویصلی بہم و ذکر شمس الائمۃ الاولی فی زماننا اذا لم یدخل مسجد حیہ ان یتبع الجماعات وان دخلہ صلی فیہ ۱۲ عالمگیری ص۔ ۲؎ ومن دخل مسجداً قد اذن فیہ یکرہ لہ ان یخرج حتی یصلی وان کان قد صلے وکانت الظہر والعشاء فلا باس بان یخرج لانہ اجاب داعی اللہ مرۃ الا اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ لانہ یتہم لمخالفۃ الجماعۃ عیاناً وان کانت العصر او المغرب او الفجر خرج وان اخذ المؤذن فیہا لکراہیۃ التنفل بعدہا ۱۲ ہدایہ ج ۱ ص۱۳۔ ۳؎ ومن صلی رکعۃ من الظہر ثم اقیمت یصلی اخری ثم یدخل مع القوم وان لم یقید الاولی بالسجدۃ یقطع ویشرع مع الامام ہو الصحیح بخلاف ما اذا کان فی النفل ولو کان فی السنۃ قبل الظہر والجمعۃ فاقیم او خطب یقطع علی راس الرکعتین یروی ذلک عن ابی یوسف وقد قیل یتمہا وان کان قد صلے ثلثاً من الظہر یتمہا بخلاف ما اذا کان فی الثالثۃ بعد ولم یقیدہا بالسجدۃ حیث یقطعہا ویتخیر ان شاء عاد فقعد وسلم وان شاء کبر قائماً ینوی الدخول فی صلوۃ الامام واذا اتمہا یدخل مع القوم والذی یصلی معہم نافلۃ لان الفرض لایتکرر فی وقت واحد فان صلی من الفجر رکعۃ ثم اقیمت یقطع ویدخل معہم وکذا اذا قام الی الثانیۃ قبل ان یقیدہا بالسجدۃ وبعد الاتمام لایشرع فی صلوۃ الامام لکراہیۃ التنفل بعدہ وکذا بعد المغرب فی ظاہر الروایۃ لان التنفل بالثلث مکروہ وفی جعلہا اربعاً مخالفۃ لامامہ ۱۲ ھدایہ صفحہ ۱۳۱

سلام پھیر دے۔ **مسئلہ** [۴] اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بلکہ اسکو چاہیئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت کی ہو۔ **مسئلہ** [۵] ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہاء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ چار رکعت پوری کر لے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا ضروری ہے۔ **مسئلہ** [۶] اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے۔ بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائیگی تو پڑھ لے۔ مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت جاتی رہیگی تو پھر سنتیں مؤکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے پھر ظہر اور جمعہ میں بعد فرض کے بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنت مؤکدہ اول پڑھکر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ مؤکد ہیں لہذا ان کیلئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو اور اگر ایک رکعت کے ملنے کی بھی امید نہو تو پھر نہ پڑھے۔ اور پھر اگر چاہیئے بعد سورج نکلنے کے پڑھے۔

مسئلہ [۷] اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کیجائیگی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔ **مسئلہ** [۸] فرض ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھ لے۔ **مسئلہ** [۹] اگر جماعت کا قعدہ ملجائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب ملجائیگا۔ **مسئلہ** [۱۰] جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ ملجائے تو سمجھا جاویگا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہوتی ہے

مسئلہ [۱] حالت نماز میں اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دینا یعنی قرآن مجید کے غلط پڑھنے

[حاشیہ] ۱ و ۲ کا حاشیہ صفحہ ۵ حاشیہ ۶ پر دیکھو ۱۲ ۳ و ۴ و ۵ واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها یترکها لکون الجماعة اکمل وان کان رجاء ادراک رکعة فی ظاهر المذهب وقیل فی التشهد لایترکها بل یصلیها عند باب المسجد ثم السنة فی السنن ان یاتی بها فی بیته او عند باب المسجد وان لم یمکنه ففی المسجد الخارج وان کان المسجد واحدا فخلف الاسطوانة ونحو ذلک وفی آخر المسجد بعید عن الصفوف فی ناحیة منه ذکره فی موضعین۔ الاول ان یصلیها مخالطا للصف مخالفا للجماعة الثانی ان یکون خلف الصف من غیر حائل بینه وبین الصف والاول اشد کراهة ان وجد مکانا والا ترکها ولا یقضیها الا بطریق التبعیة لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فی الاصح واذا فاتت الکلام انهلا تقضی قبل طلوع الشمس لا اصلا ولا بعد الطلوع وهو المعتمد وقال محمد یقضی بعده بخلاف سنة الظهر وکذا الجمعة فانه ان خاف فوت رکعة یترکها ویقتدی ثم یاتی بها علی انها سنة فی وقته ای الظهر قبل شفعه عند محمد وبه یفتی ورجح فی فتح القدیر تقدیم الرکعتین لان الاربع فاتت عن الموضع المسنون فلا یفوت الرکعتین عن موضعها قصدا بلا ضرورة ۱۲ در و طحطاوی ج ۲۳ ولو خاف ان تفوته الرکعتان یصلی السنة ویترک الثناء والتعوذ وسنة القراءة ویقتصر علی آیة واحدة لیکون جمعا بینهما وکذا فی سنة الظهر ۱۲ رد المختار ص ج ۱ ۶ ولم یصل الظهر جماعة بادراک رکعة بل ادرک فضل الجماعة اتفاقا ولو فی التشهد ۱۲ مراقی ص ۷ ولو فتح علی غیر امامه تفسد ۱۲ عالمگیری صفحہ ۹۹ ج ۱

پر آگاہ کرنا مفسد نماز ہے۔ **تنبیہ** چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہا کے درمیان میں اختلافی ہے بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں اس لئے ہم چند جزئیات اسکی اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ **مسئلہ ۲** صحیح[1] یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز نہ فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو یا نہیں، قدر ضرورت سے وہ مقدار قرأت کی مقصود ہے جو مسنون ہے البتہ ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ رکوع کر دے جیسا کہ اس سے اگلے مسئلے میں آتا ہے۔ **مسئلہ ۳** امام[2] اگر بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اسکو چاہیے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے (ایسا کرنا مکروہ ہے) اور مقتدیوں کو چاہیے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں (یہ بھی مکروہ ہے) ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جاوے اور اگر بلا ضرورت شدیدہ بھی بتلا دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی جیسا اس سے اوپر مسئلے میں گذرا۔ **مسئلہ ۴** اگر کوئی[3] شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اسکا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لیگا تو اس لقمہ لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی، ہاں اگر اس کو خود بخود یاد آجائے خواہ اسکے لقمہ دینے کیساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہو اور اپنی یاد پر اعتماد کر کے پڑھے تو جسکو لقمہ دیا گیا ہے اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ **مسئلہ ۵** اگر کوئی[4] نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ **مسئلہ ۶** مقتدی[5] اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لے لیگا تو اسکی نماز بھی اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر یا دوسرے سے سنکر خود بھی یاد آگیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۷** اسی[6] طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر ایک آیت قرأت کیجائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر وہ آیت جو دیکھ کر پڑھی ہے اسکو پہلے سے یاد تھی تو نماز فاسد نہوگی یا پہلے سے یاد تو نہ تھی مگر ایک آیت سے کم دیکھکر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۸** عورت[7] کا مرد کیساتھ اسطرح کھڑا ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جائے ان

[1] وان فتح علی امامہ لم تفسد قالوا ہذا اذا ارتج علیہ قبل ان یقرأ قدر ما تجوز بہ الصلوٰۃ او بعد ما قرأ ولم یتحول الی آیۃ اخری واما اذا قرأ او تحول ففتح علیہ تفسد صلوٰۃ الفاتح والصحیح انہا لا تفسد صلوٰۃ الفاتح بکل حال ولا صلوٰۃ الامام ولو اخذ منہ علی الصحیح ۱۲ عالمگیری ص۹۹ ج۱

[2] و یکرہ للمقتدی ان یفتح علی امامہ من ساعتہ ولا ینبغی للامام ان یلجئہم الی الفتح بل یرکع ان قرأ قدر ما یجوز بہ الصلاۃ والا ینتقل الی آیۃ اخری ۱۲ عالمگیری ص۹۹ ج۱

[3] و[4] وان فتح غیر المصلی علی المصلی فاخذ بفتحہ تفسد صلاتہ وان فتح المصلی علی من لیس معہ فی الصلوٰۃ سواء کان فی الصلوٰۃ او خارج الصلوٰۃ تفسد صلاتہ ۱۲ غنیہ ص۴۴۸

[5] ولو سمعہ المؤتم ممن لیس فی الصلوٰۃ ففتحہ علی امامہ یجب ان تبطل صلوٰۃ الکل ۱۲ عالمگیری ص۱۰۱

[6] ویفسدہا قرأتہ من مصحف وقال بعض المشائخ ان قرأ مقدار آیۃ تفسد صلاتہ والا فلا ولو کان یحفظ القرآن وقرأہ من مکتوب من غیر حمل المصحف قالوا لا تفسد صلاتہ ۱۲ عالمگیری ص۱۰۱ ج۱

[7] محاذاۃ المرأۃ الرجل مفسد لصلاتہ ولہا شرائط منہا ان تکون المحاذیۃ مشتہاۃ تصلح للجماع ولا عبرۃ للسن وہو الاصح حتی لو کانت صبیۃ لا تشتہی وہی تعقل الصلاۃ فحاذت لا تفسد صلاتہ ومنہا ان یکون الصلاۃ مطلقۃ وہی التی لہا رکوع وسجود ومنہا ان تکون الصلاۃ مشترکۃ تحریمۃ واداءً ونعنی بالشرکۃ تحریمۃ ان یکونا بانیین تحریمتہما علی تحریمۃ الامام حقیقۃ ونعنی بالشرکۃ اداء ان یکون لہما امام فیما یؤدیان تحقیقا او تقدیرا ومنہا ان یکونا فی مکان واحد ومنہا ان یکونا بلا حائل حتی لو کانا فی مکان متحد الا ان بینہما اسطوانۃ لا تفسد صلاتہ والفرجۃ تقوم مقام الحائل وادناہ قدر ما یقوم فیہ الرجل ۱۲ عالمگیری ص۹۱ ج۱

شرطوں سے نماز کو فاسد کرتا ہے یہاں تک کہ اگر سجدے میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کے محاذی ہو جائے تب بھی نماز جاتی رہیگی (۱) عورت بالغ ہو چکی ہو (خواہ جوان ہو یا بوڑھی) یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو تو اگر کوئی کمسن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی (۲) دونوں نماز میں ہوں پس اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہ ہو تو اس محاذات سے نماز فاسد نہوگی (۳) کوئی حائل درمیان میں نہو پس اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو۔ یا بیچ میں اتنی جگہ چھوٹی ہو جس میں ایک آدمی بے تکلف کھڑا ہو سکے تو بھی فاسد نہ ہوگی (۴) عورت میں نماز کے صحیح ہونیکی شرطیں پائی جاتی ہوں پس اگر عورت مجنون ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اسکی محاذات سے نماز فاسد نہوگی اسلئے کہ ان صورتوں میں وہ خود نماز میں نہ سمجھی جائیگی (۵) نماز جنازے کی نہ ہو پس جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں (۶) محاذات بقدر ایک رکن[۱] کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔ (۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنے یہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں (۸) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت یا درمیان میں جب وہ آکر ملی ہو اگر امام نے اسکی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ **مسئلہ**[۱] اگر امام بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے باہر نکل گیا تو مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی **مسئلہ**[۲] امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو تو سب کی نماز فاسد ہو جائیگی[۲] **مسئلہ**[۱۱] اگر مرد[۳] نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسیحالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہوگی۔ ہاں اگر اس کے بوسہ لیتے وقت مرد کو شہوت ہو گئی ہو تو البتہ نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اسکا بوسہ لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی خواہ مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلا شہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہیں **مسئلہ**[۱۲] اگر کوئی شخص[۴] نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس سے مزاحمت کرنا اور اسکو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اسکے روکنے میں عمل کثیر نہو۔ اور اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے

---

[۱] ولہ ان یستخلف مالم یخرج من المسجد او یجاوز الصفوف فی الصحراء فان لم یستخلف حتی جاوزہ او خرج بطلت صلوۃ القوم ان لم یستخلفوہم قبل خروجہ وفی بطلان صلوتہ روایتان والاظہر عدم البطلان ۱۲ منیہ

[۲] اذا کان اماماً ان لا یستخلف من لا یصلح للامامۃ فلو استخلف امرأۃ استقبل ۱۲ عالمگیری صفحہ ۹۵ جلد ۱

[۳] ولو قبلت المصلی امرأۃ ولم یقبلہا ہو ولم یشتہ لہ شہوۃ فصلاتہ تامۃ ولو قبل ہو ای المصلی امرأتہ بشہوۃ او بغیر شہوۃ فسدت صلاتہ ولو قبل المصلیۃ زوجہا بشہوۃ او بغیر شہوۃ تفسد صلاتہا ۱۲ فتیہ منہ

[۴] ویدفعہ وہو رخصۃ فترکہ افضل بتسبیح او جہر بقرأۃ او اشارۃ ولا یزاد علیہا عندنا ولو یؤخذ منہ فساد الصلاۃ لو بعمل کثیر ۱۲ درر صفحہ ۶۶ جلد ۱

[۵] نماز کے رکن چار ہیں قیام۔ قرأۃ۔ رکوع۔ سجدہ۔ بقدر رکن کا مطلب یہ ہے کہ جسمیں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکے ۱۲

[۶] یعنے امام مقتدی خلیفہ تینوں کی نماز فاسد ہو جائے گی ۱۲ محشی

مسئلہ[1] حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنے جو طریقہ اسکے پہننے کا ہو اور جس طریقے سے اسکو اہل تہذیب پہنتے ہوں اسکے خلاف اسکا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے **مثال** کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ مسئلہ[2] برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر تذلل اور خشوع کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں مسئلہ[3] اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے پھر نہ پہنے۔ مسئلہ[4] مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ[5] امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔ مسئلہ[6] صرف امام کا بلا ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تنزیہی ہے اگر امام کیساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں اگر امام کیساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اگر ایک ہاتھ سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ[7] کل مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں یا بعض مقتدی امام کی برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ ہوں تب بھی جائز ہے مسئلہ[8] مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ[9] مقتدی کو جبکہ امام قیام میں قرأت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ وہ سورہ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

نماز میں حدث ہو جانیکا بیان

مسئلہ[10] نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو گا جس سے غسل واجب ہو جائے تو نماز فاسد

۱۲ السادس وہو صح ترتیب فی منہا ان یکون الحدث موجبا للوضوء ولا یندر وجوده وان یکون سماویا لا اختیاریا للعبد فیه ولا فی سببه ۱۲ غنیہ ص۲۳۶ و عالمگیری ص۹۴ ج۱

[1] ویکرہ ان یسدل ثوبہ وہو ان یجعل ثوبہ علی رأسہ او کتفہ فیرسل جوانبہ ومن السدل ان یجعل القباء علی کتفہ ولم یدخل یدیہ ۱۲ عالمگیری ص۱۰۶ ج۱ [2] وتکرہ الصلوٰۃ حاسرا رأسہ اذا کان یجد العمامۃ تکاسلا ولا باس بہ اذا فعلہ تذللا وخشوعا ۱۲ عالمگیری ص۱۰۶ ج۱ [3] ولو رفع العمامۃ او القلنسوۃ من الارض ووضع علی راسہ بید واحدۃ من غیر تکرار متوال لا تفسد ۱۲ غنیہ ص۴۲۲ [4] ویکرہ ان یفترش ذراعیہ فی السجود ۱۲ غنیہ ص۳۴۶ [5] ولا باس بان یکون قدم الامام فی المسجد ای خارج المحراب ویکون سجوده فی الطاق ای فی المحراب ویکرہ ان یقوم فی الطاق بان یکون قدماہ فی المحراب ۱۲ غنیہ ص۳۴۶ [6] ویکرہ ان ینفرد الامام عن القوم فی مکان اعلی من مکان القوم اذا لم یکن بعض القوم معہ ثم مقدار الارتفاع مقدار ما یقع بہ الامتیاز وقیل مقدار ذراع و یکرہ فان انفراد الامام عن القوم بالمکان الاسفل بخلاف ما اذا کان بعضهم معہ ۱۲ غنیہ ص۳۴۶ [8] ویکرہ للماموم ان یسبق الامام بالرکوع والسجود ان یرفع راسہ فیہما قبل الامام ۱۲ عالمگیری ص۱۰۸ [9] ولا یقرأ المؤتم بل یستمع حال جہر الامام وینصت حال اسراہ وان قرأ الماموم الفاتحۃ او غیرہا کرہ ذلک تحریما ۱۲ مراقی ص۲۳۶ [10] من سبقہ الحدث توضأ وبنی ثم لجواز البناء شروط منہا ان ینصرف علی فوره فان مکث بعد الحدث فی مکانہ قدر رکن فسدت ومنہا ان یکون الحدث سماویا فلا یبنی لقہقہۃ وکذا النخمۃ او عضۃ ولو منہ لنفسہ ولو اصابتہ من حدث وغیره لا یبنی ولو اتحد مکانہا ومنہا ان یکون الحدث ما یخرج من بدنہ فلا یبنی باغماء وجنون ومنہا ان یکون موجب للوضوء دون الغسل فلا یبنی الاحتلام۔ ومنہا ان لا یشتغل بفعل غیر ضروری ومنہا ان لا یعرض لہ ما ینافی الصلاۃ من کلام وغیره ومنہا اذا کان مقتدیا ان یعود الی الامام ومنہا ان لا یتذکر فائتۃ علیہ بعد الحدث ۱۲

ہو جائے گی اور اگر حدث اصغر ہو گا تو دو حال سے خالی نہیں اختیاری ہو گا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اسکے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہو گا یا نہیں اگر اختیاری ہو گا تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کیساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اسلئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں اور اگر بے اختیاری ہو گا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہو گا جیسے جنون بیہوشی یا امام کا مر جانا وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح۔ پیشاب پاخانہ۔ مذی وغیرہ پس اگر نادر الوقوع ہو گا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہو گی بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار اور اجازت ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کرے اور اسکو بنا رکہتے ہیں لیکن اگر نماز کا اعادہ کرے یعنی پھر شروع سے پڑھے تو بہتر ہے اور اس بنا کرنے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے (۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کے لئے جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اسلئے کہ قرآن مجید کا پڑھنا نماز کا رکن ہے (۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔ (۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً (بجائے ہوئے ہی) وضو کرنے کیلئے جائے ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔ **مسئلہ** منفرد[۱] کو اگر حدث ہو جائے تو اسکو چاہئے کہ فوراً وضو کرے اور جسقدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ چاہئے اور درمیان میں کلام وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے حاصل یہ کہ جسقدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی بقیہ نماز تمام کرے اور یہی افضل ہے اور چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پہلی نماز کو سلام پھیر کر قطع کر دے اور بعد وضو کے از سر نو نماز پڑھے **مسئلہ**[۲] امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں ہو تو اسکو چاہئے کہ فوراً وضو کرنیکیلئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جسکو امامت

لہ وعلٰی من سبقہ حدث سماوی من بدنہ موجب للوضوء فی الصلاۃ انصرف من فورہ توضأ من غیر ان یشتغل بشیء غیر ضروری فی وضوئہ وبنی علی صلاتہ عندنا ولکن الاستیناف افضل ولہ ان یتوضأ ثلٰثا ثلٰثا فی الاصح ویاتی بسائر سنن الوضوء ثم المنفرد ان شاء اتم فی مکان وضوءہ ان امکن او اقرب المواضع الیہ ان لم یمکن تحرزا عن زیادۃ المشی وان شاء رجع الی مصلاہ لیؤدی صلوتہ فی مکان واحد والمقتدی یعود الی مکانہ البتۃ ان لم یفرغ امامہ ولو اتم فی غیرہ لا یصح اذا کان بینہ وبین امامہ ما یمنع صحۃ الاقتداء وان کان امامہ قد فرغ یتخیر کالمنفرد والامام حکمہ حکم المقتدی فانہ یستخلف غیرہ اذا سبقہ الحدث ویصیر ہو مقتدیا بہ ۱۲ فتیہ[۲] فی کل موضع جاز لہ البناء فللامام ان یستخلف والاولی للامام ان لا یستخلف المسبوق ولو فعل رکوعا یشیر بوضع یدہ علی رکبتیہ او سجودا یشیر بوضعہا علی جبہتہ او قراۃ یشیر بوضعہا علی فمہ وان بقی علیہ رکعۃ واحدۃ یشیر باصبع واحدۃ وان کان اثنین باصبعین وللسجدۃ التلاوۃ یضع اصبعہ علی الجبہۃ واللسان وللسہو علی قلبہ ہذا اذا لم یعلم الخلیفۃ ذلک اما اذا علم فلا حاجۃ ۱۲ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹۶ [۲] اس صورت میں بقدر ایک رکن کے اگر آنے میں دیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور پھر جسطرح اسکو صفیں پھاڑ کر اپنی جگہ پڑھنا جائز ہو اسیطرح جسکا وضو جاتا رہتا ہو امام ہو یا مقتدی وضو کرنیکیلئے صفیں پھاڑ کر نکل آنا اور بقدر ضرورت قبلہ سے انحراف بھی جائز ہے ۱۲ محشی

کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ کھڑا کر دے۔ مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے۔ اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق اشارے سے بتلا دے کہ میرے اوپر اتنی رکعتیں وغیرہ باقی ہیں۔ رکعتوں کے لئے انگلی سے اشارہ کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھادے دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھدے سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر۔ قرأت باقی ہو تو منہ پر سجدۂ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر۔ سجدۂ سہو کرنا ہو تو سینے پر جبکہ وہ بھی سمجھتا ہو۔ ورنہ اسکو خلیفہ نہ بنائے پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اگر وضو کر کے وضو کی جگہ کے پاس ہی کھڑا ہو گیا تو اگر درمیان میں کوئی ایسی چیز یا اتنا فصل حائل ہو جس سے اقتدا صحیح نہیں ہوتی تو درست نہیں ورنہ درست ہے اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرلے خواہ جہاں وضو کیا ہو وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں۔ **مسئلہ ۳** اگر پانی مسجد کے فرش کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں چاہے کرے اور چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔ **مسئلہ ۴** خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کیطرح تمام کرے اگر امام کسی کو خلیفہ نکرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کر دیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھکر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کرلے تب بھی درست ہے بشرطیکہ اس وقت تک امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو اور اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اب کوئی دوسرا امام نہیں بن سکتا۔ **مسئلہ ۵** اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اسکو بھی فوراً وضو کرنا چاہیئے بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرلے اور مقتدی کو اپنے مقام پر جاکر نماز پڑھنا چاہیئے اگر جماعت باقی ہو۔ لیکن اگر امام کی اور اس کے وضو کی جگہ میں کوئی مانع اقتدا نہ ہو تو یہاں بھی کھڑا ہونا جائز ہے اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے چاہے محل اقتدا میں جاکر نماز پوری کرے یا وضو کی جگہ میں پوری کرے اور یہی بہتر ہے۔ **مسئلہ ۶** اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اسکو چاہیئے کہ جسقدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ مدرک سلام پھیر دے

(حاشیہ)

ف والامام المحدث علی امامتہ مالم یخرج من المسجد او یستخلف رجلا حتی لو لم یوجد شئی من ذلک فتوضأ من جانب المسجد والقوم ینتظرونہ ورجع الی مکانہ واتم صلاتہ بہم اجزأہم ۱۲ عالمگیری ص۹۶ ف الامام سبقہ الحدث فقدم الامام رجلا والقوم رجلا ونوی کل واحد منہما ان یکون اماما فالامام ہو الذی قدمہ الامام لانہ مادام فی المسجد فان حق الاستخلاف لہ و ان تقدم رجل من غیر تقدیم احد وقام مقام الامام قبل ان یخرج الامام عن المسجد جاز ولو خرج الامام من المسجد قبل ان یصل ہذا الرجل الی المحراب ویقوم مقامہ فسدت صلاۃ الرجل والقوم ولا تفسد صلاۃ الامام الاول ۱۲ قاضیخان ج۱ ص۱۱ ف والمنفرد ان شاء اتم فی منزلہ وان شاء عاد الی مکانہ والمقتدی یعود الی مکانہ الا ان یکون امامہ قد فرغ او لا یکون بینہما حائل ۱۲ ہدایہ ص۸۹ ف ولو تقدم مسبوق ینبغی ان لا یتقدم ولو تقدم یبتدی من حیث انتہی الیہ الامام واذا انتہی الی السلام یقدم مدرکا یسلم بہم ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۹۶ ف یعنی وضو کی جگہ کھڑے ہونا اُس صورت میں جبکہ اتنا فصل نہو جس سے کہ اقتدا صحیح نہو تو بلکہ بہت ہی کم فاصلہ ہو تو وہاں پر کھڑے ہو جائے اس کا جماعت میں شریک ہونا صحیح ہو جاویگا ۱۲ محشی ف یعنی سرے سے نماز ہی باطل ہو گئی پھر از سر نو جماعت کیجائے ۱۲ محشی

اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔ **مسئلہ**[۱] اگر کسی کو قعدۂ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا بلاقصد حدث اصغر ہو جائے یا بیہوش ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔ **مسئلہ**[۲] چونکہ یہ مسائل باریک ہیں اور آجکل علم کی کمی ہے ضرور غلطی کا احتمال ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ بنا نہ کرے بلکہ وہ نماز سلام کے ساتھ قطع کر کے پھر از سر نو نماز پڑھیں۔

سہو کے بعض مسائل

مسئلہ[۳] اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اسکو سجدۂ سہو کرنا چاہیئے ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدۂ سہو لازم نہیں یہی اصح ہے۔

نماز قضا ہو جانے کے مسائل

مسئلہ[۴] اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو انکو چاہیئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔ **مسئلہ**[۵] اگر کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہیئے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرے اور اگر قبل طلوع فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشاء کی نماز قضا پڑھے۔

مریض کے بعض مسائل

مسئلہ[۶] اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع سجدہ ادا کر چکا ہو اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ نماز اسکی فاسد ہو جائے گی پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر ابھی اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تندرست ہو گیا

---

[۱] وتیعین الاستیناف ان لم یکن قعد قدر التشہد لجنون او حدث عمداً فلو حصلت بعدہ لا تفسد صلاتہ لانہا قد تمت ۱۲ شامی صفحہ ۶۳۱

[۲] والاستیناف افضل تحرزاً عن شبہۃ الخلاف ۱۲ ہدایہ صفحہ ۸۹ جلد ۱

[۳] ومنہا الجہر وہو امام فیما یخافت فیہ قل ذلک او کثر او خافت فیما یجہر فیہ قل ذلک او کثر وفی النوادر لا سہو علیہ ما لم یخافت مقدار ما یتعلق بہ جواز الصلوٰۃ ۱۲ قاضیخان صفحہ ۱۲ جلد ۱

[۴] واذا قضی الفائتۃ ان قضاہا بجماعۃ فان کانت صلاۃ یجہر فیہا بالقرأۃ یجہر فیہا الامام بالقرأۃ وان قضاہا وحدہ تخیر بین الجہر والمخافتۃ والجہر افضل ۱۲ قاضیخان صفحہ ۱۱ جلد ۱

[۵] غلام احتلم بعد ما صلی العشاء ویستیقظ حتی طلع الفجر لیس علیہ قضاء العشاء والمختار ان علیہ قضاء العشاء واذا استیقظ قبل الطلوع علیہ قضاء العشاء بالاجماع ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۹ جلد ۲

[۶] وان صلی بعض صلاتہ بالایماء ثم قدر علی الرکوع والسجود استأنف عندہم جمیعاً بنا اذا قدر علی ذلک بعد ما رکع وسجد اما اذا قدر بعد الافتتاح قبل الاداء صح البناء ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۳ جلد ۱

[۷] اور اگر منفرد ایسا کرے تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا ۱۲ محشی

تو پہلی نماز صحیح ہے اس پر بنا جائز ہے۔ **مسئلہ ۲** اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اسکو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں۔ تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسافر کی نماز کے مسائل

مسئلہ ۱ کوئی شخص پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں اور ان دو مقاموں میں اسقدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہ جاسکتی ہو مثلاً دس روز مکہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منی میں۔ مکہ سے منی تین میل کے فاصلہ پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہوگا۔ **مسئلہ ۲** اور اگر مسئلہ مذکور میں ایک رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس موضع میں رات کو ٹھیرے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جاویگا وہاں اسکو قصر کی اجازت نہ ہوگی اب دوسرا موضع جس میں دن کو رہتا ہے اگر اُس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جاویگا ورنہ مقیم رہے گا۔ **مسئلہ ۳** اور اگر مسئلہ مذکور میں ایک موضع دوسرے موضع سے اسقدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جاسکتی ہے تو وہ دونوں موضع ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ دن ٹھیرنے کے ارادہ سے مقیم ہو جائیگا۔ **مسئلہ ۴** مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ اپنی نماز اٹھ کر تمام کرلے اور اس میں قرأت نکرے بلکہ چپ کھڑا رہے اسلئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولی اس مقتدی پر بھی متابعت امام کیوجہ سے فرض ہوگا مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد دونوں طرف سلام پھیرنیکے فوراً اپنے مسافر ہونیکی اطلاع کر دے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنیکے بھی اپنے مسافر ہونیکی اطلاع کر دے۔ **مسئلہ ۵** مسافر بھی مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کر سکتا ہے اور ظہر عصر عشاء میں نہیں اسلئے کہ جب مسافر مقیم کی اقتداء کریگا تو یہ تبعیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدۂ اولی فرض نہ ہوگا اور اس کا فرض ہوگا پس فرض پڑھنے والے کی اقتداء غیر فرض والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔ **مسئلہ ۶** اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کرلے خواہ اول

---

۱ ومن افتتح التطوع قائما ثم اعیی لاباس ان یتوکا علی عصا او حائط او یقعد لان ہذا عذر ۱۲ ہدایہ ص ۱۲۱

۲ و ۳ و ۴ و نوی الاقامۃ خمسۃ عشر یوما فی موضعین فان کان کل منہما اصلا بنفسہ نحو مکۃ و منی و الکوفۃ و الحیرۃ لا یصیر مقیما و ان کان احدہما تبعا للآخر حتی تجب الجمعۃ علی سکانہ یصیر مقیما اذا نوی الاقامۃ خمسۃ عشر یوما بالقریتین النہار فی احدہما و اللیل فی الآخر یصیر مقیما اذا دخل التی نوی البیتوتۃ فیہا و لا یصیر مقیما بدخولہ اولا فی القریۃ الاخری ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۲

۵ و ان صلی المسافر بالمقیمین رکعتین سلم و اتم المقیمون صلاتہم لان المقتدی التزم الموافقۃ فی الرکعتین فینفرد فی الباقی کالمسبوق الا انہ لا یقرأ فی الاصح و یستحب للامام اذا سلم ان یقول اتموا صلاتکم فانا قوم سفر ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۵

۶ و ان اقتدی المسافر بالمقیم فی الوقت اتم اربعا لانہ یتغیر فرضہ الی الاربع للتبعیۃ و ان دخل معہ فی فائتۃ لم تجزہ لانہ لا یتغیر بعد الوقت لانقضاء السبب کما لا یتغیر بنیۃ الاقامۃ فیکون اقتداء المفترض بالمتنفل فی حق القعدۃ او القرأۃ ۱۲ ہدایہ ص ۱۲۵

۷ و لو نوی المسافر الاقامۃ فی الصلوۃ فی الوقت اتمہا منفردا کان او مقتدیا مسبوقا کان او مدرکا ۱۲ عالمگیری

ہیں یا درمیان میں یا اخیر ہیں۔ مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے تو اسکو وہ نماز پوری پڑھنا چاہیئے اس کا قصر جائز نہیں۔ ہاں اگر نماز کا وقت گذر جانیکے بعد نیت کرے یا لاحق ہونے کی حالت میں نیت کرے تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اسکو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا۔ **مثال** (۱) کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت گذر گیا بعد اس کے اس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اسکو قصر سے پڑھنا ہوگی۔ **مثال** (۲) کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہو اور لاحق ہوگیا پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا اس نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا۔ اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

خوف کی نماز

جب[ا] کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہو تو سب لوگوں کو چاہیئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں۔ ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اسکی بھی مہلت نہو تو معذور ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں اطمینان کے بعد اُس کی قضا پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ ملکر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہیئے اس قاعدہ سے نماز پڑھیں یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا جبکہ یہ لوگ مسافر نہوں اور قصر نکریں۔ پس جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہونے لگے اور یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر۔ جمعہ۔ عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر عصر عشا کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جاوے اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیئے پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ بدون سلام پھیرے ہوئے دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کر لیں اور سلام پھیر دیں اسلئے کہ وہ

[ا] ہی جائزۃ بحضور عدو و بخوف غرق او حرق و اذا اشتد الخوف جعل الامام الناس طائفتین طائفۃ الی وجہ العدو و طائفۃ خلفہ وکیفیۃ صلوۃ الخوف ان کان الامام والقوم مسافرین یجعل القوم طائفتین یقف احدہما بازاء العدو ویصلے مع الطائفۃ التی معہ رکعۃ ثم ذہب ہذہ الطائفۃ الی العدو وتجیٔ الطائفۃ التی کانت بازاء العدو والامام قاعد ینتظرہم فیصلے بہم الرکعۃ الاخری ثم یتشہد ویسلم ولا یسلم معہ من خلفہ ولکن یذہبون الی العدو ثم تجیٔ الطائفۃ الاولی مکان صلاتہم فیقضون رکعۃ بغیر قرأۃ فاذا صلوا رکعۃ قعدوا قدر التشہد ویسلمون ویذہبون الی العدو ثم تجیٔ الطائفۃ الاخری مکان صلاتہم فیقضون رکعۃ بقرأۃ وصلاۃ الخوف تجوز فی الجمعۃ والعیدین فان اشتد الخوف صلوا رکبانا فرادی یؤمون بالرکوع والسجود الی ای جہۃ شاؤا اذا لم یقدروا علی التوجہ الی القبلۃ ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۶

[ب] وقت کے اندر اقتدا مفترض کی متنفل کے پیچھے لازم آئیگی جیساکہ اسی حاشیہ میں صاحب ہدایہ کے دلیل عقلی سے واضح ہورہا ہے ۱۲ محشی

لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرأت کیساتھ تمام کرلے اور سلام پھیر دے اسلئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ **مسئلہ۱** حالتِ نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کیلئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہئے اگر سوار ہوکر چلینگے تو نماز فاسد ہوجائیگی اسلئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ **مسئلہ۲** دوسرے حصہ کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر چلاجانا اور پہلے حصہ کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھکر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر اپنی نماز وہیں تمام کرلے تب دشمن کے مقابلہ میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھلے یہاں نہ آوے۔ **مسئلہ۳** یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اسوقت کیلئے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلاجائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بناکر پوری نماز پڑھلے۔ **مسئلہ۴** اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہنچ جائیگا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو امام کی نماز تو صحیح ہوگئی مگر مقتدیوں کو اس نماز کا اعادہ کرلینا چاہئے اسلئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کیلئے خلافِ قیاس عمل کثیر کیساتھ مشروع کیگئی ہے بے ضرورت شدیدہ اس قدر عملِ کثیر مفسدہ نماز ہے۔ **مسئلہ۵** اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اسوقت اس طریقے سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً باغی لوگ بادشاہِ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کیلئے اسقدر عملِ کثیر معاف نہوگا۔ **مسئلہ۶** نماز خلاف جہت قبلہ کیطرف شروع کرچکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہئے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ۷** اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو فوراً انکو دشمن کیطرف پھرجانا جائز ہے اور اسوقت استقبالِ قبلہ شرط نہ رہیگا۔ **مسئلہ۸** اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہوجائے تو اسکو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے یہانتک پنج وقتی نمازوں کا اور ان کے متعلقات کا ذکر تھا اب چونکہ بحمد اللہ اس سے فراغت ملی لہٰذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے اسلئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہے اسلئے

---

۱ وتمضی ہذہ الطائفۃ الی جہۃ العدو مشاۃ فان رکبوا او مشوا لغیر جہۃ الاصطفاف بمقابلۃ العدو بطلت ۱۲ مراقی الفلاح ص۲۹۸ ۲ حتی لو اتمت وقفت الطائفۃ الذاہبۃ بازاء العدو صح وہل الاتمام فی مکان الصلاۃ افضل او فی محل الوقوف قولان فی الکافی علی ان العود افضل ۱۲ طحطاوی ص۳۶۲ ۳ وان لم تتنازعوا فی الصلاۃ خلف امام واحد فالافضل صلاۃ کل طائفۃ مقتدئین بامام ۱۲ مراقی ص۲۹۸ ۴ فلو راؤا سوادا ظنوہ عدوا وصلوہا فان تبین کما ظنوا اجازت وان ظہر خلافہ لم تجز. وہذا کلہ فی حق القوم واما الامام فصلاۃ جائزۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۵۶ ۵ لاتشرع صلوۃ الخوف للعاصی فی سفرہ لان العاصی فی السفر عدو اللہ وعلیہ لا تصح من البغاۃ ۱۲ در طحطاوی ص۳۶۲ ۶ ولو حصل الامن فی وسط الصلاۃ بان ذہب العدو لایجوزان یتموا صلاۃ الخوف ولکن یصلون صلاۃ الامن مابقی من صلاتہم ومن تحول منہم وجہہ عن القبلۃ بعدما انصرف العدو فسدت صلاتہ ۱۲ عالمگیری ص۱۵۶ ۷ شرعوا ثم ذہب العدو لم یجز انحرافہم لزوال سبب الرخصۃ وبعکسہ جاز ای لہم الانحراف فی اوانہ لوجود الضرورۃ ۱۲ طحطاوی ودر ص۳۶۲ ۸ والسابح فی البحر ان امکنہ ان یرسل اعضاءہ ساعۃ یصلی بالایماء والا لاتصح ۱۲ طحطاوی ودر ص۳۶۲

عیدین کی نماز سے اُسکو مقدم کیا گیا ہے۔

جمعے کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اسقدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی اور اسیوجہ سے پروردگا عالم نے اس عبادت کو اپنے اُن غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعے کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوئی ہیں حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام جو انسانی نسل کیلئے اصل اول ہیں اسی دن پیدا کئے گئے ہیں لہذا اُس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جسقدر جماعت زیادہ ہو اسیقدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اسیوقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلّوں کے لوگ اور اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا۔ ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایکدن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلّوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا لہذا یہ تخصیص اسی دن کیلئے کیگئی ہے۔ اگلی امتوں کو بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انہوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصے میں پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے چنانچہ ابتک یہ دونوں فرقے اِن دونوں دنوں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں نصرانی سلطنتوں میں اتوار کو دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

جمعے کے فضائل

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السلام

پیدا کئے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا (صحیح مسلم شریف) (۲) امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے اسلئے کہ اسی شب میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اسقدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کر سکتا۔ (اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوٰۃ شریف) (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسوقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو (صحیحین شریفین) علماء مختلف ہیں کہ یہ ساعت جسکا ذکر حدیث میں گذرا کس وقت ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں چالیس قول نقل کئے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کیوقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہے اور بہت احادیث صحیحہ اس کی مؤید ہیں۔ شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو ان کو خبر کر دے تاکہ وہ اسوقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جاویں (اشعۃ اللمعات) (۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اسی دن صور پھونکا جائیگا اس روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کہ وہ اسی دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے حالانکہ بعد وفات آپکی ہڈیاں بھی نہونگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن[۱] حرام کر دیا ہے (ابو داؤد شریف) (۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اسمیں دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکو پناہ دیتا ہے (ترمذی شریف) (شاہد کا لفظ سورۂ بروج میں واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ قسم ہے اس آسمان کی جو برجوں[۲] والا ہے اور قسم ہے دن موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔ (۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک

[۱] یعنی انبیاء کے بدن کو زمین بجنسہ باقی رکھتی ہے اسمیں کسی طرح کا تصرف نہیں کرتی ہے۔
[۲] برج سے یہاں مراد ستارے ہیں ۱۲ محشی

سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکی عظمت ہو (ابن ماجہ)
(۷) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعے کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے (ترمذی شریف) (۸) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایکمرتبہ آیت اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ کی تلاوت فرمائی اُن کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا اس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اترتی تو ہم اُسدن کو عید بنا لیتے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری تھی جمعے کا دن اور عرفے کا دن۔ یعنے ہمکو بنانے کی کیا حاجت اس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔ (۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جمعے کی رات سفید رات ہے اور جمعے کا دن روشن دن ہے۔ (مشکوۃ شریف) (۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالے مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیجدیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے اگرچہ وہاں دن رات نہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُنکو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمادیگا پس جب جمعہ کا دن آئیگا اور وہ وقت ہوگا جسوقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کیلئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دیگا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل میں چلو وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول وعرض سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا وہاں مشک کے ڈھیر ہونگے آسمان کی برابر بلند انبیاء علیہم السلام نور کے ممبروں پر بٹھلائے جائینگے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر۔ پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجیگا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہوگا اُڑے گا۔ وہ ہوا اس مشک کو ان کے کپڑوں میں لیجائیگی اور منھ میں اور بالوں میں لگائیگی وہ ہوا اس مشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جسکو تمام دنیا کی خوشبوئیں دیجائیں پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دیگا کہ عرش کو اُنلوگوں کے سامنے لیجا کر رکھو پھر ان لوگوں کو خطاب کرکے فرمائیگا کہ اے میرے بندو جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجکو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو۔ یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنیکا ہے سب لوگ ایک زبان ہو کر کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہوجا۔ حق تعالیٰ فرمائیگا اے اہل جنت اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تمکو اپنی بہشت میں نہ رکھتا۔ اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہمکو اپنا جمال دکھادے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں پس حق سبحانہٗ پردے اٹھادیگا اور ان لوگوں پر ظاہر ہو جاویگا اور اپنے جمال جہاں آرا

سے اُن کو گھیر لیگا اگر اہل جنت کیلئے یہ حکم نہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اس نور کی تاب نہ لاسکیں اور جل جائیں پھر اُن سے فرمائیگا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور ان لوگوں کا حسن و جمال اس جمال حقیقی کے اثر سے دونا ہوگیا ہوگا یہ لوگ اپنی بیبیوں کے پاس آئینگے نہ بیبیاں انکو دیکھیں گی نہ یہ بیبیوں کو۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو انکو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جاویگا تب یہ آپسمیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے انکی بیبیاں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں یعنی ہزار ہا درجہ اس سے اچھی ہو یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں یہ اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (شرح سفر السعادت) دیکھئے جمعہ کے دن کتنی بڑی نعمت ملی (۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کیجاتی ہے مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن نہیں تیز کیجاتی (احیاء العلوم) (۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے پس اُسدن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اُس دن لازم کر لو۔ (ابن ماجہ)

جمعے کے آداب

(۱) ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے پنجشنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف رکھے اور خوشبو گھر میں نہو اور ممکن ہو تو اسی دن لا رکھے تاکہ پھر جمعے کے دن ان کاموں میں اسکو مشغول ہونا نہ پڑے بزرگان سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعے کا فائدہ اسکو ملیگا جو اسکا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جسکو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتیٰ کہ صبح لوگوں سے پوچھے کہ آج کون دن ہو اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جاکر رہتے تھے (صلا۱۶ ج ۱ احیاء العلوم) (۲) پھر جمعہ کے دن غسل کرے سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے (احیاء صلا۱۶ ج ۱) (۳) جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کترواے (احیاء صلا۱۶ ج ۱) (۴) جامع مسجد میں بہت سویرے جائے جو شخص جتنا سویرے جائیگا اسیقدر اسکو ثواب زیادہ ملیگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پر اُس مسجد کے جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اُسکو پھر اسکے بعد دوسرے کو اسیطرح

درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں اور سب سے پہلے جو آیا اسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنے والے کو اسکے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں پھر جیسے اللہ تعالیٰ کے واسطے مرغ کے ذبح کرنے میں پھر جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں (صحیح مسلم شریف وصحیح بخاری شریف) اگلے زمانے میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدحام ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ یہ پہلی بدعت[5] ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی یہ لکھکر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیوں نہیں شرم آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاری سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں اور گرجاگھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کیلئے پہنچ جاتے ہیں پس طالبانِ دین کیوں نہیں پیش قدمی کرتے (احیاء العلوم) درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانے میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹادی ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے افسوس وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتوں کو نصیب نہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اسکی ایسی ذلت اور ناقدری ہو رہی ہے خدائے تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (۵) جمعہ کی نماز کیلئے پاپیادہ جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے (ترمذی شریف) (۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الم سجدہ اور ہل اتی علی الانسان پڑھتے تھے لہٰذا ان سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھکر کبھی کبھی پڑھا کرے کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہو (۷) جمعہ کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم ربک الاعلی اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے (۸) جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورۂ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جو کوئی سورۂ کہف پڑھے اسکیلئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اسکے کام آویگا اور اس جمعہ سے پہلے جمعہ تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائینگے (شرح سفر

[5] یہاں پر شرعی بدعت مراد نہیں ہے بلکہ لغوی مراد ہے یعنے نئی بات پیدا کرنے کے معنے میں ۱۲

السعادت) علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہیں اس لئے کہ کبیرہ بے توبہ کے نہیں معاف ہوتے واللہ اعلم وہوارحم الراحمین (۹) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لئے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

جمعے کی نماز کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے منکر اسکا کافر اور بے عذر اسکا تارک فاسق ہے (۱) قولہ تعالیٰ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؕ یعنی جب نماز جمعہ کیلئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اسکا خطبہ ہے دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے بعد اس کے اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اسکے بعد نماز کیلئے چلے اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اسکی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جسقدر نوافل اسکی قسمت میں ہوں پڑھے پھر جب امام خطبہ[۱] پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گذشتہ جمعے سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے (صحیح بخاری شریف) (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اسکو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب ملیگا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا (ترمذی شریف) (۴)۔ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدائے تعالیٰ ان کے دلوں پر مُہر کر دیگا پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے (صحیح مسلم شریف) (۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سُستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مُہر

[۱] امام اعظم رحمۃ اللہ کا یہی مسلک ہے کہ امام کے منبر پر آنیکے بعد نماز اور کلام چھوڑ دے اس میں صاحبین کا اختلاف ہے صاحبین کا یہ مسلک ہے کہ خطبہ شروع ہونیسے پہلے تک کلام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ۱۲ محشی

کر دیتا ہے (ترمذی شریف) اور ایک روایت میں ہے کہ خداوند عالم اس سے بیزار ہو جاتا ہے (۶) طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر غلام یعنی جو قاعدہ شرع کے موافق مملوک ہو۔ عورت۔ نابالغ لڑکا۔ بیمار۔ (ابوداؤد شریف) (۷) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جمعہ کے حق میں فرمایا کہ میرا مصمم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کردوں اور خود ان لوگوں کے گھر ونکو جلادوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے (صحیح مسلم شریف) اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں بھی وارد ہوئی ہے جسکو ہم اوپر لکھ چکے ہیں (۸) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعے کی نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق[1] لکھدیا جاتا ہے ایسی کتاب میں کہ جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے (مشکوٰۃ شریف) یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ[2] رہیگا ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاف فرمائے تو وہ دوسری بات ہے۔ (۹) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہے۔ مشکوٰۃ شریف یعنی اس کو کسی کی عبادت کی پرواہ نہیں نہ اسکا کچھ فائدہ ہے (بے پرواہ ۱۲) اس کی ذات بہمہ صفت موصوف ہے (حمد کیا گیا ۱۲) کوئی اس کی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے (۱۰) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کر دئے پس اس نے اسلام کو پس پشت ڈالدیا (اشعۃ اللمعات) (۱۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور وہ جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا اس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر اُن سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے (احیاء العلوم) ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعے کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اس کے تارک پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوی اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کر سکتا ہے۔

[1] منافق کے معنی حقیقی کافر کے ہیں۔ یہاں پر حقیقی معنے مراد نہیں ہے بلکہ منافق کے جیسی عادت کے ہے اور منافق کے جیسی عادت بنانا گناہ ہو ۱۲ محشی

[2] اگر اس سے یہ مراد ہو کہ کہ دوزخ میں ہمیشہ رہیگا تو یہ تاویل کرنی پڑیگی کہ جو شخص جمعہ اور جماعت کا مرتبہ کم سمجھکر ترک کرے اسلئے کہ یہ شریعت کے تحقیر پر دال ہو اور اگر ہمیشگی مراد نہیں ہو تو پھر اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ۱۲ محشی

نمازِ جمعے کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مقیم[1] ہونا پس مُسافر پر نمازِ جمعہ واجب نہیں (۲) صحیح ہونا پس مریض پر نمازِ جمعہ واجب نہیں جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اُسی مرض کا اعتبار ہے بوڑھاپے کیوجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہوگیا ہو کہ مسجد تک نہ جاسکے یا نابینا ہو یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نمازِ جمعہ اُن پر واجب نہ ہوگی۔

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔ (۴) مرد ہونا۔ عورت پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔ (۵) جماعت کے ترک کر نیکیلئے جو عذر اوپر بیان ہوچکے ہیں اُن سے خالی ہونا۔ اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نمازِ جمعہ واجب نہ ہوگی۔ **مثال** (۱) پانی بہت زور سے برستا ہو (۲) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو (۳) مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو (۴) اور نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں اوپر ہم ذکر کرچکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا۔ بالغ ہونا۔ مسلمان ہونا۔ یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نمازِ جمعے کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرطوں کے نمازِ جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہوجائے گی۔ یعنی ظہر کا فرض اس کے ذِمّہ سے اتر جائیگا۔ مثلاً کوئی مُسافر یا کوئی عورت نمازِ جمعہ پڑھے۔

جمعے کی نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مصر[2] یعنی شہر یا قصبہ۔ پس گاؤں یا جنگل میں نمازِ جمعہ درست نہیں البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے (۲) ظہر کا وقت۔ پس وقت ظہر سے پہلے اور اسکے نکل جانے کے بعد نمازِ جمعہ درست نہیں حتیٰ کہ اگر نمازِ جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہوجائیگی اگرچہ قعدہ اخیرہ بقدرِ تشہد کے ہوچکا ہو اور اسی وجہ سے نمازِ جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی (۳) خطبہ۔ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہدیا جائے۔ اگرچہ صرف اسیقدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہے۔ (۴) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ (۵) خطبہ کا وقت ظہر کے اندر ہونا۔ پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہوگی (۶) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبے سے سجدہ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا

[1] عالمگیری ص۱۴۴ ج۱

[2] ولادائہا شرائط فی غیر المصلی منہا المصر والمصر فی ظاہر الروایۃ الموضع الذی یکون فیہ مفت وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام وبلغت ابنیۃ ابنیۃ منیٰ ومنہا وقت الظہر حتی لو خرج وقت الظہر فی خلال الصلاۃ تفسد الجمعۃ وان خرج بعد ما قعد قدر التشہد ومنہا الخطبۃ قبلہا حتی لو صلوا بلا خطبۃ او خطب قبل الوقت یجز الخطبۃ وہی تشتمل علی فرض وسنۃ فالفرض شیئان الوقت وہو بعد الزوال وقبل الصلاۃ والثانی ذکر اللہ تعالیٰ وکفت تحمیدۃ او تہلیلۃ او تسبیحۃ ومنہا الجماعۃ واقلہا ثلاثۃ سوی الامام ولو خطب الامام یوم الجمعۃ ونفر الناس وجاء اٰخرون وصلی بہم الجمعۃ اجزاہم والشرط فیہم ان یکونوا صالحین للامامۃ اما اذا کانوا لا یصلحون لہا کالنساء والصبیان لا تصح الجمعۃ وان نفروا بعد الافتتاح قبل التقیید بالسجدۃ لم یجمع عند ابی حنیفہ رح خلافا لہما وان نفروا بعد ما قید الرکعۃ بالسجدۃ صلے الجمعۃ عند علمائنا الثلاثۃ ومنہا الاذن العام وہو ان تفتح ابواب الجامع فیؤذن للناس کافۃ حتی ان جماعۃ لو اجتمعوا فی الجامع واغلقوا ابواب المسجد علی انفسہم وجمعوا لم یجز ۱۲ عالمگیری ص۱۴۵

گو وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور۔ مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔ (۷) اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں (۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعے کا پڑھنا پس کسی خاص مقام پر چھپکر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعہ کو مسجد کے دروازے بند کر لئے جاویں تو نماز نہ ہوگی۔ یہ شرائط جو نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی نماز ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جمعے کے خطبے کے مسائل

مسئلہ جب[1] سب لوگ جماعت میں آجائیں تو امام کو چاہئے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اسکے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے۔ بعد اذان کے فوراً امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کردے **مسئلہ** خطبے[2] میں بارہ چیزیں مسنون ہیں (۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔ (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ (۴) دونوں حدثوں سے پاک ہونا۔ (۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔ (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔ (۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔ (۸) خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا۔ اللہ تعالی کا شکر اور اس کی تعریف خدا و حدہٗ عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت۔ نبیؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وعظ و نصیحت۔ قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا۔ دوسرے خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔ یہ آٹھ قسم کے مضامین کی فہرست تھی آگے بقیہ فہرست ہے اُن امور کی جو حالت خطبے میں مسنون ہیں۔ (۹) خطبے کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔ (۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دیکر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں۔ (۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اسکے ساتھ کسی اور

---

[1] وکذا الجلوس علی المنبر قبل الشروع فی الخطبۃ والاذان بین یدیہ ثم قیامہ بعد الاذان والسیف لیسارہ متکئا علیہ مراقی الفلاح ۱۲ ش

[2] واما سننہا فخمسۃ عشر احدہا الطہارۃ وثانیہا القیام وثالثہا استقبال القوم بوجہہ ورابعہا التعوذ فی نفسہ قبل الخطبۃ وخامسہا انہ یسمع القوم الخطبۃ وان لم یسمع اجزاہ وسادسہا البداءۃ بحمد اللہ وسابعہا الثناء علیہ بما ہو اہلہ وثامنہا الشہادتان وتاسعہا الصلاۃ علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام وعاشرہا العظۃ والتذکیر والحادی عشر قراءۃ القرآن والثانی عشر اعادۃ التحمید والثناء علی اللہ تعالی والصلاۃ علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام فی الخطبۃ الثانیۃ والثالث عشر زیادۃ الدعاء للمسلمین والمسلمات والرابع عشر تخفیف الخطبتین بقدر سورۃ من طوال المفصل ویکرہ التطویل والخامس عشر الجلوس بین الخطبتین ۱۲ عالمگیری ملخصا

زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیساکہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے خلاف سنت مؤکدہ اور مکروہ تحریمی ہے (ج۱ ص۲۵ امداد الفتاوی) (۱۲) خطبہ[۱] سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ دوسرے خطبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب وازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہ اسلام کے لئے بھی دعا کرنا جائز ہے۔ مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔ **مسئلہ ۳** جب[۲] امام خطبے کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ اُس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں قضاء نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کیلئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے۔ پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔ **مسئلہ ۴** جب[۳] خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اُس کا سننا واجب ہے۔ خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دُور۔ اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا بات چیت کرنا۔ چلنا پھرنا۔ سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیساکہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتا دے **مسئلہ ۵** اگر سنت[۴] نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جاوے تو راجح یہ ہے کہ سنت مؤکدہ تو پوری کرلے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے **مسئلہ ۶** دونوں[۵] خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ آہستہ نہ زور سے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع و فراق کے مضامین پڑھنا بوجہ اسکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے اور اس پر مداومت کرنے سے عوام کو اس کے ضروری ہونے کا خیال ہوتا ہے اسلئے بدعت ہے۔ **تنبیہ** ہمارے زمانہ میں اس خطبہ پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے (روع الاخوان) **مسئلہ** خطبے کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے **مسئلہ** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبہ میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود[۶] شریف پڑھ لینا چاہئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ جمعہ کے دن

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ نقل کرنے سے یہ غرض نہیں کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کرلیں بلکہ کبھی کبھی بغرض تبرک واتباع اس کو بھی پڑھ لیا جایا کرے۔ عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے

---

[۱] وذکر الخلفاء الراشدین والعمین (یعنی حمزہ رض والعباس رض) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مستحسن وبذلک جری التوارث ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷ ویکرہ اشد الکراہۃ وصف السلاطین بما لیس فیہم وفی المبسوط یستحب للقوم ان یستقبلوا الامام عند الخطبۃ ۱۲ غنیہ شرح منیہ ص۵۶۱

[۲] واذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام ولا یرد علیہ قضاء فائتۃ لم یسقط الترتیب بینہا وبین الوقتیۃ فانہا لا تکرہ ۱۲ بحر ص۱۶۷

[۳] ویکرہ للخطیب ان یتکلم فی حال الخطبۃ الا ان یکون امراً بالمعروف ویحرم فی الخطبۃ ما یحرم فی الصلاۃ حتی لا ینبغی ان یاکل او یشرب والامام فی الخطبۃ والنائی عن الامام فی السماع الخطبۃ کالقریب فی الانصات فی حقہ ہو المختار ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷

[۴] ولو کان فی السنۃ قبل الظہر والجمعۃ فاقیم او خطب یقطع علی راس الرکعتین یروی ذلک عن ابی یوسف رحمہ وقد قیل تیمہا ۱۲ ہدایہ ص۱۲۱/۱

[۵] ان کان فی النفل ثم شرع الخطیب فی الخطبۃ تقطع قبل السجدۃ وبعدہا عند الرکعتین ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۴۷

[۶] واذا قال الخطیب یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ الخ یصلی علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام نفسہ ۱۲ قاضی خان ص۱۸۲

اس وقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہتے۔ جب اذان ختم ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے۔ جبتک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا۔ جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں (تفصیل حاشیہ پر دیکھو) دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے نہ دعا مانگتے۔ جب دوسرے خطبہ سے آپ کو فراغت ہوتی، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے۔ خطبہ پڑھتے وقت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عنقریب آنا چاہتا ہو۔ اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے کہ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ[1] میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو[2] انگلیاں۔ اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَّشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِہٖ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْضِیَاعًا فَعَلَیَّ۔ کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ وَصِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ بِکَثْرَۃِ ذِکْرِکُمْ لَہٗ وَکَثْرَۃِ الصَّدَقَۃِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَۃَ مَکْتُوْبَۃً فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِیْ ھٰذَا فِیْ عَامِیْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ وَّجَدَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا فَمَنْ تَرَکَھَا فِیْ حَیَاتِیْ اَوْ بَعْدِیْ جُحُوْدًا بِھَا وَاسْتِخْفَافًا بِھَا وَلَہٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَہٗ وَلَا بَارَکَ لَہٗ فِیْ اَمْرِہٖ اَلَا وَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَہٗ اَلَا وَلَا زَکٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَہٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَہٗ حَتّٰی یَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَاَۃٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ اَعْرَابِیٌّ مُّھَاجِرًا اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُّؤْمِنًا اِلَّا اَنْ یَّقْھَرَہٗ سُلْطَانٌ یَّخَافُ سَیْفَہٗ وَسَوْطَہٗ (ابن ماجہ) اور کبھی بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ خطبہ پڑھتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھیجے جانے کے بعد اب قیامت کو بہت قریب سمجھو بہت جلد آنیوالی ہے ۱۲ محشی

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ - ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت سورۂ قٓ خطبے میں اکثر پڑھا کرتے تھے - حتیٰ کہ میں نے سورۂ قٓ حضرت ہی سے سن سن کر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اسکو پڑھا کرتے تھے - اور کبھی سورۂ والعصر اور کبھی لَا يَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ؕ اور کبھی وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ؕ

نماز کے مسائل

مسئلہ ۱ بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے[۱]

مسئلہ ۲ خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً[۲] اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے - خطبے اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے - اور اگر درمیان میں فصل زیادہ ہو جاوے اسکے بعد خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو کوئی شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبہ کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں نہ خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے -

مسئلہ ۳ نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْفَرْضِ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں -

مسئلہ ۴ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگرچہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے -

مسئلہ ۵ اگر کوئی[۳] مسبوق قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آکر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہیے - ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں -

مسئلہ ۶ بعضے[۴] لوگ جمعے کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلقاً منع کرنا چاہیے البتہ اگر کوئی ذی علم موقع شبہ میں پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے -

عیدین کی نماز کا بیان

مسئلہ شوال[۵] کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الضحیٰ یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں ان دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا

---

[۱] ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷ و قد صرح فی الخلاصہ بانہ لو خطب صبی باذن السلطان وصلی الجمعۃ رجل بالغ یجوز ۱۲ بحر الرائق ص۱۵۹/۲

[۲] ولو خطب ثم ذہب فتوضأ فی منزلہ ثم جاء فصلی تجوز ولو تغذی فیہ او جامع فاغتسل استانف الخطبۃ لانہ لیس من عمل الصلاۃ ۱۲ غنیہ ص۵۵۷ وتؤدی الجمعۃ فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ وہو قول ابی حنیفۃ رح ومحمد رح وہو الاصح ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷/۱

[۳] ومن ادرک الامام صلی معہ ما ادرک وبنی علیہ الجمعۃ وہذا مطلق یشمل اذا ادرک بعد التشہد او فی سجد السہو ۱۲ غنیہ ص۵۶۱

[۴] بلفظہ مع ما لزم من فعلہا فی زماننا من المفسدۃ العظیمۃ وہو اعتقاد الجہلۃ ان الجمعۃ لیست بفرض لما یشاہدون من صلاۃ الظہر فیظنون انہا الفرض وان الجمعۃ لیست بفرض فیتکاسلون عن اداء الجمعۃ فکان الاحتیاط فی ترکہا وعلی تقدیر فعلہا ممن لا یخاف علیہ مفسدۃ منہا فالاولی ان تکون فی بیتہ خفیۃ خوفا من مفسدۃ فعلہا ۱۲ بحر ص۱۵۵/۲

[۵] صلاۃ العید واجبۃ علی من علیہ الجمعۃ بشرائطہا سوی الخطبۃ لانہا لما اخرت عن الصلاۃ لم تکن شرطا لہا بل سنۃ ۱۲ مراقی ص۲۹۵

واجب ہے۔ جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کے لئے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوا خطبے کے کہ جمعے کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے، اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں سنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے مگر عیدین کے خطبے[۱] کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبے کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔ عید الفطر کے دن تیرہ[۲] چیزیں مسنون ہیں۔ شرع[۱] کے موافق اپنی آرائش کرنا۔ غسل[۲] کرنا۔ مسواک[۳] کرنا۔ عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔ خوشبو[۵] لگانا۔ صبح کو[۶] بہت سویرے اٹھنا۔ عید[۷] گاہ میں بہت سویرے جانا قبل عید گاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔ قبل[۹] عید گاہ جانے کے صدقہ فطر دے دینا۔ عید[۱۰] کی نماز عید گاہ میں جاکر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔ جس[۱۱] راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔ پیادہ[۱۲] پا جانا اور راستے[۱۳] میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہئے۔ **مسئلہ[۲]** عید[۳] الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃِ عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَّاجِبَۃٍ یعنی میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں، یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللّٰہم آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللّٰہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرے کہ تین[۵] مرتبہ سبحان اللّٰہ کہہ سکیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللّٰہ اور بسم اللّٰہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسب دستور رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جاوے۔ **مسئلہ[۳]** بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعے کے خطبے میں۔ **مسئلہ[۴]** بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا۔ گو نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں، مگر چونکہ عموماً ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اسلئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔ (ق) **مسئلہ[۵]** عیدین[۴] کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتداء کرے۔ اول خطبے میں نو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔ **مسئلہ[۶]** عید[۵] الضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں۔ فرق اس قدر ہے کہ عید الضحیٰ کی نیت

۱؎ لاستماع ای خطبۃ النکاح والختم وسائر الخطب واجب ۱۲ بحر ص۱۶۸ ج۲ ۲؎ وندب فی الفطر ان یطعم ویستحب کون ذلک المطعوم حلواً ویغتسل ویستاک ویطیب ویلبس احسن ثیابہ وتؤدی صدقۃ الفطر ثم یتوجہ الی المصلی وزاد فی القنیہ استحباب التختم والتبکیر وہو سرعۃ الانتباہ والابتکار وہو المسارعۃ الی المصلی والخروج الی المصلی ماشیاً والرجوع فی طریق اٰخر ۱۲ بحر ص۱۷۱ ج۲

۲؎ والخروج الی الجبانۃ سنۃ وان کان یسعہم المسجد الجامع ۱۲ غنیہ ص۵۷۰

۳؎ وکیفیۃ صلوٰۃ العیدان ینوی صلوٰۃ العید ثم یکبر للتحریمہ ثم یقرا الثناء سبحانک اللّٰہم الخ ثم یکبر تکبیرات الزوائد ثلثا یرفع یدیہ فی کل منہا ثم یتعوذ ثم یسمی سراً ثم یقرا الفاتحۃ ثم سورۃ ثم یرکع فاذا قام للثانیۃ ابتدا بالبسملۃ ثم بالفاتحۃ ثم بالسورۃ ثم یکبر تکبیرات الزوائد ثلثا ویرفع یدیہ فیہا کما فی الاولیٰ ۱۲ نور الایضاح ص۱۱۱ ویسکت بین کل تکبیرتین مقدار ثلاث تسبیحات ویرسل الیدین بین التکبیرتین ولا یضع ۱۲ عالمگیری ص۱۴۷

۴؎ ویستحب ان یفتتح الخطبۃ الاولیٰ بتسع تکبیرات تتریٰ و الثانیۃ بسبع ۱۲ عالمگیری ص۱۵ ج۱ ۵؎ واحکام عید الاضحیٰ کالفطر لکنہ فی الاضحیٰ یؤخر الاکل عن الصلوٰۃ ویکبر فی الطریق ذاہباً الی المصلی جہراً ۱۲ مراقی ص۹۱ ۶؎ اگر مجمع کی زیادتی کی وجہ سے کچھ زیادہ دیر ٹھہرنا پڑے تو بھی جائز ہے ۱۲ محشی

میں بجائے عید الفطر کے عید الضحیٰ کا لفظ داخل کرے عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں۔ اور عید الفطر میں راستے میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے۔ اور عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عید الضحیٰ کی سویرے اور یہاں صدقہ فطر نہیں بلکہ بعد میں قربانی ہے اہل وسعت پر۔ اور اذان و اقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں۔ **مسئلہ ۷** جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں اگر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۸** عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۹** عید الفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام اور عید الضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئیں۔ تکبیر تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مصر ہو۔ یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں۔ اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائیگی لیکن اگر منفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے کہ صاحبین کے نزدیک ان سب پر واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۰** یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہئے سب تئیس ۲۳ نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے **مسئلہ ۱۱** اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔ **مسئلہ ۱۲** نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہئے۔ **مسئلہ ۱۳** اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔ **مسئلہ ۱۴** عید الضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۵** عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے۔ **مسئلہ ۱۶** اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اسلئے کہ جماعت اس میں شرط ہے اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے، ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۷** اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الضحیٰ کی بارھویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔ **مسئلہ ۱۸** عید الضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی بارھویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جاوے گی مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز ہی نہیں ہو گی۔ عذر

۱؎ والافضل ان یعجل الاضحی ویؤخر الفطر ۱۲ عالمگیری ص۱۵۰ ج۱
۲؎ ولیس لصلاۃ العید اذان ولا اقامۃ بخلاف الجمعۃ ۱۲ فتاوی قاضیخان ص۱۸۳
۳؎ ویکرہ التنفل قبل صلاۃ العید فی المصلی اتفاقاً و فی البیت عند عامتہم و یکرہ التنفل بعدہا فی المصلی فقط ۱۲ مراقی ص۹۰
۴؎ النساء اذا اردن ان یصلین صلوۃ الضحی یصلین بعد ما صلی الامام ۱۲ غنیہ ص۵۵۲
۵؎ ثم یخطب بعد الصلاۃ خطبتین یبدأ فیہما بالتکبیر یعلم فی الفطر احکام صدقۃ الفطر وفی الاضحی احکام الاضحیۃ وتکبیر التشریق وہی سنۃ ۱۲ غنیہ ص۵۷۱
۶؎ وتکبیر التشریق یجب عقیب الصلاۃ واجب بشرط الاقامۃ والحریۃ والذکورۃ وکون الصلوۃ فریضۃ بجماعۃ مستحبۃ فی المصر ہذا کلہ عند ابی حنیفۃ رح فلا تجب علی مسافر ولا امرأۃ الا اذا اقتدا بمن تجب علیہ ولا تجب علی المنفرد ولا علی اہل القری و عندہما یجب علی کل من یصلی المکتوبۃ لانہ تبع لہا وابتداؤہا فجر عرفۃ عندنا وآخرہ عصر یوم النحر عند ابی حنیفۃ رح و عصر آخر ایام التشریق عندہما ۱۲ غنیہ ص۵۷۴ ۸؎ و۹؎ و۱۰؎ عالمگیری ص۱۵۲ ج۱ ۱۱؎ مراقی ص۹۲ ۱۲؎ و۱۳؎ در المختار ص۶۵ ج۱ ۱۴؎ و۱۵؎ و۱۶؎ عالمگیری ص۱۵۲ ج۱

کی مثال (۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو۔(۲) پانی برس رہا ہو۔(۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہوا اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے۔(۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔ **مسئلہ ۱۹** اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرارت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے بعد اسکے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح تکبیریں کہہ لے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔ **مسئلہ ۲۰** اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرارت کر لے اسکے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس طریقے سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہوئی جاتی ہیں اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں ہے اسلئے اسکے خلاف حکم دیا گیا۔ اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہو گی۔ لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت اژدہام کے سجدۂ سہو نہ کرے۔

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ ۱ جیسا کعبہ شریفہ کے باہر اس کے رخ پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہو جائیگا خواہ جس طرف پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ **مسئلہ ۲** کعبہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے۔ اسلئے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کے محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے۔ قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں میں منحصر نہیں ہے۔ اسی لئے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو تو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے۔ لیکن چونکہ

ملے ولو ان رجلا دخل مع الامام فی صلاۃ العید وھو فی القراءۃ فانہ یکبر برأی نفسہ فی ہذہ الرکعۃ بحال ما یقرا الامام ولو انتہی رجل الی الامام فی الرکوع فانہ یکبر للافتتاح قائما فان امکنہ ان یاتی بالتکبیرات ویدرک الرکوع فعل ویکبر علی رأی نفسہ وان لم یمکنہ رکع واشتغل بالتکبیرات ولا یرفع یدیہ ولو رفع الامام راسہ بعد ما ادی بعض التکبیرات فانہ یرفع راسہ ویسقط عنہ التکبیرات الباقیۃ ۱۲ عالمگیری ۱۵۱

ملے سبق برکعۃ یقرأ ثم یکبر قضاء ما سبق اولا ثم یکبر لان البداءۃ بالتکبیر تودی الی الموالات بین التکبیرات و ہو خلاف الاجماع ۱۲ غنیہ ۵۰۵

ملے واذا نسی الامام تکبیرات العید حتی قرأ فانہ تکبر بعد القراءۃ او فی الرکوع مالم یرفع راسہ ۱۲ عالمگیری ۱۵۱

ولا یاتی الامام بسجود السہو فی الجمعۃ والعیدین دفعا للفتنۃ لکثرۃ الجماعۃ ۱۲ مراقی

ملے صح فرض ونفل فیہا وکذا صح فرض ونفل فوقہا ۱۲ مراقی الفلاح

ملے ومن صلی علی ظہر الکعبۃ جازت صلاتہ لان الکعبۃ ہی العرصۃ والہواء الی عنان السماء عندنا دون البناء لانہ ینتقل الا تری انہ لو صلی علی جبل ابی قبیس جاز ولا بناء بین یدیہ الا انہ یکرہ لما فیہ من ترک التعظیم وقد ورد النہی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ہدایہ ۹۳

اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی منع فرمایا ہے اسلئے مکروہ تحریمی ہوگی۔ **مسئلہ ۳** کعبے[1] کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منھ ایک ہی طرف ہو اسلئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منھ امام کے منھ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے اسلئے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائے گا۔ آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منھ ایک ہی طرف ہوتا اور پھر مقتدی آگے بڑھا ہوا ہوتا۔ مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی اسلئے کہ کسی آدمی کی طرف منھ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کرلی جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔ **مسئلہ ۴** اگر[2] امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہوں تب بھی نماز ہو جاوے گی لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اسکے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی اسلئے کہ اس صورت میں بوجہ اس کے کہ کعبہ کے اندر کی زمین اونچی ہے امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔ **مسئلہ ۵** اگر[3] مقتدی اندر ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہے بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہوں۔ **مسئلہ ۶** اور[4] اگر سب باہر ہوں اور ایک طرف امام ہو اور چاروں طرف مقتدی حلقہ باندھے ہوئے ہوں جیساکہ عام عادت وہاں اسی طرح نماز پڑھنے کی ہے تو بھی درست ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے زیادہ نزدیک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائیگا جوکہ مانع اقتدار ہے البتہ اگر دوسری طرف کے مقتدی خانہ کعبہ سے بہ نسبت امام کے نزدیک بھی ہوں تو کچھ مضر نہیں اور یہ اُس کی صورت ہے :-

ب و ہ ا

ج د ز

اب ج د کعبہ ہے اور ہ امام ہے جو کعبہ سے دو گز کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور و اور ز مقتدی ہیں جو کعبے سے ایک گز کے فاصلے پر کھڑے ہیں مگر و تو ہ کی طرف کھڑا ہے اور ز دوسری طرف کھڑا ہے و کی نماز نہ ہوگی۔ ز کی ہو جاوے گی۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

مسئلہ اگر کوئی[5] شخص کسی امام سے آیت سجدہ سُنے اسکے بعد اسکی اقتدا کرے تو اسکو امام کیساتھ سجدہ کرنا چاہئے اور اگر امام سجدہ کرچکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدہ کی ضرورت نہیں اس رکعت کے

---

[1] صح فرض الصلوۃ ونفلہا فی الکعبۃ ولو صلوا فی جوف الکعبۃ بجماعۃ واستداروا حول الامام فمن جعل ظہرہ الی ظہر الامام او جعل وجہہ الی ظہرہ جازت صلاتہ وکذا ان جعل وجہہ الی وجہہ الا انہ یکرہ اذا لم یکن بینہ وبین الامام سترۃ ومن جعل ظہرہ الی وجہ الامام لم یجز ۱۲ عالمگیری ج۱ صہ ۶۵

[2] وکذا لو اقتدوا من خارجہا بامام فیہا والباب مفتوح صح مع الکراہۃ لارتفاع مکان الامام قدر القامۃ کالانفراد علی الدکان ان لم یکن معہ احد ۱۲ در و طحطاوی صہ ۳۸۵

[3] اقول ولم ار من ذکر عکس المسئلۃ وہو ما لو کان المقتدی فیہا والامام خارجہا والظاہر الصحۃ ان لم یمنع مانع ۱۲ رد المختار صہ ۹۵۶

[4] واذا صلی الامام فی المسجد الحرام فتحلق الناس حول الکعبۃ وصلوا بصلاۃ الامام فمن کان منہم اقرب الی الکعبۃ من الامام جازت صلاتہ اذا لم یکن فی جانب الامام لان التقدم والتاخر انما یظہر عند اتحاد الجانب ۱۲ ہدایہ صہ ۱۳۱

[5] سمع من امام فدخل معہ قبل ان یسجد سجد معہ وان دخل فی صلاۃ الامام بعد ما سجدہا الامام لا یسجدہا وہذا اذا ادرکہ فی اخر تلک الرکعۃ اما لو ادرکہ فی الرکعۃ الاخری یسجدہا بعد الفراغ ۱۲ عالمگیری صہ ۱۳۳

مل جانے سے سمجھا جائیگا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ دوسرے یہ کہ وہ رکعت نہ ملے اسکو بعد نماز تمام کرنیکے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ** مقتدی سے اگر آیت سجدہ سُنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ اُن لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو اُن پر سجدہ واجب ہوگا۔ **مسئلہ** سجدۂ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔ **مسئلہ** عورت کی محاذات مفسد سجدۂ تلاوت نہیں۔ **مسئلہ** سجدۂ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں **مسئلہ** خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جاسکتا۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں آیتِ سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا۔ اور اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادے۔ **مسئلہ** اگر دو شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جارہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سنے تو ہر شخص پر ایک سجدہ واجب ہوگا جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے اور اگر ایک ہی آیت کو نماز میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سنا تو دو سجدے واجب ہونگے ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا اس سننے کے سبب مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جائیگا اور سننے کے سبب سے جو ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائے گا۔ **مسئلہ** اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتوں کے اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اگر اسی طرح آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے یعنی بعد رکوع و قومہ کے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائیگا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں۔ **مسئلہ** جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہئیے اسلئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے

میّت کے غسل کے مسائل

مسئلہ اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مرگیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اُس کا غسل دینا فرض ہے پانی میں ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہ ہوگا۔ اسلئے کہ میت کا غسل زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا۔ ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو غسل ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی

---

۱ وان تلا المأموم لم یلزم الامام ولا المؤتم السجود ولا فی الصلوٰۃ ولا بعد الفراغ وان سمع المصلی من اجنبی یسجد بعد الفراغ ولو سجد فی الصلاۃ لا یجزیہ ولا تفسد صلاتہ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۳۳

۲ ولو قہقہۃ فی سجدۃ التلاوۃ او فی صلوٰۃ الجنازۃ تبطل ما کان فیہا ولا تنتقض الطہارۃ ۱۲ قاضی خان ص۳۵

۳ والنظر المحاذاۃ فی سجود التلاوۃ والظاہر عدم الفساد ۱۲ الطحطاوی ج۱ ص۲۴۶

۴ و۵ و۶ والسجدۃ التی وجبت فی الصلوٰۃ لا تؤدی خارج الصلوٰۃ ویکون آثما بترکہا اما الصلاتیۃ اذا اخرہا حتی طالت القرارۃ تصیر قضاء ویاثم ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۳۳

۷ راکبان کل منہما یصلی صلوٰۃ نفسہ فتلا احدہما آیۃ مرتین والاخری آیۃ اخری مرۃ وسمع کل من الاخر فعلی الاول سجدتان احدہما فی الصلاۃ القراءۃ والاخرے بعد الفراغ بالقراءۃ صاحبہ انہا لا تکون صلاتیۃ وعلی الثانی سجدۃ فی صلاتہ لقراءتہ وسجدتان بعد الفراغ لتلاوۃ صاحبہ علی روایۃ النوادر وواحدۃ فی ظاہر الروایۃ وعلیہ الاعتماد ۱۲ رد المحتار

۸ مراقی ص۸۲ ۹ بحر الرائق ج۲ ص۱۳۰ ۱ المیت اذا وجد فی الماء لا بد من غسلہ لان الخطاب بالغسل الا ان یحرکہ فی الماء بنیۃ الغسل عند الاخراج ۱۲ عالمگیری ص۱۵۸ ج۱

اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔ مسئلہ ۲ اگر[1] کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائیگا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔ مسئلہ ۳ اگر[2] کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائیگی۔ مسئلہ ۴ اگر[3] مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا۔ اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف انھیں کو غسل دیا جائیگا کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔ مسئلہ ۵ اگر[4] کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اُس کے ہم مذہب کو دیدی جائے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے کافور وغیرہ اُس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا۔ حتی کہ اگر کوئی شخص اس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔ مسئلہ ۶ باغی[5] لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے گا بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔ مسئلہ ۷ مرتد[6] اگر مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔ مسئلہ ۸ اگر[7] پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جاوے تو اس کو غسل دیدینا چاہئے۔

میت کے کفن کے بعض مسائل

مسئلہ ۱ اگر[8] انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہئے۔ مسئلہ ۲ کسی[9] انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اُس کو بھی کفن مسنون دینا چاہئے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو۔ اور اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔

[1] ولو وجد اکثر البدن او نصفه مع الراس یغسل ویکفن ویصلی علیه وان وجد نصفه من غیر الراس او وجد نصفه مشقوقا طولا فانه لا یغسل ولا یصلی علیه ویلف فی خرقة ویدفن فیها ۱۲ عالمگیری ص۱۵۹ ج۱

[2] و[3] ولو لم یدر امسلم ام کافر ولا علامة وان فی دارنا غسل وصلی علیه الا لان ای فی دار الحرب لا یغسل ولا یصلی علیه اختلط موتانا بالکفار ولا علامة اعتبر الاکثر فان استووا اغسلوا ۱۲ در المختار و طحطاوی ص۳۶۸ ج۱

[4] وان مات الکافر وله ولی مسلم یغسله ویکفنه ویدفنه لکن یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقة ویحفر حفیرة من غیر مراعاة سنة التکفین واللحد ولا یوضع فیه بل یلقی ۱۲ عالمگیری ص۱۶۰ ج۱

[5] ولا یصلی علی باغ ولا قاطع طریق اذا قتلا فی الحرب ولا یغسلان ذخیرہ ۱۲ غنیه ص۵۹

[6] اما المرتد فیلقی فی حفرة الکلب فلا یغسل ولا یکفن ولا یدفع الی من انتقل الی دینهم ۱۲ در و طحطاوی ص۳۷۹ ج۱

[7] رجل مات ولم یجد الماء فیمموه وصلوا علیه ثم وجدوا الماء غسل وصلی علیه ثانیا ۱۲

جنازے کی نماز کے مسائل

نمازِ جنازہ درحقیقت اس میت کے لئے دعا ہے ارحم الراحمین سے **مسئلہ ۱** نماز جنازے کے واجب ہونیکی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کیلئے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو۔ پس جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں **مسئلہ ۲** نماز جنازے کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ ایک قسم کی وہ شرطیں ہیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لئے اوپر بیان ہو چکیں۔ یعنی طہارت ستر عورت۔ استقبال قبلہ۔ نیت۔ ہاں وقت اس کے لئے شرط نہیں اور اس کے لئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائیگی۔ تو تیمم کر لے بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔ **مسئلہ ۳** آج کل بعضے آدمی جنازے کی نماز جوتہ پہنے ہوئے پڑھتے ہیں اُن کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتہ پیر سے نکال دیا جائے اور اُس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کو میت سے تعلق ہے وہ چھ ہیں۔ **شرط (۱)** میت کا مسلمان ہونا پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے سوا ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں۔ اور اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مر جائیں تو پھر اُن کی نماز پڑھی جائیگی اسی طرح جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جاوے گی اور ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی اور جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح ہے درست ہے **مسئلہ** جس لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ **مسئلہ** میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو، اور اگر مرا ہوا لڑکا پیدا ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔ **شرط (۲)** میت کے بدن اور کفن کا نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا۔ ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے۔ **مسئلہ ۶** اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا درصورت ناممکن ہونے غسل کے

ک۱ ان صلوٰۃ الجنازۃ ہی الدعا للمیت اذ ہو المقصود منہا ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۱۹۳
ک۲ واما شروط وجوبہا فہی شروط بقیۃ الصلوٰۃ من القدرۃ والعقل والبلوغ والاسلام مع زیادۃ العلم بموتہ ۱۲ رد المحتار صفحہ ۹۰۶/۱
ک۳ رد المحتار صفحہ ۹۰۷/۱
ک۴ انہ لو قام علی النجاسۃ وفی رجلیہ نعلان لم یجز ولو افترش نعلیہ وقام علیہما جازت وبہذا یعلم ما یفعل فی زماننا من القیام علی النعلین فی صلاۃ الجنازۃ لکن لابد من طہارۃ النعلین کما لا یخفیٰ ۱۲ بحر صفحہ ۱۹۳ ج ۲
ک۵ عالمگیری صفحہ ۱۶۳ ج ۱
ک۶ اذا کان معہ احد ابویہ فہو تبع لہ واذا اسلم احدہما تبعہ فی الاسلام لان الولد یتبع خیر الابوین دینا ۱۲ غنیہ صفحہ ۵۹۰
ک۷ المراد بالمیت من مات بعد ولادت حیا ۱۲ رد المحتار صفحہ ۹۰۶ ومن علم بحیاۃ عند الولادۃ باستہلال او حرکۃ غسل وصلی علیہ ۱۲ غنیہ صفحہ ۵۹۱
ک۸ الطہارۃ من النجاسۃ فی الثوب والبدن والمکان وستر العورۃ شرط فی حق الامام والمیت جمیعا ۱۲ بحر صفحہ ۱۹۳ فی الشامی وکذا لو تنجس بدنہ بما خرج منہ ان کان قبل ان یکفن غسل وبعدہ لا ۱۲ صفحہ ۹۰۶ ک۹ عالمگیری صفحہ ۱۶۳ ج ۱

تیمم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے خیال آئے کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے اسلئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں ہے لہذا نماز ہو جائیگی **مسئلہ** اگر کوئی[۵۱] مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے جبتک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے۔ اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے اس کی تعیین نہیں ہو سکتی یہی اصح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدت بیان کی ہے۔ **مسئلہ ۸** میت[۵۲] جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر میت پاک پلنگ یا تخت پر ہو اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میت کو بدون پلنگ و تخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک طہارتِ مکان میت شرط ہے اسلئے نماز نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں لہذا نماز صحیح ہو جائیگی۔ **شرط (۳)** میت[۵۳] کے جسم واجب الستر کا پوشیدہ ہونا اگر میت بالکل برہنہ ہو اسکی نماز درست نہیں **شرط (۴)** میت[۵۴] کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں **شرط (۵)** میت[۵۵] کا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ (۶) میت کا وہاں موجود ہونا۔ اگر میت وہاں نہ موجود ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۹** نماز[۵۶] جنازے میں دو چیزیں فرض ہیں (۱) چار مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے اس کا ترک جائز نہیں عذر کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ **مسئلہ ۱۰** رکوع[۵۷]۔ سجدہ۔ قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں **مسئلہ ۱۱** نماز[۵۸] جنازے میں تین چیزیں مسنون ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔ (۳) میت کے لئے دعا کرنا۔ جماعت اس میں شرط نہیں۔ پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائیگا خواہ وہ عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ۔ **مسئلہ ۱۲** ہاں[۵۹] یہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے اسلئے کہ یہ دعا ہے میت کے لئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں کسی چیز کیلئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔ **مسئلہ ۱۳** نماز جنازے کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ

۵۱ وان دفن ولم یصلی علیه صلی علی قبره مالم یغلب علی الظن انه تفسخ ولا یعتبر التقدیر بالایام فی التفسخ وعدمه علی الصحیح ۱۲ غنیہ ص۵۹۰

۵۲ ان کان علی جنازة لا شک انه یجوز وان کان بغیر الجنازة لا روایة لهذا وینبغی ان یجوز لان طهارة مکان المیت لیس بشرط ۱۲ بحر ص۱۹۲ ج ۲

۵۳ و۵۴ و۵۵ ومن الشروط حضور المیت ووضعه وکونه امام المصلی فلا تصح علی غائب ولا علی محمول علی دابة ولا علی موضوع خلفه ۱۲ عالمگیری ص۱۶۴ ج ۱ و ستر العورة شرط فی حق المیت ۱۲ بحر ص۱۹۱ ج ۲

۵۶ واما رکنها التکبیرات والقیام ولو صلی علیه قاعدا من غیر عذر لا یجوز ۱۲ بحر ص۱۹۲ ج ۲

۵۷ فی صلاة مطلقة فهی ذات الرکوع والسجود خرج به الجنازة ۱۲ رد المحتار ص۳۸۶ ج ۱

۵۸ واما سننها فالتحمید والثناء والدعاء فیها ۱۲ بحر ص۱۹۳

۵۹ اذا قام به البعض واحدا کان او جماعة ذکرا کان او انثی سقط عن الباقین واذا ترک الکل اثموا ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج ۱

۶۰ عالمگیری ص۱۶۲ ج ۱ ۶۱ یعنی بدن کے جس حصہ کو چھپانا واجب ہے ۱۲

میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے محاذی کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَدُعَاءً لِّلْمَیِّتِ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں پھر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھیں۔ اس کے بعد پھر ایک بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں۔ بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں۔ اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رد المختار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے۔ ان دونوں دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں اور اُن کو ہمارے فقہار نے بھی نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کر لے۔ اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں اِجْعَلْہُ کی جگہ اِجْعَلْھَا اور شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً پڑھیں جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔ اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرأت وغیرہ نہیں ہے **مسئلہ** نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثنا اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا **مسئلہ ۱۵** جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی

لہ وہی اربع تکبیرات برفع یدیہ فی الاول فقط ویثنی بعدہا ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الثانیۃ ویدعو بعد الثالثۃ ویسلم بعد الرابعۃ ویسر الکل الا التکبیر ولا قراءۃ ولا تشہد فیہا ۱۲ در ص۹۱۲ ج ۱

لہ ویستحب ان یصف ثلاثۃ صفوف حتی لو کانوا سبعۃ یتقدم احدہم للامامۃ ویقف وراءہ ثلاثۃ ثم اثنان ثم واحد ۱۲ رد المختار ص۹۱۳ ج ۱

کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک مسئلہ[16] جنازہ کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کے محاذات سے بھی اسمیں فساد نہیں آتا۔ مسئلہ[17] جنازے کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنجوقتی نمازوں یا جمعے یا عیدین کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہو اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں۔ ہاں جو خاص جنازہ کی نماز کیلئے بنائی ہو اس میں مکروہ نہیں۔ مسئلہ[18] میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ مسئلہ[19] جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔ مسئلہ[20] اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کردی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھدیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف۔ اور یہ صورت اسلئے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے محاذی (مقابل ۱۲) ہو جائے گا جو مسنون ہے مسئلہ[21] اگر جنازے مختلف اصناف (قسموں ۱۲) کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغہ عورتوں کے ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے مسئلہ[22] اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہیں اُن کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا اور اس کو چاہیئے کہ فوراً آتے ہی مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہو گی۔ پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرلے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جاوے گا اسکو چاہیئے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی تکبیروں کا اعادہ کرلے۔ مسئلہ[23] اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لئے مستعد تھا مگر سستی یا اور کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہو جانا چاہیئے۔ امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہیئے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمے نہ ہو گا۔ بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس

۵ ولو قہقہہ فی سجدۃ التلاوۃ او فی صلاۃ الجنازۃ تبطل ما کان فیہا ولا تنتقض الطہارۃ ۱۲ قاضیخان ص۳۱۸ ج۱ وتفسد صلاۃ الجنازۃ بما تفسد بہ سائر الصلوٰۃ الا محاذاۃ المرأۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

۵ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

۵ وکرہ تاخیر صلاتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ الا اذا خیف فوتہا بسبب دفنہ ۱۲ درمختار ص۳۱۸ ج۱ رد ص۹۳۹ ج۱

۵ ولم یجز الصلوٰۃ علیہا راکباً ولا قاعداً بغیر عذر ۱۲ در ص۳۸۰

۵ و ۵ ولو اجتمعت الجنائز یخیر الامام ان شاء صلی علی کل واحدۃ علی حدۃ وان شاء صلی علی الکل بالنیۃ علی الجمیع وہو فی کیفیۃ وضعہم بالخیار ان شاء وضعہم بالطول سطراً واحداً ولیقف عند افضلہم وان وضعہم واحداً وراء واحد الی جہۃ القبلۃ وترتیبہم کترتیبہم فی صلاتہم خلفہ حالۃ الحیاۃ فیقرب منہ الافضل فالافضل فیصف الرجال الی جہۃ الامام ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء ثم المراہقات ۱۲ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

۵ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

۵ قاضیخان ص۱۹۲ ج۱ ۔ ۵ عیدگاہ کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض تو اسکو مسجد کے حکم میں داخل کرتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں جو مسجد کے حکم میں نہیں مانتے

تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو۔ **مسئلہ ۲۴** جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اس کے سامنے سے اٹھا لیا جاوے گا تو دعا نہ پڑھے **مسئلہ ۲۵** جنازے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے۔ **مسئلہ ۲۶** جنازے کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہِ وقت کو ہے گو تقویٰ اور ورع میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں۔ اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اُس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں۔ اور وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر۔ وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب۔ ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا بلا ان کے اذن (اجازت) کے جائز نہیں انھیں کا امام بنانا واجب ہے اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزہ میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو۔ ورنہ میت کے وہ اعزہ جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے۔ حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو **مسئلہ ۲۷** اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جسکو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھا دی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت نے بحالت موجود ہونے بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب بھی بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ اولیائے میت پر ہوگا۔ حاصل یہ کہ ایک جنازہ کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو جب کہ اسکی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

دفن کے مسائل

مسئلہ ۱ میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔ **مسئلہ ۲** جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھدی ہو لے جانا چاہئے **مسئلہ ۳** اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی

لے ثم یکبر ثلاثا قبل ان ترفع الجنازۃ متتابعا بعاد فیہا ۱۲ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

لے لان اللاحق فیہا کاللاحق فی سائر الصلاۃ ۱۲ البحرالرائق ص۲۰۰ ج ۲

لے السلطان احق بصلاتہ ثم نائبہ ثم القاضی ثم صاحب الشرط ثم خلیفۃ الوالی ثم خلیفۃ القاضی ثم امام الحی ثم الولی ویقوم الاقرب فالاقرب کترتیبہم فی النکاح فان صلی غیرہ اعادہا ہو ان شاء لعدم سقوط حقہ ۱۲ مراقی ص۹۸

لے ولا یعید الولی ان صلی الامام الاعظم او السلطان او الوالی او القاضی او امام الحی لان ہؤلاء اولی منہ وان کان غیر ہؤلاء لہ ان یعید وان صلی علیہ لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۴ ج۱

لے دفن المیت فرض علی الکفایۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

لے فالافضل ان یعجل تجہیزہ بتمامہ من حین یموت ۱۲ طحطاوی ص۳۸

لے سن حمل الجنازۃ اربعۃ من الرجال اذا حملوا علی سریر اخذوہ بقوائمہ الاربع بہ وردت السنۃ وکذا حملہا بین العمودین بان یحملہا رجلان احدہما مقدمہا والآخر مؤخرہا الا عند الضرورۃ

وان الصبی الرضیع او الفطیم او فوق ذلک قلیلا اذا مات فلا باس بان یحملہ رجل واحد علی یدیہ ویتداولہ الناس بالحمل علی ایدیہم ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے۔ اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھاکر کندھوں پر رکھنا چاہئے مثل مال و اسباب کے شانوں پر لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے۔ اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے مثلاً قبرستان بہت دور ہو۔ کندھوں ۱۲ **مسئلہ** میّت[۱] کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے پچھلا داہنا پایا داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے بایاں پایا اپنے بائیں شانے پر رکھ کر پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس دس قدم چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملاکر چالیس قدم ہو جائیں۔ **مسئلہ ۵** جنازے[۲] کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت و اضطراب ہونے لگے۔ **مسئلہ ۶** جو لوگ[۳] جنازے کے ہمراہ جائیں اُن کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ **مسئلہ ۷** جو لوگ[۴] جنازے کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہو جانا نہ چاہئے۔ **مسئلہ ۸** جو لوگ[۵] جنازے کے ہمراہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۹** جنازے[۶] کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔ **مسئلہ ۱۰** جنازے[۷] کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ میت کی قبر کم سے کم اُس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونا چاہئے اور موافق اُس کے قد کے لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ **مسئلہ ۱۱** یہ[۸] بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ **مسئلہ ۱۲** جب[۹] قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں اسکی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلے رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھاکر قبر میں رکھدیں۔ **مسئلہ ۱۳** قبر میں[۱۰] اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔ **مسئلہ ۱۴** قبر میں[۱۱] رکھتے وقت

۱ السنۃ ان یاخذ بقوائمہا الاربع علی طریق التعاقب بان تحمل من کل جانب عشر خطوات فیحملہ علی عاتقہ الایمن ثم المؤخر الایمن علی عاتقہ الایمن ثم المقدم الایسر علی عاتقہ الایسر ثم المؤخر الایسر علی عاتقہ الایسر ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

۲ ویسرع بالمیت وقت المشی بلا خبب وحدہ ان یسرع بہ بحیث لا یضطرب المیت علی الجنازۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲

۳ وانما یکرہ (الجلوس) قبل ان توضع عن مناکب الرجال ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲

۴ ولا یقوم من مرت بہ جنازۃ ولم یرد المشی ۱۲ شرح نور الایضاح ص۹۵

۵ الافضل للمشی للجنازۃ المشی خلفہا و یجوز امامہا الا ان یتباعد عنہا او یتقدم الکل فیکرہ و یکرہ ان یتقدم الجنازۃ راکبا ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

۶ ولا باس بالرکوب فی الجنازۃ والمشی افضل ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

۷ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

۸ جوز اتخاذ التابوت فی بلاد نالرخاوۃ الارض ولو اتخذ تابوت من حدید لا باس بہ ولیس ینبغی ان یفرش فیہ التراب ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

۹ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱ ۱۰ غنیہ ص۵۹۵ بحر ص۲۰۶ ج۲ ۱۱ ویقول واضعہ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ عالمگیری ص۱۶۶

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے **مسئلہ ۱۵** میّت[1] کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔ **مسئلہ ۱۶** قبر میں[2] رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھولدی جائے۔ **مسئلہ ۱۷** بعد[3] اس کے کچی اینٹوں یا نرکل سے بند کر دیں پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھدینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ **مسئلہ ۱۸** عورت[4] کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۹** مردوں[5] کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہیئے ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو۔ یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ **مسئلہ ۲۰** جب[6] میّت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اُس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈالدیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے جبکہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اور اگر تھوڑی سی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ **مسئلہ ۲۱** قبر میں[7] مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈالدے اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ **مسئلہ ۲۲** بعد[8] دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھیرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اُس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔ **مسئلہ ۲۳** بعد[9] مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔ **مسئلہ ۲۴** کسی[10] میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہیئے اسلئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ **مسئلہ ۲۵** قبر[11] کا مربع بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہیئے۔ **مسئلہ ۲۶** قبر[12] کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے قبر پر گچ کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے **مسئلہ ۲۷** بعد[13] دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبّے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ جائز نہیں لیکن اس زمانہ میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کرلیا ہے اور ان مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایسے امور بالکل ناجائز ہوں گے اور جو جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

[1] و [2] ویوجہ المیت فی القبر الی القبلۃ علی جنبہ الایمن وتحل العقدۃ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۶ ج۱
[3] ویستحب اللبن والقصب والحشیش فی اللحد ویکرہ الآجر والخشب وقیل لاباس بہ عند رخاوۃ الارض ۱۲ غنیہ ص۵۹۵
[4] و [5] ویستحب تسجیۃ قبر المرأۃ بثوب حال ادخالہا القبر حتی یسوی اللبن ونحوہ علی اللحد ولا یستحب فی حق الرجل عندنا ۱۲ غنیہ ص۵۹۶
[6] ویہال التراب ویکرہ ان یزاد علی التراب الذی اخرج من القبر ویسنم القبر قدر الشبر ۱۲ عالمگیری ص۱۶۶ ج۱
[7] و [8] و [9] ویستحب لمن شہد دفن المیت ان یحثو فی قبرہ ثلاث حثیات من التراب بیدیہ جمیعا و یکون من قبل راس المیت ویقول فی حثیۃ الاولی منہا خلقناکم وفی الثانیۃ وفیہا نعیدکم وفی الثالثۃ ومنہا نخرجکم تارۃ اخری ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسو ساعۃ عند القبر بعد الفراغ یتلون القرآن ویدعون للمیت ولا باس برش الماء علیہ ۱۲ عالمگیری ص۱۶۶ ج۱
[10] لا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار وان کان صغیرا لان ہذہ السنۃ کانت للانبیاء علیہم السلام ۱۲ بحر الرائق ص۲۰۹ ج۲
[11] ویسنم القبر قدر الشبر ولا یربع ۱۲ عالمگیری ص۱۶۶ ج۱
[12] و [13] غنیہ ص۵۹۹

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتیٰ کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہوسکتے اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں اس لئے اس کے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں بعض علماء نے ان اقسام کے جمع کرنے کے لئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر ہم کو شہید کے جو احکام یہاں بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کی ساتھ خاص ہیں جس میں یہ چند شرطیں پائی جائیں۔ **شرط**[1] (۱) مسلمان ہونا۔ پس غیر اہل اسلام کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہوسکتی۔ **شرط** (۲) مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا پس جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام جن کا ہم ذکر آگے کرینگے ثابت نہ ہونگے۔ **شرط** (۳) حدث اکبر سے پاک ہونا اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض و نفاس میں شہید ہوجائے تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔ **شرط** (۴) بے گناہ مقتول ہونا پس اگر کوئی شخص بے گناہ نہیں مقتول ہوا بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یوں ہی مرگیا ہو تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہونگے۔ **شرط** (۵) اگر کسی مسلمان یا ذمّی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمّی کے ہاتھ سے بذریعہ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو۔ مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جاوے تو اس پر شہید کے حکم جاری نہ ہوں گے۔ لیکن لوہا مطلقاً آلہ جارحہ کے حکم میں ہے گو اس میں دھار نہ ہو، اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکۂ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتی کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مرجائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہوجائیں گے بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں بلکہ اگر وہ سبب قتل بھی ہوئے ہوں۔ یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہوجائیں گے۔ **مثال** (۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا۔ (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا۔ اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مرگیا۔ (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگادی جس سے کوئی جل کر مرگیا۔

[1] وہو کل مکلف ای بالغ عاقل وخرج بذلک الصبی وخرج بقید العاقل المجنون مسلم احترز بہ عن الکافر طاہر ای لیس بہ جنابۃ ولا حیض ولا نفاس قتل ظلما بغیر حق بجارحۃ ای بما یوجب القصاص لم یجب بنفس القتل مال قید بہ لان من قتلہ مسلم خطاء او عمدا بالثقل او غیرہ فلیس بشہید لوجوب الدیۃ بقتلہ وکذا لو وجد مذبوحا ولم یعلم قاتلہ او وجد فی محلۃ مقتولا ولم یعلم قاتلہ لانہ لایدری قتل ظالما او مظلوما عمدا او خطاء بل قصاص حتی لو وجب المال بعارض کالصلح فی القتل العمد او قتل الاب ابنہ لا تسقط الشہادۃ لان نفس القتل لم یوجب الدیۃ بل یوجب القصاص وانما سقط للصلح او للشبہۃ ولم یرتث وکذا یکون شہیدا لو قتلہ باغ او حربی او قاطع طریق ولو تسببا او بغیر آلۃ جارحۃ فان مقتولہم شہید بای آلۃ قتلوہ ہذا اذا کان القتل مباشرۃ ومثالہ لو وطئت دابتہم مسلما او نفروا دابۃ مسلم فرمتہ او رموہ من السور او القوا علیہ حائطا او رموا بنار فاحرقوا سفینتہم ولو انفلتت دابۃ مشرک لیس علیہا احد فوطئت مسلما او رمی مسلم الی الکفار فاصاب مسلما او نفرت دابۃ مسلم من سواد الکفار او نفر المسلمون (بقیہ بر صفحہ ۹۴)

شرط (۶) اُس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو پس اگر مالی عوض مقرر ہوگا تب بھی اُس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔ **مثال** (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کردے۔ (۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلہ جارحہ سے قتل کردے مگر خطاءً مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے۔ (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکۂ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو۔ ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا اسلئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداءً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہوکر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہوجاویں گے۔ **مثال** (۱) کوئی شخص آلۂ جارحہ سے قصداً ظلماً مارا گیا لیکن قاتل میں اور ورثہ مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہوگئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداء میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا اسلئے یہاں شہید کے احکام جاری ہوجائیں گے۔ (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداءً قصاص ہی واجب ہوا تھا۔ مال ابتداءً واجب نہیں ہوا لیکن باپ کے احترام و عظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہوکر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہے۔ لہذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہوجاویں گے۔ **شرط (۷)** بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امر راحت و تمتع زندگی کا مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے خرید و فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئیں اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت ہوش و حواس میں گذرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملہ میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہوجائے گا اور اگر دینی معاملہ میں ہو تو خارج نہ ہوگا اگر کوئی شخص معرکۂ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہوجائے گا ورنہ نہیں لیکن یہ شخص اگر محاربہ میں مقتول ہوا ہے اور ہنوز حرب ختم نہیں ہوئی تو باوجود تمتعات مذکورہ کے بھی وہ شہید ہے

(بسلسلہ ص۹۳) منہم فالجؤہم الی خندق او نار او نحوہ جعلوا حولہم الشوک فمشی علیہ مسلم فمات بذلک لم یکن شہیداً او وجد جریحاً میتاً فی معرکتہم المراد بالجراحۃ علامۃ القتل کخروج الدم من عینہ او اذنہ او حلقہ صافیا لا من انفہ او ذکرہ او دبرہ او حلقہ جامداً و یغسل من وجد قتیلاً فی مصر او قریۃ فیما تجب فیہ الدیۃ ولو فی بیت المال کالمقتول فی جامع او شارع ولم یعلم قاتلہ او علم ولم یجب القصاص فان وجب کان شہیداً او قتل بحد او قصاص او جرح وارتث وذلک بان اکل او شرب او نام او تداوی ولو قلیلاً او اوی خیمۃ او مضی علیہ وقت صلوٰۃ وہو یعقل ویقدر علی ادائہا او نقل من المعرکۃ وہو یعقل سواء وصل حیاً او مات علی الایدی وکذا لو قام من مکانہ الی مکان اخر لخوف وطئ الخیل او اوصی بامور الدنیا وان بامور الاخرۃ لا یصیر مرتثاً او باع او اشتری او تکلم بکلام کثیر والافلا ہذا کلہ اذا کان بعد انقضاء الحرب ولو فیہا لا یصیر مرتثاً لشیئ مما ذکر وکل ذلک فی الشہید الکامل والا فالمرتث شہید الاخرۃ ۱۲ طحطاوی علی در المختار ص۳۸۵ ج۱

مسئلہ[1] جس شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کردیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو اُن کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اُتاریں ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑے زیادہ کردیئے جائیں اسی طرح اگر اُس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہئے۔ ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اُس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہئے۔ ٹوپی۔ جوتہ۔ ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا اور باقی سب احکام جو اور موتیٰ کے لئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب اُن کے حق میں بھی جاری ہوں گے اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جاوے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور مثل دوسرے مردوں کے نیا کفن بھی پہنایا جاوے گا۔

جنازے کے متفرق مسائل

مسئلہ[1] اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لئے اُس کی قبر کھولنا جائز نہیں ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کردینا چاہئے۔ **مسئلہ**[2] عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ **مسئلہ**[3] رونے والی عورتوں کا یا بیان کرنے والیوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔ **مسئلہ**[4] میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔ **مسئلہ**[5] اگر امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہئے کہ ان زائد تکبیروں میں اُس کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہیں جب امام سلام پھیرے تو خود بھی سلام پھیر دیں ہاں اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بلکہ مکبّر سے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں یہ خیال کرکے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں مکبر نقل کرچکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیر تحریمہ کہی ہو۔ **مسئلہ**[6] اگر کوئی شخص کشتی پر مرجائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہوجانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہئے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کرکے اس کو دریا میں ڈالدیں اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اُترنے کی امید ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کردیں۔ **مسئلہ**[7] اگر کسی شخص کو نماز جنازے کی

---

[1] وحکمہ ان لا یغسل و یصلی علیہ و یدفن بدمہ و ثیابہ و ینزع عنہ ما لیس من جنس الکفن نحو السلاح والجلود والفرو والحشو والخف والقلنسوۃ والسراویل و یزاد حتی یتم الکفن و ینقص ان کان زیادۃ علی سنۃ الکفن ۱۲ عالمگیری ص۱۶۸ ج۱

[2] واذا دفن المیت مستدبر القبلۃ واہالوا التراب علیہ فانہ لا ینبش لیجعل المستقبل القبلۃ بحر ص۲۰۸ ولو سوی علیہ اللبن ولم یہل علیہ التراب نزع اللبن ۱۲ عالمگیری ص۱۶۵ ج۱

[3] ویکرہ خروجہن تحریما ۱۲ در المختار ص۳۰۳

[4] واذا کان مع الجنازۃ نائحۃ او صائحۃ زجرت ۱۲ عالمگیری ص۱۶۲ ج۱

[5] لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ بانہ بدعۃ ۱۲ رد المختار

[6] ولو کبر امامہ خمسا لم یتبع فیمکث المؤتم حتی یسلم اذا سلم ہذا اذا سمع من الامام ولو من المبلغ تابعہ و نوی الافتتاح بکل تکبیرۃ لجواز ان تکبیرۃ الامام للافتتاح الآن واخطأ المبلغ ۱۲ طحطاوی علی در المختار ص۳۴۷ ج۱

[7] ومن مات فی سفینۃ وکان البر بعیدا یخیف الضرر یغسل ویکفن ویصلی علیہ ویلقی فی البحر ۱۲ مراقی الفلاح ص۱۰۱

[8] ۱۲ بحر الرائق ص۱۹۷ جلد دوم

وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف اللّٰھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات کہہ دینا کافی ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیروں پر اکتفا کی جائے تب بھی نماز ہو جائے گی اس لئے کہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔ **مسئلہ ۸** جب[1] قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔ مثال (۱) جس میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو۔ (۲) کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔ **مسئلہ ۹** اگر کوئی عورت[2] مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے۔ لیکن اگر مردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔ **مسئلہ ۱۰** قبل[3] دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لئے لے جانا خلاف اولیٰ ہے جبکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور بعد دفن کے نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔ **مسئلہ ۱۱** میت[4] کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔ **مسئلہ ۱۲** میت[5] کے اعزہ کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب اُن کو سنا کر اُن کو صبر پر رغبت دلانا اور ان کے اور نیز میت کے لئے دعا کرنا جائز ہے اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۳** اپنے[6] لئے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں قبر کا تیار رکھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۴** میت[7] کے کفن پر بغیر روشنائی کے ویسے ہی انگلی کی حرکت سے کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اس کے سینے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور پیشانی پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھنا جائز ہے۔ مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے اس لئے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہئے۔ **مسئلہ ۱۵** قبر[8] پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۶** ایک[9] قبر میں ایک سے زیادہ نعش کا دفن کرنا نہ چاہئے مگر بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے پھر اگر سب مردے مرد ہی مرد ہوں تو جو اُن سب میں

---

[1] ولا یخرج من القبر الا ان یکون الارض مغصوبۃ ای بعد ما اھیل التراب علیہ لا یجوز اخراجہ بغیر ضرورۃ یجوز نبشہ بحق الادمی کما اذا سقط فیہا متاعہ او کفن بثوب مغصوب او دفن فی ملک الغیر ۱۲ بحر ص ۲۱۰ ج ۲

[2] طحطاوی علی الدر المختار ص ۳۰۲ ج ۱

[3] ویستحب فی القتیل و المیت دفنہ فی المکان الذی مات فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن الی قدر میل او میلین فلا باس بہ ۱۲ عالمگیری ص ۹۶ ج ۱

[4] ولا باس بارثائہ بشعر وغیرہ لکن یکرہ الافراط فی مدحہ ولا سیما عند جنازتہ ۱۲ طحطاوی علی درص ۳۸۲ ج ۱

[5] عالمگیری ص ۱۶۷ ج ۱

[6] والذی ینبغی انہ لا یکرہ تھیئۃ نحو الکفن بخلاف القبر یکرہ ۱۲ طحطاوی علی الدر ص ۳۸۳

[7] لو کتب علی جبہۃ المیت او عمامتہ او کفنہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت واوصی بعضہم ان یکتب فی جبہتہ وصدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۲ طحطاوی علی الدر ص ۳۸۴ ج ۱

[8] یکرہ قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرۃ دون الیابس وندب وضع ذلک ای الجریدۃ الخضراء للاتباع ۱۲ رد ص ۹۴۶ ج ۱

[9] بحر ص ۲۰۹ ج ۲ عالمگیری ص ۱۶۶ ج ۱

افضل ہو اس کو آگے رکھیں باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھدیں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں تو مردوں کو آگے رکھیں اور اُن کے پیچھے عورتوں کو۔

مسئلہ ۱۷ قبروں[1] کی زیارت کرنا یعنی ان کو جاکر دیکھنا مَردوں کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتے میں کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعے کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرکے جانا بھی جائز ہے جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلاف شرع نہ ہو، جیسا آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

مسجد کے احکام

یہاں ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کہ اُن کا ذکر وقف کے بیان میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہم یہاں ان احکام کو بیان کرتے ہیں جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

مسئلہ ۱ مسجد[2] کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب کی حفاظت کے لئے دروازہ بند کرلیا جاوے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۲ مسجد[3] کی چھت پر پائخانہ۔ پیشاب یا جماع کرنا ایسا ہی ہے جیسا مسجد کے اندر۔

مسئلہ ۳ جس[4] گھر میں مسجد ہو اُس پورے گھر کو مسجد کا حکم نہیں۔ اسی طرح اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کے لئے مقرر کی گئی ہو۔

مسئلہ ۴ مسجد[5] کے درودیوار کا منقش کرنا اگر اپنے خاص مال سے ہو تو مضائقہ نہیں مگر محراب اور محراب والی دیوار پر مکروہ ہے اور اگر مسجد کی آمدنی سے ہو تو ناجائز ہے

مسئلہ ۵ مسجد[6] کے درودیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔

مسئلہ ۶ مسجد[7] کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بری بات ہے اور اگر نہایت ضرورت درپیش آئے تو اپنے کپڑے وغیرہ میں تھوک وغیرہ لے لے۔ مسئلہ مسجد[8] کے اندر وضو یا کلی وغیرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے مسئلہ جنب[9] اور حائض کو مسجد کے اندر جانا گناہ ہے۔

مسئلہ ۹ مسجد[10] کے اندر خرید وفروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی جائز نہیں۔ مگر وہ چیز مسجد کے اندر موجود نہ ہونا چاہئے۔

---

[1] وبزیارة القبور اسے ثابأس بہا بل تندب و تزار فی کل اسبوع الا ان الافضل یوم الجمعة السبت والاثنین والخمیس و بل تندب الرحلة لہا لم ار من صرح بہ من ائمتنا ۱۲ رد ص ۹۴۲ ج ۱

[2] کرہ غلق باب المسجد وقیل لاباس بغلق المسجد فی غیر اوان الصلوة صیانا لمتاع المسجد وہذا ہو الصحیح ۱۲ عالمگیری ص ۱۰۹ ج ۱

[3] و[4] وکرہ الوطی فوق المسجد والبول والتخلی فوق بیت فیہ مسجد اختلفو فی مصلی العید والجنازة الاصح انہ لایاخذ حکم المسجد ۱۲ عالمگیری ص ۱۰۹ ج ۱

[5] عالمگیری ص ۱۰۹ ج ۱

[6] لیس بمستحسن کتابة القرآن علی المحاریب والجدار ۱۲ طحطاوی علی الدر ص ۲۷۵ ج ۱

[7] و[8] یکرہ المضمضة والوضوء فیہ ولا یبزق فی المسجد لافوق البواری ولا تحت الحصیر فیاخذ النخامة بثوبہ ولا یلقیہا فی المسجد ولا یبزق علی اساطین المسجد ولا علی حیطانہ ۱۲ قاضیخان ص ۔۔ ج ۔۔

[9] ویحرم بالحیض والنفاس دخول مسجد لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا احل المسجد لجنب و[لا] حائض ۱۲ مراقی ص ۲۴

[10] ویکرہ کل عقد الا المعتکف لسترطہ وہو ان یبتاع بنفسہ اوعیالہ وان لا یحضر السلعة فی المسجد ۱۲ طحطاوی ص ۴۰۲ ج ۱

مسئلہ ۱۰ اگر کسی[۱] کے پیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اسکو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہے۔
مسئلہ ۱۱ مسجد[۲] کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے۔ ہاں اگر اس میں مسجد کا کوئی فائدہ ہو تو جائز ہے۔ مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گرجانیکا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی کو جذب کرلے گا۔
مسئلہ ۱۲ مسجد[۳] کو راستہ قرار دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو گاہے گاہے ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔
مسئلہ ۱۳ مسجد[۴] میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں اسلئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں دنیا کے کام نہ ہونا چاہئیں۔ حتی کہ جو شخص قرآن وغیرہ تنخواہ لیکر پڑھاتا ہو وہ بھی پیشہ والوں میں داخل ہے اس کو مسجد سے علیحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہئے۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔
تتمہ حصۂ دوم بہشتی زیور کا تمام ہوا آگے تتمہ حصہ سوم کا شروع ہوتا ہے۔

تتمہ حصہ سوم بہشتی زیور لنور محمدی

روزے کا بیان

مسئلہ ۱ ایک[۵] شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتی کہ اگر ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو اُن پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔ **مسئلہ ۲** اگر دو ثقہ[۶] آدمیوں کی شہادت سے رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں بعد تیس روزے پورے ہو جانے کے عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں دن افطار کرلیا جاوے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔ **مسئلہ ۳** اگر تیس[۷] تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ شب آئندہ کا سمجھا جائے گا۔ شب گذشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ رؤیت زوال سے پہلی ہو

[۱] تا [۴] ویکرہ مسح الرجل من طین والروغة باسطوانة المسجد او بحائط ویکرہ غرس الشجر فی المسجد لانہ یشبہ بالبیعة ویشتغل مکان الصلوة الا ان یکون فیہ منفعة للمسجد بان کانت الارض نزة لا یستقر اساطینها فیغرس فیہ الشجر لتقل النزة و لا یجوز ان یتخذ فی المسجد طریقا یمر فیہ من غیر عذر فان فعل بعذر جاز ویکرہ ان یخیط فی المسجد لانہ اعد للعبادة دون الاکتساب کذا الوراق والفقیہ اذا کتب باجرة او المعلم اذا علم الصبیان باجرة وان فعلوا بغیر اجر فلا باس بہ اذا قعد الرجل فی المسجد خیاطا یخیط فیہ و یحفظ المسجد عن الصبیان والدواب لا باس بہ ۱۲ قاضیخان ص۶۵ ج ۱۲

[۵] ولا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاهر الروایة و علیہ فتوی وبہ کان یفتی شمس الائمة قال لو رای اهل مغرب هلال رمضان یجب الصوم علی اهل مشرق ۱۲ عالمگیری ص۱۹۹ ج ۱۲

[۶] واذا شهد علی هلال رمضان شاهدان والسماء متغیمة وقبل القاضی شهادتهما وصاموا ثلثین یوما فلم یروا الهلال فیقول ان کانت السماء متغیمة یفطرون من الغد بالاتفاق وان کانت مصحیة یفطرون ایضا علی الصحیح ۱۲ عالمگیری ص۱۹۹ ج ۱۲

[۷] قاضی خان ص۱۹ جلد دوم ۱۲

یا زوال کے بعد۔ **مسئلہ ۴** جو[1] شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت شرعاً قابل اعتبار نہ قرار پائے اُس پر اُن دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۵** کسی[2] شخص نے بسبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھاپی لیا یا جماع کر لیا اور یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اس خیال سے قصداً کچھ کھاپی لیا تو اس کا روزہ اس صورت میں فاسد ہو جائے گا اور کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہے۔ اور اگر مسئلہ جانتا ہو اور پھر بھول کر ایسا کرنے کے بعد عمداً افطار کر دے تو جماع کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور کھانے کی صورت میں اس وقت بھی صرف قضا ہی ہے۔ **مسئلہ ۶** کسی[3] کو بے اختیار قے ہو گئی یا احتلام ہو گیا یا صرف کسی عورت وغیرہ کے دیکھنے سے انزال ہو گیا اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور عمداً اُس نے کھاپی لیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور صرف قضا لازم ہوگی نہ کفارہ اور اگر مسئلہ معلوم ہو کہ اس سے روزہ نہیں جاتا اور پھر عمداً افطار کر دیا تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ **مسئلہ ۷** مرد[4] اگر اپنے خاص حصے کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالے تو وہ چونکہ جوف تک نہیں پہنچتی اس لئے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۸** کسی[5] نے مردہ عورت سے یا ایسی کم سن نابالغہ لڑکی سے جس کے ساتھ جماع کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے جماع کیا یا کسی کو لپٹایا یا بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہو گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور کفارہ واجب نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۹** کسی[6] روزہ دار عورت سے زبردستی یا سونے کی حالت میں یا بحالتِ جنون جماع کیا تو عورت کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور عورت پر صرف قضا لازم آئے گی اور مرد بھی اگر روزہ دار ہو تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔ **مسئلہ ۱۰** وہ[7] شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں۔ رمضان کے اس ادائی روزہ میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمداً منہ کے ذریعہ سے جوف میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذت متصور ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتی کہ ایک تل کی برابر یا جماع کرے یا کرائے۔ لواطت بھی اسی حکم میں ہے۔ جماع میں خاص حصے کے سر کا داخل ہو جانا کافی ہے۔ منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں۔ ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہونگے۔ مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو۔ بہت کم سن لڑکی نہ ہو جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے۔ **مسئلہ ۱۱** اگر[8] کوئی شخص سر میں تیل ڈالے یا سرمہ لگائے یا مرد اپنے مشترک حصے کے سوراخ میں کوئی خشک چیز داخل کرے

[1] رجل رأی ہلال رمضان او الفطر و شہد ولم تقبل شہادتہ کان علیہ ان یصوم ۱۲ عالمگیری ص۱۹۵ ج ۱

[2] طحطاوی ص۳۵۱ ج ۱

[3] ولو ذرعہ القئ او احتلم فظن انہ یفطرہ فافطر لا کفارۃ علیہ ان علم ان ذٰلک لا یفطرہ فعلیہ الکفارۃ ۱۲ عالمگیری ص۲۰۶ ج ۱

[4] واذا قطر فی الحلیلہ لا یفسد صومہ ۱۲ عالمگیری ص۲۰۴ ج ۱

[5] وکذا اذا جامع بہیمۃ او میتۃ او ناکح بیدہ او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل لا یفسد صومہ وان انزل فی ہذہ الوجوہ کان علیہ القضاء دون الکفارۃ ۱۲ قاضی خاں ص۲۰۸ ج ۱

[6] او وطئت نائمۃ او مجنونۃ قضی فی الصور کلہا فقط اما الواطی فعلیہ القضاء والکفارۃ ۱۲

[7] اذا فعل المکلف الصائم مبیتا النیۃ فی اداء رمضان شیئا من المفسدات طائعا متعمدا غیر مضطر لزمہ القضاء ولزمہ الکفارۃ وہی الجماع فی احد السبیلین ہی الفاعل وان لم ینزل وعلی المفعول بہ وکذا الاکل والشرب وان قل سواء فی التفطر ما یتغذی بہ او یتداوی

۱۲ مراقی الفلاح ص۱۱۳ [8] طحطاوی علی الدر ص۴۵۱ ج ۱

اور اس کا سر باہر رہے یا تر چیز داخل کرے اور وہ موضع حقنہ تک نہ پہنچے تو چونکہ یہ چیز بن جوف تک نہیں پہنچتیں اس لئے روزہ فاسد نہ ہوگا اور نہ کفارہ واجب ہوگا نہ قضا اور اگر خشک چیز مثلاً روئی یا کپڑا وغیرہ مرد نے اپنی دُبر میں داخل کی اور وہ ساری اندر غائب کردی یا تر چیز داخل کی اور وہ موضع حقنہ تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی۔ مسئلہ ۱۲ ؁ جو لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے حقہ پئیں روزہ کی حالت میں تو ان پر بھی کفارہ اور قضا دونوں واجب ہوں گے۔ مسئلہ ۱۳ اگر کوئی ؁ عورت کسی نابالغ بچے یا مجنون سے جماع کرائے تب بھی اس کو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ مسئلہ ۱۴ ؁ جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا۔ مسئلہ ۱۵ ؁ سونے کی حالت میں منی کے خارج ہونے سے جس کو احتلام کہتے ہیں اگرچہ بغیر غسل کئے ہوئے روزہ رکھے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہو جائے جب بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ مسئلہ ۱۶ ؁ مرد کا اپنے خاص حصے کے سوراخ میں کوئی چیز مثل تیل یا پانی کے ڈالنا خواہ پچکاری کے ذریعہ سے یا ویسے ہی۔ یا سلائی وغیرہ کا داخل کرنا اگرچہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں روزے کو فاسد نہیں کرتا مسئلہ ۱۷ کسی ؁ شخص نے بسبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہیں رہا یا ابھی کچھ رات باقی تھی اس لئے جماع شروع کردیا یا کچھ کھانے پینے لگا اور بعد اس کے جیسے ہی روزے کا خیال آگیا یا جونہی صبح صادق ہوئی فوراً علیحدہ ہو گیا یا لقمے کو منہ سے پھینک دیا۔ اگرچہ بعد علیحدہ ہو جانے کے منی بھی خارج ہو جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ انزال احتلام کے حکم میں ہوگا۔ مسئلہ ۱۸ ؁ مسواک کرنے سے اگرچہ بعد زوال کے ہو تازی لکڑی سے ہو یا خشک سے روزے میں کچھ نقصان نہ آویگا مسئلہ ۱۹ عورت ؁ کا بوسہ لینا اور اس سے بغلگیر ہونا مکروہ ہے جب کہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو اور اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ مسئلہ ۲۰ کسی ؁ عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منھ میں لینا اور مباشرت فاحشہ یعنی خاص بدن برہنہ ملانا بدون دخول کے ہر حال میں مکروہ ہے خواہ انزال یا جماع کا خوف ہو یا نہیں۔ مسئلہ ۲۱ اگر کوئی ؁ مقیم بعد نیت صوم کے مسافر بن جائے اور تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزے کو فاسد کردے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا اسلئے کہ اس پر مسافر کا اطلاق نہ تھا گو وہ ٹھیرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں

ف ولو ادخل حلقه الدخان افطر ای دخان کان ولو من بین الدخان وشربه اشتاربه فی الصوم لاشک یفطر ویلزمه التکفیر لو ظن انفعاً وکذا دفعا شہوات بطن ۱۲ در درد ص۹ ج۲

ف ولو مکنت نفسها من صبی او مجنون فزنی بها فعلیها الکفارہ بالاتفاق ۱۲ عالمگیری ص۲۰ ج۱

ف اذ الافرق بین وطئہ عاقلة او غیرها ۱۲ رد المحتار ص۱۰۱ ج۲

ف وکذا الاحتلام وکذا اذا انظر الی امرأة فانزل او تفکر فامنی لاتفسد صومه ۱۲ قاضیخان ص۲۰ ج۱

ف واذا اقطر فی الاحلیل لا یفسد صومه عند ابی حنیفة رح ومحمد رح سواء اقطر فیه الماء او الدهن وهذا الاختلاف فیما اذا وصل المثانه ۱۲ عالمگیری ص۲۰ ج۱

ف اذا اولج قبل طلوع الفجر فلما خشی الصبح اخرجه فامنی بعد الصبح لاقضاء علیه وان بدأ بالجماع ناسیاً او اولج قبل طلوع الفجر والناسی تذکر ان نزع نفسه فی فوره لا یفسد صومه فی الصحیح ۱۲ عالمگیری ص۲۰

ف ولا باس بالسواک الرطب والیابس فی الغداة والعشی ۱۲ قاضیخان ص۲۰ ف ولا باس بالقبلة اذا امن علی نفسه من الجماع والانزال ویکره ان لم یامن ۱۲ عالمگیری ص۲ ج۱ ف عالمگیری ص۲ ج۱ ف عالمگیری ص۲ ج۱

ٹھیرا مسئلہ ۲۲ (سنہ) جماع کے اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک ہی کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اگرچہ دونوں کفارے دو رمضانوں کے ہوں۔ ہاں جماع کے سبب سے جو روزے فاسد ہوے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور دو رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علیحدہ دینا ہوگا اگرچہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔

لہ اس مسئلہ میں تین مسلک ہیں ایک یہ کہ قبل کفارہ مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے۔ دوم یہ کہ ایک رمضان میں مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے اور دو رمضان میں مطلقاً نہیں ہو سکتا۔ سوم یہ کہ کفارہ جماع میں مطلقاً تداخل نہیں ہو سکتا اور کفارہ غیر جماع میں مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے۔ بہشتی زیور میں مسلک دوم کو اختیار کیا ہے اور بہشتی گوہر میں مسلک سوم کو یہ اختلاف رائے مولوی احمد علی صاحب مؤلف بہشتی زیور و مولوی عبدالشکور صاحب مؤلف علم الفقہ ہے اور حضرت مولانا مدظلہ العالی نے تتمہ ثانیہ امداد الفتاوی صفحہ ۳ میں ایک سوال کے جواب میں مسئلہ بہشتی زیور کو غیر معلوم السند اور مسئلہ بہشتی گوہر کو مستند الی الدر المختار و رد المحتار خیال فرمایا ہے اور ہم نے اس کی اصلاح میں ثابت کیا ہے کہ مسئلہ بہشتی زیور ماخوذ از رد المحتار ہے اور وہی ان کے نزدیک راجح ہے فمن شاء التفصیل فلیراجع الی اصلاحاتنا المتعلقۃ بالتتمۃ المذکورۃ ۱۲ تصحیح الاغلاط۔ پھر بعد میں بہشتی گوہر کے مسلک پر بھی ترمیم کر دی گئی۔ اب حاصل مسئلہ کا یہ ہے کہ غیر جماع میں تو مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے اور جماع میں ایک رمضان کے کفارات متداخل ہو سکتے ہیں دو رمضان کے نہیں۔ کیونکہ جماع سے مطلقاً تداخل نہ ہونا خلاف ظاہر روایت ہے کما یظہر من الشامیۃ و مراقی الفلاح فلیراجع خلاصہ یہ کہ ظاہر روایت میں ایک رمضان کے کفارات متداخل ہو سکتے ہیں جبکہ ہنوز کوئی کفارہ ادا نہ کیا ہو دو رمضان کے متداخل نہیں ہو سکتے اور اس میں جماع و غیر جماع سب مساوی ہیں مگر ہم نے غیر جماع میں قول صحیح و معتمد کو لیا ہے ۱۲ ظفر احمد

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ ۱ (سنہ) اعتکاف کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں (۱) مسجد جماعت میں ٹھیرنا (۲) بہ نیت اعتکاف ٹھیرنا۔ پس بے قصد و ارادہ ٹھیر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لئے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے لہذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا۔ (۳) حیض و نفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا۔ مسئلہ ۲ سب (سنہ) سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے اُس کے بعد مسجد نبوی کا اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا اُس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو۔ اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔ مسئلہ ۳ (سنہ) اعتکاف کی تین قسمیں ہیں واجب، سنت مؤکدہ، مستحب۔ واجب ہے اگر نذر کی جائے نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا

لہ ولو جامع مراراً فی ایام من رمضان واحد ولم یکفر علیہ کفارۃ واحدۃ فلو جامع وکفر ثم جامع اخری فعلیہ کفارۃ اخری ولو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتان وان لم یکفر للاولی ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۲۹۶ ج ۲

لہ: الکون فی المسجد النیۃ شرطان للصحۃ کالاسلام والعقل والطہارۃ عن الجنابۃ والحیض والنفاس ۱۲ بحر صفحہ ۳۲۲ ج ۲

لہ: واما الافضل فان یکون فی المسجد الحرام ثم فی مسجد المدینۃ وہی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم مسجد بیت المقدس ثم مسجد الجامع ثم مساجد العظام التی کثر اہلہا ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۳۲۴ ج ۲

لہ: وہو ثلثۃ اقسام واجب بالنذر بلسانہ وبالشروع وبالتعلیق وسنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان ای سنۃ کفایۃ اذا قام بہا البعض ومستحب فی غیرہ من الازمنۃ ۱۲ طحطاوی علی الدر صفحہ ۴۷۲ ج ۱

معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائیگا تو میں اعتکاف کروں گا اور سنت مؤکدہ ہے رمضان کے اخیر عشرے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے مگر یہ سنت مؤکدہ بعض کے کرلینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی اور مستحب ہے اس عشرۂ رمضان کے اخیر عشرہ۔ کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔ **مسئلہ** [۱] اعتکاف واجب کے لئے صوم شرط ہے۔ جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ بھی لغو سمجھی جاوے گی۔ کیونکہ رات روزے کا محل نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی۔ روزے کا خاص اعتکاف کے لئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لئے کافی ہے مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لئے بھی کافی ہے۔ ہاں اس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے نفل روزے اس کے لئے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور بعد اس کے اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔ اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر علی الاتصال روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ **مسئلہ** [۲] اعتکاف مسنون میں تو روزہ ہونا ہی ہے اس لئے اس کے واسطے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔ **مسئلہ** [۳] اعتکاف مستحب میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں۔ **مسئلہ** [۴] اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ۔ اسلئے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرے میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔ **مسئلہ** [۵] حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔ اسلئے کہ اعتکاف مستحب کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں پس اس کی

---

[۱] وشرط صوم لصحة الاول وہو الواجب بالنذر اتفاقا فقط فلو نذر اعتکاف لیلۃ لم یصح وان نوی معہا الیوم لعدم محلیتہا للصوم اما لو نوی بہا الیوم صح بخلاف ما لو قال فی نذرہ لیلاً ونہاراً فانہ یصح وان لم یکن اللیل محلا للصوم لانہ یدخل اللیل بعا واعلم ان الشرط فی الصوم مراعاۃ وجودہ لا ایجادہ لشرط قصدا فلو نذر اعتکاف شہر رمضان لزمہ اجزاہ صوم رمضان عن صوم الاعتکاف لکن قالوا لو صام تطوعاً ثم نذر اعتکاف ذلک الیوم لم یصح لانعقادہ من اولہ تطوعا فتعذر جعلہ واجبا ولو لم یعتکف رمضان المعین قضی شہرا غیرہ بصوم مقصود فلو شرط الی الکمال الاصلی لم یجز فی رمضان اخر ولا فی واجب سوی قضاء رمضان الاول ۱۲ طحطاوی علی الدر ص ۴۷۲ ج ۱

[۲] وسکتوا عن بیان حکم مسنون لظہور انہ لا یکون بالصوم عادۃ رد المحتار ص ج ۲

[۳] اذا شرط للتطوع ایضاً ولا یشترط لہ الصوم علی من المذہب ۱۲ رد المحتار ص ۱۳۱ ج ۲

[۴] الا انہ ص ۲۵ ج ۱

[۵] وحرم علیہ ای علی المعتکف اعتکافا واجبا اما النفل فلہ الخروج لانہ منہی لا مبطل لان الخروج ہتم النفل ۱۲ طحطاوی ص ۴۷۳ ج ۱

قضا بھی نہیں - **پہلی قسم**[51] اعتکاف کی جگہ سے بے ضرورت باہر نکلنا ضرورت عام ہے خواہ طبعی ہو یا شرعی - طبعی جیسے پائخانہ پیشاب غسل جنابت - کھانا کھانا بھی ضرورت طبعی میں داخل ہے جبکہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو - شرعی ضرورت جیسے جمعے کی نماز - **مسئلہ ۹** جس[52] ضرورت کے لئے اپنے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے بعد اُس کے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس مسجد سے زیادہ قریب ہو - مثلاً پائخانہ کے لئے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے ہاں اگر اس کی طبیعت اپنے گھر سے مانوس ہو دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے - اگر جمعے کی نماز کے لئے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھیر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے - **مسئلہ ۱۰** بھولے[53] سے بھی اپنے اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں - **مسئلہ ۱۱** جو[54] عذر کثیر الوقوع نہ ہوں اُن کے لئے اپنے معتکف کو چھوڑ دینا منافی اعتکاف ہے - مثلاً کسی مریض کی عیادت کے لئے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے گو ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا - اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے لئے نکلے اور اُس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے کے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نماز جنازے میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں -

مسئلہ ۱۲ جمعے[55] کی نماز کے لئے ایسے وقت جاوے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور بعد نماز کے بھی سنت پڑھنے کے لئے ٹھیرنا جائز ہے اس مقدار وقت کا اندازہ اُس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے - اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں -

مسئلہ ۱۳ اگر[56] کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا - مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اس کو گرفتار کر لیجائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکالے - **مسئلہ ۱۴** اسی[57] طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرضخواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر معتکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا - **دوسری قسم**[58] اُن افعال کی جو اعتکاف میں ناجائز ہیں جماع وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر - ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا - جو افعال کہ

[51] و [52] ولا یخرج المعتکف من المسجد الا لحاجۃ لازمۃ شرعیۃ کالجمعۃ او الحاجۃ طبیعیۃ کالبول والغائط واذا خرج لبول او غائط لا یمکث فی منزلہ بعد الفراغ من الطہور ولو خرج المعتکف عن المسجد بغیر عذر ساعۃ بطل اعتکافہ ۱۲ قاضیخان صفحہ ۲۲۲ ج ۱ وقیل یخرج بعد الغروب للاکل والشرب وینبغی حملہ علی ما اذا لم یجد من یاتی لہ بہ فحینئذ یکون من الحوائج الضروریۃ کالبول والغائط ۱۲ بحر صفحہ ۳۲۷ ج ۲

[53] وکذا اذا خرج بغیر عذر ناسیا فسد اعتکافہ وان کان ساعۃ ۱۲ قاضیخان صفحہ ۲۲۲ ج ۱

[54] ولما لا یغلب کانجاء غریق وانہدام مسجد فمسقط للاثم لا للبطلان او خرج لہا ثم ذہب لعیادۃ مریض او صلوۃ جنازۃ من غیر ان یکون خرج لذلک قصداً فانہ جائز ۱۲ در ورد صفحہ ۱۳۳ ج ۲

[55] یخرج فی وقت یمکنہ ادراکہا وصلوۃ اربع قبلہا ورکعتان تحیۃ المسجد یحکم فی ذلک رایہ ان یجتہد فی خروج علی ادراک سماع الخطبۃ ۱۲ البحر صفحہ ۳۲۷ ج ۲

[56] وکذا اذا اخرجہ السلطان مکرہا او اخرجہ الغریم او خرج ہو لبول او غائط فحبسہ الغریم ساعۃ فسد اعتکافہ فی قول ابی حنیفۃ رح ۱۲ قاضیخان صفحہ ۲۲۲ ج ۱

[57] بحر صفحہ ۳۲۶ ج ۲

[58] بحر الرائق صفحہ ۳۲۶ جلد دوم

تابع جماع کے ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی حالتِ اعتکاف میں نا جائز ہیں۔ مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا تاوقتیکہ منی نہ خارج ہو ہاں اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا **مسئلہ ۵** حالت اعتکاف میں بضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا ہاں جو کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے مگر مبیع کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں۔ بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف ہو ہاں اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز ہے۔ **مسئلہ ۱۶** حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں بری باتیں زبان سے نہ نکالے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے۔ خلاصہ یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں۔

زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ ۱ سال گذرنا سب میں شرط ہے۔ **مسئلہ ۲** ایک قسم جانوروں کی جن میں زکوٰۃ فرض ہے سائمہ ہے اور سائمہ وہ جانور ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) سال کے اکثر حصے میں اپنے منہ سے چر کے اکتفا کرتے ہوں اور گھر میں ان کو کھڑے کر کے نہ کھلایا جاتا ہو اگر نصف سال اپنے منہ سے چر کے رہتے ہوں اور نصف سال اُن کو گھر میں کھڑے کر کے کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر گھاس اُن کے لئے گھر میں منگائی جاتی ہو خواہ وہ بقیمت یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ (۲) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لئے یا فربہ کرنے کے لئے رکھے گئے ہوں اگر دودھ اور نسل اور فربہی کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کے لئے یا سواری کے لئے تو پھر سائمہ نہ کہلائینگے،

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ ۱ سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ اونٹ یا اونٹنی یا گائے بیل، بھینسا

ف ویکرہ الصمت اذا اعتقدہ قربۃ اما اذا لم یعتقدہ قربۃ فلا یکرہ وہو انہ لا یتکلم الا بخیر یتخالف ما یکون ماثماً و یلازم قراءۃ القران والحدیث والعلم والتدریس و سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قصص الانبیاء و حکایات الصالحین و کتابت امور الدین ۱۲ بحر ص ۳۲۷ ج ۲

ف شرط وجوبہا حولان الحول علی المال ۱۲ عالمگیری ص ۱۷۵ ج ۱

ف والسائمۃ ہی التی تسام فی البراری لقصد الدر والنسل والزیادۃ فی السمن والثمن حتی لو اسیمت للحمل والرکوب لا للدر والنسل فلا زکاۃ فیہا وکذا اذا اسیمت للحم فان کانت تسام فی بعض السنۃ وتعلف فی البعض فان اسیمت فی اکثرہا فہی سائمۃ والا فلا ۱۲ عالمگیری ص ۱۷۶ ج ۱

ف المتولد من الظبی والغنم اذا کان الام من الغنم فہو من الغنم عندنا یجب فیہا الزکاۃ بعشر الام وکذا المتولد من البقر الاہلی والوحشی ۱۲ قاضیخان ص ۲۴۸ ج ۱

بکرا، بکری، بھیڑ دنبہ ہو۔ جنگلی جانوروں پر جیسے ہرن وغیرہ زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر تجارت کی نیت سے خرید کر رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں تو اگر ان کی ماں دیسی ہے تو وہ دیسی سمجھے جائیں گے اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے جائیں گے۔ **مثال** بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا ہو تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور نیل گاؤ اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔ **مسئلہ ۲** جو جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان میں اس کو تجارت کی نیت سے بیع کر دیا جائے تو اس سال اس کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی اور جب سے اس نے تجارت کی نیت کی اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہوگا۔ **مسئلہ ۳** جانوروں کے بچوں میں اگر وہ تنہا ہوں زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر ان کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو پھر ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جائے گی اور زکوٰۃ میں وہی بڑا جانور دیا جائے گا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی **مسئلہ ۴** وقف کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ **مسئلہ ۵** گھوڑوں پر جب وہ سائمہ ہوں اور نر و مادہ مخلوط ہوں زکوٰۃ ہے یا تو فی گھوڑا ایک دینار یعنی پونے تین روپے دیدے اور یا سب کی قیمت لگا کر اسی قیمت کا چالیسواں حصہ دیدے۔ **مسئلہ ۶** گدھے اور خچر پر جب کہ تجارت کے لئے نہ ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔

اونٹ کا نصاب

یاد رکھو کہ پانچ اونٹ میں زکوٰۃ فرض ہے اس سے کم میں نہیں۔ پانچ اونٹ میں ایک بکری اور دس میں دو اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار بکری دینا فرض ہے خواہ نر ہو یا مادہ مگر ایک سال سے کم نہ ہو اور درمیان میں کچھ نہیں۔ پھر پچیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو دوسرا برس شروع ہو اور چھبیس سے پینتیس تک کچھ نہیں پھر چھتیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو اور سینتیس سے پینتالیس تک کچھ نہیں پھر چھیالیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو چوتھا برس شروع ہو اور سینتالیس سے ساٹھ تک کچھ نہیں۔ پھر اکسٹھ اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو پانچواں برس شروع ہو اور باسٹھ سے پچھتر تک کچھ نہیں پھر چھہتر اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو تیسرا برس شروع ہو اور ستتر سے نوے تک کچھ نہیں پھر اکانوے اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو اور بانوے سے ایکسو بیس

---

۱ کما لو باع السائمة فی وسط الحول او قبله بیوم فانه یستقبل حولا اخر ۱۲ در ۳۹۵ ج ۱

۲ ولا فی الحملان و الفصلان والعجاجیل اما اذا کان مع الصغار کبیر فتجب بالاجماع فان هلکت الکبیرة لم توخذ ۱۲ بحر ۲۳۴ ج ۲

۳ لیس فی سوائم الوقف والخیل السبیلة زکاة لعدم الملک ۱۲ در ۳۹۵ ج ۱

۴ الخیل السائمة اذا کانت ذکوراً و اناثاً یجب فیها الزکاة ان شاء اعطی عن کل فرس دینارًا وان شاء قومها و اعطی ربع عشر قیمتها ۱۲ قاضیخان ۲۴۹ ج ۱

۵ والحمیر والبغال و الفهد والکلب المعلم انما تجب فیها الزکاة اذا کانت للتجارة ۱۲ عالمگیری ۱۷۵ ج ۱

۶ قاضیخان ۲۴۶

تک کچھ نہیں پھر جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنی اگر چار زیادہ ہیں تو کچھ نہیں جب زیادتی پانچ تک پہنچ جائے یعنی ایک سو پچیس ہو جائیں تو ایک بکری اور دو دو ادنٹنیاں جن کو چوتھا سال شروع ہو جائے۔ اسی طرح ہر پانچ میں ایک بکری بڑھتی رہے گی ایک سو چوالیس تک اور ایک سو پینتالیس ۱۴۵ ہو جائیں تو ایک دوسرے برس والی اونٹنی اور دو تین برس والی ایک سو انچاس ۱۴۹ تک اور ایک سو پچاس ہو جائیں تو تین اونٹنیاں چوتھے برس والی واجب ہوں گی جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو پھر نئے سرے سے حساب ہو گا یعنی پانچ اونٹوں میں چوبیس تک فی پانچ اونٹ ایک بکری تین چوتھے برس والی اونٹنی کے ساتھ اور پچیس میں ایک دوسرے برس والی اونٹنی اور چھتیس میں ایک تیسرے برس والی اونٹنی پھر جب ایک سو چھیانوے ہو جائیں تو چار تین برس والی اونٹنی دو سو تک پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو ہمیشہ اسی طرح حساب چلے گا جیسا کہ ڈیڑھ سو کے بعد سے چلا ہے۔

مسئلہ[۱] اونٹ کی زکوٰۃ میں اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہئے البتہ نر اگر قیمت میں مادہ کے برابر ہو تو درست ہے۔

گائے اور بھینس کا نصاب

گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں دونوں کا نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملا لیں گے۔ مثلاً بیس گائے ہوں اور دس بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کر لیں گے۔ مگر زکوۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوۃ میں گائے دی جائیگی اور اگر بھینس زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں بھینس دی جائے گی اور جو دونوں برابر ہوں تو قسم اعلیٰ میں جو جانور کم قیمت کا ہو یا قسم ادنیٰ میں جو جانور زیادہ قیمت کا ہو دیا جائے گا پس تیس گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو نر ہو یا مادہ تیس۳۰ سے کم میں کچھ نہیں اور تیس۳۰ کے بعد انتالیس تک بھی کچھ نہیں۔ چالیس گائے بھینس میں پورے دو برس کا بچہ نر یا مادہ۔ اکتالیس سے انسٹھ تک کچھ نہیں جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ کیوں کہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا اور

---

[۱] لا یجوز فیہا دفع الذکور کابن المخاض الا بطریق القیمۃ للاناث ۱۲ بحر ۲۳/۲۲

[۲] لیس فی اقل من ثلاثین من البقر صدقۃ فاذا کانت ثلاثین سائمۃ ففیہا تبیع او تبیعۃ وہی التی طعنت فی الثانیۃ ثم لیس فی الزیادۃ شیٔ حتی تبلغ اربعین ففی اربعین مسن او مسنۃ وہی التی طعنت فی الثالثۃ فاذا زادت علی الاربعین وجبت فی الزیادۃ بقدر ذلک الی ستین عند ابی حنیفۃ رح ففی الواحدۃ الزائدۃ ربع عشر مسنۃ و فی الاثنین نصف عشر مسنۃ وہذا روایۃ الاصل ثم فی الستین تبیعان او تبیعتان وبعد الستین یعتبر الاربعینات والثلاثینات فیجب فی کل اربعین مسن او مسنۃ وفی کل ثلاثین تبیع او تبیعۃ ففی سبعین مسن وتبیع و فی ثمانین مسنتان و فی تسعین ثلاثۃ اتبعۃ و فی مائۃ مسنۃ وتبیعتان و ان احتمل تقدیر المسنۃ والتبیعۃ فہو مخیر کمائۃ وعشرین مثلاً ان شاء ادی ثلاث مسناۃ وان شاء ادی اربعۃ اتبعۃ والجاموس کالبقر وعند الاختلاط یجب ضم بعضہا الی بعض لتکمیل النصاب ثم تؤخذ الزکوٰۃ من اغلبہا ان کان بعضہا اکثر من بعض وان لم یکن یؤخذ اعلی الادنی وادنی الاعلیٰ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۷۷ ج ۱

جب اسّی ہوجائیں تو دو برس کے دو بچے۔ کیونکہ اسّی میں چالیس کے دو نصاب ہیں اور نوّے میں ایک ایک برس کے تین بچے۔ کیونکہ نوّے میں تیس کے تین نصاب ہیں اور سَو میں دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا۔ کیونکہ سو میں دو نصاب تیس تیس کے اور ایک نصاب چالیس کا ہے۔ ہاں جہاں کہیں دونوں نصابوں کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہاں اختیار ہے چاہے جس کا اعتبار کریں مثلاً ایک سو بیس میں چار نصاب تو تیس کے ہیں اور تین نصاب چالیس کے پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کرکے ایک ایک برس کے چار بچے دیں خواہ چالیس کے نصاب کا اعتبار کرکے دو دو برس کے تین بچے دیں۔

بکری بھیڑ کا نصاب

زکوٰۃ[1] کے بارے میں بکری بھیڑ سب یکساں ہیں خواہ بھیڑ دمدار ہو جسکو دنبہ کہتے ہیں یا معمولی ہو اگر دونوں کا نصاب الگ الگ پورا ہو تو دونوں کی زکوٰۃ ساتھ دی جائیگی اور مجموعہ ایک نصاب ہوگا اور اگر ہر ایک کا نصاب پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملالینے سے نصاب پورا ہوجاتا ہے تو جب بھی دونوں کو ملالیں گے اور جو زیادہ ہوگا تو زکوٰۃ میں وہی جائے گا اور دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے چالیس بکری یا بھیڑ سے کم میں کچھ نہیں چالیس بکری یا بھیڑ میں ایک بکری یا بھیڑ چالیس کے بعد ایک سو بیس تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر ایک سو اکیس میں دو بھیڑ یا بکریاں اور ایک بائیس سے دو سو زائد میں کچھ نہیں پھر دو سو ایک میں تین بھیڑ یا بکریاں پھر تین سو ننانوے تک زائد میں کچھ نہیں پھر چار سو میں چار بکریاں یا بھیڑیں پھر چار سو سے زیادہ میں ہر سو میں ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوگی سو سے کم میں کچھ نہیں، **مسئلہ** بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر مادہ کی قید نہیں، ہاں ایک سال سے کم کا بچہ نہ ہونا چاہئے خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ[2] ۱ اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال کے ساتھ ملادے تو سب کی زکوٰۃ اس کو دینا ہوگی **مسئلہ**[3] ۲ اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی ہاں اگر وہ وصیت کرگیا ہو تو اس کا تہائی مال زکوٰۃ میں لے لیا جائے گا، گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ

---

[1] نصاب الغنم ضانا او معزا الا نہا سواء فی تکمیل النصاب اربعون وفیہا شاۃ تعم الذکر والانثی و فی مائۃ واحدی وعشرین شاتان وفی مائتین وواحدۃ ثلاث شیاہ وفی اربعمائۃ اربع شیاہ وما بینہما عفو ثم بعد بلوغہا اربعمائۃ فی کل مائۃ شاۃ الی غیر نہایۃ ویوخذ فی زکاتہا اے الغنم الثنی من الضان والمعز وہو ما تمت لہ سنۃ لا الجذع الا بالقیمۃ وہو ما اتی علیہ اکثرہا علی الظاہر وعنہ جواز الجذع من الضان وہو قولہما ۱۲ طحطاوی علی الدر منتقی ج ۱

[2] ولو خلط السلطان المال المغصوب بمالہ ملکہ فتجب الزکاۃ فیہ ویورث عنہ ۱۲ طحطاوی علی الدر منتقی ج ۱

[3] مات من علیہ الزکاۃ تسقط الزکاۃ ولا تصیر دینا فی الترکۃ الا انہ لو اوصی باداء الزکاۃ فیجب تنفیذ الوصیۃ من ثلث مالہ ۱۲ قاضیخان ص ۲۵۶ ج ۱

اپنی خوشی سے دیدیں لے لیا جائے گا۔ مسئلہ[۳] اگر ایک سال کے بعد قرضخواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کردے تو قرضخواہ کو زکوۃ اس ایک سال کی نہ دینا پڑے گی۔ ہاں اگر وہ مدیون مالدار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور دائن کو زکوۃ دینا پڑے گی کیونکہ زکوتی مال کے ہلاک کردینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔ مسئلہ فرض و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جب کہ مال، اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے اسی طرح اپنے کل مال کا صدقہ میں دیدینا بھی مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو اور اہل و عیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے مسئلہ اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کردیا جائے اور وہ شوہر کے گھر میں رخصت کردی جائے تو اگر وہ مالدار ہے تب تو اس کے مال میں صدقۂ فطر واجب ہے اور اگر مالدار نہیں تو دیکھنا چاہئے کہ اگر قابل خدمت شوہر کے یا اس کے موانست کے ہے تو اس کا صدقۂ فطر نہ باپ پر واجب ہے نہ شوہر پر نہ خود اس پر اور اگر وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے نہ ہو تو اس کا صدقۂ فطر اس کے باپ کے ذمے واجب رہے گا اور اگر شوہر کے گھر میں رخصت نہیں کی گئی تو گو وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

تتمہ حصہ سوم بہشتی زیور کا تمام ہوا حصہ چہارم کا تتمہ نہیں ہے آگے تتمہ حصہ پنجم کا شروع ہوتا ہے

تتمہ حصہ پنجم بہشتی زیور

بالوں کے متعلق احکام

مسئلہ[۱] پورے سر پر بال رکھنا نرمہ گوش تک یا کسی قدر اس سے نیچے سنت ہے اور اگر سر منڈائے تو پورا سر منڈوا دینا سنت ہے اور کتروانا بھی درست ہے مگر سب کتروانا اور آگے کی طرف کسی قدر بڑے رکھنا جو کہ آج کل کا فیشن ہے جائز نہیں اور اسی طرح کچھ حصہ منڈوانا کچھ رہنے دینا درست نہیں اسی سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل بابری رکھنی یا چندوا کھلوانے یا اگلے حصہ سر کے بال بغرض گلائی بنوانے کا جو دستور ہے درست نہیں، مسئلہ[۲] اگر بال بہت بڑھالئے تو عورتوں کی طرح جوڑا باندھنا درست نہیں، مسئلہ[۳] عورت کو سر منڈانا بال کتروانا

---

[۱] رجل له على رجل الف درهم فحال الحول عليه ثم ابرأ المديون من الدين سقطت عنه الزكاة ۱۲ قاضیخان ۲۵۹ ج ۱ لكن قيده في المحيط بكون المديون معسرا اما لو كان موسرا فهو استهلاك و هو تقييد حسن يجب حفظه ۱۲ بحر ۲۲۵ ج ۲

[۲] اعلم ان الصدقة تستحب بفاضل عن كفاية وان تصدق بما ينقص مؤنته اثم ومن اراد التصدق بماله كله وهو يعلم من نفسه حسن التوكل والصبر عن المسئلة فله ذلك والافلا يجوز ويكره لمن لا اصبر على الضيق ان ينقص نفقة نفسه عن الكفاية التامة ۱۲ رد المحتار ص ۷۱ ج ۲

[۳] لو زوج طفلة (اى الفقيرة اذ صدقة الغنية في مالها تزوجت اولا) الصالحة لخدمة الزوج الصغيرة لو سلمت لزوجها لا تجب فطرتها على ابيها لعدم المؤنة وهو صريح بانها لو لم تصلح لذلك لا تجب نفقتها على الزوج ولو اسكنها في بيته فتجب على ابيها فلا فطرة اما عليها فلفقرها واما على زوجها فلما سياتى في قوله لا عن زوجته واما على ابيها فلانه لا يمونها وان ولى عليها ۱۲ رد المحتار ص ۷۷ ج ۲

[۴] عالمگیری ص ۳۵۷ ج ۵

[۵] ولا باس للرجل ان يحلق وسط راسه ويرسل شعره من غير ان يفتله وان فتله فذلك مكروه ۱۲ عالمگیری ص ۳۵۷ ج ۵ [۶] قطعت شعر راسها اثمت ولعنت ۱۲ رد ص ۲۴۰ ج ۵

حرام ہے حدیث میں لعنت آئی ہے۔ مسئلہ لبوں[1] کا کترِوانا اس قدر کہ لب کے برابر ہوجائے سنت ہے اور منڈانے میں اختلاف ہے بعضے بدعت کہتے ہیں بعضے اجازت دیتے ہیں۔ لہذا نہ منڈانے میں احتیاط ہے۔ مسئلہ ۵ مونچھ[2] دونوں طرف دراز رہنے دینا درست ہے بشرطیکہ لبیں دراز نہ ہوں۔ مسئلہ ۶ داڑھی[3] منڈانا کترِوانا حرام ہے۔ البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کا کترِوا دینا درست ہے۔ اسی طرح چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر ہوجائے درست ہے۔ مسئلہ ۷ رخسارے[4] کی طرف جو بال بڑھ جاویں ان کو برابر کردینا یعنی خط بنوانا درست ہے اسی طرح اگر دونوں ابرو کسی قدر لے لی جاویں اور درست کردی جاویں یہ بھی درست ہے مسئلہ ۸ حلق[5] کے بال منڈوانا نہ چاہئے مگر ابویوسف سے منقول ہے کہ اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ ۹ ریش[6] بچہ کے جانبین لب زیرین کے بال منڈوانے کو فقہا نے بدعت لکھا ہے اسلئے نہ چاہئے۔ اسی طرح گدی کے بال بنوانے کو بھی فقہا نے مکروہ لکھا ہے مسئلہ ۱۰ بغرض[7] زینت سفید بال کا چننا ممنوع ہے البتہ مجاہد کو دشمن پر رعب و ہیبت ہونے کے لئے دور کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ ۱۱ ناک[8] کے بال اکھیڑنا نہ چاہئے قینچی سے کتر ڈالنا چاہئے مسئلہ ۱۲ سینہ[9] اور پشت کے بال بنانا جائز ہے مگر خلاف ادب اور غیر اولیٰ ہے مسئلہ ۱۳ موئے[10] زیر ناف میں مرد کیلئے استرے سے دور کرنا بہتر ہے مونڈتے وقت ابتداء ناف کے نیچے سے کرے اور ہڑتال وغیرہ کوئی اور دوا لگاکر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کے لئے موافق سنت کے یہ ہے کہ چٹکی یا چمٹی سے دور کرے استرہ نہ لگے مسئلہ ۱۴ موئے[11] بغل میں اولیٰ تو یہ ہے کہ موچنے وغیرہ سے دور کئے جاویں اور استرے سے منڈوانا بھی جائز ہے مسئلہ ۱۵ اس کے علاوہ اور تمام بدن کے بالوں کا مونڈنا رکھنا دونوں درست ہے۔ مسئلہ ۱۶ پیر[12] کے ناخن دور کرنا بھی سنت ہے البتہ مجاہد کے لئے دارالحرب میں ناخن اور مونچھ کا نہ کٹوانا مستحب ہے۔ مسئلہ ۱۷ ہاتھ[13] کے ناخن اس ترتیب سے کترِوانا بہتر ہے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بہ ترتیب کترِوا کر بائیں چھنگلیا سے بہ ترتیب کٹوا دے اور دائیں انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیوں میں دائیں چھنگلیا سے شروع کرکے بائیں چھنگلیا پر ختم کرے یہ ترتیب بہتر ہے اور اولیٰ ہے۔ اس کے خلاف بھی درست ہے۔ مسئلہ ۱۸ کٹے[14] ہوئے ناخن اور بال دفن کردینا چاہئے دفن نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ ڈالدے یہ بھی جائز ہے۔ مگر نجس گندی جگہ نہ ڈالے اس سے بیمار ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ مسئلہ ۱۹ ناخن[15] کا دانت سے

---

[1] حلق الشارب بدعة و قیل سنة والقصر منه حتی یوازی الحرف الاعلی من الشفة العلیا سنة بالاجماع ۱۲ شامی ص۲۴۰ ج ۵

[2] وکان بعض السلف یترک سبالیه هما اطراف الشوارب ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵

[3] عالمگیری ص۳۵۸ ج۵

[4] ولا باس باخذ الحاجبین وشعر وجهه مالم یشبه بالمخنث ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵

[5] ولا یحلق شعر حلقه وعن ابی یوسف رح لا باس به ۱۲ رد المحتار ص۲۴۰ ج۵

[6] ونتف الفنیکین بدعة وهما جانبا العنفقة وهی شعر الشفة السفلی ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵

[7] نتف الشیب مکروه للتزیین لا لترهیب العدو ۱۲ عالمگیری ص۳۵۹ ج۵

[8] و [9] ولا ینتف انفه لان ذلک یورث الاکلة وفی حلق شعر الصدر والظهر ترک الادب ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج ۵

[10] در و رد ص۲۴۱ ج ۵

[11] وفی الابط یجوز الحلق و النتف اولی ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵

[12] عالمگیری ص۳۵۸ ج۵

[13] وینبغی ان یکون ابتداء قص الاظافیر من الید الیمنی وکذا الانتهاء بها فیبدا بسبابة الید الیمنی ویختم بابهامه فی الرجل یبداء بخنصر الیمنی ویختم بخنصر الیسری ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج۵

[14] عالمگیری ص۳۵۸ ج۵

[15] قطع الظفر بالاسنان مکروه یورث البرص حلق الشعر حالة الجنابة مکروه وکذا قص الاظافیر ۱۲ عالمگیری ص۳۵۸ ج ۵

کاٹنا مکروہ ہے اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔ **مسئلہ ۲۰** حالت جنابت میں بال بنانا ناخن کاٹنا موئے زیر ناف وغیرہ دور کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۲۱** ہر ہفتے میں ایک مرتبہ موئے زیر ناف موئے بغل لبیں ناخن وغیرہ دور کر کے نہا دھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے کہ قبل نماز جمعہ فراغت کر کے نماز کو جاوے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرہویں دن سہی انتہا درجہ چالیسویں دن اس کے بعد رخصت نہیں۔ اگر چالیس دن گذر گئے اور امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گنہگار ہوگا

شفعہ کا بیان

مسئلہ ۱ جس وقت شفیع کو خبر بیع کی پہنچی اگر فوراً منھ سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ پھر اس شخص کو دعوے کرنا جائز نہیں۔ حتی کہ اگر شفیع کے پاس خط پہنچا اس کے شروع میں یہ خبر لکھی ہے کہ فلاں مکان فروخت ہوا اور اس وقت اس نے زبان سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا یہانتک کہ تمام خط پڑھ گیا اور پھر کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو اس کا شفعہ باطل ہو گیا۔ **مسئلہ ۲** اگر شفیع نے کہا کہ مجھ کو اتنا روپیہ دو تو اپنے حق شفعہ سے دستبردار ہو جاؤں تو اس صورت میں چونکہ اپنا حق ساقط کرنے پر رضامند ہو گیا۔ اس لئے شفعہ تو ساقط ہوا لیکن چونکہ یہ رشوت ہے اس لئے یہ روپیہ لینا دینا حرام ہے **مسئلہ ۳** اگر ہنوز حاکم نے شفعہ نہیں دلایا تھا کہ شفیع مر گیا اس کے وارثوں کو شفعہ نہ پہنچے گا اور اگر خریدار مر گیا شفعہ باقی رہے گا، **مسئلہ ۴** شفیع کو خبر پہنچی کہ اس قدر قیمت کو مکان بکا ہے اس نے دست برداری کی پھر معلوم ہوا کہ کم قیمت کو بکا ہے اس وقت شفعہ لے سکتا ہے اسی طرح پہلے سنا تھا کہ فلاں شخص خریدار ہے۔ پھر سنا کہ نہیں بلکہ دوسرا خریدار ہے یا پہلے سنا تھا کہ نصف بکا ہے پھر معلوم ہوا کہ پورا بکا ہے ان صورتوں میں پہلی دستبرداری سے شفعہ باطل نہ ہوگا

مزارعت یعنی کھیتی کی بٹائی اور مساقاۃ یعنی پھل کی بٹائی کا بیان

مسئلہ ۱ ایک شخص نے خالی زمین کسی کو دے کر کہا کہ تم اس میں کھیتی کرو جو پیدا ہوگا۔ اس کو فلاں نسبت سے تقسیم کر لیں گے یہ مزارعت ہے اور جائز ہے۔ **مسئلہ ۲** ایک شخص نے باغ لگایا اور دوسرے شخص سے کہا کہ تم اس باغ کو سینچو خدمت کرو جو پھل آوے گا خواہ ایک دو

ف۱ دیکھو حاشیہ ف۱ ص۱۰۱
ف۲ ویستحب حلق عانتہ تنظیف بدنہ (بنحو ازالۃ الشعر من ابطیہ) بالاغتسال فی کل اسبوع مرۃ و الافضل یوم الجمعۃ وجاز فی کل خمسۃ عشر وکرہ ترکہ تحریما والاعذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید ۱۲ درو رد ص۴۲۵ ج ۵
ف۳ دیوان یطلبہا کما علم حتی لو بلغ الشفیع البیع و لم یطلب شفعۃ بطلت الشفعۃ ولو اخبر بکتاب الشفعۃ فی اولہ او فی وسطہ فقرأ الکتاب الی اخرہ بطلت شفعۃ ۱۲ ہدایہ ص۳۳۱ ج ۴
ف۴ ہدایہ ص۳۴۳ ج ۴
ف۵ واذا مات الشفیع بطلت شفعۃ معناہ اذا مات بعد البیع قبل القضاء بالشفعۃ وان مات المشتری لم تبطل ۱۲ ہدایہ ص۳۴۴ ج ۴
ف۶ ولو اخبر ان الثمن الف درہم فسلم ثم تبین ان الثمن مائۃ دینار قیمتہا الف درہم او اکثر فعندنا ہو علی شفعتہ ان کانت قیمتہا اقل من الالف و اذا قیل لہ ان المشتری فلان فسلم الشفعۃ ثم علم انہ غیرہ فلہ شفعہ و لو اخبر بشراء النصف الدار فسلم ثم ظہر ان المشتری اشتری الکل فلہ الشفعہ ۱۲ عالمگیری ص۱۸۶ ج ۵
ف۷ وشرعا ہی عقد علی الزرع ببعض الخارج ولا تصح عند الامام وعندہما تصح وبہ یفتی ۱۲ در المختار ص۲۶۱ ج ۵ ف۸ ہدایہ ص۳۶۵ ج ۴

سال یادس بارہ سال تک نصفا نصف یا تین تہائی تقسیم کرلیا جاوے گا یہ مساقاۃ ہے اور یہ بھی جائز ہے۔ مسئلہ ۳ مزارعت کی درستی کے لئے اتنی شرطیں ہیں نمبر (۱) زمین کا قابل زراعت ہونا۔ (۲) زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا (۳) مدت زراعت کا بیان کرنا۔ (۴) بیج کا بیان کر دینا کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا۔ (۵) جنس کاشت کا بیان کر دینا کہ گیہوں ہونگے یا جَو مثلاً (۶) کسان کے حصے کا ذکر ہو جانا کہ کل پیداوار میں کس قدر ہوگا۔ (۷) زمین کو خالی کرکے کسان کے حوالہ کرنا (۸) زمین کی پیداوار میں کسان اور مالک کا شریک رہنا۔ (۹) زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے یا ایک کی فقط زمین اور باقی چیزیں دوسرے کے متعلق ہوں۔ مسئلہ ۴ اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو مزارعت فاسد ہو جائے گی۔ مسئلہ ۵ مزارعت فاسدہ میں سب پیداوار بیج والے کی ہوگی اور دوسرے شخص کو اگر وہ زمین والا ہے تو زمین کا کرایہ موافق دستور کے ملیگا اور اگر وہ کاشتکار ہے تو مزدوری موافق دستور کے ملے گی مگر یہ مزدوری اور کرایہ اس قدر سے زیادہ نہ دیا جائے گا جو آپس میں دونوں کے ٹھیر چکا تھا یعنی اگر مثلاً بالمناصفہ مزارعت ٹھیری تھی تو کل پیداوار کی نصف سے زیادہ نہ دیا جائے گا۔ مسئلہ ۶ بعد معاملہ مزارعت کے اگر دونوں میں سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اس سے بزور کام لیا جائے گا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اس پر زبردستی نہ کی جائے گی۔ مسئلہ ۷ اگر دونوں عقد کرنے والوں میں سے کوئی مر جائے تو مزارعت باطل ہو جائے گی۔ مسئلہ ۸ اگر مدت معینہ مزارعت کی گذر جائے اور کھیتی پکی نہ ہو تو کسان کو زمین کی اجرت اس جگہ کے دستور کے موافق دینی ہوگی ان زائد ایام کی عوض میں۔ مسئلہ ۹ بعض جگہ دستور ہے کہ بٹائی کی زمین میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے اس کو تو حسب معاہدہ باہم تقسیم کر لیتے ہیں اور جو اجناس چری وغیرہ پیدا ہوتی ہے اس کو تقسیم نہیں کرتے بلکہ بیگھوں کے حساب سے کاشتکار سے نقد لگان وصول کرتے ہیں سو ظاہراً تو بوجہ اس کے کہ یہ شرط خلاف مزارعت ہے ناجائز معلوم ہوتا ہے مگر اس تاویل سے کہ اس قسم کی اجناس کو پہلے ہی سے خارج از مزارعت کہا جائے اور باعتبار عرف کے معاملہ سابقہ میں یوں تفصیل کی جائے کہ دونوں کی مراد یہ تھی کہ فلاں اجناس میں عقد مزارعت کرتے ہیں اور فلاں اجناس میں زمین بطور اجارہ کے دی جاتی ہے۔ اس طرح جائز ہو سکتا ہے مگر اس میں جانبین کی رضامندی شرط ہے۔ مسئلہ ۱۰ بعض زمینداروں کی

---

۳ تا ۴ وعندہما تصح وبہ یفتی بشروط ثمانیۃ صلاحیۃ الارض للزراعۃ واہلیۃ العاقدین وذکر المدۃ وذکر رب البذر وذکر جنسہ وذکر قسط العامل الآخر وبشرط التخلیۃ بین الارض ولو مع البذر والعامل و بشرط الشرکۃ فی الخارج وکذا صحت لو کان الارض والبذر لزید والبقر والعمل للآخر او الارض لہ والباقی للآخر او العمل لہ والباقی للآخر فہذہ الثلاثۃ جائزۃ و بطلت فی اربعۃ اوجہ لو کان الارض والبقر لزید الخ ویجبر من ابی علی المضی الا رب البذر فلا یجبر قبل القائہ وبعدہ یجبر ومتی فسدت فالخارج لرب البذر لانہ انما ملکہ ویکون للآخر اجر مثل عملہ او ارضہ ولا یزاد علی الشرط بالغا ما بلغ عند محمد رح در المختار ص ۲۷۵ ج ۵

۵ و ۶ واذا مات احد المتعاقدین بطلت المزارعۃ واذا انقضت مدۃ المزارعۃ والزرع لم یدرک کان علی المزارع اجر مثل نصیبہ من الارض الی ان یستحصد ۱۲ ہدایہ ص ۳۶۲ ج ۴

۷ ہکذا تستنبط من العالمگیری ص ۱۳ ج ۵

۸ تفصیلہ فی الشامی ۱۲

عادت ہے کہ علاوہ اپنے حصہ بٹائی کے کاشتکار کے حصہ میں سے کچھ اور حقوق ملازموں اور کمینوں کے بھی نکالتے ہیں سو اگر بالمقطع ٹھیرالیا کہ ہم دو من یا چار من ان حقوق کا لیں گے یہ تو ناجائز ہے اور اگر اس طرح ٹھیرایا کہ ایک من میں ایک سیر مثلاً تو یہ درست ہے **مسئلہ** [۱۱] بعض[۱] لوگ اس کا تصفیہ نہیں کرتے کہ کیا بویا جائے گا پھر بعد میں تکرار و قضیہ ہوتا ہے یہ جائز نہیں یا تو اس تخم کا نام تصریحاً لے لے یا عام اجازت دیدے کہ جو چاہے بونا۔ **مسئلہ** [۱۲] بعض[۲] جگہ رسم ہے کہ کاشتکار زمین میں تخم پاشی کر کے دوسرے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ شرط ٹھیرتی ہے کہ تم اس میں محنت و خدمت کرو جو کچھ حاصل ہوگا ایک تہائی مثلاً ان محنتیوں کا ہوگا سو یہ بھی مزارعت ہے جس جگہ زمیندار اصلی اس معاملہ کو نہ روکتا ہو وہاں جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ **مسئلہ** [۱۳] اس اوپر کی صورت میں بھی مثل صورت سابقہ عرفاً تفصیل ہے بعض اجناس تو ان عاملوں کو بانٹ دیتے ہیں اور بعض میں فی بیگہ کچھ نقد دیتے ہیں پس اس میں بھی ظاہراً وہی شبہ عدم جواز کا اور وہی تاویل جواز کی جاری ہے (ق) **مسئلہ** [۱۴] اجارہ[۳] یا مزارعت میں بارہ سال یا کم و بیش مدت تک زمین سے منتفع ہو کر موروثیت کا دعوے کرنا جیسا اس وقت رواج ہے محض باطل اور حرام اور ظلم و غصب ہے۔ بدون طیب خاطر مالک کے ہرگز اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں اگر ایسا کیا تو اس کی پیداوار بھی خبیث ہے اور کھانا اس کا حرام ہے۔ **مسئلہ** [۱۵] مساقاۃ[۴] کا حال سب باتوں میں مثل مزارعت کے ہے **مسئلہ** [۱۶] اگر پھل[۵] لگے ہوئے درخت پرورش کو دے اور پھل ایسے ہوں کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے اور اگر ان کا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقاۃ درست نہ ہوگی جیسے مزارعت کہ کھیتی تیار ہونے کے بعد درست نہیں **مسئلہ** [۱۷] اور[۶] عقد مساقات جب فاسد ہو جائے تو پھل سب درخت والے کے ہونگے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملیگی جس طرح مزارعت میں بیان ہوا۔

نشے دار چیزوں کا بیان

مسئلہ [۱] جو چیز[۷] پتلی بہنے والی نشہ دار ہو خواہ شراب ہو یا تاڑی اور کچھ اس کے زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہو اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اگرچہ اس قلیل مقدار سے نشہ نہ ہو۔ اسی طرح دوا میں استعمال کرنا خواہ پینے میں یا لیپ کرنے میں نیز ممنوع ہے خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصلی ہیئت پر رہے خواہ کسی تصرف سے دوسری شکل ہو جائے ہر حال میں ممنوع ہے یہاں سے انگریزی

[۱] ومنہا ان یکون معلومۃ وہو ان یبین ما یزارع الا اذا قال لہ ازرع فیہا ما شئت فیجوز ان یزرع ما شاء ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۴۰ ج ۵

[۲] اذا اراد المزارع ان یدفع الارض الی غیرہ مزارعۃ فان کان البذر من قبل رب الارض لیس لہ ان یدفع الارض الی غیرہ مزارعۃ الا ان اذن لہ رب الارض بذلک نصاً او دلالۃ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۵۱ ج ۵

[۳] واما مجرد وضع الید علی الدکان ونحوہا وکونہ یستاجرہا عدۃ سنین بدون شئی مما ذکر فہو غیر معتبر فللموجر اخراجہا من یدہ اذا مضت مدۃ اجارتہ وایجارہا لغیرہ ۱۲ شامی صفحہ ۲۵ ج ۵

[۴] والکلام فیہا کالکلام فی المزارعۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۶۵ ج ۴

[۵] و [۶] فان دفع نخلاً فیہ ثمر مساقاۃ والثمر یزید بالعمل جاز وان کانت قد انتہت لم یجز واذا فسدت المساقات فللعامل اجر مثلہ لانہ فی معنی الاجارۃ الفاسدۃ وصارت کالمزارعۃ اذا فسدت ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۶۶ ج ۴

[۷] واما ما ہو حرام بالاجماع فہو الخمر والسکر من کل شراب انہ یحرم شرب قلیلہا وکثیرہا وعدم الانتفاع بہا للتداوی وغیرہ ولا یداوی جرحاً فی بدنہ او دبر دابتہ ولا یسقی الصبی والذمی والاثم علی من سقاہما ۱۲ عالمگیری صفحہ ۴۱۱ ج ۵

دواؤں کا حال معلوم ہو گیا جن میں اکثر اس قسم کی چیزیں ملائی جاتی ہیں۔ **مسئلہ**[۲] اورجو چیز نشہ دار ہو مگر پتلی نہ ہو بلکہ اصل سے منجمد ہو جیسے تمباکو، جائفل، افیون وغیرہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جو مقدار بالفعل نشہ پیدا کرے یا اس سے ضرر شدید ہو وہ تو حرام ہے اور جو مقدار نشہ نہ لائے نہ اس سے کوئی ضرر پہنچے وہ جائز ہے۔ اور اگر ضماد وغیرہ میں استعمال کیا جائے تو کچھ بھی مضائقہ نہیں

شرکت کا بیان

شرکت[۲] دو طرح کی ہے ایک شرکت املاک کہلاتی ہے جیسے ایک شخص مر گیا اور اس کے ترکہ میں چند وارث شریک ہیں یا روپیہ ملا کر دو شخصوں نے ایک چیز خرید کی یا ایک شخص نے دو شخصوں کو کوئی چیز ہبہ کر دی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ کسی کو کوئی تصرف بلا اجازت دوسرے شریک کے جائز نہیں۔ دوسری شرکت عقود ہے یعنی دو شخصوں نے باہم معاہدہ کیا کہ ہم تم شرکت میں تجارت کریں گے اس شرکت کے اقسام و احکام یہ ہیں **مسئلہ**[۱] ایک قسم شرکت عقود کی شرکت عنان ہے یعنی دو شخصوں نے تھوڑا تھوڑا روپیہ بہم پہنچا کر اتفاق کیا کہ اس کا کپڑا یا غلہ یا اور کچھ خرید کر تجارت کریں۔ اس میں یہ شرط ہے کہ دونوں کا راس المال نقد ہو خواہ روپیہ یا اشرفی یا پیسے۔ سو اگر دونوں آدمی کچھ اسباب غیر نقد شامل کر کے شرکت سے تجارت کرنا چاہیں یا ایک کا راس المال نقد ہو اور دوسرے کا غیر نقد یہ شرکت صحیح نہیں ہوگی۔ **مسئلہ**[۲] شرکت عنان میں جائز ہے کہ ایک کا مال زیادہ ہو ایک کا کم اور نفع کی شرکت باہمی رضامندی پر ہے یعنی اگر یہ شرط ٹھیرے کہ مال تو کم و زیادہ ہے مگر نفع برابر تقسیم ہو گا یا مال برابر ہے مگر نفع تین تہائی ہو گا تو بھی جائز ہے۔ **مسئلہ**[۳] اس شرکت عنان میں ہر شریک کو مال شرکت میں ہر قسم کا تصرف متعلق تجارت کے جائز ہے بشرطیکہ خلاف معاہدہ نہ ہو۔ لیکن ایک شریک کا قرض دوسرے سے نہ مانگا جائے گا۔ **مسئلہ**[۴] اگر بعد قرار پانے اس شرکت کے کوئی چیز خریدی نہیں گئی اور مال شرکت تمام یا ایک شخص کا مال تلف ہو گیا تو شرکت باطل ہو جائیگی اور ایک شخص بھی کچھ خرید چکا ہے اور پھر دوسرے کا مال ہلاک ہو گیا تو شرکت باطل نہ ہو گی مال خرید دونوں کا ہو گا اور جس قدر اس مال میں دوسرے شریک کا حصہ ہے اس حصے کے موافق زر ثمن اس دوسرے شریک سے وصول کر لیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص کے دس روپے تھے اور دوسرے کے پانچ۔ دس روپے والے نے مال خرید لیا تھا اور پانچ روپے والے

[۱] و یحرم اکل البنج والحشیشۃ والافیون بل الصواب الحرام صاحب الہدایہ وغیرہ اباحۃ قلیلہ للتداوی ونحوہ و من صرح بحرمتہ اراد بہ القدر المسکر منہ یدل علیہ مافی غایۃ البیان عن شرح شیخ الاسلام اکل قلیل السقمونیا و البنج مباح للتداوی و مازاد علی ذلک اذا کان یقتل او یذہب العقل حرام فہذا صریح فیما قلنا مؤید لما سابقا بحثنا من تخصیص ما مران ما اسکر کثیرہ حرام قلیلہ بالمائعات وہکذا یقال فی غیرہ من الاشیاء الجامدۃ المضرۃ فی العقل وغیرہ یحرم تناول القدر المضر منہا دون القلیل وان حرمتہا لیست لعینہا بل لضررہا ۱۲ شامی ص۴۵۸ ج ۵

[۲] الشرکۃ ضربان شرکۃ املاک وشرکۃ عقود فشرکۃ الاملاک العین یرثہا رجلان ویشتریانہا فلا یجوز لاحدہما ان یتصرف فی نصیب الآخر الا باذنہ والضرب الثانی شرکۃ العقود وہوان یقول احدہما شارکتک فی کذا وکذا ویقول قبلت ثم ہی (ای العقود) اربعۃ اوجہ مفاوضۃ وعنان وشرکۃ الصنائع وشرکۃ الوجوہ ۱۲ ہدایہ ص۵۸۶ ج۲۔ [۳] دیکھو ص۱۱۴

کے روپے ضائع ہوگئے سو پانچ روپے والا اس مال میں ثلث کا شریک ہے اور دس روپے والا اس سے دس روپے کا ثلث نقد واپس کرلے گا یعنی تین روپے پانچ آنے چار پائی اور آئندہ یہ مال شرکت پر فروخت ہوگا۔ **مسئلہ** [۵] اس شرکت میں دونوں شخصوں کو مال کا مخلوط کرنا ضرور نہیں صرف زبانی ایجاب وقبول سے یہ شرکت منعقد ہوجاتی ہے **مسئلہ** [۶] نفع نسبت سے مقرر ہونا چاہئے یعنی آدھا آدھا یا تین تہائی مثلاً اگر یوں ٹھیرا کہ ایک شخص کو سو روپے ملیں گے باقی دوسرے کا۔ یہ جائز نہیں۔ **مسئلہ** [۷] ایک قسم شرکت عقود کی شرکت صنائع کہلاتی ہے اور شرکت تقبل بھی کہتے ہیں جیسے دو درزی یا دو رنگریز باہم معاہدہ کرلیں کہ جو کام جس کے پاس آئے اس کو قبول کرلے اور جو مزدوری ملے وہ آپس میں آدھوں آدھ یا تین تہائی یا چوتھائی وغیرہ کے حساب سے بانٹ لیں یہ جائز ہے۔ **مسئلہ** [۸] جو کام ایک نے لے لیا دونوں پر لازم ہوگیا۔ مثلاً ایک شریک نے ایک کپڑا سینے کے لئے لیا تو صاحب فرمایش جس طرح اس پر تقاضا کرسکتا ہے دوسرے شریک سے بھی سلوا سکتا ہے۔ اسی طرح جیسے یہ کپڑا سینے والا مزدوری مانگ سکتا ہے دوسرا بھی مزدوری لے سکتا ہے اور جس طرح اصل کو مزدوری دینے سے مالک سبکدوش ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اگر دوسرے شریک کو دیدی تو بھی بری الذمہ ہوسکتا ہے **مسئلہ** [۹] ایک قسم شرکت کی شرکت وجوہ ہے۔ یعنی نہ اُن کے پاس مال ہے نہ کوئی ہنر و پیشہ ہے صرف باہمی یہ قرار دیا کہ دو کانداروں سے ادھار مال لے کر بیچا کریں اس شرکت میں بھی ہر شریک دوسرے کا وکیل ہوگا اور اس شرکت میں جس نسبت سے شرکت ہوگی اسی نسبت سے نفع کا استحقاق ہوگا یعنی اگر خریدی ہوئی چیز کو بالنصف مشترک قرار دیا گیا تو نفع بھی نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر مال کو تین تہائی مشترک ٹھیرایا گیا تو نفع بھی تین تہائی تقسیم ہوگا۔

(متعلقہ صفحہ ۱۱۳) ۳ و ۴ و ۵ واما شرکۃ العنان فتنعقد علی الوکالۃ دون الکفالۃ وہی ان تشترک اثنان فی نوع بز او طعام او یشترک فی عموم التجارات ولا یذکر ان الکفالۃ ویصح التفاضل فی المال لحاجۃ الیہ ولیس من قضیۃ اللفظ المساواۃ ویصح ان یتساویا فی المال ویتفاضلا فی الربح ویجوز ان یعقد کل واحد منہما ببعض مالہ دون البعض لان المساواۃ فی المال لیس بشرط فیہ اذ اللفظ لا یقتضیہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۹۳ ج ۲
۵ دیکھو ۵ و ۶ صفحہ ہذا۔

۱ و ۲ واذا ہلک مال الشرکۃ او احد المالین قبل ان یشتریا شیئاً بطلت الشرکۃ لان المقصود علیہ فی عقد الشرکۃ المال وان اشتری احدہما بمالہ وہلک مال الآخر قبل الشراء فالمشتری علی ماشرطا ویرجع علی شریکہ بحصۃ من ثمنہ لانہ اشتری نصفہ بالوکالۃ ویجوز الشرکۃ وان لم یخلطا المال ولا یجوز الشرکۃ اذا شرط لاحدہما دراہم مسماۃ من الربح لانہ شرط یوجب انقطاع الشرکۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۹۴ ج ۲
۳ و ۴ واما شرکۃ الصنائع ویسمی شرکۃ التقبل کالخیاطین والصباغین یشترکان علی ان یتقبلا الاعمال ویکون الکسب بینہما فیجوز ذلک وہذا عندنا وما یتقبلہ کل احد منہما من العمل یلزمہ ویلزم شریکہ حتی ان کل واحد منہما یطالب بالعمل ولا یطالب بالاجر ویبرأ الدافع بالدفع الیہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۹۶ ج ۲
۵ واما شرکۃ الوجوہ فالرجلان یشترکان ولا مال لہما علی ان یشتریا بوجوہہما ویبیعا فتصح الشرکۃ علی ہذا سمیت بہ لانہ لا یشتری بہا الا من کان لہ وجاہۃ عند الناس وکل واحد منہما وکیل الآخر فیما یشتریہ فان شرطا ان المشتری بینہما نصفان فالربح کذلک ولا یجوز ان یتفاضلا فیہ وان شرطا ان یکون المشتری بینہما اثلاثا فالربح کذلک ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۹۶ ج ۲

تتمہ حصہ پنجم. بہشتی زیور کا تمام ہوا حصہ ششم ہفتم ہشتم دہم کا تتمہ نہیں ہے آگے حصہ نہم کا تتمہ آتا ہے

تتمہ حصہ نہم بہشتی زیور

تمہید

چونکہ بہشتی زیور میں مسائل مخصوص بالرجال تھیں۔ اسی طرح اس کے حصہ نہم میں امراض مخصوص بالرجال نہیں لکھے گئے اور اُن کی تتمیم و تکمیل کے لئے بہشتی گوہر لکھا گیا ہے اسلئے حصۂ مسائل کے ختم ہونے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ معالجات مخصوص بالرجال بھی اس میں شامل کردیے جائیں۔ اس کے کاتب بھی حکیم مولوی محمد مصطفےٰ صاحب ہیں۔　　(کتبہ اشرف علی عفی عنہ)

مردوں کے امراض

جریان ۔ اس کو کہتے ہیں کہ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد چند قطرے سفید دودھ کے سے رنگ کے گریں اس سے ضعف دن بدن بڑھتا ہے اور چاہے کیسی ہی عمدہ غذا کھائی جائے مگر بدن کو نہیں لگتی۔ آدمی ہمیشہ دبلا اور کمزور زرد رہتا ہے اور جب بڑھ جاتا ہے تو معدہ بھی خراب ہوجاتا ہے۔ بھوک نہیں لگتی اور جو کچھ کھایا جائے ہضم نہیں ہوتا۔ دست آجاتے ہیں قبض ہوجاتا ہے۔ جریان کے مریض کو جب قبض بہت ہوجاتا ہے تو علاج بھی مشکل ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اکثر دوائیں جریان کی قابض ہوتی ہیں اُن سے قبض بڑھتا ہے اور قبض سے جریان کو زیادتی ہوتی ہے۔ اس واسطے اس کے علاج سے غفلت مناسب نہیں شروع ہی میں غور سے علاج کرلیں۔ جریان کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون اور منی میں حدت آجائے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ قطرے جو پیشاب سے پہلے یا بعد میں آتے ہیں بالکل سفید نہ ہوں بلکہ کسی قدر زردی مائل ہوں اور سوزش کے ساتھ نکلیں بلکہ پیشاب میں بھی جلن پیدا ہوتی ہو اور علامات بھی خون کی گرمی کے موجود ہوں جیسے گرمی کے موسم میں جریان کو زیادتی ہونا اور سردی میں کم ہوجانا یا سرد پانی سے نہانے سے آرام پانا۔ **علاج** یہ سفوف کھائیں۔ گوند ببول۔ کتیرا۔ چینی گوند۔ طباشیر۔ کشتہ قلعی۔ بست بہروزہ۔ دانہ الائچی خورد۔ پھلی ببول بستاور۔ تالمکھانہ۔ موصلی سیاہ۔ موصلی سفید۔ موچرس۔ گوند نیم۔ اندر جو شیریں یہ سب تین تین ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ پونے چار تولے ملاکر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز گلئے کی تازی چھاچھ پاؤ بھر کے ساتھ پھانکیں۔ اگر گائے کی چھاچھ میسر نہ ہو تو بھینس کی سہی۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو

مصری کے شربت کے ساتھ کھائیں یہ سفوف سوزاک کے لئے بھی مفید ہے۔ پرہیز گائے کے گوشت اور جملہ گرم چیزوں سے جیسے میتھی۔بیگن۔مولی۔گڑ۔تیل۔وغیرہ۔جریان کی اس قسم میں کسی قدر ترشی کا استعمال چنداں مضر نہیں بشرطیکہ پرانا ہوگیا ہو۔ **دوسرا سفوف** نہایت مقوی اور سوزش پیشاب اور اس جریان کو مفید ہے جو گرمی سے ہو۔ چھوٹی مائیں۔طباشیر۔زہر مہرہ خطائی۔تالمکھانہ۔بیجبند۔سرخ گلاب۔زیرہ دھنیا۔پوست بیرون پستہ۔دانہ الائچی خورد۔چھالیہ کے پھول سب چھ چھ ماشہ۔املی کے بیجوں کی گری دو تولہ کوٹ چھان کر برگد کے دودھ میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کرلیں۔پھر موصلی سفید۔موصلی سیاہ۔شقاقل مصری۔ثعلب مصری سب چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولہ پیسکر ملا کر چھ چھ ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز دودھ کی لسّی کے ساتھ پھانکیں **تیسرا سفوف** گرم جریان کے لئے اور بھوک بڑھاتا ہے اور ممسک بھی ہے۔ثعلب مصری۔تخم خرفہ۔کشتہ قلعی۔بنسلوچن۔کہربائے شمعی۔گلنار۔مغز تخم کدوئے شیریں۔بہمن سرخ سب چھ چھ ماشہ مصطگی رومی دو ماشہ۔مازو۔تخم ریحان تین تین ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولہ آٹھ ماشہ پیس کر ملا کر تین تین ماشہ کی پڑیاں بنالیں پھر ایک پڑیا صبح اور ایک شام مصری کے شربت کے ساتھ پھانکیں۔ **جریان کی دوسری قسم** وہ ہے کہ مزاج میں سردی اور رطوبت بڑھ کر پٹھے کمزور ہوکر پیدا ہو۔ علامت یہ ہے کہ مادۂ منی نہایت رقیق ہو اور احتلام اگر ہو تو ہونے کی خبر بھی نہ ہو اور منی ذرا ارادہ سے یا بالکل بے ارادہ خارج ہوجاتی ہو۔ **علاج** یہ دوا کھائیں۔اندر جو شیریں۔سمندر پھل۔تخم کونچ۔تخم پیاز۔تخم اٹنگن۔عاقرقرحا۔ریوند چینی سب ساڑھے دس دس ماشے۔کوٹ چھان کر بیس پڑیاں بنالیں پھر ایک انڈا لیں اور سفیدی اس کی نکال ڈالیں اور زردی اسی میں رہنے دیں پھر ایک پڑیہ دوائی مذکور کی لیکر اس انڈے میں ڈالیں اور سوراخ آٹے سے بند کرکے بھوبھل میں انڈے کو نیم برشت کرکے کھالیں۔اسی طرح بیس دن تک کھالیں۔ **سفوف مغلظ منی اور ممسک**:۔ سنگھاڑا خشک۔گوند ببول چھ چھ ماشہ۔مازو۔مصطگی رومی تین تین ماشہ۔نشاستہ تالمکھانہ۔ثعلب مصری چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنالیں اور پانچ ماشہ سے سات ماشہ تک تازے پانی کے ساتھ کھائیں۔ اور اس قسم میں جوارش کمونی ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے۔ **ایک قسم جریان** کی وہ ہے کہ گردہ بہت ضعیف ہوجائے اور چربی اس کی پگھل کر بصورت منی نکلنے لگے۔ یہ حقیقت میں جریان نہیں ہے صرف جریان کے مشابہ ہونے سے اس کو جریان کہہ دیتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ بعد پیشاب یا قبل پیشاب ایک سفید چیز بلا ارادہ نکلے اور مقدار بہت زیادہ ہو اور اس کے نکلنے سے ضعف بہت محسوس ہو نیز امراض گردہ پہلے سے موجود ہوں جیسے درد گردہ۔پتھری۔ریگ وغیرہ **علاج** معجون لبوب کبیر بہت مفید ہے گردہ کو طاقت دیتی ہے

ضعف باہ اور چربی پیشاب میں آنے کو دور کرتی ہے اور مقوی تمام بدن ہے۔ نسخہ یہ ہے مغز پستہ۔ مغز فندق مغز بادام شیریں۔ حبۃ الخضراء۔ مغز اخروٹ۔ مغز چلغوزہ۔ مغز حب الزلم۔ ماہی روبیاں۔ خولنجان۔ شقاقل مصری بہمن سرخ۔ بہمن سفید۔ تودری سرخ۔ تودری زرد۔ سونٹھ۔ تل چھلے ہوئے۔ دارچینی قلمی۔ سب پونے نو نو ماشہ۔ بالچھڑ ناگر موتھہ۔ لونگ کبابہ۔ حب القلقل۔ تخم گاجر۔ تخم شلغم۔ تخم ترب۔ تخم پیاز۔ تخم اسپست۔ تخم ہلیون اصیل۔ اندر جو شیریں۔ درونج عقربی۔ نرکچور۔ سوا پانچ پانچ ماشہ۔ جوز بوا جوتری۔ چھڑیلہ۔ پیپل ساڑھے تین تین ماشہ۔ ثعلب مصری۔ مغز نارجیل۔ چڑوں کا مغز یعنی بھیجا۔ تخم خشخاش سفید ساڑھے سترہ سترہ ماشہ۔ سورنجاں شیریں۔ بودیدان۔ پودینہ خشک سب سات سات ماشہ۔ عود غرقی ساڑھے چار ماشہ زعفران مصطگی رومی۔ تودری سفید سات سات ماشہ مایہ شتر اعرابی پونے سات ماشہ۔ سب سینتالیس دوائیں ہیں کوٹ چھان کر شہد خالص ایک سو پانچ تولہ کا قوام کرکے ملالیں اور عنبر ساڑھے چار ماشہ اور مشک اصلی سوا دو ماشہ پیس کر ملالیں اور ورق نقرہ پچیس ۲۵ عدد اور ورق طلا پندرہ عدد تھوڑے شہد میں حل کرکے خوب ملالیں اور چھ ماشہ ہر روز کھائیں۔ یہ معجون نہایت مقوی اور باہ کو بڑھانیوالی ہے مگر کسی قدر گرم ہے جنکے مزاج میں گرمی زیادہ ہو وہ اس دوسری معجون کو کھائیں اس کا نام معجون لبوب بارد ہے۔

معجون لبوب بارد۔ مغز بادام شیریں۔ تخم خشخاش سفید۔ مغز تخم خیارین ایک ایک تولہ۔ مغز تخم کدوے شیریں سونٹھ۔ خولنجان۔ شقاقل مصری دس دس ماشہ مغز تخم خربزہ چھ چھ ماشہ۔ کتیرا چار ماشہ۔ مغز چلغوزہ، تودری زرد۔ تودری سرخ۔ تخم گزر۔ تخم ہلیون اصیل دو دو ماشہ کوٹ چھان کر ترنجبین خراسانی بائیس تولہ کا قوام کرکے ملالیں۔ خوراک سات ماشہ۔

معجون البوب کا ایک اور نسخہ ہے اس کا نام معجون لبوب صغیر ہے۔ قیمت میں کم اور نفع میں معجون لبوب کبیر کے قریب ہے مقوی دماغ و گردہ و مثانہ اور دافع نسیان اور رنگ نکالنے والی اور منی پیدا کرنے والی ہے۔ مغز بادام شیریں۔ مغز اخروٹ۔ مغز پستہ۔ مغز حبۃ الخضراء۔ مغز چلغوزہ۔ حب الزلم مغز فندق۔ مغز نارجیل مغز حب القلقل۔ تخم خشخاش سفید۔ تل دھوئے ہوئے۔ تخم جرجیر۔ تخم پیاز۔ تخم شلغم۔ تخم اسپست اصیل۔ بہمن سفید۔ بہمن سرخ۔ سونٹھ۔ پیپل۔ کبابہ۔ خرفہ۔ دارچینی قلمی۔ خولنجان۔ شقاقل مصری۔ تخم ہلیون اصیل سب ایک ایک تولہ (کل ستائیس دوائیں ہیں) خوب کوٹ کر شہد اکیاسی تولہ میں ملالیں پھر سات ماشہ سے ایک تولہ تک کھائیں۔

ضعف باہ اور سرعت کا بیان

ضعف باہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خواہش نفسانی کم ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ خواہش بدستور رہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ رہے بعضوں کو ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت

پیش آتی ہے اور بعضوں میں دونوں جمع ہو جاتی ہیں۔ جس کو صرف پہلی صورت پیش آوے اس کو کھانے کی دوا کی ضرورت ہے اور جن کو صرف دوسری صورت پیش آئے ان کو لگانے کی دوا کی احتیاج ہے اور اگر دونوں صورتیں جمع ہوں تو کھانے اور لگانے دونوں قسموں کی ضرورت ہے۔ ضعف باہ کا بالکل صحیح باقاعدہ علاج طبیب ہی بہت غور کے ساتھ کر سکتا ہے اسلئے اقسام اور اسباب چھوڑ کر یہاں کثیر الوقوع قسمیں اور سہل سہل علاج لکھے جاتے ہیں۔ **ضعف باہ** کی پہلی صورت یعنی خواہش نفسانی کا کم ہو جانا۔ اس کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی بوجہ غذا خاطر خواہ نہ ملنے یا عرصہ تک بیمار رہنے یا کسی صدمے کے باعث دبلا اور کمزور ہو جائے جب تمام بدن میں ضعف ہوگا تو قوت باہ میں ضرور ضعف ہو جائے گا **علاج** یہ ہے کہ غذا عمدہ کھائیں اور دل سے صدمہ اور رنج کو جس طرح ممکن ہو ہٹائیں اور سویا زیادہ کریں اور جبتک قوت بحال ہو عورت سے علیحدہ رہیں اور معجون لبوب کبیر اور معجون صغیر اور معجون لبوب بارد اس کے لئے نہایت مفید ہیں۔ یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گذر چکے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دل کمزور ہو اس کی علامت یہ ہے کہ ذرا سے خوف اور صدمے سے بدن میں لرزہ سا محسوس ہونے لگے اور مزاج میں شرم وحیا حد سے زیادہ ہو۔ **علاج** یہ ہے کہ دواء المسک اور مفرح دوائیں کھائیں اور زیادہ شرم کو بتکلف کم کریں دواء المسک کا نسخہ بہشتی زیور حصہ نہم میں گذر چکا ہے اور مفرح نسخے آگے آتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دماغ زیادہ کمزور ہو جائے۔ علامت یہ ہے کہ جماعت سے دردسر یا ثقل سماعت یا پریشانی حواس پیدا ہو۔ **علاج** قوت دماغ کے لئے حریرہ پئیں یا میوہ کھایا کریں حریرہ کا نسخہ جو مقوی دماغ اور مغلظ منی اور مقوی باہ ہے:۔ مغز تخم کدو ئے شیریں مغز تخم تربوز۔ مغز تخم پیٹھا مغز بادام شیریں سب چھ چھ ماشہ پانی میں پیس کر سنگھاڑے کا آٹا۔ ثعلب مصری پسی ہوئی چھ چھ ماشہ ملا کر گھی چار تولے سے بگھار کر مصری سے میٹھا کر کے پیا کریں۔ میوے کی ترکیب یہ ہے کہ ناریل اور چھوہارہ اور مغز بادام شیریں اور کشمش اور مغز چلغوزہ پاؤ پاؤ بھر اور پستہ آدھ پاؤ ملا کر رکھ لیں اور تین چار تولے ہر روز کھایا کریں اور اگر مرغوب ہو تو بھنے ہوئے چنے ملا کر کھائیں کہ نہایت مجرب ہے اور چند نسخے مقوی دماغ حلوے وغیرہ کے آگے آتے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ گردہ میں ضعف ہو۔ یہ قسم ان لوگوں کو ہوتی ہے جن کو کوئی مرض گردہ کا رہتا ہے جیسے پتھری ریگ وغیرہ۔ **علاج** اگر پتھری یا ریگ کا مرض ہو تو اس کا علاج باقاعدہ طبیب سے کرائیں اور اگر پتھری یا ریگ کی شکایت نہ ہو تو گردے کی طاقت کے لئے معجون لبوب کبیر یا معجون لبوب صغیر یا معجون لبوب بارد کھائیں یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گذر چکے کبھی خواہش نفسانی کم ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ معدہ یا جگر میں کوئی مرض ہوتا ہے علامت اس کی بھوک نہ

ا طب اکبر ۱۲ ۲ بہشتی زیور کے نویں حصے میں دیکھئے ۱۱ ۳ طب اکبر ۱۲ ... ۱۱۶ ... ۱۲

لگنا اور کھانا ہضم نہ ہونا ہے اس کا علاج بھی باقاعدہ طبیب سے کرائیں اور ان امراض سے صحت ہوجانے کے بعد معجون زرعونی کھائیں۔ اس کا نسخہ آگے آتا ہے۔

ضعف باہ کیلئے چند دواؤں اور غذاؤں کا بیان

حلوا مقوی باہ اور مغلظ منی دافع سرعت مقوی دل ودماغ وگردہ

ثعلب مصری دو تولہ۔ چھوارہ آدھ پاؤ۔ موصلی سفید۔ موصلی سیاہ۔ شقاقل مصری۔ بہمن سفید۔ بہمن سرخ ایک ایک تولہ کوٹ چھانکر سیب ولایتی عمدہ کدوکش میں نکالے ہوئے آدھ سیر۔ ان سب کو گائے کے پانچ سیر دودھ میں پکائیں کہ کھویا سا ہوجائے۔ پھر آدھ سیر گھی میں بھون لیں کہ پانی بالکل نہ رہے اور سرخ ہوجائے۔ پھر بیس انڈوں کی زردی کو علیحدہ ہلکا سا جوش دے کر ملالیں اور خوب ایک ذات کرلیں۔ پھر کچی کھانڈ ڈیڑھ سیر ڈالکر ایک جوش دے لیں کہ حلوا بن جائے گا۔ پھر ناریل اور پستہ اور مغز بہدانہ چار چار تولہ مغز بادام شیریں پانچ تولہ مغز فندق دو تولہ خوب کوٹ کر ملالیں۔ اور جوزبوا جوتری چھ چھ ماشہ۔ زعفران دو ماشہ۔ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ عرق کیوڑا چار تولہ میں کھرل کرکے خوب آمیز کرلیں خوراک دو تولہ سے چھ تولہ تک جس کو انڈا موافق نہ ہو نہ ڈالے۔

حلوا مقوی باہ مقوی معدہ بھوک لگانیوالا رافع خفقان مقوی دماغ چہرہ پر رنگ لانیوالا سوجی پاؤ بھر گھی آدھ سیر میں بھونیں۔ پھر مصری آدھ سیر ملاکر حلوا بنالیں۔ پھر بنسلوچن۔ دانہ الائچی خورد۔ دارچینی قلمی چھ چھ ماشہ۔ گاؤزبان گل گاؤزبان ایک ایک تولہ۔ ثعلب مصری چار تولہ کوٹ چھان کر ملالیں اور مغز بادام شیریں تین تولہ۔ مغز نارجیل۔ مغز تخم کدوئے شیریں چار چار تولہ خوب کوٹ کر ملالیں اور مشک ڈیڑھ ماشہ۔ زعفران ایک ماشہ عرق کیوڑہ چار تولہ میں گھس کر ملالیں اور چاندی کے ورق تین ماشہ تھوڑے شہد میں حل کرکے سارے حلوے میں خوب ملالیں اور دو تولہ سے چار تولہ تک کھائیں اگر کم قیمت کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں یہ سوا نچہ عورتوں کو بھی نہایت موافق ہے یہ حلوا ضعف باہ کی اس قسم میں بھی مفید ہے جو ضعف قلب سے ہو۔

گاجر کا حلوا۔ مقوی باہ مغلظ منی مقوی دل ودماغ فربہی لانیوالا دافع سرعت ومقوی گردہ۔ گاجر دیسی سرخ رنگ تین سیر چھیل کر ہڈی دور کرکے کدوکش میں نکالیں۔ اور مغز نارجیل اور چھوہارہ پاؤ پاؤ بھر ان دونوں کو بھی کدوکش میں نکال لیں۔ پھر ثعلب مصری۔ شقاقل مصری۔ بہمن سرخ۔ بہمن سفید۔ موصلی سفید۔ موصلی سیاہ۔ سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر ان سب کو گائے کے دودھ چار سیر میں پکائیں کہ کھویا سا ہوجائے۔ پھر ایک سیر گھی میں بھونیں۔ اور شکر سفید دو سیر ڈال کر حلوا بنالیں۔ پھر گوند ناگوری چار تولہ کشتہ قلعی۔ جوزبوا۔ جوتری چھ چھ ماشہ۔ اندر جو شیریں۔ ستاور دو دو تولہ الائچی خورد

چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں اور مغز بادام شیریں۔ مغز پستہ۔ مغز تخم کدوے شیریں پانچ پانچ تولہ کوٹ کر ڈالیں۔ اور زعفران تین ماشہ۔ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ عرق کیوڑہ میں حل کرکے خوب آمیز کرلیں خوراک دو تولہ سے پانچ تولہ تک۔ اگر قیمت کم کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں۔ یہ حلوا بھی ضعف باہ کی اس قسم میں جو ضعف قلب سے ہو مفید ہے۔

گھیکوار کا حلوہ۔ مقوی باہ و مغلظ منی نافع درد کمر و درد ریحی: سنگھاڑے کا آٹا۔ مغز گھیکوار آدھ آدھ سیر گھی آدھ سیر میں بھونیں اور شکر سفید آدھ سیر ملا کر حلوا کرلیں۔ اور چار تولہ ہر روز چالیس دن تک کھائیں۔ یہ حلوا اُن لوگوں کے لئے ہے جن کے مزاج میں بہت سردی ہو یا جوڑوں میں درد رہتا ہو یا فالج یا لقوہ کبھی ہو چکا ہو۔ سرد مزاج عورتوں کے لئے بھی بیحد مفید ہے۔ بعض لوگوں کو سرعت انزال کی شکایت بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس میں علاوہ اور خرابیوں کے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد نہیں ہوتی۔ وہ اس گولی کو استعمال کریں۔ طباشیر۔ مصطگی رومی۔ جدوار جوزی۔ دارچینی قلمی۔ ثعلب مصری۔ شقاقل مصری۔ بہمن سرخ۔ بہمن سفید۔ درونج عقربی۔ پوست بیرون پستہ جندبیدستر۔ مغز چلغوزہ۔ سونٹھ۔ بزرالبنج سفید۔ سب چار چار رتی۔ ماہی روبیاں تین ماشہ۔ مغز بادام شیریں ایک دانہ۔ زعفران دو رتی خوب باریک پیس کر افیون خالص ساڑھے چار ماشہ پانی میں گھول کر ادویہ مذکورہ ملالیں۔ پھر مشک خالص دو رتی۔ عنبر خالص دو رتی۔ ورق نقرہ سات عدد ورق طلا ساڑھے تین عدد کھرل کرکے خوب ملالیں اور کالی مرچ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی تین گھنٹہ قبل مجامعت سے کھائیں۔ اگر دودھ موافق ہو دودھ کے ساتھ ورنہ ایک گھونٹ پانی کے ساتھ۔ جن کو نزلہ زکام اکثر رہتا ہو وہ زکام سے آرام ہونے کے بعد چند روز تک ایک گولی ہر روز بوقت صبح کھاتے رہیں تو آئندہ زکام نہ ہو اور اگر افیون کھانے والا افیون چھوڑ کر چند روز اسی کھائے تو افیون کی عادت چھوٹ جاتی ہے پھر بتدریج اسکو بھی چھوڑ دے۔ **دوسری کم قیمت گولی مانع سرعت۔** عاقرقرحا۔ مازوئے سبز چھ چھ ماشہ دانۂ الائچی کلاں دو تولہ۔ تخم ریحان تین تولہ۔ مصطگی رومی ایک تولہ کوٹ چھان کر پانی سے گوندھ کر دو دو ماشہ کی گولیاں بنالیں۔ پھر تین گولی مجامعت سے دو تین گھنٹے پہلے گائے کے ساتھ کھائیں۔

غذا مقوی باہ اور مغلظ منی۔ اُرد کی دال پاؤ بھر لیں اور پیاز کا عرق اس میں ڈالیں کہ اچھی طرح تر ہو جائے ایک رات بھیگا رہنے دیں پھر سایہ میں خشک کرلیں۔ اسی طرح تین دفعہ تر و خشک کرکے چھلکے دور کرکے رکھ لیں پھر ہر روز پونے دو تولے اس دال میں سے لے کر پیس کر کچی کھانڈ پونے دو تولہ اور گھی پونے دو تولہ ملا کر بلا پکائے ہوئے کھایا کریں چالیس دن کھائیں اور عورت سے علیحدہ رہیں پھر اثر دیکھیں۔ جریان کے واسطے بھی ازبس مفید ہے۔

غذا مقوی باہ مولد منی دافع درد کمر مقوی گردہ وغیرہ: گائے کا گھی اور گائے کا دودھ اور پستے کا تیل پاؤ پاؤ بھر لیں اور ملا کر پکائیں یہاں تک کہ پاؤ بھر رہ جائے۔ پھر ایک صاف برتن میں رکھ لیں اور ہر روز صبح کو دو تولہ سے چار تولہ تک کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ و گردہ مولد منی اور قریب باعتدال:۔ چنے عمدہ بڑے دانہ کے لیں اور پیاز کے پانی میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کریں اسی طرح سات دفعہ اور کم از کم تین دفعہ کرکے پیس کر مصری ہموزن ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ صبح کو اور چھ ماشہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ سرد مزاجوں کے لئے۔ پیاز کا پانی نچوڑا ہوا پاؤ بھر شہد خالص پاؤ بھر ملا کر پکائیں کہ پاؤ بھر رہ جائے پھر ڈیڑھ تولہ سے تین تولہ تک گرم پانی یا چائے کے ساتھ سوتے وقت کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ و مقوی بدن مولد منی اور فربہی لانیوالی۔ مغز حب القلقل۔ مغز بادام شیریں مغز فندق مغز اخروٹ پانچ پانچ تولہ۔ مغز نارجیل۔ مغز چلغوزہ سات سات تولہ سب کو الگ الگ کوٹیں۔ پھر اڑسٹھ تولہ قند سفید کا گاڑھا قوام کریں اور ایک ماشہ مشک خالص اور تین ماشہ زعفران عرق کیوڑہ میں حل کرکے اسی قوام میں ملا کر مغزیات بالا خوب ملالیں اور ڈیڑھ تولہ ہر روز کھایا کریں اگر کم قیمت کرنا ہو مشک نہ ڈالیں۔

حلوہ مقوی باہ و معدہ چنے عمدہ پاؤ بھر لیں اور پیاز کے پانی میں یا خالص پانی میں بھگوئیں جب پھول جائیں گائے کے گھی میں یا کسی گھی میں خفیف بھون لیں۔ پھر برابر ان کے چلغوزہ لیں اور دونوں کو اتنے شہد میں ملالیں کہ جس میں گندھ جائے پھر مصطگی رومی اور دارچینی قلمی ایک ایک تولہ باریک پیس کر ملالیں اور سینی میں ڈال کر جمائیں اور قتلیاں کاٹ کر رکھ لیں اور دو تولہ سے پانچ تولہ تک کھایا کریں۔

دوا کم خرچ مقوی باہ[1]۔ چنے عمدہ بڑے بڑے چھانٹ کر دو تولہ رات کو پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کو چنے پانی میں سے نکال کر ایک ایک کرکے کھالیں بعد ازاں وہ پانی شہد میں ملا کر پی لیں بعض لوگوں کو اس سے بیحد نفع ہوا

بطور اختصار چند مقوی باہ غذاؤں کا ذکر

گوشت مرغ۔ گوشت گوسفند نر فربہ۔ پرندوں کا گوشت۔ نیم برشت انڈا۔ خاصکر دارچینی کالی مرچ اور خولنجان کے ساتھ یا نمک سلیمانی کے ساتھ۔ مچھلی کے انڈے۔ چڑوں اور کبوتروں کے سر۔ گھی دودھ۔ دودھ چاول۔ انڈوں کا خریزہ یعنی خاگینہ۔ **معجون زرعونی کا نسخہ**[2] کالی مرچ۔ پیپل۔ سونٹھ۔ خرفہ۔ دارچینی قلمی۔ لونگ ایک ایک ماشہ تودری سفید۔ بہمن سفید۔ بہمن سرخ۔ بوزیدان۔ اندرجو شیریں۔ قسط شیریں۔ ناگرموتھہ۔ بالچھڑ۔ تین تین ماشہ کوٹ چھان کر شہد خالص ساڑھے بارہ تولہ میں ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ روز کھایا کریں۔ یہ معجون طبیعت میں جوش پیدا کرتی ہے اور جس کو پیشاب زیادہ آتا ہو اس کو بے حد[3] مفید ہو۔

معجون مقوی باہ مولد منی مقوی اعصاب[4] دماغ۔ مغز پستہ۔ مغز چلغوزہ۔ مغز بادام شیریں۔ مغز اخروٹ مغز فندق انجیر۔ مغز نارجیل حب السمنہ۔ تخم خشخاش سفید ایک ایک تولہ۔ کشمش پانچ تولہ۔ خوبانی چھ ماشہ۔ خوب کوٹ کر ہم سالہ کے رکھ لیں

[1] فی القانون ۴۱۹ جلد ۲ مکان البندق لکن وجدنا فی المخزن البندق ہو الجوز فی القانون الیضا فی ہذا النسخہ الجوز فوضعنا مکان البندق بدلہا عنی الجوز و مکان الجوز بدلہ حب الصنوبر ۱۲ [2] یہ معجون گرم ہے اس لئے اس کو ٹھنڈے مزاج والے کھائیں ۱۲ [3] قانون ۱۲ [4] اللمعہ قادری ۱۲ [5] طب اکبر ۱۲

پھر بہدانہ دو تولہ حب القرطم تین تولہ۔ بنولہ تین تولہ۔ ان تینوں کو کچل کر آدھ سیر پانی میں پکائیں۔ جب جوش خوب آجائے مل کر چھان کر شہد چوبیس تولہ قند سفید اڑتالیس تولہ اور دہ پسے ہوئے میوے ملا کر شربت سے گاڑھا قوام کرلیں۔ پھر شقاقل مصری، خولنجان۔ ستاور۔ تج قلمی۔ ایک ایک تولہ۔ بسباسہ لونگ۔ جائفل۔ عاقرقرحا۔ مالکنگنی چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں پھر چاندی کے ورق ڈیڑھ ماشہ سونے کے ورق چھ رتی یا گنتی میں بیس عدد ذرا سے شہد میں خوب حل کر کے ملالیں خوراک ایک تولہ ہر روز دودھ کے ساتھ یا بلا دودھ کے۔ یہ معجون قریب باعتدال ہے ہر مزاج کے موافق ہے۔ اگر اس میں ایکماشہ کشتہ فولاد اور ایکماشہ کچلہ مدبر اور ملالیں اور ایک تولہ ہر روز ایک مربہ آملہ کے ساتھ کھائیں اور اوپر سے عرق کیوڑہ چار تولہ پئیں اور غذا صبح کو انڈے کا خاگینہ اور شام کو فیرینی جس میں چھوارے بھی پڑے کھایا کریں۔ اسی طرح ایک چلہ پورا کرلیں اور عورت سے علیحدہ رہیں تو بیرون از قیاس نفع دیکھیں یہ معجون مقوی قلب بھی بہت ہے اسلئے اس ضعف باہ کو بھی مفید ہے جو ضعف قلب سے ہو۔

معجون مقوی باہ مولد منی اور کم قیمت بھونے اور چھلے ہوئے چنوں کا آٹا انڈے کی زردی پانچ عدد پانی میں پکائے جب حلوا سا ہو جائے گائے کا گھی یا جو گھی ملجائے پانچتولہ شہد خالص پانچتولہ ملا کر معجون کا سا قوام کرلیں اور چار تولہ روز کھایا کریں مجرب ہے

ضعف باہ کی دوسری صورت کا بیان

وہ یہ ہے کہ خواہش نفسانی بحال خود ہو مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو اسکی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو علاج یہ ہے کہ یہ طلا بنالیں اور حسب ترکیب مندرجہ لگالیں، ہڑتال طبقی سنکھیا سفید، میٹھا تیلیا، نوشادر چاروں دوائیں دو دو تولہ لیں اور خوب باریک پیس کر گائے کے خالص گھی پاؤ بھر میں ملائیں اور پارہ دو تولہ اس میں خوب حل کرلیں پھر لوہے کے کڑچھے میں ڈالکر ہلکی آنچ پر پکائیں یہانتک کہ دوائیں جلکر کوئلہ ہو جائیں پھر اوپر اوپر کا گھی نتھار کر چھان کر شیشی میں رکھ لیں پھر بوقت شب اس میں پھریری ڈبو کر ہلکا ہلکا عضو تناسل پر لگائیں۔ اس طرح کہ حشفہ یعنی سپاری اور نیچے کی جانب جسے سیون کہتے ہیں بچی رہے اور اوپر سے بنگلہ پان اور اگر نہ ملے تو دیسی پان ذرا گرم کر کے لپیٹ دیں اور صبح کو کھول ڈالیں۔ سات روز یا چودہ روز یا اکیس روز ایسا ہی کریں اور زمانہ استعمال تک ٹھنڈے پانی اور جماع سے پرہیز رکھیں اور اگر اس کے استعمال کے زمانہ میں روٹی اور پنیر غذا رکھیں تو بیحد مفید ہے اس طلاء سے تکلیف بہت کم ہوتی ہے اور آبلہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ بعضوں کو بالکل بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر کسی کو اتفاقاً تکلیف ہو تو ایک دو دن کا ناغہ کریں یا کافور گائے کے مسکہ میں ملا کر مل دیں اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل میں خم پڑ جائے اس کا علاج یہ ہے پہلے گرہ کے نرم کرنے کی تدبیر کرلی جاوے بعد ازاں قوت کی نرم کرنے کی دوا یہ ہے، بیخ سوسن چھ ماشہ آدھ پاؤ پانی میں پکائیں جب خوب جوش ہو جائے مل کر چھان کر روغن بابونہ دو تولہ ملا کر پھر پکائیں کہ پانی جل کر تیل رہ جائے

پھر مرغی کی چربی بطخ کی چربی گائے کی نلی کا گودہ موم زرد دو دو تولہ ملا کر آگ پر رکھ کر ایکذات کرلیں اور شیشی میں حفاظت سے رکھ لیں پھر صبح کے وقت گرم کر کے عضو تناسل پر ملیں اور ہاتھ سے سیدھا کریں اور آدھے گھنٹہ کے بعد گل بابونہ' اکلیل الملک بنفشہ چھ چھ ماشہ آدھ سیر پانی میں پکا کر چھان کر اس پانی سے دھاریں۔ تین چار دن یا ایک ہفتہ غرض جبتک کجی دور ہو اس کو استعمال کریں۔ پھر قوت کے واسطے وہ طلا جو پہلی قسم میں گذر چکا ہے بترکیب مذکورہ لگائیں نہایت مجرب ہے۔

اور یہ طلا بھی مفید ہے تخم کرنجوہ' جائفل' لونگ' عاقرقرحا دو دو ماشہ باریک پیسکر سینڈھ کے دودھ سے گوندھ کر گولیاں بنالیں پھر بوقت ضرورت ذراسی گولی تین چار بوند چمبیلی کے تیل میں گھس کر لگائیں اوپر سے بنگلہ پان گرم کر کے باندھ دیں ایک ہفتہ یا چودہ دن ایسا ہی کریں۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں سے پتلا اور آگے سے موٹا ہو جائے یہ مرض اکثر جلق یا لواطت سے پیدا ہو جاتا ہے۔ علاج مینڈک کی چربی سوا تولہ عاقرقرحا ساڑھے دس ماشہ۔ گائے کا گھی ساڑھے تین تولہ۔ اول گھی کو گرم کریں پھر چربی ملا کر تھوڑی دیر تک آنچ پر رکھ کر اتارلیں اور عاقرقرحا باریک پیسکر ایک گھنٹہ تک خوب حل کریں کہ مرہم سا ہو جائے۔ پھر نیم گرم لیپ کر کے پان رکھ کر کچے سوت سے لپیٹ دیں رات کو لپیٹیں اور صبح کو کھول ڈالیں ایک ہفتہ تک ایسا ہی کریں۔ تنبیہ مینڈک دریائی لینا چاہئے کیونکہ خشکی کے مینڈک کی چربی ناپاک ہے۔ استعمال اسکا جائز نہیں[۱]۔ دریائی کی پہچان یہ ہے کہ اسکی انگلیوں کے بیچ میں پردہ ہوتا ہے جیسا بطخ کی انگلیوں میں ہوتا ہے اگر دریائی ملنا دشوار ہو تو بجائے اس کی چربی کے روغن زیتون یا روغن بلسان یا گائے کی چربی یا مرغی کی چربی یا بطخ کی چربی ڈالیں۔

اس مرض کے واسطے سینک کا نسخہ ہاتھی دانت کا برادہ دو تولہ مالکنگنی کالے تل نو نو ماشہ انبہ ہلدی ایک تولہ میدہ لکڑی' مصطگی رومی' دارچینی قلمی' عاقرقرحا تین تین ماشہ' لونگ دو ماشہ کوٹ چھان کر پوٹلی میں تل کے تیل میں بھگو کر گرم کر کے سینک کریں ایک ہفتہ یا کم از کم تین دن سینک کریں ایک پوٹلی تین دن کام آسکتی ہے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ پہلے ایک ہفتہ وہ لیپ کریں جسمیں مینڈک کی چربی ہے اسکے بعد ایک ہفتہ یا تین دن یہ سینک کریں اگر کچھ کسر باقی رہے تو ایک ہفتہ یا چودہ دن وہ طلا لگائیں جو پہلی قسم میں گذرا جسمیں نوشادر اور پارہ بھی ہے۔ تیسری قسم ضعف باہ کی یہ ہے کہ خواہش نفسانی بھی کم ہو اور عضو میں بھی فرق ہو۔ اسکے لئے کھانے کی دوا کی بھی ضرورت ہے اور لگانے کی بھی۔ کھانے کی دوائیں قسم اول میں اور لگانے کی قسم دوم میں بیان ہوئیں۔ غور کر کے ان ہی میں سے نکال لیں۔

چند کام کی باتیں

باہ کی دوائیں بسا اوقات ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں کچلہ یا اور کوئی زہریلی دوا ہوتی ہے لہذا احتیاط رکھیں کہ مقدار سے نہ کھائیں اور ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں بچوں کا ہاتھ پہنچ جائے مبادا کوئی کھائے خاص کر طلا وغیرہ خارجی استعمال کی دواؤں میں ضرور اس کا خیال رکھیں کیونکہ طلے بہت کم زہر سے خالی ہوتے ہیں۔ طلاء کی شیشی پر اس کا نام بلکہ لفظ

[۱] یعنی بغیر شدید ضرورت استعمال کرنا اس کا جائز نہیں ہے اور جتنی ادویہ کے ناجائز ہیں اس کی مکمل فہرست مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب نے ایک

(زہر) ضرور لکھ دیں۔ اگر کوئی غلطی سے کھانیکی زہریلی دوا یا طلا کھالے تو سب سے بہتر یہ ہے کہ جس سے وہ دوا یا طلا منگایا ہو اس سے دریافت کریں کہ اس میں کونسا زہر تھا پھر طبیب یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں

کثرت خواہش نفسانی کا بیان

بعض دفعہ اس خواہش کے کم کرنیکی ضرورت پیش آتی ہے اس واسطے یہ علاج بھی لکھا جاتا ہے اگر خواہش نفسانی کی زیادتی بوجہ جوش جوانی اور تجرد کے ہو تو سب سے عمدہ علاج شادی کرنا ہے اور اگر میسر نہ ہو تو یہ دوا کھائیں۔ تخم کاہو تخم خرفہ۔ پینتیس ۳۵ ماشہ دھنیا ساڑھے دس ماشہ۔ گلنار۔ گل نیلوفر۔ گل سرخ سات سات ماشہ۔ کافور ایک ماشہ کوٹ چھان کر اسپغول مسلم ساڑھے دس ماشہ ملاکر سفوف بنالیں اور نو ماشہ ہر روز کھائیں اور سیسے کا ایک ٹکڑا کمر پر گردہ کی جگہ باندھیں اور ترش چیزیں زیادہ کھائیں اور ٹھنڈے پانی سے نہایا کریں بعض لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے کہ جماع کا اتفاق ہو تو بوجہ ضعف ہو جاتا ہے یا احتلام کی کثرت ہوتی ہے یا خفیف سا بخار آنے لگتا ہے اور دماغ پریشان ہوتا ہے انکا علاج یہ ہے کہ پہلے تولید منی کی کمی کی کوشش کریں بعد ازاں قوت اور غلظت کی اس طرح کہ پہلے وہ سفوف کھائیں جو گرم جریان کے علاج میں بیان ہوا جسمیں پہلی دوا گوند ببول ہے اور گائے کی چھاچھ کے ساتھ کھایا جاتا ہے اسمیں تخم خرفہ تخم کاہو گل نیلوفر تخم خیارین تین تین ماشہ اور بڑھالیں اور کم از کم ایک ماہ تک جماع سے بالکل پرہیز رکھیں اگرچہ اس اثنا میں جریان کی یا کثرت احتلام کی شکایت پیدا ہو بعد ایک ماہ کے غلظت اور قوت کیلئے معجون لبوب بارد یا گاجر کا حلوا مقوی کھائیں۔ ان کے نسخے ضعف باہ کے بیان میں گذر چکے ہیں۔

کثرتِ احتلام

یہ کبھی گرمی سے ہوتا ہے کبھی سردی سے۔ اس کا علاج وہی ہے جو جریان کا تھا۔ جریان کے باب میں سے غور کرکے نکال لیں اور سوتے وقت سیسے کا ٹکڑا کمر میں گردوں کے برابر باندھنا مجرب ہے **فائدہ** جماع فعل طبعی ہے اور بقائے نسل کیلئے ضروری ہے مگر کثرت اسکی اتنے امراض پیدا کرتی ہے ضعف بصر ثقل سماعت۔ چکر۔ رعشہ۔ درد کمر۔ درد گردہ۔ کثرت پیشاب ضعف معدہ ضعف قلب خصوصاً جس کو ضعف بصر یا ضعف معدہ یا سینے کا کوئی مرض ہو اسکو جماع نہایت مضر ہے۔ غذا سے کم از کم تین گھنٹہ کے بعد جماع کا عمدہ وقت ہے اور زیادہ پیٹ بھرے پر اور بالکل خلو اور تکان میں مضر ہے اور بعد فراغ فوراً پانی پی لینا سخت مضر ہے خصوصاً اگر ٹھنڈا ہو۔ **فائدہ** جس کو کثرت جماع سے نقصان پہنچا ہو وہ سردی اور گرمی سے بچے اور سونے میں مشغول ہو اور خون بڑھانے اور خشکی دور کرنے کی تدبیر کرے مثلاً دودھ پئے یا حلوائے گاجر کھائے یا نیم برشت انڈا یا گوشت[۱۲] کی یخنی استعمال کرے اگر ہاتھ پیروں میں رعشہ محسوس ہو دماغ اور کمر پر بلکہ تمام بدن پر چنبیلی[۱۲] کا تیل یا بابونہ کا تیل ملے اور **رعشہ** کیلئے یہ دوا مفید ہے شہد دو تولہ لیکر چاندی کے ورق تین عدد اس میں خوب حل کرکے چاٹ لیا کریں جسکو جماع سے ضعف بصارت ہو گیا ہو، وہ

[۱۲] یہ سب طب اکبر اور قانون میں آپ کو ملے گا ۱۲

دماغ پر بکثرت روغن بادام یا روغن بنفشہ یا روغن چمبیلی ملے اور آنکھ پر بالائی باندھے اور گلاب ٹپکائے اگر ہمیشہ بعد جماع کوئی مقوی چیز جیسے دودھ یا حلوائے گاجر یا انڈا کھالیا کریں یا ماءاللحم پی لیا کریں اور ان تدابیر کے پابند رہیں جو ابھی ذکر ہوئیں تو ضعف کی نوبت بھی نہ آئے اور رعشہ وغیرہ کوئی مرض پیدا نہ ہو اس بارہ میں سب سے عمدہ دودھ ہے جس میں سونٹھ کی ایک گرہ یا چھوارے اڈ ہائے گئے ہوں۔ **فائدہ** امساک کی زیادہ ہوس اخیر میں نقصان لاتی ہے خصوصاً اگر کچلا یا دھتورا وغیرہ زہریلی دوائیں کھائی جائیں امساک کیلئے وہ گولی کافی سمجھیں جو سرعت کے بیان میں مذکور ہوئی جس میں سونے کے ورق بھی ہیں۔

چند متفرق نسخے

طلاء مقوی اعصاب اور عضو میں رازی اور فربہی لانیوالا چیونٹے بڑے بڑے سات عدد قبرستان میں سے لائیں ایک ایک کو مار کر فوراً دو تولہ روغن چمبیلی خالص میں ڈالتے جائیں پھر شیشی میں کرکے کاگ مضبوط لگا کر ایک دن رات بکرے کی مینگنیوں میں دفن کریں پھر نکال کر خوب رگڑیں کہ چیونٹے تیل میں حل ہوجائیں پھر نیم گرم ملیں۔ ترکیب ملنے کی یہ ہے کہ پہلے عضو کو ایک موٹے کپڑے سے خوب ملیں جب سرخی پیدا ہوجائے فوراً یہ تیل مل کر چھوڑ دیں پندرہ بیس روز ایسا ہی کریں۔

دوا مجفف[1] رطوبت و مضیق مازو دو ماشہ شگوفہ اذخر ایک ماشہ کوٹ چھان کر ایک کپڑا گلاب میں بھگو کر اس دوا سے آلودہ کرکے استعمال کریں۔ **لڈو مقوی باہ** چھوارے چنے بھنے ہوئے پاؤ بھر کوٹ چھان کر پیاز کے پانی سے گوندھ کر اخروٹ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک صبح اور ایک شام کھالیا کریں۔ چھوارے کو مع گٹھلی کے کوٹیں یا گٹھلی علیحدہ نکال کر آٹا کرکے ملالیں **معجون نہایت مقوی باہ** شہد پینتیس[2] تولہ کا قوام کریں بیضۂ مرغ بیس عدد ابال کر ان کی زردی نکال لیں اور سفیدی پھینکدیں۔ پھر زردی کو اس شہد میں ملا کر خوب حل کریں کہ معجون سی ہوجائے پھر عاقر قرحا لونگ سونٹھ ہر ایک پونے چونتیس ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں اور ایک تولہ ہر روز کھالیا کریں۔

آتشک

یہ نہایت خبیث مرض ہے۔ اس میں پیشاب کے مقام پر اور اس کے آس پاس آبلے یا زخم ہوجاتے ہیں اور بہت سوزش ہوتی ہے اس کے آبلے پھیلاؤ میں زیادہ اور ابھار میں کم ہوتے ہیں اور زخموں کے آس پاس نیلا پن یا اودا پن ہوتا ہے۔ اکثر پہلی یہ زخم پیشاب کے مقام سے شروع ہوتے ہیں پھر تمام بدن میں ہوتے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ گٹھیا بھی ہوجاتی ہے۔ یہ مرض کئی کئی پشت تک چلا جاتا ہے اسکے لئے ایک ہفتہ تک یہ دوا پئیں۔ افتیمون پوٹلی میں بندھا ہوا۔ مہندی خشک منڈی۔ برادہ چوب چینی۔ عشبہ۔ برمنڈی۔ ہیر نکھری سب پانچ پانچ ماشہ۔ برگ شاہترہ۔ بیخ حنظل۔ بسفائج فستقی چھ چھ ماشہ پوست ہلیلہ زرد پوست ہلیلہ کابلی نو نو ماشہ سب کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں پکائیں۔ جب آدھا رہ جائے چھان کر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں

[1] یعنی رطوبت کو خشک کرنے والی ۱۲ [2] نسخہ میں ترکیب اس طرح لکھا ہوا ہے فستقی ۱۲

اگر گٹھیا بھی ہو تو اسی میں سورنجان شیریں تین ماشہ اور بڑھالیں اگر اس سے دست آویں تو غذا کھچڑی کھاویں ورنہ شوربا چپاتی۔ بعد سات دن کے یہ گولی کھائیں۔ مغز جمال گوٹہ دودھ میں پکایا ہوا اور بیچ کا پردہ نکالا ہوا۔ پرانا ناریل چھوہارہ سب ایک ایک ماشہ پرانا گڑ ڈیڑھ ماشہ خوب باریک پیسکر جب مرہم سا ہو جائے چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی روز بوقت صبح تازے پانی کے ساتھ کھائیں اس سے دست ہونگے۔ ہر دست کے بعد بھی تازہ پانی پئیں۔ اگلے دن گولی نہ کھائیں بلکہ یہ دوا پئیں لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں۔ پھر تیسرے دن گولی حسب ترکیب مذکور کھائیں اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن گولی اور چھٹے دن ٹھنڈائی استعمال کریں اور احتیاطاً مناسب ہے کہ ساتویں اور آٹھویں دن بھی ٹھنڈائی پی لیں۔ غذا اُن آٹھ دنوں میں سوائے کھچڑی یا ساگودانہ کے اور کچھ نہ ہو۔ اس کے بعد مہینہ بیس روز یہ عرق پئیں۔ چوب چینی برادہ کی ہوئی۔ عشبہ پانچ پانچ تولہ۔ برگ شاہترہ چرائتہ سرپھوکہ۔ دانہ الائچی خورد۔ پوست ہلیلہ زرد۔ پوست ہلیلہ کابلی۔ نیل کنٹھی۔ برہمنڈنڈی۔ برادہ صندلین دو دو تولہ۔ سناء مکی تین تولہ رات کو پانچ سیر پانی میں بھگو رکھیں اور صبح کو دو سیر دودھ گائے کا ڈالکر عرق ساڑھے پانچ سیر کشید کرلیں اور تین دن رکھنے کے بعد چھ تولہ ہر روز شربت عناب دو تولہ ملا کر پیا کریں۔ ان تدبیروں سے آتشک کے زخم بھی بلا خارجی دوا کے بھر جاتے ہیں اور اگر خارجی دوا کی ضرورت ہو تو یہ مرہم لگائیں چھالیہ۔ کچلہ پونے چار چار تولہ۔ کتھا پاپڑیا ساڑھے آٹھ ماشہ دانہ الائچی کلاں سوا تولہ۔ مردار سنگ۔ سنگجراحت مرچ سیاہ سوا چار چار ماشہ۔ نیلا تھوتھا ساڑھے آٹھ رتی۔ دھوانسہ بھڑبھونجے کے یہاں کا تین ماشہ۔ سب دواؤں کو اس طرح بھونیں کہ جل نہ جائیں۔ پھر باریک پیسکر گائے کے گھی اکیس تولہ میں ملا کر کافور سوا چار ماشہ پیسکر ملالیں اور زخموں پر لگائیں۔ یہ مرہم چھاجن کے لئے نہایت مفید ہے۔ فائدہ۔ آتشک والے کو زیادہ گرم چیزوں سے جیسے گائے کا گوشت تیل بیگن۔ میتھی وغیرہ ہمیشہ کو پرہیز چاہئے اور زیادہ ٹھنڈی چیزیں بھی جیسے ترہ توز ککڑی وغیرہ بھی کم کھائے اور چنا بہت مفید ہے۔

سوزاک کا بیان

پیشاب کے مقام میں اندر زخم پڑجانے کو سوزاک کہتے ہیں اس کا علاج شروع میں آسانی سے ہو سکتا ہے اور پرانا ہو جانے کے بعد نہایت دشوار ہے علاج پہلے زخم کے صاف ہونے کی بعد ازاں بھرنے کی تدبیر کریں۔ اس طرح کہ ارنڈی کا تیل چار تولہ دودھ میں ملا کر شکر سے میٹھا کر کے پئیں اور ہر دست کے بعد گرم پانی پئیں۔ دوپہر کو ساگودانہ دودھ میں پکا ہوا شام کو دودھ چاول کھائیں۔ اگلے دن یہ ٹھنڈائی پئیں۔ لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ۔ تخم خرفہ پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت بنفشہ دو تولہ حل کر کے پئیں اور اگر بہروزہ کا تیل مل جائے تو دو بوندہ وہ بھی بتاشہ میں کھائیں۔ تیسرے دن پھر ارنڈی کا تیل بموجب ترکیب مذکور اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن پھر ارنڈی کا تیل اور چھٹے دن ٹھنڈائی پئیں۔ غذا برابر ساگودانہ اور دودھ چاول رہے تینوں مسہلوں کے بعد یہ سفوف کھائیں۔ شورہ قلمی تین تولہ سنگجراحت۔ مغز تخم خیارین۔ تخم خرفہ۔ تخم کاسنی۔ خار خسک۔ نشاستہ

نونو ماشہ۔ گل ارمنی۔ صمغ عربی۔ ریوند چینی حب کا کنج۔ ست بہروزہ۔ مغز تخم تربوز۔ دم الاخوین چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ گیارہ تولہ ملاکر نونو ماشہ کی پڑیاں بنالیں۔ پھر ایک پڑیا کھا کر اوپر سے تخم خبازین پانچ ماشہ پانی میں پیسکر چھانکر شربت بزوری بارد۔ دو تولہ ملاکر پئیں۔ پندرہ دن یا کم ازکم ہفتہ بھر کھائیں۔ غذا دودھ چاول یا ٹھنڈی ترکاریاں اور گوشت ہو۔ بعدازاں یہ سفوف کھائیں اگر کچھ ضرورت باقی رہی ہو۔ طباشیر۔ گندھک زرد۔ سات سات ماشہ مغز تخم خیارین چودہ ماشہ۔ تخم خرفہ۔ کتیرا۔ ہلدی چار چار رتی۔ مرمکی دو رتی۔ گلنار چھ رتی زرشک افیون خالص۔ زراوند مدحرج ایک ایک ماشہ تل دھلے ہوئے ساڑھے تیرہ ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ برابر ملاکر نونو ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز تازہ پانی کے ساتھ پھانکیں۔ اگر قبض کرے تو دو دو تولہ منقی رات کو سوتے وقت کھالیا کریں۔ کم ازکم پندرہ دن یہ سفوف کھائیں بعد صحت مہینہ بیس دن وہ عرق مصفی پئیں جو آتشک کے بیان میں گذرا جس میں پہلا جزو چوب چینی ہے۔ سوزاک والے کو مرچ کم کھانی چاہئے اور کچنال کی کلی بہت مفید ہے اور جو پرہیز آتشک کے بیان میں گذرا وہ یہاں بھی ہے۔ **پچکاری نافع سوزاک**۔ توتیا کھیل کیا ہوا تین ماشہ۔ سرمہ پسا ہوا۔ دم الاخوین پھٹکڑی سفید بریاں۔ سنگ جراحت چھ چھ خوب باریک پیسکر انگور کے پتوں کے پانی اور مہندی کے پتوں کے پانی چھٹانک چھٹانک بھر اور بکری کے دودھ آدھ پاؤ میں ملاکر دو تہ کپڑے میں چھان کر کانچ کی پچکاری سے صبح وشام پچکاری لیں یہ ایک نسخہ چار دن کو کافی ہے۔ توتیا کی کھیل اس طرح ہوتی ہے کہ اسکو پیسکر کسی برتن میں ہلکی آگ پر رکھیں اور چلاتے رہیں جب رنگ ہلکا پڑ جائے کام میں لائیں۔ **فائدہ** کبھی سوزاک میں پیشاب کا مقام بند ہو جاتا ہے اس صورت میں گرم پانی سے دھاریں یا بابونہ پانی میں پکا کر دھاریں۔ اگر کسی طرح نہ کھلے ڈاکٹر سے سلائی ڈلوائیں۔

خصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا

اس مرض میں چنک بھی ہو جاتی ہے اور پیشاب میں تکلیف ہوتی ہے۔ **علاج** گل بابونہ۔ اکلیل الملک۔ تخم کتان سبوس گندم دو سیر پانی میں پکا کر دھاریں اور ہینگ مرزنجوش فرفیون۔ اکلیل الملک۔ گل بابونہ تین تین ماشہ کوٹ چھانکر شہد میں ملاکر نیم گرم لیپ کریں اور معجون کمونی یا جوارش زرعونی کھائیں۔ اسکا نسخہ ضعف باہ کے بیان میں گذرا۔ غذا بھی مقوی کھائیں

آنت اترنا اور فوطے کا بڑھنا

پیٹ میں آنتوں پر چاروں طرف سے کئی جھلیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بیچ کی ایک جھلی میں فوطوں کے قریب دو سوراخ ہیں ان سوراخوں کے بڑھ جانے یا پھٹ جانے سے اندر کی جھلی مع آنتوں کے یا بلا آنتوں کے یا اندر کی جھلی بھی پھٹ کر آنتیں فوطوں میں لٹک پڑتی ہیں اس کو آنت اترنا کہتے ہیں۔ عربی میں اس کا نام قیلِ وفتق ہے اور کبھی فوطوں میں پانی آجاتا ہے اس کو عربی میں اُدرہ کہتے ہیں اور کبھی صرف ریاح آجاتے ہیں اس کو قیلہ ریحی کہتے ہیں۔ اس بحث کو تین قسم

میں بیان کیا جاتا ہے۔

قسم اول آنت اترنے کے بیان میں۔ یہ مرض بہت بوجھ اٹھانے یا کودنے یا بہت شکم سیری پر جماع کرنے وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔
علاج۔ چت لیٹ کر آہستہ آہستہ دبا کر اوپر کو چڑھائیں۔ اگر دبانے سے نہ چڑھے تو گرم پانی سے دھاریں اور روغن بابونہ گرم کر کے ملیں اور خطمی پانی میں پکا کر باندھیں جب نرم ہو جائے دبا کر اوپر کو چڑھائیں۔ جب چڑھ جائے یہ لیپ کریں تاکہ آئندہ نہ اترے۔ گلنار اقاقیہ مازوئے سبز۔ ایلوا۔ کندر۔ جوز السرو۔ رال گوگل۔ ابہل سب چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر سریش ہری مکوہ کے پانی میں پکا کر ملا کر کپڑے پر لگا کر چپکائیں اور پٹی باندھ دیں اور تین روز تک چت لٹائے رکھیں۔ یہ لیپ فتق کی جملہ قسموں کو مفید ہے خواہ آنت اتری ہو یا ریاح ہو یا پانی ہو۔ اور غذا صرف شوربا دیں۔ بعد تین دن کے آہستہ اٹھادیں اور ٹہلنے دیں اور یہ لیپ دوبارہ کریں اور لنگوٹ باندھے رہا کریں۔ ایک تدبیر نہایت مفید یہ ہے کہ ایک پیٹی میں ڈبل پیسہ یا اور کوئی سخت چیز اتنے وزن کی سی کر اس پیٹی کو لنگوٹ کی طرح ایسا باندھیں کہ پیسہ اس جگہ رہے جہاں آنت اترنے کے وقت پھولاپن معلوم ہوتا تھا کہ اس سے وہ جگہ ہر وقت دبی رہے اس سے چند روز میں وہ سوراخ بند ہو جاتا ہے اور آنت اترنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا۔ اس ترکیب کو تالا لگانا کہتے ہیں۔ ایسی پیٹیاں انگریزی بنی ہوئی بھی بکتی ہیں[۶]۔ **آنت اترنے کے واسطے پینے کی دوا۔** معجون فلاسفہ سات ماشہ یا معجون کمونی ایک تولہ کھا کر اوپر سے سونف پانچ ماشہ پانی میں پیس کر گلقند آفتابی دو تولہ ملا کر پئیں۔ معجون فلاسفہ متواتر چند روز تک کھانا جملہ اقسام فتق کو مفید ہے[۷]۔ بادی چیزوں سے پرہیز رکھیں۔
قسم دوم قیلہ ریحی یعنی فوطے میں ریاح آجانے کے بیان میں۔ باجرہ[۸] اور نمک اور بھوسی دو دو تولہ لیکر دو پوٹلی بنا کر گلاب میں ڈال کر سینکیں اور دار چینی[۹] قلمی پیس کر بابونہ کے تیل میں ملا کر اکثر ملا کریں اور یہ گولی کھایا کریں[۱۰] تخم کرفس۔ انیسون رومی۔ اسپند مصطگی۔ زعفران سب سات سات ماشہ پوست ہلیلہ کابلی۔ پوست بلیلہ آملہ۔ ساڑھے دس دس ماشہ۔ سکبنیج۔ گوگل ساڑھے تین تین ماشہ۔ پودینہ خشک قسط شیریں۔ نرکچور۔ درونج عقربی اسارون پونے دو دو ماشہ سکبنیج اور گوگل کو پانی میں گھول کر باقی دوائیں کوٹ چھان کر ملا کر گولیاں چنے کی برابر بنالیں۔ اور ساڑھے چار ماشہ ہر روز پھانک لیا کریں اور معجون فلاسفہ یا معجون کمونی بھی کافی ہے چند روز متواتر کھائیں۔ غذا میں تیھوا اور مولی زیادہ مفید ہیں اور بادی چیزوں سے پرہیز ضرور ہے۔

قسم سوم فوطوں میں پانی آجانے کے بیان میں۔ پانی کم پیا کریں اور دوا وہی کھائیں جو قیلۂ ریحی میں گذری اور یہ لیپ کریں عاقر قرحا[۱۱] دو تولہ زیرہ سیاہ ایک تولہ باریک پیس کر مویز منقی چھ تولہ ملا کر اتنا کوٹیں کہ یک ذات ہو کر مثل مرہم کے ہو جائے پھر گرم کر کے صبح و شام لیپ کریں۔ جب پانی زیادہ آجائے تو عمدہ علاج ڈاکٹر سے نکلوا دینا ہے[۱۲]۔ فائدہ چونکہ ان تینوں

---

[۶] پیٹیاں مختلف شکلوں کی آتی ہیں اسلئے لیتے وقت ڈاکٹر سے مشورہ ضرور کریں ۱۲ [۷] جب کچلہ بھی اس کے لئے مفید ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ کچلہ مدبر فلفل سیاہ چھ چھ ماشہ گھیکوار کے پانی میں پیس کر کالی مرچ کے برابر گولیاں بنائیں اور ایک گولی روز کھائیں۔ ٹھنڈے مزاج والے کے لئے یہ بہت مفید ہے ۱۲ [۸] فوطہ بڑھنے کی ایک اور دوا ہے جو سب سے بہتر ہے تمباکو کے ہرے پتے کا پاؤ بھر پانی موم زرد آدھ پاؤ دونوں کو ملا کر پکالیں اتنا پکائیں کہ پانی جل کر موم رہ جائے پھر اس موم کی ٹکیہ بنا کر رکھ لو اور پھر اس کو ذرا گرم کر کے باندھو مجرب ہے۔ ۱۲ [۹] طبہ مخترع ۱۲ [۱۰] طب اکبر ۱۲ [۱۱] للعہ قانون جلد ۳ شئ کان فیہ برزج فبدلنا بعاقرقرحا بتضعیف الوزن ہکذا فی بستان المفردات ۱۲

قسموں کے علاج میں زیادہ فرق نہیں۔ ہر قسم کی علامتیں تفصیل کے ساتھ نہیں بیان کیں۔ مختصر سا فرق یہ ہے کہ اگر قسم اول ہو خواہ فقط جھلی لٹک آئی ہو یا مع آنت کے اتری ہو تو مشکل سے اوپر کو چڑھتی ہے۔ اور اگر ریاح ہوں تو ذرا دبانے سے چڑھ جاتی ہے اور اگر پانی ہو تو کسی طرح نہیں چڑھ سکتا اور فوطہ چمکدار معلوم ہوتا ہے اور جلد جلد بڑھتا ہے۔ لنگوٹ باندھے رہنا جملہ اقسام میں مناسب ہے اور حرکت قوی اور بوجھ اٹھانے اور زیادہ چلانے اور بادی چیزوں سے پرہیز لازم ہے **فتق** کی اور بھی چند قسمیں ہیں جن کا علاج بلا رائے طبیب کے نہیں ہو سکتا۔ آنت اترنے کے علاج میں کبھی مسہل کی ضرورت ہوتی ہے اس میں طبیب سے رائے لینا ضروری ہے **فائدہ** کبھی فوطے بڑھ جاتے ہیں اور بدون اس کے کہ آنت اترے یا ریاح آ جائیں یا پانی ہو۔ علامت اس کی یہ ہے کہ تکلیف مطلق نہ ہو اور نہ فوطوں کی کھال چمکدار ہو نہ دبانے سے سخت معلوم ہوں۔ **علاج** معجون فلاسفہ کچھ عرصہ تک کھائیں اور پھٹکڑی سفید تیل میں گھسکر لیپ کریں۔ **دوسرا لیپ**۔ پنڈول بیس ماشہ۔ شوکران (ایک بوٹی کا نام ہے) دو ماشہ سرکہ میں خوب پیسکر لیپ کریں (اگر شوکران نہ ملے اجوائن خراسانی ڈالیں) یہ مرض بعض مقامات میں کثرت سے ہوتا ہے اور مشکل سے جاتا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ شروع ہی میں علاج کریں اور کچھ عرصہ تک نہ چھوڑیں۔ **فوطے یا عضو تناسل کا درد**۔ کبھی ان اعضاء میں درد ہونے لگتا ہے بدون اس کے کہ ورم ہو یا آنت اترے **علاج** ارنڈی کا تیل ملیں کہ اکثر اقسام میں مفید ہے اگر اس سے نہ جائے تو طبیب سے پوچھیں۔

فوطوں یا جنگاسوں میں خراش ہو جانا

یہ اکثر پسینے کی شوریت سے ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے گرمی کے موسم میں زیادہ ہو جاتا ہے **علاج** گرم پانی اور صابن سے دھویا کریں تاکہ میل نہ جمے اور سفیدہ کاشغری روغن گل میں ملا کر لگائیں اور اگر خراش بڑھ گیا ہو اور زخم ہو گیا ہو یہ مرہم لگائیں کندر۔ دم الاخوین۔ مرمکی۔ نو نو ماشہ ایلو مردار سنگ۔ انزروت سات سات ماشہ باریک پیسکر روغن گل سات تولہ میں ملا کر خوب گھوٹیں کہ مرہم ہو جائے جسکو فوطوں اور جنگاسوں میں پسینہ زیادہ آتا ہو مہندی کا پانی یا ہرے دھنیا کا پانی یا سرکہ پانی میں ملا کر لگایا کرے **عضو تناسل کا ورم**۔ اگر اس میں سوزش یا تکلیف زیادہ ہو تو سرکہ اور روغن گل ملا کر ملیں اور اگر زیادہ سوزش نہ ہو تو چھوارے کی گٹھلی اور خطمی سرکہ میں گھس کر لگائیں۔

قد وقع الفراغ عنہ للخامس عشر من ذیقعدۃ سنۃ ۱۳۲۴ فی میرٹھ فالحمد للہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصلحت وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ بعدد الکائنات وقع الفراغ عن النظر الثالث للسابع والعشرین من الربیع الثانی سنۃ ۱۳۴۲ھ فی میرٹھ ایضاً امتثالاً لامر اخی فی اللہ ومحبی المولوی شبیر علی التھانوی مالک اشرف المطابع ومدیر رسالہ النور

عہ حضرت مولانا حکیم محمد مصطفےٰ صاحب مقیم شہر میرٹھ	التماس مؤلف عہ

احقر نے حسب ارشاد حضرت سیدی ومولائی جناب مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ۱۳۲۴ھ میں مردانہ امراض کے علاج ان چند ورقوں میں لکھے تھے اور یہ رسالہ بہشتی گوہر کے اخیر میں ملحق ہو کر چھپ گیا تھا اس کے بعد بہت جگہ چھپ کر شائع ہوتا رہا خیال ہوا کہ ایک بار احقر نے نظر ثانی بھی

بہشتی جوہر ضمیمہ بہشتی گوہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنَ ؕ

موت اور اس کے متعلقات اور زیارت قبور کا بیان

فرمایا (۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کثرت سے موت کو یاد کرو اسلئے کہ وہ یعنی موت کا یاد کرنا گناہوں کو دور کرتا ہے اور دنیائے مذموم اور غیر مطلوب اور فضول سے بیزار کرتا ہے یعنی جب انسان موت کو بکثرت یاد کریگا تو دنیا میں جی نہ لگے گا اور طبیعت دنیا کے سامان سے نفرت کرے گی اور زاہد ہو جائیگا اور آخرت کی طلب اور وہاں کی نعمتوں کی خواہش اور وہاں کے عذاب دردناک کا خوف ہوگا۔ پس ضرور ہے کہ نیک اعمال میں ترقی کریگا اور معاصی سے بچیگا اور تمام نیکیوں کی جڑ زہد ہے یعنی دنیا سے بیزار ہونا جبتک دنیا سے اور اس کی زینت سے علاقہ ترک نہ ہوگا پوری توجہ اللہ کی طرف نہیں ہوسکتی، اور بارہا عرض کیا جاچکا ہے کہ امور ضروریہ دنیا وہ جو موقوف علیہا ہیں عبادت کے وہ مطلوب ہیں اور دین میں داخل ہیں لہذا اس مذمت سے وہ خارج ہیں بلکہ جس دنیا کی مذمت کی جاتی ہے اس سے وہ چیزیں مراد ہیں جو حق تعالیٰ سے غافل کریں گو کسی درجہ میں سہی۔ جس درجہ کی غفلت ہوگی اسی درجہ کی مذمت ہوگی۔ پس معلوم ہوا کہ موت کی یاد اور اس کا دھیان رکھنا اور اس نازک اور عظیم الشان سفر کیلئے توشہ تیار کرنا ہر عاقل پر لازم ہے دوسری **حدیث**[۲] میں آیا ہے کہ جو بیس بار روزانہ موت کو یاد کرے تو درجہ شہادت پاویگا سو اگر تم اس کو یاد کروگے تونگری کی حالت میں تو وہ (یاد کرنا) اس غنا کو گرادیگا۔ یعنی جب غنی آدمی موت کا دھیان رکھیگا تو اس غنا کی اس کے نزدیک وقعت نہ رہے گی جو باعث غفلت ہے کیونکہ یہ سمجھے گا کہ عنقریب یہ مال مجھ سے جدا ہونیوالا ہے اس سے علاقہ پیدا کرنا کچھ نافع نہیں بلکہ مضر ہے کیونکہ محبوب کا فراق باعث اذیت ہوتا ہے۔ ہاں وہ کام کریں جو وہاں کام آئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے پس ان خیالات سے مال کا کچھ بُرا اثر نہ پڑے گا اور اگر تم اسے فقر اور تنگی کی حالت میں یاد کروگے تو وہ (یاد کرنا) تم کو راضی کردے گا تمہاری بسر اوقات سے یعنی جو کچھ تمہاری تھوڑی سی معاش ہے اسی سے راضی ہوجاؤ گے کہ چندروزہ قیام ہی پھر کیوں غم کریں اسکا عوض حق تعالیٰ عنقریب نہایت عمدہ مرحمت فرمائینگے۔ **فرمایا** (۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک زمین البتہ پکارتی ہے کہ ہر دن ستر بار اے بنی آدم کھالو جو چاہو اور جس چیز سے رغبت کرو پس خدا کی قسم البتہ میں ضرور تمہارے گوشت اور تمہارے پوست کھاؤنگی۔ اور اگر شبہ ہو کہ ہم تو آواز زمین کی سنتے نہیں تو ہم کو کیا فائدہ۔ جواب یہ ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشاد عالی سے جب یہ معلوم ہوگیا کہ زمین اس طرح

[۱] رواہ ابن ابی الدنیا عن انس مرفوعاً ۱۲ کذا فی کنز العمال [۲] رواہ الترمذی والحاکم عن ثوبان مرفوعاً ۱۲

ہتی ہے تو جیسے زمین کی آواز سے دنیا دل پر سرد ہو جاتی ہے اسی طرح اب بھی اثر ہونا چاہئے کسی چیز کے علم کے واسطے یہ کیا ضرور ہے کہ اس کی آواز ہی سے علم ہو بلکہ مقصود تو اس کا علم ہوتا ہے خواہ کسی طریق سے ہو۔ مثلاً کوئی شخص دشمن کے لشکر کو آتا دیکھ کر جیسا گھبراتا ہے اور اُس سے مدافعت کے سامان کرتا ہے اسی طرح کسی معتبر شخص کے خبر دینے سے بھی گھبراتا ہے کیونکہ دونوں صورتوں ہیں اس کو دشمن کے لشکر کا آنا معلوم ہو گیا جو گھبرانے اور مدافعت کے سامان کا باعث ہے اور کوئی مخبر جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر بلکہ آپ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا پس جب اور لوگوں کے کہنے کا اعتبار کیا جاتا ہے تو آپ کے فرمودہ کا تو بطریق اولیٰ اعتبار ہونا چاہئے کیونکہ آپ نہایت سچے ہیں حدیث میں ہے کفیٰ[1] بالموت واعظا وبالیقین غناء ترجمہ یہ ہے کہ کافی ہے موت باعتبار واعظ ہونے کے (یعنی موت کا وعظ کافی ہے کہ جو شخص اس کی یاد رکھے۔ اس کو دنیا سے بے رغبت کرنے کے لئے اور کسی چیز کی حاجت نہیں اور کافی ہے یقین روزی ملنے کا باعتبار غناء کے یعنی جب انسان کو حق تعالیٰ کے وعدہ پر یقین ہے کہ ہر ذی حیات کو اس اندازہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہے رزق ضرور دیا جاتا ہے تو یہ کافی غنی ہے۔ ایسا شخص کبھی پریشان نہیں ہو سکتا بلکہ جو مال سے غنا حاصل ہوتا ہے اس سے یہ اعلیٰ ہے کہ اس کو فنا نہیں اور مال کو فنا ہے کیا معلوم ہے کہ جو مال اس وقت موجود ہے وہ کل کو بھی باقی رہے گا یا نہیں اور خداوند کریم کے وعدہ کو بقا ہے جس قدر کہ رزق موعود ہے ضرور ملے گا خوب سمجھ لو۔ **حدیث** (۴) میں ہے کہ جو شخص پسند کرتا ہے حق تعالیٰ سے ملنا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے وصال چاہتے ہیں اور جو حق تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے[2] اور دنیا کے مال و جاہ اور ساز و سامان سے جدائی نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر موت کے خدائے تعالیٰ سے ملاقات غیر ممکن ہے پس موت چونکہ ذریعہ ملاقات محبوب حقیقی ہے لہذا مؤمن کو محبوب ہونی چاہئے اور ایسے سامان پیدا کرے جس سے موت ناگوار نہ ہو یعنی نیک اعمال کرے تاکہ بہشت کی خوشی میں موت محبوب معلوم ہو اور معاصی سے اجتناب کرے تاکہ موت مبغوض نہ معلوم ہو کیونکہ گنہگار کو بوجہ خوف عذاب شدید موت سے نفرت ہوتی ہے اسلئے کہ موت کے بعد عذاب ہوتا ہے اور نیک بخت کو بھی گو عذاب کا خوف ہوتا ہے اور جنت کی بھی امید ہوتی ہے مگر تجربہ ہے کہ نیک بخت کو باوجود اس دہشت کے موت سے نفرت نہیں ہوتی اور پریشانی نہیں ہوتی اور امید کا اثر بمقابلہ خوف کے غالب ہو جاتا ہے اور اسی طرح یہ بھی تجربہ ہے کہ کافر و فاسق پر اثر امید غالب نہیں ہوتا اسلئے وہ موت سے نہایت گھبراتا ہے۔ **حدیث** (۵) میں ہے جو نہلاوے مردے کو پس ڈھک لے اس کو (یعنی کوئی بری بات مثلاً صورت بگڑ جانا وغیرہ ظاہر ہو اور اس کے متعلق پورے احکام بہشتی زیور حصہ دوم میں گذر چکے ہیں وہاں ضرور دیکھ لینا چاہئے) چھپالیگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ (یعنی آخرت میں گناہوں کی وجہ سے اس کو رسوائی نہ ہوگی) اور جو کفن دے مردے کو تو اللہ تعالیٰ اس کو سندس[3] (جو ایک باریک ریشمین کپڑے کا نام ہے) پہناویگا آخرت میں۔

[illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲ [illegible] ۳۰۸

بعضے جاہل مردے کے کام سے ڈرتے ہیں اور اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ یہ سخت بیہودہ بات ہے کہ ان کو مرنا نہیں چاہئے کہ خوب مردے کی خدمت کو انجام دے اور ثواب جزیل حاصل کرے اور اپنا مرنا یاد کرے کہ اگر ہم سے بھی لوگ ایسے بچیں جیسے کہ ہم بچتے ہیں تو ہمارے جنازہ کی کیا کیفیت ہوگی اور عجب نہیں کہ حق تعالیٰ بدلہ دینے کو اس کو ایسے ہی لوگوں کے حوالہ کردیں۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غسل دے مردے کو اور اسے کفن دے اور اس کے حنوط لگائے (حنوط ایک قسم کی مرکب خوشبو کا نام ہے اسکے بجائے کافور بھی کافی ہے) اور اٹھائے اس کے (جنازہ) کو اور اس پر نماز پڑھے اور نہ افشا کرے اس کی وہ (بری) بات جو دیکھے اس سے۔ دور ہو جائے گا اپنے گناہوں سے اس طرح جیسے کہ اس دن جب کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (گناہوں سے) دور تھا (یعنی صغائر معاف ہو جائیں گے علیٰ ما قالوا)۔ **حدیث** (۶) میں ہے جو نہلا دے مردے کو پس چھپا لے اس کے (عیب) کو تو اس کے چالیس کبیرہ (یعنی صغائر میں جو بڑے صغائر ہیں) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو اسے کفن دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سندس اور استبرق پہنا دے گا اور جو میت کیلئے قبر کھودے پس اس کو اس میں دفن کرے جاری فرمائیگا اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے اس قدر اجر جو مثل اس مکان کے ثواب کے ہوگا جس میں قیامت تک اس شخص کو رکھتا (یعنی اس کو اس قدر اجر ملیگا جتنا کہ اس مردے کو رہنے کے لئے قیامت تک مکان عاریت دینے کا اجر ملتا۔ واضح ہو کہ جس قدر فضیلت اور ثواب مردے کی خدمت کا اس وقت تک بیان کیا گیا سب اس صورت میں ہے جبکہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے خدمت کی جائے ریا اجرت وغیرہ مقصود نہ ہو اور اگر اجرت لی تو ثواب نہ ہوگا۔ اگرچہ اجرت لینا جائز ہے گناہ نہیں۔ مگر جواز اجرت امر دیگر ہے اور ثواب امر دیگر۔ اور تمام دینی کام جو اجرت لیکر کئے جاتے ہیں بعضے تو ایسے ہیں جن پر اجرت لینا حرام ہے اور ان کا ثواب بھی نہیں ہوتا اور بعضے ایسے ہیں جن پر اجرت لینا جائز ہے اور وہ مال حلال ہے مگر ثواب نہیں ہوتا۔ خوب تحقیق کرکے اس پر عملدر آمد کرنا چاہئے۔ یہ موقعہ تفصیل کا نہیں ہے مگر ان امور کے متعلق ایک مفید ضروری بات عرض کرتا ہوں تاکہ اہل بصیرت کو تنبہ ہو وہ یہ ہے کہ جن اعمال دینیہ پر اجرت لینا جائز ہے ان کے کرنے سے بالکل ثواب نہیں ملتا مگر بچند شروط ثواب بھی ملیگا خوب غور سے سنو۔ کوئی غریب آدمی جس کی بسر اوقات اور نفقات واجبہ کا سوائے اس اجرت کے اور کوئی ذریعہ نہیں وہ بقدر حاجت ضروریہ دینی کام کرکے اجرت لے اور یہ خیال کرے سچی نیت سے کہ اگر ذریعہ معیشت کوئی اور ہوتا تو میں ہرگز اجرت نہ لیتا اور حسبۃً للہ کام کرتا۔ یا اب حق تعالیٰ کوئی ذریعہ ایسا پیدا کردیں تو میں اجرت چھوڑ دوں اور مفت کام کروں تو ایسے شخص کو دینی خدمت کا ثواب ملے گا کیونکہ اس کی نیت اشاعت دین ہے مگر معاش کی ضرورت مجبور کرتی ہے اور چونکہ طلب معاش بھی ضروری ہے اور اس کا حاصل کرنا بھی ادائے حکم الٰہی ہے اس لئے اس نیت یعنی تحصیل معاش کا بھی ثواب ملے گا اور نیت بخیر ہونے سے یہ دونوں ثواب ملیں گے۔ مگر ان قیود پر نظر غائر کرکے

لے رواہ النسائی کنز العمال صفحہ ۸۲ ج ۸ ۱۲ لے رواہ الطبرانی ۱۲

عمل کرنا چاہیئے۔ خواہ مخواہ کے خرچ بڑھالینا اور غیر ضروری اخراجات کو ضروری سمجھ لینا اور اس پر حیلہ کرنا اس عالم الغیب کے ہاں نہیں چلیگا وہ دل کے ارادوں سے خوب واقف ہے۔ یہ تدقیق نہایت تحقیق کے ساتھ قلمبند کی گئی ہے اور ماخذ اس کا شامی وغیرہ ہے اور ظاہر ہے کہ جس میں توکل کے شرائط جمع ہوں اور پھر وہ نیک کام پر اُجرت لے تو وہ ان تینوں کو بھی جمع کرلے جن کے اجتماع سے ثواب تحریر ہوا ہے تب بھی اس کو گو ثواب ملیگا مگر توکل کی فضیلت فوت ہوجائے گی۔ تامل فانہ دقیق۔ مسلمانوں کو خصوصًا ان میں سے اہل علم کو اس بات میں خاص توجہ و احتیاط کی ضرورت ہے کہ خالق اکبر کے دین کی خدمت کرکے اس کی رضا حاصل نہ کرنا اور بغیر کسی سخت مجبوری کے ایک منفعت قلیلہ عاجلہ پر نظر کرنا کیا حق تعالیٰ کے ساتھ کسی درجہ کی بے مروتی نہیں ہے۔ ہمارا کام ترغیب اور دفع مغالطہ ہے اور امور مباحہ میں تضییق کا ہم کو حق حاصل نہیں ہے مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ ثواب کی ہم سب کو سخت حاجت ہے فمن شاء فلیقلل ومن شاء فلیکثر واللہ تعالیٰ اعلم بقلوب عبادہ وکفی بہ خبیرا بصیرا حدیث[1] میں ہے کہ پہلا تحفہ مومن کا یہ ہے کہ گناہ بخشدئیے جاتے ہیں اس شخص کے جو اس کے (جنازے) کی نماز پڑھتا ہے یعنی صغیرہ گناہ علی ما قالوا۔ **حدیث** (۷) میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ مرجائے اور اس (کے جنازے) پر تین صفیں مسلمانوں کی نماز پڑھیں مگر واجب[2] کرلیا (اس نے جنت کو یعنی اس کی بخشش ہو جاوے گی۔) **حدیث** (۸) میں ہے کہ نہیں ہے کوئی ایسا مسلمان کہ وہ مرجائے پس کھڑے ہوں یعنی نماز پڑھیں اس (کے جنازے) پر چالیس مرد ایسے جو شرک نہ کرتے ہوں خدا تعالیٰ کے ساتھ مگر بات یہ ہے کہ وہ (نماز پڑھنے والے) شفاعت قبول کئے جائینگے اس (مردے) کے باب[3] میں (یعنی جنازے کی نماز جو حقیقت میں دعا ہے میت کے لئے قبول کرلی جاوے گی اور اس مردے کی بخشش ہوجاوے گی۔ **حدیث** (۹) میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس (کے جنازے) پر ایک جماعت نماز پڑھے مگر یہ بات ہے کہ وہ (لوگ) شفاعت قبول کئے جائیں گے اُس (میت) کے بارے[4] میں۔ حدیث (۹) میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مردہ کہ اس پر ایک جماعت مسلمانوں کی نماز پڑھے (جو عدد میں) سو ہوں پس سفارش کریں وہ (نمازی یعنی دعا پڑھیں)، اس کے لئے مگر یہ بات ہے کہ وہ سفارش قبول کئے جائیں گے اس کے بارے میں (یعنی ان کی دعا قبول ہوگی اور اس مردے کی مغفرت[5] ہوجاوے گی۔) **حدیث** (۱۰) میں ہے جو اٹھاوے چاروں طرفیں چارپائی (جنازے کی)، تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ بخشدئیے[6] جائیں گے (اس کی تحقیق اوپر گذر چکی ہے)، **حدیث** (۱۱) میں ہے افضل اہل جنازہ کا (یعنی جو جنازے کے ہمراہ ہوتے ہیں ان میں وہ ہے جو اُن میں بہت زیادہ ذکر (اللہ تعالیٰ) کرے اس جنازے کے ساتھ اور جو نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ (زمین پر رکھ دیا) جائے اور زیادہ پورا کرنے والا پیمانہ (ثواب) کا وہ ہے جو تین بار اس پر مٹھی بھر خاک ڈالے (یعنی ایسے شخص کو خوب ثواب ملے گا۔ **حدیث** (۱۲) میں ہے کہ اپنے مردوں کو نیک قوم کے درمیان میں دفن کرو اسلئے کہ بیشک مردہ اذیت پاتا ہے بوجہ بُرے پڑوسی کے

۱؎ رواہ الحکیم عن انس مرفوعًا کذا فی کنز العمال ص۱۶۳ ج۸ ۱۲ ۲؎ رواہ احمد وابوداؤد کذا فی کنز العمال ۱۲ ۳؎ رواہ احمد وابوداؤد ۱۲ ۴؎ رواہ احمد وغیرہ ۱۲ ۵؎ رواہ مسلم وغیرہ ۱۲ ۶؎ [illegible] ابن ماجہ [illegible] ۱۲ ۷؎ [illegible] ۱۲

یعنی فاسقوں یا کافروں کی قبروں کے درمیان ہونے سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے اور صورت اذیت کی یہ ہے کہ فساق وکفار پر جو عذاب ہوتا ہے اور وہ اس کی وجہ سے روتے اور چلاتے ہیں اس واویلا کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ اذیت پاتا ہے زندہ بوجہ بُرے پڑوسی کے[۱۳] **حدیث** میں ہے کہ جنازے کے ہمراہ کثرت سے لاالٰہ الااللہ پڑھو[۱۴]۔ جنازے کے ہمراہ اگر ذکر کرے تو آہستہ کرے اسلئے کہ زور سے ذکر کرنا جنازے کے ساتھ شامی میں مکروہ لکھا ہے۔ **صحیح حدیث**[۱۴] میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے ایک خاص وجہ سے جو اب باقی نہیں رہی۔ آگاہ ہوجاؤ پس اب زیارت کرو اُن کی یعنی قبروں کی اسلئے کہ وہ زیارت قبور دل کو نرم کرتی ہے اور دل کی نرمی سے نیکیاں عمل میں آتی ہیں اور رُلاتی ہر آنکھ کو اور یاد دلاتی ہے آخرت کو اور تم نہ کہو کوئی غیر مشروع بات قبر پر[۱۵]۔ **حدیث** میں ہے میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے پس (اب) ان کی زیارت کرو اسلئے کہ وہ زیارت بے رغبت کرتی ہے دنیا سے اور یاد دلاتی ہے آخرت[۱۶] کو۔ زیارت قبور سنت ہے اور خاص کر جمعہ کے روز اور حدیث میں ہے کہ جو ہر جمعہ کو والدین کی یا والد یا والدہ کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کی جائیگی اور وہ خدمتگذار والدین کا لکھ دیا جائے گا (نامۂ اعمال میں) رواہ البیہقی مرسلاً۔ مگر قبر کا طواف کرنا۔ بوسہ لینا منع ہے۔ خواہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی یا کسی کی ہو اور قبروں پر جاکر اول اس طرح سلام کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ جیسا کہ ترمذی اور طبرانی میں یہ الفاظ سلام موتی کے لئے آئے ہیں اور قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت کی جانب منہ کر کے قرآن مجید پڑھے جس قدر ہو سکے۔ حدیث میں ہے کہ جو قبروں پر گذرے اور سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر مردے کو بخشے تو موافق شمار مردوں کے اس کو بھی ثواب دیا جائیگا۔ نیز حدیث میں ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو پھر سورۂ الحمد اور سورہ اخلاص اور سورۃ تکاثر پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشے۔ مردے اس کی شفاعت کریں گے اور نیز حدیث میں ہے کہ جو کوئی سورہ یٰسین قبرستان میں پڑھے تو مردوں کے عذاب میں اللہ تعالیٰ تخفیف فرمائیگا اور پڑھنے والے کو بشمار ان مردوں کے ثواب ملیگا۔ یہ تینوں حدیثیں مع سند ذیل میں عربی میں لکھدی ہیں **حدیث**[۱۶] میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مرد کہ گذرے کسی ایسے شخص کی قبر پر جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا۔ پھر اس پر سلام کرے مگر یہ بات ہے کہ وہ میت اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے دگو اس جواب کو سلام کرنیوالا نہیں سنتا)

(۱) اخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل قل ھو اللہ احد عن علی مرفوعاً من مرعلی المقابر وقرأ قل ھو اللہ احد احد عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد

(۱) قل ہو اللہ شریف کے فضائل میں ابو محمد سمرقندی حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں جو شخص قبرستان میں گذرے وہ گیارہ مرتبہ اس سورہ شریف کو پڑھ کر اہل قبور کو اسکا ثواب

[۱۳] رواہ الطبرانی مرفوعاً ۱۲ [۱۴] رواہ الدیلمی مرفوعاً ۱۲ [۱۵] رواہ ابن ماجہ ۱۲

الاموات (۲) اخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائدہ عن ابی ھریرۃ مرفوعا من دخل المقابر ثم قرأ فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد والھکم التکاثر ثم قال اللھم انی جعلت ثواب ماقرأت من کلامک لاھل المقابر من المومنین والمومنات کانوا شفعاء لہ الی اللہ تعالیٰ (۳) اخرج عبد العزیز صاحب الخلال بسندہ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورۃ یٰس خفف اللہ عنھم وکان لہ بعدد من فیھا حسنات ھذہ الاحادیث اوردھا الامام السیوطی فی شرح الصدور بشرح احوال الموتی والقبور ص۱۲۳ مطبوع مصر قال المعلق علی رسالۃ بہشتی گوھر الحدیث الاول والثالث یدلان ظاھرا علی ان الثواب الحاصل من الاحیاء للاموات یصل الیھم علی السواء لا یتجزی تامل۔

بخشدے تو پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملیگا جس قدر مردے کہ اس قبرستان میں دفن ہیں (۲) ابو القاسم سعد بن علی زنجانی حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعًا اسکے فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور سورۂ الحمد اور قل ہو اللہ احد اور الہٰکم التکاثر پڑھے اور کہے الٰہی میں نے اس پڑھنے کا ثواب اس قبرستان کے مسلمان مرد عورتوں کو بخشا تو وہ سب مردے روز جزا اس کی شفاعت کریں گے (۳) عبد العزیز صاحب خلال نے بروایت حضرت انس بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان میں آئے پھر سورہ یٰسین پڑھے اس قبرستان کے جن مردوں پر عذاب ہو رہا ہے خدا تعالیٰ اسمیں تخفیف فرما دیتے ہیں اور پڑھنے والے کو اتنا ثواب ہوتا ہے جسقدر مردے اس قبرستان میں ہیں ان احادیث کو امام سیوطیؒ نے کتاب شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور ص۱۲۳ طبع مصر میں بیان کیا ہے۔ بہشتی گوہر کا محشی کہتا ہے کہ حدیث اول و ثالث بظاہر اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ثواب زندوں کی طرف سے مردوں کو بغیر تقسیم کے برابر ملتا ہے۔ صاحب ترتیب نور محمدی اس کی توضیح میں کہتا ہے کہ مطلب اس قبرستان کے مردوں کے برابر ثواب ملنے سے یہ ہے کہ ثواب بخشنے والے نے ایک نیکی کی ہے اسکے معاوضے میں اس کو اس قبرستان کے تمام مدفون مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ جب اپنی رحمت سے مدفون مردوں کو ثواب بغیر تقسیم کئے پورا عنایت فرمائینگے تو پڑھنے والے کیلئے بھی جزا اس طرح ملے گی گویا اس نے ہر مردے کیلئے علیحدہ علیحدہ پڑھ کر ثواب بخشا ہے ۱۲

مسائل

سوال (۱) جماعت میں امام کے قرأت شروع کرنے کے بعد کوئی شخص آکر شریک ہو تو اب اس کو ثنا یعنی سبحانک اللھم پڑھنا چاہئے یا نہیں اگر چاہئے تو نیت باندھنے کے ساتھ ہی یا کس وقت۔ جواب نہیں پڑھنا چاہئے۔ سوال (۲) کوئی شخص رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوا اب رکعت تو اس کو مل گئی مگر ثنا فوت ہوئی۔ اب اس کو دوسری رکعت میں ثنا پڑھنی چاہئے یا کسی اور رکعت میں یا ذمے سے ساقط ہوگئی۔ جواب کہیں نہ پڑھے۔ سوال (۳) رکوع کی تسبیح سہو سے سجدے میں کہی یعنی بجائے سبحان ربی الاعلیٰ کے سبحان ربی العظیم کہتا رہا یا برعکس اس کے تو سجدۂ سہو تو نہ ہوگا یا نماز میں کوئی خرابی تو نہ ہوگی جواب اس سے ترک سنت ہوا اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ سوال (۴) رکوع کی تسبیح سجدہ سہو میں کہہ چکا تھا اور پھر سجدہ ہی میں خیال آیا کہ یہ رکوع کی تسبیح ہے تو اب سجدے کی

تسبیح یاد آنے پر کہنا چاہئے یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی۔ **جواب** اگر امام یا منفرد ہے تو تسبیح سجدے کی کہہ لے اور اگر مقتدی ہے تو امام کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو۔ **سوال**(۵) نماز میں جمائی جب نہ رکے تو منہ میں ہاتھ دے لینا چاہئے یا نہیں۔ **جواب** جب ویسے نہ رکے تو ہاتھ سے روک لینا جائز ہے۔ **سوال**(۶) ٹوپی اگر سجدے میں گر پڑے تو اسے پھر ہاتھ سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا چاہئے یا ننگے سر نماز پڑھے۔ **جواب** سر پر رکھ لینا بہتر ہے اگر عمل کثیر کی ضرورت نہ پڑے۔ **سوال**(۷) نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورت شروع کرے تو بسم اللہ کہہ کر شروع کرے اگر درکوع والی سورت پڑھے تو شروع سورت پر بسم اللہ کہے اور دوسری رکعت میں جب اسی سورت کا دوسرا رکوع شروع کرے تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔ **جواب**۔ سورۃ کے شروع میں مندوب ہے اور رکوع پر نہیں۔ واللہ اعلم (**کتبہ اشرف علی تھانوی**)

مسئلہ(۱) امام کو بغیر کسی ضرورت کے محراب کے سوا اور کسی جگہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر محراب میں کھڑے ہونے کے وقت پیر باہر ہونے چاہئیں۔ **مسئلہ**(۲) جو دعوت نام آوری کے لئے کی جائے تو اس کا قبول نہ کرنا بہتر ہے۔ **مسئلہ**(۳) گواہی پر اجرت لینا حرام ہے لیکن گواہ کو بقدر ضرورت اپنے اور اپنے اہل و عیال کے خرچ لے لینا جائز ہے بقدر اس وقت کے جو صرف ہوا ہے جبکہ اسکے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو۔ **مسئلہ**(۴) اگر مجلس دعوت میں کوئی امر خلاف شرع ہو سو اگر وہاں جانے کے قبل معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے البتہ اگر قوی امید ہو کہ میرے جانے سے بوجہ میری شرم اور لحاظ کے وہ امر موقوف ہو جائیگا تو جانا بہتر ہے اور اگر معلوم نہ تھا اور چلا گیا اور وہاں جا کر دیکھا۔ سو اگر یہ شخص مقتدائے دین ہے تب تو لوٹ آئے اور اگر مقتدا نہیں عوام الناس ہی ہے سو اگر عین کھانے کے موقع پر وہ امر خلاف شرع ہے تو وہاں نہ بیٹھے اور اگر دوسرے موقع پر ہے تو خیر بمجبوری بیٹھ جائے اور بہتر ہے کہ صاحب مکان کو فہمائش کرے اور اگر اس قدر ہمت نہ ہو تو صبر کرے اور دل سے اسے برا سمجھے اور اگر کوئی شخص مقتدائے دین نہ ہو لیکن ذی اثر و صاحب وجاہت ہو کہ لوگ اسکے افعال کا اتباع کرتے ہوں تو وہ بھی اس مسئلہ میں مقتدائے دین کے حکم میں ہے۔ **مسئلہ**(۵) بعض سودی بنکوں میں روپیہ امانۃً جمع کر دیتے ہیں اور اس کا نفع نہیں لیتے سو چونکہ بالیقین بنک میں روپیہ بعینہ محفوظ نہیں رہتا کاروبار میں لگا رہتا ہے اسلئے وہ امانت نہیں رہتا بلکہ قرض ہو جاتا ہے اور گو اس شخص نے سود نہیں لیا مگر سود لینے والوں کی اعانت قرض سے کی اور اعانت گناہ کی گناہ ہے اسلئے روپیہ داخل کرنا بھی درست نہیں یعنی یہ جمع کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسے سود لینے کیلئے جمع کرنا (ق)

مسئلہ(۶) جو شخص پاخانہ پھر رہا ہو یا پیشاب کر رہا ہو تو اس کو سلام کرنا حرام ہے اور اس کا جواب دینا بھی جائز نہیں۔ **مسئلہ**(۷) اگر کوئی شخص چند لوگوں میں کسی کا نام لیکر اس کو سلام کرے مثلاً یوں کہے السلام علیک یا زید تو جس کو سلام کیا ہے اسکے سوا کوئی اور جواب دیوے تو وہ جواب نہ سمجھا جائے گا اور جس کو سلام کیا ہے اسکے ذمہ جواب فرض باقی رہیگا اگر جواب نہ دیگا تو گنہگار ہوگا مگر اس طرح سلام کرنا خلاف سنت ہے سنت کا طریق یہ ہے کہ جماعت میں کسی کو خاص نہ کرے اور السلام علیکم کہے (مؤلف) اور اگر کسی ایک ہی شخص کو سلام کرنا ہو جب بھی یہی لفظ استعمال کرے اور اسی طرح جواب میں بھی خواہ جواب جس کو دیا جاتا ہے ایک ہی شخص ہو یا زیادہ ہوں وعلیکم السلام کہنا چاہئے۔ **مسئلہ**(۸) سوار کو پیدل چلنے والے پر سلام کرنا چاہئے اور جو کھڑا ہو وہ

بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے سے لوگ بہت سے لوگوں کو سلام کریں اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ اور ان سب صورتوں میں اگر بالعکس کرے مثلاً بہت سے لوگ تھوڑوں کو یا بڑا چھوٹے کو سلام کرے تو یہ بھی جائز ہے مگر بہتر وہی ہے جو پہلے بیان ہوا [ق]۔ **مسئلہ ۹** غیر محرم مرد کیلئے کسی جوان یا درمیانی عمر کی عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے اسی طرح خطوں میں لکھ کر بھیجنا یا کسی کے ذریعہ سے کہلا کر بھیجنا اور اسی طرح نامحرم عورتوں کے لئے مردوں کو سلام کرنا بھی ممنوع ہے اسلئے کہ ان صورتوں میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے اور فتنہ کا سبب بھی فتنہ ہوتا ہے۔ ہاں اگر کسی بڈھی عورت کو یا بڈھے مرد کو سلام کیا جائے تو مضائقہ نہیں مگر غیر محارم سے ایسے تعلقات رکھنا ایسی حالت میں بھی بہتر نہیں۔ ہاں جہاں کوئی خصوصیت اس کی مقتضی ہو اور احتمال فتنہ کا نہ ہو تو وہ اور بات ہے [ق]۔ **مسئلہ ۱۰** جبتک کوئی خاص ضرورت نہ ہو کافروں کو نہ سلام کرے اور اسی طرح فاسقوں کو بھی اور جب کوئی حاجت ضروری ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر اسکے سلام اور کلام کرنے سے ان کے ہدایت پرآنے کی امید ہو تو بھی سلام کرلے [ق]۔ **مسئلہ ۱۱** جو لوگ علمی مذاکرہ کر رہے ہوں یعنی مسائل کی گفتگو کرتے ہوں۔ پڑھتے پڑھاتے ہوں یا ان میں سے ایک علمی گفتگو کر رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں تو ان کو سلام نہ کرے اگر کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اسی طرح تکبیر اور اذان کے وقت بھی (مؤذن یا غیر مؤذن کو) سلام کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان تینوں صورتوں میں جواب [ش] نہ دے۔

ضمیمہ ثانیہ بہشتی گوہر مسماۃ بہ تعدیل حقوق الوالدین

از جانب محشی بہشتی گوہر التماس ہے کہ یہ مضمون جو بعنوان ضمیمہ ثانیہ درج کیا جاتا ہے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا تحریر فرمودہ ہے جس میں والدین کے حقوق کی تحقیق و تفصیل کی گئی ہے۔ ہر چند کہ بہشتی زیور حصہ پنجم میں بضمن حقوق۔ حقوق والدین کا بھی اجمالی تذکرہ آچکا ہے لیکن چونکہ وہ مشترک تھا عورتوں اور مردوں کے درمیان اور اس موجودہ مضمون کا تعلق زیادہ مردوں سے ہے اسلئے بہشتی گوہر میں اس کا ملحق کرنا مناسب معلوم ہوا۔ پس اس کو حصہ پنجم بہشتی زیور کا تتمہ سمجھنا چاہئے اور مضمون مذکور یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل۔ الآیۃ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کردو اور جب تم لوگوں میں حکم کرو انصاف سے حکم کرو اھ۔ اس آیت کے عموم سے دو حکم مفہوم ہوئے ایک یہ ہے کہ اہل حقوق کو اُن کے حقوق واجبہ کا ادا کرنا واجب ہے دوسرے یہ کہ ایک حق کے لئے دوسرے شخص کا حق ضائع کرنا ناجائز ہے ان دونوں حکم کلی کے متعلقات میں سے وہ خاص دو جزئی مواقع بھی ہیں جن کے متعلق اس وقت تحقیق کرنے کا قصد ہے ایک ان میں سے والدین کے حقوق واجبہ وغیر واجبہ کی تعیین ہے دوسرے والدین کے حقوق اور زوجہ یا اولاد کے حقوق میں تعارض و تزاحم کے وقت ان حقوق کی تعدیل ہے اور ضرورت اس تحقیق کی یہ ہوئی کہ واقعات غیر محصورہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح بعض بے قید لوگ والدین کے حق میں تفریط کرتے ہیں اور ان کے وجوب اطاعت کی نصوص کو نظر انداز

کرتے ہیں اوران کے حقوق کاوبال اپنے سر لیتے ہیں۔ اسی طرح بعضے دینداروالدین کے حق میں افراط کرتے ہیں جس سے دوسرے صاحب حق کے حقوق مثلاً زوجہ کے یا اولاد کے تلف ہوتے ہیں اوراُن کے وجوب رعایت کی نصوص کو نظرانداز کرتے ہیں اوراُن کے اتلاف حقوق کاوبال اپنے سر لیتے ہیں اور بعضے کسی صاحب حق کاحق توضائع نہیں کرتے لیکن حقوق غیرواجبہ کوواجب سمجھ کراُن کے ادا کاقصد کرتے ہیں اورچونکہ بعض اوقات ان کاتحمل نہیں ہوتااسلئے تنگ ہوتے ہیں اوراس سے وسوسہ ہونے لگتاہے کہ بعض احکام شرعیہ میں ناقابل برداشت سختی اور تنگی ہے اس طرح سے ان بیچاروں کے دین کوضرر پہنچتاہے اوراس حیثیت سے اس کوبھی صاحب حق کے حقوق واجبہ ضائع کرنے میں داخل کرسکتے ہیں اوروہ صاحب حق اس شخص کانفس ہے کہ اسکے بھی بعض حقوق واجب ہیں۔ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ان لنفسك علیك حقاً اوران حقوق واجبہ میں سے سب سے بڑھ کرحفاظت اپنے دین کی ہے پس جب والدین کے حق غیرواجب کوواجب سمجھنا مفضی ہو اس معصیت مذکورہ کی طرف اسلئے حقوق واجبہ وغیرواجبہ کاامتیاز واجب ہوا اس امتیاز کے بعد پھراگرعملاً ان حقوق کاالتزام کرلیگامگراعتقاداً واجب نہ سمجھیگا تووہ محذور تولازم نہ آئے گا۔ اس تنگی کواپنے ہاتھوں کی خریدی ہوئی سمجھے گااورجب تک برداشت کرے گااس کی عالی ہمتی ہے اوراس تصور میں بھی ایک گونہ حظ ہوگاکہ میں باوجود میرے ذمہ نہ ہونے کے اس کاتحمل کرتاہوں اورجب چاہے گاسبکدوش ہوسکے گا غرض علم احکام میں ہرطرح کی مصلحت ہی مصلحت ہے اورجہل میں ہرطرح کی مضرت ہی مضرت ہے پس اسی تمیز کی غرض سے یہ چند سطور لکھتاہوں اب اس تمہید کے بعد اول اسکے متعلق ضروری روایات حدیثیہ وفقہیہ جمع کرکے پھر ان سے جواحکام ماخوذ ہوتے ہیں ان کی تقریر کردوں گااوراس کواگر "تعدیل حقوق والدین" کے لقب سے نامزد کیاجائے تونازیبا نہیں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

(نوٹ) عربی عبارت کاحاصل مطلب اردو میں عوام کے فائدہ کیلئے اس مرتبہ اضافہ کردیا گیاہے۔ ۱۲ ی

فی المشکوۃ عن ابن عمر قال کانت تحتی امرأۃ احبها وکان عمر رض یکرهها فقال لی طلقها فابیت فاتی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلك له فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلقها رواہ الترمذی فی المرقاۃ طلقها امر ندب اووجوب ان کان هناك باعث اٰخر وقال الامام الغزالی فی الاحیاء ج ۲ ص۲۱۷ کذا فی هذا الحدیث فهذا یدل علی ان حق الوالد مقدم ولکن والد یکرهها لالغرض فاسد مثل عمر فی المشکوۃ عن معاذ قال وصانی

عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی میں اس سے خوش تھااوراس سے محبت رکھتاتھامگرحضرت عمر میرے باپ اس سے ناخوش تھے انھوں نے مجھ سے فرمایاکہ اس عورت کوطلاق دیدے میں نے انکار کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ ذکر کیا۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاکہ اس عورت کوطلاق دیدے۔ مرقاۃ میں لکھاہے کہ طلاق کاامر بطوراستحباب کے تھایااگروہاں پرکوئی اورسبب بھی موجود تھاتووجوب کیلئے تھا

ف یعنی اپنے اختیار سے اپنے نفس پر تنگی کی ہے ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وساق الحدیث وفیہ لاتعقن
والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک لحدیث
فی المرقاۃ شرط للمبالغۃ باعتبار الاکمل ایضا اما باعتبار
اصل الجواز فلا یلزمہ طلاق زوجۃ امراہ بفراقھا وان
تاذیا ببقاءھا ایذاء شدیدا لانہ قد یحصل لہ ضرر بھا
فلا یکلفہ لاجلھما اذ من شان شفقتھما انھما لو تحققا ذلک
لم یامراہ بہ فالزامھما لہ بہ مع ذلک حمق منھما ولا یلتفت
الیہ وکذلک اخراج مالہ انتھی مختصرا قلت والقرینۃ
علی کونہ للمبالغۃ اقترانہ بقولہ علیہ السلام فی ذلک الحدیث
لا تشرک باللہ وان قتلت اوحرقت فھذا للمبالغۃ قطعا
والا ففی الجواز یتلفظ کلمۃ الکفر او ان یفعل ما یقتضی
الکفر ثابت بقولہ تعالی من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من
اکرہ الایۃ فافھم فی المشکوۃ عن ابن عباس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح مطیعا للہ فی والدیہ
الحدیث وفیہ قال رجل وان ظلماہ قال وان ظلماہ وان
ظلماہ وان ظلماہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان فی المرقاۃ
فی والدیہ ای فی حقھما وفیہ ان طاعۃ الوالدین لم تکن
طاعۃ مستقلۃ بل ھی طاعۃ اللہ التی بلغت توصیتھا من اللہ تعالی
بجنب طاعتھما الطاعۃ الی ان قال ویؤیدہ انہ ورد لا
طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق وفیہ وان ظلماہ قال
الطیبی یراد بالظلم ما یتعلق بالامور الدنیویۃ لا الاخرویۃ
قلت وقولہ صلعم ھذا وان ظلماہ م فی ابضاء المصدق ارضوا مصدقیکم
وان ظلمتم رواہ ابوداؤد ولقولہ علیہ السلام فیہم وان ظلموا فعلیہم
الحدیث رواہ ابوداؤد ومعناہ علی ما فی اللمعات قولہ وان ظلموا ای بحسب
زعمکم او علی الفرض والتقدیر مبالغۃ ولو کانوا ظالمین

امام غزالی احیاء میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی
ہے کہ والد کا حق مقدم ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ والد اس عورت کو کسی
غرض فاسد کی وجہ سے برا نہ سمجھتا ہو جیسا کہ حضرت عمرؓ کسی غرض
فاسد کی وجہ سے اسے برا نہ سمجھتے تھے۔ حضرت معاذ کی ایک
حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کر اگرچہ وہ تجھ کو یہ حکم کریں کہ اہل و
عیال اور مال سے علیحدہ ہوجا۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ یہ مبالغہ
اور کمال اطاعت کا بیان ہے ورنہ اصل حکم کے لحاظ سے لڑکے
کیلئے والدین کے فرمانے کی بنا پر اپنی بیوی کو طلاق دینا ضروری
نہیں اگرچہ ماں باپ کو بیوی کے طلاق نہ دینے سے سخت تکلیف
ہو کیونکہ اس کی وجہ سے کبھی لڑکے کو سخت تکلیف کا سامنا
ہوتا ہے اور ماں باپ کی شفقت سے یہ بعید ہے کہ وہ بیٹے
کی تکلیف کو جانتے ہوئے اس کا حکم کریں کہ وہ بیوی یا مال کو
علیحدہ کردے پس ایسی صورت میں ان کا کہنا ماننا ضروری نہیں
میں کہتا ہوں کہ مبالغہ کیلئے ہونے کا یہ قرینہ ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا کے ساتھ شرک
نہ کر اگرچہ تو قتل کردیا جائے یا جلا دیا جائے۔ اور یہ یقیناً مبالغہ
ہے ورنہ کلمۂ کفر ایسی مجبوری کی حالت میں کہنا اللہ تعالیٰ کے
قول مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖ سے ثابت ہے۔ ابن
عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
اپنے ماں باپ میں اللہ کا مطیع ہوتا ہے تو اگر دونوں ہوں تو دو
دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک۔ اور
اگر نافرمانی کرتا ہے تو اگر دونوں کی نافرمانی کرتا ہے تو اسکے لئے
دو دروازے دوزخ کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک کی نافرمانی
کرتا ہے تو ایک کھل جاتا ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے

حقیقۃ کیف یامرھم بارضائھم فی المشکوٰۃ عن ابن عمر
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قصۃ ثلٰثۃ نفر یتماشون و
اخذھم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم
غارھم صخرۃ فاطبقت علیھم فذکر احدھم من امرہ
فقمت عند رؤسھما ای الوالدین الذین کانا شیخین کبیرین
کما فی ھذا الحدیث، اکرہ ان اوقظھما واکرہ ان ابدأ
بالصبیۃ قبلھما والصبیۃ یتضاغون عند قدمی الحدیث
متفق علیہ فی المرقاۃ تقدیما لاحسان الوالدین علی المولودین
لتعارض صغرھم بکبرھما فان الرجل الکبیر یبقی کالطفل
الصغیر قلت وھذا التضاغی کما فی قصۃ اضیاف ابی
طلحۃ قال فعلیھم بشئ ونومیھم فی جواب قول امرأتہ
لما سئلھا ھل عندک شئ قالت لا الا قوت صبیانی و
معناہ کما فی اللمعات قالوا وھذا محمول علی ان الصبیان
لم یکونوا محتاجین الی الطعام وانما کان طلبھم علی عادۃ
الصبیان من غیر جوع والا وجب تقدیمھم وکیف یترکان
واجبا وقد اثنی اللہ علیھما اھ قلت ایضا ومما یؤید وجوب
الاضطرار الی ھذا التاویل تقدم حق الولد الصغیر
علی حق الوالد فی نفسہ کما فی الدر المختار باب النفقۃ
ولو لہ اب وطفل فالطفل احق بہ وقیل بصیغۃ التمریض
یقسمھا فیھما فی کتاب الآثار للامام محمد ؒ عن عائشۃ
قالت افضل ما اکلتم کسبکم وان اولادکم من کسبکم
قال محمد لا باس بہ اذا کان محتاجا ان یاکل من مال
ابنہ بالمعروف فان کان غنیا فاخذ منہ شیئا فھو دین
علیہ وھو قول ابی حنیفۃ محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن
حماد عن ابراھیم قال لیس للاب من مال ابنہ شئ الا

عرض کیا کہ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کرتے ہوں۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ اگرچہ وہ دونوں
ظلم ہی کرتے ہوں۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت
ماں باپ میں کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق میں اللہ
تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے اور
اس میں یہ بھی ہے کہ والدین کی اطاعت مستقل ان کی اطاعت
نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جس کی اللہ تعالیٰ
نے خاص طور سے وصیت فرمائی ہے اس لئے انکی اطاعت
اللہ تعالیٰ کی اطاعت سمجھتے ہوئے کرنی چاہئے۔ یعنی جو بات
وہ خدا کے حکم کے مطابق کہیں اس کو ماننا چاہئے اور جو
اسکے حکم کے خلاف کہیں اسے نہ ماننا چاہئے۔ کیونکہ حدیث
میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری
نہیں اور مرقاۃ میں لکھا ہے کہ ماں باپ کے ظلم سے مراد
حدیث میں دنیوی ظلم ہے اخروی ظلم نہیں۔ یعنی دنیوی امور میں
اگرچہ وہ زیادتی کریں تب بھی ان کی فرمانبرداری لازم ہے
اور اگر وہ دین کے خلاف کوئی بات کریں تو اس میں ان کی
فرمانبرداری نہ کرنی چاہئے میں کہتا ہوں حدیث حضورؐ کا یہ
فرمانا کہ اگرچہ وہ دونوں ظلم کریں ایسا ہے جیسا کہ آپ نے زکوٰۃ
وصول کرنے والے کے متعلق فرمایا ہے کہ اپنے زکوٰۃ وصول
کرنے والوں کو راضی کرو اگرچہ تم پر ظلم کیا جاوے۔ لمعات
میں لکھا ہے اس سے مقصود مبالغہ ہے یعنی تمہارے خیال
میں یا بالفرض اگر وہ ظلم کریں تب بھی تم ان کو راضی کرو۔
کیونکہ اگر وہ واقعی ظلم کرتے تھے تو آپؐ ان کو راضی کرنے
کرنے کا حکم کیسے فرما سکتے تھے۔ مشکوٰۃ میں ابن عمر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ان تین آدمیوں کے قصہ میں) روایت

ان یحتاج الیہ من طعام اوشراب اوکسوۃ قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ فی کنز العمال ج ۸ ص ۲۸۳ عن الحاکم وغیرہ ان اولادکم ھبۃ اللہ تعالیٰ لکم یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور فھم واموالھم لکم اذا احتجتم الیھا اہ قلت دل قولہ علیہ السلام فی الحدیث اذا احتجتم علی تقیید الامام محمد قول عائشۃ ان اولادکم من کسبکم بما اذا کان محتاجا ویلزم التقیید کونہ دینا علیہ اذا اخذ من غیر حاجۃ کما ھو ظاھر قلت وایضا فسر ابوبکر الصدیق بھذا قول علیہ السلام انت ومالک لابیک قال ابوبکر وانما یعنی بذلک النفقۃ رواہ البیھقی کذا فی تاریخ الخلفاء ص ۶۵ فی الدر المختار لا یفرض (القتال) علی صبی بالغ لہ ابوان او احدھما لان طاعتھما فرض عین الی ان قال لا یحل سفر فیہ خطر الا باذنھما ومالا خطر فیہ یحل بلا اذن ومنہ السفر فی طلب العلم فی رد المحتار انھما فی سعۃ من منعہ اذا کان یدخلھما من ذلک مشقۃ شدیدۃ وشمل الکافرین ایضًا او احدھما اذا کرہ خروجہ مخافۃ ومشقۃ والا بل لکراھۃ قتال اھل دینہ فلا یطیعہ ما لم یخف علیہ الضیعۃ اذ لو کان معسرًا محتاجًا الی خدمتہ فرضت علیہ ولو کافرا ولیس من الصواب ترک فرض عین لیتوصل الی فرض کفایۃ قولہ فیہ خطر کالجھاد وسفر البحر قولہ ومالا خطر کالسفر للتجارۃ والحج والعمرۃ یحل بلا اذن الا ان خیف علیھما الضیعۃ (سرخسی) قولہ ومنہ السفر فی طلب العلم لانہ اولی من التجارۃ اذا کان الطریق امنا ولم یخف علیھما الضیعۃ (سرخسی) اہ قلت ومثلہ

کرتے ہیں جو کہیں چلے جارہے تھے اور بارش آگئی وہ ایک پہاڑ میں غار کے اندر چلے گئے اسکے بعد غار کے منھ پر ایک بڑا پتھر گر پڑا اور اس نے دروازہ بند کردیا۔ انھوں نے آپس میں کہا کہ تم اپنے اپنے نیک اعمال دیکھو جو خالص اللہ کے واسطے کئے ہوں اور ان کا واسطہ دیکر دعا مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ دروازہ کھولدے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور شام کو جب گھر آتا تو بکریوں کا دودھ نکال کر اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تھا ایک دن میں بہت دور چلا گیا اور جب شام کو آیا تو میں نے اپنے ماں باپ کو سویا ہوا پایا۔ میں نے حسب معمول دودھ نکالا اور دودھ کا برتن لیکر اُن کے سر کے پاس کھڑا رہا اور ان کو جگانا اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی برا سمجھا کہ ان سے پہلے بچوں کو پلاؤں اور بچے میرے پیروں میں پڑے روتے چلاتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بچوں کا رونا چلانا ایسا ہی تھا جیسا کہ ابوطلحہ کے مہمانوں کے قصہ میں ہے جب انھوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے؟ بیوی نے کہا کہ نہیں صرف بچوں کی خوراک ہے تو ابوطلحہ نے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو۔ لمعات میں لکھا ہے کہ علماء نے اس کو اس پر محمول کیا ہے کہ وہ بچے بھوکے نہیں تھے بلکہ یا بھوک مانگ رہے تھے جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے ورنہ اگر وہ بھوکے ہوتے ان کو کھلانا واجب تھا اور واجب کو وہ کیسے ترک کرسکتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابوطلحہ اور ان کی بیوی کی تعریف کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس تاویل کی ضرورت اس

فی البحر الرائق والفتاوی الھندیۃ وفیھا فی مسئلۃ فلابد من الاستبداد ان فیہ اذا کان لہ منہ بد ج ۲ ص ۲۴۲ فی الدر المختار باب النفقۃ وکذا تجب لھا السکنی فی بیت خال عن اھلہ وعن اھلھا الخ فی رد المحتار بعد مانقل الاقوال المختلفۃ مانصہ فعلی الشریفۃ ذات الیسار لابد من افرادھا فی دار متوسطۃ الحال یکفیھا بیت واحد من دار واطال الی ان قال واھل بلادنا الشامیۃ لایسکنون فی بیت من دار مشتملۃ علی اجانب وھذا فی اوساطھم فضلا عن اشرافھم الا ان تکون دار موروثۃ بین اخوۃ مثلا فیسکن کل منھم فی جھۃ منھا مع الاشتراک فی مرافقھا ثم قال لاشک ان المعروف یختلف باختلاف الزمان والمکان فعلی المفتی ان ینظر الی حال اھل زمانہ وبلدہ اذ بدون ذلک لاتحصل المعاشرۃ بالمعروف اھ

سے بھی ثابت ہوئی کہ والد سے چھوٹے بچے کا حق مقدم ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ اگر کسی کا باپ اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو خرچہ کے اعتبار سے بیٹا باپ سے زیادہ مستحق ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں پر تقسیم کردے۔ امام محمدرح کی کتاب الآثار میں ہے کہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر روزی اپنی کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں داخل ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ جب باپ محتاج ہو تو بیٹے کے مال میں سے کھانے کا مضائقہ نہیں۔ لیکن ضرورت کے مطابق خرچ کرے فضول خرچی نہ کرے۔ اگر باپ مالدار ہے اور پھر بیٹے کا مال لیتا ہے تو وہ اس پر قرض ہے یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے اور یہ معمول بہ ہے۔ امام محمد امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حماد سے اور وہ ابراہیم سے کہ باپ کے لئے بیٹے کے مال میں کوئی حق نہیں۔ مگر یہ کہ وہ کھانے پینے اور کپڑے کا محتاج ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ اسی پر ہم عمل کرتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ کا قول ہے۔ کنز العمال میں حاکم وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جس کو چاہتے ہیں لڑکیاں دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے دیتے ہیں۔ پس وہ اولاد اور ان کا مال تمہارے لئے ہے جب تم کو ضرورت ہو۔ میں کہتا ہوں کہ حضورؐ کا یہ قول کہ (جب تم کو ضرورت ہو) اس مسئلہ پر دلالت کرتا ہے جو مسئلہ ابھی امام محمد نے حضرت عائشہ رض کے قول سے اخذ کیا تھا نیز حضرت ابوبکر رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی کہ "تو اور تیرا مال اپنے باپ کے لئے ہے" یہی تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد نان نفقہ ہے۔ درمختار میں ہے کہ ایسے نابالغ اور جوان لڑکے پر جہاد فرض نہیں ہوتا جس کے ماں باپ دونوں یا ایک موجود ہو کیونکہ ان کی اطاعت فرض عین ہے اور کوئی ایسا سفر کرنا جائز نہیں جس میں خطرہ ہو مگر ان کی اجازت سے۔ اور جس میں خطرہ نہ ہو وہ بلا اجازت جائز ہے۔ منجملہ اس کے علم حاصل کرنے کیلئے سفر بھی ہے۔ رد المحتار میں ہے کہ ماں باپ کو اس سفر سے روکنے کی گنجائش ہے جبکہ اس کی وجہ سے وہ سخت مشقت میں مبتلا ہوتے ہوں اور کافر ماں باپ کا بھی یہی حکم ہے۔ جبکہ اس کے سفر سے ان کو اندیشہ ہو۔ اور اگر وہ اپنے اہل دین کے قتال کی وجہ سے روکتے ہوں تو ان کی اطاعت نہ کرے جبتک کہ ان کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ اگر وہ تنگدست اور اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو اس پر خدمت فرض ہے اگرچہ وہ کافر ہوں اور فرض عین کو فرض کفایہ کی خاطر ترک کرنا ٹھیک نہیں۔

وہ سفر جس میں خطرہ ہو جیسے جہاد اور سمندر کا سفر ہے اور جس میں خطرہ نہیں جیسے تجارت حج عمرہ کے لئے سفر کرنا وہ بلا اجازت جائز ہے مگر یہ کہ ہلاکت کا خوف ہو اور علم کا سفر بھی اسی میں داخل ہے جبکہ راستہ مامون ہو اور ہلاکت کا خوف نہ ہو۔ بحرالرائق اور فتاویٰ ہندیہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور فتاوی ہندیہ میں ایک مسئلہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ والدین سے اجازت لینا ضروری ہے جبکہ ضروری کام نہ ہو۔ درمختار باب النفقۃ میں ہے کہ بیوی کیلئے ایسا گھر دینا جس میں کوئی بیوی یا شوہر کے اقارب سے نہ رہتا ہو واجب ہے۔ ردالمختار میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ شریف مالدار عورت کے لئے متوسط درجہ کا ایک گھر دینا ضروری ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے شام کے شہروں میں متوسط درجہ کے لوگ بھی ایسے گھروں میں نہیں رہتے جن میں اجنبی لوگ رہتے ہوں چہ جائیکہ امیر اور شریف لوگ رہیں مگر یہ کہ گھر چند بھائیوں کے درمیان مشترک اور موروث ہو تو ایسی صورت میں ہر ایک اپنے حصہ میں رہتا ہے اور گھر کے حقوق و ضروریات مشترک ہوتے ہیں اس کے بعد کہا ہے کہ عرف زمان اور مکان کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے۔ مفتی کو زمان اور مکان پر نظر رکھنی ضروری ہے بلا اس کے معاشرۃ بالمعروف حاصل نہیں ہوسکتی۔ (ترجمہ ختم ہوگیا)

ان روایات سے چند مسائل ظاہر ہوئے۔ اول جو امر شرعًا واجب ہو اور ماں باپ اس سے منع کریں اسمیں ان کی اطاعت جائز بھی نہیں۔ واجب ہونے کا تو کیا احتمال ہے۔ اس قاعدے میں یہ فروع بھی آ گئے۔ مثلاً اس شخص کے پاس مالی وسعت اس قدر کم ہے کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس شخص کو جائز نہیں کہ بیوی بچوں کو تکلیف دے اور ماں باپ پر خرچ کرے اور مثلاً بیوی کا حق ہے کہ وہ شوہر سے ماں باپ سے جدا رہنے کا مطالبہ کرے پس اگر وہ اس کی خواہش کرے اور ماں باپ اس کو شامل رکھنا چاہیں تو شوہر کو جائز نہیں کہ اس حالت میں بیوی کو ان کے شامل رکھے بلکہ واجب ہوگا کہ اس کو جدا رکھے یا مثلاً حج و عمرہ کو یا طلب العلم بقدر الفریضۃ کو نہ جانے دیں تو اس میں ان کی اطاعت ناجائز ہوگی۔

دوم جو امر شرعًا ناجائز ہو اور ماں باپ اس کا حکم کریں اس میں بھی ان کی اطاعت جائز نہیں۔ مثلاً وہ کسی ناجائز نوکری کا حکم کریں یا رسوم جہالت اختیار کراویں وعلیٰ ہذا۔ سوم جو امر شرعًا نہ واجب ہو اور نہ ممنوع ہو بلکہ مباح ہو بلکہ خواہ مستحب ہی ہو اور ماں باپ اس کے کرنے یا نہ کرنے کو کہیں تو اس میں تفصیل ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ اس امر کی اس شخص کو ایسی ضرورت ہے کہ بدون اس کے تکلیف ہوگی۔ مثلاً غریب آدمی ہے پاس پیسہ نہیں۔ بستی میں کوئی صورت کمائی کی نہیں مگر ماں باپ نہیں جانے دیتے۔ یا یہ کہ اس شخص کو ایسی ضرورت نہیں اگر اس درجہ کی ضرورت ہے تو اس میں ماں باپ کی اطاعت ضروری نہیں۔ اور اگر اس درجہ ضرورت نہیں تو پھر دیکھنا چاہئے کہ اس کام کرنے میں کوئی خطرہ و اندیشہ ہلاک یا مرض کا ہے یا نہیں اور یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس شخص کے اس کام میں مشغول ہو جانے

سے بوجہ کوئی خادم و سامان نہ ہونے کے خود ان کے تکلیف اٹھانے کا احتمال قوی ہے یا نہیں پس اگر اس کام میں خطرہ ہے یا اس کے غائب ہو جانے سے ان کو بوجہ بے سرو سامانی تکلیف ہوگی تب تو ان کی مخالفت جائز نہیں۔ مثلاً غیر واجب لڑائی میں جاتا ہے یا سمندر کا سفر کرتا ہے یا پھر کوئی ان کا خبر گیراں نہ رہے گا اور اس کے پاس اتنا مال نہیں جس سے انتظام خادم و نفقہ کافیہ کا کر جائے اور وہ کام اور سفر بھی ضروری نہیں تو اس حالت میں ان کی اطاعت واجب ہوگی اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں یعنی نہ اس کام یا سفر میں اس کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ان کی مشقت و تکلیف ظاہری کا کوئی احتمال ہے تو بلا ضرورت بھی وہ کام یا سفر باوجود ان کی ممانعت کے جائز ہے گو مستحب یہی ہے کہ اس وقت بھی اطاعت کرے اور اسی کلیہ سے ان فروع کا بھی حکم معلوم ہو گیا کہ مثلاً وہ کہیں کہ اپنی بی بی کو بلا وجہ معتد بہ طلاق دیدے تو اطاعت واجب نہیں۔

وحدیث ابن عمر یحمل علی الاستحباب او علی ان امر عمر کان عن سبب صحیح اور مثلاً وہ کہیں کہ تمام کمائی اپنی ہم کو دیا کرو تو اس میں بھی اطاعت واجب نہیں اور اگر وہ اس پر جبر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ وحدیث انت ومالك لابيك محمول على الاحتياج كيف وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يحل مال امرأ الا بطيب نفس منه اور اگر وہ حاجت ضروریہ سے زائد بلا اذن لینگے تو وہ ان کے ذمے دَین ہوگا جس کا مطالبہ دنیا میں بھی ہو سکتا ہے۔ اگر یہاں نہ دینگے قیامت میں دینا پڑے گا۔ فقہاء کی تصریح اس کے لئے کافی ہے وہ اس کے معانی کو خوب سمجھتے ہیں خصوصاً جبکہ حدیث حاکم میں بھی اذا احتجتم کی قید مصرح ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ

اشرف علی

۲۷ جمادی الاخری ۱۳۳۲ھ۔ مقام تھانہ بھون

تمت